مضمون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و سپاس اُس خالق یکتا و رب بے ہمتا کو لائق ہے اور سزاوار ہے جسکی قدرت جلالت کا افسانہ
ازل سے مخلوق کی زبان پر جاری ہے ابتدا سے شب و روز و ماہ و سال یہی بیان کرتے کرتے
تمام ہوا کیے مگر آج تک یہ قصہ ختم نہوا نہ آیندہ خاتمہ کی امید ہے رات کو محفل انجم میں یہی قصہ
بیان ہوتا ہے اور صبح کو یہی افسانہ مرغان خوش الحان کا ورد زبان ہوتا ہے یہی قصہ آسمان جھکا ہوا
زمین سے کہا کرتا ہے پہاڑ اسی کے اشتیاق میں گردنیں اُٹھائے گوش بر آواز کھڑے رہتے ہیں
اسی عجیب افسانہ کے اثر نے ایک عالم کو [illegible] مدہوش کر کے سُلا دیا ہے وہ نیند
آئی ہے کہ ہر ایک کو آغوش لحد میں ہے شاید کہ اجل کہتی ہے افسانہ کسی کا ہستی و فنا اسی افسانہ
کے دو ٹکڑے ہیں جنھیں زندگی ایک خیالی کہانی اور موت ایک واقعی و وقوعی تذکرہ ہے بالیوں کہنا
درست ہے کہ ہمارے واسطے لڑکوں کی لوریوں کی جگہ ایسا افسانہ چھیڑا گیا ہے جسکے اثر نے ایک
عالم کو داروے بیہوشی پلائی کہ کسیکو پچھلی خبر نہیں رہی ہم کیا ہیں جو ایسے معبود بے ہمتا و
خالق مطلق کی حمد و ثنا بیان کریں لہذا اس شعر پر ختم کلام مناسب مقام ہے

حمد ہی جس نے جو کلام کیا | ہیں سے یون حمد کو تمام کیا

نعت حضرت سرور کائنات

سبحان اللہ کیا عنایت ایزدی و الطاف سرمدی ہے کہ ہمکو ایسا رسول معظم و نبی مکرم عطا فرمایا
جو باعث ایجاد عالم بہترین نسل آدم اشرف انبیا شفیع روز جزا ہے اسکی مدح میں فرشتوں

کی زبان لال ہی انسان کی کیا مجال ہی خود خدا نے اسکی توصیف کی اور وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى کی عزت دی ہی خاتم الانبیا کا خطاب انھین سے پایا دوسرے کو یہ
مرتبہ نہ آیا مختصر یہ کہ وہ نبیون مین نبی ایسے کہ ختم الانبیا مشہور ہوے + حسینون مین حسین ایسے کہ
محبوب خدا مشہور ہوے + اور منقبت حضرت امیر المومنین امام المتقین نفس رسول زوج بتول
اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب ایک دریاے ناپیدا کنار ہی اسکی ثنا وری بہت دشوار ہی
خلاصہ یہ کہ وہ علی کے رتبہ اعلے کو کوئی کیا جانے + خدا کے بعد رسالتمآب سمجھے ہین + اور
انکی آل اطہار اور ذریت اخیار کی مدح وثنا مین زبان قاصر ہی ہر شخص انکی افضلیت سے ماہر ہی

سبب ترتیب و موجب تالیف

ناظرین والا تمکین سبب ترتیب و موجب تالیف حصہ اول جلد پنجم و ششم آفتاب شجاعت
مین ملاحظہ فرما چکے ہونگے اگرچہ اس حصہ دوم مین اسکی ضرورت نہ تھی مگر بنظر احتیاط
بطور مختصر تحریر کیا جاتا ہی کہ حسب الحکم اعلیٰ حضرت عرش منزلت نواب گرامی خطاب مستغنی الاوصاف
والالقاب حضور لامع النور عالی جناب نواب ابن نواب ابن نواب ابن نواب والا جاہ امیر الملک
رکن الدولہ نصرت جنگ مخلص الدولہ حافظ الملک ہز ہائنس جناب نواب محمد بہاول خان صاحب
بہادر خامس عباسی خلد اللہ ملکہ و اجلالہ والی ریاست دار السرور بہاولپور کے اقل الخدام
حضرت ممدوح اعنی محمد عبد الرشید عبد العزیز لاہوری نے شیخ تصدق حسین صاحب داستانگو
لکھنوی سے بشرکت مولوی محمد اسمعیل صاحب اثر لکھنوی لباس ترتیب سے آراستہ کیا

اب یہان سے چند کلمہ داستان پر شوکت بیان زیب اورنگ صاحبقرانی
زینت بارگاہ سلیمانی صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران
بن صاحبقران یعنی شاہزادہ رفیع البخت بن بدیع الملک نوجوان کے
بیان کیے جاتے ہین

سخندانان یکتاے زمانہ + رقم کردہ چنین نادرہ فسانہ + یہ داستان اس مقام پر
چھوڑی تھی کہ شاہزادہ رفیع البخت نے طلسم مہتاب کو توڑا اور دریا نمودار
ہوا دریا پار جادوگرنی نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا ادہر لشکر شاہزادہ رفیع البخت
مین بھی نقارہ رزمی بجا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی ساحرون
نے اگاریان روشن کین بخور گگل تند رنگ لوبان ریالی سرون کا لے دانہ
ا ہونے لگا ہیرون کو کچھ منشیات دے کر سحر کو قوت دینے لگے آواز جن

جھٹکا کیا غرضکہ ہر طریقے سے انھون نے سحر کو اپنے زور دیا اسی عالم مین شب بسر ہوئی
اور روز روشن نمودار ہوا اس طرف لشکر اسلام مین اذان ہوئی اور ادھر فوج کفار
مین ڈفلے ڈبرو بجنے پرستش بتون کی ہونے لگی ہر طرف سنکھ اور گھنٹے کی آوازین
بلند تھین جب دونون گروہ اپنے اپنے مذہب کے موافق عبادت رب بے نیاز سے
فراغ حاصل کر چکے تو آلات حرب وضرب تن پر آراستہ کرکے عازم میدان کارزار ہوئے
ادھر رفیع البخت اپنے لشکر کو لیکر میدان جنگ مین آئے صفین آراستہ کرنے لگے اسطرف
سے فوج دریا بار جادو کی کشتیون پر سے اتر اتر کر میدان جنگ مین پہونچی اور صفین باندھکر
استادہ ہوئی بعد آراستگی صفوف لشکر نقیب نہیب دیکر ہٹے تھے کہ فوج دریا بار جادو سے
آبشار جادو میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا اور سردارون نے نکلنے کا قصد کیا تھا مگر
رفیع البخت نے منع کیا کہ یہ کام ہمارا ہے تمہارا نہین ہو تم ساحرون سے نہین لڑ سکتے ہو
یہ فرما کر آپ مقابل مین آبشار جادو کے آئے آبشار جادو نے اسم سحر پڑھکر ایک
دوہتڑ مارا کہ زمین شق ہوئی اور زمین سے پانی ابلنے لگا یہ معلوم ہوا کہ سیلاب آگیا قریب
تھا کہ رفیع البخت مع لشکر غرق ہو جائین کہ ایک مرتبہ تختی کو دیکھا لکھا تھا کہ فلان
اسم پڑھکر نیزہ زمین مین گاڑدو اور فلان اسم پڑھکر نیزہ اکھیڑ لو شاہزادے نے ایسا ہی
دیسا ہی کیا نیزہ اکھیڑتے ہی تمام پانی اسی سوراخ مین غائب ہو گیا جو رفیع البخت
نے نیزہ سے زمین مین کیا تھا اور بعد اسکے تلوار کھینچکر آبشار جادو کیطرف بڑھے
اس نے کچھ اور سحر کرنا چاہا تھا کہ رفیع البخت نے عکس تختی کا ڈالا آبشار جادو سحر
بھولا رفیع البخت نے قریب ہو چکے تلوار ماری ہر چند اسنے سحر کیے کہ سپرین پیدا ہوئین
مگر تلوار سپرون کو قلم کرتی ہوئی سر پر پڑی کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے آبشار جادو کے مرتے ہی
آندھی چلی خاک اڑی شور گیرودار بپا ہوا بعد سنگباری دیر تک باری رہی سحرون نے
شور کیا کہ کشتی مرا نام من آبشار جادو بود حیف مردیم وجان دادیم و بہ مطلب خود
نرسیدیم جب وقت علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی تو لشکر آبشار جادو
سے نہنگ جادو نکلا اور سامنے رفیع البخت کے آکر اس نے آواز دی کہ اے
سرکش غضب کیا تو نے کہ آبشار جادو سے ساحر کو مارا کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر
جھولی سے گولا فولادی نکال کر مارا کہ گولہ شعلہ آتش بنکر رفیع البخت کی طرف چلا
رفیع البخت نے تختی زمردی سامنے کر دی تو گولہ اسطرف آتا تھا عکس تختی کا
پڑتے ہی اس طرف پلٹا اور سینے کو نہنگ کے توڑ کر پار گذر گیا کہ یہ بھی گرا
اور تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوا اسکے مرنے [illegible] شور و غوغا ہوا جب لاش اسکی
پھڑک کر سرد ہو گئی تو پھر اسکے مرنے کی آواز [illegible] چلے گئے اسکے بعد نہنگ جادو
میدان مین آیا اور رفیع البخت کی طرف [illegible] اسکے حربے کے منتظر رہے
جب نہنگ جادو قریب رفیع البخت کے پہونچا اس نے چاہا کہ رفیع البخت کو

اسلیے کہ یہان سے تو لوح بیکار ہو گئی اب خاص لوح طلسمی کی ضرورت ہے القصہ
رفیع البخت ماردگی برپا ہوئی شاہزادہ شام کو وضو کرکے داخل خیمہ ہوا اور
مغربین کو ادا کرکے دو رکعت نماز حاجت پڑھکر دعا کی کہ اے کس بیکسان و اے دا
غریبان اگر میرے مقدر مین فتاحی طلسم نور افگین کی ہے تو مجھے ہدایت ہو کہ مین لوح تلاش
کرون ورنہ اس ارادہ سے باز رہون یہ دعا کرکے سو گئے عالم رویا مین آصف بن برخیا
وزیر جناب سلیمان علی نبینا و آلہ و علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ ہم طلسم بناتے بناتے
تھک گئے مگر آپ لوگون نے طلسمون کو توڑا شاہزادے نے فرمایا کہ آپ کون لوگ ہین
آصف بن برخیا نے نام اپنا بتایا شاہزادے نے کہا کہ ایک امر میرے ذہن مین نہین
آتا وہ یہ کہ جب آپ لوگون نے طلسم بنائے تو لوح کیون بنائی کہا اسواسطے کہ طلسم کشائی
کے وقت آپ لوگون کو آسانی ہو ہمین معلوم تھا کہ ایک زمانہ مین عمل کفار کا ہوگا اور تمام
مال و خزانہ انکے قبضہ مین آجائینگے اسواسطے لوحین بنا بنا کر پوشیدہ کر دی ہین کہ جب آپ
لوگون کا زمانہ آئے تو آپ کو آسانی ہو شاہزادے نے فرمایا کہ اب پتہ لوح کا بتائیے
آصف بن برخیا نے کہا کہ یہان سے داہنی جانب صحرا مین جائیے دو روز کی رہروی
مین ایک باغ نظر آئے گا آپ اندر اس باغ کے جائیے گا وہان اکھاڑا بنا ہوگا اور ایک
[illegible] پہلوانون کو زور دلا رہی ہوگی آپ جاکر اس سے مقابلہ کیجیے گا اور اسے
[illegible] شرط اسکی یہ ہے کہ جو مجھے زیر کرے مین اسکی مطیع ہون اور
[illegible] میرا اختیار ہے بہت سے شاہزادے اور شہریار زادے اسنے
زیر کیے ہین اور [illegible] نام بنایا ہے اس سے تمکو بڑی مدد ملے گی کہ وہ دختر ہے رازدار جادو
کی جو واقف اسرار طلسم ہے بلکہ ماہ شبیر سوا اسکا نام ہے اور بعد فتح طلسم اس سے
عقد کرنا کہ فرزند زبردست پیدا ہوگا جسوقت وہ تمہاری مطیع ہو جائیگی تو باپ اسکا
رازدار جادو بھی اسکے مطیع ہوگا اور یقین لوح طلسمی اسکی مدد سے ملے گی یہ خواب
دیکھکر رفیع البخت کی آنکھ کھل گئی خیمہ کو معطر پایا وقت نماز صبح کا تھا فریضہ سحری کو
ادا کرکے باہر آئے لاہور تیز گام نے آکر عرض کی کہ شیر [illegible] شاہزادے نے
فرمایا کہ تو بہت گستاخ ہو گیا ہے مین تلاش لوح مین جاتا ہون تو لشکر کو لیکر میرے عقب
مین آنا یہ فرما کر مرکب طلب کیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر جانب صحرا روانہ ہوئے
بعد کو لاہور تیز گام نے لشکر کو حکم شاہزادہ رفیع البخت کا پہونچایا اور تیاری
کرکے یہ بھی اسکی جانب روانہ ہوا

احوال شاہزادہ رفیع البخت کا گزارش کیا جاتا ہے

کہ بعد طے مراحل و قطع منازل قریب ایک کوہ کے پہونچے شام ہو گئی تھی
بالائے کوہ روشنی نظر آئی شاہزادہ بالائے کوہ آیا دیکھا ایک مرد پیر
بارایش سفید پتھر کی چٹان پر بیٹھے ہوئے کچھ پڑھ رہے ہین شاہزادے سے

سلام کیا فقیر دعا دینے لگے کہ ای فرزند صاحبقران ثانی آپ نے تشریف لا کر
روا فرمائی منظر چشم مین آشیانہ نشست اکرم نما فرود آکہ خانہ خانہ نشست آج کی
شب یہین تشریف رکھیے کل اٹھتے ہی وقت منزل مقصود پر پہونچیے گا یہ سنکر شاہزادہ
بیٹھ گیا شاہ صاحب نے کچھ پھل دعوت مین پیش کیے شاہزادے نے اُن پھلون کو
نوش کیا عجیب ذائقہ تھا رات شاہزادے نے اسی کوہ پر بسر کی صبح کو شاہ صاحب سے
رخصت ہو کر آگے روانہ ہوے چلتے وقت شاہ صاحب سے کہا کہ پھر بھی کبھی ملاقات
ہوگی شاہ صاحب نے کہا انشاءاللہ جب کوئی سخت وقت ہوگا تو حاضر ہو کر جانبازی
کرونگا بالفعل آپ تشریف لیجائیے اور دیر نہ کیجیے کہ طلسم کا فتح کرنا ضروری امر ہی اور
والد ماجد آپ کے طلسم نہ طاق پر گئے ہوے ہین وہ طلسم نہایت سخت ہی وہان بھی شرکت
آپکی ضروری ہی یہ سنکر شاہزادہ بعجلت تمام جانب صحرا روانہ ہوا تمام دن چلتے رہے
قریب شام دور سے چار دیواری باغ کی نظر آئی شاہزادہ اُسی طرف متوجہ ہوا جاتے
جاتے قریب دروازہ باغ پہونچے دیکھا کہ دروازہ مانند آغوش معشوقان کے کھلا ہوا
ہی بر فتح الجنت بسم اللہ کہکر داخل باغ ہوے دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہی روشین بلوری
سب درست ہین درخت سرسبز و شاداب ہین میوے گوناگون سے لگے ہوے [illegible]
گلہاے بوقلمون کھلے ہوے ہین ہر برگ و گل سے صنعت [illegible]
کی ظاہر ہو رہی ہی شاہزادہ چمن آرائی و سیر کے صحت مین [illegible]
چلا جاتا ہی جاتے جاتے گوشہ باغ مین مجمع نظر آیا شاہزادہ اُسطرف متوجہ ہوا اسوقت
اُس مجمع مین پہونچا بطریق خدا پرستان سلام کیا لوگون نے صورت جو شاہزادے کی
دیکھی شیفتہ جمال جہان آرا ہوے لیکن بسبب کینہ اختلاف مذہب کے جواب سلام
نہ دیا اور پوچھا کہ کس طرف سے آنا ہوا اور یہان کس غرض سے آپ آئے ہین
فرمایا کہ مین نے سنا ہی یہ باغ ملکہ ماہ شیر سوار کا ہی اور شرط اُسکی یہ ہی کہ جو اُسے زیر
کرے وہ شوہر میرا بنے لہذا مین اُس سے مقابلہ کرنے آیا ہون یہ سنکر وہ لوگ ہنسے
اور کہا کہ کیا آپ نے خواب دیکھا ہی شاہزادے نے فرمایا کہ ہان خواب دیکھا ہی
لیکن وہ خواب رویاے صادقہ مین سے ہی اگر خواب سچا نہوتا تو مین یہان تک کیونکر
پہونچتا اور مین ضرور ماہ شیر سوار سے مقابلہ کرونگا یہ سنکر اُن لوگون نے کہا کہ
بہتری اسی مین ہی کہ آپ خیریت سے چلے جائیے ورنہ ہماری طرح زیر ہو کر غلام بننا پڑیگا
یہ آپکی خوش نصیبی ہی کہ اسوقت ملکہ یہان موجود نہین ہی اور خدا جانے آج یہان آنے
مین کس سبب سے دیر ہو گئی شاہزادے نے فرمایا کہ ہم لوگ جو ارادہ کر لیتے ہین
بغیر اُسکے پورا کیے ہوے واپس نہین آتے اُن لوگون نے کہا کہ جب تک ملکہ آئے
آپ زور کی آزمائش کریجیے فرمایا آزمائش ایکبار ہی مرتبہ ہو جائیگی اگر تم مین سے کوئی
ملکہ سے زبردست ہو تو مین اُس سے مقابلہ موجود ہون یہی ذکر تھا کہ دیکھا سواری ملکہ کی

نے اسطرح لنگر اپنا قائم کیا کہ جنبش بھی نہوئی اسپر شاہزادے نے کہا کہ تم زور اپنا ختم کر چکے ہو اب
میری باری ہے تم بھی ہوشیار ہو جاؤ۔ ملکہ نے کہا میں ہوشیار ہوں شاہزادے نے پاؤن
پکڑ کر زور کیا تو سات قدم دور لے گیا اور جھٹکا مارا کہ دونوں گھٹنے زمین سے ملکہ کے ٹیک گئے شاہزادے
نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اسے جو زور کیا سر سے بلند کیا اور کہا کہو کون شرط جیتا اور کون
ہارا ملکہ نے کہا عیان راچہ بیان ظاہر ہے کہ میں آپ سے زیر ہوئی اور اپنی شرط پوری
کرنے کو موجود ہوں شاہزادے نے ملکہ کو چھوڑ دیا ملکہ نے شاہزادے کو اپنے ہمراہ لیکے
پہونچے قصر جواہر میں آئی مسند پر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا شاہزادے نے
اُن لوگوں کو آزاد کیا جنھیں ملکہ نے زیر کر کے غلام بنایا تھا اور کان چھید کر کے بالیان
ڈالی تھیں وہ سب مخلص شاہزادے کے ہو گئے کوئی [illegible] کوئی آپکا
کوئی آتش پرست تھا شاہزادے نے فرمایا کہ اب آپ لوگ جائیے اپنا اپنا
اپنے ملک کو جائیں سب نے عرض کی کہ ہم آپ ایسا مالک کہاں پائیں گے ہم ایکدم قدموں
سے جدا ہونا پسند نہیں کرتے شاہزادے نے فرمایا کہ [illegible] دین اسلام
اختیار کرنا پڑیگا کیونکہ میں مسلمان ہوں سب نے عرض کی کہ جو آپکا مذہب ہے وہ ہمارا
مذہب ہے سب کلمہ پڑھکر از صدق مسلمان ہوئے ملکہ نے بڑی دھوم سے شاہزادے
کی دعوت کی بعد اسکے محفل رقص و سرود آراستہ ہوئی رات بھر جشن رہا صبح کو ملکہ
نے شاہزادے سے کہا کہ اب میں جاتی ہوں اور اپنے باپ کو اطلاع کرتی ہوں کہ
میں شرط ہاری اور ایک شخص نے مجھے زیر کیا اپنا شادی میری اسکے ساتھ کر دیجیے
شاہزادے نے فرمایا کہ شادی بعد فتح طلسم ہوگی [illegible] انشاءاللہ تعالیٰ
اور میں اب فتح طلسم کو جاتا ہوں ملکہ نے عرض کی کہ ابھی [illegible] کا قصد
نہ کیجیے کیونکہ طلسم بغیر لوح کے فتح نہیں ہو سکتا اور لوح طلسمی کا ملنا بہت دشوار ہے
باپ میرا اس شخص کا اس راز سے واقف ہے جب تک وہ [illegible] نہوگا اور کوشش
کرے لوح آپکو نہ دلائیگا اسوقت تک جانا آپکا درست نہیں ہے اور علاوہ
اسکے اگر اسوقت شادی کا موقع نہیں ہے تاہم مجھے اپنے باپ سے اطلاع کرنا
ضرور ہے یہ کہکر شاہزادہ خاموش ہو رہا اور ملکہ خدمت میں رازدار جادو
گر کے روانہ ہوئی اور تمام ماجرا اپنے زیر ہونے اور دین اسلام اختیار کرنے کا
بیان کیا رازدار جادو نے ملکہ کو گلے سے لگایا اور کہا اے فرزند یہ حال اپنی ماں
سے نہ بیان کرنا کہ وہ بڑی ظالم اور کافرہ ہے وہ مسلمان ہونے کی اور تیرے مسلمان
ہونے کا حال سنکر بہت ناراض ہوگی اور خدا جانے کیا فتنہ و فساد برپا کرے یہ کہکر
ملکہ کے ہمراہ جانب باغ ملکہ روانہ ہوا اور شاہزادے سے ملاقات کی اور کہا کہ
شہریار عالیوقار میں آپکا دوست ہو چکا ہوں مجھے دشمن نہ تصور کیجیے گا اور میں نے
دین قدیم کو اپنے ترک کیا اور مذہب اسلام سے مشرف ہو چکا ہوں آج

شب کو مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے ہین اور وہ ارشاد
فرماتے ہین کہ ای راز دار جادو دنیا چندروزہ ہی اسپر بھروسا کرنا عین نادانی ہی
اگر ہزار برس بھی جیے تو ایکدن مرنا ضرور ہی دین سامری پرستی کو ترک کر اور مذہب
اسلام اختیار کر کہ یہ مذہب برحق ہی یہ فرماکر مجھے کلمہ تلقین فرمایا اور مین نے خواب
مین اسلام اختیار کیا اور انھین مرد بزرگ نے آپکے آنے کی خبر بھی دی تھی اور یہ بھی
فرمایا تھا کہ وہ تمھارا داماد ہوگا اور فتاح طلسم نورافگین ہوگا تم اسکے شریک ہونا
کہ انمین انجام تمھارا بہتر ہوگا شاہزادہ یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور فرمایا کہ آپکو
لوح کا پتہ معلوم ہی راز دار جادو نے کہا کہ سوا میرے اس راز سے کوئی واقف
نہین ہی مین آپکو ساتھ اپنے اس مقام پر لیے چلتا ہون جہان کہ لوح ہی لیکن وقت
لوح کا لینا یہ آپ کا کام ہی پھر میرا کوئی اختیار نہین ہی وہان رحم کو کام نہ دیجیے گا اسواسطے
کہ یہ اسرار طلسمی ہین یہ سنکر شاہزادہ ساتھ چلنے پر آمادہ ہوا اور ملکہ سے کہا کہ شاید
بعد میرے لشکر میرا اسطرف آجاے تو اسکا خیال رکھنا کہ یہ مقام غیر ہی ملکہ نے کہا آپ اطمینان
رکھین شاہزادہ ہمراہ رازدار جادو کے روانہ ہوا جاتے جاتے ایک محل شاہی نمودار ہوا
دروازے پر بہت سے دربان بیٹھے تھے پہرہ قائم تھا کہ رازدار جادو دروازے پر پہونچا
دربان اس سے واقف تھے روک نہ سکے یہ سب لوگ ساحر تھے اگر یون کوئی شخص آتا
تو کیا قدرت تھی کہ داخل محل ہو سکتا بسبب رازدار جادو کے کسی نے نہ روکا رفیع البخت
ہمراہ رازدار جادو کے داخل طلسم ہوے دیکھا کہ ایک زن چہلہ بارہ دری سے اندر
بیٹھی ہوئی سنگار کر رہی ہی آئینہ سامنے لگا ہوا ہی اور ایک پیرزال بار بار صورت اسکی دیکھکر
بلائین لیتی ہی اور کہتی ہی کہ خداوند سامری و جمشید میرے چراغ کو روشن رکھین افسوس کہ
بانیان طلسم نے جو گھر مین بسا دیا ہی گویا دروازہ طلسم ہم ہی کو قرار دیا ہی یہ کہتی
جاتی ہی اور روتی جاتی ہی باتین اسکی سنکر دل رفیع البخت کا گداز ہوگیا
راز دار جادو رفیع البخت کو لیے ہوے قریب جو پہنچا اور کہا کہ ملکہ مہمان کی تواضع
لازم ہی یہ شاہزادہ فتاح طلسم ہی اور تمھارے پاس آیا ہی اسے لوح دے دو کہ یہ
طلسم کو فتح کرے یہ سنکر رنگ اس نازنین کا متغیر ہوگیا اور آنکھون سے اسکے آنسو
جاری ہوے نام اسکا ملکہ سحر بیان جادو ہی اور وہ پیرزال مان اسکی ہی نام اسکا
افسون بیان ہی انکا سحر یہی ہی کہ یہ باتون مین انسان کو پتھر کا کر دیتی ہین اگر انسان
تھوڑی دیر باتین انکی سن لے تو پتھر کا ہو جاے لیکن جلدی سے نازنین نے
آگے بڑھکر گردن جھکا دی اور عرض کی کہ مین تو امانت دار تھی لوح حاضر ہی خنجر
کھینچیے اور مجھے قتل کیجیے کہ بغیر اسکے لوح نکلنا دشوار ہی مجھے کوئی عذر نہین ہی لیکن اتنا خیال ہی
کہ جسوقت میرا کوچ اس عالم فانی سے طرف ملک جاودانی کے ہو جاے تو لاش کو
میری [illegible] کرا دیجیے گا اسواسطے کہ [illegible] تو صحبت راز و نیاز ہو جاے

اور بعد دفن جب اس طرف سے گذر ہو تو فاتحہ خیر سے اپنی کنیز کو نہ فراموش کیجیے گا
اس واسطے کہ اب سوا عقبیٰ کے دنیا کی فکر جاتی رہی یہ نازنین سحر بیان اپنی باتون مین
رفیع البخت کو لگائے ہوئے ہی اور سلسلۂ تقریر تمام نہین ہوتا راز دار جادو
بار بار اشارہ کرتا ہی کہ دیر کرنا مناسب نہین ہی لیکن رفیع البخت کا ہاتھ نہین اٹھتا آخر کار
مالن ملکہ کی بول اٹھی کہ میان تم سچ نکرو ایسی کنیزین تمھارے دم کے واسطے بہت ہین
اسے قتل کرو اور اسی کے خون سے اپنے ہاتھ سرخ کرکے دیکھو اب بھی شہزادی اسکی ہاتھ
تقدیر مین اسکی تماشا دونا مرا دجاتا تھا اور ہمارے مقدر مین اسکا سہرا دیکھنا نہ تھا یہ باتین
سنکر دل رفیع البخت کا گداز ہوگیا کہا کہ مین ایسی طلسم کشائی سے باز آیا کہ عورتون کو قتل
کرون اور ایسی ایسی نازنینون کو ہلاک کرون یہ فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے اور راز دار جادو
سے کہا کہ چلو افسون بیان جادو نے کہا کہ اے راز دار جادو اب ہمارا کوئی قصور نہین ہی
جو ہمارا فرض تھا اُسے ہم ادا کر چکے راز دار جادو نے کہا کہ اے شہریار یہ کیا غضب کرتے
ہین ان عورتون کو دوست نہ سمجھیے اس واسطے کہ سحر انکا انکی زبان مین ہی اگر کچھ دیر اور تامل کیجیے گا
اور باتین انکی سنتے رہیے گا تو پتھر کے ہوکر رہ جائیے گا پھر کچھ نہو سکے گا بہت آپکا اٹھا کر زوال طلسم
کردیا جائیگا اور میرے واسطے بڑی خرابی ہوگی کہ مین نے آپکو یہانتک پہونچایا ہی ورنہ آپکا
اس مقام تک پہونچنا سخت دشوار تھا رفیع البخت نے کہا کہ مجھسے تو یہ نہوگا کہ مین ایک زن بے تقصیر
پر تلوار اٹھاؤن اگر کوئی دلیر ہوتا پہلوان ہوتا تو اُس سے مقابلہ کرتا لڑتا یا مین اسپر غالب
آتا یا وہ مجھے قتل کرتا راز دار جادو نہایت پریشان ہی کہ کیا کرون اور کیونکر انکو سمجھاؤن
کہ یہ سماعت نہین کرتے ہین آخر سحر بیان نے پھر رفیع البخت کو باتون مین لگایا اور کلام
حسرت آمیز زبان پر جاری کیے دیکھا رفیع البخت نے کہ پاؤن میرے سخت ہوتے جاتے ہین
تھوڑے عرصہ مین دیکھا کہ انگلیان پاؤن کی پتھر کی ہوگئین راز دار جادو نے کہا کہ اپنی
حالت دیکھیے کہ تھوڑے عرصہ مین آپ پتھر کے ہوا چاہتے ہین جلد اسے قتل کیجیے رفیع البخت
نے مجبور ہوکر کہا کہ لوح اسکے کس مقام مین ہی ملکہ کی مالن نے کہا کہ لوح کا مقام زیر ناف ہی آپ چاک
کرکے نکال لین آپ اسکے پردہ کیا ہی رفیع البخت سمجھے کہ یہ تکلہ کرتی ہی پلٹ کر راز دار جادو کی طرف
دیکھا راز دار جادو نے کہا کہ یہ سچ کہتی ہی رفیع البخت نے لاحول پڑھا اور کہا کہ بانیان طلسم کو
سوا اس مقام کے دوسرا مقام لوح رکھنے کے واسطے نہ ملتا تھا افسوس ہی برخیا کی عقل پر
تعجب ہی مگر مجبور تھے کیا کرتے خنجر کھینچا اور آمادہ ہوئے لیکن حیا اسکی مقتضی نہوئی کہ اسے برہنہ کیجیے
پشت کیجانب سے چاک کرکے ڈھیلا نکالی پشت چاک ہوتے ہی سحر بیان جادو زمین پر پھڑکنے
لگی تھوڑے عرصہ مین دم اسکا نکل گیا اب جو دیکھا تو نہ وہ حسن و جمال ہی نہ وہ سن و سال ہی گویا بوڑھی دو سو
برس کے سن کی عورت ہی راز دار جادو نے کہا کہ اب آپکو میری بات کا یقین آیا یا اب بھی نہین پس لیجیے
راز دار جادو رفیع البخت کو ساتھ لیکر باغ ملکہ مین آیا یہان ملکہ بال کھولے ہوئے تنہا خدا سے حق مین
دعا کر رہی تھی کہ راز دار جادو و رفیع البخت کے پہنچے ہوئے یہ پہنچا رفیع البخت نے ڈھیلے کو کھولا اور لوح

نکالی ایک تختی زبرجد کی تھی اسپر کچھ نقوش کندہ تھے شاہزادے نے لوح کو گلے میں پہنا اور شہزادہ جہاندار
سے کہا کہ میں برائے فتاحی طلسم جاتا ہوں ملک سے آپ خبردار رہیے گا اور میرے لشکر کی خبر بھی لیتے
رہیے گا ایسا نہو کہ کوئی ساحر آکر لشکر کو تباہ و برباد کردے راز دار جادو نے کہا کہ میں دونوں
جانب کی خبر رکھونگا لیکن آپ نہایت ہوشیاری سے کام لیجیے گا ایسا نہو کہیں دھوکا کھا جاییے اور
لوح چھنوا دیجیے تو مشکل ہوگی پھر لوح کا دستیاب ہونا بعید امکان کی بات ہوگی فرمایا کہ اپنے
کام سے سب ہوشیار رہتے ہیں آپ اپنے کام میں ہوشیار رہیے میں اپنے کام کو ہوشیاری کے ساتھ
انجام دونگا یہ فرماکر ملک سے رخصت ہوکر جانب طلسم روانہ ہوگئے جسوقت باغ سے
باہر آئے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم ویسا راین تجا ہے بات یہاں سے دہنی جانب روانہ
ہوکر اپنی تھیلی سے ہر روز ان سے ملنا چاہیے بعد ازاں دربند طلسم پہنچ آئینگے شاہزادہ یہ دیکھکر
داہنی جانب روانہ ہوا جاتے جاتے تین پہر دن گذرا پاؤں تھک گئے اسقدر پیدل چلنے کی عادت
نہ تھی مگر جب وقت آپڑا تو کیا کریں کیونکہ بجز اسکے چارہ بھی تو نہیں ہے یکایک سامنے سے ایک کوہ نمودار
ہوا اور بالا کوہ سے ایک سہانا سا ابر نمودار ہوا ہلکی ہلکی بوند باران اسپر سے برس رہی ہیں تھوڑی
دیر میں تمام صحرا کا رنگ بدل گیا پھول کھلنے لگے ہوا سرد کے جھونکے آنے لگے کہ روح کو تازگی بخشتے تھے
یکایک وہ ابر شق ہوا اور ایک ساحر جلیل القدر تخت سحر پر سوار چہرہ مثل آفتاب کے درخشاں نمودار ہوا
اور آواز دی کہ اے فرزند میں ماموں ہوں تمہارا نام میرا سلیم جادو ہے میں تمہارے انتظار میں تھا الحمدللہ
کہ تم آگئے رفیع البخت کو صورت سلیم جادو کی دیکھکر حیرت ہوئی کہ خدا نے ایسے ایسے بھی پیدا
کیے ہیں مگر چونکہ اپنے والد ماجد یعنی بدیع الملک سے حال انکا سن چکے تھے کہ انہوں نے مذہب
اسلام اختیار کیا تھا اور پہلے تو یہ لڑا سے بچہ تھا اور بدیع الملک سے انتقاما سامری کو
توڑ ڈالا جسے بڑے ساحروں کو جان سے مارا تو سلیم جادو پہچانے گئے لیکن اظہار نہ کیا بلکہ سے کہ
دنیا کے انقلاب سے ملکہ نادک افگن سلیم جادو کی بہن اور رفیع البخت کی ماں طلسم میں آگئیں مگر
اسیر ہوگئی تھیں سلیم جادو نے غیرت میں آکر طلسم سے اپنی بہن کو چھڑایا اور آکر اس مقام پر
سکونت اختیار کی اور پھر بہن کو ترغیب سامری پرستی کی دلائی نادک افگن نے سلیم جادو کو سمجھایا
آخر کار فیصلہ اس امر پر قرار پایا کہ تین یوم کے اندر اگر ہمارا خدا برحق ہے تو وہ کوئی معجزہ اہل اسلام کی
طرح اپنا ظاہر کرے گا اور اگر تمہارا خداوند برحق ہوگا تو پھر کسی صورت سے اپنے مذہب کی
حقیقت ظاہر کریگا اور شرط یہ ہوئی کہ کفر کو دخل نہیں ہے غرضکہ تیسرے روز سلیم جادو نے خواب
دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے سلیم جادو کیوں عاقبت اپنی خراب
کرتا ہے ترک کر دین سامری پرستی کو کہ سامری بھی ایک بندہ خدا تھا مگر کافر تھا سحر میں کمال رکھتا تھا اس
خدا کو مان اور پرستش کر جسنے تمام عالم کو پیدا کیا ہے اور عنقریب جلد بھانجا تیرا برائے فتاحی طلسم آئیگا وہ لازم
اسکی نصرت کر جسوقت صبح کو آنکھ سلیم جادو کی کھلی بہن سے اپنے خواب کو بیان کیا اور مطیع اسلام
ہوا چنانچہ سلیم جادو نے خواب اپنا رفیع البخت سے بیان کیا اور کہا کہ ہاں تمہاری ماں اسیر بلا ہوگئی تھی
میں اسے چھڑا کر لایا ہوں چلو اور ماں کو اپنی صورت دکھاؤ جب طلسم فتح کروگے تو دادا کی زیارت

بھی نصیب ہوگی یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اب سلیم کے
قابل اعتبار ہے جو کچھ کہتا ہے سب صحیح ہے رفیع البخت ہمراہ اپنے ماموں کے خدمت میں ملکہ
کی روانہ ہوئے جسوقت نظر ملکہ ناوک فگن کی چہرۂ رفیع البخت پر پڑی بے اختیار سر سینے سے
لگا لیا اور بہت روئیں رفیع البخت کا بھی دل بھر آیا دیرتک گریہ وزاری رہی یہ معلوم ہوتا تھا کہ
دو ابر ملے ہوئے برس رہے ہیں بعد اسکے ناوک فگن نے حال بدیع الملک کا پوچھا کہ کہاں
ہیں اور کسطرف گئے ہیں رفیع البخت نے بیان کیا کہ بالفعل ہمراہ فتاحی طلسم نطاق
تشریف لیگئے ہیں ناوک فگن نے کہا کہ خیر جہاں رہیں خوش رہیں مگر ہمیں بالکل بھلا دیا کہ ہم کس
کس مصیبت میں مبتلا ہوئے اور انھوں نے خبر نہ لی خدا انکو سلامت رکھے کہ اسوقت میں تمھیں
خبر لی بعد اسکے شاہزادے نے ماں سے اجازت طلب کی کہ اب مجھکو برائے فتاحی طلسم جانے
دیجیے اور آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے جسوقت میں طلسم کو فتح کر لونگا تو آپکی خدمت میں حاضر ہونگا رفیع البخت
یہ کہکر اٹھے تھے کہ ملکہ ناوک فگن نے دامن پکڑ لیا اور کہا کہ ای فرزند ابھی بیٹھے ہی بیٹھے کہ صورت
تو دیکھ لینے دو کہ مدت کے بعد تمکو دیکھا ہے پھر کیا معلوم دیکھنا نصیب ہو یا نہو اسواسطے کہ زندگی کا
کوئی اعتبار نہیں ہے یہ سنکر رفیع البخت بیٹھ گئے اور ماموں سے اپنے کہا کہ جبتک میں طلسم سے
واپس نہ آؤں اسوقت تک آپ میرے لشکر کا بھی خیال رکھیے گا اور ملکہ ماہ شمشیر دار کی خبرگیری بھی کرتے
رہیے گا اسواسطے کہ اب وہ عورت آپکی ہو چکی ہے اور ساحران اسکی دشمن ہوا ہے اور ساحرہ زبردست ہے کہ
ایسا نہو کہ وہ اسکو گرفتار کر لیجائے یہ سنکر سلیم جادو نے کہا کہ ای فرزند پھر اسے یہیں کیوں نہیں
بلا لیتے ہو شاہزادے نے فرمایا کہ حضور کو اختیار ہے میں مانع تو نہیں ہوں یہ سنکر سلیم جادو باغ
ملکہ ماہ شمشیر سوار کی جانب روانہ ہوئے وہاں ملکہ باغ میں بیٹھی تھی اور شاہزادے کے
واسطے دعا کر رہی تھی کہ خداوندا یہ طلسم نہایت سخت ہے تو رفیع البخت کو فتحیاب کرنا اور مکر سے
ساحران طلسم نور آگین کے بچانا رازدار جادو یہ دیکھ کر سمجھاتی تھی کہ ای فرزند پریشان نہو
کہ پروردگار عالم نے فتاحی طلسم نور آگین کی انہی کے واسطے نام کی ہے لوح طلسمی انکے پاس
ہے کسکی مجال ہے جو نظر بد سے انکی طرف دیکھ سکے یہی باتیں کرتی تھیں کہ ابر اٹھا اور ساحر معلوم
ہوئی رازدار جادو نے کہا کہ یہ تو آمد اسی شخص کی معلوم ہوتی ہے جسکی طرف سے ہم کبھی غافل نہیں
ہوتا کہ یہ آئے گا نہیں معلوم یہ اسطرف کس غرض سے آتا ہے خدا خیر کرے ملکہ ماہ شمشیر سوار نے
کہا کہ کون رازدار جادو نے نام سلیم جادو کا لیا اتنے میں ابر منشق ہوا اور سلیم جادو
تخت جوہر پر سوار نمایاں ہوئے اور تخت انکا باغ میں اترا رازدار جادو اور ملکہ ماہ شمشیر سوار
نے پیشوائی کی اور سلام کرکے عزت سے بٹھایا اور سبب آنیکا دریافت کیا سلیم جادو نے کہا
ای رازدار جادو اپنے عزیزوں کے پاس جانے کے لیے کوئی سبب کی ضرورت ہے یہ ملکہ ہماری بہو ہے
تم سمدھی ہو اگر چلے آئے تو کیا برا کیا ہاں یہ البتہ برا ہوا کہ پہلے سے اطلاع نہیں دی تھی اگر یہ بات
تمھارے خلاف گذرا ہو تو چلے جائیں یہ رازدار جادو کو انکا سلام ہونے کا ملال ہوا معلوم

پریشان ہوا تھا جسوقت سلیم جادو نے قرابت کا حال بیان کیا اور تسلی دی کہ مجھسے خوف نکرو
اسلیے کہ اب مین وہ نہین ہون جو پہلے تھا مین نے دین اسلام اختیار کیا اور اسواسطے آیا ہون کہ
اپنی بہو کو اپنی حفاظت مین رکھون یہان رہنا اسکا ٹھیک نہین ہی مبادا کوئی افتاد پیش آئے رفیع الشجاعت
میرے قلعہ مین اپنی مان ناوک فگن پاس بیٹھے ہوے ہین یہ سنکر راز دار جادو نہایت خوش ہوا
اور کہا کہ آپکو اختیار ہی یہ کنیز آپکی ہی جسوقت چاہیے لیجائیے اور اس امر کے واسطے خود تکلیف کرنیکی
کیا ضرورت تھی مجھسے کہلا بھیجا ہوتا مین اسیوقت ملکہ کو بھیج دیتا بلکہ خود پہونچا دیتا سلیم جادو نے
کہا کہ ہم خسرون کی عزت نکرینگے تو اور عزیز کیون کرنے لگے جیسی عزت ہم اپنے خسرون کی
کرینگے ویسی ہی عزت اور عزیز بھی کرینگے راز دار جادو نے اسیوقت سواری کا بندوبست
کرکے ملکہ کو سلیم جادو کے ساتھ کیا اور عرض کی کہ مین بھی وقتاً فوقتاً حاضر ہوا کرونگا بالفعل
میرا یہان سے جانا مناسب نہین معلوم ہوتا اسلیے کہ یہ باغ تنہا رہ جائیگا سلیم جادو نے کہا کہ
جیسا آپ مناسب جانین وہ بھی گھر ہی اور یہ بھی گھر ہی مگر تکلف کو دخل نہ دیجیے گا اور یہ
خیال نہ کیجیے گا کہ لڑکی کی سسرال جانا خلاف عزت ہی اسلیے کہ ہم آپ سب ایک ہی ہین اگر آپ ایسا
اس قسم کے برتاؤ کیجیے گا تو مجھے ملال ہوگا اور زیادہ تر ضرورت آپکے رہنے کی اسوجہ سے ہی
کہ مجکو بالفعل چلہ کشی کرکے سحر کو اپنے زور دینا ہوگا کہ بھانجا میرا اتنے بڑے طلسم کو فتح کرنے کے
واسطے جاتا ہی خدا جانے کیا آفت پیش آئے کس کس بلا کا سامنا ہو تو مین مدد کرسکون اور
ساحران طلسم سے مقابلہ کرسکون اور تا اختتام چلہ ان لوگون کی حفاظت آپکے ذمہ ہی راز دار جادو
نے کہا کہ مین انشاء اللہ ضرور حاضر ہوتا رہونگا بالفعل مین بھی استقلال کے ساتھ قیام نہین کرسکتا
ہون اسواسطے کہ شاہزادے کے لشکر کی حفاظت کرنا ہی گھر کی خبرداری رکھنا ہی حال میرا اہالیان
طلسم پر واضح ہو چکا ہی کہ مین نے لوح طلسمی شاہزادے کو دلوائی ہی تمام طلسم مین اس بات کا
چرچا ہی ساحر میرے دشمن ہو رہے ہین سب سے بڑی دشمن خود ملکہ کی مان ہی کہ اسکی جانب
سے ہر وقت کا اندیشہ ہی سلیم جادو نے کہا کہ بسا عجب ہی مگر لاکھ برخلاف ہوگی اولاد کے
ساتھ مان کیا دشمنی کریگی مثل مشہور ہی کہ مان پسنہاری اچھی باپ لکھپتی نہین اچھا جو
محبت مان کو اولاد کے ساتھ ہوتی ہی باپ کو ہو ہی نہین سکتی راز دار جادو نے کہا کہ آپ
اس عورت سے واقف نہین ہین سونا جانیے کسے اور آدمی جانیے بسے مین اسے خوب جانتا
ہون کہ میرا ساتھ ہو چکا ہی اسکی دوستی بھی دشمنی سے کم نہین ہی وہ اُن عورتون مین نہین
ہی جنکا آپ ذکر کر رہے ہین سہ نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد ۔ خدا پنج انگشت یکسان نکرد
الحاصل سلیم جادو تو ملکہ کو لیکر رخصت ہوے اور راز دار جادو نے سامان ملکہ کا سب ان
پہلوانون کے کہ جنکو ملکہ نے زیر کیا تھا روانہ کردیا کہ یہ سب بھی وہین رہین اور آپ باغ مین
مقیم ہوا کسی کسی وقت جاکر لشکر کی خبر بھی لے آیا کرتا تھا اسکو تو ادھر لشکر کی حفاظت مین چھوڑا جاتا ہی

اول حال سلیم جادو کا سنیے

کہ جسوقت یہ ملکہ کو لیے ہوے اپنے مکان مین پہنچے ملکہ ناوک فگن بہو کو دیکھکر نہایت خوش

ہوئی گلے سے لگایا اور بلائیں لین رفیع البخت نے شرم سے گردن نیچی کر لی بعد کچھ دیر کے اٹھی اور ان
پہلوانون کے پاس آئی جو ملکہ کے زیر کردہ تھے اور اپنا دل بہلنے کی غرض سے اکھاڑا بنوایا اور
سب کو لڑا لڑا کر انتخاب کرنا شروع کیا کہ کون کیسا ہے اور یہ کون کیسا ہے تاکہ حسب مراتب عہدہ
اونکے تجویز کیے جائین وہان سلیم جادو نے ملکہ ناوک فگن سے کہا کہ مین واسطے چلہ کشی
جاتا ہون کہ بروقت ضرورت رفیع البخت کی مدد کر سکون تم ہوسکے اپنی بہت ہوشیار
رہنا اور تاوقتیکہ چلہ میرا تمام ہووے خبردار کسی کو میرے پاس نہ بھیجنا اسواسطے کہ اگر چلہ ٹوٹ گیا
تو محنت ضائع ہو جائیگی یہ کہکر جانب حجرہ سحر روانہ ہوئے انکو بھی چلہ کشی مین چھوڑا جاتا ہے
اب یہان سے شمہ حال ملکہ ماہ دل افروز جادو زوجہ اسرار جادو کا بیان کیا جاتا ہے
کہ یہ اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی ہے مصاحبین حاضر ہین ذکر ہو رہا ہے کہ یہ زمانہ بربادی طلسم کا ہے اور ساحری
پرستون پر تباہی آیا چاہتی ہے کہ ایک مصاحب نے مسکرا کر کہا پھر آپکو تو خوش ہونا چاہیے اسواسطے
آپکے شوہر بھی بدخواہ طلسم ہین آپکو بھی بربادی طلسم سے خوش ہونا زیبا ہے ماہ دل افروز نے کہا
یہ کیا صاف بیان کرین اس سخن کو نہین سمجھی اسنے کہا کیا آپکو خبر نہین کہ آپکے شوہر نے طلسم کشا کو
لوح دلوا دی اور دختر آپکی اوس سے زیر ہوکر شرط ہار بیٹھی اقرار یہ ہوا ہے کہ بعد فتح طلسم کے شادی
ملکہ کی طلسم کشا سے کیجائیگی یہ سنکر چہرہ ماہ دل افروز کا سرخ ہو گیا کہا کہ بس آیندہ سے اسطرح کی
دریدہ دہنی نکرنا ورنہ گدی سے زبان کھینچ لونگی یہ سنکر وہ مصاحب کانپ گئی اور کہا کہ اگر یہ خبر غلط
ہو تو جو مزاج مین آئے وہ سلوک میرے ساتھ کیجیے گا اور اگر یہ خبر صحیح نکلی تو آیندہ سے مجھکو
دروغگو کبھی نہ کہیے گا مین ایسی بات بھلا بے سمجھے تہمت نکال سکتی تھی ماہ دل افروز نے کہا
کہ تجھے اپنے دعوے کا ثبوت دینا ہوگا اسنے جھلا کر جواب دیا کہ جاکر مکان سلیم جادو مین دیکھ آئیے
دختر آپکی ملکہ ناوک فگن کے پاس موجود ہین اس سے پہلے بھی کبھی ایسا ہوا تھا وہ ہمیشہ
سلیم جادو سے اور آپ لوگون سے چشمک رکھا کرتی تھی بلکہ رفیع البخت بھی ابھی واسطے فتاحی
طلسم روانہ نہین ہوا ہے وہ بھی وہین موجود ہے ماہ دل افروز نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو مین دونون
کو گرفتار کیے لاتی ہون اور مبتلاے بلا کرتی ہون اسلیے کہ ایک دختر اور وہ بھی ایسی نکلی کہ
ایک بلیچ خدا پرست کے ساتھ شادی پر راضی ہو گئی مجھے ہرگز منظور نہین ہے کہ میری دختر کی
شادی ایسے شخص سے ہو جو ساحری پرستون کا قاتل ہو یہ کہکر پڑھا اسم سحر دم کر کے بازوون پر
ہاتھ پھیرے کہ پر پرواز پیدا ہوے اور اڑکر جانب مکان سلیم جادو روانہ ہوئی اسوقت یہ دیکھتی
کہ ملکہ ماہ شمشیر سوار پاس اپنی ساس ملکہ ناوک فگن کے گردن جھکائے بیٹھی تھی اور
رفیع البخت رخصت طلب کر رہے تھے کہ اب مجھے اجازت ہو کہ مین جاکر طلسم کو توڑون
اور اپنے دادا کو رہا کرون کہ ایکدفعہ مرتبہ ماہ دل افروز کو غصہ آیا اور کہا کہ افسوس یہ دختر بد اختر
یہان بیٹھی ہو کہ بس ہاتھ کر چکی اور یہ کہکر ماہ شمشیر سوار پر گری اور اوٹھا کے لیے چلی گئی پہلے دختر کو
لا کر قید کیا اور بعد اسکے تلاش رفیع البخت مین روانہ ہوئی چونکہ یہ واقف تھی کہ رفیع البخت
کے پاس [illegible] ساتھ لیکر روانہ ہوئے ہین

تھوڑی دیر کے چھینک مار کر ہوش ہوا ساتھ ہی اسکے نازنین نے نعرہ کیا کہ شنو ملکہ نازک خرام
عیارہ ماہ دل افروز پہنچی کہ اسنے آواز دی کہ اے ملکہ آفاق تشریف لائیے اور اس اپنے گنہگار کو
لیجائیے ساتھ اس آواز کے صورت ماہ دل افروز نمودار ہوئی اور رفیع البخت کو دیکھکر
پیچھے ہٹی نازک خرام سے کہا کہ تونے غضب کیا کہ ابھی تک لوح اسکے گلے سے نہیں اتاری اگر
اس اثناء میں اسے ہوش آجاتا یا کوئی مددگار اسکا آجاتا تو ہم کیا کرسکتے تھے نازک خرام
نے جلدی سے لوح گلے سے رفیع البخت کے اتار لی اب ملکہ ماہ دل افروز نے رفیع البخت
کو اسی تخت پر ڈالا اور لیے ہوئے مکان میں آئی اسے قفل و زنجیر کر کے ہوشیار کیا جس وقت
آنکھ شاہزادے کی کھلی اپنے کو ایک نئے مقام پر پایا پوچھا کہ میں کہاں ہوں ماہ دل افروز نے کہا کہ وہاں
تھا میں اور آغوش مرگ میں او سرکش یہ کیا حرکت تھی کہ تونے میری دختر نیک اختر کو بہکا کر مسلمان
کیا اور اس سے عقد کا ارادہ رکھتا تھا تیری کیا یہ لیاقت ہوئی کہ تو ماہ دل افروز کی دختر سے
عقد کرے دیکھ تو اب تجھے کیا مزہ چکھاتی ہوں رفیع البخت نے کہا اے ملکہ افسوس یہی کہ میں آپکو
جواب سخت نہیں دے سکتا اگر کوئی دوسرا میری نسبت ایسی سخت کلامی کرتا تو زبان گدی سے کھینچ لیتا مگر
میں ایسا بے شرم نہیں ہوں کہ آپکی نسبت کلام سخت زبان پر جاری کروں اگر آپکے نزدیک میں
خاطی ہوں تو آپ شوق سے مجھے قتل کیجیے یا قید کیجیے جو مزاج میں آئے اگر میرے خدا کو میرا بچانا
منظور ہے تو وہ مجھکو بچائیگا اور اگر اجل آگئی ہے اور قضا آئی ہے آپکے ہاتھ سے ہے تو بہتر ہے اسکا بھی کوئی
غم نہیں لیکن سخت کلامی کرنا مناسب نہیں ہے کہ نتیجہ وہ شرفا اور بزرگوں کا نہیں ہے رفیع البخت
نے اسطرح کے کلام کیے کہ ماہ دل افروز اپنے دل میں دل ہی پشیمان ہوئی لیکن دشمنی سے باز
نہ آئی بعد تھوڑی دیر کے کہا کہ اے رفیع البخت اسمیں بیشک نہیں کہ تم جیسے سعادت اطوار اور
نیک شعار ہو مگر مجبوری یہ ہے کہ تم خدا پرست اور دشمن ساحری پرستان ہو اسوجہ سے قتل تمہارا
جملہ واجبات سے ہے میں تمکو قتل نہ کروں گی تمکو ماہ شیر سوار کو طلب کیا جس وقت قید
ماہ شیر سوار کی آئی شاہزادہ کو دیکھکر آنسو بھر لایا اور ملکہ بھی صورت شاہزادے کی
دیکھکر رونے لگی مگر ماہ دل افروز کو رحم نہ آیا اور دونوں کو ساتھ لیکر خدمت پیران جادو
میں روانہ ہوئی ملکہ ماہ شیر سوار کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھا لیا تھا اور قید شاہزادہ
رفیع البخت کی ملازمین کے حوالے کردی تھی شاہزادہ اسی حالت میں دیکھتا چلا جاتا
تھا کہ یکایک ایک قصر سات درجہ کا نظر آیا کہ ہر درجہ اسکا دوسرے درجہ سے بلند تھا
اور ہر درجے کے وسط میں ایک حوض تھا کہ شراب ناب سے بھرا ہوا رکھا تھا اور گرد اسکے
صراحیاں مرصع کار جام جواہر نگار رکھے ہوئے تھے اور ہر درجہ فرش بکلابتوں سے آراستہ
و پیراستہ تھا اور رنگ بھی ہر ایک کا مختلف تھا کسی درجہ کا رنگ سبز تھا اور وہاں کا فرش
سامان آرائش وغیرہ سب چیزیں سبز تھیں کسی درجہ کا رنگ سرخ تھا اور وہاں کا سامان
بھی سرخ رنگ کا تھا کوئی درجہ زنگاری کوئی زرد کوئی سیاہ کوئی سفید کوئی صندلی اسیطرح

چھ دریچے تو بلور رنگین کے تھے اور سامان بھی انکا ویسا ہی تھا اور اور سامان راحت
بکثرت موجود تھا لیکن ساتوان دریچہ بلور سفید کا تھا اور سب دریچون سے بلند تھا شیشہ آلات
وغیرہ سب چیزین وہان کی سفید تھین وسط مین ایک شامیانہ حریر سفید کا کھنچا ہوا تھا کہ
تمام نقرئی کام اسپر بنا ہوا تھا اور جابجا کنول ہیرے کے نصب تھے جو بیچ اسکے مرصع کار
والماس نگار تھین جھالر موتیون کی عجب لطافت دے رہی تھی کہ ہر موتی برابر بیضہ گنجشک کے
تھا نیچے شامیانہ کے فرش نہایت صاف وشفاف بچھا ہوا تھا اور صدر مین ایک تخت جواہرنگار
بچھا ہوا تھا اسپر ایک کرسی بھی جواہرنگار لگی ہوئی تھی کہ وہ بھی نہایت پرتکلف تھی پایے
اسکے ایک ڈال بلور سفید کے تھے اور تخت کے کچھ فاصلے سے داہنی اور بائین جانب سات
کرسیان پرتکلف اور مرصع کار بچھی ہوئی تھین اور تخت کے پس پشت چار سو کرسیان
اور صندلیان زرین بچھی ہوئی تھین رفیع البخت یہ سامان و سامان دیکھکر نہایت متحیر
تھے کہ اسقدر جواہر کہان سے آگیا اب اور قریب پہونچے تو دیکھا کہ ہر درجے کے لائق
اسمین لوگ بھی موجود ہین کہ علما اور وضع انکی شرفا اور امرا کی سی ہے اور نوکر چاکر پیادے
وغیرہ اپنے اپنے منصب کے موافق کام مین مشغول ہین اور ایک ساحر برآمدہ پر ٹہل رہا ہے گویا کسی کا
منتظر ہو اتنے مین ایک پیرمرد نظر آئے لباس نہایت سفید پرتکلف پہنے ہوے تھے [illegible]
ہاتھ مین دوسرے ہاتھ مین تسبیح مروارید آبدار کی اور چند لوگ اور مشائخ وضع انکے ہمراہ
اور ساتھ نقابدار سات رنگ کا لباس پہنے ہوے اول پیرمرد آکر صدر مین اس کرسی پر
بیٹھے جو تخت پر بچھی ہوئی تھی بعد اسکے ساتون نقابدار ساتون کرسیون پر بیٹھے اور وہ لوگ
جو مشائخ وضع تھے پیرمرد کے گرد تخت پر بیٹھے اتنے مین ماہ دل افروز جادو نشان اور سب
کو تو اسی مقام پر چھوڑا اور اپنی دختر کو لیے ہوے پیرمرد کی طرف چلی سامنے جاکر سلام کیا
پیرمرد نے غور سے دیکھا اور کہا کہ خیریت ماہ دل افروز نے کہا کہ خیریت کہان اتنے مین
دیکھا کہ چارسو نقابدار پیادہ بادلہ پوش پیدا ہوے ایک نقابدار سبزپوش بمرتبہ سرداری آنکے
آگے آگے تھا جس وقت اہل حاضرین جلسہ نے نقابدار سبزپوش کو آتے ہوے دیکھا
سب براے تعظیم اٹھ کھڑے ہوے اور چند قدم آگے بڑھکر استقبال کیا نقابدار سبزپوش
برابر پیرمرد کے آکر بیٹھا اور چارسو نقابداران بادلہ پوش پس پشت کرسی ہاے زرین پر بیٹھے
اب پیرمرد اٹھا اور ایک کتاب سر پر کھولکر رکھی جو سنسکرت زبان مین تھی کہ جو زبان ہندوان
کے ساتھ مخصوص ہے یعنی اس کتاب کو پڑھنا شروع کیا اور ترجمہ اسکا بیان کیا حضار جلسہ
ہمہ تن گوش ہو رہے تھے ایک صفحہ پڑھکر پیرمرد نے کتاب بند کر دی اور پھر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا یہ پیرمرد
ہمشیرہ جمشید ہی نام اسکا پیران جادو ہے ساحر اسکی کمال عزت کرتا ہے اور سب اسکو
خداوندزادہ اپنا تصور کرتے ہین کہ ایک مرتبہ ماہ دل افروز پھر سامنے پیرمرد کے آئی
اور دست بستہ کھڑی ہو کر عرض کی کہ اے شہنشاہ عادل گستر ونبیرہ خداوندزادہ جمشید
مین آپ سے اپنی داد چاہتی ہون کہا ہرچند کہ وقت کم ہے اور قصہ بڑا طولانی ہے مگر بیان کر

اس گلاب سے [illegible]
اسوقت ہٹا دیا تھا جبکہ یہ عمل کیا ہی ورنہ وہ یا لونڈی کا دھو ولن کبھی نہ پہنتی گلاب کے
چھوٹتے اور وہ اسکے بہانے ملکہ کو گلاب پلا دیا لیکن جیسے ہی اسکا ایک گھونٹ حلق سے
نیچے اترا ہی کہ دفعتہً چہرہ ماہ شیر سوار کا سرخ ہوگیا اور دل شاہزادہ رفیع البخت کی جانب
سے ہٹ گیا گویا کبھی کی شناسائی نہ تھی ایسی طبیعت ما ہٹ ہوگئی کہ نام سے شاہزادہ
رفیع البخت کے نفرت ہوگئی اب ماہ دل افروز جس بات کو کہتی ہی آسے ماہ شیر سوار
قبول کرلیتی ہی اب پیران جادو نے ماہ دل افروز سے کہا کہ اسوقت سے کوئی شخص
نام رفیع البخت کا سامنے اسکے نہ لے اگر کوئی شخص نام شاہزادہ کا اسکے سامنے
لے گا تو یہ غضبناک ہوکر اپنے کو ہلاک کر ڈالے گی اور خیال کرے گی کہ کیوں مین اس
شخص سے ملی جو بدنام ہوئی اور اگر ہلاک نہ ہوئی تو پھر رفتہ رفتہ اثر رفیع البخت کا
بڑھنے لگے گا ہرچند کہ اسوقت دل سے اسکے محبت رفیع البخت کی دور ہوگئی ہی مگر
یہ بات ابھی قابل اعتبار نہین ہی جب اسکو ایک زمانہ گذر جائے گا تو اثر باطل ہوگا
یہ سنکر ماہ دل افروز نے اپنے ملازمین سے کہا کہ اگر کوئی شخص سامنے ماہ دل افروز
کے نام شاہزادہ رفیع البخت کا لے گا تو زبان گدی سے کھنچوا لیجائیگی یہ کہکر طوق و زنجیر
ہتکڑیاں بیڑیاں وغیرہ دور کین اور [illegible] ماہ شیر سوار کو علیحدہ بٹھا دیا بعد ازان
ماہ دل افروز نے کہا کہ اب طلسم کشا کو لاؤ وہ کہاں ہی [illegible] ماہ دل افروز نے اپنے
ملازمین کی طرف دیکھا کنیزین ملکہ کی قید رفیع البخت کو لیے ہوئے سامنے آئین جبکہ شاہزادہ
مجمع ساحران مین آیا اور نظر سب کی شاہزادے کے جمال جہان آرا پر پڑی وجد کرنے لگے کہ
ایسے حسین بھی دنیا مین ہوتے ہین لیکن ماہ دل افروز نے پیران جادو سے کہا کہ حضور
مین داد اپنی چاہتی ہوں اب مجکو اجازت دیجئے کہ مین اسکو قتل کروں یہ سنکر پیران جادو
نے کہا کہ ای ماہ دل افروز بڑا تعجب ہی کہ تم ایک رکن طلسم ہوکر ایسی بات کی خواہش کرتی
ہو جو آئین طلسم کے بالکل خلاف ہی کیا تمھین معلوم نہین ہی کہ قیدی کو [illegible] کے
قتل کرتے ہین اور چالیس دن تک ہمارا ان طلسمی مین مقید رکھتے ہین تاکہ کوئی عذر حیلہ
باقی نہ رہے اور جسکو دھوکے چھڑا لیجائے گا وہ یہ نہ کہہ سکے کہ اگر اہل طلسم اسکو قتل
نہ کر ڈالتے تو ہم چھڑا لیتے جب چالیس دن تک قید رکھکر قتل کرینگے تو پھر کوئی نہین کہہ سکتا
ہی اور کہے بھی تو ہم جواب دے سکتے ہین کہ چالیس روز مین کیوں نہ چھڑا لیا ماہ دل افروز
نے کہا کہ مین اس قاعدہ سے واقف ہوں مگر یہ عام قاعدہ ہی کہ ہر قیدی کی بعد چالیس روز
کے قتل کر ڈالا جاتا ہی اور یہ طلسم کشا ہی اسکا ایک دم رکھنا بھی اچھا نہین ہی اسلیے کہ
مبادا یہ رہا ہو جائے اور پھر فتنہ و فساد برپا کرے پیران جادو نے کہا کہ خلاف
قاعدہ کسی طرح نہین ہوسکتا لیکن تم اطمینان رکھو اب یہ رہا نہوسکیگا ماہ دل افروز
خاموش ہو رہی پیران جادو نے کہا کہ لوح کہاں ہی ماہ دل افروز نے لوح پیش کی

پیران جادو نے نقابدار سیاہ پوش کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ تمہارے سپرد
ہے اسے لیجاؤ اور نہایت حفاظت سے رکھنا اور اب ایکدم یہاں نہ ٹھہرو یہ سنکر نقابدار
سیاہ پوش اپنے مسکن کی جانب روانہ ہوا بعد اسکے پیرمرد نے نقابدار زرد پوش
کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ قیدی تمہارے حوالے ہے اسکو لیجاؤ اور نہایت احتیاط سے
رکھنا یہ سنکر نقابدار زرد پوش کہ دارو غۂ محبس طلسمی ہے اور دارو غۂ زندان ہے
قیدر فیع البخت کو اپنے ہمراہ لیکر جانب محبس طلسمی روانہ ہوا یہاں صحبت برخاست
ہوئی سب اپنے اپنے گھر کو گئے اور ملکہ ماہ دل افروز اپنی دختر کو ہمراہ لیے ہوئے
اپنے قصر کی جانب روانہ ہوئی

اب احوال شاہزادہ رفیع البخت کا سنئیے

کہ یہ مسلسل و مطوق نقابدار زرد پوش کے ساتھ چلے جاتے ہیں جاتے جاتے دور
سے ایک چار دیواری سنگ مرمر کی نظر آئی ایک جانب بہت بڑا آہنی پھاٹک اسمیں
لگا ہوا تھا جسوقت نقابدار رفیع البخت کو لیے ہوئے دروازے کے اندر داخل ہوا
دیکھا شاہزادے نے ایک صحن عالیشان ہے اور ہر چہار طرف بڑے بڑے دالان
بنے ہوئے ہیں اور آگے انکے سائبان پختہ ہیں اور ہر دالان کے پہلو میں ایک ایک
حجرہ بنا ہوا ہے اور سب دالان فرش و فروش چھت پردوں سے آراستہ ہیں بیچ میں
چوکہ تخت کا لگا ہوا ہے اور ہر پہلو کے درمیں پلنگ نہایت نفیس پائے اسکے منقش جواہر ہیں
سفید چادر بچھی ہوئی تکیے نہایت نرم لگے ہوئے ہیں سیج بند کسے ہوئے ہیں پلنگ پوش بھی
نہایت نفیس پڑے ہوئے ہیں اور ہر مکان میں ایک ایک زندانی طلسم مسند پر تکلف
پر بیٹھا ہوا ہے نہ ہتھکڑی ہے نہ بیڑی کوئی علامت قیدی ہونے کی نہیں پائی جاتی ہے
خادم وغیرہ بھی حاضر ہیں اور اسباب و رخت ہر مکان میں قرینہ سے لگا ہوا ہے
اور خوانہائے طعام رنگا رنگ میوہ جات تر و خشک رکابیوں اور طشتریوں میں
چنے ہوئے ہیں اور چوکیوں پر سلفچیاں آفتابے مع سرپوش زرنگار پر تکلف رکھے ہوئے
ہیں اور چنگیر دان عطر دان گلدان نقلدان اگالدان وغیرہ ظروف طلائی و نقرئی قرینہ سے
رکھے ہوئے ہیں ایک جانب ملبوس ہائے گلبدنی مسی لگگے و بچھون پر رکھے ہوئے افیالے
خاصدانوں کی آنچہ پڑی ہوئی ڈبیاں چوب چندن طلائی و مرصع کار الماس اور پاندان
زرنگار رکھی ہوئی ہیں ہر مکان میں سامان امیرانہ موجود ہے قیدی انکے ہمراہ
کے مسند سے لگے بیٹھے ہیں اور صحن میں بیچ ایک حوض چار گز مربع لبالب
آب صاف و شفاف سے بھرا ہوا ہے اور گرد اسکے چار چمن گلہائے خوشبو دار و درختوں
سے آراستہ ہیں اور وسط زندان میں ایک نہر جاری ہے اور کنارے نہر کے ایک
بنگلہ بیدکار بنا ہوا ہے دو سہ دری بنگلے کے آگے بنا ہوا تھا چاروں کونوں پر اسمیں
انکا ... کے چار درخت پیپل کے لگے ہوئے اور تنہا زندانیان طلسم ... جسکے

پھرون سے آثار شاہی و شہریاری ہویدا ہیں اور اکثر مکان خالی پڑے ہیں مگر سامان
انمین بھی موجود تھا کہ نہ معلوم کس وقت قیدی آجاوے لیس لقا بدار زرد پوش
نے شاہزادہ رفیع البخت کو بھی لاکر ایک مکان خالی میں مسند پر بٹھادیا جب شاہزادہ
نے خیال کیا تو قید تو ہے جسم پر نہیں ہے دست و پا بھی متحرک ہیں کوئی علامت قید کی پائی
نہیں جاتی لقا بدار زرد پوش شاہزادے کو چھوڑ کر خود کہیں چلا گیا جس وقت محبوسان
زندان طلسمی کی نظر شاہزادہ رفیع البخت کے جمال بے مثال پر پڑی سب کے سب
گرویدۂ حسن و خوبی کے جمع ہوگئے اور حال پوچھنے لگے شاہزادے نے اپنی کیفیت
ابتدا سے انتہا تک بیان کی اب شاہزادے نے ان لوگون کا حال پوچھا کہ آپ لوگ
کب سے اسیر ہین اور ساتھ اسیر ہوئے یا جدا جدا اور کس کس ملک کے رہنے والے ہین
کیا کیا مذہب رکھتے ہین ان لوگون نے اپنی اپنی گذشتہ حالت تا حال اسیری بیان کی
اور مذہب بھی مختلف بیان کیے بعد ازان شاہزادے نے فرمایا کہ مجھے سخت تعجب ہوا پہلے
کہ اس مقام کو زندان کیون کہتے ہین نہ تو کوئی علامت قید کی پائی جاتی ہے نہ کسی قسم
کی تکلیف ہے اس زندانخانہ کو عشرت سرا کہنا چاہیے ان لوگون نے عرض کی کہ حضور
یہ عشرت سرا نہین بلکہ حیرت سرا ہے کیونکہ آپ نے آغاز پر نظر فرمائی ہے انجام کا حال ابھی
آپکو معلوم نہین ہے طریقہ یہان کا یہ ہے کہ چالیس روز تو قیدی کو نہایت آرام دیتے
ہین ناز و نعمت سے پرورش کرتے ہین اور بعد چالیس روز کے قتل کر ڈالتے ہین
کل یہ حال آپ پر بھی روشن اور منکشف ہو جائیگا اسواسطے کہ آپ ابھی نووارد و تازہ
اسیر ہین آپکو ابھی قتل نکرینگے ہم لوگون مین سے جنکے دن پورے ہوچکے ہین وہ قتل
کیا جائیگا بانیان طلسم نے ترتیب یہ بنائی ہے کہ جسطرح مقدم و موخر اسیر ہوئے اسیطرح
قتل بھی کیے جائین جو پہلے اسیر ہوا ہے وہ پہلے قتل ہو اور جو بعد کو گرفتار بلا ہوا ہے وہ
بعد کو قتل ہو مثلاً آپ ہم چھتیس آدمیون کے بعد اسیر ہوئے ہین تو اسیطرح قتل
بھی کیے جاینگے کہ جب ہم مین سے کوئی نہوگا اسوقت باری آپکی آئیگی اور جو لوگ
بعد آپکے اسیر ہوکر آئینگے وہ آپکے بعد قتل ہونگے اب طریقۂ قتل سنیے وہ یہ ہے کہ
صبح کو ایک لقا بدار سرخ پوش آتا ہے اور وہ اکثر ہم مین کھڑے ہوکر گردش کرتا ہے
اور کہتا ہے کہ ای اسیر طلسم تجکو داروغۂ زندان نے کسطرح رکھا تکلیف دی یا آرام
پہنچایا قیدی کہتا ہے کہ بہت آرام دیا لقا بدار کہتا ہے کہ قوت تیری پہلے سے کچھ کم ہوگئی
یا اتنی قدر ہے جتنی کہ قبل اسیری تھی قیدی بیان کرتا ہے کہ بلکہ کچھ زائد معلوم ہوتی ہے
اسلیے کہ یہان کوئی غم سوا غم اسیری کے نہین ہوتا اسوقت لقا بدار سرخ پوش کہتا
ہے کہ ای شخص اگر تو مال و دولت چاہتا ہے اور رہائی کا طالب ہے تو مجھسے مقابلہ کرکے
مجھے سر پنجۂ مردی و مردانگی سے زیر کر تو تمنا کے دلی تیری بر آئیگی اور زندان طلسمی سے
رہائی پائیگا اور اگر مغلوب ہوگا تو ہاتھ سے میرے قتل کیا جائیگا اور خون تیرا [illegible]

سمجھا جائیگا اور ایک زن حسینہ و جمیلہ اُس لقا بدار کے ساتھ آکر اُس مینا نگار بنگلہ مین بیٹھتی
ہی در حقیقت ایسی حسین عورت ہماری نظر سے نہین گذری بقول شخصے کسے ترا دیدہ و
یوسف را شنیدہ + شنیدہ کے بود مانند دیدہ + جسوقت تک وہ زن حور جمال و پری تمثال
بیٹھی رہتی ہی ہر شخص اُسکی طرف متوجہ رہتا ہی اور تصویر حیرت بنا ہوا اُسی کو دیکھا کرتا ہی انتہا
اُسکے حسن و دلفریبی کی یہ ہی کہ جو قیدی لڑکر لقا بدار سے مغلوب ہوتا ہی وہ اُس حور لقا
کی طرف دیکھکر بے اختیار کہہ اُٹھتا ہی کہ ہزار جانین ایک لطف دیدار پر نثار ہین ہین
ہمارا خونبہا زندگی مین ملگیا اب قتل ہونا واجب اور ضروری ہی لقا بدار ملکہ سے کہتا
ہی کہ کیا حکم ہوتا ہی ملکہ کہتی ہی کہ اب تو یہ اپنی زبان سے موت کا طالب ہی اور مہمان ہی
خاطر شکنی مہمان کی ہمین منظور نہین لہذا اسکو ضرور قتل کرو لقا بدار اُس قیدی کو بالاخانہ
پر لیجاتا ہی اور وہان سے گرا دیتا ہی نیچے ایک چٹان پتھر کی رکھی رہتی ہی قیدی اُسی پتھر پر گرتا
ہی اور استخوان اُسکے چورا ہو جاتے ہین یہ اسرار سمجھ مین نہین آتے کہ لقا بدار کچھ
زیادہ قوی نہین ہی لیکن کیسا ہی پہلوان زبردست اُس سے لڑے دن بھر مین ضرور
مغلوب ہو جاتا ہی اور وہ زن جمیلہ نہین معلوم کیون مرد کے نام سے نفرت کرتی ہی
سنا ہی وہ یہ چاہتی ہی کہ مرد کا تخم دنیا سے نیست و نابود ہو جائے مگر یہ نہین معلوم
کہ اُس قتال عالم نے یہ شیوۂ بیدردی و جلادی کیون اختیار کیا ہی شاہزادۂ رفیع البخت
یہ سب باتین نہایت حیرت سے سنتے رہے جس وقت سلسلۂ تقریر ختم ہوا تو فرمایا کہ افسوس
اس بات کا ہی کہ ہماری موت کے وقت تم مین سے کوئی نہوگا ورنہ تماشا ہماری کشتی
کا بھی دیکھتے اگر یہ لقا بدار کوئی ساحر ہی تو مجبوری ہی اور اگر پہلوان زبردست ہی تو کمر
بھر مین باندھ لونگا اور دے پٹکونگا انشاء اللہ اپنی موجودگی مین کسی پر آنچ نہ آنے دونگا آپ لوگ
اطمینان رکھین اُن لوگون نے عرض کی کہ جسکی باری ہوگی وہی قتل کیا جائیگا آپ سے
کیا علاقہ ہی اور خلاف معمول جلاد آپکو کیون قتل کرنے لگا رفیع البخت نے کہا کہ جب
ہم قیدی کے عوض خود لڑنے کو موجود ہو جائینگے تو لقا بدار کیا کرے گا ہان اگر ہمین زیر
کر کے قتل کر ڈالے گا تو البتہ اُسے اختیار ہی کہ جسے چاہے قتل کرے قیدیون نے کہا
کہ خدا آپکا ارادہ پورا کرے کہ لقا بدار ملعون آپ سے زیر ہو لیکن اُنہین قیدیون
مین ایک لڑکا بھی تھا کہ سن اُسکا سولہ سترہ برس کا تھا چہرہ سے آثار ریاست و شہریاری
نمودار تھے حسن مین اپنا آپ ہی عدیل تھا سوا بالاے سرش ز ہوشمندی + می تافت
ستارۂ بلندی + لیکن باین حسن و جمال و سن و سال سر زانوے تفکر پر خم کیے بیٹھا تھا
رنگ رخسار متغیر دل آوارہ بال پریشان صورت سے تصویر حزن و ملال بنا بیٹھا
تھا شاہزادے نے جو اُس شخص کو اس حال پر ملال سے دیکھا فرمایا کہ ای برادر
تو کون ہی اور کہان سے اس بلا مین پھنسا ہی در حقیقت مین تجھکو رنجیدہ پاتا ہون
اور کسی کو نہین دیکھتا اسکا کیا سبب ہی کیا تو کسی کا عاشق تھا اُس سے جدا ہوگیا ہی

یا اہل وطن اور والدین کا چھوٹنا تیرے واسطے غم جانکاہ ہو گیا ہے کیا سبب ہے کیونکہ حالات سب کی
بیان ہو چکے سب ایک طرح کی قیدیوں میں ہیں قریب قریب سب کی ایک حالت ہے یہ سنکر اس نوجوان
رعنا نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور یہ شعر پڑھا ؎ کیا پوچھتے ہو یار نزار و جسم ناتوان
کی وہ رنگ ہے میں نقش غم ہے جیسے کہان کہان کی وہ جو صدمات کو آپ نے بیان کیا حقیقت
میں یہ صرف میرے ہی واسطے نہیں ہیں بلکہ سب کے لیے ہیں صرف اتنی بات ہے کہ پیمانۂ عمر میرا
چھلک چکا ہے مدت اسیری پوری ہو چکی ہے کل صبح کو میں قتل کیا جاؤنگا میں سکوت میں بیٹھا اپنی
زندگی کی ساعتیں گن رہا ہوں اور موت کا انتظار کر رہا ہوں شاہزادے کو اسکے حال پرملال پر
نہایت افسوس ہوا ہر چند کہ خود بھی اسی بلا میں پھنسے ہوئے تھے لیکن دوسرے کی ہمدردی میں
اپنا خیال نہ کیا اور فرمایا کہ ای برادر جبتک میرے دم میں دم باقی ہے اسوقت تک تجھپر
آنچ نہ آنے دونگا تم اطمینان رکھو مگر اسمیں شرط اتنی ہے کہ دین ستارہ پرستی ترک کرو
کیونکہ پہلے تم اظہار اپنے مذہب کا کر چکے ہو اور مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ مذاہب تم لوگون کے
مختلف ہیں اور یہ سب کے سب بہکے ہوئے ہو اب لازم یہ ہے کہ دین اسلام اختیار کرو اور
اختلاف مذاہب کا بکھیڑا دور کرو تاکہ باہمی محبت زیادہ ہو اور جسطرح زندگی میں سب
ایک حالت میں ہیں اسیطرح بعد مرنے کے بھی ساتھ رہے اور کیا عجب ہے کہ بسبب تمہارے
راہ راست اختیار کرنے کے خداوند کریم بھی اپنا فضل و کرم شامل حال کردے اور تمکو
رہائی نصیب ہو پھر اسطرح شاہزادے نے ترغیب دلائی کہ سب کے سب اس لڑکے سمیت
مسلمان ہوئے چونکہ یہ دس آدمیوں کو شاہزادے نے کلمہ تلقین فرمایا اور یہ سب از سر صدق
مسلمان ہوئے الغرض جب وہ شب گذر کر صبح ہوئی تو وہی لڑکا کہ نام اسکا اختر شاہ تھا حاضر
حضور ہوا اور دست بستہ ہو کر عرض کرنے لگا کہ آپ ہمارے ہادی و رہبر ہیں امیدوار
ہوں کہ جو کچھ گستاخی خدمت عالی میں ہوئی وہ معاف فرمائی جائے اور قصور عفو ہو
کیونکہ اب سامنا موت کا ہے اور پیش خیمہ جاتا ہے تمام محبوسان بلا ہے شاہزادہ اسکے حال
پرملال پر رونے لگے اور افسوس کرنے لگے اتنے میں دروازۂ زندان کھلا اور وہی نازنین
ماہ جبین جسکا پتہ رفیع البخت کو زندانیوں نے دیا تھا سرخ جوڑا پہنے ہوئے تخت
جواہر نگار پر سوار چار سو نازنین جلو میں داخل زندان ہوئی اور تخت سے اتر کر اس مینا نگار
بنگلہ میں جاکر بیٹھی اور کنیزیں چاروں طرف حلقہ باندھکر کھڑی ہوئیں بعد اسکے وہی نقابدار
سیاہ پوش مہیب صورت زحل خصال نمودار ہوا اور سامنے ملکہ کے دست ادب
باندھکر کھڑا ہوا ملکہ نے کہلا بھیجا کہ زندانی حاضر کیے جائیں جسوقت حکم ملکہ کا داروغہ
زندان کو پہونچا اسنے سب قیدیوں کو اپنے ہمراہ لیا اور سامنے ملکہ کے پیش کیا
بس جیسے ہی نظر رفیع البخت کی چہرۂ زیبا پر ملکہ کی پڑی بے اختیار پکار اٹھی ؎
تیر از ان غمزۂ پر فتنہ جست ✤ بر جگرش آمد و تا پر نشست ✤ قریب تھا کہ بینائی و بے اختیاری
پردۂ شرم و حجاب کو دور کردے اور حرف مطلب زبان پر آئے لیکن رفیع البخت نے

ضبط سے کام لیا سے فغان سے پاسے نبدان حیا کب کام لیتے ہین۔ ایکا پاس درد اُٹھتا ہے تو
دل کو تھام لیتے ہین۔ ادھر نظر ملکہ کی بھی رفیع البخت پر پڑی تصویر بنکر رہ گئی مگر یہ
خیال گذرا کہ تیری شان کے خلاف ہے کہ تو ایک قیدی سے دل لگائے اور اپنے کو
نشانہ تیر ملامت بنائے یا تو مرد کے نام سے تنفر تھی اور یا یہ غضب ہوئی تو کسی
شاہزادے اور شہریار زادے پر شیفتہ ہوئی ہوتی دل پر جبر کرکے خاموش ہو رہی
استنے مین وہ مریخ صولت یعنی نقابدار سرخ پوش اکھاڑے مین آترا اور نقیبان
اسباب کشتی کی سامنے لاکر رکھی گئین نقابدار نے ایک کشتی کھولکر آپ بھی ایک لنگوٹا
باندھا اور دوسری کشتی اکھاڑے کی منڈیر پر رکھکر اکھاڑے مین خم مارا اور آواز
دی کہ آج جس اجل رسیدہ کی باری ہو وہ آئے اور جھٹ لنگوٹا باندھکر مجھ سے لڑے
اگر مجھے زیر کرے مین اسکا مطیع ہوتا ہون اور اگر مین اُسے زیر کرونگا تو قتل کر ڈالونگا یہ سنکر
اختر شاہ اپنی جگہ سے اٹھا اور قریب شاہزادہ رفیع البخت کے آکر بیدلون سے
لپٹا اور عرض کی کہ ای شہریار خدا جانے کیا ہو آج ہماری تقدیر مین یہ ہونا تھا لیکن خداوند کریم
آپکو اس بلا سے رہائی دیگا رفیع البخت نے اختر شاہ کو سینے سے لگا لیا اور اسقدر
متاثر ہوئے کہ رونے لگے اور اختر شاہ کو اپنی جگہ بٹھا کر خود اٹھ کھڑے ہوئے اختر شاہ
حیران تھا کہ مجھے کیون بٹھا دیا اور خود کیون اٹھ کھڑے ہوئے کہ شاہزادے نے فرمایا اے
اختر شاہ تم یہین بیٹھو مین تمھاری طرف سے اس نقابدار سے لڑونگا اختر شاہ نے عرض
کی کہ حضور میرے عوض اپنے کو بلا مین مبتلا کرتے ہین اگر آج آپ کو کچھ ہوا تو ملک کو کیا جواب دونگا
ہر طرح ایک بار وزرا اس ملک کے ہاتھون قتل ہونا ضرور ہے رفیع البخت نے کہا کہ اگر
مین اسکے ہاتھ سے زیر ہوگیا تو بیشک یہی روز بد پیش آئیگا اور اگر مین نے اسکو پچھاڑ لیا
تو کیا فکر ہے انشاء اللہ سب بہتر ہوگا سب تماشائی اس جرأت و ہمت پر شاہزادے
کی آفرین کرتے تھے کہ ایسے بھی لوگ ہوتے ہین جو اپنی زندگی دوسرون کو دیتے
ہین غرض شاہزادہ جھپٹ کر سامنے نقابدار سرخ پوش کے آیا اور کشتی سے
جھٹ لنگوٹا نکالکر باندھا نقابدار نے کہا کیا آج تمھاری باری ہے نقابدار کو
شاہزادے نے کوئی جواب نہ دیا نقابدار نے پھر پوچھا کہ کیا تمھاری باری ہے جو برابر مقابلہ
آئے ہو پھر رفیع البخت نے جواب نہ دیا نقابدار نے پھر پوچھا کئی مرتبہ رفیع البخت
نے جواب دیا کہ تمھین اس جھگڑے سے کیا اپنی باری اپنی دوسرے قیدی سے بدل لی
اسلیے کہ اُسے زندگی اچھی نہ تھی اور مین اب زندگی سے بیزار ہون لیکن نظر اس آفت پوش
یعنی لالان سرخ پوش کی جو رفیع البخت پر پڑی جگر دوز خدنگ مژگان اور
قتیل تیغ ابرو تو پہلے ہی ہو چکی تھی تاب نہ ہو سکی کہ یہ استنے کیا غضب کیا کہ دوسرے
کے عوض مرنے پر آمادہ ہوگیا شاہزادے کو سامنے اپنے بلایا اور نقابدار سرخ پوش کو
لڑنے سے منع کیا جسوقت رفیع البخت سامنے اس محبوبہ و ناز کے پہونچا تو نظر

سے نظر پڑی دل بے اختیار ہوگیا ہاتھ پاؤن مین سنسنی ہونے لگی ۔ کتھی نظر پاکیزہ جی کی آفت تھی ٭ وہ نظر ہی وہ ایک آفت تھی ٭ صبر جاتا رہا نگاہ کے ساتھ ٭ ہوش رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ ٭ دل لیکر لے گیا پیچیدن تازہ ٭ رنگ چہرہ سے کر گیا پرواز لالان سرخ پوش نے کہا کہ ای شخص اس چہل روزہ زندگی کو غنیمت جان اور جوانی پر اپنی رحم کر کہ آخر مین تیرا بھی یہی انجام ہوگا اسقدر کیون جلدی کرتا ہی اسطرح سمجھایا کہ رفیع البخت کے حواس بجا ہوے اور ہمہ تن باتون مین محو ہوگیا لیکن دل کو سنبھال کر جواب دیا کہ جب چالیس روز بعد بھی یہی انجام ہوگا تو آج ہی جو ہونا ہو کیون نہو جاے اور سبب موت مانگنے کا یہ ہی کہ اس اسیری مین مجھے دوسری گرفتاری بھی نصیب ہوگئی ہی جسکی وجہ سے شیرینی حیات کو بدتر از تلخی سکرات سمجھتا ہون لالان سرخ پوش نے کہا کہ وہ تازہ گرفتاری کونسی ہی شاہزادے نے جواب مین یہ شعر زبان پر جاری کیا ۔

دل کا دھڑکنا چہرہ کی زردی کہو نہین حالی عاشقانہ سے
مرتے ہین لیکن کہہ نہین سکتے ہمکو کیا بیماری ہی

یہ فرما کر سر جھکا لیا لالان سرخ پوش دل مین سمجھ گئی کہ یہ بھی میرا دلدادہ ہوا صرف میرے ہی دل مین اسکی محبت نے گھر نہین کیا ہی بلکہ اسکو بھی میری محبت پیدا ہوگئی ہی لالان سرخ پوش دل مین ہنس گئی لیکن بظاہر تیوری پر بل ڈالکر کہنے لگی کہ ان باتون سے کوئی فائدہ نہوگا جو طریقہ یہان کا ہی اسکے خلاف ہرگز نہوگا تم خود اسیر ہو تمہارا کسی امر مین اختیار نہین ہی شاہزادے نے جواب دیا کہ مین اسیر بیشک ہون مگر اپنے دل کا مختار ہون جو چاہون سو کرون ملکہ چاہتی ہی کہ یہ مقابلہ نکرے چالیس روز بقاعدہ طلسم کے موافق زندگی گزارے اتنے زمانے مین اسکے واسطے کوئی تدبیر رہائی کی سوچی جائیگی مگر شاہزادہ کسکی سنتا ہی ملکہ کے پاس سے چلا آیا اور سامنے نقابدار کے ہوکر آواز دی کہ مین موجود ہون نقابدار نے بھی جواب دیا کہ ای عزیز یہ ہرگز نہوگا کہ تو دوسرے کے عوض جنگ کرے شاہزادے نے جواب دیا پھر یہ بھی ممکن نہین ہی کہ میرے سامنے تو دوسرے پر دست اندازی کرے القصہ بہت سی حجت و تکرار کے بعد نقابدار کو مجبور ہوکر مقابلہ کرنا پڑا کشتی دونون مین ہونے لگی ادھر تو یہ دونون مصروف تلاش تھے ادھر اسیران طلسم شاہزادے کے واسطے دست بدعا تھے کہ یہ ایک معین ہمارا پیدا ہوا ہی خدا اسکو فتحیاب کرے ادھر ملکہ سوچ رہی تھی کہ کیا تدبیر کرون جو اسکو بچا لون یہ کیسا ہی زبردست اور رستم وقت کیون نہو مگر نقابدار کے ہاتھ سے زیر ہو جائیگا اور نقابدار آئین طلسم کے موافق قتل پر بھی آمادہ ہوجائیگا اس وقت مین کس حیلے سے روکونگی یہ اسی فکر مین مستغرق تھی اور یہان رفیع البخت اور نقابدار سے کشتی ہو رہی تھی کبھی اس نقابدار نے کسی پہلوان کو گھنٹہ بھر سے زیادہ نہین ٹھہرنے دیا مگر رفیع البخت دوپہر کامل اس سے لڑتے رہے اور تھکا مارا چوکڑی بھول گئی

قصد کیا تھا کہ رفیع البخت نے اٹھکر اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ تمھارے جلنے کا وقت
گذر گیا اب تم نہ جا سکو گے اختر شاہ نے کہا کہ اگر میں نہ جاؤنگا تو پھر آپ جائینگے یہ مجھے منظور
نہیں کہ میری وجہ سے آپکے دشمن ہلاک ہوں رفیع البخت نے کہا کہ مجھے یہ لوگ خود ہی
قتل نکرینگے اور تمھارا روز قتل کل تھا آج کس قاعدہ سے تمہیں قتل کرینگے تم بیٹھو ہم سمجھ لینگے
نقابدار سرخ پوش نے کہا کہ تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے ابھی کل زیر ہو چکا ہے اور آج
لڑنے کو موجود ہے رفیع البخت نے کہا کہ میں موت کو نہیں ڈرتا ہوں جسکی وجہ سے
کل میں لڑا تھا اگر اس امر سے باز آ تو مجھے لڑنے کی ضرورت نہیں ہے نقابدار نے کہا وہ کیا
رفیع البخت نے جواب دیا کہ زندانیان طلسم کے قتل سے باز آ ورنہ پہلے مجھکو قتل کر
کہ میں اپنی موجودگی میں کسی کو قتل ہونے دونگا نازنین نے پکار کر کہا اے شخص کیوں اپنی
جان سے عاجز ہوا ہے کل میں نے تجھے رہا کرا دیا آج پھر تو فضول درازی پر آمادہ ہے
تجھے شرم نہیں آتی رفیع البخت نے کہا کہ آج میں کل سے زیادہ زندگی سے سیر ہوں اسلیے
کہ میں کبھی کسی سے زیر نہیں ہوا کل اس نقابدار سے زیر ہوا مجھے ذلیل ہو کر دنیا میں زندہ
رہنا پسند نہیں اگر ایسی ہی زندگی ہے تو میں جینے سے باز آیا یہ سنکر لالان سرخ پوش
نے کہا کہ جب تم قیدی طلسم ہوئے تو کوئی امر تمھارا اختیاری نہیں ہے رفیع البخت نے
کہا کہ مجھے سب کچھ اختیار ہے آخر کار لالان سرخ پوش نے عاجز آکر نقابدار سے کہا
کہ یہ یوں نہ مانیگا جبھی واسطے کل میں نے اسکو رہا کرا دیا تھا وہ امر ہونے کی امید نہیں
اب اسکا زندہ رکھنا گویا سانپ آستین میں پالنا ہے آج اسکو زیر کرکے قتل کر ڈال
یہ سنکر نقابدار نے کہا کہ اگر تجھسے نہیں آتے دیتا تو خود آکر مقابلہ کرے تاکہ
حوصلہ تیرے دل کا نکل جائے یہ سنکر رفیع البخت نے اسکی طرف بڑھنے کا قصد
کیا تھا کہ یکایک بالائے آسمان روشنی سی نمودار ہوئی سب دیکھنے لگے
کہ وہ ابر نورانی قریب پہونچکر شق ہوا اور ایک تخت نمودار ہوا کہ اس تخت پر
ایک مرد نوجوان نورانی صورت بیٹھے ہوئے تھے رفیع البخت نے اپنے ماموں
سلیم جادو کو پہچانا اور سلام کیا سلیم جادو نے آواز دی کہ اے فرزند گھبرانا کہ
میں آپہونچا صورت سلیم جادو کی دیکھکر لالان سرخ پوش جادو کو سکتہ سا ہو گیا
اور نقابدار سرخ پوش اکھاڑے سے نکل بھاگا سلیم جادو نے جلدی سے
ایک تیغہ رفیع البخت کو دیا اور کہا کہ اسے زندہ نہ جانے دینا کہ آئندہ بڑے
فسادات برپا کرے گا یہی تیغہ مارو کہ اسکے دو ٹکڑے ہوں یہ سنکر رفیع البخت
نے تیغہ سلیم جادو سے لیکر قبضہ میں کیا اور پیچھے نقابدار کے جھپٹے نقابدار بھاگا
قریب دروازے کے پہونچ چکا تھا چاہتا تھا کہ باہر نکلوں رفیع البخت نے عین دوال کر
ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ نقابدار کے دو ٹکڑے ہوئے اسکے مرتے ہی ایک قیامت برپا
ہوئی اور خون جسم سے اسکے شعلہ بنکر نکلا اور لالان سرخ پوش پر گرا کہ اسکو بھی

جلا کر خاک کر دیا بعد اسکے یہ شعلہ پر اہیان لالان سرخ پوش پر گرا اور یہ سب کی سب
مانند نہالان چنار کے جلنے لگین انکے مرنے سے شور گیرودار برپا تھا اور ایک قیامت
برپا تھی جسوقت لاشین ان سب کی پھڑک پھڑک کر سرد ہو گئین تو پہلے آواز پیدا ہوئی
کہ کشتی مرا نامم من بدخشان جادو و بود بعد اسکے آواز آئی کہ کشتی مرا نامم من لالان
سرخ پوش جادو و بود اسکے بعد اور جادوگرون کے مرنے کی صدائین بلند ہوئین
جسوقت یہ سب کے سب ہلاک ہوگئے اور علامات سحر برطرف ہوئین تو دیکھا کہ
بجاے نقابدار سرخ پوش لاش ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر کی پڑی ہے سلیم جادو
نے کہا کہ جلاد طلسم بدخشان جادو وہی ملعون تھا اور بجاے لالان سرخ پوش
لاش ایک ساحرہ کی پڑی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرگھٹ کا کھٹکا ہوا مردہ ہے ہین ساڑھے
چارسو برس کا سن ہے منہ مین ایک دانت نہین سلیم جادو نے کہا یہ وہی نازنین ہے جو بصد
عشوہ و ناز کرسی پر آکر بیٹھا کرتی تھی اور بیگناہون کو قتل کرایا کرتی تھی رفیع البخت کو
صورت اسکی دیکھکر تعجب ہوا کہ وہ حسن و جمال اسکا کیا ہوا اور ساتھ اسکے چارسو
لاشین پڑی ہوئی تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ چڑیلین پڑی ہوئی ہین سلیم جادو نے
لاشین پھکوا دین اور رفیع البخت سے کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو مین جاتا ہون اور
لوح بھی لاتا ہون یہ کہکر سلیم جادو تو اسطرف روانہ ہوے یہان تمام زندانی شاہزادہ
کے قدمون سے لپٹے کہ آپ ہی کی بدولت اس بلا سے نجات ملی ورنہ باری باری
سب قتل ہوجاتے اور اختر شاہ کی تو یہ حالت تھی کہ بار بار بلا گردان ہوتا تھا
شاہزادے نے ان سب سے کہا کہ جسکو جانا ہو وہ چلا جاے اور جسکو میرا ساتھ دینا
ہو وہ میرے ساتھ رہے ان لوگون نے عرض کی کہ ہم سب بندۂ بے دام ہین جہان
آپ تشریف لیجائینگے وہان آپ کے ساتھ جائینگے اور جو خدمت ہمارے سپرد ہوگی
آنکھون سے بجا لائینگے اسواسطے کہ ہمین آپ سا جان بخش آقا کہان ملیگا شاہزادہ
ان سب کو لیکر اسی مینا کار بنگلہ مین بیٹھا اور منتظر ہوا سلیم جادو کا وہان سلیم جادو
مکان نقابدار سیاہ پوش پر پہونچے کہ لوح طلسمی اسی کے پاس تھی نقابدار سیاہ پوش
نے کہا کہ اے سلیم جادو آج آپ کہان تشریف لاے سلیم جادو نے فرمایا کہ مین
لوح طلسمی لینے آیا ہون لاؤ اور لوح ہمارے سپرد کرو نقابدار سیاہ پوش نے
کہا کہ لوح کیا کیجیے گا سلیم جادو نے صاف صاف بیان کر دیا کہ اپنے فرزند رفیع البخت
کو دونگا کہ وہ طلسم کو فتح کرے نقابدار سیاہ پوش نے کہا کہ کیا خوب لوح آپ
کاہے کو مانگتے ہین گویا جان طلب کرتے ہین جب لوح طلسم کشا کے ہاتھ آگئی تو گویا
ہم پنجۂ ملک الموت مین آگئے پھر ہم کیا کرسکتے ہین سلیم جادو نے کہا کہ اگر جان عزیز
ہے تو اسلام اختیار کرو نقابدار سیاہ پوش نے کہا کہ ایمان جان سے زیادہ عزیز ہے
اور اے سلیم جادو نہایت تعجب کی بات ہے کہ آپ بھی ایک رکن طلسم ہین اور طلسم کو فتح

کرا سکے دیتے ہین یہ آپ کے ذہن مین کیا آ گئی آپ وہی ہین کہ جب بدیع الملک
اس طرف آگئے تھے اور تجانہ ساحری کو انھون نے فتح کیا تھا تو آپ اسکے خلاف
رہے اور لڑا کیے یا اب اسکے شریک ہو گئے سلیم جادو نے کہا کہ دیر نکر اور لوح جلد حاضر کر
تجھے ہمارے امور مین کیا دخل ہے اور اگر لوح کے دینے مین تامل ہے تو حربہ سحر
اٹھا اور مقابلہ کر کہ مجھے زیادہ باتین کرنے کی فرصت نہین ہے یہ سنتے ہی نقابدار سیاہ پوش
نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور تیغ سحر نکالکر کچھ اسم سحر دم کر کے سلیم جادو پر کھینچ مارا سلیم جادو
نے کوئی اسم سحر پڑھکر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تیغ پلٹ کر نقابدار کے سینے پر پڑا اور سینہ کو
توڑ کر پار گذر گیا نقابدار سیاہ پوش گرا اور تڑپ کر واصل جہنم ہوا شعلے بھڑکے و آتشباری
و برف باری ہوا کی پیر خاک اڑایا کیے جب لاش اسکی بھڑک کر سرد ہو گئی تو آواز
دیکر چلے گئے کہ مارا جوان کشتی یعنی نام مین قیر جادو ہو حیف مردیم وجان دادیم
و مطلب خود نرسیدیم اسکے مرنے ہی چند ملازمین اسکے آکر قدمون پر سلیم جادو کے گر پڑے
اور لوح طلسمی حاضر کی سلیم جادو نے لوح قبضہ مین کی اور جانب زندان طلسم روانہ
ہوے یہان رفیع البخت انتظار مین بیٹھے تھے کہ سلیم جادو پہونچے اور لوح رفیع البخت
کو دی رفیع البخت نے تعجب سے صورت سلیم جادو کی دیکھی اور کہا کہ آپ تو اس طرح
لوح لے آئے جیسے گھر کے اندر رکھی ہوئی تھی سلیم جادو نے کہا سبب اسکا یہ ہے
کہ اس طلسم مین کچھ دونک میری عملداری بھی ہے چنانچہ یہ لوح جس مقام پر رکھی تھی
وہان تک میرے اختیارات ہین اگرچہ لوح ایسی چیز ہے جو کسی کو آسانی نہین ملسکتی
بیٹا باپ کو کبھی نہ دیگا جسکو ایسا ہی معتبر سمجھا جاتا ہے لوح اسکے حوالے کیجاتی ہے مین نے
بھی بسبب اہل لوح کو قتل کیا اسوقت لوح دستیاب ہوئی رفیع البخت نے لوح باسون
سے اپنے لیکر گلے مین پہنی اور سلیم جادو سے کہا کہ کچھ آپکو ماہ شبیر سوار کی خبر بھی ہے
کہ اُسنے مان اپنی گرفتار کر لیگئی تھی اور مجھے بھی اسی نے گرفتار کر کے مبتلاے بلا
کیا تھا سلیم جادو نے کہا کہ ہان مجھے معلوم ہے لیکن یہ خبر مجھے اسوقت پہونچی جبکہ
تم سے اور لالان سرخ پوش جادو سے گفتگو ہو رہی تھی اور اسنے حکم قتل دے دیا
تھا تم نقابدار سے مقابلہ کرنے دوبارہ چلے تھے ایسے نازک وقت مین کیونکر تمہاری
خبر لیتا یا اسے چھڑانے جاتا رفیع البخت نے کہا کہ اب کیا حکم ہوتا ہے سلیم جادو نے
کہا کہ پہلے ماہ دل افروز ہی کے مکان پر چلو اور اسی سے فیصلہ کر لو مین بھی تمہارے
ساتھ چلتا ہون غرضکہ رفیع البخت نے اپنے رفقا کو اسی مقام پر چھوڑا اور کہا
کہ جس مقام پر ہم تمکو طلب کرین وہان چلے آنا بالفعل یہین قیام کرو یہ سب
مصر تھے کہ ہم ساتھ چلینگے مگر رفیع البخت نے نہ مانا اور کہا کہ تمھارا اسی مقام پر
رہنا مناسب ہے اسلیے کہ مین براے فتح طلسم جاتا ہون وہان ساحران سے
مقابلہ کرنا پڑیگا اور نہین معلوم کن کن مصیبتون کا سامنا ہو میرے پاس تو

لوح طلسمی موجود ہے تجھپر سحر اثر نہیں کرسکتا تم لوگ مفت میں مبتلائے بلا ہو جاؤ گے
اسوقت مجھے بھی دقت درپیش ہوگی میں اپنی حفاظت کرونگا یا تمکو بچاؤنگا یہ سنکر یہ لوگ
تو خاموش ہو رہے اور اسی مقام پر قیام پذیر ہوئے لیکن شاہزادہ رفیع النجت
زندان طلسمی سے باہر تشریف لائے اور لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے رفیع النجت
یہاں سے جانب شمال روانہ ہو جسوقت ایک صحرا طے ہو کر دوسرا جنگل نظر آئے تو
تلاش باغ کی کرنا قریب کوہ تمہیں دروازہ باغ کا نظر آئیگا تمہیں چاہیئے کہ اندر باغ
کے جاؤ وہاں ماہ دل افروز کنارے نہر کے بیٹھی ہوئی یادشیر سوار سے
باتیں کرتی ہوگی وہی مسکن اسکا ہے جسوقت تمہیں دیکھیگی تو تعجب کریگی چونکہ
وہ عورت بالکل ناقص العقل ہے وہ اسلام اختیار کرنے میں یہ شرط پیش کریگی
کہ اگر تم پیران جادو و نبیرۂ ساحری کو قتل کروگے تو میں دین تمہارا اختیار کرونگی
کیونکہ نبیرۂ ساحری کی موت کی وہ قائل نہیں ہے تم شرط اسکی منظور کرلینا
اور اسے ساتھ اپنے لیکر دربند قصور ہفت منزل کی طرف جانا جب تم دربند
قصور کو فتح کروگے اور پیران جادو مارا جائیگا تو ماہ دل افروز ایمان لائیگی
کہ خیالات اسکے پیران جادو کے مرنے سے بدل جائینگے یہ امر منکشف ہوجائیگا
کہ پیران جادو بھی ایک انسان تھا اور قتل ہونا اسکے تھا صرف علم سحر جانتا تھا یہ
دیکھکر رفیع النجت جانب شمال روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک صحرائے سبز و خرم
میں پہونچے سلیم جادو پوشیدہ طور پر انکے ساتھ ہے جسوقت وہ صحرا طے ہوا اور
دوسرا صحرا نظر آیا تو رفیع النجت سیر صحرا کی کرتے ہوئے چلے جاتے جاتے قریب
کوہ کے پہونچے کہ متصل اس کوہ کے ایک چاردیواری کھنچی ہوئی تھی اور دروازہ لگا ہوا
تھا رفیع النجت اس دروازے کی طرف متوجہ ہوئے اور جاتے جاتے دروازہ باغ
پر پہونچے تو دروازہ کھلا ہوا پایا بسم اللہ کہکر داخل باغ ہوئے دیکھا کہ باغ نہایت
سرسبز و شاداب ہے گلہائے بوقلمون کھلے ہوئے ہیں میوے گوناگون پھلے ہوئے ہیں
ڈالیاں بار ثمر و برگ و گل سے جھکی پڑتی ہیں جانوران خوش الصوت بصد خوشنوائی
تعریف چمن آرائے گلشن قضا و قدر کی کررہے ہیں اور وسط چمن میں ایک نہر مصفا
جاری ہے اور ماہ دل افروز پٹڑی پر نہر کی بیٹھی ہوئی ہے یادشیر سوار پہلو میں بیٹھی ہے
اور ماہ دل افروز اس سے باتیں کررہی ہے شاہزادے نے ماہ دل افروز کو
سلام کیا ماہ دل افروز متحیر ہوگئی کہ اسکو تو میں زندان طلسمی میں چھوڑ آئی تھی یہ یہاں
کیونکر آگیا شاہزادے نے فرمایا کہ اے ملکہ ماہ دل افروز آپنے میرے ساتھ کوئی دقیقہ
دشمنی کا فروگذاشت نہیں کیا اور جو کچھ باتیں پیران جادو سے ہوئیں وہ میں نے
سب اپنی آنکھوں دیکھیں قدرت پروردگار عالم کو کہ مجھ ایسے خدا کے بندے کو دشمن و
سالم بچا لیا اب بہتر و مناسب یہ ہے کہ قتل اپنے شوہر سے آپ بھی

دین اسلام کو اختیار کیجیے اور ساحری پرستی کو ترک کیجیے اور یہ لوح طلسمی میرے پاس پھر
آ گئی ایک مرتبہ تو دھوکا دیکر آپ نے مجھے گرفتار کرایا اور لوح طلسمی پر بھی قبضہ کیا اب
مین غافل نہین ہون اور سامنے آپ کے موجود ہون اب مجھکو آپ اسیر نہین کر سکتی ہین
لہذا التماس میری قبول ہو ورنہ مجھے آپ کی خدمت مین گستاخی کرنا پڑے گی اور بجبر ملکہ
ماہ شیر سوار کو آپ سے چھین لونگا یہ کلام رفیع البخت کے جو ماہ دل افروز کے گوش زد
ہوئے دل مین سوچی حقیقت حال یہ ہی کہ ایسا لائق داماد کسے نصیب ہوتا ہی مگر اختلاف
مذہب کے سبب سے تامل تھا کہا ای رفیع البخت جو کچھ تمنے بیان کیا سب بجا
اور درست ہی لیکن دو شرطین میری ہین ایک تو یہ کہ اگر دین تمھارا برحق ہی اور
ساحری و جمشید کوئی قدرت نہین رکھتے ہین تو تم پیران جادو کو پہلے قتل کر آؤ
اسکے بعد مین دین اسلام اختیار کرونگی اور اسکے پہلے مجھے منظور نہین ہین کیونکہ سمجھون
کہ دین ساحری پرستی باطل ہی اور دوسری شرط میری یہ ہی کہ اگر ماہ شیر سوار
تمھاری راضی ہو تو اسکو لیجاؤ رفیع البخت نے کہا مجھے دونون شرطین منظور ہین
میرے سامنے آپ نے ماہ شیر سوار کو آپ سے جدا کر دل اسکا میری طرف سے برگشتہ
کرایا تھا اب یہ مین سمجھ چکا ہون کہ جبتک نقاب دار سبز پوش نہ مارا جائیگا اسوقت
تک ملکہ اپنے ہوش مین نہ آئیگی خیر اب مین جاتا ہون اور انشاء اللہ پیران جادو اور
نقاب دار سبز پوش دونون کو مار کر بلکہ طلسم کو توڑ کر خدمت شریف مین حاضر ہونگا
یہ فرما کر شاہزادہ رفیع البخت باغ ملکہ ماہ دل افروز سے باہر آئے سلیم جادو
ساتھ انکے آئے تھے اور پوشیدہ طور پر باتین رفیع البخت کی سن رہے تھے
جسوقت شاہزادہ باغ سے باہر چلا آیا تو سلیم جادو نے کہا کہ ای فرزند [illegible]
یہ تیرا ہی ظرف تھا کہ تو نے ماہ دل افروز سے اسطرح گفتگو کی [illegible]
[illegible] ضبط نا ممکن تھا کہ جو اپنے ساتھ دشمنی کرے خود اسکے ساتھ اس قسم کا برتاؤ کرے
اور آداب بزرگانہ کو نباہے اب ای فرزند پہلے دربند قصور ہفت منزل کی سیر
کر لو پھر بازار دیکھا جائیگا یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت ہمراہ سلیم جادو کے جانب
دربند قصور ہفت منزل روانہ ہوا جب تھوڑی دور چلے ایک صحرائے پر بہار مین پہونچے
دیکھا کہ درخت سر سبز و شاداب ہین طائران مختلف الالوان مصروف
زمزمہ سرائی ہین ہوا کے سرد جھونکے آ رہے ہین گلہائے بوقلمون شگفتہ
ہین ڈالیان گلون کے بار سے جھکی ہوئی ہین شاہزادہ سیر کرتا دیکھتا ہوا اور قدرت
باغبان قضا و قدر کی کرتا ہوا ساتھ سلیم جادو کے چلا جاتا ہی کہ دیکھا سامنے
سے وہی قصر سات درجہ کا نمودار ہوا جسمین ایکمرتبہ اسیر ہو کر آ چکے تھے سلیم جادو
نے کہا کہ بابا اب مین اسی مقام پہ ٹھہرتا ہون تم آگے جاؤ ہر مقام پر لوح سے ہوشیار رہ
مختلف [illegible] سے کام نہ لینا اور دریچہ زنگاری کی طرف [illegible] داخل قصر ہونا کبھی بھولنا

ہر حلہ دربند قصور کا ہی جسوقت زنگار جادو مارا جائیگا تو چہ نقابدار بخشے امان مانگینگے
اور ہمارا بیٹا بیران جادو وسے ہوگا آسے بھی زندہ بچا لے دینا اسواسطے کہ جسوقت آسمے
یہ خبر پہونچیگی کہ بھائی تیرا سلیم جادو کا برائے فتاحی طلسم آیا ہی اور زنگار جادو کو آسنے
مارا تو وہ سادہ مزاجی کے ساتھ اس بھروسے پر چلا آئیگا کہ مین سمجھا کر راضی کرلونگا
دربند باتون مین لگا کر لوح چھین لونگا تم آسے زندہ پلٹ کر نہ جانے دینا ورنہ پھر آسکا
ملنا دشوار ہی اور اگر وہ نہ ملے گا تو دربند قصور فتح نہوگا اور مال وخزانہ طلسمی تمھارے
ہاتھ نہ آسکیگا یہ سب باتین رفیع البخت نے سمجھ لین اور جانب دربند زنگاری روانہ
ہوے جسوقت قریب قصر پہونچے ایک نیل کنٹھ درخت پر بیٹھا تھا پکارا کہ او سرکش
کہان جاتا ہی خبردار آگے قدم نہ بڑھانا نہین جانتا کہ کس کا مقام ہی یہ سنا بنزدیک
فرمایا کہ او ملعون کیا درخت پر بیٹھا ہوا چین چین کر رہا ہی اگر تجھ مین کچھ بوتا ہی تو روک لے
مجکو یہ سنتے ہی وہ نیل کنٹھ زمین پر گرا اور قلابازی کرکے جو اٹھا تو ہیئت انسانی پیدا کی
دیکھا رفیع البخت نے کہ نقابدار زنگاری پوش ہی نقابدار نے کہا ہوشیار ہوجا
کہ مین آتا ہون فرمایا کہ ہم ہوشیار ہین تو حملہ اپنا نکال لے یہ سنکر نقابدار نے
تلوار ماری رفیع البخت نے لوح کو اٹھا کر بجائے سپر بلند کیا تلوار لوح پر پڑتے ہی
ٹوٹ گئی پس پشت سے سلیم جادو نے آواز دی کہ یہی تیغہ مارو کہ کام اسکا تمام
ہو رفیع البخت نے وہی تیغہ مارا جو سلیم جادو نے زندان طلسمی مین لاکر دیا تھا اور
نقابدار سرخ پوش کو رفیع البخت نے قتل کیا تھا تیغہ جو سر نقابدار زنگاری پوش
پر پڑا وہ بیکا ٹے ہوے اسکے مرتے ہی ایکبار در قصر کا منہدم ہوا اور آواز پیدا ہوئی کہ
کشتی مرا نام من زنگار جادو بود حیف صد حیف جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم
ایک چمن کھلا ہے زنگاری کا خزان ہوگیا اور جس درخت پر سے نیل کنٹھ زمین پر گرکر
انسان بنا تھا وہ مانند سرو آتشبازی کے جل گیا مرنے سے زنگار جادو کے
دربند قصور مین ہلچل مچ گئی جو پانچ نقابدار باقی رہ گئے تھے وہ بھی دوڑ پڑے اور
سامنے رفیع البخت کے آکر حربہا سے سحر کیا چاہتے تھے کہ سلیم جادو نے کہا اے
ساحران دربند قصور کیون جانین اپنی تلف وبرباد کرتے ہو یہ فتاح طلسم ہی جو
اس سے مقابلہ کریگا وہ مارا جائیگا لائق ولازم یہ ہی کہ اطاعت اسکی اختیار کرو
نقابدارون نے کہا کہ اگر آپ اسکے شریک ہین تو ہماری مجال نہین ہی کہ ہم اسے
لڑین اسواسطے کہ اسسے لڑنا گویا آپ سے لڑنا ہی مگر اتنا خیال فرمائیے کہ بیران جادو
پیچھے برخلاف ہو جائیگا اگر آپ اسکے شریک ہوے ہین تو بیران جادو وغیرہ [illegible]
دشمن ہوتا ہی اور اگر بیران کے شریک ہوتے ہین تو آپ سے عداوت ہوتی ہی
غرضکہ ہماری یہی طرح نہ آتی ہی یہ سنکر سلیم جادو نے کہا کہ تم رفیع البخت کو
ساتھ لو اور سلطان بیران جادو تک اسکو پہونچا دو پھر تم چلے آنا اگر بیران جادو

تاتھ سے رفیع البخت کے مارا جائے تو اطاعت اسکی اختیار کرنا ورنہ تم خود مختار رہو
جو تمھارے مزاج مین آئے وہ کرنا نقابداروں نے کہا کہ پیران جادو کو زنگار جادو
کے مرنے کی اطلاع ہو گئی ہوگی وہان جانے کی کیا ضرورت ہے وہ خود ہی آتا ہوگا
یہی ذکر تھا کہ آسمان پر ایک ابر سفید نمودار ہوا اور برقین چمکنے لگین گرج اسقدر تھی
کہ گوش گردون دون کر ہوے جاتے تھے سلیم جادو نے کہا اے فرزند ہوشیار
ہو جاؤ کہ پیران جادو آتا ہے اتنے مین ابر شق ہوا اور ایک مرد پیر باریش بروت سفید
تخت الماس نگار پر سوار نمودار ہوا قشقہ پیشانی پر کھنچا ہوا تھا تلک ماتھے پر دیا ہوا
تھا جھولی حریر سفید کی دوش پر پڑی ہوئی تھی پیران جادو نے آتے ہی آواز دی
کہ او طفل تو آ گیا بہتر یہ ہے کہ لوح کو دے دے اور جہان سے آیا ہے وہین چلا جا ورنہ
میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور مجھے سلیم جادو سے شرمندگی ہوگی رفیع البخت نے
جواب دیا کہ مین بغیر طلسم توڑ آئین کو تسخیر کیے ہوے نہ پھرونگا ہم لوگون کا یہ دستور
نہین ہے کہ جو ارادہ کرین بغیر اسے پورا کیے ہوے پلٹین اگر آپکو میرے ماموں کا لحاظ و
پاس ہے تو مین بھی اتنا کر سکتا ہون کہ آپ سے مقابلہ نکرونگا بشرطیکہ آپ دین اسلام
قبول کرین پیر مرد نے کہا کہ کیا تو مجکو عاجز سمجھتا ہے مین مجبور نہین ہون کہ دین اسلام اختیار
کرون اور اپنے بزرگون کی پرستش ترک کرون زمانہ مجکو کیا کہے گا کہ ایک عالم جسکی پرستش
اختیار کرے اسکا فرزند خدا پرست ہو کر ایک طفل سبلہ بنیاد کا مطیع ہو رفیع البخت
نے کہا کہ مین تمھارے سن وسال پر رحم کر کے تمھارے قتل سے دست بردار ہو جاتا
لیکن معلوم ہوا کہ قلب تیرا سیاہ ہے اور تو بڑا کافر ہے قتل تیرا اہم واجبات سے ہے
ہوشیار ہو جا پیران جادو ہنسا اور کہا کہ تو مجھسے کہتا ہے کہ ہوشیار ہو جا اگر اف کر دون
تو جلکر خاک ہو جائے رفیع البخت نے کہا تجھے قسم ہے اپنے دین و آئین کی جو میرے
قتل مین کسی طرح کا قصور کرے یہ سنکر پیر مرد کو غصہ آیا اور اسنے اف کی کہ ایک شعلہ
اسکے دہن سے نکلکر رفیع البخت پر گرا رفیع البخت نے لوح کو اٹھا کر سر پر
رکھ لیا شعلہ افسردہ ہو گیا سلیم جادو نے کہا اب اسے نہ جانے دینا رفیع البخت
تیغہ پکڑ کر پیران جادو کی طرف چلے اور پیران جادو رفیع البخت کو اپنی طرف
آتے دیکھکر ہنسا اور حقارت کی نظر سے رفیع البخت کی طرف دیکھکر آواز دی کہ
آ اور حوصلہ اپنا نکال لے دیکھون تو تلوار تیری میرا کیا کر لیتی ہے پیران جادو کو یہ خبر
نہ تھی کہ تیغہ قتل ساحران جو تحفجات طلسمی سے ہے سلیم جادو نے لا کر رفیع البخت
کو دے دیا ہے یہ اسکو معمولی تلوار سمجھے ہوے تھا جیسے ہی رفیع البخت نے قریب
پہونچکر خبردار خبردار کہکر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا پیران جادو نے سر آگے بڑھا دیا
کہ یہ روئین تن تھا لیکن یہ تیغہ طلسمی ہے پایا تو سر پر پڑا تھا یا زمین پر چمکا پیران جادو
کے دو ٹکڑے ہوے بس اسکے مرتے ہی شور گیر و دار بلند ہوا آتش باری و برف باری

ہونے لگی زمین کو زلزلہ تھا ایک قیامت برپا تھی دیر تک یہی حالت رہی جس وقت لاش
پیران جادو کی پھڑک کر سرد ہو گئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من پیران جادو بود
حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہوئے تو دیکھا
کہ لاش ایک جادوگر کی زمین پر پڑی ہے کہ خنجریان تمام جسم میں پیوست ہیں اسکا گیارہ سو برس کا
تھا اسکے مرتے ہی پانچوں نقابدار حاضر خدمت ہوئے اور شاہزادے کی قدمبوسی حاصل
کی اور عرض کی کہ تا زندہ ایم بندہ ایم ای شہریار عالی وقار یہ آپ ہی کا اقبال تھا کہ پیران سا
جادوگر مارا گیا جو کہ نبیرہ جمشید کہلاتا تھا اب سلیم جادو بھی آئے اور رفیع البخت کو
گلے لگایا اور کہا کہ میں فخر کرتا ہوں کہ خداوند کریم نے مجکو ایسا بھانجا عنایت کیا ہے مجھے جسقدر پہلے
بدیع الملک سے عداوت تھی اب اس سے زیادہ محبت تجھسے ہو گئی میں نہ جانتا تھا کہ بہنوئی
میرا ایسا نامی و نامور شخص ہے ورنہ میں پہلے بھی مخالفت نکرتا اسکے بعد نقابداروں کی
طرف دیکھکر کہا کہ فہرست خزانہ طلسمی کی حاضر کرو کہ تم خزانہ دار طلسمی ہو نقابداروں
نے عرض کی کہ یہاں کوئی فرد نہیں ہے اسی وقت یہ گئے اور فردیں لاکر پیش کیں
رفیع البخت نے وہ فردیں اپنے ماموں کے سپرد کر دیں اور کہا کہ اسکا انتظام آپ ہی
کیجیے اور مناسب ہو تو والدہ ماجدہ کو بھی اسی مقام پر لے آئیے کہ یہ جا سب سے عمدہ ہے
اور میرا لشکر اور رفقا بھی اسی جگہ آجائیں تو مناسب ہے کیونکہ آپکو حفاظت میں آسانی
ہوگی ورنہ ایک دم آپ کا کدھر کدھر کی خبر رکھیگا سلیم جادو نے کہا کہ میرا بھی یہی قصد
ہے غرضکہ شاہزادے نے اسی مقام پر قیام کیا اور سلیم جادو جا کے پہلے ملکہ ناوک افگن
کو لے آئے بعد اسکے لاہور تیز گام سے کہلا بھیجا کہ تمہارا مالک دربند قصر و ہفت منزل
پر مقیم ہے لہذا تم بھی مع لشکر اسی مقام پر چلے آؤ تو مناسب ہے لاہور تیز گام بھی تمام
سرداروں کو لیکر مع لشکر دربند قصر پر آگیا اب رفیع البخت نے اپنے رفقائے زندانی
کو بھی بلا لیا اور رات اسی مقام پر آرام لیا صبح کو آٹھکر ناشتہ سے فراغ حاصل کرکے
ملکہ ناوک افگن سے رخصت ہوئے اور بعد اسکے اپنے ماموں سلیم جادو کے
پاس آئے اور عرض کی کہ اب میں آگے جاتا ہوں سلیم جادو نے کہا کہ خدا حافظ و
نگہبان ہے مگر ای رفیع البخت اتنا خیال رہے کہ اب یہاں سے آگے سرحد محجوبہ ہے وہاں
پہنچنا ایسا دشوار ہے لہذا تمکو لازم ہے کہ بہت ہوشیاری سے کام کرنا اب تمکو جو بیابان محجوبہ
کا درپیش ہوگا مالک اس دربند کی محجوب کاکل کشا ہے جس وقت تم بیابان محجوبہ کی
سرحد میں پہنچنا تو لوح سے بہت باخبر رہنا اور جا بجا لوح کو دیکھتے رہنا کوئی کام بغیر
لوح کو دیکھے ہوئے نکرنا اسی محجوب کاکل کشا کے سحر میں ماہ شیر سوار گرفتار ہے جو
تمہاری طرف سے دل برداشتہ ہو گئی ہے جس وقت یہ قتل ہو جائیگی تو ماہ شیر سوار بھی
ہوش میں آجائیگی تمہیں یاد ہوگا کہ پیران جادو نے ایک نقابدار شیر پوش کے پاؤں
دھلا کر ماہ شیر سوار کو پانی اسکا پلا دیا تھا اسی وقت سے دل اسکا تمہاری طرف سے

پھر گیا تھا وہ سبز پوش بھی محبوب کاکل کشا ہے رفیع البخت یہ سنکر جانب بیابان عجیب
روانہ ہوے جاتے جاتے قریب دو پہر دن چڑھے کے ایک صحراے پر بہار میں پہونچے عجیب
طرح کا بیابان تھا کہ پھول نئی نئی وضع کے درختوں میں کھلے ہوے تھے پھل مانند چہرۂ محبوبان
کے جلوہ گر تھے ہر ثمر ثمر مراد اور ہر نخل نخل تمنا تھا طائر اشعار عاشقانہ پڑھ رہے تھے اور
جسقدر عمارتیں جابجا نظر آئیں وہ سب بھی نہایت خوشنما تھیں اور ہزارہا دریچہ اُن
عمارتوں میں بنے ہوے تھے اور ہر دریچہ سے چہرہ ایک محبوب دلربا کا نظر آتا تھا شہزادہ
عالم محویت میں چلا جاتا تھا کہ دیکھا سامنے سے ایک نازنین ماہ جبین زر در گوش
مرصع پوش دریاے جواہر میں غوطہ مارے عجب انداز سے چلی آتی ہے کہ جال سے
الجھن ہے چہرہ سے کبھی چتون سے غصہ پیدا زلفین جو ہوا سے اڑکر چہرہ پر آتی ہیں تو مزاج
میں برہمی پیدا ہوتی ہے وہ چند نازنینیں جو ہمراہ ہیں ملکہ کی نازک مزاجی سے خوف
کرتی ہوئی اور ڈرتی ہوئی دوپٹہ کی آڑ کرکے ہوا کے تھپیڑوں کو روکتی ہیں اور
کہتی ہیں ہوا سے آتی ہے چمن میں مرے گلرو کی سواری ہشیار باد صبا خاک اڑانا نہیں اچھا
کوئی جلدی سے زلفوں کو چہرے پر بنا رہی ہے اور بلائیں لے لیتی ہے کہ غصہ زیادہ
ہونے پاے تیور پر بل نہ آنے پاے ایسا نہو کہ یہ بری صحبت کو برہم کر دے اور جناب
ملکہ کا ہم سب کو پریشان کرے ملکہ کی نظر جو شاہزادہ رفیع البخت سے لڑی
جلدی سے چہرہ پر آنچل ڈال لیا اور راہ کاٹ کر چلی ساتھ والیوں سے کہا
کہ یہ کون آتا ہے اس نازنین نے اس ادا کے ساتھ آنکھ سے آنکھ ملا کر نگاہ پھیری
کہ یہ معلوم ہوا ایک تیر جانستان سینے سے گذر گیا اور رفیع البخت بے اختیار
پکار اٹھے کہ وہ کلیجہ کوئی تھا مکر رہ گیا ہے اُدھر جانے والا ادھر دیکھ لینا یہ سنکر
وہ نازنین مسکرائی اور بولی کہ ہم کیوں پھر کر دیکھیں پیاسا کنوین کے پاس آتا ہے
کنوان پیاسے کے پاس نہیں جاتا ہے شاہزادے نے فرمایا کہ ہم ہی آتے ہیں لیکن
ذرا ٹھہرو تو سہی یہ ہواے سرد یہ فضاے صحرا اسکا لطف جو باتیں چاہتا ہے وہ سب
موجود ہیں مگر تم کس دل کی انسان ہو کہ تمپر کوئی اثر نہیں نازنین نے کہا کہ یہ ہوا
آہ عندلیبان کی ہے اسکا اثر انھیں لوگوں پر پڑیگا جو عاشق مزاج ہونگے ہمیں
اس سے کچھ سروکار نہیں ہے یہ کہتی ہوئی اس انداز و ادا سے چلی کہ رفیع البخت
بیتاب ہوکر اسکے ساتھ ہوے اب آگے آگے تو یہ چلی جاتی ہے اور پیچھے پیچھے رفیع البخت
اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے چلے اسی اثنا میں ملکہ نے اپنی کنیزوں کی طرف اشارہ
کیا کہ ہمارا سامان رنگ کھیلنے کا لاؤ کہ آج ہم اس شہریار سے رنگ کھیلینگے کنیزوں
نے جلدی سے کشتیاں پیش کیں کہ اُن کشتیوں میں کنٹر رنگ کے اور پچکاریاں
بلوری رکھی ہوئی تھیں جلدی جلدی سب نے پچکاریاں رنگ سے بھر کر رنگ اچھالنا
شروع کیا لیکن ملکہ نے کسی پر رنگ نہ ڈالا اور کہا کہ تم ہمپر رنگ ڈالو اور ہم اپنے رنگ

ڈالینگے یہ کہکر پچکاری ہاتھ میں لیے ہوے رفیع البخت کی طرف چلی اور شاہزادہ بھی
ملکہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ ہمارے خون کا رنگ کھیلو تو بجا ہی اسلیے کہ جان و دل
تم پر نثار ہیں یہ کہتے ہوے بشوق تمام ملکہ کی طرف چلے تھے کہ دیکھا ایک مرغ سفید
کھٹا ٹھار کر سامنے آیا اور بزبان انسانی گویا ہوا کہ ای رفیع البخت بڑے افسوس کی
بات ہی کہ لوح تمھارے پاس ہی اور لوح کو نہیں دیکھتے ہو ارے کبھی ہم بھی جوان
تھے اور ایسے تھے کہ عورتیں گرویدہ رہتی تھیں یہ کہکر وہ مرغ نظروں سے غائب ہوگیا
شاہزادے نے جلدی سے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ای رفیع البخت اگر اس نازنین
نے پچکاری ماردی اور رنگ کی چھینٹ بھی تم پر پڑگئی تو جلکر خاک ہو جاؤگے یہی
محبوب کاکل کشا ہی اور اسکے حسن و جمال پر خیال نکرو کہ یہ سب غازۂ سحر کی بدولت
ہی ورنہ سن اسکا ساڑھے سات سو برس کا ہی لہذا تمکو چاہیے کہ جب یہ پچکاری مارے
تو رنگ سے بچو اور اسطرح قریب اسکے پہونچ جاؤ کہ دوبارہ یہ پچکاری نہ مار سکے
اور اسی کی پچکاری چھین کر یہی رنگ اسپر ڈالدو پھر تماشا قدرت خدا کا دیکھو رفیع البخت
یہ دیکھکر گویا چونک پڑے اور بالو بشوق تمام اس نازنین کی طرف بڑھے تھے بازو سے
پچکاری کی بچنے لگے اور دل میں کہتے تھے کہ کیونکر یکون عجب عنوان اس مکارہ کی
صورت کا ہی کہ ذرا جھکے اور جو کچھ رکھی ہوئی ہی یہی خیال کرتے تھے کہ محبوب کاکل کشا
قریب پہونچ گئی اور اسنے پچکاری ماری رفیع البخت نے پیترا بدلکر اپنے پہلو کو خالی کیا
کہ رنگ زمین پر پڑا اسقدر گیاہ تھی جلگئی اور زمین پھکنے لگی رفیع البخت جست کرکے
قریب محبوب کاکل کشا کے پہونچے اور جلدی سے پچکاری پر ہاتھ ڈالدیا
اور کلائی مروڑ کر پچکاری چھین لی نازنین چیخنے لگی کہ صاحب یہ کونسی بات ہی ہماری
ملکہ کو ہاتھا پائی سے نفرت ہی ایسا نہو کہ بدمزاج ہو جائیں تو پھر تم سے بات بھی نکرینگی
تو یہ پچکاری لو رنگ بھی ہی ملکہ کی پچکاری نہ لو رفیع البخت کسکی سنتے تھے ہاں جلدی
وہی پچکاری محبوب کاکل کشا کو ماری ہرچند چیخی اور غل مچایا کہ نا صاحب مجھکو
ایسی دل لگی پسند نہیں ہی دیکھو خبردار رنگ مجھپر نہ ڈالنا رفیع البخت نے کہا اگر
تمھیں یہ دل لگی پسند نہیں ہی تو ہمیں پسند ہی تمہیں اپنے دل کی خوشی ہمیں سب مطلب
ہی یہ کہتے کہتے رنگ ڈالدیا رنگ پڑتے ہی جسم میں اسکے آگ لگ گئی اور یہ
جلی جلی پکارتی ہوئی غول میں اپنی کنیزوں کے گھسی وہ آگ بھڑکا اور وہ بھی اسکے جسم
میں بھی آگ لگ گئی تھوڑے عرصہ میں یہ سب جلنے لگیں اور تمام
وہ درخت لگیں شعلے اسقدر بھڑکے کہ درختوں سے نکلے ملے اور صحرا بھی جلنے لگا تمام صحرا
آتشبار ہوگیا شور گیر و دار بلند ہوا آتشباری و سنگ باری ہونے لگی تمام صحرا
تیرہ و تار ہوگیا دیر تک ہنگامہ برپا رہا پھر ظلمت لاشیں ان جادوگرنیوں کی کٹ کر
سرنگوں ہوگئیں آوازیں پیدا ہوئیں کہ کشتی میرا نام ... فلان ابن فلان ...

صدا آئی کہ نام من محبوب کاکل کشا ست جادو پر حیف مردیم جان دادیم و بطلسم خود
نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا رفیع البخت نے کہ وہ صحرا جو سبزہ زار تھا
ایک ریگستان ہے کہ زمین بھی جلی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور لاشیں جادوگرنیوں
کی پڑی ہوئی ہیں اتنے میں سلیم جادو آئے اور کہا اے فرزند عزیز رفیع البخت
نے کہا کہ میں تو غافل ہو گیا تھا مگر خدا بھلا کرے ایک مرغ سفید کا کہ جس نے مجھکو
چونکایا اور لوح یاد دلائی کہ میں نے اس ساحرہ کو مارا ورنہ وہ کام میرا تمام
کر چکی تھی نہیں معلوم یہ کیا اسرار تھا اور مرغ سفید کوئی فرشتہ یا جن تھا سلیم جادو
مسکرائے اور کہا اے فرزند وہ میں ہی تھا اگرچہ یہ سرحد غیر تھی اور میرا اس مقام تک
چلے آنا دقت سے خالی نہ تھا اور ہزار طرح کے خوف میرے واسطے بھی تھے
مگر تمہاری محبت میں اپنی جان کا خیال نہ کیا رفیع البخت نے کہا کہ اگرچہ یہ صحرا غیر
ہے لیکن آپ سا ساحر زبردست جسکو ہیران جادو مانتا تھا اسکے واسطے کہیں بھی
خوف نہیں ہو سکتا کیا محبوب کاکل کشا آپ سے بہتر سحر جانتی تھی سلیم جادو
نے کہا کہ یہ اسرار طلسمی ہیں تم اس سے واقف نہیں ہو محبوب کاکل کشا کی یہ
لیاقت نہ تھی کہ وہ میرا مقابلہ کر سکتی مگر یہ سرزمین اسکے حصار سحر میں ایک
مدت سے تھی یہاں اسی کے سحر کو زیادہ قوت حاصل تھی علاوہ اسکے بے اجازت
دوسرے کی سرحد میں جانا باہمی معاہدہ کے خلاف ہے اب تم اسی مقام پر ٹھہرو کہ یہاں
اسکی فوج جادو آتی ہوگی اس سے مقابلہ پڑیگا بارگاہ نور آگین اسی کے قبضہ میں ہے
جس وقت اسے بھی قتل کر لوگے تو بارگاہ نور آگین پر قبضہ ہوگا اور راستہ امیر الممالک
کا صاف ہو جائیگا یہ جو چند حصار اسنے بطور طلسم اپنے ملک کے گرد قائم کیے تھے یہ
بنظر حفاظت ملک تھے اب سب مرحلے طے ہو گئے صرف یہی جھگڑا باقی ہے اور اب میں جاتا
ہوں یہ کہکر سلیم جادو نظروں سے غائب ہو گئے شاہزادہ ٹہلتا ہوا کچھ دور روانہ ہوا
تھا کہ یکایک ہوائے سرد چلی اور لکہ ہائے ابر زرد رنگ نمودار ہوئے بارش گلہائے زرین
کی ہوئی جو پھول زمین پر گرا وہ ایک نخل بنکر تیار ہوا اور ہر ڈالی سے نخل طائر اڑکر
بیٹھے اور چہچہانے لگے آن واحد میں رنگ صحرا کا بدل گیا اب وہ لکہ ہائے ابر
زمین کی جانب متوجہ ہوئے اور چمک بجلی کی گرج رعد کی افزوں ہوئی اور ابر شق
ہوا ایک ساحرہ سفید لباس پہنے ہوئے جسکا سینہ درد کا مارا پر دیا ہوا تخت پر
سوار نمودار ہوئی اور پکاری کہ کیوں اے ظالم تجھے محبوب کاکل کشا کو قتل کرتے رحم
نہ آیا ایسی نازنین معشوق کسے ہاتھ آتی ہے دیکھ تو اسکے عوض میں تیرا کیا حال کرتی ہوں
یہ کہکر ایک گولہ سحر کا اٹھاکر زمین پر مارا کہ گولہ شق ہوا اور دھواں نکلکر پھیلنے لگا
ساتھ ہی جسقدر قمریاں اور بلبلیں درختوں پر بیٹھی تھیں زمین پر گر گر کر غلطیاں مارکر
اٹھیں اور بہیئت انسانی پیدا کر کے تیغ و تارنج سحر پکڑ پکڑ کر رفیع البخت کی طرف چلیں

ہیں اسکے مقابلہ میں کوئی شئی نہیں ہوں ہرچند کہ بڑے بڑے مجھ سے مقابلہ نہیں کر سکتے
مگر زنگار جادو سے میں مقابلہ نہیں کر سکتا۔ رفیع البخت نے کہا کہ اب کیا آپ سے اور
زنگار جادو سے بگاڑ ہو گیا ہے سلیم جادو نے کہا کہ اگر اس سے میل ہوتا تو مجال
کسی کی نہ تھی کہ آپ کے ناخن کو کوئی قتل کر سکتا سبب ملال کا یہ ہوا کہ زنگار جادو
مجھسے طالب وصال ہوئی میں نے انکار کیا اسلیے کہ مجھے پاس اس امر کا تھا کہ میں نے علم سحر
اُس سے حاصل کیا ہے اور دوسرے یہ کہ سن اسکا نوسو برس کا ہے ہرچند اسنے
بزور سحر حسن و جمال بے مثال پیدا کر کے صورت اپنی دکھائی مگر میری نگاہوں میں اسکی
ہیئت اصلی ہی نظر آتی تھی جب زنگار جادو میری جانب سے ناامید ہوئی اور سمجھ گئی
کہ اب کام دل پورا نہوگا تو اسنے امیر الملکان سے تعلق پیدا کیا اور اسکو اسقدر پڑھا دیا
اور شاد و مند کیا ہے کہ جسوقت اسنے یہ معلوم ہو جائیگا کہ تم میرے بھلے ہو تو کوئی دقیقہ
تمھارے ہلاک کرنے میں فروگذاشت نکریگی اور لوح طلسمی بھی نہیں تک کام دے سکتی
ہے اب آگے سنیگا یہ دوسری ایک بلا اور ہے جسکا دفعیہ قریب ناممکن کے ہے وہ
یہ ہے کہ ایک شخص ہے کہ نام اسکا عوج جان سردار خونخوار سپاہی ہے اسکو حکیم نظام بلاسی
نے کچھ دوا پلا کر اور دوائون سے نہلا کر روئیں تن بنا دیا ہے کہ کوئی حربہ تیر و
تفنگ نیزہ تلوار گرز وغیرہ اسپر اثر نہیں کرتے ہیں اور قوت بھی بہت رکھتا
ہے میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ ایک شیر راہ میں اسکو قزاقوں نے گھیر لیا تھا
اور گرز و چاق و شمشیر و تیر مارے کسی حربہ نے کام نہ کیا آخر قزاق اسکے چھوڑ کر
بھاگ گئے اس روز عوج جان سردار خونخوار سپاہی نہایت خوش ہوا اور کہتا تھا کہ
آج جی اور بانس خوب ہو گئی ذرا درد بھی نہ ہوا ہاتھ پانؤن کا کم ہو گیا ایسی بلا کا سامنا
کرنا پڑیگا مجھے یہ تردد ہے کہ تم اس سے سننا بلکہ کس طرح سر ہوگا رفیع البخت
نے کہا کہ انشاء اللہ سر ہو جائیگا وہ کیا ہے وہ نگاہ ہمارے بزرگون نے بہت سے
روئین تنون کو مارا ہے سلیم جادو نے کہا کہ یہ مثل دیگران نہیں ہے صرف روئین تن
نہیں ہے بلکہ سحر سے بھی حفاظت اسکی کی گئی ہے جسوقت تم اسکو بقوت زیر کروگے
اور وہ گر پڑیگا تو ذرہ ذرہ پارہ پارہ کر ڈالیگا اگر گوشت نوچ نوچ کر
کھا جائیگا اور جسوقت زور کرکے بلند کرنا چاہوگے تو زمین اسکے پاؤنسے لپٹ جائیگی اور بلند
نہو سکیگی یہ سنکر رفیع البخت نہایت پریشان ہوئے لیکن کہا کہ میں مقابلہ
ضرور کرونگا چاہے مارا جاؤن یا زندہ رہون مجھ سے یہ نہوگا کہ اسکے خوف سے
نہ جاؤن اور یہاں تک آکر پلٹ جاؤن سلیم جادو نے کہا گردن جھکا کے ہوسکے
کچھ سوچا کیے بعد کچھ دیر کے کہا کہ اچھا اے فرزند ایکبات میرے ذہن میں آئی
ہے وہ یہ ہے کہ ایک زمانہ میں میں نے سنا تھا کہ یہان سے قریب ایک صحرا ہے کہ اسکو
بیابان ہستی کہتے ہیں وہان جانوران عجیب الخلقت ہیں اور بکثرت ہیں صورت

اصلی یہ ہے کہ جسم شیر کا اور سر گینڈے کا اور سر فیل کا اور جسم کرگدن کا کسی کا جسم فیل کا اور پانؤن شتر کے گردن فرس کی کسی کا شکم مانند فرس کے ہے اور جسم مثل آہو کے اسی طرح سب جانور ہیں اور نہایت غریب ہیں اور زندہ نہیں ہیں یہ سنکر مجھے اشتیاق پیدا ہوا کہ اس صحراے عجائب نما کی سیر کرنا بھی جملۂ واجبات سے ہے یہ خیال کرکے میں روانہ ہوا جسوقت اس بیابان میں پہونچا تو جیسا کچھ سنا تھا اسی کے مطابق پایا میں نے قصد کیا کہ دو ایک جانور یہان سے لیجاؤن اور انکو بتاؤن کہ لائق دید ہیں جسوقت میں نے انکو گرفتار کیا اور لیجانے کا قصد کیا تو ایک ساحر آیا کہ نام اسکا مشفر وقت جادو ہے مجھے سلام کیا اور کہا کہ اگر آپ ان جانورون کو یہان سے لیجائینگے تو یہ بقدر ایک منزل کے مرجائینگے قاعدہ انکا یہ ہے کہ یہ اسی مقام پر رہتے ہیں تو زندہ رہتے ہیں اور دوسرے مقام پر پہونچے اور اپنے ہمجنسون سے جدا ہوئے اور مرگئے لیجانا بے سود ہوگا میں نے پوچھا کہ آخر سبب اسکا کیا ہے یہ سنکر پہلے تو اسنے سکوت کیا جس سے یہ پایا جاتا تھا کہ اسے بیان کرنے میں کچھ تامل ہے جب میں نے اسکو خاموش پایا اور مکرر دریافت کیا تو کہا کہ ہر چند یہ بیان کرنے کی بات نہ تھی لیکن چونکہ آپ معزز شخص ہیں اور حامیان ساحری پرستان میں سے ہیں تو آپ سے عرض کئے دیتا ہون آپ وہ شخص ہیں کہ بدیع الملک کے شریک ہوے جو کہ آپکے برادر نسبتی تھے اور ساحرون کے مددگار رہے اس بنا پر آپ سے پردہ رکھنا بیکار ہے اصل امر یہ ہے کہ یہان سے کچھ فاصلہ پر ایک گنبد طلائی ہے اور اسپر ایک طاؤس زرین بال بیٹھا ہوا ہے جسوقت کوئی شخص اس گنبد کی طرف جانے کا قصد کرتا ہے تو طاؤس تین مرتبہ آواز دیتا ہے کہ جا پلٹ جا ورنہ مارا جائیگا اگر یہ سنکر انسان پلٹ گیا تو خیر ورنہ وہ طاؤس آفت کرتا ہے کہ شعلہ اسکے دہن سے نکلتا ہے اور مثل گولۂ فولادی کے چیخ مارتا ہوا چلتا ہے اور سینے کو اس آنیوالے کے توڑکر پار گذر جاتا ہے انسان تڑپ کر ہلاک ہوجاتا ہے اور سامنے اسکے ساحر اور غیر ساحر سب برابر ہیں اکثر جادوگر بھی آئے ہیں اور سحر کے زور سے انھون نے سپرین قائم کی ہیں مگر شعلہ کسی چیز سے نہ رکا اور توڑکر سب چیزون کو پار گذر گیا اور یہ طاؤس سحر کی جمید جادو کا ہے جسنے یہ بیابان بنایا ہے اور وہ گنبد طلائی قائم کیا ہے یہ طاؤس دراصل ساحر نہین ہے یہی سبب ہے کہ یہ جانور اس حد سے نکلکر مرجاتے ہین میں نے اس سے پوچھا کہ اندر گنبد طلائی کے کیا ہے اسنے جواب دیا کہ ایک شمشیر رکھا ہوا ہے کہ اگر وہ شمشیر کسی کے ہاتھ آئے اور وہ جاکر عمو جان مردار خوار بیابانی سے مقابلہ کرے تو عمو جان پر فتحیاب ہو ورنہ ممکن نہین کہ عمو جان مردار خوار بیابانی کسی سے مارا جاسکے میں نے یہ خیال کیا کہ امیر الملکان سے تو عداوت پیدا ہو چکی ہے مبادا کوئی وقت ایسا پڑے کہ بگاڑ ہو تو یہ اچھا ہے ملائین نے مشفر وقت جادو سے پوچھا کہ

لیکن اس محبت کا ثمرہ اچھا نہیں ہے میرے خاندان میں آج تک ایسا کسی نے نہیں کیا ہے کہ آدھا
طلسم توڑ کر جہاں سختی دیکھی ہو تو واپس چلا آیا ہو میں اگر ایسا کرونگا تو مجھے اپنے دشمنوں میں سخت
شرمندگی ہوگی خداوند عالم ہر جگہ محافظ ہے وہی فتحیاب کریگا اور اگر قضا آگئی ہے تو یہاں
رہ کر بھی نہیں بچ سکتے بلکہ جس مقام پر ہونگے وہیں ملک الموت پہنچ جاینگے اپنی
حفاظت کوئی خود نہیں کرسکتا یہ سب امور خداوند کریم کے اختیار ہیں ہاں بس یہی غرض چاہتا ہوں
مطلب آپکا یہ ہے کہ میرے حق میں دعاے خیر فرمایئے کہ میں فتحیاب ہوں اور پھر آکر
قدمبوسی حاصل کروں اس اس طرح سمجھایا کہ نادک فگن خاموش ہوگئی اور مجبوراً
رخصت کرنا پڑا اور سلیم جادو کی طرف دیکھکر کہا کہ بھائی اس لڑکے کا بہت خیال رکھنا
اسلیے کہ یہ نشانی ہے تمہارے بہنوئی کی اور سہارا میری زندگی کا ہے اگر اسپر خدانخواستہ
آنچ آئی تو میں زندہ درگور ہو جاؤنگی وہ بیٹی تو ایسا جاکر کھو گیا کہ پھر صورت بھی
نہ دکھائی بعد مدت اس فرزند کو دیکھا تو یہ بھی دشمنوں میں جاتا ہے ہماری جان ایسے ہی
دھڑکوں سے واسطے ہی ایک دن ہول کھاتے کھاتے دم نکل جائیگا یہ سنکر سلیم جادو
نے بہت کچھ تسلی دی کہ ای بہن جب تک میرے دم میں دم ہے اسوقت تک کیا
مجال ہے کسی کی جو تمہارے فرزند کو گزند پہونچا سکے اگر نظر بد سے دیکھے تو آنکھیں نکالوں
ہاں بعد میرے خدا اسکا حافظ و نگہبان ہے نادک فگن نے کہا کہ اچھا خدا حافظ یہ کہکر
گلے لگایا اور رخصت کیا رفیع البخت سلام کرکے باہر آئے اور مرکب طلب کیا
اور سلیم جادو نے اپنا تخت سحر آراستہ کیا اور تخت پر سوار ہوئے بازاستک کے سر پہ
سایہ فگن اور رفیع البخت تخت کے برابر مرکب پر سوار جانب بیابان ہستی روانہ
ہوئے دونوں ماموں بھانجے سیر صحرا کی کرتے ہوئے اور تعریف صنعت آفرینش میں
تر زبان ہوتے ہوئے سرحد بیابان ہستی میں پہونچے تعریف اس صحرا کی زبانی
سلیم جادو کے بیان کرچکے ہیں کہ عجب طرح کا صحرا ہے پر بہار ہے درخت نئی نئی قسم
کے پھل اور پھول نئی نئی وضع کے جانور ان پر نادر عجیب الخلقت اور قابل تعریف
تتریاں طاؤسی رنگ کی طاؤس ایک رنگ سفید زاغ زرد رنگ کے بلبلیں ہری
سب کی نئی نئی اور آوازیں نہایت دلچسپ بعد اسکے چند نظر آئے کہ تمام جسم آہو کا
سر شیر کا سینگ بھینسے کے بعضوں کا سر فیل کا جسم شتر کا دست و پا مثل گینڈا کے
بعضوں کا تھوتھن بیل کا ہاتھ پاؤں مثل فرس کے دم لنگور کی غرضکہ اسی طرح
مختلف جانور نظر آئے رفیع البخت اور سلیم جادو ان جانوروں کا تماشا دیکھتے
چلے جاتے ہیں کہ جاتے جاتے پھر انسان نظر آئے کہ یہ لوگ حمید جادو کی طرف
سے محافظ اس مقام کے معین ہوئے تھے اور ہر آیندہ و روندہ کو گنبد کی طرف جانے سے
منع کرتے تھے انھوں نے بڑھکر آواز دی کہ ای مسافرو یہ راستہ مخدوش ہے ادھر جانے کے
قابل نہیں لہذا دوسری طرف سے جاؤ اور ادھر آکر اپنے کو مبتلاے بلا نکرو اور

جان شیرین کو اپنی تلف و برباد نکرو جو اسطرف جاتا ہی وہ زندہ پلٹ کر نہین
آتا ہی یہ سنکر سلیم جادو نے کہا کہ اگر تم دوستی کی راہ سے منع کرتے ہو تو ہم
تمھارا شکریہ ادا کرتے ہین اور اگر کسی دعوے سے کہتے ہو تو آؤ روک لو اگر ہم تمھارے
روکے رک گئے تو خیر ورنہ ہمارا تو قصد یہی ہی کہ اس گنبد طلائی تک جائین اور جس کام
کے لیے آئے ہین اسکو انجام دین کہ کام ہمارا اسی گنبد سے متعلق ہی ان لوگون نے
عرض کی کہ اگر آپ نہین مانتے ہین اور اس گنبد ہی تک جانے کا ارادہ رکھتے ہین
تو ہم مانع نہین ہین ہمنے محض ناواقف سمجھکر آپکو آگاہ کر دیا کہ ادھر بلا ہی اپنے ہاتھون
مبتلاے بلا ہوجیے لیکن اتنا خیال رہے کہ یہ گنبد گنبد قبر سے کم نہین ہی اور یہ
بیابان صحراے عدم کا ہم پایہ ہی اسواسطے کہ ہر جادہ اسکا ملک عدم سے ملا ہوا ہی
یہ کہکر یہ لوگ تو راستے سے ہٹ گئے اور سلیم جادو رفیع البخت کو لیے ہوے قریب
گنبد طلائی کے پہونچے اور ایک مقام پر ٹھہر کر کچھ اسم سحر پڑھکر پیکان تیر پر دم کرکے
رفیع البخت کو دے دیا کہ بابا اس تیر کی پہچان رکھنا جسوقت مین اشارہ دون
اسیوقت اس تیر سے کام لینا رفیع البخت نے اس تیر کو ترکش مین لگا لیا لیکن اور
تیرون سے کسی قدر بلند رکھا کہ جب چاہین باہر کھینچ لین اور کمان پیوستہ کرکے نشانہ
پر لگائین اب یہ دونون کچھ اور بڑھے ہونگے کہ ایک مرتبہ طاؤس نے ایک چیخ ماری کہ
تمام صحرا تھرا گیا جسقدر پرندے تھے وہ ڈر کر آشیانون سے اڑے اور اس طائر نے اپنی زبان
مین آواز دی کہ اجل رسیدہ اس طرف کہان آئے ہو پلٹ جاؤ کہ یہ مقام کسی کے
آنے کا نہین ہی ورنہ اسی بیابان ہستی کے راستے سے صحراے عدم مین پہونچ جاؤ گے
سلیم جادو نے کہا کہ او ملعون بکتا کیا ہی آگاہ ہو جا کہ پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوا اور رشتہ حیات
منقطع ہوا چاہتا ہی اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو یہین چلا جا اور کسی مقام کو آشیانہ اپنا
قرار دے ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ سنکر طاؤس نے قہقہہ مارا اور
گویا ہوا کہ شاید تم ابھی مجھکو پہچانتے نہین ہو مین وہ بلاے بد ہون کہ جسکے پنجہ سے بچنا دشوار
ہی جاؤ پلٹ جاؤ سلیم جادو نے کہا تمھین کیونکر سمجھے کہ ہم اندر گنبد کے جا سکینگے تو خود
سامنے سے ہمارے ٹل جا ورنہ مارا جائیگا ابکی مرتبہ طاؤس نے جھلا کر کہا کہ
کیا تم کہنا نہ مانوگے پھر راستہ عدم کا دکھاؤن سلیم جادو نے کہا کہ او ملعون دیر
کیون کرتا ہی جب تین مرتبہ کہنے پر بھی سلیم جادو نے نہ مانا تو طاؤس نے منقار
اپنی کھولی اور رافت کا نعرہ مارا کہ بس آفت کرنے کو ہین جو منقار اسکی کھلی تو ایک دود سرخ
یعنی شعلہ بستہ مثل بندوق کی گولی کے دہان طاؤس سے نکلا اور مانند تیر شہاب کے
فنا فنا کی صدا دیتا ہوا سلیم جادو کی طرف چلا سلیم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر
بازو کو اشارہ کیا کہ روک لے یہ دیکھتے ہی باز نے منقار کھولی اور شعلہ اپنے
دہانے مین لے لیا مگر جگر مارنے لگا قریب تھا کہ وہ گولا دہن سے اسکے نکل جائے

سلیم جادو نے کہا کہ آفت رسے تیرے [illegible] میں ایسا نہ جانتا تھا ورنہ ہرگز ایک
روز اور محنت کرتا اور قوت اپنے بازو کی بڑھاتا مگر خیر یہ کہکر جلدی سے آنکھیں جھپکیا
میں نشتر دیا اور خون چلو میں لیکر باز پر مارا اور آواز دی کہ سنبھل خون جو باز کے پر پر
پڑا اسمیں ایک قوت پیدا ہوئی اور جو کہ مارنا اسکا برطرف ہوا اور سر سے پیکار سلیم جادو
سے قائم ہوگیا ادھر طاؤس نے جو دیکھا کہ وار میرا خالی گیا جلدی سے دوسرے
شعلہ کو دہن سے رہا کیا اور پھر شعلہ سنسناتا کی صدا دیتا ہوا بڑھا سلیم جادو
نے باز سحر کو اشارہ کیا جیسے ہی شعلہ قریب سلیم جادو کے پہونچا باز نے دہن میں اسکو
بھی روکا اور پھر چیخ مارا سلیم جادو جو ایسا ہی ساحر زبردست تھا کہ پھر باز پر خون کا
چھینٹا مارا اور اسکو قائم کیا اور رفیع البخت کی طرف دیکھکر آواز دی کہ بابا اب تمھارا
کام ہے کہ وہی تیر جو میں نے تمکو دیا ہے اسوقت کمان سے رہا کرو جبکہ تیسرا شعلہ دہن
طاؤس کے دہن سے باہر آئے اور شعلہ نہ بلند ہونے پائے کہ پیکان دہن طاؤس
میں داخل ہو ورنہ ہمارا تمہارا دونوں کا خاتمہ ہے یہ سنکر رفیع البخت نے جلدی سے
وہی پیکان ترکش سے باہر نکالا اور چلہ کمان میں پیوست کیا ادھر تو طاؤس سحر
نے شعلہ کو رہا کیا ادھر رفیع البخت نے تیر مارا دہن طاؤس میں نکلتے ہی شعلہ باہر اور
تیر اندر یہ معلوم ہوا کہ طاؤس آتش بازی ہوگیا اور چیخ مارا اور سہ من
شعلہ ہوکر خاک ہوگیا ادھر باز سحر نے تیسرے شعلہ کو بھی نگلا اور چیخ مارا سلیم جادو
نے پھر خون چلو میں لیکر باز پر مارا کہ یہ قائم ہوا مگر شست ہوکے ہاتھ پر آبیٹھا اب
سلیم جادو نے کہا کہ اے فرزند سبحان اللہ یہ تیر اندازی وہ ہے کہ جس میں کمان
جو ایسے طلسم کا فتاح ہوتا واقع میں کہ تم لائق صاحبقرانی ہو رفیع البخت نے
جھک کر سلام کیا اور عرض کی کہ یہ سب آپ ہی بزرگوں کے حسن تعلیم کا اثر ہے سلیم جادو
نے کہا کہ اب دیر نکرو اور چلکر گنبد کا دروازہ واکرنا چاہیے مرنے سے اس طاؤس
کے لوگ واقف ہوگئے ہونگے اور انکیں ضرور معلوم ہوگیا ہوگا ایسا نہو کہ وہ
پہونچ جائیں اور سدراہ ہوں تو کام میں دیر ہوگی یہ کہکر گنبد طلائی کے قریب
آئے دیکھا کہ دروازہ بند ہے اور قفل دیا ہوا ہے سلیم جادو نے قفل پر ہاتھ ڈالا اور
کچھ اسم سحر پڑھکر جھٹکے سے کھینچ لیا قفل ٹوٹ کے زنجیر سمیت کھینچ آیا اب دروازہ
کھولا اور پہلے سلیم جادو اندر گنبد کے گئے بعد انکے رفیع البخت داخل ہوئے سلیم جادو کو
خیال یہ تھا کہ مبادا اس گنبد میں بھی کوئی بلا ہو تو پہلے آفت اور یہ شاہزادہ محفوظ رہے
جیسے ہی سلیم جادو اندر گنبد کے داخل ہوئے دیکھا کہ دو ساحر سامنے سے چلے آتے
ہیں یہ دونوں اس مقام کے حاکم ہیں نام ایک کا طالب جادو اور دوسرے کا
مطلوب جادو ہے انہوں نے جو سلیم جادو کو دیکھا سلام کیا اور کہا کہ آپ تشریف
لائیے لیکن ایک امر قابل تعجب ہے کہ آپنے مدت میں طلسم [illegible] کیا اور کیا کہ طاؤس کو

مٹا دیا اب یہ راستہ آسان ہو گیا جسکا جی چاہیگا ادھر چلا آئیگا سلیم جادو نے
کہا کہ ای طالب و مطلوب آگاہ ہو جاؤ کہ اب عمر طلسم کی تمام ہوئی اور
فتاح طلسم آگیا سب دربندوں کو اسنے برباد کیا اب صرف مقابلہ امیر المکان سے
باقی ہی وہاں عوجان مردار خوار رہا باقی سے سامنا ہوگا اور تیغہ قتل اسکا اسی
مقام پر ہی کہ بغیر اس تیغہ کے قتل ہونا اسکا محال ہی میں اسواسطے ادھر آیا ہوں
کہ تیغہ قتل عوجان حاصل کروں اور اس فرزند کو دوں جو کہ برائے فتاحی طلسم
و بارادہ قصاص خون لودرا و رنگ نشین جاتا ہی طالب مطلوب نے کہا
کہ یہ آپ کے کون ہیں اور انکا جنبہ آپکو کس سبب سے ہی سلیم جادو نے
بیان کیا کہ یہ بھانجے میرے ہیں اور فتاح طلسم ہیں تمکو معلوم ہی کہ باپ کو
میرے امیر المکان کے باپ نے قتل کیا تھا میں عوض خون پدر کا اس سے
لونگا اور ہاتھ سے اس فرزند کے امیر المکان کو زک دلواؤنگا اگر تمکو
جنبہ امیر المکان کا ہو تو آؤ میں موجود ہوں طالب و مطلوب نے کہا کہ
ہماری یہ مجال نہیں ہی کہ ہم آپ سے مقابلہ کریں اسواسطے کہ ہم آپکا مقابلہ
کسی طرح سے نہیں ہو سکتے علاوہ اسکے آپ حق پر بھی ہیں ہم آپکے شریک ہیں
سلیم جادو تو طالب جادو اور مطلوب جادو سے باتیں کر رہے تھے
اور نورچشم فتح النجت سیر بیابان کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے عجب عالم کا وہ دیکھا
کہ کسی مقام پر کچھ ٹوٹی ہوئی عمارتوں کے نشانات تھے کہیں درخت خشک
کٹے پڑے تھے کسی مقام پر زمین جلی ہوئی معلوم ہوتی تھی کسی جگہ نشو و نما کی
ہوئی گھاس لگی ہوئی تھی بعض درخت جو کسی قدر ہرے تھے آنچ جنگل کا اثر
پہنچے ہوئے بول رہے تھے کہ آوازیں انکی سنکر وحشت ہوتی تھی ایک مقام پر
ایک گنبد پختہ تھا کہ دروازہ اسکا مقفل تھا شہزادہ فتح النجت قریب اس گنبد کے
آئے کہ دیکھنا چاہیے اسمیں کون ہی یکایک ایک آواز دردناک کان میں آئی کہ
افسوس صد ہزار افسوس ہمارے حال زار کی کسی کو خبر بھی نہیں کہ ہم اس
بلا میں مبتلا ہیں ورنہ ہم ایسے لاوارث نہ تھے جو اتنی اس بلا میں گرفتار رہتے
اور رہائی نصیب نہ ہوتی لوگ تو یہ سمجھے ہونگے کہ جلکر خاک ہوگئے اور ہم ابھی
زندہ ہیں مگر مردوں سے بدتر ہیں کہ زندہ درگور ہو رہے ہیں یہ حجرہ تاریک
و تنگ اسپر یہ گرانی سنگ کہ پسلیاں ٹوٹی جاتی ہیں فشار قبر کا مزہ زندگی میں
آگیا ہی ایسی زندگی سے تو موت ہزار درجے بہتر ہی خداوندا ملک الموت کو
حکم کر کہ ہماری قبض روح کریں اور اس مصیبت سے نجات دیں یہ آواز سنکر
شہزادہ فتح النجت کا دل بھر آیا بے اختیار ہوگئے کہ یہ کون دردرسیدہ ہی اسے دیکھنا
چاہیے بے تامل قریب اس حجرہ کے آئے اور قفل پر ہاتھ ڈالا ایک جھٹکا مار کر

منڈا اور زنجیر دونوں کھینچ آئے اور دروازہ کو کھولکر اندر حجرہ کے گئے دیکھا کہ ایک آفتاب
برج شرافت [illegible] ہیں سنگ گران کے نیچے دبا ہوا ہے بال سر کے
پیچیدہ [illegible] ناخن حد اعتدال سے دو چند ہو گئے ہیں لیکن چہرہ کا نور اظہار
وارستگی و شرافت کر رہا ہے اور بشرہ پکار رہا ہے کہ یہ شخص در دریائے شرافت ہے چند
کہ لباس پارہ پارہ ہو گیا ہے مگر بدن کی صفائی اور نازکی بتا رہی ہے کہ یہ پروردۂ ناز و نعمت ہے
رفیع البخت نے یہ حالت دیکھکر پتھر کو اٹھا لیا اور سینہ سے علیحدہ کیا اور جو زنجیریں دست
و پا میں تھیں انکو توڑنے کا قصد کیا تھا کہ اس اسیر زندان بلا نے خود زور
کرکے ان زنجیروں کو توڑ ڈالا اور اٹھ بیٹھا ادھر تو رفیع البخت کو حیرت ہوئی کہ یہ لاغری
اور یہ قوت کہ زنجیروں کو مثل رشتۂ خام کے توڑ کر پھینک دیا اور ادھر اس
اسیر بلا کو تعجب کہ یہ کون جوان زبردست ہے جسنے اتنے بڑے سنگ کو میرے
سینہ سے ہٹایا کہا اے مرد نیک سیرت و جوان نیک طینت میں تیرا ممنون احسان
ہوا کہ تو نے اس وقت اچھے وقت میں میرے ساتھ ہمدردی کی لیکن اب تو چلا جا
اور مجھے اسی حالت میں رہنے دے میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے مثل میرے تو بھی
گرفتار بلا ہو یہ سنکر رفیع البخت نے جواب دیا کہ اب یا میں بھی اسیر بلا ہونگا
اور یا آپکو اس بلا سے نجات دونگا کہ حالت آپکی مجھسے دیکھی نہیں
جاتی مگر براہ خدا اپنا نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے اور یہ ارشاد کیجئے
کہ کون ظالم ہے جسنے آپکو اس بلا میں پھنسایا ہے اور کس خطا پر اسیر کیا ہے اس قیدی
نے بیان کیا کہ نام یہ ہے کہ ایک بندۂ خدا ہوں اور سبب اسیری لائق بیان نہیں لیکن
جسنے مجھکو اسیر کیا ہے وہ ایک ساحرہ ہے کہ نام اسکا آلتبار جادو ہے اسنے لاکر مجھکو اس
حجرہ میں بند کیا ہے [illegible] میرے ملک خاک ہو گئے اور میں اس زندان تنگ
کی سختیاں جھیلنے کو زندہ رہ گیا رفیع البخت سمجھ گئے کہ معلوم ہوتا ہے کوئی ساحرہ عاشق
ہو گئی ہے انہیں سے آئی ہو یہ بیان کرنے میں حجاب کرتے ہیں کہا کہ آپنے نام نامی
و اسم گرامی سے بھی آگاہ فرمائیے اس قیدی نے گردن جھکالی اور کہا کہ وہ شخص اپنا
نام کیا بیان کرے اور نشان کیا دے جسکی حالت گردش زمانہ نے بالکل
بدل دی ہو مثل مشہور ہے کہ مفلسی میں تونگری کا ذکر اور پیری میں شباب کا تذکرہ کرنا
محض بیکار ہے رفیع البخت نے کہا اسکی ضرورت نہیں ہے کہ جو پریشان حال ہے
وہ ہمیشہ سے پریشان حال ہوگا اور جو پیر ہے وہ کبھی جوان نہ ہوگا یہ زمانے
کے انقلاب ہیں آج اسکو عروج ہے اور اسکو زوال ہے کل اسکو عروج ہے اور اسکو
زوال ہے گردش زمانہ ایک حالت پر کسی کو نہیں رہنے دیتی ہے آپ بیان کرنے میں
تامل نہ فرمائیں ابھی کل کی بات ہے کہ اسی طلسم میں ہم بھی قید ہو گئے تھے اور ہم
بھی اسی طرح مجبور تھے ہمارے مددگار پہونچ گئے اور ہمیں رہا کیا آج آپ تک

پہونچے ورنہ اگر کوئی خبر نہ لیتا تو نہ معلوم کیا حالت ہوتی ہمین اسقدر دن بھی قید
مین نہ گذرے تھے کہ قتل کروالے جاتے اسوقت اُس اسیر زندان نے کہا کہ مین فرزند
ہون شاہزادہ انجم گروہ ماہ حشم شکوہ کا یعنی بدیع الزمان کا پوتا ہون حمزۂ صاحبقران
کا پوتا ہون صاحبقران اعظم یعنی بدیع الملک نوجوان کا نورالدہر میرا نام ہے یہ
سنتا تھا کہ آنکھون مین رفیع البخت کی اندھیرا آگیا اور خون عزیزی نے جوش مارا
وہ گر کر لپٹ گئے اور کہا ہائے دادا جان آپ اس بلا مین کیسے ہوے پڑے ہوے
ہم مین سے کسی کو خبر نہ تھی نورالدہر اسکے دادا کہکے اپنے پر خود بھی لپٹ گئے کہ خون کا
جوش تھا وہ رونے لگے ادھر رفیع البخت کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے
جبوقت جوش رقت کم ہوا تو نورالدہر نے رفیع البخت سے نام پوچھا اور کہا
کہ تمنے مجھکو دادا کس رشتہ سے کہا رفیع البخت نے عرض کی کہ مین بیٹا ہون
آپکے نور نظر بدیع الملک کا بس اب آپ میرے ساتھ چلیے کہ مین لشکر مین لیے
جاتا ہون اور آپ چندے بہ فراغت سے لیجیے نورالدہر نے دیکھا کہ اب
رفیع البخت نہ مانے گا حجرہ سے باہر آئے وہان آتشبار جادو کو اسکے بیرون
نے خبر دی کہ تمہارا قیدی جایا چاہتا ہے یا کرنے والا اسکا آگیا یہ سنتے ہی
آتشبار جادو عتاب ہو کر چلی اور سلیم جادو طالب جادو مطلوب جادو سے
باتین کرتے ہوے آگے بڑھے اور انکو خیال آیا کہ رفیع البخت کہان سے چلے
گئے ایسا نہو کسی بلا مین مبتلا ہو جائین کہ یہ مقام خطر کا ہے یہ جاسے خطرناک ہے
ادھر سے تو یہ آتے ہین اور اسطرف نورالدہر و رفیع البخت حجرہ سے نکل
رہے ہین کہ آتشبار جادو آپہونچی اور پکاری کہ یہ کون سرکش ہے جو میرے قیدی کو
لیے جاتا ہے کہ گذرا ہم کہ ازدست من زندہ و سلامت باز نمیگردی یہ
دیکھتے ہی نورالدہر نے کہا اے فرزند میرے ساتھ تو نے اپنے کو بھی گرفتار کیا افسوس
صد ہزار افسوس پکارکر آتشبار جادو سے کہا کہ تو مجھکو پھر اسیر کرنے آئی ہے
لڑکے پر دست اندازی مکرنا آتشبار جادو نے کہا کہ اسکے تو مین پہلے قتل کرونگی
اسواسطے کہ یہ زندہ رہیگا تو پھر مجھے زک دیگا یہ ایسا سرکش ہے کہ اس
مقام تک آپہونچا جہان پرندہ پر نہین مار سکتا لیکن ساتھ ہی آتشبار جادو کو یہ
خیال گذرا کہ ایسا نہو مین ایک کی فکر کرون اور دوسرا گھوڑے پر سوار ہو کر
بھاگے تو مجھے دقت ہوگی اور تعاقب کرنا ہوگا اس سے گھوڑے کو پہلے جلا دون
پس اسنے جھولی پر سحر کی ہاتھ ڈالا کہ سلیم جادو پہونچ گئے اور آواز دی کہ او
بدبخت کیا کرتی ہے نہین جانتی کہ یہ لڑکا ہمارا فرزند ہے آتشبار جادو نے کہا کہ تمہارا
فرزند ہے تو اسی واسطے یہ کہا یا ان ملکہ کی راحت مین خلل ڈالا اسکے واسطے کرون
میرے قیدی کو رہا کیا اب مین اسے بھی اسی کے ساتھ قید کرونگی اگر تمکو کچھ

حقیقی بھائی ہیں اتر هر سلیم جاہ و سے نورالدہر کو مرد بزرگ سمجھکر سلام کیا اور رفیع الہمت
سے پوچھا کہ آپ کون بزرگ ہیں رفیع الہمت نے کہا کہ میرے جد نامدار اور
آپکے پیشوا تھے والد ماجد ہیں یہ سنکر سلیم جاہ دست بوس ہوئے اور عرض
کیا کہ میں نے نام سنا تھا مگر صورت نہ دیکھی تھی الحمد للہ کہ زیارت سے بھی مشرف ہوا
آپکو یوں سنا تھا کہ ہمراہ جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے خانہ کعبہ تشریف لیگئے تھے
پھر آپ یہاں تک کیونکر پہونچے نورالدہر نے بیان کیا کہ جس وقت ہم لوگ
بیابان کاج و باج میں پہونچے تو شام ہوگئی تھی اسی جگہ قیام کیا رات کو
صحرا میں آگ لگ گئی مجھے تو یقین ہے یہ ساحرہ سے لگائی تھی جسکو تمنے قتل کیا اور
ہمراہیوں پر نہ معلوم کیا گذری یقین ہے کہ سب جلکر خاک ہوگئے ہونگے اسلئے
کہ صحرا میں چہار جانب آگ بھڑکی ہوئی کسی طرف سے راستہ نکلنے کا نہ تھا یہ کہکر اپنے
بچھڑے ہوئے قافلے کو یاد کرکے رونے لگے رفیع الہمت بھی اپنے پردادا بدیع الزمان
اور دیگر عزیزوں کے مرنے کا حال سنکر نہایت گریان ہوئے سلیم جاہ بھی ساتھ
انکے رویا کیے آخر میں سمجھایا کہ اب ذکر رفتگان بیکار ہے اسواسطے کہ یہی حال سب کا
ہوگا کون دنیا میں ایسا ہے جو اس دنیا ناپایدار سے جانب ملک عدم نہ جاے گا سب
اجل لگائے ہوئے گھات میں ہے کسی کو پتا نہیں + بہوش باش کہ عالم روز دی بر
اب جو لوگ کہ زندہ ہیں انہیں کو غنیمت جانیے اتنے میں طالب و مطلوب بھی
آگئے اور انھوں نے بھی ملازمت شاہزادہ نورالدہر کی حاصل کی اور اطاعت
دین اسلام اختیار کرنیکے بعد عرض کی کہ آج دعوت ان خاکساروں کی
قبول فرمائیے کہ ہمارے واسطے باعث عزت ہے اور رد دعوت کسی ملت و مذہب
میں روا نہیں ہے نورالدہر نے رفیع الہمت سے فرمایا کہ ای فرزند یہ تو مسلم ہے
خاطر انکی ضرور ہے رفیع الہمت نے عرض کی کہ جو مناسب ہو خوشی طالب
و مطلوب ان سب کو ہمراہ لیکر اپنے مکان میں آئے اور نہایت عزت و تکریم
سے بٹھایا اول رفیع الہمت نے خاص قرابتی کو طلب کرکے نورالدہر کے بال
کٹوائے ناخن ترشوائے بعد اسکے حمام سر آکر کپڑے بدلوائے طالب و مطلوب
نے نہایت تکلف کے ساتھ دعوت کی اثناء دعوت میں سلیم جاہ نے بدیع الملک
کا آنا اور تماشہ ساحری کو شکست کرنا اور ملکہ ناوک فگن سے عقد ہونا سب مفصل
بیان کیا اسکے بعد اپنی مخالفت کہ میں یوں بدیع الملک کا دشمن رہا اور اسی
حال میں طالع اسلام ہوا کہ مجکو خواب میں ایک مرد بزرگ نے ہدایت کی تھی اسی
اثنا میں اس فرزند سے ملاقات ہوئی میں اسکا شریک ہوا شاہزادہ نورالدہر
سلیم جاہ سے بہت خوش ہوئے بار بار صورت سلیم جاہ کی دیکھتے تھے اور
دل میں کہتے تھے کہ یقین ہے یہ بھی میری نہایت حسین ہوگی جسکا بھائی اسقدر

سرداران لشکر مثل اختر شاہ و رازدار جادو و قمقام خنجرزن وغیرہ کے جو قریب پہونچے
دیکھا کہ سلیم جادو تو ہمراہ نہیں ہیں بلکہ وہ ساحر مرکب اژدر پر سوار لیس پشت ہیں اور
آگے آگے رفیع البخت اور ساتھ اسکے ایک مرد بزرگ ہیں کہ چہرے سے اُنکے جاہ و جلال صاحبقرانی
و رعب جہانبانی پیدا ہے سب متحیر ہوئے کہ یہ کون بزرگ ہیں لیکن اپنے مالک کو دیکھا کہ ادب
سے ساتھ باگ گھوڑے کی روکے ہوئے چلا آتا ہے کہ قدم مرکب کا آگے بڑھکر نہ پڑے سب نے
اُنسے سلام کیا رفیع البخت نے اپنے رفقا کا حال شاہزادۂ نورالدہر سے بیان کیا اور حال
نورالدہر سے رفقا کو آگاہ کیا کہ یہ میرے جد نامدار ہیں سب نے ملازمت حاصل کی اور
قدمبوس ہوئے نورالدہر نے جو ایسے ایسے سرداران زبردست اپنے فرزند کے محکوم دیکھے
شکر پروردگار بجا لائے اور کہا الحمد للہ کہ یہ فرزند بھی لائق صاحبقرانی معلوم ہوتا ہے
غرضکہ طالب و مطلوب کے حال سے بھی سب آگاہ ہوئے اور اسباب رفیع البخت
داخل لشکر ہوئے اور نورالدہر سے عرض کی کہ حضور اندر تشریف لے چلیں نورالدہر نے کہا
کہ ای فرزند ابھی نہیں مناسب ہے ماں تمہاری حیران ہوگی کہ یہ کون شخص چلا آیا تم
جاؤ ذکر کرنا اسکے بعد دیکھا جائے گا رفیع البخت داخل محل ہوئے ماں کو سلام کیا ناوک فگن نے
گلے سے لگایا اور کہا کہ بیٹا سلیم جادو کہاں ہیں رفیع البخت نے بیان کیا کہ وہ برابر
مقابلہ حمید جادو کے گئے ہیں ہر چند میں نے اصرار کیا مگر نہ مانا اور مجھے ساتھ نہ لے گئے بلکہ تاکید
کی کہ تم اس مقام پر بھی قیام نکرو ناوک فگن نے کہا کہ خیر کچھ تردد کا مقام نہیں ہے وہ
ایسے نہیں ہیں کہ ساحران طلسم انکا کچھ کر سکیں اب رفیع البخت نے کہا کہ آج کا دن ہمارے
اور آپکے واسطے روز عید سے کم نہیں ہے آپکو بھی چاہیے کہ سامان خوشی کیجیے کہ ایک
صرف بزرگ تشریف لائے ہیں ناوک فگن نے کہا کہ شکر پروردگار تو ہر حالت میں
لازم ہے مگر یہ معما میں نہ سمجھی کیا میں ان بزرگ سے آگاہ نہیں ہوں جو نام نہیں بتایا رفیع البخت
نے عرض کی کہ نام سے تو آپ واقف ہیں مگر صورت نہ دیکھی ہوگی میرے دادا صاحب اور آپکے
خسر تشریف لائے ہیں ناوک فگن نے تعجب سے کہا کہ وہ کہاں سے آگئے رفیع البخت
نے تمام کیفیت گذشتہ بیان کی کہ ایک ساحرہ نے انکو لاکر اس مقام پر قید کیا تھا یہ سنکر
ناوک فگن نہایت شاد ہوئی اور کہا کہ ای فرزند جاسکے تعجب ہے کہ تم انکو اندر نہ لائے
رفیع البخت نے کہا کہ وہ اندر آنے سے انکار کرتے ہیں ناوک فگن نے کہا کہ کیا
مجھسے ناراض ہیں یا کوئی قصور میں نے کیا ہے اگر ایسا ہے تو مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ خطا
میری کیا ہے تاکہ میں عذر کروں اور وہ عفو قصور فرمائیں اسلیے کہ مثل مشہور ہے کہ از
خردان خطا و از بزرگان عطا تم جاؤ اور میری جانب سے دست بستہ عرض کرو کہ حضور
مجھکو رنج نہ دیں اور زیارت سے مشرف فرمائیں رفیع البخت باہر آئے اور پیام ناوک فگن
کا نورالدہر سے بیان کیا نورالدہر نے گردن جھکالی اور کہا کہ ای فرزند کیا کہوں لیکن
بہو کے سامنے جاؤں حال میری ناداری و پریشان حالی کا ظاہر ہے مجھے اپنے [illegible]

نہیں ہوا ہے یہ سنکر نور الدہر بہت خوش ہوئے اور بادشاہ سوار کو بھی گلے سے لگایا
پیشانی پر بوسہ دیا بعد اسکے رفیع البخت کو طلب کیا کہ یہ بسبب شرم و لحاظ کے ٹل گئے
تھے مگر مجبور ہو کر حاضر ہونا پڑا گردن جھکا کر بیٹھ گئے نور الدہر نے کہا ای فرزند شادی اُن
دختر کی تمھارے ساتھ ہم کرینگے لیکن یہ تقریب بعد فتح طلسم نور آگین کے بلیع الملک
پاس پہونچکر ہوگی اب تم جلدی کرو اور لشکر کو تیار کرکے اس مرحلہ سے بھی فرصت کر لو
تو ان سب کو ساتھ لیکر طلسم کے اطراف پر چلو کہ وہ مقام شوکت نمائی ہے اگر تمھارے
اور تم بخت اُس مقام پر پہونچ گئے اور پاس بلیع الملک کے شریک ہوئے اور تم پہونچ سکے
تو مقام شرمندگی کا ہوگا یہ سنکر رفیع البخت نے عرض کی کہ جیسا ارشاد عالی ہو
یہ کہکر باہر نکلے اور لاہور شیر جنگ کو بلا کر حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو کہ ہم ملک امیر المکان
کی طرف جاینگے لاہور نے یہ حکم افسران لشکر کو پہونچایا افسروں نے سپاہیوں کو
حکم دیا کہ تیاری ہونے لگی جب لشکر تیار ہو چکا تو اثاث بارگاہ نور آگین کا نکالا گیا اور خبر
شاہزادہ نور الدہر کو ہوئی یہ بھی محل سے برآمد ہوئے رفیع البخت نے مقام شہرور
کو ہراول لشکر کے بارگاہ اپنے ہمراہ کی اور کہدیا کہ تم سامنے امیر المکان کے خیمہ بپا کرو
ہم بھی آتے ہیں مقام شہرور اثاث البارگاہ نور آگین کا اپنے ساتھ لیکر جانب ملک امیر المکان
روانہ ہوا بعد اسکے شاہزادہ رفیع البخت اور شاہزادہ نور الدہر بھی باحشم وخدم روانہ ہوئے

لیکن اول حال مقام شہرور کا بیان کیا جاتا ہے

کہ یہ طے مراحل و قطع منازل کرتا ہوا قریب ملک امیر المکان کے پہونچا اور بارگاہ استادہ
برپا کی لشکر کو اتارا اور اپنے آقا کے آنے کا منتظر ہوا وہاں خبر امیر المکان کو پہونچی کہ نوذر
اور زنگ لشتین کا نواسا اپنے نانا کا بدلہ لینے کی غرض سے آتا ہے سپہ سالار اسکا آگیا اور
خیمہ برپا کیا ہے نام حصار اسنے نور و بیلے ساحروں کو قتل کیا سلیم جادو اسکے شریک ہیں
یہ سنکر امیر المکان نے کہا کہ کچھ پروا نہیں اگر آئے گا تو کیا کرے گا یہ کہکر اسنے نہایت گستاخی
کے ساتھ ایک نامہ عوجان مردار خوار سیاہ پالی کو تحریر کیا مضمون اس نامہ کا یہ تھا کہ
ای قہر خداوندی تمکو اطلاع دیجاتی ہے کہ نہایت تمھاری دعوت کے لیے کمرہ خود راکب
تجویز کی ہے اور لقمہ ہائے چرب و قرمہ تمھارے واسطے فراہم ہو رہے ہیں لہذا تم آؤ
اور دعوت کھاؤ کہ لشکر خداوندی بچاؤ جب کسی وقت میں امیر المکان کو ضرورت
ہوتی تھی اور کسی سے مقابلہ کرانا ہوتا تھا تو عوجان مردار خوار کو دعوت ہی کے نام
سے طلب کرتا تھا اسلیے کہ یہ مردار خوار ہے حریف کو پکڑ کر کھا لیتا ہے سابق میں حال اسکا
عرض کیا جا چکا ہے کہ حربہ اسپر اثر نہیں کرتا اور اسکا مقابلہ کے وقت پڑھتا جاتا ہے کیسا ہی
زبردست ہو مگر اس سے مغلوب ہوتا ہے جس وقت یہ نامہ عوجان مردار خوار کو پہونچا
یہ نہایت خوش ہوا اور چالیس ہزار آدم خواروں کو لیکر روانہ ہوا پہلے امیر المکان

کے پاس بھی فوج کثیر ہے یعنی چار لاکھ سوار ہر وقت زیر قیطول زنگاری موجود رہتے
ہین اور بڑے بڑے سرداران کے لشکر مین بھی ہین معین اسکی زنگار جادو وہی ہے جسنے یہ
قیطول زنگاری بنا دیے ہین اور جسکے بل پر اسنے دعوی خداوندی کیا ہی اور نشہ کبر و
غرور مین مست ہی جبتک عوجان مردار خوار آئے آئے اسنے حکم دے دیا کہ بجے
طبل جنگ اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر قمقام شیر زور
کو ہوئی اسنے حکم طبل بجنے کا دیا یہان بھی کوس جرئت نوازش مین آیا دونون طرف تیاری جنگ
ہونے لگی بہادران اپنے اپنے اسلحہ کو درست کرنے لگے اسی عالم مین رات تمام ہوئی اور
سفیدۂ سحری نمودار ہوا طائران اپنے اپنے آشیانون سے نکلکر شاخ درخت پر جا بیٹھے اور
زمزمہ سرائی ہونے لگی نسیم سحری کے جھونکون نے چراغون کو گل کیا اور غنچون کو شگفتہ
کیا لشکر کفار سے آوازین یا خداوندا سمیر المکان کی بلند ہوئین اور اہل اسلام نے فریضہ سحری
کو ادا کیا اور عازم میدان کارزار ہوئے اسطرف سے ہشام تیغزن و ضرغام تیغزن
یہ دونون بھائی ایک لاکھ فوج سے آکر صف آرا ہوئے یہ بیڑا اٹھا کر آئے ہین کہ ہم بارگاہ نور آگین
چھین لائینگے یہ دونون سردار نہایت زبردست خصوصاً فن تیغزنی مین کامل ہین ادھر
قمقام شیر زور نے بھی رخ میدان کارزار کا کیا اور صفین اپنے لشکر کی آراستہ کین
صرف چالیس ہزار سوار اسکے ساتھ ہین غرضکہ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال بیلداران
دونون صفون سے نکلے اور تیزدستی کے ساتھ پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقون نے
آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا اور میدان کو مثل آئینہ کے ہموار کیا بعد اسکے نقیبون نے نقابت
کی کرکھیتون نے کڑکا کہا بہادرون کی رگون مین خون جوش مارنے لگا فوج کفار سے
ہشام تیغزن نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور میدان مین آکر خوب شمشیر زنی کی نیزے
کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکھایا جبوقت مرکب گرما گیا اور خود بھی غرق عرق ہوا تو
ایک مقام پر ٹھہر کر نیزہ کو گاڑ دیا اور دم لیکر آراستہ کرکے آواز دی کہ اے قمقام شیر زور
بہتر یہ ہی کہ بارگاہ نور آگین میرے سپرد کر کہ یہ تحفہ لائق خداوند ہی ورنہ میرے سامنے آ
اور داد مردی و مردانگی دے یہ سنکر قمقام شیر زور نے مرکب اپنا بڑھایا اور سامنے
ہشام تیغزن کے آکر آواز دی کہ او ملعون یہ بارگاہ جسکے لائق ہی اسکے قبضہ مین ہی اب
اسطرف کا رخ بھی نکرنا ورنہ سزا پائیگا نہین جانتا کہ وہ شہریار عالی وقار خود بھی تشریف
لاتا ہی اول تو تیری سرکوبی کے واسطے ملازم اسکے کافی ہین اور بفرض محال اگر مین قتل بھی
ہوگیا تو وہ آکر عوض میرے خون کا میرے قاتل سے لینگے بس اگر دعوی مردی و مردانگی ہی
تو لا ضرب بہادری کی یہ سنکر ہشام تیغزن نے نیزہ سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر سینہ
قمقام شیر زور پر وار کیا قمقام نے نیزہ کو نیزہ پر لیا طعنین چلنے لگین یہ معلوم ہوا کہ
دو مار سیاہ زبانین نکالکر لڑنے لگے کوئی چالیس طعنون کی نوبت آئی ہوگی کہ
ایک مرتبہ قمقام نے ایک بند اس پھرتی سے باندھا کہ ہشام کو ذرا [illegible] اب جو

جھٹکا مارا نیزہ ہاتھ سے نکل گیا لشکر اسلام سے آواز تحسین و آفرین بلند ہوئی اور ہشام
نہایت خفیف ہوا اور تیغہ اپنے کمر سے کھینچا اور قمقام شیرزور پر برس پڑا قمقام نے بھی
سپر و شمشیر کو سنبھالا دو بجلیاں کوندنے لگیں بس ایک ضرب قمقام نے چاہا کہ بند دست
پکڑلوں کہ یہ تیغ زنی میں مشکل سے زیر ہوگا اسواسطے کہ فن تیغ زنی خوب جانتا ہے لیکن
قضا سے کار اور اتفاقات روزگار کہ پاؤں مرکب قمقام کا موش خانہ میں جا رہا گھوڑے
نے سکندری کھائی قمقام شیرزور پشت سے خود گر پڑا اور تیغہ سر پر بیٹھا کہ تا دابرو
اتر آیا قمقام نے دستانہ مارا تیغہ تو جھٹکا کر نکل گیا لیکن جا ذرخون کی شیخ پر آنے لگی یہ دیکھکر
ہشام نے دوسرا ہاتھ اٹھایا کہ کام اسکا تمام کروں کہ فوج دوڑ پڑی قمقام شیرزور کو علیحدہ
کیا ادھر ضرغام تیغ زن بھی فوج کو لیکر آ پڑا جنگ مغلوبہ ہوئی تلوار چلنے لگی قمقام شیرزور
نے بھی زخم سر کو باندھا اور لڑنا شروع کیا ہشام نے کہا کہ میں تو نصف فوج سے
اس لشکر کو روکتا ہوں اور تم بارگاہ لیکر خدا مست خداوند میں روانہ ہو یہ سنتے ہی
پچاس ہزار سواروں سے ضرغام تیغ زن بارگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور پچاس ہزار سوار لشکر
قمقام شیرزور سے لڑنے لگے تلوار چل رہی تھی دریائے خون جاری تھا سر برس رہے
تھے ہر طرف کوندا برق شمشیر کا لپک رہا تھا اور دریائے خون جاری تھا سبزہ کا رنگ
لالہ گون ہوگیا تمام کہوں کے جسم شنائی نظر آتے تھے ملک الموت کو قبض ارواح سے فرصت نہ تھی ایک ادھر بسمل تھا دو ادھر
تڑپ رہے تھے میدان جنگ میں تماشا کا لطف تھا ہشام مرکب کو بڑھائے ہوئے اور سواروں کو قتل کرتا ہوا قمقام کیطرف چلا آتا
تھا ادھر سے قمقام کفار کو قتل کرتا ہوا ہشام کیطرف بڑھا آتا تھا کہ اس کا فکر کیا ہوں تو اسکی خبر لوں کہ وہ بارگاہ
کی طرف جا رہا ہے ایسا نہو کہ بارگاہ لیکر نکلے تو مجھے اپنے آقا سے شرمندگی ہوگی
وہاں ضرغام تیغ زن قریب بارگاہ پہونچ گیا اور چند سوار جو محافظت کے واسطے
قمقام شیرزور نے معین کیے تھے انھوں نے جانیں لڑا دیں اور اپنی زندگی میں
بارگاہ نہ دی لیکن چند کس پچاس ہزار سے کہاں تک لڑتے آخر سب شہید ہوئے ضرغام تیغ زن
نے بارگاہ بار کرائی اور ساتھ اپنے لیکر چلا قمقام شیرزور نے جو دیکھا کہ بارگاہ
لیے جاتا ہے باگ مرکب کی پھیری اور ضرغام تیغ زن کی طرف چلا ہشام سد راہ ہوا
اب اپنے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور عرض کرنے لگا کہ اے
کس بیکسان و دادرس غریبان مجھے میرے مالک سے شرمندہ نہ کر ہنوز سخن در دہان
تھا کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا جانب صحرا سے شق گرد و غبار بلند ہوا کہ جہان کو
تیرہ و تار کر دیا نیا آسمان ایک آسمان خاکی نمودار ہوا ع ز گرد سواران در آن پہن دشت
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد
نے مارا ہوا کو وہ اس گرد کا قطع ہوا اور دل گرد سے نعرہ رفیع اٹھا اور لوا ر الدہر
کا ہوا پشت پر انکے لشکر بسیار تھا راہ میں انکو خبر ملگئی تھی کہ رفیق آپکا زخمی ہوا اور
بارگاہ چھین گئی یہ دونوں داد بولتے نعرہ کرکے گر پڑے اور قتل کرنا شروع کیا لور الدہر نے تو

باگ گھوڑے کی لی اور ضرغام تیغزن کی طرف چلے اور رفیع البخت ہشام تیغزن
کی طرف بڑھے اور آواز دی کہ او نامرد یہ کیا حرکت تھی کہ ہم موجود نہ تھے اور تونے جنگ
آغاز کر دی ہوشیار ہو جا کہ میں آپہونچا ہشام تیغزن نے کہا کہ آیا بھی تو کیا کر لیگا
یہ بارگاہ تیرے لائق تھی جو تونے اسپر قبضہ کیا تھا اب اس طرف سے تو رفیع البخت
کفار کو قتل کرتے چلے جاتے ہیں اور اُس طرف سے ہشام تیغزن صفوں کو توڑتا
چلا آتا ہے ادھر شاہزادہ نور الدہر نے ضرغام تیغزن کو ٹوکا کہ او ملعون یہ تو قزاق ہے
یا پہلوان ہے تجھے یہ خیال ہوا کہ ہم جو بارگاہ لیے جاتے ہیں تو وارث اسکا آکر سر کوبی
ہماری کریگا ضرغام تیغزن نے کہا کہ وارث اسکا خدا وند امیر المکان ہے تو اس
بارگاہ کا وارث کیونکر بن بیٹھا نور الدہر نے کہا کیا تو نہیں جانتا کہ جسکی تیغ اُسکی ملک رفیع البخت
نے طلسم کو توڑکر بارگاہ حاصل کی ہے اب یہ ملک ہماری ہے ضرغام تیغزن نے کہا کہ اگر زبردست
ہو تو بارگاہ چھین لو ہم زبردست تھے ہم نے بارگاہ چھین لی یہ سنکر نور الدہر نے کہا کہ پھر آتا
کیوں نہیں اُس طرف سے ضرغام تیغزن مجمع کو منتشر کرتا ہوا نور الدہر کی طرف چلا
اور اس طرف سے نور الدہر صفوں کو درہم و برہم کرتے ہوئے قریب اسکے پہونچے
آخر سامنا ہو گیا ضرغام تیغزن نے تلوار ماری نور الدہر نے وار اسکا رد کرکے جو ہاتھ
تیغہ آبدار کا مارا کہ یا تو تلوار سپر پہ چمکی تھی یا زمین کو بوسہ دیا اسکا مع مرکب وہ دونوں
کے چار ٹکڑے ہوئے ادھر رفیع البخت سے اور ہشام تیغزن سے سامنا ہوا
ہشام نے آواز دی کہ دیکھ اسی تیغ خون آلود سے تیرے رفیق کو زخمی کیا ہے اب تیرے
خون سے بھی اسکو گلرنگ کرونگا یہ کہکر وار کیا رفیع البخت نے ٹھیکی دی کہ
تلوار پٹ پڑی کلائی پر ہاتھ ٹوٹا لدیا اور جھٹکا مارا کہ ہشام تیغزن اور نیچے سنبھال کیے
پر آرہا دوسرا ہاتھ بڑھا کر اور کمر زنجیر کا بند تھا مگر جو زور کیا ہشام کو بلند کر لیا اور
اُچھالکر دو ہاتھ مارے کہ اسکے چار ٹکڑے ہوئے نور الدہر نے تو رستہ رفیع البخت کی
دیکھکر ماشاء اللہ کی آواز دی رفیع البخت نے جھک کر سلام کیا ادھر دونوں لشکروں
میں تلوار چل رہی تھی اور شور گیرو دار بلند تھا بڑی دیر تک تلوار چلی آخر کار فوج سردار
کہاں تک لڑتے تاب مقاومت نہ لا سکے قدم اُکھڑ گئے صرف لاشیں اپنے سرداروں
کی تو اُٹھا لیں باقی کشتہ زخمی کو وہیں چھوڑا اور جانب قیطول زنگاری روانہ ہوے
یہاں نور الدہر نے رفیع البخت کو گلے سے لگایا نہایت تعریف کی اور بارگاہ
نور آگین لیکر واپس آئے اور جائے مناسب تجویز کر بارگاہ برپا کی اور ہشام تیغزن ور
کے زخموں میں ٹانکے دلوائے لشکر اُتارا جا بجا خیمہ خرگاہ چھولداریاں وغیرہ استادہ ہونے لگی
یہاں تو یہ حالت ہے اور وہاں فوج شکست خوردہ لاشیں اپنے سرداروں کی
لیے روتی پیٹتی نزد قیطول پہونچی اور فریاد کی کہ یا خدا وند لڑائی بیٹھکر بگڑ گئی کہ ہمارے
سرداروں کو رفیع البخت نے سردار کو زخمی کیا اور بارگاہ لیکر آئے تھے کہ رفیع البخت

اور نور الدہر فوج کشیر سے آکر پہونچے اور سرداروں کو ہمارے قتل کرکے بدبارگاہ
پہنچیں بی امیر المکان نے کہا کہ خیر کچھ پروا نہیں ہی کفین لیجاکر صحرا مین پھونک دو کہ انھون نے
غرور کیا تھا جسنے انکو خود ذلیل کرایا اور ہلاک مین بلوا دیا اسلیے کہ ہمکو غرور کسی کا پسند
نہیں ہوا اور تم اطمینان رکھو ہمنے انتظام رفیع البخت کے قتل کا کرلیا ہی صورت اسکی
عوجان مردار خوار کے ہاتھ سے ہی علاوہ اسکے جوان بندگان سرکش سے لڑیگا
وہ مارا جائیگا یہ سنکر یہ لوگ تو خاموش ہو رہے اور لاشیں ہشام و ضرغام کی صحرا مین
لیجاکر جلا دین اور دوسرے سردار کی ماتحتی مین لے لیے گئے جب دوسرا دن ہوا
تو جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہی امیر المکان نے
ہزار سواروں کو متعین کیا کہ جائیں اور عوجان مردار خوار کو استقبال کرکے لائیں
اور دو سو سواروں کو حکم دیا کہ وہ راستہ صاف رکھیں اور منادی کرا دی کہ اس
راستے مین جو شخص آئیگا وہ وہاں اجل مین پہونچیگا لوگ دوکانیں بند کرکے بھاگ
جاتے تھے کہ یہی بلا پھر آئی ہی جسنے اکثر بازار لوٹ لیے ہین بندگان خداوند کو کھالیا ہی
سوار دو رستہ دوڑتے پھرتے تھے اور ہر آیندہ و روندہ کو منع کرتے تھے کہ خبردار اسطرف
کوئی آنے کا قصد نکرے ورنہ ہلاک ہو جائیگا اس کیفیت کو لاہور بنر گام نے دیکھا کہ یہ
براے دریافت حال آیا ہوا تھا جاکر خدمت شاہزادہ نور الدہر و رفیع البخت مین
بیان کیا کہ شاید وہی مردار خوار آتا ہی اگر تماشا دیکھنا ہو تو چلکر دیکھیے رفیع البخت اور
نور الدہر اٹھے مرکبون پر سوار ہوکر اپنے لشکر سے نکلے اور صحرا مین ایسے مقام پر ٹھہرے
جہان سے وہ راستہ نظر آتا تھا جسطرف سے عوجان مردار خوار آنے کو تھا کہ یکایک
دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گردے چالیس ہزار مردار خوار پیدا ہوے سب
کریہ منظر سیاہ فام آگے آگے ایک گبر ناہنجار گرگدن سیاہ پر سوار ہاتھ مین ران
بھینسے کی گوشت اسکا چباتا ہوا باچھون مین اسکے خون بھرا ہوا جب ایک ران ختم ہو گئی
کسی سوار نے دوسری ران دیدی وہ اسکو چبانے اور کھانے لگا جسقدر سوار دو رستہ کھڑے
تھے ہاتھون مین انکے ایک ایک ران بھینسے کی تھی کہ وہ ان آدم خوارون کو
دیتے جاتے تھے اسی ہیئت سے عوجان مردار خوار زیر قیطول امیر المکان آکر پہونچا
اور گرگدن سے اترکر سجدہ کیا اور عرض کی کہ خداوند نے وہ خوراک نفیس میرے
واسطے کہان کا چھوڑی ہی امیر المکان نے کہا کہ ابھی تم قیام کرو کل وہ خوراک تمہارے
سامنے پیش کیا جائیگی مین طبل جنگ بجواتا ہون یہ سنکر عوجان اسی جگہ اتر پڑا
اور ہمراہی بھی اسکے ٹھہر گئے جو لوگ اس انتظام پر متعین تھے وہ دو دو روٹیاں
کھلاتے تھے اور سور گاے بکری جو شے دستیاب ہوتی تھی وہ لاکر پیش کرتے
تھے اور یہ مردار خوار ہڑپ کیے جاتے تھے اسپر بھی ان مردار خواروں
نے یہ آفت برپا کر رکھی تھی کہ ادھر ادھر نکل جاتے تھے اور ایک آدھ انسان کو

پکڑ لاتے تھے اور زندہ آگ مین ڈال دیتے تھے اور بھونکر کھا جاتے تھے لشکر مین شور
برپا تھا کہ یہ مردارخوار جلد غارت ہون کہ انھون نے فساد عظیم برپا کر رکھا ہے جسے پاتے
ہین چھوڑتے ہی نہین بھونکر کھا جاتے ہین یہانتک کہ جو لوگ انکو خوراک پہونچاتے
تھے انھین سے بھی بہت سے انسانون کو کھا گئے آخرکار لوگون نے امیرالمکان سے
فریاد کی اور کہا کہ بڑی بدعت ان لوگون نے کر رکھی ہے کہ ہم لوگون کو کھائے جاتے ہین امیرالمکان
نے کہلا بھیجا کہ اگر تم لوگ اپنے برادران ایمانی کو کھاوگے تو ہم تمکو غارت و برباد کر دینگے
لہذا بہتر یہ ہے کہ ہر رات اسی غذا پر بسر کرو جو تمکو بھیجی جاوے کل جسقدر چاہنا کھا لینا دیکھو
وہ سامنے گیارہ لاکھ کا لشکر پڑا ہے یہ سب تمھارے ہی واسطے ہے یہ سنکر یہ مردارخوار
ڈرے اور اب یہ صلاح کی کہ چلکر دشمن کی فوج کو کھانا چاہیے تاکہ خداوند کے خلاف
نہو یہ سوچکر چند مردارخوار لشکر رفیع البخت کی جانب روانہ ہوئے چونکہ شام ہو گئی
تھی رفیع البخت اور نورالدہر بارگاہ مین بیٹھے تھے باتین مردارخوارون کی ہو رہی
تھین نورالدہر کہہ رہے تھے کہ ہمنے بھی بہت سے مردارخوار اور آدمخوار دیکھے
ہین مگر ایسے نہین دیکھے کہ ان کمبختون کا پیٹ ہی نہین بھرتا خیر بروقت مقابلہ دیکھا جائیگا
وہان امیرالمکان نے شام ہوتے ہی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نقارۂ رزمی پر چوب
پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے لشکر اسلام کے جو برائے خبر موجود رہتے تھے
افتان و خیزان آلودۂ گرد و غبار خدمت مین شاہزادۂ رفیع البخت و نورالدہر کی
حاضر ہوئے اور بعد دعا و ثنا بجا لانے کے عرض کی کہ امیرالمکان نے تمام یہ عجوجان
مردارخوار بیابانی کے طبل جنگ بجوایا ہے شاہزادۂ رفیع البخت نے فرمایا کہ
کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی
یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا اور تیاری جنگ ہونے لگی اسی حالت مین
وہ چند مردارخوار جو لشکر اسلام کی طرف چلے تھے انھون نے لوگون کو پکڑ پکڑ کر کھانا
لگا دیا اور لشکر مین شور ہوا کہ یہ بلائین یہان کہان سے آگئین آواز شور و غل کی جو
رفیع البخت اور نورالدہر نے سنی دریافت کیا کہ یہ غل کیسا ہو رہا ہے تیزگام
اسنے عرض کی کہ کچھ مردارخوار لشکر حریف سے آ گئے ہین اور وہ لوگون کو آزار
پہونچا رہے ہین یہ سنکر ان دونون شہریارون کو غصہ آیا کہ یہ ملعون بڑے سرکش
معلوم ہوتے ہین دونون خیمہ سے نکلکر چلے جس طرف شور و غل برپا تھا اور
مردارخوار لوگون کو پکڑ پکڑ کر ہلاک کر رہے تھے اور کچا چبائے جاتے تھے جس طرف
چلے دیکھا کہ لوگ بھاگے جاتے ہین اور مردارخوار دوڑتے پھرتے ہین جسے پاتے
ہین اسکی بوٹیان نوچ نوچ کر کھا جاتے ہین یہ دیکھکر ان دونون شہریارون کی آنکھون
مین خون اتر آیا اور نعرہ کیا کہ حرامزادو تم ایسے سرکش ہو کہ اپنے لشکر سے یہان
آکر یہ ظلم کر رہے ہو بس چلے جاؤ یہان سے ورنہ سزا پاؤگے یہ دیکھکر مردارخوار

کہا او مجیمہ ہوشیار ہو جا میں آپہونچا یہ سنتے ہی حمید جادو اپنے مقام سے اٹھی اور
کہا کہ ای سلیم جادو تمنے ساری محنت میری خاک مین ملا دی اور سب سحر مٹا دیے
تم ادھر کیون آئے ہو جاؤ پلٹ جاؤ ورنہ پچتاؤ گے کہ اب مین تمھارا کچھ لحاظ و پاس
نہ کرونگی یہ سنکر سلیم جادو نے کہا کہ اب کیا مین خالی پلٹ کر جاؤنگا اگر مجھے پلٹ جانا
ہوتا تو آتا کیون یہ کہکر آگے بڑھے حمید جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر پتلون کی طرف
اشارہ کیا کہ پتلون نے کمانین تور کھدین اور تیغہ پکڑ پکڑ کر سلیم جادو کی طرف چلے
سلیم جادو نے کہا کہ یہ وہی سحر ہے جسے رد کرتا ہوا مین یہانتک پہونچا کوئی اور سحر کر
حمید جادو نے کہا کہ اسے تو رد کر لو پھر اور سحر کی فرمائش کرنا اب یہ سحر وہ نہین
رہا بس یہ سنتے ہی سلیم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر انگلی سے اشارہ کیا کہ نصف
پتلے ادھر ہو گئے اور نصف پتلے ادھر ہو گئے اور آپس مین تیغہ چلنے لگا سلیم جادو
نے کہا دیکھا تو نے تیرا تو برسون کا ریاض تھا دیکھ ہم آدھی قوت اپنی کرکے دونون کو
فنا کیے دیتے ہین حمید جادو نے ہر چند سحر کیے اور چاہا کہ جو پتلے سلیم جادو کی طرف
سے لڑ رہے ہین انکو اپنا شریک کرکے لڑواؤن مگر ممکن نہوا کسی سحر نے تاثیر نکی
آخر کار سب پتلے لڑکر قتل ہو گئے اور اسی ہنگامے مین وہ چند ساحر جو حمید جادو
کے خدمتی تھے وہ بھی مارے گئے سلیم جادو نے کہا کہ اب وار میرا روکو
یہ کہکر ایک ناریل جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر زمین پر مارا کہ وہ شق ہوا
اور چار تیلیان قینچیان لیے ہوے پیدا ہوئین اور حمید جادو سے لپٹ گئین اور بال اسکے
کترنا شروع کیے ہر چند اسنے سحر کیے مگر وہ تیلیان نہ ہٹین آخر کار تیلیون نے سب بال
کاٹ کر پھینک دیے اور اسکو منڈا کر دیا اب تیلیون نے قینچیان اسکے جسم مین بھونکنا
شروع کین سلیم جادو نے آواز دی کہ او مجیمہ اب اپنی شکل دیکھ کہ تیری کیا صورت
بنی ہے حمید جادو نے جھنجلا کر نشتر زبان مین دیا اور خون چلو مین لیکر کچھ اسم سحر دم کیا
اور ان تیلیون پر کھینچ مارا کہ ہمہ تن شعلہ ہو کر سلیم جادو کی طرف چلین سلیم جادو
نے جلدی سے کچھ سحر پڑھکر دم کیا کہ شعلہ قریب پہونچنے کا انھون نے ایک
شیشہ جھولی سے نکالا کچھ اسم سحر پڑھکر انگلی سے اشارہ کیا کہ شعلہ شیشہ کے
اندر اتر آیا سلیم جادو نے وہی شیشہ حمید جادو پر کھینچ مارا شیشہ اسکے سر پہ
پڑا اور ٹوٹا شعلہ نکلکر حمید جادو پر گرا یہ بھی ایسی ساحرہ زبردست تھی کہ اسنے کچھ
اسم پڑھکر خون پیشانی کا لیکر شعلہ پر مارا شعلہ گل ہوگیا اب اسنے کہا کہ ای سلیم جادو
معلوم ہوگیا تم جس غرض سے آئے ہو مین اسی کو مٹائے دیتی ہون یہ کہکر اسنے
کچھ اسم سحر پڑھا اور دستک دیکر آواز دی کہ ای سہیل جادو جلد آؤ دیکھا کہ ایک
ساحر جوگی وضع پیدا ہوا حمید جادو نے کہا کہ لو یہ شیشہ گلاب اور خدمت مین خداوند
امیر الملکان کی پہونچاؤ اور کہدینا کہ اس نمک خوار نے حق نمک ادا کر دیا اب یہ

اپنی امانت خواہ اپنے پاس رکھیے خواہ کسی دوسرے کے سپرد کیجیے کہ یہ لائق ہی ہوشیار
ہوتی ہے یہ سنتے ہی سہیل جادو نے طاق پر سے شیشہ اتارا اور پھر پرواز پیدا کرکے
گنبد سے نکلا اور روانہ ہوا سلیم جادو نے دیکھا کہ محنت برباد ہوا چاہتی ہے انھون
نے بھی کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی اور آواز دی کہ ای بدر جادو لینا اس مردود کو یہ
جانے نہ پائے شیشہ اس سے چھین لو یہ کہتے ہی ایک اور ساحر پیدا ہوا اور پیچھے
سہیل جادو کے چلا یہان حمید جادو نے ایک اسم سحر پڑھکر ہاتھ کو گردش دی کہ
گنبد چیخ مارنے لگا بس یہ تو تڑپ کر گنبد سے باہر نکل گئی اور سلیم جادو اندر گنبد
کے بند ہوگئے اور چکر کھانے لگے اسقدر دوران سر پیدا ہوا کہ قریب تھا بیہوش
ہو جائین یہی ایسے ساحر زبردست تھے کہ سنبھلے ورنہ دوسرا ساحر ہوتا تو حمید جادو
گھونٹ کر مار ڈالتی سلیم جادو نے بھی کوئی اسم سحر پڑھا اور خون پیشانی کا لیکر ایک گولہ فولادی
پر ملا اور سقف گنبد پر کھینچ مارا کہ تڑاقے کی صدا ہوئی اور گنبد پرزے پرزے
ہوگیا سلیم جادو گنبد سے باہر آئے تو دیکھا کہ بدر جادو اور سہیل جادو سے
کشتی ہو رہی ہے اور حمید جادو شیشہ لیے ہوئے بھاگی جاتی ہے اور ایک طرف
باز اور عقاب گتھے ہوئے ہین مگر اب عقاب کی یہ حالت ہے کہ زخمی ہوگیا ہے اور بھاگنا
چاہتا ہے مگر باز پیچھا نہین چھوڑتا ادھر بدر جادو نے سہیل جادو کی یہ حالت کر دی
ہے کہ ابھی بھی سنبھلنے کا دم نہین ہے بس انھون نے ایک اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ
ایک دیوار آہنی سامنے حمید جادو کے پیدا ہوگئی اور حمید جادو ٹکرا گئی سر مین
چوٹ آئی قریب تھا کہ گر پڑے مگر یہی ایسی ساحرہ تھی کہ پھر سنبھلی اور کچھ اسم سحر
پڑھکر چاہا کہ بلند ہوکر دیوار کو پھاند کر نکل جاؤن لیکن دیکھا تو دیوار بھی بلند ہوتی جاتی
ہے اور سلیم جادو سر پر آ پہونچے ہین بس اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر اپنے اوپر دم کیا اور
گولہ بنکر دیوار کو توڑ کے اس پار نکل گئی اور پلٹ کر گولہ مارا کہ گولہ پھٹا اور اسقدر
دھوان پیدا ہوا کہ دم سلیم جادو کا گھٹنے لگا یہ تو اس جنجال مین پھنسے اور حمید جادو
پھر بھاگی سلیم جادو نے جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ سب دھوان منتشر
ہوگیا دیکھا کہ حمید جادو دور نکلگئی ہے پھر یہ جھپٹے اور تخت سحر اڑا کر قریب اسکے
پہونچ گئے دیکھا حمید جادو نے کہ یہ تو پیچھا ہی نہین چھوڑتے بس جلدی سے
کچھ اسم پڑھکر اسنے زمین کا رخ کیا اور چاہا کہ پاؤن مارکر غرق زمین ہو جاؤن کہ
فوراً سلیم جادو نے سحر کرکے زمین کو آہنی کردیا حمید جادو نے جلدی سے شیشہ
زمین پر کھینچ مارا کہ شیشہ ٹوٹ گیا اور گلاب زمین پر بہ گیا بس یہ دیکھتے ہی سلیم جادو
کو نہایت غصہ آیا کہ جس عرق کے واسطے اسقدر محنت کی تھی وہی چیز خاک مین ملگئی ادھر حمید جادو
ہنسی اور کہا ای سلیم جادو اب کیا کروگے سلیم جادو نے کہا اب جو کچھ کرینگے
وہ تیرے بعد کرینگے پہلے تجھکو دوزخ مین بھیجدین یہ کہکر وہی لعل جھولی سے نکالا ||

جو بازو سے نکلا تھا اور حمید جادو کی طرف دیکھکر آواز دی کہ یہ ایک لعل بزور سحر ہی
واسطے باقی رہ گیا تھا حمید جادو نے کہا کیا لعل مجھے انعام میں دو گے میں نے
تمکو بہت خوش کیا ہی سلیم جادو نے کہا کہ یہ لعل تیری لعل سی جان لے گا یہ کہکر وہی لعل
حمید جادو پر کھینچ مارا سینہ پر جو اسکے پڑا توڑ کر پار گذر گیا یہ تڑپ کر گری اور ہمہ تن شعلہ بنکر
چلی اور پتلے آتش عقاب پر گری اور اسکو جلا کر خاک کر دیا باز بھی اسی کے ساتھ جل گیا
بعد اسکے سہیل جادو پر گری اور اسکو بھی جلا کر خاک کیا ساتھ ہی اسکے بادہ جادو بھی
جل گیا اب سلیم جادو کی طرف چلی سلیم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر چھینٹا خون زبان کا
مارا کہ یہ شعلہ فرو ہو گیا لیکن مرنے سے حمید جادو کے ایک قیامت کبری برپا ہوئی
آندھی چلا کی خاک اڑا کی آتش باری و برف باری دیر تک رہی آخر کار بد ہیات اسکے شور
کر کے چلے گئے کہ کشتنی ہمارا نام من حمید جادو ولو حیف مردیم و جان دادیم و مطلب ما خود
نہ رسیدیم جبوقت یہ روشنی ہوئی اور علامات سحر برطرف ہوئے تو سلیم جادو نے
ایک رومال جیب سے نکالا اور اس آب سحر کو اس رومال میں جذب کر لیا تھا یہ پہلے
بیان ہو چکا ہی کہ سلیم جادو نے زمین کو سحر کے زور سے آہنی کر دیا تھا یہی سبب
تھا کہ آب سحر جذب نہ ہوا تھا بعدہ سلیم جادو نے ایک رومال لپیٹ کر ایک گیند
اسکا بنایا اور کچھ اسم سحر پڑھکر اپنی زبان کا خون لیکر اس گیند کو تر کیا کہ اور قوت
اس سحر کی زیادہ ہو جائے اور اب یہ اس گیند کو لیکر تخت پر بیٹھا اور جانب شہر
نورا گیں روانہ ہوئے انکو راہ میں چھوڑا جاتا ہی

اب یہاں سے چند کلمہ داستان شاہزادہ رفیع البخت اور شاہزادہ نور الدہر کے بیان کیے جاتے ہیں

بیا بشنو ای ہمدم راستان * کہ باز آمدم بر سر داستان * یہاں طبل رزم بج چکا ہے اور
تیاری جنگ ہو رہی ہی جوانان لشکر اسلام کمر ہمت بر مرگ برچست باندھے ہوئے
ہیں اور کہ رہے ہیں کہ کل میدان جنگ میں یہ مردارخوار ہیں اور ہم ہیں
یا تو انھوں نے ہمکو کھا لیا اور یا ہمنے لقمہ اجل بنایا اور مردارخوار تارے
گن رہے ہیں اور ساعتوں کو شمار کر رہے ہیں کہ کسی طرح جلدی صبح ہو اور معرکہ
کارزار درپیش ہو کہ غذائے نفیس و نادر کھانے میں آسکے لیکن شاہزادہ
رفیع البخت نہایت پریشان ہیں اور بار بار نورالدہر سے عرض کرتے
ہیں کہ ابھی تک ماموں جان نہیں تشریف لائے دو سببوں سے مجھکو زیادہ تشویش
ہی ایک تو یہ کہ تن تنہا ہیں اور مقابلہ کو ایسے ساحر کے گئے ہیں جو طلسم بند ہی دوسرے
یہ کہ اس مردارخوار کی موت سوا اس شیشہ گلاب کے نہیں ہی نورالدہر نے
کہا اے فرزند سلیم جادو نہایت مرد ہوشیار ہیں اگر تنہا جانا مضر ہوتا تو

رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا ٭ مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ٭ اسطرح پہ لقیب بہادر و
کے دوست بودون کے رقیب قریب قریب کھڑے ہوکر دل بڑھا کے پٹھے کہ غازیون
کی رگون مین خون شجاعت جوش مارنے لگا اور عوج جان مردار خوار بیابانی کو اشتہاء مردم خواری
زیادہ ہوگئی بس عوج جان نے یوا باگ کا لیا اور زیر فیلطول زنگاری پہونچکر مرکب
سے اترا اور سجدہ کرکے اجازت خواہ میدان جنگ ہوا امیر المکان نے کہا کہ ای بندہ
خاص الخاص و غضب خداوند جا تجکو اپنے دست قدرت کے سپرد کیا اور یہ لقمہا
چرب تجھے بخشے انکو کھا کر شکم سیر کر اور شکر خداوندی بجالا بس یہ سنتے ہی عوج جان
مردار خوار بار دگر گرگدن مست پر سوار ہوا اور میدان مین آکر پکارا کہ باشن ای
گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان جسکو لقمہ دہان اجل بننا ہو وہ آئے میرے مقابلہ کو
یہ سنتے ہی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے باگ مرد بن کرہ کی لی اور یہ ارادے
مقابلہ چلے تھے کہ رفیع البخت نے باگ پر ہاتھ ڈالدیا اور عرض کی کہ مین آپکو ہرگز
جانے نہ دونگا اسلیے کہ آپ اس زحمت کے قابل ابھی نہین ہین مین حالات اسکے حضور
کے سامنے عرض کر چکا ہون نور الدہر نے کہا ای فرزند یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ مین اپنی جان
بچاؤن اور دیدہ و دانستہ تمکو اسکے مقابلہ کے واسطے جانے دون اگر خدا نخواستہ تمکو
چشم زخم پہونچا اور مین اپنی سخت جانی کے سبب سے بچ گیا تو ناوک فگن کے سامنے
کیا منہ لیکر جاؤنگا اور بدیع الملک کو کیا صورت دکھاؤنگا میرے تو اب مرنے ہی کے دن
ہین اسواسطے کہ بچپن گذرا جوانی گئی پیری آئی اسکے بعد بس موت ہے اور کہا ہی ع
گذری جوانی پیری ہوئی آشکار ہی ٭ اب چیت پچھلی رات کا کیا اعتبار ہی ٭ یہی نا کہ یہ
مردار خوار مجکو کھا لیگا کھالے جو ہڈیان بچ رہینگی انکو اپنے ساتھ لیکر خانہ کعبہ لیجانا
اور دفن کر دینا یہ سنکر رفیع البخت کا دل بھر آیا اور رونے لگے کہا آپکو اپنی شرمندگی
کا خیال ہی اور مجھسے جو والد ماجد پوچھینگے کہ ای رفیع البخت تو جوان ہوکر مقابلہ کو نہ گیا
اور بوڑھے دادا کو قتل کرا دیا تو مین کیا جواب دونگا نور الدہر نے کہا تم کہدینا کہ
مین نے ہرچند سمجھایا مگر انھون نے نہ مانا اور ای فرزند اب مین نکل چکا بغیر مقابلہ کیے جانا
خلاف شان مردی و مردانگی ہی بہادران عالم مجھکو کیا کہینگے کہ نور الدہر مقابلہ کو نکلا تھا
اور پھر پلٹ گیا خوف اسپر غالب ہوا سارا نام مٹی ہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ مجھکو
جانے دو اگر خداوند کریم کو حیات رکھنا منظور ہی تو ہاتھ سے اس ملعون کے بچ رہونگا
ورنہ منزل اور عزیزون کے درجہ شہادت پر فائز ہونگا یہ کہکر مرکب کو دوڑا کر سامنے
عوج جان مردار خوار بیابانی کے آئے عوج جان بارادہ آنکہ دور ہی سے چلا لیکن نیزہ
اور برگستوانے مین لگا ورنہ نہین چلتی اس بنا پر نور الدہر نے تگاور کو خالی دیا دونون
مرکب علیحدہ نکل گئے باگون کو پھیر پھیر کر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا عوج جان
مردار خوار نے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزہ کو نیزہ پر لگاکر ٹھالا اور طعنین چلنے لگین بہت دیر

بیشک نیزہ بازی ہوا کی رفیع البخت نے تعریف کی کہ سبحان اللہ نورالدہر نے جواب دیا
کہ ای فرزند عادت چھوٹی ہوئی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ بندسے ہوئے ہیں یہ کہکر
آواز دی کہ دیکھو اسی بنا پر سے نیزہ نکل جاتا ہے اور یہ بندش نہیں کھلتی ہے یہ کہکر جو
نیزہ کو نیزہ پر گانٹھکر سنگا مارا تو نیزہ اس صفائی سے نکالدیا کہ عوجان مردارخوار دونوں
ہاتھ بلند کرکے رہ گیا نورالدہر مسکرانے لگے اور کہا کہ تالیاں بجاتا ہے اور رفیع البخت
نے تعریف کی کہ سبحان اللہ یہ بات آپ ہی کے واسطے ہے ادھر عوجان نے خفیف ہوکر تیغہ پر
ہاتھ ڈالدیا اور آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی تیغ بازی سراست بازی جسکو
حلال مشکلات جہان کہتے ہیں یہ کہکر نورالدہر پر وار کیا نورالدہر نے وار اسکا رد کرکے
تیغہ مارا عوجان نے سر پیچھے کھینچا تیغہ گردن مرکب پر پڑا کہ گردن کرگدن کی قلم ہوئی مرکب
مرکب آتشبازی بنگیا اور چرخ مارا عوجان مردارخوار گھوڑے سے کود کر لپک نورالدہر
کی طرف چلا نورالدہر نے جو ارادہ اسکا فاسد دیکھا دامن زرہ سے گردان کر گھوڑے
سے کود سے ہاتھ سے ہاتھ ملگیا زور ہونے لگے دونوں طرف کے لوگ بڑھ آئے
اور تماشا جنگ کا دیکھنے لگے یہاں عوجان مردارخوار اور شاہزادہ نورالدہر میں
زور ہو رہے ہیں پہلی مرتبہ نورالدہر نے اسے گرد بردکر دیا تھا لیکن اب جو پنجہ ملا تو برابر
سے لڑنے لگا اگر یہ دس قدم دوڑا لیجاتے ہیں تو وہ بھی دس قدم دوڑا لیجاتا ہے ایسی
کشمکش میں دو پہر گذری اور اب عوجان مردارخوار کو بھوک زیادہ ہوئی کہا کہ
خداوند نے کیا لقمۂ تحفہ میری قسمت میں اتارا ہے کہ اب میں لپیٹا کیسے ہوئے
اسے کھاؤنگا یہ کہکر دونوں ہاتھوں سے زرہ پکڑکر جو زور کیا تو مانند کرباس کے تسمہ
کے چاک کرڈالا اور کہا کہ تیرا گوشت اسمیں سے جھانکتا ہے کہ تا کیا اچھا گوشت ہے یہ
کہکر شانے پر تسمہ مارا اور بوٹا گوشت کا نوچ لیا ہر چند نورالدہر نے اسکے کلے پر گھونسے
مارے کہ اگر دیو بھی ہوتا تو کلہ پھٹ جاتا مگر کوئی اثر نہوا اور عوجان گوشت نوچ لیگیا
اور کھانے لگا یہ دیکھکر رفیع البخت بیتاب ہوگئے اور کہا کہ او ملعون یہ کیا کرتا ہے چاہتے
تھے کہ خود بھی لپٹ پڑیں کہ نورالدہر نے منع کیا اور فرمایا ہرگز یہ قصد نہ کرنا ورنہ
جنگ مغلوبہ ہو جائیگی رفیع البخت پھر تھم گئے وہاں عوجان مردارخوار نے
دوسرے شانے پر تسمہ مارا اور گوشت نوچ لے گیا چباتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ کیا
مزے کا تیرا گوشت ہے کہ میں نے ایسا گوشت اپنی عمر میں کبھی نہیں کھایا ہر چند کہ ہزارہا
انسانوں کو میں کھا گیا اور صدہا جانور کھا لیے لیکن اس ذائقہ کا گوشت میں نے کبھی
نہ کھایا تھا کیا شکر میں اپنے خداوند کا ادا کروں نورالدہر نے گھونسا اسکے کلے
پر مارا اور پیٹ کر پکڑکر ایسا زور کیا کہ زنجیر ٹوٹ گئی تنگ عوجان اور غرق زمین ہوتا جاتا
تھا اب رفیع البخت کو تاب نہ رہی اور پکارے کہ دادا جان بس اب مجھ سے
یہ حالت آپکی نہیں دیکھی جاتی یہ کہکر دوڑ پڑنے کا ارادہ کیا لات ماری کہ عوجان کو

کہ اسنے نور الدہر کو چھوڑ دیا اور رفیع البخت سے لپٹ پڑا فوج نے عوجان کی دھنکا
قصد کیا تھا کہ عوجان نے روکا اور کہا کہ ٹھیرو اسے کیون ہو نہین اسسے بھی کہا کہ لیتا ہون
اسکا گوشت اس سے زیادہ مزے کا ہوگا کہ یہ کمسن بچہ ہے اور نرم بھی ہے نور الدہر کے
دونون شانون سے خون جاری تھا مگر اسی طرح کھڑے ہوے تماشا کشتی کا دیکھ رہے تھے
رفیع البخت تا دیر لڑا کیے اور زور اسکا بہت روکا آخر کار اسنے زرہ رفیع البخت کی
بھی چاک کی اور چاہتا تھا کہ منہ مار کر گوشت نوچ لیجاوٗن کہ نور الدہر نے آواز دی
اے فرزند اس سے نبٹنے سے ہوشیار رہو رفیع البخت نے پیترا کاٹ دیا کہ منہ
اسکا شانے کے عوض زمین پر پڑا اور بہت سی خاک اسکے منہ میں چلی گئی یہ گھبرا کر
اٹھا اور پھر اسنے منہ مارا اب تو رفیع البخت نے خالیون پر رکھ لیا ہر منہ خاک اسکے
منہ مین بھر جاتی تھی اور پھر عوجان سردار خوار غصہ کر کرکے منہ مارتا تھا ایک آدھ
مرتبہ جب خالی کا موقع نہ ملا تو رفیع البخت نے کبھی گرز اسکے منہ مین دے دیا کبھی
تلوار نور الدہر تعریف کر رہے ہین اور کھڑے ہنس رہے ہین کہ کیسی اچھی ترکیب نکالی
یہ ابھی ہمین بھی نہ سوجھی تھی اسی حالت مین دیکھا کہ ایک زنگی تیرہ فام ایک ران
بھینسے کی کاندھے پر رکھے دوڑتا چلا آتا ہے آتے ہی وہ ران آگے عوجان سردار خوار
کے پھینک دی اور کہا کہ خداوند امیر المکان فرماتے ہین تم اگر بھوکے ہو تو اسے
کھاوٗ اور اثناے جنگ مین حریف کی بوٹیان نہ نوچو کہ یہ خلاف بات ہے یہ مقام جنگ
اور زور آزمائی کا ہے جسوقت تک تم زیر نہ کر لوگے اسوقت تک یہ تمھاری ملک نہین ہے
اور اگر اسکے خلاف کروگے تو ہمارے خلاف ہوگا یہ سنتے ہی عوجان سردار خوار سیاہی
نے اس ران پر منہ مارا اور دم بھر مین ساری ران کھا گیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا ہوگا
کہ دوران سر اسکے پیدا ہوا اور چھینک مار کر فوراً بیہوش ہو گیا زنگی نے
نعرہ کیا کہ باش او قرمساق منم لاہور تیز گام اور رفیع البخت سے کہا کہ باندھ لیجیے
اس ملعون کو رفیع البخت نہایت متعجب ہوے کہ یہ کس کی عیاری ہے ابھی عیار نے کی
لاہور نے جھپٹ کر چادر عیاری پھیلا دی اور پشتارہ عوجان کا باندھ کر لادا اور
پہاڑ کی طرف بھاگا آدم خوارون نے جو دیکھا کہ سردار ہمارا گرفتار ہو گیا تلوارین
پکڑ پکڑ کر دوڑ پڑے ادھر سے فوج رفیع البخت کی آپڑی جنگ مغلوبہ ہو گئی اور
تلوار چلنے لگی رفیع البخت بھی گھوڑے پر سوار ہوے اور لڑنے لگے آدم خوارون
کو قتل کرنے لگے آدھ صد وچار آدم خوار قریب لاہور تیز گام کے جا پہنچے تھے
دیکھا اسنے کہ اب پشتارہ بھی چھینا چاہتے ہین اور مجھے بھی کھا لینگے پس اسنے
جلدی سے دو چار حقہ ہاے آتشبازی کے کھینچ مارے کہ انکے کپڑون مین آگ لگی
اور دھوان پیدا ہوا تاریکی چھا گئی یہ تو ڈر کر بھاگے کہ یہ کیا آفت آئی لاہور تیز گام
پشتارہ لیے ہوے صاف نکل گیا یہان رفیع البخت اور نور الدہر نے کشتون

کے پیٹنے اور لاشون کے انبار لگانا شروع کیے تھوڑے ہی عرصہ مین صدہا کو واصل جہنم کیا
نور الدہر ان زخمی شانون پر نظر رکھتی دکھا رہے تھے خون دونون شانون سے بہ رہا تھا مگر
تلوار ہاتھ مین کھینچی ہوئی تھی جدھر جاتا تھا ہزار اسکے دو ٹکڑے ہوتے ادھر آدم خوارون کی
بھی یہ حالت تھی کہ اپنا بیگانہ جو زخمی ہو کر گرا اسکو نوچ نوچ کر کھانا شروع کیا یہ بلا نوش اڑتے
بھی جاتے تھے اور کھاتے بھی جاتے تھے تھوڑے عرصہ مین صدہا کو کھا گئے دن قلیل تھا
شام تک لڑائی رہی شام کو طبل بازگشت بجا اور دونون لشکر علیحدہ ہوئے اہل اسلام طبل
شادیانی بجاتے ہوئے اپنی جا سے قیام پر آگئے اور آدم خوارون نے جا کر فیلبول زنگاری کو
گھیر لیا اور کہا کہ یا خداوند سردار ہمارا گرفتار ہو گیا اسے رہا کرائیے امیر المکان نے
کہا کہ تم لوگ نہ گھبراؤ وہ اسیر ہی نہیں رہ سکتا نہین معلوم کیا افتاد پڑی جو گرفتار بھی
ہو گیا اور موت تو اسکی ہمنے خلق ہی نہیں کی پر ان لوگون کو کسی قدر اطمینان ہوا امیر المکان
کو بھی اطمینان ہی اسلیے کہ جانتا ہے کہ بغیر شیشہ گلاب کے مرنا عوجان کا ناممکن ہے لیکن
نہایت تشویش اس بات کی ہے کہ یہ گرفتار ہی کیونکر ہو گیا ایک عیار ہے اسکا کہ نام اسکا
مہتر سیک خیر بیابان نورد ہے اور بلاسے لے دربان اسے بلا کر حکم دیا کہ عوجان سردار خوار
کو تلاش کرو کہ کون لیگیا اور کہان لے گیا یہ سنکر مہتر سیک خیر بیابان نورد نے عرض کی
کہ مین ابھی جاتا ہون اور پتہ عوجان سردار خوار بیابانی کا لگاتا ہون یہ کہکر اسنے چند
شاگردون کو اپنے ہمراہ لیا اور لشکر سے اپنے نکلکر جانب لشکر رفیع البخت روانہ ہوا
یہان سردار خوارون نے اسقدر امیر المکان کو پریشان کیا اور شور و غل بلند کیا کہ اسنے
مجبور ہو کر پھر طبل بجوا دیا اور ان لوگون کو سمجھایا کہ کل تک سردار تمھارا آ جائیگا یہ خبر
لشکر اسلام مین پہونچی یہان بھی نقارہ رزمی بجا اور تیاری جنگ ہونے لگی شاہزادہ
نور الدہر کے شانون پر اندمال زخم کے واسطے پھاہے چڑھائے گئے رفیع البخت پاس
نور الدہر کے بیٹھے ہین اور عرض کر رہے ہین کہ برائے خدا کل میدان مین نکلنے کا قصد
نہ فرمائیے گا یہ غلام آپ کا ان کفار بدکردار کے واسطے کافی ہے جسکا زیادہ خوف تھا
وہ تو واصل جہنم ہوا لاہور تیز گام اسکو عیاری کر کے پکڑ لے گیا نہین معلوم اسنے کیا کیا
یقین تو ہے کہ بے اختیار ضرور کر دیا ہوگا اور اسی مقام پر رکھا ہوگا کہ یا تو مر گیا ہوگا یا اب
آئیگا نور الدہر نے کہا ای فرزند یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین اپنے سامنے تمکو دشمنون سے
لڑتے دون اور خود کھڑے ہو کر تماشا دیکھا کرون رفیع البخت نے عرض کی کہ ابھی
حالت کو تو ملاحظہ فرمائیے آپ میدان مین بھی تشریف نہ لیجائیے گا کہ مجکو لڑتے دیکھکر
خون جوش مارے یہان تو یہ حالت ہے

لیکن اول کچھ حال لاہور تیز گام کا بیان ہوتا ہے

کہ یہ ستارہ عوجان سردار خوار کا لیے ہوئے صحرا مین پہونچا شاگردون نے
اپنے کہہ رکھا تھا کہ تم ایک بڑا سا گڑھا کھود رکھنا وہ گڑھا تیار تھا لاہور نے عوجان کو

لیجا کر اس گڑھے میں ڈالدیا اور کنکروں پتھروں سے پاٹ دیا اور اوپر سے اسکے سوکھی
لکڑیاں لاکر روشن کردین کہ یہ آگ یہیں جھلکتی رہ جائے اگر کوئی یہاں پہونچکر نکالے بھی تو زندہ
نہ پائے جلی ہوئی ہڈیاں نکالکر لیجائے اسکے بعد اپنے لشکر میں آیا اور رفیع البخت کو سلام کیا
شاہزادے نے فرمایا کہ اے لاہور قیامت کی عیاری کی مگر یہ تو بتاؤ کہ اس ملعون کو تمنے کیا کیا
لاہور نے عرض کی کہ اے شہریار عالی وقار یہ سب اقبال آپکا تھا جو ایسی بڑی بلا کو میں نے
قتل اسے بلا کیا یہ کہکر تمام کیفیت عوجان کو دفن کرکے جلا دینے کی بیان کی اور عرض کی کہ
مجھے عیاری خواجہ عیاران یعنی عمرو بن امیہ ضمری کی یاد آگئی تھی کہ انھوں نے بھی
ملک فرعونیہ میں نقابداروں کو گرفتار کرکے قتل کیا تھا اور زنگان فیل سوار کو زندہ
درگور کرکے مار ڈالا تھا اسی وجہ سے میں نے اسکو بھی زندہ تو پاٹ دیا اور احتیاطاً اوپر سے
آگ روشن کردی یہ سنکر رفیع البخت بہت ہنسے اور لاہور کو خلعت عنایت فرمایا
اور کہا کہ اگر میں یہ جانتا کہ تم اسے یوں ہی مار ڈالو گے تو میں ماسوا عوجان کو جمید جادو سے
رہنے کو کبھی نہ جانے دیتا وہاں مہر شکستہ تیغ بیابان نورد جو اپنے تماشا گر دون ہمت لشکر
امیر المکان سے نکلکر چلا تو اول لشکر اسلام میں آیا اور خوب تلاش کیا لیکن پتہ عوجان
مردار خونخوار کا نہ پایا اب یہ حیران ہے کہ اہل اسلام نے عوجان کو کیا کیا اب یہ صحرا
کی طرف چلا دور سے ایک مقام پر آگ روشن نظر آئی یہ اسی جانب متوجہ ہوا کہ دیکھا چاہئے کہ
یہ آگ کیسی روشن ہے جس وقت قریب پہونچا تو قریب آگ کے خاک پر بیشتر عیاروں
کے دیکھے سمجھ گیا کہ عیاران لشکر رفیع البخت نے عوجان کو جلا دیا ہے بس یہ سبب
روتے پیٹتے خدمت میں امیر المکان کی حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا خداوند آپکے
بندۂ خاص کو مسلمانوں نے پھونک دیا امیر المکان نے کہا کیا خوب کیا مارنے ہی سے
اسکی قضا پیدا ہی نہیں کی ہے جاؤ اور آگ کو بجھا کر اسے نکال لاؤ وہ مر نہیں سکتا یہ سنکر
عیار فوراً روانہ ہوئے جس وقت قریب آگ کے پہونچے پانی اسپر بہایا کہ آگ گل ہوئی
اسکے بعد راکھ اور کوئلا ہٹا کر ہر چند تلاش کیا پتہ نہ پایا یہی سمجھے کہ عوجان جل گیا آخر کار
پھر روتے اور پیٹتے پلٹ آئے اب اس وقت آسنئے کہ صبح ہوگئی تھی یہاں دونوں طرف
کے لشکر میدان جنگ میں آچکے تھے اور صفیں آراستہ ہو رہی تھیں جس وقت صفیں
آراستہ ہوچکیں اور نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے تو لشکر کفار سے فریبن گرز باز نکلا
اور میدان میں آکر ہیبت دی کہ اے رفیع البخت اگر دعوی کی جرأت و قوت ہے تو مجھ سے
سامنا کرو ایسے کہ میری ضرب آج تک کوئی نہیں اٹھا سکتا ہے دیکھوں تم بھی روک سکتے
ہو یا نہیں یہ سنتے ہی شاہزادے نے مرکب کو اشارہ کیا اسنے چاروں نعلیاں میدان
میں آکر جما دیں فریبن گرز زن نے گرز اپنا اٹھایا ساتھ کے زور تن کا گرز اسکا تھا ابر سے
خبردار خبردار کہکر وار کیا رفیع البخت نے گرز اسکا گرز پر روکا کہ تڑاقے کی صدا بلند ہوئی
شعلہ فلک اوپر اٹھا گویا فریبن گرز زن نے آواز دی کہ زندہ و شکست کردم رفیع البخت نے

شق گردے فلک صدا دی کہ تو ضرب بے زدی ضرب مانوش کن ہمہ شادی از دل فراموش کن
یہ کہکر اپنا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرجہ کوہ پیکر ہاشوسن کی ضرب کو سر پر
پھرایا اور کھینچکر سر قرین گرزن پر وار کیا کہ گرز سے صدا سے فضا پیدا ہوئی قرین گرزن نے
اپنے گرز کو اٹھاکر بلند کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑا تو تڑاکے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا
شق گرد وغبار ہر طرف ہوا جگر زمین ہول سے شق ہوا اور مرکب تا تنگ غرق زمین ہوگیا
ہاتھ قرین گرزن کے تھرائے چولین شانون کی نکل گئین دونون گرز اٹھکے کھڑ گئے
سر پر پڑے کہ خود سر مین اور سر گردن مین گردن سینے مین سینہ شکم مین شکم پشت مرکب
مین مرکب زمین مین غرق ہوکر ایک چبوترہ بنکر رہ گیا رفیع النجت نے نعرہ کیا کہ زدم و لیست
گردم عیار قرین گرزن کا چھاگل پانی کی لیے ہوے قریب آیا چھینٹے پانی کے دیکر گرد کو
بٹھایا اب جو دیکھا تو نہ سوار کا پتہ ہی نہ مرکب کا زمین پر تھا تھا خون کا معلوم ہوتا ہی یہ روتا
اور خاک اڑاتا ہوا پھرا رفیع النجت نے پھر کھڑی میدان داری مین چار سردار
واصل جہنم کیے کہ یکایک شور اسے کہ گرد کا پیدا ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہی جبکہ وہ گرد
قریب آیا ہو چکر شق ہوئی تو دیکھا کہ ایک شخص بالکل سیاہ بال سر کے نہ ابرو لوتھڑا گوشت کا
بنا ہوا بالکل برہنہ مگر ہتھیار باندھے چلا آتا ہی رفیع النجت دل مین کہتے تھے کہ ہزارہا
بلائین یہان بھری ہوئی ہین کسی نے نہ پہچانا جس وقت وہ شخص قریب پہونچا تو اسنے
نعرہ کیا کہ منم عوجان سردار خوار بیابانی اور رفیع النجت دیکھا تو شمہ مین ہر سکا
ہر چند کہ تیرے عیار نے مار ڈالنے مین کوئی بات باقی نہین رکھی تھی کہ توپ بھی دیا تھا اور سے کلکریان
ملانگ کر چلا کبھی نہ بانکا ہو سکا مجکو میرے خداوند نے بچایا اب تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکر رفیع النجت
کی طرف چلا کفار مین طبل شادمانی بجا آدم خوار خوشی کے مارے تالیان بجانے لگے
اور امیر المومنان پکارا کہ ای بندگان دین دیدید قدرت مرا چہ قدرت کہ ہم سب نے سجدہ کیا
کہ یا خداوندا اگر ایسا تو نہ ہوتا تو ہم سجدہ تجھے کیون کرتے اور یہ آفت بیابان تو کبھی غدر
کرنے لگا اور کہنے لگا کہ یا خداوند تو نے عجیب قدرت نمائی کی ہی کہ تیری حمد وثنا احاطۂ تحریر سے
باہر ہی بیشک ہماری غلطی تھی کہ سمجھنے یہ جانا کہ عوجان جل گیا ادھر عوجان سردار خوار
آتے ہی رفیع النجت پر برس پڑا تلوار پر مارنے لگا چونکہ یہ پیدل آیا تھا رفیع النجت بھی
گھوڑے سے کود پڑے تھے یہ بھی پینترے بدل بدلکر ہاتھ مارتے تھے مگر عوجان سردار خوار
وار انکے سر پر روک رہا تھا اور کوئی اثر مطلق نہ ہوتا تھا جسے کہ خط بھی نہ پڑتا تھا آخرکار نوبت
کشتی کی آئی تلوارین آریان ہوگئین ہاتھون سے ہاتھ ملے کئی دن دیر تک
کشتی رہی آخر پھر اسنے نعرہ کر رفیع النجت کی چاک کر ڈالی اور شانے پر ہاتھ مارا رفیع النجت
نے پھر کلہ کر اسکے منہ مین دے دیا اسنے چبا کر گرز کو چبا ڈالا اور پھر شانے پر ہاتھ مارا لاہور
تیز نگاہ ہم پاس کھڑا ہوا نور الدہر کی صورت بنا ہوا تماشا جنگ کا دیکھ رہا تھا جب اسنے دیکھا کہ
آقا میرا اکتا گیا تو جلدی سے قریب آکر کہا کہ اب میری باری ہی یہ کہکر عوجان سے لپٹ گیا

ہر چند رفیع البخت نے کہا کہ آپ زخمی ہیں اور یہ بھی زخمی نہیں ہیں لیکن نورالدہر نقلی نے
نہ مانا رفیع البخت نورالدہر کے لحاظ سے ہٹ گئے عوجان نے وہی حرکت کی کہ جسم پر پنجہ مارا
جہاں پنجہ لگایا تھا مشغول وہیں رہ گیا اور یہ چھینک مار کر بیہوش ہوا لاہور نے اسکو باندھ لیا
اور لشکر کی طرف بھاگا پھر اہیوں نے عوجان کے پھر تعاقب کیا ادھر کی فوج بھی آ پہونچی
اور پھر تلوار چلنے لگی رفیع البخت نے تلوار کھینچی اور آدمخواروں کو قتل کرنا شروع کیا
اُدھر لاہور تیز گام عوجان سردار خوار کو لیے ہوئے پھر صحرا کی طرف نکل گیا اور آخر یہ
تدبیر کی کہ اسکو کنوئیں میں ڈالکر پھر کنکروں سے پاٹ دیا یہاں شام تک تلوار چلا کی ہزارہا
آدمخوار مارے گئے لشکر عوجان کا نصف سے بھی کم رہ گیا اور بہت سے خدا پرست
بھی کام آئے آخر شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر علیحدہ ہوئے اور اپنے اپنے
قیامگاہ کی طرف چلے یہاں رفیع البخت نہایت متعجب ہیں کہ آج بزرگوار نے اس ملعون کو
کیونکر باندھ لیا جسوقت شفاخانہ میں پہونچے تو نورالدہر کو بیٹھے ہوئے پایا کہا ای فرزند
آج کیا ٹھہری رفیع البخت نے جنگ مغلوبہ کی حالت بیان کی اور کہا کہ میں نے سردار خواروں
کو صرف یہی نہیں باقی رکھا ہے نورالدہر نے کہا کہ اس سخت جان کا کیا حال ہوا رفیع البخت
نے کہا کہ آپ ہی تو اسے باندھکر لائے ہیں اور مجھ سے پوچھتے ہیں نورالدہر نے کہا کہ ای
فرزند یہ کیا کہتے ہو میں نے تمہارے کہنے کے موافق یہاں سے قدم باہر نہیں نکالا
رفیع البخت نے عرض کی کہ میری مجال نہیں ہے جو کچھ عرض کر سکوں اسلئے کہ آپ ہی نے
سامنے بلکہ تمام عالم کے سامنے اسے باندھ لائے نورالدہر نے کہا کہ بابا وہ کوئی
موکل ہوگا جو میری صورت بنکر آیا تھا ورنہ خیال تو کرو کہ جو دن بھر میں بھی مجھ سے زیر نہو سکا
زور اسکا دمبدم بڑھتا ہی چلا جاتا تھا حتی کہ اسنے کہا پیشہ میں کوئی بات باقی نہ رکھی تھی
یہ میری زندگی باقی تھی کہ میں ہاتھ سے اسکے بچ گیا ایسے شخص کو میں دم بھر میں باندھ لاتا یہ
کیونکر ہو سکتا ہے یہاں یہی بحث تھی کہ لاہور تیز گام آکر پہونچا اور یہ باتیں سنکر دست
بستہ عرض کرنے لگا کہ یہ اس غلام کی حرکت تھی اگرچہ حضور کی شکل بنکر آپ کو نہ ہٹاتا تو
بھلا آپ میرا کہا سنتے رفیع البخت نے کہا کہ ای لاہور خبردار اب آئندہ اس طرح کی
عیاری نکرنا ورنہ عوض انعام سزا دونگا لاہور تیز گام یہ سنکر تھرا گیا اور عرض کی کیا ضرورت
سے مجبور تھا کہ اسوقت سوا اس پہلو کے دوسری صورت عیاری کی نہ تھی اور یہ نوبت
یہ پہونچ چکی تھی کہ وہ آپکو بھی زخمی کرنا چاہتا تھا نورالدہر نے جو دیکھا کہ رفیع البخت
کو غصہ آگیا ہے بات کو ٹالدیا اور لاہور سے کہا کہ آج اسے کیونکر قید کیا ہے کل تو وہ رہا
ہوکر آگیا تھا لاہور نے عرض کی کہ حضور ایسے سخت جان تو دیکھے نہ سنے کہ پہلے تو پیا دیا پھر
جلا دیا مگر وہ ملعون خدا جانے کیونکر سب بلاؤں سے بچکر زندہ نکل آیا آج میں نے اسکو
ایک کنوئیں میں غرق کرکے اوپر سے پاٹ دیا ہے یقین تو ہے کہ اب اگر مر بھی جائے تو
نکل نہ سکیگا یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں اور وہاں امیر المکان دل میں کہتا ہے کہ

عیار رفیع البخت کا بلاسے سب درباں ہی سبک خیز عیار کو بلا کر کہا کہ دیکھا تو نے لاہور عیار
نے دو مرتبہ سے میدان عیاری کر کے عوجان کو پکڑ لیا اور تجھ سے کچھ نہیں ہوسکتا ہے کہ
تو اس قابل بھی نہیں کہ عوجان کو رہا کرے اگر ابکی بغیر عوجان کو رہا کیے ہوئے واپس آئیگا
تو تجھے دوزخ میں ڈالدونگا یہ سنکر مہتر سبک خیز تھرا گیا اور لشکر سے نکلکر شاگردوں کو تعینات
کرکے جانب لشکر اسلام روانہ ہوا صحرا میں پہونچکر اپنے صورت اپنی تبدیل کی اور لاہور کی
شکل بنکر لشکر اسلام میں داخل ہوا اور ادھر ادھر پھرنے لگا جس وقت پر قریب خیمہ
نور الدہر کے پہونچا تو ایک خواص کو باہر آتے دیکھا اس سے کہا کہ ذرا ادھر آنا تم سے علیحدہ
ایک بات کہنا ہے وہ بیچارہ ساتھ اسکے پشت خیمہ پر آیا سبک خیز نے حباب بیہوشی مار کر اسے
بیہوش کرکے ڈالدیا اور صورت اسکی بنا خیمہ میں داخل ہوا یہ وقت تھا کہ لاہور تیز گام حال
گرفتاری عوجان اور چاہ میں غرق کرکے پاٹ دینا اسکا بیان کر رہا تھا یہ سنتے ہی سبک خیز
بیابان نورد کسی بہانہ خیمہ سے باہر آیا اور شاگردوں کو اپنے تلاش کرنے لگا ایک گوشہ میں
جاکر پھر صورت اپنی لاہور تیز گام کی بنائی اس خیال سے کہ اہل لشکر مزاحمت نکریں اور عیار
مشکوک ہوکر گرفتار نکر لیں راہ میں مختلف صورتوں میں شاگرد اسکے ملے کچھ نشانیاں اسنے
ایسی رکھی تھیں کہ انکو پہچانتا اور اپنے ساتھ لیا اور جانب چاہ روانہ ہوا جس وقت قریب
چاہ پہونچا مٹی اور کنکر پتھر ہٹانا شروع کیے حتی کہ تہ آب تک پہونچا اور عوجان کو دیکھا کہ
کیچڑ میں لتھڑا پڑا ہے سانس تنگی کر رہی ہے دونوں نتھنوں میں مٹی گھسی ہوئی ہے سبک خیز
نے عوجان کو اٹھایا اور زینہ پہلے سے بنا رکھا تھا چاہ سے باہر لاکر مٹی جھاڑی اور ہوشیار
کیا جیسے ہی یہ ہوشیار ہوا کہا تو کون ہے سبک خیز نے نام بتایا عوجان نے کہا کہ معلوم ہوتا
ہے تو وہی شخص ہے جسنے مجھکو اسیر بلا کیا ہے اب تو کوئی اور نئی بلا اسیری سوچا ہے جو مجھے یہاں سے
نکالا ہے میں تجھے کب چھوڑتا ہوں یہ کہکر ہاتھ مہتر سبک خیز کا پکڑ لیا چاندنی رات تھی
صورتیں صاف نظر آتی تھیں اور سبک خیز صورت لاہور تیز گام کی بنا ہوا تھا
عوجان نے جو صورت اسکی دیکھی کہا کہ میں عیار خداوند کو خوب پہچانتا ہوں تو وہی شخص
ہے جسنے دو مرتبہ مجھکو گرفتار کیا تھا یہی بحث ہو رہی تھی کہ وہاں مہتر لاہور تیز گام کو خبر پہونچی
کہ عیاران کفار چاہ تک پہونچ گئے اور عوجان سردار خواستہ یا بانی کو رہا کرنے کی فکر
کر رہے ہیں لاہور بھی مع چند عیار [illegible] کو ساتھ لیکر روانہ ہوا تھا اور صورت اپنی مہتر سبک خیز
کی بنائی تھی اس وقت یہ آکر پہونچا کہ عوجان سے اور سبک خیز سے گفتگو ہو رہی تھی
لاہور صورت تو سبک خیز کی بنائے ہوئے تھا سامنے جاکر آواز دی کہ اے [illegible] خداوند
امیر المکان یہ وہی عیار ہے جسنے تمکو دو مرتبہ گرفتار کیا تھا اور عیار خداوند میں ہوں
میری صورت دیکھو اور پہچانو اسکی باتوں میں نہ آنا یہ سنتے ہی عوجان سردار خواستہ نے
پلٹکر دیکھا کہا بیشک عیار خداوند تم ہی ہو میں پہچانتا ہوں سبک خیز اصلی یہی لاہور
اصلی ہے کہا کہ اسے پہاڑ کر [illegible] کیا اور [illegible] عوجان

میں لاہور زنگی کو نوچ نوچ کر کھانے لگا ہر چند یہ چیختا ہوا اور شاگرد بھی اسکے شور کرتے رہیں کہ اے عوجان
سردار خوار ہم تمہاری رہائی کے واسطے آئے تھے اور صورتیں اپنی تبدیل کر ڈالی ہیں ہمیں نہ کھاؤ
عوجان نے ایک نہ سنی اور سبکت خیز کو کھا گیا ہمراہی اسکے نالان و گریان اپنے لشکر کی جانب
روانہ ہوئے اور عوجان سردار خوار لشکر اسلام سے خائف ہو کر اپنے لشکر کی طرف چلا کہ
ایسا نہو وہ عیار لیجائے اور پھر مجھے گرفتار بلا کرے لاہور نیزہ گام غنیمت سمجھا کہ اسوقت تو یہ
بلا ٹلی ہے پھر دیکھا جائیگا پہلے ہمراہیان سبکت خیز زیر قبادول زنگاری آکر پہونچے اور تمام
ماجرا سبکت خیز کا بیان کیا بعد اسکے عوجان سردار خوار پہونچا اسکے آنیکی خبر سنکر کفار
میں طبل شادمانی بجا یہاں لاہور نیزہ گام خدمت میں شاہزادہ رفیع البخت کی آیا اور سارا
واقعہ اپنی عیاری کا بیان کیا رفیع البخت اور نور الدہر بہت ہنسے وہاں امیر المکان نے
عوجان سردار خوار بیابانی سے کہا کہ بالفعل تم دو ایک روز آرام کرو پھر طبل بجوایا جائیگا
پہلے اس عیار کی فکر کرنا چاہیے اور کوئی انتظام تمہاری حفاظت کا کر لیا جائے پھر دیکھا جائیگا
عوجان سردار خوار بھی خاموش ہو رہا امیر المکان نے ایک نامہ لکھکر جانب دیرہ کوہ
حدید روانہ کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے حدید جادو یہ وقت تمہارے آنے کا ہے لہذا تمکو چاہیئے
کہ جلد اپنے کو ہم تک پہونچاؤ کہ خدا پرست اس ملک میں بھی آ گئے ہیں اور جنگ ہو رہی ہے جس وقت
یہ نامہ حدید جادو کو پہونچا اور مضمون نامہ سے یہ آگاہ ہوا اسیوقت ابر سیاہ پر سوار ہو کر
جانب ملک نور آگین روانہ ہوا کہ اسکا حال بر وقت بیان کیا جائیگا لیکن اول حال
یہ ہے کہ شاہزادہ رفیع البخت بارگاہ میں بیٹھے ہیں لاہور نیزہ گام بھی حاضر ہے ذکر طلسم جادو کا ہو رہا
ہے کہ نہیں معلوم وہ کس بلا میں مبتلا ہوئے جو اسوقت تک نہیں آئے ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ اسوقت
تک پہونچ نہ جاتے اسواسطے کہ خود انہوں نے کہدیا تھا کہ تم لشکر لیجاؤ میں بر وقت پہونچ جاؤنگا
مگر اسوقت تک نہ پہونچے اگر دو مرتبہ لاہور نیزہ گام اسکو گرفتار نکرتا تو وہ اب تک [illegible]
کھا گیا ہوتا شاہزادہ نور الدہر کو بھی تشویش پیدا ہو گئی ہے اتنے میں ہرکارون نے آکر
عرض کی کہ امیر المکان نے ایک ساحر کو وہ حدید سے طلب کیا ہے جس وقت وہ آئیگا
تو طبل جنگ بجیگا رفیع البخت نے کہا کہ کیا اب یہ سردار خوار مقابلہ نکریگا ہرکارون نے
عرض کی کہ مقابلہ تو وہی کریگا حدید جادو اسکی حفاظت کرتا رہیگا دو مرتبہ اسکے اسیر
ہو جانے سے امیر المکان کو یہ خیال ہوا ہے کہ عیار لشکر اسلام نہایت چالاک ہیں ہر مرتبہ
عوجان کو گرفتار بلا کر دینگے اور کوئی فائدہ نہو گا اس سبب سے حدید جادو کو بلایا ہے
یہ سنکر لاہور نیزہ گام نے کہا کہ تو سہی جو حدید جادو کو سر میدان [illegible]
مار دون غرضکہ آجکی رات تو اطمینان سے بسر ہوئی جب صبح ہوئی تو حدید جادو آکر پہونچا
اور امیر المکان کی قدمبوسی حاصل کی جب دل شاد ہوا تو امیر المکان نے حدید جادو
سے کہا میں نے تمکو اسواسطے طلب کیا ہے کہ تم جنگ [illegible] عوجان سردار خوار
کی حفاظت کرتے رہنا کوئی عیار اسپر دست [illegible] مقابلہ [illegible]

جب اہل اسلام اسپر غالب نہ آسکے تو عیاروں نے سر میدان دھوکا دیکر آسے بیہوش کر کیا
اور گرفتہ میں توپ دیا چونکہ خداوند نے اسکی موت ہمین نہین کی تہی اسوجہ سے وہ قتل
نہوسکا اور وہ پھر رہا ہوگیا یہ سنکر حدید جادو نے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے کل مین اسکے ہاتھ
سے تمام مسلمانون کا خاتمہ کرادونگا کیا مجال ہے کسی عیار کی جو قریب اسکے آسکے اور کل شب کو
ملکہ زرنگار جادو بہی تشریف لائینگی اسلیے کہ انکا جلد جھگڑا تمام ہے کل تک تمام ہوجائیگا یہ سب
باتین لاہور تیز گام ایک چوبدار کی صورت بنا ہوا سن رہا تھا ملعون کہا کہ انشاءاللہ عیاری کرنے کو کافی
ہی خبیر او ملعون کل دیکھا جائیگا اگر تو اسکی حفاظت کریگا تو ہم پہلے تیرا ہی خاتمہ کر دینگے غرضکہ
ادہر تو امیر المکان نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور ادہر لاہور تیز گام کسی بہانے
سے باہر نکلا اور جانب لشکر رفیع البخت روانہ ہوا اور آواز طبل سے پہلے لشکر مین پہونچ گیا
رفیع البخت نے جو اسکو آلودہ گرد و غبار دیکہا فرمایا کہ کیا خبر لائے عرض کی حدید جادو
آگیا اور اسنے حفاظت عوجان مردار خوار کا بیڑا اٹھایا ہے اور نام پر عوجان کے طبل جنگ
بجا ہے رفیع البخت نے کہا کہ یہ طبل ہمارے واسطے کوس رحلت سے کم نہیں ہے لاہور
نے عرض کی کہ آپکے دشمنون کے لیے کوس رحلت ہے انشاءاللہ سر میدان حدید جادو
کو مار ڈالونگا اور اگر قابو چلا تو اس ملعون کو بہی زندہ پکڑ کر اور کمر مین اسکی لنگر باندھکر
غرق دریا کردونگا اگر نہ مرے گا تو بہی نہ آسیب پہونچا رہے گا حضور پریشان نہوں غرضکہ
یہان بہی نقارہ رزمی بجا اور تیاری جنگ ہونے لگی ادہر آدم خور نے بہت خوشی ظاہر کی
کہ ایکبار جو طبل نہ بجنے سے یہ بہوکے ہین خوش ہو رہے ہین کہ کل ہی اسلام کا پہلا مجمع ہے گا
کیونکہ حدید جادو آگیا ہے اب اسکی وجہ سے اہل اسلام تو قابو پا نہ سکینگے یہان یہ باتین ہو رہی تہی
کے آلات حرب و ضرب کو درست کرنا شروع کیا اور تمام رات اسی فکر مین گذری
منتظر صبح کے ہین کہ یکایک سپیدہ سحری نمودار ہوا ستارے چہپ گئے آفتاب نکلا
چہرہ ماہ تابان کا بے نور ہوا مرغان صحرا آشیانون سے نکل نکل کر درختون پر جا بیٹھے ہین اور بزبان
بے زبانی تعریف چمن آرائے دہر کی کررہے ہین سبزہ لہلہا رہا ہے کوڑیالا کوسون تک
پہولا ہوا ہے زمین پر ایک جانب فرش مخمل ہوتا ہے اور دوسری طرف سفید فرش بچہا ہوا ہے
درخت جہوم رہے ہین جہونکے ہواے سرد کے چل رہے ہین رفیع البخت اور نور الدہر
بستر خواب سے اٹھے وضو کیا فریضۂ سحری کو بصد خضوع ادا کرکے مرکب طلب
کیے مسلح بن کر اور قلعہ بن کر دونون حاضر ہوے رفیع البخت مسلح بن کر ہمہ
سوار ہوے اور نور الدہر قلعہ بن کر پر سوار ہوے اور راہ میدان کارزار
کی لی بعد انکے اور سردار مثل اختر شاہ و قمقام شیرزور و صمصام شیرزور
وغیرہ یکے بعد دیگرے چالیس چالیس پچاس پچاس ہزار سوار و پیدل کی جمعیت سے
آنے لگے اور پرے جمانے لگے گہڑی بہر مین آٹھون صفین آراستہ ہوگئین ادہر
سے عوجان مردار خوار بابائی اپنے مردار خواروں کو لیے ہوے میدان مین آکر

پہونچا اور اسنے بھی صفین درست کین اتنے مین جانب صحرا سے ایک ساحر پلنگ سحر پر سوار
ہوکر پہونچا اور ایک مقام پر علیحدہ سب سے کھڑا ہو رہا بعد آراستگی صفوف قتال و
جدال عوجان مردارخوار نے اپنا گھوڑا صف سے نکالا اور سامنے دریچہ فیلول کے
آکر سر آستان عبودیت پر جھکایا اور کہا کہ یا خداوند آج ایسی تقدیر کر کہ مین خاتمہ ان
بندگان خاطی کا کردون اور خوب پیٹ بھر دون کہ کل سے بھوکا ہون یہ سنکر المیکان
نے آواز دی کہ ای بندۂ خاص الخاص و غضب شدہ خدا تو بڑی جا اور ان سب کو کھا لے
کہ چھٹے سوت انکی تیرے پاس نام کی اور انکو غذا تیری قرار دیا ہے اور آج کوئی تجھ پر غالب
نہ آئیگا یہ سنکر عوجان مردارخوار نہایت خوش ہوا اور بار دیگر مرکب پر سوار ہوکر
راہ میدان کارزار کی لی جس وقت میدان مین پہونچا تو اسنے نہیب دی کہ باش ای
گروہ خدا پرستان و فرقۂ مسلمانان جسکو لقمہ دوان کو دکھتا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو
اسلیے کہ خداوند نے تمکو خوراک میری مقرر کیا ہے یہ سنکر شہزادہ نور رفیع البخت نے
بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ نورالدہر نے بازو پکڑ لیا اور کہا کہ ای فرزند یہ ممکن نہین کہ مین
آنکھون سے دیکھون اور تو اس بلا کے سامنے جائے دنیا مجھے کیا کہیگی یہ فرما کر اپنا گھوڑا
بڑھا دیا رفیع البخت نے بھی مرکب کو چھیڑ دیا اور عرض کی کہ یہ ہو نہین سکتا کہ آپکو
تنہا جانے دونگا نورالدہر نے کہا کہ بیٹا یہ ہماری کون سے آئین کے خلاف ہے کہ ایک
کے مقابلہ کو دو جائین لہذا بہتر و مناسب یہ ہے کہ مجھی کو جانے دو اور جب تک مین
اس سے مقابلہ کرون تم دفن و کفن کی تیاری کرو اگر چہ گوشت یہ کھا لیگا لیکن جو کچھ
استخوان بچ رہین انھین کو دفن کر دینا رفیع البخت نے کہا کہ مین ہرگز نجانے دونگا اگر
ایک کے مقابلہ مین دو کا جانا آپ خلاف سمجھتے ہین تو مجھی کو جانے دیجئے یہان تو یہ
حجت ہونے لگی ادھر عوجان نے کہا کہ لڑتے کیون ہو انجام دونون کا ایک ہی ہوگا
یہ دونون ملکر لڑو مین ابھی تم دونون کو کھا لونگا اور اگر تم نہین بڑھتے ہو تو مین آتا
ہون یہ کہکر اسنے گینڈے کو بڑھایا اور دور سے مقام شمشیر پر اپنے کر گردن کو دوڑا کر چلا
مردارخوارون نے دیکھا کہ ہمارے سردار کو یہ لوگ گھیر لینگے پہلے تو وہ بھی کتھا اب ایک
اور چلا اسطرح ایسا ہوا کہ پورا لشکر آگے بڑھا یہ سب بھی بڑھتے انکو دیکھکر لشکر رفیع البخت بھی
بڑھا حتی کہ دونون لشکر ملگئے اور [illegible] مردارخوارون نے کھانا شروع کر دیا
اور جوانان لشکر اسلام نے تلوارین کھینچین آپس مین تلوار چلنے لگی گرز و تیغ و شمشیر کا
چلنے لگا ڈھالون کا دھوان دھار بادل چھا گیا بارش خون کی ہونے لگی سر بانشان
اولون کے برسنے لگے ہنگامہ گیرودار برپا ہوا اہل اسلام مردارخوارون سے
لڑ رہے تھے اور داد مردی و مردانگی دے رہے تھے قتل بھی ہوتے تھے قتل بھی
کرتے تھے لیکن عوجان مردارخوار جسکو ہاتھ لگتا آیا اسکا مارتا ہے اسکے دو ٹکڑے ہوتے
ہین لاش کو پھر اٹھنے بھی نہین دیتا اور چبا لیتا ہے ہاتھیون سے خون بہ رہا ہے [illegible]

سے ساتھ لاشون کو چبا رہا ہی لاہور کی یہ حالت ہی کہ جب یہ عمو جان کو نور الدہر یار رفیع البخت
کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ لیتا ہی تو ایک آدھ حقۂ آتشبازی کھینچ مارتا ہی ادھر تو گینڈا
عمو جان کا بھاگ کھڑا ہوتا ہی آدھر مرکب ان شہباروں کے بجلی کرنے لگتے ہین تا مقدور یہ عمو جان
کو قریب نہین پہونچنے دیتا اور جب ہیئت کو تبدیل کرکے قریب عمو جان کے پہونچتا ہی اور چاہتا
ہی کہ دھوکا دیکر کوئی دست اندازی کرون اسوقت ہوا سے تند چلتی ہی اور رنگ و روغن
عیاری چہرہ سے اڑ جاتا ہی ہیئت اصلی ظاہر ہو جاتی ہی عمو جان پہچان لیتا ہی دیکھا لاہور
نے کہ یون کام نہ چلیگا اب یہ حدید جادو کی طرف چلا کہ پہلے کام اسکا تمام کرون پھر دیکھا
جائیگا ہنوز یہ حدید جادو تک پہونچنے نہ پایا تھا کہ عمو جان سردار خونخوار قریب رفیع البخت کے
جا پہونچا رد و بدل ہونے لگی اب لاہور پریشان ہوا کہ ایسا نہو یہ بلا میرے آقا کو کھالے
پھر پلٹا اور حقہ ہاے آتشبازی مارے کہ گینڈا عمو جان کا بھاگا یکایک جانب آسمان سے
ایک ابر نورانی نمودار ہوا آتے آتے ابر شق ہوا اور نقرہ سلیم جادو کا ہوا سلیم جادو نے
آتے ہی ایک گیند جھولی سے نکالا اور رفیع البخت کو دیکر کہا کہ اے فرزند اب شیشۂ گلاب
کے مقام پر اس گیند کو پھینکو اور مارو گیند کہ سینے پر اسکے پڑے اور مین حدید جادو سے مقابلہ
کرتا ہون یہ کہکر تخت سحر بڑھا کر سلیم جادو سامنے حدید جادو کے آئے اور کہا او ملعون
کیا تو نہین جانتا کہ رفیع البخت بھانجا ہمارا ہی حدید جادو نے کہا تم نہین جانتے
ہو کہ مین ملازم ملکہ زنگار جادو کا ہون اور امیر المکان معشوق زنگار جادو کا ہی
کیون تمہارا بھانجا امیر المکان کے مقابلہ کو آیا سلیم جادو نے کہا کہ وار اپنا کر اس بحث سے
کچھ حاصل نہین ہی حدید جادو نے کہا کہ بحث تو تمہی نے نکالی یہ کہکر اسنے جھولی مین ہاتھ ڈالا
اور گولہ فولادی نکالکر کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا اور سینے پر سلیم جادو کے کھینچ مارا سلیم جادو
نے کچھ اسم سحر پڑھکر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ گولہ پھٹا اور شعلہ چمک کر گولہ مین سے نکلا اور حدید جادو
پر پڑا کہ جلا کر خاک کر دیا مرتے ہی حدید جادو کے شور گیر و دار بلند ہوا آتشباری و برف باری
و رنگ ہاے ہیبتناک اڑا یا کیے آخر کار آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام مین حدید جادو ولد وجیت
مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جبتک تاریکی رہی اسوقت تک دونون
لشکرون مین عجب طرح کی جنگ رہی کہ اپنا بیگانہ نظر نہ آتا تھا باپ بیٹے کو بھائی بھائی کو
قتل کیے ڈالتا تھا اور سپاہ اہل اسلام آپس مین لڑ رہے تھے آدھر سردار خونخوار ایک
دوسرے کو کھائے لیتے تھے جب وقت روشنی ہوئی تو پھر مقابلہ اچھی طرح ہونے لگا
دوست دشمن مین امتیاز ہوا تلوار چلنے لگی آدھر سلیم جادو نے رفیع البخت کو
آواز دی کہ اے فرزند اب اس سردار خونخوار کو نہ چھوڑنا رفیع البخت نے کہا کہ آپ
اطمینان رکھیں مین ابھی اس ملعون کو لقمۂ دہان اجل بناے دیتا ہون یہ کہکر مرکب
کی باگ لی اور للکارے کہ او ملعون کہاں جاتا ہی ادھر آ کہ مین تیری خدمت گذاری
کے واسطے موجود ہون عمو جان سردار خونخوار نور الدہر کی طرف چلا جاتا ہی اور

کہہ رہا ہی کہ تو میرا شکار زخمی ہی آج تجھے ہرگز نہ چھوڑونگا اتنے مین رفیع البخت مرکب کو
دوڑا کر سد راہ ہوے اور آواز دی کہ او ملعون ادھر نہین آتا عوجان نے کہا کہ
واقع مین تو لقمہ چرب ہی پہلے تجھی کو کہاؤنگا گوشت مین تیرے حلوان کا لطف ہوگا
کہ ابھی تو بچہ ہی یہ کہکر رفیع البخت کی طرف چلا اور آتے ہی اسنے تلوار ماری رفیع البخت
نے وار اسکا سپر سے رد کرکے وہی گیند جو سلیم جادو نے انکو لا کے دیا تھا سینے پر عوجان مردار کے
کھینچ مارا گیند سینے پر پڑتے ہی تمام جسم مین عوجان کے آگ لگ گئی اور ہمہ تن شعلہ ہوگیا
اسکے مرتے ہی مردار خوارون کے حوصلے پست ہوگئے اور فرار پہ قرار لیا امیر المکان نے گھبرا کر
طبل امان بجوا دیا اور نہایت پریشان تھا کہ کیا سبب ہوا جو عوجان مردار خوار جل گیا
ہرکارون نے آکر عرض کی کہ سلیم جادو نے حمید جادو کو مار کر شیشہ قتل عوجان کا حاصل کیا
اور رفیع البخت کو لا کر دیا اسی جہت سے عوجان مارا گیا امیر المکان نے ایک نامہ زنگار جادو کے
پاس روانہ کیا مضمون نامہ کا یہ تھا کہ ای باعث شادی امیر المکان آپ جلد تشریف لائیے
کہ مجھ پر وقت سخت آگیا ہی سلیم جادو طلسم کشا کا شریک ہوا تمام مرحلہ شکستہ ہوکے حصار
ٹوٹ گئے یہانتک نوبت پہونچی کہ شیشہ قتل عوجان حریف کو ملگیا اور عوجان مردار خوار
ہاتھ سے رفیع البخت کے مارا گیا جس وقت یہ نامہ زنگار جادو کو پہونچا اور اسنے نامہ
پڑھا اسی وقت ابر زنگاری پر بیٹھکر روانہ ہوئی یہان امیر المکان نے اپنا نامہ بھیجنے کے
بعد مکان کو کھلوایا جسمین زنگار جادو پوشیدہ طور پر اسکے پاس آیا کرتی تھی اور اسباب
عیش مہیا کرکے مکان مین تنہا بیٹھا کسی خادم کے آنیکی اجازت نہ تھی کہ یکایک جانب
آسمان سے ابر زنگاری نمودار ہوا برق چمکتی ہوئی رعد کے گرجنے کی آواز پیدا ہوئی یہانتک
کہ وہ ابر آتے آتے قریب اس مکان کے پہونچا اور شق ہوا زنگار جادو تخت پر سوار
نمودار ہوئی امیر المکان براے تعظیم اٹھ کھڑا ہوا زنگار جادو آکر بیٹھی امیر المکان
ہاتھ باندھکر اسکے سامنے کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا کہ ای ملکہ آفاق یہ سب جاہ و جلال
شان و شوکت خداوندی آپ ہی کی عطا کی ہوئی ہی مگر اب مٹا چاہتی ہی اور برباد ہوا چاہتی
ہی آپکو تو خوب معلوم ہی کہ سلیم جادو سے باپ مارے کا بیر ہی اور عوض خون [illegible] کا
کا لینا چاہتا ہی اسنے جا کر حمید جادو کو مارا اور شیشہ قتل عوجان حاصل کیا عوجان
مارا گیا اب خداوندی میری برباد ہوا چاہتی ہی یہ کہکر رونے لگا زنگار جادو نے
کہا کہ ای امیر المکان تو نے بیان کرکے اسقدر دل میرا جلایا ہی کہ اب جی تو
یہی چاہتا ہی کہ مین خود خداوندی کو تیری خاک مین ملا دون اور تیری وہ حالت
بنا دون کہ جو لوگ تجھے سجدہ کرتے ہین وہی تیری مذمت کرین اور تو انکے ہاتھ سے
ذلیل ہو مگر یہ خیال آتا ہی جسکو عزت دی اسے ذلت دینا کیا خیر بالفعل تو جنگ کو موقوف رکھ
کہ مین جاتی ہون اور آتش خانہ سامری تیار کرتی ہون آج سے تیسرے دن آونگی اور
[illegible]

زنگاری پر بیٹھ کر جانب کوہ حمد پار روانہ ہوئی۔ آفتاب ربیع الجنت بعد قتل عوجان سردار خوار بیابانی
کے سلیم جادو سے زنہار کرنے پہنچے میدان سے پھر کر داخل بارگاہ ہوئے نور الدہر
نے سلیم جادو کی نہایت تعریف کی کہ میں نے بڑے بڑے ساحر دیکھے مگر تم ایسا ساحر
نظر سے کم گذرا ہے سلیم جادو نے عرض کی کہ آپ عزت افزائی فرماتے ہیں ورنہ
من آنم کہ من دانم ہر چند کہ معرکہ قتل عوجان کا بھی نہایت سخت اور دشوار تھا مگر آپکے
اقبال سے فتح حاصل ہوئی اور میرے جادو اور ایسی ساحرہ کو مار کر شیشہ قتل عوجان
حاصل کیا کہ اُسنے شیشہ توڑ ڈالا تھا مگر آب قتل عوجان کو میں نے ضائع ہونے دیا
اور زمین کو آہنی کر دیا کہ پانی جذب نہ ہونے پائے اور اسی پانی میں کچھ اثر کر کے گنبد
بنایا جس سے عوجان مارا گیا مگر اب صرف زنگار جادو کا رہ گیا ہے وہ ساحرہ یادگار
ساحری جمشید ہے اُسکی تعریف میں کرتا ہوں کہ علم سحر و ساحری سے یہ استعداد رکھتا
ہے کہ کوئی ساحر مثل اسکے نہیں ہے آپکے سامنے وہ طفل مکتب ہو لیکن مجھے بھی
اسنے اکثر سحر تعلیم کیے ہیں لیکن امیر الکمالان سے [illegible] حال میں بلال کی اسکو اطلاع کی ہو گی
اور قتل عوجان سردار خوار کی بھی خبر پہنچی ہو گی اور زنگار جادو [illegible] آئیگی اور
تیار [illegible] کرنے کی [illegible] ہے کہ وہ آتش [illegible] ساحر کو تیار کر رہی ہے اور اسکو
[illegible]
ہیں اسکا سحر بھی مجھے تعلیم کر دیا تھا مگر [illegible] ہوگا کہ
میں [illegible] کوئی انتظام تازہ کرے [illegible]
معلوم ہو خیر خدا مالک ہے دشمن اگر زبردست ہے تو خدا ان سے قوی تر ہے اگر تقدیر میں
فتح ہے اور اقبال آپکا یاور ہے تو مارونگا اسے [illegible] اور اگر قضا میری آچکی ہے
تو جو مرضی خدا ہونیکا کیا علاج ہے مگر انسان کو چاہیئے کہ ہمیشہ اسباب ہو
اور نظر مدد پروردگار پر رکھے کہ وہ حلال مشکلات ہے اگر چاہے تو مور ضعیف کو
فیل مست پر غالب کر دے اور ایک پرکاہ سے کوہ کو پست کر دے مجھے بھی
اجازت ہو کہ میں جا کر اپنے رفیقوں اور دوستوں کو بھی جمع کر کے برائے مدد
اپنے ہمراہ لاؤں اور سامان مقابلہ کروں اگرچہ آئین سے بھی کوئی زنگار جادو سے
مقابلہ نہیں کر سکتا ہے تاہم اتنی مدد البتہ ضرور ملسکتی ہے کہ اگر میں زنگار جادو کے
مقابلہ میں جاؤنگا تو وہ آپکے لشکر کی مقابلت کریگا اور زنگار جادو کو
بھی معلوم ہوگا کہ سلیم جادو تنہا نہیں ہے شاہزادہ نور الدہر نے ربیع الجنت سے
سلیم جادو کو اجازت دی اور فرمایا کہ اگر تم لینگے ہم ضرور زنگار جادو کا نہیں پاتے
ہو تو مقابلہ نکرو [illegible] اگر اقبال ہمارا یاور ہے تو [illegible] ساحر [illegible] سے قتل کرینگے
اور اگر قضا ہے تو [illegible] سلیم جادو نے [illegible]

سُن رہا تھا اسنے عرض کی کہ آپ لوگ اطمینان رکھیں اگر زنگار جادو کو عیاری کرکے
نہ مارا تو کوئی کام ہی نہ کیا خدا چاہے گا تو مقابلہ کی نوبت بھی نہ آنے پائیگی غرضکہ سلیم جادو
تو اپنا لشکر لینے روانہ ہوے اور یہان رفیع البخت نے شاہزادہ نور الدہر سے
عرض کی کہ مہم سخت درپیش ہی اور فتح و شکست کا حال سوا خداوند عالم کے کوئی
جانتا نہیں میری راے مین خیمہ والدہ ماجدہ کا علیحدہ کرکے کسی معتبر سردار کی
حفاظت مین دینا چاہیے اور اُس سے کہدیا جاے کہ اگر آثار شکست دیکھنا
تو تم انکو خدمت مین والد ماجد یعنی صاحبقران ثالث کی پہونچا دینا اور ہمارا
ماجرا ہمارے قتل ہونے کا بیان کر دینا شاہزادہ نور الدہر نے فرمایا کہ نہایت
مناسب ہی غرضکہ خیمہ ملکہ ناوک فگن کا علیحدہ برپا کر دیا گیا اور اختر شاہ کو پچاس ہزار
سوار دیکر حفاظت بارگاہ کے واسطے متعین کر دیا گیا اور ملکہ ماہ دل افروز جادو
اور بہار دار جادو بھی محافظت کے لیے متعین ہوئین اور لاہور تشریف گام نے
رفیع البخت سے عرض کی کہ اب غلام بھی رخصت ہوتا ہی اور قتل زنگار جادو کی تدبیر
کرتا ہی امیدوار ہون کہ جو کچھ خطا مجھسے ہو گئی ہو آپ سے عفو فرما دیجیے اسلیے کہ نہ معلوم زندہ
پھر بالنصیب ہو یا نہو سنا ہی کہ زنگار جادو نہایت ہوشیار ہی اگر عیاری چلگئی تو مین نے
مارا اسکو ورنہ حق نمک سے ادا ہوا لیکن ای شہریار جسطرح ہمین دشمن کی فکر ہی اسیطرح دشمن
ہماری فکر مین بھی ہونگے یقین ہی کہ عیاران لشکر کفار آپکی تلاش مین آئینگے آپنے ہوشیار
رہنا ضرور ہی چند نشانیان آپکو بتاے جاتا ہون اگر انکا خیال رکھیے گا تو دھوکا نہ کھائیے گا
یہ کہکر کچھ باتین چپکے سے کان مین رفیع البخت کے کہدین اور یہ بھی کہا کہ جب مین سامنے آؤنگا
تو اپنا سلام کرونگا یعنی ہاتھ اپنا پشت سر کی طرف لیجاؤنگا جو شخص میری صورت کا آکر بیجا
سلام کرے اسے دشمن جانکر گرفتار کر لیجیے گا اور سمجھ لیجیے گا کہ یہ عیار لشکر کفار ہی اور جسوقت تک
مین واپس نہ آؤن اسوقت تک اسے رہا ہرگز نہ کیجیے گا یہ کہکر رخصت ہوا اور دو شاگردونکو
اپنے ساتھ لیا جو فن عیاری مین مثل لاہور کے تھے بد تو آدھر روانہ ہوا اور امیر السکان
نے زنگار جادو کو رخصت کرنے کے بعد چند نامے اپنے مددگارون کو روانہ کیے
مضمون سب کا یہی تھا کہ ای خیرخواہان دولت خداوندی تمکو چاہیے کہ مع لشکر جلد
اپنے کو ہم تک پہونچاؤ کہ ہمپر رفیع البخت نے لشکرکشی کی ہی اور مجوبان سردار خوار بابائی
اُسکے ہاتھ سے مارا گیا ایک نامہ فرزیل شیر دل کو پہونچا اور دوسرا فرامرز
تکرزرل کو اور تیسرا طمیص سرمست کو یہ تینون پہلوان ڈیڑھ لاکھ سوار و
پیدل کی جمعیت سے براے مدد امیر السکان روانہ ہوے چوتھا نامہ ارژنگ زال
فیل سر کو پہونچا یہ بہت بڑا پہلوان ہی دعویٰ رستمی رکھتا ہی ایک لاکھ سوار
[illegible] مین اور رفیق قدیم ہی امیر السکان کا یہ بھی اپنے لشکر کو لیکر روانہ ہوا

کہ یہ انتظار مین زنگار جادو کے بیٹھا ہی ایک روز گذر چکا ہی دوسرا دن ہی اب اسے یہ خیال
ہی کہ کل زنگار جادو آ جائیگی کہ یکایک در قیطول آواز فریاد بلند ہوئی کہ یا خداوند
میری خبر لیجیے کہ لوگ مجکو یہان ٹھہرنے نہین دیتے ہین اور مین بڑی دور سے آس لگا کر
آیا ہون اور نا امید پھرا جاتا ہون امیر المکان نے دریچہ قیطول سے سر نکالا اور
کہا ارے یہ کیسا قل ہی کون فریادی ہی کسنے اسکو آزار دیا ہی دیکھا کہ ایک شخص ہاتھ پاؤن
سے لنجا اپاہج برص کے داغ اُسکے تمام جسم پر لوگ اُسکو سنبھالے ہوئے رو رہا ہی اور
عرض کر رہا ہی کہ مین اس حال خراب سے بمشکل یہانتک آیا ہون کہ خداوند سے اپنی داد
مانگون یہان لوگ مجھے ٹھہرنے نہین دیتے امیر المکان نے کہا تو کون ہی اور کس واسطے
آیا ہی اسنے عرض کی کہ غلام ایک قصبہ کا رہنے والا ہی کمشیر لی نواز میرا نام ہی سوفار لی نواز
کا بیٹا ہون چند دن سے مجھپر غضب خداوندی نازل ہی اس بلا مین مبتلا ہون ہاتھ پاؤن میرے
بیکار ہو گئے ہین اور یہ حالت ہو گئی ہی کہ کوئی پاس بیٹھنے کا روادار نہین ہوتا کام بھی میرا مجھسے
چھوٹ گیا جو روزی کا سہارا تھا اب فاقون مرتا ہون وہ دونون بوڑھے آدمی جو اسکو سنبھالے
ہوئے تھے اُنھون نے عرض کی کہ یا خداوند جو کچھ گناہ اس سے ہو گیا ہو آپ اسے عفو فرمائیے
اور نظر کرم فرما کر اسے اچھا کر دیجیے اسواسطے کہ طبیبان اسکے علاج سے عاجز آ گئے اب سوا آپکے
کسی طرف کا سہارا نہین ہی کل سے ہم اسی مقام پر پڑے ہوئے ہین یہان کے لوگ
ہمسے کوسون بھاگتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ تم غضب خداوندی مین مبتلا ہو ہم سے
دور رہو ایسا نہو تمھارے ساتھ ہم بھی مبتلاے بلا ہون کسی نے بھیک بھی نہ دی
اور ہم نادار ہین تیسرا فاقہ بھی ہی صدقہ اپنی خداوندی کا ہمکو اپنے دامن رحمت مین
لے لیجیے یہ سنکر امیر المکان نے کہا ہر چند گناہ اسکا لائق بخشش نہین ہی مگر رحمت
ہماری بہت بڑی ہی ہم خطا اسکی معاف کر دینگے یہ کہکر دربانون کو حکم دیا کہ اس اپاہج
کو آنے دو اور کمشیر لی نواز سے کہا کہ تو بالاے قیطول چلا آ اگر اعتقاد تیرا درست ہی
تو ہم تک پہونچ جائیگا ورنہ پاؤن تیرے یاری نہ دینگے اور یہان تک نہ پہونچ سکیگا
کمشیر لی نواز نے کہا کہ میرے تو دو لکو لگی ہوئی ہی ضرور ہی پہونچونگا یہ کہکر دروازۂ قیطول
کی طرف چلا دونون بڈھے اسے سنبھالے ہوئے تھے اور کہتے جاتے تھے خوشا نصیب
تیرے کہ خداوند نے تجکو بالاے قیطول طلب فرمایا ہی جو لوگ ہین دُھتکار رہے تھے اور
مغضوب خداوند کہتے تھے اب وہی ڈنڈوت کرینگے اور پاؤن چومینگے یہ کہتے ہوئے
اور کمشیر لی نواز کو سنبھالے ہوئے چلے پاؤن اسکے لڑکھڑا رہے تھے مگر شوق مین دوڑا ہوا
چلا جاتا تھا کہ کسی طرح خداوند تک پہونچ جاؤن جاتے جاتے تمام زینے رستے طے کیے اور
بالاے قیطول گرتا پڑتا سامنے امیر المکان کے پہونچ گیا یہان یہ کیفیت ہی کہ دربار اسکا
آراستہ ہی زرداران خداوندی جمع ہین امیر المکان تخت پر بیٹھا ہی چتر سر پر گردش کر رہا ہی
چند نازنینین پندرہ پندرہ برس کی خدمتگذاری مین حاضر ہین جنکا سب کام کاج انھین عورتون

سے سپرد ہی کوئی مگس پانی کر رہی ہی کوئی خاصدان سے بیڑہ گلوری ہی کوئی اوگالدان لگا رہی ہی تمیز ذی نواز
نے جو یہ سامان دیکھے متحیر ہو گیا و لیکن کہا یہ ملعون بڑے عیش کر رہا ہی خدا نے یہانتک تو پہونچا دیا
ہی اگر کام بھی بنجائے تو لطف ہی یہ سوچکر آگے بڑھا اور قریب ہو پہنچکر اپنے کو گرا دیا اور پکارا یا
خداوند میری خبر لیجیے بڑی مشکل سے مین آپ تک پہونچا ہون امیر المکان نے کہا اے
تمیز ذی نواز ہمنے طبیبون کو اسی واسطے خلق کیا ہی کہ جو لوگ بیمار ہون طبیب انکا علاج کرین تو
کیا سمجھکر یہان آیا تمیز ذی نواز نے عرض کی پہلے مین نے طبیبون سے رجوع کی جب تھک گیا اور
کوئی علاج کارگر نہوا تو آپ تک اپنے کو پہونچایا کہ یہ لوگ تو یونہی عقلی گدے لگا لگا کر مار ڈالینگے
جب تک مرضی خداوند نہو گی اسوقت تک مرض دور نہو گا یہی میرے ذہن مین آئی اور اسطرف
کا قصد کیا پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر خداوند کو صحت میری منظور ہوتی تو اب تک شفا ہی ہو جاتی جانے
سے کوئی فائدہ سوا زحمت کے نہو گا یہ سوچکر مین نے ارادہ اپنا بدل ڈالا تھا شب کو مجھے خواب
ہوا خداوند تھا جو بڑے خداوند کہلاتے ہین خواب مین تشریف لائے اور فرمایا ای
تمیز ذی نواز تو خدمت امیر المکان مین جا اور التجا کر مراد تیری پوری ہو گی اسلیے کہ وہ خداوند
برحق ہی اور اب اسکو ہماری جگہ تصور کر ہمنے لائق خداوندی اسی کو سمجھا اور اپنی جگہ مقرر کیا
اپنی اولاد کو بسبب نالائق ہونے کے خداوند نہین کیا اور ہر چلیس آفتاب پرست کا
مطیع بنا دیا مین بڑے خداوند کی ہدایت کرنے سے حاضر ہوا ہون یقین ہی خداوند نے
حضور سے بھی میری سفارش کی ہو گی امیر المکان نے تشفی مین آکر کہدیا کہ بیشک
اگر خداوند تھا تیری سفارش نہ کرتے تو یہ مرتبہ نہ حصول ہوتا کہ جمال جہان آرا سے
خداوندی کو دیکھتا اہل دربار متحیر تھے کہ یہ کون ایسا شخص ہی اور کیسا خوش اعتقاد ہی
کہ خداوندون کی نظر عنایت اسکی جانب ہی اور توجہ خاص ہی یہ لوگ تو اس حماقت
مین گرفتار ہین ادھر امیر المکان نے اپنا دست نجس تمیز ذی نواز کی طرف بڑھایا اور
جان جہان جسم پر تمیز ذی نواز کے داغ سفید تھے ہاتھ پھیرنا شروع کیا جس مقام پر
یہ ہاتھ پھیرتا تھا داغ مٹجاتے تھے دیکھنے والے وجد کر رہے تھے اور تمیز ذی نواز
تعریف کر رہا ہی واہ خداوند کیا کہنا ہی جب اتنا ہو تو دعوی خداوندی کرے ورنہ
بیکار ہی یہانتک کہ تھوڑے عرصہ مین سب داغ اسکے جسم کے مٹ گئے رنگ اور روغن
عیاری جو خام لگا دیا تھا وہ تشریف لے گیا تمیز ذی نواز نے پلٹ کر ایک بڈھے کی طرف
دیکھا اور کچھ اشارہ سے کہا وہ سمجھ گیا اور امیر المکان سے ہاتھ باندھکر عرض کی یا
خداوند یہ دوسرے کام سے بھی جاتا رہا ہی اور جورو اسکی نہایت پارسا ہی جوان بیٹھی
ہوئی ہی شباب اسکا خاک مین مل رہا ہی اگر اتنی توجہ ہو جائے کہ بدن پر اسکے ہاتھ پھیر دیجیے
تو یہ عورت کے قابل بھی ہو جائے ورنہ صحت تو ہوئی مگر عزت جاتی رہے گی نام خاندان کا
اٹھ جائیگا ہمارے یہان مرد ایسا کبھی نہین پیدا ہوا یہ کہکر پاجامہ تمیز ذی نواز کا کھول ڈالا
اور اسکو برہنہ کر دیا ہر چند تمیز ذی نواز کہتا تھا یہ کیا کرتے ہو خداوند کے سامنے ننگا کیا

برہنہ نہ کرو یہ بھی بے ادبی ہے مگر اُس بڈھے نے ایک نہ سنی اور اسکو برہنہ کر دیا
اور کہا سب اعضا خداوند ہی کے پیدا کیے ہوے ہیں ہر چیز کا حال خداوند پر روشن ہے
پردہ کرنا بیکار ہے کونسا راز نہاں ہے جو خداوند سے پوشیدہ ہو کچھ صنعت پر بھی خداوند
کے سامنے سب برہنہ ہیں ذرا سی شرم میں کام کو خراب نہ کر جسوقت تیری جورو پوچھے گی کہ
میرے کام کی چیز کو درست نہ کر دیا تو کیا جواب دے گا اسوقت تک تو وہ عزت سے
بیٹھی رہی اگر آگے بڑھکر غصہ میں نکلا ہے تو کیا ہو تمیز لی نواز گردن نیچی کر کے خاموش
ہو رہا امیر المکان پہلے تو اسکی اس حرکت پر چپکا تھا اور وہ عورتیں جو خدمت میں
اسکی حاضر رہتی تھیں منہ پھیر پھیر کر کھڑی ہوئی تھیں مگر اس بڈھے نے ایسی تقریر کی کہ
امیر المکان ہاتھ پھیرنے پر آمادہ ہو گیا اور ازاربند کھولا ایسی قدرت الٰہی کبھی
کسی خداوند نے نہ کی ہو گی دیکھو اور اعتقاد [illegible] یہ کہکر ہاتھ پھیرا اور
بدن پر تمیز لی نواز کے خوب پھیرا چونکہ ہاتھ پھیرتا تھا [illegible] جب [illegible] ہوئے
جاتے تھے اسی وقت تمیز لی نواز کو خواہش ہوئی اور وہ عورتیں جو ہر وقت خدمت
امیر المکان میں حاضر رہتی تھیں چھپ چھپ کر دیکھتی تھیں اور تمیز لی نواز تعریف کرنے لگا آخر وہ دونوں
بڈھوں نے بھی خداوند کا شکریہ ادا کیا اور تمیز سے کہا کہ فضل خداوند تیرے شامل حال ہوا
اور تجھے صحت حصول ہوئی تجھے چاہیے اپنا کمال بھی خداوند پر ظاہر کر اور خداوند تجھ سے خوش ہو کر
تجھے مرتبہ عالی عطا کریں اور امیر المکان کی طرف مخاطب ہو کر کہا یا خداوند آپکی خداوندی کا یہی
سب طرح کی مخلوق ہے مگر ایسا تمیز لی نواز شناسا ہوگا یہ اس کام میں یکتا ہے [illegible] امیر المکان
نے کہا ہم ضرور سنینگے یہ کہکر حکم دیا کہ اسے غسل کراؤ لباس پہناؤ [illegible] تمیز لی نواز کو
لے گئے اور نہلا کر خلعت سے سرفراز کیا اور خدمت امیر المکان میں لائے یہاں محفل نشاط
آراستہ ہو چکی تھی کشتیاں [illegible] رکھی تھیں ساقیان سیمین ساق حاضر تھے [illegible]
گایا کرتی تھیں اور دل امیر المکان کا خوش کیا کرتی تھیں وہ مصروف غنا تھیں تمیز لی نواز
جو نہا دھو کر خلعت پہنکر حاضر ہوا تو نگاہیں پڑنے لگیں ایک تو یہ کمسن دوسرے جوان
حسین و رعنا ہے عورتیں کنکھیوں سے دیکھ رہی تھیں اور دلمیں کہتی تھیں کہ یہ ہم ہی کو
ملجاتا تو اچھا تھا تمیز لی نواز با صد تمیز آکر بیٹھا اور اسنے بھی ایک ایک سے اشارہ
کرنا شروع کیا [illegible] بھی رنگ رہا جب نصف شب گذر گئی تو امیر المکان نے
تمیز لی نواز سے کہا اب تمھارے اظہار کمال کا وقت ہے تمیز لی نواز سلام کر کے سامنے
آ بیٹھا اور جوڑی [illegible] اپنے ہمراہیوں سے لیکر [illegible] اسکی درست کیں اور بجانا شروع
کیا دونوں بڈھوں نے سنگت کی تھوڑی ہی دیر میں ایسا سماں باندھ دیا کہ تمام
اہل محفل جھومنے لگے اور وجد کرنے لگے امیر المکان نے تمیز لی نواز کو بہت کچھ انعام
دیا اور بہت تعریف کی کہ تو اپنے کام میں بے مثل ہے مگر [illegible]
[illegible]

اسکے درست کرنے لگا تا شروع کیا ایسا گایا کہ سب محظوظ ہونے لگے

غزل

اٹھ گئے سب غیر آگئی انجمن میں رہ گیا
جو کشتہ تھا نہ ہی کا تماشا چمن میں رہ گیا

داغ ہجر یار قلب پر کفن میں رہ گیا
چل بسی بو کھول کھلا کر چمن میں رہ گیا

اپنی اپنی قبر سے اٹھکر چلے سب روز حشر
ناتوان تیرا یہان ہی لپٹا کفن میں رہ گیا

جو جلا کیا جسم ناکامون کا اک سوز فراق
آبلہ سا اٹھکے قلب پر کفن میں رہ گیا

جستجو کے تشنۂ دیدار کی ہمدم نہ پوچھ
اسطرح ڈوبا کہ دل چاہ ذقن میں رہ گیا

مانگ کیون سیدھی نکالی کی جب ترچھی کلاہ
بال بھر بھی فرق باقی بانکپن میں رہ گیا

ساتھ چھٹتے ہی اثر کا ہو گئی ہمت بھی پست
دل سے نالہ تا زبان آکر دہن میں رہ گیا

ضبط کی پردہ پوشی اضطراب شوق میں
ورنہ تھا باقی ہی کیا دیوانے پن میں رہ گیا

مطلب دل ہو گیا مفقود امید و بیم میں
کچھ زبان سے میری نکلا کچھ دہن میں رہ گیا

روک کر کچھ دیر تھپتائے دل بیتاب کو
عمر بھر کے واسطے لرزہ بدن میں رہ گیا

گو نبھا ہرگز نہ سادی درہم و داغ وفا
فرق اتنا ہے کہ پیسکہ چلن میں رہ گیا

پھر اسی سے ہو گئی قائم ہما سے آشیان
ایک تنکا بھی جو اسکے گلچین چمن میں رہ گیا

حکم ضبط نالہ سوزان جو اس بت نے دیا
سنگ چھالا اٹھکے دست برہمن میں رہ گیا

وصل کی تاب آسکے کیونکر جبکہ ہو جانسوز حسن
شمع پر گرنے ہی پروانہ لگن میں رہ گیا

دامن عصمت اگر یوسف بچا لے تو کیا
چاک رسوائی کی خاطر پیرہن میں رہ گیا

تیری یکرنگی نے اے بت دور کر دی جب دوئی
آشیانہ اصلاً شیخ و برہمن میں رہ گیا

کم نہیں سینہ خراشی اپنی اک دست جنون
لوٹ کر ناخن کوئی زخم کہن میں رہ گیا

آبرو و اشک ندامت سے نہ رسوائی مٹی
شستہ شو کی لاکھ دھبا پیرہن میں رہ گیا

اسطرح اسنے یہ غزل اونچے سرون میں گائی کہ تمام اہل بزم شیخ الصغیر المکان حالت وجد میں ہوگئے اور ہر در و دیوار سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی تھوڑی دیر نے یہ حالت اہل محفل کی دیکھکر دوسری غزل شروع کی

غزل

کیا کرین ہجر مین ہم کچھ تو بتاتے جاؤ
کوئی پہلو ہمین تسکین کا سمجھاتے جاؤ

اسقدر سخت کلامی دم رخصت نہ کرو
جاتے ہو گر تو مرا دل نہ دکھاتے جاؤ

تمہین کہنے کو بہانا ہی نہیں سننے کو
دل مین جو آئے تمہارے وہ سناتے جاؤ

یہ کہو دم نزع نہ تعجیل کرو جانے مین
ٹھہرو دم بھر کو میت بھی اٹھاتے جاؤ

کچھ تو ہے دل مایوس کو امید رہے
اب کب آؤ گے کچھ یہ تو بتاتے جاؤ

ساتھ آئے ہو جنازے کے تو جاتے ہو کہان
اپنے ہی ہاتھ سے مٹی مین دباتے جاؤ

فاتحہ گر نہیں پڑھتے ہو مری تربت پر
کوئی ٹھوکر ہی مری جان لگاتے جاؤ

طالب دید کا کچھ پاس نہیں گر تمکو
دور ہی سے مرے ہجران شکل دکھاتے جاؤ

چاند سی شکل دکھائی نہیں منظور اگر
اپنی آواز ہی عاشق کو سناتے جاؤ

ای مسیحا تپ الفت سے ہے سرسام مجھے
طبلۂ گیسوے مشکین کا سونگھاتے جاؤ

روح کو تو ہے دید کی حسرت باقی
دم آخر تو مجھے شکل دکھاتے جاؤ

جان خاطر بھی لیے جاؤ کہ آنا نہ پڑے
آج ای یار یہ جھگڑا ہی مٹاتے جاؤ

یہ غزل ہیبرلی نواز اسطرح گایا کہ ہر شخص بیخود ہوگیا اسنے تیسری غزل شروع کر دی غزل

دن پھرے فصل جنون آتے ہی ویرانون کے
غول کے غول چلے آتے ہین دیوانون کے

موسم گل مین اسیری کی جفا بھی ہے ستم
حال پوچھے یہ کوئی قلب سے دیوانون کے

اسکو کہتے ہین اثر الفت کامل یہ ہے
جل بجھی شمع بھی جل جانے سے پروانون کے

کیفیت رکھتی ہے میخانون کی ویرانی بھی
ڈھیر شیشون کے ہین انبار ہین پیالون کے

چاک ہون دامن دل بھی نہ گریبان کی طرح
ذکر گلشن نکرو سامنے دیوانون کے

ہوگیا رنگ فلک اور پھر آتے ہی بہار
در مرے دل کی طرح کھل گئے میخانون کے

حال کھلتا نہین کچھ خاطر دل بستہ کا
ہوشیارون سے کہین انداز ہین دیوانون کے

اسی طرح چند غزلین ہیبرلی نواز نے ایسے سوز و گداز کے ساتھ گایا کہ محفل مین سناٹا ہوگیا اہل دل کی آنکھون سے آنسو جاری تھے واقعات محبت کی تصویرین نگاہون کے سامنے پھر رہی تھین سمان بندھا ہوا تھا ہیبرلی نواز نے طنبورہ ہاتھ سے رکھ دیا اور دست بستہ عرض کی غلام کو ایک کام مین اور کمال ہے اگر ارشاد ہو تو آپ سے بھی ظاہر کرون ایسا مالک کہان پاؤنگا امیر المکان نے کہا بیان کر ہیبرلی نواز نے کہا یہ غلام عہدۂ جام ساقی گری بھی خوب جانتا ہے امیر المکان نے کہا کہ یہ کشتیان تو کئی موجود ہین تو ساقی گری کر ہیبر اپنے مقام سے اٹھا اور قریب کشتیون کے آکر کشتی پوش ہٹائے دیکھا کہ کنٹر [illegible] بھرے ہوئے ہین کسی مین ارغوانی شراب ہے کسی مین زعفرانی کسی مین گیندئی رنگ کی اسنے کاگ بوتل کا اڑایا اور یہ شعر پڑھا ؎

اک ذرا کاگ تو بوتل کا اڑا دے ساقی
دیکھنا پھر کہ اچھلتی ہے گلابی کیونکر

بعد اسکے جام لبریز کرکے یہ شعر پڑھا ؎

ہو اتری جاتی ہے ساقی ترے پیمانہ سے
روح کس رند کی پیاسی گئی میخانہ سے

بعدہ ناچتا ہوا اور اشعار گاتا ہوا دل امیر المکان کے سامنے آیا اور جام پیش کیا شہریار امیر المکان نے جام اسکے ہاتھ سے لیا اور بے اندیشہ انجام پی گیا کئی کنٹر خود پی گیا بعد اسکے ہیبرلی نواز نے سب کو جام دیے اور پھر بیٹھکر گانے لگا شراب نے نشہ جو کیا امیر المکان اٹھکر ناچنے لگا ہوا لگتے ہی بیہوشی نے دلپا [illegible] مارا سر تلے ناگہان اوپر گرا لوگ سنبھالنے کو دوڑے تو آپ کھڑا وہ بیہوش ہو کر گرا یہانتک کہ جسقدر لوگ تھے سب بیہوش ہوئے اسوقت اسنے نعرہ کیا کہ [illegible] ہمیز گاہ خنجر نکال کر چلا کہ ذبح کرڈالون مگر ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ تو ملازم اس شخص کا ہے جسکے خاندان کی بہروتی مشہور عالم ہے ایسا نہو کہ فتح البخت کے خلاف گذرے یہ سوچکر قتل سے باز رہا اور استرہ نکالکر امیر المکان کے قریب آیا اور ڈاڑھی اسکی مونڈکر صدہا مروارید و جواہر بیش بہا اسکی ڈاڑھی کے بالون مین پرویا ہوا تھا کھوکر ڈالا

اپنے شاگردوں کو دیا جو بڑھے بنے ہوئے ساتھ تھے بعد اسکے تمام محفل کو لوٹا اور تینوں عیاروں
نے بیشمار سے مال و اسباب کے باندھکر چلنے کی تیاری کی اور ان سب کا فردوں کو برہنہ کرکے
ڈالدیا امیر المکان کا آدھا منہ کالا اور آدھا لال کردیا اور ایک بین وکست کی بھی بری
گت بنائی اب یہ تینوں عیار قریب در آئے اور دربانوں کو آواز دی کہ کنجی کھولو خداوند نے
آرام کیا ہمکو حکم تھا کہ جسوقت ہم سو جائیں پھر تم یہاں نہ ٹھہرنا یہ سنکر دربانوں نے
دروازہ کھولا مگر ان تینوں کو بیشمار بدوشش دیکھکر مشکوک ہوئے کہا کہ یہ اسباب تم
کہاں لیے چلے لاہور نے جواب دیا کیا خوب یہ وہی مثل ہے کہ داتا دے اور بھنڈاری کا
پیٹ پھٹے خداوند کو ہمنے خوش کیا خداوند نے ہمیں اسقدر انعام دیا کہ مالا مال کردیا
تمہارے باپ کا کیا اجارہ ہے اگر تمہیں کچھ خواہش ہے تم بھی لے لو یہ کہکر پانچ روپیہ جیب
سے نکالکر دینے لگا اُن لوگوں نے نہ مانا اور کہا کہ ہم جبتک خداوند سے دریافت نہ کرلینگے
تمہیں جانے نہ دینگے یہ کہکر دو ایک سدراہ ہوئے اور ایک آدمی اُس مقام کی طرف
بڑھا کہ جہاں سے یہ عیار لوٹ کر آئے تھے لاہور نے دیکھا کہ اب حال کھلا چاہتا ہے کہا ارے
کمبخت تمہاری شامت آئی ہے خداوند اپنی معشوقہ کو لیے پڑے ہیں اسی وجہ سے تو
ہملوگ نکالے گئے اسوقت وہاں تخلیہ ہے اگر جاؤگے اور خداوند کو برہنہ دیکھوگے
تو ناحق مارے جاؤگے اگر خیریت اپنی چاہتے ہو تو پلٹ آؤ یہ سنکے وہ لوگ ڈر گئے اور
پلٹ آئے لیکن زنگار جادو جسوقت سحر اپنا تیار کر چکی تو تخت سحر پر بیٹھکر بارہ ہزار
ساحروں سے روانہ ہو چکی تھی قریب قیطول زنگاری کے آئی تھی لشکر کو صحرا میں پڑنے کا
حکم دیدیا تھا اور خود اس ارادہ سے چلی تھی کہ امیر المکان سے دل اپنا خوش
کروں اور اگر وہ کسی دوسری عورت سے ملتفت ہو تو دونوں کو جوتیاں لگاؤں اسوقت پہونچی کہ
یہ تینوں عیار دربانوں کو غفلت دیکر باہر نکل گئے تھے اور جلدی جلدی اپنے لشکر کی طرف
چلے جاتے تھے اور تمام محفل کا عجب رنگ تھا کہ سب کے کالے منہ نیلے ہاتھ پاؤں ننگے
ہوئے برہنہ پڑے تھے اور امیر المکان کا آدھا منہ کالا اور آدھا لال تھا ڈاڑھی منڈی
ہوئی تھی یہ دیکھکر زنگار جادو نہایت پریشان ہوئی جلدی سے تخت اپنا زمین پر
اتارا امیر المکان کو ہوشیار کیا جسوقت اسے ہوش آیا تو زنگار جادو نے
آئینہ اسکو دکھایا اور کہا اپنی صورت نحس کو دیکھ کہ تیرا کیا حال ہوا اور اہل صحبت کس
کیفیت میں مبتلا ہیں امیر المکان نے جو صورت اپنی دیکھی اور اہل محفل کی حالت کو
ملاحظہ کیا نہایت شرمندہ ہوا زنگار جادو نے کہا یہ حالت تیری کس نے بنائی
امیر المکان نے تمام کیفیت گلنار لواز کے آنے کی اور ساقی گری کرنے کی بیان کی
زنگار جادو نے کہا وہ عیار ہوگا بعد اسکے اور اہل صحبت بھی ہوشیار ہوئے
اور ہر ایک نے اپنے اپنے ستر کو چھپایا اور مفصل کیفیت زنگار جادو سے
بیان کی زنگار جادو نے ایک دھول امیر المکان کے سر پر لگائی اور کہا او

رنگے ہوئے سپارہ تو اپنی حقیقت نہیں جانتا تھا جو قدرت خدا وندی دکھا سکے بھلا جسوقت داغ
تمیزی تو اُن کے ہاتھ پھیرنے سے مٹ گئے تھے اسوقت تو نے نہ سمجھا کہ یہ داغ مشہور ہی
تجھے کیونکہ تو ساحر بھی تو نہیں ہے کہ رنگ و روغن سحر چڑھا سکتا نہ کہ قدرت خدا وندی
تجھ میں کہاں سے آئی اب تو نے یہ حرکتیں اختیار کیں انکا نتیجہ پیش آیا اگر تیری حالت اس سے
بھی بدتر ہوئی تو میں اور زیادہ خوش ہوں گی یہ سنکر امیر المکان رونے لگا اور کہنے لگا اے
باعث صد او ندی امیر المکان میری خطا کو معاف فرمایئے اور دشمن کو سزا دیجیے کہ وہ مجھے ذلیل
کر گیا ہے میری ذلت آپ کی ذلت ہے اسلیے کہ میں آپ ہی کا کہلاتا ہوں بقول شخصے کہ ماں ہو تو تم ہو
اور خالہ ہو تو تم ہو اور جورو ہو تو تم ہو اگر آپ ہی ذلیل سمجھیے گا تو میں کہاں کا رہونگا
یہ سنکر زنگار جادو نے پھر اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ تین بجلیاں سامنے اسکے چمکنے
لگیں اسنے آواز دی کہ اے بجلیو جاؤ اور ان عیاروں کو لے آؤ یہ سنتا تھا کہ وہ بجلیاں کڑکیں
اور نظروں سے غائب ہو گئیں وہاں لاہور تیز گام خوشی خوشی مال و اسباب زر و جواہر لیے
ہوئے چلا جاتا تھا قریب لشکر کے پہونچ چکا تھا کہ بجلیاں کڑکیں اور کڑک کر آپ جو گریں تو
لاہور کو اسکے دونوں شاگردوں سمیت اٹھا لے گئیں اور سامنے زنگار جادو کے لیجا کر
چھوڑ دیا لاہور نے بھاگنے کا قصد کیا تھا مگر ان بجلیوں نے گرہ بند لگا کے نہ چھوڑے زنگار جادو
نے کہا یہ کیا حرکت تھی لاہور نے کہا اب جان بچنا تو ممکن نہیں مگر گڑگڑانے سے کوئی فائدہ ہوگا
دل کی بھڑاس کیوں نہ نکال لیں کہا او لکا تھا ہم تو تیری تلاش میں آئے تھے مگر افسوس کہ تجھ
نہ پایا ورنہ پہلے کام تیرا تمام کرتے مگر تیری اجل نہ تھی اور موت ہماری آگئی تھی اس سے تو
بچ گئی اور ہم گرفتار بلا ہوئے زنگار جادو نے کہا تو بڑا زبان دراز معلوم ہوتا ہے نام
تیرا کیا ہے لاہور نے بیان کیا میں پروردہ ہوں اس شخص کا جسکا لقب ریش تراشندہ کافران
و سر برندہ جادوگران شاہ عیاران عیار بیک طرار خنجر گزار عمرو بن امیہ نامدار ہے
جسنے ساحر ششمش جیسے شخص کو مارا اور سیکڑوں خداوندیاں بگاڑ دیں اور لقا کے
بیٹا ملعون کی ڈاڑھی مونڈی آج میں نے بھی اپنا کمال خاندانی دکھایا اور اس گبر
ناہنجار کا منہ کالا کر کے ڈاڑھی اسکی مونڈی بس یہ سنتا تھا کہ امیر المکان منہ اپنا
پیٹنے لگا اور تلوار لیکر اٹھا کہ ابھی اس ناعیار کو قتل کر ڈالوں زنگار جادو نے منع
کیا اور کہا میں انکو کرۂ نار میں پھونکے دیتی ہوں کہ لاش بھی انکی کسی کو نہ ملے یہ کہکر
دستک دی کہ چار پتلیاں ایک تخت لیے ہوئے پیدا ہوئیں زنگار جادو نے کہا
ان تینوں عیاروں کو تخت پر بٹھاؤ اور لیجا کر کرۂ نار میں پھونک دو یہ سنکر ان پتلیوں نے
تخت زمین پر رکھا اور پکڑ کر ان عیاروں کو تخت پر بٹھایا اور تخت کو لیکر بلند ہوئیں یہاں
امیر المکان نے پانی منگا کر منہ دھویا لباس پہنا اور اہل محفل کو رخصت کیا وہ لوگ
بھی ذلیل و خوار اپنے اپنے مکان کو روانہ ہوئے زنگار جادو نے تخلیہ کیا اور امیر المکان
سے اپنا منہ کالا کروا کر کہا آج شام کو طبل جنگ بجواؤ ان سب کو آتش خانہ ساحری میں

پھونک دو نگی انکو تو انتظار شب مین چھوڑا جاتا ہی

اب کچھ حال سلیم جادو کا بیان ہوتا ہی

کہ جسوقت لشکر فراہم کرچکے تو انکو وحشت ہوئی کہ نہ معلوم وہان کیا کیفیت ہو جلدی سے
کاسۂ جہان نما اٹھا کر کچھ اسم سحر پڑھا کہ ایک چہرہ اُس کاسہ مین پیدا ہوا سلیم جادو نے
کہا رفیع البخت کی خیریت بیان کر اُس چہرہ نے آواز دی خیریت سے ہین بارگاہ مین
جلوہ افروز ہین سلیم جادو نے نورالدہر کا حال پوچھا چہرہ نے جواب دیا کہ پاس
اپنے فرزند رفیع البخت کے بیٹھے ہین اب سلیم جادو نے اپنی بہن ملکہ ناوک فگن
کا حال پوچھا معلوم ہوا کہ وہ بھی خیریت سے ہین سلیم جادو نے کاسہ اٹھا کر رکھ دیا
ساتھ ہی خیال پیدا ہوا کہ لاہور تیزگام نہایت منچلا ہی اور آپسے کہا تھا مین آپ کے
آنیکے پیشتر ہی زنگار جادو کا خاتمہ کرونگا ایسا نہو کہ یہ گیا ہو اور کوئی عیاری
کی ہو اور گرفتار بلا ہو گیا ہو کیونکہ زنگار جادو نہایت ہوشیار ہی یہ خیال کر کے
پھر کاسہ اٹھایا اور اسم سحر پڑھکر لاہور تیزگام کا حال دریافت کیا پھر وہی چہرہ
پیدا ہوا اور بیان کیا کہ لاہور نے عیاری کر کے امیر المکان کو ذلیل و خوار کیا
ڈاڑھی اسکی مونڈ ڈالی تمام اہل محفل کو بیہوش کیا [illegible] کاٹ لیے مگر قضا کے کار
زنگار جادو پہنچ گیا اور لاہور کو وہ عیارون سمیت گرفتار کر کے تخت سحر پر اڑا دیا
ہی اور لاہور قریب کرۂ نار کے پہنچ چکا ہی یقین ہی کہ تھوڑی دیر مین جلکر خاک ہوجائیگا
بس یہ سنتے ہی سلیم جادو نے دستک دی کہ تخت سحر پیدا ہوا فوراً سلیم جادو تخت پر
بیٹھکر جانب کرۂ نار روانہ ہوا اور دوربین سحر آنکھوں پر لگا کر اسطرف دیکھا تو نظر
کیا وہان لاہور تیزگام اسقدر بلند ہو چکا ہی کہ حرارت آفتاب سے تخت مین آگ لگی ہی
اور گرمی بڑھتی چلی جاتی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ بخار چڑھ آیا ہوا اسنے گھبرا کر عیارون سے
کہا کہ بھائیو کلمہ آخر پڑھو کہ اب کوئی امید بچنے کی نظر نہین آتی نہ یہان کوئی مددگار آسکتا ہی
نہ کسی کو اس حال پر ملال کی خبر ہو سکتی ہی یہ کہکر ان تینون عیارون نے کلمہ آخر پڑھا اور
نظر بہ پروردگار کر کے آمادہ مرگ و ہوا کے قضا ہوے کہ یکایک سامنے سے ایک ابر نورانی
نمودار ہوا یہ سب کے سب دیکھنے لگے کہ یہ کون آتا ہی یہان سوا ملک الموت کے اور
کون آسکتا ہی یکایک ابر شق ہوا اور ایک مرد حسین تخت پر سوار نمودار ہوا لاہور تیزگام
ایسا پریشان اور بدحواس تھا کہ اسنے مطلق سلیم جادو کو نہ پہچانا سلیم جادو نے آواز
دی اے لاہور نہ گھبرا مین آ پہونچا یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھکر اشارہ کیا کہ تخت بالائے ہوا
قائم ہو گیا لاہور تیزگام نے کہا اے ملک الموت روح ہماری آسانی سے قبض کرنا
ہم امت رسول اللہ کے ہین اور دین برحق پر قائم ہین سلیم جادو نے کہا اے
لاہور تیزگام اپنے بحواس ہو کہ تمنے مجھے پہچانا بھی نہین مین سلیم جادو ہون یہ سنکر کچھ

پال نہ سکا کہ سکے جو دیگ پیری ہوئے + زنگار جادو ہنسی اور کہا تمہارا ایک خدا
پیدا دوسو خداوندوں سے بڑھ کے ہے سلیم جادو نے کہا یہ تو تجھے ظاہر ہی ہو گیا
ہوگا تو جن خداوندوں کو مانتی ہے وہ سب ساحر اور خبیث تھے اور میرا خدا پیدا کرنے والا
دو عالم کا ہے زنگار جادو نے کہا اب میں دیکھتی ہوں کہ تمہارا خدا انکو بچا لیتا ہے کل میرے
تمہارے مقابلہ ہوگا رات بھر کی مہلت اور دیتی ہوں اچھی طرح سمجھ لو اور دل سے مشورہ
کر لو وہ جو ایک امر میں تم سے اکثر کہا کرتی تھی اگر اسے اب بھی منظور کرو تو جو مرتبہ اسوقت
امیر المکان کو حاصل ہے اس سے بڑھکر تمہارے واسطے ممکن ہے ورنہ ای سلیم جادو
دم بھر میں خاک سیاہ کر دونگی سلیم جادو نے کہا او فحبہ میں تجھے خوب جانتا ہوں تو
سو برس سے کم نہیں ہے اگر مجھے تیرا وصل منظور کرنا ہوتا تو اسیوقت تا یہ منظور کر لیتا
جبکہ ساحری پرستا تھا اور اب تو میرے تیرے بعد المشرقین ہو گیا میں خدا پرست
ہوں اور تو ساحری پرستا ہے میں بندۂ خدا ہوں سمجھا اپنی حقیقت خوب معلوم ہے میں کبھی
خداوند بنے کو مثل امیر المکان کے پسند نہ کرونگا اور کبھی تیرے سحر سے نہ ڈرونگا
اسلیئے کہ خدا میرا ناصر و توانا ہے وہ چاہے تو ایک مور ضعیف کو پیل مست پر غالب
کرے دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است ۔ تیری کیا حقیقت ہے جن لوگوں کی بدولت
تجھے سحر حاصل ہوا اور جو تجکو بھی علم سحر تعلیم کرتے تھے وہ اسوقت کہاں گئے ساحری
و حشمت پیدا جو خداوند ساحران عالم مشہور تھیں انکو بھی موت نے نہ چھوڑا گو علم سحر و ساحری
تو تجھ سے زیادہ جانتی ہے لیکن میرے خدا میں سب طرح کی قدرت ہے اگر میں حق پر ہوں
اور خدا کو فتح میری منظور ہے تو وہ مجھی کو تجھپر غالب کرے گا اور اگر قضا میری ہے تو بھی کچھ
اندیشہ نہیں کہ ایک روز مرنا ضرور ہے اس دنیا سے ناپائدار میں ہمیشہ نہ کوئی رہا ہے
نہ رہیگا سوا ذات باری تعالی کے کسی کو بقا نہیں ہے یہ سنکر زنگار جادو خاموش
ہو گئی کوئی جواب کلمات حق کا اس سے بن نہ پڑا طبل بازگشت بجوا کر میدان
سے پھر گئی اور کہا خیر کل سمجھا جائیگا یہاں سلیم جادو نے لشکر اتارا اور خیمہ برپا کیا
لوہراسپ گفتگوے سلیم جادو کی آفرین کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ای سلیم جادو
کیا عمدہ گفتگو تم نے زنگار جادو سے کی ہے سلیم جادو نے جھککر سلام کیا اور
عرض کیا کہ یہ سب فیضان تعلیم آپ ہی ایسے بزرگوں کا ہے ورنہ من آنم کہ من دانم
وہاں زنگار جادو نے جاکر امیر المکان سے کہا جسقدر ممکن ہو سکے صحرا میں لکڑیاں
جمع کراؤ کل میں ان سب کو پھونک دوں اور یہ خلش ہمیشہ کے واسطے مٹا دوں
امیر المکان نے اسیوقت حکم دیا کہ جنگل میں لکڑیاں جمع کرا دیجائیں یہ حکم ملتے ہی
تبر دار جنگل کی طرف چلے اور لکڑیاں کاٹ کاٹ کر انبار کرنا شروع کر دیں اور جو
مقام زنگار جادو نے بتا دیا تھا وہاں لکڑیاں جمع کرا دی گئیں جنکا [illegible]
انبار [illegible] جنگل قریب قریب سب کاٹ کر میدان کر دیا گیا [illegible]

ساتھ جھرمٹ سے برآمد ہوئے مرکب بسان براق سے تیز رفتار حاضر تھے یہ دونوں
والا پونے پشت مرکب پر جلوہ گر ہو کر راہی میدان کارزار ہوئے اور لشکر
کی صفیں درست کر کے استادہ ہوئے اسنے میں سلیم جادو اپنا تخت سحر اڑاتے
ہوئے میدان کارزار میں پہونچا اور شاہزادہ نور الدہر سے دست بستہ عرض کی
کہ ہر چند آپ سے آگے بڑھکر کٹ مرنا میرا فرض ہے اور بہتر اسوقت محل اسی کا
ہے اور توقع بھی ہے امیدوار اس بات کی ہوں مجھے اجازت ملے کہ میں اپنے لشکر کو
سر لشکر بناؤں اور اپنی زندگی میں آپ کے لشکر پر آنچ نہ آنے دوں نور الدہر نے
فرمایا اے سلیم جادو مرگ انبوہ جشنے دارد یہی اچھا ہے کہ ہمارا تمہارا عدم میں بھی
ساتھ ہو ہمیں تنہا نہ چھوڑو اسواسطے کہ یہ راہ نہایت سخت و دشوار ہے اور ہم ضعیف
و ناتوان ہیں ہمیں بھی ساتھ اپنے بناؤ سلیم جادو نے کہا خداوند وقت اور ساعت
نحس نہ لائے ہم ایسے غلام بہت سے ملینگے خداوند کریم آپ کو سلامت باکرامت رکھے
آپ کی دعا ہمارے حق میں کافی ہے بس آپ تماشا دیکھے اور میں اس کافر تیرہ درون
سے مقابلہ کرتا ہوں بہزار خرابی نور الدہر نے اجازت دی اور سلیم جادو نے اپنے
بارہ ہزار ساحروں کے پرے جمائے اور لشکر فتح اثر سے آگے بڑھکر کھڑے
ہوئے اسنے میں زنگار جادو اپنے اژدر سحر پر سوار اسکی بھی پشت پر بارہ ہزار ساحران
خونخوار بلائے بد آفت کے پرکالے چھریاں تھیلیاں کاندھوں پر ڈالے ترسول پھول
چڑھائے ہوئے گلوں میں مار سیاہ پڑے ہوئے بازوؤں سے سانپ لپٹے ہوئے قشقے
پیشانیوں پر کھینچے ہوئے تلک لگائے ہوئے باز و بط و طاؤس و نسر وغیرہ پر سوار
آکر میدان جنگ میں قائم ہوئے فوج فولاد و پیرو تیغ رہے تھے سنکھ گھڑیال بجنے لگے
آوازیں یا سامری یا جمشید کی بلند کیں بعد آراستگی صفوف قتال و جدال
زنگار جادو نے اپنے اژدر آتش فشاں کو اشارہ کیا کہ یہ اژدر سحر شعلہ آتشیں
چھوڑتا ہوا میدان میں آیا زنگار جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ صحرا سے
صدہا تبر وار پیدا ہوئے اور پھاوڑے کدالی کا شتکار میدان کو مثل آئینہ کے صاف کر دیا
اور پھر صحرا کی طرف چلے گئے پھر اسنے کچھ اسم سحر پڑھا کہ ہوا سے تند چلی اور میدان
صاف ہو گیا سب خار و خس سمٹ کر ایک جا ہو گیا بعد اسکے پھر اسنے کچھ اسم سحر
پڑھا اور ایک دو ہتڑ مارا کہ زمین کو زلزلہ ہوا اور پستی و بلندی برابر ہو گئی
بعد اسکے پھر اسنے دستک دی کہ ابر اٹھا اور بارش ہوئی گرد [illegible] جس وقت
میدان تیار ہو گیا اور پستی و بلندی کی درستی ہو گئی تو زنگار جادو نے سلیم جادو
کو آواز دی کہ او سلیم جادو دیکھ کیسا میدان اور اپنے حسن و شباب کو [illegible]
برباد نکر مجھے رحم آتا ہے اور افسوس ہوتا ہے کہ اس [illegible]
[illegible] دیکھ اس امر کو منظور کر [illegible]

جانتا کہ مین کون ہون سلیم جادو نے کہا مین خوب جانتا ہون تو بڑی فاحشہ ہی خدا تجھے جلد غارت کرے
کہ بنائے کفر لٹے اور خانہ کفر خراب ہو تیری وجہ سے ہزارہا بندگان خدا بھٹکے ہوئے ہین اور اپنے معبود
حقیقی کو بھولے ہوئے ہین اگر تیرا نشان پردۂ دنیا سے مٹ جائیگا تو یہ سب خرابیان برطرف ہو جائینگی یہ
سنکر زنگار جادو نے کہا مجھے کون مٹا سکتا ہی سلیم جادو نے کہا جس نے پیدا کیا ہی وہی نابید
بھی کرسکتا ہی زنگار جادو نے کہا سامری و جمشید نے میری موت ہی نہین خلق کی سلیم جادو
نے کہا کہ سامری و جمشید کیا گتے تھے جو تیری موت خلق کرتے جس نے سامری و جمشید
دونون کی موت کو خلق کیا وہی تیری موت کا بھی خالق ہی بقا سوا ذات معبود کے
اور کسی کو بھی نہین ہی وہ ذات معبود جاودانی ہی باقی جو کچھ کہ ہی وہ فانی ہی یہ سنتے ہی
زنگار جادو کو نہایت غیظ آیا اور پکاری کہ معلوم ہو گیا اجل تیری دامنگیر ہی تو کسیطرح
راہ راست پر نہ آئیگا یہ کہکر جھولی مین ہاتھ ڈالا اور ایک قمقمہ عبیری رنگ کا نکالکر
چھوڑا کہ وہ بلند ہونے لگا سلیم جادو نے پنجۂ سحر کھینچ مارا پنجہ نے آتے ہی اُس قمقمہ کو
پکڑ لیا زنگار جادو ہنسی اور اسنے بھی جھولی سے پنجہ نکالکر کھینچ مارا دونون پنجے آپسمین
لڑنے لگے اسی کشمکش مین وہ قمقمہ ٹوٹا اور دونون پنجے جلکر خاک ہوگئے اور گلابی دھوان
منتشر ہو کر پھیلنے لگا تمام لشکر سلیم جادو کو آکر گھیر لیا سلیم جادو تو پاؤن مار کر اسطرح
غرق زمین ہوگئے کہ کسی نے انکو جاتے نہ دیکھا اور اپنے مقام پر ایک پتلہ سحر قائم
کر گئے لیکن وہ دھوان جو لشکر پر پھیلا تو عجب اندھیر مچا دیا جسکے دماغ مین دھوان
نے سرایت کی وہ از خود رفتہ ہو گیا اور پکارتا ہوا چلا کہ ای ملکہ زنگار جادو کہان ہی
گل سامری کہ ہم اُس گل کے شیفتہ ہین جلد بتائیے اور راہ راست دکھائیے ہمین
سلیم جادو نے بہکا کر مطیع اسلام بنا لیا تھا اور پوشیدہ دو سو خداوندون کو ہم سے
چھڑا دیا تھا اب ہم پھر راہ راست پر آنا چاہتے ہین یہ کہتے ہوئے زنگار جادو کی طرف
چلے زنگار جادو نے جو دیکھا کہ اب یہ سب مسحور ہوگئے اور کسی مین ہوش
نہین ہی کہا میری طرف آکر کیا کروگے جاؤ اور اُس آتشخانہ مین جلکر پہلے اپنے کو
پاک کرو بعد اسکے گل سامری توڑ لینا کہ وہین تمھارا نخل تمنا بھی موجود ہی یہ
سنتے ہی بارہ ہزار ساحر مع طالب جادو و مطلوب جادو نعرے یا خداوند
سامری و یا خداوند جمشید کے کرتے ہوئے اُس آتش خانہ کی طرف چلے
زنگار جادو نے اُس انبار ہیزم مین آگ دلوا دی کتنی شعلے بھڑک رہے
تھے اور درمیان آتش وہی گلدستہ سحر جو اُس نے انبار ہیزم پر نصب کر دیا تھا
بڑھکر ایک درخت ہو گیا اور گلہائے زنگار رنگ اُسمین شگفتہ ہوگئے یہ بارہ ہزار ساحر
جھومتے ہوئے قریب آتش خانہ کے پہونچے اور ہاتھ پھیلا پھیلا کر گل توڑنے
کے واسطے بڑھے لیکن مانند پروانون کے شعلہائے آتش مین جلنے لگے
شور و فریاد بلند ہوا بہیر شور کرتے تھے اور خاک اڑاتے تھے کچھ گھڑی بہر تک

یہ ہنگامہ برپا تھا تمام ساحر جلکر خاک ہوگئے زنگار جادو نے رفیع البخت کی جانب
دیکھکر آواز دی کہ کیوں اے لڑکے دیکھا تو نے اب میں تجھے بھی سمجھاتی ہوں کہ مثل
سلیم جادو کے اپنی زندگی خراب نکر اور جوانی کو اپنی تلف و تباہ نکر ورنہ اسی طرح
جلکر خاک ہو جائیگا رفیع البخت نے کہا اور لگا تہ کیا جھک مارتی ہے اور گوہ کھاتی ہے
جو تجھ سے ہوسکے قصور نکر ہمیں بھی بعد اپنے ماموں کے اس دنیائے فانی میں رہنا
منظور نہیں ہے زنگار جادو چاہتی ہے کہ پھر سحر کرکے ان سب کو بھی مبتلائے بلا کروں
کہ جانب کوہ سے ایک ابر سفید پیدا ہوا زنگار جادو بھی کوئی ساحر مددگاران سلیم جادو
سے آتا ہے اور بہر رفیع البخت بھی متحیر تھے کہ اب کون آتا ہے یکایک وہ ابر سفید آکر
آتش خانہ ساحری پر برسنے لگا اور شعلے افسردہ ہونے لگے زنگار جادو حیران
ہے کہ یہ کون ہے حال اسکا دریافت ہوئے تو رد سحر کروں کہ ایکمرتبہ تمام آتش
گل ہوگئی اور درمیان آتش سے طبقہ زمین کا شق ہوا اور نعرہ سلیم جادو کا
ہوا سلیم جادو نے اس درخت کو اکھیڑا اور زنگار جادو کی طرف چلا اور
آواز دی اور لگا تہ دیکھا تو نے کہ میرے خدا نے مجکو تیرے سحر سے کس طرح بچا لیا
اب تو میرا وار روک بس یہ دیکھتے ہی زنگار جادو حیران ہوگئی اور پریشان ہوئی
کہ غضب ہوا نخل ساحری اسکے ہاتھ آگیا فوج کو اشارہ کیا کہ مارلو سلیم جادو کو
بارہ ہزار ساحر گولے ترنج و نارنج پکڑ پکڑ کر سلیم جادو کی طرف چلے اور چہار
طرف سے گھیر لیا سلیم جادو نے خس و فتنا دیکھا کہ سب پاس آگئے ہیں
بس درخت کو سر پر چرخ دیکر جو مارا تمام پھول درخت سے جدا ہوئے اور پنکھڑیاں بکھریں
بجلیاں بن بنکر ہر ایکے پر گرنے لگیں ساحر مرنے لگے شور گیرودار بلند ہوا تھوڑے عرصہ
میں سلیم جادو نے اسکے بھی بارہ ہزار ساحروں کو جلا کر خاک کردیا اب صرف
زنگار جادو باقی رہ گئی اور سلیم جادو رہ گئے دونوں طرف کے کل ساحر مارے گئے
زنگار جادو نے کہا اے سلیم جادو واسی دن کے واسطے میں نے تجھے علم سحر تعلیم کیا تھا
کہ تو مجھی پر حربہ کرے سعدی: کس نیاموخت علم تیر از من که مرا عاقبت نشانه نکرد
سلیم جادو نے کہا اے زنگار جادو اگر تو بدکاری پر کمر نہ باندھتی اور خود ہی آمادہ
فساد نہوتی تو میں ہمیشہ تیرا ادب کرتا اور تجکو بزرگ اپنا سمجھتا مگر تو نے نیت اپنی
خراب کی اور میرے شباب کو نہ دیکھ سکی اور یہ تیرے غرور کا ثمرہ ہے جو پیش آیا
ورنہ میں وہی سلیم جادو ہوں کہ اب بھی تو مجھے علم سحر بتا سکتی ہے زنگار جادو نے
کہا افسوس تجھے یہ بھی یاد نہ رہا کہ میں نے تجھے آتش خانہ ساحری بتانے کے
قاعدے بھی تعلیم کردیے تھے اگر میں پہلے سے سمجھ لیتی کہ یہ سحر میرا تو رد کردیگا تو
دوسرا انتظام کرتی سلیم جادو نے کہا قضا ایسے ہی غفلت کے پردے ڈال دیتی
ہے اور موت عقل انسان کی کھو دیتی ہے اب بھی تو اپنے حرکات ناشائستہ سے توبہ کر

ورنہ زرنگار جادو وادو میرے ہاتھ سے قتل ہوتی پر اُسکے غرور نے اُسکو پست کیا اب
اِس طرف نور صبیح البخت نقارہ شادمانی بجوا کر سلیم جادو پر سے زرنثار کرتے ہوئے پھرے
اور خیمہ میں داخل ہوے اور آدھا لشکر امیر المکان کو لیکر قلعہ میں گئے کہ اب سر کہو اُٹھا ٹھیک نہیں
ہے جیسا کچھ ویسا تھا اسکا خاتمہ ہو چکا جسوقت خداوند ہوش میں آئینگے اُسوقت دیکھا جائیگا یہان
تو لوگ معالجہ میں امیر المکان کے مصروف ہیں اور وہان ملکہ ناوک فگن کو خبر پہونچی
کہ سلیم جادو فتحیاب ہوے اور زرنگار جادو ہاتھ سے سلیم جادو کے ماری گئی
یہ سنکر قریب تھا کہ ملکہ ناوک فگن کو شادی مرگ ہو جاے یا نوبال کھولے ہوے
رو رو کر اپنے بھائی اور فرزند کے لیے دعائیں مانگ رہی تھی یا سر سجدہ میں رکھا اور
شکر پروردگار عالم بجا لائی اور رفیع البخت پاس کہلا بھیجا کہ اے فرزند میرے بھائی کو لیکر
جلد آؤ رفیع البخت اور نور الدہر سلیم جادو کو لیے ہوے پاس ملکہ ناوک فگن کے آئے
ناوک فگن بھائی کے گلے لپٹی فرزند کو گلے سے لگایا نور الدہر نے ملکہ ناوک فگن
کا سر گلے سے لگایا تصدقات آنے لگے اور مستحقون کو تقسیم ہونے لگے کئی روز تک بیداری
موقوف رہی جب امیر المکان کو صحت ہوئی تو اُسنے لشکر اپنا قلعہ سے باہر نکالا اور حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ گز زنی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے لشکر
رفیع البخت کے خبر لیکر خدمت میں اپنے آقا کی آئے اور خبر طبل بجانے کی رفیع البخت
نے کہا کچھ پروا نہیں کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و عنایت باری نقارہ طبل جنگی
یہان بھی کوس حربی پر چوب پڑی اور تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات جوانان لشکر
ہتھیارون کی درستی میں مصروف رہے اور تلوارون کو صیقل کیا کیے اتنے میں جانب
مشرق سے سپیدۂ سحری نمودار ہوا طائر آشیانون سے نکل نکلکر شاخ درخت پر
بیٹھے اور بزبان بے زبانی حمد پروردگار بجا لانے لگے ہواے سرد کے جھونکون نے
چراغون کو افسردہ کیا گلون کو کھلایا سبزۂ خوابیدہ کو جگایا دونون طرف کے
لشکر اپنے اپنے طریقے کے موافق عبادت پروردگار بجا لا کر عازم میدان کارزار
ہوے اور امیر المکان تخت پر سوار ہو کر قلب لشکر میں متمکن ہوا اور شہزادہ
رفیع البخت اور شہزادہ نور الدہر بعد ادا ے فریضۂ سحری لباس جنگ سے آراستہ
ہو کر اپنے اپنے مرکبون پر سوار میدان جنگ میں آئے صفین آراستہ ہونے لگین
میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنداول آٹھون صفین درست
ہوئین اور سردار اپنے اپنے منصب کے موافق دس دس پانچ پانچ قدم
آگے بڑھکر کھڑے ہوے اور نور الدہر و رفیع البخت لشکر سے چالیس قدم آگے
بڑھکر بہ جثۂ صدا جنفرائی قائم ہوے نقیب نقابت کرتے گوشہ ٹھہر کر پکارا کہ
اثر پردۂ بیابان گرد سے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ خیرہ خیرہ سے گرد زیر آسمان رسیدہ
و پاے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار ہو انتہا سے

زسم ستوران دران پہن دشت ۔ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ۔ اسپ وہ بجھنے لگے یہ
کون آتا ہے کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو کر دستے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد
سے چالیس علم نشانہ چالیس ہزار سوار کا نمودار ہوئے پھر پھریرے علموں کے
سیاہ و زرنگاری تھے تعریف آنچہ لیے ہوئے وہ سب خداوندوں کی مرقوم تھی آگے آگے
ایک گبر نابکار کرگدن سیاہ پر سوار چوب دست گران سنگ سنبھالے ہوئے پشت پر
چالیس ہزار سوار بہ پاکین اٹھائے چلے آتے تھے جو ہر کارے کہ برائے دریافت حال
روانہ ہوئے تھے انھوں نے آکر عرض کی کہ فرزیل شیردل چالیس ہزار سوار سے
برائے مدد امیر المکان آیا ہے امیر المکان نے چند سرداروں کو برائے استقبال
روانہ کیا لوگ گئے اور باعزاز تمام اسکو لیکر آئے فرزیل شیردل شامل لشکر کفار
ہوا اور لشکر کی صفیں باندھکر استادہ ہوا کہ یکایک دوسری گرد اٹھی اور سافرامرز
گرزن فیل سوار پچاس ہزار سوار کی جمعیت سے آکر پہونچا اور شریک لشکر کفار ہوا
بعد اسکے تمیس سر سست ساٹھ ہزار سوار سے آکر پہونچا اور لشکر امیر المکان میں
شامل ہوا اس کے بعد ارزال فیل سر ایک لاکھ سوار سے آکر پہونچا اور شامل
لشکر کفار ہوا ان سرداروں کی آمد میں شام ہو گئی تھی طبل بازگشت بج گیا اور
دونوں لشکر اپنے اپنے فرودگاہ کی طرف متوجہ ہوئے امیر المکان نے ایک روز
ان سرداروں کی دعوت و ضیافت میں گذارا اور دوسرے روز دربار میں
سب کیفیت رفیع البخت کے آنے کی اور جوجان بفزدار خوار وزنگار جادو کے
مارے جانے کی بیان کی یہ سنکر فرزیل شیردل نے کہا اب ساحر آپ کی مدد پر نہیں اور
سلیم جادو حریف کا شریک ہے اسکا کیا انجام ہوگا جس وقت رفیع البخت شکست
کھائے گا سلیم جادو اسکی طرفداری ضرور کرے گا امیر المکان نے کہا اس سے
اطمینان رکھو اسلئے کہ خدا پرست غیر ساحر سے ساحر کو مقابلہ نہیں کرنے دیتے
ہیں کیونکہ انکا اور انکے بزرگوں کا یہی طریقہ ہے ساحر تو ساحر ایک غیر ساحر سے وہ شخص
کبھی نہیں لڑنے جاتے وہ کیسا ہی زبردست ہو اور ساحروں پر ہمیشہ انکی تاکید رہتی ہے
کہ خبردار چاہے ہماری شکست ہو یا فتح غیر ساحر پر دست اندازی نکرنا اگر رفیع البخت
مارا بھی جائیگا تو بھی سلیم جادو دخل نہ دیگا ہاں اگر کوئی ساحر مقابلہ کو آئیگا تو بیشک
سلیم جادو لڑیگا اور مقابلہ کریگا فرزیل شیردل نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو کچھ پروا نہیں
آپ طبل جنگ بجوائیے میں کل ہی رفیع البخت کو نیچا دکھا دونگا اور سارا غرور خاک
میں ملا دونگا یہ سنکر امیر المکان نے حکم طبل جنگ دیا نقارہ کو زر چوب پڑی اور
آواز نقارہ کی گرجی خبر رفیع البخت کو پہونچی کہ فرزیل شیردل نے اپنے نام پر طبل جنگ
بجوایا ہے یہاں بھی کوس حربی لشکر میں آیا دونوں لشکروں میں تمام رات تیاری
ہوا کی صبح کو دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوئے بعد درستی میدان

نقیب لقابت کرکے ہٹے تھے کہ فرزیل شیردل نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت
امیر المکان کے آکر اجازت جنگ مانگی امیر المکان نے کہا کہ جا تجکو اپنے دست قدرت کے
سپرد کیا فرزیل شیردل بار دگر مرکب پر سوار ہوکر میدان میں آیا پہلے خوب سلحشوری کی
جس وقت پسینے میں غرق ہوا ایک مقام پر ٹھہر کر نیزہ زمین پہ گاڑ دیا اور دم کو آراستہ
کرکے آواز دی کہ ای رفیع البخت تو نے خداوند کو اسقدر پریشان کیا کہ ہم لوگوں کو آنا پڑا اگر
دعوی مردمی و مردانگی ہے تو نکل صف لشکر سے اور آکر سامنا کر بلا ایسے کلمات سننے کی
رفیع البخت کو کب تاب تھی اسیوقت باگ مرکب کی لی اور سامنے فرزیل شیردل
کے آکر آواز دی کہا او مرد وہ میں تیری خدمتگزاری کو موجود ہوں فرزیل شیردل نے کہا لا
ضرب بہادری کی کہ میری ضرب طمانچہ ملک الموت ہے بچنا دشوار ہو جائیگا پہلے جو حملہ اپنا کمال ہے
تاکہ تجھے یہ ہوس باقی نرہے کہ میرا وار نہ چلنے پایا رفیع البخت نے فرمایا بس زیادہ گوئی سے
کوئی فائدہ نہیں ہے کھوٹے کھرے کا حال ابھی کھلا جاتا ہے لیکن پہلے تو وار کرا سلیے کہ
ہم اہل اسلام سے ہیں واللہ ہمارا پیشہ سبقت نہیں ہے یہ سنکر فرزیل شیردل نے
نیزہ سینہ سپر کیکے رفیع البخت پر مارا رفیع البخت نے ترچھے ہوکر نیزہ کو خالی دیا اور
ڈانٹ پکڑ کر جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے فرزیل شیردل کے چھوٹ گیا فرزیل شیردل
اوندھے منھہ یال مرکب پر آرہا رفیع البخت نے قبضہ شمشیر اسکے سر پر مارا کہ سر
فرزیل شیردل کا پاش پاش ہوگیا اور پھڑک کر مرگیا بس اسکے مرنے ہی
امیر المکان نے آواز دی کہ ایک ایک مقابلہ کروگے تو یہ سب کو مار لیگا
ارے سب ملکر ٹوٹ پڑو یہ کہنا تھا کہ کئی لاکھ سواروں نے گھوڑے اٹھا دیے اور
رفیع البخت پر آپڑے ادھر شاہزادہ کا نور الدہر فوج گران لیکر پڑے دونوں لشکر
بلگئے اور تلوار چلنے لگی صداے تکبیر و ہزن بلند ہوئی سر برسنے لگے طوفان آب تیغ
کا زور ہوا سیلاب فنا نے کشتی حیات کا فران کو غرق کرنا شروع کیا
زمین پر سیل خون جاری ہوگیا بازار موت گرم ہوا جانوں کی ارزانی اور
جنس حیات کی گرانی ہوئی شام تک اسقدر تلوار چلی کہ کشتوں کے پشتے اور
لاشوں کے انبار ہوگئے جو سوار مارے گئے تھے انکے گھوڑے ٹاپتے پھرتے تھے
اور لاشوں کو کچل رہے تھے مردمان لشکر کفار کی یہ حالت تھی کہ ہر چہار جانب کو مشکل
دیوالوں کے جاے امن ڈھونڈھتے پھرتے تھے اور آپس میں کہتے تھے بھائیو کہاں کو
ان مسلمانوں کے ہاتھ سے جان کا بچنا بہت دشوار ہے مشکل ہے سو یہ جان ہے تو جہان ہے
اگر زندہ رہینگے تو کہیں نہ کہیں ملازمت بھی ہو جائیگی ہمارا تو اس نوکری کو سلام ہے آخرکار
طبل بازگشت بجا اور دونوں لشکر میدان سے پھر کر اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے اور لاشیں
میدان جنگ سے اٹھوا لی جانے لگیں جس وقت دونوں جانب کے کشتے اپنے اپنے طریقہ
سے دفن ہوا لوگوں اٹھا کر دفن کیے گئے اور شمار ہوا تو معلوم ہوا کہ ایک لاکھ سوار کفار کے مارے گئے

اور دس ہزار مسلمان کام آئے آجکی رات تو آرام سے گذاری دوسرے روز پھر صحبت میخواری
گرم ہوئی اور سردار جمع ہوئے جام شراب ناب کو گردش ہوئی جس وقت دو دو چار چار
جام سب نے پیے اور دماغ کو بادۂ ناب و آب آتشین نے گرم کیا تو قیمس سرمست نے
امیر المکان کی طرف دیکھکر کہا یا خداوند آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے امیر المکان
نے کہا ای قیمس سرمست دیکھا تو نے کہ اس طفل نے کیا حالت کی فرزیل اپنے شہروں کی
اگر تو بھی مقابلہ مین مغلوب ہوا تو سوا خفت کے اور کیا حاصل ہوگا خداوندی تو زنگار جادو
کے مرنے سے ست گئی اب بادشاہی تم لوگون کی قوت پر باقی ہی اگر تم سب بھی یکے بعد دیگرے
مارے جاؤگے تو سلطنت بھی خاک مین ملجائیگی اور مثل خداوند لقا کے مجھے بھی بھاگنا
پڑے گا یہ سنکر قیمس سرمست وغیرہ نے کہا ہم اب بھی آپکو خداوند ہی سمجھتے ہین آپ
اسقدر پریشان ہون اگر چاہا ہوئے تو سو خداوندون سے تو آپ کی خداوندی پھر سے
قائم ہو گی اور ہم ان خدا پرستون پر غالب آئینگے رفیع البخت کس کس سے مقابلہ
کرے گا اور کس کس کو قتل کرے گا آخر کسی سے تو مغلوب ہوگا یہ سنکر امیر المکان کو
تسکین ہوئی اور اسنے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اسی وقت نقارہ زرہی پر چوب پڑی اور
آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر رفیع البخت کو پہونچی کہ پھر فوج کفار مین کوس حربی بجا ہے
فرمایا کچھ پروا نہین کہدو ہمارے لشکر کا طبل بھی بجے یہان بھی نقارہ زرہی گرج گیا
دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہوئی تمام رات درستی آلات حرب و پیکار
مین گذری جس وقت سپیدۂ سحری نمودار ہوا اور محفل ستارگان مین برہمی
ہوئی دونون لشکر صف آراے میدان کارزار ہوئے اس طرف امیر المکان
تخت پر سوار تھا سات لاکھ سوار گرد حفاظت مین لیے ہوئے تھا اور اسطرف
شاہزادۂ نور الدہر اور رفیع البخت بھی دو لاکھ سوار و پیادل کی جمعیت سے
صفین آراستہ تھے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب شوپیا دیکر [illegible]
قیمس سرمست میدان مین آیا اور بعد عطشوری بسیار دم کو آراستہ کر کے
مبارز طلب ہوا ہنوز شاہزادۂ رفیع البخت نے مرکب نہین نکالا تھا کہ اختر شاہ
نے باگ مرکب کی لی اور گھوڑے کو بڑھا کر سامنے شاہزادۂ رفیع البخت کے
آیا اور عرض کی کہ ای شہریار عالی وقار امیدوار ہون کہ آج تماشا میری جنگ کا
دیکھیے آخر ہم جان نثار کس دن کے واسطے ہین رفیع البخت نے کہا ای اختر شاہ
تم نے یہ کیا حرکت کی مجھے پوچھے اسنے بڑے پہلوان کے مقابلے کو
نکل کھڑے ہوئے مین نہین چاہتا کہ میری محبت مین تم اپنی جان شیرین
کو تلف کرو اختر شاہ نے کہا ای شہریار مین ضرور اس ملعون سے مقابلہ
کرونگا پہلے وہ آپکے غلامون سے تو لڑے پھر دیکھا جائیگا اگر وہ مجھپر غالب
آیا اور مین ہاتھ سے اسکے مارا گیا تو حق نمک سے بھی ادا ہوا اور مرتبۂ شہادت

تھی حاصل ہوا اور اگر تحیات ہوا تو تمام زمانے سے غازی کا خطاب پایا اور عالم میں
سرخروئی حاصل ہوئی مجھ سے نہیں دیکھا جاتا کہ جو کافر میدان میں آتا ہے آپ خود اسکے مقابلہ کو
تشریف لیجاتے ہیں اور غلاموں کو اپنے بچاتے ہیں ہر چند بظاہر قوے میرے حریف سے کم ہیں
لیکن آپ اندیشہ نکریں اگر چاہا پروردگار عالم نے تو ابھی اس مغرور کا سر کاٹ لاؤنگا آخر رفیع البخت
ایسے مجبور ہوئے کہ اجازت دینا پڑی اور اختر شاہ دست بوسی کر کے جانب قیس سرمست
روانہ ہوا جب مقابل قیس سرمست کے آیا قیس سرمست نے کہا اپنا وار کر کہ حوصلہ دل کا
باقی نہ رہجائے اختر شاہ نے کہا ہمارا طریقہ پیش دستی کا نہیں ہے پہلے تو اپنا وار کر اگر خداوند عالم
نے تیرے وار سے بچایا تو میں اپنا وار کرونگا غرض بعد گفتگوئے بسیار نیزہ بازی شروع ہوئی
دیر تک طعنیں چلا کیں آخر کار اختر شاہ نے نیزہ ہاتھ سے قیس سرمست کے ہوائی
کیا اہل اسلام نے صدائے تحسین و آفرین بلند کی اور کفار نے بسبب شرمندگی کے
گردنیں نیچی کر لیں قیس سرمست نے خفیف ہو کر گرز کا وار کیا اختر شاہ نے
گرز اسکا رد کر کے اپنا وار کیا قیس سرمست نے اسکا وار بھی رد کیا جس وقت
گرز سے بھی کام نہ نکلا تو تلواریں کھینچ گئیں رد و بدل ہونے لگی قضائے کار اتفاقات
روزگار پاؤں مرکب اختر شاہ کا موش خانہ میں گیا اور گھوڑے نے سکندری کھائی
تو وہ سر سے گرا اور تیغ سر پر پڑتا اختر شاہ نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر علیحدہ ہوا لیکن
ذرا سا زخم سر میں اختر شاہ کے آیا قیس سرمست نے کہا مجھکو کسی اور کو اسلیے کہ
یہ زخمی ہو گیا رفیع البخت کو یہ حرکت قیس سرمست کی پسند آئی کہ اس نے
جرأت کا کام کیا اور زخمی پر ہاتھ نہ اٹھایا لیکن اختر شاہ نے کہا میں زیادہ زخمی
نہیں ہوں ابھی لڑنے کے قابل ہوں قیس سرمست نے کہا میں زخمی سے مقابلہ
کرنا پسند نہیں کرتا شاہزادہ رفیع البخت مرکب اڑا کر پہونچ گئے اور اختر شاہ
کو پھیر لائے کہا ابھی بہت سے سردار میرے لشکر میں ہیں کیا ضرورت ہے کہ تم اس
حالت میں تکلیف جنگ کی برداشت کرو اختر شاہ رفیع البخت کے اصرار
سے واپس آیا بعد اسکے تمقام شیر زور نکلا کئی وار کے رد و بدل کے بعد
یہ بھی قیس سرمست کے ہاتھ سے زخمی ہوا اسکے بعد اور چند سردار نکلے
وہ بھی ہاتھ سے قیس سرمست کے زخمی ہوئے اور ایک سردار رفیع البخت
کا شہید بھی ہوا بس یہ دیکھکر رفیع البخت کو تاب نرہی اور مرکب کو چمکا کر سامنے
قیس سرمست کے آئے قیس سرمست نے تلوار ماری رفیع البخت نے
ہاتھ بند دست پر ڈالدیا قیس سرمست نے بھی ہاتھ گریبان میں ڈالا زور
ہونے لگے مرکب لنگروں کی تاب نہ لاکے بیٹھ بیٹھ گئے دونوں نے دامن
زرہ گردانے اور گھوڑوں سے کود کر کشتی لڑنے لگے تھوڑے سے ہی
عرصہ میں زرہیں پارہ پارہ ہو گئیں آپس میں داؤ پیچ ہونے لگے دونوں طرف سے

سردار قریب آ کر تماشا کشتی کا دیکھنے لگے اور لشکر آسکے برابر آ لگے تمام دن
کشتی رہی شام کو بھی جدا ہوسکے دوسرے روز بھی وہی حالت تھی لیکن
قریب شام رفیع البخت نے لنگ قیصر سرمست کا توڑا اور سر پر چرخ دیکر
زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا رفیع البخت کودکے چھاتی پر آ بیٹھا اور مشکیں
باندھکر لاہور تیغ گام کے حوالے کیا اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھرے
امیر المکان قیصر سرمست کے گرفتار ہو جانے سے نہایت رنجیدہ ہوا اور پھر کر
داخل بارگاہ ہوا اور شہزادہ رفیع البخت نقارہ شادیانی بجاتے ہوئے
اپنے لشکر میں آئے قیصر سرمست کو زندانخانہ میں بھجوا دیا اور آپ لباس رزم
اتارا اور پوشاک بزم پہنکر کچھ دیر بارگاہ میں بیٹھے بعد کچھ دیر کے دربار برخاست
کر دیا اور جاکر آرام فرمایا جب صبح ہوئی تو پھر بارگاہ میں تشریف لائے اورنگ
شوکت پر جلوہ افروز ہوئے لاہور تیغ گام سے کہا کہ قیصر سرمست کو حاضر کرو
لاہور تیغ گام گیا اور حکم داروغہ زندان کو پہونچایا وہ قیصر سرمست
کو لیے ہوئے حاضر ہوا رفیع البخت نے ایک فرنگل آہنی اسکے واسطے بچھوا دیا
تھا جس وقت قیصر سرمست سامنے آیا شہزادہ رفیع البخت نے بیٹھنے کو
فرمایا قیصر سرمست اس اخلاق پر نہایت خوش ہوا اور سلام کرکے بیٹھ گیا
رفیع البخت نے ساقی کو اشارہ کیا اس نے دو ایک جام پے بہ پے دیے جب
دماغ قیصر سرمست کا گرم ہوا تو شہزادہ نورالدہر نے فرمایا ای قیصر سرمست
تجھے میرے فرزند نے کیونکر زیر کیا قیصر سرمست نے عرض کی جس طرح بہادر
بہادروں کو زیر کرتے ہیں فرمایا پھر کیا کہتا ہی قیصر سرمست نے عرض کی کہ
تابعدار ہم بندہ ایم اسی وقت قید اسکی کاٹ دی گئی اور خلعت سے سرفراز
ہوا رفیع البخت نے فرمایا ای قیصر سرمست ہماری اطاعت یہ ہی کہ مذہب اسلام
اختیار کرو اور دین بت پرستی کو ترک کرو یہ فرماکر وحدانیت پروردگار عالم
میں ایسی باتیں بیان کیں کہ زنگ کفر دل سے قیصر سرمست کے دور ہوا
اور بہ ارادہ صدق مسلمان ہوا بعد اسکے عرض کی اگر حکم ہو تو میں جاکر اپنے
لشکر کو بھی لے آؤں رفیع البخت نے کہا ای قیصر سرمست ایسا نہو کہ وہاں
جاکر مبتلائے بلا ہو جاؤ کیونکہ امیر المکان کو تمہارے مسلمان ہونے کی خبر ہو گئی
ہوگی اور یہ امر اسکے خلاف گذرا ہوگا مناسب یہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی سے کہلا بھیجو
اگر اہل لشکر کو تمہارا ساتھ دینا منظور ہوگا تو وہ سب خود ہی چلے آئینگے یہ سنکر
قیصر سرمست نے عرض کی اے شہریار عالی وقار بغیر میرے جانے کے پورا
کام نہ چلیگا اسلیے کہ وہ سب [illegible] اور دین باطل اختیار
کیے ہوئے ہیں میں جاکر سمجھا دونگا جو آنا [illegible] آئیگا [illegible]

اپنے سے آؤنگا سریع البخت نے کہا کہ اگر امیر المکان دغا کرے اور مجھکو گرفتار
کرکے قتل کروا ڈالے تو میری بڑی بدنامی ہوگی بعد کو اگر میں ایک کے بدلے ہزار سر کو
مار ڈالونگا تو کیا فائدہ ہوگا کسی کے قتل کرنے سے تم زندہ نہو جاؤ گے یہ سنکر
قیص سرمست نے عرض کی آپ اطمینان رکھیں میں بھی ایسا موم کا بنا ہوا
نہیں ہوں کہ گرمی جنگ سے پگھل جاؤنگا۔ سریع البخت خاموش ہو رہے اور
قیص سرمست اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا یہ خبر امیر المکان کو پہونچی
کہ قیص سرمست آتا ہے اس نے چند سرداروں کو براے استقبال روانہ
کیا جس وقت راہ میں ملاقات ہوئی قیص سرمست نے پوچھا کہ تم لوگ
کیا سمجھکر میرے استقبال کو آئے ہو مجھے اب اپنوں میں شمار نکرو اس لیے کہ
میں نے اطاعت شاہزادہ سریع البخت کی اختیار کر لی ہے یہ سنکر فرامرز گرزن
نے کہا اے قیص سرمست حقیقت ہم یہ نہ سمجھے تھے کہ تو مطیع اسلام ہو گیا ہم
براے استقبال آئے تھے مگر اب سر تیرا لیکر خداوند امیر المکان کی خدمت میں
جائینگے قیص سرمست نے کہا مجھے کوئی اندیشہ نہیں ہے ہر چند کہ بوقت رخصت
شاہزادہ سریع البخت نے مجھکو منع کیا تھا میں نے نہ مانا یہ اسکا نتیجہ پیش آیا
اگر میں ایسا سمجھتا تو کچھ لوگوں کو ہمراہ لیتا آتا خیر کچھ پروا نہیں ہے سرنوشتی چشم
زشمشیر حبیب است ہر چہ آید بسر من یا نصیب است میرا قتل آسان نہیں ہے تو جتنا تجھ
میں خوب جانتا ہوں سنبھال حربہ اپنا اور لا ضرب بہادری کی یہ سنکر فرامرز
گرزن نے نیزہ سینہ قیص سرمست پر مارا قیص سرمست نے نیزہ اسکا
بہ برکت اسلام ہوائی کیا فرامرز نے گرز مارا قیص سرمست نے گرز اسکا
سپر پر روکا شراتا پیدا ہوا شعلہ فلک کو نکل گیا مگر زمین ہول سے شق ہو گیا
مرکب غرق زمین ہو کر مارا گیا قیص سرمست گھوڑے سے کود کر علیحدہ ہوا اور
تلوار کھینچی مرکب فرامرز گرزن کو پی گیا یہ بھی پیادہ ہوا اب دونوں میں تلوار چلی
دونوں زخمی ہوے یہ خبر ادھر تو سریع البخت کو پہونچی ادھر امیر المکان کو
ہوئی کہ قیص سرمست اور فرامرز گرزن سے تلوار چل گئی اس طرف سے تو
سریع البخت و شاہزادہ نور الدہر مرکبوں پر سوار ہو ہوکر روانہ ہوے عقب میں
انکے لشکر بھی کھڑا ہوا اس طرف سے امیر المکان اپنے سرداروں کو ہمراہ
لیکر روانہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی لشکر گران چلا اول ارزال فیل سوار پہونچا
دیکھا اسنے کہ دونوں زخمی ہیں اور جھوم رہے ہیں اس ملعون نے فرامرز گرزن کو
تو علیحدہ کر دیا اور آپ قیص سرمست سے لپٹ پڑا یہ بیچارہ زخمی تھا اسی حالت
میں لڑنے لگا زخم زور کرنے کی وجہ سے شق ہو گئے اور استقدر نقاہت ہوئی کہ قیص
بیہوش ہو گیا ارزال نے باطمینان تمام اسکی مشکیں باندھیں اور لیکر چلا تھا کہ

گرد اڑی دیکھا شاہزادہ رفیع البخت نے کہ سپاہ رفیق اسیر ہوا اور ایک گبر ناہنجار
اسے گرفتار کرکے لیے جاتا ہے یہ نعرہ کیا کہ باش اے خرمساس خبردار ہوشیار
کہان جاتا ہے مین آپہونچا یہ سنکر ارزال فیل پیکر نے قیصس سرمست کو تو اپنے
ہمراہیون کے سپرد کیا اور آپ پلٹکر سامنے رفیع البخت کے آیا
اور کہا مجھے تو تلاش ہی تھی تیری اب تجھکو بھی قیصس سرمست کی طرح باندھکر لیجاؤنگا
رفیع البخت نے کہا مجھے حال تیری جرأت کا معلوم ہوگیا ہے کہ تونے حالت خماری
مین اسکو گرفتار کیا ہے ورنہ وہ ایسا نہ تھا کہ تو اتنی جلدی اسکو اسیر کر لیتا یہ کہکر تلوار
نیام سے لی اور آواز دی کہ لاشہ اپنا اٹھا ارزال فیل پیکر نے نیزہ مارا رفیع البخت نے
نیزہ اسکا تلوار سے قلم کیا ارزال فیل پیکر نے تلوار ماری رفیع البخت نے ہاتھ
شہدوست پر ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ اونٹ سے مثل ارزال فیل پیکر پال میکب پر آرہا بس
رفیع البخت نے دوسرے ہاتھ سے کمر پیچ کا شہہ بالکر جو زور کیا ارزال کو زین سے
اٹھالیا اور ہاتھ پر بلند کرکے پچھاڑ لشکر نے ارزال کے یورش کیا رفیع البخت نے
ارزال کو بجائے سپر ہاتھ پر لیا اور لڑنا شروع کیا آدھر شاہزادہ نور الدہر
نے تلوار کھینچی اور لڑنا شروع کیا شہزادی بھی ادھر سے امیر المکان کل فوج کو
لیے ہوئے آگرا اور تمام طرف سے تھا تمام شمشیر زن لشکر رفیع البخت کو لیکر آگیا
تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا ہر طرف کوندا برق شمشیر کا لپکنے لگا بارش خون
ہونے لگی امیر المکان شور کر رہا تھا کہ مارو ان خدا پرستون کو اور چھوڑو مت انکے
رفیق کو لوگ یورش کرکے رفیع البخت پر آتے تھے اور یہ دونون وار اپنے روکتے صفون کو
توڑکر پراگندہ کر دیتے تھے آخر لاہور سنبر نگام خنجر عیاری کھینچے ہوئے لڑ رہا تھا اور
داد مردی دے رہا تھا دفعتاً دیکھا ایک عیار ستارہ قیصس سرمست کا
لیے جاتا ہے لاہور سنبر نگام نے اسکا تعاقب کیا اور قریب پہونچکر کمند ماری کہ اسکے
حلقے گلے مین پڑگئے جھٹکا مارا کہ وہ گرا سنسنگر نے آواز دی اے افسران فوج
مین اسیر ہوا اور ستارہ چھٹا جاتا ہے یہ سنکر ایک سردار دوڑ پڑا یہان لاہور نے
خنجر مارکر کام اسکا تمام کیا تھا اور چاہتا تھا کہ ستارہ لیکر بھاگون کہ زنقیل سرزن
پہونچ گیا اور اسنے نعرہ کیا کہ او ناعیار یہ کیا کرتا ہے لاہور سنبر نگام نے دیکھا کہ
یہ سر پر آپہونچا جلدی سے دو ایک حقہ آتشبازی کے مار دیے کہ گھوڑا اسکا
بھڑکا لاہور سنبر نگام نے رفیع البخت کو آواز دی کہ اے شہسوار مین نے ستارہ
قیصس سرمست کا چھین لیا تھا مگر اب ایک گبر آپہونچا ہے خبر لیجیے ورنہ قیصس سرمست کو
دشمن لے گیا یہ سنکر رفیع البخت اسطرف متوجہ ہوا اور صفون کو توڑتے
ہوئے قریب پہونچکر زنقیل سرزن کو آواز دی کہ او ملعون ایک عیار سے مقابلہ کرتے شرم
نہین آتی زنقیل سرزن نے کہا تو سامنا کر رفیع البخت نے کہا مین تیری گوشمالی کو

سو جو وہیں ہوسکا ثقتیل تبرزن نے تیر مارا رفیع البخت نے ارزال کو بچا کے سپر بلند کیا تیر
زنجیر کمر سپہ ارزال سے ٹکرا کہ ٹھیک گئی اور ارزال زمین پر گرا اگر سے ہی بھاگا رفیع البخت نے جلدی سے وار
ثقتیل تبرزن پر کیا دوسرے تلوار ماری کہ مع مرکب اسکے چار ٹکڑے ہوئے لاسور تو پشتارہ جبعش سرمست کا لیکر
نکل گیا اور ارزال جو بھاگا تو ایک سوار کے کوتل گھوڑے پر بیٹھ کر پھر لڑنے لگا اور چاہا کہ لڑتا ہوا نکل جاؤں یکایک
شاہزادہ نورالدہر نے کہ شکار قابو میں آکر نکلا جاتا ہے بس جلدی سے مرکب کو چمکا کر ارزال سے سدراہ
ہوئے ارزال نے تلوار ماری نورالدہر نے وار اسکا رد کر کے جو ہاتھ تیغہ ابدار کا مارا تو تلوار سپر کو کاٹ کر خود پر
پڑی نورالدہر نے جسکا مارا کہ تلوار تا دو ابرو آئی ارزال نے سر کو کھینچا تلوار سر سے لگا کر گردن پر پہنچا
پر پڑی کہ گردن راہوار کی قلم ہوئی اور مرکب آتش بازی ہو گیا تو تک درمیان میں آگئے اور ارزال
فیل سر کو لیکے نورالدہر نے تعاقب کیا ادھر امیر المکان نے دیکھا کہ آج ہی جنگ کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے یہ
دونوں شیر بیشہ شجاعت ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے بس اسی وقت طبل امان بجوا دیا نورالدہر قریب ارزال
کے پہونچ گئے تھے وار کیا چاہتے تھے کہ آواز طبل امان گوش زد ہوئی اسی وقت ہاتھ روک لیا اور باگ
مرکب صبا رفتار کی پھیری ادھر رفیع البخت بھی قریب شکست امیر المکان کے پہونچ گئے تھے لیکن آواز
طبل امان کی سنکر پلٹ آئے دونوں لشکر علیحدہ ہوئے امیر المکان ارزال فیل سر کو لیکر پلٹا اور داخل قلعہ
ہوا علاج ارزال فیل سر کا ہونے لگا ادھر شاہزادہ نورالدہر اور رفیع البخت بھی مع لشکر میدان سے پھر کر
داخل بارگاہ فورا کین ہوئے پشتارہ جبعش سرمست کا کھولا گیا اور زخم دوزی ہونے لگی پٹیاں مرہم کی چڑھائی
گئیں دو چار روز طبل نہیں بجا کہ سرداران دونوں جانب کے زخمی تھے علاوہ اسکے اثنا بازار ان پر اسکا لشکری
روز لاشوں کے اٹھانے اور دفن کرنے میں گذر گئے تھے وہاں آقا رفیع اپنے کشتہائے جنگ کو بطور
اپنے مذہب کے جلا یا سونپ کا اب ارزال فیل سر اچھا ہوا لیکن متواس اسکے باختہ ہیں سمجھ چکا ہے کہ جنگ
ان لوگوں سے مشکل ہے امیر المکان بھی متردد ہے کہ کیا فکر کروں کہ یکا یک جانب صحرا سے تل گرد و غبار بلند ہوا
ہرکارے واسطے دریافت حال کے روانہ ہوئے بعد تھوڑی دیر کے آکر عرض کی کہ لشکر چلا آتا ہے خنجر گذار دیا ر
پہنچا پس عیاروں سے آتا ہوا تھے میں گردش ہوئی اور چلا کہ خنجر گذار آکر پہنچا امیر المکان کو سلام کیا اور
عرض کی کہ سردار ہمارا بہرام فیل سوار حضور کی مدد کے واسطے آتا ہے سرداروں کو برائے استقبال روانہ کیجیے
یہ سنکر امیر المکان نے افسران فوج کو برائے استقبال روانہ کیا اسطرف سے بھی سردار چلے ادھر ادھر آیا کہ
از پردہ بیابان گرد سے برخاست گرگردے تیرہ و تیرہ چہرہ سرگرد بر آسمان رسیدہ وپاے گرد درز میں
پیچیدہ زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار تھا یکایک ہوا سے ہلا کر دو کو گرد نے مارا ہو آلود دامن گرد شگافتہ ہوا
دل لشکر سے سو علم نشانہ ایک لاکھ سوار کا پیدا ہوئے پھریرے علموں کے سیاہ تھے اور انپر لکھا ہوا تھا
دوسو خداوندوں کی مدح مرقوم تھی آفرین صفت و ثنا سے امیر المکان مرقوم تھی اور آگے آگے ایک گبر نا ہنجار ایک
سرگرون مست پر سوار ہیبت پر ایک لاکھ سوار بہزار نمودار ہوئے اور ایک فیل مست زنجیروں میں جکڑا ہوا جھومتا
چلا آتا تھا معلوم ہوتا تھا کہ ایک کوہ بلند جنبش میں ہے یا سیاہی شب دیجور سمٹ کر ایک جا ہوگئی ہے دونوں
آنکھیں چمکتے ہوئے جوڑے دانتوں پر چڑھے ہوئے خرطوم دراز کو حرکت دیتا ہوا چلا آتا ہے سرداران امیر المکان
نے آگے اور بہرام فیل سوار کو استقبال کر کے لائے فیل کو ایک مقام پر باندھ دیا گیا اور بہرام داخل بارگاہ ہوا

اُنکے واسطے کافی ہی کہ رستم وقت ہو لیکن اگر یون کام نکل جاے تو بہتر ہے بیچارہ خاص الخاص کو کیون
تکلیف ہو یہ سنکے مہتر جلیاک یہ سنکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا یہان جسوقت کھانے پینے سے فرصت
ہوئی صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی جام شراب ارغوانی گردش مین آیا بہرام نے حال جنگ
پوچھا امیر الارکان نے ابتدا سے کیفیت ربیع البخت کے آنے کی اور عوجان عرادرفوار کے مارے جانے کی
بیان کی اُسکے بعد زنگار جادو کے مرنے کا حال کہکر رونے لگا اور کہنے لگا کہ ای بہرام اصل یہ ہی کہ مرنے
سے معشوقہ قدرت کے لطف خداوندی جاتا رہا جس روز سے ملکہ زنگار جادو نے انتقال کیا اس دن سے
مین نے فیلول نشینی ترک کردی اور سوگ نشینی اختیار کی بہرام نے کہا یا خداوند آپ پریشان ہون
میرا فیل ایک روز مین تمام لشکر حریف کو روند کے اوپر پامال کرکے ڈال دیگا اور جسوقت چنگھاڑیگا تو بہتر
آسیب ہو جاینگے اسوجہ سے مین نے نام اسکا تاریک رعد رکھا ہی یقین ہی کہ جسکو مقابلہ کرنیکی تکلیف بھی نہ اٹھانا
پڑیگی یہان تو یہ رنگ ہی اور وہان شاہزادہ ربیع البخت نے عریضہ موافق مرضی ملکہ ناوک فگن کی جانب
سے لکھکر تیار کیا اور ملکہ کو پڑھکر سنادیا ملکہ نے بہت پسند کیا اور میان بہار خواجہ سرا کو بلاکر عریضہ اسکے
سپرد کرکے کہا کہ تم جاؤ اور قبلہ و کعبہ کو ہمراہ اپنے لیتے آؤ یہ سنکر میان بہار نے نامہ سر سے باندھا اور اپنے
خیمہ کی جانب روانہ ہوے کہ ابھی وقت زیادہ تھا یہ تو اسطرف چلے آتے ہین اور اتفاقاً ایک خدمتگار
میان بہار کا نانبائی کی دوکان پر بیٹھا روٹی کھا رہا تھا اسنے مین ایک شخص مرد عامل وضع وہان آیا
اور کچھ باتین عمل و نجوم کے متعلق بیان کرنے لگا کہ وہ شخص ایسا عامل کامل ہی کہ ہزارہا جنون کو سر سے اتار کر
سیکڑون پریون کو جلا دیا ہی بادشاہ جن میرے قابو مین ہی ایسے لاف و گزاف اسنے بکے کہ سب
اُسکی باتین غور سے سننے لگے اور یہ خدمتگار بھی ہمہ تن متوجہ ہوگیا سبب یہ تھا کہ اسکی بی بی ہر پنجشنبہ کو کھیلا کرتی
تھی اور اُسکے سر پر کوئی شہید آیا کرتے تھے اسوجہ سے یہ بہت پریشان تھا اور اسکو فکر تھی کہ کوئی
عامل کامل ملے تو اُس سے اپنے درد کی دوا پوچھون اور حال بیان کرون شاید صورت صحت نظر آے اور یہ آسیب
دفع ہو اسنے جو باتین اُس عامل کی سنین کھانا چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ آپ میری تقدیر سے اسطرف
آنکلے وہ شخص تو ایسے مرد بزرگ کی تلاش ہی مین تھا مثل مشہور ہی کہ جوینده یابنده آپ ذرا غریب خانہ تک تشریف
لائیے عامل نے کہا کہ مطلب اپنا بیان کرو اسنے سب کیفیت اپنی زوجہ کی بیان کی کہ ہر جمعرات کو اُسکے
سر پر کوئی شخص آتے ہین اور نہایت پریشان کرتے ہین وہ اپنے آپ مین نہین رہتی ہی کپڑے اتار کر
پھینکدیتی ہی سبکو آزار پہونچاتی ہی بھائی کو شوہر اور شوہر کو بھائی بتانے لگتی ہی اگر آپ اُسکا علاج کرین
اور اس خلش کو دفع کردین تو مین اپنی اوقات کے موافق خدمت سے باہر نہین ہون یہ سنکر عامل
نے کہا ہان مجھے معلوم ہی کہ اُسکے سر پر ایک جن آتا ہی بلکہ مین اسی غرض سے اسطرف آیا تھا کہ اُس
جن کو تابع کرون اور سر پر سے اُس عورت کے اتارون الحمد للہ کہ یہان آکر ہی تجھ سے ملاقات
ہوئی خدمتگار نے کہا کہ آپ تو بیہ مانگی مراد کی طرح آگئے یہ خوش قسمتی میری اور اُس عورت کی
یہ کہکر دوکان سے اُترا اور عامل سے کہا کہ تشریف لے چلیے عامل اُسکے ساتھ ہوا خدمتگار راستہ لیے
ہوے اپنے مکان کی طرف جا رہا ہی راستے مین عامل نے پوچھا کہ تم کسکے ملازم ہو نام تمھارے مالک کا
کیا ہی کیا خدمت تمھارے سپرد ہی اسنے بیان کیا کہ مین میان بہار کا خواص ہون عامل نے کہا کہ جن کے

آنا رنے مین رات بھر گذرے گی تمھاری نوکری کا ہرج ہوگا خدمتگار نے عرض کی کہ اچھا پھر
آج معاف رکھیے کہ مجھے اسقدر مہلت نہین ہے وقت میری نوکری کا قریب ہے اور میان بہار
خدمت مین شاہزادہ نورالدہر کی جانے والے ہین اور مین بھی انکے ہمراہ جاؤنگا کہ میری نوکری ہے عامل
نے کہا کہ کیا میان بہار نورالدہر کے ملازم ہین اسنے کہا کہ نہین بلکہ انکی بہو ملکہ ناوک فگن کے ملازم
ہین اور ملکہ نے اپنے خسر کی دعوت کی ہے شام کو میان بہار عریضہ ملکہ کا لیکر خدمت مین شاہزادہ
نورالدہر کی جاوینگے اور انکو اپنے ہمراہ لاوینگے رات دعوت و ضیافت مین گذرے گی ہان کل مجکو رخصت
ہوگی اور خاست کا دن ہے اطمینان ہوگا عامل نے سب کیفیت سنکر کہا کہ اچھا کل سہی خدمتگار رخصت
چاہتا ہوا کہ ایسا نہ ہو کل آپ نہ ملین عامل نے کہا تم کیسی باتین کرتے ہو مجھے اس کام کا کرنا ہوتا تو
مین کہتے وعدہ کرتا مین رہنے والا ایسا کوہ کا ہون مجھے اپنے موکلون کے ذریعہ سے حال اس جن کا
معلوم ہو چکا ہے مین خاص اسکی گرفتاری کے لیے آیا ہون کیا خالی پھر کر تھوڑے جاؤنگا یہ سنکر خدمتگار
نہایت خوش ہوا اور عامل نے ایک نقش جیب سے نکالکر اسکو دیا اور کہا کہ اسے گلے مین اپنی عورت
کے باندھ دینا جن کو معلوم ہوگیا ہے کہ مین آگیا ہون وہ اگر تمھاری عورت کو بہت پریشان کریگا اور اگر
یہ تعویذ بندھا ہوگا تو کچھ نہ کر سکے گا اور مجھ پچھتا کر اسکو جنگلی وہین کہ انکو ملا کتون سے ملتے ہو سکا اور سو بیٹھے
جاؤ یہ پڑھی ہوئی بتیان ہین تم انکی دھوئے کو سونگھا کرو یہ سنکر اس اجل رسیدہ نے خوشی
خوشی ان بتیون کو لیا اور سونگھتا ہوا دور گیا ہوگا کہ چھینک مار کر دھم سے گرا اسکے گرتے
ہی عامل نے نعرہ کیا کہ بسم مستر چلیا نزدیک کر قریب آیا اور ٹٹول کر جو کچھ دیہ اس غریب
کے پاس تھا سب لے لیا اور کپڑے اسکے اتار کر آپ پہنے پگڑی اسکی اپنے سر پہ باندھی رنگ روغن
سپاری لگایا اور بالکلیہ صورت اپنی تبدیل کی اور اسی خدمتگار کی شکل بنکر اس بیچارہ کو تو ایک اندھے
کنوئین مین ڈالدیا اور آپ خیمہ خواجہ بہار کی جانب روانہ ہوا پہلے ہی دریافت کر چکا تھا جب وقت خیمہ
مین خواجہ بہار کے پہونچا سلام کیا اور عرض کی کہ غلام کھانے پینے سے فراغت کر کے آگیا ہے کیا ارشاد
ہوتا ہے میان بہار نے کہا کہ لالٹین روشن کر کہ چلکر شاہزادہ کو لے آئین ملکہ منتظر بیٹھی ہونگی کہ
آج شام سب ایک ہی جگہ کھانا کھاوینگے ایسا نہ ہو کہ دیر ہو جاے اور ملکہ پریشان ہون یہ سنکر
اسنے جلدی سے لالٹین روشن کی میان بہار نے دربار کے کپڑے پہنے ڈھیلا جوتا پاؤن مین ڈالکر عمامہ جلا
ہوا شملہ سر پر جیب ہاتھ مین اسکے آگے خدمتگار لالٹین روشن لیے ہوے اور پیچھے پیچھے میان بہار
روانہ ہوے جب خیمہ نورالدہر پر ہوے یہان شاہزادہ نورالدہر نماز مغرب سے فراغ حاصل کیا تھا بیٹھے
ہوے وظیفہ پڑھ رہے ہین کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ میان بہار حاضر ہین فرمایا بلا لو چوبدار اشارہ پاکر
باہر آیا اور میان بہار کو لیکر داخل خیمہ ہوا میان بہار نے سلام کیا نورالدہر نے اشارہ سے پوچھا کہ
خیریت ہے خواجہ بہار نے عریضہ ملکہ کا خدمت مین شاہزادہ نورالدہر کی پیش کیا نورالدہر نے خط لیکر
پاس رکھ لیا اور وظیفہ تمام کر کے خط کو ملاحظہ کیا لکھا القاب و آداب بزرگانہ کے تحریر تھا کہ میرا
جی چاہتا ہے کہ آج حضور میرے خیمہ کو روشن و منور فرماتے ہین اور عزت بخشین کہ رفیع البخت اور میرے
سب [illegible] حاضر ہین اور جو وقت سے حضور تشریف لا رہے ہین [illegible] کے دیکھا [illegible]

لڑائی موقوف ہو اس سے زیادہ اطمینان کا موقع نہ ملے گا لہذا آج خاصہ بھی یہیں نوش فرمائیے
اور اس کنیز خاص کی عزت بڑھائیے کیونکہ تفرقہ پردازی گردون سے سعادت یکجائی کی نہیں کبھی پیدا
ہوئی کہ آپکے فرزند کی صورت بھی نہیں دیکھی خداوند وسالم رکھے ربیع البخت کو کہ اسکی بدولت آپکی
زیارت بھی نصیب ہوئی اور طریقت اپنے وارث کی بھی دریافت ہو گئی ورنہ کچھ نہ معلوم تھا کہ کہاں ہیں
اور کس حال میں ہیں نورالدہر نے خواجہ بہار سے کہا کہ تم چلو میں آتا ہوں خواجہ بہار نے ہاتھ باندھکر عرض
کی کہ مجھے یہ حکم ہوا کہ اپنے ہمراہ لیتے آنا تاکہ عرصہ نہ ہو اور یہ بھی کہا ہے کہ حضور تنہا تشریف لائیں جاہ و
حشم آپکا تمام عالم پر روشن ہے سامان کے ساتھ آنا مناسب وقت نہیں معلوم ہوتا کہ ایسا نہ ہو دشمن
کو خبر ہو جائے اور وہ خلل انداز بزم نشاط ہو شاہزادہ نے فرمایا کہ بہتر ہے اور اسی وقت پوشاک طلب
کی لباس زیب جسم فرمایا تنہا اُٹھ کھڑے ہوئے کسی خدمتگار کو بھی ساتھ نہیں لیا اور ہمراہ میاں بہار
کے باشتیہ ملکہ ناوک فگن روانہ ہوئے جس وقت لشکر کو طے کر کے صحرا میں پہنچے اور شامیانے کا
مقام ملا تو اس خدمتگار نے لالٹین بجھا دی خواجہ بہار بہت خفا ہوئے کہ او ملعون یہ کیا حرکت کی یہ
کہکر بڑھے اور ایک کوڑا مارا کہ یہ بلبلا گیا اور کہنے لگا کہ میں ابھی روشن کئے دیتا ہوں یہ کہکر اس نے ایک
فتیلہ نکالا اور چقماق سے آگ نکالکر فتیلہ روشن کیا اور فتیلہ سے لالٹین روشن کر کے فتیلہ کو بجھا دیا
فتیلہ بجھتے ہی دھواں اسکا منتشر ہوا اور جہاں اسکی دماغ میں شاہزادہ نورالدہر اور میاں بہار
کے دماغ میں پہونچی سر میں درد سا پیدا ہوا اور چھینکیں مار مار کر دونوں بیہوش ہو گئے اور گرے
خدمتگار نے پلٹ کر نعرہ کیا کہ ہم جابک خنجر گذار ہیں قریب آیا اور خنجر کمر سے کھینچکر خواجہ بہار کا تو سر
کاٹ کر پھینکدیا اور چادر عیاری کمر سے کھولکر پشتارہ نورالدہر کا باندھکر پشت پر لگایا اور جانب
لشکر امیرالمکان روانہ ہوا وہاں امیرالمکان نے صحبت عیش برخاست کی تھی بہرام فیل سوار
رخصت ہو کر جا چکا تھا کہ عسر جابک خنجر گذار پشتارہ بردوش آکر پہونچا اور پشتارہ سامنے امیرالمکان
کے رکھدیا اور کہا کہ یہ داماد ربیع البخت کا موجود ہے اسے تو قتل کیجیئے سمجھ دیکھا جائیگا کل ربیع البخت
کو بھی گرفتار کر لاؤنگا یہ دیکھکر امیرالمکان نہایت خوش ہوا اور اسی وقت آہنگروں کو بلا کر شاہزادہ کو
اسیر طوق و زنجیر کر کے قریب اپنی بارگاہ کے مقید کیا اور آپ تو انتظار صبح میں سو رہا عسر جابک کو حفاظت
زندان سپرد کی وہاں ملکہ ناوک فگن اور شاہزادہ ربیع البخت رسم جلوہ و انتظار میں نورالدہر کے
بیٹھے تھے جب انتظار کرتے کرتے آدھی رات گذری اور خواجہ بہار بھی پلٹکر نہ آئے تو پریشانی بڑھی کہ کیا
وجہ ہوئی جو اس وقت تک نورالدہر یہاں نہ آئے اگر تشریف لانا منظور نہ ہوتا تو خواجہ سرا پلٹکر اطلاع
دیتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انتظار میں شاہزادہ کے کوئی کلمہ نہ کہا ہوگا لاہو پہر ہنگام موجود تھا اسنے عرض
کی کہ غلام جاتا ہے اور ابھی خبر لاتا ہے کہ کیا سبب ہوا جو یہاں تشریف نہ لائے یہ کہکر روانہ ہوا جاتے جاتے
حد لشکر سے گذر کر صحرا میں پہونچا اب چاند کی روشنی سے تمام صحرا منور ہو گیا تھا اور ہر چیز نظر آتی
تھی یکایک نظر لاہو کی ایک لاش پر پڑی کہ وہ صحرا میں زمین پر پڑی ہوئی تھی سر الگ تھا لاہو نے
جلدی سے قریب آیا اور دیکھا تو خواجہ بہار کو کشتہ پایا وہاں سے چھپتا ہوا خیمہ میں شاہزادہ نورالدہر
کے آیا لوگوں سے دریافت کیا کہ وہ شہریار عالی وقار کہاں ہیں ملازمین نے عرض کی کہ ملکہ کا خواجہ سرا آیا تھا

کہ تیری بارگاہ میں کوئی مرد نہیں ہے سب نامرد اور بزدل ہیں اب بھی نیند میری یاد کر کر اور بھیجا تو دیکھ
کہ کیا حال کرتا ہوں تیرے سرداروں کے خون سے تمام بارگاہ تیری لال کر دوں تو نام اپنا نور الدہر
نہ رکھوں بہرام کو یہ کلمات نہایت ناگوار گذرے مگر اطاعت امیر المکان سے مجبور تھا کہ سب کچھ سنا کیا
مگر کسی بات کا جواب نہ دیا تھا امیر المکان نے بہرام سے کہا کہ اپنے فیلبان کو بلا کر اس سرکش پر چھوڑ دو کہ
ایسے چیر پھاڑ کر دے یہ خبر سنتے ہی لاہور بہرام کے گلے پاؤں وہاں سے پھر اور دوڑا ہوا خدمت میں
شاہزادہ رفیع البخت کی حاضر ہوا اور عرض کی کہ ای شہریار باقبال غضب ہوا چاہتا ہے امیر المکان نے
فیلبان رعد کو طلب کیا ہے وہ ہاتھی شاہزادہ نور الدہر پر چھوڑا جائیگا سنا ہے کہ یہ فیل لشکروں کو پامال
کر دیتا ہے کہ ایک اسیر فیل و زنجیر کا ہلاک کرنا کیا دشوار ہے سنتے ہی شاہزادہ رفیع البخت تلوار ٹیک کر
اٹھ کھڑے ہوئے اور لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور لاہور بہرام سے کہا کہ میں چلتا ہوں تو لشکر کو لیکر جلد آ جو وقت
میرے نیزے کے نقرہ کی آواز سنا تو مع لشکر آ پڑنا یہ فرما کر مرکب اڑاتے ہوئے چلے دیکھا کہ سلیم جادو بھی تخت پر
اڑے ہوئے ساتھ ساتھ چلے آتے ہیں رفیع البخت نے پلٹ کر آواز دی کہ اے سوں جان آپ تشریف
لیجایئے اور بیٹا کو کام نظر آ جائے کہ میرے واسطے اطاعت بادشاہی اور شان سپہ گری کے خلاف ہے تو انہوں نے
کہا ای فرزند میں اور کسی سے مقابلہ نہ کرونگا صرف ایک کنکری اس فیل کو کھینچ مارونگا کہ فیل ہلاک ہو جائیگا
پھر تمہیں کوئی مطلب نہیں ہے شاہزادہ رفیع البخت نے کہا کہ نہیں یہ بھی برا ہے آپ پلٹ جائیے میں اس
فیل کو مار کر اپنے دادا کو رہا کر کے لاتا ہوں آپ والدہ مہربان کی نگرانی کیجئے کہ اونپر کوئی آفت تازہ
نہ آ جائے یہ سنکر مجبور ہو ناچار سلیم جادو تو واپس آ گئے اور ملکہ ناوک فگن سے ہمراہی انکے فرزند دلبند
کا بیان کیا کہ مجھے واپس کر دیا اور مدد نہ چاہی ملکہ ناوک فگن نے بال کھول دیئے اور درگاہ الٰہی
میں مصروف دعا ہوئیں کہ خداوندا تو ہی میرے فرزند کا حامی و مددگار ہے کہ وہ بچہ تنہا اتنے بڑے لشکر
پر گیا ہے وہ پہونچنا ہی تو آسان نہیں ہے راستے ہی میں دشمن قتل ہو جائینگے اگر تیری مدد ہو گی تو روکنا
مشکل ہو گا یہ تو ادھر مصروف دعا ہیں اور وہاں شاہزادہ رفیع البخت نے گھوڑا اڑا دیا اور
تلوار کھینچ لشکر پر کہ فوج پر سے جا گئے ہوئے مسلح و مکمل پہلے سے موجود تھی کیونکہ امیر المکان
کو یہ خیال تھا کہ رفیع البخت اپنے دادا کے چھڑانے کو ضرور آئیگا اسلئے پہلے سے فوج کو باخبر کر دیا
تھا لیکن شاہزادہ رفیع البخت نے صفوں کو توڑا اور لشکر کو پراگندہ کر دیا صفیں مثل کائی کے
پھٹ گئیں لوگ بسبب خوف کے خود راہ دینے لگے اور لشکر بھی شاہزادہ رفیع البخت کا تیار
ہو کر پہونچ گیا سرداران اولو العزم صفیں باندھے کھڑے تھے لڑائی اپنے آقا کی دیکھ رہے تھے
مگر اسپر شاہ کا حکم نہ تھا اس سے مجبور تھے ادھر قمیص سرمست اور دہر اختر شناس اور دہر قمقام
نیزہ در وغیرہ چالیس پچاس سرداران اور لاکھ سوار انکی پشت پناہ ہیں شاہزادہ رفیع البخت
صفوں کو توڑتا پھر دلوں کو درہم و برہم کرتا ہوا چلا جاتا ہے لشکر میں ایک ہنگامہ برپا ہے برق شمشیر
چمک چمک کر خرمن جان کفار پر گر رہی ہے اور کشت حیات کو جلا رہی ہے وہاں بارگاہ امیر المکان
میں یہ حالت ہے کہ شاہزادہ نور الدہر اسیر فیل و زنجیر کھڑے ہیں سرداران امیر المکان و نگہبان اور
کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ دیکھا کہ وہ ہاتھی آیا اور بہرام آنکھ اس فیل پر سوار ہوا کہ فیل سوار بہرام

امیر الکفان سے رفیع البخت اور نور الدہر نے لڑنا شروع کیا خون برسنے لگا ازرال خبیل سر
دروازہ بارگاہ پر آکر کھڑا ہوا کہ شاید کوئی سردار لشکر اسلام کا بارگاہ کے اندر آجاوے تو آسے روکوں
اور اندر بارگاہ کے داخل نہ ہونے دوں تاکہ یہ دونوں شیر گھبرا کر مار لیے جاویں وہاں پیران
کرگدن سوار اپنے گینڈے کو دوڑا کر سامنے رفیع البخت کے آیا اور آواز دی کہ او سرکش غضب کیا
تو نے کہ اندر بارگاہ خداوند کے نڈرانہ داخل ہوا اور اس قدر دست تعدی کو دراز کیا کب چھوڑتا ہوں تجکو یہ
کہکر تیغ آبدار کا وار کیا رفیع البخت نے وار اسکا رد کر کے تلوار ماری کہ گردن مرکب پیران کی قلم ہو گئی
مرکب نے چرخ مارا اور مرکب آتشبازی ہو گیا پیران مرد بہادر و آزمودہ کار تھا جستے ہی زین خالی کیا
جست کر کے پشت مرکب سے علیحدہ ہوا اور جھپٹ کر پاؤں مرکب رفیع البخت کے پکڑ لیے اور شکم مرکب
سے ملا کر جو زور کیا تو مع مرکب رفیع البخت کو اٹھا لیا رفیع البخت نے دیکھا کہ مرکب بلند ہو چلا ہے چاہا کہ
لنگر اردن مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ پہلوان لنگر سے لپٹ ہوکر ہلاک ہو جائے سے مر جاوے
زبردست ہے اگر زیر ہو کر مطیع ہوا تو لائق سپہ سالاری ہے یہ خیال کر کے اسی دم سے کبھی زین خالی
کیا اور کود کر گھوڑے سے پاؤں پیران کے پکڑ لیے اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا تو پیران
کو بھی بلند کر لیا پیران تو مرکب کو بلند کیے ہوئے ہے اور رفیع البخت پیران کو اٹھائے ہوئے ہے [illegible]
[illegible] کا معلوم ہوتا ہے کہ پیران حیران تھا کہ کیا زمین کبھی بلند ہوتی [illegible] جب [illegible] دیکھا تو ہوش
اڑ گئے رفیع البخت نے آواز دی کہ او غافل آنکھ کھول کر دیکھ ہیں تیرے اٹھائے ہوئے ہوں اور تو
مرکب کو اٹھائے ہوئے ہے شان سپہ گری یہ ہے کہ انسان کو اٹھائے ہے تو [illegible]
[illegible] گھوڑے کو اٹھائے ہوئے تھے پیران دل میں قائل ہوا کہ بڑا شہزور ہے اس سے مقابلہ کرنا [illegible]
[illegible] آسمان زمین [illegible] آواز دی [illegible] واقع میں جیسا آپکو سنا تھا ویسا ہی پایا [illegible]
رفیع البخت نے اسکو چھوڑ دیا تو پیران نے جھپٹ کر ایک سوار کفار کو مار کر مرکب [illegible]
اور رفیع البخت کی طرف سے لڑنے لگا کفار کو قتل کرنے لگا اور [illegible] دروازہ بارگاہ پہ ازرال خبیل [illegible]
تلوار کھینچے کھڑا تھا کہ قیس سرمست لڑتا ہوا قریب ازرال کے پہنچ گیا آواز دی کہ [illegible]
ازرال نے تیغہ مارا قیس سرمست نے وار اسکا خالی دیکر جو یا تیغہ آبدار کا مارا تو ازرال کے دو ٹکڑے ہو گئے
اسکے مرتے ہی تمام سرداران رفیع البخت نعرے کر کر کے گرے اور قتل عام شروع کر دیا دیکھا امیر الکفان
نے کہ رنگ لڑائی کا بے طور ہے پیشتر بارگاہ کی طرف سے نکل کر بھاگا رفیع البخت بھی ساتھ ہی اسکے بارگاہ
سے باہر آئے اور اسکا تعاقب کیا یہاں نور الدہر نے صد ہا کو کشتہ شمشیر آبدار کیا جو سردار امیر الکفان
کو لیکر نکل گئے وہ تو بچے باقی ماندہ ہاتھ سے نور الدہر کے مارے گئے تمام بارگاہ خون سے لال ہو گئی اب
نور الدہر بھی بارگاہ سے باہر آئے دیکھا کہ قیامت برپا ہے دونوں لشکر اسطرح ملے ہوئے لڑ رہے ہیں کہ
یہ معلوم ہوتا ہے دو بادل ملے ہوئے برس رہے ہیں چھینٹے بارش سروں کی ہو رہی ہے سر مانند اولوں
کے گر رہے ہیں کوندا برق شمشیر کا ایک سیاہ بادل سپہ دوں کے لڑ لڑ کے گرج رہے ہیں ہوا [illegible]
کا آیا ہوا ہے کشتی حیات طوفانی ہو رہی ہے بارش زرہ پوشوں کے جو کٹ کٹ کر گرے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے [illegible]
جال میں مچھلی [illegible] رہا ہیں [illegible] تھا [illegible]

بچھون کے تیر سے ایسے پھرتے ہین ہلم اسطرح گریسہ ہو گئے ہین کہ معلوم ہوتا ہو جانورون کے ساتھ اول تیر سے
پھرتے ہین ہر طرف نیچا سردار گھبرایا ہی بازار موت گرم ہو جانون کی خریداری ہو سبزہ صحرا کا لالہ گون ہو رہا ہے
گھوڑون گھوڑے سے لاشون کو روندتے پھرتے ہین ایسی حالت مین نورالدہر سے اور مقتام قوی تن سے سامنا
ہوا مقتام نے انکو پیدل پاکر ایک گرز مارا نورالدہر نے وار اسکا خالی دیا کہ یہ جگہ پاس مین اونٹ کے
پیدل ہو کر ہوا پیرا را نورالدہر کے گردن اسکی پکڑ کر جھٹکا مارا کہ سر کے بل زمین پر گرا نورالدہر جست کر کے
اسکے مرکب پر سوار ہو گئے اور مقتام کو آواز دی کہ اب تو پیدل ہو گیا ہے مقتام نے چاہا کہ مرکب کو پکڑ کر ڈالو
امیر اصرک اور دشمن کے زیر ران رہے نورالدہر نے اسکا ارادہ فاسد دیکھ کر نیزہ مارا کہ سینہ
اسکے پڑا اور پشت کو توڑ کر پار گذر گیا اب جو نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر نیزہ کو سر سے بلند کر کے
زمین پر مارا کہ استخوان اسکے پارہ پارہ ہو گئے ادھر رفیع البخت نے جو یہ شوکت اپنے دادا
کی دیکھی نہایت خوش ہوئے اور پکارے کہ سبحان اللہ اگر ایسے نہ ہوتے تو صاحبقران کیونکر مشہور
ہوتے اسپر رفیع البخت بھی قریب امیر المکان کے پہونچ گئے اور آواز دی کہ باستش اد گھبرا ہجار مین
آپہونچا امیر المکان نے کہا کہ او بندہ بے ادب کہان آتا ہے خبردار اپنے خداوند پر دست اندازی
نکرنا ورنہ اف کرونگا تو تو جلکر خاک سیاہ ہو جائیگا رفیع البخت نے کہا او گمراہ بکتا کیا ہے مین
ابھی تجکو راہی دوزخ کیے دیتا ہون یہ کہکر قریب پہونچ گئے دیکھا امیر المکان نے کہ اب شیر کا
سوپر [illegible] تلوار ماری رفیع البخت نے جھپکی دی کہ تلوار اسکی پشت پر پڑی قبضہ مروڑ کر تلوار چھین لی
اور کمر بند پکڑ کر اٹھا لیا نورالدہر نے ماشاء اللہ چشم بد دور کی آواز دی اور کہا کہ ای فرزند مین بھی
آتا ہون اس ملعون کو چوبرنگ ہوائی کرنا یہ سنتے ہی رفیع البخت نے امیر المکان کو ادھر اچھال دیا اور
منتظر ہوئے کہ یہ گرنے لگے تو چوبرنگ کر دون کہ لیکا یک سرخ چمکی فوراً آنکھین سبکی جھپک گئین اور ایک پنجہ
پیدا ہوا کہ امیر المکان کو لیکر نظرون سے پوشیدہ ہو گیا اور ایک آواز پیدا ہوئی کہ ای رفیع البخت اب
تمام عمر ڈھونڈھا کروگے تو اسکو نہ پاؤگے یہ خداوند حقیقی کے پاس جاتا ہے یہ رنگ دیکھ کے لشکر امیر المکان
نے کہا کہ ہم کہان جائین سوا اسکے اور کچھ نہ بن پڑا کہ ان لوگون نے چادرین ہلانا شروع کرین اور آواز
امان بلند کی اور پکارنے لگے کہ بیشک خدا سے نادیدہ برحق ہے اسوقت لاہور تیز گام اور ممتر جلباک
خنجر گزار سے سامنا ہو گیا دونون نے تیغ کھینچ کھینچ چپا چپ کرنے لگے جب وہ وار کرتا ہے یہ جست
کر کے نکل جاتا ہے جب یہ وار کرتا ہے وہ جست کر کے نکل جاتا ہے اسی طرح لڑتے لڑتے پاؤن لاہور
تیز گام کا کاسہ سر پر پڑا اور لاہور گرا جلباک نے وقت کو غنیمت جانکر تیغ مارا لاہور نے جلباک کو لگائی
اور لڑکھڑاتا ہوا قریب جلباک خنجر گزار کے آگیا وار جلباک خنجر گزار کا تو خالی گیا لاہور نے وہین سے حلقہ
کمند کے مارے ساتون حلقے گردن مین جلباک خنجر گزار کے پڑ گئے جھٹکا دیا کہ جلباک تو زمین پر گرا اور لاہور
نے اسکی چھاتی پر چڑھ کے سر کاٹ لیا ادھر شور الامان سنکر رفیع البخت و نورالدہر نے بھی ہاتھ روکا
دونون لشکر بھی علیحدہ ہو گئے رفیع البخت نے لشکرگاہ امیر المکان پر قبضہ کیا اور سلیم جادو اپنے ماموں
کو یہان کا حاکم مقرر کر کے ہرکارون کو واسطے تلاش امیر المکان روانہ کیا یہان امرا و رؤسا شہر لوٹ آئین
حاضر ہوئے نذرین گذرانین اور مذہب اسلام کو اختیار کیا بعد اسکے افسران فوج نے آکر شرف کی مبین

کیا حکم ہوتا ہے رفیع البخت نے کہا کہ اگر تمہیں مذہب اسلام اختیار کرنا ہو اور ساتھ ہمارا دینا ہو تو
قتل ساحروں کے اپنے کو اس کشت کا ملازم جانو ورنہ جہاں چاہو چلے جاؤ ان لوگوں نے عرض کی کہ
ہم حضور کو چھوڑ کر کہاں جائینگے یہ سب بھی مسلمان ہو گئے اب تمام بتکدے منہدم کرا دیئے گئے مسجدیں
بنائی گئیں نام پر بادشاہ اسلام سکّے ڈھلوائے اب یہیں رہ کے جاری ہوا اب شاہزادہ رفیع البخت
منتظر ہیں کہ کسی ذریعہ سے پتا امیر المکان کا ملے تو جاکر اسکو قتل کریں یہی تو وقتا بارگاہ میں
جلوہ افروز تھے سرداروں کا مجمع تھا سلیم جادو بھی موجود تھے چوبدار نے آکر عرض کی کہ ایک مرد کوہی
نہایت سن رسیدہ باریاب ہونا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ میں چند راز بیان کرونگا شاہزادہ نے فرمایا کہ بلاؤ
جسوقت وہ سامنے آیا سلام کیا شاہزادہ نے بیٹھنے کو اشارہ فرمایا ایک کرسی علیحدہ بچھی ہوئی تھی یہ سلام
کرکے اس کرسی پر بیٹھ گیا رفیع البخت نے نام پوچھا اور سبب آنیکا دریافت کیا اس مرد معمر نے بیان
کیا کہ مجھکو ہامان کوہی کہتے ہیں اس ملک سے قریب ایک کوہ واقع ہے ایک مدت سے رہتا ہوں وہ
امیر المکان کا پیوستہ ہے تغیرات دنیا کے میں نے دیکھے یہانتک کہ میری عمر ساڑھے تین سو برس
کی ہوئی اسی زمانہ سفر ملک عدم کا نزدیک آگیا ہے میں نے زمانہ آپکے نانا صاحب نوذر اور تاک لنشین کا دیکھا
عجب مرد بزرگ تھے کہ انھوں نے باوجود حکومت و ملک کے دنیا کو ترک کیا اور لباس کہنہ میں زندگی
اپنی بسر کردی انکے بعد وہ وقت بھی دیکھا کہ ساریقا دریانشین نے جو ساحر زبردست ساحری
وقت جمشید زمانہ تھا آپکے نانا صاحب کو قتل کیا انکے خون ناحق سے دست و دامن کو آلودہ
کیا اور ملک ناوک فگن سر بھی کیا اور اپنے بیٹے کو وزیر گردانا سحر و ساحری میں شہرہ آفاق کر دیا یہ مشہور
تھا کہ بدیع الملک اس مقام کو فتح نہیں کر سکتے بلکہ شاہزادہ رفیع البخت اپنے نانا کے خون ناحق کا
عوض لینگے ان تمام باتوں کو اس ہامان کوہی نے اسطرح بیان کیا کہ اہل دربار ہمہ تن گوش ہو کر سننے
لگے اور اسکی خوش بیانی کی داد دیتے تھے رفیع البخت نے پوچھا کہ اے ہامان مقام ساریقا دریانشین
کے رہنے کا بیان کرو کہ کام چلے ان گذشتہ افسانوں کے سننے سے سوا عبرت حاصل کرنے کے اور کوئی
فائدہ نہیں ہے یہ سنکر ہامان کوہی نے عرض کی کہ ساریقا دریانشین دریا میں رہتا ہے اسے معلوم تھا کہ نواسہ
نوذر اور تاک لنشین کا اگر مجھکو قتل کریگا اور عوض اپنے نانا کے خون کا لیگا تو اسنے یہ اہتمام کیا تھا کہ
امیر المکان کو اس ملک کی خداوندی سپرد کرکے زرنگار جادو کی حفاظت میں دیا تھا اور چند ساحروں کو
معین کیا تھا کہ انھوں نے ورشہ نا کر رستہ کو مسدود کیا تھا الحمد للہ کہ آپنے ان تمام مقامات کو فتح کرلیا
لیکن مرحلہ نہایت سخت و دشوار ہے کہ مچھلی جادو وزیر ساریقا دریانشین نے دریا سے سحر کا انتظام کیا ہے اور انکی
جانب سے دیو سنگر جادو محافظ دریا ہے وہ دیو بھی ساحر زبردست ہے سحر اسکا یہ ہے کہ جسوقت وہ نعرہ مارتا ہے
تو کسی کو بھی تاب سماعت نہیں لا سکتا ہے زہرہ آب ہو جاتے ہیں تاثیر سے نعرہ کی آواز سنکر روح
جسم سے پرواز کر جاتی ہے کسکی مجال ہے کہ اسکے سامنے جا سکے اور لڑنیکا خیال اگر وہاں تک کوئی پہنچے
بھی اور دیو کو مارے بھی تو اسکے تو سامنا فوج کا ہوگا جسوقت نہنگان اس دریا میں چھوڑ دیجائینگی
تو حباب پیدا ہونگے اور لپیٹ کر کشتی کو غرق کردینگے لوگوں کو ... دوسری جانب سے مگر
مچھیوں کا پیدا ہونا اور انکی بھی بیدفاعت ہو کہ کشتیوں کو غرق کردیں لوگوں کو نگل جاتی ہیں کیا ممکن ہے

کہ کوئی انس دریا کو عبور کر سکے اور راستہ بھی وہاں جانے کا سوا اس خاکسار کے کسی کو معلوم
نہیں ہے لیکن اسکے آگے مجھے بھی معلوم نہیں ہے اور میں دستانہ طور پر عرض کرتا ہوں کہ حضور اس طرف
جانے کا قصد نفرمائیں کہ انواع و اقسام کی بلاؤں کا سامنا ہوگا یہ سنکر سلیم جادو نے نعرہ آہ کا مارا اور
رونے لگے ربیع البخت کی طرف دیکھکر کہا کہ ای فرزند مناسب اس ارادہ سے باز رہنا بہتر ہے دور کرو اور
جانے دو منتقم حقیقی خود روز حشر انتقام لیگا یہ سنکر ربیع البخت نے کہا کہ ماموں جان آپ اسقدر پریشان
کیوں ہیں جو خدا بروز قیامت سزا و جزا کا مختار ہے وہ اسوقت بھی مددگار ہے اگر انہیں قدرت ہے تو
مجھکو ضرور مظفر و منصور کریگا قبل ازین زنگار جادو کی نسبت بھی آپکا یہی خیال تھا لیکن خداوند عالم نے
انہیں سب کیا میں ضرور جاؤنگا آپ اسی مقام پر رہیے اور یہاں کی حکومت کیجیے میں جاتا ہوں اور اس
دریا کے سحر کو مٹائے دیتا ہوں سب کارخانہ سحر درہم و برہم کیے دیتا ہوں سلیم جادو نے کہا ای فرزند یہ
موقع جوانمردی و شجاعت کا نہیں ہے وہاں کسی پہلوان سے نہیں لڑنا ہے جسے اپنے زور بازو سے
زیر کرو گے وہ کارخانہ سحر کا ہے پرندے کے پر جلتے ہیں شیخچپہ کو کیا مقدور لوہوں کی نسبت تک
سن لیا اور ربیع البخت نے کہا قسم ہے پروردگار عالم کی کہ میں ضرور جاؤنگا اور اس کافر کو مار کر
مار کر اپنے نانا کے خون کا بدلہ لونگا میں جو ارادہ کر چکا وہ کر چکا خداوند کریم کو زندگی ہماری منظور ہے تو
وہ بچائیگا ورنہ ہمراہ نانا کے نواسے کا خون بھی اس ملعون کی گردن پر ہوگا آپ اس امر میں زیادہ اصرار
نکریں اپنے سخن کو ضائع نفرمائیں کہ دنیا میری نظروں میں تیرہ و تار ہو رہی ہے سلیم جادو نے کہا کہ ربیع البخت
کہنا میرا نماننے کا انھوں نے کہا بابا مجھے قسم ایسی کھائی کہ اب میں کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں خداوند کریم
تمہارے ارادے میں برکت دے اور تمکو مظفر و منصور کرے مگر اتنا کہنا ہے کہ قسم کھا چکے وہاں بڑے بڑے
ساحر ہیں وہ سمجھا تو جا نہیں سکتے جب تک ساحر نہو کیونکر پہنچ سکتا ہے ہاں خداوند کریم مدد کرے اور نصیب یاوری کی
راہبری ہو تو شاید تم پہنچ جاؤ اور میں اپنی زبان کو نہیں روکتا ہوں یہ خیال دل سے دور کرو تمہارا
یہی خیال تھا جو منع کیا اسواسطے کہ اگر خدانخواستہ تمکو چشم زخم پہنچا تو میں نادر نگین کو کیا منہ دکھاؤنگا
وہ کہینگی کہ تم ایسے کیسے تھے جو بچے کی حفاظت نہ کرسکے اپنی جان بچا لی حالانکہ ہر کس و فرحت میں
کوئی چارہ نہیں ہے لیکن یہ کوئی نہیں دیکھتا میں تمہارے ساتھ ضرور چلوں گا لیکن اتنی مہلت دو کہ میں
ایک موتیار کر لوں شاید بکار آمد ہو یا تو ماموں نے تمہارے اپنی بھی جان دی اور بابا مارا ان ملعون کو
ربیع البخت نے کہا میں نے اس نظر سے آپکو منع نہیں کیا تھا کہ آپ ڈرتے ہیں بلکہ اس لحاظ سے عرض
کیا تھا کہ میں تو اس طرف جاؤنگا یہاں ان لاکھوں ناموس کی حفاظت کون کریگا اس مقام پر بھی کسی نہ کسی کا رہنا
ضروری ہے سلیم جادو نے کہا کہ بابا مرگ انبوہ جشنے دارد جب تم نہوگے تو ہم جی کے کیا کرینگے آپس وقت ہو تو
سب ملکر چلو جو خدا دکھائے اسکا کیا حاصل ان کو خلعت دیکر رخصت کیا اور کہدیا اگر اسپر قبضہ ہو تو
ہم دریا ہے سحر کی طرف چلتے ہیں اگر ضرورت ہوگی تو تمکو طلب کرینگے تم تمہارا ہمراہ ہو لینا اور
بالفعل کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن حسب الطلب فوراً آ حاضر ہونا عرصہ تک بابا سلیم کو سوا انتظار کے
ان مقامات کا واقفکار کوئی نہیں ہے ایسا نہو کہ تم عرصہ کردیا ان کو ہی نے عرض کی کہ کیا طاقت
ہے غلام کی کہ عدول حکمی کرے اگر حضور کے برخلاف ہوتا تو از خود اسیکیون حاضر ہوتا اور حالات

سے ہوانے اور کھیلنے لگی دھوان جو گوگل لوبان وغیرہ کا بلند ہوتا تھا اسکو سونگھتے تھے اور قلقاریان
مارتے تھے چنانچہ یکے بعد دیگرے سب عورتون کی ایک حالت ہو گئی کہ جھوم رہی تھین اور جھوم
رہی تھین لہنگون کے لنگ باندھ لیے تھے اور شور مچا رہی تھین کہ سب سو بابا فی سبکا تھوڑا لگا
کھیلین بال کا عجب طرح کا رنگ تھا کہ سکھاوتن و سرکا ہوش نہ تھا کنواری لڑکیان مگر کسی طرح کا تماشا سب
آنکھون تھا پیٹھ پھری ناچ رہی تھین سلیم جادو یہ حال دیکھکر اپنے مقام سے اٹھے اور وہ عورت جسنے
پہلے کھیلنا شروع کیا تھا اسکو سلام کرکے ہاتھ باندھکر سامنے کھڑے ہو گئے کہنے لگے معلوم ہوتا ہے
آپ نے غرض اس خاکسار کی قبول فرمائی اور اس کا پہاڑ آن کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رونق
دی ظاہر یا گیا عنایت و مہربانی میرے حال پر کی ہے لونا چماری نے جواب دیا کہ اے سلیم جادو تم نے یہ کیا
کہ میری کہا مجھی وہم خیال نہ کچھ آئی ہو دیکھو وہ سامنے بیٹھی ہوئی ہے سلیم جادو نے اسکو بھی سلام کیا اسے
جب سب گانا سنتے ہین اور بیہوش ہو ہوکر جھومتے ہین بال کھلے ہو گئے ہین کچھ پھول گیندے کے کہین
ہار گلے روندے پڑے ہین اور سامان کچھ سب جمع ہو رہا ہے خوک بچون کو دوڑ دوڑ کے جھٹکا کرتے ہین
خون انکا پی رہا ہے اور سلیم جادو کو یہ بین تیل وغیرہ ملا کے سب پر چھڑک رہے ہین یہ سب آنکھین لال لال
کیے ہوئے کہ خوش ہو رہے ہین اور آپس مین کھیل رہے ہین اور کہتے ہین کہ یا سامری یا جمشید اسی طرح سے انکے
بالان سے نکلنے لگے یہ معلوم ہوا کہ شب تار مین جگنو چمک رہے ہین کیا تاب تھی کسی کی کہ اس ہیبت ناک منظر
کو دیکھ سکتا یہ سلیم جادو ہی کا جگرا تھا کہ بیٹھے تکر رہے تھے اور تماشا انکا دیکھ رہے تھے اور پھر
ساحر جو قریب انکے بیٹھے تھے وہ کہہ رہے تھے کہ یہ آپ ہی کا ریاض تھا کہ ان چڑیلون کو بلا کر اپنے قابو مین
کیا آج طلسم روحانی کا تماشا دیکھا الحاصل یہ سب کھیل کھیلکر تھکین اور [illegible] ہوکر بیٹھین سلیم جادو نے ان
سب کو شراب پلائی سور کے کباب کھلائے اور بجائے عطر کے [illegible] انکے گھرون مین [illegible] یہ سب کھا پی
کے سیر ہوئین تو سلیم جادو نے لونا چماری کے سامنے ہاتھ باندھے اور گڑگڑا کر کہنے لگے کہ اے ماتا مین نے
آپکو بہت تکلیف دی اور آپکو اپنے صاحبون سمیت اس جلسہ روحانی مین بلایا آپ نے اس ناچیز کو سرفراز
فرمایا مین آپکا ممنون و مشکور ہوا اگر امیدوار ہون کہ جہان آپ نے یہ زحمت گوارا کی ہے وہان [illegible]
اور گوارا کیجیے کہ بالفعل مجھے مشکل درپیش ہے لونا چماری نے کہا وہ کیا مشکل ہے بیان کر سلیم جادو نے کہا
کہ مجھے راستہ دریاے محیط کا بتلا دیجیے یہ سنکر لونا چماری ہنسی اور کہا او سلیم تجھے معلوم نہین آل کہ
تو خدا پرستون کا شریک ہوکر مجھسے مدد طلب کرتا ہے تو نے بہت سے بندگان خاص ہمارے قتل کیے اور
اب محیط جادو کے مارنے کی فکر مین ہے سلیم جادو نے کہا کہ آپ پر سب حال روشن ہے کہ میرے باپ کو
ساریق دریا نشین نے بیگناہ قتل کیا پھر مین کیونکر اپنے باپ کے خون کا بدلہ اس سے نہ لون آپ ہی انصاف
کیجیے اور اگر مین خدا پرستون کا شریک نہ ہوتا تو یہ لوگ کیونکر پست ہوتے اور کسطرح شکست
ہو سکتے اب اگر آپکی مہربانی ہوگی تو مین اپنے باپ کے خون کا عوض اس سے لونگا ورنہ مجبوری
ہے اگر آپکے یہان بھی ظلم روا ہے اور کوئی عدل و انصاف نہین ہے تو نہ سہی [illegible] شب
ہر چہ آید بسر من بالغیب جسطرح اسنے اس شخص کے باپ کو مار ڈالا ہے مجھے بھی مار ڈالیگا یہ کہکر سلیم جادو
آنکھون مین آنسو بھر لائے اور گردن جھکا کر خاموش ہو رہے جسوقت لونا چماری نے انکو ملول دیکھا تو پکاری

لیے ہوئے خیمہ ملکہ ناوک فگن مین آئے اور کہا کہ تم اپنے فرزند کو سمجھاؤ کہ یہ اپنے ارادہ سے باز رہے مین
جاتا ہون اور سارے دریا نشین کو سزا سے معقول دیتا ہون انکا جانا مناسب نہین ہے سنا ہے کہ وہ مقام
مخوف ہے اگر دشمن انکے ہلاک ہوئے تو گویا گھر کا چراغ گل ہوگیا اور اگر مین مارا جاؤنگا تو کوئی اندیشہ
کی بات نہین ہے اسلیے کہ میرے مرنے ہی کے دن مین تیون پیشتر گذر چکے بقول شاعر ع گذری جوانی
پیری بھی ہول اشکار ہے ❊ اب جیت پچھلی رات کا کیا اعتبار ہے ❊ اگر یہ زندہ رہینگے تو پھر کوئی
تدبیر کرینگے اور سارے ملعون کو داخل جہنم کرینگے اور اگر خدانخواستہ کچھ نوعد گر ہوا تو ہم جیتے
جی مرجاینگے رفیع البخت نے عرض کی کہ او والدہ مہربان آپ ہی انصاف فرمائین کہ اگر مین
حضور کو جانے دون اور خود اجتناب کرون تو زمانہ مجھکو کیا کہیگا اب وہ زمانہ ہے کہ آپ راحت
وآرام مین زندگی بسر کرین آپکے اعضا تکلیف برداشت کرنے کے لائق نہین ہین ادھر تو یہ محبت
ہورہی ہے اور ملکہ ناوک فگن عجب شکنجہ مین پھنسی ہوئی ہے نہ ایسے ہوین پڑتا ہے کہ فرزند کو جانے دے
اور شوہر کو روکے نہ یہ ممکن ہے کہ شوہر کو جانے دے اور فرزند کو روکے کیونکہ اسمین بدنامی کا خیال ہے
کہ اگر فرزند کو روک لونگی تو یہ خبر سنکر شوہر بھی رنجیدہ ہوگا اور کہیگا کہ تجھکو فرزند اپنا عزیز
ہوا اور باپ کا چارہ خیال نہ کیا یہ اسی تشویش مین بیٹھی تھی کہ سلیم جادو آئے اور عرض کرنے لگے
کہ آپ انکے بھی بزرگ ہین اور میرے بھی اب جو مین عرض کرون اسے منظور فرمائیے اسواسطے کہ یہ
اسرار طلسمی ہے اسمین بہیوسہ کا موقع نہین ہے فاتح اس طلسم کا یہی فرزند ہے اسی کے ہاتھ سے
قتل سارے دریا نشین کی ہے دوسرے کے ہاتھ سے وہ ہرگز قتل نہ ہوگا اکیلا جانا بے سود ہوگا اب
آپ اسی مقام پر ٹھہرین اور اس ملک کا انتظام کرین ہمسب پر ہاتھ رکھین اور ہم جانبازون
کے حق مین دعا فرماتے رہین خداوند کریم دعا آپکی ضرور قبول فرمائیگا اسلیے کہ آپ مقبول درگاہ ایزدی
ہین ہمین فتح نصیب ہوگی اور عنقریب قدمبوسی حاصل کرینگے یہ سنکر نورالدہر خاموش ہورہے اور
مجبور ہوکر رفیع البخت کو اجازت دینا پڑی غرضکہ جب وہ روز آیا کہ بجرہ تیار ہوگیا اور سب سامان سفر
درست ہوگیا تو سلیم جادو نے بانو کو ہی کو اطلاع دی کہ اب ہم دریاے محیط کی طرف جاتے
ہین انکو چاہیے کہ بہت جلد اپنے کو ہم تک پہونچاؤ جس وقت یہ پیام بانو کو پہونچا یہ بھی
حاضر ہو سلیم جادو رخصت ہوگئے ملکہ ناوک فگن بھائی کو گلے سے لگا کر رونے لگی سلیم جادو بھی رونے
لگے دیر تک یہی حال رہا بعد اسکے رفیع البخت بھی ماں سے رخصت ہوئے ناوک فگن نے انکو بھی
گلے سے لگایا اور امام ضامن بلائے سپرد ان دونون ماموں بھانجون کے باندھا اور سلیم جادو سے چلتے
وقت کہا کہ بھائی یہ فرزند ال اس ہجرت کی اور ہمارا ہماری زندگی کا ہے اور نہایت بچہ ہے ذرا اسکی
طرف سے ہوشیار اور باخبر رہنا ایسا ہو کہ یہ بے عقل جرأت کر بیٹھے سلیم جادو نے کہا کہ حافظ حقیقی
نگہبانی کرنے والا ہے ہمارا خدا نگہبان ہے جیسی خدا نے اپنے مرحلے فتح کرائے ہین وہ اس مشکل کو بھی حل
کریگا یہ کہکر رفیع البخت کو ساتھ لیے ہوئے خیمہ سے باہر آئے رفیع البخت نے ہتھیار لگائے مرکب پر
سوار ہوئے بجرہ چھکڑے پر رکھوا لیا گیا اور سب جانب دریاے محیط روانہ ہوئے نورالدہر جوش
محبت مین دور تک پہونچانے آئے آخر رفیع البخت نے قسمین دیکر انکو رخصت کیا اب تھوڑے سامان

چلنے لگے تمام صحرا آتش بار ہوگیا درخت آتش بازی کی طرح جلنے لگے سلیم جادو نے
پھر سجدہ اسم سحر پڑھا اور چند دانے ماش کے اور مارے کہ وہ شعلے بھڑک بھڑک کر لشکر
ثمر جادو کی طرف چلے اور ایک شعلہ ثمر جادو کا دامنگیر ہوا ثمر جادو نے جلدی سے بچا اسم سحر
پڑھکر نوک زبان میں نشتر دیا اور خون چلو میں لیکر ان شعلوں پر مارا کہ سب شعلے تھم گئے پھر سلیم جادو
نے ذات کی کہ ایک شعلہ دہن سے اسکے نکلا اور ان شعلوں پر گرا اور سب شعلوں نے پلٹ کر ثمر جادو کی
طرف لپکا اب یہ حالت ہے کہ کبھی شعلے آگے بڑھتے ہیں کبھی تھم جاتے ہیں دونوں طرف سے دیانت
کے سحر ہورہے ہیں لیکن شعلے ہر مرتبہ بڑھا بیان ثمر جادو کے تحمل ہاتھی کو جلا دیتے ہیں حزین جان کو بکا
دیتے ہیں آخرکار ثمر جادو نے معمولی سحر کی خالی کی تمام ترنج و نارنج سحر کے پھینک مارے جب اشیاء سحر تمام
ہوگئے تو بے کیا گی اور سلیم جادو نے اشارہ کیا شعلوں نے اسکا تعاقب کیا اور پیچھے ثمر جادو کے چلے
ہر چند ثمر جادو نے بچنا چاہا مگر ممکن نہ ہوا شعلوں نے ہر چہار طرف سے ثمر جادو کو گھیر لیا اور کپڑوں میں انکے
آگ لگ گئی اور کپڑوں سے جسم میں آگ لگی پھونکنا شروع کیا ثمر جادو جلنے لگا سارا ریتی
دریا نشین کی محنت کا یہ پھل ملا کہ مانند نخل چنار خشک کے جلکر خاک ہوگیا اور اسکے ہمراہی فی النار ہو
ہوگئے بڑی دیر تک آندھی چلائی خاک اڑائی ہیں شور مچاتے رہے کہ کشتی ہم ظالم ہیں ثمر جادو ہو وحیث مردم
دہاندار و مطلب خود بر سبب ہم [illegible] وقت لاش ثمر جادو کی سرد ہوگئی اور ہیں شور مچا کر چلے گئے
نور روشنی ہوئی وہ تاریکی جو ثمر جادو کے مرنے سے ہر چہار جانب چھائی ہوئی تھی برطرف ہوگئی تو دیکھا
کہ عجیب [illegible] اور خوشنما عمارتیں بنی ہوئی ہیں کبھی نظر سے نگذری تھیں [illegible] شہزادہ رفیع البخت
نے پوچھا کہ یہ کسکا مسکن ہے سلیم جادو نے بیان کیا کہ اے فرزند یہ مقام ساربان دریا نشین کا ہے
یہ سنتے ہی رفیع البخت اس طرف بڑھے اور کہا کہ ابھی جا کر ملعون کو مارے ڈالتا ہوں مگر سلیم جادو
نے منع کیا اور کہا کہ بابا یہ بہت بڑا ساحر ہے اور بادشاہ ہے لاکھوں ساحر اسکے مطیع و منقاد ہیں اس سے
مقابلہ کرنا آسان نہیں ہے ذرا توقف کرو دیکھو تو پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے اگر جلدی کروگے
تو تمام خراب ہوجائیگا اور مبتلائے بلا ہوگے لہذا بہتر یہ ہے کہ وقت بھی کم رہگیا ہے شام ہونے کو ہے رات
اسی مقام پر بسر کرو صبح کو دیکھا جائیگا ساربان کی ہوشیاری مشہور عالم ہے اور انتظام ملک اسکا تمام سلاطین
کے ممالک سے بہتر ہے تمکو اور تمہاری ماں کو اسنے پرورش کیا ہے اور اپنی دختر کو تمہاری ماں کا زیر پرگردانا
ہے اور ہمیشہ ملکوں کی نہایت عزت و حرمت کی ہے اسپر دفعتہ حملہ کرنا مناسب وقت نہیں اور حکمت عملی
کے خلاف ہے اگر توقف کروگے تو سلسلہ نامہ و پیام کا شروع ہوجائیگا شاید اس سے کوئی نیک
نتیجہ نکلے یہ سنکر رفیع البخت خاموش تو ہورہے مگر سلیم جادو سے کہا کہ ہمارے ساتھ کوئی سامان نہیں ہے
نہ خیمہ ہے نہ بارگاہ نہ خادم نہ خدمتگار نہ فرش نہ بستر آخر رات کیونکر بسر ہوگی سلیم جادو نے کہا تم خاطر جمع رکھو
ہو تمہارے واسطے ہر سامان ہر مقام پر مہیا ہوسکتا ہے اطمینان رکھو اور تماشا دیکھو کہ ابھی جنگل میں
منگل نظر آئیگا اور سب کچھ مہیا ہوجائیگا یہ کہکر سلیم جادو ایک مقام پر بیٹھ گئے اور کچھ اسم سحر پڑھنا
شروع کیا کوئی گھڑی بھر پڑھتے رہے بعد وہ اسم تمام ہوگیا اب سلیم جادو نے ہر طرف پھونک کر [illegible] آواز
دی کہ اے خادمان قدیم حاضر ہو کہ وقت تمہاری نوکری کا آگیا یہ کہکر دستک دی دیکھا کہ دفعتہ صحرا [illegible] گرد

اور لڑتی اور جسوقت وا منہ گر دھانگا ئیدہ ہوا تو دل گروہ سے دو سو آدمی پیدا ہوئے ایک بارگاہ
چھکڑون پر بار کی ہوئی آنکے ہمراہ تھی تمام سامان آرایش بارگاہ کا فرش فروش جھاڑ
مردنگ کنول چھاپر کھٹ مسند سہری وغیرہ ہمراہ تھے ان لوگون نے آکر بارگاہ برپا کی سب سامان درست
کیے بعد اسکے سلیم جادو نے بایان طرف دیکھا اور آواز دی کہ اے لشکر سحر یہی وقت ہے تمہارے
آنے کا اور مدد کرنے کا یہ کہنا تھا کہ گرد اوڑی اور چالیس ہزار سوار پیدا ہوئے کہ درآکر قدمبوسی سلیم جادو
کی حاصل کی سلیم جادو نے رفیع البخت سے کہا کہ چلکر خیمہ مین آرام سے بیٹھو راستہ آسایش کے ساتھ
گذرا و صبح کو دیکھا جائیگا یہ کہکر رفیع البخت کو ساتھ لیا اور داخل بارگاہ ہوئے دیکھا رفیع البخت نے
کہ عجب بارگاہ ہے اور طرفہ آرایش ہے رنگین کرسیان قرینے سے لگی ہوئی ہین خادم و خدمتگار سب موجود
ہین رفیع البخت نے اپنے ماموں کی نہایت تعریف کی اور کہا کہ آپ تو سب سامان پوشیدہ طور پر اپنے
ہمراہ رکھتے ہین جہان ضرورت ہوئی ہر چیز مہیا ہوگئی پھر آپکو کسی سامان ظاہری کے ساتھ رکھنے کی کیا ضرورت
ہے اب یہ تو راحت و آرام کے ساتھ یہان بیٹھے ہین لیکن کچھ حال بارگاہ سارق دریانشین کا گذارش
ہوتا ہے کہ جسوقت اسے ثمر جادو کے مرنے کی خبر پہنچی اور یہ معلوم ہوا کہ سلیم جادو بھانجے رفیع البخت
کو ساتھ لیے ہوئے بعوض خون ناحق پدر کا لینے کو آیا ہے اسنے دریا عبور کیا دیوسنگر اور ثمر جادو کو مارا
اب سامنے ٹھیرا ہے یہ سنکر سارق دریانشین نہایت پریشان ہوا اور محیط جادو کی طرف دیکھکر
کہا یہ کیسا حصار تمنے قائم کیا تھا کہ دشمن یہانتک پہونچگیا محیط جادو نے کہا کہ سلیم کی یہ لیاقت نہ تھی
کہ وہ اس حصار مین راستہ پیدا کرسکتا نہین معلوم کسطرح اور کسکی مدد سے اس مقام تک پہونچا
اور دیوسنگر اور ثمر جادو قابل مقابلہ سلیم جادو نہ تھے جو اس سے عہدہ برآ ہو سکتے انھون نے حق
نمک ادا کیا اور جان نثاری کی مگر کچھ اندیشہ نہ کیجیے جسطرح سلیم جادو نے ثمر جادو کو جلا دیا ہے اسیطرح مین
سلیم جادو کو پھونک دونگا وہ چھوکرا ہے اسنے تیز ہی کیا ہے برسون علم سحر مین نے اسکو تعلیم کیا ہے اور
ابھی زندگی بھر تا سکتا ہون اول تو جسوقت سامنا میرا ہوگا وہ قصد مقابلہ کبھی نہ کریگا سارق دریانشین
نے کہا کہ اے محیط جادو اے وزیر خوش تدبیر سب کچھ سچ ہے مگر اسکے ساتھ دوسری بلا ہے اسکو کون ٹالیگا
محیط نے کہا وہ بلا کون سارق دریانشین نے کہا کہ رفیع البخت بھانجا سلیم جادو کا میرا قاتل ہے اور وہ
سلیم جادو کے ہمراہ یہان آیا ہے مجھے اسکی جانب سے بہت بڑا اندیشہ ہے محیط جادو نے کہا اے
بادشاہ ساحران ہوکر ایک بچے دست و پا سے خوف کرتے ہین اگر وہ قاتل ہے تو آپکا میرا کیا کرسکتا
مگر تم مین سکو پھونک دونگا بالفعل مین ایک نامہ سلیم جادو کے نام لکھتا ہون وہ شاگرد
ہے میرا یقین ہے کہ کہنا میرا مان لیگا اور نوبت جنگ و جدال کی نہ آئیگی اور اگر سمجھانے سے نہ مانے گا
تو خیر دیکھا جائیگا یہ کہکر محیط جادو نے ایک نامہ بنام سلیم جادو تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے
سلیم جادو تم بجائے فرزند ہو کہ مین نے علم سحر و ساحری تمکو تعلیم کیا ہے کچھ حق میرا تمپر ضرور ہے اسکا عوض
مین یہ چاہتا ہون کہ تم قتل سارق دریانشین سے باز رہو اور پلٹ جاؤ ورنہ مجکو تمہارے خون سے ہاتھ
بھرنا ہوگا کیونکہ مین نمکخوار بادشاہ ہون اور اب اس خیال کو دل سے دفع کرو کہ اسنے تمہارے باپ کو
قتل کیا ہے تو ہم بھی اسے قتل کرین اسواسطے کہ دنیا مین ایسا بہت کچھ ہوتا رہتا ہے انسان کو مین اپنی عافیت

یہ کہکر وہین بیٹھے بیٹھے اسنے کچھ اسم سحر پڑھنا شروع کیا اور اُسی نامہ کو چاک کرکے اُڑا دیا
کہ وہ کاغذ کے ٹکڑے لکہ پارے ابر بنکر بلند ہونا شروع ہوئے اور آسمان پر پھیلنے لگے اور
آن واحد مین تمام لشکر و بارگاہ سلیم جادو پر محیط ہو گئے اور بارش اُن سے شروع ہوئی یہان
سلیم جادو واقف ہین کہ محیط جادو بہت بڑا ساحر ہی جسطرح امیر المکان کی خداوندی زنگار جادو
کے بھروسے پہ تھی اسیطرح ساری دریا نشین کی سلطنت محیط جادو کے بھروسے پر ہی اگر محیط جادو
چاہتا تو ہم سے ہین سلطنت چھین لیتا مگر چونکہ شیوہ اسکا محسن کشی نہین ہی اسوجہ سے ہمیشہ اپنے
بادشاہ کا مطیع و فرمانبردار رہا رفیع البخت نے دیکھا رنگ رُخ سلیم جادو کا متغیر ہی اور چہرہ سے
آثار خوف ظاہر ہین پوچھا کہ ماموں جان اسوقت مین آپکو نہایت پریشان دیکھتا ہون آیا اسکا
کیا سبب ہی سلیم جادو نے کہا بیٹا تم نہین جانتے ہو کہ محیط جادو کون شخص ہی مین نے جواب نامہ کا
تمہارے حفظ مراتب کے خیال سے ویسا نہین لکہا اسکا نتیجہ اچھا نہ ہوگا یقین ہی کہ صبح بھی نہ ہونے پائیگی
اور کوئی نہ کوئی فساد برپا ہوگا رفیع البخت نے کہا کہ اگر آپکو خوف ہی تو آپ تشریف لیجا سکتے ہین
سمجھ لونگا سلیم جادو نے کہا مجھے اپنی جان کا خوف نہین ہی زیادہ تر تمہارا ہی خیال ہی کہ تم علم سحر و
ساحری سے بالکل بے بہرہ ہو ایسا نہو کہ کسی بلا مین مبتلا ہو جاؤ مین تو وہ ایک مقابلہ تک کر سکتا ہون
ہر چند کہ انجام میرا بھی گرفتاری ہی لیکن تم ایک وار بھی نہین روک سکتے رفیع البخت نے کہا کہ جب انجام
دونون کا ایک ہی سا معلوم ہوتا ہی تو پھر خوف بالکل بیکار ہی یہی ذکر تھا کہ لوگون نے آکر اطلاع دی کہ ابر
چھایا ہوا ہی اور ہوا سے سرد چل رہی ہی کہ ہاتھ پاؤن اینٹھے جاتے ہین خوف اندر ہی اندر سے ہوئی جاتی
ہی سلیم جادو نے کہا خدا خیر کرے ہنوز یہ کوئی انتظام نہ کرنے پائے تھے کہ دیکھا تمام فوج لشکر کی اور
جتنے خادم و خدمتگار تھے سب کے سب دفعتاً بیحس ہو گئے سلیم جادو پکارتے ہین وہ جواب نہین دیتا
سب اپاہج کی طرح پڑے ہوئے ہین صرف آنکھین جھپک رہی ہین زبانون مین جواب دینے کی طاقت
نہین یہ حالت دیکھکر سلیم جادو ہوش باختہ ہو گئے اور کچھ پھول روئی کے نکالکر اسپر اسم سحر
دم کرکے پانی کے چھینٹے مارنا شروع کئے کہ وہ ٹکڑے روئی کے بلند ہوئے اور ابر جہان تک
لگے تھوڑے عرصہ مین جو ابر چھایا ہوا تھا وہ تو فنا ہو گیا اور مینہ تمام لشکر پر محیط ہو کر برسنے لگا
معلوم ہوا کہ سوکھے دھانون پانی پڑ گیا جس پر ایک بوند گری وہ اچھا ہو گیا ہاتھ پاؤن مین حرکت پیدا
ہوئی اسوقت دھوکی قوت آگئی دم بھر مین پھر وہی چہل پہل ہو گئی اب سلیم جادو نے انتہا اہتمام سے
حفاظت اپنے لشکر پر مثل سائبان کے قائم کیا اور آپ بارگاہ مین آکر بیٹھے رفیع البخت نے بہت تعریف
کی اور کہا آپ تو کہتے تھے کہ مین محیط جادو سے سحر مین کم ہون مگر آپ نے اسکا سحر بیکار کر دیا معلوم
ہوا کہ آپ علم سحر مین اسکے برابر ہین البتہ یہی خداوند کریم نے آپکو طاقت دی ہی … شاہ
اور ساحران عالم سے ممتاز کردیا ہی جسوقت زنگار جادو سے مقابلہ ہوا تھا اسوقت بھی آپ ایسا ہی
کچھ ارشاد فرماتے تھے لیکن کیسی مرد کا مرد آگے کہ سا … میدان نہ اسکو مارا کہ کا وہان
[illegible] سلیم جادو نے ایک آہ سرد
کھینچی اور کہا اے فرزند تم نادان ہو ان بلا سے ناواقف ہو حقیقت حال یہی ہی جو کہ مین

سارین ایسا گھبرایا ہوا تھا کہ اپنے پسند کیا اور کہا کہ تم میری طرف سے گفتگو سلیم جادو
سے کرو اور جو راہ صلح کی ہو وہ پیدا کرو غرض جس طرح منظور ہے جلاجل جادو سے کہا یہ بہت
خوب اور یہ اسی وقت خدمت سلیم جادو مین پھر روانہ ہوا وہان سلیم جادو نے یہ
اہتمام کیا ہی کہ مسہری رفیع البخت کی اندر بارگاہ کے بچھوا دی ہی اور کہا ہی کہ اے فرزند تم اپنے
مقام پہ آرام کرو تا کہ مین تمہاری حفاظت بھی کرتا رہون اور ابھی مین آج کی شب نہ سوونگا
کہ ایک واردات ہو چکی ہی افسوس کہ استاد نے بغیر اطلاع دعوے سے مین سمجھ گیا کہ بے سبب
لشکر کو تباہ کرنا چاہا تھا مگر شکر خدا کا ہی کہ مین نے اس بلا کو دفع کیا رفیع البخت نے کہا
کہ ماموں جان پھر بھی مین سوؤن اور آپ حفاظت کرین پھر پھر آپ آرام کرین مین حفاظت کرون
سلیم جادو ہنسے اور کہا کہ ای فرزند اسکی ضرورت نہین ہی تم میری حفاظت کیونکر کرو گے یہ کلام ساحر کا
ہو رہی تھا کہ ایک خبردار نے آکر بیان کیا جلاجل جادو پھر آتا ہی اور اسکے پیچھے پیام سارین جادو
کا لایا ہی سلیم جادو نے جلاجل کی توقیر پہلے مرتبہ سے بھی زیادہ کی اور نہایت عزت و
محبت سے لاکر بٹھایا کہا اب سنے یہ بادشاہ کا ایلچی ہو کر آیا ہی اور علاوہ اسکے سارین جادو
بھی سلیم کی نہایت عزت کرتا ہی جس وقت جلاجل جادو آکر بیٹھا جام شراب ناب گردش مین آیا دو چار
جام اسنے پیے جس وقت دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہو گیا اسلئے نامدار سلیم جادو نے کہا
لائیے نامہ دیجیے جلاجل جادو نے کہا کہ نامہ مین خود ہون مجھی کو نامہ سمجھیے بادشاہ نے کوئی
تحریر نہین دی ہی بلکہ مجھے مختار کر دیا ہی کہ جو فیصلہ مین کر دون بادشاہ اسی پہ کاربند ہوگا سلیم جادو
نے کہا پھر آپ بیان کیجیے کہ آپکا کیا مقصد ہی جلاجل جادو نے کہا کہ ای سلیم جادو مجھے تم سے نہایت
محبت ہی جو مین درمیانی ہو کر پیام سلام کر رہا ہون کہ کسی طرح صلح ہو جائے اور جنگ کی نوبت
نہ آنے پائے ورنہ تم چاہتے ہو کہ مین سارین جادو کا سپہ سالار ہون مجھے کیا ضرورت تھی کہ مین بیان
دوڑ دوڑ کر آتا سلیم جادو نے کہا کہ ہان سچ ہی مگر آپ اپنا مقصد تو بیان کیجیے جلاجل جادو نے
کہا کہ مقصد میرا یہ ہی کہ آپ سارین جادو سے صلح کر لیجیے اور جنگ نہ کیجیے اسلیے کہ اگر سارین جادو
آپکے باپ کا قاتل ہی تو آپکا محسن بھی ہی کیا آپ بھول گئے کہ اسنے آپکو کس طرح پرورش کیا اگر
اسی زمانہ مین وہ آپکو بھی قتل کر ڈالتا تو یہ دن کیونکر نصیب ہوتا اور کیا اس قابل ہوتے کہ اس سے
مقابلہ کرتے گو اسکے پہلے بہتر یہ ہی کہ لڑائی کا قصد نہ کیجیے جناب و پسر و اردو کیا معلوم فتح کسکی ہو اسوقت
بادشاہ ہر طرح سے راضی ہی اگر صلح کیجیے گا تو ہر طرح سے دلخواہ ہو جائیگی اور اگر جنگ آغاز ہوئی
تو یہ سمجھ لیجیے کہ ایک تنہا جادو آپکے لیے بہت ہی اور ایک مین آپکے تمام لشکر کیلیے کافی
ہون سلیم جادو نے کہا کہ ای جلاجل جادو یہ سچ ہی مگر مین اپنے فعل کا مختار ہون جو کچھ
کہ مین نے کیا ٹھیک کیا بیٹا یہ شاہزادہ رفیع البخت تمہارے سامنے موجود ہین انسے پوچھو اگر یہ
منظور کرین مجھے بھی منظور ہی اسی جلاجل جادو رفیع البخت کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ آپ کیا ارشاد
فرماتے ہین رفیع البخت نے کہا کہ مین کسی طرح سارین کا احسان مند نہین مجھے رعایت کرنے کی کیا
وجہ ہی مین سارین سے اپنے نانا کے خون کا بدلہ ضرور لونگا اگر وہ یہ چاہتا ہی کہ مین نے خود اسکو

قتل نہیں کیا بلکہ دوسرے شخص کا قتل تھا تو بھی عذر تسلیم کے قابل نہیں ہے اسلیے خود
قاتل نے تو قصاص اسکے خون کا لیا ہوتا لیکن عوض خون نہ لینے سے ثابت ہو گیا کہ اس خون
ناحق میں اسی کی صلاح شامل تھی چونکہ تم مہمان ہو اور ایک غیر شخص ہو مہمان کی تواضع ہم کو
واجب و لازم تھی شنیدہ ہیں لہذا تمہاری خاطر اور تمہاری سفارش سے اتنا ہو سکتا ہے کہ اگر ساریون جادو
معذرت کرے اور امیر السلطان اور محیط جادو کو اسکے سپرد کرے تو ہم تعرض نہ کرینگے اور یہ
چلے جائینگے ورنہ بغیر ساریون کو مارے ہوئے ہرگز قرار نہ لینگے یہ پیام شاہزادہ عالی مراتب
کا لیکر صلاصل جادو رخصت ہوا چلتے وقت رفیع الہمت نے اسکو نہایت گران بہا خلعت عنایت
فرمایا صلاصل جادو اخلاق شاہزادہ رفیع الہمت دیکھکر نہایت خوش ہوا اور تعریفین کرتا ہوا
خدمت میں ساریون دریا نشین کی پہونچا اور تمام حال مفصل بیان کیا اخلاق رفیع الہمت کی
بیحد تعریف کی اور کہا یہ بات کہی ہے کہ اگر آپ محیط جادو اور امیر السلطان کو گرفتار کرکے میرے
پاس بھیجدیں تو میں آپکے قتل سے باز رہونگا ورنہ ممکن نہیں ساریون جادو نے کہا کہ اگر
میں نے ان لوگوں کو گرفتار کرکے انکے سپرد بھی کیا اور تو بھی وہ میرے قتل سے دستبردار
نہ ہوئے تو کیا ہوگا ایک تو اپنے فرزند کو خود قتل کروانا گرفتار بلا کرنا بھی کیا کم ہے اور
ساتھ اسکے وزیر اعظم کو بھی بیگناہ اسیر بلا کرنا کس قدر میری رسوائی و بدنامی کا باعث
ہوگا اور پھر اسکے بعد اگر اس نے حملہ کیا تو اسکا اطمینان کیونکر ہو صلاصل جادو نے کہا کہ ایک
تو رفیع الہمت صادق الوعدہ ہیں یہ ممکن نہیں کہ جو زبان سے کہیں اسکے پابند نہ رہیں علاوہ
اسکے سلیم جادو نے کہا ہے کہ اگر رفیع الہمت خلاف اسکے کریگا تو میں خود اسے گرفتار
کرکے حاضر خدمت کردونگا بلکہ میں نے ایک نوشتہ بھی سلیم جادو کا لیا ہے یہ کہکر سلیم جادو
کا مہری کاغذ پیش کیا جسمیں یہ لکھا ہوا تھا کہ اگر رفیع الہمت آپکے قتل سے باز نہ رہینگا
تو میں رفیع الہمت کو گرفتار کرکے حاضر کردونگا اس وقت آپکو اختیار ہوگا کہ چاہیے رفیع الہمت
کو قتل کیجیے یا چاہیے زندہ رکھیے گا یہ دیکھکر ساریون جادو نہایت خوش ہوا اور صلاصل جادو
سے کہا ہر چند یہ امر نہایت شاق ہے کہ میں اپنے فرزند و وزیر کو بیگناہ گرفتار بلا کرکے دشمن
کے حوالہ کردوں مگر مثل مشہور ہے کہ آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ اے صلاصل جادو
اگر ہم زندہ ہیں تو فرزند بھی ہو جائینگے اور وزیر بھی بہت ہو جائینگے ہم ہی نہ ہونگے تو
کچھ بھی نہ ہوگا لیکن اب تدبیر گرفتاری محیط جادو کی بتاؤ صلاصل جادو نے کہا حضور اطمینان
رکھیں میں آج ہی شب تک محیط جادو کو گرفتار کرکے حاضر خدمت بابرکت کیے دیتا ہوں یہ کہکر
اپنے مکان کی جانب روانہ ہوا بادشاہ بھی اپنے خیمہ میں جاکر سو رہا دربار برخاست ہو گیا
ارکان دولت رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے گھروں کو گئے لیکن صلاصل جادو نے اپنے مکان
پہنچکے ہی ایک ساحر رقعہ بنام محیط جادو کے لکھا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے وزیر اعظم و مشیر ذو علم
آج میرا جی چاہتا ہے کہ آپ غریب خانہ میں تشریف فرمائیں اور شب کو اسی مقام پر بسر کریں [illegible]
[illegible] لیکن آپ [illegible] اسلیے کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں [illegible]

آپ نے دیکھا جس مقام پر بید سفید بیٹھا تھا اور اپنے حال زار پر افسوس کر رہا تھا لہذا امیر الکان نے دیکھا
تو نیک تر ہے باپ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا امیر الکان نے گردن جھکا لی سلیم جادو
نے کہا کہ اگر بہتری اپنی چاہتا ہو تو دین اسلام قبول کر اور شاہزادہ رفیع البخت سے عذر خواہ
ہو ورنہ مارا جائیگا امیر الکان نے دیکھا کہ اب بغیر مسلمان ہوئے چارہ نہیں ہے کہا جو ارشاد فرمایئے
مجھے بدل و جان منظور ہے رفیع البخت نے کلمہ تعلیم فرمایا امیر الکان مسلمان ہوا سلیم جادو نے
امیر الکان کو خلعت فاخرہ دیکر رخصت کیا امیر الکان نے کہا کہ اب مجھے آپکے پاس سے جانا
منظور نہیں میں ایسے باپ کی صورت دیکھنا پسند نہیں کرتا جسنے مجھکو موت کے منہ میں پھینک دیا
اور اپنی جان بچانا چاہی اگر قابو پاؤں تو ایسے باپ کی بوٹیاں اوڑا دوں سلیم جادو ہنسنے لگے
اور کہا کہ اے امیر الکان نہ گھبراؤ کہ اسکی موت بھی قریب ہے چاہ کنندہ را چاہ در پیش ہم ایسے نادان
نہیں کہ اسکی عوض تم کو قتل کرتے اب تمہیں چاہیے کہ یہاں سے خوشی خوشی اپنے باپ سے جا کر
ملو اور سب کیفیت بیان کرو کہ مجھے اسطرح رہا کر دیا کہتے تھے کہ کیا میں تمہیں قتل کروں کہ
تم روح و جان سارق جادو کی ہو مجھے منظور نہیں کہ میں انکو صدمہ پہنچاؤں جسوقت تم اس
قسم کی باتیں اپنے باپ کے سامنے بیان کرو گے تو اسکے دل میں جگہ ہو گی اور تم سے نہایت
خوش ہوگا اور کہدینا کہ وہ اپنے تئیں مجھکو مقید کر سکے اسلئے میں ہر چند رفیع البخت کو کہا یا
مگر انہوں نے نہ مانا یہی کہے جاتا تھا کہ میں بغیر قصاص خون کا لیے ہوئے یہاں سے نہ جاؤنگا یہ
سنکر امیر الکان تو خوشی خوشی اسطرف روانہ ہوا ادہر رستے میں ملاجل جادو سے ملاقات ہوئی
ملاجل جادو اپنے بادشاہزادے کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور کیفیت رہائی پوچھی امیر الکان
نے فریب آمیز باتیں کرکے بہلا دیا ملاجل جادو خوشی خوشی سلیم جادو کے پاس آیا یہاں
سلیم جادو نے رفیع البخت سے کہا کہ اے فرزند اب میں اپنا کام کر چکا اب تمہاری جرأت و بہادری
کا وقت ہے اگر یونہی مقابلہ رہا تو برسوں گذر جائینگے لاکھوں ساحر سارق جادو کے لشکر میں
اور اگر میری رائے کے موافق عمل کرو گے تو ایک ہی روز میں خاتمہ ہو جائیگا وہ یہ ہے کہ اگر تم
اسیر بنکر چلو تو بآسانی بارگاہ سارق جادو میں پہنچ جاؤ گے میں تمکو قیدی بنا کر لیے چلتا ہوں
اور سامنے سارق دریا لشکر کے پیش کرونگا تم سارق دریا لشکر سے خود گفتگو کرکے بگڑنا
جسوقت وہ تمہارے قتل کا حکم دے اسوقت قید توڑ کر جا پڑنا میں ساحروں کو [illegible] کرونگا
تم قتل کرنا رفیع البخت نے کہا نہایت مناسب ہے غرضکہ سلیم جادو نے [illegible] ہتھکڑیاں طوق
زنجیر وغیرہ [illegible] رفیع البخت کو پہنا دیں اور ایک اژدہا [illegible] جادو
[illegible] ظاہری پہرہ قائم کیا اور اپنی سواری کی تیاری کی اتنے میں ملاجل جادو آ پہنچا اور
سلیم جادو سے کہا کہ کیا ارادہ ہے سلیم جادو نے کہا کہ [illegible] سارق جادو [illegible]
رفیع البخت کو [illegible]
خدمت میں بادشاہ کی لیجاؤ [illegible]
[illegible]

بیڑیوں میں ڈالدیے اور دامن اژدہین آکر جو چرخ مارا تو تمام قید کو مثل تار عنکبوت کے
پارہ پارہ کرکے پھینکدیا اور وہی بیڑی سر پر جلاد کے ماری کہ سر اسکا پاش پاش ہو گیا
اور وہی تلوار جلاد کی ہاتھ میں لیکر نعرہ کیا کہ باش ای گروہ کفار ہر کہ داند و ہر کہ نداند
بشناسد کہ منم صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران یعنے شاہزادہ
رفیع البخت نوجوان کے گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی یہ نعرہ کرکے
اور تیغہ پکڑ کر ساریق دریا نشین کی طرف چلے ساریق نے ساحروں کو آواز دی کہ ارے مارلو
اسکو یہ کیسی قید تھی کہ اسنے اس سہولت سے توڑ ڈالی ای سلیم جادو کیا تم نہ جانتے تھے کہ یہ
لوگ نہایت شہزور ہوتے ہیں ایسے قید سحر میں ای گرفتار کر لیا ہوتا سلیم جادو نے کہا او ناکارہ
یہ شمشیر کہیں رکھنے والا ہے کیسی قید یہ سخت ہوتی یہ اسیر ہو سکتا تھا یہ قاتل ہے تیرا تجھے ضرور قتل
کریگا ساریق نے کہا یہ کیا سلیم جادو نے کہا کہ ابھی معلوم ہوا جاتا ہے او ملعون میں نے جو
اپنے کلیجے کو زنجیروں میں باندھ کر تیرے حوالے کر دیا تھا تو سمجھ تو سمجھ لیا تھا ورنہ یہ کبھی
ممکن تھا کہ میری زندگی میں کوئی نظر بد سے اسکی جانب دیکھ سکتا اب تو خود کیوں نہیں سحر
کرتا اور اپنے ساحر تیری بارگاہ میں جمع ہیں انکو حکم دے کہ ماریں اس شیر کو ساریق نے کہا
معلوم ہوا کہ تو نے میرے ساتھ دغا کی ہے میں نے بڑی غلطی کی کہ باپ کو تیرے مار کر تجھے زندہ چھوڑ دیا
گویا سانپ آستین میں پالا تھا جسنے پلٹ کر کاٹا بقول سعدی سے افعی کشتن و بچہ اش را نگاہ داشتن
کار خردمندان نیست یہ سنکر سلیم جادو نے کہا کہ اب پچھتانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے بقول
اور ہوشیار ہو جا کہ وہ شیر آتا ہے ادھر ساحروں نے اٹھکر ترنج و نارنج سحر مارنا شروع کیا
سبکو رفیع البخت نے تلوار پر لیا ساریق جادو کی طرف رخ کیا تھا کہ زہر بن ہلال جادو
نے جھپٹ کر کمند سحر ماری کہ پکڑ لوں لیکن اب جو دیکھا تو وہ کمند پلٹ کر ہوا اسی کے گلے میں
آ پڑی اور مشکیں بندھ گئیں رفیع البخت نے جھپٹ کر تیغہ ایسا مارا کہ گردن پر ہار کر
سر دھڑ سے گرا اور لاش اسکی تڑپنے لگی یہ دیکھکر ہلال جادو جو باپ اسکا تھا چلایا کہ ارے کیا تو
ساحر بھی ہے کہ میرے فرزند کے سحر کو پلٹا دیا اور اسے قتل کیا اب میں چھوڑتا ہوں تجھکو یہ کہکر
اسنے گولہ فولادی پر اسم سحر پڑھکر رفیع البخت کے سینے پر مارا دیکھا تو وہ گولہ سینے کے
قریب ہونے نہ پایا تھا کہ پھٹا اور اسمیں سے شعلہ پیدا ہوا اور پلٹ کر ہلال جادو پر گرا کہ
اسکو جلا کر خاکستر کر دیا اب تو تاریکی چھائی اور آوازیں گیرو دار کی بلند ہوئیں ساحروں نے
ترنج و نارنج کے پیالوں کے کچھ سیکڑوں کے رفیع البخت پر مارنا شروع کیے رفیع البخت
پر کوئی ضرب نہ پڑتا تھا اور انہیں سے جو پلٹ پلٹ کر انہیں پر گرتے تھے اور ساحروں کو ہلاک
کرتے تھے اور رفیع البخت بھی برابر جادوگروں کو قتل کرتے ہوئے ساریق جادو کی طرف
بڑھتے چلے جاتے تھے جسپر جھپٹ کر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے جو ساحر کہ پاؤں
رفیع البخت کے زمین سے باندھ دیتا تھا سلیم جادو سحر کرتے تھے کہ فوراً پاؤں نکل جاتے
تھے سلیم جادو الگ کھڑے ہوئے سحر ساحروں کے رد کر رہے تھے اور رفیع البخت شیرانہ

تعاقب کر کے ان ساحروں کو قتل کر رہے تھے اسی ہنگامہ میں لڑتے بھڑتے قریب
سارین جادو کے جا پہونچے سارین جادو نے چاہا کہ کوئی اسم سحر پڑھوں مگر کچھ یاد نہیں آیا
سلیم جادو نے کہا کہ دیکھ او بد بلا جادو تیرا وقت آخر آگیا اب تو قتل ہوا چاہتا ہے بہتر یہ
ہے کہ خداوند عالم کو سمجھ کہ وہ خالق بر حق ہے اور پرستش خداوندان باطل کی ترک کر تو
اب بھی پشیمانی تجھے چھوڑ دیگا ورنہ مارا جائیگا تمام بارگاہ تیری میرے سحر سے گھری ہوئی ہے
جو میرے سحر کا رد کرنے والا تھا وہ میرے قابو میں ہے اب تیرے یہاں کسی ساحر کی اتنی مجال
نہیں ہے جو میرے سحر کو رد کر سکے تو خود بھی اگر سحر پڑھیگا تو سحر یاد نہ آئیگا میں نے پہلے
ہی زبان سحر تیری بند کر دی ہے یہ دیکھکر سارین دریا لشکن نے بھاگنے کا قصد کیا سلیم جادو نے
سحر کیا کہ زمین نے پاؤں پکڑ لیے اور رفیع البخت تیغ کھینچ کر سر پر پہونچ گئے اور نعرہ کیا سنتے
ہی بیہوش ہو کر تلوار ماری رفیع البخت نے وار اسکا [illegible] شمشیر سے رد کر کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا
تو سارین کے دو ٹکڑے ہو گئے لیکن اسکا مرنا تھا کہ ایک قیامت کبریٰ برپا ہوئی شور گیر و دار بلند
ہوا سحاب خون اسقدر ہوا ان سے ٹپکا کہ تمام بارگاہ تیرہ و تار ہو گئی ہاتھ کو ہاتھ نہ
سوجھتا تھا تارے اسکی لاش کے بھڑک رہے تھے اور آوازیں مہیب آ رہی تھیں کہ ہائے مارا
نام میں سارین دریا لشکن جادو ہوں [illegible] مر گیا ہائے [illegible] مطلب [illegible] یہاں تو یہ شور
ہو رہا تھا اور وہاں محیط جادو [illegible] کی خبر سنکر [illegible] کہ اب کیا ہوا اور اب کیا ہوا لوگ جا جا کر
بیان کر رہے تھے کہ اب یہ گفتگو ہوئی اور اب یہ گفتگو ہوئی سنتے کہ سارین کے مرنے کی خبر بھی اسکو
پہونچی سنتے ہی محیط دریا لشکن مضطرب ہوا اور جانب بارگاہ سارین جادو روانہ ہوا اس وقت پہونچا
کہ علامات مرگ سارین دفع ہو چکے تھے اور ساحروں سے جنگ ہو رہی تھی افسران لشکر اپنے
بادشاہ کی لاش حلقے میں لیے ہوئے سلیم جادو اور رفیع البخت پر حملے کر رہے تھے اور یہ دونوں
ناموں بھا [illegible] انکو جواب دے رہے تھے اور قتل کر رہے تھے کہ تمام بارگاہ خون سے رنگین
کر دی تھی خون زمین پر بہہ رہا تھا لاشیں پھڑک رہی تھیں یہ دیکھکر محیط دریا لشکن جادو نے
آواز دی کہ اے ساحران طلسم آئینہ بادشاہ تمہارا مارا جا چکا اب کیوں لڑتے ہو اور جان اپنی دیتے
ہو تم میں سے کوئی سلیم جادو کے مقابلہ کی تاب و طاقت نہیں رکھتا تو بہتر یہ ہے کہ اطاعت انکی اختیار کرو ورنہ
سب مارے جاؤ گے اور بادشاہ تمہارا اسی قابل تھا یہ حالت اسکی ہوئی یہ سنکر ان لوگوں نے
آوازیں الامان الامان کی بلند کیں اور ہر طرف جادو [illegible] سب [illegible] آ پہنچے دلوں میں سوچتے
تھے کہ لڑنا ایسے شخص سے بیجا ہے جسکا کچھ کر نہ سکتے ہوں جب [illegible] اسکا [illegible] ہو گیا
تو ہماری کیا حقیقت ہے غرضکہ آوازیں امان کی سنکر رفیع البخت نے ہاتھ روکا سلیم جادو بھی
ٹھہرے ارکان دولت ہاتھ باندھکر سامنے رفیع البخت اور سلیم جادو کے حاضر ہوئے اور
کہنے لگے کہ تابعدار ہم بندہ ہیں کیا حکم ہے تو سلیم جادو نے کہا کہ اطاعت دین اسلام کی اور
حکومت اس شہر پر عالی [illegible] کی اختیار کرو انھوں نے عرض کی کہ ہمیں سب [illegible] منظور ہے غرضکہ
ان سب نے اطاعت اختیار کی جو لوگ ساحر تھے وہ مطیع اسلام ہوئے اور جو [illegible] تھے

انھون نے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا لاشین ساحرون کی اٹھوا لی گئین دو ہزار ساحر یا کم سے ربیع البخت اور شاہ جادو کے مارے گئے تھے لیکا کے جیبطا جادو نے دریا پر سے سحر اپنا اتار لیا سنگ پھیلون کا اور فوج جادوان کی برطرف ہوئی دریا اپنی اصلی حالت پر بہنے لگا اب ربیع البخت نے جسقدر نشان لیے تھے انکو سرنگون کرا دیا سجدون کی بنا ڈال فراخی سے سکنیان حاضر کین ربیع البخت نے تمام مال و خزانہ کی جانچ کی بہت کچھ زر و جواہر ہاتھ آیا لشکر اسلامی طور سے بھیج دیا اور سبب اس خیال کے کہ وہان ملکہ ناوک فگن پریشان نہ ہو ایک آدمی کو جنیب کے واسطے روانہ کر دیا اور کہلا بھیجا کہ ہم یہان کے انتظام سے فراغت کر کے بہت جلد حاضر خدمت ہونگا اب یہان تین روز تک جشن ملوکانہ کیا تمام شہر مین چراغان ہوا مکان شاہی آراستہ کیے گئے ملک آئین بند ہوا طائفے دور دور سے حاضر ہوکے ناچ رنگ کی صحبت رہی

غزل

پہلو بدلتا اگر دون سے ہم بدل بدل کے — آنکھیں لپک لپک کے چلیے سنبھل سنبھل کے
تس پاو تن کشش کی فرقت رلوا رہی ہے ہم کو — بوم کی دس رہے ہین آنسو نکل نکل کے
راحت کا کوئی پہلو پایا نہ ہجر کی شب — کروٹ ہی صبح اکثر کروٹ بدل بدل کے
کس کس طرح نہ تجھ بلی اٹھا اے ہجر ہم نے — کیا ہے تڑپ تڑپ کے کاٹے سنبھل سنبھل کے
دیکھا یہی تماشا ضبط فغان ہین اکثر — آ آگیا کلیجہ منہ کو اچھل اچھل کے
رخ کی ترے صفائی سکھلاتی ہے ادب بھی — قدمون پہ گر رہی ہین نظرین پھسل پھسل کے
گستاخی نظارہ محفل مین کینچی کی ہی پا — غنچہ چٹک رہے ہین تیور بدل بدل کے
ہمکو نکالا درد دل کی ابھی سا یہ اثر تھا — تا آسمان گئے ہین نالے اچھل اچھل کے
بیمار غم کو تیرے تاب کلام کب ہو — احوال کہہ رہا ہے تیور بدل بدل کے
راتون کی بیقراری ہم کہہ رہے ہین اٹھ کے — رکھ رکھ کے ہاتھ دل پر پہلو بدل بدل کے
سینہ چھوکر چھپا یا گو سوز ہجر نے — شعلے زبان سے ہین دل سے نکل نکل کے
ای ضبط غم ابھی ہی تجھ سوز دل کی گرمی — اشکون کا ورنہ پانی رکتا ابل ابل کے
فرقت کی محنت جا بی انجمن بڑھا رہی تھی — چورا کیے ہین پھر سے پگھل پگھل کے
ہم سب درون مین آتا نہین پسینہ — ہم ختم ہو رہے ہین گویا پگھل پگھل کے
تغیر حال دل کا او سے سا یہ اثر ہی — رنگت بدل رہے ہین آنسو نکل نکل کے
اے آرزو وہ ظالم دھمکا رہا ہے ناحق — دھر کے اٹھا رہے ہین ہم سب ابل ابل کے

پھر یہان سے داستان طلسم گنبد بیدر کی آغاز کیجاتی ہے اور شمہ حال لقا بد ارا بلوس سوار بیٹے عادل کیوان شکوہ کا آغاز ہوتا ہے

بیا بشنو ای ہمدم راستان — کہ باز آمدم بر سر داستان

راویان شیریں مقال و حاکیان صداقت خصال اسطرح بیان کرتے ہیں کہ ملک اکن جادو
جو بعد مقابلہ بیہوش ہوئے تھے اور ان دونوں کو تپلہ پا سے سحر اٹھا لے گئے تھے تو لاکر اپنی
اپنی جا سے قیام پر پہونچا دیا اور ہوشیار کیا تکمن جادو نے تمام واقعہ گذشتہ سامنے ارکین دولت
کے بیان کیا کہ میں نے اسطرح تیلن چوکیوں کو ہٹا کر اپنی چوکیاں قائم کیں اور شمع حیات اکن جادو
کو روشن کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اسلیے کہ اکن جادو پہونچ گیا اور اسنے میری قائم کی ہوئی چوکیوں کو
مٹا دیا اور شمع بجھا کر لیگیا تلبیل جادو کہ جسنے اس راز سے تکمن جادو کو آگاہ کیا اسنے عرض کی کہ اے
شہنشاہ تردد لاحاصل ہے بلکہ جائے مسرت ہے اسلیے کہ ہر چند اکن جادو شمع لیگیا لیکن ایک بار
روشن ہونے کی وجہ سے سحر اسکا ضرور بیکار ہو گیا اب یہ بات نہیں رہی کہ بغیر شمع روشن کیے
اکن جادو کشتہ نہ ہو سکے اگر کوئی ساحر زبردست مقابلہ کریگا تو اب مار لینا اکن جادو کا دشوار
نہیں ہے لیکن ایک اندیشہ جو پیدا ہو گیا ہے وہ یہ کہ اگر آپکے پیکان قضا کی خبر اکن جادو کو مل گئی
تو یقین ہے کہ وہ بھی حصول پیکان میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریگا ابھی ذکر تھا کہ ایک ساحرہ روتی
پیٹتی آئی اور اسنے بیان کیا کہ شمیم جادو نے جا کر بدر جادو اور سہیل جادو کو مارا افتر جادو
اسکے مطیع ہوئے اور شمیم پیکان سحر لیگیا یہ سنتا تھا کہ رنگت تکمن جادو کی زرد ہو گئی ارکین
دولت نے نہایت تشفی کی اور عرض کی کہ حضور کیوں پریشان ہوتے ہیں قلعہ آپکا نظروں سے
پوشیدہ ہے اگر تکمن جادو پیکان قضا پر قابض بھی ہو گا تو کیا کر لیگا آپکو چاہیے کہ قلعہ میں آرام
سے بیٹھے رہیے اور لغیر تیز دم کو بیرون قلعہ جانے کی اجازت دیجیے کہ وہ ساحر بڑا ہے اور عیار ہے
جسوقت موقع پا لیگا کسیطرح پیکان قضا کو چرا لائے اسکے بعد قلعہ سے نکل کر مقابلہ کیجیے اور
اور اسیطرح غارتشین جادو کو جو اسکے مدد بلا لیجیے کہ وہ سامری وقت اور جمشید زمانہ ہے اور آپسے
محبت قلبی رکھتا ہے ایک دم میں اکن جادو کو مع لشکر برباد کر دیگا یہ رائے تکمن جادو نے پسند کی اور
لغیر جادو کو روانہ کیا لغیر جادو چور دروازہ سے نکلکر جانب لشکر اکن جادو روانہ ہوا اسے تو راہ
میں چھوڑا جاتا ہے اول حال اکن جادو کا بیان ہوتا ہے کہ یہ جسوقت اپنے خیمہ میں پہونچکر ہشیار ہوا
تو اول اس شمع کو مٹا دیا جو اسنے خود ہی بنائی تھی بعد اسکے ہوشیار جادو وغیرہ سے سارے حالات
گذشتہ بیان کیے اتنے میں شمیم جادو آکر پہونچا افتر جادو اسکے ساتھ تھے شمیم جادو نے پیکان
بطور نذر دیا اور بیان کیا کہ میں نے حضور کے اقبال سے بدر جادو و سہیل جادو کو مارا اور افتر جادو
کو مطیع کر کے یہ پیکان حاصل کیا اب ملک تکمن جادو سے مقابلہ کیجیے اور اسے قتل کیجیے اکن جادو
یہ سنکر نہایت خوش ہوا افتر جادو نے عرض کی کہ ایک راز اور ہے جسکا بیان کرنا ضروری ہے وہ
یہ کہ سوا تکمن جادو کے اگر کسی دوسرے ساحر پر وار کیجیے گا تو یہ پیکان بیکار ہو جائیگا اور جو کچھ
تکمن جادو پر کارگر نہ ہو گا اکن جادو نے شمیم جادو سے کہا کہ قلعہ تو نظروں سے پوشیدہ ہے بغیر
قلعہ ظاہر ہوئے ہم کیا کر سکتے ہیں شمیم جادو نے عرض کی کہ قلعہ ابھی ظاہر ہوا جاتا ہے یہ کہکر خیمہ سے باہر
آیا اکن جادو بھی ساتھ شمیم جادو کے باہر آیا کہ دیکھوں یہ کیونکر قلعہ کو ظاہر کرتا ہے اسلیے کہ اسکی
قوت سحر سے ہر شخص آگاہ ہے کہ یہ ایک معمولی ساحر ہے اسمیں اتنی قدرت نہیں ہے کہ یہ ساحران نامی

لیکن لقیس جادو بہ تبدیل لشکر اکمن جادو کے روانہ ہوا جس وقت داخل لشکر ہوا سیر کرتا
ہوا قریب خیمہ اکمن جادو کے پہونچا چونکہ وقت شب کا تھا اور اکمن جادو داخل خوابگاہ ہو چکا
تھا دربان چوکی پہرہ دے رہے تھے لقیس جادو صورت ایک فقیر کی بنکر در بارگاہ پہ پہونچا سوال کیا
دربانوں نے دھتکارا چیخیں مار مار کر رونے لگا آواز اسکے رونے کی کان میں اکمن جادو کے
پہونچی چونکہ یہ مرد رحم دل تھا اور ابھی جاگ رہا تھا گھبرا کر خیمہ سے باہر نکل آیا اور کہا کہ تو کیوں
روتا ہے لقیس جادو نے بیان کیا کہ حضور میں فقیر مرد مسافر ہوں مثل مشہور ہے کہ فقیر کے روز مردار بھی
حلال ہوتا ہے اس بنا پر پردہ شب میں نکلا تھا کہ اس در دولت تک پہونچا اور ان دربانوں
سے سوال کیا انہوں نے دینے کے نام کی گالیاں دیں اور کتے کی طرح دھتکارا چونکہ ان باتوں کے
کان آشنا نہ تھے اس سبب سے دل بھر آیا اور میں اپنے حال زار پر رونے لگا یہ سنکر اکمن جادو
کو رحم آیا فقیر کا ہاتھ پکڑے ہوئے اندر خیمہ کے لایا اور کچھ میوہ وغیرہ اسکو کھلایا اور چند اشرفیاں
بھی دیں فقیر نے ہزاروں دعائیں دیں اور کہا کہ تجھ جیسا بادشاہ ہو تو بابا ہمیشہ خوش حال
رہے اور کوئی مبتلائے فلاکت نہ رہے یہ سنکر اکمن جادو نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا کہ شاہ صاحب
زمانہ کج رفتار کو اس سے بحث نہیں ہے کہ کسے عروج دینا چاہیے اور کسے زوال میں رکھنا چاہیے اسکی
سفلہ پروری اور جفا شعاری ہمیشہ ظالموں کو بادشاہ بناتی رہی اور رحم دلوں کو مجبور کرتی رہی
ہمیں کو دیکھیے کہ ہمنے اپنے عہد حکومت میں کبھی کسی پر ظلم کو روا نہیں رکھا مگر اس ظالم نے ہمیں کو
مبتلائے بلا کیا اور اس ظالم کو جو بھائی ہمارا ہے عروج دیا کہ ہماری سلطنت اسکے قبضہ میں آئی اور
ہمیشہ غریبوں پر ظلم ہوا کیے خدا بھلا کرے آقا بدر عالی وقار کا جنکی بدولت زندان بلا سے رہائی
پائی اور خدا نے صورت امید فتح بھی دکھائی کہ پیکان قتل کمن جادو دستیاب ہوا یہ سنکر فقیر
نے کہا کہ اے بادشاہ آپکا فرمانا سب بجا اور درست ہے لیکن وہ پیکان قضا حفاظت سے رکھیے گا
کہ خبر اسکی کمن جادو کو پہونچ گئی ہے ایسا نہ ہو کوئی عیار یا ساحر غفلت پاکر اڑا لیجائے بہتر تو یہ تھا
کہ آپ نے اس کام کو تساہل میں نہ ڈالا ہوتا اور کام کمن جادو کا تمام کر دیا ہوتا اکمن جادو نے
کہا کہ میرے آقا کی ممانعت ہے کہ اپنی جانب سے ابتدائے جنگ نہ کرنا جس وقت حریف سبقت کرے
اس وقت جواب دینا تاوقتیکہ کمن جادو طبل جنگ نہ بجائیگا میں مقابلہ نہ کرونگا یہ سنکر
شاہ جی نے کہا کہ مثل مشہور ہے کہ اقتلوا الموذی قبل الایذا آپ اسکے خلاف کر رہے ہیں یہ اچھا
نہیں ایسا نہ ہو کہ پیکان غائب ہو جائے تو پھر کچھ نہ بنیگی اکمن جادو نے کہا میں اس پیکان
کو ہر وقت اپنے پاس رکھتا ہوں اسے میں نے کسی کے سپرد نہیں کیا ہے یہ کہکر پیکان کو جیب
سے نکالا اور فقیر کو دکھایا فقیر نے کہا کہ ذرا مجھے دکھا دیجیے کہ اس پیکان میں ایسی کیا بات ہے کہ اسی
سے کمن جادو قتل ہو سکتا ہے اور دوسرے پیکان سے نہیں قتل ہو سکتا اکمن جادو نے یہ خیال کیا کہ
اسکے دکھا دینے میں کیا نقصان ہے یہ اس کو لیکر کیا کریگا اور لیکر کہاں جائیگا یہ سوچکر پیکان فقیر
کے ہاتھ میں دے دیا فقیر نے دیکھنا شروع کیا اور کہا کہ ایسا ہی پیکان تو ہم نے [illegible]
کر رکھے ہیں اس میں تو کوئی نئی بات نہیں ہے اکمن جادو نے کہا کہ شاہ صاحب اسے آپ نہیں جانتے

اکمن جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ جانب صحرا سے ایک اژدر آتش فشان پیدا ہوا اور ملمن جادو کی طرف
چلا جبتک ملمن جادو سحر کرے اتنے عرصے مین اژدر نے قریب پہونچکر جو دم کشی کی ملمن جادو وہین اژدر بن گیا
سب سمجھے کہ ملمن جادو مارا گیا اہل اسلام نے نقارے فتح کے بجانا شروع کیے کفار نے گریبان چاک کیے لیکن
ملمن جادو کی قضا سوا لوح کے سپہ نہین اسنے شکم اژدر مین پہونچتے ہی کچھ اسم سحر پڑھا اور صورت اپنی ایک شعلۂ جوالہ
کی پیدا کی اور جلا کر شکم اژدر کو باہر نکلا اژدر تو جلکر خاک ہوا اور ملمن جادو نے نکلکر نعرہ کیا اب ان دونون
بادشاہون مین قیامت کے سحر ہو رہے ہین دونون برابر کے ساحر کانٹے کے تلے ہوے ہین نہ یہ غالب
ہوتا ہے نہ وہ مغلوب ہوتا ہے جو سحر یہ کرتا ہے وہ مٹا دیتا ہے اور جو سحر وہ کرتا ہے یہ مٹا دیتا ہے اسی عرصے
مین جانب صحرا سے علامت آندھی کی محسوس ہوئی ان دونون نے رد و بدل موقوف کی اور صحرا کی طرف
دیکھنے لگے کہ یہ آندھی کیسی آتی ہے یکایک وہ آندھی آکر پھیل گئی دونون لشکرون کو چھپا لیا اسقدر تاریکی چھا گئی کہ
ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا ساحرون نے ہر چند سحر سے مشعلین روشن کین لیکن جب جھکڑ ہوا نے مار مشعلون کو گل
کر دیا عجب طرح کا ہنگامہ تھا کہ نہ جاے ماندن نہ پاے رفتن اور جائین تو کہان جائین سحر کارگر نہین ہوتا بعد
تھوڑی دیر کے آدمی آندھی مین آواز مہیب پیدا ہونے لگین اور صورتین مہیب ناک نظرون کے سامنے پیدا
ہوتی ہین اور غائب ہو جاتی ہین اسیقدر رفتہ رفتہ سیاہی ہر طرف ہونے لگی اور بدروشنی ہونے لگی دیکھا اکمن جادو
نے کہ تمام ساحر مع اکمن جادو زنجیرون مین بندھے ہوے پڑے ہین اور اپنے لشکر کو خیال کیا تو محفوظ پایا اور ایک ساحر سیہ فام
کو دیکھا کہ دونون لشکرون کے درمیان کھڑا ہوا کچھ اسم سحر پڑھ رہا ہے جسوقت اوس نے اسم اعظم کو تمام کیا تو نعرہ
کیا کہ منم الحاق غار نشین جادو اے ملمن جادو مبارک ہو کہ مین نے آتے ہی تیرے دشمنون کو اسیر بلا کر لیا اب
جو تو حکم دے وہ کیا جاے کہ چاہے ان سب کو قتل کرا ور چاہے قید رکھ ملمن جادو الحاق غار نشین جادو
کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور اس نے کہا کہ اگر آئندہ کوئی اندیشہ متصور ہو تو ان سب کو اسی وقت قتل
کیجے ورنہ اپنے حال خراب سے رہنے دیجیے کہ یہ فاقے کر کر کے اور دھوپ مین خشک ہو ہو کے ذلت
و خواری سے قتل ہو جائین الحاق جادو نے کہا کہ جس وقت تک مین زندہ ہون اوسوقت تک انکا نجات
پانا محال ہین ہرگز ملمن جادو نے کہا کہ میرے خیال مین دشمن کو جلد قتل کر ڈالنا مناسب ہے یہ سنکر الحاق
غار نشین جادو نے کہا کہ بہتر ہے مین ابھی سب کو قتل کیے ڈالتا ہون یہ کہکر اس نے تیغ سحر کھینچا اور اکمن
جادو کے جانب بڑھا قریب پہونچکر اس نے دست تعدی بلند کیا چاہتا تھا کہ کام اکمن جادو کا تمام کرون کہ
جانب صحرا سے ایک ساحر مہیب اژدر آتش فشان پر سوار پیدا ہوا اور نعرہ کیا کہ منم فرستادہ خداوند سامری
اے الحاق کوہ نشین جادو خبردار ابھی اسے قتل نکرنا یہ پروانہ خداوند کا پڑھ لو پھر اختیار رکھو یہ سنکر الحاق
کوہ نشین نے ہاتھ روکا اور دل مین نہایت خوش ہوا کہ مین بھی اس قابل ہوا کہ خداوند سامری نے
مجکو نامہ بھیجا ہے وہ ساحر اژدر کو دوڑاتا ہوا قریب الحاق کوہ نشین جادو کے پہونچا اور
نامہ ہاتھ مین الحاق کے دیا الحاق نے نامہ کو کھولا اوس مین لکھا ہوا تھا کہ باشش اے قزاق خبردار رہو
ہوشیار منم سمنر گردباد دین شاہ پری بدل عیار نقابدار ابلق سوار کے گرفتار کرکے اندوست من زندہ باندھ لا
باردوی پر ہو کر الحاق چاہتا تھا کہ کچھ سحر کرے کہ سمنر گردباد نے جست کرکے خنجر اسکے سینہ پر مارا ایسی ضرب
روئین تن و آہنی بدن تھا خنجر سے اثر نکیا الحاق نے کلائی گردباد کی پکڑ لی اور کہا کہ اے نطفۂ ...

کیا تھا تو نے اگر میں پہلے سے انتظام نکر کے آتا تو ہاتھ سے تیرے مارا جاتا اب تیرا قتل جملہ واجبات سے
ہے یہ کہکر اس نے کچھ سحر اٹھا کر اس کے قتل کا ارادہ کیا تھا کہ اک برق چمکی آنکھ سب کی جھپک گئی اور
وہ برق چمک کے سر پر الحاق کوہ نشین جادو کے گری کہ اسکو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور نعرہ
ہوا کہ منم شمیم جادو واس کے مرتے ہی آندھی چلی خاک اوڑی بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی مارا
جوان سرگشتہ نام من الحاق کوہ نشین جادو بود حیف مردیم وجان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم
جب وقت روشنی ہوئی اور علامات سحر برطرف ہوئے تو دیکھا کہ طائر سرخ رنگ سر پر
شمیم جادو کے ٹھہرا رہا ہے اور دونوں پروں سے اس کے بجلیاں چمک چمک کر نکلتی ہیں اور
لشکر ملکن جادو پر گرتے ہیں ساحر مر رہے ہیں شور دار و گیر بلند ہے ادھر الحاق غار نشین کے
مرنے سے اکن جادو معہ لشکر رہا ہوا اور یہ بھی لشکر کو لیکر لشکر ملکن جادو پر گرا گولے
ترنج نارنج چلنے لگے اکن جادو و شمیم جادو کی نہایت تعریف کی شمیم جادو پر جو گولے ترنج و نارنج سحر آتے
وہ اثر نہ کرتے تھے کہ وہی طائر سرخ رنگ پر مار کر ہر ساحر کے سحر کو رد کر دیتا تھا اور اس کے
پروں سے جو بجلیاں چمک چمک کر لشکر حریف پر گرتی تھیں وہ رد نہ ہوتی تھیں اک قیامت کبریٰ
برپا تھی ساحروں کے مرنے سے شور دار و گیر برپا تھا آندھیاں چلتی تھیں آتشبازی ہر دم جاری
ہو رہی تھی شام تک قیامت کی جنگ رہی جس وقت آفتاب غروب ہوا دونوں لشکروں میں
طبل بازگشت بجا ساحر علیحدہ ہو ہو کر اپنے اپنے مقام کی طرف متوجہ ہوئے لاشیں میدان جنگ
سے اٹھوائی جانے لگیں جس وقت شمار کیا گیا تو اہل اسلام دو ہزار قتل ہوئے تھے اور کفار چار ہزار
مارے گئے تھے اکن جادو آکر قصر بلور میں داخل ہوا اور شمیم جادو کی نہایت تعریف کی
کہ اگر تم نہ پہونچتے تو الحاق غار نشین نے کام تمام کر دیا ہوتا شمیم جادو نے عرض کی کہ اے
بادشاہ یہ اقبال حضور کا تھا کہ میں بروقت پہونچ گیا ورنہ ستاروں کی گردش کیسی کہ میں لشکر سے نکالا گیا
تھا جس وقت ساعت نیک ظاہر ہوئی تو پھر میں واپس ہوا مگر الحمد للہ کہ وقت پر پہونچ گیا ادہر
عیار نقاب دار کی نہایت تعریف ہو رہی تھی کہ کیا مردانہ عیاری کی تھی مگر قرشا الحاق غار نشین
کی ہاتھ سے عیار نقابدار نے مضطر کر دیا وہ کہتی مضطر کر دیا دین شاہ پور نے کہا کہ اگر مجھے پہلے
سے اس امر کی اطلاع ہوتی کہ یہ ملعون رو میں تن ہے تو میں پہلے سے اس کا انتظام کر لیتا یہاں تو
یہ رنگ ہے اور وہاں ملک ملکن جادو جو داخل قلعہ ملکن حصار ہوا اور تخت شاہی پر متمکن ہوا ارکین
دولت حاضر تھے ملکن جادو کو الحاق غار نشین کے مرنے کا نہایت افسوس تھا کہ یہ بہت بڑا ساحر تھا
اور دوست قدیم تھا ملکن جادو کی تین روز تک میدان داری موقوف رہی اور ماتم الحاق غار نشین
کا برپا رہا چوتھے روز نفیر جادو جو کہ عیار ہے اور ساحر بھی اس نے عرض کی کہ اے شاہ آپ پریشان
ہوں یہ غلام جانبازی و جانفشانی کے واسطے موجود ہے جس وقت تک شمیم جادو زندہ ہے اوس
وقت تک آپ کا فتحیاب ہونا ممکن نہیں اس سبب کہ طائر سرخ رنگ ساختہ مخلول جادو ہے یہ اس کا محافظ
ہے اور مخلول جادو کے سحر کو رد کرنا ساکنان طلسم باطن کا کام ہے اہالیان طلسم ظاہر کچھ نہیں کر سکتے ہیں
جاتا ہوں اور شمیم جادو کو گرفتار کرکے حاضر خدمت کرتا ہوں یا ہاتھ سے اوس طائر کے ہلاک ہونگا

اگر اقبال حضور کا یاور ہی اور شمشیم جادو گرفتار ہو گیا پھر جنگ فتح ہی کہ بھائی آپ کا آپکا غالب
نہین آسکتا اور آپ کو غلبہ حاصل ہو سکتا ہی اس سبب سے کہ تحقیقات طلسمی آپ کے قبضہ مین اور قضا
آپ کی بغیر لوح کے ممکن نہین ابھی بڑے بڑے ساحر مطیع آپ کے موجود ہین وہ مقابلہ کرکے ایمن
جادو کو شکست فاش دینگے کہ ایمن جادو کی قوت اب ہر طرح آپ سے کم ہی یہ کہکر نفیر جادو
قلعہ سے نکل کر جانب لشکر ایمن جادو روانہ ہوا قضا سے کار دا تفاقات روزگار کہ شمشیم جادو
کو اپنے دوست مخلول جادو کا خیال آیا اور مہتر نقابدار ابلق سوار کا بھی خیال ہوا کہ بالفعل جنگ
موقوف ہی جب تک خیر خیریت نقابدار ابلق سوار و مخلول جادو دریافت کرنا چاہیے یہ سوچکر
شمشیم جادو نے طائر سرخ رنگ کو ایک نامہ دیکر جانب طلسم باطن روانہ کیا طائر تو نامہ لیکر جانب
طلسم باطن روانہ ہوا اور نفیر جادو صورت تبدیل کرکے داخل لشکر ایمن جادو ہوا یہان ایمن جادو
تخت نشاہی پر متمکن ہی ہوشیار جادو و شمشیم جادو حاضر دربار رہین ذکر ایمن جادو کا ہو رہا ہی کہ اب
دیکھیے یہ کب طبل جنگ بجواتا ہی افسوس یہ ہی کہ نقابدار عالیمقدار منع فرما گئے ہین کہ
پیشقدمی نہ کرنا ورنہ ہم آپ طبل جنگ بجواکر مقابلہ کرتے ایسا نہ ہو کہ قید ملکہ کم کم جادو کی یہ
قلعہ سنگ رنگ کے جانب روانہ کرے تو سخت پریشانی اور انتہا کی حیرانی ہوگی خبر قلعہ کی رکھنا
ضرور ہی یہ سنکر مہتر گردباد بولا کہ چونکہ عیار نقابدار ہی اور یہان موجود ہی اُس نے کہا
کہ مین جاتا ہون اور فکر رہائی ملکہ کم کم جادو کی کرتا ہون یہ کہکر عیار نقابدار جانب
قلعہ ملمع حصار روانہ ہوا لیکن اول حال نفیر جادو کا بیان ہوتا ہی کہ جس وقت دربار ایمن
جادو کا برخاست ہوا بادشاہ داخل قصر ہو رہا ہوا اور ارکان دولت مثل ہوشیار جادو
شمشیم جادو وغیرہ کے اپنے اپنے خیمہ کے جانب روانہ ہوے نفیر جادو بھی ساتھ ساتھ
شمشیم جادو کے چلا اور پہنچتا اس نے ایک خواص کی شباہت خواصون کے غول مین شامل
ہو گیا ایک خواص کی نظر جو اُس پر پڑی پوچھا کہ تو کون ہی اُس نے کہا کہ مین تازہ ملازم ہون
اور ایک خاص کام کے واسطے نوکر ہوا ہون اوس نے کہا کہ وہ سامنے سب کے بیان کرنے کا
نہین ہی اگر تم دریافت کرنا چاہتی ہو تو میرے ساتھ علیحدہ چلو مین بتادونگی یہ سنکر وہ
خواص ہمراہ نفیر جادو کے علیحدہ آیا نفیر جادو نے کہا کہ مالک ہمارا ایک نازنین پر عاشق ہی
اور یہ عشق اوس زمانہ سے ہی جب کہ شمشیم جادو ایمن جادو کی رفاقت مین تھی اور
علیحدگی اختیار نہین کی تھی اب چونکہ بادشاہ سے بگڑ گئی ہی اس وجہ سے پیغام سلام پر دارومدار
ہی اور مین اس راز کا جاننے والا ہون اور دونون کا معتمد ہون اس وجہ سے پیام سلام کرتا
رہتا ہون آج بھی معشوق شمشیم جادو کا ایک تحفہ لایا ہون یہ کہکر ایک خاصدان نکال کر دکھایا کہ کشیدہ
اوس کی زربفت کی گوٹا ٹھپا ٹکا ہوا اس خواص نے نفیر جادو سے کہا کہ ہمین بھی اپنا رازدار
بنالو تو تمھاری دقت کم ہو جائے گی اور مالک کو ہمارا خیال پیدا ہو جائے گا کہ یہ بھی
رازدار ہی اوس خواص نقلی نے کہا کہ کیا مضائقہ ہی یہ خاصدان تمہین لیجاؤ اور پیش کردو جس وقت
شمشیم جادو خاصدان سے کر کھولیگا اور آپ سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ بھی میرے راز سے آگاہ

ہے اور میری معشوقہ کا معتبر ہے تو تمہارے ساتھ رعایت کرے گا یہ سن کر وہ خواص بہت خوش
ہوا اور خاصدان لیکر پلٹا پشت پر سے نفیر جادو نے حلقہ کمند کا اُس کے گلے میں ڈال کر
جھٹکا مارا کہ یہ بیچارہ گرا اور کہا کہ کیوں بھائی یہ کیا کرتے ہو اگر تمہیں منظور نہیں ہے تو تمہیں خاصدان
لیجاؤ نفیر جادو نے قریب پہونچکر ناک اُس کی ملدی کہ یہ فوراً چھینک مارکر بیہوش
ہوا نفیر جادو نے اُس کو تو کسی کونے میں ڈالدیا اور آپ صورت اُس کی بنکر ہمراہ شمیم جادو
کے داخل خیمہ ہوا شمیم جادو لباس بزم اوتار کر مسہری پر لیٹا اتفاق آج
اسی خواص کی باری تھی جس کی صورت نفیر جادو بنا ہوا تھا اُس نے چپی کرنا شروع کی
جس وقت شمیم جادو سو گیا تو نفیر جادو نے باطمینان تمام داروے بیہوشی اُس کے دماغ میں پھونک
دی اور زبان کھینچ کر تکلہ سوزن کر دیا اور کچھ اسم سحر پڑھا کہ مسہری اپنی جگہ سے بلند
ہوگئی نفیر جادو باطمینان تمام شمیم جادو کو مع مسہری اڑا لئے ہوئے جانب قلعہ کمن جادو
روانہ ہوا وہاں مثل گردباد بادیہ گرد لباس نقشبردی تن پر آراستہ کئے ہوئے قریب دروازہ
قلعہ کے پہونچا اور اک پتھر منجنیق میں رکھکر اک دربان کے سر پر مارا کہ سر اُس کا پھٹا اور وہ گرکر تڑپنے
لگا مرنے سے اُس ساحر کے تاریکی چھاگئی اور دربان اودھر اودھر دوڑنے لگے کہیں کی حرکت سے
عیار نقابدار اوسی تاریکی میں داخل قلعہ ہوا اور جلدی جلدی در دولت بادشاہ کے جانب روانہ ہوا
یہ وہ وقت تھا کہ ملک کمن جادو دربار برخاست کئے ہوئے محل کے جانب چلا جاتا تھا سہر گردباد
بادیہ گرد نے صورت اپنی اک کلاونت کی بنائی اور بین بجاتا ہوا روانہ ہوا ملکن جادو کی نظر
جو اُس بین کار پر پڑی پوچھا کہ تو کہاں کا رہنے والا ہے اور اس قلعہ میں کیسے آیا ہوا ہے بین کار
نے جواب دیا کہ میں بہت روز سے آپکے شہر میں ہوں لیکن مثل قیدیوں کے ہوں کہ
جب سے جنگ آغاز ہوئی اوس وقت سے راستہ قلعہ کا مسدود کردیا گیا نہ کوئی اندر کا آدمی
باہر جانے پاتا ہے اور نہ باہر کا آدمی اندر آنے پاتا ہے اسی شہر میں مارا مارا پھرتا ہوں
واسطہ خداوندان گزشتہ و موجودہ کا کہ مجھکو رہائی دیجئے ملکن جادو نے کہا کہ تیرا تعجب ہے کہ
تو بہت دن سے اس قلعہ میں ہے اور بادولت واقبال کی خدمت میں آج تک حاضر ہوا اُس
نے عرض کی کہ آیا تو اسی واسطے تھا کہ حاضر حضور ہوکر کچھ اپنا ہنر دکھاؤنگا خلعت و انعام پاؤنگا
خوشی خوشی اپنے گھر جاؤنگا مگر یہ میری بدنصیبی کہ اوس وقت میں یہاں آنا ہوا جب کہ زمانہ
پرآشوب ہو رہا ہے اگر پہلے سے مجھے معلوم ہوتا تو اس طرف کیوں آتا یہ کہکر رونے لگا ملکن جادو نے
کہا کہ رونے سے کچھ فائدہ نہیں ہے مطلب اپنا بیان کر اُس نے عرض کی کہ امیدوار اس امر کا ہوں کہ
ایک روز میری بین سن لیجئے اور اوسکے بعد مجھکو آزاد کیجئے اسلئے کہ اہل و عیال سے چھوٹا ہوا ہوں نہیں معلوم
اون بدنصیبوں پر کیا گذری ہوگی بادشاہ نے کہا کہ تو اطمینان رکھ ہم تجھے پروانہ دیدینگے پھر کوئی
نہ روکے گا جب چاہنا قلعہ کے اندر آنا اور جب چاہنا چلا جانا یہ سنکر بہت خوش ہوا ملکن جادو اسکو
ہمراہ اپنے لئے ہوئے داخل خوابگاہ ہوا کئی روز سے بسبب تشویش کے نیند اوسکی اوڑی ہوئی تھی اسوجہ سے
ملکن جادو نے چاہا تا طبیعت بین کار کا تعلیم جانا اور کہا کہ ہم تخلیہ میں بیٹھ تمہاری سنینگے طبیعت بین کا ریگا

عرض کی کہ خداوند لطف بھی اس کا یہی ہے کہ قریب سے سنیے غرض کہ مکن
جادو مسہری پر لیٹا اور طیفور رہین کار نے بین بجانا شروع کی اور ایسا محظوظ
کیا کہ مکن جادو نے کہا مانگ کیا مانگتا ہی طیفور رہین کار نے دست بستہ عرض کی
کہ مجھے ایک سند لکھدی جاوے کہ آمد و رفت میری کھل جاوے نہ پیچھے جاتے وقت کوئی
روکے نہ آتے وقت مکن جادو نے اوسی وقت قلم دوات منگا کر طیفور رہین کار
کو سند لکھدی طیفور نے اوس کاغذ کو تو لے کر حفاظت سے اپنے پاس رکھا اور
پھر بین بجانے لگا تمام رات اسی طرح گذری اور اسے موقع عیاری کرنے کا اور
بیہوش کر کے پکڑ لیجانے کا نہ ملا اور مکن جادو ساری رات آہین کھینچا کیا قریب
صبح طیفور رہین کار نے دست بستہ عرض کی کہ خداوند اگرچہ گستاخی ہے جان کی
امان پاؤن تو ایک بات عرض کرون مکن جادو نے کہا بیان کر طیفور رہین کار نے
عرض کی کہ حضور کے چہرے سے علامت عشق کی پیدا ہوتی ہی نیند نہ آنا اور گانا
سنکر متاثر ہونا عاشق سے خالی نہین ہی ضرور دال مین کچھ بھید ہی آپ بادشاہ طلسم
ہین وہ ایسا کون شخص ہی جو آپ کے قبضۂ اقتدار سے باہر ہی یہ سنکر مکن جادو
نے سرد آہ کھینچی اور کہا اسے طیفور رہین کار حقیقت مین تو بڑا پہچاننے والا ہی لیکن
ایسے ہی ہوتے آفت کے ہین یہ پرکالے جو تاڑ جاتے ہین تاڑنے والے خیر اچھا
تو سمجھ ہی گیا ہی پھر تجھ سے چھپانا بیکار ہی اصل یہ ہی کہ خداوند سامری جمشید
نے ایک سے بڑھ کر ایک کو مرتبہ دیا ہی ہر چند کہ میرا طلسم بہت بڑا ہی اور
اس وقت میرا دبدبہ بہت کچھ ہی تاہم بہت سے تاجدار ایسے بھی ہین جن کا
اقتدار مجھ سے کہین زیادہ اور ہیبت زیادہ ہی تو نے نام طلسم نہ طاق کا سنا ہوگا کہ وہان
سلطنت اکوان تاجدار اور کیوان تاجدار کی ہی میرے طلسم سے بہتیرے اون تاجدارون
کے ماتحت ہین اور یہ طلسم بھی اوسی طلسم کا ایک شاخ ہی پھر کیوان تاجدار
کی حکومت کے سامنے میری کیا حقیقت ہی اور کیا وقعت رکھتا ہون اونکا اوسکا
لازم اسکے مجھ سے معتبر اہل کارون سے کہین بڑھکر ہین اور سامان شاہی اور فوج جرار
ساحران نامدار کی بے مثل و بے نظیر ہی کہ کوئی ان سے مقابلہ نہین کر سکتا ایسے
ایسے نامی وگرامی ساحر ہین کہ جمشید و سامری کی یادگار ہین انکا ناسوت و عجائبات
طلسمی کا حال اگر بیان کیا جاوے تو اوس کے لئے ایک دفتر چاہیے خلاصہ یہ
کہ وہ بہت بڑا طلسم ہی اور کیوان تاجدار و اکوان تاجدار نہایت فروز شوکت سے طلسم نہ طاق
مین حکمرانی کر رہے ہین مگر آج کل تمام طلسم ہمارا بڑا شور و شغب ہو رہا ہی چارون طرف سے
اوس پر یورش ہی اور بکھرا ہون نے مخالفت پر کمر باندھی ہی جیسے کہ شمشیر جادو نے
طریق اطاعت سے منہ موڑا ہی نمرود نے سرکشی اختیار کی ہی اس امر سے مجکو نہایت
تشویش و پریشانی لاحق رہتی ہی اور روز معرکہ آرائی کا سامنا ہی الحاصل اسے طیفور رہین

کو بیہوش بارگاہ سے باہر بھجوایا اور قید میں رکھا بعد بیہوشی دیکر ہوشیار کیا اب جو آنکھ ششیم جادو
کی کھلی اپنے کو بارگاہ دشمن میں دیکھا سوچا کہ دن زندگی کے پورے ہو گئے اور قضا
آگئی اس نے چپکے چپکے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا بلکہ دل میں پڑھا اور سحر سے توبہ
کر لی کہ اب سامنا قضا کا ہے اور ہمیشہ خدا یاد آتا ہے اور ادھر مکین جادو نے آواز دی
کہ او نمک حرام یہ کیا حرکت کی ششیم جادو نے اشارہ سے کہا اگر نکلے میری زبان سے
کھینچ دیا ہے کہ کچھ استدعا کروں یہ ظاہر ہے کہ میرا سحر آپ کے سحر پر حاوی نہیں ہو سکتا
مکین جادو نے تغیر جادو سے اشارہ کیا اس نے نکال زبان سے کھینچ لیا ششیم جادو
نے خون زبان کا رومال سے پونچھ کر کہا کہ اے بادشاہ تجھے شرم نہیں آتی کہ
اپنے ملازم کو عیار سے گرفتار کرا کے قتل کرتا ہے سر میدان مجھ سے مقابلہ نہ کیا باوجودیکہ
تو بادشاہ طلسم ہے اور میں ایک ادنے ساحر ہوں یہ سن کر مکین جادو نے کہا کہ
یہ تقصیر تیری ہے کہ تو نے نمک حرامی کی ہے ورنہ ایسا نہ ہوتا کیا تجھے اس وقت
خبر نہ تھی جب تو دشمن کا شریک ہوا اور کوئی دقیقہ تو نے میرے قتل میں فروگذاشت
نہیں کیا سامنے کے پیادہ کو مار کر پیکان سر میرا لیجا کر میرے دشمن کے سپرد
کیا تو نے کوئی کمی نہیں کی تھی مگر میرا اقبال یا دولت کا تھا کہ وہ پیکان پھر
میرے ہاتھ آگیا اور میں نے اس کو مٹا دیا ششیم جادو نے کہا کہ اے
بادشاہ بڑا نمک حرام تو ہے کہ جس نے بھائی کو اپنے قید کر لیا اور خود حاکم بن بیٹھا
مجھے اسی زمانے سے تیری صورت سے نفرت ہو گئی تھی لیکن چونکہ میں پیشتر سے
تیرا ملازم تھا اس وجہ سے مجبور تھا اور خاموشی اختیار کئے ہوئے تھا لیکن امید میں تیرے
سے بھائی ہی کی خیر خواہی ہوا کہ تو نے میرے ساتھ بھی یہ کیا کہ خود ہی مجھ کو
بھیجا میں بتا کر دشمن کی طرف بھیجا اور راستہ قلعہ کا سپرد کر دیا یہ بھی خیال
نہ کیا کہ اکیلی مارا گیا ہوا ہو دشمن اوس سے نہیں معلوم کیا برتاؤ کرے میں قتل بھی ہو جاتا
تو کوئی خبر لینے والا نہ تھا اور وہاں بادشاہ سابق مجھ سے نہایت اخلاق کے ساتھ پیش
آیا اب تو ہی بتا کہ میرا ساتھ دیتا یا اوس کا اس گفتگو پر سب نے گردنیں نیچی کر لیں اور
بادشاہ نہایت برہم ہوا جلاد کو حکم دیا کہ قتل کر جلاد بصورت تلوار کھینچ کر ششیم جادو
کی طرف چلا تھا کہ ششیم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھ کر آہ کی شعلہ وہاں سے
نکل کر جلاد پر گرا اور اوس کو جلا کر خاک کر دیا مکین جادو نے کہا کہ ابھی تک تو سرکشی
سے باز نہیں آتا ہے ششیم جادو نے کہا کہ جس وقت تک میرے دم میں دم باقی ہے
قتل کرانا میرا دشوار ہوگا اس لیے کہ میں اب مطیع اسلام ہو چکا ہوں و
کلمہ طیبہ پڑھ چکا ہوں اور سحر سے بھی تائب ہو چکا ہوں مگر ابھی زبان پر یہ کلمات جاری
نہیں ہوئے تھے ورنہ یہی سحر نکالتا تو حکم سے اپنے اہل دربار کو کہ مجھے قتل کریں یہ سن کر
مکین جادو نہایت غضبناک ہوا اور اس نے جھولے پر ہاتھ ڈالا اور گولہ فولادی نکال کچھ اسم سحر

پڑ رہے تھے لاش شہیم جادو نے دیکھا کہ اب جینا میرا اسکے وار سے ممکن نہیں ہے لیکن جلدی سے آگے
خنجر کھینچکر اپنے گلے پر رکھا اور کچھ اسم سحر پڑھکر ہاتھ کھینچا کہ سر کٹ گیا اور خون اسکا گردن سے شعلہ
بنکر نکلا اور اہل بارگاہ پر گرا کہ ساحر جلنے لگے بارگاہ میں آگ لگ گئی ایک قیامت کبریٰ
برپا ہوئی شعلہ چمک چمک کر ساحروں پر گر رہا تھا اور لوگ کشتہ سحر ہو رہے تھے ہر چند
سحر کرتے تھے مگر شعلہ نہ رکتا تھا اسلئے کہ شہیم جادو نے یہ خاص سحر کیا تھا
اور جان دے کر حملہ کیا تھا مرکر دشمنوں کو مارا سیکڑوں ساحر جل گئے ملکہ جادو نے
جب آب دمیدہ سحر کا چھینٹا مارا تو وہ آگ فرو ہوئی اور آواز پیدا ہوئی کہ کشتہ مرا
نام تھا شہیم جادو بو جیف مریم دجاندادیم دبطلسب خود رسید ہم جب وہ ہنگامہ
برطرف ہوا اور روشنی ہوئی تو ملکہ جادو نے نفیر جادو کو خلعت دیا اور اپنے رفقا
کی لاشیں اٹھوائیں اور لاش شہیم جادو کی دروازہ قلعہ پر لٹکا دی
اتنے میں طیفور ہمیں کار آکر پہونچا تو عجب رنگ بارگاہ کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ نفیر جادو شہیم جادو کے ہاتھوں گرفتار بلا ہوکر آیا اور بادشاہ نے اوس کو قتل کیا یہ سنکر اسے
نہایت رنج ہوا مگر اب کیا کر سکتا تھا خاموش ہو رہا اور وہیں کہا کہ خیر دیکھا جائیگا اگر اس ایک
کے بدلے میں ہزار کو نہ مارا تو کچھ کام نہ کیا جسوقت تخلیہ ہوا تو ملکہ جادو نے طیفور ہمیں کار سے
کہا کہ آج نہایت مبارک دن ہے کہ معشوق وصل پر راضی ہوا اور دشمن قتل ہوا یہ خوشی کی
ملکہ جادو کے چہرہ پر بحالی آگئی کہا کہ اے طیفور یہ خوش طبعی کرتا ہے یا حقیقت حال بیان
کرتا ہے طیفور نے کہا کہ میں سچ کہتا ہوں چلئے آپ پر ابھی روشن ہو جائیگا یہ سنکر ملکہ
جادو نہایت خوش ہوا اور ہمراہ طیفور ہمیں کار کے جانب زندان ملکہ کم کم جادو روانہ ہوا اس
وقت سامنے ملکہ کم کم جادو کے پہونچا جھک کر سلام کیا اور مودب ہوکر کھڑا ہوا طیفور نے اشارہ سے
کہا کہ ان کو قفس سے نکالئے زبان سے کچھ نہ کہئے معشوقوں کی یہ عادت ہے کہ کس طرح
اوس کے دل میں آپ کی طرف سے جگہ ہو سکتی ہے یہ سنکر ملکہ جادو نے اوسی وقت کنجی
قفس کی کھینچ لی اور ملکہ کم کم جادو پر سے قید سحر کو دور کیا زبان سے کھولا قفس کے باہر
نکالا اور ہاتھ باندھکر عرض کی کہ حضور میرا قصور معاف فرمائیے اور اس میں میری بھی کوئی
خطا نہیں ہے اس لیے کہ آپ کے والد ماجد کا حکم میں بجا لایا ملکہ نے تو کوئی بھی جواب نہیں
دیا اور گردن جھکائے بیٹھی رہی آنکھوں سے آنسو جاری تھے دل میں کہتی تھی کہ افسوس میں
ناموس بادشاہ اسلام ہوکر اور اس بلا میں مبتلا ہوں کہ کافر میرے جانب نیت بد کرتے ہیں
خیر یہ وقت بھی گذر ہی جائیگا پروردگار عالم مجھکو ثابت قدم رکھے لیکن طیفور نے ملکہ جادو
سے اشارہ کیا کہ اب تشریف لیجائیے اور سامان عیش و راحت ملکہ کے واسطے بھجوا دیجئے میں
بھی حاضر خدمت رہونگا کیونکہ کسی قدر مزاجدان ہو گیا ہوں ملکہ جادو روانہ ہوا اور جاکر سب
سامان عیش و طرب ملکہ کے واسطے مہیا کر دیا طیفور ہمیں کار نے عرض کی کہ اے ملکہ عالم اب حضور دو باتوں
میں سے ایک اختیار کریں یا تو مجھے اجازت دیں کہ میں آپکو [illegible] نکال لیجاؤں

یا چند روز تک امروز فردا مین بادشاہ کو ٹالون اتنے عرصہ مین آپ سحر کو اپنے زور
و سیکھا اور قوت پیدا کر کے مقابلہ کیجئے ملکہ کلم جادو نے کہا کہ اگر سات روز کسی صورت
سے ٹال لیجئے اور مین سحر اپنا تیار کر لون تو ایک دن مین تمام قلعہ کو تاخت و تاراج کر دون
مشکل یہ ہے کہ اگر کہمن جادو یہان آئیگا تو مجھکو سحر تیار کرتے دیکھ کر شک کریگا اور یقین ہے
کہ مجھے قید کر لیگا اور اگر سات روز تک یہان نہ آنے پائیگا جب بھی مشکوک ہوگا مہتر گرد باد دیو گرد
نے کہا کہ وہ ہر روز آئیگا مگر آپکی جانب سے مشکوک نہ ہوگا اسلیے کہ مین اسے سمجھا چکا ہون کہ
ملکہ شہزادون سے لڑنے کے واسطے سحر تیار کر رہی ہین اور بعد فتحیابی شادی کرینگی اب کہمن جادو
کسیطرح سے متعرض نہ ہوگا یہ سنکر ملکہ کلم جادو نہایت خوش ہوئی اور کچھ دیر سوچنے کے بعد مہتر
گرد باد دیو گرد سے کہا کہ ایک مشکل اور ہے وہ یہ کہ جو عورتین میرے واسطے کھانا لایا کرتی تھین
انمین سے ایک عورت کے چہرہ پر کیوان تاجدار نے طلسم باندھا ہے خاصیت
اسکی یہ ہے کہ جب نظر میری صورت پر اُس عورت کی پڑتی ہے تو مین سحر بھول جاتی ہون
یہی سبب ہے کہ وہ تمکو زبان سے کہکر مجھے کھانا کھلانے آتی ہے اور پھر تمکو زبان پہ دیکر
چلی جاتی ہے یہ سامان اس سبب سے کیا گیا ہے کہ مبادا کسی وقت مین کوئی مجھے رہا
کرلے تو گرفتار کر لینا آسان ہو جب وہ عورت سامنے میرے آئیگی مین سحر بھول
جاؤنگی جسوقت تک وہ عورت زندہ ہے اسوقت تک میرا سحر بیکار ہے مہتر گرد باد دیو گرد
نے عرض کی کہ آپ اطمینان رکھین جسوقت سحر آپکا تیار ہو جائیگا اسوقت مین اُسے
بھی گرفتار کرکے قتل کر ڈالونگا ابھی موقع نہین ہے اب ملکہ کلم جادو تو سحر آراستہ
کرنے مین مصروف ہوتی ہے اور مہتر گرد باد دیو گرد نے کہمن جادو کے پاس جا کر
نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ بیان کیا کہ لیجیے مین نے ملکہ کو آپکے ساتھ راضی
کر دیا اب مین جاتا ہون اور آج کے آٹھوین روز حاضر ہونگا لیکن آپ اتنا انتظام
کیجیے کہ ادھر تو ملکہ سحر تیار کر رہی ہین اور فرماتی ہین کہ مین ایک روز مین لشکر حریف کو تباہ
و برباد کر دونگی اور بعد فتح کے شادی کرونگی تاکہ اچھی طرح خانہ آبادی ہو اور خوف
بربادی جاتا رہے آپ آٹھ روز تک کسیطرح کا دخل نہ دیجیے گا ہان آپکو چاہیئے کہ
کوئی انتظام کر رکھیے اگر نقابدار ابن سوار کا باطن سے آجائینگے تو پھر مشکل ہوگی
کوئی تدبیر بن نہ پڑیگی اسلیے کہ نقابدار حسب لوح ہے کہمن جادو نے کہا کہ ای طیفور اگر
مین فتحیاب ہوا تو تجھے وزیر کر دونگا تو نے میرے ساتھ بڑی دوستداری کی ہے یہ کہکر
بہت کچھ زر و جواہر دیکر طیفور بن کار کو رخصت کیا اور آپ بھی تیاری سحر مین مصروف ہوا
ادھر طیفور بن کار جو کہمن جادو سے رخصت ہوا تو پھر ملکہ کی خدمت مین آیا اور ہر طرح کا
اطمینان دلانے کے بعد عرض کی کہ اب حضور اطمینان سے سحر تیار کرین مین جا کر لشکر
کی خبر لیتا ہون کہ وہان کی کیا کیفیت ہے یہ کہکر رخصت ہوا اور قلعہ کے باہر جانے کا قصد کیا تھا
کہ ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ مہتر گرد باد قوت پر شیر دل ایسے شخص کا چھیا اور قلعہ مین آکر

خالی جاتا ہے کوئی تحفہ ملکہ انکی جادو کے واسطے لیجانا چاہیئے یہ سوچکر ایک مقام پر ٹھہرا
اور فکر کرنے لگا کہ کیا کرنا چاہیئے کہ دیکھا سامنے سے نقیر جادو چند ملازموں کو ساتھ لیے چلا آتا
نظر جو نقیر جادو کی مستر گرد باد و باد پر گرد و پیش پڑی اور دیکھا کہ کوئی گویا ہے چونکہ اسکو بھی علم
موسیقی سے نہایت رغبت ہے قریب آیا اور پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو مستر گرد باد و باد
نے بیان کیا کہ میں گویا ہوں نام میرا طیفور بین نکار ہے اور جاتا ہوں ایسے کام کو کہ بیان نہیں کر سکتا
نقیر جادو نے کہا وہ ایسی کونسی بات ہے جسکے چھپانے کی ہے طیفور نے کہا کہ ہاں آپ سے
چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن یہ لوگ جو آپکے ہمراہ ہیں مجھے انپر اطمینان نہیں
ہے طیفور نے اس انداز سے کہا کہ نقیر جادو کو سننے کا اشتیاق پیدا ہوا اور کہا کہ اگرچہ یہ سب
میرے ملازم و معتبر ہیں لیکن اگر انکے سامنے بیان کرنے میں تمہیں تامل ہے تو مجھ سے تنہائی
میں بیان کرو طیفور بین کار نے کہا کہ اسمیں مضائقہ نہیں ہے لیکن ایسے مقام پر بیان کرونگا
جہاں کوئی سامنے نہو بہت لوگ لبوں کی جنبش سے کلام کو سمجھ لیتے ہیں یہ سنکر نقیر جادو کو
غصہ آگیا کہا کہ تو جو اسقدر احتیاط کو دخل دیتا ہے تو ایسی کونسی راز کی بات ہے تیرا راز اور اس
قابل ہوا جسکی اسقدر پردہ پوشی کی جائے اسمیں تنہائی میں نہ سنونگا بلکہ تجھ سے یہیں پوچھونگا
یہ کہکر اسنے کوڑا اُٹھایا طیفور بین کار نے بھی بین اپنی سیدھی کی اور کہا کہ تو اسکو بات
کچھ سمجھتا ہے اور مجھے محض ایک گویا تصور کرتا ہے نہیں جانتا کہ میں مقرب بادشاہ ہوں یہ
کہکر پروانہ ملکہ جادو کا جیب سے نکال کر دکھایا اور کہا کہ پڑھو اسمیں کیا لکھا ہے میں راز بادشاہ
کا سمجھتے کیونکر بیان کروں جیوقت نقیر جادو نے ملکہ شاہ جادو کا نامہ پڑھا اسمیں لکھا تھا کہ طیفور بین کار
کو کوئی شخص نہ روکے نہ ٹوکے کا قصد کرے جب اسکا جی چاہے یہ طلسم میں آئے اور جب چاہے
بیرون طلسم چلا جائے یہ دیکھکر نقیر جادو تھرانے لگا اور عذر خواہ ہوا کہ میں آپکو اسقدر صاحب رتبہ
نہ سمجھتا تھا ورنہ اسطرح بے ادبانہ گفتگو کبھی نہ کرتا امیدوار معافی کا ہوں اب تو مستر گرد باد کی بن پڑی
جوں جوں نقیر جادو منت اور سماجت کرتا ہے غصہ طیفور بین کار کا اور بڑھتا جاتا ہے جب نقیر جادو
نے ہاتھ جوڑے تو طیفور بین کار نے قصور معاف کیا نقیر جادو نے کہا کہ ایک روز کے واسطے
دعوت قبول فرمایئے کل چلے جایئے گا طیفور بین کار نے کہا کہ مجھے حکم بادشاہ ہے کہ جلد جا کر اپنے
اہل دنیا لیکر آ اگر عرصہ گذرے گا تو بادشاہ مجھ سے ناراض ہو جائیگا نقیر جادو نے کہا کہ اچھا
کم سے کم تھوڑی سی دیر کے واسطے قیام فرمایئے طیفور نے کہا خیر اسکا مضائقہ نہیں ہے غرضکہ نقیر جادو
طیفور بین کار کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے اپنے مکان میں آیا اور سامان دعوت مہیا کرنے لگا ایک مرتبہ
آپکا گنشی? شراب کی رکھکر چلا گیا دوبارہ پلیٹ کبابوں کی رکھ گیا مقام تنہا تھا وہاں یا طیفور تھا یا
نقیر جادو تھا جتنے عرصہ میں نقیر جادو دوسری چیز لاتا تھا طیفور نمک سرکاری شراب وغیرہ
میں آمیز کرتے جاتے تھے جب نقیر جادو سب سامان مہیا کرچکا تو پاس آکر بیٹھا طیفور نے پہچان
صراحیوں میں کرلی تھی ایک صراحی میں سے جام بھرکر آپ پیا دوسری صراحی میں سے ساغر
لبریز کرکے نقیر جادو کو پلایا یہاں تک کہ جب دیکھا خوب بیہوشی تاثیر کرگئی ہے تو کہا کہ اب

مین جاتا ہون ورنہ عرصہ ہوگا یہ کہکر اٹھہ کھڑے ہوئے لقیر جادو بھی اٹھا کہ میں آپکو پہونچا دون
اٹھا تھا کہ بیہوشی سے طمانچہ بار اسمد تلے تا نگین اوپر دم سے گرا طیفور مین سارے
رنگ و روغن عیاری ملکر صورت اسکی ہیمون شاہ کی بنائی اور زبان پر لنگلسوزن کرکے
اسکو ہوشیار کیا اور نعرہ کیا کہ او ملعون شمیم جادو کا خون ناحق خالی تھوڑے جا سکتا تھا
اب اگر تجکو بشہر سے بادشاہ کے ہاتھ سے قتل نہ کرایا تو نام اپنا سہتر گرد باد بادیہ گرد نہ رکھا غرض
عیار لقا پرار نے کرکر رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگا کر اپنی صورت لقیر جادو کی بنائی اور پشتارہ اسکا
باندھ کر خدمت مین ملک نکمن جادو کی روانہ ہوا جسوقت سامنے بادشاہ کے پہونچا سلام
کیا اور پشتارہ سامنے رکھہ دیا اور عرض کی کہ یہ نمکحرام بھی حاضر ہے اسکو ورنہ چہارم کا مالک
بنایا تھا اور اسنے دغا کی کہ طلسم کشا سے مل گیا اب اسے قتل کیجیے چونکہ ملک نکمن جادو
اس سے جلا ہوا تھا اسی وقت جلاد کو طلب کیا اور حکم دیا کہ اسکو قتل کر حسب الحکم جلاد
مریخ فصال حاضر ہوا اور ہیمون لقی کو لیے ہوئے قتلگاہ مین آیا تمام شہر مین شور ہوا کہ ملازم بادشاہ
کا ملازم ہیمون شاہ گرفتار ہوکر آیا ہے اور قتل ہوتا ہے یہان تو تماشائی جمع ہو رہے ہین اور
لقیر لقی وہان سے راہی ہوا راستہ مین پھر صورت اپنی طیفور کی بنائی اور دربانون کو
پروانہ بادشاہ کا دکھا کر قلعہ سے نکلکر جانب لشکر ملک انکمن جادو روانہ ہوا جسوقت داخل
لشکر ہوا اور سامنے انکمن جادو کے پہونچا تو اپنی ہیئت اصلی پر آیا اور تمام ماجرا قتل شمیم جادو
کا بیان کیا اور کہا کہ مین نے عوض خون شمیم جادو کا لیا کہ لقیر جادو کو خود بادشاہ کے
ہاتھ سے قتل کرا دیا انشاء اللہ خود قتل کرینگے انکمن جادو اپنا سر پیٹنے لگا کہ یہ مین نے کیا کیا
انکمن جادو نے کہا کہ یہ کیونکر عیار لقا پرار نے سب کیفیت اپنی عیاری کی بیان کی انکمن جادو
بہت خوش ہوا جسقدر شمیم جادو کے قتل کا صدمہ تھا اسیقدر لقیر جادو کے قتل سے
خوشی حاصل ہوئی پھر سہتر گرد باد بادیہ گرد نے ملکہ کم جادو کے رہا کرنے کی کیفیت
بیان کی اور کہا کہ یقین ہے آج کے آٹھوین دن طبل جنگ بجیگا اور کم جادو لڑائی مین جادو
کی شریک رہیگی لیکن ہر وقت جنگ آپکی طرف سے لڑیگی آپ بھی تیاری جنگ کیجیے اور مین
پھر قلعہ کی طرف جاتا ہون اگر قابو پایا تو نکمن جادو کو گرفتار کرکے لاتا ہون یہ کہکر جانب
قلعہ روانہ ہوا یہان انکمن جادو نے بھی تیاری جنگ کا حکم دیا ادھر عیار لقا پرار نے قریب
قلعہ پہونچکر پھر صورت اپنی بدل اور داخل قلعہ ہوا وہان لقیر جادو کے قتل ہونے کی خبر گشتی
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ملازمین سرخ رنگ آکر لاش شمیم جادو کی بیچ مین دبا کر لیگیا اور نکمن جادو
نہایت پریشان ہے کہ لقیر جادو کو کیسے قتل کرایا لوگ لقیر لقی کی تلاش کر رہے ہین یہ سب
تماشہ طیفور مین سارے عیار لقا پرار اپنی آنکھون سے دیکھتا ہوا دل ملکہ کم جادو کی خدمت
مین آیا اور سلام کیا یہ وہ وقت تھا کہ دیکھ رہی تھین ملکہ کم جادو کو کھانا کھلانے آئی تھین اور
وہ عورت جسکی صورت مین طلسم خود فراموشی بند تھا ہوا تھا نام اسکا تصویر جادو ہی پاس ملکہ
کم جادو کے بیٹھی ہے اور باتین ہنس ہنس کر رہی ہے کہ دو راہی اٹھو ایک ہی روز آپکا چلنا تمام ہوتا نہین

باقی رہا آپکے ہو۔ بادشاہ کی طرف سے لشکر دشمنوں کو شکست دیجیے کہ اس طلسم میں
ابھی سلطنت قائم ہو جلد ہی وہ روز مبارک آئے کہ عقد اپنا ملک نکمن جادو کے ساتھ ہو
یہ نہین ملکہ کلم جادو کشمن رہا ہی فلک کو دیکھتی ہے اور سمجھاتی ہے کہ ان مین قلعہ سفید رنگ کی
ست ہزار ہی ملک اشفر شہد پوستان کی دختر کہان نکمن جادو اس ایسے پانچ بادشاہ میرے
باپ کے طلسم مین گرفتار ہوئی کردون ددن سے یہ وقت آیا ہی کہ ایسے ایسے ہمارے خواہشمند
ہین اور ہم انکو سزا دینے کے عوض خاموش بیٹھے ہوئے سنا کرین اسوقت ملکہ کلم جادو کو غصہ
آگیا سحر تو سمجھ لیے ہوئے تھے کہ سامنے تصویر جادو بیٹھی تھی غصہ مین اس سے شعلہ ہو سکا اور ایک
طمانچہ منہ پہ تصویر جادو کے مارا کہ منہ اسکا پھر گیا اور کہا کہ تو ایسے کلمات بے ادبانہ ہمارے سامنے
زبان پہ جاری کرتی ہے تصویر جادو وہان سے روتی پیٹتی خدمت ملک نکمن جادو مین روانہ ہوئی ساتھ
ہی طیفور بین سار بھی روانہ ہوا جب تک تصویر جادو پہنچے پہونچے طیفور نے جا کر نکمن جادو کو
سلام کیا اور کہا کہ اے بادشاہ بڑا غضب ہوا تصویر جادو نے سارا کھیل بگاڑ دیا ملکہ کا سلطان رجھیرا
کر طبیعت انکی برہم ہو گئی اب انھون نے غصہ مین آکر آپ سے عقد کرنے مین انکار کر دیا اور تصویر جادو
آگ بھبوکا تک نہ جانے کو یقین ہو کہ ملکہ اسکے بغیر مارے نہ چھوڑین یہی ذکر تھا کہ تصویر جادو روتی اور پیٹتی
سامنے نکمن جادو کے پہونچی اور بیان کیا کہ ملکہ نے مجھکو مارا آپ نہین معلوم کس خواب غفلت مین
ہین کہ دشمن کو رہا کر کے انکی دوستی پہ بھروسہ کر رکھا ہے ہین اگر سحر انہنے تیار کر لیا تو الٹا لیا نہ
طلسم مین کسکی مجال ہے جو سحر انکا رد کرسکیگا اور وہ ہرگز آپکے ساتھ شادی نکرینگی سنکر
نکمن جادو تو حیران تھا کہ کسکو سچا سمجھون اور کسے جھوٹا جانون طیفور بین سار نے کہا کہ آپ
اسے ملکہ کی خدمت مین بھی نہ جانے دیجیے گا اور ملکہ کا رنگ آپکو معلوم ہو جائیگا آپ آج پوشیدہ
پوشیدہ طور پہ جا کر حالت ملکہ کی دیکھیے گا کہ آپکے ذکر مین انکی کیا کیفیت ہے اوّل تو سحر پڑھا
کرتی ہین اور نہ جانے کیا کرتی ہین کہ یا خداوند ساری دجھبہار سے تم پو سنے دو سو خداوند مگر
اتنی قدرت آپ مین نہین کہ نکمن جادو کا انکن جادو پہ فتح پاسکے گرد اور لوح طلسمی کو بیکار کرسکے
طلسم کشا کو اسکے ہاتھ سے قتل کرادو کہ اب مجھ سے جدائی بادشاہ کی اٹھ نہین سکتی اور
بغیر اسکے شادی کرنا سلطنت کے خلاف ہے کہ ایسا نہ ہو کہ دو ہی دن مین خانہ بربادی کا سامنا
ہو بادشاہ تو عشق ملکہ کلم جادو مین مدہوش ہی ہو رہا تھا جو کچھ طیفور بین سار نے کہا اسے
باور کر لیا اور کہا کہ بیشک عورتون کی عادت ہوتی ہے کہ ایک دوسرے کو چھیڑتی ہین اسلیے ملکہ
کو ستایا ہوگا کون ہے کہ اسے اسیر بلا کرے یہ سنتے ہی طیفور نے کہا کہ غلام کو حکم ہو تو ابھی
اسکی مشکین باندھ لون یہ سنکر تصویر جادو تو رونے لگی اور نکمن جادو نے کسی سحر مین اسکو
باندھ کر زبان پہ تالا سوزن کر کے طیفور بین سار کے حوالے کیا اور طیفور خوشی خوشی
اسکو لیے ہوئے خدمت مین ملکہ کلم جادو کی آیا سلام کر کے نذر تصویر جادو کی پیش
کی اور کہا کہ اب اسے قتل ہی کر دو لیکن زندہ رکھنا اسکا مناسب نہین ہے یہ سنتے ہی ملکہ کلم جادو
نے تصویر کی طرف دیکھکر سحر کرنا چاہا سحر فراموش ہو گیا کہا کہ طیفور تم جانتے ہو کہ طلسم

قہقہا رنگی ہیرے باندھے ہوئی ہیں جب صورت اسکی دیکھتی ہون سحر بھول جاتی
ہون یہ سنکر طیفور نے کہا کہ اب آپ تماشا دیکھیے یہ کہکر منہ سے تکڑے لاکر
اسکے منہ پر باندھے اور تھوڑی سی بارود رکھکر دور سے حقۂ آتشبازی مارا کہ تصویر جادو
جلکر خاک ہوئی چونکہ یہ سحر بنایا تھی کہ صرف اسکی صورت پر طلسم بندھا تھا اسلیئے کم کم جادو اسکو دیکھکر سحر بھول جاتی تھی جب
جلکر خاک ہوئی تو ملکہ کم کم جادو نے راکھ اسکی جمع کرکے کچھ اسم سحر پڑھکر ایک شیشہ میں بھر دی
عیار لقا پرست نے کہا کہ یہ کس کام کی ہے کم کم جادو نے کہا کہ یہ غازہ سحر فراموش ہے جو شخص اس
غازہ کو اپنے منہ پر ملکر سامنے کسی ساحر کے جائے تو ساحر سحر بھول جائیگا اسنے کہا تھوڑا سا
غازہ مجھے بھی دے دیجیے کم کم جادو نے تھوڑی راکھ ایک پڑیا میں باندھکر طیفور بن کار کو بھی
دے دی اب یہ کیفیت سنو کہ اسنے کہا میں جاکر بادشاہ سے کہتا ہوں کہ طبل جنگ بجوائیے
کم کم جادو نے کہا بہتر ہے اب مجھے کوئی اندیشہ نہیں ہے طیفور بن کار اسی وقت پاس
ملک اکمن جادو کے آیا اور کہا ملکہ فرماتی ہیں کہ زمانہ جدال و قتال ہے طبل جنگ بجوا کر
کل دشمنوں کا خاتمہ کر دیجیے تا کہ رنج مفارقت سے نجات ملے یہ سنکر اکمن جادو نے قبول کیا
اور اسی وقت اسنے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے فوراً نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی
ہرکاروں نے ملک اکمن جادو کو اطلاع کی یہاں بھی کوس حرب نوازش میں آیا تیاریاں ہونے
لگیں دونوں طرف کے ساحروں نے اکبار پالن روشن کر دیے سحر جگانے میں مصروف ہوئے
بخور برائی گوگل لوبان سرسون کا سلسلہ دانہ و خیمہ کا ہونے لگا ہر طرف ترسول پر سول گاڑے
ہوئے نعرے یا سامری یا جمشید کے بلند تھے تمام صحرا بخور سے دھواں دھار ہو رہا تھا
اسی عالم میں رات تمام ہوئی اور سپیدۂ سحری مشرق سے نمودار ہوا آفتاب نے علم زرفشان
کو بلند کیا فوج انجم فراری ہوئی نشان کہکشان سرنگون ہوا دلاوران اشجع خیمون سے نکلکر ہر چند فکر
اسپ و گاو میں روانہ ہوگئے دونوں طرف کی فوجیں عازم میدان کارزار ہوئیں اسطرف قلعہ کا دروازہ
کھلا اور ملک اکمن جادو اژدر آتش فشان پر سوار نمودار ہوا پشت پر اسکی ایک لاکھ ساحران غدار
بلا سے بد آفت کے پرکالے جھولیاں جھولیاں کاندھوں پر ڈالے ڈلے ڈبر و سجائے ہوئے
دنگلی گھینٹ کا نشہ ہوئے بازو لیلا و شیر و گرگدن سحر پر سوار کتھے پہنے بڑھیاں پر کھینچے ہوئے ٹک
ماتھوں پر دیے ہوئے گلوں میں سجائے زنار رسیاہ پڑے ہوئے صورتیں مہیب لباس
عجیب اس ہیبت سے بادشاہ طلسم آکر میدان میں قائم ہوا ادھر سے تخت ملکہ کم کم جادو کا
عجیب شان و شوکت کے ساتھ نمودار ہوا کہ چار گلدستہ اسکے تخت کے چاروں کونوں پر
رکھے ہوئے تھے خود ابہرا بی جوڑا پہنے ہوئے جوڑا پیچ سر پر بندھا ہوا جمعی زلفوں کی کاندھے
پر پڑی ہوئی کمالی باندھے ہوئے اوپر سے آنکھ دوپٹا پڑا ہوا چند خواصیں اسکے ساتھ
اور ایک زنگی پشت پر کھڑا ہوا مورچھل جھلتا ہوا اسنے تخت اپنا دونوں لشکروں کے
علیحدہ قائم کیا ادھر سے ملک اکمن جادو ہوشیار جادو سمون شاہ وغیرہ کے سب اپنا
سحر تن پر آراستہ کیے ہوئے مع لشکر آکر پہونچے چونکہ سابق میں بیان ہو چکا ہے کہ لشکر ملکہ کم کم جادو کا

قصر بلور میں ہو اور اسی فوج سے لے میدان کو روکا ہے ورنہ لشکر اکن جادو کے پاس
نہایت قابل تھا جسکو غنیمت کبیزان ملکہ کم کم جادو نے اپنے مالک کو بچاکہ تمہیں طلوان
کھڑی ہیں انکو نہایت وسوسہ ہوا ایک عورت قریب ملکہ کے آئی اور ہاتھ باندھ کر عرض
کی کہ کچھ حضور تمہیں ناراض ہیں جو علاحدگی اختیار کی وہ تنگی جو پشت پر کھڑا اسکی رانی کر رہا تھا
بولا کہ آپ ملکہ سے اور تجھ سے کوئی واسطہ نہیں ہے ملکہ بادشاہ طلسم کی شریک ہیں تیرا بدلا
سکے نام کی قائل ہیں یہ سنکر وہ عورت روتی ہوئی پلٹی اور آکر اپنی ساتھ والیوں سے
بیان کیا کہ ہماری ملکہ کا دل پھر گیا مطیع اسلام ہوکر پھر سامری پرست ہوگئیں ان سب نے
کہا کہ ہمتو اب دائرہ اسلام سے نہ نکلیں گے چاہے ملکہ کے ہاتھ سے قتل ہوں یا زندہ
بچیں غرض کہ یہ بیچاریاں آمادہ مرگ و ہلاکت ہوئیں کیونکہ خوب جانتی ہیں کہ ہم ملکہ پر غالب
نہیں آسکتے اور اگر غالب کبھی آسکتے تو یہ کیونکر ہوسکتا تھا کہ جسکا نمک کھایا ہیں اسی کے
خلاف سے اپنے ہاتھ سے جہاں تک ہوسکے گا گرفتار کرنے کی کوشش کرینگی اور سمجھا لینگے
یہ سوچکر انھوں نے کمریں سحر کی درست کی ہیں ادھر ملکہ نکن جادو نے کچھ اسم سحر
پڑھکر جانب آسمان دیکھا کہ یکایک ایک ستارہ سا چمک کر زمین پر گرا اور اسنے صورت
اپنی ایک پری کی پیدا کی اور میدان میں آکر آواز دی کہ باش ای گروہ خدا پرستان و فرقہ
مسلمانان و نمک حرامان دولت جسکو اطاعت بادشاہ کی کرنا ہو وہ اپنے افعال گذشتہ سے
توبہ کرے اور اگر شریک بادشاہ ہو ورنہ آمادہ ہو جائے مرنے پر اور کر ہمت مقابلے کو سامنے
پامردی سے منہ نہ موڑنا قریب جادو یہ سنتے ہی اکنن جادو نے بھی کچھ اسم سحر پڑھکر دو ہاتھ
زمین پر مارا دیکھا کہ دفعتہ زمین شق ہوا اور ایک مچھلی زمین سے نکلکر تڑپی اور صورت
اسنے ایک دیو کی پیدا کی اور سامنے پری کے جاکر آواز دی کہ او جان جہاں غصہ کیوں کرتی
ہو میں تمہیں سے لگا اور یہ کہکر دونوں ہاتھ پھیلاکر پری کی طرف بڑھا اور
پری ہاتھ ہوا میں لے کر پیچھے ہٹنے لگی تمام ساحر اس لڑائی پر ہنس رہے تھے اور مہتر
آگرہ باد جو تنگی تھا ہوا پشت پر ملکہ کم کم جادو کی کھڑا ہوا تھا پکار کر کہنے لگا کہ ہاں یہ خفا
ہوگئی ہیں انکو منا لو نکن جادو نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ کون تھا وہاں دیو نے جھپٹ کر
پری کو آغوش میں کھینچنے کا قصد کیا تھا کہ پری نے مارا ایک شعلہ پروں سے
اسکے نکلا وہ جلکر آگ ہوگیا فقط دیو آتشبازی سے جلنے لگا اسی وقت اسنے آواز دی کہ
ہر چند ہمیشہ سے معشوقوں کا شیوہ جفاکاری اور عاشق کشی ہے لیکن اگر محبت سچی ہو تو
بے اثر نہیں ہوتی ہے ہم جلتے ہیں تم کو کیا بچ جاؤ گے بقول شاعر ع الفت کا یہ
مزا ہے کہ دونوں ہوں بیقرار دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی یہ کہکر اور ایک شعلہ نکلکر
پری پر گرا کہ اسکے بھی پروں میں آگ لگ گئی اور یہ دونوں جلکر خاک ہوگئے کیا ساحر
متعجب ہوئے ان دونوں کے سحر میں کہ نہ یہ اسپر غالب ہوتا ہے اور نہ وہ اسپر اتنا
فرق تو ضرور ہوگیا ہے کہ قضا کسی جادوگر کی بغیر لوح طلسمی کے ممکن نہیں ہے اور حافظ طلسم

اسکو ہر حال مین بچا لیجاتے ہین غرضکہ جسوقت سحر اسکا باطل ہوا تو اسنے آواز دی کہ ای
اکمن جادو تجھے حسرت ہی رہجائیگی اور سلطنت نصیب نہ ہوگی تجھے لقا بدار پر بہت بھروسا
ہی جبتک لقا بدار آکے آتے ہین تیرا خاتمہ کردونگا اور اس سحر کو روک یہ کہکر اسنے
آئینہ دار جادو کی طرف پلٹ کر دیکھا اور کہا کہ جا اور پکڑ لا اسکو یہ سنتے ہی آئینہ دار جادو
آئینۂ جمشیدی جو تحفہ جات طلسمی سے ہی اور یہ اسکا محافظ ہی لیے ہوئے میدان
مین آیا اور پکارا کہ ای بادشاہ معزول بہتر یہ ہی کہ ہوس سلطنت کو چھوڑکر یا اطاعت
اپنے آقا لقا کی قبول کر اور بالکل جا اسکی عملداری سے ورنہ تو خوب جانتا ہی کہ میرے پاس کیا چیز
ہی یہ سنکر اکمن جادو نہایت پریشان ہوا کیونکہ یہ خواص اس آئینہ کا جانتا تھا کہ سامنے اسکے
سحر بیکار ہوا اپنے سحر کا اثر اپنے ہی اوپر ہوتا ہی اسنے اسلئے مین تامل کیا تھا کہ ہوشیار جادو نے اپنا
مرکب سحر بڑھا دیا اور سامنے بادشاہ کے آکر اجازت طلب کی بادشاہ نے کہا کہ ای ہوشیار جادو
کیون جان اپنی دیتا ہی اور جان بوجھکر موت کے گلے ملنے کو جاتا ہی ہوشیار جادو نے کہا کہ مین
اس آئینہ کی حالت سے خوب واقف ہون مگر چارہ کیا ہی یہ نہین ہوسکتا ہی کہ اپنے ہوتے
آپکو جانے دون نمکخوار اسی دن کے واسطے ہوتے ہین بادشاہ نے کہا کہ ای ہوشیار جادو
یہ تو معلوم ہی کہ مدت عمر سپری ہوئی اور زمانہ موت کا آگیا افسوس کہ دم آخر دیدار آقا کے
نامدار سے بھی محروم رہے وہ شہریار عالی وقار طلسم باطن مین فروکش ہوا ہے جانے
حال کی کیا خبر ہے نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے کسی ز بیکسی ما کجا برد خبرے
اور یہ بھی نہین معلوم کہ اس آقا سے نامدار پر کیا گذر رہی ہی جبتک شمیم جادو زندہ رہا تو اسکے
باعث سے طائر سرخ رنگ خبر لا دیتا تھا خیر و عافیت لقا بدار عالی مقدار کی دریافت
ہو جاتی تھی اب وہ راستہ بھی مسدود ہو گیا ای ہوشیار جادو مرگ انبوہ جشنے دارد تھوڑا ہی
سا پس و پیش ہوگا اب اس ظالم کے ہاتھ سے بچنا ممکن نہین ہی جیسے تمہاری خیر خواہی سہلے
سمجھین رات ملک عدم کی لو یہ کہکر وزیر فوسش تدبیر کو اپنے گلے لگایا اور بہت رویا اسقدر رویا [illegible]
جو زنگی بنا ہوا پشت پہ ملکہ گلم جادو کی کھڑا ہوا تھا ملکہ سے پوچھا یہ کیا شور ہی کہ لشکر مین
ایک ہلچل سی مچ گئی ہی بادشاہ بھی پریشان ہی کیا یہ ساحر زبردست ہی بادشاہ اسکے
مقابلہ کے لائق نہین ہی گلم جادو نے کہا کہ یہ صاحب تحفہ طلسم ہی اس سے کوئی مقابلہ نہین
کر سکتا ہی اگر مجھے پیشتر سے یہ حال معلوم ہوتا تو انتظام کر سکتی تھی اب بھی مین کچھ نہین
کرسکتی ہون اگر سحر کرونگی تو خالی جائیگا جسوقت عکس تحفہ عمران کا آئینہ مین نمایان
ہوگا تمام کشت جلکر خاک ہو جائینگے اور گر سحر ماروگی تو الٹا پلٹیگا مجھے کبھی یہی تردد
ہی عمر نے کہا خانہ سحر کچھ کام دے سکتا ہی جواب دیا بس اتنا کام دے سکتا ہی
کہ اسکا سحر بھی بیکار ہوگا مگر یہ آئینہ نہین ہٹ سکتا اور بغیر اسکے ہٹے ہوئے کام نہین
چل سکتا عمر نے کہا مین جاتا ہون بالفعل اسی طرح کو مین نے مارا اور یا ہاتھ سے
اسکے مارا گیا یہ کہکر خیمہ سے باہر نکلا [illegible] اپنی تبدیل کی اسکا ذکر تو پھر آئیگا

اول حال ہوشیار جادو کا سنیے کہ بہ مشکل تمام بادشاہ سے اجازت لیکر سامنے آئینہ دار جادو
کے آیا اور کہا کہ او کمبخت تجھے شرم نہیں آتی ہے کہ اپنے آقا کے قدیم کو چھوڑ کر دغاباز بادشاہ کا
ساتھی ہوا ہے کچھ پاس نمک کا نہ ہوا اور اب بھی اسکے مقابلہ کو آیا ہے کیا اس آئینہ پر فخر کرتا ہے
کچھ اپنی ساحری کا کمال دکھا دے اگر اور دوسرے کا حملہ روک تو جانوں کہ تجھ میں کوئی لطف نہیں
کہ تحفہ طلسمی سے کام لیتا ہے آئینہ دار جادو نے کہا کہ اے ہوشیار جادو جبکی تیغ اسکی [illegible] ہم بادشاہ
کے محکوم ہیں اور تابع فرمان ہیں جو تخت و تاج طلسم کا ہے وہی اسکا مالک ہو وہ ہمارا بھی حاکم ہے تمہارا
بادشاہ نے کیوں اسقدر غفلت کی کہ تخت و تاج دوسرے کے قبضہ میں گیا ہم اس تخت و تاج
کے محافظ ہیں ہمیں اس سے مطلب نہیں ہے کہ وہ تاج و تخت یوں ہاتھ آیا ہے یا میراث میں پایا
ہے یہ کلام مہمل اسکے سنکر ہوشیار جادو کو نہایت غصہ آیا کہا کہ اچھا جس واسطے تو آیا ہے وہ
کام کر معلوم ہوا کہ تو عقل سے بے بہرہ ہے آئینہ دار جادو نے کہا کہ پہلے تم حوصلہ اپنا پورا کر لو پھر میرے
وار سے بچنا محال ہوگا یہ سنکر ہوشیار جادو نے کہا کہ ہم مطیع اسلام ہو چکے ہیں پیشدستی نہیں
کرینگے یہ سنکر آئینہ دار جادو نے ترنج سحر ہوشیار جادو پر مارا ہوشیار جادو نے ترنج کو خالی
دیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر وہی ترنج آئینہ دار جادو پر کھینچ مارا پس اس ملعون نے آئینہ بجائے
سپر سامنے کر دیا ترنج الٹا پھر کر سر پر ہوشیار جادو کے پڑا لوٹا شرارے نکلکر ہوشیار جادو
پر پڑے کہ تمام جسم میں اسکے آبلے پڑ گئے اور بیہوش ہو کر گر گیا آئینہ دار جادو نے اپنے
ملازموں کو حکم دیا کہ اٹھا لیجاؤ اسے اور مقید کرو زندانخانہ میں یہ سنکر ملازمان آئینہ دار جادو دوڑے
ادھر ملک اکمن جادو نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ ہوشیار جادو کو اٹھا لاؤ دونوں طرف کے
ساحر برابر پہنچے ایک نے دوسرے کو منع کیا وہ کہتا تھا الگ رہو وہ کہتا تھا تم [illegible] اسی
میں نوبت جنگ کی آ گئی کہ ترنج نارنج چلنے لگا یہ دیکھکر آئینہ دار جادو نے کچھ سحر کیا
کہ جو لوگ ملازمان اکمن جادو کے تھے سب کے سب غرق زمین ہو گئے اور ملازمان آئینہ دار جادو
ہوشیار جادو کو لیکر چلے پس ملک اکمن جادو کو غصہ آ گیا کہا او نمک حرام میرے سامنے تو نے میرے
ملازموں کو غرق زمین کیا ہے نیز سب ملازموں کو غرق دریا کروں گا یہ کہکر ایک گولہ فولادی کھینچ مارا
کہ زمین پر پڑتے ہی وہ گولہ پھٹا طبقہ زمین کا یکبارگی زمین شق ہو کر پانی اچھلنے لگا اور سیلاب
نکلکر آئینہ دار جادو کی طرف چلا ہر چند لوگ بھاگے مگر کہاں انسان کا بھاگنا کہاں سیلاب
کی رفتار جب دیکھا کہ غرق ہوا چاہتے ہیں تو پر پرواز پیدا کر کے اڑنے کا قصد کیا جو زمین
سے بلند ہوا اسپر ایک برق گری کہ جلکر خاک ہو گیا ایک عقاب پیدا ہوا اور اسکے سینے پر مارکر
پھر پانی میں گرا دیا اور ڈبو دیا آدھے جو لوگ بھاگ رہے تھے انکو موجوں نے اپنی آغوش
میں کھینچا اور عروس مرگ سے ہمکنار کر دیا دم بھر میں ہمراہیان آئینہ دار جادو کو غرق کر دیا اور
اب یہ سیلاب لشکر ملک اکمن جادو کی طرف چلا اور لوگوں کو غرق کرنے لگا فوج میں غل
برپا ہو گیا پس یہ دیکھتے ہی آئینہ دار جادو نے عکس آئینہ کا اس سیلاب پر ڈالا تمام پانی دھواں
ہو کر اڑ گیا اور اب یہ لشکر اکمن جادو کی طرف چلا اور عکس آئینہ کا لشکر پر ڈالنا شروع کیا

آئینے سے برقیں جانب ہمک کر لشکر پر گرنے لگیں اور خرمن حیات ساحران کو پھونکنے لگیں پس
یہ دیکھکر ملکہ کم کم جادو کو تاب ضبط باقی نہ رہی لپٹنے اٹھا کر گلدستہ کھینچ مارا وقت پھٹکر پتیان
اسکی جدا ہوئیں اور تختہ زعفران کا کھل گیا نظر جو آئینہ دار جادو کی اسپر گشت زعفران پر پڑی
بے اختیار قہقہہ مارکر ہنسنے لگا اور ایک عالم محویت وبیخودی اسپر طاری ہوا آئینہ ہاتھ سے اسکے
چھوٹ گیا ملکمن جادو نے دیکھا کہ کم کم جادو نے آئینہ دار جادو کو بیہوش کیا پکارا کہ ملکہ یہ کیا ہوا بیا
کہ او نمک حرام یہ تیری بدنیتی کی سزا ہے اور ابھی نہیں آگے بڑھکر دیکھیے کیا کیا ہوتا ہے تیری بھی یہ
لیاقت ہوئی کہ تو ہمارا خواستگار ہے جسوقت یہ حال کیوان تاجدار کو معلوم ہوگا تو یقین ہے
کہ وہ تجھسے بہت خوش ہوگا دیکھا ملکمن جادو نے کہ رنگ بگڑ گیا کم کم جادو فریب کر کے قید سے
نکل گئی اور دشمن کی شریک ہوکر عدو سے جانی ہوگئی لہذا سے کثرت فوج پر بھروسا
کر کے حکم دیا لشکر کو مار لو ان سب کو جانے نہ پائیں تمام فوج کو لے ترنج نارنج پکڑ کر لشکر
اکمن جادو کی طرف چلے ادھر اکمن جادو کی فوج آگے بڑھی گولہ ترنج نارنج تھا پھینکا تو لگا
کھا سوختہ ہو لگا چلنے لگا صدا سے گیر و دار بلند ہوئی طبقہ زمین کے ہلنے لگے سحر چلنے لگے ملکمن جادو
نے پنجہ سحر جیب سے نکال کر پھینکا کہ وہ چمک کر آئینہ کی طرف چلا ادھر اکمن جادو نے پنجہ
پھینک دیا دونوں پنجہ قریب آئینہ پہونچکر آپس میں لڑنے لگے اور یہاں مہتر گرد باد با دیگر
صورت ایک ساحر کی بنے ہوئے کھڑے تھے غازہ سحر چہرہ پر ملے ہوئے تھے جو ساحر سامنے
آتا تھا سحر بھول جاتا تھا انکا پنجہ عیاری کا بھی چمک رہا تھا جسوقت دونوں پنجہ آپس میں
باہم پنجہ ہوئے مہتر گرد باد کو مہلت ملی یہ آئینہ لیکر بھاگے ملکمن جادو نے کہا کہ چھین لو آئینہ
اس شخص سے ساحروں نے تعاقب کیا جو قریب انکے پہونچا انھوں نے آئینہ کا عکس ڈالا کہ برق
چمک کر اس ساحر پر گری اور وہ جلکر خاک ہوا یہ خاصیت اس آئینہ کی ہے ساحر ہونے کی ضرورت
نہیں ہے جو اس آئینہ کو چمکائیگا اس سے برقیں پیدا ہونگی اور حریف پر گرینگی مہتر گرد باد یہ تاثیر اس
آئینہ کی دیکھکر الٹے پلٹے اور لشکر ساحران کی طرف چلا جو ساحر سامنے آیا سحر بھول گیا مہتر گرد باد نے
جو عکس آئینہ کا ڈالا تو وہ جلکر خاک ہوا یہ غازہ سحر وہی ہے جو ملکہ کم کم جادو نے تصویر جادو کو
قتل کرا کے پایا تھا اور تھوڑا سا مہتر گرد باد نے بھی لے لیا تھا اب ملکہ کم کم جادو نے دوسرا
گلدستہ کھینچ مارا کہ تختہ زعفران پھول گیا اور فوج ملکمن جادو کی قہقہہ مار کر بیہوش ہونے لگی
اکمن جادو اور ملکہ کم کم جادو اور مہتر گرد باد نے قتل کرنا شروع کیا یہ رنگ دیکھکر ملکمن جادو
نہایت پریشان ہوا اور اسنے گھبرا کر طبل بازگشت بجوا دیا دونوں لشکر علحدہ ہوئے اکمن جادو
وغیرہ نے قتل کا فراغت سے ہاتھ کھینچا مگر سحر کم کم جادو کا ایسا تاثیر کر چکا تھا کہ بہت سی لشکر ملکمن جادو
کی کم نہ ہوئی تھی جب ملکمن جادو نے آفتاب وسیدہ سحر نیر جہر کا ہی تو یہ بیہوش میں آئے ہیں اور
پلٹکر داخل قلعہ ہوئے ہیں ادھر اکمن جادو اور مہتر گرد باد یہ گرد اور ملکہ کم کم جادو وغیرہ
داخل قصر بلور ہوئے نقارے خوشی کے بجانے ہوئے ہوشیار جادو کا علاج ہو
اور کم کم جادو کے آنے سے انتہا کی خوشی حاصل ہوئی ہے یہاں تو جشن مسرت ہو رہا ہے اور وہاں

تکمن جادو جو پلٹ کر داخل قلعہ ہوا تو بلبل جادو نے کہا کہ اے بادشاہ تیری عقل سے
بعید تھا کہ تو نے کم کم جادو کے فریب مین آ کر اسے قابو سے نکل جانے دیا یہ تیرے ہی مین
ذرا یہ عورت کیسی چلتر باز ہوتی ہے یہ ایک کو تو دل دے چکی ہے تیرے ساتھ کیا دغا کر گئی اب وہ رہا
ہو گئی آپ اُسکا کچھ نہین کر سکتے ہین اور اب جنگ دشوار ہو گئی آئینہ دار جادو کو مشکل بچا لائی
لیکن آئینہ مہتر گرد باد کے پاس رہ گیا تکمن جادو نے کہا کہ اب مین کیا کرون بلبل جادو نے
کہا ایک تدبیر مین کرتا ہون کہ یہ تحفہ طلسمی نہ آپکے پاس رہے اور نہ اُس جادو کے قبضہ مین رہے
مین اس آئینہ ہی کو مٹائے دیتا ہون یہ کہکر اٹھا اور جانب لشکر تکمن جادو روانہ ہوا اور ایک طائر بنکر
درخت پر بیٹھ رہا یہان جبوقت گیارہ بارہ بجے کے قریب دربار برخاست ہوا اور ہر ایک اپنے
اپنے خیمہ مین آیا تو مہتر گرد باد بھی اپنے خیمہ مین داخل ہوا اور آئینہ جمشیدی کو اسنے
اپنی جھولی مین رکھ لیا اور دوسرا آئینہ ویسا ہی لگا دیا اسے کھٹکا تھا کہ یہ تحفہ طلسمی ہے ایسا نہو
کہ کوئی ساحر اسکی فکر مین آئے اور یہ حربہ دشمن کے ہاتھ آ جائے یہ سوچ کر اسنے یہ اہتمام کر رکھا
تھا بلبل جادو جو درخت پر کبوتر بنا بیٹھا تھا دونون کندے جوڑ کر خیمہ مہتر گرد باد مین داخل ہوا
دیکھا کہ آئینہ نصب ہے اور عیار سوتا ہے بس بلبل جادو نے آئینہ کو اٹھا کر قبضہ مین کیا اور قلعہ کی جانب
روانہ ہوا اور جاکر آئینہ تو آئینہ دار جادو کے سپرد کیا اور کہا کہ اب مین اس عیار کو بھی جاکر مبتلائے
بلا کرتا ہون یہ کہکر پھر چلا اور آکر خیمہ مین داخل ہوا دیکھا کہ عیار اُسی طرح غافل سو رہا ہے بس اسنے
سحر کیا اور صورت اپنی ایک عقاب کی پیدا کی اور پنجون مین اپنے مہتر گرد باد کو دبا لیا اور خیمہ سے نکلکر
چلا حسب اتفاق کم کم جادو خیمہ مین اپنے جاگ رہی تھی اور دل اسکا گھبرا رہا تھا ایک کنیز سے
کہا کہ جاکر مہتر گرد باد کو بلا لاؤ وہ کنیز خیمہ مین مہتر گرد باد کے آئی تو مہتر کو خالی پایا جاکر ملکہ کم کم جادو
سے بیان کیا کہ وہ خیمہ مین نہین ہین یہ سنکر کم کم جادو پریشان ہوئی کہ ایسا نہو کوئی ساحر اُنہین
اٹھا لیگیا ہو اسی وقت کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پتلی پیدا ہوئی اس سے پوچھا کہ
مہتر گرد باد کہان ہین اسنے جواب دیا کہ انکو بلبل جادو عقاب بنا ہوا پنجے مین دبا کے لئے جاتا ہے
بس یہ سننا تھا کہ ملکہ کم کم جادو نے اس سے کہا کہ جاکر چھین لاؤ وہ پتلی تڑپ کر [illegible] سے
تعاقب مین بلبل جادو کے روانہ ہوئی یہان بلبل جادو قریب قلعہ پہونچ چکا تھا کہ پشت پر سے
بجلی کی کڑک محسوس ہوئی بلبل جادو سمجھا کہ کوئی ساحر آگیا بس اسنے پلٹ کر جو دیکھا تو ایک
پتلی کڑک کر پشتارہ پر گری اور ہنوز زمین تک نہ پہونچنے پایا تھا کہ اسنے پشتارہ کو بالا سے
روک لیا اور لیکر چلنے کا قصد کیا تھا کہ عقاب نے پنجہ مارا پتلی نے دوسرے ہاتھ سے ٹانگ
عقاب کی پکڑی اور کھینچتی ہوئی لئے لشکر کی طرف چلی عقاب نے چیخنا شروع کیا کہ اے اہل
قلعہ دوڑو کمبخت پتلی مجھے لئے جاتی ہے اور میرا سحر اسپر تاثیر نہین کرتا یہ آواز سنکر ساحر دوڑے
اور پتلی کو آکر گھیر لیا ہر طرف سے گولہ شنج نارنج پڑ رہا تھا لیکن پتلی پر کوئی حربہ اثر نہ کرتا تھا
نہ یہ ٹانگ عقاب کی چھوڑتے تھے اور نہ پشتارہ عیار کا مگر اس کشاکش مین اسکو جانے کا رستہ
دیر مین ملا وہان کم کم جادو کو حیرت ہوئی کہ پتلی ابتک نہ آئی اسنے پھر دستک دی دوسری پتلی

پیدا ہوئی اُس سے کہا کیا بات ہے کہ بہن تیری اب تک نہیں آئی اُسنے جواب دیا کہ ساحران قلعہ اُسے گھیرے ہوئے ہیں
اور اُسکے دونوں ہاتھ رکے ہیں ایک میں پشتارہ عیار کا ہے اور دوسرے میں ٹانگ عقاب کی ہے یہ وجہ ہے کہ وہ اپنا وار
نہیں کرسکتی ہے جریوت کو جسم پر روکتی چلی آتی ہے گم گم جادو نے اُس سے کہا کہ تو بھی جا اور بہن کو اپنی بچا لا یہ سنکر اُسنے بہت خوب کہا
اور جانب قلعہ روانہ ہوئی اب پشتارۂ عیار تو اُس نے لیا اور اُسنے بلبل جادو کو پکڑا اسیطرح ایک
ٹانگ پتلی کی ہاتھ میں ہے اور یہ عقاب بنا ہوا گٹھی کی طرح پھڑک رہا ہے دوسری پتلی ایک ہاتھ میں پشتارہ
عیار کا لیے ہوئے ہے اور دوسرے ہاتھ سے ساحروں کو جواب دیتی جاتی ہے جسکو تیر مارا وہ بسمل
ہوکر گرا اور اگر کوئی ساحر گولہ ترنج وغیرہ مارتا ہے تو پتلی گولہ ہاتھ سے پکڑ کر اُسی پر کھینچ مارتی ہے کہ ساحر
اپنے سحر سے آپ ہلاک ہوتا ہے یہ دونوں پتلیاں برابر لڑتی ہوئی چلی آتی ہیں جب زیادہ ہنگامہ
ہوا تو خبر نکمن جادو کو پہونچی کہ بلبل جادو عیار کو پکڑ لاتا تھا اکرا سنتے ہیں پتلی نے روکا بلبل جادو کا
سحر پتلی پر اثر نہیں کرسکتا ہے ساحران قلعہ نے گھیر لیا تھا کہ اور ایک پتلی پیدا ہوئی اب دونوں لڑ رہی ہیں
اور ساحر گھیرے ہوئے ہیں مگر کسیکا سحر کارگر نہیں ہوتا بلکہ جادو پلٹ جاتا ہے اور سحر کرنے والا خود
ہلاک ہوتا ہے یہ سنکر نکمن جادو اپنے مقام سے اٹھا اور بیرون قلعہ آکر اپنے اندر سحر نکالی اور پھر کر کے
قریب اُن پتلیوں کے آیا اور اسطرح کمند ماری کہ دونوں پتلیاں کمند میں پھنس گئیں اور اسپر
پتلیوں کو کھینچتا ہوا قلعہ کی طرف لیچلا لیکن پتلیوں نے نہ تو عیار کو چھوڑا ہے اور ٹانگ عقاب کی
چھوڑی ہے ہر چند تڑپ رہی ہیں اور چاہتی ہیں کہ کمند توڑ کر نکل جائیں مگر نکمن جادو سے ساحر کے
پھندے میں پھنس گئی ہیں کیونکر نکل سکتی ہیں وہاں گم گم جادو نے پھر دستک دی تیسری پتلی پیدا
ہوئی اُس سے پوچھا کہ اب کیا سبب ہے جو اسوقت تک پتلیاں واپس نہیں آئیں اُسنے بیان کیا کہ دونوں
بہنیں میری کمند میں پھنس گئیں پھنسکر سر اپنا پیٹتی [illegible] گم گم جادو نے کہا کسکی کمند سحر میں پھنس
گئیں ہیں اُسنے جواب دیا کہ بادشاہ طلسم نے اُنکو اسیر کیا ہے مگر اُنھوں نے پشتارہ عیار کا اور ٹانگ عقاب
کی ابھی تک نہیں چھوڑی ہے یہ سنکر گم گم جادو کو نہایت غصہ آیا اور اُسیوقت تخت سحر پر بیٹھ کر
روانہ ہوئی اس ہنگامہ کی خبر دونوں جانب مشہور ہو گئی خبرداروں نے ہر ایک سے بیان کیا ادھر
سے ملکہ الکمن جادو بھی مع لشکر روانہ ہوا اور اُس طرف سے آئینہ دار جادو کو ہشیار جادو دراز دست جادو
سب کے سب قلعہ سے نکلے دیکھا کہ بادشاہ پتلیوں کو کمند میں پھنسائے ہوئے لیے چلا جاتا ہے قریب
قلعہ ہو کہ نعرہ ملکہ گم گم جادو کا ہوا نکمن جادو نے آئینہ دار جادو و کو ہشیار جادو و دراز دست جادو
سے کہا کہ روکو گم گم جادو کو آئینہ دار جادو جھپٹ کر سامنے آیا گم گم جادو ہر چند کہ آئینہ طلسمی سے
واقف تھی مگر غصہ میں جا پڑی کہ یا میں نہیں یا یہ نہیں اور اتار کر سبس پھول اپنا کھینچ مارا کہ آئینہ
اور آئینہ دار جادو جلکر خاک ہوا دراز دست جادو نے بھی دست درازی کی اور چاہا کہ ملکہ گم گم جادو
کو پکڑوں ملکہ نے ترنج سحر مارا کہ اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے کو ہشیار جادو نے گولہ فولادی مارا
گم گم جادو نے اُسکی گولہ پلٹ کر اُسی کے سینہ پر پڑا اور توڑ کر پار گذر گیا اسکے مرنے سے طوفان
برپا ہوا تاریکی چھا گئی ملکہ گم گم جادو نے دستک دی کہ پتلہ ہائے سحر مشعلیں روشن کیے ہوئے فوراً
پیدا ہوئے اور گم گم جادو اس تاریکی میں چلی لشکر نکمن جادو کا سد راہ ہوا گم گم جادو نے کمند سحر

مارا کہ تختہ زعفران کا پھولا اور سب ہنستے ہنستے بیخود ہوئے اتنے عرصہ مین نکمن جادو داخل
قلعہ ہو گیا کم کم جادو نے دیکھا کہ گرد قلعہ کے حصار دود کی کھنچا ہوا ہے پس اسنے نوک زبان مین
نشتر دیکر خون اسکا چلو مین لیا اور کچھ اسم سحر دم کر کے جو چھینٹا مارا تمام حصار بر طرف ہو گیا دھوان
منتشر ہو گیا کم کم جادو نے گور فولادی مارکر دیوار قلعہ کی توڑ دی اور داخل قلعہ ہوئی اتنے مین نکمن جادو
بھی مع لشکر آئی دیکھا کہ ساحران قلعہ بیخود ہو رہے ہین اور دیوار قلعہ ٹوٹی ہوئی ہے معلوم ہوا وہان کم کم جادو
آ پہنچی ہے کہ نکمن جادو ایوان مین داخل ہو چکا تھا نگہبان بیٹھے تھے کم کم جادو نے نگہبانون کو
گوری مارا اور اندر ایوان کے در آئی نکمن جادو نے دیکھا کہ یہان بھی آ پہونچی پس اسنے گور فولادی
مارا کم کم جادو نے پنجہ پھینکا کہ آسنے گور کو پکڑ لیا کم کم جادو نے دوسرا گلدستہ اٹھا کر سر پر اسکے
کھینچ مارا کہ نکمن جادو بیہوش ہو کر گرا کم کم جادو تلوار پکڑ کر چلی تھی کہ زمین شق ہوئی اور چار پتلے جو سپیر
اسکے تھے اسکو لیکر آتش خانہ طلسمی کی طرف روانہ ہوئے اہل قلعہ نے امان مانگی اور مطیع ہوئے کم کم جادو
نے لشکر پر سے بھی سحر اپنا اُتارا اور قلعہ پر قبضہ کر کے جھنڈا اسکا اڑا رات اسی جگہ بسیرکی صبح کو منتظر گردباد
کو گلدستہ سنگھا کر چھوڑا اور بلبل جادو کو نگین چیر کر پھینکا اور اسکو جادو نے کہا کہ اب آپ قلعہ مین مقام
کیجیے مین جاتی ہون طلسم باطن کی طرف دیکھون کہ وہان نقابدار کس حالت مین ہین عرصہ زیادہ ہوا اسکی
طبیعت متفکر ہے یہ کہکر جانب طلسم باطن مع منتظر گردباد بادپہ گرد روانہ ہوئی اب انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے

اور یہان سے چند کلمے داستان شاہزادہ سکندر رستم خو کے بیان کیے جاتے ہین

ساقی ہی ارغوان کسان ہے	پلوا کہ شروع داستان ہے	رندون کا جماؤ صحت بہ مثال ہے
مینا سے شراب لطف ہے	جام ہو لالہ گون ادھر لا	شب شر ہمہ سے جلد بھر لا
ایسا تو پلا کر دے سرشار	ہر ادھر کی اچھال دو دل مین ہشیار	وہ نثر لکھون کہ ہوش ہون گم
آنکھون پہ ہاتھون جیسا کو مردم	ساقی کوئی جام اور دے دے	پیمانہ کو دو دو دے دے

اک جام پلا دے اور ساقی
رہ جائے کچھ ارزو نہ باقی

نگارندگان عارض شاہد بیان و آرایش دہندگان عروس داستان پیرایہ رنگین و زیور گرانمایہ
الفاظ با تمکین سے بالا سے والا سے محبوب تسوید کو اسطرح مزین و مرتب فرماتے ہین اشتیاق
مشتاقان دلدار فسانہ بڑھاتے ہین کہ سابق مین یہ داستان اس مقام تک سامعہ افروز ناظرین با
وقار ہو چکی ہے کہ شاہزادہ سکندر رستم خو نے آفتاب سرخ چہرہ پیراستہ کی ہے اور سلیمان کو چاہا
بھی نقابدار سرخ پوش بنے ہوئے ہین اور سلیمان اعظم نقاب سیاہ چہرہ پر ڈالے ہوئے ہین
اور مظفر بہزاد جو کہ انکا برادر نسبتی ہے یعنی بھائی ہے ملکہ نوبہار سرخ پوش کا جو کہ انکی معشوقہ ہے اور
شاہزادی ہے طلسم ہزار نگ قاف کی مانند سکندر نے مظفر کو سپہ سالار اپنے لشکر کا کیا ہے
اور لشکر دیوان کو حکم دیا ہے کہ بصورت آدمیون کے متشکل رہین اور مظفر بہزاد کو حکم دیا ہے کہ تم
لشکر لیکر قبر جاسوسی کو مع علمدار اسلام کے راستہ نہ طاق سے چلو ہم بھی اسی طرف آتے ہین

تصور دن نے کر دیا رات بھر آواز حاضر باش و بیدار باش کی بلند رہی جبکہ سفیدۂ سحری
فلک پر نمایان ہوا نسیم سحر کے سبک سبک جھونکے وزان ہوئے طائران نغمہ سنج ثنا خوان سے
درخت پر مسرور مشغول زمزمہ پردازی حمد الٰہی ہوئے زبان بے زبانی سے حمد و ثنا سے صانع حقیقی
ادا کرنے لگے لشکری خواب غفلت سے بیدار ہوکر حوائج ضروری سے فارغ ہوئے کمر بندی
ہونے لگی اب وہ وقت آیا کہ از گریبان سحر مین گہر زر نگار شعاع بالہ مہر کا ٹانکا اور گوشے خورشید
سوزن شعاع تار نقش انجم صبح نے بہ ہشیاری سوزن دم سحر سیاہ تہی افق مشرق سے کرن پھوٹی قطعہ

ابھی خورشید زرافشان ہوئی
لگی ہین فلک سے تیغ مہر

جہان سے فنا ہوئی چھپ کر نور کی
چمکتے ہو گئے پارہ زر تار سے

ادھر شہزادہ سکندر رستم خو بھی خواب نوشین سے بیدار ہوکر نماز صبح و ورد و وظائف سے
فراغت حاصل کرکے پوشاک سفری جسم پر آراستہ فرمایا اور زیب تن فرما کے ہوئے بارگاہ
سے برآمد ہوا سرداران ذی وقار و رفیقان جان نثار در دولت پر حاضر تھے سواریان بھی ساز
و یراق سے آراستہ و مہیا تھے جوہ تمکین سلیمان شکوہ و سلیمان اعظم بھی لقا ہین چہرہ پر آراستہ
سجے ہوئے مسلح و مکمل اپنی اپنی بارگاہون سے برآمد ہوئے سبھون نے سواریان طلب کین
چلنے کا قصد کیا تھا کہ یکایک ایک سمت سے صدا نالہ و گریہ و بکا کی ہمراہ قدس مین آئی سب نے
اس نالہ حزین کو سنکر کان کھڑے کیے سلیمان اعظم نے فرمایا کہ ہم لوگ عجیب طرح کے مصیبت زدہ
اور غمگین ہین اور ستارہ ہمارا ایسا گردش مین ہے کہ جس مقام پر پہونچتے ہین وہان سوای
سوا سامان رنج و الم اور صدا گریہ و ماتم کے خوشی کی آواز کان مین نہین آتی سے
ہون وہ غم دوست کہ سب اچھے ہی دل مین بھر دیا غم عالم کی اگر اسمین سمائی ہوتی ہا ہا
سکندر رستم خو نے عرض کی کہ ہر چیز کی ایک انتہا ہوتی ہے ہمارے بھی صدمہ والام تو پایان
تک پہونچ چکے ہین کہ تمام عزیز و اقارب قتل ہو گئے کون کون لوگ آنکھون کے سامنے دنیا
سے اٹھ گئے کہ جنکا مثل و نظیر عالم مین ہونا محال ہے افسوس وہ دونون لڑکے
سہراب ثانی کے داراب اعظم و سکندر اعظم جو کہ ابھی نونہال تھے اور باغ عالم
سے ہنوز گل جوانی نہ چنا تھا عین عنفوان شباب مین ناکتخدا و نامراد عروس مرگ سے
ہم آغوش ہوئے خنجر اجل کے جوہر نوش ہوئے افسوس وہ انکا حسن و جمال وہ عالم شباب
آشفتگی جوانی وہ انکی ہمت و جرأت باین کم سنی وہ شان و شوکت افسوس کہ غنچۂ آرزو شگفتہ
بھی نہ ہونے پایا تھا کہ صرصر اجل نے پژمردہ کردیا گل نوبہار خزان رسیدہ ہوگئے گلشن شاہان
مین گریہ ہوئے انکے علاوہ ملکہ فرشتہ ثانی و ملکہ ماہ سیما دختر کا داغ کیا کم ہے جنکی مفارقت
مین قلب مضطر صد در صد گونہ رنج و الم ہے یہ سب دیکھتے ہی دیکھتے راہی ملک عدم ہوئے
دو صباحت کے گلزار قامت پامال خزان کردیا ہر ایک کا جام عمر بادۂ فنا سے بھر دیا حوادث
چرخ کج رفتار نے کیسا گھر کا گھر برباد ہوا کہ خاندان کا خاندان باقی نہ رہا ایسی جبکہ ایسے صدمات
پیش آ چکے ہین اور ایسے سخت حادثے اٹھا چکے ہین تو امید یہی ہے کہ اب صورت خوشی کی

جلوہ ور مین آئے رستہ پر مسرت جلوہ گر ہو فرحت و انبساط مد نظر ہو۔ ابھی بالین سو رہی
تھین کہ دیکھا سامنے سے کچھ لوگ روتے پیٹتے خاک اڑاتے گریبان چاک با صدائے
دردناک چلے آتے ہین سکندر رستم فر نے ان لوگون کو دیکھ کر اپنے ایک سوار کو بھیجا
کہ ان لوگون کو بلا لاؤ سوار گیا اور کہا کہ ہمارا مالک و آقا تمکو بلاتا ہے کہ کیا مصیبت پیش پڑی
ہے کیون اسقدر نالان و گریان سراسیمہ و پریشان ہو غرضکہ سوار کے ہمراہ وہ لوگ آئے انمین
کچھ لوگون کی وضع افسران فوج کی اسی تھی کچھ خادم و خدمتگار کے طرز پر تھے شاہزادہ سکندر
نے پوچھا کہ تمپر کیا آفت پڑی ہے کیون اسقدر روتے ہو حال اپنا بیان کرو سبب گریہ و بکا عیان کرو
انمین سے ایک شخص نے کہا کہ حال اپنا اس سے بیان کیا جاتا ہے کہ جو داد رسی کرے ہمارا قصہ دردانگیز
ایک افسانہ حیرت خیز ہے کوئی دوا بہت مشکل نہین ہے جسکو سنکر آپکا دل دوش کرین شاہزادہ
نے فرمایا کہ اگر تمہارا رنج اس قسم کا ہے کہ جسکا مداوا ہمارے امکان مین ہے تو ہم ہرگز کوتاہی نکرینگے
حتی الوسع اسکے دفعیہ کی کوشش کرینگے یعنی اگر کوئی تمہارا عزیز یا دوست کسی بلا مین مبتلا ہو گیا ہے
تو اسکی رہائی کی کوشش کیجائیگی البتہ مردہ کو زندہ نہین کر سکتے کہ احیاء اموات اسی حی قیوم کا کام ہے مگر اسمین بھی قدرت مگر
عادت یہ نہین کہ مردہ کو زندہ کردے ان لوگون نے عرض کیا کہ آپکا ارشاد بجا ہے اگر آپ ہماری ہمدردی کرنے پر آمادہ ہین تو ہمارا
افسانہ غم سماعت فرمائیے۔ حضور ہم لوگ رہنے والے شہر فرخ نگار کے ہین اپنے بادشاہ
سے جدا ہو گئے ہین اور اسکی جستجو مین صحرا بصحرا سراسیمہ و پریشان بحال خراب پھر رہے ہین
واقعہ اسکا یہ ہے کہ بادشاہ ہمارا نہایت حسین و جمیل مرد نوجوان شکیل و وجیہ وضعدار و طرحدار
کمال سپہگری مین طاق علوم و فنون مین مشہور آفاق تھا ہر بات مین کمال ہر امر مین کیا
حاصل تھی حسب اتفاقات روزگار ایک روز ایک تاجر اس شہر مین وارد ہوا کاروان سرا مین
فروکش ہوا اسباب تجارت کثرت سے اسکے ہمراہ تھا خادم و خدمتگار غلامان جان نثار اسکے
ہمراہ تھے جب تاجر نامور تمام شب کو آستانہ کاروان سرا مین قیام کیا بہنگام سحر جبکہ تاجر ماہ
نے متاع انجم کو ہمسایہ خانہ مغرب مین رکھا اور گوہر شب چراغ کو جوہری فلک نے چرخ اطلس
پر ظاہر کیا سوداگر مذکور نے کچھ اسباب عمدہ و نادر تحفہ ہر شہر و دیار کو انتخاب کر کے لائق
ملاحظہ بادشاہون کے ہمراہ لیا اور دولت شاہی پر حاضر ہو کر اطلاع اپنے آنے کی بحضور
بادشاہ یون کرائی کہ فلان بازرگان جو قدیم الایام سے حاضر حضور ہوتا ہے اور متاع نادر روزگار
تحفہ جات ہر شہر و دیار ملاحظہ اقدس مین پیشکش کرتا ہے ابکی مرتبہ بھی سفر ظلمات سے عمدہ
عمدہ چیزین قابل ملاحظہ حضور ہمراہ لایا ہے حسب دستور اجازت باریابی چاہتا ہے چوبدار نے اگر
حضور شاہ مین عرض کیا حکم ہوا کہ بلا لو چنانچہ تاجر مذکور حضور بادشاہ مین حاضر ہوا آداب و
تسلیمات بجا لاکر تحفہ جات دیار و امصار پیش کرنے لگا جہان اور مال و اسباب تھا وہان
ایک تصویر بھی تھی بادشاہ نے اس تصویر کو بغور دیکھا اور ہزار جان سے غائبانہ عاشق ہو گیا
سوداگر سے پوچھا کہ یہ کس شاہزادی کی تصویر ہے اور وہ کہان کی رہنے والی ہے تاجر نے عرض کیا
کہ قبلہ عالم نام اس شاہزادی کا ... مسمی گلبانو ہے قلعہ احمرین رہتی ہے فن چوگان بازی

اسکو کمال حاصل ہو اس فن میں اپنا عدیل و نظیر نہیں رکھتی شرط اسکی یہ ہے کہ جو شخص
چوگان بازی میں مجھ پر گوئے سبقت لیجا سکے وہ میرا شوہر ہے اور اگر بازی ہارے تو مجھے اسکا
اختیار ہے چاہے غلام بناؤں چاہے قید کروں چونکہ ہمارا بادشاہ خود بھی چوگان بازی خوب
جانتا تھا اور نہایت ذوق و شوق رکھتا تھا اس فن میں یہ بھی فرد تھا نہایت مشتاق دیدار
صنم چوگان باز کا ہوا تاجر سے وہ تصویر خرید لی اور انعام و اکرام سے اسکو مالا مال کر کے
رخصت کر دیا وہ دن تو جوں توں بسر کیا رات آئی وہ شب فراق کی بیقراری کی گریہ وزاری
اختر شماری کیا بیان کیجاسے شب وصال جو قسمت میں ہو تو ہووے کی ٭ دعا کرو
شب فرقت تو یہ سحر ہووے ٭ ترپ ترپ کر وہ رات کاٹی خدا خدا کر کے سپیدہ سحری
نمودار ہوا بادشاہ کو بعد کمان تھی دیدۂ انجم کی طرح شب بھر سوئے فلک نگران تھا کہ کب
صبح چہک جاہ مر دلدار ہوں درازی شب فرقت کی عیان ہے نہان نہیں سعدیا تو بھی
امشب دہل صبح نکوفتند ٭ یا مگر صبح نباشد شب تنہائی را ٭ آخر الامر گریبان سحر چاک ہوا
بادشاہ محل سے برآمد ہو کر بلا سے عشق اور اپنے ولولے میں چل کھڑا ہوا ہم سب ساتھ
تھے سپہ شمار بدل لی اور شکل بدل لی ٭ نکل شہر سے راہ جنگل کی لی ٭ بعد قطع منازل
و طے مراحل صعوبت سفر اٹھا کر قریب قلعہ احمر ہوئے اور ملکہ کے پاس پیام بھیجا
یعنی اپنے ہمراہیوں میں سے ایک سردار کو کہ شائستہ فہمیدہ اور وجیہ تھا ملکہ کی خدمت
میں بھیجا اسنے جا کر عرض کیا کہ فلان مقام سیاحت شہزادہ آپکا شہرہ چوگان بازی سنکر
مشتاق ہے اور حضور کے کمال دیکھنے کا بھی خواہشمند ہے ملکہ نے اسکا جواب
میں شرطیں اپنی پیش کیں بادشاہ نے ہمارے جملہ شرائط کو منظور کیا غرضکہ دن معین
ہوا اور میدان چوگان بازی آراستہ کیا گیا بروز معین چوگان بازی شروع ہوئی ایک
طرف ہمارا بادشاہ اور تین افسران فوج اسکے تھے دوسری جانب ملکہ تھی اور تین سوار
نقاب دار اسکے ہمراہ تھے معلوم نہیں وہ بھی عورتیں تھیں یا مرد تھے اسوجہ سے کہ چہرہ
اسکے حجاب نقاب میں پوشیدہ تھے آخر کار بادشاہ ہمارا بازی ہارا ملکہ نے صرف بادشاہ
کو مقید کر لیا اور ان افسران فوج کو رہا کر دیا جو کہ بادشاہ کے ہمراہ کھیل میں شریک تھے
یہ لوگ مایوسی کی حالت میں وہان سے پلٹ کر چلے تھے کہ بادشاہ کے بھائی سے چلکر اطلاع
کریں شاید وہ کوئی صورت رہائی کی پیدا کرے مگر جب پہونچے تو معاملہ بالعکس ظہور
میں آیا کہ تقدیر نے ادھر بھی پلٹا کھایا یعنی بادشاہ کے بھائی نے میدان خالی پاکر ملک پر
قبضہ کر لیا خود بادشاہ بن بیٹھا یہ لوگ سمجھے کہ اسنے انتظاما ایسا کیا ہے کہ بادشاہ کی عدم
موجودگی سے انتظام سلطنت میں فرق نہ آسکے لیکن جسوقت شہزادہ جادو سے سرگذشت
اسکے بھائی کی بیان کی تو اسنے کچھ اعتنا نہ کیا اور بالکل بے پروائی ظاہر کی جس سے پایا جاتا
ہے یا تھا کہ غرض اسکی یہ ہے کہ بھائی مشکل سے بلا سے میں سلطنت کیا کروں فی الواقع معاملات
سلطنت و حکومت ایسے ہی نازک ہوتے ہیں کہ بیٹے کو باپ کا باپ کو اولاد کا بھائی کو بھائی کا

کچھ پروا نہین ہوئی لیکن بڑے بااتفاق وقت سے ایسا واقعہ درپیش ہوا اور
بلا سعی وکوشش حکومت حاصل ہوگئی تو اب یہ جستجو کرنا کہ بادشاہ سابق اپنے تخت
حکومت پر آکر حکمرانی کرے سراسر حماقت ہے خود انتظام کرنا اور دولت خدا داد پر قابض
ہونا چاہیے اتفاق سے ایسا موقع ہاتھ آتا ہے اسکو غنیمت جاننا اور علامت اپنی اقبالمندی
کی سمجھنا چاہیے آمدم برسر مطلب الحاصل ہم لوگ بحالت مایوسی وناکامی پاس نمک اپنے آقا کے
صحرا بصحرا پھرتے ہین اور ایک ایک سے اپنا حال بیان کرتے ہین کہ شاید کوئی رحمدل ہمارا حال
عبرت مآل سنکے ہمدردی ظاہر کرے اور ہماری دادرسی فرمائے اکثر شاہون وشہریارون کی خدمت
مین گئے اور عرض حال کیا کل ماجرا بیان کرکے دادرسی کے متوقع ہوئے مگر خلاف امید جواب پایا
مہر کی تجھسے توقع تھی ستمگر نکلا موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا ان لوگون کا یہ
مقولہ تھا کہ تمہارے بادشاہ نے کیون ایسی حماقت کی جو مبتلائے بلا ہوا ہم ایسے بیوقوف
نہین ہین کہ پرائی بلا اپنے سر پر لے لین ایک عورت سے مقابلہ کرکے خود ذلیل ورسوا ہون
اور اپنے ملک کو ورطہ ہلاکت مین ڈالین غرضکہ ہرطرف سے مایوسی وناکامی ہوئی یقین ہے کہ اب آپ
بھی ایساہی جواب مرحمت فرمائینگے شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ ہم اپنے وعدہ سے
ہٹنے والے نہین ہین ضرور تمہاری ہمدردی کرینگے تم ہمارے ساتھ چلو اور شہر قلزم احمر پہنچکر پہلے تمہارے
بادشاہ کو چھڑا لین بعد ازان اسکی سلطنت بھی اسے دلا دینگے یہ سنکر ان لوگون
نے نہایت ہی شکریہ ادا کیا اور عرض کیا کہ ہم لوگ حضور کے ہمراہ رکاب چلینگے حضور تشریف
لیچلین ہم سب خدمت مین حاضر ہین غرضکہ سکندر رستم خو ان لوگون کو ہمراہ لیے ہوئے عازم
قلزم احمر ہوئے ادھر حضرات اعظم وسلیمان کوچک نے بھی ہمراہ چلنے کا قصد کیا ہرچند
شہزادہ نے عرض کیا کہ آپ کیون تکلیف گوارا کرتے ہین فقط میرا جانا کافی ہے مین جاکر نگار
تاجدار کو رہا کرادونگا اسکی سلطنت پر اسکو قابض کراکے واپس آؤنگا آپ یہین تشریف
رکھین مگر سلیمان اعظم وسلیمان کوچک نے فرمایا کہ ہم آپکو تنہا نہ جانے دینگے معلوم نہین کیا
اتفاق پڑے اور کیا کیا آفات درپیش ہون لہذا ہم ہرگز تمہارے تنہا جانے پر رضامند نہونگے
الغرض سکندر رستم خو مع سلیمان اعظم وسلیمان کوچک کے جانب قلزم احمر روانہ ہوئے اور
بعد قطع منازل وطے مراحل کے جب قلزم کے قریب پہونچے ایک مقام مناسب دیکھکر فروکش ہوے
خیمہ وبارگاہین وغیرہ برپا کی گئین ہرکارون سے یہ خبر ملکہ صنم جوگان باز کو پہونچائی اسنے اپنے
اہلکار کے ہاتھ نامہ بھیجا بعد القاب وآداب کے تحریر تھا کہ آپ حضرت کس غرض سے یہان
تشریف لائے ہین اور کیا عزم ہے اگر کوئی امر مانع نہو تو مافی الضمیر سے آگاہی بخشی جائے
زیادہ شوق ملاقات سکندر رستم خو نے اہلکار سے موافق اسکے رتبہ کے گفتگو فرمائی نامہ وار
چونکہ آداب شناس تھا شاہون وشہریارون کی صحبت مین رہچکا تھا پہلے قواعد شاہی بجالایا
بعد اسکے نہایت ادب وتعظیم سے نامہ ملکہ کا پیش کیا اور زبانی بھی عرض کیا کہ حضور نے کس
غرض سے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اسی نواح دلکشا کو زیب وزینت بخشی ہے شاہزادہ

سکندر رستم کو نہایت لطف و عنایت سے پیش آئے اور منشی کو طلب فرماکے جواب
لکھنے یہ فرمایا کہ ہمارا آنا اس جانب کو واسطے رہائی نگار تاجدار کے ہوا ہے جسکو تمنے اسیر
کیا ہے ہر چند کہ وہ تمسے شرط ہارا ہے اور موافق عہد کے تمکو اختیار حاصل ہے کہ چاہے رہا
کرو چاہے قید رکھو لیکن چونکہ ملازمین و رفقا اسکے ہمارے پاس فریادی آئے ہیں اور استغاثہ
پیش کیا ہے کہ بغیر اسکے اسکا ملک و مال تباہ و برباد ہو رہا ہے ارکان دولت مشیر و رفیق سب
پریشان ہو رہے ہیں لہذا ہماری خاطر سے تم اسکو رہا کردو والسلام جبکہ اس مضمون کا جواب
ملکہ صنم چوگان باز کے پاس پہونچا اسنے پھر جواب نامہ سکندر کو تحریر کیا کہ میرے آپکے
کبھی کی آشنائی نہیں نہ کچھ تعارف ہے نہ کچھ رسم و اتحاد ہے نہیں آپکی کسی طرح کی احسانمند ہوں
جسکے معاوضہ میں فقط آپکی خاطر سے اپنے ایک قیدی کو رہا کردوں بلا وجہ و بلا سبب یہ امر غیر ممکن
البتہ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اگر کچھ دعوی چوگان بازی ہو اور کچھ حوصلہ اس فن کے اظہار کا
ہو تو دن معین ہو کے میرے آپکے کچھ طبع آزمائی فن چوگان بازی کی ہو جاوے اگر آپ مجھ سے
بازی لیجائیں گے تو میں نگار تاجدار کو بھی رہا کردونگی اور مجھپر بھی آپکا اختیار ہوگا اور اگر آپ
بازی ہارے تو وہی حال آپکا بھی ہوگا جو نگار شاہ کا ہوا یعنی حالت سے آپ بھی اسیر ہوں گے
شہزادہ سکندر کے پاس جب یہ جواب پہونچا تو آپ نے اسکے جواب میں لکھا کہ اچھا تمہیں
کوئی تاریخ مقرر کرو اور ہمیں اطلاع دو امتحان چوگان بازی ہو جانے کی غرض ایک روز معین ہوا ملازمان
ملکہ نے آراستگی و صفائی میدان چوگان بازی کی شروع کی دو دروازے بنائے گئے جھنڈے
نصب کیے گئے اور چھوٹی چھوٹی بیرقوں سے میدان کی حد بندی کی گئی اور چہار طرف میدان
کے ایک ڈوری لگادی گئی تاکہ اسکے اندر ہی مرکبان خوش رفتار کی جولانگری کی جاوے جب
یہ سب درستی ہو چکی تو بروز معین دروازہ قلعہ کا کھلا اور ملکہ مع نقابداروں کے ہمراہ اپنے مرکب پر
سوار قلعہ سے باہر آئی اس طرف سے شہزادہ سکندر رستم خواہ سلیمان کوچک و صبا جعفران اعظم
چند رفقا کو ہمراہ لیے ہوئے مرکب پا سے برق شمیم صبا دم پر سوار قریب میدان کے آئے چند
کوتل گھوڑے بھی ساز و یراق سے آراستہ و پیراستہ ہمراہ تھے اسیطرح ملکہ کے جلو میں بھی کوتل
گھوڑے ساز و یراق طلائی دلفریب سے آراستہ موجود تھے وہ صبح کا سہانا وقت وہ سبزہ کا
لہلہاتا گلہاے خوشبو کی نکہت افزائی میدان کی صفائی آفتاب کا کسیقدر بلند ہو کر ضیا پاش
ہوتا ہوا سرد سیما نفس کا نرم نرم چلنا یہ نظارہ بھی عجب لطف فیروز فرحت انگیز تھا ملکہ نے
ایک مرتبہ نقابداروں کی طرف مخاطب ہو کر آواز دی کہ میں آپ لوگوں میں سے کن صاحب کو سرغنا
سمجھوں اور بازی جیتنے پر کسکو اسیر کروں سلیمان کوچک نے جواب دیا کہ ہم میں ایک
بھی بازی ہارے تو ہم اختیار دیتے ہیں کہ ہم سبکو اسیر بلا سمجھیے گا ملکہ نے اسکے جواب میں کہا
کہ یہ امر تو میرے آئین کے خلاف ہے سلیمان کوچک نے جواب دیا کہ تمہارے آئین کی تباہی
غلطی پر ہے خود غلط انشا غلط املا غلط ہے ملکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب ایک کام کئی شخص
ملکر کریں تو ناکامی اور کامیابی دونوں حالتوں میں سب شریک ہیں اگر بازی ہارے تو سب ہارے

اور جیتے تو سب جیتے تم اگر بازی جیتنا تو ہم سب کا تمھیں اختیار رہوگا اور اگر ہم سب جیتیں گے
تو ہمیں بھی تمھارا اور ان تینوں نقابداروں کا اختیار حاصل ہوگا چونکہ بشغل چوگان بازی میں شریک
ہو گئے ملکہ نے کہا کہ اچھا مجھے منظور ہے لیکن آپ تین ہی آدمی ہیں بعد کو آپ یہ عذر
پیش کرینگے کہ ہماری طرف ایک شخص کی کمی تھی اس وجہ سے ہم بازی ہارے سکندر رستم خو
نے کہا کہ ہمیں کوئی عذر نہ ہوگا ملکہ نے کہا کہ اچھا کسیکو اپنی جانب سے منصف مقرر کیجیے سکندر
رستم خو نے کہا کہ تمھیں کو ہمنے منصف قرار دیا تمھارے ہی اوپر انصاف ہے ملکہ نے کہا اگر مناسب
جانیے تو ایک آدمی اور اپنے ساتھ لے لیجیے تاکہ تعداد مساوی ہو جاوے اسواسطے کہ اصول
چوگان بازی کے خلاف وہ ہوا بابا بہتر ہے اگر تمھاری یہی خوشی ہے تو ہمیں تمھاری خاطر منظور ہے
کوئی آدمی اپنی جانب سے کیجیے ملکہ نے کہا میرا آدمی میری طرفداری کریگا آپکی اگر مناسب
جانیے تو نگار تاجدار کو اپنے ہمراہ لے لیجیے کہ آپ اسکے طرفدار ہوکر آئے ہیں انھی کے ساتھ
گرفتار بلا بھی ہو جیے تاکہ وہ احسانمند ہوکر قید خانہ میں آپ لوگوں کے ساتھ ہمدردی بھی کرے
اور آپسے بھی تو یہ معلوم ہو کہ ہماری وجہ سے گرفتار بلا ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کا شریک
رنج وراحت مونس تنہائی و وحشت ہوئے خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو
سکندر رستم خو نے جواب دیا کہ بہتر ہے تمھاری خوشی میں ہر طرح منظور ہے شہزادہ نے نگار شاہ کو
بلوانا کئی وجہوں سے مناسب خیال کیا اول تو یہ کہ وہ اسیر چوگان زلف صنم چوگان باز ہے
اسی بہانے سے اسے دیدار معشوق میسر ہوگا دوسرے شہزادہ کو نگار شاہ کا دیکھنا منظور
تھا کہ قیافہ سے معلوم ہو جائیگا کہ وہ کس مزاج کا شخص ہے اور اسکے ملازمین بھی اپنے مالک کو دیکھکر
خوش ہو جائینگے اور کچھ حالات بھی اسکے معلوم ہونگے غرضکہ انھیں امور پر خیال کرکے شہزادہ
سکندر نے نگار شاہ کا آنا مصلحت وقت سمجھا الحاصل ملکہ نے قید نگار تاجدار کی طلب کی اور
سکندر کے سپرد کیا نگار تاجدار حیران تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے اسکے ملازمین جو کہ ہمراہ سکندر کے آئے
تھے انھوں نے اپنے بادشاہ کو جو دیکھا شاد و خرم ہو گئے اور عرض پیرا ہوئے کہ ہم ایک صحرا
میں وارد ہوئے تھے وہاں یہ شہزادہ بھی تھا ہمنے اس شہریار سے سب حال آپکا بیان کیا
انھوں نے وعدہ کیا کہ ہم تمھارے بادشاہ کو رہا کرا دینگے تم ہمارے ساتھ چلکر ہمکو قلعہ احمر تک
پہونچا دو چنانچہ ہم لوگ ہمراہ رکاب اس شہریار کے آئے ہیں اور جو گفتگو کہ ملکہ سے اور اس شہریار
سے ہوئی تھی سب کیفیت مفصل بیان کی اور عرض کیا کہ اب آپ اسکے ساتھ چوگان بازی میں شریک
ہو جیے اگر گوے سبقت لیگئے تو اس شہریار کی بدولت رہائی نصیب ہوگی آئندہ دیکھیے پردہ
غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے غرضکہ نگار تاجدار بھی مرکب بادپا پر سوار ہوا چوگان ہاتھ میں لی اور سکندر
رستم خو و سلیمان کو پیچھے اور صاحبقران اعظم نے بھی تھا یہاں انھوں نے لیں اول ملکہ اپنی
تینوں نقابداروں سمیت میدان چوگان میں آئی اور گھوڑے کو تنگ کرکے ایک مقام پر روکا اور نگار تاجدار
کی طرف دیکھکر آواز دی آؤ سب بھی سمت میدان میں سنتا گوے کے ایک ضرب تو اسیر ہو چکے
ہو اب دوبارہ ان نقابداروں کی بدولت اپنے دل کا حوصلہ نکال لو تمھارا قید خانہ میں کھیلنا ہوگا

اب ان تین ہمدردوں سے تمہارا دل بہلا رہیگا نگار شاہ نے جواب دیا کہ جب سے اسیر
زلف پرپیچ ہوئے ہیں اس دن سے آزادی بھی ہمارے لیے اسیری سے کچھ کم نہیں اور تمہارے
ہاتھ سے اسیر ہوکر بیٹھا رہا ں سے مدرجہا بہتر ہے وہ کون ہے جو مجھ پر تاسف نہیں کرتا +
پر میرا جگر دیکھو کہ میں اُف نہیں کرتا ÷ ارے ظالم اس بیدادگری سے باز آ اور اپنے طالب دیدار
کو اسقدر نہ ترسا اگر تغافل کی یہی کیفیت رہی تو زندگی محال ہے جینا خواب و خیال ہے جینے
نہ دیگی آنکھیں تری بیوفا مجھے ÷ ان کنکھیوں سے دیکھ رہی ہے قضا مجھے + آج ملکہ کی عجیب بانکپن
کا عالم ہے کہ دیکھتے ہی نگار شاہ جدار کے ہوش و حواس جاتے رہے وہ کہوں تو کیا اسا عہدون کا
عالم کہ جسنے دیکھا ہوا وہ بیدم ہے پیام ہے تیغ قضا سے سرم لغتیہ ہے قاتل کی آستین کا ÷ ملکہ کے چہرہ
کا حسن کیا بیان ہوسکے نہ میرے قلم میں اتنی قدرت کہاں کہ حسن کی جاندار تصویر لفظوں سے
کھینچ دوں اور اُسکے تناسب اعضا کے اظہار میں الفاظ کا مرتب کرنا خانہ دوزبان کی لیاقت
سے باہر ہے کچھ اوصاف تحریر کرسکے اُسکی نورانی پیشانی لغمت چاند کے روشن سانچے میں سے
سے ڈھال لگی تھی جبین داغ نہ تھا گادوم ابرو الگ الگ تھوڑی دور سیدھے جاکر کچھ
خمیدہ ہوگئے تھے جیسے محراب کی شکل پیدا کی تھی وہ یارب این طاق است یا محرابست یا قوس قزح ÷
یا ہلال عید یا ابروست ماہ تابست این ÷ آنکھوں میں کالی ڈوبے پڑے ہوئے پلکیں کبھی سنان
جانستان یا نشتر زن دل عاشقان بھووں کی طرح سیاہ تھیں اسکی دونوں آنکھیں آسیب تھیں
ایک دوسرے پر عکس ڈالتی تھیں اور ایسی دلکش تھیں کہ اگر وہ محفل میں ہو تو ہر شخص یہ خیال
کرے کہ میری ہی طرف دیکھ رہی ہے دہانہ غنچہ کی طرح نیم بستہ تھا اور گو وہ بالکل متبسم نہ ہو مگر
دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ وہ مسکرا رہی ہے اور وہ خواہ کیسے ہی غم و غصہ کی حالت میں ہو اگر اسکا منہ کھلا
ہے تو اسکی شان حسن اور بھولے پن سے فلاحت نہیں ہوتا دونوں ہونٹ باریک دانت موتی
کی طرح آبدار اور مہین برابر برابر ہر ایک سے ایک اسطرح ملا ہوا کہ درمیان میں بال برابر جگہ نہیں
دانتوں اور ہونٹوں اور دہن نے ملکر اسکی ہنسی میں ایک عجیب بات پیدا کردی تھی کہ جب
وہ اپنے دلی انبساط سے مسکراتی ہوئی رفتہ رفتہ ہنستی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کنول کا پھول کھل رہا ہے
اور جب وہ کسی مضحک بات پر بیساختہ ہنس پڑتی تو یہ معلوم ہوتا کہ ایک برق اچانک چمک
گئی۔ دونوں رخسار پاکیزہ اور طراوت و لطافت سے مملو جنپر ہلکا پیازی رنگ اسطرح جھلکتا ہے
جیسے بلوری ورق کے نیچے یاقوتی رنگ کی تہ دی ہوئی ہو انکے دیکھنے سے پہلے تو روح کو
تازگی ہوتی ہے پھر دل عشاق للچاتا ہے قد اوسط کا نہ دراز نہ پست بوٹا سا تمام جسم میں جو کیفیت رکھا
ہے جدا جانے کس قیامت کا عالم ہے کہ ایک سرسری نظر سے روئیں روئیں میں محبت پیدا
ہوجاتی ہے اور دفعتہ خون کی سبک کا شادی سے رگ رگ میں میٹھا میٹھا درد ہونے لگتا ہے جسکی
ابتدا دل سے ہوتی ہے اور خون کا پر جوش دورہ دماغ سے شروع ہوتا ہے اور دونوں آنکھیں اسکو
پہچان میں لاتی ہیں ملکہ کی صورت شکل اسقدر ہے کہ ادنیٰ قیافہ شناس کو بھی سب سے پہلے معلوم
ہوتا ہے کہ اگر اسے تین بد مزاج یا شوخ بننے کی ضرورت ہو تو شاید مشکل پڑے اور کامیاب نہ ہوئے

غرضکہ نگار ساہ تھوڑی دیر تک عالم محویت طاری رہا بعد ازان بیساختہ یہ شعر اسکی زبان سے
نکل گیا ؎ شمع کی طرح رولاتے ہیں جلانے والے ۔ پانی کو دوڑتے ہیں آگ لگانے والے پیچھے ہم
پھر نگار شاہ نے باکمال آراستگی چوگانگاہ میں مرتب خوشنما فرش کی چاندنی بچھائی الغرض شاہزادہ
سکندر رستم فر و سلیمان کوچک و صاحبقران اعظم یہ چار شخص میدان چوگان میں
مقابل ملکہ ممتم چوگان بازی کے آگے ہوئے اور چوگان بازی شروع ہوئی جس وقت
کہ گیند ملکہ لیکر چلتی تھی سکندر رستم فر گھوڑا دوڑا کر چشم زدن میں آگے جا کر گیند کو چھین لیتے
تھے یا کوئی ہمراہی ملکہ کا گیند لیکر جاتا تھا اور دوسرے شخص کا حریفوں کو روک لیتے تھے صاحبقران
اعظم یا سلیمان کوچک یا سکندر رستم فر ان مار کر ہمراہیان ملکہ کو گھوڑے سے گرا دیتے تھے
اور گیند کو لیکر لیجاتے تھے اور جس وقت سکندر رستم فر یا سلیمان کوچک یا صاحبقران اعظم
گیند لیکر جاتے تھے تو کسکی مجال تھی کہ انکے آگے جا سکے اور گیند کو پا سکے یہاں تک کہ اگر
نگار شاہ بھی گیند لے جاتا ہے تو یا لا ٹکرا دیتا ہے یا خواہ ہمراہیان ملکہ میں سے جو شخص
پرستے کا قصد کرتا ہے تو یہاں نگار تاجدار گھوڑا بڑھا کر حریف کو روک لیتے
تھے اور کسی سوار کو آگے بڑھنے نہیں دیتے تھے کہ پہر دن چڑھے سے شام تک ایک
بازی بھی ملکہ کو جیتنا نصیب نہ ہوئی جب شام ہوئی اور گیند زرین فلک میدان چرخ
سے ڈھلکتا ہوا شتابی مغرب میں پہونچا اور چوگانگاہ چرخ اخضری میں چوگان کہکشان
نے گیند سیمین ماہ کو مشرق سے بڑھا دیا سواران انجم کی بازیگری شروع ہوئی اسوقت
چوگان بازی موقوف ہوئی سب لوگوں نے میدان سے مراجعت کا قصد کیا ملکہ نے شہزادہ
سکندر رستم فر سے بمنت و سماجت عرض کیا کہ اگر آپکو تکلیف نہ ہو تو یہاں سے تشریف لیچلیے
اور کلبہ احزان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے روشن و منور فرمائیے تب چوگان بازی سے
جو کسل مزاج عالی میں ہو گیا ہو تو تھوڑی دیر کی استراحت سے برطرف ہو جائیگا پھر شام
ذی احتشام میں رونق افروز ہوجیئے گا آپکی عزت افزائی سے ناہید کو فخر و سعادت حاصل ہوگا آرزو دارم
کہ خاک آن قدم طوطیا ہے چشم سازم و بیدم بجنب اسطرح ملکہ نے بالتجا عرض کیا شاہزادہ سکندر نے فرمایا کیا
مضائقہ تمہاری دلشکنی ہمیں منظور نہیں پھر تمہارا فیصلہ کیا یہ کہکر سب نے اشنا مرکبوں کو قلعہ کی طرف
کی جانب پھیر کیا تھوڑی دیر میں وہاں پہونچے سوار ہو کے آگے خرامان خرامان مکانات کی طرف چلے ملکہ نے
سبکو نہایت اعزاز و اکرام سے ساتھ ایک عالیشان بارہ دری میں لاکر بٹھایا شہزادہ نے دیکھا کہ
بارہ دری نہایت آراستہ و پیراستہ ہے شیشہ آلات سے مرتب و مزین ہو رہا ہے فرش
و کرسیان قرینہ سے لگی ہوئی ہیں تمام اسباب عیش و راحت مہیا ہے خادم و خواص
حاضر ہیں تھا منتظر سب وقت سرگرم ہیں شہزادہ سکندر رستم فر
و سلیمان کوچک و صاحبقران اعظم نے مع نگار شاہ کے جا کر کرسیوں پر بٹھا
گیا ملکہ مع تینوں لقا بردار دن کے دست بستہ حاضر ہے سکندر رستم فر سے ملکہ
سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم ہارے ہیں یا جیتیں ملکہ نے عرض کیا کہ میں شکست کھائی

دل پہلو میں اسطرح تھا بیتاب — آتش پہ نہ ہو جیسے سیماب

ادھر تو یہ تیر شوق سے گھائل ہوئے اُدھر وہ نازنین بھی انکا حسن و جمال و عالم شباب دیکھکر فریفتہ
ہوئی لیکن اُسنے مسکرا کر منہ پھیر لیا چلو منہ دیکھی محبت نہ جتاؤ میں ایسے بیمروت سے بات
نہیں کرتی یہ فرما کر روانہ ہوئی یہ کشتۂ ناز و مجروح شمشیر ادا بیتاب و بیقرار ہوکر پکارے
کہ اری سنگدل کہاں ظالم عاشق حزین سے تڑپتا ہے مریض ہجر کیونکر دیکھتے جاؤ ہاں ابھی دم توڑنے
کی بیر درگھڑی تو دیکھتے جاؤ ہاں دم رخصت ذرا حسرت کے تیور دیکھتے جاؤ ہاں نکلتی کسطرح سے
جان مضطر دیکھتے جاؤ ہاں ہمارے پاس سے جاؤ تو مڑکر دیکھتے جاؤ ہاں اے دلدار وا سے ماہ پارہ یہ کیا
بیمروتی اور عتاب ہے کہ آپ ہی تو اپنا جمال جہان آرا دکھا کر از خود رفتہ کیا پھر نظر پھیر لی بھائی صاحب
کہتے ہوے پیچھے ہو لئے اور اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے اُس نازنین کے تعاقب میں
چلے جاتے تھے لیکن وہ ہرگز کچھ جواب نہ دیتی تھی یہانتک کہ اس صحرا سے نکلکر ایک
قصبہ کے قریب پہونچی وہاں ٹھہر گئی بھائی صاحب بھی قریب اُسکے پہونچے اُس
نازنین نے تیوری چڑھا کر کہا کہ صاحب کیا ہے کیون مجھ کمبخت کا پیچھا لیا ہے تو اچھا میں کھڑی ہوں
سو کیا کہتے ہو بھائی صاحب نے کہا واللہ اے جان زار کی تسکین میرا تو یہ حال ہے کہ۔ نظم

گر نام عاشقی ترے نزدیک ننگ ہے
اس خانمان خراب کو [illegible] کہاں
تیری قسم [illegible] ہوں عاشق
کرتا ہے [illegible]

گر چاہے قتل مجکو تو [illegible] درنگ ہے
دلبر تو پیچھا چھوڑ دیا [illegible] تنگ ہے
مجکو تو میرے ساتھ محبت تمام ننگ ہے
ظالم وہ اپنی جان سے آپ ہی تنگ ہے

یہ انکی اشکولی سے رحم آگیا وہ نازنین بھی اُنکے رو برو تشریف آئی اور مسکرا کر پنجہ دست
نازک سے آنسو پونچھنے لگی اور کہا کہ مجھ خانمان آوارہ سے محبت کرنا دل لگانا اچھا نہیں ہے میں
والدین کے خوف سے کہیں جا آ نہیں سکتی آج عرس کے بہانہ سے نکلی غرض سطرح سے
اُنکی بیتاب خود ہی آفت کی شکار ہوئی غرضکہ وہ شہزادی سب نام و نسب اپنا بتا کے اپنے
شہر کی طرف روانہ ہوئی اُنکے آنے کے وعدہ وعید ہو گیا اور عہد و پیمان درمیان میں ہو کے اپنے
مقام پہ چلے آئے اور وہ آفت جان اپنے مقام کی جانب روانہ ہوئی اب بھائی صاحب
کی کیفیت سنئے کہ اُسکے فراق میں از حد بیقرار ہوے اضطراب دل بڑھنے لگا مضمون
عشق کے جو جوش کئے ہیں آنکا اثر اُنپر ہوا پورا ہو گیا ارکین دولت و مشیران
مملکت نے فہمایش کی مگر اُنپر چڑھا ہوا حضرت عشق کا تسلط ہو گیا تھا بیکیسے کسی کی سنتے
نہیں سمجھانے سے اور زیادہ وحشت ہوتی تھی جب خیرخواہوں نے دیکھا کہ فہمایش سے
کام نہ نکلے گا بلکہ اضطراب قلب ناصبور کو ترقی ہوگی تب آپس میں مشورہ کرکے یہ
رائے قرار دی اور حضور میں آکر عرض کیا کہ آپ اُس شہزادی کے باپ کو نامہ لکھیں
آپ بڑے شہنشاہ ہیں اور وہ بھی والی ملک و بادشاہ ہے اگر اُسنے منظور کرلیا تو فھو المراد ہم
عقد مواصلت ہو جائیگا ورنہ پھر اُسنے اپنے ایک [illegible] انکار کی وساطت سے نامہ اس

بارہ دین کے پدر بزرگوار کے پاس روانہ کیا اس اہلکار نے جاکر اپنے بادشاہ
کی شان وشوکت حسن صورت و سیرت کا اظہار کیا اور اپنی طلاقت لسانی سے
ہر طرح کا باغ سبز دکھاکر بادشاہ کو عقد مواصلت پر رضامند کیا باہمی رسم
و اتحاد کی بنا ڈالی اور سلسلہ محبت و مودت کو خوب مستحکم کردیا اب انکے اور اس
بادشاہ کے درمیان میں رسم نامہ و پیام و تحفت و ہدایا جاری ہوگئی دو چار مرتبہ کی
تحریک اور سلسلہ جنبانی میں رسوم مناکحت کی خوب مضبوطی ہوگئی ہے کہ تاریخ
عقد کی قرار پائی یہ بارات ایک پہنچے تزک و احتشام کے ساتھ مع اپنے دونوں
بھائیوں اور ارکان دولت و مہ جبین و رفقا کے عروس کے مکان پر
گئے اس امر کی خبر ایک ساحر کو بھی ہوئی جسکا نام شعبدہ سحر ساز تھا اسی نواح
میں اسکا مسکن تھا اور یہ شہزادہ پہلے سے ملکہ پر عاشق و دلدادہ تھا جب اسکو
بارات کا حال معلوم ہوا تو اسکی رگ رقابت جوش زن ہوئی ایک دود غلیظ تھا کہ
کانون سینہ میں مشتعل ہوکر کاخ دماغ کے پار نکل گیا آپ نے بھی حالت غیظ و
غضب میں نامہ شہزادی کے باپ کو کہ نام اسکا شمشاد تاجدار تھا تحریر کیا
مضمون اس نامہ کا یہ تھا کہ اے بادشاہ آگاہ ہو کہ شادی اپنی دختر کی کسی کے
ساتھ نکرنا ورنہ بہت پچھتاؤ گے اور کف افسوس ملوگے اسواسطے کہ وہ ہماری
معشوقہ ہے اور عرصہ سے ہم اسپر فریفتہ ہیں اگرچہ اس بات سے ہمکو کچھ غرض نہیں کہ
کسی ہمارا اس قابل نہیں ہے لیکن جبکہ میں سیر و شکار کے لیے ادھر آتا ہوں تو اسکے
حسن و جمال کا نظارہ کرکے طبیعت کو خوش کر لیا کرتا ہوں جب اسکی شادی ہوجائیگی
تو دوسرے کے قبضہ میں ہوگی اسطرف آنا اسکا ترک ہو جائیگا میں اسکے جمال
جہان آرا کی دید سے محروم رہونگا اور پھر اسکا یہ رنگ و روپ بھی باقی نہ رہیگا
اس باعث سے اسکی شادی کرنا بہتر نہیں ہے پس شمشاد تاجدار نے اسکا
جواب مختصر الفاظ میں تحریر کرکے بھیجدیا کہ تمہاری یہ درخواست کبھی بھی قابل
منظوری نہیں ہے اب شادی نکرنے میں میری ذلت و رسوائی ہے اسواسطے کہ
بارات بھی آچکی ہے اسکے سوا یہ کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ جوان لڑکی کی شادی
نکی جاسکے نصیب و قسمت یہ جواب صاحب شعبدہ سحر ساز کو پہنچا مارے غصے
کے سر پیٹنے لگا اور اسی حالت غیظ و غضب میں اٹھکر جانب شہر پنہو سوار روانہ
ہوا یہاں کا حال سنیئے کہ بارات پہونچکر رخصت ہونے نہ پائی تھی کہ ایک ابر تیرہ و تار
ایک سمت سے اٹھا اسمیں برق کی چمک و رعد کی گرج اس درجہ تھی کہ مارے
خوف کے لوگوں کے حواس بجا نہ تھے وہ ابر آتے ہی تمام بارگاہ پر محیط ہوگیا
اور اسمیں سے دو پنجہ نکلے ایک تو ملکہ زبیدن کا مع کرسی کے اٹھا لیگیا اور دوسرے
نے میرے بھائی بہت زرین تاج کو اٹھا لیا اور ایک صدائے مہیب و خوفناک پیدا ہوئی

دالم ہوئے تمام شہر سواد پر اوداسی چھا گئی خانۂ عروس میں صحبت ماتم بچھ گئی تمام محل
میں نالہ و افغان کی صدا بلند ہوئی ہر طرف شور گریہ و بکا برپا تھا چھوٹا بڑا اس
شہر کا اپنی شہزادی کے غم میں مبتلا تھا اور والدین کے رنج و الم کی تو کچھ انتہا ہی
نہین عین شادی میں اس غم کا سامنا ہوا ہر شخص مورد صد گونہ حسرت و یاس ہوا
ہر دل ناشاد اور اسپر اوداس ہوا تمام ارکان دولت سیہ پوش تھا غرض رنج و الم
کے جرعہ نوش ہوئے شہنشاہ تاجدار و غم کے غم میں اس قدر علیل ہوا کہ نوبت بجان
رسید پہنچ گئی زندگی دشوار ہو گئی اودھر کا حال سماعت فرمائیے کہ شعبدہ سحر ساز جادو نے
ان تینون بھائیون کے چہرون کو سحر سے بگاڑ دیا اور صورتین انکی جانوران صحرائی کی
بنا دین اور رہا کر دیا اس خیال سے کہ انکا حسن و جمال باقی رہیگا نہ کوئی عورت انکی
خواستگار ہو گی زوال حسن ہو جائیگا تو خود لوگ کنارہ کشی کرینگے صورت نازیبا
دیکھکر نفرت کرنے لگین گے ایسے خیالات اس ساحر نے کرکے تینون بھائیون کو قید
سے آزاد کیا مگر ملکہ کو اپنے پاس قید رکھا الغرض یہ تینون بھائی جو قید ساحر سے رہا
ہوکر آئے اور اپنی صورتون پر نظر کی تو سب کو مسخ پایا جانوران صحرائی کی صورت
پر شکل پایا بہت پریشان ہوئے ایک تو پہلے مغلوب ہونے سے اسیر پنجۂ ظلم و
ستم تھے دوسرے شکلون کے تبدیل ہو جانے سے اور بھی غریق بحر غم و الم ہوئے کسیکو
منہ دکھانے کے قابل نہین رہے لاچار ہوکر صورتین اپنی نقاب حجاب میں چھپائین وہ
صورت جو انکی چاند سی تھی وہ پلٹ گئی اور انہین نقاب خاک کہ قسمت الٹ گئی یہ
باعث انکی روپوشی کا ہے ورنہ مردون کو نقاب میں منہ چھپانے سے کیا غرض یہ شعبدہ
تو عورتون کا ہے کہ برقع و نقاب میں اپنے چہرون کو مخفی رکھتے ہین کہ نامحرم کی نگاہ نہ
پڑے سکندر پر سے ستم ظہور ہو لئے یہ واقعہ دلخراش سماعت فرماکر ان لوگون کو تسلی دی
اور کلمات تسکین فرماکر وعدہ کیا کہ انشاء اللہ دونون عقد ساتھ ہونگے تم اطمینان
رکھو میں جاکر اس شعبدہ باز کو مارکر ملکہ کو رہا کروانگا اور اسکا عقد تمہارے بھائی کے ساتھ
کر دونگا ضیغم پیکان باز نے عرض کیا کہ اے شہریار اگر آپ نے اس ساحر کو قتل کیا
اور ملکہ کو رہا بھی کیا تو اب ملکہ ان کے ساتھ شادی کیون کرنے لگی ان نازیبا اور کریہ منظر
صورتون کو دیکھکر نفرت کریگی امیر سپہ شکن گیا پہلے وہ تدبیر کرنی چاہئے کہ یہ اپنی
اصلی صورتون پر آوین سکندر نے فرمایا کہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جسوقت ساحر قتل ہوتا ہے تو سحر اسکا ٹوٹ جاتا ہے
جب میں شعبدہ سحر ساز کو ہلاک کرونگا تو اپنی ہیئت اصلی پر آجائینگے یہی علامت میری فتحیابی کی ہوگی
تم ایک ایک آئینہ انکو دیدو کہ یہ اپنی صورتون پر نظر رکھیں جب ہیئت انکی مبدل ہو جائے اور پھر یہ
اصلی صورت پر اپنی خود کرین تو یہ سمجھ لینا کہ شعبدہ سحر ساز قتل ہوا یہ کہکر اور عزم قتل ساحر مصمم کرکے اٹھ کھڑے ہوئے ملکہ کو جب
خبر اسکی ہوئی کہ شاہزادہ سکندر ضرور جائیگا اگر بنگا تو اسنے اصرار کرنا شروع کیا کہ للہ آپ اس طرح جانے کا قصد
ترک فرمائیے و بار و دوست آپکے تنہا مت بلاکت میں نہ ڈالے کیسے میں ہرگز آپکو جانے نہ دونگی ملکہ

ہر چند منع کیا اور یہاں تک کہا کہ مین آپ کا حکم بجا لانے کو موجود ہون مگر آپ شتابی سے
بلا ہونے کا قصد لغو ما ہیے اور آن کتا بدار دن سے بھی کہا کہ ہمیشہ یہ واقعات گذر چکے
ہیں اس مقام پہ جرأت و بہادری کا کام نہیں ہے وہاں سب سحر سازی و نیرنگ بازی
کا کاروبار ہے جہان انسان کا کچھ بس نہ چل سکے دل کی ہوس دل ہی مین رہجائے
وہاں جرأت و شجاعت سے کیا ہو سکتا ہے اپنے مرغ مند سے ایک آتش کی دہن سے
شعلہ نکلا اور فریق بھی مخالف کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا یا ایک بال سر کا توڑ کر اور
اسم پڑھ کر پھینکدیا اسنے ہیبت رسن کی پیدا کی اور دست و پا سے مخالف مین
پیچیدہ ہو کر باندھ لیگئی اسیطرح اور بہت سے کرشمے سحر سازی اور افسون پردازی کے
پردہ سے کار آتے ہیں کہ انسان مجبور ہو جاتا ہے لہذا التماس ہے کہ حضور اپنے قصد سے باز آئین
اور اسطرف جانے کا ارادہ نہ فرمائین سے گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد تو مرو در دہان
اژدرہا ہم حضور کا شکریہ کہاں تک ادا کرین کہ آپ نے جاری استمالت و دلی
تسکین و اطمینان سے ہماری تشفی خاطر کی مگر باز آئیے ہم ایسی تبدیل ہیئت سے کہ
جان بوجھ کر اپنے ایک محسن کو ورطہ ہلاکت مین ڈالین آپکے حسن اخلاق نے تو
ہمکو بندہ بے درم بنالیا ہے کہ ہم لوگ ہرگز آپ کے جانے سے رضامند نہین ہین ہر چند ان
تینون بھائیون نے اور ملکہ نے اصرار کیا ہاتھ باندھے منتین کین مگر سکندر نے ہرگز
نہ مانا اور فرمایا کہ تم لوگ گھبراؤ نہین ہم انشاء اللہ تعالیٰ بفتح و فیروزی دلیس کو
سے آئینگے اور اس کافر خاکسار کو اسکے اعمال کی سزا دیکر جہنم واصل کرینگے ہم لوگ
جس کام کا بیڑا اٹھاتے ہین بغیر اسکو انجام تک پہونچائے واپس نہین آتے ہین اگر
اسکا فضل و کرم شامل حال ہے تو مظفر و منصور وہان سے آئینگے اور تم سب کو اپنی اپنی مراد
کو پہنچائینگے کہ ہمت مردان مدد خدا سبب ہے کہ [illegible] ہوئے حرفت اپنے عیار [illegible]
[illegible] کو ساتھ لیلیا اور کوہ شعبدہ کار کی طرف چلے [illegible] وقت سلیمان کو چھوڑ اور
سلیمان اعظم نے بھی بہت کچھ کہا کہ ہم بھی آپکے ساتھ چلینگے تنہا ہرگز
نہ جانے دینگے [illegible] اگر کوئی افتاد وہان پڑی تو ہم کیا جواب دینگے تنہا
ایسے مقام پر جانا کسیطرح قرین مصلحت نہین ہے ہمارا ہمراہ ہونا ضرور ہے ہر چند ان دونون
صاحبون نے اصرار کیا مگر سکندر نے نہ مانا دست بستہ عرض کیا کہ آپکو تکلیف فرمانے کی
کچھ ضرورت نہین ہے آپ اسی مقام پر تشریف رکھین مین انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس
ساحر کو قتل کر کے واپس آتا ہون مگر محبت قلبی او شفقت بزرگانہ انکی کب اسکی مقتضی
ہو سکتی تھی کہ سکندر کو تنہا جانے دین اور خود یہین ٹھہرے رہین انکے دل نے نہ مانا
یہ دونون صاحب بھی روانہ ہوئے اور زیادہ تر ان حضرات کو اس امر کا بھی خیال
پیش نظر تھا کہ مبادا کسی افتاد مین شہزادہ پھنس گیا تو ہم شہنشاہ کو کیا منہ
دکھائینگے الغرض یہ تینون شخص بسمت کوہ شعبدہ روانہ ہوئے جب قصہ [illegible]

دکھائیں

نقابداران ہیبت دور تک پہونچانے کے لیے ہمراہ آئی کسی طرح واپس
نہ جاتی تھی مگر سکندر نے تشفین دیکر انکو واپس کیا اور صرف ایک رہبر کو جو کہ
اس کوہ کا راستہ جاننے والا تھا اپنے ہمراہ لے لیا جبکہ طی منازل و قطع مراحل
کرتے ہوئے قریب کوہ پہونچے اور انکے آنے کی خبر شفیدہ سحر ساز کو معلوم ہوئی اسوجہ
سے کہ اس مردود نے یہ انتظام کر رکھا ہے کہ صحرا کو طلسم بند کیا ہے جا بجا جیروں کی
چوکیاں بٹھا دی ہیں طائران سحر معین کیے ہیں کہ جو کوئی اس سمت کو آنے کا قصد کرتا ہے
تو وہ اس ساحر کو اطلاع دے دیتے ہیں اگر کوئی دوست اسکا ہوتا ہے تو اسکو اجازت
آنے کی دے دیتا ہے اور دشمن کو مقید کر کے تیسرے روز خواہ رہا کر دیتا ہے یا قتل کروا ڈالتا ہے چنانچہ
آج بھی حسب دستور جیروں نے اسکو اطلاع دی کہ تین نقابدار دو سرخ پوشش اور ایک
سیاہ پوشش اس طرف آتے ہیں اور آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں یہ خبر سنتے ہی
وہ ساحر اٹھا اور بالائے کوہ آکر آواز دی کہ اے نقابداران اجل رسیدہ اگر خیریت
اپنی چاہتے ہو تو پلٹ جاؤ کہ یہ مقام کسی کے آنے کا نہیں ہے ورنہ میرے ہاتھ
سے بہت پریشان ہوگے اور قتل کیے جاؤ گے یہ کلام ساحر کا سنکے سکندر
رستم فر نے گھوڑا اپنا آگے بڑھایا اور جواب دیا کہ ہم صرف اسواسطے آئے ہیں
کہ ملکہ زلیخین کا کل گشتا کو بیمار سپرد کر دے اور اسکے شوہر پر سے سحر اپنا اتار
لے تمکو تیرے آزار پہونچانے کی ضرورت نہیں ہے ہاں اگر اسکے خلاف عمل میں لائیگا
تو سزا اسکی معقول پائیگا اور میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اس واسطے کہ اگر تو ساحر
ہے تو میں ساحر کش ہوں میں نے ہزارہا ساحروں کو قتل کیا ہے اور انکا قلع و قمع
کر کے طلسم نیرنگ تا قاف کو فتح کیا ہے یہ صدا سنکر شفیدہ سحر ساز ہنسا اور کہا کہ ملکہ
کا ملنا بہت دشوار اور ناممکن امر ہے اس جہت سے کہ میں آپ عاشق ہوں اور یہ تیرے
تاج میرا رقیب ہے میں نے بھی آپ سحر آزاروں کا بالآخر اسکو اسی حالت میں رکھ دیا ہے
مجھکو یہ امر کب گوارا ہو سکتا ہے کہ ملکہ کو رہا کر کے رقیب کے حوالہ کر دوں کہ وہ مزے
اڑایا کرے اور میں آتش فراق میں جلا کروں ہے ہے یا ساید ترا نہی پسند م با عشق دست
و ہزار بدگمانی ۔ اور تمہارے فاتح طلسم ہونے سے مجھکو کچھ اندیشہ نہیں ہے لیکن اس بات
سے کچھ ڈرتا ہوں اگر فاتح طلسم ہوگے تو ہوا کرو میرا کیا بنا لوگے میں خوب جانتا ہوں
کہ طلسم کی بنا لوح پر ہوتی ہے کسی طرح لوح تمہارے ہاتھ لگ گئی ہوگی تبھی طلسم توڑ ڈالا ہوگا
میری موت کسی چیز کے دستیاب ہونے پر موقوف نہیں ہے کہ تم اسے حاصل کر کے
مجھے قتل کر ڈالو لہذا بہتر یہی ہے کہ پلٹ جاؤ اپنی جوانی پر رحم کرو ورنہ میرے ہاتھ سے
مارے جاؤ گے سکندر نے کہا بے ہودہ کیا بکتا ہے ہوشیار ہو جا کہ میں آتا ہوں یہ کہکر
قریب کوہ پہونچے اور گھوڑے سے اترکر بالائے کوہ سامنے اسکے آنے لگے چاہتے تھے
کہ واسطے تنبیہ اس بدکار کا کردن اور کام اسکا تمام کردن کہ ایک ساحر غدار نے ایک دوجھ

زمین پر مارا اور آواز دی کہ لینا اس سرکش کو یہ کہنا تھا کہ طبقہ زمین کا شق
ہوا اور ایک دھوان سا پیدا ہوا کہ سکندر اس دھوئیں میں چھپ گئے بعد
اسکے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ دھوان پہاڑ کی ایک گھاٹی کی طرف جاکر
غائب ہو گیا سکندر رستم خود نظر نہ آئے یہ حال دیکھکر سپاہیان کو شکیب کو
تاب یا نہ رہی یہ بھی بالا سے کوہ آسکے لیکن اسی طرح یہ بھی مبتلا ہوئے بعد ازان
صاحبقران اعظم بھی افسوس کرتے ہوئے کہ ہائے ہمکو اسی مقام پہنچ جان دینا تھا
یہی مقام ہمارے لیے قاعدہ گاہ قضا تھا یہ کہتے ہوئے یہ بھی بالا سے کوہ گئے اور بدستور
اسیر ہوئے یہ حال دیکھکر وہ شخص جو رہبری کے لیے ہمراہ آیا تھا روتا پیٹتا
خاک اڑاتا ہوا قلعہ رحمت کی جانب روانہ ہوا یہاں کا حال سنیئے کہ ملکہ جمشید جو کہ ان بانو
اور تینوں نقابدار منتظر بیٹھے ہوئے ہیں اور سر زانو سے فکر پر تھوڑا اٹھائے ہوئے
چشم براہ ہیں اور دعا ہیں مانگ رہے ہیں کہ خداوندا اس شہریار عالی وقار کو مظفر
و منصور بامراد واپس لانا اسکا رویان پیدا نہ ہوسکیگا آسکے صرف ہم مظلوموں کی دادرسی
کے لیے یہ تکلیف اٹھائی اور یہ گوارا کی ہے اپنے تئیں معرض ہلاکت میں ڈالا ہے اور خاص تیری
رضامندی کے لیئے اتنے بڑے سرکش و ساحر غدار سے مقابلہ کے لیے کمر ہمت کو چست
باندھا ہے بارالہا اسکو کامیاب کرنا صحیح سلامت ہمکو گون سے ملانا اگرچہ گردش تقدیر
اور اپنی شومی طالع سے ہمکو یاس ہے اور ناامیدی اپنی شکل دکھاری ہے مگر تیری عنایت
پہ بھروسا کیے ہوئے تجھی سے استغاثہ کر رہے ہیں غرضکہ یہ سب سرگشتہ یاس و حرمان
دعا میں مانگ ہی رہے تھے کہ سامنے سے وہی رہبر روتا پیٹتا خاک سر پر ڈالتا ہوا
نمایاں ہوا اور قریب آکر سامنے سب واقعہ کو جو کچھ گذرا تھا بیان کیا یہ حال سنکر ملکہ نے
گریبان چاک کیا اور زار و قطار اشکباری کرنے لگی اور انکا رونا جدا چیخیں مارکر بے اختیار
روتا تھا اور اپنی بدبختی پر افسوس کر رہا تھا ایک شور ماتم ان لوگوں میں برپا تھا کوئی چشم
ایسی نہ تھی جو اشکبار نہ ہو اور کوئی دل ایسا نہ تھا جو مرغ نیم بسمل کی صورت بیقرار نہ ہو
نقابدار صندل پوش جو ملکہ زنجبار کا کشتہ کا تانش دل دادہ تھا وہ تو جیتے جی مرگیا
اور دیدۂ خونبار سے اشک حسرت بہا کر کہنے لگا کہ ہائے افسوس معلوم ہو گیا کہ ستارہ
ہماری قسمت کا ابھی گردش میں ہے کہ جو ہماری چارہ سازی کرتا ہے وہ بھی اسیر پنجہ ستم
اور مبتلائے درد و غم ہو جاتا ہے طالع کی نارسائی بخت برگشتہ کی طرح اپنی نحوست دکھا
رہی ہے جو تدبیریں کی جاتی ہیں سب برعکس ظہور میں آتی ہیں ہائے افسوس کہ شکل
امید کی کب ہمکو نظر آتی ہے بہ صورت یاس بھی بتابن کے پکڑا جاتی ہے لہذا بہتر
یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب حسرت مردہ کو خاک کدورت میں دفن کریں اور زندگی سے
دست بردار ہو کہ اس ساحر سے چلکر لڑیں اور جان دے دیں کہ اس جینے سے مرنا
بہتر ہے لعنت ہے ایسی بری زندگی پر کہ اس ذلت و خواری سے بسر ہو اور جو اپنا محسن ہو

اور شہزادہ خاص ہماری مظلومی پر رحم فرما کر اپنے تئین ورطۂ ہلاکت مین ڈالا ہو وہ لوگ
غریب جبسا لمحہ گرفتار رنج و محن ہوا اور ہم یہ حال بیٹھے ہوئے دیکھا کرین لعنت ہے ایسی
زندگانی بیہ حیات بد تر از ممات ہو یہ سوچکر لقا بدار صندلی پوش اٹھ کھڑا ہوا اور اسنے
مصمم قصد کر لیا کہ چلکر آتش ساحر غدار سے مقابلہ کرکے اپنی جان نثار کر دین بس اسکے
اٹھنے کے ساتھ ہی دونون لقا بدار زرد پوش یعنے اسکے دونون بھائی بھی اٹھ کھڑے
ہوئے اور مہیاے مرگ و آمادہ قضا ہو کر لقا بدار صندلی پوش کے ہمراہ چل کھڑے ہوئے
ملکہ نے جو اپنے بھائیون کا یہ حال دیکھا اسنے رو رو کر انکو سمجھانا شروع کیا کہ اس جہالت
سے کیا فائدہ بیکار وہان دینے سے کچھ حاصل نہ ہوگا دیدہ و دانستہ دہان اجل مین قدم رکھنا
اور جان بوجھکر غریق بحر ہلاکت ہونا عقل کے خلاف ہے ہمت و جرأت ایسے مقام پر کیا کام
دیسکتی ہے جہان ایک جنبش لب مین انسان کا کام تمام ہو جاے سب حسرت دل کی دل
ہی مین رہجاے جب ایسا بہادر شہزدل اس ساحر کے دام بلا مین اسیر ہو جاے تو تمھارے
جان دینے سے کیا حاصل ہوگا ہر چند ملکہ نے اپنے تینون بھائیون کو سمجھایا مگر انھون
کسیطرح نہ مانا اور چلنے پر آمادہ ہو گئے ناچار ملکہ بھی انکے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی لیکن
ناچار سے بھلا یہ کب گوارا ہو سکتا تھا کہ معشوق ایک امر کا ارادہ کرے اور خود خاموش
بیٹھا رہے اس سے تحمل نہ ہو سکا یہ بھی چلنے پر طیار ہو گیا اصل یہ ہے کہ سب کے سب کمر ہمت
چست باندھ کر اور مہیاے مرگ و آمادہ قضا ہو کر جانب [illegible] کو چلتے ہین انکو تو چندے مصروف
روانگی رکھیے

اور دو کلمہ داستان سیارہ کوچک کے سماعت فرمائیے

سامعین ازین قصہ یکدم فراموش کن پرداختہ دیگر داستان گوش کن چو راوی
خوش تقریر اشہب فکر کو میدان مدعا مین یون جولانگر کرتا ہے کہ جب سیارہ کوچک عیار
شہزادہ سکندر عالی وقار نے دیکھا کہ سکندر اپنی جہالت مین گرفتار بلا ہو جائیگا
فی الحال اس ساحر کے سحر سے عہدہ برائی دشوار نظر آتی ہے اگر ساتھ رہیگا تو بھی آفت
بلا ہو جائیگا کوئی تدبیر بھی نہ ہو سکیگی ان سب کی خلاصی مین بہت مشکل واقع ہوگی
یہ ان امور کو سوچ کر آہستہ سے علحدہ ہو گیا اور دور سے انکی گرفتاری کے حالات معاینہ
کرتا رہا جب وقت یہ تینون بہادر اسیر بلا ہو چکے اور دیکھا اسنے کہ ساحر شعبدہ باز کے
سحر نے ان سب پر بخوبی اپنا اثر کر لیا ہے اور یہ مبتلاے بلاے سحر ہو چکے ہین تو اسنے
اپنی تدبیر کرنا شروع کی رنگ روغن عیاری کا چہرہ پر لگا کے ہیئت ایک نازنین
مہ جبین کی بنائی اور ایسا اسنے تئین آراستہ و پیراستہ کیا کہ اگر زاہد خشک بھی
اسکی طلعت زیبا کو دیکھ پائے تو فریفتہ ہو جاے بڑی بڑی آنکھین [illegible] چہرہ
حسین و نمکین اسکا جمال جہان آرا دیکھکر فرط خجالت سے بدر کمال بھی گھٹ کر ہلال کی

یہ خار الم دیا کہ میری طرح مبتلائے بلا کیا نہیں معلوم یہ پھول کس چمن آرزو کی ہے اور گوہر کس صدف
تمنا کی ہے افسوس کہ زندگی اسکی بھی مثل ہمارے خراب ہوئی اور یہ گل باغ جوانی اسیر پنجۂ
عذاب ہوئی شعبدہ سحر ساز نے کہا کہ تم ایسی گھبرایا کرتی تھیں اب تمہارا بھی دل بہلے گا
اور انکا بھی غم غلط ہوگا دونوں ایک خیال کے ہم جنس یکجا ہو گئے تو ایک دوسرے کا مونس
تنہائی ہوگا کچھ خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو ؏ اور اے ملکہ ہر چند
یہ باتیں تمہارے زخم دل پر نمک پاشی کرتی ہیں اور ناخن جفا سے سینہ خراشی ذرا انصاف تو کرو
اپنے ہی دل سے کہ عاشق جفاکار ہوتے ہیں یا معشوق ستم شعار کہلاتے ہیں ہم تو تم پر مرتے
ہیں اور تم ہمیں کو جفاکار کہتی ہو ملکہ نے جواب دیا کہ تم بھی کیسی موٹی سمجھ کے آدمی ہو ارے
ستم بخت کہیں عاشقوں کا شیوہ آزار رسانی بھی ہوتا ہے اگر تو عاشق صادق ہوتا تو قید فرقت
گوارا کرتا مگر مجھکو اسیر بلا نہ رکھتا ارے عاشقی کا دم بھرتا ہے اور معشوق پر ظلم و ستم روا رکھتا ہے
سچ ہے کبھی یوں بھی ہو گردش روزگار ؏ کہ معشوق عاشق کے ہو اختیار ؏ یہ وہی مثل
مثل ہے کہ اب تو تیرے بس میں ہیں چاہے کو دن ڈالے۔ معلوم ہوا کہ تو اپنے مطلب کا
دوست ہے یہ سب تیری خوشامدانہ باتیں مطلب سے خالی نہیں ہیں ؎ اول تو مرا ہے عشق راہی
کردی ؏ سلطنت و کرم و بندہ نوازی کردی ؏ چون وقت رسید معلوم شد ؏ اے دوست
سبابانہ سازی کردی ؏ یہ سب چاپلوسی اور دنیا سازی مطلب کی ہے ؎ کیا امتحان
ہمنے اکثر سرور ؏ ضرورت کی کچھ دوستی ہے ضرور ؏ افسوس ؎ امتحان ہمنے کر لیا سب کا
جسکو دیکھا سوا اپنے مطلب کا ؏ یہ سنکے ملکہ زلفین کا کل کٹ اس نازنین کی طرف
متوجہ ہوئی اور کہا کہ آؤ بہن بیٹھ جاؤ نازنین سر جھکا کر بیٹھ گئی اور شعبدہ سحر ساز وہان
سے اٹھکر چلدیا اور کچھ دیر کے بعد سکندر رستم خو کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے آیا اور ان
دونوں نازنینوں کو دکھلا کر کہا کہ اے طفل مجھے تیرے حسن و شباب پر رحم آتا ہے اور میں
یہ نہیں چاہتا کہ جو تصویرین خداوند سامری و جمشید کے لائق پرستش پیدا کی ہیں انکو صفحہ
ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹا دوں لہذا بہتر و مناسب یہ ہے کہ تو سکونت اس کوہ کی
اختیار کر اور اپنے جلوۂ جمال بیمثال سے میری آنکھوں کو روشن کیا کر تو میں تیرے ساتھ
برابطہ و مدارا پیش آؤنگا اور تیری سرکشی کی سزا بھی تجھے نہ دونگا ورنہ یاد رکھنا
کہ مثل بہت نہ رہیں تاج کے تیری ہیئت بھی بنا دونگا ؎ آج یہ شکل ہے کل اور ہی
صورت ہوگی ؏ میں بھی اک رنگ زمانہ ہوں بدل جاؤنگا ؏ یہ کلام ستمگر سکندر رستم خو
نے جواب دیا کہ او ملعون کیا کفر بکتا ہے میں معاذ اللہ خدا نہیں ہوں جو تجھ سے اپنی پرستش
کراؤں بس بہتر و لائق و لازم یہ ہے کہ یا تو تو مجھے قتل کر کہ یہ جھگڑا مٹ جائے یا ان نازنین
ستمکشا کو میرے ساتھ کرا دے اور اسکے شوہر کی صورت کو ہیئت اصلی پر عود کر دے ورنہ
میرے ہاتھ سے سزا سے معقول پائیگا شعبدہ سحر ساز سکندر کی اس تقریر کو سنکے
جھنجھلایا اور پکارا کہ کیا خوب اس حال کو پہونچ گئے مگر ابھی تک وہی خیال باقی ہے آپکی

اگر پھول ابھی تک نہین جاتی رہی جل گئی مگر بل اسکا ابھی نہین گیا اُسنے غصہ مین آکر چاہا
تھا کہ اس سرکشی کی سزا دون انکی بھی صورت کو بگاڑ کر چھوڑ دون مگر چونکہ حسن پرست
ہی حسین کو بہت عزیز رکھتا ہے اسکے دل نے گوارا نہ کیا کہ ایسے حسین کی صورت کو بگاڑے
ہر چند کہ شہزادہ زرین تاج اور اسکے بھائیون کے چہرون کو بگاڑا وہ بھی مرد حسین
تھے مگر یہ کرنا چاہیے کہ اُنمین ایکطرح رقابت کی بھی لگی ہوئی تھی اور انکا حسن
و جمال شاہزادہ کے جمال جہان آرا کے سامنے کیا تاب رکھتا تھا اسوجہ
سے اُنکے حسن پر اسنے چندان خیال نہین کیا اور انکا پرتو حسن جو اُسکے
قلب حسن پرست پر پڑا تو بے چین ہو گیا اور اپنے اس ارادہ سے باز رہا اور اپنی
خباثت خلقی کو کام مین نہ لاسکا فہمائش کے طور پر اسنے اپنی تقریر کا اثر ڈالنا اور
اپنا زور دکھانا چاہا مگر شاہزادہ کے رعب و جلال کے سامنے اس روبہ خصال
کی چاپلوسی کیا کام دیسکتی ہے آخرکار مجبور و ناچار ہوکر دوسرے ڈھنگ پر چلا کہنے لگا
کہ یہ دونون شاہزادیان جنکو اپنی دونون آنکھون کا نور سمجھتا ہون اور جنکے دیکھنے سے
میرے قلب کو راحت ملتی ہے انہین سے ایک جو تمہارے پسند آگئی ہے نہین
دیسکتا ہون ہر چند کہ یہ امر بھی مجھکو بہت شاق گذرے گا مگر تمہاری خاطر مجھے ہر
طرح منظور ہے ہر چند کہ اس وصل و وصال سے زوال حسن جلد ہوگا لیکن جتنے
عرصہ مین تمہارا حسن زوال پذیر ہوگا تو الد و تناسل سے اور چند تصویرین قابل پرستش
ہاتھ آجاینگی پھر یہ سلسلہ تا شاہی یون ہی ابدالآباد برابر جاری رہیگا سکندر رستم خو
دل مین ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ عجب طرح کا یہ ملعون بچھا ہے اور عجب اسکے افعال و
حرکات و سکنات ہین کہ حسن پرستی کرتے کرتے دیوثی کرنے پر بھی آمادہ ہوگیا ہے قحبہ
چون پیر شود پیشہ کند دلالی پس شہزادہ نے فرمایا کہ ان دونون مین سے معشوقہ بہت
زرین تاج کون سی ہے شقیمہ سحر ساز نے ولیشن کاکل کشا کی طرف اشارہ کیا سکندر
نے کہا کہ یہ تو مجھکو بمنزلہ ہمشیرہ و دختر کے ہے لیکن ہان یہ دوسری شاہزادی کہ نہایت
طرار و طرحدار معلوم ہوتی ہے اسکو اپنی معشوقہ بناؤنگا مگر جسوقت تجھے قتل کرلونگا یہ سنکر
سنکر شقیمہ سحر ساز بہت درہم و برہم ہوا پیچ و تاب کھا کر دل مین کہنے لگا کہ دیکھا جائیگا
بس یہ کہکر وہان سے چلا گیا چونکہ اُسکے اطمینان تھا کہ یہ لوگ حصار سحر کے اندر ہین باہر جا
نہین سکتے اور اسیر تازہ ہین لہذا انکا رفتہ رفتہ رام کرنا مناسب ہے زیادہ سختی و تکرار سے کوئی
فائدہ نہین ہے یہ خیال کر کے اپنے محل کی جانب روانہ ہوا اور بستی مین جاکر
مصروف ہوا یہان سکندر رستم خو نے پہلے تو ملکہ نازنین کاکل کشا کو بہت کچھ سمجھایا
تسکین و دلاسا دیا کہ گھبراؤ نہین میرے دم مین جبتک دم ہے مین تمہارے والدین و قوم
سے تمکو ملا دونگا یا ہاتھ سے اس ساحر ملعون کے مارا جاؤنگا مگر یہ تو بتاؤ کہ سبب انکی گرفتاری
کا اور یہان تک آنیکا کیا ہے پوچھا سکندر نے سب قصہ اول سے آخر تک لگا رونا بہار کا

عشق مین صنم چوگان باز کے گرفتار ہو جانا اسکے سرداروں کا روتے پیٹتے ہوئے
بطور استغاثہ اسکے پاس آنا اپنا برائے رہائی نگار زنا جادو صنم چوگان باز کے پاس پہونچنا اور
فن چوگان بازی مین وہ اپنا نظیر نرکھتی تھی اسکو زیر کرنا اور نگار شاہ سے ساتھہ
عقد ہونے پر رضامند کرنا نگار صنم چوگان باز کا اپنے بھائیون کا حال بیان کرنا اور ست زرین
تاج کا زلیخن کاکل کشا پر عاشق ہونا اور اسکے والدین کے پاس پیام خواستگاری بھیجنا
اُسکا منظور کرنا آخر بارات لیجانا برادران صنم چوگان باز کا اور عین گرمی ہنگامۂ شادی مین اُٹھا
لیجانا زلیخن کاکل کشا کو شعبدہ سحر ساز جادو کا پھر اسسے مقابلہ آنا برادران صنم چوگان باز
کا اور شعبدہ سحر ساز سے مقابلہ مین مغلوب ہونا اور بزور سحر انکی صورتون کو تبدیل کرکے چھوڑدینا
اُنکا بسبب شرمندگی کے چہرہ پر نقاب مین ڈالنا اپنا آنکی امداد کے لیے برائے مقابلہ شعبدہ
سحر ساز آنا سایان کوچک اور صفا جعفران اعظم کا بھی ہمراہ اسکے آنا اور سبکا اس ملعون
ساحر کے سحر سے اسیر پنجۂ بلا ہونا شہزادی نے زلیخن کاکل کشا سے سو بہو بیان کیا سر اسمین
فرق نرکھا اور تسکین خاطر ملکہ کی فرماکر ارشاد کیا کہ انشاءاللہ تعالی کے جہان تک میرا
دسترس چلیگا اس ملعون کو ہلاک کرونگا اور تمھاری رہائی کرا دونگا تمکو تمھارے والدین و
شوہر سے ملا دونگا بعد ازان صنم چوگان باز و نگار زنا جادو کو اپنی اپنی مراد پر کامیاب کرونگا ورنہ ہاتھہ
سے اس ساحر غدار کے مارا جاؤنگا خالی پھر کر نجاؤنگا اپنا منہ شہر کے … ننگ … گور
مین جاکر مدفن تو ملیگا مگر … نہ ملیگا ملکہ یہ تقریر شہزادہ عالیمقدار کی سنکے پہلے تو
دل مین ڈری اور خیال کرنے لگی کہ وہان تک تو غنیمت تھا کہ شعبدہ سحر ساز فقط صورت دیکھنے کا
طالب تھا عصمت مین فرق نہ آیا تھا شیشۂ ننگ و ناموس سنگ ستم سے چکنا چور
نہوا تھا دیکھیے اس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر آبرو بچتی ہے لیکن جب اسکو یہ معلوم ہوا کہ میری
رہائی کے لیے تشریف لائے ہین اور وہ دست مین میرے شوہر کے اور سمجھے تھا … ایشر(?)
دو … کے سمجھنے مین تو نہایت خوش ہوئی دعائین دینے لگی کہ خدا آپکو زندہ و سلامت رکھے
اور اس ملعون ساحر کے شر سے بچائے آپکو مظفر و منصور فرمائے کہ مجھ مصیبت زدہ پر آپنے
رحم فرماکر اسقدر تکلیف گوارا کی خدا آپکو کامیاب کرے آپکے قدمون کی برکت
سے میری رہائی کی صورت نظر آتی ہے اس ظالم شوم کی صحبت سے جان بچ جائیگی سچ ہے کہ
راحت کا جنس عذاب سے … عیار نازنین بنا ہوا جسکا بیان اوپر ہوا ان دونون کی
باتین سنا کیا اور ایک آہ سرد بھرکر بولا کہ سچ ہے عورت کی عقل کبھی ناقص
ہوتی ہے اور ان مردون کی ذات سراسر مکر و فریب سے بھری ہوتی ہے خود مطلب آشنا
ہر ایک جہان دیکھا کہ عورت نکمی ہے اور مزاج … ہے اسکو ایسا سبز باغ دکھایا
ایسے پیچ و … مشتاق ہے کہ اطمینان دلادیا وہ عورت یہ سمجھی کہ ان سے میرا
چھٹکارا ہو جاویگا … اور وہ باتین بنائین کہ اسکا دل … لینے لگا پھر
کیا تھا رفتہ رفتہ راہ پر لگا لائے اور وہ بھولا بھالا نہین کا دم بھرنے لگی اپنا مطلب

نکالنے کے وقت تبال چلتے پھرتے نظر آئے جیسے ان ملکوں میں مثل ہے ع
آشنا دو چار دن نا آشنا دو چار دن انکی کسی بات میں بھید رک نہیں کھلا ہے ذرین
تاج کہاں ہیں اور حضرت کہاں اول تو یہ کہ وہ بت پرست و خدا پرست انکی آشتی
دوستی کیونکر ہوسکتی کہاں نور اسلام کہاں تاریکی کفر و اصنام گنگا مدار کا ساتھ کہیں
ہوسکتا ہے اسپر یقین کرنا سراسر خطا ہے دوسرے یہ آنکی عادت ہی ہیولی کرنے
لگے انکو ایسی کرتا ہے یہ کتنی کہ پرائے کے واسطے جان بوجھکر اپنے آپکو ورطہ ہلاکت میں
ڈالیں اور اسپر نتیجہ نکلا ہوں شب سے وقت میں باپ اپنے بیٹے کا تو شریک نہیں ہوتا
بھائی کنارہ کشی کرتا ہے تو غیر آدمی اور وہ بھی غیر کسکو اپنا ہم مشرب وہم مذہب بھی نہیں
ایسے کیا غرض تھی کہ ساحر کے مقابل ہو جاتا اور اسے سلسلہ ملا ہوتا و میں
انکی چکنی چپڑی باتوں پہ جانا نہیں تو بہت خراب ہوگی آخیر کو سر پہ ہاتھ رکھ کر روؤگی
تم بہت بھولی نادان معلوم ہوتی ہو ابتدا میں تمہاری باتوں سے ظاہر کیا تھا میں نے سمجھا دیا
اب وہ اختیار ہو نہیں معلوم کیونکر یہ ادھر آنکلے اور گرفتار بلا ہوگئے یہاں تمکو دیکھا
فریفتہ ہوگئے یہ جال پھیلایا ہے کہ تمہارے شوہر کو اپنا دوست بنایا ہے میں نے ایسی
ایسی بہت نقلیں سنی ہیں خوب پاپڑ بیل چکی ہوں سب مصیبتیں جھیل چکی ہوں
ہمارے جو یہ کلام سنے انتوا اسکو وا نے سمجھا اور سکھ نہ سکے کبھی کان کھڑے
ہوئے پلٹ کر اس نازنین کی طرف دیکھا اور جواب دیا کہ فریب دینا ہمارا شیوہ
نہیں ہے اور تو جسکو شبہ ہی ہے باطن معلوم ہوتی ہے کہ جو ہر شخص کو سکا ہے وہ بدگمانی ہوتی جاتی
ہوگیا تو نے نہیں سنا ہے سر فرازان است وند مرد مرد خدا بیچ نگاشت کرنا
ہوگئی وہ ہم لوگ اپنی زبان کی پابندی کرتے ہیں جو قول کیا وہ کیا اور بات سے کے وہی
ایسے ہیں کہ بات کے واسطے سر دیتے ہیں اور جو زبان سے کہتے ہیں کیا مجال
ہے جو اسمیں سر مو فرق پڑ جائے قول مردان جان دارد وہ انسان کیا جسکو اپنی
بات کا خیال نہ ہو اس نازنین کو تو میں مثل دختر ہمشیرہ کے سمجھتا ہوں لیکن تو سن
اور خوب اپنے دل میں خیال کر لے کہ اگر خداوند عالم نے اپنے فضل و کرم سے
وہ وقت دکھایا کہ یہ ساحر ملعون میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا تو تجھے اپنی زوجہ
بناؤں گا اور تیرے ساتھ عقد کرکے داد عیش و نشاط حرام دوں گا بس یہ سننا تھا
کہ نازنین معصومہ نے چہرہ سرخ کر لیا اور تیوریاں چڑھا کے ابرو پر بل ڈال
کے بیشتر عقد کی بنا کے بولی توبہ دور پار میں تو تمکو بھائی کی جگہ سمجھتی ہوں جسطرح
تم اس نازنین کی طرف توجہ نہیں کرتے اسیطرح میں تمکو پسند نہیں کرتی سے
تم سلامت رہو ہزار برس کے خریدار بہت ہیں ایسے کلمات فضول و لاطائل کے سننے
کی بھلا سکندر کو تاب کہاں فوراً مزاج برہم ہوگیا اگرچہ عورت نہ سمجھا تو وہ ہاتھ مارتا
کر فورًا اسکے دو ٹکڑے ہوتے لیکن غصہ میں آ کے ایک تھپڑ مارا اگر سیارہ کو کانت

ہوشیار نہ ہوتا اور جھک کر شانہ نہ دیتا تو یقین کامل تھا کہ کام اسکا تمام ہو جاتا اور شکل یوں
کھو تیغ کے سپہر کے سر پر جاتا یہ تو ظلماً نتیجہ خالی دیکر آ گیا تھا کہ آ بچا کا اور کہ یقین ساکا کل کتا یہ
حال دیکھ کر پیارے خوف کے کہتی تھی کہ پیٹنے لگی سیارہ نے کچھ دور سے شکر ادا کیا دی کہ
سبحان اللہ کیا اچھا انکا عشق ہے اور کیا سچی محبت ہے واہ واہ واہ کیا کہنا آپکی الفت اور
محبت کا بس دیکھ لیا لوگ تو معشوقوں کی سو طرح سے ناز برداری کرتے ہیں جا و بیجا
سب باتیں اٹھاتے ہیں مگر یہاں معاملہ برعکس ہے کہ آپ الٹے جفا کاری پر آمادہ ہیں واہ
صاحب واہ عاشق مزاجوں کا یہی شیوہ ہوتا ہے ہم تو سمجھے تھے کہ عاشق [illegible] نکلا
[illegible] تھے تیرے دل کو سو [illegible] تیغ نکالا سکندر نے جھلا کر کہا کہ ہم ناز بیجا اٹھانے والوں
میں نہیں ہیں غمزہ بیجا کی برداشت نہیں کر سکتے تو نے وہ حرکت بیجا کی تھی کہ اگر تیری
جگہ کوئی مرد ہوتا تو زبان اسکی گدی سے کھینچ لیتا آسیہ نے کہا کہ پھر آپ کا کیا ارادہ ہے سکندر
نے کہا جو زبان سے کہہ چکا ہوں وہی کرونگا تجھے اپنے عقد میں ضرور لاؤنگا گوش
کان کھول کے سن لے کہ اب اگر کوئی کلمہ لاطائل زبان سے نکالا تو ہرگز میں
رعایت نکرونگا اور نہ بگڑ دونگا بیجا حرکات اٹھانے کی تاب نہیں لا سکتا
قول کی پابندی ضرور کرونگا یہ سنکر نازنین نے کہا کہ زبان سے کہنا آسان ہے
اور کرکے دکھانا مشکل ہے کھانے کے دانت اور ہیں دکھانے کے اور جو کر دکھائیگا
وہ ہمیں سمجھ گیا بس سب چونچلا دیکھ لیا ظاہر کی سب باتیں ہیں باتیں زبانی ہیں
باطن کا اللہ ہی بلی ہے شہزادہ نے فرمایا کیا تجھے یقین نہیں ہے نازنین نے کہا
ہرگز نہیں مجھے کسی مرد کی بات کا اعتبار نہیں مطلب کے آشنا ہوتے ہیں
جب کام نکل گیا تو ان ملوں میں بلبل ہی نہیں طوطا چشم خود غرض سے قرآن کا
جیا برسبھی [illegible] اگر آپ نے درگاہ میں یا [illegible] بڑی بڑی اٹھائیں چاہے سرکار کی
[illegible] ظاہر کی اگر لاکھ جتائیں یا تو نگی نہ ہرگز وہ اگر تمہیں بھی کہا میں مطلب کی سب
باتیں ہیں میں جان گئی ہوں ان مردوں کو خوب ہی پہچان گئی ہوں شہزادے
نے کہا دیکھ لینا [illegible] کنگن کو آرسی کیا ہے جو کچھ ہوگا ظہور میں آہی جائیگا نازنین نے
کہا مجھے آپکی زبان کا اعتبار نہیں آپ ایک نوشتہ لکھ دیجئے
سکندر نے کہا کہ ابھی میں لکھ دونگا لیکن قلم دوات کاغذ یہاں کہاں یہ سنکر نازنین
نے کہا کہ جیسے لیجئے کہکر قلم دوات کاغذ وغیرہ نکال کر پیش کیا سکندر نے
لکھدیا کہ بعد قتل شبیہ سحر ساز میں تیرے ساتھ عقد کرونگا اسنے کہا کہ اگر
آپ کسی وجہ سے عقد نکر سکے یا آپ نے عقد نہ کیا تو پھر کیا ہوگا فرمایا جو
تیرے جی میں آئے اسنے کہا [illegible] لکھئے کہ [illegible] باعث [illegible] کا کفارہ جو کچھ آپ تصور
[illegible] سکندر نے منظور کیا اور یہ مضمون بھی اس نوشتہ میں درج کر کے
اسکے دستخط کردیئے نازنین نے وہ کاغذ اپنے قبضہ میں کیا اور کہا کہ بس اچھا

کہ وہ بیہوش تھا آواز فریاد و فغان مکان میں آئی جسوقت کہ دامن گرد شکستہ ہوا اور سیارہ
دل گرفتہ میں آیا دیکھا کہ تمام ملازمین شاہزادہ سکندر رستم خو و صاحبقران اعظم و سلیمان شکوہ
بے ذکا رتا جدار و ملکہ صنم چوگان باز و پری پیکر نقاب دار صندلی پوشش وزیر دیوبند سر و کلّے پیٹتے
خاک اڑاتے ہوئے گریبان چاک با حالت اندوہناک چلے آتے ہیں سیارہ سمجھ گیا کہ معلوم
ہوتا ہے انکو خبر ملی ہے جو سنتون نے اپنی یہ حالت تباہ کیا ہے آواز دی کہ ایہا الناس آگاہ ہو
کہ آقا نے مجلکون کے اس ساحر کو مارا اور بفتح و فیروزی تشریف لاتے ہیں یہ حال سنتے ہی
ان تینون نقابداروں نے آئینے اپنی جیبوں سے نکالے اور جلد نقاب دور کرکے آئینوں
کو چہروں کے مقابل کیا تو صورت مراد آئینہ آرزو میں جلوہ گر پائی آج ایک مدت کے بعد
اپنی ہیئت اصلی نظر آئی پہلے سیارہ کے قول کا چندان اعتبار نہ تھا لیکن یہ علامت دیکھکر
انکو یقین کمال ساحر کی ہلاکت کا ہوگیا تینوں بہائی شادیانہ خوش ہوئے نقابیں چہروں
سے توڑ کر پھینکدیں اور بتایا کہ تمام سرداران لشکر سے ہمراہ ہوکر برائے استقبال روانہ ہو
اور آکر شاہزادہ کی قدمبوسی حاصل کی نگار تاجدار بلاگردان ہوا عرض کرنے لگا کہ بکیے فدیہ
پینہیں لرزم کے باعث سے اس دل مایوس کی امید بر آئی جان حزین نے فرصت پائی اندازہ
[illegible] آج یہ شکل ہوگئی ورنہ یہی صورت ہوتی تھی کہ ایک زمانہ ہوں بدل جائیگا
آپکی بدولت شاہد مدعا آئینہ مراد میں جلوہ گر ہوا راحت پذیر قلب مضطر ہوا آپکی فتح
و فیروزی کی دعا ہر دم ورد زبان تھی بارے نالہ نیم شبی اور دعا سحری کی تاثیر سے
آپ مظفر و منصور تشریف لائے ہم اسیران رنج و الم کو قید غم سے آزاد کیا ع اے
وقت تو خوش کہ وقت ماخوش کردی ۔ نگار تاجدار تو عالم مسرت میں شاہزادہ کو ہیں دعائیں
دیتا رہا لیکن ملکہ سکندر کی جو صنم چوگان باز کہلاتی تھیں پوچھا یہ کس شہر
کے رہنے والے ہیں اور کب سے یہاں وارد ہوئے ہیں لباس سے انکے ثابت ہوتا ہے
کہ یہ کسی شاہزادے یا عالیخاندان امیرزادے ہیں انکے حالات سے ماہر ہونا ضرور
ہے یہ سنکے وہ تینوں شاہزادے دوڑ کر قدموں سے سکندر رستم خو کے لپٹ گئے اور
صنم چوگان باز نے عرض کی کہ یہ تینوں بہائی اسی کنیز کے ہیں جو شامت نقاب میں
چھپا چہرہ انکو بنایا ان کے [illegible] ہوئے تھے اور [illegible] شرمندگی کے [illegible] دکھلانے کے قابل
اپنے کو نہیں سمجھتے تھے وہ تو یہ سمجھے کہ کچھ زندگی تھی اور پردہ غیب سے سامان
ظاہر ہونیوالا تھا جو حضور کے تصدق میں بروئے کار آیا ورنہ آپکے جو کچھ احسان کہ ہمپر ہے
ہوئے ہیں ہم سب حضور کا شکریہ کس زبان سے ادا کرسکتے ہیں کہ آپ نے انکی جانیں
بچا لیں پھر زحمت اپنے اوپر گوارا فرمائی کہ ساحر کے مقابلہ کے لئے تشریف لے گئے
الحمد للہ کہ خداوند کریم نے آپکو فتحیاب کیا اور آپکی بدولت ہم سب کو پھر انکی اصلی صورت
نظر آئی شاہد مراد نے اپنی صورت دکھائی ورنہ یہ شکل امید تو کبھی نظر آتی تھی
صورت یاس ہی میں تھی گویا حالت تھی انکا تو یہ حال تھا وہ ملکہ زیبن کا کل کستا

سونی پڑی ہوئی ہے ہر ایک اہلکار یاتم داروں کی صورت بنا ہوا ہے تصویر مجسم ہو رہا ہے غرضکہ
نامہ دار نے نامہ کمر سے نکال کے شہنشاہ تاجدار کی خدمت میں پیش کیا جب کہ
شہنشاہ تاجدار لفافہ کو چاک کر کے مضمون نامہ سے آشنا ہوا اسکے دل پر آثار خوشی
کے اسقدر طاری ہوئے کہ قریب تھا فرط مسرت میں شادی مرگ ہو جاتے مگر اسنے
اپنے دل کو سنبھالا اور نامہ لیے ہوئے محل میں چلا گیا اور جاکر ملکہ صنوبر بانو اور ملکہ
زلفین کاکل کشا کو یہ مژدہ فرحت اثر سنایا یہ بھی نہایت درجہ شاد و خرم ہوئی
شہنشاہ تاجدار نے محل سے برآمد ہو کر حکم دیا کہ سامان درست کیا جائے ہم کل شہزادی
کو دیکھنے کے لیے قلعہ احمر میں جائینگے چنانچہ نامہ دار کو تو خلعت و انعام دیکر رخصت کیا
اور زبانی کہلا بھیجا کہ ہم خود شہزادی کو دیکھنے کے لیے آتے ہیں اگرچہ ہر ملت و مذہب
میں لڑکی کے گھر جانا معیوب سمجھا جاتا ہے لیکن جوش محبت و شوق دیدار ملکہ میں نہایت
سامان کے ساتھ کہ لڑکی کے گھر جاتے ہیں کسی شے کے لینے کی ضرورت نہ ہو شادان
و فرحان مع خدم و حشم شہنشاہ تاجدار و ملکہ صنوبر بانو بہ کمال تجمل و شان و شکوہ کرتا
جانب قلعہ احمر روانہ ہوئے اور بعد قطع مسافت راہ جسوقت قریب قلعہ احمر
پہونچے اور خبر انکے آنے کی صنم چوگان باز کو ہوئی اور بہتنازرین تاج وغیرہ کو
معلوم ہوا تو یہ سب کے سب برائے استقبال گئے اور پیشوائی کر کے اپنے ساتھ
نہایت اعزاز و اکرام سے قلعہ میں لائے شہنشاہ تاجدار نے بہتنازرین تاج سے کہا کہ
اے فرزند پہلے تم مجھے اس شہریار عالی وقار کی خدمت میں لے چلو جسکی بدولت یہ روز
سعید نصیب ہوا ہے بعد اسکے اپنی دختر کو بھی دیکھونگا بہتنازرین تاج اپنے خسر کو
خدمت میں شہزادہ سکندر رستم خو کی لایا شہنشاہ تاجدار قدم بوس ہوا اور شکریہ
شہزادہ کا ادا کیا پوچھا کہ حضور گل کس گلزار کے اور اختر کس آسمان عز و وقار کے ہیں
سکندر رستم نے اپنا حسب و نسب بیان کیا بعد شہزادہ سکندر رستم خو نے نگار تاجدار
و صنم چوگان باز اور اسکے بھائیوں کو طلب کیا جب سب حاضر ہوئے
تو فرمایا الحمد للہ کہ میں نے جس جس سے جو جو وعدہ کیا سب بفضل ایزدی پورا
ہوا اے نگار تاجدار تمھیں ملکہ صنم چوگان باز مبارک ہو اور اے بہتنازرین تاج
تم کو ملکہ زلفین کاکل کشا سزاوار ہو اب اپنی اپنی معشوق سے عقد کرو اور زندگی
اپنی عیش و عشرت سے بسر کرو ہمیں زیادہ ٹھیرنے کی فرصت نہیں ہے نہ معلوم بیابان
نہ طاق میں ہمارے عزیزوں پر کیا گذر رہی ہوگی ان سب لوگوں نے عرض کیا کہ اے
شہریار عالی وقار آپ نے وقت مصیبت میں تو ہمارا ساتھ دیا اور کیسی کیسی آفتوں
سے ہم کو بچایا سچ تو یہ ہے کہ اپنی جان بخشی فرمائی آپ ہمارے محسن ہیں کیونکر ہو سکتا
ہے کہ ہم جشن خوشی بغیر آپ کے کریں اور جلسہ شادی میں آپ کی شرکت نہ ہو
فرمایا کہ بس ہماری تمھاری شرکت یہیں تک تھی جشن شادی کی شرکت میں

ایک شرط ہے عرض کی کہ بیان فرمائیے کہا کہ اگر تم لوگ راہ راست اختیار کرو اور دولت اسلام قبول کرو تو میں شرکت کرنے کے لیے موجود ہوں اور بغیر اسکے ناممکن ہے یہ فرماکر کچھ کلمات تعریف مذہب اسلام میں زبان پر جاری کیے اور دلائل عقلیہ وحدانیت پروردگار عالم میں تر زبان ہوئے اور مذمت تمام مذاہب باطلہ کی بیان کی کہ زنگ کفران سب کے دلوں سے دور ہوا عرض کی کہ جو آپ کے مذہب میں ہو وہ کیا کریں شاہزادہ نے کلمہ طیبہ تلقین فرمایا یہ سب کے سب از سر صدق مسلمان ہو گئے اب سکندر رستم خو نے شمشاد تاجدار کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ میں چاہتا ہوں یہ دونوں شادیاں ایک ہی مقام پر ایک وقت میں منعقد ہو جائیں بہت جلد اسنے عرض کی کہ آپ مالک و مختار ہیں جیسا ارشاد عالی ہوگا اسکی تعمیل کیجائیگی فی الحقیقت شہر پینو سواد میں اس تقریب کو بنا کرتے مجھکو بھی وہم آتا تھا کہ ایک مرتبہ عین شادی میں خانہ بربادی ہو چکی ہے اب بزم عشرت اس جا سے منحوس پر منعقد ہو تو بہتر ہے الغرض شادی کی تیاری ہونے لگی دونوں نوشاہ ایک طرف کر دیے گئے اور دونوں عروسیں ایک مقام پر بٹھائی گئیں بعد ادائے رسوم دنیوی اول عقد بہشت زرین تاج کا ملکہ زلفین کاکل کشا کے ساتھ پڑھا گیا کیونکہ سکندر نے یہ عہد کیا تھا اور صنم چوگان باز سے وعدہ کر چکے تھے کہ پہلے تمہارے بھائی کی شادی کرونگا تب تمھاری شادی کرونگا بعد ازاں عقد شہریار تاجدار کا ملکہ صنم چوگان باز کے ساتھ ہوا ہر ایک اپنی اپنی عروس کو لیکر خلوت میں داخل ہوا اور شربت وصال سے شادکام ہوا دونوں کے چھٹے ہوئے اپنے اپنے محبوب مطلوب کی دولت وصال سے مالامال ہوئے اس تقریب کی تہنیت میں جلسہ عیش و نشاط منعقد ہوا تمام بارہ دری و باغ کی از سر نو زیب و زینت کی گئی فرش فروش شیشہ آلات سے آراستہ و پیراستہ ہوئی روشنی کا اہتمام اور ہر ایک سامان دلچسپی نمائش کا انتظام کارپردازان سلیقہ شعار نے نہایت حسن و خوبی سے کیا محفل عیش آراستہ ہوئی ساقیان گلعذار و مطربان خوش آواز حاضر ہوئے جام ہزار غوانی گردش میں آیا آواز ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی مطربوں نے حسب حال بزم بینوشی یہ اشعار طرب انگیز گانا شروع کیے

غزل

بیا و کشتی می در شط شراب انداز
کہ گشتہ اند تا فرق کن ز آب انداز
بیارا ز ان جگرگان بکشتگی بوجا ...
تفل ... دل ... گشتہ ... انداز
... روز ... [illegible]

ز تر لب و لب در حال شیخ و شاب انداز
ز گوشہ میکدہ یہ گشتہ ام ز راہ خطا
شمیر از رشک ... دل گلاب انداز
... شب ... شتاب ... باید
... ہم شراب انداز

مرا بہ کشتی بادہ در افکن ای ساقی
مرا و گر کرم ... در دریا سرا انداز
اگرچہ ... ام ... سخن
ز روے و خوش نگاہ ... زلف ... انداز
اگر از تو یک سر مو ... کشند دل حافظ

بیا ... چو ... انداز ... ساقیا ... گل پیرہن ... کہ ...

شام سے ہم ہی وہ تھکی کہ سحر ہو تو سہی
اپنی کیفیت میں گھبرانا ہی مجھے مست کو کیا
آرزو دل کی کوئی زخم جگر ہو تو سہی
ضبط بھی کر نہ سکوں سے وہ جگر میں جنکی
دیکھ لینے لیے ہم اسکے تاب نظر ہو تو سہی
صبح ہوتی نہیں کیوں نگر شب فرقت کچھ بھی
زیست ایام جدائی کی بسر ہو تو سہی

آتے ہیں جی کو ڈرلا کر مجھے کچھ بھی ہر سے اشک
جام جم پہلے مرا دست نگر ہو تو سہی
مجھ سے خود یار کسیکی تو اسے بھی مجھ سے اسکے
میری فریاد میں یا کچھ اثر ہو تو سہی
تیر ہی کچھ مری جانب سے لگا دے چلکر
دل بیتاب کو کچھ اسکی خبر ہو تو سہی

آنکھ کمبخت لگ غمناک ہے تر ہو تو سہی
یہی قاتل ہے مجھے اظہار کا پہلو اچھا
پہلے اسکا دل بیتاب ہے جگر ہو تو سہی
کہتی ہیں حسرت دیدار سے آنکھیں اپنی
اس لگی کی کسی غافل کو خبر ہو تو سہی
مقطع یہ وصل کی امید ہوئی کاش جلال

غرضکہ تمام رات یہ جلسہ عشرت برپا رہا جبکہ ماہتاب انجمن فلک سے گوشہ مغرب میں گیا اور بزم ثوابت و سیارگان برخاست ہونے لگی آفتاب عالمتاب نے ایوان مشرق سے برآمد ہوکر باجاہ وجلال تخت نور پر جلوہ فرمایا نظم

سحر کہ از شبستان شاہ خورشید
بہ چار اطراف عالم خوش گذر کرد
برون آمد ز مشرق صبح امید
جہان بے پہلے شہرہ شد جمال جوہر د

صبح کو جب صحبت برخاست ہوئی شہسوار رستم خو نے نگار تاجدار سے فرمایا کہ اب چلکر اپنے ملک میں قیام پذیر ہوا اور اپنی سلطنت کا انتظام کرو میں سن چکا ہوں کہ وہاں تمھارا بھائی حاکم ہوا اور وہ نہیں چاہتا ہے کہ میں اس سلطنت سے دست بردار ہوں اسنے عرض کیا کہ آپ کو ان حالات کی کیونکر آگاہی ہوئی فرمایا تمھارے ملازم جو تمھاری تلاش میں سرگردان و پریشان تھے انھیں کی زبانی یہ سب حالات معلوم ہوئے تھے غرضکہ اسدن تو سب نے آرام کیا کہ رات بھر کے جاگے ہوئے تھے وہ سرے روز ہنگام سحر چلنے کی تیاری کی گئی سکھپال ملکہ صنم چوگان باز کا لگایا گیا اور نگار تاجدار ہمراہ شاہزادہ قابل وقار کے جانب شہر مرصع کشمار روانہ ہوا تھوڑی دور پہونچنے کے بعد ایک صحرا نہ پیدا ہوا جو کہ حوالی شہر مرصع نگار میں واقع تھا قیام کیا خیمہ وغیرہ استادہ ہوئے کل ہمراہی اس صحرا میں خیمہ زن ہوئے ہرکارے جو بامر جاسوسی بہزاد تاجدار کی جانب سے متعین تھے انھوں نے یہ خبر بہزاد کو پہونچائی اور کل حالات مفصل طور پر عرض بیان میں لائے یعنی رہا ہونا نگار تاجدار کا بمدد شاہزادہ سکندر رستم خو پھر شادی ہونا ملکہ صنم چوگان باز کے ساتھ اور اسکو ہمراہ لیکر اپنے شہر کیطرف روانہ ہونا اور صحرا سے حوالی شہر مرصع نگار میں قیام کرنا ان سب حالات کو شرح ہرکاروں نے عرض کیا اور یہ تذکرہ بھی درمیان میں آیا کہ تین لقا بدار اسکے ہمراہ ہیں کہ نہایت بہادر اور زبردستان روزگار سے ہیں جنکی جرات و شوکت آج کل ضرب المثل ہو رہی ہے ان حالات کو سنکر بہزاد تاجدار نے کہا کہ کچھ پروا نہیں اگر آیا ہے تو آیندہ جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا ہرکاروں سے تو یہ خبر بیان کرکے رخصت ہوئے مگر بہزاد نے اسیوقت اپنے سپہ سالار کو طلب کرکے حکم دیا کہ لشکر ہمارا قلعہ سے باہر نکلے اور مقابلہ پر پڑے ہمارے بھی خیمہ وصرا پردے وغیرہ برپا ہوں یہ حکم صادر ہوتے ہی نقاش تیغزن جو کہ

اسکے یہان افسر فوج ہی یہ دو لاکھ سواران جرار اپنے ہمراہ لیکر قلعہ سے نکلا اور بارگاہ
وغیرہ اسنے میدان زیر قلعہ مین برپا کرائی چالیس پچاس سردارون کے قریب اسکے
لشکر مین ہین کہ ہر ایک اپنے تئین رستم وقت و اسفندیار عصر جانتا ہی اور یہ خود بہزاد
تاجدار کے دماغ مین بوسے سلطنت ایسی سما گئی ہی کہ بادۂ کبر و نخوت سے مست
و سرشار ہو رہا ہی الغرض جب فوج کے مقابلہ مین آکر خیمہ زن ہونے کی خبر شاہزادہ
سکندر رستم خو کو پہونچی اور معلوم ہوا کہ لشکر حریف کا قلعہ سے باہر نکلا ہی اور آمادۂ
جدال و قتال ہی فرمایا کہ پہلے حجت تمام کر لی جائے اگر بہ آشتی کام نکل جائے تو کیون
مفت مین بندگان خدا کی خونریزی ہو اور کشت و خون واقع ہو یہ فرماکر دبیر کو حکم دیا
کہ ایک نامہ نگار تاجدار کی جانب سے بنام بہزاد تاجدار تحریر کیا جائے مضمون
اسمین یہ مندرج ہو کہ اے برادر بجان برابر بجائے فرزند کے ہم تم کو تصور کرتے ہین کیونکہ
تم مجھ سے خورد ہو اور چھوٹا بھائی مثل فرزند خیال کیا جاتا ہی تم نے بہت اچھا کیا کہ بعد
میرے انتظام ملکی کو قائم رکھا اور دشمنون کے ہاتھ سے ملک کو خوب بچائے رکھا
ورنہ میدان خالی پاکے ہر ایک مخالف کو سرکشی کی جرأت ہوتی مگر ساتھ ہی اسکے
یہ امر بھی تم کو مناسب تھا کہ ہماری رہائی کی کوشش کرتے مگر ظاہرا معلوم ہوتا ہی
کہ تمھین خود ہماری رہائی منظور نہ تھی خیر پروردگار عالم نے ہم کو قید سے بھی نجات
دلوائی اور بادشاہی بھی حاصل ہوا جسکے واسطے اتنی تکلیف اٹھائی لہذا اب تم کو لائق
و لازم یہ ہی کہ سلطنت ہماری ہمارے سپرد کرو اور خود عہدۂ وزارت اختیار کرکے
بدستور انتظام ملک مین مشغول رہو بعد ہمارے تم ہی اس تخت و تاج کے مالک
ہوا اس صورت مین بھی علاوہ نام بادشاہی کے اور سب طرح کے اختیارات ملکی و
مالی تمھین حاصل رہینگے اگر یہ تجویز منظور نہ ہو تو رشتۂ قرابت کو منقطع جانو اور مجھے
اپنا حریف تصور کرو مین بزور شمشیر تم سے اپنا ملک لے لونگا اور میدان مقابلہ
کرکے خون کے دریا بہا دونگا تم یہ سمجھے کہ مفت مین سلطنت مل گئی بادشاہ بن بیٹھے
اب بوئے سلطنت دماغ مین بسکے نخوت سما گئی اسکا انجام اچھا نہ ہوگا بندگان
خدا کی خونریزی سے برا نتیجہ پیدا ہوگا ؎ منت آنچہ حق بود گفتم تمام شد تو دانی دگر
بعد ازین والسلام + جس وقت یہ نامہ تیار کرکے دبیر نے پیش کیا تو سکندر رستم خو
نے آواز دی کہ کون ایسا بہادر و دلاور ہی جو اس نامہ کا جواب باصواب بہزاد تاجدار
سے لائے شیرین سخن در دہان تھا کہ بیت زریں تاج برادر بلکہ رستم چوگان باز اپنے
دنگل پر سے کود پڑا اور نامہ لیکر جانب لشکر بہزاد تاجدار روانہ ہوا اور جس وقت
نامہ دار کے آنے کی بہزاد تاجدار کو ہوئی اسنے چند سردارون کو واسطے استقبال
بھیجا وہ بہت اعزاز کے ساتھ نامہ دار کو لالئے اطلاع ہوئی اسنے بارگاہ مین
طلب کیا نامہ دار آیا کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو مرحمت کی ساقی کو حکم دیا کہ نامہ دار کو

جام ہزار کھوائی سے سیر و سیراب کرے ساقی نے اشارہ پاتے ہی جام مے گلفام پیش کیا
نامہ وار نے انکار کیا کہ مین کافر کے ہاتھ سے شراب نہین پیتا ہون یہ کلمہ شہزادہ تاجدار
کو کسی قدر ناگوار گذرا مگر مہمان سمجھکر خاموش ہو رہا اور پوچھا کہ آپ جس مطلب سے تشریف
لائے ہون بیان کیجیے بہت زرین تاج نے نامہ گریبان سے نکال کر پیش کیا اسنے نامہ کو
نہایت اعزاز کے ساتھ لیا اور لفافہ کو چاک کرکے مضمون نامہ سے آگاہ ہوا کچھ دیر
اسنے سکوت کرکے سوچا اور پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کردیا اور یہ بھی لکھدیا کہ
سلطنت ایسی چیز نہین ہے جیسے کوئی یون دیدے مثل مشہور ہے جسکی تیغ اسکی دیگ ع
ہرکہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند مین ان دھمکیون مین آنے والا نہین ہون اور آتش
فتنہ و فساد مشتعل ہونے سے مجکو کچھ خوف نہین ہے ؎ عروس ملک کسے در کنار گیرد تنگ +
کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند + یہ جواب لکھکر نامہ بہت زرین تاج کو دیا یہ تو نامہ لیکر
جانب سکندر رستم خو روانہ ہوئے بعد نامہ دار کے رخصت ہونے کے اس نے
طبل جنگ بجوانے کا حکم دیا یہان تو نقارہ رزمی نوازش مین آیا وہان بہت زرین تاج
جواب نامہ لیکر شہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور ساتھ ہی اسکے ہرکارون نے
خبر نواخت طبل جنگ پہونچائی جب صدائے طبل جنگ گوش زد ہوئی سکندر رستم خو
نے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگ چنانچہ
دونون لشکرون مین نقارہ رزمی بجا اور تیاری جنگ ہونے لگی طبل جنگ کیا بجا
قہر خدا تہا اسکی صدا سے فلک پر چکر کہنے لگا اور گاو زمین کا کلیجہ دہل گیا کوہ و دشت ہل گئے نظم

چو بر طبل اسکندر آید دوال	ز ناہید مریخ کرد این سوال	جہان را مگر وقت آخر رسید
سرافیل صور قیامت دمید	بگفتا کہ نہ طبل اسکندر است	ز آواز او گوش گردون کر است

سب لشکر خبردار چھوٹا بڑا ہوشیار ہوا کہ دم سحر ملک الموت کی گرم بازاری ہے دم نقد
جان کی خریداری ہے سر تن سے جدا ہونگے زخمون کے ہار پہنینگے ہر ایک سردار اپنی اپنی
بارگاہ مین آیا طیاری حرب و ضرب کی شروع ہوئی تلوارین صیقل و مصیقل ہونے
لگین کمانین سینک کر درست کیجانے لگین بہادر رزم و پیکار کی تدبیر سوچتے تھے
بزدلے گھبرائے ہوئے منھ تو چتے تھے منچلے جو تھے مورچون کو غور غور کرکے ہنستے
تھے رزمگاہ کو دیکھکر خوش ہوتے تھے نامرد بلیے ہونے کا طور سوچتے تھے جبرا زرہ
جامہ خود بکتر درست کرتے تھے چہرہ پر سرخی چھائی تھی نامردون کے منھ پر اڑتی
ہوائی تھی پیچھے سے نقیب نکلکر شجاعون کو ترغیب جنگ دلاتے تھے کہ ؎
جو اٹھو جوانمردو ہشیار ہو   سلاحون سے اپنے خبردار ہو   غرضکہ چار پہر رات یہی
ہنگامہ رہا آخر کار وہ وقت آیا کہ اربکار انسے زنگاری مشرق بہ کروفر نمودار ہوا
ظلمت شب رو بفرار لائی صبح کا سفیدہ آشکار ہوا ؎

علم آفتاب نکلا جب	فوج انجم ہوئی گریزان سب	شب تھا ور سپہر گرد ہوا

رونق تخت سلاجورد ہوا | ہوا میدان چرخ ہر الکبار | تیرہ انجم سیارہ و بیقرار

دم صبح لشکر جانبین سے خیل خیل ذیل ذیل گروہ گروہ انبوہ انبوہ کشتون پشتون پیچ کے نیچے دستے کے دستے میدان کارزار میں مسلح و مکمل ہو کر آنے لگے آنے سے دونوں لشکروں کے گرد ہوا کرہ خاک بنا گاؤ زمین کا اس ہل چل سے سینہ چاک تھا طائر آشیانہ چھوڑے جہان سے رزم میں خوف سے ہر ایک کے ہاتھ پاؤں پھولے روے آئینہ سپہر تا بدر نظر آیا چشمہ خورشید غبار زمین سے گدلا ہوا ؎ ز سم ستوران دران پہن دشت زمین شش شد و آسمان گشت ہشت آخر کار زینچہ کارہوشیار نکلے پست و بلند زمین کو ہموار کیا کنکر پتھر خس و خار چنکر جدا انبار لگا یا جھنڈی جھاڑی درخت کاٹ کر زمین آئینہ سان صاف و شفاف کر دی سقون نے نکلکر آبپاشی کی سب گرد و غبار بٹھا دیا صورت بہادرون کی نظر آئی سب فوج دریا سے آہن میں ڈوبی دکھائی دی کہ ہر ایک از سیخ موزہ تا بہ مغفر غرق بحر آہن تھا سواے لوہے کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا کہ ؎

چنان مرد خود را در آہن گرفتہ | کہ مژگان او شکل سوزن گرفتہ | غرض صف آرائی ہونے

لگی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنداول چودہ صفین مثل سد سکندر آراستہ ہوئین سوارون کے آگے پیادہ جنگ کے آمادہ دیوار فوج تھے سوا دریا سے لشکر میں موج در موج تھے گھوڑے برابر برابر کھڑے تھے سیدھے تنی بیچھے سیدھا دم سے دم سم سے سم ملائے تھے نجیب جو آگے بڑھا تھا اُسے پیچھے ہٹا نے تھے ہٹے ہوئے کو آگے بڑھاتے تھے دمبدم رزمی باجے بجتے تھے مرکب الف ہوتے تھے کہ یکایک نقیب سے خوش آواز نے نکلکر اور بالحان دلکش سرود بجا کر مذمت دنیا سے دی گائی اور یہ صدا بہادرون کو سنائی اشعار

اے مقیمان نہ سقف سپہر غدار
ہو خبر اسے بہیں اگر قصر فریدون سے کنار
رات دن چہلیں ہا کرتی تھیں ہر دار دمیں
کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالہ کی بہار
جن پہ پڑتا تھا پری زادوں کے مہ کا عکس
مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جانے دو بادشاہ و نکووان سے دیکھو
نہ کوئی دوست نہ مونس کوئی یا غم وار

تا یہ کہ حسرت فرزند و زن شہر و دیار
اُس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کا وہاں گرم تھا ہر سو بازار
واہ نیرنگ فلک واہ ہی سبحان اللہ
آجکل وہ سا جو شاہ کے ہیں گنبد دار
چیلیں منڈلاتی ہیں اڑتے ہیں اُلّو بے سیہ
تا بہ گور و گوزن آج ہے ہر ایک کا مزار
نہ وہ چہلیں نہ نگین نہ خود آرائی ہے

آیہ فاعتبروا یا اولو الابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا وہاں خسرو با عز و وقار
بارونق تھا نہ خزاں کا کوئی موسم میں
دیا داری اتنی تنک ظرفی ہے ان عز و وقار
ڈھونڈے سقف میں ہیں بیابان یا بیلو نکلے
ہیں بیابان میں پڑا تیغ و زین کا انبار
سینہ پر تیر نہ تھا و تاب مہر سکوت
کنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے

اے بہادران نریمان ہر نہ سام نہ کشتی ہستی پہ نشان زوال خون آشام پہر زور بازو نہ پیٹرن سے نہ اس بلندی و پستی پہ اسفندیار رو یین تن ہو کیسے کیسے بہادر صف شکن نوجوان رستم دستان پہر فلک کے زور سے چشم زدن میں ہلاک ہو گئے بڑے بڑے نام آور زیر خاک در خاک ہو گئے مگر جرات سے نام باقی ہے ہر ایک کا ذکر شجاعت ساتھ کی لڑائی حسن

اتفاقی ہر کس لیے کہ ✽ دور مجنون گذشت و نوبت و ماست + ہر یکے پنج روز نوبت اوست + تلوار کی آنچ مشہور ہو گئی سو کھی سب جل جاتی ہر سر و گردن میں لاگ ہو یہی غضب کی آگ ہو زندگی چند روزہ ہو نام کر لو اسے جوانو لڑ بھڑ کر سرخرو ہو جسکا قدم ڈگ جائے گا پھر وہ کہیں آبرو نہ پائے گا دو بہرہ لو یا لو یا سب کہیں لو یا تری بلا سے + پاگ آگے ہٹ رہے پاگ پا پیچھے پیٹ جائے + ع قدم مرد پیشتر بہتر + غرضکہ یہ کہکر نقیب میدان سے نکلے اور یہ صدا دلیروں کے گوش زد ہوئی جوش شجاعت میں نشہ سا آگیا آنکھیں ہر ایک کی لال لال ہوگئیں قبضہ شمشیر چو منے مرکب پر مست ہو کر جھومنے لگے کہ یکا یک لشکر بہزاد تاجدار سے ایک جوان معکوس تبرزن نکلا اور اپنے بادشاہ سے اجازت لے کر میدان میں آیا خوب سلحشوری دکھلائی برچھے کے ہاتھ نکالے فنون سپہگری کے کرتب دکھلائے اور بعد سلحشوری نیزہ زمین میں گاڑ کر آواز دی کہ جسے تمنا سے مرگ و آرزوئے قضا ہو جسکا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہو جو دلیر زندگی سے سیر ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے اپنی دلاوری ظاہر دکھائے میں یہ سنتا تھا کہ بنت زرین تاج نے صف لشکر سے نکلکر پوڑا باگ کا لیا سکندر رستم خو سے اجازت طلب کی شہزادہ نے فرمایا تم نے کیوں اسقدر عجلت کی اور کوئی بہادر چلا جاتا خدا نخواستہ اگر تمہیں کوئی چشم زخم پہونچا تو مجکو بلکہ صنم چوگان باز سے سخت ندامت ہوگی اسنے عرض کیا کہ حضور اسکا خیال نہ فرمائیں مردوں کے واسطے کوئی موت تلوار سے بہتر نہیں ہو کوئی اندیشہ کا مقام نہیں اگر آئین اسلام کے خلاف نہ ہوتا تو میں ہمیشہ خود مرکب پر سوار ہو کر میدان جنگ میں آتی حریف کو مقابلہ کا مزہ چکھاتی اور قبل از ین وہ اکثر معرکوں میں لڑی ہو شمر یک جنگ ہوئی ہو مگر اب تعمیل ارشاد سے مجبور ہو پردہ میں بیٹھی ہوئی ہو نقاب حجاب میں مستورہ ہو لہذا حضور مجکو رخصت جنگ مرحمت فرمائیں حریف بر سر مقابلہ ہو شہزادہ نے فرمایا خیر خوشی تمہاری بجا آپ پروردگار عالم کی حفظ و امان میں تم کو دیا بنت زرین تاج نے رخصت میدان حاصل کی اور سلام کر کے بار دگر مرکب پر سوار ہو کر سامنے معکوس تبرزن کے آیا اور آواز دی کہ کیا بیہودہ بک رہا ہے لاف بہادری کی مردان عالم سے مقابلہ کر ✽ بیار آنچہ داری ز مردی نشان + کمان کیانی و گرز گران + معکوس نے جھپٹ کر نیزہ مارا بنت زرین تاج نے نیزہ کو نیزہ پہ کا ٹھا لگیں طعنیں چلنے دونوں میں خوب نیزہ بازی ہوئی سنانوں سے چنگاریاں جھڑنے لگیں جو ٹوپی پر جو پڑنے لگیں غرضکہ تھاروں ضرب میں نیزہ ہاتھ سے معکوس تبرزن کے نکل گیا یہ نیزہ بکھر آپ خجالت میں غرق ہوا اور خفیف ہو کر آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی تہہ بازی راست بازی ہے یہ کہکر ساڑھے تین من کا تبر اٹھا کر اور خبردار خبردار کہکر بنت زرین تاج پر مارا بنت زرین تاج

نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن تیغ جو پڑتا ہی سپر مثل قرص پنیر کے کٹ گئی ہاتھوں میں اسکے اوچھا سا
زخم آیا اُسنے اپنا سر تو بچایا لیکن تیغ جو گردن مرکب پر پڑتا ہی گردن گھوڑے کی قلم ہوئی اور
مرکب آتشبازی ہو گیا ہیبت زرین تاج جھٹ پٹ کود کے مرکب سے علیحدہ
ہوا اور شمشیر آبدار کھینچکر بڑھا کہ اسکے مرکب کو بھی پٹ کر ڈالوں کہ ساتھ ہی معکوس تیغ زن
بھی کود پڑا اور تیر ہاتھ سے کھینچکر گریبان گیر ہوا دونوں میں کشتی ہونے لگی خوب
کشمکش سے زور ہونا شروع ہوئے داؤ پیچ ہونے لگے جھوڑا کا کشتی کا بلند ہوا کبھی وہ اسکو
ریل لے جاتا تھا کبھی یہ اُسکو پکڑ لاتا تھا خوب برابر کے زور ہو رہے تھے تمام لشکر کے
لوگ دونوں جوانوں کی زور آزمائیوں کا تماشا دیکھ رہے تھے غرضکہ پہر بھر کامل دونوں
میں کشتی ہوتی رہی قضا سے کار اور اتفاقات روزگار کہ عین ہنگامہ کشتی میں ناگاہ پاؤں
ہیبت زرین تاج کا موشخانہ میں جا رہا اور معکوس تیغ زن جو ریل کر لے چلا چینی
گھٹنے کی سرک گئی رنگت اُسکی زرد ہو گئی اعضا میں تھرتھری پڑ گئی یہ رنگ دیکھکر
سکندر رستم خو نے آواز دی کہ بس علیحدہ ہو جا دیکھتا نہیں کہ پاؤں اُسکا ٹوٹ گیا ہے
زخمی سے لڑنا خلاف مردی و مردانگی ہے تو کیسا بے حمیت ہے کہ مرے ہوئے کو مارتا ہے یہ
سنکر معکوس تیغ زن پکارا کہ زخمی ہے تو کسکا زخمی کیا ہوا ہے ہر شخص کو اپنے صید کا اختیار
حاصل ہے زدہ را بتوان زد میں ضرور اسکو پامال کر کے جاؤنگا یہ کلام معکوس کا سنتے
ہی سکندر رستم خو قریب اسکے آئے اور چھڑانا چاہا چنانچہ معکوس ہیبت زرین تاج
کو چھوڑ کر سکندر سے لپٹ پڑا سکندر نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے نعرہ اللہ اکبر سے کھینچکر
جو زور کیا تو معکوس کو معکوس کر دیا ہیبت زرین تاج کو تو لوگ لے کر علیحدہ ہو گئے
لیکن بہزاد تاجدار نے اہل لشکر کو آواز دی کہ مار لو اس سے کشتی کو بس یہ سننا تھا کہ
دو لاکھ سوار تلواریں پکڑ پکڑ کے آپڑے ادھر لشکر تاجدار صاحبقران اقلیم سلیمان
کو چیک وغیرہ بھی اپنی فوج لیکر حملہ آور ہوئے اور جیسا معلوم ہو گئی تلوار چلنے لگی
ایسی چمکر تلوار چلی تھی کہ ہر طرف لوہا برستا تھا زمین پانی کیا پناہ پانے کو مرتا تھا
یا شقہ شمشیر اور باران تیر تھا برپا ایک ہنگامہ دار و گیر تھا سر اولوں کی طرح گرتے
تھے دریائے خون رن کے کھیت میں موجیں مارتا تھا کشتے بے گور و کفن تھے کہیں
سر اور کہیں ہاتھ تھے دھاوے کا غل و شور تلواروں کی شپا شپ کی سن سن
آواز عجب ہول خیز و دہشت انگیز تھی تیروں کی بوچھار زخموں کے بار گولی کے گھاؤ
سوراخدار چقاچاق خنجر کی مہیب آواز نہایت وحشت خیز تھی

نظم

ز تیغ زرہ خون روان ہر کنار
خدنگ جگر دار پر خندہ سپار
پراگندہ شد اہل جمع و عنا و
بہ دنبال کین پردران تاختند

ز شور گردہ قطع نظر روزگار
ز خون بردہ تیغ بلا لی گر و
زباموں چو خارہ خس از تند باد
پلنگ دلاور ز خون سیر نیست

کمانہا ز بس کشمکش در نسب
ز رنگین کمانہا فلک تو بتو
دلیران دین خنجر افراختند
بہ نخچیر کس مانع شمشیر نیست

ز تیغ دلیران لشکر اہرمن	چہ گویم چہ آمد دران انجمن
ز فوج ستمگر برآمد خروش	نہ دل ماند باکینہ جویان نہ ہوش

خلاصہ یہ کہ لشکر اسلام نے وہ داد شجاعت دی کہ لشکر
کفار کے دانت کھٹے کر دیے حریف پس پا ہونے لگے اور تاب جنگ نہ لا سکے
سکندر رستم خو کا یہ حال تھا کہ بائیں ہاتھ میں بجائے سپر کے معکوس تبرزن کو
لیے ہوئے داہنے ہاتھ میں تلوار کھینچی ہوئی جنگ کر رہے تھے یہیں گرمی جنگ میں
صاحبقران اعظم سے اور نقاش تیغ زن سے سامنا ہوا نقاش نے نیمچہ
مارا انھوں نے وار اسکا پشت سپر سے رد کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ راکب و مرکب کے
چار ٹکڑے ہوئے سلیمان کوچک نے جھپٹ کر علم فوج کو قلم کیا اور علمدار لشکر کو
مارا ادھر سکندر رستم خو لڑتے ہوئے قریب تخت بہزاد ناچار کے پہونچ گئے
یہاں بادشاہ کی حفاظت کے واسطے ایک پہلوان دو ہزار سوار سے موجود تھا کہ نام
اسکا قرطاس فیل زور تھا وہ جھپٹ کر سامنے آیا اور آواز دی کہ او سرکش کہاں
آتا ہے بس وہیں تھم جا فرمایا کیا جھک مارتا ہے اگر تجھ میں کچھ زور و قوت ہے تو روک لے
مجھکو یہ سنتے ہی اُسنے پیچ و تاب کھا کر پیل رکھ کر گردش دی اور سکندر پر وار کیا سکندر نے
خالی دے کر معکوس تبرزن کو قرطاس فیل زور پر کھینچ مارا یہ معلوم ہوا کہ کوہ سے
کوہ ٹکرا گیا اور پیکران دونوں کے چکنا چور ہو گئے یہ تو ادھر آ کر گرے اور سکندر
قریب تخت بہزاد ناچار کے آئے بہزاد نے تلوار ماری انھوں نے کلائی پکڑ لی
اور بائیں ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو اٹھا لیا اور فرمایا کہ کیا کہتا ہے شنا
میں پروردگار عالم کی اُسنے جواب دیا کہ ہزار جانیں ہوں تو فدا ہوں خداوند لات اعلے
و مناۃ تعالے کے نام پر اور نثار ہیں اُسکے پاے اقدس و اعلے پر بس یہ سنتے ہی
سکندر نے اسکو بالاے سر اچھال دیا کہ یہ چالیس ہاتھ بلند ہو گیا جب گرنے
لگا تو دو ہاتھ مارے کہ اسکے چار ٹکڑے ہوئے صاحبقران اعظم اور سلیمان کوچک
نے اس ہمہمہ کی تعریف کی اور کہا کہ یہ ولولے شجاعت تمہارے ہی خاندان پہ ختم
ہیں ع آفرین باد برین ہمت مردانۂ تو + اس وقت قاسم و ملکشاہ کو تم نے یاد دلایا اور
اُنکے کارنامے ور زور و قوت کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر گئی سکندر رستم خو
نے جھک کر سلام کیا اور عرض کیا یہ سب آپ ہی بزرگوں کی برکت ہے الغرض فوج کفار
جب بے سردار کی ہو گئی تاب نہ تھا و سکت نہ لا سکی ہر طرف چادریں ہلانے لگیں اور
آوازیں الامان الامان کی بلند ہوئیں اہل اسلام نے جواب دیا کہ امان بشرط ایمان
سب نے قبول کیا عماریان شہور شہوار اور جہاں پہلوان سپہ سالار نے ہاتھ روک لیے تلوار روکی
خون پوچھ پوچھ کر میان میں کیا اور میدان قتال سے بہ فتح و فیروزی داخل شہر ہوئے حصار
ہوئے اہل لشکر نے کمریں کھول لیں سب آسودہ ہوئے اُدھر لاشوں کا جو شمار
کیا تو معلوم ہوا کہ اس جنگ میں دو ہزار اہل اسلام درجۂ شہادت پر فائز ہوئے

اور سارے تھے تین ہزار کفار قتل ہوئے لاشین اہل اسلام کی اٹھوا کر دفن کرا دی گئین اور
لاشین باسے کفار اپسے غار رہین ڈالکر توپ دی گئین زخمیون کو شفاخانہ کی طرف روانہ
کیا وہان انکا علاج شروع ہوا شاہزادہ سکندر رستم خو ایوان شاہی مین تشریف
لائے نگار تاجدار کو تخت پر بٹھایا ارکین دولت ورؤساء شہر نے حاضر ہوکر نذرین
گذرانین ناچ رنگ ہونے لگا ہرطرف خوشی کے شادیانے بجنے لگے نوبتخانہ سے
شاہی سلامی سر ہوئی غرضکہ از سر نو حکومت نگار تاجدار کی قائم ہوئی بحکم شاہزادہ
عالیوقار نگار تاجدار نے بتخانون کے منہدم کرانے کا حکم دیا مساجد کی بناڈالی گئی
ہرطرف دین اسلام کا ڈنکا بجنے لگا جہان جہان بتخانے تھے سب توڑ ڈالے گئے
اکثر بت ایسے تھے کہ جنکے شکم سے منون جواہر نکلا اور بہت کچھ مال غنیمت ہاتھ آیا
جب کہ ان انتظامات سے فرصت ہوئی اور تمام شہر مین امن وامان قائم ہوئی ہر
شخص مطمئن ہوا تو اس فتح کی خوشی مین جشن منعقد ہونے کا حکم شاہزادہ سکندر رستم خو
نے دیا چنانچہ تین روز تک جلسہ عیش ونشاط قائم رہا بزم طرب آراستہ ہوئی
ساقیان سیمین ساق ومطربان شہرۂ آفاق جام وصراحی لیکر حاضر ہوئے اور
ساغر مے لالہ فام چلنے لگا ادھر طائفے خوش گلو باہر وحاضر ہوئے سازندون نے
ساز ملائے طبلہ پر تھاپ پڑنے لگی زوڈہ سارنگی کا بلند ہوا نازنین نے اٹھکر اپنا
درست کرکے مہوش گلبدن ناچی کیو یہ غزل شروع کی غزل

پڑھو لیا در و جگر فرقت کے سامان دیکھ کر	کیا کرو لے حالت قلب پریشان دیکھ کر	تجکو اور ظالم ملا آیا یہ تم و تستانہ نہ تھی
پھر رونے ہین میرا حال پریشان دیکھ کر	آتے ہی فصل بہاران سے رنگ لایا باغ	تو پیین آ گئیان آ جرا گلستان دیکھ کر
سود ا سر مین سیاہ بار کا	دم الٹھلتا ہے میرا تار رگ زنار دیکھ کر	دامن چرا مین دیوانہ مجھ کر بار رہا
کھینچ لائی ہے کشش غار بیابان دیکھ کر	آگئی شمشیر قاتل مین بھی خوش آیا بہت	قتل کو مین زخم ہاسے کے لگا ریان دیکھ کر
میری پابوسی کو آتی ہین ...	بعد مردن بھی ہمارے دل کے ارمان دیکھ کر	آپ کے دل سے نکل جاتے ہین ... کس طرح
دامن کہسار مین خار ... دیکھ کر	ست ہوکر ... مین ...	رند شہر ساقی کو شرکی دوکان دیکھ کر
فکر عقبی چاہیے ہر وقت سبکو اے رفیق	خوش ہو ناچاہیے عقبی کا سامان دیکھ کر	اس مطرب سے یہ غزل خوب

بناکر گائی اہل بزم سب بہت خوش اور محظوظ ہوئے اسکے بعد حکم ہوا کہ طائفہ
بدلا جائے وارو غہ ارباب نشاط نے دوسرا طائفہ بھیجا اس رقاصہ شیرین ادا نے محفل مین آکر
اپنا رنگ جمایا نغمہ ہاسے دلکش سے اہل محفل کے دلون کو لبھایا نغمہ سرا خوب چہکین
گائی انا بجایا اس غزل پر تو کل اہل بزم کو بسمل کردیا غزل

فصل گل ہے لیے شیشہ پیمانہ آج	دولت ساقی سے مالا مال ہے میخانہ آج
باد شاہ وقت ہے اپنا دل دیوانہ آج	داغ سودا ہم کو دیتا ہے جنون نذرانہ آج
دولت دنیا سے ... ہوا ہے ... آج	... ... دیتا ہے ... آج
مجھ سے ... ساقی ...	... مین ... آج

چنانچہ جو لوگ زمانہ سابق میں بادشاہ ہوئے انکا قابو نہ چل سکا وہ اس دولت سے محروم رہے
لیکن جب کہ تلبیس حبشی تخت حکومت پر بیٹھا اور احکام راہب کے اسنے سنے اسوقت
سے یہ کانٹا اُسکے دل میں کھٹکنے لگا ہر وقت یہی فکر رہتی تھی کہ کسی صورت سے قبر آدم کو برباد
کرنا چاہیے کہ اس سے بہتر کوئی کام ثواب کا نہیں ہے اور یہ ایسا امر عظیم ہے کہ جسکے صلہ میں سلطنت
ابد ہی حاصل ہوئی ہے کہ مثل ہمارے ہماری اولاد بھی سلطنت کرے گی اور نسلاً بعد نسل سلطنت
ہمارے ہی خاندان میں منتقل رہے گی چنانچہ زمانہ صاحبقران اول میں بھی اسنے قصد
بربادی مرقد ابوالبشر کیا تھا مگر بسبب غلغلہ جاہ و جلال صاحبقران کے ہمت اسکی پست
رہی جتنے اکثر زمانہ صاحبقران ثانی میں بھی یہ مرتد جرأت کر کے رہ گیا کچھ قابو نہ چلا جب کہ
یہ دور زمانہ پر آشوب نمودار ہوا اور خدا پرستوں پر انواع و اقسام کی تباہی پڑی صاحبقران ثانی لشکر
آئینہ اندام جادو کے تعاقب میں شہر طاق کی جانب روانہ ہوئے تو میدان خالی پاکر
اور وقت کو غنیمت جانکر اسنے ڈھائی لاکھ جنوں کی جمعیت بہم پہونچائی اور اس فوج
دیوان سے بعزم بربادی قبر جناب آدم علیہ السلام فوج کشی کر کے جانب کوہ سراندیپ
روانہ ہوا جو لوگ کہ یہاں مجاور مرقد متبرک تھے اور حفاظت اس مزار شریف کی کیا
کرتے تھے وہ لوگ یہ خبر وحشت اثر سنکے بہت سے تو اسکے خوف سے بھاگ گئے اور
اکثر اسکے ہاتھ سے مارے گئے سیکڑوں نے مذہب ابلیس پرستی اختیار کر لیا کہ جان ہے تو
جہان ہے غرضکہ اس مقام پر حکومت تلبیس حبشی کی قائم ہو گئی چندے تو یہ خاموش رہا جب
خوب تسلط اسکا ہو گیا اور دیکھا اسنے کہ میدان خالی ہے مجاور وغیرہ سب بھاگ گئے ہیں
تو اسنے قبر کھدوانا شروع کی لیکن وہ لوگ جو کہ خوف سے تلبیس حبشی کے پہلے ہی فرار
ہو گئے تھے وہ پتہ صاحبقران و اولاد صاحبقران کا پوچھتے ہوئے چلے جاتے تھے
کہ اس حال پر ملال کی خبر صاحبقران زمان کو پہونچائیں تاکہ وہ کوئی تدارک اسکا کریں
اور اس کافر خاسر کے ہاتھ سے مرقد مطہر ابوالبشر کو بچائیں قضاے کار اور اتفاقات
روزگار کہ چند آدمی انہیں سے راستہ بھول کر سرحد قاف کی طرف نکل آئے اور جنگلوں
میں تباہ و پریشان پھر رہے تھے انھوں نے دیکھا کہ جانب قاف سے گرد اڑی اور ایک
سردار پیش خیمہ اپنے ہمراہ لیے ہوئے ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے پیدا ہوا چونکہ علموں
کے پھریروں پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم تھی اس لحاظ سے انھوں نے
پہچان لیا کہ یہ لشکر خدا پرستوں کا ہے کیا عجب ہے کہ ان لوگوں سے پتہ صاحبقران یا اولاد
صاحبقران کا معلوم ہو جائے یہ سوچکر وہ لوگ قریب آئے سردار لشکر کو سلام کیا یہ
سردار کون ہے مظہر بہادر ہے جو پیش خیمہ سکندر رستم خو کا لیے ہوئے قبر جناب آدم
علیہ السلام کی طرف چلا جاتا ہے مظہر بہادر نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اور کہاں سے آئے
ہو کہ تمھارے چہروں سے آثار پریشانی ظاہر ہوتے ہیں ان لوگوں نے کہا ہم اپنی پریشانی
کا حال کیا آپ سے ظاہر کریں بقول شاعر ؎ پریشانی ہماری کاکل محبوب جانے ہے

پریشان کی پریشانی پر پشیمان خوب جانتے ہیں مظہر نے کہا کہ تم مفصل حال بیان کرو تب ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ مجاور و خادم ہیں مزار پر انوار حضرت آدم علیہ السلام کے اور تلاش میں سرگردان و پریشان ہیں صاحبقران یا اولاد صاحبقران کی تاکہ جلکر اُنسے اُنکے جد اعلے کے مزار کی تباہی و بربادی کا حال بیان کریں کہ دیکھیے آپکے دادا صاحب کے مرقد منور کے ساتھ یہ بے ادبی بلکہ ظلم ہو رہا ہی کہ قبر مطہر کھودی جاتی ہی اور اُنکے استخوان کہنہ تک نکالے جانے کا ارادہ جنیان نابکار رکھتے ہیں اور اس امر عظیم کے ارتکاب کے لیے تلبیس جنی نے خروج کیا ہی یہ حال سنکے مظہر پریزادنے اُن لوگوں کو تسلی دی اور یہ کہا کہ تم گھبراؤ نہیں ہم بھی ملازم صاحبقران زمان ہیں آقا ہمارا شاہزادہ سکندر رستم خو سرکشان قاف کو مار کر بپردہ دنیا کی جانب چل چکا ہی اور ہم لوگ پیش خیمہ اُسکا ہیں کہ قبر مطہر آدم علیہ السلام کی جانب جاتے ہیں ہم لوگ بھی پریزاد ہیں لیکن ہم نے بحکم اپنے آقا کے لباس آدمزادی اختیار کیا ہی تم اطمینان رکھو ہم ابھی پہنچکر نام و نشان ہر ابلیس ثانی کا صفحہ ہستی سے مثل حرف غلط مٹائے دیتے ہیں یہ کہکر مظہر نے مجاوروں کو تسلی دے کر اپنے ہمراہیوں سے اشارہ کیا کہ باگیں مرکبوں کی اُٹھاؤ ایسا نہ ہو کہ مزار شریف برباد ہو جائے تو ہم اپنے آقا کو کیا منہ دکھا سکینگے یہ سنتے ہی سب ہمراہیوں نے باگیں اُٹھا دیں اور جانب قبر آدم علیہ السلام روانہ ہوئے اب ا نکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہی

اور کچھ حال شاہزادہ سکندر رستم خو کا بیان ہوتا ہی نظم

بلائیں آنکھوں سے انکی مدام لیتے ہیں
ہم اپنی آنکھوں سے پاؤں کا کام لیتے ہیں

ترے خرام کے پیرو ہیں جتنے ہیں فتنے
قدم سب آن کے وقت خرام لیتے ہیں

شب وصال کے روز فراق میں کیا کیا
نصیب تجھ سے مرے انتقام لیتے ہیں

ترے قتیل بتاتے نہیں تجھے قاتل
جب اُنسے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہیں

فقط ہمی ہی نہ دانی غلام ہیں اُن کا
وہ مول جیسے ہزاروں غلام لیتے ہیں

ہمارے ہاتھ سے ای ذوق وقت بیہوشی
ہزار ناز سے وہ ایک جام لیتے ہیں

سخن سازے کہ معنی ساز کردہ
سخن را این چنین آغاز کردہ

دلاوران رزمگاہ معانی و شجاعان عرصہ سخندانی پرچم کشایان لوائے نصرت انتمائے عساکر مضامین و رایت افرازندگان لشکر بیان ظفر قرین بہ صد فر و تمکین اشہب تیزگام زبان کو میدان تقریر میں اسطرح جولانگر فرماتے ہیں اور تیغ زبان کے جوہر معرکہ تحریر میں یوں دکھاتے ہیں کہ جب شاہزادہ سکندر رستم خو شہر مرقع حصار میں نگار نا چہار وغیرہ سے رخصت ہو کر قبر جناب آدم علیہ السلام کی طرف روانہ ہوئے چنانچہ یہ منزلیں طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں کہ جاتے جاتے ایک ریگستان بلا کہ جہاں دور تک سایہ شجر کا تو کیا ذکر ہے برگ گیاہ بھی نظر نہ آتا تھا طپش آفتاب سے ہر ذرہ ریگ بیابان اخگر کا کام

اپنے دل میں سمجھے کیا کہتا ہوگا کہ اتنا سا صندوق انسے سرکایا نہ گیا یہ رنگ دیکھکر صاحبقران
اعظم بھی بڑھے اور شرکت سلیمان کو چاہی کی کرنا چاہی چنانچہ یہ دونوں صاحب بل کر زور
کر رہے تھے مگر صندوق اپنی جگہ سے جنبش تک نہ کھاتا تھا سرکنا تو بہت دشوار تھا غرض
سکندر ریشے دیکھا کہ دونوں صاحب زور کر چکے مگر صندوق اپنے مقام سے نہ سرکا تو آپ
انھوں نے زور کرنا شروع کیا ما شاء اللہ انکا زور و قوت اگر کوہ بھی ہوتا تو اپنی جگہ سے ہٹ
جاتا مگر اس صندوق چوبی نے ذرا بھی جنبش نہ دکھائی اب تو سکندر کو غصہ آگیا چاہا کہ قفل سکا
کھینچکر پھینک دوں مگر قفل بھی نہ ٹوٹ سکا اسوقت انھوں نے گرز اپنا سنبھالا اور قصد
کیا کہ ایسی ایک ضرب لگاؤں کہ صندوق تو کیسا قبر کے تختے بھی سلامت نہ رہیں سکے ضرب
سے شاہزادہ کوہ وقار کے صندوق کیا ہے ٹوٹینگے تختے مزار کے اسوقت ایک آواز
پیدا ہوئی کہ کیا خوب فاتحہ خوانی آپ کر رہے ہیں اسقدر جہالت نہ چاہیے مرے سرسو توڑ کے
بہشت پر پرستش کرنے سے کیا حاصل ہر چند کہ جو تحائف اس صندوق میں ہیں وہ تمھارے
ہی واسطے ہیں مگر اسطرح نہیں ہیں تم کو چاہیے کہ ایک شب یہاں عبادت کرو اور ثواب
اسکا اس صاحب قبر کے نام بخشو تاکہ صاحب قبر خود آکر اس راز سے آگاہ کرے اور طریقہ
صندوق کھولنے کا تعلیم کر دے اگر یہ صندوق اس حفاظت سے نہ رکھا جاتا تو یہ تحفہ محفوظ
تم تک نہ پہونچ سکتا جو یہاں تک پہلے پہونچ جاتا وہ اس تحفہ کو لے جاتا یہ آواز سنکر ہر چند
انھوں نے ادھر ادھر مڑکے دیکھا مگر سوا اپنے ہمراہیوں کے کسی کو نہ پایا سب حیران
حیران ادھر ادھر دیکھ رہے تھے سکندر رستم خو نے حکم لشکر کے اُترنے کا دیا اور ایک
شب کے لیے اسی صحرا میں قیام کیا خیمہ اور سراپردے برپا ہو گئے سردار اپنے اپنے
خیموں میں داخل ہوئے بازار لشکر کے کھل گئے بنیے بقالوں نے دوکانیں لگا دیں لشکری
کھانے پینے کے انتظام میں مصروف ہوئے جب شام ہوئی تو سکندر ریشے نے وضو کیا اور
فریضہ مغرب کو ادا کرکے حجرہ میں داخل ہوئے اور عبادت پروردگار میں مشغول ہوئے
تمام رات رکوع و سجود قیام و قعود میں گذاری حتا کہ نماز صبح پڑھکر ثواب عبادت شب کا
ان صاحب قبر کی روح کو بخشا اور سجدہ شکر میں جھکے جبین نیاز خاک پر رکھتے ہی ایک
غنودگی طاری ہوئی غفلت سی آگئی عالم رویا میں دیکھا کہ ایک شخص عجیب الخلقت
کہ چہرہ اسکا مثل شیر کے اور دست و پا مانند شتر کے اور دھڑ مطابق انسان کے نظر
آیا آتے ہی اسنے سلام کیا اور کہا کہ شاہ مظفر یزدان پرست جنی میں ہی ہوں سنیے
وہ ہدیہ بھیجا کہ جسکی وجہ سے میرے بہشت سے گناہ دخل ہو گئے اور تکلیفیں و شدائد عالم
برزخ کے برطرف ہو گئے مجکو اپنے علم و روشنی سے دریافت ہوا تھا کہ جس زمانہ میں
ابلیس پرستوں کا دور دورہ ہوگا اور بساط ان برباد ہی قبر جناب آدم علیہ السلام کا ہوگا
تو ایک شاہزادہ اولاد صاحبقران سے اسطرف کو آئیگا اور یہاں سے ہوکر قوم
جن کے مقابلہ کے لیے جائیگا اسوقت میرے دل میں خیال آیا کہ مبادا حیات

تا پایدار و فانی ہے اور جبکہ قلیل مدت عمر سپری ہو جائے تو میں کس صورت سے اس کار
نیک میں مدد دوں یہ تصور کر کے میں نے اپنے علم کے زور سے چلے کھینچکر اور ریاضت
کر کے ایک تیغہ طیار کیا اور اسکو ایک صندوق چوبی میں بند کر کے بزور عملیات مقفل
کیا کہ اگر کوئی قابض ہونا چاہے تو اسپر دسترس اسکا نہ ہو سکے تا وقتیکہ مجھ سے اجازت
حاصل نہ کر لیجائے اسکو ایک زمانہ گذر رہا جبکہ زمانہ انتقال کا میرے قریب آیا اور آثار
سے ثابت ہوا کہ اب پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہے چھلکا چاہتا ہے تو میں نے یہ امر تجویز کیا کہ
صحرا میں ایک حجرہ طیار کیا جائے اور مزار بھی اسی حجرہ کے اندر بنایا جائے وہیں مدفون
ہونا ہوگا چنانچہ اسی بنا پر ایک وصیت نامہ اپنے اعزا کے نام لکھ دیا کہ جب
اس دار ناپایدار سے مجھکو سفر آخرت درپیش ہو اور روح میری اس کالبد آتشی سے پرواز
کر جائے تو مجھکو اس صورت سے دفن کرنا اور یہ صندوق بالائے تعویذ رکھ کر دروازہ پہ حجرہ کے
پتھر نصب کر دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا الحمد للہ کہ آج وہ محنت میری کام آئی کہ آپ
تشریف لائے ہو لیکن الحمد للہ ٹھکانے لگی محنت میری ظاہر ہوئی آج کی منزل میں مسافت
میری بسم اللہ اب اس صندوق کو کھولیے وہ کھل جائیگا اور تیغہ آپ کے ہاتھ
آئیگا اس تیغہ کو زیب کمر فرمائیے اور جلد قبر حضرت آدم کی طرف روانہ ہو جیسا ایسا
نہ ہو کہ وہ قبر مطہر برباد ہو جائے اور نام آپ کے جد اعلیٰ کا پردہ ہستی سے مٹ جائے
سکندر نے پوچھا کہ کچھ صفت اس تیغہ کی بیان کیجیے کونسی صفت اس تیغہ میں ایسی
ہے جو میری شمشیر آبدار میں نہیں ہے شاہ مظفر نے جواب دیا کہ یہ گروہ جنوں کا نہایت
سخت ہے خاصیت انکی یہ ہے کہ جو قتل ہوگا وہ ایک کے بدلے دو ہو کر سامنے آئیگا
اور پھر مقابلہ کرنے لگا حتے کہ لشکر انکا بڑھتا جائیگا اور فوج آپکی گھٹتی جائیگی
تا وقتیکہ سالار لشکر جنیان کہ جسکا نام طرطوس جنی ہے جب تک وہ نہ مارا جائیگا
یہ خاصیت برطرف نہ ہوگی اسلیے کہ وہ ساحر ہے بڑا اسی سحر کا عامل ہے اور موت اسکی
سوائے اس تیغہ کے دوسری تلوار سے ممکن نہیں علاوہ اس صفت کے اور بھی
خاصیتیں اس تیغہ میں موجود ہیں یعنی یہ کہ جسپر یہ تیغہ پڑیگا وہ زندہ نہ بچ سکیگا
لاکھ آپکی تلوار قتل اجنہ کے لیے کافی ہوئی اور آپکی شمشیر صاعقہ بار انکی خرمن
ہستی کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی تو میں یہ زحمت کاہے کو اٹھاتا اور اس تیغہ کو
کیوں طیار کرتا ایک بات اور آپ کو بتلاتا ہوں کہ جس وقت آپ صندوق کھولیے گا
تو ایک جن صندوق سے نکلے گا وہ تیغہ آپ کے پیشکش کرے گا اور یہ پیری کیوا سے
بھی تیار و مستعد ہو گا آپکو ایسے راستہ سے لیجائے گا کہ آپ ایک ساعت میں
منزل مقصود پر پہونچ جائیگا اگر یہ سب سامان مہیا نہ ہوتے تو جب تک آپ
پہونچتے وہ قبر لعنت برباد ہو جاتی یہ کہکر شاہ صاحب تو نظروں سے غائب
ہو گئے اور سکندر رستم خو کی جو آنکھ کھل گئی دیکھا تو صبح صادق کا وقت ہے

جاہد شب زندہ دار راہ سے تسبیح ہزار دانہ کواکب کو بجادۂ فلک سے اٹھا لیا ہے اور زاہد صائم النہار
مہر عبادت خانہ مشرق سے برآمد ہوا چاہتا ہے لشکر میں تیاری چلنے کی ہو رہی ہے سواریاں
سرداروں کی طیار ہوتی ہیں خیمہ اور سراپردہ اکھڑ اکھڑ کر اونٹوں اور شتروں پر بار ہوتے
ہیں ہر شخص اپنے اسلحہ سے خبردار و ہوشیار ہو رہا ہے سامان سفر کے انتظام میں ہر ایک
افسر مشغول ہے اپنے ماتحتوں پر تاکید کر رہا ہے کہ کوچ کی طیاری کرو اپنے کیل کانٹے سے
ہشیار رہو صبح کی وردی بج رہی ہے سکندر نے جلدی سے اٹھکر قفل پر ہاتھ ڈالا آپ
قفل از خود کھل گیا اور پٹرا صندوق کا بھی از خود پلٹ گیا اور ایک شخص مہیب حاضر
حاضر کہتا ہوا صندوق سے باہر آیا اور تیغہ شہزادہ کے روبرو پیشکش کیا سکندر نے
تیغہ کو لے کر زیب کمر کیا اور جن کو رہبری کے لیے ہمراہ لیا اور جانب قبر آدم علیہ السلام
روانہ ہوئے انکے عقب میں اہل فوج بھی افتان و خیزان گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے
چلے پلٹ کر انھوں نے صاحبقران اعظم و سلیمان کوہ کاف سے عرض کیا کہ حضور
اس محنت شاقہ کو نہ گوارا فرمائیں بلکہ لشکر کو انتظام کے ساتھ لے کر تشریف لائیں یہ
خادم آپکا اس لشکر ابلیس کے واسطے کافی ہے سلیمان اعظم نے تو سکندر کے
اس کہنے پر کچھ خیال نہیں کیا اور ہمراہ ہو لیے اور فرمایا کہ میں تم کو اس مہم پر تنہا چھوڑنا
کبھی گوارا نہ کرونگا لیکن سلیمان کوہ کاف بخیال لشکر کی تباہی کے ٹھہر گئے اور بہت
جلد لشکر کو اپنے ہمراہ لے کر یہ بھی نشان قدم دیکھتے ہوئے روانہ ہوئے چونکہ سکندر کو
بھی خیال اس امر کا ملحوظ خاطر تھا کہ راستہ نیا ہے اور دادا صاحب کے ہمراہ کوئی راہبر
بھی نہیں ہے اس بنا پر مثل سنگ نشان کے ایک ایک تیر گاڑتے چلے جاتے تھے
کہ اس پتہ سے چلے آئینگے بموجب سابقہ چھپا ہوا سے پری ہے اسی جادہ پر چلا آئے تا ملک
سلیمان مری زنجیر پڑی ہے راستہ میں سکندر رستم نے اپنے دل میں خیال کیا
کہ جس وقت میں نے گرز مارنے کا قصد کیا تھا تو ایک آواز پیدا ہوئی تھی معلوم
نہیں وہ کون شخص تھا یہ خیال اپنا انھوں نے راہبر جنی سے ظاہر کیا اُسنے عرض کیا
کہ وہ میں ہی تھا ہر چند مجھے بولنے کا حکم نہ تھا لیکن مجبور ہوا کہ جان ہی جاتی تھی فرمایا کہ
تو نے اپنا صندوق میں بند ہونا کیوں گوارا کیا اور کتنی مدت سے تو اس صندوق میں
مقید تھا اُسنے جواب دیا کہ یہ بات ایک راز کی ہے جسکو میں اس وقت نہیں بیان
کر سکتا ہوں ابھی مصلحت وقت نہیں کہ راز پنہاں آشکار کیا جائے انشاء اللہ
تعالے بعد فتح جنیان حضور سے عرض کرونگا کہ میں بھی آپ سے ایک غرض رکھتا
ہوں اب انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور پہلے کچھ حال منظر پری زاد کا بیان ہوتا ہے

از ین قصہ یکدم فراموش کن | زجائے دگر داستان گوش کن

تتمہ احوال منظر پری زاد جو کچھ پیش خیمہ لیے ہوئے سمت قبر جناب

آدم علیہ السلام بجناح استعجال چلا آتا ہے مع دیگر حالات متعلقہ

جاؤن مین کسطرف یہ ستمگر کہان نہین
دل مین نہین کہ آنکھ مین جلوہ کنان نہین
مجھ سا بھی کوئی بلبل بے خانمان نہین
ایسا نہ ہو کہ درد تمھاری کمر مین ہو
عاشق کے رنگ زرد پہ ہنستا نہین ہے کون
کرتا دہان یار کے رنگینیون کا وصف
کیا اختیار ایسے تلوّن مزاج کا
اُس غیرت مسیح کی بلبلی کے واسطے
چھوٹی ہما سے غم کی ہین وحشت کرونگا کیا
وہ دل اسیر دام بلا رہتا ہے مدام
یون وسوسے کہ نقارہ وش تک آئے تو میرے پاس
نظرون مین غیر کی جو سبک ہون تو کیا عجب
جلوے کو تیرے کس سے لیے ہے مجھ سے دشمنی
کیفیت آکے ابکے برس مین دیکھو بہار سے وہ
مجھ نظارہ دل تو وہ بہشت ہے جہان سب مین
دل سے بھلا دیا ہے گلون ہی سے کیا مجھے
وہ دل ہین اور مرتے ہین جو کوڑی کوڑی پر
کس لالہ رو کے دل مین مرا اگر نہین قلق
بیا بشنو اے ہمدم راستان

وہ سر زمین ہے کون جہان آسمان نہین
ڈھونڈھو تو کس مکان مین وہ لامکان نہین
باغ جہان مین جسکا کہین آشیان نہین
اچھا یہ یار گیسوے عنبر فشان نہین
گلزار عاشقی سی کہین زعفران نہین
مجبور ہے کہ غنچہ کے منھ مین زبان نہین
جو مہربان کبھی ہو کبھی مہربان نہین
طیار ہے فلک پہ مگر کہکشان نہین
قابل سگ حبیب کے یہ استخوان نہین
جو کوچہ گرد گیسوے عنبر فشان نہین
ایسا تو زلف یار کا سودا گران نہین
صد شکر طبع یار پہ تو مین گران نہین
ای باسر و یہ ہے دل عاشق کنان نہین
جو قائل کرامت پیر مغان نہین
حیران ہے آئنہ رخ جانان عیان نہین
اسپہ برق کو بھی یاد مرا آشیان نہین
اپنا ہما فریفتہ استخوان نہین
وہ کونسا چمن ہے جہان آشیان نہین
کہ باز آیدم بر سر داستان

واقعاتیکہ در حق عمرو اند | شرح این داستان چنین کردہ اند

حدیقہ بندان گلشن معانی و گلچینان بہارستان نکتہ دانی عندلیبان نغمہ خوش گفتار عجائب حکایات و مرغولہ سنجان چمنستان عجائب روایات ریاض اثمار مین جمال خوش کلامی اسطرح چہچہاتے ہین اور عنادل دار گلزار تحریر مین ہر گلک سے یون زمزمہ سنجی فرماتے ہین کہ قبل اسکے بیان ہو چکا ہے کہ مظہر پیرزادے نے اُن لوگون کو جو کہ خبر بربادی قبر آدم علیہ السلام لیے ہوئے بتلاش صاحبقران گیتی وقت یا اولاد صاحبقران چلے آتے تھے اُن کو تسلی و تشفی دیکے اپنے تمام ہمراہیون سمیت باگین مرکبون کی اُٹھا دی تھین اور بہت جلد چلے آتے تھے کہ ایسا نہ ہو قبر شریف دستبان پر تلبیس سے برباد ہو جائے تو ہم آقا کو اپنے کیا جواب دینگے کہ تم نے خبر سنی اور یہ لوگ فریادی تمھارے پاس آئے اور تم نے کچھ تدارک اسکا نہ کیا اس خیال سے بہ عجلت تمام مظہر پیرزادہ چلا آتا ہے غرضکہ

ایک کی روح قبض کی دوسرے پر گرے کاسہ سر مثل کاسہ گلی کے ٹھوکرین کھا رہے
تھے قابض ارواح نے اُس صحرائے رستخیز مین اپنا خیمہ برپا کیا ملک الموت نے اپنا
عمل بٹھایا تھا سوائے کوچہ زخم وگوشہ کمان کے کوئی گوشہ مفر کا نظر نہ آتا تھا جہان
زاغ کمان چلا کہ چلا اُسکے پر کاٹ دیے گئے غرضکہ ایک ہنگامہ محشر برپا تھا
مظہر پیرزاد کی یہ کیفیت تھی کہ برابر جنگ دلیرانہ کر رہا تھا جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے
ہوگئے لیکن وہ دونون ٹکڑے تڑپے اور تڑپکر ہر ٹکڑا ایک مین بنکر پھر آمادہ پیکار
ہوا ایسی ہی صورت ہے کہ جو سپاہی لشکر پیرزاد کے مارے جاتے ہین وہ تو راہی ملک
عدم ہوجاتے ہین اور تعداد اُنکی گھٹتی جاتی ہے اور جو حریف لشکر جنی کے قتل ہوتے ہین
وہ ایک سے دو ہوکر مقابلہ کرتے ہین اور تعداد اُنکی دوچند ہوتی جاتی ہے یہ حال دیکھکر
فوج کا دل ٹوٹ گیا اور مظہر پیرزاد بھی نہایت پریشان ہوا کہ اسکا کیا علاج ہے
کہ میری فوج کے تو لوگ کام آرہے ہین فوج مخالف کے لوگ جو قتل ہوتے
ہین وہ پھر ایک کے دو ہوکر مقابلہ کرنے لگتے ہین اسکا مین کیا بندوبست کرسکتا
ہون مگر باینہمہ خرابی یہ برابر جنگ مین مصروف ہے حالت اسکی یہ ہے کہ لڑتے لڑتے
زخمون مین چور ہوگیا ہے خون تمام زخمون سے جاری ہے لیکن اپنی فوج کو لڑا رہا ہے اور
خود بھی لڑتا جاتا ہے اور فوج کا دل بڑھاتا جاتا ہے کہتا ہے کہ اے بہادرو ایک دن
مرنا ضرور ہے لہذا آج کے روز سے بڑھکر کوئی دن موت کا نہ ہوگا اگر بھاگ کر
جان بچالی تو ابدالآباد تک کے واسطے یہ داغ بدنامی لوح پیشانی پر رہ جائے گا اور
اپنے آقا کو صورت دکھانے کے قابل نہ رہینگے لہذا تم کو چاہیے کہ آج جانین لڑادو
جبتک دم مین دم باقی ہے میدان سے رخ نہ پھیرو اگر خداوند عالم کو ہماری حیات
باقی رکھنا ہے تو وہ ضرور ہماری مدد کریگا اور اس بلا کو ہماری رفع کریگا اور اگر
قضا ہی آچکی ہے تو یون بھی مرینگے اور بھاگ کر بھی مر جائینگے افسر اعلی کی اس تقریر
سے فوج کا یہ حال تھا کہ سر بکف چلی آتی تھی ہر سپاہی موت کو حیات ابدی سمجھے
ہوئے جان لڑا رہا تھا اور مرزا مظہر کے بچانے کی کوشش مین دل و جان سے
مستعد تھا مگر اب سوائے مرجانے کے کوئی چارہ نہ تھا کیونکہ لشکر قتل ہوتے ہوتے
آدھا رہ گیا ہے اور مظہر پیرزاد زخمون مین اسقدر چور ہے کہ گھوڑے پر سے گرا چاہتا ہے
سارا لشکر بیدلی کی حالت مین گرفتار ہے نہ روئے رفتن نہ پائے ماندن کل فوج
گھبرائی ہوئی ہے آخرالامر سب نے دست مناجات بلند کیے اور درگاہ قاضی الحاجات
مین استغاثہ کرنے لگے اور بلبلا کر دعا کرتے تھے کہ اے کس بیکسان واے دادرس غریبان
اسوقت بیکسی مین سوائے تیرے کون ہمارا فریادرس ہے اسوقت بدبین تو ہی
ہماری مدد کرنے والا ہے یارب بچالے اس بلا سے نجات دے تیری صفت ہم
کیا کرسکتے ہین تو نے آفتاب عالمتاب کو شہنشاہ روز کیا ماہ تابان کو تو نے نور دیا

ستاروں سے آسمان کو زینت دی اپنے خلیل پہ آتش سوزان گلزار کردی نظم

قصب بافت عروسان بہاری | قبا ہم آموز سرو جویباری | السنادی گلشن پر بہشت بلندی
پہ بیتی افگن پر خود پسندی | گنہ آمرز رندان قدح خوار | بطاعت گیر پیران ریا کار
انیس خلوت شب زندہ داران | رفیق روز در محنت گذاران | ہم لوگ ترے خدا ہیں گرفتار

ہیں سبھی یار و غمگسار ہیں سوا تیرے کون ہمارا مددگار ہے اے خدا اس بیکسی میں یار ہے نظم

ترے لطف و کرم سے کچھ نہیں دور | کہ غالب ہوں ہم اس سے پہ مجبور | نہیں ہے کوئی تیرا مثل و مانند
بری ہے شرک سے تو اے خداوند | تری حاکمیت ہے ہر شے سے ہویدا | شب تار یک سے ہے صبح پیدا
زمین و آسمان حیرت فزا ہیں | یہ دونوں تیری قدرت سے بپا ہیں | بچا لے اس بلا سے ہم کو یا رب

کہ تو غالب ہے اور مجبور ہیں سب | اس دعا مانگنے سے نسیم قبول چمنستان دہن وزراں اور غنچہ

استجابت کریہ کے سے خندہ زنان ہوئی تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا اور سامنے سے تنق گرد کا نظر آیا تھوڑی دیر میں دیکھا کہ دو بگولے چیرخ رار تے ہوئے قریب آکر شق ہوئے اور نعرہ ہوا کہ منم سکندر رستم تو باشید اے گروہ کفار و مطیعان ابلیس مکار آگاہ ہو جاؤ کہ میں آپہونچا گرگ ارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر رود یہ کہتے ہی تیغہ آبدار کھینچا اور لشکر جنیان پر جا پڑے ساتھ ہی صاعقران اعظم کا بھی نعرہ ہوا اور انھوں نے بھی شمشیر بار کھینچ لی فوج پرجنیان نا بکار کے گرے قتل کرنا شروع کیا رہبر جنی کو کھڑ جانے کا حکم مل گیا تھا اسوجہ سے پرا ایک مقام پہ ٹھہر کر تماشا جنگ کا دیکھ رہا تھا اس کمک آجانے سے منظور پیزاد کے تن بے جان میں جان آگئی آواز دی کہ اے شہر یار عالیوقار ادھر تشریف لائیے کہ منظور اس جانب ہے جہان یہ غلام آپکا لڑ رہا ہے بس یہ سننا تھا کہ سکندر نے باگ مرکب کی پھیری اور اس جانب متوجہ ہوئے اور قتل کرتے ہوئے چلے اب یہ حالت ہے کہ جو اسکے ہاتھ سے مارا جاتا ہے وہ پھڑک کر یوں ہی سرد ہو جاتا ہے بلکہ اس تلوار کا کشتہ پھڑکنے بھی نہیں پاتا کہ ملک الموت روح نجس اسکے جسم سے کھینچ لیتے ہیں اور جسم ٹھنڈا ہوکر رہ جاتا ہے شہزادہ عالم کشتوں کے پشتے اور لاشوں کی سڑک بناتے ہوئے چلے جاتے ہیں سہ پہر جا کہ شمشیر او بکار کرد + یکے را دو کرد دو دو را چار کرد + لیکن دیکھا تو منظور پیزاد کی حالت اچھی نہیں ہے زخموں میں چور ہے تمام جسم فگار ہو رہا ہے بس سکندر رستم تو لڑتے ہوئے قریب منظور پیزاد کے پہونچے اور اسکو اپنی پس پشت لے لیا تا کہ یہ دم لے اور آپ شمشیر زنی کرتے ہوئے طرطوس جنی کی طرف چلے کہ شاہ مظفر کی زبانی انکو معلوم ہو چکا تھا کہ جس وقت تک یہ نابکار قتل نہ ہوگا اس وقت تک یہ فتنہ فرو نہ ہوگا ادھر طرطوس جنی نے دیکھا کہ یہ نوجوان نہایت زبردست معلوم ہوتا ہے چونکہ طرطوس جنی بھی پہلوان قوی ہیکل ہے بس اسنے باگ مرکب کی لی اور گھوڑے کو اڑا کر سامنے آیا اور کہا کہ تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے شاید اجل تیری خدا و ند ابلیس نے بھیجی ہے کہ

جاتے ہیں مظہر پیر زاد کو مع لشکر جنی انھوں نے واپس کر دیا تھا یہ علیحدہ کھڑا ہوا تماشا
جنگ و پیکار کا دیکھ رہا تھا جب اسنے یہ دیکھا کہ جنگ میں دیر ہوئی اور ہمارا آقا
لاکھوں میں گھرا ہوا ہے مگر اسیطرح حملۂ شیرانہ و جنگ رستمانہ کر رہا ہے قبضہ تلوار کا کہ
بیٹھا ہے خون کہنیوں سے ٹپک رہا ہے بس اسنے قصد کیا تھا کہ چلکر مدد کرنا چاہیے کہ
یکایک ابر پردہ بیابان گرد سے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گردیدہ آسمان
رسیدہ و پاسے غبار در زمین پیچیدہ گویا زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار تھا
آتے آتے ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا مظہر پیر زاد
نے خیال کیا کہ اگر کوئی دوست آتا ہے تو فہو المراد اور اگر دشمن ہو تو اسکو میں سے
روکنا چاہیے کہ اتنے میں نقاب غبار چہرۂ ارض و سما سے اٹھی اور دل کر دے
ایک سو علم نشان اور پانچ لاکھ سواران جرار کا نمایاں ہوا پھریروں پہ لکھا سے نقرئی و
طلائی جلوہ گر تھا جھنڈا پھریروں پہ حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم تھی
رنگ پھریروں کے سرخ تھے جوڑیاں سرکاروں کی چھپٹ کر براے خبر روانہ ہوئیں
اور آن واحد میں خبر لاکر عرض کی کہ شاہزادہ سلیمان کوچک تشریف لاتے ہیں
مظہر پیر زاد براے استقبال آگے بڑھا تھا کہ سلیمان کوچک نے آتے ہی
خیر و عافیت پوچھی دیکھا کہ مظہر زخموں میں چور ہے گل پاسے زخم تمام جسم پر کھلے ہیں
جراحتوں کی بدھیاں بنے ہوئے ہیں قطرات خون مثل قطرات شبنم ٹپک رہے ہیں
فرمایا کہ کیا جنگ ختم ہو گئی مظہر نے دست بستہ عرض کیا کہ الامر فوق الادب مجھے یہی
حکم ہوا کہ اسپ کو لوٹنے کے لائق نہیں ہے پلٹ جا مزاج سے شاہزادہ کے آپ بھی
خوب واقف ہیں میں خلاف حکم کیونکر کر سکتا تھا اسوجہ سے میں پلٹ آیا مگر میرا
آقا لاکھوں کے نرغے میں گھرا ہوا ہے تنہا تیغ زنی کر رہا ہے آپ خوب وقت پر تشریف
لائے ہیں یہ سننا تھا کہ انھوں نے بھی گھوڑے کی باگ لی اور اپنے لشکر سے
بھی اشارہ کیا کہ آقا تمہارا لڑ رہا ہے جلد چلکر شریک ہو بس یہ سنتے ہی سب کے سب
تلواریں پکڑ پکڑ کے اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر فوج جنیان پر آکر گرے تلوار چلنے
لگی ہیا ہو آیا تھا تو وہ گلستان کی لڑائی ہو رہی ہے کہ تمام صحراے رزم لالہ زار ہو رہا
ہے خون کے تھالے بھرے ہوئے ہیں سر مردوں کے برگ خزان دیدہ کی صورت
گر رہے ہیں عین گرمی جنگ میں شاہزادہ سکندر رستم نے دیکھا کہ
سلیمان کوچک مع لشکر آپہنچے ہیں انھوں نے تخت تابیس جنی کا رخ کیا اور
جنوں کو قتل کرتے ہوئے چلے دیکھا جنیان کفار نے کہ ہمارے آقا کی طرف
دشمن نے ارادہ کیا ہے بس یہ پڑھ پڑھ کر سینہ سپر ہونے لگے اور یورش کر دیا
ان لوگوں نے مگر سکندر رستم خوب بڑھا اور ان روبہ خصالوں سے یہ شیر
زیان کب رک سکتا ہے یہ صفیں کچلتا ہوا لاش پر لاش گراتا ہوا قریب تخت

شاہی جا پہونچا تثلیث جنی و تخلیص جنی یہ دونوں بھائی پہلوانان زبردست سے
تھے اور تخت شاہی کے محافظ بھی تھے یہ جھپٹ کر سامنے آئے تثلیث جنی نے
شہزادہ پر گرز کا وار کیا سکندر نے جھٹ کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ یہ مردود
اوندھے منھ سامنے گرا سکندر نے دوسرے ہاتھ سے کمر بند کا بند پکڑ کے بے تکلف
اٹھا لیا تخلیص جنی نے دیکھا کہ بھائی میرا اسیر پنجۂ تقدیر ہوا ہر دست اسکا چھڑا
لینا واجبات سے ہے ورنہ کف افسوس ملنا پڑیگا اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا بس یہ دست
بقبضہ ہو کر چلا اور آتے ہی سکندر پر وار کیا سکندر نے بجائے سپر تثلیث جنی کو
سامنے کر دیا قضا سے کار تیغہ دوال کمر پر پڑا اور کمر زنجیر کا بند کٹا تثلیث زمین پر
گرا اور لوٹ لگانے ہی یہ تو جان بچا کر بھاگا اب سکندر نے تخلیص جنی کو روالا
اور سپر ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ اسکے مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوگئے اور سکندر
قریب تخت تلبیس جنی کے پہونچ گئے لیکن تثلیث جنی جو بھاگ کر چلا تو قریب
سے صاحبقران اعظم کے نکلا بس انکے پہلو سے راستہ پر تیغہ مارا قضا سے کار
تیغہ مرکب کی پسلیوں کو کاٹ کر نکل گیا کہ مرکب آتشبازی ہوگیا اور اسنے
چیست مارا صاحبقران اعظم کودکر مرکب سے علیحدہ ہوگئے اور فرمایا کہ او نامرد یہ
کیا حرکت تھی اسنے جواب دیا کہ سپاہگری کے یہی فن ہیں اور غرض دشمن کو
زک دینے سے ہے جسطرح ممکن ہو خواہ بہ جرأت و مردانگی خواہ بہ فطرت و فرزانگی
خواہ بعیاری و مکاری بس یہ سنتے ہی صاحبقران اعظم نے تیغہ آبدار کا وار کیا کہ
ایسے ملعون کا زندہ چھوڑ دینا اچھا نہیں ہے چونکہ قضا اسکی اسوقت دامنگیر تھی اور
انکے ہاتھ سے بری تھی تیغہ جو سر پر پڑا تو ٹانگوں کے بیچ میں سے گذر گیا اور
تثلیث جنی کے دو ٹکڑے ہوئے تثلیث کی تنبیہ ہو گئی ادھر سلیمان کوہ کس
قریب علمدار لشکر پہونچ گئے کہ نام اسکا فرہود جنی تھا اسنے دوڑ کر سلیمان کوہ کس
پر تیر مارا سلیمان نے تیر کو چھین لیا ہاتھ میں الحمدللہ کہ اسی تیر سے اسکے نخل
بار حیات کو قلم کیا اور علم فوج کو سرنگون کر دیا ادھر شاہزادہ سکندر رستم خو نے
قریب تخت تلبیس جنی پہونچکر آواز دی کہ اب کہاں کہتا ہے شاہا تخت میں پروردگار
عالم کی اور قبول کرتا ہے دین اسلام کے اسنے جواب دیا کہ جو جو کہتا تھا
وہی اب بھی کہتا ہوں اگر ہزار جانیں بھی ہوں تو بھی تمہی نام پر فدا کروں بس سے
نثار ہیں یہ کہتے کہتے اسنے تیغہ مارا سکندر نے پشت شمشیر پر تو وار روکا اور
دستی تیسرا پایہ اسکے تخت کا پکڑ کے زور کیا مع تخت اٹھا لیا اور گرد سر چرخ
دیکے کر زمین پر مارا کہ پیکر اسکا چور چور ہوگیا اور تا قد آدم یہ زمین میں دھنس گیا اور
تخت چور چور ہو گیا اسکے ادھر گرا زمین ہل گئی یہ معلوم ہوا کہ زلزلہ آگیا ودھماکے
کی آواز آئی کہ بھوتوں کے اس صدا سے ہوش جاتے رہے اور مارے خوف کے

کوششون مین پنہان ہوگئے غرضکہ سکندر نے ایک ہی حملہ مین تلبیس نابکار کو مار کر جہنم واصل
کیا تخت کے تختے اسکے لیے تختۂ تابوت تھے وہ جو ٹوٹ کر اسپر گرے تو گویا تختے دے کر
اسکو دفن کر دیا بس اسکے مرتے ہی قدم اسکے لشکر کے اکھڑ گئے جو لوگ کہ علیحدہ علیحدہ
مقامات پر لڑ رہے تھے وہ تو وہین سے بھاگ کھڑے ہوئے اور جو گھرے ہوئے تھے
نکل نہ سکتے تھے انھون نے ہتیار ڈالنا شروع کئے اور آواز الامان ہر سمت سے بلند ہوئی
سکندر نے فرمایا امان بشرط ایمان ان لوگون نے عرض کیا ہمین بدل و جان منظور ہے بس
کلمۂ طیبہ تلقین فرمایا وہ از سر صدق دل ایمان لائے اور زمرۂ اہل اسلام مین داخل ہوئے
بس شاہزادہ نے خون پونچھکر اپنی تلوار میان مین کی ساتھ ہی تمام خدا پرستون نے قتل
کفار سے ہاتھ کھینچا سب طرف امن قائم ہوئی شاہزادہ سکندر رستم خو میدان جنگ
سے مراجعت فرما کر قیامگاہ پر تشریف لائے لاشین اٹھوانے کا حکم دیا چنانچہ لاشین
اٹھوائی گئین زخمی شفاخانہ مین بھیجے گئے شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ بیس ہزار اہل اسلام
بدرجۂ شہادت فائز ہوئے اور ایک لاکھ جنیان کفار قتل ہوئے مظہر بہزاد جو نہایت
زخمی ہوگیا اسکے زخم دوزی ہوئی علاج ہونا شروع ہوا جب ان سب انتظامات سے
فرصت ہو چکی تو شہزادہ نے قبر مطہر کی زیارت کی اور ایک محفل فاتحہ خوانی کی برپا کی
مقبرۂ آدم علیہ السلام کی درستی کا حکم دیا از سر نو اس عمارت کی تعمیر ہونے لگی اور
تھوڑے ہی عرصہ مین ایک مقبرۂ عالیشان نہایت زیب و زینت سے طیار کرایا مجاور
اور خدام یہان کے جو خوف سے تلبیس جنی کے بھاگ گئے تھے اور تلاش مین صاحبقران
بااولاد صاحبقران کی گئے تھے اور مظہر بہزاد کے ساتھ پراسے نشان دہی قبر
تشریف آئے تھے انکو بلوا کر بہت کچھ مرحمت فرمایا اور ہر ایک کو حسب دستور
وہان کے اپنی اپنی جگہ پر معین کر دیا جب ان سب امور کا بندوبست ہو چکا اسوقت
شہزادہ نے رہبر جنی سے ارشاد فرمایا کہ مین اب اس مقام سے بہت جلد
طلسم شش طاق کی طرف جانے والا ہون تم کو بھی جو کچھ بیان کرنا ہو وہ بیان کرو اور جو
غرض رکھتے ہو اسکا اظہار کرو کیونکہ مجھے زیادہ مہلت یہان قیام کرنے کی نہین ہے
معلوم نہین کہ میرے عزیز وہان کس حالت مین ہین انپر کیا گذری اور کس کیفیت
مین مبتلا ہین زیادہ عرصہ گذرنا مجھپر نہایت شاق ہے قلب حزین سب کے دیکھنے
کا از بس مشتاق ہے لہذا جلد اپنا مطلب بیان کرو رہبر جنی نے عرض کی کہ اے شہریار
زمانہ سابق مین یہ خادم آپکا بادشاہ تھا جزیرۂ مہرو ندکا ایک لاکھ جن و پری
میرے تابع فرمان تھے اسی زمانہ مین نمک حرامان دولت نے میرے بھائی سے
ساز کرکے اسکو تخت نشین کر دیا اور مجھکو سلطنت سے معزول کیا مین نہایت
پریشانی شاہ مظفر جنی کے پاس فریادی گیا اور حقیقت حال عرض کی انھون نے
فرمایا کہ بعد خدمت کے عظمت حاصل ہوتی ہے اور بعد تکلیفات کے راحت میسر آتی ہے

ابھی ستارہ تیرا گردش میں ہے چند روز مہمان قیام کر ایک زمانہ میں اولاد صاحبقران
سے ایک شاہزادہ با اقبال اسطرف آئیگا وہ تیری دادرسی کریگا چنانچہ میں
وہان رہنے لگا اور اس درویش صفا کیش کی خدمت کرنے لگا جب زمانہ انتقال کا
کا قریب آیا تو انھوں نے چند وصیتیں کیں اور تیغہ جو میں نے آپکی خدمت میں پیشکش
کیا ہے اسکا امین مجکو مقرر کیا اور اس صندوق میں مجکو رہنے کا حکم دیا بعد انکے انتقال
کے میں نے انکی وصیت کے بموجب حجرہ میں جو مجھے بتا گئے انکو دفن کیا اور دروازہ پر
میل نصب کر دیا جسے آپ نے اکھیڑ کر پھینک دیا ہے میں نے اس صندوق میں قیام کیا
یہانتک کہ شرفیاب خدمت عالی ہوا اب امیدوار ہون کہ میری دادرسی کیجیے
اور ملک میرا مجکو دلوا دیجیے شہزادہ نے فرمایا کہ وہ جزیرہ یہان سے کتنی دور ہوگا
اسنے عرض کی کہ اگر جہاز اسطرف جائے بشرطیکہ ہوا بھی موافق ہو تو ایک مہینے میں پہونچے
اور اگر ہوا خلاف ہوئی تو برسون تباہی کا سامنا رہتا ہے فرمایا کوئی صورت ایسی بھی ہے کہ
جلد پہونچ سکیں اسنے عرض کی کہ ہان ایک صورت ہے وہ یہ ہے کہ اگر استقدر جن ہون
جو ایک ایک آدمی اپنی پشت پر سوار کریں اور راہ دریا کو ترک کرکے کرہ ہوا میں
سے ہوتے ہوئے جائیں تو تین روز میں پہونچ سکتے ہیں مگر استقدر جن آپکے ہمراہ
نہیں ہیں کہ وہ تمام لشکر کو لے جا سکیں فرمایا کچھ پروا نہیں تم صرف مجکو لے چلو اور
کسی کے چلنے کی ضرورت نہیں ہے اسنے عرض کی کہ اے شہریار عالی وقار وہان ایک
لاکھ جن جو نہایت زبردست ہیں پایہ تخت کی حفاظت کو موجود ہیں آپ تن تنہا
کیا کر سکتے ہیں فوج و سپاہ کا ہمراہ ہونا ضرور ہے یہ سنکے تیوریون پر بل پڑے اور غصہ
آگیا فرمایا قسم ہے مجکو اپنے پیدا کرنے والے کی کہ میں کسی کو اپنے ساتھ نہ لونگا اور
اکیلا جا کر لڑونگا تیرا ملک تجکو دلوا دونگا یا قضا ہے تو مارا جاؤنگا رہبر جنی تو یہ
سنکے خاموش ہو گیا لیکن صاحبقران اعظم و سلیمان لوہاسپ و منظہر شہزادہ
نے بہت سمجھایا لہراسپ و فرار روکھا یا مگر سکندر رستم نہ مانا اور تن تنہا رہبر جنی کو
ہمراہ لیکر جانب جزیرہ شہر وند روانہ ہوئے صاحبقران اعظم و سلیمان کوہ چکہ
کو واسطے انتظام کوہ سراندیب کے چھوڑا کہ مبادا پھر کوئی فتنہ برپا ہو تو
یہ حضرات اسکا تدارک کریں اور منظہر بیدار کے زخمون کا علاج ہو رہا ہے اس
باعث سے وہ بھی ہمراہ رکاب نہ جا سکا اب یہ سب صاحب تو اسی مقام پر
فروکش ہیں اور شاہزادہ مسافت راہ کو طے کرکے جزیرہ شہر وند میں پہونچا
رہبر جنی نے سکندر رستم تو کو ایک دامنہ کوہ میں اتارا چونکہ شام ہو گئی تھی
اسوجہ سے شب وہیں بسر کی جب کہ لواے ظلام ترک شب تیرہ فام
نگونسار ہوا اور شہنشاہ گردون سریر بفر و تمکین تیغہ مہر اور نیزہ خط شعاع
لیکر توسن سپہر پر سوار ہوا ع دگر روز کاین خسرو خاوری + برآمد بر این چرخ

نیلوفری + زمانہ در روشنی باز کرد + جہان بازی دیگر آغاز کرد + صبح ہوتے ہی شہزادہ بیدار
ہوکر نماز سحر سے فارغ ہوا اور رہبر حبشی سے فرمایا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو میں تمھاری
طرف سے ایلچی بنکر تمھارے بھائی اظہر حبشی کے پاس جاتا ہوں اگر اُسنے میرے
کہنے کو یوں ہی مان لیا تو فبہا المراد ورنہ جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا اُسنے عرض کی کہ
آپ کا تنہا جانا مناسب نہیں ہے اگر اُسکو یوں سلطنت دے دینا ہوتی تو پہلے
کیوں قبضہ کرتا بھلا سلطنت ایسی شے کوئی کسی کو یوں دے دیتا ہے تا وقتیکہ کشتوں کے پشتوں
نہ ہو ہزاروں جانیں نہ جائیں اور پھر اس صورت سے کہ آپ بہ نفس واحد تشریف
لیجانے کا قصد رکھتے ہیں اسطرح تو ممکن ہی نہیں آخر وہ کس بات سے ڈر جائے گا
جو سلطنت کو آپ کے حوالہ کر دیگا ہاں اگر کچھ تھوڑی سی بھی فوج و سپاہ ہمراہ
ہوتی تو شاید رعب میں آجاتا اور خوف زدہ ہوکر ارادہ جنگ سے باز رہتا ایسا نہ
ہو کہ تنہا پر کوئی طول کھینچے اور حضور کے خلاف مزاج کوئی امر پیش آئے سکندر نے
فرمایا تجھے ہمارے امور میں کیا دخل ہے جو ہم کہتے ہیں اسکی پابندی کر شہزادہ نے جو
تیوری بدل کر یہ کلام کیے تو اسکی بیجا مجال تھی جو دم مار سکتا اسنے سکوت
اختیار کیا اور سکندر بصورت ایلچی جانب ایوان اظہر حبشی روانہ ہوئے جسوقت
دردولت شاہی پر پہونچے دیکھا کہ حاجب و دربان و قولر آقاسی وغیرہ جمع ہیں
فرمایا کہ جاکر اپنے بادشاہ سے اطلاع کرو کہ ایلچی رہبر حبشی کا آیا ہے وہ لوگ گئے
اور خدمت بادشاہ میں عرض کی بادشاہ نے کہا بلالو جو پیادہ آکر اپنے ہمراہ لے گیا
جسوقت بجر اگاہ پر پہونچے جو پیادہ نے نگاہ روبرو کی شہزادہ سکندر نے آواز
بلند کہا سلام ہو میرا اُس شخص پر جو خدا کو برحق جانتا ہوا اور اُسکے رسول کو پہچانتا
ہو جو تکیہ سب اہل اسلام میں سے تھے ہر ایک نے جواب سلام دیا لیکن
بسبب اسکے کہ رہبر حبشی کی کوئی وقعت نگاہ ہر ان میں باقی نہ رہی تھی تو ایلچی کی
کیا توقیر سمجھی جاتی ایلچی کے بیٹھنے کے لائق کوئی جگہ نہ تھی اتفاقاً اسوقت ایک دنگل
خالی تھا اور غاشیہ اُسپر پڑا ہوا تھا شہزادہ غاشیہ اُلٹکر اُس دنگل پر بیٹھ گیا یہ
حرکت بادشاہ کو بہت ناگوار گذری کہا او شخص تو کیا سمجھ کر اس دنگل پر بیٹھ گیا
نہیں جانتا کہ یہ دنگل میرے سپہ سالار [illegible] حبشی کا ہے جسوقت اسکو خبر
ہو جائے گی یا وہ آکر تجھے اس دنگل پر بیٹھا دیکھے گا تو جان تیری معرض
ہلاکت میں پڑ جائے گی مجھے رحم آتا ہے کہ تو بھی مسلمان ہے بہتر ہے کہ اس دنگل
پر سے اُٹھ جا اور یہ وہ کرسی آہنی جو سامنے پڑی ہوئی ہے اُسپر بیٹھ کر جو کچھ کہنا
ہو کہہ سکے اور جلد یہاں سے رخصت ہو جا ایسا نہ ہو کہ [illegible] حبشی آجائے
اور تو اسکو [illegible] کہ اس دنگل پر یہ شخص بیٹھا تھا یا تجھے بیٹھے ہوئے دیکھے
تو فتنہ فساد برپا ہو سکندر نے فرمایا کہ جو جگہ ہمارے بیٹھنے کے لائق تھی وہاں

کہ ایک روز مین بلکہ گھڑی بھر مین سلطنت تیری چھین لے گا اور تجھکو قتل کرے گا اور اگر
میرے کہنے پر عمل کرے گا اور اس سلطنت سے دست بردار ہوگا تو دوسری سلطنت
کا مالک ہوگا شہزادہ کا یہ کلام سنکر اظہر حبشی ہنسا اور اسنے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ شخص
دماغ مین تیرے خلل ہی جو اسطرح کی خلاف عقل باتین کرتا ہی اگر پروردگار اسکا تاج بخش ہی
تو کسی دوسرے ملک کا حاکم اسکو کیون نہین کر دیتا میرے ملک پر کیون چڑھائی کرکے
آیا ہی مین ایسے فقرون مین نہین آنے والا ہون اور مجھے دوسری سلطنت کی ضرورت
نہین ہی وہ سلطنت تم اسی کو دلوا دو ہنوز یہ گفتگو تمام تھی کہ دروازۂ ایوان سے
ہیبت حبشی نمودار ہوا تمام امرا و رؤسا برائے استقبال اٹھ کھڑے ہوئے چونکہ یہ
مرد بہادر و زبردست روزگار مین سے ہی اسوجہ سے بادشاہ بھی اسکی نہایت عزت
کرتا ہی چنانچہ معزز لوگ اسکو پیشوائی کرکے ایوان شاہی مین لائے لیکن نظر
ہیبت حبشی کی جو اپنے دنگل پر پڑی دیکھ کر کہنے لگا اس دنگل پر شگفتہ خوب میری
جگہہ پہ یہ آدمزاد کون بیٹھا ہی اور دیکھ کر اسنے آواز دی کہ اے طفل بے بابا میری جگہہ پر
بیٹھتے تجھے شرم آئی نہ تیرے دل مین خوف پیدا ہوا کہ مین کسکے دنگل پر بیٹھتا ہون
یہ دنگل کسکا ہی ہم کون ہین اور کہان بیٹھے جاتے ہین سکندر نے بے رخی سے
جواب دیا کہ اگر اس دنگل پر بیٹھ گیا تو کیا قباحت ہوگئی شاید تجھے یہ خیال ہوگا کہ
اسکے بیٹھنے سے دنگل میرا ٹوٹ گیا ہوگا یہ کلام سنکر وہ پہلوان بہت ہنسا اور
کہنے لگا بابا فقیر دو شنبہ تم ایسے اگلے اور پچھلے اس دنگل پر بیٹھ چکے ہین تو یہ
دنگل ٹوٹنے والا بھی نہین ہی ٹوٹنا چہ معنی دارد سکندر نے فرمایا کہ تجھ ایسے ہی کا
لنگر یہ دنگل نہین اٹھا سکتا ہی یہ فرما کر جو ذرا سا بوجھ ڈالا تو دنگل چر چرا کر بیٹھ گیا
یہ کیفیت دیکھ کر ہیبت حبشی نے کہا تو شعبدہ باز معلوم ہوتا ہی کہ اپنے ترچھے سے دنگل کو
تونے توڑ ڈالا یہ وہی حالت ہی جسطرح تماشا کرنے والے لکڑی پھیل کر پھینکا دیتے
ہین اور پھر فوراً سب لکڑی واپس کر دیتے ہین سکندر نے فرمایا کہ زور کے آگے
ظلم نہین چلتا ہی اگر تجھے شعبدہ بازی کا گمان ہی اور نظربندی کا تصور ہی تو آزمائش
کرکے دیکھ مین اپنی جگہہ سے تیرے اٹھائے اٹھتا ہون یا نہین یہ سننا تھا
کہ اسکو نہایت غصہ آیا اور اسی حالت غیظ مین کہنے لگا تو بڑا دریدہ دہن معلوم
ہوتا ہی بشرطیکہ تیرے گلے پھاڑ ڈالون اور اس ڈھٹائی کا مزہ چکھا دون
یہ کہکے آگے بڑھا اور ہاتھ پکڑ کر شاہزادہ کا کھینچا تھا کہ سکندر نے بھی اسکا ہاتھ
مضبوط پکڑکے ایک جھٹکا مارا سب کیا تھا اور کشمکش کے ہونے لگی ہیبت حبشی
زور کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ دنگل پر سے اسکو علحدہ کردون مگر وہ کوہ وقار
جگہہ نہ چھوڑتا تھا جب یہ خوب زور کر چکا تھا سکندر نے یون ہی ایک جھٹکا
مارا کہ یہ اوندھے منہ سامنے آیا اور یون ہی پائین ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے

اسپ تنومند و تکل پر سے اُٹھے تو ہیبت جنگی کو ہاتھ پر لیے ہوئے اُٹھے بادشاہ نے دیکھا
کہ بڑا غضب کیا اسنے کہ میرے افسر فوج کو ذلیل کیا بس یونہی حکم دیا کہ مار لو اسکو
یہی یہ سننا تھا کہ جتنی تلواریں کھینچ کھینچ کر اُٹھے سکندر نے بجائے سپر ہیبت جنگی
کو کیا اور تیغہ نیام سے کر لڑنے لگے بس اب کیا تھا لگی جنگ ہونے شاہزادہ
نے وہ شمشیر زنی کی کہ تمام بارگاہ خون سے لال کر دی لاش پر لاش گرا دی جو
سامنے آیا ایک ہی وار میں اسکو دو ٹکڑے کیا اور حیرت یہ تھی جب اُنپر ہاتھ مارنے کا
قصد کرتے تھے یہ ہیبت جنگی کو سامنے کرتے تھے لوگ تھم جاتے تھے کہ اپنے
افسر پر کیا وار کریں یہ رنگ دیکھ کر اظہر پر بڑا دست نے کہا کہ اے شہریار عالی وقار
آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے کہ آپ گل کس بوستان جلادت
کے اور سرو کس چمنستان شجاعت کے ہیں یہ ہمت و اولوالعزمی تو سوائے اولاد
صاحبقران کے اور کسی خاندان کی سنتے ہیں نہیں آئی انہیں کا ستارۂ اقبال
تمام عالم میں تابان و درخشان ہے انہیں کی شمشیر شوکت و صولت کا لوہا کل
جن و انس مانے ہوئے ہیں انہیں کے زور و طاقت کا شہرہ چہار دانگ دنیا سے پردہ
قاف تک زبان زد ہر پیر و جوان ہے ظلمت کفر و کافری تاریکی سحر و ساحری بنیاد
ظلم و فساد انہیں کی برق تیغ سے دفع ہوئی ہے ہزار ہا ملک اسلام آباد ہوئے
خیال و تاران باطل کے خانہ ہائے کبر و نخوت انہیں کے طغیانی آب شمشیر سے
تباہ و برباد ہوئے لہذا اگر آپ بھی اولاد صاحبقران سے ہیں تو بخوشی اطاعت آپ کی
بسر و چشم منظور ہے یہ سنکے سکندر رستم خو نے اپنا حسب و نسب بیان کیا اظہر نے
اپنے بہادروں کو منع کیا کہ خبردار اب کوئی دست اندازی نہ کرے ہیں نے اطاعت
اس شہریار کی اختیار کی یہ سنکر سب نے ہاتھ روک لیا شہزادہ نے ہیبت جنگی کو
چھوڑ دیا اظہر حبشی تخت پر سے اتر پڑا اور بہت کچھ معذرت کی اور کہا کہ اگر پہلے
سے آپ نام نامی ظاہر کر دیتے تو یہ نوبت کاہے کو ہوتی نہیں بھی آپ کا ہوں
اور یہ سلطنت بھی آپ کی ہے جسکو چاہیے عطا فرمائیے سکندر نے فرمایا کہ سلطنت
نہ میری ہے نہ تیری جو وارث اس سلطنت کا ہے اُسے اختیار ہے اگر وہ خطا تیری
معاف کرکے سلطنت تجھی کو بخش دے تو مجھے کوئی سروکار تجھ سے نہیں ہے پہلے
آپ نے فرمایا کہ مع اپنے بھائی کو عزت و حرمت کے ساتھ لا اور خطا اپنی
اس سے معاف کرا اظہر نے عرض کیا کہ بہت خوب اور پوچھا کہ وہ کہاں تشریف فرما
ہیں سکندر نے کہا وہ منزلوں پر قیام ہیں اظہر حبشی تمام امرا و روسا و بانثروت و ارکان دولت
و مشیران سلطنت کو ہمراہ لیکے بڑی جلوس و زینت کے ساتھ روانہ ہوا اور قریب
واسن کوہ کے پہونچا ہر چند اسکا اس کو دستہ آتے دیکھ کر پہلے تو بہت گھبرایا اس
خیال سے کہ معلوم نہیں شاہزادہ پر کیا واقعہ گذرا شاید شاہزادہ گرفتار ہو گئے یا کوئی بلا ان پر

لانے کے سبب اسکے زیر دست ہونے کے ہیں اسکا اعزاز و اکرام کرتا تھا اُسنے
آتے ہی اپنے دنگل پر نگاہ کی تو ایک آدمزاد کو دنگل پیچ بیٹھے دیکھا ہیں شاہزادہ ہیں اور
سپہ سالار ہیں گفتگو مخالفانہ ہونے لگی اور طول تقریر ہوتے ہوتے نوبت بہ ہشت
مشت پہونچی بھلا شاہزادہ کے زور و قوت خداداد کے سامنے وہ ایک پرکاہ تھا
کیا تاب لاسکتا تھا ایک ہی جھٹکے ہیں اوتلے منھ گرا شہزادہ نے گرز زنجیر کا بند
پکڑکے بجاے سپر اُسکو ہاتھو پر بلند کر لیا ہیں نے جب یہ حال دیکھا تو ملازمان سرکاری
گرد ہوا اسوقت حاضر حضور تھے حکم دیا کہ مارلو اسکو وہ تلوار کھسیٹ کر چلے شاہزادہ
نے بھی تیغہ آبدار میان سے لیا اور مارنا شروع کر دیا ایسی شمشیر زنی کی کہ بارگاہ خون
سے رنگین کر دی لطف یہ کہ جو بہادر شاہزادہ پر وار کرتا تھا وہ ہیبت جنگی کو سامنے
کر دیتے تھے کہ وہ فوراً رک جاتا تھا اور خیال کرتا تھا کہ اپنے افسر پر کیا وار کروں
غرضکہ کچھ دیر یہی حالت رہی کہ اس اثنا ہیں مجکو خیال آیا کہ یہ زور و قوت یہ دلیری و
شجاعت یہ بیدلی و شان و شوکت یہ رعب و دبدبہ یہ ہیبت سواے صاحبقران
و اولاد صاحبقران کے دوسرے خاندان ہیں نہیں ہو سکتا یہ اوصاف اُسی خاندان
پہ ختم ہیں انکا مثل و نظیر روئے دنیا پر نہیں ہے جنکی صولت و جبروت کا ڈنکہ قاف تک
بجا ہوا ہے بڑے بڑے جنیان سرکش و دیوان مغرور کو زیر کیا ہے اور اسلام کا سکہ بٹھا دیا
ہے اس لحاظ سے ہیں نے شاہزادہ بلند اقبال سے نام نامی و اسم گرامی دریافت کیا
شاہزادہ نے اپنا حسب و نسب بیان فرمایا ہیں نے سنتے ہی حلقہ اطاعت گوش
[illegible] ہیں ڈالا ملازمین کو مقابلہ کرنے سے ممانعت کی اور شہزادہ سے عرض کیا
کہ ہیں بھی آپکا تابعدار ہوں اور سلطنت بھی آپہی کی ہے آپکو اختیار ہے جسکو
چاہیے عطا فرمائیے یہ سنکے شاہزادہ نے ازراہ ترحم ہیبت جنگی کو چھوڑ دیا اور مجکو
ارشاد فرمایا کہ جا اپنے بھائی کو بعزت و احترام لاکر اُس سے خطا اپنی معاف کرا
خاطر خواہ نذر دیکر سلطنت دیدے نہ دینے کا اسکو اختیار ہے کیونکہ وہ اپنی سلطنت
کا مالک و مختار ہے الغرض شاہزادہ عالی وقار ایوان شاہی ہیں تشریف فرما ہیں
اور ہیں حسب الحکم ہیں آپکے لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں بسم اللہ
تشریف لے چلیے اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے تخت سلطنت کو بازیب و
زینت فرمائیے یہ سنکے زبیر جنگی اُسکے ہمراہ ہوا اظہر جنگی اپنے برادر معظم کو نہایت
عزت و توقیر سے بہ حشم و خدم اپنے ہمراہ لیے ہوئے ایوان شاہی ہیں آیا تمام
ارکین سلطنت و اعیان مملکت افسران فوج و سرداران و سرگردگان معزز سب
اُسکی جلوداری ہیں ہمراہ رکاب تھے اور جلوس شاہی و ماہی مراتب وغیرہ سامان
زیب و زینت سواری کے ہمراہ تھا الحاصل اس کروفر سے لاکر دار الامارۃ شاہی
ہیں پہنچایا زبیر جنگی نے شاہزادے کی قدمبوسی حاصل کی اور عرض کیا کہ تنہا

بنفس نفیس ملک کو فتح کرنا اور سرکشون کو مطیع و منقاد کرنا آپ ہی کا کام تھا ورنہ یہ بھی
ممکن تھا کہ بغیر ہنگامۂ کارزار گرم ہوئے اور بدون جدال و قتال کیے ہوئے اس آسانی
سے یہ مقدمہ حل ہوجاتا استغفر اللہ جب تک بندگان خدا کی خونریزی نہ ہوتی کشود
کار محال تھی یہ آپ ہی کا اقبال عدو مال ہے کہ بغیر کسی کی نکسیر پھوٹے ملک سر ہوگیا
سب نے اطاعت اختیار کی شہزادہ نے فرمایا کہ ہمارا خاندانی طریقہ یہی ہے تم نے
سُنا نہیں ہمارے جد نامدار علمشاہ رومی نے تنہا جاکر تمام فرنگستان کو فتح کیا مرزوق
فرنگی کو مع تخت اٹھا لیا آخری وقت میں جب کہ ضعیف ہوچکے تھے تو یہ رستمی
دکھائی کہ دو کرور کے لشکر میں تنہا جاکر فرزند اسد کو رہا کیا اور پھر نہ پلٹے بارگاہ فرعون
ثانی میں گھس گئے اگر زخموں میں چور چور نہ ہوجاتے تو مثل مرزوق فرنگی کے
فرعون ثانی کو بھی اٹھا لیتے مگر افسوس اجل نے مہلت نہ دی عازم ملک بقا
ہوئے یہ فرما کر بہت روئے اور دادا کو یاد کرکے نہایت غمگین ہوئے جملہ حاضرین
دربار نے کہا کہ بیشک آپ کا خاندان ایسا ہی ہے کچھ حاجت شرح و بیان نہیں
مثل آفتاب کے جن و انس کے قلوب پر ساطع و لامع ہے اور ہر مقام پر آپ کی سطوت
و صولت کا ڈنکہ بجا ہوا ہے نور اسلام و خدا شناسی کا شرف آپ ہی کے قدم کی
برکت سے اطراف ممالک میں پھیلا ہے سب نے نہایت تعریف و توصیف
خاندان صاحبقران کی بیان کی شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ اے رہبر جنی چھوٹا
بھائی تمہارا عذر و معذرت کرتا ہے اور اپنی حرکت پر نادم ہے اگر منا سب جانو
تو قصور اسکا عفو کردو ورنہ تمہیں اختیار ہے بموجب مصرعہ در عفو لذتے است کہ در
انتقام نیست + اَلْعُذْرُ عِنْدَ كِرَامِ النَّاسِ مَقْبُوْلٌ + رہبر جنی نے عرض کی کہ جس سے
آپ خوش ہیں میں بھی اُس سے رضامند ہوں جس سے آپ ناراض ہیں میں بھی اُس سے
ناراض ہوں اگر حضور نے اُسکا قصور معاف کیا ہے تو میں بھی اُسکی خطا معاف کرکے
درگذر کرتا ہوں لیکن اُن کور نمکوں کا قصور ہرگز معاف نہ کرو نگا جنکی بد طینتی کے
باعث سے یہ فتنہ برپا ہوا تھا کہ حضور کو میرے لیے یہ تکلیف اُٹھانا پڑی اور
یہاں تک آنا ہوا ورنہ یہ زحمت کیوں ہوتی اور آپس میں اس شر و فساد کی بنیاد
کیوں قائم ہوتی اظہر جنی نے عرض کیا کہ میں اُن سب نمک حراموں کو حاضر خدمت
کرتا ہوں میں نے سلطنت پر بیٹھتے ہی اُن سب کو مقید کرکے پابجولاں کرلیا
تھا مجھے یقین کامل تھا کہ جن بدباطنوں نے آپ کے ساتھ نمک حرامی کی ہے اور
اپنے ولی نعمت کے درپے آزار ہوئے ہیں تو بھلا میرے ساتھ وہ کیا سلوک
کرینگے سکندر نے فرمایا کہ جلد اُنکو حاضر کرو اظہر جنی نے اُسیوقت داروغہ
زندان خانہ کو طلب کرکے حکم دیا کہ مکار جنی اور اسرار جنی اور شرار جنی وغیرہ
نمک حراموں کو حاضر کرو چنانچہ داروغہ محبس نے اُن بدخواہان سلطنت کو لاکر

حضور میں پیش کیا سکندر رستم خو نے اُن مجرموں کو حکم قتل دیا یہ سب نمک حرام حسب الحکم
شاہزادہ عالی مقام اسیوقت قتل کیے گئے اپنے کیفر کردار کی پاداش میں سزا سے
اعمال کو پہونچے لاشیں اُنکی ہاتھیوں کے پیروں میں بندھوا کر تمام شہر میں
عبرت ناظرین کے لیے تشہیر کرائے گئے آگے آگے منادی ندا کرتا جاتا تھا
کہ جو شخص اپنے ولی نعمت کے ساتھ نمک حرامی کریگا وہ اسیطرح قتل کیا
جائیگا گوشمالی سرکشی کی سزا پائیگا اب رہبر جنّی نے شاہزادہ سے عرض کی کہ مین
حضور تمنا میری پوری ہوئی ہے بعینہ دل میں جو ان نمک حراموں کے بد عنوانیوں کی وجہ سے
شعلے اُٹھ رہے تھے وہ فرو ہو گئے اور حضور چھوٹے بھائی سے سلطنت سے البتہ
مجھے شرم آتی ہے اور اب اسنے سرکشی چھوڑ دی ہے اطاعت اختیار کی اسکے صلے میں
اسکو میں سلطنت دیتا ہوں اور اپنی زندگی حضور کی غلامی میں بسر کرونگا سکندر
نے فرمایا مرحبا و شاباش اہل ہمت کو ایسا ہی زیبا ہے یہ فرما کر اظہر جنّی کو تخت
پر تخت نشین کیا ارکان دولت و ترقی خواہان دولت شاد و خرم ہوئے ہر طرف
سے نعرے تہنیت کے بلند ہوئے تمام سردار و رفقا باہم شاد و مسرور ہو کے
اظہر جنّی نے اس تہنیت کی خوشی میں ایک جلسہ انبساط منعقد ہونیکا حکم دیا
اور تین روز تک شاہزادہ کی دعوت و ضیافت کا سرانجام کیا چنانچہ حسب الحکم
شاہی کارپردازان سلیقہ شعار نے ایوان ہائے وسیع و بلند کو خس و خاشاک
سے صاف کرایا فرش نفیس ہر ایوان میں بچھوایا گیا جھاڑ کنول مردنگ فانوس وغیرہ
سے ہر ایک قصر آراستہ کیا گیا شمعہائے مومی و کافوری کنولوں میں چڑھائی گئین
بارگاہ فلک فرسا ستارہ کی گئی فرش نادر و نایاب مخمل و کمخواب سے آراستہ و
پیراستہ ہوئی ہر ایک ایوان کے طاقوں میں گلدستہ ہائے رنگارنگ و نایاب
لگائے گئے ہیں ہر ایوان میں ایک تازہ بہار معلوم ہوتی ہے ہر قصر آرائش گلدستہ ہا
بوقلموں سے رشک نگارستان نظر آتا ہے بلبل دل ہر فرد بشر کا ان گلدستوں پر ہزار
جان سے عاشق ہوتا ہے کھنچے جو ہر قصر میں مقامات مناسب پر رکھے گئے ہیں جب
ہوا وہان آتی ہے دماغ میں ہر ایک کے خوشبو مشک و عنبر کی پہونچاتی ہے جسکی وجہ سے
روح جسم میں لطف لیے انداز اُٹھاتی ہے فرحت و شگفتگی حاصل ہوتی ہے بنگلے
نفیس بچھے ہیں کرسیاں جواہر نگار آراستہ ہیں بیچ میں فرش [illegible] مکانوں میں فرش
اطلس سرخ بچھایا گیا ہے چھت پر سے شیشہ آلات جھاڑ کنول وغیرہ سرخ
رنگ میں کسی قصر میں فرش مخمل کا شالی سبز کا بچھایا گیا ہے جھاڑ کنول وغیرہ بھی
سبز میں چھت پر سے وغیرہ جملہ اشیا سبز رنگ ستھے ہوئے علاوہ مکانوں
بارگاہوں کے خیمے کی [illegible] میں فرش وغیرہ بھی [illegible] حیثیت
بچھا ہوا ہے غرضکہ تمام [illegible] کی طیاریان کی گئی جب [illegible] شادی [illegible]

خیمۂ زرنگاری سپہر سے مراجعت فرما کر رواق مغرب میں استراحت پذیر ہوا اور ماہ منیر بصد توقیر مع رفقائے انجم جلسۂ خوشی کی کیفیت دیکھنے خیمۂ اطلسی فلک میں رونق بزم سیارگان ہوا اظہر جنی شاہزادہ سکندر رستم خو کو چلوس میں سواری کے ساتھ مع خدم و حشم نہایت اعزاز و اکرام سے ایوانوں و خیموں کی آرائش قصرہائے شاہی کی سجاوٹ و زیبائش دکھاتا ہوا بارگاہ میں لایا رہبر جنی و دیگر ارکین وغیرہ ہمراہ رکاب شاہزادۂ عالی مقام میں چنانچہ شاہزادہ سکندر رستم خو بارگاہ میں رونق افروز ہوئے دیکھا تو فی الواقع بارگاہ عرش اشتباہ نہایت عالیشان مرصع کار قائم کی گئی ہے گرداگرد بارگاہ کے نقرئی ٹٹیاں لگی طلائی چراغ چڑھے ہوئے عطر انمیں بھرا ہوا روشن ہیں خوشبو اسطرح کی آرہی ہے کہ دماغ کو تقویت قلب کو فرحت حاصل ہوتی ہے اتفاقاً وہ شب شب چاردہ تھی ماہ عالم تاب شام سے نکلا ہوا تھا آسمان کی چاندنی اور زمین کی یہ روشنی عجب کیفیت اور طرفہ بہار دے رہی تھی اشعار

وہ صفائی وہ روشنی کا روپ ہو عجب کہ کیسے کہوں شب قدر رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار	چاندنی پر گمان تھا کہ ہو دھوپ شرم سے صبح نور بخش جہان زاغ پر تھا گمان مو سپید	وہ شب چاردہ وہ جلوۂ بدر پردہ شب میں ہو گئی تھی نہان عکس اس بارگاہ پر اسطرح کا

چڑھا ہوا کہ آفتاب پر وہ معلوم ہوتا تھا سیر کرتے کرتے اندر بارگاہ کے تشریف لائے دیکھا تو وہ پر تکلف بارگاہ بنی ہوئی ہے کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی تمام قناتیں و پردے اسطرح منقش اور اسطرح کی مصوری کی ہوئی کہ مانی و بہزاد دیکھکر دنگ رہ جائیں چھت اسکی ایسی کہ اگر نقاش چین دیکھیں تو آنکھیں انکی چھت کو لگی رہیں چاروں طرف چبوترہ بلور کا بنا ہوا صاف و شفاف سائبان تمامی کے کھچے ہوئے تمام بارگاہ میں شیشہ آلات لگا ہوا آئینہ بندی کی ہوئی قلعہ آئینہ تھا کہ باغ جو ہر سے تھے

آئینہ تھا کہ باغ جو ہر سے تھے جھاڑ سبز پا کڈال نور کے تھے طرفہ دیوار گیریوں پہ بہار جیسے شمع ساغر الماس	لیے تکلیف دل سکندر تھے طرفہ قندیل پر تھا جو بین کہ پستان شاہد دیوار فلک انجمن کے تارے تھے	جو کھلے سنگ کو طور کے تھے نور و نار ایک جگہ پہ تھے روشن عطر کے پیوں چڑھے ہوئے تھے گلاس یا کلس عرش کے اتارے تھے

بیچوں بیچ بارگاہ میں ایک تخت جواہر نگار پر چتر کسیان طلائی بچھی ہوئی گدے زری بوٹی کی اطلس کے اونچے لگے ہوئے گرداگرد تخت کے مخمل ہائے زربفت بچھے ہوئے تمامی کرسی کے بچھے ہوئے مخمل کا شامیانہ جسپر زردوزی کا کام نہایت پر تکلف کیا ہوا پایانداز میں بچھی ہوئی ہے الغرض شہزادہ سکندر رستم خو کو داری ارکان سلطنت و مشیران مملکت کرسی جواہر نگار پر آ کر رونق افروز ہوئے رہبر جنی و اظہر جنی و سلیست جنی پہلو کی کرسیوں پر بیٹھے دیگر رفقا اور افسران فوج ان نگاہوں پر متمکن ہوئے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو تمام ملازمین و نگاہوں کی پشت پر نئی وردیاں

بدلے ہوئے دست بستہ سلام کے لیے کھڑے ہوئے ہین جیسے ہی شاہزادہ نے آنکھ اٹھا کر دیکھا سب نے سلام کیا سکندر رستم خو نے جواب سلام دیکر سبھون کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا بعد ازان رفقاے خاص و افسران فوج و سرداران لشکر نے اٹھو اٹھو کر خوشی کی نذرین دینا شروع کین شہزادہ نے نذرین ان سب کی لے کر سبھون کو خلعت ہاے گران بہا اور عطا بہاے لائقہ سے ممتاز کیا بعد اسکے ساقیان مہر صورت کشتیان شراب ناب اور عطر مشکبو کی لے کر حاضر ہوئے مجرا گاہ پر مجرا کیا اجازت حضوری حاصل ہوئی بعد اسکے مطربان ماہ طلعت اپنے ساز و سامان سمیت قدمبوسی سے مشرف ہوئے اور بحکم شاہزادۂ عالی مقام جام شراب گلرنگ گردش مین آیا جام مے گلگون اہل بزم کو دینے لگے مطربان خوش آواز نے سازون کو چھیڑ کر اشعار حسب حال گانا شروع کیے اشعار

ساقی حدیث سرو و گل و لالہ میرود	وین بحث با ثلاثہ غسالہ میرود
مژدہ کہ نو عروس چمن حد حسن یافت	کار این زمان ز صنعت دلالہ میرود
باد بہار مے وزد از بوستان شاہ	وز ژالہ بادہ در قدح لالہ میرود
ان چشم جادوانہ عابد فریب بین	کش کاروان سحر بدنبالہ میرود
خوی کردہ میخرامد و بر عارض سمن	از شرم روی او عرق از ژالہ میرود
ایمن مشو ز عشوۂ دنیا کہ این عجوزہ	مکارہ مے نشیند و محتالہ میرود
چون سامری مباش کہ زر دید و از خری	موسی بہشت و از پی گوسالہ میرود
شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند	زین قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود

جسوقت ساقی سیمین تن اعلیٰ و ادنیٰ کو شراب پلا چکے صحبت بیہوشی سے سرسبز اہل بزم لطف اٹھا چکے اسوقت بحکم شاہزادۂ عالی مقام طائفہ نازنینان گل پیرہن کے سیمتن غنچہ دہن خورشید جمال عدیم المثال بناؤ سنگار کیے ہوئے پوشاک و لباس زیور و جواہر سے آراستہ و پیراستہ ہو کر پیشوازین بھاری بھاری پہنکر مع سازندون کے آکر بناز و ادا ناچنے گانے لگے ازانجملہ ایک نازنین خورشید جمال نے بعد رقص کرنے کے یہ غزل شروع کی غزل

گر جنون فصل بہاری مین سوا ہوجائیگا	مثل گل ٹکڑے گریبان قبا ہوجائیگا
وقت آرائش جو تم دیکھوگے اپنا وہ حسین	مہر خورشید منور آئنہ ہوجائیگا
زہر کھانے کو کہا مین نے تو بولے ناز سے	تیرے مرنے سے مرا نقصان کیا ہوجائیگا
خون ہوگا یونہی پینا ہونگا یون ہی ہر روز گر	کوچہ جلاد مقتل کربلا ہوجائیگا
کہنے سے جب مین پوچھتا ہون مجھ سے کب ملئیگا	ہنسکے فرماتے ہین وہ جلدی ہی کیا ہوجائیگا
اے جنون مین قبر مجنون پر جو جاؤنگا ضرور	چاک جب میرا گریبان قبا ہوجائیگا

غرضکہ اسیطرح سے ہر ایک نے رقص و سرود کرکے اہل بزم کو مسرور کیا انعام بیش

زر و جواہر لیا بعد الفراغ بزم رقص و سرود دستر خوان چنا گیا دنیا کی ہمہ نعمت اُس دستر خوان پر
موجود تھی جس شخص نے چنے تھے اُس غذا سے لطیف شیرین و نمکین کے کھانے روح اُسکی
خوش ہو گئی جب کھانا کھا چکے تو دو ایک جام مے گلگون کے نوش کر کے پلنگون و مسہریون پر
آرام کرنے لگے خدمتگار پنچی کرنے لگے جب صبح کو اُٹھے تو پھر وہی سامان اور وہی طیاریان
تھین غرضکہ تین شبانہ روز انجمن عیش و عشرت برپا رہی چوتھے روز سکندر رستم خو
اظہر جنی سے رخصت ہوئے چلتے وقت ہیبت جنی سے عرض کی کہ مین بھی ہمراہ
رکاب سعادت انتساب چلونگا الغرض شاہزادہ مع رہبر جنی و ہیبت جنی کے جزیرۂ شہر وند
سے جانب کوہ سراندیب روانہ ہوا یہان سب لوگ نہایت متردد تھے صاحبقران اعظم
فرما رہے تھے کہ جہانستانی اس خاندان پر ختم ہے خدا اس لڑکے کو خیر و عافیت کے ساتھ جزیرۂ
شہر وند سے واپس لائے سلیمان کوچک عرض کر رہے تھے کہ حضور ہمت مردان
مدد خدا اسیطرح اُنکے بزرگ لڑا کیے اور تنہا ملک گیری کرتے رہے وہی طریقہ اُنکا بھی
ہے بہادر کا خدا نگہبان رہتا ہے یہی ذکر تھا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو مع رہبر جنی و
ہیبت جنی کے آکر پہونچے تمام کیفیت وہان کی اور اظہر جنی برادر رہبر جنی کے ساتھ
نسبت انتزاع سلطنت کے جو واقعات گذرے تھے اظہر جنی کا بیٹا اپنا اُسکے دربار مین
بٹھانا وہان ہیبت جنی کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا اُسکا ذکر کیا آخر الامر اظہر جنی کا
مطیع ہونا اور ہیبت جنی سے لشکر اظہر جنی کا زیر ہو کر اطاعت اختیار کرنا بلکہ ہمراہ
رکاب آنا جلسہ عیش و طرب منعقد ہونا سلطنت پھر اُسی کے بھائی اظہر جنی کو عنایت
فرمانا اور بدستور جزیرۂ شہر وند کا حکمران رکھنا سب بیان کیا صاحبقران اعظم نے
حالات وہان کے سنکر اُنکی بہت تعریف کی گلے سے لگا لیا فرمایا کہ فی الواقع تم
ثانی علمشاہ ہو رستم زمانہ ہو خدا تم کو نظر بد سے بچائے شہزادہ نے عرض کی کہ یہ سب
آپ ہی بزرگون کا تصدق اور فیض تعلیم ہے ورنہ من آنم کہ من دانم کیا حقیقت ہے میری
ایک ذرہ بےمقدار ہون چنانچہ ایک روز یہان قیام کیا اتنے زمانہ مین مظفر بہزاد
کو دیکھا کہ زخم اُسکے بھی اندمال کر آئے ہین اب شاہزادہ نے رہبر جنی سے ارشاد
فرمایا کہ تم میری جانب سے اس مقام کا انتظام اور یہان کی حکومت اختیار کرو اگر کسی
وقت مین جنیان ابلیس پرست کچھ سرکشی اور قبر مطہر کے ساتھ کچھ بےادبی کرنا
چاہین تو تم اُنکی گوشمال کر دینا یا مجھے اطلاع کرنا اور ہیبت جنی کو وزیر اور سپہ سالار
اُسکا کرکے وہ چتہ جو شاہ مظفر جنی کے مقبرہ سے ہاتھ آیا تھا ہیبت جنی کے
حوالہ کیا اور کہدیا کہ اسے بہت حفاظت سے رکھنا کہ ابلیس پرستون کی قوت
اسی سے ہے الحاصل کچھ فوج ابلیس پرستون کی مسلمان ہو کر اُنکی شریک ہو گئی تھی
کچھ فوج ہیبت جنی کے ساتھ آئی تھی سب ملا کر قریب چالیس ہزار جنات کے ہونگے
اُس فوج کا ہیبت جنی کو افسر کیا اور رہبر جنی کو حاکم کوہ سراندیب مقرر کرکے

حکم کوچ دریا جوش وقت لشکر طیار ہوا اثالہ بارگاہ یاقوت نگار کا مظہر پری زاد کے حوالہ کر کے
آگے روانہ کیا دوسرے روز خود بھی کوچ کر کے جانب نہ طاق روانہ ہوئے

پھر اب چند کلمہ داستان شوکت عنوان وارث اورنگ جہانبانی زینت بارگاہ صاحبقرانی شاہزادہ رفیع البخت کے بیان ہوتے ہیں

بیا بشنو ای مخزن داستان یہ کہ باز آیدم بسر داستان + راویان شیرین زبان و حاکیان
رنگین بیان اس داستان مسندی نشان کو قلم جواہر رقم سے اس طرح زیب قرطاس
کرتے ہیں کہ جس وقت شاہزادہ زمان رفیع البخت نوجوان نے جشن سے فراغت
پائی تو امیر المکان کو بادشاہ اس ملک کا کیا تمام ارکین دولت کو جمع کر کے اپنے
ہاتھ سے تاج شاہی سر پر امیر المکان کے رکھا تخت پر بٹھایا نذریں دلوائیں
اسکے بعد مندیل وزارت مخطط جادو کو پنہائی کہ یہ مرد جہان دیدہ و ہوشیار تھا اور
سابق میں بھی وزیر رہ چکا تھا امیر المکان نہایت خوش ہوا دل میں کہتا تھا کہ اگر میں اس
شہریار عالیمقدار کو ایسا سمجھتا تو ہرگز نہ بگاڑتا اور قصد مقابلہ نہ کرتا دشمن کے ساتھ یہ
رعایت اسی بہادر کا کام تھا اب شاہزادہ رفیع البخت مخطط جادو اور
سلیم جادو کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا اب میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ
بھی سچے دل سے توبہ کریں اسواسطے کہ یہ دنیا چند روزہ ہے اسکا کوئی اعتبار نہیں ہے بڑا جو سنگ
کسی کے ساتھ وفا کی ہے نہ وفا کریگی کیسے کیسے شاہان اولوالعزم ہو چکے ہیں طالب ہو کے
بقول شاعر ہ پانوں تھرا کے چھنکے سامنے جا سکے ہو کے کاسہ سر اسکے
ویسے ٹھوکریں کھاتے ہوئے + ابھی کل کی بات ہے کہ اسی طلسم میں کیسے کیسے ساحر
زبردست آباد تھے کہ جنکے دم سے چراغ کفر روشن تھا لیکن آخر انکا پتہ بھی نہیں
حیات مستعار کا کوئی اعتبار نہیں ہوا پھر اسی عالم میں حیات نے وفا نہ کی تو دنیا
سے کافر اٹھے اور انجام خراب ہوا بقول شاعر ہ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر
کے رہے نہ ادھر کے رہے + دونوں جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر
کے رہے یہ باتیں شاہزادہ رفیع البخت نے اس طرح بیان کیں کہ لوگ محو
ہو گئے اور ایسے متاثر ہوئے کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور اپنے اچھے
انجام کو سوچ کر رونے لگے اور شاہزادہ رفیع البخت بھی متاثر ہو کے روئے آخرکار
مخطط جادو نے توبہ کر لی اور سحر کو ترک کیا اور سلیم جادو نے کہا اے فرزند تم سے
مجھکو [illegible] ہم آئی ہو میں شہر نور آئین میں چل کر
کھایا [illegible] صاحب [illegible] شاہزادہ رفیع البخت تو خاموش
ہو رہے اور اب تمام شہروں میں نقارہ اسلام کا بجا اور [illegible] میں شور اللہ اکبر
بلند ہوا اب شاہزادہ رفیع البخت نے حکم دیا سلیم جادو نے تیاری کی

شاہزادہ ان سب سے رخصت ہو کر جانب شہر نور آگین روانہ ہوا اول کشتیون پر سوار
ہو کر سفر دریا کو طے کیا بعد ازان کنارہ دریا پر پہونچکر ہابان کو بھی ہمراہ لیا کہ یہ مرکب انکا
لیے ہوئے منتظر تھا شاہزادہ نے حال اپنی فتح و فیروزی کا بیان کیا ہابان کوہی
بلاگردان ہوا چلتے وقت امیر المکان نے بہت کچھ زر و جواہر نذر کیا تھا صندوق
اُسکے ہمراہ تھے یہ سب مال و اسباب ہابان کوہی کے سپرد کر کے آپ شکار کھیلتے ہوئے
جانب شہر نور آگین چلے سپاہ چاہو بھی بغرض حفاظت شاہزادہ کے ساتھ ہی ساتھ
چلے آتے ہین لیکن ہابان کوہی جو وہ مال و اسباب لیکے چلا تھا جاتے جاتے قریب
شہر پہونچا اور شاہزادہ کے آنے کی خبر مشتہر ہوئی نور الدہر تو اس خوشخبری کے منتظر
بیٹھے تھے اور دعائین کر رہے تھے کہ خداوندا انکو اسکے ارادہ مین بہرہ مند بنا اور فرزند کو
میرے اُس کافر خاسر پر فتح یاب کرنا اسی اثنا مین خبر آئی رفیع البخت کی پہونچی اور
یہ بھی سُنا کہ ہابان کوہی رفیق اُنکا بہت کچھ مال و خزانہ ہمراہ لیے ہوئے آ پہونچا ہے
قریب ہے کہ داخل شہر ہو اور شاہزادہ مظفر و منصور ہوا یہ سنکر نور الدہر نے سردارونکو
ہمراہ لیا اور برائے استقبال روانہ ہوئے اول ہابان کوہی سے ملاقات ہوئی ہابان نے
قدمبوسی حاصل کی نور الدہر نے حالات جنگ پوچھے اسنے عرض کی کہ غلام کو
جنگ کے حالات سے کوئی خبر نہین اسلیے کہ مجھے کنارہ دریا سے یہیں چھوڑ گئے
تھے جسوقت فتح یاب ہو کر واپس ہوئے ہین تو مجھے معلوم ہوا مفصل کیفیت اسکی
خود شاہزادہ سے پوچھیےگا اسپر نور الدہر ادہر آگے روانہ ہوئے تھے کہ دیکھا سامنے
سے گرد اُٹھی اور سامان سواری نمودار ہوا شاہزادہ رفیع البخت کی سواری
نہایت تزک اور احتشام سے نمودار ہوئی بہت سے شکار کیے ہوئے تھا نور
مثل قیصر چیتا اژدہا ہرن وغیرہ آرابون پر لدے ہوئے تھے نور الدہر یہ شان و
شوکت اپنے فرزند دلبند کی دیکھ کر نہایت خوش ہوئے کہ باچھین تا بنا گوش آگئین
اور درگاہ احدیت مین شکر کیا کہ بارالہا تو نے اس جاہ و جلال و صاحبقرانی کو
میری نسل مین قائم رکھا رفیع البخت نے جو دادا کو اپنے دیکھا کہ برائے
استقبال تشریف لائے ہین گھوڑے سے کود پڑا رکاب پکڑلی اور عرض کی کہ حضور
یہ آپ نے کیا غضب کیا کہ غلام کے استقبال کو تشریف لائے آپنے مجھے گنہگار کیا
نور الدہر نے فرمایا کہ ای فرزند یہ فعل میرا تھا تم کیون گنہگار ہونے لگے جسوقت
مین نے خبر فتح اثر تمھارے آنے کی سُنی تو مجھسے ضبط نہو سکا جوش محبت
مین چلا آیا رفیع البخت نے عرض کی کہ آپ اتنی عرض میری قبول فرمائیے کہ
مین رکاب سعادت انتساب پکڑے ہوئے ہمراہ پیدل چلون نور الدہر نے فرمایا
کہ اسکی کیا ضرورت ہے رفیع البخت نے عرض کی کہ یہ میرا فعل ہوا مین فخر و فضل
نہ دین تا کہ لوگ طعنہ زن نہون ورنہ ایک عالم کہیگا کہ دادا نے پوتے کا استقبال کیا

رسم و رواج دنیا کے خلاف بات کی معلوم یہ ہوتا ہے کہ کسی قسم کی خوشامد یا طمع تھی یہ
حضور کی بدنامی میری ذلت کا باعث ہوگی اور اگر میں اس ہیئت سے تا بہ شہر
چلونگا تو سب پر روشن ہو جائے گا کہ دادا اپنے پوتے کی توقیر کی تو پوتے نے
بھی دادا کی حرمت کی یہ کلمہ قسم دی نور الدہر کو ہر چند کہ پیدل چلنا رفیع البخت کا
نہایت شاق تھا لیکن بہ مجبوری گوارا کیا اور دل میں پچتاتے کہ کاش میں بڑا سے
استقبال نہ آیا ہوتا یہ تکلیف اس فرزند کو میری ذات سے پہونچی الغرض اس
شوکت و شان سے داخل شہر ہوئے دیکھنے والے کہتے تھے کہ یہ لطف خوردی و
بزرگی ہے جسوقت یہ خبر بلکہ تاوک فگن کو ہوئی کہ فرزند آپ کا با فتح و فیروزی آتا
ہے نہایت خوش ہوئیں سامان منتوں مرادوں کے پورا کرنے کا ہونے لگا قریب
تھا کہ ماں رفیع البخت کی بہ سبب خوشی کے شادی مرگ ہو جائیں ادھر ملکہ
ماہ شبیر سوار کی یہ حالت تھی کہ جیسے رفیع البخت جانب ملک سارنگیہ
روانہ ہوئے تھے اسوقت سے عجب حالت تھی کہ کھانا پینا اسکا چھوٹ گیا
تھا دھڑکا لگا ہوا تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے دل میں دعائیں مانگا کرتی تھی کہ خداوندا
تو میرے وارث کو تر و تازہ و سالم لانا اور مجھ کو اس سے ملانا ہنوز شادی اسکی
رفیع البخت کے ساتھ نہیں ہونے پائی ہے دل کا ارمان دل ہی میں ہے بہ سبب
شرم و حیا کے کچھ کہہ نہیں سکتی ہے جب زیادہ پریشان ہوتی تھی تو کسی حجرہ میں جا کر
رو لیتی تھی پھر دل کو سمجھاتی تھی کہ یہ بھی شگون بد ہے اسی عالم میں اسکو بھی خبر ہوئی قریب
تھا کہ ماہ شبیر سوار یہ بسبب جوش مسرت کے دیوانی ہو جائے مگر ضبط سے کام
لیا دل کو تھام لیا جو منتیں اسنے اپنے دل میں مانی ہیں پوشیدہ طور سے انکے ادا کرنے کا
انتظام کیا اسکی وزیر زادی بلکہ سرو ناز نے اپنے نام سے وہ سب سامان نذر فراہم
کر کے مستحقوں کو دیا اسنے میں شاہزادہ نور الدہر اپنے فرزند کو لیے ہوئے محل میں داخل
ہوئے رفیع البخت نے تاوک فگن کو سلام کیا ملکہ نے فرزند کو گلے سے لگایا
بلا گردان ہوئی بعد فراغت آنا رستے کے کیفیت کہی رفیع البخت کا آنا اور فتح
و فیروزی کے ساتھ یہ عجب طرح کی خوشی تھی کہ گھر گھر شادی رچی تھی رستہ چلتے ہوئے
ماہ شبیر سوار علیحدہ بیٹھی ہوئی انکھیوں سے اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی اور مسکرا رہی تھی
سانسیں بھر رہی تھی کہ ہم ایسی مجبور ہیں کہ اپنے وارث سے گلے بھی نہیں مل سکتے
کسی طرح کا اظہار مسرت نہیں کر سکتی ہیں جلسہ عیش و نشاط میں ملکہ تاوک فگن نے
شاہزادہ نور الدہر سے عرض کی کہ میں چاہتی ہوں کہ اپنی زندگی میں سہرا اپنے فرزند کا
دیکھوں عروس گھر ہی میں موجود ہے کہیں لینے تو جانا نہیں ہے نہ تلاش کرنا ہے زندگی کا
کوئی اعتبار نہیں ہے کیا معلوم کہ اب چھوٹ کر کب ملنا نصیب ہو اور یہ لڑکی کب تک
اسکے نام بیٹھی رہے مناسب یہ ہے کہ پہلے شادی انکی کر دی جائے نور الدہر نے کہا کہ

جو تمہاری خوشی ہو اسمین انھین کیا عذر ہو سکتا ہے پہلے تو ہمارا بھی یہ ارادہ ہوا تھا کہ یہ شادی
بعد فتح طلسم نہ طاق کے ہو جسوقت عزیز بیجا ہو لین تب مین شادی انکی معین کرون مگر
مصلحت اسمین معلوم ہوتی ہے کہ جو ہو جاے وہ غنیمت ہے ہم بھی چراغ سحری ہو رہے ہین
ساتھ والے راہی ملک عدم ہو چکے اب کیا معلوم ہے کہ زندگی کی کتنی ساعتین اور باقی
ہین اگر حیات نے وفا نہ کی تو یہ حسرت لیے ہوے دنیا سے چلے جاینگے لیکن رفیع الفطرت
نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ غلام کو ارشاد عالی بجا لانے مین کسیطرح کا عذر و تامل نہ تھا
الا یہ خیال ہے کہ والد ماجد براے فتح طلسم نہ طاق گئے ہوے ہین مجھے جلد ہی اس امر کی
ہے کہ مین بھی جا کر شریک جنگ ہون اگر شادی ہو گی تو سفر مین حرج ہو گا بروقت نہ پہونچ
سکونگا وہان نہین معلوم کیا افتاد پیش ہو کیا نہ ہو مثل مشہور ہے کہ جنگ و عدو سر وارد اگر لڑائی
مین ہم ہی مارے گئے تو دو دن کے واسطے شادی کر کے غم دنیا اور رنج و ملال لینا ہے اس
بہتر یہ ہے کہ ابھی اس امر کو ملتوی رکھیے جسوقت خداوند کریم طلسم نہ طاق کو فتح کرا دیگا
اور اطمینان ہو گا تو یہ امر بھی ہو رہیگا والد ماجد اور تمام عزیز بھی شریک ہون گے
اسوقت سوا آپ دونون صاحبون کے یا اپنے ماموں جان ہین اور کون شریک
ہو سکتا ہے یہ چند روزہ زندگی یون ہی بسر ہو جاتی تو اچھا تھا یہ سنکر ناوک فگن بسبب
رنج کے رونے لگین اور نور الدہر نے بھی آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ اے رفیع الفطرت
ایسی باتین سامنے اپنی ماں کے کرتے ہو کیا تم نہین جانتے کہ عورتون کا دل نازک
ہوتا ہے شادی کے ذکر مین بدشگونی کرنا مناسب نہین ہے اپنے سن کے موافق بات
کرنا چاہیے یون تو زندگی ایک ناپایدار چیز ہے اسپر کسی کو بھروسا کرنا نہ چاہیے خواہ جوان
ہو خواہ مسن ہو لیکن اگر اسیطرح دنیا کو ناپایدار سمجھ کر ہر شخص ترک دنیا کردے اور
شادی نہ کرے تو سلسلہ نسل بنی آدم کا منقطع ہو جاے آخر مین کوئی بھی باقی نہ رہے جو طریقہ
دنیا کا چلا آتا ہے اسکے خلاف کرنا کسیطرح مناسب نہین ہے بچون کے جوان ہونے کی
امید کی جاتی ہے جوانون کو پیری کا دھڑکا لگا رہتا ہے بڈھون کو موت کا انتظار رہتا ہے
اگر یہان اور عزیز نہین ہین تو کیا ہوا شرکت عزیزون کی ایسے وقت مین ضروری
نہین سمجھی جاتی ہے جبکہ وہ شریک نہ ہو سکتے ہون اور اگر اور لوگ نہین ہین تو تمہاری
ماں تو موجود ہین اور باپ کی جگہ مین ہون کہ دادا ہون بلکہ جو کچھ آئندہ تمھین اختیار
ہے ان باتون کا جواب رفیع الفطرت کیا دیتے خاموش ہو رہے اور کچھ دیر کے
بعد عرض کی کہ حضور کو اختیار ہے آپ جو مناسب جانین وہ کرین مجھے کسیطرح کا
عذر و انکار نہین ہے مجال ہے میری کہ خلاف حکم کر سکون لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ اس جلسہ
خوشی مین ماموں جان بھی سحر سے توبہ کرلین اور جسقدر ساحر ہین وہ سب سحر سے
توبہ کرلین سلیم جادو نے منظور کر لیا اژدر جادو و ملکہ شب افروز جادو اور
جسقدر جادوگر تھے سب جمع ہوے اور شاہزادہ نور الدہر نے سبکو کلمہ تلقین فرمایا

اور یہ سبب اُس صدق مسلمان ہونے کے بعد اسکے تیاری شادی کی ہونے لگی قبائے نورجہاں کا نام شبستان افروز بانو قرار پایا یہ اپنی دختر نیک اختر ملکہ ماہ شبیر سوار کو لیکر علیحدہ مکان میں گئی اور جشن کا دن مقرر ہوا پہلے مانجھا سانچق مہندی وغیرہ سب رسوم ادا کیے گئے بعد اسکے روز کتخدائی آیا شام کو تمام شہر آئین بند ہوا ہر طرح کی تیاری ہوئی ظہر گھر جشن تھا ہر مکان مثل حجلۂ عروس کے آراستہ تھا چراغان کا لطف کہکشان فلک پر چشمک زن تھا اور قبتوں میں اسقدر قندیلیں آویزان کی گئی تھیں کہ گویا شبستان کا لطف حاصل ہوتا تھا جو بارگاہ جشن کے واسطے سجی گئی تھی اُسکی آرائش بیان سے باہر ہے یہ جلسہ بارگاہ نور آگین میں قرار پایا تھا ایک تو یہ بارگاہ ہی اسم بامسمی نور کی بنی ہوئی ہے اور اُسکے علاوہ جھاڑ کنول چھاپے ہر رنگ کی لالٹین اس کثرت سے روشن تھیں کہ دن معلوم ہوتا تھا تمام بارگاہ میں زرنگار فرش تھا امرا اور روسا شہر جمع تھے صدر میں ایک مسند جواہر نگار بچھائی گئی تھی اُسپر رفیع البخت دولھا بنے بیٹھے تھے ایک جانب شاہزادہ نور الدہر بیٹھے ہوئے تھے اور دوسری جانب سلیم جاہ و بعد سلیم جاہ کے امیر الملکان اور محیط جاہ و انکے بعد دیگر روسا شہر نور آگین و شہر سار بقیہ یہ سب جمع تھے انکو اطلاع دیکر بلایا گیا تھا عجب طرح کا جلسہ تھا صحبت رقص و سرود گرم تھی ایک نازنین ماہ جبین مہر تمثال پری جمال یہ غزل گا رہی تھی

غزل

شکوہ کرتے ہیں نہ الزام جفا دیتے ہیں ہم
جب ستم کرتے ہیں وہ دیکھو دعا دیتے ہیں ہم

بدگمان جسسے ہم تلبارہ بازی ہو کوئی
وہ نگاہیں پھیلانے پردوں میں چھپا دیتے ہیں ہم

سچ ہے یہ چلتا نہیں تقویم پارینہ سے کام
بھیجوں سے وصل کی باتیں بھلا دیتے ہیں ہم

اُس نگاہ لطف اُنکی وہی ہے اپنے فریب
جو ستم کرتے ہیں سب وہ بھلا دیتے ہیں ہم

یار کی نازک مزاجی سے نہیں کیا کیا خیال
اُٹھتے ہیں جو شوق میں وہ بھی مٹا دیتے ہیں ہم

جب میں کہتا ہوں تڑپ کر خود ٹھہر جاتا ہے دل
شوخیاں کہتی ہیں اُنکی پھر ستا دیتے ہیں ہم

فعل اتنا تو فراق یار میں پیدا کیا
جو چھپا اُسکے دل میں ہوتا ہے بتا دیتے ہیں ہم

لیکے پیر اُس کے زہرہ سے ہم خموشی اُنکی ہم
بات پر آئیں تو وہ تو انکو ہنسا دیتے ہیں ہم

عشق کے رستہ میں ہر طرح نقصان بہتا ہی
بس نہ پوچھو کہ کیا لیتے ہیں کیا دیتے ہیں ہم

جسطرح ہو یاد کر لینا تو ہے کوئی کبھی
کوسنے والے کو بھی ایسے دعا دیتے ہیں ہم

دلبر اُس جستہ کے وہی نالے اثر کرتے نہیں
جنکو دعویٰ ہے کہ ہر فن آشنا اُلا دیتے ہیں ہم

آرزو جلنا ہی جب ٹھہرا تو پھر کیا فائدہ
آگ سی ایسی لگی کو تو لگا دیتے ہیں ہم

تمام رات یہ جلسہ رقص و سرود رہا قریب صبح شاہزادہ رفیع البخت نے لاہور شیر کام کو اپنے پاس بلایا اور چپکے سے کہا کہ آج تمہارا کام ہے ہم سنتے ہیں کہ لاہور کو ہر چند سامنے نور الدہر کے لگاتے ہوئے جاسوس معلوم ہوتا تھا لیکن حکم رفیع البخت کا نہ ٹال سکا

اور آمادہ ہو گیا لیکن ایسے خاص خاص لوگ باقی تھے عام صحبت برخاست ہو چکی تھی اور برات کے چلنے کی تیاری تھی جلوس آ کر جمع ہو رہا تھا وہ سماں وقت شمعوں کا جھلملانا نسیم سحری کا چلنا جاگی ہوئی آنکھوں میں خمار گلزار شب کی بسی ہوئی بہار عجب لطف دکھا رہی تھی اس وقت لاہوری پنڈت کا ہم نے بیٹھ کر گانا شروع کیا ساز اس رنگ پر تھے کہ سروں سے لو نکل رہی تھی جو راگ گایا تصویر کھینچ کر دکھا دی جہاں چاہا ہنسایا جہاں چاہا رُلا دیا بعد اسکے وہ غزل گانا شروع کیا جس کے سننے سے وہ سر دھننے لگا غزل

یا الٰہی آہ میں تاثیر ہونا چاہیے ان دل آزاروں کی بھی تعزیر ہونا چاہیے
دل میں یاد روئے پر تنویر ہونا چاہیے شیشۂ خالی میں اک تصویر ہونا چاہیے
ویسے کفن آندھی بگولے والے میں بھی اُٹھی خاک دفن مجنوں کی کوئی تدبیر ہونا چاہیے
اس بہانے اپنے کوچے سے اٹھایا بعد مرگ لاش پر مجرم کی ہر تشہیر ہونا چاہیے
بل کی بے انتہا سیری دلکی ہے اس کے سپرد زلف کو ہم صورت زنجیر ہونا چاہیے
پوچھ کر وہ حالت دل چپ ہیں یا کچھ کہیں آہ میں تھوڑی بہت تاثیر ہونا چاہیے
تیر ہی بنت سے بڑھ کر وحشت کا ہیری سلسلہ پانو میں دونوں کے اک زنجیر ہونا چاہیے
بند ہو میری زبان یا منہ سے بول اُٹھے وحشت کچھ تو آج اے آہ بے تاثیر ہونا چاہیے
ہو کچھ سوا او وکر سے بوسہ طلب کوئی اگر جرم جیسا ویسی ہی تعزیر ہونا چاہیے
وہ جفا جو ہو چلا غافل ہمارے حال سے پھر گنہ کوئی کوئی تقصیر ہونا چاہیے
سینے میں بیمار میں بہت ہیں سر کو نیچا نگاہ آج اس تودہ پہ مشق تیر ہونا چاہیے
دل جگر پر چاہیے قاتل برابر کی نظر دو نشانے ساتھ اڑیں وہ تیر ہونا چاہیے
شغل بیکاری نہیں ہے آنسو ہجر میں باتیں کرنے کو نئی تصویر ہونا چاہیے
دیکھو پیمان نامۂ الفت تجھ کو پڑھ کے پھر جسکی پابندی ہو وہ تحریر ہونا چاہیے
بیخودی کی حسن میں دیکھو لینگے ہشیاری میں وہ ایک اس حالت کی بھی تصویر ہونا چاہیے
ہم کبھی جو چاہنگے کھوا لینگے اس سے آرزو وقت پیمان خوبی تقریر ہونا چاہیے

غرضکہ ایسی ایسی چیزیں لاہوری نے سنائیں کہ تمام محفل کو محو کر دیا ہر شخص ایک مورت بنا بیٹھا تھا کسی کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کوئی ٹھنڈی سانسیں لے رہا تھا تمام محفل میں سناٹا پڑا ہوا تھا اس وقت تمام ہوا جلسہ برخاست ہوا لوگوں نے جلدی جلدی نماز صبح سے فراغ حاصل کیا اور برات چلنے کی تیاری ہوئی نہایت دھوم سے برات شاہزادہ رفیع البخت کی مکان عروس کی جانب چلی جس وقت اس ترک و احتشام سے مکان عروس پر پہونچی جلسہ جمع ہوا اور براتی آ کر بیٹھے عقد پڑھا گیا اسی عقد کے ساتھ لاہوری کا عقد بلکہ سرو ناز کے ساتھ ہوا اور دونوں شاہزادے خوشی خوشی عروسوں کو لیے ہوئے مکان پر آئے اور وصل سے اپنے اپنے معشوقوں کے کامیاب ہوئے بطن سے ملکہ ماہ سیما کے ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے کہ نام اسکا ہیرا ... قصہ مختصر

ہوتا ہے اور بطن صدر و ناز سے شنا ہو رہیں لا ہو رہیدا ہوتا ہے کہ ذکر انکا دفتر انقلاب میں آئے گا الغرض بعد دو چار روز کے شاہزادہ رفیع البخت نے چلنے کی تیاری کی اور ملکہ ناوک فگن سے رخصت طلب کی سلیم جادو کو اس مقام کا ناظم و حاکم مقرر کیا ملکہ ناوک فگن فرزند کو گلے لگا کر بہت روئی نور الدہر نے سر ناوک فگن کا سینے سے لگایا اور کلمات تسلی و تشفی زبان پر جاری کیے کہ انشاء اللہ بہت جلد پھر تم سے ملینگے رفیع البخت نے یہاں سے کوچ کیا اور قبر پر نوذر اور رنگ نشین کی آئے فاتحہ خیر پڑھا چراغان کا حکم دیا مقبرہ کو آراستہ کیا تمام رات عبادت میں بسر کر کے ثواب اسکا روح نوذر اور رنگ نشین کو بخشا قریب صبح قبر سے لپٹ کر روئے اور کہا کہ اب یہ غلام رخصت ہوتا ہے میں نے آپ کے خون ناحق کا عوض سیار لنق وزیر اور نشین سے لیا اور اس ملعون کو قتل کیا وصیت آپکی پوری کی یہ کہکر اسقدر روئے کہ بیہوشی طاری ہوئی اسی عالم بیہوشی میں دیکھا کہ نوذر اور رنگ نشین آئے رفیع البخت کو گلے سے لگایا اور کہا اے فرزند تو نے روح کو میری شاد کیا خدا تجھے آباد رکھے روح کو میری اب چین ملے گا اور وصیت قبر سے لگی کی ورنہ تا قیام قیامت میں بیچین رہتا بعد اسکے انکی ناتی بھی آگئی بلا گیر ہوئیں اور کہا کہ اے فرزند خدا حافظ و ناصر بعد تھوڑی دیر کے رفیع البخت کی آنکھ کھل گئی اب رفیع البخت نے پیران خیر منت کو سپہ سالار کیا اور اختر شاہ کو بادشاہ لشکر قرار دے کر نقاب سبز چہرہ پر ڈالی لباس سبز تن پر آراستہ کیا نور الدہر نے بھی جامۂ سبز و نقاب سبز اختیار کی اور جانب شہر طاق براے ملاقات شاہزادہ بدیع الملک روانہ ہوئے اب انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے

اور بیان سے داستان شوکت بیان صاحبقران یعنے بدیع الملک نوجوان کی آغاز ہوتی ہے۔ ساقی نامہ

ہاں ساقی ماہوش ادھر آ
پیری میں ہے حسرت جوانی
چھڑ کے مری داستاں پہ بلبل
نقشہ کھینچا ہیں صفدری کے
مطلب ہے کہ ہو یہ فسانہ بیسرا

جلوہ ہے بہشت عنب کا دکھلا
دے بھر کے شراب کا وہ اک جام
ہو سلسلہ مثل زلف سنبل
جس جا پہ رقم ہو ذکر پیکار
خو و صف کرے زمانہ میرا

آئی ہے بہار قصہ خوانی
پینے سے ہو جسکے لب انجام
نیرنگ دکھاؤں ساحری کے
چمکے ہر اک نقطہ بیر تلوار
نیرنگ سازان واقعات

عجیبہ و جادو نگاران داستان غریبہ اس واقعہ ہوش ربا کو اسطرح تحریر کرتے ہیں سے بیان شنوائے ہمدم راستان بلکہ یار آدم بر سر داستان ہے داستان جیرت بیان اس مقام تک تحریر ہو چکی ہے کہ شاہزادہ رفیع البخت مع لشکر بے پایان و فوج فراوان جانب طلسم شہر طاق چل چکے ہیں اور طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے

قریب دریائے قیسان کے پہونچ گئے ہین اور یہ خبر ہزبر شیردل کو پہونچی کہ فتاح طلسم
قریب آگیا ہے اور آپ ابھی تک خواب غفلت مین ہین یقین ہے کہ کل صبح کو لشکر فتاح
طلسم کا دریا عبور کرکے داخل شہر ہو جائے یہ سُنکر ہزبر شیردل مالک اس مرحلہ کا نہایت
پریشان ہوا اور اپنے وزیر باتدبیر کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اے سماک پاک طینت
تم نے بھی خبر آمد بدیع الملک کی سُنی ہوگی یہ لوگ جیسے سرکش و دلاور ہین قبل اسکے ہر
بڑے بڑے طلسم انھون نے فتح کیے ہزار ہا جادوگرون کو مارا سیکڑون خداوندان بگاڑ دیئے ہین
یہانتک کہ اب اسطرف کا رخ کیا اور قریب ہے کہ وہ داخل ہون ہنوز خداوندان کوان و
کیوان نے ہماری مدد نہین بھیجی اور خبر نہین لی آیا غضب خداوندی ہم پر نازل ہے یا خداوند
ہمارے حال سے بیخبر ہین آخر کیا سبب ہے جو اسوقت تک کوئی اثر ظہور مین نہین آیا
اگر خداوند ہم سے ناراض ہین اور ہمارا مٹا ہی دینا منظور ہے تو اسکی کیا ضرورت ہے کہ دشمن
کے ہاتھ سے ہم کو مٹواتے ہین اگر ہم کو مٹانا ہی منظور ہے تو خود ہی مٹا دین اس طرح
مٹنے مین انکا ملک بھی مٹے گا سماک پاک طینت نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا
حضور کیفیت یہان کی یہ ہے کہ جولان عرش جوکہ درویش کامل تھے اور بہت بڑے
عامل تھے یہ انھین مین کرامات تھی کہ ہوا کو اپنے عمل کے زور سے انھون نے اسطرح
بستہ کرکے محکوم بنا دیا تھا کہ جس ملک مین جو واقعہ گذرتا تھا اسکی خبر گوش زد ہو جاتی
تھی انھون نے یہ خبر بھی دی تھی کہ جس زمانہ مین بدیع الملک فتاح طلسم نہ طاق
قریب دریائے قیسان پہونچے گا اسوقت ہوا بھی حاکمان طلسم نہ طاق سے برگشتہ
ہو جائے گی اور خبرون کا سلسلہ قطع ہو جائے گا اور آئینہ اندام جادو کہ اسکو بھی
دعوی خداوندی تھا اور اپنے طلسم مین خداوند کہلاتا تھا یہ بھاگ کر اس طلسم مین
آئے گا اور اسی کی نحوست طلسم نہ طاق کو برباد کرائے گی نہ یہ اسطرف آتا نہ
بدیع الملک ادھر کا رخ کرتے یہ سُنکر ہزبر شیردل نے تھوڑی دیر سکوت کیا
اور وزیر سے کہا کہ پھر اب کیا ہوگا وزیر پرتدبیر نے عرض کی کہ حضور کسی کی مدد پر
بھروسا کرنا بالکل خلاف عقل ہے انسان کو چاہیے کہ جو کچھ ہو سکے خود کرے اور تدبیر
اسکی یہ ہے کہ عازم شعبدہ باز جسکو حضور نے قید کر لیا ہے اسکو رہا کیجیے اور یہ
کیفیت اس سے بیان کیجیے وہ کوئی نہ کوئی انتظام حفاظت ملک کا کرے گا اور
دشمنون کی بربادی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے گا کہ وہ مرد عاقل و کامل اور
رازدار ہے یہ سُنکر ہزبر شیردل نے اسیوقت عازم شعبدہ باز کی رہائی کا حکم دیا
اور خلعت سے سرفراز کرکے صحبت مین طلب کیا عازم شعبدہ باز حاضر ہوا
ہزبر شیردل نے کہا کہ اے عازم شعبدہ باز مین نے نہایت غلطی کی جو تم کو قید
کیا مین نہ جانتا تھا کہ اسپر اترانا اس نہر نگسانے کو دکھلانے کا نہین ہے جو تم نے پہلے
دکھائے تھے مجھے یہ شبہہ گذرا تھا کہ تم نے عدول حکمی کی اسوجہ سے مین نے تم کو

قید کر لیا تھا عازم نے عرض کی کہ آپ ہر طرح جان و مال کے مالک ہین مین غلام ہون
آپکا جو جی چاہا کیا آپ نے بہت اچھا کیا اُسکی معذرت نفرمائیے کہ مین ذلیل ہوتا
ہون اور جو کچھ ارشاد ہوا اُسکی تعمیل تسخیر و خشم کرنے کے لیے موجود ہون شہریر دل
نے خبر آمد بدیع الملک کی عازم شعبدہ باز سے بھی بیان کی اور کہا کوئی ایسی تدبیر
کرو کہ لشکر حریف کا تباہ ہو جائے اور اسطرف نہ آسکے اُسنے عرض کی کہ بہت خوب
مین جاتا ہون اور انتظام اسکا کرتا ہون یہ کہکر بادشاہ سے رخصت ہوا اور اپنے
مکان کی جانب روانہ ہوا عازم شعبدہ باز کی ایک دختر ہے کہ نام اُسکا ملکہ ماہ سیمبر
ہے حسن بے نظیر اسکا رشک پری ہے یہ اپنے باپ سے نہایت مانوس ہے جسوقت
سے عازم شعبدہ باز قید ہو گیا تھا اُسوقت سے یہ نہایت پریشان تھی دن رات
رویا کرتی تھی عیش و عشرت کو اسنے ترک کر دیا تھا ہر چند انیسین و جلیسین سمجھاتی
تھین مگر یہ نہ مانتی تھی اور اپنے کو ہلاک کرنا چاہتی تھی اسی حالت مین ایک کنیز نے
آکر خبر دی کہ واری اب اُٹھیے دن پریشانی و اندوہ کے دفع ہوئے اور زمانہ خوشی کا آیا
ابا جان آپکے قید سے رہا ہوئے بادشاہ نے معذرت کی اور خلعت دے کر
رخصت کیا ہے اب بادشاہ اُسیقدر اُنپر مہربان ہے جسقدر پہلے نامہربان تھا یہ سُنکر
ماہ سیمبر اُٹھ بیٹھی اتنے مین عازم بھی داخل مکان ہوا دختر کو گلے سے لگایا بچھڑے
ہوؤن سے ملا اُسکے بعد سامان شعبدہ بازی و نیرنگ سازی کے جمع کرنے مین مصروف
ہوا کہ اسکا حال ہر وقت بیان ہوگا لیکن ملکہ ماہ سیمبر کہ ابھی نوجوان ہے ناکتخدا ہے باپ
کی قید نے اسکو مضمحل کر دیا تھا جسوقت سے عازم شعبدہ باز نے رہائی پائی ہے
اُسوقت سے مارے خوشی کے پھولی نہیں سماتی ہے دن عید رات شب برات ہے
ہر وقت صحبت رقص و سرود برپا رہتی ہے دو مصاحبین اسکی ہین کہ نام ایک کا صبا
دوسری کا سیارہ ہے انھون نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اے ملکہ آفاق لطف اس
جلسہ کا یہ تھا کہ باغ گلشن شعار مین یہ جلسہ ہوتا کہ زیادہ لطف حاصل ہوتا ایک
مدت سے جو دل کا کنول مرجھایا ہوا تھا یہ پھر تازہ ہو جاتا یہ سُنکر ملکہ ماہ سیمبر
نے کہا کہ ہان سچ کہتی ہو اُسیوقت کار پردازون کو بلا کر آراستگی گلشن شعار کا حکم دیا
اور خود چلنے کے سامان مین مصروف ہوئی کار پردازون نے باغبانون کو
حکم دیا انھون نے بیلچے اُٹھائے اور درستی باغ مین مصروف ہوئے اور عندلیبان
چمن نے یہ رنگ دیکھکر کہا کہ پھر بہار آئی ہے تجھ مین اے گلستان ختم نہ تھا + وہ چلی
آتی ہے فوج عندلیبان ختم نہ تھا + گو کہ شب آخر ہوئی اے شمع نو زاری نہ کر + پھر وہی
محفل ہے اور تیرا شبستان ختم نہ تھا + چونکہ بسبب نادرستی مزاج ملکہ کے سب
سامان باغ کا ابتر ہو رہا تھا درختون کے نیچے پتون کا ڈھیر تھا اور گل و ثمر خشک
پڑے ہوئے تھے ٹہنیان پژمردہ اُسیطرح مثل جانے کے درختون مین لٹک رہی ہین

روشن پڑی سے شاداب ہو رہی تھی چمن مثل جنگل کے ہو رہا تھا اور وہ قصر عالی شان جو
خاص ملکہ کا مسکن رہا تھا ایسا تھا معلوم ہوتا تھا کہ جا بجا گھونسلے ابابیلوں کے چمگادڑ
چھتوں میں لٹک رہے تھے جالے ہر طرف تنے ہوئے تھے کہیں کہیں سے استرکاری
ٹپک گری تھی [illegible] نیلی ہو گئی تھیں سفیدی کا رنگ اُڑا ہوا تھا غرض
عجب ایک مقام ہو کا نظر آتا تھا منتظمان باغ نے نہایت چالاکی کی کہ ایک روز میں
باغ کو باغ بنا دیا صدہا مالی کام کر رہے تھے [illegible] کی درستی میں مصروف تھے شام تک
روشن پڑی باغ کی سفیدی اور استرکاری قصر کی سب درست ہو گئی دوسرے روز
[illegible] پردے [illegible] نگار [illegible] فرش و آلائش سے تمام قصر مزین کیا گیا فرش و
مسند و مسہری وغیرہ سب چیزیں درست ہو گئیں سامان عیش و طرب فراہم کیا گیا
جب ان کاموں سے فراغت حاصل ہو گئی آکر ملکہ سے عرض کی کہ حسب الارشاد
ملکہ آفاق سب سامان درست ہوا ہے حضور کی رونق افروزی باقی ہے تشریف
لے چلیے اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے باغ کو منور فرمائیے اب گلشن حصار
گلشن شداد کا ہمسر ہو رہا ہے مگر حضور رونق افزائی کی دیر ہے یہ سنکر ملکہ نے سواری طلب
کی اور کارپردازوں کو انعام عنایت فرمایا کیونکہ یہ کام انھوں نے نہایت تعجیل سے
سے انجام دیا تھا الحاصل تیاری سواری کی ہوئی منادی نے ندا کر دی کہ ملکہ عالم
باغ تشریف لیے جاتے ہیں فلاں راستہ سے خبردار کوئی شخص آج ادھر سے
گذر نہ کرے [illegible] راستہ قدم رکھیگا [illegible] گا کیا تاب و طاقت تھی کسی کی کہ اسطرف کا رخ
بھی کرتا اب سواری ملکہ کی مثل باد بہاری جانب باغ روانہ ہوئی وہ تزک و
احتشام سواری کا تھا [illegible] تھا مگر کیا مجال کسی کی کہ اس راستہ کی طرف بھی نگاہ
اٹھا کر دیکھے اگر ایسا کرے تو آنکھیں نکلوا لیجائیں حبشنیں ترکنیں اردا بیگنیاں
قلماقنیاں وغیرہ دور سے انتظام کرتی ہوئی تلواریں برہنہ اپنے ہاتھوں میں لیے
ہوئیں اس شان و شوکت کے ساتھ سواری ملکہ کی جانب باغ چلی جاتی ہے یہ
معلوم ہوتا ہے کہ خاص [illegible] شیر دل کی دختر کہیں جاتی ہے یہ احتشام اسکا اس
سبب سے ہے کہ باپ ملکہ کا [illegible] بادشاہ کا مقرب خاص ہے اور
بادشاہ اسکو بہت دوست رکھتا ہے گویا ایک رکن سلطنت ہے سبب اس کا
ادب و لحاظ مثل بادشاہ کے کرتے ہیں ایک یہ امر اس زمانہ میں [illegible] واسطے
بیشک بڑا ہو گیا تھا کہ یہ چند روز مقید رہا جب بادشاہ سمجھ گیا کہ [illegible]
کا اس امر میں قصور نہیں ہے تو بادشاہ نے اسکو رہا کر دیا اور عذر و معذرت کی اور
جو اسکا درجہ تھا اسی منصب پر پھر یہ قائم ہوا اب سواری تو ملکہ کی رہروی باغ
میں چھوڑی جاتی ہے

اور کچھ حال خواجہ خضران کا بیان کیا جاتا ہے

ناظرین باتمکین کو خیال ہوگا کہ سابق میں یہ داستان حیرت بیان اس مقام پر چھوڑی
گئی تھی کہ مہتر عنتران یعنے خواجہ خضران شہر عریانیہ میں عریان حبشی کے پاس ہیں
اور اُس سے راستہ طلسم شہ طارق کا اور حالات دربندان طلسم کے پوچھتے ہیں اور
عریان حبشی نے وعدہ کیا ہے کہ میں کل آپ سے مفصل طور پر بیان کرونگا چنانچہ
جب دوسرا روز ہوا تو خضران بن عمرو نے عریان حبشی سے کہا کہ اب بیان کرو دیر
کرنا مناسب وقت نہیں ہے اسلیے کہ نہیں معلوم میرا آقا کس مقام پر ہے ایسا نہ ہو
کہ وہ خدا نخواستہ مبتلاے بلا ہوجائیں اور میں پہونچ نہ سکوں یہ سُنکر عریان حبشی
نے کہا کہ اے خواجہ وہ امور جنکا میں نے وعدہ کیا تھا وہ یہ ہیں کہ حکیم فیلقوس ثانی
نے جو دریاے نسیان بنایا ہے تو اُسکو اسم بامسمیٰ سمجھنا چاہیے تاثیر اُسکی یہ ہے کہ جو
شخص دریا کو عبور کریگا اُسپر ایک کیفیت نسیانی طاری ہوجائیگی بیہوش و
حواس میں اختلال واقع ہوجائیگا نوبت دیوانگی کی پہونچ جائیگی یہ بھی ذہن
میں نہ سمائیگا کہ ہم کون ہیں اور کہاں ہیں اور کس حال میں مبتلا ہیں اور کس ارادے
سے آئے تھے کہاں جانا چاہیے کیا کرنا چاہیے جب ان اندیشوں میں انسان مبتلا
ہوجائیگا تو اُس سے کیا ہوسکیگا دوست دشمن میں امتیاز نہ کرسکیگا انجام
یہ کہ ہاتھ سے دشمن کے مارا جائیگا خضران نے کہا کہ اب لشکر کی کیفیت
بیان کرو عریان حبشی نے کہا کہ اول تو ایسے مقام پر ایک شخص ضعیف الجثہ
بھی رستم کو قتل کرسکتا ہے علاوہ اسکے دوسری بلا یہ ہے کہ حکیم فیلقوس ثانی نے
ایک دیوانہ بھی بنایا ہے کہ نام اُسکا اژدر شیر چشم ہے وہ بلاے مبرم ہے اور حریف
کے لیے مرگ مفاجات سے کم نہیں ہے طریقہ جنگ اُسکا یہ ہے کہ اول وہ نعرہ
کرکے حریف سے آنکھ ملاتا ہے اور قوت اُسکی سلب کرکے وار گرز کا کرتا ہے کہ
حریف کیسا ہی رستم وقت کیوں نہ ہو مگر لنگر ضرب کا نہیں سنبھال سکتا اور بیہوش
ہوجاتا ہے دیوانہ باطمینان دشمن کو باندھکر میدان سے لیجاتا ہے خضران نے
کہا کہ اے عریان حبشی کچھ تدبیر اسکے دفعیہ کی کیا سوچی ہے اسلیے کہ تم بھی تو صاحب
ہنر ہو تمھارے کمالات کا حال میں سن چکا ہوں کوئی تدبیر ایسی ممکن ہے کہ
یہ بلا رد ہو اور اژدر شیر چشم مارا جائے کہ بغیر اسکے تمھارا ملک تم کو نہیں
مل سکتا اور بادشاہی تمھاری پھر سے قائم نہیں ہوسکتی یہ سُنکر عریان حبشی نے
کہا کہ اے خواجہ بلاشبہ یہ دیوانہ ساختہ حکیم فیلقوس ثانی ہے جب تک حکیم نہ
مارا جائیگا اُسکی شکست تک مرنا اس دیوانہ کا ممکن نہیں ہے اور تاثیر دریاے نسیان
کی بغیر حکیم کے قتل کے باطل نہ ہوگی اور حکیم تک پہونچنا بہت دشوار ہے اسلیے

کہ جانے کا رستہ سوائے عاذرم شعبدہ باز کے کوئی نہیں جانتا خضران نے کہا کہ اچھا چلو تو سہی
دیکھا جائے گا لیکن اگر ایسا راستہ ممکن ہو کہ جسطرف دریائے نسیان حائل نہ ہو
تو بہتر ہے اسلیئے کہ جب نسیان غالب ہوا ہوش وحواس بجا نہ رہے یہ بھی نہ معلوم ہوا
کہ کس واسطے آئے اور کیا کرنا چاہیئے تو عیاری کیا ہو سکے گی اور ان مرحلوں کا طے کرنا
بغیر عیاری کیے ممکن نہیں ہے غرضکہ حمر بان جنی اور برخوردار جنی اور خواجہ خضران
جانب ملک سہر شیر دل روانہ ہوئے ہیں اور یہ اس راستے سے جاتے
ہیں جو راہ مخفی ہے اور ہر کس و ناکس اس راستے سے واقف نہیں ہے تا کہ عقل انکی
سالم رہے اور عیاری ہو سکے عقل خامی نہ کرے اب انکو بھی رہرو ہی ہیں
چھوڑا جاتا ہے

اور یہاں سے چند کلمہ داستان شوکت نشان صاحبقران ثالث یعنے بدیع الملک کے بیان کیے جاتے ہیں

راوی بیان کرتا ہے کہ جس وقت صبح ہوئی تو بدیع الملک نے نماز صبح سے فراغ
حاصل کیا مرکب پری پیکر طلب فرمایا بارگاہوں کے اکھڑنے اور بار ہونے کا
حکم دیا تیاری سفر ہونے لگی جبریل بن عادی پیش خیمہ لیکر آگے روانہ ہوئے
اور بدیع الملک منتظر ہیں کہ سب سامان کچھ دور پہونچ لے تو ہم بھی چلیں اسی
تردد میں تھے کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست کہ گرد سے تیرہ تیرہ و خیرہ
خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان ایک آسمان
خاکی نمودار ہوا ہرکارے برائے دریافت حال روانہ ہوئے اتنے میں جسوقت
ہوا نے بارا گرد کو گرد نے بارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے لشکر
اسلام کے نشان معلوم ہوئے پھریروں پر تعریف الہی نعت رسالت پناہی مرقوم
تھی پنجے چمک رہے تھے پرچم ہوا سے اڑ رہے تھے ہرکاروں نے جا کر خبر دریافت
کی اور آکر عرض کی کہ شاہزادہ گوہر کلاہ و آصف انجم طلعت شاہزادہ
امیر الزمان و سکندر فرخ لقا وغیرہ مع اشیاء طلسمی تشریف لاتے ہیں
بدیع الملک نے سرداران ہمراہی کو برائے استقبال روانہ کیا لوگ گئے اور
ان سب صاحبوں کو استقبال کرکے لائے بدیع الملک نے حالات سفر
راہ کے دریافت کیے ہر ایک نے اپنی اپنی سرگذشت بیان کی اور کہا
ہمیں یہ امید نہ تھی کہ اسقدر جلد آپ تک پہونچ جاوینگے مگر الحمد للہ کہ وقت پر
پہونچ گئے ہنوز یہ لوگ قائم نہ ہونے پائے تھے کہ اور گرد اڑی اور دل گرد
سے پانچ آفتاب شیر پیکر یعنے اسد غازی چاروں فرزندوں سمیت نمودار
ہوئے بدیع الملک نے تمام سرداروں کو اسد کے استقبال کے واسطے روانہ کیا

اور خود بھی چند قدم بڑھ کر پیشوائی کی اور مثل اپنے والد ماجد کے ہزار خلق پیش آئے
اور کہا کہ الحمد للہ آپ کی زیارت پھر نصیب ہوئی آج پھر سفر معطل ہوا اور بخاطر
اسد غازی بدیع الملک نے اسی مقام پر قیام کیا اور سامان دعوت وضیافت
اسد غازی کے واسطے مہیا کیا جب شام ہوئی اور کھانے پینے سے فراغت
ہو چکی تو سب ایک مقام پر جمع ہوئے بدیع الملک نے حال آتش میدان
کاچ و باچ کا دریافت کیا اسد غازی نے بیان کیا کہ صاحبقران ثانی نے
مجھے رخصت کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ تم ہمراہ بدیع الملک کے خانہ کعبہ کو جانا
میرے ساتھ تمھارا چلنا مناسب نہیں ہے کیونکہ بدیع الملک تعاقب میں
آئینہ اندام جادو کے روانہ ہوئے ہیں آئینہ اندام جا کر طلسم شہ طاق میں پناہ
گزین ہوا ہے سنا ہے کہ وہ طلسم نہایت سخت ہے اور مقام مخدوش ہے لہذا تم بھی جاؤ اور
جا کر شریک جنگ ہو میں امیر ثانی سے رخصت ہو کر چلا تھا کہ مجھکو پیچھے اٹھا
لے گیا وہ ایک ساحرہ تھی مدت تک میں اسکی قید میں رہا اس وجہ سے مجھکو نہیں
معلوم کہ بعد میرے جانے کے بیابان کاچ و باچ میں کیا آفت برپا ہوئی اور
ہوا یہاں صاحبقران ثانی پر کیا گذری کون کون جل گیا اور کون کون بچا جب کہ
ضرغام شیر دل نے میری تلاش کی اور اسی ساحرہ کو عیاری کر کے مارا تو مجھکو
رہائی ہوئی بعد اسکے میں شہر مرجانیہ میں آیا وہاں خروج خونخوار بن دجال کا
حال معلوم ہوا کہ ایک کافر پیدا ہوا ہے اور قلعہ مرصع حصار اسنے تباہ ہندوں کا
استیصال کر دیا ہے اور برابر ملکوں کو تباہ و برباد کرتا ہوا چلا آتا ہے شہنشاہ مرصع
حصاری اور شہریار مرصع حصاری اسکے ہاتھ سے قتل ہوئے یہ سنکر میں تعاقب
میں اسی کافر کے روانہ ہوا جن جن ملکوں کو وہ تباہ کر کے وہاں اپنی جانب
سے حاکم مقرر کرتا جاتا تھا میں ان ملکوں کو پھر سے اسلام آباد کرتا جاتا تھا
یہاں تک کہ خونخوار ملعون تا بہ قلعہ زوالامان پہونچ گیا اور قصد بربادی طلسم کا
کیا یہ خبر پیر فغاری کو پہونچی انھوں نے بھی نامے لکھ کر رفقائے صاحبقران
کو ہمراہ کے مدد طلب کیا ہو کہ خونخوار کے ساتھ فوج کثیر تھی اور لشکر بے شمار
تھا جہاں نثاران صاحبقران مثل ملک قہرش بن مسعود قباے طوفانی و
القاش خون آشام وغیرہ نے حق نمک ادا کیا سب شہید ہوگئے بادشاہ
اسلام تاب قتل ہو گئے ناموس امیرین سے ملکہ زیبا شہید کیا اور ملکہ دیبا نو
نے تلعا میں جہدوں پر ڈال کر کئی تھا بلکہ پیمانہ عمر لبریز ہو چکا تھا کہ
انھوں نے بھی جام تیغ اجل نوش کیا بعد ازاں تمام ناموس صاحبقرانی سے
در بدر تھا کہ جہاں و سکندری میں ملکوں کو آباد کرتا ہوا اور فوجوں کو درہم برہم
کرتا ہوا اس قلعہ زوالامان پر پہونچا کہ سب کا خاتمہ ہو چکا تھا اور کفار

بقصد غارت قلعہ کی طرف متوجہ ہوئے تھے میں نے جا کے جو تیغ زنی کی ہے ان ملعونوں کو واصل
جہنم کیا اور سب کافرون کو گھیر کر مار لیا لاشیں دفن کرتے کرتے کئی روز گذر گئے
اُسوقت جو حالت میری تھی وہ احاطۂ بیان سے باہر ہے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ
جس شخص کے تمام عزیز ایک مقام پر قتل کیے ہوئے پڑے ہونگے اُسکی کیا
حالت ہوگی اس بیان پر تمام بارگاہ میں ایک کہرام مچ گیا تمام شاہزادے اپنے
اپنے بزرگون کے واسطے چیخیں مار مار کر رونے لگے وہ بزم صحبت ماتم ہو گئی
بدیع الملک ایک ایک کو یاد کرکے روتے تھے آنسو انکی آنکھوں سے نہ
تھمتا تھا کہ اسی عالم میں صبح ہوگئی سب نے نماز سحری سے فراغ حاصل کیا اور
پھر آکر بیٹھے اسد غازی نے باقی ماندہ حالات پہونچنا اپنا خدمت بادشاہ
اسلام دارا سے بن جمشید میں اور وہان سے بقصد روانہ ہونا دریاے نسیان کے
ارادہ سے اور راہ کی قیدین ملنا لقا بدار ابلق سوار کا اور لنگر زلقا بدار کی
کیفیت بیان کی اور کہا کہ اے فرزند در حقیقت لقا بدار نہایت مرد [illegible]
معلوم ہوتا ہے اور جو کچھ پیام لقا بدار نے دیے تھے وہ سب بیان کیے
بدیع الملک متردد ہوئے کہ یہ کون شخص ہے بعد ازان تین روز تک یہان
ماتم ناموس کا برپا رہا چوتھے روز بدیع الملک نے حکم کوچ دیا جبرئیل
بن عادی پیش خیمہ لے کر آگے کو روانہ ہو چکے تھے بعد اسکے بدیع الملک
بھی مع جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی جانب دریاے نسیان روانہ ہوئے
جسوقت سامنے سے پل نمودار ہوا تو شاہزادہ گوہر کلاہ نے عرض کی کہ تین چار
لاکھ آدمی ہمراہ ہیں انکو اس قاعدہ سے لے چلنا چاہیے کہ پل نہ ٹوٹے اور تمام فوج
گذر جائے چنانچہ یہ راے پسند آئی اور فوج ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پل دریاے نسیان
پر سے گذرنے لگی جبرئیل بن عادی نے دریا کو عبور کر کے خیمہ جا بجا مناسب پر
برپا کیا اور بعد اسکے وہان سرداران نامی و پہلوانان گرامی یکے بعد دیگرے آتے
لگے اور خیمہ زن ہونے لگے تین چار فرسخ تک لشکر بدیع الملک کا پھیلا ہوا
تھا پہلے اہل اسلام کو یہ خیال تھا کہ حریف روکنے کی غرض سے ضرور آئیگا لیکن
جسوقت کوئی پرسان حال نہ ہوا تو ان لوگون نے پانو پھیلائے تمام بارگاہیں استادہ
کی گئیں خیمہ بپا کیے بازار لگوائے [illegible]
پھر خبر [illegible] شیردل کو ہوئی کہ لشکر بدیع الملک کا پل پر سے گذر [illegible]
دلاوا [illegible] نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو جا کر [illegible]
کا قصد ہوا تھا کہ اجازت دے دون لیکن [illegible]
لوگ آگئے ہیں تو آپ نے دیکھے تماشا [illegible]
کیا ہے [illegible] شیردل جسکو [illegible] راوی [illegible]

جسوقت شب ہوئی تو شہریار شیردل نے اپنے عیار کو بلا کر اُس سے کہا کہ مین چاہتا
ہون چلکر لشکر حریف کی سیر کرون اُسنے عرض کی کہ بہت خوب ہے غرضکہ عیار و
بادشاہ دونون ہیئت تبدیل کر کے پوشیدہ طور پر داخل لشکر اسلام ہوئے اور
جاہ و حشم بدیع الملک کا اور بارگاہین وغیرہ دیکھتے ہوئے چلے تمام رات
ہر سمت خیمہ پوش لشکر کی سیر مین مصروف رہا قریب صبح پلٹ گیا اور جا کر
اہل دربار سے بہت تعریف کی کہ واقع مین بدیع الملک لائق صاحبقرانی ہے
عجیب عجیب سامان ہین اور نہایت نادر نادر چیزین ہین نہ ایسی بارگاہین نظر سے
گذرین نہ ایسے جوانان خوشرو وہان یہ حالت گذری کہ جسوقت بدیع الملک
نے قیام کیا ایک شب و روز اُنپر سے مع لشکر گذرا تو آب و ہوا نے تاثیر کی
ہر شخص پر سہو و نسیان غالب ہوا عجب طرح کی کیفیت پیدا ہوئی کہ کوئی سردار
اپنے خادم سے تلوار مانگتا ہے تو وہ سپر اُٹھا کے دیتا ہے اور گرز مانگتا ہے تو کمان
لیے آتا ہے بات کہنے والا خود بات کر کے بھول جاتا ہے کہ مین نے کیا شے مانگی تھی اب
کسی کو یہ بھی یاد نہین کہ یہان آئے کس غرض سے تھے ہر ایک بیابان کی فضا
مین محو ہے کوئی سیر دریائی دیکھ رہا ہے کوئی سیر سبزہ و گل مین مصروف ہے سردار جو
کہین جاتے ہین اور پلٹ کر آتے ہین تو اپنے خیمہ کی راہ بھول جاتے ہین
کوئی کسی کے خیمہ مین چلا جاتا ہے کوئی کسی کے خیمہ مین بیٹھا ہے اس سردار کے ملازم
اُسکے ساتھ ہین اُس سردار کے ملازم اُسکے ہمراہ ہین غرضکہ عجب طرح کا ہنگامہ
بپا ہے یہ رنگ دیکھکر اسد غازی نے بدیع الملک سے کہا کہ رنگ
یہان کا بہت تنگ معلوم ہوتا ہے ایسی خود فراموشی پھیلی ہوئی ہے کہ ایک دوسرے کو
بمشکل پہچانتا ہے بلکہ خود اپنے کو بھولے ہوئے ہین کہ کون ہین اور کہان سے
آئے ہین مین اپنی طبیعت بھی بہکی ہوئی پاتا ہون اس حالت مین بالفعل
نامہ و پیام جنگ موقوف رکھے جائین جسوقت یہ حالت برطرف ہووے گی
اُسوقت دیکھا جاوے گا کیونکہ اگر ایلچی نامہ لیکر جاوے گا تو کیا گفتگو کرے گا
اور کیا جواب لے گا بدیع الملک عالم سکوت مین بیٹھے ہین کہ واقع مین
اسد غازی بہت بجا اور درست فرماتے ہین لیکن کب تک یہ حالت
رہے گی نہین معلوم کہ انجام اسکا کیا ہوگا اسی حالت مین شہنشاہ گوہر کلاہ
نے عرض کی کہ اگر ارشاد عالی ہو تو بالفعل جنگ ملتوی ہے اور سُنا ہے کہ شکار
اس مقام پر زیادہ ہے اگر مجھے اجازت ہو تو دو چار روز شکار مین بسر کرون بعد
اُسکے پھر واپس ہو کر کچھ مہوسی حاصل کرون بدیع الملک نے ارشاد کیا
مین اجازت شکار اس شرط پر دیتا ہون کہ آئندہ کوئی صاحب اجازت
نہ مانگین ورنہ سخن ضائع ہو گا جسوقت شاہزادہ گوہر کلاہ نے عزم شکار کیا ہے

تو اور شاہزادوں نے بھی قصد کیا تھا کہ ہم بھی چلیں گے مگر جسوقت بدیع الملک
نے یہ ارشاد کیا کہ اور کوئی صاحب اذن شکار نہ مانگیں تو خاموش ہو رہے
الحاصل شہنشاہ گوہر کلاہ نے حکم دیا بکاول و قراول حاضر ہوئے سامان
شکار درست ہونے لگا گھوڑیاں تازی کتوں کی اور چیتے وغیرہ پرندوں میں
باز و جرہ و شاہین وغیرہ سب حاضر ہوئے جب یہ سب سامان درست ہو چکا
تو شہنشاہ گوہر کلاہ اپنے والد ذی جاہ سے رخصت ہوکر جانب صحرا روانہ
ہوئے سب سامان ہمراہ ہے راستہ عجب لطف سے قطع ہو رہا ہے کہ جابجا جو
شکار پرندوں کا نظر آتا ہے صید کرتے چلے جاتے ہیں اسیطرح ایک صحراے
سبز و خرم میں پہونچے فضا اس صحرا کی نہایت پسند آئی فرمایا کہ خیمہ ہمارا اسی
مقام پر برپا ہو فوراً ملازمین نے خیمہ برپا کیا شاہزادہ مرکب سے اترا عجب
طرح کا صحرا تھا کہ تمام صحرا میں کوسوں تک سبزہ لہلہا رہا تھا گویا ہزار رنگ کا
پھولا ہوا ہے درخت میووں سے لدے ہوئے جھوم رہے ہیں جانوران
مختلف اللون شاخہائے درخت پر ادھر سے اڑکر ادھر جاتے اور ادھر سے
اڑکر ادھر آتے ہیں ہوائے سرد چل رہی ہے شاہزادہ سیر اس سبزہ زار کی
دیکھتا ہوا اور تعریف صنعت باغبان قضا کی کرتا ہوا چلا جاتا ہے کہ یکایک نظر
ایک جانب جا پڑی دیکھا کہ ایک آہو گیاہ سبز پر لوٹ رہا ہے شاہزادہ
نے شانے سے کمان لی ترکش سے تیر نکالکر چلہ کمان میں پیوستہ کیا
اس آہو کو جو بوئے انسان آئی اٹھ کھڑا ہوا اور بھاگنے کا قصد کیا جیسے ہی
اپنے کان کھڑے کیے اور قصد رم کیا تھا کہ شہنشاہ گوہر کلاہ نے تیر مارا جو
تیر قضا بنکر دل میں در آیا اور نزار ہوکر رہ گیا آہو زمین پر گر کر تڑپا ہمراہیان
شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ دوڑے کہ صید کو ذبح کریں لیکن جسوقت قریب
اسکے پہونچے تو دم اسکا نکل گیا ذبح نہ ہو سکا سب حیرت میں تھے کہ یہ کیا
ہوا صید اول ہی خراب ہو گیا یقین ہے کہ شاہزادہ ناراض ہوا اتنے میں شہنشاہ
گوہر کلاہ بھی مرکب کو بڑھا کر قریب آ گئے کہ یہ کیا معرکہ ہے اور یہ لوگ کیوں
سکوت میں کھڑے ہوئے ہیں جسوقت متصل آئے تو دیکھا کہ عجب طرح کا
آہو ہے کھر و سم اسکے مہندی لگی ہوئی ہے سنگوٹیاں طلائی چڑھی ہوئی ہیں گلے
میں پٹہ کار چوبی پڑا ہوا ہے اور اس پٹہ پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ یہ آہو
ملکہ مہ جبین سبز پوش ہے یہ عبارت دیکھکر شاہزادہ کو نہایت افسوس ہوا
فرمایا اگر میں جانتا کہ یہ آہو کسی کا پالو ہے تو میں کیوں اسے صید کرتا ہنوز یہ
افسوس میں بیٹھے تھے کہ دیکھا سامنے سے چند نازنین مہ جبین دُر در
گوش مرصع پوش دریاے جواہر میں غوطہ مارے لباس سبز بر میں پہنے ہوئے

چلی آتی ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک چمن کا چمن سرو کا چلا آتا ہے اور ایک سرو روان
آن سب سے آگے آگے ہر تبہ اُفسر سی عجب کرشمہ و ناز سے چلی آتی ہے ہر ہر قدم
پر سبزہ کو پامال کرتی ہے نگاہ شوق اُسکے حسن رفتار پر فرش پا انداز ہوکر خود پامال
ہو رہی ہے شہنشاہ گوہر کلاہ صورت اُس پری جمال کی دیکھکر فریفتہ ہوگئے لیکن
نظر جو اُس آفت ہوش کی لاش آہو پر پڑی چوکڑی بھول گئی غزالان چشم رنجیدہ
ہوکر دریاے رنج والم مین غوطہ زن ہوگئے آنکھون سے اُس شوخ چشم کی آنسو
جاری ہوگئے بیتاب ہوکر پکاری کہ کیون صاحب یہ آہو ہم نے اسی واسطے پالا
تھا کہ آپ ایسے مشتاق تیر اندازی کرین اور تودہ بنائین کیا شکار کرنے کو آہوان صحرائی
کم تھے اگر آپ کو ایسا ہی شوق تیر اندازی ہے تو مجھ پر بھی ایک تیر لگایئے مین خود
آپ کے پیکان جانستان کی مشتاق ہون یہ باتین ملکہ کی سُنکر شہنشاہ گوہر کلاہ
نے شرمندگی کے سبب سے گردن نیچی کرلی غرق آب خجالت ہوگئے اور وہ
نازنین رونے لگی یہ معلوم ہوا کہ دونون آنکھون سے موتی برابر برس رہے ہین
شاہزادہ کا دل پس گیا دل مین کہتے تھے مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ پالو ہرن ہے ورنہ
مین اسے کیون صید کرتا ملازمین جو لاش آہو کے پاس کھڑے تھے ملکہ کو دیکھکر
قریب سے آہو کے ہٹ گئے اور ملکہ لاش آہو پر آکر زیادہ بیتاب ہوئی
اور کہنے لگی کہ ای اجل رسیدہ تو کیون میرے ساتھ سے علیحدہ ہوکر اس مقام پہ
آیا جو تیرا یہ حال ہوا ہاے اگر مین یہ جانتی تو تجھے کیون اپنے ہمراہ لاتی تجھے
سبزہ پر لوٹنا راس نہ آیا کہ فرش خاک پر سویا جب شہنشاہ گوہر کلاہ نے
یہ حالت اُس آفت ہوش کی دیکھی معذرت کرنے لگے کہ ای ملکہ بیشک
مجھ سے خطا ہوئی مگر اب اُسے معاف کرو اور صبر کرو مین تمھین بہت سے آہو
نہایت عمدہ لادونگا اُنسے دل بہلانا ملکہ نے کہا کہ کیا مجکو اور آہو نصیب
نہین ہوسکتے ہین مگر یہ آہو اب کہان اور میرے دل کو خاص کر اسی سے وابستگی
تھی ہاے میرا آہو شاہزادہ انتہا کا پریشان ہے پوچھا کہ آخر اسکی تلافی کی کوئی
صورت ہوسکتی ہے ملکہ نے کہا کہ اب جو ہوا وہ ہوا امیدوار ہون کہ مجھے
اتنی اجازت دیجیے کہ مین اس آہو کی لاش کو لیجا کر اپنے باغ مین دفن کرون
کیونکہ اگرچہ یہ آہو میرا ہی تھا مگر اب آپ کا صید ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ آہو
کیسا جان تک حاضر ہے آپ لیجایئے اور جسطرح چاہیے اسکو دفن کیجیے بلکہ
مین بھی ہمراہ آپکے چلونگا اور اسکے دفن مین شریک ہونگا یہ سُنکر ملکہ نے
اپنی خواصون کی جانب دیکھا اور کہا کہ لاش اس کشتہ قسمت کی اُٹھا لو اور
میرے باغ کی طرف لے چلو یہ سُنکر خواصون نے لاش اُس آہو کی اُٹھائی
اور ملکہ ہمراہ لاش کے بین کرتی ہوئی اور روتی ہوئی اپنے باغ کی جانب روانہ ہوئی

پیچھے پیچھے شہنشاہ گوہر کلاہ بھی اپنے رفقا کو لیے ہوئے اپنے کردار پر نہایت پشیمان
چلے آتے ہیں اور ایک ایک سے کہتے جاتے ہیں کہ میں نے بڑی غلطی کی
چونکہ یہ آہو لوٹ رہا تھا اسوجہ سے میں نہ سمجھا کہ یہ پالو ہے یا صحرائی ہے بالحاصل
ملکہ داخل باغ ہوئی اور پیچھے ایک درخت سایہ دار کے آئی لاش آہو کی اس درخت
کے پیچھے رکھی گئی ملکہ نے اپنے سامنے آہو کو غسل و کفن دے کر دفن کیا اور
بالائے قبر بیٹھ کر بین کرنے لگی کہ ہائے میرے پالو ہرن میں نے کس ناز و نعمت
سے تجھکو پرورش کیا تھا مگر تو نے داغ مفارقت میرے دل کو دیا اور جسم
تیرا خاک میں مل گیا یہ حالت دیکھ کر پھر انیسیں جلیسیں ملکہ کو سمجھانے لگیں کہ
ای ملکہ بس اب گریہ و زاری موقوف کیجیے اسواسطے کہ کہاں تک روئیے گا آہو
اب زندہ نہیں ہو سکتا ملکہ آنسو پونچھتی ہوئی قبر سے اٹھی اور اپنے قصر کی طرف
متوجہ ہوئی شاہزادہ نے فرمایا کیوں نہ ملکہ اسکا فاتحہ درود بھی ہوگا کہا ہاں
پرسوں اسکا تیجہ ہوگا اور میرا ابھی یہی منشا ہوگا کہ رو رو کر اپنی جان دونگی اگر جی چاہے
تو آپ بھی اسکے تیجہ میں شریک ہوجیے فرمایا کہ میں ضرور شریک ہونگا یہ فرما کر
ملکہ کے ہمراہ ہو لیے ملکہ اپنی انیسوں جلیسوں کو لیے ہوئے قصر میں داخل
ہوئی شاہزادہ بھی مع رفقا تشریف لایا اب آپکو تو یہاں چھوڑا جاتا ہے اور حال
ہمراہیان شہنشاہ گوہر کلاہ کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ افسوس کناں پلٹ کر
بخدمت شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران ذوالسیف روانہ ہوئے اور
تمام واقعات گذشتہ سامنے بدیع الملک کے بیان کیے کہ اسطرح ایک
آہو صحرا میں سبزہ پر لوٹتا ہوا نظر آیا اسے شاہزادہ نے صید کیا وہ کسی کا
پالو تھا تھوڑے عرصہ میں ایک نازنین آئی اور لاش آہو کی اٹھوا لے گئی
شاہزادہ جو والا تبار بھی ہمراہ اسکے تشریف لے گئے وہاں اس نازنین نے
اس آہو کو دفن کیا اور کہا کہ پرسوں اس آہو کا تیجہ ہوگا شہنشاہ گوہر کلاہ
نے فرمایا ہے کہ میں سوم آہو کا کرنے آؤنگا جس وقت یہ حال بازبان شہنشاہ
گوہر کلاہ نے بیان کیا تو سب شاہزادے موجود تھے اور بگوش ہوش
اس داستان حیرت نشان کو سن رہے تھے اور تعجب سے ہمہ تن گوش بنے
ہوئے تھے خاموش تھے بدیع الملک نے یہ واقعہ سنکر نہایت افسوس
کیا اور کہا کہ یہ صاحبزادے تو نہایت فہمیدہ و سنجیدہ تھے یہ اسکے جی میں کیا
آئی کہ جانور کے سوم میں شریک ہونے کو وہاں ٹھہر گئے آصف اعظم طلسم
کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ تم جاؤ اور شہنشاہ گوہر کلاہ کو سمجھا کر لے آؤ
کہ یہ امر بالکل خلاف دانست ہے جو ایک جانور کے تیجہ میں شریک ہو ایسا
نہ ہو کہ نتیجہ اسکا خراب نکلے تمہیں لائق و لازم یہ ہے کہ فوراً واپس چلے آؤ

آصف انجم طلعت حسب ارشاد صاحبقران ثانی اٹھیں ہمراہیان
شہنشاہ گوہر کلاہ کے ساتھ جانب باغ ملکہ مہ جبین سبز پوش روانہ ہوئے
جسوقت قریب باغ پہونچے دو چار ملازمون نے جاکر اطلاع کی کہ برادر جانان
برابر آپ کے تشریف لائے ہین شہنشاہ گوہر کلاہ باغ سے باہر
تشریف لائے اور استقبال کرکے آصف انجم طلعت کو اندر باغ کے
لائے کرسی پر بٹھایا ملکہ نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہین شہنشاہ گوہر کلاہ
نے بیان کیا کہ بھائی ہین میرے نام انکا آصف انجم طلعت ہے آصف
نے ملکہ کی جانب دیکھا اور دل مین خیال کیا کہ یہ اسی نازنین کی کشش بھائی صاحب
کو روکے ہوئے ہے شہنشاہ گوہر کلاہ نے آصف انجم طلعت سے پوچھا کہ
آپکا آنا کیونکر ہوا اسلیے کہ والد ماجد نے تو مجھے اجازت دینے کے بعد
فرمایا تھا کہ اب مین کسی کو نہ جانے دونگا پھر آپ نے کسطرح اجازت لی
آصف انجم طلعت نے بیان کیا کہ سبب میرے آنے کا آپکا نہ آنا ہے
جسوقت ملازمان جناب والد ماجد کی خدمت مین تشریف لیے گئے اور معلوم
ہوا کہ آپ اس مقام پر مقیم ہین تو چہرہ سے قبلہ و کعبہ کے آثار رنج و ملال ظاہر
ہوئے جس سے یہ پایا جاتا تھا کہ مفارقت آپ کی انکو شاق ہے مین نے
یہی مناسب جانا کہ جاکر آپ کو ہمراہ اپنے لے آؤن تاکہ ملال والد ماجد کا دفع
ہو ہنوز شہنشاہ گوہر کلاہ نے کوئی جواب نہ دیا تھا بلکہ سخن آصف انجم طلعت
کا ناتمام تھا کہ دیکھا ایک نازنین روش باغ پر سے ٹہلتی ہوئی چلی آتی ہے پھولونکو
توڑ توڑ کر سونگھتی ہے اور نازک و بانکی چتون ہے نازک بدن چھرہری ہے اس انداز
سے آکر قصر مین داخل ہوئی ملکہ مہ جبین سبز پوش کو سلام کیا اور معذرت
کرنے لگی کہ بہن مجھکو اسی واقعہ جانگداز کی مطلق خبر نہ ہوئی کہ مین پہلے سے آتی
اسوقت مجھکو معلوم ہوا کہ آپکا پالا ہوا آہو کسی صیاد ظالم نے صید کیا کیا
کہون اگر مین پاتی تو اسی ظالم کی بوٹیان اڑاتی اور ساتھ آہو کے اسکو بھی دفن کرتی
مجھے کمال صدمہ ہوا یہ سنکر شہنشاہ گوہر کلاہ کے کان کھڑے ہوئے دل مین
کہا کہ عجب طرح کی یہ بدزبان اور دریدہ دہن ہے اگر عورت نہ ہوتی تو زبان اسکی گدی
سے کھینچ لیتا دوسرے یہ بھی خیال ہے کہ یہ ملکہ کی کوئی عزیز قریب معلوم ہوتی ہے کیا
عجب ہے کہ یہ بہن کہتی ہے تو بہن ہی ہے لیکن ملکہ مہ جبین نے منع کیا اور کہا کہ بہن جو
ہونا تھا وہ ہوا اب اس ذکر کو جانے بھی دو اس قاتل کو کیا کہین جسکے تیر محبت
کے ہم آپ نشانہ ہو چکے ہین اب اس قاتل آہو کی نسبت کوئی نامناسب کلمہ زبان
نہ نکالنا ورنہ مجھکو کمال رنج ہوگا اسکے عوض اس آہو کا ذکر کرو اور جس واسطے آئی
ہو وہ کرو میرے بھولے دل کو اور باتون سے نہ دکھاؤ یہ کہکر منھ پر آنچل ڈالی کر

روناشروع کیا غزالہ آہو چشم نے بھی منھ پر آنچل رکھ لیا اور آہو کا پرسا دینے لگی اب
دونوں تو رو رہی ہیں اور شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ شرمندگی سے گردن نیچی کیے
بیٹھے ہیں مگر کیا کریں خود کردہ را علاجے نیست آصف انجم طلعت منھ حیرت
سے دیکھ رہے ہیں اور خاموش بیٹھے ہیں اور سراپاے غزالہ کو دیکھ رہے ہیں کہ
قدرت خدا کی ہے اُسنے ایسی ایسی صورتیں بھی اس صفحہ ہستی پر بنائی ہیں ؎

محتسب جوڑے کی بنا تھی ہی زیبا ست قد بالا ہی	ستم جیتوں پری کھڑا بدن سانچے میں ڈھالا ہی

وہ سادی سادگی پوشاک اسکے جسم نازنین پر ہزار ہزار جوبن دے رہی تھی سینہ کا
اُبھار دل کی امنگوں کی گواہی دے رہا ہے اور دل مشتاق کو برچھی کی انی کیطرح برمائے
ڈالتا ہے دو پٹہ جو روتے اور پرسا دیتے میں سینے سے ڈھلک آپڑا ہے تو اور ہی عالم نظر آتا
ہے بقول شاعر ؎ اکیلے کا کہیں دو سرکشوں سے زور چلتا ہے + دو پٹہ لاکھ سینے پر
سنبھالو کب سنبھلتا ہے + غرضکہ جو انداز ہے وہ دلربا ہے جو ناز ہے وہ کرشمہ ساز ہے شاہزادہ
آصف انجم طلعت بھی نوجوان ہیں اور بھائی سے اپنے چھوٹے ہیں اگر وہ
جوان ہیں تو یہ نوجوان ہیں دل انکا بھی غزالہ پر مائل ہوگیا دل میں کہتے ہیں کیونکہ
اس بیتابی دل ناز سے اظہار مدعا کریں یہ نہایت شوخ و شنگ معلوم ہوتی ہے ایسا نہ ہو
کچھ کہہ بیٹھے دوسرے یہ کہ بھائی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اُنکا ادب و لحاظ بھی مانع
ہے یہ ہنوز اسی شش و پنج میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ملکہ مہ جبین سبزپوش نے آنسو
پونچھ کر منھ اونچا کیا غزالہ نے سمجھایا کہ بہن ہماری جان کی قسم اب نہ روؤ اسلیے کہ آہو
رونے سے زندہ نہ ہو جائے گا یہ میں جانتی ہوں کہ تم نے اُسے اولاد کی طرح پالا
تھا مگر اولاد مر جاتی ہے تو اُسکے ساتھ بھی کوئی جان نہیں دیتا ہے یہ تو ایک جانور تھا
برائے خدا اپنے کو سنبھالو مہ جبین سبزپوش نے بخاطر ملکہ غزالہ گریہ و زاری
موقوف کی اور کہا کہ بہن مجھے تو طرح طرح کے صدموں نے گھیر لیا ہے ایک تو آہو
کا صدمہ دوسرا تازہ رنج یہ پیدا ہوا کہ فوراً اس شہریار عالی وقار کی مہربانی سے مجھے
تسکین ہو چلی تھی اور غم میرا غلط ہوگیا تھا اب یہ اُنکے بھائی صاحب تشریف
لائے ہیں انکو ہمراہ لیجاینگے میں غم مفارقت میں سر دھنونگی ہنوز ایک صدمہ
سے نجات نہیں ہونے پائی تھی کہ دوسری مصیبت کا سامنا ہوا چاہتا ہے یا
سچ کہا ہے ؎ جہاں میں کوئی برے وقت کا شریک نہیں + شرر بھی ہٹ گئے پتھر
گرا جو پتھر پر + سچ ہے کہ مصیبت میں کوئی کسی کا ساتھ نہیں دیتا ہے وہ مجھ ستم رسیدہ
سے رنج والم میں کیوں شریک ہونے لگے میرے دل پر جو صدمہ ہے وہ تو ظاہر
ہے مگر دوسرے کے دل پر میرا کیا اختیار ہے کہ اُسے بھی اپنا ہمدرد بناؤں میں انکو
منع بھی نہیں کرسکتی اسلیے کہ انکے والد نے بلا بھیجا ہے ورنہ انکا میرے رونے سے کیوں
رکنے لگے اور میری ایسی کیا شامت ہے کہ میں انکو روکوں اپنا سخن کیوں ضایع کروں

یہ سنکر شہزادی نے اپنے آنچل سے آنسو پلکون کے پاک کیے اور کہا کہ آپ نہ کہیے
ہین کہو تو مین دیکھون تو کیونکر میرا کہا نہین مانتے ہین اور اگر نہ مانینگے تو میری عزت
نہ ظاہر ہو جائیگی رہی مروت کہلا بینگے یہ کہکر آصف انجم طلعت کی جانب
مخاطب ہوئی اور کہا کہ کیون صاحب آپ بڑے بیدرد معلوم ہوتے ہین کیسے
دعوے کے ساتھ اپنے بھائی کو لینے آئے ہین کیا بھائی آپ کے دو ایک روز
یہان رہ جائینگے یا کوئی اُنکو دشمنون کو پکڑ لیگا آپ کے بھائی کو کوئی
اپنا بھائی نہ بنا لیگا آپ کا کیا نقصان ہوگا اگر شاہزادہ عالی منزلت دو روز
بعد جائینگے تو ہماری باجی کا جی ٹھہر جائیگا غم غلط ہو جائیگا ورنہ ایک تو وہ
اس صدمہ مین مبتلا ہین دوسرے آپ کی بیرخی سے اُنکو ملال ہو پہنچیگا تو یہین
ہو کے اسی صدمے سے آنکی جان تو یون ہی گھل گھل کر تمام ہو جائیگی آپکا کوئی
فائدہ نہ ہوگا بقول شخصے کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری ہے اور انھون نے
تو خود ہی وعدہ کیا تھا کہ ہین پھر آ ہو گا کر کے جاؤنگا پھر وعدہ خلافی تو شاہون اور
شہریارون کا آئین نہین ہے ہین تو کچھ نہین کہ سکتی آپ خود خیال کرین بقول شخصے
کہ پہلی ہی بسم اللہ غلط تو آئندہ آپ سے امید وفا کون کریگا انسان کو چاہیے
کہ انسانیت کو نہ چھوڑے اور دردمندون کی ہمدردی کرے زیادہ آپ کو تکلیف
نہ ہوگی پرسون مولوی صاحب آئینگے اور کچھ حال ناپائداری دنیا کا بیان کر کے
فاتحہ ہوگا دیکھئے اسکے بعد آپ شوق سے تشریف لیجائیے گا کوئی آپ کو نہ
روکیگا بالفعل اپنے والد ماجد سے کچھ کہلا بھیجیے کہ مین آنے سے مجبور ہون شہزادہ
میرا مجھکو اجازت نہین دیتا اور اس حالت رنج و ملال مین کسی کو رنج دینا اور اسکی
خاطر شکنی کرنا خلاف تہذیب تھا اسوجہ سے مین بعد دو روز کے حاضر ہونگا اور علاوہ
اسکے کہ آپ کی رونق افزائی سے زینت اس مجلس ماتم کی ہوگی آپکو بھی
لطف تازہ حاصل ہوگا جسوقت مولوی صاحب رونق افروز ہونگے تو اس
مجلس کا نتیجہ آپ پر ظاہر ہو جائیگا اسوقت تو آپ اسے ایک نئی بات
خلاف رسم و رواج عالم تصور کرتے ہونگے لیکن جسوقت ہمارا ان پھولون کی آپ
دیکھینگے تو اور بھی پسند ہوگا دیکھیے وہ باپ ہین اگر کوئی امر خلاف اُنکے
بھی ہو جائیگا تو دوسرے وقت ملال دل سے دفع ہو جائیگا اور اُنکے
دل پر صدمہ آ جائیگا تو برطرف ہونا اسکا ممکن نہین یہ باتین غزالہ چشم
سے انیس نے ایسی بیان کین کہ آصف انجم طلعت بھی اسکی سحر بیانی مین
آ گئے اور فرمایا کہ ہم لوگ بے حمیت نہین ہین اگر یہی خوشی ہے تو بہتر ہین بھی
ہمراہ بھائی صاحب کے اس صحبت مین شریک ہونگا اور جب محفل ماتم
برخاست ہوگی اسوقت یہان سے جاؤنگا اسمین کچھ مضائقہ نہین ہے آج نہ

جاتے دو دن بعد چلے جاینگے ہمین خاطر تمھاری ہر طرح منظور ہے اور دل شکنی تمھاری ہرگز گوارا نہین ہے اسطرح کی تالیف قلب کردی ایک تو ملکہ نوزالہ کے حسن دلفریب نے انکو قابو مین کرلیا تھا دوسرے سحر بیانی نے اسیر کرلیا ملازمون کو بلاکر حکم دیا کہ جاؤ اور میری طرف سے صاحبقران عالی شان کی خدمت مین عرض کرنا کہ شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو دل شکنی صاحب عالم کی گوارا نہین ہے اور چونکہ انھین کی وجہ سے اسکو یہ صدمہ بھی پہونچا ہے لہذا دو روز بعد حاضر ہونگے یہان کے لوگون نے کچھ ایسی منت وسماجت کی ہے اور اپنے حسن اخلاق سے پیش آئے ہین کہ انکی خاطر شکنی کرنا خلاف مروت معلوم ہوتا ہے اس سبب سے مین بھی یہان مجبور کیا ہون کہ بعد رسم فاتحہ خوانی بھائی صاحب کو اپنے ہمراہ لیکر حاضر خدمت بابرکت ہونگا لہذا معاف فرمایا جاوے کہ جس کام کے واسطے حاضر ہوا تھا اسمین عرصہ ضرور ہوگا یہ لوگ خدمت مین بدیع الملک کی روانہ ہونگے اور ساری داستان بالتفصیل صاحبقران عالی شان کی بیان کی یہ سنکر غصہ بدیع الملک کا زیادہ ہوگیا زمین خیلی مین برہمی پیدا ہوئی چہرہ سرخ ہوگیا شاہزادہ نورالزمان وعین الزمان کی طرف دیکھکر فرمایا کہ چونکہ آپ میرے بزرگ ہین لہذا اسوقت مین آپ کا تکلیف فرمانا اور جانا مناسب معلوم ہوتا ہے اگر آپ تشریف لیجاینگے تو دونون شاہزادے آپ کے لحاظ وپاس سے چلے آئینگے اور کوئی عذر وحیلہ نہ کرسکینگے یہ سنکر عین الزمان اور نورالزمان اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم جاتے ہین اور ابھی اپنے ہمراہ لیے آتے ہین آپ اطمینان رکھین یہ کہکر چند کس کو ہمراہ لیا اور جانب باغ ملکہ مہ جبین سبز پوش روانہ ہوئے راستے مین ایک نے دوسرے سے کہا کہ عقل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونون لڑکے وہان کی نازنینون سے ملتفت ہوگئے ہین چونکہ ابھی نوجوان ہین ولولے عشق وعاشقی کے دلون مین بھرے ہوئے ہین لیکن مشکل درپیش ہے حکم صاحبقران یہ ہے کہ انھین لے آؤ وہ نہین معلوم کس کیفیت مین ہین ہمارا جانا انکے عیش وعشرت مین خلل انداز ہوگا مگر کیا کیا جائے مجبوری ہے بقول شاعر ؎ سر نہ پیچم ز شمشیر حبیب * ہرچہ آید برسر من یا نصیب * یہ دونون صاحب اسطرح کی باتین کرتے ہوئے قریب باغ پہونچے اور بلحاظ شہنشاہ گوہر کلاہ و آصف انجم طلعت اپنے آنے کی خبر کرائی کہ نہین معلوم وہ کس حال مین ہون تو بدلحاظی ہوگی لہذا پہلے مطلع کردینا بہتر ہے کہ وہ آگاہ ہوکر مؤدب ہوجائین جسوقت خادمون نے جاکر اطلاع دی کہ دادا آپ کے یعنی شاہزادہ نورالزمان وعین الزمان تشریف لائے ہین یہ سنکر شہنشاہ گوہر کلاہ و آصف انجم طلعت نہایت پریشان ہوئے دل مین سوچے کہ اب کچھ عذر وحیلہ نہ چلیگا پھر دیکھا جائیگا یہ خیال

کو برائے استقبال روانہ ہوئے دونون مشتاق تھین بھی ان دونون صاحبون کی
اسکے ہمراہ تھین اور دو شاہزادیان اور بھی آگے آگے روانہ ہوئین کہ نام ایک کا
ملکہ حور لقا اور دوسری کا خورشید لقا تھا یہان عین الزمان اور نور الزمان
باہر باغ کے تشریف لے گئے تھے کہ دیکھا شور و غل بپا ہوا اور بجاہ و تجمل سواری
کا نمودار ہوا اور دو نازنینین نہایت حسین اور خوبصورت کہ جنمین سے ہر ایک رشک
لیلی و شیرین تھی چھوٹے سن عورتون کا انکے ہمراہ تھا بعد انکے شہنشاہ گوہر کلاہ
اور آصف انجم طلعت مع ملکہ مہ جبین سبز گوش و ملکہ قمر آرا آہو چشم بصد
جاہ و حشم نمودار ہوئی نظر جو عین الزمان اور نور الزمان کی ان دونون شاہزادون
پر پڑی اور دیکھا کہ ہر ایک اپنی معشوق کو ہمراہ لیے ہوئے برائے استقبال آیا ہے
تو مزاج ان دونون صاحبون کے برہم ہو گئے اور آثار غصے کے چہرے سے نمودار ہوئے
یہ دیکھ کر ملکہ حور لقا اور خورشید لقا آگے بڑھین اور بعد عجز و انکسار عرض کرنے
لگین کہ آپ تشریف لے چلیے رواق منظر چشم مین آشیانہ نشست ہے کرم و عنایت
فرمائیے کہ خانہ آپ کا ہے بڑی زحمت فرمائی جو آپ اسوقت تشریف لائے خوش نصیب
ہم لوگون کے کہ آپ ایسے بزرگ یا ہم لوگون کی قدمبوسی حاصل ہوئی غرض یہ دونون
شاہزادے اسوقت تشریف لائے نہ حضور تکلیف فرماتے اسطرح کی باتین کرتی
ہوئی اور ان دونون صاحبون کو ہمراہ لیے ہوئے بارہ دری مین آئین کہ سامان
جواہر نگار بچھی ہوئی ہین انپر بٹھایا انھون نے بیٹھتے ہی آصف انجم طلعت و
شہنشاہ گوہر کلاہ کی جانب دیکھ کر کہا کہ تم دونون صاحبون کے نہ آنے سے
صاحبقران کو نہایت رنج و ملال ہے اور ناراضی اپنی ظاہر فرماتے ہین اور ارشاد
کرتے ہین کہ معلوم کیسا اور ہمارا ہم کیا چاہتے ہین چہ جائیکہ انکا کچھ چالیسوان ہوا ہے یہ
کیا عمل خیالات ہین لہذا تم کو مناسب ہے کہ اسیوقت میرے ہمراہ چلو تاکہ ملال
صاحبقران عالی شان کا رفع ہو اور مجھکو اسی غرض سے بھیجا ہے کہ مین تم کو اپنے ہمراہ
لے چلون لہذا میری فہمایش کو قبول کرو کہ مین بزرگ ہون تمھارا بھی اور تمھارے
باپ کا بھی بڑا ہون یہان بیٹھے رہنے سے کوئی فائدہ نہین ہے اور نتیجہ اسکا اچھا
نہین معلوم ہوتا ہے لہذا اٹھو اور ساتھ میرے چلو تاکہ ملال صاحبقران کا رفع ہو اور
تمھارے جانے سے انکی تسکین خاطر ہو یہین کوئی حیلہ کرکے خطا کین تمھاری
عفو کرا دون یہ کہنے کو تو کہا مگر جسوقت نظر انکی حور لقا اور خورشید لقا پر پڑی تو
قالب سے بیچین ہو گیا کہ اگر یہان سے چلے گئے تو جلوہ جمال ان پری تمثالون کا
پھر دیکھنا نصیب نہ ہوگا عجیب واقع ہے اور عجب طرح ہے ایسی ایسی باتین سوچکر
ان دونون نے باغ جمال کی گلچینی مین مصروف ہوئے ادھر ملکہ حور لقا اور
خورشید لقا نور الزمان اور عین الزمان سے مخاطب ہوئین اور کہنے لگین

اور کسی اور طرف نکل جائیں یہ پیام عین الزمان اور نور الزمان کے لیے گروہ
لوگ خدمت بابرکت صاحبقرانی میں حاضر ہوئے جوڑیان ہرکاروں کی لگی ہوئی
تھیں اور برابر خبر دے رہی تھیں جسوقت یہ لوگ پلٹ کر آنے لگے اسوقت
صاحبقران کو پہلے سے خبر پہونچ گئی کہ ہمراہیان نور الزمان و عین الزمان
آتے ہیں اور وہ دونوں صاحب نہیں ہیں صاحبقران نے یہ خیال فرمایا کہ شاید
کوئی ضروری پیام ہو اُسے لیکر یہ لوگ آئے ہوں بعد کو چچا صاحب بھی
تشریف لائیں لیکن جسوقت یہ لوگ حاضر خدمت ہوئے اور انھوں نے
پیام دونوں صاحبوں کے صاحبقران عالی شان سے بیان کیے تو چہرہ
صاحبقران کا بسبب غصہ کے متغیر اور سرخ ہو گیا ابروؤں پر بل پڑ گئے
فرمایا عجب طرح کی بات ہے کہ جو جاتا ہے وہ وہیں کا ہو جاتا ہے دوسرے کو تو لانا
درکنار خود بھی پلٹ کر نہیں آتا یہ کیا اسرار ہے اب میں کسی کو نہ بھیجونگا حاضرین
دربار میں سے شاہزادہ امیر الزمان اور اسفندیار گیلانی نے عرض کی کہ
ہم خود جاتے ہیں اور ابھی چاروں صاحبوں کو لے کر حاضر خدمت ہوتے ہیں یہ
کوئی بات ہے جو صاحب تشریف لے جاتے ہیں وہ وہیں کے ہو جاتے ہیں
بقول شخصے کہ ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد دیگر جو گیا ملک
عدم کو وہ وہیں کا ہو گیا ہم اقرار کر کے جاتے ہیں کہ اگر زندہ ہیں تو پلٹ کر ضرور
آئینگے یہ فرما کر اُٹھ کھڑے ہوئے صاحبقران نے کوئی جواب نہ دیا مگر یہ دونوں
صاحب اُٹھ کر باہر بارگاہ کے آئے اور واقفان راہ کو اپنے ہمراہ لے کر جانب
باغ ملکہ مہجبین سبز پوش روانہ ہوئے جسوقت باغ کے قریب پہونچے اور خبر
ملکہ مہجبین سبز پوش کو ہوئی اسنے فوراً ملکہ ماہ لقا اور ملکہ مہر لقا کو طلب
کیا اور کہا کہ آپ دونوں صاحب براے استقبال روانہ ہوں ہم بھی آتے ہیں یہ سنکر
یہ دونوں پریوشیں اپنی اپنی انیسوں اور جلیسوں کو ساتھ لے کر براے استقبال
شاہزادہ اسفندیار گیلانی و شاہزادہ امیر الزمان روانہ ہوئیں بعد اسکے خود
ملکہ مہجبین سبز پوش اور ملکہ غزالہ آہو چشم و ملکہ حور لقا و خورشید لقا
و شاہزادگان شہنشاہ کو ہر کلاہ و آصف انجم طلعت و عین الزمان و
نور الزمان نہایت تزک و احتشام کے ساتھ براے استقبال روانہ ہوئے
راہ میں ملاقات ہوئی اول ماہ لقا نے جا کر اسفندیار گیلانی کو سلام کیا اور
مہر لقا نے شاہزادہ امیر الزمان کی طرف نگاہ دل دوز سے دیکھ کر سلام کیا
اور بہ لجاجت عرض کیا کہ بڑی زحمت فرمائی خوشا نصیب ہم لوگوں کے کہ آپ
ایسے شاہ و شہریار شہنشاہان روزگار یہاں تشریف لائے ؎ وہ آئیں گھر میں ہمارے
خدا کی قدرت ہے کبھی ہم انکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں دیکھا اسفندیار گیلانی

اور امیر الزمان سنتے کہ یہ دونون پری جمالین خود بھی شاہزادیان معلوم ہوتی ہین جلوس
شاہانہ اُنکے ہمراہ انیسین جلیسین مصاحبین سب ہمراہ ہین خواصین خاصبرداران
ہاتھون مین لیے ہوئے ہین ترکنین اور حبشنین تلوارین برہنہ کیے ہوئے انتظام
سواری مین مصروف ہین ساتھ ہی شہنشاہ گوہر کلاہ اور آصف اعظم طلعت
اور محب الزمان و نور الزمان چند پری جمالون کے جھرمٹ مین ہین
مگر نہایت احتشام کے ساتھ چلے آتے ہین ان سب نے آکر گھیر لیا اور ان
تازہ مہمانون کو نہایت تعظیم و تواضع کے ساتھ لیکر داخل باغ ہوئی ہاتھون
ہاتھ لاکر ایک قصر عالیشان مین کرسی جواہر نگار پر بٹھایا یہ دونون صاحب تعجب
مین بھرے ہوئے تھے تیوریون پر اکثر بل پڑے ہوئے تھے [illegible]
کہا یہ کیا ڈھکوسلا نکالا ہے کہ آپ سب کے سب ایک حیوان بے زبان کی
ماتم داری مین اسقدر محو ہین کہ انسان کی بھی حقیقت نہ رہی انتظار تھا کہ خواہ لی
مین بیکار اپنا وقت ضائع کر رہے ہین اور اسقدر پرجوش ہے کہ حکم صاحبقران
کے خلاف کرکے مزاج کو اُنکے برہم کر رکھا ہے آخر وہ کیسا آہو تھا کہ جسکے ماتم مین
آپ لوگ محو و ازخود رفتہ ہوگئے ہین آخر قبر اُسکی کہان بنائی گئی ہے ہمین بھی تو دکھاؤ
یہ سنکر یاد لقا اور مہر لقا دونون بصد کرشمہ و ناز اُٹھ کھڑی ہوئین اور کہنے لگین کہ
چلیے ہم قبر اُس حرمان نصیب و اجل رسیدہ کی آپکو دکھا دین ابھی آپ
نو وارد ہین اسوجہ سے ایسی باتین کر رہے ہین جسوقت سامان ہمارے رنج و الم
کا آپکے پیش نظر ہوگا تو یقین ہے کہ آپ بھی ہمدرد بنجایئے گا اور اگر صاحبقران
ذی شان بھی تشریف لاینگے تو وہ بھی غصہ اپنا بھول جاینگے اور جو باتین وہان سے
کہلا بھیجتے ہین وہ یہان آکر ارشاد کرینگے یہ کہکر دونون نازنینون نے ہاتھ ان
دونون جوانون کے پکڑ لیے اور خرامان خرامان باتون مین لگائے ہوئے اُس چمن
کی طرف لے چلین جہان زیر درخت گلنار و سایہ دار قبر اُس آہوئے خوردہ کی تھی
ساتھ ہی اسکے ملکہ مہ جبین سبز پوش اور غزالہ آہو چشم اور حور لقا اور
خورشید لقا اور پوست تنی زنان [illegible] جمال اُٹھ کھڑی ہوئین اور یہ جگہ کہ
جسکے اسکے ہمراہ ہو لیا جسوقت یہ پری خوش جمالون کا قریب اُس درخت کے ہوتا
جہان کہ قبر نور نظر ملکہ مہ جبین سبز پوش یعنے اُس آہوئے خوردہ کی تھی تو ایک
پرجوش رقت طاری ہوا عجب حسرت و یاس کا عالم نظر آتا تھا ایک شامیانہ
سیاہ کارچوبی اُس مزار پر کھنچا ہوا تھا مخمل مخمل ماتم ہو رہے تھے برگ و سبزہ
تا سقف بل رہے تھے تو انبان بار غم و الم سے خمیدہ پیشانی ہو رہی تھین
عندلیبان چمن اپنی اپنی منقارون مین پھول لاتے تھے اور اُس قبر پر ڈالا کر
اشک فشان ہوتے تھے اور جسقدر طائران باغ و [illegible]

نغمہ سرائی صدا سے درد انگیز مین نوحہ وفغان کر رہے تھے اشک خونی دیدۂ حسرت
سے جاری تھے لالہ داغ بر دل نظر آتا تھا یاسمن کا چہرہ اس غم جانکاہ مین سفید
ہوگیا تھا نافرمان لباس نیلی در بر کیے تصویر غم بنے ہوئے تھے سرو و صنوبر بر
حالت افسوس مین خاموش کھڑے تھے سبزہ صفت ماتم چھائے ہوئے تھا
سنبل اپنے بال کھولے ہوئے سوگ مین اُس بیزبان کے پریشانی ظاہر کر رہا ہے
غنچہ کا گریبان چاک ہوگیا تھا سوسن کا دل اندوہ ناک و صد چاک تھا جو بسبب
تو خوب دل کھول کر رو رہا تھا کہ سیل سرشک جاری تھا نرگس بیمار پر حیرت
و افسوس کی حالت طاری تھی یہ رنگ دیکھ کر امیر الزبان اور اسفندیار گیلانی
کا رنگ بدل گیا جی چاہا کہ چیخین مار مار کر رونے لگین مگر ضبط کیا اور یہ سوچے
کہ اگر ہم بھی حالت اپنی دگرگون کر دیگے تو ان صاحبون کو تسکین کا موقع ہاتھ آئیگا
اور کہین گے کہ ہم کو تو سمجھاتے تھے یا خود ہی مبتلا سے رنج ہو گئے لیکن ناحق لیتا
اور پھر لیتا لئے جو یہ حالت ان دونون صاحبون کی دیکھی آگے بڑھ کر عرض کی کہ
ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ آپ لوگ نہایت رحم دل ہین اور صاحبان سوز و دلسوز
ہو نگے مگر نہین معلوم ہوا کہ دل مین آپ لوگون کے رحم اصلا نہین ہے یہ ایسا قہر کہ
آ رہا تھا کہ دیکھیے اس غم مین جانور تک رنجیدہ خاطر نظر آتے ہین اور شور فریاد و
فغان بلند کرتے ہین بلکہ آسمان تک ستارون سے اشک افشانی پر آمادہ
نظر آتا ہے لیکن آپ صاحبون سے نہ ہو سکا گل و شمع دو قطرہ اشک قبر پر اس کشتہ
حسرت کی نہ چڑھا سکے اس کلمہ درد انگیز پر دل ان دونون صاحبون کے بھر آئے
اور چیخین مار مار کر رونے لگے اس کے رونے پر بستقدر زنانہ اور شاہزادے موجود
تھے اس قدر روئے کہ رومال تر کر دیے اور عجیب عبرت انگیز سمان نظر آنے لگا
جو محل تھا سوچ مین کھڑا تھا جو سرگشتہ تھا ہاتھ مل رہا تھا + جب تھوڑی دیر
کے بعد یہ بیہوشی کا عالم ہوا تو سب پلٹ کر اپنے اپنے مقام پر آ گئے اور ناشیر رنجور
الگ سے دیر تک خاموش بیٹھے رہے امیر الزبان اور اسفندیار گیلانی کی یہ
حالت تھی کہ ایک دوسرے کی صورت دیکھ کر خاموش ہو رہتے تھے اظہار
حال کو لحاظ و پاس مانع تھا اور دل مین سوچ رہے تھے کہ کیا کرین کیا نہ کرین اگر
اگر ہم ایسا چاہتے تو دم کا ہے کو بھی نہ کرتے یا صاحبقران با اقبال سے یہ علاوہ
کہہ سکتے تھے کہ ہم ان صاحبون کو ضرور لا سکتے اب یہان سے جانا کسطرح
مناسب نہین معلوم ہوتا اگر ایسی ہی ہر روز پڑ رہا نا ہو لین تو ہم یہین اور یہان ہم
یہین فرق کیا باقی رہا یہ پر اگر ایک نے دوسرے کی صلاح لی کہ کیا کرنا چاہیے آخر
یہ طے پایا کہ ایک معذرت نامہ صاحبقران ذیشان کی خدمت مین لکھ بھیجنا
چاہیے جس مین سب حالات مفصل تحریر ہون کہ ہم ایسے مقام پر ہین کہ اگر آپ

بھی ہوتے تو عزم بالجزم اپنا موقوف کر دیتے اور بغیر رسم فاتحہ خوانی ادا کیے یہاں سے
تشریف نہ لے جاتے دل آپ کا بیقرار ہو جاتا اسی وجہ سے ہم نے بھی شریک
مجلس ماتم ہونا مناسب جانا اور سوگواران آہو میں ظفریاب ہو گئے انشاء اللہ
بعد ادائے رسم فاتحہ خوانی سب صاحبوں کو ہمراہ لے کر حاضر ہونگے جسوقت نامہ
اس مضمون کا تمام ہوا تو ہمراہی ملازمان کو دیا کہ جا کر ہماری طرف سے تسلیم عرض
کرنا اور یہ نامہ پیش کر دینا ملازم بھی حیران تھے کہ عجب معرکہ ہے وہاں سے تو سب
صاحب کیسا ہمہمہ کر کے آتے ہیں اور یہاں آکر رنگ ہی بدل جاتا ہے کہ طور کی
سدھ ہی نہیں رہتی ہے یہ آپس میں باتیں کرتے ہوئے خدمت صاحبقران باقبال
میں روانہ ہوئے وہاں امیر ثوالث انتظار ہی میں بیٹھے تھے اور انھیں یقین تھا
کہ یہ اس ہمہمہ سے گئے ہیں کہ بغیر سب کو ہمراہ لیے ہوئے ہرگز نہ آئینگے کہ یکایک
ہمراہان اسفندیار گیلانی و ملازمان امیر الزمان آکر پہونچے اور یہ عریضہ
خدمت صاحبقران باقبال میں پیش کیا اور عرض کیا کہ اسمیں سب کیفیت
مفصل تحریر ہے حضور ملاحظہ فرمائیں صاحبقران زمان نے نامہ دبیر کو دیا انہوں نے
پکار پکار کر پڑھنا شروع کیا بعد القاب و آداب کے تحریر تھا کہ ہم لوگوں نے
یہاں آکر وہ حالت افسوسناک دیکھی ہے کہ دوبارہ خداوند کریم آنکھوں سے نہ
دکھائے ہم اگر ایسا سمجھتے تو آپ سے یہ وعدہ ہرگز نہ کرتے کہ ہم جا کر شاہزادوں کو
لے آئینگے یہاں کی وہ حالت ہے کہ انسان تو کیسے حیوانات کی بھی وہ حالت ہے
کہ مصروف گریہ وزاری و اشکباری ہیں اور انسانوں کی بیقراری تو احاطۂ تحریر سے باہر
ہے پہلے ہم لوگوں نے بہت غصہ کیا اور شاہزادوں کو سمجھایا لیکن جسوقت مزار مقدس
اس آہو بیزبان کا نظر آیا تو ہم دل میں قائل ہو گئے اور ہم نے بھی ہمدردی انھیں
شاہزادوں کی طرح صاحبان غم کے ساتھ اختیار کی اور یہ عزم بالجزم کر لیا کہ اگر آفتاب
مغرب سے نکلکر مشرق میں غروب ہوگا تو بھی ہم ارادہ اپنا ہرگز نہ بدلینگے اور بغیر رسم
فاتحہ خوانی ادا کیے ہوئے یہاں سے کہیں نہ جائینگے یقین ہے کہ اگر حضور تشریف لاتے
تو آپ بھی ہمارے ہمزبان ہو جاتے اور ہرگز یہاں سے آگے نہ جاتے تا وقتیکہ
اہل ماتم آپ کو اجازت نہ دیتے اطلاعاً عرض کیا کہ حضور اطمینان رکھیں انشاء اللہ
بہت جلد رسم فاتحہ خوانی کو ادا کر کے تعمیل ارشاد کے موافق سب صاحبوں کو لے کر
حاضر حضور ہونگے بالفعل آنا ہمارا مناسب وقت نہیں ہے دبیر نے تمام نامہ
پکار پکار کر پڑھا اور تمام اہل دربار متحیر تھا ہر ایک انگشت حیرت بدندان ہو کر کہتا
تھا کہ یہ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے یہاں سے اچھے بھلے جاتے ہیں اور وہاں جا کر خلاف
عقل باتیں کرتے ہیں تمام تاثیر دریائے نسیان کی اسی مقام میں ہے لیکن
صاحبقران باقبال کو مضمون نامہ سنکر نہایت غصہ آیا اور تلوار [illegible]

اور فرمایا کہ وہ بے شعور مجکو بھی مثل اپنے سمجھتے ہین جو یہ تحریر کرتے ہین کہ اگر آپ بھی ہوتے
تو آپکی حالت بھی یہی ہوتی لہذا اب مین خود جاتا ہون دیکھون تو وہ کیا سامان عزا
ہی جو ہر شخص پر تاثیر کرتا ہی اور بیخود بنادیتا ہی اسیوقت سب سامان سوگواری کو
درہم و برہم کرکے اُن ازخود رفتگان محویت کو اپنے ہمراہ لاتا ہون جسوقت اسد غازی
نے تیور صاحبقران با اقبال کے بد دیکھے تو اُنکو ورا ناپسی نے گھیرا اور انواع و اقسام
کے خیالات اُنکے دماغ مین چکر مارنے لگے کہ مبادا وہ مقام طلسم بند ہوا اور انکی بھی وہی
کیفیت ہو تو سارے لشکر پر تباہی آجائےگی یا یہ کہ وہ لوگ آنا قبول نہ کرین اور صاحبقران
سے جنگ پر آمادہ ہون تو بھی جو مارا گیا وہ بخیر نہ ہوگا اور بے قصور ہوگا اسلیے کہ نہین
معلوم وہ شاہزادے کس عالم مین ہین ورنہ ایسے سعادتمندون کو اشارہ کافی ہوتا ہی
نہ کہ پانچ آدمی لینے گئے جو گیا وہ وہین کا ہو رہا اور اُنھین کا ہمزبان ہو گیا اسمین کچھ
اسرار ضرور ہی یہ تصور کرکے صاحبقران ذیشان سے عرض کی کہ میری عقل ناقص
مین تو یہ آتا ہی کہ اُن لوگون کے دل پر دریاے نسیان کی ہوا نے تاثیر کی ہی جو وہان
جاتا ہی وہ یہ بھول جاتا ہی کہ ہم کس غرض سے یہان آئے تھے ایسا نہ ہو کہ حضور بھی مبتلا
بلا ہوجائین تو ہم سب کا کون ہی کوئی نہ کوئی فریب اسمین ضرور ہی ورنہ یہ سعادتمند ایسے
نہ تھے کہ کسی وقت مین حکم عالی سے روگردانی کرتے بالفرض آپ وہان تشریف
لیگئے تو کس سے لڑیے گا اور کس سے مقابلہ کیجیے گا سُنا ہی کہ چند عورتین ہین کیا
اُنھین قتل کیجیے گا یا اپنے فرزندون اور عزیزون کے خون سے ہاتھ بھریے گا وہ لوگ
ازخود رفتہ ہو رہے ہین اور تاثیر رنج و افسون نے اُنکے دلون پر پورا پورا اثر کیا ہی
اگر وہ لوگ بحالت مجبوری انکار کرینگے تو کیا آپ اُنکو زبردستی لائیےگا میری فہم ناقص
کے نزدیک وہان جانا آپ کا کسیطرح مناسب نہین معلوم ہوتا ہی لہذا چندے
سکوت اختیار کیجیے ہمین یہ بھی امید نہین ہی کہ وہ دو روز کے بعد بھی روز آنے کا وعدہ
کرتے ہین اُسی دن ہی آجائینگے چندے تامل فرمائیے دیکھیے تو کیا ظہور مین آتا ہی اور
کیا پیش نظر ہوتا ہی اُن حالات کو مشاہدہ کرکے اُسی کے موافق اُسکا تدارک کیا
جائےگا فی الحال تامل کرنا خالی از مصلحت نہین ہی یہ گفتگو سنکر بدیع الملک
نے فرمایا کہ جو آپکی راے ہو وہ بیان کیجیے میری عقل تو کچھ کام نہین دیتی کہ
کیا کرون کیا نہ کرون اسد نے کہا کہ بس میری تو یہی راے ہی کہ سکوت اختیار کیجیے
اور منتظر رہیے کہ آیندہ کیا ظہور مین آتا ہی یہ بدیع الملک نے اُسی حالت تلیفش
مین مجبور ہوکر یہ حکم دیدیا کہ جسقدر فوج و لشکر و رفقا گرد و پیش و نیز وہ ان شاہزادون
کے زیر حکم ہین وہ سب اپنے لشکر سے علیحدہ ہوکر چلے جائین ایسا نہو کہ ان
لوگون کا بھی یہان رہنا پسند نہین کرتا جہان وہ لوگ گئے ہین وہین یہ بھی چلے
جائین مجھسے انسے کوئی واسطہ نہین ہی جو شخص یہان سے نہ جائےگا اور مجھسے

حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو مین اسکا سر اڑا دونگا یا ذلیل کر کے لشکر سے نکلوا دونگا جسوقت
یہ حکم صاحبقران زمان اُن لوگون کو پہونچا نہایت پریشان ہوئے لیکن کیا چارہ
تھا سب اپنا اپنا انتظام سفر درست کرنے لگے اور سامان روانگی درست کرنے
لگے تھوڑے سے ہی عرصہ مین رسالے سوارون کے اور پلٹنین پیادون کی باجے بجاتے
ہوئے توپخانون کو ہمراہ اپنے لیے ہوئے جانب باغ ملکہ جہین سبز پوش
بخدمت شاہزادگان مذکور روانہ ہوئے کوئی متنفس بھی ملازمان شاہزادگان مذکور
سے لشکر صاحبقران عالی شان مین باقی نہ رہا اب صرف صاحبقران کا لشکر یا
ان سردارون کا لشکر جو ہمراہ صاحبقران عالی شان مین باقی رہ گیا یا اسد غازی
اپنے فرزندون اور رفیقون سمیت اس مقام پر مقیم ہین یہان تو یہ حالت تھا اور
وہان لشکر اُن شاہزادگان مقیم باغ کا قریب باغ پہونچا گھوڑون کی ٹاپون کی صدا
اور باجون کی آواز شہنشاہ کوہ سر کلاہ وغیرہ نے سنی نہایت پریشان ہوئے کہ
یہ فوج کیسی آتی ہے کہین فوج حریف نہ ہو یہ خیال کر کے باغ سے باہر نکل آئے
جسوقت گرد شق ہوئی اور لشکر نمودار ہوا تو اپنے رفیقون کو بھیجا تا یہ لوگ آکر
قدمبوس ہوئے شاہزادون نے سبب ان لوگون کے آنے کا دریافت کیا
ان سب نے کج خلقی صاحبقران عالی شان کی اور اپنے لشکر سے سب کو
علیحدہ کر دینے کی بیان کی اور عرض کیا کہ صاحبقران اسقدر برہم ہین کہ اب آپ
لوگون کا وہان جانا کسی طرح مناسب نہین معلوم ہوتا ہے ہم لوگ بھی ہمراہ رکاب
ہین جواب اسکا سوا سکوت کے کیا تھا فرمایا کہ خیر بالفعل تو قیام کرو جسوقت
نتیجہ آ ہوگا پہونچے گا تو دیکھا جائے گا جہان مناسب ہوگا وہین چلین گے لشکر صاحبقران
ہین شہہا پہونچے اسیوقت خیمہ ڈیرے بار رکھا ہین تمام صحرا مین گرد باغ ملکہ جہین سبز پوش
کے برپا ہو گئے بازار بھی کھل گئے سردار اپنے خیمون مین مقیم ہوئے گھوڑے
کھٹک رہا تھا اب لشکر تو بیرون باغ اترا ہوا ہے اور شاہزادے اُن پری جمالون
کے مہمان ہین قصر ہاے عالیشان مین مصروف عیش و آرام ہین +

اب قسم حال معلم طوغان راست باز کا بیان ہوتا ہے

یہ وہ شخص ہے کہ علم نیرنجات و فسون ساحری مین کامل ہے اور مثل عالم شعبدہ باز کے
شاگرد حکیم فیلقوس ثانی کا ہے اسکو بھی مثل عالم شعبدہ باز کے دربار بادشاہ
مین تقرب حاصل ہے اور مساوات کا درجہ رکھتا ہے اور اپنی شعبدہ ساحری کا رنگ
جما رکھا ہے جسکا نمونہ پہلے کے زمانے مین ظاہر ہو چکا ہے مکانا نشان [illegible] جمہور
عالیشان یہ باغ جنت نشان اسنے دکھلائے تھے اور کچھ نظرون سے پوشیدہ
کر دیئے تھے جسکی وجہ سے قید بھی ہوا اور معلم طوغان راست باز نے یہ

کرشمہ سازی کی ہے کہ ان تازہ بتان مصنوعی کی محبت میں ان شاہزادون کو بت پرست بنا دیا ہے
اور عقل ان لوگون کی زائل کر دی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے جسوقت معلم طوغان
کو معلوم ہوا کہ جو اسیر بلا ہونے والے تھے وہ مبتلاے بلا ہو چکے اور اب پھر کوئی
لشکر اسلام سے اس طرف کا عازم نہیں معلوم ہوتا تو اسنے بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ
مینے کس حیلے سے سردارون کو مبتلاے بلا کر کے زور طاقت ان کا توڑ دیا ہے اب
انشاء اللہ کل میں باغ میں جاؤنگا اور سب کو اور بھی بدحواس و متحیر بناؤنگا یہ کہکر اسنے
باغ جانے کی تیاری کی یہان صبح کو آنکھ بلکہ مست ہین سب بیہوشون کی جو کھلی اور یہ
خواب ناز سے بیدار ہوئی تو انکو منہ ہاتھ دھونے سے فراغ حاصل کیا اور نازنینین
بھی بیدار ہوئین پھر وہ پنچہ ایک مقام پر جمع ہوا شاہزادون کو یاد آگئی تو اسوقت ہے
ایسے متحیر ہین کہ خردون کو بزرگون کا خیال ہے نہ بزرگون کو خردون کا لحاظ ہے ہر ایک
اپنی اپنی معشوقہ کو بغل میں لیے ہوئے بیٹھا ہے صحبت رنج والم آراستہ ہے کہ یکایک
طائران باغ آکر درختون پر جمع ہوئے آج ہر روز سے زیادہ انپر ہجوم رنج والم ہے
اور مصروف نوحہ و فغان ہین اور گروہ بلبلون کا ایک جانب ہے یہ
خاموش بیٹھے ہین اور ایک بلبل ہزار داستان بزبان بیزبانی اشعار عبرت آمیز
درد انگیز پڑھ رہا ہے سب بلبل تصویر بنے بیٹھے ہین اور خاموشی کے ساتھ
ہین آنسو آنکھون سے ان سبھون کی جاری ہین قطعہ

آج اوجڑے مکان تھے جنکے بڑے بڑے — آج وہ تنگ گور مین ہین پڑے
کوئی لیتا نہین ہے اب انکا نام — کوئی گور مین گیا ہے ایام
گل جہان پر شگوفہ و گل تھے — آج دیکھا تو خار بالکل تھے
عیش و مستی کا جو [illegible] تھے — نہ کبھی وہ سب مین نکلتے تھے
گردش چرخ سے ہلاک ہوئے — استخوان تک بھی انکے خاک ہوئے
رشک یوسف جہان کے تھے جو حسین — کھا گئے انکو آسمان و زمین
ناز مین جنکے [illegible] تھے گوہر — ٹھوکرین کھاتے ہین وہ کاسۂ سر
ہو گئے سے کیسی ستمگاری ہے — آج وہ کل ہماری باری ہے
ہر سحر طائران خوش الحان — پڑھتے ہین کل من علیہا فان

یہ اشعار عبرت آثار وہ طائر نے بزبان بیزبانی ایسا کہان درد ناک سے بیان کیے
کہ سننے والون کی نگاہون مین پریشانی دنیا کا نقشہ پھر گیا اور قلوب انکے ایسے
متاثر ہوئے کہ بے اختیار رونے لگے اسی ہنگامہ مین ایک غل ہوا کہ معلم طوغان
راستے باغ تشریف لاتے ہین یہ سنتے ہی سب نازنینون نے رومال سے
آنسو پونچھے اور اراستہ ہو کر منتظر اسکے آنے کے اور برائے پیشوائی معلم طوغان روانہ
ہوئے تھوڑی راہ طے کی ہوگی کہ دیکھا ایک مرد پیر باریش سفید و دراز چلا آتا ہین

عیش و راحت میں ہیں لیکن اول حال طوغان راست باز کا بیان ہوتا ہے کہ یہ جو
باغ سے نکلکر روانہ ہوا تو خدمت میں بادشاہ کی پہونچا اور عرض کیا کہ میں نے
سرداران لشکر اسلام میں سے منتخب لوگون کو ایک مقام پر مقید کر لیا ہے اور ایسا
مبہوت بنا رکھا ہے کہ چاہیے انھیں آگ میں گرنے کا حکم دیجیے تو سب جلکر
خاک ہو جائیں چاہیے قتل کرا ڈالیے ہر طرح وہ قابو میں ہیں اسپر آیندہ حضور کو اختیار
ہے میں اپنا کمال ظاہر کر چکا بادشاہ نے پوچھا کہ وہ سب کہاں ہیں اسنے بیان کیا
کہ فلان صحرا میں ہیں اور مصروف عیش و عشرت ہیں بزم نشاط آراستہ ہے لیکن وہ
بزم نشاط در اصل انکے واسطے بزم ماتم ہے ایسی عقل زائل ہو گئی ہے کہ ایک آہو
کے مانند وارستہ رہے اب اُسکے چاہنے والوں کا انتظار ہے یہ تمام کیفیت سنکر حاضرین
دربار ہنسنے اور طوغان راست باز کے کمال کی تعریف کی بادشاہ نے
خلعت عنایت فرمایا اور یہ اپنے منصب کے موافق بیٹھا اسوقت عازم شعبدہ باز
حاضر دربار تھا اسنے دست بستہ خدمت میں ہمہ سرپوش کی عرض کیا
کہ بالفعل آپ طبل جنگ نہ بجوائیں جسوقت میں بھی اپنا کمال دکھا لونگا
اسوقت ایکمرتبہ سب کو قتل کرا ڈالیے گا جو لوگ باقی رہ گئے ہیں انکو
بھی مبتلا بلا کیے دیتا ہوں یہ کہکر وہان سے اپنے مکان کی جانب روانہ ہوا
جسوقت اپنے مکان میں داخل ہوا تو مثل سامان شعبدہ بازی مہیا کیا اور
اپنے عیار کو طلب کیا کہ نام اُسکا شمع جان لیری تھا اُس سے کہا کہ میں ایک
رقعہ تجھکو دیتا ہوں تو اُسے لیکر لشکر اسلام میں جا اور یہ رقعہ بدیع الملک کو
دیکر کہنا کہ اُس شخص نے کہ شوہر نے انتقال کیا ہے پہلے تو صورت اپنی ایک زن
نوجوان و حسینہ کی بنا لینا کہ جو صورت تیری دیکھے دل اسکا تیری طرف مائل ہو اگر
کوئی نام پوچھے تو بتا دینا کہ لاچین پری ہے اسکا نام تھا بہشت و کون سے اس
مقام پر پہنچا تھا حسب اتفاق تھا اسکی آنکھی حالت خراب ہوئی چونکہ آپ
صاحبون سے اسنے کا حال اُسکو معلوم ہو چکا تھا تو اُسنے مرتے وقت یہ وصیت
کی کہ تو پریشان نہ ہوا تھا تو اسے میرے آگئے ہیں تو یہ رقعہ اُنکو دینا وہ آکر
سامان دفن و کفن کرینگے جسوقت تو اُن لوگون کو لیکر آئیگا تو یہان سب
سامان درست پائیگا اور جسکو ایک پلنگ پر مردہ پائیگا تو فلان مقام پر
تیار ملیگی یہ سنکر شمع جان لیری نے رقعہ لیکر اپنے پاس رکھا اور آئینہ
سامنے رکھکر رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی ایک نازنین پری جمال
کی بنائی لباس زنانہ پہنا گھوڑا سوار روزیور پہنکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا
وہان شاہزادہ بدیع الملک بارگاہ میں رونق افروز ہیں سرداران بیٹھے ہیں
کہ ایکمرتبہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ ایک عورت شاہزادہ بارگاہ پر کھڑی ہوئی

اجازت باریابی طلب کر رہی ہے چہرہ سے اُسکے آثار رنج و ملال ظاہر ہو رہے ہیں یہ
سُنکر شاہزادہ بدیع الملک نے ارشاد فرمایا کہ بلا لو چنانچہ وہ عورت سامنے
حاضر ہوئی اور سلام کیا فرمایا کہ تو کون ہے اور کس غرض سے آئی ہے اسنے عرض کیا کہ میں
مصیبت زدہ کیا حال اپنا عرض کروں ؎

نہ بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہوں — میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں
ای آہ و نالہ مجھ سے نہ آگے چلو کہ میں — بچھڑا ہوں کارواں سے مسافر جریدہ ہوں
میں کیا کہوں کہ کون ہوں سودا بقول درد — جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں

یہ کہکر وہ رقعہ پیش کیا بدیع الملک وہ رقعہ ہاتھ سے اسکے لیکر پڑھنے لگے لیکن
حاضرین دربار صورت اس عورت کی اور پریشانی بیاں کی خیال کرکے افسوس کرتے تھے
میں جسوقت بدیع الملک نامہ پڑھ چکے تو فرمایا کہ یہ شخص تمھارا کون تھا اسنے کہا
کہ مجھ بدنصیب کا شوہر تھا یہ کہکر زار زار مثل ابر نوبہار کے رونے لگی بدیع الملک
نے کہا کہ تمھارا اس سن میں رانڈ ہونا اور اس ملک کفار میں رہنا بہت نازک امر ہے
خدا تمھارا بیڑا پار کرے اسنے عرض کیا کہ واقع میں یہاں سوا میرے اور میرے شوہر کے
کوئی خدا پرست نہیں ہے اسوجہ سے وہ تو جنت کو سدھارے میرا رہنا تنہا بہت امر دشوار
ہے میں یہ سوچی ہوں کہ یہاں سے کسی طرف نکل جاؤنگی اور جو کچھ میں پڑیگا وہ کرونگی
خواہ کسی سے عقد کر لونگی یا بھیک مانگ کر باقی زندگی بسر کرونگی لیکن اب یہ مشکل تو
آسان ہو جائے کہ میت اُسکی دفن ہو جائے اور میں عدہ کے دن کسطرح گذار لوں تو
قدم باہر نکالوں وہ مرنے والے کہ گئے تھے کہ تو صاحبقران کی خدمت میں جانا
وہ ضرور اس کار نیک میں شریک ہونگے یہ سُنکر شاہزادہ بدیع الملک نے
اسد غازی کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ آپکی اس بارہ میں کیا راے ہے انھوں نے
جواب دیا کہ میں اس باب میں کیا کہہ سکتا ہوں ملک غیر کے باشندوں کا کیا حال
معلوم ہو سکتا ہے لیکن لاچین عرب کا نام سنکے حمیت عرب اُسی کی مقتضی معلوم
ہوتی ہے کہ اسکی شرکت کیجائے اور اس عورت کی ناداری و خدا پرستی پر خیال کرکے
یہی جی چاہتا ہے کہ چلکر اس عورت کی ہمدردی کیجیے اور دفن و کفن میں اسکے شوہر
کے شریک ہوجیے کہ ایک امر خیر ہے بدیع الملک نے ایما اسکا لیکر عورت
کو تسکین دی اور اٹھ کھڑے ہوئے ساتھ صاحبقران عالی شان کے سب سردار
اُٹھ کھڑے ہوئے اسد غازی بھی اپنے چاروں بیٹوں سمیت ساتھ ہو لئے
ملازمان صاحبقران نے حسب الحکم سامان دفن و کفن اپنے ہمراہ لے لیا اور
اسبے سب صاحب ساتھ اُس عورت کے روانہ ہوے تھوڑی دیر میں قریب پہونچے
تو دیکھا کہ ایک مکان عالی شان صحرا میں بنا ہوا ہے عورت ان سب کو ہمراہ
لیے ہوے اُس مکان میں داخل ہوئی تو دیکھا کہ مکان نہایت پر تکلف ہے

جسقدر لوگ تھے سب نے ترک دنیا کیا اور قبر کو گھیر کر بیٹھ گئے کوئی سورۂ یٰسین پڑھنے
لگا کوئی سورۂ حمد کی تلاوت کر رہا تھا کسی نے سورۂ قل اللہ شروع کیا غرضکہ سب
اسی رنگ میں تھے اب انکو تو اسی حال حیرت مآل میں چھوڑا جاتا ہے اور سارل
عازم شعبدہ باز کا بیان ہوتا ہے کہ یہ آپ مردہ بنکر لیٹا تھا اور قبر اسی صنعت کی
بنائی تھی کہ اندر سے قبر کے نقب لگی ہوئی تھی یہ اسی رستہ سے نکلکر روانہ ہوا اور
خدمت میں مہر پرور خجپوش کی پہونچا جھک کر سلام کیا مہر پرور خجپوش نے
پوچھا کہو تم نے کیا کیا اسنے جواب دیا کہ میں نے وہ انتظام کیا کہ خوشنما آپ کا مٹا دیا
خدا جسکو ان کو مع سرداران نامی وگرامی قبر پر مجاور بنا کر بٹھا دیا ہے اب وہ سب
ایسے محو و بیخود ہو رہے ہیں کہ اگر ایک طفل کو تلوار دے کر بھیجئے گا تو وہ سبھی
ان سب کو مار دیگا اور وہ لوگ مشتاق شہادت ہو کر خود جان دیدینگے میں اپنا
کام کر چکا اب حضور کو اختیار ہے یہ سنکر مہر پرور خجپوش نے اسکو بھی خلعت
عنایت فرمایا بلکہ اس سے بھاری خلعت دیا اور حکم تیاری لشکر کا دیا سامان کوچ
تیار ہونے لگی لیکن عازم شعبدہ باز نے بادشاہ سے کہا کہ جب تک حضور
دیوانے کو حکم دیں کہ وہ جا کر بارگاہ وغیرہ چھین لائے بعد ازان ان لوگوں کو قتل
کیجئے گا جنکو میں نے اور طوفان نے قیدی بنا کر بٹھا دیا ہے جب تک میں اپنے
مکان کو جاتا ہوں اور اپنی دختر نیک اختر کو بھی یہ تماشا دکھاتا ہوں اسلیے کہ وہ
مجھ سے نہایت مانوس ہے جس دن سے مجھ پر عتاب شاہی بر طرف ہوا ہے اسیروز سے
وہ از حد مسرور ہے یہ کہکر باغ ملکہ ماہ سیمبر کی جانب روانہ ہوا ادھر حال ملکہ ماہ سیمبر
کا گذارش ہو چکا ہے کہ یہ اپنے باپ کی رہائی کا جلسۂ خوشی کرنے کو باغ کی جانب
روانہ ہو چکی سواری اسکی نہایت عظم و شان و تزک و احتشام سے جا کر باغ میں
اتری ہے باغ از سر نو آراستہ ہوا ہے روشیں چھڑکی سب درست ہیں نہریں جاری ہیں فوارے
چھوٹ رہے ہیں عندلیبان باغ اس تازہ بہار کو دیکھ کر شکر پروردگار بجا لا رہے
ہیں اور بزبان بے زبانی حمد باغبان قضا و قدر میں مصروف ہیں بلکہ ہر ہر برگ
گل سے صدائے شکر صنعت آفرین آرہی ہے ہر گیاہے کہ از زمین روید
وحدہ لا شریک لہ گوید پھول عجب عجب رنگ کے کھلے ہوئے ہیں جانوران
مختلف اللون شاخہائے درخت پر زمزمہ سرائی کر رہے ہیں ملکہ سیر باغ کرتی
ہوئی قصر میں داخل ہوئی قصر بھی آراستہ ہے مثل حجلۂ عروس شب اول کے
سجا ہوا تھا اور سب سامان عیش و راحت اس مقام پر پہلے سے موجود تھا
ملکہ آتے ہی مسند پر جلوہ گر ہوئی کشتیاں می کی سامنے لا کر رکھی گئیں انیسیں
جلیسیں مصاحبیں ادب سے گرد و پیش بیٹھیں دونوں گائنیں صبا اور صبارہ
آکر ساز ملا ملا کر بیٹھیں طبلے پر تھاپ پڑنے لگی مبارک سلامت کا غل ہوا ملکہ

سب کو انعام تقسیم کر رہی ہے ملازم دعائین دے رہے ہین صہبا نے چنار عطر پان لگا کر یہ غزل شروع کی

غزل

ادا آشوب جان ہو آفت دل سمجھے جائینگے
یہی دونون زمانے بھر کے قاتل سمجھے جائینگے

ہم آسان عشق انکا کہتا ہو دل سمجھے جائینگے
اگر اپنی تمنا کو وہ مشکل سمجھے جائینگے

ہمین انکی وفاداری کے قابل سمجھے جائینگے
جہان وہ جان کہلائینگے ہم دل سمجھے جائینگے

انھین ہر شوق میرے خون کے مہندی کے ملنے کا
خیال اسکا بھی ہوتا ہے کہ قاتل سمجھے جائینگے

ابھی کیا ہے ذرا اظہار الفت ہو تو لینے دو
ہمین پھر امتحان دینے کے قابل سمجھے جائینگے

بہت آیا ہے اک بیکس کو غصہ آج واعظ پر
جو بیٹھے آج تو اٹھینگے بیدل سمجھے جائینگے

حسین کمسن ہین جتنے حسن انکا روز افزون ہے
جو ناقص آج ہین کل ماہ کامل سمجھے جائینگے

نہ تم بیٹھا کرو تصویر یوسف سامنے رکھ کر
یہی دو روز ہین مد مقابل سمجھے جائینگے

ابھی سے خود غرض کہتے ہین وہ اظہار الفت پر
جو بوسہ مانگ بیٹھینگے تو سائل سمجھے جائینگے

کشش دیکھتا ہے تیرا حسن رفتار اس قیامت کی
بنینگے خاک پر جو نقش پا دل سمجھے جائینگے

جدھر جا اسکی وحشت مین ہماری بادیہ گردی
جہان بیٹھینگے تھک کر سنگ منزل سمجھے جائینگے

بھلا مشکل مری حل ہو گی کیا آرزو کیونکر
محبت مین جب آسان کام مشکل سمجھے جائینگے

جس وقت صہبا یہ غزل گا چکی تو ملکہ نے صہبا رقاصہ سے فرمائش کی کہ تم بھی کوئی غزل گاؤ کہ سماں بندھ جائے صہبا رقاصہ نے یہ غزل شروع کی

غزل

رحم سے افزون ہوئی بیداد قاتل اور بھی
یون تسلی دی کہ تڑپا میرا دل اور بھی

امتحان ضبط کا انجام اچھا تھا نہ تھا
رفتہ رفتہ بڑھ گئی بیداد قاتل اور بھی

بیٹھکر پہلو مین وہ کیا چٹکیے لیتے ہین
بڑھتی جاتی ہے مری بیتابی دل اور بھی

ہو گئے ہین ہم سے وہ اک قول جینے پر ملا
بڑھ گئی ہے تجھ سے تیری گرمی محفل اور بھی

نجد مین کہتا تھا لیلی سے دل مجنون کا جذب
کھینچ رہا ناقہ کو ہے تیار محمل اور بھی

قطع راہ شوق کا الٹا اثر ظاہر ہوا
ہر قدم پر بڑھ گئی دوری منزل اور بھی

کیون تمنا غیر کی تو پوچھکر چپ ہو گیا
تھا مری محفل مین کوئی صاحب دل اور بھی

قتل کرکے مجھکو پھر کوشش سے کھینچا اسنے تیر
ہے کوئی شاید سزا پانے کے قابل اور بھی

شوق مین بڑھکر مرا گردن جھکانا قہر تھا
کھنچ جاتی ہے ابرو تیغ قاتل اور بھی

ٹالتے ہین عرض مطلب سنکے اس پہلو سے وہ
ہان یہ مطلب ہے تو پھر مجھ سے کہین ہل اور بھی

دل ترا کیا ہے یہ کہنا کب سے خالی نہین
کیا پھنسالا ہے زلفون مین پھر دل اور بھی

دردی ہے کیون جو روکین اڑ گیا چہرہ کا رنگ
بڑھ گئی اخفاے راز دل مین مشکل اور بھی

آتش شوق آہ کیون بھڑکی جو تم لیتا تھا اثر
اٹھو جیکے دے رہی ہے تیغ قاتل اور بھی

بیٹھنا دشمن کا اور اٹھو بدلنا یار کا
اب نہین جمتا مرا اکھڑا ہوا دل اور بھی

ہوتی جاتی ہے جو حاصل قربت کوئے حبیب
شوق بڑھتا جاتا ہے منزل بہ منزل اور بھی

پھر کے کیون اٹھائی ہے لگاوٹ کی نظر — ہو گیا دیکھو تو بالا مرا دل اور بھی
تیر اگر کھینچا ہے سینہ سے مٹا دو زخم بھی — بہر آسانی ابھی ہے ایک مشکل اور بھی
خوف رسوائی ہیں خنجر سے جو دھمکاتے ہو تم — پونچھتو سر ہو جائیگے چھالے محفل اور بھی
ہے ترقی حسن کی دور جوانی ہیں تری — نور مہ بڑھ جائیگا منزل بہ منزل اور بھی
ہو گیا تھا اضطراب شوق ہیں اقرار وصل — اب نہیں قابو ہیں رہنے کا مرا دل اور بھی
عقدہ کیا جاسے بیدرد و نکلے تا ناخن کھل گئے — چارہ سازی سے بڑھا یا پلے بسمل اور بھی
قتل اگر دشمن ہوا ہیں رشک سے مرجاؤنگا — ایک گردن ہے تہ شمشیر قاتل اور بھی
کانٹے پاؤن میں نصیبے سے کیون سینہ بچھالا ہے میں — کچھ ترقی کر گئی بیتابی دل اور بھی

یہان تو محفل عیش و نشاط گرم ہے یا لگیہ انعام تقسیم کر رہی ہے ادھر حال حضرات ہن عمر کا سنیے
کہ یہ جو حیران جنی یا اور یہ عمر دار جنی کو رہبر بنا کے چلا ہے تو قطع راہ کر کے قریب باغ
بالگہ باد شمیم کے پہونچا اور دیوار پر قیام کیا کہ حال یہان کا دریافت کرون تو آگے
بڑھون یہ سوچ کر ٹھہرا تھا کہ آواز غنا اور سازکی اسکے کان میں آئی چونکہ یہ بھی ناواقف
علم موسیقی رکھتے ہیں بلکہ اس فن خاص میں تو انکو کمال حاصل ہے کس لیے کہ جانشین
عمرو وہی شخص ہو سکتا تھا جو مثل عمرو کے ہوتا انھون نے حیران جنی کی طرف مخاطب
ہو کر کہا کہ یہ آواز کس کے گانے کی ہے اور صاحب باغ کون ہے کیا اچھی طرح کوئی گا رہا
ہے کہ دل بیچین ہو گیا اسوقت جی چاہتا ہے کہ چلکر اس صحبت میں شریک ہون اور
گانا سنون اور اپنا گانا ان لوگون کو سناؤن دونون جنیون نے کہا کہ یہ باغ بالگہ باد شمیم
کا ہے جو کہ دختر ہے غارم شعبدہ باز کی آپ وہان کیونکر جا سکتے ہیں اسکی بزم عشرت
میں سوا عورتون کے مرد کے آنے کی اجازت نہیں ہے پھر آپ کیونکر شریک صحبت
ہو سکتے ہیں حضرات نے کہا کہ یہ ایسی کونسی بات مشکل ہے اگر مرد کے جانے کی
ممانعت ہے تو عورت کی ممانعت تو نہیں ہے ابھی عورت بنے جاتے ہیں انھون نے
کہا کہ خدا کیواسطے ایسا قصد نہ فرمائیے اسلیے کہ اگر حال آپکا کھل گیا تو غضب ہو جائیگا
آپ نہیں جانتے کہ یہ کس شخص کی دختر کا باغ ہے غارم شعبدہ باز علم نیرنج کا عالم ہے اور
اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتا ہے جان آفت میں پھنس جائے گی رہائی دشوار ہو جائیگی
حضرات نے کہا کہ تم اطمینان رکھو جو ازار رسیدہ ہے وہ ہو سنگار رستہ رکھ لیتا ہے یہ
کہکر رنگ و روغن عیاری نکالکر آئینہ سامنے رکھا اور صورت اپنی ایک نازنین
پری جمال کی بنائی آئینہ دیکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ کیون کبھی کوئی پہچان
سکتا ہے ان دونون صاحبون کو حیرت ہو گئی کہا سبحان اللہ کیا طاقت ہے کسی کی کہ
پہچان سکے اگر آپ ہمارے سامنے اپنی شکل نہ بناتے تو ہم بھی نہ پہچان سکتے
حضرات نے کہا کہ آؤ تمھین بھی عورت بنا دین پہلے تو انکو تامل ہوا کہ مرد ہو کر
عورت کی کیا شکل بنین لیکن حضرات نے کہا کہ بغیر اسکے جانے کا تماشا دیکھنا

ملتی نہیں ہے ارے کبھی جیسا وہیں ویسا بھیس بدلو نہیں عورت ہی بنکے چلنا ٹھیک
ہے کہ وہ ہجلی سے ساتھ بات کریں الغرض ان دونوں جنوں کو بھی عورت بنایا اور مثل
پریوں کے پر انکے بازو پر لگائے اور خود بھی بنکر آراستہ ہوئے اور تخت زنبیل
سے نکالا اور دونوں جنوں سمیت اس تخت پر بیٹھکر تخت کو اشارہ کیا کہ وہ
زمین سے بلند ہوا اور بالا سے ہوا اڑکر چلا یہ تخت تبرکات میں سے ہے خاصہ
اسکا یہ ہے کہ بغیر اعانت کسی کے یہ بلند بھی ہوتا ہے اور زمین پر بھی اتر آتا ہے غرضکہ
تخت انکا بلند ہوکر دیوار باغ سے اونچا ہوا تو محفل عیش نظر آئی دیکھا حضرات نے
کہ باغ نہایت آراستہ ہے اور وسط باغ میں ایک چبوترہ عمدہ سنگ مرمر کا ہے اسپر
شمگیرہ زرکار چوبی لگا ہوا ہے شیشہ آلات ہر رنگ کے روشن ہیں جھاڑ کنول
مردنگ وغیرہ سب قرینہ سے لگے ہوئے ہیں ایک نازنین نہایت حسین
مسند جواہر نگار پر جوڑا تاج باندھے ہوئے لباس پر تکلف پہنے بیٹھی ہے دو طرف
انیسیں جلیسیں نہایت ادب کے ساتھ دوزانو بیٹھی ہیں سامنے مسند کے
کشتیاں شراب و کباب کی رکھی ہیں ناچ ہو رہا ہے محفل عیش گرم ہے یہ رنگ
دیکھکر حضرات نے تخت کو اشارہ کیا کہ پہلے تو یہ تخت بلند ہوا بعد اس کے
ستارے کیطرح زمین کیطرف متوجہ ہوا اور صحن باغ میں اترنے لگا نظر جو اہل
محفل کی اس تخت پر پڑی ملکہ سے کہا کہ دیکھیے تو یہ آسمان کیطرف سے کون
آتا ہے ملکہ نے دیکھا کہ ایک تخت میرے باغ میں اتر رہا ہے بالاے تخت
تین پریاں لباس پر تکلف پہنے ہوئے زیور مرصع سے آراستہ بیٹھی ہیں صورتیں
ہیں کہ فقط بدر ہیں چاند میں دھبا ہے مگر انمیں عیب کلف بھی نہیں ہے کچھ ایسی
ہیبت ملکہ کے دل پر طاری ہوئی کہ بے اختیار تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑی
ہوئی اور تا لب فرش براے استقبال آکر کہنے لگی کہ رواق منظر چشم من
آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست + آپ کون صاحب ہیں
اور ادھر کیونکر تشریف لانا ہوا زہے نصیب اسکے جسکے گھر میں آپ جیسی
بیبیوں کے قدم آئیں کیا میں خوش نصیب ہوں کہ آپ میرے گھر تشریف
لائیں یہ وہی بات ہوئی کہ ہمنشیں جب مرے ایام بھلے آئینگے + بن
بلائے مرے گھر آپ چلے آئینگے + اور میری تو وہ کیفیت ہے جیسا کہ شاعر کہتا
ہے وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے + کبھی ہم انکو کبھی اپنے گھر
کو دیکھتے ہیں + آپکے تشریف ارزانی رکھنے یہ کہکر ہاتھ کو پکڑ کے لائی اور مسند
پر بٹھایا جسوقت حضرات آکر مسند پر بیٹھا تو اسنے بیان کیا کہ نام میرا
اختر پری ہے اور یہ دونوں مصاحبیں میری ہیں ایک کا نام گوہر پری
ہے اور دوسرے کا اختر پری ہے میں پروہ دنیا کی سیر کو آئی اور اب پلٹتی گھر

الغرض قاف کو جاتی تھی یہاں تمہاری صحبت کی گرماگرمی دیکھ کر دل بے چین ہو گیا اور گانے
کی صدا سننے سے بے اختیار کر دیا یہ تمہاری دونوں گانے والیاں کیا اچھی طرح گاتی ہیں
ہرچند کہ ہم لوگونکو آدمزادون سے اجتناب ہے مگر اسوقت دل سے نہ رہا گیا اور میں بے
تکلف تمہاری بزم میں چلی آئی ملکہ ماہ سیمبر نے کہا کہ آپ کے آنے سے مجھے
از حد خوشی ہوئی آپ زینت محفل ہیں اور زیب مسند عزت ہیں اتمر پری نے کہا
کہ بی بی ناخوانده مہمان سمجھ کر میری بے عزتی نہ کرنا ملکہ ماہ سیمبر نے ہنسکر جواب دیا
کہ ایسی باتیں کر کے مجھکو شرمندہ نہ کیجیے آپ ہمارے سر کی تاج ہیں یہ کہکر سرو
چشم من نشستی ناز برست بکشم کہ نازنینی + یہ کہکر ملکہ آپ بھی قریب آ کے بیٹھ گئی اور
گانیون کو بھی حکم دیا کہ انھوں نے ساز چھیڑے اور پھر گانا شروع کیا قمر پری نے تعریفیں
کر کر کے خوب دل بڑھایا اور کچھ انعام دینے کا قصد کیا ملکہ ماہ سیمبر مانع ہوئی اور
دست بستہ عرض کیا کہ اب آپ بھی مجھے ذلیل نہ کریں اسلیے کہ آپ اسوقت میری
مہمان ہیں آپ کو یہ مناسب نہیں کہ میرے ملازمون کو میرے گھر پر آکر انعام
واکرام دیجیے جسوقت میں آپ کے گھر جاؤن یا انمیں سے کوئی جائے تو آپکو
اختیار ہے میں نے انکو بہت کچھ دیا ہے اور جسقدر فرمائیے انعام دے دیا جائے
آپ کی دعا سے زر و جواہر کی کمی نہیں ہے خداوند اکوان ناجدار نے میرے
باپ کو اسقدر دیا ہے کہ اگر وہ چاہیے تو سلطنت مول لے سکتا ہے یہ باتیں سنکر
قمر پری کے منھ میں پانی بھر آیا دل میں کہا کہ خیر دیکھا جائیگا اور جیب سے موتی جو
ہاتھ جیب میں ڈالا تھا یہ کہکر ہاتھ نکال لیا کہ اگر تمہاری خوشی نہیں ہے تو خیر میں
نہ دونگی ماہ سیمبر نے کچھ روپیے ان گانیون کو قمر پری کی طرف سے دیے یہ نہایت
خوش ہوئیں اور جی توڑ توڑ کر گانے لگیں بعد اسکے ملکہ ماہ سیمبر نے قمر پری
سے ہنسکر کہا کہ یہ بین جو آپ لیے ہوئے ہیں کیونکر بجتی ہے میں نے کبھی
نہیں سنی ہے صورت تو البتہ دیکھی ہے اور نام بھی سنا ہے لیکن اس باجے کو
بجتے کبھی نہیں دیکھا اگر آپ کی مصاحبون میں سے کسی کو اسمیں دخل ہو تو حکم
دیجیے یہ آپس کی صحبت ہے کوئی غیر تو یہاں نہیں ہے جسکی وجہ سے شرم و لحاظ
ہو قمر پری نے کہا یہ اس فن کی نہیں ہیں مجھے البتہ شوق ہے مگر اچھی طرح
دخل نہیں تم سنکر ہنسو گی ورنہ میں خود بجا کر سنا دیتی ماہ سیمبر نے کہا کہ میں کیا
ہنسونگی جب مجھے خود ہی دخل نہیں ہے تو آپ پر کیا ہنسونگی مگر آپ سے میں
نہیں کچھ سکتی کہ خلاف مزاج نہ ہو قمر پری نے کہا کہ نہیں اپنے گھر میں انسان
سبھی کچھ کرتا ہے تم سے مجھے کوئی تکلف نہیں اگر تکلف ہوتا تو اسطرح چلی کیون
آتی میں تمکو سنائے دیتی ہوں یہ کہکر بین اسکے کاندھے سے اتاری اور
منظور نظریان اسکی قمر پری کرتا رونکو سمیٹ میں بلایا ملکہ ماہ سیمبر سے کہا کہ طبلہ

تم اپنے ہاتھ مین لو جو نگہہ میں بھی تھوڑا بہت دخل رکھتی تھی اور طبلہ تو خوب بجاتی
تھی اسنے طبلہ اپنے آگے کھینچ لیا اور قمر پری نے بین کو چھیڑا سب محو ہو رہی تھیں
کہ یہ پری ہے اور پرستان کا گانا مشہور ہے سننا چاہیے جسوقت سفرا سپ کی چھیڑ
شروع ہوئی اور بین بجنے لگی تو یہ معلوم ہوا کہ شعلون کے چراغ روشن ہین یا رن
بین سے نور نکل رہی ہے صبا اور سیارے کے تو ہوش اڑ گئے ملکہ ماہ سیما کو طبلہ
بجانا بھول گئی بے تالی ہونے لگی آخر اسنے کھسیانی ہوکر طبلہ ہاتھ سے رکھدیا
غضنفران نے ایسی بین بجائی کہ ان سب کو محو کر دیا ہر ایک جھومنے لگا
ایک وجد کا عالم تھا ملکہ تو کہہ رہی تھی کہ اے قمر پری تمہارے ہاتھون کے نثار جنہی
ہاتھو نسے بین بجا رہی ہو دیر تک یہی رنگ رہا ماہ سیما کو خیال پیدا ہوا کہ اسکا
گانا بھی نہایت دلچسپ ہوگا ہاتھ باندھ کر کہا کہ ہر چند یہ کہنا میرا گستاخی سے
خالی نہین ہے کہ کچھ گانا بھی سنائیے مگر مجھے تو بار گستاخ ہے آپ نے
تو دل چھین کر دیا جی نہین چاہتا کہ گانا موقوف ہو ہر وقت یہی صدا کانون مین آتی
جائے تو بہتر ہے قمر پری نے کہا کہ بین گانا بھی سنا دونگی لیکن پہلے یہ تو بتاؤ
کہ یہ جلسہ تم نے کس خوشی مین کیا ہے معمولی جلسہ جو تقریبون کے طور پر ہوتا ہے
اسمین ایسے سامان نہین ہوتے ہین سچ کہو کہ تمہین کیا خوشی حاصل ہوگئی تمہارے
گھر مین کوئی شادی ہونے والی ہے ماہ سیما نے کہا کہ باپ میرا وزیر بادشاہ ہے
تھوڑے دن ہوئے کہ عتاب شاہی مین گرفتار ہوکر قید ہوگیا تھا اب اسنے رہائی
پائی ہے اور اسی مرتبہ پر پھر فایز ہوا ہے جو پہلے تھا اس خوشی مین مین نے یہ جلسہ
کیا ہے ہر چند کہ یہ بات تعجب کی تھی کہنے کے قابل نہ تھی مگر آپ سے کیا پردہ اسلیے
مین آپ کو غیر نہین سمجھتی ہون قمر پری یہ سنکر بظاہر بہت خوش ہوئی اور یہ
کہنے لگی کہ بادشاہ نے رہا جو کیا تو اسکا بھی کوئی سبب ضرور ہوگا جو اسکا
بیگناہ ہونا ثابت ہو گیا ہوگا یا اور کوئی غرض بادشاہ کی اسکے متعلق ہوگی ملکہ ماہ سیما
نے جواب دیا کہ ایک تو باپ میرا بے خطا بھی تھا علاوہ اسکے بادشاہ کی غرض
بھی درپیش تھی اور وہ غرض بھی ایسی تھی کہ بادشاہ کا ملک ہاتھ سے جایا چاہتا
تھا دشمن نے چڑھائی کی تھی کوئی قابل مقابلہ حریف میدان نہ تھا اسوجہ سے
میرے باپ کو رہا کیا کہ وہ حریف کو گرفتار بلا کرے سنتا ہے کہ بدیع الملک
کوئی شخص ہے اسنے دعوی صاحبقرانی ہے اسنے طلسم نہ طاق پر چڑھائی کی
اور جہلا در بند نہ طاق کا یہی ہے باپ میرا علم شعبدہ بازی مین اپنا مثل و نظیر
نہین رکھتا ہے یقین ہے کہ اسنے سب کو اسیر بلا کیا ہوگا یہ سنکر غضنفران پریشان
ہوا دل مین سوچا کہ اچھے وقت پر پہونچے ملکہ کو جواب دیا کہ یہ تو بڑی مسرت
کی بات ہے ان خدا پرستون نے تمام قاف کو ویران کر دیا ہے ہا دیوان قاف

گویا اسے مجھی بھی ان لوگون سے عداوت قلبی ہی ہی ذکر تھا کہ حبلدار نے آکر عرض کیا
حضور کے والد ماجد تشریف لائے ہین قمر پری نے کہا کہ اچھا تو اب مین جاتی
ہون اسلیے کہ غیر مرد کے سامنے ہونا میرا دستور نہین ہی یہ بات سنبر نے کہا کہ آپ
جاییے کیون کیا پردہ نہین ہوسکتا ہی یہ کہکر خواصون کو حکم دیا کہ اوٹ لا کر کھڑا کردو
کہاریان اوٹ لینے چلی تھین کہ قمر پری نے کہا اوٹ نہ منگاؤ مین اپنا پردہ
آپ کر لونگی اوٹ کی ضرورت نہین ہی یہ کہکر دوپٹہ اپنا اوڑھ لیا اور آپ ہی چھپا ہی
دونون مصاحبون کو بھی اسی دوپٹہ مین چھپا لیا کہ یہ سب نظرون سے غائب ہوگئین
ملکہ عازم شعبدہ باز کو لینے چلی گئی تھی جسوقت پلٹ کر آئی تو قمر پری
وغیرہ کو نہ پایا حیران حیران ادھر ادھر دیکھنے لگی عازم نے پوچھا کہ کسکو ڈھونڈھتی
ہو اتنے مین آواز پیدا ہوئی کہ ملکہ پریشان نہ ہو مین کہین گئی نہین ہون یہین موجود
ہون اپنے والد کو تسلیم کہدو جیسے تمھارے بزرگ ویسے میرے عازم بھی گھبرایا
کہ یہ آواز کہان سے آئی یہ بات سنبر نے عازم شعبدہ باز سے کہا کہ جبتک آپ تشریف
آتے ہین تو سب سامان اچھے ہی اچھے نظر آتے ہین آج اتفاق سے ایک
شاہزادی کوہ قاف کی ہماری مہمان ہوئی ہین یہ انھین کی آواز تھی آپکو
تسلیم کہتی ہین مین انھین کو دیکھ رہی تھی ابھی ابھی سامنے بیٹھی ہوئی تھین آپکو
دیکھکر چھپ گئین مجھسے کہا تھا کہ مین اپنا پردہ آپ کر لونگی عازم ایک
تو یونہی سامان جشن دیکھکر خوش ہوا تھا پری کا حال سنکر اور بھی مسرور ہوا اور
اسکو اشتیاق دید پیدا ہوا لیکن ساتھہی یہ تعجب بھی ہوا کہ بیٹھے بیٹھے غائب
ہوجانا کیا معنی یہ بھی ایک شعبدہ بازی سی معلوم ہوتی ہی عازم نے کہا کہ آپ مجکو کیا
سمجھتی ہین قمر پری نے جواب دیا کہ بڑا جانتی ہون کہا کہ اگر بڑا جانتی ہین تو مجھ
سے پردہ نہ کرتین معلوم ہوتا ہی کہ آپکو صرف ظاہرداری آتی ہی یہ سنکر
قمر پری نے دوپٹہ ہٹا دیا اور جھککر سلام کیا نظر جو عازم شعبدہ باز کی
صورت زیبا پر پڑتی ہی ہزار جان سے عاشق ہوگیا کہا کہ آپ مین تو بڑے
کمالات معلوم ہوتے ہین آپنے یہ علم کس سے سیکھا ہی کہ جب چاہا نظر سے
غائب ہوگئے جب چاہا صورت دکھادی اگر آپکا کوئی شخص طالب دیدار
ہو تو یقین ہی کہ کوفت اٹھاتے اٹھاتے مرجائے اگر آپ خود اپنا جمال جہان آرا نہ دکھائے
تو یقین ہی کہ طالب دید تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوجائے ملکہ قمر پری نے شرماکر
گردن نیچی کرلی اور کہا کہ آپ بھی تو علم شعبدہ بازی مین کمال رکھتے ہین مین
آپکی وقعت شہرہ اکثر سے سن چکی ہون کہ آپ اس علم کی بدولت مرتبہ
اعلا کو پہونچے ہین اور یہان یہ تو بتائیے کہ بدیع الملک کے واسطے کوئی
آپنے انتظام تازہ کیا یا ابھی نہین عازم شعبدہ باز نے کہا کہ آپ تو

اسطرح کہ رہی ہیں جیسے آپ کو بھی بدیع الملک سے کوئی کاوش ہے اور کینہ و رنجش
آپ کے دل میں ہے قمر پری نے کہا وہ کون ایسا شخص ہوگا جسکے دل میں عداوت
ان خدا پرستوں کی نہ ہوگی کونسا مقام انکے ہاتھ سے برباد نہیں ہوا اور کس مذہب
والے انکے دست باعث سے پریشان نہیں ہو چکے ہیں میرے بھی بہت سے
عزیز بھرہ اور اولاد بھرہ کے ہاتھ سے مارے گئے اگر آپ ان لوگوں کو کوئی زک
دینگے تو میں نہایت خوش ہونگی یہ سنکر عازم شعبدہ باز نے کہا کہ آپ اطمینان
رکھیے میں نے اُن سب کو مخبوط الحواس کرکے ایک قصر خالی میں بٹھا دیا ہے اپنے
نزدیک وہ حوروں کے مجمع میں بیٹھے ہیں اور دراصل وہ سب کاغذی پتلیاں ہیں
یہ کہکر تمام کیفیت اسیری بدیع الملک کی مع سرداران عالی مقام بیان کی
اور حال شہنشاہ کوہ سر کلاہ وغیرہ کا بھی مفصل ہنس ہنسکر بیان کیا کہ میلے چھو
سرداروں کو طلوع ایران راستہ باز نے آہوئی ماتمداری میں بٹھا دیا ہے سب
تارک دنیا ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں اب یقین ہے کہ بہت جلد قتل ہو جائینگے
میں اسواسطے آیا ہوں کہ اپنی دختر کو لیجاکر تماشا اُن اسیروں کی اسیری کا
دکھاؤں کہ کسطرح وہ کاغذی پتلیوں میں دل سے بیٹھے ہیں اور انکو حوران بہشتی
سمجھے ہوئے ہیں یہ سنکر ملکہ ماہ سپہر کو توان سب کا اشتیاق پیدا ہوا
بہت سا زر و جواہر اسنے باپ پر سے نثار کیا اور قمر پری نے کہا کہ اب
میرا ٹھیرنا بیکار ہے اسلیے کہ آپ تو اب اپنی دختر کو لیکر وہاں جائینگے میں
یہاں اکیلی کیا کروں گی میں بھی کوہ قاف کو جاتی ہوں عازم شعبدہ باز تو قمر پری
پر شیفتہ و فریفتہ ہو ہی چکا تھا اسنے کہا کہ اے قمر پری تم بھی ساتھ چلو قاف جانے
کی کیا ضرورت ہے تم بھی ملکہ کے ساتھ اُن سب کی اسیری کا اور بیخودی کا
تماشا دیکھو کہ ایسا عجیب کبھی نظر سے نہ گذرا ہوگا تمکو بھی ان لوگوں سے
کاوش ہے انکی یہ حالت دیکھکر تمہارا بھی دل خوش و مسرور ہوگا قمر پری نے
کہا کہ میرے مزاج میں چہل ہے اور ہنسی مذاق کی مجھکو عادت ہے اگر میں وہاں
پہونچ جاؤں کسی کو ستاؤں یا کوئی کیفیت آپ سے دریافت کروں تو آپکو
ناگوار ہو اور میں مخل صحبت ہوں عازم شعبدہ باز نے کہا کہ نہیں یہ تو
صرف ایک شعبدہ ہے اور مجھے کوئی باعث آپ سے پوشیدہ کرنے کی ضرورت
نہیں ہے اسلیے کہ آپ دوست ہیں دشمن نہیں ہیں جو کچھ پوچھوگی میں سب
بیان کردونگا اور آپ تو خود اس علم سے واقف ہیں یہ تو ذرا سی منزل ہے کہ کہیں
[illegible] سے بیٹھا یا جاتا ہے یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور قمر پری ماہ سپہر وغیرہ
کو ساتھ لیکے گرجا [illegible] قمر شعبدہ رہ [illegible] چونکہ یہ لوگ ظاہر نظر سے
جارہے ہیں تو نہایت تزک و احتشام کے ساتھ سواری مثل باد بہاری کے

چلی جاتی ہیں نیزے لیے ہیں اور جلو میں تلواریں برہنہ ہاتھوں میں لیے ہوئے گھوڑون پر سوار
راہ روکے گھونگھٹ نکالے چلی جاتی ہیں اس جاہ و تجمل کے ساتھ سواری بادشاہ
اور ملکہ قمر پری کی دامنۂ کوہ میں پہونچی جہان کہ مقبرہ ہے تمام حوران خیالی
بدیع الملک وغیرہ مع اسسد قادار بجاور بنے بیٹھے تھے دیکھا قمر پری نے
کہ ایک باغ بہشت آئین ہے یہ مقبرہ ہے گل و ریاحین کی تعریف میں زبان
خامہ قاصر ہے اور جانور درختون پر اسطرح خوش الحانی کر رہے ہیں کہ تمام نخل وجد
کے عالم میں جھومتے نظر آتے ہیں سبزہ مثل فرش مخمل کے زمین کو چھپائے ہوئے
ہے خوشبو پھولون کی دماغ جہان کو معطر کیے دیتی ہے اور اطراف مقبرہ کے گنبد پر حوریں
ہیں ایسی حسین ہیں کہ کبھی چشم فلک نے بھی یہ حسن نہ دیکھا ہوگا لیکن بدیع الملک
وغیرہ ان حسینون کی طرف التفات بھی نہیں کرتے ہیں بلکہ منھ اپنا انکی جانب
سے پھیرے لیتے ہیں وہ تمام عورتیں قبر کی خدمت گذاری میں مصروف ہیں کوئی
مروحہ جنبانی کر رہی ہے کوئی چادر قبر کی صاف کر رہی ہے کوئی جھاڑو دے رہی ہے
کوئی لخلخہ سلگا رہی ہے اور یہ لوگ بیٹھے ہوئے دعائیں اور سورے کلام شریف
کے پڑھ رہے ہیں اور صاحب قبر کو ثواب اسکا بخش رہے ہیں یہ رنگ دیکھ کر
بادشاہ بہت ہنسی اور اپنے باپ کی صفت و ثنا کرنے لگی اور قمر پری تخت
سے اترکر قریب بدیع الملک کے آئی اور کہا کہ ذرا ادھر تو دیکھیے مزاج تو
اچھا ہے بدیع الملک نے ہاتھ جھٹک دیا اور کہا کہ اے پری میرے پاس سے
ہٹ جا کیونکہ میں تیرے سایہ سے بھی پرہیز کرتا ہوں اسلیے کہ میں نے
دنیا کو ترک کیا ہے تنہائی دنیا پیش نظر ہے یہ سنتے ہی آواز بدیع الملک
کی دیکھکر کہا کہ آپ نے دنیا کو ترک کیا تو میں تارک نہیں ہوں لیکن میری کوئی
اور نسبت بھی نہیں ہے میں مثل اور عورتون کے نہیں ہوں کہ مرد کو دیکھا اور پھسل
پڑی میں خود تم کو بھائی سمجھتی ہوں صرف خیریت دریافت کرنا چاہتی تھی اور یہ
پوچھنا منظور تھا کہ اسی مقبرہ [illegible] صاحبقران ثانی تھا صاحبقران نے کہا
[illegible] سے ہوں [illegible] گناہ کرتی ہے یہ سنکر عازم تسخیر [illegible] بازنے
قمر پری سے کہا کہ تم [illegible] باتیں سنتی ان لوگو کو یونہی رہنے دو کہ یہ اپنے
[illegible] دنیا کو خیال کرکے دل کو دنیا سے اٹھا چکے
[illegible] نے کہا مجھکو آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے الحاصل یہانکہ
[illegible] عازم تسخیر [illegible] ان سب کو ہمراہ لیکر باغ بلکہ مع حسین
[illegible] داخل باغ ہوئے تو یہانکا
[illegible] شہنشاہ کو پرکالہ پاس بلکہ مع حسین سبز پوش کے
بیٹھے ہیں اور آ[illegible] طلعت قرالہ شوخ چشم سے پہلو اپنا گرم کیے

ہوئے ہیں امیر الزمان عین الزمان نور الزمان اسفندیار گیلانی ایک
ایک پری وش کو بغل میں لیے بیٹھے ہیں عجب طرح کا رنگ ہے کہ ایک کو دوسرے
کا لحاظ نہیں ہے ملکہ بادشمیر نے ان لوگوں کی حالت پر تاسف کیا اور اپنے
باپ کے کمالات کی تعریف کی عازم شعبدہ باز نے کہا کہ ای فرزند یہ عمارتیں
تو سب میری ہی بنائی ہوئی ہیں لیکن ان لوگوں کو عشق نازنینا نہیں مست
و بدہوش طور غافل راستہ باز نے کیا ہے اب ان لوگو نکو چراغ سحری سمجھنا
چاہیے آج ہو کے چہلم سے پہلے انکا نتیجہ ہو جائے گا بس اب یہاں سے تم تو
اپنے باغ کی جانب روانہ ہو اور میں یہاں سے خیمہ گاہ میں بادشاہ کی جاتا ہوں
تمہارے تماشا دیکھنے کے واسطے میں نے اب تک ان لوگو نکو قتل سے بچا یا
تھا اب ایک دم میں یہ سب فنا ہو جائینگے اور ہمیشہ کے واسطے یہ کھٹکا
مٹ جائے گا یہ کہکر ملکہ بادشمیر کو رخصت کیا یہ سلام کر کے اپنے باغ کی جانب
روانہ ہوئی چلتے وقت قمر پری سے کہا کہ آپ کا کیا ارادہ ہے قمر پری نے
کہا اب میں بھی کوہ قاف کو چلی جاؤنگی بادشمیر نے کہا کہ پھر کبھی سرفراز
فرمائیے گا قمر پری نے کہا اگر یہیں آیا کرونگی تم سے تو مجھے محبت قلبی ہو گئی
ہے مگر تم بھی اتنی انس و محبت کے سبب کو پیش آنا بیرخی نہ کرنا اس نے کہا کہ کہیں
ایسا ہو سکتا ہے یہ کہکر ملکہ بادشمیر تو اپنے باغ کی جانب روانہ ہوئی اور یہاں
عازم شعبدہ باز سے قمر پری نے کہا کہ میں ابھی آپ کو نہ جانے دونگی ایک ساعت
کی مہمانی قبول فرمائیے اسلیے کہ مجھے کچھ ضروری باتیں آپ سے کرنا ہیں قمر پری
نے کہا کہ مجھے آپ سے یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کن سرکشوں کی تو آپ نے یہ
گت بنا دی ہے جنکے نام سے تمام عالم کانپتا تھا وہ مست و بدہوش جان سے
بیزار بیٹھے ہوئے ہیں اگر آپ مجھ پر بھی کوئی شعبدہ سازی کیجیے تو میں آپکا کیا
کر سکونگی ایسے لوگوں سے دور رہنا چاہیے یہ سنکر عازم شعبدہ باز ہنسا
اور کہا کہ ای ملکہ قمر پری کسی نے بھی اپنے معشوق پر ظلم کیا ہے یا میں ہی کرونگا
میری جانب سے تم یہ گمان نہ ہو اور اسکے تو تم بھی سمجھتی ہو کہ شعبدہ ایک ایسی
چیز ہے کہ ذرا بھی اسکی کوئی حقیقت نہیں ہے ذرا سی ترکیب میں سب سامان
دکھا سکتا ہوں قمر پری نے کہا وہ کیا ترکیب ہے پہلے مجھے بتاؤ تو میں تمہارے
ساتھ چلونگی عازم نے کہا کہ تم اس شعبدے کو پوچھتی ہو قمر پری نے کہا یہی بتاؤ کہ یہ
لوگ جو گرفتار ہوئے ہیں اگر انکو رہا کرنا چاہے تو کیونکر رہا کرے
عازم نے کہا کہ ای قمر پری ہر چند کہ یہ بات بتانے کی نہیں ہے مگر مجھے تمہاری خاطر
منظور ہے اسلیے بتائے دیتا ہوں لیکن تم کسی کو نہ بتانا قمر پری
نے کہا بھلا تمہاری کیسی باتیں ہیں میں کسی کو کیوں بتانے لگی اگر مجھیں

کچھ شک ہو تو مجھے بھی نہ بتانا جب وقت اسکا گذر جائیگا اور کھٹکا تمہارے
دل سے مٹ جائیگا اُسوقت ظاہر کرنا ابھی کوئی اسکی ضرورت نہیں ہے عازم
نے کہا مجھے تم سے اطمینان ہے یہ کہکر بیان کیا کہ صورت اس شعبدہ کی یہ
ہے کہ قبر کی داہنی جانب دو سرکنڈے گڑے ہوئے ہیں اُنپر نیلا اور لال سوت لپٹا
ہوا ہے اگر کوئی شخص فلان اسم پڑھکر نظر غور سے دیکھے تو وہ سرکنڈے نظر آنے
لگیں گے چاہیے کہ دونوں سرکنڈوں کو اُس مقام سے اُکھاڑے اور تھوڑا پانی اُس
نشان پر ڈالدے جس جگہ سرکنڈے گڑے تھے تو یہ سارا کارخانہ مٹ جائیگا
اور وہ سب جو بیٹھی ہیں کاغذ کی پتلیاں نظر آنے لگیں گی یہ سب سامان دیکھنے کا
ہے ورنہ اصل وہان کچھ بھی نہیں ہے قمر پری نے کہا کہ میں نہ مانونگی کوئی بات اسمیں اور
بھی ہوگی اسنے جواب دیا کہ ہاں ایک بات اور ہے وہ یہ ہے کہ پانی سوراخوں میں
ڈالنا چاہیے اور یہ اسم پڑھنا چاہیے یہ کہکر اسم ورد زبان کیا قمر پری نے اس
اسم کو یاد کر لیا اور کہا کیا اچھا نسخہ آپ نے دکھایا ہے لیکن وہ لوگ جو باغ
بلکہ جنمیں سبز پوش ہیں جنکے بیچ میں ہے تو وہ دفن ہیں پھنسے ہوئے ہیں اس سامان
کا ہٹنا تو یقین ہے کہ آپ کے امکان میں نہ ہوگا جب تک دوسرا شخص بھی
شریک نہ ہو کہ عمارات ساختہ آپ کی ہیں اور نازنینیں بنائی ہوئی دوسرے
شخص کی ہیں عازم شعبدہ باز نے کہا کہ اے قمر پری یہ صحیح ہے کہ اس نیرنج
کے بنانے میں طوغان بھی شریک ہے بلکہ اُسی نے ان لوگوں کو گرفتار بلا کیا ہے
لیکن جو نیرنجات اُسے معلوم ہیں وہ مجھے بھی معلوم ہیں اسلیے کہ میں اور وہ
دونوں ایک ہی اُستاد کے شاگرد ہیں مجھے اُسکے مٹانے کا طریقہ بھی معلوم
ہے اسکی صورت یہ ہے کہ دروازۂ باغ پر دو سرکنڈے سونے کے ہیں انکے [illegible]
ہرا سبز نصب ہیں اگر کوئی شخص ان دونوں سرکنڈوں کو یہ پڑھکر اُکھیڑے تو
سب کیفیت و جادو اُسکی برطرف ہو جائیگی اور جو لوگ کہ عالم [illegible] ہیں
سب کو ہوش آجائیگا وہ نازنینیں اور سب سامان دیکھنے ہی کا ہے یہ
شعبدہ طوغان راست باز کا ہے صرف بلکہ یہ جنمیں سبز پوش ہیں تو انسان
اصلی ہے اور فقط یہ طوغان راست باز کی بازی جسقدر کہ نظر آتی ہیں وہ سب
کرشمہ نیرنج طوغان کا ہے جنمیں باقی رہجائینگی اور کل مکانات دریا [illegible]
وغیرہ غائب ہو جائینگے [illegible] اور صحبت یا تمہاری وغیرہ
یہ سب مغالطہ کی باتیں ہیں جنکے باعث سے یہ لوگ اثر جادو فراموشی کی
حالت میں بیٹھے ہوئے ہیں یہ سچ ہے کہ تم سے کہتے ہیں کوئی قباحت نہیں ہے
لیکن مجھ پیدا ہونا چاہیے پھر تم سے منع کیے دیتا ہوں کہ ان باتوں کو کبھی بھولکے
سے زبان پر نہ لانا یہ سنتے ہی چہرہ قمر پری کا سرخ ہو گیا کہا کہ اے عازم تم

کیا نادان سمجھتے ہو لو بار بار منع کرتے ہو یہ ذرا سی نیرنج سازی کرکے استدراک اسکی
پردہ پوشی کرتے ہو اگر ہمیں کرشمہ اپنی نیرنج سازی کا دکھاؤں تو زندگی بھر تمہاری
عقل چکر میں رہے اور کچھ سمجھ میں نہ آئے عازم نے کہا کیا ایک شعبدہ تو ہم بھی دیکھا
ہیں یہ بھی دیکھیں جسکا ہمکو کہہ بیٹھے آپ غائب ہو گئی آنکھیں اور کچھ سامنے
نظر آنے لگی تھیں قمر پری نے کہا کہ آؤ ایک تماشا اور دیکھو یہ کہکر ہاتھ اپنا
بلند کیا اور کہا کہ منہ اپنا میری بغل کے نیچے لے آؤ نظر جو عازم کی زیر بغل گئی
ایک عجب عالم نظر آیا وہ سینہ کا ابھار جو نقش شباب ہے معلوم ہوتا تھا کہ دو
قمقمے بلور روشن ہیں اور ایک تھیلی سی زیر بغل لٹک رہی ہے قمر پری نے کہا
اس تھیلی میں منہ ڈالکر دیکھو عازم شعبدہ باز نے منہ تھیلی کا کھولا اور جھانکنا
شروع کیا اُدھر خواجہ نے چپکے سے کہا کہ اے زنبیل دراز ہو جا منہ اسکا تھیلی کا
استدر دراز ہو گیا کہ سر عازم شعبدہ باز کا اس تھیلی میں داخل ہو گیا ایک
خوشبو ایسی اسکے دماغ میں آئی کہ نہایت فرحت حاصل ہوئی عازم نے
بہت تعریف کی کہ واقع میں کیا عمدہ خوشبو آتی ہے قمر پری نے کہا اور گردن
آگے بڑھاؤ عازم نے اور منہ اپنا آگے کیا دیکھا ایک شہر معلوم ہوتا ہے
دریا جاری ہیں لوگ ناؤ و بیڑا اور بجرہ و نیر پہ بیٹھے ہوئے سیر دریا میں مصروف
ہیں باغات و مکانات عالیشان نظر آتے ہیں لوگ پھر رہے ہیں دوکانیں
بہت و بازار ہے کیا اچھا یہ مقام ہے ایسا کوئی شہر بھی آج تک نہیں دیکھا
قمر پری نے کہا اور جھکو جتنا عازم شعبدہ باز جھکتا جاتا ہے اسیکو تماشے عجیب
عجیب طرح کے نظر آتے جاتے ہیں جب کمر تک جھک گیا تو قمر پری نے
دونوں ٹانگیں اسکی پکڑ کر اوپر کیا اور آدھے سے زیادہ داخل زنبیل کرکے
کہا کہ اسے کیا معلوم ہوتا ہے اسنے بیان کیا کہ قصر ہائے رفیع الشان معلوم ہوتے
لشکر نظر آرہے ہیں بازار آراستہ ہیں مسجدیں بنی ہوئی ہیں جا بجا پہرے ہیں اسی مکان
میں بہشت معلوم ہوتے ہیں لوگ دوکانیں آراستہ کیے بیٹھے ہیں زیارت خانہ
میں قیدی بیڑیاں پہنے ہوئے بیٹھے ہیں بعضے کام کاج کر رہے ہیں قمر پری نے
کہا کہ تم کہاں ہو عازم نے کہا آدھا بہشت میں آدھا دوزخ میں ہوں جواب دیا کہ
پھر آدھے بھی دوزخ میں کیوں رہو سارے بہشت میں چلے جاؤ یہ کہکر دونوں ٹانگیں
اٹھا کر زنبیل میں ٹھونک دیا اور نعرہ کیا کہ با شیر دلاور قمر سپہر عیاری فلک
فلک غنچہ کاری شاہ عیاران عیار پیک طرار خنجر گذار ریش تراش ناک کان
و سر برندہ جادوگران یعنی خواجہ نامدار خضر ان بن عمرو ثانی عالیشان ادھر
عازم شعبدہ باز جو داخل زنبیل ہوا اور آنکھ اسکی کھلی تو سامنے عجیب عجیب
سامان دیکھے لوگ اسکے پیچھے کو دوڑے ہاتھوں ہاتھ زمین پہ اتارا ادھر خواجہ عمران

نے آواز دی کہ بادادا آدم اسنے لباس شاہی میں زنبیل کی سیر کرا رہے ہیں یہ سنتے ہی لوگ
تاج و تخت لے کر مع جلوس شاہانہ قریب عازم شعبدہ باز کے آئے اور نہایت
عزت کے ساتھ اسکو تخت پہ بٹھایا اور راہی مراتب کے ساتھ باحشم و خدم سیر
ملکوں کی کرانے لگے چتر شاہی سر پہ اسکے گردش کر رہا تھا ستارہ اقبال کا بلند تھا
یہ لوگ عازم شعبدہ باز کو تخت پہ بٹھائے ہوئے اقلیم بادشاہ اول کیجانب
روانہ ہوئے کہ حاکم وہان کا قسیم کج کلاہ ہے قسیم کج کلاہ نہایت عزت سے
پیش آیا عازم حیران ہے کہ یہ میں کہاں ہوں قسیم کج کلاہ نے کہا کہ اے شخص تو
کیا مذہب رکھتا ہے عازم نے بیان کیا کہ میں اکوان پرست ہوں قسیم کج کلاہ
نے کہا کہ کفار تو یہاں نہایت ذلت و خواری سے رہتے ہیں تمہارے حال پہ کیا
عنایت عمرو کی تھی جو تم کو عزت و حرمت کے ساتھ اس مقام پر ہو کہ تمام شاہان
زنبیل کو حکم ہے کہ تم سے ملاقات کریں عازم نے کہا کہ عمرو کیسا اور زنبیل کسکو کہتے
ہیں قسیم نے کہا او بے خبر جسنے تجھے اس مقام پہ پہونچایا وہ عمرو ہیں اور یہ زنبیل ہے
انکی عازم نے کہا معلوم ہوا کہ عمرو شعبدہ بازی میں اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتے
ہیں قسیم نے کہا کہ اے نادان عمرو نام شعبدہ بازی بھی اچھی طرح نہ جانتے ہونگے یہ
زنبیل اعجاز ہے بزرگان دین کا شعبدہ مٹ جاتا ہے اور یہ ہمیشہ برقرار رہنے والی
چیز ہے عازم شعبدہ باز کے یہ سنکر ہوش اڑ گئے لیکن دل میں خیال کیا کہ بیشک
عمرو پیغمبر زادی یہ شخص ہے اور وہ جادوگری نہ تھی بلکہ عمرو کا لشکر تھا اگر یہ زنبیل عمرو معجزہ
کی چیز ہے تو اسکے سامنے شعبدہ کی کیا حقیقت ہے عمرو بھی سچا اور اسکے بزرگان
دین بھی برحق ہیں اگر میں نے اس قید سے نجات پائی تو ضرور اس مذہب
برحق کو اختیار کرونگا جو کہ مذہب عمرو لشکر کا ہے یہ تنبیہ دل میں کر کے یہ تو
خاموش ہو رہا قسیم کا چھدار نے تین روز اسکی دعوت میں صرف کیے بعد
اسکے سواری عازم شعبدہ باز کی اسی شان و شوکت کے ساتھ دوسرے
ملک کی جانب روانہ ہوئی آگے آگے ڈنکا ہوتا ہوا نقیب بولتا ہوا جلوس
شاہی ہمراہ جسوقت یہ اس شان و شوکت کے ساتھ دوسرے ملک میں
پہونچا تو یہاں کا بادشاہ کہ نام اسکا قسیم کاچھدار ہے یہ اسکے استقبال آیا
اور نہایت عزت کے ساتھ عازم شعبدہ باز کو لے گیا اور اپنا مہمان کیا
اور نہایت خاطر و مدارات سے پیش آیا اور اپنے ملک کی سیر کرا کے رخصت
کیا بعد اسکے عازم شعبدہ باز کے ملک دیدہ بہر کی جانب روانہ ہوئے
جسوقت یہ داخل شہر ہوا تو ارکین دولت آ گئے اور نہایت عزت کے ساتھ
اسکو لیکر ایوان شاہی میں آئے دیدہ بہر کو ہر ایک شخص سے ملاقات ہوئی دیکھا
عازم شعبدہ باز نے کہ ایک سے زیادہ دوسرا ملک آباد تھا اور دوسرے سے

زیادہ تر اس ملک آباد تھا لوگ ہر جگہ کے خلیق و حسین مگر سب خدا پرست ہر شہر
مین مسجدین بکثرت بتخانون کا نام و نشان بھی نہین ہر طرف سے صداے تکبیر چلی آتی
تھی اس آواز سننے دل عازم شعبدہ باز شگفتہ ہوتا تھا اور جی مین کہتا تھا کہ
کیا عمدہ یہ مذہب ہے کئی دن تک یہان بھی عازم شعبدہ باز کی دعوت رہی
اب یہ یہان سے بھی رخصت ہوا اور ایک ملک مین پہونچا کہ وہ سب سے
زیادہ آباد تھا مکانات نہایت بلند و وسیع بنے ہوے تھے سڑکین بہت
صاف دوکانین نہایت آراستہ باغ کی آراستگی احاطہ تحریر سے باہر ہے
یہان تک کہ یہ سیر کرتا ہوا ایوان شاہی مین داخل ہوا اور حضور سرنصیر فقی
سے ملاقات ہوئی حضور سرنصیر فقی نہایت تواضع سے پیش آیا اور عازم کو
نہایت عزت سے ساتھ مہمان کیا ایک قصر عالی اسکے رہنے کو عنایت ہوا اور
ساز و سامان راحت اسکے واسطے مہیا تھے ملازمین خدمت کے واسطے
حاضر تھے جب اسے کئی روز اسی دعوت و ضیافت مین گذرے تو اسے
خیال پیدا ہوا کہ اب دیکھیے کونسا ملک دیکھنے مین آتا ہے اور کب یہان سے
چلنا ہوتا ہے یہ خیال کر کے لوگون سے پوچھا کہ اب یہان سے کس ملک کی
جانب چلنا ہوگا انھون نے بیان کیا کہ بس اب کہین جانے کا حکم نہین ہے تین
تین اقلیمون کی سیر کرانے کا حکم ہوا تھا اور چوتھی اقلیم مین اسوقت تک
قیام رہے گا جب تک آپ بیرون زنبیل نہ نکالے جائینگے عازم نے کہا
کہ کیا اس زنبیل مین چار ہی اقلیمین ہین لوگون نے بیان کیا کہ نہین بلکہ سات
اقلیمین ہین لیکن اب آگے نے جانے کی اجازت نہین ہے تینون اقلیمون کا
حال طلسم اسرار باطنی مین اور مفصل حالات زنبیل عمرو کے اسمین بیان کیے
جائینگے اسوقت مالک زنبیل خواجہ رابع ہو گئے انکا حال عازم شعبدہ باز
تو زنبیل کی سیر مین مصروف ہے اور حال خواجہ خضران بن عمرو ثانی کا گزارش
کیا جاتا ہے کہ جب انھون نے عازم شعبدہ باز کو داخل زنبیل کر لیا تو رنگ
و روغن عیاری چہرہ پر ملکے صورت اپنی عازم شعبدہ باز کی بنائی اور
وہان سے نکلتے ہوے قریب اُن دونون کے آئے جو کوہ پری اور اخضر پری
بنے ہوے انتظار قہر پری مین کھڑے ہوے تھے جسوقت نظر انکی عازم شعبدہ باز
پر پڑی اور قہر پری کو ساتھ نہ دیکھا تو یہ ڈرے کہ شاید اسنے خواجہ کو پہچان لیا
اور گرفتار کر لیا یہ خیال کر کے انھون نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے آپ نے
ہمارے مالک کے ساتھ دغا کی اور اُسے بھی کسی شعبدہ مین پھنسا دیا عازم نے
کہا کہ نہین تم دل مین خوف نہ کرو مین عازم نقلی خواجہ خضران ہون مین نے
ہیئت اپنی تبدیل کر ڈالی ہے اور عازم کو داخل زنبیل کر لیا ہے اب تم بھی

ہیئت اپنی بدلو اور صورت مثل یہاں کے باشندوں کے بنالو تاکہ کوئی پہچان نہ سکے
اور چلکر تماشا دیکھو میں نے فقرہ دے کر سب اسرار دریافت کر لیے آپ یہاں اپنے
آقا کو چھڑائے لیتا ہوں یہ سنکر خیر ماں جنی اور برخوردار جنی نہایت خوش ہوئے
اور غلطیں لگا کر صورت اپنی اپنی بدل ڈالی اور مثل باشندگان شہر کے صورت
اپنی بنا کر عازم نقلی کے ساتھ ہوئے عازم ان دونوں کو لیے ہوئے اول اس
مقبرہ کی جانب متوجہ ہوا جہاں کہ بدیع الملک مجاور قبر بنے ہوئے تھے اور سورہ ہائے
قرآنی کی تلاوت میں مصروف تھے جسوقت عازم داخل مقبرہ ہوا سامنے
بدیع الملک کے پہونچکر سلام کیا اور کہا کہ آپ یہاں بیٹھے کیا کر رہے ہیں وہاں
جا کر لشکر کی خبر لیجیے کہ دیوانہ آزردر تسخیر چشم بارگاہ وغیرہ چھیننے کو گیا ہوا ہے بدیع الملک
نے کہا جو لوگ محافظ بارگاہ اور دنیادار ہیں وہ بارگاہ کو بچا لینگے ہمیں ان جھگڑوں
سے کوئی سروکار نہیں ہے ہم نے جاہ و حشم دنیا کو ترک کیا اور فقیری اختیار کی
جسقدر دن زندگی کے باقی ہیں انھیں اسی مقام پر عبادت خدا میں گذار دینگے
تم ہمیں نہ سمجھاؤ اگر تمھیں ہوس ملک و مال ہو تو جا کر بارگاہ کو بچاؤ مال و اسباب
پر قبضہ کرلو یہ باتیں بیخودی و بیہوشی کی صاحبقران سے سنکر خضر الیاس کا دل بھر آیا
اور رونے لگا کہ افسوس یہ ایسے بیہوش سے ہو بیٹھے ہیں کہ انھیں کچھ خیال
ہی نہیں ہے اب انھیں جلد اس بلا سے نجات دینا چاہیے یہ سوچکر قریب قبر آیا
اور وہ سرکنڈے جو داہنی جانب قبر کے گڑے ہوئے تھے انکو اکھیڑ لیا اور
وہ اسم جو عازم اصلی نے تعلیم کیا تھا اسے پڑھکر سوراخ میں پانی ڈالا بس
پھر دیا پانی پڑنے کے تمام باغ پر اوس پڑ گئی اور جسقدر ساز و سامان وہاں تھا
نیست و نابود ہو گیا حوران بہشتی پتلیاں کاغذ کی بنکر رہ گئیں اور ان سرداران
بیخود کو ہوش آگیا کہا یا صاحبقران ہم کہاں ہیں اور یہاں کیوں بیٹھے ہوئے
ہیں صاحبقران نے جواب دیا کہ مجھے بھی نہیں معلوم کہ میں یہاں کیوں
آیا تھا اور بیٹھا کس لیے بیٹھا تھا عازم نقلی نے سامنے آکر آواز دی کہ یہ
شعبدہ میرا تھا کہ آپ خود بیت بنے ہوئے بیٹھے تھے لیکن میں نے بہ سبب
خوشنودی خدا کے آپ کو اس حصار پر رنج سے نجات دی اب آپ جا کر اپنے
لشکر کی خبر لیجیے کہ وہاں قیامت برپا ہے دیوانہ آزردہ چشم گیا ہوا ہے اور بادشاہ
پھر یہ سر حیرہ شکستہ بھی گئی لاکھوں سوار و پیدل کی جمعیت سے برائے استیصال
لشکر اسلام چل چکا ہے یہ سنکر صاحبقران نے عازم نقلی سے فرمایا کہ ہم
جاتے ہیں تو کہو تک جائیں اسلیے کہ یہاں ہمارے پاس مرکب نہیں ہیں عازم
نقلی نے کہا کہ میں ابھی سب انتظام کیے دیتا ہوں اور ہر طرح آپکا شریک
ہوں یہ کہکر وہاں سے نکلے اور باغ گذشتہ میں آئے اور زنبیل میں ہاتھ ڈالکر

مرکب طلب کرنا شروع کیئے فوراً گھوڑے ساز و یراق سے آراستہ زنبیل سے
نکلنے لگے اور آخر میں ایک عربی گھوڑا نہایت عمدہ اور ساز و یراق سے آراستہ
نکلا غرضکہ ان سب مرکبوں کو ساتھ لیے ہوئے خدمت میں صاحبقران
عالیشان کی حاضر ہوا صاحبقران زربان ساز و سامان و مرکب و آلات
ضرب وغیرہ کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور عازم شعبدہ باز کے نہایت
شکر گذار ہوئے کہ ایسا ایک ایک مرکب ہر ہر سردار کے مرتبے کے موافق تھا
کوئی ترکی کوئی عراقی کوئی یمنی کوئی نجدی اور ایک مرکب عربی نہایت عمدہ
تھا وہ صاحبقران کے واسطے تھا یہ سب کے سب گھوڑوں پر سوار ہوئے
ہتھیار بدن پر آراستہ کیے اور چلتے وقت صاحبقران نے عازم شعبدہ باز
کیطرف دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ اے عازم شعبدہ باز خدا تجھکو اسکی جزائے خیر
دے گا کہ تو نے ہمارے ساتھ بڑا احسان کیا انشاء اللہ ہم بھی اس احسان کا
ایسا معاوضہ کرینگے کہ تو بہت خوش ہوگا جسطرح تو نے ہمیں اپنے قابو میں
کر کے پھر کوئی گزند نہ پہونچنے دیا اسیطرح ہم بھی تجکو کسیطرح کا صدمہ نہ پہونچنے
دینگے اور نہایت عزت تیری کرینگے اب جاتے ہیں اور اپنے لشکر کی خبر لیتے
ہیں کہ نہیں معلوم وہاں ہا تجھ سے دیو ہاسنے کے کیا کیفیت گذری ہے فرما کر باگ
گھوڑے کی اُٹھائی عازم نقلی نے کہا کہ اور جو کچھ میرے ساتھ کیجیے گا وہ
تو آپکی خوشی پر موقوف ہے لیکن کہ یہ ان مرکبوں کا آپکو دینا ہوگا اور مرکب
واپس لیے جائینگے فرمایا کہ یہ کیسا ہیں پوری پوری قیمت ہر گھوڑے کی تمکو
دونگا اور پھر مرکب واپس کر دونگا لیکن یہ کلام سنکر کان اسد غازی کے
کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ تو کوئی پہچانی ہوئی آواز معلوم ہوتی ہے بقول
شاعر کے ہیں جو بولا کہا کہ یہ آواز + کسی خانہ خراب کی سی ہے + یہ سب تو اسطرح
روانہ ہوئے ہیں عازم نقلی دونوں جنوں کو ساتھ اپنے لیے ہوئے جانب
باغ بلکہ مہ جبین سبز پوش براسے رہائی شہنشاہ کوہر کلاہ وغیرہ چلتا ہے
اور ہر پر مہ خجستہ پوش مع فوج کثیر براسے بربادی لشکر اسلام چل چکا ہے اور
اس سے پہلے دیوانہ اژدر شمشیر روانہ ہو چکا تھا اسکا حال یہ ہے کہ اسنے
جاتے کے ساتھ ہی اہل اسلام کو قتل کرنا شروع کیا اور فوج کو ہزیمت کرتا ہوا
بارگاہ گوہر باری کیجانب چلا لشکر میں جو شور و غوغا مچا تمام سرداران لشکر کو
ہوئی سب کے سب اپنے اپنے خیموں سے باہر نکل آئے اور پشت مرکب
پر بیٹھ کر جانب دیوانہ شمشیر روانہ ہوگئے یہ وہ لوگ ہیں جو ہمراہ بدیع الملک
کے نہ گئے تھے اور یہاں رہ گئی وجہ سے بچ گئے تھے اول سب سے شاہزادہ
طرطوس بہادر بیٹے جمہور جہان سوز تیز زن بہادر نے اپنا دوڑا کر

سامنے دیوانہ شمشیر چشم کے آگئے اور آواز دی کہ او بے ادب کہان آتا ہے نہین جانتا
کہ یہ کسکی بارگاہ عالیجاہ ہے اگرچہ آقا ہمارا مبتلائے بلا ہے لیکن ابھی بہت سے غلام
اسکی جان نثاری کے واسطے موجود ہین دیوانہ نے کہا کہ مزہ تو جب تھا کہ بدیع الملک
سے مقابلہ ہوتا خیر اگر وہ نہین ہین تو تو ہی سہی یہ کہکر گرز تانے ہوئے جمہور کیجانب
چلا اور قریب پہونچکر گرز مارا جمہور نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز جو سپر پر
پڑتا ہے تو ایک تڑاقا ہوا تتق گرد بلند ہوا مگر سپر کٹ جمہور کی ٹوٹی اور جمہور بیہوش
ہوکر گرے دیوانہ نے ساتھ والون سے کہا کہ باندھ لو اسکو تمام ہمراہیان دیوانہ
ٹوٹ پڑے ہر چند اہل اسلام نے چاہا کہ جمہور کو اٹھا لے جائین مگر ممکن نہ ہوا کہ
دیوانہ اژدر شمشیر چشم گرز تانے ہوئے کھڑا تھا جو قریب آتا تھا وہ اسکی ضرب
گرز سے ہلاک ہوتا تھا اہل اسلام جمہور تک نہ پہونچ سکے کفار نے شاہزادہ
طرطوس کو اسپ پر ڈالا اور مقید کرکے راہی ہوئے ادھر دیوانہ اور مسلمانون کو
قتل کرتا ہوا آگے روانہ ہوا لیکن جسوقت یہ معرکہ شاہزادہ مہارزستان (?) مغرب
بیٹے فرامرز عاد مغربی نے دیکھا تو باگ گھوڑے کی اٹھائی اور آواز دی کہ او دیوانہ
ٹھہرو کہان آتا ہے پلٹ جا کیون اجل تیری دامنگیر ہوئی ہے دیوانہ ہنسا اور کہا کہ
میری اجل خداوندا گوان و دیوان نے معین ہی نہین فرمائی ہے مجھے کوئی قتل کیا کر سکتا
ہے تو بھی آ اور حوصلہ اپنا نکال لے یہ کہتا ہوا قریب فرامرز عاد مغربی کے پہونچا
اور پکارا کہ لا ضرب بہادری کی فرامرز نے کہا کہ ہم لوگ پیشدستی نہین کرتے ہین اگر
خداوند کریم ہاتھ سے تیرے بچا لیگا تو دیکھا جائیگا یہ سنکر دیوانہ پکارا کہ معلوم ہوا
اجل تم سب کی ہے کہ وار بھی اپنا نہین کرتے اور میری ضرب سے بچنا چاہتے ہو اجل
کے روکنے سے کم نہین ہو یہ کہکر گرز مارا فرامرز نے بعد پرست (?) سپر کو اٹھا کر
چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز جو پڑتا ہے ایک تڑاقا پیدا ہوا شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین
ہول سے شق ہوگیا مرکب فرامرز کا غرق زمین ہوگیا فرامرز کو چکر سا آیا اور
بیہوش ہوکر زمین پر گرے ہمراہیان دیوانہ جھپٹ پڑے ادھر سے اہل اسلام چلے
مگر دیوانے نے کسی کو قریب بھی نہ آنے دیا آخرکار اسی عالم بیہوشی مین فرامرز بھی اسیر
پنجہ تقدیر ہوگئے یہ رنگ دیکھتے ہی سہراب یل کو تاب نہ رہی اور جھپٹ کر قریب
دیوانہ کے آگئے اور آواز دی کہ او ملعون غضب کیا تو نے کہ ان شاہزادون کو اسیر کیا جو
یادگاران حمزہ صاحبقران اول تھے کب چھوڑتا ہون تجھکو یہ کہکر گرز مارا دیوانے نے
سہراب یل کا روکر گئے (?) جو گرز مارا تو یہ بھی بیہوش ہوکر گرے اور اسیر بلا ہوئے
اسیطرح دیوانے کے ہاتھ سے قریب چالیس پچاس سردارون کے مارے گئے اور بہت
سے اسیر ہوگئے اب یہ لڑتا ہوا قریب بارگاہ پہونچ گیا چہار جانب سے لشکر کا ہجوم ہے فوج
دیوانے کی بھی لڑ رہی ہے ہنگامہ گیرودار برپا ہے ہر طرف کوندا برق شمشیر کا لپک رہا ہے

سپرون کی سیاہ گھٹا چھائی ہوئی ہے بارش خون کی ہو رہی ہے سر مانند اولوں کے برس رہے
ہیں بازار موت گرم ہے لوگ دیوانے پر ٹوٹے ہوئے ہیں مگر دیوانہ قتل و قمع کرتا ہوا چلا
جاتا ہے کسی کا حربہ اسپر اثر نہیں کرتا اور اسکے وار کی کوئی تاب نہیں لا سکتا تا آنکہ یہ قریب
بارگاہ گوہر باری پہونچ گیا بس یہ دیکھتے ہی جبریل بن عادی نے چوبدست سنبھالی
اور کہا او ملعون تو نہ مانے گا جادو سے باز رہ ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائے گا دیوانہ ہنسا اور
پکارا کہ اجل تیری بھی دامنگیر ہوئی ہے آ سامنے کہ پیمانہ عمر تیرا لبریز ہو چکا اور اجل تیری
سر پر کھیل رہی ہے جبریل بن عادی قریب اسکے آگئے اور چوبدست سر پر [illegible]
ماری کہ سر کیا گردن تک پاش پاش ہو گیا مرکب اسکا مرکب آتشبازی ہوا دیوانہ کود کر
مرکب سے علیحدہ ہوا بلازبان دیوانے نے دوسرا مرکب حاضر کر دیا اور دیوانہ گھوڑے پر
بیٹھ کر جبریل بن عادی کے سامنے آیا اور پکارا کہ او عادی میں وہ نہیں ہوں جیسی دوست
خداوند نے خلق کی ہو بہتر یہ ہے کہ بارگاہ سے دست بردار ہو ورنہ ہاتھ سے میرے مارا
جائے گا یہ کہکر اسنے گرز مارا جبریل بن عادی نے گرز اسکا خالی دیا اپنے کو بچایا مگر
مرکب انکا بھی مارا گیا آخرکار یہ بھی ہاتھ سے دیوانے کے اسیر ہوئے فوج نے دیکھا کہ
سرداروں کا خاتمہ ہو گیا یا اسیر ہوئے یا ہاتھ سے دیوانے کے جان بحق تسلیم ہوئے لڑنا
اس سے بیکار ہے دل ان لوگوں کے ٹوٹ چکے ہیں ہمت پست ہو گئی ہے علیحدہ ہو گئے بارگاہ
کو چھوڑ دیا دیوانہ نے اپنے بلازبان کو حکم دیا کہ بارگاہ بار کرو اسباب و فرش سب اسنے بارگاہ کو اکھیڑ کر
ڈالدیا اور مال و اسباب لوٹ لیا اور شاہزادہ صاحبقرانی وغیرہ اپنے ہمراہ لیکر باقی فیروزی
نقارہ خوشی بجاتے ہوئے جانب قلعہ چلے ادھر ان لوگوں نے دعا کی کہ خداوندا اسوقت
مصیبت میں سوا تیرے کون حامی و مددگار ہے کہ سردار ہمارے اسیر بلا ہوئے اور دشمن مظفر و منصور
بارگاہ چھینے لیے جاتا ہے ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے کہ یکایک گھوڑوں کی
ٹاپوں کی صدا کان میں آئی اور جانب صحرا سے ایک گرد و غبار بلند ہوا اور نعرہ صاحبقران زمان
سے تمام دشت گونج گیا دیکھا کہ بدیع الملک اور اسد غازی سکندر فرخ لقا غضنفر بن اسد
اسد ثانی معروف بن اسد اسیطرح چالیس پچاس سرداران نامی و گرامی گھوڑے دوڑاتے
ہوئے چلے آتے ہیں ان لوگوں نے بڑھکر فریاد کی اور پکارے کہ اے آقائے نامدار جلد خبر لیجیے
کہ دشمن بارگاہ لیے جاتا ہے بدیع الملک نے کہا کہ کدھر گیا ہے لوگوں نے کہا کہ جو سامنے قلعہ دیکھتے ہو
ساتھ لیے ہوئے چلا جاتا ہے بہت سے سردار اسیر ہو گئے بہت سے مارے گئے یہ سنتے ہی
صاحبقران نے باگ گھوڑے کی اٹھائی اور تعاقب میں دیوانے کے روانہ ہوئے انکو تو ادھر
روانہ چھوڑا جاتا ہے اور زرا کچھ حال عازم نقل کا بیان ہوتا ہے کہ یہ جو باغ ملکہ مہ جبین سمن پوش
کیجانب روانہ ہوا تھا تو جلد ہی جلدی راستہ طے کر کے دروازہ باغ پہ پہونچا اور دونوں سمند کے
اسم پڑھکر اکھیڑ لیے وہاں شہنشاہ گوہر نگار اور آصف انجم طلعت اور امیر الزمان
عین الزمان نور الزمان اسفندیار گیلانی وغیرہ اپنی اپنی معشوقوں کو بغل میں لیے ہوئے

بیٹھے تھے کہ یکایک ایک بجلی سی چمکی اور جسقدر نازنینیں تھیں وہ سب نظر و نسے غائب ہو گئیں صرف ملکہ مہ جبین کا لباس پوشش باقی رہ گئی ہوش میں آئے اور آپس میں باتیں کر کے کہنے لگے کہ یہ ہم کہاں چلے آئے تو جو تو گرد باغ کا موجود رہی تھی دفعتہ باغ وغیرہ نظر و نسے غائب ہو گیا یہ سب شاہزادہ اپنے لشکر میں آئے اہل لشکر نے بیان کیا کہ وہاں کی خبر لیجیے کہ دیوانہ اثر شمشیر بارگاہ وغیرہ چھینے لیے جاتا ہے بہت سے سردار روان کو اُسنے زیر کیا ہے لیکن اُس کی ضرب گرز سے بیہوش ہو کر اسیر ہوئے ہیں اور بہت سے قتل ہو گئے ہیں یہ سنتے ہی یہ سب کے سب پھر سوار ہو کر تعاقب میں دیوانہ کے روانہ ہوئے اُدھر عازم نقلی داخل سرحد باغ ہوئے دیکھا کہ مہ جبین تنہا کھڑی رو رہی ہے کہ یہ کیا غضب ہو گیا جو سارا کارخانہ مٹ گیا اُس شخص کا باپ مارا گیا جو یہ نیرنج مٹ گیا یکایک نظر مہ جبین کی عازم شعبدہ باز پر پڑی پکاری کہ چچا یہاں تو آئیے دیکھیے تو کیا غضب ہو گیا والد ماجد نے جسقدر انتظام کیا تھا وہ سب مٹ گیا کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ نیرنج کیونکر مٹا یہ کہتی ہوئی اور روتی ہوئی عازم شعبدہ باز کیطرف چلی عازم نقلی نے کہا کہ ٹھہر اب میں پہونچا سب بگڑا ہوا کارخانہ بنا دونگا باپ تیرا خدا پرستوں سے مل گیا اُسنے یہ سب کارخانہ مٹا دیا آ تو میرے پاس چلی آ یہ کہکر دونوں ہاتھ پھیلا کر گلے لگانے کا قصد کیا تھا مگر ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اسپر نظر شہنشاہ کی پہر کلاہ پڑ چکی ہے اور یہ اپنی زبان سے مجھے چچا کہہ چکی ہے جیسے ہی یہ سر جھکا کر قریب آئی عازم نقلی نے ناک اسکی پکڑ کر مل دی کہ یہ ایک چھینک مار کر بیہوش ہوئی عازم نقلی نے اسکو اٹھا کر زنبیل میں ڈال لیا اور خود اسکی صورت بنکر روتے پیٹتے جانب قلعہ شہر پر سر خیوش روانہ ہوئے اُدھر طوفان راست باز کو خبر پہونچی کہ عازم شعبدہ باز جو تالش سے مل گیا اُسنے اپنا شعبدہ مٹا دیا اور بدیع الملک کا شریک ہو گیا بس جلد ہی سے یہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور داہنی جانب چڑھکر باغ ملکہ مہ جبین سبز پوش کیجانب روانہ ہوا کہ چلکر خبر لینا چاہیے ایسا نہ ہو کہ عازم نے میرا کارخانہ بھی مٹا دیا ہو یہی سوچتا ہوا چلا جاتا ہے کہ دیکھا سامنے سے مہ جبین روتی پیٹتی اور خاک اڑاتی چلی آتی ہے کہ ہے ہے یہ کیا غضب ہو گیا کہ سب کارخانہ ابتر ہو گیا یہ دیکھکر طوفان راست باز نے آواز دی کہ اے دختر نیک اختر کہ میں آ پہونچا تیرا چچا بدیع الملک سے مل گیا اُسنے سب کارخانہ مٹا دیا مہ جبین دوڑتی ہوئی قریب آئی اور پکاری کہ اے والد ماجد لوگوں نے تو آپکو بدنام کیا تھا کہ طوفان راست باز بدیع الملک سے مل گئے آئیے میں آپکی بلائیں تو لے لوں کہ خدا نے آپکو ان نابکار سے صورت آپکی دکھائی یہ کہکر ہاتھ اُٹھے اور چہرہ پر چہرہ کرکے بلائیں لینے لگی تین مرتبہ بلائیں لیتے ہی طوفان مبتلائے بلا ہوا اور چھینک مار کر بیہوش ہوا مہ جبین نقلی نے اسکو بھی اٹھا کر داخل زنبیل کیا اور اب یہ روتی پیٹتی لشکر اسلام کیجانب روانہ ہوئی اسبات کو یہاں چھوڑا جاتا ہے اور کچھ حال صاحبقران زمان یعنی بدیع الملک نوجوان کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ جو تعاقب میں دیوانہ کے روانہ ہوئے تھے جاتے جاتے راستہ میں اسکو ٹوکا کہ او نابکار کہاں جاتا ہے کہ میں آ پہونچا گر گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی یہ سنتے ہی دیوانہ پلٹا

اور کہا کہ مجکو تو تیری تلاش ہی تھی اسلیے کہ بادشاہ تجھ سے نہایت خوف تھا میں تیرا خاتمہ ہی نہ کر دون
یہ کہکر پلٹا اور گرز پکڑ کر چلا ادھر سے معروف بن اسد نے مرکب کو اشارہ کیا اور سامنے دیوانے
کے آئے دیوانہ نے گرز مارا معروف بن اسد نے گرز کو گرز پر روکا ٹکرانے کی صدا بلند ہوئی مرکب
نے جو پیچ مارا معروف بن اسد بیہوش ہو کر گرا ہمراہیان دیوانہ دوڑے کہ اسکو بھی اسیر کرین
اسد غازی نے جو دیکھا کہ فرزند بیہوش ہو کر گرفتار ہوا چاہتا ہے بس جھپٹ پڑے اور بوق پھونکی
گھوڑا اسکا بھڑکا بس جلدی سے فرزند کو اٹھا کر بلازمین کے سپرد کیا اسد ثانی نے مرکب کو چھیڑا اٹھایا
کہ مین مقابلہ کرون اسد نے منع کیا کہ اس سے مقابلہ نہ کرو یہ نہیں معلوم کون بلا ہے یہ تو وقت
اسد ثانی اپنے فرزند کو روکتے رہے لیکن صاحبقران زمان یعنی بدیع الملک نوجوان مرکب
کو اڑا کر جا پڑے دیوانہ نے جھپٹ کر گرز مارا صاحبقران نے وار اسکا سپر پر روکا گرز پڑتے ہی چکر کھا کر مرکب
سے گرے اور بیہوش ہوئے دیوانہ نے آواز دی کہ جلدی اسے گرفتار کرو کہ سنا ہے افسیا وہی کی نواسے ہے
یہ سنتے ہی دیوانے دوڑ پڑے اسد غازی نے دیکھا کہ بیہوش ہے اور یہ دیوانے زندہ گرفتار کر سکتے ہیں
ضرور صاحبقران کو گرفتار کر لیجائینگے بس انہوں نے بوق کو دم دیا اور ضرغام شیردل نے دو چار شعلے
آتشبازی کے مارے یہ ان دیوانوں نے نہ تو کبھی بوق کی آواز سنی تھی اور نہ شعلہ ہائے آتشبازی دیکھے
ہوئے دیکھے تھے مرکب بھی انکے عادی نہ تھے ادھر تو گھوڑے چیراغ پا ہوئے ادھر دیوانے قہقہے
مارتے ہوئے بھاگے کہ یہ کیا آفت آئی اسد غازی نے صاحبقران کو تو اٹھا لیا اور آواز دی
کہ اب اس ملعون سے مقابلہ نہ کرو بلکہ اسکے لشکر کو قتل کرو سرداروں کو چھوڑاؤ کہ یہ ہمراہ اپنے مقید
کیے ہوئے لیے جاتا ہے یہ سنکر تمام سردار جا پڑے اور فوج دیوانہ کو قتل کرنا شروع کیا اب دیوانہ
تو صحرا پرستوں کو قتل کر رہا ہے اور اہل اسلام فوج دیوانہ کو تباہ کر رہے ہیں خوب جنگ ہو رہی ہے
اسی اثنا میں گرد اڑی اور ہژبر شیردل سرخ پوش چار پانچ لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیے ہوئے
آکر پہونچا اور شریک جنگ ہوا اب قوت اسکی زیادہ ہو گئی خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی
بازار موت گرم ہوا ہر طرف کشتوں کے پشتے لگ رہے تھے بسمل لوٹ رہے تھے ملک الموت کو قبض ارواح سے
فرصت نہ ملتی تھی زمین خون سے گلنار ہو رہی تھی سم مرکبوں کے لہو میں غرق ہو کر حنائی ہو گئے تھے
فوج اسلام دبتی جاتی تھی کہ تعداد ان لوگوں کی کفار سے کم تھی دوسرے یہ کہ دیوانے نے ہزار ہا کو
مارا سرداروں کو اسد غازی نے منع کر دیا تھا وہ دیوانہ سے سامنا نہ کرتے تھے کہ اس سے لڑنا
بالکل خلاف عقل ہے کہ یکایک جانب صحرا سے گرد اڑی اور نعرہ شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم طلعت
اسفندیار گیلانی وغیرہ کا ہوا یہ سب سردار جو باغ میں چھپے تھے سبز پوش میں پیچھے ہوئے تھے اور
بیہوش ہیں آکر لشکر اسلام میں شامل ہوئے تھے تو اسوقت آکر موجود تھے اور تلواریں کھینچ کھینچ کر لشکر
پر گرے لڑنا شروع کیا پاؤں لشکر اسلام کے اکھڑ چلے تھے کہ ان لوگوں کی کمک سے پھر جم کر لڑنے لگے
اور جانبازیاں دکھانے لگے سردار لشکر کفار بھی جو ڈٹے ہوئے لڑ رہے تھے لاشوں پر لاشیں گرا رہے تھے
ہژبر شیردل دیوانہ اور شمشیر چشم کو للکار رہا تھا کہ ہاں یاروان سبکو جانے نہ پائیں آج ہی ان
سبکا خاتمہ کر دو ادھر الغرض صاحبقران چونکہ اس دیوانے کی کیفیت سے آگاہ نہ تھے مرکب کو دوڑا کر

سامنے اسکے پہونچ گئے اور نعرہ کیا کہ او ملعون لا ضرب بہادری کی دیوانہ نے جھپٹ کر گرز مارا
امیر الزمان نے وار اسکا رد کرنا چاہا مگر بیہوش ہو کر گرے چونکہ اس مقام پر ہجوم اہل اسلام کا تھا
لوگ امیر الزمان کو اٹھا لے بھاگے اپنی جانین دین مگر اپنے آقا کو بچایا اسی ہنگامہ مین
اسد غازی نے بوق کو دم دیا اور آواز دی کہ اے قزاقان بیابان کہدیا کہنا تھا کہ اسی ہزار قزاق
گھوڑونکو دوڑاتے ہوئے صفونکو توڑتے ہوئے سب ایک مقام پر جمع ہو گئے اسد نے ان
سب سے کہا کہ یہ دیوانہ تو سحر کر رہا ہے اب اسکے بھگانے کی یہ صورت ہے کہ اکدم سے سب گھوڑے
اٹھا کر اسپر جا پڑو اور نہ تلوار مارو نہ گرز بلکہ بوقونکو پھونکو مگر ان لوگون کے آواز بوق کے
عادی نہین ہین اسی سے قدم انکے سب کے اکھڑ جائینگے یہ رائے کر کے دیوانہ پر یورش کیا اور بوقونکو
پھونکنا شروع کیا ادھر غلام شیر دل نے حقہ ہاے آتشبازی مارنا شروع کئے چونکہ ان لوگون نے
کبھی آواز بوق نہ سنی تھی گھبرا گئے کہ یہ کیا آفت آگئی باگین گھوڑونکی اٹھائی اور بھاگے گھوڑے راکب کے
ارادہ سے زیادہ تر بھاگے سبب یہ تھا کہ یہ وحشی بھی اس آواز کے عادی نہ تھے جنہون نے سوارونکو پٹک دیا اور
بھاگے صدہا اسیطرح پامال ہو گئے دیوانون کے بھاگتے ہی قدم لشکر کفار کے اکھڑ گئے اور سب کے سب
ایسے بھاگے کہ مع بادشاہ داخل قلعہ ہو گئے اسد غازی اپنے قزاقونکو لیے ہوئے انکے تعاقب مین قلعہ
تک پہونچا شہر سر خیبوش نے دروازہ قلعہ کا بند کرا دیا اور سب کے سب چھپ کے بیٹھ رہے جو مال و
اسباب انکا بھاگنے مین چھوٹ گیا وہ غازیان دینلا کے قبضہ مین آیا اسد نے خیمہ اپنا سامنے قلعہ کے
بپا کر دیا اور قزاقونکو حکم دے دیا کہ جس وقت یہ لوگ دروازہ قلعہ کا کھولکر باہر آنے کا قصد کرین اور علی الخصوص
جب دیوانہ باہر نکلنے کا قصد کرے اسوقت فوراً بوق کو دم دینا کہ یہ ملعون باہر نکل نہ سکے جب تک بلا
ٹلے اسکا تالوا آگے جھپکر دیکھا جائیگا وہان اہل قلعہ کی یہ حالت ہے کہ کانونمین انگلیان دیے ہوئے ہین
سہمے ہوئے بیٹھے ہین اور دیوانہ بار بار شہر سر خیبوش سے کہتا ہے کہ اگر اس بلا کو دفع کر دیجیے تو مین ابھی
قلعہ سے نکلکر ان سب کا خاتمہ کر دون شہر سر خیبوش نہایت پریشان ہے کہ کیا کرون کیا نہ کرون اسد دلاور
نے سب بارگاہین سامنے قلعہ کے بپا کرا دی ہین کہ اتنے مین جنگ شروع ہی ہو گئی اور سردارونکو ہوشیار
کرنا شروع کیا یہانتک کہ سب سردارونکو مع صاحبقران زمان ہوشیار کیا اور کیفیت فرار ہونے
دیوانہ از زور نشتر کی بیان کی بدیع الملک بہت ہنسا اور کہا کہ کیون نہو آپ سے زیادہ کون
جہان دیدہ ہے ہزار ہا شعر کہ آپ جھیلے ہوئے بیٹھے ہین واقعی ہے کہ بغیر اس بوق کی ترکیب کے ہاتھ سے
دیوانہ کے نجات پانا آسان نہین ہے اب یہ سب کے سب بارگاہ گوہر بار مین بیٹھے ہین اسد نے
اطمینان دلا دیا ہے کہ اب دیوانہ قلعہ کے باہر نکلنے کا جب نکلے ہر وقت قزاق بوقین لیے ہوئے اسکی جان کے
لاگو موجود ہین کہ یکایک دروازہ بارگاہ سے مہ جبین سیمین پوش نمودار ہوئی اور رونق بخش محفل شہنشاہ
گوہر کلاہ کی طرف چلی کہ میرے باپ کو تمہین نے مارا ہے کیون تمہارا یہ کونسی بے اعتنائی تھی کہ خود
وعدہ کیا اور چالیسوان آ ہو چکا نہ کیا یہان آکر بیٹھ رہے ہین تو آپ کو پہلو تہی شہنشاہ گوہر کلاہ
کچھ تو اسکی باتون سے شرمندہ ہوتے ہین اور کچھ غور کرتے ہین کہ وہی عورت ہے جو ایک مرتبہ پہلے بھی نظر
چکی ہے ایسا نہ ہو کہ پھر قلب برگشتہ ہو جائے یہ اسکو دیکھتے ہی پکارے کہ ارے نکالو جلدی اسکو دور ہو

یہاں لشکر جرار آنے کی خبر سنکر قصد شہر کرنا ہو گیا اور چالیسواں اسکا گیا اور شیرین تو نے مجھے بھی شہری
بنا رکھا اسنے جواب دیا کہ اگر شہری نہ بناتی تو ساتھ کیونکر بنتا گیا وہ شعر تم نے نہیں سنا ہے بیس جنگل
میں اکیلا ہے مجھے جانے دو خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو + اب تو میں اکیلی رہ گئی میرا جی گھبراتا ہے
یا چلو یا اپنے پاس بٹھا لو یا صاحبقران وہ بانی ہے آپ کے نام نامی کی میں ہو رہی ہوں آپ کی دیکھیے آپکے
فرزند محبت سے بڑھا کر رشتہ منقطع کیا چاہتے ہیں اور تو میں انکی آبرو ہو چکی ہوں اب میں کہاں جاؤں یہ کہکر
شہنشاہ گوہر کلاہ کو اور غصہ آیا کہا جاتی ہے یا مجھے لیکر جاتی ہے میں نے تجھے ہاتھ بھی لگایا ہے اسنے کہا کیا
خوب اور دوسرے کی آبرو لے لی اور آپ چلتے ہوئے یہ بھی شکل ہوئی سادل لیکر اپنا [illegible] کی طبیعت نہیں
رہی یہ مطلب نکل گیا تو مروت نہیں رہی + بدیع الملک تو مسکرا کر ہنسنے لگے لیکن سعد غازی نے
فرمایا کہ تم مسلمان ہو چکی ہو یا نہیں کہا میں مسلمان کیوں ہوتی یہ سنکر اسد سمجھ گئے کہ شہنشاہ
گوہر کلاہ نے واقع میں التفات نہ کیا ہوگا یہ تہمت رکھتی ہے ادھر مہ جبین نقلی کو بھی سوا
اظہار راز منظور نہ تھا صرف سنانا منظور تھا اسد نے کہا کہ اگر اسلام اختیار کرو تو ہم شادی تمہاری
شاہزادے کے ساتھ کر دینگے ورنہ چلی جاؤ یہاں سے کافر کے رہنے کا یہ مقام نہیں ہے مہ جبین نے کہا
پہلے شادی کر دو جب دل ملجائے گا تو دیکھا جائے گا اسد نے کہا یہ نہیں ہو سکتا اسنے کہا تو یہ بھی ممکن
نہیں ہے کہ دل کیطرح میں ایمان بھی گنوا دوں تم لوگ عہد شکن ہو تمہارا کیا اعتبار کہ وعدہ وفا کرو یا
نہ کرو اسد نے فرمایا کہ بس زیادہ دریدہ دہنی نہ کرو اور چلی جا یہاں سے یہ سنکر اسنے کہا کہ میں خود تم لوگوں کو
[illegible] سمجھتی ہوں اور ایسے مقام پر ٹھہرنے سے کراہیت کرتی ہوں کیا میرا اور کہیں ٹھکانا نہیں ہے جس
کسی کے ساتھ شادی کر لونگی اور دوسرے کا ہاتھ پکڑ لونگی اسوقت انھیں کو جیسے کا ہوگا اور پچھتا [illegible]
کہتی ہوئی روانہ ہوئی عمر عیار نے جو شکل کی طبیعت اسکی طرف مائل ہو گئی دیکھا اسنے کہ شہنشاہ
گوہر کلاہ نے انکار کیا ہے بس یہ سمجھ کے بارگاہ سے باہر آیا اور کہا کہ اے مہ جبین اگر تو مجھے قبول
کرے تو میں موجود ہوں لیکن بعد ختم جنگ کے تجھ سے شادی کرونگا اسنے کہا مجھے منظور ہے لیکن بسر اوقات کی
کیونکر بسر کروں اسلیے کہ باپ میرے سر سے [illegible] عزیزوں سے علیحدہ ہو چکی میرے پاس کچھ نہیں رہا
سب زر و جواہر لٹ گیا عمر عیار نے پچاس اشرفیاں نکال کر دیں اور کہا کہ تمہیں اپنی اوقات بسری کرو
تو فقط [illegible] رہو گی [illegible] مہ جبین نقلی نے سب اشرفیاں لیکر جیب میں رکھ لیں اور
ایک مقام کا چھوٹا سا موٹا پتا بتا دیا اور چلتی ہوئی عمر عیار تو پلٹ کر خدمت اسد غازی میں آیا اور
مہ جبین ان اشرفیوں کو لیکر خوشی خوشی مہ جبین بنے ہوئے جانب قلعہ شہر سیہ روانہ ہوئے دل میں نہایت
خوش تھے کہ ایسے شخص کو دھوکا دیا یہ وہ عیار ہے جو دادا جان کی آنکھوں میں کھٹکتے ہوئے ہیں مگر ہم نے دھوکا
دکھا گیا یہ بھی ایک ناموری کی بات ہے نام بھی ہوا اور کام بھی ہوا یہ خیال کرتے ہوئے زیر قلعہ پہونچے
اور فریاد کی کہ افسوس وزیر کی دختر اور اس بربادی کی حالت میں ہے کہ کوئی خبر بھی نہیں لیتا یہ کہکر
اسنے رونا اور فریاد کرنا شروع کیا اہل قلعہ نے یہ خبر بادشاہ کو دی بادشاہ نے اندر قلعہ کے بلوا لیا اور پوچھا
کہ تو کہاں تھی اسنے تمام ماجرا بربادی باغ کا بیان کیا اسوقت وہ بار اسکا حمل تھا سب سردار جمع
تھے بادشاہ نے کہا کہ اے مہ جبین تو جوان ہوئی اب تیرا اسطرح تنہا رہنا اچھا نہیں مہتر و [illegible] سب یہ ہے

کہ اب ہاتھ کسی کا پکڑلے اسقدر سردار پیر سے دربار میں موجود ہیں تو جسکو پسند کرے اسکے ساتھ شادی کرے
یہ سنکر مہ جبین نے اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کیا اور تمام دربار میں دورہ کر کے ہاتھ دیوانہ شمشیر خشم کا پکڑ لیا
اہل دربار امیدوار بنے بیٹھے تھے ایک سے بڑھکر ایک حسین تھا مگر جسوقت انسے دیوانہ کو پسند کیا
تو سبکو عبرت ہو گئی کہ یہ کیا سبب ہے دیوانہ بغلیں بجا رہا تھا اور ہاتھ مہ جبین کا پکڑے ہوئے اپنے
خیمہ میں آکر بیٹھا لوگ کہتے تھے کہ تقدیر مہ جبین کی گردش میں ہے کہ اسنے ایسے دیوانہ کو پسند کیا اور
ایسے ایسے اچھے سرداروں کو چھوڑا ایک دن قضا اسکی دیوانہ کے ہاتھ سے وہی ہوئی ہے لوگ اسکی جوانی
پر افسوس کرتے تھے لیکن مہ جبین نقلی نے بزم عیش آراستہ کی دیوانہ نے سب سامان عیش و نشاط
مہیا کر دیے یہ تخلیہ ہو گیا جام شراب ارغوانی کو گردش ہوئی جسوقت دیوانہ کو خوب نشہ ہوا تو اسنے
گردن میں ہاتھ ڈالنے کا قصد کیا مہ جبین ہٹی دیوانہ آگے بڑھا پکڑنے کا قصد کیا مہ جبین اٹھ کر
بھاگی دیوانہ لڑکھڑاتا ہوا دوڑا ہوا لیکن ہی اسکو چھینک سی آئی اور بیہوش ہو کر دھم سے گرا کہ سارا دم
چار تولے بیہوشی مہ جبین نقلی نے شراب میں اسکو پلادی تھی جیسے ہی بیہوش ہو کر گرا خضران
نے اسکو اٹھاکر داخل زنبیل کیا اور گلیم اوڑھکر روپوش ہوئے [illegible] قبیل [illegible] پہنچے اور
کمند مار کر نیچے اترے اور جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے کوئی گھڑی بھر دن چڑھے قریب لشکر ہو پہنچے
اب خواجہ ثالث نے ہیئت اپنی پھر عازم شعبدہ باز کی بنائی اور داخل لشکر ہوئے اہل لشکر نے پہچانا اور
صاحبقران سے اطلاع کی کہ عازم شعبدہ باز آتا ہے فرمایا آنے دو جسوقت عازم نقلی داخل بارگاہ
فلک جاہ ہوا صاحبقران عالیشان کو سلام کیا اور سرداروں کو تسلیم بجالایا امیر نے کرسی بیٹھنے کو عنایت کی
عازم سلام کر کے کرسی پر جلوہ افروز ہوا سب سرداروں نے اور خود صاحبقران عالیشان نے اسکی ہمت کی
اور فرمایا کہ اس مقام پر ایسے شخص کو خدا [illegible] نیک طینت پایا عازم شعبدہ باز نے عرض کی کہ میں نے سنا ہے
حضور کے ساتھ ایک عیار ہے جسکا مثل و نظیر نہیں ہے آیا یہ خبر صحیح ہے یا غلط ہے فرمایا کہ اے عازم وہ بھائی میرا تھا نام
اسکا خضران بن عمرو ثانی تھا جسوقت میں [illegible] طاق ہو گیا اور قصد دریائے نسیان کیطرف چلنے کا کیا
تو خضران نے سلطنت سے انکار کیا اور کہا کہ میں خانہ کعبہ کو جاؤنگا اور [illegible] کر کے جانب خانہ کعبہ روانہ
ہو گیا ہر چند کہ اُسنے بڑی بڑی مصیبتیں [illegible] ساتھ دیا تھا مگر افسوس کہ اسوقت میں نے مجھ سے علیحدگی اختیار
کی نہیں معلوم اسکے دل میں کیا آئی کہ اُسکے باپ دادا [illegible] آبا و اجداد کے ساتھ بڑی رفاقت کی اور
[illegible] اسوقت میں مجھ سے علیحدگی اختیار کی یہ فرما کر رونے لگے عازم
[illegible] آدمی تھا [illegible] کے لیے رو رہے ہیں [illegible] مشکل میں ساتھ چھوڑ دیا صاحبقران نے فرمایا اے
عازم [illegible] کوئی ایسا [illegible] کہ [illegible] گوارا ہوتا ہے اگر کوئی دوسرا شخص تمہارے مقام پر
ہوتا اور اس طرح کہتا تو میں [illegible] مگر چونکہ تم [illegible] احسان فراموشی میرا شیوہ نہیں ہے
اسوجہ سے تم [illegible] کہہ سکتا ہوں کہ خضران کی بدی میں سن سکتا ہوں اُسنے بھی بڑے بڑے احسان مجھ پر کیے ہیں
عازم نقلی نے کہا کہ مجھ کو ہمارے آنے کا [illegible] وعدہ ہوا تھا جب گھوڑے میں نے حاضر خدمت کیے ہیں
صاحبقران نے فرمایا کہ ہاں مجھے خوب یاد ہے تم قیمت انکی مجھ سے بیان کرو میں ابھی دلوادوں اسد غازی
نے خیال کیا کہ یہ مرد طماع معلوم ہوتا ہے اسکا کوئی اعتبار نہیں یہ ساری دوستی روپیہ وصول کرنے کی ہے

لیکن عازم نے ایک پرچہ کاغذ کا نکالکر صاحبقران کی خدمت مین پیش کیا جسمین قیمت گھوڑون کی
تفصیل سے لکھی ہوئی تھی اول صاحبقران کے گھوڑے کا حلیہ قوم اصلی و رنگ اسکے نیچے قیمت تحریر
تھی بعد اسکے اور سرداران نامی و گرامی کے گھوڑونکی قیمت مع قوم تھی کہین لکھا تھا کہ مرکب عراقی قوم مصر نقرہ
رنگ برائے سواری اسد غازی قیمت پچیس ہزار روپیہ کہین لکھا تھا کہ مرکب تازی رنگ ختلی برائے
سواری شاہزادہ سکندر فرخ لقا قیمت تیس ہزار روپیہ جس سردار کو جیسا عالی ہمت پایا تھا ویسی
قیمت اسکے مرکب کے نیچے تحریر کر دی تھی گھوڑون گھوڑو دیو پرور کا مرکب تازی رنگ سمند سبزہ زانو
قیمت تیس ہزار روپیہ اسیطرح متفرق طور پر قیمتین تحریر تھین صاحبقران باقبال کے مرکب عربی
کی قیمت دو لاکھ روپیہ تحریر تھی امیر ثالث نے پرچہ ملاحظہ فرما کر خزانہ شاہی سے روپیہ کی سند لکھدی کہ
ہمارے خزانہ سے نقصان مرکبونکی قیمت دے دی جائے اور ایک پرچہ داروغہ اصطبل کے نام تحریر فرما دیا کہ جسقدر
تازی مرکب ہم اپنے ساتھ لائے تھے یہ سب عازم شعبدہ باز کے سپرد کر دیے جاوین وہ دونون چلمنا میر و تحفہ
ہو گئے اب سرداران عالیمقام نے یہ خیال کیا کہ اسنے ہم سب پر احسان کیا ہے بلکہ جان بخشی کی ہے لہذا
اسکے ساتھ سلوک کرنا چاہیے اور اسکی حیثیت کے موافق اسکو دینا چاہیے کہ یہ اس سلطنت کا وزیر ہے
ہر ایک نے اپنے خیال سے جواہر بیش قیمت جو جسکے خزانہ مین موجود تھا طلب کیا ادھر صاحبقران
عالیشان نے کئی کشتیان زر و جواہر کی منگا کر عازم شعبدہ باز کو دین اور فرمایا کہ اے عازم تم نے وعدہ کیا
کیا ہے کہ انشاء اللہ بعد فتح قہر طاق ہم کو اس مقام کا بادشاہ کر دینگا عازم اٹھکر بلا گردان ہوا اور کشتیان
کھول کھول کر دیکھنا شروع کین بعد اسکے جو اسیطرح کشتی پوش ڈھکے اسباب اور سردارون نے
کشتیان حسب حیثیت دینا شروع کین تمام بارگاہ گوہر باری کشتیون سے مملو تھی و عازم شعبدہ باز نقلی
سب کشتیونکو دیکھ رہے تھے پانچسو تک نوبت آئی ہین ہزارون عیارین صاحبقران رفیقان صاحبقران
کو دیکھ رہے تھے اور کڑھ رہے تھے کہ ہمارا آقا ہوتا تو ایسا ہوتا بلکہ ایسا ہے کہ کوئی انمین سے کچھ زر و جواہر خراب
حضور تو مجکو عنایت کر چکے اب جسوقت یہان جانے لگون تو یہ کشتیان میرے ہمراہ کر دیجیئے گا صاحبقران
نے فرمایا تم کیسے شعبدہ باز ہو کہ اپنے مال کی حفاظت بھی نہین کر سکتے یہ سنتے ہی عازم نقلی نے کہا کہ
پھر اگر ارشاد ہو تو مین ابھی روانہ کر دون فرمایا ہان بہتر تو یہی ہے یہ سنتے ہی عازم نے ایک آواز دی
کہ اے خزانہ دار ملک شعبدہ لے اس مال کو اور خزانہ مین ہمارے داخل کر دے یہ کہکر جو ہاتھ کو گردش
دی تو ایک کشتی بھی باقی نہ رہی جال الیاسی کے ذریعہ سے سب نذر زنبیل ہو گئین سرداران متحیر
صاحبقران نے نہایت تعریف کی کہ واقعی مین تم کو اس فن خاص مین کمال حاصل ہے عازم نقلی نے
کہا یا صاحبقران اگر آپ کا عیار ہوتا تو آپ اس کمال کی داد دیتے سنا ہے کہ وہ بھی بہت سے علوم جانتا ہے
فرمایا اے عازم بار بار اسکے چھیڑنے سے رفیق کا ذکر کرکے میرا دل نہ دکھا و یہ فرمایا کہ پھر آنکھونمین آنسو بھر لائے
عازم نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے آپ بہت عنایت فرماتے تھے اسکے حال پر مگر وائے قسمت کہ آپ جیسے آقا سے
انکھون نے روگردانی کی یا صاحبقران اگر آپ اسے دیکھین تو یقین ہے کہ پہچان بھی نہ سکین کہ مسافت
راہ سے صورت اسکی بدل گئی ہوگی امیر ثالث نے فرمایا کہ میرے ساتھ کا کھیلا ہوا ہے ایک مدت تک میرے
ہمراہ رہا ہے اگر ہزار برس کے بعد بھی اسکو دیکھون تو فوراً پہچان لون بدیع الملک نے یہ فرمایا کہ جیب سے تصویر

خضران کی نکالی اور فرمایا کہ اگر تم اسکو پہچانتے ہو تو پہچان لو دیکھو وہ رفیق قدیم و جان نثار یہی ہے یہ فرما کر
تصویر عازم نقلی کی دکھائی عازم دل میں کہتا ہے کہ خدا اس شہریار باوقار کو سلامت باکرامت رکھے
کہ میری وہ بے اعتنائی اور بگڑ کر خانہ کعبہ کو چلے جانا اور انکی یہ محبت کہ تصویر میری ہر وقت جیب میں
رہتی ہے اے خضران اپنے کو پوشیدہ کرنا مناسب نہیں ہے کہ اس شہریار باوقار کو صدمہ ہوتا ہے یہ تصور
کرکے تصویر ہاتھ سے بدیع الملک کے لے لی اور کہا کہ یا صاحبقران یہ تو میری تصویر ہے اسلیے کہ
ہیئت اصلی میری یہی ہے اور یہ صورت کہ آپ دیکھ رہے ہیں یہ اور ہے یہ کہکر ہاتھ اپنے منہ پر پھیرا اب
جو نظر بدیع الملک کی پڑتی ہے تو دیکھا کہ خضران کھڑا ہوا ہے اب یقین ہو گیا کہ وہی یار باوفا اور
دوست صادق ہے خضران دوڑ کر قدموں سے لپٹا بدیع الملک نے سر اسکا سینہ سے لگا لیا دونوں اسطرح
چمٹکر روئے جیسے عاشق و معشوق ہوتے ہیں اسد دلاور نے دل میں کہا کہ بڑی عیاری کی خضران نے اگر
دریائے نسیان کی آب و ہوا اثر نہ کر چکی ہوتی تو اسد دلاور ضرور پہچان لیتے اسواسطے کہ خضران نے اظہار
حال کا کوئی پہلو اٹھا نہ رکھا تھا صرف صورت بدلے ہوئے تھا مگر یہ لوگ ایسا ازخود رفتگی کی حالت میں تھے
اور بھولے بھولے سے ہو رہے تھے کہ کسی نے نہ پہچانا عازم کے یاد دلانے سے خضران کا خیال بھی آیا ورنہ
بھولے ہوئے بیٹھے تھے سب سرداروں کو مع صاحبقران تمام کی خوشی ہوئی اب صاحبقران زبان سے
فرمایا کہ اے خضران تم تو خانہ کعبہ کو تشریف لیگئے تھے اسطرف کیونکر پلٹ آنا ہوا اتنا عرصہ نہیں ہوا کہ میں
یہ سمجھوں کہ تم زیارت سے مشرف ہو کر واپس آئے اور اگر راہ سے پلٹ آئے تو کیوں پلٹ آئے ایک کار ثواب کا
ارادہ کرکے بیچ عزم کو فسخ کر دیا خضران نے عرض کی کہ اے شہریار بات یہ ہے کہ نابرداری میں عقل انسان کی
درست نہیں رہتی ہے اور آزادی میں اسے ہر پہلو پر غور کرنے اور سمجھنے کی فرصت ملتی ہے اسوجہ سے میں نے
آپ سے ملنے کی اختیار کی تھی دوسرے یہ کہ میں تمام عالم میں شیطان سے زیادہ مشہور ہوں لوگ ہوشیار
رہتے ہیں مجھ کا مشکل سے دکھاتے ہیں جس صورت سے اسے میں نے عیاری کی ورنہ عازم شعبدہ باز کو گرفتار
کیا اسوقت ممکن نہ ہوتا تیسرا امر یہ ہے کہ راہ میں ایک منزل پر میں سو گیا خواب میں اوصاف صاحب لشکر دیکھا
ملاتے اور ارشاد کیا کہ اے خضران وقت مشکل میں اپنے آقا کا ساتھ چھوڑتا ہے کیا تو نے شیوہ نمک حرامی اختیار
کیا ہم نے کیسی کیسی سختیوں میں حمزہ اول کا ساتھ دیا چاہ الماس میں جاکر دریا صحرا دو سے سامنا کیا اور دریائے
قلزم میں ساحر مشمش کو گرفتار کیا تھا بدارالن ساحر مشمش کو آئینہ پوش بنکر گرفتار کیا اور بارہا حمزہ
اور اولاد حمزہ پر نثار رہے حتے کہ جب حمزہ نے بے اعتنائی کی اسوقت بھی انکی بدی کے خواستگار ہو کے
حمزہ کو گرفتار نہ کیا بلکہ ایذا نہیں پہونچائی تو نے ذرا سی سختی میں ساتھ بدیع الملک کا چھوڑ دیا نام
وفاداری ڈبو یا بس چاہیے تجھکو کہ فوراً پلٹ جا اور بدیع الملک کا ساتھ دے ہمراہ اپنے آقا کے خانہ کعبہ
کو آنا جو ادا کرنا حج سے کم نہیں ہے اسکے ثواب بھی لاتعد ولاتحصی ہیں یہ خواب دیکھ کر میں بیدار ہوا اور رونے
لگا اور وہیں عنان سفر کو کوتاہ کرکے اور بیترہ طاق کا پوچھتا ہوا روانہ ہوا اول ملک ساحر یانیہ میں
پہونچا اور بادشاہ جنیان سے ملکر حمریان حبشی کو قید سے رہا کیا جوروار حبشی کو مسلمان کیا حمریان حبشی
بھی مسلمان ہوا دونوں میرے ہمراہ ہیں وراں سے پتا دریائے نسیان کا پوچھا اور رہبر بنا کر اسطرف آیا
اول باغ ملکہ باقرہ میں پہونچا جو کہ دختر ہے عازم شعبدہ باز کی وہاں سے عازم شعبدہ باز

کے ساتھ آپ سب صاحبون کی حالت دیکھی دل مین افسوس کیا پھر پری شیشے آپکو چھڑا لیا وہ بھی
غلام آپ کا تھا بعد اسکے باغ مہ جبین سبز پوش مین پہونچا وہان شہنشاہ گوہر کلاہ وغیرہ کو مبتلا
بلا دیکھا نہایت صدمہ ہوا فقط وہان سے پلٹ کر صحرا مین پہونچا دفعتہ کا دیسے کر عازم شعبدہ باز کو داخل
زنبیل کیا اور اسکی صورت بنکر آپکی خدمت مین آیا اور رہا کر کے گھوڑے وغیرہ حاضر کیے اسوقت اپنے کو
ظاہر کرنا خلاف مصلحت سمجھا اسلیے کہ اسکے بعد سب کام رہجاتے بعد ازان جاکر نیرنج باغ مہ جبین کو
مٹایا شہنشاہ گوہر کلاہ وغیرہ کو چھڑایا اور مہ جبین کو داخل زنبیل کیا پھر مہ جبین بنکر طوغان راست باز
کو اسیر کرکے داخل زنبیل کیا وہان سے آپ کی خدمت مین مہ جبین بنا ہوا حاضر ہوا اور شہنشاہ گوہر کلاہ
کو سنایا کہ شاید انکی طبیعت اسکی طرف مائل ہو معلوم ہوا کہ انھین کراہت ہے پس مین دیوانہ کے سنکر
نہایت پریشان تھا یہان سے پلٹ کر قلعہ ہزبر مین گیا وہان دیوانے کو اسیر کرکے داخل زنبیل
کیا اور پھر عازم شعبدہ باز بنکر آپکی خدمت مین حاضر ہوکر اپنے کو ظاہر کیا صاحبقران اسکی
کہانی سنکر نہایت خوش ہوئے اور کہا کہ یہ کام سوا تمھارے دوسرے عیار کا نہ تھا کہ تنہا اتنے مہلکون کو
طے کرتا اے خضران بغیر تمھارے طبیعت میری اداس تھی اب دل بشاش ہو گیا مجھے تو حیرت تھی اور امید
کے خلاف تمھارا چلا جانا تھا مگر معلوم ہو گیا کہ وہ مصلحت تھا اب یہ بتاؤ کہ وہ دونون جن کہان ہین خضران
نے پلٹ کر اپنی پشت کیجانب دیکھا اور کہا کہ اے حریان جنی صاحبقران یاد فرماتے ہین حاضر ہوکر
سلام کرو یہ کہنا تھا کہ دو آدمی جو ساتھ عازم نقلی کے آئے تھے اور بصورت انسان کھڑے ہوئے
تھے انھون نے صاحبقران کو سلام کیا اور سردارونکو بھی سلام کیا صاحبقران چونکہ حال سے
حریان جنی کے واقف ہو چکے تھے دنگل بیٹھنے کو مرحمت فرمایا اور بہرخوردار جنی کو اسواسطے کرسی بچھوا دی
خضران نے کہا اے حریان جنی اب تم اپنی مصیبت بھی بیان کرو کہ صاحبقران عالیشان دادرسی
فرمائین حریان جنی نے دست بستہ عرض کیا کہ غلام ایک زمانہ مین بادشاہ طاق تھا اور نام اسمقام کا
ملک حریانیہ تھا لیکن اکوان تاجدار ملعون نے مجھکو مقید کر کے ایک مقام پر قید کر دیا اور اس جن کو
کہ جسکا نام بہرخوردار جنی ہے نگہبان زندان بان مقرر کیا تھا تمام ملک سے میرے لوگونکو نکالدیا اور مارڈالا شہر
تاج و تخت وغیرہ سب چھین کر طلسم طاق قائم کر کے آپ خداوند بن بیٹھا چونکہ وہ ساحر زبردست تھا
مین اسکا کچھ نہ کر سکا مگر الحمدللہ کہ حضور اسطرف تشریف لائے اور آپکے عیار نامدار نے مجکو اس قید سے
رہا کیا اور یہ نگہبان زندان بھی ہمراہ میرے شرف پابوس سے مشرف ہوا مین چاہتا ہون کہ آپ میری بھی
دادرسی فرمائین صاحبقران نے فرمایا کہ اے حریان جنی تم پریشان نہ ہو انشاء اللہ بعد فتح طلسم طاق
تم کو تمھارا ملک دلوادونگا یہ سنکر حریان جنی نہایت خوش ہوا اور صاحبقران عالیشان کی دست بوسی
کی اور باقی سرداران نامی گرامی جسقدر کہ وہان موجود تھے سب کی ملازمت حاصل کی اب خضران
نے صاحبقران سے فرمایا کہ اگر ارشاد ہو تو عازم شعبدہ باز کو بھی زنبیل سے نکالون پوچھون کہ وہ
کیا کہتا ہے فرمایا صاحبقران نے کیا مضائقہ ہے خضران نے زنبیل مین ہاتھ ڈالا اور چپکے سے نام
عازم شعبدہ باز نکالیا بازو ونیز عازم کے ہاتھ خواجہ کا پڑا اسوقت عازم شعبدہ باز وضو
کے واسطے بیٹھا تھا ایک ہاتھ پر پانی ڈال چکا تھا اور دوسرا ہاتھ اسکا خشک تھا کہ ابھی پانی نہ ڈالنے

پایا تھا خضران نے جو اسکو زنبیل سے باہر نکالا تو یہ گھبرا گیا کہ یہ میں کہاں سے کہاں آ گیا پہلے نظر اسکی
صاحبقران با اقبال پر پڑی اسنے بطریق اسلام سلام کیا اور اہل دربار کیطرف مخاطب ہو کر السلام
علیکم کی آواز دی صدا عازم شعبدہ باز کی سنکر سب نے جواب سلام دیا دیکھا کہ عجب ہیبت ہے یعنی
آستینیں چڑھی ہوئی ہیں ایک پاؤں ٹھوکیہ لگا ہے اور ایک نشانہ ہے خضران نے پوچھا کہ اے عازم یہ کیا عازم
نے جواب دیا کہ میں نے دین اکوان پرستی پر لعنت کی اور مذہب اسلام قبول کر لیا واقعی یہی دین
برحق ہے فرق حق و باطل مجھپر اچھی طرح ظاہر ہو گیا اسوقت میں مسجد میں وضو کرنے کو بیٹھا تھا کہ
کسی نے مجھے کھینچ لیا بعد اسکے اپنے کو یہاں پایا یہ کہنکر خضران اور صاحبقران بلکہ جملہ مسلمان خوش
ہوئے خضران نے کہا کہ ذرا سیر تو بیان کرو کہ کیا چیز تم نے دیکھی اور تم خود کس حال میں رہے
بعد تمہارے کون کون اس مقام پر تازہ وارد ہوا اور وہ کس کیفیت میں رہا عازم شعبدہ باز نے کہا کہ
مجھکو وہاں بڑی راحت سے رہا جو مزے مجھے وہاں پہونچکر حاصل ہوئے وہ یہاں کبھی خواب میں بھی
نہ دیکھے تھے اسلئے کہ میں وہاں زبر تھا وہاں بادشاہ تھا تاج شاہی میرے سر پر تھا چار زانو شاہانہ شاہی در پر
کے تخت پر بیٹھتا تھا حکومت کرتا تھا اور شیاد شتابہ سب نیاز کیا کرتا تھا چار ملک میں نے دیکھے سب
بادشاہوں نے میری دعوت کی ہر ایک کا مہمان رہا مجھے اس آزادی سے وہ اسیری ہی بہتر تھی اس سے
تو آپ زنبیل میں مجھے چھوڑ دیجیے لیجا کر بہتے کے محکوم بنکر مجھسے نہ رہا جائے گا مثل مشہور ہے کہ بگڑکر بننا اچھا
اور بنکر بگڑنا برا ہوتا ہے صاحبقران نے عازم کی جرأت دیکھکر ارشاد فرمایا کہ تم رنجیدہ نہ ہو اگر تم کو ہوس سلطنت
ہے تو انشاء اللہ بعد فتح کے اسی ملک کا تمہیں کو بادشاہ کر دونگا اگرچہ یہ امر میری زبان سے وعدہ کے میں نکلا
تھا مگر جس سبب سے نکلا تھا اب وہ بات تم میں موجود ہے تم اطمینان رکھو اور سردار بننے لگے خواجہ
خضران نے کہا کہ وہاں رہنے کا کرایہ دینا پڑتا ہے اور جس حیثیت سے انسان رہتا ہے اسی حیثیت کا کرایہ
بھی دیتا ہے عازم نے کہا کہ کرایہ تو میں آپکو کیا دے سکتا ہوں لیکن میری جان و مال عیال و اطفال سب
حاضر ہیں تا زندہ ایم بندہ ایم آپ کی بدولت میں نے وہ دولت حقیقی پائی جسکو کبھی زوال ہی نہیں ہے مال
دنیا کی کیا حقیقت ہے خضران نے کہا کہ ذرا ان لوگوں کی کیفیت بھی بیان کرو جو بعد تمہارے وہاں
پہونچے تھے عازم نے حال مہ جبین سبز پوش کے پہونچنے کا بیان کیا اور کہا کہ وہ بھی ایک دیوار کے
نیچے بیٹھی رو رہی ہے کوئی اسکے حال پر رحم کرتا ہے نہ اس سے ہمدردی پیش آتا ہے اسکے بعد پاپیا اسکا طوفان کی سنت
پہونچا اسکی جو بہت بری کیفیت بتائی گئی جب اسے معلوم ہوا کہ میں زنبیل میں ہوں تو اسنے اپنے نقشان میں
کلمات نامناسب کہے لوگوں نے اسے بہت مارا اور ذلت کے ساتھ دور کیا ایسا پایا کہ زندان تیرہ و تار میں
بند ہے بعد اسکے دیوانہ پہونچا اسکی حالت طوفان سے بدتر بنائی گئی جسقدر گرفتار تھے سب مقید تھے
آخر سختیاں ہوتی تھیں اور اہل اسلام بڑی آسائش میں تھے یہ حالتیں دیکھکر دل میرا اسنے مذہب قدیم
سے پھر گیا اور عنقریب دین اسلام کیطرف جھک گیا تھا کہ میں اسی مقام پر مسلمان ہو گیا خضران دیکھا حاضرین
بارگاہ صاحبقران نے مع صاحبقران تحسین و آفرین کی صدا بلند کی اب خضران نے طوفان کا اسنت
اور مہ جبین سبز پوش کو زنبیل سے نکالا اور تلقین دین اسلام کیا مہ جبین نے کہا کہ میں نے
بادل اس مذہب کا جو حق ہے قبول کیا اور فرق حق و باطل دیکھ لیا کہ چچا عازم شعبدہ باز کی نہایت

عزت و حرمت کی گئی اور باپ میرا نہایت ذلت و خواری میں رہا نہ انکی شعبدہ بازی کام آئی نہ اُن کی
فسون سازی چلی راست بازی سے کام نکلا دغا بازی کا انجام برا دیکھا اور دیوانہ سرکش جو
ساختہ حکیم فیلقوس ثانی ہے وہ بھی وہاں کسی کا کچھ نہ کر سکا میں تو مسلمان ہوتی ہوں لیکن
طوغان ملعون نے نہ مانا اور کلمات لاطائل زبان پر جاری کیے ہر چند مہ جبین اور عازم نے سمجھایا
مگر قلب اسکا سیاہ تھا اسنے منظور نہ کیا بلکہ اسکے عوض میں یہ جواب دیا کہ حکیم فیلقوس ثانی
جسوقت خبر پائینگے تو ایک چشم زدن میں تم سب کو غارت کرینگے صاحبقران نے فرمایا کہ قتل کرو
اس ملعون کو اسیوقت جلاد حاضر ہوئے اور طوغان کو لیکر باہر بارگاہ کے چلے مہ جبین ہر چند
سمجھاتی رہی مگر طوغان نے نہ مانا اور قتل ہونا گوارا کیا بعد اسکے خضران نے دیوانہ کو زنبیل سے
نکالا جسوقت یہ زنبیل سے باہر آیا تو اپنے کو بارگاہ صاحبقران میں پایا بطریق اکوان پرستان
سلام کیا سب نے منہ اسکی جانب سے پھیر لیا اور خضران نے کہا او ملعون تو نے بڑے ظلم کر رکھے
تھے مگر تجھے اسوقت کی خبر نہ تھی بہتر یہ ہے کہ مذہب اسلام کو اختیار کر ورنہ ہاتھ سے میرے ہلاک ہوگا
دیوانہ ہنسا اور پکارا کہ میری موت خداوند نے معین ہی نہیں کی تم مجھے کیا قتل کر سکتے ہو جسوقت
خبر اسیری میری فیلقوس ثانی کو پہونچے گی تو وہ مجھکو ضرور رہا کرکے جائینگے خضران نے
صاحبقران عالیشان کیطرف دیکھکر فرمایا کہ اب اس ملعون کو حضور قید رکھیں اور میں فکر قتل حکیم
فیلقوس بیابانی کرتا ہوں کہ اگر یہ قید نہ ہوگا تو سب کو پریشان کریگا اسد غازی نے
کہا کہ یا صاحبقران اس ملعون کو میرے سپرد کیجیے کہ مجھے اسکے اسیر رکھنے کا اصل طریقہ معلوم ہے
نہ تو زندان کی ضرورت ہے نہ ہتھکڑی بیڑی کا کام ہے صرف چار قزاق اسکے چار طرف بندوقیں لیے
ہوئے بیٹھے رہینگے اور اسی میدان میں قید کر دونگا کہ سرکنا [illegible] جاری ہو صاحبقران
نے بھی اس رائے کو پسند فرمایا اور دیوانہ اژدر فش چشم کو اسد غازی کے سپرد کیا اسد نے
قزاقوں کو بلا کر دیوانہ کو انکے سپرد کیا اور کہا کہ اسے گھیرے ہوئے بیٹھے رہو اور جب یہ بھاگنے کا
قصد کرے اسوقت بندوقیں بجا دو پھر یہ دم نہ مارے گا یہ سنکر قزاق قیدی اسکی لیکر روانہ ہوئے اور
سامنے قلعہ کے اسکو میدان میں بٹھا دیا اور گرد اسکے قزاقوں نے ہجوم کر لیا ادھر قلعہ میں یک غل
تھا کہ دیوانے کو کوئی لے گیا جسوقت قزاق دیوانوں کو گرفتار کرکے سامنے لائے تو اہل قلعہ
کے ہوش اڑ گئے میان عازم شعبدہ باز کی نہایت توقیر کی گئی اور اسنے خضران سے عرض
کی کہ حضور نے ملکہ ماہ جبین کو فقیر ہی سمجھا اپنا مشتاق بنایا تھا وہ وہاں انتظار میں بیٹھی ہوگی
اور میرے شہر پر اسلام ہونیکی خبر مشتہر ہو چکی ہوگی ایسا نہ ہو کہ بادشاہ اس عیاری میں میرا گھر برباد
کرے لہذا اگر اجازت ہو تو میں جا کر اپنے عیال کو لے آؤں صاحبقران نے فرمایا کہ ضرور جاکر اور
خضران سے فرمایا کہ تم بھی ساتھ جاکر اور حفاظت کے ساتھ لے آؤ شاید کوئی سختی پیش آئے
تو ہم کو اطلاع کرنا ہم سرداروں کو بسکے واسطے مدد کے پہونچینگے یہ فرما کر رخصت کیا عازم شعبدہ باز
صاحبقران کو سلام کر کے رخصت ہوا اور خضران بھی ہمراہ ہوئے مہ جبین کو اپنے ساتھ لیا اور
بارگاہ سے نکلکر چلے خضران اور عازم اور مہ جبین تینوں آدمی جانب باغ ملکہ ماہ جبین

روانہ ہوئے راستے میں خضران کو خیال آیا کہ چلکر اپنے مرکب اور روپیہ وغیرہ کو تو وصول کر لینا
چاہیے عازم سے کہا کہ بھئی ایک ذرا سا توقف کرو ورنہ میرا بہت نقصان ہو جائے گا ذرا خزانچی
سے ملنا ضرور ہے صاحبقران نے کچھ روپیہ دلوایا ہے وہ وصول کر لوں یہ فرما کر خزانچی کے خیمہ میں
آئے راستے سے ایک فقیر ساتھ ہو لیا جسوقت روپیہ وصول کر کے چلے تو فقیر نے پیچھا پکڑا اور
کہا کہ بابا اتنا روپیہ پایا ہے کچھ خدا کے نام کا بھی ہے خضران نے کہا کہ کیا مفت کا پایا ہے جو خدا کے
نام پر دیں بھائی یہ روپیہ ہمارا مفت نہیں ہے سودا اگر بیکار روپیہ ہے تو چیتھڑے گودڑ مول لیکر پیچھے تھکے
انکو کیا دیتے فقیر نے کہا کہ اپنے حق اسی میں ہے کچھ دو خضران نے دتکارا فقیر کسیطرح پیچھا
نہیں چھوڑتا لپٹا ہی چلا آتا ہے خضران پریشان ہوتے ہیں مہ جبین مسکراتی ہے کہ عجب طرح کا
پیچھوا یہ فقیر ہے اور یہ بھی بڑے سخت ہیں کہ چمڑی جائے دمڑی نہ جائے عازم بھی کہتا ہے کہ خواجہ کچھ
دے کر ٹالا اسے خضران نے کہا آپ کے پاس مفت کا ہے آپ دیجیے عازم نے کہا جسقدر آپ
دیجیے گا اُسکا دونا مجھ سے لیجیے گا خضران ایک سماعت نہیں کرتے آخر اسنے کہا کہ غریب پر چھوٹی
فقیر نے یہ کہا اصل میری پچاس اشرفیاں تو دے دیجیے خضران نے جھنجھلا کر کہا کہ اپنے ابھی تو
بھیک مانگتا تھا اب مفت رکھتا ہے تو نے کسکو اشرفیاں دی تھیں جسے دی ہوں اُس سے مانگ
فقیر نے کہا کہ پھر جسے میں نے اشرفیاں دی ہیں اُس سے لے لوں کہا کیا میں منع کرتا ہوں بس یہ
کہنا تھا کہ فقیر نے دوڑ کر مہ جبین کا ہاتھ پکڑ لیا مہ جبین حیران ہے کہ یہ کیا معرکہ ہے اب خواجہ
سمجھے کہ یہ ضرغام شیردل ہے واقع میں جب میں مہ جبین بنا ہوا تھا تو اسنے پچاس اشرفیاں
دی تھیں خاموش ہو رہے اور کہا کہ بھئی اچھا لیے جاؤ مگر زبردستی نہ کرنا اگر یہ تم سے رضامند ہو
تو عقد کر لینا اور میں بھی پلٹ کر آتا ہوں ضرغام تو مہ جبین کو لے کر جانب خیمہ روانہ ہوا اور
عازم شعبدہ باز خواجہ خضران کو لیے ہوئے باغ ماہ سیمبر میں آیا وہاں ماہ سیمبر پریشان
بیٹھی ہوئی تھی کہ یہ والد ماجد کے ذہن میں کیا آئی کہ باربیع الملک سے مل گئے اور پھر ہماری
خبر بھی نہ لی کہ عازم پہنچا اور دختر کو گلے لگا لیا اسنے خضران کیطرف دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون صاحب
ہیں عازم نے کہا کہ انکی بدولت دنیا عقبیٰ حاصل ہوئی ہے یہ وہی گھر پھری ہیں جو تمہارے
باغ میں تشریف لائی تھیں بلکہ حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہے عازم نے دیکھا کہ خواجہ ٹھنڈی
سانسیں بھر رہے ہیں اور ملکہ کو دیکھ رہے ہیں یہ سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے کچھ طبیعت انکی اس کی
طرف نہیں مائل ہے پھر اس سے بہتر اور کون ہوگا کہا خواجہ اسے میں آپ کی کنیزی میں دیتا ہوں
بعد اسکے خواجہ خضران اور ماہ سیمبر مع اسباب و مال وہاں سے روانہ ہوئے اور داخل لشکر اسلام
ہوئے صاحبقران نے عقد ماہ سیمبر کا خواجہ خضران کے ساتھ کر دیا اور نہایت خوش ہوئے
بعد اسکے ضرغام شیردل کا عقد مہ جبین کے ساتھ ہوا اور یہ دونوں ناموس صاحبقران کے
ساتھ رہنے لگیں اور خضران نے عازم شعبدہ باز سے کہا کہ اے برادر اب بتا حکیم فیلقوس ثانی
کا بتا دو کہ بغیر اسکی گرفتاری کے کوئی کام نہیں ہو سکتا ہے اسنے عرض کی کہ خواجہ بتا تو میں ابھی
بتا دوں مگر بہتر یہ ہے کہ اس کام کو کل صبح سے اٹھا رکھیے گا

چند کلمہ داستان حیرت بیان نقابدار ابلق سوار کے بیان ہوتے ہین

سبزے چمن ہے جان فزا ارے ساقی
سبزہ ہے سرسوا اُگا ہوا ہے
جس طرح سے مست جھومتے ہین
غنچون کی چمن مین ہے گلابی
نرگس کی ہے چشم مست ساقی
دیتے ہے اشارے کر رہی ہے
جان رندون کی ہے شراب پرجوش
پھولون کی ہے کیسی کیسی خوشبو
ہان اے مرے ساقی تیرے صدقے
ہو زمزمہ سنج جیسے بلبل
ہے ور اتر سبھی کو ہے مشتاق
ہے کان لگائے سب زمانہ

لا دے مجھے وہ شراب جو ہو باقی
ہے بادہ فصل گل سے سرشار
ویسے ہی درخت جھومتے ہین
اور دیکھ ہاتھ مین پیالا
انگور کی تاک کو ہے مستی
چھایا ہوا ابر ہے دھوان دھار
انگور کو تاکتے ہین میکش
گلشن مین ہے میکشون کا جلسہ
اب تو مجھے سرخ سے پلا دے
ساقی مجھے دے وہ جام رنگین
مشتاق بیان ہے سارا آفاق
دانندۂ داستان چنین گفت

یہ فصل بہار ساقیا ہے
کیفی کی طرح ہے سارا گلزار
ہر سبزہ ہے صورت صراحی
کہتا ہے شراب ناب ہان لا
پینے کے آئین مین مزہ ہی تو
آئے ہوئے ہین چمن مین میخوار
نہرین ہین رواں چمن مین ہر سو
رندون کا لگا ہوا ہے میلا
یون ہوئے صراحیون کی قلقل
رنگین چمن مین بولیان سب ملتا مین
ہو دہر مین لکھے اپنا فسانہ
در سلک بیان گہر چنین سفت

فتاحان طلسم خوش بیانی و لوحداران عرصۂ اقلیم معانی سیاحان کشور فصاحت و چمن پیرایان گلزار بلاغت شاہد مدعا کو میدان بیان مین یون جلوہ افروز کرتے ہین کہ یہ داستان حیرت بیان اس مقام سے چھوٹی تھی کہ نقابدار نے اپنے رفقا کو حفاظت مین ملکہ بادبان جادو کی دیا ہے۔ مخلول جادو سرگردان جادو و نسیم جادو و ملکہ صنم گلعذار و داراب ثانی یہ سب کے سب باغ مین ملکہ صنم گلعذار کے بیٹھے ہین چلتے وقت نقابدار ابلق سوار بخیال حفاظت داراب ثانی لوح طلسم ظاہری انکو دیتے گئے ہین۔ ملکہ بادبان جادو نے یہ انتظام کیا ہے کہ ساحرون کو خبر رسانی کے لیے معین کر دیا ہے کہ اگر حال نقابدار کے جانے کا بت خود پسند کو معلوم ہو جاے اور وہ واسطے دراندازی کے چہل درہ کی جانب لشکر روانہ کرے یا خود جانے پر مستعد ہو تو ہم بھی چلکر نقابدار کی کمک کرین یہان تو یہ انتظام ہوا اور وہان کا حال سنیے کہ جسوقت بت خود پسند کو فتاحی دربند مصباحیہ کی خبر پہونچی اور اسکو معلوم ہوا کہ اب فتاح طلسم اسطرف لشکر کشی کریگا تو یہ بہت ہنسا اور کہنے لگا وہ تو کار زمین را نکو ساختی کہ بر آسمان نیز پرداختی۔ اس سے مجکو خوف و اندیشہ نہین ہے ہر چند اُس سرکش نے تمام طلسم باطن کو برباد کیا ہے اور سب مرحلے اُسکے شکست کر ڈالے ہین اور لوح طلسمی بھی اُسکے پاس ہے لیکن مابدولت و اقبال کو کوئی فکر و تردد نہین ہے اسلیے کہ میرے پاس وہ سامان جمع ہے جسکے مقابلہ مین لوح بالکل بیکار ہو جسوقت نقابدار لشکر کشی کریگا اور مین ساحران چہل درہ کو ہمراہ مدد طلب کرونگا اُنکے سامنے لوح محض فضول و بیکار ہو جائیگی ہر چند کہ لوح طلسمی کے باعث سے قتل ہونا نقابدار کا غیر ممکن ہے لیکن چند نگر ام جو اُس سے ملتے ہین اُنکی بخوبی سرکوبی ہو جائیگی اور نقابدار بھی اعانت لوح کے سبب سے ساحران چہل درہ پر ظفریاب نہین ہو سکتا کیونکہ وہ

چالیسوں ساحر آپس میں ایک دوسرے کے محافظ جان ہیں جو افسر ان سب کا ہے وہ جہل درہ میں
مقیم رہیگا اور وہیں سے سب تدبیریں کیا کریگا اونتالیس ساحر اس سے زندگی پھر لڑنے کو کافی ہیں
انمیں سے جو بظاہر مارا جائیگا وہ باطن میں زندہ رہیگا اور روح اسکی کسی دوسرے پیکر سالم
میں حلول کر جائیگی اس صورت میں نقابدار قتل کرتے کرتے عاجز آجائیگا اور آخر کو تنگ آکر
بھاگ کھڑا ہوگا بعد اس تقریر کے بت خودپسند ارکین دولت و مشیران مملکت کی جانب متوجہ
ہوا اور کہنے لگا کہ اس باب میں تمہاری کیا راے ہے آیا نقابدار کو لشکر کشی کر لینے دیں ہو وقت
ساحران جہل درہ کو براے مدد طلب کریں یا بعد میں لشکر کشی کر کے طلسم کشا کی جمعیت کو پریشان
کریں سب نے بالاتفاق بیان کیا کہ یوں تو بادشاہ کو ہماری راے پر ہر طرح فوق ہے

خلافِ راے سلطان راے جستن | بخون خویش باشد دست شستن | لیکن ہم نیکخواہان حضور کی راے

یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو دشمن کی قوت کو نہ بڑھنے دینا چاہیے بقول سعدی کے درختے کہ اکنون گرفت ست پا

بہ نیروے شخصے بر آید ز جاے | دگر ہمچنان روزگارے ہلی | بگردونش از بیخ بر نگسلی

ہم خیر اندیشوں کی راے یہ ہوتی ہے کہ ساحران جہل درہ کو لاکر خود فوج کشی کیجیے اور لشکر کو نقابدار

کے تباہ و برباد کر دیجیے ع | دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد | آیندہ جو حضور کی راے بیضا

ضیا اقتضا کرے وہی راے انسب و اولی ہے چنانچہ ارکان دولت کی راے بادشاہ کو
پسند آئی اور اسی کے متعلق اسنے انتظام کرنا شروع کیا خود بت خودپسند بھینٹ وغیرہ کے سامان
فراہم کرنے میں مصروف ہوا اسطرح سے کہ چالیس بچہ ہاے خوک اور چالیس خم شراب کے
اور لوبان وگوگل دوپ دیپ چندن صندل ہار لونگ اور بتوسے رائی سرسوں کے دانے آگ
کے پھل دونا مردا کے سبتے سب سامان سحر اپنے ہمراہ لیکر جانب جہل درہ روانہ ہوا اور چلتے وقت
سرخیل جادو جو کہ اسکا سپہ سالار ہے اسکو اسنے حکم دیا کہ تم جاکر لشکر نقابدار سے جنگ آغاز کردو
کہ یہ لوگ اسطرف الجھے رہیں اور ہم ادھر سے ساحران جہل درہ کو لیکر آتے ہیں چنانچہ حسب الحکم
شاہی سرخیل جادو بعہدہ سپہ سالاری ایک لاکھ ساحران غدار بلاے بد آفت کے پرکالے اپنے ہمراہ
لیکر مع سب سازوسامان کے جانب باغ ملکہ صنم گلعذار روانہ ہوا کہ انکا حال پھر عرض
کیا جائیگا اب اول حال بت خودپسند کا معرض بیان میں آتا ہے کہ یہ راہ کو طے کر کے چشم زدن
میں قریب جہل درہ کے پہونچگیا سبب اسکا یہ ہے کہ یہ بادشاہ طلسم ہے بلکہ خداوند طلسم کہلاتا ہے
اور قریب کی راہوں سے واقف ہے اسوجہ سے یہ قبل نقابدار کے پہونچگیا اور نقابدار
بوجہ ناواقفیت راہ بھٹکے پھرکے راستے سے بہک گئے جسکی وجہ سے پہونچنے میں دیر ہوئی بت خودپسند
نے جاتے کے ساتھ ہی ہوم خانہ طیار کیا اور زیر دیوار جہل درہ بیٹھکر چلہ کھینچا یہ عجیب طرح کا
ہولناک مقام ہے کہ یہاں کی وحشت وہیبت اور سناٹا صحرا کا دیکھکر دیو کا زہرہ آب ہوتا ہے
اور عمارت ایسی بھیانک ہے کہ بوم کو بھی آشیانہ بنانے میں کراہت معلوم ہوتی ہے ایک عمارت
بلند ہے کہ اسمیں جا بجا گھونسلے صحرائی طائروں کے بنے ہوے ہیں جابجا لٹک رہے ہیں سے

[illegible] میں الاطیران ابابیلوں | ہر جگہ بیر میں بہ پراغ وغیرہ کے انبار | استر کاری جابجا گری ہوئی ہے

چالیس گنبد ہین وہ بھی اسی طرح کے بھیانک و وحشت خیز اور ہر ایک گنبد پر ایک ایک زاغ
سیاہ بیٹھا ہوا ہے اور ہر گنبد کے نیچے ایک ایک حجرہ ہے اور ہر حجرہ مین ایک ایک دروازہ
لگا ہوا ہے کہ اسمین قفل وغیرہ کچھ نہین ہے مگر کھلنا اسکا ممکن نہین سوائے بادشاہ طلسم کے اور
ایک گنبد جو وسط مین واقع ہے وہ نہایت بلند ہے اسپر ایک زاغ سرخ بیٹھا ہے یہ زاغ بھی
سب سے بڑا ہے جسوقت کہ بت خود پسند نے اسم سحر پڑھنا شروع کیا اور بخور گوگل وغیرہ کا
روشن کیا اور دھوان اسکا منتشر ہوا تو یہ زاغ جسقدر گنبدون پر بیٹھے ہوئے تھے گنبد سے
چھوڑ چھوڑ کر زمین پر اترے اور گرد بت خود پسند کے جمع ہو کر شور وغل کرنے لگے اور اوڑ
اوڑ کے اسکو ٹھونگین مارتے تھے بت خود پسند سحر خوانی مین مصروف تھا اور جو زاغ اسکی طرف
اوڑ کر آتا تھا وہ اسکی طرف ایک بچہ خوک کو بڑھا دیتا تھا اور ایک خم شراب کا ڈھکنا کھول
دیتا تھا کہ وہ زاغ اس بچہ خوک کے کھانے مین مصروف ہو جاتا تھا اور یہ اپنی سحر خوانی مین مشغول
ہو جاتا تھا نوبت باینجا رسید کہ چالیسون زاغ چالیسون بچہ ہائے خوک کو نوچ نوچ کر کھا رہے
تھے اور خمہائے شراب مین منقارین ڈبو ڈبو کر شراب پی رہے تھے لیکن زاغ سرخ شانہ پر
بت خود پسند کے بیٹھا ہوا تھا اور اپنی خوراک کا منتظر تھا جسوقت بت خود پسند نے اسم سحر تمام کیا تو
ایک بچہ انسان کو اسکے سامنے پیش کیا زاغ سرخ اسے نوچ نوچ کر کھانے لگا حتی کہ چالیسون
بچہ ہائے خوک کو زاغ بالکل کھا گئے اور بچہ انسان کو یہ زاغ سرخ لقمہ کر گیا اور جسقدر
خم شراب کے بھرے رکھے تھے انکو پی گئے اب ایک ایک زاغ پھول پھول کر ایک ایک
فیل کے برابر ہو گیا اور سست ہو کر جھومنے لگا اسوقت بت خود پسند نے اپنی انگشت بان
مین نشتر دیا اور خون چلو مین لیکر زاغ سرخ پر مارا کہ وہ زمین پر تڑپا اور تڑپ کر بصورت انسانی پیدا
ہوا اور کہا کہ کیا کہتا ہے بت خود پسند نے جواب دیا کہ مین نے آپکو جس بدن کے واسطے اس طلسم
مین آباد کیا تھا وہ وقت آگیا یعنی طلسم کشا یہان بھی پہونچ گیا اور تمام دربند طلسم باطن کے اسنے
برباد کئے لشکر اسکا باغ ملکہ صنم گلعذار مین مقیم ہے اور لوح طلسمی بھی اسکے پاس ہے مجھے اسکی جانب
سخت اندیشہ ہے اور کمال تردد و تشویش لاحق حال ہے لہذا امیدوار ہون کہ اپنی فوج کو حکم دیجیے
کہ میرے ہمراہ چلے اور حملہ ہائے دلیرانہ سے لشکر فتاح طلسم کو برباد کرے اور آپ اپنی حفاظت
کے لیے اور اپنے تحفظ کی غرض سے اسی مقام پر قیام اختیار کیجیے یہ کلام سنکے زاغ سرخ نے
ان چالیسون زاغہائے سیاہ کیجانب پلٹ کر دیکھا اور کہا کہ جاؤ اور بادشاہ طلسم کی مدد کرو کہ ایک
مدت سے نمک انکا کھا رہے ہو اب ایک مہم انکو درپیش ہے اسمین جانثاری کرکے حق نمک
ادا کرنا ضرور ہے زاغون سے یہ کہکر بت خود پسند سے کہا کہ جائیے یہ لشکر آپکے ساتھ جانیکو تیار
ہے یہ کہکر اسنے قلابک ماری اور پھر زاغ سرخ بنگلہ گنبد پر جا بیٹھا اور بت خود پسند بصورت
عقاب بنکر اس لشکر غراب کو اپنے ہمراہ لیکر ہوئے جانب باغ ملکہ صنم گلعذار بقصد بربادی
لشکر لقا بدار روانہ ہوا کہ اسکا حال بروقت پہونچنے کے گذارش کیا جائیگا اور جو انتظامات
کہ سرخاب جادو نے چھلدرہ مین اگر کیے ہین انکا حال بروقت پہونچنے لقا بدار کے معلوم ہوگا

غرض لقا بدار بھی طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے اس بیابان مین پہونچے دیکھا کہ عجب
وحشت افزا بیابان ہے کہ بادِ سموم جہان کی دم بھر مین انسان کو گلاتی تھی اور تاب و تب
وہان کی ابر بہاری کو پیاسا رکھکر جلاتی تھی پیک تیز گام ماہ اُس جگہ کی صعوبت سے فلک پر راہ
بھولتا تھا خیال عالم گرد وہان کی منازل طے نہ کرسکتا تھا پانون مین چھالا پڑتا تھا نہ گھانس اسجگہ
کبھی جمی تھی نہ کوئی چشمۂ آب تھا چٹیل میدان منزلون تک نظر آتا تھا سبزی تھی وہ آگ فلک سے

اٹھا تھا دھوان مرکز خاک سے
جہانتک نظر کام کرتی تھی وان
تھے انبار کانٹون کے ہر سو پڑے

تنور فلک تھا بشدت طپان
عجب وحشت آگین تھا ہو کا مکان
کہین سایہ ڈھونڈو تو پیدا نہ تھا

ہوئے ذرۂ ریگ چنگاریان
کسی جا پہ تھے ڈنڈ سوکھے کھڑے
کسی سمت پانی کا دریا نہ تھا

غرضکہ اُس صحرائے ہول خیز کو طے کرتے چلے جاتے ہین کہ نظر لقا بدار کی جہلدرہ پر پڑی تو دیکھتے ہین
یہان کی کچھ بدلی ہوئی ہائین جبکہ پہلی مرتبہ رستہ بھولکر ادھر نکل آئے تھے تو شان عمارت کی
دوسری تھی سبب اسکا یہ ہے کہ ہر روز ہیئت اس عمارت کی بدل جاتی ہے تاکہ آیندہ روندہ کو
پتہ نہ ملے کہ جہلدرہ کسکو کہتے ہین لیکن گنبدون پر زاغون کا بیٹھا ہونا یہ ضروری چیز تھا اسمین فرق
نہ ہوتا تھا اُن جو لقا بدار حالیمقدار اس مقام پر پہونچے ہین تو علاوہ عمارت کی ہیئت تبدیل
ہونیکے گنبدون پر زاغون کو نہ پایا انھین شبہہ ہوا کہ شاید یہ وہ مقام نہین ہے جسکی تلاش مین
مین آیا ہون چونکہ راہ کے کسل سے تھکے زیادہ تھے اس بناپر خیال کیا کہ آج اسی مقام پر
قیام کرنا چاہیے یہ تصور کرکے گھوڑے سے اتر پڑے اور ٹہلتے ہوئے قریب عمارت کے
آکے دیکھا کہ سب حجرے بند ہین لقا بدار نے دروازہ پر ہاتھ رکھا اور کھولنا چاہا مگر دروازہ
نہ کھلا غصہ آیا اور قصد کیا کہ زور کرکے توڑ ڈالون لیکن ممکن نہوا اور آواز قہقہہ کی آئی انھین اور
غصہ آیا اور جھپٹ کر گرز اپنا اٹھاکر دروازہ پر مارا یہ وہ ضرب تھی کہ اگر کوہ بھی ہوتا تو پست
ہوجاتا مگر دروازہ پر کوئی اثر بھی نہ پیدا ہوا اور پھر صدائے قہقہہ کان مین آئی اور کسی شخص
نے کہا کہ بس اسی طاقت پر دعویٰ ہے صاحبقرانی ہے کہ ایک دروازہ پر یہ گاؤ زوریان اٹھ رہی
ہین اور گرز مارے جا رہے ہین مگر پھر بھی کوئی اثر نہین ظاہر ہوتا ہرچند یہ کلام سنکر انکو نہایت غصہ
آیا ہونٹھ کاٹنے لگے اسی حالت غیظ و غضب مین لیکن سوا گردن جھکا لینے کے چارہ کار کیا تھا
اور جواب اسکا کیا دے سکتے تھے بس ایک مرتبہ ایک تڑاقے کی صدا پیدا ہوئی اور
وہ در خود بخود کھلا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین دُر در گوش مرصع پوش دریائے جواہر مین غوطہ
مارے بصد کرشمہ و ناز چلی آتی ہے نگاہین اُسکی نشیلی کہا تھا نہ ابرو مین تیر مژگان دلدوز ابرو سے خمدار
مائل خونریزی کھنچی ہوئی تلوار کیونکر کہون اگر خنجر آبدار لکھون سر مضمون قلم ہونیکا ڈر ہے غافہ ظلم
و بدعت کا ڈر ہے عارض انور رشک قمر یہ بھی مثال ناقص ہے چاند مین دھبا یہ صاف شفاف آئینہ
سے خلاف ہونٹھ کیسی مسیحائی اشارہ دہن دلربائی دندان رشک گہر آبدار مصنف نے موتیون کی آبرو
بڑھائی بصد آب و تاب ایسی مثال لکھی چاہ ذقن مین ہزارہا یوسف دل عاشقان گرے پڑے
ابھرے گلا صراحیدار سینہ پر ابھارہ دو سنانین دل عاشق کے پار ہوئی ہین یاد و لقا بدار کسی مثال تو یاد آئی چھاتی

پہنچے ہوئے نعرہ یا سامری و جمشید بلند کرتے ہوئے گلوں میں بجائے زنار رسیاں پڑے ہوئے
جھولیاں کھاروے کی شانوں میں لٹکی ہوئی انہیں تمام اسباب سحر بھرا ہوا صورتیں بھیانک جانوران سحر
مثل نہنگ و پلنگ و گرگ و خرس و اژدر وغیرہ پر سوار بہیر تیں آٹھ آتے ہوئے دو رائیاں کھینچے
ہوئے برسے ہر ابر چھائے ہوئے ہر ایک انہیں کا نایاب زمانہ سحر جانتا تھا اور آفت کا پرکالہ
تھا سامری اپنے تئیں اسوقت کا گنتا تھا منقلیں سلگتی ہوئیں جے جے کا سامری و جمشید کی
غل مچا ہوا سب ساحران غدار و فسون سازان عربدہ کار ابر زنگاری کے پردہ میں جانب باغ
ملکہ صنم گلعذار چلے جاتے ہیں یہاں کا حال سنیے کہ صحن باغ میں چبوترے پر فرش کیا ہوا ہے کہیں مسند
زرنگار بچھی ہوئی ہیں اور مسند مرصع کار صدر میں بچھی ہے اور چھوٹا سا ایک سائبان نہایت تکلف
کا کھچا ہوا ہے جسمیں جھالر موتیوں کی ٹکی ہوئی موتی بیضہ گنجشک کے برابر لگے ہوئے ہیں سہ پہر کا
وقت ہے جھونکے ہوا کے سرد سے آرہے ہیں گلہائے خوشبو سے بھینی بھینی خوشبوئیں پھیلی ہوئی
ہیں سبزہ پر نظر کرنے سے آنکھوں میں طراوت آتی ہے جابجا آبشار جاری ہیں قریب شام چونکہ روشوں
میں پانی دیا جاتا ہے تو ہوا سے خنکی کے باعث سے دماغ جان لطف فرحت اٹھاتا ہے اسی چبوترہ
کے صدر مقام پر ملکہ صنم گلعذار مسند عزت پر جلوہ فرما ہے اور ملکہ بادبان جادو بائیں اسکی قریب
بیٹھی ہوئی ہے ایک طرف نسیم جادو پنکھیا پھولوں کی سامنے رکھے ہوئے جو طرہ کج باندھے
بیٹھی ہے کہ جسکا بلا جوڑے کی بندش اور قیامت قد بالا ہے نخل صنوبر چون ستم گھڑا بدن سانچے میں ڈھالا ہے
زلف عنبرین جو چہرہ نازنین پر پڑی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ سہ زلف کو عارض جانان پہ جو سہتے دیکھا
صبح اور شام کو کس پیار سے ملتے دیکھا ایک طرف مخلول جادو اور سرگردان جادو و ہماسے جادو یہ
سب کی سب بیٹھی ہوئی ہیں اور اب تالی نماز پڑھنے میں مصروف ہیں یکایک دیکھتے کیا ہیں
کہ جانب جنوب سے ایک ابر زنگاری نمودار ہوا جسمیں بجلی چمکتی ہوئی کوندا لپکتا ہوا رعد کے
گرجنے کی صدا بلند ابر اس تیزی کے ساتھ چلا آتا ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے آندھی آرہی ہے
سب سے پہلے نظر ملکہ بادبان جادو کی اس ابر پر پڑی اسنے مخلول جادو کیطرف مخاطب
ہو کر کہا کہ یہ آمد لشکر ساحران کے ایسے آثار معلوم ہوتے ہیں انہو سب کے سب دیکھنے لگے
اور کچھ ساحر جو واسطے خبر کے معین تھے ہنس و باز و بط و سرخاب و قرقرے وغیرہ جنہوں
دیکھا کہ وہ نہایت تیزی کے ساتھ آکر زمین پر گرے اور غلطیں مار کر صورتیں انسانی اختیار
کی پیدا کیں اور دست ادب باندھ کر ہرکاروں کیطرح بزبان حال عرض پیرا ہوئے کہ ملکہ
عالم کی عمر دراز ملک و دولت پائدار رہے مدعی ہمیشہ ذلیل و خوار رنج و کلفت میں گرفتار
رہے اسکی بخت تو بیدار باد تیرا دولت ہمیشہ یار باد نخل اقبال تو دائم شگفتہ
چشم دشمنانت شرمسار باد دوست نہال دشمن پائمال رہیں غلام واسطے خبر کے ہوا
میں اٹھے تھے کہ ہم نے دیکھا سرخیل جادو سپہ سالار بخت خود پسند ڈھائی لاکھ ساحروں کی
جمعیت سے بارادہ بربادی باغ چلا آتا ہے کہ بربادی ہو گل جنہوں نے غارت گلستان
اجاڑ دو بلبلوں کے خون کا صیاد کرتے ہیں اسکا ارادہ ہے کہ ملازمان حضور سے جنگ و جدال کرکے

مین سے کس کس کو قتل کروگے ان چند باغبان پاشکستہ پر جو تمھارے پاس جمع
ہوگئے ہین غرہ نہ کرو اور لازم ہی کہ رفیقان نیک اندیش سے صلاح لیکر سرکشی
سے باز آؤ اور قدمون پر ہلکر گرو کہ سہ کمین تکیہ بر گنج و تیغ و سپاہ
ز فرزانگان راستہ تد سرخواہ | فسود رای نیکو تر از سنگیر | بجائے کہ ضائع بود تیغ و تیر

سر اطاعت و انقیاد فرمان شاہ سے اٹھانا سراسر خطا ہی بہتر و مناسب یہ ہی کہ اول
سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہو تاکہ مین بادشاہ کے حضور مین عرض کرکے خطا
تمھاری معاف کرا دونگا اور درصورت انحراف ورزی و خلاف اندیشی سزا کے
معقول دونگا اور خوب یاد رکھنا کہ خداوند کا تو کیا ذکر ہی مین ہی ایک ادنے
خادم انکا تم سبکو مثل حرف غلط صفحہ ہستی سے مٹا دینے کو کافی ہون
اور لقا بدار جو تمھارا امداد ہی با مکر و کید ہی وہ بھی گویا طلسم مین قید ہی لہذا
راہ راست پر آؤ اپنی جانین بچاؤ اور غور کرو کہ شاہ والا پایگاہ کا
کیا رتبہ ہی خداوند سامری نے کیسا مرتبہ دیا ہی کہ نظم دیو کا بیچارہ سپید سرنہد
مرغ کا بیچارہ پر بر نہد | نرد و چرخ بید رفتہ بیرون | از ہوا و زمین او گردون

یہ شہنشاہ کا عز و وقار ہی کہ تم ایسے نکموں کو اب تک زندہ چھوڑا ہی اسکے
سپہ ادہم ہین یہ کیا پیا ہو کہ | ستیزندگی با خداوند تخت | ستیزندہ را سر بچو چون درخت
گر زمانہ کہ در شہر شیران شود | برکند خود دش خانہ ویران شود | چو سر بابدت سر مطیع باز خراج
دیگر نہ سرے پاؤ مانند بہ تاریخ | یہ تقریر عتاب آمیز سرخیل جادو کی سنکر سرگردان
جادو معلول جادو نبگی تمسخر زبان سے جو ہو دکھلاسکا اور بکارے کہ اچھا قول
اگر دشمن از تیغ دارد ستیز | مرا ہم زبان سنان ست تیز | چو من آرزوے نبرد آورم
دل دشمنان را بدرد آورم | او مکار کیا تو لاف و گزاف بک رہا ہی ہم لقا بدار
دلاور کے نمیر بک یہ سمجھکر نہین ہوئے ہین کہ لقا بدار ہی فتحیاب ہونگے جنگ
دو سردار و فتح و شکست بدست خدا کے ہاتھ ہی مگر ہان یہ ضرور سمجھ لیا ہی کہ مذہب
لقا بدار کا برحق ہی اور اسلاف لقا بدار نے ہمکو مطیع و فرمان بردار کرلیا
ہی باوصف اس جاہ و تجمل کے لقا بدار عالیمقدار نے خود پرستی تو دوسری شی
ہی خودپسندی بھی نہین اختیار کی اور بادشاہ طلسم تو اپنے کبر و نخوت مین آپ
خداوند بن بیٹھا اور اپنے خداوندون سے منحرف ہوکر خود پرستی اختیار کی
ہمسے اس زندگی مستعار اور دنیاے ناپائدار کے لیے ابد الاباد کی راحت
نہ ترک کی جائیگی بلکہ تجھے بھی اگر انجام پر نظر ہی اور عاقبت بخیر کرنا چاہتا ہی تو
آ کر دامن لقا بدار مین پناہ لے ورنہ یہ تیرا غرور تجھکو خاک مین ملا کے گا سیدھا
قعر جہنم مین پہونچائیگا اور آخر الامر سوائے کف افسوس ملنے کے اور کچھ انجام
نہ آئیگا بموجب مصرع کہ مآل پر بھی نظر رکھی سود بیرا ہی: سرخیل جادو یہ مضمون نصیحت

انہون نے نہایت برہم ہوا اور مشل مار سیہ دو مہرہ بریدہ کے پیچتاب کھا کر آواز دی ارے معلوم ہوتا ہی کہ قضا ہی تم لوگون کی دامنگیر ہوئی ہی اور خیاط اجل نے جامۂ حیات تمہارا قطع کر دیا ہی بس یہ کہکر یونہی پلٹے طرف صف لشکر کیطرف دیکھا اور کہا سے بلورصاف باطن جا میدان میں اور ان ٹکڑا ہون کو چاشنی مرگ چکھا دے کہ انہون نے بہت سر اٹھایا اور اپنے ولی نعمت سے منحرف ہوگئے یہان ہمسر شکیل کا یہ کلام سنتے ہی ایک ساحر بلند قامت تنگ پیشانی کوتاہ گردن سیاہ قلب تیرہ درون اژدر آتش فشان پر سوار کوڑا اسانپ کا اسکے ہاتھ مین یہ غضبہ پڑھتا ہوا صف لشکر سے باہر نکلا غرض اسطرح پشت زنگی سیہ کوچالے ہوئے ہم سواری اژدہے کی اور کوڑا اسانپ کا دہن اژدر سے قل بہ آتشین نکلتے ہوئے ہم تن شعلہ جوالہ بنا ہوا میدان مین آیا اور اپنے اژدر کو روک کر اسنے نہیب دی کہ کون اپنی زندگی سے سیر ہی کسکا پیمانۂ عمر لبریز ہوچکا ہی کسکو اپنی جان دو بھر ہی آئے اور مجھ سے مقابلہ کرے کہ یہی گھڑی ہی اور یہی میدان ہی بس یہ سنتا تھا کہ سرگردان جادو نے اپنا فیل آگے بڑھایا اور سامنے بلورصاف باطن کے آیا اسکی صورت دیکھکر بلورصاف باطن بہت ہنسا اور کہنے لگا کہ تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو ہمارے مقابلہ کیلیے آیا ہے جبار آتجبر داری زمردی نشان کمان کیانی و گرز [illegible] ان لاحم یہ اچھا کہ تجھے تمنا باقی رہجائے اپنے دل کا حوصلہ نکال لے کہ پھر اجل تجھکو دم بھر کی مہلت نہ دیگی سرگردان جادو نے جواب دیا کہ او ملعون تو نہین جانتا کہ ہم مطیع اسلام ہوئے ازل و ستور اہل اسلام کا پیشدستی کرنیکا نہین ہی لہذا ہم پیروان اسلام کبھی پیشدستی نہ کرینگے اگر خداوند عالم تیرے حربہ سے مجھکو بچائیگا تو اسوقت دیکھا جائیگا بس یہ سنتا تھا کہ اسنے جواب دیا خیر تمہارا دستور نہین ہی تو نہوسکے ہمارا دستور تو دشمن کی سرکوبی کا ہی معلوم ہوتا ہی کہ زمانہ تیری عمر کا بالکل ہی ختم ہوچکا ہی جو ایسے بیہودہ خیالات ظاہر کرتا ہی خیر لے اسنے یہ کہکر گولہ فولادی جھولی سے نکالا اور کچھ اسم پڑھکر دم کرکے سینہ پر سرگردان جادو کے مارا سرگردان جادو نے فوراً ایک دو منتر زمین پر مارا اور آواز دی کہ اسے فولاد آہن خوار جادو لینا اس خیرہ سر کو بس یہ کہنا تھا کہ طبقہ زمین کا شق ہوا دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ فام قوی اندام پیدا ہوا اور آتے ہی اسنے دہن اپنا کھول کر اُس گولہ فولادی کو دہن مین اپنے لیا اور پھر فوراً غرق زمین ہوگیا لشکر تسیم جادو سے احسنت و مرحبا کی صدائین بلند ہوئین یہ شور تحسین و آفرین سنکر بلور اور بھی جل گیا جسکو جلے کو اور جلاتے ہیں سرگردان جادو نے بلورصاف باطن کو آواز دی کہ او وقت ہی اور پچھلے منھ بس اسی منھ پر یہ دعوے تھا اب مین وار کرتا ہون خبردار ہوجا یہ کہنا کہ ہوشیار خبردار کہا تھا کہ اسنے ترنج سحر جھولی سے نکالا اور اسم پڑھکر سینہ پر ... بلورصاف باطن سینہ سپر کئے ہوئے کھڑا رہا ترنج سینہ پر لگا اور فوراً گر پڑا

گذر گیا سینے میں اسکے ایک سوراخ پیدا ہوا اور اسیوقت مندمل ہوگیا یہ خرق
و التیام اسکے جسم کا دیکھکر سرگردان جادو کے ہوش اڑ گئے اور بلور صاف باطن
ہنس کر پکارا کہ دیکھا تونے تیرے سحر کو میں نے رد نہیں کیا اور سحر نے تیرے پورا کام کیا
لیکن میرا کیا نقصان ہوا میری تیری قوت سحر کا یہی فرق ہے کہ تونے میرے سحر کو رد کر کے
بلا لا اور میں نے تیرے سحر کو رد نہیں کیا اور تجھے کوئی ضرر نہ پہونچ سکا یہ کہکر اسنے جست کی
اور اژدر سے علیحدہ ہو کر رگ پیشانی میں نشتر دیکر خون چلو میں لیا اور کچھ اسم سحر دم کر کے
اژدر پر مارا اور آواز دی کہ لینا اسکو بس چھینٹا خون کا پڑتے ہی اژدر بلبلا کے فیل گردان
جادو پر جا پڑا ادھر سرگردان جادو بھی کود کر پشت فیل سے علیحدہ ہوا اور اسنے بھی ایک
زبان کا خون چلو میں لیکر اور کچھ اسم سحر دم کر کے اپنے فیل پر چھینٹا مارا کہ یا تو فیل ہیبت
اژدر سے کانپ رہا تھا یا گردن اٹھا کر اور دم کو کھڑی کر کے یہ بھی اژدر پر جا پڑا
اور لگی لڑائی ہونے جب اژدر پھنکار مارتا تھا اور شعلہ دہن سے اسکے نکلکر فیل کے منہ
پر آتا تھا تو فیل چیخ مارکر بھاگ جاتا تھا اور جب فیل اژدر کو گھونسا مارتا تھا
تو یہ بھی بلبلا جاتا تھا اب ادھر تو اژدر اور فیل آپس میں لڑ رہے ہیں اور ادھر بلور صاف
باطن نے زمین میں غلطک ماری اور صورت اپنی ایک باز کی بنائی اور سرگردان جادو
پر جھپٹا ادھر سرگردان جادو نے بھی غلطک ماری اور یہ بھی باز بنکر چلا اور مقابلہ سے
باز نہ رہا دونوں میں خوب منقاریں اور پنجے چلنے لگے کبھی یہ دونوں اڑتے ہوے
بلند ہو جاتے تھے اور کبھی پھر زمین پر آ کے گرتے تھے یہ دونوں باز تو لپٹے ہوے لڑ رہے
ہیں کہ اسی ہنگامہ میں جانب فلک سے ایک جوگن پیدا ہوئی کہ ہاتھ میں اسکے ایک جال تھا
پس اسنے آتے ہی جال جو مارا دونوں بازوں کو صاف پکڑے ہوے لیے چلی گئی جاتے وقت
ایک مشت خاک کچھ پڑھکر اژدر و فیل پر کھینچ ماری کہ جس سے یہ دونوں بھی جلکر خاک
ہو گئے ایسا کسی کا ان نے دھوکا کھایا تھا جو اس جوگن کو روکتا یا اس سے مقابلہ کرتا سب
دنگ ہو کر رہ گئے تھے اور دونوں جانب کے ساحر متحیر تھے کہ یہ جوگن کون تھی جو اسنے
اتنے بڑے زبردست ساحروں کو یوں باندھ کے لیے چلی گئی سرخیل جادو سب سے
زیادہ حیرت زدہ ہو رہا تھا آخر کار یہ گھبرا کے اسی نمود میں طبل بازگشت بجوا کر میدان
سے پھر گیا اور جا کر بارگاہ میں سر پیٹنے لگا ادھر ملکہ نسیم جادو بابا کی اسیری سے نہایت حیرانی
و پریشانی کے عالم میں داخل قصر ہوئی اور سارا ماجرا ملکہ ضیغم گلعذار سے بیان کیا ملکہ یاد بان
جادو مسکرائی اور کہا پریشان نہو میں نے دیکھا کہ بابا پکڑا کر بلور پہنچا ہے نہیں ہو سکتا ایسا نہو کہ
ہاتھ سے اسکے مارا جاے لہذا میں جوگن بنکر گئی اور دونوں کو کمند ساحری میں باندھ لائی یہ کمند مخفی جانب
دالان میں ہے اگر بخت خود اپنے بھی اس کمند میں پھنس جاے تو عمر بھر رہائی دشوار ہو جاے یہ کہکر اسنے آواز دی
اے سرگردان جادو چلے آؤ دیکھا کہ دروازہ قصر سے سرگردان جادو چلے آتے ہیں اسم جادو پڑھنے پایا کہ کود کر بھاگ
خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ بلور صاف باطن کو آپ نے کہاں قید کیا ہے یاد بان جادو نے کہا اسکے لو پچھے

سے تمہارا کیا مطلب ہے عرض کیا کہ مجھے خوف ہے کہ کہین کوئی ساحر آکر اُسے رہا نہ کر لیجائے
تو کی کرائی محنت مفت مین برباد ہو باوبان جادو نے کہا اس سے تم اطمینان رکھو کہ اتنے
مین صدائے طبل جنگ پھر کان مین آئی آج سرچیل جادو نے پھر طبل جنگ بجنے کا حکم دیا
ہے یہ خبر پہونچتے ہی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا ہرکارے جو بامر جاسوسی دونون
لشکرون مین معین ہین خبرین لیکر روانہ ہوئے یہان بانہین پہونچکر دربار مین حاضر ہوئے
اور مجرا گاہ پر دست ادب باندھکر عرض پیرا ہوئے کہ ملکۂ عالم کی عمر دراز ہو آج سرچیل
جادو نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے اُسکا ارادہ ہے کہ کل میدان جنگ مین نکلکر آتش کینہ و فساد کو
مشتعل کرے باقی خیر و عافیت ہے یہ سنکر ملکہ باوبان جادو نے کہا کہ ہمارے یہان بھی بفضل
ایزدی و تائید ربانی کوس رزمی نوازش مین آیا ہے ہمکو خداوند عالم کی عنایت پر ہر دم بھروسہ
ہے اور اُسیکے سہارے پر ہمنے بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑنے کا حکم دیا ہے دشمن روسیاہ بدون
حکم الٰہی کیا بنا سکتا ہے اور جو بات کہ کاتب ازل نے ہماری پیشانی پر لکھدی ہے وہ ضرور پیش
آتی ہے سر نہ پیچم ز شمشیر حبیب ؎ ہرچہ آمد بر سر من از نصیب ؎ غرضکہ دونون طرف پھر طیاریان
ہونے لگین اور تمام رات طیاری سامان جنگ مین بسر ہوئی ساحر اپنا سحر جگا یا کئے
لونا چاری اور نارسنگہ کو بلا یا کیے جبکہ ساحر چرخ چارمین زنار زر شعاع گلے مین ڈالے
ہوئے بام خانۂ مشرق سے برآمد ہوا اور آثار سحر فلک پر نمایان ہوئے طائران نغمہ
آشیانون سے نکل نکل کر نغمہ سنجی مین مصروف ہوئے جھونکے نسیم سحری کے چلنے لگے
صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے دشت مصاف ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال
و قتال نقیبان بلند آواز نہیب دیکر ہٹ گئے کہ لشکر سرچیل جادو سے کوہ شگاف جادو
نکلکر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا اسطرف سے ہمات جادو اجازت لیکر اُسکے
مقابلہ کو روانہ ہوا دونون مین ترنج و نارنج چلنے لگے جب ان حربون سے کام
نہ نکلا تو یہ دونون شیر صحرائی بنکر گلہ ہم ہوئے اور طمانچہ چلنے لگے یہان تک
کہ دونون زخمی ہوگئے دونون طرف کے ساحر انکو پھیر لائے اور شفاخانون
مین داخل کیا بعد اُسکے افغان دودکش جادو میدان مین آیا محلول جادو اُسکے
مقابلہ کو نکلا بعد گفتگوے بسیار افغان دودکش نے ایک نالۂ جگر خراش سینہ
سے کھینچا کہ دھوان اُسکے دہن سے نکلا اور دامن ابر بنکر محلول جادو پہ گرا
محلول جادو چمک کر مانند برق چند دفعہ اُس دامن ابر کو پھاڑ کر نکل گئے اور
برق ہو بنکر سر افغان دودکش پر گری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوگئے مرتے ہی ایک
شور عظیم دوا بلند ہوا افغان کی صدائین بلند رہین تاریکی چھا گئی بعد کچھ دیر کے روشنی
ہوئی دیکھا کہ لاش افغان دودکش کی پڑی ہوئی ہے بس یہ دیکھتے ہی لاتعداد سرشار
جادو لشکر سرچیل جادو سے نکلی اور پکاری کہ اے محلول جادو برابر کا مقابلہ نہ
ہوا تو معلوم نہ ہوا محلول نے جواب دیا کہ کیا تم نے منع کیا ہے برابر کیا معنی جو مجھسے زبردست ہو

وہ میرے مقابلہ کو آئے بس یہ سنتے ہی لامعہ برقتاب جادو نے دونون دستانے اپنے
ہاتھون سے اتارے یہ معلوم ہوا کہ دسون انگلیان دس شمعین ہین کہ روشن ہین آواز
دی اے مخلول حوصلہ اپنا پورا کرلو ایسا نہو کہ تمنا تمھاری باقی رہجائے مخلول نے
کہا کہ ہم کبھی آئین اسلام کے خلاف پیشدستی نکرینگے بس یہ سنتے ہی لامعہ برقتاب جادو
نے دونون ہاتھون کو حرکت دی جیسے کوئی بھیگے ہوے ہاتھون کو جھٹکتا ہو دس
برقین چمک کر مخلول جادو کیطرف چلین مخلول جادو نے دستک دی دیکھا کہ دس پریا
سپرین ہاتھون مین لیے ہوے پیدا ہوئین اور اُن برقون کو سپرون پر روک لیا مگر
یہ برقین کب رُکنے والی تھین ان پریون کے خرمن حیات کو پھونک دیا دسون کی دسون
پریان جلکر خاک سیاہ ہوگئین مگر مخلول جادو بچگئے اور پکارے سے
تو ضرب زدی ضرب مانوش کن ۔ ہمہ شادی از دل فراموش کن ۔ یہ کہکر تڑپا اور صورت
اپنی ایک تیر شہاب کی پیدا کی اور لامعہ برقتاب پر گرے اسنے بھی دستک
دی دیکھا کہ چار پتلیان ایک حوض شیشہ کا بنا ہوا پانی سے لبریز لیے ہوے
پیدا ہوئین اور اس شہاب ثاقب کے سامنے اس شیشہ کو پیش کیا مخلول جادو
حوض مین گرتے ہی ایک ماہی سرخ رنگ بنکر رہ گئے اور مقید ہوگئے اسنے
آواز دی کہ پہنچاؤ اسے زندانخانہ طلسمی مین بس یہ پتلیان اس حوض کو لیے ہوے
روانہ ہوئین اسنے پھر مبارز طلب کیا اور آواز دی کہ اور جسکو تمنا ہے مرگ ہوا اور پیمانہ جسکی
عمر کا لبریز ہوگیا ہو آئے اور دیکھے ہم بہرہ ہوا اب سوا نسیم جادو کے یہان کون تھا اسنے قصد کیا تھا کہ تخت
اپنا بڑھاکر برائے مقابلہ جاؤن کہ شاہزادہ داراب ثانی نے منع کیا اور فرمایا کہ تم بادشاہ لشکر ہو
تمھارا جانا مناسب نہین ہے تمھارے وقار کے خلاف ہے ایک مبتذل ساحر کے مقابلہ مین جانا اُسکی سرکوبی کو مین
خود جاؤنگا چونکہ شاہزادہ داراب ثانی کا میلان طبع نسیم جادو کیطرف ہوچکا تھا لہذا معشوق کو تکلیف دینا اور دُکھ
ہوے اسکا مقابلہ کیلئے جانا انکا دل کب گوارا کرتا لہذا اس پیرایہ مین انھون
نے اپنا ارادہ ظاہر کیا اور خود آمادہ مقابلہ ہوگئے مگر ملکہ نسیم جادو نے کہا کہ
آپ سحر جانتے نہین ہین مین دیدہ و دانستہ کیونکر آپکو اس بلا مین بھیجدون اگر خدا نخواستہ
کوئی افتاد پڑی تو مین لقا پدر اور بہادر کو کیا جواب دونگی اگر خدا نصیب اعدا آپکے دشمنون
کو کوئی چشم زخم پہونچا تو کمال شرمندگی لقا پدر اور عالیمقدار سے مجکو ہوگی یہان تو
یہ حجت و تکرار ہو رہی تھی اور اُدھر سے خفیل جادو نے لشکر لیکر یورش کردیا کہ ایک
ایک کے لڑنے مین عرصہ گذریگا اور سوا نسیم جادو کے اب لائق مقابلہ کون ہے یہ
خیال کرکے ڈھائی لاکھ ساحرون کی جمعیت سے ان اسی ہزار ساحرون پر آپڑا
اور لشکر کو دباتا ہوا چلا ہر طرف نار بج ترنج کے بکانون سے کچھ سو نہون کے
چلنے لگے ایک شور رستخیز دوار بلند ہوا سنسنانے کی صدا کی پھنک رہی ہے ہند و سے فلک
زاغ بنکر منڈلا رہا ہو آسمان نے مشعل آفتاب کو ستکادیا افسون تازہ پڑھکر بنا قلمہ

اٹھا یا ہر طرف دھوان سحر کا چھا گیا خاکدان عالم سیہ خانہ بنا جو کی زمانہ کا بگڑ گیا
زوال دنیا جو ایک ہی لگا نہ کھا سکے پرانی جادوگرنی ہے وہ بھی گھبرائی کہ کہیں ایسا نہو
منتر کسیکا مجھپر چل جائے زمانہ کی حالت بدل چکی ہے نوع دگر حال ہو چکا ہے انقلاب سا ہوا
چاہتا ہے وہ شور وغوغا ہے الحاصل تمام دنیا پر آشوب ہو گئی ہوا سحر کی چلنے لگی آندھیا
آنے لگیں خوف سے جانیں جانے لگیں سرخیل لشکر پیدے آگے بڑھا ایک جانب
لامعہ برقتاب جادو لڑتی چلی آتی ہے جب بالھون کو جھٹکتی ہے دس برقین چمک کر
گرتی ہین اور ساحرون کے خرمن ہستی کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہین ساحرون
کے وار اسپر کارگر نہین ہوتے ایک جانب سرخیل جادو قیامتین برپا کر رہا
ہے یہ سالار لشکر ہے جب گولہ فولادی مارا پچاس پچاس کو توڑ کر نکل گیا جب یہ سحر
پڑھ کر دو ہتڑ مارتا ہے زمین ہل جاتی ہے ایک سمت اژدر چشم جادو لشکر پر نگاہ ڈالتا
ہوا چلا آتا ہے عجب تاثیر اس ظالم کی نگاہ مین ہے کہ جسکو اسنے گھور کر دیکھا وہ پانی
ہو کر بہ گیا ایک طرف دلشگاف رعد آواز چیختا اور غل وشور مچاتا نعرہ کرتا ہوا چلا
آتا ہے جب نعرہ کرتا ہے سو سو کے جگر پھٹ کر رہجاتے ہین ایک اکیلی لشکر کس کسکو
جواب دے کس کس سے لڑے یہ بھی پنکھیا سحر کی اٹھائے ہوئے ہے اسکی گردش
دے رہی ہے فواثا ہوا سے سرو کا اسکی پنکھیا سے نکل رہا ہے جہان تک ہوا پنکھیا
کی پہونچ رہی ہے وہان تک گویا حصار سحر قائم ہو گیا ہے کوئی حربہ سحر کا اس حصار کے
اندر کام نہین دیتا جو تیس چالیس ہزار ساحر کہ گرد تخت ملکہ تسنیم جادو کے ہین وہ تو
ہر بلا سے محفوظ ہین باقی جسقدر ساحر ہین تھوڑے ہی عرصہ مین حق نمک سے ادا ہو کر
جان بحق تسلیم ہو گئے اب یہ تیس چالیس ہزار ساحر ریلا ڈھائی لاکھ کا کہان تک روک
سکتے پسپا ہونے لگے یہان تک کہ پیچھے ہٹتے ہٹتے دیوار باغ تک آگئے ادھر ملکہ
بادبان جادو کو معلوم ہوا کہ لشکر نے شکست کھائی اور سرخیل جادو بغیظ وغضب
تمام لشکر کو پسپا کرتا ہوا باغ تک آ گیا ہے بس یہ کمند ساحری کا پکڑ کر اٹھی اور کہا کہ مونڈی
کاٹے لیکر امر کی شامتین آ گئی ہین اور اسی جوگیا لباس مین ایک عقاب سحر پہ سوار ہو کر
باغ سے نکلی کہیں اسکے نکلتے ہی ہنگامہ قیامت برپا ہوا بیرون کی آمد کے سناٹے
شروع ہوئے منقلین اسقدر چلین کہ آفتاب کے جسم کو گرما دیا اور اسکو بھی بخار چڑھ
آیا تھا سپند وسے فلک ایسا گھبرایا کہ بزدلی سے برج جدی مین چھپنے آیا خمسہ متحیرہ کے
حواس خمسہ درست نہ تھے آفتاب کے آگے پیچھے آ کر چھپتے تھے کبھی سیدھے چلتے
تھے کبھی الٹے پانوں بھاگتے تھے ستارون سے بھی بڑے ستارے آسے تھے
مریخ بہ سارستی سے بھی آیا تھا آفتاب کو اسنے اپنا مددگار بنا یا تھا عطارد کی سب
سدھ بدھ بھول گئی تھی زہرہ گھبرائی ہوئی اپنے برج مین پنہان ہو گئی تھی غرض
زمین و زمان مین تہلکہ پڑا ہوا تھا عجب اسکے میدان جنگ مین آنے سے ہوا

تھا ہر طرف خیل خیل ساحران نابکار اسپ و طائر و اژدر سحر پر سوار جنگ مین مصروف
تھے ہر جانب افسران آزمودہ کار طاؤس وہنس آتشین پہ سوار فوج کا دل بڑھاتے
ہوئے اس لشکر قلیل کو دباتے ہوئے چلے آتے تھے فوج مین ڈھل ونقارہ کی آواز سے
از زمین تا چرخ برین ہیبت طاری تھی آندھیون سے تمام دنیا کالی تھی اسی طرح سب بیشۂ
شجاعت کے شیر نہایت دلیر پھرتے ہوئے تلاش مین اپنے صید زبون کے حملے کر رہے
ہین ادھر سرخیل جادو لشکر کو دباتا چلا آتا ہی کہ ملکہ باوبان جادو نے پہونچکر آواز
دی ارے او نمک حرام کیا ارادہ رکھتا ہی اُسنے جواب دیا کہ بادشاہ کے دشمنون کو قتل کرونگا
اور نمک حرامون کو سزا سے معقول دونگا جواب دیا کہ نمک حرام تو ہی یا نمک حرام ہم ہین ارے وارث
تخت و تاج ہم ہین کہ ہمارے شوہر کی سلطنت ہی بابت خود پسند کے باپ کی ہی تو نمک حرام
اور تیرا بادشاہ نمک حرام بس دور ہو نمک حرام میرے سامنے سے ورنہ ابھی مشکین باندھکر
لیجاؤنگی یہ گفتگو دلیرانہ ملکہ باوبان جادو کی سنکے سرخیل جادو پر کچھ ایسا رعب
چھایا کہ یہ نہایت گھبرایا اور تو کچھ بن نپڑا جلدی سے طبل بازگشت بجوا کر میدان سے
پھر گیا لاشین اپنے ساحرون کی اٹھوا کر بطریق اپنے مذہب کے جلوائین ادھر ملکہ نسیم
جادو نے لشکر کے ساحرون کی لاشین اٹھوانے کا حکم دیا شمار کرنے سے معلوم
ہوا کہ اس معرکہ مین چالیس ہزار ساحر کام آیا اسمین کوئی تیس ہزار تو قتل ہوئے
اور دس ہزار زخمی ہوئے جو شفا خانہ جمشیدی مین بھیجدیے گئے انکا علاج ہونے
لگا اور چالیس ہزار ساحر جیکے لاشین ساحرون کی دفن کرائی گئین یہ سب انتظام کرا کے
ملکہ باوبان جادو و ملکہ نسیم جادو پہ ہی تردد نثار کرتی ہوئی اسے لیکر داخل باغ ہوئی
ساحرون نے گرد باغ کے پہرے قائم کر دیے اور حفاظت کا کامل بندوبست ہو گیا
سرخیل نے بعد دو روز کے پھر طبل جنگ بجوادیا طائران سحر نے آکر خبر دی یہان
بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا پھر طیاری جنگ کی شروع ہوئی ساحر اپنا سحر جگانے
لگے وہی سامان پھر ہونے لگے باوبان جادو نے ایک دروازہ باغ پہ سرگروان
جادو کو پہرے حفاظت مقرر کیا اور اندرون باغ کی حفاظت ملکہ نسیم جادو کے متعلق
کی اور بطور حفاظت باطون آلوزند ان سے طلب کیا جس وقت یہ سامنے حاضر ہوا تو
باوبان جادو نے بہت کچھ کلمات حسرت آیات اسکے سامنے کہے اور اسکو خوب
قائل معقول کیا کہ تو میرا نمک خوار ہی بادشاہ کا تو خوب واقف ہی یہ تاج و تخت یہ ملک
و مال سب میرے شوہر کا ہی تیرا نمک اسکے انتقال کے بعد عیش دنیا کو ترک کیا اور
سلطنت بھائی کے سپرد کی وہ احسان فراموش خود مجھی سے پھر گیا افسوس کہ تم لوگون
نے بھی نمک حرامی پر کمر باندھی اعدائے مالک کے بدخواہ ہو گئے ہر چند کہ تو قابل
سزا تھا اور خطا تیری کسیطرح عفو کرنے کے لائق نہ تھی مگر گذشتہ را صلوٰۃ
و آیندہ را احتیاط مین خطا تیری عفو کرتی ہون اور تجھے رہا کئے دیتی ہون اب بھی نمک حرامی سے باز آ تو

بازآؤ اور میرا شریک ہو یہ کہکر قید سحر دور کی اور تنکہ اسکی زبان سے کھینچ لیا
بلور یہ شفاق شاہانہ اپنی شاہزادی کا دیکھکر نہایت نادم ہوا اور دوڑکر قدموں پہ
بادبان جادو کے گر پڑا عرض کرنے لگا کہ حضور سے ناکردہ گناہ درجہان کیست بگو
آنکس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو من بد کنم و تو بد مکافات دہی پس فرق میان من و تو چیست بگو
حضور مالک ہیں اور ہم غلام ہر وقت حضور کے خطاوار ہیں عفو فرمائیے جائے
عقوبت سمجھیے یہ کہکر ہلاگردان ہوا اور عرض کیا تا زندہ ام بندہ ام ہرچند کہ بادشاہ
پر فتحیاب ہونا بہت امر دشوار ہے لیکن خیر اب جان دینگے مگر یہ دامن دولت ہاتھ سے
نہ چھوڑینگے ملکہ بادبان جادو نے اسے خلعت سے سرفراز کیا اور باغ کے
دوسرے دروازہ کا اسکو محافظ معین کیا اور خود قصر کی حفاظت کا ذمہ لیکر بیٹھی
اب انکو تو اسی حالت میں بانتظار چھوڑا جاتا ہے اور دونوں لشکر دن کو نوازش
طبل جنگ و درستی سامان رزم میں مصروف رکھا جاتا ہے اور یہاں سے

چند کلمہ داستان حیرت بیان فرازی لشکر مہتر گردباد و بادیہ گردی شاپور شیردل بیان ہوتے ہیں

ناظرین باتمکین گم گشتگان وادی حیرت و آوارگان دشت مصیبت یوں
سوانح نگاری کرتے ہیں کہ یہ عیار طرار خواب پریشان دیکھکر ملکہ کم جادو سے رخصت
ہوکر طلسم ظاہر سے جانب طلسم باطن چل چکا تھا بسبب مرحلوں کے شکست ہو جانے
کے سب راستہ کھل گئے ہیں اب طلسم ظاہر و باطن میں کوئی فرق نہیں رہا جو حجاب طلسمی تھا
وہ رفع ہوگیا بس یہ طے منازل و قطع مراحل کرتا ہوا چلا آتا ہے کرتے کرتے ایک
صحرا میں پہونچا دیکھا کہ ایک صحرائے لق و دق صحرائے محشر سے کچھ زیادہ ہولناک
نظر آتا ہے اشجار بے بار بانسے در دیگر دام و دد سے بجز روباہ و گرگ و شیر پھرتے
ہوئے آب او جز اشک نمید بجز بوسے نان او جز قرص خورشید نہ در وے سایہ جز در شب تار
نہ در وے بستری جز بستر خار عجب وحشت انگیز و قیامت خیز صحرا نظر آیا کہ کوسوں تک
سوائے میدان لق و دق اور جانور اس صحرا کی کچھ نظر نہیں آتا یہ عیار رہروی کرتا ہوا
چلا آتا ہے کہ دیکھا سامنے ایک عمارت بلند بنی ہوئی ہے جسکے چالیس دروازے ہیں اور
چالیس گنبد ہیں ایک گنبد جو سب سے زیادہ کلاں ہے اسپر ایک باز سرخ رنگ
بیٹھا ہوا ہے اور ایک دروازہ پر ایک مرکب اصیل گردن جھکائے ہوئے کھڑا ہے
اور آنکھوں سے اسکی آنسو جاری ہیں زار زار مثل ابر نوبہار رو رہا ہے وہ بے زبان
اپنی جان کھو رہا ہے اور دروازہ سب حجروں کے بند ہیں بس بحال حیرت خیز دیکھکر
مہتر گردباد بادیہ گرد اس مرکب کے قریب آیا اور اسکو گریان دیکھکر اسنے پوچھنا
شروع کیا کہ اے اسپ وفادار تو کیوں اسقدر بیتابی کے ساتھ رو رہا ہے
اپنا حال ملال انگیز بیان کر مرکب کی نظر جو مہتر گردباد پر پڑی دیکھا اسنے کہ یہ
بھی ابلقی پوشاک پہنے ہوئے ہے اسنے خیال کیا کہ عجب نہیں ہے جو یہ بھی کوئی

بلازم میرے آقا کا ہو کہ وضع لباس ملتی ہوئی ہے اگرچہ حیثیت لباس کی اُس سے کم
ہے لیں اسنے اپنا ہمدرد سمجھکر بزبان انسانی گویا ہوا کہ کیونکر نہ روئے وہ غلام جسکا
آقا مفقود الخبر ہو جائے بے مالک کے اسکو کیونکر قرار آسکتا ہے وہ تنہائی سے عالم
میں رو رو کر کسطرح نہ اپنی جان کھوئے بے آقا زندگی بیکار ہے مگر قضا و قدر سے کیا
اختیار ہے ؏ گلہ ربست او ہر چہ خواہد آن کنند ؛ یہ کلام سراسر خوش انجام کا سنکر مہر گرد باد
کے ہوش اڑگئے اور خیال کیا کہ میں تو احمق ہوں گرفتار ہی تھا جو ایک جانور سے اسکا
حال پوچھتا تھا مگر یہ حیوان کیسا ہے کہ انسان کیطرح باتیں کرتا ہے پوچھا تو کون ہے پہلے
اپنا حال بیان کر گھوڑے کی یہ طاقت کہاں کہ مثل انسان کے کلام کرے اسنے جواب دیا
کہ آپ مجھے اصلی حقیقت میں دیکھ سکیں گا اسنے قلابا مارا اور اصلی صورت اپنی ظاہر
کی مہر گرد باد نے دیکھا کہ ایک دیو ہے سر چھاج منہ پہاڑ قد ہے کہ آسمان سے باتیں
کرتا ہے ہاتھ سر و ستون پاؤں کے ڈاڑھ معلوم ہوتے ہیں شکم مثل تنور کے در
حجرہ پہ کھڑا ہوا ہے یہ دیکھکر مہر گرد باد یہ گرد پیچھے ہٹا اور کہا کہ بس میں ہیئت
دیکھ چکا اب اپنا حال بیان کر کہ تو کون ہے دیو نے بیان کیا میں غلام ہوں لقا پدار
ابلق سوار کا اور کیفیت یہ ہے کہ لشکر لقا پدار باغ میں آکر منہم گلعذار کے مقیم ہے
اور لقا پدار عالیمقدار بقصد فتاحی جلدر و تشریف لاے تھے یہاں پہونچکر یہ واقعہ
گذرا کہ لقا پدار نے دروازہ کھولنے کا ارادہ کیا مگر دروازہ نہ کھل سکا اور آواز قہقہہ کی
پیدا ہوئی تھوڑی دیر میں ایک عورت قبول صورت اندر سے نکلی اور لقا پدار کو اپنا
حسن و جمال دکھا کر لگاکے باتیں کرتی ہوئی حجرہ کے اندر لیگئی اسکے بعد دروازہ حجرہ کا بند
ہوگیا جب سے میں اسی مقام پہ کھڑا ہو سر ٹکرا رہا ہوں کوئی جواب بھی نہیں دیتا معلوم
نہیں کہ میرے آقا پر کیا گذری ؏ حال عدم نہ کچھ کھلا گذری ہے کیا رفتگان پر ؛ ابھی حقیقت آشکارا نہیں ہوئی بھلی
کچھ دریافت نہ ہو سکا کہ وہ عورت کون بلا تھی جو میرے آقا کو اسطرح لے گئی کہ اب اُنکا
پتہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ کہاں ہیں اور کس حال میں مبتلا ہیں یہ کیفیت سنکر مہر گرد باد
باد یہ گرد اپنے آقا کے لیے نہایت پریشان ہوا مگر دیو کی جانب سے اسکو اطمینان
ہوگیا کہ یہ ہمارا دوست ہے دشمن نہیں ہے اسنے کہا کہ میں بھی لقا پدار عالیمقدار کا غلام ہوں ؏
من نوکر خواجہ تاشانیم ؛ تم گھبراؤ نہیں دیکھو پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے
؏ مشکلے نیست کہ آسان نشود ؛ مرد باید کہ ہراسان نشود ؛ ہمت نہ ہارنا چاہیے اور ناخن
تدبیر سے عقدہ کشائی کی فکر کرنا اور کشود کار کی امید رکھنا انسان کو لازم ہے دیکھو میں
ایک تدبیر عمل میں لاتا ہوں کہ یا تو میں اپنے آقا کی خبر لاتا ہوں اگر وہ مبتلا سے
بلا ہوگیا ہے تو اُسے رہا کرتا ہوں یا خود بھی مثل اسکے مبتلا ہوتا ہوں بقول شاعر
پاسا تھ تیرے مرینگے یا گھر میں جاکر ؛ مدفن ہوگا جو تیرا گھر نہ ملیگا ؛ بس یہ کہکر قریب حجرہ آیا اور
دروازہ میں ایک لات ماری تھا کچھ دیر تک انتظار میں کھڑا رہا بعد ازاں ایک بھوت متعلق ہوا کھڑا

اور گردش دیگر دروازہ پر مارا چونکہ یہ عیار نہایت زبردست ہے اگر پتھر کسی دوسرے
دروازہ پر پڑتا تو یقین ہے کہ دروازہ پاش پاش ہو جاتا لیکن اس دروازہ پر پتھر تو پڑا
مگر آواز تک پیدا نہ ہوئی اسنے کئی پتھر کھینچ کھینچ کر مارے مگر صدا کے پرخچاست ہر مرتبہ یہ
معلوم ہوتا تھا کہ گیند سے کا پھول دیوار آہنی پر پڑتا ہے اور خود بخود شرمندہ ہو کر گر جاتا ہے
اسی طرح پتھر چور چور ہو ہو کر گر گئے تھے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ دروازہ کھلا اور اندر سے
ایک نازنین مہ جبین پیدا ہوئی اور پکاری کہ کیوں صاحب کیا زور آزمائی کے لیے یہی دروازہ
ہے اور پھر یہاں ہم کا تو زور کا کچھ بھی نہیں ہو سکتا آخر اس طرف کیوں آنا ہوا اور کس غرض
سے یہاں آنے کا قصد کیا ہے اپنا مطلب تو بیان کرو گلفندون نے کہا جو مطلب ہے وہ بھی معلوم
ہو جائیگا نازنین نے کہا اچھا آؤ یہ حجرہ کے اندر گئے دیکھا کہ حجرہ کیا ہے کال کوٹھری ہے اسقدر
تاریکی ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں معلوم ہوتا تمام عالم کی سیاہی ایک جگہ مجتمع ہو گئی ہے شب دیجور
کے سیاہی کو مات کرتی ہے مہتر گردباد نے دل میں خیال کیا کہ یہ سب کارخانہ سحر کا ہے ابھی
چھوٹے نکھوڑا اچھوٹے میاد آگیا اقتا ڈرتے اس سے تم اپنی تدبیر سے غافل نہ رہو لیں
یہ خیال کرکے جھولی سے ایک غازہ ابطال السحر نکالا اور تمام چہرہ پر اس غازہ کو مل
لیا غازہ کا ملنا تھا کہ روشنی پیدا ہوئی اور انکو کیفیت وہاں کی معلوم ہونے لگی دیکھا کہ حجرہ
کے ایک گوشہ میں میرے آقا قید سحر میں گرفتار طوق و زنجیر میں مسلسل سر زانوے تفکر
پر جھکائے ہوئے عالم تنہائی اور مایوسی میں خاموش بیٹھے ہوئے ہیں اور اسکے لیے
بھی وہی سامان گرفتاری رکھا ہوا ہے مگر غازہ ابطال السحر کے باعث سے کوئی انکے قریب
نہیں آسکتا ہے الغرض مہتر گردباد نے قریب پہنچکر اپنے آقا کو سلام کیا اور عرض کی کہ آپ
کس حال میں مبتلا ہیں تقابدار نے سر اٹھا کر دیکھا کہا کہ تم یہاں تک کیونکر پہنچے اپنا
حال بیان کرو اسنے عرض کیا کہ زیادہ گفتگو کرنے کا موقع محل نہیں ہے یہاں تک
پہونچنے کی کیفیت میں بعد عرض کرونگا پہلے رہائی کی فکر کیجیے قید کو توڑیے تقابدار
نے کہا کہ یہ قید سحر ہے اسکا توڑنا ممکن نہیں ہے تا وقتیکہ لوح نہ ہو بس یہ سنکے مہتر گردباد
نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور آئینہ جمشیدی نکالا جو اسکو طلسم ظاہر سے ملا تھا عکس اسکا تقابدار
پر ڈالا قید اسکے جسم سے خود بخود عکس پڑتے ہی دور ہو گئی غور سے دیکھا تو کچھ ٹکڑے
پرانی رسیوں کے تھے جس میں یہ جکڑے ہوئے تھے خوش ہوا تقابدار بسم اللہ کہکر اٹھ کھڑے
ہوئے فرمایا کہ کیا خوب چیز تمہارے ہاتھ لگی ہے جس سے صورت رہائی کی نظر آتی ہوا یہ
عیار دروازہ کی طرف متوجہ ہوا اور قفل سحر کو اسی آئینہ کے ذریعہ سے توڑ کر دروازہ
کو وا کرکے پھر دونوں آدمی باہر نکلے ایک لالہ زار نظر آیا دیکھا کہ تمام تختہ زمین کا
گل لالہ سے رنگین ہو رہا ہے عجب کیفیت نظر آتی ہے گویا عروسان باغ سرخ جوڑے
پہنے ہوئے اپنا جلوہ دکھا رہی ہیں یا عکس شفق سے چمن میں کنول سرخ روشن ہیں
جب اسکو طے کیا لالہ زار گلستان نظر آیا ہر طرف کھلا ہے نرگس سہلا کھلے ہوئے چشم منتظر کی صورت

وہ بگیرہ استادہ تھا اور زیر بگیرہ وسط مین ایک مرگ چھالا بچھا ہوا اسپر ایک جوگی نہایت
بدشکل وکریہ منظر بیٹھا ہوا اسکی بڑی بڑی جٹائین مثل مار سیاہ کے لٹک رہی تھین گلے مین
بجاے زنار ایک مار سرخ لپٹا ہوا بھبوت تمام جسم مین ملا ہوا کھنور چندن کے شانون
پر لگے ہوے سمجھئے کیطرح ہیبت ناک شکل بناے ہوے مرگ چھالے پر بیٹھا ہی اور
پشت پر اسکی چالیس نازنینان مہر تمکین دُر در گوش مرصع پوش صف بستہ کھڑی ہوئی
مرچھل سب کے ہاتھون مین کس ناز و ادا کے ساتھ مرچھل ہلا رہی ہین کہ ہر مرتبہ مرچھل
کی جنبش کے ساتھ کلائی لچک جاتی ہی قریب ہی کہ مرچھل کے بار سے موڑک جانے
چہرہ انکے چودھوین رات کے چاندکیطرح چمک رہے ہین جسم انکے کندن کی طرح
دمک رہے ہین زلف چہرہ پر بل کھا رہی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ماہ تابان پر لکۂ ابر سایہ فگن ہی
یا بقول شاعر کے زلف کو عارض جانان پہ جو ہلتے دیکھا ؛ صبح اور شام کو کس پیار سے ملتے دیکھا
آنکھین شہلی نرگس مستانہ کو آنکھین دکھاتی تھین مژگان جان ستان دل وجگر کو برماتی تھین
ابروے خمدار ممبر ان طاق حسن وخوبی ویزدان گو ہر درج محبوبی لب نازک رشک
عقیق یمن نور سحر سے بہتر بیاض گردن سینہ گنجینۂ بلور سر سے پانون تک نور علی نور
مختلف رنگ کے جوڑے پہنے زیور جواہر سے آراستہ پرستان کا سمان نظر آتا تھا
شکلین ہین رنگ رنگ کی کپڑے ہار کے ؛ انسان پھول ہین چمن روزگار کے ؛ اور سامنے
اس ساحر کے تمام اسباب سحر رکھا ہوا ہی بہت سے بچہ ہاے خوک ایکسان کی رسی سے بندھے
ہوے الٹے سے خم شراب کے کچھ موم کچھ ماش کا آٹا کالا دانہ سرسون رائی اور سپند وغیرہ
کچھ ہار پھول جملہ سامان سحر مہیا منقل آتشین روشن ہی گوگل وغیرہ سلگ رہا ہی کہین لونگ کا
بخور ہو رہا ہی اسی عالم مین نظر ایک نازنین کی جو ان دونون پر پڑی بیساختہ پکاری ای
یادگار سامری وجمشید وہ دونون سرکش رہا ہوگئے اور دیکھیے اسطرف آتے ہین آپ
کس خواب غفلت مین ہین بس یہ سننا تھا کہ اس جوگی نے سر اٹھا کر دیکھا اور اشارہ
کیا کہ مار لو انکو یہ سنکر وہ چالیسون نازنین مرچھل پکڑے ہوے لقا بدار کیجانب چلین
عیار لقا بدار نے عکس آئینۂ جمشیدی کا ڈالا یہ معلوم ہوا کہ ایک شعلہ چمک کر گرا اور جلاکر
خاک کر دیا چالیسون نازنین جلکر خاک ہوگئین انکے مرتے ہی چالیسون چمنون پر خزان
آگئی تختۂ طلسم شیرازی کیطرح سب دم بھر مین فنا ہوگئے یہ رنگ دیکھکر وہ جوگی اپنے مقام
سے اٹھا اور کوئی چیز اسنے جھولی سے نکالکر عیار لقا بدار پر کھینچ ماری اسنے آئینہ کو
بجاے سپر بلند کیا مگر وہ شی جو آکر پڑی یہ معلوم ہوا کہ ایک گرز پڑا اور آئینہ کے ٹکڑے ٹکڑے
ہوگئے اب یہ ساحر جھپٹکر چلا کہ جس چیز سے مین نے آئینہ کو توڑا ہی اسکو اٹھا لون
ساتھ ہی نظر عیار لقا بدار کی جا پڑی دیکھا کہ ایک تختی الماس کی ہی یہ بھی چلا کہ اس رقم کو
چھوڑنا اچھا نہین کیا وصف تھا اس تختی مین کہ اسنے آئینہ جمشیدی کو توڑ ڈالا اس سے
بڑے بڑے کام نکلینگے لیکن اول ہاتھ سرخاب جادو کا اس تختی پر پڑا اس عیار

نقابدار نے اسکی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا سرخاب جادو نے کہ ہاتھ چھڑا کر علیحدہ
ہو جاؤن مگر عیار نے ہاتھ نہ چھوڑا اب اسنے سحر کرنے کا قصد کیا تو سحر اسکو یاد نہ آیا کیونکہ
نظر اسکی صورت پر عیار نقابدار کی پڑ چکی تھی اور عیار مذکور چہرہ پر غازۂ باطل السحر لے ہوئے
تھا یہ اسکی تاثیر تھی کہ اسے سحر یاد نہ آیا عیار نے ہاتھ مروڑ کے تختی چھین لی دیکھا تو کچھ حروف اسپر
کندہ ہین جلدی سے دوسرا ہاتھ بڑھا کر نقابدار سے کہا کہ لیجیے لوح طلسم یہ لو لوح دینے مین
مصروف ہوئے اور سرخاب جادو ہاتھ چھڑا کر بھاگا کہ قضا اسکی مہتر گردپا دو کے ہاتھ سے نہ تھی
نقابدار نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم و سیارہ این عجائب اگر اسوقت
سرخاب جادو بھاگ کر نکل گیا تو پھر ہاتھ آنا اسکا دشوار ہے اور لوٹنا مرحلۂ آخر کا ممکن
نہین لہذا تمکو چاہیے کہ جو اسم حاشیۂ لوح پر کندہ ہے کم سے کم تین بار پڑھکر اور پیکان
تیر پر دم کرکے اسکی پشت پر مارو اور بعد اسکے تماشا قدرت خدا کا دیکھو بس نقابدار
نے اسم لوح کو پیکان تیر پہ دم کرکے بہرہ کمان مین پیوستہ کیا اور چلہ کو تا بناگوش
کھینچکر اب جو تیر بازدہ مشتی سفینہ سوفار کو رہا کیا تو پشت سرخاب جادو توڑکر پار نکل
گیا یہ کافر جو تیر کھا کر گرا اور تڑپنے لگا صدا سے گیر و دار بلند ہوئی آتشباری برقباری
ہونے لگی آندھی سیاہ چلنے لگی بڑی دیر تک پھر غل مچایا کیے جب لاش اسکی سرد ہوگئی
تو یہ صدا دیکر چلے گئے کہ کشتی مرا نام من سرخاب جادو بود افسوس کہ ہر دم و جان دادم
بمطلب خود نرسیدم جب علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی تو صرف کہ چالیسون چمن
تو پہلے ہی مسطح کئے تھے اب وہ چبوترہ و تکیہ بھی نیست و نابود ہوگیا دیکھا تو مٹی کا ایک
ڈھیری اور چالیس حجرے نہایت کہنہ بنے ہوئے ہین پرانی پوسیدہ عمارت ہے عیار
نقابدار کو آئینہ کے ٹوٹنے کا نہایت درجہ صدمہ تھا اپنے سردار سے کہا کہ اگر یہ
چیز باقی رہتی تو بہت کام کی تھی اگر مین جانتا کہ سرخاب جادو نے لوح کا وار کیا ہے
تو آئینہ پر ہرگز نہ روکتا اور سرخاب جادو بھی لوح کو اسطرح کھینچ نہ مارتا مگر مجبور تھا
کہ سوا اسکے اس تدبیر سے ٹوٹنا اس آئینہ کا ممکن نہ تھا الحاصل نقابدار نے یہان سے
چلنے کا قصد کیا تھا کہ مہتر گردپا دو نے کہا یہ مقام طلسم کا ہے ایک قدم پیچھے ہٹنا یا آگے
بڑھانا قرین مصلحت نہین ہے مبادا کوئی افتاد پڑے پہلے لوح کو دیکھ لینا چاہیے جو کچھ لوح
حکم دے ویسا کرو نقابدار نے فرمایا کہ سچ کہتے ہو اور یہ کہکر لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ
جسوقت سرخاب جادو مارا جاوے اور چلہ در فتح ہوجاوے تو تمہین چاہیے کہ
اسکی لاش کے چالیس ٹکڑے کرکے اپنے ساتھ لے چلو جسوقت کہ فوج غراب تیرہ دار
لشکر کو تباہ کر رہی ہوگی اسوقت یہ ٹکڑے کام آئینگے جو زاغ گوشت اسکا کھائیگا وہ
جل کر رہ جائیگا سوا اسکے کوئی صورت زاغون کے مرنے کی نہین ہے یون جو
مارا جائیگا تو اسکے ہر قطرۂ خون سے ایک ایک زاغ پیدا ہوگا اور پھر مقابلہ کے لیے
موجود ہوگا الحاصل نقابدار نے اسکی لاش کے چالیس ٹکڑے کیے اور دیو فریق کو حکم دیا

کہ ان ٹکڑون کو کسی کپڑے مین باندھکر ساتھ لیتا چل یہ فرماکر عیار کو اپنے ساتھ لیا لوح گلے مین
ڈالی اور جانب ملکہ صنم گلعذار روانہ ہوئے راستے مین دیو کو بھوک معلوم ہوئی اسنے خیال کیا
کہ یہ چالیس ٹکڑے ہین اگر ایک اسمین سے نکالونگا تو کچھ ایسا کم نہو جائیگا یہ سوچکر ایک ٹکڑہ ران کا
اسنے نکالکر نوش جان کیا لقمہ کا حلق سے اترنا تھا کہ پیٹ مین اسکے درد پیدا ہوا اور مثل ماہی
بے آب کے تڑپنے اور چیخنے لگا تھا بدار نے جو پلٹ کر دیکھا اور اسکی حالت کو معائنہ کیا فرمایا تجھے
کیا ہوا اسنے عرض کیا کہ مین نے شدت گرسنگی مین ایک ٹکڑہ اسکا کھالیا اس سے یہ حالت ہوئی یہ معلوم
ہوا کہ تمام شکم اینٹھا جاتا ہی کہ دوڑتا پھرتا ہی تھا بدار یہ سنکر نہایت پریشان ہوئے کہ کیا تدبیر کیجائے
جو یہ اچھا ہو جہتر گرد باد نے کہا اسے مین اسکا علاج کیے دیتا ہون لوح مجھکو عنایت کیجیے جہتر گرد باد
نے تھا بدار سے لوح لیکر اسکے شکم پر رکھی برکت لوح سے وہ لقمہ شکم سے اسکے ہٹکر سینہ پر
آیا اب اسنے چیخنا شروع کیا کہ مجھے اب سینہ مین درد ہونے لگا بیتاب ہوا جاتا ہی اور اسکی عجیب کیفیت ہے
جہتر گرد باد نے جلدی سے لوح کو سینہ کی طرف بڑھایا اسوقت وہ مضغہ گوشت سینے سے بڑھکر حلق مین آکر پھنس
گیا اور گلے مین درد پیدا ہوگیا آنکھین دیو کی نکلنے لگین اور کمال بیتابی کی حالت مین تڑپنے لگا ہر چند چاہتا
ہی کہ منھ سے اوسکے نکل [...] نہین اسنے ہاتھ سے گلے کیطرف اشارہ کیا جہتر گرد باد نے لوح اسکے گلے
پر رکھی فوراً لوتھڑا گوشت کا منھ سے باہر نکل پڑا دیو کی جان مین جان آئی کو دیکھنے لگا
تھا بدار نے کہا اب خبردار اور خبردار اب اسمین سے کوئی ٹکڑہ ہرگز نہ کھانا ورنہ یہی حالت
پیدا ہوگی اور تڑپ تڑپ کے دم بھر مین مرجائیگا اور عیار کی اس فراست اور دانائی کی نہایت تعریف
کی کہ بھئی تمنے خوب عقل دوڑائی ورنہ دیو ہاتھ سے گیا تھا بعد اسکے دیو سے کہا کہ اب ڈر نہین حواس
درست کر اور اس ٹکڑے کو بھی انھین ٹکڑون مین شامل کرلے اور جلد چل کچھ معلوم نہین وہان
لشکر کی کیا حالت ہی یہ فرماکر مع دیو رفیق و جہتر گرد باد عیار کے جانب باغ ملکہ صنم گلعذار کے روانہ
ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی کہ یہ رہروی کرتے چلے جاتے ہین اور کچھ حال باغ ملکہ صنم گلعذار
کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہان طبل جنگ بج چکا ہی اور انتظار صبح کا ہو رہا ہی باغ کے ایک دروازہ پر
سرگردان جادو محافظت کے لیے متعین ہی اور دوسرے دروازہ پر بلور صاف باطن [...]
کر رہا ہی باغ مین فوج ساحران پڑی ہوئی ہی اور باغ کی حفاظت ملکہ نسیم گلپوش جادو کے متعلق
ہی وہ اپنے انتظام مین مصروف ہی قصر کی نگہبانی خود ملکہ بادبان جادو نے اپنے ذمے لی
وہ اپنا بندوبست کر رہی ہین اندر قصر کے ملکہ صنم گلعذار اور داراب فانی فروکش ہین انہین
لوگون نے تو اس انتظام کو اسطرح پر تقسیم کر لیا ہی اور ہر ایک اپنے اپنے کام پر سرگرم و مستعد بیٹھا ہوا ہی اسکے
سرخیل جادو و سپہ سالار لشکر اور لامعہ برق تاب جادو اور اژدر چشم جادو اور دلشگاف رعد
آواز یہ تمام ساحران غدار سحر جگانے مین مصروف ہین ہر ایک خون خوک مین نہایا ہوا بیٹھا ہی آگ
سلگ رہی ہین ترسول و پتیل گڑے ہوئے ہین ڈھولکے بج رہے ہین کوئی ڈیرو بجا بجا کر نعرہ
یا سامری و جمشید کا بلند کر رہا ہی گوگل و عنبر کی دھونی سے تمام صحرا و میدان دھندلا ہو رہا ہی ایک
چراغ ہنڈیا بھی ہوئی ہی اسی عالم مین آثار صبح کے فلک پر نمودار ہوئے اور جمشید خورشید نے عالم صبح

برپا تھی دریائے آتش جوش مار رہا تھا آسمان سے شعلے گر گر کر چپکتے تھے یہ پرانا جھونپڑا از ال دنیا کا پھنک
جاتا تو عجب نہ تھا اس آتش کی گرمی تمام عالم میں پھیلی تھی دنیا ساری دھوان ہو کر جلی ہوئی تھی

تھا ہوا سے تنور جس طرح یہ گرم
شیشۂ آتشی ہوا تھا فلک
بوند کو دل صدف کا ترسے ہے
آگ دیتا جہان کو تھا یکسر

تھی بڑی نان مہر ہو کر نرم
گیا تالاب میں ہر ایک کنول
ابر نیسان سے آگ برسے ہے

سا تو مہر گرم تھا یان تک
کنول کاغذی کی طرح سے جل
شفق آفتاب شام و سحر

اسطرح سمر شعل جادو شعلہ باری کرتا ہوا صفوں کو توڑتا ہوا فوج
ساحران کو درہم برہم کرتا ہوا سیدھا دروازۂ باغ کیطرف چلا آتا ہے جو ساحر اسپر سحر کرتے ہیں گولے ترنج و نارنج
وغیرہ حربہ ہائے سحر مارتے ہیں کوئی حربہ اسپر اثر نہیں کرتا بلکہ وہ تمام اشیائے سحر پھول ہو کر گر پڑتے ہیں اور
اسکی شرر افشانی تیغ سے جلکر خاک سیاہ ہو جاتے ہیں اب ساحران اسلام کی یہ حالت ہے کہ پامال ہوتے ہوتے
اور قتل ہوتے ہوتے انھوں نے بھاگنا شروع کیا اس صورت سے کہ قریب باغ کے پہونچے اور غلطاں
باری اور صورت بلبل کی پیدا کرکے باغ کے اندر پہونچے ایک شور گیر و دار بلند ہوا کہ اسی حالت میں اول
اژدر چشم جادو اس دروازہ پر آکر پہونچا جہان بلور صفات باطن ایسا ساحر تن پر آراستہ کئے ہوئے
دروازۂ باغ پر متعین رہا تھا اور حفاظت باغ کی کر رہا تھا پہونچتے ہی اژدر چشم نے نعرہ کیا کہ او بلور صفا ناظم
نمک حرام بادشاہ کو چھوڑکر ان نمک حراموں کا شریک ہوا ہے اور اُدھر بہادران عالم سے آنکھ ملا کہ مجھکو اب میرے
ہاتھ سے کہاں جا سکتا ہے بس یہ سنتا تھا کہ بلور صفات باطن نے جھولی پر سحر کی ہاتھ ڈالا اور ایک چشمہ نکالکر
اپنی آنکھوں پر چڑھا لیا اور کہا کہ کیا کہتا ہے یہ کہکر آنکھ اسکی طرف ڈالی اب جو آنکھ سے آنکھ چار ہوتی ہے اور تال
بتانا سکے پتلیاں ہیں وہ شعلے اس سے نکلے اور تیر شہاب بنکر اسکی دونوں آنکھوں کو توڑکر پار نکل گئے
یہ تڑپکر گرا اور واصل جہنم ہوا پھر اسکے غل مچانے لگے آندھی سیاہ چلنے لگی برفباری سنگباری ہوئی جبکہ
تھوڑی دیر میں یہ علامات سحر برطرف ہوئے اور لاش اسکی تڑپکر سرد ہوئی تو پھر دوں نے اسکے
صدا دی کہ کشتی مرا کہ نام من اژدر چشم جادو بود افسوس کہ مردیم و جان دادیم [illegible] خود رسیدیم یہ
[illegible] ہوئے اور فوج اسکی جو عقب میں اسکے چلی آتی تھی وہ آپڑی اور حملہ کرنا شروع
کیا بلور صفات باطن نے تنہا اس یلغار کو روکا اور جنگ کرنے لگا کہ اتنے میں دوسری طرف سے
سمر شعل جادو لڑتا ہوا قریب دروازہ باغ پہونچا اور سرگردان جادو جو یہان برائے حفاظت
متعین تھا اسکو اسنے ٹوکا اور کہا کہ تو بھی اپنا حوصلہ نکال لے کیونکہ زمانہ اجل اب تیرا قریب آگیا ہے
پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہے میرے ہاتھ سے بچا کا چاہتا ہے سرگردان جادو نے جواب دیا کہ خداوند عالم
تیرے سحر سے مجھکو بچائے گا تو دیکھا جائے گا یہ سنکر اسنے تیغ سحر مارا سرگردان جادو نے اُڑنے کی
ہزار ہا سپرین پیدا ہوگئیں لیکن تیغ جو پڑتا ہے تو سپروں کو قلم کرتا ہوا سر پر جو پڑا سرگردان جادو
کے دو ٹکڑے ہوئے اسکے مرتے ہی ہمراہی جادو چپٹ گئے اور اسکے گولہ فولادی مارا سمر شعل
جادو نے آتش کی ایک شعلہ دھن سے اسکے نکالا اور اسکو لپیٹ کر دامن میں اپنے مثل منجنیق
[illegible] اس گولہ کو گھما کر مارا کہ ہماسے جادو کو توڑکر پار نکل گیا مرنے سے ان دونوں ساحروں
کے ایک تلاطم عظیم باغ میں [illegible] ساحران باغ نے غل شور مچانا شروع کیا کہ دو محافظان

باغ مارے گئے اسے ملکہ نسیم جادو ہوشیار ہو چکے بس یہ سننا تھا کہ نسیم جادو نے ہاے کا نعرہ مارا
اور بال اپنے پریشان کر دیے اور ایک دستک دی اسنے کہ ایک پتلی ہاتھ مین پنکھیا لیے ہوے پیدا ہوئی
اسنے اشارہ کیا کہ جا اور دروازہ باغ کی حفاظت کر بس یہ سننا تھا کہ وہ پتلی جھپٹ کر دروازہ باغ کیجانب
چلی اور پنکھیا کو اسنے گردش دینا شروع کیا جھونکے نسیم بہار کے چلنے لگے ہوا نے ایسا طمانچہ مارا
سرخیل جادو کے منہ پر کہ یہ الٹا پھرا پس اسنے فوراً غلطاک ماری زمین پر اور صورت اپنی ایک باز کی
پیدا کی اور اس ہوا کے دھارے کو کاٹتا ہوا نہایت تیز پری کے ساتھ اندر باغ کے داخل ہوا چونکہ
ساحر زبردست تھا گو سحر کو ملکہ نسیم جادو کے مٹا نہ سکا لیکن اپنی راہ پیدا کر لی جو ساحر اسکے ہمراہ تھے
وہ پلٹ گئے اور آگے نہ بڑھ سکے اب اسنے باغ مین داخل ہوتے ہی طائران باغ پر حملہ کرنا شروع
کیا اس بلبل کو شکار کیا اس قمری کو صید کیا اپنی حرکت سے باز نہ آیا جسقدر طائر اس باغ مین تھے وہ شکار
پنجہ شہباز اجل ہونے لگے یہ تو اسطرف مصروف جنگ ہوا اور جانبازی کر رہا ہے اور اسطرف اشکاف
رعد آواز اپنے فیل سحر کو بڑھائے ہوئے قریب دیوار باغ پہونچا لیکن ہوا کے جھونکون نے اسکا
بھی منہ پھیر دیا بس اسنے بھی فیل سے علحدہ ہو کر زمین پر ایک غلطاک ماری اور صورت اپنی ایک
طاؤس کی پیدا کی اور اندر باغ کے اسنے بھی داخلہ کیا اور چنگھارنا شروع کیا وہی تاثیر اسکی آواز نے
بھی پیدا کی کہ جسکے کان مین صدا اسے ہولناک اسکی پہونچی کلیجہ اسکا شق ہو گیا اور طرفۃ العین مین گر کر مر گیا
بس جب ملکہ نسیم جادو نے یہ کیفیت دیکھی فوراً ایک ٹکڑہ فولاد کا جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر دم کر کے زمین
پر مارا کہ زمین سے یہ دھوان پیدا ہوا اور تمام باغ پر ایک سقف آہنی بنکر قائم ہو گیا بس یہ جو اشکاف رعد آواز
چنگھاڑتا تو آواز نے اسکی ٹکر کھائی اور تاثیر آگی پلٹکر اسکے قلب پر پڑی کہ کلیجہ اسکا پھٹ گیا اور یہ مارا گیا اور ساحران
ہمراہی کو جرات نہوئی کہ اندر باغ کے داخل ہوتے بیرون باغ ٹھہرے رہے کہ ادھر لامعہ برق آفتاب جادو
سامنے بلور صاف باطن کے پہونچی اور کہا کہ تو بہت نازان ہوا اژدر چشم جادو کو مار کر اپنے دل مین سمجھا کیا
ہے بھلا روک تو لے میرے اس سحر کو یہ کہکر اسنے دونون ہاتھون کو حرکت دی معاً اس پر تین چمک کر بلور پر
گرین یہ معلوم ہوا کہ جسطرح روشنی شمع کی فانوس کو توڑ کر نکل جاتی ہے مگر فانوس کو کوئی صدمہ نہین پہونچتا
اسی طرح یہ برقین بلور کے جسم کو توڑ کر نکل گئین مگر اسکے جسم پر کچھ اثر انکا محسوس نہین ہوا نہ کوئی ضرر پہونچا
ساتھ ہی بلور صاف باطن نے خبردار خبردار کہکے کچھ پیکانون کا مارا کہ ہر ایک پیکان تیر شہاب بنکر
لامعہ برق آفتاب جادو پر چلا اسنے بھی جھولی مین ہاتھ ڈالا اور ایک شیشہ سحر کا نکالکر کچھ اسم سحر دم کر کے
ہاتھ آگے بڑھا دیا کہ جسقدر یہ تیر شہاب چمکتے تھے سب اندر اس شیشہ کے داخل ہو کر جگنو بنکر رہ گئے
کچھ [illegible] اڑا یا جو [illegible] سے ہو کے شمع کے جگنو [illegible]
بس اسنے کچھ اسم سحر پڑھکے اور انگشت [illegible] زبان مین دیکے اور
خون چلو مین لیکر شیشہ پر ڈالا اور وہی شیشہ بلور صاف باطن پر کھینچ مارا
بلور صاف باطن نے دستک دی کہ زمین شق ہوئی اور شعلہ سیاہ فام شکل [illegible]
ہوا سپر فولادی اسکے ہاتھ مین تھی [illegible] آئے ہی اس [illegible] شیشہ کو
بچایا [illegible] کہ اس شیشہ مین سے وہ شعلہ بنکر [illegible] پر گرے کہ وہ جل کر خاک ہوا [illegible] بلور صاف باطن

کے تمام جسم مین آبلہ پڑگئے اور بیہوش ہوکر گرا اسنے مشکین باندھ لین اور اپنے ہمراہیون سکے سپرد کیا اور پری
کی صورت بنکر یہ بھی داخل باغ ہوئی اور طایران باغ کو جو ساحر تھے شکار کر لی ہوئی اب یہ قصر کی جانب چلی بس
یہ رنگ دیکھکر ملکہ نسیم جادو بہت پریشان ہوئین کہ اتنے بڑے دو ساحرون کو کون روکے اسنے بیتاب ہوکر
ملکہ باو بان جادو کو آواز دی کہ اے ملکہ عالم نمک خوارون نے حضور کے جانین اپنی نثار کین اور حق نمک
ادا ہوے حریف داخل باغ ہو چکے ہین ایکطرف سے سرخیل جادو چلا آتا ہی اور ایک جانب سے لامعہ برقتاب
چلی آتی ہی نہین معلوم بطور صمانت باطن پر کیا گذری اور قریب ہی کہ کنیز کی جان بحق تسلیم ہو افسوس کہ یہان
اس تباہی کا سامنا ہی اور ہمارے آقاے نامدار یعنی نقابدار عالیمقدار نہین معلوم کہان ہین اور کس حال
مین ہین اب آپ قصر سے خبردار رہیے گا مجھسے جہان تک ہو سکتا ہی مین انکو روکتی ہون لیکن تنہا کس کس کو جواب
دے سکونگی رنگ بیطور معلوم ہوتا ہی یہ کہکر لامعہ برقتاب جادو کی طرف چلی لیکن جو ملکہ باو بان جادو
کے گوش زد ہوئی بیتاب ہوکر قصر سے نکلین دیکھا کہ سرخیل جادو قریب قصر آپہنچا ہی آواز دی کہ او نمک حرام
بے ادب کہان آتا ہی نہین جانتا کہ کس شہریار عالی وقار کا ناموس اس مقام پر ہی سنکر جواب دیا کہ اے ملکہ
یہ وقت پاس نمک کا ہی لہذا بہتری اسی مین ہی کہ آپ بھی کنارہ کشی کیجیے ورنہ اسوقت مین کوئی ادب ولحاظ
نکرونگا اور جیسا سوال ہوگا ویسا ہی جواب ہوگا یہان تو یہ گفتگو ہونے لگی اور اسطرف نسیم جادو نے لامعہ برقتاب
جادو کو روکا اسنے بھی صورت اپنی پری کی پیدا کی اور لامعہ برقتاب سے ہم پنجہ ہوئی دونون مین پینچ
اور پیچ چلنے لگے اسطرح دونون گتھی ہوئی کٹتین جیسے دو بلبلین گتھی ہوتی ہین کبھی یہ غالب ہوتی ہی وہ مغلوب
ہو جاتی ہی کبھی وہ گھٹ جاتی ہی یہ بڑھ جاتی ہی اسطرح دونون مین گتھم گتھا ہو رہی ہی یہان تک کہ لڑتے لڑتے
یہ دونون بیہوش ہوکر گر پڑین ادھر سرخیل جادو نے کمند سے جو ارادہ قصد کیا کہ اندر قصر کے گھس جاؤن
اور ملکہ عالم کو عنداری کو پنجہ مین دبا کر لیجاؤن بس جیسے ہی یہ قصر کی طرف چلا تھا کہ ملکہ باو بان جادو نے کمند اپنی
مارا اندر کے اسکے گلا مین پڑ گئے ہر چند اسنے سحر کیا اور زور کیا کہ کمند کو توڑ ڈالوں چلا دون مگر کامیاب نہوا
ملکہ باو بان جادو نے اسکو تو باندھ لیا اور اب یہ تلاش مین ملکہ نسیم جادو کی چلی اور دوا اب ثانی تلوار کھینچکر
سامنے دروازہ قصر کے آکر کھڑے ہوگئے کہ اگر کوئی ساحر قصر مین جانیکا قصد کرے تو اسے قتل کر ڈالیں
وہان باو بان جادو جو چند قدم آگے بڑھی تو دیکھا کہ نسیم جادو اور برقتاب جادو زخمی بیہوش
پڑی ہین خون جاری ہی تمام زخمون سے اسکے سیر رہا ہی باو بان جادو نے اسی کمند مین لامعہ برقتاب جادو
کو باندھا اور نسیم گلپوش کو ہوشیار کیا اور لیکر قصر کی طرف چلی تھی کہ دیکھا جانب آسمان سے ایک لکہ ابر زنگاری
رنگ پیدا ہوا اور اس ابر مین سے برقین چمکتی ہوئی کوندا لپکتا ہوا رعد کے گرجنے کی آواز پیدا شعلے
اور شرارے مثل شہاب ثاقب کے چمکتے ہوے برسنے ظاہر ہوتے وہ ابر جانب باغ چلا آتا ہی بس آتے
آتے وہ ابر شق ہوا اور نعرہ ہوا اسنم خداوند ہست خود پسند کے گرارم کہ از دست من زندہ و سلامت
بدر روی اسکے باو بان جادو بغضب لیا قوت کے سپہ سالار افسر فوج کو گرفتار کر لیا اب
بھلا مین کبھی چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر چالیس زاغ پرا جما کے ہو گئے جلے آئے
اسنے اشارہ کیا کہ کھا لو ان طایران باغ کو کہ یہ مجبور اپنا تھا رہی بس یہ سننا تھا کہ دیکھا
چالیسون زاغ کوا کہا کر طرح آکر باغ پر گرے اور طایرون کو شکار کرنے لگے کوئی بلبل آنکھون سے

کہ دفعتاً اسکی قلب ماہیت ہوگئی اور خیالات بدل گئے پس جیسے ہی اسنے قصد کیا کہ دروازۂ قصر مین داخل
ہون داراب نے للکار کر آواز دی کہ بس خبردار قدم آگے نہ بڑھانا نہین جانتی کہ ہم محافظ اسکے ہین
بہت خودپسند ہے کہا اسنے بکی بکرالا یہ سنتے ہی نسیم جادو نے کچھ اسم سحر دم کیا اور کمند سحر ماری چونکہ
داراب ثانی کے گلے مین لوح تھی اسوجہ سے سحر اسکا باطل ہوگیا اور انھون نے کمند کو مثل ریسمان
توڑ کے پھینکدیا پس یہ جھلائی اور اسنے صورت اپنی شیرنی کی پیدا کی اور داراب کو طمانچہ مارا داراب نے
کلائی پکڑلی اور قصد کیا تھا کہ مروڑکر کلائیان اسکی توڑ ڈالون کہ بادبان جادو نے آواز دی کہ یہ
اسوقت بے اختیار ہے ہوش مین اپنے نہین ہے اگر اپنا ہی بچائیگا تو بعد کو رنج و افسوس کریگا اور
ہم بھی مضمون اس شعر کے پچھتاؤگے کا سہ قبر پہ آکر مری رو رو کے بہت یاد کیا خاک اڑانے لگے جب گرد بگولا دیکھا
اے داراب اسوقت یہ بادشاہ طلسم کے سحر مین گرفتار ہے اسکو اپنے تن بدن کا تو ہوش نہین ہے چونکہ
کوئی شخص اس قصر کے اندر نہین آسکتا ہے کیونکہ یہ قصر بادشاہ سابق کا بنایا ہوا ہے اس بنا پر یہ خود بخود
نہ خود اندر جانے کی جسارت نہین کی اور اسکو مسخر سحر کرکے بھیجا ہے دیکھا کہ نسیم جادو کا سحر بسبب
برکت لوح کے داراب ثانی پر اثر نہین کرتا ہے پس فوراً اسنے دستک دی کہ دو پنجہ طلائی پیدا ہوے کہ
ایک مین مقراض اور ایک مین جام تھا پس ایک پنجہ نے ڈورا لوح کا کاٹ دیا اور دوسرے نے لوح
کو جام مین رکھ لیا اب دیکھا تو ہوش داراب ثانی کے دست و پا کی سلب ہوگئی ہے اور بے ہوش ہوکر
گرپڑے نسیم جادو چاہتی تھی کہ حملہ کرکے کام انکا تمام کرے کہ ایک پنجہ اور گرا اور داراب کو اٹھا لیگیا
اب کیا تھا میدان خالی ہوگیا کوئی روک ٹوک باقی نہ رہی نسیم جادو خوشی خوشی اندر قصر کے در آئی پس یہ
حال دیکھتے ہی ملکہ حسن گلعذار اور ملکہ بادبان جادو نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند
کیا اور عرض کرنا شروع کیا کہ اے بیکسان واے دادرس غریبان اسوقت مصیبت مین
سوا تیرے کون فریاد سننے والا ہے ہماری فریاد کو سنلے اور جلد کسیکو ہماری مدد کیواسطے بھیج ہنوز سخن
در دہان تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا اور جانب آسمان سے ابر زعفرانی رنگ نمودار ہوا جسکے عکس
سے تمام روے زمین رنگین ہوگیا اس ابر مین برقین چمکتی ہوئی کوند لپکتا ہوا آواز رعد کے
گرجنے کی پیدا بارش گلہاے ارغوانی کی ہوتی ہوئی بہت تیزی کے ساتھ چلا آتا ہے جب قریب آیا اسکے
وہ ابر شق ہوا اور نعرہ ہوا کہ منم ملکہ گلرخ جادو جو نہایت خودپسند تھی اسکے جمال جہان آرا پر نظر
دیکھتے ہی یہ محو نظارہ ہوا نظم تھی نظر پاکیزہ کی فرشتہ تھی وہ نظر ہی وداع طاقت تھی چہرہ خورشید ہوا کہ آہ کرکے ساتھ
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ + دلبر کرنے لگا طلب ناز + رنگ چہرہ سے کر گیا پرواز
دیکھتے ہی بہت خودپسند تو ششدر ہوکر رہ گیا اور نظر ملکہ گلرخ جادو کی چونکہ باغ پر پڑی تو دیکھا
کہ عجب گل کھلا ہوا ہے ہزارون ساحران لشکر اسلام مرے ہوئے پڑے ہین اور بیچ دو چار ہزار
باقی ہین انکا بھی خاتمہ ہوا چاہتا ہے لشکر خراب انکو تباہ کررہا ہے اور ایک ساحرہ جسکا نام صنوبر
آثار شاہی پیدا ہین ایک درخت سے بندھی ہوئی کھڑی ہے ساحر قصر اسکو جلا رہا ہے
گھیرے ہوے ہین اور ایک جادوگرنی ایک آفتاب حسن و جمال زہرہ تمثال کو قصر سے کھینچ کر
لیے جاتی ہے اور وہ فریاد و فغان کررہی ہے اسکا نام نسیم جادو ہے دفعتاً یہ معلوم ہوا کہ دست قدرت

شکن ہے یار اغیار ہو گئے اللہ اللہ کیا زمانہ کا انقلاب ہوا کہ تم مجھ پر جور و جفا کرتی ہو جتنا تو لقا پیدا
کو کیا ہوا اب وہ کی وہ ساحرہ اس ماہ جبین کی گریہ و زاری پر کچھ التفات نہیں کرتی اور کھینچی ہوئی لیے چلی
جاتی ہے آنکھوں سے اس ماہ فلک حسن و جمال کے آنسو جاری ہیں قطرات اشک پیہم ٹپک رہے ہیں
عجب صدائے دلخراش سے زار نالی کر رہی ہے کہ سننے والوں کے دل و جگر ریش ہیں گم کم جادو طرفہ سے
سمجھ گئی کہ معلوم ہوتا ہے ناموس لقا برباد ہوئی ہے اور یہ ساحرہ گرفتار سحر ہے جو اپنے مالک کو اسطرح بیدردی
سے کشاں کشاں لیے جاتی ہے اور دشمن کے حوالہ کرنا چاہتی ہے تو بس ملکہ گم کم جادو نے گلدستہ
زعفرانی اٹھایا اور کچھ اسمائے سحر دم کر کے اسپر جو پھینک ماری ہے پنکھڑیاں اسکی بکھریں اور ایک
کشت زعفران پھول گئی جسکی نظر اس کشت پر پڑی بے اختیار ہنسی آئی اور قہقہے مارتے
ہوئے بیہوش ہو گیا ایک طرف الامعہ برقیاب جادو زمین پر پڑی ہے مارے ہنسی کے بیہوش
پڑی تھی اور ایک جانب سحر فزون جادو اس کشت زعفران زار میں ہنستے ہنستے پچھاڑیں کھا رہا تھا
اور جسقدر ساحر کہ آئین نورد و ہم رکاب تھا ایک قہقہہ مارا اور بیہوش ہو گئے غرض دم بھر میں سب
ہنستے ہنستے خود فراموش ہوئے لیکن فوج خرابہ اسلیطس ساحران لشکر اسلام کو آزار دے رہی تھی
ایسی تھی اور اسپر کچھ اثر اسکا نہ تھا اسی عالم میں بستہ خود پسند کی نظر جو اس کشت زعفران پر پڑی
تو بھی بے اختیار ہنسنے لگا کہ ساتھ ہی طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک پری شیشہ لیے ہوئے پیدا
ہوئی اور اسنے پانی اس شیشہ کا چلو میں لیکر اس کشت زعفران پر چھڑک دیا کہ دفعۃً وہ پانی
برق خرمن ہو گیا اور تمام کشت زعفران دم بھر میں جلا کر خاک کر دی ساحر اور پری سے سحر دفع ہوا
عالم بیخودی سے ہوش میں آئے بستہ خود پسند بھی ہوشیار ہوا لیکن جتنے عرصہ میں اس پری نے آکر
کشت زعفران کو خاک میں ملایا اتنی ہی دیر میں گم کم جادو نے نسیم کو پکڑ لیا اور صنم گلعذار کو اپنے
تخت پر بٹھا لیا اور بادبان جادو کی قبا کو کاٹ کر آزاد کر دیا اب جو ساحر ہوش میں آئے تو پھر برابر کا
مقابلہ ہونے لگا اور سحر کی نیرنگیاں شروع ہوتیں ملکہ گم کم جادو نے فوراً دوسرا گلدستہ اٹھا کر کھینچ
مارا پھر وہی حالت پیدا ہوئی کہ کشت زعفران پھولی اور سب کے سب پھر قہقہے مارتے ہوئے چلے اور
بیہوش ہو ہو کر گرنے لگے کہ دیکھا پھر اسی طرح سے طبقہ زمین کا شق ہوا اور پری شیشہ لیے ہوئے
پیدا ہوئی کہ معاً نسیم جادو نے ایک دستک دی بس دستک کا دینا تھا کہ ایک پتلہ سحر پیدا ہوا اور آتے
کے ساتھ ہی اس پری سے لپٹ گیا اور شیشہ چھیننے لگا پری نے جھنجھلا کر شیشہ اسکے سر پر مارا
کہ شیشہ ٹوٹا اور پانی شیشہ کا بھک سے چلا اب اس آب دمیدہ سحر نے پتلہ کو بھی جلا یا اور کشت
زعفران پر بھی پھیکا اسکو بھی جلا دیا اور خود پری کو جلا کر نیست و نابود کر دیا اب ملکہ گم کم جادو
نے تیسرا گلدستہ اٹھایا اور بغیظ و غضب کھینچ مارا ہنوز ساحران کفار ہشیار نہونے پائے
تھے کہ پھر قہقہے مارتے بیخودی کے عالم میں چلا اب گم کم جادو نے یہ بھی دیکھا کہ چار پتلے جال
ہاتھوں میں لیے ہوئے پیدا ہوئے اور زاغوں کو جال مار کر پکڑنا شروع کیا جس زاغ کو پکڑا تا بنکے
چیرتے اور پھینکدیا یہانتک کہ بہت سے زاغ پتلوں نے ناخنوں سے چیر کر پھینکے مگر دیکھا کہ لاش جس زاغ
کی زمین پر گری وہ ایک سو زاغ ہو کر اڑے اور پھر ایذا رسانی ساحران لشکر اسلام میں مصروف ہوئے

حالت ان زاغون کی یہ ہو کہ جسے پایا نوچ نوچ کر کھانا شروع کیا ہزارہا ساحران مطیع اسلام کو ان زاغون
نے نوچ نوچ کر کھالیا جسے ایک ٹھونگ ماری وہ گرا اور گرنے کے ساتھ ہی جان بحق تسلیم ہوا اور
طلسم زاغ سحر ہوگیا عجب آفت بپا ہوئی ہے اور زاغون نے قیامت برپا کردی ہی نہ مارے مرتے ہین نہ
کاٹے کٹتے ہین کوئی سحر انپر تاثیر نہین کرتا یہ حالت دیکھکر ملکہ گم گم جادو بھی پریشان ہوئی کہ عالم
حیرت مین ہی کہ کیا کرنا چاہیے ادھر دیکھا کہ پھر مثل سابق طبقہ زمین کا شق ہوا اور دو سہری پری پیدا
ہوئی اسکے ہاتھ مین ایک پھول ہی کہ آسمانی پری نے وہ پھول بت خودپسند کو سنگھایا اور عرض کیا کہ
اے شہنشاہ ہوشیار ہو جیسے ایسی غفلت آپ پر طاری ہی کہ کسی طرح آنکھ ہی نہین کھلتی پری نے جو
سونگھایا اور خوشبو اس پھول کی دماغ مین بت خودپسند کے پہونچی ایک مرتبہ اسنے آنکھ کھولدی
اور اثر سحر جو برطرف ہوا یہ فوراً ہوش مین آیا اور چارون طرف دیکھنے لگا دیکھا اسنے کہ لشکر اسلام
سرداران لشکر میرے عالم بیخودی مین بیہوش پڑے ہوئے ہین بس اسنے فوراً ایک اسم سحر پڑھکر
آسمان کیجانب دیکھا کہ ایک ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اور اس سے آتشباری کشت زعفران
پر ہونے لگی اور تمام زعفران جلکر خاک ہوئی ادھر لاسعہ برقتاب جادو و سرفتیل جادو
ہوشیار ہوے اور ملکہ گم گم جادو کے تخت کیطرف چلے ادھر نسیم جادو اور بادبان جادو
نے بڑھکر ان دونون کو روکا مگر بت خودپسند قریب تخت ملکہ پہونچگیا ان دونون مین باہم
ردوبدل ہونے لگی گم گم جادو عجب مصیبت مین گھری ہوئی ہی کہ اسنے کہا کہ یا داراب ثانی
کی محافظت کرے یا ملکہ صنم گلعذار پر آنچ نہ آنے دے اور حریف کو ہوا بھی نہ لگنے دے ورنہ
وہ آفت برپا کررہی ہی ایسی ساحرہ زبردست ہی کہ اپنے حواس درست کیے ہوے ان سبھون کی
نگہداشت بھی کررہی ہی اور برابر حریف کے سحر کو رد بھی کرتی جاتی ہی دوسرا ہوتا تو ابتک کب کا
مغلوب ہوکر جانب عدم روانہ ہوجاتا واضح ہو کہ جب گم گم جادو نے دیکھا تھا کہ داراب بسحر بیہوش
ہوگئے ہین اور لوح اسکے پاس نہین ہی تو اسنے پنجہ سحر بھیجکر انکو اٹھالیا تھا جب بت خودپسند کو
اپنے سحر مین مسحور کرلیا تب ملکہ گم گم جادو نے داراب کو ہوشیار کرکے ظاہر کیا الحاصل ملکہ گم گم جادو
اس کشمکش مین پڑی ہوئی ہی لیکن قدم اپنا جمائے برابر حریف سے مقابلہ کررہی ہی کہ دیکھا یکایک
ایک جانب سے آواز اسم مرکب پیدا ہوئی اس صدا کے گوش زد ہوتے ہی اسنے چہار جانب
نگاہ دوڑائی دیکھا کہ نقابدار ابلق سوار تیغہ آبدار چمکاتے ہوے لوح طلسم گلے مین ڈالے
ہوئے اور عیار نقابدار ایک پشتارہ باندھے ہوے ساتھ ساتھ دوڑا چلا آتا ہی بس نقابدار
جانبدار نے آتے ہی ساتھ ہی نعرہ کیا اور لشکر پر گرے ساحرون کو زیر تیغ دھرلیا اور قتل
کرنا شروع کیا پناہ بخدا اسکے تیغ آبدار کے سامنے ساحر کیا جان رکھتے تھے کہ جانبر ہوسکین
دم بھر مین نقابدار نے خون کا دریا بہا دیا ہر چند گولہ فولادی کی ترنج و نارنج ترسول پھینکول
پھینکا لوگون نے دیگر حربہ ہائے سحر برابر چل رہے تھے مگر اسپر کچھ اثر انکا مترتب نہین ہوتا تھا
یہ برابر ساحران کفار کو قتل کرتے ہوے داخل دروازہ باغ ہوے دیکھا کہ ہزارون لاشین ساحرون کی
باغ مین پڑی ہوئی اور فوج غراب تمام باغ پر چھائی ہوئی ہی جو ساحر کہ بچ رہے ہین انکو نوچ نوچ کر

کھا رہی ہے ایک تہلکہ عظیم زاغوں نے مچا رکھا ہے ادھر ملکہ کم کم جادو سے اور بت خود پسند سے
سحر چل رہا ہے برابر سے رد و بدل ہو رہی ہے بس نقابدار نے یہ حالت دیکھتے ہی عیار کیطرف اشارہ
کیا اُسنے فوراً وہ پارہ ہائے گوشت زاغوں کیطرف پھینکنا شروع کیے اور کہا کہ لو یہ خوراک
کھا رہی ہے اب یہ زاغ ایک کے دو اور دو کے چار اسقدر بڑھ گئے ہیں کہ ایک ایک ٹکڑے پہ
چالیس چالیس زاغ آکر گرے اور اس گوشت کو نوچ نوچ کر کھانے لگے نقابدار بت خود پسند
کیجانب متوجہ ہوئے اسنے صورت اپنی فیل کی پیدا کی اور نقابدار کیطرف چلا کہ روند کر پاؤں ڈالے
نقابدار نے عکس لوح کا ڈالا کہ تمام اثر سحر باطل ہوا صورت فیل کی مٹ گئی دیکھا کہ گھٹنوں گھٹنوں
چلا آتا ہے بس جھپٹ کر نقابدار نے تیغ آبدار کا وار کیا کہ اُسکے دو ٹکڑے کاٹے ہوئے اسکے مرتے ہی
شور گیر و دار برپا ہوا آندھی سیاہ چلنے لگی خاک اُڑنے لگی آتشباری برفباری سنگباری تمام بلیات
کا نزول ہوا تمام باغ و صحرا پر آشوب ہوا پھر ہر طرف غل مچاتے پھرتے تھے کشتوں کے حال پر
تاسف کرتے تھے تمام صحرا و باغ آتش بار ہو گیا تھا اُس آتشباری سے نخل جلنے لگے ہر برگ و بار
سے شعلے نکلنے لگے طفلان غنچہ شاخوں سے گرنے لگے نرگس نے آنکھیں بند کر لیں ساری نظارہ
بازی بھولی سنبل نے بال کھولدیے نخل سر دلبصورت دار غنچۂ گل بیقرار غرضکہ تھوڑی دیر تک
یہ ہنگامہ گیر و دار برپا رہا جب یہ حالت برطرف ہوئی اور قدرے سکون ہوا صدا پیدا ہوئی ہائے
کشتی مرا کہ نام من بت خود پسند جادو بود افسوس کہ مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم پھر اسکے
یہ صدا دیکر غائب ہوئے اسی عالم میں ملکہ کم کم جادو نے تنہا سحر مارا کہ سرچل جادو کے دو ٹکڑے
ہوئے اور لامعہ برق تاب جادو کو کمند سحر مار کر پکڑ لیا ادھر لشکر غراب کی یہ حالت ہوئی کہ جسنے
وہ گوشت کھایا وہ ایک مضغہ گوشت ہو کر رہ گیا تمام بال و پر گر گئے جسم سے حس و حرکت جاتی
رہی اور اپنی حالت اصلی پر آگئے دیکھا کہ موم کے بنے ہوئے زاغ ہیں سیاہی سے رنگے ہوئے
جبکہ بادشاہ طلسم مارا گیا اور علامات سحر برطرف ہوئے پھر ہر ایک کے غل مچا کر چلے گئے اہل لشکر
میں صدائے الامان بلند ہوئی نقابدار نے فرمایا امان بشرط ایمان یہ سب کے سب مطیع اسلام ہوئے
بادبان جادو و نسیم جادو نے قدمبوسی نقابدار کی حاصل کی یہ سب کے سب بفتح و فیروزی
آکر قصر میں مقیم ہوئے نقابدار نے دیو فریل سے کہا کہ جا خوب شکم سیر ہو کر کھا باقی لاشوں کو ساحران
کفار کی لیجا کر دریا برد کر دے یہ فرما کر خود اہل اسلام کے دفن و کفن میں مصروف ہوئے شمار کرنے
سے معلوم ہوا کہ لاکھ سے زیادہ ساحران لشکر کفار مارے گئے اور ستر ہزار ساحران لشکر اسلام
کام آئے صرف دس ہزار بچے تھے۔ وہ دن تو اسی کارروائی میں ختم ہوا دوسرے روز نقابدار
نے لامعہ برق تاب کو سامنے بلایا اور فرمایا کہ کیا کہتی ہے دین اسلام کے بارے میں بادشاہ تیرا
مارا گیا اب سرکشی بیکار ہے۔ یہ از سر صدق مسلمان ہوئی اور یوں عرض کیا کہ صندل جادو
اور بلور صاف باطن میری قید میں ہیں انھیں بھی میں حاضر کرتی ہوں یہ کہکر گئی اور
دونوں کو لاکر حاضر کیا اور لوح جو نقابدار کے گلے سے لیگئی تھی اسکو بھی لا کر نذر کیا اب نقابدار
نے لاش بت خود پسند کی پائے فیل میں بند ہوائی اور جانب ایوان بادشاہی روانہ ہوئے کہ

ساکنان طلسم اس کیفر ناہنجار کے حال کو دیکھکر عبرت کریں کہ بد کام کا انجام بد ہوتا ہے جسوقت داخل شہر
ہوئے تمام رعایا یہ حالت اپنے بادشاہ کی دیکھکر عبرت کر لی تھی اور لوگ لقا بدار کے نام سے تھراتے
تھے غرضکہ تمام ملک کو اسلام آباد کیا مسجدین بنوائین بتخانہ منہدم کرائے خزانون کو اپنے قبضہ مین
کیا سکہ بادشاہ اسلام کے نام کا جاری ہوا اور اسے بن جمشید کی دوہائی پھر گئی لقا بدار نے تین روز
کا جشن کیا اثناے جشن مین عنبر گردباد و پیر گرد اور ملکہ کم کم جادو نے تمام حالات طلسم ظاہر کے
بیان کیے بعد اختتام جشن صنم گلعذار کو یہان کا بادشاہ کیا اور نسیم جادو و لامعہ برق تاب جادو
کو وزیر کیا اور بطور صاف باطن کو افسر فوج مخلول جادو کو بادشاہ کا لشکر کرکے کم کم جادو سے
کہا کہ آپ چند روز اسی مقام پر قیام کرین مین طلسم ظاہر کو فتح کرکے بہت جلد آتا ہون داراب ثانی
کو بھی اسی مقام پر چھوڑنا چاہتے تھے مگر انھون نے نہ مانا اور ہمراہ ہوے اب لقا بدار نے عیار کو
اپنے ساتھ لیا اور مع داراب ثانی طلسم ظاہر کیطرف روانہ ہوتے ہین کہ انکا حال پھر بیان ہوگا
اور اب یہان سے چند کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ رفیع البخت نوجوان کے گذارش
کیے جاتے ہین پیرم سخن طوطی خوشنوا ہدین ہزار نغمہ سرا و راویان اخبار و ناقلان آثار
اس داستان فرحت آثار کو یون بیان کرتے ہین کہ بعد فتح طلسم نور آگین شاہزادہ رفیع البخت مع
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان با فوج گران و لشکر فراوان جانب نہ طاق روانہ ہوئے ہین
طے مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے ہین آگے آگے سپیران سرمست آتالہ بارگاہ نور آگین کا
ہمراہ اپنے لیے ہوئے چالیس ہزار سوار سے چلا آتا ہے اور عقب مین اسکے خود رفیع البخت مع لشکر گران
چلے آتے ہین ایک صحرا مین پہونچکر شام ہوگئی سب اسی مقام پر اتر پڑے خیمہ استادہ ہوگئے بارگاہین
برپا ہوگئین بازار لشکر کے کھل گئے کٹورہ کھنکنے لگا جنگل مین منگل نظر آتا تھا لشکر دور تک اترا ہوا تھا اور چرند
پرند خوف سے بھاگ گئے تھے روشنی کی کثرت سے تمام صحرا مین آگ سی لگی ہوئی تھی شاہزادہ عالی حسب
نے وضو کیا فریضہ مغرب کو ہمراہ اپنے جد نامدار کی مسجد کے پاس مین ادا کیا اور بعد اسکے دونون صاحب
اپنے اپنے خوابگاہ مین جاکر سو رہے تمام رات راحت سے بسر کی صبح کو بعد ادائے فریضہ سحری آکر
بارگاہ مین بیٹھے پردہ بارگاہ کے اٹھوا دیے صحرا کی سیر کرنے لگے کہ دیکھا جانب صحرا سے ایک سانڈنی
سوار سانڈنی کو دوڑاتے ہوئے بصورت نامہ بر چلا آتا ہے آتے آتے داخل لشکر ظفر اثر ہوا
اور پوچھا کہ خیمہ شاہزادہ رفیع البخت کا کہان ہے لوگون نے بتایا یہ در دولت پر حاضر ہوا اور
عرض بیگی سے عرض کی عرض بیگی نے آکر بیان کیا کہ ایک شخص حاضر حضور ہوا چاہتا ہے اور امیدوار
باریابی ہے فرمایا بلا لو جسوقت وہ شتر سوار داخل بارگاہ ہوا اور ایک نامہ پگڑی سے نکال کر پیش
کیا اور عرض کی کہ یہان سے قریب ایک ملک ہے کہ نام اسکا شہر میلا ہے میلان شاہ وہان کا
حاکم ہے اور بت پرست ہے یہ نامہ اسنے آپکی خدمت مین بھیجا ہے رفیع البخت نے نامہ ہاتھ سے اسکے
لے لیا اور پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ مین نے سنا ہے آپ لوگون نے بڑی بڑی خداوندیان
مٹا دی ہین اور رواج دین اسلام کو دیا ہے ہر دردمند کی آپ ہمدردی کرتے ہین اور اسکے شریک حال
ہوتے ہین اور فریادی کی دادرسی کرتے ہین لہذا ایک عرض میری بھی ہے اگر اسے آپ سنین اور شرط

میری پوری کرین تو مین دین آپکا اختیار کرون ایک شرط تو یہ ہی کہ ایک فیل زبردست میرے ملک کے
قریب صحرا مین ہی اگر وہ کبھی شہر کی طرف نکل آتا ہی تو صدہا آدمیون کو ہلاک کرتا ہی اور آزار پہونچاتا ہو جہان تک
گرا دیتا ہی یہ ممکن تھا کہ مین اُسے کسی تدبیر سے مار ڈالتا مگر یہ مجھے منظور نہین ہی بلکہ اگر وہ زندہ دستیاب ہو تو
نایاب چیز ہی کہ ایسا فیل زبردست کسی ملک مین نہوگا اگر آپ اُس فیل کو زندہ گرفتار کرکے میرے سپرد
کرین تو مین دین آپکا قبول کرونگا اور دوسری شرط یہ ہی کہ ایک فرزند ہی میرا نام اسکا ارجاس سحر ہی
اور وہ بھی نہایت زبردست ہی کہ کوئی انسان میرے ملک کا اُس سے مقابلہ نہین کرسکتا وہ اپنی بہن کو
لیگیا ہی اور اُسنے لیجا کر ایک صحرا مین اُسے نہایت تکلیف سے رکھا ہی اگر چند روز اسیطرح گذرے
تو وہ ہلاک ہوجائیگی سبب اُسکے لیجانے کا یہ ہوا کہ وہ اپنی بہن سے نہایت مانوس تھا جب وہ جوان ہوئی
تو مین نے اسکی شادی کا قصد کیا بس یہ سنتے ہی وہ دیوانہ اسکو لیگیا اور مجھے کہلا بھیجا کہ میرا بہنوئی
وہ شخص ہوسکتا ہی جو مجھسے زبردست ہو اور مجھے زیر کرے مین کسی کمزور کا سالا نہ بنونگا جبتک وہ
یہان رہا اسوقت تک فیل کی ایذا رسانی کم تھی کہ وہ کلیجا فیل سے لڑتا تھا اور اُسے مار کر شہر سے
بھگاتا تھا ہر چند کہ فیل پر غالب نہ آسکا لیکن اُسکی وجہ سے فیل کی ایذا رسانی مین ضرور کمی تھی لہذا اگر
آپ ان دونون شرطون کو پورا کرین کہ فیل کو گرفتار کرکے مجھے دین اور دیوانہ کو زیر کرکے ملکہ کی شادی
خواہ کسی دوسرے کے ساتھ کردین یا خود اُسے اپنی کنیزی مین قبول کرین تو مین بسر و چشم خدمت
اسلام بجالانے کو موجود ہون یہ نامہ پڑھکر رفیع البخت نے نور الدہر کو دیا نور الدہر بھی نامہ پڑھکر
بہت ہنسے اور فرمایا کہ اے فرزند یہ کوئی ایسا کار اہم بھی نہین ہی جلد اسکی مدد کرنا چاہیے جواب تحریر
فرمادیا کہ ہم آتے ہین اور ضرور دونون شرطین تمہاری پوری کرینگے شتر سوار لوجواب نامہ
کا لیکر جانب ملک میلانیہ روانہ ہوا اور نامہ جاکر بادشاہ کو دیا بادشاہ نے امرا شہر کو ساتھ لیا
اور برائے استقبال شاہزادہ رفیع البخت شہر سے نکلکر روانہ ہوا ادھر سے شاہزادہ رفیع البخت
مع شاہزادہ نور الدہر کوچ کرکے ملک میلانیہ کی جانب چلے میلان شاہ سے ملاقات ہوئی
میلان دونون صاحبون کو بہت اعزاز و اکرام کے ساتھ شہر مین لایا اور ایک قصر عالی مین
بٹھایا اور ضیافت مین مصروف ہوا شاہزادہ رفیع البخت نے مسکن ارجاس سحر پیشہ
کا دریافت کیا میلان شاہ نے کہا کہ صحرائے شاکیہ مین قریب ایک چشمہ کے رہتا ہی یہ سنکر
شاہزادہ رفیع البخت اُٹھکھڑے ہوئے اور مرکب طلب کیا میلان شاہ نے دست بستہ
ہوکر عرض کیا کہ اسقدر عجلت نہ فرمائیے ابھی آپ مسافت راہ طی کرکے چلے آتے ہین جسوقت
کسل برطرف ہولے تو تشریف لے جائیے گا فرمایا ہمارا یہ دستور نہین ہی کہ بغیر شکست سحر
صلہ لین یہ دعوت و ضیافت اسوقت درست ہوگی جبکہ تمہارے کام پورے ہوجائینگے
اسلیے کہ اگر تمہین یہ غرضین درپیش نہ ہوتین تو تم اس صورت سے ہرگز پیش نہ آتے اسنے
عرض کی کہ میرا شیوہ مہمان نوازی ہی جو کوئی اسطرف سے گذرتا ہی مین اسکے ساتھ
نیکی پیش آتا ہون اور جو کچھ مجھسے ہوسکتا ہی خدمت کرتا ہون ہر شخص کی ضیافت اسکی
حیثیت کے موافق ہوتی ہی امیر ہو فقیر گدا ہو یا بادشاہ جو اسطرف سے گذرتا ہی وہ میرا مہمان

ضرور ہوتا ہے شہر میں تشریف لے چلیے دیکھیے کہ کتنے مسافر و مہمان سراؤں میں ٹھہرے ہوئے ہیں
صرف حضور ہی کے واسطے یہ امر ہیں ہو شاہزادہ رفیع البخت نے فرمایا کہ مجھے زیادہ فرصت بھی نہیں
ہو کہ میں اس مقام پہ وقت گزاروں والد ماجد میرے طلسم نہ طاق پہ گئے ہوئے ہیں وہاں جا کر
میرا شریک ہونا ضرور ہی بہتر یہ ہی کہ خواہ تم ساتھ چلو یا کسی راہ بر کو میرے ہمراہ کردو کہ میں تمھارے
کاموں سے فرصت کرکے جانب طلسم نہ طاق روانہ ہوں یہ سنکر میلان شاہ مجبور ہوا اور عرب
قاصد کا طلب کرکے چند رفقا کو ہمراہ لیا اور شاہزادہ رفیع البخت کو ساتھ لیکر جانب صحرائے
شمالیہ روانہ ہوا شاہزادہ نور الدہر بھی انکے ہمراہ تھے اور چند رفقا ساتھ تھے جاتے جاتے ایک ریگستان
ملا میلان شاہ نے عرض کی کہ یہ ریگستان دور تک ہے اور بعد اس ریگستان کے ایک صحرا ہے
اسی کو شمالیہ کہتے ہیں وہی مسکن اس دیوانہ کا ہے اب دھوپ تیز ہے سفر ریگستان میں پریشانی
ہوگی وقت دوپہر کا آگیا ہے میرے نزدیک تھوڑی دیر اسی صحرا میں مقام کیجیے پھر دیکھا جائیگا
رفیع البخت نے کہا کہ اب آپ یہیں ٹھہریے آپ لوگ راحت و آرام کے عادی زیادہ ہیں تپ دھوپ
کا نہ اٹھا سکیگا اور ہم لوگ سپاہی پیشہ ہیں دھوپ اور چھاؤں دونوں برابر ہیں یہ فرما کر
شاہزادہ نور الدہر کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ حضور یہیں تشریف رکھیں زحمت سفر نہ اٹھائیں
یہ غلام آپکا کافی ہے میں اس کام کو انجام دیکر بہت جلد حاضر حضور ہونگا نور الدہر نے کہا اے
فرزند یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں تمکو تنہا جانے دوں اسی حیص بیص میں دیکھا کہ ایک سوار گھوڑا
دوڑائے ہوئے چلا آتا ہے میلان شاہ سمجھا کہ کوئی قاصد کہیں کا ہے لیکن اس سوار نے
آتے ہی نامہ پیش کیا میلان شاہ نامہ کو دیکھ کر نہایت پریشان ہوا رفیع البخت نے سبب
پریشانی دریافت کیا میلان شاہ نے بیان کیا کہ اے شہریار کیا عرض کروں یہ نامہ ہے
دشمن گرد کا یہ پہلوان نہایت زبردست ہے مذہب اسکا آفتاب پرستی ہے یہ اسے مدار زنگ بن نرمرد
جاتا تھا راستے میں اسکو شہر طنطنہ ملا حاکم وہاں کا طنطنہ بیقرن ہے جسکے ساتھ شادی ملکہ گل اندام
کی قرار پائی تھی جسکے بعد دیوانہ ارجاسپ اسکو لے گیا طنطنہ کی یہ طاقت نہ تھی کہ ارجاسپ سے
مقابلہ کر سکتا جسوقت دشمن گرد اسکے شہر کی طرف سے ہوکر گزرا تو طنطنہ نے دعوت و ضیافت
کرکے مطلب اپنا بیان کیا کہ دیوانہ ارجاسپ نے میری عروس کو چھین لیا دشمن گرد اس شرط
پر متفق ہوا ہے کہ اگر مطلب تمھارا پورا ہو جائے تو دین آفتاب پرستی اختیار کرنا طنطنہ
نے منظور کر لیا اب اسنے نامہ لکھا ہے کہ میں آتا ہوں یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت نے
فرمایا کہ کچھ پرواہ نہیں ہے میں اس سے بھی لڑونگا اور اگر دین اسلام اختیار کریگا تو شادی
ملکہ گل اندام کی طنطنہ بیقرن سے کر دونگا اور اگر خلاف اسکے کریگا تو ہاتھ سے میرے مارا جائے گا
ختم نامہ لکھ بھیجو یہ سنکر میلان شاہ نے جواب نامہ لکھنے کا قصد کیا تھا کہ جانب صحرائے
شمالیہ گرد و غبار بلند ہوا جسوقت وہ امن گرد شگافتہ ہوا تو ول گرد سے علمہائے نقرئی و طلائی
نمودار ہوئے بجنے لگے نوبت نقارے کے بجانے والوں کی ترنم تھی آگے آگے ایک گیر
ناہنجار گرد ... پر ایک لاکھ سوار ان غدار نمودار ہوئے اور صحرا میں

اتر کر خیمہ زن ہوئے میلان شاہ اور نور الدہر اور رفیع البخت ملکر ایوان شاہی میں آئے
اور ادھر طنطلہ تیغزن نے لشکر کو صحرا میں چھوڑا اور آپ چالیس گرد کو چند سواروں سے ہمراہ لیکر
جانب ایوان میلان شاہ روانہ ہوا خبر میلان شاہ کو ہوئی میلان شاہ نے چند ارکین
سلطنت کو برائے استقبال روانہ کیا لوگ گئے اور طنطلہ تیغزن کو استقبال کر کے لائے
میلان شاہ نے جو دو پلنگ ان دونوں کے واسطے بچھوا دیے تھے یہ دونوں آن پلنگوں
پر بیٹھے طنطلہ نے دیکھا اس برج میں دو آفتاب اور منور و جلوہ گر ہیں پوچھا طنطلہ تیغزن نے یہ
کون صاحب ہیں میلان شاہ نے بیان کیا کہ انمیں ایک صاحبقران اول کے پوتے شاہزادہ
نور الدہر ہیں اور دوسرے صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک کے فرزند دلبند شاہزادہ
رفیع البخت ہیں ابھی طلسم نور آگین کو فتح کیے ہوئے چلے آتے ہیں اب طلسم نہ طاق کی طرف
تشریف لیے جاتے ہیں میرے ملک کی طرف سے گذر ہوا میں نے اپنی مصیبتیں بیان کیں
ان دونوں صاحبوں میں ایک نے وعدہ کیا ہے کہ فیل کو بھی گرفتار کر دینگا اور دختر کو بھی
دیوانے کے ہاتھ سے رہا کر دینگا مگر شرط یہ ہے کہ دین اسلام اختیار کرنا ہوگا بس یہ
سننا تھا کہ طنطلہ تیغزن نے گردن جھکا لی اور غرق دریائے تفکر ہوا لیکن رفیع البخت
نے کہا اے طنطلہ تیغزن اگر تم بھی دعوت اسلام قبول کروگے تو میں ملکہ کی شادی تمہارے
ساتھ کر دونگا یہ سنکر تیغزن نے کہا کہ بس او خدا پرست زیادہ گوئی نہ کر جب تو میرے ہاتھ
سے زندہ بچا تو ان لوگوں کو خدا پرستی کی ترغیب دلاتا ہر چند کہ میں بھی اسیواسطے
آیا تھا کہ فیل کو زندہ پکڑ کے اپنی سواری میں رکھوں اور دیوانے سے دختر بادشاہ
کو چھین کے طنطلہ تیغزن کے سپرد کروں مگر اب اول قتل تم لوگوں کا واجب ہوا
کہ تم لوگ بڑے سرکش ہو تمہارے ہاتھ سے خداوند لقا ایسے تنگ آئے کہ بالائے
آسمان چلے گئے خداوندی ظاہر کو ترک کیا بندوں کو اپنے دیدار فرحت آثار سے
محروم کیا تمہاری ذات سے برکت دنیا کی اٹھ گئی اور اسے نور الدہر یہ سب تیرے
گھرانے سے ہے کہ تم پیغمبر قدرت کے نواسے ہو کہ حمزہ عرب کے شریک رہے یہ
سنکر رفیع البخت نے کہا کہ بس زیادہ گوئی نکر اگر تجھے دعوی جرات و مردانگی کا ہے
تو طبل جنگ بجوا اور جنگل کے میدان میں مقابلہ کر یہ سنکر تیغزن کھڑا ہوا اور طنطلہ
تیغزن اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا یہاں شاہزادہ رفیع البخت میلان شاہ سے
رخصت ہو کر اپنے لشکر میں آئے اور لشکر سامنے لشکر طنطلہ تیغزن کے اتارا بارگاہ
برپا ہوئی میلان شاہ بھی لشکر اپنا لیکر قلعہ میلانیہ کے باہر آیا اور خیمہ زن ہوا ادھر
اور جاسوس سر بہ ہنہ کو ہوئی کہ تمہارے شہر پر طنطلہ تیغزن نے لشکر کشی کی ہے اور کسی زبردست
پہلوان کو اپنے ساتھ برائے مدد لایا ہے اور تمہارے باپ کی طرف بھی دو جوانان آفتاب
جلال شریک ہیں یہ سنتے ہی دیوانہ نے ایک چیخ ماری کہ صحرا تھرا گیا اور ہر چہار جانب
سے دیوانے آ آ کر جمع ہونے لگے تھوڑے عرصہ میں پچاس ہزار دیوانے آ کر

مجتمع ہوگئے دیوانہ ارجاسپ سربرہنہ نے دس ہزار دیوانوں کو اپنی بہن کی حفاظت
کے لیے چھوڑا اور چالیس ہزار دیوانے اپنے ہمراہ لیکر جانب صحرا کے سیلاب سے
روانہ ہوا یہاں شام ہوتے ہی طنطنہ تیغزن نے اپنے لشکر میں حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اسیر قلب نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر لشکر رفیع البخت
میں پہونچی کہ لشکر حریف میں طبل جنگی بجا ہے فرمایا ہم بھی واں ہیں ہم کہدو کہ ہمارے
یہاں بھی بفضل ایزدی دیتا تمہید سپاہی بجے طبل جنگی دونوں لشکروں میں آواز
طبل بلند ہوئی اور تیاریاں ہونے لگیں بہادر آلات حرب و ضرب کی درستی
میں مصروف ہوے قریب سحر کمر بندیاں شروع ہوئیں یہاں تک کہ ستارۂ سحر
بھی جھلملا کر غائب ہوا اور مہر عالمتاب چمک کر پردۂ افق سے نمودار ہوا طیور
آشیانوں سے نکل کر شاخوں پر آ بیٹھے ہوا نے سرو سہی کو ہلایا کہ ان نے سبزۂ
خوابیدہ کو جگایا غنچوں کو گل بنایا دونوں طرف کی فوجیں جوق جوق گروہ گروہ
قشون قشون پرے کے پرے باندھنے کے واسطے میدان جنگ میں آکر صف آرا
ہونے لگے گھڑی بھر دن چڑھتے چڑھتے دونوں طرف کی فوجیں صفیں باندھکر
تیار ہو گئیں اسپ تیز رفتار برق رفتار نکلے اور جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان
کو صاف کیا بیلداروں نے پستی و بلندی زمین کی درستی کی سقوں نے آبپاشی
کرکے گرد کو بٹھایا اب دونوں لشکروں سے نقیبان بلند آواز سر دوستانہ
چھیڑتے ہوے نکلے اور اشعار عبرت پڑھ پڑھکر جوانان لشکر کو جوش دلا دلا کر
ہمتوں کا بھی حوصلہ بڑھایا جس وقت نقیب فوج کا دل بڑھاکر صفوں میں واپس گئے
لشکر کفار سے شخص گرد نکلا اور میدان میں آکر خوب سلحشوری کی سرا پا میدان
کا دکھایا نیزہ کے ہاتھ نکالے جب پسینہ میں غرق ہو گیا تو نیزہ زمین پر گاڑ کر اور دم
کو آراستہ کرکے آواز دی کہ باشش اسے گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان جسکو
تمنا ہے مرگ و آرزو ہے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو منتظر کھڑے ہیں یہ سنکر
چاہتے تھے رفیع البخت کہ باگ مرکب کو لیں کہ جانب صحرا سے شق گرد و غبار
بلند ہوا اور پردۂ گرد سے صدا زنجیروں کی کھڑکھڑاہٹ کی پیدا ہوئی سب
سمجھ گئے کہ معلوم ہوتا ہے دیوانے کو اس ہنگامہ کی خبر ہو گئی اب دیکھیے
یہ سمجھ سمر ہوتا ہوا اتنے میں گرد شق ہوئی اور دیوانہ مہتر ارجاسپ سربرہنہ
چالیس ہزار دیوانوں سے آکر پہونچا اور ایک مقام پر ٹھہر کر آواز دی
کہ تم لوگ کہاں سے آے ہو اور جنگ کس امر کی ہے بہتر یہ ہو کہ یہاں سے
چلے جاؤ تم نہیں جانتے کہ یہ شیر کا مسکن ہے یہ سنکر کسی نے دیوانے کو جواب
نہیں دیا اور شاہزادہ رفیع البخت نور الدہر سے اجازت لیکر سامنے تشریف
لے گئے آتے ہی تہمتن بارادہ جنگ ورزی چلا رستم لنبہ نے سنانگاور خالی دی کہ گھوڑے کا ادا

گینڈے سے بین تگا ور ہین چلتی ہے دونون مرکب دور تک نکلے چلے گئے بعد ازان
پھر ان دونون نے باگون کو پھیر کر سامنا کیا اور دست بہ نیزہ ہو کر مصروف
نیزہ بازی ہوئے طعنین چلنے لگین بند بند ہلنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو
مار سیاہ زبانین نکالے ہوئے لڑ رہے ہین یا اژدہا اس طرح اشارہ پھر پھر کے
بھیکلین ڈھلی ہین قریب اکسٹھ باسٹھ طعن کی نوبت آئی ہو گی کہ ایک مقام
پر رفیع النجت نے نیزہ کو تہمتن گرد کے نیزہ پر لگا تھا اور مثل کاکل محبوبان کے
نیزہ سے نیزہ کو پیچیدہ کر کے خبردار خبردار کہکے جو ہکا مارا نیزہ ہاتھ سے تہمتن
گرد کے نکل کر مانند تیر شہاب کے بالا سے آسمان روانہ ہوا اور وہان سے
پھر کر زمین پر گرا جیسے آہ بے تاثیر جانب گردون جا کر پلٹ آتی ہے نورالدہر نے
اپنے فرزند دلبند کی بہت تعریف کی رفیع النجت نے جھک کر سلام کیا اور دیوانہ
تالیان بجانے لگا تمام دیوالون نے وہ قینین مارین اور تالیان بجائین کہ لوگ
بے تحاشا ہنسنے لگے اور تہمتن گرد نہایت خفیف ہوا بس اسی غیظ و غضب مین
اپنے چپ ہو کر ارادہ پیچ سے اپنا گرز اٹھایا اور سر پر چرخ دیکر سر رفیع النجت
پر وار کیا رفیع النجت نے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پہ گرز جو
پڑتا ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا گرد و غبار بلند ہوا کہ رفیع النجت
اندر غبار کے چھپ گئے تہمتن گرد نے نعرہ کیا کہ دم لیجیو کہ دم لا ہور تیغ کا دم
چھپا کر قریب گرد کے آیا اور گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا
کہ زانو تک مرکب رفیع النجت کا غرق زمین ہے اور ہاتھ دونون مانند ستون
فولادی کے قائم ہین لاہور پکارا اے شہریار اسقدر دیر کہ حریف لاف زنی کرتا
ہے اور آپ جواب نہین دیتے یہ سنکر رفیع النجت نے مرکب کو اشارہ کیا کہ چارون
پتلیان جھاڑ کر گرد کے باہر آیا رفیع النجت نے خیال کیا کہ جوان زبردست ہے اگر زیر
ہو کر مطیع ہو تو لائق رفاقت ہے اور پیران سر مست سے کم نہین معلوم ہوتا یہ قصد
کر کے ضرب گرز نہ لگائی تہمتن گرد نے مہلت پا کر دوسرا وار کیا رفیع النجت نے پھر خود
ہی اسکو رد کی اور کہا کہ اب مین تیغ زنی کے جوہر کا مشتاق ہون تہمتن گرد نے کہا
کہ آپ کی ضرب گرز کا مشتاق ہون رفیع النجت نے کہا کہ مین اپنی ضرب کا
تماشا بھی دکھلا دونگا پہلے میرے تمھارے شمشیر زنی کی آزمائش ہو جائے ضرب
گرز قوت پر موقوف ہے یہ حال کشتی پر کھل جائیگا ابھی جنگ ہو رہی تھی کہ ایکبارگی
فیل کے چنگھاڑنے کی صدا کانون مین آئی دیکھا کہ جانب صحرا سے فیل دیو کھڑی لیے ہوئے
سونڈ دانتون مین لپٹی ہوئی گھوڑے کی طرح چلا آتا ہے عجب طرح کا ہاتھی ہے کہ سونڈ اسکی
سفید ہے اور سب سیاہ ہے آتے ہی یہ ہاتھی لشکر میلان شاہ پر گرا اور صدہا آدمیون
بیگناہ کچلے لوگ بھاگنے لگے سوارون نے گھبراہٹ مین سپر لیون گھوڑے دوڑائے

اور پیدل بھی بے تحاشا بھاگے فیل نے لوگون کو چیر چیر کر پھینکنا شروع کیا یہ
دیکھکر رفیع البخت نے تہمتن گرد سے کہا کہ ہمارے تمھارے لڑائی کا فیصلہ فیل زیر کرنے پر
رہا تہمتن گرد نے منظور کیا اور یہ دونون مرکبون سے اُتر کر فیل کیطرف متوجہ ہوے اور
قریب پہونچکر للکارا فیل تہمتن گرد کی طرف چلا شاہزادہ نورالدہر اور وہ اقرار جاسس
سرو ہند بھی گھوڑون کو دوڑا کر قریب آگئے تھے فیل نے تہمتن گرد کو کھونسا مارا
اور چاہا کہ سونڈ سے لپیٹ کر اسے دبا کے مار ڈالون کہ تہمتن گرد نے گرز تانا رفیع البخت
نے آواز دی کہ اسے بہادر فیل مرنے نہ پاسے لطف یہ ہے کہ اسے زندہ اسیر کر اور
قابو مین لا کر دکھا یہ سنتا تھا کہ تہمتن گرد نے دونون دانت اس فیل کے پکڑ لیے
اور زور کرنے لگا ادہر تو فیل چاہتا ہے کہ اسے دانتون مین دبا کر مار ڈالون ادہر
تہمتن گرد چاہتا ہے کہ اسیر سواری لون اور قابو مین کرون اسی کشمکش کی حالت
مین دو پہر کامل گذر گئے آخر کیا ہاتھی نے دم کھڑی کی اور ایک چیخ مار کر صحرا کیطرف
روانہ ہوا شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے اور
دیوانہ اپنی فوج سمیت جنگل کو روانہ ہوگیا رفیع البخت ہاتھ ملتے رہ گئے کہ شکار
سامنے سے شیرون کے آکر مفت نکلگیا نہایت افسوس تھا وہان طنطنہ تیغزن
نے پھر طبل جنگ بجوا دیا یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون
مین تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات اسی عالم مین گذری وقت صبح نورالدہر اور
رفیع البخت نے فریضہ سحری کو ادا کیا اور میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوے
اسطرف تہمتن گرد طنطنہ تیغزن وغیرہ اپنے لشکرون کو لیے ہوے میدان مین
آئے اور صفین باندھکر کھڑے ہوے اکطرف میلان شاہ اپنے لشکر کو لیکر آیا
ہنوز کوئی میدان مین نہ آنے پایا تھا کہ دیوانہ اپنے چالیس ہزار دیوانون سے
آکر پہونچا اور اسنے بھی ایک جانب اپنے لشکر کو قائم کیا اور آج پھر پوچھا کہ سبب
تم لوگون کے لڑنے کا کیا ہے یہ سنکر طنطنہ تیغزن نے جواب دیا کہ بھائی سبب
وہی ہے جیسے تم جانتے ہو اگر سید کی طرح ملکہ مہ رخ تہمتن کی شادی میرے ساتھ
کردو تو یہ خونریزی کیون ہو یہ سنکر دیوانے کو غصہ آگیا اور پکارا کہ تیرا بھی یہ منھ
ہوا کہ تو میری بہن کی خواستگاری کرے اگر دعوی کا مردی ہے تو نکل میدان مین
اور مقابلہ کر جو شخص مجھپر غالب ہو سوا اسکے اور کوئی میرا بہنوئی نہین ہو سکتا
یہ سنکر تہمتن گرد نے کہا کہ مین تیری ہی سرکوبی کو آیا تھا یہ خدا پرست تیرے باپ
کے حمایتی بنکر کود پڑے ہین انہیں فرصت کر دون تو تجھے بھی سمجھ لون گا دیوانے
نے کہا کہ پہلے مجھی سے نہ سمجھ لے یہ کہکر مرکب کو چھیڑا اور میدان مین آیا ادہر سے
تہمتن گرد نکلا سامنے آ ہی رفیع البخت نے بھی گھوڑا اٹھایا یہ دیکھکر تہمتن گرد نے
کہا کہ کیا ایک سے دو لڑینگے تو مجھے اسکی پروا نہین ہے رفیع البخت نے جواب دیا

میرے تمہارے جنگ ناتمام رہ گئی تھی آج تمام ہو کر معاملہ یکسو ہو جاوے تو بہتر ہے دیوانے
نے کہا کہ مین کیا خالی پلٹ جاؤن یہ بھی نہ ہوگا پہلے مجھ سے لڑلو پھر اسنے لڑنا تہمتن حیران
ہے کہ کس سے مقابلہ کرون کہ طنطنہ تیغزن نے گھوڑا دوڑا دیا اور قریب آکر کہا کہ ایک
مجھسے لڑے اور ایک تہمتن گرد سے سامنا کرے اسی اثنا مین فیل پیدا ہوا اسے تو
چاٹ پڑ چکی ہے اسقدر انبوہ انسانون کا اسنے کبھی کاہے کو دیکھا تھا آج یہ فیل آتے ہی
لشکر طنطنہ تیغزن پر گرا اور لوگون کو ہلاک کرنے لگا اور لشکر مین شور ہوا طنطنہ تیغزن اور
تہمتن گرد فیل کیطرف چلے ادھر دیوانے نے کہا کہ آؤ جنگ ہم تم کرین ربیع البخت نے
کہا کہ تماشا فیل کا دیکھو ایسا نہو یہ تمہارے یا ہمارے لشکر پر آپڑے یہی باتین تھین کہ
فیل وہان سے پلٹ کر دیوانے کے لشکر کیطرف چلا دیوانہ فیل کیطرف جھپٹا اور جا کر سدراہ
ہوا فیل نے اسکو بھی گھونسا مارا زورمین یہ دیوانہ بھی تہمتن گرد سے کم نہین اسنے بھی
دانت فیل کے پکڑ لیے زور ہونے لگے پینگ چلنے لگے ڈیڑھ پہر کامل زور ہوتا رہا
آخرکار کی طرح پھر یہ فیل چیخا اور دم کھڑی کرکے جنگل کی طرف بھاگا دیوانون نے
تالیان بجانا شروع کین اور خوب شور مچایا اب پیشتر اون ہوا اور اسیطرح پھر فوجین
میدان مین جمع ہوئین اور صفین آراستہ ہوگئین دیوانہ بھی صحرا سے نمودار ہوا اور
آکر میدان جنگ مین صف آرا ہوا ہی تھا کہ صحرا سے ہاتھی پیدا ہوا اور دم کھڑی کرکے
لشکر ربیع البخت کی طرف چلا ادھر سے ربیع البخت نے جا کر فیل کو روکا فیل نے
سونڈ بڑھا کر چاہا کہ ربیع البخت کو لپیٹ لون انھون نے بایان ہاتھ بڑھا دیا فیل
نے ہاتھ کو سونڈ سے لپیٹ کر زور کیا اور اپنی جانب کھینچا ربیع البخت نے مستک پر
اسکی گھونسا مارا کہ ہاتھی چیخ اٹھا ربیع البخت نے دوسرا گھونسا مارا کہ پھر یہ چیخا اور
سونڈ اپنی چھڑا کر بھاگنے کا قصد کیا ہی تھا کہ ربیع البخت نے دونون ہاتھون سے
دانت اسکے پکڑ لیے اور پاؤن سونڈ پر جا کر پشت پر جا بیٹھے ہاتھی انکو لیکر صحرا کیطرف
بھاگا یہانتک کہ ربیع البخت مع فیل نظرون سے پنہان ہوگئے یہان تہمتن گرد میدان
مین آیا اور پکارا کہ اے نور الدہر بوتے کو تمہارے فیل نے شکار کیا یقین ہے کہ
اسنے صحرا مین جا کر اسکو مار ڈالا ہوگا اب تم میرے شکار ہو آؤ کہ یہی گو ہے
اور یہی میدان ہے یہ سنکر شاہزادہ نورالدہر میدان مین آئے اور فرمایا کہ اس
فیل کی کیا حقیقت ہے جو ربیع البخت کو زیر کر سکے وہ فیل کتنی اگر چاہتا تو مین اسکو
مار ڈالتا مگر وہ اسکو زندہ گرفتار کرکے لائیگا اور اسی طرح مین بھی تجھے زندہ اسیر
کرونگا یہ سنکر تہمتن گرد نے خبردار خبردار کہکر سینہ پر نورالدہر کے نیزہ مارا نورالدہر
نے نیزہ اسکا تلوار سے قلم کیا تہمتن گرد نے تیغہ حملہ کیا اور نورالدہر نے تلوار کھینچی دوبدو
ہونے لگی تہمتن گرد بھی پہلوان زبردست ہے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بجلیان کوندرہی
ہین دیوانہ بھی تماشا جنگ کا دیکھ دیکھکر تالیان بجا رہا تھا قضاے کار اتفاقات روزگار

پاؤن مرکب نورالدہر کا موش خانہ مین جا رہا گھوڑے نے سکندری کھائی
خود سر سے گرا تلوار جو تہمتن کی تاک کر سر پہ پڑی تھی تا دو ابرو اُتر گئی نورالدہر نے
واسنا نہ مارا تلوار تو جھٹکا لے سر سے نکلی اور چادر خون کی سر سے باہر آئی
لاہورہ تیز گام جھپٹ کر قریب آیا تہمتن نے بھی ہاتھ روکا اور کہا کہ اس زخمی
کو لیجاؤ لوگ شاہزادہ نورالدہر کو میدان سے پھیر لائے تہمتن نے پھر مبارز طلب
کیا دیوانہ دار جاس سر برہنہ اسکے مقابلہ کو آیا تہمتن نے تلوار ماری دیوانہ نے
وار اسکا رد کرکے اپنا وار کیا جو بدستِ سپر پر پڑی کمر کستان تہمتن گرد کی ٹوٹی مرکب
اسکا معمولی تھا تاب ضرب کی نہ لا سکا تہمتن مرکب سے کود کر علیحدہ ہوا تہمتن نے بھی
جھپٹ کر ایک ہاتھ مارا کہ پانون مرکب دیوانہ کے قلم ہوئے دیوانہ بھی مرکب سے
کود کر علیحدہ ہوا اور دست بقبضہ ہو کر تہمتن گرد سے لڑنے لگا کئی وار کی رد و بدل
مین دیوانہ بھی ہاتھ سے تہمتن گرد کے زخمی ہوا سپہلان شاہ نے اپنے ملازمین کو بھیجکر
دیوانہ کو بلا لیا اور طبل بازگشت بجوا دیا اپنے دونون زخمیون کو لیکر
میدان سے پھر آئے ادھر طنطنہ تیغ زن نے تہمتن سے کہا کہ اس سے بڑھکر موقع
نہ ملیگا کہ لڑنے والے زخمی ہین اور فتح الجنت کو فیل صحرائی لے گیا نہین
معلوم اُسنے مار ڈالا یا زندہ ہی چلکر لنکا کو قبضہ مین کرنا چاہیے تہمتن نے کہا کہ
جو تمہاری رائے ہو وہی سہی غرضکہ یہ دونون اپنی فوجون کو ہمراہ اپنے لیے
ہوئے طرف شہر اسکے شتابی سے روانہ ہوئے یہ خبر سپہلان شاہ کو پہونچی کہ طنطنہ
تیغ زن اور تہمتن گرد لنکا کو لینے گئے ہین یہ سنکر سپہلان شاہ بہت پریشان ہوا
اور شفاخانہ مین آکر اُن جاسس دیوانہ اور شاہزادہ نورالدہر سے بیان
کیا ان دونون کے زخمون مین ٹانکے دیے جا چکے تھے پٹیان چڑھ چکی تھین یہ
دونون اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے لشکرون کو لیکر یہ بھی تعاقب تہمتن
گرد مین روانہ ہوئے اب یہ تو دیکھئے کہ کب پہونچتے ہین لیکن اول کچھ حال
شاہزادہ فتح الجنت کا بیان ہوتا ہے کہ فیل جو انکو لیکر بھاگا تو ایک صحرا
مین پہونچا چاہا کہ کسی درخت سے رگڑ کر مار ڈالے انکو مگر یہ شیر بیشہ جرأت
کب اسکے قابو مین آتا تھا فیل نے جس طرف چلنے کا قصد کیا فتح الجنت
نے اپنی نیزہ کی انی اسکے سر مین گڑو دی کہ یہ چیخ اٹھا اُسنے چاہا کہ سونڈ
مین لپیٹ کر پشت پر سے کھینچ لون جیسے ہی سونڈ قریب لایا فتح الجنت
نے سونڈ اسکی ہاتھ سے پکڑ لی اور اب ہاتھی اپنی طرف کھینچتا ہوا اور فتح الجنت
اپنی طرف کھینچ رہے ہین حتیٰ کہ فیل عاجز آیا اور پھر ایک سمت لیکر بھاگا
فتح الجنت نے بھی اس خیال سے اسکو جانے دیا کہ دیکھون اب یہ کہان
جاتا ہے فیل جاتے جاتے قریب ایک درّہ کوہ کے پہونچا درہ نہایت تنگ تھا

فیل سنبھلا اور قصد کیا کہ رفیع البخت کو لیکر درہ مین گھس جاؤن کہ یہ سر پتھر
ٹکرا کر مر جائے رفیع البخت نے جب یہ ارادہ دیکھا سونڈ کو اسکی بجائے لگام
کھینچا ہرچند فیل نے زور کیا کہ سونڈ چھڑا لون مگر شیر کے پنجہ سے کب
چھوٹتی ہے رفیع البخت نے وہنی جانب دبا کر اس زور سے کھینچا کہ منہ فیل کا
مڑ گیا اور پھر اسنے بھاگنے کا قصد کیا رفیع البخت نے دوسری طرف سونڈ
کھینچی اسنے ادھر سے منہ پھیرا جدہر ہاتھی جانے کا قصد کرتا تھا
رفیع البخت ادہر سے منہ اسکا پھیر دیتے تھے غرض پہر کچھ عرصہ مین
ہاتھی کو ایسا قابو مین کر لیا کہ جدہر چاہتے تھے لیجاتے تھے ہاتھی جیسا
کان دبائے ہوئے چلا جاتا تھا اب رفیع البخت اسے پھیر کر لشکر
کیطرف لے چلے کہ دیکھا چاہیے وہان کی کیا حالت ہے قضائے کار و اتفاقات
روزگار راستہ بھول کر صحرا سے شمالیہ مین ہو نکلے وہان دیکھا کہ
کچھ باڑیان تربوزون کی لگی ہوئی ہین دو ایک آدمی بطور نگہبانی بیٹھے
ہوئے ہین رفیع البخت فیل کو بڑھا کر قریب آن لوگون کے آئے
فیل کو اشارہ کیا فیل بیٹھ گیا آن نگہبانون سے کہا کہ ایک تربوز یہان
توڑ دو قیمت اسکی جو کہو ہم دیدین اسنے پوچھا کہ کیا کروگے کہا پیاس
ہے شربت اسکا پیئنگے یہ سنکر اسنے جواب دیا کہ یہ سب جیسے بیٹھے ہین
دیوانہ وار جاسوس کے ہم اپنے مالک کے بیٹے کو اس واسطے نہ دینگے
کہ تم خون اسکا ہمارے سامنے پیو اگر پانی کیواسطے مانگتے تو خیر دیدیتے
رفیع البخت سمجھ گئے کہ یہ سب دیوانہ کے ہمراہ دیوانے ہو گئے
ہین یون نہ دینگے کہا اچھا ہم جسے پالین گے تم دیدو ا[illegible]
ایک تربوز توڑ کر دیدیا رفیع البخت نے اسے توڑ کر شربت اسکا
پی لیا اور گودا اپنے ہاتھی کو کھلا دیا یہ دیکھکر آن نگہبانون نے شور
کیا اور دوڑے ہوئے ایک جانب چلے تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ
دیکھا قریب پانچ ہزار دیوانون نے چوبدستین پکڑے ہوئے زنجیرین
کھڑکھڑاتے ہوئے چلے آتے ہین کہ کس نے ہمارے آقا کے بیٹے کا خون
پیا ہے مار لو اسکو جانے نہ پاوے رفیع البخت نے یہ نرغہ دیکھکر نیزہ
سنبھالا اور سونڈ فیل کی چھوڑ دی دیوانون نے آتے ہی چوبدستین
مارنا شروع کین رفیع البخت نے وار دیوانون کے سپر پر روکنا
شروع کیے اور جب نیزہ مارا اسے زمین سے اٹھا لیا ادہر ہاتھی بھی
رام ہو چکا تھا اسنے جو اپنے مالک پر یورش دیکھا جسے سونڈ مارا وہ
جیسے گر بیٹھ گیا اور پھر نہ اٹھ سکا کسی کو چیر کر پھینکدیا کسیکو دانتون سے

دبو چکر مار ڈالا تھوڑے ہی عرصہ مین یہ دیوانے بھاگ کھڑے ہوے
اور چلتے وقت کہہ گئے کہ ہم اپنے مالک کو بلا لائین وہ تیری سر کوبی کریگا
رفیع البخت نے جو اور ہاتھی کو آگے بڑھایا تو دیکھا کہ ایک مینار سا بنا ہوا
ہے اور کچھ دیوانے وہان بھی جمع ہین رفیع البخت کو خیال آیا کہ عجب
نہین ہے جو ملکہ اسی مقام پر ہو چلکر دیکھنا چاہیے یہ خیال کرکے فیل کو اسطرف
بڑھایا اور تھوڑی جھاڑی مین سے نکلے ہاتھی تیز دوڑتا ہوا اور
کشتون کو پامال کرتا ہوا چلا دیوانون نے یہ دیکھکر شور کیا کہ او سرکش
پلٹ جا اور ادھر آنے کا قصد نہ کرنا کیا تو نہین جانتا کہ یہ شیر کا مسکن ہے
اگر دیوانہ اسپاس سر بہ ہند کو خبر ہو جائیگی تو تجکو ابھی کھیت کی طرح
پامال کر ڈالیگا ہم اگر ملکہ کی حفاظت پر نہ متعین ہوتے تو تجکو کھیت کے پامال
کرنیکی سزا دیتے رفیع البخت نے کہا کہ مین ملکہ کے لینے کو آیا ہون
اگر روکنا ہو تو روکو اس شور و غل کو سنکر ملکہ نے بھی دریچی وا کی اور
سر باہر نکال کر دیکھنے لگی کہ یہ کیا معرکہ ہے نظر جو رفیع البخت کی صورت
زیبا سے ملکہ گل اندام پر پڑی دل بیچین ہو گیا کہ ایسی نازنین اور اس
مصیبت مین گرفتار رنگ چہرہ کا زرد ہو گیا ہے جانورون کیطرح ایک
مینار پر آشیانہ بنائے بیٹھی ہے گرد پا پھر ار دیوانے گھیرے پڑے ہین اوہم
ملکہ کی نظر رفیع البخت پر پڑی ہزار جان سے شیدا ہو گئی کبھی ایسا
جوان حسین اسکی نظر سے کاہیکو گذرا تھا مگر شرم کے مارے بات کرتے
ہوے حجاب دامنگیر ہوا اسنے دریچی بند کر لی اور دراز سے دیکھنے لگی
رفیع البخت فیل کو مینار کیطرف لے چلے کہ مینار سے ملا کر ملکہ کو اتار لیوین
دیوانون نے دیکھا کہ یہ تو ملکہ کو لینے آتا ہی بس چوبدستین پکڑ پکڑ کر للکار
آواز دی کہ او اجل رسیدہ اسطرف بڑھنے کا قصد نکرنا ورنہ ہمارے
ہاتھ سے مارا جائیگا یہ کہکر چلے ہی تھے کہ جانب صحرا سے شق گرد و غبار
بلند ہوا دیوانے سمجھے کہ مالک ہمارا اسپاس سر بہ ہند آتا ہے آواز دی
کہ دیکھ اب تجھے معلوم ہوگا سردار ہمارا آ پہونچا رفیع البخت بھی ٹھہر گئے
اور کہا کہ ہم پہلے تمہارے سردار ہی سے مقابلہ کرینگے یہ کہکر انھون نے
فیل کو ایک مقام پر قائم کیا اور منتظر ہوے انھین بھی خیال تھا کہ دیوانہ
چوبداری سے فرصت کرکے آتا ہوگا کیونکہ روز یہ اپنے بیشہ مین پلٹ آتا
تھا تھوڑے عرصہ مین دامن ابر کا شگافتہ ہوا تو تہمتن گرد و طلایۂ شہزادن
پچاس پچاس ہزار سوار سے پیدا ہوے نظر جو تہمتن گرد کی رفیع البخت
پر پڑی دیکھا کہ فیل پر سوار کھڑے ہین اسنے نعرہ کیا کہ آج تجھے بھی فیصلہ

ہو جائے تو بہتر ہے تیرے دادا کو اور دیوانے کو تو مین زخمی کر چکا اب
تجھے بھی پست کرون تو ملکہ کو لیجاؤن یہ کہکر مرکب اپنا رفیع البخت کیطرف
بڑھایا شاہزادہ رفیع البخت نے فیل کو بڑھایا اور تہمتن گرد سے سامنا
کیا تہمتن نے کہا کہ مرکب تمہارا بہت بلند ہے اور میرا گھوڑا پست ہے وار میرا
تم تک پہونچ نہ سکیگا یہ سنتے ہی رفیع البخت نے فیل کو اشارہ
کیا کہ وہ بیٹھ گیا رفیع البخت مرکب سے کود پڑے اور پیدل ہوکر
تہمتن گرد سے سامنا کیا یہ بھی گھوڑے پر سے اتر پڑا اور تلوار کھینچکر
رفیع البخت کی طرف چلا رفیع البخت نے بھی شمشیر و سپر کو سنبھالا
اور جنگ ہونے لگی بڑی دیر تک شمشیر زنی رہی آخر تلوارین آریان
ہوگئین ہاتھون سے پھینک پھینک دین اور مصروف تلاش ہوے
جھگڑا کشتی کا بندھا طلطلہ تیغ زن نے خیال کیا کہ تہمتن اگر زیر ہوگیا
تو میرا کام رہجائے گا پھر ملکہ کا ہاتھ آنا بسا دشوار ہے اس سے بڑھکر
موقع ہاتھ نہ آئے گا کہ یہ دونون مصروف تلاش مین میدان خالی ہے
بس اسنے اپنے لشکر سے اشارہ کیا کہ کھیتون کو پامال کرو جسوقت دیوانے
ادھر متوجہ ہون تو ملکہ کو نکال لے چلین یہ سنکر اسکی فوج نے باڑیان
تربوزون کی اجاڑنا شروع کین اور تربوز توڑ توڑ کر کھانے لگے
دیوانے دوڑے کہ یہ کیا کرتے ہو اور آتے ہی غلط بٹ ہو گئے دیوانے
پانچہزار تھے طلطلہ کے ساتھ پچاس ہزار سوار تھے چالیس ہزار نے ان
پانچہزار کو گھیر لیا اور تلوار برسانا شروع کی طلطلہ تیغ زن دس ہزار
سوار سے زیر مینار پہونچ گیا اور آواز دی کہ اے ملکہ چلو اس سے بہتر
موقع نہ ہوگا ملکہ کو اسکی شکل سے نفرت تھی اور اب اور بھی تنفر پیدا ہوگیا
کہ یہ دل اپنا رفیع البخت کو دے چکی ہے آواز دی کہ تو یہان سے چلا جا
ورنہ پچھتائیگا مین تیرے ہاتھ نہ آؤنگی کہ مجھے شادی تجھ ایسے نامرد کے ساتھ
منظور نہین ہے جو میرے بھائی پر غالب ہو وہ میرا شوہر بن سکتا ہے یہ سنکر
طلطلہ تیغ زن نے کہا کہ اگر یون نہ چلوگی تو زبردستی لیجاؤنگا یہ کہکر زینے کے
دروازے پر آیا دیکھا کہ دروازہ مین قفل دیا ہوا ہے اسنے قفل توڑ کر زنجیر کھولی
اور پٹ کھولنا چاہے تو دروازہ اندر سے بھی بند پایا اب اسنے دروازہ
کے چیر ڈالنے کا حکم دیا تبر دار چلے کہ دروازہ چیر کر ملکہ کو نکال لے چلین
جسوقت ملکہ نے یہ حالت دیکھی تو ہاتھ سے انگشتر الماس اتاری اور
قصد خودکشی کا کر لیا لیکن چونکہ قضا اسکی نہ تھی اس گھبراہٹ مین انگوٹھی
ہاتھ سے اسکے چھوٹ کر اسطرح گری کہ مینار سے نیچے آ رہی اور کوئی انگوٹھی

الماس کی نہ تھی اب اسنے قصد کیا کہ اپنے کو مینار پر سے گرا دون ساتھ ہی
یہ خیال آیا کہ اگر قضا ہوئی تو انگشتر الماس کیون گر جائیگی اور اگر مین زندہ بچی
تو اور بھی جلد اسکے قابو مین آجاؤنگی اس سے بہتر یہ ہے کہ یہین بیٹھی رہ جسوقت یہ
سیہ رو بالاے مینار آجاے اور مجکو لے چلنے کا قصد کرے اسوقت اپنے کو
گرا دینا حتی کہ دروازہ بند وارون نے چھیڑ ڈالا اور طنطلنہ تیغزن مینار پر
چلا وہان رفیع البخت کشتی مین مصروف تھے جسوقت شور غل کی صدا
کان مین آئی تو سر اٹھا کر دیکھا پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہے جو لوگ گرد کھڑے ہوے
تماشا کشتی کا دیکھ رہے تھے انھون نے کہا کہ اہل لشکر نے باڑ پان اجاڑ دی
ہین تو دیوانون سے فساد ہوا ہے رفیع البخت پھر مصروف جنگ ہو گئے ملکہ کا
خیال بھی نہ تھا نہ تہمتن گرد کو طنطلنہ کی اس حرکت کا گمان تھا کہ یہ اسطرح ملکہ کو لیجائیگا
ورنہ یہ بھی اس حرکت کو جائز نہ رکھتا الحاصل وہان طنطلنہ تیغزن قریب ملکہ کے
پہونچ گیا اور کہا کہ اب بھی نہ چلوگی تو زبردستی لے جاؤنگا دیکھا ملکہ نے کہ اب
مفر نہین ہے بس اسنے اپنے کو مینار پر سے گرا دیا طنطلنہ تیغزن تو ارے کرکے رہ گیا
لیکن جیسے ہی گری جھپٹ کر ایک پیادے نے ہاتھون پر روکا اور آہستہ سے
زمین پر چھوڑ دیا اور چپکے سے کہا کہ اگر اس ظالم کے ہاتھ سے بچنا چاہتی ہو تو میرے
ساتھ چلو مین تمکو تمھارے باپ کے پاس پہونچا دون ملکہ نے کہا کہ اگر تجھے میرے
باپ پاس پہونچا دے تو جو مانگے گا وہ دونگی مگر تو ہے کون مجھے کیونکر اعتبار ہو
اسنے کہا مین قسم کھاتا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ دغا نہ کرونگا یہ کہکر برابر
ایک گھوڑا کھڑا ہوا تھا اسپر ملکہ کو بٹھایا اور لیکر چلا اتنے مین طنطلنہ تیغزن
مینار سے نیچے اترا دیکھا کہ میرے ہی لشکر کا پیادہ ملکہ کو گھوڑے پر سوار
کرکے لے چلا ہے سمجھا کہ میرے ہی واسطے لیے جاتا ہے خود بھی چند سوارون کو
لیکر ہمراہ ہو لیا پیادے نے کہا کہ اگر آپ ساتھ آئینگے تو یہ بات ایسی نہین
جو پوشیدہ رہے دیوانہ خبر پاکر آ پڑیگا پھر لیجانا ملکہ کا دشوار ہو گا آپ یہین
رہئے تاکہ شبہہ نہ گذرے مین ملکہ کو لیکر قلعہ طنطلنہ کی جانب روانہ ہوتا ہون
طنطلنہ اسکے فریب مین آکر خاموش ہو رہا اور یہ پیادہ جو دراصل لاہو رتیز گام
عیار تھا شہزادہ رفیع البخت ہی کے ملکہ کو لیکر جانب قلعہ میلانیر روانہ ہوا
گویا اسنے رفیع البخت کے یہ بھی تلاش رفیع البخت مین چلا تھا یہان اسوقت
پہونچا جبکہ رفیع البخت سے اور تہمتن گرد سے کشتی ہو رہی تھی اور طنطلنہ تیغزن
مینار کے قریب پہونچ چکا تھا اسنے سب کیفیت دریافت کرکے رنگ و روغن
عیاری سے چہرہ پر لگا کر ہیئت اپنی سپاہیان لشکر طنطلنہ کی ایسی بنا لی تھی اور
زیر مینار کھڑا ہوا تھا غرض جسوقت ملکہ کو لیکر دور نکل آیا تو اسنے اپنا نام بتایا

اور کہا کہ مین عیار ہون اس شہریار عالیمقدار کا جو کھڑا رستے مینار کے سامنے
ایک پہلوان سے لڑ رہا ہے یہ سنکر ملکہ گل اندام نہایت خوش ہوئی کیونکہ
دل اسکا رفیع البخت پر مائل ہو چکا تھا اتنے مین دیکھا کہ سامنے سے دیوانہ
ارجاسپ اور شہزادہ نور الدہر اور رمیلان شاہ گھوڑون کو دوڑاتے
ہوئے چلے آتے ہین پشت پر لشکر کی سوار یکجا اس گھوڑے دوڑاتے چلے آتے ہین
سرو شمشیر زخمون کے پٹیان چڑھی ہوئی ہین لاہو رنے خیال کیا کہ دیوانہ ہمراہ
ہے یہ پھر فساد برپا کریگا اب ان لوگون سے بھی اطلاع کرنا ٹھیک نہین ہے اسنے
پھر راستہ کاٹا اور ملکہ کو لیے ہوئے سیدھا ایوان شاہی کے قریب آیا اور
اندر محل کے اسکی مان کے پاس پہنچا دیا مان نے جو اپنی نازک اندام دختر کو
اس حالت سے کہ چہرہ زرد منہ پر ہوائیان چھوٹتی ہوئی پسینے مین ڈوبی
ہوئی اور سانس پھولی ہوئی ایک مدت کے بعد دیکھا گلے لگا لیا اور
پوچھا کہ یہ حالت تیری کیونکر ہوئی اور تجھے کون رحم دل یہان تک پہونچا گیا
اسنے بیان کیا کہ امیر حمزہ کا عیار مجھے بجنسہ طنطلہ تیغزن سے چھڑا کر یہان
پہونچا گیا یہ کہکر سارا ماجرا طنطلہ کے مینار پر چڑھ آنیکا اور اسکے گرادینے کا بیان
کیا پھر عیار کی امانت داری بیان کی کہ مین اسکے قابو مین تھی جہان چاہتا
مجھے لیجاتا مگر اسنے مجھکو یہین پہونچا دیا یہانتک کہ اسنے آنکھ سے مین بھی نہین لگایا
ملکہ یہ سنکر نہایت خوش ہوئی اور کہا کہ جسکے ملازم ایسے امانت دار ہین اسکا آقا کیسا ہوگا
اس مرحلہ سے فرصت پانے کے بعد اگر تو راضی ہوئی تو مین شادی تیری رفیع البخت
کے ساتھ کر دونگی ملکہ نے گردن جھکالی اب مادر ملکہ تو اسکے کپڑے بدلوانے اور نہلوانے
مین مصروف ہوئی ہے لیکن لاہو راستے پہونچا کر پھر صحرا سے تنہا لیکچا تب روانہ ہوا اور ہان
شہزادہ رفیع البخت اور طنطلہ گرد مین کشتی ہوتے ہوتے دن تمام ہو چلا تھا کہ جانب
صحرا سے تنق گرد و غبار بلند ہوا اور گھوڑون کی ٹاپون کی صدا کانون مین آئی جسوقت
دامن گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ دیوانہ اور نور الدہر اور رمیلان شاہ لشکر کو لیے چلے
آتے ہین جو دیوانے کہ یہان لشکر طنطلہ تیغزن کے ساتھ سے ہزیمت اٹھا چکے تھے
انھون نے جا کہ ارجاسپ سر برہنہ سے ظلم طنطلہ کا اور یارٹ یون کی بربادی
پھر ملکہ کو اتار لیجانا بیان کیا یہ سنتے ہی دیوانہ آگ ہو گیا کہا ابھی
مار دونگا طنطلہ کو اور ابھی گشتہ کی طرح اسکی کشت حیات کو پامال کرونگا
یہ کہکر گھوڑا اڑا دیا اور طنطلہ تیغزن کی طرف چلا ہر چند نور الدہر نے
منع کیا کہ ایک جنگ ختم ہو جانے دو مگر یہ سرٹی کسکی سنتا ہے نور الدہر
تو قریب آکر کشتی اپنے پوتے کی دیکھنے لگے اور دیکھا کہ فیل علحدہ کھڑا
ہوا اور نگہبان کی طرح حفاظت کر رہا ہے اور رفیع البخت مصروف

تلاش ہین تہمتن گرد بھی بڑا پہلوان ہی دونون مین کشتی ہو رہی ہی دستی بند بردی
کھینچتی ہی شک بند دیو بند شیر پیچ وغیرہ تمام نامی پیچ ہو رہے ہین مگر نہ
تہمتن رفیع البخت پر قابو پاتا ہی نہ رفیع البخت تہمتن کو دبا سکتے ہین جوڑا کا
بندھا ہوا ہی یہ پکڑ لاتے ہین تو وہ نکل جاتا ہی اور وہ پکڑ لاتا ہی تو یہ نکلجاتے ہین ادھر
دیوانہ سربرہنہ قریب طنطنہ تیغزن کے پہونچگیا طنطنہ نے تیغہ مارا دیوانہ نے وار
اسکا سپر پر روک کر جو وار میل آہنی کا کیا تو مرکب طنطنہ تیغزن کا مارا گیا طنطنہ تیغزن
قریب آیا کہ مرکب کو دیوانہ سربرہنہ کے پے کر دون دیوانہ بھی کود پڑا اور کشتی ہونے
لگی کوئی پہر بھر کا عرصہ ہوا ہوگا کہ دیوانہ نے لنگر اسکا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین
پر مارا کہ چارون شانے چت گرا دیوانہ چھاتی پر اسکی سوار ہو کر پوچھنے لگا
کہ تونے ملکہ کو کیا کیا طنطنہ نے جواب دیا کہ مین ملکہ کو نہین جانتا اور او بےشرم
تجھے بہنوئی سے لڑتے شرم نہین آتی بس یہ سننا تھا کہ دیوانہ کو انتہا کا
غصہ آیا اور دونون انگلیان اسکے منہ مین ڈالکر جو زور کیا تو طنطنہ کے کلے
پھاڑ ڈالے یہ دیکھکر تمام ہمراہیان طنطنہ تیغزن کے دیوانہ ارجاس سربرہنہ
پر ٹوٹ پڑے ادھر سے دیوانے جا پڑے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہو گئی نورالدہر
نے رفیع البخت سے کہا کہ اے فرزند اب دیر کا موقع نہین ہی
کہ وہان دیوانہ ارجاس اور طنطنہ تیغزن سے جنگ ہو گئی لشکر دون
مین تلوار چلرہی ہی تم بھی لڑائی کا جلد فیصلہ کرو یہ سنتے ہی رفیع البخت نے
دونون بازو تہمتن گرد کے مضبوط پکڑ لیے اور سر سینہ سے ملا کر ریلا
ہر چند تہمتن نے لنگر کو قائم کیا مگر رفیع البخت نے سنبھلنے نہ دیا اور لنگر
تہمتن کا توڑکر دس قدم تک دوڑاتے ہوئے چلے گئے پھر جھٹکا مارا کہ کمر زنجیر کا بند
ٹوٹا تہمتن نے کہا کہ اب جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی میرے آپکے پھر کبھی فیصلہ ہوجائیگا
یہ کہکر مرکب پر سوار ہوا اور دوسری زنجیر کمر سے لپیٹ کر تلوار کھینچی اور لشکر
دیوانہ پر گرا لوگون کو قتل کرنے لگا ادھر رفیع البخت نے تلوار کھینچی نورالدہر
نے باگ مرکب کی اٹھائی اور سب لشکر فوج طنطنہ تیغزن اور لشکر تہمتن گرد سے جنگ
کرنے لگے ہنگامہ دار وگیر برپا ہوا ادھر طنطنہ تیغزن کو لوگ اٹھالے گئے
تھے یہ بھی اسی حالت سے مرکب پر سوار ہو کر جنگ کرنے لگا دونون
کلے اسکے پھٹے ہوئے باچھون سے خون بہتا ہوا مگر تلوار کھینچی ہوئی لڑ
رہا ہی مرنے پر تلا ہوا ہی سیلان شاہ بھی کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی
رفیع البخت فیل پر سوار لشکر کو پامال کر رہے ہین ہر طرف تلوارون
کی چمک ڈھالون کی سیاہی مین برق وسحاب کا لطف دکھا رہی
تھی سپرون کی کھڑکھڑاہٹ مین رعد کی گرج کا انداز تھا سراہ لونکی

طرح برس رہے تھے بارش باران خون کی تھی ایک طوفان آیا ہوا
تھا جسنے ہر کشتی تن کو طوفان موت میں پھنسا دیا تھا ہوا سے تیغ اس زور
شور سے چل رہی تھی کہ سر اُڑے جاتے تھے سپر میں اس دریا سے خون
میں مثل بچھووں کے تیر رہی تھیں بازو جو زرہ پوشوں کے کٹ کٹ کر گرتے
تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ماہی جال میں پھنس کر تڑپ رہی ہے اسی
گرمی جنگ میں تہمتن گرد سے اور نور الدہر سے سامنا ہو گیا تہمتن نے تلوار ماری
نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور یا حیدر کرار کہکے جھٹکا مارا کہ
اتنا بڑا جوان پامال مرکب پر آرہا بس دوسرا ہاتھ دراز کر کے بند کمر
پکڑ کر جو زور کیا تو بس دفعتہً اٹھا لیا پلٹ کر جو رفیع البخت نے یہ قوت
اپنے دادا کی دیکھی آواز دی کہ سبحان اللہ معلوم ہوا کہ یہ پہلوان آپ
ہی کی قسمت کا تھا کہ ہم اتنی دیر لڑے اور کچھ نہوا آپنے اسطرح اٹھا لیا
کہ گھڑی بھر بھی نہ گذری کہا بابا اب وہ قوت کہاں مگر ہاں یہ بڑھاپے
کا آخری زور تھا ماشاء اللہ لڑنے بھڑنے کے تمہارے دن ہیں ہم تو اب
مشتاق اجل ہیں نور الدہر نے تہمتن کو اٹھا تو لیا مگر زخم سر شق ہو گیا اور بے
بیہوش ہو کر گھوڑے سے گرے تہمتن گرد ہاتھ سے چھوٹ گیا ہمراہیان
تہمتن گرد سمجھے جاہا تھا کہ نور الدہر کو پکڑ لیں اور قتل کر ڈالیں رفیع البخت
دوڑے کہ نور الدہر نے لشکر تہمتن گرد میں گھس کر مقابلہ کیا تھا مگر جسوقت تہمتن
نے اپنے ہمراہیوں کا ارادہ فاسد دیکھا تو انکو منع کیا اور کہا کہ اب
میں اس شہریار کا غلام ہوا خبردار اسکے لشکر سے نہ لڑو بلکہ لشکر طنطنہ
تیغزن سے مقابلہ کرو انھوں نے عرض کی کہ ہم تو حکم کے تابع ہیں جسے
کہیے اسے قتل کریں تہمتن بھی جلد ہی سے مرکب پر سوار ہوا اور نعرہ
اللہ اکبر جگر سے کھینچکر لشکر طنطنہ تیغزن پر جا پڑا اور قتل کرنے لگا
رفیع البخت نے مرحبا کی صدا بلند کی اور لڑتے ہوے قریب طنطنہ
تیغزن کے پہونچے اور فرمایا کہ تو کیوں لڑتا ہے جا پلٹ جا کہ تیرا
دوست بھی دشمن ہو گیا یعنی تہمتن گرد کو داداصاحب نے زیر کر کے
مطیع کیا اور اب وہ ہمارا شریک ہے طنطنہ نے دھوکا دیکر شمشیر
کھینچا غضب سے سر رفیع البخت پر وار کیا تیغ نے خود کو کاٹا فرق مبارک تک
پہونچا ہی تھا کہ رفیع البخت نے دستانہ مارا تیغ سر سے نکلا اور
زخم سے خون جاری ہوا بس اس شمشیر بکف صاحبقران کو غصہ آگیا
اور پلٹ کر جو تلوار کا وار کیا تو مع مرکب اسکے چار ٹکڑے ہوے بس
یہ دیکھنا تھا کہ ملازمان طنطنہ نے لاش اپنے مالک کی اٹھالی اور جانب

قلعہ طلسمہ روانہ ہوئے دیوانہ ارجاسس نے جو دیکھا کہ رفیع البخت نے
طلسمہ تیغ‌زن کو قتل کیا آواز دی کہ او سرکش تو مجھے بھی اپنا زور دکھاتا
ہے کیون تونے میرے شکار کو صید کیا رفیع البخت نے فرمایا کہ اسنے مجھپر
وار کیا مین جواب دیتا دیوانہ ارجاسس نے کہا کہ تو کیون اسکے قریب گیا
جو اسنے وار کیا اب بعوض طلسمہ تیغ‌زن کے تجھکو قتل کرونگا یہ کہتا ہوا
رفیع البخت کی طرف چلا ہرچند میلان شاہ منع کرتا ہے اور سمجھاتا ہے
کہ طلسمہ تیغ‌زن نے دھوکہ دیکر رفیع البخت پر وار کیا تھا پھر دشمن کا وار
روکنے سے تو کیا اپنے کو خود قتل کرادے مگر یہ کسکی سنتا ہے آتے ہی رفیع البخت
پر تلوار ماری رفیع البخت نے وار اسکا رد کرکے کلائی پکڑ لی اور کمر زنجیر
کا بند پکڑکے جو زور کیا تو مدد زمین سے اٹھالیا نعتن گرد نے صدائے مرحبا
بلند کی نور الدہر کو تو میلان شاہ نے شفاخانہ بھجوا دیا تھا دیوانہ نے امان
مانگی فرمایا بشرط ایمان اسنے قبول کیا رفیع البخت نے پھر اسکو اسکے مرکب
پر بٹھا دیا اور طبل شادمانی بجاتے ہوئے مع میلان شاہ اور نعتن گرد و دیوانہ
ارجاس سر برہنہ میدان جنگ سے پھرے انکے بھی زخم سر مین ٹانکے
لگائے گئے پٹیان مرہم کی چڑھائی گئین چار روز مین یہ سب اچھے ہوئے
اور محفل عیش آراستہ ہوئی میلان شاہ آکر تخت پر بیٹھا نور الدہر
رفیع البخت نعتن گرد دیوانہ ارجاسس سر برہنہ یہ سب آکر ایک مقام
پر بیٹھے جام شراب تا بہ گردش مین آیا گائین آکر گانے لگین رفیع البخت
نے میلان شاہ سے کہا کہ مین نے دونون شرطین تمھاری پوری کر دین
میلان شاہ نے کہا بیشک رفیع البخت نے کہا کہ اب مذہب اسلام کے
بارے مین کیا کہتے ہو میلان شاہ نے کہا جو آپ کہیے وہ کرون رفیع البخت
نے کلمہ تلقین فرمایا میلان شاہ نعتن گرد ارجاس سر برہنہ یہ سب کے سب
مسلمان ہوئے میلان شاہ نے روسائے شہر کو اور افسران فوج
کو طلب کیا جس وقت وہ حاضر ہوئے تو کہا کہ مین نے مذہب اسلام
اور اطاعت اس شہریار عالیمقدار کی اختیار کی جسکو میرا ساتھ دینا
ہو وہ دین اسلام قبول کرے ورنہ میرے ملک سے نکل جائے سب نے عرض
کی کہ جو بادشاہ کا مذہب وہ ہمارا مذہب ہم اس دامن دولت
کو چھوڑنا پسند نہین کرتے پس سب کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان
ہوئے اور افسران فوج نے اہل لشکر کو مسلمان کیا تمام شہر اسلام
آباد ہوا بتخانے منہدم کر دیے گئے مسجدون کی بنا پڑی سکہ نام پر
بادشاہ لشکر اسلام یعنے دارا سے بن جمشید کے جاری ہوا جس مقام پر

کوئی شخص خدا کا نام بھی نہ جانتا تھا وہان ہر جانب آواز اذان بلند تھی بعد
اسکے میلان شاہ نے شاہزادہ نور الدہر سے عرض کی کہ زندگی کا
کوئی اعتبار نہین مین چاہتا ہون کہ شادی ملکہ کی میری آنکھون کے
سامنے ہو جاے فرمایا کہ کیا مضایقہ ہو ہر چند کہ رفیع البخت نے بہت
انکار کیا اس غرض سے کہ نہ طاق تک پہونچنے مین عرصہ ہو گا مگر حکم سے
نور الدہر کے مجبوری تھی صحبت منعقد کی گئی اور عقد رفیع البخت کا ملکہ
گل اندام کے ساتھ ہوا شاہزادہ وصل سے کامیاب ہوا اور تیسرے
روز میلان شاہ سے رخصت ہو کر جانب طلسم نہ طاق روانہ ہوا اب
ارجاس سر برہنہ اور نقش گرد بھی ساتھ ہوے سب نے سبز نقابین چہرہ پر
ڈالین لباس سبز تن پر آراستہ کیے اور راہ نہ طاق کی اختیار کی انکو
تو اسی رہبری مین چھوڑا جاتا ہو اور چند کلمہ داستان پیران سرمست کے
گذارش کیے جاتے ہین جو کہ سپہ سالار انکا ہو اور اٹالہ بارگاہ نور
آگین کا لیے ہوے چلا جاتا ہو راوی بیان کرتا ہو کہ پیران سرمست جو
اٹالہ بارگاہ نور آگین کا لیکر چلا ہو تو طی مراحل و قطع منازل کرتا ہوا چلا جاتا
ہو جاتے جاتے قریب ایک کوہ کے پہونچا اور خیمہ برپا کرکے ٹھہر کہ رات بھی
مقام پر بسر کرین صبح کو دیکھا جاے گا لشکر اسکا اترپڑا خیمے خرگاہین اوٹیا
وغیرہ برپا ہو گئین بازار لشکر کا کھل گیا کٹورہ کھنکنے لگا فوج آ پڑی جنگل
مین بستی ہو گئی ویران مقام آباد نظر آنے لگا یہان کوہ پر ایک قزاق
رہتا ہو کہ بارہ ہزار آدمی اسکے تابع فرمان ہین اور ایک عیار مکار بھی اسکا
ملازم ہو کہ نام اسکا مہتر ہامان خنجر گزار ہو فن عیاری مین اسکا مثل و
نظیر نہین ہو لاک لاک کوہ نشین قزاق اسکو بہت دوست رکھتا ہوا سیلیے کہ
جب کوئی قافلہ اس مقام پر آکر اترتا ہو تو بغیر کشت و خون کام ہو جاتا ہو چند
کنوین اس مقام پر ہین سب مین پانی بیہوشی آمیز ہو صرف ایک کنوان
اسنے اپنے صرف کیو اسطے خالی رہنے دیا ہو وہ کسی قدر فاصلہ پر ہو لہذا قافلہ
قریب کے کنوون سے پانی کھینچتے ہین اور پیتے ہین کوہ کی ہر سہ جانب بیابان
ہو اور ایک طرف چند درخت نہایت گھنیرے لگے ہوے ہین جو کوئی شامت
کا مارا آنکلتا ہو وہ انھین درختون کے سایہ مین اترتا ہو چنانچہ لشکر
پیران سرمست کا بھی اسی مقام پر اترا ہو لوگ تلاش آب مین روانہ
ہوے ہین سقون نے مشکون مین پانی بھر بھر کر اہل لشکر کو سیراب کیا ہو اور
قابل ضرورت ظروف مین بھر لیا گیا ہو مگر بیہوشی اس اندازہ سے ملائی ہو کہ
پہر ڈیڑھ پہر مین تاثیر کرے یہان تو کھاتے پکاتے ہین سپاہی لشکر کے

سات سات آٹھ آٹھ ایک ایک مقام پر بیٹھے گا رہے ہین ایک جشن ہو رہا ہی جنگل مین
منگل نظر آتا ہی وہان ہامان خنجر گزار نے لک لک کوہ نشین کو خبر کی ہی کہ آج ایک
قافلہ آکر باغ مین اترا ہی کہ بڑا مال و اسباب اُن لوگون کے ساتھ ہے لیکن میر قافلہ
بھی نہایت زبردست پہلوان ہی لک لک کوہ نشین نے کہا کہ کیا تیرے پہلوان کرو فریب
سے زیادہ قوت رکھتا ہی اسنے کہا جی نہین میرا پہلوان مگر تو ایسے ایسے دو ہزار
کو ایک ارٹنگے مین چت کر دیگا آپ اپنا انتظام درست رکھین لک لک کوہ نشین
نے تو اپنی انتظام فوجی کو درست کرنا شروع کیا اور مہتر ہامان خنجر گزار
صورت ایک فقیر کی بنکر داخل لشکر ہوا کہ دیکھنا چاہیے کسقدر مال و اسباب
ہوا ہے یہ فقیر بنا ہوا سیر کرتا چلا آتا ہی کہین سوال کیا کہین نہ کیا ایک ایک
خیمہ ڈیرے کو خوب بھانپتا ہوا اور جانچتا ہوا کہ یہان کیا اسباب ہی اور وہان
کیا سامان ہی آتے آتے بارگاہ نور آگین تک پہونچا اس بارگاہ کو دیکھکر
نہایت خوش ہوا ایسی بارگاہ کبھی کاہیکو نظر سے گزری ہوگی دل مین کہتا
ہی کہ آج خوب ہاتھ لگے ہوے اس قافلہ مین تو ایسا مال ہی کہ جسسے پچھلے پشتہا پشت تک
آرام سے زندگی بسر کر سکتے ہین یہ خیال کرتا ہوا اور خوش ہوتا ہوا پھر چہار
جانب پھر رہا ہی اور وقت کا منتظر ہی کہ یہ لوگ کھا پیکر سوئین تو چلکر مالک
سے اپنے اطلاع کر دون یہانتک کہ اہل لشکر نے کھانے کھاے پانی پیا دن
بھر کے تھکے ماندے تو تھے ہی جو جہان گرا مردہ صد سالہ ہوکر رہ گیا ایک
تو تھکن دوسرے بیہوشی بھی تاثیر کیے ہوے ہی کوئی پہر رات گئے تک
سب سوگئے خراٹے کی صدا بلند ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام صحرا
مین لاشین پڑی ہوئی ہین جو لوگ طلایہ پر معین تھے اور بیدار باش و ہوشیار
باش کی صدائین بلند کر رہے تھے تھوڑے عرصہ مین انکی آوازین آنا
بھی موقوف ہوگئین کوئی کسی درخت سے لگکر سو گیا کوئی بیٹھا تو بیٹھا ہی
رہگیا اب یہ حالت ہی کہ اگر کوئی ڈھیلے بھی مار کر جگاتا چاہو تو کسی کو ہوش
نہ آے جب یہ حالت اس تمام لشکر کی [illegible] ہوگئی تو ہامان خنجر گزار
یہان سے روانہ ہوا وہ بالاے کوہ پہونچا دیکھا کہ حسب دستور
بارہ ہزار قزاق مسلح و مکمل کھڑے ہین مزدور و آہنگر وغیرہ سب ساتھ
ہین بہت سے بیلدار ہین اسلیے کہ اگر اہل قافلہ کو قتل کرنے کا موقع
ہو تو گڑھے کھود کھود کر دفن کر دین ہامان خنجر گزار نے جاکر فوراً
لک لک کوہ نشین سے کہا کہ اب چلیے اور اطمینان سکے ساتھ جسقدر
مال و اسباب ہو سب اٹھا لائیے اب پہر بھر تک کسیکو ہوش نہ آئیگا
لیکن لشکر بہت بڑا ہی اتنا وقت تو شاید صرف اسباب ہی کے

اٹھانے مین گذر جائیگا ان سب کو کہان تک قتل کیجیے گا یہ سنکر لک لک کوہ نشین بارہ ہزار قزاقون کو ہمراہ لیے ہوے آیا دیکھا اسنے کہ ایک لاکھ آدمی خواب غفلت مین پڑا ہوا ہی کسیکو ہوش تک نہین ہی ہامان خنجر گزار نے کہا کہ اب اسباب اٹھو انا شروع کیجیے اگر اتنے آدمیون کو قتل کیجیے گا تو لاشین انکی چھپانا دشوار ہو جائیگا جسقدر غار پہاڑ مین ہین وہ کافی نہین ہو سکتے نہ پہر بہر کے اندر یہ لوگ قتل ہو سکتے ہین یہ سنکر لک لک کوہ نشین نے حکم دیا کہ اسباب اٹھاؤ قزاق اسباب اٹھانے مین مصروف ہوے اور ہامان خنجر گزار نے کہا کہ یہ لوگ جسوقت ہوشیار ہونگے اور مال و اسباب اپنا نہ پاوینگے تو تلاش ضرور کرینگے اور جسوقت یہ معلوم ہو جائیگا کہ چور اسی مقام پر موجود ہین تو آمادہ فساد ہونگے کشت و خون بہت ہوگا پھر بھی انجام مین غلبہ انھین کو ہوگا کیونکہ وہ ایک لاکھ آدمی ہین اور ہمارا گروہ صرف بارہ ہزار کا ہی لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہی کہ اسکے افسرون کو گرفتار کرکے لیتے چلیے کہ اگر یہ لوگ پر سر فساد ہون تو انکو تہ تیغ بٹھا دینگے یہ راے ہامان خنجر گزار کی لک لک کوہ نشین کو پسند آئی اور ہر خیمہ میران سرمست مین آیا اور پشتارہ باندھ کر جانب کوہ روانہ کیا بعد اسکے اور سرداران مثل انتقام شمشیر زور اختر شاہ شہپر سرمست وغیرہ سب کو گرفتار کرکے لیگئے اور بالاے کوہ اسیر غل و زنجیر کرکے زندان مین داخل کیا اور پہر بہر کے اندر جسقدر مال و اسباب کھانا مع بارگاہ نور آگین وغیرہ سب اٹھا لیگئے اور گھاٹیون مین پوشیدہ ہو رہے یہان ڈیڑھ پہر کے بعد ہواے سرد جو چلی تو لوگ ہوشیار ہوے ہرچند کہ رات باقی تھی اٹھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی مگر ایک آدمکو جو پیشاب وغیرہ معلوم ہوا اور وہ بستر سے اٹھا تو لوٹا ڈھونڈتا پھرتا ہی مگر نہین ملتا چاہا دوسرے کے یہان سے لے مین دیکھتا ہوا جو چلا تو اب شمشیر و سپر وغیرہ بھی نہین ہی یہ قزاق آلات حرب بھی اٹھالے گئے تھے اب تو ایک نے دوسرے کو جگایا اور دوسرے نے تیسرے کو اسیطرح سارے لشکر مین ہنگامہ ہو گیا جو اٹھکر دیکھتا ہی سوا بستر کے اور کوئی چیز نہین ملتی اب تو یہ لوگ شور کرتے ہوے سردار کے خیمہ کی طرف چلے یہان آکر دیکھا تو افسر بھی غائب تھے یہان تک کہ کسی رسالدار تک کا پتا نہین اور مال و اسباب وغیرہ کچھ بھی نہین ہی ایک ہنگامہ مچگیا اس پریشانی مین یہ لوگ ادھر ادھر دوڑے کہ اگر کچھ پتا لگے تو چورون سے مال اسباب چھینین اسی اضطراب کی حالت مین دو ایک

آدمی بالائے کوہ بھی پہونچے وہان ایک آدھ قزاق سے سامنا ہوا اُسنے کہا کہ اگر
خیریت چاہتے ہو تو پلٹ جاؤ ورنہ انجام اچھا نہوگا مال کی محبت مین جان کا نقصان
بھی ہوگا ان لوگون نے آکر اپنے ہمراہیون سے بیان کیا وہ لوگ نہایت
پریشان ہوے اور یہ خیال کیا کہ اگر پلٹ کر اپنے آقا کی خدمت مین جاتے
ہین تو کیا منھ دکھائینگے اور اگر نہین جاتے ہین اور لڑنے کا
قصد کرتے ہین تو ہمنا رنگ پاس نہین ہین اسی حالت اضطراب مین ان
سب نے مشورہ کیا کہ کیا کرین اور کیا نہ کرین بعض سن رسیدہ لوگون نے
کہا کہ سب نہ جائین دو چار آدمی جاکر شاہزادہ رفیع البخت کو اس
حال پرملال سے مطلع کرین باقی لوگ شاہزادہ کا انتظار کرین یہ
راے سبکو پسند آئی اور چند سوار یہان سے بخدمت شاہزادہ رفیع البخت
روانہ ہوے شاہزادہ شکار کھیلتا ہوا چلا آتا ہے سوتھن گرد و اورار جاسوس
ہمیشہ ہمراہ ہین سبز قبا ہین سب کے چہرہ و شمشیر بندھی ہوئی ہین ان
سوارون نے اپنے مالک کو پہچانا اور جاکر خدمت مین شاہزادہ رفیع البخت
کی سارا ماجرا بیان کیا کہ شب کو قزاق آکر مال و اسباب مع آلات حرب
وہتھیار و سرداران عالیجاہ سبکو لے گئے یہ سنکر رفیع البخت نہایت
پریشان ہوے اور وہین سے گھوڑے اٹھادیے گئے دوسرے روز آکر
اُس کوہ کے قریب پہونچے رفیع البخت نے اسیوقت کوہ کا رخ
لیا اہل لشکر بھی ساتھ ہوے خبر قزاقون کو پہونچی کہ مالک قافلہ اور
سپہ لشکر آتا ہے قزاقون نے گھاٹیان پہاڑون کی آکر روکین اور تیر کمان
لیکر بیٹھ گئے رفیع البخت نے تلوار میان سے لی اور جانب کوہ چلے
قزاقون نے تیر برسانا شروع کیے رفیع البخت تیرون کو قلم کرتے
ہوے چلے جاتے ہین ہمراہیان رفیع البخت مین سے بہت سے نشانہ تیر قضا
ہوگئے مگر لوگ ساتھ ساتھ چلے ہی آتے ہین اور شاہزادہ رفیع البخت
تیرون کو قلم کرتے چلے جاتے ہین جاتے جاتے زیر کوہ پہونچ گئے اور
اب کوہ پر چڑھنے لگے یہ رنگ دیکھا ان جھنجر گزار نے مالک
کوہ نشین سے کہا کہ اسیرون کو تہ تیغ بٹھا دیجیے پھر اگر یہ لوگ بڑھنے کا
قصد کرین تو انکو قتل کرکے پھینک دیجیے یقین تو ہے کہ یہ لوگ خود ہی پلٹ
جائینگے مالک کوہ نشین نے حکم دیا قزاقون نے بہرام سرمست
اور لقمان شمشیر زن و دراب مغفر سرمست اور اخترشاہ وغیرہ ان سبکو تہ تیغ بٹھا
دیا اور پکار کے کہا کہ اب اگر آگے بڑھنے کا قصد کروگے تو ہم انکو مار ڈالینگے
یہ سنکر رفیع البخت نہایت پریشان ہوے آخر کار مجبور ہوکر

پلٹ آئے اور اسی باغ مین قیام کیا اور لاہور پیغمبر گام سے کہا کہ اب کیا فکر کی جائے لاہور نے عرض کی کہ مجھے دریافت کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ یہان جسقدر کوئین ہین انکا پانی بیہوشی آمیز ہے یہی وجہ ہے کہ جو قافلہ اس مقام پر اترتا ہے وہ بسبب ناواقفیت کے پانی پیکر بیہوش ہوجاتا ہے یہ قزاق آکر مال و اسباب اسکا لوٹ لیجاتے ہین اسیطرح آپکا بھی لشکر لٹا ہے اب مناسب یہ ہے کہ حضور یہان سے تشریف لیچلین تو کچھ تدبیرین پڑسکے رفیع البخت نے کہا ایسا نہو کہ یہ قزاق مطمئن ہوکر میرے سردارون کو قتل کر ڈالین لاہور نے عرض کی کہ ایسی جرأت نہین کرسکتے انہین آپکا خوف ہرسون رہیگا یہی جلدی نہ کرینگے غرضکہ یہ سب یہان سے کوچ کرکے بظاہر جانب مشرق روانہ ہوئے جسوقت حد نظر سے دور نکل آئے تو پھر کھاکر قریب ایک پہاڑی کے پہونچے جو اس کوہ سے قریب تھی اور دامن مین اس پہاڑی کے خیمہ برپا کیا لاہور پیغمبر گام نے دس ہزار آدمی اپنے ساتھ لیے اور رفیع البخت سے کہا کہ شب کو بارہ بجے بلے تھکے آپ دھاوا کریجئے گا کوہ کو خالی پائیے گا یہ کہکر جانب جنوب روانہ ہوا اور صحرا مین جاکر صورت اپنی ایک تاجر کی بنائی اور ہمراہیون کو بھی بصورت تاجر بناکر اپنے ہمراہ لیکر چلا جسوقت نظر اہل کوہ کی پڑی اور آمد قافلہ کی محسوس ہوئی یہ سب بہت خوش ہوئے اور دل مین کہنے لگے کہ آجکل تقدیر زور و شور ہے کہ یا تو مہینون کے بعد کوئی قافلہ نکل آیا کرتا تھا یا ابھی ایک اتنا بڑا قافلہ لوٹ چکے ہین کہ مال کے رکھنے کا بھی ٹھکانا نہین ہے دوسرا قافلہ پھر نظر آیا اتنے مین قافلہ نے آکر اسی باغ مین قیام کیا کہ سوا اس باغ کے کوئی اور جگہ اس صحرا مین لائق قیام ہی نہ تھی ادھر تو قافلہ اترا ادھر ہامان خنجر گزار صورت فقیر کی بنکر چلا اور قافلہ مین داخل ہوا سوال کرتا ہوا ایک ایک خیمہ کو جھانکتا ہوا چلا آتا ہے یہان تک کہ میر قافلہ کے خیمہ کے قریب پہونچا دیکھا کہ میر قافلہ سوداگر وضع ہے بہت سے صندوق رکھے ہین سوداگر ایک صندوقچہ کھولے بیٹھے ہین اور جواہر پرکھ رہے ہین جو نگینہ الماس ہے اتنا بڑا ہے کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا اور کیلڑون مین سوداگر کے سات لعل شب چراغ بجائے پلو ٹانکے ہوئے ہین کہ ضیا لعلی و رنگ پٹڑی ہی تمام لباس سوداگر کا جواہر نگار ہے سوداگر جب ہیرون کو دیکھ چکا تو اسنے دوسری ڈبیا نکالکر کھولی دیکھا کہ اسمین زمرد کے نگینے رکھے ہوئے ہین ہر ایک نگینہ اسکے لایق ہے سبزی آنکھون مین کھبی جاتی ہے ہامان خنجر گزار کی یہ کیفیت ہے کہ اسے سکتے کا عالم ہو گیا ہے بعد اسکے سوداگر نے اس ڈبیا کو بھی بند کیا اور وہ ڈبیا کھولی وہ ڈبیہ بند کی اور ڈبیہ کھولی

سوداگر جو ڈبیا کھولتا ہو اُسمیں ایسے جواہر نکالتا ہو کہ اُسکے ہوش اُڑتے جاتے
ہین ایک آدمی سے دریافت کیا کہ اس سوداگر کا کیا نام ہے۔ لوگون نے بیان کیا
کہ انکو خضران ظلمانی کہتے ہین بہت بڑے تاجر ہین ایسی ویسی سلطنت مین
تو یہ جاتے ہی نہین ہین انکے پاس ایک ایک لعل بیضۂ مرغ ایسا ہے جو دو دو
تین تین لاک کی قیمت کا ہے یہ رنگ دیکھکر ہامان خنجر گزار وہان سے
پلٹا اور آکر لک لاک دزد سے سب واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اس چوری
کے بعد فراغت ہے اسقدر جواہر ہے کہ ہفت اقلیم مین بھی نہو گا صرف ایک
صندوقچہ میرے سامنے سوداگر نے کھولا تھا اسمین اتنا جواہر تھا کہ
جسکی حد نہین ہے اور بہت سے صندوق مقفل رکھے ہین انکا مال ابھی نہین
معلوم ہوا ہر ایک صندوق پر ایک ایک پرچہ لکھا ہوا لگا تھا جسکے دیکھنے
سے معلوم ہوا کہ سب مین سوا جواہر کے دوسری چیز نہین ہے لک لاک
دزد نہایت خوش ہوا اور اسنے تیاری شروع کی وہان خضران
ظلمانی نے یہ انتظام کیا تھا کہ پانی اپنے ساتھ دوسرے مقام سے بھر کر لیتے
آتے تھے لہذا یہان سے بھی تھوڑا پانی بھر لیا تھا کہ کسیکو شبہہ نہ گزرے
اور اپنے ہمراہیون سے کہدیا تھا کہ نو بجے شب کو سب اپنے اپنے بستر پر
لیٹ رہین اور جسوقت سب قزاق کوہ سے اترین اور مال و اسباب اٹھاکر
چلنے کا قصد کرین اسوقت انھین قتل کرنا شروع کرو اسکے قبل دم سادھے
ہوئے اسطرح پڑے رہو کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ سو رہے ہین بلکہ یہ معلوم
ہو کہ بیہوش پڑے ہین الغرض جب شام ہوئی ان سب نے کھانا کھایا
پانی پیا پھر رات تک یہ سب جاگا کیے بعد اسکے بستروں پر لیٹ کچھ دیر
کروٹین بدلا کیے تھوڑی دیر کے بعد یہ معلوم ہوا کہ سناٹا ہو گیا ہے
ہامان خنجر گزار ہیئت تبدیل کیے ہوئے اس مقام پر پیشتر سے موجود
تھا جسوقت اسنے دیکھا کہ یہ سب غافل ہین اور بیہوش ہو چکے ہین
تو اسنے جاکر لک لاک دزد کو آگاہ کیا یہ خوشی خوشی اپنے
بارہ ہزار قزاقون کو لیکر کوہ سے اترا اور داخل قافلہ ہوتے ہی
جلدی جلدی اسباب اٹھانا شروع کیا جب سب اسباب بار کر چکے تو
اب انھون نے چلنے کا قصد کیا ہامان خنجر گزار نے کہا کہ یہ لوگ
بھی دس ہزار ہین ایسا نہو کہ لڑائین تو انکے سب ہتھیار بھی لینا چاہیے
اور افسرون کو گرفتار کر لینا چاہیے لک لاک دزد نے کہا کہ دس ہزار
ایک بار ہوکے ہین کیا کر سکتے ہین ہامان نے کہا کہ اچھا مین ہر قافلہ کو
پکڑے لاتا ہون یہ کہکر سوداگر کے خیمہ مین آیا اور یہ تو اطمینان ہی تھا کہ یہ بیہوش

اور ابھی پہر بھر تک ہوش نہ آئیگا بس اسنے چادر عیاری زمین
پر بچھائی اور باندھنے کے قصد سے جھکا تھا کہ لاہور نے کمند ماری
ساتوں حلقے اسکے گلے میں پڑگئے جھٹکا مارا کہ ہامان اوندھے منھ
زمین پر آرہا لاہور نے نعرہ کیا کہ باش اے دزد و مکار کہاں
جاتا ہے اسکو تو باندھکر کمند سے ڈالدیا اور بچہ عیاری کھینچکر آواز
دی کہ لینا ان چوٹوں کو جانے نہ پائیں بس یہ سننا تھا کہ جسقدر
لوگ دم سادھے پڑے تھے اور تماشا دیکھ رہے تھے سب تلواریں
پکڑ پکڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور نعرے کر کرکے گرے قزاق حیران
تھے سمجھ گئے کہ آفت آئی انھوں نے یونہیں بچائیں کہ مال پھینک دو
اور بھاگو یہ لوگ بھی مکار معلوم ہوتے ہیں قزاقوں نے
کوہ کا رخ کیا اور بھاگے ان لوگوں نے تعاقب کیا اور ادھر
رفیع البخت اور شاہزادہ نور الدہر مع رفقا جانب کوہ
چلے اور قزاقوں سے پہلے کوہ پر پہونچ گئے قبضہ کرلیا بہرام
سمت نے جو دیکھا کہ وقت رہائی آگیا بس ہاتھوں کو ہر پہلو
میں ڈالکر جو زور کیا قید کو توڑکر پھینک دیا سب نے جھٹ
جھٹ کے قیدیں توڑیں اور جو لوگ اس مقام پر بطور نگہبانوں
کے موجود تھے انکو جاکر قید کیا شاہزادے کی قدمبوسی حاصل
کی ادھر قزاق جو بھاگے ہوئے بالائے کوہ آئے تو یہاں کا رنگ
بھی اور دیکھا کہ ملازم مرے پڑے ہیں دوسروں کا قبضہ ہے اب انکے
وہ حالت ہوئی کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن ادھر تو رفقائے
رفیع البخت نے تلواریں کھینچیں اور قتل کرنا شروع کیا ادھر
ہمراہیان لاہور نے راستے روک دیے اسی حالت میں بہرام سمت
سے اور ایک ملک دزد سے سامنا ہوا ملک دزد نے نیزہ مارا بہرام نے نیزہ اسکا
تلوار سے قلم کرکے ہاتھ تلوار کا مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے بس مرتے ہی اس
ملک دزد کی ہر طرف سے صدائے امان بلند ہوئی رفیع البخت نے کہا کہ امان
بشرط ایمان انھوں نے قبول کیا اور کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم ان سب نے
ہاتھ روکے اور امان دی لاہور تیز گام نے ہامان حجرگذار کو ہوشیار کیا
اسکی جو آنکھ کھلی تو اور ہی رنگ دیکھا کہ کوہ پر حریف کا قبضہ ہے سیکڑوں قزاق
مرے پڑے ہیں اور سوداگر تلوار کھینچے سر پر کھڑا ہے لاہور تیز گام نے آواز
دی کہ او مکار دیکھا تو نے عیاری اسکا نام ہے ابھی کچھ دنوں سیکھ ہامان نے
کہا کہ بیشک آپکو اس فن میں کمال حاصل ہے لہذا خطا میری عفو فرمائیے اور

مجھکو بھی زمرۂ تلامذہ مین داخل کیجیے لاہور نے دیکھا کہ پیشانی سے اسکی آثار راستی
نمایان ہین کہا ہان ہوسکتا ہے بشرطیکہ تو مذہب اسلام اختیار کرے اسنے قبول
کیا لاہور نے اسے رہا کیا اور کہا کہ اب مال و اسباب کا پتا بتاؤ کہ کہان ہے
ہامان خنجر گزار نے کہا کہ آپ میرے ساتھ چلیے لاہور اسکے ہمراہ ہوا ہامان
آگے آگے اور لاہور پیچھے پیچھے یہ دونون چلے جاتے ہین کہ ہامان خنجر گزار
ایک درہ مین داخل ہوا درہ نہایت تاریک تھا اسنے مشعل عیاری روشن کر دی
اور لاہور روشنی مین اس مشعل کی چلا جاتے جاتے درہ کے اس پار پہونچا دیکھا
کہ ایک مکان بہت بڑا بنا ہوا ہے تمام عمارت پتھر کی تراشی ہوئی ہے ہر درجہ اس
عمارت کا مال و اسباب سے مملو ہے اسقدر اسباب و مال ہے کہ اٹھانا اسکا ممکن نہین
اسنے آکر شاہزادہ رفیع البخت سے بیان کیا یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت اور نور الدہر
مع چند سرداران نامی و گرامی داخل مکان ہوے دیکھا کہ صندوقون مین یہ اسباب
یہان سے اٹھ سکیگا اسکے لیجانے مین بہت عرصہ ہوگا یہ سنکر ہامان خنجر گزار نے
کہا کہ صرف وہ مال و اسباب حاضر کرو جو کہ ہمارا ہے اور باقی یہین رہنے دو اب اسکی
محافظت تمہاری سپرد کی جاتی ہے یہ سنکر اسنے عرض کی کہ بہت خوب اور مال و اسباب
اٹھا کر رکھنا شروع کیا لیکن ہر چند ڈھونڈتا ہے اور تلاش کرتا ہے لیکن بارگاہ
نور آگین کا کہین پتا نہین چلتا انجام یہ سامنے لاہور کے آیا اور کہنے لگا کہ میری عقل حیران
ہے کہ بارگاہ کیا ہوئی ہر چند مین نے تلاش کی مگر وہ بارگاہ نہین ملتی جو آپکی تھی اور
بارگاہین بہت سی ہین لاہور نے کہا کہ دریافت کرو سب قزاقون کو جمع کیا انھون نے
بھی انکار کیا لیکن ایک بوڑھا سا قزاق تھا اسنے آکر عرض کی کہ بھائی لک لک وزو
کا جو پہلوان زبردست ہے وہ آیا کرتا ہے اور اکثر دھاوا ڈالکر مال و اسباب اس سے
لیجایا کرتا تھا نام اسکا زیرک صحرائی ہے ایسا مرد زبردست ہے کہ لک لک وزو
سا شخص اس سے ڈرتا تھا وہ اس مقام سے آگاہ نہ تھا ورنہ یہ مال و اسباب
اسکے ہاتھ سے کچھ نہ بچتا اسکے خوف سے لک لک وزو نے یہ سب چیزین اس
مقام پر رکھی تھین چنانچہ حسب دستور اس زمانہ مین بھی آیا تھا جس وقت قافلہ
کے لوٹنے کی تیاری ہو رہی تھی لک لک وزو و توابع قزاقون کے لوٹنے
مین مصروف ہوا اور وہ بارگاہ لیکر جانب صحرا روانہ ہو گیا یہ سنکر ہامان خنجر
گزار نے کہا کہ بیشک صحیح ہے ہمارے سامنے بھی وہ کبھی کبھی آجاتا تھا لک لک
وزو بہت پریشان ہوتا تھا اب کی مرتبہ اسکے آنے کی اطلاع اسوجہ سے نہین ہوئی
کہ ہم لوگ آپکے قافلے مین جا چکے تھے اور یہ شخص جسنے خبر بارگاہ کی بیان کی
اسے کوہ پر ڈھونڈھنے گئے تھے اسنے دیکھا ہوگا لاہور نے کہا کہ
وہ اتنا بڑا عیار ہو کر کہ ہمارا قافلہ لوٹنے اپنے مکر کے زور سے لوٹے

اور زیرک صحرائی کو گرفتار نہ کرسکا ہامان نے کہا کہ میں جب چاہتا اسے
پکڑ لیتا مگر مجبور اس سے تھا کہ لک لقا اسکو بہت عزیز رکھتا تھا میں اسکی
خاطر کرتا تھا اور روپیہ دیتا تھا چونکہ جواب معقول تھا اور واصل تھا بھی ایسا
ہی لاہور کو یقین آگیا اب رفیع البخت نے مقام زیرک صحرائی کے رہنے کا
پوچھا اسنے عرض کی کہ اسکے رہنے کا بھی کوئی خاص مقام نہیں آج اس صحرا میں
کل اس جنگل میں پرسون فلان پہاڑ کے دامن میں اسی صورت سے اسکے
رہنے کے مختلف مقامات ہیں اس مقام سے طلسم نہ طاق تک جسقدر صحرا ملتے
ہیں انھیں میں وہ پھرا کرتا ہے سوا صحرا کے بستی سے اسکو نفرت ہے گاہ گاہ [illegible]
بھی سیر کرتا ہے چالیس ہزار سوار اسکے ہمراہ ہیں یہ سنکر رفیع البخت نے خود
اسطرف جانے کا قصد کیا تھا کہ ارجاسپ دیوانہ نے کہا میں جاتا ہوں اور بارگاہ
اس سے چھین لاتا ہوں ہرچند رفیع البخت نے منع کیا مگر اسنے نہ مانا اور اپنے
چالیس ہزار دیو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا یہاں رفیع البخت نے نگرانی
اس کوہ کی اور خزانے کی تخصیص سپہر کے سپرد کی اور ہزاران سرمست کو برائے
مدد ارجاسپ روانہ کیا اسکے بعد خود بھی مع لشکر کوچ کرکے جانب نہ طاق
روانہ ہوئے اب انکو راہ میں چھوڑا جاتا ہے لیکن اول کچھ حال زیرک
صحرائی کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ جو بارگاہ لیکر بھاگا اپنے لشکر میں آیا
اور بارگاہ برپا کرائی ایک ایک بارگاہ کو دیکھتا ہے اور خوش ہوتا ہے اور کہتا
ہے کہ یہ بارگاہ آپ ہی کے لائق تھی زیرک صحرائی خوش ہو رہا ہے کہ ایسی بارگاہ
کسی بادشاہ کو بھی نصیب نہ ہوئی ہوگی اتنے میں چند آدمیوں نے آکر خبر دی
کہ ایک سردار قریب اس مقام کے آکر خیمہ زن ہوا ہے چالیس ہزار سوار اسکے
ہمراہ بھی ہیں اور ایک بارگاہ یاقوت نگار اسکے ہمراہ ہے اگر وہ بارگاہ بھی آپکے
قبضہ میں آجاتی تو اور بھی لطف تھا یہ سنکر زیرک صحرائی نے پتا اس مقام کا
پوچھا اور شبخون کا انتظام کیا رات کو بارہ ہزار قزاقون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا
یہ لشکر منظر پری زاد کا تھا اور الالہ بارگاہ سکندر رستم خو کا اسکے ہمراہ تھا اب یہ
قبر جناب آدم علیہ السلام سے نہ طاق کی جانب چلا ہے اور اس مقام پر آکے
پہونچا ہے شام ہو جانے کی وجہ سے اپنے خیمہ برپا کیا ہے گشت طلایہ کا پھر رہا ہے
آوازیں بیدار باشش و ہوشیار باشش کی بلند ہیں سردار آرام
اپنے اپنے خیمون میں سو رہے ہیں جسوقت زیرک صحرائی
قریب پہونچا تو اسنے شبخون مارا لوگون کو قتل کرنا شروع کیا
لشکر میں شور و غل ہوا تلوار چلنے لگی اور اپنے بیگانے میں امتیاز
باقی نہ تھا پردہ شب میں تلوار چل رہی تھی زیرک صحرائی ایک جانب

یورش کیے ہوئے تا بہ بارگاہ یاقوت نگار ہو پہنچا نگہبانون کو قتل کرکے
اٹھالہ بارگاہ کا اپنے ہمراہ لیکر ایک جانب روانہ ہوا یہان صبح تک تلوار چلا کی
ہزارہا آدمی قتل ہوئے شور و غوغا سنکر مظہر پہ نیزاو بھی خیمہ سے باہر نکل آیا تھا
ہر طرف حریف کو تلاش کرتا پھرتا تھا مگر زیرک صحرائی پہلے ہی بارگاہ لیکر
روانہ ہو چکا ہے جب روز روشن نمودار ہوا تو ایکنے دوسرے کو پہچانا جنگ
موقوف ہوئی کشتون کو اٹھا کر دفن کیا لیکن مظہر پہ نیزاو نے ہرکارون کو تلاش قزاقان
مین روانہ کیا قضا سے کار زیرک صحرائی تو بارگاہ لیکر اور جانب روانہ ہوا
اور ہرکارے اس مقام پر پہونچے جہان کہ ملازمان زیرک صحرائی حفاظت بارگاہ
نور آگین کر رہے تھے انھون نے حال پہانکا اور یاقوت کیا مظہر پہ نیزاو نے بیان کیا کہ
وہ بارگاہ تو نہین ہے شاید کسی دوسرے مقام پر انھون نے پوشیدہ کردی ہو لیکن
ایک اور بارگاہ جو نہایت ہی عمدہ ہے نہین معلوم قزاق کہان سے لاتے ہین
اور لا کر انھون نے صحرا مین برپا کی ہے اگر یہی بارگاہ ہاتھ آجائے تو بھی اس
بارگاہ سے کم نہین ہے مظہر پہ نیزاو نے کہا کہ یہ بارگاہ بھی لینگے اور اپنی
بارگاہ بھی چھینینگے یہ خیال کرکے باقیماندہ لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر یہ تو
اسطرف روانہ ہوا اور زیرک صحرائی جو بارگاہ یاقوت نگار اپنے
ہمراہ لیکر بھاگا تو جاتے جاتے اسنے ایک کوہ پر قیام کیا قضا سے کار
و اتفاقات روزگار زیر کوہ لشکر ارجاسپ دیوانہ کا اترا ہوا تھا صبح
قریب تھی عیار جو بالادری کر رہے تھے انھون نے دیکھا کہ ایک قزاق
بارہ ہزار قزاقون سے آکر بالاے کوہ مقیم ہوا ہے اور ایک بارگاہ اسکے
ہمراہ ہے انھون نے یون خیال کیا کہ ہو نہ ہو یہ وہی بارگاہ نور آگین ہے
آکر ارجاسپ دیوانہ کو سوتے سے جگایا اور تمام کیفیت بیان کی اسنے
حکم دیا کہ گھیر لو کوہ کو اور خود اسلحہ تن پر آراستہ کرکے اور
مرکب پر سوار ہو کر چلا ادھر قزاقون کی لوگون نے زیرک
صحرائی کو اطلاع دی کہ ایک لشکر چالیس ہزار سوار کا زیر کوہ اترا
ہوا ہے ایسا نہو کہ کوئی فساد برپا ہو اسنے کہا نہین معلوم کہ یہ کون
ہے کہان سے آیا ہے کسطرف جانے کا ارادہ رکھتا ہے ہمسے کیا مطلب
اگر وہ لوگ بھی قزاق ہین تو ہمسے تعرض کرینگے اور مزاحم ہونگے
اگر غیر قزاق ہین تو جہان جانے والے ہونگے وہان چلے جائینگے
یہ کہکر کمرین کھولین بالاے کوہ مقیم ہوے تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا
کہ لوگ کوہ پر چڑھتے ہوے نظر آئے ہر طرف سے شور تھا
کہ گھیر لو جانے نہ پائے یہ سنکر زیرک صحرائی گھبرایا اور جلدی سے

مرکب پر بیٹھا قزاق بھی اُسکے ہوشیار ہو گئے اور اب اُسنے ایکطرف کا
رخ کر دیا اور بارگاہ کو ساتھ لیکر یہ بھاگا تلوار چلنے لگی شور گیر و دار بلند
ہوا زیرک صحرائی پہلوان زبردست ہے مقابلوں پر مقابلے کر رہا ہے لوگوں
کو قتل کرتا چلا جاتا ہے اسیطرح اُسنے سب گھاٹیاں تمام کیں اور مع بارگاہ
کوہ سے اُترکر اب اُسنے صحرا کا رُخ کیا تھا کہ ارجاس دیوانہ نے نعرہ کیا اور
آواز دی کہ او دزد مکار کہاں جاتا ہے یہ سنکر زیرک صحرائی ارجاس
کی طرف متوجہ ہوا اور آتے ہی اُسنے نیزہ مارا ارجاس نے نیزہ کو اُسکے
تلوار سے قلم کیا زیرک صحرائی نے تلوار ماری ارجاس نے چاہا کہ کلائی
پکڑ لوں اور اُسے زندہ گرفتار کروں تاکہ پتا بارگاہ کا معلوم ہو جائے
اتفاقاً گھوڑے نے ٹھوکر لی خود سر سے ارجاس دیوانہ کے گر گیا
تلوار زیرک کی سر پر پڑی ہر چند ارجاس نے نہایت تیزی سے دستانہ
مارا کہ تلوار جھٹکا کر سر سے نکل گئی مگر چادر خون کی جو سر سے باہر آئی
بیہوشی طاری ہوئی زیرک میدان خالی پاکر دیوانہ کو حالت زخمداری میں
چھوڑ کر چل نکلا یہاں ہمراہیان دیوانہ ارجاس نے اسی کو غنیمت
جانا کہ ملک ہمارا دست دشمن سے بچگیا ادھر زیرک صحرائی چند قدم
بڑھا ہوگا کہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور بہران سرمست چالیس ہزار
سوار سے آکر پہونچا زیرک صحرائی نے اُسے دیکھتے ہی راہ
فرار اختیار کی اور بہران کو معلوم ہوا کہ یہ ارجاس دیوانہ
کو زخمی کرکے جاتا ہے تب بہران نے اسکا تعاقب کیا دیکھا
زیرک صحرائی نے کہ پیچھا نہ چھوڑے گا پلٹ کر سامنا کیا
اور کہا کہ بہتری اسی میں ہے کہ تو یہاں سے چلا جا ورنہ ہاتھ سے
میرے زخمی ہوگا کہ میں بہت سخت ہوں بہران سرمست نے کہا
کہ سخت و نرم کا حال تو مقابلہ ہونے کے بعد کھلتا ہے یہ سنکر زیرک نے
تلوار بہران کو ماری بہران نے جھکائی دی کہ تلوار اُچٹ پڑی پس
اُسنے ایک ہاتھ سے کلائی زیرک صحرائی کی پکڑ لی اور دوسرا ہاتھ کمر
زنجیر میں ڈالکر جو زور کیا قاش زین سے بلند کر لیا ہمراہیان
زیرک صحرائی نے تلواریں مارنا شروع کیا بہران نے زیرک
کو سامنے کر دیا اب ان لوگوں نے مجبور ہوکر ہاتھ روکے
بہران نے کہا بتا تو کون ہے اُسنے کہا کہ امان پاؤں تو
بیان کروں بہران نے کہا کہ امان شرطاً امان اُسنے کہا
کہ منظور ہے لیکن ایک شرط پر بہران نے کہا شرط اپنی بیان

اسنے کہا کہ آپ مجھسے کیوں لڑتے جواب دیا کہ تو نے ارجاسپ دیوانہ کو زخمی
کیا اسنے کہا کہ فوج نے اسکی مجھے گھیرا بارگاہ میری چھینے لیتے تھے نہ لڑتا تو
کیا کرتا پیران نے کہا کہ دیکھوں وہ بارگاہ کہاں ہے اور زیرک صحرائی
کو چھوڑ دیا اسنے لاکر بارگاہ یاقوت نگار دکھائی پیران نے دیکھا
کہ یہ بارگاہ بھی نہایت عمدہ ہے پوچھا کہ تو کہاں سے لایا اسنے سب
کیفیت شبخون کے مارنے کی بیان کی اور نام اپنا بتایا چونکہ پیران
شہرت نام اسکا ہامان جنگجو سے سن چکا تھا پوچھا کہ جو بارگاہ
تو اپنے بھائی سے لایا تھا وہ کہاں ہے جواب دیا کہ یہاں سے تھوڑے
فاصلہ پر ایک صحرا ہے وہ بارگاہ وہاں برپا ہے اور لوگ میرے
اسکی حفاظت کر رہے ہیں پیران نے کہا کہ اگر خیریت چاہتا ہے تو وہ
بارگاہ ہمارے سپرد کر ورنہ تجھے قتل کرونگا اور بارگاہ تیری
بلا زور سے چھین لونگا یہ سنکر زیرک صحرائی نے منظور کیا مگر
اس شرط پر کہ یہ بارگاہ جو میرے ساتھ ہے یہ مجھے دیجیے گا پیران سپہسالار
نے منظور کیا اور اب یہ ہمراہ زیرک صحرائی کے جانب صحرا [illegible]
بارگاہ نور آگین روانہ ہوتا ہے لیکن اول چند کلمہ داستان مظہر پریزاد
کے بیان ہوتے ہیں کہ یہ جو لشکر لوٹے ہوے اس مقام پر پہونچا
جہاں کہ بارگاہ نور آگین برپا تھی اور اٹھائیس ہزار قزاق اسکی
حفاظت کر رہے تھے بتیس ہزار آدمی مظہر پریزاد کے ساتھ بھی ہیں بس
اسنے جاتے کے ساتھ ہی ایک سوار کو قزاقوں کی طرف روانہ کیا
اور کہلا بھیجا کہ یا تو یہ بارگاہ ہمارے سپرد کر دو یا آمادۂ جنگ ہو ہمنے سنا ہے
جسنے ہمارے لشکر پر چھاپا مارا تھا وہ تمہارا سردار ہے جسوقت سوار
قزاقوں کے پاس پہونچا اور پیام مظہر پریزاد کا بیان کیا قزاق متردد ہوے
اور کہلا بھیجا کہ اگر بارگاہ ہم آپکو دیدیں تو اپنے آقا کو کیا جواب
دینگے لہذا بہتر و مناسب یہ ہے کہ آج قیام کیجیے اور فساد نہ برپا کیجیے
ورنہ ہمارے لیے باعث رسوائی ہے کل تک یقین ہے کہ آقا ہمارا آجائیگا
اسکے آنے پر یہ قضیہ منفصل ہو جائیگا اگر وہ حکم دیدیگا تو بارگاہ ہم یونہی آپکے
سپرد کر دینگے اور اگر اسے لڑنا ہوگا تو وہ آپسے لڑے گا ہم آپسے مقابلہ
نہیں کر سکتے کہ افسر ہمارا موجود نہیں ہے اور یہ بارگاہ بھی آپکی نہیں ہے
ورنہ بے عذر ہم آپکے سپرد کر دیتے تھے اسطرح کی فریب آمیز
باتیں ان لوگوں نے کیں کہ مظہر پریزاد نے تامل کیا اور
انتظار زیرک صحرائی میں قیام کیا شام کو ان لوگوں نے تیاری کی

بھاگنے کی کی اور پھر رات گئے بارگاہ نور آگین کا اٹھا لے اپنے ہمراہ لیکر
جانب صحرا روانہ ہوئے جب یہ لوگ کچھ دور نکل گئے تو مظہر پیرزاد کو خبر ہوئی
یہ بھی مع لشکر تعاقب میں انکے روانہ ہوا جاتے جاتے قریب ایک دریا کے
پہونچے قزاق پل پر سے گذرنے لگے حتی کہ قزاق تو اسطرف گذر گئے
اور بارگاہ پیچھے رہ گئی مظہر پیرزاد نے بارگاہ نور آگین پر قبضہ کیا اور چند
قزاقوں کو زندہ پکڑ کر رہبری کے واسطے ساتھ لیا اور انسے پوچھا
کہ بتاؤ یہ بارگاہ کہاں سے ہاتھ آئی تھی اور ہماری بارگاہ کہاں ہے
انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں نہیں معلوم افسر ہمارا یہ بارگاہ کہاں سے لایا تھا
اتنا جانتے ہیں کہ لوگوں نے اسکو آپکے لشکر کی خبر دی تھی اور وہ بارہ ہزار
قزاق ہمراہ لیکر براہ شبخون روانہ ہوا تھا پھر اسطرف پلٹ کر نہ آیا
یہ سنکر مظہر پیرزاد نے اسی مقام پر قیام کیا اور وہ قزاق جو بھاگے ہوئے
چلے تو پاس زیرک صحرائی کے پہونچے اور ساری سرگذشت بیان
کی کہ جسکی بارگاہ آپ چھیننے گئے تھے اسنے آکر آپکی بارگاہ چھین لی یہ سب
واقعہ اسنے پیران سرمست سے بیان کیا پیران نے کہا کہ میں چلتا ہوں
اگر وہ باسانی بارگاہ دیگا تو میں اس سے لونگا ورنہ چھین لونگا یہ کہکر ان
لوگوں کو اپنے ہمراہ لیا اور یہ بھی مع زیرک صحرائی وارجاس دیوانہ جانب
دریا روانہ ہوا جاتے جاتے قریب دریا پہونچا دیکھا کہ اس پار دریا کے خیمہ برپا
ہیں لشکر اترا ہوا ہے پیران سرمست نے اپنا لشکر ادھر اتارا اور کہلا بھیجا کہ اے
شخص آگاہ ہو کہ دزد یہ بارگاہ ہماری چرا لایا تھا لہذا بارگاہ ہماری
بھیجدو ورنہ انجام اچھا نہوگا کہ یہ بہت بڑے شخص کی بارگاہ ہے اور
تمھاری بارگاہ میرے قبضہ میں ہے جسوقت تم بارگاہ بھیجدوگے تو میں
تمھاری بارگاہ قزاق کے سپرد کر دونگا اسلیے کہ میں اس سے وعدہ
کر چکا ہوں تم اس سے اپنی بارگاہ چھین لینا مجھے کوئی تعرض نہوگا جسوقت
یہ پیام پیران کا مظہر پیرزاد کو پہونچا یہ سنکر مظہر پیرزاد نہایت برہم ہوا
اور جواب یہ دیا کہ اگر تم ہماری بارگاہ دو تو ہم تمھاری بارگاہ تمھیں دیدینگے
ورنہ ممکن نہیں اسلیے کہ اگر قزاق پھر بارگاہ لیکر بھاگے تو مجھے تعاقب کرنا پڑیگا
اور پریشان ہونا ہوگا جب تم ہماری بارگاہ ہمیں نہیں دیتے تو طبل جنگ
بجواؤ جو زبردست ہوگا وہ دونوں بارگاہیں چھین لیگا یہ پیام
سنکر پیران سرمست نہایت برہم ہوا اور طبل جنگ بجوا دیا
خبر مظہر پیرزاد کو ہوئی یہاں بھی نقارہ کارزار بجا نقارہ کے بجتے ہی
تیاری جنگ ہونے لگی بہادر سلح سنجوک تن پر آراستہ کرنے

تھے کوئی تلوار کو اپنی صیقل کرتا تھا کوئی نیزہ کی انی کو آبدار
کررہا تھا اسی حالت مین شب بسر ہوئی اور صبح نمودار ہوئی دونون
لشکرون مین آواز اذان بلند ہوئی ثنا زبان دیندار نے فریضہ سحری کو
بصد خضوع و خشوع ادا کیا اور شکر کے سجدے کر کرکے سلح سنجوگ سے آراستہ
ہوکر مرکبون پر بیٹھ بیٹھ کر معرکہ آرا سے سپرد ہوے دونون طرف صفین
ہند مین بیچ مین دریا حائل تھا بجاے میدان جنگ سبزہ تھا غرضکہ بعد
آراستگی صفوف قتال و جدال دونون جانب سے مظہر پرپزاد و پیران
سرمست نکلے اور جسم پر آکر ایک دوسرے کے مقابل استادہ ہوے
یہ واضح رہے کہ تھا مین ان سب کے چہرون پر پڑی ہوئی ہین پیران
سرمست نے کہا اے لقا بدار سرخوش ہم بھی خدا پرست ہین اور تم بھی
مسلمان ہو لہذا بہتر و مناسب یہ ہو کہ جنگ نکرو اور اپنی اپنی بارگاہ لے لو
مظہر پرپزاد نے کہا کہ اسمین ہمین عذر نہین ہو ہماری بارگاہ ہمارے سپرد کرد
اور اپنی بارگاہ ہمسے لے لو مگر یہ نہین ہو سکتا کہ ہم تمھاری بارگاہ تمھارے سپرد
کرین اور تم ہماری بارگاہ ہمین دیدو بلکہ اُسی فرد کے حوالہ کردو جو بارگاہ
چرا کرلایا ہو پیران سرمست نے کہا کہ اے لقا بدار واقع مین چاہیے تھا
کہ مین تمھاری بارگاہ تمھارے سپرد کرتا مگر مجبور اس سے ہون کہ جسوقت
مین نے زیرک صحرائی کو گرفتار کیا ہو تو اُسنے اقرار لے لیا تھا کہ اگر آپکی
بارگاہ آپکو ملجاے تو اس بارگاہ سے سروکار نرکھیگا مین اُسکو زبان
دیچکا ہون مین اُسکے سپرد کر دونگا تم اُس سے چھین لینا مین دستاندازی
نہین کرسکتا اسلیے کہ قول ہار چکا ہون مظہر پرپزاد نے کہا تمنے کیون ایسا
اقرار کیا یہ فعل تمھارا تھا مجھے اس سے کوئی تعلق نہین مین بارگاہ
اُسیوقت دونگا جبکہ اپنی بارگاہ لے لونگا پیران سرمست نے کہا
کہ معلوم ہوتا ہو تم اس صحرائی سے ڈر گئے ہو ایک مرتبہ جو یہ بارگاہ
تمسے چھین لایا ہو تو اب جرأت نہین پڑتی یہ سنکر مظہر پرپزاد کو نہایت
غصہ آیا کہا بس اے لقا بدار زیادہ گوئی نہ کرو اسکی کبھی یہ لیاقت
تھی کہ وہ مجھسے بارگاہ چھین لاتا مجھسے تو رستم و نوشتہ بھی بارگاہ
نہین لے سکتا تھا میرے آدمیون نے غفلت کی اور فرصت جو اُن
کی غفلت خبر نہ ہوئی سب غافل تھے اسکا خیال بھی نہ تھا بارگاہ
لیگیا مجھے اسوقت خبر ہوئی کہ جبکہ یہ بارگاہ لیجا چکا تھا مین عقب
مین اُسکے روانہ ہوا یہ تو نہ ملا کہ نہین معلوم وہ شب مین کسطرف
نکل گیا تھا لیکن اسکے لوگ اس بارگاہ کے گرد جمع تھے مین نے

اس بارگاہ کو چھین کر اپنے قبضہ مین لیا اب تا وقتیکہ میری بارگاہ یہ
میرے سپرد نہ کریگا مین یہ بارگاہ نہ دونگا اور اگر تمکو یہ خیال ہو کہ مین
اس سے ڈرتا ہون تو بارگاہ بیچ مین رکھدو اور مجھسے اس سے مقابلہ
کرا دو جو زبردست ہوگا وہ بارگاہ چھین لے گا یہ سنکر بہران سرمست
نے زیرک صحرائی کی طرف دیکھا اور کہا کہ تو مقابلہ کریگا زیرک
صحرائی کو بھی اپنے دست و بازو کی قوت پر بہت کچھ بھروسہ تھا
یہ راضی ہو گیا بہران سرمست نے اٹالہ بارگاہ یاقوت نگار
کا بسر پر رکھوا دیا اور زیرک صحرائی مقابلہ کو آیا اور منظہر پریزاد
پر نیزہ مارا منظہر پریزاد نے نیزہ اسکا نیزہ پر روکا طعنین سے چلنے لگین برچھیون مین ٹھن
مین نیزہ ہاتھ سے زیرک صحرائی نے نکال دیا زیرک صحرائی نہایت
خفیف ہوا اور اسنے طیش مین آکر گرز مارا منظہر پریزاد نے اپنے
گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا تڑاقے کی صدا بلند
ہوئی شرارے نکلے لیکن ہاتھ منظہر پریزاد کے مانند ستون لوہے
فولادی کے قائم رہے آواز دی زیرک نے کہ زدم و پشت کردم
منظہر پریزاد نے گرد سے نکلکر آواز دی کہ گرازدی وکرامت کردی منم لیث
تیرا مین موجود ہون اب میری ضرب کا تماشا دیکھ کہ یہ بھی
حملہ کچھ ہے ملک الموت کا یہ کہکر اسنے گرز گران سنگ کو سر پہ چرخ
ایکمر سر زیرک صحرائی پر وار کیا زیرک نے بھی اٹھا کر گرز کو
چہرہ کی پناہ کیا لیکن یہ ضرب منظہر پریزاد کی تھی اور یہ وہ شخص ہے
کہ طلسم نیرنگ قاف کے سرکش اسکے مطیع رہے ہین اسنے دیوونکو
مارا ہو سکندر ہی ایسا رستم وقت تھا جسنے منظہر پریزاد ایسے پہلوان
زبردست کو زیر کیا تھا اصل گرند پر گرز جو پڑتا ہے تڑاقے کی صدا بلند
ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین دہل سے شق ہو گیا ہاتھ
دونوں زیرک صحرائی کے پھولا کے لنگر ضرب کا نہ سنبھل سکا
چھکر مین ہاتھون کی نکل گئین اور دونوں گرز لپٹنے بیٹھنے سر پر
زیرک صحرائی کے پڑے کہ خود سر مین سر گردن مین گردن
سینہ مین سینہ شکم مین شکم کمر مین کمر سب مین مرکب زمین کا
پیوند ہو گیا منظہر پریزاد نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا اور بارگاہ
یاقوت نگار طنازین کے حوالہ کی اور آپ میدان سے پھرا
تھا کہ بہران سرمست نے کہا اسے لقا پرور اب ہماری
بارگاہ پہلے بھجوادو پھر میدان سے ہٹنے کا قصد کرنا

مظہر پریزاد نے کہا کہ اتنو بارگاہ یوں نہیں ملتی جسطرح ہمنے اپنی بارگاہ
لی ہو اسیطرح تمھاری بارگاہ تمکو بھی دینگے اگر تم ہماری بارگاہ ہمکو
بآسانی دے دیتے تو ہم بھی تمھاری بارگاہ تمکو دے دیتے اب اگر
کچھ دعوی مردی و مردانگی ہو تو آؤ یہ سنکر بہران سرمست
نے کہا کہ میں اس سے بھی باہر نہیں ہوں میں چاہتا تھا کہ آپس میں
کشت و خون نہو اسلیے کہ تم بھی خداپرست ہو اور میں بھی خداپرست ہوں
مگر معلوم ہوا کہ تم یوں نہ مانوگے یہ کہکر بہران سرمست نے مرکب کو
چھیڑا اور سامنے مظہر پریزاد کے آیا بعد گفتگوے بسیار دونوں نے نیزے
سنبھالے طعن چلنے لگیں بڑی دیر تک نیزہ بازی ہوا کی لیکن کام نہ نکلا آخر
نیزے پھینک پھینک کر گرز سنبھالے اور وار چلنے لگے تمام جسم کانپ رہا تھا
آخر کار گرز کی جنگ سے بھی کام نہ نکلا اور نوبت شمشیر زنی کی پہونچی
دونوں پہلوان زبردست ہیں نہ کہیں یہ چوٹ کھاتا ہے اور نہ وہ زخمی
ہوتا ہے یہانتک کہ لڑتے لڑتے ایک مرتبہ بہران سرمست نے جھپٹ
کر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا تو مظہر پریزاد نے قصد کیا کہ کلائی اسکی پکڑلوں
لیکن ہاتھ کلائی تک نہ پہونچا تھا کہ تلوار خود تک آگئی بہران نے جھٹکا مارا
کہ تلوار تا دوابرو اتر گئی مظہر پریزاد نے دستانہ مارا تلوار تو چھناکر
سر سے نکلی اور چادر خون کی سر سے باہر آگئی بہران سرمست نے
ہاتھ روکا اور کہا کہ اب میں زخمی سے کیا لڑوں مظہر پریزاد نے
زخم سر کو باندھا اور بہران سرمست پر جا پڑا ہرچند وہ منع کرتا ہے کہ
اسے بہادر جب اچھا ہو لینا اسوقت لڑنا لیکن مظہر پریزاد کسکی سنتا
ہے برس پڑا اور بہران سرمست کو دم نہ لینے دیا آخر کار بہران
بھی ہاتھ سے مظہر پریزاد کے زخمی ہوا مظہر پریزاد نے ہاتھ
روکا اور کہا کہ اب اختیار ہے چاہے بعد کو لڑنا کہ ہم تم دونوں
زخمی ہیں بہران سرمست نے کہا کہ اب لڑائی یکسو ہو جاے
تو بہتر ہے یا میں رہجاؤں یا تم یہ کہکر اسنے زخم سر باندھا
اور پھر تلوار چلنے لگی قضا سے کار مظہر پریزاد نے ایک ہاتھ
مارا کہ سر کٹی بہران نے سر پیچھے کو کھینچا تلوار گردن مرکب
پر پڑی کہ سر اسکا قلم ہوا بہران سرمست فوراً مرکب سے کود کر
علیحدہ ہوا اور جھپٹ کر ایسا ہاتھ مارا کہ مرکب مظہر پریزاد کے بھی اگلے پاؤں
قلم ہوے ساتھ ہی مظہر پریزاد نے بھی زین خالی کیا اب دونوں بہادروں نے
تلواریں پھینک دیں اور کٹاریں کھینچ لیں شپاشپ وار چلنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا دو بلبلیں ہیں

کہ کشتی ہوئی رہین لڑتے لڑتے یہ دونون اسقدر زخمون مین چور ہوے
کہ بیہوش ہو گئے دیکھا ارجاس سر برہنہ نے کہ یہ دونون تو زخمی اور بیہوش
ہین اہل لشکر تو اپنے اپنے سردار کو لیکر چلے اور ارجاس سر برہنہ اپنے دیوانون کو
لیکر لشکر مظہر پیر پر آپڑا اور بارگاہ نور آگین چھین لینے کے قصد سے چلا تھا کہ
جانب صحرا سے شق گرد و غبار بلند ہوا اور آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا
دل گرد سے تین نقابدار پیدا ہوے انمین دو سرخپوش تھے اور ایک
سیہ پوش تھا انھون نے آکر دریافت کیا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہی لوگون نے
تمام واقعہ بیان کیا اور کہا کہ مظہر پیر اور زخمی ہوے اب یہ دیوانہ بارگاہ
لیے جاتا ہی بس یہ سننا تھا کہ سلیمان کوچک نے مرکب کی باگ لی اور دیوانہ ارجاس
سر برہنہ کے سد راہ ہوے ارجاس سر برہنہ نے کہا او نقابدار تو کون ہی جو
میرا سد راہ ہوتا ہی مین اپنے آقا کی بارگاہ لینے آیا ہون تجھے اسمین دخل دینے
کا کیا حق ہی سلیمان کوچک نے فرمایا کہ اب یہ بارگاہ ہماری ہی کہ ہمارے
سپہ سالار نے وزدون سے چھینی ہی اگر تیرے آقا کی دست و بازو
مین کچھ قوت ہو تو وہ ہمسے لے یہ سنکر ارجاس سر برہنہ نے
کہا کہ آقا ہمارا تو تمھارے دو پوست لیگا ابھی تم ہمسے تو
مقابلہ کر لو یہ کہکر اسنے جو چوبدست گران سنگ کا وار کیا سلیمان
کوچک نے وار اسکا اپنی سپر پر روک کر تلوار ماری ارجاس
سر برہنہ نے سپر اٹھائی تلوار جو پڑی ہی سپر کو مانند قرص
پنیر کے قلم کیا اور خود کو دو کر کے سر پر بیٹھی جھٹکا مارا تا دو ابرو
آ گئی ارجاس نے واستا نہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی
لیکن چہرا ور خون کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی سلیمان
کوچک نے ہمراہیان ارجاس سے کہا کہ لیجاؤ اسکو لوگ
ارجاس سر برہنہ کو لیکر پلٹے تہم کہ دوسری گرد اڑی اور
دو نقابدار سبز پوش پیدا ہوے یہ وہی دونون صاحب
یعنی رفیع البخت اور نور الدہر تھے کہ پشت پر ابھی لشکر کثیر
تھا لوگون نے جو اپنے آقا کو دیکھا برائے استقبال روانہ
ہوے اور جا کر تمام کیفیت بارگاہ پر جھگڑا ہونے کی اور
پیران سرمست و نقابدار سرخپوش یعنی مظہر پیر اور اسکے
زخمی ہو کر بیہوش ہونے کی بیان کی اسکے بعد ارجاس سر برہنہ
کا بارگاہ چھیننے کی غرض سے جانا پھر وقت تین نقابدار ون
کا پیدا ہونا اور نقابدار سرخپوش ثانی کے ہاتھ سے ارجاس کا زخمی

ہوتا ہے سب کیفیتین بیان کین ہرچند کہ یہ سنکر رفیع البخت کو نہایت
رنج ہوا تھا اور قصد کیا تھا کہ ابھی جاکر ان نقابداروں سے مقابلہ
کرون لیکن نورالدہر نے منع کیا اور فرمایا کہ اے فرزند وہ لوگ
کہین بھاگے نہین جاتے ہین بالفعل قیام کرو اور آسانی بارگاہ
طلب کرو اگر یون نہ ملے تو جنگ کرنا اسلیے کہ جنگ مین زیادتی
تمھارے ہی ملازمین کی طرف سے ہوئی تھی یہ سنکر شاہزادہ
رفیع البخت اپنے دادا کے کہنے سے خاموش ہو رہے اور لشکر کو
اترنے کا حکم دیا خیمہ ڈیرے برپا ہونے لگے رفیع البخت
پیران سرمست کے دیکھنے کو جنگی شفاخانہ مین تشریف لائے
اور حالت اپنے سردار کی دیکھکر نہایت افسوس کیا اب ارجاس
سرہنگ اور پیران سرمست کا تو شفاخانہ مین علاج ہو رہا ہے
ادھر مظہر نقابدار کے زخم دوزی کی گئی ہے پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھائی
گئی ہین کہ یہ مرہم سکندر رستم خو قاف سے ہمراہ لائے تھے تاثیر اسکی
یہ ہے کہ ایک روز مین زخم کا اندمال ہو جاتا ہے لشکر بھی سکندر کا آیا
ہے ادھر بھی خیمہ برپا ہوے فوج اتر پڑی جسوقت مظہر نقابدار کو
ہوش آیا اور اسنے سنا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو خود تشریف لائے
سنکر مظہر نقابدار نہایت خوش ہوا اور سکندر نے بھی اسکو
گلے سے لگایا اور تمام ماجرا مظہر نقابدار کی زبانی دریافت کیا
حالات پیران سرمست کی سنکر سکندر رستم خو نہایت خوش ہوے
اور دل مین خیال کیا کہ اگر یہ سردار مطیع ہو تو دوا قسر ہو جائین اور
لشکر کی رونق ہو جائے خیر یہ اچھا ہو لیگا تو مقابلہ کرکے زیر کر لونگا
اور ایک سوار کو جو کہ رسالہ دار تھا تھوڑا سا مرہم سلیمانی دیکر جانب
نقابداران سرمست روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ وقت آشتی آشتی
وقت جنگ جنگ جسوقت اچھے ہو لینا تو پھر مقابلہ کر لینا آزمایش
ہو جائیگی اور مجھے اپنے آقا کے سر عزیز کی قسم کہ یہ مرہم ضرور
زخمون مین لگانا کہ اسکی وجہ سے بہت جلد صحت حاصل ہوگی سوار
مرہم لیکر جانب پیران سرمست روانہ ہوا تھا نقابدار زرد پوش
یعنی رفیع البخت سمجھے کہ یہ کوئی پیام لایا ہوگا لیکن جسوقت یہ
ملازم سکندر رستم خو سامنے نقابدار زرد پوش کے پہونچا
سلام کیا اور کہا کہ ہمارے آقا نے سردار زخمی کے واسطے مرہم سلیمانی
بھیجا ہے رفیع البخت نے کہا کہ کیا نقابدار [illegible] پوش یہ وہ طاقت

آئے ہین اس ملازم نے عرض کیا کہ جی ہان تمام سرکشان قاف
کو مارا طلسم نیرنگ قاف کو فتح کیا اب نطاق کیطرف جاتے ہین یہان
آکر یہ سنا کہ حضور کے سپہ سالار سے اور ہمارے سالار لشکر سے
بارگاہ کی بابت جنگ ہوئی اور دونون زخمی ہوئے تو ہمارے
آقا نے یہ مرہم بھیجا ہے رفیع البخت نے مرہم لے لیا اور شکریہ
نقابدار یاقوت پوشش کا ادا کیا خادم کو خلعت دیکر رخصت کیا
اور کہلا بھیجا کہ اگر کچھ قباحت نہو تو آپ ہی تشریف لائیے یا مجھکو آنے
کی اجازت دیجیے جسوقت خادم نے یہ پیام رفیع البخت کا سکندر
رستم خو سے بیان کیا سکندر نے نقابدار سبزپوش سے پوچھا نقابدار سبزپوش نے دل مین خیال
کیا کہ یہ سبزپوشی علامت دست راست ہونے کی ہے اور یہ لوگ
نہایت خلیق ہوتے ہین نہین معلوم کہ یہ کون صاحب ہین بہتر ہے
کہ باہم ارتباط بڑھ جائین ورنہ اگر نوبت بہ جنگ آئی تو مشکل ہوگی
کیونکہ یہ زور سکندر رستم خو کے دیکھ چکے ہین کہ کیسے کیسے دیوونکو
قاف مین مارا ہے اور کیا کیا کارہاے نمایان کیے ہین مبادا نقابدار
سبزپوش اس سے پست ہوا تو اپنی جان دیدیگا سکندر رستم سے کہا اے
فرزند نہایت مناسب ہے کہ تم خود چلو اور نقابدار سے ملو کہ نقابدار
زمردپوش نہایت مروت خلیق و بامروت معلوم ہوتے ہین اور شان و شوکت
سے بھی پایا جاتا ہے کہ کوئی عالی مرتبت ہین کیا عجب ہے کہ تمسے بڑے
ہون اور بزرگ ہون تو تمھین سبقت کرنا چاہیے اور یہ نقابدار کوئی
عزیز قریب ضرور ہے کہ خداپرست ہے اور سامان صاحبقرانی آپکے ہمراہ
ہین اسی بارگاہ کو دیکھو جسپر اتنا جھگڑا ہوا ہے کیا بارگاہ ہے کہ کبھی ایسی
بارگاہ نظر سے نہ گذری تھی سکندر رستم خو نے یہ سنکر کہلا بھیجا کہ مین خود
حاضر ہوتا ہون یہ سنکر رفیع البخت و شاہزادہ نورالدہر بھی اسکے
استقبال روانہ ہوے اور جسقدر تک استقبال کرکے چلے ادھر ہمراہ
سکندر رستم خو کے سلیمان کوچک اور صاحبقران اعظم ہو لیے اور
سیارہ کوچک بھی ہمراہ رکاب ہو لیا تھا جسوقت رفیع البخت داخل
بارگاہ ہوے سکندر کو نہایت عزت کے ساتھ بٹھایا اور فرمایا
کہ اے نقابدار یاقوت پوشش مین نے سنا ہے آپ نطاق
کیطرف تشریف لیجائینگے اور مین بھی اسیطرف جانے والا ہون
بہتر ہے کہ ہم آپ ہمراہ ہی چلین سکندر رستم خو نے کہا کہ ہان ساتھ
چلنے مین اور تو کوئی قباحت نہین ہے لیکن دو ایک باتین مانع ہین

ایک تو لباس کہ آپکی پوشاک کا رنگ ہمارے خلاف مذاق ہی یا تو
آپ سرخپوشی اختیار کیجیے یا مین سبزپوشی اختیار کرون اسوقت دونون
لشکر ایک ہونگے اور بغیر اسکے لطف نہین رفیع البخت نے کہا کہ جسطرح
آپکو سبز رنگ پر رغبت نہین اسیطرح مجھے رنگ سرخ نامطبوع ہی یہ
تو ایسی بات ہی کہ نہ آپ اختیار کرینگے اور نہ مین پسند کرونگا سکندر
نے کہا کہ اسے بھی جانے دیجیے میرے آپکے زور و طاقت کی آزمایش
ہو جاے تاکہ جسوقت لشکر صاحبقران سے سامنا ہو اور نوبت مقابلہ
کی آئے تو جو شخص سے مقابلہ کرنے کے قابل ہو وہ اسکے مقابلہ کرے
اور یہان بھی ایک حاکم اور سب محکوم ہو جائین اگر مین آپکو زیر کرون
تو آپ میرے لشکر کی بادشاہی اختیار کیجیے اور اگر آپ مجھے زیر کیجیے
تو اختیار ہی جس درجہ پر چاہے رکھیے رفیع البخت نے اس راے کو
پسند کیا اور کہا کہ اگر مین آپکو زیر کرونگا تو سپہ سالار بناؤنگا اب
سکندر رستم خو بہیران سرمست کے دیکھنے کو تشریف لاے رفیع البخت
شاہزادہ نور الدہر سلیمان کو جاکے صاحبقران اعظم لاہور شیر گام
سیارہ کو جاکے یہ سب ساتھ تھے سکندر نے دست و بازو بہیران سرمست
کے دیکھکر بہت پسند کیا اور رفیع البخت سے تعریف کی کہ آپکا سردار
فوج لایق سپہ سالاری ہی بعد اسکے بہیران سرمست نے تمام جھگڑا بارگاہ
کا سامنے سکندر کے بیان کیا اب رفیع البخت ہمراہ سکندر رستم خو کے
مظہر پریزاد کی عیادت کو تشریف لاے اور مظہر پریزاد کی بہت تعریف
کی اور سکندر سے کہا کہ یہی ایسا بہادر تھا جو بہیران سرمست ایسے پہلوان کے
مقابلہ مین برابر سے لڑا اور مقابلہ اسکا کیا اب مظہر پریزاد نے سارا جھگڑا بارگاہ کا
بیان کیا اور کہا کہ مین نے ہرچند کہا اپنی بارگاہ لے لو ہماری بارگاہ
دیدو مگر بہیران سرمست نے نہ مانا اور میری بارگاہ اسی چوبے کے حوالہ
کر دی مین نے اس دزد کو مار کر اپنی بارگاہ چھینی اب مین بارگاہ
کیون دیتا بہیران نے مقابلہ کیا ہم دونون زخمی ہوے یہ تمام ماجرا
سنکر سکندر رستم خو سے صاحبقران اعظم نے کہا کہ اب تم بارگاہ اسکی بعید و
تمھاری بارگاہ تمھارے پاس موجود ہی ہے سکندر نے کہا کہ نہایت مناسب
ہی جسوقت رفیع البخت جانے لگے تو سکندر رستم خو نے اٹھا لہ بارگاہ کا ساتھ کیا
اور تا بہ جسد آنہی پہونچانے کو آئی نور الدہر نے رفیع البخت سے
کہا تم بڑے خوش نصیب ہو کہ یہ لوگ تمسے اسطرح پیش آے
ورنہ ہم لوگون نے اپنے زمانہ مین ان لوگون کے ہاتھ سے بڑی

بڑی زحمتیں اٹھائی ہیں اور بڑی جفائیں سہی ہیں شاہزادہ خاور سیاہ یعنی
ملک قاسم نے والد ماجد کو ایسا ایسا پریشان کیا ہے کہ انکا دل جانتا تھا
اسی طرح کی جہالتیں ایرج نوجوان نے ہمارے ساتھ کیں رستم نے
بدیع الملک کو کیسا کیسا عاجز کیا مگر اس نقابدار کے اخلاق تو اسکے لباس
کے بالکل خلاف معلوم ہوتے ہیں غرضکہ جسوقت قریب خیمہ پہونچے تو سکندر
رستم خو نے رفیع البخت کو رخصت کیا اور کہا کہ اگر عہد الہی نہ طاق کی
منظور ہو تو طبل جنگ بجوا کر زور آزمائی کیجیے تاکہ یہاں سے ایک ہوکر
چلیں یہ دورنگی تو کچھ اچھی نہیں معلوم ہوتی بقول شاعر دورنگی چھوڑدے
یک رنگ ہو رہ۔ یہ سنکر رفیع البخت نے کہا کہ اے نقابدار مجھے تو شرم
آتی ہے کہ میں تمہارے مقابلہ میں طبل جنگ بجواؤں باوجودیکہ تم کسقدر خلق
و مروت سے پیش آئے میرے سردار لشکر کے واسطے مرہم سلیمانی بھیجا
بارگاہ جسکا جھگڑا تھا وہ میرے سپرد کی اسکا عوض یہ نہیں ہے کہ میں تمہارے
مقابلہ میں طبل جنگ بجواؤں سکندر رستم خو نے کہا کہ یہ جنگ جنگ نہیں ہے
بلکہ آزمایش ہے زور وطاقت کی ایسے مقام پر یہ کہنا مناسب ہے کہ وقت
آشتی آشتی وقت جنگ جنگ زیادہ اگر کچھ خیال ہے تو تلوار کی جنگ کو
موقوف کر دیجیے میرے آپکے دو چار ہاتھ نیزے کے دو ایک ضربیں
گرز کی چلکر کشتی پر نوبت آجاے اسمیں فیصلہ ہو جاے گا یا آپ میرے
مطیع ہو جائینگے یا میں آپکا فرمانبردار ہو جاؤنگا مثل مشہور ہے کہ دو بادشاہ
ایک مقام کی حکمرانی نہیں کر سکتے بعد فیصلہ کے سب ایک ہوکر شہ طاق
کیجانب روانہ ہو جائینگے اور اگر آپکو طبل بجوانے میں کوئی تکلف ہو تو میں
نقارہ رزمی بجواتا ہوں رفیع البخت منہ دیکھنے لگے کہ ابھی تو کیا دوستانہ
و محبتانہ برتاؤ تھا ابھی جنگ کا اصرار ہے دادا صاحب سچ کہتے تھے
کہ یہ لوگ نہایت جاہل مزاج ہوتے ہیں اور نوزادوں کو بھی خیال
آیا کہ ان لوگوں پر بھروسہ کرنا چاہیے یہ ممکن نہیں کہ انکی ایک سی
طبیعت رہے ادھر صاحبقران اعظم جو اس ارتباط باہمی پر خوش ہوتے
تھے انکو بھی ملال گذرا کہ دیکھیے جس کیلیے ساری محنت کی تھی کہ امن
فتنہ و فساد نہ برپا ہونے پاے آخر وہی پیش آیا افسوس کہ دونوں بہادر
ہیں اسے چشم زخم پہونچا تو بھی دلکو ایذا ہوگی اسکو ضرر پہونچا تو بھی دل
دکھیگا رفیع البخت نے مجبور ہوکر جواب دیا کہ جب آپ طبل جنگ
بجوائیے گا تو دیکھا جاے گا میں ابتدا نکرونگا یہ کہکر اٹھا لے بارگاہ
نور آگین کا سا تھوڑا لیے ہوے اپنے لشکر میں آئے بارگاہ نور آگین کے

استادہ کیے جانے کا حکم دیا اسیوقت بارگاہ استادہ کی گئی دنگل کرسیان
بچھا دی گئین سردار آ آ کر اپنے اپنے منصب کے موافق کرسیون اور
دنگلون پر متمکن ہوے سردارون مین جانب دست راس سب سے بالادست
دنگل نورالدہر کا بعد انکے رفیع البخت کا دنگل انکے بعد بیران سرمست
اور مقام شیردل وغیرہ اور جانب دست چپ تہمتن گرد ارجاسپ سرہنگ
وغیرہ تخت پر اخترشاہ عجب طرح کا لطف تھا پورا سامان صاحبقرانی
موجود تھا ادھر سکندر رستم خو نے پلٹ کر بارگاہ یاقوت نگار کے استادہ
ہونے کا حکم دیا انکی بارگاہ بھی استادہ ہوئی سردار حسب مراتب اپنے
اپنے دنگلون کرسیون پر متمکن ہوئے ایک جانب صاحبقران اعظم مع
سرداران قاف اور دوسری جانب شاہزادہ سکندر رستم خو سلیمان کوچک
مظہر پرزادہ بیت زرین تاج اور اسکے دونون بھائی اس بارگاہ مین عجب
لطف تھا کہ بارگاہ بھی سرخ اور بیٹھنے والے بھی سرخ پوش سوا صاحبقران
اعظم کے کہ یہ تو آفتاب سیاہ و لباس سیاہ پہنے ہوے تھے جام بادہ
ناب کو گردش تھی جسوقت دماغ سکندر رستم خو کا بادہ ناب سے گرم ہوا
حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ خانہ قاف نوازش مین آیا بقول
شاعرے نقارہ آوازہ آمد برون بگرد و دست گردون دون یہ خبر
شاہزادہ رفیع البخت کو پہونچی کہ نقابدار یاقوت پوش نے طبل جنگ
بجوایا ہی رفیع البخت نے بہت افسوس کیا اور نورالدہر کی طرف
دیکھکر کہا کہ اب فرمائیے کیا ہوا یہ لیجیے وہ آفت نہین ہی جو آپ پر گذر چکی
ہو آپکا ارشاد بہت بجا تھا کہ ان سرجوشونکو آتش مزاج ہی سمجھنا چاہیے
یا یہ خلق و مروت اور یا یہ کج ادائی خیر کہدیا جائے کہ ہمارے لشکر
مین بھی بفضل ایزدی دنیا بھر پائی بجے طبل جنگ یہ سنکر لاہور شترگام
نقارخانہ مین آیا اور نقارہ پر چوب ماری داروغہ نقارخانہ نے
نذر دی اسطرف بھی کوس حربی بجا تیاریان جنگ کی دونون طرف ہونے
لگین تہمتن گرد نے شاہزادہ نورالدہر سے عرض کی کہ اگر مجھے اجازت
ہو تو کل مین مقابلہ کرون نورالدہر نے کہا اسے تہمتن یہ سمجھ لے کہ
بیران سرمست ایسا پہلوان نقابدار یاقوت پوش کے سپہ سالار
کا کچھ نہ کر سکا جتنے زخم اسنے کھائے اتنے زخم اسنے کھائے وہ
نقابدار شیر سے آقا سے نامدار کا ہم پلہ ہی شاید ایسا ہی بیس کا
فرق ہے تہمتن گرد نے عرض کی کہ اول ہم جان نثار دونہی سے
مقابلہ ہونے دیجیے جسوقت ہم لوگ کچھ نہ کر سکین تو آپکو اختیار ہی

نور الدہر خاموش ہو رہے تمام رات بلبل بیچارہ ہا یہاں تک کہ رنگ
زمانہ بدلا سیاہی پر سفیدی کو غلبہ ہوا لیلیٰ شب نے زلف سیاہ فام کو
سمیٹا اور حور سحر نے اپنا روئے تاباں دکھایا صحبت انجم میں برہمی
پیدا ہوئی ستارے مانند چراغ سحری کے جھلملا جھلملا کر غائب ہونے
لگے ماہ شب زندہ دار بھی آرامگاہ مغرب کیجانب روانہ ہوا وزیر عالم
افروز نے علم کہکشاں کو سرنگوں کرکے نشان ظفر بلند کیا فوج خطوط شعاعی
پرے جمائے ہوئے افق سے نمودار ہوئی طائران باغ آشیانوں سے
نکل نکل کر شاخہائے درخت پر مصروف زمزمہ سرائی ہوئے نسیم سحری کے
جھونکوں نے چشم نیم باز نرگس کو بیدار کیا غنچوں کو کھلایا پھولوں کو ہنسایا
اور شمیم گل کو پہنچا دامن میں نسبت کرکے بجلی سبزۂ خوابیدہ نے سر بلند کیا قطرات
شبنم نے دامن ہر برگ گل کا موتیوں سے بھر دیا قافلے والوں نے
سفر کی تیاری کی بستر لپیٹے کوس سفری نے آواز الرحیل بلند کی عاشقان
ہجران کشیدہ شکر کے سجدہ ادا کرکے اٹھے اور کوچۂ محبوب کیطرف یہ شعر
پڑھتے ہوئے روانہ ہوئے علی الصباح چو مردم بکار و بار روند بلا
کشان محبت بکوئے یار روند غرض کاروبار دنیا میں مصروف ہوئے حسینان
جہان نے سامان آرایش طلب کیا شانے کے دل صد چاک میں زلف
نے گھر کیا اور آئینہ کے قلب منور میں چہرۂ زیبا پر تو فگن ہوا افزایان
دیندار و غنا سنگھار تکاروں سے فراغ حاصل کرکے روانۂ میدان کارزار
ہوئے یہاں شاہزادہ سکندر رستم خو اسلحۂ جنگ تن پر آراستہ کرکے مرکب
پری پیکر پر سوار ہوئے اور مع سرداران نامی و گرامی روانۂ میدان
کارزار ہوئے اس شان سے کہ داہنی جانب صاحبقران اعظم بائیں
جانب سلیمان کوہ جاہ پشت پر مظفر پری زاد بہت زرین تاج مع لشکر
پری زادان قریب جسر آہنی صفوں کو درست کرنے لگے تھوڑے عرصہ
میں میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ ہراول چنداول آٹھوں
صفیں تیار ہو گئیں سب سے آگے سکندر رستم خو مع صاحبقران اعظم
و سلیمان کوہ جاہ بمرتبہ سرداری کھڑے ہوئے اسطرف سے
شاہزادہ زمان یعنی رفیع البخت نوجوان مع شاہزادہ نورالدہر
و تمام شیر نر و دلیران سرمست و تہمتن گرد و غیرہ آکر صف آرا
ہوئے عجب لطف تھا اور طرفہ سماں پیش نظر تھا کہ ایک جانب
لطف سبزہ زار تھا تمام صحرا سبزہ پوشوں سے بھرا ہوا تھا
جوانان سبز پوش مرکبوں پر سوار اسطرح جھوم رہے تھے جسطرح

نسیم بہار کے جھونکون سے درخت جھومتے ہین دوسری جانب کنارہ
دریا چمن لالہ زار کا کھلا ہوا تھا تمام سرخپوش مرکبون پر سوار گھوڑے
چھچھیلیان کر رہے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ شرارے چمک رہے ہین یا
شفق نے زمین پر عکس ڈالا ہے چمن دریا کے پانی کی جھلک عجب لطف
دیتی تھی باجے جنگی بج رہے تھے تلوارین اور سنانین چمک رہی تھین
بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہیب دیکر بیٹھ گئے تھے کہ یکایک
لشکر نقابدار یاقوت پوش سے شاہزادہ سلیمان گوچک نے مرکب
اپنا نکالا تمام طلبہائے قاف جلوہ گری پر آئے سکندر رستم خونے
بڑھکر عرض کی کہ یہ جنگ تو میری ہی اور نقابدار زرد پوش کی آزمائش
زور و طاقت کیواسطے معین ہوئی تھی حضور نے کیون تکلیف فرمائی فرمایا
کہ اے فرزند دونون طرف نقابین چہرہ پر پڑی ہوئی ہین سب ہی نقابدار
ہین ادھر سبز پوش ادھر سرخپوش امتیاز کو لنا ہے اگر کوئی نقابدار
تمہارے مقابلے کو نکلتا یا جب تم نکلتا تو لوٹ لیتا کہ جسے جس نقابدار
سے مقابلہ کی شرط ہوئی ہے وہی ہمارے مقابلہ کو نکلے جبتک مین ایک آدھ
سردار کو دیکھے بھالے لیتا ہون یہ کہکر جسر آہنی پر آئے بعد سلحشوری
سپاہ نیزہ زمین پر گاڑکے اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ اے
نقابداران سبز پوش جسکو مجھسے زور آزمائی کرنا ہو وہ آئے میرے
مقابلہ کو ابھی یہ سخن ناتمام تھا کہ لشکر رفیع البخت سے تہمتن گرد نے
مرکب کی باگ لی اور سامنے شاہزادہ نور الدہر دہر رفیع البخت
کے آکر اجازت جنگ مانگی رفیع البخت نے کہا کہ جنگ سے مجھسے طے پا چکی
تھی تمہارا نکلنا جائز نہ ہوگا اسلیے کہ اسی جنگ پر اطاعت و فرمانبرداری
کا فیصلہ ہے اگر تم زیر ہوے تو ہمکو اطاعت کرنا پڑیگی تہمتن گرد نے
عرض کی مین اول ہی اظہار اسکا کردونگا کہ مین ایک ملازم ہون نقابدار
زرد پوش کا میری جنگ پر فیصلہ شرط کا موقوف نہین ہے جسوقت ہمارا
سردار لشکر نکلے اور اس سے مقابلہ ہو تو عہد کے موافق عمل درآمد ہو سکتا ہے رفیع البخت
خاموش ہو رہے تہمتن گرد میدان مین آیا وہ سلیمان گوچک سے اگر
تمغا کا ور ہوا مرکبون مین ٹکر ہوئی سپر سے سپر ٹکی شرارے سپرون سے نکلے
مرکب سلیمان گوچک کا چار قدم ہٹا اور مرکب تہمتن گرد کا پانچ
قدم پسپا ہوا تہمتن گرد نے کہا کہ نقابدار یاقوت پوش مین وہ شخص نہین
ہون جس سے مقابلہ کرنے کے بعد فیصلہ اطاعت و فرمانبرداری کا منظور
ہو آپ فرمائیے کہ آپ کون ہین سلیمان گوچک نے جواب دیا کہ مین بھی

نہین ہون لہذا میرے ہی تیرے مقابلہ پر بھیجا ہے تہمتن گرد نے کہا کہ
مجھے میرے آقا کی اجازت نہین ہے سلیمان کوچک نے فرمایا کہ پھر کیون
آیا ہے جواب دیا کہ جس واسطے تم آئے ہو سلیمان کوچک نے کہا پھر تاخیر
کیون کرتا ہے لا ضرب بہادری کی یہ سنتے ہی تہمتن گرد نے نیزہ مارا سلیمان
کوچک نے ترچھے ہوکر وار اسکا خالی دیا اور کلائی پکڑلی زد وبد ہونے لگے
مرکب لنگرون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون مرکبون سے کود پڑے
کشتی ہونے لگی دونون طرف سے افسران لشکر قریب قریب آگئے تماشا
دیکھنے لگے یہان تہمتن گرد اور سلیمان کوچک مین زور کشمکش ہونے لگی
تھوڑے عرصہ مین کڑیان زرہ کی پارہ پارہ ہوکر گرگئین تہمتن گرد اتنا
بڑا جوان ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے ایک دیو لڑرہا ہے ادھر سلیمان کوچک
کی یہ حالت ہے کہ جب اسے پکڑ لاتے ہین یہ صاف نکل جاتا ہے اسی کشمکش
مین دن تمام ہوگیا اور رات قریب آئی کچھ اندھیرا ہو چلا تھا کہ ایک مرتبہ
تہمتن گرد نے دونون بازو سلیمان کوچک کے پکڑ لیے اور سینے سے
ملاکر زور کیا سات قدم تک دوڑا لیگیا جھٹکا مارا کہ بایان گھٹنا سلیمان
کوچک کا زمین سے آشنا ہوگیا چاہا کہ زور کرکے اٹھا لون ممکن نہ ہوا
بس تب سلیمان کوچک نے آواز دی کہ تو اپنا حوصلہ نکال چکا اب میرا
زور آخر ہی دیکھ لے یہ کہکر دونون بازو تہمتن گرد کے پکڑ کر جو زور کیا
نو قدم دوڑا لیگئے جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے زمین سے مل گئے پس کمر زنجیر کا
بند پکڑ کر جو زور کیا تو لنگر اسکا توڑ کر کمر تک لے آئے پس تہمتن گرد نے بلبلا کر
جو لنگر مارا کمر زنجیر کا بند ٹوٹ گیا اور تہمتن ایک گھٹنے کے بل گرا کہ گھٹنا اسکا ٹوٹ
گیا اس اتفاقی اتنا درد سے رنگ تہمتن کا زرد ہوگیا اندام مین رعشہ پڑگیا
سلیمان کوچک نے یہ حالت تہمتن گرد کی دیکھکر پوچھا کہ کیا ہوا اسنے بیان
کیا کہ گھٹنا میرا ٹوٹ گیا ہے سلیمان کوچک اسے چھوڑکر علحدہ ہوگئے اور
آواز دی کہ اسے لیجاؤ یہ زخمی ہوگیا ہے ملازمان نقابدار زمرد پوش
تہمتن گرد کے لینے کو بڑھے سمجھے کہ نقابدار یاقوت پوش یعنی شاہزادہ
سکندر رستم خو نے آگے بڑھکر ان لوگون کو منع کیا اور پکار کر صف انجمن
سے کہا کہ اے نقابدار زمرد پوش اسے آپ نہ لیجائین بلکہ مین
لیے جاتا ہون تاکہ کل کی میدان داری مین یہ بھی شریک ہوسکے
اور علاج اسکا مرہم سلیمانی سے کیا جاوے میرے ہمراہ سامان
چارہ سازی بہت عمدہ ہے شب بھر مین یہ اچھا ہو جاوے گا یہ سنکر
نقابدار زمرد پوش نے کہا کہ آپ شوق سے لیجائیے جیسے میر اطلاع

ویسے آپکا شاہزادہ سکندر رستم تہمتن گرد کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے میدان سے پھرے طبل بازگشت بجا ادھر نقابدار زمرد پوش یعنی شاہزادہ رفیع البخت پلٹ کر بارگاہ نور آگین میں داخل ہوئے اور آج ہر خلق نقابدار یاقوت پوش کی نہایت تعریف کی ادھر نقابدار یاقوت پوش نے آتے ہی پاؤں تہمتن کا کھلوایا اور پٹی مرہم سلیمانی کی چڑھوادی کہ رات بھر میں جو زخم مندمل ہو جائے اور طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر شاہزادہ رفیع البخت کو پہونچی کہ نقابدار یاقوت پوش نے اپنے سامنے تہمتن گرد کا علاج کیا اور خود بنفس نفیس نگران رہے لیکن طبل جنگ بجوا دیا ہے یہ سنکر رفیع البخت نے بھی طبل کو بجوا دیا مگر اپنے جد نامدار شاہزادہ نور الدہر سے کہا کہ عجب مزاج نقابدار یاقوت پوش کا ہے کہ دوستی کی بھی حد نہیں اور دشمنی بھی اسی سے ہم پلہ ہے نور الدہر نے کہا کہ بابا تم ان لوگوں کے مزاج سے نہیں واقف ہو مجھکو بہت سابقہ ہے ان لوگوں کی یہی کیفیت ہمیشہ رہی ہے اسیطرح مجھے پریشان کیا ہے شاہزادہ ملک قاسم نے تو والد ماجد کو ایسا ایسا زچ کیا کہ انھیں کا ایسا دل تھا جو قاسم کی جفائیں اٹھایا کیے چونکہ مجھکو انھوں نے بیٹا کیا تھا مجبور دونوں صاحبوں کا ادب واجب ہو گیا تھا میں دخل ہی نہ دے سکتا تھا یہ لوگ در اصل دشمن نہیں ہوتے ہیں لیکن انکی عقل ہی انکی دشمن ہوتی ہے دوسرے کا کیا ذکر ہے انسے بغیر لڑے بھڑے رہا نہیں جاتا ہے اب تمہیں بھی ایک ملا ہے لیکن ہزار ہزار شکر ہے کہ پھر مزاج اسکا ویسا نہیں ہے جیسا مزاج قاسم یا ایرج یا رستم ثانی کا تھا ان لوگوں میں سکندر شہریار میں ایرج کی خلق ہے یا یہ لڑکا خلیق معلوم ہوتا ہے خدا جانے یہ کسکا پارۂ جگر ہے خدا اسکو بھی سلامت رکھے کہ ہوشیار معلوم ہوتا ہے بظاہر تو تمھارا جواب دینے والا اس لڑکے کے دوسرا نہیں معلوم ہوتا ہے لیکن فرق بروقت مقابلہ کے کھل جائے گا غرضکہ یہ رات بھی تمام ہوئی اور صبح کو پھر دونوں طرف کی فوجیں جوق جوق گروہ گروہ پرے پرے دستے دستے آ آکر جمع ہونے لگیں تھوڑے عرصہ میں دونوں طرف کنارے دریا کے وہی لالہ زار و سبزہ زار لہلہانے لگا اسطرف شاہزادہ رفیع البخت آکر قائم ہوئے اسطرف سکندر رستم خو تہمتن گرد کو اپنے ساتھ لیے ہوئے میدان میں آئے اور تہمتن سے کہا کہ جاؤ سامنے تمھارا آقا موجود ہے یہ سنکر تہمتن گرد نے سلام کیا اور خدمت میں شاہزادہ رفیع البخت کی حاضر ہوا دیکھا رفیع البخت نے

کہ تہمتن بالکل اچھا ہی رفیع البخت نے سکندر کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ
اسکے ہمراہ وہ لطف سپہگری کی تیر کے برتاؤ سے ظاہر ہوتا ہی کیا کہنا یہ سنکر سکندر
رستم خو نے کہا کہ اب ملازمین کو تکلیف دینے سے کچھ حاصل نہین ہی بہتر یہ ہی
کہ ہمارے آپکے فیصلہ ہو جاوے رفیع البخت نے کہا نہایت مناسب
ہی مگر صورت اسکی یہ ہو کہ کسی چیز پر زور ہو جاوے اسمین کمی بیشی معلوم
ہو جاویگی سکندر نے کہا مجھے منظور ہی رفیع البخت نے لاہور تیز گام کیطرف
اشارہ کیا کہ لاؤ بس اسیوقت لاہور داخل لشکر ہوا اور ایک میل آہنی
لاکر ڈالدیا جسمین دونون جانب دستے بنے ہوے تھے اور درمیان سے
وہ میل پتلا تھا رفیع البخت نے کہا کہ اس میل کو ایک جانب سے آپ
پکڑیے اور ایک طرف سے مین یا مین آپکو کھینچ لاؤنگا یا آپ مجھے
کھینچ لیجائینگے یہ سنکر سکندر رستم خو بڑھے ادھر سے رفیع البخت آگے
اور دونون دلیرون نے میل فولادی کو اٹھایا اور پاؤن سے پاؤن
ملاکر زور کرنا شروع کیا نہ انکا قدم اپنی جگہ سے ہٹتا ہو نہ انکا پاؤن
سرکتا ہی دونون جانب دیکھنے والے تعریف کر رہے ہین اسی حالت مین
وہ میل فولادی بیچ سے ٹوٹ گیا ادھر سکندر گرے اور ادھر رفیع البخت
لور الدہر نے دوڑ کر اس فرزند کو اٹھایا ادھر صاحبقران اعظم
نے سکندر رستم خو کو اٹھایا گلے سے لگایا لور الدہر نے رفیع البخت
سے کہا کہ مقابلہ اریا قوت پوش نہایت زبردست معلوم ہوتا ہی رفیع البخت
نے کہا کہ اسوقت تک مجھے ایسے زبردست سے مقابلہ کا اتفاق نہوا تھا
مین دیکھتا ہون کہ کوئی نتیجہ ہوتے معلوم نہین ہوتا سکندر رستم خو نے کہا
اسے مقابلہ ارزمرد پوش اس زور مین تو فیصلہ نہوا رفیع البخت نے
کہا اب جو کچھ آپکی راے ہو مین موجود ہون سکندر رستم خو نے
سیارہ کو چک کی طرف دیکھا اور کہا کہ لاؤ ہمارا کرگدن آہنی سیارہ کوچک
نے کرگدن حاضر کیا سکندر نے رفیع البخت کی طرف دیکھکر کہا کہ اسپر
تیغ آزمائی ہو جاے یہ کہکر جھپٹ کر جو ایک ہاتھ مارا کرگدن کے
دو ٹکڑے ہوگئے سبھون نے نہایت تعریف کی اور رفیع البخت نے بھی آفرین
کی اور جھپٹ کر دوسرا ہاتھ مارا کہ پھر ایک ٹکڑے کے دو ٹکڑے
ہوے لوگون نے انکی بھی تعریف کی اور سکندر نے کہا کہ ہاتھ کیا پورا
پڑا ہی سبحان اللہ رفیع البخت نے کہا کہ ہاتھ تو پورا پڑا مگر نتیجہ کچھ
نہ نکلا سکندر نے کہا کہ نتیجہ تو بغیر مقابلے کے نہ نکلے گا آپ تامل کیون
کرتے ہین اگر کچھ خوف زخمی ہونے کا ہو تو میرے ساتھ مرہم سلیمانی

موجود ہو رفیع البخت نے کہا کہ مین زخمی ہونے سے کیا ڈرون گا مرنے
سے بھی نہین ڈرتا ہون لیکن میرا ہاتھ بخیر نہین اٹھتا اسکا سبب ذہن مین
نہین آتا سکندر نے کہا کہ میرا ہاتھ تو آپ پر خوب اٹھتا ہی جب ایک آدھ
ضرب پڑے گی تو پھر آپکا ہاتھ بھی اٹھنے لگے گا صاحبقران اعظم نے
دلمین کہا کہ اب دیکھیے سنک کی لی اب خدا ہی خیر کرے ہمتو سمجھے تھے
کہ یہ مثل اپنے باپ دادا کے نہین ہی مگر کہان تک اثر نہو گا ادھر نور الدہر
نے بھی دیکھا کہ اسپا ضرور مقابلہ ہو جاے گا یہان سکندر رستم خو مرکب
کو اڑا کر میدان مین آئے سراپا میدان کا دکھایا پھیرے سے ساتھ ہاتھ
نکالے جسوقت عرق عرق ہوگئے تو اپنے مقام پر ٹھہر کر دم کو آرام سے
کرکے آواز دی کہ اے نقابدار زرد پوش بس اب آپ دیر نہ کیجیے
کہ ہماری آپکی منزل کھوٹی ہوتی ہی جلد فیصلہ ہو جاے یہ سنتے ہی رفیع البخت
نے بھی مرکب کو بڑھایا گرز و سپر کا ہاتھ مین سنبھالا ادھر سے سکندر نے
ڈھال ہاتھ مین لی اور گھوڑے کو اشارہ کیا دونون مرکب مانند گولون
کے چلے درمیان مین آکر لگا در چلی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو کوہ ٹکرا گئے
سر سے سر سینے سے سینہ سپر سے سپر لڑی شرارے دونون سپرون
سے نکلے یہ معلوم ہوا کہ دو بادل ملکر گرجنے لگے تڑاقے کی صدا بلند
ہوئی دونون مرکب برابر سے پیچھے ہٹے دونون دلیرون نے باگون
کو پھیر پھیر کے نشستے سنبھالے اور ایک نے دوسرے سے سامنا کیا
پا نشستی کی گفتگو ہونے لگی نقابدار سیاہ پوش نے بڑھکر آواز دی
کہ سارا جھگڑا ساتھ چلنے کے لیے ہو رہا ہی کہ ایک دوسرے کا محکوم ہو جاے
لہذا مناسب یہ ہی کہ اس ساتھ کو چھوڑیے دونون صاحب علحدہ علحدہ
چلیں ساتھ نہ جائین یہ سنکر نور الدہر سمجھے کہ یہ مرد صلح پسند معلوم ہوتے
ہین بڑھکر آواز دی کہ اے نقابدار سیاہ پوش آپ بجا ارشاد فرماتے
ہین میری بھی یہی راے ہی ایسے دو شیرون کا آپس مین لڑ کر مرجانا
اچھا نہین باہم حال معلوم ہو گیا کہ آپ دونون صاحب زبردست
بہادر ہین لیکن سکندر رستم خو نے کہا کہ میرا دل نہین گوارا کرتا کہ مین
نقابدار زرد پوش سے علحدگی اختیار کرون آپ لوگ بےقدر
کیون جد و کد فرماتے ہین یہ لڑائی دشمنی کی نہین ہی بلکہ استحکام
محبت کے واسطے ہی اگر ایک آدھ زخمی بھی ہو جاے گا تو چوڑیان
نہین ٹوٹ جائینگی نقابدار سیاہ پوش تو سمجھے کہ اسپر یہ نہین
مانیگا اپنا سخن ضائع کرتا ہی ادھر رفیع البخت کو بھی غصہ آگیا کہ اسنے مجھے معدوم ہی سمجھ

لیا ہی انھون نے بھی نیزہ سنبھالا غرضکہ بعد گفتگو کے لیبار سکندر رستم خو
نے ابتدا کی اور نیزہ مارا رفیع البخت نے نیزے کو نیزے پر کاٹا طعین چلنے
لگین یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ زبانین نکالکر لڑنے لگے سنانون سے چنگاریان
اڑ رہی تھین مرکب دونون شہسوارون کے اشارہ پر چلرہے تھے گھوڑون
کی گشت سے تتق گرد بلند تھا اس گرد مین نیزون کی چمک شب تارمین کرمک
شبتاب کا لطف دکھا رہی تھی جو بند یہ باندھتے تھے وہ کھول لیتے تھے
اور جو بند وہ باندھتے تھے یہ کھول لیتے تھے دیکھنے والے داد ہنر دے
رہے تھے غرضکہ نیزہ بازی ہوتے ہوتے سنانین بنانین نیزون کی بیکار
ہوگیئین چھڑ پڑ جھڑ ٹوٹنے لگی چھڑین بھی ٹوٹ ٹوٹ کر مانند مسواک ہوگیئین
آخر نیزون کو پھینک سکندر نے جھپٹ کر اپنے پر سے گرز اٹھایا
اور کہا کہ اسے نقابدار زرد پوش یہ وہ ضرب ہی جس سے سرکشان
قاف کو مین نے پست کیا ہی اور بڑے بڑے دیوونکو مارا ہی مجھے تم
پر وار کرتے خوف معلوم ہوتا ہی کہ ایسا نہو دشمنون کو چشم زخم پہونچے
رفیع البخت نے کہا اے نقابدار با قوت پوش مین اس ضرب کا بہت
مشتاق ہون تم خوف نہ کرو اگر قضا میری نہین ہی تو یہ ضرب پھول
سے زیادہ سبک ہو جائیگی تم بھی میرے زور کی آزمایش کر چکے ہو اور
میرے گرز سے زیادہ گران یہ گرز نہین معلوم ہوتا ہی یہ سنکر سکندر رستم
خو نے کہا کہ ابھی سبک اور گران کا حال کھلا جاتا ہی یہ کہکر خبردار خبردار
کہکر گرز کو سر پر چرخ دیکر سر رفیع البخت پر وار کیا رفیع البخت نے اپنے
گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا اتراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ
فلک کو نکل گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ رفیع البخت اس تتق گرد مین پوشیدہ
ہوگئے سکندر علیحدہ ہوئے تمام پل مین لرزہ پڑگیا جسر کی چولین اسقدر
ڈھیلی ہوگیئین کہ اسکی نصف عمر تمام ہوگئی اور ایک ضرب کا اور محتاج
ہوگیا لاہور تیز گام جھپٹ کر آیا پالی جھٹک کر گرد کو ہٹایا دیکھا کہ رفیع البخت
کے ہر بن مو سر مو سے پسینا جاری ہی لیکن دونون ہاتھ مانند ستون فولادی
کے قائم ہین منہ سے واہ واہ کی صدا بلند ہی لاہور نے کہا بس تعریف ہوچکی
اب جواب دیجیے یہ سنتے ہی رفیع البخت نے مرکب کو اشارہ کیا کہ چمک کر سامنے
آیا اگر مرکب طلسمی نہوتا تو اس ضرب سے بچنا محال تھا اور انھون نے بھی گرز
مارا سکندر نے اپنا گرز بجائے سپر بلند کیا گرز جو پڑتا ہی ایک تڑاقا ہوا اور اڑا اڑا کر
تمام پل دریا مین گرا رفیع البخت اور سکندر بہتے ہوئے چلے تمام لشکرون مین تلاطم
پڑگیا کہ یہ کیا غضب ہوا سردار گھوڑون کو دوڑاتے ہوئے دھارے کے ساتھ چلے

اب ان سب کو ابھی اسی سردار کی تلاش میں چھوڑا جاتا ہے اور بہت سا ان سے چند کلمہ
داستان فیال نشان حال دل دلدادگی زبانہ صف شکن نگارندہ صاحبقران بحر و بحر نور [illegible]
و نور الدہر صفا پسند و حق پژدہ یعنی شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کے چند تحریر
میں آتے ہیں گزارندہ داستان عجیب نگارندہ نامہ اسکے غریب یوں راوی ہے کہ جسوقت
صاحبقران حق پژدہ یعنی شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے طلسم باطن کو فتح
کیا اور وہان سے جانب طلسم ظاہر روانہ ہوے ہیں تو ہمراہ شاہزادہ مذکور
لشکر دیو فرلق اور عیار انکا ہو باقی کسیکو ساتھ نہیں لیا ہو کم کم جادو و وارا سب تالی
وغیرہ کو اپنے انتظار میں اسی جگہ چھوڑا ہو اور اقرار فرمایا ہو کہ انشا اللہ تعالی
بعد فتح مرحلہ آخر میں بہت جلد تم سے آکر ملونگا یہ سب تو یہاں انتظار میں
بیٹھے ہیں اور عادل کیوان شکوہ طے مسافت کرکے داخل طلسم ظاہر
ہوے جسوقت خبر اکمن جادو کو ہوئی یہ براسم استقبال روانہ ہوا راستے میں
قدمبوسی حاصل کی اور نہایت تکریم کے ساتھ شاہزادہ عالی مرتبت کو اپنے ہمراہ
بارگاہ میں لایا شاہزادہ عالی جاہ نے تمام واقعات طلسم باطن کے اکمن جادو سے
بیان کیے اکمن جادو نے مبارکباد دیکر عرض کی کہ آجتک کسینے طلسم باطن یا کسی طلسم
کو اس شدومد کے ساتھ نہ فتح کیا ہوگا جسطرح آپنے اس طلسم کو توڑا ہو واقع میں
کہ یہ صرف خداوند عالم نے آپکے ہی لیے بنایا تھا بعد اسکے اکمن جادو نے تمام
حالات صاحبقران حق پژدہ کے سامنے بیان کیے جو انکے چلے جانے کے بعد طلسم ظاہر
میں پیش آئے تھے آخر میں عرض کی کہ اب کمن جادو بھاگ کر آتشخانہ طلسمی میں
پوشیدہ ہوا ہے اگر چالیس دن اسکو اسی آتشخانہ میں گزر گئے تو پھر قتل ہونا اسکا
نہایت دشوار ہے لوح بھی بیکار ہو جائیگی اور کوئی خبر نہ بیان کریگی فرمایا کہ روز
باقی ہیں اکمن جادو نے عرض کی کہ اب صرف تین روز باقی ہیں فرمایا خیر کل
دیکھا جائے گا اکمن جادو نے سامان عیش و راحت مہیا کیا شاہزادہ
نے بآرام تمام گذاری کسل راہ کو برطرف کیا جسوقت سپیدہ سحری نمودار
ہوا اور وقت نماز سحری کا آیا شاہزادہ نے فریضہ سحری کو ادا
کیا ہنوز وظیفہ ختم نہ کرنے پائے تھے کہ صرصر گرد باد و باد پیہم گرد
حاضر ہو گیا تھوڑے عرصے کے بعد اکمن جادو سمعون جادو و مہیار
جادو بھی حاضر ہوے تسلیمیں بجا لائے شاہزادہ نے وظیفہ ختم
کرکے مرکب طلب فرمایا اور اسلحہ جنگ منگایا اور ارشاد فرمایا کہ اب
میں اس آتشکدہ سحر کی طرف جاتا ہوں جہان کہ بادشاہ طلسم پوشیدہ
ہوا ہے یہ فرما کر اسلحہ [illegible] سے آراستہ ہو کے مرکب پر جلوہ گر ہوے
اور دوست کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم و سیار [illegible]

تجکو چاہیے کہ لوح طلسم باطن جو بیکار ہو گئی ہے مگر اب بھی حفاظت کے واسطے
کافی ہے اپنے عیار کو دیکر جانب گوشۂ جنوب و مغرب روانہ کر اور خود بھر بھر کے بعد
ان شعلوں کی طرف رخ کر اور جیسا لوح حکم کرے اسپر عمل کر اول عیار کا جانا جلد واجب
ہے یہ دیکھکر نقاب دار عالیقدر نے لوح طلسم باطن اپنے عیار کے سپرد کی
اور حکم لوح کا مہتر گرد باد و باد پیر گرد سے بیان کیا مہتر گرد باد نے عرض کی
کہ اگر یہی حکم لوح کا ہے تو مجھے بھی کوئی عذر نہیں ہے یہ عرض کرکے سلام
رخصت کیا اور جانب گوشۂ جنوب و مغرب روانہ ہوا بعد دو پہر کے نقاب دار دلاور
نے بھی لوح کو پھر ملاحظہ فرمایا اور سب سے رخصت ہو کر جانب آتشخانۂ طلسمی روانہ
ہوے جسوقت قریب آتش حصار کے پہونچے دیکھا کہ ایک چادر سرخ ہے کہ حصار
باندھے ہوے ہے اور اندر اس چادر کے ہزارہا شعلے لپکتے پھرتے ہیں عادل
کیوان شکوہ ٹھہر گئے اور لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ فلاں اسم جو کنارہ لوح
پر مرقوم ہے گیارہ مرتبہ پڑھکر دوسرا اسم جو متن لوح میں ہے گیارہ ہزار
مرتبہ پڑھکر دم کیجیو پھر گیارہ مرتبہ پہلے اسم کو پڑھکر تمام کر و اسوقت اسی
آگ میں سے ایک بہادر کتاب لیے ہوے پیدا ہوگا کہ تمام اسلحہ اسکی پشت پر رکھا
ہوا ہوگا تم اس سلاح کو جسم سے اتار کر وہ اسلحہ تن پر آراستہ کرنا اور مرکب
پر بیٹھکر اس آتش حصار کے اندر بے خوف چلے جانا مگر لوح دیکھنے سے غفلت
نہ کرنا کہ اگر ماندہ ہی تا قیامت ماندہ ہی یہ دیکھکر شاہزادہ عالی قدم نے اسی
جگہ قیام کیا اور اسم خوانی شروع کی انکو تو محو اسم خوانی رکھا جاتا ہے اور
واقعہ عجیب حال مہتر گرد باد و باد پیر گرد کا بیان ہوتا ہے کہ یہ جو لوح طلسم باطن
لیکے بیٹھے ہیں گرد روانہ ہوا تھا چلتے چلتے ایک صحرائے ویران و بیابان
ریگستان میں پہونچا وہ عجب تمام جنگل میں پھیلی ہوئی تھی ہوا کے سناٹے سے
دل ہلا جاتا تھا ہر طرف بگولے اٹھ رہے تھے ابھی اس مقام پر بلندی تھی
اور اس جگہ پستی تھی ایک دم میں ہوا کے پستی بلندی اور بلندی کی پستی
سے بدل ہوتی گویا نمونہ انقلاب زمانہ کا وہی بیابان تھا اور عجیب و غرائب
عالم خداوندی نے اسی جگہ جمع کر رکھے تھے مہتر گرد باد و باد پیر گرد البتہ ہی
اسم باسمی عیار تھا کہ ایسے دو گھنٹہ میں اس صحرا کو طے کیا اور دوسرے
خارستان میں پہونچا دیکھا کہ ہزارہا درخت کھجور کی اور کرونده کے
لگے ہوے ہیں مگر سب خشک کسی درخت میں پتے کا نام نہیں زمین کی
ناہمواری وا ہموں میں کانٹوں کا اُگنا کسی مقام پر بلندی ہے تو یہ معلوم
ہوتا ہے کہ پہاڑ پر چیتے دوڑتے ہیں اور پستی ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے
کہ دوسرے طبقۂ ارض میں تم پہونچیں تو پہنچیں اس صحرا کو بھی مہتر گرد باد نے

بمشکل طے کیا اب دور سے ایک گنبد معلوم ہوا یہ وہی گنبد ہے جو پہلے نمودار
ہوا تھا جسوقت مہتر گردباد قریب اس گنبد کے پہونچا چاروں طرف پھرنے
لگا مگر دروازہ نظر نہ آیا چونکہ مہتر گردباد پیاسا بہت تھا تلاش آب میں آگے
روانہ ہوا دور سے ایک قصبہ سا معلوم ہوا یہ عیار طرار اس قصبہ میں داخل ہوا
دیکھا کہ سب دوکانیں سجی ہیں لوگ لباس پرتکلف پہنے ہوئے ادھر
سے ادھر جاتے ہیں ادھر سے ادھر آتے ہیں دوکاندار نہایت خوش
بیٹھے ہیں گویا کسی کا انتظار ہے مہتر گردباد نے ایک آدمی آیندہ روندہ
سے دریافت کیا کہ آج یہاں کیا سامان ہے اُن لوگوں نے بیان کیا
کہ یہاں ہر سال ایک میلا ہوتا ہے دوکاندار دوکانوں کو آراستہ کرتے ہیں
اور زیادہ بکری عطر اور پان گوگل لوبان رائی سرسوں کالے دانے
وغیرہ کی ہوتی ہے پوچھا کہ کیا لوگ یہاں کے ساحر ہیں انھوں نے بیان کیا کہ
تم بھی بڑے عقلمند معلوم ہوتے ہو اگر ساحر ہوتے تو ایسی چیزیں خود خرید کے
رکھتے یا دوسروں کے ہاتھ فروخت کیا کرتے کہا پھر کون ان چیزوں کو مول
لیتا ہے انھوں نے بیان کیا کہ ایک شخص ابھی آتا ہے اور وہ جسقدر دوکانیں
ان چیزوں کی ہیں سب خرید لیتا ہے اور قریب شام صحرا کی طرف روانہ ہو جاتا
ہے اکثر لوگ اسکے تعاقب میں گئے ہیں کہ کہاں سے آتا ہے حال اسکا
دریافت کریں تو کچھ پتا نہیں ملا ہے وہ شخص تھوڑی دور تک تو جاتے
ہوئے دکھائی دیتا ہے بعد اسکے نظروں سے پوشیدہ ہو جاتا ہے
یہ سنکر مہتر گردباد نہایت متعجب ہوا ایک کنوئیں پر جا کر پانی پیا اور بازار
کی سیر کرنے لگا تھوڑی دیر گذرتے ہی دیکھا کہ ایک شخص نمودار
ہوا اور اُس نے ایک سرے سے جو دوکانیں خریدنا شروع کیں
تو جسقدر دوکانیں تھیں سب خرید لیں دوکاندار دوکانیں چھوڑ چھوڑ کر
علیحدہ ہو گئے دوکانوں میں قفل لگائے جانے لگے مہتر گردباد نے
ایک آدھ دوکاندار سے پوچھا کہ یہ کیسا خریدار ہے جو مال کو دوکانوں
میں بند کرا دیتا ہے اور ساتھ اپنے نہیں لے جاتا ہے انھوں نے
بیان کیا کہ کم فہم دیوانہ ہوا ہے اس باعث سے تمھیں نہیں معلوم ہے سب چیزیں
خرید کر اور دوکانیں بند کرا کے جسوقت یہاں سے چلا جائے گا تو سب
اپنی اپنی دوکانیں کھولیں گے جس وقت ہوگی اور روپیہ قیمت کا ہر شخص
کے غلے میں موجود ملیگا قیمت نہ کبھی کم ہوتی ہے نہ زیادہ یہ سنکر
مہتر گردباد اور بھی متعجب ہوا لیکن سمجھ گیا کہ اس بات کو بتلا رہے
ہیں کہ یہ شخص ساحروں کے ملک کا تاجر یا فرستادہ معلوم ہو

پتہ اسکا لگانا چاہیے یہ تصور کر کے اسکے ہمراہ ہوئے اور پھر لے گئے جس وقت وہ
خریدار تمام دوکانیں خرید چکا تو جانب صحرا روانہ ہوا مہتر گرد باد بھی اسکے
تعاقب میں روانہ ہوئے کہ دیکھنا چاہیے یہ کہاں جاتا ہے اور کیا کرتا ہے یہ شخص کس صورت
سے منگاتا ہے اور قیمت کیونکر بھیجتا ہے لیکن وہ شخص صحرا میں پہونچتے ہی نظروں
سے غائب ہو گیا اب مہتر گرد باد نہایت متشوش ہوا کہ کس ترکیب سے معلوم ہو کہ یہ
کدھر جاتا ہے فوراً اسے خیال پیدا ہوا کہ اگر یہ خود نگاہوں سے پوشیدہ ہو گیا ہے تو نشان
قدم ہرگز نہ پوشیدہ ہونگے ساتھ ہی اس خیال کے مہتر گرد باد نے زمین پر نظر ڈالی
چونکہ زمین اس مقام پر بہت نرم تھی نشان پا محسوس ہوئے اور مہتر گرد باد نشانوں کو
دیکھتا ہوا روانہ ہوا تھوڑی دور پہونچا ہوگا کہ اب زمین سخت ملی جس پر نشان قدم کا
بننا محال تھا اور نشان نہ دکھائی دیے مہتر گرد باد کو یاد آیا کہ وہ چشمہ جو طلسم باطن
میں میرے آقا کو ملا تھا اور وہ ابتک میرے پاس موجود ہے اس وقت اسے لگا کر
دیکھنا چاہیے کہ یہ کیا اسرار ہے یہ تصور کر کے عیار ہوشیار نے چشمہ جیب سے
نکالکر آنکھوں پر لگایا اور دیکھنے لگے دیکھا کہ اتنے عرصہ میں وہ شخص کوئی دس پندرہ
قدم اور آگے کو بڑھ گیا ہے مہتر گرد باد جلدی جلدی یہاں سے روانہ ہوا
دیکھا کہ وہ شخص اسی گنبد بیدر کی طرف چلا جاتا ہے مہتر گرد باد دل میں خوش ہوا
کہ عجب نہیں جو آج اسرار اس گنبد کا بھی معلوم ہو یقین ہے کہ یہ اسی گنبد سے نکلکر
آیا ہوگا لیکن اس شخص نے جو پلٹ کر دیکھا کہ [illegible]
تھوڑی دور سے پلٹ کر آواز دی کہ کیا میں تجھے دکھائی دیتا ہوں مہتر گرد باد
نے کوئی جواب نہیں دیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا اور خود بخود کہا کہ یہ آواز
کس طرف سے آئی اس حرکت پر اس راہرو کو یقین ہو گیا کہ اسنے مجھے دیکھا نہیں ہے
بلکہ شاید یہ بھی اس طرف کو آنے والا تھا بس یہ باطمینان تمام قریب اسی گنبد کے
آیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی دیکھا کہ طرقے کی صدا پیدا ہوئی اور گنبد میں
دروازہ نمودار ہوا اور وہ دروازہ کھلا دروازہ کے کھلتے ہی وہ ساحر اندر
جانے لگا مہتر گرد باد اس سے پہلے جست کر کے اندر گنبد کے داخل ہو گیا یہ حرکت
مہتر گرد باد کی دیکھکر اس ساحر نے نعرہ کیا کہ ہاں او سرکش تو کون ہے جو اس مقام تک
پہونچا اور یہاں آکر تو نے یہ حرکت کی میں سمجھا تھا کہ تو مجھے نہیں دیکھتا ہے
اسلیے کہ میں سحر غائب کیے ہوئے تھا مگر معلوم ہوا کہ تو بھی کوئی ساحر ہے
بس بہتر یہ ہے کہ پلٹ جا ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائیگا مہتر گرد باد نے
کہا کہ جبتک تو اپنے حال سے آگاہ نہ کریگا اور بھید اس مقام کا نہ بتائیگا
اسوقت تک میں یہاں سے نہ پلٹونگا یہ سنکر اسکو نہایت غصہ آیا اور پکارا کہ
شاید تیری قضا ہی آگئی ہے اور پڑھا اسم سحر پڑھکر مہتر گرد باد پر پھونکا ذہن سے اسکے

شعلہ نکلا مہتر گردباد بیہوش ہو کر گرا اگر افسردہ ہوکر رہگیا اور مطلق گزند نہ پہونچا یہ دیکھکر وہ ساحر
گھبرایا اور گنبد کے اندر ایک دہنہ نقب تھا اُسمین کود پڑا ساتھ ہی مہتر گردباد بھی اس دہنہ
مین کود پڑا جسوقت پاؤن زمین پر آشنا ہوئے دیکھا کہ ایک میدان کشادہ ہے اور اُسمین صدہا
درختان بہشت شاداب لگے ہوئے ہین اور وہ ساحر بھاگا چلا جاتا ہے مہتر گردباد بھی اُسکے
تعاقب مین روانہ ہوا حسب اتفاق اس ساحر نے ٹھوکر کھائی اور گر پڑا گرنا تھا
کہ مہتر گردباد سر پر جا پہونچا بس اُسنے پلٹ کر ایک ترنج سحر مارا تمام ترنج قریب
آکر شق ہوا اور اس ترنج مین سے ہزارہا شرارے پیدا ہوئے اور مہتر گردباد پر گرے
مگر جسم کے رہگئے مہتر گردباد نے کہا کہ ایک وار میرا بھی روک یہ کہکر ایک نارنج
انھون نے بھی سینہ پر اس ساحر کے مارا نارنج پڑتے ہی ٹوٹا اور اسمین سے دھوان
پیدا ہوا ساحر فوراً چھینک مار کر بیہوش ہوا مہتر گردباد نے اسکو ایک درخت سے
باندھکر اسکی زبان پر سوزن کرکے ہوشیار کیا اور کوڑا لیکے کھڑا ہوا جیب سے
قلمدوات کاغذ نکال کر سامنے کیا اور کہا کہ جب تک تو اسرار یہان کے بیان نکریگا
اسوقت تک تجھے نہ چھوڑون گا اور اتنے کوڑے مارون گا کہ تیری کھال
چور کر دونگا کھال کھینچ ڈالونگا اس ساحر نے سر ہلایا کہ مین نہ بتاؤنگا یہ سنکر
مہتر گردباد نے کوڑے مارنا شروع کیا اتنے کوڑے مارے کہ تمام جسم مین
بدھیان ڈالدین اب اس ساحر نے قلمدوات کاغذ اٹھا کر لکھا کہ تجھے قسم ہے اپنے
دین و مذہب کی سب بیان کردونگا بشرطیکہ جان کی امان پاؤن اور تکلہ
زبان سے نکال لیا جاوے یہ عبارت دیکھکر مہتر گردباد نے تکلہ اسکی زبان سے
کھینچ لیا اور کہا کہ اگر تو راز یہان کا بیان کریگا تو مین تجکو رہا کردونگا اور قتل
نکرونگا یہ سنکر اُسنے عرض کی کہ نام میرا اسپ جادو ہے اور مین ملازم ہون
التہاب آتش افروز جادو کا جسنے آتشخانہ طلسمی تیار کیا ہے اور بادشاہ
طلسم اس آتشخانہ مین پوشیدہ ہوا ہے اور سحر تیار کررہا ہے اور التہاب
آتش افروز جادو اسکی حفاظت مین مصروف ہین آج انتالیسوان
روز ہے کہ مین جادو ہوم خانہ سے باہر نہین نکلا ہے اگر ایک روز اور گذر
گیا تو کیا مجال ہے فاتح طلسم کی کہ اسکو قتل کرسکے اُسکے پہلے ہی سحر مین لوح
بیکار ہو جائیگی اور کوئی خبر نہ بیان کریگی ہان اگر آج سے کل تک مین فاتح
طلسم اس تک پہونچ گیا تو شاید فتح یاب ہو مگر التہاب آتش افروز
جادو نے وہ انتظام کیا ہے کہ طلسم کشا بادشاہ تک پہونچ نہین سکتا مہتر
گردباد نے کہا کہ اس گنبد کی کیفیت بیان کر اُسنے کہا کہ یہ گنبد بھی التہاب
جادو کے سحر کا ہے یہ چار دروازہ کا نقشی حصار کا ہے سال بھر بعد یہ دروازہ
کھلتا ہے اور مین جا کر سب سامان بخور و بخور اک ایسا ہی روز مرہ بدلاتا ہون

دو سال بھر تک کو کافی ہو جاتا ہے اور پھر ضرورت نہین ہوتی ہے جسقدر جھرے
مین سے خبر پہونچی وہ التہاب جادو کی خدمت مین پہونچ گئی ہوگی مگر تم
میرے سلیمان ہو جسکی وجہ سے مین اسوقت تک نہین پہونچا مہتر کرد
باد نے کہا کہ وہ ابواب کہ بند بند ہوگیا ہوگا یا کھلا ہوگا سہراب جادو نے کہا اب تک
ہوگیا ہوگا مہتر کرد باد نے پوچھا کہ التہاب آتش افروز جادو نے حفاظت
بادشاہ کا کیا انتظام کیا ہے سہراب جادو نے کہا کہ چالیس حجرے
تیار کیے ہین جنمین سے ہر ایک حجرہ مین تصویر بادشاہ طلسم کی موجود ہے
اور بادشاہ اصلی ان چالیس حجرون کے علاوہ اکتالیسوین حجرہ مین اپنے
مقام پر بیٹھا ہے کہ جبتک یہ چالیسون حجرے طے نہ ہون اسوقت تک بادشاہ
پاس پہونچنا دشوار ہے اور انہین کا ایک ایک حجرہ ایک ایک روز مین
فتح نہین ہو سکتا اور مدت چلہ کی چالیس روز کی ہے اگر طلسم کشا پہلے
ہی روز آ جاتا اور حجرون کو طے کرتا ہوا چلتا تو بھی چلہ ختم ہونے کے بعد بادشاہ
تک پہونچ سکتا تھا اسوقت بھی لوح بیکار ہو جاتی اور بلا کھٹکے بادشاہ کے
مارا جاتا اور اب صرف ایک ہی روز باقی ہے یہ سنکر مہتر کرد باد نہایت
پریشان ہوا اور کہا اے سہراب جادو آگاہ ہو کہ مین عیار ہون
آفتاب طلسم کا اور مذہب اسلام رکھتا ہون بہتر یہ ہے کہ تو دین اسلام قبول کر
اور مجکو التہاب جادو تک پہونچا دے کہ مین چاہتا ہون کہ اسکا کام تمام کرون اگر یہ
جادو نہ مارا جائیگا اسوقت تک طلسم کشائی ممکن نہین جادو تک وفادار
ہو کی یہ سنکر سہراب جادو کہنے لگا اس زمانہ تک مین کچھ نہین التہاب
جادو نہ مارا جائیگا اسوقت تک حجرے نہ کھلینگے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ آپ جو
اپنے مالک کی بہبودی چاہتے ہین اور مین اپنے دلی محبت سے قتل کا ساتھ دون
کیونکر ممکن ہے مطیع اسلام ہونے کو موجود ہون مگر اپنے آقا کے ساتھ دغا نکرونگا
یہ سنکر مہتر کرد باد نے کہا کہ تا فتح طلسم مین تجھکو اسیر رکھونگا کہا یہ اختیار ہے لیکن
میری حفاظت کا سامان آپ کے ذمہ ہے مہتر کرد باد نے کہا کہ اگر نیت
تیری خالص ہے تو خدا حقیقی حفاظت کریگا مگر اتنا تجھے بتانا ہوگا کہ مین
التہاب جادو تک کیونکر پہونچون سہراب جادو نے کہا کہ آپ
صرف میری صورت بنکر تشریف لیجائیے ایک سنجہ گرکر خود ہی اٹھا لیجائیگا
یہ سنکر مہتر کرد باد نے رنگ و روغن عیاری چہرے پر ملکر صورت اپنی
سہراب جادو کی بنائی اور سہراب جادو کو ایک بت بنا کر اس جگہ
چھوڑ گئے کہ یکایک [illegible] کی صدا پیدا ہوئی [illegible] گرکر جیسے ہی [illegible] چلا
اور ساتھ التہاب آتش افروز جادو کے چھوڑ دیا التہاب جادو نے کہا کہ [illegible]

اسقدر دیر کیون ہوئی نہین جانتا کہ یہ وقت نازک آپڑا ہے سہراب جادو نے
جواب دیا کہ بیابان شتادین کسی خداوند نے ظہور کیا ہے ایک بت سنگ
شتاد سے پیدا ہوا ہے مین اسکی پرستش کر رہا تھا التہاب جادو نے
کہا کہ تو ہر سال ہمارے واسطے کوئی نہ کوئی تحفہ اپنے ساتھ لاتا تھا اب کی
نہین لایا سہراب نقلی نے کہا کہ اب کی مرتبہ بھی لایا ہون اور ایسی چیز لایا
ہون کہ یقین ہے آپ بہت خوش ہونگے یہ کہکر ایک قلم شراب کی جیب سے
نکالکر پیش کی اور کہا صفت اسکی یہ ہے کہ ایک قطرہ اسکا ایک جام کو سرخ
کر دیتا ہے اور اس ایک جام مین اتنا نشہ ہوتا ہے کہ ایک صراحی مین بھی ہونا
دشوار ہے یہ سنکر التہاب جادو نے جام مین پانی بھرکر ایک قطرہ اس قلم
سے ٹپکایا ایک قطرہ نے تمام جام کو سرخ کر دیا التہاب آتش افروز جادو وا
جام کو اندیشہ انجام پی گیا جام کے پیتے ہی آنکھین ساغر خون ہوگئین اب اسنے
اور جام تیار کیا اور اپنے ہمنشینون کو بھی پلایا تھوڑی ہی دیر کے بعد یہ حالت
ہوئی کہ یہ سب کے سب چیخنے لگے اور التہاب جادو کو جو نشہ زیادہ
ہوتا ہے تو یہ اٹھکر ناچنے لگا ہوا لگتے ہی بیہوشی کا طلسم لگا التہاب جادو
کو لوگ اٹھکے سنبھالنے کو دوڑے کہ قریب آیا وہ بیہوش ہوا یہانتک
کہ جسقدر مصاحب اسکے تھے وہ بھی بیہوش ہوے تب قہقہہ کر دیا و نے نعرہ
کیا اور خنجر پکڑ کر چلا کہ اسے ذبح کر ڈالون مگر یہ ملعون رویین تن ہے خنجر نے کام
نہ کیا اسوقت قہقہہ کر دیا و نے بارود کی تھیلیان نکال نکالکر التہاب جادو وا
پر ڈالین اور آپ دور ہٹ گیا اور حقہ آتشبازی ہاتھ مین لیکر کھڑا ہوا ادھر لقابدار
ابلق سوار یعنی عادل کیوان شکوہ نے اسم کو تمام کیا اسم تمام ہوتے ہی دیکھا
کہ ایک سائیس جام مرکب پکڑے ہوے ایک گھوڑا لیے چلا آتا ہے پشت پر اس
مرکب کی زین طلسمی رکھا ہوا ہے لقابدار دلاور نے جلدی سے اسلحہ تن پر آراستہ
کیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر آتش حصار مین داخل ہوے یہ معلوم ہوا کہ یا دشت جیادہ
شفق مین آگیا شعلہ لپٹ لپٹ کر انپر گرتے تھے مگر کوئی اثر نہ ہوتا تھا اور آپ آتش افروزہ
مین سے اژدہے پیدا ہو ہو کر جا پہونچے کہ لوح سے آثار لیس مگر لقابدار
نہایت ہوشیار رہتے تھے اور اس آتش کو طے کرتے چلے جاتے تھے کہ یکایک
سامنے ایک سبزہ زار نمودار ہوا اور حصار آتش ختم ہوا لقابدار قریب اس سبزہ
زار کے پہونچے دیکھا کہ چند درخت نہایت سرسبز و شاداب لگے ہوے ہین
لیکن ہر درخت کے تھالے مین بجائے آب انگارے بھرے ہوے ہین
اور ایک چوکی بچھا ہوا کچھ پڑا ہوا ہے لقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ
جو کوئی ہمزاد ہے التہاب جادو کا جبتک یہ نہ مارا جائیگا ہرگز التہاب جادو کا

مرنا دشوار تھا ادھر جبتک التہاب جادو کو مددگار رسائی گلمن جادو تک
غیر ممکن ہے پس یہ دیکھکر نقابدار نے تلوار کھینچی اور جوگی کی طرف چلے
جوگی نے جو نقابدار کو اپنی طرف آتے دیکھا ایک جست اپنی کا لگا کر پھر اسم سحر
پڑھکر نقابدار پر پھونک ماری کہ وہ جست ایک مار سیاہ بنکر نقابدار کی طرف چلی
نقابدار نے لوح چمکائی سحر باطل ہو گیا پس نقابدار نے جھپٹکر تیغہ مارا کہ
جوگی کا قلم ہوا الامان بھڑ چلنے لگی ادھر تو جوگی کا قلم ہوا اور ادھر عیار
نقابدار نے حقہ آتشبازی مارا کہ بارود میں آگ لگی اور التہاب جادو
کو جلا کر خاک کیا انکے مرتے ہی وہ غل اٹھا کہ یہ معلوم ہوا ساتوں آسمان
ٹوٹ پڑے چلیسان کر کمین شور گیر و دار بلند ہوا آندھی چلی خاک اڑی
بڑی دیر تک آتش باری برف باری ہوا کی آخر کار بعد ان سے شور کہ
کشتی مرا نام من التہاب آتش افروز جادو بود حیف مردیم و جادو گردیم
بلند ہوا جب وہ آندھی سیاہی کم ہوئی جو علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی پیدا
ہوئی تو دیکھا کہ حصار آتش ہے نہ گنبد ہے تمام علامات سحر ناپدید ہیں چالیسوں
مجمرے دھواں بنکر نظروں سے غائب ہوئے ایک میدان وسیع دکھائی
دیا اور نقابدار ابلق سوار و مہتر گردباد سے چالیس قدم کا فاصلہ تھا ایک وقت
میں نقابدار کے ہاتھ سے جوگی مارا گیا اور مہتر گردباد کے ہاتھ سے جو التہاب
آتش افروز جادو تھا قتل ہوا اگر یہ دونوں کام ایک وقت میں نہ ہوتے تو مارا
جانا التہاب آتش افروز جادو کا ممکن نہ تھا الحاصل بعد اسکے نقابدار کی عیار
پڑی اور عیار نقابدار نے اپنے مالک کو دیکھا سینے و دوڑکر سراب جادو
کو درخت سے کھولا اور رہا کر دیا اسنے عرض کی کہ اب میں آپکے ساتھ ہوں اور
راہبری کو موجود ہوں مہتر گردباد سراب جادو کو ساتھ لیے ہوئے خدمت
میں نقابدار کی آیا سلام کیا اپنی سب سرگذشت بیان کی اور حال سراب
جادو کا بیان کیا نقابدار نے لوح کو دیکھا اسمین لکھا تھا کہ سراب جادو کی راہبری
سے گلمن جادو تک پہونچیگا اور اسکی دوستی قابل اعتماد ہے پس یہ دیکھکر نقابدار
نے سراب جادو کو اپنے ساتھ لیا اور مہتر گردباد کو اپنے لشکر کی طرف روانہ کیا اہل
لشکر منتظر تھے کہ گرد اڑی اور مہتر گردباد یہ گرد آکر پہونچا حصار آتش کے ٹوٹنے
کی خبر بیان کی اور کہا اب چلنا چاہیے کہ بادشاہ طلسم کا سامنا ہے اسکے ہمراہ
لشکر بھی ہوگا اور آقا ہمارا اکیلا ہے یہ سنکر ملکہ ایمن جادو مع ہوشیار جادو و
… شاہ لشکر کو ساتھ لیکر روانہ ہوا ادھر نقابدار ابلق سوار سراب
جادو کو لیے ہوئے آگے روانہ ہوئے دیکھا کہ ایک مقام پر چار درخت
بزرگ شنی وضع کے لگے ہوئے ہیں اور انمیں پھل مثل چہرۂ انسان کے

ہوئی کہ یہ القیہ اسم سحر تمام کیے ہوئے حجرے سے باہر نکل آیا اور فوج کو اپنے ساتھ لے کر بھاگا اُسطرف سے ملک
املن جادو لشکر کو لیے ہوئے چلا آتا تھا اسنے جو دیکھا کہ ہلمن جادو مع لشکر بھاگا جاتا ہے بس اسیدم
لشکر کو اپنے اشارہ کیا کہ لینا جانے نہ پائے فوج املن جادو کی لشکر ہلمن جادو کی سد راہ ہوئی گو کہ
تیغ تا ریغ چلنے لگا شور گیرو دار بلند ہوا ہلمن جادو نے دیکھا کہ املن جادو نے راہ روکی ہے اب یہ
جانے نہ دیگا بس اسنے جو گولہ فولادی چلہ کشی کر کے طلسم کشا کے واسطے تیار کیا تھا وہی گولہ املن جادو
پر کھینچ مارا کہ ہم تو مرتے ہیں اسے کیوں چھوڑیں کہ یہ طلسم میں سلطنت کرے گولہ مانند تیر شہاب کے سائیں
سائیں کرتا ہوا املن جادو کیطرف چلا ہوشیار جادو نے دیکھا کہ اب یہ سحر خالی جانے والا نہیں
معلوم ہوتا ہے یہی وقت نمک حلالی ہے بس اسنے دوڑ کر سینہ سپر کر دیا اور وہ گولہ اپنے سینے پر روکا گولہ
پڑتے ہی ہوشیار جادو ہمہ تن شعلہ ہو کر جل گیا آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من ہوشیار جادو
بود حیف مردیم وجاندادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم میں نے اپنے بادشاہ کو بچا لیا اگر میں مارا گیا تو کچھ
پروا نہیں ہے یہ آواز جو کانوں میں ملک املن جادو کے پہونچی یہ اپنے وزیر نمک حلال کے واسطے
بہت رویا اور ہلمن جادو کو افسوس ہوا کہ سحر میرا ایسے ساحر کے قتل میں ضایع ہوا جسے میں معمولی
سحر سے قتل کر سکتا تھا اب اسنے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ املن جادو نے گولہ
خالی دیکے ترنج سحر مارا اسنے بھی روکیا ان دونوں میں رد و بدل ہو رہی تھی کہ وہاں نقابدار ابلق سوار
حجرے سے باہر آئے اور تعاقب میں ملک ہلمن جادو کے روانہ ہوئے سیراب جادو ساتھ تھا اور
اسنے خبر دی تھی کہ بادشاہ طلسم بھاگا جاتا ہے نقابدار مرکب کو اڑاتے ہوئے اور ساحروں کو قتل کرتے
ہوئے سامنے ہلمن جادو کے اسوقت پہونچے کہ اسنے املن جادو کو اپنے سحر سے بیہوش کیا تھا اور
قتل کیا چاہتا تھا کہ جو نقابدار نے قریب پہونچکر نعرہ کیا کہ کیا کرتا ہے میں آپہونچا ہلمن جادو نے پر
پرواز پیدا کیے اور قصد کیا کہ اڑکر نکل جاؤں نقابدار نے عکس لوح کا ڈالا عکس پڑتے ہی ہلمن جادو کا
سحر باطل ہوا پر غائب ہو گئے بس اسنے گولہ مارا نقابدار نے وار اسکا عکس لوح سے رد کرکے سر پہونچکر
تیغ ماری اسنے اف کی ہزار ہا سپریں پیدا ہو گئیں تلوار اُچٹ گئی نقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ فلاں
اسم پڑھکر تلوار پر دم کرکے ہاتھ مارو تو کام چلے گا ورنہ ہزار ہا ہاتھ مارو گے تو بھی خطا تک پڑے گا بس نقابدار
نے وہ اسم پڑھکر دم تیغ پر دم کیا ہلمن جادو نے اتنے عرصہ میں کئی سحر کیے مگر بسبب لوح کے کسی نے
کام نہ کیا نقابدار نے تلوار علم کی اور سر ہلمن جادو پر وار کیا اسنے چاہا کہ پاؤں مار کر غرق زمین ہو جاؤں زمین
بر عکس لوح کا پڑا زمین سخت ہو گئی اسنے اف کی ہزار ہا سپریں پیدا ہوئیں مگر ایک مرتبہ جو تلوار پڑتی ہزار سپ
سپروں کو قلم کیا اور سر ہلمن جادو کے بیٹھی ہلمن جادو نے پھر اف کی ہزار ہا شعلے اسکے دہن سے نکل کر
نقابدار پر گرے مگر بسبب برکت لوح کے افسردہ ہو کر رہ گئے تلوار سر پر پڑتے ہی ہلمن جادو کے دو ٹکڑے
ہو گئے بس اسکا مرنا تھا کہ ایک قیامت کبرٰے بپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی شور گیرو دار بلند ہوا سیروں نے
آواز دی کہ کشتی مرا نام من ہلمن جادو بود حیف مردیم وجاندادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم جسوقت سیاہی برطرف
ہو گئی اور روشنی ہوئی تو املن جادو نے لشکر ہلمن جادو کو ایک ہی حملہ میں پراگندہ کر دیا ہر طرف سے
صدائے امان بلند ہوئی نقابدار نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان ان سب نے قبول کیا نقابدار نے لاش

تکمن جادو کی پاے فیل مین بندھوائی اور سر اُسکا نیزہ پر بلند کرکے نشان سواری قائم کیا اور پاس جاہ و تجمل کے
ساتھ مع الکن جادو داخل قلعہ تکمن حصار ہوے کہ اہل شہر دیکھین اور عبرت کرین کہ انجام حق تلفی کا یہ ہوتا
ہے بعد اسکے چن چن کر ان نمک حرامون کو قتل کروا ڈالا جنھون نے تکمن جادو سے ساز کرکے الکن جادو
کو معزول کیا تھا اور الکن جادو کو یہان کا بادشاہ کرکے نام قلعہ کا الکن حصار معین کیا جسقدر امرا اور روساے
شہر کے حاضر ہوے نذرین گذرانین عادل کیوان شکوہ نے سب کو ہدایت دین اسلام کی جسنے قبول کیا
اُسکو خلعت دیکر رخصت کیا جسنے نہ منظور کیا وہ شہر سے نکلوا دیا گیا الحاصل تین روز مین یہان کا انتظام کرکے
تمام بتخانے شکست کرا دیے اور مسجدون کے بننے کا حکم دیا سکہ بنام بادشاہ اسلام جاری ہوا اب انھون نے
قصد طلسم باطن کا کیا میمون شاہ نے عرض کی کہ اے شہریار اب اُس گنبد کو کھولیے یقین ہے کہ دروازہ پیدا
ہو گیا ہوگا اور خزانہ طلسمی دستیاب ہوگا عادل کیوان شکوہ نے میمون شاہ کو ہمراہ لیا اور جانب
گنبد کے روانہ ہوے جسوقت قریب گنبد پہونچے تو دیکھا کہ دروازہ معلوم ہوتا ہے لیکن بند ہے لقا بدار
نے قریب گنبد پہونچکر دروازہ وا کرنے کا قصد کیا تھا کہ از خود دروازہ وا ہوا اور ایک جن بشکل عجیب اُس
گنبد سے باہر آیا عادل کیوان شکوہ کو سلام کیا اور عرض کیا کہ نام غلام کا حافظ جنی ہے مین خزانہ و اسباب
طلسمی کا امین ہون بانیان طلسم نے مجھے یہ زمانہ مقرر کیا تھا کہ فتاح طلسم فلان زمانہ مین آئے گا اُسوقت تو
امانت اُسکے سپرد کرنا پھر تو آزاد ہے اسوقت تک تجھے اسی گنبد مین رہنا پڑے گا اور تو نکل نہ سکیگا لہذا مین اسی گنبد
مین ایک مدت سے اسیر تھا اور مال طلسمی کی حفاظت کرتا تھا سامان خوراک اسوقت تک کا بانیان طلسم
نے اندر گنبد کے رکھ دیا تھا جس سے مین نے اسوقت تک زندگی بسر کی کل سے اسوقت تک وہ غذا ختم ہو جانے
کی وجہ سے مجھ پر فاقہ ہوا ہر چند کہ دروازہ تو کھل گیا تھا اور راستہ پیدا ہو گیا تھا مگر بغیر امانت آپ کے سپرد کیے
ہوے مین کہان جا سکتا تھا الحمد للہ کہ اب حضور تشریف لائے امانت طلسمی لے کر اپنے قبضہ مین
کیجیے اور مجھے آزاد فرمایئے یہ کہکر اُسنے فردین مال طلسمی کی پیش کین لقا بدار ابلق سوار نے فردین ہاتھ
مین لیکر پڑھین اور مال طلب کیا حافظ جنی نے اول ایک بارگاہ آسمان جاہ نکالی کہ ایسی بارگاہ کسی کو
دستیاب نہ ہوئی ہوگی نام اس بارگاہ کا انجم حصار ہے جسوقت یہ بارگاہ برپا ہوتی ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ
آسمان زمین پر نصب کر دیا ہے دن کو اسمین دھوپ نظر آتی ہے مگر عوض تیزی کے اُس دھوپ سے خنکی محسوس
ہوتی ہے اور شب کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ صدہا ستارے نکل آئے اور ایک بارہ نمایان ہوتا ہے جو شام کو گوشہ
بارگاہ سے ظاہر ہوتا ہے اور صبح کو دوسرے گوشہ مین پوشیدہ ہو جاتا ہے شب کے وقت اس بارگاہ مین
روشنی کی ضرورت نہین ہوتی لقا بدار اس بارگاہ کو دیکھ کر نہایت خوش ہوے بعد اسکے حافظ جنی
نے ایک علم نکالکر دکھایا کہ وہ علم بھی نشان ظفر تھا نام اُسکا علم شہنگ پیکر تھا پھریرا اُس علم کا مسلم
ابریشم شہنگ کا تھا اور پنجہ کی درخشانی پنجہ مہر سے پنجہ کرتی تھی اور اوصاف اُس علم کے اسوقت ظاہر ہونگے
جبکہ مقابلہ مین علم اژدہا پیکر کے یہ علم ہوگا بعد ازان حافظ جنی نے اسلحہ نکالکر پیش کیا جسمین
ایک تلوار ایک گرز ایک کمان ایک نیزہ ایک سپر تھی ان سب کے اوصاف بروقت عرض کیے
جائینگے اور ایک سامان کیسہ صبح ساز و یراق نکالکر سپرد کیا کہ تمام زیور اُس مرکب اصیل کا الماس نگار تھا اور
چالیس ہزار اشرفیان نذر کین بھی الماس نگار نکالکر حاضر کین اور اسلحہ بھی الماس کا تھا قبضہ تیغ کا ایک ڈال

الماس کا تراشا ہوا اور بنام الماس نگار چار آئینہ کے چاروں تختے الماس کے مرکب سبزہ تھا بعد اسکے بدرت سا
زر و جواہر نکالکر پیش کیا اور آخر میں چالیس گنج زر سرخ نکالکر سپرد کیے اور اذن رخصت طلب کیا
لقا بیدار نے حافظ جنی کو بہت کچھ انعام و اکرام عطا کرکے رخصت کیا یہ تو رہا ہوکر اپنے مسکن قدیم
کیجانب روانہ ہوا اور لقا بیدار عالی مقدار سب مال و اسباب طلسمی اپنے ہمراہ لیے ہوئے جانب
طلسم باطن روانہ ہوئے جسوقت بعد طے مراحل و قطع منازل قریب پہونچے اور خبر ملکہ صنم گلعذار کو ہوئی
اسنے تمام ملازمین کو براے استقبال روانہ کیا اور بہ سبب پردہ نشین ہونے کے آپ بھی تا دروازہ
ایوان واسطے استقبال کے آئی عادل کیوان شکوہ داخل محل سلطانی ہوئے تین روز مہمان رہے
بعد اسکے سامان تیاری سفر کا کرکے ملکہ صنم گلعذار سے فرمایا کہ انشاء اللہ بعد معاملہ صاحبقرانی جبکہ
نقاب ہمارے چہرہ سے اٹھیگی اور اپنے عزیزوں سے مل لینگے تو تمھارے ساتھ عقد کرینگے اب تم
اتنے زمانے کو توکسیطرح گذارو اور رنج مفارقت اٹھاو ہرچند کہ مفارقت لقا بیدار عالی مقدار کی ملکہ
کو نہایت شاق تھی مگر حکم لقا بیدار سے مجبور و ناچار تھی اشک حسرت بہاکر رہ گئی لقا بیدار نے
داراب ثانی اور ملکہ گم گم جادو کو اپنے ساتھ لیا اور مال و اسباب طلسمی و فوج و سپاہ سب
ساتھ لیکر نہایت حشم و خدم کے ساتھ بخدمت بادشاہ اسلام روانہ ہوئے ملکہ نسیم جادو اور
داراب ثانی سے بھی یہی وعدہ ہوا کہ جب عقد عادل کیوان شکوہ کا ملکہ صنم گلعذار کے ساتھ ہوگا
تو ہمارا بھی عقد تمھارے ساتھ ہوگا اسوقت میں یہ مناسب نہیں ہے کہ لقا بیدار تو اپنا عقد دوسرے وقت پر
رکھ چھوڑیں اور میں عقد کرلوں الغرض یہ دونوں نونہالان چمن حسن و جمال محروم وصال ہوکر با امید حسرت
بر آوری انتظار صبح وصال میں بیٹھے ہیں اور لقا بیدار ابلق سوار ہمراہ داراب ثانی اور ملکہ گم گم جادو
روانہ ہوئے ہیں تو طے مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے ہیں انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے

اور یہاں سے چند کلمہ داستان مصیبت نشان کشتہ محبت و شہید راہ الفت بادشاہ لشکر اسلام دارا بن جمشید کے گذارش کیے جاتے ہیں

سرگشتگان کوچہ محبت و بادیہ پیمایان میدان الفت حال خارشنا کو نوک قلم سے اسطرح ظاہر کرتے
ہیں کہ جب سے جدائی ملکہ گم گم جادو سے ہوئی ہے اسوقت سے بادشاہ کی یہ حالت ہے ؎ دن
تڑپنے میں کٹا اور رات زاری میں گئی + عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری میں گئی + نہ طبیعت اچھا معلوم
ہوتا ہے نہ تاج و ایوان شاہی میں جی لگتا ہے نہ دربار میں نہ باغ میں جی بہلتا ہے نہ کوچہ و بازار میں ہر وقت
ایک تصویر ہے کہ پیش نظر ہے معمول کے موافق جو دو گھڑی دربار میں بیٹھ جاتے ہیں تو خاموش بیٹھے رہتے
ہیں باتیں ناگوار گذرتی ہیں لندھور ثانی وغیرہ بادشاہ کو دیکھکر نہایت پریشان ہیں چاہتے ہیں
کہ ادھر ادھر کی باتیں کرکے دل بہلائیں وہاں دوا الٹا اثر کرتی ہے باتیں سنتے ہی تنگی اور بھی بے چینی معلوم
ہوتی ہے آکتا کر جلدی سے محل میں تشریف لیجاتے ہیں جسوقت تو اصد سامنے آتا ہے تو دل بہلاتا ہے نہ
بھوک ہے نہ پیاس یہ شعر زبان پر جاری ہوتا ہے ؎ خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانے کو + یہ غذا ملتی
ہے جانان ترے دیوانے کو + ہرچند کہ فرش خواب پر سونے کے بہانے اکثر لیٹتے [illegible]

کہان سے یاد جانان تجھین ستاتی ہے کہ اب ان آنکھوں مین نیند آتی ہے + اسی کشمکش مین شب و روز گذرتے چلے
جاتے ہین اور مرض محبت کو طول کھینچتا جاتا ہے قوت زائل ہوتی جاتی ہے چہرہ زرد دل مین درد لب پر آہ سرد کبھی
یہ خیال کہ نہین معلوم ملکہ کس حال پر ملال مین ہوگی کیونکہ ان ملعون نے اسکو طلسم شہر افشان مین قید کیا ہے
ساتھ ہی خیال آتا کہ نہین طلسم گنبد بے در مین وہ مقید ہے لقا بدار ابلق سوار اس طلسم کیطرف گئے
ہوئے ہین خدا انکو مظفر و منصور کرے ان خیالات نے ایسا طول کھینچا کہ نوبت بجنون آگئی اکثر قصد کیا کہ
تخت و تاج کو چھوڑ کر فقیری با نا اختیار کرو جب دل محکوم ہوگیا تو لطف حکومت جاتا رہا بقول شاعر کے
شیرین کی ضد نے خسرو پرویز حیرت ہے + مٹا دیتا ہے رعب حسن جانان داب شاہی کو + لیکن مجبور اس سے
تھے کہ کرورہا آدمی انھین کے دم سے وابستہ تھے صاحبقران موجود نہین لشکر کو کس پر چھوڑتے اور
کیونکر علیحدگی اختیار کرتے ایک روز جنون محبت نے ایسی ترقی کی کہ شب کے وقت تن تنہا خیمہ
سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوگئے چونکہ ہوا سے سرد چل رہی تھی تمام لشکر مین سناٹا پڑا تھا سب عالم خواب
مین تھے طلایہ کا گشت بھی مقابلت کے ساتھ مصروف حفاظت تھا کہ نہ کسی حریف کا لشکر قریب ہے
جسکا خوف ہوتا کوئی ملک یہان سے نزدیک ہے نہ اتنے بڑے لشکر پر کسی قزاق کی دست اندازی کا
اندیشہ ہے بادشاہ کو کسی نے نہین دیکھا ظلہ اللہ صحرا کی سیر کرتے ہوئے قریب ایک چشمہ کے پہونچے
اور کنارے بیٹھکر چشم پاسے چشم سے آنسو بہانے لگے یاد ملکہ کم کم جادو کی نشتر زنی کر کے خون
دل آنکھون سے بہا رہی تھی اور فرقت محبوب بے طرح ستا رہی تھی قضائے کار واتفاقات روزگار دیکھیے کہ یہی
صحرا مین پہونچکر لقا بدار ابلق سوار نے خیمہ برپا کیا ہے اور قصد ہے انکا کہ کل خدمت بادشاہ مین
حاضر ہونگا کوئی پہر رات باقی ہوگی کہ ملکہ کم کم جادو کی آنکھ لگ گئی اسنے خواب مین دیکھا کہ بادشاہ
اسلام فقیر ہو گئے اور جنگلون مین مارے مارے پھر رہے ہین یہ دیکھکر گھبرا کے اسکی آنکھ کھل گئی
بے اختیار ہو کر خواصون کو پکارا جو اسوقت باری پر تھین حاضر حاضر کہکر دست بستہ آکر کھڑی ہوگئین ملکہ
کم کم جادو نے کہا کہ میرا تخت لاؤ مین برائے سیر صحرا جاؤنگی اسوقت میرا جی گھبرا رہا ہے خواصون
نے جاکر کہاریونکو اطلاع کی وہ تخت لیکر حاضر ہوئین ملکہ تخت پر سوار ہو کر چلی کہ اتنی رات کسیطرح
کاٹ دون دل مین کہتی ہے کہ افسوس ہے حسرت پر اس مسافر بیکس کی رہ جیسے + جو تھک کے رہا
ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے + یہان سے لشکر بادشاہ کا بہت قریب ہے مگر ہمراہی لقا بدار سے
یہ مجبوری ہے کہ جا نہین سکتی ورنہ یہ شب زیر قدم ظلہ اللہ کس راحت و اطمینان سے بسر ہوتی لقا بدار
کا احسان سر نہین اُٹھانے دیتا کہ یہ روز انھین کی بدولت نصیب ہوا اگر آج نہین تو کل مل جائینگے
ورنہ اُس زندان طلسمی مین پڑے سڑا کیے اس اسطرح کی باتین کرتی ہوئی چلی جاتی تھی کہ دیکھا اسنے
کنارے پر ایک چشمہ کے ایک شخص بیٹھا ہوا کچھ اشعار جنون آمیز پڑھ رہا ہے طلسم شہنشاہی سے ابتری
اور ٹہلتی ہوئی چلی کہ یکایک یہ شعر گوشزد ہوا ہے اے ہمنشین ہمارے بیری دیوانے پن کی باتین
کیون پوچھتا ہے مجھ سے کسکو پکار اٹھے + اس شعر نے قلب پر ایسا اثر کیا کہ ملکہ کم کم جادو بیچین
ہوگئی چونکہ یہ پہلو سلطنت سے آ رہی تھی نظر بادشاہ اسلام کی ملکہ پر نہین پڑی اور ملکہ کم کم جادو
اسقدر قریب پہونچ گئی کہ اسنے بادشاہ کو پہچانا مگر کہہ نہ سکتی تھی اسنے جاہ و حشم سکا

خیال تھا یہ وہم و گمان بھی نہ تھا کہ بادشاہ جم جاہ اور اس صحرا میں تنہا فرش خاک پر بیٹھے ہیں اور پیاس بھی
بسبب بے پروائی کے جسم میں میلا ہے چہرہ بھی صدمہ و دقت اٹھاتے اٹھاتے اسقدر متغیر ہو گیا ہے
کہ پہچاننا دشوار ہے ملکہ قریب پہونچ گئی اور یہ خیال کیا کہ گو تو شاہ بہت معلوم ہوتی ہے مگر یہ بادشاہ اسلام
نہیں ہیں خدا نے ایک صورت کے دنیا میں بہت سے پیدا کیے ہونگے مگر اس شخص سے کچھ
خبر بادشاہ اسلام کی معلوم ہو جاویگی بس یہ خیال کرکے ملکہ قریب آئی اور کہا کہ اے شخص تجھے لشکر
اسلام کی بھی کچھ خبر ہے یہ سنتے ہی بادشاہ اسلام نے جو پلٹ کر دیکھا تو اسی زہد پیر کو پایا جس نے یہیں
گر رکھا تھا قریب تھا کہ بادشاہ مارے خوشی کے شادی مرگ ہو جائیں کوئی جواب نہ دیا اور غش کھا کر
گر پڑے یہ دیکھ کر گل گلم جادو نہایت پریشان ہوئی کہ یہ خون ناحق کسکے سر ہوا اور ہنسا میں آیا کہ شاید یہ دیر
گیا ہے ایک آدھ خواص نے کہا کہ ملکہ یہ تو ظل اللہ معلوم ہوتے ہیں یہ سنکر گل گلم جادو نے تصویر
بادشاہ کی نکالکر جو قریب سے مطابق کی تو سب خال و خط وہی پائے بس اپنے خواصون سے کہا کہ
بیشک یہ بادشاہ ہیں انکو تخت پر ڈال لو اور سرے چلاؤ اتنے میں بادشاہ کو بھی ہوش آیا فرمایا کہ اے
ملکہ گل گلم جادو تمہاری محبت نے ان جنگلوں کی خاک چھنوائی اور بادشاہ نے یہ بھی فرمایا کہ تم سے
اسقدر بیوفائی کی امید نہ تھی کہ چار ہی دن میں بھول جاؤگی یہ تو بتاؤ کہ تم نے قید طلسم سے کیونکر
رہائی پائی اور یہاں تک کیونکر آنا ہوا یہ سنکر ملکہ گل گلم جادو نے تمام سرگذشت اپنی طلسم کی مصیبتیں اور
نقابدار ابلق سوار کی جانفشانیاں بیان کیں اور کہا کہ اسی صحرا میں نقابدار مقیم ہیں شام
ہو جانے کی وجہ سے یہاں قیام کیا یقین ہے کہ کل صبح کو نقابدار حاضر حضور ہوں بادشاہ نے
فرمایا کہ میں اپنے لشکر سے بہت دور نکل آیا اب یہاں میرا ٹھہرنا کسیطرح مناسب نہیں ہے ایسا
نہو کہ میرے اس جنون کی خبر نقابدار کو ہو جاوے لہذا اب میں اپنے لشکر کیطرف جاتا ہوں ملکہ نے کہا
اے شہریار تنہا اتنی دور شہر سے نکل آنا جسکے زمین و آسمان دشمن ہوں اسکو ایسی جرأت کرنا نہ
چاہیے ہر چند کہ شاہ و شہریار صاحب اقبال ہوتے ہیں تاہم اپنی شان و شوکت کا بھی خیال
رکھنا چاہیے اور اب رات کم باقی ہے لشکر تک پہونچتے پہونچتے صبح ہو جاویگی آپ کا اس
بے سر و سامانی کے ساتھ اس جنگل میں فرش خاک پر بیٹھا ہونا کیونکر یقین دلا سکتا تھا کہ آپ
بادشاہ اسلام ہیں اب اگر ارشاد ہو تو میں حضور کو تخت پر بٹھا کر بارگاہ آسمان جاہ میں پہونچا دوں
یوں تشریف لے جانا مناسب نہیں ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے ملکہ آج تک ہمارے خاندان
میں کسی نے ایسا نہیں کیا ہے کہ سواری غیر کی اختیار کی ہو میں یوں ہی جاؤنگا یہ فرما کر تنہا تیار ہوئے
اپنے لشکر کیجانب چلے اور ملکہ گل گلم جادو سے ارشاد فرمایا کہ اب میں جاکر نقابدار کے واسطے سامان
ضیافت کرتا ہوں تم صبح کو ہمراہ نقابدار کے آنا یہ فرماکر جانب لشکر فیروز اثر روانہ ہوئے ادھر
ملکہ گل گلم جادو اپنے لشکر میں روانہ ہوئی دو جادوگرنیوں کو حکم دیا کہ تم پوشیدہ طور پر بادشاہ کے ساتھ
لشکر تک جاؤ اور بحفاظت تمام ظل اللہ کو پہونچا کر مجھے خیر و عافیت بیان کرو یہ سنکر وہ دونوں
ساحرہ آئیں اور بشکل طاؤس بنکر اڑیں اور ساتھ ساتھ بادشاہ اسلام کے جانب لشکر روانہ
ہوئیں یہاں ملکہ گل گلم جادو اپنے خیمہ میں آکر بستر راحت پر لیٹی کہ کسیطرح یہ تھوڑی سی رات

گذر جانے نور دیدار دلبرا ارجی بھر کر اسبب ہو گیا اتنی رات پہاڑ ہو گئی کہ کاٹے نہ کٹتی تھی تھوڑے سے دیدار نے
گرمی شوق کو زیادہ کر دیا اور بیتابی کو ترقی دیدی بقول شاعر

وصال یار سے دونا ہوا عشق	مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

کروٹیں لے رہی تھی مگر کسی پہلو آرام نہ تھا بار بار صحن میں آکر جانب آسمان دیکھتی تھی کہ سپیدۂ سحری
نمودار ہوا یا نہیں مگر وہ رات تو درازی میں زلف محبوبان سے زیادہ تھی ایک ایک گھڑی ایک
ایک سال کا طول رکھتی تھی غرضکہ خدا خدا کر کے وہ اتنی رات بسر ہوئی اور آواز مرغ سحر گوشزد ہوئی
ملکہ گم جادو نے اٹھ کر وضو کیا اور چونکہ ابھی سحر سے تو یہ نہیں کی ہر صرف سجدۂ شکر بجا لائی اور یہ
شعر ورد زبان کیا

مایوس ایسا تھا جو سحر کی اذان سنی	اک سجدہ شکر کا تنے بیمار نے کیا

ادھر لقا بدار عالیمقدار ہوشیار ہوئے فرہنشہ سحری کو اور مرکب کو طلب کیا اور پشت مرکب
پر بیٹھ کر مع لشکر کوچ کر کے جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے ملکہ گم جادو بھی ہمراہ لقا بدار کے نہایت
خوش و مسرور روانہ ہوئی ادھر بادشاہ لشکر اسلام جو تمہارا روانہ ہوئے تھے تھوڑی دور گئے
ہوں گے کہ دیکھا عیاران اسلام مثل فراق ثالث و برق ثانی و سر ہنگ ثالث وغیرہ مرکب
شاہی ساتھ لیے ہوئے بادشاہ کو ڈھونڈتے چلے آتے ہیں نظر جو ان عیاروں کی ظل اللہ پر پڑی
مرکب سے اتر کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ اے شہریار عالیجاہ آپ کہاں تشریف لے
گئے تھے چونکہ برق ثانی بادشاہ کا راز دار تھا یہ سمجھ گیا تھا کہ بادشاہ کا عشق زور پر ہے ایسا نہ ہو کہ
اسی جوش تلاش جاناں میں کسی طرف نکل گئے ہوں پھر ان کو پوشیدہ طور پر آکر بادشاہ کی خیر و عافیت
دریافت کر جاتا تھا آج اپنے بادشاہ کو نہ پایا نہایت پریشان ہوا اصطبل میں آکر گھوڑا خاصہ کا لیکر
پیدل نکلا راہ میں فراق ثالث و سر ہنگ ثالث بھی مل گئے تھے اس صورت سے یہ تینوں
عیارانہ حاضر ہوئے لیکن آج برق ثانی نے چہرہ بادشاہ اسلام کا نہایت بشاش پایا تو متعجب ہوا کہ
کیا سبب ہے الغرض سب بادشاہ کو مرکب پر سوار کر کے لشکر میں لائے لوگ سمجھے کہ بادشاہ ہوا خوری کو
تشریف لے گئے تھے یہاں بادشاہ لشکر اسلام نے لندھور ثانی کو طلب فرمایا اور حکم تیاری
دعوت لقا بدار کا دیا لندھور نے عرض کی کہ حضور لقا بدار کہاں تشریف رکھتے ہیں فرمایا مجھ کو خبر ملی ہے
کہ بہت قریب آ گئے ہیں یقین ہے کہ آج داخلہ انکا ہو جائے گا لندھور سامان دعوت میں
مصروف ہوئے اور بادشاہ اسلام نے شاہزادوں کو برائے استقبال لقا بدار عالیمقدار روانہ
کیا اس طرف سے سرداران لشکر اسلام چلے ہی تھے کہ جانب صحرا سے گرد بلند ہوا جس وقت
دامنہ گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ لقا بدار ابلق سوار مرکب ابلقی پہنچ گئے ہیں پیچھے ہوئے پشت پر
ساٹھ ہزار لقا بداران ابلق پوش اٹھائے بارگاہ انجم حصار کا لیے ہوئے پہلو میں لقا بدار
کے ایک لقا بدار زمرد لباس اور محافہ گم جادو کا ہمراہ چونکہ یہ معشوقہ ہیں بادشاہ اسلام
کی اس بنا پر لقا بدار نے انکو محافہ میں سوار کر لیا ہے کہ نظر ہر ایک کی انپر نہ پڑ سکا تمام
سرداروں نے بڑھ کر استقبال کیا اور لقا بدار کو بعزت تمام لے کر خدمت بادشاہ میں حاضر

ہوئے لقا بدار نے مؤدب ہوکر سلام کیا بادشاہ نے مثل صاحبقران کے لقا بدار کی عزت کی اور
سلام انکا سینہ پر ہاتھ رکھ کے لیا اور دنگل جواہر نگار سب سے بالادست بیٹھنے کو عنایت فرمایا اور ارشاد
کیا کہ یہ سبز پوش جو آپ کے ہمراہ ہین انکو جہان مناسب جانیے جگہ دیجیے لقا بدار نے زرد پوش
کو دنگل داراب کشور کشا پر بیٹھنے کو اشارہ کیا لقا بدار زرد پوش یعنے داراب ثانی اپنے باپ
کے دنگل پر بیٹھ گئے بعض سرداران دست راست نے لقا بدار کیطرف بہ نگاہ غیظ دیکھا اور آپس مین
سرگوشیان ہوئین کہ نہین معلوم یہ کون شخص ہے کہ داراب کے دنگل پر بیٹھ گیا مگر پھر اس خیال سے خاموش
ہو رہے کہ یہ اپنون ہی مین سے کہ زرد پوش ہے اگر بیٹھ گیا ہے تو چندان مضائقہ نہین ہے لیکن
لقا بدار ابلق سوار کا سب سے بالادست بیٹھنا لندھور ثانی کو خلاف گذرا کہ یہ جانشین صاحبقران
ہین مگر ادب بادشاہ سے خاموش ہو رہے کہ خیر بر وقت مقابلہ دیکھا جائے گا بادشاہ اسلام نے حالات
لقا بدار عالیمقدار کے دریافت کیے انھون نے سب کیفیت فتاحی طلسم گنبد بیدر کی بیان کی
اور چپکے سے عرض کیا کہ ملکہ محافہ مین تشریف فرما ہین فرمایا کہ ایک علیحدہ خیمہ مین انکو جگہ دیجائے
ابھی مین داخل محل نہین کر سکتا ہون اسلیے کہ انھون نے سحر سے توبہ نہین کی ہے پھر دیکھا
جائے گا غرضکہ ملکہ کم کم جادو کے واسطے خیمہ برپا ہوا اور ملکہ محافہ سے اُتر کر داخل خیمہ
ہوئین یہان بادشاہ اسلام نے لندھور کیطرف دیکھا انھون نے دست بستہ عرض کی کہ خاصہ
تیار ہے بادشاہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور لقا بدار کا ہاتھ پکڑے ہوئے اُس خیمہ مین تشریف
لائے جہان دسترخوان بچھا ہوا تھا لقا بدار نے ہمراہ بادشاہ اسلام کے خاصہ تناول فرمایا
داراب ثانی بھی شریک تھے بعد اسکے لقا بدار رخصت ہوکر اپنے خیمہ کیجانب چلے اور بادشاہ
اسلام خیمہ ملکہ کم کم جادو مین تشریف لائے بعد شکوہ و شکایت کے بادشاہ نے فرمایا کہ اگر
تم سحر سے توبہ کرو تو مین تم کو داخل محل کرون اور اگر ابھی سحر سے توبہ کرنا منظور نہ ہو تو تمھارا
پوشیدہ رہنا بھی فضول ہے ملکہ کم کم جادو نے عرض کی کہ مین بعد فتح قلعہ ہفت رنگ کے
سحر سے توبہ کرونگی جسوقت میرے باپ کو میری رہائی کی خبر پہونچے گی اور یہ معلوم ہوگا کہ مین
اہل اسلام کی شریک ہون تو وہ ضرور لشکر کشی کرے گا لہذا بہتر ہے کہ اس خلش کو دور کر کے مین
سحر سے توبہ کرون بادشاہ اسلام خاموش ہو رہے لیکن پھر دیر کے رخصت ہوکر محل مین تشریف
لے گئے اور لندھور سے تیاری جشن کا حکم دیتے گئے جسوقت برآمد ہوئے تو سب
سامان درست تھا تمام لشکر کی دوکانین آراستہ تھین بارگاہین سجی ہوئی تھین سامان چراغان
تمام لشکر مین تھا جسوقت شام ہوئی تو بادشاہ بارگاہ مین تشریف لائے لقا بدار ابلق سوار
بھی مع لقا بدار سبز پوش حاضر ہوئے اور یہ سامان ضیافت دیکھ کر عرض کی کہ حکم شاہی سے
مجبور ہون ورنہ میرا رہنا کسیطرح مناسب وقت نہ تھا الحاصل تمام رات صحبت رقص و سرود
آراستہ رہی طائفے مجرا کیا کیے لقا بدار ہمراہ بادشاہ اسلام کے حاضر جلسہ تماشا دیکھتے
جب صبح ہوئی تو عرض کی کہ اب مجھے اجازت ہو کہ ابھی بڑے بڑے مرحلے طے کرنا ہین
بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اب یہان سے کہان تشریف لیجانے کا قصد ہے لقا بدار نے

عرض کی کہ اگر منظور نظر ہو تو بہ طاق پر جاؤنگا کہ وہیں ہو بجکر صاحبقرانی کا فیصلہ کرنا ہے بادشاہ اسلام
نقابدار کی شان و شوکت دیکھ کر مجھ سے کہتے تھے کہ یہ تو صاحبقران ہی معلوم ہوتا ہے بدیع الملک
تو بعد فتح نہ طاق کے یقینی خانہ کعبہ چلے جائینگے مگر بعد بدیع الملک کے اس سے سر پیوند والا
اسوقت تو دوسرا نظر نہیں آتا ہے آئندہ دیکھا چاہیے الحاصل نقابدار ابلق سوار بادشاہ اسلام
سے رخصت ہوکر جانب صحرا روانہ ہوئے ملکہ گم کم جادو کو اسی مقام پر چھوڑا اور نقابدار سبز پوش
کو اپنے ہمراہ لیا اور مع اثاثہ طلسمی جانب نہ طاق روانہ ہوگئے یہاں بادشاہ اسلام نقابدار
کو رخصت کرکے پھرے ہی تھے کہ جانب صحرا سے ایک ناقہ سوار نمودار ہوا اور اُسنے آکر عرض
کی کہ یہ نامہ صاحبقران نے حضور کی خدمت میں بھیجا ہے بادشاہ اسلام نے نامہ لے کر پڑھا
لکھا تھا کہ میں قریب دریا سے لشیان کے پہونچ گیا ہوں اب میرے نزدیک حضور کا وہاں
تشریف رکھنا فضول ہے لہذا اگر مناسب ہو تو آپ بھی تشریف لے آئیے بہتر ہے کہ سب ایک ہی
جگہ رہیں کہ یہ مقام نہایت سخت ہے یہ مضمون دیکھکر جواب تحریر کر دیا کہ میں انشاء اللہ بہت جلد آتا
ہوں مگر قلعہ ہفت رنگ کی طرف سے آؤنگا کہ وہ راستہ قریب کا ہے نامہ دار تو جواب نامہ
لے کر اُسطرف روانہ ہوا یہاں بادشاہ نے سامان کوچ کا حکم دے کر چلنے کی تیاری کر دی اور
ملکہ گم کم جادو سے آکر ارشاد کیا کہ نامہ صاحبقران کا آیا ہے میں نے جواب لکھ دیا ہے کہ میں
قلعہ ہفت رنگ کی طرف سے آتا ہوں یہ سُنکر ملکہ نہایت خوش ہوئی اور عرض کی کہ اگر اجازت ہو
تو میں بھی سامان سفر درست کرکے لشکر سے علحدہ چلوں فرمایا کہ تم کو اختیار ہے پس یہ بھی بادشاہ
سے رخصت ہوکر اپنی مصاحبوں سمیت تخت سحر پر بیٹھ کر جانب قلعہ ہفت رنگ روانہ ہوئی بعد
اسکے دوسرے روز بادشاہ اسلام بھی کوچ کرکے جانب قلعہ ہفت رنگ روانہ ہوئے اب
انکو تو یا سروہی میں چھوڑا جاتا ہے

چند کلمہ داستان فیروزی نشان نقابداران نقاب یعنے ایرج نوجوان و رستم ثانی و شہریار عالیمقدار و سہراب بن رستم ثانی و شہنشاہ صف شکن و بلقیس بن قہور دیو پرور کے بیان کیے جاتے ہیں

مخمس بر آغاز داستان

جب شب روشنہ لاکھ مثل غبار اُٹھے
لو دابو جپر لپکے کیونکر اک جھنجھار اُٹھے
مجبور ہوکے بیٹھے سے بے اختیار اُٹھے
مرقد سے بھی کسلیے یوں بیقرار اُٹھے
دو چار بار بیٹھے دو چار بار اُٹھے

ٹھوکر سے رہروؤں کی مثل غبار اُٹھے
اک زلزلہ ہوا جب سب یکبار اُٹھے
جان آگئی دوبارہ بے اختیار اُٹھے
افتادہ تیرے مرقد سے کوئے یار اُٹھے
دیکھا آئی قیامت وہ بیقرار اُٹھے

آداب بزم قاتل پورے نہ ہوتے ہمسے | تابع ہین ہر دو دل کے جسطرح چاہے رکھے
بے اختیار بیٹھے بے اختیار اُٹھ کے
پوچھو نہ آزردہ سے کیون بیٹھکر نہ اُٹھ کے | بس ہین وہ اور رکے تھا قابو مین ہم جسکے
مجبور ہو رہا تھا ایک ایک کے سبب سے | اُٹھنے دیا نہ ہرگز اس دل نے بیٹھنے نے
محفل سے دم جگر ہم اُسکی ہزار اُٹھ کے

راویان صداقت شعار و حاکیان حقیقت اظہار اس داستان جلالت نشان کو اسطرح تحریر کرتے ہین کہ ایرج نوجوان مع رستم ثانی و شہریار و سہراب و شہنشاہ صف شکن و بلقیس بن جمہور وغیرہ جو طلسم طلوسیہ فتح کرکے جانب طلسم نہ طاق چلے تو اول طلسم شہر افشان مین آئے اور ملکہ گل افشان جادو کو اپنے ارادہ سے مطلع فرمایا گل افشان جادو نے بھی چلنے کی تیاری کی مگر اتنا عذر کیا کہ میرا چلنا ساتھ مین مناسب نہین ہے آپ تشریف لے چلین مین بھی تیاری کرکے آؤنگی لیکن بہتر یہ ہے کہ پتا باغ گل افشان کا دریافت کرکے اسیطرف سے چلیے گا کہ وہ مقام اپنے قبضہ اقتدار مین ہے شہنشاہ صف شکن نے پتا باغ گل افشان کا ملکہ سے دریافت کرلیا تھا اب یہانسے طلسم گنجورہ مین آئے یہان ملکہ افسونہ سحر ساز جادو سحر تیار کرنے مین مصروف تھی اسکا چلہ بھی تمام ہونے مین پانچ روز باقی تھے اور ان لوگونکو ٹھہرنا منظور نہ تھا ملازمین سے کہدیا کہ جسوقت ملکہ ہوم خانہ سے باہر آئین تو کہدینا کہ نقابدار یاقوت پوش قانسا جانب نہ طاق روانہ ہوگئے اگر تم کو ہم سے ملنا ہو تو وہین آنا یہ کہکر سہراب ثانی یہانسے بھی روانہ ہوگئے ہین اب یہ تمام نقابداران سرخ پوش جانب طلسم نہ طاق چلے جاتے ہین بعد طی مراحل و قطع منازل ایک صحرا مین پہونچے کہ وہانسے تین راستے گئے ہوئے تھے ایک راستہ باغ گل افشان کو گیا تھا اور دوسرا راستہ بیابان خزان بہار کو تیسرا راستہ کوہ سرب کو یہان ان سب نے قیام کیا رات بسر کی صبح کو سب سردار جمع ہوئے اور یہ رائے ہوئی کہ کس راستے سے چلنا چاہیے شہنشاہ صف شکن نے فرمایا کہ مین تو باغ گل افشان کیطرف سے جاؤنگا لیکن آپ صاحبونکو اختیار ہے سہراب ثانی نے عرض کی کہ مین بیابان خزان بہار کیطرف سے جاؤنگا کہ مجھے اس صحرا کی نیرنگی دیکھنے کا نہایت اشتیاق ہے یہ رنگ دیکھکر بلقیس بن جمہور نے ایرج نوجوان سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو مین کوہ سرب کیطرف سے جاؤن خاص نہ طاق پہونچکر ہم آپ سب یکجا ہوجاینگے ایرج نوجوان نے فرمایا کہ تم ابھی ناکردہ کار ہو اور یہ مقام نہ طاق کا ہے یہان کے زمین و آسمان سحر کے ہین ذرہ ذرہ یہانکا سحر سے مملو ہے ایسا نہ ہو مثل طلسم طلوسیہ کے کسی آفت مین مبتلا ہو جاؤ بلقیس نے عرض کی کہ اگر ہم ایسے ہی بد اقبال ہین تو اس جینے سے مرنا بہتر ہے تمام بزرگون نے کیسی کیسی فتحین پیدا کین اور ہم اسوقت تک شومی تقدیر سے اس قابل نہین کہ کسی عزیز کو منھ دکھائین یہ سنکر رونے لگے ایرج نوجوان کو مجبور ہوکر اجازت دینا پڑی بلقیس اسیوقت تن تنہا بارگاہ سے نکلا اور شبدیز رکسب پر بیٹھکر جانب صحرا روانہ ہوئے ہر چند ایرج نے کہا کہ

تھوڑا سا لشکر ہمراہ لیکر بلقیس سے گوارا نہ کیا ایرج نوجوان اس کا یہ حال دیکھکر نہایت
خوش ہوئے مگر بلقیس کی بے سروسامانی پر دل پس گیا اور یہ خیال گذرا کہ یہ نشانی ہے جمہور
دیو پروری ایسا نہ ہو کہ کوئی افتاد پیش آئے پس انھوں نے سہراب ثانی اور رستم ثانی
وغیرہ کیطرف دیکھکر کہا کہ میں نقاب دار سبز پوش بنکر اس لڑکے کے تعاقب میں جاتا ہوں
کہ حفاظت اسکی لازمی ہے تم سب بیابان خزان بہار کیطرف چلو انشاء اللہ تعالیٰ وہاں
ملاقات ہوگی اگر اسوقت میں نہ جاؤنگا تو میرے واسطے باعث بدنامی ہے کہ اگر باپ اسکا جمہور
زندہ ہوتا تو اس بے سروسامانی سے تنہا نہ جانے دیتا ورنہ خود بھی ساتھ جاتا رستم ثانی وغیرہ
نے کہا کہ نہایت مناسب ہے غرضکہ ایرج نوجوان نے لباس اپنا تبدیل کیا اور بانا شاہ
رومی کا اختیار کیا کہ نقاب دار سبز پوش بنکر پیچھے جانب کوہ سبز روانہ ہوگئے تھوڑی سی
فوج اور سامان قلیل اپنے ہمراہ لے لیا تھا بعد انکے جانے کے شہنشاہ صف شکن جانب
باغ گل افشاں روانہ ہوئے اور سہراب ثانی جانب بیابان خزان بہار چلے لیکن اول
حال شاہزادہ بلقیس بن جمہور کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ تن تنہا مرکب پر بیٹھے ہوئے نقاب
سرخ چہرہ پر ڈالے ہوئے چلے جاتے ہیں جاتے جاتے ایک صحرا میں پہونچکر شام ہوگئی
شاہزادہ بلقیس نے جانب پروردگار نظر کی اور ایک درخت کے نیچے زین پوش بچھا کر
گھوڑے کو چھوڑ دیا کہ یہ چرے خود قریب ایک چشمہ آب کے جاکر وضو کیا نماز مغرب
پڑھکر وظیفہ سے فراغ حاصل کرکے سوچنے لگے کہ اگر ان سخت منزلوں کو طے کرکے جانب
کوہ سبز پہونچے بھی تو کیا کرینگے اے خالق ذوالمنن تو ہی مدد کرنے والا ہے یہی سوچتے سوچتے
تنہ درخت پر تکیہ کرکے سوگئے قضاے کار و اتفاقات روزگار کہ اسطرف گذر ہوا ملکہ زرنگار
خود پسند جادوگر کا کہ باغ اسکا اس صحرا سے قریب تھا یہ واسطے سیر صحرا کے نکلی تھی چند نازنینان
آئینہ رو ہمراہ اسکے ہمراہ تھیں ہر چند کہ سن اس شہزادی کا ساٹھ نوسو برس کا ہے لیکن بزور سحر جوان
بنی ہوئی ہے اور اپنے کو رشک لیلیٰ و شیریں تصور کرتی ہے جسوقت یہ ٹہلتی ہوئی قریب
اس درخت کے پہونچی کہ جہاں بلقیس درخت سے تکیہ کیے ہوئے سو رہے تھے اور نظر
زرنگار خود پسند کی بلقیس پر پڑی دیکھا کہ ایک چاند کا ٹکڑا ہے زیر درخت جلوہ گر ہے صورت
شاہزادہ کی دیکھکر اسکے منہ میں پانی بھر آیا خواصوں کیطرف دیکھکر کہا کہ میں زیادہ حسین
ہوں یا یہ انھوں نے کہا کہ واری یہ بھی حسین ہے مگر آپ کا حسن عالم فریب ہے بے مثل و لاجواب
ہے اسوقت حسینان عالم آپکی تصویر و تعویذ گلو بناتے ہیں ایک خواص نے بڑھکر
آئینہ دکھایا اسنے صورت اپنی دیکھی وہ بڑے بڑے دانت ہونٹ موٹے موٹے اور
سیاہ ناک چپٹی آنکھیں اسقدر چھوٹی کہ صرف دو نشان معلوم ہوتے ہیں پیشانی تنگ گردن
کوتاہ رنگ مانند قیر کے سیاہ ایک بیچا ایسی صورت مگر سن کوئی پندرہ برس کا معلوم ہوتا
ہے لیکن چونکہ طبیعت اسکی بلقیس پر آچکی تھی پس آئینہ دیکھکر قریب بلقیس کے آئی
اور خواصوں سے کہا کہ اسے ہوشیار کرو اگر یہ پرستش میری قبول کرے تو خیر ورنہ

اسے قتل کرونگی یہ سنتے ہی ایک خواص شاہزادہ بلقیس کو جو تنہا درخت سے تکیہ لگا کر بے اختیار
سو گئے تھے بیدار کرنے کی غرض سے ملکتی ہوئی آگے بڑھی اب اسکی کیفیت تو آگے
پڑھکر معلوم کیجائے گی کہ اس خواص نے قریب شاہزادہ بلقیس کے پہونچکر شاہزادہ
کو کیونکر خواب راحت سے بیدار کیا اور بعد بیدار ہونے کے شاہزادہ نے کس کس
کو اپنے سر پر کھڑا دیکھا اور اس خواص سے اور بعد خواص کے خود نامزد و لپسند سے
اور شاہزادہ بلقیس سے دو بارہ کیا گفتگو باہمدگر ہوئی پہلے چند کلمہ خواب شاہزادہ
بلقیس کے بیان کیے جاتے ہیں کہ جس وقت شاہزادہ بلقیس نے تنہا درخت
سے تکیہ لگایا ہر لود فعتًا انکو نیند آگئی اور نیند آتے ہی عالم خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ میں
ایک کھلا دست میدان میں کھڑا ہوں اور جانب مغرب سے ایک نہایت تند و
پر شور اور سیہ مست ابر آسمان کو گھیرتا ہوا اور باد پا اور تیز رفتار گھوڑوں کی تگ و دو سے
کہیں بڑھکر تیزی کے ساتھ دوڑتا ہوا چلا آتا ہے کہ یکایک اوج آسمان تک ایک آن
کی آن میں آپہونچا اب شاہزادہ بلقیس کی یہ حالت ہو گئی کہ اس ابر کی سیاہی اور
تیز رفتاری دیکھکر انکے چھکے چھوٹ گئے اور عالم خواب میں اس میدان کے اندر جہاں
ابھی آپ کو کھڑا ہوا دیکھا تھا اسی مقام پر ہکا بکا ہو کر کھڑے رہ گئے اور تاریکی کی یہ
حالت ہو گئی کہ انکو اپنا ہاتھ تک نہیں سوجھتا جی میں کہ رہے ہیں کہ اللهم ادفع عنی
ہذا البلاء کبھی بحالت کمال اضطرار جل جلالہ تو آئی بلا کو ٹال تو پڑھتے ہیں مگر اضطرار
اور ہول وہشت اسقدر ہے کہ زبان لڑکھڑا جاتی ہے پورے الفاظ بھی زبان سے نہیں
نکل سکتے الغرض جب وہ ابر سیاہ مغرب سے مشرق تک تمام آسمان پر محیط ہو گیا اور
چند منٹ اس تاریکی پر گذرے اور انکی حالت اسی عالم خواب میں اس تاریکی سے دم
گھٹتے گھٹتے یہانتک پہونچ گئی کہ قریب تھا روح قالب عنصری سے جدا ہو جائے کہ
دفعتًہ جانب مغرب سے دامن ابر قیر گون شگافتہ ہوا اور ایک نہایت مہیب اور کریہ
منظر عورت نمودار ہوئی کہ شاہزادہ بلقیس کی جانب تیز رفتاری سے بلائے بے درمان
کیطرح بڑھتی چلی آتی ہے اور چند عورتیں اس کریہ منظر سے کسیقدر پیچھے ہٹی ہوئی نظر آتی ہیں کہ یہ
بھی اسی کے ساتھ ساتھ اسی تیزی سے انکی جانب گرم رفتار ہیں انھوں نے اسی عالم
خواب میں ادعیہ دفع بلیات و خباثت پڑھنا شروع کیں اور خوف و ترس کا یہ عالم ہے کہ
زبان قابو میں نہیں زبان سے لفظ کچھ نکالتے ہیں اور نکلتا کچھ ہے اور دل میں یہ تخاطرہ کر رہے
ہیں کہ ہنوز دلی دور ہے کہ وہ سرسبز کی تو ابھی سواد تک نظر نہیں آتی ہے اور ہولناک بلیات
کا تانتا کا سامنا یہیں سے شروع ہو گیا ہے جنھوں نے ہوش و حواس گم کر دیے تو معلوم
نہیں خاص مقام کوہ سرسبز میں پہونچکر کیسے کیسے سوانح کا سامنا ہو اور اول تو اگر ایسے
اضطرار اور بدحواسی کا یہی عالم ہے تو خاص کوہ سرسبز تک پہونچنے کی نوبت ہی کب آئیگی
انھیں اثناء راہ کی بلیات میں خاتمہ ہو جائے گا اور لو فرضًا خداوند تعالے نے اپنی قدرت

کامل سے دل و دماغ مستقل بودن و در عین شدائد کا وصف عطا بھی فرمایا اور راستہ راہ کے صعوبات کو
جھیل بھی لئے تو خاص کر وہ سب کے بلیات جو ان بلیات سے معلوم نہیں کسقدر زیادہ تر
دشمن استقلال و حواس ہیں ضرور ہلاک کر ڈالیں گے الغرض شاہزادہ بلقیس زبان سے
کمال بدحواسی میں ادعیہ دافع بلیات و خباثت جسطرح پڑھی جاتی تھیں پڑھتے ہوئے اور اپنے
ہی میں مخاطرات اپنے یقین ہلاکت کے کرتے ہوئے پچھلے پاؤں ہٹتے چلے جاتے تھے کہ
ان خبیث عورتوں سے اپنے آپ کو بچائیں جو آندھی کیطرح انکی طرف تیزی سے بڑھتی چلی
آرہی تھیں تا آنکہ وہ سب سے زیادہ کریہ منظر عورت اسقدر انکے قریب آپہونچی کہ اب صرف
دو گز کا فاصلہ انکے اور اسکے فیمابین باقی رہ گیا اور انکو یقین ہو گیا کہ بس یہ اگلی قدم میں سر پر
آپہونچے گی اور میں اس موذیہ کے چنگل میں پڑکر ہلاک ہو جاونگا گو طے منزل کو وہ سب کے
لیے جب پہلا قدم اٹھایا تھا اسی وقت ہی میں یہ ٹھان چکے تھے کہ واقعی یہ منزل نہایت صعوبت
ناک ہے اگر کچھ تائید ایزدی شامل حال ہو گئی تو تو اس مقام صعب میں پہونچ جاینگے اور تمام
صعوبتوں کو جھیل کر اپنے پیارے ہمراہیان سے پھر ملینگے ورنہ ہلاکت ہی ضرور ہے موت سے کیا ڈرنا
ہے یہ تو وہ دن ہے کہ ایک روز ہر کس و ناکس گدا و شاہ امیر غریب ضعیف قوی ہر ایک کو
پیش آنا ہے مگر ہاں اپنے زعم شجاعت و پردلی کے بھروسے پر اسقدر امید ضرور رکھی کہ خاص
کر وہ سب کی کیفیت دیکھ کر اور اس مقام میں پہونچکر جو کچھ صعوبات پیش آئینگے دیکھیں گے
اگر ان صعوبات کو جھیل کر بچ نکلے تو ہمراہیان سے ملیں گے معرکہ میں سرخرو ہونگے اور
اگر مشیت ایزدی میں اپنی ہلاکت ہی ہے تو ہماری لاش کو وہ سب میں دیکھ کر ارباب
شجاعت اتنی داد تو دیسکینگے کہ بھئی تھا بیشک وہی شہ زور کہ صدہا صعوبات راہ کو جھیلتا ہوا سر منزل
تک تو اپنے آپ کو پہونچا کر مرا افسوس تو یہ ہے کہ اگر اس کریہ منظر عورت ہی کے ہاتھوں
اپنی موت بدی ہی تو دل کی سب حسرتیں بھی دل ہی میں رہیں اور تائید غیبی نے ایسا ساتھ
چھوڑا کہ ایک عورت کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے ہنوز یہ خاطرہ شاہزادہ بلقیس کا تمام
نہ ہونے پایا تھا اور سخن در دہان تھا کہ دیکھا شاہزادہ نے یکایک ناگاہ ایک غیبی پنجہ جانب
شمال سے نمودار ہو کر شاہزادہ اور ان عورتوں کے گروہ کے درمیان میں حائل ہو گیا
اور ایک کہنے والے نے آواز بلند ڈانٹ کر اس کریہ منظر سے خطاب کر کے کہا کہ
باش او لکاتہ خبیثہ مع ہمراہیان خود ہشیار بجائے خود باش خبردار اب قدم آگے نہ بڑھے ورنہ
یاد رہے کہ فوراً سر قلم کر دیا جائیگا کہ دیکھا شاہزادہ نے اس آواز کے آتے ہی وہ کریہ
منظر اور اسکی تمام ہمراہی عورتیں جہانتک پہونچ چکی تھیں وہیں پر ٹھٹک رہیں اور اسکے
ساتھ ہی ایک پیر و سفید پوش جنکا چہرہ آفتاب کے مانند چمک رہا تھا نمودار ہو گئے اور
شاہزادہ کیجانب مخاطب ہو کر باواز بلند کہا کہ اسلام علیکم اے جوان ادھر آؤ ان بزرگوار کی
نورانی صورت دیکھتے ہی پہلے تو شاہزادہ اسطرح حیرت زدہ سا ہو گیا جیسے کوئی آئینہ
کو دیکھ کر حیران رہ جاتے مگر ایک آن کی آن میں گویا کسی نے اس حیرت و بیخودی سے

بیدار کر دیا اور شاہزادہ بلقیس نے ان بزرگوار کے قریب جا کر بہ کمال ادب سلام عرض کیا اور
پوچھا کہ یا حضرت آپ نے جب ایسی مشکل موقع پر اسقدر دستگیری اور حل مشکل فرمائی ہے
تو مرحمت فرما کر اپنے نام و نشان سے بھی خاکسار کو مطلع فرمایئے شاہزادہ بلقیس کی یہ مؤدبانہ
تقریر سنکر وہ بزرگوار مسکرائے اور فرمایا بابا تم کو میرے نام و نشان پوچھنے سے کیا غرض
اپنے کام سے کام رکھو اور میرے نام و نشان کے دریافت کے پیچھے نہ پڑو مجھکو اسقدر
فرصت نہیں کہ میں تم سے اپنی مفصل تاریخ بیان کروں یا اپنے نام و نسب کی اطلاع دوں
کیونکہ میں ایک نہایت اہم مہم کی ضرورت سے مقام کوہ سرسبب سے چند ہی میل کے
فاصلہ پر ایک چلہ کشی کے لیے چند مدت سے مقیم ہوں مجھکو اسوقت غیبی حکم ہوا کہ فلان
عورت کریہ منظر شاہزادہ بلقیس کی ایذا رسانی پر آمادہ ہو رہی ہے تم فوراً شاہزادہ بلقیس
کے پاس پہونچکر شاہزادہ کو اسکی ایذا رسانی سے محفوظ اور محصور حصار امن و عافیت
کرا کو اور اس کریہ منظر کو ڈانٹ آؤ کہ اگر اپنی حیات کی خواستگار ہے تو خبردار شاہزادہ کیطرف
بری نظر سے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھنا اور اگرچہ وہ لکاتہ تمھاری نصیحت پر عمل ہرگز نہ کرے گی
اسلیے کہ شیطان اسپر بڑی قوت کے ساتھ مسلط ہو چکا ہے تاہم بطور اتمام حجت کے
اسکو للکار کر اچھی طرح فہمائش کر دینا اور شاہزادہ بلقیس کو بشارت دیتے آنا کہ تم ہر طرح
مطمئن رہو اگرچہ یہ لکاتہ تم پر طرح طرح سے حملہ کرے گی اور انواع اقسام کی دھمکیاں
دیکر تم کو اپنے قابو میں لانا چاہے گی تاکہ تم سے اپنا کام دلی حاصل کرے یعنی تمھاری
دولت وصلت سے بہرہ اندوز ہو اور تمھاری لذت مواصلت سے کام جان شیرین کرے مگر تم
کسیطرح اسکی دھمکی میں نہ آنا اور کسی حالت میں ایک ذرہ اسکی گیدڑ بھبکیوں سے
خوف نہ کھانا کیونکہ انجام کار موت اس لکاتہ خبیثہ کی بہ مدد غیبی و بتائید الٰہی تمھارے
ہی ہاتھ سے قلم قدرت نے لکھدی ہے رہا یہ امر کہ تم کیونکر اور کب اور کونسی تدبیر سے اسکو
قتل کروگے اور کسطرح ایسی خبیثہ قویہ لکاتہ پر غالب آؤ گے نہ تو تم سے اسکے بیان کرنے
کی مجھکو اجازت دی گئی ہے اور نہ اسکے بیان کرنے کی کچھ بھی ضرورت ہے بس مجھکو اسیقدر
اشارت غیبی تھی کہ میں تم کو آکر اسیقدر الفاظ میں جو کہ میں نے تم سے کہے بشارت
امن لکاتہ کے تمھارے ہاتھ سے قتل ہونے کی دے آؤں تاکہ جب تم اس لکاتہ خبیثہ سے دوچار
ہو تو کوئی رعب و دہشت و خوف کسیطرح کا اس لکاتہ خبیثہ کی کسی دھمکی سے تم پر طاری
نہ ہونے پائے اور کسی حالت میں پریشان اور منتشر نہ ہونے پاؤ شاہزادہ بلقیس
نے بزرگوار کی یہ سب تقریر بشارت آمیز سنکر اور دست بستہ ہو کر کمال ادب کے ساتھ
بزرگوار کی خدمت میں عرض کی کہ یا حضرت یہ جملہ جو حضرت نے فرمایا کہ جب تم اس لکاتہ
خبیثہ سے دوچار ہو تو کوئی رعب و دہشت و خوف اس لکاتہ خبیثہ کی کسی دھمکی کا تم پر طاری
نہ ہو تو کیا ابھی میں اس سے دوچار نہیں ہوا ہوں یا حضرت دوچار ہونا کیسا یہ تو بہت
تیز رفتاری سے میری طرف بڑھتی چلی آ رہی تھی کہ جب جناب نے للکارا ہے تو صرف

روز کا فاصلہ میرے اور اسکے درمیان میں باقی رہ گیا تھا اگر حضور کی تشریف آوری میں ایک
ساعت کا توقف بھی ہو جاتا تو معلوم نہیں وہ میری کیا گت بنا ڈالتی شاہزادہ کی یہ تقریر سنکر
بزرگوار پھر مسکرا دیے اور ایسے مسکرائے کہ دندان مبارک ان بزرگوار کے جو موتیوں سے
بڑھکر با آب و تاب تھے نمودار ہو گئے اور فرمایا کہ اے جان عزیز یہ جو کچھ معاملہ تم کو پیش آیا
عالم خواب ہے نہ کہ عالم بیداری تم مطمئن رہو جس وقت اس خواب سے تمہاری آنکھ کھلے گی
تو اس لکاتہ خبیثہ سے دوچار ہوگے اسی لیے مجکو بشارت غیبی ہوئی کہ میں تم کو متنبہ کراؤں
اور اس لکاتہ خبیثہ کو تمہاری خواہش مواصلت کے بارے میں کی نصیحت کرکے اتمام حجت
بھی کرلوں کیونکہ آخرکار موت اسکی تمہارے ہی ہاتھوں ہے یہ تقریر ختم کرکے بزرگوار فی امان
اللہ کہکر شاہزادہ سے رخصت ہو گئے ابھی تھے کہ دفعتہً شاہزادہ کی آنکھ کھل گئی تو دیکھا کہ ایک
عورت شانہ پکڑے ہوئے ہلا رہی ہے اور یہ کہتی ہے کہ اے شخص کیا سوتا ہے نصیب تیرے
جاگے اور طالع بیدار ہوئے دیکھ تو ہماری ملکہ تشریف لائی ہیں جس پر آوارہ کا نہیں پہونچنے
ہی بلقیس بیدار ہوئے آنکھ کھولکر دیکھا تو بہت سی بلائیں سر پر کھڑی ہیں انھوں نے
گھبرا کے پھر آنکھیں بند کرلیں اور سوچنے لگے کہ پھر اسی خواب میں کیا نکب ہوتے ہیں دوسری
خواصوں نے کہا کہ خواب نہیں ہے بلکہ بیداری نصیب ہے بلقیس نے آنکھ دوبارہ کھولی اور
کہا کہ کیا تم سب چڑیلیں ہو اگر یہ درخت تمہارا مسکن ہے تو میں دوسرے مقام پر چلا جاؤں مجھے
پریشان نہ کرو یہ سنکر زنار خود پسند نے کہا کہ او زبان دراز تو نہیں دیکھتا کہ ہم کھڑے ہوئے ہیں
اور تو ہماری خواصوں اور مصاحبوں کو چڑیلیں بناتا ہے بلقیس نے کہا تو سب سے بڑی چڑیل
ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ان سب کو مار کر اپنے قبضہ میں کیا ہے جادو رہو میرے سامنے سے
میں تجھ سے ڈرنے والا نہیں ہوں زنار خود پسند کو یہ کلمات نہایت ناگوار گذرے خنجر پکڑکر
برائے قتل چلی تھی کہ بلقیس بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈالا میں زنار جادو
نے ارادہ بلقیس کا فاسد دیکھ کر ایک دو منتر زمین پر مارا اور پکیر کھینچی آواز دی کہ زمین نے
پاؤں پکڑ لیے اور ہاتھ پاؤں بے قابو ہو گئے زنار جادو نے کہا ہاں اسی منہ پر یہ گھمنڈ تھا
کہو اب کیا کہتا ہے بلقیس نے کہا کہ معلوم ہو گیا تو ساحرہ ہے جو قوت میرے ہاتھ پاؤں کی
سلب کی زنار خود پسند نے کہا کہ اب بھی اگر در پردہ دنیا اپنی چھوڑ دے اور پرستش
میرے حسن دل فروز کی اختیار کر تو میں تجکو چھوڑ دوں بلکہ اپنی غلامی میں لے لوں ورنہ تجھے
اسطرح قتل کرونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری کرینگے بلقیس نے
جھوم کے کہا کہ او لکاتہ تو قابل نفرین ہے لائق پرستش ہے میں تیری طرف منہ کرکے تھوکنا
بھی پسند نہیں کرتا ہوں تجھ سے ہوسکے قصور نہ کر کہ میں خود بھی اپنی زندگی سے تنگ ہوں یہ سنکر
زنار خود پسند جادو نے خنجر مارنے کا قصد کیا تھا کہ نظر اسکی شاہزادہ کے جمال جہان آرا پر پڑی
سارا غصہ اسکا فرو ہو گیا اور خنجر ہاتھ سے چھوٹ پڑا اور غصہ نے کہا کے جاکر مقید کرو اور سمجھاؤ
اگر نہ مانے گا تو دیکھا جائیگا یہ کہکر اسنے سحر اپنا اتار لیا اور سپہ سالار جادو نے کہا

کہ اسے جا کر قید کر سیار جادو نے بلقیس کو اسیر کیا اور باغ ملکہ زنار خود پسند کیطرف
روانہ ہوئی اور ایک حجرہ مین بند کرکے مقفل کر دیا جسوقت زنار خود پسند قریب نصف
شب کے سیر صحرا کر کے داخل باغ ہوئی تو اسنے سیار جادو سے کہا کہ کسیطرح اُس ظالم کو وصل
پر راضی کر کہ دل میرا بغیر اُسکے بیچین ہی ہر چند کہ مین اُسے تکلیف پہونچاتی ہون مگر سبب اُسکا یہی
ہی کہ کسیطرح مجبور ہو کر خواہ ڈر کر وصل قبول کر لے ورنہ اُسے تکلیف پہونچا کر دلکو تکلیف پہونچتی
ہی یہ سُنکر سیار جادو نے کہا کہ اے ملکہ نہین معلوم یہ موا سڑی ہی یا سودائی کہ آپ ایسی محبوبہ
گلعذار کی محبت سے کراہت کرتا ہی شاید کم سن ہونے کی وجہ سے لذت وصل کو نہین جانتا
ہی مین سمجھا بجھا کر دو ایک روز مین اُسکو راضی کر دونگی زنار جادو کو تسکین ہوئی اور بستر
مرگ پر گری جب رات بسر ہو کر صبح ہوئی تو سیار جادو بلقیس کے پاس آئی دروازہ
حجرہ کا وا کیا اور کہا اے شخص تو کیون اپنی جوانی کو مٹاتا ہی اور راحت و آرام کو ترک کرکے تکلیف
برداشت کرتا ہی یہ ضرور ہی کہ تو حسینان عالم سے ہی اور زنار جادو تیرے تلوے کے برابر بھی
نہین ہی مگر اسوقت تو اُسکے قابو مین ہی اگر اُسکے حکم کے خلاف کریگا تو اسی زندان تاریک
مین گرفتار رہیگا تا زندگی رہائی دشوار ہی لہذا بہتر یہ ہی کہ وصل اُسکا منظور کرلے کہ ان ایذاؤن
سے نجات پائے بلقیس نے [illegible] دیا کہ تو کسقدر نیک بندہ معلوم ہوتی ہی تو مین تجھ سے راز دل
بیان کرتا ہون اور [illegible] کہ مین خدا پرست ہون اور پوتا ہون نزلہ قاف ثانی
سلیمان جناب [illegible] صفران کا اور بیٹا ہون مشہور دیو پرور کا میرے خاندان مین
کسی نے ساحرہ کا [illegible] کیا ہی مین کیونکر خلاف مذہب اسلام کر سکتا ہون تو ایسی
تدبیر کر کہ وہ مجکو قتل [illegible] یہ سُنکر سیار جادو کا دل پگھل گیا کہ ایسا جوان حسین اور
خود موت مانگتا ہی [illegible] آئی اور دوسرے وقت جا کر پھر سمجھایا کہ اچھا تم
رہائی اقرار کر لو اور [illegible] بلا دینا جسوقت وہ بے خود ہو جائے کسیطرف
نکل جانا ہم بھی پتا [illegible] اور تمھاری بھی رہائی ہو جائے گی یہ سُنکر بلقیس نے
سکوت اختیار کیا سیار جادو نیم رضا سمجھ کر وہانسے زنار خود پسند کے پاس آئی
اور کہا کہ کسقدر تو [illegible] کا وصل پر راضی ہو چلا ہی اگر آپ حکم دین تو مین اُسکو صحبت
مین لاؤن اور آپ [illegible] تحفہ یہ لطف پیش آئیے مگر جلدی نہ کیجیے گا ایسا نہو کہ
پھر وہ برخاستہ خاطر ہو [illegible] ملکہ معشوق نازک مزاج ہی ہوتے ہین اگرچہ آپ
خود حسین ہین مگر اسوقت [illegible] ہی اور آپ عاشق ہین زنار خود پسند نے کہا کہ اچھا
لے آؤ اور خواصون سے کہا کہ صحبت عیش آراستہ کرو خواصون نے کشتیان مے کی بلوریں کیاون
کی لا کر سامنے رکھین ایک مسند پر تکلف بچھا دی مغنیان حاضر ہوئین سیارہ جادو نے
جا کر بلقیس کو پھر سمجھایا اور کہا کہ چلکر صحبت مین شریک ہو پھر دیکھا جائیگا بلقیس
نے کہا اے سیارہ جادو تو اسقدر نیک طینت ہو کر اس کافرہ کی اطاعت کیون اختیار
کر بیٹھی ہی سیارہ جادو نے کہا کہ اسکا سبب نہ پوچھو مین وہ دمنہ ہون اس کا نام

نے میرے جوان بیٹے کو مارا ہی اور دختر کو بھی قتل کیلیے ڈالتی تھی جب مین نے اُسکی ہزارون منتین کی ہین تو
اسنے اُسکو چھوڑا ہی اور مجکو اُس وقت سے اپنے ساتھ رکھتی ہی چونکہ ساحرہ زبردست ہی مین اسکا کچھ
کر نہین سکتی ہون اس وجہ سے بمجبوری اطاعت کرتی ہون بلقیس نے پوچھا کہ لڑکے کو تمھارے کس
جرم پر قتل کیا سیارہ جادو نے کہا کہ وہ بھی کسی قدر حسین تھا یہ اُسکو ساتھ اپنے لے آئی تھی اور طالب
وصال تھی وہ پہلے تو رضامند ہو گیا جب اسکے دہن سے بو سے بد آئی تو اُسنے متنفر ہو کر تھپڑ مار دیا اسنے
اُسکو جلا دیا اور کہا کہ تیرے خاندان بھر کو پھونک دونگی اُسے جلا کر میرے مکان پر آئی اور ابر سے
آگ برسانا شروع کی مین نے ہر چند رد سحر کیا کچھ نہ ہوا آخر مین نے سامری و جمشید کے
واسطے دیے تو یہ اپنے ارادہ سے باز رہی اور مجھ کو ساتھ اپنے یہان لے آئی مین نے اپنی دختر
کو اپنی بہن ستارہ جادو کے پاس بھیجدیا اور مین یہان رہنے لگی بلقیس نے کہا کہ خدا تیرے
حال پر بھی رحم کرے یہ کہکر ساتھ سیارہ جادو کے جہت زنار جادو مین آکر دیکھا زنار جادو اسقدر
خوشنما ہی کہ پانچھین اسکی کھلی جاتی ہین ہنوز جام شراب ناب کو گردش نہین ہوئی تھی کہ جانب آسمان
سے ابر شفق گون نمودار ہوا اور آتے ہی وہ ابر شق ہوا اور تخت نمودار ہوا اور اُس تخت پر ایک
ساحر نوجوان کوئی اٹھارہ برس کا سن دونون کانون مین اُسکے مندرے پڑے ہوے جو گیون
کی ایسی وضع بیٹھا ہوا آیا اور آکر زنار خود پسند کو سلام کرکے پاس بیٹھ گیا زنار خود پسند اسکے
آنے سے کچھ شرمندہ سی ہو گئی اور سیارہ جادو نے اشارہ کیا کہ بلقیس کو بچاؤ سیارہ جادو
نے بلقیس سے کہا کہ اب آپ تشریف لے چلیے بلقیس حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہی ہنوز اٹھنے بھی
نہ پائی تھی کہ اُس ساحر نے زنار خود پسند کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ کون ہی زنار خود پسند نے کہا
کہ ایک مسافر ہی سیارہ جادو نے اُسکو مہمان کیا ہی اُس جادوگر نے جواب دیا کہ نانی اماں آپ
ایسی دیرینہ ہو کر اپنی حفاظت مطلق نہین کرتی ہین انجام اسکا اچھا نہ ہوگا کیا آپکو خبر نہین کہ یہ
زمانہ ہم لوگون کے واسطے نہایت نازک ہی زمین دشمن ہی آسمان عدو ہی جان ہی اگر اسیطرح
کوئی دشمن آگیا اور دھوکا دے کر کام آپ کا تمام کیا تو کوہ سحر ویران ہو جائیگا ہم سب کی
جانین آپ ہی کے دم سے وابستہ ہین زنار خود پسند جادو نے کہا کہ ای اخگر شعلہ تن تو یہ نہین
جانتا کہ میری قضا خداوند سامری و جمشید نے اور کے دم سے وابستہ کر دی ہی اور تم لوگون
کی حیات میری زندگی سے وابستہ ہی تو ابھی نادان ہی جا اپنا کام کر جس مطلب کے لیے آیا ہی اُسے
بیان کر اخگر جادو نے کہا کہ مین نے سنا ہی کہ فتاح طلسم دنیا سے نسیان کیطرف سے داخل نہ طاق
ہوا ہی اور بہت سے نامور اُسکے شریک ہو گئے ہین اگر یہ اہل طلسمی ٹوٹے تو وہ بات جاتی رہیگی جو کہ
پہلے تھی یہ نہین ممکن ہی کہ ہمکو کوئی قتل نہ کر سکے کیونکہ کوہ سحر و دیگر مقامات سحر اہل
نہ طاق سے وابستہ ہین اگر وہ مراحل شکستہ ہوے تو ہم لوگون کا رشتہ حیات بھی ٹوٹا ہو جائیگا یہ
سنکر زنار خود پسند نے کہا کہ بیٹا یہ سب افواہین ہین کجا نہ طاق کجا یہ بیچ الملک کسکی تاب و
طاقت ہی کہ طلسم نہ طاق مین قدم رکھ سکے تو اتنی سی جھوٹ سچ خبر سنکر گھبرا گیا جا اور اطمینان سے
کوہ سحر کا انتظام کر ایسی ویسی باتون پر خیال نہ کیا کر اور مین یہان کا انتظام ایسا کیے دیتی ہون

کہ اگر دشمن اس وادی میں قدم رکھے تو جل کر خاک ہو جائے یہ سنکر اخگر شعلہ تن زنار خود پسند
سے رخصت ہو کر جانب کوہ سرب روانہ ہوا اور یہاں زنار خود پسند نے سیارہ جادو سے کہا کہ
یہ شخص تیرے حوالے ہی اور میں تین روز کے بعد آؤنگی یہ کہکر اسنے اسی وقت جلسہ برخاست
کر دیا اور آپ اپنے ہوم خانہ کی جانب روانہ ہوئی یہ مقام اسنے ایسی جگہ بنایا ہی کہ بس وہی
جانتی ہی اور کوئی خواص تک نہیں جانتی کہ یہ کہاں جاتی ہی سیارہ جادو نے بلقیس سے کہا کہ
میں تو اسی وقت آپ کو رہا کر دیتی مگر خوف اپنی جان کا ہی کہ اگر یہ سب حال پلٹ کر آئیگی تو مجھے
مار ہی ڈالیگی اور آپ بھی جہاں ہونگے پھر گرفتار ہو کر آجائینگے اب کوئی ایسا انتظام کیجیے کہ اس کو
قتل کیجیے تو ہماری اور آپ کی دونوں کی رہائی ہو سنا ہی کہ آپ کے بزرگوں نے بڑے بڑے
کام کیے ہیں صدہا خداوندیان بگاڑ دی ہیں ہزارہا طلسم شکستہ کیے ہیں آپ سے یہ بھی ممکن نہیں
کہ ایک ساحرہ کا کام تمام کر سکیں بلقیس نے کہا کہ کہو تو گلا اسکا دبا دوں سیارہ جادو نے کہا کہ یہ
طلسم بند ہی موت اسکی اس طرح ممکن نہیں ہی اول تو اسکا مرنا بغیر [illegible] طاق کے [illegible]
ممکن نہیں دوسرے یہ کہ اب اسکو اسنے اگر اسے اور بھی ہوشیار کر دیا ہی اسی انتظام کے
واسطے گئی ہی کسی صورت سے یہ دریافت کرنا چاہیے کہ اسنے کیا بندوبست کیا ہی میں آپ کو
ایک ترکیب بتاتی ہوں جب یہ ہوم خانہ سے واپس آئے تو آپ اس سے بآشتی پیش آئیے اور
ایسی بات کی ہٹ کیجیے کہ تم جس کام کو کہو نہیں اگر اس راز سے آگاہ کر دو تو میں وصل تمہارا منظور
کرونگا اور بغیر اسکے ہرگز وصل نہ ہوگا یہ دل و جان سے آپ پر فریفتہ ہو چکی ہی یقین ہی کہ ضرور
بتا دیگی بلقیس نے بھی اس رائے کو سیارہ جادو کی پسند کیا اسی تین روز تک یہ خوب سیر
باغ و صحرا کیا کیے جب تیسرے روز زنار خود پسند ہوم خانہ سے پلٹ کر آئی اور اسنے صحبت
عیش و نشاط آراستہ کر کے بلقیس کو بلایا اور شاہزادہ شریک صحبت ہوا تو پھر اسنے سوال وصل
کیا بلقیس نے کہا کہ اصل یہ ہی کہ میں محبت کا مارا ہوا ہوں اسی طرح اور ایک ساحرہ سے
اور مجھ سے محبت بڑھ گئی تھی مگر کسی عیار نے اس کو مار ڈالا میں اسکے عشق میں مہینوں دیوانہ
رہا ہوں جب سے میں نے عہد کر لیا ہی کہ اب کسی سے دل نہ لگاؤنگا اگر اسی طرح تم کو بھی کوئی
قتل کر ڈالے تو مجھے دوسرا داغ اٹھانا ہوگا اس سبب سے میں انکار کرتا ہوں ورنہ تم ایسی
صاحب جمال عورت کہیں ملتی ہی بس یہ سنتے ہی زنار جادو اسقدر خوش ہوئی کہ قریب تھا
شادی مرگ ہو جائے کہا ای نادان وہ نہیں معلوم کون ہوگی جسے عیار نے مار ڈالا میں وہ
سخت جان ہوں کہ میرا مرنا ممکن ہی نہیں تو اسقدر کیوں پریشان ہوتا ہی خاطر جمع رکھ بلقیس نے
کہا کہ یہ دعوے تو سب کیا کرتے ہیں کیونکر یقین ہو اور کسطرح خاطر جمع ہاں اگر مجھکو دشمن سمجھتی ہو
تو نہ بیان کرو زنار جادو نے کہا کہ جان من تجھے تو میں دل سے دوست رکھتی ہوں تیری ایذا رسانی
جی راحت سے کم نہیں ہی مگر در و دیوار ہم گوش دارد ایسی باتوں کا دریافت کرنا اچھا نہیں
ہی سلے میں کچھ تھوڑا سا بیان کیے دیتی ہوں اسی کو سنکر تجھے اطمینان ہو جائیگا اول تو
یہ کہ بجز شیشی کے تیر یقین کر سکتی جب وقت جام بجز شیشی آمیز یا طعام بجز شیشی آمیز میرے سامنے

آئیگا تو دیوستی دھواں ہوکر اڑ جائیگی اور اگر کوئی خنجر سے قتل کرنا چاہیگا تو کوئی حربہ کچھ اثر نہ کریگا اگر
کسی ساحر زبردست سے سامنا ہوگا تو سحر اُس کا میرے قتل سے عاری رہیگا کہ مین نے اپنے کو طلسم بند
کرلیا ہے بلقیس نے کہا کہ یہ میری سمجھ مین نہین آیا کہ طلسم بند ہونا کسے کہتے ہین زنار خود لپیٹ کر
کہا کہ تو بالکل نادان ہے مین نے اپنے قتل کا ایک آئینہ تیار کیا ہے اگر وہ آئینہ کسی کو دستیاب ہو جاے
اور وہ میرے سامنے لاکر عکس اُسکا مجھپر ڈالے اس طرح کہ صورت میری اُس آئینہ کے مقابل
ہوجاے تو ایک برق قضا چمک کر مجھپر گریگی اور کام میرا تمام کر دیگی یہ سنکر بلقیس نے کہا یہ تو مجھے
معلوم ہوا اگر تم نے جس مقام پر اُس آئینہ کو رکھا ہے ممکن ہے کہ دشمن وہان پہونچ جاے اور
آئینہ پر قبضہ کرکے تمسے مقابلہ کرے تو پھر کیا ہو اُسنے کہا کہ آئینہ دستیاب ہونا اسقدر مشکل ہے کہ سکندر ہو جانا
اُسکے سامنے آسان ہے اب تو سارے بھید مجھ سے پوچھے لیتا ہے خیر مین بھی بیان کئے دیتی ہون اگر
دشمن آگاہ بھی ہو جائیگا تو میرا کیا کرسکتا ہے وہ آئینہ مین نے ایک دیو کے سینے مین پوشیدہ کیا ہے
اور وہ دیو بھی دامنہ کوہ مین رہتا ہے وہ یہان سے جنوب کی طرف تین کوس پر واقع ہے جب کوئی اُس
دیو کو مارے اور سینہ اُس کا چاک کرے تو آئینہ دستیاب ہو اور وہ دیو ایسا زبردست ہے کہ آدمزاد
کی کیا طاقت ہے جو اُس دیو سے مقابلہ کرسکے مین نے اُس کو بزور سحر اس قدر قوت دے دی ہے
کہ اُس کا مرنا بھی غیر ممکن ہے اگر کسی شخص کو یہ زنار جو میرے گلے مین ہے دستیاب ہو اور وہ اس
زنار سے مشکین دیو کی باندھ کر اُسے ذبح کرے تو وہ مرسکتا ہے کہ یہی رشتہ حیات اُس کا ہے اب
تمھین کہو کہ مین مرسکتی ہون یا نہین بلقیس نے کہا کہ اب مجھے اطمینان ہوا مگر مجھکو بھی کچھ علم
نجوم مین دخل ہے اُس سے یہ پایا جاتا ہے کہ آٹھ روز کے اندر تمھاری قضا ہے یہ سنکر زنار جادو
بہت ہنسی اور کہا کہ آٹھ روز کے اندر تو سبھی مرینگے مگر مین نہین مرسکتی بلقیس نے کہا کہ مجھکو
جب ہی یقین آئیگا جبکہ یہ آٹھ روز خیریت کے ساتھ تمپر سے گذر جائینگے تو اُسکے بعد مین
تمھارا وصل بھی منظور کرونگا ابھی مجھے شک ہے یہ سنکر زنار جادو نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ کس
ضدی سے پالا پڑا ہے کہ سب کچھ سمجھا دیا اور پھر اسے یقین نہین آتا غرضکہ آج بھی بلقیس نے اُس کو
اس تازہ فقرہ سے ٹالا اور تنہائی کے وقت سیارہ جادو سے کہا کہ اب کسی تدبیر سے زنار ملنے
کی کوشش کرو تو یہ مرحلہ سر ہو اُسنے کہا کہ خیر دیکھا جائیگا بس سیارہ جادو نے ایک زنار اور بنایا
جو بالکل زنار جادو کی زنار سے مشابہ تھا اور سوتے وقت گلے سے وہ زنار اتار کے نقلی زنار پہنادیا
اور زنار اصلی لاکر بلقیس کے حوالے کردیا بلقیس زنار لیکر نہایت خوش ہوے اور کہا کہ
اگر مین دن کو جاتا ہون تو خطرہ ہے کہ کہین یہ لکاّ ہوشیار نہو جاے اور میری تلاش کرے اس سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ بستر مرگ پر سوے تو مجھے اطلاع کرنا کہ مین اُسی وقت جانب کوہ
روانہ ہوجاونگا کہ شب کے وقت تین کوس پیدل جانا وقت سے خالی نہین ہے کہ راہ سے
بھی ناواقف ہون اگر راستہ بھولے تو بھی بنا بنایا کام بگڑ جائیگا صبح کو وہ بیدار ہوکر جب مجھے نہ پائیگی
تو ضرور کھٹک جائیگی سیارہ جادو نے کہا کہ مین نے گھوڑا آپ کا باغ مین بندھوا دیا ہے آپ
اطمینان رکھیے الغرض ہر روز زنار جادو طالب وصل ہوتی تھی اور بلقیس یہی عذر کیے جاتے تھے

کہ اب چھ دن باقی ہیں اب پانچ ہی روز رہ گئے ایک روز زُنّار جادو پر نیند ایسی غالب ہوئی کہ وہ شام ہی سے سو گئی اور بلقیس وہیں موجود تھے بس انھوں نے سیارۂ جادو سے کہا کہ اب مرکب تیار منگا دو کہ میں اسی وقت جا کر دیو کا خاتمہ کر دوں اور آئینہ لا کر اسے بھی جلا دوں یہ سُن کر سیارۂ جادو اٹھی اور بلقیس کو ساتھ لیے ہوئے اُس مقام پر آئی جہاں اس نے گھوڑا بندھوا دیا تھا بس شاہزادہ مرکب پر سوار ہو کر اُسی پتے سے روانہ ہوا جو زُنّار جادو نے جوشِ محبت میں بیان کر دیا تھا جاتے جاتے کوئی پہر رات گئی ہوگی کہ بلقیس دامنۂ کوہ میں پہونچ گئے اور چونکہ شب ماہ تھی دامنہ کے متصل پہونچتے ہی ان کو ایک ایوان رفیع الشان نظر آیا جس کی بلندی بامِ گردون سے ہمسری کا دعویٰ کر رہی تھی شاہزادہ کو نہایت تعجب ہوا کہ خدایا اس سنسان مقام میں اور ایسی بلند عمارت اور اس قدر عظیم الشان کہ قریب قریب تمام دامنۂ کوہ کو اس کے اطراف کی عمارت گھیرے ہوئے ہے الغرض اس عمارت کو یکایک مشاہدہ کرنے کے باعث سے شاہزادہ بلقیس پر جو ایک حیرت کی سی کیفیت دفعتاً طاری ہو گئی تھی اس حیرت کی وجہ شاہزادہ کچھ دیر تو اس مقام پر ٹھٹکا رہا جس مقام سے وہ ایوان عظیم الشان نظر آ رہا تھا لیکن بعد تھوڑی دیر کے جبکہ اس حیرت زدگی کی حالت سے افاقہ ہوا تو قدم آگے بڑھایا اور ایک دو تین تیر پرتاب راہ طے کی ہوگی کہ اس ایوان کے بہت قریب جا پہونچا اور اس تفحص کے درپے ہوا کہ اس ایوان رفیع کا دروازہ کس طرف ہے اور یہ خیال کر کے گرداگرد ایوان کے دورہ کرنا شروع کیا بقدرِ نصف حصہ بیرونی احاطۂ ایوان کا ختم ہو چکا تھا کہ یکایک ایوان مذکور عالیشان کا دروازۂ آمد و رفت دکھلائی دیا قریب جا کر دیکھا کہ دروازہ کے پٹون میں گران بہا صدہا جواہر نصب ہیں اور چاندنی کے عکس سے ایسے جھلک رہے ہیں کہ ان جواہر کی آب و تاب سے شاہزادہ کی آنکھ میں چکا چوند آنے لگی چنانچہ دروازۂ ایوان میں بائیں جانب ایوان کے خاص محافظ اور چوکی پہرہ دینے والوں کے رہنے کا ایک خوشنما اور نہایت مختصر مکان بنا ہوا ہے جس میں چند آدمی دربان وضع مگر نہایت قوی ہیکل بلند قامت لیٹے بیٹھے نظر آ رہے ہیں اور داہنی جانب دروازۂ ایوان کے ایک بہت بڑے قد و قامت کا ایک آدمی مثل کوہ گران سر سے پاؤں تک جسم پر سب ہتھیار لگائے اور کمر کسے ہوئے ٹہل رہا ہے جس کو دیکھنے کے ساتھ ہی شاہزادہ بلقیس کو قرینہ اور قیاس سے اس امر کا یقین ہو گیا کہ اس وقت دروازہ پر اسی جوان کا پہرا ہے جو اس مستعدی کے ساتھ ٹہل رہا ہے مگر شاہزادہ نے اس امر کا دل میں خاطرہ کیا کہ اس پہرہ دار سے کچھ حال ایوان کے متعلق دریافت کریں اور ہنوز اس سے ہمکلام نہ ہوئے تھے کہ اُس جوان نے شاہزادہ بلقیس سے دوچار ہوتے ہی للکار کر کہا کہ اے شخص تو کون ہے جو اس طرح بے باکانہ اس مقام پر چلا آیا ذرا خوفِ جان نہ کیا اور آگے بڑھا چلا ہی آتا ہے معلوم ہوتا ہے تیری قضا قریب آ پہونچی ہے جامِ عمر تیرا لبریز ہو چکا ہے بس اب قدم آگے نہ بڑھانا بہتر اسی میں ہے کہ جس طرف سے آیا ہے اُسی جانب واپس جا ورنہ ابھی

تیر مین تیرا کام تمام کر دونگا تاتیغ کو نشانۂ اجل ہوگا میری وہ ضرب ہی کہ جس سے پناہ
پانی مشکل ہوگی شاہزادہ بلقیس یہ خطاب باعتاب سُن کر فرط غیظ وغضب سے کانپنے لگا اور
رنگ رخ سُرخ ہوگیا اور چاہتا تھا کہ تیغ بران دودم نیام سے نکال کر بلائے بے درمان کے
مانند اُس پہرہ دار کے سر پر جا پہونچے اور ایک ہی وار مین اُس پہرہ دار کا کام تمام
کر ڈالے مگر اس کے ساتھ ہی شاہزادۂ بلقیس کو یہ قدیم قول یاد آگیا کہ کمال جوش غضب
کی حالت مین مستقل مزاج رہنا اور مغلوب الغضب ہونا شیر مردون اور دلاورون کا حصہ ہی
اور اس کے علاوہ اگر مین نے بحکم جوش غضب تیغ بران سے اس پہرہ دار کا کام تمام بھی کیا
تو پھر اور پہرہ دارون سے بھی ضرور مقابلہ کی نوبت آجائیگی اور جب یہان کے سب پہرہ دار
میری ہنگ تیغ بران کے طعمہ ہوجائینگے تو مقصود اصلی فوت ہوجائیگا یعنے ایوان کے
متعلق اندرونی و بیرونی حالات دریافت ہونا مشکل پڑجائینگے الختصر یہ سب مخاطرہ کر کے
شاہزادہ غصہ کو شربت کے گھونٹ کی طرح پی گئے اور جس مقام پر اس جوان پہرہ دار
نے وہ خطاب پر عتاب ان سے کیا تھا اُسی مقام پر ٹھٹک کر شاہزادہ نے نہایت نرمی
اور ملائمت سے یون جواب دیا کہ بھائی معاف کرو ہم مسافر و آوارہ وطن ہین اور بالخصوص
آج کی سخت منزل مین ہم نے ایسی ایسی سختیان جھیلی ہین کہ لائق بیان کے نہین جسکی وجہ
سے تھک کر چور چور ہوگئے ہین اور حواس خمسہ بجا نہین رہے ہین ورنہ ہم خود اس
مقام پر پہونچنے سے پہلے ایک تیر پرتاب اُسی طرف ٹھٹک کر اول تم سے قدم بڑھانے
کی اجازت حاصل کر لیتے تو اس کے بعد اپنا قدم تمہاری طرف بڑھاتے شاہزادۂ بلقیس
کی یہ ملائم اور نرم تقریر سُن کر پہرہ دار نے یا تو وہ خطاب باعتاب کیا تھا یا موم ہوگیا اور
دل مین رحم آگیا نہایت نرمی اور ملاطفت کے الفاظ مین شاہزادہ بلقیس سے مخاطب
ہوکر کہا کہ اے شخص معلوم ہوتا ہی کہ تو کوئی عالی نسب اور والا دودمان ہی اور تیرا
اس بے سر و سامانی کے ساتھ اس جیسے پرخوف وخطر مقام مین خصوصًا اس ایوان
کے دروازہ تک بے باکانہ چلا آنا بیشک اس کی بین دلیل ہی کہ تو کوئی سخت
مصیبت زدہ اور اپنی جان سے عاجز ہی بہرحال اب تو صاف صاف خلاصہ طور پر مجھ سے
بیان کر کہ تو کون ہی اور اس خطرناک مقام کے سخت واندیشہ ناک سفر کا اتفاق تجھکو کس
باعث سے پیش آیا اور اب اس دروازہ تک آنے اور ہم سے ملنے کی خواہش کرنے کا
سبب خاص کیا ہی شاہزادۂ بلقیس نے ایک آہ سرد کھینچ کر اور کمال درجہ کی حسرتین
آواز بنا کر جواب دیا کہ بھائی مین تم سے کہچکا کہ تب وتاب سفر اور صعوبت منزل امروزہ
کی وجہ سے میرے حواس خمسہ درست نہین رہے ہین لہذا مین ایک ذرا دیر ستالون
اور کسی قدر دم درست کر پاؤن تو اپنے سفر کرنے اور اس مقام مین پہونچنے کی رام کہانی
تم سے کہہ سناؤن پہرہ دار نے کمال ملاطفت سے کہا کہ اچھا اچھا آپ میرے قریب بڑھ آئین اور
اچھی طرح سستالین اور اگر قبول کیجیے تو تھوڑا سا شربت وغیرہ نوش کیجیے اُس کے بعد باطمینان تمام

اپنا حال بیان کیجیے گا یہ جواب سُن کر شاہزادہ نے قدم آگے بڑھایا اور طرفۃ العین میں پہرہ دار کے
قریب آپہونچا پہرہ دار نے شاہزادہ کو ایک تپائی پر بٹھایا اور شربت پینے کا اصرار کیا شاہزادہ
نے انکار کرنا مناسب نہ جانا اور وہ ایک گھونٹ اس شربت کے جو پہرہ دار نے نہایت پر تکلف
گلاس بلوریں میں گلاس کو لبالب بھر کر پیشکش کیا تھا نوش کر کے گلاس مع شربت باقیماندہ
پہرہ دار کو واپس دیا پہرہ دار نے گلاس میں شربت دیکھ کر کہا کہ ای مسافر کیا وجود اسقدر
تاب و تعب منزل کے تجھکو اسقدر تشنگی بھی نہ تھی جو اس گلاس کا سارا شربت نہ نوش کر لیا
شاہزادہ نے کہا بھائی شاید آپ اس قاعدہ سے واقف نہیں ہیں کہ اس قدر خستگی و ماندگی
سفر کی حالت میں جیسے کہ اس وقت میرے اعضا میں ہو مخلوط کر اور پیاس بھر کر پانی یا شربت
ایک دم پی لینے سے انسان یکبارگی ہلاک ہو جاتا ہی اور اگر احیانًا بچ جائے تو کوئی
مرض بھی لگ گیا تو قریب مرگ ہو جاتا ہی اسلیے میں نے عمدًا دو تین گھونٹ پیکر چھوڑ دیا ورنہ جب
کسی نے کسی کا کوئی دعوت قبول و منظور کر لی تو جیسے پیٹ بھر کر کھایا ویسے ایک لقمہ کھایا یا کچھ
شربت کے پینے میں کوئی تامل نہ تھا مگر یہ وجہ کم پینے کی ہی جو میں نے بیان کردی پہرہ دار نے کہا کہ
واقعی جو آپ نے صحیح کہا اور آپ کے اس قاعدہ کلیہ کے بیان کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ علم طب کا
میں بھی کچھ دستگاہ ضرور رکھتے ہیں اور بہت بڑے صحیح اور قوی دماغ والے ہیں کہ باوصف ایسی
خستگی اور اسقدر کندی حواس کے بھی آپ میں حفظ مراتب کی یہ قوت ہی کہ ایسے نازک مسئلہ کا اس
نازک حالت میں لحاظ رکھا یہ تقریریں باہمی شاہزادہ اور پہرہ دار کی سنکر تمام محافظ جو اس خوشنما
مکان میں تھے جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہی شاہزادہ کے گرداگرد آکر جمع ہو گئے اب شاہزادہ ان سب
پہرہ داروں میں گھر گیا جیسے بتیس دانتوں کے اندر زبان مگر چونکہ شاہزادہ کے آئینۂ ذات اور جبلت
میں اعلیٰ درجہ کی شجاعت اور دلاوری کا جوہر تھا ان سب کے گرداگرد جمع ہو جانے اور اپنے
تنِ تنہا ان سب کے درمیان میں گھر جانے سے ایک ذرہ برابر بھی تردد یا اضطرار و
انتشار نہیں پیدا ہوا ہی بلکہ اپنے رہوار صبا رفتار کی باگ تھامے ہوئے تپائی پر ہشاش
بشاش بیٹھے ہیں اور ان سب لوگوں میں سے جو کوئی ان سے کچھ سوال کرتا ہی نہایت خندہ
پیشانی کے ساتھ اور بملائمت تمام اس کو اس کے سوال کا ایسا مناسب جواب دیتے ہیں
کہ سائل خوش ہو جاتا ہی جب ان سب کے اتنا بشتاب سوال ہو چکے تو اُس قوی ہیکل جوان
نے جس کا اس وقت پہرہ تھا اور وہ ان سب کا افسر بھی تھا شاہزادہ بلقیس سے مخاطب ہو کر
کہا اب تو آپ اچھی طرح سستا بھی چکے اور کسل راہ بھی دفع ہو چکا لہذا اپنا وعدہ پورا فرمائیے اور
اس مقام پر آنے کا سبب خاص بیان کیجیے کہ کس واسطے یہاں تشریف لائے یہ سُن کر شاہزادہ نے
کہا کہ بھائی کچھ نہ پوچھو واقعی امر یہ ہی کہ میرا ایک حقیقی بھائی ایک مدت مدید سے مفقود الخبر ہو گیا ہی اور
وہ بھائی بھی ایسا بھائی ہی جو جامع اوصاف شجاعت و دلاوری ہی اور ایسا ذی حسن و جمال جس کو ایک
نظر دیکھنے سے دیکھنے والے کی بھوک پیاس جاتی رہے اور با اینہمہ میرا اس قدر چاہنے والا جیسے
شمع کا پروانہ ناچار اسی کی تلاش میں برسوں سے سرگرداں ہوں اور معلوم نہیں کیسے کیسے

خارستان اور کتنے بڑے بڑے اور کیسے کیسے ہولناک اور پرخوف وخطر دشت و بیابان طے
کرچکا ہوں اور نہ جانے کتنے مقامات میں جان جوکھوں کا سامنا پیش آچکا ہو مگر آج تک اس
قوت بازو کا کسی جا پتہ و نشان نہیں پایا چنانچہ اسی مصیبت کے سفر کی یہ بھی منزل تھی جس نے مجھ کو
تم سب لوگوں تک پہونچا دیا بس بجز اس کے اور کوئی خاص سبب میرے یہاں آنے کا ہرگز
نہیں ہو لیکن جب اتفاقاً یہاں تک آگیا اور اس ایوان کے مقفل دروازہ کا نظارہ کیا تو اس
دروازہ کی جواہرنگاری نے مجھ کو اندرون ایوان کی سیر کا بیحد مشتاق کر دیا ہو اور مجھ کو امید ہو کہ
تمہاری عنایت سے میری یہ آرزو پوری ہو جائیگی پہرہ داروں نے یہ تقریر شاہزادہ سن کر اپنے
ساتھیوں سے کچھ سرگوشیاں کیں اور دیر تک باہمدگر آپس میں مشورہ کرتے رہے بالآخر افسر
پہرہ داران کی یہ رائے ہوئی کہ اس شخص کی تمنائے سیر ایوان پوری کر دینی چاہیے یہ
رائے قرارداد کرکے پہرہ دار نے شاہزادے سے کہا کہ مالک اس ایوان کا ایک بہت بڑا زبردست
دیو خونخوار ہو اور باآنکہ اس کے تعمیر کردہ اور بھی چند ایوان عظیم الشان مختلف مقامات میں موجود
ہیں لیکن خاص اس کو اس ایوان سے ایسی دلچسپی ہو کہ قیام اس کا ہمیشہ اسی ایوان میں
رہتا ہو چنانچہ اس وقت بھی ایوان کے اندر صدر ایوان والے مکان میں موجود ہو مگر غنیمت
یہ امر ہو کہ اتفاق سے اس وقت آرام کر رہا ہو ورنہ اب تک یہ کہتا ہوا دروازے کے
باہر نکل آیا ہوتا کہ مانس گند مانس گند اور باہر آکر آپ سے دوچار ہوتا تو پھر آپ کی جان
کی خیر نہ ہوتی لہذا اگر آپ سیر کے آرزومند ہیں تو فوراً اٹھیے اور خاموشی کے ساتھ
دبے پاؤں ہمارے ساتھ سیر ایوان کی کرکے اس مقام سے ابھی کوس ڈیڑھ کوس
دوری پر پہونچ کر رات گذار دیجیے کیونکہ یہاں سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر ایک
مختصر آبادی ہو جہاں آپ کو ہر طرح کا آرام مل سکتا ہو اس لیے کہ وہاں کے لوگ عموماً مہمان نواز
اور انتہا کے جامع اخلاق حسن ہیں ورنہ اگر یہ دیو بیدار ہو جائیگا تو آپ کی جان بھی جائیگی
اور ہم سب بھی حد سے زیادہ مورد عتاب ہونگے شاہزادے نے اپنے دل میں کہا کہ الحمد
وہ مارا اور پہرہ دار سے کہا کہ بہت مناسب جیسی آپ کی رائے ہو یہ کہکر شاہزادہ بلقیس پہرہ دار
کے ساتھ ہو لیا اور ایوان کے سرابستان اور مکانات اطراف کی سیر کرتا ہوا اس مکان
تک پہونچا جس میں دیو سو رہا تھا پہرہ دار نے کہا کہ یہاں سے نہایت آہستہ اور بہت ہی دبے پاؤں
نکل چلیے کہیں ایسا غضب نہ ہو کہ پاؤں کی چاپ سے دیو کی آنکھ کھل جائے شاہزادے
نے بہت اچھا کہکر قدم آگے بڑھایا اور دو قدم چلکر اس زور سے چھینکا کہ دیو بیدار ہو گیا بس پہرہ دار
تو شاہزادے کے چھینکتے ہی اور دیو کے بیدار ہوتے ہی ہکا بکا ہو کر رہ گیا مگر شاہزادہ نے
دیو کی طرف مخاطب ہو کر نہایت بلند آواز سے نعرہ کیا کہ او ملعون ہوشیار ہو جا کہ قضا تیری
آگئی دیو نعرہ بلقیس کی آواز سن کر جاگا اور قہقہہ مار کر ہنسا اور بولا کہ اپنے پاؤں سے آدم زاد اپنا
گور میں چلا آیا [illegible] بےکس تنہا [illegible] رزق را روزی رسان [illegible]
میرے منہ میں گویا [illegible] کر [illegible] سے [illegible] اپنا کھول دیا بلقیس نے ایک [illegible]

منھ مین ڈالدیا اور خود دیو کے سامنے سے غائب ہو گئے دیو سمجھا کہ یہ واقع مین میرے منھ کے
اندر آگیا بس اُسنے دانت مارا اور اس زور سے دانت مارا کہ ایک دانت اسکا ٹوٹ گیا اور
خون منھ سے جاری ہوا دیو نے تیمر اُگل دیا اور کہا کہ تو لقمہ سخت معلوم ہوتا ہی تو یون نہ
مانیگا اب تجھے خاک مین ملا کر کھاؤنگا ہرچند کہ گوشت تیرا کرکرا ہو جائیگا مگر مجبوری ہی یہ کہکر دیو
اُٹھا اور دار شمشاد کا وار کیا بلقیس نے وار خالی دیکر شاخ اُسکی پکڑ لی زور ہونے لگے
آخر کار بلقیس نے اُڑنگا دیکر دیو کو پچھاڑا اور اُسی رشتہ زنار سے مشکین اسکی باندھ کر خنجر
سے اسکا کاٹ کر پھینک دیا اور سینہ کو چاک کیا تو آئینہ نکلا بس بلقیس نے آئینہ قبضے مین کیا
اور وہان سے پلٹ کر صبح سے پہلے باغ مین آگئے سیارہ جادو گھبرائی گھبرائی پھر رہی تھی کہ کہین
راز فاش ہو جائے ایک مرتبہ گھوڑے کی ٹاپون کی آواز سنائی دی دیکھا اسنے کہ شاہزادہ
بلقیس چلا آتا ہی آئینہ اسکے ہاتھ مین ہی بس یہ دیکھکر سیارہ جادو نہایت خوش ہوئی جسوقت
شاہزادہ داخل باغ ہوا تو سارا ماجرا سیارہ جادو سے بیان کیا اور کہا کہ اب اسکا مار لینا تو
آسان ہی مگر بعد اسکے کوہ سحر کوب کس طرح فتح ہوگا اگر کچھ بھی حال اسکا اسی سے دریافت ہو جاتا تو
بہتر تھا سیارہ جادو نے کہا کہ صبح کو اُس سے دریافت کیجیگا اگر اب مشکوک بھی ہوگی تو کیا کریگی
کیونکہ جان اُسکی آپکے قبضے مین آچکی ہی بلقیس نے کہا کہ خیر دیکھا جائیگا الغرض اُتنی رات بلقیس نے
جاگ کر گذاری صبح کو زنار جادو کے پاس تشریف لیگئے آئینہ جیب مین رکھ لیا تھا جسوقت کہ زنار
جادو کا سامنا ہوا بلقیس نے کہا کہ اے ملکہ اب مجھے اطمینان ہو گیا کہ تمنے نہایت ہوشیاری
سے اپنی جان کی حفاظت کی ہی اور جو ستارے کہ نحس تھے وہ بھی نکل گئے اب تم اپنے کو آراستہ کرو
اور مین بھی نہا کر آتا ہون تاکہ آج میرے تمھارے وصل کی ٹھہرے لیکن ایک بات اور بتانا
وہ کیا زنار خود دلپسند نے کہا کہ جو بات بتانے کے قابل نہ تھی جب وہ مین نے بتادی تو
اور کونسا امر تمسے پوشیدہ کرونگی بلقیس نے کہا کہ یہ ساحر جو اُس روز تمھارے پاس آیا تھا
جسکا نام اخگر شعلہ تن تمنے لیا تھا اور وہ تمھین نانی کہتا ہی کیا وہی حاکم کوہ سحر کوب ہی زنار
جادو نے کہا کہ ہان حاکم کوہ سحر کوب تو وہی ہی مگر وہ بیچارہ مجھے نانی یونہین ہنسی سے
کہتا ہی مین تو خود اُس سے سن مین کم ہون وہ میری طرف رغبت رکھتا تھا مین نے جو انکار
کیا تو وہ جلن کے مارے مجھکو نانی کہنے لگا مین بھی اُسے مثل نواسے ہی کے سمجھتی ہون سیارہ
جادو دل مین کہتی ہی کہ یہ بیسوا کسقدر بیغیرت ہی کہ حقیقی نواسے کو آشنا بتاتی ہی اور اسقدر بڈھی
بنتی ہی کہ اُس سے بھی چھوٹی بنی جاتی ہی لیکن بلقیس نے کہا کہ جب اخگر شعلہ تن تم سے
جلتا ہی تو تم اُس سے کیون ملتی ہو زنار جادو نے کہا کہ ہم اور وہ دونون حاکم نہ طاق کی
جانب سے نگہبان راہ نہ طاق ہین اور اصل کنجی میرے قبضے مین ہی یعنے وہی آئینہ جو میری
قضا کا ہی اُسی سے اُسکی موت بھی ہی بلکہ تمام ساحران کوہ سحر کوب اُسی آئینہ کی بیچ تو
سے جل کر خاک ہو سکتے ہین یہ سنکر بلقیس خاموش ہو رہے اور زنار خود دلپسند نے اپنے
کو آراستہ کرنا شروع کیا جسقدر زیور اسکو میسر تھا سب اپنے پہن لیا اور لباس پُر تکلف

تاکہ سرمست فیل گوش کے پاس روانہ کیا جس وقت ساحر نامہ بر سرمست فیل گوش کے پاس پہونچا
اور نامہ دیا سرمست نامہ کو پڑھکر قتل بلقیس پر آمادہ ہوا جواب لکھ بھیجا کہ تم اطمینان رکھو میں جاتا ہوں
اور اسے قتل کر کے سر اسکا بہت جلد تمہارے پاس بھیجتا ہوں اور ملکہ کے انتقال کا حال دیکھکر کمال
صدمہ ہوا تمہاری بزرگ اور ہماری بھی بزرگ تھیں ضرور ہے کہ خون ملکہ زنار دار جادو کا انتقام
اُنکے قاتل سے لیا جاوے ساحر نامہ بر تو جواب نامہ کا لیکر جانب کوہ سرب روانہ ہوا اور یہاں
سرمست فیل گوش نے چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیے اور اپنے عیار مہتر ہما سے خنجر گزار کو بھی
ساتھ لیا اور سر راہ کوہ سرب میں آکر خیمہ زن ہوا اب اسے تو بانتظار بلقیس چھوڑا جاتا ہے اور حال
شاہزادہ بلقیس بن ہمتور کا گذارش کیا جاتا ہے کہ جس وقت انہوں نے قتل زنار خود پسند سے
فرصت پائی تو سیار جادو سے فرمایا کہ اب تم جہاں چاہو جاؤ میں براے فتاحی کوہ سرب جاتا ہوں
اور آپکے ابد نہ طاق پر جاؤنگا کہ وہاں میرے عزیز موجود ہیں سیار جادو نے کہا کہ آپ نے
مجھے ایک ظالم کے پھندے سے نجات دی اور میرے فرزند کے خون کا عوض لیا اب میں اس
کوہ کو نہ چھوڑونگا لیکن اگر اجازت ہو تو جا کر اپنی بہن اور بیٹی کو دیکھ آؤں کہ نہیں معلوم وہ کس حالت
میں ہیں شاہزادہ بلقیس نے سیارہ جادو کو رخصت کیا اور آپ تن تنہا پشت فرس پر سوار ہوکر
اور سمت دریافت کر کے جانب کوہ سرب کے روانہ ہوئے ادھر سیارہ جادو ایک مدت کے بعد
اپنی بہنوں کے مکان پر پہونچے اور دختر سے ملے سب کیفیت قتل زنار خود پسند کی بیان کی یہاں ان
دونوں خالہ بھانجیوں نے خوب سحر تیار کیے تھے کہ چلکر زنار خود پسند سے مقابلہ کر کے خون سہیل جادو کا
لینگے لیکن جسوقت سیار جادو سے معلوم ہوا کہ زنار خود پسند واصل جہنم ہوا دونوں کو دیدار
بلقیس کا اشتیاق ہوا دریافت کیا کہ اب وہ شاہزادہ کس طرف تشریف لیگیا ہے سیارہ جادو نے
نام سرب کوہ کا لیا یہ سنکر سیارہ جادو کو تشویش ہوئی کہا کہ وہاں جانا اچھا نہیں آخر مشغلہ
ساحر بے بدل ہے اور محافظ راہ طلسم نہ طاق ہے ایسا نہو کہ وہاں پہونچکر شاہزادہ مبتلاے بلا ہو
جلد اسے پھیر لانا چاہیے سیارہ جادو نے کہا کہ آئینہ قتل اخگر جادو بلقیس کے پاس ہے
کوئی ساحر اسکا کیا کر سکتا ہے سیارہ جادو نے کہا کہ دشمن کے ہزار فریب ہوتے ہیں اگر دشمنوں
نے آئینہ کسی فریب سے لے لیا تو پھر کیا کر سکینگے وہ ہمارے محسن ہیں ہمیں بھی انکی شرکت کرنا
چاہیے یہ کہکر ان دونوں نے ابر سحر تیار کیا اور سیارہ جادو کو بھی ساتھ لیکر جانب کوہ سرب
روانہ ہوئے انکو سر راہ میں چھوڑا جاتا ہے دیکھیے کس وقت پہونچتے ہیں لیکن شاہزادہ بلقیس بن ہمتور
دیو پیکر کا حال گذارش کیا جاتا ہے کہ یہ تن تنہا مرکب پر سوار ہتھیار سجے ہوئے آئینہ جیب میں
جاتے جاتے اس مقام پر پہونچے جہاں سرمست فیل گوش خیمہ زن تھا شاہزادہ لشکر کو دیکھکر
متحیر ہوا کہ یہ فوج کس کی ہے یہاں تو سوا ساحروں کے کسی پہلوان کا نام نہ سنا تھا کیا سیارہ
جادو اس حال سے آگاہ نہ تھے یہ اسی سوچ میں تھے ادھر سرمست فیل گوش کو
اپنے عیار کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ قاتل زنار خود پسند آ پہونچا اور کوہ سرب کی طرف جانے کو ہے جب
یہ سنتے ہی سرمست مرکب پر سوار ہو کر بلقیس کا سد راہ ہوا اور یہ آواز دی کہ او لڑکے کہاں جاتا ہے

تیغہ آبدار کا مارا مع مرکب عزمت کے چار ٹکڑے ہوئے ہمراہیان عزمت مین غوغا ہوا کہ یارو اُس
نقابدار کو ایسا نہو کہ یہ قیدی کو بھی رہا کر دے غضب کیا اُسنے کہ ہمارے افسر کو مارا یہ کہکر تلوارین
کھینچکر آپڑے اُدھر ہمراہیان نقابدار سبز پوش نے بھی تلوارین کھینچین جنگ ہونے لگی صدا اُس
غوغے کی کان مین سرمست کے پہونچی پوچھا کہ کیا ہوا لوگون نے کہا کہ جانب صحرا سے کوئی نقابدار
سبز پوش آیا ہے وہ قیدی کا طرفدار ہے اُسنے آپ کے بھائی کو قتل کیا بس یہ سُنتے ہی زمانہ نگاہون
مین سرمست فیل گوش کی تیرہ و تار ہوگیا تلوار پکڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور خیمہ سے نکلکر پشت مرکب پر
بیٹھکر جانب نقابدار سبز پوش روانہ ہوا اُدھر بلقیس نے جو دیکھا کہ نقابدار نے آکر قاتل کو مارا
اب کیا نقابدار بیڑیان کاٹے گا اُسوقت تو رہا ہوگا معلوم ہوا کہ وقت رہائی آگیا بس ہاتھ ہتکڑی
کے بیڑیون مین ڈالکر جو زور کیا قید کو مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ کر ڈالا اور اُٹھکر وہی ہتکڑی
بیڑی پکڑے ہوئے لشکر عزمت پر گرے لوگون نے دیکھا کہ قیدی بھی چھوٹ گیا اسے گرفتار کرنا
چاہیے تلوارین کھینچے ہوئے آپڑے بلقیس نے ایک سوار کو مارکر شمشیر پر قبضہ کیا اور اُسی کے
گھوڑے پر بیٹھکر لڑنے لگے قریب تھا کہ لشکر عزمت فیل گوش کے قدم اُکھڑ جائین کہ سرمست فیل گوش
مع فوج آپڑا اور نعرہ کرکے گرا عین گرمی جنگ مین بلقیس کا اور سرمست کا بھی سامنا ہوا
سرمست نے تلوار ماری بلقیس نے وار اُسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو سپر
قلم ہوگئی سرمست نے سپر اپنا پھینکا کو کھینچا تلوار گردن مرکب پر پڑی کہ گردن اُسکی قلم ہوئی مرکب
اشنا زمین ہوگیا سرمست بھی نہایت مرد جرار ہے جلدی سے زین خالی کیا اور تلوار کھینچے ہوئے چلا کہ گردن
حریف کو بھی بے گردن بنا بلقیس بھی کود پڑے سرمست تلوار پھینک کر لپٹ پڑا بلقیس بھی دست و گریبان
ہوئے کشتی ہونے لگی داؤ پیچ بند ہونے لگے زور ہونے لگے یہ حال دیکھکر نقابدار سبز پوش بھی اُدھر
پھرنے قریب پہونچ گیا اور آواز دی کہ اے یادگار منوچہر یہ وقت دیر کرنے کا نہین ہے بس یہ
ہی رگ ہاشمی حرکت مین آئی اور زلفین خلیلی پیچ و تاب کھانے لگین یا تو سرمست فیل گوش بلقیس
کو ریل کر پیچھا ہٹایا یہ آواز کان مین پہونچتے ہی بلقیس نے پیترا کاٹا سرمست اپنے زور مین پہلو کی
طرف اوندھے منھ آرہا بلقیس نے بائین ہاتھ سے کمر خنجر کا بند پکڑ کر نعرۂ اللّٰہ اکبر جگر سے کھینچکر اب
جو زور کیا تو پہلے ہی جھٹکے مین تا کمر لے آئے دوسرے زور مین تا سینہ تیسرے زور مین سر
بلند کیا اور فرمایا کہ شناخت دین اسلام مین کیا کہتا ہے سرمست نے جواب دیا کہ بیشک آپ سچے اور
آپ کا دین بھی سچا تازندہ ایم بندہ ایم جو خدا ایسے وقت مین مدد کرے اور دشمن کے پنجے
سے چھڑا کر پھر فتح مند کرے وہی برحق ہے لعنت ہو ہونے دو سو خدا و بتان باطل پر کہ پھر جنبش بھی نہ
ایک ایک کو پکارا اگر کوئی نہ آیا بلقیس نے جھٹکے سے اُسکو چھوڑ دیا اور کلمہ تلقین فرمایا سرمست
فیل گوش از سرِ صدق مسلمان ہوا اور اپنے لشکر کو دیکھکر آواز دی کہ جسکو یہ مذہب
برحق اختیار کرنا ہو وہ میرے ساتھ رہے ورنہ میرے لشکر سے نکل جاے سب نے کہا کہ
جو سردار کا مذہب وہ ہمارا جہنم مین تو آپ کے ساتھ رہے جنت مین رہا سو کیا وقت کیا چوچرا
دینگے سرمست نے سب کو آفرین کی اور کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور بلقیس نے کہا کہ اگر غسل

اجازت دو تو مین لاش اپنے بھائی کی دفن کر دون ہر چند کہ وہ بحالت کفر مین مارا گیا ہی مگر میرا بھائی
ہی دنیا کیا کہتی فرمایا مین مانع نہین ہون غرض کہ سرہنگ فیل گوش نے چند آدمیون کو غسل
کے دفن وکفن کے واسطے چھوڑا اور آپ مع شاہزادہ بلقیس اپنے قلعہ مین آیا نقابدار سپہر پوش
جانب شہر روانہ ہو گئے دھوم سے دعوت کی اور بعد دعوت کے عرض کی کہ اب مین آپ کے ہمراہ
ہون جہان چاہیے تشریف لے چلیے فرمایا کہ مین نہ طاق پر جانے والا ہون اور اسی غرض سے آیا تھا
راہ مین روکنے والون نے پریشان کیا مگر خدا نے ہر بلا سے بچایا اب کل صبح کو مین کوہ سرب
کی طرف سے جاؤنگا چونکہ تمھاری زبانی معلوم ہوا ہی کہ حاکم کوہ تمھارا بچپنے کا دوست ہی لہذا اسکو
فہمایش کر دو کہ اگر وہ مجھے راہ دیدیگا تو مین چلا جاؤنگا بادشمنیکہ وہ کافر ہی مگر مین متعرض نہونگا اور اگر
لڑیگا تو بغیر مارے نہ چھوڑونگا کہ قضا اسکی میرے اختیار مین آ چکی ہی سرہنگ فیل گوش نے کہا کہ مین
اسکو سمجھاؤنگا اگر مانا فہو المراد اور اگر نہ مانیگا تو حضور کو اختیار ہی اب مین خود اسپر تلوار اٹھانے مین
شرم نہ کرونگا کہ مین نے آپکی [illegible] سے خلاف شان سپہگری کیا جو آپ سے بے وفائی کے ساتھ
پیش آیا اب وہ اگر میرا کہنا نہ مانیگا تو آپسے زیادہ اسکا دشمن مین ہون یہ کہکر اپنے ہمراہ سے خنجر گزار
اپنے عیار کو طلب کیا اور کہا کہ وہ آئینہ جو تو نے جیب سے شاہزادہ کی نکال لیا تھا کہان ہی
اسنے حاضر کیا سرہنگ نے خدمت بلقیس مین پیش کیا اور ایک نامہ اخگر شعلہ تن کو لکھ بھیجا مضمون
یہ تھا کہ اے دوست قدیم مین نے درجہ دوستی کا ترے ساتھ ختم کر دیا کہ شاہزادہ بلقیس سے لڑائی
مین سرسبز ہوا تو عیار کی مدد سے اسکو مقید کر کے آمادہ قتل ہوا مگر اقبال اسکا یاور تھا کہ غیب
سے مدد ہوئی اور ایسے شخص نے آکر اسکو رہا کیا جسے وہ خود بھی نہین پہچانتا اور دوبارہ مقابلہ
کر کے اسنے مجھکو زیر کیا مین نے مذہب اسکا برحق جانکر اطاعت اسکی اور مذہب اسلام اختیار
اب مین تجھے نصیحت کرتا ہون کہ یہ مذہب برحق ہی تو بھی اختیار کر اور عداوت بلقیس سے
ہاتھ اٹھا ورنہ دنیا و دین مین کہین ٹھکانا نہ لگیگا اور یہ شاہزادہ باقبال نہ طاق کے رستے کو
صاف کرتا ہوا جائیگا اور اب مین نے غلامی اسکی اختیار کر لی ہی تجھے بھی امید دوستی
شرم کھا بلکہ بلقیس سے زیادہ اپنا دشمن جاننا جسوقت یہ نامہ لیے ہوئے ہمارے
خنجر گزار فورا اخگر شعلہ تن مین پہونچا اور نامہ پیش کیا اخگر شعلہ تن نے مضمون نامہ
سے آگاہی پائی اسے نہایت غصہ آیا قلب اسکا سیاہ تھا اور قضا دامنگیر تھی کہ راہ راست
پر نہ آ اسکا جواب نامہ لکھ بھیجا کہ اے سرہنگ بے ایمان غضب کیا تو نے کہ ایسا مذہب اختیار
کیا جسکا نہ سر ہی نہ پاؤن ہی پوچھے دو سو خداوندون کو چھوڑ کر ایک خدا سے آسمانی کی پرستش
اختیار کی اور وہ ایک بھی ایسا جو نظر تک نہین آتا اگر تو نے بخوف جان ایسا کیا ہی تو وقت
کا منتظر رہ اور گھات کر کے دشمن پر قابو کر مین بھی امداد دونگا تو اسے لیے ہوئے نہ طاق کی طرف
جا مگر راہ مین ضرور قتل کر ڈالنا مین ایک ساحر کو نگہبانی کے واسطے ساتھ کر دونگا وہ پوشیدہ
طور پر تیرے ساتھ رہیگا اور ہر قسم کی مدد بھی دیگا اور اگر تو صحیح و سالم اس ظالم کو نامہ نہ طاق
پہونچانے کا قصد کریگا تو وہی ساحر نگہبان تجکو ضرور قتل کر ڈالیگا جیسے بلقیس کے ہاتھ سے مارا جائیگا

یہ جواب نامہ کا ہمارے خنجر گزار نے لا کر سرمست فیل گوش کو دیا سرمست کو نہایت غصہ آیا
کہ یہ نہایت احسان فراموش ہے نامہ شاہزادہ بلقیس کو دکھایا اور عرض کی کہ اب میرے
نزدیک اس کوہ کو مٹاتے ہوئے چلیے فرمایا کہ مجھے جسقدر رعایت منظور تھی وہ تمہارے
سبب سے تھی اب مجھے رعایت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ فرمایا اور تلوار باندھ کر تیار
ہوئے سرمست بھی مع فوج تیار ہوگیا اور جانب کوہ سحر روانہ ہوئے ادھر خبر اخگر شعلہ تن
کو پہونچی کہ حریف آتا ہے اسنے کہا کچھ پروا نہیں اگر آئیگا تو کیا کر لیگا صرف آئینہ اسکے پاس ہے جو
سے ہر طلسم نہیں ٹوٹ سکتا ہاں میرا قتل آسان ہے تو جب وہ مجکو پائیگا تو قتل کر سکتا ہے میں بھی
اسکا انتظام کیے لیتا ہوں یہ کہکر اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر ایک دو پتھر زمین پر مارا کہ تمام
کوہ ٹھہرا گیا ایک زلزلہ سا پیدا ہوا اور گرد کوہ کے ایک دریا حائل ہوگیا اور اسمیں دریا میں ایسا
تلاطم تھا کہ کیا تاب تھی کشتی کی جو دریا عبور کرکے کوہ تک جاسکتی اور بعد اسکے اخگر شعلہ تن
نے صورت اپنی ایک شعلہ جوالہ کی پیدا کی اور گنبد قلعہ پر کلس بنکر رہگیا یہاں شاہزادہ بلقیس
مع ممتور دیو پرور مع سرمست فیل گوش و ہمارے خنجر گزار عیار آکر سامنے کوہ کے ہوئے تو
دیکھا کہ ایک کوہ بلند و سیاہ رنگ ہے کہ مثل آہن جلا دار کے چمک رہا ہے اور بالائے کوہ ایک
قلعہ نہایت بلند بنا ہوا ہے اور بالائے قلعہ جو گنبد ہے اسپر ایک کلس مثل آفتاب کے چمک رہا ہے
اور گرد کوہ کے دریا موجزن ہے ہمارے خنجر گزار نے بڑھکر عرض کی کہ اے شہریار پہلے یہاں کی
یہ ہیئت نہ تھی یہ دوسری صورت پیدا ہوگئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اخگر شعلہ تن نے کوئی تازہ
انتظام کیا ہے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ آئینہ میرے قتل کا دشمن کے ہاتھ لگ گیا ہے میں نہیں کہہ سکتا
کہ اس حصار کے توڑنے میں آئینہ مدد دیگا یا نہ دیگا شاہزادہ بھی یہ سنکر متردد ہوا اگرچہ
مدد پروردگار پر کرکے کہا کہ تم لوگ اسی جگہ قیام کرو میں جاتا ہوں یا تو اس طلسم کو مٹا دونگا
یا اپنی جان دونگا ہر چند سرمست فیل گوش نے منع کیا مگر اسنے نہ مانا اور باگ گھوڑے کی
اٹھا دی سرمست نے ساتھ چلنے کا قصد کیا تھا کہ شاہزادہ نے فرمایا یہ وقت ساتھ دینے کا
نہیں ہے بس اسی جگہ ٹھہرو اگر زندگی باقی ہے تو پھر تمسے ملونگا ورنہ اتنا تو ہوگا کہ خبر مرگ ہماری
تمہارے عزیزوں کے ذریعہ سے ہمارے عزیزوں تک پہونچ جائیگی یہ فرما کر چل دیے گھوڑا بڑھائے ہوئے
سرمست حکم سے مجبور ہوکر ٹھہر گیا اور دعا کرنے لگا ادھر شاہزادہ قریب دریا پہونچا تھا کہ تلاطم
زیادہ ہوا اور ایک نہنگ سیاہ رنگ دہن اپنا کھولے ہوے قریب ساحل آیا کہ یہ میرے
قریب پہونچے اور میں اسے نگل جاؤں شاہزادہ بلقیس نے تلوار کھینچی اور نہنگ کی طرف چلے
نہنگ بھی پانی سے باہر آیا اور بلقیس کی طرف جھپٹا ادھر سے یہ شیر بیشہ شجاعت قریب اسکے پہونچا
کے پہونچا تھا کہ ایک آواز پیدا ہوئی تلوار سے اسکی موت نہیں ہے عکس آئینہ کا ڈال شاہزادہ
حیران تھا کہ یہ کون ہے مگر کوئی ہو دوست ضرور ہے یہ خیال کرکے جلدی سے آئینہ جیب سے نکالکر عکس
اسکا نہنگ سیہ رنگ پر ڈالا یہ معلوم ہوا کہ ایک برق چمک کر گری اور نہنگ سیہ تن شعلہ ہوکر پانی
میں گرا اسکے گرتے ہی ایک تلاطم عظیم ہوا شور گیر و دار بلند ہوا آتش باری و برف باری دیر تک

ہوا کی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من اخگر جادو بود حیف مردم و جاندادم و مطلب خود نرسیدم
جسقدر پانی دریا کا تھا دھواں ہو کر نظروں سے غائب ہو گیا اور اسکے بعد روشنی پیدا ہوئی تو دیکھا کہ دریا بالکل
نابود ہو گیا ہے مگر کوہ اور قلعہ باقی ہے اور عکس مثل شعلہ کے چمک رہا ہے کہ ساتھ ہی دوسری آواز پیدا
ہوئی کہ اے شہریار یہ آئینہ اس مرحلے کی تباہی کا ہے اگر مرحلہ طلسم سمجھا جائے تو بھی لوح اسکی ہم
ابھی ظاہر نہیں ہو سکتی لیکن وقت قریب ہے یہ آواز سنکر شاہزادہ چونکا اور جلدی سے آئینہ ہاتھ
میں لیکر جانب کوہ چلا ادھر اخگر شعلہ تن نے دیکھا کہ اس ظالم نے فریب نہ کھایا اور رفیق میرا
مارا گیا بس فوراً اسنے سحر کی گنبد کو چھوڑا اور بلند ہو کر عکس اپنا کوہ پر ڈالا تمام کوہ پانی ہو کر
بہا معلوم ہوا کہ ایک سیلاب بلا چلا آتا ہے ملکہ بلقیس نے آئینہ کا عکس ڈالا پانی بیچ سے پھٹا اور ایک
سیلاب تو دو ہو گئے کچھ دہنی جانب بہکر چلا کچھ بائیں جانب راستے میں جتنے درخت آ گئے وہ اس
پانی سے سرسبز ہونے کے بدلے جلکر خاک ہو گئے شاہزادہ آئینہ کے سبب سے محفوظ رہا اور
عکس آئینہ کا ڈالتا ہوا اس چادر سیلاب کو پھاڑ کر راستہ بناتا ہوا قلعہ کی طرف چلا قلعہ اس
سیلاب کے درمیان اسی طرح قائم تھا اور شعلہ گنبد پر بدستور قرار پا رہا تھا جس وقت شاہزادہ قریب قلعہ
پہونچا تو شور گیر و دار بلند ہوا اور قلعہ پر ہزارہا تیرانداز نمایاں ہوئے اور شاہزادہ پر تیر برسانے لگے
بلقیس نے آئینہ کو چمکانا شروع کیا جس پر عکس آئینہ کا پڑا جلکر خاک ہوا اور جسقدر تیر آئے کچھ
دہنی طرف نکل گئے کچھ بائیں جانب چلے گئے جتنے تیر سامنے آئے وہ جلکر خاک ہوئے پس جیسے ہی
شاہزادہ دروازہ قلعہ پر پہونچا اور چاہا کہ عکس آئینہ کا ڈالکر قلعہ کو شکستہ کردوں کہ اخگر شعلہ تن جو ہمہ تن
شعلہ بنا ہوا تھا کڑک کر بلقیس پر گرا اور چاہا کہ جلا کر خاک کردوں بلقیس نے جلدی سے بجائے سپر
آئینہ بلند کر دیا بس پرتو آئینہ کا جو شعلہ پر پڑا ہے اُف اُف کی صدا پیدا ہوئی اور اخگر شعلہ تن شعلہ
ہو کے شعلہ اصلی بنکر گنبد پر گرا کہ گنبد ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا قلعہ نیست و نابود ہو گیا وہ سیلاب جو جاری
تھا نظروں سے پنہاں ہو گیا صدائیں گیر و دار کی بلند رہیں بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا
نام من اخگر شعلہ تن بود حیف مردم و جاندادم و مطلب خود نرسیدم جب آتشباری و برف باری
ہو چکی اور پہاڑ اسکے خاک اُڑا کر چلے گئے علامات سحر برطرف ہوئے تو دیکھا بلقیس نے کہ قریب ہزار
ساحر وہاں پڑے ہوئے تھے کہ ٹکڑے ہیں اور ایک ساحرہ سیاہ فام بر تختہ سرداری تخت پر سوار
بال کھولے ہوئے چلا رہی ہے کہ ارے مارلو اسکو غضب کیا اسنے کہ شوہر کو میرے مارا نقش مٹا دیا
جس طرح اسنے مجھے بیوہ کیا ہے اسکی بی بی بھی رانڈ ہو تو مجکو چین آئے یہ سنتے ہی تمام ساحر گولے
تیغ و ناچخ پکڑ کر ایک تن تنہا پر چلے ادھر شاہزادہ نے ایک ہاتھ میں تلوار لی اور دوسرے ہاتھ میں
بجائے سپر آئینہ لیا اور لڑنا شروع کیا جو جو ساحر کہ قریب آیا آئینہ کے پرتو سے جلکر خاک ہو گیا
بلکہ جس ساحر پر پرتو اس آئینہ کا پڑا وہ نیست و نابود ہو گیا اسی ہنگامہ میں بالائے آسمان سے
دو ستارے اور ایک ہلال نمودار ہوا اور یہ زمین کی طرف اُترتے ہوئے نظر آئے نظر جو بلکہ سحر
جادو کی پڑی بس اسنے اسپر بالاروں کو حرکت دی کہ ہزارہا چنگاریاں اُڑ اُڑ کر بلقیس پر گریں لیکن
ساحروں کی وہ دونوں ستارے چمکانے لگے لشکر [illegible] نابود کر کے اور ہلال علاحدہ شہریار کے آگے [illegible]

ہوا کہ ہم ملکہ بلال شمشیر زن اُدھر اُن دونوں ستاروں سے دو ٹکڑے ہوگئے کہ ہم ستارہ جادو
اُدھر تو اُن دونوں نے لشکر کو قتل کرنا شروع کیا تیر شہاب بن بنکر گرتے تھے اور ہر ایک کو جلا کر خاک
کر دیتے تھے وہ شیطان خصال بھاگ رہے تھے مگر امان نہ ملتی تھی اُدھر بلال شمشیر زن نے
شہریار جادو کو ٹوکا اور شاہزادہ بلقیس کو روکا کہ اب آئینہ نہ چمکانا تھے تماشا میری جنگ کا دیکھیے
شاہزادہ ٹھہر گیا اور تماشا دیکھنے لگا اگر کوئی ساحر اُنکی طرف بڑھتا تھا تو اُسپر عکس آئینہ کا ڈالتے تھے
اور جلا دیتے تھے بلال شمشیر زن ابھی ناتجربہ کار تھی بیخبر تھی کہ شہریار جادو سحر بند ہے قضا اُسکی سوا
آئینہ کے کسی چیز سے نہیں ہے مگر بلال شمشیر زن اپنے سحر کے زور پر بھروسا کر کے آگے بڑھی اور
پنجہ سحر سر پر شہریار جادو کے مارا شہریار جادو نے اُف کی کہ سر اسکا سپر تن پیدا ہوئیں بلکہ سپر نے
سپر زن کو کاٹا مگر سر پر ٹوٹ گیا سحر اسکا خالی جانے سے یہ اثر پیدا ہوا کہ بلال بیہوش ہو کر سامنے شہریار
جادو کے گری تب شہریار جادو ہنسا اور پکارا کہ او چھوکری اسی منہ پر مجھسے لڑنے آئی تھی
یہ کہکر اسنے بھی خنجر سحر کمر سے کھینچا اور بلال شمشیر زن کی طرف بڑھے کہ سر اُسکا کاٹ لوں
ساتھ ہی ستارہ جادو گر گئی اور برق بنکر جو گری تو ہاتھ شہریار کا قلم کیا اور شاہزادہ
بلقیس سے کہا کہ او شہریار قضا اسکی آئینہ سے ہے ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ وار بلال کا خالی جاتا مگر طرح
عکس ڈالیے گا کہ بلال پر نہ پڑنے پائے ورنہ وہ بھی جل جائیگی یہ سنکر شاہزادہ نے آئینہ لیا اور
شہریار جادو کی طرف بڑھا اُدھر شہریار جادو نے دوسرے ہاتھ میں خنجر لیا اور بلال کی
طرف بڑھی کہ میں تو مری ہوں اسے کیوں چھوڑ دوں ہنوز شاہزادہ بلقیس قریب نہ پہونچنے پائے
تھے کہ شہریار بلال شمشیر زن کے پاس پہونچ گئی اور آئینہ بلند کر کے اسنے خنجر مارنے کا قصد
کیا تھا کہ پھر ستارہ جادو کڑک کر گری اور دوسرا ہاتھ بھی شہریار کا قلم کیا یہ دیکھتے ہی شہریار
جادو نے دونوں کٹے ہوئے ہاتھوں کو جو حرکت دی قطرات خون شرارے بنکر بلال جادو و
ستارہ جادو پر پڑے کہ تمام بدن میں ان دونوں کے آبلے پڑ گئے اب اسنے پھر بالوں کو
حرکت دی کہ شرارے نکل نکل کر پھیلنے لگے اتنے میں شاہزادہ بلقیس قریب آ پہونچا اور آئینہ
چمکایا شہریار نے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ برق چمک کر سر پر اسکے گری اور یہ جلکر خاک
ہوئی اسکے مرتے ہی ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا آتش باری سنگ باری دیر تک رہی زمانہ تیرہ و تار
ہو گیا آخر کار بیرون نے شور کیا کہ مارا جوان کشتی نام من شہریار جادو بود ہمیشہ مرد ہم و جان
داد یم و مطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی اور علامات سحر ہر طرف ہوئے تو ساحروں
نے امان مانگی فرمایا بشرط ایمان انہوں نے قبول کیا اور مطیع اسلام ہوئے سرمست
فیل گوش نے جو دیکھا کہ مرحلہ لوٹا اخگر شعلہ تن مارا گیا یہ بھی مع لشکر حاضر ہوا اور شاہزادہ
کا دست بوس ہوا لاشیں ساحروں کی اٹھوا کر پھنکوا دی گئیں مال زمان اخگر شعلہ تن نے
مال و اسباب و خزانہ حاضر کیا اسقدر زر و جواہر اُس مقام سے ہاتھ آیا کہ وہم و گمان میں نہ
تھا شاہزادہ نے حسب ضرورت اپنے ساتھ لیا باقی سب چیزیں خزانہ میں داخل کر کے بلال
بلال شمشیر زن کو اُس مقام کا حاکم کیا اور بعد صحت ستارہ جادو کو بھی اسی جگہ چھوڑا اور

سرمست فیل گوش کو ہمراہ لیکر جانب طاق روانہ ہوئے انکو راستے مین چھوڑا جاتا ہے

اور یہان سے چند کلمے داستان شوکت نشان فیروزی عنوان گردشیر افگن یعنی شاہزادہ شہنشاہ صف شکن بن سلطان سعد کے بیان سے چاہتے ہین

پردازان قرطاس با صد حشم بہاران گل فشان گلگشت شاخ قلم زادہ بانان رنگین بیانان ابو داستان
شیرین نشان کو اس طرح تحریر کرتے ہین کہ شاہزادہ شہنشاہ صف شکن با لشکر گران و
فوج فراوان جو باغ گل فشان کی جانب روانہ ہوئے تو بہرام عاد کو افسر لشکر کرکے اُنا
بارگاہ یاقوت نگار کا اسکے ہمراہ کیا اور چالیس ہزار جادو اسکے باغ گل فشان کی جانب
روانہ کیا اور بعد اسکے خود بھی مع سیلاب شاہ کئی لاکھ کی جمعیت سے جانب باغ گل فشان
روانہ ہوئے لیکن اول حال بہرام عاد کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ طی مراحل و قطع منازل کرتا ہوا ایک صحرا
مین پہونچا شام ہو چکی تھی خیمہ برپا کیا لشکر کو اُتارا چونکہ وہ شب ماہ تھی آفتاب غروب ہونے
کے بعد کچھ دیر ہوا تھی اور بعد اسکے دھوپ کی طرح چاندنی تمام صحرا مین پھیل گئی صحرا بھی پرفضا
تھا اور درخت سرسبز و شاداب لگے ہوئے تھے ہوا سرد چل رہی تھی مرغان خوش الحان
چاندنی کو دھوپ جانکر چہکار اُٹھے تھے پرتو مہتاب سے ایک چادر نور زمین پر تا دور پھیلی
ہوئی تھی ہر برگ درخت ورق نقرہ معلوم ہوتا تھا ملازمین بہرام عاد تو خیمہ استادہ کرنے
مین مصروف تھے بہرام عاد صحرا مین اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا اور دامن کی ہوا سے پسینہ خشک
کرنے لگا کہ اسی حالت مین ایک طرف سے آواز گانے بجانے کی کان مین آئی بہرام کے
کان کھڑے ہوئے کہ اس صحرا مین کون گا رہا ہی آواز پر کان لگائے ہوئے کھنچتا ہوا چلا چند
رفیق خاص ہمراہ ہو لیے آپس مین ہنستے باتین کرتے چلے جاتے تھے قریب ایک چاردیواری کے
پہونچے دیکھا دروازہ بند ہی اور اندر سے مکان کے آواز ساز و طرب کی آرہی ہی عجب دلکش دلربا
صدا ہی کہ روح کو تڑپا رہی ہی کہ بہرام عاد اسقدر مشتاق ہوا کہ رہ نہ سکا یہ مکان کسی
کمال پرست کا معلوم ہوتا ہی اگرچہ آواز مردانی ہی مگر کس غضب کی دلکش اور شیرین صدا ہی کہ اپنی
طرف کشش کرتی ہی رفقا نے عرض کی کہ حضور ان ہی کامل اس فن کے ہوتے ہین سنا ہی کہ
وہ اکثر اسی [illegible] زندگی بسر کرتے ہین اگر ارشاد ہو تو ہم پکارین جب کوئی مکان سے
نکلے گا اور اسکا جاہ و جلال اسکو معلوم ہوگا تو یا خود حاضر ہوگا یا اس مکان مین لیجا کر بھی [illegible]
سنا جائیگا بہرام نے [illegible] ایک خادم کی طرف اشارہ کیا اسنے زنجیر در ہلائی زنجیر
کی آواز بلند ہوتے ہی آواز ساز موقوف ہوئی اور ایک شخص نہایت غیظ و غضب مین دروازہ
کھولکر باہر آیا سن اسکا بارہ تیرہ برس کا ہوگا سیلا پہارسی سر سے بندھا ہوا ایک کان مین
اسکے بالی پڑی ہوئی ہاتھ مین [illegible] جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی تازہ شاگرد
ہی اسنے آتے ہی ان لوگون کو گھور کے دیکھا اور کہا کہ آپ ہی لوگون کی ذات سے شہر کا رہنا ترک
کیا جنگل کو بسایا کہ یہان فراغت سے [illegible] مگر آپ لوگ یہان بھی آ پہونچے وقت استاد کی مشق اور

سنا تھا کہ اجل ہیری شہنشاہ صفت شکن کے ہاتھ سے ہے چنانچہ اسیطرح ہر حاکم مرحلہ کے قاتل کا نام اُسنے بتایا تھا جسپر ساحران نہ طاق ہنستے تھے اور برادر خداوند لوہشت ہی خفا ہوتے تھے کہ ایسی فال بد منھ سے نہ نکال کسکی مجال ہے جو ساحران نہ طاق سے سر بر ہو سکے مگر مین دیکھتا ہون کہ قول ہیرزالہ کا صحیح ہوا چاہتا ہے اسلیے کہ جو علامت بربادی نہ طاق کی اُسنے بیان کی تھی وہ ظاہر ہے یعنے آئینہ اندام جادو کا بھاگ کر نہ طاق مین آنا اور پناہ مانگنا عقب اُسکے بدیع الملک کا آنا پھر سے مرحلہ پر نقابدار سرخ پوش کا آنا اول اُسکے سپہ سالار کا پہونچنا یہ سب باتین بتا رہی ہین کہ اور احکام بھی اسکے صحیح ہو سکنگے غرضکہ ہر طرح ناامیدی ہے مگر ہمت کو نہ ہارنا چاہیے آئی بلا کو ٹالنا چاہیے تقدیری امور مین تو کسکو دخل ہے مگر جو خداوند ساحری سے مدد کی اور خداوند اکوان تاجدار نے اپنی غفلت شعاری ترک کی تو دیکھنا کہ کیا حال کرتی ہون اگر دشمن کے رفیقون کو مسی کا دشمن بنا کر آپسمین نہ کٹوا دیا تو نام اپنا سوسن سیہ زبان نہ لکھا ہوگا چنانچہ اسیکے حکم کے موافق مطرب جادو نے پیام بھیجا اور گانا سنکے سب کو بیخود بنایا اور بیابان ریگ مین پھنسا دیا چنانچہ بہرام تمام دن اُس ریگستان کی خاک چھانا کیا اور تمام رفیق بھی اُسی سرگردانی مین مبتلا رہے نہ پانی نصیب ہوا نہ کھانا تمام دھوپ سر پر گذری نہ بیٹھنے کی جگہ نظر آتی تھی نہ جانے راستہ ملتا تھا جدھر منھ اٹھ گیا ادھر کوسون نکل گئے مگر سوا ریگستان کے کچھ نظر نہ آتا تھا تمام دن اسی طرح مارے مارے پھرا کیے مگر ریگستان کے باہر قدم نہ نکلا نہ کوئی دوسرا صحرا نظر آیا نہ سواد شہر معلوم ہوا نہ کسی قصبہ قریہ مین پہونچے آخر کار تھککر ایک مقام مین بیٹھ رہے زمین کی حرارت نے موزے اسقدر گرم کر دیے تھے کہ تلوون مین آبلے پڑ گئے تھے اور تمازت آفتاب نے آلات حرب و ضرب و اسلحہ حفاظت کو اسقدر گرم کر دیا تھا کہ تمام بدن مین جیسے آگ سے تھے پیاس کی شدت سے بہرام جادو دل مین کہتا ہے کہ خداوندا یہ کس بلا مین ہماری جان پھنسی ہے تو ہی مدد کرنے والا ہے یا ہمین اِس سرگردانی سے بچا یا ملک الموت کو حکم کر کہ میرا قبض روح کرین کہ اِس زندگی سے مرنا ہزار درجہ بہتر ہے یہ اسی حال پر ملال مین خاک پر بیٹھے ہوئے تھے کہ دیکھا سامنے مجمع سشت نازنینون کا چلا آتا ہے آگے آگے بت طناز خرامان چلی آتی ہے پیچھے پیچھے پری جمالون کے غول غول ہر ایک زیور مرصع سے آراستہ و پیراستہ لباس پر تکلف پہنے ہوئے ایک ایک حسن و جمال مین بے نظیر و لاجواب کوئی سرو قد کوئی سمن اندام کوئی گندم رنگ آدم فریبی مین کامل کوئی چمپئی رنگ جسمین بوے محبت زر افشین کوئی سرخ و سپید میدہ و شہاب کا پتلا جوانیان زور پر سینے گدرائے ہوئے آ رہی ہین ہیکلین گلو مین پڑی ہوئین جھمکے کانون کے جھک جھک کر بجلیان گرا رہے ہین پوشاکون کے مختلف رنگ کوئی یاقوت پوش کوئی زمرد پوش غرضکہ ہر پھول باغ حسن و جمال مین منتخب بقول شاعر ؎

شکلین ہین رنگ رنگ کی کیسے بہار کے | انسان پھول ہین چمن روزگار کے

اور وہ نازنین جو کہ سردار ان سب کی ہے سن اسکا سب سے کم ابتداے شباب اُبھرنے کے دن پانون ڈالتی کہین ہے پڑتا

کہیں ہے زیور الماس نگارین سر سے پانون تک لدی ہوئی چہرہ مانند ماہ شب چار دہ روشن ابرو کی تلوارین کھنچی ہوئین نگاہونکی برچھیان تنی ہوئین نشیلی انکھڑیون مین خمار بادۂ جوانی بھرا ہوا ساغر چشم بادۂ حسن سے لبریز نگاہین خنجر سے زیادہ تیز قد بار جو پر سینہ او بھار پر

جوانی پار کی تھی یا کوئی سر تیز خنجر تھا

لگے کٹنے تھے کیا بار جو چپیہ گر تھا

بار بار آنچل دوپہرا کر کے سینہ پر ڈالتی ہے مگر ڈھلک پڑتا ہے جوانی کی امنگین خود نمائی کا شوق نے پردہ کرنے پر آمادہ بقول شاعر

لیکا لاکھین دو سرکشون سے زور جاتا ہے

دوپٹہ لاکھ سینہ پر سنبھالو کب سنبھلتا ہے اسطرح چلی آتی ہین کہ دیکھنے والون کے دل لپے جاتے ہین نگاہین پامال ہوئی جاتی ہین اور سبکا رخ اسی طرف ہے بہرام عاد نہایت حیران ہے کہ یہ ریگستان اور یہ نازنین کہان مگر نظر جو صورت زیبائے محبوب پر پڑی دل بے اختیار ہو گیا سب تکلیفین محو ہو گئین

بھوک پیاس جاتی رہی بیساختہ پکار اٹھا	اک ادا استانہ سر سے پانون تک چھائی ہوئی

آفت تری کا قہر جوانی زور پر آئی ہوئی ✤ یہ کہکر بہرام عاد اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نازنین ماہ جبین کی طرف چلا سب رفیق بھی پیچھے ساتھ تھے اودھر نظر ملکہ کی بہرام عاد پر پڑی اپنے ملازمین کی طرف دیکھکر کہنے لگی کہ یہ مسافر تو گم کردہ راہ سے معلوم ہوتے ہین ذرا دریافت تو کرو اس غول مین سے ایک زن پری جمال آگے بڑھی اور بہرام عاد سے کہنے لگی کہ کب سے آپ اس دشت مین تشریف لائے ہوئے ہین بہرام عاد نے کہا پوچھتی کیا ہو ہماری حالت سے ظاہر ہے کہ تمام دن ٹھوکرین کھاتے مین گذرا ہے از حد پریشان تھا

چہرے سے وہ عیان ہے جو کچھ میرا حال ہے	پوچھو نہ کچھ فقیر کی صورت سوال ہے

اسنے پوچھا کہ نام آپکا کیا ہے اور رہنے والے کس ملک کے ہین کہان سے تشریف لائے ہین اور کسطرف جانے کا قصد ہے بہرام عاد نے کہا

ہم بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون	ہین ہم سوہم بہار مین شاخ بریدہ ہون
ای آہ و نالہ مجھسے نہ بڑھکر چلو کہ مین	بچھڑا ہون کاروان سے مسافر رہ ہون
مین کیا کہون کہ کون ہون پیہودہ القول درد	جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

اپنا حال پر ملال کیا بیان کرون نام میرا بہرام عاد ہے رہنے والا طلسم نہ طاق کا ہون اور رفیق ہون شاہزادہ شہنشاہ صفت شکن کا باقی مفصل حالات بیان کرنے کی قوت نہین ہے ملکہ اپنے ملازم پر خفا ہونے لگی کہ یہ کونسا وقت زیادہ بات کرنے کا ہے یہ لوگ پریشان ہین تمام دن اس صحرا مین ٹھوکرین کھائی ہونگی خاک چھانی ہوگی انکو پہلے مہمان کر جس وقت ماندگی رفع ہوگی پوچھ لیا جائیگا یہ کہکر وہین سے پلٹی اور ایک جانب اسی نازک خرامی کے ساتھ چلی جو راست نازنینون کا ساتھ ہوا وہ نازنین جو بہرام سے حال پوچھنے کو بڑھی تھی ملکہ کے خوف عتاب سے سہم کر پہلے تو خاموش ہو گئی جب اپنے باغ کی طرف چلی تو یہ بھی پیچھے اس جھرمٹ کے چلی اور بہرام عاد سے کہا کہ آپ تشریف لائیے اب آپ ہماری ملکہ کے مہمان ہین بہرام نے کہا کہ مکان ملکہ کا یہان سے کتنی دور ہے اسنے ہاتھ سے اشارہ کرکے کہا کہ وہ کیا سامنے معلوم ہوتا ہے نظر بہرام کی جو اسکے ہاتھ کے ساتھ اٹھی تو دیکھا کہ واقع مین چار دروازے باغ کے نظر آئے یہ اور متعجب ہوئے کہ ہمنے تمام دن خاک چھانی اور کہین آبادی کا نشان تک نہ پایا اسکے ساتھ ہی باغ نظر آیا خیر دیکھا چاہیے کہ آگے بڑھکر کیا پیش آتا ہے الغرض آگے آگے ملکہ پیچھے جھرمٹ نازنینون کا اسکے بعد بہرام عاد مع رفقا کے سب داخل باغ ہوئے دیکھا بہرام نے کہ باغ جنت

نظر آتی ہی ہوا سے سرد چل رہی ہی پھول کھلے ہوئے ہین درخت سرسبز و شاداب ہین ڈالیان
میوون کے بوجھ سے جھکی پڑتی ہین نہرین جاری ہین فوارے چھوٹ رہے ہین پانی نہر کا مانند
شیشہ کا ہی لہرین مار رہا ہی وسط باغ مین ایک قصر جواہر نگار سر بفلک کشیدہ ہی کہ قدرت خدا
نظر آتی ہی جب ملکہ روش باغ پر سے گذرکر داخل قصر ہوئی دیکھا کہ چوکا تختون کا لگا ہوا ہی فرش سفید
بچھا ہوا ہی صدر مین ایک مسند جواہر نگار بچھی ہی گاؤ تکیہ لگا ہوا ہی سب سامان آسایش مہیا ہین
کشتیان میوہ کی چنی ہین پلیٹین کبابون کی رکھی ہوئی ہین پس ملکہ نے پلٹکر بہرام عاد کی طرف

دیکھا اور یہ شعر پڑھا	رواق منظر چشم من آشیانۂ تست	کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

اور اشارہ مسند پر بیٹھنے کو کیا بہرام عاد نے کہا یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ مین مسند پر بیٹھون اور آپ
کھڑی رہین یا پائین تشریف رکھین یہ سنکر ملکہ آگے بڑھی اور ہاتھ بہرام کا پکڑکر مسند پر بیٹھ گئی
جسقدر کنیزین اور خواصین تھین انھون نے رفقاے بہرام کے ہاتھ پکڑے اور قرینے سے حلقہ
باندھکر بیٹھ گئین ایک پری جمال نے کشتی پوش ہٹاکر جام و صراحی نکالکر پیمانہ لبریز کیا اور سامنے
ملکہ کے لائی ملکہ نے جام اسکے ہاتھ سے لیکر سامنے بہرام عاد کے پیش کیا بہرام کو خیال
آیا کہ تو مسلمان ہوچکا اسکا مذہب معلوم نہین مبادا یہ کافرہ ہو تو شراب اسکے ہاتھ سے پینا
درست نہین جب تک کہ حال اسکا دریافت نہ ہوجاے کہا اے ملکہ اگر خلاف مزاج نہو تو ایک بات
عرض کرون ہر چند کہ آپکے اخلاق و مہمان نوازی نے مجھے بندہ بے دام بنالیا ہی کچھ عذر کرنا بالکل
خلاف انسانیت ہے مگر جو شخص اپنے دین و مذہب کا پابند نہین وہ جانور سے بدتر ہی مین مسلمان
ہون اور آپکا مذہب معلوم نہین ہم اہل اسلام سوا مسلمان کے دوسرے کے ہاتھ کی شراب نہین
پی سکتے لہذا اگر آپ مسلمان ہین تو ہمین کچھ عذر نہین اور اگر مذہب دیگر رکھتی ہین تو اس تواضع
سے معاف رکھیے ملکہ نے کہا کہ تم مجھے مسلمان ہی سمجھو مگر مین اپنی زبان سے نہین کہہ سکتی خدا
نکرے کہ مین مسلمان ہون یہ سنکر بہرام کا چہرہ سرخ ہوگیا کہا کہ آپ مسلمانون کو ایسا برا سمجھتی
ہین تو مہمان کیون کرتی ہین ملکہ نے کہا یہ دستور ہمیرا کہ جو کوئی گم کردہ راہ اسطرف نکل آتا ہی مین
اسکی دعوت ضرور کرتی ہون اگر تم خالی چلے جاؤگے تو میرے آئین کے خلاف ہوجائیگا بہرام نے
کہا کہ اگر آئین کی پابندی چاہتی ہو تو مذہب کی پابندی ترک کرکے مذہب اسلام اختیار کرو
یہ سنتے ہی چہرہ ملکہ کا سرخ ہوگیا کہنے لگی کہ ہم دین سامری پرستی سے دین برحق کو چھوڑکر
مذہب اسلام اختیار کرلین تو ہی اپنا مذہب نہ ترک کرکہ تیرا مذہب بڑا ظالم مذہب ہی یہ سنکر
بہرام عاد کو نہایت غصہ آیا کہا کہ بس زبان سنبھال کر کلام کرنا اگر تیری مہمان نوازی کا
پاس نہوتا تو جواب اس بات کا ہاتھ سے دیتا مگر تجھپر ہاتھ کیا اٹھاؤن کہ تو عورت ہی لیکن اب
ایک دم تیرے باغ مین ٹھہرنا مجھپر شاق ہی یہ کہکر بہرام اٹھ کھڑا ہوا اور چلنے کا قصد کیا تھا
کہ ساتھ ہی ملکہ نے کہا تو جا کہان سکتا ہی تجھے نہین جانتا کہ مین کون ہون اتنا ملکہ سوسن نے زبان
سے بیان خبردار جانے کا قصد نکرنا بیٹھ اسی جگہ اور دعوت سے انکار نہ کر بس یہ سننا تھا کہ
سارا غصہ فرو ہوگیا اس دین و آئین جاتا رہا یا تو کس جوش مین اٹھے تھے یا بہت خوب کہکے

بیٹھ گئے پہلے یہ ملکہ معمولی طور پر باتین کر رہی تھی جسوقت اسنے اپنا نام ظاہر کرکے کلام کیا
تو دہن سے اسکے ہونٹ کے ساتھ ایک شعلہ باہر آتا تھا اور زبان شعلہ دراز ہوکر بان بہرام
تک پہونچ جاتی تھی یہی سحر ہو اسکا کہ جب یہ سحر آمیز کلام کرتی ہے تو سننے والا اُسکو قبول کر لیتا ہے
بیشتر قریب سے سن رہا ہو یہی وجہ تھی کہ بہرام کا غصہ فرو ہو گیا اور اسکی تقریر نے ایسا اثر کیا
کیا کہ بہرام بیٹھ گیا اور کہا کہ ای ملکہ سوسن سیہ زبان کیا مجال ہے جو خلاف حکم کرون کیا ارشاد
ہوتا ہے سوسن سیہ زبان نے کہا کہ یہ جام پی لو اور بے اندیشہ انجام پی لیا جام پیتے ہی تیور بدلے
آنکھوں میں سرخ ہو گئین سوسن سیہ زبان نے کہا کہ مذہب اسلام کو ترک کرو بہرام نے کہا آنکہ
کہنے سے پیشتر سے مین نے ترک کر دیا کہا دین سامری پرستی اور لکوان پرستی اختیار کرو بہرام
نے کہا کہ یہ تو میرا مذہب قدیم ہے مسلمانون کے بہکانے سے مین مسلمان ہو گیا تھا شکر ہے کہ آپ
ایسی رہبر دین لکوان پرستی ملگئین کہ پھر مین نے راہ نیک پائی رفقا حیران تھے کہ یہ ہمارے
آقا کو کیا ہوا کہ مرتد ہو گیا سوسن سیہ زبان نے ان سب کی طرف دیکھکر کہا کہ تم بھی اپنا دین
قدیم اختیار کرو اور اپنے آقا کا ساتھ دو ان سب کے قلب بھی پھر گئے اور ایک دوسرے سے
کہنے لگا کہ ملکہ سچ تو کہتی ہین غرض کہ یہ سب کے سب مسحور ہو کر نعرے یا خداوند لکوان تاجدار
کے بلند کرنے لگے سوسن سیہ زبان نے بہرام کی طرف دیکھکر کہا کہ آخر تجھکو کسنے بہکا کر مسلمان
کیا بہرام نے جواب دیا کہ مجھے شہنشاہ صفت شکن نے زیر کرکے مسلمان کیا تھا مین اس عذاب
مین انھین کی وجہ سے مبتلا ہوا سوسن سیہ زبان نے کہا کہ اب جسوقت تک تو سر شہنشاہ
صفت شکن کا نہ لائیگا تو یہ تیری قبول نہو گی بہرام نے کہا کہ مین لڑنے کو موجود ہون مگر شہنشاہ
وہ شخص ہے جو ایک مرتبہ مجھکو زیر کر چکا ہے دوبارہ زیر کر لینا کچھ ممکن ہے مین اسپر غالب کیونکر آؤنگا جو سر
کاٹ لونگا سوسن سیہ زبان نے کہا کہ اسکا اسیر کرنا میرے ذمہ رہا اور تباہی و بربادی لشکر کا
ذمہ تم لو بہرام عاد نے کہا یہ مجھے منظور ہے غرض کہ اس عہد وپیمان کے بعد صحبت عیش و نشاط
گرم ہوئی برابر دورہ جام کا چلنے لگا اور مغنیون نے مجرا شروع کیا تمام رات یہ صحبت رہی
قریب صبح جب یہ سب سوگئے وہ جلسہ برخاست ہو گیا جسوقت بہرام سوکر اٹھا تو سوسن سیہ زبان
نے کہا کہ مین نے تیری حفاظت کا سامان بھی کر دیا ہے تو اطمینان رکھ اب تجھے کوئی قتل نہین کر سکتا ہے
کیونکہ اسنے ایک زرہ ایک خود اسکو دیا کہ اسے پہنکر مقابلہ کرنا تجھپر حربہ کا اثر نہین کریگا بہرام
نے وہ زرہ پہن لی اور خود سر پر رکھا اور کہا اب مین جاتا ہون لشکر سے کیا سامان اسیری کے واسطے تیرے
ساتھ بھیجے سوسن سیہ زبان نے کہا کہ ابھی فوج تمھاری مجھسے برگشتہ ہوگی چلو مین اسکا بھی
انتظام کر دون پھر تم مقابلہ کو جانا اور مین گرفتاری شہنشاہ صفت شکن کی فکر کرون گی یہ کہکر
وہ ساحرہ اٹھی بہرام کے ساتھ چلی اور باغ کا چور دروازہ کھلوا کر باہر آئی بہرام بھی ساتھ اسکے باہر
آیا اب جو دیکھا تو وہی صحرا ہے سر پھٹا ہے جہین لشکر انکا ٹھہرا ہوا تھا چند قدم آگے بڑھے ہونگے
کہ دیکھا سامنے لشکر معلوم ہوتا ہے ادہر لشکر کا ساحرہ کے تلاش بہرام عاد مین خاک صحرا کی چھانتے
پھرتے ہین نظر جا لگی بہرام عاد پر پڑی جاکر اپنے لشکر کو اطلاع دی کہ یہ لشکر آتا ہے لوگ برا

کے بعد روانہ کرکے بہرام [illegible] اور خود بھی نقابدار یاقوت پوش بنے ہوئے کئی لاکھ کے لشکر
سے کوچ اور [illegible] نے ہیں قریب شام ایک صحرا میں قیام کیا صبح کو چلنے کا سامان
ہو ہی رہا [illegible] لشکر بہرام عاد کے روتے پیٹتے چلے آتے ہیں فرمایا دریافت
کرو کہ [illegible] نقابدار اُن لوگوں کے قریب آیا اور سرگذشت پوچھی انھوں نے
تمام قصہ [illegible] اُترنے کا اور مکان کا لاہوت میں جاکر مکان کے غائب ہو جانے کا بیان
کیا شہنشاہ صدمت شکن کو تردد ہوا کہ بہرام کسی آفت میں مبتلا ہو گیا خیر دیکھا جائیگا
[illegible] ہی تو اُسے چھڑا لینگے یا خود بھی اسیر بلا ہونگے یہ فرماکر آگے روانہ ہوئے دوسری
منزل پر دس ہزار سواران عاد آکر پہونچے اور انھوں نے حالات دشمنی بہرام کی اور آمادہ
قتل آقا ہونا نہ سبب بدل ڈالنا دین اکوان پرستی اختیار کرنا سب بیان کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ
ایک زن چہ بہرام کے ساتھ آئی تھی اُسنے اہل لشکر کو اطاعت بہرام کی فہمایش کی
جنھوں نے آواز اُسکی سن لی وہ بہرام کے ہم خیال ہوگئے چونکہ ہم لوگوں نے کہنا اُسکا
نہیں سنا اسوجہ سے دین ہمارا قائم رہا نہیں معلوم کیا تاثیر اُسکی زبان میں ہے کہ جو بات جس سے
کہتی ہے وہ منظور کر لیتا ہے ہم لوگوں نے بارگاہ لانے کا قصد کیا تھا مگر بہرام نے بارگاہ
بھی نہ دی ہمیں بغیر حکم لڑنا منع ہے نہ جانا اسوجہ سے چلے آئے یہ سنکر شہنشاہ صدمت شکن
نے سیلاب شاہ کی جانب دیکھا اور کہا کہ آپنے بھی اس نمک حرام کی حرکت سنی سیلاب
شاہ نے عرض کی کہ حضور بڑے تعجب کی بات ہے جو بہرام سا رفیق اور برگشتہ ہو جائے
نہیں معلوم اسمیں کیا اسرار ہے فرمایا خیر ابھی چلتے ہی ہیں دیکھا جائیگا یہ فرماکر باگ مرکب کی لی
اور باشکر اہل لشکر سے فرمایا کہ اب ہم اسی مقام پر پہونچکر ٹھہرینگے جہاں کہ لشکر بہرام کا اُترا ہوا
ہے یہ فرماکر چلے سردار لشکر بھی اُڑا اُڑا کر ساتھ ہوئے اور سیلاب شاہ بھی لشکر کو لیکر
بہ تعجیل روانہ ہوا اول صدمت شکن اُس صحرا میں پہونچے جہاں کہ خیمہ لشکر بہرام کا استادہ ہوا
تھا اور بارگاہ یاقوت نگار برپا تھی ساتھ ہی بہت سے سردار گھوڑے کڑکڑاتے ہوئے
آکر پہونچے اُدھر خبر بہرام کو ہوئی کہ نقابدار یاقوت پوش یعنی شہنشاہ صدمت شکن تشریف
لائے ہیں بس یہ سنتے ہی اُسنے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور چھڑی ہاتھ میں لیے ہوئے
جانب باغ سوسن سپہر زبان روانہ ہوا کہ جاکر اطلاع کرنا چاہیے یہ تو اُسطرف چلا اور
اِدھر شاہزادہ صدمت شکن نے جو اپنی بارگاہ برپا دیکھی فرمایا ہے کوئی ایسا جو پیام ہمارا بہرام
کو پہونچائے اور اُس سے جواب لائے یہ سنکر سمان کشیدہ ابرو نے عرض کی کہ غلام
حاضر ہے شہنشاہ صدمت شکن نے فرمایا کہ ہماری طرف سے بہرام عاد کو اطلاع دو کہ سبب
اپنی برگشتگی کا بیان کرو اور بارگاہ لیکر خود حاضر ہو یا ہمارے پیام بر کے سپرد کرو ورنہ اتنا یاد
رہے کہ اگر یوں بارگاہ نہ بھیجی تو یہ سمجھے رہنا کہ آکر تمام بارگاہ لاشوں سے بھر دونگا اور تجکو ایسی
ذلت کے ساتھ باندھ لیجاؤنگا کہ تمام عالم تجپر نفرین کریگا یہ پیام شہنشاہ کا لیکر سمان روانہ
ہوا لیکن جسوقت لشکر بہرام عاد میں پہونچا اور اہل لشکر ارادہ سمان سے آگاہ ہوئے

کہا کہ سردار ہمارا خیمہ میں موجود نہیں ہو اگر آپ پیامبر ہیں تو پیام مجھ سے کہو جیسے بیان کیجئے
سہمان کشیدہ ابرو نے کہا مجھے یہ اجازت نہیں ہی کہ دوسرے سے بیان کرون پلٹ کر اپنے
ہمراہیون میں ایک سوار سے کہا کہ جا کر میری طرف سے خدمت شہنشاہ میں عرض کرو
کہ بہرام موجود نہیں ہو اسکے آنے کا انتظار کرون یا بارگاہ میں چلا آؤن وہ سوار یہ پیام لیکر خدمت
شہنشاہ میں آیا اور عرض پیش کی شہنشاہ نے ارشاد کیا کہ سہمان سے کہو جب بہرام موجود
نہیں ہی تو کسی طرح کی دخل اندازی کرنا زیبا نہیں ہی خواہ وہ بجا ہو یا بیجا ہو ہر چند کہ بارگاہ
میری ہی لیکن بہرام کی عدم موجودگی میں لانا مناسب نہیں ہی اور نہ اسکا انتظار کرنے کی ضرورت
ہی کل دیکھا جائیگا آخر تو طبل جنگ بج ہی چکا ہی اب جو کچھ ہونا ہوگا سر میدان ہو جائیگا یہ
پیام سوار نے سہمان کو پہونچایا سہمان نے اسیوقت باگ گھوڑے کی پھیری اور خدمت
شہنشاہ صف شکن میں حاضر ہوا بسبب بے سروسامانی کے شہنشاہ پریشان تھے کہ گرد
اُڑی اور طلایہ شاہ مع فوج گران آکر پہونچا بارگاہیں برپا ہوئین لشکر نے ڈیرا کیا بازار
لشکر کا کھل گیا گھوڑے ہنہنانے لگے شہنشاہ صف شکن داخل بارگاہ ہوئے اور چونکہ بہرام عاد
طبل جنگ بجوا چکا تھا شہنشاہ نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا ادھر بھی کوس حربی نوازش میں
آیا اور تیاری جنگ ہونے لگی ادھر بہرام عاد بھی سوسن سیہ زبان کے پاس پہونچا اور حال بد
شہنشاہ کا بیان کیا سوسن سیہ زبان نے کہا کہ تم اندیشہ نکرو خود شہنشاہ کو نہ لوٹنا اور جس سے
چاہنا مقابلہ کرنا میں نے تمہاری حفاظت کا سامان کرہی دیا ہی اور اگر خود شہنشاہ مقابلہ کا قصد
کرے تو کہہ دینا کہ کل آپ سے مقابلہ کرونگا تم ایک روز ٹال لینا دوسرے روز میں انتظام کرونگی
یہ کہکر بہرام کو رخصت کیا اور آپ پوجا خانہ میں جا کر سحر تیار کرنے میں معروف ہوئی بہرام عاد
اپنے لشکر میں آیا اور خبر سنی کہ پیامبر شہنشاہ کا آیا تھا اور نہیں معلوم کیا پیغام لایا تھا بہرام عاد نے
کہا کہ میں خود آپ ایلچی بنکر جاتا ہوں یہ کہکر چند سوارون کو ہمراہ لیا اور خدمت شہنشاہ صف شکن
میں روانہ ہوا یہان شہنشاہ صف شکن کو خبر ہوئی فرمایا بلالو جسوقت بہرام عاد حاضر خدمت
ہوا شہنشاہ صف شکن نے اسیکا انگل اسکے بیٹھنے کو عنایت فرمایا بہرام سلام کرکے بیٹھ گیا
اور عرض کی کہ میں لشکر میں نہ تھا میں نے آکر سنا کہ پیامبر حضور کا آیا تھا دوبارہ تکلیف دینا
مناسب نہ سمجھا اسوجہ سے خود حاضر ہوا ہون کہ کیا ارشاد ہوتا ہی شہنشاہ صف شکن نے ارشاد
فرمایا مجھے یہ دریافت کرنا تھا کہ تمنے میری دشمنی پر کمر کیون باندھی ہی اور دین اسلام کو کس وجہ
سے ترک کیا بہرام عاد نے عرض کی کہ مجھکو بلکہ سوسن سیہ زبان نے تبدیل مذہب کا حکم دیا اور
کہا کہ جتنے دلون تو نے مذہب اسلام میں زندگی بسر کی ہی اسکا کفارہ یہی ہی کہ اُس شخص کو قتل کر
جسنے تجھے تیرا دین قدیم ترک کرایا تھا اسوجہ سے قتل آپکا واجب ہوا ہی یہ سنکر شہنشاہ صف شکن
سمجھ گئے کہ یہ مسحور ہو گیا ہی تاوقتیکہ سوسن سیہ زبان نہ قتل ہو گی یہ ہوش میں نہ آئیگا اسلئے
لاتعقل تصور کرکے بارگاہ کی نسبت کچھ نہ ارشاد کیا اور فرمایا کہ تجھپر حقیقت مذہب اکوان بری
کی کیونکر ثابت ہوئی بہرام نے کہا کہ ملکہ سوسن سیہ زبان کے حکم نے مجھے مجبور کر دیا وہ

جو کچھ فرماتے ہیں وہ صحیح اور حق معلوم ہوتا ہے پیشتر شہنشاہ صف شکن کو اپنے خیال کی اور بھی
تصدیق ہو گئی فرمایا کہ الٰہی کفارہ تیرے اعمال بد کا ہے تو میں موجود ہوں میدان جنگ میں
دیکھا جائیگا یہ کہکر بہرام اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے خیمہ میں چلا آیا غرض کہ رات بھر طبل بجا کیا اور
تیاری جنگ ہوتی رہی جس وقت دور شب تمام ہوا اور سپیدۂ سحری ظاہر ہوا طاعت گذاروں
نے فریضہ سحری کو ادا کیا اور اسلحہ جنگ تن پر آراستہ کر کے عازم میدان کارزار ہوئے اور ادھر
لشکر بہرام عاد کے لوگ نعرے یا خداوند اکوان کرتے ہوئے میدان میں آ کر صف آرا
ہوئے تھوڑی دیر میں دونوں جانب صف بندیاں ہو گئیں بعد آراستگی صفوف جدال و قتال
نقیب نقیب دیکھ رہے تھے کہ بہرام عاد نے باگ مرکب کی لی اور بعد سلحشوری کے بسیار نعرہ مارا
کہ ہاں اے گروہ خداپرستان و فرقۂ مسلمانان علاوہ شہنشاہ صف شکن کے اور بھی کوئی
ایسا ہے کہ میرے مقابلہ کو نکلے یہ سننا تھا کہ سہمان کشیدہ ابرو نے مرکب کی باگ لی اور
سامنے شہنشاہ صف شکن کے آکر اجازت خواہ نبرد ہوا فرمایا کہ سہمان تمنے بھی لڑائی
بہرام کی بیابان نہ طاق میں دیکھی ہوگی کہ اسنے کس طرح فولاد رنگی کو پست کیا اور
کیسے کیسے سردار ہمارے بادشاہ کے لشکر کے جان سے مارے تم اسکے ہم نبرد نہیں ہو سکتے
بہتر یہ ہے کہ اپنے ارادہ سے باز آؤ ایسا نہو کہ اسکے ہاتھ سے تمکو زک ہو پہنچے تو مجھکو اور
بھی ملال ہوگا کیونکہ یہ ضرور خیال کریگا کہ کیا سردار لشکر شہنشاہ میں کوئی نہیں
ہے سہمان نے عرض کی آپنے سنا نہیں کہ اسنے ہمیں سب کو سر میدان للکارا تو کیونکر
یہ ہو سکتا کہ ہم میدان میں نہ نکلتے اگر اقبال حضور کا یاور ہے تو اسے جواب دونگا ورنہ الٰہی
قدموں پر نثار ہونگا اسیر یا بسا سفر کا باعث ہوگا مردان عالم طعنہ زن ہونگے کہ سہمان مقابلہ
کو نکلا اور بسبب خوف کے پھر گیا مقابلہ نہ کیا شہنشاہ صف شکن خاموش ہو رہے اور فرمایا
کہ بہتر ہے جاؤ حفاظت خدا میں دیا سہمان سلام کر کے سامنے بہرام عاد کے آیا اور کہا
اری بہرام تو نے کمر ادھر پر باندھی کہ اپنے آقا و ولی نعمت کا دشمن ہوا کیوں اپنے کیے
سے تو اپنے اوپر ظلم کرتا ہے راستہ جنت کا چھوڑ کر دوزخ میں جاتا ہے دیکھ اب بھی اس ارادہ سے باز آ
اور توبہ کر تو میں خطا تیری عفو کرا دوں ورنہ یہ وہی شہنشاہ ہیں جنہوں نے تجھکو سر میدان اٹھا لیا تھا
بہرام نے کہا یہ سب میں جانتا ہوں لیکن حکم ملک سے مجبور ہوں تم اور تمہاری گفتگو مجھے اچھی نہیں معلوم
ہوتی اور دل نہیں قبول کرتا میں شہنشاہ سے ضرور لڑونگا اب تم نصیحت کو ترک کرو اگر
میرے مقابلہ آئے ہو تو حربہ اٹھاؤ ورنہ چلے جاؤ تجھے مجھکو کام نہیں ہے سہمان نے
کہا کہ جبتک ہم تمکو زندہ ہیں اسوقت تک کس کی مجال ہے کہ ہمارے آقا کی طرف چشم بد
سے دیکھ سکے پیشتر بہرام نے نیزہ سنبھالا اور کہا کہ لاؤ سے بہادری کی سہمان سنکر
نے کہا تو جانتا ہے کہ اہل اسلام پیشدستی نہیں کرتے پھر کیا مجھکو سمجھتا ہے پیشتر بہرام نے
خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا سہمان نے نیزہ اسکا رد کیا طعن تکلین ردوبدل ہوئے لگی
تھوڑی دیر تک نیزہ بازی رہی مگر کام نہ نکلا بہرام نے چوب دست گران سنگ اٹھائی اور

خبردار خبردار کہکر سمعان پر وار کیا سمعان نے سپر بلند کی چوب جو پڑتی ہی تو یہ حالت ہوئی کہ بمشکل
ضرب سے کمر مرکب سمعان کی ٹوٹی اور سمعان کا خود ٹوٹا اور یہ بیہوش ہو کر گرا بہرام نے آواز دی
کہ لیجاؤ اسے اور بھیجو کسی اور کو یہ سنکر لوگ دوڑے اور سمعان کشیدہ ابرو کو اُٹھا لیگئے سمعان بیہوش
تھا اسکو تو شفا خانہ مین بھیجدیا اور سمعان کشیدہ ابرو نے نکلکر مقابلہ کیا بہرام سمعان کو باندھ
لیا چلا گیا غرضکہ شام تک اُسنے دوسرے دار ربا نشے مارے چار زخمی کیے اور سمعان کو باندھ لیگیا
شام ہوتے ہی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے شہنشاہ صف شکن نہایت
رنجیدہ تھے بارگاہ مین آکر پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر دنگل پر بیٹھے وہان بہرام عاد
سمعان کشیدہ ابرو کو لیے ہوئے سوسن سبزہ زبان کے پاس پہونچا اور تمام کیفیت جنگ بیان کی
سوسن سبزہ زبان نے کہا کہ اس اسیر کو رہا کردو کہ یہ بھی تمہارا قوت بازو ہوکر دشمن سے مقابلہ کریگا
اور اُسکی قوت کو کم کریگا یہ سنکر بہرام نے سمعان کشیدہ ابرو کو رہا کردیا تکمہ سمعان نے کہا
کیا اور لکا تہ الٹا کیا بکتی ہی مین ہرگز نمک حرامی نہ کرونگا قطع ہون وہ ہاتھ جو آقا پر اٹھین سوسن
سبزہ زبان نے کہا کہ ہم کہتے ہین بس یہ ہم کا لفظ زبان سے نکلتے ہی ایک شعلہ سوسن کی زبان سے
نکلا اور دہن سمعان سے آکر لگا یہ بھی مثل بہرام کے دم اطاعت سوسن کا بھرنے لگا اور
آمادہ قتل شہنشاہ ہوا سوسن سبزہ زبان نے کہا کہ کل جسوقت شہنشاہ تمہارے مقابلے کو
نکلے گا تو مین اسکو پنجہ سحر مین پکڑ اُٹھوا لونگی تم دونون مل کر لشکر شہنشاہ کو تباہ کر دینا اور یہ سوسن مین
شہنشاہ کو قتل کر دونگی بہرام عاد اور سمعان نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا یہ کہکر لشکر مین آئے اور
حکم طبل جنگ بجنے کا دیا قریب سپیدہ نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ سنکر کوئی
خبر لیکر خدمت شہنشاہ صف شکن مین حاضر ہوا اور بیان کیا کہ لشکر بہرام عاد مین پھر کہنکی
جنگ بجا ہی فرمایا کچھ پروا نہین کہدو ہمارے یہان بھی نقارہ رزمی بجے اور کل کوئی میدان
مین جانیکا قصد نہ کرے مین خود بہرام سے فیصلہ کر لونگا حسب الحکم شہنشاہ صف شکن نقارہ رزمی
پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی بہادر ہتھیار
حرب و ضرب کو درست کرنے لگے اسی عالم مین رات تمام ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین
صف آرا ہوئے نقیبون نے نقابت کی کٹکیتون نے کڑکا کہا بہرام عاد نے مرکب کو چھیڑا
اور میدان مین آکر مبارز طلب کیا اسطرف شہنشاہ صف شکن تو پہلے ہی سے آمادہ تھے
انہون نے بھی مرکب کی باگ لی اور رخش فلک سیر کو جولان کرکے سامنے بہرام عاد کے
آئے دیکھا کہ سمعان کشیدہ ابرو لشکر بہرام مین موجود ہی فرمایا ای سمعان تیرا کیا ارادہ ہی اُسنے
جواب دیا کہ جسکا شریک اُسکی طرف موجود ہون جو بہرام کا ارادہ ہی وہی میرا بھی قصد ہے
فرمایا خیر کیا مضائقہ ہی بعد بہرام عاد سے فیصلہ ہونے کے دیکھا جائیگا اُدھر بہرام عاد نے نیزہ
سنبھالا اور کہا کہ اے شہنشاہ اب مین وہ بہرام نہین ہون یہ کہکر نیزہ مارا شہنشاہ نے نیزہ کو
نیزہ پر گانٹھا نیزہ بازی ہونے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو سانپ زبانین نکالے ہوئے
لڑ رہے ہین سنانون کی نوکون سے چنگاریان نکل رہی ہین دیکھنے والون کی نگاہین لڑی ہوئی تھین

کوئی انیس طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ شہنشاہ صف شکن نے خبردار خبردار کہکر نیزہ کو نیزہ سے
کاٹتا اور یکہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے بہرام کے نکل گیا بس اسنے جھپٹ کر اپنے گرز پیچ در پیچ بدست
اُٹھائی اور سر پر چرخ دیکر شہنشاہ صف شکن پہ وار کیا شہنشاہ صف شکن نے اُٹھا کر
گرز کو چہرے کی پناہ کیا چوب جو پڑتی ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تنق
گرد و غبار بلند ہوا عیار شہنشاہ جھپٹ کر قریب گرد کے آیا چاہتا تھا کہ چھینٹے پانی کے دیکر
گرد کو بٹھائے اور اپنے آقا کو ہوشیار کرے وہاں شہنشاہ صف شکن خود ہوشیار تھے
وار بہرام کا روک کے تنق گرد کے باہر آگئے اور آواز دی کہ اے بہرام جی نہیں چاہتا کہ تجھپر وار
کروں بہرام نے کہا اے شہریار اب ہم دوست نہیں ہوں مجھسے وہی برتاؤ چاہیئے جو دشمن سے
ساتھ ہوتا ہے جو آپ سے ہو سکے کمی نہ کیجیے قسم ہے آپکو اپنے دین و مذہب کی کہ پوری قوت سے
وار کیجیے گا یہ سنکر شہنشاہ صف شکن مجبور ہوئے اور گرز کو اُٹھا کر خبردار خبردار کہکر سر بہرام
پر وار کیا بہرام عاد نے بھی چوب دست اُٹھا کر وار شہنشاہ صف شکن کا روکا ہر چند اُسکو یہ
اطمینان تھا کہ کوئی ضرب مجھپر اثر نہیں کرسکتا ہے مگر گرز جو پڑتا ہے تو یہ حالت ہوئی کہ بہرام عاد کو چھٹی کا
دودھ یاد آگیا ایک تڑاقا ہوا کہ تمام میدان گونج گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا تنق گرد و غبار
بلند ہوا مرکب بہرام عاد کا ٹانگ تک غرق زمین ہو گیا شہنشاہ صف شکن نے نعرہ کیا کہ زدم و
بشکستم کردم لوگ لشکر بہرام کے قریب آئے پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ بہرام عاد
بیہوش کھڑا ہوا ہے ہر بن مو سے پسینہ جاری ہے عیار بہرام نے آواز دی کہ ہوشیار رہو چیتے
تیسری آواز میں بہرام کو ہوش آیا دیکھا کہ مرکب بیکار ہو چکا ہے بس اسنے زین خالی کیا اور تلوار
کھینچکر چلا کہ میں بھی شہنشاہ کے مرکب کو پئے کروں شہنشاہ صف شکن ارادہ اسکا فاسد دیکھکر
مرکب سے کود پڑے بہرام تلوار پھینک کر شہنشاہ سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تھوڑی دیر
میں ایسے زور کشش کیے ہوئے کہ زرہیں پارہ پارہ ہوگئیں دونوں طرف کے لشکر قریب آگئے اور
تماشائے جنگ دیکھنے لگے بہرام عاد ایک دیو ہے مگر جب شہنشاہ صف شکن اسکو ریل لیجاتے
ہیں تو سنبھلنا دشوار ہو جاتا ہے تمام دن کشتی رہی تھوڑا سا دن باقی ہوگا کہ ایک مرتبہ شہنشاہ
صف شکن نے لنگر بہرام کا توڑا اور سر سے بلند کرکے چاہتے تھے کہ زمین پر ماریں اور
مشکیں اسکی باندھ لوں کہ گرز کڑکنے کی صدا ہوئی اور ایک پنجہ جھپٹ کر گرا کہ شہنشاہ صف شکن
کو لیے ہوئے چلا گیا حالت یہ تھی کہ پنجہ میں شہنشاہ صف شکن کی تھا اور بہرام
شہنشاہ کے پنجہ میں دبا ہوا تھا لوگ دیکھکر تحسین و مرحبا کہتے تھے کہ یہ زور اور یہ حواس
ایسی شیر بیشہ شجاعت پر ختم ہیں لیکن ہر ایک متردد تھا کہ دوست لیگیا ہے یا دشمن اُدھر لشکر
بہرام کے لوگ بھی پریشان تھے کہ جہاں سے شہنشاہ صف شکن اسکو چھوڑ دینگے اور
یہ زمین پر گریگا تو ہڈیاں سرمہ ہو جائینگی آخر طبل بازگشت بجا اور دونوں لشکر میدان سے
پھر گیا اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے سیلاب شاہ نہایت متردد ہوا اور ہرکاروں کو بلا کر تاکید
کی کہ دیکھو اور دریافت کرو شہنشاہ صف شکن کو کون لیگیا ہے ادھر عیار نقابدار بھی

برائے تلاش نقابدار یاقوت پوش یعنے شہنشاہ صف شکن کی جستجو مین روانہ ہوا اُدھر وہ پنجہ
شہنشاہ صف شکن کو لیئے ہوے سامنے سوسن سبز زبان کے پہونچا دیکھا سوسن سبز
زبان نے کہ پنجہ شہنشاہ صف شکن کو اٹھا کر لایا ہی اور شہنشاہ صف شکن بہرام کو اٹھائے
ہوے ہین یہ قوت شہنشاہ صف شکن کی دیکھکر سوسن کے ہوش اُڑ گئے کہا او سرکش
اس دن کی مجھے خبر نہ تھی جو تو نے طاق کا رخ کیا تھا شہنشاہ صف شکن نے فرمایا کہ او ملکہ
تو اتنے سے پنجہ دیکھکر اُکھڑ گئی اپنے پر مجھے تو طاق پر جانیکا طعنہ دیتی ہی کیا تو نے نہین سنا کہ
ہمارے بزرگون پر بڑی بڑی جفائین ہوئی ہین مگر خداوند حقیقی نے ہر بلا سے بچایا ہی اور جن
لوگون نے انکو اسیر بلا کیا انجام مین وہی اُنکے ہاتھ سے مارے گئے جو لوگ دعویٰ خداوندی کا
رکھتے تھے انکو مرنے کے بعد قبر بھی نصیب نہ ہوئی بقول شاعر ہ پانون ٹھکراتے تھے سب
سامنے جاتے ہوے جو کاسہ سر اُنکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوے ہوا اگر حیات مستعار باقی ہی اور
خداوند کریم کو میری رہائی منظور ہی تو تیرے پنجہ سے چھوٹونگا ورنہ مارا جاؤنگا مرنا ایک دن سب
واسطے ضرور ہی آج نہ سہی کل کل نہ سہی پرسون ہمیشہ نہ یہان کوئی رہا ہی نہ رہیگا سوا ذات
باری کے فنا سب کو ہی سوسن سبز زبان کی زبان بند ہو گئی اور کوئی جواب معقول نہ دیسکی
کہا اب یہ بتا کہ تو کس موت کو پسند کرتا ہی شہنشاہ صف شکن نے فرمایا کہ موت میں کسی کو اپنی
پسند کی کوئی اختیار نہین کرسکتا یہ بھی خدا کے اختیار مین ہی جو بہانہ اُسنے جسکی قضا کا رکھا
ہی وہ اُسی بہانہ مریگا سوسن سبز زبان نے کہا کہ خودکشی کی موت کیسی ہی شہنشاہ نے
فرمایا کہ اس سے بدتر کوئی موت نہین کہ دین و دنیا دونون خراب سوسن سبز زبان نے کہا
کہ اب جو کچھ مین کہون اُسے بگوش ہوش سُن کہ تجھے یہی کرنا ہوگا تو نے خداوندان گذشتہ
و موجودہ کو بُرا بھلا کہا ہی اُنکا کفارہ یہی ہی کہ اپنے ہاتھ سے اپنی موت قبول کر یہ کہتے ہی شعلہ
زبان سے نکلا اور دہن شہنشاہ سے لپٹ کر پلٹ گیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شہنشاہ نے خودکشی
منظور کی اور آمادہ ہو گئے سوسن سبز زبان نے کہا کہ اب تم شب بھر اسی باغ مین رہو اور
بہرام عاد سے کہا کہ تم جا کر طبل جنگ بجوادو اور چارجی سے کہو یہ چارج دے کہ کل صبح کو
شہنشاہ صف شکن بحکم ملکہ سوسن سبز زبان خودکشی کرینگے جس دوست دشمن کو تماشا دیکھنا ہو بر سر میدان [illegible]
تماشا دیکھے یارہا کہ لیجائے یہ سنکر بہرام عاد تو اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا اور سوسن سبز زبان نے شہنشاہ صف شکن کو دیکر
جادو کے سپرد کیا کہ آج رات اسکی حفاظت تم کرو مطرب جادو شہنشاہ صف شکن کو لیکر اپنے مکان کی جانب روانہ ہوا
لیکن اب وہ دکھڑا داستان عیار نقابدار یاقوت پوش سے گذارش کیے جاتے ہین
کہ یہ تلاش نقابدار سرخ پوش یعنے شہنشاہ صف شکن جو چلا تھا تو اول لشکر بہرام عاد
مین آیا اور مختلف صورتین بدل بدل کے پھرنے لگا لوگون مین چرچا ہو رہا تھا کہ نہین معلوم ہمارے
سردار پر کیا گذری اگر راستہ مین ہاتھ سے شہنشاہ صف شکن کے چھوٹ گیا ہوگا تو زمین پر
گر کر پیسک چور ہو گئی ہوگی بعض کہتے تھے کہ بہرام عاد کی حفاظت ملکہ سوسن سبز زبان
ہاتھ سے اگر دست شہنشاہ سے چھوٹ گئے ہون گے تو انکو پنجہ سحر نے روک لیا ہوگا

اطمینان رکھو یقین ہے کہ تھوڑی دیر مین وہ آتے ہون گے اسپر بھی کچھ لوگ براے تلاش ادھر
اُدھر صحرا مین روانہ ہوگئے تھے اور عیار بہرام عاد وہ چھڑی لیے ہوے پھر رہا تھا جسکے ذریعہ
سے بہرام باغ مین آتا جاتا تھا قضاے کار عیار بہرام شہزادہ شب گرد کو یہ خیال ہوا کہ چھڑی
تو میرے پاس ہی چلکر باغ ملکہ مین خیریت اپنے مالک کی دریافت کرے یہ سوچ کر اُسنے سمعان
کشیدہ ابرو سے کہا کہ مین جاتا ہون اور خبر اپنے آقا کی لاتا ہون سمعان نے کہا کہ تجھے رستہ باغ کا
معلوم ہے اُسنے جواب دیا کہ یہ چھڑی میرے پاس موجود ہے اسیکی راہبری سے بہرام عاد باغ ملکہ
سوسن سیہ زبان مین آیا جایا کرتے ہین سمعان نے کہا کہ اچھا جاؤ مگر جلد پلٹ کر آنا اُسنے کہا کہ
بس گیا اور آیا سمعان تو آکر خیمہ مین بہرام کے بانتظار بہرام عاد بیٹھا اور شہزادہ شبگرد جانب
باغ سوسن سیہ زبان روانہ ہوا لیکن اسکی باتین عیار نقابدار کھڑا سُن رہا تھا یہ پہلے سے
چلدیا اور رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگا کر صورت اپنی غول بیابانی کی بنائی تمام جسم مین سیاہی
ملی منھ مین سُلگتا ہوا کوئلہ دبا کر شہزادہ شب گرد سے تیس چالیس قدم آگے جست و خیز کرتا ہوا
چلا جب رُخ اُسکے جانیکا سمجھ لیا تو ایک درخت کی آڑ مین چھپ رہا جیسے ہی شہزادہ شب گرد قریب
سے اُس درخت کے نکلا بس یہ ایک آواز مہیب دیکر سامنے شہزادہ شب گرد کے آیا اور نعرہ کیا کہ
منم غول بیابانی یہ اسطرح و فود جست کر کے سامنے شہزادہ شب گرد کے آیا کہ شہزادہ اپنی تیز روی
بھول کر ٹھٹک گیا اور صورت مہیب سامنے اپنے دیکھکر بدحواس ہوا بس غول بیابانی نے وہی سُلگتا
ہوا کوئلہ دہن سے نکال کر شہزادہ کے منھ پر کھینچ مارا وہ کوئلہ قریب آکر چٹکا اور اس مین دھوان
پیدا ہوا کہ شہزادہ چھینک مار کر بیہوش ہوا بس فوراً اسنے نعرہ کیا کہ منم مہتر ہوشمند صحرا نورد عیار شہنشاہ
صف شکن بس اسنے آتے ہی رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگایا اور صورت اپنی شہزادہ شبگرد
کی بنائی اور چھڑی ہاتھ مین لی شہزادہ کو ایک درخت کے نیچے صورت تبدیل کر کے ڈال دیا اور خود
جانب باغ سوسن سیہ زبان روانہ ہوا ابھی تھوڑی راہ طے کی ہوگی کہ دیکھا سامنے سے بہرام
چلا آتا ہے یہ اُسکے سامنے جا کر سلام کیا اور کہا مین تو خود آپ کی خدمت مین جاتا تھا جلد چلیے کہ
اہل لشکر پریشان ہین بہرام عاد نے کہا کہ مجھے تو رخ شب کو باغ ہی مین رہنے کا حکم ملا ہے مین صرف
دو کامون کے واسطے آیا ہون ایک تو یہ کہ اہل لشکر پریشان ہون گے دوسرے قتل شہنشاہ کا جارج
دینا ہے یہ سنکر مہتر ہوشمند صحرا نورد بہت پریشان ہوا اور سوچنے لگا کہ کیا تدبیر کرنا چاہیے اتنا
تو معلوم ہو گیا کہ ابھی شہنشاہ زندہ ہین مگر ساتھ ہی اس خبر نے پریشان کر دیا کہ صبح کو سامان قتل
ہوگا رات ہی بھر مین کوئی تدبیر کر کے اپنے آقا کو چھڑانا چاہیے اس فکر مین بہرام عاد کے ساتھ
ساتھ چلا بہرام لشکر مین آیا اہل لشکر آمد بہرام عاد سے نہایت خوش ہوے اور استقبال کر کے
لشکر سمعان کشیدہ ابرو بھی آیا اور بہرام کے ساتھ خیمہ بہرام مین آیا کیفیت دریافت کی بہرام
عاد نے سب واقعات گذشتہ بیان کیے اور اُسکے بعد حکم جارج صادر کیا کہ صبح کو قتل شہنشاہ صف
شکن کا اعلان کر دیا جاے اور مین جاتا ہون صبح کو قید شہنشاہ صف شکن اپنے ہمراہ لیکر آؤنگا
سمعان کشیدہ ابرو سے کہا کہ تم میدان خونی تیار کر رکھنا یہ کہکر عیار سے کہا کہ چھڑی مجکو دو اور تم یہین ٹہ

شہزادہ شب گرد لقلقی نے عرض کی کہ چھڑی تو حاضر ہی مگر مین آپ کے ہمراہ چلونگا ایسا نہو کہ راستے مین
کوئی افتاد پڑے یقین ہی کہ عیاران لشکر شہنشاہ آپ کی تلاش اور اپنے آقا کی جستجو مین نکلے ہون گے
مین بحفاظت باغ تک پہونچا کر پلٹ آؤنگا یہ سنکر بہرام عاد نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی شہزادہ
شب گرد ساتھ ہوا اور بہرام لشکر سے نکلکر جانب باغ روانہ ہوا جسوقت لشکر سے دور نکل گیا
اور صحرا سے تاریک ملا تو شہزادہ نے ایک فتیلہ روشن کر لیا اور آگے آگے بہرام کے چلا
بہرام راستہ بتاتا جاتا تھا اور فتیلہ مین سے جو دھوان نکل کر منتشر ہوا تو دم بہرام عاد کے
رکنے لگے تھوڑی دور چلا ہوگا کہ چھینک مارکر بیہوش ہوا بس شہزادہ لقلقی نے نعرہ کیا کہ منم
مہتر ہوشمند صحرا نورد اور پلٹ کر چھڑی قبضہ مین کی بہرام کا پشتارہ باندھ کر خدمت سیلاب
شاہ مین آیا اور پشتارہ بہرام عاد کا ڈال دیا اور کہا اسے تو قید کیجیے اب مین اپنے آقا کے
رہا کرنے کو جاتا ہون سیلاب شاہ نے کہا کچھ پتا بھی ملا ہوشمند نے کہا کہ زیادہ بات کرنے مین
وقت ضائع ہوگا رات تھوڑی ہی کام بہت مین مختصر یہ ہی کہ پتا مل گیا ہی یہ سنکر سیلاب شاہ
خاموش ہو رہا بہرام کو زندانخانہ مین بھجوا دیا اور ہوشمند صحرا نورد نے ایک اور عیار کو اپنے ساتھ
لیا اور صورت اپنی بہرام کی بناکر جانب صحرا روانہ ہوا جاتے جاتے اُس درخت کے نیچے پہونچا
جہان مہتر شہزادہ شب گرد کو بیہوش کر کے چھوڑ آیا تھا شہزادہ کو تو اُسی عیار کے سپرد کیا کہ اسے
بھی لیجا کر قید کرو اور آپ تن تنہا باغ کی جانب روانہ ہوا جسوقت قریب دہن نقب کے پہونچا
تو چھڑی زمین مین گڑ گئی معلوم ہوا کہ منزل ختم ہوئی آگے جانے کا حکم نہین ہی بس اسی نقب سے
راستہ ہوگا یہ سوچکر نقب مین کود پڑا اور راہ نقب کی طے کر کے جو نکلا تو باغ مین تھا دیکھا
کہ باغ نہایت وسیع و پر فضا ہی اسے خیال گذرا کہ شہنشاہ صف شکن اسی باغ مین کسی مقام پر
مقید ہون گے پہلے انھین کو رہا کرنا چاہیے اس خیال سے گوشہا سے باغ مین ڈھونڈھتا ہوا
چلا قضا سے کار و اتفاقات روزگار قریب ایک دروازہ کے پہونچا یہ دروازہ مکان مطرب
جادو کا تھا مہتر ہوشمند جو بہرام بنا ہوا تھا بتلاش شہنشاہ صف شکن دروازہ مین داخل ہوا
دیکھا اسنے کہ ایک ساحر چوکی پر سنگ مرمر کی بیٹھا ہوا ہی اور ایک لڑکا کام کاج مین مصروف
ہی اور شہنشاہ صف شکن بھی پاس اُس ساحر کے دوسری چوکی پر فروکش ہین مگر کوئی علامت
اسیری کی نہین معلوم ہوتی نہ تو ہتھکڑیان ہاتھون مین نہ بیڑیان پاؤن مین نہ طوق گلے مین ہوشمند
متحیر تھا کہ ایسا بہادر اسطرح دشمن کے قابو مین ہی کہ اپنی جگہ سے حرکت بھی نہین کرتا یہ کیا بات ہی
لیکن نظر مطرب جادو کی جو بہرام عاد پر پڑی چونکہ یہ بہرام کو اچھی طرح جانتا تھا کہ اسی نے
گانا سنا کر بہرام کو اسیر بلا کیا تھا تو پوچھا کہ اسوقت آپ یہان کہان نکل آئے بہرام نے
کہا کیا کہون آج کی شب مجھے اسی مقام پر رہنے کا حکم ہی اسوجہ سے ٹہلتا ہوا تمھارے مکان
کی طرف آنکلا کہ دو گھڑی تم ہی سے باتین کر کے دل بہلاؤن گا کسی طرح اتنی رات تو بسر ہو
مطرب جادو نے کہا کہ گھر ہی آپ کا تشریف لائیے بیٹھ کر اشارہ بیٹھنے کا کیا بہرام نقلی
ایک چوکی پر بیٹھ گیا مطرب جادو کو گانا سنا کر بیہوش بنانے کا خیال آیا ہنسکر کہنے لگا کہ گانا

سنیے گا بہرام نقلی نے کہا کہ ہم تو ایسی باتوں سے نہایت ذوق رکھتے ہیں مطرب جادو مجھے
کہ اس روز میں نے منع کیا تھا کہ آیندہ مجھسے گانے کو نہ کہیے گا شاید اسی وجہ سے اُنکو تامل ہوا تھا
کہ شاید نہ سنائے تو سخن بھی ضایع جائے یہ تصور کرکے بہرام سے کہا کہ اُس روز جو میں نے
آپ سے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ ایسی فرمایش نہ کیجیے گا اُسکا یہ سبب تھا کہ آپ کا شمار غیروں میں تھا اور
اب آپ ہمارے دوست ہوئے تو ہمین بھی تواضع آپ کی واجب و لازم ہوئی اب سنیے گانا سننے
میں کوئی عذر نہین ہی یہ شہنشاہ دل میں سمجھ گیا کہ بہرام اسی مقام سے مبتلا ہوا نہیں معلوم
اِسکے گانے میں کیا تاثیر پیدا ہو کہا کہ لطف گانے کا بغیر شراب کے نہیں ہی مطرب جادو نے
کہا کہ اچھا جام بھی چلتا جائے اور دل بھی بہلتا جائے ساز چھڑے اور ساغر سے ساغر لڑے
بہرام نے کہا کہ آج ہم بھی تمکو وہ شراب پلائینگے کہ کبھی نہ پی ہو گی صفت اس شراب میں یہ ہی کہ
اگر زندگی بھر ترشی کا استعمال نہ کرو تو عمر بھر نشہ باقی رہے مطرب جادو نے کہا واقع میں یہ شراب
بہت عمدہ ہی میں بھی اسی شراب کا نہایت مشتاق ہوں بس یہ سنتے ہی بہرام نے ایک قلم جیب سے
نکالی یہ معلوم ہوتا تھا کہ خون کبوتر شیشہ میں بھرا ہوا ہی بہرام نقلی نے پیالہ پانی سے بھر کر ایک قطرہ
اُس قلم سے ٹپکا دیا تمام پیالہ سُرخ ہو گیا اور مطرب کے سامنے پیش کیا مطرب جادو سارا پیالہ
پی گیا اب بہرام نقلی نے دوسرا پیالہ لبریز کر کے مطرب جادو سے کہا کہ آ تو بھی پی لے کہ آج رات
پھر جاگنا ہی کسی طرح نیند کا خمار تو برطرف ہو مطرب جادو مطرب جادو کے ڈر سے جھجکا تھا کہ بہرام
نقلی نے آنکھ دکھائی اور کہا کہ یہ چیز بھی تامل اور سوچنے کی ہی او بدنصیب اگر نہ پیے گا تو عمر بھر
پچھتائیگا کہ ایسی شراب دیکھنے میں بھی نہ آئی ہو گی پینا تو درکنار مطرب جادو نے بھی اشارہ
کیا کہ پی لے یہ کوئی غیر نہین ہیں جنسے لحاظ ہو ہر چند مطرب جادو زیادہ عادی نہ تھا مگر بخاطر
بہرام اُسنے بھی شراب پی اور شہنشاہ صف شکن کی صلاح کبھی نہ کی اب مطرب جادو نے گانا شروع کیا

غزل

یہ کیا حالت الٰہی بیخودی دل کی ہوئی ہے — کہ ہم جو بات کہتے ہیں ہنسی محفل میں ہوتی ہی
بنا ہے بات خاموشی چھپائے ضبط غم لیکن — گواہی دیتا ہے چہرہ جو حسرت دل میں ہوتی ہی
پھر آیا زخم کہنہ المدد اے ناوک قاتل — کبھی پھر اضطراب خاطر بسمل میں ہوتی ہے
بنا رکھا ہے اسکو بند تو باطن نے آئینہ — وہ جب ہوتے ہیں بے پردہ تجلی دل میں ہوتی ہی
تمنا پوچھکر جبتک وہ کچھ کہتے نہیں منھ سے — طبیعت تنگ میں جان کس مشکل میں ہوتی ہی
پتہ اُسکا نہیں سینے میں اور باقی ہے پیدا اتبک — غلط مشہور ہی بیشک کہ حسرت دل میں ہوتی ہی
ٹپکتا ہے ہر اک قطرہ لہو کا نکلے چنگاری — حرارت قہر کی خون دل بسمل میں ہوتی ہی
مزاج یار میں پیدا کیا ہے دخل اب اتنا — سمجھ لیتے ہیں ہم جو بات اُسکے دل میں ہوتی ہی
کوئی خاطر تمنا اب نہیں ہوا منکر ہے شاید — کھٹک رہ رہ کے کیوں زخم دل بسمل میں ہوتی ہی
تعلق باطنی بڑھکر ہی دیتا ہے اثر اپنا — تری شوخی سے بیتابی سی پیدا دل میں ہوتی ہی
جفا سے باز آ نادان شتاب ضبط ہے جھمیں — بس اب دونوں کی رسوائی بھری محفل میں ہوتی ہی

فغان کے بھیس میں نالے کے پردہ میں سہی لیکن	زبان تک آہی جاتی ہی جو حسرت دل میں ہوتی ہی
مٹا دیتی ہے رنج انتظار وصل کی راحت	تھکن رستے کی زائل آکے منزل میں ہوتی ہی

یہ غزل مطرب جادو اس حسن سے گایا کہ مہتر ہوشمند کے ہوش پرواز کر گئے یہ جھومنے لگا
اگرچہ گونہ بیخودی ہو چلی تھی مگر یہ تو اپنا کام پہلے ہی کر چکا تھا دوسرے یہ کہ مطرب جادو کو آج
بہرام کا زیادہ بیخود بنانا بھی منظور نہ تھا اسوجہ سے ہوشمند کے ہوش بجا ہین مگر جھوم رہا ہی
اب بیہوشی نے تاثیر کی اور مطرب جادو گاتے گاتے اٹھکر ناچنے لگا ساتھ ہی طرب جادو بھی
ناچنے لگا اُٹھتے ہی ہوا لگی بیہوشی نے طمانچہ مارا اور یہ دونوں استاد و شاگرد بیہوش ہو کر گرے
بہرام نقلی نے نعرہ کیا کہ منم مہتر ہوشمند صحرا نورد عیار شہنشاہ صف شکن یہ کہکر آتے ہی
دونوں کی زبانیں کھینچکر تکلہ سوزن کر دیا اور شہنشاہ صف شکن سے کہا اے شہریار اب
تشریف لے چلیے میں نے ان دونوں کو تو بیہوش کیا اب یہ مرحلہ صعب سا ہے پھر تم ہین آپ کو
لشکر میں پہونچا کر قتل سوسن سیہ زبان کی فکر کرونگا یہ سنکر شہنشاہ صف شکن نے فرمایا کہ
اے ہوشمند دنیا ہیچ ہی اگر ہزار برس جیئے گا تو بھی مرنا ضرور ہی میرے ہاتھ سے بہت سے
بندگان خدا مارے گئے ہین خصوصاً اس نہ طاق میں میں نے سینکڑون خون اپنی گردن پر لیے
ہین اب مناسب یہی ہی کہ عوض میں اُسکے اپنے ہاتھ سے گلا کاٹکر جان دون اور تمام
اہل لشکر کو گواہ حال کرون تاکہ ہر ایک پیش خدا اس کفارہ کی گواہی دے اور اللہ پاک میرے
حال پر رحم فرمائے ہوشمند یہ سنکر تصویر حیرت بنگیا کہ یہ شہنشاہ کیسی باتین کرتے ہین عرض کی
کہ حضور نے کیا سوا کافرون کے کسکو مارا ہی جسکا کفارہ دینے کی ضرورت ہی اور یہ کونسا کفارہ ہی
کہ خودکشی کیجیے شہنشاہ صف شکن نے فرمایا کہ تم اسے نہین جانتے ہو بقول ملکہ سوسن کے
اگرچہ وہ سب کافر تھے جنکو مین نے قتل کیا مگر بندگان خدا تو تھے انھین بھی خدا ہی نے تو پیدا
کیا تھا اگر وہ ہیچ ہوتے تو خدا انھین کیون پیدا کرتا اور جیسا جرم ہو ویسا ہی اُسکا کفارہ بھی
ہونا چاہیے چونکہ مین نے لوگون کو قتل کیا ہی اسکے عوض مین خودکشی کرنا مناسب ہے
مین اس ارادہ سے باز نہ رہونگا بہتر یہ ہی کہ تو یہان سے چلا جا ہوشمند سمجھا کہ آقا میرا مطرب
جادو کے سحر مین گرفتار ہی جو اسطرح کی خلاف عقل باتین کر رہا ہی تو اسکو قتل کر ڈالکر یہ
ہوش مین آئے یہ سوچ کر اسنے خنجر سے مطرب جادو کو ذبح کیا اور طرب جادو کا بھی
سر کاٹ کر پھینک دیا ان دونون کے مرتے ہی ایک قیامت برپا ہوئی لاشین پھڑکنے لگین
شور گیر و دار برپا ہوا آندھی چلی خاک اُڑی آتش باری برف باری و تیرگی رہی آخر کار
ہیرون نے شور کیا کہ کشتی مرا نام ماہرو و مطرب جادو و طرب جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطالب
خود نہ رسیدیم اب جو روشنی ہوئی ہی تو دیکھا کہ نہ وہ مکان ہی نہ سامان ہی لاشین دو ساحرون کی
پڑی ہین اور ایک صحرا ہی شہنشاہ صف شکن فرش خاک پر بیٹھے ہین آنسو آنکھون سے جاری ہی
ہین فرمارہے ہین کہ ای ہوشمند غضب کیا تو نے کہ دو خون میرے سامنے کیے اور
بھی اپنے گناہون کا شاہد کیا اتنا ہوشمند اور بھی پریشان ہوا کہ ابتک انکا دماغ درست

نہین ہوا ہی ہر چند یہ اصرار کرتا ہی کہ لشکر مین چلیے مگر شہنشاہ ایک ساعت نہین کہتے اب ہوشمند
یہ سوچا کہ اِنھین بیہوش کرکے لیچلون یہ سحر سوسن سیمزبان کا معلوم ہوتا ہی بغیر اُسکے
قتل ہوئے یہ ہوش مین نہ آئینگے کہا اچھا آپ اپنے فعل کے مختار ہین مجھے اِسمین کیا
دخل ہی مگر یہ پھول ہمنے آپکی تفریح کیلیے باغ سے توڑا تھا اسے سونگھیے شہنشاہ
مسکرائے اور فرمایا کہ مجھسے بھی فریب کرتا ہی ہم تیرے مکر مین آنے والے نہین ہون یہان
کی تو یہ حالت ہی اور وہان سوسن سیمزبان کو بیٹھے بیٹھے خیال گذرا کہ دیکھا چاہیے کوئی شہنشاہ
کا چھڑانے والا بھی لشکر سے چلا ہی یا نہین سُنتا ہی کہ عیار اُنکا نہایت طرار ہی ہر چند کہ اس مقام تک
گذر اُسکا سخت دشوار ہی پرندہ بھی یہان پر نہین مار سکتا لیکن شاید یہ لوگ غضب کے ہوتے
ہین ایسے مقام پر راہ پیدا کرلیتے ہین جہان جانا ممکن نہ ہو ساحرون نے کیسے کیسے حصار باندھے
ہین مگر یہ لوگ پہونچ ہی گئے ہین اور اپنا کام کر گذرے ہین یہ سوچکر اُسنے ایک طائر موم کا بنایا
اور ایک پنجہ خون کا چھڑکا کرکے کچھ اسم سحر پڑھا کر پھونک کے جسم سے حس و حرکت موقوف
ہوئی اور طائر نے [illegible] تب اُسنے اور ایک بوم کو ذبح کیا اور خون اُسکا چلو مین لیا
کچھ اسم سحر پڑھکر اُس طائر پر مارا چھینٹا پڑتے ہی طائر چہکا سوسن سیمزبان نے کہا کہ کیا حالات
آج کی شب کے ہین بیان کر رہائی شہنشاہ کے واسطے کون کون چلا ہی اور کہان کہان پہونچا ہی
یہ سنکر طائر نے بزبان انسانی جواب دیا کہ عیار شہنشاہ صف شکن بہرام عاد اور عیار بہرام
کو پکڑ لیگیا ہی چھڑی حاصل کی وہان سے آکر مکان مطرب جادو مین داخل ہوا اور مطرب
جادو کو مارا اب یقین ہی کہ شہنشاہ کو بیہوش کرکے لیجائیگا بس یہ سننا تھا کہ سوسن سیم
زبان نے سر پیٹ لیا اور پکاری کہ غضب ہوگیا مطرب جادو مارا گیا یہ کہکر اُسنے زمین پر
طمانچہ ماری اور صورت اپنی ایک بجلی کی پیدا کرکے اُڑی وہان ہوشمند پیشین شہنشاہ
کی کر رہا تھا کبھی حباب بیہوشی کھینچ مارتا تھا مگر یہ خالی دیتے تھے کہ ہوشیار رہتے تھے اور جان
چکے تھے کہ یہ مجھے بیہوش کرنے کی فکر مین ہی کہ ایک مرتبہ نعرہ سوسن سیمزبان کا ہوا اور
سوسن بالائے ہوا سے بر روئے زمین آئی صورت انسانی پیدا کی اور پکاری کہ او عیار مکار
غضب کیا تو نے کہ اِس مقام تک پہونچا اور بھائی کو میرے مارا اگر ذرا مین خیال نہ کرتی تو تو
اِنسے بھی لیجا چکا تھا اسکے آتے ہی ہوشمند پریشان ہوگیا کہ اب کام بگڑ گیا اور بھید
کھلگیا اور شہنشاہ صف شکن نے جو سوسن سیمزبان کو دیکھا کہا ای ملکہ دیکھو اِسنے مطرب
جادو کو مار ڈالا سامنے لاش تمھارے بھائی کی پڑی ہی اور مجھے بھی بہکا رہا تھا جلدی اِسے
گرفتار کرو یہ تو کہو مین اِسکے مکر سے آگاہ تھا جو اپنا بچاؤ ورنہ یہ کب کا گرفتار کرلے گیا ہوتا اور
مجھے اُس سعادت سے محروم رکھتا جو تمھاری بدولت حاصل ہونے والی ہی سوسن سیم
زبان نے کہا کہ نہ گھبراؤ اِس سے ابھی تو یہ کرائے لیتی ہون اور یہ بھی تمھاری طرح اپنے
متعلقون کے خون کا بدلا اپنے ہاتھ سے لیگا جسطرح اُسنے ان کو ذبح کیا ہی اِسی طرح خود اپنے
گلے کو کاٹ کر مرنا پسند کریگا اور تمھارا ساتھ دیگا اچھا ہوا کہ پہلے تم تنہا تھے اب دو ہوگئے

یہ تمھارا تماشا بھی رہیگا تم اسکے تماشا بھی رہنا بہتر ہے ہوشمند نے کہا کہ میرا دماغ ٹھیک ہی نہیں ہرگز مرنا پسند
نہیں کرتا شہنشاہ صف شکن نے کہا کہ اسے ملکہ اگر ایسا ہوا تو میں تمھارا بہت ممنون ہونگا
کہ یہ میرا بہت دونون کا رفیق ہوا گر اسوقت ہم اور یہ دونون ایک راہ میں نہ ہونگے تو مفارقت
ہوجائیگی اسسے بھی خودکشی پر رضامند کردو ہوشمند پکارا کہ کیا خوب ایک آپ کو اپنے ہاتھ سے
مرنا کیا پسند آیا کہ آپ پر ایک کے واسطے اس سے بہتر سمجھنے لگے یہ کہتے کہتے انھون حباب سینہ پر
سوسن سیہ زبان کے کھینچ مارے حباب پڑتے ہی بیہوش ہوکر گری مگر نہیں معلوم کس نے
کوئی پیرا سپنے اور پہنے ہوئے کر رکھے تھے کہ زمین پر گرتے تو نظر آئی پھر نہ معلوم ہوا کہ سوسن کو کون
لیگیا بس مشتر ہوشمند نے پلٹ کر ایک حباب شہنشاہ صف شکن کو بھی مارا کہ یہ بھی سوسن کی حالت
دیکھنے میں محو تھے حباب منہ پر پڑکے ٹوٹا اور شہنشاہ بیہوش ہوکر گرے بس ہوشمند نے
جھپٹ کر چادر عیاری میں پشتارہ شہنشاہ صف شکن کا باندھا اور پشت پر لگا کر اپنے لشکر کی طرف
چلا کہ مطرب جادو کے مرنے سے یہ راستہ صاف ہوگیا تھا اور لشکر سامنے نظر آنے لگا تھا ادھر
سوسن سیہ زبان کو پھر ادا اسکا اٹھا لیگیا تھا علیحدہ لیجا کر ہوشیار کیا سوسن ہوش میں آتے ہی
پھر پتھر کی ہوکر اڑی اسوقت پہونچی کہ ہوشمند قریب لشکر کے پہونچ چکا تھا دیکھا اسنے کہ اب
یہ کوئی دم میں داخل لشکر ہوجائیگا بس اسنے وہان سے نعرہ کیا کہ باش او ناشیار کہان لیے جاتا ہے
شہنشاہ کو یہان آ پہونچی یہ سنتے ہی عیار نے پشتارہ تو زمین پر رکھدیا اور ادھر ادھر دیکھنے
لگا کہ یکایک سوسن سیہ زبان پتھر کی بنی ہوئی زمین کی طرف جھکی اور ایک پنجہ میں اسنے پشتارہ
شہنشاہ کا لیا اور دوسرے پنجہ میں ہوشمند کو دبایا اور اڑ کر اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی
جسوقت باغ میں پہونچی تو شہنشاہ کو پشتارہ سے نکال کر ہوشیار کیا اور ہوشمند کی طرف دیکھکر
کہا کہ تو نے مجکو بہت پریشان کیا ہی اب وہ کلمہ بگوش ہوش سن تو دشمن ہی تو ہو میں نیکی سے
کیون باز رہون یہ سنتے ہی ہوشمند متوجہ ہو گیا اور سوسن کی زبان سے شعلہ باہر آیا اب
سوسن نے کہا کہ دیکھ تو نے کیا اپنے آقا کے ساتھ بہت سے خون کیے ہین اور یہان
آکر بھی تو اپنی سنگدلی سے باز نہ رہا کہ مطرب جادو کو مارا اسواسطے افعال گذشتہ سے
توبہ کر اور خون کے عوض میں اپنے ہاتھ سے اپنا خون گوارا کر کہ اگر تو اور زندہ رہیگا
تو نہیں معلوم کتنی جانین تیرے ہاتھ سے تلف و برباد ہونگی بس یہ سنتے ہی نصیحت سوسن سیہ
زبان کی دلپر اثر کر گئی اور ہوشمند نے کہا کہ ای ملکہ سوسن سیہ زبان آپ سچ کہتی ہین اب
ایک پل اپنا زندہ رہنا پسند نہین سوسن نے کہا کہ نہ گھبراؤ صبح کو دیکھا جائیگا یہ کہکر سوسن
سیہ زبان نے ان دونون کو تو اسی مقام پر چھوڑا اور آپ قصر کی طرف بغرض حفاظت ایک
درخت پر انتظار صبح میں بیٹھ رہی اسکو تو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے اب

کچھ حال ملکہ گل افشان جادو کا بیان کیا جاتا ہے

کہ اسکو شہنشاہ صف شکن طلسم شہر زرافشان میں چھوڑ کر آئے تھے اور گل افشان جادو

وعدہ کیا تھا کہ مین چلہ اپنا تمام کرکے حاضر خدمت ہون گی چنانچہ جسوقت چلہ اسکا تمام ہوا تو اسنے تیاری کا حکم دیا اور ایک تخت سحر تیار کرکے اپنی چالیس ہزار کنیزون کو ہمراہ لیا اور ابر گل افشان مین بیٹھکر جانب باغ گل افشان روانہ ہوئی ابر اسکا نہایت تیزی کے ساتھ اڑتا ہوا پھول برساتا چلا جاتا تھا کہ اسکو بھی دشمنون کا خیال تھا کہ بعد میرے کوئی نہ کوئی سحا قطرباغ ضرور معین ہوا ہوگا اسلیے کہ ایک سرحد پہ بھی ہی یہ نہایت تیزی کے ساتھ ابر سحر اڑاتی ہوئی چلی جاتی ہی وہان صبح ہوئی سمعان گشیدہ ابرو نے میدان خونی تیار کیا اور جارچی نے جارچ دیا کہ آج شہنشاہ صف شکن سا بہادر و صف شکن سر میدان اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹیگا جسکو تماشا دیکھنا ہو آکر دیکھے اور جسکو اپنے سحر بیانی کا دعوی ہو وہ اُسے سمجھا کر اِس ارادہ سے باز رکھے اب سمعان تو انتظار بہرام مین ہی لشکر اسکا صف آرا ہی اور سیلاب شاہ کو مہتر ہوشمند کا انتظار ہی جبکہ صبح ہوگئی اور عیار واپس نہ آیا تو سیلاب شاہ نہایت متردد ہوا کہ شاید مہتر ہوشمند بھی گرفتار ہوا اب اسنے لشکر کی تیاری کا حکم دیا اور کہا کہ آقا تمھارا اسیر سحر ہوا ہی چل کر جانبازی کرو اور اُسے دشمن کے پنجہ سے چھڑاؤ یہ سنتا تھا کہ کئی لاکھ کا لشکر تیار ہو گیا سردار اپنے اپنے رسالون کو لیکر میدان کی طرف متوجہ ہوئے سیلاب شاہ بھی مع فوج گران میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوا اور یہ سب جان نثار وقت کے منتظر ہوے کہ یکایک جانب جنوب سے لپک کوندے کی اور چمک بجلی کی معلوم ہوئی اور ایک ابر سوسنی نمودار ہوا آگے آگے اُس ابر کے غول زاغ و زغن کے شور کرتے چلے آتے تھے اور زیر ابر بگولے چرخ مارتے ہوے سناٹے کی صدا دل کے پار ہوئی جاتی تھی ایک عجب کیفیت تھی کہ آتے آتے وہ ابر لشکر بہرام جادو پر قائم ہوا اور ایک مرتبہ بجلی سی کڑکی اور دامن ابر شق ہوا اور ایک تخت سحر نمودار ہوا کہ اُس پہ سوسن جادو بیٹھی ہوئی ایک پہلو مین شہنشاہ صف شکن دوسرے پہلو مین مہتر ہوشمند ہو لی لگا رو رہے کی سوسن سیہ زبان لگا رہے ہوے اور شہنشاہ صف شکن کی یہ حالت ہی سر کفن گلے مین ہی خنجر کمر مین ہاتھ مین زہر لئے چلے ہین کو چہ قاتل کو انتظام سے ہم رکاب سامان خودکشی سے درست و کم ہمت مرگ پر کسے ہوے زبان پہ یہ شعر جاری ہے ؎ خودکشی پہ ہین عشق مین تیار ہ جان ہار سینگے جی نہار سینگے ہو اُدھر عیار کی بھی یہی حالت جسوقت تخت سوسن سیہ زبان کا آکر میدان مین قائم ہوا تو وہ تمام زاغ و زغن جو ابر کے نیچے نیچے شور کرتے چلے آتے تھے زمین پر گرے اور غلطیان مار مار کر صورتین انسانون کی پیدا کرکے صفین باندھکر کھڑے ہوے یہ سب کے سب ساحرین اور سوسن سیہ زبان کی فوج کے لوگ ہین سمعان نے بڑھ کر ملکہ سوسن سیہ زبان سے بہرام کو پوچھا سوسن نے کہا کہ وہ کہین ہون تم اطمینان رکھو سمعان گشیدہ ابرو خاموش ہوا لیکن سوسن سیہ زبان نے آواز دی کہ اے جان نثاران شہنشاہ صف شکن و وفاداران گرم سخن جسکو دعوی ہو وہ آکر اپنے آقا کو چھڑا لیجاے یعنے انکو سمجھا کر اسکے ارادہ سے باز رکھے مین کسی کو سمجھانے کے لیے منع نہین کرتی ہون یہ کہکر اسنے شہنشاہ صف شکن کی طرف

دیکھا اور کہا کہ اب وقت وعدہ وفائی ہی اگر بات کے دھنی ہو تو جو اقرار ہمسے کرچکے ہو اُسے پورا
کرنا اور سمجھانے پر کسی کے نہ آنا کہ اسمین تمھارے واسطے بھلائی ہی جسقدر بندگان خدا تمھارے قتل کیے
ہین اُنکا خون بہا یہی ہی کہ اپنے ہاتھ سے گلا اپنا کاٹ کر جان دو اور اہل عالم کو تماشا دکھاؤ کہ اگر کوئی
سنگدلی سے کسی کو ذبح کرے تو اسکا انجام یہی ہونا چاہیے بس یہ سنتے ہی شہنشاہ خونخوار سنگدل اپنی جگہ
سے اُٹھے اور چہرہ تیرہ کا رنگ پیلا کر کھڑے ہوئے اور تلوار ہاتھ مین اُٹھا کر اپنے اہل لشکر کی طرف
دیکھکر آواز دی ایہا الناس تم سب گواہ رہنا کہ مین لئے اپنے گناہون کا کفارہ دیتا ہون سامنے دنیا
کہ اسوقت اپنے ہاتھ سے گلا اپنا کاٹ کر جان دونگا بلکہ تم سب کو لازم ہی کہ مثل میرے تم بھی اپنی
جانین دے دیکر بوجھ بندگان خدا کے خون کا اپنے سر سے اُتار دو کہ تم سب نے اکثر میرے ساتھ
جہاد کیا ہی لڑائیان لڑے ہو ہزارہا کو مارا ہی یہ سنکر سپیلاب شاہ نے کہا کہ اے شہریار مین ایک
عرض کرنا چاہتا ہون فرمایا جو کہو اُسنے عرض کی کہ اب مذہب آپکا کیا ہی فرمایا خدا پرستی اُسنے
عرض کی کہ ہم سب کو ہدایت دین اسلام کے کی فرمایا مین نے کہا افسوس کی بات ہی جہنم سے آپ
کی بدولت بہشت مین آسکے اور اب پھر آپ ہی ہمین جہنم مین جانے کی ہدایت کرتے ہین مذہب
اسلام مین خودکشی کب جائز ہی یہ مظلمہ کیسکے سر ہوگا فرمایا یہ سب سچ کہتے ہو مگر ملکہ کی رائے مجھے
پسند ہی خون کے عوض خون ضرور ہی مین کسی کے اسکے نہ ٹالونگا اور ضرور اپنی جان دونگا سپیلاب
شاہ نے دیکھا کہ یہ اپنے ہوش مین نہین ہین سحر سوسن سیہ زبان کا انکو بیخود بنا چکا ہی کہا کہ اچھا
اتنی دیر توقف کیجیے کہ مین سوسن سیہ زبان سے کچھ باتین کر لون فرمایا کیا مضائقہ ہی سپیلاب
شاہ نے سوسن جادو کی طرف دیکھکر کہا کہ اے سوسن مین تجھے خوب جانتا ہون اور تو بھی مجھسے
واقف ہی میری خاطر سے اتنا کر کہ پہلے ہم سب کو قتل کر لے پھر تجھے قتل شہنشاہ کا اختیار ہی تاکہ
یہ مشہور عالم نہ ہو کہ آقا سامنے قتل ہوا اور ملازم دیکھا کیے سوسن سیہ زبان نے جواب دیا
کہ حب الوطنی کا تقاضا نہین کہ پہلے تمھین قتل کرین نہین انہین کو قتل ہو جانے دو پھر دیکھین تم میرا کیا
نہین ہی ہم برعایت اسکے کہ تم بھی حوالی کوہ طاق کے باشندون مین سے ہو کسیقدر تعرض نہ
کرینگے اگرچہ تمنے مذہب اپنا تبدیل کر ڈالا خداوند اکوان تاجدار کے دشمن ہوے مگر یہ
امور اسی شخص کی ذات سے ہوے تمھارا اسمین کوئی قصور نہین ہی جب سپیلاب شاہ نے
یہ اُلٹا جواب پایا تو جلدی سے بہرام عاد اور شرارہ شب گرد کو لا کر نزدیک بٹھا دیا اور کہا کہ
اگر شہنشاہ کا رویان بھی میلا ہوگا تو ہم ان دونون کو قتل کر ڈالینگے یہ سنکر سوسن بہت ہنسی
اور کہا کہ اے سپیلاب شاہ تم بڑے نادان ہو ارے یہ سب دشمن ہین یا دوست مین کیا انہین زندہ
رہنے دونگی یہ میری سحر زبانی سے ان سب کو میرا مطیع بنا رکھا ہی ورنہ جسوقت سحر میرا انکے پر سے
دور ہو جائیگا یہ سب میرے عدو جان ہین اگر تم انکو قتل کر ڈالو گے مین تکلیف قتل سے بھی
بچونگی اب مین شہنشاہ کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ سنکر سپیلاب شاہ مایوس ہوا اور سمجھا کہ بہرام
بھی بیگناہ ہی اسکا قتل بھی درست نہین بس اب لڑکر جان دے دینے کے سوا کوئی چارہ نہین ہی
اپنے لشکر کو اشارہ کیا کہ ہان مارلو ان دشمنون کو اور آقا کو اپنے پنجہ سے اسکے چھڑا لو یہ سنتا تھا

کہ سرداران لشکر تلواریں پکڑ پکڑ کر سوسن سیہ زبان کی طرف چلے اور تیراندازون نے کمانون کو زہ کیا
سوسن کو نشانہ تیر قضا کا بنانا چاہا لیکن جسقدر تیر سوسن سیہ زبان کے قریب آئے اُسنے
کہا کہ پلٹ جاؤ اور جن خاطیون نے تمکو اسطرف پھینکا ہی اُنھین کو نشانہ کرو بس یہ کلمہ اس کی زبان
سیاہ سے نکلنا ہی تھا تمام تیر پلٹ کر ناوک اندازون پر گرے اور نشانہ تیر قضا بنا یا قریب سو سو ناوک
اندازون کے ہلاک ہوے اور ایک غول کمند اندازون کا شہنشاہ صف شکن کی طرف اس ارادہ
سے چلا کہ انکو پکڑ کر اسیر کرین اور بے بس کر دین کہ یہ خود کشتی نہ کر سکین یہ دیکھتے ہی سوسن سیہ
زبان نے سمعان کشیدہ ابرو سے کہا کہ ہان لینا ان سرکشون کو اُدہر شہنشاہ صف شکن کو آواز
دی کہ اب اُس ارادہ کو موقوف کرو اور پہلے ان نمک حرامون کو قتل کرو جو تمہارے بلا ترحم ہوکر
تمہارے ہی گرفتار کرنے کو آئے ہیں تو اس ساحرہ کی زبان میں تاثیر تھی کہ جو کچھ دیا وہ منظور ہو گیا شہنشاہ
صف شکن تلوار کھینچ کر کمند اندازون پہ گرے اور قتل کرنا شروع کیا اُدہر سے سمعان کشیدہ ابرو
مع لشکر ہمراہ جادو پر آ پڑا تلوار چلنے لگی شور گیر و دار بلند ہوا شہنشاہ صف شکن نے تھوڑے ہی
عرصہ میں سینکڑون کو مارا آخر کار کمند انداز بھاگ کھڑے ہوے اب شہنشاہ اپنے لشکر
کی طرف متوجہ ہوے اب یہ حال دیکھکر سیلاب شاہ بدحواس ہو گیا اور سوسن سیہ زبان شہنشاہ کو پکاری
کہ کیون اے سیلاب یہ تماشا بھی کبھی نہ دیکھا ہوگا ارے یہ رتبہ ساحران کی طاقت ہی کا ہی کہ ایک
ایک ساحر لاکھون کے واسطے کافی ہی اب ہی کوئی ایسا جو اس غدر کو موقوف کرے کس
غضب کی بات ہی کہ آپس میں کٹے مرتے ہین خود ملک والا زمون کو قتل کر رہا ہی دیکھو تو اگر تم
سب کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے نہ قتل کرا یا تو نام اپنا سوسن سیہ زبان نہ رکھا ہوگا تمہارے
عیار مکار نے ہمارے بھائی ملطوس جادو کو مارا ہی اُسکا عوض یہ ہی کہ باپ بیٹے کو اور بھائی
بھائی کو قتل کریگا اور ہم تماشا دیکھینگے یہ سنکر سیلاب شاہ نہایت پریشان ہوا اور بیتاب ہوکر درگاہ
جناب باری میں عرض کرنے لگا کہ ای کریم کارساز ای رب بے نیاز تمام بندے تیرے ہلاک ہوے
ہین اور اب یہ فتنہ سوا تیرے کوئی فرو نہیں کر سکتا تجکو واسطہ محمد و آل محمد کا کہ اس بلا کو دفع کر
اور اس کافر کو واصل جہنم کر جسکی وجہ سے سینکڑون بندگان خدا کا خون ہوا اور ابتک وہ بلا دفع
نہین ہوئی ہی آپس میں جنگ ہو رہی ہی ہنوز سخن درمیان تھا کہ جانب مشرق سے ابر گل افشان
نمودار ہوا جھونکے نسیم سحری کے چلتے ہوے ابر سفیدی رنگ سے بارش کی جگہ گل افشانی ہوتی
ہوئی برقین چمکتی ہوئین کوندا لپکتا ہوا آگے آگے ابر کے طائران خوش رنگ و خوش الحان غول
کے غول چہچہاتے ہوے اور شور مچاتے ہوے چلے آتے ہین قریب پہونچکر ابر شق ہوا اور تخت
ملکہ گل افشان جادو کا نمودار ہوا اگر اسرخ تخت پہ کھنچا ہوا چار گلدستہ پھولون کے تخت کے
چارون کونون پر رکھے ہوے پوشاک گلابی ملکہ گل افشان جادو کے بڑین جوڑہ پیچ باندھا
ہوا اپشت پر چالیس ہزار کنیزین افشانی پوشاک زرد پہنے ہوے آراستہ ایک ایک پھول سب کے ہاتھ
میں [illegible] دیکھکر سوسن سیہ زبان [illegible] سمجھ گئی کہ شہنشاہ صف شکن پر گرا
[illegible] اپنا [illegible] سوسن سیہ زبان کو [illegible] ہوئی کہ کسی طرح انکو قتل کر ڈالے ایسا نہ ہو

کہ گل افشان جادو دراندازی کرے تو اُسکے سحر کا جواب کون دے سکتا ہے ادھر ملکہ گل افشان
جادو نے جو یہ حالت دیکھی کہ لشکر آپس میں لڑ رہا ہے اور سوسن سیہ زبان ترغیب دلا رہی ہے بس یہ
سمجھ گئی کہ سوسن نے سحر کیا ہے ملکہ گل افشان جادو اُسکے سحر سے خوب واقف تھی ادھر دیکھا کہ
پنجہ کھینچکر شہنشاہ کو اُٹھوا لیا ہے اور اب یہ بغیر قتل کیے نہ چھوڑے گی بس ملکہ گل افشان جادو
نے بھی ایک پنجہ پھینک دیا کہ وہ پنجہ آکر پنجۂ سوسن سیہ زبان سے ہم پنجہ ہوا اور شہنشاہ صف
شکن کو چھین کر لیچلا سوسن سیہ زبان نے دوسرا پنجہ کھینچ مارا یہ پنجہ پنجۂ گل افشان جادو سے
ہم پنجہ ہوا اور دونوں جلکر خاک ہو گئے شہنشاہ صف شکن بیہوش ہوئے بس گل افشان
جادو نے ایک گلدستہ اُٹھا کر کھینچ مارا کہ پنکھڑیاں اُس کی بکھریں اور ایک چمن گلہائے افشانی کا تیار
ہو گیا جسقدر اہل لشکر آپس میں لڑ رہے تھے وہ سیر چمن میں مصروف ہو گئے اب ہر چند سوسن
سیہ زبان چیختی ہے کہ ہم کیا کہتے ہیں ہماری سنو مگر طائران باغ گل افشان کی نغمہ سرائی کسی کے
کان تک سوسن سیہ زبان کی آواز نہیں پہونچنے دیتی ہے کہ کوئی تاثیر پیدا کرے اب ملکہ
گل افشان جادو سوسن سیہ زبان کی طرف مخاطب ہوئی اور فرمایا کہ او کلجبھی تیری بھی یہ حقیقت
ہوئی کہ تو نے یہاں آکر ہمارے باغ پر قبضہ کیا ہے بقول شخصے جس جگہ گل تھا بلبلوں کا ہجوم تھا
آج اُسی جا ہے آشیانۂ بوم تو یہ ہمارے رہنے کی جگہ تیرے قابل ہوئی کیا تو ناواقف تھی کہ شہنشاہ
صف شکن کو ہمنے اپنے باغ کی طرف بھیجا تھا اور تجھے نہ معلوم تھا کہ ہمنے اسی کی محبت میں اپنے
پرایے مادھن کو چھوڑا جو خداوند طلسم کہلاتا ہے تو نے اُس شہریار باوقار کی یہ حالت کی کہ اگر ہم
دیر اور نہ پہونچتی تو یہاں خاتمہ ہو چکا تھا کیا تو نے یہ سمجھ لیا تھا کہ گل افشان جادو اب زندہ نہیں
ہے بتا کہ تجھے اس کردار کی کیا سزا دوں سوسن جادو نے جواب دیا کہ صاحبزادی ذرا زبان
سنبھال کر بات کرو میں تمہاری لونڈی نہیں ہوں مجھے خداوند نے اس مہم پر بھیجا تو میں
آئی اپنی خوشی سے نہیں آئی ہوں اسکی شکایت کیوان تاجدار سے کرو اور میں تو اسی کام پر
معین ہوں کہ جو اسطرف سے منحرف ہو جائے اسکا قصد کرے اسکو مبتلائے بلا کر کے قتل کروں
اور ہر طرح کی زک دوں میں اپنے مالک کے حکم کے خلاف کیونکر کر سکتی تھی جسوقت تک
میرے دم میں دم باقی ہے اسوقت تک کسی کو اِس باغ پر قبضہ نہ کرنے دوں گی جبتک تم
خداوند کی شریک تھیں اسوقت تک ہم سب پر تمہاری حکومت تھی جب تم خود طلسم سے
نکل گئیں تو ہمیں تم سے کیا واسطہ رہا اور میں ایسی ویسی نہیں ہوں کہ تمہاری دھمکیوں میں
آجاؤں جب میں اس جگہ کے قابل سمجھی گئی ہوں تو متعین ہوئی ہوں لے تمکو بڑا دعوی
سحر و ساحری ہے تو روک لو اِس سحر کو یہ کہکر اُس نے کچھ اسم سحر پڑھ کر اپنی زبان میں نشتر دیا
اور خون زبان کا لیکر اپنے ابر سوسنی رنگ پر مارا اور کہا کہ لینا اب ابر گرجتا ہوا لشکر ملکہ
گل افشان جادو کی طرف چلا اور گلہائے سوسنی ابر سے برسنے لگے جسکے سر پر گل سوسن
گرا گل نے چٹک کر آواز دی کہ غلام ہے ملکہ سوسن جادو کا مار لو گل افشان جادو کو بس یہ صدا
کان میں پہونچی اور بیخودی چھائی لشکر ملکہ گل افشان جادو کے لوگ حربہ ہائے سحر پکڑ پکڑ کر ملکہ

گل افشان کی طرف چلے ہیں یہ دیکھتے ہی گل افشان جادو ہنسی اور کہا کہ ہیں اسی سحر پر بڑا بھروسا ہے
دیکھو تماشا ہیں ملکۂ گل افشان جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر اُنگلی کو چکر دیا کہ گرد تخت ملکہ گل افشان
جادو کے ایک حصار قائم ہوگیا جسقدر حربہاے سحر آتے تھے وہ رد ہو جاتے تھے بعد تھوڑی دیر کے ملکہ
گل افشان جادو نے اُس حصار سحر کو توڑا اور ایک پتلی موم کی ہاتھ میں لیے ہوے حصار کے باہر
آئین اور کچھ اسم سحر پڑھکر دہن اُس پتلی کا وا کرکے زبان اُسکی باہر کھینچی اُدھر خود بخود سوسن سیہ زبان
کی زبان مسیاہ دہن کے باہر نکل آئی ہیں ملکۂ گل افشان جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر اُس زبان کو مقراض
سحر سے قطع کرکے پلٹ کر اُسکے دہن میں لگا دیا اور سوسن سیہ زبان سے کہا کہ اب کیا کہتی ہو کہا جو حکم ہوا
گل افشان جادو نے کہا کہ جا اور کہو ان تاجدار سے کہ زبان میری سیدھی کر دیں کہ تاثیر پلٹ گئی اب
میں جو کہتی ہوں اُسکے خلاف اثر ظاہر ہوتا ہی یہ سنکر سوسن نے کہا کہ ابھی تک تو تاثیر میری زبان کی
قائم ہی یہ کہکر اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر اپنے اہل لشکر سے کہا کہ مار لو ملکہ گل افشان جادو کو ہیں یہ سننا
تھا کہ تمام اہل لشکر حربہاے سحر پکڑ پکڑ کر خود سوسن سیہ زبان کی طرف چلے اور ہر طرف سے ترنج نارنج
مارنے لگے دیکھا سوسن سیہ زبان نے کہ سحر میرا پلٹ گیا اور تاثیر زبان کی منقلب ہوگئی ہیں اسنے
تو راہ فرار اختیار کی اور تعاقب میں اسکے اسی کی فوج حربہاے سحر لیے ہوے بارادۂ قتل سوسن
سیہ زبان روانہ ہوئی یہاں ملکۂ گل افشان جادو نے ابر سوسنی کو جلا دیا جسقدر لوگ سحر سوسن سیہ زبان میں
گرفتار اور بیخود ہو رہے تھے وہ سب ہوش میں آئے اور شرمندہ ہوے شہنشاہ صف شکن
کو اپنے اہل لشکر کی لاشیں دیکھکر کمال صدمہ ہوا سیلاب شاہ نے سجدۂ شکر پروردگار ادا کیا ملکۂ
گل افشان جادو نے تمام حصار سحر سوسن جادو مٹا دیے لیکن بہرام عاد جو ہوش میں آیا اور اسیر
اپنے حرکات سے نہایت شرمندہ ہوا اور عیار کو ساتھ لیکر اپنے لشکر میں آیا شہنشاہ صف شکن
سے سامنا نہیں کیا اُدھر ملکۂ گل افشان جادو نے دروازہ اپنے باغ کا وا کیا اور شہنشاہ صف شکن
کو لیکر داخل باغ ہوئی دیکھا کہ باغ کی عجیب حالت ہی ہر درخت کے نیچے سوکھی ہوئی لکڑیوں
اور پتوں کا ڈھیر ہی زاغ و زغن کے گھونسلے بنے ہوے ہیں نسیم بہار خاک اُڑاتی پھرتی ہی جو ایک آدھ
گل ہی وہ گریبان چاک ہی نہر پانی پانی ہو رہی ہی برگ درخت کف افسوس مل رہے ہیں سرو ایک
پاؤن سے استادہ ہی نرگس کی آنکھ دروازہ کی طرف لگی ہوئی ہی کہ دیکھیے مالک باغ کی دید کب نصیب
ہوتی ہی سنبل بال کھولے ہوے مصروف دعا ہی ملکہ داخل قصر ہوئی دیکھا کہ جسقدر سامان تھا سب
گرد آلودہ ہو رہا ہی فرش شیشہ آلات چھتیں سب خاک میں اٹے ہوے ہیں ملکہ یہ حالت اپنے باغ کی دیکھکر بہت
روئی اور شہنشاہ صف شکن سے عرض کی کہ اب میں چاہتی ہوں چندے اسی مقام پر رہ کر
اپنے باغ کو درست کروں کبتک خانہ بدوشی کی حالت میں تباہ پھرا کروں بیٹھنے کا ٹھکانا تو ہو اگر
آپ اجازت دیں تو میں یہاں کا انتظام کر لوں شہنشاہ صف شکن نے فرمایا کہ میں تو نہ طاق پر
ضرور جاؤنگا تمھیں اپنے فعل کا اختیار ہی میں نہیں ٹھہر سکتا ملکہ گل افشان جادو نے کہا کہ
نہ طاق یہاں سے دور نہیں ہی مجھے آپ اپنے سے دور نہ جانیں شہنشاہ صف شکن نے
شب بھر اسی مقام پر قیام کیا اور صبح سرداروں کو طلب فرمایا سب تو حاضر ہوے مگر بہرام عاد نہ تھا

دریافت کیا کہ بہرام کے نہ آنے کا کیا سبب لوگوں نے عرض کی کہ وہ بسبب شرمندگی کے سامنے نہ آیا بلکہ صحرا کو نکل گیا یہ سنکر شہنشاہ صف شکن کو کمال رنج ہوا اور فرمایا کہ یہ کونسی شرمندگی کی بات ہی جو کچھ اُسو ظہور مین آئے یہ سب سوسن سپہر زبان کی سحر بیانی سے تھے مین نے بھی تو کیا کیا اُمور خلاف فہم و فراست کیے لیکن مین اپنے ہوش ہی مین نہ تھا اب کیا مین سب کو چھوڑکر چلا جاتا یہ فرماکر سہمان کشیدہ ابرو کو اتالیہ بارگاہ یاقوت نگار کا دیا اور جانب نُہ طاق چلنے کا حکم فرمایا بعد اسکے خود بھی کوچ کر کے جانب نُہ طاق روانہ ہوے اور ملکہ گل افشان جادو انتظام و آراستگی باغ مین مصروف ہوئی اُسکو تو اسی حالت مین چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے

چند کلمہ داستان حیرت عنوان شوکت بیان شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی کے گزارش کیے جاتے ہین

غزل برآغاز داستان

حائل روے یار ابھی زلف سیاہ فام ہی
حسرت بوسہ کیا کرین نیت شب حرام ہی

لاکھ وہ بیرخی جتاے دل نہ وفا سے ہاتھ اُٹھا
ہمسے جسے غرض نہین ہمکو اُسی سے کام ہی

بسکہ ہی پچپنے کی خوش لیب و شباب کے عدو
عالم حُسن یار مین صبح ابھی نہ شام ہی

واہ رہی خودی کہ خود سوچتے ہین کہان ہین ہم
اب نہ کسی طرف ہی کوچ اور نہ کہین مقام ہی

شرع مین اپنی واعظو حکم ہین میکشی کے دو
یار جو دے حلال ہی خود جو پیے حرام ہی

سنکے ہو جب ملال اُسے رنجش باہمی بڑھے
ایسے پیام شوق کو دور ہی سے سلام ہی

برق جمال جان فروز ہو گئی ہی نظارہ سوز
اسمین ہی کیا کچھ ضرور آج جو اذن عام ہی

اپنی دورنگی مذاق رکھتی ہی سب سے اتحاد
ہی کہین پاکدامنی اور کہین دور جام ہی

پہونچے ہین عمر سے جو غم مارینگے اسکو کے ہم
پردۂ شوق قتل مین حسرت انتقام ہی

ہی یہ زمانۂ فراق ایک سے بعد ایک شاق
رات کو یاد صبح ہی دن کو خیال شام ہی

اپنی بہار عیش کو رنگ پسند ہین یہ دو
شاہد سبزہ رنگ ہی بادۂ سرخ فام ہی

ختم کرے گی اب زبان حسرت آخری بیان
گر نہین طاقت فغان کام بھی اب تمام ہی

جبکہ بنے ہین نازنین ظلم کرینگے کیا حسین
ہاتھ ہی جب سے آستین تیغ نہین نیام ہی

حشر مین بھی نہین نصیب دید جمال جان فروز
جسکی امید تھی بڑی وہ بھی دن اب تمام ہی

جو کہ ہین صاحب وفا دیتے ہین اپنے دل مین جا
تمنے سُنا ہو آرزو بس یہی میرا نام ہی

ساقیہ بزم سخن طوطی خوشنوا کہ بدین نغمہ تتمہ سرا کہ راویان حقیقت نگار وجاکیان صداقت شعار اس داستان شوکت نشان کو یون بیان کرتے ہین کہ بعد روانہ ہونے شاہزادہ بابلیس بن منصور و شہنشاہ صف شکن کے شاہزادۂ سہراب ثانی نے بھی کوچ کیا اور جانب بیابان خزان بہار روانہ ہوے بعد طی مراحل و قطع منازل ایک صحرا مین پہونچکر خیمہ برپا کیا لشکر اُترپڑا بازار لگ گیا کٹورہ کھنکنے لگا گشت والا یہ پھرنے لگا آوازین بیدار باش ہوشیار باش کی بلند ہو رہی تھی چونکہ تمام

اہل لشکر دن بھر کے تھکے ماندے تھے ہوائے سرد آتے ہی سو گئے اتنا بڑا لشکر اترا ہوا تھا
کہ تمام صحرا بھر گیا تھا مگر سناٹا پڑا ہوا تھا ان سب کو تو اسی خواب خرگوش میں چھوڑیے اُدھر
ملکۂ ذوالخیام جادو کو ہرکاروں نے اطلاع دی کہ لشکر نقابداران قاف کا صحرا سے
پرسہار تک آگیا یقین ہے کہ کل جو کوچ ہوگا تو سرحد بیابان خزان بہار پر مقام ہوگا یہ سنکر
ملکۂ ذوالخیام جادو نے کاغذ احکام پیرزالہ کاہنر کا نکال کر دیکھا کہ کیا لکھا ہے تحریر تھا کہ بیابان
خزان بہار کی طرف سے نقابداران قاف آئینگے اور وہ اس صحرا کو خراب کر کے راستہ
تہ طاق کا پیدا کرینگے جو سدّ راہ ہونیکا قصد کریگا وہ ہاتھ سے نقابداران قاف کے
ذلیل و رسوا ہو کر مارا جائیگا بس یہ دیکھکر ذوالخیام جادو نہایت پریشان ہوئی اور فکر کرنے
لگی کہ کیا کرنا چاہیے سوچتے سوچتے اسنے ابجر آب ریز جادو کو طلب کیا کہ یہ اسکا کوکہ
ہوا اور ساحر زبردست ہے جسوقت ابجر آب ریز جادو سامنے آیا پوچھا کسواسطے مجھکو یاد کیا
ملکۂ ذوالخیام جادو نے کہا کہ ای ابجر جادو ہر چند نوشتہ پیرزالہ کاہنر کا نوشتہ قسمت کے
مطابق معلوم ہوتا ہے مگر انسان کو چاہیے کہ اپنی سی سب فکریں کرے آگے یا قسمت اور راہ
ابجر آب ریز جادو نے کہا کہ میں اس معنے کو نہیں سمجھا ملکۂ ذوالخیام جادو نے کہا کہ انجام
قسمت طلسم تہ طاق میں یہ تحریر ہے کہ اس راستہ کے مفتاح نقابداران قاف ہیں اور
لشکر نقابداران قاف کا آپہونچا ہے یقین ہے کہ کل شام تک اُنکا داخلہ سرحد بیابان
خزان بہار میں ہو جائیگا لہذا مناسب وقت یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تم سرحد بیابان
خزان بہار کے گرد حصار آب کھینچ کر اندر سرحد کے مقیم رہو تاکہ حریف کو راستہ آگے
بڑھنے کا نہ ملے لیکن اتنا خیال رہے کہ جسوقت سے حصار کھینچ دینا پھر حصار کے باہر نہ نکلنا
کہ عیاران نقابداران قاف بلائے بد ہیں ایسا نہ ہو کہ دھوکا کھا جاؤ یہ سنکر ابجر آب ریز
جادو نے کہا کہ ای ملکہ آپ کیسی باتیں فرما رہی ہیں کسکی مجال ہے جو سرحد بیابان خزان
بہار میں قدم رکھ سکے اور اگر آئیگا تو کیا پائیگا یہ وہ مقام ہے کہ یہاں نخل حیات خزان
ہو جاتا ہے اور باغ ناکامی میں بہار آ رہی ہے لکھنے والے جو یہاں آتا ہے لکھ دیتے ہیں
جانتے ہیں کہ نہ اسوقت ہم ہوں گے نہ کوئی ہمسے استفسار کریگا جو اسوقت ذہن میں
آ گیا لکھدیا ملکۂ ذوالخیام جادو نے کہا کہ خیر تمھیں ان جھگڑوں سے کیا کام ہے ہم جتنا حکم دیتے
ہیں اُتنا کرو ابجر آب ریز نے عرض کیا کہ بہت خوب میں ابھی اسکا انتظام کیے دیتا ہوں یہ
کہکر ابجر آب ریز جادو ملکۂ ذوالخیام جادو سے رخصت ہو کر جانب سرحد روانہ ہوا جسوقت
سرحد پر پہونچا تو اسے خیال آیا کہ اگر تو حصار قائم کیے لیتا ہے تو پھر تیرا حصار کے باہر
جانا اچھا نہیں ہے ملکہ بھی سنیگی تو ناراض ہوگی علاوہ اسکے دشمن کو گھات کرنے کا موقع ملیگا
اس سے بہتر و مناسب یہ ہے کہ چلکر پہلے اپنی معشوقہ کو لے آ کہ وہ بیابان پربہار میں رہتی
ہے اور اہل اسلام کا قدم وہاں آ گیا ہے ایسا نہ ہو کہ معشوقہ ہاتھ سے جاتی رہے تو زندگی بھر کے
واسطے لطف زندگی جاتا رہیگا یہ تصور کر کے جانب مکان دل آرائے شوخ چشم روانہ ہوا

قضاے کار و اتفاقات روزگار مہتر سیارہ ثانی عیار سہراب ثانی نے یہ خیال کیا کہ یہ مقام تنہا ہی اور لشکر بسبب تھکے ہونے کے بیخبر ہو کر سوئیگا مبادا شب کے وقت کوئی دشمن شبخون مارے تو ہزارون کا خون ہو جائیگا عیارون کو بلا کر تاکید کر دی کہ ہر چہار جانب جاؤ اور دور تک دیکھ آؤ کہ اس صحرا مین کسی دیو کسی ساحر کسی قزاق وغیرہ کا مسکن تو نہین ہی سب اُسیوقت روانہ ہوے اور مہتر سیارہ خود بھی ایک جانب چل نکلے جاتے جاتے قریب ایک گاؤن کے پہونچے دیکھا کہ چند مکان معمولی ہین اور ایک مکان نہایت وسیع ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اس مقام کے زمیندار کا مکان ہے سیارہ کو خیال ہوا کہ دریافت کرنا چاہیے اس مقام کے رہنے والے کیا مذہب رکھتے ہین اور اہل اسلام کے دشمن ہین یا بہی خواہ اور یقین ہی کہ یہان کے لوگون سے کچھ پتہ بیابان خزان بہار کا بھی مل جائیگا یہ سوچ کر صورت اپنی ایک فقیر کی بنائی اور داخل بستی ہوے ایک ایک دروازہ پر صدا لگاتے ہوے چلے یہان تک کہ قریب اُس بڑے مکان کے پہونچے دیکھا کہ ایک مرد پیر باریش سفید و دراز اپنے مکان کی ڈیوڑھی مین مونڈھا بچھاے بیٹھا ہوا ہی تسبیح ہاتھ مین ہی پڑھتا جاتا ہی اور روتا جاتا ہی سیارہ ثانی نے بشرہ اُسکا دیکھکر بطریق اہل اسلام سلام کیا اور کہا کہ بابا کچھ خدا کے نام پہ دیگا مرد پیر یہ سنکر اُٹھ کھڑا ہوا اور سیارہ کو بلا کر بٹھایا اور کہا کہ شاہ صاحب کسطرف سے تشریف لانا ہوا سیارہ نے کہا کہ فقیر کا نہ کوئی مسکن ہی نہ منزل کیا بتاؤن کہ کہان سے آتا ہون اور کسطرف جاؤنگا یہ باتین دنیا دارون کے واسطے ہین جنگلون جنگلون پھرتا ہوا اِسطرف بھی آنکلا تو اپنا حال بیان کر کہ روتا کیون ہی اگرچہ یہ مقام ایسا ہی کہ کسی کو یہان آرام نہین

اشعار در مذمت دنیا

جاے پرواز ہی اِس صید گہ دہر مین تنگ ‎ قید ہی بے قفس و دام یہان طائر رنگ
ہی وہ حیرت کدہ ہی جسکے نرالے ہین طلسم ‎ اِس جگہ آئینہ سازی سکندر بھی ہی دنگ
کام مقراض کا منقار سے لین ہمنفسان ‎ ہی یہ پرواز جو پیدا بھی کرے دل کی امنگ
اہل جوہر کی یہ ہی قدر کہ مثل شمشیر ‎ سر نگون بیٹھ کے ہو ہو گئے آلودۂ زنگ
ہی اِسی آگ مین جلنے کا سمندر کو بھی خوف ‎ اِسی پانی سے ہی طوفان مین حباب خرچنگ
قافلے ہوتے ہین اُگر اسی منزل مین تباہ ‎ کوچ کا وقت نہین نہ صدا دیتا ہی زنگ

الحاصل یہ دنیا وہ مقام ہی کہ ہمیشہ انبیا و اولیا تک اِسکے شاکی رہے ہین اِسنے کبھی کسی کے ساتھ وفا نہین کی لیکن جس شخص پر جو رنج و صدمہ گذرتا ہی وہ اُسے بیان کرتا ہی جسوقت خداوند کریم کو اُس ستم کش کے حال پر رحم آتا ہی تو کوئی صورت رفع رنج و پریشانی کی نکل آتی ہی فقیر سے بیان کر کہ تجھپر کیا مصیبت ہی جو اِسطرح رو رہا ہی مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہی کہ اس کفرستان مین سوا تیرے مجھے کوئی مسلمان نظر نہین آیا یہ سنکر اُس مرد پیر نے جواب دیا کہ شاہ صاحب جو مصیبت مجھپر ہی خدا دشمن پر بھی نہ ڈالے آپ نے پوچھا ہی تو سنیے میری ایک دختر ہے کہ نام اُسکا دل آراے شوخ چشم ہی سن اُسکا گیارہ برس کا ہی ہنوز سن رشد کو نہین پہونچی ہی حسن و جمال مین یکتاے روزگار ہی جسوقت شہرہ اِسکے حسن کا ہوا تو اجگر آہ پر جادوگر کو بھی

اطلاع ہوئی اُسنے مجھسے شادی کی درخواست کی پہلے تو مین نے اُسسے اِس امر پر ٹالا کہ دختر ابھی بیاہنے
کے قابل ہی اُسنے کہا کہ جسوقت جوان ہو اُسوقت سہی مگر سوا میرے کسی اور کے ساتھ شادی اسکی
نہ کرنا ورنہ تمام گھر کو پھونک دونگا تمہارے خاندان سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اور اب تو شادی کا
خواہشمند ہون بعد کو اِسی دختر کو نہایت بیعزتی کے ساتھ بیاہونگا اے مرد درویش اِسمین اپنی بیعزتی و دین
اسلام کی توہین نقصان جان کیا امر نہین ہی سیارہ ثانی نے کہا کہ ابحر آب ریز کون شخص ہی جسکا تمھین اسقدر
خوف ہی مرد پیر نے کہا کہ یہ ساحر کوکہ ہی ملکہ ذوالخیام جادو کا جو کہ بیابان خزان بہار کی مالک اور
ناظم ہی ملکہ اُسے مثل اپنے برادر حقیقی کے جانتی ہی اگرچہ ابحر آب ریز جادو نہایت ظالم ہی کہ اُس کے
ہاتھ سے تمام ساکنان بیابان پر بہارہ و بیابان خزان بہار عاجز ہین مگر ملکہ کے خوف سے کوئی کچھ
نہین کرسکتا اور نہ ملکہ کسی کی فریاد سنتی ہی عجب بیبسی اور مجبوری ہی ع یہ کہکر رہ گئی بلبل قفس مین کچھ
نہ ہو بندہ کسی بندہ کے بس مین کہ یہ سنکر سیارہ ثالث نے مرد پیر سے کہا کہ بابا پریشان نہ ہو ع
مشکلے نیست کہ آسان نشود ، مرد باید کہ ہراسان نشود ، مرد پیر نے کہا کہ شاہ جی مین تو یہ تہیہ کیے
ہوئے ہون کہ اگر دختر میری قابو مین ابحر آب ریز کے آگئی تو مین اُسی روز سے ترک اسلام کرونگا بتون کو
پوجونگا اور مجھے وجود باری تعالی اور اُسکے قادر مطلق ہونے مین ضرور شک ہو جائیگا اسلیے
کہ مین نے اپنی عمر مین کسی کافر کی دختر پر بھی نظر بد نہین ڈالی ہی جسکا عوض اسے سمجھون یہ کہکر
اور رونے لگا بس سیارہ ثالث نے آنسو مرد پیر کے پونچھے اور اپنی ہیئت اصلی پر آکر سلام
کیا مرد پیر متحیر ہوا کہ یہ کون بلا آئی ابھی کیا صورت تھی اور اب دیکھا تو ایک لڑکا ہی کہ سولہ سترہ برس کا
سن معلوم ہوتا ہی چاند کی شکل ہی چہرے سے آثار ذکاوت و ذہانت کے نمایان ہین پوچھا کہ صاحبزادہ
کیا تم بہروپیے ہو اگر تمھین کچھ لینا تھا تو یون ہی سوال کیا ہوتا میرا راز دریافت کرنے کی کیا
ضرورت تھی سیارہ ثانی نے کہا کہ مین بہروپیا نہین ہون بلکہ نام میرا صفدر سیارہ ثانی ہی پوتا ہون
شاہنشاہ عیاران عیار بیباک طرار خنجر گذار ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران یعنے خواجہ
عمر بن اُمیہ ضمری کا میرا پیشہ عیاری و مکاری ہی اِس وجہ سے مین صورت بدل کر پھرتا ہون کہ
عملداری کفار مین ہون ساحر میرے نام کے دشمن ہین ساحرون کی جان کا قاتل ہون آج اپنے
آقاے نامدار لقا بدار سرخ پوش کے ہمراہ اِس مقام پر پہونچا بالادوی کے واسطے نکلا تھا اسطرف بھی
آگیا آقا میرے کوہ طاق پر جانے والے ہین اور اِسی طرف سے تشریف لیجانیکا قصد ہی سنا ہے کہ
ذوالخیام جادو ساحرہ زبردست ہی اور کل کے روز ہمارا لشکر اُسی کی سرحد پر پڑاؤ کریگا خوب ہوا کہ
مین اسطرف آنکلا جو تمھارا درد بھی سُن لیا اب اطمینان رکھو چند ہی دن مین نہ ابحر آب ریز ہوگا
نہ ذوالخیام جادو ہوگی یہ راستہ صاف ہو جائیگا دختر بھی تمھاری اُس گرگ کے پنجہ سے چھوٹ
جائیگی یہ سنکر مرد پیر نہایت خوش ہوے باچھین تا بناگوش آگئین اور ہاتھ سیارہ کا پکڑ کر گھر مین لیگئے
کہا اب آپ کا باہر ٹھہرنا مصلحت کے خلاف ہی شاید کوئی آیندہ و روند پہچان لے یہ کہکر مرد پیر نے
سیارہ کو گھر مین لا بٹھایا زوجہ اور دختر دونون کو سامنے کر دیا زوجہ نے پوچھا کہ یہ کون لڑکا ہی مرد پیر نے
کہا کہ اِس کی ذات سے جان و آبرو کی حفاظت ہوگی اور دختر تمھاری پنجۂ ابحر آب ریز سے چھوٹے گی

یہ سنکر اسکی زوجہ بہت خوش ہوئی لیکن سیّارہ ثانی کی نظر جو دل آرائے شوخ چشم پر پڑی تھی دل قابو سے جاتا رہا وہ رنگ اور اُس پر آنکھون کی شوخی مگر بسبب کم سنی کے ایک حجاب سے ساتھ بقول شاعر کرو نہ وصل مین بیباکیان حجاب کے ساتھ ۔ اُٹھاؤ شرم کے پردے کو بھی نقاب کے ساتھ ۔ اُدھر دل آرا بھی سیّارہ کو دیکھکر سکتے مین آگئی کہان اژدر آب ریز جادو کہان سیّارۂ ثانی بس ایک مرتبہ مان دل آرائے شوخ چشم کی سیّارہ کے قدمونپر گر پڑی اور کہا کہ میری آبرو اُس کافر خاسر کے ہاتھ سے بچاؤ سیّارۂ ثانی نے کہا کہ آپ کیون مجھے گنہگار کرتی ہین آپ بجائے مادر مہربان ہین مین بدل وجان اژدر جادو کے قتل کی کوشش کرونگا اب یہ بتائیے کہ اُسکے آنیکا کونسا وقت ہی مرد پیر نے کہا کہ بارہ بجے شب کو وہ آتا ہے اور تھوڑی دیر بیٹھکر چلا جاتا ہی جبتک وہ یہان بیٹھا رہتا ہی اُسوقت تک ہم لوگ خدا کو یاد کیا کرتے ہین اور یہ دختر حجرہ مین جاکر رویا کرتی ہی یہ سنکر سیّارہ کا دل پیچ گیا اور آتش رشک شعلہ افگن ہوئی مرد پیر سے کہا کہ اب آپ اس اپنی دختر کو پوشیدہ کر دیجیے اور مین اسکی صورت بنکر بیٹھتا ہون جسوقت وہ ساحر کافر آئے تو مجھے اُسکے ساتھ کر دیجیےگا اور مین بھی بخوشی ساتھ چلا جاؤنگا وہان پہونچکر اگر بن پڑا تو ذو الخیام جادو کو بھی مارا ورنہ اُس حرامزادے کو تو بغیر قتل کیے چھوڑتا ہی نہین یہ کہکر رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگا کر صورت اپنی دل آرائے شوخ چشم کی بنائی اور مرد پیر سے کہا کہ اب دیکھیے کوئی فرق تو نہین معلوم ہوتا یہ کمال دیکھکر مرد پیر عاشق ہو گیا کہا کہ اب تم بھی مجھے اس دختر سے کم نہین ہو سیّارہ نے کہا کہ اس قول کو یاد رکھیےگا کسی وقت مین شاید کچھ کہون تو وہ پذیرا کرنا ہوگا مرد پیر نے کہا کہ مجھے بغیر سُنے پہلے سے قبول ہی جان و مال ہر چیز سے حاضر ہون مگر ایسا نہ ہو کہ وہ ساحر کسی صورت سے تمکو پہچان کر قتل کر ڈالے تو مجھے ایک کے بدلے دو داغ اُٹھانا پڑینگے سیّارہ نے کہا کسی کا مار ڈالنا سوا خداوند کریم کے کسی کے اختیار مین نہین ہی یہی ذکر تھا کہ جانب آسمان سے ایک لکۂ ابر نمودار ہوا مرد پیر نے گھبرا کر کہا کہ وہ اژدر آب ریز جادو آتا ہی بس یہ سنتے ہی سیّارۂ ثانی نے کہا کہ جلد ہی اپنی دختر کو پوشیدہ کرو تو جھٹ مرد پیر نے دل آرائے شوخ چشم کو پوشیدہ کر دیا اتنے مین وہ لکۂ ابر مکان کے قریب آکر شق ہوا اور اژدر آب ریز جادو نمودار ہوا آتے ہی مرد پیر کو سلام کیا اور پوچھا دختر تمھاری کہان ہی کہ آج مین اُسے ضرور لیجاؤنگا مجکو ملکہ ذو الخیام جادو نے حکم دیا ہی کہ گرد بیابان خزان بہار کے حصار سحر باندھو اور آمد و رفت موقوف کرو کہ لشکر دشمن کا صحرائے پر بہار تک آگیا ہی بس آج سے ہمارے تمھارے ملاقات نہ ہوگی اگر محبت اپنی دختر کی ہی تو اُسی کے ساتھ تم بھی چلے چلو یہ سنکر مرد پیر نے جواب دیا کہ اپنی دختر سے ہاتھ اُٹھا بیٹھا جب وہ تمھارے ساتھ ہوئی تو ہمارے کس کام کی رہی ہم خود زندگی مین اُسکی صورت دیکھنا نہین چاہتے کہ کافر کا ساتھ اُسنے قبول کیا آج صبح سے اُسکو بھی یہ دُھن ہی کہ مین اپنے شوہر کے ساتھ جاؤنگی وہ سامنے بیٹھی ہوئی ہی اسے جلد میرے مکان سے لیجاؤ یہ سنکر اژدر جادو قریب گیا

کہ شادی مرگ ہو جائے پیر مرد نے کہا کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہی جب ہمین اُسکی محبت ہی تو
اُسے کیا ناسک ہمارا خیال نہ ہوگا بیت دل رابدل رہیست درین گنبد سپہر ۞ از روئے کینہ کینہ و از مہر
مہر مہر کو یہ کہکر قریب دل آرائے نقلی کے آیا اور کہا اپنے ماں باپ کو سمجھاؤ کہ وہ ساتھ تمہارے
چلے چلیں ورنہ زندگی بھر تم اُنکے دیکھنے کو ترسو گی اور وہ تمہارے دیدار سے محروم رہینگے اسوقت
تو غصہ ہی جب محبت جوش کریگی تو روتے نہ بنے گی کہ پھر راستہ بند ہو جائیگا نہ سا کنان بیابان
خزان بہار کہین جا سکینگے نہ دوسرے مقام کا رہنے والا وہان آسکیگا یہ سنکر دل آرائے
شوخ چشم نے کہا کہ بس اب بہت جلد تم مجکو یہان سے لیچلو کہ مجھے ایک دم کا رہنا شاق ہے
یہ لوگ تمہارے دشمن ہین اگر انکو ساتھ لیچلوگے تو نہ معلوم کیون کر پیش آئین زمانہ نازک ہے
اِن لوگون کے ساتھ رہنا سانپ آستین مین پالنا ہی اِسوقت تک اِن لوگون نے مجھے دبا دبا
کر رکھا اور تمہارے سامنے نہین آنے دیا خود ہی مجھے کوٹھری مین بند کردیتے تھے اور جب
مین روتی تھی تو کہتے تھے کہ تمسے بیزار ہوکر خود پوشیدہ ہو جاتی ہی اور رو دیتی ہی آج مین اپنی
جان پر کھیل گئی کہ چاہے یہ لوگ مار ڈالین مگر مین اپنے چاہنے والے سے ضرور ملونگی اور
اُسی کا ساتھ دونگی چاہے اِن لوگون کا ساتھ چھوٹے یا رہے اور اب اگر تم مجکو اِن
لوگون کے ساتھ مین چھوڑ جاؤگے تو یقین ہو کہ زندہ بھی نہ پاؤگے یہ مجھے زہر دیکر سُلا رکھینگے
اور تمسے کہدینگے کہ وہ مرگئی اِسنے ایسی باتین بنائین کہ اُسحر جادو کے دل مین جگہ ہوئی اور
غرض اِس سے یہ تھی کہ میری طرف سے اِسے اطمینان ہو جائے اور اِن بڈھا بڈھی کو یہین
رہنے دے ساتھ نہ لیجائے ورنہ رازِ اصلی کے کھل جانے کا خوف ہی جسطرح یہ لوگ
دل آرائے شوخ چشم کو پوشیدہ کرینگے اُسطرح کون چھپا سکتا ہی الحاصل اُسحر جادو
دل آرائے نقلی کو گود مین اُٹھا کر اپنے تختِ سحر پہ بیٹھا یا اور کچھ اسمِ سحر پڑھا کہ تخت
اُڑکر چلا اور لکۂ ابر مین پوشیدہ ہو کر جانب بیابانِ خزان بہار روانہ ہوا یہان مرد پیر نے
خنجر کو جگر سے نکالا لگ سے لگایا سجدۂ شکر ادا کیا کہ پروردگارا تو ہی ہر شخص کا نگہبان
ہے جسطرح سیارہ کے ہاتھ سے ہماری عزت بچی ہی اِسیطرح تو سیارہ کو اِس ظالم کے شر سے
بچا نا ملکہ بھی چھوٹے چھوٹے ہاتھ اُٹھائے ہوئے اپنے محسن کے لیے دعائین مانگ رہی تھی
دل آرائے شوخ چشم کی ماں نے اپنے شوہر سے کہا کہ اب اگر یہ لڑکا فتحیاب ہو تو اِس دختر کا عقد
اِسی کے ساتھ کردینا کہ ایسا داماد تمکو دوسرا نہ ملیگا پیر مرد نے کہا کہ اگر وہ مانگیگا تو مجھے کیا عذر ہے
الغرض یہ لوگ تو یہان مصروف دعا ہوتے ہین اور حال اُسحر آب ریز جادو کا بیان کیا جاتا ہی
کہ جسوقت یہ تختِ سحر کو اُڑائے ہوئے اپنے مقام پر آیا اِسنے دل آرائے شوخ چشم کو تو مکان
مین چھوڑا اور چند کنیزین کمسن کمسن اِسکی خدمت کے واسطے معین کین اور خود وہان سے اُٹھکر
اپنے سحر خانہ مین آیا اور سحر خوانی مین مصروف ہوا تمام رات اِسنے سحر تیار کرنے مین گذاری
صبح کو ایک نا رحیل سحر اپنے ہاتھ مین لیے ہوئے سرحد بیابان خزان بہار پر آیا اور یاسامری
یا جمشید پکار اور اُسکو اِن تا حد زمین پر مارا کہ ہر طرف کی صدا بلند ہوئی اور نا رحیل شق ہو کر ایک سیلاب

پیدا ہو گیا اور اجمر آب ریز نے کچھ اسم پڑھکر ہاتھ کو گردش دی کہ وہ سیلاب دور گرد بیابان حیران بہار کے محیط ہو گیا اب یہ
معلوم ہوتا تھا کہ ایک دریا موجزن ہی کہ ایک کنارہ سے دوسرا کنارہ نظر نہین آتا جابجا تاندین پڑ
رہی ہین بیٹھ سے اچھل رہے ہین موجون کی روانی سے وہ پانی کی طغیانی ہی کہ ہر مقام پر
ایک طوفان برپا ہی کیا تاب ہی جہاز کی کہ قائم ہو سکے اور جانوران آبی مثل سونس اور مگرمچھ
اور گھڑیال پانی کے باہر منھ نکالتے اور پھر غرق ہو جاتے ہین بس اس انتظام سے فرصت
کرکے یہ خدمت مین ملکۂ ذوالخیام جادو کی آیا اور عرض کیا کہ مین نے حصار آبی گرد بیابان
قائم کر دیا ہی ذوالخیام جادو بھی آئی اور اس انتظام کو دیکھکر بہت خوش ہوئی لیکن اجمر
آب ریز جادو سے کہا کہ کوئی راستہ ظاہر یا پوشیدہ تو آمد و رفت کا نہین رکھا ہی اجمر جادو
نے قسم کھائی کہ مین نے کوئی راستہ اپنی آمد و رفت کا بھی نہین رکھا ہی بھلا یہ بھی ممکن ہی
کہ کوئی امر آپ کے خلاف حکم بھی ہو سکے یہ سنکر ذوالخیام جادو مطمئن ہو کر اپنے خیمۂ
سفید کی جانب روانہ ہوئی اسنے دو خیمے اس صحرا مین برپا کیے ہین کہ ایک جانب مشرق ہی
وہ سفید ہی اور ایک جانب مغرب ہی وہ سیاہ ہی دن کو خیمۂ سفید مین رہتی ہی اور شب کو
خیمۂ سیاہ مین چونکہ وقت صبح کا تھا جانب خیمۂ سفید روانہ ہوئی کیا حال ان خیمون کا بعد اجمر
آب ریز جادو کی داستان کے بیان کیا جائیگا اب کا حال اجمر آب ریز جادو بھی اپنے
مکان مین آیا دیکھا ملکۂ دل آرائے شوخ چشم نہایت خوش و مسرور بیٹھی ہوئی ہے
کنیزین خدمت مین مصروف ہین کوئی کنگھی کر رہی ہی کوئی ملکہ کو زیور پہنا رہی ہی لیکن جب سے
نظر ملکہ کی اجمر آب ریز جادو پر پڑی کہا کیون صاحب یہ وہی مثل ہوئی کہ چوسنے ہی
گال کا تا آج پہلی رات ہم تمھارے گھر مین آئے اور تم ہمین چھوڑ کر خدا جانے کہان چلے
گئے آگے بڑھ کر کیا ہوتا ہے بقول شاعر ؎ ابتدائے عشق مین روتا ہی کیا آگے
آگے دیکھیو ہوتا ہی کیا اجمر آب ریز جادو نے کہا کہ مین ایک ضرورت سے گیا تھا
مجھے بغیر تمھارے قرار کہان ہی قسم ہی خداوند سامری کی کہ ایک دم بغیر تمھارے آرام
نہ تھا اب وہ بیقراری دور ہوئی کہ تمسے خانۂ آبادی ہوئی خداوند سامری نے تمھارے
دل مین بھی میری محبت پیدا کر دی دل آرا نے اور بھی روٹھکر اور ٹھنک کر جواب
دیا کہ تم مجھسے چلتر کرتے ہو اگرچہ مین ابھی لڑکیون مین داخل ہون مگر دنیا کے
سیاہ سپید سب سمجھتی ہون تم کسی عورت کے گھر گئے تھے مین تو ابھی مسافر ہونے
کے قابل نہین ہون اسوجہ سے تم دوسری جگہ گئے تھے جاؤ ہم تم سے نہین بولتے
یہ کہکر ڈوپٹہ کی آڑ کر لی اس ادا پر دل اجمر آب ریز جادو کا بیبس ہو گیا بیتاب ہو کر
ہاتھ جوڑنے لگا کہ میری جان یہ ایک راز ہی اسے نہ پوچھو مین کسی وقت بتا دونگا قسم ہی
تمھاری ہی جان عزیز کی کہ مین کسی اور عورت کے یہان نہین گیا تھا صرف اپنی بہن کے
پاس گیا تھا وہ بہن جو میری ولی نعمت ہی اور جسکی بدولت مین بادشاہی کا لطف اٹھاتا
ہون دل آرائے شوخ چشم نے کہا کہ مردوے ایسی ہی بہانے بنایا کرتے ہین

اسی سے تو عورتین انکے جال مین پھنستی ہین مگر جو ہوشیار ہوتی ہین وہ ایسے مردون کو خوب بناتی ہین یا تو تم مجھسے صاف صاف بیان کرو نہین تو مجھسے بات نہ کرنا اور نہ ملنا ایسے بولون کی ابحر آب ریز جادو تو اسپر دل سے شیدا ہی کہنے لگا کہ دیکھو یہ بہت اچھی نہین ہی اس مین ہماری جان کا خوف ہی دل آرائے شوخ چشم نے کہا کہ نہ بتاؤ گے تو ہماری جان کا ضرر ہی سبسے سوتا ہے کا چلا چاپ نہ اُٹھ سکیگا مین چوڑیان کچل کر پھانک لون گی پھر اچھا لون گی تڑپا بہت شہور ہی آب ریز جادو کو بیان ہی کرنا پڑا اکر مین نے گرد بیابان خزان بہار کے حصار آب کھینچا ہی کہ نہ اسطرف کا آدمی اُدھر جا سکے اور نہ اُدھر کا آدمی اِدھر آ سکے مین سحر تیار کرنے اور حصار باندھنے گیا تھا دل آرائے شوخ چشم نے کہا کہ حصار باندھنے کی کیا ضرورت تھی آج تک تمنے حصار نہ باندھا یہ بھی میرے آنے پر موقوف تھا تمنے یہ اسواسطے کیا ہی کہ مین یہان سے اپنے گھر نہ جا سکون گویا مجھے قید کیا ہی یہ سب سامان میرے جلانے کے ہین یہ کہکر رونا شروع کیا ابحر جادو منتین کرنے لگا کہ اے محبوب دل فروز یہ سامان اُن لوگون کے واسطے کیا گیا ہی جو اس مقام کے برباد کرنے کو آرہے ہین چند نقاب داران سرخ پوش پردۂ قاف سے آتے ہین تمھارے مکان کے قریب لشکر اُنکا اُترا ہوا ہی یقین ہی کہ آج شام تک اُن لوگون کا داخلہ سرحد بیابان خزان بہار مین ہو جائیگا اسلیے یہ بندش بندی کی ہی کہ وہ لوگ یہان نہ آسکین کہ وہ بڑے ظالم لوگ ہین ہماری بہن ملکۂ ذوالنجام جادو اس مقام کی مالک ہین اُنکے حکم سے یہ انتظام کیا گیا ہی کہ ایک دریاے سحر گرد بیابان قائم کیا ہی کہ اگر کوئی شہر دل و ہنگ خصال دریا مین کودیگا تو جانوران سحر اُسکو نکلکر زندان مین پہونچا دینگے ہم اُن لوگون کو قتل کر ڈالینگے یہ سنکر دل آرائے شوخ چشم نے کہا کہ خیر اگر یہ سچ ہی تو ایک دور وز مین ظاہر ہو جائیگا جسوقت تمام راز دل آرائے نقلی یعنے مہتر سیا رہ ثالث نے دریافت کر لیے تو اپنی گھات مین بیٹھا کہ موقع پاؤن تو اسے بھی مارون اور ذوالنجام جادو کا بھی خاتمہ کر دون اب اسے تو اسی فکر مین چھوڑا جاتا ہی اور رشمہ حال شاہزادۂ سہراب ثانی کا بیان ہوتا ہی کہ جسوقت صبح ہوئی اور شاہزادہ بیدار ہوا اول فریضۂ سحری کو ادا کیا بعد اُسکے سواری طلب کی فرمایا کہ لشکر ہمارا بیابان خزان بہار کی طرف روانہ ہو ہم بھی سیر و شکار کرتے ہوے منزل پر پہونچ جائینگے یہ سنکر اُسیوقت بارگاہین اُکھڑنے لگین اٹھانے لادے جانے لگے کوئی پہر بھر مین سب سامان درست ہوا اور لشکر بیابان خزان بہار روانہ ہوا اور خود تن تنہا لپشت مرکب پر بیٹھ کر جانب صحرا روانہ ہوے اول لشکر انکا قریب شام سرحد بیابان پر پہونچا دیکھا کہ ایک دریاے زخار ہی جو موجین مار رہا ہی اس ساحل سے وہ ساحل نظر نہین آتا نہ کوئی جہاز ہی نہ پل ہی جس پر سے ہوکر گذر سکین اور دریا کو عبور کرین جو لوگ صحرائی سلے اور اُنسے دریافت کیا تو اُنھون نے بیان کیا کہ ابھی کل تک نہ اس مقام پر دریا تھا نہ راستہ مسدود تھا یہ کوئی تازہ انتظام حاکم بیابان خزان بہار نے کیا ہی یہ سنکر شاہزادۂ رستم ثانی نے لشکر کو

مقام کرنے کا حکم دیا اور ہرکارون کو برائے دریافت حال روانہ کیا کہ کسی مقام پہ اگر پل بنا ہوا ہو
یا جہاز ہو تو دریافت کرکے خبر دو ہرکارے برائے دریافت حال روانہ ہوئے اور یہان
لشکر اُتر پڑا خیمے ڈیرے استادہ ہوگئے بارگاہین نصب کی جانے لگین ہنوز سامان ہو رہے
تھے کہ یکایک گرد کا اُڑا اور سہراب ثانی آکر پہونچے رستم ثانی نے سب کیفیت بیان کی
کہ زبانی صحرائی لوگون کی معلوم ہوا ہی کہ کل تک اس مقام پہ یہ دریا نہ تھا اور آج اتنا
بڑا دریا حائل ہی کہ کنارہ تک نظر نہین آتا سہراب ثانی نے عرض کی کہ اب آج شب کو
تو آرام کیجیے اور قیام کیجیے کل صبح کو دیکھا جائیگا الغرض رات بھر قیام کیا جب صبح ہوئی
تو بعد ادائے فریضۂ سحری شاہزادہ سہراب ثانی اور رستم ثانی اور شہریار نامدار مع
چندر رفقا کنارۂ دریا پر آئے کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ ہم اچھی طرح دریافت کر آئے
معلوم ہوا کہ گردِ صحراے خزان بہار کے یہ دریا محیط ہی کسی طرف سے جانیکا راستہ نہین ہی
اور نہ کوئی جہاز نظر آیا اور دریا اسقدر متلاطم ہی کہ جہاز ٹھہر نہین سکتا شاہزادہ سہراب
ثانی کو یہ سنکر نہایت غصہ آیا اور فرمایا کہ اگر ہمارے خوف سے اور ہمارا راستہ روکنے
کی غرض سے یہ انتظام ہی تو ہم اس دریا کو تلوارون سے کاٹ کر رستہ بنا لینگے اور
نہ طاق پر ضرور جائینگے یہ تو پانی کا دریا ہی اگر آگ کا دریا بھی ہوتا تو ہم خوف نہ کرتے
یہ فرماکر تنگ گھوڑے کا کاٹ دیا اور بسم اللہ کہکر گھوڑے کو دریا مین ڈال دیا ؎

درین دریاے بے پایان درین طوفان شور افزا	دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا

ہر چند رستم ثانی و شہریار نامدار ہان ہان کرتے رہے کہ یہ کونسی جہالت ہی مگر یہ کسکی سنتا
ہی اُسی دریا مین تلوارین مارتا ہوا چلا گھوڑا بھی زیر ران وہ شیردل تھا کہ مطلق شور
دریا سے نہ ڈرا اور کلانچیان مارتا ہوا مانند شیر کے چلا جب دیکھا رستم ثانی نے کہ
اُسنے گھوڑا دریا مین ڈال دیا تو اُنسے بھی ضبط نہ ہو سکا محبت پدری نے جوش مارا
اُنھون نے بھی تنگ مرکب کا کاٹ کر گھوڑا ڈال دیا ساتھ ہی شہریار نامدار نے بھی
گھوڑا ڈال دیا اور کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ اپنے پانوون سے غرق ہونے کو جاتا ان
تینون بہادرون کے مرکب کلانچیان مارتے ہوئے چلے کہ ایک مرتبہ تلاطم دریا کا زیادہ
ہو گیا اور تین نہنگ دہن کھولے ہوئے ان بہادرون کی طرف جھپٹے ایک قریب سہراب
ثانی کے پہونچا اس شیردل نے تلوار ماری یہ معلوم ہوا کہ جیسے کوڑا پڑتا ہی تلوار اسپر سے
پڑکے اُچٹ گئی نہنگ سہراب کو مع مرکب نگل گیا دوسرا نہنگ رستم ثانی کے
قریب آیا اُنھون نے گرز مارا کہ سر پہ نہنگ کے پڑا اور نہنگ نے چرخ مارا دوسرا
نہنگ آکر اُنکو بھی نگل گیا تیسرے نہنگ نے شہریار عالی وقار کو نگل لیا یہ حالت دیکھکر
اہل لشکر سر پیٹنے لگے شور فریاد و بکا بلند ہوا ہر ایک شخص یہ کہتا تھا کہ اگر دشمن نظر آئے
تو اُسے قتل کرین یا اُسکے ہاتھ سے مارے جائین اس دریا مین کس سے لڑین اور کسکو
مارین اگر دریا مین کودینگے تو اسیطرح جانوران آبی ہمکو بھی نگل جائینگے ان سب [illegible]

آہ و زاری گریہ و بیقراری میں چھوڑا جاتا ہی اور احوال شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی
و رستم ثانی و شہریار نامدار کا بیان ہوتا ہی کہ جس وقت یہ تینوں شیر بیشۂ شجاعت دہن نہنگ
میں پہونچے ہیں تو انھیں یہ معلوم ہوا کہ ہم کسی مقام تاریک میں آ گئے ہیں تھوڑی دیر کے
بعد یہ معلوم ہوا کہ اس تاریکی سے نکال کر کسی نے روشنی میں بٹھا دیا اب جو خیال کرتے
ہیں تو ایک زندان ہی اسمیں سب موجود ہیں مگر کس حال سے کہ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں
پاؤں میں بیڑیاں گلے میں طوق جس وقت نظر ایک کی دوسرے پر پڑی پہچانا سہراب نے
رستم ثانی سے کہا کہ حضور نے میرے ساتھ اپنے کو کیوں اس حال میں مبتلا کیا اب
وہاں لشکر کی سرپرستی کون کریگا فوج تباہ ہو جائیگی رستم ثانی نے فرمایا کہ ای فرزند یہ کیونکر
ہو سکتا کہ تو ہمارے سامنے دریا میں ڈوبے اور ہم دیکھا کریں اب جو تمھارا حال وہ ہمارا
حال مگر یہ نہیں معلوم کہ عالم برزخ میں ہیں یا کہاں ہیں یہی کہ رہے تھے کہ دروازہ کھلا اور
ایک ساحر مہیب انداز زندان کے اندر آیا اور کہا کہ تم طاق پر پہونچے کہو اب بھی ہوس
باقی ہی یا نہیں سہراب ثانی نے فرمایا کہ او ملعون کہیں ہم اپنے ارادہ سے باز آتے ہیں
اگر ہم زندہ ہیں اور منظور خدا بھی ہی تو ضرور تم طاق پر جائیں گے اور تجھے مار کر جہنم میں
پہونچائینگے یہ سنکر وہ ہنسا اور کہا کہ تمھیں اب بھی خدا سے امید ہی اگر خدا کو بچانا ہوتا تو تم
اس بلا میں کیوں پھنسے ہوتے فرمایا او ملعون یہ کیا بلا ہی اس سے زیادہ زیادہ سختیاں
ہم لوگوں پر پڑ چکی ہیں لیکن جب وقت آیا تو ہر مصیبت دفع ہو گئی یہ ایسی کو اسی سختی ہی
جسکے دور ہونے میں خدا سے نا امید ہو جائیں اگر تیری طرح کفر اختیار کر لیتے تو خدا سے
نا امید ہو جاتے یہ سنکر وہ ساحر پلٹ گیا نام اسکا انجم آب ریز جادو ہی جس وقت اسے
معلوم ہوا کہ دشمن اسیر بلا ہوئے تو پہلے یہ زندان میں آیا بعد اسکے ملکہ ذوالنجام
جادو کے پاس جا کر بیان کیا کہ دشمن اسیر ہوئے اب کیا حکم ہوتا ہی ذوالنجام جادو نے
کہا کہ قتل میں اسکے جلدی کرنا چاہیے اسواسطے کہ پیر زال کا ہم کو حکم لکھا ہوا موجود ہی
کہ جس وقت ان پر قابو پانا فوراً قتل کر ڈالنا اگر توقف کیا اور پہر دو پہر کا عرصہ گذر گیا
تو پھر یہ رہا ہو جائینگے ایک ستارہ گھڑی دو گھڑی کے واسطے دشمنوں پر بھی سختی کا آگیا
جس میں وہ گرفتار ہوں گے بعد اسکے ستارے انکے اچھے آجائینگے کتنا زندان سیر
کی گرفتاری کو ہوا انجم آب ریز جادو نے بیان کیا کہ ابھی گرفتار ہو کر داخل زندان
ہوئے ہیں یہ سنکر ذوالنجام جادو نے انجم آب ریز جادو سے کہا کہ تم جا کر اسیوقت انکو
قتل کر ڈالو خبردار عرصہ نہ کرنا یہ حکم پا کر اسیوقت انجم آب ریز جادو جانب زندان روانہ ہوا
قضا کار روا اتفاقات روزگار مکان راستہ میں تنہائی میں اسکے یہ آئی کہ چلکر دل آرا
شوخ چشم سے بھی حال اپنے کار نمایاں کا بیان کروں کہ وہ خوش ہو اور اسے بھی معلوم
ہو کہ شوہر میرا ایسا ہی جسنے کیسے سرکشوں کو زرا سی دیر میں کسطرح سے بس کر دیا یہ خیال
کر کے گھر میں آیا صورت اسکی بشاش دیکھکر دل آرا ے شوخ چشم چیں بہ جبیں ہو کر کہنے

لگی کہ معلوم ہوتا ہی آج پھر تم وہین پہونچے جہان اُس روز گئے تھے اور تجھسے بہانہ بازیان کی تھین
کہو آج کیا فقرہ سوچ کے آئے ہو ابحر آب ریز جادو نے کہا چلو آج تمھین وہین دکھادون کہ کہان
جایا کرتا ہون اور اب تمھاری شوہر کے واسطے اطمینان ہوگیا کل سے مین کہین نہ جاؤنگا دشمنون کو مین نے گرفتار
کرلیا ہی جاکر اُن کو قتل کرڈالونگا یہ سنکر دل آرا سے شوخ چشم نے کہا چلو مجھکو بھی دکھا دو کہ وہ ذہن
کہان ہین اور دل سیارہ کا کھٹک گیا کہ شاید اس مکارنے میرے آقا کو گرفتار کرلیا ہو
غرضکہ ابحر آب ریز جادو نے ایک تلوار ہاتھ مین اُٹھالی اور دل آرا سے شوخ چشم کو اپنے ساتھ لیکر
جانب زندان روانہ ہوگیا جسوقت داخل زندان ہوا تو دیکھا سیارہ نے کہ جا بجا مین تینون کشمیر یار اسیر
پڑا ہین اسطرح قفل و زنجیر مین جکڑے ہوئے ہین کہ حس و حرکت بھی نہین کر سکتے ابحر آب ریز جادو نے
کہا کہ اے دل آرا دیکھا تونے مین انھین کی فکر مین دو مرتبہ تجھے چھوڑکر گیا تھا اب انھین قتل کیے
ڈالتا ہون پھر سوچ کر دل آرا سے شوخ چشم نے کہا کہ پہلے مجھے گھر پہونچادے پھر انکو قتل کرنا ایسا نہو
کہ مین خون ان لوگون کا دیکھکر ڈر جاؤن یا کوئی حمایتی انکا آجاوے تو تمھارے ساتھ میری بھی جان
جاوے ابحر آب ریز جادو نے کہا کہ اب مین بغیر انکو قتل کیے ہوئے یہان سے جا نہین سکتا
میری بہن ذوالہجا ہم جادو نے کہا ہی کہ اگر قتل مین اسکے عرصہ ہوگا تو ساعت رہائی آجاویگی
اور کوئی نہ کوئی حمایتی انکا آجاویگا یہ کہکر اسنے تلوار اُٹھائی اور سہراب ثانی کی طرف چلا
دل آرا سے شوخ نے دیکھا کہ فریب نہ چلا اب مردانگی کا کام ہی بس جیسے ہی اسنے ہاتھ
بلند کیا اور تلوار مارنے کا قصد کیا سیارہ ثانی نے پشت پر سے خاقی کمند کے مارکر جھکادیا
اور گرتے گرتے حبا بیہوشی ناک پر مارا کہ ابحر آب ریز جادو چھینک مارکر بیہوش ہوا
بس اسنے نعرہ کیا کہ باش او قرمساق خبردار ہوشیار کہ منم صفت سیارہ ثانی کہ گذارم
کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی نعرہ اسکا سنکر سہراب ثانی متحیر ہوئے اور خوشی
کے جوش مین زور کیا کہ قید کو توڑ ڈالون مگر قید سحر تھی نہ ٹوٹ سکی سیارہ نے جلدی سے
سر ابحر آب ریز جادو کا کاٹ لیا بس اسکے مرتے ہی ایک شور قیامت برپا ہوا صدائین
گیر و دار کی بلند ہوئین وہان اہل لشکر جو کنارے دریا کے رو پیٹ رہے تھے دیکھا انھون نے
کہ تمام دریا دھوان ہو کر نظرون سے غائب ہوگیا اور صحرا نظر آیا ان لوگون کو حیرت ہوئی
کہ یہ کیا معاملہ ہی اُدھر لاش ابحر آب ریز جادو کی پھڑک کر سرد ہوئی اور آواز پیدا ہوئی کہ
کشتی مرا نام من ابحر جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نہ رسیدیم وہ زندان
اور زنجیر و ہتکڑیان بیڑیان سب غائب ہوگئین دیکھا کہ تینون مرکب ایک درخت کے نیچے
کھڑے ہوئے زار زار رو رہے ہین سہراب ثانی نے اپنے عیار کو گلے سے لگایا
اور فرمایا کہ تو یہانتک کیونکر پہونچا سیارہ نے کہا کہ مین اس دریا کے کنارے سے
پہونچ گیا تھا اور وقت کا منتظر تھا بلکہ اسی فکر مین تھا کہ اگر قابو پاؤن تو مالک سیاہ یا ان
خزان بہار ذوالہجا ہم جادو کو بھی قتل کر ڈالون مگر قابو نہ پایا اس سے مجبور
ہو گیا الحمد للہ کہ دشمن کو مارکر آپکو رہا کیا سہراب ثانی نے کہا کہ ہمارے مرکب تلاش کر

سیارہ نے اشارہ سے بتایا کہ وہ سامنے تین مرکب زیر درخت کھڑے ہین یہ تینون بہادر قریب
اُس درخت کے آئے اور اپنے اپنے مرکب پر بیٹھکر جانب لشکر روانہ ہوئے اسی خیال سے کہ اہل لشکر
پریشان ہون گے تھوڑی دور بڑھے تھے کہ دیکھا سرداران فوج برائے استقبال چلے آتے
ہین پوچھا کہ دریا کیا ہوا اُن لوگون نے بیان کیا معلوم نہین کیا ہوا ایسا تھا کہ دریا خود بخود دھوان ہوکر
نظرون سے غائب ہوگیا شہریار نے فرمایا کہ دریا اسی ساحر کے سحر کا تھا الغرض اہل لشکر باجے
خوشی کے بجاتے ہوئے اپنے سردارون کو لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے سیارہ کو سہراب
ثانی نے بہت بھاری خلعت عنایت فرمایا وہان خبر ذوالخیام جادو کو پہونچی کہ ابحر آہن پیکر
جادو سے ایک روز قبل جو ایک عورت کو لاکر گھر مین رکھا تھا وہ عیار تھا اُسنے ابحر جادو کو
مار کر اسیرون کو رہا کردیا حصار سحر مٹ گیا راستہ کھل گیا یہ سنکر ذوالخیام جادو نہایت رنجیدہ ہوئی
اتنے مین کچھ ملازمین ابحر جادو کی لاش لیے ہوئے خدمت مین ذوالخیام جادو کی پہونچے اور
لاش رکھکر رونے لگے ذوالخیام جادو نے لاش اسکی دفن کرادی اور خود بھی آمادہ مقابلہ ہوئی
دو دختر شہزادیان اسکی ہین کہ نام ایک کا ماہ افروز جادو اور دوسری کا مہر افروز جادو ہے
ایک کا مسکن چشمۂ سیاہ کے قریب ہے اور دوسری کا مسکن چشمۂ سفید کے پاس ہے ذوالخیام جادو نے
دونون کو بلایا اور کہا کہ اب وقت ہمارا تمہارا آخر ہے جن آنکھون سے دونون بیابان خزان بہار
کی بہار و خزان کا تماشا دیکھا ہے اب اُن آنکھون کو اپنی خزان نظر آتی ہے یقین ہے کہ لقا بیداران
قاف اسطرف گذرنیکا قصد کرینگے پس جسوقت لشکر ان دونون چشمون کے درمیان سے ہوکر
گذرے اُسوقت تم اپنی اپنی نیرنگ سازی و سحر سازی سے لشکر کو تباہ کرنا اور مین وہ مقام
اپنے رہنے کا معین کرتی ہون مہر افروز جادو اور ماہ افروز جادو نے عرض کی کہ ہم جان
نثاری کو موجود ہین یہ سنکر ذوالخیام جادو اُٹھ کھڑی ہوئی اور جانب قلعۂ پنہان روانہ ہوئی
اور چلتے وقت کہدیا کہ اگر سات روز گذر گئے اور چلہ میرا ختم ہوگیا تو گھڑی بھر مین کھڑے کھڑے
اگر ان سب کو نہ پھونک دیا تو نام اپنا ذوالخیام جادو نہ رکھا مگر مجبور ہون کہ اسوقت وہ نحس
ستارے آپڑے ہین کہ زمین و آسمان میرے دشمن ہو رہے ہین ابحر جادو نے وہ انتظام کیا
تھا کہ ہوا بھی باہر کی سرحد کے اندر نہین آسکتی تھی مگر اُس عیار مکار نے قبل سے رنگ اپنا
جمایا اور نہین معلوم کسطرح یہان آکر ابحر جادو کو مارا غرضکہ ذوالخیام جادو تو جانب قلعۂ
پنہان روانہ ہوئی اور مہر افروز جادو جانب چشمۂ سفید مشرق روانہ ہوئی اور ماہ افروز جادو
جانب چشمۂ سیاہ مغرب روانہ ہوئی اور یہ دونون اپنے اپنے انتظام سحر مین مصروف ہوئین
کہ حال انکے سحر کا وقت پر معلوم ہوگا اور یہان شاہزادہ سہراب ثانی نے رات بھر
قیام کیا صبح کو حکم کوچ دیا اور فرمایا کہ جو سدّ راہ ہوئے اُسے قتل کرو اور جو تمسے نہ بولے
تم اُس سے نہ بولنا یہ سنکر لشکر مین کمر بندیان ہونے لگین بہادرون نے تن پر آلات حرب و
ضرب کو آراستہ کیا مرکب پہ بیٹھ بیٹھکر کمال ادا و دم سے روانہ ہوئے کہ آج ہی اس صحرا کو طے
کرکے اُس پار نکل جائین اسواسطے کہ یہ عجائبات اس مقام کے مشہور ہوچکے ہین کہ مسافر پر سے

رات گذرتی ہی تو دن نہین گذرتا اور دن گذرتا ہی تو رات نہین گذرتی ہی اس سبب سے سہراب
تاکید کردی ہی کہ مرکبون کو دوڑا کر راستہ ختم کرو اور اس بیابان سے نکل کر شام ہو سبھون نے
گھوڑے دوڑا دیے ہین اور چلے جاتے ہین کئی لاکھ سوارون کا گھوڑے دوڑا کر گذرنا تھا کہ تمام
زمین کو زلزلہ سا تھا گرد اسقدر اڑتی تھی کہ آسمان پوشیدہ ہو گیا بقول شاعر ؏ ز سم ستوران
دران پہن دشت ٭ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ٭ غرضکہ تمام دن اسیطرح گذرا شام کے
قریب گھوڑے بیدم ہوگئے سوارون کی یہ حالت ہوئی کہ بسبب تشنگی کے قریب بہلاکت
تھے آخر سب نے باگین روکین اور شاہزادہ سہراب ثانی نے بھی مقام کرنیکا حکم دیا لشکر
اتر پڑا بازار سب کھل گئے خیمے اور بارگاہین استادہ ہوگئین اب جو خیال کرتے ہین تو ایک
صحراے پر بہار مین ہین کہ اس مین ایک جانب دور پر چشمہ سیاہ نظر آتا ہی اور دوسری جانب
چشمہ سپید غرضکہ یکایک آفتاب عالمتاب قریب چشمہ سیاہ کے پہونچکر غروب ہوا اور ماہ شب افروز
جانب مشرق سے نمودار ہوا ابھی یہ معلوم ہوا کہ تمام صحرا مین آگ لگ گئی ہی جسقدر درخت سرسبز و
شاداب تھے سب درخت آتشبازی کی طرح جلنے لگے ہوا گرم ہو گئی سب متحیر تھے کہ یہ کیا
آفت ہی لیکن کسی کو یہ وہم بھی نہ گذرا کہ یہ کرشمہ ماہتاب کا ہی اور سحر ماہ افروز [illegible]
کا الغرض جسوقت کہ تمام درخت جلگئے تو ایک ہوا سے تند چلی اور راکھ نے اس تمام خاک
کو منتشر کر دیا تو از سر نو جابجا زمین سے اکھوے نکلے اور تھوڑے ہی زمانہ مین وہ
بڑھکر درخت ہوگئے اور درختون پر گل و ثمر کی کثرت ہوئی وہ صحرا جو کہ جہنم بنا ہوا تھا
تھوڑے ہی عرصہ مین غیرت بہشت نظر آنے لگا سپاہ نے سہراب سے عرض کی کہ اے
شہریار یہ وہی بیابان خزان بہار ہی ابھی تک ہم آپ اس سرحد سے باہر نہین آئے
دیکھا آپ نے کہ دم بھر مین بہار خزان ہو گئی اور اسی خزان رسیدہ صحرا مین پھر بہار آگئی
مگر اسکا کوئی نتیجہ ظہور مین نہ آیا ہان اتنا تو معلوم ہوتا ہی کہ ہاتھ پاؤن کی قوت سلب ہو گئی
ہی سہراب ثانی نے کہا میری بھی یہی حالت ہی کہ زانو بدلنا دشوار معلوم ہوتا ہی دیکھیے
اسکا نتیجہ کیا ظہور مین آتا ہی سہراب ثانی نے کہا کہ مین نے کچھ حالات دل آرا بنت
ابحر آب ریز جادو سے دریافت کیے تھے تو زبانی اسکی معلوم ہوا تھا کہ کوئی شخص روز
بہار مین اس صحرا کی سیر نہین دیکھ سکتا پہلے خزان قوت سلب کر دیگی اور بہار عقل کھو دیگی
اگر کوئی شخص بھول کر کسی درخت کا توڑ کر سونگھ لیگا یا پھل [illegible] کا کھا لیگا تو اسکا یہ حال
پائیگا کہ قوت تو عود کر آئیگی مگر دیوانہ ہو جائیگا اور دوسری خزان مین درختون کے ساتھ
سب کے سب جلکر خاک ہو جائینگے یہ سنکر شاہزادہ نہایت پریشان ہوا کہ دیوانہ
ہوکر مرنے سے ہوش مین رہنا بہتر ہی کیا انجام ہر طرح موت ہی دیوانگی مین خدا جانے معلوم نہین
کیا حرکات سرزد ہون جن سے بندگان خدا کو ایذا پہونچے اور دشمن خوش ہون لیکن اہل لشکر مین
بہت سے ایسے تھے جنہون نے درختون کے پھول سونگھے یا پھل کھاے [illegible] حالت
ہوئی کہ دست و پا مین قوت آگئی اور دماغ خراب ہو گیا ان لوگون نے [illegible] کر دیا کہ

کہ آپس ہی میں لڑنا شروع کیا جا بجا تلوار چلنے لگی کشت و خون ہونے لگا لشکر میں غدر کی سی حالت
پیدا ہو گئی لیکن کوئی کسی کا منہ پہ مار رہا تھا کہیں کوئی بیٹھا ہوا خود بخود رو رہا تھا کہیں کوئی آپ سے
آپ ہنس رہا تھا کہیں تگ و دو چل رہی تھی ایک حشر بپا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کم ظرف شرابی
جمع ہو گئے ہیں جو ایک ایک جام پیکر لڑ رہے ہیں اسی حالت میں شب آخر ہوئی اور ستارۂ
سحری چمکا سپیدۂ سحری ظاہر ہوا آمد مہر عالمتاب سے فوج انجم خوف زدہ ہو کر گریزان ہوئی شمعیں
جھلملانے لگیں سہراب ثانی رستم ثانی شہریار نامدار اور دیگر سرداران تہور شعار نے
مصلے بچھوائے مصروف نماز سحری ہوئے جس وقت فریضۂ صبح کو ادا کر چکے تو دست مناجات
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ اے کس بیکسان و اے دادرس غریبان
اب سوا تیری ذات کے کسیکا سہارا نہیں ہے واسطہ محمد و آل محمد کا کہ ہمیں اس بلا سے نجات
دے ہر چند کہ مرنا برحق ہے مگر اسطرح مرنا اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ مرنے پر مٹی بھی خراب ہو
دفن و کفن بھی نصیب نہو یہ دعائیں مانگ کر سجدۂ شکر ادا کیے اور ایک دوسرے کو اپنے
کلمہ کا شاہد بنانے لگا کوئی وصیت کرتا تھا تو اسکا یہ جواب پاتا تھا کہ زندہ کون رہیگا
جو وصیت کو پورا کریگا ایک عجیب طرح کا ہنگامہ برپا ہے لوگ کفن پہنے ہوئے آمادۂ مرگ
وہاں سے قضا بیٹھے ہوئے ہیں نگاہیں سب کی افق کی طرف ہیں کہ اب آفتاب طلوع ہوا
اور ہم سب چل بسے کوئی جانب مغرب دیکھ رہا تھا کہ ادھر ماہتاب غروب ہوا اور آفتاب
طلوع ہوا سب کے سب موت کے انتظار میں بیٹھے تھے کسی کو یقین نہ تھا کہ صبح دیکھنا نصیب
ہوگی کہ یکایک جانب افق سے روشنی پیدا ہونے لگی مرغان صحرائی شور فریاد بلند کرنے لگے
کہ اب کوئی دم میں یہ ہمارے آشیان ہوا چاہتی ہے سابق میں بیان ہو چکا ہے کہ جس وقت طلسم
طلوع شمس فتح ہوا ہے تو حکیم فلاطوس بیابانی کو مہتر سیارہ ثانی نے اسیر قفس کیا تھا ہنوز
اسے قتل نہیں کیا تھا قفس آہنی سہراب ثانی کے ہمراہ تھا مہتر سیارہ کو خیال آیا کہ چلکر
حکیم کی حالت بھی دیکھنا چاہیے ہر وقت حکیم کی زبان پر کلمہ دیار رہتا ہے غذا اس کو عمل کے
ذریعہ سے دیجاتی ہے کہ یہ مرنے نہ پائے زندگی حکیم فلاطوس کی موت سے بدتر ہے
اب زبان اسکی سن ہو گئی ہے قالب ہو گئی ہے مہتر سیارہ ثانی قریب قفس آیا دیکھا کہ جو حالت
سب کی ہے وہی حکیم فلاطوس کی بھی ہو رہی ہے مہتر سیارہ ثالث نے قلم دوات اور
کاغذ سامنے حکیم فلاطوس کے رکھا اور کہا کہ اب کوئی دم میں آفتاب طلوع ہوا چاہتا ہے اور ہم تم
سب مغرب قضا میں غروب ہو جاینگے اس بلا سے بچنے کی کوئی تدبیر بیان کرو کہ کیونکر
اس عذاب سے نجات ملے یہ سنکر حکیم فلاطوس بیابانی نے قلم بمشکل ہاتھ میں اٹھایا کہ یہ
سب سے زیادہ ضعیف و ناتوان ہو رہا تھا اور اس نے لکھا کہ اے مہتر مہتران حقیقت میں تم بڑے
با اقبال ہو اور مذہب بھی تمھارا برحق ہے اب اگر مجھے رہا کرو تو میں دین اسلام بھی قبول
کر لوں اور اس بلا کو بغیر رہا ہوئے میں دفع نہیں کر سکتا کہ اب آفتاب بلند ہوا چاہتا ہے سیارہ
نے سہراب ثانی اور رستم ثانی وغیرہ کی طرف دیکھا فرمایا کہ جب مرنا ہر طرح ہے تو اسکا کہنا بھی

کرو یہ دین اسلام قبول کرنے کو بھی کہتا ہے اب اسکا مقید رکھنا کسی طرح مناسب نہین کیا عجب ہے
کہ یہ بصدق دل کہتا ہو یہ سنکر سیارہ ثانی نے حکیم طرطوس بیابانی کو قفس سے باہر نکالا اور قفل
زبان سے حکیم طرطوس کی کھینچ لیا چاہا حکیم طرطوس نے کہ کچھ کلام کرون ممکن نہ ہوا بس اس نے
کچھ اشارہ سے روئی اور بخور طلب کیا سیارہ ثانی نے سب چیزین مہیا کر دین حکیم طرطوس نے
کاغذ پر ایک نقش لکھا اور اُس نقش کو روئی کی پہل مین رکھکر بخور کیا کہ دھوان بلند ہوا اور وہ
دھوان ایک لکۂ ابر سیاہ بنکر جانب مشرق روانہ ہوا اور افق سے روشنی روک کر قائم ہو گیا
جتنا آفتاب بلند ہوکر اسطرف کو بڑھتا آتا تھا اُتنا ہی وہ لکۂ ابر بھی سرکتا جاتا تھا کسی درخت
جانور انسان حیوان پر شعاع آفتاب کی نہ پہونچ سکتی تھی بسبب اس ابر کے وہ خزان جو حرارت
آفتاب سے اس بیابان مین آئی تھی اور درختون کو جلا دیتی تھی وہ نہ آسکی اب مہتر سیارہ ثانی
نے حکیم طرطوس سے کہا کہ جن لوگون کی قوتین سلب ہو گئی ہین اور جو لوگ دیوانے ہو گئے
ہین اُنکا تدارک بھی لازمی اور ضروری ہے یہ سنکر حکیم طرطوس بیابانی نے اشارہ سے کہا کہ
درختون کے پھل منگوائیے سہراب ثانی نے حکم دیا کہ پھل درختون کے توڑ لاؤ لوگون نے
پھل توڑ توڑ کر لانا شروع کیے اور حکیم طرطوس نے ہر ایک پھل پہ کچھ اسمار لکھے اور وہ پھل
جسکو کھلا دیا گیا وہ تندرست ہو گیا اگر دیوانہ تھا تو جنون برطرف ہو گیا اور اگر ناتوان تھا
تو توانائی آگئی غرضکہ ایک پھل شاہزادہ سہراب ثانی اور رستم ثانی او شہریار
نامدار نے بھی نوش کیا یہ معلوم ہوا کہ رگون مین قوت آنے لگی اور وہ حالت جو اس بیابان مین آکر
ہوئی تھی برطرف ہو گئی یہانتک کہ دن بھر مین تمام لشکر کو پھل کھلا دیے گئے اور سب تندرست ہو گئے بعد اسکے حکیم طرطوس نے
کچھ دوا منگاکر اپنی زبان کو دھلایا جس سے زبان قابو مین آئی اور تاب کلام کرنے کی ہوئی اب اسنے شاہزادہ سہراب
ثانی سے عرض کی کہ اے شہریار اب تغیر اس صحرا کا کسی پر اثر نہ کریگا اب یہان کی خزان بہار کا
تماشا دیکھیے اور فکر قتل ذوالانجام جادو کی کیجیے مین نے تاثیر آفتاب و ماہتاب کا انتظام
کر دیا اُدھر لکۂ ابر تا بہ مغرب آفتاب کو اپنے دامن مین چھپاے ہوے لیگیا بس ادھر تو
آفتاب غروب ہوا اُدھر ماہتاب طلوع ہوا دیکھا کہ اسیطرح تمام صحرا جلنے لگا درخت جل کر
خاک ہو گئے ہوا نے خاک کو منتشر کر دیا لیکن اب وہ خاک جسکے جسم پر پڑی کچھ اثر نہ ہوا بعد
پھر پھولے نئے درخت زمین سے پیدا ہوکر بار آور ہوے ہوا سرد چلی نغمہ سرا وغیرہ
جانورون نے بولنا شروع کیا پھر وہی بہار پیدا ہو گئی ہے سب نے حکیم طرطوس کی نہایت
تعریف کی سیارہ ثانی نے سہراب سے عرض کی کہ اب سامان حفاظت مہیا ہو گیا اگر مناسب
ہو تو کوچ کر کے نہر طاق پہ چلے چلیے فرمایا کہ اگر ساکنان خزان بہار مجھکو آسانی گذر
جانے دیتے اور پریشان نہ کرتے تو مین بھی مزاحمت نہ کرتا لیکن اب اس راستہ کو بغیر صاف
کیے ہوے یہان سے نہ جاؤنگا یہ فرماکر ہرکارون کو طلب کیا اور فرمایا کہ دریافت کرو کہ ذوالانجام
جادو جو کہ مالک اس صحرا کی ہے وہ کہان ہے تا کہ مین جاؤن اور اُس سے مقابلہ کرون ہرکارے
پرواسطے دریافت حال روانہ ہوے اور سیارہ نے عرض کی کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ دونون

خیمہائے سفید و سیاہ جو ایک جانب مغرب ہی اور دوسرا جانب مشرق ہی انھین مین ذوالخناام
جادو رہتی تھی دن کو خیمہ سپید مین اور شب کو خیمہ سیاہ مین مگر اب نہین معلوم کہ کہان سے
مین بھی جاتا ہون اور عیاری کرونگا اگر قابو چلا تو ذوالخناام کو مارا اور اگر گرفتار ہوا یا قتل
ہوگیا تو حق نمک سے ادا ہوا یہ کہکر دو ایک شاگردون کو ہمراہ لیا اور بانداز عیاری تن بہ
آراستہ کرکے لشکر سے باہر آیا اور سوچنے لگا کہ پہلے خیمہ سیاہ کی طرف جاؤن یا خیمہ سپید
کی طرف غرضکہ طبیعت سے فیصلہ کرکے جانب خیمہ سیاہ روانہ ہوا وہان مہرافروز جادو نہایت
پریشان تھی کہ کیا سبب ہوا آج یہ لوگ زندہ بچ نکلے اور یہ لشکر ابر کیسا تھا جسنے عکس آفتاب کا
اپنے اوپر روک لیا یہ اسی تردد مین بیٹھی تھی انیسین مصاحبین حاضر تھین اور عرض کر رہی
تھین آج انکا بھی تماشا دیکھ لیجیے کہ ملکہ ماہ افروز کیا کرتی ہین اگر انکا سحر بھی خطا کر
تو چل کر ملکہ ذوالخناام جادو سے اطلاع کرینگے مہرافروز جادو خاموش ہو رہی لیکن
نہایت پریشان بیٹھی تھی بیٹھے بیٹھے اسکو خیال آیا کہ رات خداوند سامری نے ہمارے
لیے راحت پیدا کی ہو اور دن ماہ افروز کے واسطے اطمینان و آسائش کا ہو آج
پہلا دن ہو کہ سحر نے ہمارے خطا کی ہو یہ شگون بد ہو نہین معلوم زندگی وفا کرے یا نہ کرے
بہر راحت آسائش و آرام مین گذاریے یہ سنکر کنیزون نے اسباب طرب مہیا کیا کشتیان مے کی
لا کر سامنے رکھین گانیوالیان آکر مجرا کرنے لگین اور ایک عورت کو چپکے بلا کر تو بیابان خزان بہار کی خبر دیتی رہ
کہ ماہ افروز جادو نے کیا کیا چنانچہ خود مہرافروز جادو مصروف عیش و نشاط ہوئی اور وہ
عورت جسکو واسطے خبر کے روانہ کیا تھا نام اسکا مشتری جادو تھا مکان مہرافروز جادو سے
نکل کر خیمہ سیاہ کے اندر آئی اور دروازہ خیمہ پر کرسی بچھا کر بیٹھ گئی اور تماشا سحر ماہ افروز
جادو کا دیکھنے لگی بظاہر لشکر سے یہ خیمہ سیاہ قریب معلوم ہوتا تھا اور دراصل بہت دور
تھا اسلیے کہ سرحد مغرب پر یہ خیمہ واقع ہی اور آفتاب و ماہتاب سحری اسی خیمہ مین آکر غروب
ہوتے ہین اور زمین سرحد مشرق تک راستہ بنا ہوا ہی جسوقت آفتاب غروب ہوتا ہی
تو ماہتاب طلوع ہوتا ہی اور ماہتاب غروب ہوتا ہی تو آفتاب طلوع ہوتا ہی اور زیر
زمینہ دو مکان سحر بنے ہوئے ہین کہ ایک مسکن مہرافروز جادو کا ہی اور دوسرا ماہ افروز
جادو کا اور جو نقب دونون خیمون مین ہی اسمین سے آفتاب و ماہتاب طلوع و غروب
کرتے ہین الحاصل مشتری جادو تماشا سحر ماہ افروز کا دیکھ رہی تھی کہ یکایک سامنے سے
دیکھا چند مسافر وضع غریب لٹیا ڈوری کملی کندھے پر سنبھالے چلے آتے ہین چونکہ تاثیر
اس بیابان کی یہ ہی کہ بظاہر وسعت کم ہی لیکن جسوقت تک سحر مہرافروز و ماہ افروز قائم
ہی اسوقت تک اس صحرا کی سرحد پر پہنچنا غیر ممکن ہی لاکھ رہرو کوشش کریگا مگر شام کو منزل انھین
دونون خیمون کے درمیان مین ہوگی یہی وجہ تھی کہ لشکر سہراب ثانی کا باہر نہ نکل سکا ہر چند
اہل لشکر نے گھوڑے دوڑائے اور صبح سے شام تک باگین اٹھائے ہوئے چلے آئے
مگر دونون خیمون کی حد سے باہر نہ نکل سکے اور مبتلائے بلا ٹھیرے چنانچہ یہ مسافر سیاہ رو

ثانی سے تھے جو اپنے شاگردون کو لیکر برائے تلاش صحرا فروز جادو چلے تھے شیر بر جادو نے
دور بین سحر اٹھا کر دیکھا کہ یہ کون ہی جو اس طرف آتا ہی معلوم ہوا کہ عیار ہی لقا بدار ان قافن کا
بس یہ ایک قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا کہ جا پلٹ جا کیون تباہ ہونے کو آتا ہی آواز اسکی کان تک
مہتر سیارہ ثانی کے پہونچ گئی یہ متحیر ہوکے کہ کیا یہ راز مرے میرے آگاہ ہو گئی جواب دیا کہ
ہم مسافر ہین راستہ بھولے ہوئے ہین یہ سنکر شیر بر جادو نے کہا کہ ابھی تک تو نہین بھولا ہی
مگر آگے بڑھکے ضرور بھولے گی سیارہ ثانی اپنے شاگردون سمیت اور تیز روی کے
ساتھ چلا کہ کسیطرح اس تک پہونچ لون تو کوئی مکر و فریب کرکے پتا صحرا فروز جادو کا دریافت
کرون لیکن بظاہر تو تھوڑا ہی فاصلہ تھا مگر بہ باطن راستہ اسقدر دور و دراز تھا کہ صبح قریب
آگئی اور ماہتاب سحر سامنے سیارہ ثانی کے اسی خیمہ سیاہ مین جاکر غروب ہوا اور وہ عورت
جو سامنے کرسی بچھائے بیٹھی تھی کہنے لگی کہ ہمارا کہنا نہ ماننے کا نتیجہ دیکھا اگر زندگی ہی بھی تو اسطرف
چلا آئیگا تو اس خیمہ تک پہونچنا دشوار ہی یہ کہکر اندر خیمہ کے چلی گئی مہتر سیارہ ثانی نہایت
پریشان ہوا اور خیال کیا کہ واقع مین یہ صحرا سحر بند ہی اس خیمہ تک پہونچنا دشوار ہی یہ خیال
کرکے پلٹے اور اپنے لشکر کی طرف چلے یہ وہ وقت تھا کہ ماہتاب غروب ہوکر آفتاب طلوع ہوا
روشنی رنگ بدل کر پھیل گئی زمین سے فرش سفید اٹھا کر فرش زرد بچھا دیا گیا دھوپ پھیل
گئی مگر کوئی تغیر نہ پیدا ہوا مہتر سیارہ ثانی تھوڑی سی دیر مین داخل لشکر ہوا اور وہ
بارگاہ سہراب ثانی مین حاضر ہوا یہان سہراب بن رستم رستم ثانی شہریار نامدار تشریف
فرما تھے اور تمام سرداران نامی و گرامی سے یہ بارگاہ بھری ہوئی تھی حکیم طلاوس سیاپانی
بھی موجود تھے تعریف انکی ہو رہی تھی کہ سیارہ ثانی پہونچا اور تمام واقعات گذشتہ بیان کیے
حکیم طلاوس نے کہا کہ واقع مین ساحران طلسم تہ طاق بڑے زبردست ہین اور انکی نیرنگ سازی ساحران
عالم پر فوق لیگئی جواب آپ سب صاحب اپنے کو اس صحرا مین مقید تصور کرین تا وقتیکہ یہ
آفتاب و ماہتاب سحر نہ ٹوٹین گے راستہ نہ ملیگا ان آفتاب و ماہتاب کے پردے مین ساحر
ہین اور انھون نے راستہ بند کر رکھا ہی کہ کوئی تہ طاق کی طرف نہ جا سکے سہراب ثانی نے
کہا کہ پھر کوئی تدبیر کرنا چاہیے حکیم طلاوس سیاپانی نے کہا کہ ای شہریار تدبیر سب کچھ ہو سکتی
ہی بشرطیکہ اس بلا مین نہ پھنسے ہوتے اگر مین نے کوئی رد سحر تیار کرنے کی کوشش کی
اور مصروف عمل خوانی ہوا اور خبر اسکی ذوالخمار جادو کو پہونچ گئی تو وہ آکر اثنا
عمل خوانی مین حملہ کرکے کام میرا تمام کر دیگی ہان اگر کوئی محافظ ایسا ہوتا کہ مین اطمینان سے
ساتھ ایک لوح تیار کر لیتا تو فتح بیابان آسان تھی شاہزادہ سہراب ثانی نے فرمایا کہ مین
خود مع لشکر تمہاری حفاظت کو موجود ہون حکیم طلاوس نے عرض کی کہ حضور کے حفاظت
کرنے سے کچھ نہ ہوگا اسلیے کہ یہ کام ساحر زبردست کا تھا آپ تکلیف نہ فرمائین مین خود انتظام
اپنی حفاظت کا کرونگا آپ اپنی اور اپنے لشکر کی حفاظت کیجیے یہ کہکر اپنے خیمہ مین آیا اور بازو کا
تعویذ کھول کر آگ کو دیا فوراً آندھی چلی اور چار دیوان مہیب آکر پہونچے اور عرض کی

کہ کیا حکم ہوتا ہے حکیم طرطوس بیابانی نے کہا کہ ہمارا طلسم تو برباد ہو گیا اور ایک مدت سے ہم
خدا پرستون کی قید مین ہین اِس مقام پر بسبب آکر پہنچنے تمھین رہائی نصیب ہوئی مین نے بہ مکر
دین اسلام قبول کر لیا ہے اِسوقت مین اِن لوگون سے بگاڑنا اچھا نہین ہے کہ جس بلا مین وہ مبتلا
ہین اُسی مین ہم بھی پھنسے ہوئے ہین ہان جسوقت یہان سے نجات ہوگی اور اِن لوگون سے
رہائی نصیب ہوگی تو دیکھا جائیگا بالفعل آئی ہوئی بلا کو ٹالنا چاہیے مین ایک حجرہ تیار کرتا ہون
تم چارون اُسکی حفاظت کرنا جسوقت تک مین خود حجرے کے باہر نہ آؤن اُسوقت تک تم
کسی کو حجرے مین داخل نہ ہونے دینا اور اگر کوئی بلا اہل اسلام پر آسکے تو خبر نہ ہونا بلکہ اگر
اُن لوگون کو مبتلائے بلا دیکھنا اور یہ سمجھ لینا کہ یہ اب بچ نہین سکتے تو مجھے خبر کرنا کہ مین حجرہ
سے نکل کر انھین سب کا خاتمہ کر دونگا یہ کہکر اُسنے چار سرکنڈے زمین پر گاڑے اور
نیلا لال زرد سوت اُن پر لپیٹ کر کچھ اسم پڑھا کہ ایک حجرہ بنکر تیار ہو گیا بعد اُس کے
چار قرنائین چارون دیوؤن کو دین کہ اگر کسی ساحر یا غیر ساحر کو اِسطرف آتے دیکھنا تو پہلے
منع کرنا اگر آنے والا اپنے ارادہ سے باز نہ رہے تو قرنا کو دم دینا وہ بیہوش ہو کر گر پڑیگا تم
اُسے کھا لینا یہ کہکر حکیم طرطوس بیابانی داخل حجرہ ہوا اور تیاری لوح مین مصروف ہوا

شمہ حال مہر افروز جادو و ماہ افروز جادو و ذوالخیام جادو کا گزارش کیا جاتا ہے

کہ جسوقت اِن دونون کے سحر خالی گئے اور وہ خزان بہار جو طلوع و غروب مہر و ماہ سے
پیدا ہوا کرتی تھی موقوف ہوگئی تو اِن دونون نے صلاح کی کہ اب کیا کرنا چاہیے یہ رائے
قرار پائی کہ چلکر ملکہ ذوالخیام جادو سے اطلاع کرنا چاہیے وہ جو کچھ حکم دین اُسپر
عمل کرین یہ تجویز کرکے یہ دونون کی دونون قلعۂ پنہان کو روانہ ہوئین جسوقت خبر ذوالخیام
جادو کو ہوئی کہ مہر افروز جادو و ماہ افروز جادو حاضر ہین اُسنے اندر قلعہ کے بلا لیا اور کہا
کہ تم کیون آئین انھون نے سارا واقعہ بیان کیا کہ اے ملکۂ عالم آج ایسا کبھی نہ ہوا تھا کہ ہمارا
سحر خالی گیا ہو پہلی مرتبہ تو وہی خزان پیدا ہوئی درخت جلے خاک اُڑی لوگون کی قوت
زائل ہوئی جن لوگون نے پھل کھائے وہ دیوانہ ہو گئے آپس مین خوب کشت و خون
ہوا اُسی حالت مین صبح ہوئی اور آفتاب سحر نکلا تو خزان پیدا ہوئی مگر اُن لوگون پر کوئی
اثر نہ ہوا بلکہ اُسکے بعد سے کسی خزان یا بہار کا اثر دشمنون پر نہوا اِس مین نہین معلوم کیا
اسرار ہے ہم اِسوجہ سے حاضر ہوئے ہین کہ جو حکم ہو اُسپر عمل کرین ملکہ ذوالخیام جادو بھی یہ سنکر
نہایت متردد ہوئی بس اُسنے وہی پرچہ احکام پیر زالہ کا ہنر کا نکال کر دیکھا اُس مین
لکھا تھا کہ حکیم طرطوس بیابانی کی وجہ سے سحر ماہ افروز جادو کے باطل ہون گے لیکن
چونکہ حکیم ایک مدت سے قید رہا ہے تو عمل اُسکے بہت سے ضائع ہو گئے ہین اب وہ حجرے
مین بیٹھا ہوا لوح فتح بیابان خزان بہار کی تیار کر رہا ہے اگر وہ حکیم تمھارا شریک ہو جائیگا تو چند
اور یہ بیابان قائم رہ جائیگا ورنہ اگر اُسنے لوح تیار کر لی تو پھر کچھ بنائے نہ بنیگی بس یہ دیکھتے ہی
ذوالخیام جادو گھبرا گئی اُسیوقت اُسنے مہر افروز و ماہ افروز جادو کو اپنے ساتھ لیا

اور بیابان خزان بہار کی جانب روانہ ہوئی یہاں حکیم طرطوس بیابانی نے کہدیا تھا کہ شب کو
مین لوح تیار کرونگا صبح کو آپ سب صاحب میری خبر لیجیے گا باوجودیکہ حکیم طرطوس بیابانی نے
شاہزادہ سہراب شاہ سے کہدیا تھا کہ آپ اپنی حفاظت کیجیے گا مین اپنی حفاظت کا انتظام
کرونگا مگر شاہزادہ عالی منزلت کو یہ خیال تھا کہ ڈاک ہرکارون کی بٹھادی تھی کہ وہ دمبدم کی
خبر دیتے رہنا چنانچہ عیار برابر جا جا کر بیان کرتے رہتے ہین یہ بھی خبر پہونچی کہ حکیم طرطوس نے
لشکر سے الگ ایک مقام پر حجرہ بنایا ہی اور چار دیو حفاظت کے واسطے تعین ہین اگر
اس طرف کوئی دھوکے مین نکلجاتا ہی تو دیو منع کرتے ہین اگر جانے والا نہین مانتا ہی تو دیو
قرنا کو دم دیتے ہین آدمی بیہوش ہوجاتا ہی دیو اٹھا کر لیجاتے ہین اسی حالت مین شام
ہوئی آج ماہتاب سحر بلند نہین ہوا اور آفتاب جو دن کو نکلتا تھا وہ بھی اصلی تھا آفتاب
سحر نہ تھا اسلیے کہ مہر افروز جادو اور ماہ افروز جادو کی ہمت پست ہو گئی اور انھون
نے آفتاب و ماہتاب سحر کو روک دیا الغرض کوئی پہر رات باقی رہی ہوگی کہ ایک مرتبہ
آسمان پر سے تین ستارے ٹوٹ کر زمین پر گرے اور انھون نے ہیئت انسانی پیدا
کی اور مہر افروز جادو نے آگے بڑھکر دیوؤن سے کہا کہ ہم حکیم طرطوس کے پاس جانا چاہتے
ہین ایک دیو نے آواز دی کہ آج کی شب ملاقات کی نہین ہی حکیم صاحب نے منع کیا ہے
کہ کوئی ہمارے پاس آج نہ آئے دوست ہو یا دشمن اگر تمھین حکیم صاحب سے ملاقات کرنا ہی
تو کل آنا یہ سنکر مہر افروز جادو نے کہا کہ ہمین اسیوقت ملنے کی ضرورت ہی اگر تم ہم کو یون
نہ جانے دوگے تو زبردستی ہم جائینگے دیوؤن نے کہا کیا مجال ہی کسی کی جو قدم آگے بڑھا سکے
یہ سنکر مہر افروز جادو آگے بڑھی دیوؤن نے ہرچند منع کیا مگر اسنے نہ مانا اور اس حد تک
پہونچ گئی جسکے آگے جانے کی اجازت نہ تھی ماہ افروز جادو پاس ذوالخیام جادو کے
کھڑی تھی اور مہر افروز کوئی چالیس قدم آگے بڑھ آئی تھی کہ ایک مرتبہ دیو نے قرنا کو دم
دیا آواز گوش زد ہوتے ہی فوراً مہر افروز جادو بیہوش ہو کر گری دیو نے قصد کیا کہ اٹھا کر
لیجالون کہ ماہ افروز جادو دوڑ پڑی اور ایک گولہ فولادی سینہ دیو پر مارا گولہ پڑتے ہی
پھٹا اور شرارے نکل کر جسم پر پڑے کہ دیو کے تن بدن مین آبلے پڑ گئے دیو چیخ مار کر بھاگا
ماہ افروز بڑھی کہ اپنی بہن کو اٹھا لون کہ دوسرے دیو نے قرنا کو پھونکا ساتھ ہی ماہ افروز
جادو بھی بیہوش ہوئی پھر دیو بڑھا کہ ان دونون کو اٹھا لون ذوالخیام جادو نے دیکھا کہ اگر
مین جاؤن گی تو میری بھی نہ معلوم کیا حالت ہو کہ یہ دیو ساختہ حکیم طرطوس ہین بس اسنے
دو پنجے جھولی سے نکال کر پھینکے ہنوز دیو قریب ماہ افروز اور مہر افروز کے نہ آیا تھا کہ
پنجہ دونون کو اٹھا کر قریب ذوالخیام جادو کے آ گئے ذوالخیام جادو نے آب دمیدہ سحر چھڑک
کر ان دونون کو ہوشیار کیا اور کہا کہ اب تماشا دیکھو یہ کہکر خود آگے بڑھی اور کہا کہ اب ہم
آتے ہین ہوشیار ہو جاؤ دیو قرنا پکڑ کر سنبھل گئے بس ذوالخیام جادو نے گولہ فولادی جھولی
سے نکالا اور نوک زبان مین نشتر دیکر گولے کو خون سے آلودہ کیا اور کچھ اسم سحر دمبدم کرکے

زمین پر مارا کہ ایک تڑاقہ پیدا ہوا اور طبقہ زمین کا شق ہوا چار پتلے زمین سے پیدا ہوئے اس
ہیئت سے کہ کانون مین انکے بجائے پنبہ کاگ دیے ہوئے تھے کہ قرنا کی آواز ان کے کان تک
نہ پہونچ سکے اور ہاتھون مین ایک ایک کمند تھی پتلے دیوون کی طرف چلے دیوون نے قرنا کو
دم دیا مگر آواز نے قرنا کی کچھ اثر نہ کیا اور پتلے کمندین لیے ہوے دیوون کی طرف چلے جب دیوون
نے دیکھا کہ پتلے چلے ہی آتے ہین بس انھون نے قرنائین پھینک دین اور کہا کہ اگر تم قرنا سے
بیہوش نہوے تو ہم تم کو یون ہی کھا لینگے یہ کہکر دیو منھ کھول کھول کر پتلون کی طرف چلے پتلون
نے مثل برق جہندہ کے کوند کر دیوون کی قرنائین زمین سے اٹھا لین دیوون نے چاہین لینے کا
قصد کیا تھا کہ پتلون نے انھین قرناؤن کو اٹھا کر پھونک دیا کہ چارون دیو آواز قرنا سے بیہوش
ہو کر گرے پتلون نے جلدی جلدی دیوون کی مشکین باندھین اور خود حجرے کے چارون دروازون
پر مسلط ہو گئے دیوون کو سامنے ڈال دیا بس ملکہ ذوالخیام جادو نے مہرافروز و ماہ افروز
سے کہا کہ تم ان پتلون کی حفاظت کرتی رہنا مین اس حکیم کو مع حجرہ یہان سے قلعہ پنہان کی
جانب لیے جاتی ہون اسپر پورا قابو کرکے اپنی خواہش ظاہر کرنا چاہیے کہ اگر یہ خلاف بھی ہو تو
کچھ کر نہ سکے یہ کہکر اسنے کچھ اسم [illegible] پڑھا اور پاؤن مار کر غرق زمین ہو گئی ساتھ ہی زمین کو
زلزلہ سا پیدا ہوا اور وہ قطعہ زمین کا اکھڑا اور بلند ہو کر چلا چارون پتلے دروازون پر
مسلط تھے اور ایک جانب ماہ افروز جادو طاؤس سحر پر سوار تھی دوسری جانب مہرافروز
طاؤس سحر پر بیٹھی ہوئی اور نگرانی کرتی ہوئی ذوالخیام جادو طبقہ زمین کا ہاتھ پر اٹھائے
ہوئے ایک جانب قلعہ پنہان روانہ ہوئی یہ تو اس شان و شوکت سے تھا مگر اسطرف طبقہ
زمین کا اٹھائے ہوے چلی جاتی تھی اور یہان ہرکارون نے خبر سہراب ثانی کو پہونچائی کہ تین
ستارے آسمان پر سے زمین پر گرے اور انھون نے ہیئت انسانی پیدا کی وہ جادوگرنیون کو
دیوون نے بیہوش کیا اور دروازہ باب حجرہ پر نگہبان ہین اسکے بعد ذوالخیام جادو
نے طبقہ زمین اکھاڑ لیا اور مع حجرہ حکیم بطلطوس اپنے مسکن کی جانب روانہ ہوئی یہ
سنکر سہراب ثانی نہایت پریشان ہوے اور ہرکارون کو پراسے خبر روانہ کیا کہ دیکھو یہ
اس طبقہ زمین کو کس مقام پر اتارتی ہے ہرکارے پراسے خبر روانہ ہوے وہان ذوالخیام
اس طبقہ کو اٹھائے ہوے قریب حصار پنہان کے آئی اور کچھ اسم سحر پڑھکر پردہ حصار
پنہان کو وا کیا اور اندر حصار کے داخل ہوئی طبقہ کو زمین پر اتارا اور حصار سحر کو استحکام دیا
کہ اگر حکیم سے بگڑے اور یہ یہان سے نکلنا چاہے تو نکل نہ سکے بعد اسکے حجرے کی طرف چلی تھی
کہ یکایک تڑاقے کی صدا پیدا ہوئی اور چارون دروازہ حجرہ کے کھل گئے فوراً مہرافروز جادو
اور ماہ افروز جادو و ذوالخیام جادو نے اپنے سحر سے ہوشیار ہو گئین اور اسطرف پتلون نے
کمندین سنبھالین اور حکم کے منتظر ہو کر ٹھہر گئے ادھر حکیم بطلطوس بیابانی عمل اپنا تمام کر چکے
اور کشتی باطل السحر کشیدہ کر چکے تو دروازے کھلنے کے واسطے دیکھا کہ دیو چارون کمندون مین بندھے ہوے
پڑے ہین اور چار پتلے کمندین ہاتھ مین لیے کھڑے ہین اور دو جادوگرنیان ذرا فاصلہ سے

جو ہمارے سحر پکڑے کھڑی ہین اور ایک ساحرہ حجرہ کے قریب آ چکی ہو بس یہ دیکھکر حکیم طرطوس
سمجھ گئے کہ ہو نہو یہ ذوالخیام جادو ہو دوسرے کی یہ مجال نہ تھی کہ میرے دیوون کو اسطرح بیکار
بس انھون نے دروازۂ حجرہ کے باہر آنیکا قصد کیا تھا کہ پتلے نے بڑھکر کمند ماری حکیم طرطوس
نے وہی تختی جو اُنکے ہاتھ مین تھی چمکائی ایک شعلہ چمک کر پتلے پر گرا اور اُس کو جلا کر خاک
کر دیا یہ دیکھتے ہی تینون پتلے بھاگے بھاگے حکیم طرطوس کی طرف دیکھکر چلے اور قریب پہونچکر
کمندین مارین حکیم طرطوس بیابانی نے جس پر عکس لوح کا ڈالا وہ جلکر خاک ہو گیا چارون
پتلے خاک مین ملگئے اُسوقت ذوالخیام جادو نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ جب اپنون کی یہ
حالت ہو دوست دشمن ہو گئے ہین تو دشمنون کی شکایت کس زبان سے کی جائے بقول شخصے
شعر شعلے بھڑک کے اُٹھے دل کے داغ سے ۔ آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے ۔ کہو
کیون حکیم صاحب جسوقت آپنے حوالی ہفت طاق مین آ کر اپنا طلسم بنایا ہی تو خداوندا کو ان
تاجدار سے کیا وعدہ کیا تھا اور اب کیا خوب حق ادا کی ہو کہ دشمن کے شریک ہوے
بیابان خزان بہاری بہار و خزان کی تاثیر کو مٹایا اُسکے بعد ہمارے مٹانے کا سامان کیا
کہ یہ لوح تیار کی اگر پیر زالہ کا ہاتھ کے احکام ہمارے پاس نہ موجود ہوتے تو ہمین اس
سامان بربادی کی خبر بھی نہ ہوتی اور اب اگر خبر ہوئی بھی تو کیا سوا اسکے کہ تھوڑی سی مشکل
آپ کو بھی درپیش ہو گئی کہ مین آپ کو اندر حصار پنہان کے لے آئی ہون اگر عمر بھر سر ٹکرایئے
تو یہان سے نکلنے کا راستہ نہ پایئے گا یہ سنکر حکیم طرطوس بیابانی نے کہا کہ اے ملکہ ذوالخیام جادو
بڑے افسوس کی بات ہو کہ ہمنے دشمنان خداوندی کی بربادی و تباہی مین کوئی دقیقہ اُٹھا
نہین رکھا مگر افسوس کہ خود ہمارے طلسم برباد ہو گیا اور کسی نے ہماری خبر بھی نہ لی حتی کہ
نقابداران قاف نے ہمین قفس آہنی مین بند کیا تکلہ زبان پہ مہر سکوت چڑھا رہا ابھی جا
سے تمہاری سرحد مین پہونچا سنتے ہی اپنی حفاظت کی سب فکرین کین اور ہمارا کوئی خیال
نہ کیا یہانتک کہ تاثیر خزان بہار نے تمام لشکر کو معطل اور دیوانہ بنا دیا میری بھی وہی حالت
ہوئی جو اور سب کی تھی اس سبب سے کہ مین بے بس تھا تکلہ میری زبان پر چڑھا ہوا
تھا دست و پا بستگی بیڑی مین تھے آخر کار مجبور ہو کر مین نے اُس حالت کو مٹایا اور
خدا پرستون سے آشتی پیدا کر کے اُنکے دست جفا سے جان بچائی بقول شخصے کہ مرتا
کیا نہ کرتا اگر اُن لوگون کے خلاف کرتا تو وہ مجھے مار ڈالتے پھر اُسکے بعد اگر وہ مارے
بھی جاتے تو ہمین کیا مثل مشہور ہی کہ آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ
شعر ہمین کیا جو تربت پہ میلے رہینگے ۔ کہ مرقد مین ہم تو اکیلے رہینگے ۔ پہونچکر
مین نے تمہارے سحر کو مٹایا تھا مجھے تمہاری جانب سے خوف بھی تھا اسی واسطے
مین نے دیو حفاظت کو متعین کیے تھے مگر تمھین ایسی ساحرہ زبردست تھین کہ تمھاری پتلیون
دیوون کو بے بس کیا اور مجھپر پہرہ قائم کیا اگر مین لوح نہ تیار کر چکا ہوتا تو یقین ہی کہ مین بھی
گرفتار بلا ہو جاتا اگرچہ تم مجھپر پورا قابو حاصل کر چکی ہو مگر اتنا یاد رہے کہ اگر مین مٹونگا تو تم کو

مٹا سکے تو سمجھونگا یون میرا مٹنا آسان نہین ہی ہین تمھارے مرنے کی بربادی کا سامان کرچکا ہون اگرچہ
دوسرے کے نام سے ہو مگر وہ ایسے ہی کے پاس نام ہی جو دراصل تمھارا قاتل ہی یہ تختی اُس
تک ضرور پہونچے گی اور وہ قتل بھی تمکو ضرور کریگا یہ سنکر ذوالنجام جادو نے ہاتھ باندھکر کہا
کہ حکیم صاحب یہ وہ زمانہ ہی کہ ساکنان ہفت طاق نفسی نفسی کا شور کر رہے ہین کسی کو اپنے ہی جھگڑون
سے مہلت کہان ہی کہ دوسرے کی خبر لے نگاہین آپ کی بجا بھی ہین اور بیجا بھی خیر وہ جو کچھ امور رہے
سب غفلت کی وجہ سے ہوئے اب مین آپ کے حال سے باخبر ہو گئی اور آپ میرے حال سے
باخبر ہین لہذا جو کچھ کرنا چاہیے وہ بلکہ ہم آپ کے شریک حال ہون اور آپ ہمارے شریک
حال ہون اس تختی کو یا تو مٹا دیجیے یا میرے سپرد کیجیے کہ مین ایسے مقام پر اسکو پوشیدہ کرون
کہ کوئی نہ پا سکے حکیم طرطوس بیابانی نے کہا کہ اگرچہ مین مہراب شاہ فانی سے مسلمان ہونیکا
اقرار کرچکا ہون مگر چونکہ وہ اقرار مصلحت تھا کہ بغیر اسکے جان ہی نہ بچتی لہذا اُس عہد کو توڑکر
تمھارا شریک ہوتا ہون اور ایک انار حیات اپنے واسطے مین نے تیار کیا ہی کہ آئندہ اگر
کوئی میرے درپیے آزار ہو تو تاوقتیکہ وہ انار اسکو دستیاب نہو اُس وقت تک مجھکو قتل نکرسکے
نہ تلوار نہ تیر اثر کرے گی نہ سحر سے مین مرسکتا ہون نہ زہر تاثیر کرسکتا ہی علامت میری یہ ہی کہ
جسوقت مین بیمار پڑون اور کوئی شخص دشمن سے اس انار کے دانے نچوڑکر مجھکو پلا دے
تو پھر مین بچ نہین سکتا عرق اس انار کا تخم قاتل کی تاثیر رکھتا ہی اور کوئی تریاق اسکو دفع نہین
کرسکتا اور مرض مجھکو ایسا ہی ہوگا کہ جسکی دوا سوا انار کے دوسری چیز نہین ہی اور مرگ موت کا
زمانہ تمہے پیشتر معلوم ہوتا ہی لہذا اس انار کو بھی اس لوح کے ساتھ اپنی حفاظت مین رکھو
یا ایسے کی حفاظت مین دو جسکی عمر تمسے زیادہ طولانی ہوکر جبتک وہ نہ مرے یہ چیزین دشمن کے
ہاتھ نہ آئین اور بغیر ان چیزون کے ہمارا تمھارا مرنا ممکن نہین ہی یہ کہکر لوح اور انار دونون
چیزین ذوالنجام جادو کے سپرد کین اور کہا کہ اب تم قلعہ پنہان مین جاکر آرام سے بیٹھو اور
مین اپنی حفاظت کا انتظام کرتا ہون اور مہر افروز جادو و ماہ افروز جادو کو بیابان خزان
بہار مین بھیجدو کہ یہ اپنے اپنے آفتاب و ماہتاب سحر کی تاثیر سے لشکر تاجداران قاف کو
مٹا دین ذوالنجام جادو نے کہا کہ اس صحرا کی تاثیر تو آپنے پہلے ہی مٹا دی کہ اب نہ خزان پیدا
ہوتی ہو نہ بہار جسکی تاثیر سے وہ لوگ غارت ہو سکین حکیم طرطوس بیابانی نے کہا کہ تم اطمینان
رکھو جسطرح ہمنے اُنکی حفاظت کا سامان کردیا تھا اسیطرح ہم اس اثر کو مٹا بھی سکتے ہین اور
یہ انتظام ہم آج ہی کرینگے اسکے بعد ہر دو ماہ کی تاثیر مثل سابق ہو جائیگی یہ سنکر ذوالنجام
جادو کو اطمینان حاصل ہوا اور اُسنے حکیم طرطوس کو سلام رخصت کیا اور کہا کہ اب مین
جاتی ہون آپ اسی حصار پنہان کے اندر اپنے رہنے کا کوئی مقام تیار کرلین تاوقتیکہ دشمن
اس حصار کو نہ توڑ دیگا آپ تک پہونچنا اُسکا دشوار ہی اور جبتک آپ تک نہ پہونچ لیگا اسوقت
تک میری رہائی دشوار ہی اور بغیر میرے مرے یہ حصار ٹوٹ نہین سکتا یہ کہکر مہر افروز جادو
اور ماہ افروز جادو کو اُسکے مکانون کی طرف اطمینان دلاکر روانہ کیا اور خود قلعہ پنہان کیطرف

اور یہاں حکیم طرطوس عہد شکن نے محسن کشتی پر کمر باندھی اور ایک ابر سحر تیار کیا کہ جس شخص پر ایک
بوند بھی اسکی پڑجاوے اُس کے جسم سے اُن پہلوؤں کی تاثیر زائل ہوجاوے جو حفاظت کے واسطے
خود لکھکر کھلائے تھے قریب شام کے دو گھڑی دن باقی ہوگا کہ اُس ابر کو جانب خزان بہار
روانہ کیا کہ اِس ابر کی کیفیت بروقت عرض کی جائیگی اور بعد اسکے حکیم طرطوس نے اُسی
حجرہ کو درست کیا بالاے حجرہ ایک گنبد بنایا اور اُس گنبد پر شعلۂ جانسوز قائم کیا اور دروازہ پر
انہیں چاروں دیووں کے پہرے پھر قائم کیے اور ایک ایک قرنا اُنکے اسیطرح ہاتھوں
میں دے دیے اور ایک حد بندی کردی کہ جسوقت کوئی اندر اُس کے آجاوے تو آواز
قرنا سے بیہوش ہو اور اگر مثل ذوالخیام جادو کے کوئی ساحر زبردست ہو اور دیووں کو
بیکے قابو کردے اور حجرہ تک پہونچ جاوے تو شعلہ جانسوز اُس پر گرے اور جلا کر خاک
کردے بعد اسکے خود اُس حجرہ کے اندر بیٹھکر دروازے بند کر لیے اسکو بھی اسی حالت میں
چھوڑا جاتا ہے اور قصۂ حال ذوالخیام جادو کا بیان ہوتا ہے کہ یہ جو انار و لوح لیکر قلعۂ
پنہاں میں آئی تو اسنے اپنی ایک رفیقۂ قدیم کو بلایا کہ نام اُسکا زلزال جادو تھا اور یہ میں
ذوالخیام جادو سے کم نہ تھی طریقۂ نجوم سے یہ بھی دریافت ہوچکا تھا کہ سوا اسکی بعد ذوالخیام
جادو کے ہے اور ذوالخیام جادو کو زلزال جادو پر بہت کچھ اعتبار اور بھروسا تھا ذوالخیام
جادو نے زلزال جادو کو گلے سے لگایا اور انار و لوح اُسکے سپرد کرکے کہا کہ اے زلزال
جادو اب ہماری قضا کی گھڑی تھا رے ہاتھ میں ہے اور تمہاری قضا ابھی نہیں ہے لہذا اسکو
بحفاظت تمام اپنے پاس رکھو اور حصار سحر قائم کرکے بیٹھو تاکہ کوئی تم تک پہنچ نہ سکے
اور سرحد پایان خزان بہار کے باہر جاکر سکونت اسطرح اختیار کرو کہ کسی کو پتہ
تمہارا نہ ملے یہ سنکر زلزال جادو نے کہا کہ جبتک میرے دم میں دم ہے کیا مجال ہے کسی کی
جو لوح و انار پر قبضہ کرسکے یہ کہکر ذوالخیام جادو کے قدموں سے لپٹی ذوالخیام
جادو نے اسکو گلے سے لگایا اور رخصت کیا زلزال جادو غرق زمین ہوکر روانہ
ہوئی کہ کسی کو پتہ نہ مل سکے اور کوئی نشان لوح نہ پا سکے غرضکہ جاتے جاتے یہ ایک
کوہ کے قریب پہونچی اور بالاے کوہ اسنے ابر سحر قائم کیا کہ وہ ابر مثل سائبان کے
قائم تھا اور بعد اسکے اسنے چار پتلیاں ماش کے آٹے کی تیار کیں اور گرد کوہ
چاروں کو ایک ایک فرسخ کے فاصلہ سے قائم کرکے ایک ایک طناب سحر اُنکے ہاتھوں میں
دے دی کہ جسوقت کوئی سرحد میں اُنکی داخل ہو تو وہ طناب کو حرکت دیں اور طناب
کی حرکت سے زلزلہ زمین کو پیدا ہو اور زمین شق ہو اگر لشکر کے لشکر ہوں تو سما جاویں
اور اگر کوئی اس زلزلہ سے بچکر تا بہ کوہ پہونچ جائے تو ابر سے برقیں گرکر جلا دیں یہ
انتظام کرکے مسکن اپنا اُس کوہ کو قرار دیا اور باطمینان تمام بیٹھی اب مہر افروز جادو و ماہ
افروز جادو تو اپنے سحر کی فکر میں ہیں اور حکیم طرطوس افقعہ کی پیدا

اور مہر و ماہ کو جلوہ دینے کی
پوشیدہ ہوا ہوا اور ابر لشکر مہر ماہ پر

کی طرف چلا آتا ہی اور ذوالخشام جادو قلعہ پنہاں میں مقیم ہی اور سہراب ثانی ہر کارون کے
انتظار میں ہیں کہ حکیم طرطوس کو کون لیگیا اور کیا خبر آتی ہی ان سب کو تو اسی حالت میں چھوڑا جاتا ہے اوّل

چند کلمہ داستان ملکہ افسونہ سحر ساز جادو معشوقہ سہراب تیغ شخ کے گزارش کیے جاتے ہیں

غزل برآغاز کلام

کوئی یہ پوچھے درد نہاں سے
ارے کیا مانگی تو آسمان سے
جگر میں اسکے کیا سینے ہو چٹکی
نہ مانگو اپنی موت اپنی زباں سے

تجھے دل ڈھونڈ لایا ہی کہاں سے
جگہ کرتی ہی یاد دوست دل میں
نکلتی اُف نہیں جسم ناتواں سے

نہ پوچھو نکالا پاس دشمن کو ابھی آہ
ذرا ہی دیر دیکھ جانا یہاں سے
جلال اُسکی دعا تو پہلے سُن لو

واقفان رموز محبت و رازداران درد الفت اس داستان کو
یون بیان کرتے ہیں کہ ملکہ افسونہ سحر ساز جادو معشوقہ شاہزادہ سہراب ثانی جو طلسم
گنجورہ سلیمانی میں مقیم ہی اور مصروف چلہ کشی ہی جسوقت چلہ اسکا تمام ہوا اور یہ ہو محاسنے
سے باہر آئی تو انیسوں جلیسوں نے حال سہراب ثانی کی تشریف آوری کا اور جانب
تیغ طاق روانہ ہوجانیکا بیان کیا بس یہ سنکر افسونہ سحر ساز کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا
اور فورًا اسنے اپنے لشکر کی تیاری کا حکم دیدیا اور خود بھی جلد ہی سے پوشاک بدل کر
اسباب سحر اپنے ہمراہ لیا اور دوسرے ہی روز کوچ کرکے جانب طلسم تیغ طاق روانہ ہوئی
ایک صحرا میں پہونچکر خیال آیا کہ خدا جانے وہ دوست نادان کس راستے سے تیغ طاق پہ
گیا ہوا اور میں کس راستے سے جاؤن بہتر یہ ہی کہ دریافت کر لینا چاہیے تاکہ اُسی طرف سے
میں بھی جاؤن جسطرف وہ یا عاقبت اندیش گیا ہی ایسا نہ ہو کہ کسی بلا میں مبتلا ہو جاسکے تو
جان بچانی دشوار ہو جائیگی کہ نہ خود سحر جانتا ہی نہ کوئی ساحر بردست ہمراہ ہی ہو ساحران
تیغ طاق کے ہاتھ سے بچائیگا چونکہ یہ حالات طلسم سے واقف تھی کہ کوئی راستہ نہیں ہی
جس پر ساحر برائے حفاظت نہ متعین ہون پس اسنے کچھ اسم سحر پڑھا اور دستک دی
ساتھ ہی ایک پتلی حاضر حاضر کہتی ہوئی پیدا ہوئی اور ہاتھ باندھکر عرض کی کہ کیا حکم ہوتا
ہے افسونہ سحر ساز جادو نے کہا کہ بتا لقا بدار یا قوت پوش کس راستے سے طلسم
تیغ طاق پر گئے ہیں پتلی قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا کہ واہ ہی آپ بھی کیسی اچھی بات پوچھتی ہیں
جسکا جواب میں نہیں دے سکتی ایک لقا بدار یا قوت پوش ہو تو اُسکا حال کہوں تین
یاقوت پوش بیابان خزان بہار کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں ایک یاقوت پوش بیابان
مشعل افشاں کی بلاؤں میں گرا ہوا ہی ایک یاقوت پوش سب کے مرحلہ پر سے
ایک دریا میں بہتا چلا جاتا ہی یہ اشارہ سکندر رستم خو کی طرف تھا ناظرین کو یاد ہوگا کہ
جسوقت جسر تیغی پر رفیع البخت اور سکندر راستے سے گزر چلا ہی اور جسر ٹوٹ کر
دونوں دریا میں گر سے ہیں تو بہتے ہوئے چلے جاتے تھے اور لباس سکندر کا بھی سرخ
تھا اور اتفاق سے اب یہ بھی ہمکہ تیغ طاق طلسم بیابان در چلے تھے اسی وجہ سے اس پتلی نے

سب یاقوت پوشون کا ذکر کیا کہ آپ کس یاقوت پوش کو پوچھتی ہین اُسوقت ملکہ افسونہ
سحر ساز نے کہا کہ ہم اپنے یاقوت پوش کو پوچھتے ہین کیا تو اُس سے واقف نہین سچ
اگر نہین جانتی تو پہچان لے یہ کہکر تصویر سہراب ثانی کی پتلی کو دکھائی پتلی نے کہا یہ تو
بیابان خزان بہار کی سیر کر رہے ہین اور ایک مرتبہ فتیلا سے بلا ہو چکے ہین اور پھر
اسیر پنجۂ تقدیر ہونے والے ہین یہ کہکر تمام حالات مفصل و مشرح افسونہ سحر ساز سے
بیان کر دیئے افسونہ سحر ساز نے کہا کہ تین نقابدار اُنکے ساتھ تھے اُنمین کے بزرگون ہین
اور تھے وہ کہان ہین پتلی نے کہا کہ مجھے تو دو ہی نظر آتے ہین ایک بزرگ اُن سے چھوٹ
گئے ہین اور وہ نقابدار سبز پوش بنے ہوے صحراؤن کی خاک چھانتے پڑے پھرتے ہین
بعد اسکے افسونہ سحر ساز نے اور کچھ ضروری حالات دریافت کیے اور بجلدی تمام
جانب بیابان خزان بہار روانہ ہوئی قضائے کار و اتفاقات روزگار گذر اسکا ایک
صحرا مین ہوا کہ جہان زلزال جادو حصار سحر باندھے ہوے حفاظت اناروتی مین مصروف
تھی زیر سائیبان سحر بیٹھی ہوئی تھی اور ایک تختۂ آہنی سامنے رکھا ہوا تھا جسمین چار طنابین
بندھی ہوئی تھین جسوقت طناب کو حرکت ہوتی تھی اور تختہ جنبش مین آتا تھا تو زمین کو زلزلہ پیدا
ہو جاتا تھا کہ نظر زلزال جادو کی جانب آسمان گئی دیکھا اسنے کہ ایک ابر شفق گون نہایت
تیزی کے ساتھ چلا آتا ہی کہ اُس ابر مین سے ہزارہا برقین چمک چمک کر ہر چہار طرف گرتی ہین
اور گرج اس ستم کی ہو رہی ہی کہ گوش گردون گردان کر ہوے جاتے ہین زلزال جادو متحیر تھی
کہ یہ کس ساحر زبردست کی آمد ہی اور اسطرف سے یہ کہان جائیگا کہ یکایک وہ ابر قریب پہونچا
اور زلزال جادو کا سحر چھیلنے لگا کہ اس ابر کو روکون اور دریافت کرون کہ کون آتا ہی اور
کسطرف جانیکا ارادہ رکھتا ہی چونکہ زلزال جادو راستہ روککر بیٹھی تھی کہ کوئی مددگار یہ
نقابدارون کا اُن تک نہ جاسکے اس سبب سے پرون سنا سکے بڑھکر راہ روکی لیکن جسوقت
ابر شفق گون قریب پہونچا اور اسطرف سے یہ ابر بڑھا دونون ابر لڑگئے ٹکر چلی وہ گرد گرداب
پیدا ہوئی کہ کئی جادوگرنیان بسبب ہیبت کے دونون طرف کی ہلاک ہوئین اب دونون
بادلون سے برقین چمک کر گرین اور آوازین گیر و دار کی بلند ہوئین اُودھر تو ملکہ افسونہ
سحر ساز زورون مین بھری ہوئی اور جوش محبت سہراب مین چلی آتی ہی اور اسکو راستہ
نہین سوجھتا ہی کہ کسطرح پہونچون اور یہ بھی اطمینان ہی کہ اگر کوئی ساحر روکنے کا قصد کریگا
تو کیا کر سکتا ہی میرا ابر سحر اسکے سحر کو مٹاتا ہوا اور پامال کرتا ہوا نکلا چلا جائیگا اُودھر زلزال
جادو بھی ساحرہ زبردست ہی اور راستہ پر طلسم باندھے بیٹھی ہی کیا تاب ہی کسی کی کہ اسطرف سے
گذر سکے مگر یہ اسکو بھی نہین معلوم ہی کہ خداوند طلسم کی بھانجی آتی ہی یہ بھی ابرون کے
لڑنیکا تماشا دیکھکر ہنس رہی تھی لیکن برقین جو چمک چمک کر ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے
اِدھر گرین تو زلزال جادو کے ابر سحر مین آگ لگ گئی اور مثل بلبلہ کے جلکر خاک ہوا
سائبان سحر مٹ گیا ابر شفقی سے آواز قہقہہ کی پیدا ہوئی اور تیزی کے ساتھ یہ ابر نطاق کے طرف

چلا اب زلزال جادو نے جو دیکھا کہ سحر بیکار گیا پس جوش غیظ و غضب میں یہ کچھ اسم سحر پڑھکر
بلند ہوئی اور کڑکڑا کر آب جو گرتی ہی تو ابر کو شق کرتی ہوئی زمین پر آئی اور نعرہ کیا کہ منتقم ملکۂ
زلزال جادو ہوں جیسے ہی ابر شفق گون شق ہوا اور تخت ملکۂ افسونہ سحر ساز جادو کا نمودار
ہوا اور نعرۂ زلزال جادو کی آواز اسکے گوش زد ہوئی افسونہ سحر ساز کو نہایت غصہ
آیا آواز دی کہ او خبیث بیتری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ تو ہمپر حملہ کرے میں نہ چاہتی تھی کہ حال اپنا
تجھپر ظاہر کروں کہ کون ہوں اور کسطرف جاتی ہوں مگر تو نے نہ مانا اور پردہ میرا فاش کیا
اب چھوڑتی ہوں تجکو یہ کہکر اسنے کچھ اسم سحر پڑھنے کا قصد کیا تھا کہ زلزال جادو بکمال ادب
کھڑی ہوگئی اور عرض کرنے لگی کہ اے ملکۂ آفاق آپ خداوند طلسم کی بھانجی ہیں اور وہ بھانجی
ہیں جسکو خداوند نے مثل بیٹیوں کے پالا اور علم سحر تعلیم کیا یہانتک کہ اپنی دختر نیک اختر
ملکۂ بدر روشن گہر کو سحر نہ بتایا اور آپ کو علم سحر پورے طور پر تعلیم دیا قصور میرا عفو فرمائیے
میں نہ پہچانتی تھی کہ اس ابر میں آپ ہی سوار پوشیدہ ہیں کسکی مجال ہے کہ حضور کو روک سکے
جہاں چاہیے تشریف لیجائیے مگر براہ خیر خواہی میں عرض کرتی ہوں کہ زمانہ پرآشوب
ہو رہا ہے نقابداران قاف نے بیابان خزان بہار پر چڑھائی کی ہے ذوالخیام جادو نے
بخوف نقابداران سکونت قلعۂ پنہان کی اختیار کی اور بیابان خزان بہار کا رہنا ترک
کیا مجکو اس مقام کی حفاظت کا حکم دیا کہ کوئی مددگار نقابداران قاف کا ان تک نہ پہنچ
سکے یہ سنکر ملکۂ افسونہ سحر ساز کا غصہ کم ہوا اور فرمایا کہ تو تو ذوالخیام جادو کے ساتھ
رہا کرتی تھی کیا اور ساحر حفاظت سرحد کے واسطے تعین نہ تھے یا ماہ افروز و مہر افروز
اس قابل نہ تھیں کہ بیابان کی حفاظت کرسکتیں جو تجھ ایسی رفیق قدیم کو اپنے ساتھ سے علیحدہ
کردیا یہ سنکر زلزال جادو نے تمام کیفیت ورود نقابداران کی مع قتل اژدر آب سینہ
جادو و بربادی لشکر سحر ماہ افروز کے اور چارہ جوئی حکیم طرطوس اور مجبور ہوکر جانا
ماہ افروز و مہر افروز کا خدمت ذوالخیام جادو میں اور ذوالخیام جادو کا آکر حکیم
طرطوس بیابانی کو مع جمرہ لیجانا قلعۂ پنہان کی طرف اور باہم آشتی پیدا ہونا اور لوح و انار
کا یہیں چھوڑ کر خود اسطرف آنا مفصل اسطرح بیان کیا کہ جسقدر راز ملکۂ افسونہ سحر ساز کو معلوم
نہ تھے سب معلوم ہوگئے ازبسکہ حال ملکۂ افسونہ سحر ساز کا طشت از بام ہو چکا تھا
مگر پھر بھی بہت سے ساحران طلسم مثل زلزال جادو کے ناواقف تھے یہی وجہ تھی جو
زلزال جادو نے دوست سمجھکر پوست کندہ حال سامنے افسونہ سحر ساز کے بیان کردیا
مگر افسونہ سحر ساز جو ان تمام امور سے باخبر ہوئی دل میں کہا کہ غضب ہی ہوا تھا اگر ذرا بھی
دیر ہوتی تو یقین تھا کہ بہت جلد خاتمہ ہو جاتا کہ حکیم عہد شکن بھی ذوالخیام جادو کا شریک ہو گیا
پس افسونہ سحر ساز نے زلزال جادو کی طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ اے بہن ان حالات سے
تو واقف بھی نہ تھی اے زلزال جادو تجھے کیا معلوم کہ تو ایک ملازم کی ملازمہ ہے اور میں
تجکو آگاہ کرتی ہوں کہ میں انھیں نقابداروں کی شریک ہوں بہتر یہ ہے کہ لوح اور انار میرے

سپر و کمر ورنہ میرے ہاتھ سے بہت دولت اٹھائیگی اور مین زبردستی لوح اور انار تجھسے چھین لیجاؤنگی
کہ بغیر اسکے اس بیابان خزان بہار کا فتح ہونا غیر ممکن ہی زلزال جادو یہ سنکر اور بھی پریشان
ہوئی کہ لو یہ تو اور ہی کچھ کہتی ہین ؎ دوست ہم جسکو سمجھتے تھے وہ دشمن نکلا جو راہبر جانتے تھے جسکو
وہ رہزن نکلا جو اگر یہ معلوم ہوتا تو مین کیون روکہتی یا ان حالات کو کیون بیان کرتی کہ یہ لوح
کی مجھسے خواستگار ہوتی ہین ہاے اب بیابان خزان بہار پر خزان آگئی کہ گھر ہی کے چراغ سے
آگ لگ گئی ؎ شعلے بھڑک بھڑک کے اٹھے دل کے داغ سے جو آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ
کہا اے ملکہ آفاق ہماری مجال نہین کہ حضور کے امور مین دخل دے سکین جو پھر آپنے کیا
وہ بہت اچھا کیا مگر اتنی التماس قبول ہو کہ ذوالخیام جادو نے اپنی جان میری مٹھی مین دیدی
دی ہی مجھے کب مناسب ہی اپنے مالک کو قتل کرادون اگر ایسا کرونگی تو عالم مین بدنامی ہوگی
یا نیک نامی دنیا تو جو کچھ کہیگی وہ کہیگی آپ خود مجھے کیا سمجھینگی لہذا بہتر یہ ہی کہ لوح اور انار
دونون چیزین میرے صندوقچہ مین موجود ہین آپ لیجائین مگر پہلے مجھے قتل کر ڈالیے کہ میرا
دامن اس داغ بدنامی سے بچا رہے اور اگر یہ عرض میری قبول نہ فرمائیے گا تو جسوقت
قابو پاؤنگی خودکشی کرلونگی نہ انکے برخلاف کرسکتی ہون کہ مالک ہین نہ آپکے خلاف حکم
کرسکتی ہون کہ آپ مالک کی مالک ہین یہ کہکر رونے لگی افسونہ سحر ساز جادو کو حال پر
اسکے رحم آیا مگر ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ لوح اور انار کا لینا ضرور ہی ورنہ اس رحم کا انجام
خراب ہوگا ایسا نہ ہو کہ وہان یار جانی پامال ہو اور خزان بہار ہو جاے یہ تصور کرکے فرمایا
کہ اے زلزال جادو مرحبا صد مرحبا اگرچہ اسوقت تو سراسر میرے خلاف حکم کر رہی ہی مگر تجھے
تیری دشمنی دوستی کے مقابل معلوم ہوتی ہی کہ تو اپنے مالک کی خیرخواہ ہے مین لوح تجھسے
نہ لیتی مگر مجبور ہون کہ وہان بقاے داران قاف کا خاتمہ ہو جائیگا بہتر یہ ہی کہ تو حوصلہ اپنا
نکال لے اور لڑلے مین تجھے قتل نہ کرونگی اور صلہ مین اس نمک حلالی کے چھوڑ دونگی یہ
سنکر زلزال جادو نے عرض کی کہ قطع ہون وہ ہاتھ جو آپ پر اٹھین اور لال ہو وہ زبان
جو آپ پر سحر کرے کیا مجال ہی میری کہ مین آپ پر اب سحر کرون ہان جتنا طلسم مین نے
حفاظت کا باندھا تھا اُسمین سے بالائی انتظام تو آپنے ابر سحر کو جلا کر مٹا دیا اب
صرف زمین کا انتظام باقی ہی اسے مٹا دیجیے آپ لوح لیجائیے مین اپنے سحر کو خود نہ
مٹاؤنگی افسونہ سحر ساز نے کہا اچھا ہم خود اسے مٹا دینگے یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھے
اور بالاے کوہ تخت اُتار کر چالیس ہزار نازنین اسکے ساتھ گلابی پوش ہین جو کڑے اڑتے
بندھے ہوے جانوران سحر پر مثل طاؤس و باز و بط و سرخاب وغیرہ کے سوار جھولیان زربفت
کی لگی ہوئی تمام کوہ لالہ زار معلوم ہونے لگا لیکن جسکا قدم زمین پر پہونچنا تیلیون نے
طناب کو حرکت دی طبقہ زمین کا شق ہوا اور لشکر ملکہ افسونہ سحر ساز جادو کا غرق زمین
ہونے لگا مگر افسونہ سحر ساز جادو نے جھپٹ کر طنابین قطع کردین کہ وہ زلزلہ موقوف
ہوگیا بعد اسکے کچھ اسم سحر پڑھکر زلزال جادو کی طرف دم کیا کہ اسکی زلفین بازوون سے لپٹ کر

رسن بلائین اور شکنین زلزال جادو کی کس گئین بعد اسکے افسونہ سحر ساز سے بغلے مین زلزال جادو
سے آئی اور صندوقچہ اسکا کھول کر انارو لوح کو اپنے قبضہ مین کیا اور زلزال جادو سے کہا کہ بس
اب تو اسی حال مین بتلاے بلا بیٹھی رہ بعد اسکے جن بلاؤن کو مقراض سحر سے کاٹ دیا تھا انکو پھر
جوڑ دیا اور پتلیون کو براے حفاظت زلزال جادو متعین کرکے اپنے ابر سحر مین پوشیدہ ہو کر
جانب بیابان خزان بہار روانہ ہوئی اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور کچھ حال لشکر سہراب
ثانی کا گذارش کیا جاتا ہی کہ جسوقت سے حکیم ططلوس بیابانی کو تہ طبقۂ زمین ذو الحناھم
جادو اٹھا لیگئی ہی اسوقت سے سہراب نے ہرکارون کو روانہ کیا ہی اور منتظر اسکا ہی کہ پتا ملے تو جاؤن
اور حکیم کو چھڑاؤن یہ خبر نہین کہ حکیم نے دشمنی پر کمر باندھی اور یہ مسلمان نہین ہوا بلکہ قابو پرستی
اختیار کی ہی الغرض ہرکارے تلاش مین روانہ ہوے تھے انھون نے ہر چند صحراؤن کی
خاک چھانی مگر پتا حکیم ططلوس بیابانی کا نہ پایا آخر مجبور ہوکے پلٹ آئے اور عرض کیا اتنی خبر
ملی ہی کہ ذو الحناھم جادو قلعۂ پنہان مین رہتی ہی یقین ہی کہ حکیم ططلوس کو بھی وہین لیگئی ہوگی
فرمایا کہ راستہ قلعۂ پنہان کا دریافت کرو تو وہین جاکر حکیم ططلوس کو چھڑاؤن ہرکارون نے عرض کی
کہ صحراے جنوب مین ایک مقام پر غبار حائل ہی کہ کوئی اُس غبار کے اُس پار جا نہین سکتا ہی سُنا جاتا
ہی کہ وہین سے سرحد قلعۂ پنہان کی شروع ہوئی ہی بس یہ سنکر شاہزادہ نے مرکب طلب کیا
اور پشت مرکب پر بیٹھکر چلنے کا قصد کیا تھا کہ یکایک جانب جنوب سے ایک ٹکڑا ابر نمودار ہوا
آہستے آہستے تمام بیابان خزان بہار پر چھا گیا اور بارش ہونے لگی رستم ثانی نے سہراب کو
منع کیا کہ ابھی جانیکا موقع نہین ہی یہ بھی بسبب بارش کے ترک کیے رہے تھے شام تک بیابر بارش
ہوتی رہی شام کو ابر سمٹنے لگا اور مشرق کی طرف سے مطلع صاف ہوا اُدھر ماہ افروز جادو
اور مہر افروز جادو جو آکر اپنے اپنے مقام پر پہونچین تو انھون نے پھر اپنے جگاسے آفتاب
ماہتاب کو قوت بخشی اور منتظر وقت کی بیٹھین کہ ابر برس لے تو ماہتاب طلوع ہو شام ہوتے
ہی ماہ افروز ماہتاب سحر مین پوشیدہ ہوکر بلند ہوئی اور افق چرخ سے وہی ماہتاب
نمودار ہوا اور شعاعین اسکی صحرا مین پھیلین ادھر برسے تاثیر مضلون کی مثادی تھی بس
وہی حالت پیدا ہوئی جو پہلے روز پیدا ہوئی تھی کہ تمام صحرا مین آگ لگ گئی اور شعلے بھڑکے
طائرون نے فریاد کی صدا بلند کی رنگ عالم دگرگون ہوا کہ ایک مرتبہ حضرت سیارۂ ثانی نے
عرض کی ای شہریار معلوم ہوتا ہی کہ حکیم نے دغا کی اور عہد توڑا ورنہ ممکن نہ تھا کہ آفتاب و
ماہتاب کی تاثیر عود کرتی اُدھر جسوقت تمام صحرا آتش بار ہوکر خاک ہوا تو آندھی چلی خاک
اُڑ اُڑ کر بلند ہوئی اور تمام لشکر سہراب ثانی گرد مین اَٹ گیا بعد تھوڑی دیر کے جسوقت
گرد برطرف ہوئی اور لوگون نے اپنے حال پر ملال پر نظر کی تو وہی حالت پائی جو پہلے روز ہوئی
تھی کہ وحشت و بیچینی و حرکت سے بہت بے شعورون نے پھل درختون کے توڑ کر کھا لیے
جس سے قوت شعور کی آئی مگر دماغون مین خلل واقع ہوا اور مجنون ہوکر آپس مین لڑنے لگے
کشت و خون ہونے لگا لشکر مین ہر طرف شور واویلا بلند ہوا سیکڑون آدمی آپس مین لڑ لڑ کر

ہلاک ہوگئے اُدھر صحرا میں پہر بھر تک تو ایک سناٹا رہا خاک برساکی ہو کا مقام نظر آتا تھا کہ جہاں
صدہا درخت سرسبز و شاداب لگے ہوئے تھے اب اُسی مقام پر ایک برگ گیاہ بھی نظر نہیں آتا
بعد پہر بھر کے دیکھا تو زمین سے کلی پھوٹی اور تھوڑے ہی عرصہ میں درخت بنکر تیار ہوگئے
پھول کھلے پھل آئے پھر وہی بہار نظر آنے لگی طائر چہچہانے لگے مگر اس بہار کو دیکھ کر اہل
اسلام کو اپنی خزان کا یقین ہوا کہ اب صبح کو دوسری بہار دیکھنا نصیب نہ ہوگی ہمراہ خزان
سب خزان ہو جائینگے ایک مرتبہ تو حکیم طرطوس کی وجہ سے بچ گئے اب سوا ذات پروردگار کے
کسی کا سہارا نہیں ہے اگر زندگی باقی ہوتی تو کیوں اس بلا کا سامنا ہوتا کہ اُسنے دونوں کی زندگی
اور تھی جسکی وجہ سے حکیم طرطوس بکہ مسلمان ہوا اور اپنی جان بچانے کے واسطے اُسنے ہم سب
کی حفاظت بھی کی غرضکہ تمام لشکر میں اسیطرح کے چرچے تھے اور ہر شخص زندگی سے نا امید ہو رہا
تھا کہیں کوئی کسی سے وصیت کر رہا تھا کہ بھائی شاید تم کسی صورت سے بچ جاؤ تو ہمارے
اہل وطن سے ہمارے مرنے کی اطلاع کر دینا وہ یہ جواب دیتا تھا کہ سب ایک حال میں مبتلا ہیں
اگر تم نہ ہوگے تو ہم کہاں ہونگے عجب طرح کا تلاطم برپا ہے کوئی مصروف دعا ہے کہ اے کس بیکسان
و اے دادرس غریبان یہ وقت دادرسی کا ہے ہماری فریاد کو پہونچ اور اس بلا سے نجات دے
ہر چند کہ مرنا برحق ہے مگر اسطرح مرنے میں مٹی بھی خراب ہوگی گور و کفن بھی نصیب نہ ہوگا بعض لوگون
نے زندگی سے موت کے سامان کر لیے ہیں غسل کر کے کفن پہنے ہوئے تلاوت قرآن میں بیٹھے ہیں
شاہزادہ سہراب بن رستم اور رستم ثانی اور شہریار نامدار نے یہ مشورہ کیا ہے کہ اب
مرتے تو ہیں کچھ تو ہاتھ پاؤں ہلا کر مرینا بس ان تینوں قدر اندازوں نے ماہتاب پر تیر مارنا
شروع کیے لیکن جو تیر قریب پہونچا وہ جلکر خاک ہو گیا اور آواز قہقہہ کی آئی اب مجبور ہو کر
انھوں نے بھی تیر اندازی موقوف کی کہ جب تیر ہمارے کارگر نہیں ہوتے تو بیکار ہاتھ تھکانا
اور تیر ضایع کرنا ہے اب رات تھوڑی سی باقی ہے اور ماہتاب غروب ہوا چاہتا ہے سپیدۂ سحری
چہرہ سے نمودار ہو گیا ہے طلوع آفتاب میں تھوڑی دیر باقی ہے کہ یکایک جانب شمال سے ایک
ابر شفق گون نمودار ہوا اور دیکھا کہ نہایت تیزی کے ساتھ وہ ابر چلا آتا ہے بجلی چمک رہی
ہیں کوندا لپک رہا ہے رعد کے گرجنے کی صدا بلند ہے سب دیکھنے لگے کہ اب کون آتا ہے اودھر
وہ ابر آکر شق ہوا اور تخت ملکہ افسونہ سحر ساز جادو کا نمودار ہوا سرخ جوڑہ بدن میں آرا
جوڑہ پہندا ہوا حُسن رُخ کی جوت پڑتی ہوئی تخت کے چاروں کونوں پر چار پتلیاں بیٹھی
ہوئی سر پر ایک چھوٹا سا شامیانہ سرخ سایہ افگن پشت پر چالیس ہزار نازنین مانند [illegible]
و طاؤسیا و سرخاب سب پر سوار ان سب کی بھی گلابی پوشاکیں جھولیاں زربفت کی لگی ہوئی
اس شان و شوکت کے ساتھ ملکہ افسونہ سحر ساز جادو آکر پہونچی اسکے آنے سے
گویا اہل لشکر میں جان آگئی سیارۂ ثانی نے جھپٹ کر قریب ملکہ افسونہ سحر ساز جادو کے
آکر سلام کیا اور کہا اے ملکہ خدا حافظ خدا کا شکر ہے کہ آپ اسی وقت میں تشریف لائیں کہ عنقریب
تھا ہم لوگوں کی سوارت ہو جاتی اور دفن و کفن بھی نصیب ہوتا ورنہ کون پوچھتا ہے خیر و سامان کی

چھپا سکتے ہوں گے کہیں خاک بیابانوں کی اڑا تی ہو ملکہ اب جتنی دیر طلوع آفتاب میں باقی ہے اسیقدر
عرصہ ہم لوگوں کے ستارۂ عمر کے غروب ہونے میں باقی ہے ہم لوگوں کو ستارۂ سحری یا شمع سحر ہی
سمجھئے بلکہ ہماری اور شمع کی ایک حالت ہے اور ایک قسمت ہے بقول شاعر ۔ سحر کے ہوتے ہی
رخصت ہے وہ مسافر ہیں ہم ۔ تمام شمع بھی ہوتی ہے ہم بھی آخر ہیں گو ایک عمر ان دیکھے چکے ہیں وہ بہار
خزاں میں گلشن حیات خزاں ہو جائیگا بہار عمر ہم سب کی پامال ہو جائیگی اگر کوئی تدبیر ہو سکتی
کی ہو تو میرے آقاے نامدار اور انکے والد و عمو کو کسی ایسے پردہ میں چھپا دیجیے کہ پرتو آفتاب کا
ان پر نہ پڑنے پائے یہ سنکر افسونہ سحر ساز گھبرا گئی کہ اسقدر جلد کیونکر انتظام ہو سکتا ہے
کہ لوح پاس ہے مگر جبتک کہ لوح دیں دیں اتنے عرصہ میں آفتاب طلوع ہو جائیگا یہ ستارے غروب
ہو جائینگے افسونہ سحر ساز جادو نے اپنے ابر پوشش گون کی طرف اشارہ کیا اور کچھ اسم سحر پڑھا
کہ ایک ابر ہوا سے تند بلی اور ابر پھیل کر محیط ہو گیا اور مثل سرپوش کے اسنے تمام لشکر کو ڈھانک
لیا جسوقت تمام لشکر کا انتظام ہو چکا تو افسونہ سحر ساز جادو خدمت میں شاہزادہ سہراب
ثانی کی چلی لوگ استقبال کو گئے ملکہ کو لیگئے اسوقت سہراب ثانی رستم ثانی شہریار نامدار
ایک بارگاہ میں جلوہ افروز تھے ملکہ افسونہ سحر ساز نے پہونچکر نہایت ادب سے رستم ثانی
اور شہریار کو سلام کیا انھوں نے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو مرحمت فرمائی مزاج پوچھا
افسونہ سحر ساز جادو نے عرض کی کہ دعاے دولت و جاہ میں مصروف رہتی ہوں میں نے
راستہ میں یہاں کے حالات سنے اور اپنے کو بہت جلد پہونچایا ورنہ یہ وہ وقت تھا کہ جو
لوگ زندہ بیٹھے ہیں یہ ملک عدم کی سیر میں مصروف ہوتے رستم ثانی نے ارشاد کیا کہ ہم
یہاں کے حالات سے ناواقف تھے آکر مبتلاے بلا ہوے اسی وقت میں تمام حالات اول سے
آخر تک بیان فرماے اور ارشاد کیا شکر ہے خدا کا کہ وقت آخر تمکو دیکھ لیا مگر سہراب کی
موت اور گرفتار رہنے رنڈاپے کا اپنے مرنے سے زیادہ صدمہ ہے یہ فرماکر آنسو آنکھوں میں بھر
لاے ملکہ افسونہ سحر ساز نے گردن نیچی کر لی اور کچھ بسبب حجاب کے جواب نہ دیا بعد کچھ
دیر کے عرض کی کہ اب جان میری بھی حضور کے قدم سے وابستہ ہے جبتک زبان قابو میں
ہے اسوقت تک کیا مجال ہے کسی کی کہ آپ کو آزار پہونچا سکے اور وقت بربادی بیابان
خزاں بہار کا آگیا یہ کہکر لوح پیش کی اور عرض کی کہ یہ لوح وہی ہے جو حکیم طرطوس بانی
نے تیار کی تھی رستم ثانی نے فرمایا کہ یہ تمہیں کیونکر ملگئی اسنے سب کیفیت زلزال جادو
کی بیان کی اور بعد اسکے انار بھی پیش کیا اور اسکے حالات سے مطلع کیا کہ یہ بہانہ قضا
حکیم طرطوس کا ہے رستم ثانی نے آفرین کی اور فرمایا کہ یہ لوح کسکے نام سے حکیم طرطوس
نے بنائی ہے افسونہ سحر ساز جادو نے کہا کہ یہ مجھے معلوم نہیں سہراب بن رستم نے کہا
کہ وہ مجھسے وعدہ کرکے گیا تھا کہ میں لوح آپکے نام کی تیار کرتا ہوں بعد اسکے وہ [illegible]
اسکو لیگئی اور ساز کر لیا افسونہ سحر ساز نے عرض کی کہ جسکے نام کی لوح ہو وہی [illegible]
کو جاے اور اب عرصہ کرنا مناسب نہیں ہے لشکر کی حفاظت کو میں موجود ہوں آپ یہاں سے

خیمۂ سیاہ کی جانب تشریف لیجاتے ہیں اور ماہ افروز جادو و مہر افروز جادو تک پہونچکر دونون سے
مقابلہ کیجیے یہ سنکر شاہزادہ سہراب ثانی اُٹھ کھڑے ہوئے مرکب طلب کیا لوح گلے مین ڈالی
اور جانب خیمۂ سیاہ مغرب روانہ ہوئے یہان اہل لشکر مصروف دعا ہوئے کہ الٰہی حافظ حقیقی و رب
حقیقی تو ہمارے آقا کو نصرت دینا اُدھر آفتاب جو بلند ہوا ہی تو شعاعین اُسکی دامن ابر شفق
کو دون پر پڑ رہی ہین با اثر زمین بیابان تک نہین پہونچنے پاتا سبب حفاظت سے زیر سایۂ ابر پہنچے
ہین اُدھر سہراب ثانی جو روانہ ہوئے تو انھون نے خیمۂ سیاہ کی سیدھ باندھی گھوڑا
اُٹھا دیا لیکن وہ خیمہ بہت قریب معلوم ہوتا تھا لیکن یہ کارخانۂ طلسمی ہی اگر عمر بھر انسان رہرو
کرے جب بھی قریب خیمہ کے نہ پہونچ سکیگا جب دیر گذری اور سہراب ثانی نے خیال
کیا کہ جتنا فاصلہ پہلے معلوم ہوتا تھا اُسیقدر اب بھی باقی ہی تو انھون نے باگ روکی اور
لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اگر عمر بھر راہروی کروگے تو اس خیمہ تک نہ پہونچ سکوگے
تمکو چاہیے کہ بائین جانب روانہ ہو ایک سنگ گران زمین پر نصب پاؤگے اُسے
بزور [illegible] اُکھیڑ کر پھینک دینا وہان نقب کا نمودار ہوگا اُسمین کود پڑنا اُسکے بعد
جو کچھ پیش نظر ہو اُسپر عمل کرنا لوح سے غفلت نہ کرنا یہ دیکھکر سہراب نے راستہ بدلا اور
جانب بائین روانہ ہوئے تھوڑی دور گئے ہونگے کہ دیکھا ایک سنگ گران زمین پر
نصب ہی سہراب نے بزور کرکے اُس پتھر کو اُکھاڑا اور وہ نقب مین کود پڑے جسوقت پاؤن
زمین سے آشنا ہوئے تو دیکھا کہ ایک صحرا ہی اور میان صحرا ایک گنبد بنا ہوا ہی دروازہ
گنبد پر ایک ساحرہ بیٹھی ہی نظر جو اُسکی سہراب پر پڑی بیتاب ہوکر اُٹھ کھڑی ہوئی اور
پکار رہی کہ ارے تو یہان تک کیونکر پہونچا خیر اگر آیا ہی تو کیا کریگا سہراب نے جواب دیا
کہ ہوشیار رہو مین آفتاب و ماہتاب کے مٹانے کو آیا ہون یہ سنکر وہ ہنسی اور کہنے لگی
کہ پہلے ستارون کو تو مٹادے بعد اُسکے آفتاب و ماہتاب کا نام لینا یہ کہکر اُسنے پڑیا افشان کی نکالی اور
کچھ اسم سحر پڑھکر افشان کو ہوا مین منتشر کیا بس ہزارہا ستارے چمک چمک کر سہراب پر
چلے انھون نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہی شرر ریز جادو ہے جو مکان ماہ افروز جادو کی محافظ
ہے تم کو چاہیے کہ یہ شرارے جو مانند ستارون کے چمکتے ہوئے تمھاری طرف چلے آتے
ہین انکو آنے دو اور تم لوح کو چمکاتے ہوئے اور فلان اسم پڑھتے ہوئے شرر ریز
جادو کی طرف بڑھو اور جسوقت سامنے پہونچو لوح سینے پر اُسکے کھینچ مارو اور تماشا
قدرت پروردگار کا دیکھو سہراب نے ایسا ہی کیا کہ اسم پڑھتے ہوئے شرر ریز جادو
کی طرف چلے اُدھر اُسنے اپنے سحر کو زور دیا شرارے چمک چمک کر سہراب پر گرنے لگے
مگر جو شرارہ قریب آیا وہ برکت لوح سے سرد ہو گیا اور سہراب قریب شرر ریز جادو کے
پہونچے بس انھون نے لوح اُسکے سینے پر کھینچ ماری لوح سینے پر پڑتے ہی
شرر ریز کے جسم مین آگ لگ گئی اور مانند چنار خشک کے جلنے لگی ہر چند اُسنے
سحر کیے کہ آگ کو بجھاؤن مگر یہ شعلۂ قضا کب فرو ہوتا ہے خرمن ہستی کو جلا کر خاک

کردیا اسکے مرتے ہی قیامت ہوئی شور گیرودار بلند ہوا آتش باری و برف باری دیر تک
رہی آخر کار آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من شمر ریزہ جادو و بود حیف مردیم
وجان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی برطرف
ہوئی تو دیکھا کہ گنبد نظروں سے پوشیدہ ہوگیا اور کیفیت صحرا کی بدل گئی اور دور پر ایک قصر
بلند نظر آیا سہراب بحکم لوح اُس قصر کی جانب روانہ ہوئے جس وقت قریب قصر پہونچے تو
دیکھا کہ بالائے قصر ایک ماہتاب ہے اصل میں وہ ایک تابہ معلق ہے اور پس پشت اس کے
ماہ افروز جادو پوشیدہ ہے لکھا ہے کہ فلاں اسم پڑھو سر پر ہاتھ مارتا ہوا ٹہر چلیگا جس وقت
قریب پہونچے اور سر پر آگئے فلاں اسم وردِ زبان کرکے ہاتھ تیغہ آبدار کا اسطرح مارنا
کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوں اگر تلوار کی کاٹ نے کمی کی اور چاند کے دو حصہ نہ ہوئے تو اسی چاند
سے ایک شعلہ نکلکر گریگا اور تمکو جلا کر خاک کر دیگا یہ دیکھکر سہراب مصروف اسم خوانی ہوئے
ادھر ماہ افروز جادو نے اسم سحر پڑھا اور پس پشت ماہتاب چھپی ہوئی سہراب کیطرف
چلی اس ارادہ سے کہ یہی تابہ آہنی سر پر ماروں کہ سر پاش پاش ہو جائے جیسے ہی قریب
سر پہونچی سہراب نے اُس اسم کو تمام کیا اور دوسرا اسم پڑھکر پوری قوت سے ہاتھ تیغہ
آبدار کا مارا کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوئے اور ساتھ ہی چاند کے ماہ افروز جادو کے بھی دو
ٹکڑے ہوئے بس اسکے مرتے ہی قیامت کبریٰ برپا ہوئی شور گیرودار بلند ہوا بیرون سے
صدا بلند کی کہ مارا جوان کشتی نام من ماہ افروز جادو بود حیف مردیم وجان دادیم و بمطلب
خود نہ رسیدیم جس وقت علامات سحر برطرف ہوئے سیاہی دور ہوئی اور روشنی نمودار ہوئی
تو یہ معلوم ہوا کہ آثار صبح کے نمودار ہیں ورنہ جس وقت سے اس مقام پر آئے تھے
رات معلوم ہوتی تھی اور جب لشکر سے چلے تھے تو صبح تھی الحاصل دیکھا کہ لاش ایک
ساحرہ کی دو ٹکڑے پڑی ہوئی ہے اور برابر ہی اسکے ایک تابہ آہنی کیسا صیقل کیا ہوا
مگر دو ٹکڑے پڑا ہے اور وہ روشنی جو کہ سحر ماہ افروز کی تھی وہ غائب ہوگئی اب یہ قصر کی طرف
بڑھے تھے کہ دیکھا چند عورتیں اندر سے قصر کے نکلیں اور سامنے آکر عرض کرنے لگیں کہ اے شہریار
ہم اطاعت اختیار کرتے ہیں ہمیں تاب سرتابی نہیں ہے سہراب نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا
کہ یہ سچ کہتی ہیں اور جو کچھ کہیں گی وہ سچ ہوگا فرمایا کہ تمکو اسوقت اطاعت و اسلام اختیار
کرنا ہوگی اور بعد فتح بیابان خزان بہار مسلمان ہونا ہوگا انھوں نے عرض کی کہ ہمیں
بدل وجان منظور ہے اب آپ اس قصر میں تشریف لیچلیے اور صبح تک قیام فرمایئے جس وقت
رات ختم ہوگی تو اسی قصر میں آفتاب نمودار ہوگا اے شہریار اصل اس مقام کی یہ ہے
کہ یہ قصر ایک چشمہ سے دوسرے چشمہ تک فاصلہ ہے اسی قدر زیر زمین تہ خانہ بنا ہوا ہے
اور یہ تہ خانہ مسکن ہے ماہ افروز جادو و مہر افروز جادو کا جبتک یہ دونوں تہ خانہ میں رہتی ہیں کہ ماہتاب برسر
بلند ہوتا ہے تو یہاں دن رہتا ہے کہ آفتاب سحر یہی مقیم رہتا ہے اور جب یہاں رات
ہوتی ہے تو وہاں دن ہوتا ہے اندرون قصر ایک نردبان ہے جسکا سلسلہ چشمہ سیاہ کے اندر ختم ہوا ہے

جب آفتاب و ماہتاب چشمہ میں جاکر غروب ہوتے تھے تو اسی نردبان سے اتر کر اس قصر میں
داخل ہوتے تھے اب مہر افروز جادو مع آفتاب سحر اسی نردبان سے اس قصر میں داخل ہوگی
اور اسیطرح ایک قصر گنبد اور ایک زیر چشمہ سفید جانب مشرق بھی بنا ہوا ہے اسکی محافظ کچھ ریشہ
جادو ہے جسوقت مہر افروز جادو کے قتل سے فراغت حاصل کیجیے گا تو اسطرف تشریف لے
جائیگا سہراب ثانی بہت خوش تھے اور اندر قصر کے داخل ہوے وہاں اہل لشکر پریشان تھے کہ
ہمارے آقا پر کیا گذری ملکہ افسونہ سحر ساز جادو سحر کی پتلیوں سے خبر دریافت
بیان کرتی تھی الغرض دن تمام ہوا اور رات نمودار ہوئی وہ ابر سحر جسکو ملکہ
ساز نے حفاظت لشکر کے واسطے محیط کیا تھا یک بیک سمٹ کر ایک سائبان بنگیا اور تمام
صحرا میں تیرگی پھیل گئی یہ شب شب ماہ نہ تھی کہ ماہتاب اصلی نمودار ہوتا اور ماہتاب سحر
مشرقی عدم میں غروب ہوچکا تھا مہتر سیارہ ثانی نے عرض کی کہ میرے آقا نے ماہ افروز جادو
کو مارا جو آج ماہتاب سحر نہیں نمودار ہوا لشکر میں ایک خوشی ہوئی اور ہر طرف اس خوشی
میں چراغان کیا گیا کہ تیرگی کفر کا ایک حصہ کم ہوا اور نور ایمان پھیلا وہاں شاہزادہ سہراب
ثانی قصر میں بیٹھے ہوے مہر افروز جادو کا انتظار کر رہے تھے کہ ایک مرتبہ انھیں عورتوں
نے عرض کی اے شہریار اب ہوشیار رہیے کہ مہر افروز جادو آتی ہوگی مگر اسکو یہاں نہ قتل
کیجیے گا ورنہ نکلنا دشوار ہوجائیگا کہ یہ مقام بالکل تیرہ و تار ہے جسوقت سحر اسکے رد ہوں گے
تو یہ بھاگے گی اور جانب مشرقی روانہ ہوگی کہ وہی راستہ باہر جانیکا ہے اور یہ راستہ داخل
ہونیکا ہے نہ اسطرف سے کوئی باہر جاسکتا ہے اور نہ اسطرف سے اندر آسکتا ہے جسوقت یہ
قصر تک پہونچ جاے تو پھر اختیار ہے یہ سنکر شاہزادہ سہراب ثانی دست بہ قبضہ ہوکر
اٹھ کھڑے ہوے اور دروازہ قصر سے علیحدہ ہوکر کھڑے ہو رہے کہ ایک مرتبہ تمام صحرا مشتعل
ہوگیا اور مہر افروز جادو قصر سے اتر کر داخل ہوئی بس نظر جو اسکی سہراب ثانی پر پڑی
پکار رہی کہ او اجل رسیدہ یہانتک کیونکر پہونچا فرمایا ملک الموت بنکر ایک کی قبض روح کرچکا اب تو
باقی ہے یہ سنکر مہر افروز جادو سمجھ گئی کہ شاید اسی نے میری بہن ماہ افروز جادو کو مارا ہے
اسکی نگاہوں میں زمانہ تیرہ و تار ہوگیا فوراً جھولی میں ہاتھ ڈالا اور ایک نارنج سحر اٹھا کر
پھر اسم سحر پڑھنے لگی سہراب نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ تم فلاں اسم پڑھتے رہو
اور جسوقت یہ حربہ کرے تو سینہ سپر رہو اور تماشا قدرت خدا کا دیکھو کہ کیا ہوتا ہے چنانچہ
جسوقت مہر افروز جادو نے اسم کو تمام کرکے نارنج سحر سہراب پر مارا اور انھوں نے
نارنج کو سینہ پر روکا فوراً نارنج ٹوٹا اور ہزارہا شرارے نکلکر گل ہوگئے شاہزادہ پر
کوئی اثر نہوا اور بھاگنے کہ سحر میرا خالی گیا بس اب اس سے مقابلہ فضول ہے یہ سمجھکر دروازہ قصر سے
نکلکر پھر اسم سحر پڑھا کہ آفتاب بالا سے قصر سے زمین کی طرف متوجہ ہوا اور مہر افروز جادو
پس پشت آفتاب پوشیدہ ہوکر چشمہ سفید کی جانب بھاگی کہ یہانسے نکل جاؤں اور ملکہ فتنہ انجام
جادو کو مطلع کروں کہ دشمن یوں پاگیا ادھر تو یہ بھاگی ساتھ ہی سہراب نے تعاقب کیا

اور پیچھے پیچھے سہراب ثانی اُسکے تمام عورتین چلین جاتے جاتے مہرافروز جادو قصر مین داخل
ہوئی اور پردہ بان پر چڑھکر تا بہ گنبد پہونچی جہانتک سینہ خیمہ سفید مین پہونچا ہوا تھا ساتھ ہی
سہراب بھی سیڑھیان طے کرکے اوپر آگئے اور لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ جسوقت یہ گنبد مین
پہونچے تو فلان اسم پڑھکر اسکی طرف پھونک دو یہ راستہ بند ہوجائیگی اور پلٹ کر تم پر آفتاب سحر
ہوئی اُسوقت تم دوسرا اسم پڑھنا جو کنارہ پر معلوم ہوتا ہے تین بار پڑھکر لوح کو آفتاب
بلند نظر آیا اور تماشا قدرت خدا کا دیکھنا چاہئے چنانچہ سہراب ثانی نے اسم اول کو پڑھا اسکے
دیکھا کہ بالاستہ نظرون سے مہرافروز جادو کی پنہان ہوگیا اور یہ گھبرائی کہ آپ کہان
جاؤن اور قاتل سر پر آگیا ہے بس راستے پلٹ کر آفتاب سحر سہراب پر کھینچ مارا سہراب نے
دوسرا اسم پڑھکر لوح آفتاب پر کھینچ ماری لوح پڑتے ہی آفتاب بہمہ تن شعلہ جوالہ بنکر
مہرافروز جادو پر گرا اور تن بدن مین مہرافروز کے آگ لگ گئی اور مانند چنار خشک کے
یہ جلنے لگی ہرچند سحر کیے کہ اس آگ کو بجھاوے ممکن نہ ہوا ادھر سہراب نے لوح کو اُٹھا کر
پھر ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اُسی کی روشنی مین دیکھو تمکو راستہ ملیگا جہانسے نکل جاؤ اور اگر
یہ جلکر خاک ہوگئی تو پھر راستہ نہ سوجھائی دیگا عمر بھر ٹھوکرین کھاؤ گے اور یہانسے باہر
نہ جا سکو گے یہ دیکھکر جو شاہزادہ نے خیال کیا اور ادھر اُدھر دیکھا تو ایک دریچہ
گنبد مین نظر آیا شاہزادہ اُس دریچہ مین در آیا ساتھ ہی وہ عورتین بھی چلی آئین جو
ہمراہ تھین ادھر تو یہ سب دریچہ مین داخل ہوئے اُدھر مہرافروز جادو جلکر خاک
ہوئی صدائین گیرودار کی بلند ہوئین اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مہرافروز جادو
بود حیف مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم یہان شاہزادہ نے دیکھا کہ مین ایک
باغ مین ہون درخت کیسے سرسبز و شاداب ہین میوے گوناگون لگے ہوئے ہین
پھول کھلے ہوئے ہین وسط باغ مین ایک نہر ہے کہ پانی اُسکا آب گہر کو شرماتا ہے
تہ کی چیز اوپر سے نظر آتی ہے کنارے نہر کے ایک مورنی بیٹھی ہے اور وہ موتی
اُگل رہی ہے جو موتی نہر مین گرتا ہے وہ پانی ہوجاتا ہے نظر جو اُس مادہ طاؤس کی
سہراب پر پڑی بیساختہ اپنے مقام سے افسوس افسوس کی آواز دیتی ہوئی اُڑی
شاہزادہ نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ یہ اگر بھاگ کر نکل گئی تو تم اسی مقام پر ٹھوکرین
کھایا کروگے اور یہ جاکر دوا تجاہم جادو کو آگاہ کردیگی وہ آکر لشکر کو تباہ کردیگی اور
طلسم طاؤس ہمایا فی بھی واقف ہوجائیگا اور بھاگ کر نکل جائیگا لہذا تمکو چاہیے کہ فلان
اسم پیکان پر دم کرکے اسطرح مارو کہ جب یہ منقار کھول کر افسوس کی صدا بلند کرے
تو پیکان دہن مین اسکے زبان کی طرح در آئے اُسوقت یہ پھڑک کر اور بہمہ تن شعلہ بنکر
نہر مین گر پڑیگی اور پانی نہر کا متلاطم ہوکر سیلاب بہنے گا اور تمہاری طرف چلیگا تم لوح کو
اسی پانی مین ڈال دینا یہ کشتی بنجائیگی تم کشتی پر بیٹھ جانا سیلاب جس مقام پر پہونچاکر
[illegible] غائب ہوجائیگا اور شہر ریزہ جادو غرق دریائے فنا ہوجائیگی

پھر جو کچھ نظر آئے لوح کو دیکھنا سہراب نے ایسا ہی کیا اور اسطرح تیر مارا کہ دہن مادہ طاؤس میں
در آیا پس یہ پھڑک کر نہر میں گری پانی ابلا اور سیلاب بنکر چلا کہ سہراب کو غرق کر دوں او
گہر ریز جادو نے آواز دی کہ ہم مرینگے تو تجھے کیا چھوڑ دینگے سہراب نے جلدی سے
لوح کو سیلاب میں ڈالدیا فوراً بصورت کشتی ہو گئی شاہزادہ جست کرکے کشتی پر بیٹھ
گیا اور پانی کشتی کو لیکر چلا جسوقت روح نجس گہر ریز جادو کی جسم سے نکلکر جانب دوزخ
روانہ ہوئی تو سحر اسکا مٹ گیا سیلاب رکا شاہزادہ جست کرکے علیحدہ ہوا اور تمام پانی
و صحرا ان ہوکر نظروں سے غائب ہو گیا ایک شور قیامت برپا ہوا گیر و دار کی صدائیں
بلند ہوئیں آتش باری برف باری ہونے لگی جسوقت لاش اسکی پھڑک کر سرد
ہو گئی تو ہیروں نے شور کیا کہ کشتی مرا نام من گہر ریز جادو بود حیف مردیم و جان
دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی پیدا
ہوئی تو دیکھا نہ وہ باغ ہے نہ نہر نہ درخت ایک میدان ہے کہ تیرہ و تار ہے لوح کو
دیکھا تو بشکل حروف نظر آئے یہ حکم نکلا کہ بائیں طرف بیس قدم کے فاصلہ پر ایک
زینہ ہے اس زینہ پر چڑھو گے تو منزل مقصود پر پہونچو گے شاہزادہ قریب
زینہ کے آیا اور ہمراہیوں کو آواز دی کہ چلے آؤ اسطرف سے جو پہلے پہنچی ہو
اسی جادہ پہ چلا آئے تا ملک سلیمان مری زنجیر پڑی ہے تو وہ عورتیں آواز پر
چلیں اور شاہزادہ سہراب نے زینہ کو طے کیا جسوقت زینہ سے باہر آئے
تو خیمۂ سفید میں سے پیدا ہوئے وہ تمام عورتیں بھی نکلیں جو قصر ماہ افروز جادو
سے مطیع ہو کر ساتھ ہوئی تھیں اب انھوں نے عرض کی ای شہریار پہلے اگر کوئی
شخص ان خیموں تک آنیکا قصد کرتا تو نہ پہونچ سکتا مگر اب وہ بات مٹ گئی تھا
اس راستہ کی شرر ریز و گہر ریز جادو تھیں انکو آپ نے قتل کیا اور مہر افروز
و ماہ افروز کے اختیار میں اسی صحرا کی بہار و خزاں تھی اور یہ دونوں خیمے
ملکہ ذوالنجاہ جادو کے پہرے میں ہیں بغیر ذوالنجاہ کے کہے ہوئے ہرگز
نہ ہٹینگے فرمایا مجھے اب ان خیموں سے کیا کام ہے رہینگے تو کیا اور ہٹینگے تو کیا یہ سنکر
ان عورتوں نے جواب دیا کہ انکا مٹانا بھی ضرور ہی ہے اسلیے کہ اگر کوئی
شخص پھر ان خیموں میں سے کسی میں آکر قیام کریگا یا انپر سایہ باہر بھی بیٹھے گا
تو وہ پتھر کا ہو جائیگا جلد یہاں سے نکلکر لشکر میں تشریف لیچلیے یہ سنکر سہراب نے
خیمہ سے قدم باہر نکالا اور یہ عورتیں بھی باہر خیمہ کے نکلکر ساتھ ہوئیں شاہزادہ
اپنے لشکر کی طرف چلا تھوڑا سا فاصلہ تھا گھڑی بھر نہ گذری تھی کہ راستہ طے ہو گیا
اور شاہزادہ قریب لشکر پہونچ گیا وہاں اہل لشکر مصروف دعا تھے کہ خدا آقا کو ہمارے
فتح یاب کرے افسونہ سحر ساز و سیدم کی خبر دریافت کر رہی تھی سہراب [illegible]
کہہ رہے تھے کہ آج شام کو ماہتاب نہیں نکلا افسونہ سحر ساز نے عرض کی کہ انشاءاللہ

صبح کو آفتاب بھی نہ نکلیگا یعنے آفتاب اصلی تو نکلیگا جو نور بخش عالم ہے مگر وہ آفتاب نہ نکلیگا
جسکا خوف تھا یہاں جسقدر اہل لشکر مجنون ہو رہے تھے اور جسقدر مضمحل تھے سب حالت اصلی
پر آ گئے یہ سب غلامیاں دیکھکر ملکہ افسونہ سحر ساز نے کہا کہ شاہزادہ فتحیاب ہوا ماہ افروز
جادو اور مہر افروز جادو کو مارا بہت جلد قدمبوسی حاصل ہو گی اتنے میں جو عیار
بالا دوی کو نکلے تھے اُنھون نے آکر عرض کی کہ خیمۂ سفید کی طرف ہمارے آقا تشریف
لاتے ہیں بس یہ سننا تھا کہ تمام سردار برائے استقبال روانہ ہوے اور شاہزادہ کو باعزاز
واکرام بارگاہ یاقوت نگار میں لائے جسوقت تک سہراب نے مہر افروز جادو کو قتل نہ کیا
تھا اُسوقت تک تو وہاں دن تھا لیکن جسوقت خیمۂ سفید سے باہر آئے تو دیکھا کہ رات ہی
چنانچہ یہ تمام انقلابات اور وہاں کے حالات شاہزادہ نے بیان کیے اور جو عورتیں اسکے ساتھ
آئی تھیں اُنکو ملکۂ افسونہ سحر ساز جادو کے سپرد کیا اس فتح کی بہت بڑی خوشی ہوئی گویا
ہر شخص کی عمر دوبارہ ہوئی ورنہ کسے امید تھی کہ اس خزان بہار کی بہار و خزان سے جان
بچیگی چونکہ وقت شب کا تھا اور شاہزادہ دن بھر کی زحمت اُٹھائے ہوئے تھا خاصہ تناول
فرما کر آرام کیا آج تمام اہل لشکر باطمینان تمام سوئے ہیں جب رات گذر گئی اور صبح ہوئی
سہراب بارگاہ میں تشریف فرما ہوئے سب سردار جمع ہوئے ملکۂ افسونہ سحر ساز
جادو بھی حاضر ہوئی وہ عورتیں جو تہ خانہ بیابان سے ساتھ ہوئی تھیں حاضر تھیں تمام
دربار مملو تھا سہراب ثانی نے فرمایا کہ اب میں قلعۂ پنہان کی طرف جاتا ہوں افسونہ
سحر ساز جادو نے عرض کی کہ قلعۂ پنہان پہ تنہا آپ کا جانا اچھا نہیں ہے میں بھی ساتھ
چلتی ہوں اور سیارہ کو بھی ہمراہ لیجیے اور یہ عورتیں جو اس مقام کی رازدار ہیں انکا
بھی ساتھ ہونا ضرور ہے یہ سنکر سہراب نے منظور کیا اور سواری طلب کی مرکب پری
نژاد حاضر ہوا شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا سیارہ نے گوشۂ زین سنبھالا اور ملکۂ
افسونہ سحر ساز نے ابر سحر درست کیا رازداران بیابان کو ہمراہ لیا اور جانب قلعۂ
پنہان روانہ ہوے جاتے جاتے قریب حصار پنہان کے پہونچے دیکھا کہ ایک غبار چھایا
ہوا ہے کہ اُسطرف غبار کے کچھ نظر نہیں آتا ہے شاہزادہ نے باگ روکی اور ملکۂ افسونہ
سحر ساز نے تخت اپنا بالائے زمین اُتارا اور صلاح ہوئی کہ کیا کرنا چاہیے ملکۂ افسونہ
سحر ساز جادو نے کہا کہ لوح کو ملاحظہ کیجیے دیکھا تو لکھا پایا کہ یہ حصار باندھا ہوا ملکۂ
ذوالخیام جادو کا ہے جسوقت یہ حصار ٹوٹے گا تو راستہ قلعۂ پنہان کا ملیگا تمکو چاہیے
کہ فلان اسم پڑھکر لوح کھینچ مارو غبار شق ہو کر راستہ نمودار ہو گا فوراً اندر حصار کے
در آنا کہ پھر یہ راستہ مسدود ہو جائیگا اور بغیر ذوالخیام جادو کے قتل ہوے اسکا
ٹوٹنا ممکن نہیں ہے اگر رہ گئے اندر نہ جا سکے تو لوح بھی ہاتھ سے جائیگی اور تم بھی راستہ
نہ پاؤ گے شاہزادہ نے اُن احکام کو ذہن میں رکھکر ملکۂ افسونہ سحر ساز جادو سے بیان
کیا ملکہ نے کہا کہ پھر اسم اللہ کیجیے وہ عورتیں جو ساتھ آئی تھیں اور رازدار تھیں اس مقام کی

انھون نے عرض کی کہ الشہریار ہم اپنی مالک ملکہ مہرافروز جادو کے ساتھ اِس مقام پر آئے
جبکہ ذوالحیام جادو و حکیم حطرطوس کو مع حجرہ اٹھا کر لائی تھین اور اندر حصار کے آنے
پائین کی تھین تو ہم نے بھی سنا تھا حکیم حطرطوس نے راستہ قلعہ کا روکا ہی اور اسکی خبر لوح نہ دیگی
اسواسطے کہ یہ انتظام لوح تیار ہونے کے بعد ہوا ہی اب بغیر حکیم کے قتل ہوئے راستہ قلعہ
کا ملنا دشوار ہی اور موت حکیم کی ذوالحیام جادو کے پہلے ہمین ہی ان وقتون کو سمجھ لیجیے پھر
اختیار ہی یہ سنکر شاہزادہ پریشان ہوا ملکہ افسونہ سحرساز بھی دریاے تفکر مین غرق ہوئی
لیکن سہراب نے بجوش جرأت مین خدا و ندکریم پر بھروسا کر کے لوح کو حصار غبار پر کھینچ مارا
ساتھ ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور غبار دو نون طرف ہٹ گیا بیچ مین ایک دروازہ سا
پیدا ہو گیا شاہزادہ نے مرکب کو اشارہ کیا گھوڑا اچھلکر حصار کے اُس پار گیا سیارہ
بھی گوشہ زین سے لپٹا ہوا ہمراہ سہراب داخل حصار ہوا غبار پھر برابر ہو گیا افسونہ
سحرساز ارمان کر کے رہ گئی کہ یہ کیسا جاہل ہی کہ بے سمجھے بوجھے دریا مین پھاند پڑتا ہی آگ مین
کود پڑتا ہی خدا ہی اسکی جان بچاتا ہی یہ تو اس تردد مین ہی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی وہان سہراب
ثانی نے لوح کو اٹھایا اور ملاحظہ کیا لوح نے یہ خبر دی کہ جس وقت سامنے دروازہ قلعہ
کے پہونچوگے یہ دیکھکر شاہزادہ کو یقین ہوا کہ لوح راستہ نہ بتائیگی اسواسطے کہ قبل اسکے
لوح تیار نہ تھی اور بعد تیاری لوح کے راستہ مسدود ہوا ہی توکلت علی اللہ جل جلالہ
ہوئے جاتے جاتے ایک میدان وسیع ملا دیکھا کہ وسط میدان مین ایک حجرہ ہی بالاے
حجرہ ایک گنبد ہی بالاے گنبد ایک شعلہ تھرتھرا رہا ہی اور حجرہ کے چہار جانب چار دیو قرنا
ہاتھ مین لیے ہوے بیٹھے ہین سیارہ نے کہا اے شہریار یہ مسکن حکیم حطرطوس بنایا بانی کا
ہی اسلیے کہ ان دیوون کو مین خوب پہچانتا ہون صرف یہ گنبد اور شعلہ نیا ہی سہراب
نے کہا کہ پہلے اس حکیم کی خبر لون اسی سے پتہ چلیگا یہ فرماکر گھوڑا دوڑا دیا اور حجرہ کی طرف
چلے دیوون نے جو سہراب کو اسطرف آتے ہوے دیکھا آواز دی کہ او آدم سیاہ سر
سفید دندان پلٹ جا ورنہ وہان کو نہین پہونچیگا اور لقمۂ اجل ہوگا بھلا سہراب کسکی سنتا
تھا دیوون نے پھر آواز دی جب سہراب نے نہ مانا اور اس سرحد مین قدم رکھا جسکے
دیو محافظ تھے بس دیوون نے شہنائون کو دم دیا سہراب بیہوش ہوکر مرکب سے گرے
دیو جھپٹ کر چلے کہ اٹھا کر بقبضہ کر جائین کہ سیارہ نے کمند مار کر کھینچنے کا قصد کیا بھلا
سہراب کا لنگر ان سے کیا کھینچ سکتا تھا اور دیو قریب پہونچ چکے تھے آخر اس نے
بیتابی مین تین چار گچھے آتش بازی کے پھینک مارے دیو چیخ مار کر بھاگے کہ یہ کیا
آفت آئی سیارہ جھپٹ کر قریب آیا اور پشتارہ دبا بغل سرحد کے باہر نکال لایا لیکن
پریشان تھا کہ کیا کرون اور کیونکر ہوشیار کرون کہ ایک مرتبہ تڑاقا ہوا اور حصار شق
ہوا ملکہ افسونہ سحر ساز جادو مع ہمراہیون کے اندر داخل ہوئی اور جلدی سے قریب
سہراب کے آئی اور سر زانو پر لیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر پھونکا تھا کہ زلف عنبر سنگھایا کہ

سہراب کو ہوش آیا نظر جو چہرۂ زیبا سے ملکہ افسونہ سحر ساز جادو پر پڑی فرمایا کیا اچھا خواب ہے
ملکہ نے مسکرا کے جواب دیا کہ یہ خواب نہیں ہے مجھے آپ کی محبت یہاں تک لائی ہے برائے خدا اپنی
اس جہالت کو چھوڑ دو اس طرح بے سمجھے بوجھے ہر جگہ قدم رکھنا اچھا نہیں ہوتا بقول سعدی کے
نہ ہر جائے مرکب توان تاختن کہ جاہا سپر باید انداختن یہ مقام سحر و ساحری کا ہے یہاں جرأت
کام نہیں آتی عقل و تدبیر سے کام لینا چاہیے اب آپ اسی جگہ ٹھہرے میں ان دونوں موذی
کالوں کا انتظام کرتی ہوں یہ کہکر چند دانے ماش کے ہاتھ میں لیے اور کچھ اسم سحر پڑھتی ہوئی
دیووں کی طرف چلی دیووں نے عادت کے موافق قرناؤں کو اٹھایا اور پھونکنے کا قصد کیا تھا کہ ملکہ
افسونہ سحر ساز نے ماش کے دانے کھینچ مارے اب جو دیو قرناؤں کو پھونکتے ہیں تو آواز
ندارد یہ معلوم ہوا کہ گھگھیاں ہاتھوں میں ہیں سحر افسونہ نے آواز قرناؤں کی بند کر دی بس
یہ دیکھتے ہی دیووں نے قرنائیں ہاتھوں سے پھینک دیں اور ملکہ کی طرف چلے کہ ہم تیرے
گلا لینے کو کافی ہیں اگر قرنائیں بیکار رہ گئیں تو کچھ پروا نہیں یہ دیکھتے ہی شاہزادہ سہراب
شاہی کو تاب نہ رہی اور تلوار پکڑ کر دیووں پر جا پڑے دیووں نے چاہا کہ آرہ پشت نہنگ
سے سہراب کو کاٹ کر حصہ یا قتل کر لیں جیسے ہی ایک دیو نے آرہ مارا شاہزادہ نے آرہ کو
تلوار سے قلم کر کے جو ایک ہاتھ اور مارا پاؤں دیو کے قلم ہو گئے دیو گرا یہ معلوم ہوا کہ ایک
مینار بلند منہدم ہو گیا سہراب نے جھپٹ کر دوسرے دیو سے سامنا کیا اسنے گرز مارا سہراب نے
ایسا ہاتھ مارا کہ ہاتھ دیو کا قلم ہوا اس نے چاہا کہ جھک کر شاخون پیرا اٹھاوں جیسے ہی جھکا شاہزادہ
نے ہاتھ نہایت تمام گردن پر تلوار ماری کہ سر اسکا مانند گنبد کے تن سے جدا ہو کر لنڈھکتا ہوا
چلا لاش پھڑکنے لگی جس وقت دو دیو مارے گئے اور دو باقی رہ گئے یہ دونوں آپس میں صلاح
کر کے ایک ہی مرتبہ آپڑے ایک نے اس طرف سے وار شمشاد کا دانہ کیا دوسرے نے دوسری طرف
شاہزادہ پینترا کاٹ کر بیچ سے نکل گیا اس دیو کا وار اُس پر اور اُس دیو کا وار اس پر پڑا دونوں
کے سر پاش پاش ہو گئے اور دم بھر میں پھڑک کر مر گئے ملکہ افسونہ سحر ساز نے بہت تعریف
کی سپارہ بلا گردان ہوا اب سہراب نے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ افسونہ سحر ساز جادو نے
منع کیا اور خود آگے آگے چلی جیسے ہی قریب حجرہ پہونچی شعلہ چمک کر افسونہ سحر ساز جادو پر
چلا ملکہ نے ایک جام سحر جھولی سے نکال کر سامنے کیا شعلہ اُس جام میں گر کر سرد ہو گیا افسونہ
سحر ساز جادو نے جام گنبد پر کھینچ مارا اتراتے کی صدا ہوئی اور گنبد شق ہو کر نیست و نابود
ہو گیا مگر حجرہ باقی رہ گیا اب جو نظر کرتی ہے تو دیکھا کہ سامنے راستہ معلوم ہوتا ہے اور دور پر
ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ ہے جسکے دو برج مانند آفتاب کے چمک رہے ہیں افسونہ سحر ساز
جادو نے سہراب سے کہا کہ وہ سامنے قلعہ ہے معلوم ہوا کہ حکیم طرطوس نے اس شعلہ کی روشنی
اُس قلعہ کی راہ کو پوشیدہ کیا تھا شعلہ ہٹتے ہی راستہ نظر آنے لگا اب چل کر پہلے تو وا تخیام جادو
کا خاتمہ کیجیے پھر دیکھا جائیگا قضا حکیم طرطوس آپ کے ہاتھ سے ہرگز نہیں ہے
میری پیپلاسے سحر سے سنتے ہیں کہ موت اس حکیم کی سپارہ کے ہاتھ سے ہی فرمایا بہتر اور قلعہ کی

جانب متوجہ ہوئے سیارہ گوشۂ زمین تھامے ہوئے ساتھ ساتھ چلا ملکہ افسونہ سحر ساز بھی پیچھے پیچھے
چلی جیسے ہی سامنے قلعہ کے پہونچے دیکھا کہ ایک دروازہ قلعہ کا آئینہ کا ہی مگر بند ہی نہ کوئی دربان ہی نہ کوئی
محافظ سیارہ نے کہا ای شہریار ذرا ٹھہر جائیے کہ حالت یہان کی دریافت ہو جائے شاہزادہ ٹھہر گیا
سیارہ نے دوڑ کر سر ایک دیو کا اُٹھا لیا اور لاکر سہراب کو دیا کہ اسے دروازہ پہ کھینچ ماریے شاہزادہ
نے سر دیو کا دروازۂ قلعہ پہ کھینچ مارا جیسے ہی سر لنڈھکتا ہوا سامنے دروازہ کے پہونچا اور عکس آئینہ
مین نظر آیا فوراً ایک برق چمک کر سر پہ پڑی اور سر دیو کا جلکر خاک ہوا سیارہ نے کہا اسی سبب سے
کوئی محافظ نظر نہین آتا محافظ اسکا پوشیدہ ہی اب لوح کو ملاحظہ فرمائیے اُنھون نے لوح دیکھی لوح نے کچھ خبر نہ دی
شاہزادہ متردد ہوا مہتر سیارہ نے عرض کی اے شہریار معلوم ہوتا ہی کہ یہ انتظام بھی قلعہ مین کیا
ہوا ہی جو لوح خبر نہین دیتی ہی خدانے بڑی خیر کی ورنہ اگر آپ سامنے دروازہ کے جاکر لوح کو ملاحظہ
فرماتے اور لوح خبر نہ دیتی تو شعلہ آئینے سے نکلکر دشمنون کو جلا دیتا ملکہ افسونہ سحر ساز نے
کہا کہ ای شہریار عیار آپکا نہایت ہوشیار ہی اگر لوح اس مقام پہ بیکار ہی تو آپ تماشا میرے سحر کا
دیکھیے مین ابھی اس دروازہ کو توڑے دیتی ہون یہ کہکر افسونہ سحر ساز جادو نے گولہ فولادی جیب
سے نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر آگے بڑھی اور گولہ دروازہ پہ کھینچ مارا گولہ پڑتے ہی جھنانے کی صدا
ہوئی اور آئینہ چکنا چور ہوکر گرا ساتھ ہی ایک ساحر سیہ فام قلعہ کے باہر آیا ایک چیخ ماری کہ
کہ تمام صحرا ہلگیا اور پکارا کہ یہ کون ایسا سرکش تھا جسنے میرے سحر کو رد کیا مین ملبور برق افگن
جادو یہ سنکر ملکہ افسونہ سحر ساز جادو نے کہا تو نہین جانتا کہ ہم ہین بس یہ سنتے ہی اس نے
ملکہ کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ گستاخی میری معاف ہو آپ خداوندزادی ہین میری مجال ہی کہ آپ کو
روک سکون یہ خطا نادانستگی مین ہوئی ملکہ نے فرمایا کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو رفاقت سے
ذوالخیام کی ہاتھ اُٹھا اور جہان چاہے چلا جا یہ سنکر اسنے سلام کیا اور جانب کوہ طاق روانہ
ہوگیا ملکہ نے شاہزادہ سے کہا کہ اب جاکر ذوالخیام جادو کو قتل کیجیے مین اسی مقام پر حاضر ہون
اب اس قلعہ مین سوا ذوالخیام جادو کے اور کوئی نہ ہوگا ایک رفیق یہ اُسکا تھا جو اپنی جان
بچا کر چلا گیا شاہزادہ داخل قلعہ ہوا وہان ذوالخیام جادو مصروف سحر خوانی تھی اور سحر تیار
کرتا تھی کہ لوح کو بیکار کردون اسی اثنا مین شاہزادہ سر پر جا پہونچا اور آواز دی کہ او ذوالخیام جادو
ہوشیار ہو کہ مین آ پہونچا آواز جو شاہزادہ کی اسکے گوش زد ہوئی پلٹ کر دیکھا سہراب کو
تیغ بکف سر پہ پایا بس اسنے اُف کی کہ شعلہ اسکے دہن سے نکل کر سہراب پہ چلا سہراب
نے عکس لوح کا ڈالا شعلہ گل ہوگیا اسنے دو ہتڑ مارا اور آواز دی کہ ای ماہی زمین گیر
لینا اسکو یہ کہنا تھا کہ زمین کو زلزلہ سا محسوس ہوا اور طبقہ شق ہوا اور ماہی منہ کھولے ہوا
وہین سے اس ماہی کے شعلہ نکل رہے تھے شاہزادہ نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ فلان اسم پڑھکر
ذوالخیام جادو پہ تلوار مارو اور دہن ماہی مین کود پڑو اگر ذوالخیام جادو قتل ہوگیا
تو قلعہ فتح ہوا اور اگر ہاتھ خالی گیا تو پیٹ ماہی تمھین شکم مین ... شاہزادہ نے
اسم پڑھکر تلوار ماری ذوالخیام جادو نے دستک ... شاہزادہ ... اسکے سر پہ ...

لیکن تلوار جو پڑتی ہے سپروں کو دو ٹکڑے کر پڑتی ہے کہ دونوں ٹانگوں کے بیچ سے نکل گئی شاہزادہ جست
کرکے خود وہاں ماہی بین کو دیکھا ہی انکو لیکہ غرق زمین ہوئی یہاں دونوں ٹکڑے لاش ذوالحجام
جادو کے پھڑکنے لگے اور خون شعلہ ہو الہ بلکہ ملا اگر ماہی انکو لیکر غرق زمین نہ ہو جاتی تو یہ شعلہ جلا کر
خاک کر دیتا جسوقت اس شعلے نے سہراب کو نہ پایا تو پلٹکر لاش ذوالحجام جادو پر گرا دونوں ٹکڑے
لاش کے دو شعلے ہوکر قلعہ کے گنبدوں کی طرف چلے باہر سیارہ تاتی ملکہ افسونہ سحر ساز
جادوگر سے دعا سے فتح مانگ رہے تھے کہ ایک مرتبہ دو تڑاقے ہوئے اور قلعہ کے دونوں گنبد
شق ہوکر دو شعلے نکلے شعلوں کے نکلتے ہی تمام قلعہ گنبدوں سمیت دھواں ہوکر فنا ہوگیا اب
یہ دونوں شعلہ سائیں سائیں کرتے ہوئے جانب بیابان حرز ان بہادر روانہ ہوئے یہ
دیکھکر ملکہ افسونہ سحر ساز کو یہ خیال ہوا کہ مبادا یہ جاکہ لشکر کو تباہ کریں بس یہ بھی فوراً
شعلوں کے تعاقب میں روانہ ہوئی اور مہتاب سیارہ کو اسی مقام پہ چھوڑا دیکھا سیارہ
نے کہ قلعہ نیست و نابود ہوگیا اور ایک مکان مختصر نظر آیا دروازہ اسکا وا تھا سیارہ دروازہ
مکان پر آیا وہ عورتیں جو ساتھ آئی تھیں اُنھوں نے بیان کیا کہ اصل مکان ملکہ ذوالحجام
جادو کے رہنے کا یہی تھا عجب نہیں ہے کہ شاہزادہ اسی مکان میں ہو ادھر سہراب کی
جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان میں پایا چند عورتوں کو دیکھا کہ کھڑی تھر تھر کانپ رہی ہیں
شاہزادہ نے فرمایا کہ تم کون ہو اور ہیں کہاں ہم ان عورتوں نے عرض کی کہ ہم کنیزیں ہیں
ملکہ ذوالحجام جادو کی اور آپ انھیں کے مکان میں ہیں ملکہ ہماری آپکے ہاتھ سے
قتل ہوئی اب ہم تابع فرمان ہیں اتنی مجال نہیں ہے کہ آپ سے مقابلہ کر سکیں شاہزادہ نے
فرمایا کہ ہم تو یہاں ماہی بین کو دیکھا تھا پتا تک نہیں مگر سہو ہے کہ افسردہ ماہی کیا ہوئی ان عورتوں
نے عرض کی کہ اگر ذوالحجام جادو قتل نہ ہو جاتی تو زندگی میں آپ وہاں ماہی سے باہر
نہ نکل سکتے تھے چونکہ ملکہ قتل ہوگئی ماہی سحر تھی آپ کو یہاں پہونچا کر فنا ہوگئی شاہزادہ
دروازہ مکان پر آیا کہ دیکھوں ملکہ افسونہ سحر ساز اور سیارہ وغیرہ کہتی ہیں دیکھا کہ
سیارہ دروازہ پہ کھڑا ہی اور ملکہ نہیں ہے شاہزادہ نے پوچھا کہ اے سیارہ ملکہ کہاں گئیں
اسنے عرض کی کہ جسوقت قلعہ فتح ہوا ہی تو دو شعلہ دونوں گنبدوں سے نکلکر آپ کے لشکر
کی طرف روانہ ہوئے اور قلعہ دھواں ہوکر فنا ہوگیا ملکہ کو یہ خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ
اہل لشکر کو آزار پہونچاوے اسی خیال سے انھیں شعلوں کے تعاقب میں روانہ ہوگئیں ہیں چونکہ
یہ کیفیت شاہزادہ نے سنا ہوا نہ فرمائی تھی سنکر نہایت تعجب ہوا اور سیارہ کو لیکر اندر مکان
کے آئے اُن عورتوں نے مال و اسباب لاکر حاضر کیا اور عرض کی کہ ایک حجرہ کے اندر جانے کی
کسی کو اجازت نہ تھی ملکہ ذوالحجام جادو اُس حجرہ میں جاکر پہروں کے لیے غائب جاتی
تھیں ہم نہیں کہہ سکتے کہ اندر حجرہ کے خزانہ ہے یا جادو ہے کیا چیز ہے سنکر شاہزادہ خود اُس
حجرہ کی جانب متوجہ ہوا سیارہ نے عرض کی کہ آگے مجکو جانے دیجیے یہ کہکر آگے بڑھا دروازہ
حجرہ کا وا کیا دیکھا کہ یہ نقب کا ہے سیارہ اُس نقب میں کود پڑا جسوقت پاؤں زمین پر

پہونچے تو دیکھا کہ ایک پتلا سا راستہ ایک جانب چلا گیا ہے سیارہ اسطرف روانہ ہوا تعاقب
مین اُسکے سہراب ثانی بھی لپک مین کود پڑے اور یہ بھی پیچھے پیچھے اُسی راستہ حجرۂ حکیم طرطوس
بیابانی کو گیا تھا جسوقت سیارہ حجرہ مین داخل ہوا تو دیکھا اسنے کہ حکیم طرطوس سو رہا ہے
اور ایک انار اسکے سرہانے رکھا ہوا ہے چونکہ سیارہ کو زبانی ملکہ افسونہ سحر ساز کے معلوم
ہو چکا تھا کہ اجل حکیم طرطوس کی انار سے ہے بس اسنے وہ انار جو حکیم کے سرہانے رکھا تھا اٹھا
لیا اور دوسرا انار جو ملکہ افسونہ سحر ساز نے زلزال جادو سے لاکر ہمراہ لوح دیا تھا وہ
سیارہ کے پاس تھا سیارہ نے اُس انار کو سرہانے حکیم کے رکھدیا اتنے مین شاہزادہ سہراب
ثانی بھی آپہونچے سیارہ نے کہا کہ اب آپ تماشا دیکھیے کہ کیا ہوتا ہے یہ کہکر رنگ و روغن عیاری کا
لگا کر صورت اپنی ذو الخیام جادو کی بنائی اور شاہزادہ سے کہا کہ جو کچھ مین کہون آپ اُس مین
دخل نہ دیجیے گا فرمایا مجھے کیا کام بس سیارہ ذو الخیام بنا ہوا قریب حکیم طرطوس بیابانی کے
آیا منھ پر سے کپڑا ہٹا کر جگایا آنکھ جو حکیم طرطوس بیابانی کی کھلی کہا ملکہ خیر و عافیت تو ہے
سیارہ نے کہا کہ مجھے اور سہراب ثانی سے صلح ہو گئی اس شرط پر کہ مین راستہ دون اور
وہ مع لشکر نکل جائین انکو ہمارے دین و مذہب سے سروکار نہین ہے حکیم طرطوس بیابانی نے کہا
کہ یہ بہت اچھا ہوا اگر لوح اور انار اُنکے ہاتھ آجاتا تو کچھ نہ بن پڑتی بقول شخصے کہ خود کردہ را
علاج نیست ہر چند کہ پہلے تمہارا مرحلہ تھا اور تمہارے بعد ہماری باری تھی اور ہم نے
ایسا انتظام کر لیا ہے کہ لوح کو بیکار کر دیا ہے چار دن دیو ہمارے اور شعلہ جانسوز کسی کو گھر تک
آنے نہ دینگے مگر پھر بھی اگر آشتی کام نکل آئے تو دشمنی سے کیا فائدہ ہے اور دشمنی بھی اُس سے
جسکا ستارۂ اقبال چمک رہا ہے اور ہمارے ستارہ پر غالب ہے اب جبکہ پہلے آپ انار بدلا دو [illegible]
مفصل حال صلح کا بیان نہ کرنا کہ اسوقت انتہا کا ضعف ہے بات کرنا محال ہے ملکہ نقلی نے [illegible]
انار ہاتھ مین لیا اور جام سامنے رکھا تھا اُٹھا کر جام مین نچوڑا اور جام لبون سے حکیم
طرطوس کے ملا دیا حکیم نے آب انار پی لیا اور کہا کہ اے ملکہ یہی روز بہ روز زیادہ سخت تھا
شکر ہے پوسنے دو سو خداوندون کا کہ اسوقت تک تم زندہ و سلامت ہو اور جو وقت نحس
تمہیں تھا وہ گزر بھی گیا اب اگر سہراب اسطرف آنیکا قصد کرے تو کیا کر سکتا ہے راستہ کہ بغیر
شام کے مراحل طے کرکے مجھ تک پہونچنا محال ہے اور پھر میرا کوئی کچھ نہین کرسکتا آج شام کو
انار بھی بیکار ہو جائیگا پھر میری قضا انار سے بھی نہین ہے یہ سنکر سیارہ نے قلاکر کے اپنی
اصلی ہیئت ظاہر کی اور کہا کہ او مرتد تو مسلمان ہو کر کافر ہوا خدا سے بت کی پرستش سے روگردانی
کی محسن کا اپنے دشمن ہوا یہ تھا بت پرستی تجھے اسوقت کی خبر نہ تھی منم مہتر سیارہ [illegible]
یہ وہی انار تھا جو تو نے اپنے واسطے بنا رکھا تھا مین نے تجھے ذو الخیام جادو بنکر پلا دیا اور یہ
ذو الخیام جادو کو شاہزادہ نے مار ڈالا دیکھ وہ سامنے شاہزادہ موجود ہے یہ کہکر سمجھایا [illegible]
کی طرف سے گھونگٹ کیے ہوے کھڑا تھا جیسے ہی ہٹا اور نظر حکیم طرطوس بیابانی کی شاہزادہ سہراب
ثانی پر پڑی خوف سے کانپنے لگا اور دم فنا ہو گیا ادھر آب انار نے سم قاتل کی تاثیر

پیدا کی تمام بدن نیلا اور کیا اور حکیم طرطوس کا دم نکل گیا مرتے ہی حکیم طرطوس کے تاریکی چھا گئی تھوڑی دیر میں سب
نظروں سے غائب ہو گیا اب جو وہ سیاہی برطرف ہوئی تو دیکھا لاش حکیم طرطوس کی ریگ پر پڑی ہے اور بجائے تنبو
چار سر کنڈے گڑے ہیں اور نیلا پیلا زرد زنگاری سوت لپٹا ہوا ہے سیارہ نے سر حکیم طرطوس کا کاٹ لیا اور تمام
زر و جواہر تھیلے میں کیا ملا زبان ذوالسحابیام جادو کو ہمراہ لیا اور اپنے لشکر کی راہ لی انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور

اول حال لشکر کا بیان کیا جاتا ہے

کہ جس وقت سے شاہزادہ سہراب ثانی مع ملکہ افسونہ سحر ساز جادو و سیارہ ثانی جانب قلعہ بہمان روانہ ہوئے ہیں
رستم ثانی و شہریار سردار مصروف دعا ہیں نگاہیں جنوب صحرا کی طرف لگی ہوئی ہیں ساعتیں گن گن کر دن کاٹا ہے تھوڑا دن
باقی ہو گا کہ دیکھا صحرا کی طرف سے روشنی سی نمودار ہوئی سب دیکھنے لگے ہر ایک کو یہ خیال ہوا کہ شاہزادہ سہراب
کی آمد ہے کہ یکایک دو شعلہ شہاب یا دو اختر دنبالہ دار اسطرف آتے ہوئے نظر آئے اور پیچھے پیچھے اُن
شعلوں کے تخت ملکہ افسونہ سحر ساز جادو کا یہ تخت بھی تخت سلیمان کی طرح اُڑتا ہوا
چلا آتا تھا جس وقت سے ملکہ افسونہ سحر ساز جادو تعاقب میں ان شعلوں کے چلی تھی کئی مقام پر
اپنے سحر کے روکنا چاہا مگر شعلے نہ رکے بلکہ حیران تھی کہ اس مردود کے سحر میں اسقدر قوت
کہاں سے آ گئی کہ میرے سحر سے نہیں رکتا جس وقت سے ان شعلوں کے حصار غبار میں نکل
گیا تھی تو حصار فنا ہو گیا تھا اور ملکہ افسونہ سحر ساز نے چھینٹا آب دمیدہ سحر کا مارا تھا کہ
شعلے فرو ہو جائیں لیکن پانی نے کار روغن کیا کہ شعلے اور بھڑکے اور جانب بیابان خزان بہار
چلے آگے بڑھکر ملکہ نے صندوقچہ اپنا کھولا اور ایک ہنس موم کا نکال کر کچھ اسم سحر پڑھکر پھونکا
اور کہا کہ جا اور ان دونوں شعلوں کو نگل لے یہ سنتے ہی ہنس نے پروں کو حرکت دی اور
قریب شعلوں کے آکر دونوں شعلوں کو نگل لیا نگلتے ہی ہنس نے چیخ مارا دیکھا ملکہ افسونہ
سحر ساز نے کہ شعلے فرو نہیں ہوئے جو ہنس چیخ رہا ہے قریب ہے کہ ہنس بھی جلکر خاک ہو
بس جلدی سے ملکہ نے نوک زبان میں نشتر دیا اور خون چلو میں لیکر ہنس پر مارا اور
کہا کیا سبب ہے جو تو اپنی غذا کو ہضم نہیں کر سکتا جو کچھ اسرار ہو بیان کر ہنس چھینٹا پڑتے ہی
قائم ہوا اور پکارا کہ اے ملکہ یہ شعلے بیابان خزان بہار میں دونوں خیموں کو جلا کر نکل ہوں کے
بغیر جلائے نہیں رہ سکیں گے اور نہ بجھائے بجھیں گے یہ کہتے ہی ہنس بھی جلکر خاک
ہو گیا اور دونوں شعلے پھر چلے جس وقت قریب لشکر پہونچے تو ایک خیمہ سفید کی طرف چلا
اور دوسرا خیمہ سیاہ کی جانب متوجہ ہوا ملکہ افسونہ سحر ساز جادو مطمئن ہو کر لشکر میں
آئی اور حال فتح بیان کیا دیکھا اہل لشکر نے کہ دو شعلے دونوں خیموں پر گرے اور
خیموں کو جلا کر خاک کر دیا خیموں کے جلتے ہی ایک تلاطم برپا ہوا زمین متزلزل ہوئی آندھی
چلی خاک اُڑی آتشباری و برف باری ہونے لگی دیر تک شور گیر و دار برپا رہا جس وقت ہر خاک اڑنا
تھمے تو پکارے کہ مارا جوان کشتی نامی سن ذوالسحابیام جادو تیغہ مردیم و جاندار دیکھو و بمطلب خود
نہ رسیدیم یہ صدا آتے ہی تیرگی برطرف ہو گئی اور روشنی ہوئی لوگوں کو حیرت تھی

کہ ذوالحیام جادو قتل وہان ہوئی اور علامات مرگ یہان ظاہر ہوئے اسکا کیا سبب
ملکہ افسونہ سحر ساز نے بیان کیا کہ یہ ساحرہ نہایت ہوشیار اور منتخب روزگار تھی چونکہ مسکن
اسکا یہی دونون تھے اسوجہ سے یہین آکر ہی لوگون کو تنہا سے سوختہ کی جانب روانہ کیا کہ دیکھو
تو وہان کیا چیز ہی جسوقت لوگ قریب پہونچے تو دیکھا کہ ایک ٹکڑا لاش کا جلا ہوا پڑا ہی لوگ دونون
ٹکڑون کو پاس ملکہ افسونہ سحر ساز کے جا کر اُٹھا لائے ملکہ نے لاش ذوالحیام جادو کی پہچانی
تمام اہل لشکر نے لاش اسکی دیکھی بگڑے تن و توش کی یہ عورت تھی شہریار نامدار نے اپنے بخشنے
کی قوت بازو کی نہایت تعریف کی کہ کیا اچھا ہاتھ مارا ہی جو اتنی بڑی مجسم عورت کے صاف
دو ٹکڑے ہوئے گرد اسکی لاش کے اہل لشکر کا ہجوم تھا نقارہ خوشی کے بج رہے تھے چند سردار بہر
استقبال شاہزادہ روانہ ہو گئے تھے قریب شام شاہزادہ بھی مع مال و اسباب و سرِ حکیم جادو طلسم
بیابانی لشکر مین پہونچا رستم ثانی نے فرزند کو گلے لگایا شہریار نامدار نے سہراب پر سے زر نثار
کیا اور سیارہ کو خلعت مرحمت کیا اور بخشش خوشی کرنے کے بعد انتظام یہانکا ملکہ افسونہ سحر ساز
جادو کے سپرد کیا اور خود شاہزادۂ سہراب مع رستم ثانی و شہریار نامدار جانب تنہ طاق
روانہ ہوئے یہان ملکہ افسونہ سحر ساز جادو کو زلزال جادو کا خیال آیا کہ جسوقت یہ لوح اُتار
لیکر آئی تھی تو زلزال جادو کو اسیر سحر کر کے کوہ پر چھوڑ آئی تھی بس ملکہ خود گئی تھی کوہ پر روانہ ہوئی
اور قید زلزال جادو کی دور کر کے فرمایا کہ اگر تجھے مطیع اسلام ہونا منظور ہو تو سلطنت بیابان خزان بہار
کی تیرے ہی واسطے ہی ورنہ جہان تیرا جی چاہے چلی جا ذوالحیام جادو قتل ہو گئی یہ سنکر اسنے کچھ دیر
سکوت کیا بعد اسکے عرض کی کہ مجھے اسلام اختیار کرنے مین کوئی عذر نہین ہی مگر سلطنت سے معاف
فرمائیے ملکہ افسونہ سحر ساز نے سبب پوچھا اسنے عرض کی سب لوگ یہی کہینگے کہ زلزال جادو نے
بہ طمع سلطنت اپنے مالک اور محسن کو قتل کرایا اور دین اسلام اختیار کیا مجھے اپنی کنیزی مین رکھیے
ملکہ افسونہ سحر ساز نے مرحبا کی صدا دی اور فرمایا کہ ہم تجھے بادشاہ اس مقام کا کرتے ہین کیا
مجال ہی کسی کی جو یہ کہے یہ فرماکر زلزال جادو کو ساتھ لیے ہوئے بیابان خزان بہار مین آئی
اور اسکو حاکم اس مقام کا کر کے دل آرائے شوخ چشم معشوقۂ سیارہ کو وزیر مقرر کر کے آپ جانب
تنہ طاق روانہ ہوئی کہ کہین پھر نہ سہراب کسی بلا مین پھنس جائے اگرچہ اب راستہ صاف ہی
اور تا بہ تنہ طاق کوئی جھگڑا باقی نہین ہی تاہم یہ مقام ہی قابل اطمینان نہین ہی اسلیے اسکو تو راہ
مین چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے

چند کلمہ داستان جلالت عنوان نقابداران ابلق سوار و نقابداران سبز پوش یعنی شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ و وارث ثانی کے گزارش کیے جاتے ہین
غزل برآغاز کلام

کھاسکے اک زخم اگر پکار سے تنگے	پھر پلٹ کر وہ تیر یار سے نکلیگا	اس سے لیا کام بہت وہ کہ جسے
جو سنیگا اُسسے پکار سینگے	شہرت سے بڑھیگی زخمِ جگر اور	لوگ دونوں طرف اُبھار سینگے

خوب کشتی پہ ہیں عشق میں تنہا
لوگ کیا کیا انھیں سنوار رہینگے
مشکل آسان اپنی ہو کہ نہ ہو
اسکو تاکینگے اسکو تار رہینگے
تارے گنتے ہیں کٹ گئی شب تو
اسی ظالم کو پھر پکار رہینگے
پست ہمت ہوا دل مایوس
یون نہ ہم زندگی گذار رہینگے
چھپ کے بیٹھے تو ہو گئے رسوا
غم وہ دے کے بار بار اتار رہینگے

جان ہار رہینگے جی نہ ہار رہینگے
کیون کیا ہے عہد فراموشی
وہ سویرے سے گر سدھار ینگے
میرا منھ وا کبھی نہ جائیگا
دن کہو کسطرح گذار ینگے
آج بیٹھے ہیں مشق تیغ زنی
وہ بولے کیا اسے اتار ینگے
شب وہ عضب ہے زینت زلف
نام لیکے ہم پکار ینگے

رہیں زندہ بگاڑنے والے
انھیں کس منہ سے اب پکار ینگے
تڑپتے جاتے ہیں ان کے تیر نظر
لوگ اس جن کو کیا اتار ینگے
ہم بسمل بنا سے جاتا ہے جو
کل وہ زانو پہ بال بکھیر ار ینگے
ہو گئے سب جہان دنیا خوب
یہ بگاڑینگے وہ سنوار ینگے
آرزو جانتے ہیں جب تک ہے

راویان معتبر و حاکیان سخنور اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جسوقت شاہزادہ شوق پژوہ اپنے عادل کیوان شکوہ بادشاہ لشکر اسلام سے رخصت ہو کر چلے ہین تو شاہزادہ داراب ثانی بھی لقا پدار سبز پوش بنے ہوے اُنکے ہمراہ تھے یہ بھی جانب تنہ طاق روانہ ہوے تھے کہ چلکر شریک جنگ ہون اور بعد فتح تنہ طاق فیصلہ صاحبقرانی کا کہین بانہا سے صاحبقرانی بدیع الملک سے ہین اور رو رصاحبقرانی بسبب پست ہمتون کے بگاڑ کے آدھا رہ گیا ہو اُسے پورا کرین اسی خیال مین طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوے چلے جاتے ہین جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچا شام ہوئی تمام لشکر اُتر پڑا بازار کھل گئے کٹورہ کھنکنے لگا اہل لشکر نے کمرین کھولین بارگاہین اور خیمے استادہ ہونے لگے وہ بیابان جو گھڑی بھر پیشتر سنسان اور ویران تھا وہ کیسا آباد ہو گیا کہ ہر طرف گہما گہمی تھی جنگل مین منگل نظر آتا تھا اُسی حالت مین عادل کیوان شکوہ کو اپنی ستمگر دلبر یا بلکہ صنم گلعذار کا خیال آیا جی بیچین ہو گیا تصویر خیالی آنکھون کے نیچے پھرنے لگی کسی کا زمانہ پہلے پہل کا عشق اور ایسی معشوق کے ساتھ جسکا حسن و جمال مین مثل و نظیر نہین صحرا کی ہوا سنے وحشت عشق کو ترقی دی مجمع سے دل گھبرایا داراب ثانی سے ارشاد فرمایا کہ جبتک یہان انتظام ہو بارگاہین وغیرہ استادہ ہون اتنا وقت سیر صحرا مین گذارنا چاہیے اگر آپ کا جی نہ گھبرائے تو یہین ٹھہریے ورنہ میرے ساتھ چلیے چونکہ انکو بھی ملکہ نسیم جادو کی یاد ستا رہی تھی اور یہ بھی بہانہ ڈھونڈ رہے تھے کہا کہ اگر کچھ مضائقہ نہ ہو تو مین بھی ساتھ چلون فرمایا کہ آیئے یہ کہکر دونون صاحب خرامان خرامان چلے سیر بیابان کی کرتے ہوے عشق کا دم بھرتے ہوے اسقدر دور نکل گئے کہ وہان سے لشکر بھی نہ معلوم ہوتا تھا قضائے کار و اتفاقات روزگار کہ یہ شب شب ماہ تھی لیکن مہینے کی ساتوین تاریخ تھی رات باقی رہی اور چاند غروب ہو گیا تمام زمانہ تیرہ و تار ہو گیا جو درخت چاندنی مین بھلے معلوم ہوتے تھے وہ اب پہاڑون کی طرح بھیانک نظر آنے لگے ہوا کا سناٹا خشک پتون کی کھڑکھڑاہٹ درندون کی ہولناک صدائین دیو کا زہرہ آب کیے دیتی تھین مگر یہ دونون

ضیغم شکار بخوف دہراس اپنے لشکر کی طرف پلٹے چلے آتے تھے آخرکار راہ گم کی اور کہین سے کہین
نکل گئے ادہر اہل لشکر پریشان ہوکر براے تلاش نکلے عیار لقا پرداز ابلق سوار مہتر گرد باد
باد پیہر گرد بھی چند عیارون کو ہمراہ لیے ہوے مشعل عیاری روشن کیے ہوے اپنے آقا کو
ڈہونڈہ رہا تھا لیکن اول حال لقا پرداز ابلق سوار و لقا پرداز سبز پوش کا سنیے کہ یہ جاتے جاتے
ایک باغ کے قریب پہونچے دروازہ باغ کا وا تھا اور ایک قندیل دروازہ باغ پر روشن تھی
مگر کوئی تھا جب وہ یہان نظر نہ آتا تھا داراب ثانی نے عادل کیوان شکوہ سے کہا کہ
شب تاریک ہے پتا لشکر کا ملنا دشوار ہے ایسا نہ ہو کہ راہ بھول کر زیادہ دور نکل جائین بہتر یہ ہے
کہ رات اسی باغ مین چلکر گذار دیجیے صبح کو دیکھا جائیگا فرمایا کہ نہین معلوم مالک اس باغ کا کون
ہے دوست ہے یا دشمن عورت ہے یا مرد ایسی بے سر و سامانی مین اسطرح کی خلاف عقل
جرأت کرنا مناسب نہین ہے داراب نے عرض کی کہ ہمت مردان مدد خدا ان دشمنون سے
لڑنیکے واسطے تو جاتے ہی ہین اور دشمن بھی وہ جو کہ ساحر ہین اور ہم نہ اب سحر جانتے
ہین نہ آئندہ ہمین سحر سیکھنے کی ضرورت ہے خدا ہی ہر وقت مین مددگار ہے یہ اُسی کا پیدا کیا
ہوا سامان ہے ورنہ ایسی جنگل مین باغ کیسا عادل کیوان شکوہ کو خیال پیدا ہوا کہ یہ پیچ
دل مین سمجھے ہو وا خیال کرینگے فرمایا بہتر ہے چلیے داراب ثانی کو یہ کہنے کے بعد خیال آیا
کہ واقع مین لقا پرداز کہتے سچ ہین مگر اب اپنی راے پلٹ نہین سکتے کہ ایسا نہ ہو عادل کیوان
شکوہ دل مین ہنسین کہ خود ہی کہا اور خود ہی پلٹ گئے غرض کہ ایک دوسرے کے لحاظ و
شرم سے کچھ نہ کہسکا اور دونون بہادر داخل باغ ہوے دیکھا کہ باغ نہایت سرسبز و شاداب ہے
درختون مین نئی نئی جو کونپلین پھوٹی ہین تو عجب لطف دکھا رہی ہین مشاطہ بہار نے سرشاخ
نخل کو لباس نو سے مزین کیا ہے کرمک شبتاب کے چراغان نے اُس شب تاریک مین باغ کے
جلوہ کو کم نہین ہونے دیا ہے ہر گل و ثمر نظر آتا ہے وسط باغ مین ایک بارہ دری سنگ مرمر کی ہے گرد
اُسکے ایک نہر مصفا جاری ہے چھوٹے چھوٹے اُس نہر مین پڑے ہین اور گرد نہر کے نارنگ
اور گملے رکھے ہوے ہین اُنمین چھوٹے چھوٹے درخت لگے ہوے ہین پھول نہایت خوشنما
کھلے ہین اور ایک چھوٹا سا پل بنا ہے کہ اُسی پر سے اندر بارہ دری کے جانیکا راستہ ہے
یہ دونون شہریار با وقار تعریف پروردگار کرتے ہوے داخل بارہ دری ہوے دیکھا کہ دو
چھپرکھٹ برابر لگے ہوے ہین اور تمام بارہ دری فرش فروش شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ
اور مزین ہے جسقدر جھاڑ فانوس کنول مردنگ وغیرہ ہین سب روشن ہین کشتیان میوے کی
رکھی ہین سب سامان درست ہین مگر صاحب مکان کوئی نہین معلوم ہوتا یہ دونون
شیر دل تکیہ پروردگار عالم پر کرکے ایک چھپرکھٹ پر لیٹ رہے اور تلوارین پہلوؤن مین
رکھ لین خود و چار آئینہ وغیرہ یہ سب چیزین اُتار کر ایک مقام پر رکھ دین گھوڑون کو
بیرون باغ چھوڑ دیا تھا کہ چرا کرینگے جس وقت صبح کو باغ سے نکلینگے تب سوار ہونگے یہ مرکب
بھی ایسے ہین کہ اپنے سوارون کو خوب پہچانتے ہین اور دوسرے کو سواری دیتے ہی

نہیں ہین نہ کوئی انپر قابو پا سکتا ہی غرضکہ عادل کیوان شکوہ اور داراب ثانی ایک تو تھکے
ہوے تھے کہ پہلی منزل شام کو ختم ہوئی تھی دوسری منزل دو پہر رات گئے اس باغ مین آکر تمام ہوئی
سامان راحت پایا لیٹتے ہی سوگئے اور تفیر خواب بلند ہوئی یہ باغ تھا ملکہ قتال کمان ابرو کا جو کہ
دراصل دختر ملک طلسمن جادو بادشاہ طلسم گنبد سیہ در کی جسوقت اسنے دیکھا کہ اب طلسم
برباد ہوجائیگا نقابدار ابلق سوار نے طلسم باطن کو بھی فتح کر لیا اور باپ اسکا آتش حصار
طلسمی مین جاکر چھپا تھا تو یہ طلسم سے نکلکر جانب نہر طارق روانہ ہوئی تھی چنانچہ یہ غفور
غار نشین جادو کے پاس پہونچی کہ اس سے اور ملک طلسمن جادو سے نہایت دوستی تھی
ملکہ نے وہ تمام باتین یاد دلا کر اور حقوق اپنے ظاہر کر کے مدد طلب کی تھی غفور غار نشین ساحر
زبردست ہی اسنے ملکہ قتال کمان ابرو کی نہایت دلجوئی کی اور کہا کہ مین تیرا چچا ہون
اب مجھے باپ کی جگہ سمجھ باپ تیرا بچ نہین سکتا پیمانہ عمر اسکا لبریز ہوچکا ہی اگر ایک عالم اسکا
طرفدار ہوگا تو بھی وہ قتل ضرور ہوجائیگا وہان جانا میرا بیکار ہی اور اب تو بھی سکونت اسی
مقام کی اختیار کر چنانچہ چند روز یہ غفور غار نشین کے پاس رہی بعد اسکے ملکہ نے عرض
کی کہ جب مجھے ملک اپنا اور جاہ وحشم یاد آتا ہی تو میرا دل الٹنے لگتا ہی بسبب آپ کے
پاس ادب کے نہ تو رو سکتی ہون اور نہ تاب ضبط رہتی ہی خیال فرمایئے کہ جو بادشاہ سے
فقیر ہوجاے اور تمام عزیز اسکے قتل ہوجائین اسکے دل پر کیا گذرتی ہوگی اگر مجھے اجازت ہو تو
صحرا مین رہنا اختیار کرون شاید میرا غم غلط ہوجاے اور سنا ہی کہ دشمن اسطرف آنیوالے
ہین اگر قابو پاؤن تو اپنے عزیزون کے خون کا عوض بھی انسے لون یہ سنکر غفور غارنشین
نے کہا کہ تمھین اختیار ہی جہان چاہو رہو چنانچہ قتال کمان ابرو نے اس صحرا مین باغ
بنایا ہوا اور رہا کرتی ہی جسوقت اسے معلوم ہوا کہ لشکر نقابدار کا صحرا مین اترا ہی
اور نقابدار ہواے سیر نکلا ہی تو اسنے دروازہ باغ کا وا کر کے قندیل سحر روشن کردی
تاثیر اس قندیل سحر کی یہ تھی کہ جو ایک نظر بھی اس قندیل کو دیکھ لیگا وہ اندر باغ کے ضرور
چلا آئیگا اور روشنی دباغ کی مائل ہوکر لایعقل ہوجائیگا برائی بھلائی پر نظر نہ رہیگی عاقبت
اندیشی زائل ہوجائیگی ایسا ہی ظہور مین آیا کہ عادل کیوان شکوہ اور داراب
ثانی دونون باطمینان تمام آکر اندر بارہ دری کے سو رہے جسوقت یہ دونون
شاہزادہ داخل باغ ہوے ہین تو ملکہ قتال ابرو بلبل بنکر ایک درخت پر بیٹھ
رہی تھی جب یہ دونون شاہزادہ سو رہے تو اسنے کینہ دیرینہ نکالنے کو پہلے تو
قتل کا ارادہ کیا سا قصد ہی یہ خیال آیا کہ اگر یون انکو قتل کیا تو کیا لطف یہ ہی کہ انکو
اس ذلت سے قتل کرے یہ بھی سمجھین کہ کسی کا گھر برباد کرنے کا یون عوض لیا جاتا ہی سنا ہی
کہ ان دونون کو دعوی صاحبقرانی ہی پہلے انکا یہ غرور مٹانا چاہیے اسکے بعد انکو قتل
کرانا مناسب ہی ایک تو حسن و جمال مین یون ہی شہرۂ آفاق ہی دوسرے اسنے اپنے کو
بزور سحر اور حسین بنایا اور خوب بزیور سے آراستہ ہو کر چند کنیزون کو ہمراہ لیے ہوے

پہلے سرصاف نے نقابدار ابلق سوار کے آئی اور شانہ پکڑ کر ہلایا جیسے ہی نظر نقابدار کی چہرہ پر قتال
کمان ابرو کے پڑی بیہوش ہو جانے سے حواس باختہ ہو گئے بدکیتہ کا سا عالم ہو گیا ملکہ نے کہا حیرت زدہ ہو
واہ صاحب یہ کیا حرکت تھی کہ آپ میرے باغ میں تشریف لائے اور کس اطمینان کے ساتھ میرے چھپرکھٹ
پر لیٹ رہے جیسے یہ آپ ہی کا مکان ہو یہ بھی نہ خیال کیا کہ اگر صاحب مکان آجائے تو ہمسے خوش ہوگا یا ناخوش
نقابدار اُٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ ملکہ تم سچ کہتی ہو یہ قصور تو بیشک ہوا لیکن یہ نقابدار سبز پوش کے اغوا
کرنے سے تھا ہم جنگل میں منع کرتا رہا مگر انھون نے نہ مانا ملکہ ہنسی اور کہا کہ اگر آپکا دل نہ چاہتا تھا تو
نقابدار سبز پوش کو آنے دیا ہوتا آپ نہ تشریف لائے ہوتے اور دیکھئے میں اُنسے بھی پوچھتی ہوں
یہ کہکر قریب وارا سپ ثانی کے آئی اور اُسی طرح انکو بھی شانہ ہلا کر بیدار کیا آنکھ جو وارا سپ ثانی کی کھلی
اور نظر اسکے حسن و جمال پر پڑی یہ بھی شیفتہ ہو گئے ملکہ نے اُنسے بھی اسیطرح شکایت کی اور کہا
کہ نقابدار ابلق پوش کہتے ہیں میں نقابدار سبز پوش کے کہنے سے آیا ایک تو آپ خود ہی اندر تشریف
لائے دوسرے ایک کو اور ہمراہ لیتے آئے وارا سپ ثانی نے کہا ملکہ اصل یہ ہے کہ ہم لوگ
راستہ بھول گئے تھے رات اندھیری تھی جنگل کا واسطہ شب کیونکر گذرتی اتفاق اسطرف آنکلے
کسی کو یہاں نہ پایا جس سے اجازت لیتے آخر تھکے ماندے تھے پڑ رہے ہاں اتنا ضرور ہے کہ تمھارے
چھپرکھٹ پر لیٹ رہے معاف کرو لو ہم صبح کو چلے جاتے اب اگر تم بدمزاج ہوئی ہو تو ہم ابھی
چلے جاتے ہیں یہ کہکر اُٹھ بیٹھے اور دونوں نقابداروں نے اسطرف جانے کا قصد کیا تھا کہ ملکہ نے
دونوں کے دامن پکڑ لیے اور کہا میں ایسی بے مروت نہیں ہوں جسطرح کی باتیں آپ نے
کہہ رہی ہیں ذرا میری کہانی بھی سنتے جائیے یہ سنکر دونوں نقابدار پھر بیٹھ گئے اب ملکہ نے کہا کہ میرے
اصرار کی یہ تھی کہ میں ناموس ہوں دیوانہ بہرہ کی وہ صحراؤں اور جنگلوں میں مارا مارا پھرا کرتا
ہے جب کبھی اُسکا جی چاہتا ہے آدھی رات پچھلے پہرے اسطرف بھی نکل آتا ہے اگر اتفاقاً
وہ اسطرف نکل آتا میں تو باغ میں موجود نہ تھی سوائے آدمی نہ معلوم کیونکر پیش آتا یا اُسوقت جو تم
یہاں موجود بھی ہوتی تو اُسے منع نہ کر سکتی کہ میری بدنامی کا پہلو نکلتا تھا تم دونوں مفت
میں قتل ہو جاتے یہ سنکر دونوں نقابداروں نے جواب دیا کہ وہ دیوانہ کیا [illegible] رکھتا
ہے جو ہمیں قتل کر سکتا مگر کیا کہیں کہ تم ہمارے محسن ہو تمھارے باغ میں آکر آرام اُٹھا چکے
ہیں اسوجہ سے تم کو رانڈ بنانا پسند نہیں کرتے اور رفع شر کے واسطے ہم چلے جاتے ہیں ورنہ
اُس دیوانہ کو یا مطیع کرتے یا قتل کرتے یہ سنکر ملکہ قتال کمان ابرو نے کہا کہ اگر آپ چلے
جائینگے اور اُسکو خبر ہوگی تو وہ سخت بیچین ہوگا اور کہیگا میری عصمت داری کی شہادت
نہ دیگا یہ جسقدر کنیزیں آپ میرے ساتھ دیکھتے ہیں یہ سب اُسی کی عادو میں سے [illegible]
شہیں مجبور رکھ چکی ہیں لہذا آپ ابھی یہیں تشریف رکھیے تھوڑی رات باقی ہے اسے بھی
آرام سے گذاریے صبح کو میں دیوانہ بہرہ کو بلواؤنگی آپکے سامنے میری صفائی کریگا
پہلے اسے سمجھا دیجیئےگا ورنہ دیوانہ بہت ہے مارکر مجھے مار ڈالیگا اور اگر زندہ رہی تو
مرنے سے بدتر ہے کہ عورت کے واسطے بے عصمتی کے الزام سے [illegible] بڑی چیز کوئی نہیں ہے نقابدار نے

فرمایا کہ خدا نہ کرے وہ تم لے بعصمت کب ہو کہا وہ آپ نے مثل نہین سنی کہ بد اچھا بد نام برا
فرمایا بہتر ہے تمہاری خوشی اسنے کہا بس اب مین رخصت ہوتی ہون صبح کو مع دیوانہ سہ سر
پھر حاضر خدمت ہون گی یہ کہکر وہان سے اُٹھی اور صحرا کی طرف چلی گئی جب سے اسنے
اس مقام پر باغ بنایا ہے جب ہی سے دیوانہ سر بسر پامال ہوا اور وہ اسپر شیفتہ ہے دیوانہ
نہایت شہزور اور زبردست ہے چالیس ہزار دیوانون سے جنگلون مین پھرا کرتا ہے
یہ سیدھی دیوانہ سر بسر کے پاس گئی کہ جن دشمنون کی مجھے فکر تھی اور جنھون نے سلطنت میری
برباد کی ہے وہ آکر پہنچے ہین اگر مین چاہتی تو انکو قتل کر ڈالتی مگر مدعا دلی میرا یہ ہے
کہ وہ تیرے ہاتھ سے ذلیل ہوکر قتل ہون تو جسوقت صبح کو میرے ساتھ وہان پہونچنا
تو دونون تلوار والون سے کہنا کہ تم اس باغ کے اندر کیون آئے اور اُنسے لڑکر
اُنھین زیر کرکے ذلت و خواری کے ساتھ قتل کرنا بعد اُسکے پھر مین طلسم پر
چلکر قبضہ کرونگی اور سلطنت وہان کی تیرے ہی واسطے ہے اور اتنی رات مین تیری حفاظت کا
انتظام کیے دیتی ہون کہ شاید وہ لوگ شہزور زیادہ ہون اور تو یون انپر غالب نہ آسکے
تو تعویذات کی بدولت اُنکو پست کرے یہ سنکر دیوانہ سر بسر نہایت خوش ہوا اور قتال
کمان ابرو نے تنہائی مین بیٹھ کر پہلے منتر کا لاکر دیا بعد اُسکے ایک خفتان سحر بنا کر
دیوانہ کو پہنائی اور کہا کہ اب نہ کوئی حربہ تجھپر اثر کریگا اور نہ زور و طاقت مین کوئی تجھپر
غالب آسکیگا یہ سنکر دیوانہ اور بھی خوش ہوا اور وہان داراب ثانی اور عادل کیوان
شکوہ ان دونون کی یہ حالت ہے کہ ایک دوسرے سے حالت چھپاتا ہے مگر بے اختیار
آہ لب پر آجاتی ہے حسن قتال کمان ابرو کا دل پر نقش ہو گیا ہے یہ دونون شاہزادہ
دل و جان سے شیفتہ ہو رہے ہین مگر ایک ایک کے لحاظ سے خاموش ہے
دونون مین ارادہ کیے ہوے ہین کہ دیوانہ کو قتل کرکے اس سے نکاح کرنا
چاہیے خدا کرے کہ دیوانہ آمادہ فساد ہو جاوے تو لطف ہے اب نہ انکو صنم
گلعذار کا حسن یاد آتا ہے نہ اُن کو نسیم بہار کا خیال ہے تصویر قتال کمان ابرو
کی دونون کے پیش نگاہ ہے اسی محویت مین وقت نماز کا بھی گذر گیا اور انکو
ہوش نہ آیا کہ یکایک دروازہ باغ پر کھڑکھڑاہٹ زنجیرون کی معلوم ہوئی چونکہ
صبح ہونے سے قندیل بھی گل ہو چکی تھی تو کسی قدر عقل بھی ان لوگون کی درست
ہوئی تھی جیسے ہی آواز زنجیرون کی سنی داراب ثانی نے عادل کیوان شکوہ
سے کہا کہ شاید وہ دیوانہ آتا ہے نہین معلوم اُس سے کیسی ٹھہرے
اس خیال سے ان دونون نے احتیاطاً اسلحہ تن پر آراستہ کر لیا ہے اور
سپر تلوار سامنے رکھے بیٹھے ہوے ہین کہ دیوانہ سر بسر زنجیر مین چپاتا ہوا داخل باغ ہوا
اور وہین سے اسنے شور کیا کہ کہان ہین وہ سرکش جو بے اجازت ہمارے باغ مین داخل
ہوے اگر اُسکے پاؤن نہ تھم گئے تو نام اپنا دیوانہ سر بسر نہ رکھا یہ کہتا ہوا

اندر بارہ دری کے آیا کہ قتال کمان ابرو کا پٹی اور خنجر گھمانی پیچھے پیچھے چلی آتی تھی داراب
ثانی نے کہا ای شخص تو اسقدر زباندرازی کیون کرتا ہے ہم تو تیری نذر سے عذر
کر چکے ہین کہ غلطی سے ہم اس باغ کی طرف چلے آئے راستہ بھولے ہوے تھے
رات اندھیری تھی اسوجہ سے اس مقام پر ٹھہر گئے کہ مالک باغ سے اجازت لیکر شب
بسر کرینگے جب یہان کسی کو نہ پایا تو سور ہے تیری بی بی نہایت نیک ہی کہ اسنے غیر مردون کے
ساتھ اس باغ مین رہنا نہ پسند کیا اور یہا سے چلی گئی دیوانہ بہر نے کہا کہ اگر وہ نیک
ہوتی تو تم اندر باغ کے بھی آ سکتے تھے اور اگر آ گئے تھے تو زندہ بھی جا سکتے تھے
تم خود ابھی کہہ گئے ہو کہ ہم سو گئے تھے پھر خود ہی کہا کہ ہم نے ملکہ سے عذر کیا تھا اگر اسنے
تمکو جگایا نہین تو تمنے عذر کیون کر کیا یہ سب فریب آمیز باتین جان بچانے کے واسطے
ہین مین اس بدکار کو بھی قتل کرونگا مگر پہلے قتل تمہارا واجب ہے یہ کہکر اسنے آتے کے
ساتھ ہی چوبدست گران سنگ کا وار کیا داراب نے دستۂ چوب پر ہاتھ ڈالدیا یہ
معلوم ہوا کہ چھ مین شاخون کی نکل گئین مگر داراب سنبھلے اور دیوانہ بہر سے لپٹ گئے پھر
دیوانہ داراب سے لپٹا کشتی ہونے لگی عادل کیوان شکوہ تماشا دیکھنے لگے پہر بھر
کامل دونون مین کشتی رہی آخر دیوانہ نے لنگر داراب کا توڑا اور سر سے بلند کر کے
زمین پر مارا اور کمند سے مشکین باندھکر ڈالدیا اور اب عادل کیوان شکوہ کی طرف
متوجہ ہوا عادل کیوان شکوہ بھی اٹھ کھڑے ہوے دیوانہ اسنے بھی لپٹ پڑا اور
کشتی ہونے لگی مگر چونکہ عادل کیوان شکوہ پاس دستانہ آہنین دریائی جو انکو طلسم ابلق سے ہاتھ
آئے تھے صفت اسکی یہ ہی کہ اگر کوئی شے کیسی ہی مضبوط ہو مثل زنجیر سحر وغیرہ کے تو ان
دستانون کی وجہ سے عادل کیوان شکوہ اس زنجیر سحر کو توڑ سکتے ہین پس انھون
نے خفتان دیوانہ کی توڑکر پھینکدی اب دیکھا تو قوت دیوانہ کی آدھی بھی نہ رہی
لڑکھڑا لڑکھڑا کر رہنے لگا قتال نے دیکھا کہ خفتان اس کے جسم پر نہین رہی ایسا
نہو کہ یہ مغلوب ہو جاے پس اسنے چپکے چپکے عادل پر سحر کرنا شروع کیا مگر انکے
پاس ایسے ایسے تحفہ جات طلسمی ہین کہ سوا ساحران طلسم بنانے کے کسی کا سحر ان پر اثر نہین کرسکتا
قتال کا سحر بھی بے اثر ہو گیا تھا بڑا ابلق سوار نے تھوڑی ہی دیر مین دیوانہ بہر کو زمین سے
اٹھا کر زمین پر مارا اور فرمایا کہ کہتا ہی دین اسلام کے قبول کرتے ہین دیوانہ بہر نے چاہت مارنے کا قصد کیا
شاہزادہ نے بقوت تمام جو مشت سر پر اسکے گھونسا مارا ہاتھ سر کے تا تک کلیجہ در آیا اور دیوانہ
پھڑک کر مر گیا یہ حالت دیکھکر قتال کمان ابرو کانپ اٹھی اور دل مین افسوس کرنے لگی پر اگر
مین ایسا جانتی کہ سحر سے افشا کریگا تو ان دونون کو غفلت ہی کی حالت مین قتل کر ڈالتی مگر
افسوس ایک عشق کے سبب سے کبھی کبھی دل بہلتا تھا اسکو بھی قتل کرا یا اور کچھ حاصل نہوا
پھر دام مکر بچھانا چاہا جیب بغیر اسکے کام نہ چلیگا یہ خیال کرکے اسنے لاش تو دیوانہ بہر کی اٹھوا کر
اور رکھوا لی لیکن آنسو بھر کر عادل کیوان شکوہ سے کہا کہ کیا اچھا کر ڈالا

آپ میرے باغ میں آئے تھے کہ شوہر کو مار کر مجھے بیوہ بھی بنا چلے اب میری کون خبر گیری
کریگا یہ جنگل کا رہنا اور شریک حال کوئی نہیں تھا بہادر نے فرمایا کہ فی الواقع بہت بُری گھڑی
سے ہم اس باغ میں آئے ہمیں خود بھی تمہارے شوہر کے مرنیکا صدمہ ہے مگر مجبور
تھے کہ وہ ہمارا دشمن ہو گیا تھا اور تمہارا ابھی دوست نہیں رہا تھا خیر اب جو ہونا تھا وہ
ہو گیا اسکا عوض میں ہر طرح کر سکتا ہوں اگر تم جان کے بدلے جان چاہتی ہو تو خنجر کمر سے کھینچ
لگا حاضر ہے قتال کمان ابرو نے کہا کہ عذر گناہ بدتر از گناہ جو ہوا ہوا قضا اسکی آپ ہی کے
ہاتھ سے تھی ورنہ اسنے بڑے بڑے سرکشوں کو زیر کیا تھا اب میرے سامنے اتنی تو ہمدردی
کیجیئے کہ میں اسکی تجہیز و تکفین وغیرہ سے فرصت کر لوں تو آپ جائیے گا اگر رنج دیا ہے تو اتنی خوشی
بھی میری کیجیے یہ سنکر عادل کیوان شکوہ نے یہ شعر پڑھا ؎ بیٹھے ہیں تیرے در پہ تو کچھ
کر کے اُٹھینگے ٭ یا وصل ہی ہو جائیگا یا مر کے اُٹھینگے ٭ بلکہ اب غم دیوانہ پن کا دل سے
دور کرو اور اپنے حُسن و جوانی پر رحم کھاؤ میں اس ندامت میں تمہارے ساتھ عقد کرنیکو
مستعد ہوں یہ سنکر ملکہ اور بھی زار زار مثل ابر نوبہار کے روئی اور کہا معلوم ہوتا ہے
اسی سبب سے تمنے اسکو قتل کیا کہ جب یہ عورت لاوارث ہو جائیگی تو مجبور ہو کر ضرور ہی
مجھے قبول کریگی عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ اے ملکہ قسم ہے خداوند عادل کی کہ یہ شیوہ
ہم لوگوں کا نہیں ہے اگر دیوانہ مسلمان ہوتا یا برسر فساد نہ آتا تو ہمیں اس سے کوئی
غرض نہ تھی ہر چند کہ تمہارا حُسن و جمال لائق دید ضرور ہے مگر ہم ایسے بدنیت نہیں ہیں کہ ناجائز شئے
کو اور مالک غیر کو اپنے اوپر روا رکھیں اسی وجہ سے ہم چلے جاتے تھے تمنے خود اپنی صفائی کے
واسطے ہمکو روک لیا ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ ؎ یہ کہکر رہ گئی بلبل قفس میں ٭ پڑ نہ ہو بندہ کوئی بندے کے بس میں ٭
اب اگر تمہارا ساتھ بھی نہ دونگی تو اس صحرا میں کسکی ہو کر رہونگی داراب ثانی جو کمند سے بندھے ہوئے
پڑے تھے اور یہ باتیں سن رہے تھے انھوں نے جوش میں آکر کمند کو توڑ ڈالا اُٹھ بیٹھے اور خنجر کھینچکر
اپنے کو ہلاک کرنیکا قصد کیا ایک تو یہ غیرت دامنگیر ہوئی کہ میں جس سے زیر ہو گیا عادل نے
اُسکو زیر کر لیا ایک عزیز کے سامنے کیسی ذلت ہوئی وہ اپنے دل میں کیا کہیگا اور میری کیا حقیقت
سمجھیگا علاوہ اسکے یہ کن آنکھوں سے دیکھا جائیگا کہ معشوق دوسرے کے پہلو میں ہو ؎
خود کشی پر انھیں دونوں نے اُبھارا ہے مجھے ٭ کہ ناشکیبی بھی ہے اور غیرت رسوائی بھی ٭ بس یہ دیکھتے ہی
عادل کیوان شکوہ نے ہاتھ داراب کا پکڑ لیا اور کہا کہ اے عزیز یہ کیا حرکت تھی داراب نے لگ
اور کہا کہ اے برادر اب میری زندگی بالکل بیکار ہے اس سے موت ہزار درجہ بہتر ہے کہ میں ایک دیوانہ
کے ہاتھ سے زیر ہو جاؤں عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ میں تمہارے زور و جرات سے خوب
آگاہ ہوں کیا مجال ہے کسی کی جو تمہارا مقابلہ کرسکے نہیں معلوم کیا اسرار تھا کہ تم دیوانہ کے ہاتھ سے
زیر ہو گئے بھلا اولاد صاحبقران پر کوئی غالب آسکتا ہے داراب نے کہا کہ یہ باتیں آپ تالیف قلب
کی کرتے ہیں اسلیے کہ میں اپنے ارادہ سے باز رہوں مگر ایک ظاہر بات کی تاویل کیونکر ہو سکتی ہے
اگر اسمیں کوئی اسرار تھا تو میرے ہی واسطے تھا آپکے لیے نہ تھا عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ میں صاحب

تجلیات طلسمی ہون مجھے سوا ان ساحرون کے جو طلسم بند ہین کسی کا سحر اثر نہین کرسکتا پیدا دیوانہ اصلی قوت
نہ رکھتا ہوگا مجھے اسکا زیر کرنا ذرا دشوار نہ معلوم ہوسکتا ہین قسم کھاتا ہون کہ جو پہلوان مجھے دو
اور تین تین روز مین زیر ہوے ہین آپ بھی انکو زیر کر سکتے ہین اس دیوانہ کی کیا حقیقت تھی کہ آپکو
زیر کرسکتا یہ باتین قتال کمان ابرو سن رہی تھی دل مین کہتی تھی کہ اسی سبب سے دیوانہ
مارا گیا اور سحر میرا خالی گیا خیر اب دوسری فکر کرنا چاہیے لیکن داراب ثانی نے کہا کہ مین ایک
شرط پر اس ارادہ سے باز رہونگا وہ یہ کہ آپ مجھے یہان سے چلے جانے کی اجازت دین عادل
کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اگر آپ تنہائی مین خودکشی کرلین تو اور بھی میرے واسطے باعث رنج و
بدنامی ہے داراب نے قسم کھائی کہ ایسا نہ ہوگا عادل کیوان شکوہ نے سکوت کیا اور
داراب ثانی نے اٹھنے کا قصد کیا تھا کہ اٹھون جو قتال کمان ابرو نے دامن پکڑ لیا اور کہا کہ آپکو
بارادت ورفتن باجازت جب مین رخصت کرون اسوقت جائیے گا یہ کہکر اٹھی اور کہین چلی گئی
داراب نے خیال کیا کہ جسکو اپنا خیال نہ ہو اسکا خیال کرنا بیکار ہے اگر اسکو میری محبت ہوتی تو
یہ پیام عادل کا کیون قبول کرلیتی یہ سوچ کر اٹھے اور دروازہ باغ کی طرف چلے اور پہر کر کامل
پھر آے مگر راستہ نہ پایا وہان قتال کمان ابرو اپنے حجرہ مین گئی اور ایک پتلی
ماش کے آٹے کی بنائی اور بچہ خوک کو ذبح کرکے اس پتلی کو خون خوک سے نہلایا اور
کچھ اسم پڑھنا شروع کیا ادھر اسم تمام ہوا ادھر پتلی اٹھ بیٹھی اور کہنے لگی کہ کیا حکم ہوتا ہے قتال
کمان ابرو نے کپڑے اپنے اسکو پہنا دیے اور آئینہ ایکبار اپنی صورت [illegible] پتلی کی صورت والی
وہی خال وخط تھے کوئی فرق نہ تھا بس اس پتلی سے کہا کہ مین تو جاتی ہون اب تو ان دونون
ظالمون کو دیوانہ بنانا اپنی جان دیکر انکی جان لینے کے سامان کرنا یہ کہکر آپ تو خدمت
مین غمخوار نشین جادو کی روانہ ہوئی اور یہان پتلی حجرہ سے نکلکر باغ مین آئی داراب
ثانی کو ٹہلتے ہوے پایا پوچھا کہ کیون صاحب ہم منع کر گئے تھے مگر تم نے سماعت نہ کی
اور جانیکا قصد کیا آخر چلے نہ گئے راستہ نہ پایا داراب دل مین شرمندہ ہوے قتال انکی بانہہ پکڑ کے
انکو بھی بارہ دری مین لائی اور عادل کیوان شکوہ کی جانب دیکھکر کہا کہ صاحب آپ مہمان ہین تم بھی ہو
اور مہمان یہ بھی ہین خاطر دونون کی واجب ہے بلکہ بانی مہمان آنے کے یہی ہوے لہذا تم دونون
میرے وارث ہوا ایک شب مین تمہاری خدمت مین رہونگی ایک شب انکی خدمت گذاری کرونگی یہ
سنکر عادل کیوان شکوہ بہت گھبرائے اور کہا کہ اگر دل تمہارا انکی طرف مائل ہے تو مین اسمین بھی خوش
ہون کہ انکے ساتھ عقد کرو یہ بھی کوئی غیر نہین ہین اور ہم لوگ حرام کار نہین ہین کہ ایک
عورت سے دو شخص اسطرح کا تعلق پیدا کرین اور خبردار اسطرح کے کلام نہ کرنا قتال کمان
ابرو نے کہا کہ جبکہ دونون کی خاطر منظور ہے یہ نہین ہوسکتا کہ ایک خوش ہو اور ایک ناخوش ہو
داراب ثانی کو خیال گذرا کہ ایسا نہ ہو عادل صف شکن میری طرف سے بدظن ہو اسلیے انہون نے
کہا کہ اے ملکہ قتال کمان ابرو یون تو خوشی تمہارا اقبال عالم ہے مگر ایک کی ہو رہو [illegible] شرط
دا... کا اختیار کرو ہم دونون مین ایکسا کو انتخاب کرلو دوسرے کو طلال نہ ہونگا اور

بہتر یہی ہے کہ عادل کیوان شکوہ کو قبول کرو ملکہ نے کہا کہ یہ کبھی نہ ہوگا یہ سنکر ان دونوں نے بھی انکار
کیا کہ اگر یہ نہوگا تو تمہاری خواہش کے موافق بھی ہونا محال ہے بس یہ سنتے ہی قتال کہمان
ابرو نے کہا کہ اگر ہماری خواہش کے موافق نہ ہوگا تو ہم اپنی جان پر کھیل جاتے ہیں تم
دونوں کی محبت برابر ہے کسی کی فرقت گوارا نہیں ہے اور دونوں کی فرقت سے موت بہتر
ہے یہ کہتے کہتے خنجر کھینچکر اٹھا کے گردن پر رکھکر جو کھینچا سر کٹ کے الگ گرا لاش پھڑکنے لگی بس
اسکا مرنا تھا کہ عادل کیوان شکوہ اور داراب ثانی دونوں کی یہ حالت ہوئی کہ قریب
تھا یہ بھی خودکشی کریں مگر ایک کو دوسرے کے لحاظ و پاس نے روکا دیر تک لاش قتال
کہمان ابرو کی پھڑکا کی اور دل ان دونوں کے مثل ماہی بے آب کے تڑپا کیے آخر لاش پھڑک کر
سرد ہو گئی مگر ان دونوں کے دل کی بیتابی کم نہ ہوئی سر پیٹ ضبط کیا آخر صبر نہ آیا اور نہ
چپ رہا گیا آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے رفتہ رفتہ ان دونوں کو ہوش نہ تھا
قضا سے کار و لقا قاست روزگار مستقر گرد باد بادیہ گرد اپنے آقا کو ڈھونڈھتا
پھرتا قریب اس باغ کے آنکلا دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا ہوا ہے یہ دروازہ باغ میں در آیا
ہر روش پٹڑی کی سیر کرتا ہوا قریب بارہ دری کے پہونچا دیکھا کہ عادل کیوان شکوہ اور
داراب ثانی بیٹھے ہوئے مثل ابر نوبہار کے رو رہے ہیں لقا ہیں چہروں سے اکٹھا
دونوں ہیں بیچ میں لاش ایک نازنین کی خون میں غلطان پڑی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے
کہ یہ بھی شفق میں ڈوبا ہوا ہے مستقر گرد باد کو بھی سکتے کا عالم ہو گیا لیکن پریشان کہ یہ ماجرا کیا ہے
خیال ہوا کہ شاید یہ کافرہ تھی اور کہ دین اسلام سے قبول نہ کیا ہوگا اسوجہ سے یہ قتل
ہوئی اور اسکے حسن و جمال نے قاتلون کو خون رلوا دیا ہے بس یہ قریب آیا اور کہنے لگا کہ
اے شہریار اگر کافرہ تھی اسوجہ سے آپنے اسکو قتل کیا تو صدمہ کرنا بیکار ہے لعنت بھیجیے اور لشکر
میں تشریف لے چلیے کہ اہل لشکر پریشان ہیں اور آپکو نہ طاق پر چل کر فیصلہ صاحبقرانی کرنا ہے ایسا نہو
کہ سپہر الملک طلسم فتح کر کے خانہ کعبہ چلے جائیں تو دل کی دل ہی میں رہ جاے اور
مقابلہ کی نوبت بھی نہ آنے پائے عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ ہم نے دنیا کو
ترک کیا اور اسکی قبر پر فقیر ہو کر بیٹھینگے اہل لشکر سے کہدو کہ جہان تمہارا جی چاہے وہان چلے جاؤ
ہمین نہ اب صاحبقرانی سے کام ہے نہ جہانستانی کا شوق ہے اب اسی جان جانی کی قبر کے مجاور بنینگے
یہ سنکر عیار انکا نہایت پریشان ہوا اور داراب ثانی کی طرف دیکھکر کہنے لگا کہ آپ انہیں سمجھاتے
بلکہ خود بھی رو رہے ہیں داراب نے کہا کہ سمجھانے اسکو ہیں جو غلطی پر ہو عادل کیوان شکوہ
بہت بجا فرماتے ہیں میں بھی انھیں کا ساتھ دونگا اور دنیا کو ترک کیا کیونکر ہو سکتا ہے کہ جب
ایسی دلربا ہمارے واسطے جان دے دے تو ہم اسکے بعد راحت دنیا پر نظر کرین اور نفس
پہر بھی نہ چھوڑین مستقر گرد باد نے دیکھا کہ یہان کی ہوا بگڑی ہوئی ہے ایسا نہ ہو کہ میری بھی یہی
حالت ہو بس الٹے پاؤن وہان سے پھرا اور لشکر میں آکر اس حالت کی اطلاع کی لوگ
حیران و پریشان یہان آئے لشکر گرد باغ کے اتر پڑا اور رفقاے خاص داخل باغ ہوے

ہر چند سمجھایا مگر نصیحت کا اُلٹا اثر ہوا اور عادل نے ایک کی سماعت نہ کی آخر عیار کو یہ خیال آیا کہ
جبتک یہ لاش دفن نہ ہوگی اُسوقت تک انکی یہی حالت رہیگی اس کمبخت کی صورت ہی مین وہ اثر ہے
کہ دل کھنچتا ہے اسنے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ پھر اس لاش کو دفن تو کروا دیجیے فرمایا کیونکر
ہوسکتا ہے کہ ایسی تصویر کو نظرون سے پنہان کرون اور اپنے ہاتھ سے خاک
مین ملاؤن عیار نے کہا کہ آپ اپنا ہاتھ نہ لگائیے مین دفن کیے دیتا ہون فرمایا یہ
بھی ناممکن ہے اس صورت زیبا کے دیدار پر زندگی کا انحصار ہے اب مین اسی حالت پر چھوڑ
دو اور تم یہان سے چلے جاؤ ورنہ تمھین بھی قتل کر ڈالونگا یہ لوگ مع عیار حیران و پریشان انکے
پاس سے چلے آئے مگر دل مین کہتے تھے کہ کیا تدبیر کیجائے کہ یہ اپنے ہوش مین آئین جسوقت
شام ہوئی تو مہتر گردباد نے کچھ آب و طعام ساتھ لیا اور خدمت مین اپنے آقا کی حاضر ہوکر
عرض کی کہ اے شہریار دیکھیے تو کہ آپ کی کیا حالت ہو رہی ہے کچھ نوش کیجیے کہ ضعف کم ہو
مثل مشہور ہے کہ [illegible] گرہ را ہم دل خوش میباید جواب مین یہ شعر پڑھا ع خون دل پینے
اور لخت جگر کھانے کو ۔ یہ غذا ملتی ہے جانان ترے دیوانے کو ۔ اور داراب ثانی نے یہ
شعر ورد زبان فرمایا ع غمزدوں جدائی جیسے ہوئی غم کھا کے پلے خون پی کے جیئے کھانا کیسا
پینا کیسا پانی چھوڑا دانا چھوڑا ۔ دیکھا مہتر گردباد نے کہ یہ دونون بیخود ہین اب کام آسانی نہ نکلیگا
اسنے عرض کی کہ مردے کے پاس خوشبو وغیرہ کا رکھنا تو عمدہ بات ہے مین لوبان سلگاتا ہون
فرمایا ہان یہ امر نہایت مناسب ہے بس اسنے منقل آتشین روشن کی اور بخور لوبان و عنبر وغیرہ
کیا کہ دھواں اسکا دماغون مین دونون صاحبون کے پہونچا اور یہ چھینکین مار کر بیہوش ہوگئے
مہتر گردباد ان دونون کے پشتارہ باندھکر باغ سے باہر لے آیا کہ شاید اس باغ کی تاثیر
سے ہو تو جاتی رہے اور لاش کو بھی صحن چمن مین دفن کرکے نشان تربت بنا دیا اور دونون
شاہزادون کو بارگاہ لشکر مین ہوشیار کیا لخلخہ سے ہوش آتے ہی بیخودی عشق طاری
ہوگئی اور ہائے قتال کمان ابرو کا نعرہ مار کر رونے لگے اور کہا کہ مجھکو باغ سے باہر
کون لایا ہے مہتر گردباد نے عرض کی کہ یہ قصور اس غلام کا ہے اے شہریار کسی کے ساتھ کوئی
مر نہین جاتا ہے کیسا ہی رنج و الم کیون نہ ہو چند روز مین برطرف ہوجاتا ہے اور کسی ملت و
مذہب مین روا نہین ہے کہ مردے کو بے غسل و کفن پڑا رہنے دین مین نے ملکہ کو دفن
بھی کردیا ہے فرمایا تو نے بہت برا کیا کہ ملکہ کو ہماری نظرون سے پنہان کر دیا اب بہتری
اسی مین ہے کہ چلا جا نکل بارگاہ سے ورنہ ابھی تجھکو قتل کر ڈالونگا اور خبردار آیندہ میرے سامنے
بھی نہ آنا تو کیون مجھے باغ سے باہر لایا یہ فرماکر دست بقبضہ ہوئے اور قصد کیا
کہ عیار کو قتل کر ڈالون یہ اٹھکر بھاگا عادل گریان شکوہ پھر روتے ہوئے داخل باغ ہوئے
اور قبر پر بیٹھکر اشعار عبرت آمیز پڑھنا شروع کیے داراب ثانی اور عادل گریان شکوہ
دونون کی ایک حالت ہے کبھی یہ کوئی شعر پڑھتے ہین کبھی وہ کوئی شعر پڑھتے ہین اور دونون روتے
ہین ادھر ان دونون کی یہ حالت ہے اُدھر اہل لشکر پریشان ہین کہ یہ کیا معاملہ ہے اگر یہ

مشہور ہین تو ساحر کون ہو جسنے یہ حالت بنائی ہو معلوم ہوتا ہی کہ دماغ مین خلل آگیا اور مرض بھی وہ مرض ہوا
ہے جسکا علاج نا ممکن ہے مردہ کو کون زندہ کر سکتا ہے جو حالت انکی ہو طرفہ ہو جانے
وہان مہتر گرد باد بادیہ گرد نے سوچتے سوچتے یہ تدبیر نکالی کہ صورت اپنی قتال
کمان ابرو کی بنائی اور داخل باغ ہوا ایک گوشۂ باغ مین بیٹھ کر حالت ان دونون شاہزادون
کی دیکھنے لگا جسوقت ان دونون نے کہا کہ اے ملکۂ قتال تمنے اپنے کو نہین قتل کیا بلکہ ہمین قتل
کر گئین فوراً گوشۂ باغ سے آواز آئی کہ یہ بھی ایک امتحان محبت تھا نہ ہمنے تمکو قتل کیا ہے نہ خود قتل ہوے
ہین واقع مین تم دونون بڑے باوفا ہو اور راہ عشق مین ثابت قدم ہو بس اب پریشان نہ ہو مین آتی
ہون یہ آواز جو ان دونون کے گوش زد ہوئی چونک پڑے کہ یہ صدا کدھر سے آئی بتائی ہین
عادل کیوان شکوہ بول اٹھے کہ دل کو باور نہین ہوتا اگر تم واقع مین زندہ ہو تو براے خدا
دیدار اپنا دکھاؤ کہ اب تاب ضبط نہین ہی یہ کہنا تھا کہ دیکھا قتال کمان ابرو روش باغ پر ٹہلتی
ہوئی چلی آتی ہی بس یہ دونون شاہزادے قبر پر سے اٹھ کھڑے ہوے اور پاس ملکۂ قتال
قتلی کے آ گئے اور شکایت کرنے لگے کہ کوئی ایسا سخت امتحان بھی لیتا ہی معشوق جفا بھی
کرتے ہین مگر ایسی جفا یُن نہین کرتین بقول شاعر ؎ ایسا کوئی معشوق ستمگر نہ ہوا تھا جو ظلم ہی
مجھپر وہ کسی پر نہ ہوا تھا ملکہ نے کہا کہ اگر تمھاری ہلاکت کا خوف نہ ہوتا تو ابھی اور کستی رہائی
الفت یہ کسی کی نہین جانا اچھا ہی عہد وفا کا آزمانا اچھا ہی اس رشتۂ خام کو زرا کھینچکے بھی دیکھو
ہوتا ہی اگر تو ٹوٹ جانا اچھا ہی مگر معلوم ہوا کہ تم راہ عشق مین ثابت قدم ہو یہ کہتی ہوئی
بارہ دری مین آئی اور کہا کہ خاصہ لاؤ چند عیار خواصون کے بھیس مین ہمراہ تھے انھون نے
دستر خوان بچھایا کھانا چنا ملکہ نے کہا کہ تمنے کئی وقت سے کھانا نہین کھایا اب ہمارے ساتھ کھاؤ ان
دونون شاہزادون نے کھانا کھایا ملکہ نے بھی کھانا کھایا جسوقت کھانے پینے سے فراغ حاصل
ہوا تو مہتر گرد باد نے دل مین کہا کہ یہ تدبیر کارگر ہو گئی اب انکو یہانسے لے چلنا بہتر ہی کہا کہ اب
مین تمھارے ساتھ ہون جہان کہو وہان چلون دونون نے فرمایا کہ ہمین اب کہین بھی جانا
نہین ہی ؎ گھر سے اچھی سیر دشت اور دشت سے بستان بھلا ہو دلگی کر پوچھو تو سب سے
کوچۂ جانان بھلا ہو داراب ثانی نے یہ شعر پڑھا ؎ یاری تجھسے کیا کی پیدا ہر ایک سے یارانہ
چھوٹا ہو احباب چھٹے اغیار چھٹے شہر اپنا بیگانہ چھوٹا ہو ملکہ نے کہا کہ میرا جی گھبراتا ہی سیر صحرا کو
دل چاہتا ہی مجبور ایسا کہتے ہوے جسوقت باغ کے باہر قدم نکالا تھا عادل کیوان
شکوہ نے کہا کہ اے ملکہ یہ کیا بات ہی کہ ادھر دروازۂ باغ کے باہر قدم نکالا اور یہ معلوم
ہوا کہ دل بیٹھا جاتا ہی اگر تمھین ہماری جان لینا ہی تو اختیار ہی ورنہ اپنے باغ ہی مین رہو کہ
لطف بہار زندگی یہین رہنے مین ہی یہی حالت داراب ثانی کی ہوئی مہتر گرد باد
دیکھا کہ واقع مین تنگ ہو شعر ہی اچھی حالت خراب ہی مجبور ہو کر پھر باغ مین پلٹ آیا اور کہا کہ اگر تمھاری یہی
خوشی ہی تو ہم یہان سے کہین نہ جاینگے مگر حالت یہ ہی کہ گرد باد بادیہ گرد کو حوائج ضروری کے واسطے بھی
جانا دشوار ہو گیا ہی ادھر یہ سانحہ پیش آیا ادھر ان دونون کی حالت خراب ہو گئی اس

عیار خوش کردار کی ہوشیاری سے اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ کھانا ان دونوں صاحبوں نے کھالیا ورنہ بھوکوں مرجاتے
اور رورو کر آنکھوں کو کھو دیتے اہل لشکر فطرت عیار کی تعریف کرتے تھے مگر گرد باد یہ گرد خود
نہایت پریشان تھا کہ کیا تدبیر کروں جو یہ حالت انکی برطرف ہو الحاصل انکو تو اسی حال پریشانی میں چھوڑا جاتا ہے و

چند کلمہ داستان قتال کمان ابرو کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ یہ جوان دونوں کو بہلا کے بلا کر کے روانہ ہوئی تو سیدھی خدمت میں شعبورہ صحرا نشین
جادو کی جا پہونچی اور تمام حالات بیان کر کے کہنے لگی کہ اب کیا کرنا چاہیے
مجھے لقا بیدار ابلق پوش کی طرف سے اندیشہ ہے کہ اسنے خفتان سحر کو
چھوڑا لا اور دیوانہ بہرہ اسکے ہاتھ سے مارا گیا جسنے بزور سحر لقا بیدار سبز پوش کو باندھ لیا تھا
اور لقا بیدار سبز پوش رستم وقت ہے بظاہر ابلق پوش سے کم نہیں ہے شعبورہ صحرا نشین یہ سنکر
حیران ہوا اور اسنے کچھ دیر سکوت کر کے اپنی دوربین سحر اٹھائی اور آنکھوں پر لگا کر دیکھنے
لگا بعد کچھ دیر کے بیان کیا کہ اے دختر اسکے پاس تحفجات طلسمی ہیں انہیں کے
زور سے اسنے دیوانہ بہرہ کو مارا تو پریشان نہ ہو اگر اسکو بے بس کرنا چاہتی ہے تو
جا کر اسکا اسلحہ لیکر قبضہ میں کر بعد اسکے جسطرح چاہنا قتل کر ڈالنا مگر سالک صحرا نشین
سے بہت ہوشیار رہنا اور تجھے بھی اگر خوف ہے تو اسی فقیر کا ہے ورنہ کوئی میرا کیا کر سکتا ہے
جا اور اپنے کام میں جلدی کر کہ ابھی دن ان لوگوں کے گردش میں ہیں اور ستارہ زوال
میں ہے پھر یہ دن بدل جائینگے اور وہ اس آفت سے نکل جائینگے یہ کہکر اسنے
ایک بید سیدہ سحر کا ایک شیشہ دیا اور کہا کہ شاید وہ فقیر جو تیرے صحرا میں رہتا ہے
ان لوگوں کا طرفدار بنکر آئے اور سحر تیرا اسکا دے تو تو یہی شیشہ سالک صحرا نشین کو
کھینچ مارنا اور دیکھ پھر تماشا کہ اس درویش کامل سے بہت باخبر رہنا ایسا نہ ہو کہ وہ سارا
کھیل بگاڑ دے یہ سنکر قتال کمان ابرو نہایت خوش ہوئی اور شیشہ آب سحر جیب میں
رکھکر جانب باغ روانہ ہوئی جسوقت یہ قریب باغ پہونچی تو دیکھا اسنے کہ لشکر لقا بیدار
باغ کا محاصرہ کیے ہوئے ہے بس اسنے ہیئت اپنی بدلی اور بلبل خوش الحان بنکر داخل باغ ہوئی شاخ
گل پر بیٹھکر تماشا دیکھنے لگی یہ وہ وقت تھا کہ مہتر گرد باد ان دونوں کو ساتھ لیے ہوئے چمن
چمن میں ٹہل رہا تھا بظاہر دل بہلا رہا تھا اور دل میں سوچ رہا تھا کہ یارب یہ کیسا اسرار ہے کہ کچھ
سمجھ میں نہیں آتا اگر اسی ساحرہ نے انکی یہ حالت بنائی ہے جسکی لاش پڑی ہوئی تھی تو مرنے کے
بعد سحر ساحر کا باطل ہو جاتا ہے یہ کیسا سحر ہے جو اسوقت تک باقی ہے اور اگر کوئی اور ساحر
یا ساحرہ ہے اور دشمن ہے تو اسوقت تک اسنے زندہ کیوں رہنے دیا اور ہم لوگوں سے کیوں
مزاحمت نہ کی یہ اسی کشمکش میں تھا اور داراب ثانی اور ہوادل کیوان شکوہ گل چینی باغ
جمال کر رہے تھے کہ ایک مرتبہ درخت پر سے آواز افسوس افسوس ہائے افسوس پیدا ہوئی ان سب
نے پھر کر دیکھا کہ ایک بلبل شاخ درخت پر بیٹھی ہوئی نالہ کر رہی ہے اور کہتی ہے لعنت ہے ایسی بے وفا
دنیا اور مرد کی ذات پر کہ ہم نے تو ان ظالموں کی محبت میں جان دی اور [illegible]

مکار کے قریب مین آکر اُسکے عاشق بنے ہوئے ساتھ ساتھ پھر رہے ہین عادل کیوان شکوہ
نے فرمایا کہ مین اِس رمز کو نہین سمجھا تو کون ہی اور کیا کہتی ہی بلبل نے جواب دیا کہ مین روح ہون
قتال کمان ابرو کی جسنے تم دونون کی محبت مین خودکشی کی اور یہ جو میری صورت بنا ہوا
تمہارے ساتھ پھر رہا ہی اور تمکو بہکا رہا ہی یہ تمہارا عیار ہی بس یہ سنتے ہی عادل کیوان شکوہ
نے ہاتھ مہتر گردباد کا پکڑ لیا اور داراب ثانی سے کہا کہ اِسکا منھ دھلایئے اگر یہ عیار ہی تو
ابھی قلعی کھل جائیگی داراب ثانی نے آب نہر سے اِسکا منھ دُھلایا اب جو دیکھا تو نہ وہ نزاکت ہی
نہ وہ صورت ہی یہ تو مہتر گردباد ہی بس اِنکو نہایت غصہ آیا اور مہتر گردباد کو تھپڑ مارا اگر مہتر
گردباد چالاکی کے ساتھ خالی نہ دیتا تو سر گردن پر سے اُڑ جاتا منھ پھر جاتا اُسنے تھپڑ خالی دیکر
حباب بیہوشی اِن دونون کے منھ پر مارے کہ تڑاق تڑاق چھینکین مارکر بیہوش ہوے اور
مہتر گردباد جست وخیز کرکے نکل گیا بلبل اپنے مقام پر سے اُڑی اور نہر مین غوطہ مارکر
پانی اِن دونون شاہزادون پر چھڑک کر ہوشیار کیا اور کہا کہ دیکھو عیار تمہارا بڑا مکار ہی
اب اِسکے فریب مین نہ آنا اگر تم چاہتے ہو کہ ہم قتال کمان ابرو کو دیکھین تو ہر وقت کا
دیکھنا تو اب ناممکن ہی ہان یہ ہوسکتا ہی کہ دوسرے تیسرے دن رات مین قتال کمان ابرو کا دیدار میسر
ہوجائیگا ان دونون کشتہ ہاے دیدار نے کہا کہ جسقدر ممکن ہو وہی غنیمت ہی یہ سنکر بلبل اُڑکر گوشہ
باغ کی طرف جاکر غائب ہوگئی اور تھوڑی دیر کے بعد تڑاقا ہوا قبر شق ہوئی اور قتال کمان
ابرو نمودار ہوئی اِن دونون شاہزادون نے جو دیکھا آکر پاس بیٹھے اور کہا کہ اے ملکہ تمنے
اپنی جان دیکر ہمین بھی دین و دنیا سے کھو دیا قتال کمان ابرو نے کہا کہ خیر جو ہوا وہ ہوا گذشتہ
صلواۃ آئندہ را احتیاط اب بھی ہماری خوشی چاہتے ہو تو ہمنے تیر گلا کاٹا ہی تم ہمارے نام پر
جوگ اختیار کرو یہ وسیلے اور فساد کی چیزین اپنے جسم سے دور کرو سپر و شمشیر و خود و چار آئینہ
جھلم زرہ دستانے موزے اِن چیزون کا اب کیا کام ہی ایک ایک بیراگی کاندھے پر رکھو
گیروا بستر و لباس اختیار کرو جو فقیرون اور جوگیون کا ہوتا ہی اِن دونون گرفتاران سحر نے
اُسیوقت تمام اسلحہ اُتار کر علیحدہ رکھدیا اور کہا کہ اب تو خوش ہو ملکہ نے کہا کہ ہان اب مین خوش
ہون لیکن خبردار اب اِن چیزون کو ہاتھ نہ لگانا عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ اے ملکہ اگر اب
بھی تمھین یقین نہ ہو تو اِن چیزون کو تم اپنے ہمراہ لیے جاؤ یہ راے قتال کمان ابرو
نے پسند کی اور کہا کہ یہ سب چیزین ہماری قبر مین رکھدو عادل کیوان شکوہ اور
داراب ثانی نے تمام اسلحہ جنگ اُتار کر قبر مین رکھدیا بعد اِسکے قتال کمان ابرو
رخصت ہوکر اندر قبر کے چلی گئی اور یہ سوچی کہ اب یہ تبرکات بھی یہان سے دور کردینا مناسب
ہی یہ سوچکر تمام اسلحہ لیے ہوے زمین ہی زمین خدمت مین غیور غارنشین کی روانہ ہوئی
اور سب اسلحہ غیور کے سپرد کرکے اب یہ چلی ہے کہ جاکر دونون کو قتل کرڈالون یہان
عیار لقا بیدار جسوقت باغ سے باہر بھاگ کر آیا سب سے کیفیت بیان کی اور کہا معلوم
ہوتا ہی کہ یہ بلبل وہی ساحرہ تھی جسنے اِن شاہزادون کو دیوانہ بنا رکھا ہی ہر چند کہ اسوقت مین اپنی

جان بچا کر چلا آیا مگر ایسا نہ ہو کہ وہاں دونوں شاہزادے قتل ہو جائیں تو ایسی روسیاہی ہوگی
کہ دنیا میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہینگے یہ پھر جان پہ کھیل کر داخل باغ ہوا اور ایک گوشے
میں چھپ کر بیٹھ رہا اور دوسرا راوی بیان کرتا ہے کہ جسوقت یہ بھاگا ہے تو باہر باغ کے نہیں گیا
بلکہ گوشۂ باغ میں بیٹھا ہوا تمام باتیں سنا کیا اور سب کرشمے دیکھا کیا جسوقت قبر بند ہو گئی تو
یہ صورت باغبان کی بنکر سامنے آیا سلام کیا پھول ڈالی میں لگا کر پیش کیے دونوں شاہزادوں
نے فرمایا کہ تو کون ہے عرض کی غلام باغبان ہے دستور میرا یہ ہے کہ تیسرے چوتھے دن مالک
باغ کے سامنے ڈالی لگاتا ہوں اب اس باغ کے مالک آپ ہیں اسوجہ سے یہ ڈالی آپکی
خدمت میں پیش کی فرمایا ہم تو فقیر ہیں ہمیں ان چیزوں سے اب کوئی تعلق نہ رہا مالک اس باغ کی
دنیا سے رحلت کر گئی اُسیکی قبر پہ پھول چڑھا دو باغبان نے عرض کی کہ پھر آپ اپنے ہاتھ سے
یہ پھول چڑھا دیجیے تاکہ ملکہ کی روح تر و تازہ ہو یہ سنکر دونوں شاہزادوں نے تھوڑے تھوڑے
پھول ہاتھ میں لیے اور اشعار عبرت آثار پڑھتے ہوئے قبر کی طرف چلے اور باغبان پیچھے پیچھے
ساتھ ہو لیا بس ہوا کا تھپڑ جو پڑتا ہے تو غنچے چٹک چٹک کر کھلے شمیم گل ان دونوں کے مشام میں
پہونچی فوراً چھینک مار کر بیہوش ہو گئے مہتر گردباد نے جلدی سے ان دونوں شاہزادوں
اپنے عیار کے سپرد کیا اور خود عادل کیوان شکوہ کی صورت بنا اور ایک شاگرد کو دلارام
ثانی کی صورت بنا کر اُسیطرح قبر پہ آکر بیٹھا اور ہائے واویلا مچانا شروع کی شاگرد اس سے
دونوں پشتارے لیکر لشکر کی طرف چل کھڑے ہوئے اُدھر قتال کمان ابرو جو اسلحہ پہونچا
آئی تو پھر بلبل بنکر شاخ درخت پہ بیٹھی اور پکاری کہ اب تمہیں ہماری فرقت شاق ہے اور
ہمیں تمہاری جدائی ناگوار ہے لہذا ہمارا تم تک آنا تو بہت دشوار ہے نہیں معلوم دن رات
میں دو مرتبہ بھی کیونکر آتے ہیں اور تمہارا آنا ہم تک بہت ہی آسان ہے ہر چند کہ منزل
سخت ہے راہ دشوار گذار ہے پر ہم ہی تھے کہ ایسی راہ سخت کو کس آسانی سے طے کیا اگر
تم بھی ہمارے عاشق صادق ہو تو مثل ہمارے گلا کاٹ کر اس راہ کو قطع کرو تاکہ وصل
حاصل ہو اور فراق برطرف ہو جائے یہ سنکر مہتر گردباد بہت گھبرایا کہ آج تو بیڈھب
سوال ہوا جواب دیا کہ نہ ہمارے پاس خنجر نہ تلوار اس رشتۂ حیات کو کس چیز سے قطع
کریں سنتے تو ہیں بدست و پا کر دیا بلبل نے کہا کہ اگر تم بدست و پا ہو تو ہم سامان مہیا کیے دیتے ہیں
یہ کہکر بلبل اپنی جگہ سے اُڑ کر گوشۂ باغ کی طرف چلی گئی اور غرق زمین ہو کر قبر کے اندر پہونچی اور
دو خنجر لیکر قبر شق کر کے بصورت اصلی باہر نکل آئی اور کہا کہ لو یہ دونوں خنجر موجود ہیں دیکھو
ہمیں تمہارا اسقدر خیال ہے کہ خلاف وقت بھی تمہارے پاس چلے آئے اسلیے کہ تم پہ سختی موت
آسان ہو دم حسرت دیدار میں آنکھوں تک آکر نہ رک جائے اور تمہاری زبان پر کوئی حرف
شکایت نہ آئے بقول شاعر ؎ آنکھوں میں رک رہا ہے نکلتے نکلتے دم ٭ اچھا سلوک حسرت دیدار
کیا تو مہتر گردباد متحیر ہے کہ اب کیا کروں خنجر تو ہاتھ میں لے لیا اور شعر پڑھا ؎ جان دی دے کے گئے
محبت میں جلے ہائے ہم ہی دشمن کے وہ دشمن تھے کہ مر گیا راہ قتال کمان ابرو نے کہا یہ کیا مہتر گردباد نے

جست کرکے خنجر مارا اور نعرہ کیا کہ باش او قحبہ مہتر گرد باد بادیہ گرد غلام لقا بدا برالبق سوا ہین لونڈی ہلکی ہین تھا خنجر پڑ کر اچٹ گیا اور قتال کمان ابرو نے گرکا نعرہ کیا زبین نے پاتون دونون سے پکڑ لیے اور قتال کمان ابرو تیغہ پکڑ کر چلی کہ اسکو قتل کرون اور بولی غضب کا دھوکا ہاتھ آگیا مین رویین تن نہ ہوتی تو اسنے کام تمام ہی کر دیا تھا دیکھا مہتر گرد باد بادیہ گرد نے کہ اب جان بچتی نظر نہین آتی کہا او لکا تہ ہم ابھی سی کر سکے قضا تیری ہمارے ہاتھ سے نہ تھی ور نہ سر الگ پڑا ہوتا اور لاش پھڑکتی ہوتی جیسے ہی قتال نے ہاتھ بلند کیا اور تیغہ مارنیکا قصد کیا تھا کہ گوشہ باغ کی طرف سے ایک آواز پیدا ہوئی کہ خبردار او مردار مین آپہونچا اسنے پلٹ کر دیکھا کہ کون آتا ہی ادھر مہتر گرد باد حیران تھا کہ یہ کون آگیا دیکھا کہ ایک مرد پیر ریش سفید عصا ہاتھ مین لیے ہوے کچھ پڑھتے چلے آتے ہین نظر جو قتال کمان ابرو کی درویش پر پڑی یہ سمجھ گئی کہ سالک صحرانشین ہین کہا آپکو ہمارے امور مین کیا دخل ہی درویش نے جواب دیا کہ اس مقام کے ہم محافظ ہین اپنی زندگی مین خون ناحق نہ ہونے دینگے تو نہین جانتی کہ یہان عملداری ہماری ہی قتال کمان ابرو کے تیور بدل گئے اور پکاری کہ او بڈھے کیون تیری شامتین آئی ہین تو مجھے نہین جانتا کہ مین کون ہون لے اسکے یہ کہتے ہی وہی شیشہ آب جو شعلہ رخسار جادو نے دیا تھا سالک صحرانشین پر کھینچ مارا سالک اس سے بچنے کو شیشہ سر پر پڑا اور ٹوٹ کر چور اہوگیا پانی شعلہ بنکر درویش پر گرا تمام جسم مین اسکے آگ لگ گئی درویش نے اسی حالت مین افسون کی کہ ایک شعلہ اسکے دہن سے نکلکر قتال کمان ابرو پر پڑا اسکے بھی جسم مین آگ لگ گئی ادھر تو یہ جل رہی تھی اور ادھر درویش جل رہے تھے تھوڑی دیر مین دونون جلکر خاک ہوگئے ایک قیامت کبری بپا ہوئی صدائین گیرودار کی بلند ہوئین آتشباری و برف باری دیر تک ہوا کی تمام باغ پامال خزان ہوگیا بارہ دری پیچھے ہوکر اڑگئی طائران باغ جلکر خاک ہوگئے زمین متزلزل ہوئی پریون نے شور کیا کہ حاسا بجوان کشتی نام من قتال کمان ابرو جادو بود حیف مردیم رہاندادیم و طلسمات بند رسیدیم اسکے علامات سحر ہر طرف ہوے اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ باغ ہی اور نہ چمن ہی نہ بارہ دری نہ نہر سب چیزین سحر کی تھین سنگ و خاک ہوگئین دو لاشین جلی ہوئی پڑی تھین مہتر گرد باد بادیہ گرد قریب لاش پیر مرد کے آئے اور نہایت افسوس کیا باغ کے مٹجانے سے کوئی آسنی حائل تو رہی نہ تھی لشکر سامنے تھا وہان عادل کیوان شکوہ اور داراب ثانی کو ہوش آیا رفقا سے پوچھا کہ ہم تو باغ مین تھے اس مقام تک کیونکر پہونچے لوگون نے عرض کی کہ آپکا رفیق عیار آپکو بیہوش کرکے لے آیا تھا اور قاتل آپکی قتال کمان ابرو واصل جہنم ہوئی اتنے مین مہتر گرد باد بھی حاضر خدمت ہوا اور فتح کی مبارکباد دی عادل کیوان شکوہ نے حال قتل قتال کمان ابرو کا پوچھا مہتر گرد باد نے اپنا عیاری کرنا اور قتال کا خنجر مارنا اور اسکا روئین تن ہونے کی وجہ سے بچنا اور گرفتار کرکے مستعد قتل ہونا بروقت سالک درویش کا پہونچنا اور درویش کا قتال کے سحر سے جلنا اور اسی حالت مین اسکو بھی پھونک دینا سب بیان کیا یہ سنکر دونون شاہزادے لاش پر درویش کی آئے اور قبر بنا کر سالک کو دفن کرکے فاتحہ خیر پڑھا اور دعاے مغفرت کی کہ اسکی وجہ سے دشمن قوی کے پنجے سے چھوٹے

ورنہ رہائی ناممکن تھی لاش قتال کمان ابرو کی مزبلہ پر پھنکوا دی بعد اسکے یہان کے باشندون کو بلاکر
راہ سنطاق کی دریافت کی معلوم ہوا کہ راستہ طلسم سنطاق کو صحراے گرد باد کی طرف سے گیا ہے کہ
مالک وہان کا غضنفر غارنشین جادو ہے یہ سنکر شاہزادۂ عادل کیوان شکوہ نے حکم کوچ دیا
لشکر تیار ہونے لگا بارگاہین تیار ہوئین خیمے اکھڑوا اکھڑوا کر لادے جانے لگے اسی حالت مین عادل
کو خیال اپنے اسلحہ کا آیا مہر گرد باد سے فرمایا کہ تلاش کرو مہر گرد باد نے ہرچند کوشش کی مگر
اسلحہ نہ ملا کہ دیکھا سامنے سے ایک مرد پیر چلے آتے ہین آتے ہی سلام علیکم کی آواز دی عادل
کیوان شکوہ اور داراب ثانی نے جواب سلام دیا اور نام پوچھا مرد پیر نے کہا کہ مجھکو
سالک صحرانشین کہتے ہین شاہزادون نے فرمایا کہ آپ اور کوئی سالک ہین درویش نے مسکراکر
فرمایا کہ مین وہی ہون جسے آپنے دفن کیا ہے مجھے معلوم تھا کہ قتال میرے قتل کا بھی سامان
کرکے آئی ہے اسوجہ سے مین نے ایک موکل کو اپنی صورت پر جانیکا حکم دیا تھا جسے اگر قتال
کو مارا اور بظاہر خود بھی جلگیا در اصل وہ جلا نہین ہے اور انشاء اللہ صحراے گرد باد مین بھی آپکی
مدد کرونگا آپ اطمینان رکھین اور اسلحہ آپکا یہان نہین ہے قتال کمان ابرو تمام ہتھیار کا ستعدو
تحفجات طلسمی غضنفر غارنشین کے سپرد کر آئی تھی وہ سب چیزین بعد فتح صحراے گرد باد آپکو
دستیاب ہونگی اور اب آپ تشریف لیجائیے دیر نہ فرمائیے اور مین بھی جاکر مصروف عمل شفاخوانی ہوتا
ہون یہ فرماکر شاہ صاحب رخصت ہوئے اور کچھ دور جاکر نظرون سے پوشیدہ ہوگئے بعد انکے
جانے کے شاہزادۂ عادل کیوان شکوہ بھی مع لشکر جانب صحراے گرد باد روانہ ہوئے
شاہزادۂ داراب ثانی بھی ساتھ ہین طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے جاتے ہین لیکن
داراب ثانی کی یہ حالت ہے کہ روز بروز لاغر ہوتے جاتے ہین یہ صدمہ انکے دل مین جگہ پکڑے
ہوئے ہے کہ مین دیوانہ بربر سے زیر ہو گیا تھا اور عادل کیوان شکوہ نے اسکو بہت جلد
زیر کرکے مار ڈالا عادل کی نگاہون مین مین حقیر ہوا اگر میرے پاس بھی تحفجات طلسمی ہوتے تو
مین بھی دیوانہ سے زیر نہ ہوسکتا افسوس کہ قسمت نے ذلیل کرایا اب انکے ساتھ
رہنا کسی طرح مجھکو مناسب نہین ہے اپنے علحدہ ہوکر اور لباس تبدیل کرکے آزمائش
زور و طاقت کر لینا چاہیے تاکہ عادل کو بھی معلوم ہو کہ داراب بھی رستم زمانہ ہے
یہ سوچتے چلے جاتے تھے مگر کوئی پہلو علحدگی کا نہ ملتا تھا کہ ایک مقام پر صحرا مین چند آہو نظر آئے
داراب نے عادل کیوان شکوہ سے کہا کہ مین شکار کھیلتا ہوا چلتا ہون جس مقام پر لشکر
آپکا قیام کریگا وہان آکر آپ سے ملجاؤنگا ہنوز عادل کیوان شکوہ کوئی جواب نہ دینے پائے تھے کہ
داراب نے گھوڑا اٹھا دیا اور آہوون کی طرف روانہ ہوئے عادل کیوان شکوہ داراب کی اس حرکت پر خفا
ہوئے اور کسی قدر ملال گذرا لیکن داراب نے جو گھوڑا اٹھایا اور تعاقب مین آہوون کے چلے کچھ دور تک نظر آئے
بعد اسکے گرد سم مرکب معلوم ہوا کی تھوڑی دیر مین نظرون سے غائب ہوگئے کہ انکو آہوون کے تعاقب مین جاتا ہے

احوال عادل کیوان شکوہ کا گذارش کیا جاتا ہے

کہ قریب شام یہ قلعہ اہرمن سے قریب پہونچے لشکر اتارا خبر اہرمن کوہ سے ... کو تھو کی

بجاتے ہوئے جانب مغرب چلے اور فوج انجم شکست خوردہ گریزاں ہو کر نگاہوں سے پوشیدہ ہوئی
سو مہتاب ہوا گم فلک نیلوفری سے پھولا گل خورشید نسیم سحری سے صبح کے ہوتے ہی دونوں
میدان جنگ میں آکر صف بندیاں کرنے لگے دونوں طرف نشان اژدر رہے بجتے نفیرے جھک رہے تھے
بعد آراستگی صفوف قتال و جدال دیکھا کہ صحرا سے گرد اڑی اور ایک پہلوان دیو خصال فیل مست
پر بیٹھا ہوا مانند فیل کے جھومتا ہوا نمودار ہوا گرگین گرد برائے استقبال گیا اور اپنے سردار کو نہایت
تعظیم و تکریم کے ساتھ لایا جس وقت نظر عادل کیوان شکوہ کی اہرمن کے جثہ پر پڑی دل
میں کہا کہ واقع میں اسم بامسمی ہے اس تن و توش کا پہلوان آج تک نظروں سے نہیں گذرا عادل کیوان
شکوہ بہت خوش ہوئے کہ اگر یہ پہلوان مطیع ہوا تو اسکو سالار فوج بناؤنگا یقین ہے کہ لشکر ہمایوں
میں بھی ایسی نمود کا سردار نہ ہوگا ادھر نظر اہرمن کوہ پیکر کی عادل کیوان شکوہ پر پڑی دیکھا کہ
ایک نوعمر شخص معلوم ہوتا ہے قد و قامت بھی زیادہ بلند نہیں ہے قوت بھی نہایت مناسب اور خوبصورت
ہیں اسکو تعجب ہوا کہ بھلا یہ تو ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ مجھ سے مقابلہ کر سکے بس اپنے
سپہ سالار گرگین گرد کی طرف دیکھا اور کہا کہ جا باندھ لا اس مقابلہ دار کو یہ سنکر گرگین گرد نے
اپنا گھوڑا بڑھایا اور میدان میں آکر خوب شہسواری کی جب عرق عرق ہو گیا تو نیزہ زمین پر گاڑ کے
اور رومال کو آراستہ کرکے آواز دی کہ ہے مقابلہ دار اگر دعوی مردی و مردانگی ہے تو آکر مجھ سے سامنا
کر یہ سنتے ہی عادل کیوان شکوہ نے بھی اپنے مرکب کو اشارہ کیا کہ وہ فرس پری نژاد
اڑ کر سامنے گرگین گرد کے آیا گرگین نے نیزہ سینہ پر مارا عادل نے ترچھے ہو کر نیزہ
خالی دیا اور ہاتھ بڑھا کر ڈانڈ نیزے کی پکڑ لی اور ایسے پورے زور سے کھینچ کر پھینکدی یہ قوت عادل
کیوان شکوہ کی دیکھکر اہرمن کوہ پیکر نے مرحبا کی صدا بلند کی عادل کیوان شکوہ
دل میں خوش ہوئے کہ یہ منصف مزاج معلوم ہوتا ہے ادھر گرگین گرد نہایت شرمندہ ہوا
اور اپنے چوبدست گران سنگ اٹھا کر سر پر چرخ دیکر سر عادل پر وار کیا عادل کیوان
شکوہ نے دستہ چوب پر ہاتھ ڈالدیا یہ معلوم ہوا کہ دونوں ہاتھ دستہ چوب میں مثل
عشق پیچاں کے لپٹ گئے بس یوں ہی جو کہ مارا گرگین گرد اوندھے منہ آرہا عادل نے
دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا گرگین کو قاش زین سے اٹھا کر بروے
زمین مارا اور مشکیں باندھ کر عیاروں کے حوالے کیا بس یہ دیکھتے ہی زمانہ نگاہوں میں اہرمن
کوہ پیکر کی تیرہ و تار ہو گیا تجلت مار کر فیل کو اپنے بڑھایا یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ اپنی
اپنی جگہ سے اکھڑ کر چلا یہاں عادل کیوان شکوہ منتظر کھڑے تھے کہ اہرمن کوہ پیکر
سامنے آکر پہنچا اور آواز دی کہ اے مقابلہ دار بہادر غضب کیا تو نے کہ میرے سامنے میرے
رفیق کو کس ذلت و خواری کے ساتھ اسیر کیا اب جبتک کہ اسیطرح تجھکو بھی گرفتار بلا نہ کر دونگا مجھکو
قرار نہ آئیگا لاف بہادری کی کہ تیرے دل میں حسرت نہ رہجائے عادل کیوان
شکوہ نے فرمایا کہ ہم اہل اسلام ہیں دستور ہمارا پیشدستی نہیں ہے اگر خداوند کریم تیرے حملہ
سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا یہ سنکر اہرمن کوہ پیکر نے گرز ہاتھ میں سنبھالا اور

خبردار خبردار کہا پسینہ سے کہنے عادل پر وار کیا عادل کیوان شکوہ نے نیزہ کو نیزہ پر کاٹا
ولمعیں پھٹنے لگیں بند بند ٹوٹنے لگے یہ معلوم ہوا کہ دو سانپ زبانیں نکالے ہوئے لڑ رہے ہیں چنگاریاں
آگ کی نیزوں سے نکل رہی تھیں شام ہی وہ تک نیزہ بازی رہی آخر کار عادل کیوان شکوہ نے
آواز دی کہ اے اہرمن دیکھ یہی بند ہے کہ جسکا کھلنا ممکن نہیں یہ کہکر نیزہ کو نیزہ سے لپیٹ کر جو کش دیا
اور ساتھ ہی ایک مارا نیزہ ہاتھ سے اہرمن کے نکلگیا بس نیزہ ہاتھ سے نکلنا تھا کہ زمانہ لگا تھوکنے
اہرمن کی بیٹری وقار ہوگیا جھپٹ کر اسنے گرز اپنا لیا اور آواز دی کہ او نقابدار غضب کیا تو نے
کہ نیزہ ہاتھ سے میرے نکال لیا تب چھوڑتا ہوں تجھے کہ تو سامنے مردان عالم کے یہ تذکرہ کرے
کہ میں نے نیزہ ہاتھ سے اہرمن کے نکال لیا تھا یہ کہکر اسنے گرز کو سر پہ چرخ دیکر عادل پر وار
کیا گرز سنسنانے کی صدا پیدا ہوئی عادل کیوان شکوہ نے اپنے گرز کو چہرہ کی پناہ کیا اور زین و سر
سنبھل بیٹھے لیکن گرز پر گرز جو پڑا تا ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق
ہوگیا تلق گرد و غبار بلند ہوا کہ نقابدار اس تلق گرد میں پوشیدہ ہوگئے اہرمن نے نعرہ کیا کہ
زردم و پست کردم لو خبر نقابدار کی دیکھو کہ کیا حالت ہوئی فوراً ہی گرد باد یا دیو گرد و نل بگولے
کے قریب آیا اور گرد کی گرد چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ نقابدار ابلق سوار بیہوش کھڑے
ہیں سر بن مو بمو سے پسینہ جاری ہے منھ سے واہ واہ کی صدا بلند ہے ہاتھ دونوں مانند ستون فولادی
کے قائم ہیں بس یہ دیکھتے ہی گرد باد نے آواز دی کہ او شہریار ہوشیار ہو جیسے کہ حریف لاف زنی
کر رہا ہے بس یہ سنتے ہی نقابدار نے مرکب کو اشارہ کیا مرکب طلسمی تھا کہ طبقہ زمین کا لپیٹ ہوئے
نکلا اور چاروں پہلوان اسکے سامنے اہرمن کو وہ پکار کے آگے جیسا ہی اہرمن نے
جو عادل کیوان شکوہ کو صحیح و سالم پایا نہایت متعجب ہوا کہ آج تک میری ضرب خالی گئی
تھی جسنے وار روکا وہ پیوند خاک ہوا بس شرمندہ ہوکر اسنے دوسری ضرب لگائی پھر وہی حالت
ہوئی مگر عادل کیوان شکوہ پھر گرد سے نکلے اور سامنے اہرمن کے آئے اہرمن نے تیسری
ضرب لگائی چونکہ مرکب انھوں نے دوسرا اٹھا لیا تھا تاب لنگر ضرب کی نہ لا سکا مرکب کی ٹوٹی
بس مرکب کے مرتے ہی شاہزادہ گرد سے باہر آیا اور زیر شکم فیل پہونچکر اہرمن سے پہلوان
کو مع فیل اٹھا لیا اور خندق کی طرف لیکر چلے دیکھا اہرمن نے کہ پاؤں زمین سے اٹھ
گئے ہر چند اسنے لنگر مارے مگر عادل کیوان شکوہ اسکو اٹھائے ہوئے خندق کی طرف
چلے جاتے تھے دیکھا اہرمن نے کہ یہ جان نہ چھوڑیگا بس اسنے جست کی اور فیل پر سے علحدہ
ہوا عادل نے فیل کو اہرمن پر کھینچ مارا اہرمن نے خالی دیا اور عادل کیوان شکوہ سے
لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی دونوں لشکروں نے آکر گھیر لیا اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے تمام دن کشتی رہی شام
ہوگئی دونوں طرف سے روشنی کا انتظام ہوا جھاڑ کنول فانوس مردنگ بہ اہرام سے لگا دیئے گئے دونوں جانب دو دو
کاسہ شیر آگئے دونوں نے پیئے اور پھر مصروف تلاش ہوئے تھوڑی دیر میں دو دھر پسینا بنکر بہ گیا تمام
رات کشتی رہی اور فیصلہ نہ ہوا صبح کو بھی علحدہ نہ ہوئے کہاں تک بیان کیا جاوے کہ پانچ شبانہ روز کشتی رہی
دیکھنے والوں کی آنکھیں رم کر آئیں جواب گئے بری حالت ہوئی پانچویں روز قریب شام

اہرمن کو وہ پیکپ نے آواز دی کہ اے طفل تو کون بلا ہے کہ مجھ ایسے زبردست سے یوں کلہ بکلہ
لڑ رہا ہے لے یہ زور آخر ہے روک اسکو یہ کہکر اسنے دونوں بازو عادل کے پکڑے اور
سر سینہ سے ملا کر اب جو زور کرتا ہے گیارہ قدم دوڑا لیگیا اور تھوڑا جھٹکا مارا کہ دہنا گھٹنا
زمین سے ملگیا بس وہی گھٹنہ ٹیک کر شاہزادہ عادل نے بھی دونوں بازو اسکے پکڑا
اور کہا کہ میرا بھی یہ زور آخری سمجھ یہ کہکر اور سر سینہ سے ملا کر جو زور کیا سترہ قدم دوڑا لے گئے
جھٹکا مارا کہ دونوں گھٹنے آشنا بزمین ہوے بس ڈال کمر زنجیر کے بیچ میں ہاتھ اب جو زور کیا
اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا لنگر اہرمن کا ٹوٹا یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ کو اٹھا لیا ہر چند اسنے
لنگر مارے مگر کچھ نہ ہوا شاہزادہ عادل نے کہا پھڑک لے جسقدر جی چاہے آخر اسنے ہاتھ پاؤں
ڈالدیے شاہزادہ عادل نے فرمایا کہ شناخت پروردگار میں کیا کہتا ہے اہرمن نے کہا کہ تم میں
ایک زبردست ہے زیر ہو جانے سے مذہب نہیں زیر ہو جاتا ہے یوں میں آپکا مطیع ہوں مگر
مذہب اسوقت تک نہ بدلونگا جبتک حقیقت دین اسلام مجھپر ثابت نہو لیکن یہ سنکر شاہزادہ نے
اہرمن کو چھوڑدیا اہرمن شاہزادہ کو اپنے ہمراہ لیکر قلعہ میں آیا اور کہا کہ ہم اپنے دین کے
علما کو جمع کرتے ہیں آپ اُن سے بحث کیجیے اگر آپ نے اُنکو بند کردیا تو بیشک میں دین بھی بدل ڈالونگا
ورنہ آپکو میرا مذہب اختیار کرنا ہوگا فرمایا کیا مضائقہ ہے غرض کہ اُس روز تو آرام لیا دوسرے روز
اہرمن نے تمام اہل قلعہ کو جمع کیا اور ایک راہب کو تجویز کرکے پیش کیا اُسنے چند سوالات کیے عادل
کبیروان نے اُنکو وہ لیے ایسے جواب باثواب دیے کہ راہب کو بند کردیا اور اہل مجلس وجد میں آ گئے
بعد اُسکے چند سوالات راہب سے کیے کہ وہ جواب بھی نہ دے سکا یہ دیکھتے ہی اہرمن پکار اٹھا
کہ تو بھی شہزور ہے اور تیرا مذہب بھی شہزور ہے تیرا خدا بھی زبردست ہے اے شہریار لعنت ہے دین اکوان
پرستی پر اور کہا کہ مذہب اسلام کا کہ یہ عجیب دین متین ہے اور اے اہل قلعہ جسکو ہمارا ساتھ
دینا ہو وہ اِس دین کو اختیار کرے ورنہ ایک دن کے اندر قلعہ کو خالی کردے سب نے عرض
کی کہ کون ایسا کور باطن ہے جو راہ راست کو چھوڑکر وادی کفر میں تباہ و برباد ہو ہم نے بھی
بدل اِس دین بر حق کو اختیار کیا اُسیوقت شاہزادہ نے حکم دیا کہ بتخانے منہدم کرکے
مسجدوں کی بنا ڈالی جاے سکہ نام داراب بن جمشید کا جاری ہوا بعد اسکے اہرمن نے
شاہزادہ کی دعوت کی اور اپنے سپہ سالار کی سفارش کی کہ اگر وہ بھی اِس امر کو پسند کرے تو اسے
بھی رہا کر دیجیے شاہزادہ نے بخاطر اہرمن گرگین کو بلایا اور پہلے رہا کیا بعد اسکے
ہدایت بدین اسلام کیا گرگین نے دیکھا کہ سردار میرا مطیع ہوا تو پیروی کیا حقیقت ہے یہ بھی کلمہ
پڑھکر مسلمان ہوا اب شاہزادہ عادل نے فرمایا کہ اے اہرمن اب میں نہ طاق پر جاتا ہوں
زیادہ ٹھہرنا مجھے منظور نہیں ہے کہ بدیع الملک سے فیصلہ جدائی کرنا ہے یہ سنکر اہرمن نے عرض کی
کہ میں ہمراہ رکاب ہوں لیکن صحراے گردباد وہ مقام سخت و دشوار گذار ہے کہ طے کرنا اُسکا نہایت
مشکل ہے مالک اِس راستہ کا اور نگہبان راہ عنیور غار نشین ہے کہ جو میرا چچا زاد بھائی اور خسر ہے
خداوند طلسم کا باپ ہے ملکہ حیات خوش جمال معشوقہ اکوان تاجدار کا وہ ہرگز آپکو اسطرف [illegible]

نہرطاق پر نہ جانے دیگا ایک تو یہ ساحر زبردست ہی اپنے سحر کے غرور مین کسی کی حقیقت نہین جانتا علاوہ اسکے
یہ بھی گھمنڈ ہی کہ راستہ کو مین طلسم بند کر چکا ہون ساحر بھی نہین جا سکتا نہ کہ آپ تو غیر ساحر ہین امید آشتی
بھی نہین اسلیے کہ ایک تو مالک سے زیادہ غیر کا پاس نہین ہو سکتا اور مالک بھی وہ جو داماد ہے
دشمن کو کیونکر راہ دیگا کوئی بھی یہ گوارا نہین کر سکتا کہ اپنی دختر کے رنڈاپے کا سامان کرے بہتر یہ ہی
کہ کسی دوسری راہ سے نہرطاق پر تشریف لیچلیے یہ سنکر عادل کیوان شکوہ ہنسے اور فرمایا کہ
اور سب تم بجا کہتے ہو لیکن یہ ممکن نہین ہی کہ اسطرف سے مین نہ جاؤن اور بخوف غیور عار نشین
دوسری راہ اختیار کرون اگر ایسے ایسے ساحرون سے بھاگتا پھرون گا تو ساحران طلسم سے کیونکر
لڑونگا جس خدائے قادر و توانا نے مجھکو آج تک ساحرون کے فریب سے بچایا ہی وہی آیندہ بھی بچانے والا ہی
اے اہرمن مین وہ شخص ہون جسنے سات برس کے سن مین طلسم ابلق کو فتح کیا بہت دورنگ کو
مارا جو خداوند ساحران کہلاتا تھا اور سامری و جمشید کو طفل مکتب بناتا تھا اسوقت تو میرے پاس
لشکر ہی سپاہ ہی دولت ہی خزانہ ہی جوان ہون رفیق بھی ہین دوست بھی ہین اسوقت تن تنہا تھا اور
سوائے ذات پروردگار کے کوئی مددگار نہ تھا دشمنون مین پل کر بڑا ہوا اگر تمھین اپنے بھائی کا خوف ہی
تو اسی مقام پر ٹھہرو جسوقت یہ مرحلہ فتح ہو لیگا اسوقت چلے آنا یہ سنکر اہرمن اٹھ کھڑا ہوا اور
عرض کی کہ اے شہریار یہ جو کچھ مین نے عرض کیا خیرخواہانہ طور سے تھا اگر آپ کو نہین منظور ہی نہ سہی
مین سرفروشی و جان نثاری کو موجود ہون شاہزادہ نے فرمایا کہ کل ہم کوچ کرینگے اسیوقت سے
لشکر تیار ہونے لگے صبح کو عادل کیوان شکوہ مع اہرمن کوہ پیکر جانب صحرائے گردباد
روانہ ہوئے اور قلعہ اہرمن مین گلین گرد کو چھوڑا جسوقت لشکر انکا صحرائے گردباد کے قریب
پہونچکر خیمہ زن ہوا اور خبر پہونچی غیور عار نشین جادو کو کہ بھائی تیرا دشمن کا فرمانبردار ہوا اور ساتھ
اسکے صحرائے گردباد کی طرف آیا ہی بس اسنے ایک نامہ بنام عادل کیوان شکوہ تحریر کیا
مضمون نامہ یہ تھا کہ اے لقا پرور ابلق سوار مین جانتا ہون کہ تم پہلوان زبردست ہو جو اہرمن
دیو خصال کو زیر کیا مگر خوب سمجھ لو کہ پہلوانی اور شے ہی اور ساحری دوسری چیز پہلوان ساحر پر
غالب نہین آسکتا مین دوستانہ طور پر سمجھاتا ہون کہ تم کسی دوسرے راستہ سے نہرطاق ہو جاؤ اسطرف سے
جانیکا ارادہ نہ کرو ورنہ بہت تباہ و برباد ہوگے فوج گردباد گھڑی بھر مین تمہارے لشکر کو تباہ کر دیگی
اور پہلوانی کچھ کام نہ آئیگی مین تمسے دو وجہون سے بگاڑنا اچھا نہین سمجھتا ایک تو یہ کہ بھائی میرا تمہارا
رفیق ہے تمہاری دشمنی مین اہرمن کے خون سے بھی ہاتھ بھرنا ہونگے دوسرے یہ کہ مجھے
شرم آتی ہی کہ ساحران نہرطاق سے ہو کر غیر ساحر سے لڑون تمہارا قتل کرڈالنا اور چیونٹی کا
مار ڈالنا برابر ہی اور دوسرا نامہ اپنے بھائی کے نام لکھا کہ اگر تمنے رفاقت لقا پرور کی اختیار
کی تو اچھا کیا کہ تم اس سے زیر ہوگئے ہر شخص اپنے فعل کا مختار ہی مجھے ان امور سے
سروکار نہین ہی لیکن تم لقا پرور کو یہ سمجھاؤ کہ وہ اسطرف سے نہ جائین ایسا نہ ہو کہ لقا پرور
کی وجہ سے مجھے تمہارا لحاظ بھی اٹھا دینا پڑے مین اسلیے بھی انکو سمجھا دیتا ہون جسوقت یہ
دونون نامے پہونچے اور عادل کیوان شکوہ مضمون سے آگاہ ہوئے اہرمن کیطرف دیکھا اسنے عرض کی

کہ جو مجھے عرض کرنا تھا مین پہلے ہی عرض کر چکا اُسوقت آپنے قبول نہ فرمایا اب میری راے نہین کہ اِس
راہ کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کی جاسے لوگ یہی کہینگے کہ بخوف عنبور غارنشین نقابدار پلٹ گئے
اور دوسری راہ اختیار کی آپ جو مناسب جانین وہ جواب لکھ بھیجین یہ سنکر شاہزادہ نے جواب یہ
تحریر فرمایا کہ اے عنبور غارنشین مجھے تمھارے سب حالات اہرمن کوہ پیکر کی زبانی معلوم ہوئے
کہ تم خشمر ہو خداوند طلسم کے اور ملازم بھی ہو ہر طرح فرض تمھارا یہ ہی کہ مجھے روکو اگر اسوقت کام با شتی
کی جائیگا تو آئندہ لڑنا پڑیگا ہر طرح نتیجہ ایک ہی پھر اسوقت کے کام کو دوسرے وقت کیون اُٹھا رکھو
جو کل ہونا ہی وہ آج ہی کیون نہ ہو جاسے کہ خلش مٹے اور جھگڑا جاتا رہے اور تم مجکو غیر ساحر سمجھکر
مطمئن نہو اِسلیے کہ مین ساحر کش ہون تمام طلسم ابلق میرے ہی ہاتھ سے برباد ہوا اب تو ورنگ
ساساحر زبردست جو خداوند ساحران کہلاتا تھا میرے ہاتھ سے مارا گیا اگر تمنے مجھے قتل کیا تو تمام
نہ طاق مین فخر کر سکتے ہو مگر با انہمہ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد تو بہتر یہ ہی کہ دین اسلام
مثل اپنے بھائی کے اختیار کرو کہ دنیا اور عقبیٰ دونون درست ہون یہ نامہ دا ایکو دیکر
روانہ کیا اور اہرمن کوہ پیکر نے جواب مین لکھدیا کہ اے برادر بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر کہ دین
برحق ہی یہ شہریار مثل میرے تمھاری بھی عزت کریگا بلکہ مجھسے زیادہ تمھاری آبرو ہوگی کہ تم خداوند
طلسم کے بزرگ ہو جب یہ دونون نامے عنبور غارنشین کے پاس پہونچے اور یہ مضمون سے
آگاہ ہوا کہ اب صلح نہین ہی بس اِسنے اسلم جادو کو لکھ بھیجا کہ طبل جنگ بجوا کر فوج گرد یا دلیکر سامنے
نقابدار کے جاؤ اور لشکر نقابدار کو تباہ کرو اسلم جادو نے حکم پاتے ہی فوراً طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر
شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کو پہونچی کہ صحراے گرد باد سے آواز طبل آرہی ہی چند ہرکارے براے
دریافت حال روانہ ہوے تھے جسنے صحراے گرد باد مین قدم رکھا وہ مفقود الخبر ہو گیا اور پلٹکر
نہ آیا یہ سنکر شاہزادہ عادل نے فرمایا کہ اب ہرگز کوئی صحراے گرد باد مین قدم نہ رکھے صبح کو دیکھا
جائیگا اور فرمایا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزد متعال کوس جدال نوازش مین آئے
صبح کو جو حریف ہوگا خود ہی سامنا کریگا بس یہ حکم پاتے ہی نقارخانہ رعد آوا نوازش مین آیا
کوس حربی گڑگڑایا تیاری جنگ ہونے لگی تمام لشکر مین ایک تہلکہ تھا لوگ پریشان تھے کہ حریف
نظر نہین آتا اور آواز طبل برابر چلی آتی ہی دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی اہرمن کوہ پیکر نے
شاہزادہ عادل کیوان شکوہ سے عرض کی کہ اے شہریار یہ صحرا طلسم بند ہی جو اِس وادی مین
قدم رکھتا ہی زمین سے بگولہ بلند ہوتا ہی اور انسان کو پوشیدہ کر کے خود بھی نظر سے غائب
ہو جاتا ہی تین روز تک انسان اُس گنبد خاکی مین قید رہتا ہے اور گھٹ گھٹ کر ہلاک ہو جاتا ہے
یہ سحر اسلم جادو کا ہی جبتک اسلم نہ مارا جائیگا اُسوقت تک یہ حالت برطرف نہ ہوگی اور
مسکن اسلم جادو کا گنبد مینائی مین ہی یہ گنبد زیر زمین واقع ہی پہونچنا وہانتک سخت دشوار
ہی یہ سنکر شاہزادہ نے فرمایا کہ خدا ہر وقت مین مددگار ہے غرضکہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا
برطرف ہوا اور پردۂ شب سے جلوہ صبح نمودار ہوئی ماہ تابان مع لشکر سیارگان گوشہ مغرب مین جاکر
پوشیدہ ہوا اور شاہ خاور مع لشکر شعاع بکر و فر میدان مشرق سے نمودار ہوا طائران صحرائی

آشیانوں سے نکل نکل کر شاخہاے درخت پر بیٹھے اور بزبان بے زبانی حمد سبحانی بجا لانے لگے گلہاے
بوقلموں شگفتہ ہوے تمام صحرا رشک بستان ارم معلوم ہوتا تھا وہ جنگلی پھولوں کی خوشبو نسیم بہار کے
جھونکے سبزہ خوابیدہ کا اینڈ اینڈ کر سونا ایک عجیب سمان تھا شاہزادہ عادل کیوان
شکوہ فریضہ سحری کو ادا کر کے مسجد کے پاس سے باہر تشریف لاے رفقا حاضر ہوے اہرمن کوہ پیکر نے
سلام کیا شاہزادہ نے سلاح جنگ تن پر آراستہ کر کے پشت مرکب پر جلوہ فرمایا ساتھ ہی رفقا بھی آ
اپنے مرکبوں پر سوار ہوے پشت پر اسی ہزار سوار گھوڑے قابو میں کیے ہوے جانب صحراے گرد باد
روانہ ہوے اور سرحد کے قریب آکر مرکب کو روکا صفیں آراستہ کر کے کھڑے ہوے اور آمد لشکر [illegible]
منتظر ہوے دیکھا کہ جانب صحراے گرد باد سے تتق گرد بلند ہوا آتے آتے قریب پہونچکر گرد شق ہوئی اور
دل گرد سے ہزار ہا بگولے نمودار ہوے ہر بگولے کی یہ کیفیت تھی کہ معلوم ہوتا تھا کوئی گھوڑے سے
سوار چلا آتا ہے پہلے تو شاہزادہ کو یہ خیال ہوا کہ ان بگولوں میں سوار پوشیدہ ہوں گے مگر جب قریب
پہونچکر انھوں نے صفیں باندھیں تو حیرت زیادہ ہوئی کہ کیا یہ بگولے لڑینگے اہرمن کوہ پیکر نے عرض
کی کہ البتہ یہ بھی لشکر گرد باد ہے اور افسر انکا اسلم جادو ہے جس وقت فوج گرد باد صفیں آراستہ کر چکی
تو دیکھا کہ ایک ساحر زبردست تخت سحر اڑاتا ہوا لشکر گرد باد میں داخل ہوا اور بمرتبہ سرداری صف لشکر
میں تخت اسکا قائم ہوا اہرمن نے شاہزادہ سے عرض کی کہ اسلم جادو یہی ہے یکا یک اسلم جادو نے
اپنے لشکر کی طرف دیکھا اور کہا کہ مار لو ان سرکشوں کو کہ انھوں نے خدا اور خداوند طاق پر چڑھائی کی ہے بس یہ
سننا تھا کہ تمام بگولے چیخ مارتے ہوے چلے ہمہ تن گرد باد و یہ کر دے نے عادل کیوان شکوہ نے صف کی
کہ سرحد صحراے گرد باد میں ہرگز قدم نہ رکھیگا کہ وہ مقام طلسم ہے پھر انکو یہاں آنے دو تب یکا یک تمام فوج گرد
باد لشکر عادل کیوان شکوہ پر آ پڑی جو انسان لشکر کے تھے تلواریں کھینچیں اور لڑنا شروع کیا لیکن
لڑیں تو کس سے لڑیں انسان ہو تو اسے قتل کریں دیکھو تو بستا بلا کا نظر آتا تھے ایک بگولہ گرد
پر تلوار مارنے سے گرد شق ہوئی اور پھر مل گئی اور بگولہ چیخ مارتا ہوا آتا سوار جسمیں پیادل سے لپٹا اسکو
لپیٹ کے اپنے صحرا میں لیے چلا گیا تھوڑے عرصہ میں آدھے سے بھی لشکر کم رہ گیا اور عادل
کیوان شکوہ نہایت پریشان تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے یکا یک اسلم جادو تخت سحر اڑاے ہوے
قریب عادل کیوان شکوہ کے پہونچا اور کمند سحر مار کر عادل کو پکڑ لیا ہر چند شاہزادہ نے
زور کیا مگر کچھ نہ ہوا حلقے کمند کے نہ ٹوٹے اسلم جادو نصف سے زیادہ فوج گرفتار کر چکا تھا اور اب
اسکے بعد افسر فوج کو بھی گرفتار کر لیا اب لڑنا کیا رہ گیا باقی ماندہ آپ ہی روپیٹ کر چلے جاتے ہیں یہ
سنو ہی جو کچھ اسلم جادو دیکھا اور لشکر گرد باد بھی صحرا کو واپس گیا اسلم شاہزادہ کو لیے ہوے داخل گنبد ہوا
یہاں لشکر نہایت پریشان اور بد دل ہوا اُدھر اسلم جادو نے عادل کیوان شکوہ کو مقید کر کے
ایک نامہ سپہر غدار نشیں جادو کو لکھا کہ میں نے دشمن کو مع نصف لشکر گرفتار کیا ہے اب کیا حکم ہوتا ہے
سپہر غدار نشین نے پوچھا احکام پر زالہ کا ہنہ کا نکالکر دیکھا لکھا تھا کہ جس وقت اسلم جادو دشمن کو گرفتار کر کے
تو تین روز کے بعد قتل کرنا چاہیئے اگر زیادہ اس مدت سے اور وہ کیا تو فتح کے بدلے شکست طلسم میں آئیگی
اور بعد تین یوم گذر جائینگے پھر کوئی مددگار ان لوگوں کا ان تک پہونچ نہ سکیگا چاہیے ابھی نہ مانے میں

مددگار قیدی کا قیدی تک پہونچ بھی جاے تو قیدی کے قتل کا ارادہ نہ کرنا ورنہ سوا پچھتانے کے کچھ
ہاتھ نہ آئیگا بس یہ دیکھکر عنبور غارنشین جادو نے اسلم جادو سے کہلا بھیجا کہ تین روز کے بعد ان
قیدیون کو ہمارے سامنے قتل کرنا غار سے نکلکر ہم بھی انکے قتل کا تماشا دیکھینگے اور خبردار اندر اس مدت
معینہ کے انکے قتل کا ارادہ نہ کرنا یہ دیکھکر اسلم جادو نے عادل کیوان شکوہ کو زندانخانہ مین بھجوا دیا اور حریر
جادو کو لکھ بھیجا کہ تین روز بیرونی راستہ کی خوب حفاظت کرنا ایسا نہو کہ کوئی مددگار انکا آجاے جسوقت
قیدی عادل کیوان شکوہ کی پاس حریر جادو کے پہونچی اسنے تخت اپنا ہٹوایا اور بدہینہ نقب مین عادل
کیوان شکوہ کو گرا دیا بعد ازان پھر اپنا تخت بچھوا کر آپ بزم عیش آراستہ کرکے بیٹھی اور مصروف
شراب خواری ہوئی جسوقت عادل کیوان شکوہ نقب مین پھینکے گئے ہین اور آنکھ انکی کھلی تو دیکھا
کہ نہ ہاتھون مین ہتھکڑیان ہین نہ پاؤن مین بیڑیان نہ گلے مین طوق نہ کوئی محافظ ہمراہ ہے اور
اپنے کو ایک میدان مین پایا کہ جابجا صدہا گنبد خاکی بنے ہوے تھے جہانتک نگاہ کام کرتی تھی
سوا اُن گنبدون کے کچھ نظر نہ آتا تھا عادل کیوان شکوہ قریب ہر گنبد کے گئے دیکھا تو دروازے گنبدون کے
بند پاے حیران و سرگردان پھرتے پھرتے قصد کیا کہ ایک گنبد کے دروازہ کو کھولنا چاہیے دیکھا تو
ہر ایک دروازہ اندر سے بند معلوم ہوتا ہے عادل نے چاہا کہ بزور عصاے جعفری دروازے کو توڑ
ڈالون ہرچند زور کیا مگر دروازہ نہ ٹوٹ سکا بس آواز قہقہہ کی آئی اور کسی نے کہا کہ ان
گنبدون مین تمہارے لشکر کی قید ہین شام کو یہ دروازے خود بخود کھلینگے اسوقت اپنے رازدون سے
مل لینا تمہارے ہی اتنی خاطر کی گئی ہے کہ گنبد تنگ و تاریک مین نہین بند کیے گئے ہو بلکہ اس میدان وسیع مین
چھوڑ دیے گئے ہو یہ سنکر عادل کیوان شکوہ اپنے حال زار پر رونے لگے جسوقت شام
ہوئی تو دیکھا کہ تڑاق تڑاق دروازے وا ہوے اور ہر گنبد مین سے ایک ایک سپاہی نکلا تا
سردار کو دیکھکر مجرا کیا اور کہا کہ اے شہریار کیا آپنے ہمکو آکر رہا کیا فرمایا مین خود اسیر پنجہ
تقدیر ہون اب اگر خدا رہائی دیگا تو خیر ورنہ کوئی رہا کرنے والا نہین ہے کچھ دیر تک سب
اپنے سردار کو گھیرے بیٹھے رہے بعد اسکے ایک آواز پیدا ہوئی کہ اپنے اپنے مکانون مین چلے
جاؤ زیادہ ٹھہرنیکا حکم نہین ہے سب نے عرض کی کہ ہم تو اپنے سردار سے علیحدہ نہ ہونگے آواز آئی
کہ اگر خود علیحدہ نہ ہوگے تو جسطرح سے پہلے علیحدہ کیے گئے تھے اسیطرح اب بھی جدا کر لیے جاؤگے
پھر ان لوگون نے نہ مانا کہ یکایک ہواے تند چلی اور وہ گنبد بگولے کی طرح چرخ مار کے ہوے
قریب ہر ایک سپاہی کے آگئے اور سب کو اسیطرح گرفتار کر لیا کہ جو بگولے کے پیچ مین پھنسا وہ
پھر نہ نکل سکا اور بگولے اپنے اپنے مقام پر گنبدون کے مانند قائم ہوگئے اور عادل کیوان
شکوہ منھ دیکھکر رہ گئے حسرت سے ایک آہ سرد کھینچکر جانب فلک دیکھا اور کہا کہ خداوندا
اب تو کوئی آثار رہائی کے نہین معلوم ہوتے لہذا ملک الموت کو حکم کر کہ وہ روح میری کو
قبض کر لیں انکو تو اس پریشانی مین چھوڑا جاتا ہے اور حریر جادو کو حفاظت راہ مین مصروف شراب خواری رکھ

کچھ حال شہر گرد باد کا عرض کیا جاتا ہے

بعد گرفتاری عادل کیوان شکوہ لشکر انکا نہایت پریشان ہوا سپاہیون نے تلوارین کھینچ کھینچ کر داخل صحراے گرد باد

اور بکولے انکو گرفتار کرکے گنبدوں میں بند کر گئے لیکن مہتر گردباد یہ حال دیکھکر مضطرب و پریشان صحرا کی طرف روانہ
ہو گیا اور ایک درخت کے نیچے بیٹھکر سوچنے لگا کہ کیا فکر کرنا چاہیے اور کیونکر پتہ اپنے آقا کا لگانا چاہیے
کہ وہ کہاں ہیں اور اسپر کیا گذری اسی سوچ میں بیٹھا ہوا تھا جو سلام علیک کی آواز پیدا ہوئی کہ
دیکھا سالک صحرانشین چلے آتے ہیں مہتر گردباد یہ دیکھ برائے تعظیم اُٹھ کھڑا ہوا سالک صحرانشین
نے فرمایا کہ اے مہتر گردباد میں اپنا چلہ توڑ کر آیا ہوں مجھے اپنے علم و عمل کے ذریعہ سے معلوم ہوا
کہ شاہزادہ مبتلائے بلا ہو گیا ہے اور زندان میں قید ہے اور پہرہ حصہ سحر جادو کا قائم ہوا ہے دروازہ
زندان بالکل پوشیدہ ہے کسیکا پہونچنا ممکن نہیں ہے اور اگر کوئی پہونچا بھی تو گرفتار بلا ہوگا اور اگر
تین روز شاہزادہ کو قید میں گذر گئے اور کوئی صورت رہائی نہ پیدا ہوئی جب بھی مشکل ہے
کہ پھر سوا قتل کے کوئی چارہ نہ ہوگا لہذا میں پتہ زندان و محافظ زندان کا بتائے دیتا ہوں آگے
کوشش تمہاری ہے اور اگر تم بھی گرفتار ہوگئے تو پھر میں خود آؤنگا یہ کہکر مہتر گردباد کو ایک
سمت بتائی اور کہا کہ اسی طرف سیدھے چلے جاؤ گے بڑھکر تمکو ایک درخت ملیگا زیر درخت ایک
میمون بزرگ بیٹھا ہوگا اسکے گلے میں ایک رسن سحر بندھی ہوگی وہ فریاد کریگا اور تمکو پکاریگا
تم قریب اسکے جانا اور یہ کارد دیئے جاتے ہیں اس سے رسی اسکے گلے کی کاٹ دینا وہ کہیگا کہ تم نے
مجھپر بڑا احسان کیا اب معاوضہ اسکا کیا چاہتے ہو تم کہنا کہ مجھے مکان میں حصہ سحر جادو کے
پہونچا دے یہ سنکر وہ بندر لرزیگا مگر ہمراہ لیچلیگا اور دروازہ مکان پر پہونچا کر خود باہر ٹھہر
جائیگا تم داخل مکان ہونا اور جو ہو سکے وہ کرنا یہ کہکر سالک صحرانشین تو نظروں سے پنہاں ہوگئے
اور مہتر گردباد کارد ہاتھ میں لیے ہوئے جانب صحرا روانہ ہو گیا جاتے جاتے قریب اس درخت
کے پہونچا جسکا پتہ سالک صحرانشین دے گئے تھے دیکھا کہ واقع میں کہ ایک بہت بڑا بندر
رسی میں بندھا ہوا ہے بندر کی نظر جو اس عیار پر پڑی رسی کو جھٹکے دینے لگا اور اشاروں سے
بتاتا تھا کہ مجھے کھول دو مہتر گردباد قریب اس بندر کے پہونچا اور رسی اسکی کارد سے
کاٹ دی بندر اس قید سے رہا ہوکر بزبان انسانی گویا ہوا کہ اے شخص تونے مجھپر بڑا احسان
کیا اب عوض اسکا کیا چاہتا ہے مہتر گردباد نے کہا کہ مجکو مکان پر حصہ سحر جادو کے پہونچا دے
بندر یہ سنکر تھرتھرانے لگا اور پکارا کہ کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے حصہ سحر جادو بلائے
بیزبان اور آفت روزگار ہے اسنے میری یہ حالت کر دی ہے کہ آدمی سے جانور بنا کر اس
درخت سے باندھ دیا تھا دوسرے تیسرے روز آیا کرتی تھی اور مجھے پھر انسان بنا کر اپنا منہ کالا
کروالی تھی یا خود بندریا بنکر ہیئت ہوتی تھی اور چلی جاتی تھی آج تمہاری بدولت میں نے اس
قید سے رہائی پائی مگر دیکھیے اپنی ہیئت اصلی پر کب آتا ہوں مہتر گردباد نے
کہا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو اور کیا پیشہ کرتے تھے بندر نے کہا کہ اب یہ باتیں
[illegible] جس وقت جال [illegible] آدمی کا جامہ [illegible] آئیگا اسوقت بیان کرونگا اب جلد
[illegible] حصہ سحر جادو کے مکان پر پہونچا دوں یہ کہکر بندر آگے آگے چلا اور مہتر
[illegible] اسکے پیچھے پیچھے جاتے جاتے ایک خرابہ میں داخل ہوا [illegible]

گرد باد بھی اس خرابے مین پہونچا بندر نے ایک کونے مین پہونچکر کہا کہ یہین بچھانا ہے پھر وہین
جب ہم پاٹ کر آگے تو تجھکو یہین پاؤنگے مہتر گرد باد نے بسم اللہ کہکر گنبد مین یہین بچھا دیا پڑا
آنکھ کھلی اور پانون زمین سے آشنا ہوئے تو دیکھا کہ میدان ہے اور ایک مختصر سا مکان بنا ہوا
ہے دروازہ اسکا بند ہے گانے کی آواز چلی آتی ہے مہتر گرد باد سوچنے لگا کہ کیا فکر کرون
سوچتے سوچتے صورت اپنی اسی بندر کی ایسی بنائی اور دیوار پر چڑھکر اندر مکان کے جست
کودا اور یہ شعر پڑھا ہ کودا کوئی یون گھر مین ترے دھم سے نہ ہوگا ٭ وہ کام کیا ہم نے
جو رستم سے نہ ہوگا ٭ ایک عورتین تو بندر کو دیکھتے ہی بھاگین مگر ساحرہ جادو بندر دیکھنے لگی کہ
کہین یہ وہی میرا پالو بندر تو نہین ہے یہ اٹھکر قریب آئی اور سر پر ہاتھ پھیرنے لگی بندر خوش فعلیان
کرنے لگا ساحرہ جادو سمجھی کہ یہ بھی کھیلا پالو معلوم ہوتا ہے جو پہلے ایک تھا اب دو ہیں اسے
بہیان رکھون گی کہ یہ اصلی ہے اور اسے وہین رہنے دونگی کہ وہ انسان ہے اور وقت پر کام نکلتا ہے
یہ خیال کرکے چمکارتی ہوئی اپنے حجرہ کی طرف چلی بندر خوش فعلیان کرتا ہوا ساتھ چلا
جیسے ہی یہ آکر تخت پر بیٹھی بندر بھی اچھلکر تخت پر بیٹھ گیا ساحرہ جادو نے کہا کہ
نہین معلوم کس سبب سے تیرے اسکو پالا ہے کہ یہ اسی کا عادی ہے رات زیادہ آچکی تھی یہ تخت
پر سے اٹھ کر مسہری پر لیٹی بندر بھی آکر مسہری پر لیٹ رہا ساحرہ جادو پریشان ہوئی ہر چند کہ
دوسرے ارادہ مین خود تھی مگر اس خیال سے ڈرتی کہ نہ معلوم یہ جانور کیون کر پیش آئے کہ اس
بات کا بھی عادی ہے یا نہین ہے آخر کار اپنے پٹہ گلے مین ڈالا اور قریب اپنے باندھ دیا یہ چپکے
بندھے رہے جب صبح ہوئی تو ساحرہ جادو خواب مرگ سے بیدار ہوئی اور تخت اپنا ہوا کر قریب
دہنہ نقب کے آئی اور کچھ اسم سحر پڑھا وہان گنبد شق ہوئے اور لوگ باہر ہو کر گرد عادل
کیوان شکوہ کے جمع ہوئے بعد کچھ دیر کے اپنے کچھ دوسرا اسم پڑھا کہ گنبد جو کھل گئے تھے
چلے اور لوٹے بنکر لوگون کو گرفتار کرکے اپنے اپنے مقام پر گنبد بنکر قائم ہوگئے بندر کو شبہ ہوا
کہ اس نقب مین کچھ اسرار ضرور ہے عجب نہین کہ آقا ہمارے اسی مین قید ہون جب ساحرہ جادو اپنے کام سے
فراغت کر چکی تو اسنے پھر تخت اپنا دہنہ نقب پر کھڑا دیا اور آپ تخت پر آکر بیٹھی
دستر خوان بچھا کھانا کھائی جاتی تھی اور بندر کے آگے نوالے پھینکتی جاتی تھی لیکن بندر
نے ایک لقمہ بھی نہ کھایا آخر اسکو ترس آیا اور خیال ہوا کہ شاید یہ ساتھ کھانے کا
عادی ہے ایک کنیز سے کہا کہ پٹہ اسکے گلے سے اتار دے اسنے پٹہ اتار دیا بندر جست
کرکے قریب ساحرہ جادو کے آبیٹھا ساحرہ جادو نوالے بنا بنا کر دینے لگی ایک نوالہ بندر
نے بھی بناکر ساحرہ جادو کو دیا یہ دل مین خوش ہوئی کہ اس بندر سے تو انسان کا لطف
حاصل ہوتا ہے لیکن جب اسنے نوالہ کھا لیا کھاتے ہی درد سر پیدا ہوا اسنے ہاتھ کھینچا
دستر خوان تو بڑھا دیا گیا اور ساحرہ جادو کو ایسی گرمی معلوم ہوئی کہ یہ اٹھکر ٹہلنے لگی ہوا
لگتے ہی بیہوشی سے نیچے گرا چاہا اور ساحرہ جادو گرتے ہی اسکے مہتر گرد باد نے نعرہ کیا اور
وہ خول جو پہنے ہوئے تھے جسم پر سے دور کرکے تیغ مارا کہ سر ساحرہ جادو کا تن سے جدا ہوا الاش

مع لشکر قریب گنبد مینائی کے پہونچے تھے کہ یکایک تڑاقا ہوا اور گنبد شق ہوا اور لشکر
اسلم جادو کا ہوا شاہزادہ تلوار کھینچکر اسلم جادو کی طرف چلا تھا کہ اسلم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر
ایک دو منتر زمین پر مارا ساتھ ہی دیکھا کہ زمین شق ہوئی اور غبار سیاہ زمین سے نکلکر چھانے لگا اور
اُس غبار سے پتلے بالشت بالشت بھر کے مثل حشرات الارض کے نکلکر لشکر عادل کیوان شکوہ
کی طرف چلے اُدھر تو وہ غبار چھا گیا اور روز روشن شب تاریک بنگیا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا
اُدھر پتلوں نے لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا اہل لشکر پریشان تھے جب تلوار لیتے تھے تو اُنکی
کو خبر ہوتی تھی تھوڑے ہی آدمی درجۂ شہادت پر فائز ہوے اب ہر طرف استغاثہ کی صدا بلند ہوئی سب لوگ
مضطر و حیران ہوے اور اسلم جادو شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کی جانب چلا کہ اب اسیر کر لوں یا
اسکو قتل کر ڈالوں کہ یکایک روشنی سی نمودار ہوئی سب دیکھنے لگے کہ اب کون آتا ہے
دیکھا کہ ایک چوکی صندل کی بالاے ہوا اڑتی ہوئی چلی آتی ہے اور اُس چوکی پر سالک
صحرا نشین بیٹھے ہوے ہیں اور چار شخص عجیب الخلقت سالک صحرا نشین کے ہمراہ ہیں ہاتھوں
میں اُنکے مشعلیں روشن ہیں سالک صحرا نشین نے آتے ہی تسبیح اپنی گلے میں عادل کیوان
شکوہ کے پہنا دی کہ یہ سحر سے محفوظ رہیں اور اپنے چاروں موکلوں میں سے ایک کو اشارہ
کیا کہ جا کر اسے پھونک دو فوراً وہ مشعل لیتے ہوے اسلم جادو کی طرف چلا اسلم جادو نے
بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ موکل نے پا کر مشعل اسکے جسم سے لگا دی فوراً اسلم جادو کے جسم میں آگ
لگ گئی اور ہمہ تن شعلہ بنکر خاک ہوا لیکن اسکے مرتے ہی قیامت برپا ہوئی وہ آندھی اور غبار
تو بر طرف ہو گیا گنبد پر پیچ ہوکر اڑ گیا مگر آتش باری برف باری دیر تک رہی آخر کار
آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من اسلم جادو وائے حیف مردم و جان دادم و بمطلب خود نرسیدم
اب جو روشنی ہوئی تو میدان کو صاف پایا صرف لاش اسلم جادو کی زمین پر پڑی ہوئی تھی
ہنوز بدحواسی اہل لشکر کی دفع نہ ہونے پائی تھی کہ جا بجا سے زمین شق ہونے لگی اور ساحر
نکلنے لگے اور حربہاے سحر پکڑ پکڑ کر لشکر عادل کیوان شکوہ کی طرف چلے اور ایک
ساحر زبردست طبقہ شق کر کے اسطرح زمین سے نکلا کہ صحرا ہل گیا لڑنے کے آثار نمودار
ہوے اور اُسنے آتے ہی نعرہ کیا کہ منم غیور غار نشین جادو یہ کہتے ہی غیور غار نشین نے
ایک شیشہ جھولی سے نکالا کہ اُس شیشہ میں پانی بھرا ہوا تھا بس اُس شیشہ کو زمین پر دے
مارا کہ شیشہ ٹوٹا اور تڑاقے کی صدا بلند ہوئی ٹکڑے اڑکر جسکے جسم پر پڑے وہ ہلاک
ہوا بعد اُسکے وہ پانی ایک سیلاب بلا بنکر لشکر عادل کیوان شکوہ کی طرف چلا آن واحد
میں سیکڑوں کو غرق کر دیا ہزاروں ڈوبنے لگے شور و فریاد بلند ہوا سالک صحرا نشین نے
کچھ اسم متبرک پڑھکر زمین پر ایک لکیر کھینچ دی فوراً زمین شق ہو کر ایک غار عمیق نظر آنے لگا
اور وہ سیلاب اُس غار میں جا کر غائب ہو گیا زمین خشک نظر آنے لگی یہ دیکھتے ہی غیور غار نشین نے
آواز دی کہ او درویش میں پہلے ہی سمجھے ہوے تھا کہ ایک روز تیری ذات سے فتنہ برپا
ہوگا مگر احکام پیر زال کا بندہ سے مجبور رکھتا کہ تجھے اسوقت تک زندہ رہنے دیا الکہ تجھے قتل کی ممانعت

نہ تجھ پر ہوئی تو میں کیا کہ تجھے مٹا چکا ہوتا تیرا باپ بھی سے ہوشیار ہو جا یہ کہکر غلغلک مار رہی اور یہ
صورت اپنی ایک اژدہے کی پیدا کی اور قلا بو النشین چھوڑتا ہوا سالک صحرانشین کی طرف چلا
جب وہ دم کشی کی سوسو کو نگل گیا جو لوگ اسکے روکنے کو بڑھے تھے وہ سب ہلاک ہوئے کچھ لوگ دم کشی
کے ساتھ شکم اژدر میں چلے گئے کچھ حرارت نفس سے جلکر خاک ہوئے اب یہ قریب درویش کے جا پہونچا
اور اسنے قصد کیا کہ درویش کو بھی نگل جاؤں انھوں نے اپنے موکلوں کی طرف دیکھا چار دن
سو کل مشعلیں لیے ہوئے عیتور غارنشین جادو پر آگرے اسنے دم کشی کی اور چاروں موکلوں کو
مع مشعل نگل گیا بس نگلتے ہی ادھر تو درویش بیہوش ہو کر گرے ادھر عیتور غارنشین سے یہ
لقمہ گرم ہضم نہ ہو سکے انھیں مشعلوں سے اسکے جسم میں آگ لگ گئی اور شعلے نے سر کھینچا اور
عیتور غارنشین جلکر خاک ہو گیا اور وہی شعلہ پلٹ کر اسکے ساحروں پر گرا کہ انکو بھی جلا کر
خاک کیا اب یہ شعلہ لشکر عادل کیوان شکوہ کی طرف متوجہ ہوا اور اہل لشکر کو جلانے لگا جسپر
جھک کر گرا فی الفور جان کو پھونک دیا لشکر میں ایک تلاطم برپا تھا لوگ بھاگتے پھرتے تھے اور بہت سے
مردوں نے جگہ چھوڑ دی اور جلکر خاک ہوئے سیکڑوں نے اس خیال سے بڑھ بڑھ کر شعلے کو روکا
کہ ایسا نہ ہو یہ مالک پر ہمارے آ پڑے وہ یوں جلکر خاک ہوئے سالک صحرانشین بیہوش پڑے
تھے اب اس شعلہ کو کون روکے مہتر گردباد یہ گرونے شاہزادہ عادل کیوان شکوہ سے
عرض کی اے شہریار اسی تھیلے کو اس شعلہ پر کھینچ مارئیے شاید اسکی برکت سے شعلہ فرو ہو جائے
ورنہ ہر طرح مرنا ہی ہے شاہزادہ نے رائے مہتر گردباد کی پسند فرمائی اور تھیلا گلے سے اتار کر اس شعلہ
سرکش پر کھینچ مارا یہ معلوم ہوا کہ آگ پر پانی گرا شعلہ افسردہ ہو کر رہ گیا ادھر تو وہ شعلہ گل ہوا
ادھر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من عیتور غارنشین جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب
خود نرسیدیم اب جو دیکھا تو ہر طرف ہزار ہا لاشیں جلی ہوئی پڑی ہوئی ہیں اور عیتور غارنشین کی
لاش کے مقام پر ایک خاک کا ڈھیر تھا شاہزادہ عادل کیوان شکوہ قریب سالک صحرانشین
آئے دیکھا تو درویش قریب بہ ہلاکت ہیں اشارہ سے قلم دوات طلب کر رہے ہیں مہتر گردباد نے دوات
قلم کاغذ حاضر کیا درویش نے لکھا کہ آج کا روز میرے واسطے دنیا میں روز آخر تھا اگر آج تک اور عیتور
غارنشین غار سے باہر نہ آتا تو کل اسکے سحر کا روکنے والا کوئی نہ تھا الحمد للہ کہ میری زندگی میں یہ
مرحلہ سر ہو گیا اب اتنی وصیت ہے کہ خاک میری برباد نہ ہونے دیجیئے گا اور لاش کو خانہ کعبہ روانہ
فرما دیجیے گا یہ لکھکر درویش کی آنکھیں پھر گئیں نبضیں ساقط ہو گئیں ماتھے پر موت کا
پسینہ آیا تھوڑی دیر میں روح انکی جسم سے مفارقت کر گئی شاہزادہ عادل کیوان شکوہ مع لاش
درویش اپنے لشکر میں آئے اور چند کس کو ہمراہ کر کے لاش انکی بجانب خانہ کعبہ روانہ کی بعد اسکے آگے
چلنے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا کچھ لوگ وہاں سے ہاتھ باندھے چلے آتے ہیں انھوں نے آکر عرض کی کہ ہم ملازم
ہیں عیتور غارنشین جادو کے فرمایا کہ پھر میرے پاس کس غرض سے آئے ہو عرض کی کہ آپنے مالک کو
ہمارے مارا اب ہم کسکے ہو کر رہیں ہمیں کیا حکم ہوتا ہے فرمایا کہ اگر دین اسلام قبول کرو تو آج سے ہمارے ملازم ہو
سب نے قبول کیا شاہزادہ نے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور فرمایا کہ چاہے یہیں رہو چاہے میرے ساتھ چلو

اُن لوگون نے عرض کی کہ قلعہ اندر غار کے واقع ہی وہان کی تو سیر کیجیے شاہزادہ اُن لوگون کے
ہمراہ ہوا اہرمن کوہ پیکر اور تہمتن کوہ پیکر کو ساتھ لیا اور مہتر گردباد و بیہ گرد عیار کو بھی
ساتھ لیا باقی لوگون کو اُسی مقام پر چھوڑا آگے آگے قریب ایک حجرہ کے پہونچے کہ وہ مقفل تھا اُن
لوگون نے قفل کھول کر اندر قدم رکھا شاہزادہ بھی داخل حجرہ ہوا اندر حجرہ کے ایک زینہ نمودار ہے
عادل کیوان شکوہ زینے کو طے کرکے نیچے اُترے تو دیکھا کہ واقعی قلعہ بہت نفیس بنا ہوا ہے
اب اُن لوگون نے قلعہ کی سیر کرانے کے بعد مال و اسباب زر و جواہر حاضر کیا شاہزادہ نے سب
چیزین دیکھکر تہمتن کوہ پیکر کو یہانکا حاکم کیکے سب کو تہمتن کے ماتحت کیا اور آپ مع اہرمن کوہ پیکر
کوچ کرکے آگے روانہ ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور راست

دو کلمہ داستان جرأت نشان شاہزادہ داراب ثانی کے گزارش کیے جاتے ہین

غواص زبان قلم خجالت و غواصان دریاے ندامت گوہر بے بہاے مدعا کو اسطرح لاتے ہین کہ
جب داراب ثانی شاہزادہ عادل کیوان شکوہ سے شکار آہو کا بہانہ کرکے علیحدہ ہوے تھے
اِس غرض سے کہ اب آزمائش زور و طاقت کر لینا چاہیے اگر واقعی مین کمزور ہون تو میرا زندہ
رہنا بالکل عبث ہی جسوقت ایک دیوانے نے تجلیبیت کر دیا اور عادل کیوان شکوہ
نے میری آنکھون کے سامنے اُسکو زیر کیا تو مین اپنے عزیزون کی نظر مین کسقدر حقیر ہونگا
اسی خیال مین یہ علیحدہ ہوے اور آہوون کے عقب مین مرکب کو گرم جولان کیا جاتے جاتے قریب
ایک قلعہ کے پہونچے دیکھا کہ قلعہ سر بفلک کشیدہ ہی اور نہایت آراستہ ہی توپین چڑھی ہوئی ہین
دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا ہی لوگ اندر سے قلعہ کے باہر آتے ہین اور باہر سے اندر جاتے ہین داراب
نے ایک آدمی سے پوچھا کہ مالک اِس قلعہ کا کون ہی اُنھون نے بیان کیا کہ یہ قلعہ ہشام پل کا ہی پوچھا
کیسا پہلوان ہی لوگون نے بیان کیا بس ایسا پہلوان زبردست ہی کہ خداوند طارق نے ایک
راستہ کا محافظ اسکو بھی قرار دیا ہی جسطرح اہرمن کوہ پیکر بیابان گرد بادی کی راہ روکے
ہوے ہے اُسی طرح یہ بھی بیابان ساطانیہ کی راہ روکے ہی اِس کو بجاے خود اُس سے
مقابلہ کا دعوی ہی اور وہ بھی اِس سے کم نہین ہی مگر کبھی نوبت مقابلے کی نہین آئی
یہ سنکر داراب ثانی قلعہ کی طرف متوجہ ہوے جسوقت قریب دروازہ قلعہ کے پہونچے
اور اندر قلعہ کے جانیکا قصد کیا نگہبانون نے روکا کہ اِس زمانے مین شخص اجنبی کے اندر
جانے کی اجازت نہین ہے فرمایا کہ مین ایک تن تنہا اگر دشمن بھی ہونگا تو کیا کر سکتا ہون
روکنا میرا بالکل بیجا ہے ایک آدمی نے آپس مین کہا جانے بھی دو نہین معلوم کہانسے
آیا ہی اور کیا خواہش رکھتا ہی بعضون نے کہا کہ خوف خداوند زرہشتم کا حکم نامہ آچکا ہی
کہ آج کل بہت ہوشیار رہنا اور کسی غیر شخص کو اندر قلعہ کے جگہ نہ دینا ایسا نہ ہو کہ کوئی
فتنہ برپا ہو اور ہم سب پر الزام کے ساتھ عتاب آئے اسی بحث مین ہشام پل آپہونچا
کہ یہ واسطے شکار کے گیا ہوا تھا کئی آدمی اسکے ہمراہ سے تھے اسکی قوت کی یہ حالت ہے کہ

تلوار اور گرز سے شیر کا شکار کرتا ہے نظر جو ہشام پل کی داراب پر پڑی قطع اور وضع سپاہیوں
کی مانند پائی پوچھا کہ اے جوان تو کون ہے اور کس ارادہ سے یہاں آیا ہے داراب نے
فرمایا کہ میں تلاش معاش میں نکلا تھا اس طرف بھی آگیا اگر آپ کو فن سپہ گری سے ذوق ہو تو
میں موجود ہوں ورنہ کوئی دوسرا گھر دیکھوں اور یہاں ٹھہر کر اوقات ضائع نہ کروں یہ سنکر
ہشام پل نے کہا کہ میں سپاہی دوست اور بہادر پرست تو ضرور ہوں مگر کسی کو بغیر آزمائش
زور و جرأت کے نوکر نہیں رکھتا تمکو دو امتحان دینا ہونگے ایک تو مجھسے زور کرنا ہوگا اگر سپہر کامل
آپ نے کے بعد مجھے زیر بھی ہو جاؤ گے تو تمکو افسر لشکر کرونگا اور اگر اس سے بھی کم عرصہ میں زیر ہو سکے
تو نوکر رکھ لونگا داراب نے فرمایا کہ اگر میں نے آپ کو زیر کر لیا ہشام پل نے کہا کہ اگر مجھکو زیر
کر لیا تو اس قلعہ کو فتح کر لیا پھر میں تمہارا ملازم سمجھا جاؤنگا میں تمکو کیا نوکر رکھ سکتا ہوں فرمایا
مجھے منظور ہے ہشام پل نے کہا دوسری شرط یہ بھی ہے کہ میرے قلعہ سے قریب ایک صحرا ہے
کہ وہاں ہر سال ایک اژدہا آتا ہے اس سے مقابلہ کرنا پڑیگا یہ کام جوانمردوں کا ہے اگر اس سے کچھ نہ
ہو سکے تو افسری فوج کا عہدہ حاضر ہے داراب ثانی نے منظور کیا اور ہشام پل کے
ہمراہ اندر قلعہ کے داخل ہوئے ہشام پل نے اسکے رہنے کے واسطے ایک مکان نہایت عمدہ دیا اور
سامان راحت مہیا کرا دیا دوسرے روز صبح کے وقت ہشام دربار میں آکر بیٹھا سرداران فوج جمع
ہوئے داراب ثانی بھی آکر بیٹھے تھے کہ ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ وہ اژدہا بیابان سوختہ میں
آیا ہے کئی گاؤں اسنے جلا دیئے صدہا انسانوں کو نگل گیا یہ سنکر ہشام پل نے داراب ثانی
کی طرف دیکھا اور کہا کہ امتحان کا وقت تو آگیا اور دوسرا امتحان اسکے بعد ہوگا داراب نے فرمایا کہ
میں موجود ہوں غرضکہ ہشام پل نے مرکب طلب کیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر داراب
کو ساتھ لیا اور بیابان سوختہ کی جانب روانہ ہوا لوگ حالت پر داراب ثانی کی افسوس
کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسا جوان حسین لقمۂ اژدر ہو جائیگا افسوس کہ اجل اسکی اسکو یہاں
کھینچکر لائی تھی لیکن داراب ثانی نہایت بے پروائی کے ساتھ ہشام پل کے ہمراہ چلے جاتے
تھے جسوقت قریب بیابان سوختہ کے پہونچے دیکھا کہ زمین سیہ تاب ہو رہی ہے سبزہ کا
کہیں نام و نشان بھی نہیں ہے کوئی چرند پرند تک نظر نہیں آتا درخت جھلسے ہوئے معلوم
ہوتے ہیں ایک عجیب بھیانک مقام ہو رہا ہے جو لوگ کہ پتہ اژدہے کا جانتے تھے انھوں
نے مقام اسکی دور سے بتائی اور وقت اسکے نکلنے کا بیان کیا داراب ثانی نے
ہشام پل سے کہا کہ اب آپ اسی جگہ قیام کریں اور میں تلاش میں اژدہے کی جاتا ہوں
ہشام پل نے کہا کہ اے شخص ہر چند میں نے خود یہ شرط کی تھی کہ اژدہے سے لڑنا ہوگا
مگر اب میں اس شرط کو دور کئے دیتا ہوں اور ایک شرط پر اکتفا کرتا ہوں تو صرف
مجھسے مقابلہ کرنا اسلئے کہ مجھے حسن و شباب پر تیرے رحم آتا ہے ایسا نہ ہو کہ اژدر
کے ہاتھ سے تجھے گزند پہونچے اور تو مارا جائے میں نے صدہا اژدہوں کو مارا ہے میں اسے بھی جا کر مار
لیتا ہوں شاہزادہ داراب ثانی نے ارشاد کیا کہ اب مجھے بغیر دونوں شرطیں پوری کئے

نوکری کرنا منظور نہیں بلکہ میں اژدہے کے مقابلہ میں ضرور جاؤنگا ورنہ میرے واسطے باعث
بدنامی کا ہے یہ فرما کر اور تیور یون پر بل ڈالکر گھوڑا اُٹھایا ہشام بل بھی خاموش ہو رہا کہ ہم
اسی کی نیکی کے واسطے کہتے تھے اگر یہ نہیں مانتا اور قضا اِسکے سر پر سوار ہے تو مجبوری ہے
اُدھر داراب ثانی گھوڑا اُڑاتے ہوئے اُس مقام پر پہونچے کہ جہان اژدہا پڑا سو رہا تھا بس
شاہزادے نے جاتے کے ساتھ ہی آواز دی کہ او اجل رسیدہ کس خواب غفلت میں ہے ہوشیار
ہو جا کہ اجل تیری سر پر کھڑی ہے نعرۂ داراب کی آواز جو گوش اژدر میں پہونچی فوراً یہ اُٹھا
اور داراب کی طرف چلا جیسے ہی اِسنے قلابہ آتشین چھوڑنیکا قصد کیا داراب نے سپر درمیان
اژدر میں دیدی اور سر پر اُسکے گرز مارا کہ سر اژدر کا پاش پاش ہو گیا اور اژدہا تڑپ تڑپ کے
مر گیا ہشام بل دور سے یہ تماشا دیکھ رہا تھا چونکہ یہ بہادر پرست ہے تاب نہ رہی اور
دوڑکر داراب کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اے جوان واقعی میں جامہ جرأت و بہادری کا تیرے
ہی جسم کے واسطے ہے ہر چند کہ میں نے سیکڑون اژدر مارے ہیں مگر اِسطرح ایک کو بھی
نہیں مارا کہ سامنے اژدہے کے یون گیا ہون جسوقت سنا کہ اژدہا سوتا ہے جاکر تلوار ماردی کہ اُسکے
دو ٹکڑے ہوے اور اگر اتفاقاً اژدہا بیدار بھی ہو گیا تو سپر اکاٹ کر اور پہلو پر جا کے اژدہے
کو مار اسپہ اِسطرح سامنے جا کر کبھی نہیں مقابلہ کیا یہ کہتا تھا اور تعریفین کرتا ہوا داراب
کو لیکر پھرا اور اژدہے کو اُٹھوا لیا جسوقت اژدہا ناپا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ سب اژدہوں
سے زیادہ دراز تھا جو لوگ داراب کی جوانی پر افسوس کرتے تھے اور اُنہیں اِس
بات کا یقین تھا کہ داراب اژدہے کا نوالہ ہو جائیگا وہ نہایت خوش ہوے اور
داراب پر آفرین کرتے تھے جسوقت داراب اژدہے کو مار کر داخل قلعہ ہوا تو ہشام
بل نے شہر میں ڈھنڈھورا پٹوا دیا کہ کل ہم اِس اژدر کش سے زور کرینگے جسکو تماشا
دیکھنا ہو وہ فلان مقام میں آئے جسوقت یہ خبر مشتہر ہوئی لوگ مشتاق ہوے دوسرے روز جو
مقام آزمائش مقرر کیا گیا تھا وہان مجمع ہوا اور تمام اہل قلعہ جمع ہوے ہشام بل مع داراب
ثانی آکر پہونچا اور سامان ورزش اِسکا مہیا کیا گیا ہشام بل نے لنگوٹ باندھا اور بہ
ورزش کے کمالات دکھا کر اکھاڑے میں آیا اور [illegible] کہ [illegible] کہان ہے
سام کہان ہے حمزہ [illegible] آکر حلقۂ غلامی کان میں ڈالیں اور [illegible]
بس یہ سنتے ہی داراب ثانی اکھاڑے میں کود پڑے اور کہا اے ہشام [illegible]
اچھی نہیں ہوتی خدا نے [illegible] کیا ہے کیون مرنے پر [illegible] کرتا ہے
زندہ ہیں اُنکا نام لے ہشام نے کہا کہ میرے سامنے [illegible]
سمجھا کہ اسکا نام یون اور تو نوکری کر [illegible]
کرتا نوکری سپاہی کے واسطے [illegible]
کیطرف بڑھے ہشام کو بھی داراب پر غصہ آگیا [illegible]
معلوم ہوا کہ [illegible] سر ملا کر جھومنے لگے ہشام بل [illegible]

داراب کے دست و بازو نہایت موزون اور مناسب تھے دیر تک زور ہوا کیے دونون پسینہ مین غرق
ہوگئے اب نوبت پیچون کی پہونچی اور جوڑ بند ہونے لگے جہان ہشام پل داراب کو پکڑلاتا تھا یہ
معلوم ہوتا تھا کہ فیل مست نے شیر کو دبوچ لیا مگر داراب ہاتھ چھڑا کر نکل جاتے تھے اور جہان
داراب ہشام کو پکڑلاتے تھے یہ بھی ہاتھون کو چھڑا کر نکل جاتا تھا دیکھنے والے وجد کر رہے تھے اور دونون
کے زور و طاقت و کمال کی تعریف کر رہے تھے اِسی حالت مین دن تمام ہوا اور ہشام پل نے
داراب سے کہا کہ اے جوان گو تُو نہایت قوی تن اور قوی من ہے مین نے تیری قوت و جرأت
کو سمجھ لیا تو میری شہرت سے بہت زیادہ لڑا پہر بھر کے بدلے دن بھر لڑا اور مین نے تجھ پر قابو
نہ پایا اب شام ہوئی رات واسطے آسائش کے ہے اول تو مقابلہ کی ضرورت نہین کہ آزمائش ہوگئی
اور اگر آزمائش کو جی بھی چاہے تو کل پھر لڑینگے داراب نے فرمایا کہ اے ہشام پل تو اتنا
بڑا پہلوان رستم وقت ہو کر جی چھوڑے دیتا ہے لڑنے والون کے لیے رات ایسی اور دن کیسا
سب وقت برابر ہین جب فرصت ہوے وہی وقت آسائش ہے اور جب وقت جنگ بڑا چکر
راحت و آرام سے کیا کام اگر حریف نہ مانے تو کیا سامنے سے بھاگ جاے یہ سنکر ہشام پل کو
غیرت آئی پکارا کہ اے جوان تو مجھے کیا سمجھتا ہے مین جی چھوڑنے والا نہین ہون مین نے تو مسافر سمجھکر
تجھ پر ترس کھایا تھا کہ تو دن بھر لڑا ہے اب آرام لے مگر معلوم ہوا کہ تجھے اپنے زور و طاقت پر بہت گھمنڈ ہے اب
مین بھی بغیر فیصلہ کیے ہوے یہان سے نہ ہٹونگا یہ کہکر پھر لپٹ پڑا اور کشتی ہونے لگی روشنی آگئی گرد اکھاڑے
کے چہار کنول برابر سے لگا دیے گئے اسقدر روشنی ہوئی کہ دن معلوم ہونے لگا لوگ نہایت اشتیاق
کے ساتھ تماشا کشتی کا دیکھ رہے تھے اور آپس مین تذکرہ کرتے تھے کہ اِس قلعہ مین ایسا کوئی پہلوان
آجتک نہ آیا تھا جو رات کو بھی ہمارے سردار سے لڑا ہو غرضکہ تمام رات کشتی رہی صبح ہوگئی مگر
دونون علحدہ نہوے کہانتک بیان کیا جاے کہ دو شبانہ روز برابر کشتی رہی اب تیسرا دن ہوا
دیکھنے والون کی آنکھین ورم کر آئین جاگتے جاگتے بری حالت ہوگئی لیکن آج ہشام پل کی بھی
بری حالت ہے کہ سانس اسکی پھول رہی ہے پانون لڑکھڑائے جاتے ہین کبھی اسقدر لڑنیکا کاہیکو
اتفاق ہوا تھا نیند کا بھی غلبہ ہے دل راحت کا طالب رہی لیکن ہشام پل برابر لنگر کو قائم کیے جاتا
ہے اور مصروف تلاش ہے اور داراب کی وہ حالت ہے کہ یہ معلوم ہی نہین ہوتا کہ یہ دو دن سے لڑ
رہے ہین وہی پھرتی ہے وہی دم کس ہین آخر کار ہشام نے عاجز ہوکر دونون بازو داراب ثانی
کے پکڑ لیے اور سر سینہ سے ملا کر زور کیا اور ریل کر کھینچا کہ اگر کوہ بھی ہوتا تو ہٹ جاتا مگر داراب
لنگر قائم کرکے اسطرح جمے کہ حس و حرکت بھی نہوئی فرمایا بس اب میرے زور کا تماشا
دیکھ یہ کہکر اب جو ریلا تو اکھاڑے کی منڈیر تک ریلے ہوے چلے گئے وہان پہونچکر جھٹکا
مارا کہ دونون گھٹنے ہشام کے آشنائے زمین ہوگئے اب داراب نے کمر زنجیر کا بند پکڑا اور نعرہ
اللہ اکبر جگر سے کھینچکر آواز دی کہ ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد کہ منم داراب
بن داراب کشور کشا بن زلزلہ قاف ثانی سلیمان جناب امیر حمزہ صاحبقران یہ کہکر
ایسا جو زور کیا پانون ہشام کے زمین سے اُٹھ گئے ہشام نے تڑپ کر لنگر مارا داراب نے ہاتھ کو

قائم کر لیا اور کہا جتنا جی چاہے تڑپ لے ہر چند ہشام نے بہت جلے لنگر یا ہے مگر کچھ نہ ہو سکا آخر کار
سست ہو گیا بس داراب نے شمشیر بلند کر کے آواز دی کہ اے ہشام شناخت پروردگار عالم
کیا کہتا ہے ہشام نے کہا کہ تا زندہ ہوں بندہ ہوں لعنت کی اکوان تاجدار کا اسلئے کہ ہر چند میں نے بڑے
مدد پکارا مگر اُسنے میری مدد نہ کی اور آپنے اپنے خدا کا نام لیتے ہی مجھکو زیر کر لیا یہ سنتے ہی داراب
نے ہشام کو چھوڑ دیا ہشام نے کہا کہ جو آپ کے مذہب میں آئے وہ کیا کہے داراب نے کلمہ تلقین
فرمایا ہشام از سر صدق مسلمان ہوا تمام اہل قلعہ حیرت میں تھے کہ یہ کیا ہوا ہشام نے اہل قلعہ
کیطرف دیکھکر آواز دی کہ میں نے اطاعت اس شہریار عالی وقار کی اختیار کی جسکو دین اسلام قبول
کرنا ہو میرے قلعہ میں رہے ورنہ سب جہاں سینگ سمائے چلے جائیں سب نے قبول کیا ہشام پیل نے عرض کی کہ یہ
حکومت حاضر ہے داراب نے فرمایا ہم تاج بخش ہیں تاج گیر نہیں ہیں تمہاری حکومت تم کو مبارک ہشام
پیل نے جشن خوشی کیا بعد جشن سے فراغت پانے کے داراب ثانی نے فرمایا کہ میں نہ طاق پر
جانے کو آیا ہوں کہ وہاں تمام عزیز میرے موجود ہیں اور بدیع الملک جو صاحبقران وقت ہیں برائے فتح
نہ طاق گئے ہوئے ہیں میرا بھی قصد ہے کہ جا کر شریک جنگ ہوں اور بدیع الملک سے مقابلہ کروں کہ مجھے بھی
دیکھو یہی صاحبقرانی ہے ہشام پیل نے عرض کی کہ میں بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوں لیکن اول مرحلہ
خونخوار اژدر چشم در پیش ہے جسکی جانب سے میں اسی راستہ کا محافظ تھا میں نے اطاعت آپ کی اختیار کی
یقین ہے کہ یہ خبر خونخوار اژدر چشم کو پہونچی ہوگی اور اُسے ملال گذرا ہوگا وہ مجھ پر ایسا ہی بھروسا
کیے ہوئے تھا کہ اُسنے محافظ اس راستہ کا مجھکو معین کیا تھا پہلے اس مرحلہ کو طے کرنا ہوگا اور یہ مرحلہ
نہایت سخت و دشوار ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ مجھکو نہ طاق پر جانا ضرور ہے ایک خونخوار اژدر چشم
کیا چیز ہے تمام ساحران نہ طاق بھی اگر روکنے پر آمادہ ہوں گے تو میں اپنے ارادہ سے باز
نہ رہونگا یہ فرما کر حکم کوچ دیا اور فرمایا کہ اے ہشام تم پیش خیمہ ہمارا بیابان سلطانیہ کی طرف
بھیجو اور ہم بعد کو آئینگے لیکن نقابدار صندلی پوش بنکر آئینگے ابھی ہمکو اپنا ظاہر کرنا منظور
نہیں ہے تا وقتیکہ کوئی شوکت پیدا نہ کر لینگے اپنے عزیزوں کو صورت نہ دکھائینگے غرضکہ حکم پاتے ہی
ہشام پیل نے بارگاہ قلعہ سے باہر نکالی اور اپنے بھائی صمصام پیل کو قلعہ کا حاکم کر کے ایک ہزار سوار
محافظت قلعہ کے واسطے چھوڑ کر چالیس ہزار سوار سے جانب بیابان سلطانیہ روانہ ہوا بعد اسکے
داراب ثانی نے لباس صندلی پہنا نقاب صندلی چہرہ پر ڈالکر جانب بیابان سلطانیہ روانہ ہوئے
وہاں خونخوار اژدر چشم کو خبر پہونچی کہ ہشام پیل نے اطاعت نبیرۂ حمزہ کی اختیار کی اور داراب معہ لشکر
اسطرف آتا ہے خونخوار اژدر چشم کو یہ سنکر نہایت ملال ہوا مگر کہا کہ کچھ پروا نہیں ہے ایک روز میں
سب کو مٹا دونگا یہ کہکر اپنے پرچۂ احکام بہزاد الہ کا باہم کا نکال کر دیکھا اُسمیں لکھا تھا کہ فتاح طلسم
و اہل طلسم ہو گیا اور تجھے ابتک خبر نہیں اسکی تو نے حفاظت راہ کا بیڑا اُٹھایا تھا خیر وہ تو
جو ہوا وہ ہوا جو نوشتۂ قسمت ہوتا ہے وہ کسی طرح ٹل نہیں سکتا لیکن اب اپنی خیر منا کہ تیرا
قاتل بھی آ پہونچا ہے قلعۂ ہشام موجود کو اُسنے فتح کیا اور نقابدار صندلی پوش بنا ہوا اسطرف
آتا ہے بس یہ دیکھتے ہی خونخوار اژدر چشم نہایت پریشان ہوا اور اسنے کچھ اسم پڑھکر دستک

وہی نو برا ایک چھوٹا سا پہر اسکے منہ کا چلا اور ایک دیو سرچھاڑ منہ پہاڑ آکر موجود ہوا اور کہا کہ
تو نے آپنے مجھے کسواسطے یاد کیا ہی خونخوار اژدر چشم نے کہا کہ میرے تمھارے ایک زمانے
کی ملاقات ہی اگر کچھ حق دوستی میرا تیرا ہو تو اُسے ادا کرو اس سے زیادہ وقت سخت کونسا ہوگا
کہ دشمن مجھپر آتا ہی دیو نے کہا جو کہو میں ہر طرح موجود ہوں کہو تمھارے دشمن کو کھا لوں خونخوار
اژدر چشم نے کہا کہ وہ لقمہ سخت ہی اُسنے اتنے بڑے بڑے پہلوان کو زیر کیا ہی جو دیو کش ہی تو اُسکا
کیا کریگا بلکہ میں نے تجھے اسواسطے بلایا ہی کہ جب میں نے اپنی آنکھوں کو سحر بند کیا ہی تو ایک تیر دو پیکان
اپنی قضا کا تیار کیا تھا اور وہ تیر میرے پاس رہا کرتا تھا اب اس تیر کا اپنے پاس رکھنا
مناسب نہیں سمجھتا لہذا تو اس تیر کو لیجا کر کوہ قاف میں چھپا رکھ کوئی وہاں تک پہونچ سکیگا نہ
مجھے قتل کر سکیگا یہ تیر پاویگا اور بغیر اس تیر کے کوئی مجھکو قتل نہیں کر سکتا یہ سنکر اُس دیو نے کہا
کہ میں بسر و چشم اس خدمت کو بجا لاؤنگا خونخوار نے کہا کہ جلد جا یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں
یہ سنکر دیو نے وہ تیر قبضہ میں لیا اور جانب کوہ قاف روانہ ہوا راستے میں اُسکو
خیال آیا کہ کوہ قاف میں گوشت آدمزاد کا نایاب ہی وہاں یہ لقمہ کسکو میسر آئیگا یہ خیال
کرکے زمین کی طرف دیکھتا ہوا چلا یکایک نظر اسکی ایک بچہ پر پڑی کہ یہ بچارہ تلاش
معاش میں نکلا تھا سن اسکا اٹھارہ برس کا تھا جستہ و خیزہ کرتا ہوا چلا جاتا تھا دیو نے کہا کہ
یہ تو نہایت لقمہ نفیس و لذیذ ہی اسکا ذائقہ لینا چاہیے یہ سوچکر زمین پر اُترا اور بچہ کو
آواز دی کہ اے آدمزاد سیدھا میرے منہ میں آ اور میرے منہ میں کود پڑ یہ کہکر اسنے منہ کھول دیا
اور آسمین زمین [illegible] وہ بچہ نہایت پریشان ہوا منجنیق میں پتھر رکھکر دیو کے حلق پر مارا
کہ پتھر [illegible] دیو نے ایک چیخ ماری اور تیورا کر گرا تھوڑے عرصہ تک بیہوش رہا پھر اٹھکر
دوڑا [illegible] بچہ دوڑ کر نکل گیا تھا لیکن دیو کی چال میں اور آدمی کی چال میں بہت فرق ہی دو ڈگ
بڑھاکر دیو قریب پہنچ گیا اور کہا کہ تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہی اب کہاں جائیگا ادھر بچہ
نے جو دیکھا کہ دیو سر پر آ گیا فریاد کرنے لگا کہ دیو مجھے کھائے جاتا ہی کوئی ہی ایسا کہ اُس
بلا کے ہاتھ سے مجھکو بچائے قضائے کار الٰہی ثانی روزگار آواز اس بچہ کی کان میں داراب
ثانی کے پہونچی کہ یہ لقا [illegible] صندلی پوشش پہنے ہوئے چلے آتے تھے اور بیابان سلطانیہ کی طرف
جا رہے تھے [illegible] باگ گھوڑے کی لی اور آواز پر چلے دیکھا کہ ایک انسان بھاگتا ہوا چلا آتا ہے
اور دیو اُسکے پیچھے پیچھے چلا آتا ہی قریب ہی کہ اُس بچارہ کو دیو لقمہ کرے بس یہیں سے
داراب نے نعرہ کیا کہ او ملعون خبردار میں آ پہونچا دیو نے کہا کہ آ تو بھی آ پہلے ایک
ڈاڑھ گرم ہوتی اب دونوں گرم ہو جائینگی یہ کہکر داراب کی طرف چلا داراب ثانی نے بھی
بڑھکر دیو کا سامنا کیا دیو نے ہاتھ دراز کرکے چاہا کہ داراب کو کھا لوں داراب نے ہاتھ دیو
کا پکڑ کر جھٹکا مارا کہ دیو اوندھے منہ سامنے آ رہا داراب نے شاخ اسکی پکڑ لی اور کہا
کہ اب تو مجھکو کھائیگا یا میں تجھکو کھاؤنگا دیو نعرے فریاد کرنے لگا کہ مجھکو چھوڑ دے اب میں کبھی
آدمزاد کو نہ کھاؤنگا اور سیدھا قاف کو چلا جاؤنگا اور پھر یاں کبھی نہ آؤنگا داراب ثانی نے کہا

کہ تو ضرور آدم زاد کو ایذا پہونچائیگا تیری بات کا کوئی اعتبار نہیں ہے دیو نقرس نے کہا کہ جیسی
چاہے قسم لے لے کبھی خلاف عہد نہ کرونگا میں پردۂ دنیا پر ہرگز نہ آتا اگر خونخوار اژدر چشم
جادو مجھے نہ طلب کرتا یہ اسکی دوستی نے اس عذاب میں مبتلا کرایا کہ تیری دشمنی کرنا پڑا میں
چونکہ داراب ثانی نام ہے خونخوار اژدر چشم کے واقف تھے نام خونخوار کا سنکر سنبھل کر
کھڑے ہوے فرمایا تجھے خونخوار اژدر چشم نے کسواسطے بلایا تھا دیو نقرس نے عرض کی کہ مجھے
اور خونخوار سے بہت زمانے کی دوستی ہے اُسنے مجھے امین بنایا ہے اور ایک تیر قضا اپنا میرے
سپرد کیا ہے کہ اسکو بچا کر قاف میں حفاظت سے رکھنا تاکہ دشمن کے ہاتھ نہ لگے جو مجھے
قتل کرے میں وہی تیر دو پیکان لیے ہوے قاف کو جا رہا تھا کہ راستے میں اس آدمی کو دیکھا میری
نیت برگشتہ ہوئی اور منہ میں پانی بھر آیا قصد کیا کہ اسے لقمہ کر جاؤں یہ مجھے پتھر مار کر بھاگا میں
اسکے پیچھے دوڑا یہانتک پہونچا تھا کہ آپ اسکی حمایت کو پہونچ گئے داراب نے فرمایا کہ اگر
اپنی جان بچانا چاہتا ہے تو یہ تیر میرے سپرد کر ورنہ تیری جان بھی جائیگی کہ تیر تجھے مار کر چھین لونگا
دیو نے کہا کہ آپ یہ تیر بھی لیجیے اور میرا اگر نہ بھی لیجیے مگر مجھے چھوڑ دیجیے مثل مشہور ہے کہ آپ
زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ جب ہم ہی نہ ہونگے تو تیر کی حفاظت کون کریگا داراب
نے دیو کو چھوڑ دیا دیو نقرس نے تیر حاضر کیا داراب نے کہا کہ اس میں دو پیکان کیسے ہیں اُسنے
جواب دیا کہ خونخوار اژدر چشم کو تمام ساحر اسفندیار [illegible] کہتے ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ یہ بھی
روئین تن ہے اور مثل اسفندیار کے اسکی جان بھی اسکی آنکھوں میں ہے یہ تیر اسطرح لگایا جاوے
کہ دونوں پیکان خونخوار کی دونوں آنکھوں میں در آئیں تو وہ مارا جائیگا اور بغیر اسکے موت
اسکی ناممکن ہے یہ سنکر شاہزادہ دل میں نہایت خوش ہوا کہ اقبال یاور ہے جو اس حیلہ سے یہ
پیکان دستیاب ہوا ورنہ میں کہاں اور قاف کہاں اگر یہ دیو اس ہیکل بچہ کے دکھانیکو اس
صحرا میں نہ آتا پڑتا سیدھا قاف کی طرف چلا جاتا تو اس پیکان کا ملنا ناممکن تھا بلکہ پتہ بھی اس کا
نہ ملتا یا دیو کو میں مار ڈالتا تو بھی نہ معلوم ہوتا کہ یہ تیر کس کام کا ہے شاہزادہ نے دیو سے پوچھا کہ
تیرا مذہب کیا ہے اُسنے عرض کیا کہ میں ابلیس پرست ہوں فرمایا تو بڑا بیوقوف ہے کہ جو راندہ
درگاہ سبحانی ہے تو اسکی پرستش کرتا ہے لعنت کر ابلیس پر اور اسکی پرستش اختیار کر جس نے
ایک آدم زاد کو ایسی قوت عطا کی کہ وہ تجھ ایسے دیو زبردست پر غالب آیا اب تو ہی خیال
کر کہ کون مذہب برحق ہے دیو نے کہا کہ یہ بھی آپ سچ کہتے ہیں میں نے بہت بہت ابلیس
کو یاد کیا مگر اُسنے میری مدد نہ کی میں ابلیس پر بھی لعنت کرتا ہوں اب طریقہ اپنے دین
میں کا تعلیم فرمائیے داراب نے کلمہ پڑھا کر دیو نقرس کو مسلمان کیا اور فرمایا کہ اب
تیرا جہاں جی چاہے وہاں چلا جا دیو نقرس نے عرض کی کہ اب میں حضور کے ہمراہ ہوں فرمایا
کہ نہیں تیرا رہنا میرے ہمراہ ٹھیک نہیں ہے جسوقت میں بلاؤں اسوقت چلا آنا یہ سنکر دیو
رخصت ہوکر قاف کی جانب روانہ ہوا مگر چلتے وقت چند بال اپنے سر کے توڑ کر داراب
کو دیے اور عرض کی کہ جسوقت ان بالوں کو حرارت پہونچائیے گا میں فوراً حاضر

ہونگا داراب نے وہ بال لے لیئے دیو سلام کرکے رخصت ہوا داراب نے اسکو منع کر دیا کہ
خبردار اب کسی آدم زاد کو نہ کھانا کہ یہ بھی مذہب اسلام کے خلاف ہی دیو نے عرض کی کہ کیا مجال ہی
پھر اسکے بعد داراب ثانی نے اُس پہلک بچہ کی طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ تو کہانکا رہنے والا ہی
اور نام تیرا کیا ہی اُسنے عرض کی کہ ملک سمرقند کا رہنے والا ہون جب ہود آئینہ پرست کا
خروج ہوا اور اُسنے سمرقند کو جلا دیا تو مین جنگل کو نکل گیا تھا خراب و تباہ اِس مقام تک
پہونچا نام میرا مہتر چابک دست تیز خرام ہی فن عیاری کو خوب جانتا ہون چونکہ اسوقت
تک کوئی عیار انکے پاس نہ تھا فرمایا کہ ہماری نوکری کریگا اُسنے عرض کی کہ کام میرا یہی ہے
داراب نے مہتر چابک دست کو اپنے ہمراہ لیا اور وہ تیر دو پیکان ترکش مین لگایا اور بجانب بیابان سلطانیہ روانہ
ہوے مہتر چابک دست نے گوشۂ زین کو تھام لیا اور ساتھ ہو گیا انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور

بیان شمہ حال ہشام بل کا بیان ہوتا ہے

کہ یہ کوچ اور مقام کرتا ہوا قریب بیابان سلطانیہ کے پہونچا خبر خونخوار اژدر چشم کو ہوئی
کہ ہشام بل مع فوج آتا ہی اُسنے ایک ساعیہ کو روانہ کیا اور پاس ہشام بل کے کہلا بھیجا
کہ اے ہشام مین نے سنا ہی کہ تو نبیرہ حمزہ سے زیر ہو گیا خیر یہ تو اختیار کی بات نہ تھی کہ وہ
تجھسے زور و طاقت مین زیادہ تھا اُسنے تجھے زیر کر لیا مگر یہ تو نے کیا کیا کہ خداوند طاق
سے روگردانی کی اور خدائے نادیدہ کی پرستش اختیار کی اگر یہ خبر صحیح ہی تو بہتر و لازم یہ ہے
کہ دوستی سے نبیرہ حمزہ کی ہاتھ اُٹھا اور پولنے دوسو خداوندون کو چھوڑ کر ایک خدا کی اطاعت
نہ کر اور اپنے ارادہ سے آگاہ کر کہ اسطرف کس غرض سے آتا ہی جسوقت نامہ دار خونخوار کا پاس
ہشام بل کے پہونچا اور پیام خونخوار کا ہشام بل کو دیا ہشام نے جواب مین بہت بڑا نامہ
لکھکر اُسکے قاصد کو دیا اور آپ کوچ کر کے سرحد بیابان پہ آیا اور خیمہ برپا کر کے انتظار
داراب ثانی مین بیٹھا قاصد جواب نامہ لیکر پاس خونخوار جادو کے آیا اور نامہ ہشام
بل کا پیش کیا جسوقت خونخوار نے نامہ پڑھا مضمون یہ تھا کہ اے خونخوار اژدر چشم جسقدر
خبرین تو نے میری نسبت سنی ہین وہ سب صحیح ہین اُس مین کچھ غلطی نہین ہی بیشک مین نے
اطاعت نبیرہ حمزہ صاحبقران کی اختیار کی اور مذہب بھی بدل ڈالا اسلیے کہ مذہب
اکوان پرستی باطل تھا اور دین اسلام مذہب حق ہی اُس ایک خدائے نادیدہ مین
ایسی قدرت ہی کہ تیرے پولنے دوسو خدا بھی اُسکا کچھ نہین کر سکتے اور اُس خدائے نادیدہ
کے ادنے بندون نے تیرے خداوندونکی خداوندیان مٹا دین اور بہت جلد اکوان
تاجدار کی خداوندی بھی مٹا چاہتی ہی اسلیے کہ مسلمانون کا قدم اِس مقام پر آگیا یہ لوگ
ایسے نہین ہین کہ جس مقام پر جائین اُسکو بغیر اسلام آباد کیے ہوے چھوڑ دین اور یہ مین جسقدر
تیرا دوست تھا اب اُس سے زیادہ تیرا دشمن ہون تو مجھسے بہت ہوشیار رہنا تاوقتیکہ تو مذہب
اسلام اور اطاعت داراب نہ اختیار کریگا تیری دشمنی سے باز نہ رہونگا اور اسطرف جس غرض سے
آیا ہون وہ یہ ہی کہ شاہزادہ داراب ثانی نہ طاق پر جانے والے ہین پیش خیمہ انکا لیکر چلا ہون

اور یہانتک پہونچا ہون چونکہ میرے تمھارے ایک مدت کی دوستی ہی لہذا مین سمجھاے دیتا ہون کہ اگر تم خیریت اپنے جان مال کی چاہتے ہو تو راستہ دیدو اور شاہزادہ داراب کو نہ طاق پہ جانے سے مانع نہو ورنہ یہ یاد رکھنا کہ یہ لوگ اولاد صاحبقران اول ہین انھون نے خداوندیان برباد کردی ہین یہ تمسے کیا ڈرینگے پامال کرتے ہوے چلے جاینگے اور اگر مزاحمت نہ کروگے تو وہ بھی تمھارے امور مین دخل نہ دینگے اور اگر چھیڑو گے تو بغیر مسلمان کیے یا جان سے مارے ہوے نہ مانینگے یہ مضمون نامہ کا دیکھکر خونخوار اژدر چشم نہایت پرخشم ہوا اور کہلا بھیجا کہ او نمک حرام جسطرح تو اپنے خداوند کی بدخواہی پہ آمادہ ہو گیا اسیطرح دوسرے کو بھی چاہتا ہی دیکھ تو اس محسن کشی کی کیسی سزا دیتا ہون کہ تو بھی یاد کریگا اور یہ تو کسکی مجال ہی جو مجھے قتل کرسکے تو آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہو رہ کہ مین آتا ہون یہ نامہ بھیجکر حکم تیاری لشکر کا دیا اور خیمہ اپنا قلعہ سلطانیہ کے باہر نکال کر طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر ہشام پل کو پہونچی اسنے بھی مدد پروردگار پر بھروسا کرکے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی نوازش مین آئے کہ کل روز مصاف ہی اور ساحرون سے مقابلہ ہی یہان بھی نقارہ رزمی بجا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی جسوقت ہنگامہ کی خبر ملکہ ماران پیچیدہ مو دختر خونخوار اژدر چشم جادو کے گوش زد ہوئی کہ ہشام پل سے اور خونخوار سے بگڑ گئی اور طبل جنگ بجا ہی کل مقابلہ ہوگا تو ماران پیچیدہ مو نہایت پریشان ہوئی اسلیے کہ یہ ایک مدت سے ہشام پل پر عاشق تھی مگر خونخوار اژدر چشم کی وجہ سے مجبور تھی کہ اسکو منظور نہ تھا جو میری دختر کی شادی غیر ساحر کے ساتھ ہو اگرچہ ماران پیچیدہ مو نے اپنی ہمجولیون کے ذریعہ سے اظہار کیا تھا کہ باپ شادی میری ہشام کے ساتھ کردے مگر خونخوار نے منظور نہ کیا اس خبر کے سنتے ہی ماران پیچیدہ مو نہایت پیچ و تاب مین آئی اور اسنے یہ ارادہ کرلیا کہ ہشام کی مدد کرنا چاہیے اسلیے کہ وہ سحر نہین جانتا اور خونخوار ساحران نہ طاق مین بہت نامی ساحر ہی ضرور ہشام اسکے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ تہیہ کرکے سحر اپنا جگانے مین مصروف ہوئی غرض کہ طبل بجتے بجتے رات تمام ہوئی اور روز روشن نمودار ہوا تازہ مسلمانون نے فریضہ سحری کو ادا کیا اور عازم میدان نبرد ہوے ادھر کفار بھی پوجا پاٹ سے فارغ ہوکر میدان کارزار مین آئے دونون طرف صف بندیان ہونے لگین بعد آراستگی صفوف قتال و جدال بیلدارون نے جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو صاف کیا بیلدارون نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا جسوقت میدان تیار ہو چکا تو نقیبان بلند آواز سرود مستانہ چھیڑتے ہوے صفون سے نکلے اور اشعار عبرت آمیز پڑھکر ناپایداری دنیا کی تصویر کھینچ دی اسکے بعد ترغیب جنگ دلائی کہ بہادرون کو ولولہ ہوا اور یہ سمجھ لیا کہ جب مرنا ضرور ہی تو نام کرکے کیون نہ مرین ہر ایک اس امر پر آمادہ تھا کہ پہلے ہم ہی مقابلہ کو جائین کہ ایک مرتبہ خونخوار اژدر چشم نے ہشام پل کی طرف دیکھکر آواز دی کہ ای ہشام تو نے کسکے بھروسے پر مجھسے بگاڑی ہی ہشام نے کہا کہ مین نے خدا کے بھروسے پر تجھسے مقابلہ کا ارادہ کیا ہی لا دہ

پریون نے لپیٹ کر ہشام کو بھی باندھ لیا اور سامنے خونخوار اژدر چشم کے حاضر کیا خونخوار اژدر چشم
نے ان دونون کو حکم قتل دیا جلاد تلوار کھینچکر قریب ہشام پل کے آیا اور کہنے لگا دیکھا تو نے کہ خداوند
اکوان تاجدار کی دشمنی نے کیا پھل دکھایا ہشام نے کہا کہ انجام تو بخیر ہوگا دنیا تو چند روزہ ہے ایک
روز مرنا ضرور تھا اگر ہزار برس بھی زندہ رہتے تو اجل پیچھا نہ چھوڑتی مگر انجام خراب ہوتا تو اپنا
کام کر یہ سنکر جلاد نے تلوار بلند کی تھی کہ تمام اہل لشکر دوڑ پڑے اور لشکر خونخوار اژدر چشم پر
گرے جنگ ہونے لگی خونخوار اژدر چشم نے زمین پر غلطک ماری اور صورت اپنی اژدر
کی پیدا کرکے لشکر ہشام پل کی طرف چلا جو سامنے آیا اُسکو نگل لیا کسی کو قلابۂ آتشین سے
پھونک دیا جس سے آنکھ چار ہوئی وہ پانی ہوکر بہ گیا جلاد کو تو اہل لشکر ہشام نے قتل کر ڈالا
کہ وہ ساحر نہ تھا مگر ہشام کی قید کو نہ دور کر سکے کہ ہشام اسیر سحر تھا اور دونون پریان ان
قیدیون کی نگہبانی کر رہی تھین جو رفیق ہشام پل کا قریب آیا پریون نے پر مار کر جلا دیا چونکہ
خونخوار اژدر چشم جادو ساحر زبردست ہے صرف طریلہ جادو اسکا رفیق قدیم یہ تو ساحر تھا باقی
فوج سحر سے ناواقف تھی اب یہ خود لڑتا ہوا اور خدا پرستون کو مٹاتا ہوا ہشام پل کی طرف
چلا کہ اسکو اور یاران پیچیدہ مو کو نگل جاؤن اہل لشکر جانین دے رہے تھے اور اپنے مالک
کو بچا رہے تھے ہشام پل مصروف دعا تھا کہ الٰہی کس بیکسان دا سے یاور عزیزان اگر قضا میری
آگئی ہے تو جلد ملک الموت کو حکم کر کہ روح میری قبض کرین کہ اب مجھسے تباہی اپنے لشکر کی نہین
دیکھی جاتی کہ خونخوار اژدر بنا ہوا فوج کو تباہ کر رہا ہے اور اُسکی فوج بھی میری فوج کو قتل کر
رہی ہے ہنوز یہ سخن ورد زبان تھا کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا اور جانب صحرا سے ایک بگولہ گرد کا
اُٹھا سب دیکھنے لگے کہ یہ سوار کون آتا ہے آتے آتے گرد شق ہوئی اور نقابدار صندلی پوش نمودار ہے
نقابدار نے جو دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہے ہشام بندھا کھڑا ہے اور ایک اژدر آتش فشان لشکر ہشام کو
تباہ کرتا ہوا ہشام پل کی طرف چلا آتا ہے بس نقابدار صندلی پوش نے پاک مرکب کی لی
اور جانب اژدر کے چلے اور ہشام پل سے کہا کہ نہ گھبرانا مین آپہونچا ہشام پل نے عرض کی
کہ اے شہریار خدا حافظ و ناصر ہے ہمارا وقت آخر ہے اگر کوئی قصور اس غلام ناشدہ سے ہوا ہو تو اُسے عفو فرما
کر مین دنیا سے سبکدوش جاؤن اور یہ اژدر خونخوار جادو ہے اس سے ہوشیار رہیے گا نقابدار
صندلی پوش نے جواب دیا کہ مین اسکی جان کا ملک الموت ہون تم ہراسان نہ ہو خونخوار کی نظر
جو نقابدار صندلی پوش پر پڑی پکارا کہ مین تیری تلاش ہی مین تھا اسلیے کہ سارے فسادات
تیری ہی ذات سے ہین تو نے میرے دوست کو دشمن بنایا اور اپنا رفیق قرار دیا اب تیرا قتل کرنا
جملہ واجبات سے ہے پہلے تجھے مارونگا تو اسے قتل کرونگا یہ کہکر نقابدار صندلی پوش کی طرف چلا
ہشام نے کہا کہ او ملعون پہلے مجھے قتل کر کہ اب مجھے ایک پل کی زندگی دشوار ہے مگر خونخوار
اژدر چشم کب سنتا ہے اژدر بنا ہوا سامنے نقابدار صندلی پوش کے آگیا بس جس وقت نقابدار نے
دیکھا کہ یہ ایک تیر کی زد پر آپہونچا ہے بس شانے سے کمان لی اور ترکش سے دو تیر دو پیکان نکالا جو
دیو نقرس سے ہاتھ آیا تھا اور چلہ کمان مین پیوستہ کرکے دونون آنکھون کو خونخوار کی تاک کر

اب جو تیر مارا کمان سے کڑکتے ہی دو شعلے تھے کہ جھپٹ کر خونخوار پر گرے جس وقت تیر کمان سے رہا ہوا
تو خونخوار اژدرچشم نے اس تیر قضا کو پہچانا ہاے کا نعرہ مارا اور ہر چند چاہا کہ بچوں اور خالی دوں مگر یہ
تیر کب خالی جاتا ہے دونوں پیکان دونوں آنکھوں میں پیوست ہو گئے خونخوار اژدرچشم نے ایک چیخ مارا
[illegible] تن شعلہ بنکر جلنے لگا شور و اروگیر بلند ہوا آندھیاں چلیں خاک اڑی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آتش
[illegible] برفت باری ہوا کی دیر تک شور و غوغا رہا آخر آوازیں آنے لگیں کہ مارا جوان کشتی نام
[illegible] خونخوار اژدرچشم جادو لہذا حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم جس وقت علامات
[illegible] رت ہوے اور روشنی پیدا ہوئی تو دیکھا کہ لاش خونخوار اژدرچشم جادو کی پڑی ہے اور ہشام
[illegible] ر ماران پیچیدہ مو خونخوار کے مرنے سے رہا ہوے دونوں پر یال خود بخود جلکر خاک
[illegible] ن کوئی بیس ہزار آدمی جو لشکر خونخوار کے تھے تلواریں پکڑ پکڑ کر نقابدار صندلی پوش کی
طرف چلے اور پکارے کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ سردار کو ہمارے مارا ایک چھوڑ لے ہیں یہ
ہشام بل نے رہائی پائی ہے تلوار کھینچی اور ہر لشکر لشکر خونخوار اژدرچشم جادو پر جا پڑا قتل
کرنا شروع کیا خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی نقابدار صندلی پوش بھی تلوار کھینچکر گرے
اور لوگوں کو قتل کرنے لگے تھوڑی دیر میں کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگا دیے زمین کا رنگ
خون سے سرخ ہو گیا ماران پیچیدہ مو نے سحر کرنے کا قصد کیا تھا کہ نقابدار صندلی پوش نے
منع کیا اور فرمایا کہ اگر کوئی ساحر آئے تو اس سے مقابلہ کرنا ورنہ تماشا دیکھو اور خبردار دخل
نہ دینا ماران پیچیدہ مو کھڑے ہو کر تماشا دیکھنے لگے لشکر خونخوار تاب مقاومت نہ لا سکا آخر
بھاگ نکلا ہوا جو لوگ گھرے ہوے تھے انہوں نے امان مانگی فرمایا بشرط ایمان سب نے منظور
کیا کہ بغیر اسکے مفر نہ تھا اسیوقت قبول امان بھی سپاہیوں نے تلواریں نیام میں کیں لاشوں کا شمار کیا
گیا تو دس ہزار کافر اور پانچ ہزار مسلمان کام آئے تھے داراب ثانی یعنی نقابدار صندلی
پوش نے لاشیں کفار کی پھنکوا دیں اور لاشیں مسلمانوں کی دفن کرا دیں جس وقت دفن سے فرصت
ہوئی تو اہل قلعہ حاضر ہوے اور مال و خزانہ کی کنجیاں نذر کیں نقابدار صندلی پوش نے تمام مال و
اسباب کو ملاحظہ فرما کر قلعہ میں قیام کیا اور ماران پیچیدہ مو سے فرمایا کہ تو نے کس سبب سے
شرکت ہماری کی اس نے عرض کیا کہ اسی شہریار میں دختر ہوں خونخوار اژدرچشم کی اور ایک مدت سے
آپ کے رفیق تازہ ہشام بل پر عاشق ہوں ہر چند میں نے اپنی ہمجولیوں سے اس بات کا اظہار
کیا اور کہا کہ باپ میرا شادی میری اس کے ساتھ کر دے مگر اس نے منظور نہ کیا اور کہا کہ میں شاہ کا بیٹی کسی
ساحر زبردست سے کرونگا یہ امر مجھے منظور نہ تھا مگر مجبور رہتی جب وہ وقت آیا کہ خونخوار نے قتل
ہشام کا ارادہ کیا تو میں نے اسکے رفیق طلبید جادو کو مار کر ہشام کو چھڑایا بعد اسکے اپنے
باپ کے ہاتھ سے گرفتار ہو گئی تھی کہ حضور نے آ کر اسکو مارا اور ہم لوگوں کو گویا دوبارہ زندہ
کیا اب یہ تمنا میں نے آپ سے عرض کی ہے کہ آپ میرے اور ہشام کے مالک ہیں اگر تمنا میری لائق
ہو آپ کے ہو تو پوری کیجیے ورنہ مجھے اس زندگی سے موت بہتر ہے شاہزادہ داراب ثانی نے ہشام بل
سے فرمایا کہ اسنے تمہاری محبت میں اپنے باپ کو مارا ہے اور اسوقت پر مدد کی کہ طلبید جادو ہلاک کیا چاہتا تھا

اب تمہیں بھی لازم ہے کہ راستے بھول جاؤ۔ ہشام پیل خاموش ہو رہا اور بعد تھوڑی دیر کے عرض کی کہ آپ مالک
ہیں غرضکہ عقد ہشام پیل کا ماران پیچیدہ مو کے ساتھ ہوا ہشام وصل سے کامیاب ہوا بعد
اسکے داراب ثانی نے ماران پیچیدہ مو کو یہاں کا حاکم کیا اور ہشام پیل کو ساتھ لیکر
نہ طاق کی طرف روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک دوراہے پر پہونچکر لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ راہیں
کسطرف گئی ہیں انھوں نے عرض کی کہ ایک راہ نہ طاق ظاہر کو گئی ہے اور ایک نہ طاق باطن
کو داراب ثانی نے ہشام پیل سے کہا کہ اب کسطرف چلنا چاہیے ہشام نے کہا کہ میرے
نزدیک تو نہ طاق ظاہر پر جانا بالکل بے سود ہے اسلیے کہ سنا ہے کہ اسکا طلسم آگیا اور لوح وغیرہ
اسکو ملگئی اب نہ طاق باطن پر چلکر قسمت آزمائی کیجیے رائے ہشام پیل کی داراب ثانی نے
پسند کی اور جانب نہ طاق باطن روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک صحرا میں پہونچے دیکھا کہ وسط
صحرا میں ایک میل آہنی نصب ہے اور قریب اس میل کے ایک چشمہ بنا ہوا ہے داراب نے لشکر کو
حکم قیام دیا لوگ اُتر پڑے خیمہ و خرگاہ استادہ ہونے لگے بازار لشکر کے کھل گئے گھوڑے کھلنے لگا داراب
ثانی ٹہلتے ہوئے قریب اس میل کے آئے کہ ساتھ ہی جانب صحرا سے تق تق گرد و شفق گون نمودار
ہوا داراب صحرا کی طرف متوجہ ہوگئے یکایک وہ گرد آتے آتے شق ہوئی اور دل گرد سے نقابدار
گلابی پوش نمودار ہوا چونکہ شام قریب تھی اور صحرا پر فضا تھا نقابدار گلابی پوش نے بھی لشکر اُترنیکا
حکم دیا اور یہ بھی ٹہلتے ہوئے پیمانہ راہ کا خشک کرتے ہوئے پاس میل آہنی کے آئے یہاں نقابدار
صندلی پوش کو دیکھا پوچھا کہ اے نقابدار کہاں سے آنا ہوا اور کسطرف جانیکا قصد ہے نقابدار صندلی
پوش نے جواب دیا کہ بیابان سلطان شہر سے آتا ہوں اور نہ طاق پر جانیکا ارادہ ہے اب آپ
بتائیے کہ آپ کہاں جائینگا اور کسطرف سے آتے ہیں نقابدار گلابی پوش نے کہا کہ میں کوہ سر
سے آتا ہوں اور میرا قصد بھی نہ طاق پر جانیکا ہے داراب خاموش کھڑے ہیں مگر نقابدار
گلابی پوش نے اُس میل آہنی کو دیکھکر نقابدار صندلی پوش سے کہا کہ اسپر کچھ حروف مرقوم ہیں
دیکھیے تو کیا لکھا ہے داراب نے بھی دیکھکر قول نقابدار گلابی پوش کی تصدیق کی اور کہا کہ روشنی
منگا کر اسکو پڑھنا چاہیے کہ کیا لکھا ہے چونکہ شام ہوگئی تھی نقابدار گلابی پوش نے کہا کہ اب صبح کو
دیکھا جائیگا اسوقت آرام کیجیے کہ آپ بھی مسافت راہ اُٹھائے ہوئے چلے آئے ہیں اور میں بھی پریشان
ہوں صبح کو پھر اسی مقام پر ہمارے آپکے ملاقات ہوگی اسوقت دیکھا جائیگا یہ سنکر نقابدار
صندلی پوش بسبب اپنے حلم کے خاموش ہو رہے اور دونوں نقابدار اپنے اپنے خیمہ کو گئے انہوں
نے رات بآرام تمام گذاری صبح کو بعد فریضۂ سحری دونوں نقابدار میل آہنی کی طرف روانہ ہوئے
پہلے نقابدار گلابی پوش پہونچے اور اس عبارت کو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ یہ میل کلید ہے فتح طلسم
باطن نہ طاق کی جسکو طلسم اسرار باطنی کہتے ہیں جو شخص اس میل کو زمین سے اکھاڑ لیگا
وہی صاحبقران وقت ہے اور فاتح ہے طلسم اسرار باطنی کا یہ دیکھتے ہی نقابدار گلابی
پوش نے دل سے کہا کہ قسمت آزمائی کرنا چاہیے اور اس میل کو کوئی بیس لیکن زور کیا کوئی ہاتھ بھی
نہیں کر رہ گیا اور نقابدار گلابی پوش پسینہ میں غرق ہوگئے اسوقت نقابدار صندلی پوش بھی

اور انھون نے نقابدار گلابی پوش کو عرق عرق پاکر سبب پوچھا نقابدار گلابی پوش نے سبب خاص نہ بیان
کیا اور حیلہ حوالہ کرکے ٹالدیا اب نقابدار صندلی پوش نے اُس عبارت کو پڑھا اُنھون نے نقابدار گلابی پوش
سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی آپ اِس میل پر زور کر چکے اسی سے عرق عرق ہین نقابدار گلابی پوش نے انکار
کیا کہ اگر اِس نقابدار نے میل کو زمین سے اُکھیڑ لیا تو مجھے شرمندگی ہوگی نقابدار صندلی پوش نے کہا کہ
اس سے بہتر کونسا آزمائش کا موقع ہوگا آئیے ہم اور آپ دونون قسمت آزمائی کرین نقابدار گلابی
پوش نے کہا کہ پہلے آپ ہی زور آزمائی کرلین تو مناسب ہی نقابدار صندلی پوش سمجھ گئے کہ یہ تھک
چکے ہین جو اسطرح ٹال رہے ہین خیر تم بھی زور کرکے دیکھ لو اگر خدا ہی نے کمزور بنایا ہی یا فاتح اس
طلسم کا ہمکو نہین مقرر فرمایا ہی تو کیا اجارہ ہی شرم بیکار ہی بہت سے طلسم ایسے فتح ہوچکے جس مین شہزادے
پھنس گئے اور کمزورون نے طلسم کو فتح کرکے اُنھین چھڑایا یہ خیال کرکے قریب میل کے آ لئے اور
ہولی مین لیکر اسقدر زور کیا کہ اگر کوہ بھی ہوتا تو جنبش مین آجاتا بلکہ اپنی جگہ سے اُکھڑ آتا مگر میل آہنی
کوئی سوا ہاتھ دھنس کر رہ گیا اور نقابدار عرق عرق ہوگئے یہ دیکھکر نقابدار گلابی پوش نے کہا کہ اے
نقابدار صندلی پوش اصل یہ ہی کہ مین پہلے ہی زور کرکے دیکھ چکا تھا یہ نہ معلوم تھا کہ یہ میل آپ سے
بھی نہ اُکھڑیگا نقابدار صندلی پوش نے کہا کہ آپنے ہمارا زور تو دیکھا مگر ہمنے آپکا زور نہین دیکھا آپکا
زور ہمارے سامنے بھی کیجیے تاکہ ہم بھی دیکھین کہ آپ کی قوت کہانتک ہی نقابدار سرخ پوش نے
کہا کہ اگر میری قوت کی آزمائش کرنا ہو تو طبل جنگ بجوائیے جو کچھ ہونا ہوگا سر میدان ہوجائیگا
یا آپ میری اطاعت قبول کیجیے گا یا مین آپ کی اطاعت اختیار کرونگا نقابدار صندلی پوش
نے کہا کہ اے برادر یہ بگڑنے کی بات نہین ہی مجھے آپ سے خصومت نہین عداوت نہین ہو پھر
لڑنے سے کیا فائدہ مین بھی مسلمان ہون آپ بھی مسلمان ہین اگر میرا کہنا آپکے خلاف ہوا ہو
تو جانے دیجیے نقابدار سرخ پوش نے کہا کہ اب مین بغیر مقابلے کے نہ مانونگا یہ کہکر اپنے
لشکر کی طرف پلٹ گیا اور طبل جنگ بجوادیا نقابدار صندلی پوش کہتے تھے کہ یہ بھی عجب
جاہل مزاج آدمی ہے ذرا سی بات پر ایسا بگڑا کہ لڑنے کو مستعد ہی اور مین نے عذر
کیا مگر میرا عذر بھی نہ چلا میرا کیا چونکہ بغیر لڑے چارہ نہ تھا انھون نے بھی حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین بھی کوس حربی بجے چنانچہ اسیوقت نقارہ حرب پر چوب پڑی دونون لشکرون مین
تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ مین گذری صبح کو دونون لشکر سجکر آراستہ
قتال ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہیب دیکر ہٹے تھے کہ لشکر نقابدار
گلابی پوش سے سرمست فیل پوش نکلا اور اپنے سردار سے اجازت لیکر میدان مین آیا
بعد سلحشوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ اے نقابدار
نکل مجھے میرے آقا سے جو گفتگو کی تھی وہ محض بیجا تھی اسلیے کہ اُسکے غلام ایسے ایسے ہزارون
پھرتے ہین ایسون کے واسطے کافی جدائی نہین یہ سنکر ہشتام پل کو تاب نہ رہی گردن اپنا بڑھا
سامنے نقابدار صندلی پوش کے آیا اور عرض کی کہ اے آقا یہ نابکار مجھے لافزنی اسکی
پہلوان کی سنی نہین جاتی اجازت دیجیے کہ مین جاکر گوشمالی اسکی کردون فرمایا اے ہشتام

ہم اپنے بزرگون سے سنتے چلے آئے ہین کہ جسنے یہ لباس سرخ پہنا ایسے آتش مزاج ہی پایا ہمیشہ
ان لوگون کی جفائین سرداران دست راست اُٹھایا کیے ہین قاسم نے جیسی جیسی سختیان بدیع الملک
سے کی ہین ایک عالم مین مشہور رہین باوصفیکہ قاسم بدیع الزمان کا کیا کر سکتے تھے مگر بدیع الزمان
کو سختیان قاسم کی اٹھانا پڑتی تھین یہ لوگ دیوانون مین شمار کیے جاتے ہین تم انکی دریدہ دہنی
کا ملال نہ کرو یہان اگر آزمائش زور و طاقت کرتا ہی تو کہہ لو یہ سنکر ہشام پل نے کہا یہ میرا ظرف
نہین ہی کہ سخنان بیجا برداشت کر سکون نہین معلوم شاہزادہ بدیع الزمان کس کلیجے کے انسان
تھے کہ قاسم کی بیجا باتین اُٹھایا کیے یہ کہکر رخصت ہوا اور گردہ سپر کا ہاتھ مین سنبھالا کر کرگدن کو جولان
کیا اور بقصد نیزہ زنی چلا اُسطرف سے سرمست فیل گوش نے بھی اپنے کرگدن کو زانوؤن مین مسلا
دونون مین لگا اور چلی سپرون سے چنگاریان اُڑنے لگین تڑاقا ہوا یہ معلوم ہوا کہ دو ابر گرجنے
لگے مرکب دونون کے برابر سے پسپا ہوے مگر کسی قدر مرکب سرمست فیل گوش کا بہ نسبت مرکب
ہشام پل کے زیادہ پسپا ہوا جسے سپرون نے دیکھ لیا بعد اُسکے دونون نے تکاپ مار کر اور مرکبون
کو پھیر پھیر کر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا بعد گفتگو کے بسیار سرمست فیل گوش نے ہشام پل
کو نیزہ مارا ہشام پل نے سنان کو سنان پر لگا کھٹا رد و بدل ہونے لگی یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ
زبانین نکالکر گتھ گئے سنانون سے شرارے نکل رہے تھے گویا دونون مار سیاہ منہ اُگل رہے تھے
قریب سہ ساعت طعن کے چلی ہوگی کہ ایک مقام پر ہشام پل نے نیزہ کو سرمست فیل گوش
کے اپنے نیزہ سے لپیٹ کر شانے کی قوت سے ایک جھٹکا مارا سنان نیزہ کی نکل گئی اور ہاتھ کو
سرمست کے جھٹکا پہونچا بس اسنے غصہ مین آکر چھڑ پر چھڑ مارا کہ نیزہ ہشام کا بھی ٹوٹا
بس ان دونون نے نیزہ کو ناکارہ سمجھکر پھینک دیا اور پھر [illegible] اُٹھالین وار چلنے لگے تیسری
ضرب مین مرکب سرمست فیل گوش کا مارا گیا سرمست نے [illegible] ہاتھ سے پھینک کر تلوار کھینچ
لی اور جھپٹ کر ایک ہاتھ مارا کہ دونون اگلے پانون ہشام پل کے قلم ہوگئے ہشام پل نے زین
خالی کیا اور سرمست سے لپٹ پڑا دونون مین کشتی ہونے لگی دونون [illegible] لشکر
قریب آگئے اور تماشا دیکھنے لگے یہ دونون فیل مست مصروف تلاش تھے اگر سرمست ہشام کو
پکڑ لاتا تھا تو ہشام نکل جاتا تھا اور اگر ہشام سرمست کو پکڑ لاتا تھا تو سرمست نکل جاتا
تھا کہانتک بیان کیا جاے کہ دونون مین تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے دن دونون کی بری
حالت تھی مگر سرمست فیل گوش کی زیادہ خراب حالت تھی کہ سانس پھولی ہوئی تھی ہاتھ
ڈالتا کہین تھا اور پڑتا کہین تھا دیکھا اسنے کہ مین ہشام کو زیر نہ کر سکونگا بس ایک گھونسا
ہشام کی کوکھ پر مارا کہ یہ بھی بیہوش ہوا لیکن گھونسا کھاتے ہی اسنے بھی ایک ہاتھ [illegible]
پر سرمست کے مار دیا تھا کہ ادھر تو ہشام بیہوش ہوا اور ادھر سرمست فیل گوش
بیہوش ہو کر گرا دونون طرف کے لشکری اپنے اپنے سردارون کو اُٹھا لیگئے [illegible]
نے اپنے خیمے مین جاتے ہی طبل جنگ بجوا دیا اور سرمست کو ہوشیار کیا [illegible]
ہوش سے ہشام پل کو ہوشیار کیا لیکن [illegible]

بجوا دیا مگر دل مین کہتے تھے کہ نقاب دار گلابی پوش عجب مرد جاہل مزاج ہی غرضکہ پھر رات بھر
دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو اسطرف سے نقاب دار صندلی پوش مع لشکر میدان مین آکر
صف آرا ہوے اور اسطرف سے نقاب دار گلابی پوش نے آکر اپنے لشکر کی صفین آراستہ کین بعد
آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نہیب دیکر ہٹے تھے کہ نقاب دار گلابی پوش نے گھوڑا باگ
کا لیا اور میدان مین آکر آواز دی کہ ای نقاب دار صندلی پوش یہی گوے ہی یہی میدان آؤ
کچھ میرے ہاتھ دکھائیے آزمائش ہو جاے یہ سنکر نقاب دار صندلی پوش کو بھی غصہ آگیا باگ گھوڑے
کی لی اور کہا کہ ای نقاب دار گلابی پوش جہانتک مین طرح دیتا ہون تم اور سرکشی کرتے ہو لاؤ ضرب
بہادری کی نقاب دار گلابی پوش نے نیزہ مارا نقاب دار صندلی پوش نے نیزہ کو نیزے پر لیا رد و
بدل ہونے لگی سنان سے سنان جو لڑتی تھی چنگاریان نکلتی تھین بڑی دیر تک نیزہ بازی
رہی آخر کار سنانین نیزون کی بیکار ہو گئین ڈانڈون کو ہاتھون سے پھینک پھینک دیا
اور گرز سنبھالے نقاب دار گلابی پوش نے آواز دی کہ ای نقاب دار صندلی پوش یہ ضرب میری
بلا بچہ ہی ملک الموت کا رو کو توڑا ہونا یہ کہکر گرز کو سر پر پیچ دیکر سر نقاب دار صندلی پوش پر
وار کیا نقاب دار صندلی پوش نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل
گیا تیغ گرد و غبار بلند ہوا کہ نقاب دار صندلی پوش تیغ گرد مین پنہان ہو گئے عیار انکا عیار
چالاک دست جھپٹ کر قریب گرد کے آیا اور پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو بٹھایا دیکھا نقاب دار
صندلی پوش صحیح وسالم موجود ہین آواز دی کہ ای شہریار ہوشیار رہو سمجھے کہ حریف لاف زنی
کررہا ہی یہ سنتے ہی نقاب دار گرد سے باہر آئے اور آواز دی کہ ای نقاب دار گلابی پوش واقع مین
تو زبردستان روزگار سے ہی بلا کی ضرب تو نے لگائی مگر یہ میری ضرب بھی پیغام قضا سے کم نہین ہی
یہ کہکر گرز اپنا بلند کیا اور خبردار خبردار کہکر سر نقاب دار گلابی پوش پر وار کیا نقاب دار گلابی پوش نے
بھی اپنے گرز کو اٹھاکر چہرہ کی پناہ کیا مگر گرز پر گرز جو پڑتا ہی وہی حالت نقاب دار گلابی پوش کی ہوئی
جو کہ نقاب دار صندلی پوش کی ہوئی تھی نقاب دار صندلی پوش نے آواز دی کہ زوم وپست
گردم نقاب دار گلابی پوش کا عیار ہمارے جنچ گذار بھی جھپٹ کر قریب آیا اور گرد گرد کی چیخ
مارکر اندر گرد کے در آیا آواز دی کہ ای شہریار ہوشیار رہو سمجھے کہ حریف لاف زنی کررہا ہی
بس یہ سنتے ہی نقاب دار بھی گرد سے باہر آئے اور تلوار کمر سے کھینچ لی ادھر نقاب دار صندلی
پوش نے بھی گرد سپر کا سنبھالا اور تلوار نیام سے لی مگر نقاب دار گلابی پوش بہت بڑا
کہ نقاب دار صندلی پوش کی [illegible] کہنا دشوار ہو گیا اسی حالت مین جانب صحرا سے تیغ گرد و غبار بلند ہوا
دونون نقاب دار تھم گئے [illegible] کہ کون آتا ہی [illegible] گرد کا نشانہ فتح ہوا اور دل گرد سے نقاب دار
ابلق سوار ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے پیدا ہوے کہ یہ نقاب دار سبز پوش یعنی دارا ب ثانی کی
تلاش مین چلے آتے تھے یہان آکر یہ معرکہ دیکھا کہ دو نقاب دار آپس مین جنگ کررہے ہین نقاب دار
ابلق سوار نے سبب جنگ دریافت کیا نقاب دار صندلی پوش نے ساری کیفیت سیل پر زور گرنے
کی بیان کی نقاب دار ابلق سوار نے کہا کہ اب آپس مین آزمائش زور وطاقت بیکار ہی اسلئے کہ زبردست

وہ ہی جو میل آہنی کو زمین سے اکھیڑ لے جب میل تم سے اکھڑا نہ انہیں تو دونوں گزہ رہیں یہ کلمہ دونوں نقابداروں کے خلاف گزرا اور نقابدار گلابی پوش نے جھلا کر کہا کہ آپ بڑے قلندر ہیں تو آپ ہی میل کو اکھیڑ لیجئے اب یہ دونوں نقابدار آپس کی جنگ تو بھول گئے اور نقابدار ابلق سوار سے بحث کرنے لگے نقابدار ابلق سوار نے کہا کہ میں ہر طرح سے موجود ہوں یہ کہکر اُس میل آہنی کی طرف چلے نقابدار صندلی پوش اور نقابدار گلابی پوش اسکے ہمراہ تھے جس وقت تینوں نقابدار پاس میل آہنی کے پہونچے نقابدار ابلق سوار سے کہا کہ ذرا ٹھہرئیے دیکھوں آپ کیونکر اس میل کو زمین سے اکھیڑ لیتے ہیں بس یہ سنتے ہی نقابدار ابلق سوار دامن کمر میں گردان کر قریب میل آہنی کے آئے اور میل کو کو کئی تین لپیکر جو زور کیا زمین سے اکھیڑ کر پھینک دیا یہ قوت نقابدار ابلق سوار کی دیکھکر ان دونوں نقابداروں کے ہوش اڑ گئے لیکن جس مقام سے کہ میل اکھڑا تھا وہاں ایک غار سا ہوگیا اور اُس غار سے یکایک ایک دیو نکلا اور پکار کر کہنے لگا بد طالع باطن پر قبضہ کیا ہی نقابدار ابلق سوار نے آواز دی ٹھہر او ملعون ہم ہیں بس یہ سنتے ہی وہ دیو نقابدار ابلق سوار کی طرف چلا غار سے اور دیو بھی بعد دیگرے نکلنے لگے نقابدار ابلق سوار نے دیو اول کو تلوار سے مارا دوسرے دیو کو نقابدار صندلی پوش نے تہ تیغ کیا تیسرے دیو کو نقابدار سرخ پوش نے مارا مگر غار سے دیو برابر نکل رہے تھے اور یہ سلسلہ کسیطرح کم نہوتا تھا اور یہ تینوں نقابدار دیوؤں سے لڑ رہے تھے کہانتک بیان کیا جاے پہر بھر کامل ان تینوں نقابداروں نے جنگ کی اور صدہا دیوؤں کو مارا لاشیں زمین پر گر تے ہی غائب ہوجاتی تھیں یہ اسرار دیکھکر یہ نقابدار نہایت پریشان تھے کہ قتل کرتے کرتے بازو شل ہوگئے قبضہ تلوار کے ہاتھوں میں چپک گئے تھے کہنیوں سے خون ٹپک رہا تھا مگر دیوؤں کے نکلنے کا سلسلہ کسی طرح موقوف نہ ہوتا تھا اب یہ تینوں نقابدار پریشان ہوے اور قصد کیا کہ اسی غار میں کود پڑیں اور جتنے دیو ہوں اُنسے تنہا لڑیں بس نقابدار ابلق سوار ایک دیو کو مار کر قریب دہن غار کے آئے اور پھاندنے کا قصد کیا تھا کہ ایک آواز پیدا ہوئی اے نادان کیا کرتا ہی خبردار اس غار میں کودنیکا قصد نہ کرنا کہ اندر غار کے ایک دیو منہ کھولے بیٹھا ہی جو اس میل کے سر سے کو پکڑے ہوے تھا اگر تو اندر غار کے پھاندا تو شکم دیو میں پہونچ جائیگا تجکو چاہیے کہ اس میل سرے کو اٹھا کر جس جگہ سے اکھیڑا ہی اسی مقام پر نصب کردے کہ یہ سلسلہ دیوؤں کے نکلنے کا موقوف ہو نقابدار ابلق سوار نے جھپٹ کر میل کو اٹھایا اور جس مقام سے کہ اکھیڑا تھا پھر اُسی جگہ نصب کر دیا میل کے نصب ہوتے ہی دیوؤں کے نکلنے کا سلسلہ موقوف ہوا اب جو دیکھا تو وہ حجرہ جو برابر میل کے بنا ہوا ہی اسکا دروازہ کھلا ہی اور ایک مرد پیر با ریش سفید حجرہ سے باہر آئے اور کہا کہ اے نقابدار ابلق سوار بادجودیکہ تم صاحبقران زمان ہو اور صاحبقران وہی شخص ہوسکتا ہی جو فہم و فراست [illegible] [illegible]
مردان عالم پر فوق رکھتا ہو مگر اسوقت [illegible]
پڑھا اور وہ [illegible] دیکھا جس میں [illegible]

لیکن ابھی وقت اسکا نہین ہے مجھے معلوم تھا کہ تم قبل از وقت یہان پہونچو گے اور اس میل کو اکھیڑ کر مبتلائے بلا ہو گے اسواسطے مین نے قریب اس میل کے حجرہ بنا کر رہنا اختیار کیا اور بروقت تمکو آگاہ کر دیا نام
میرا لقاے روشنضمیر ہے نقابدار ابلق سوار نے کہا کہ آپنے بڑا احسان کیا ہین آپ کے احسان کا
کیا شکریہ ادا کرون لیکن یہ غلطی اسوجہ سے ہوئی کہ یہ دونون نقابدار مجھے اس میل کی طرف لائے اور
مجھسے کہا کہ بڑے شہزور ہو تو اس میل کو اکھیڑ لو مین نے اُسی جوش مین عبارت نہ دیکھی نہ سمجھ پڑھا لقاے
روشنضمیر نے کہا کہ خیر گذشتہ را صلوٰۃ آیندہ را احتیاط اب جاؤ کہ صاحبقران ثالث یعنے بدیع الملک
نہ طاق پہ بلاؤن مین گھرے ہوئے ہین اُنکی مدد کرو جسوقت نہ طاق ظاہر فتح ہو گیا اور
بادشاہ طلسم نہ طاق ظاہر اپنے کو بظاہر قتل کرا کر نہ طاق باطن مین پوشیدگی اختیار
کریگا اور در پردہ جفا مین اہل اسلام پر شروع ہو جائینگی وہ وقت تمہاری فتاحی طلسم اسرار باطنی
کا ہوگا کہ صاحبقران ثالث خانہ کعبہ تشریف لیجا ئینگے اور میدان خالی ہوگا پھر اسی مقام پر آنا اور
جو سنگ کہ مین نے میل پر کندہ کر دیا ہے اُسکی مطابقت سے فتاحی نہ طاق باطن کا قصد کرنا
اور یہ دونون نقابدار تمہارے عزیز اور قوت بازو ہین اب ان دونون کو اپنے ہمراہ رکھو
ایک ان مین بلقیس بن قھورہ دیو پیروہ اور دوسرا داراب ثانی ہے بعد اُسکے ان
دونون نقابدارون سے کہا کہ قوت آپنے نقابدار ابلق سوار کی دیکھ لی کہ جو آپسے نہ ہو سکا
وہ کام انھون نے کیا اب آپس کی لڑائی دور کیجیے اور ہمراہی نقابدار ابلق سوار کی اختیار
کیجیے کہ یہ صاحبقران وقت ہین اور آپ کے عزیز ہین نام انکا عادل کیوان شکوہ ہے
ولادت انکی طلسم ابلق مین ہوئی جسکا حال مفصل طلسم ابلق مین معلوم ہوگا کہ یہ کیونکر پیدا ہوے
اور یہ شوکت کہان پیدا کی اور اپنے عزیزون کو کسطرح جانا الحاصل یہ دونون نقابدار
یعنے داراب ثانی اور بلقیس بن قھورہ دیو پیروہ رستادل کیوان شکوہ کا
تو دیکھ ہی چکے تھے اب راز بھی افشا ہو گیا دونون نے نقابین الٹ دین اُدھر عادل
کیوان شکوہ نے نقاب چہرہ سے ہٹائی ایک نے دوسرے کو دیکھا اور خوش ہوے
عادل کیوان شکوہ سے داراب ثانی نے کہا کہ آپ کی جستجو نے مجھے بہت پریشان کیا یہ
آپنے تبدیل لباس کس وجہ سے کیا داراب نے کہا کہ اب پوشیدہ کرنا بیکار ہے مین در اصل
آزمائش زور و طاقت کے واسطے آپ سے علیحدہ ہوا تھا مگر حقیقت مین آپ ہی لائق
صاحبقرانی ہین اب مین آپکے ہمراہ ہونگا عادل کیوان شکوہ انکے ساز و سامان لشکر عیار
پہلوان سپاہ ان سب کو دیکھکر بہت خوش ہوے بعد اُسکے اہرمن کوہ پیکر سے ملاقات
کرائی اور حال اس سردار کے زیر کرنیکا بیان کیا داراب ثانی اور بلقیس بن قھورہ نے بھی اس
پہلوان کو بہت پسند کیا اور کہا کہ یہ سردار آپ سے وہ نسبت رکھتا ہے جو لندھور کو حمزہ صاحبقران
اول سے تھی بعد اُسکے لقاے روشنضمیر نے تو دروازہ حجرے کا بند کر لیا اور یہ تینون
نقابدار ایک جگہ مین آکر بیٹھے تینون لشکر ایک ہوے اور تیسرے روز کوچ کر کے طرف نہ طاق
ظاہر کے روانہ ہوے ہمانسے یہ دونون نقابدار یعنے داراب ثانی اور بلقیس بن قھورہ دیو پیروہ

عادل کیوان شکوہ کے ساتھ رہتے ہین اور کل فوج یہ ایک لاکھ اسی ہزار کی تعداد وہین پہونچی ہے یہ لوگ
رہروی کنہ طاق مین سرگرم ہین اور اب یہانسے

چند کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ سکندر رستم خواور رفیع البخت نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

غزل بہ آغاز کلام

اس واسطے آنکھ ملتے ہی وہ تیر مارنے لگے
جب سنبھالا دلکو مین نے ہاتھ ملنے لگے
رہتے ہین گو وہ وزارہی کا تیغ کچھ نہین
کیا کرے وہ جسکو سنتے ہی ہنسی آنے لگے
آرزو اس روٹھنے والے کو اب ہو کر منانین

دیکھکر صورت نہ آتا ہو تو پیار آنے لگے
او ستمگر دیکھ میری بیکسی کا رعب ہے
کیا کرے تنہا جو بیٹھے بیٹھے گھبرانے لگے
اضطراب شوق نے کی کچھ ترقی اور بھی
تسکین کرنے پہ جسکو اور غیظ آنے لگے

ہجر مین اس بیقراری کو خدا ہی کم کرے
قبر ٹھکرانے جو ہم تھا پانون تھرانے لگے
سنتے آنا وصل کا مژدہ چھپانے کی ہے بات
گھبرا کے احباب جسدم مجھکو سمجھانے لگے

شناوران دریاے شجاعت و غواصان قلزم جرأت وجلالت ماہی مدعا کو اسطرح دام تقریر مین اسیر کرتے ہین کہ بیان شنو اے ہمدم داستان کہ باز آمدم بر سر داستان تو یہ داستان اس مقام پر چھوڑی تھی کہ ضرب گرز رفیع البخت سے جسر آہنی شکستہ ہوا اور سکندر رستم خو اور شاہزادہ رفیع البخت دونون دریا مین گرے اور بہتے ہوے چلے جاتے ہین لشکر رفیع البخت جنبہ افگن تھا اور جانب بیمار لشکر سکندر رستم خو کا اترا ہوا تھا جسوقت یہ دونون نہنگ بحر شجاعت دریا مین گرے اور بہتے ہوے چلے دونون عیار بھی کشتیون پر بیٹھ بیٹھ کر تعاقب مین روانہ ہوے کہ یہ دریا نہایت زور وشور سے بہ رہا تھا گرتے ہی نہ معلوم ہوا کہ کہان گئے کنارے کنارے تو اہل لشکر اپنے اپنے سردار کی تلاش کرتے چلے جاتے ہین اور سیارۂ کوچک عیار سکندر رستم خو اور لاہور تیز گام عیار رفیع البخت دونون کشتیون پر بیٹھکر مانند موج تند کے اپنے اپنے آقا کی تلاش مین چلے کشتیان اس دریاے زخار مین پتے کی طرح اڑتی ہوئی چلی جاتی تھین ہر تھپیڑا موج کا کوسون تک بہا دیتا تھا وہ جا بجا گرداب کے چکر اکثر مین پھنسکر نکلنا موجون کے تھپیڑے جس مین ہر دم کشتی کے غرق ہوجانیکا یقین ہوتا تھا سلک مراد چشم ہم کو بھی نظر نہ آتا تھا چادر پانی کی کفن لیے ہوے سامنے آتی تھین مگر زندگی ایسی چیز ہے کہ یہ دونون عیار ان صدمون کو جھیلتے ہوے جانون سے دست بردار ہو ہو کر اپنے اپنے آقا کی محبت مین کشتیان اڑائے ہوے چلے جاتے تھے لیکن اول اُن دونون نہنگان بحر شجاعت کا حال سنیے کہ مرکب اُنکے بہتا ہوا پہر کلا کھیان مارتے ہوے چلے جاتے ہین مگر پانی کی تھپیڑون نے دونون مین اسقدر فاصلہ پیدا کر دیا ہے کہ اب ایک کو دوسرے کی خبر بھی نہین ہے سکندر رستم خو الگ بہتے ہوے چلے جاتے ہین اور دل مین کہتے ہین کہ نہین معلوم نقابدار زرد پوش پر کیا گذرا خدا اسکو اس طوفان سے نجات دے کہ عجب جوان زبردست وبہادر ہے ادھر رفیع البخت ہر طرف نگاہین دوڑا کر دیکھتے ہین کہ نقابدار سیاہ پوش کہان ہین مگر سوا پانی کے کچھ نظر نہین آتا دعا کرتے ہین کہ اے حافظ حقیقی واے رب تحقیقی اس طوفان بلا مین نقابدار یاقوت پوش کا محافظ ہو جاتے جاتے ایکبارہ بلند نظر آیا کہ اس کوہ کو کوہ لقوق کہتے ہین اور وجہ تسمیہ اسکی یہ ہے کہ یہ کوہ درمیان دریا مین واقع ہے اور دریا سے دو دریا ہو کر بہا ہے ایک دھارا اسکا کوہ کی داہنی جانب سے بہا ہے اور دوسرا دھارا بائین جانب سے ہو کر نکلا ہے

داہنی جانب رفیع البخت بہتے ہوئے چلے اور بائین جانب سکندر رستم خو بہتے ہوئے چلے درمیان مین کوہ
تفریق حائل ہو گیا اب نہ انھین انکی خبر ہی اور نہ انھین انکا حال معلوم ہی پانی جو کوہ سے آکر ٹکراتا ہی تو ادھر
کی چیزون کو ادھر بہا دیتا ہی جسطرح یہ دونون سردار ایک ادھر ایک ادھر بہ گئے اسیطرح انکے عیارون
کی کشتیان بھی دونون طرف بہکر نکل گئین اور لشکر دونون کے کنارے کنارے پتہ پوچھتے ہوئے حال دریافت
کرتے ہوئے چلے آتے ہین راستے مین جس ماہی گیر یا ملاح وغیرہ سے ملاقات ہوتی ہی اُس سے دریافت کر لیتے
ہین جو دیکھ چکا ہی وہ بیان کر دیتا ہی کہ ہان ایک سوار بہتا ہوا گیا ہی اور جو نہین جانتا ہی وہ کہدیتا ہی کہ
ہمنے نہین دیکھا اسوقت ایک انتشار بڑھتا ہی پریشانی زیادہ ہوتی ہی کئی مرتبہ نور الدہر نے قصد کیا
کہ گھوڑا دریا مین ڈالدون مگر نقش گر وغیرہ نے منع کیا کہ اے شہریار اس سے کیا فائدہ ہی ابھی تو ایک
ہی کی تلاش مین سب پریشان ہین پھر دو کی جستجو ہو جائیگی آپکا ہمراہ لشکر کے رہنا ضرور ہی ایسا نہو
کہ فوج بیدل ہو کر تباہ ہو جاے کہ جب سردار مفقود الخبر ہی تو تنخواہ کون دیگا اور ہم نوکر کسکے سمجھے جائینگے
اور پھر اگر کسی مقام پر شاہزادۂ عالی مرتبت سے نیاز حاصل ہوا تو وہ آپکے واسطے پریشان ہونگے اس
بہتر یہی ہی کہ یونہی پتہ پوچھتے ہوئے اور تلاش کرتے ہوئے چلے چلیے وہ صاحب اقبال ہین انکو کون گزند
پہونچا سکتا ہی اگر زندگی باقی ہی تو ملاقات ہو ہی جائیگی نور الدہر لشکر کو لیے ہوئے باحال پریشان چلے
جاتے ہین ادھر سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک نقابدار بیچ ہوئے مع مظہر پرنیاد بتلاش
سکندر رستم خو کنارے کنارے چلے جاتے ہین ہر آیندہ و روندہ سے پوچھ لیتے ہین کہ تمنے کسی سوار
سبز پوش کو تو دریا مین بہتے ہوئے نہین دیکھا ہی بعض نے انکار کیا جس سے پریشانی زیادہ ہوئی
اور سلیمان کوچک نے زیر بند کاٹکر گھوڑا ڈالدینے کا قصد کیا مگر سلیمان اعظم نے ہاتھ پکڑ لیا
کہ اگر تم بھی اپنے کو تباہی مین ڈالدوگے تو تلاش کون کریگا ہمکو تو تم عزیزان نے اندھا کر رکھا ہی
یون ہی دنیا اندھیر ہی اب تمھاری مفارقت اور بھی نابینا کر دیگی اگر کسی مقام پر سکندر کا پتہ بھی ملا
اور خدا نخواستہ دشمن اُسکے گرفتار بلا ہوے تو کون رہا کریگا اور آفت مین مبتلا ہو جانا کوئی بڑی
بات نہین ایسا کہ دشمنون کا ملک ہی یہان کے زمین و آسمان و دشت و در شجر و حجر دشمن ہین الحاصل
یہ دونون ماموں بھانجے بھی سکندر کے واسطے دعائین مانگتے ہوئے اور حال دریافت
کرتے چلے جاتے ہین اور درگاہ باری مین عرض کرتے ہین کہ شرم ہماری تیرے ہی ہاتھ ہی کہ یہ ہمکا
نشانی ہی شہریار نامدار اور راجپوت نوجوان کی اور ہونہار معلوم ہوتا ہی جسنے کہ قاف مین ایسے کیسے کیسے
کار نمایان کیے ہین کیسے کیسے دیوون کو مارا ہی کہ جنکے نام سے تمام قاف تھراتا تھا و پوشیدہ گرزن اور دیو
آتشبار جنکے ہاتھ سے تمام خاندان برباد ہو گیا قاف مین گھر گھر صف ماتم بچھ گئی غرضکہ یہ لوگ تو باحال پریشان
سرگردان و حیران تلاش مین چلے جاتے ہین مگر اول حال رفیع البخت کا سنیے کہ بہتے ہوئے چلے جاتے ہین
تین روز گذر چکے ہین خود بھی فاقے سے مرکب بھی گرسنہ اب نہ رفیع البخت مین قوت ہی نہ مرکب مین ذرا
طاقت ہی دونون نے ہاتھ پانون ڈالدیے ہین اور بہاؤ پر چلے جاتے ہین پانی تو کئی غوطے کھا کر پی گئے ہین
مگر غذا کہان ممکن ہی جسم پانی سے پھول گیا ہی لقا سا جو بھیگ گئی ہی تو چہرہ سے لپٹ گئی ہی یہ معلوم ہوتا ہی
کہ آفتاب پر ابر تنک آگیا ہی یا چراغ سحری فانوس مین جھلملا رہا ہی چہرہ اُداس ہی زندگی سے یاس ہے

بار بار درگاہ صمدیت میں عرض کرتے ہیں کہ اے خلاق عالم اگر موت ہماری اسی بہانے تھی تو بہتر ہے جو تیری
مرضی مگر اب اس نقش کی کشا کشی ارادہ سے کم نہیں ہے جلد ملک الموت کو حکم کر کہ وہ روح ہماری قبض کرے مگر
ہاں یہ موت دنیا کی رسوائی سے بچاتی ہے جو اقبال کے نشان کو مٹاتی ہے اسکی تمنا میں شاعر کہتا ہے ~ ہوئے مر کے
ہم جو رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا ~ نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا ~ ہوا واقع میں کہ ہم ایسے ہی بنیاد ہوں
اسی طرح مٹنا اچھا ہے جب بڑے بڑے نامور اس بحر فانی میں بے نام و نشان ہو گئے تو ہماری کیا حقیقت ہے
ہر ایک تماشے کو دیکھا جیسکی جو پلک بچھی تو نہ تھا ہستی ہے حباب بحر فنا اس دم کا بھروسا کوئی نہیں ہے مگر افسوس
کہ دل کی حسرتیں دل میں رہیں باپ سے ملنا نصیب نہوا دو شہزادے طاق پر رکھے ہوئے ہیں نہیں معلوم انہیں کیا گذری
بموقت خبر غرق فرزند کی سنینگے صدمہ سے کلیجہ آپ آپ ہو جائیگا کہ نشان تک بھی نہیں جو فاتحہ
پڑھکر دو آنسو بہا لیں یا چار پھول اس نامراد کی تربت پر چڑھا لیں ایسا ہماری تو وہ حالت ہوئی
نظر آتی ہے کہ خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کو کہ بیکسوں کے مزاروں کا نشانہ نہ ہے یقین ہے کہ نہنگ
میں قبر نصیب ہوگی اسی اس طرح کے حسرت آمیز و عبرت انگیز کلام دل سے کہتے ہوئے بہتے چلے جا رہے تھے
اتنا اسقدر جرأت باقی ہے کہ اگر کوئی جانور آبی مثل سوس مگر وغیرہ کے حملہ کرنیکا قصد کرتا ہے تو اُسے
تلوار سے قتل کر کے جان بچا لیتے ہیں مگر اب طاقت بھی طاق ہو چلی ہے دست و پا بیکار ہو ہو کے چلے
میں دن بھی آخر ہے آفتاب عمر بھی لب بام نظر آرہا ہے سیاہی چھائی جاتی ہے تقریب دریا کا زیادہ ہوتا جاتا ہے کہ
یکایک وہ رستے ایک گنبد نظر آیا کہ یہ گنبد کنارے دریا کے واقع ہے جیسے ہی فتح النجبت بہتے ہوئے قریب
اُس گنبد کے پہونچے دیکھا دروازہ گنبد وا ہے اور چند نازنینیں مگر کی ہوئی سیر دریا میں مصروف ہیں اور ایک
پری جمال جسکا سن و سال پندرہ سولہ برس سے زیادہ کا نہیں معلوم ہوتا بقول شاعر ~ برس پندرہ
یا کہ سولہ کا سن ~ جوانی کی راتیں مرادوں کے دن ~ فیروزی لباس پہنے ہوئے زیور فیروزہ نگار سے آراستہ
ایک ہاتھ کمر پر رکھے ہوئے دوسرے ہاتھ سے بازو دروازہ کا پکڑے ہوئے نشۂ جوانی میں سرشار کھڑی
جھوم رہی ہے اور یہ شعر پڑھ رہی ہے ~ پرتو مہتاب سے ہر موج ہے زنجیر سیم ~ چاندنی میں دیکھ لو آبِ رواں
وہ چاروں کو چہرۂ ماہتاب کا عکس جو پانی میں پڑ رہا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ برج آبی میں آفتاب
تاباں جلوہ گر ہے گرد سہیلیوں کا ہجوم ہر ایک سراپا تصویر چین یہ معلوم ہوتا ہے کہ چاندکو ستارے گھیرے
ہوئے ہیں نظر جو ملکہ کی رفیع النجبت پر پڑی دیکھا سُنے کہ ایک سوار مع مرکب بہا ہوا چلا آتا ہے گو بہتے
بہتے ہاتھ پاؤں چھوڑ دیئے ہیں سوار بھی بیدم ہو رہا ہے اسکو حالت پر ملکہ فتح النجبت کی رحم آگیا ساتھ
والیوں سے کہنے لگی کہ اس غریب کی مفت جان جانے کو ہے نہیں معلوم کہاں سے بہتا ہوا چلا آتا ہے جس طرح
بنے اسکو نکالو بس اُن عورتوں نے حکم پاتے ہی اُن ماجھیوں کو آواز دی جو ناچتے ہیں ملکہ کی سواری
کے لیے زیر گنبد کھڑی رہتی ہیں کہ دیکھو یہ سوار جو بہتا ہوا چلا آتا ہے یہ ڈوبنے نہ پاے جس طرح بنے اسکو
دریا سے نکالو ملکہ بہت کچھ انعام دینگی اُن ماجھیوں نے عرض کی کہ ہر چند اس مقام پر وہ زور و شور
دریا کا نہیں ہے جو دوسرے مقاموں پر ہے تاہم اس سوار کا نکالنا سخت دشوار ہے ایسا نہ ہو کہ اسکے
نکالنے میں ایک آدھ کشتی غرق ہو جائے کہ وہ بہا ہوا اسی میں کشتی پر چڑھیگا کشتی ڈوب جائیگی ملکہ نے کہا خیر کچھ ہو
اگر اس سوار کو نہ نکالا تو تم سب کو اسی دریا میں غرق کرا دونگی جلد جاؤ اور اس سوار کو نکال کر لاؤ

چاہیے سب کشتیاں غرق ہو جائیں کچھ پروا نہ کرو یہ حکم سنکر پاچھیوں نے کشتیاں کھولیں اور بیچ دریا میں
برابر سے کشتیاں لگا کر سوار کی منتظر ہوئیں جیسے ہی رفیع البخت بہتے ہوئے قریب کشتیوں کے پہونچے
ان سب نے جال مارے اور دس بارہ نے ملکر انکو کھینچا اور کنارے پہ لے آئیں کہ رفیع البخت بمشکل
دریا سے نکلے اور مرکب کو بھی بہ دشواری باہر نکالا لگر ہوا لگتے ہی بیہوش ہو گئے ملکہ سمجھی کہ یہ غریب مرگیا
کنارے سے نکلکر قریب رفیع البخت کے آئی اور ساتھ والیوں سے کہا کہ ذرا نبض تو دیکھو یہ زندہ بھی ہی یا نہیں
اگر مرگیا تو محنت بھی اکارت ہوئی عورتوں نے قریب جانے سے انکار کیا کہ ہم تو غیر مردوے کو ہاتھ نہ لگائینگے
اور نہیں معلوم یہ زندہ بھی ہی یا نہیں ہمیں مردے سے ڈر معلوم ہوتا ہی ملکہ نے کہا کہ ہم خود اسے دیکھینگے کہکر
قریب آئی ہاتھ اپنا منہ پاس لاکر سانس دیکھنے لگی آمد و شد نفس محسوس ہوئی عورتوں نے کہا کہ ملکہ یہ آپ
کیا کرتی ہیں آپکا کوئی ہینڈا ہی غیر مردوے کو ہاتھ لگانا اچھا نہیں ملکہ نے کہا مردہ اور نیت پاک چاہیے
نہ کچھ ہاتھ لگانے سے ہوتا ہی نہ دیکھنے سے اسوقت یہ بیچارہ خراب حالت میں ہی مگر کوئی نجیب و شریف
معلوم ہوتا ہی چہرہ سے اسکے آثار شاہی و شہریاری نمودار ہیں اسپر احسان کرنیکا کوئی نیک نتیجہ
ظہور میں آئیگا اسکو ہمارے قصر میں پہنچاؤ تب سواریوں نے رفیع البخت کو اٹھا کر فنس پر
ڈالا اور قصر میں لا کر مسہری پر لٹا دیا بھیگے ہوئے کپڑے اتار کر خشک لباس پہنایا شوربا مرغ کا
حلق میں ٹپکایا بڑی مشکل سے رفیع البخت کو ہوش آیا دیکھا کہ بہت سی نازنینیں خدمتگزاری میں
مصروف ہیں اور ایک شاہزادی مسند فیروزہ نگار پر بیٹھی ہوئی حکم کر رہی ہی عورتیں اسکے حکم کے
موافق خدمت گزاری میں مصروف ہیں شاہزادہ کو سکتہ سا ہو گیا تھا کہ میں کہاں ہوں فرمایا کہ اگر
میں مرگیا ہوں اور تم سب حوران بہشتی میں سے ہو اور میری خدمت کے واسطے معین ہو تو یہ سردار
تمہاری کس غرض سے تشریف لائی ہیں اور دیگر اعزا میرے جو کہ مر گئے ہیں وہ کس مقام پر ہیں میں
انسے ملنا چاہتا ہوں شاہزادی نے فرمایا کہ آپ کے اور عزیزوں کا کیا نام ہی آخر انکو کس پتہ
بلایا جاوے فرمایا جد اعلی میرے زلزلہ قاف ثانی سلیمان جناب امیر حمزہ صاحبقران عالیشان
ہیں اور پردادا میرے شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ بہادران ہمتین بدیع الزماں گردن شکن ہیں
باپ میرے صاحبقران ثالث شاہزادہ بدیع الملک خدا انکو سلامت باکرامت رکھے کہ خون عزیزوں کا
بدلہ لینے کو نہ طاق پر گئے ہوئے ہیں نام میرا رفیع البخت ہی یہ سنکر یا تو نازنینیں خدمت
گزاری میں مصروف تھیں یا علیحدہ ہو کر کھڑی ہو گئیں ہر ایک انگشت بدندان تھی باہم سرگوشیاں ہونے
لگیں ایک دوسری سے کہتی تھی کہ یہ کیا غضب ہوا ملکہ بھی سر بزانو ہو کر دریائے تفکر میں غرق ہو گئی
رفیع البخت حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہی ملکہ کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ یا تو یہ توجہ میرے حال پر
تھی یا دفعتہً اسطرح کی بیمروتی آخر سبب اسکا کیا ہی ملکہ نے جواب دیا کہ اے شخص اصل یہ ہی کہ میں شاہزادی
یدان قلعہ رہبانیت جوش کی دختر ہوں سرکوب جادو دان ملک مواج آتش پر ہر جادو کی کہ اسمیں کو
سرکوب جادو بھی کہتے ہیں نام میرا بلکہ مروارید گوہر دندان ہی اور یہ سب میری کنیزیں ہیں جو آپکی
خدمت گزاری میں مصروف تھیں اور میرے حکم سے آپ دریا کے باہر نکالے گئے دیر تک بیہوش رہے
نہیں معلوم اتنے عرصہ میں کیا کیا تدارک کیے گئے جو آپکو ہوش آیا اب معلوم ہوا کہ آپ ہمارے

دشمنون مین سے ہین باپ آپ کے ہمارے خداوند اکوان تاجدار کے دشمن ہین آپ ہمارے باپ کے
قاتل ہین فرمایا یہ کیونکر معلوم ہوا کہ مین تمھارے باپ کا قاتل ہون میرا شیوہ احسان فراموشی اور محسن کشی
نہین ہی اسوقت تمھاری بدولت دریا سے جان بچی یہان آکے کیسی راحت اُٹھائی یہ کیونکر ہوسکتا ہی
کہ مین تمھارے ساتھ دشمنی کرونگا اور تمھارے باپ کو قتل کرونگا ملکہ نے کہا مین نے اکثر اپنے باپ کی
زبانی سنا ہی کہ ہیرزاالہ کاہشم جو کہ عبدہ ماجدہ خداوند اکوان تاجدار کی ہین جسوقت اُنھون نے احکام طلسم
شہر طاق سے لکھے ہین تو ایک پرچہ ہیرا ایک بادشاہ و ناظم طلسم کے پاس رہا چنانچہ میرے والد باسید
سرکوب جادو وان ملک مواج آتش ریز جادو کے پاس بھی ایک پرچہ احکام ہیرزاالہ کاہشم کا موجود تھا
اُنھون نے اکثر احکام اُس پرچہ کے میرے سامنے پڑھے تو اُس مین صاف صاف تحریر تھا کہ قاتل ہمارا
تمھارا مہمان ہوگا اور فتاح طلسم کا بیٹا ہوگا تمکو چاہیئے کہ جسوقت حال اُسکا ظاہر ہو اُسے فوراً گرفتار
کرکے ہمارے پاس بھیجدینا یا قتل کرڈالنا چنانچہ آپ کے بیان سے صاف صاف ظاہر ہوگیا کہ
تم ہی میرے باپ کے قاتل ہوا اب مجھے یہ شرم دامنگیر ہی کہ جسکے ساتھ نیکی کی اُسکے ساتھ بدی
کیونکر کرون اب اگر تمھین گرفتار کرکے بھیجے دیتی ہون تو میرے آئین کے خلاف ہی اور اگر
رہا کیے دیتی ہون تو باپ سے بُری ہوتی ہون اور اگر اپنے پاس مقیم رکھتی ہون تو بھی دو خرابیان
ہین ایک تو بدنامی ہی لوگ نہین معلوم کیا کیا خیال کرینگے دوسرے یہ کہ یہ خبر چھپ نہین سکتی
آجکل زمانہ پرآشوب ہو رہا ہی ہر ناظم دربار اپنے اپنے مرحلے سے نہایت ہوشیار رہی جسوقت
میرے والد پرچہ احکام ہیرزاالہ کاہشم کا دیکھینگے اُسیوقت سارا حال کھلجائیگا اور مجھپر بھی بدنامی کے ساتھ
عتاب آئیگا ہاے یہ مین نے بیٹھے بٹھائے کیا کیا اور اپنی جان کو عذاب مین پھنسایا یہ کہکر رونے لگی
اشک جو اُن سرمگین آنکھون سے بہکر رخسارے پر آئے تو رفیع البخت بیساختہ [illegible] پڑھنے لگے
شعر درا بلق کسے کم دیدہ موجود دُر نگر اشک بتان سرمہ آلود ملکہ نے کہا سبحان اللہ کیا خوب بات ہی
کہ ہم تو مصیبت پر اپنی روتے ہین اور پریشان ہو رہے ہین کہ کیا کرین اور تم اشعار پڑھتے ہو حقیقت
اگر تم لوگ ایسے سنگدل نہوتے تو ہزارہا ساحرون کو قتل کیونکر کرتے شاہزادہ نے فرمایا شعر
شکی نیست کہ آسمان نشود مرد باید کہ ہراسان نشود ملکہ نے کہا ایک تو مین مرد نہین کہ ہراسان
نہون دوسرے آسانی کی صورت بھی نہین نظر آتی سوا اسکے کہ تمکو باندھکر اپنے باپ کے پاس
بھیجدون رفیع البخت نے کہا کیون ہی سہی کسی طرح تمھاری پریشانی تو دفع ہو اگر زندگانی باقی
ہی تو بچ جاینگے کوئی اور حیلہ نکل آئیگا ورنہ تمھارے احسان سے سبکدوش ہو جاینگے ملکہ نے یہ سنکر کہا
کہ بس اب جلون کو نہ جلاؤ زیادہ باتین نہ بناؤ یہی باتین ہو رہی تھین کہ یکایک جانب آسمان سے ابر پر ادبار
نمودار ہوا خواصین دوڑی ہوئی آئین اور ملکہ سے عرض کی کہ آپ کی والدہ ماجدہ ملکہ صدف گوہر ریز
جادو تشریف لاتی ہین اب آپ تھوڑی دیر کے واسطے پوشیدہ ہو جائیے خدا جانے وہ آپکو دیکھکر
کیا خیال کرین حالانکہ میری نیت سے خدا خوب واقف ہی شاہزادہ رفیع البخت ایک دوسرے حجرے مین چلے
گئے اور ملکہ براے تعظیم کھڑی ہوئی ابر مرد ارچہ رنگ قریب گنبد ہوکر شق ہوا اور ملکہ صدف گوہر ریز جادو
نمودار ہوئی ملکہ [illegible] نے اپنی مان کو سلام کیا اور لا کے مسند پر بٹھایا آپ بادست بستہ [illegible]

سامنے بیٹھی اور عرض کی کہ اس وقت حضور کے تشریف لانے کا کیا سبب ہوا ملکہ صدف گہر ریز نے فرمایا کہ بیٹا زمانہ
پر آشوب ہو رہا ہے اندرون طلسم آمد طلسم کشا کا شور ہے ناظمان ور ہر ایک اپنی اپنی جان کی خیر منا رہے ہیں احکام
پیر زالہ کا منہ سے برابر ثابت ہو رہا ہے کہ قاتل تمہارے باپ کا سرحد قلعہ ہفت جوش میں آ گیا ہے نہیں
معلوم کس مقام پہ ہے اب تم ماشاء اللہ جوان ہوئیں تمہارا تنہا اس مقام پر رہنا اچھا نہیں بلکہ اب تمہارا
ہمارے پاس بھی رہنا اچھا نہیں جسکی امانت ہو اُسکے سپرد کر دیں کیا معلوم ہمارے بعد کیا ہو کیا نہ ہو
تمہیں تمہارے گھر کا کیے دیتے ہیں آج تیسرا روز ہے کہ باپ نے تمہارے نامہ تمہارے خسر دستان
قوی بازو کے نام لکھا تھا کہ ہمیں اب جوان لڑکی کا بٹھانا منظور نہیں ہے ہماری زندگی اب نقش بر آب
معلوم ہوتی ہے بہتر یہ ہے کہ اپنے فرزند کو لیکر آ جاؤ اور بہو کو اپنی رخصت کرا لیجاؤ چنانچہ انہوں نے
جواب نامہ میں تحریر کیا تھا کہ ہم آج کے تیسرے روز آ جائینگے وہ آج ہی کا دن ہے میں تمکو لینے آئی ہوں
کہ اور جو دم ہے وہ غنیمت ہے تمکو دیکھکر دل ٹھنڈا کر لوں پھر میں کہاں اور تم کہاں یہ سنکر ملکہ مروارید گہر دندان
رونے لگی اور عرض کی کہ اب میں آپکو ایسی دو بھر ہو گئی جو حال آپکا ہو گا وہ میرا بھی ہو گا مجھے ایسے وقت میں
جدائی آپکی کسی طرح گوارا نہیں ہے یہ کہکر گلے سے لپٹ گئی جسوقت جوش رقت کم ہوا ملکہ صدف گہر ریز
نے کہا کہ بیٹا اب یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ شادی تمہاری معطل کر دی جائے اپنا باپ تمہارا خود ہی تمہارے خسر کو
بلا چکا اب کس منہ سے یہ کہا جائیگا کہ ابھی شادی ہمیں منظور نہیں ہے اور ایک روز جدا ہونا ضرور ہے یہ تو
ہو نہیں سکتا کہ تمہیں زندگی بھر بٹھا رکھینگے تم دو بھر نہیں ہو مگر ازل فرما گیا کہینگے بس اب چلو دیر نہ کرو
کہ وہاں بھی سامان لو کرنا ہیں مثل مشہور ہے کہ شادی کہتی ہے مجھے رچا دیکھو ملکہ مروارید گہر دندان نے
کہا کہ حضور تشریف لیجائیں میں ابھی حاضر ہوتی ہوں کہیں سے اس مکان میں رہا کی ہوں زرا اپنے مکان سے بھی رخصت
ہو لوں یہ سنکر ملکہ صدف گہر ریز سوار ہو کر اپنے گہر بار میں بیٹھکر جانب قلعہ ہفت جوش روانہ ہوئی اور
یہاں شاہزادہ رفیع النجمت تمام باتیں صدف گہر ریز کی سن رہے تھے جسوقت سے کہ ذکر ملکہ کی شادی کا
سنا ہے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور یہ شعر زبان پر ہے کہ شعر کھلی ہے صورت محبت میں رشک یا رب یہ امر
اگر شدنی ہے تو پھر ہمارے بعد ہو بارے دل بھی آیا تو کس پر جو دوسرے کے بس میں ہے اگر شادی ملکہ کی ہوئی اور میرا قابو
چلا تو جا کر برات پہنچنے نہ دونگا اور نام اپنا رفیع النجمت نہ رکھا ہوگا ایسے شہ پر کو بھی مارونگا اور اپنی بھی جان دے
دونگا یہ سوچ ہی رہے تھے کہ صدف گہر ریز رخصت ہوئی اور ملکہ مروارید گہر دندان سامنے آئی کہا
اے رفیع النجمت ہم تو اب جاتے ہیں ہزار ہزار شکر ہے کہ خدا نے ہماری لاج رکھی اور ہر طرح کی شرمندگی اور بدنامی
سے بچایا بعد ہمارے جانے کے تمہیں اختیار ہے چاہے اسی مکان میں مقیم رہنا اور چاہے کہیں چلے جانا مگر اس بات کا
خیال رہے کہ اپنے باپ کا قاتل جان کر تمکو چھوڑے دیتی ہوں اس احسان کا خیال رکھنا اور ہمارے ساتھ
بدی نہ کرنا رفیع النجمت نے کہا کیا خوب شعر طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت کہا اے ملکہ
کاش تمنے مجھے غرق ہو جانے دیا ہوتا تو وہ اس سے بہتر تھا عجب طرح کے گرداب بلا میں پھنسائے جاتی ہو
کہ جس سے رہائی کی کوئی صورت سوا موت کے نظر نہیں آتی اور موت وہ چیز ہے جو اپنے قابو کی نہیں ہر چند کہ
دونوں کی طبیعت ایک دوسرے کی جانب مائل ہے مگر ہر ایک خودداری کر رہا ہے اور راز دل کو چھپا رہا ہے آخر ضبط
کہاں تک دل بھر آئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے رفیع النجمت نے کہا کہ تم کیوں روتی ہو اسوقت کہ

تمکو خوش ہونا چاہیے خدا نے بدنامی سے بچایا شادی کا زمانہ آیا ملکہ نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ روئی
اپنے کیے کو روتی ہون جالا مگر رونا بھی بیکار ہی بقول شاعر ؎ اپنے کیے کا رونا کیا ہی اب رونے سے ہو
کیا ہی کہ اگر آپ اپنے رونیکا سبب بتائیے رفیع البخت نے کہا کہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہی جب تمکو یہ حال
معلوم ہی تو مجھے کہانتک تمہارا غم ہوگا ملکہ مروارید گوہر دندان تیوری چڑھا کر بولی کہ کیا خوب ذرا ہوش سنبھالیے
ایسی باتین منہ سے نہ نکالیے کیا میرے دشمن کسی کے عاشق ہین کہا مین نے کچھ آپ اپنے مطلب کی سمجھے
بس اب ہوا کھائیے اور مین تو جاتی ہون یہ کہکر اٹھی تھی کہ رفیع البخت نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اے
ملکہ یہ ایسا وقت نہین ہی کہ رازِ دل چھپایا جائے ایسا نہو کہ بعد کو پچھتانا ہو مین مرنے پر آمادہ بیٹھا ہون تلوار
کھینچکر تمہارے باپ کی بارگاہ مین گھس پڑونگا پھر چاہے تمہاری رسوائی ہو یا میری بدنامی ؎ شرم اسکے دل
دم اظہار رو دیا کون کرے کہ جان ہی جاتی ہی الفت مین حیا کون کرے ملکہ مروارید گوہر دندان پریشان ہی
کہ کیا کرون کیا نہ کرون ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا کہ اے شہریار اصل یہ ہی کہ جب مین نے آپکو دریا سے
نکلوایا ہی تو نیت میری پاک تھی مگر جسوقت جمال جہان آرا آپکا دیکھا ہی تو ایک کانٹا سا دل مین کھٹکنے لگا یہی وجہ تھی
کہ اسوقت تک آپکو چھپا یا یا اور سمجھا چاہتی ہون کہ آپ میرے باپ کے قاتل ہین اسلیے میری جان کس غضب مین
مبتلا ہو گئی بقول شاعر ؎ نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو اب سوا
اسکے کوئی چارہ نہین ہی کہ خودکشی کر لون نہ مجھے بدنامی اٹھانی پڑیگی اور نہ فرقت آپکی گوارا ہی اور مطلب
مین رخصت ہوتی ہون یقین ہی کہ روز قیامت ملاقات ہوگی اور آپ میری طرف سے ہر طرح کا اطمینان رکھیے
کس کی تاب ہی کہ مجھے بیاہ کر لیجائے رفیع البخت کا دل بھر آیا اور بے اختیار آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے اور ملکہ کے رخ پر تو لڑیان اشکون کی بندھی ہوئی تھین آخر اسنے کہا کہ اب میرا
زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین ہی ایسا نہو والدہ ماجدہ پھر کسی کو میرے لینے کے واسطے بھیجین اور وہ
آپکو دیکھ لے تو قبل میرے آپکی جان ہلاکت مین پڑ جائیگی بس اب مجھے جانے دیجیے مگر اتنا خیال
رہے کہ بعد مرنے کے ہماری قبر کو فاتحہ خیر سے نہ محروم رکھیےگا اور کبھی کبھی اس کشتۂ محبت کو بھی یاد کر لیا
کیجیےگا ؎ مبارک ہو انھین بوسون کی لذت جو اٹھاتے ہین ہم اپنی تلخ کامی کے سبب
کھاتے ہین یہ کہکر ملکہ تو روتی ہوئی رخصت ہوئی اور رفیع البخت کلیجہ تھام کر رہ گئے اب اول حال
ملکہ کا گوش گزار کیا جاتا ہی کہ جسوقت سواری ملکہ کی قلعہ مین داخل ہوئی تو سب سامان شادی کا مہیا
تھا تمام شہر آئین بند تھا چراغان کا انتظام ہر گلی کوچہ مین تھا اور برات کی آمد کی دھوم تھی تماشائی
جمع تھے رؤسا و امرائے شہر مصروف انتظام تھے مواج آتش رہزن بادشاہ نے بہت بڑا سامان اس
شادی کا کیا تھا اسلیے کہ یہ ایک ہی دختر تھی اسکے سوا اسکے نہ کوئی بیٹا تھا نہ بیٹی یکایک جانب صحرا سے
ایک گرد و غبار بلند ہوا اور آواز باجے کی کان مین آئی امرائے شہر برائے استقبال روانہ ہوے اور
نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ براتیون کو لا کر قصر شاہی مین اتارا دستان قوی بازو نے اپنے فرزند کو کہ
نام اسکا پہلوان قوی بازو تھا دولہا بنائے ہوے لا کر مسند پر بٹھایا اور خود بھی کس غرور کے
ساتھ بیٹھا ہوا ہی یہ بھی بڑا بادشاہ ہی اور پہلوان زبردست ہی اسیوجہ سے مواج آتش رہزن جادو نے
شادی اپنی دختر کی اسکے بیٹے کے ساتھ منظور کی ہی غرضکہ بیٹھتے ہی براتیون کے ناچ شروع ہو گیا اور

وہاں صدف گہر سحر جادو نے ملکہ مروارید گہر دندان کو دلہن بنایا اسکی آنکھوں سے آنسو جاری تھے
سب سمجھاتے تھے مگر اسکی یہ حالت تھی کہ سمجھانے سے غم اسکا سوا ہوتا تھا اور بیتابی دل بڑھتی جاتی تھی تمام
عزیز و اقارب چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے ملکہ بار بار یہی کہتی تھی کہ ابھی شادی میری نہ کیجئے ورنہ
انجام اس شادی کا ناشادی ہوگا اور خانہ آبادی کے بدلے خانہ بربادی ہو جائیگی مگر لوگ الٹا
سمجھتے تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ جسطرح معمولاً لڑکیاں انکار کرتی ہیں وہی بات ہے اسی
حالت میں تمام رسمیں ادا کی گئیں اور عروس کو دولہا کے ساتھ کر کے رخصت کر دیا گیا وقت رخصت
مروارید گہر دندان کی یہ حالت تھی کہ ہچکیاں بندھ گئی تھیں آنکھوں کی لڑیاں بندھی ہوئی تھیں جو عزیز ملنے کو
آتا تھا ملکہ اس سے ایسا لپٹتی تھی کہ چھوڑتی نہ تھی الغرض بہ جبر اسکو رخصت کیا اور بہت کچھ
کلمات تشفی کہہ دیے مگر مروارید گہر دندان کا تو گوہر مدعا اور ہی کچھ تھا اسکو اپنی آبرو کی فکر تھی
عزت کا پاس تھا اور رفیع البخت کی تڑپا رہی تھی اسی حالت میں برات چلی دروازۂ قلعہ تک لوگ
پہونچانے کو آئے جسوقت برات رخصت ہو کر شہر کے باہر نکلی تو لوگ اپنے اپنے گھروں میں گئے چونکہ
پہر رات گئی تھی تھکے ماندے تھے سو رہے اور ملکہ نے خودکشی کا موقع نہ پایا آخر روتے روتے بیہوش ہو گئی انکو تو
اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال شاہزادہ رفیع البخت کا بیان ہوتا ہے کہ بعد رخصت
ہونے ملکہ مروارید گہر دندان کے انکی عجیب حالت ہوئی بالمشکل اتنا دن گذارا کبھی دیواروں سے
سر ٹکراتے تھے کبھی تلوار کھینچکر خودکشی پر آمادہ ہوتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے ؏ خودکشی پر ہیں عشق میں
تیار [illegible] جب شام ہوئی تو پشت مرکب پر بیٹھکر جانب قلعۂ ہفت جوش
اس ارادہ سے روانہ ہوئے کہ جا کر برات کو منتشر کر دوں اور ملکہ کو بیاہ کر نہ لیجانے دوں اسی پریشانی
میں راستہ بھول کر اور طرف نکل گئے دور سے کچھ روشنی نظر آئی خیال ہوا کہ شاید برات آتی ہے
گھوڑا اٹھایا اور اس روشنی کی طرف چلے جب قریب پہونچے تو دیکھا کہ تین چار ہزار آدمی مسلح و مکمل چلے
آتے ہیں یہ لوگ قزاق تھے اور اس ارادہ سے چلے تھے کہ برات کو لوٹینگے افسر انکا سمرکش دزد
تھا جسوقت یہ معلوم ہوا کہ برات قلعۂ ہفت جوش میں جائیگی تو مارے خوف کے پلٹ آئے
کہ بگاڑنا مزاج آتش ریز جادو سے اچھا نہیں ہے یہ اسکی دختر کی برات ہے جسوقت لوگ اس سے فریاد
کرینگے تو وہ ایسا ساحر زبردست ہے کہ دم بھر میں سب کو خاک سیاہ کر دیگا اسکی سرحد میں رہنا
اور اسی سے دشمنی مول لینا اچھا نہیں بقول شخصے کہ مثل دریا میں رہنا اور مگر مچھ سے بیر نظر جو سمرکش دزد
کی رفیع البخت پر پڑی دیکھا ایک جوان حسین مسلح و مکمل چلا آتا ہے گھوڑا بھی نہایت عمدہ ہے اسباب
گھوڑے کا جواہر نگار ہے سمرکش دزد کی نیت بد ہوئی کہا اے شخص اگر خیریت اپنی جان کی چاہتا ہے
تو ہتھیار رکھدے اور جہاں جی چاہے چلا جا ورنہ جان بھی جائیگی اور مال تو ہر طرح جائیگا اس سے
بہتر یہ ہے کہ اپنی جوانی پر رحم کر اور ان چیزوں سے ہاتھ اٹھا شاہزادہ رفیع البخت نے کہا کہ
ہتھیار مردان عالم یوں نہیں دیتے ہیں ہاں اگر کچھ بازوؤں میں قوت ہو تو لیلو یہ سنکر سمرکش دزد نے کہا
کہ جسطرح دوگے اسطرح لینگے اگر کچھ دعوی مردی و مردانگی ہے تو تلوار کھینچو اور خبردار ہو جاؤ یہ کہتے ہی
تلوار کھینچکر آ پڑا ادھر رفیع البخت نے تلوار کھینچی گردہ سپر کا دوش سے لیا دو بدل ہونے لگی قزاقوں نے

ہر چہار جانب سے گھیر لیا کہ شاید سردار ہمارا زخمی ہو تو اسے گھیر کر مار لین سب مسلح و مکمل گھوڑے سید دیکھ
رہے تھے گھوڑے اشارون پر پھر رہے تھے تلوارین مثل بجلی کے چمک رہی تھین اسی حالت مین
رفیع النجت نے وار سرکش دزد کا سپر پر لگا نتھا تلوار نے سپر کو چار انگل کاٹا ہو گا کہ شاہزادہ نے
جھٹک دی تلوار سرکش دزد کی ٹوٹی ٹکڑا اسکے ہاتھ مین رہگیا اسنے قبضہ سمیت منھ پر رفیع النجت کے
کھینچ مارا شاہزادہ نے خالی دیا سرکش دزد نے دوسری تلوار کاٹھی سے کھینچ لی اور پھر وار کیا اب کی
مرتبہ رفیع النجت نے مرکب کو اشارہ کیا کہ وہ زیر بغل آگیا رفیع النجت نے ایک ہاتھ سرکش
دزد کی کلائی پر ڈالدیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے اب جو نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر
زور کیا تو اسکو اٹھا لیا لوگ اسکے دوڑ پڑے کہ سردار کو اپنے بچائین جسنے تلوار اٹھائی
رفیع النجت نے بجائے سپر سرکش دزد کو سامنے کر دیا لوگ ٹھٹکے کہ اپنے سردار کو اپنے
ہاتھ سے کیونکر قتل کرین ادھر سرکش دزد وسلہ جویا ہے امان بلندی کی فرمایا امان تجھے بشرطیکہ ایمان لاؤ
سرکش دزد نے قبول کیا شاہزادہ نے سرکش دزد کو چھوڑ دیا اسنے پوچھا کہ آپ کون
صاحب ہین اور مذہب آپکا کیا ہی رفیع النجت نے حسب و نسب اپنا بیان کیا اور فرمایا کہ مین
خدا پرست ہون مذہب میرا اسلام ہی سرکش دزد نے کہا کہ بہت زمانہ گذرتا ہی کہ مجھکو مذہب
بتکدان پرستی سے نفرت تھی مگر کوئی آدمی نہ ملتا تھا شکر ہی خدا کا کہ امید میری برآئی اور آپ ایسا
آدمی ملگیا اب جو آئین وطریقہ دین اسلام کا ہو وہ مجھے تعلیم فرمائیے شاہزادہ نے کلمہ طیبہ تلقین
فرمایا اور ارکان دین اسلام سے آگاہ کیا اور فرمایا کہ پیشہ دزدی ترک کر [illegible]
کے خلاف ہی اس مذہب مین ظلم کسی پر روا نہین ہی سرکش [illegible] نے عرض کیا مجال ہے غلام
کی جو اب یہ پیشہ کرے اور جو افعال مجھسے حالت کفر مین ہوے اسنے توبہ کرتا ہون لیکن آپ
ایسا صاحب جاہ وحشم اس وادی پر ہول مین یکہ و تنہا کیونکر تشریف لے آیا لشکر آپ کا
کہان ہی رفقا کو کس مقام پر چھوڑا شاہزادہ رفیع النجت نے اول سے حال اپنا بالاجمال بیان کیا
کہ تفصیل سے کہنے کا وقت نہ تھا پھر بیان لگا ہوا تھا کہ کسطرح قادر سوختہ جوش سے پہونچکر پہلوان قوی
ہیکل دزد کو مارکر ملکہ مہر وار یہ کو مع دزدان کو بچایا اُن خمیوقت سرکش دزد کو معلوم ہوا کہ یہ تلاش مین
اسی برات کی آئے ہین جسمین لڑکے کو چھپا رکھا تو اسنے عرض کی کہ اسی شہر پاس مین بھی اسی برات
کے لوٹنے کی فکر مین آیا تھا مگر دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ برات قادر سوختہ جوش مین
لٹ گئی ہی اور وہ خبر سنکر پھر چلا گیا اب برات ان کی ہی اسوجہ سے مین پلٹ آیا اور برات کو نہین لوٹا
کہ یہ خبر حاکم قلعہ کو پہونچیگی وہ ساحر زبردست ہی ایک دم مین تمہین مع لشکر کے ہلاک کر دیگا ایسا مال
اچھا نہین کہ جان کا وبال ہو اور آپ بھی اس ارادہ سے باز رہیے ورنہ دشمن آپکے گرفتار
ہو جائینگے اس لیے کہ آپ سحر سے واقف نہین اور اہل قلعہ تمام ساحر ہین شاہزادہ نے فرمایا
کہ مجھے مدد پروردگار سے ہنگامہ ان ساحرون کو مارا ہی خدا نے مدد کی ہے اور بڑے بڑے
بلاؤن سے بچایا ہی ابھی ابھی طلسم نور افگن کو توڑا سیاہ دریا نشین سے ساحر کو مارا اگر خداوند
کریم کو زندگی ہماری منظور ہی تو بچینگے اور اگر اجل اسی بہانے سے ہی تو کچھ پروا نہین جو مرضی خدا

جانے نہ پائے یہ تو نوشاہ ہی کو لیے جاتا ہے رفیع البخت نے ہیکلان کو بجائے سپر ہاتھ پر باندھ لیا اور قتل
کرتے ہوئے تحفہ ملکہ کی طرف چلے ادھر سرکش دزد گھاٹیون سے نکلکر مع لشکر آئے غرض اب خوب گھمسان کی
تلوار چلنے لگی ہر طرف سے صدائے بگیر و بزن بلند ہوئی کوندا برق شمشیر کا لپکنے لگا مینہ سرون کا برسنے لگا زمین پر دریا
خون جاری ہوا بازار موت کی گرما گرمی سے جانون کی ارزانی ہوگئی جنس امن وامان نایاب تھی ادھر ملکہ
مرواریدگیر دندان تحفہ مین بیٹھی ہوئی تھی کہ نعرہ رفیع البخت کی آواز اسکے کان مین پہونچی جان مین جان
آگئی دعائین مانگنے لگی کہ خداوندا تو فتحیاب کرنا کہ یہ شخص اکیلا ہے اور دشمن بہت ہین ایسا نہ ہو کہ کوئی چشم زخم
پہونچے تو مین جیتے جی مر جاؤنگی عزت تو جا چکی رسوائی تو ہاتھ باندھے کھڑی ہے رہی جان وہ بھی
ابھی تک خطرہ مین ہے اور مین بدل تجھپر ایمان لا چکی تو ہی میری شرم رکھنے والا ہے اب یہ بدنامی میرے
سر نہ آئے کہ صاحبقران عصر کا فرزند مرواریدگیر دندان کی محبت مین مارا گیا یہان کوئی اتنا بھی نہین ہے
کہ میری عزت کو ہاتھ سے ان کافرون کے بچا سکیگا یا لاش اسکے دشمنون کی دفن کرسکیگا اسوقت مین سوا
تیرے کوئی مدد کرنے والا نہین ہے یہ تو بلبلا بلبلا کر دعائین مانگ رہی ہے اور وہان دستان قوی بازو
با پیادہ ہیکلان قوی بازو کا انتظام کرتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا جسوقت اسے معلوم ہوا کہ بدراش نے کسی نے
شبخون مارا ہے بس اسنے باگ مرکب کی پھیری اور پلٹ کر چلا کہ اس ہنگامہ مین حفاظت ملکہ کی کرنا ضرور ہے
جیسے ہی قریب پہونچا دیکھا کہ ایک شخص ہیکلان قوی بازو کو ہاتھ پر بجائے سپر باندھے ہوئے لڑتا ہوا
قریب تحفہ ملکہ مروارید کے پہونچ گیا ہے بس اسنے دہین سے نعرہ کیا کہ او دزد مکار یہ مین آ پہونچا خبردار کہان
جاتا ہے یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت پلٹے اور فرمایا کہ او ملعون تو کون ہے [illegible] دستان
قوی بازو پدر ہیکلان قوی بازو ہے یہ بتا کہ تو کون ہے شاہزادہ نے نعرہ کیا اور حسب ونسب اپنا بیان کیا
اور فرمایا کہ اگر اب بھی تو مرواریدگیر دندان سے دست بردار ہو تو مین تیرے فرزند کو رہا کیے دیتا
اور صرف ملکہ کو لیکر چلا جاؤن مین تو رہزن نہین ہون اور طمع زر و مال مین لڑنے نہین آیا ہون بلکہ صرف
ملکہ کے لینے کو آیا ہون کہ وہ میری عاشق ہے اور مین اسکا شیدا ہون اپنی زندگی مین کبھی نہین گوارا
کر سکتا کہ وہ دوسرے کے قبضہ مین جائے یہ سنکر دستان قوی بازو نے کہا کہ اچھا تم لڑکے کو میرے
چھوڑدو تو مین ملکہ کو اسکے باپ کے پاس پہونچا دونگا تم اس سے لے آنا اگر یہ تمھاری عاشق ہے تو
ہمارے کام کی بھی نہین شاہزادہ نے اپنی سادہ مزاجی سے ہیکلان قوی بازو کو چھوڑدیا اور فرمایا کہ اب
اپنے بیٹے کو اپنے شہر کی طرف روانہ کردو اور تم تحفہ ملکہ کا لیکر قلعہ ہفت جوش کی طرف جاؤ مین آج سے
تیسرے روز آؤنگا اور بادشاہ قلعہ کو نامہ لکھونگا یہ سنکر دستان قوی بازو نے فوج تھوڑی سی ہیکلان
کے ساتھ کی اور کچھ فوج اپنے ہمراہ لیکر مع تحفہ قلعہ ہفت جوش کی طرف چلا اور شاہزادہ رفیع البخت
مع سرکش دزد جانب کوہ روانہ ہوئے جو کہ مسکن سرکش دزد کا تھا راستے مین سرکش دزد نے عرض کی کہ اے
شہریار عالی وقار ایسا نہ ہو کہ دستان قوی بازو کچھ دور جا کر دوسرے راستے سے اپنے قلعہ کو روانہ ہو جائے
اسکے ساتھ قلعہ ہفت جوش تک جانا چاہیے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو مگر اسطرح کہ ہمارا جانا اس پر
ظاہر نہ ہو سرکش دزد نے کہا کہ مین روشنی گل کرائے دیتا ہون اسی پردہ شب کی تاریکی مین کچھ فاصلہ پر
پیچھے چلیے مین راستون سے یہان کے واقف ہون اور ساتھ دستان قوی بازو کے روشنی بھی ہے جہان سے

عہد وا تشتہ ہو لیگا تجھے معلوم ہو جائیگا میں آپ سے عرض کرونگا فرمایا بہتر غرضکہ سرکش وزد ہمراہ شہزادہ
رفیع البخت کے تعاقب میں دستان قوہی بازو کے روانہ ہوا دستان قوہی بازو نے کچھ دور جا کر
ادہر ادہر دیکھا یہاں سرکش وزد نے روشنی گل ہی کرادی تھی دستان قوہی بازو سمجھا کہ اب رفیع البخت
دور نکل گیا ہوگا اسے خبر نہ ہوگی بس اسنے راستہ بدلا اور اپنے قلعہ کی جانب چلا ہمراہیوں سے حکم دیا کہ جلد
یہانسے نکل چلو ایسا نہ ہو کہ اس سرکش کو خبر ہو جاوے اور وہ پھر آپڑے تو کچھ بنائے نہ بنیگی یہ سنکر ہمراہی
ہوشیار ہوگئے اور سب کے سب مع محفہ ملکہ مروارید گہر وندان قلعہ دستانیہ کی جانب روانہ ہوئے سرکش
وزد نے شاہزادہ سے عرض کی کہ آپنے ملاحظہ فرمایا رفیع البخت نے کہا بیشک تم سچ کہتے تھے اب ان سے
محفہ چھین لینا چاہیے یہ کہکر گھوڑا اٹھا دیا آواز سم مرکب جو کان میں دستان قوہی بازو کے آئی اور
رفیع البخت نے قریب پہونچکر نعرہ بھی کیا بس دستان قوہی بازو نے ہمراہیوں سے کہا کہ اس سے
پیش پانا مشکل ہے ابھی تم ملکہ کو لیکر قلعہ کی طرف چلو اور میں اسے روکتا ہوں تھوڑی فوج محفہ
ملکہ کا لیکر قلعہ دستانیہ کی طرف چلی اور کچھ فوج کو لیکر اسنے رفیع البخت کا سامنا کیا رفیع البخت نے
کہا کیوں اے دستان قوہی بازو یہ کیا حرکت تھی معلوم ہوا کہ تو بڑا بیحیا اور دغا باز ہے دستان
قوہی بازو نے جواب میں تلوار کھینچی اور سر رفیع البخت پر وار کیا رفیع البخت نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
کاش زمین سے اٹھا کر چاہتے تھے کہ زمین پر ماریں کہ نعرہ ہیکلان قوہی بازو کا ہوا کچھ دور جا کر یہ بھی
پلٹ آیا تھا کہ شاہزادہ رفیع البخت دست انداز ہی کریں تو میں بھی شریک ہوں یہاں پہونچکر دیکھا
رفیع البخت نے شہزادہ دستان کو اٹھا لیا ہے بس اسنے دوڑ کر تلوار ماریکا قصد کیا تھا کہ رفیع البخت نے
دستان قوہی بازو کو ہیکلان قوہی بازو پر کھینچ مارا یہ دونوں ٹکرا گئے اور بیکر دونوں کے چور ہو گئے
لشکر انکا لاشیں اپنے سرداروں کی اٹھا کر جانب قلعہ ہفت جوش روانہ ہوا کہ یہ حال سرکوب جادو ان سے
بیان کریں تاکہ وہ عوض اپنے داماد کے خون کا اس سے لیں یہاں جو رفیع البخت نے میدان خالی پایا اور
محفہ دیکھا تو محفہ کو ملکہ سے نہ پایا نہایت پریشان ہوئے کہ دیکھا سامنے سے سرکش وزد مع محفہ ملکہ مروارید
گہر وندان چلا آتا ہے کہا اے ہوشیار اگر میں باخبر نہوتا تو یقین ہے کہ ملکہ اب تک قلعہ میں پہونچ گئی ہوتی اب
شاہزادے نے محفہ ملکہ کا اپنے ہمراہ لیا اور مع سرکش وزد واپس گھر میں آئے لیکن پریشان تھے کہ
ملکہ کو کہاں لیجا کر رکھوں سرکش وزد نے عرض کی کہ ہر امکان موجود ہے لیکن ملکہ مروارید گہر وندان نے
کہا کہ اے ہوشیار اگر مناسب ہو تو مجھکو اسی قصر میں پہنچا دو جہاں سے آپ نے دریا سے نکلوایا تھا اسمیں
بھی مصلحتیں ہیں ایک تو یہ کہ اگر کوئی شخص آپ کی جستجو میں آئیگا تو آپکو اسکا حال معلوم ہو جائیگا اور
وہ آپکے حال سے باخبر ہوگا دوسرے اپنا گھر ہے جبتک لشکر آپکا آئے اسی مقام پر قیام کیجیے کیونکہ ابھی
اطمینان نہیں ہے اسلیے کہ لوگ فریاد لیکر اس شخص کے باپ پاس ضرور جائینگے اور یقین ہے کہ ساحر
کی چڑھائی ہوگی شاہزادہ رفیع البخت نے فرمایا کہ مجھے ساحروں کا کوئی اندیشہ نہیں ہے یہ فرما کر ملکہ
کو ہمراہ لیا اور سرکش وزد کو مع لشکر اپنے ہمراہ لیکر جانب گنبد روانہ ہوئے انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے
اور چند کلمہ داستان قلعہ ہفت جوش کے بیان ہوتے ہیں کہ لوگ دونوں لاشیں لیے ہوئے قریب
حصار پہونچے اور محافظوں سے کہا کہ ہماری اطلاع کرو اور کہو کہ بات راستہ میں لڑائی کوئی شخص

رفیع البخت ہی کو اسنے تیر سے سر چھید اور دامادو دونون کو مار اور مجاوفہ ملکہ کا لیکر جانب صحرا روانہ ہو گیا
جسوقت یہ خبر مواج آتش ریز جادو کو ہوئی پہلا تو نہایت خوش و مسرور بیٹھا ہوا تھا اور اہل دربار سے کہہ رہا
تھا کہ پرچہ احکام پیر زالہ کا مجھے بے اعتبار معلوم ہوتا ہے اسلیے کہ قلعہ میرا ایسا مستحکم ہے کہ نشان اسکا تا قیامت
قیامت نہین مٹ سکتا نہ کوئی اندر حصار کے آسکتا ہو ساحر کے تو پر جلتے ہین غیر ساحر کیا جان رکھتا ہے
جو اس مقام پر قدم رکھ سکیگا اور ایک امتحان یہ بھی ہو گیا وہ یہ کہ پرچہ احکام مین منجملہ اور احکام کے
ایک حکم یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ میرا قاتل میری زندگی مین مرد ازدر گہر دندان کا شوہر ہوگا وہ بات مٹ گئی
یعنی مینے شادی ملکہ کی کر دی اب وہ بھی اپنے شوہر کے گھر پہونچ گئی ہو گی اور شوہر اسکا وہ پہلوان
زبردست ہے کہ کیا تاب و طاقت ہے کسی کی جو اس سے مقابلہ کرکے سر بر ہو سکے یہی ذکر تھا کہ
ہرکارون نے آکر عرض کی کہ بری آفت یہ لگی اور داماد آپکا ہاتھ سے شہرہ آفاق کے رفیع البخت کے مارا گیا ملازم
اسکے لاش اسکی لیے ہوئے حاضر ہین اور داور سی جاتے ہین یہ سنتے ہی رنگ اسکے چہرہ کا اڑ گیا حواس
باختہ ہو گئے کہا بلاو ان لوگون کو کہ انسے مفصل حال دریافت کیا جائے جسوقت وہ لوگ سامنے
حاضر ہوئے لاشین لاکر رکھ دین اور سب کیفیت مفصل بیان کی یہ حالت سنکر اہل دربار سر پیٹنے لگے اور
مواج آتش ریز جادو کے اندام مین رعشہ پڑ گیا کہ اتنے بڑے جادوگرون کو اسطرح مارا کہ بیکر چھوڑا
ہو گئے جب ملکہ صدف گہر ریز جادو کو ہوئی یہ پیٹتی ہوئی چلی اور کہا کہ ہم دیکھتے ہین ہماری نادانی کو
جو کچھ پیر زالہ کاہنہ نے لکھدیا ہے تمام شہر مین ایک غل غپاڑا ہر طرف یہی چرچے تھے کہ کوئی اعتبار
اس زندگی ناپائدار کا نہین ہے ابھی کل برات کس دھوم دھام سے گئی تھی اور آج دولھا عروس
مرگیا یکبارگی ہوا چلکہ قبر مین سو رہیگا یہ ایسے پھول تھے کہ کھلتے ہی مرجھا گئے اور گھر مین بجائے شادیانہ کے
نوحہ یعنی کہرام تھا جس مقام پر کہ مسند شادی بچھی تھی وہین صف ماتم بچھا دی گئی مواج آتش ریز
جادو نے کہا کہ اب اس رونے پیٹنے سے تو کچھ فائدہ نہین ہے ایسا کچھ انتظام کرنا چاہیے کہ جو لوگ باقی ہین
انہین کی جانین بچین اور جو مارے گئے ہین اُنکے خون ناحق کا عوض لیا جائے لاشون کو اٹھوا کر
قلعہ دستا شہر کی طرف روانہ کیا اور اسکے تمام احوال کو ایک خط پرچے کا لکھ بھیجا اور یہ بھی تحریر کیا کہ مشکل
ان لوگون سے ہم کو بھی چراغ سحری اور آفتاب لب بام جان لو یا تو ان لوگون کے خون کا عوض لیا
اور یا ہم بھی مارے گئے بعد اسکے ملکہ صدف گہر ریز جادو سے کہا کہ مین قلعہ کا انتظام کرتا ہون تم
جاکر اپنی دختر کو لے آؤ اور داماد کے قاتل کو گرفتار کرکے قتل کرو یہ سنتے ہی ملکہ صدف گہر ریز جادو
چند ساحرون کو اپنے ہمراہ لیا اور ابر سحر مین پوشیدہ ہو کر بتلاش رفیع البخت و ملکہ مرد ازدر
گہر دندان روانہ ہوئی یہان مواج آتش ریز جادو نے قلعہ کا انتظام کیا نگہبانون پر تاکید کی کہ
دشمن اندر سرحد کے آگیا ہے ہر طرح ہشیار رہنا بعد اسکے پرچہ احکام پیر زالہ کاہنہ کا نکال کر دیکھا
لکھا تھا کہ چند ساعتین ایسی آنے والی ہین جنمین تمام مصیبتین دشمن پر گذر جائینگی لیکن قتل ہونا اسکا
ممکن نہین کہ ابھی بہت سے ساحرون کی اجل اسکے ہاتھ سے ہے بلکہ قتل خداوند نور طاق کے جشن
خوشی مین بھی وہ شریک ہو گا ہان جو شخص کہ اطاعت اسکی اختیار کریگا وہ مرتبہ عالی کو پہونچیگا ورنہ بہت
ذلیل و خوار ہوگا یہ مضمون دیکھکر پریشانی اسکی زیادہ ہوئی غصہ مین پرچہ چاک کرکے جلا دیا کہ کوئی

جادو کا نمودار ہوا کنیزیں تو مارے خوف کے ادھر ادھر بھاگ گئیں اور ملکہ جلدی سے علیحدہ ہو کر بیٹھی صدف
گہر ریز جادو نے جو یہ حالت یہاں کی دیکھی کہ جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہے ملکہ پہلو میں قاتل شوہر کے بیٹھی
ہے بس آنکھوں میں صدف گہر ریز جادو کے خون اتر آیا کہا او شوخ دیدہ تجھے شرم نہیں آتی کہ اپنے شوہر کے
قاتل کا پہلو گرم کیے بیٹھی ہے اور سامان عیش و طرب مہیا ہیں جس وقت اسکے ہاتھ سے شوہر تیرا قتل ہوا
تو نے بھی جان اپنی نہ دی ملکہ مروارید گہر دندان نے کہا کہ آپ اپنی جان دینا تو امر دشوار ہی
بڑا احسان ہو اگر آپ مجھے اس کشمکش سے نجات دیں میں اپنی زندگی سے عاجز ہوں آپ نے یہ کیونکر
جانا کہ میں بخوشی یہاں بیٹھی تھی صدف گہر ریز جادو نے کہا کہ اری چھوکری مجھسے باتیں بناتی ہی
میں تجھے خوب پہچانتی ہوں اچھا اگر تو اس شخص سے مانوس نہیں ہے اور بے بسی کا عذر کرتی ہے
تو لے میں اسکے لیے بس کچھ دیتی ہوں تو قتل کر ڈال یہ کہکر صدف گہر ریز جادو نے ایک موتی
نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر شاہزادہ رفیع البخت پر کھینچ مارا یا تو یہ تلوار کھینچکر اٹھے تھے یا موتی پڑتے
ہی بیہوش ہو کر گرے دست و پا بیحس و حرکت ہو گئے صدف گہر ریز جادو نے اپنی دختر کی طرف
دیکھکر کہا کہ اسے قتل کر کہ اب یہ بیقابو ہے ملکہ مروارید گہر دندان نے گردن جھکا لی اور کہا کہ یہ کام
جلادی کا مجھسے نہو گا چاہیے آپ کچھ سمجھیں اور مجھے بھی قتل کریں یا زندہ رکھیں صدف گہر ریز جادو
نے کہا کہ تو بھی جو تیرے ہی ہاتھ سے نہ اسکو قتل کیا گیا ہو یہ کہکر اسنے دو تختے سحر کے جھولی سے نکالکر
پھینکے اور کچھ اسم پڑھکر آواز دی کہ ان دونوں کو لیکر قلعہ ہفت جوش کی طرف جاؤ میں بھی آتی ہوں
تختے کڑک کر گرے اور رفیع البخت و مروارید گہر دندان کو لیکر جانب قلعۂ ہفت جوش
روانہ ہوئے بعد اسکے صدف گہر ریز جادو نے بھی اپنا تخت سحر اڑایا اور قلعہ کی طرف روانہ ہوئی
راستے میں کنجشک جادو ملا اور پیام مواج آتش ریز جادو کا ملکہ کو پہنچایا ملکہ صدف
گہر ریز نے جواب میں کہلا بھیجا کہ میں نے دونوں کو گرفتار کر لیا ہے تم بھی لشکر لیکر قلعہ سے باہر آؤ تاکہ
ان دونوں کو قتل کریں کنجشک جادو نے پیام صدف گہر ریز جادو کا مواج آتش ریز جادو
کو دیا اسنے فوراً لشکر اپنا قلعہ ہفت جوش کے باہر نکالا بیرون حصار آکر خیمہ برپا کیا اور میدان خونی کی
تیاری کا حکم دیا اسیوقت سے تیاری میدان خونی کی ہونے لگی اتنے میں صدف گہر ریز جادو بھی
آکر پہونچی اور دونوں تختوں نے ان دونوں عاشق و معشوق کو بھی لا کر حاضر کیا مواج آتش ریز
جادو نے صدف گہر ریز جادو سے کہا کہ تمنے اس دختر کو کیوں قید کیا ہے صدف گہر ریز جادو نے
بیان کیا کہ اب یہ دختر بھی لائق اسی کے ہے کہ قتل کی جائے اسلیے کہ یہ بے تکلف بزم آراستہ کیے ہوئے قاتل
شوہر کے پہلو میں بیٹھی تھی اگر اسکو ملال اپنے شوہر کے مرنے کا ہوتا اور دشمن سے ملتفت نہوتی تو اسطرح
خوش و بشاش نہ ہوتی مواج آتش ریز جادو نے کہا مجھے تعجب ہے کہ تم ایسی بات کہتی ہو اگر دوسرا
کہتا تو اسکے پیٹ پھاڑ ڈالتا میری دختر ایسی ہرگز نہیں ہے تم یہ تو خیال کرو کہ دشمن کے قابو میں تھی اگر
اسکی مرضی کے موافق نہ چلتی تو کیا کرتی ساحرہ تھی نہیں کہ خون شوہر کا عوض لے سکتی صدف گہر ریز
جادو نے کہا کہ تم مرد ہو عورتوں کے چلتر کیا جانو ع کند ہمجنس با ہمجنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز
میں عورت ہوں اور زمانہ دیکھے ہوئے ہوں یہ چھوکری مجھسے کیا اڑ کے چل سکتی ہے میں نے اس شعبدہ کو بھی

اٹھا لیا پہلے ہی رفیع البخت کو بیہوش کرکے ہمروار یا گرد نداں سے کہا تھا کہ اب تو اسے اپنے ہاتھ سے
قتل کرکہ یہ تیرے شوہر کا قاتل ہے اُس وقت بھی اُسنے حیلہ حوالہ کرکے ٹال دیا اسی وجہ سے مجھے شبہہ گذرا اور
میں نے اِسے بھی اسیر کرلیا ہو رخ آتش پر ٹیٹیا دونے کہا کہ تم بڑی سنگدل ہو کہ عزت و کام لینا
چاہا جو بودے دل کے مرد بھی نہیں کرسکتے ہیں بس اسکے واسطے اتنی ہی سزا بہت ہے کہ اسکے سامنے
اُسکو قتل کیا جاے جب وہ قتل ہی ہو جائیگا تو جو کچھ خیالات اسکے خراب ہوسکے ہیں خود بخود درست
ہو جائینگے اسے رہا کرو ورنہ ایسا نہو کہ اس صدمے سے اپنے کو ہلاک کرڈالے یہ ساحرہ ابھی نہیں ہے کہ بھاگ
کر چلی جائیگی یا کوئی فتنہ تازہ برپا کریگی صدرفت گیر ریز جادو نے کہا کہ تم جانو مگر اچھا یہی ہے کہ اسکی
حقیقت حال دریافت کرکے اگر نیت اسکی بھی بہ بہوئی ہو تو اسے بھی قتل کرڈالو نام ڈبونے والی اولاد
رہی تو کیا اور نہ رہی تو کیا اسی کشمکش میں رات تمام ہوگئی اور یہی راے ہوئی کہ ملکہ کے سامنے
اسکو قتل کیا جاے چونکہ میدان خونی تیار نہ تھا اسوجہ سے ان لوگوں کو تو انتظار میں تیاری میدان
خونی کی چھوڑا جاتا ہے اودہر

چند کلمہ داستان ہمزاد لاہور تیز گام عیار رفیع البخت کے بیان کیے جاتے ہیں

راوی کہتا ہے کہ یہ عیار جو کشتی پر بیٹھکر تلاش میں اپنے آقا کی چلا تھا آتے آتے کشتی اسکی قریب اُس گنبد
کے پہونچی جہاں ہمروار یا گرد ندان نے رفیع البخت کو دریا سے نکلوایا تھا یہاں یہ اسوقت پہونچا ہے
جب کہ رفیع البخت موجود نہ تھے اور ملکہ کو بھی صدرفت گیر ریز جادو لیکر چلی گئی تھی کوئی انسان
موجود نہ تھا کہ پتہ رفیع البخت کا ملتا قبل اسکے جا بجا جو لوگ کنارہ پر دریا کے ملا اور اُنسے پوچھا
کہ کوئی سوار تو اسطرف بہتا ہوا نہیں گیا ہے تو لوگوں نے بیان کیا تھا کہ ہاں سوار سبز پوش بہتا ہوا
گیا ہے اسلئے آگے پاٹ دریا کا کم ہے لاہور تیز گام کشتی کو اُڑاتے ہوئے اور آگے روانہ ہوا اب
اسنے جہاں دریافت کیا کہ سوار سبز پوش تو بہتا ہوا نہیں گیا ہے یا کسی مقام پر دریا سے لگا ہے
تو لوگوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہمنے نہیں دیکھا بلکہ اکثر لوگ جو کنارے دریا کے جھونپڑیاں
ڈالکر رہتے ہیں اُنھوں نے یہ بیان کیا کہ ہم ہر وقت یہیں رہتے ہیں کسی وقت بھی کوئی اسطرف سے
گذرتا تو ہمیں معلوم ہو جاتا جب اسے یقین ہوا کہ اب آگے پتہ نہ ملیگا عجب نہیں ہے کہ شاہزادہ
کسی مقام پر دریا سے نکلا ہو اب آگے جانے سے کچھ فائدہ نہوگا یہ خیال کرکے لاہور تیز گام کشتی
کنارے پر لایا اور ایک کھونٹی گاڑ کر کشتی کو باندھ دیا اور آپ صورت فقیر کی بنکر بتلاش
رفیع البخت جانب صحرا روانہ ہوا جاتے جاتے قریب ایک چشمہ آب کے پہونچا پیاس کی شدت
تھی پانی پینے کا قصد کیا تھا کہ آواز نالہ بلبل اسکے کان میں آئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ بلبل کہاں بول
رہی ہے اور کس گل کے فراق میں مصروف شیون ہے جسوقت گردن اُٹھائی تو دیکھا کہ چشمے کے
کنارے پر ایک درخت ہے اُس درخت کی شاخ پر ایک بلبل بیٹھی ہوئی ہے آنکھوں سے اُسکی
آنسو جاری ہیں جو قطرۂ اشک ٹپکتا ہے اور چشمے میں گرتا ہے مچھلیاں منہ نکالے ہوئے منتظر رہتی
ہیں اور اُس قطرۂ اشک کو پی جاتی ہیں لاہور تیز گام متحیر تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے یہ کچھ اسرار طلسمی

معلوم ہوتا ہی پانی اِس چشمے سے پینا اچھا نہیں ہی نہ اب اس مقام پر ٹھہرنا مناسب ہی یہ تصور
کرکے پلٹنے کا قصد کیا تھا کہ وہ بلبل بزبان انسانی گویا ہوئی کہ کیا ستم ہی پھر ژالہ کا چشمہ کا غافلہ ہوگا
اور شوہر میرا اب بھی قید سے نہ رہا ہوگا افسوس صد ہزار افسوس یہ فقرہ سنکر کان لاہور کے
کھڑے ہوئے اور سمجھ گیا کہ یہ بلبل کوئی عورت ہی اور گرفتار مصیبت ہے اس سے حال
اسکا دریافت کرنا چاہیے کہ شوہر اسکا کون ہی اور کسنے اُسے قید کیا ہی پلٹ کر بلبل سے پوچھا
کہ اگر تو قوم انسان سے ہی تو حال اپنا بیان کر کہ شاید تیرے درد کی دوا مجھی سے ممکن ہو جائے
اور میں بھی دردمند ہوں میرے درد کی دوا تجھسے ممکن ہو آدمی سے آدمی کا کام نکلتا ہے یہ
سنکر اُس بلبل نے جواب دیا کہ میں نے تو دردا پنا بیان کر دیا اب تم اپنا حال دل کہو ہر چند کہ میں
خود ہی مبتلائے مصیبت ہوں اور بظاہر پر و بال رکھتی ہوں مگر قید ہی قفس سے کم نہیں ہوں اسلیے
کہ میں بھی اِس شاخ درخت پر سے اُڑکر سوا دوسری شاخ کے اور کہیں نہیں جا سکتی ہاں
اتنی مدد کر سکتی ہوں کہ جو حال مجھسے دریافت کروگے اگر مجھے معلوم ہوا تو بے تامل بیان
کر دونگی لاہور تیغ گام نے کہا کہ تم مجھسے قسم کھا کر عہد کر لو اور میں تمسے عہد کرتا ہوں
کہ کوئی حال پوشیدہ نہ کرونگا اور تم میری شریک درد ہو تو میں تمھارا شریک حال ہونگا بلبل نے
کہا کہ قسم ہے مجھکو اپنے دین و مذہب کی کہ میں تم سے کوئی بات دھوکے کی نہ کہونگی اور
تمھاری شریک حال ہونگی لاہور نے بھی قسم کھائی کہ اگر تم میرے ساتھ ہمدردی کروگی تو میں
بھی تمھارا شریک حال ہونگا یہ سنکر وہ بلبل بولی کہ نام میرا صنوبر جادو ہی میں زوجہ ہوں
شہنشاہ جادو کی شوہر میرا معراج آتش ریز جادو مالک قلعہ بہشت جوش کا وزیر تھا
اور اُسکے ساتھ کا کھیلا ہوا تھا جب معراج آتش ریز جادو قلعہ بہشت جوش کا حاکم ہوا
اور خداوند طاق کی طرف سے ناظر دربند و محافظ راہ طلسم ہوا تو میرے شوہر کو راز دار
بنا کر اپنے کو طلسم بند کیا کہ اگر دشمن سے مقابلہ پڑے تو وہ قتل نہ کر سکے جبتک وہ چیزیں
دستیاب نہ ہوں جو اپنے قتل کے واسطے آپ تیار کی ہیں بعد اُسکے میرے شوہر سے
کہا کہ تم طلسم باندھکر ان چیزوں کو مخفی کرو تاکہ دشمن ان چیزوں کو نہ پا سکے لاہور تیغ گام
نے کہا کہ وہ کیا چیزیں ہیں صنوبر جادو نے کہا کہ اِس سے سوا میرے شوہر کے
کوئی باخبر نہیں جسوقت وہ رہا ہوگا تو یہ بھی معلوم ہو جائیگا پہلے سب حال سنلو جسوقت
شوہر نے میرے اُن چیزوں کو مخفی کیا تو بادشاہ نے فریب سے شوہر کو میرے اسیر
کر کے قفس اُسکا ماہیان سم آلود جادو کے سپرد کیا اور کہا کہ تو خود بھی اسطرح
سحر بند ہو کر بیٹھ کہ کوئی تجھ تک پہونچ نہ سکے ماہیان سم آلود جادو نے زیر
زمین ایک تہ خانہ بنایا اور قفس میرے شوہر کا اُس تہ خانے میں پوشیدہ کیا اور رہ سرنگ
نقب سے راستہ اُسکا معین کرکے دہنہ نقب پر یہ چشمہ قائم کیا تاثیر اس چشمے کی یہ
ہی کہ جو پانی اسکا پی لیگا وہ خود بھی پانی ہو کر بہ جائیگا چنانچہ ہزارہا مسافر آئے اور پانی
پیکر ہلاک ہو گئے سوا تمھارے کہ تم تو خالی پلٹ کر چلے تھے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ تم

تمھاری بڑی بہن فراق مین اپنے شوہر کے رویا کرتی تھی کہ ایک پرچہ خداوند نہ طاق نے
پادشاہ قلعۂ ہفت جوش کو بھیجا اور وہ میرے سامنے پڑھا گیا معلوم ہوا کہ پیرزالہ کاہن
نے کچھ احکام طلسم نہ طاق اور نافلمان دربند کی موت کا حال لکھکر سب کو باخبر کیا ہی کہ کون شخص
کس ساحر کا قاتل ہوگا چنانچہ معلوم ہوا کہ رفیع البخت بیٹا فتاح طلسم نہ طاق کا قاتل بادشاہ
قلعۂ ہفت جوش کا ہوگا اور عیار اُسکا لاہور تیز گام ماہیان سم آلود جادو کا قاتل ہوگا
اور پہچان اُس عیار کی یہ ہی کہ بصورت فقیر زیر سایہ چشمے کے پہونچیگا اور بغیر پانی پیے ہوے
چشمے سے پلٹنے کا قصد کریگا بعد اُسکے ماہیان سم آلود کو مار کر شمشاد جادو کو رہا کریگا
پس جو شخص اُس عیار کا ساتھ دیگا وہ زندہ بچیگا اور جو رفیع البخت کا شریک ہوگا وہ ہر بلا
سے محفوظ رہیگا ورنہ تمام ساحران قلعۂ ہفت جوش ہاتھ سے رفیع البخت اور رفقاے
رفیع البخت کے ہلاک ہون گے یہ باتین سنکر مین نے سکونت قلعۂ ہفت جوش کی ترک کی
اور اس درخت پر آکر سکونت اختیار کی اور رون رات فراق مین اپنے شوہر کے رویا کرتی
ہون پس اگر تم لاہور تیز گام ہو تو بیشک چارہ میرے درد کا کر سکتے ہو ورنہ زیادہ
بیان کرنا بالکل بے سود ہی یہ سنکر لاہور تیز گام نے کہا کہ اے صنوبر جادو اگر تم وعدہ
مسلمان ہونیکا کرو تو مین بدل تمھارا شریک ہون ورنہ مجھے کیا غرض پڑی ہی کہ مین تمھارے
واسطے اپنی جان کو خطرہ مین ڈالون اور ماہیان سم آلود کے قتل کی فکر کرون اس
سے اپنے آقا رفیع البخت کی تلاش مین نہ کرون کہ نہین معلوم وہ شہریار کس مقام پر ہی
کیونکہ اُسکو دریا سے باہر نکالا وہ دوست ہی یا دشمن اگر آقا میرا کسی دشمن کے پھندے مین گرفتار
ہوگیا ہو تو اُسکی رہائی کی فکر کرون صنوبر جادو نے کہا کہ اے لاہور تیز گام تم خود خیال کرلو
کہ کون ایسا ہی جو محسن کو چھوڑ کر دشمن کا شریک ہوگا بادشاہ کی جفائین تم سُن ہی چکے کونسی
جگہ بادشاہ کی طرف سے میرے دل مین یا میرے شوہر کے دل مین باقی رہی جو مین یا میرا
شوہر اُسکی شرکت کرینگے رہا تبدیل مذہب یہ بھی مجھے منظور رہی اگر خداوند نہ طاق خداوند
برحق ہوتا تو طلسم کشا کے خوف سے یہ انتظام نہ کرتا یہ کیسا خداوند کہ بندے سے خوف
کرتا ہی مجھے اِس دین باطل سے نفرت کلی ہو چکی ہے اب جو ارادہ تمھارا ہو اُسے ظاہر
کرو کہ وقت ماہیان سم آلود کے نکلنے کا قریب ہی لاہور تیز گام نے کہا کہ مین تمھین اور تمھارے
شوہر کو ضرور رہا کرونگا اور اگر ماہیان سم آلود اس چشمے کے باہر آئیگی تو ابھی کام اُسکا
تمام کردونگا لیکن یہ تو بتاؤ کہ وہ چشمے کے باہر کس غرض سے آتی ہی اور کتنی دیر یہان
رہتی ہی صنوبر جادو نے کہا اے لاہور تیز گام یون تمھارا قابو چلنا بہت دشوار ہی جبتک
کہ مین نہ رہا ہولون اور صورت رہائی میری یہ ہی کہ جسوقت ماہیان سم آلود چشمے کے باہر
آئیگی تو وہ مجھکو اس درخت پر سے اُتاریگی اور ساتھ اپنے کھانا کھلاکر پھر اسی درخت پر بٹھادیگی
اور پھر اسم سحر پڑھکر چشمے مین جاکر غائب ہو جائیگی اُسکے بعد سے پھر مین مجبور ہو جاونگی اور
سوا اس درخت کے کہین نہ جا سکون گی اور اگر تم اِس درخت پر چڑھنے کا قصد کروگے تو شاخین اسکی

مثل رسن کے لپٹ کر تمہیں بھی باندھ لینگی ہر چند کہ میں علم سحر کا ماہیان سے زیادہ جانتی ہوں مگر
بے بس اسطرح ہو گئی ہوں کہ جسوقت بادشاہ قلعہ کو گھیرے یہاں آئینگی خبر پہونچی ہی تو اُسسے یہ فکر پیدا
ہوئی کہ یہ محاصرہ زبردست ہی ایسا نہو کہ ماہیان سم آلود کو مار کر اپنے شوہر کو بچالے تو راز طلسمی
فاش ہو جائیگا اور شہنشاہ جادو دشمن ہو جائیگا بس یہ خیال کرکے بادشاہ میرے پاس آیا اور
مجھسے کہا کہ بانو تم اس مقام کی سکونت ترک کرو یا قید ہی بنکر بیٹھو جسطرح تمھارا شوہر ہی میں
سمجھا کہ جسطرح آپ کہیے گا مجھے عذر نہ ہوگا مگر رہونگی میں اسی مقام پر چنانچہ بادشاہ نے
مجھکو بلبل بنا کر اس درخت پر بٹھا دیا اور بلا کر ماہیان سم آلود جادو کو حکم دیا کہ اسکی نگہبانی
بھی تیرے سپرد ہی خود بھی اس سے ہوشیار رہنا اور اسکی بھی نگرانی کرنا ماہیان سم آلود جادو نے
اس درخت کو سحر بند کیا کہ میں اُسکے حکم بغیر یہانسے کہیں جا نہ سکوں بس اب صورت رہائی میری
یہ ہی کہ تم اس درخت کی آڑ میں چھپ رہو جسوقت ماہیان چشمہ کے باہر آکر مجھسے حصار سحر
دور کریگی تو میں اُڑکر قریب ماہیان کے نہ جاؤنگی بلکہ تمھارے ہاتھ پر آ بیٹھونگی تم جلدی سے
میرے سر پر ہاتھ پھیرنا ایک کانٹا سا ہاتھ میں تمھارے چبھیگا اُس کانٹے کو اپنے خدا کا نام لیکر میرے
سر سے کھینچ لینا میں جانور سے آدمی ہو جاؤنگی سحر بادشاہ میرے سر سے دور ہو جائیگا اسوقت میں
ماہیان سے مقابلہ کرونگی اور اُسے بیقابو کر دونگی یہ رائے لاہور نے پسند کی اور جا کر تنۂ
درخت کی آڑ میں کھڑا ہو رہا یہانتک کہ شام ہوئی صحرا میں سیاہی پھیل گئی روشنی مہر جہانتاب
کی کافور ہو گئی مرغ زرین فلک آشیانۂ مغرب میں جا کر نہاں ہوا ستاروں نے فلک نیلی پر محفل
آرائی کی ماہتاب مشعل روشن کیے ہوئے افق چرخ سے نمودار ہوا یکایک چشمہ کا پانی متلاطم ہوا
اور ایک مچھلی تڑپ کے چشمہ سے باہر آئی اور زمین پر مانند ماہی بے آب کے لوٹ کر
شکل انسانی پیدا کی اور کچھ اسم سحر پڑھکر درخت کی طرف پھونکا کہ پاؤں بلبل کے شاخ درخت
سے علیحدہ ہوئے بلبل نے اُڑکر ایک تاؤ لگایا اور ہاتھ پر لاہور تیز گام کے بیٹھ گئی
ماہیان جادو گھبرائی کہ آج یہ بلبل درخت کے نیچے کہاں بیٹھی ہی جھپٹ کر قریب آئی دیکھا
کہ ایک مرد اجنبی کے ہاتھ پر بیٹھی ہی اور وہ سر ٹٹول رہا ہی بس ماہیان نے نعرہ کیا کہ سرکش
تو آگیا خیر کہاں جائیگا یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھکر اور زمین پر دو ہتڑ مار کر گیر کی آواز دی کہ گر کر
لاہور غرق زمین ہو گیا مگر جلدی سے کانٹا ٹٹول سر سے ماہیان کے کھینچ لیا کانٹا سر سے کیا نکلا
کہ گویا دل کا کانٹا نکل گیا بلبل نے بھی صورت انسانی پیدا کی ماہیان جادو قریب
لاہور کے آچکی تھی چاہتی تھی کہ لاہور کو قتل کروں کہ صنوبر جادو نے کچھ اسم پڑھکر
ماہیان جادو کے منھ پر ایک مٹھی خاک کھینچ ماری اور سامان سحر اس بیچاری کے پاس
کیا تھا کہ ایک مدت سے بے سر و سامان قید میں تھی وہ خاک منھ پر ماہیان کے پڑی
یہ معلوم ہوا کہ آگ کا جھونکا آگیا منھ اسکا جھلس گیا اُف کہکر پیچھے ہٹی اور جھولی پر ہاتھ ڈالکر
ایک ترنج سحر نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر صنوبر جادو پہ کھینچ مارا صنوبر جادو پاکوں
مار کر غرق زمین ہوئی ترنج خالی گیا اور پھر قریب ماہیان کے نکلی اور پتھر سر ماہیان پہ

مارا کہ سر اسکا شق ہوا اور جگر کھا کر چلی تھی کہ اسنے بھی خون اپنے سر کا چلو مین لیا اور صنوبر جادو
پر مارا کہ صنوبر جادو بھی بیہوش ہوئی ادھر تو یہ گری اور ادھر وہ گری مہتر لاہور تیز گام نے دیکھا
کہ زمین مجھے نہین چھوڑتی جبتک مین اس ساحرہ کو قتل نہ کرونگا اسوقت تک رہائی دشوار ہی
بس اسنے وہین سے تھیلی بارود کی زنبیل عیاری سے نکالکر ماہیان سحر آلود پر پھینکی اور ایک
حقہ پر آتشی داغ کر مارا کہ بارود مین آگ لگی اور ماہیان جل گئی لاش اُسکی تڑپ کر چشمہ کے
اندر گری چشمے سے دھوان نکلا پانی متلاطم ہوا شور گیر و دار بلند ہوا آندھی چلی خاک اُڑی
آتشبازی برف باری ہوا کی تیرگی چھا گئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا بڑی دیر تک شور و غل
برپا رہا آخر بیرون نے شور کیا کہ مارا جوان کشتی نام من ماہیان سحر آلود جادو بود حیف
ہر شیم و جہان داویم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی اور علامات سحر برطرف ہوے
تو دیکھا کہ نہ وہ چشمہ ہی نہ درخت ہی لاش ایک ساحرہ کی جھلسی ہوئی پڑی ہی پانون لاہور
کے زمین نے چھوڑ دیے اور صنوبر جادو بھی ہوش مین آئی لاہور تیز گام سے پوچھا
کہ یہ کیونکر واصل جہنم ہوئی میرے سحر نے تو بسبب چھوٹے ہونے کے کامل اثر نہ کیا کہ صرف
ماہیان بیہوش ہوئی تھی اور گرتے گرتے اُسنے مجھے بھی بیہوش کر دیا تھا تمہارے پانون
زمین پکڑے ہوے تھی لاہور تیز گام نے کہا کہ اے صنوبر جادو مین ہی نے اس لکاتہ کو مارا
یہ سنکر کہ یہ مجھسے بہت دور تھی بیگانہ نے تھیلی بارود کی اسپر پھینک کر حقہ آتشبازی سے اسکو جلا کر
خاک کر دیا صنوبر جادو نے بہت تعریف کی اور کہا کہ اگر آپ لوگ ایسے نہوتے تو ساحرون پر
کسطرح غالب ہوتے بعد اسکے دیکھا کہ جس مقام پر تالاب تھا وہان دہانہ نقب کا معلوم ہوتا ہی
بس صنوبر جادو اُس دہانہ نقب مین داخل ہوئی اور لاہور تیز گام سے کہا کہ آئیے لاہور
بھی دہانہ نقب مین داخل ہوا دیکھا کہ ایک تہ خانہ بنا ہوا ہی اور سقف مین ایک قفس آہنی لٹکا
ہوا ہی اُس قفس مین ایک ساحر اس ہیئت سے کہ بال سر کے بڑھے ہوے ناخن بھی مثل
خرس کے ہو گئے ہین زبان پر تکلہ سوزن ہی رنگت بسبب تعب کے زرد ہو گئی ہی اس حال خراب سے
بیٹھا ہی صنوبر جادو یہ حالت اپنے شوہر کی دیکھکر رونے لگی اور کہنے لگی کہ اے مہتر جی شمشاد
جادو میرا ہی اگر آپ اجازت دین تو مین اپنے شوہر کو رہا کرون لاہور تیز گام نے کہا کہ
ضرور رہا کرو اور کہو تو مین تیلی قفس کی کھینچ لون صنوبر جادو نے کہا کہ اب یہ کام میرا ہی
آپ اس کام کو نہین کر سکتے کہ یہ سب کارخانہ سحر کے ہین یہ قفس معمولی نہین ہی یہ کہکر
قریب قفس آئی اور تیلی قفس کی ہاتھ مین پکڑی اور کچھ اسم سحر پڑھکر کھینچی مگر تیلی نہ کھینچ سکی
صنوبر جادو حیران تھی کہ شمشاد جادو نے کچھ اشارہ سے کہا صنوبر جادو نے جلدی سے
نوک زبان مین نشتر دیا اور خون اپنا اُس تیلی پر لگا کر کھینچا تو تیلی کھنچی بعد اُسکے اندر قفس کے
ہاتھ ڈالا اور تکلہ زبان شمشاد جادو سے کھینچا ادھر تکلہ اسکی زبان سے نکلا اُدھر فوارہ خون کا
جاری ہوا شمشاد جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر خون زبان کا زنجیر سحر پر ٹپکایا جس زنجیر مین یہ بندھا
بیٹھا تھا وہ زنجیر جلکر خاک ہو گئی اور شمشاد جادو قفس سے باہر آیا صنوبر جادو نے پوچھا

تمھارے ساتھ کون شخص ہے صنوبر جادو نے کہا یہ وہ شخص ہے جسکی بدولت مجکو رہائی نصیب ہوئی ہے
یہ کہکر سارا واقعہ لاہور تیز گام کے آنیکا اور ماہیان زہر آلود کے مارے جانیکا بیان کیا اور کہا
کہ عوض اسکا انکے ساتھ کرنا چاہیے جسطرح انھون نے ہمارے درد کی دوا کی ہے اسی طرح
ہمین بھی انکا شریک حال ہونا چاہیے شمشاد جادو نے کہا کہ بیشک انکی ہمدردی ہر طرح
واجب و لازم ہے اب آپ اپنا مدعا دل بیان کیجیے یہ سنکر لاہور تیز گام نے شاہزادہ
رفیع البخت کا دریا مین بہتے ہوے جانا اور خود انکی تلاش مین اس مقام تک پہونچنا شمشاد
جادو سے مفصل بیان کیا شمشاد جادو نے کہا کہ ابھی تو مین قابل اسکے نہین ہون کہ کوئی خبر آپ سے
بیان کرسکون ہان دو ہی چار روز کے بعد جب حواس میرے درست ہون گے اور مین سحر اپنا تیار کرلونگا
اسوقت آپ سے رفیع البخت کا حال بیان کرونگا بلکہ اگر کہیے گا تو انھین بلا دونگا اور آپ خود وہان جانا
چاہینگے تو آپ کو وہان پہونچا دونگا اور اگر کسی مصیبت مین ہون گے تو مدد مین بھی دریغ نہ کرونگا کہ میرا شیوہ
احسان فراموشی اور محسن کشی نہین ہے لاہور تیز گام نے کہا کہ اگر اس تین چار روز کے عرصہ مین بادشاہ قلعہ
کو خبر ہوگئی اور وہ آکر آپکو گرفتار کرلیگا تو محنت ہماری سب بیسود ہوئی اور پھر فکر رہائی کرنا پڑیگی شمشاد جادو
نے کہا کہ اے مہتر لاہور وہ وقت آگیا کہ بادشاہ نے دھوکا دیکر مجھے اسیر کرلیا تھا اب یہ ممکن نہین ہے کہ
بادشاہ مجھے گرفتار کرسکے مین اور وہ درجہ سحر و ساحری مین برابر ہین اسکے خاندان خداوند نہ طاق
سے توسل تھا اسوجہ سے وہ ناظم دربند قرار پایا اور مین اسکا مشیر رہا اسنے اپنی حفاظت زندگی کے
واسطے مجھے زندہ درگور کر رکھا تھا اب ذرا دو چار روز گذر جانے دیجیے پھر مین آپ کو ساتھ لیکر قلعہ پر جاؤنگا
اور معراج آتش ریز جادو سے سامنا کرونگا اسوقت آپ تماشا میری لڑائی کا دیکھ لیجیے گا کہ مین کیا کرتا
ہون اور وہ کیا کرتا ہے ہرچند کہ قبضا اسکی شاہزادہ رفیع البخت کے ہاتھ سے ہے اور وہ بھی اسوقت
جبکہ تیغہ قتل اسکا ہاتھ آجاسکے اور اب اس تیغہ کا ہاتھ آنا بھی زیادہ دشوار نہین ہے کہ مین ہی امین اس
تیغہ کا ہون لیکن اتنی شرم دامنگیر ہوتی ہے کہ اسنے جو چیز میرے سپرد کی اور اپنا محافظ جان سمجھا
مین اسکا دشمن ہوجاؤن اور تیغہ قتل اسکے دشمن کے حوالے کردون اہل عالم مجھے کیا کہینگے لاہور
تیز گام نے کہا کہ اسنے تمھارے ساتھ کونسی نیکی کی جو تم بدی کرنے ہوے شرماتے ہو اور اگر قبضا
بادشاہ قلعہ ہفت جوش کی میرے آقا کے ہاتھ سے ہے تو ضرور کسی نہ کسی طرح یہ تیغہ انکے قبضہ مین
آئیگا اور بادشاہ قلعہ انکے ہاتھ سے مارا جائیگا گو اسوقت وہ کسی حال مین ہون لیکن وہ صاحب
اقبال اور فرزند صاحبقران ہین ضرور رہا ہون گے اور اس راستہ کو صاف کرکے نہ طاق پر جائینگے
اگر تم انکو مدد دو گے اور تمھارے ذریعہ سے یہ تیغہ دستیاب ہوگا تو شاہزادہ عالی مرتبت تمھارا
احسان مند ہوگا اور تمھاری عزت کریگا شمشاد جادو نے کہا کہ خیر یہ وقت دیکھا جائیگا یہ کہکر اسی
تہ خانہ مین سحر تیار کرنیکا انتظام کیا اور لاہور تیز گام کو مہمان کیا چونکہ وہ مقام ماہیان زہر آلود
جادو کے رہنے کا تھا اسوجہ سے سب سامان آسائش موجود تھا شمشاد جادو اور صنوبر جادو
تو سحر جگانے مین مصروف ہوے اور مہتر لاہور تیز گام نے انکی حفاظت کا انتظام کیا کہ رنگ و روغن عیاری چہرہ پر ملکر صورت
اپنی ماہیان زہر آلود کی بنائی اور دہنہ نقب پر آ بیٹھ رہے قضا سے کار اتفاق سے روزگار کہ ماہیان زہر آلود

بھائی نہنگ زہرآلود جادو کو اپنی بہن کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا اور یہ اس صحرا مین وارد ہوا دیکھا کہ خیمہ
وغیرہ کچھ نہین ہی اور بہن میری خاک پر بحال پریشان بیٹھی ہوئی ہی بہ صورت عقاب کی بنا ہوا تھا زمین
پر اتر کے غلطان ہو رہی اور قریب ماہیان نقلی کے آکر کہا کہ یہ تمہاری کیا حالت ہی ای بہن وہ خیمہ سحر
تمنے کیون مٹا دیا یہ زمانہ تو پوشیدہ ہوکر بیٹھنے کا تھا تمنے اپنے کو اسطرح ظاہر کر رکھا ہی ایسا نہ ہو
وہ عیار طرار آ پہونچے اور تمکو دھوکا دیکر قتل کرے لاہور تیز گام سمجھ گیا کہ یہ ماہیان کا بھائی ہی
جواب دیا کہ ای بھائی بادشاہ کا عتاب نازل ہوا اسنے قید شمشاد جادو کی مجھسے لی سحر میرا
مٹا دیا اور مجھکو اس جگہہ بٹھا کر چلا گیا نہین معلوم مجھپر کیا سحر کر دیا کہ میرا یہا سے اٹھنے کو دل نہین
چاہتا اور جان سے بیزار بیٹھی ہون بلکہ اگر اٹھنے کا قصد کرتی ہون تو زمین پاؤن پکڑ لیتی ہے
خوب ہوا کہ تم آگئے ذرا میری بغلون مین ہاتھ دیکر اٹھاؤ یہ سنکر نہنگ زہرآلود جادو قریب
آیا اور جھکا کہ بغلون مین ہاتھ دے لاہور نے آنکھون حباب اسکے منہ پر کھینچ مارے کہ اسنے نورًا
چھینک ماری اور بیہوش ہوکر گرا لاہور نے ٹھکر کھینچ مارا پشتہ باندھا اور زبان نکلوا کر سامنے شمشاد
کے لے آیا اور کہا کہ یہ تلاش ماہیان زہرآلود مین آیا تھا مین نے اسکو گرفتار کر لیا ہے شمشاد
جادو نے لاہور کی ہوشیاری پر آفرین کی اور تین روز تک نہنگ زہرآلود جادو کو مقید رکھا بعد
ہجوم خانے سے نکلنے کے اور سحر تیار کر چکنے کے نہنگ زہرآلود کو بلاکر کلمہ اسکی زبان سے پڑھوایا
اور کہا کہ بہن تمہاری قتل ہوئی اور ہم رہا ہوے اب زمانہ برباد ی قلعہ ہفت جوش کا آگیا موج
آتش رہنے کا پیمانہ عمر لبریز ہوا چاہتا ہی لہذا بہتر و مناسب یہ ہی کہ تم بھی چلکر شاہزادہ رفیع البخت کے
شریک ہو ورنہ مثل ماہیان زہرآلود کے مارے جاؤگے نہنگ زہرآلود جادو نے دل مین کہا
کہ جب اتنا بڑا ساحر یہ کہتا ہی تو رفیع البخت کا مخالف ہوکر کیا کرلیگا اسنے بھی اطاعت اسلام قبول
کی اب شمشاد جادو نے تیاری کی اور لاہور تیز گام کو اپنے ساتھ لیا اور صنوبر جادو و نہنگ
زہرآلود جادو یہ بھی ساتھ ہوے اور یہ سب کے سب ابر سحر مین پوشیدہ ہوکر جانب قلعہ ہفت
جوش روانہ ہوے انکو بھی راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور میان سے

دو کلمہ داستان شاہزادہ نورالدہر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ بھی نقابدار سبز پوش بنے ہوے اور تمام لشکر کو اپنے ساتھ لیے ہوے کنارے کنارے دریا کے
حال رفیع البخت کا دریافت کرتے ہوے چلے آتے ہین کسی مقام پر سنا کہ ایک سوار نقابدار
یہان آئے گیا ہی کسی جگہہ نہنگ و سوسمار گھڑیال وغیرہ دریا مین مرے ہوے دیکھے اسطرح کہ کسی کا
سر جدا کسی کا سر الگ جسم الگ شاہزادہ نورالدہر سمجھ گئے کہ یہ سب میرے نہنگ بحر شجاعت کے
شکار کیے ہوے ہین اور آگے چلے کہین سنا کہ ایک شخص کشتی مین بیٹھا ہوا سوار نقابدار کو پوچھتا ہوا آگے
روانہ ہوا ہی یہانتک کہ آتے آتے قریب ایک گنبد کے پہونچے یہان سرکش دزد مع لشکر ہو جو ہنگامہ
سرکار سے اسکی تلاش پر رفیع البخت مین گئے ہوے تھے اور سرکش دزد قزاق رفیع البخت مین
رہ گیا تھا کہ ہرکارون نے آکر عرض کیا ایک سوار نقابدار بہت بڑے لشکر کو ہمراہ لیے ہوے ہمارے آقا
شاہزادہ رفیع البخت کو تلاش کرتا ہوا چلا آتا ہی یہ سنکر سرکش دزد سمجھ گیا کہ یہ دادا اس شہریار کے

شاہزادہ نورالدہر ہوں گے کیونکہ سرکش وزنہ زبانی رفیع البخت کی سن چکا تھا کہ لشکر میرا مجھسے چھوٹ
گیا ہی اور میرے جد نامدار لشکر میں موجود ہیں وہ نہایت پریشان ہوں گے عجب نہیں ہی کہ یہ وہی ہوں لیں
یہ اسیوقت پشت مرکب پر بیٹھکر تن تنہا خدمت میں شاہزادہ نورالدہر کی روانہ ہوا جسوقت سامنے نورالدہر
کے پہونچا جھکا کر آداب بجالایا فرمایا تم کون ہو عرض کی کہ میں آپکے فرزند کا غلام ہوں اُنکے حال سے باخبر
کرنے کو حاضر ہوا ہوں فرمایا بیان کرو سرکش وزنہ دو نے تمام واقعہ گذشتہ اپنا زخمی ہونا بعد اُسکے ہیکلان
قوی بازو اور دستان قوی بازو کو مارکر ملکہ مروارید گہر دندان کو چھڑا کر لانا بعد اُسکے صدف گہر ریز
جادو مادر ملکہ مروارید کا آکر دونوں کو گرفتار کر لیجانا بیان کیا اور عرض کی کہ اسکے بعد کی کوئی خبر معلوم
نہیں ہرکاروں کو براے دریافت حال روانہ کیا ہی یہی ذکر تھا کہ ہرکارے آلودہ گرد و غبار آکر پہونچے
اور عرض کی کہ حاکم قلعہ ہفت جوش نے لشکر حصار کے باہر نکالا ہی اور میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہی
یہ سنتے ہی شاہزادہ نورالدہر نے چند سرداروں کو اور تھوڑے سے لشکر کو اپنے ہمراہ لیا اور جانب
قلعہ ہفت جوش روانہ ہوے اور سرکش وزنہ دو بھی اپنے پانچوں ہزار قزاقوں کو لیکر جانب قلعہ روانہ ہوا دیکھیے کیا ہوتا ہی

اب حال مواج آتش ریز کا سنیے

کہ جسوقت میدان خونی تیار ہو چکا تو یہ مع لشکر میدان میں آیا فوج اسکی بھی صفیں باندھکر کھڑی ہوئی جانب قلعہ مع لشکر خاص خود
مواج آتش ریز جادو صفیں باندھکر کھڑا ہوا اور دوسری جانب ملکہ صدف گہر ریز جادو کھڑی ہوئی بائیں جانب چالیس
ہزار ساحروں سے سیلاب جادو سپہ سالار مواج آتش ریز جادو استادہ ہوا ایک راستہ چھوڑ دیا گیا کہ اگر کوئی
مددگار آنے والا ہو تو آوے اور اپنے سامنے رفیع البخت کو قتل ہوتے ہوے دیکھے جسوقت یہ انتظام ہو چکا تو
جلادوں نے رفیع البخت کو لاکر زیر تیغ بٹھایا اور حکم کا منتظر ہوا مواج آتش ریز جادو نے اپنی دختر کو
طلب کیا اور تیغہ اپنی کمر سے نکالکر دختر کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ ماں تمہاری تمہاری جانب سے بدظن ہی اگر
نیت تمہاری پاک ہی تو اہل عالم پر ثابت کر دو اور اپنے شوہر کے قاتل کو اپنے ہاتھ سے قتل کرو یہ سنکر
ملکہ کا رنگ اُڑ گیا دست و پا کانپنے لگے مگر سوا اسکے چارہ نہوا کہ تلوار ہاتھ میں لے تلوار تو ہاتھ
میں لے لی مگر دل کا خدا ہی حافظ تھا آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتی ہوئی رفیع البخت کی طرف چلی جاتی
تھی مگر قدم آگے نہ پڑتا تھا اور دل سے کہتی تھی کہ میں قریب ہو کر کیا کرونگی اور وہ شخص اپنے دل میں مجھے
دیکھکر کیا کہیگا اے خداے نادیدہ اگر تو برحق ہی تو مجھے اس کشمکش سے نجات دے اسطرح کہ رسوائی سے
بھی بچوں اور یہ شہریار نامدار بھی بیگناہ قتل نہو اُدھر رفیع البخت نے دیکھا کہ خود مروارید
گہر دندان ہاتھ میں تلوار لیے ہوے میرے قتل کو آتی ہی دل میں کہتے ہیں کہ ان نازک ہاتھوں سے گردن
کیونکر کٹیگی الٰہی ہاتھوں میں ہتکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں نہ ہوتیں تو رضامندی قاتل کے واسطے اپنے ہاتھ
سے تلوار گردن پر پھیر لیتے مگر ناکامی قسمت نے تو ہر طرح مجبور کر دیا ہے خیر یہ بھی غنیمت ہی کہ دیدار آخری سے
تو محروم نرہینگے ورنہ یقین ہی کہ دم آنکھوں ہی میں اٹکا رہ جاتا یہ تو اسطرح کی باتیں دل سے کر رہے ہیں اور
ملکہ تیغ بکف گردن اُڑانے ہوے قریب رفیع البخت کے پہونچی رفیع البخت نے گردن آگے بڑھا دی
اور یہ شعر پڑھا ع ہمارے دل میں شہادت کی آرزو نہ رہے ٪ لگا وہ ہاتھ کہ باقی رگ گلو نہ رہے ٪ ملکہ
نے اشارہ سے کہا کہ قطع ہوں وہ ہاتھ جو قتل کے ارادہ سے تمہارے اُٹھیں رفیع البخت نے کہا

مین جانتا ہون کہ تمہارے پاس عزت ہی اگر ہم اسوقت قتل ہوگئے تو کیا تم اپنے ہوش مین رہو گی سہ خون
ناحق کا سر سے کھینچیگا شہزادہ کو ہاتھ ملنے کا بہت ملکہ خنا میرے بعد ہو مگر اب اسوقت مصلحت یہی ہی کہ عزت
کو بچاؤ اور ایک ہاتھ لگاؤ کہ سر تن سے جدا ہو جائے ملکہ نے تلوار اٹھائی اور ہتھکڑی پر ہاتھ مارا کہ قید کاٹ
دون مگر اسکے ہاتھ سے کہین ہتھکڑی کٹنے والی تھی ایک خط سا پڑ گیا ملکہ نے دوسرا ہاتھ مارا اسیطرح
کئی ہاتھ ہتھکڑی پر مارے کہ قید کاٹ کر شاہزادہ کو رہا کردون یہ رفیع البخت صورت دیکھتے ہین اور
کہتے ہین کہ گردن پر تلوار مارو کہ قصہ پاک ہو سے مین جھکاتا ہون جو گردن وہ ہٹا لیتا ہی تیغ ترچھے
دیتا ہی مجھے وقت پہ قاتل میرا ہو امواج آتش ریز جادو نے صدف گہر ریز جادو سے کہا کہ کیون صاحب
شک تمہارا دور ہوا یا ابھی نہین صدف گہر ریز جادو نے کہا کہ ہان اب میرا شک برطرف ہوا کہ اسنے کئی
ہاتھ مارے مگر اسکے ہاتھون مین اتنی قوت کہان کہ قتل کرسکے تہمت اسکی ظاہر ہو گئی یہ خود ملکہ کے قریب
آئی اور گلے لگا کر کہا کہ اے فرزند واقع مین تو صاحب عصمت ہی حال تیرا ظاہر ہو گیا اب اسکو جلاد
قتل کر ڈالیگا تو کیون ہلکان ہوتی ہی ملکہ مروارید گہر دندان نے کہا کہ اب مین خود ہی اسے قتل کرونگی
اور اگر یہ مجھسے قتل نہوا اور کسی نے آکر اسے قتل کیا تو اپنی جان دے دونگی یہ کہکر تلوار اسکے گلے پر
رکھنے کا قصد کیا صدف گہر ریز جادو نے ہاتھ پکڑ لیا اور سمجھانے لگی مروارید گہر دندان
کسی طرح نہین مانتی اور کہتی ہی کہ تم ماں ہوکر مجھپر تہمت رکھتی ہین نہ مارونگی اپنی جان دیدونگی امواج آتش
ریز جادو بھی یہ حالت دیکھکر قریب آ گیا سمجھانے لگا صدف گہر ریز پر بہت خفا ہوا کہ لڑکی پر تہمت
کرنیکا نتیجہ دیکھا کہ اب وہ اپنی جان دینے پر آمادہ ہی صدف گہر ریز جادو بہت پشیمان ہو رہی ہی کہ
واقع مین مجھسے بڑی نادانی کی حرکت ہوئی ادھر ملکہ مچلی ہوئی ہی کہتی ہی کہ مین تلوار لگانا کیا جانون ہاتھ مین
میرے چھالے پڑ گئے اور یہ قیدی قتل نہوا اب مین ہی اسے قتل کرونگی اور اگر اور کوئی اسے قتل کریگا
تو اپنی جان دے دونگی ہائے مین مر کیون نہ گئی کہ یہ رسوائی نہ دیکھتی غضب ہی کہ اپنے ماں باپ
ہی تہمت رکھتے ہین غیر کو کون کہے یہ قیل و قال مچا رہی ہی کہ شاہزادہ کے قتل مین دیر ہو اور کوئی مددگار
اسکا آجائے کہ یکایک جانب صحرا سے ایک گرد و غبار بلند ہوا امواج آتش ریز جادو نے جلد ہی
ملکہ کو تو وہین اٹھا کر اپنے تخت پر بٹھا لیا صدف گہر ریز جادو بھی جھانکتی ہوئی ملکہ کو لیکر سمت
کنگرہ مین آئی اور دیکھنے لگی کہ کون آتا ہی دوست ہی یا دشمن ادھر جلاد کو اشارہ ہو گیا وہ تلوار کھینچکر
رفیع البخت کی طرف چلا کہ یکایک دامن گرد کا شگفتہ ہوا اور دل گرد سے ایک نقابدار سبزپوش
چند سردار اور چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا اور نعرہ کرکے رفیع البخت کی طرف چلا امواج آتش ریز
جادو یہ ہمہمہ نقابدار سبزپوش کا دیکھکر حیرت مین آگیا کہ اسقدر ہی تیری جرأت کہ بیخوف و خطر چلا
آتا ہی حالانکہ سحر سے واقفیت بھی نہین ہی جبتک یہ ساحرون کو روکنے کے واسطے علم دے دے نقابدار
سبزپوش قریب رفیع البخت کے پہونچگیا اور جلاد کو مار کر رفیع البخت کی طرف بڑھا کہ ہتکڑیان
بیڑیان کاٹ دون رفیع البخت نے دیکھا کہ وقت رہائی آگیا بڑی شرم کی بات ہی کہ جب قید
کاٹی جائے تو ہم رہا ہون بس ہاتھ دونون بیڑیون مین ڈالے اور دامن آرزو مین آکر اب جو سیخ
مارتا ہی تو قید کو مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ کرکے پھینکدیا دوسرا جلاد بڑھا تھا کہ مین قتل کر ڈالون

جیسے ہی اُسنے تلوار ماری رفیع البخت نے بدوست چپ پکڑ کر خنجر مارا کہ سر اسکا اُڑ گیا تلوار اُسکی قبضے مین کی
اور لڑتے ہوے چلے اس ہنگامہ مین سرکش دُزد مر گیا نکالے ہوے آ پہونچا شاہزادہ نے آفرین کی اور
پشت ہر کسے پہ بیٹھ کر ڈپٹنے لگے اب ساحرون کو حکم پہونچا ہر طرف سے گولے ترنج نارنج پکڑ کر آ پڑے
اور لڑنے لگے جسکے سینے پر گولہ پڑا توڑ کر پار گذر گیا شور گیرودار بلند ہوا ساحر کہتے جاتے تھے کہ بڑے
غضب کی بات ہے یہ لوگ غیر ساحر ہو کر اسطرح لڑ رہے ہین اور ساحرون کو قتل کر رہے ہین اگر یہ نکل گئے
تو بڑی ہی بدنامی ہوگی ساتھ ساحران عالم کے ذلیل ہونگے کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہینگے ہان مارو
انکو جانے نہ پاوین تسمے کے سے چاک رہے تھے ڈنکے ڈیرے بج رہے تھے نعرے یا سامری
یا جمشید یا ہفت پیکر یا خداوند لقا کے ان ناجیا رنگے بلند تھے زمین پر کشتے پھڑک رہے تھے خون سے
چہرہ رنگ سرخ ہو گیا تھا کسی مقام پر آتش برس رہی تھی کہین زلزلہ سا تھا لوگ غرق زمین ہوتے
تھے لیکن ہمراہیان شاہزادہ سر بہ سر پوش جانین دے رہے تھے اور قدم پیچھے نہ ہٹاتے تھے آگے ہی
بڑھتے ہوے چلے جاتے تھے رفیع البخت مرکب کو اڑاتے ہوے سواد آتش رنگ جادو
کی طرف چلے جاتے تھے سردار بھی ساتھ ساتھ لپٹے ہوے تھے بہت سے اہل لشکر انکے ساحرون کے
ہاتھون سے مارے گئے اور انھون نے بھی ساحرون کو مارا یہ حالت دیکھکر سیلاب جادو نے آگے بڑھکر
اور جھک اسم سحر پڑھکر ایک حباب سحر اُٹھا کر زمین پر مارا کہ وہ حباب ٹوٹا اور سیلاب اُس حباب سے
پیدا ہو کر رفیع البخت اور لشکر رفیع البخت کی طرف چلا ان دلاورون نے جب کبھی قدم پیچھے
نہ ہٹائے اور یہی ارادہ تھے کہ تلوار سے دھار اکاٹ کر پار اتر جاینگے اور حاکم قلعہ رفیع البخت
جوش کو مار رہے تھے کہ یکایک وہ سیلاب آ گیا اور لوگون کو غرق کرتا ہوا چلا تھوڑے ہی عرصے مین رفیع ا[لبخت]
اور نور الدہر بیہوش ہو کر نور الدہر مع فوج غرق ہوے اور اب سیلاب جادو نہنگ بنکر اس سیلاب کے
ساتھ رفیع البخت اور نور الدہر کی طرف چلا کہ انکو نگل لون وہان ملکہ نے جو یہ حالت دیکھی بیتاب
ہو گئی دل مین کہتی تھی کہ خداوندا اس آفت سے تو ہی نجات دینے والا ہے کہ یہ لوگ ساحر نہین
ہین اور کوئی دم مین سیلاب جادو انکو نگل لیگا مگر تو ایسا قادر و توانا ہے کہ اگر چاہے تو ایک ضعیف
ناتوان کو فیل مست پر غالب کردے اور شیر درندہ کو بکری سے مغلوب کرادے بظاہر اب
کوئی صورت مفر نظر نہین آتی ہے چشم حسرت سے رفیع البخت کی طرف دیکھ رہی ہے اور مغر نہنگ
قریب رفیع البخت کے پہونچ گیا ہے کہ طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک نہنگ نمودار ہوا
اور اُس سیلاب سے سیلاب جادو پر حملہ کیا یہ وہی نہنگ جادو ہے جسکو لاہور نے مطیع
کیا تھا اور بیرزمین زمین چلا آتا تھا یہان پہونچکر اسنے یہ حالت دیکھی اور نہنگ بنکر سیلاب
جادو پر جا پڑا اب دونون نہنگ آپس مین لڑنے لگے لڑتے لڑتے سیلاب جادو نہنگ زہر
آلود جادو پر غالب ہونے لگا اور نہنگ جادو [illegible] دیا کہ یہ بھی ساحری مین نہنگ زہر
آلود سے کہین زیادہ ہے اسلیے کہ سپہ سالار ہے سواد آتش رنگ جادو کا [illegible] اور
تہ نشین ہونیکا قصد کیا تھا کہ ایک گولا کہ ہوا کر آنکھین سب کی جھپک گئین اور ایک برق چمک کر
سر سیلاب جادو پر گری کہ سر اسکا قلم ہوا اور نہنگ زہر آلود جادو اسکے پنجے سے چھوٹا

لاش سیلاب جادو کی پھڑکنے لگی اور نعرہ ہوا کہ ہم شہنشاہ جادو و آپ جو صواج آتش ریز جادو
کو ایک پلنگ سحر پر سوار اس شان سے دیکھا کہ ایک قمری ہاتھ پر اسکے بیٹھی ہوئی ہے جب وہ قمری
پرون کو حرکت دیتی ہے برقین چمک ہو کر ہر چہار جانب گرتی ہین ادھر برنے سے سیلاب جادو کے ایک
عزا لٹے کی آواز بلند ہوئی اور تمام پانی نظرون سے غائب ہو گیا رفیع البخت اور شاہزادہ نور الدہر
مع لشکر رہا ہوے اور پھر لشکر ساحران کی طرف بڑھے لیکن صواج آتش ریز جادو کو اپنے سالار
فوج کے مرنے کا نہایت صدمہ ہوا اور شہنشاہ جادو کی مخالفت کا اُس سے زیادہ ملال گذرا اور تعجب
ہوا کہ مین نے کس انتظام سے اسکو قید کیا تھا یہ کیونکر رہا ہوا بس اسنے تخت سحر اپنا آگے بڑھا کر
آواز دی کہ او نمک حرام یہ کیا حرکت تھی کہ تو نے آتے ہی میرے سپہ سالار کو مار کر فوج کو بے سر کا
کر دیا اور کچھ پاس نمک نہ کیا شہنشاہ جادو نے کہا کہ جب تمکو ہمارا خیال نہوا اور دشمنون کی طرح ہمکو
بارہ برس مقید رکھا تو اب ہم کس امید پر تمھارے ساتھ دوستی کا برتاؤ کرتے اب ہم اُسکے شریک
ہوئے جسکی بدولت رہائی پائی اور جو تمسے ہو سکے میرے حق مین ہرگز کمی نہ کرنا کہ مین بھی کمی رعایت
نہ کرونگا نمک حرام مین اُسوقت تھا کہ تمنے مجھے قید نہ کیا تھا اور مین تمھارے ساتھ برائی کرتا
جب ابتدا تم کر چکے تو اب مین بے قصور ہون اگر مین تمھارے نزدیک قابل اطمینان نہ تھا تو مجھے
راز دار کیون بنایا جو قید کرنا پڑا بس اب جو تمسے ہو سکے قصور نہ کرو اور میری ذات سے
سوا دشمنی کے امید دوستی کی اب نہ رکھنا صواج آتش ریز جادو کو یہ بل تھا کہ قضا میری اسکے
ہاتھ سے نہین ہے پھر کیون دبون ادھر شہنشاہ جادو نے دل مین سمجھ لیا کہ آج ہی روز امتحان
ہے میرے اور اسکے فیصلہ ہی ہو جائے تو بہتر ہے اسکے دل مین بھی غبار میری طرف سے بھرا
ہوا ہے اور مین بھی اسکا تشنہ خون ہو رہا ہون یہ اپنی سلطنت کے غرور مین بہت بل کی
لیا کرتا تھا آج دیکھ ہی بھال لو کہ اسے بھی معلوم ہو جائے مین کس درجہ کا ساحر ہون اور
محسن کشی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے صواج آتش ریز جادو کو آواز دی کہ تجھے قسم ہے اپنے دین و مذہب
کی تو میرے ساتھ کمی نہ کرنا اگر تو نے مجھے بے اعتبار سمجھکر مقید کیا تھا تو اب مین سر میدان کہے دیتا
ہون کہ مین پہلے تو دشمن نہین تھا مگر اب دوست نہین ہون صواج آتش ریز جادو نے
کہا کہ معلوم ہوتا ہے تیری قضا نے تجھے قید سے رہا کیا ہے روک تو اس سحر کو دیکھون تو تو
کیسا ساحر ہے یہ کہکر اور اپنا تخت سحر بڑھا کر میدان مین آیا اب شاہزادہ رفیع البخت
اور نور الدہر نے بھی اپنے لشکر کی صفین جمائین لیکن متحیر تھے کہ یہ کون شخص ہے جو کہ ہماری
طرف سے جان دینے کو موجود ہے اور برابر کا ساحر معلوم ہوتا ہے لیکن تنہا ہے خدا اسکی مدد کرے ادھر
صواج آتش ریز جادو نے ایک جام جھولی سے نکالا اور اُسے پانی سے لبریز کرکے کچھ اسم سحر پڑھا
کہ وہ پانی جوش مین آیا بس اسنے پیشانی مین نشتر دیکر اور خون پیشانی کا گلاس جام مین ڈال کر
یا خداوند اکوان تاجدار کہکر شہنشاہ جادو پر کھینچ مارا شہنشاہ جادو نے دیکھا کہ یہ سحر اسکا بچنے
والا نہین ہے فوراً پانؤن مارکر غرق زمین ہو گیا اور سحر کو خالی دیا قضا سے کار وہ جام سحر ایک سردار
شاہزادہ رفیع البخت کے اوپر پڑا کہ نام اُسکا ظفر داد شیر دور تھا یہ بیچارہ جلکر خاک ہوا اور رباب

شعلہ زمین پر گرکر اور ایک دریاے آتشین بنکر لشکر رفیع البخت کی طرف چلا تھا کہ ایک مرتبہ طبقۂ زمین
کا شق ہوا اور شمشاد جادو ایک گلدستہ لیے ہوئے ظاہر ہوا دیکھا اسنے کہ دریاے آتش لشکر رفیع البخت
کی طرف چلا جاتا ہی شمشاد جادو نے گلدستہ اوسی دریاے آتش پر کھینچ مارا یہ معلوم ہوا کہ تمام دریا
دھوان ہوکر اڑ گیا اب شمشاد جادو مواج آتش ریز جادو کی طرف پلٹا اور آواز دی کہ بس یا اسی
سحر پر یہ دعوے تھے دیکھا کہ مین نے کسطرح اس سحر کو مٹا دیا اب میرے سحر کو روک یہ کہکر شمشاد
جادو نے اوس قمری پر کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا اور کہا کہ بیٹا مواج آتش ریز جادو کو بس یہ سنتے ہی
وہ قمری نعرہ حق سرہ کو کھینچکر اڑی اور مواج آتش ریز جادو کی طرف چلی مواج نے
دیکھا کہ اسنے بھی اپنی کائنات کا سحر چھپر کیا ہی اسکا دفعیہ کرنا آسان نہین ہی بس یہ بھی پانون
مار کر غرق زمین ہوا یہان قمری دم بھرتی ہوئی آئی مواج کو نہ پایا ایک اور ساحر لشکر سے کچھ آگے
بڑھا ہوا کھڑا تھا بس اس قمری نے آتے ہی اوسکے سر پر بیٹھکر لگا سے تیسرا چکر تمام ہوتے ہی
ساحر نے چرخ مارا اور بیہوش ہوکر گرا اب قمری دوسرے کی طرف چلی غرضکہ جسکے سر پر چرخ مارا وہ
بیہوش ہوا ساحر برابر سحر کر رہے ہین کسی نے گولہ مارا کسی نے ترنج کسی نے نارنج مگر قمری کی یہ
حالت ہی کہ کوئی سحر اسپر اثر نہین کرتا اور یہ ساحرون کو بیہوش کرتی چلی جاتی ہی کہ یکایک طبقہ
زمین کا شق ہوا اور مواج آتش ریز جادو ایک باز ہاتھ پر بٹھاے ہوے زمین سے نمودار ہوا
اور اوس قمری کو دکھاکر باز کو چھوڑ دیا باز کنند سے تول کر قمری کی طرف چلا اور جاتے ہی پنجون
مین دبوچ کر زمین پر لایا اور نوچ نوچ کر کھا گیا بس یہ حالت دیکھکر شمشاد جادو کو معلوم ہوگیا
کہ سحر میرا نہایت ذلت سے مٹا بس طیش مین آکر زمین پر غلطک ماری اور صورت اپنی ایک فیل مست
کی پیدا کی اور مواج آتش ریز جادو کی طرف چلا مواج آتش ریز جادو نے جلدی سے دو بال
اپنے سر کے توڑے اور کچھ اسم سحر پڑھکر اون بالون پر دم کیا کہ وہ زنجیر بنگئے بس اسنے حلقہ زنجیر کا
بنایا اور فیل کی طرف چلا فیل نے آتے ہی سونڈ کا گھونسا مارا مواج آتش ریز جادو نے خالی دیکر حلقہ
زنجیر مارا کہ سونڈ مین پڑا اور دراز ہوکر گلے مین جا رہا بس مواج آتش ریز جادو نے ایک میخ
آہنی زمین مین ٹھونک کر فیل کو باندھ دیا ہرچند شمشاد جادو زور کرتا ہے کہ زنجیر کو توڑ ڈالون مگر نہ
تو زنجیر ٹوٹتی ہے اور نہ میخ اکھڑتی ہی اب مواج آتش ریز جادو پلٹ کر اپنے لشکر مین آیا اور
چند ساحرون کو پہرے دیے اور کہا کہ اسے کو پیچ کو پیچ کر مارونگا کہ اہل دنیا حالت پر اسکی عبرت
کرین اودھر فیل کھڑا جھوم رہا ہی چاہتا ہی کہ ہیئت انسانی پیدا کرون اور اس قید سے چھوٹون
مگر اب یہ گرفتار سحر ہو چکا ہی کب چھوٹ سکتا ہی سحر اسکا اسوقت تک رہیگا کہ کمزور ہو گیا ہی
اب مواج آتش ریز جادو نے رفیع البخت کی طرف دیکھکر آواز دی کہ دیکھئے آکر تماشا
کیا تھا اب مین اسے قتل کرتا ہون شرط دوستی یہ ہے کہ تم بھی آکر اسے دیکھو رہا کرو تا شہزادہ
رفیع البخت نے فرمایا کہ اچھا تو یہ چاہتا ہی کہ ہم تماشا دیکھین اگر یہ قتل ہوگا تو ہم بھی قتل ہونگے
یہ فرماکر گھوڑا اٹھا دیا ساتھ رفیع البخت کے نوراللہ اور پیران سحر سست تھا ہم شہزادہ
شہامان گرد یہ سب کے سب بھی چلے بس مواج آتش ریز جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر پھونکا

ایک پڑیا سے نکال کر منتشر کر دی وہ خاک ایک دیوار بلوری بنکر درمیان رفیع البخت اور شہنشاہ کے حائل ہوگئی رفیع البخت نے گرز مارا کہ اس دیوار کو توڑ کر قریب شہنشاہ جادو کے پہونچوں مگر کوئی اثر نہوا دیوار اسیطرح قائم رہی نور الدہر نے گرز مارا دیوار تھرا کر رہ گئی مگر منہدم نہوئی پیران سرمست قمقام شیرزور یہ سب گرز مار رہے ہیں مگر دیوار اسیطرح قائم ہے ساحر قہقہہ لگا رہے ہیں اور صواعج آتش ریز جادو ساحران نیزہ بردار کو لیے ہوئے شہنشاہ جادو کے قریب پہونچ چکا ہے کہ یکایک جانب صحرا سے ایک ساحر اژدر آتش فشاں پر سوار پیدا ہوا اور وہیں سے پکارتا ہوا چلا کہ ای صواعج آتش ریز جادو خبردار ابھی شہنشاہ جادو کو قتل نہ کرنا پہلے حکمنامہ خداوند لقا کا جواب دے یہ سنکر صواعج آتش ریز جادو ٹھہر گیا کہ کیا حکم آیا ہے وہ ساحر قریب آیا عجب مہیب صورت اُسکی تھی کہ تمام ساحر دیکھکر ڈر گئے اور صواعج آتش ریز جادو بھی گھبرا گیا پوچھا تو کون ہے جواب دیا کہ میں فرستادۂ خداوند سے ہوں مجھے حکم ہوا ہے کہ شہنشاہ جادو کو زندہ لیجا کر جہنم میں ڈالدو یہ سنتے ہی صواعج آتش ریز جادو نے زنجیر گردن فیل سے نکال لی فیل نے غلغلہ مار کر ہیئت اصلی پیدا کی اُس ساحر نے کہا کہ ای شہنشاہ جادو بس اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو ساتھ میرے چلا چل کہ یہی حکم خداوند لقا کا ہے یہ کہکر شہنشاہ جادو سے آنکھ ملائی اور کچھ اشارہ کیا کہ شہنشاہ جادو خاموش ہو رہا مگر صواعج آتش ریز جادو کو شبہہ ہوا کہ یہ فرستادہ خداوند لقا کیسا ہے جس سے ہم واقف نہیں ہیں کہا نام تمھارا کیا ہے اور کوئی حکمنامہ مہر کیا ہوا لائے ہو جسپر تمھارا اعتبار کیا جاے یہ سنکر اُس ساحر مہیب نے کہا کہ نام میرا مہیب شرر افشاں جادو ہے اور یہ حکمنامہ خاص خداوند کے ہاتھ کا لکھا ہوا اور مہر کیا ہوا موجود ہے تم دیکھ لو یہ کہکر ایک کاغذ جیب سے نکال کر دیا کہ وہ لپٹا ہوا تھا صواعج آتش ریز جادو نے اُس کاغذ کو کھولنا شروع کیا دیکھا تو کاغذ گرد آلود ہے صواعج آتش ریز جادو نے کہا کہ حکمنامہ خداوند اور تمنے اس بے احتیاطی سے رکھا ہے کہ گرد میں اٹا ہوا ہے کہا کہ مجھے زمین زمین جانیکا حکم ہوا تھا اسوجہ سے کاغذ گرد آلود ہو گیا ہے صواعج آتش ریز جادو نے دونو ہاتھ سے کاغذ کو جھاڑا اسقدر خاک کاغذ سے نکلی کہ تمام منہ صواعج کا گرد آلود ہو گیا اور سانس لینے میں بہت سی خاک دماغ کو چڑھ گئی صواعج آتش ریز جادو چھینک مار کر بیہوش ہوا ساتھ ہی اُس ساحر مہیب نے نعرہ کیا کہ باش او قرمساق منم عیار لاہوری تیز گام اور خنجر پکڑ کر چاہتا تھا کہ صواعج آتش ریز جادو کو قتل کرے کہ طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک زنگی پیدا ہوا کہ وہ صواعج کو لیکر غرق زمین ہو گیا بس یہ دیکھتے ہی صدف گوہر ریز جادو نے اپنے ساحروں کو آواز دی کہ مار لو اس عیار کو یہ جانے نہ پائے کہ بڑا دھوکا دے گیا اگر ہمزاد صواعج کا نہ پہونچ جاتا تو کام تمام کر دیا ہوتا یہ سنتے ہی تمام ساحر کوے تیغ تاریخ پکڑ پکڑ کر لاہوری تیز گام کی طرف چلے لاہوری نے حقہ ہاے آتش بازی مارنا شروع کیے ساحر سمجھے کہ یہ کونسی آفت ہے کیا یہ بھی سحر جانتا ہے ایک آدھ ساحر جل بھی گیا اُدھر شاہزادہ رفیع البخت اور نور الدہر نے لشکر اور سرکش و زود اپنے قزاقوں سمیت آپڑے تلوار چلنے لگی اور شہنشاہ جادو و مہتاب جادو و صنوبر جادو بھی شریک جنگ ہوے ہنگامہ گیرو دار بلند ہوا کسی طرف دریاے سحر رواں تھا

لیکن آتش سحر برس رہی تھی کہیں ابر سحر سایہ افگن تھا ساحروں کے مرنے سے آندھیاں چل رہی تھیں
زلزلے آرہے تھے پر شور کرتے تھے کہ افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اسی حالت میں
دن تمام ہوا مہر جہانتاب نے علم زرین کو گوشۂ مغرب میں سرنگون کیا لشکر نور شکست کھا کر روانہ ہوا
اور ماہ تابان نے علم زرین کو گوشۂ مغرب میں سرنگون کیا لشکر نور شکست کھا کر روانہ ہوا اور ماہ تابان
نے محفل سیارگان کو آراستہ کیا دونوں لشکروں میں طبل بازگشت بجا صدف گوہر ریز جادو مع لشکر
پلٹ کر داخل قلعۂ ہفت جوش ہوئی اور شاہزادہ رفیع البخت مع لشکر شمشاد جادو و صنوبر جادو
و لاہور تیز گام پلٹ کر گنبد مینا میں آئے سب نے لباس رزم اتارا پوشاک بزم پہنی بارگاہ نور آگین
استادہ ہوئی سردار آکر بیٹھے باقی ماندہ لشکر بھی آگیا تمام صحرا فوجوں سے مملو ہوگیا رفیع البخت
اور شاہزادہ نورالدہر اپنے اپنے دنگل حشمت شوکت پر متمکن ہوئے آخر کو بادشاہ لشکر گیا تھا یہ تخت پر بیٹھا
تھا تاج شاہی سر پر اور چتر جہان پناہی گردش میں تھا شمشاد جادو و صنوبر جادو و شہنگ زہر
آلود جادو یہ سب کے سب بھی حاضر ہوئے لاہور تیز گام نے حال ان سب کا بیان کیا اپنا دریا سے
سنگ چشمہ پر پہونچنا اور صنوبر جادو سے حقیقت حال اسکی سنکر ماہیان زہر آلود کو مارکر شمشاد
جادو کو چھڑانا اسکے بعد خود ان دونوں کی حفاظت کرنا شہنگ جادو کا برائے ملاقات ماہیان آنا
اور گرفتار ہوکر مطیع ہونا اور وہاں سے سب کا قلعہ ہفت جوش کی طرف آپکی تلاش میں چلنا یہاں آکر لشکر
سحر کوش کا دیکھنا اپنا علحدہ ہوکر فکر عیاری کرنا اور صہیب کا شرر افشان جادو پیکر شمشاد جادو کو رہا کرنا
سب بیان کیا شاہزادہ نے اپنے عیار کی پشت پر دست شفقت رکھا اور بہت کچھ انعام عطا فرمایا
شمشاد جادو و صنوبر جادو و شہنگ جادو کو حسب لیاقت خلعت عنایت کیا اسوقت تو دربار برخاست
ہوا اور ہر ایک اپنی اپنی بارگاہ میں جاکر سو رہا صبح کو پھر دربار آراستہ ہوا سب سردار جمع ہوئے شمشاد
جادو و صنوبر جادو و شہنگ زہر آلود جادو بھی حاضر ہوئے سلام کرکے اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے شاہزادہ
رفیع البخت کو ملکہ مروارید گوہر دندان کی جدائی کا ایسا صدمہ تھا کہ چہرہ متغیر ہوگیا تھا جی بیچین تھا
مگر پاس رسوائی سے ضبط کیے ہوئے تھے شاہزادہ نورالدہر نے فرمایا کہ یہ لڑائی جو ہوئی تو بینا اسکی
اور تھی اب ایک نامہ بادشاہ قلعہ کے نام لکھنا چاہیے مضمون نامہ یہ ہو کہ اے مواج آتش ریز جادو
اگر ہمکو راستہ نہ طاق پر جانیکا دے دو اور ہماری ملکہ مروارید گوہر دندان کو ہمارے سپرد کردو
تو ہمیں تمہارے ملک و مال و آئین سے کوئی سروکار نہیں ہے اور خلاف اسکے کیا تو انجام اچھا نہ ہوگا
ہم اس راستہ کو صاف کرتے ہوئے تمہاری حکومت کو مٹاتے ہوئے نہ طاق پر جاینگے حکم پاتے ہی دبیر
نامہ لکھکر تیار کیا شاہزادہ نورالدہر نے دستخط فرماکر نامہ صندل کی چوکی پر رکھوا دیا اور ایک جام
اور ایک تیغہ رکھکر فرمایا کہ ہے کوئی ایسا جو جواب اس نامہ کا لاوے یہ سنتے ہی پیران سرمست اپنے
دنگل سے کود پڑا اور جام پیکر تیغہ کرتے لگایا نامہ سر سے باندھا عرض کی غلام جاتا ہے اور جواب نامہ کا
لیکر حاضر ہوتا ہے یہ جرأت اسکی دیکھکر نورالدہر نے آفرین کی اور فرمایا کہ اے پیران یہ کام تمہارا نہیں
ہے بلکہ ساحر کا ہے اسلیے کہ قلعہ ہفت جوش کے گرد حصار سحر ہے اور اس حصار سے گذرنا بغیر سحر جانے
ہوسکے آسان نہیں جواب نامہ تو لینا درکنار قلعہ تک رسائی دشوار ہے پیران سرمست نے عرض کی

گرا ہی شہر یار نے بامداد اراب تو یہ غلام قصد کر چکا اگر اقبال حضور کا یاور ہی تو سواج آتش ریز نے جواب باصواب لیکر حاضر ہوتا ہون ورنہ نثار قدم مبارک پر ہو کر حق نمک سے ادا ہو جاؤنگا اور اب اس ارادہ کو ملتوی کرنے مین غلام کی سخت بدنامی ہی مردان عالم کہینگے کہ پیران نام سحر سنکر ڈر گیا اور ارادہ کو ملتوی کیا نورالدہر خاموش ہو رہے پیران سرمست بارگاہ سے باہر آیا اور پانچ سو سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب قلعہ ہفت جوش روانہ ہوا بعد جانے پیران سرمست کے شاہزادہ رفیع البخت نے لاہور تیز گام سے فرمایا کہ تم بھی جاؤ اور ہر کارون کو متعین کرو کہ وہ دمبدم کی خبر دیتے رہین یہ حکم پاکر لاہور تیز گام بھی روانہ ہوا اور ہر کارے بھی برائے خبر رسانی روانہ ہوے شمشاد جادو نے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو مین بھی حفاظت ایلچی کے واسطے جاؤن فرمایا کہ اگر جاتے ہو تو پوشیدہ طور سے جاؤ جسوقت کوئی بے عنوانی ظہور مین آئے تو ظاہر ہو کر لڑنا ورنہ خاموش رہنا یہ حکم پاکر شمشاد جادو بھی روانہ ہوا اور شاہزادہ بھی مسلح ہو کر منتظر ہوا کہ اگر کوئی خبر بد پاؤن تو جاکر اسیوقت فیصلہ جنگ کر لون انکو تو انتظار جواب نامہ مین چھوڑا جاتا ہی اور پیران سرمست کو جانب قلعہ روان کیا جاتا ہی اور

اب کچھ حال اہل قلعہ کا بیان ہوتا ہی

کہ جسوقت طبل بازگشت بجا تھا اور ملکہ صدف گہر ریز جادو داخل قلعہ ہوئی دیکھا کہ سواج آتش ریز جادو دوایک بیہوش پڑا ہی صدف گہر ریز نہایت پریشان ہوئی جب دیر تک اسکو ہوا دی گئی ہی پانی کے چھینٹے مارے ہین تو یہ ہوشیار ہوا کہا کہ مین کہان ہون صدف گہر ریز جادو نے سارا حال میدان جنگ کا بیان کیا کہ وہ ساحر مہیب فرستادہ خداوند نہ تھا بلکہ عیار رفیع البخت کا تھا اور ہمزاد تمہارا تمکو تو لے آیا بعد تمہارے چلے آنے کے بہت بڑی جنگ ہوئی شام کو طبل بازگشت بجا مین محال خیال سے مع لشکر اندر قلعہ کے چلی آئی سواج آتش ریز جادو نے کہا کہ تمنے بہت اچھا کیا ملکہ کہان ہی صدف گہر ریز جادو نے مرواریہ گہر دندان کو بلایا جسوقت ملکہ سامنے آئی تو منہ اپنا نقاب مین چھپائے ہوے تھی سواج آتش ریز جادو نے کہا کہ اسکو اپنی بدنامی و رسوائی کا ملال ہی اور ہمسے نہ رنجیدہ ہی اسوجہ سے روپوشی اختیار کی ہی بالفعل اسکو اسکی خالہ صدف خوش آب کے پاس قلعہ سیماب مین بھیجدو وہان اپنی بہن غلطان گہر ریز جادو کے ساتھ مین دل اسکا بہل جائیگا یہان کی حالت بھی اچھی نہین ہی ہر وقت ملک الموت کا خطرہ لگا ہوا ہی شمشاد جادو دشمن کا شریک ہو چکا ہی ایسا نہو کہ وہ بیابان شمشاد سے تیغ اور علم لاکر دشمن کے حوالے کر دے تو یہ قلعہ ایک روز مین مسمار ہو جائیگا اگر ہم نہ ہونگے تو اسی کی جان بیچ جائیگی اور یہان رہیگی تو پھر دشمن کے قابو مین آئیگی اور اگر جان ہماری دشمن کے ہاتھ سے بچ گئی تو پھر اسکو بلا لینگے صدف گہر ریز جادو نے کہا بہت مناسب ہی اور ملکہ کو چند جادوگرنیان ساتھ کر کے اس راستہ سے قلعہ سیماب کو روانہ کرو یا کہ جسکو سوا چند ساحرون کے اور کوئی نہین جانتا ہی یہ راستہ قلعہ ہفت جوش سے اندر ہی اندر قلعہ سیماب کو چلا گیا ہی اسکا ذکر بھی کسی وقت آئیگا کہ یہ راستہ کس انتظام سے بنایا گیا ہی غرضکہ بعد روانہ کرنے ملکہ مرواریہ گہر دندان کے سواج آتش ریز جادو نے دربار نہین کیا اور خوابگاہ مین جاکر

سورہ اسپنج کو اسنے بیابان شمشاد کی طرف چلنے کا قصد کیا تھا کہ المیاس جادو حاضر ہوا اور عرض کی کہ مخبر خبر لایا ہے کہ دشمن
نے ایلچی روانہ کیا ہے اور وہ پانچ سو سواروں سے اسطرف آتا ہے مجھے کیا حکم ہوتا ہے راہ دوں یا باہر حصار کے سر کاٹ لے
دوں متواج آتش ریز جادو نے کہا کہ اگر ایلچی تنہا آنا قبول کرے تو اُسے لے آنا ورنہ اندر حصار کے نہ آنے دینا یہ
حکم پاکر المیاس جادو قریب حصار کے آیا اور منتظر ہوا کہ یکایک جانب صحرا سے گرد اڑی اور پیران سرمست
پانچ سو سپر پوشوں سے قریب دیوار المیاس کے آکر پہونچا دیکھا پیران سرمست نے کہ ایک حصار المیاس
گرد قلعہ کے کھنچا ہوا ہے اور دروازہ نہیں ہے بس اپنے گرز اپنا سنبھالا اور آگے کے ساتھ ہی دیوار پر وار کیا گرز
اُچٹ گیا اور دیوار پر کوئی اثر نہ ہوا اور آواز قہقہہ کی آئی اور یہ سنائی دیا کہ اس مقام پر گاؤ زوری
نہیں چلتی ہے اگر کوئی پیام لائے ہو تو بیان کرو پیران سرمست نے جواب دیا کہ عورتوں کی
طرح پردے میں سے کیا بات کرتا ہے اگر سامنے آکر گفتگو کر تو جواب دیا جائے یہ سنتے ہی دیوار
میں سے ایک چہرہ آدمی کا نمودار ہوا اور اُسنے کہا کہ لو سامنے آگئے ہیں بیان کرو پیران سرمست
نے کہا کہ میں ایلچی ہوں شاہزادہ زمان رفیع البخت نوجوان کا اور نامہ اُنکا حاکم قلعہ کے پاس
لایا ہوں اُس چہرہ نے جواب دیا کہ اگر تنہا آنا چاہو تو ممکن ہے ورنہ پلٹ جاؤ پیران سرمست نے کہا
کہ میں تنہا بھی لاکھوں پر بھاری ہوں اور تمہاری طرح ڈرتا نہیں ہوں یہ سنتے ہی چہرہ تو دیوار میں
پنہاں ہوگیا اور ایک تڑاقا ہوکر دیوار بیچ سے شق ہوئی پیران سرمست نے اپنے ہمراہیوں سے
کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو میں جواب نامہ لیکر آتا ہوں یہ سنکر سب ٹھہر گئے اور پیران اندر حصار کے
داخل ہوا ساتھ ہی پیران کے ایک آہوے صحرائی جست کرکے اندر حصار کے پہونچ گیا اور ایک طائر
بھی داخل قلعہ ہوا المیاس جادو سمجھا کہ طائر بھی کوئی جنگلی ہے اور ہرن پیران کا پالو ہوگا اُسنے پھر
دیوار کو برابر کردیا پیران سرمست قلعہ ہفت جوش میں داخل ہوا یہ قلعہ عجیب صنعت کا بنا ہوا
ہے حال اسکا مفصل بروقت افتتاح معلوم ہوگا مجملاً یہ ہے کہ سات گنبد آتشین بنے ہوئے ہیں اور
گردا گرد ہر گنبد کے ایک دریا موجزن ہے بیچ میں ایک بہت بڑا گنبد ہے شمسہ اُسکا مانند آفتاب کے تابندہ ہے
گرد اسکے بھی دریا ہے اور ایک پل اسطرح کا بنا ہوا ہے کہ جیسے دو کڑیاں منہ ملائے ہوے بیٹھی ہوں جبکہ ہی
پیران قریب اُس پل کے پہونچا چند ساحر قلعہ سے باہر آئے اور پیران سرمست کو استقبال کرکے
اندر قلعہ کے لیگئے جسوقت پیران قلعہ میں داخل ہوا دیکھا کہ متواج آتش ریز جادو تخت پر بیٹھا
ہوا ہے تاج اسکے سر پر ہے ارا کین دولت جمع ہیں تمام دربار ساحروں سے مملو ہے ہر ایک جھولی تبر
کی لگائے ہوئے قشقے کھینچے ہوئے تلک دیے ہوئے اپنے اپنے ڈنگل پر بیٹھے ہوئے ہیں پیران سرمست
نے آواز دی کہ جو شخص تم میں سے وحدانیت پروردگار اور رسالت احمد مختار کا قائل ہو اسپر میرا
سلام ہے ان ساحروں نے تو جواب نہیں دیا مگر غیب سے علیکم السلام کی آواز آئی پیران سرمست کے
واسطے متواج آتش ریز جادو نے ڈنگل بچھوا دیا تھا پیران آکر ڈنگل پر بیٹھا اور پکار کر کہا نامہ دار ہوا متواج نے
نامہ طلب کیا پیران نے آداب نامہ کے بیان کیے اور کہا کہ بغیر اسکے نامہ نہیں دیا جا سکتا اسلیے کہ یہ نامہ اُس شخص کا
ہے جو باپ تھا صاحبقران عصر کا اور پوتا صاحبقران اول کا ہے اور خود بھی صاحبقران ہے متواج آداب نامہ بجا لایا
اور نامہ لیکر پڑھا جسوقت مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو ارا کین دولت سے مشورت کی کہ کیا جواب لکھا جاسکے

وزیر نے یہ راے دی کہ ایلچی کو رہنے کے واسطے مکان عنایت کیجیے کہ وہ جاکر آرام لے اور جواب نامہ کا
سوچ سمجھکر دیا جائیگا مواج آتش ریز جادو نے پیران سے کہا کہ ہم ابھی کچھ نہین کہہ سکتے جواب ملنے مین
دیر ہوگی آپ کو تکلیف ہوگی بہتر یہ ہے کہ دوسرے مکان مین اسباب راحت مہیا کردیا جاے آپ آرام کیجیے
اور ہم غور و فکر کرنے کے بعد جواب نامہ کا دینگے پیران نے کہا کہ ہم لوگ جبتک کام اپنا اختتام کو نہین پہونچا
لیتے ہین کمر نہین کھولتے ہین اگر آپ کو سوچنا سمجھنا ہی تو سوچ لیجیے مین یہین بیٹھا ہون جسوقت جواب مل لیگا
تو یہان سے اُٹھونگا ورنہ اپنے آقا کے سامنے جاکر کمر کھولونگا مواج آتش ریز جادو مجبور ہوا اور
خود اُٹھکر علحدہ ہو گیا مشیرون کو جمع کرکے صلاح کی کہ کیا جواب دیا جاے اسوقت وہ آہو صحرائی جو
ہمراہ پیران سرمست کے اندر حصار کے چلا آیا تھا وہ ساتھ ساتھ ملکہ صدف گہر ریز جادو کے اس
مقام پر موجود تھا اور طائر بارگاہ مین بیٹھا ہوا پیران کی طرف دیکھ رہا تھا ان دونون جانورون کا
حال آگے بڑھکر معلوم ہوگا اسکا حاصل یہ راے قرار پائی کہ تین روز کی مہلت جواب کے واسطے طلب
کیجاے اور ایلچی کو رخصت کردیا جاے رفیع البخت منتظر جواب کے رہینگے آپ چلکر بیابان شمشاد
تیغہ اور علم لے آئیگا اُسکے بعد جواب جنگ کا بھیجیگا پھر اگر رفیع البخت لڑینگے تو کیا کرینگے
یہ تمام باتین اُس آہو نے سنین جبکہ مجلس شورہ برخاست ہوئی بادشاہ پھر دربار مین آیا ملکہ صدف
گہر ریز جادو بھی آئی آہو ملکہ کے ساتھ ساتھ آیا کبھی اِدھر دیکھتا تھا کبھی اُدھر ملکہ سمجھی کہ یہ پیران کا
آہو ہی الغرض یہی جواب پیران سرمست سے بیان کیا گیا کہ ہم آج کے تیسرے روز جواب دینگے
پیران سرمست نے کہا کہ یہی نامہ کی پشت پر لکھ دیجیے مواج آتش ریز جادو نے جواب پشت
نامہ پر تحریر کردیا کہ یا آج کے تیسرے روز دروازہ قلعہ کا کھلیگا اور تمکو راستہ شہ طاق جانے کا دیدیا
جائیگا اور یا طبل جنگ بجیگا جواب نامہ کا سمجھ لیجیے گا پیران سرمست قلعہ سے باہر آیا اور قریب حصار
طلسمی پہونچا الماس جادو نے راستہ دیا اِدھر تو پیران سرمست قلعہ سے باہر آیا ساتھ ہی طائر بھی روانہ
ہوا اور آہو بھی جست و خیز کرتا ہوا باہر قلعہ کے نکلا یا دیکھا پیران سرمست نے کہ آہو جست و خیز کرتا ہوا چلا
جاتا ہی وہان شاہزادہ رفیع البخت نے ہرکارون کی ڈاک بٹھا دی تھی برابر خبرین پہونچ رہی تھین
یہانتک کہ حصار کے وا ہونے کی خبر اور پیران سرمست کا تنہا اندر قلعہ کے جانا بیان کیا اسکے بعد
کوئی خبر نہ ملی ہرکارون نے عرض کیا تھا کہ ہم اندر حصار کے نہ جاسکے جو اور خبر بیان کرتے شاہزادہ متردد
تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی پیران تنہا گیا ہی نہین معلوم شمشاد جادو کہان ہی اور لاہور تیز گام کیا کر رہا ہی
اتنے مین طائر اُڑتا ہوا آیا اور زمین پر لوٹ کر ہیئت انسانی پیدا کی دیکھا کہ شمشاد جادو ہی فرمایا کیا
خبر ہے شمشاد جادو نے عرض کی کہ اے شہریار واقعی مین آپ کے رفیق نے سحر جاننے پر ایسی لاجواب
ایلچیگری کی ہی کہ اگر ساحر بھی ہوتا تو اس رعب و داب کے ساتھ جواب نامہ کا نہ لاسکتا دیوار پر کمند مارنا
اور آواز قہقہہ چہ طعنہ زن ہونا تنہا آنے کی درخواست پر یہ جواب دینا کہ ہمین کسی کا اندیشہ سوا اُس
پروردگار کے نہین ہی نہ ہم مرنے کو ڈرتے ہین اُسکے بعد تنہا داخل حصار ہونا اور دینا طائر بنکر ساتھ
پیران کے اندر حصار کے جانا پھر مواج سے گفتگو کا ہونا اور آداب نامہ ادا کرنا مہ دینا یہ سب
بیان کیا شاہزادہ بہت خوش ہوا شمشاد جادو کی بھی نہایت تعریف کی کہ تم بھی خوب اندر حصار کے

داخل ہوئے اُسکے بعد سرداروں کو برائے استقبال پیران سرمست روانہ کیا قمقام شیرزور اور
گرد اور سرکش دیو برائے استقبال گئے اور پیران کو نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ اندر بارگاہ کے لا
پیران نے آکر سلام کیا اور جواب نامہ دیا رفیع البخت نے آفرین کی اور جواب نامہ پڑھکر خاموش
ہورہے کہ آج کے تیسرے دن حال معلوم ہوگا اتنے مین مہتر لاہور تیزگام آکر پہونچا اور شاہزادہ
رفیع البخت سے کہا کہ جبتک جواب نامہ آئے آپ شہنشاہ جادو کے ساتھ چلکر بیابان شہنشاہ و
تیغہ قتل معراج اور علم باطل سحر حاصل کیجیے سواروقت جواب جنگ ملا تو کیا کیجیے گا کہ قضا اُسکی سوا
اُس تیغ کے ممکن نہین ہی رفیع البخت نے فرمایا یہ خلاف ہے چاہیے حال دوستی و دشمنی کا نہ معلوم ہوا شوکت
کوئی انتظام کرنا چاہیے لاہور تیزگام نے کہا اگر اسکے خلاف کیجیے گا تو زندگی کٹھن ہوجائیگی وہان بھی مشورہ
ہوا تھا کہ تین روز کی مہلت طلب کرکے دشمن کو غافل رکھنا چاہیے اور بیابان شہنشاہ مین چلکر تیغہ اور
علم لے آنا چاہیے فرمایا یہ خبر تمنے کیونکر دریافت کی لاہور تیزگام نے عرض کی کہ مین نے اپنے کانون سے سنا
اور مین اُس مجلس شورہ مین شریک تھا جسوقت پیران سرمست کو تنہا آنے کی اجازت ہوئی تو مین پریشان
ہوا کہ اندر قلعہ کے رسائی ناممکن ہی پس مین نے صورت اپنی آہو صحرا کی بنائی اور ساتھ پیران کے اندر
حصار کے داخل ہوا لوگون نے جانور کے دھوکے تعرض نہ کیا اور مجکو جانے دیا جسوقت معراج آتش ریز
جادو پیران کو بارگاہ مین بٹھاکر اپنے مشیرون سے صلاح کرنے گیا ہی تو مین بھی آہو بنا ہوا وہان پہونچا اور
یہ سب باتین سنین رفیع البخت اس کی عیاری پر وجد کرنے لگے اور شہنشاہ جادو نے عرض کی کہ مہتر جی
تم تو ساحرون سے بھی بڑھ گئے ہم بھی طائر بنکر اندر حصار کے داخل ہوے تھے اور پیران سرمست کی حفاظت
کیا کیے مگر تمنے پوشیدہ باتون کو خوب سُنا رفیع البخت نے لاہور تیزگام کو خلعت عنایت کیا اور شہنشاہ جادو
نے عرض کی کہ اے شہریار اب مجھے اجازت ہو کہ مین جاکر بیابان شہنشاہ کی نگرانی کرون ایسا نہو کہ بادشاہ
قلعہ وہان پہونچ جائے اور حصار کو توڑکر تحفوں پر قبضہ کرلے تو پھر ان چیزون کا قبضہ مین آنا سخت دشوار
ہوجائیگا فرمایا کہ مین چلتا ہون شاہزادہ نور الدہر کو مع لشکر اسی مقام پر چھوڑا اور آپ چالیس ہزار
سوار اپنے ہمراہ لیکر مع لاہور تیزگام و شہنشاہ جادو جانب بیابان شہنشاہ روانہ ہوئے وہان معراج
آتش ریز جادو پہلے ہی روانہ ہوگیا تھا اب انکو تو جانب بیابان شہنشاہ روانہ رکھا چاہتا ہون اور اب

چند کلمہ داستان شوکت بیان جلالت عنوان شاہزادہ سکندر رستم حشمت عالی شان کے تحریر ہوتے ہین

شناوران دریاے سخندانی و طی کنندگان راہ خوش بیانی اس داستان فیروزی نشان کو یون تحریر کرتے
ہین کہ جسوقت سکندر رستم خو کوہ تفریق کی بائین جانب سے ہوتے چلے تو مرکب کو اور سلسلہ شروع
کیا کہ تو اس پانی کی روانی کو پیچھے چھوڑ دے اور اسقدر تیز چل کہ موجون کی صفین پیچھے رہجائین
مین بھی انتہا اس دریا کی دیکھنا ہی کہ آخر یہ کہان تک بہتا ہوا گیا ہی اگر کسی مقام پر مرکب کنارہ کیطرف
پھر نکلتا تھا تو اشارے سے باگ کے پھر اُسکو دھارے پر لے آتے تھے اور کہتے تھے کہ جادہ
الگ نہ ہواب ہمارا ساحل وہین ہی جہان پر یہ دریا تمام ہوا ہوگا مرکب کلائیان اسقدر تھک گیا
ہاتھ پانون چھوڑ دیے بیدم ہوگیا سکندر رستم خو نے کہا کہ کچھ پروا نہین ہی اگر منزل دور ہی

اور قفط انہ دیکھ ہے تو یہی موجین تختہ تابوت بہا لینگی اور تا بہ ملک عدم پہونچا دینگی اور لاش ہماری
جاکر سر اور دریا کا دیکھہ آئیگی اسی حالت مین اگر کوئی جانور آبی حملہ کرنے کے قصد سے سامنے
آیا تو تلوار ماری کہ سر اُسکا قلم ہوا سیکڑون نہنگ ہزارون سونس اور گھڑیال وغیرہ مارڈالے
اب دیکھا تو پاٹ دریا کا چوڑا ہوتا جاتا ہے اور روانی کم ہوتی جاتی ہے اسی حالت مین آفتاب غروب
ہوا اور ماہتاب طلوع ہوا ایک چادر نور بہتی اور دوسری چادر سفید بچھہ گئی اب جو شاہزادہ سکندر
رستم خو نظر کرتے ہین تو کسی طرف کنارہ نہین معلوم ہوتا چارجانب ایک عالم ہے کہ دفعتًہ ایک
سمت روشنی سی نظر آئی اور آواز ساز اُنکے کان مین آئی دیکھا کہ ایک بجرہ مثل عروس کے
آراستہ ہے اور اسپر نازنینوں کا ہجوم ہے سب ملکر گا رہی ہین گانے کی تاثیر سے جانوران آبی سطح آب پر
اُبھر آئے ہین اور سننے مین محو ہین موجین انکو بہا کر اُس بجرے کی طرف لیچلین یکایک اُن نازنینون کی
نظر سکندر رستم خو پر پڑی دیکھا کہ ایک چاند آسمان پر ہے اور دوسرا دریا مین جلوہ گر ہے کسی نے
کہا کہ کچھ تو نہین ہے کوئی بولی کہ نہین خود عیب کلف ہے اُسکا عکس کیونکر ایسا ہو سکتا ہے دیکھو تو کہ
اُسکے چہرے کی تجلی چاندکی روشنی کو ماند کررہی ہے جو عورت ان سب کی افسر تھی اُسنے جلد ہی سے
جال مارا کہ حلقے اُس کے دراز ہوکر گلے مین سکندر رستم خو کے اُتر آئے بس اُسنے جال کو کھینچا شاہزادہ
مع مرکب کھنچا ہوا قریب اُس بجرے کے آگیا اُس عورت نے بجرے کے اوپر کھینچ لیا اور پوچھا کہ اے
ماہ شب حسن و جمال تیری یہ کیا حالت ہے کسطرح اس دریا سے مواج مین کشتی تیری طوفانی ہوئی شاہزادہ
نے فرمایا کہ یہ اتفاقات ہین زمانے کے مین سوداگر ہون مال تجارت لیے ہوے جانب شہ طاق
جارہا تھا جبسر آنہی پر پہونچکر طوفان آیا اور کشتی میری تباہی مین پڑی جہاز شکستہ ہوگئے مین غرق
ہونے کو تھا کہ یہ مرکب میرا بہتا ہوا میرے قریب سے گذرا مین بال اسکی پکڑکر پشت مرکب پر
سوار ہولیا یہانتک کہ بہتا ہوا اس مقام پر آکر پہونچا اب یہ بتاؤ کہ تم کون ہو جو عورت ہوکر مجھہ ایسے
مرد جوان قوی ہیکل کو جال مین کھینچکر اوپر بجرے کے لے آئین اُس عورت نے ہنسکر کہا کہ نام میرا
گرداب دریا نشین جادو ہے حاکم قلعہ سیماب کی جانب سے راہ دریا کی محافظ ہون فرمایا کہ یہ دریا
کہانتک ہے گرداب دریا نشین جادو نے کہا کہ نادان دریا کی حد سمندر رنگ اور حد اسکی کہان اور جسقدر
شہر راہ مین ہین اُنمین ہوکر گذرا ہے چنانچہ شہ طاق کو بھی گیا ہے سکندر رستم خو نے کہا کہ تاجر اسطرف
سے جاتے ہون گے گرداب جادو نے کہا کہ اسطرف سے تو سوچین بھی آگے نہین جاسکتین
انسان یا حیوان کیا جان رکھتا ہے جو اسطرف سے گذرے اور سلامت نکل جاے آپ ایسے صاحب
اقبال تھے کہ اُس طوفان سے تباہ ہوکر اس گرداب مین پھنسے تھے لیکن یہان بھی بچ گئے کہ مجکو حال پر
آپکے اور اس سن و سال پر رحم آگیا جو دریا سے نکال لیا اور جہان کہیے گا وہان پہونچا دیا جائیگا
ورنہ میرے بجرے تک بھی نہ پہونچنے پاتے کہ لقمہ دہان گور ہو جاتے یہ سرحد ہے طلسم سیماب کی اس
آگے کوئی نہین جاسکتا بعد ان باتون کے سکندر رستم خو نے ستم پاندھکر کپڑے نچوڑے
اور خشک کیے گرداب جادو نے اور لباس فورًا انکے جسم کے لائق منگوا دیا مگر شاہزادہ نے اپنا ہی
لباس پہنا قبول فرمایا اور اُس بجرے مین بیٹھے گرداب جادو سے فرمایا کہ کیا تم مجھپر عاشق ہوئین جو اسقدر

تو جب پھر سے حال پر ہوئی گرداب جادو نے کہا کہ کیا خوب آپنے دنیا بھر کی عورتوں کو آوارہ جو
سمجھ لیا ہے ہاں سچ ہے دنیا میں نیکی کا ثمرہ بدی ہوتا ہے یہ اُسکا نتیجہ ہے جو مین نے دریا سے نکالا جو
عورت مرد کے ساتھ سلوک کرے یا مرد عورت کے ساتھ تو اُسکو عیب لگاوے سکندر رستم خو
اس گھات میں ہیں کہ قابو پاؤن تو اسکو اسی دریا میں ڈبو دون کہ یہ کافرہ ہے اور گرداب جادو
گو کافرہ ہے لیکن نہایت نیک عورت ہے دل میں سوچ رہی ہے کہ اسے کسطرح اس سرحد سے نکالدون
اور بادشاہ کو خبر نہونے پاوے کہ یکا یک ایک پرچہ کاغذ کا گرداب دریانشین کی گود میں گرا گرداب
دریانشین نے پرچہ کو اُٹھا کر پڑھا لکھا ہوا تھا کہ کیا ہمنے تجھے اسیواسطے نگہبان راہ دریا مقرر کیا تھا
کہ تو دشمن ہی کو جگہ دے جسکو تو نے دریا سے نکالکر کشتی پر بٹھا رکھا ہے یہی دشمن ہمارا سکندر رستم خو ہے بہتر یہ ہے
کہ اسے جلد ہمارے پاس روانہ کر اور اسکے بعد عیار اسکا آتا ہو گا اُسے بھی گرفتار کرکے بھیجدینا یہ حکم [illegible]
جادو کا دیکھتے ہی رنگ گرداب جادو کا اُڑ گیا کہ راز ظاہر ہو گیا ایسا نہ ہو کہ دیر ہونے میں عتاب آجائے بس
اسنے سکندر رستم خو سے کہا کہ مین تو جانتی تھی کہ تو غریب تاجر ہے اب معلوم ہوا کہ وہ باتیں تیری فریب
آمیز تھیں تو سکندر رستم خو ہے حکم بادشاہ کا تیری گرفتاری کے واسطے صادر ہوا ہے اب مین مجبور ہون
یہ کہکر آواز دی کہ اسے خرچنگ جادو اس قیدی کو خدمت مین بادشاہ کی پہنچا بس یہ کلمہ اسکی
زبان سے نکلا تھا کہ ایک کیکڑا دریا سے نمودار ہوا اور قریب آکر سکندر کو نگلنے کا قصد کیا شہزادہ
نے گرز اسکے سر پر مارا یہ وہ ضرب تھی کہ جسنے جسر آہنی کی چولیں ڈھیلی کر دی تھیں مگر سر خرچنگ
جادو پر کوئی اثر نہوا خرچنگ سکندر رستم خو کو نگل کر تہ نشین ہو گیا بعد گرفتار بلا ہونے سکندر کے
گرداب دریانشین کو نہایت ملال ہوا کہ الزام بھی آیا اور اُس بیچارہ کی جان بھی گئی اب یہ انتظار
عیار میں بیٹھی ہے کہ وہ آوے تو اُسے بھی گرفتار کرکے خدمت مہتاب جادو میں روانہ کر دون مگر
حال مہتر سیارہ کوچک کا سنیے کہ یہ کشتی اُڑائے ہوئے چلا آتا ہے ہر مقام پر پوچھتا جاتا ہے جس وقت قریب
سرحد سیماب کے پہونچا اور یہان پاٹ دریا کا اسنے چوڑا دیکھا کسی مقام پر غول گھڑیالون کے نظر آئے
کہین حبابون کی فوج دکھائی دی اگرچہ سن سیارہ کوچک کا بہت کم ہے لیکن عقل کا پتلا ہے اور
نہایت چالاک ہے اسکو خیال گذرا کہ ایسا نہو یہ مقام طلسم بند ہو اور تو گرفتار بلا ہو جاوے تو رہائی
دشوار ہو جاوے گی کہ غیر ملک کی سرحد ہے کوئی جاننے والا نہ پہچاننے والا بس اسنے اسی کشتی پر بیٹھے
بیٹھے صورت اپنی ایک جوگن کی بنائی اور کشتی کو اُڑاتا ہوا ہر چہار طرف کی سیر کرتا ہوا چلا اسکو بھی
بجرہ گرداب دریانشین کا نظر آیا دیکھا کہ بجرہ نہایت آراستہ ہے عورتیں حسین حسین اُسپر بیٹھی ہیں گا رہی
ہین اور سیر دریا کر رہی ہین بس یہ اپنی کشتی کو اُڑاتا ہوا اُس بجرے کے قریب لایا نظر جو گرداب دریا
نشین جادو کی پڑی دیکھتی کیا ہے کہ ایک جوگن نہایت حسین کشتی پر سوار کھن الاپتی ہوئی چلی آتی ہے
صدا کلیجے کے پار ہوئی جاتی ہے خود بھی جھوم رہی ہے اور جانوران آبی کی [illegible]
کر رہا ہے جانور تو پھر ذی روح ہین داخل ہین فوج کی فوج حبابون کی کشتی کے [illegible]
آتی ہے اور موجین آمیزش [illegible] مین اس کشتی کے پیچھے چلی آتی ہین [illegible] دیکھکر [illegible]
قفل بھی محو ہو گیا جوگن کی نہار [illegible] شیدا ہو گئی پکاری کہ اے کنیز ساحری [illegible] کون [illegible]

اور کہا سے آئی ہو اور کسطرف جانے کا ارادہ رکھتی ہو اس سن مین کسپر جوگ لیا جوگن نے کہا کہ تم کو کیا
بتاؤن کہ کہا سے آئی ہون اور کہان جاؤنگی حال میرا قابل بیان نہین ہے غزل

نہ بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون
میں موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون

اہ آہ و نالہ مجھ سے نہیں بجا چھپانا [illegible] مین
بچھڑا ہون کاروان سے سافر جریدہ ہون

مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد
جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

یہ کہتی ہوئی قریب آئی اور بجرے سے کشتی کو ملا دیا گرداب دریانشین نے اسکو ہاتھ پکڑ کر اپنے بجرہ پر
چڑھا لیا اور کشتی کو بجرے سے باندھ دیا اور جوگن سے اصرار کرکے کہا کہ مجھسے حال اپنا نہ چھپاؤ مین
دوست ہون دشمن نہین ہون یہ سنکر جوگن نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ مین ایسے والی
ملک زرنگار کی ہون ماں باپ میرے صغر سنی مین انتقال کر گئے مین بے وارث و والی کی ہو کر اپنے
حال زار پر بہت روئی اسوقت خداوند اکوان تاجدار خواب مین تشریف لائے اور ساتھ انکے خداوند
لقا بھی تھی خداوند لقا نے مجھے بہت تسلی دی اور کہا کہ اب تم اس خداوند موجودہ کے نام پر جوگ
لو اور زندگی اپنی اسیطرح گزار دو یہ حکم انکا سنکر مین نے بدل منظور کیا خداوند لقا تو غائب ہو گئی اور
مین شیفتہ جمال خداوندی ہو گئی آنکھ جو کھلی تو مین نے بستر کو اپنے خوشبو پایا اور ایک قلم شراب کی
سرہانے رکھی ہوئی ملی اسپر مہر خداوند نہ طاق کی تھی جسوقت مجھے بھوک یا پیاس معلوم ہوتی ہے
اس قلم سے شراب تھوڑی سی پی لیتی ہون بھوک پیاس جاتی رہتی ہے اور ایک مزے کا سرور حاصل
ہو جاتا ہے وہ قلم اسوقت جسقدر خالی ہو جاتی ہے بعد تھوڑی دیر کے پھر بھر جاتی ہے یہ سنکر
گرداب دریانشین کو اس قلم شراب کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا کہا ہی جوگن تم تو لائق پرستش ہو اور پیاری
بی بی ہو خداوند کی ذرا مجھے بھی اس قلم شراب کی زیارت کرا دو اور ہرگز ذرا سی چکھا دو کہ میرا
مرتبہ بھی زیادہ ہو اور دوزخ کی آنچ مجھپر حرام ہو جائے جوگن نے کہا کہ اچھا مجھے اس مین کوئی
عذر نہین ہے اسلیے کہ وہ شراب پینے کے کم نہین ہوتی علاوہ اسکے تقاضا نوش کرنے سے
شراب اگر کم بھی ہو جائیگی تو کیا تردد ہے کہ اب مین خدمت مین خداوند نہ طاق کی جا رہی ہون
مگر اپنا منہ اس شراب کے قابل سمجھ لو یہ وہی عورت پی سکتی ہے جو پاک دل ہو اور پاک نظر ہو اور
پاکدامن ہو نا محرم مرد کو اسنے کبھی بدنظر سے نہ دیکھا ہو ورنہ یہ شراب شعلہ آتش کا کام کریگی
مجھسے اکثر عورتون نے مانگی ہے مین نے انکو پلائی جنکی نیتین پاک تھین اور صاحب عصمت
تھین انکے تو چہرون پر نور آ گیا اور جنکی نیت مین خامی تھی وہ سیاہ رو ہو گئین گرداب
دریانشین نے کہا کہ اسوقت تک تو نیت میری پاک ہے آیندہ کا حال نہین معلوم یہ سنکر
جوگن نے قلم شراب کی نکالی اور جام کو پانی سے لبریز کرکے ایک قطرہ اس مین ڈال دیا سارا
جام پانی کا جسمین ملا ہوا اس ایک قطرہ شراب کے ڈالنے سے ایسا رنگین ہوا خون کبوتر ہو گیا بس جام
گرداب دریانشین کے آگے رکھا یا گرداب دریانشین اس کو تبرک سمجھ کر بڑے
شوق کے ساتھ پی گئی اور جسقدر عورتین کہ بہت ساں موجود تھین منتظر جوگن کا دیکھنے لگین جوگن
کہا کہ لو تم بھی پیو انھون نے کہا کہ آپ ہمین کیون دیجیے گا کہ ہم بھی کوئی وقعت اور عزت

مہتر سیارہ کو چنگ نے کہا کہ تم صرف اتنی خبر لادو کہ شاہزادہ قتل ہو گیا یا گرفتار ہے اور اگر قید ہے تو کس
مقام پر قید ہے تاکہ تدبیر رہائی کی جاسکے گرداب جادو دریا نشین نے کہا کہ بہتر اور اپنی کنیزوں کو باجازت
سیارہ چہرہ ہوشیار کرکے اپنا مطیع اسلام ہونا بیان کیا ان سب نے بھی اطاعت دین اسلام اختیار
کی اب گرداب دریا نشین نے مہتر سیارہ کو ان عورتوں کی حفاظت میں دیا اور آپ یہاں سے
قلعہ سیماب کی جانب روانہ ہوئی اسکو تو راہ میں چھوڑ رہئے و پیچھے سرکب پہونچتی ہے اول حال شاہزادہ
سکندر رستم خو کا سنئے کہ انکو جو سرطان بحری یعنی خرچنگ جادو نگل کر روانہ ہوا تھا
تو اسنے لیجا کر سامنے سیماب جادو کے اوگل دیا دیکھا سکندر رستم خو نے کہ سامنے تخت پر ایک
بادشاہ بیٹھا ہے گرد و پیش امرا اور روساء کا مجمع ہے اراکین دولت جمع ہیں سیماب جادو نے سکندر
کیطرف دیکھ کر کہا کہ اسطرف تم اتفاقیہ بہتے ہوئے آگئے اور میری سرحد میں پہونچکر گرفتار ہوئے
لہذا بہتر و لازم یہ ہے کہ تم اطاعت خداوندا لقوان تاجدار کی اختیار کرو اور علاوہ نہ طاق کے
جہاں جی چاہے چلے جاؤ تو میں تم کو رہا کردوں ورنہ زندگی بھر زندان مصیبت میں گرفتار رہو گے
کبھی رہائی نصیب نہ ہوگی اور جو رہا کرنے کے ارادہ سے آئیگا وہ بھی اسیر بلا ہوگا شاہزادہ
سکندر رستم خو نے فرمایا کہ میرا قصد بھی نہ طاق پر جانے کا تھا خوب معلوم ہوا کہ یہی راستہ طلسم
نہ طاق کا ہے میں انشاء اللہ اسیطرف سے نہ طاق پر جاؤنگا اور لقوان تاجدار کو مارونگا کہ اس
کافر نے بہت سے بندگان خدا کو برگشتہ کر رکھا ہے اور تو مجھے کیا قید کر سکیگا اگر میری قسمت میں
رہائی ہے تو رہا ہو کر تیرے قلعہ کو مٹاتا ہوا نہ طاق پر جاؤنگا اور اگر مدت عمر کی سپری ہو چکی مارا جاؤنگا
یہ کلمات سخت و درشت سنکر سیماب جادو کو نہایت غصہ آیا کہا احکام پیرزال کاہنہ سے مجبور ہوں
ورنہ تجھے ابھی قتل کرتا خیر لیجاؤ اور اسے قید کرو جب عیار اسکا گرفتار ہونے آئیگا تو دونوں کو ساتھ قلعہ
کے باہر لیجا کر قتل کرینگے داروغہ زندان سکندر رستم خو کو لیکر زندان کیطرف روانہ ہوا سیماب جادو
نے دفتر پرچہ احکام پیرزال کاہنہ کا اٹھا کر دیکھا لکھا تھا کہ بعد گرفتار ہونے فتاح قلعہ کے عیار اسکا
آئیگا اور گرداب دریا نشین کو فریب دیکر اپنے مذہب میں لائیگا اسکے بعد گرداب جادو
برائے رہائی سکندر آئیگی یہ دیکھتے ہی سیماب جادو نے پرچہ کو صندوقچہ میں بند کر دیا
اور آپ منتظر گرداب دریا نشین جادو کا ہوا کہ آئے تو اسے بھی گرفتار کروں کہ یکایک
گرداب دریا نشین جادو آئی سیماب جادو نے پوچھا کہ تو میری حد کو چھوڑ کر کیوں اسطرف
آئی اسنے کہا ایک خبر تازہ لائی ہوں سیماب جادو ہنسا کہ دیکھوں کیا فقرہ کرتی ہے کہا بیان کر اسنے
کہا کہ مجھو یہ خداوند ہماری سرحد میں تشریف لائی ہیں اگر ارشاد ہو تو انکو لیکر حاضر ہوں تاکہ آپ بھی
زیارت سے انکی مشرف ہوں سیماب جادو نے کہا او نمک حرام تو مجھکو فریب دینے آئی ہے کوئی
باندھ لو اسکو بس یہ سنتے ہی گرداب جادو تھر تھرانے لگی اور ایک ساحر نے اسکی مشکیں باندھکر
باندھ لیں نکلا زبا پہرے دیا سیماب جادو نے کہا کہ تو نے اطاعت دین اسلام قبول کی اور فکر
رہائی سکندر میں آئی تھی اور وہ تاعیار آگیا تیرے مجرے پہ بیٹھا ہے دیکھ اسے بھی بلواتا ہوں
یہ کہکر خرچنگ جادو کے پاس کہلا بھیجا کہ اب تم کو دریا کا انتظام دیا گیا گرداب جادو نے

سازش کی تھی اُسنے قید کر لیا ہے جسے پر گرداب جادو کے عیار سکندر کا موجود ہو جلد اُسسے بھی
خدمت مآب دولت و اقبال میں حاضر کرو جسوقت یہ حکم محکم پاس شہر چنگ جادو کے پہونچا
اسنے سطح آب پر اُبھر کر سیارہ کو چاک کو نکال لیا اور خدمت بادشاہ مین حاضر کیا اور
بادشاہ نے کہا او ناہنجار تو بڑا مکار ہے تجھے بھی تیرے آقا سے ملائے دیتا ہون یہ کہکر
سیارہ کو چاک کو بھی زندان مین بھجوا دیا یہ سب ایک ہی زندان مین اسیر بلا ہوئے
اب سیماب جادو نے پھر پرچہ احکام بہزالہ کاہنہ کا دیکھا کہ انکو قتل کرڈالون یا زندہ اسیر
رکھون لکھا تھا کہ اگر یہ تین روز کے بعد قتل کیے جاینگے تو رہا ہو جائینگے مدد انکی غیب
سے پہونچیگی اور اگر قید رکھے جاینگے تو رہا ہو جاینگے انکا گرفتار ہونا نہ ہونا برابر ہے اسلیے
کہ یہ فاتح قلعہ سیماب ہین جہانتک ہو سکے یہ آشتی کا کام نکال یہ دیکھ کر سیماب جادو
نہایت پریشان ہوا پرچہ کو پٹک دیا اور رو رہا ہے فکر مین غرق ہوا کہ اب کیا تدبیر کرون اگر
دوستی انسے کرتا ہون تو خداوند کے حکم سے خلاف کرنا ہے اور اگر پابندی حکم خداوند کرتا ہون
تو پرچہ احکام بہزالہ کے خلاف ہوتا ہے کیا کرون اور کیا نہ کرون ارکین دولت نے عرض کی کہ حضور
یہ احکام ستارون کے شمار سے نکالے جاتے ہین اسمین عقل غلطی کرتی ہے یہ کیا فرض ہے
کہ سب احکام صحیح ہی ہون گے جب دشمن اپنے قابو مین ہے کون جا سکتا ہے کسکی مجال ہے جو انکو
ہمارے آگے قید سے چھڑا لے جائے چاہیے آپ قتل کرین چاہے قید رکھین سیماب جادو کو ان
لوگونکی باتون سے تسکین ہوئی اب حال قیدیون کا سنیے کہ جس زندان مین یہ یکے بعد دیگرے قید
کیے گئے ہین وہ اندر قلعہ سیماب کے ہے جسوقت شاہزادہ سیف الملک ستم خو کے بعد گرداب جادو
اسیر ہوکر پہونچی ہے تو شاہزادہ نے پوچھا کہ تو کیون قید کی گئی گرداب جادو کی زبان تو نکلوا دیا
ہوا تھا اشارہ سے عرض کی کہ آپ ہی کی محبت نے آپکی خدمت مین پہونچایا سکندر حیران
تھا کہ یہ تو دشمن تھی اسنے گرفتار کرکے قلعہ سیماب مین بھیجا تھا یہ کیا ماجرا ہے کہ قید سیارہ
کی بھی پہونچی اسنے سکندر کو سلام کیا شاہزادہ نے فرمایا کہ تم بھی قید ہو گئے سیارہ نے اپنے
آنے کی کیفیت اور گرداب جادو کو قید کرکے ہوشیار کرنے کا حال اور اسکا مطیع اسلام ہو کر
رہائی کی فکر مین جانا سب بیان کیا اب شاہزادہ کو معلوم ہوا کہ گرداب جادو بھی ہماری
دوستی مین راندی گئی ہے وہان سیماب جادو نے شہر مین ڈھونڈھورا پٹوا دیا کہ آج سے تیسرے
روز قیدی قتل کیے جاینگے جسکو تماشا دیکھنا ہو وہ دیکھے یہ خبر تمام قلعہ سیماب مین مشتہر
ہوئی اور ملکہ غلطان کمر رشک محو خضر سیماب شاہ کو بھی معلوم ہوا کہ جن دشمنونکا سیماب
کو خوف تھا وہ گرفتار ہوئے اور آج کے تیسرے روز قتل کیے جاینگے اس خوشی مین ملکہ
نے جلسہ منعقد کیا کہ مین تین روز تک جشن کرونگی اور اپنی ہمجولیون کو اس جشن مین شریک
کرونگی چنانچہ اسیوقت اسنے تیاری جشن کا حکم دیا ملازمون نے باغ کو اسکے آراستہ کیا جب
شام ہوئی تو صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی اور رنگ ناچ شروع ہوا آج کا جلسہ پہلے دن کا تھا
اسوجہ سے ملکہ نے ہمجولیون کو اطلاع نہ دے سکی آج صرف اسکی انیسین جلیسین اس

جلسہ میں تھیں اور روز بزرادی اسکی بلکہ مرجانہ سبز پوش تھی اسی کے انتظام سے یہ جلسہ ہوا تھا
جسوقت آدھی رات آگئی تو مرجانہ سبز پوش سے ملکہ نے گانے کا حکم دیا یہ قیامت کی
گانے والی اور غضب کی سریلی تھی آواز اسکی پتلی اور پلہ کش تھی اسنے جو یہ گانا شروع کیا ہو کہ ع
کھلی ہی گرہ قفس میں مری زبان صیاد + میں ماجرا کہوں کیا کروں بیان صیاد + آواز جو اسکی پھیلتی
ہے اور گانا نہیں جہتر سیارہ کوچک کے پہونچتی ہے کہ زندان زیر دیوار باغ واقع تھا سیارہ
چیں ہوکر اٹھ بیٹھا کہ یہ کس ظالم کی آواز ہے بقول واقع سے سریلی صدا میں ہیں ایسی شوخ کی سی
ادا ہی یہ جلسہ کہاں ہو رہا ہے + شاہزادہ سکندر سرشتہ تو تھا ہی تو اپنے حال میں مبتلا تھے کبھی فلک کو
دیکھتے تھے کبھی دیوار و در پر نظر کرتے تھے دل میں کہتے تھے کہ دیکھئے نتیجہ اس رہائی کا کیا ہوتا ہے لیکن
آواز جو مرجانہ سبز پوش کی گوش زد ہوئی یہ بھی چونک پڑے سارے غم غلط ہو گئے سیارہ کوچک
سے فرمایا کہ سنتے ہو سیارہ نے عرض کی خوب سن رہا ہوں آپ سنے جائیے میں تو سن چکا اب
سنانے کی فکر کر رہا ہوں فرمایا کہ یہاں کون سننے والا ہے سوا خدا کے سیارہ کوچک نے کہا
کہ وہی خدا جسکو سنوائیے گا وہ بخوشی سنے گا یہ کہکر سننے لگا مرجانہ سبز پوش نے جب یہ
ہی غزل کو تمام کرکے دوسری چیز گانے کے واسطے سازوں کو درست کیا اتنے عرصہ میں سیارہ کوچک
نے زندان کے اندر سے خوب اونچے سروں میں یہ شعر گایا ع اسیر پنجہ عہد شباب کرکے مجھے +
کہاں گیا مرا بچپن خراب کرکے مجھے + یہ آواز جو گانا نہیں اہل دربار کے پہونچی ہے ملکہ بیتاب ہو گئی
خواصوں سے کہا کہ دیکھنا تو زیر دیوار باغ کون گا رہا ہے خواصیں جاکر ادھر ادھر دیکھ آئیں اور
آکر عرض کی کہ ملکہ یہ آواز زندان خانہ سے آرہی ہے معلوم ہوتا ہے کوئی قیدی گا رہا ہے ادھر نگہبان
سوتے سے جاگ اٹھے اور کہنے لگے کہ یہ قیدی بڑا نڈر اور بے پروا معلوم ہوتا ہے کہ اسکے قتل کا
دن بھی معین ہو گیا ہے صرف دو راتیں اور ایک دن درمیان میں ہے اسپر یہ بے پروائی اور زندہ دلی
ہے کہ گا رہا ہے مگر کیا خوب گاتا ہے کہ دل چھین کرتا ہے سب کے سب اگر زندہ نہیں تو بیہوش ہو گئے
سیارہ کوچک نے گانا شروع کر دیا ایک آدمی نے جاکر داروغہ زندان سے بھی کہدیا کہ ان
قیدیوں میں وہ جو ایک دبلا سا لڑکا ہے کس غضب کا گاتا ہے داروغہ زندان بھی شوقین آدمی تھا
اسیوقت زندان میں آیا اور گانا سننے لگا مرجانہ سبز پوش نے تنبورہ ہاتھ سے رکھدیا اور
کہا کہ اے ملکہ آج اس قیدی کی فریاد سنیے پھر یہ آواز کان سننے میں آئیگی ہم تو روز ہی سنا سکتے
ہیں ملکہ اسقدر سیارہ کے گانے سے خوش ہوئی کہ کہا چاہا کہ اس قیدی کو لے آؤ دور سے اچھی
طرح سنائی نہیں دیتا ہے نہ گانے کا حظ ہوتا ہے مرجانہ سبز پوش نے کہا کہ یہ وہی قیدی ہیں جنکی
گرفتاری کی خوشی میں آپ نے یہ جلسہ منعقد کیا ہے اور آپ ہی انکو زندان سے نکلواتی ہیں ایسا
نہ ہو کہ یہ خبر بادشاہ کو ہو اور بدنامی آئے فرمایا کہ اب ایسی ذرا ذرا سی باتوں پر بدنامی کو ڈریں
تو خدا ہی حافظ ہے جاؤ داروغہ زندان سے کہو کہ یہ قیدی جو گا رہا ہے اسے ہمارے پاس
بھیجدے ہم گانا سنکر پھر بھیجدیں گے جسوقت یہ پیام ملکہ کا داروغہ زندان کو پہونچا یہ بہت
پریشان ہوا کہا جاکر ملکہ سے عرض کرو کہ یوں تو آپ میری بھی مالک ہیں ان قیدیوں کا کیا ذکر ہے

مگر مین بغیر بادشاہ کے مہری فرمان کے ان قیدیونکو نہین دے سکتا ہے سوقت ملکہ کو یہ معلوم ہوا کہ
داروغہ زندان قیدیونکو نہین دیتا بس اسنے کہلا بھیجا کہ اگر تیری بہتری اپنی چاہتا ہے تو ایک قیدی کو وہ جو
گرفتار تھا ابھی روانہ کر ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا ناک اور کان کٹوا کر قلعہ کے برج مین ہنڈوا دونگی یہ سنکر داروغہ
زندان گھبرا گیا کہ اب مشکل ہوئی قیدی کو نہین دیتا ہون تو عتاب ملکہ کا نازل ہوتا ہے اور اگر دیے
دیتا ہون تو عتاب شاہی کا خوف ہے آخرکار داروغہ کو یہی بن پڑی کہ خود سیارہ کو چابک کے پاس
آیا اور کہا کہ تیرے گانے کی بدولت ہماری جان عذاب مین پڑی ہے چل تجھے ملکہ نے یاد کیا ہے
سیارہ نے اشارہ سے سکندر سے کیفیت دریافت کی دیکھو کہا کہ ہم تو جاتے ہین فرمایا کہ مبارک ہو ہم یہ نہین
چاہتے کہ ہماری وجہ سے کوئی مبتلاے بلا ہو ہماری آفت اپنے ہی سر رہے تو بہتر ہے جو نصیب کیا ہو سہی
سیارہ نے اشارہ سے کہا کہ انشاء اللہ پھر آپ کو بھی بلواتے ہین یا خود ہی آتے ہین پھر داروغہ
زندان سیارہ کو چابک کو لیکر خدمت مین ملکہ کی حاضر ہوا ملکہ نے فرمایا کہ اب سمجھے یہ دن
لگے ہین کہ ہمارے حکم کی تعمیل مین حیلے وحوالے کرتا ہے اسنے عرض کی کہ کیا مجال ہے میری جو خلاف
حکم کر سکون مگر حکم بادشاہ سے مجبور تھا کہ تین روز تک ان قیدیونکو زندان کے باہر نکالنے کا حکم
نہ تھا اور تیسرے روز تو یہ قتل ہی ہو جاتے ملکہ نے فرمایا کہ ہان اسلیے یہ حکم تھا کہ یہ قیدی بڑی
نہایت سخت ہین ایسا نہ ہو کوئی پیچ شرارت اسواسطے یہ حکم نہ تھا کہ ہم بھی بلائین تو تم نہ دیکھو
اور یہ حکم اس تنبیہ کے واسطے تھا کہ تم اسے غفلت نہ کرو اور خبردار اس بات کو کسی سے بیان بھی
نہ کرنا کہ ملکہ نے قیدی کو بلوا لیا تھا اور دل بہلانے کو بھی نہ کہنا ورنہ تو سمجھ لے کہ میرے واسطے تو کچھ نہ ہوگا
مگر تیرے حق مین خرابی ہوگی اسوقت اگر مین تیرے حکم قتل کی دیدون تو یہ ممکن نہین ہے کہ بادشاہ
اسمین دخل انداز ہون یہ سنکر داروغہ محبس نے زبان سے تو کہدیا کہ کیا مجال ہے جو کسی سے بیان
کرون مگر دل مین کہتا ہے کہ دیکھیے یہ خبر بادشاہ کو کیا کرتی ہے واقعی یہ تو پوچھ لینگے کہ چھوٹ جائینگی کہ
ڈھونڈ ہین بادشاہ کی انکی خطا تو کون دیکھتا ہے ہم ہی خطاے خطا ہر طرح دھوے جائینگے یہ وہی بات
ہے جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؎ غم صیاد و فکر باغبان ہے ۔ قفس مین ہمارا آشیان ہے ۔ یہ باتین سوچ کر زبردست
ناچار سے اور رو لیا شہدے یہ تو باتا جھکتا اپنے مقام پر آیا اور یہانپر حضرت سیارہ تو چابک نے باغ
مین پہونچتے ہی ملکہ کو سلام کیا دیکھا کہ باغ کا سچ کہو ایک پرستان ہے سیکڑون نازنین لباس
پرتکلف پہنے ہوے زیور جواہر نگار سے آراستہ پوشاکین زرق برق ہون کسی کا بارہ برس سے
کم اور سولہ برس سے زیادہ نہین انکی جوانیان ابھری ہوئی گاتین جھوتین دلربائی کی گھاتین
کسی کا گندمی رنگ آدم فریب کسی کا چنپئی رنگ باغ حسن کی بہار ایک باغ حسن تھا کہ کھلا ہوا
تھا وہ شکلین ہین رنگ رنگ کی گوشے بہار کے انسان پھول ہین چمن رونگا رنگ کے اور
ایک نازنین جو مسند یاقوت نگار پر جلوہ افگن تھی لباس اسکا سرخ زیور یاقوت نگار تاج
مرصع سر پر رکھے ہمہ تن شعلہ حسن بنی ہوئی بیٹھی ہے ملکہ نے سرسے پاؤن تک سیارہ کو دیکھا
اور کہا کہ تو ہی گرفتار تھا اسنے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ گاتا تو نہین رہا تھا بلکہ اپنی مصیبت کو روتا
تھا اب اگر آپ کا ارشاد ہو گا تو کچھ گاونگا ملکہ نے کہا کہ اچھا بیٹھ جا اور گا اپنا گانا

کہ کیا مانگتا ہی سیارہ نے عرض کی کہ مین کچھ بھی نہین مانگتا اسلیے کہ کل یا پرسون قتل ہوجاونگا اتنی
زندگی کے واسطے کیا مانگون اور وہ زندگی بھی آزادی کے ساتھ نہین بلکہ قید مین ہان ایک بات
عرض کیا چاہتا ہون اگر حضور نشین فرمایا بیان کر سیارہ نے کہا کہ یہ جو حضور نے میرا گانا سنا یہ
گانا نہ تھا بلکہ منھ چڑھانا تھا وہ جو میرا قیدی ہی اگر اُسے بلا کر گانا اُسکا سنیے تو لطف حاصل ہو
کہ مین نے بھی اُس سے سیکھا ہی ملکہ نے کہا سچ کہتا ہی سیارہ نے عرض کی کہ بھلا مین غلط عرض
کرونگا اتنی بھی میری مجال ہی کہ سامنے حضور کے خلاف عرض کرون آپ اُسے بلوا کر سنین تو سہی
ملکہ نے اسیوقت ایک ترک سوار کو حکم دیا جا کر داروغہ محبس سے کہنا کہ دوسرے قیدی کو
بھی بھیجو اسیوقت پیام ملکہ کا داروغہ زندان کو پہونچا تو وہ نہایت پریشان ہوا دل مین
کہتا ہی اگر مین یہ جانتا کہ گانا اس قیدی کا فسانہ انسے بچھوا ہوا ہی تو منع کرا دیتا اور گانے نہ دیتا
داروغہ محبس نے کہلا بھیجا کہ آپ مالک ہین خود تشریف لائیے اور اپنے سامنے چاہیے سیارہ
قیدی کو لیجانا کیسا رہا کر بھیجیے مگر میری اتنی مجال نہین ہی کہ اب اس قیدی کو بھیجدون اسلیے
بارے مین سخت تاکید ہی کہ تین روز تک یہ قیدی زندان کے باہر بھی نہ نکلنے پائین اگر آپ تشریف
لا کر انکو رہا بھی کر دین تو مجھے کوئی بحث نہین آپ کے قیدی ہین چاہیے اسیر رکھیں چاہیے چھوڑ دین
جسوقت یہ باتین ملکہ کے گوش گذار کی گئین ملکہ کو نہایت غصہ آیا کہا بابا جان نے ان
لوگون کو اسقدر منھ لگایا ہی کہ اب وہ ہمارے حکم کی تعمیل مین بھی اسقدر حیلہ و حوالہ کرتے ہین
یہ کہکر خود اُٹھی اور گھوڑا ہاتھ مین لیکر طرف زندان کے چلی داروغہ محبس کو معلوم ہوا کہ ملکہ خود
یہین آتی ہی یہ تو اُٹھ کر چلدیا یہان ملکہ داخل زندان ہوئی دیکھا کہ ایک آفتاب ہی کہ اس زندان تاریک
مین جلوہ گر ہی کوئی اٹھارہ برس کا نوجوان سبزہ آغاز چہرہ سے آثار شاہی و شہریاری نمودار
غل و زنجیر مین جکڑا ہوا بیٹھا ہی ملکہ صورت زیبا سکندر رستم خو کی دیکھ کر تصویر ہوگئی کہ ایسے ایسے
حسین مرد بھی دنیا مین پیدا ہوتے ہین اُدھر شاہزادہ کی نظر جو ملکہ پر پڑی یہ بھی محو ہوگیا دل سے
کہا یہ کون پری جمال ہی کہ اس زندان تاریک مین آئی ہی حسن کی ملکہ کے چھوٹ پڑ رہی تھی
کچھ دیر یہ دونو عالم محویت رہا آخر ملکہ ضبط کرکے قریب سکندر کے آئی اور کہا کہ ای شخص مجھکو
تیرے حسن و شباب پر رحم آتا ہی تو نے کیون میرے باپ کی دشمنی پر کمر باندھی جو اسطرح اسیر بلا ہوا
فرمایا کہ ای ملکہ مین تمھارے باپ کو جانتا بھی نہ تھا مجھے اسکی دوستی یا دشمنی سے کیا کام تھا مین
دریا مین بہتا ہوا تمھارے باپ کی سرحد مین آگیا تھا یہان آکر گرفتار کیا گیا اب معلوم ہوا کہ باپ
تمھارا لنکہ یہان راہ نہ طاق ہی اُسنے مجھسے کہا کہ راستہ نہ طاق کا ترک کرو اور پلٹ جاؤ تو مین رہا
کر دون چونکہ مجکو نہ طاق ہی پر جانا منظور تھا اسوجہ سے مین نے صاف صاف کہدیا کہ مین اس
عزم کو موقوف نہین کر سکتا ملکہ نے کہا خیر کوئی صورت صفائی کی پیدا کی جائیگی اور مین
فکر رہائی کرونگی یہ کہکر شمشیر سے بیڑیان کاٹنے کا حکم دیا شاہزادہ نے دیکھا کہ وقت رہائی
آگیا بس انھون نے قید کو توڑ کر پھینک دیا ملکہ انکے زور و طاقت پر وجد کرنے لگی اور کہا کہ
جب تم علم سحر سے واقف نہین ہو یہ زور و طاقت سب بیکار ہی اسلیے کہ یہان کا کارخانہ سحر کا ہی

کیا کر سکتے ہو الحاصل شاہزادہ سکندر کو ساتھ اپنے لے کر باغ میں آئی اور قریب اپنے بٹھایا اب جو
نظر مرجانہ سرخپوش کی اور دیگر نازنینوں کی شاہزادہ سکندر رستم خو پر پڑی ہر ایک صناع
عالم کی تعریف کرنے لگی کہ کیا کیا تصویریں اُسنے صفحۂ ہستی پر کھینچی ہیں سیارہ نے اشارہ سے ملکہ کو
بتا کر کہا کہ کیوں کیا چیز ہے تو ہمارے سرخپوش سے زیادہ حسین ہے یا نہیں شاہزادہ مسکرا کر خاموش ہو رہا
ملکہ نے کہا کہ آپ کے عیار نے آپکی نہایت تعریف کی ہے فرمایا کہ وہ رفیق ہے میرا میری تعریف نہ کریگا
تو کیا مذمت کرے گا ملکہ نے کہا کہ میں مشتاق ہوں فرمایا کس بات کی مشتاق ہو اگر کوئی پہلوان
کوئی دیو تمہارے باپ کا دشمن ہو یا تم سے عناد رکھتا ہو تو بیان کرو میں جا کر اس سے مقابلہ کروں
یا نبرد کرکے آؤں تم بھی تماشا دیکھو ملکہ نے کہا کہ ان باتوں سے مجھے کیا تعلق ہے میرے زیر فرمان وہ وہ
ساحر ہیں کہ دیو اور پہلوان کا مار ڈالنا اُنکے نزدیک چیونٹی اور مچھر سے بھی زیادہ آسان ہے میں تو
آپ کے گانے کی مشتاق ہوں بس یہ کہنا تھا کہ چہرہ سکندر رستم خو کا سرخ ہو گیا ملکہ سے تو کچھ
نہ کہا اپنے عیار کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ کیا حرکت تھی تیری اسے کیا خبر دی طرح میں کوئی
گویا ہوں سیارہ نے کہا کہ تخلیہ میں سب گاتے بجاتے ہیں شرم کیوں کرتے ہو شغل مشہور ہے گانا
رونا کسے نہیں آتا ہے جسطرح بن پڑے کوئی چیز سنادو ملکہ کی خوشی ہو جائے گی یہ سنکر شاہزادہ
کو اور بھی طیش آیا اُٹھ کھڑے ہوئے اور سیارہ کو مارنے کے ارادہ سے چلے اسنے کہا دوہائی ہے ملکہ
کی اور اُٹھ کر بھاگا ملکہ نے کہا ہمارے سر کی قسم چلے آؤ شاہزادہ بتحامل ملکہ آکر بیٹھ گیا سیارہ نے
ہاتھ باندھ کر ملکہ سے عرض کی کہ واقعی میں گانا بجانا کیا جانوں مگر میں نے آپکو اشتیاق اسوجہ سے
دلایا کہ اسکے سلسلہ سے شناسائی پیدا ہونا اصل بات یہ تھی اور اس پردہ میں یہ ظاہر کرنا تھا کہ ایسا
شہریار عالی وقار بے جرم و بے خطا آپ کے ملک میں قتل کیا جاتا ہے ذرا آپ بھی دیکھ لیجئے کہ اسکا
قتل کیا مناسب جائز ہو سکتا ہے اور شاہزادہ سکندر رستم سے اشارہ کیا کہ اگر ہم یہ نہ کہتے تو آپ
آپ تک کیونکر پہونچتا اور ایسے معشوق کے پہلو میں کیونکر بیٹھتے چونکہ دل ملکہ کا شاہزادہ
سکندر رستم خو کی طرف مائل ہو چکا تھا اسنے عذر کیا کہ مجھ کو معاف فرمائیے گا میں بھی کہنے میں
اس عیار کے آگئی جو آپ سے ایسی نامناسب فرمائش کر بیٹھی آئندہ ایسا قصور نہ ہوگا شاہزادہ نے فرمایا
کہ تم نے بھی فراست سے دور بات کی لیکن مرجانہ سرخپوش نے کہا کہ آپ زبردستی ان قیدیوں کو
زندان سے لے آئی ہیں عجب نہیں ہے کہ داروغۂ زندان آپکے باپ کے پاس گیا ہو جسوقت
بادشاہ کو یہ معلوم ہوگا تو تامل کیا ہوگا ملکہ غلطان گوہر رشک جادو نے کہا کہ اچھا تو پیام
میرا والد ماجد کو پہونچا دے کہ ہم نے اس داروغۂ محبس کو موقوف کیا یہ قیدیوں کو بھوکا رکھتا تھا نیند
ہماری حرام ہوتی تھی اور اپنا آدمی نگہبانی زندان کے واسطے معین کر دیا ہے حضور اطمینان
رکھیں اور میں یہاں انتظام اسکا کئے لیتی ہوں مرجانہ نے کہا کہ آج تو یہ آفت ٹل جائے گی
جب وقت قتل آئے گا تو کیا کیجیے گا ملکہ نے فرمایا کہ اسوقت تو بلا ٹل جائے دو پہر پیچھا
جائے گا مرجانہ سرخپوش نے عرض کی کہ پھر ایسا وقت نہ ہاتھ آئے گا یہ بتائیے کہ ان
قیدیوں کو بچانا منظور ہے یا قتل کرا دیجیے گا ملکہ نے فرمایا کہ قتل کرانا منظور ہوتا تو رہا کیوں کرتی الغرض

مرجانہ سحر خمپوش جادو نے عرض کی تدبیر اسکی یہ ہے کہ دو پتلے سحر کے ان دونوں کی ہم شبیہ تیار
کیجیے اور انکو زندان میں قید کر دیجیے اور وہی قتل بھی ہو جاینگے ملکہ نے فرمایا کہ یہ راز بھی اسوقت
افشا ہو جائیگا جبکہ والد ماجد پرچہ احکام سیرزالہ کاہنہ کو دیکھیں گے مرجانہ سحر خمپوش جادو
نے عرض کی کہ اگر تدبیر میں پڑتی ہے تو اس پرچہ کو میں چرا لے لاتی ہوں نہ وہ ہوگا نہ دیکھا جائیگا
ملکہ نے فرمایا کہ اگر تو پرچہ چرا لائے گی تو سب بگڑے ہوئے کام بن جاینگے اور ساری دقتیں
جاتی رہینگی غرضکہ مرجانہ سحر خمپوش جادو تو خدمت میں بادشاہ قلعہ سیماب کی روانہ ہوئی
اور یہاں ملکہ نے شاہزادہ کو مع شہپارہ کو چھپ پوشیدہ کرکے دو پتلے سحر کے انھیں کی صورت
سے مشابہ تیار کرکے زندان میں بھجوا دیے اور ایک خواص کو پہرہ پر معین کر دیا شاہزادہ
سکندر رستم خو نے ملکہ سے ارشاد کیا کہ اے ملکہ جب تم ہمارے حال پر مہربان ہوئیں اور
ہم کو رہا کرنے کی کوشش کی تو ہمارے ساتھ تمہاری ملازم قدیم گرداب دریا نشین بھی مقید
ہے اسے بھی رہا کر دو ورنہ ہم کو بھی اسیطرح رہنے دو یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم تو اپنی جان بچالیں اور
جو ہماری وجہ سے قید ہوئے وہ اسیطرح قید رہے اور قتل ہو جائے ملکہ نے بخاطر شاہزادہ
سکندر رستم خو کے ایک اور پتلی سحر کی تیار کرکے گرداب جادو کی جگہ چھپا دی اور
گرداب دریا نشین کو بھی قید سے رہا کرکے اپنے پاس بلا لیا اور مرجانہ سحر خمپوش کی
منتظر ہو کر بیٹھی وہاں کا حال سنیے کہ اول تو دارو غہ زندان فریاد کنان خدمت سیماب جادو میں
پہونچا اور سارا حال ملکہ کا بیان کیا کہ اسطرح تشریف لائیں اور زبردستی قیدیوں کو لے گئیں
یہ سنکر بادشاہ نہایت برہم ہوا خود اسنے چلنے کا قصد کیا تھا کہ مرجانہ سحر خمپوش پہونچی
باادب ہو کر سلام کیا اور عرض کی ملکہ نے عرض کیا ہے کہ کیا ان قیدیوں کو ہمارے [illegible]
اسی واسطے قید کیا تھا کہ بندہ ہماری [illegible]
منع کیا اسنے نہ مانا آخر ہم نے اسکو موقوف [illegible] کر دیا یہ سنکر
بادشاہ زیادہ غضبناک ہوا اور دارو غہ [illegible]
حرکتیں اور ہماری لخت جگر کی ہم سے شکایت [illegible]
اسکے اور دارو غہ مجبس کو قید کرکے زندان [illegible]
مگر بمقابل وزیرزادی کے اسکا قول [illegible]
کر دیا گیا دارو غہ مجبس کہتا تھا کہ [illegible]
پڑے ہیں دختر کی خبر نہیں لیتا [illegible]
ہوشیار ہوگا یہاں مرجانہ سحر خمپوش [illegible]
فرستادہ سواری آتش [illegible]
سلام کرکے نامہ عالم قلعہ ہفت [illegible]
نامہ یہ تھا کہ اے برادر [illegible]
رفیع المنزلت [illegible]

بچھا وہ بچ اور رسالی ملکہ صدف گہر ریز جاکر دونوں کو گرفتار کر لائی اور چونکہ نیت اس دختر کی سالم
پائی گئی اسوجہ سے اسکو تمہاری خدمت مین روانہ کیا جاتا ہے کہ چچا بھی بجائے پدر ہوتا ہے بعد ہمارے
اسکی دلجوئی کرنا اور یہان مناسب جاننا شادی اسکی کر دینا اور ہم تو چراغ سحری ہین اسلیے کہ
دشمن بھر رہا ہو گیا شمشاد جادو نمک حرام اسکا شریک ہو گیا اسی کی جانب سے اندیشہ تھا کہ
اسکو ہم نے قید کر دیا تھا مگر نہین معلوم رفیع البخت کا عیار کیونکر وہانتک جا پہونچا کہ
پاسبان سم آلود جادو کو مار کر رہا کیا اب مین باطل السحر اور تیغہ موج قضا کے لینے کو بیابان
شمشاد کیطرف جاتا ہون امیدوار دعا کا ہون اور اپنی خیر و عافیت سے بھی مطلع کرو کہ وہان تو کوئی
اندیشہ نہین ہے اور اگر وہان بھی کوئی خطرہ ہو تو اس دختر کو گنبد زبرجد نگار مین بھیجدینا کہ اس سے
زیادہ محفوظ مقام ہمارے تمہارے قلمرو مین نہین ہے یہ مضمون پڑھکر سیماب جادو نے
مرجانہ سرخپوش سے کہا کہ ملکہ کو محل مین لے جاکر اسکی چچی اور خالہ کے سپرد کر مین جواب نامہ
لکھکر آتا ہون مرجانہ سرخپوش جادو پاس ملکہ کے آئی اور ملکہ مروارید گہر دندان کو
محل مین لے گئی ملکہ صدف خوش آب جادو نے اسکو گلے سے لگایا دیکھا کہ چہرہ متغیر رنگ
فق عجب حال پریشان سے ہے پوچھا کہ ای دختر تیرا کیا حال ہے مرجانہ سرخپوش نے مضمون خط
کا صدف خوش آب جادو کو بھی سنایا اسنے نہایت افسوس کیا اور ملکہ مروارید گہر دندان
کی بہت کچھ تسلی و تشفی کی وہان سیماب جادو نے جواب نامہ کا تحریر کیا کہ ای برادر معظم
خیر و عافیت یہان پہونچ گئی حال معلوم ہوا کچھ پریشان نہ ہوجیے کہ ع مشکلے نیست کہ آ
سان نشود + مرد باید کہ ہراسان نشود + احکام بیزرالہ کاہنہ کا کوئی اعتبار نہین ہے میرے ملک مین بھی
وہ سرکش آگیا تھا جسکے بارے مین بیزرالہ کاہنہ کے احکام نہایت خطرناک باتین بتاتے تھے
مگر مین نے تو آپکے اقبال اور بمدد خداوند طاق سے اسکو اسطرح گرفتار کر لیا کہ کسی کی
تک بھی خبر نہ ہوئی اب بہت جلد قتل کروا ڈالونگا اور آپ بھی زیادہ پریشان نہ ہون کس کی مجال
ہے کہ آپ سے مقابلہ کرے آپ بسلامت تیغہ موج قضا اور علم باطل السحر اپنے قبضہ مین کر لیجیے گا
دشمن کو پھر مٹی کیطرح مل ڈالیے گا باقی خیریت ہے یہ جواب لکھکر خفر بیت جادو کو دیا خفر بیت جادو
جواب نامہ لیکر اسی راہ پوشیدہ سے جانب قلعہ ہفت جوش روانہ ہوا اور یہان
سیماب جادو محل مین آیا اور بھتیجی کو گلے سے لگایا مرجانہ سرخپوش جادو سے کہا کہ
جاؤ ملکہ کو بلا لاؤ کہدینا کہ بہن تمہاری قلعہ ہفت جوش سے آئی ہے یہ سنکر مرجانہ سرخپوش جادو
جانب باغ ملکہ روانہ ہوئی ملکہ قصر کے اندر بیٹھی تھی شاہزادہ سکندر اور سیارہ کوہ جاسپ
گرد اسپ مہر پا نشستہ ہین و دیگر کنیزین ملکہ کی موجود تھین مرجانہ سرخپوش جادو نے
حال مروارید گہر دندان کے آنے کا بیان کیا یہ سنکر ملکہ بہت پریشان ہوئی اور کہا ای
مرجانہ تو جانتی ہے کہ باجی مجھسے نہایت الفت رکھتی ہین اور جبتک یہان رہتی ہین میرے
ہی پاس رہتی ہین تو مہمان کی یہ کیفیت ہے اب کیا کرون ضرور ہمراہ میرے آئینگی مرجانہ سرخپوش
نے کہا کہ آپ وہان تشریف نہ لے جائیے مین یہان کا انتظام کیے لیتی ہون آپکو کچھ قباحت

کی بات نہین ہی ملکہ تو اسطرف روانہ ہوئی اور یہان مرجانہ سبز پوش جادو نے باغ مین پہنچ
کا انتظام کیا تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ ملکہ غلطان گہر رشک جادو و مروارید گہر دندان کو
ساتھ لیے ہوئے باغ مین آئی مرجانہ سبز پوش نے انہین وزیر بہین لاکر چہپا دیا جو اسکے واسطے
علحدہ سج دیا تھا مروارید گہر دندان باحال پریشان بیٹھی تھی چہرہ اسکا متغیر دل مین یہ سوچ
کہ نہین معلوم ربیع البخت پر کیا گذری مروارید گہر دندان سے لپٹ گئی کہا باجی خدا
کے واسطے کچھ حال دل کا کہو کہ یہ کیا کیفیت ہے مروارید گہر دندان نے ایک ٹھنڈی سانس
بھری اور کہا کہ بہن کیا کہون دکھ کی تباہی کا صدمہ مان باپ سے چھٹنے کا رنج کیونکر دل سے نکالے
رہ سکتا ہی غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ مان باپ سے چھٹے کیون لیکن جسوقت
دشمن پر فتح حاصل ہوجائے گی اور انتظام قلعہ کا درست ہوگا خلل جاتا کیا ہمیشہ یہان ہوگی
چار دن کے واسطے یہان آئی ہو دلکو بہلاؤ آخر اور بھی تو اکثر اکیلی آیا کی ہو مگر یہ حالت مین نے
کبھی نہین دیکھی جو آج ہے یہ کوئی اور ہی بات ہے مروارید گہر دندان نے کہا کہ دشمن پر فتح
مشکل ہی کیا تم نے سنا نہین کہ شمشاد جادو دشمن کا طرفدار ہوگیا ہی غلطان گہر رشک جادو
نے کہا کہ ایک شمشاد جادو کیا کر لیگا کیا وہ ہوا ہی جیسا سے مقابلہ کر سکتا ہی اور جسنے کہ
قلعہ پر چڑھائی کی ہی وہ ساحر بھی نہین ہی بہلا کیا لڑے گا ایک دن مین سب مارے جا نکلے
اگر زیادہ پریشانی ہو تو کہو مین خود چلون اور دو ہاتھ کا انتظام کر دون اسیدن کے واسطے مین کہتی
تھی کہ سحر سیکھو لیکن تم نے کچھ توجہ نہ کی مروارید گہر دندان نے کہا کہ اتنے ساحر قلعے مین ہین
ایک مین اگر ساحرہ بھی ہوتی تو کیا کرلیتی اتنے مین نظر غلطان گہر رشک جادو کی جو
مروارید گہر دندان کے ہاتھ پر پڑی مروارید گہر دندان تصویر ربیع البخت کی گلے مین
پہنے ہوئے تھی مگر رخ تصویر کا اسطرف تھا غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ باجی
یہ تم گلے مین کیا شے پہنے ہوئے ہو مروارید گہر دندان نے جلدی سے دوپٹہ سینہ پر ڈالا اور کہا
کہ ایک تختی ہی دفع کو نفع کرتی ہی جب سے میری طبیعت ناساز ہوئی ہی اسے پہنے رہتی
ہون اس سے کچھ تسکین رہتی ہی ورنہ پہلے اس سے بدتر حالت تھی جیسے سودائیون کی سی
کیفیت تھی غلطان گہر رشک جادو نے مرجانہ سبز پوش کو اسی جگہ چھوڑا اور خود
شاہزادہ سکندر رستم خو کے پاس آئی پوچھا شاہزادہ نے کہ تمہاری بہن صورت مین تم سے
اچھی ہین یا تم اچھی ہو ملکہ نے کہا کیا تمہیں ہوا ہی اسکی طرف قصد شاہزادہ نے فرمایا کہ تم
بار باطن ہو جو میری طرف ایسا خیال کرتی ہو تمہاری بہن ویسی میری بہن اگر بڑی ہی
تو مان کی جگہ ہی اور چھوٹی ہی تو دختر کے مقام پر ہی خبردار اب ایسی بات نہ کہنا کہ ہم لوگو نکا یہ شیوہ
نہین ہی آدمی پوچھتا ہی ہر اولاد اپنی اگر خوبصورت ہوتی ہی تو وہ بھی اچھی معلوم ہوتی ہی اور
جو جیسا ہوتا ہی کہا جاتا ہی ملکہ نے دیکھا کہ شاہزادہ کو غصہ آگیا فوراً بات کا پہلو بدلا اور
کہا کہ ہنسی کی بات مین اسقدر غصہ ابھی تو موقع نہین ہی مین بیان کرکے کیا کرون آنکھ سے
دیکھ لینا وہ بھی مبتلاے عشق معلوم ہوتی ہی ذرا اس بات کو چھپائے ہوئے ہی دیکھو مسلمان

ایک ہو جا بیٹھے وہاں مرجانہ سبز خوش مروارید گہر دندان کے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی اور
ملکہ مسہری پر لیٹی ہوئی تھی کہ آنکھ اسکی لگ گئی اور نغمۂ خواب بلند ہوئی بس مرجانہ سبز خوش
نے اس تصویر کو پلٹ کر دیکھا اور دوڑ کاٹ کر تصویر لیے ہوئے پاس غلطان گہر رشک جادو
کے آئی اور تصویر دے کر کہا کہ لیجیے حال کھل گیا ملکہ نے تصویر کو دیکھ کر سامنے رکھ دیا سکندر
نے تصویر دیکھتے ہی نہایت تعریف کی کہ کیا جوان وجیہ اور بہادر ہے عجب نہیں ہے کہ یہ وہی نقابدار سبز خوش
ہو جس سے ہم سے گزر چکا تھا پوچھا کہ جسطرح یہ دریا تمھارے قلعہ تک آیا ہے تمھاری بہن کے قلعہ تک
بھی دریا گیا ہے یا نہیں غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ ہاں کوہ تفریق سے دریا کی دو شاخیں
ہوئی ہیں ایک شاخ قلعہ ہفت جوش کو گئی ہے اور دوسری شاخ اسطرف آئی ہے اب سکندر یہ سمجھ کر
یقین ہو گیا کہ یہ اسی نقابدار کی تصویر ہے بعد تھوڑی دیر کے مروارید گہر دندان بیدار ہوئی تخلیہ
پاکر چاہا کہ تصویر کو دیکھوں تکیے پر جو ہاتھ ڈالا تو تصویر ندارد بس یہ بیتاب ہو کر رونے لگی صدا اسکی
جو کان میں ملکہ غلطان گہر رشک جادو کے پہنچی دوڑی ہوئی قریب مروارید گہر دندان
کے آئی اور کہا کہ باجی خیر تو ہے مروارید گہر دندان نے دل کو سنبھال کر کہا کہ میں خواب میں ڈر گئی
ایسی مہیب صورت دکھائی دی کہ اچھل پڑی غلطان گہر رشک جادو نے وہی تصویر دکھا کر
کہا کہ اس صورت سے تو نہیں ڈری تھیں بس نظر جو مروارید گہر دندان کی تصویر پر پڑی
جھپ گئی آنکھیں نیچی کرلیں عرق شرم میں غرق ہو گئی کہ افسوس جس رسوائی کو ڈرتی تھی وہ
پیش آگئی چھوٹی بہن پر راز دل ظاہر ہو گیا گو یہ منھ پر نہ کہے مگر دل میں کیا کہتی ہوگی غلطان
گہر رشک جادو لپٹ گئی اور کہا کہ باجی شرماؤ نہیں ہماری جان کی قسم اب راز دل نہ چھپاؤ
چھپکے چھپکے رنج نہ اٹھاؤ سچ بتاؤ کہ یہ صاحب تصویر کون ہے جو اس تصویر کو تم نے گلے کا ہار بنا رکھا ہے
پہلے تو مروارید گہر دندان نے بہت چھپایا جب غلطان گہر رشک جادو نے ہزاروں قسمیں
دے کر پوچھا تو اسنے مجبور ہو کر بیان کیا اور [illegible] آیا تھا میں نے [illegible] نام معلوم
ہوا تو نہیں سمجھی کہ یہ میرے باپ کا قاتل ہے اسوقت [illegible] پریشان ہوئی کہ کیا کروں ماں نے
میری شادی کر دی مجھے اسنے اس شخص کو قتل کیا اور مجھکو اپنے ساتھ لے گیا والدہ صاحبہ آکر دونوں کو
اسیر کر لے گئیں اور مجھے حکم ہوا کہ اسے قتل کروں [illegible] تصویر جو اسوقت کا بنا رکھا تھا ٹھہرا گئی
غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ پھر کیا ہوا ملکہ نے کہا کہ اسکے مددگار آگئے اور اسے چھڑا لے گئے
اسنے نامہ لکھا کہ ہمیں راستہ شہر طاق کا بتا دو اور ملکہ کو ہمارے سپرد کر دو ہم تمھارے ملک و مال سے
کوئی غرض نہیں رکھتے ہیں بابا نے [illegible] اسطرف روانہ کر دیا اور جواب کے لیے تین روز کی
مہلت طلب کرکے چاہا کہ شہنشاہ کو [illegible] اور [illegible] پر قبضہ کروں اسکے
بعد دشمن سے مقابلہ کروں اگر وہ [illegible] ہوگا اور [illegible] میرے باپ کے قبضہ میں آگیا ہوگا
تو یقین ہے کہ یہ صاحب تصویر [illegible] میرے باپ کے قتل [illegible] ہو گیا ہوگا یہ کہکر رونے لگی اور یہ
شعر پڑھا [illegible] + [illegible] خبر سے + ملکہ
غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ [illegible] یقین ہے کہ وہ خیریت

سے ہونے لگے احکام پیر زال کا ہینہ غلط نہیں ہو سکتے اگر اسکے بارے میں یہ لکھا ہے کہ وہ فارغ فلک صفت
جوش ہیں تو انکو کون قتل کر سکتا ہے انکھیں بات تو نہیں صحیح ہو گئی ملکہ غلطان گہر رشک جادو
نے کہا کہ ہمارے باپ کا دشمن بھی اسیر ہوا ہے اور آج وہ قتل ہوگا تم بھی تماشا دیکھنے چلو مروارید
گہر دندان نے کہا کہ مجھے ایسے تماشے سے معاف رکھو یہ کام سنگدلوں کا ہے کہ وہ بیٹھا ہوں سے
قتل کا تماشا دیکھیں غلطان گہر رشک جادو نے بہت سمجھایا کہ چچا تمھارے ناراض ہو سکتے کہ
اسکو ہمارے دشمن کے قتل کی خوشی نہیں ہے جو یہ تماشا دیکھنے کو نہ آئی اسوقت چلنا ہی مناسب
ہے اسوقت چاہیے آنکھیں بند کر لینا اور نہ دیکھنا کوئی نہیں دیکھے گا کہ کون دیکھ رہا ہے اور کس نے
آنکھیں بند کر لی ہیں ملکہ راضی ہوئی گرداب جادو کو یہیں چھوڑا اور ملکہ غلطان گہر رشک جادو
مروارید گہر دندان وغیرہ جانب سر چشمہ نقش سیاز و سامان شاہی کے ساتھ طرف میدان خونی
کے روانہ ہوئی غلطان گہر رشک جادو نے قسمیں دے کر پوشاک ملکہ مروارید کی بدلوائی
تھی سواری ملکہ کی کس جاہ و تجمل کے ساتھ پہونچی ہے ادھر بادشاہ قلعہ بھی بڑی دھوم سے
آیا تمام اہل شہر جمع ہوئے سیماب جادو نے تخت کے پاس بیٹھ کر کہا کہ قیدیوں کو لاؤ ہنوز
یہ سخن ناتمام تھا کہ مشعلوں سے شور رفع جشم جادو خواص ملکہ غلطان گہر رشک جادو کی قیدیوں کو
لیے ہوئے آئی اور چبوترہ پر سب کو بٹھایا نظر جو مروارید گہر دندان کی تصویر سکندر رستم خو
پر پڑی اسنے دل میں کہا کہ افسوس یہ لڑکا قتل ہوتا ہے خداوندا کس نے یہ تصویریں اسی سے لیے
بنائی تھیں کہ اسی طلسم سے مٹائی جائیں یار فیع البخت کو دیکھا یا اسکو انکے سامنے مرو
آجتک نظر سے نہ گزرے تھے ادھر سیماب جادو نے جلاد کو حکم دیا کہ قتل کرا ان سب کو
کہ ایک دم انکا زندہ رکھنا اچھا نہیں ہے بس یہ سنتے ہی جلاد خونخوار مریخ شعار لباس سرخ
پہنے ہوئے کٹے ہوئے ناک کان کا ہار اسکے گلے میں پڑا ہوا ایک چکی مثل تختہ الحکم کے
بندھی ہوئی شمشیر برہنہ ہاتھ میں پیترے بدلتا ہوا قریب سکندر رستم خو کے پہونچا اور کہا
کہ جو کھانا ہو کھا لے جو پینا ہو پی لے کہ وقت تیرا آخر ہے سیماب جادو نے آواز دی
کہ حسرت کیا پوچھتا ہے جلد قتل کر کہ یہ قیدی لائق رحم نہیں ہیں بس ادھر تو جلاد نے تلوار اٹھائی
ادھر مروارید گہر دندان اور غلطان گہر رشک جادو نے آنکھیں اپنی بند کر لیں جلاد
نے تلوار ماری کہ سر قلم ہو گیا لاش پھڑکنے لگی ساتھ ہی اسکے جلاد نے سیار رہ تقلی اور
گرداب دریا نشین کو بھی قتل کیا ان تینوں کے قتل ہوتے ہی طبل شادیانہ پر
چوب پڑی زر و جواہر لٹنے لگا لوگوں نے مبارکباد دی بادشاہ وہاں سے انعام تقسیم
کرتا ہوا داخل محل شاہی ہوا اب سامان جشن ہونے لگا طائفے آ آ کر جمع ہوئے صحبت عیش و
طرب آراستہ ہوئی مروارید گہر دندان نے ملکہ غلطان گہر رشک جادو سے کہا کہ میں تجھے
تو بارہا یہی سمجھ رہی کہ میرا جی گھبراتا ہے ملکہ غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ میں بھی چلتی
ہوں یہ کہکر سیماب جادو کے پاس آئی اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ میں نے بڑی اسیر بات میں
صحبت جشن قرار دی ہے اگر اجازت ہو تو جاؤں سیماب جادو نے کہا بصد نشاط رو ...

کر کے رخصت ہوئی اور ربیع ملکہ مروارید گہر دندان اپنے باغ میں آئی لیکن مرجانہ سمن خیمہ پوش جادو
وہیں رہی جس وقت صحبت جشن آراستہ ہوئی تمام ارکین دولت جمع ہوئے سیماب جادو
ربیع ملکہ صدف خوش آب جادو آکر مسند پر جلوہ گر ہوا اسنے مرجانہ سمن خیمہ پوش جادو
سے کہا کہ جا کر پرچہ احکام پیرزالہ کاہنہ کا نکال لا کہ میں اسے سب کے روبرو منقل آتشین
پر جلا دونگا حکم اسی پرچہ کا غلط نکلا دشمن پر میں فتحیاب ہوا ایک خادمہ نے منقل لاکر
سامنے رکھدی مرجانہ سمن خیمہ پوش جادو گئی اور پرچہ احکام پیرزالہ کاہنہ لائی اور ہاتھ
میں سیماب جادو کے دیا سیماب جادو نے پرچہ کو دیکھنے کا قصد کیا تھا کہ مرجانہ جادو
نے کہا ایسی چیز کا دیکھنا اچھا نہیں جو دل کو تہلکہ میں ڈالے اور پریشان کرے جلا ہی
دیجیے صدف خوش آب جادو نے کہا کہ ہے تو یہ مگر بات دور کی کہتی ہے صاحب مجھکو
بھی اس کاغذ موئے سے تو دھڑکون کے مارے مجھکو آدھی جان کا کر دیا یہ کہکر کاغذ ہاتھ سے
سیماب جادو کے لیکر جلا دیا اب مرجانہ سمن خیمہ پوش جادو کو اطمینان ہوا تھوڑی
دیر بیٹھ کر اسنے کہا کہ ملکہ کے جلسہ کا تمام انتظام میرے ہی سپرد تھا وہاں کی نہ معلوم کیا
حالت ہوگی اجازت ہو تو میں بھی جاؤں سیماب جادو نے کہا تو ملکہ کے ساتھ ہی کیوں
نہ چلی گئی تجھے روکا ہی کس نے تھا مرجانہ سمن خیمہ پوش سلام کر کے رخصت ہوئی اور
باغ ملکہ کیطرف چلی دیکھا کہ اندر قلعہ کے گلی گلی ناچ ہو رہا ہے جابجا جشن ہے تمام قلعہ میں
چراغان ہے ایک ہنگامہ برپا ہے مرجانہ سمن خیمہ پوش تماشا دیکھتی ہوئی آکر باغ میں
پہونچی ملکہ غلطان گہر رشک جادو پاس مروارید گہر دندان کے بیٹھی ہوئی
ہوئیں کہہ رہی تھی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے اگر والد ماجد نے پرچہ احکام پیرزالہ کاہنہ کو دیکھ
لیا تو بڑا غضب ہوا سارا کھیل بگڑ جائیگا مرجانہ سمن خیمہ پوش جادو نے جاتے ہی
مبارکباد دی ملکہ نے کہا کہ میں اس مبارکباد کا مطلب نہ سمجھی مرجانہ سمن خیمہ پوش
نے کہا کہ اب کھٹکا مٹ گیا کہ پرچہ احکام پیرزالہ کاہنہ کا میرے سامنے جلا دیا گیا آپ کے
والد ماجد نے پرچہ احکام دیکھنے کا قصد کیا تھا کہ میں نے کہا ایسی چیز کا دیکھنا کیا
جس سے فال بد ظہور میں آئے انھوں نے جلا دیا ملکہ نے مرجانہ سمن خیمہ پوش کو گلے
سے لگا لیا اور کہا کہ واقعی میں تو نے کیا کام کیا ہے اور اشارہ سے کہا اب تو یہاں کچھ ہی میں
ذرا شاہزادہ کی خبر لوں وہ نہایت نازک مزاج ہیں ایسا نہ ہو کہ بگڑ جائیں یہ کہکر خدمت
شاہزادہ سکندر رستم خو میں آئی اور مرجانہ سمن خیمہ پوش کو میں چھوڑ آئی شاہزادہ
سکندر رستم خو نے کہا کہ ہمیں قتل کرا ئیں ملکہ نے کہا کہ تمھارے سے گفتگو کا اور سب
ماجرا بیان کیا لیکن سکوت میں بیٹھی تھی کہ اب کیا تدبیر کروں کہ مروارید گہر دندان کا
سکندر رستم سے سامنا کرا دوں ورنہ بڑی وحشت ہوگی ایک میں یہاں سے دونوں کی جان
اسطرح کہا وہ ملکہ ہے کہ حال ایک کا دوسرے پر ظاہر بھی نہ ہونے پائے اسپاس کی خفگی
کا خوف تو مٹ گیا کہ جس حال میں ہم ہیں اسی حال میں وہ بھی ہیں وہ مجھے طعنہ کیا

وے سکتی ہیں مگر ہاں یہ بھی ایک بے شرمی کی بات ہے کہ میں خود اس بات کو اُس سے بیان کرون یہ
تو یہاں اس کشمکش میں ہے اور وہاں مرجانہ سحر خیوتش جادو نے ملکہ مروارید گہر دندان
سے کہا کہ آج آپ کو ساعت زیادہ ہے اسکا کیا باعث ملکہ نے ایک آہ سرد کھینچکر عرض کیا
کہ مجھکو ان دونون قیدیون کے بیگناہ قتل ہونے کا بہت رنج ہے اگر کوئی قصور انکا ہوتا تو بھی
غنیمت تھا افسوس کہ یہ لوگ اِن پرست انتہا کے ظالم ہوگئے ہیں اور ظلم اچھی چیز نہیں ہے
جو ظلم کرتا ہے وہ برباد ہوجاتا ہے کیسے کیسے بادشاہ اولو العزم کہ جنہون نے دعوے خدائی کے کیے
تھے انکھین مسلمانون کے ہاتھ سے کسطرح مٹ گئے کہ پتہ بھی نہین ہے پاؤن تھرا تے تھے جنکے
سامنے جاتے ہوئے + کاسہ سر انکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوئے + مرجانہ سحر خیوتش نے
عرض کی کہ ایسا ان خیالات کو دور کیجیے جو ہو گیا وہ دوبارہ نہین ہو سکتا چلیے آپکو ایک تماشا دکھا
لاؤن ملکہ نے کہا تو بھی بڑی سنگدل ہے کہ ایسی حالت میں تجھے تماشے کی سوجھی ہے مرجانہ
سحر خیوتش نے کہا کہ جسوقت وہ تماشا دیکھیے گا یہ سب غم غلط ہوجاینگے اور مجھکو بھی رحمدل
کہنے لگیے گا یہ کہکر ملکہ کو ساتھ لیا اور اُس مقام پر آئی جہان کہ سکندر ریشم مو سیار کو چھپا
وہاں غلطان گہر رشک جادو اپنی ہمراہ کنیزون سمیت بیٹھی ہوئی تھین پہلے تو ملکہ جھجکی کہ یہ کون
غیر مرد یہاں بیٹھا ہے جب مرجانہ سحر خیوتش نے کہا کہ یہ غیر مرد نہین بلکہ آپکا چھوٹا بہنوئی
ہے تو مروارید گہر دندان ہنسی اور کہا اصلی جان سے دور یہ تو بالکل وہی معلوم ہوتا ہے جیسا
ایک گنہگار قتل کیا گیا ہے اور اسکا رفیق بھی ویسا ہی ہے جیسا اُسکا رفیق تھا مرجانہ سحر خیوتش
نے کہا کیا ہوا خدائی میں ایسے بہت سے لوگ پڑے ہین جنکی صورتین اسقدر مشابہ
ہین کہ ایک کو چھپاؤ اور دوسرے کو نکالو ابھی تک مروارید گہر دندان چپ کھڑی تھی اور یہ
باتین کر رہی تھی پوچھا شادی انکی کب ہوئی اے ہے ہمکو خبر تک نہین مرجانہ سحر خیوتش
ہنسی اور کہا کہ حقیقت میں آپ بڑی بھولی ہین شادی ابھی بالکل نہین ہوئی ہے اور
یہ وہی شخص ہے جسکے قتل کی خوشی ہے ملکہ نے اُسکا ہم شبیہ بنا کر قتل کرا دیا اور اسکو چھپا ڈالا
کہ دل ملکہ کا اسپر آگیا تھا اب دیکھیے شادی کب تک ہوتی ہے اور کیا صورت شادی
کی نکلتی ہے یہ سنکر ملکہ مروارید گہر دندان سامنے چلی آئی سکندریہ تو متحیر ہوئے کہ یہ کون
ہے اور غلطان گہر رشک جادو غرق شرم ہوئین ترچھی گردن جھکالی مرجانہ سحر خیوتش
نے سکندریہ سے اشارہ کیا کہ یہ بڑی بہن ملکہ کی ہیں شاہزادہ بہر اسکے تعظیم اٹھا اور ملکہ
کو سلام کیا ملکہ نے دعا دی اور غلطان گہر رشک جادو کیطرف دیکھ کر مسکرائی اور کہا
کہ بہن ہم سے کیون چھپائی ہوا اب ہماری تمھاری تو ایک حالت ہے بقول شخصے قیس
جنگل مین اکیلا ہی مجھے جانے دو + خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو + یہ کہکے منہ
پھیر کر بیٹھ گئی اب یہ ملکہ غلطان گہر رشک جادو و مروارید گہر دندان اور سکندر ریشم مو سب
ایک جگہ بیٹھے اور صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی جب اس جشن سے فرصت ہوئی تو سیما جادو
نے یہ تجویز کر دیا کہ اب عقد دختر کا کر دینا چاہیے کہ یہ بیجان ہوئی صاف خوش آپ جادو

نے دختر کو بلا بھیجا ملکہ غلطان گہر رشک جادو خدمت میں اپنے والدین کی آئی سیماب جادو
نے کہا اب ہمارا جی چاہتا ہے کہ تم کو اپنا دیکھو اور باغ جوانی کا پھل لاؤ ملکہ نے شرم سے
گردن جھکا لی اور دل میں فکر پڑا کہ دیکھیے اس فتنہ کی فسور نوش کس طرح کو پہنچتی ہے اور مال اس
شادی کا کیا ہوتا ہے ملکہ اسوقت تو خاموش ہو رہی دوسرے وقت کہلا بھیجا کہ میں نہیں
چاہتی کہ زندگی میں آپ کے قدموں سے جدا ہوں شادی میری نہ کیجیے ورنہ باعث ناشادی
ہوگی اور میں کم فرصت آپ کا نہ اٹھا سکونگی جب سیماب جادو نے نہ مانا اور کہلا بھیجا
شادی ضرور ہونا چاہیے کہ نسل قائم رہے اگرچہ کوئی فرزند نرینہ خداوند نے مجکو نہیں عطا
کیا لیکن میرے لیے دختر بھی بجاے پسر ہے ملکہ غلطان گہر رشک جادو پریشان ہے
کہ اب کیا فکر کروں اور کیونکر اس بلا کو ٹالوں شاہزادہ سکندر رستم خو اور سیارہ او جلیس
نے جو یہ حالت پریشان غلطان گہر رشک جادو کی دیکھی سبب دریافت کیا ملکہ
نے تو یہ سبب حجاب کے نہ بیان کیا لیکن مرجان مہر چہر خوش نے سب کیفیت سنا
شاہزادہ سکندر رستم خو کے بیان کی یہ سنکر چہرہ سکندر کا سرخ ہو گیا اور کہا اے ملکہ
اب اگر ایسا کلام میرے گوش زد ہوا تو تمام قلعہ سیماب کو تاخت و تاراج کر دونگا اور
اندر قلعہ کے گھس کر باپ کو تمھارے مار ڈالونگا ملکہ غلطان گہر رشک جادو نے
کہا کہ صاحب زیادہ طنطنہ اچھا نہیں ہوتا ابھی کل کی بات ہے کہ کسطرح گرفتار ہوکر آئے
تھے تمھارا کوئی قابو بھی چلا تھا اب جو ایسے کرتے ہو تو کیا کر لوگے انجام یہ ہوگا کہ راز
فاش ہوگا ہم رسواے عالم ہونگے تم قتل ہو جاؤگے میں اسکی ایک تدبیر سوچی ہوں یاس
ایسی شرط پیش کرونگی کہ وہ کسی سے سوا تمھارے پوری نہ ہو سکے گی وہ یہ ہے کہ ایک دیو ہے
نام اُسکا فغفور سرکش ہے وہ دیو سرکشان قوت میں نہایت ممتاز ہے اسکو میرے
باپ نے مطیع کر کے محافظ جان اپنا قرار دیا ہے یعنی جس مقام پر کہ تیغہ قتل سیماب جادو
اور چراغ حیات سیماب اپنی رکھا ہے کنجی اسکی اسی دیو کے سینے میں ہے کہ بغیر اس چراغ کے نہ
ساحران قلعہ سیماب کا رد نہیں ہو سکتا اور بغیر اُس تیغہ موج فنا کے قضا سیماب جادو
کی نہیں ہے لہذا میں یہ شرط پیش کرتی ہوں کہ جو اُس دیو کو مار سکے وہ میرا شوہر ہو سکتا ہے نہ
کوئی اُس دیو پر غالب آسکیگا نہ میری شادی ہوگی یہ کہکر پاس اپنے باپ کے کہلا بھیجا
کہ شوہر ایسا ہونا چاہیے جو زور و جسے زبردست ہو تاکہ حکومت برو سکے و باہو میں رہے
اور اصلی عزت مجھے لہذا جو ایسا زور آور ہو کہ دیو فغفور سرکش کو مار سکے وہ میرا شوہر
ہو سکتا ہے جسوقت یہ پیام ملکہ کا سیماب جادو کو پہنچا یہ سمجھ گیا کہ ملکہ کو شادی
کسیطرح منظور نہیں ہے جو ایسی شرط پیش کرتی ہے خیر نہ سہی لیکن جن شاہزادوں کے
پیام آئے ہوے تھے اُنسے بھی شرط کہلا بھیجی کہ اگر عقد ملکہ کے ساتھ چاہتے ہو تو جا کر
دیو فغفور سرکش کو زیر کرو یا جان سے مارو یہ پیام سنکر بہتوں سے بزدل تو شاہزادے
ہو رہے کہ ہم ایسی شادی سے باز آئے جسکی فکر میں جان پر آبنے عروس ملنے کے عوض

عروس اجل سے ہمکنار ہونا پڑے لیکن جو لوگ کہ زور آور تھے اور آثار اپنے قوت بازو و ہمت
گھمنڈ رکھتا تھا انھوں نے تیاری کی اور لشکر کو ساتھ لے کر طرف کوہ چقماق کے روانہ ہوئے کہ
یہی مسکن اس دیو کا تھا انکا حال بروقت لکھا جائیگا یہاں اول حال شاہزادہ سکندر پُرشکوہ
کا سنیے ملکہ غلطان کمر رشک چاند سے کہا کہ ایسا نہ ہو تمھارے ہواخواہ ہمنشین جانباز
طفیل کرا اس دیو کے مقابلہ کو پہونچ جائیں اور کوئی شخص دیو کو مارے تو مجھے یقینًا بدعہدی
کرنا پڑے گی یا ہمیں تم سے دست بردار ہونا پڑیگا اس سے بہتر ہے کہ تمہیں بھی مسکن
دیو کا بتا دو تاکہ جا کر اس دیو کو مار کر ہمکنار مقصد کے ہو جائیں ملکہ غلطان کمر رشک چاند
نے کہا کہ اس دیو کا مرنا ممکن ہی نہیں اسلیے کہ وہ دیو نہایت زبردست ہے دیو تو اسکے نام
سے کانپتے ہیں آدمزاد کی کیا بنیاد جو اس دیو سے لڑے گا فرمایا کہ ہیں تو ضرور اس سے لڑونگا
اور اگر نہ بتاؤ گی تو قلعہ میں ٹھہر کر تمھارے باپ کو مار ڈالونگا کیونکہ سارے فسادات
اسی کی ذات سے ہیں ملکہ نے کہا خوب یہ محبت آپ کی ہے کہ جس الفت کا اظہار اسی کا
گھر مٹانے پر تیار ہیں میرے باپ کو قتل کرنے کے لیے موجود ہو شاہزادہ نے فرمایا کہ اگر وہ
راہ راست پر آیا تو مجھے اس سے کچھ سروکار نہیں اور اگر تمھارے ساتھ شادی کرنے
میں عذر و حیلہ کریگا تو بیشک اس کے لیے یہی ہوتا ہے کہ ہاتھ سے میرے مارا جائیگا
یہ فرمایا کر تلوار ہاتھ میں لی اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ملکہ نے جو سکندر کے تیور دیکھے یقین ہوا کہ
بیشک یہ جو کچھ کہتا ہے ایسا ہی کر گذرے گا رازبھی فاش ہوگا اور اسکی جان بھی جائیگی
بس جلدی سے دامن شاہزادہ کا پکڑ لیا اور کہا کہ صاحب بیٹھو تو سنو تو سہی فرمایا کہ
اب مجھ پر ایک دم یہاں ٹھہرنا شاق ہے اب یا قتل اپنے باپ کا گوارا کرو یا پتہ اس دیو کا
بیان کرو کہ وہ کہاں رہتا ہے آخر ملکہ کو مجبور ہو کر پتہ بتانا پڑا کہ قلعہ سیمیا سے
جانب جنوب ایک کوہ واقع ہے اور نام اسکا کوہ چقماق ہے وہی کوہ مسکن اس دیو کا ہے لیکن
قتل کرنا اس دیو کا ممکن نہیں بغیر میری مدد کے اور میری امداد سے یہ راز سیمیا چاند
پر ظاہر ہو جائیگا اور وہ سمجھ جائے گا کہ اس نے دشمن اپنا اسی شخص کے ساتھ منسلک
تھا اور آپ کو تمام اہل قلعہ مع سیمیا چاند یہاں سے ... ہیں جس وقت آپ دیو کو مار کر
پھر آئیگا اور درخواست شادی کی بھیجے گا تو باپ میرا میرا دشمن ہو جائیگا مگر خیر
اب تو آپ کو دل دیا دیکھیے اس دل کی بدولت کیا کیا ستم اٹھانا اور مصیبتیں پیش آتی
ہیں ہم نے بھی اب دل کو یکسو کر لیا بقول شاعر پا بسر منزل گاہ اضطراب رمی باید کرد
کار از من دو کاری باید کرد یا تن برضائے دوست می باید داد یا قطع نظر ز یار
می باید کرد تو یار سے قطع نظر کرنا کہاں ممکن اسپر جان و مال و آبرو سب آپکے سپرد
کیا یہ کہکر ... اپنی اتار کر سکندر پر رکھ دی اور رونے لگی کہ آج ہم اپنے ہاتھ سے اپنا گھر
برباد کرنے کا بندوبست کرتے ہیں شاہزادہ اسکے رونے پر بہت متاثر ہوا اور کہنے لگا کہ ملکہ
بے ایمان خود اگر باپ تمھارا شریک نہ ہوگا تو میں اسکے دین و مذہب سے بھی سروکار نہ رکھونگا

ریت تھیں ساتھ سے لیکر جانب نہ طاق چلا جاتو نگا ہاں اگر اسنے تھوڑا بنا اسے جنگ کی نہ
ہوئی ہے یہ فرما کر سیارہ کو اپنے ساتھ لیا اور چور دروازہ سے نکلکر جانب کوہ چقماق روانہ
ہوئے یہاں ملکہ غلطان گوہر نشاں جادو نے خیال کیا کہ اب آثار اچھے نہیں ہیں یہ راز
ظاہر ضرور ہی ہو جائے گا لہذا اب اس قلعہ میں رہنا اچھا نہیں ہے یہ خیال کر کے مرجانہ خوبرو جادو
سے کہا کہ میں تو باغ دلفروز کیطرف جاتی ہوں اور بانجی صاحبہ کو بھی لیے جاتی ہوں تو یہیں رہ
اگر کوئی نئے ترکیبی ظہور میں آئے تو مجھے آگاہ کرنا یہ کہکر اپنے باغ کیطرف روانہ ہوئی مرجانہ
سیمتن پوش خدمت میں سیماب جادو کی پہونچی اور عرض کی کہ ملکہ تو اپنے باغ میں تشریف
لے گئی ہیں اور مجھے یہاں چھوڑ گئی ہیں نہیں معلوم مجھ پر کیا عتاب ہے اب میں حضور ہی کی خدمت
میں رہونگی سیماب جادو نے کہا کہ جسوقت ملکہ باغ سے پھر کر آئے گی تو میں سمجھا دونگا
بالفعل تو یہیں رہ اور رنجیدہ نہ ہو یہ تو یہاں مقیم ہوتی ہے اور ملکہ باغ دلفروز میں سکندر کی
منتظر ہو کر بیٹھتی ہے اور شاہزادہ سکندر رستم خو مع سیارہ کوچک راستہ کوہ چقماق کا طے
کر رہے ہیں جسوقت قریب کوہ چقماق پہونچے تو دیکھا کہ جانب صحرا سے گرد اڑی اور آسمان
تک دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد سے ایک شاہزادہ پچاس ہزار سوار سے آکر پہونچا اور
قریب کوہ چقماق کے خیمہ زن ہوا ساتھ ہی دوسری گرد اڑی اور ایک بادشاہ اور اسی ہزار
سوار سے آکر پہونچا اور اسنے بھی قریب کوہ چقماق کے خیمہ برپا کیا یہ دونوں بھی ملکہ کے خواستگار
ہیں نام ایک کا سلیمون دیو گش اور دوسرے کا نام بلقان فیل زور ہے یہ بھی اسی ارادہ
سے آئے ہیں کہ دیو مغرور سرگش سے مقابلہ کریں اور اسے زیر کر کے ملکہ غلطان گوہر نشاں جادو
سے شادی کریں سکندر رستم خو مع سیارہ کوچک مرکب کو چمکا کے قریب کوہ چقماق
کے پہونچے دیو مغرور سرگش نے جو دیکھا کہ تمام صحرا آدمزادوں سے مملو ہے لشکر اترے ہیں
بہت نہایت خوش ہوا دل میں کہتا تھا کہ کیا عنایت خدا وند ابلیس کی میرے حال پر ہوئی کہ بہت
کی خوراک اسنے جمع کر دی یہ سب کے سب خوراک و لقمہ دہان اجل ہونے کو آکر اس صحرا میں قیام
پذیر ہوئے سچ کہا ہے کسی نے بیت برگز نماند عنکبوت + رزق را روزی رسان پر می دہد
یہ کوہ پر سے اتر کر چلا تھا کہ اپنی جانب ایک شخص کو آتے ہوئے دیکھا ہنسا اور پکارا کہ
او آدمزاد تو کون ہے اور کس ارادہ سے اسطرف آتا ہے اگر خدا وند ابلیس نے تجھکو میرا
طعام معین کیا ہے تو آ اور منہہ میں میرے کود پڑ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ او کافر منم
سلیمان قاف یعنی شاہزادہ سکندر رستم خو میں تیری سرکوبی کے واسطے آیا ہوں میں نے
تجھ سے زیادہ زیادہ قوی تن دیو و ناکو پست کیا ہے تیری کیا حقیقت ہے بہتر یہ ہے کہ ابلیس
پرستی کو ترک کر اور خدا پرستی اختیار کر ورنہ مثل دیو شدید و دیو آتشبار کے میرے ہاتھ
سے مارا جائے گا یہ سنکر دیو مغرور نے کہا کہ تو دیو آتشبار اور دیو شدید کے مثل مجھکو
نہ سمجھنا میں وہ ہوں جسکی مثل خدا وند ابلیس نے پیدا ہی نہیں کی ہے اور یہ معلوم ہوا کہ تو
ہماری ہی قوم کا دشمن ہے اب قتل کرنا تیرا جملہ واجبات سے ہے یہ کہکر اسنے زنگہ دار زنجیر بلند کیا

وار کیا شاہزادہ اسکندر رستم خو نے سپر اپنا بڑھا کر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ دونون ٹکڑے سپر کے کٹ کر
علیحدہ گرے اسی اثنا مین سلیمون دیو کش اور بلقان فیل زور بھی آ گئے اور تماشا جنگ
سکندر رستم کا و دیو مغرور سرکش کے ساتھ دیکھنے لگے یہان شاہزادہ نے وار
مغرور سرکش کا رد کرکے ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ تیغہ دیو نے اپنی شاخ پر روکا تیغہ ٹوٹ
گیا جھنکار کی صدا بلند ہوئی سکندر کو نہایت تعجب ہوا کہ یہ تیغہ ٹوٹنے والا نہ تھا اب
دیو نے قصد کیا کہ سکندر کو شاخون پر اٹھا لون سکندر رستم خو نے دونون شاخین
دیو مغرور کی پکڑ لین اور زور ہونے لگے پینگ چلنے لگے ادھر دیو مغرور زور کر رہا ہے
اور چاہتا ہے کہ شاخین چھڑا لین تو اسکو اٹھا لون ادھر شاہزادہ ایک پانون بڑھائے
ہوئے شاخین دیو کی مضبوط ہاتھون پکڑے ہوئے زور کر رہا ہے سلیمون دیو کش اور
بلقان فیل زور یا تو کہتے تھے کہ یہ نوجوان مفت لقمہ وہان دیو ہوا چاہتا ہے یا زور و پنجہ
سکندر رستم خو کی دیکھ کر وجد کرنے لگا اور تعریف کی کہ اتنے بڑے دیو سے اس طرح
مقابلہ کرنا یہ تیرا ہی کام ہے دوسرے کی مجال نہین کہ اس لنگر کو سنبھال سکے سکندر رستم خو
نہ پھیر کا بل دیو سے پڑا گیا اب دیو مغرور نے قصد کیا کہ شاخین چھڑا کر بھاگ جاؤن کہ
کہ یہ بلا سے لیے زیان معلوم ہوتا ہے اور لقمہ چرب نہین بلکہ لقمہ سخت ہے اسکا نگلنا دشوار
ہوگا یہ تصور کرکے اسنے جھٹکا مارا سکندر نے دونون شاخون کو اسکی بل دیا کہ یہ دیو مغرور
پہلو کے بل زمین سے پلٹ کر چت ہو گیا بس شاہزادہ سینہ پر دیو کے آ بیٹھا اور فرمایا کہ
کیا کہتا ہے دیو مغرور نے کہا کہ مین تو پہلے ہی کہ چکا ہون کہ قضا میری خداوند ابلیس نے
پیدا ہی نہین کی پھر مین ڈرون تو کیا ڈرون اگر تجھ سے مین قتل ہو سکون تو تو شوق سے
قتل کر ڈال یہ سنکر شاہزادہ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے قضا کو تو ملک الموت کیواسطے
بھی معین کیا ہے تیری کیا حقیقت ہے یہ کہکر خنجر سینے پر دیو کے مارا کہ جھنکار ہوا اور یہ معلوم ہوا
کہ خنجر کسی پتھر پر پڑا اور ٹوٹ گیا دیو ہنسا اور کہا دیکھا تو نے ہم نہ کہتے تھے کہ موت
ہماری خداوند ابلیس نے معین ہی نہین فرمائی ہے شاہزادہ پریشان تھا کہ حربہ اسپر اثر
نہین کرتا اب کیا فکر کرون کہ سپارہ کو چاک سے وہ انگشتری یاد دلائی جو چلتے وقت
ملکہ غلطان گوہر شکست جادو نے شاہزادہ سکندر رستم خو کو دی تھی اور بتا دیا تھا
کہ جسوقت تم دیو پر غالب آنا تو عکس نگینہ انگشتری کا اسکے سینہ پر ڈالنا اسکے بعد خنجر سے
سینہ چاک کرکے کلید نکال لینا دیو پھڑک کر مر جائیگا اور اگر عکس انگشتری کا نہ ڈالوگے
تو حربہ دیو پر اثر نہ کریگا اور نہ دیو مغرور قتل ہو سکیگا بس شاہزادہ کو فوراً باتین ملکہ
غلطان گوہر شکست جادو کی یاد آگئین اور عکس انگشتری کا سینے پر دیو کے ڈالا یہ معلوم
ہوا کہ سینہ دیو کا نہایت نرم ہو گیا ہے اور دیو بے حس و حرکت ہو گیا بس شاہزادہ
سکندر رستم خو نے سینہ دیو کا چاک کیا اور کلید نکالکر قبضہ مین کی دیو پھڑکنے لگا
شاہزادہ کو دیکر کنارہ ہوا دیو مغرور تو پھڑک کر واصل جہنم ہوا اور شاہزادہ کا بدل کھا

سے کر لوں حیلہ اتنی جرأت بڑھا کہ تیغہ اور چراغ قبضہ میں کروں کہ سلیمون دیوکش کو رشک ہوا
اسنے بلقان فیل زور سے کہا کہ بڑا غضب ہوا اس خدا پرست نے اس دیو کو مارا اور
اب تیغہ و چراغ پر قبضہ کرنے جاتا ہے اگر تیغہ اور چراغ اسکے ہاتھ آگیا تو یہ معشوقہ پر بھی قبضہ
کرے گا اور سیما اب جادو بھی خوف جان کی وجہ سے شادی ملکہ مغلطان گہر رشک جادو
کی اسکے ساتھ کر دے گا بڑے حیف کی بات ہے کہ اکوان پرستوں کی دختر اور خدا پرست کے
قبضہ میں آجائے اس سے بہتر یہی ہے کہ اسے قتل کر ڈالو تو نہ یہ ہوگا اور نہ مغلطان گہر رشک جادو
سے شادی کرے گا بلقان فیل زور نے کہا کہ رائے تمہاری درست ہے مگر اس سے
کون لڑ سکتا ہے تم نے دیکھا نہیں کہ اسنے اتنے بڑے دیو کو کسطرح ذلیل کر کے مارا سلیمون دیوکش
نے کہا کہ یہ دیو دیکھنے ہی کے بڑے تھے ہمیں نے بھی ایک دیو کو مارا ہے اسی روز سے ہمیں
دیوکش مشہور ہوا ہوں اور تم بھی فیل زور مشہور ہو مثل مشہور ہے کہ ایک کی دوا دو ہے لاکھ
زبردست ہو پھر ایک ہی ہے اور ہم تم دو ہیں بلکہ ہزاروں کا لشکر بھی ساتھ ہے اب
اسوقت شرم پسپائی کو اٹھا دو اور غیرت ایمانی سے کام لو اگر ہم تم ایک ہو کر اس سے
لڑینگے تو یہ کیا کر سکتا ہے مثل مشہور ہے کہ دو دل یک شود بشکند کوہ را + پراگندگی آرد انبوہ را
یہ کہکر باگ مرکب کی لی اور آواز دی کہ او سرکش کہاں جاتا ہے تو دیو مغرور کو مار کر بہت خوش
ہوا اب قضا تیری ہمارے ہاتھ ہے کہ ہم بھی ملکہ کے عاشق ہیں ہمیں تیرا زندہ رہنا اچھا
نہیں معلوم ہوتا ہے ہوشیار ہو جا یہ کہتا ہوا قریب شاہزادہ سکندر رستم خو کے پہنچا
اور نیزہ مارا شاہزادہ نے نیزہ سلیمون کا قلم کیا سلیمون دیوکش نے تلوار لگانے کی
سکندر رستم خو نے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اب
جو زور کیا تو قاش زین سے اٹھا لیا چاہتے تھے زمین پر ماروں کہ استخوان اسکے پارہ پارہ
ہو جائیں کہ بلقان فیل زور آ پہنچا اور اسنے تیر مارا شاہزادہ نے بجائے سپر سلیمون
کو آگے بڑھا دیا مگر قضا اسکی نہ تھی کہ تیر زنجیر پر پڑا زنجیر کٹی اور سلیمون ہاتھ سے چھوٹ کر
زمین پر گرا اور گرتے ہی بھاگا ادھر شاہزادہ کو بلقان فیل زور پر غصہ آیا کہ اسنے میرے
شکار کو چھڑا دیا بس اسی غصہ میں جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارتے ہیں بلقان نے سپر کو اٹھا کر
چہرہ کی پناہ کیا لیکن یہ تلوار پھل سپر کب رکنے والی تھی تلوار نے سپر کو مانند قرص
پنیر کے کاٹا اور سیاہ خود سے گذر کر سر تک پہنچی اور کاسہ سر سے بھی مانند قطرہ ہو کر ناف تک
گذرتی ہوئی گردن و صدر و کمر کو دو ٹکڑے کرتی ہوئی زین فرس پر پہنچی سکندر نے جھٹکا جو
مارا اسپ و مرکب دونوں کے چار ٹکڑے ہو گئے بس اسکا مرنا تھا کہ فوج اسکی آ پڑی
ادھر سلیمون دیوکش نے اپنے لشکر کو اشارہ کیا کہ مار لو اسکو یہ جانے نہ پائے یہ
کہکر خود بھی مرکب پر سوار ہو کر مع فوج شاہزادہ پر گرا تلوار چلنے لگی شور گیر و دار بلند ہوا
سکندر نے بھی لاشیں گرانا شروع کیں مگر کہاں تک قتل کرتے ایک لاکھ تابیس ہزار
فوج کا بے شمار لشکر کا کم نہ ہوتا تھا جو ایک گرتا تھا تو دس مقابلہ کو آجاتے تھے

دوپہر تک جنگ رہی اب سکندر کی یہ حالت ہوئی کہ قبضۂ تلوار کا ہاتھوں میں اُسکے چپک گیا لہو سے
خون ٹپکنے لگا سم مرکب کے غرق خون ہو گئے خود بھی زخموں میں چور ہو گئے اور ہر سپاہی جو پاس
ہیبت تنہا پیل سے کیے ہوئے لڑ رہا ہے جب اُسنے آقا پر زیادہ ہجوم دیکھا ہر دو تین شعبدوں سے
آتشبازی تیغ مار رہا ہے کہ سوار فوج کے جلتے ہیں گھوڑے سے گر کر بھاگتے ہیں پھر بھی ہجوم ہوا جاتا ہے لیکن
اب اُسنے دیکھا کہ کوئی صورت مفر کی نہیں معلوم ہوتی اور سکندر میں اب حالت مقابلے
کی نہیں ہے اُسنے دعا کرنا شروع کی ہنوز سخن ور دہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف مراد پہ لگا اور
جانب صحرا سے ناگہ گرد و غبار بلند ہوا اور آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد
سے مظفر سپہزاد ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے پیدا ہوا کہ یہ اطالہ بارگاہ یاقوت نگار کا
لیے ہوئے چلا آتا تھا راستے میں ہرکاروں نے خبر دی کہ ہمارے آقا سے تلوار چل رہی ہے
بس یہ خبر سنتے ہی مظفر سپہزاد مع لشکر کے آپڑا تلوار چلنے لگی سکندر رستم خو پر سے بوجھ
کم ہوا لوگ اس تازہ دم لشکر کی طرف متوجہ ہو گئے کہ یہ کہاں سے آ گیا ادھر سکندر رستم خو کو
غش آ گیا یال مرکب پر سر رکھ دیا سپاہی رحمدل پروانے کے گرد تھا مرکب اصیل تھا
سوار کو اپنے لے نکلا اور جانب صحرا روانہ ہوا یہاں مظفر سپہزاد سے شام تک تلوار چلی
شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھر کر اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے مظفر سپہزاد
نے خیمہ برپا کر کے ہرکاروں کو براے تلاش سکندر رستم خو روانہ کیا ہرکارے تو اُسکی تلاش
روانہ ہوئے یہاں سلیمون و لیوکش اور بلقان فیل زور نے مظفر سپہزاد سے کہلا
بھیجا کہ لڑائی ہم سے اور نقابدار یاقوت پوش سے تھی تم کیوں دخل انداز ہوئے
مظفر سپہزاد نے کہلا بھیجا کہ ہم غلام ہیں نقابدار یاقوت پوش کے کیونکر ممکن ہے
کہ اپنے آقا کے دشمن سے نہ لڑیں اور ابھی لشکر ہمارے آقا کا پیچھے ہے میں تو ہر اول
پیش خیمہ لیکر چلا تھا صرف ایک لاکھ جوان میرے ہمراہ ہیں یہ سنکر بلقان فیل زور
نے سلیمون و لیوکش سے کہا کہ جسکے سبب سے جنگ تھی اُسکا پتہ نہیں کہ کہاں گیا
اب اس سے لڑنا بیکار ہے چلکر سیماب جادو سے اس معرکہ کو بیان کرنا چاہیے
اور نقابدار نیلی پوش کی مدد سے اس لڑائی کو سر کرینگے یہ مشورہ کر کے یہ تینوں رات کو
کوچ کر کے جانب قلعہ سیماب روانہ ہوئے اور سکندر رستم خو کو جو مرکب لیکے
نکلا تھا جاتے جاتے قریب ایک چشمہ کے پہنچا جو ہری لی سکندر پشت مرکب
سے زمین پر آئے قضا سے کار و اتفاقات روزگار کہ قریب اس چشمہ کے باغ
سمن جادو کا تھا سمن جادو جو براے سیر آئی نکلکر دیکھا کہ ایک جوان غرق
خون زخموں میں چور چور پڑا ہوا ہے لیکن چہرہ مانند شب چاردہ کے روشن و منور
ہے سمن جادو نے ملازموں سے کہا کہ اسے ہمارے باغ میں لے چلو نہیں معلوم
یہ کون شاہزادہ ہے اور کس ظالم کے ہاتھ سے زخمی ہو کر یہاں آیا ہے غرض
سمن جادو سکندر رستم خو کو اُٹھوا کر اپنے باغ میں لائی زخموں میں ٹانکے

وسے کرچکی مرہم کی چڑھائی جسوقت آرام ملا تو سکندر کو ہوش آیا پوچھا کہ مین کہان ہون
سمن جادو نے کہا کہ اس کنیز کے گھر مین آپ مہمان ہین نام میرا سمن جادو ہے مین منتظم
ہون کوہ چقماق کی اور مالک ہون تخلیات قلعہ سیماب کی اب آپ اپنا پتہ بتایئے کہ آپ
گل کس گلستان کے ہین اور اسطرف کیونکر تشریف لانا ہوا شاہزادہ سکندر رستم خو نے
مردانہ وار اپنے آنے کی کل کیفیت بیان کی اگرچہ یہ جان چکے تھے کہ سمن جادو دشمن ہے مگر
کچھ پروا نہ کی اپنا اسیر ہوکر قلعہ مین داخل ہونا ملکہ غلطان گہر رشک جادو کا عاشق
گرداب دریانشین جادو کا مطیع ہونا اور ہمراہ قتل دیو مغرور سر کش آنا دیو کو مارکر
لشکر بلقان فیل زور اور سلیمون دیو کش سے لڑکر زخمی ہونا سب کیفیت بیان کی اور
فرمایا اب یہ قصد ہے کہ اگر سیماب جادو نے شادی اپنی دختر کی میرے ساتھ کرکے
مجھے نطاق جانے کی راہ دے تو خیر ورنہ کلید فتح کوہ چقماق میرے قبضہ مین ہے چراغ اور تیغہ
موج فنا پر قبضہ کرکے تمام قلعہ سیماب کو تاخت وتاراج کردونگا یہ سنکر سمن جادو دریاے
فکر مین غرق ہوگئی کچھ تو اسے یہ خیال تھا کہ گرداب دریانشین مین میری اسکی شریک
ہوچکی ہے اس سے دشمنی کرنا گویا اس سے عداوت مول لینا ہے کچھ خیال کرتی تھی کہ ملکہ
غلطان گہر رشک جادو بھی میری گودیون کی کھلائی ہوئی ہے اور یہ اسکا معشوق ہے اگر اس سے
بدی پیش آؤنگی تو اسے کیا منھ دکھاؤنگی یہ خیال ہوتا تھا کہ عالم قلعہ نے مجکو ایسا ہی
معتمد سمجھا تھا جو اپنی زندگی کی کنجی تیرے قبضہ مین دیدی تھی اب اس سے بدی کرنا یہ بھی
خلاف شرافت امر ہے دیر تک یہ اسی کشاکش مین رہی آخر کار شاہزادہ سکندر رستم خو
سے کہا اب مناسب یہ ہے کہ آپ یہانسے تشریف لیجایئے کہ آپکا یہان رہنا میرے
واسطے باعث بدنامی ہے اب نہ مین آپکو مہمان رکھ سکتی ہون نہ دشمنی کرسکتی ہون یہ کہکر
اپنے تعلقات ملکہ غلطان گہر رشک جادو کے ساتھ بیان کیے شاہزادہ نے فرمایا
کہ مین خود یہان رہنا پسند نہین کرتا مگر اب جو مین یہانسے کوہ چقماق کیطرف جاؤنگا اور
تیغہ قتل سیماب جادو حاصل کرکے سیماب جادو سے درخواست شادی کرونگا
مگر مجھے بھی اتنا خیال روک رہا ہے کہ تم نے میرے ساتھ احسان کیا ہے اور تیغہ وچراغ تمہارے
ہی انتظام مین ہے ایسا نہو کہ تم میرے ہاتھ سے قتل ہو یہ سنکر سمن جادو ہنسی اور کہا کہ
صاحبزادے سحر کے سامنے زور نہین چل سکتا ہے تم دیو کو مارکر یہ سمجھے ہو کہ تیغہ وچراغ قبضہ مین آگیا
جبتک مین نہ چاہون کیا تاب وطاقت ہے کسی کی کہ کوہ چقماق پر قدم رکھ سکے
ہر قدم سے ایک شرارہ نکلیگا اور جلادیگا یہ سنکر ایک خواص جو قریب سمن جادو
کے کھڑی تھی کہنے لگی کہ ملکہ شاہزادے سچ فرماتے ہین آپکا سحر کچھ نہین کرسکتا یہ سنکر
سمن جادو نے کہا کہ عجب خبط تو بھی الٹی ہانک بولتی ہے یہ سنتے ہی اسنے وہی گلدستہ
جو اسکے ہاتھ مین تھا منھ پر سمن جادو کے کھینچ مارا کہ ہر پنکھڑی اسکی جھٹک کر
علیحدہ ہوئی اسمین سے دھوان پیدا ہوا کہ سمن جادو چھینک مارکر بیہوش ہوئی

غواص نے آواز دی کہ تم مہتر سیارہ کو چالاک بہ رنگ دیکھتے ہی اور غواصین تو دنگ
ہو گئیں اور سکتے کے عالم میں رہ گئیں لیکن سکندر رستم خو نے سیارہ کو چالاک کی نہایت
تعریف کی اور فرمایا کہ تو کیونکر یہاں تک پہونچا سیارہ نے تمام کیفیت بیان کی کہ جسوقت
ڈھونڈھ آپ کو لے کر لشکر سے نکل گیا ہے تو میں بھی تعاقب میں چلا تھا جسوقت قریب اس
باغ کے پہونچا تو ایک عورت کو عیاری کر کے بیہوش کیا سب کیفیت یہاں کی اس سے
دریافت کر لی تھی اور اسی کی صورت بنا ہوا یہاں تک آیا اور اثنائے گفتگو میں اسکو بیہوش
کیا تاکہ غرور اسکا مٹے اور آنکھ بھی ہو شاہزادہ نے سیارہ کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا
کہ اب ہیئت اصلی پر آکر اسکو ہوشیار کر سیارہ نے سمن جادو کو ہوشیار کیا سکندر رستم خو
نے فرمایا کہ اے سمن جادو اب تیرا قتل کر ڈالنا اور قید رکھنا دونوں باتیں میرے امکان میں
ہیں مگر چہرہ تیرا روشن ہے اور یقین ہے کہ تو دین اسلام قبول کرے گی اسوجہ سے تجھکو چھوڑ دیا
اب بہتر یہ ہے کہ مذہب اسلام کو قبول کر اور باسانی تیغہ و چراغ میرے سپرد کر یہ سنکر
سمن جادو نے کہا کہ اے شہریار واقع میں آپ صاحب اقبال ہیں اور مجھے دین اسلام
کے قبول کرنے میں کچھ عذر نہیں ہے لیکن اسمیں ایک اسرار ہے جسے میں بیان نہیں کر سکتی
اور ابھی وقت تیغہ و چراغ کے نکالنے کا نہیں آیا ہے لیکن وہ وقت بھی قریب ہے اب
آپ یہاں سے تشریف لیجاتے ہیں اور سیماب جادو کو نامہ لکھیں اگر آشتی کا کام نکل آیا تو
خیر ورنہ بر وقت ضرورت وہ صندوق جسمیں تیغہ و چراغ رکھا ہوا ہے آپ کی خدمت میں
پہونچ جائیگا اور یہ راز جسے میں چھپاتی ہوں اسوقت آپ پر روشن ہو جائیگا اور
اگر اسوقت تیغہ و چراغ پر قبضہ کرنے کا قصد کیجیے گا تو بہت پریشان ہو جیے گا ورنہ
مجھے عذر نہیں ہے میں ابھی پہرہ ہٹائے دیتی ہوں آپ صندوق لیجائیے سیارہ نے غور
سے چہرہ کو سمن جادو کے دیکھا کہ بشرہ روشن ہے باتیں راستی کی معلوم ہوتی ہیں
ضرور کوئی راز ہے شاہزادہ سکندر سے عرض کی کہ اے شہریار مجھے قول کا ملکہ کے یقین
ہے آپ بھی اسکے کہنے کا یقین کیجیے اگر آپ کی فتح ہے اور اقبال یاور ہے تو دشمن دغا کر کے
خود ہی ذلیل ہو گا یہ سنکر شاہزادہ خاموش ہو رہا صرف کلید اپنے قبضہ میں رکھی اور
مع سیارہ کو چالاک سمن جادو سے رخصت ہو کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا
وہاں مظفر شہزاد کو وقت صبح معلوم ہوا کہ حریف پردہ شب میں کسیطرف چلے
گئے یہ بھی کوچ کر کے بتلاش شاہزادہ سکندر رستم خو روانہ ہوا تھا راستے میں
ملاقات ہوئی سکندر رستم خو نے اپنی سرگذشت مظفر شہزاد سے بیان کی اور
مع لشکر کوچ کر کے جانب قلعہ سیماب روانہ ہوئے جسوقت بعد طے مراحل و قطع منازل
سامنے قلعہ سیماب کے پہونچے بارگاہ یاقوت نگار استادہ کی لشکر نے ڈیرا کیا
شاہزادہ نے ایک نامہ [illegible] لکھکر پاس ملکہ ناجلان گوہر شاک جادو کے
روانہ کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے ملکہ میں نے دیو کو مار لیا لیکن دو بادشاہوں کے لشکر

سے مقابلہ پڑا ہے وقت میرا لشکر بھی آگیا خوب جنگ ہوئی اب وہ دونوں بادشاہ ہزیمت
خوردہ قلعہ سیماب میں آگئے اور میں بھی سامنے قلعہ سیماب کے خیمہ زن ہوا ہوں نامہ
تمہارے باپ کو لکھتا ہوں اب دیکھنا چاہیے کہ جواب نامہ صلح سے ملتا ہے یا جنگ پیش
آتی ہے اور حاکم کوہ شہاق یعنے سمن جادو میری دوست ہوگئی ہے اُسنے وعدہ کیا ہے
کہ بروقت ضرورت میں مدد پہونچاؤنگی اور صندوق اسلحہ حاضر کرونگی چونکہ میرے ساتھ لشکر
کثیر ہے اسوجہ سے میں نے اپنا آنا مناسب نہ سمجھا کہ تمہارے واسطے باعث بدنامی ہوگا
اگر بےسوبستہ کام نکلے تو تمہارا بڑھانا کیا ضرور ہے اب انشاءاللہ بہت معاملہ یکسو ہونے کے
ملاقات ہوگی سپارہ کو جیسے ہی یہ نامہ لیکر جانب باغ دلفروز روانہ ہوا اور سکندر رستم خو
نے ایک نامہ سیماب جادو کو لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ میں نے شرط پوری کی یعنے
دیو مقرور رہ مہ کش کو مارا اب آپ کو چاہیے کہ وعدہ وفائی کیجیے اور شادی اپنی دختر
نیک اختر کی میرے ساتھ کر دیجیے یہ نامہ دیکے مظہر پیرزادہ جانب قلعہ سیماب روانہ ہوا
جسوقت سے سلیمون و تیغشون اور بلقان فیل زور داخل قلعہ ہوئے ہیں انہوں نے
سیماب جادو کو خوب بھڑکا رکھا ہے کہ لقا بدار یاقوت پوش سے اگرچہ شرط پوری
کی مگر بڑی شرم کی بات ہے کہ دختر اکوان پرستان خدا پرست کے گھر میں آئے
سیماب جادو متردد تھا کہ اگر خلاف عہد کرتا ہوں تو شان بادشاہی کے خلاف ہوتا ہے
اور اگر شادی دختر کی لقا بدار کے ساتھ کیے دیتا ہوں تو یہ دین اکوان پر بنتی ہوتی
ہے اسی کشمکش میں تھا کہ ہرکاروں نے خبر دی نامہ دار لقا بدار یاقوت پوش لیکر
آتا ہے سیماب جادو نے کہا بلاؤ سرداران قلعہ باہر قلعہ کے آئے اور مظہر پیرزادہ کو استقبال
کرکے اندر قلعہ کے لے گئے مظہر پیرزادہ کو دنگل جواہر نگار پر بٹھایا ساقی نے اشارہ جام
دینے کا کیا ساقی جام بھر کر کے بڑھا تھا کہ مظہر پیرزادہ نے انکار کیا یہ امر سیماب جادو کو
ناگوار گذرا مظہر پیرزادہ نے نامہ پیش کیا سیماب جادو نے پڑھا اول حمد الہی نعت
رسالت پناہی نہایت شد و مد کے ساتھ تحریر تھی لیکن اُسکے لکھا تھا کہ میں نے شرط پوری
کی اب آپ کو لائق و لازم ہے کہ اپنی دختر نیک اختر کا عقد میرے ساتھ کر دیجیے
نکلنے کی فرصت نہیں ہے میں بہت جلد شہر طاق پر جانے والا ہوں اور اگر اس عقد میں
کچھ عذر ہے تو طبل جنگ بجوا دیجیے ہنوز کوئی جواب سیماب جادو نے نہیں دیا تھا کہ ایک
چیل اڑتی ہوئی آئی اور زمین پر لوٹ کر انسان بنی اور سلام کیا پوچھا سیماب جادو نے
کہ خیریت کوہ شہاق کی بیان کر کہ سمن جادو نے کہا کہ سکندر رستم خو لقا بدار یاقوت پوش
بنکر پہونچا دیو مقرور رہ مہ کش کو مار کر کلید حاصل کی اور زخمی ہو کر باغ سمن جادو کے
قریب آ کر گرا سمن جادو اُسے اٹھا لائی علاج کرکے حال دریافت کیا سکندر نے اپنا
اسم ظاہر کیا اور ملک کی بادشاہت رہائی پانا اور تمام حالات بیان کیے جس سے یہ ظاہر
ہو گیا کہ یہ سکندر ہے جسکو آپ نے اپنے علم میں قتل کر ڈالا تھا بس یہ سنتے ہی

سیماب جادو کو غیظ آیا اور نامہ جواب جنگ تحریر کرکے مظہر پریزاد کو دیدیا اور کہا کہ اگر
تو دشمن خداوند نہ ہوتا تو میں عقد دختر کا تیرے ساتھ کر دیتا مگر خبردار اب زبان پر نام ملکہ کا نہ لانا اور
قصد اسطرف آنے کا نہ کرنا ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائیگا اور اب صورت اس شوخ دیدہ
گیسو بریدہ کی تا عمر دیکھنے میں نہ آئیگی مظہر پریزاد تو جواب نامہ لیکر جانب بارگاہ
سکندر رستم خو روانہ ہوا اور یہاں سیماب جادو نے زعفران جادو کو خلعت دیا اور کہا
اب یہ بتا کہ سمون جادو نے سکندر کو ٹالدیا تھا اور تنبیہ و تعزیر نہیں دیا تھا یا وقت کی تعطل
ہوا اور مشکل گرداب در پا نشین سے یہ بھی شریک دشمن کی ہوگئی زعفران جادو نے کہا
کہ میرے نزدیک تو سمون جادو بد اعتماد اور بیحد وسا کرنا اچھا نہیں ہے آیندہ حضور کو اختیار
ہے یہ سنکر سیماب جادو نہایت پریشان ہوا اور زعفران جادو کو پاس ملکہ عالطان گوہر شکن جادو
کے روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ اے فرزند جو شرط تم نے کی تھی وہ لقا پارہ یاقوت پوش نے
پوری کی اب تمھیں لائق و لازم ہے کہ اندر قلعہ کے چلے آؤ تاکہ تمھاری شادی کا بندوبست
کیا جائے یہ پیام فریب آمیز لیکر زعفران جادو خدمت میں شاہزادی قاعہ سیماب کی طرف
روانہ ہوئے اور سیماب جادو نے مرجانہ سبز پوش جادو کیطرف دیکھ کر کہا کہ
کیوں او چھوکری تو نے بھی ملکہ کا پاس کیا اور یہ تمام حالات گذشتہ مجھ سے پوشیدہ رکھے
ہر کوئی اسے گرفتار کرلو اسیوقت ایک ساحر نے اٹھکر مشکیں مرجانہ سبز پوش جادو
کی باندھ لیں اور اُسی دارو غہ زندان کو طلب کیا جسکو معزول کردیا تھا اور حالات
دریافت کیے اُسنے تمام واقعات گذشتہ پھر سے بیان کیے اب سیماب جادو کو یقین
ہوا کہ بیشک میری دختر ہی کی ذات سے یہ فساد برپا ہوا ضرور وہ سکندر کو رہا
کر دیگی ہوگی اسیوقت دارو غہ زندان کو خلعت دیکر پھر اُسکے عہدہ کو بحال کیا اور
مرجانہ سبز پوش کی دارو غہ محبس کے سپرد کی اور عالطان گوہر شکن جادو کا منتظر
ہوا مرجانہ سبز پوش جادو جانب فلک دیکھکر آہ سرد بھرتی تھی اور دل میں کہتی تھی
کہ کیا انقلاب زمانہ ہوا یہ دارو غہ ہمارے زیر حکم تھا آج ہم اسکے قابو میں ہیں اب
کچھ حال جہتن سیارہ کو چک کا بیان ہوتا ہے کہ نامہ لیے ہوئے قریب باغ لعل فروز
کے پہونچا مگر ملکہ عالطان گوہر شکن جادو کو ہوئی اسنے بلا لیا سیارہ کو چک
نے نامہ شہنشاہ سکندر رستم خو کا ملکہ کے ہاتھ میں دیا ملکہ نے نامہ کو پڑھا اور مضمون
نامہ سے آگاہ ہوکر نہایت خوش ہوئی دل میں کہتی تھی کہ خدا کرے سیماب جادو بھی
منظور کرے کوئی اور فتنہ نہ برپا ہو اسوقت تو ساتر العیوب نے راز کو فاش نہیں
ہونے دیا ہے آگے جو مقدر میں ہو اسکی خبر نہیں ملکہ مرجانہ پر کہ گہر و دلدار نے مبارکباد
دی اور کہا کہ بہن تم ہی خوش نصیب ہو ہم تو ایسے بدنصیب ہیں کہ صورت دیکھنے کو
ترستے ہیں اگر معشوق ملا تو گھر تباہ ہوا اور ماں باپ چھٹے لیکن معشوق سے ہاتھ
دھو بیٹھے پھر نصیب سے کیا ظہور میں آتا ہے یہ کہکر آنکھوں میں آنسو بھر لائے ملکہ

ضبط لیا کہ اتنے مین زعفران جادو پہونچی اور ملکہ کو سلام کرکے بیٹھ گئی ملکہ نے پوچھا کہ اے
زعفران جادو سیمین جادو کی خیر و عافیت بیان کرو زعفران جادو نے کہا کہ بالفعل تو مین
قلعہ سے آتی ہون لیکن جسوقت کوہ عقیق سے چلی ہون اسوقت تک تو سیمین جادو
خیریت سے تھین بلکہ اُنسے شاہزادہ سکندر سے وعدہ ہوا ہے کہ اگر سیماب جادو آپسے
برخلاف ہوا تو مین صندوق اسلحہ بروقت حاضر خدمت کرونگی اور اسوقت اسکا لیجانا
اچھا نہین ہے کہ راہ مین ہزار افتادین پڑینگی بڑا خوف تھا پر اب تیلی پوش کا ہے یہ سنکر
غلطان گہر رشک جادو بہت خوش ہوئی اور کہا کہ کیون نہ ہو انھون نے مجکو مثل بیٹیون
کے پالا پوسا ہے ایسا جو سیمین سکندر کے ساتھ بدی نہین کیا اور مجھے امید ہے کہ وہ ضرور بروقت
کام آئینگی اول تو خدا وہ وقت نہ لائے کہ شاہزادہ سکندر سے اور سیماب جادو سے
بگڑے پھر اب یہ بتاؤ کہ تمھارا آنا اسطرف کسطرح سے ہوا زعفران جادو نے کہا کہ ایک اور
خوشخبری لائی ہون وہ یہ ہے کہ آپکے والد ماجد نے آپکو طلب کیا ہے اور ارشاد کیا ہے
کہ جو شرط تم نے معین کی تھی وہ اس شاہزادے نے پوری کی وہ شادی کا مستحق ہوا لہذا
تمھاری شادی سکندر کے ساتھ کرنا لازمی ٹھہری ابھی نامہ وار اسکا آیا تھا اسے بھی جواب
دیدیا ہے کہ ہم انتظام شادی کا کرتے ہین اور مجکو آپکے لینے کے واسطے بھیجا ہے
غلطان گہر رشک جادو دل مین نہایت خوش ہوئی اور زیادہ اطمینان اسوجہ سے
ہے کہ اگر اسمین کوئی فریب ہوتا تو مرجانہ سبز پوش مجھے ضرور آگاہ کرتی بس فوراً ملکہ
نے چلنے کا سامان کیا اور سیارہ کو بھیجکر اتنا پیام زبانی دیدیا کہ اب انشاء اللہ
اسطرح ملنا ہوگا کہ تاقیام قیامت جدائی نہ ہوگی سیارہ کو بھیجکر پیام بلکہ تحائف خدمت
مین اپنے آقا کی روانہ ہوا اور ملکہ غلطان گہر رشک جادو جانب قلعہ سیماب روانہ
ہوئی اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور روز گار داستان سیمین جادو کے بیان ہوتے ہین کہ
جسوقت شاہزادہ سکندر اس سے رخصت ہوا تو سیمین جادو نے پتلیان سحر کی
معین کین کہ وہ برابر خبر دیتی رہتی تھین خیال اسکو یہ تھا کہ اگر سیماب جادو
اور سکندر سے آشتی ہو جائے تو کیون دشمنی کرین اور امانت مین خیانت کرین
اگر جنگ کی ٹھہرے اور تھا بار تیلی پوش ہاتھ سے سکندر کے ہلاک ہو تو یہ اسلحہ
شاہزادے کے سپرد کرنا چاہیے چنانچہ سیمین جادو کو برابر خبرین پہونچ رہی ہین یہ بھی
معلوم ہوا کہ زعفران جادو جو نبیری صاحب قاص تھی اسنے سیارا راز سامنے بادشاہ
قلعہ کے بیان کردیا قریب ہے کہ بادشاہ کیجا نسبت سے کوئی اور حاکم معین ہو اور پیشوا شد
[illegible] کا نام آجائے لیس سیمین جادو وہ کوہ عقیق مین اُس مقام پر آئی جہان
[illegible] چراغ اسنے محفوظ کیا تھا وہ دونون چیزون کو نکالکر [illegible] کوہ عقیق سے علیحدہ لیجاکر
پوشیدہ کردیا اور ایک تصویر چراغ نقلی تیار کرکے اُسی درہ مین مخفی کردیا یہ اس انتظام
کے بعد منتظر وقت کی ہے کہ دیکھیے وہان ملکہ غلطان گہر رشک جادو جو داخل قلعہ

سیماب پہونچی اور خیمہ میں اپنے باپ کی بھتیجی سیماب جادو نے قریب اپنے بلا لیا اسی
جسوقت غلطان گہر رشک جادو ساتھ سیماب جادو کے آئی سیماب نے سمجھا کہ مجھ کو باپ
سینے سے لگا لے گا بہ شفقت پیش آئیگا لیکن وہاں سیماب جادو کی آمد پر اسکا دل بہت
دھڑک رہی تھی اسنے نہیں بلکہ غلطان گہر رشک جادو کی پکڑکر آواز دی کہ اے بیحیا او
شوخ دیدہ یہ کیا حرکت تھی کہ تونے دشمن سے دوستی پیدا کی اور ہمارے حکم کے خلاف
کیا کہ سکندر نقلی کو قتل کرا کے مجرم اصلی کو رہا کر دیا بعد اسکے شرط شادی کے بارے میں ایسی
در پیش کی کہ سوا اسکے کسی اور سے پوری نہ ہو سکی دیکھو تو اس حرکت کی تجھے کیسی سزا دیتا
ہوں یہ کہکر دونوں بازو ملکہ کی زلفوں سے باندھکر چند ساحروں کو طلب کیا اور ملکہ
غلطان گہر رشک جادو کو مع مرجانہ صنوبر پوش و مروارید گہر دندان مقید کر کے
جانب گنبد زرجہد نگار روانہ کر دیا اور زرجہد نگار جادو کو ایک نامہ لکھ بھیجا کہ اے بیا در
بجان برابر ان دونوں لڑکیوں سے ہوشیار و باخبر رہنا کہ اب یہ اپنے بس کی نہیں رہی ہیں
بالکہ غلطان گہر رشک جادو اشک حسرت دیدہ خونبار سے بہاتی ہوئی روانہ ہوئی
یہاں سیماب جادو نے مطمئن ہو کر لشکر کو قلعے کے باہر نکلنے کا حکم دیا اور ایک نامہ
نقابدار نیلی پوش کے نام لکھ بھیجا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے نقابدار تجکو ہم نے آج ہی
کے دن کے واسطے تیار کیا تھا جس ظالم کا خوف تھا وہ آگیا لہذا تجکو لائق و لازم ہے کہ
کہ دیکھتے ہی یہ نامہ کوچ کی تیاری کر اور آکر حریف سے مقابلہ کر کہ دشمن نہایت زبردست
ہے دیو مفرور سرکش ہاتھ سے اسکے مارا گیا کلید کوہ چقماق دشمن کے قبضہ میں ہے پہلے
حریف کا خاتمہ کر کے پھر کلید قبضہ میں کر کے جانب کوہ چقماق جانا اور سمن جادو کو قتل
کر کے مسکن اپنا کوہ چقماق کو قرار دینا اور تیغہ و چراغ کی حفاظت اپنے ذمہ لینا یہ نامہ
لیکر نامہ دار روانہ ہوا یہاں تمام لشکر قلعہ سیماب کے باہر آیا سلیمون دیو کش اور
بلقان فیل زور بھی بیرون قلعہ آکر خیمہ زن ہوئے اور سیماب جادو نے اعلان کیا
کہ اب جو شخص سکندر کو مارے وہ بعد میرے قلعہ سیماب کا حاکم اور میری حیات میں
غلطان گہر رشک جادو کا شوہر ہے یہ خبر سنکر اور پہلوانان نامی و گرامی بھی چل چکے ہیں
کہ جنکا نام ہر وقت جنگ آئیگا بالفعل سلیمون دیو کش نے سیماب جادو سے
اجازت لیکر اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا یہ خبر شاہزادہ سکندر رستم خو کو پہونچی کہ
بلقان فیل زور اور سلیمون دیو کش جنسے کوہ چقماق پر مقابلہ ہوا تھا وہ پھر قصد
مقابلہ رکھتے ہیں لشکر اپنا انھوں نے قلعہ کے باہر نکالا ہے اور حکم طبل جنگ بجنے کا دیا
ہے فرمایا کچھ پروا نہیں کہدو کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی دینا تیار ربانی سے بجے
طبل جنگی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا دونوں لشکر و میں تیاری جنگ ہونے
لگی لیکن شاہزادہ سکندر رستم خو کی یہ حالت ہے کہ بستر غم پر کروٹیں بدل رہے ہیں
کسی پہلو قرار نہیں ہے جب سے سیارہ گوہر چاک کی زبانی سنا ہے کہ سیماب جادو نے ملکہ کو اس فریب

سے بلا لیا ہے کہ تیری شادی بہو نغوروس کے ساتھ کر دینگے اسوقت سینے بہ سبب غم و غصہ کے
اعضا میں رعشہ ہے کہ اس مکار سیماب جادو نے علاوہ عہد شکنی کے بیا او فریب کیا نہیں
معلوم ہے کہ یہ ملکہ کے ساتھ کیونکر پیش آیا انشاء اللہ اس جنگ کو سر کرکے سیماب جادو
کو جہنم واصل کر دوں تب سکھ لونگا اگر ملکہ سے زندگی میں ملاقات ہوئی تو خیر ورنہ ہم بھی اسکی
تلاش میں صحرائے عدم تک تو جائینگے اور اگر جنگ ہی میں خاتمہ بالخیر ہوا تو اور بھی بہتر ہے
یوں بھی ملکہ سے مل جائینگے بہر صورت نتیجہ ایک ہی ہے بقول درد شیخ کعبہ ہو کے
پہونچا ہم کنشت دل میں ہو + درد منزل ایک تھی ٹک راہ ہی کا پھیر تھا + ہاں اتنا
ملال تو ضرور باقی رہ جائیگا کہ سیماب جادو سے بدلہ نہ لے سکے تو خدا ہمارے
عزیز و نکو نام و سالم رکھے جسوقت وہ ہمارے مرنے کی خبر پائینگے تو آکر قلعہ سیماب
کو تاخت و تاراج کر دینگے اسی کشمکش میں صبح ہوئی محفل سیارگان میں بے رخی نظر آئی
ماہ تاباں کا چہرہ فق ہوا ستارے جھلملا جھلملا کر غروب ہونے لگے ہوا سرد کے
جھونکوں نے گلہائے باغ و صحرا کو شگفتہ کیا سبزہ خوابیدہ کو جگایا چراغ جھلملا جھلملا کر
گل ہونے لگے نمازیوں نے وضو کرکے فریضہ سحری کو ادا کیا لشکر کفار میں سنکھ کی صدا
بلند ہوئی طائران خوش الحان شاخہائے درخت پر مصروف زمزمہ سرائی ہوئے
عجب وقت تھا اور عجب بہار تھی صحرا میں گوٹہ پائے کا فرش بچھا ہوا تھا درخت جھوم
رہے تھے جنگلی پھولوں کی خوشبو دماغ جہان کو معطر کر رہی تھی ہوا مشک آمیز تھی سبزہ
لہلہا رہا تھا لالہ کوہی رنگ لا رہا تھا شفق کی سرخی عاشقان ہجران نصیب کے
دل صد پارہ کو خون سے ڈالتی تھی اور لالہ رخساروں کی سرخ پوشاک چشمک زن تھی
اسی عالم میں دونوں لشکروں کا میدان میں آنا دیدہ رنگا رنگ وردیاں پہنے تکموں سے آراستہ
ہوئے برچھیاں چمکتی ہوئی گھوڑوں کے ساز کی چمک عجیب بہار دکھا رہی تھی کوئی
گھڑی بھر دن چڑھتے چڑھتے دونوں لشکروں کی آراستہ صفیں تیار ہو گئیں میمنہ میسرہ
قلب جناح ساقہ کمینگاہ اگلا پچھلا ہراول سب درست ہو گئے بعد اسکے
بیلدار برق رفتار صفوں سے نکل نکل کر میدان کی درستی میں بتقیر درستی کرنے لگے تھوڑی
ہی دیر میں جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کر پستی و بلندی زمین کو ہموار کرکے میدان کو مثل
آئینہ کے صاف و شفاف کر دیا سقوں نے آبپاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیبان خوش آواز
سرود ستائش چھیڑتے ہوئے اور اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے ہر ایک صف کے
قریب جاتے تھے اور دلاوروں کو جوش دلاتے تھے ہنوز کوئی بہادر میدان میں نہ
نکلا تھا کہ جانب لشکر اسلام سے گرد اڑی سب متوجہ ہوئے کہ کون آتا ہے کہ یکایک وہ
گرد شگافتہ ہوا اور اس گرد سے زرد پوش [illegible] بالا چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا کفار
[illegible] روانہ ہوئے اور [illegible] کے ساتھ لاکر [illegible]
[illegible] یہ بھی ملکہ کی خواستگار رہی [illegible] جسوقت اسے معلوم ہوا کہ کسی [illegible]

سے جا کر دیو مغرور سرکش کو مارا لیکن سیماب جادو کو اُسکے ساتھ شادی کرنے میں تامل
ہی بلکہ اب یہ شرط پیش کی ہے کہ جو سکندر رستم خو کو قتل کرے وہ ملکہ کا شوہر ہو غرض یہ بھی
برائے مقابلہ شاہزادہ سکندر رستم خو آیا ہے بعد اسکے اور گرد اڑی اور اعراف دراز گوش
پینتیس ہزار سوار سے آیا اور کفار کا شریک ہوا بعد اسکے پھر گرد اڑی اور بہمن کشیدہ ابرو
بیس ہزار سوار سے پیدا ہوا اور یہ بھی کفار کا شریک ہوا ان لشکروں کی آمد میں شام ہو گئی
طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھر کر اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے شاہزادہ
سکندر رستم خو نے پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنا بارگاہ یاقوت نگار میں آکر
فروکش ہوئے جام و ساغر تک گردش میں آیا کہ یکایک آواز طبل جنگ کانوں میں آئی لشکر
سکندر شعار میں بھی کوس حربی بجا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو پھر دونوں لشکر میدانوں میں آئے
آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب منیب صدا دے کر ہٹے تھے کہ بگولہ گرد کا اُٹھا اور
نقابدار نیلی پوش نیزہ بکف مرکب شبگی پر سوار پیدا ہوا اور دونوں لشکروں کے درمیان
کسی قدر لشکر کفار سے ہٹ کر مرکب کو روک کر کھڑا ہوا اسکو دیکھ کر بہمن کشیدہ ابرو نے
سیماب جادو سے کہا کہ حال سے اس نقابدار کے ہم سب آگاہ ہیں اگر یہ مقابلہ کرے گا
تو مطلب فوت ہوگا یعنی وہ شرط جو آپ نے عقد ملکہ کے بارے میں پیش کی ہے کہ جو سکندر
کو مارے وہ سلطان اہرمنک جادو کا شوہر ہو پس اگر سکندر نقابدار نیلی پوش کے ہاتھ سے
قتل ہوا تو عقد ملکہ کا کس کے ساتھ ہوگا لہذا بہتر یہ ہے کہ پہلے ہم لوگوں کو قسمت آزمائی کر لینے
دیجیے بعد اسکے آپکو اختیار ہے سیماب جادو نے منظور کیا اور نقابدار نیلی پوش کی طرف
دیکھ کر کہا کہ تم ابھی تامل کرو اور ان لوگوں کو حوصلہ نکال لینے دو بعد کو تم مقابلہ کرنا یہ سنکر
نقابدار نیلی پوش نے باگ گھوڑے کی لی اور جانب صحرا روانہ ہوا ادھر بلقان فیل زور
نے مرکب اپنا بڑھایا اور سامنے تخت سیماب جادو کے آکر اجازت میدان پائی
سیماب جادو نے کہا جا خداوند اکوان تاجدار تمہارا نگہبان ہے یہ سنکر بلقان فیل زور
مرکب کو چمکا کر میدان میں آیا بعد جولانی بسیار نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کر کے
آواز دی کہ اے سکندر رستم خو اُس روز تو میرے ہاتھ سے بچ گیا کہ کمک تیری آگئی اور
مرکب تجھے لیکر نکل گیا مگر آج کہاں جائے گا بہتر یہ ہے کہ کلید فتح کو وہ چقماق میرے
سپرد کر اور جس طرف سے آیا ہے اُدھر واپس جا ورنہ مفت تیری جان شیریں برباد ہو گی
یہ سنکر شاہزادہ سکندر رستم خو نے مرکب کو چمکایا اور سامنے بلقان فیل زور کے
آکر آواز دی کہ او ملعون کیا شیخی مارتا ہے تجھے شرم نہیں آتی کہ ایک لاکھ سوار سے
تو نے مجھ پر حملہ کیا تھا اور پھر خود سامنا نہ کیا اُس روز قضا تیری نہ تھی کہ بچ گیا آج موت
تجھکو کھینچکر میرے سامنے لے آئی ہے لا ضرب بہادری کی یہ سنکر بلقان فیل زور نے
نیزہ سینہ سے لگا کر سکندر پر مارا سکندر رستم خو نے نیزہ بلقان کا نیزہ پر لگا نیچا
طعنیں چلنے لگیں تا دیر نیزہ بازی رہی دونوں طرف کے لوگ تماشائے جنگ دیکھ

رہے تھے اور داد مردی و مردانگی دیتے رہے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بار سیاہ زبانیں نکالے
ہوئے لڑ رہے ہیں بلتقان جو ہتیار باندھتا ہے سکندر رستم خو اس آسانی سے طول سے لیتے
ہیں کہ دیکھنے والے واہ واہ کرتے ہیں اور سکندر رستم خو جو ہتیار مارتے ہیں بلتقان بھی
دکھول لیتا ہے کہ یہ بھی فن سپہ گری میں یکتائے روزگار ہے ایک مرتبہ مظہر سپہ سالار نے
آواز دی کہ اے شہریار استقدر دیر اگر ایک ایک سردار سے اسیطرح مقابلہ کیجئے گا تو
لڑائی سر کرنے میں بہت عرصہ لگ رہے گا ایسا نہ ہو کہ بدیع الملک شہ طاق و فتح
کرکے جانب خانہ کعبہ روانہ ہو جائیں تو حسرت مقابلہ دل ہی میں باقی رہ جائیگی یہ
سنتے ہی سکندر رستم خو نے بلتقان کو آواز دی کہ لے روک نیزہ تیرا جاتا ہے یہ کہکر
ایک ہتیار یا نادہ کر اسپ جو جھٹکا مارا بلتقان کو یہ معلوم ہوا کہ شانہ اُکھڑ گیا اگر نیزہ ہاتھ
سے نہ چھوڑے تو یقین تھا کہ ساتھ نیزہ کے ہاتھ بھی بدن سے اُکھڑ کر نکل جانے لگا
نیزہ کئی نیزے بلند ہو کر گرا اور بلتقان فیل زور نیزہ پھر آپ خجالت میں غرق ہو گیا
پس اسنے تلوار نیام سے لی اور آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی جہال بازی تیغ
بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہیں یہ کہکر مرکب کو مرکب سے ملا کر
وار کیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے وار بلتقان کا رد کر کے نیزہ سینہ پر مارا کہ سنان
یا تو سینے پر چمکی تھی یا پشت کے پار خون آلودہ ہو کر نکلی سکندر نے بلتقان کو نیزہ پر
بلند کر لیا یہ معلوم ہوا کہ ایک فیل مست ہے کہ تڑپ رہا ہے بند بند بلتقان کا لرزہ کھا
سیماب جادو کے ہوش اُڑ گئے کہ یہ شیر کی طاقت ہے کہ اتنے بڑے جسم کو اسطرح
نیزہ پر اُٹھا لیا جسوقت یہ خوب سا تڑپ چکا تو سکندر رستم خو نے سامنے لشکر کے
سر پر پھرا کر زمین پر مارا کہ استخوان بلتقان فیل زور کے پارہ پارہ ہو گئے اور روح
نجس جسم سے بلتقان کے نکل کر راہی دار البوار ہوئی کفار میں غلغلہ ہوا اور
سلیمون دیوکش مرکب کو چمکا کر سامنے سکندر رستم خو کے آیا اور آواز دی
کہ او سرکش غضب کیا تو نے کہ بلتقان ایسے پہلوان زبردست کو اسطرح مارا آ اور
مجھ سے سامنا کر کہ تو بھی دیوکش ہے اور میں بھی دیوکش ہوں سکندر رستم خو نے
کہا کہ واقعہ کوہ چقماق کا بھول گیا تو وہی ہے جسکو میں نے ایک ہی روز میں قافل زمین
سے اُٹھا لیا تھا اگر زنجیر کمر نہ ٹوٹتی اور لشکر تیرے بچانے کو نہ دوڑ پڑتا تو اُسی روز
فیصلہ ہو جاتا خیر جب نہ سہی اب سہی لا ضرب بہادری کی یہ سنتے ہی سلیمون دیوکش
نے گرز اپنا اُٹھایا اور آواز دی کہ روک اسکو کہ یہ ضرب وہی ہے جس سے دیو بھی
پست ہوتے ہیں وہ کہیوں تو لنگر اس ضرب کا تجھ سے کیا نا سنبھلتا ہے یہ کہکر
مرکب کو مرکب سے ملا کر او خبردار خبردار کہکر گرز کو سر پر چرخ دے کر
سکندر رستم خو پر وار کیا سکندر رستم خو نے پنجہ کی دراز کرکے کلہ گرز پہ ہاتھ
ڈال دیا اور مروڑ کر ہاتھ گرز سلیمون کا چھین کر آواز دی کہ اے تو ضرب نے زنی ضرب

تا کوشش کن بہ ہمہ شماری از دل فراموش کن + یہ کہکر وہی گرز سر پر چرخ دے کر
سلیمون دیولنش پر مارا سلیمون نے سپر بلند کی لیکن گرز جو سپر پر پہنچتا ہے تو اسکے
کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا ہاتھ
سلیمون دیولنش کے تھرائے گرز خود پر گرا خود کاسہ سر میں در آیا سر اور گرز اور
خود ایک ہو کر گردن کو لیتا ہوا صندوق سینہ میں داخل ہوا اور سینہ شکم میں در آیا
شکم نشست مرکب میں مرکب زمین میں پیدا ایک چبوترہ بنکر رہ گیا سکندر رستم خو نے
آواز دی کہ زدم و بپستا کردم عیار سلیمون دیولنش دوڑا ہوا آیا گرد کو پانی چھڑک کر
بٹھایا اب جو دیکھتا ہے تو نہ راکب کا پتہ ہے نہ مرکب کا زمین پر گوشت کا چبوترہ بنا
ہوا ہے روتا اور خاک اڑاتا ہوا پلٹا یہ دیکھ کر بہمن کشیدہ ابرو نے اجازت جنگ
حاصل کی اور گرگ کی کو دوڑا کر میدان میں آیا اور سکندر رستم خو کے زور بازو کی تعریف
کرکے ضرب طلب کی سکندر رستم خو نے کہا کہ ہم مذہب اسلام رکھتے ہیں پیشدستی ہمارا
دستور نہیں ہے بہمن نے ساطور کا وار کیا سکندر رستم خو نے جلدی میں سپر اٹھا دی
بہر حد یہ سپر سے نہیں رکتا ہے سپر کو ساطور نے کاٹا پھل چار انگل سر میں در آیا سکندر
نے دوا ستانہ مارا ساطور چھٹا کر سر سے نکلا چادر خون سر سے باہر آئی بہمن نے آواز دی
کہ اس زخمی کو لے جاؤ سکندر رستم خو نے دل میں کہا کہ یہ پہلوان بیشک مرد میدان
اور بہادر ہے لیکن سیماب جادو نے کہا کہ اب اسکا چھوڑ دینا اچھا نہیں ہے یہ بھی
مددگار و لڑاکا تاجدار کی ہے کہ یہ زخمی ہوا اور شمشیر دیو و تکو پیست کیا اس سے
کون لڑ سکتا ہے یہ سنکر تمام لشکر دوڑ پڑا ہر چند بہمن کشیدہ ابرو نے منع کیا مگر کسی نے نہ مانا
یہ ناانصافی دیکھ کر بہمن سیماب جادو سے برگشتہ ہو گیا اور تلوار کھینچکر طرفداران سیماب جادو
پر آ پڑا ادھر مظفر پیر برنا لشکر کو لیکر آ پڑا جنگ مغلوبہ ہو گئی سیارہ کو جب اسنے آتا
دیکھا کو لیکر نکل گیا سکندر رستم خو بیہوش تھے سیارہ تو انکی زخم دوزی و چارہ سازی میں
مصروف ہوا اور بہمن کشیدہ ابرو مع لشکر شمشیر گیر لشکر سکندر ہو کر فوج اعراک دار کوشش
اور زد و پیچ بلند بالا سے مصروف جنگ ہوا قیامت کی تلوار چل رہی تھی ہر طرف صدا سے
گیر و دار بلند تھی دریا سے خون زمین پر رواں تھا سپر بن پا نتا پچھون سے تیر رہی تھیں
بازو زرہ پوشوں کے مانند ماہی اسیر دام کے پھڑک رہے تھے خودوں کے حباب ہر طرف
تیرتے پھرتے تھے نہنگ اجل وہیں منہ کھولے ہوئے ادھر ادھر پھرتا تھا طوفان آسیب آ گیا
تھا لیکن جو نہنگ بحر شجاعت تھے وہ مصروف شناوری تھے اس باد مخالف میں کشتی
حیات کو بخوف و خطر ساحل مراد کی طرف لیے جاتے تھے اسی حالت میں اعراک دار گوش
کا اور مظفر پیر برنا کا سامنا ہوا اعراک نے تلوار ماری مظفر پیر برنا نے سپر بلند کی
تھی گھوڑے نے سکندری دکھائی خود سر سے گرا تیغ اعراک کا سر پر مظفر پیر برنا کے
بیٹھا کہ تا دو ابرو اتر آیا مظفر پیر برنا نے دوا ستانہ مارا تیغ تو چھٹا کر سر سے نکلا اور

چادر خون سر سے باہر آئی لیکن ابھی عالم زخمی باری میں مظہر پری زاد نے بھی وار کیا کہ شانہ اعراک پر
لگا شانہ ہوا ہر دونوں اپنے اپنے زخم باندھنے میں مصروف ہوئے اہل لشکر بیچ میں آگئے
اُدھر اعراک زخم باندھ کر پھر مصروف جنگ ہوا اور اس طرف مظہر پری زاد بھی زخم سر باندھ کر
لڑنے لگا اب ان دونوں کے درمیان ایسا فاصلہ ہو گیا کہ پھر مقابلہ نہ کر سکے اُدھر
زوبین بلند بالا سے اور بہمن کشیدہ ابرو سے سامنا ہوا زوبین نے کہا او بہمن یہ
کیا حرکت کی کہ ایک بیچ خدا پرست کا شریک ہوا اور معشوق نے ہاتھ اٹھایا بات اور
نہ طاق کا غضب تجھ پر نازل ہوگا تو کمان تیر اٹھا کر مارنے لگا یہ سنکر بہمن کشیدہ ابرو
نے کہا کہ میں نا انصاف کا شریک نہیں زخمی کو قتل کرنا بالکل نامردی و مردانگی کے خلاف
ہے اسوقت وہ میرے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا اگر مارا جاتا تو کس کی بدنامی ہوتی زوبین نے
کہا کہ دشمن کو مارنے سے کام ہے بہمن نے کہا کہ جسوقت تک سکندر اچھا نہیں ہو لیتا
ہے اسوقت تک میں اسکا شریک ہوں اور جب سکندر کا زخم سر اچھا ہو جائیگا
اسوقت پھر میری اور اسکی آتش زور و طاقت ہوگی زوبین نے کہا کہ پھر
لڑائی جھگڑے بیکار ہے اور طبل بازگشت بجوا دیا اسوقت دونوں لشکر علیحدہ ہوئے
جوانان لشکر نے خون پوچھ پوچھ کر تلواریں میانوں میں رکھیں لیکن سیماب جادو
نے زوبین بلند بالا سے سبب طبل بازگشت بجوانے کا دریافت کیا زوبین نے
بیان کیا کہ بہمن کو یہ امر خلاف گذرا کہ آپ نے زخمی کے قتل کا حکم دیا اسی وجہ سے
وہ سکندر کا شریک ہوا اسکا قول یہ ہے کہ جب سکندر اچھا ہو جائیگا تو پھر میں
اسکا حریف بننے کو موجود ہوں اور تاوقتیکہ سکندر کا زخم سر اچھا نہیں ہو لیتا ہے
اسوقت تک میں خود اسکے حریف کی طرف سے سینہ سپر ہونے کو موجود ہوں یہ سنکر
میں نے طبل بازگشت بجوا دیا آپس میں لڑنے سے کیا فائدہ جب تک سکندر کا زخم سر
اچھا ہو اسوقت تک جنگ موقوف رکھی جائے سیماب جادو بھی یہ سنکر خاموش
ہو رہا اور پلٹ کر داخل قلعہ ہوا اعراک و زوبین اپنے اپنے خیموں میں داخل ہوئے
اُدھر مظہر پری زاد اپنے فرودگاہ پر آیا اور بہمن کشیدہ ابرو نے اپنا خیمہ وسط میدان
میں لگوا کیا علاج زخموں کا ہونے لگا اُدھر سیماب جادو نے فرصت غنیمت جان کر
سرو جادو کو حکم دیا کہ تو جا کر سمن جادو کو معزول کر کے حکومت کوہ چقماق کی
اختیار کر اور تیغہ چراغ کو اپنی حفاظت میں رکھ سرو جادو اسیوقت رخصت
ہو کر جانب کوہ چقماق روانہ ہوا جسوقت بالائے کوہ پہونچا سمن جادو سے
ملاقات ہوئی سرو جادو نے پروانہ سیماب جادو کا سمن جادو کو دکھایا
سمن جادو مضمون نامہ سے آگاہ ہوتے ہی کوہ کے نیچے اتر آئی اور کنجیاں خزانہ
کوہ چقماق کی سرو جادو کے حوالہ کیں اور کہا کہ مجھے حکم شاہ کی تعمیل واجب
ہے اگر سیماب جادو میری طرف سے مطمئن نہیں ہے تو میں عہدہ امانت داری

سے باز آئی یہ کہکر رخصت ہوئی اور سیدھی قلعہ سیماب میں آئی سیماب جادو کو سلام
کیا اور کہا کہ اگر زیادہ بدگمانی میری جانب سے ہو تو مجھکو قتل کر ڈالیے میں نے حسب الحکم ایمن
تحفجات سرو جادو کو دیا اور کہو و آپ کی خدمت میں اسلیے حاضر ہوئی ہون کہ گرفتار
ہوکر جانے سے خود چلا جانا بہتر ہے یہ سنکر سیماب جادو نے زغن جادو کو بلا کر سامنا
کیا اور کہا کہ اسکی زبانی تیری سازش سکندر کے ساتھ مجھکو معلوم ہو گئی سمن جادو
نے کہا اے بادشاہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تجھ ایسا ہوشیار و عاقل بادشاہ ہو کر اور
میرے ایک ادنے ملازم کے کہنے پر تو نے اعتماد کیا اور میرے قول کو اسکے مقابل
میں لغو جانا سیماب جادو نے کہا کہ تو نے تو کچھ بیان ہی نہیں کیا جسمیں جھوٹ یا سچ
کہتا سمن جادو نے کہا کہ اگر میں اسطرح کی باتیں سکندر سے نہ کرتی اور اسے ٹال نہ دیتی
تو تیغہ و چراغ وہ قبضہ میں لا کر ایک ہی روز میں قلعہ سیماب کو تاراج کر دیتا اسوقت
کی حکمت عملی یہی تھی کہ میں کسیطرح سکندر کو ٹالدوں پھر تو نقلبار اسکی پوشش اسکی
جان کے واسطے ملک الموت سے کم نہیں ہے نہ نقلبار سے اسکی جان بچیگی نہ کوہ چقماق
کیطرف آنے کا وہ قصد کریگا یہ اتنی عقل کہاں رکھتے تھے کہ ان رموز کو سمجھتے اور
حضور بھی اسکی باتوں میں آ گئے یہ سنکر سیماب جادو نے سکوت کیا سمن جادو نے کہا
کہ اب آپکی امانت میں نے آپ کے ملازم کے سپرد کی میری امانت مجھکو عنایت
کیجیے کہ مجھے رہنا اس مقام پر منظور نہیں ہے میں اب جاؤ اور نہ طاقت خدمت میں جاؤنگی
اور آپکی زیارت سے مشرف ہو کر اپنی عمر میں گذارونگی سیماب جادو نے ہر چند
اصرار کیا کہ تم میں رہو بعد فتح جنگ میں تم کو عہدہ وزارت سپرد کرونگا لیکن سمن جادو
نے نہ مانا آخرکار سیماب جادو مجبور ہوا اور وہ جو گلدستہ جواہرات سمن جادو اسکے
پاس تھا وہ نکالکر سمن جادو کو دیا سمن جادو گلدستہ لیکر روانہ ہوئی اور
جاکر اس صندوق کو نکالا جسمیں تیغہ و چراغ اصل تھا اور صندوق نقلی پہ سرو جادو
قبضہ کرکے کوہ چقماق میں مقیم ہوا اور گلدستہ جواہرات سمن جادو و سیماب جادو کے
قبضہ میں تھا اسلیے سمن نے اسکا تیغہ و چراغ سکندر کے سپرد کیا تھا کہ جسوقت
سیماب جادو شکست پائیگا تو میرے گل جواہرات کو قلم کرے گا جب گلدستہ
اسکے قبضہ میں آگیا تو اسنے ٹھہرا ہیں سکوت اختیار کی کہ جسوقت سکندر لشکر بار بار
برسر فتح یاب ہوئے گا اور لشکر ساحران سے سامنا پڑیگا اسوقت تیغہ و چراغ
لیجا کر نذر دونگی اسلیے تو اس انتظار میں چھوڑا جاتا ہے اور یہ حال تھا شہزادہ سکندر زخم خوردہ
کا بیان ہوتا ہے کہ ہنوز زخم سر اسکا مندمل نہیں ہوا ہے اور نہ منظر بیزاد کا زخم سر
اچھا ہوا ہے علاج ہو رہا ہے منظر بیزاد نے تمام کیفیت بہمن کشیدہ ابرو کے شکست
جنگ ہونے کی بیان کی ہے سکندر رستم خو نے کہا بیشک بہمن مرد جسار ہے
منظر بیزاد نے کہا کہ ابھی تک وہ وسط میدان میں خیمہ زن ہے اس غرض سے کہ

جنگ نہ ہو جسوقت تک زخمی اچھے نہ ہو لیں اور بعد صحت اُسکا قصد ہو کہ آپ سے
آزمائش زور و طاقت کرے فرمایا کہ انشاء اللہ دیکھا جائے گا یہی ذکر تھا کہ جانب صحرا
سے گرد اڑی ہرکارے دونوں طرف کے براے دریافت حال روانہ ہوئے بعد تھوڑی
دیر کے آکر عرض کی کہ لشکر حریف کی کمک کے واسطے دو سردار ایک ایک لاکھ سوار
کی جمعیت سے آئے ہیں کہ نام ایک کا بلوط کلان اور دوسرے کا بلوط کوچک ہے
دونوں پہلوان نہایت زبردست معلوم ہوتے ہیں ادھر اعراک دراز گوش اور
اژدر پیل بلند بالا واسطے استقبال کے گئے اور بلوط کلان و بلوط کوچک کو ساتھ
اعزاز و اکرام کے لائے انھوں نے آکر تمام کیفیت دریافت کی اور ایک عرضی خدمت
میں سیماب جادو کی روانہ کر دی کہ اگر حکم ہو تو طبل جنگ بجوا کر دشمنوں کا استقبال
کریں اور پتہ اپنا لکھا تھا کہ ہم ساکن شہر بلوطیہ کے ہیں اور واسطے زیارت خداوند کے
جانب نہ طاق روانہ ہوئے تھے سیماب جادو نے کہا کہ اگر تم اس جنگ کو سر
کرو گے تو خداوند تم سے بہت خوش ہوں گے کہ یہ شخص دشمن خداوند ہے جسنے مجھ پر
لشکر کشی کی ہے وہ بھی بارادہ دشمنی جانب نہ طاق روانہ ہونے والا تھا اور اگر اُسنے
جنگ سر کر لی تو ضرور ہے کہ وہ نہ طاق پر جا کر خدمت خداوندیں بھی گستاخی کرے
بالفعل وہ زخمی ہے مار لینا ایسے شخص کا ضروری امر ہے لیکن بہمن کشیارہ ابرو نے جنگ
کو ملتوی کر دیا ہے کہ جب تک دشمن صحیح و سالم ہو لے اسوقت تک لڑائی آغاز
نہ کی جاوے اگر تم بہمن سے مقابلہ کرنا پسند کرو تو جنگ کو آغاز کرو کہ بغیر بہمن کے قتل ہوئے
سکندر کا قتل ہونا ممکن نہیں ہے جسوقت یہ پیام سیماب جادو کا بلوط کلان اور
بلوط کوچک کو ملا انھوں نے کہا کہ ہم کیا بہمن سے ڈرتے ہیں کہدو کہ طبل جنگ
بجے اُسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر شاہزادہ سکندر رستم خو
کو ہوئی فرمایا کچھ پروا نہیں ہمارے میدان بھی کوس حربی بجے ادھر بہمن نے دیکھا کہ ان
نامردوں نے آتے ہی طبل جنگ بجوا دیا ہے بس اُسنے بھی اپنے لشکر میں نقارہ رزمی
بجنے کا حکم دیا اور خود خدمت میں سکندر رستم خو کی روانہ ہوا یہ خبر شاہزادہ سکندر رستم خو
کو ہوئی کہ بہمن کشیارہ ابرو آتا ہے سکندر نے مظفر پیزاد کو براے استقبال روانہ کیا
مظفر پیزاد باعزاز تمام بہمن کشیارہ ابرو کو خدمت میں شاہزادہ سکندر رستم خو کی
لایا شاہزادہ نے دنگل بہمن [illegible] کیا بہمن سلام کرکے دنگل پر بیٹھ گیا اور عرض
کی میں اس غرض سے حاضر [illegible] دو پہلوان زبردست قلعہ بلوطیہ سے
خدمت میں خداوند نادہ کو ان تا [illegible] نے سے قطع میدان کا معرکہ کہ مشکل آن پڑے اور
طبل جنگ بارادہ رزم و پیکار [illegible] ہیں کہ زمانہ انصاف پسند نہیں ہنوز آپ کا
زخم سر اچھا نہیں ہوا ہے میں [illegible] لینے کو موجود ہوں لیکن جنگ [illegible]
یہ نہیں معلوم کہ کسکی فتح ہوا [illegible] شکست لہذا اگر مناسب ہو تو آپ [illegible]

ہیں کوچ کرکے کسیطرف نکل جائیے جسوقت صحت ہوئے تو آکر مقابلہ کیجیے گا اس لیے کہ
بیماب جادو آپ کا دشمن ہو رہا ہے اگرچہ دشمن میں بھی ہوں دوست نہیں ہوں لیکن
بہادر دوست ہوں ابھی میری آپ کی آزمائش زور وطاقت نہیں ہوئی ہے اسوجہ سے
میں باطاعت یہ کام نہیں کرتا ہوں بلکہ اپنی انصاف پسندی سے اس امر پر مجبور ہوا ہوں
کہ جسوقت تک آپ کو صحت نہ ہوئے اسوقت تک جو آپ سے قصد مقابلہ کرے
اس سے لڑوں اور بعد صحت خود آپ سے مقابلہ کرنے کو موجود ہوں اور یہ سے ایمان
اگر قابو پاینگے تو زندہ نہ چھوڑینگے مجھے بھی ملال ہوگا کہ میری آپکی یکسوئی نہ ہونے پائی یہ
سنکر شاہزادہ سکندر رستم خو نے ہنسکر ارشاد کیا کہ اے برادر میں تیری ہمدردی کا بہت
شکریہ ادا کروں انشاء اللہ زندگی باقی ہے تو دیکھا جائیگا لیکن مجھے تیری اطاعت سے
یہ امر بہت دور معلوم ہوتا ہے اور سخت تعجب ہوتا ہے کہ تو مجھ سے چلے جانے کو کہتا ہے
مردان عالم کیا کہیں گے اس زندگی سے موت ہزار درجہ بہتر ہے تاکہ قتل ہو جاؤنگا مجھے
پروا نہیں ہے بلکہ تم بھی قصد مقابلہ نہ کرو کیوں دوستوں کو دشمنوں کی محبت میں دشمن بناؤ
میرا جھگڑا میرے ہی سر رہنے دو جیسا ہوگا دیکھا جائیگا تم بھی اس زخمی کی لڑائی کا تماشا
دیکھ لینا بہمن کشیدہ ابرو نے کہا کہ مجھ سے یہ نہیں ممکن ہے کہ میں اپنے سامنے ایسے
ظلم دیکھ سکوں یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور شاہزادہ سکندر رستم خو سے رخصت ہوکر اپنے
خیمہ میں آیا اور اپنے رفقا سے بیان کیا کہ سکندر رستم خو کو قسمت میں ہے اس بات کا
اندازہ کرنے لگا تھا کہ ایسے وقت پریشانی میں سکندر کے کیا خیالات ہیں مگر معلوم
ہوا کہ اسے مطلق ہراس نہیں ہے وہاں شاہزادہ سکندر رستم خو بہمن کی تعریف
مظہر پیزاد سے کر رہے تھے اور مظہر پیزاد بھی کہہ رہا تھا کہ اے شہریار واقع میں کہ
بہمن بڑا مرد حق پسند وحق پژوہ ہے عجب نہیں ہے کہ یہ زیر ہونے کے بعد دین اسلام
قبول کرے اسی عالم میں زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی
غنچے کھلے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان بزبان بے زبانی حمد سبحانی بجا لانے لگے
دونوں لشکر کے لوگوں نے اپنے اپنے طریق کے موافق عبادت رب بے نیاز سے
فراغ حاصل کرکے رخ میدان کارزار کا کیا فوجوں کے پرے کے پرے غول کے غول
[illegible] کے [illegible] دستے کے دستے میدان میں آکر صف آرائی کرنے لگے
اسطرف بہمن کشیدہ ابرو نے اپنا لشکر بمقابل لشکر بلوط کلان و بلوط کوچک کے
آراستہ کیا یہ دیکھکر شاہزادہ سکندر رستم خو نے لشکر بہمن کے پہلو میں اپنا لشکر آراستہ
کیا اور بہمن کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم سبقت نہ کرنا بہمن نے کہا اے شہریار یہ
اگر آپ نے اس عالم زخمداری میں نکلکر مقابلہ کرنے کا قصد کیا تو مجھے ملال ہوگا [illegible]
دروازہ قلعہ کا کھلا اور [illegible]
مع لشکر ساحران محمود [illegible]

لشکر کے بلوط کوچک و بلوط کلان اعراب دراز گوش و ڈرو پین بلند بالا نے اپنے
اپنے لشکر آراستہ کیے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نقیب دے کر بیٹھے
تھے کہ بلوط کوچک نے باگ مرکب کی لی اور سامنے تخت سیماب جادو کے آکر
اجازت خواہ جنگ گاہ میدان ہوا سیماب جادو نے کہا جاؤ خداوند نہ طاق تمہارا حافظ و
نگہبان ہے یہ سنکر بلوط کوچک اپنے کرگدن مست کو جولان دے کر میدان میں آیا
اور پکارا کہ او بہمن کشیدہ ابرو مجھے حال تیرا معلوم ہوا کہ تو بھی اکوان پرست ہے
اور ہم ہی لوگوں میں سے ہے اور صرف اتنی بات پر حریف کیطرف سے آمادہ جنگ ہے کہ
حریف زخمی ہے میں تجھے دوستانہ طور پر سمجھاتا ہوں کہ تو اس ارادہ سے باز رہ اگر زیادہ
تجھے شرم سپہ گری دامنگیر ہے تو تو قتل حریف میں نہ شریک ہو اور میدان سے ٹل جا ورنہ
انجام اچھا نہ ہوگا بقول شاعر ے نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے
کچھ دونوں جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے + اگر اس جنگ میں
مارا گیا تو انجام بھی خراب ہوگا خداوند بھی تجھ سے ناراض ہو نگے کہ تو انکے دشمن کیطرف
سے انکے بندوں کا خون بہانے کو موجود ہے بہمن کشیدہ ابرو نے کہا کہ او نامرد اگر یہی
مزاج خداوند کا بھی ہے جو کہ تیرا ہے تو میں ایسے خداوند پر بھی لعنت کرتا ہوں یہ سنکر
بلوط کوچک نے پلٹ کر اپنے بھائی کیطرف دیکھا اور کہا کہ اسنے خداوند کی شان
میں سخت کلامی کی اب اسکا زندہ رکھنا اچھا نہیں ہے جسطرح ہو اسے قتل کر کے
سر اسکا نذر خداوند کو لے چلو یہ کہکر اسنے گھوڑا اٹھا دیا اور بہمن کشیدہ ابرو کیطرف
چلا بہمن نے پورا باگ کا لیا ادھر تو یہ ایک دوسرے کے سامنے آئے ادھر کفار
میں ایک شور یہ ہوا کہ مارلو ان سب کو کہ یہ دشمن خداوند میں یہ کہتے ہوئے تلواریں
کھینچ کھینچ کر سب دوڑ پڑے یہ یورش جو شاہزادہ سکندر رستم خو نے بہمن پر دیکھا
انھوں نے بھی اپنے لشکر کو اشارہ کیا اور خود بھی اسی عالم زخمداری میں آپڑے
منظھر میں شہزادے نے بھی باگ گھوڑے کی لی اور لشکر کفار پر آکر گرا تلوار چلنے لگی صدائے
تکبیر و بزن بلند ہوئی ادھر بلوط کوچک نے قریب بہمن پہونچکر آرہ پشت نہنگ کا
وار کیا بہمن نے آرہ کو خالی دے کر ہاتھ تلوار کا مارا بلوط کوچک نے وار اسکا رد کر کے
دوسرا ہاتھ مارا بہمن نے قصد کیا کہ وار اسکا سپر پر لگا کر لپٹ پڑوں اور اسے تلاش
زین سے اٹھا لوں لیکن یہ حربہ سپر سے رکنے کی چیز نہیں ہے آرہ پڑتے ہی سپر کے دو
ٹکڑے ہوئے خود بھی کٹا سر بہمن کے زخم لگا چادر خون سر سے باہر آئی بہمن
تیورا کر گرا بلوط کوچک نے سر کاٹنے کا قصد کیا تھا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو
آپہنچے قریب پہونچے تھے کہ گھوڑے نے سکندری کھائی بلوط کوچک نے
وہی آرہ خون آلودہ سکندر کے حوالے کیا کہ زخم سر انکا چھ پارہ ہو گیا یہ حال دیکھکر
منظھر میں شہزادہ دوڑ پڑا اور بلوط کوچک سے سامنا کیا بلوط کوچک نے وہی آرہ

مظفر پیرزادہ پر مارا کہ یہ بھی زخمی ہوا اب یہ باطمینان تمام سر کاٹنے کی فکر میں چلا اول قریب
شاہزادہ سکندر رستم ثو کے پہونچا اور ہاتھ بلند کر کے وار کیا چاہتا تھا کہ سیارہ کوچک
نے پتھر گوپھن میں رکھ کر مارا کہ ہاتھ پیر بلوط کو چک کے پڑا تلوار ہاتھ سے چھوٹ
پڑی اور چوٹ آئی یہ تو ہاتھ سہلاتا رہ گیا لوگ ٹوٹ پڑے اور سکندر رستم ثو کو
اٹھا لے گئے شاہزادہ اسوقت بیہوش تھا اسنے بلوط کلان کو آواز دی کہ میرا
تو ہاتھ جھوٹا پڑ گیا ہے اب آپ ان زخمیوں کے سر کاٹ لیجیے یہ سنکر بلوط کلان تلوار کھینچکر
مظفر پیرزادہ کیطرف بڑھا سیارہ نے دوسرا پتھر مارا کہ اسکے بھی کٹے پر پڑا اس کے
ہاتھ سے بھی تیغہ گر گیا اعراک دراز گوش بہمن کیطرف چلا تھا کہ سیارہ نے تیسرا پتھر
مارا اسکے بھی یہی حالت ہوئی اتنا وقفہ پا کر اہل لشکر سردارونکو اٹھا لے گئے اپنے میں
نثار کیں لیکن اپنے آقاؤں کو بچایا لیکن کفار کے حوصلے بڑھے اور چاروں سردار
تلواریں پکڑ پکڑ کر مع لشکر لشکر اسلام پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا مثل مشہور ہے کہ
ہاتھی سے ٹکر ہاتھی ہی روک سکتا ہے پہلوان سرداروں کا جواب دینے والا لشکر اسلام
میں کون تھا تھوڑے ہی عرصہ میں لشکر کے پاؤں اکھڑنے لگے قریب تھا کہ شکست
فاش ہو کہ یکایک جانب صحرا سے تیرہ گرد بلند ہوا اور تمام صحرا تیرہ و تار ہو گیا یہ معلوم
ہوا کہ آندھی نہایت زور و شور سے چلی آتی ہے دونوں لشکر نگران تھے کہ یہ کون آتا ہے تھوڑی
دیر نہ گذری تھی کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو نقابدار پیدا ہوئے کہ انمیں
ایک سیہ پوش اور دوسرا سبز پوش تھا پشت پر انکی لاکھ سوار گھوڑے اڑاتے
چلے آتے تھے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں نقابدار تلاش سکندر رستم ثو
میں چلے آتے تھے انمیں ایک صاحبقران اعظم دوسرے صاحبقران کوچک ہیں
راستے میں انھوں نے خبر پائی کہ لشکر سکندر پر کفار کا یورش ہے بس یہ آپڑے اور لڑنے
لگے تھکی ہوئی فوج کو پشت پر لے لیا اور مصروف جنگ ہوئے اہل اسلام نے شکر
پروردگار کیا اور کفار متردد ہوئے کہ یہ کہاں سے آگئے اب خوب گھمسان کی تلوار چلنے
لگی زمین پر دریاے خون جاری ہوا ہر طرف کوندا برق شمشیر کا لپک رہا تھا کالی کالی
گھٹا سپروں کی چھائی ہوئی تھی صداے دار و گیر بلند تھی کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے
انبار نظر آرہے تھے پھر جو کال جنگ ہوئی تھی کہ وہاں سکندر رستم ثو اور مظفر پیرزادہ
کو ہوش آیا پوچھا کیا حالت ہے سیارہ نے عرض کی کہ خیر و عافیت ہے کمک آپکی آگئی
صاحبقران کوچک اور صاحبقران اعظم مع لشکر پہونچ گئے تلوار چل رہی ہے یہ سنکر
شاہزادہ نے مرکب طلب کیا سکندر نے منع کیا کہ اپنی قوت دیکھ کر جرأت کیجئے
مگر یہ شیر بیشہ شجاعت کسکی سنتا ہے اسی عالم میں بیٹھ کر پشت مرکب پر راہ میدان کارزار
کی لی ساتھ ہی مظفر پیرزادہ بھی زخم سر باندھ کر اور مرکب پر سوار ہو کر عقب میں
شاہزادہ سکندر رستم ثو کے روانہ ہوا چونکہ بہمن کشتیارہ ابرو کے سر پر پہونچا ہی

زخم آیا تھا یہ بھی زخم دوزی کھا کر پشت مرکب پر بیٹھ کر عازم میدان کارزار ہوا اور یہ تہیہ کر لیا کہ
مرنا تو ہر طرح ہی ہے پھر لڑ کر کیوں نہ مریں لیکن یہاں آ کر اور ہی رنگ دیکھا کہ وہ نقابدار بہت
بڑے لشکر سے آ کر شریک جنگ ہوئے اور کفار کو پسپا کرتے چلے جاتے ہیں بہمن شہزادہ جابر
نے خیال کیا کہ اب ضرورت جنگ کرنے کی نہیں ہے باگ مرکب کی روک کر تماشا
جنگ دیکھنے لگا لیکن اب جو خیال کرتا ہے تو شہزادہ سکندر رستم خو شریک جنگ
ہیں بس بہمن اپنے دل میں شرمندہ ہوا اور صریحاً سکندر رستم خو کا قائل ہو گیا کہ
میں نے ایک زخم کھایا ہے اور انھوں نے دو زخم کھائے ہیں مگر مطلق پروا نہیں ہے اور
انتہا بے پروائی کے ساتھ لڑ رہے ہیں بس اسنے بھی باگ مرکب کی لی اور جا پڑا الغرض
لوٹنے لگا اور لڑنے لگا غرضیکہ یہ حالت ہوئی کہ کفار کے قدم پیچھے ہٹنے لگے ہیں گرمی جنگ
میں اس طرف سے شاہزادہ صاحبقران کو چپک لڑتے ہوئے چلے جاتے تھے جو
سامنے آیا تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہو گئے کسی کو چون و چرا کی تاب نہ ہوئی کیا اسطرف سے
بلوط کو چپک لڑتا ہوا چلا آتا تھا یہ بھی سر و از بر دست ہے لاشوں پر لاشیں گر رہی ہیں
یکایک صاحبقران کو چپک اور بلوط کو چپک سے سامنا ہوا بلوط کو چپک نے
آواز دی کہ او نقابدار مفلوک روزگار تجھے کیا ضرورت ہے جو آ کر اس جنگ میں شریک
ہوا کیوں اپنی جان شیریں کو تلف و برباد کرتا ہے بہتر یہ ہے کہ پلٹ جا ورنہ ہاتھ سے میرے
مارا جائے گا صاحبقران کو چپک نے فرمایا کہ او ملعون تجھ ایسا نامرد دنیا میں نہ ہوگا
کہ تو زخمیوں سے لڑنے میں دریغ نہیں کرتا ہے تو نے زخمیوں کے قتل کا ارادہ کیا ہے اور
دست تعدی کو دراز کیا ہے یہ امر شان سپہ گری کے خلاف ہے اگر دعوی مردی و مردانگی
تھا تو اتنا صبر کیا ہوتا کہ جسوقت سکندر اچھا ہو لیتا اسوقت طبل جنگ بجوا کر مقابلہ
کیا ہوتا تجھ ایسے نامرد پہلوان کا زندہ رکھنا اچھا نہیں کہ تیرے ہاتھ سے بڑے بڑے
ذلیل بہادر و دلیر ہو گئے بس زیادہ گفتگو کا موقع نہیں ہے لاضرب بہادری کی بلوط کو چپک
نے اخشم شدید ہو کر تلوار ماری صاحبقران کو چپک نے سپر کو بلند کر کے تلوار کو خالی
دیا اور بلوط کو چپک کا وار رد کر کے ایسا ہاتھ دوال کمر پر مارا تو بلوط کو چپک کے
دو ٹکڑے ہو گئے سکندر رستم خو نے تعریف کی کہ سبحان اللہ آپ نے منارہ کفر کو منہدم
کیا پلٹ کر سلیمان کو چپک نے دیکھا کہا اے فرزند یہ تم نے کیا غضب کیا کہ دو دو زخم
کھائے ہوئے اور لڑ رہے ہو اب تو ہم آ ہی گئے تھے تمہارے تکلیف کرنے کی کیا
ضرورت تھی سکندر نے عرض کی کہ مجھ سے ضبط نہ ہو سکا مجھے معاف فرمائیے گا
ادھر صاحبقران اعظم مثل شیر ببر کے ان بزدلوں کا شکار کرتے ہوئے چلے جاتے
تھے ادھر سے بلوط کلان لڑتا ہوا چلا آتا تھا دیکھا بلوط کلان نے کہ چھوٹا بھائی
میرا نقابدار سیہ پوش کے ہاتھ سے مارا گیا آنکھوں میں اسکے دنیا اندھیر تھی بس
اسنے صاحبقران اعظم کو دیکھ کر آواز دی کہ او نقابدار سیہ پوش یہ نقابدار سیہ پوش

کون ظالم ہے جسنے میرے بھائی کو مارا اگر اسکے عوض میں تم سب کو نہ مارا تو نام اپنا بلوہا نکلان
رکھا ہوگا یہ کہتا ہوا قریب صاحبقران اعظم کے آیا اور آرہ پشت منہنگ کا وار کیا
صاحبقران اعظم نے آرہ اسکا تلوار سے قلم کر کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا تو مع مرکب اسکے
چار ٹکڑے ہو گئے سلیمان کوہ چک اور سکندر نے نہایت تعریف کی اژدھے
اعراک درازگوش بمانند بہمن کشیدہ ابرو کے آیا اور کہا تو بھی زخمی ہے میں بھی زخمی
ہوں لاضرب بہادری کی بہمن کشیدہ ابرو نے کہا کہ اب میں جسکا شریک ہوں اسی کا
آئین جنگ بھی اختیار کیے ہوئے ہوں پہلے تو اپنا وار کر لے پھر میری ضرب کا تماشا دیکھنا
یہ سنکر اعراک نے کہا کہ صاف صاف کیوں نہیں کہتا کہ میں نے دین اسلام اختیار کر لیا
اور اپنے خداوندوں سے روگردانی کی یہ کہکر اعراک کی تبر مارا بہمن کشیدہ ابرو نے جواب
اسکا رد کیا اور ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کہ گردن پر اعراک کے پڑا سر اسکا کٹ کر زمین پر گرا
اور لاش مرکب پر ہے گھوڑا بھاگا اسکی حالت پر دونوں لشکر کے لوگ ہنستے تھے اور تالی
بھی تعریف کر رہی تھی سکندر نے مرحبا کی صدا بلند کی بہمن نے سلام کیا منظور پریزاد نے
دوڑ کر علم فوج کفار کو قلم کیا اور علمدار کو مارا زور میں بلند بالا قریب سکندر کے پہونچا کہ
یہ زیادہ زخمی ہے اسے مار لینا آسان ہے یہ تصور کر کے اسنے گرز مارا اسکندر رستم خو نے
مرکب کو سلا کہ وہ تڑپ کر بہ بغل آیا بس پنجہ بلی کو دراز کر کے گرز زور میں کا چھین لیا
اور وہی گرز مارا کہ زور میں سیہ بخاک ہوگیا بس ان سرداروں کا مرنا تھا کہ لشکر کے
پاؤں اکھڑ گئے جی چھوٹ گئے فرار پر قرار لیا چونکہ شام قریب تھی سیماب جادو
جلی طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا لیکن اتنا کہتا گیا کہ کل لطف مقابلہ معلوم
ہوگا دیکھوں تو تم لوگوں میں سے کون ایسا شمشیرزن ہے جو نقابدار نیلی پوش سے سامنا
کر سکیگا یہ کہکر سیماب جادو تو داخل قلعہ ہوا یہاں صاحبقران اعظم اور سلیمان کوہ چک
نے سکندر کو گلے سے لگایا بہت تعریف کی کہ اے فرزند مرحبا یہ جرأت تجھی پر ختم
ہے کہ دو دو زخم کھائے ہوئے تھا اتنے بڑے جوان سے ایسا مقابلہ کیا شاباش و مرحبا
یہ کہتے ہوئے سکندر کو ہمراہ لیے ہوئے بارگاہ یاقوت نگار کی طرف چلے راستے میں
سکندر رستم خو کو بہمن کا خیال آیا اور منظور پریزاد سے فرمایا کہ ہمارے تازہ
دوست کو بھی اپنے ساتھ لیتے آؤ منظور پریزاد پاس بہمن کشیدہ ابرو کے آیا اور
کہا کہ تم کو شاہزادہ نے یاد فرمایا ہے بہمن ہمراہ منظور پریزاد کے طرف بارگاہ یاقوت
نگار کے چلا ادھر سکندر رستم خو نے تمام حالات بہمن کے سامنے صاحبقران اعظم و
سلیمان کوہ چک کے بیان کیے ان دونوں صاحبوں نے بھی بہمن کی تعریف کی
اب یہ سب کے سب آکر بارگاہ یاقوت نگار میں بیٹھے سلیمان کوہ چک نے
جا کر لاشیں اہل اسلام کی اٹھوا کر دفن کرائیں اور شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ گیارہ ہزار
اہل اسلام کام آئے اور پچیس ہزار کفار مارے گئے دو روز میں لاشیں اٹھنے سے فرصت

ہوئی یہاں سلیمان اعظم نے مرہم سلیمانی طلب کیا کہ ہمراہ اپنے بردۂ قاف سے لیتے
آئے تھے اور پٹیاں زخموں پر سکندر رستم خو اور منظہر پر چڑھا دیں اور بہمن کشیدہ ابرو
کے بھی چڑھائی گئیں ایک روز میں ان سب کے زخم مندمل ہوگئے تا بہ صحت
بہمن کو سکندر نے اپنا مہمان رکھا جس وقت بہمن کشیدہ ابرو نے غسل صحت کیا
تو سکندر رستم خو نے فرمایا کہ اے بہادر اب ہماری تمہاری بھی آزمائش ہوکر معاملہ یکسو
ہوجائے تو بہتر ہے بہمن نے عرض کی کہ بہت خوب یہ کہکر رخصت ہوا اور اپنے لشکر
میں آکر طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اسطرف بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاری جنگ
ہونے لگی وہاں سیماب جادو نے پروانہ بنام نقابدار نیلی پوش لکھ بھیجا کہ ہم تو
یہ سمجھے ہوئے تھے کہ یہ مرحلہ سوا تمہارے دوسرے سے سر نہ ہوگا لہذا اب وقت
تمہاری جنگ کا آگیا جو لوگ دعوے کر کر کے آئے تھے وہ سب خدا پرست کے ہاتھ
سے ہار گئے جس وقت یہ نامہ نقابدار نیلی پوش کو پہونچا نقابدار نے بھی میدان
جنگ میں جانے کی تیاری کی اسلحہ اپنا نکالکر زیب جسم کیا اور مرکب پر بیٹھکر جانب
میدان روانہ ہوا یہاں طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور نور سحری سے تمام
عالم معمور ہوا جس وقت نکلے ہوا سے سرد کے آنے لگے شاہزادہ سکندر رستم خو نماز صبح
پڑھکر پشت مرکب پر بیٹھکر میدان میں تشریف لائے صاحبقران اعظم سلیمان کوہ جاہ
ساتھ ساتھ تھے منظہر پیر زادے نے صفیں لشکر کی درست کیں اسطرف بہمن کشیدہ ابرو
نے اپنے لشکر کی صفیں آراستہ کیں اتنے میں دروازہ قلعہ کا کھلا اور سیماب جادو
تخت پر سوار عقب میں اسکے چالیس ہزار ساحران غدار بلا سے بد آفت کے پرکالے
جھولیاں جھولیاں کاندھوں پر ڈالے مونگ و پلنگ سحر پر سوار گلوں میں بجائے زنار
ہار سیاہ لپیٹے ہوئے ڈفلے اور ڈیرو بجاتے ہوئے سنکھ پھونکتے ہوئے اس جاہ و تجمل
سے سواری سیماب جادو کی میدان میں آئی یہ بھی ایک طرف مع لشکر قائم ہوا کہ
یکایک جانب صحرا سے بگولہ گرد کا اٹھا اور نقابدار نیلی پوش پیدا ہوا بس بہمن کشیدہ ابرو
نے جلدی سے مرکب اپنا بڑھایا اور میدان میں آکر پکارا کہ اے شہریار میرے آپ کے
فیصلہ ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ پھر یہ جھگڑا باقی رہ جائیگا اس لیے کہ نقابدار نیلی پوش
کی جنگ میں طول ضرور پہنچے گا ہنوز نقابدار نیلی پوش میدان جنگ میں پہونچنے
پایا تھا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو مرکب کو چمکا کر سامنے بہمن کشیدہ ابرو کے
آپہونچے بہمن کشیدہ ابرو نے کہا کہ میری آپکی نیزہ بازی ہوچکی ہے تیغ زنی
میں آپ میرے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے جسکے بعد جنگ کو اسقدر طول کھینچا اب
آپ صرف آزمائش زور و طاقت کیجیے کہ تلوار کی دھار کے سامنے طفل و جوان و پیر
سب برابر ہیں اگر آپ میرے ہاتھ سے مارے گئے تو بھی مجھکو ملال ہوگا اور
زخمی ہوئے تو بھی وہی وقت درپیش ہوگی یعنے نقابدار نیلی پوش موجود ہے اسکے

مزاج میں بھی انصاف اور رحم نہیں ہے اور اگر میں زخمی ہوا تو بھی ہاتھوں سے نقابدار کے بچنا محال ہے
سیماب جادو مجھ سے جلا ہوا ہے ضرور قتل کروا ڈالے گا سکندر رستم خو نے فرمایا کہ تمہاری
رائے بہت صحیح ہے غرضکہ دونوں بہادر مرکبوں سے اترے اور دامن زرہ ہوں کے گردان کو مصروف
تلاش ہوئے اتنے میں نقابدار نیلی پوش بھی مرکب کو اڑا کر سامنے آ پہونچا لیکن یہاں معرکہ
رزم و پیکار گرم دیکھ کر سیماب جادو سے کہا کہ آپ دو مرتبہ مجھکو طلب فرما چکے اور کھوئے نیل
مرام مجھکو واپس جانا ہوا سیماب جادو نے کہا کہ اب تم مہلت نہ دو اور قتل و قمع شروع کر دو
بلکہ ان دونوں کو قتل کر ڈالو یہ سنتے ہی نقابدار نیلی پوش نے باگ مرکب کی لی اور جانب
سکندر رستم خو و بہمن کشیدہ ابرو چلا یہ دیکھ کر سلیمان کوہ چپک نے گھوڑے کو دوڑا کر
نقابدار نیلی پوش سے سامنا کیا اور فرمایا کہ او نامرد تجھے شرم نہیں آئی کہ ایک لڑائی کا
ابھی فیصلہ نہیں ہوا ہے اور تو اثنائے جنگ میں رخنہ اندازی کو موجود ہے نہیں جانتا کہ ابھی بہت
سے جان نثار سکندر رستم خو کے موجود ہیں ہماری زندگی میں اتنی مجال کسی ہے تیری کہ تو سکندر
کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے یہ سنکر نقابدار نیلی پوش سلیمان کوہ چپک کی طرف پلٹ پڑا
اور کہا کہ ہمیں تو تم سب کے گرفتار کرنے سے کام ہے سب سے پہلے تجھ کو گرفتار کر لینگے بعد
تیرے گرفتار کر لینگے یہ کہکر نیزہ سینہ سلیمان کوہ چپک پر مارا سلیمان کوہ چپک نے نیزہ
کو نیزہ پر لگا لیا تھا پھر تو نیزہ بازی ہونے لگی ادھر تو سکندر رستم خو سے اور بہمن کشیدہ ابرو سے
کشتی ہو رہی تھی اور ادھر سلیمان کوہ چپک اور نقابدار نیلی پوش مصروف نیزہ بازی
تھے یہ حال دیکھ کر بہمن کشیدہ ابرو نے سکندر سے کہا کہ اے شہریار یہ نقابدار بلا سے
بد اور آفت روزگار ہے اس سے پیش پانا غیر ممکن ہے اب مناسب یہ ہے کہ کوئی صورت
صلح کی نکالنا چاہیے اور اس بلا کو ٹالنا چاہیے ورنہ یہ سب کو گرفتار کر کے قتل کروا دے گا
نہ اس نقابدار پر کوئی حربہ کارگر ہوتا ہے اور نہ یہ زور و طاقت میں اپنا مثل و نظیر رکھتا ہے
میں کسی قدر حال سے اسکے آگاہ ہوں اب تک جتنی لڑائیاں سیماب جادو سے پڑی
ہیں وہ اسی نے سر کی ہیں ساحران قلعہ سیماب کو جادو کی ضرورت نہیں پڑتی ہے
انتہا یہ ہے کہ ساحروں کا سحر بھی اس پر اثر نہیں کرتا ہے اب مجھ سے زور آزمائی [illegible]
میں یونہی بندہ بے دام ہوں سکندر نے پلٹ کر دیکھا تو سلیمان کوہ چپک سے
اور نقابدار نیلی پوش سے مقابلہ ہو رہا ہے نیزوں سے پیند پیند ہو رہے ہیں اور کھیل
رہتے ہیں یہانتک کہ سنانیں بنانیں نیزوں کی بیکار ہو گئیں ڈانڈوں کو پھینک دیا
نقابدار نیلی پوش نے گرز اپنا اٹھایا اور خبردار خبردار کہکر سلیمان کوہ چپک
پر وار کیا انھوں نے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز پڑتا ہے تڑاقے کی
صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا شق گرد و غبار بلند ہوا جگر میں ہول سے
شق ہو گیا عیار سلیمان کوہ چپک کا جیسٹر کر قریب گرد کے آیا اور رکر کے گرد کے
چرخ نہ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ سلیمان کوہ چپک بیہوش گھوڑے سے ہیں ہر

بن مو بن مو سے پسینا جاری ہوا سنتے چھینٹا پانی کا دے کر ہوشیار کیا سلیمان کوچک
نے دیکھا کہ مرکب غرق زمین ہے مرکب سے اتر کر ہاتھ زیر شکم لے جا کر اُبھارا تو مرکب
مر چکا تھا منھ سے اُسکے خون جاری تھا انکو اپنے گھوڑے کے مارے جانے کا نہایت
صدمہ ہوا تلوار کھینچکر گرد کے باہر آئے اور آواز دی کہ او نقابدار مفلوک روزگار غضب
کیا تو نے کہ مرکب کو میرے مارا کب چھوڑتا ہوں تیرے مرکب کو یہ دیکھ کر
نقابدار سبز پوش مرکب سے کود پڑا اور سپر تلوار پھینک کر سلیمان کوچک سے
لپٹ پڑا ادھر سلیمان کوچک بھی دست و گریبان ہوئے جھگڑا کا کشتی کا بند تھا دونوں
لشکر تماشا دیکھنے لگے ادھر بہمن گشتاسپ ابرو سے سکندر رستم خود نے فرمایا کہ اب
بہت جلد فیصلہ ہوا چاہتا ہے یہ تیس بتیس صاحبقرانی اس نقابدار کو بہت جلد باندھ
لائینگے بہمن گشتاسپ ابرو نے عرض کی کہ اے شہریار معاملہ بالعکس ظہور میں آئے گا
اب یہ دو سلیمان کوچک کے واسطے تشریف لے چلیے کہ انھوں نے آکر آپکی
مدد کی تھی فرمایا کہ تو اُسکے واقف نہیں ہے کیا طاقت ہے اس نقابدار بدکردار کی کہ
انکو زیر کر سکے اب تو اپنی لڑائی کا فیصلہ کر لے بہمن مجبور ہو کر پھر مصروف تلاش ہو
آجتک کبھی ایسا نہ ہوا تھا کہ ایک میدان جنگ میں دو دو پہر دار مصروف تلاش ہوں
غرضکہ قریب شام سکندر رستم خود نے لنگر بہمن گشتاسپ ابرو کا توڑا اور سر سے
بلند کر کے چاہتے تھے کہ زمین پر پھینک دوں کہ ویسا ہی نقابدار سبز پوش نے لنگر
سلیمان کوچک کا توڑا اور یونہی ہاتھ پر بلند کیے ہوئے مرکب پر سوار ہو کر جانب
صحرا روانہ ہوا اور چلتے وقت کہتا گیا کہ اسیطرح تم سب کو باندھ کر لیجاؤنگا سکندر
کو حیرت ہو گئی بہمن کو چھوڑ دیا بہمن نے عرض کی کہ حضور نے ملاحظہ کیا میں یہ
عرض کرتا تھا کہ یہ نقابدار بلا سے بے درمان ہے سکندر رستم خود بہمن کو لیے ہوئے
اپنے خیمہ میں داخل ہوئے اور سیماب جادو نہایت خوش و مسرور داخل قلعہ
سیماب ہوا سلیمان اعظم میں سلیمان کوچک کے بندنا سے تھے اور بار بار
درگاہ رب العزت میں عرض کرتے تھے کہ خداوندا اب اس فرزند کی مفارقت نہ
دکھانا کہ چراغ قافت یہی ہے بہمن کی نشانی ہے اسی حال پر ملال میں جوڑی ہرکاروں
کی آئی اور بعد دعا و ثناء شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ پھر قلعہ سیماب میں
طبل جنگ بجا ہے یہ سنکر شاہزادہ سکندر رستم خود نے بھی کوس حربی بجنے کا حکم دیا
اُسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی دونوں جانب تیاریاں
جنگ کی ہونے لگیں صبح کو دروازہ قلعہ کا کھلا اور سیماب جادو مع لشکر قلعہ سے
باہر آیا اور اسطرف شاہزادہ سکندر رستم خود با فوج کثیر میدان میں آکر صف آرا
ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نسب دو کے کہ ہٹتے تھے کہ جانب
صحرا سے بگولہ گرد کا پیدا ہوا اور آتے آتے قریب ہو کر شق ہوا دیکھا کہ ہوی

لقا بیدار نیلی پوش نیزہ بکف چلا آتا ہے انھوں نے کشیدہ ابرو ہو صورت لقا بیدار کی دیکھی
تھرا گیا بلکہ سکندر رستم خو اور سلیمان اعظم کی رگوں میں خون شجاعت سے جوش مارا
غصہ سے کف منھ میں بھر آیا بال جسم کے کھڑے ہو گئے آنکھیں سرخ ہو گئیں ادھر
لقا بیدار نیلی پوش نے آتے ہی گھوڑے کو روک کر منم لقا بیدار نیلی پوش کا نعرہ
کیا اور مبارز طلب کیا ادھر سکندر رستم خو نے باگ مرکب کی اٹھائی تھی کہ سلیمان اعظم
نے منع کیا اور خود نکلنے کا قصد کیا سکندر رستم خو نے عرض کی کہ اس وقت آپ بجائے
صاحبقران اول ہیں آپ کا لشکر میں رہنا باعث برکت ہے مجھے اس ملعون کے
مقابلہ کو جانے دیجیے آپ کے اقبال سے ابھی اس سرکش کو گرفتار کیے لاتا ہوں
سلیمان اعظم نے کہا اے فرزند مجھ میں طاقت داغ اٹھانے کی نہیں ہے سلیمان کوچک
کا داغ میرے واسطے کچھ کم نہیں ہے کہ اب داغ پر داغ تمھاری فرقت کا اٹھاؤں بس
اس سے بہتر یہ ہے کہ مجھی کو جانے دو نہیں معلوم اس ملعون نے سلیمان کوچک
کو قتل کیا یا قید کیا ہے بہر صورت میں اپنے فرزند سے ملحق ہو جاؤنگا اگر اسے قتل کر ڈالا تو میں
بھی قتل ہو کر پاس اسکے پہونچ جاؤنگا اور اگر اسیر ہے تو حبس زندان بلا میں وہ جہاں ہے میں بھی
پہونچونگا اور یا اس ملعون کو قتل کرونگا یہاں تو یہ تکرار تھی ایک دوسرے کو روک رہا تھا اور
لقا بیدار نیلی پوش بار بار مبارز طلب کر رہا تھا بس یہ دیکھ کر منظر پیرزاد کو تاب صبر کی
بغیر اجازت مرکب کو چمکا کر سامنے لقا بیدار نیلی پوش کے جا پہونچا لقا بیدار نے کہا
او اجل رسیدہ تو کیوں آیا انھیں دونوں کو آنے دے جو افسر [illegible] ہیں کہ لڑائی کا خاتمہ ہو
منظر پیرزاد نے کہا کہ او ملعون جب تک ہم جان نثار زندہ ہیں کیا مجال ہے تیری کہ تو ہمارے
آقا کی طرف رخ کر سکے لا ضرب بہادری کہ یہ سنکر لقا بیدار نیلی پوش نے نیزہ مارا
منظر پیرزاد نے نیزہ کو نیزہ پر لگا کر چند طعن میں لقا بیدار نیلی پوش نے نیزہ منظر پیرزاد
کے ہاتھ سے نکال دیا منظر پیرزاد نیزہ پھر آب خجالت میں غرق ہو گیا اور طیش میں آ کر
گرز کا وار کیا لقا بیدار نیلی پوش نے کمند گرز میں ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ منظر پیرزاد
اوندھے منھ پامال مرکب پر آ رہا لقا بیدار نیلی پوش نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر پر کمربند تھا
پکڑا اور منظر پیرزاد کو ہاتھ پر بلند کیے ہوئے جانب صحرا روانہ ہو گیا سکندر رستم خو
کو اسکی اسیری کا بھی کمال صدمہ ہوا اور سیماب جادو ہنستا ہوا داخل قلعہ سیماب
ہوا شاہزادہ سکندر رستم خو نہایت محزون و دردناک داخل بارگاہ ہوا فوج شکار ہوئے
لیکن سیارہ کوچک تعاقب میں لقا بیدار نیلی پوش کے روانہ ہوا تھا دیکھا
اسنے کہ جاتے جاتے لقا بیدار قریب درخت بزرگ کے پہونچا اور نیزہ اپنا تنہ درخت
پر مارا کہ درخت شق ہوا لقا بیدار اندر درخت کے در آیا درخت پھر برابر ہو گیا
سیارہ کوچک واپس آیا اور تمام روداد شاہزادہ سکندر رستم خو سے بیان کی
ادھر سیماب جادو نے پھر طبل جنگ بجوا دیا اور اسطرف بھی کوس حربی نوازش میں

دونوں طرف تیاریاں جنگ کی ہوا کین صبح کو دونوں لشکر صف آرا ہوئے پھر گرد اڑی اور
نقابدار نیلی پوش نمودار ہوا ہنوز نقابدار بدکردار میدان میں پہونچکر قائم نہ ہونے
پایا تھا مبارز طلب نہیں ہوا تھا کہ سلیمان اعظم نے باگ گھوڑے کی اٹھا دی
اور سامنے نقابدار کے جا پہونچے سکندر رستم خو مجبور ہو گیا کہ اب یہ خالی نہ پھرینگے
یہ شعر پڑھکر خاموش ہو رہے کہ موت سے کسکو رستگاری ہے + آج وہ کل ہماری
باری ہے + اگر دادا صاحب کی یہی خوشی ہے تو یونہی سہی بہتر ہے وہاں نقابدار نیلی پوش
نے آواز دی کہ او نقابدار سیہ پوش تو تو لباس ماتمی پیشتر سے پہنے ہوئے ہے تیری
پوشاک تیرے واسطے شگون بد ہو آیا تو کسی کا سوگوار ہے یا اپنا سوگ زندگی سے رکھ
لیا ہے یہ سنکر سلیمان اعظم نے فرمایا کہ او ملعون جو تو تصور کرا افسوس یہ ہے کہ تو ساحر ہے
اور ہم لوگ ساحر کو کافر سمجھتے ہیں اگر اپنی قوت بازو کے زور پر مقابلہ کرتا تو لطف تھا
تجھے بھی معلوم ہوتا کہ کسی سے سامنا پڑا تھا مگر خیر یونہی تماشا ہمارے مقابلہ کا دیکھ لے
تجھے اندازہ تو ہو جائیگا کہ اتنی دیر ایک غیر ساحر نے مقابلہ کیا یہ سنکر نقابدار نیلی پوش
ہنسا اور کہا کہ چاہے دیر تک لڑو چاہے تھوڑی دیر لڑو نتیجہ گرفتاری ہے جتنا زیادہ لڑوگے
اتنا خود ہی تھکوگے میرا کیا نقصان ہوگا یہ کہکر اسنے نیزہ مارا سلیمان اعظم نے نیزہ
اسکا نیزہ پر لگا تھا نیزہ بازی ہونے لگی تا دیر نیزہ بازی رہی نتیجہ نہ نکلا آخر نوبت
گرز کی پہونچی ضرب گرز نقابدار سے مرکب سلیمان اعظم کا کام آیا سلیمان اعظم
نے چاہا کہ مرکب نقابدار کو بھی بے کرون کہ نقابدار نیلی پوش کود پڑا اور کشتی ہونے
لگی جب نقابدار نے اٹھا لینے کا قصد کیا سلیمان اعظم نے لنگر مارا کہ کمر تک غرق
زمین ہو گیا آخر نقابدار نیلی پوش کو بھی غصہ آگیا یہ پسینہ میں غرق ہو گیا کہا واقعی مین
تو بڑا زبردست ہے مگر روک تو اپنی زور کو یہ کہکر اب جو زور کرتا ہے تو ناگہ اٹھا لیا اور
دوسرے زور میں سر سے بلند کرکے پشت مرکب پر سوار ہوا اور سلیمان اعظم کو
ہاتھ پر بلند کیے ہوئے جانب صحرا روانہ ہو گیا ہر چند صاحبقران اعظم نے لنگر مارے
مگر کوئی فائدہ نہ نکلا سکندر رستم خو نے بسبب صدمہ کے گریبان چاک کر ڈالا اور
اپنی بد نصیبی پر بہت روئے سیماب جادو ہنستا ہوا میدان سے پھر گیا اور
جاتے وقت کہہ گیا کہ کل تو بھی گرفتار بلا ہو جائیگا ورنہ اب بھی ان اسیروں سے
ہاتھ اٹھا او پیمان سے پھر جا اودھر سکندر رستم خو نہایت غمگین داخل بارگاہ ہوئے
اور سامان مرگ مہیا کرنے لگے شام ہی سے ایک جامہ مثل کفن زیب جسم کیا اور
رات عبادت خدا میں جاگ کر بسر کی سیماب جادو نے پھر طبل جنگ بجوا دیا تھا تمام
قلعہ سیماب جادو میں خوشی کے آثار تھے اور لشکر اسلام سے صدا سے فریاد و
فغاں اور گریہ و ماتم بلند تھی انکو تو انتظار صبح میں چھوڑا جاتا ہے جسکا حال ناظرین کو
آئندہ اپنے موقع پر معلوم ہوگا

اور دو کلمہ سیارہ کوچک کے بیان سے کیے جاتے ہیں

راوی کہتا ہے کہ جسوقت نقاب دار نیلی پوش سلیمان اعظم کو اسیر کرکے اپنے مسکن
کیطرف روانہ ہوا ہے تو سیارہ کوچک بھی اسکے تعاقب میں چلا تھا قضا سے کار ہو
اتفاقات روزگار راستے میں ایک دوست نقاب دار نیلی پوش کا ملا کہ نقاب دار
اُس سے باتیں کرنے میں مصروف ہوا سیارہ کوچک نے وقت کو غنیمت جانکر
تیز روی اختیار کی اور قبل نقاب دار نیلی پوش کے قریب اُس درخت پیر کے
پہونچ گیا کہ جس مقام پر نقاب دار کو جاتے ہوئے ایک روز پیشتر دیکھ گیا تھا اور صورت
اپنی ایک زن جمیلہ کی بنا کر تنہ درخت پر تکیہ دیکر رونا شروع کیا عجب حالت اپنے
اپنی بنائی تھی کہ بال سر کے بکھرے ہوئے کپڑے جا بجا سے پھٹے ہوئے کانوں سے
خون بہتا ہوا آنکھوں سے آنسو جاری ہر بار یہی فریاد کہ ہائے مجھکو لوٹ لیا یہ تو اس کیفیت
کے ساتھ یہاں بیٹھا ہوا تھا اور نقاب دار نیلی پوش جو اپنے دوست کو رخصت
کرکے پھرا اور قریب درخت پہونچا تو دیکھا اپنے کہ ایک زن جمیلہ کوئی بیس برس کا
سن و سال بھولی بھولی صورت چنپئی رنگ کپڑے پہنے ہوئے بیٹھی رو رہی ہے نقاب دار نیلی
پوش اسکو دیکھکر شیدا ہو گیا پکارا اے نازنین حال اپنا بیان کر کہ تو کون ہے اور یہ حالت
تیری کس نے بنائی ہے اسنے رو رو کر کہا کہ میں قلعہ سیماب کے حوالی میں رہتی ہوں اپنے
شوہر کے ساتھ اُسکے گھر جاتی تھی کہ راستے میں کچھ راہزنوں نے دیکھا شوہر کو میرے
قتل کر ڈالا اور مجھکو زیور وغیرہ لوٹ کر چھوڑ دیا ہے چنانچہ میں نے کہا کہ مجھے بے وارث و والی
کرکے کیوں چھوڑے جاتے ہو جہاں اسکو قتل کیا مجھے بھی مار ڈالو مگر انھوں نے اتنا نہ کیا بلکہ
یہ جواب دیا کہ عورت کو قتل کرنا ہمارا دستور نہیں ہے نقاب دار نیلی پوش نے کہا کہ
اچھا تم ہمارے مکان میں چلکر رہو ہم تم کو تمہارے گھر بھجوا دینگے عورت نے جواب دیا
کہ مرد سے خوبصورت عورت کو دیکھکر بد نیت ہو جاتے ہیں یہ بتاؤ کہ مجھ سے نفرت
تو نہ کرو گے نقاب دار نیلی پوش نے کہا کہ تمھیں بہت عزت سے رکھونگا اگر تم رضامند
ہوگی تو گھر کا مالک بنا دونگا ورنہ تمہارے گھر بھجوا دونگا عورت نے رضامندی ظاہر کی
بس نقاب دار نے تنہ درخت پر اپنی بیر سے کی ماری فوراً درخت شق ہوا بس
نقاب دار نیلی پوش عورت کا ہاتھ پکڑ کر اندر درخت کے داخل ہوا دیکھا سیارہ کوچک
نے وہ ایک نقب تھا ہے جسوقت باہر دہنہ نقب کے پہونچا دیکھا کہ ایک مکان وسیع
بنا ہوا ہے سامان آسائش مہیا ہے خادم و خدمتگار سب موجود ہیں ایک طرف اصطبل ہے
اسمیں کئی گھوڑے بندھے ہوئے ہیں نقاب دار نیلی پوش قریب ایک دروازہ
کے آیا اور سلیمان اعظم کو اندر زندان کے مقید کیا بعد اسکے اپنے رہنے کے
درجہ میں آیا اسلحہ اتار کر گوشہ میں رکھدیے نقاب چہرہ سے دور کی دیکھا سیارہ کوچک

لنے کہ ایک مرد ساحر وضع کبھی منتظر ہے یہ بھی گردن جھکا کر تختون کے چوسکے پر بیٹھ گیا نقابدار نے
کھانا طلب کیا اُس عورت کی بھی صلاح کی سپاروکو چک نے کچھ میوہ کھا لیا جسوقت
کھانے پینے سے فراغ حاصل ہوا تو نقابدار نیلی پوش عورت کیطرف مخاطب ہوا
یہ کہا کہ اے جان جہان ہم سے راضی ہو یا نہیں عورت نے شرما کر جواب دیا کہ دیکھو جس
بات کو میں ڈرتی تھی اُس کا سامنا ہوا ہے کہ مردون کی ذات بڑے مکر و فریب سے بھری
ہوئی ہوتی ہے پہلے تو کیسی کیسی باتین بناتے ہوں اور جب عورت پر قابو پا جاتے ہیں تو پھر
اُسکی عزت و حرمت کا خیال نہیں کرتے ہیں یہ سنکر نقابدار نیلی پوش نے کہا کہ اے جان
من ہم تم کو اپنی عزت بنانا چاہتے ہیں تمھاری آبرو مٹانا نہیں چاہتے ہیں اور اگر تمھاری
رضامندی لینا نہ منظور ہوتی تو یہان لانے کون تھا اُسوقت عورت نے کہا اب دیا کہ
مجھکو بھی ایسے مرد کا ساتھ دل سے منظور ہے جو عورت کے ساتھ بہتری پیش آئے لیکن
ایک شرط یہ ہے کہ مثل مشہور ہے دودھ کا جلا مٹھا بھی پھونک کے پیتا ہے لہذا یہ
اطمینان دلادو کہ تم کو تو کوئی قزاق مثل شوہر اول کے نہ قتل کر ڈالے تاکہ پھر مجھے وہی زندگی کی
مصیبت اُٹھانا پڑے کیونکہ تم بھی یکہ و تنہا جنگلو میں پھرا کرتے ہو یہ سنکر نقابدار نیلی پوش
ہنسا اور کہا کہ جانمن مجھے کون قتل کر سکتا ہے میں وہ ہوں کہ جسکے ہاتھ سے ہزار ہا بہادر
صف شکن و جوانان تہمتن قتل ہوئے ہیں ابھی تمھارے سامنے جس جوان کو میں ہاتھ
پر اُٹھائے ہوئے لایا ہوں یہ بھی ایسا زبردست ہے کہ چار دانگ عالم میں کوئی اسکا ہم
غالب نہیں آسکتا عورت نے کہا کہ یہ میں نے مان لیا مگر ایک سے بڑھکر ایک کو
خدا نے زور و طاقت عنایت کی ہے ممکن ہے کہ کوئی تم سے بھی زبردست ہو نقابدار
نے جواب دیا کہ جو مجھ سے زبردست ہوگا وہ بھی بروقت مقابلہ زیر ہو جائیگا جن
لوگوں کو میں نے زیر کیا ہے یہ سب مجھ سے زبردست ہیں عورت نے کہا یہ بات
تو سمجھ میں نہیں آتی ہیں کیونکر یقین کر لون اُسوقت نقابدار نیلی پوش کو مجبور
ہو کر راز اپنا بیان کرنا پڑا اُس عورت سے کہا اے جان جہان سبب اسکا یہ ہے کہ
بہمانب جادو نے اسلحہ تیار کیا ہے تاثیر اُسکی یہ ہے کہ جو اُس اسلحہ کو پہن کر مقابلہ
کریگا وہ مغلوب نہ ہوگا اور رستم وقت بھی اُسکے مقابلہ میں مغلوب رہے گا بلکہ
کوئی حربہ بھی اُسپر کارگر نہ ہوگا پہلوانان عالم ضرب کو سپر پر روکتے ہیں اور میں اپنے
سر پر روکتا ہوں ساری کرامات ان آلات حرب و اسلحہ جنگ میں ہے یہ سنکر عورت
نے کہا کہ ہاں اب مجھے تسکین ہوئی یہ سنکر نقابدار نیلی پوش نے کشتی شراب کی
عورت کیطرف بڑھا دی اور کہا کہ اب ہمارا جام سلامتی تم پیو اور تمھارا جام سلامتی
ہم پئیں عورت نے کشتی مے کی اپنے سامنے کھینچی اور جام لبریز کر کے نمک سرکاری بلا دیا
اور جام سامنے نقابدار نیلی پوش کے پیش کیا اور کہا کہ پہلے ہمارا جام سلامتی تم پیو
یہ سنکر نقابدار نیلی پوش نہایت خوش ہوا اور جام ہاتھ سے نازنین کے لیکر بے اندیشہ

انجام پی گیا پیتے ہی بیہوشی نے تاثیر کی اور نقابدار چھینک مارکر بیہوش ہوا اس عیارہ کو چابک
سے نقابدار کو تو اسیطرح پڑا رہنے دیا اور آب رنگ وروغن عیاری لگاکر صورت نقابدار
نیلی پوش کی بنا اور تخلیہ گاہ سے باہر آکر اسلحہ نقابدار کا اپنے جسم پر آراستہ کیا اور دوسرا
اسلحہ لاکر اس جگہ رکھ دیا جہاں سے کہ اسلحہ نقابدار کا لیا تھا اور اپنا مرکب اصطبل سے
لیکر پشت مرکب پر سوار ہو کر اسی نقب میں داخل ہوا جسکے رستہ سے آیا تھا جسوقت نقب
درخت میں پہونچا تو انی نیزے کی درخت پر ماری فوراً درخت شق ہو کر راستہ پیدا ہوا اور
سیارہ اسی رستہ سے نکلکر روانہ ہوا جسوقت دور نکل گیا تو لباس تبدیل کرکے نقابدار
نیلی پوش بنا اور جانب لشکر روانہ ہوا اسکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور کچھ حال نقابدار
نیلی پوش کا بیان ہوتا ہے کہ جسوقت یہ ہوشیار ہوا تو عورت کو نپایا تخلیہ گاہ سے باہر آکر
ملازموں سے پوچھا کہ جو عورت ہمارے ساتھ آئی تھی وہ کہاں گئی انھوں نے عرض کی کہ ہمیں
کیا معلوم نقابدار نیلی پوش نہایت برہم ہوا اور کوڑا لے کر بہتوں کو پیٹا لیکن پیٹنا وہی
تھا کہ سانپ نکل گیا لکیر کو پیٹا کرو اصل واقعہ کیطرف نقابدار کا خیال نہ گیا کہ سامان قضا کا
مہیا ہو گیا اور وہ عورت نہ تھی بلکہ عیار طرار تھا جو ساری قوت لے گیا الحاصل صبح قریب
تھی نقابدار نیلی پوش اس مقام پر آیا جہاں کہ اسلحہ اسکا رکھا رہتا تھا دیکھا کہ اسلحہ
موجود ہے میں اسنے تمام سلاح جنگ کو تن پر آراستہ کیا اور اصطبل سے آکر اپنا مرکب
لیا بعد اسکے دہنہ نقب سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوا یہاں ملازمین جو کہ سے لے طا
چپ تھے کو سنتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا اس ظالم کو جلد غارت کرے جب سے کہ اسکو
سیماب جادو نے محافظ جان اپنا قرار دیا اور یہ اسلحہ بنا کر اسکے سپرد کیا اسوقت
سے دماغ ہی اسکا بدل گیا ہم لوگو پر زد و کوب کیا کرتا ہے نہ جان چھوڑتا ہے نہ بدزبانی
سے باز آتا ہے خدا اس قید سے نجات دے اب ان لوگو نکو تو اس حالت میں چھوڑا جاتا ہے
اور نقابدار نیلی پوش کو اسی خیال میں مستغرق رکھا جاتا ہے کہ عورت کہاں گئی اور
یہاں سے حال قلعہ سیماب کا گزارش ہوتا ہے کہ وہاں طبل جنگ بجتے بجتے رات تمام
ہوئی اور سپیدہ سحری نمودار ہوا جوانان لشکر سکندر رستم خو اپنے بستروں سے
اُٹھ اُٹھ کر مصروف نماز سحری ہوئے اور بعد ادائے فریضہ سحری کفنی پہن پہن کر آلات
حرب و ضرب تن پر آراستہ کرکے راہی میدان کارزار ہوئے گھڑی بھر دن چڑھتے چڑھتے
تمام میدان جنگ فوجوں سے مملو ہو گیا اُسطرف دروازہ قلعہ کا کھلا اور سیماب جادو
مع لشکر ساحران نمودار ہوا اور مقابل لشکر سکندر رستم خو آکر صف آرا ہوا بعد
آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب منیب دے کر ہٹے تھے کہ جانب صحرا سے بگولہ
گرد کا پیدا ہوا اس گرد کے پیدا ہوتے ہی سیماب جادو نے اپنے لشکر کی طرف
پلٹ کر دیکھا اور کہا ہوشیار رہو کہ آج اس جنگ کا خاتمہ ہے جہانتک ممکن ہو اسوقت
یہ نقابدار سکندر کو بھی گرفتار کر لیجائے اسوقت سب بلکہ اسکے لشکر کو تباہ کر دینا

یہ حکم پاتے ہی ساحروں نے جھولیوں پر ہاتھ ڈال لئے اور اپنے اپنے سحر سے ہوشیار ہو گئے
ادھر لشکر سکندر رستم خو کے سردار آمادہ مرگ و مہیائے قتل ہو کے آپس میں مشورہ
کر رہے تھے کہ جب تک ہم میں سے ایک بھی زندہ رہے اپنے مالک پر آنچ نہ آنے
دیں اپنی جانیں نثار کر دیں اور سکندر رستم خو بھی یہ تہیہ کیے ہوئے تھے کہ آج میں
خود نکلکر اس نقابدار بدکردار سے پورا فیصلہ کر لوں اسلیے کہ اگر اقبال میرا یاور ہے
تو فتحیاب ہونگا ورنہ مرنا برحق ہے اگر قضا میری اسی کے ہاتھ سے ہے تو اپنے رفیقوں کا
داغ مفارقت کیوں اٹھاؤں کہ یکایک بگولہ شق ہوا اور نقابدار نیلی پوش
پیدا ہوا پہلے یہ پہلوان تخت سیماب جادو کے قریب آیا مرکب سے اترکر پایہ تخت کو
بوسہ دیا اجازت حرب چاہی سیماب جادو نے کہا کہ جا خداوند لقا تیرا حافظ
و نگہبان ہے لیکن جنگ کو طول دینے سے کوئی فائدہ نہیں ہے آج سکندر کو ٹوک لے
وہ ایسا منچلا ہے کہ خود ہی مقابلہ کو نکل آیا تو اسے گرفتار کر لیجانا بلکہ سر میدان قتل کر ڈالنا
پھر اسکے لشکر کی تباہی کو میرا لشکر کافی ہے ہم میں یہ ساحران غدار سب کو خاک میں ملا
دینگے یہ سنکر نقابدار نیلی پوش نے عرض کی کہ جو حکم بادشاہ ہو ہمیں تعمیل ارشاد
سے کام ہے یہ کہکر پشت مرکب پر بیٹھکر متوجہ میدان کارزار ہوا جسوقت میدان میں پہونچا
خوب سبکدستی کی نیزہ کے ہاتھ نکالے بعد اسکے نیزہ زمین پر گاڑ کر آواز دی کہ
اے سکندر رستم خو تو بڑا منچلا مشہور تھا مگر معلوم ہوا کہ وہ تمام باتیں غلط تھیں تو جان
اپنی بچاتا ہے اور اپنے ساتھیوں کو اسیر بلا کراتا ہے لیکن آج ہمارے بادشاہ نے خاص تیری
گرفتاری کا حکم نافذ کیا ہے بس یہ سنتے ہی بھلا کب تاب تھی کہ شاہزادہ سکندر نہ نکلتے
فوراً باگ مرکب کی لی لیکن بہمن سکندر کے تیور سے سمجھ گیا تھا کہ آج شہزادہ خود مقابلہ کو
نکلیگا پہلے سے بغیر اجازت لیے ہوئے دوڑ پڑا تھا قبل شاہزادہ سکندر رستم خو کے
سامنے نقابدار نیلی پوش کے جا پہونچا دیکھا سکندر نے کہ بہمن مقابلہ کو نقابدار کے
جا پہونچا ہے آواز دی کہ اے بہمن پلٹ آ ورنہ بایمان خود اس جان نثاری کے عوض
میں تجکو جان دینا پڑیگی اور شکست میرے ہاتھ سے مارا جائیگا کیا تو نے سنا نہ تھا
کہ اسنے مجھے ٹوکا ہے بہمن یہ کلمے سنتے ہی ٹھہر گیا پلٹ کر عرض کی کہ میں اسی کے ہاتھ
سے کب زندہ بچونگا جو حضور قتل کرینگے میں تو خود ہی وہاں کو ہیں آیا ہوں کہ اپنی
آنکھوں سے آپکو اسیر بلا ہوتے نہ دیکھوں نقابدار نیلی پوش نے کہا کہ میں تو
سکندر ہی سے مقابلہ کرونگا دوسرے سے نہ لڑونگا اس حیص بیص میں جانب صحرا
سے دوسرا بگولہ گرد کا پیدا ہوا اور آواز سم مرکب گوش زد ہوئی ہر ایک متوجہ اس
گرد کیطرف ہوا کہ اب کون آتا ہے نقابدار نیلی پوش بھی دیکھنے لگا بہمن بھی رک
گیا شاہزادہ سکندر رستم خو کو بھی یہ خیال ہوا کہ حال اس گرد کا دریافت ہو جائے
تو بہتر ہے کہ یکایک گرد شق ہوئی اور ایک نقابدار نارنجی پوش پیدا ہوا اور

لیکن نقابدار نارنجی پوش نے مطلق طول نہ کھینچنے دیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں لنگر
نقابدار نیلی پوش کا توڑ کر سر سے بلند کیا اور زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت
گرا بس ایک پاؤں نقابدار نیلی پوش کا اپنے پاؤں سے دبا یا اور دوسرے
پاؤں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور یاعیار کرار کہکر اب جو زور کرتا ہے تو ٹانگیں
چیر کر پھینک دیا بس مرتے ہی نقابدار نیلی پوش کے کفار میں ایک غوغا
ہوا سیماب جادو کو کمال رنج ہوا اور اسنے ساحروں کو حکم دیا کہ مار لو اس
نقابدار بدکردار کو غضب کیا اسنے کہ میرے قوت بازو کو مارا اسے بھی
زندہ نہ جانے دینا یہ سنتے ہی تمام ساحر جو پہلے سے تیار کھڑے تھے نقابدار نارنجی پوش
کیطرف گولے اور ترنج اور نارنج پکڑ پکڑ کر چلے اسطرف سے جان نثاران سکندر رستم خو
تلواریں کھینچ کھینچ کر آپڑے اور نقابدار نارنجی پوش نے بھی لڑنا شروع کیا
ہنگامہ گیرودار برپا ہوا یہ عجیب طرح کی جنگ تھی کہ ایک طرف ساحر تھے
ایک جانب غیر ساحر تھے مگر چونکہ جنگ مغلوبہ تھی فاصلہ نہ تھا کہ جس میں سے کوئی
باہر ہوتا دونوں طرف کے سپاہی قتل ہو رہے تھے اگر ساحر کا سحر پہلے چل گیا تو
مسلمان قتل ہوئے اور اگر انکا وار پہلے چل گیا تو ساحر مارا گیا لیکن نقابدار نارنجی پوش
پر کوئی سحر کارگر نہ ہوتا تھا اور اسکی تلوار سے ساحر برابر قتل ہو رہے تھے کسی کو
مفر نہ ملتا تھا غلیں گرمی جنگ میں سیماب جادو قریب شاہزادہ سکندر رستم خو
پہونچ گیا چاہتا تھا کہ شاہزادہ کو گرفتار بلا کروں کہ نقابدار نارنجی پوش
کی نظر پڑ گئی فوراً گھوڑے کو دوڑا کر قریب آگیا اور آواز دی کہ او نامرد تجھے غیر ساحر
سے مقابلہ کرتے شرم نہیں آتی کیا مجال ہے تیری کہ میرے سامنے تو شاہزادہ پر ہاتھ
اٹھا سکے سنتے ہی سیماب جادو نے دستک دی کہ فوراً طبقہ زمین کا شق ہوا
اور ایک پتلی پیدا ہوئی سیماب جادو نے پوچھا کہ حال اس نقابدار کا بیان کر
کیوں قتل نہیں ہوتا اور ساحر اسکے ہاتھ سے مارے جاتے ہیں جو سحر اس پر
کارگر نہیں ہوتا یہ سنکر اس پتلی نے آہ سرد کھینچکر جواب دیا کہ اے بادشاہ یہ نقابدار
سکندر کا عیار ہے یہ اسلحہ نقابدار نیلی پوش کا عورت بنکر چرا لایا اور
اسی اسلحہ کی برکت سے اسنے نقابدار نیلی پوش کو بھی مارا اور ساحروں کو
بھی قتل کر رہا ہے جب تک یہ اسلحہ اسکے بدن پر رہیگا اس وقت تک اسکا اسیر یا گرفتار ہونا غیر
ممکن ہے یہ سنکر سیماب جادو نے جلدی سے نوک زبان میں نشتر چبھو کر خون
ہتھیلی پر لیا اور پڑھکر اسم سحر پڑھنا شروع کیا جیسے ہی نقابدار نارنجی پوش
سامنے آیا سیماب جادو نے وہ خون نقابدار نارنجی پوش پر مارا
کہ تمام اسلحہ جلکر خاک ہوا اور نقابدار نارنجی پوش لڑکر زمین پر گرا اور بیہوش
ہو گیا یہ دیکھکر سیماب جادو تلوار کھینچکر سر کاٹنے کے ارادہ سے چلا یہ دیکھکر

شاہزادہ سکندر رستم خو سد راہ ہوئے اور فرمایا کہ او ملعون لقا پادار ہیرا حسن ہو گیا تاب و
طاقت ہے تیری کہ میری زندگی میں تو لقا پادار کو ایذا دے سکے یہ سنکر سیماب جادو
نے دو بال سر کے توڑے اور پڑھ اسم سحر پڑھنے لگا کہ یکایک تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور
ایک برق چمک کر زمین پر گری اور اُس نے ہیئت انسانی پیدا کر کے نعرہ کیا کہ منم
ناظمہ سمن جادو وزیر بادشاہ خیر بیت اسی میں ہے کہ تو اپنی جان بچا کر نکل جا کہ اب
میں تیری دوست نہیں ہوں بلکہ دشمن ہوں اور جن چیزوں کی میں امین تھی اُس سے
کام لینے کا وقت آگیا اتنا پاس نمک ہے کہ تجھے آگاہ کر دیا آئندہ اختیار ہے یہ کہکر
جلدی سے ایک تیغہ سکندر رستم خو کو دیا اور کہا کہ یہی تیغہ قتل سیماب جادو کا ہے
اور خود ایک چراغ لیے ہوئے تھی اُسکو روشن کر دیا پھر وہ چراغ روشن ہوتے کے
سیماب جادو فوراً افسوس کی صدا دیتا ہوا بھاگا اور روشنی اسکی جو لشکر
سیماب جادو پر پڑی ساحر سحر بھولے ہر چند یا سامری یا جمشید پکارتے تھے
مگر کوئی اثر نہ پیدا ہوتا تھا آخر گرفتار ہوئے اور جوانان لشکر سکندر نے اُنکو قتل
کرنا شروع کیا اور شاہزادہ تعاقب سیماب جادو میں چلا اُدھر سپارہ کوچک
کو ہوش آیا پھر بھی کسوت عیاری سنبھالکر ساحروں پر جا پڑا اور حقہ ہائے آتشبار بھی
مارنا شروع کیے اُدھر سمن جادو چراغ روشن کیے ہوئے مثل ہیرا اسنے کے سکندر
کے قریب تھے ساحران لشکر سیماب جادو و سمن جادو کو برا بھلا کہہ رہے
تھے اور بھاگے جاتے تھے ہر ایک کو سحر فراموش تھا اسی ہنگامہ میں سیماب جادو
تو بھاگ کر قلعہ میں پوشیدہ ہوا دروازہ قلعہ کا بند کر کے طبل امان بجوا دیا شام بھی
ہو چلی تھی شاہزادہ سکندر رستم خو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھرے
کہ کل دیکھا جائے گا سمن جادو وہ آفرین کی سپارہ کوچک ہمراہ رکاب
سعادت انتساب آکر داخل بارگاہ یاقوت نگار ہوا سرداران لشکر جمع ہوئے
سکندر رستم خو نے سمن جادو کی نہایت عزت کی اور صادق الاقرار کے
خطاب سے یاد فرمایا اپنے عیار کو خلعت سے سرفراز کیا اسی اثناء میں خبر پہونچی
کہ سیماب جادو نے طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں کہدو کہ ہمارے
مہمان بھی بفضل ایزدی مستعد پیکار ہیں پھر طبل جنگی اسیوقت کوس جیحون نوازش
میں آیا اور تیاری جنگ کی ہونے لگی لیکن سکندر نے سمن جادو کو
دیکھ کر ارشاد کیا کہ اب سیماب جادو نے کس کے بل پر طبل بجوایا ہے سمن جادو
نے عرض کی کہ اے شہریار میرے خیال میں تو اب سیماب جادو کو سوا بھاگنے
کے کوئی چارہ نہ ہوگا عجب نہیں ہے کہ یہ طبل کوس رحلت ہو غرض سیماب جادو
گنبد زبرجد نگار کی طرف گریز کرے گا کہ اب سوا بھاگنے کے مفر نہیں ہے فرمایا
خیر دیکھا جائے گا اتنے میں سپارہ کوچک نے عرض کی کہ اے شہریار اب

چلنگر پہلے ان اسیروں کو رہا کیجیے جو لقا بدار نیلی پوش کے ہاتھ سے گرفتار بلا ہوئے
تھے فرمایا کہ بہتر اور اسیوقت اٹھ کھڑے ہوئے اور سمیارہ کو چک سمن جادو
وغیرہ کو ہمراہ لیے کر جانب صحرا روانہ ہوئے تھوڑا راستہ طے کیا ہوگا کہ سامنے سے
گرد اٹھی دیکھا کہ سلیمان اعظم و سلیمان کوچک و مظہر شہزادے چلے آتے ہیں
راہ میں ملاقات ہوئی شاہزادہ اسکندر رستم تھو نے حال رہائی دریافت کیا
سلیمان اعظم نے فرمایا کہ ایک ساحرہ نے آکر ہم کو رہا کیا اور نام اپنا گرداب دریا فشیدہ
بتایا اور کل صبح کو وہ تھوڑی حاضر خدمت ہوگی یہ سنکر شاہزادہ سب کو اپنے ہمراہ
لیے ہوئے داخل بارگاہ یاقوت نگار ہوا اور بستر راحت پر آرام کیا یہاں طبل بجنے
پہنچے وہ وقت آیا کہ بزم انجم برہم ہوئی ماہ تاباں گوشہ مغرب میں پنہاں ہوا اور آفتاب
عالم تاب پردہ افق سے باہر آیا فوج خطوط شعاعی کی پرا باندھ کر استادہ ہوئی اور قلعہ
نیلگون فلک پر قبضہ کیا یہاں جوانان لشکر اسلام خواب سے بیدار ہوئے فریضہ
سحری کو ادا کر کے آلات حرب وضرب تن پر آراستہ کرنے لگے اور شاہزادہ
سکندر رستم تھو نے بھی نماز سحر پڑھکر مرکب بادرفتار کو طلب کیا سب رفقا حاضر
خدمت تھے شاہزادہ پشت مرکب پر بیٹھکر جانب قلعہ روانہ ہوا ایک طرف
سلیمان اعظم دوسری طرف سلیمان کوچک پشت پر اور سرداران نامی و
گرامی مع فوج گران و فراوان سامنے قلعہ سیماب کے پہونچے دیکھا کہ قلعہ
سیماب بستہ کا نہایت عمدہ بنا ہوا ہے پھاٹک طلائی اسپر جواہر بیش بہا نصب
ہے شاہزادہ نے سب لشکر کو وہیں چھوڑا بارہ ہزار جوان اپنے ہمراہ لیکر رخ قلعہ سیماب
کا کیا ہر چند اور سرداروں نے عرض کی کہ یہ غلام کس دن کے واسطے ہیں مگر شاہزادہ نے
قبول نہ فرمایا لیکن سمن جادو نے عرض کی کہ میرا ہمراہ چلنا ضرور ہے اسواسطے کہ چراغ
قتل ساحران میرے ہی پاس ہے شاہزادہ نے سمن جادو کو ساتھ لیا اور سامنے
قلعہ سیماب کے پہونچے یقین تھا کہ اب قلعہ پر سے گولہ باری شروع ہوگی لیکن
سکندر رستم تھو پھاٹک تک پہونچ گئے اور ایک گولہ بھی سر نہ ہوا اب شاہزادہ
کو سمن جادو کے کہنے کا یقین ہوا کہ بیشک اگر سیماب جادو گولڑتا ہوتا تو قلعہ
پر سے گولہ باری ہوتی یا کوئی واسطے مقابلہ کے آتا معلوم ہوتا ہے کوئی قلعہ میں نہیں ہے
غرضکہ اب شاہزادہ باطمینان تمام پھاٹک کے قریب آیا اور تلوار سے زنجیر کاٹکر
پھاٹک کو کھولدیا اور بسم اللہ کہکر داخل قلعہ ہوئے ساتھ ساتھ تمام رفقائے جانباز
بھی داخل قلعہ ہوئے دیکھا تو ایک ہو کا عالم ہے قلعہ سنسان پڑا ہوا ہے نہ آدمی ہے نہ
چڑیا کا پوت یہاں ہے سناٹا ہر گلی کوچہ میں خاک اڑ رہی ہے اتنے میں شاہزادہ نے اپنے
لشکر کو بھی اندر قلعہ کے طلب فرما لیا سلیمان اعظم تمام لشکر کو لیکر داخل قلعہ
ہوئے مگر شاہزادہ نہایت پریشان تھا کہ اب کیا فکر کروں خیر اگر سیماب جادو بھاگ گیا

تو بھاگ گیا ہیں بھی نہ طاق پر چلا جاتا مگر نہیں معلوم بلکہ کہاں ہے غرض بتخانوں کو منہدم کرا کر
مسجدوں کی بنا ڈالی اور اپنے لشکر سے قلعہ کو آباد کیا اور ہرکاروں کو برائے تلاش
سیماب جادو روانہ کیا کہ اگر پتہ اُس ملعون کا ملے تو جا کر مقابلہ کروں یا اُسے مار کر
ملکہ کو لوں یا اپنی جان دوں تین روز تک شاہزادہ مقیم رہا مگر سیماب جادو کی کوئی
خبر نہ ملی ہرکارے ہر چہار طرف جا جا کر دیکھ آئے ہر جگہ پتہ لگایا مگر پتہ نہ ملا سمن جادو
نے عرض کی اے شہریار میں اتنا جانتی ہوں کہ گنبد زبرجد نگار کوئی مقام ہے سیماب جادو
وہیں بھاگ کر گیا ہوگا لیکن یہ مجھے بھی نہیں معلوم کہ وہ گنبد کس مقام پر ہے اور راستہ اُسکا
کس طرف سے ہے یہ سنکر شاہزادہ نہایت پریشان ہوا کہ ایک مرتبہ سامنے سے
ایک مرد درویش پیدا ہوئے اور سلام علیک کی آواز دی شاہزادہ نے دیکھا کہ ایک
مرد متبرک باریش دراز تسبیح ہاتھ میں لیے ہوئے پڑھتے چلے آتے ہیں شاہزادہ نے
تعظیم کی اور پاس اپنے بٹھا لیا اور نام و نشان درویش کا پوچھا درویش نے بیان کیا
کہ مجھکو شاہ قلندر روشن ضمیر کہتے ہیں مسکن میرا یہی قلعہ تھا اگرچہ یہ مقام کفار کے
رہنے کا تھا اور میں مرد مسلمان ہوں لیکن سکونت اس مقام کی میں نے اسیدن کے
واسطے اختیار کی تھی مجھے اپنے علم فقیری سے معلوم ہو گیا تھا کہ اس زمانہ میں ایک
شاہزادہ اولاد صاحبقران سے اس طرف آئے گا اور سیماب جادو اُسکے ہاتھ
سے شکست کھا کر بھاگے گا اور وہ شاہزادہ اُسکی تلاش کرے گا مگر پتہ نہ پائے گا
اسیواسطے میں نے مسکن اپنا اس جگہ کو قرار دیا اگر آپ گنبد زبرجد نگار پر جانا
چاہیں تو میں راستہ وہانکا بتا دوں لیکن اسکے صلے میں اتنا چاہتا ہوں کہ جسوقت
گنبد زبرجد نگار کو فتح کر کے واپس آئیے گا تو مجھکو مردہ پائیے گا لہذا تمنا یہ ہے کہ
آپ کی موجودگی میں میرا دفن و کفن ہو جائے گا تو بہتر ہوگا یہ فرما کر مرد درویش
اُٹھ کھڑے ہوئے اور شاہزادہ مع سلیمان اعظم و سلیمان کوہ ہیکل و
مظہر پیل زور و میں کشیدہ اسپ و دیگر سرداران نامی و گرامی ساتھ
مرد درویش کے روانہ ہوئے درویش ایک صحرا کی طرف متوجہ ہوئے جاتے
جاتے قریب ایک درخت بزرگ کے پہونچے زیر درخت ایک چاہ تھا
درویش نے پلٹ کر شاہزادہ سکندر رستم شکوہ سے فرمایا کہ بس یہی راستہ گنبد
زبرجد نگار کا ہے لیکن اول مرحلہ خرچنگ جادو کا پیش آئے گا جسوقت
پاؤں تمھارے کسی چیز پر قائم ہوں تو تم کو چاہیے کہ فوراً جست کر کے علیحدہ ہونا
کہ پاؤں تمھارا اُس کشتی پر سے لگے گا جس پر خرچنگ جادو سوار ہے اور اسی تاک
میں بیٹھا ہوا ہے کہ حریف آئے اور اُسے نگل جاوں جست کرنے کے بعد تم
اُسکے پہلو میں کھڑے ہو گے وہ جسوقت تمھاری طرف سے پلٹے تم فوراً ہاتھ تیغہ آبدار
کا مارنا خرچنگ جادو کے دو ٹکڑے ہونگے اور دریا متلاطم ہوگا جسوقت

علامات سحر برطرف ہوگئے تو دریا نظروں سے پنہاں ہو جائے گا اور صحرا میں رہنے نقب ہموار ہوگا کام اسی راستہ سے زمین زمان روانہ ہونا ہے سنکر شاہزادہ سب سے رخصت ہوا اور کشتیوں کی چالت پر آکر اندر کشتیوں کے پہنچا تلہ بڑا جسوقت پاؤں سکندر کے کسی چیز پہ پڑے تجھے فوراً جست کرکے علیحدہ ہوا اور خرچنگ جادو بھی جو نہنگ بنا ہوا تھا چھا رہ شاہزادہ کیطرف پھرا اسکندر نے تلوار ماری کہ نہنگ کے دو ٹکڑے ہوگئے بس اسقدر تھا کہ صدائے گیر و دار بلند ہوئی اور دریا متلاطم ہوا تیرگی چھا گئی آتشباری و برف باری دیر تک ہوا کی آخرکار آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من خرچنگ جادو بہ جستجو مردم و جانبازیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم اب جو روشنی پیدا ہوئی تو دیکھا کہ نہ دریا ہے نہ کشتی ہے یہاں لاش ایک ساحر سیہ فام کی پڑی ہوئی ہے اور اپنے کو ایک صحرا سے لق و دق میں پایا ادھر سلیمان اعظم و سلیمان کوچک دعا کر رہے تھے کہ دیکھا سامنے شاہزادہ کھڑا ہوا ہے یہ سب کے سب دوڑے سکندر رستم خو سے ملے درویش تو رخصت ہوکر روانہ ہوگئے اور شاہزادہ سکندر رستم خو نے تمام لشکر کو جمع کرکے منظر بہرام کو اسی مقام پر واسطے انتظام قلعہ سیماب کے چھوڑا اور باقی سرداروں کو ساتھ لیکر آگے رہنے نقب میں داخل ہوئے اور جسقدر کہ مرد درویش سے سنا تھا اب آگے تو [illegible] نگار کیطرف روانہ چھوڑا جاتا ہے اور

یہاں سے چند کلمہ داستان شوکت نشان شاہزادہ رفیع البخت نوجوان کے بیان ہوتے ہیں

راویان صداقت شعار و صالیان راست گفتار اس داستان کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جسوقت شاہزادہ رفیع البخت کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ مواج آتش پیر جادو نے نجات طلب کرکے قصد بیابان شمشاد کا کیا ہے تو یہ بھی مع لاہو تیز لگام و شمشاد جانب بیابان شمشاد روانہ ہوئے تھے اور برابر طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے جاتے تھے اور اسطرف مواج آتش رنج جادو بھی بہ عجلت تمام روانہ ہوا تھا اور ادھر اسکو یہ فکر کہ کسیطرح تیغ قتل اپنا اپنے قبضہ میں کروں اور علم باطل السحر کو اپنے لشکر پر علم نہ ہونے دوں ادھر شاہزادہ رفیع البخت کو یہ فکر کہ میں پہلے پہونچ جاؤں اور تیغ و علم کو قبضہ میں لاؤں اور قلعہ ہفت پیچ نشاں کو فتح کرکے جانب [illegible] طاق روانہ ہوں لیکن اول کچھ حالت بیابان شمشاد کی گذارش کی جاتی ہے کہ یہ ایک صحرا کئی کوس کا ہے جس میں سبزہ اور درختان شمشاد کے اور کسی قسم کا درخت نہیں ہے بلکہ گیاہ تک اس زمین پر پیدا نہیں ہوتی اور وسط صحرا میں ایک گنبد ہے کہ دروازہ اسکا بند ہے اسی میں تیغ محفوظ ہے اور بالائے گنبد علم

باطل السحر نصب ہے اور اسقدر بلندی پر یہ علم نصب کیا گیا ہے کہ پر تو اسکا تا انتہائے سرحد پھیلا ہوا ہے اور
حد سیما اسکی یہاں سرحد بیابان شمشاد پر پڑتی ہے غرض اس سے یہ ہے کہ اگر کوئی ساحر
بیابان شمشاد میں قدم رکھے تو اسکو سحر فراموش ہو جائے اور درختان شمشاد میں یہ اثر
ہے کہ اگر کوئی شخص تا بہ گنبد جانے کا قصد کرے تو درختوں سے برقیں چمک چمک کر
گریں اور جلا کر خاک کر دیں یہ انتظام شمشاد جادو نے نہایت ہوشیاری کے
ساتھ کیا ہے تاکہ کوئی تا بہ گنبد نہ پہونچ سکے اور تیغہ و علم پر قبضہ نہ کر سکے الحاصل جسوقت
شاہزادہ رفیع البخت مع شمشاد جادو اس سرحد میں پہونچے کہ جہاں پر تو علم
باطل السحر کا پڑ رہا تھا تو شمشاد جادو ٹھہر گیا اور عرض کی کہ اے شہریار اب آگے
بڑھنے کا قصد نہ فرمائیے اسلیے کہ میں ساتھ نہیں چل سکتا ہوں جب تک اپنی حفاظت
کا انتظام نہ کر لوں اسواسطے کہ میں سحر بھول جاؤنگا رفیع البخت نے ارشاد کیا
کہ میں تو ہمراہ ہوں اگر تم سحر بھول جاؤ گے تو کیا قباحت ہے شمشاد جادو نے عرض کی
کہ اسوقت تو کچھ قباحت نہیں ہے لیکن جسوقت بیابان شمشاد میں قدم رکھیگا
تو درختوں سے برقیں چمک چمک کر گر پڑینگی انکو کون دفع کرے گا اگرچہ یہ طلسم میرا ہی ساخت
و پرداخت ہے لیکن میں خود بھی اندر بیابان کے قدم نہیں رکھ سکتا تا وقتیکہ چتر جمشیدی
نہ ہو یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت ٹھہر گئے اور شمشاد جادو ایک جانب روانہ
ہوا جسوقت قریب اپنے قلعہ کے پہونچا اور خبر ساکنان قلعہ شمشاد پر یہ ہوئی کہ مالک
ہمارا رہا ہو کر آیا ہے تو وہ حاضر ہوئے اور استقبال کر کے اندر قلعہ کے لے گئے شمشاد جادو
نے تمام کیفیت اپنی رہائی کی بیان کی اور چتر جمشیدی صندوق سے نکالکر اہل قلعہ سے
رخصت ہو کر خدمت شاہزادہ رفیع البخت میں روانہ ہوا ادھر تو چتر لیے ہوئے
شمشاد جادو آیا ادھر مواج آتش ریز جادو چند ساحر نکو ہمراہ لیے ہوئے
قریب بیابان شمشاد کے پہونچا اور شاہزادہ نے شمشاد جادو کو دیکھا اور
شمشاد جادو نے مواج آتش ریز جادو کو دیکھا پس مواج آتش ریز جادو
نے قصد کیا کہ میں پہلے ہی جا کر گنبد کو شکستہ کر کے علم و تیغہ پر قبضہ کروں لیکن جسوقت
اس مقام پر پہونچا کہ جہاں پر تو علم کا پڑ رہا تھا تو اسے سحر بھول گیا اور طاقت اسکی سلب
ہونے لگی پس یہ اسکے پاؤں پھرا اور شمشاد جادو کیطرف دیکھکر کہا کہ واقعی میں تو نے
خوب انتظام کیا تھا کہ اس مقام پر پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا لیکن ساتھ اسکے تیری
نمک حرامی نے دھبا لگا دیا کہ وفا کا نام کیا ہوتا ہے شمشاد جادو نے کہا کہ
میں نمک حرام نہیں ہوں بلکہ تو محسن کش ہے کہ میں نے تیری حفاظت جان کا یہ انتظام
کیا اور تو نے میری طرف سے بدظنی کر کے مجھے قید کیا اسلیے میرا محسن ہے میں اسکا
شریک ہوں میں تیری طرح محسن کش اور احسان فراموش نہیں ہوں اب
میں رفاقت شاہزادہ رفیع البخت سے دست بردار نہیں ہو سکتا ہوں تجکو

اگر اپنا ملک و مال عزیز ہے تو اب بھی جنگ سے باز آ اور اطاعت اس شہریار عالی وقار
کی اختیار کر یہ سنکر مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ او وزیر بد نقد یہ پھر میرے
تیرے مرتبہ میں بہت فرق ہے میں عزیز خداوند ہوں ہر چند کہ تو نے بڑا انتظام کیا
ہے کہ کوئی تا بہ گنبد نہیں جا سکتا مگر دیکھ کہ میں کیونکر جاتا ہوں یہ کہکر کچھ اسم سحر
پڑھا اور پاؤں مار کر غرق زمین ہوا اور زمین زمین جانب گنبد روانہ ہوا شمشاد جادو
نے رفیع البخت سے عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا کہ اسنے راستہ زمین کے نیچے
سے پیدا کر لیا اب اگر یہ پہلے پہونچ گیا اور تیغہ و علم پر قبضہ کر لیا تو اسیوقت دشمنوں کا
خاتمہ کر دیگا بس اب جلد تشریف لے چلیے یہ کہکر چتر کو کھولا اور سایہ چتر میں شاہزادہ
رفیع البخت کو اور لاہور تیز نگام کو لے کر جانب گنبد روانہ ہوا جسوقت اس
سحر کو طی کر چکا کہ جہاں پر طلسم باطل السحر کا پرتو پڑ رہا تھا تو اسنے چتر لاہور کے ہاتھ میں
دیا اور کہا کہ اب اپنے آقا سے ہوشیار رہنا کہ یہ مقام خطرناک ہے اس سحر تک
میرے واسطے خوف تھا کہ سحر نہ مجھکو لجاوے اور اب آپکے واسطے خطرہ ہے اگر ذرا بھی
سایہ چتر کے باہر آئیگا تو درختوں سے برقین چمک چمک کر نکلینگی اور اسکا خاتمہ کر دینگی یہ کہکر
آگے روانہ ہوا لاہور تیز نگام نے رفیع البخت کو سایہ چتر میں لیا اور آپ بھی لپٹا ہوا چلا کہین
درختوں سے چمک چمک کر چتر پر آتی تھین اور پلٹ جاتی تھین ادھر شمشاد جادو بہ فسونون سے
بچتا ہوا ورد سحر پڑھتا ہوا قریب دروازہ گنبد کے پہونچا اور قفل سحر کلید سحر سے کھولکر
قفل سے ہی وا کیا اور دیکھا کہ طبقہ زمین کا شق ہوا اور مواج آتش ریز جادو باہر نکلا نظر
ایک کی دوسرے پر پڑی مواج آتش ریز جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر ترنج سحر مارا کہ
سینے پر شمشاد جادو کے پڑا شمشاد جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر ترنج کو رد کیا اور گولہ فولادی
مارا مواج آتش ریز جادو نے سحر شمشاد جادو کا رد کیا یہان ان دونو میں رد و بدل
ہو رہی ہے اور بیرون گنبد شاہزادہ رفیع البخت مع لاہور تیز نگام اس فکر میں کھڑے
تھے کہ علم گنبد پر سے کیونکر اتارون کہ ناگاہ شمشاد جادو بیتاب ہو کر گنبد کے باہر آیا اور
مواج آتش ریز جادو نے کمند سحر مار کر شمشاد جادو کو پکڑ لیا اور تیغہ کھینچکر قتل کرنے کا
قصد کیا تھا کہ شاہزادہ رفیع البخت دوڑ پڑے اور نعرہ کیا کہ او ملعون کیا کرتا ہے خبردار
و ہوشیار کہ میں آ پہونچا یہ سنکر مواج آتش ریز جادو رفیع البخت کیطرف متوجہ ہوا
اور پکارا کہ پہلے تجھی کو قتل کرونگا کہ باعث فتنہ و فساد تو ہی ہے یہ کہکر تیغہ سحر کھینچے ہوئے
رفیع البخت کیطرف چلا لاہور تیز نگام نے کہا پہلے مجھ سے تو سامنا کر پھر میرے آقا سے
مقابلہ کرنا یہ کہکر سامنے آیا اور ایک ترنج سینے پر مواج آتش ریز جادو کے مارا کہ ترنج
پھٹا اور بقعہ بیہوشی اڑا کہ مواج آتش ریز جادو چیخ مار کر زمین پر گرا لاہور نے معسنات کے
خنجر مارا لیکن چونکہ یہ ملعون روئین تن و آہنی بدن تھا اسوجہ سے خنجر نے کام نہ کیا اور فوراً طبقہ
زمین کا شق ہوا اور وہی زنگی پیدا ہوا جو اسکا محافظ جان ہے اور مواج آتش ریز جادو کو

لے کر زمین زمین روانہ ہوا بعض راوی بیان کرتے ہیں کہ تیغہ موج فنا مواج آتش ریز کے
قبضہ میں آ گیا تھا یہاں ربیع البخت نے شمشاد جادو کو کمند سے نکالا اور علم باطل السحر
قبضہ میں کیا شمشاد جادو نے لاہور تیز نگام کی نہایت تعریف کی اور شاہزادہ
ربیع البخت سے عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا کہ تیغہ اُسکے قبضہ میں آ گیا اب
قتل ہونا مواج آتش ریز جادو کا بسا دشوار ہے فرمایا کچھ پروا نہیں خدائے بزرگ
است یہ فرما کر مع شمشاد جادو پلٹ کر جانب گنبد بیضا روانہ ہوئے کہ لشکر انکا
اسی مقام پر اترا ہوا ہے شاہزادہ نور الدہر اپنے فرزند کے انتظار میں پریشان ہیں
کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے لیکن مواج آتش ریز جادو کو جو زندگی سے کر بھاگا تو سیدھا
قلعہ ہفت جوش میں آیا اور بادشاہ کو ہوشیار کیا بلکہ صدف گہر ریز جادو نے
پوچھا کہ کیا ہوا مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ علم تو اُسکے قبضہ میں آ گیا لیکن تیغہ
میں لے آیا ہوں اگر اُسکا عیار طرار مجھے بے ہوش نہ کرتا تو آج ہی لڑائی کا بھی
خاتمہ ہوجاتا اسلیے کہ تیغہ میرے قبضہ میں تھا اسی تیغہ سے سب کا خاتمہ کردیتا مگر خیر کچھ
پروا نہیں صرف علم اُسکے پاس ہوگا تو وہ میرا کیا کرلے گا جب تک تیغہ میرے قبضہ میں
ہے اسوقت تک مجھے کوئی خوف نہیں صدف گہر ریز جادو نے کہا کہ دشمن علم
باطل السحر سے کام لے گا تم سحر بھول جاؤگے اور تمام ساحران قلعہ ہفت جوش اس علم
کی وجہ سے بے دست وپا ہیں مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ اسمیں ایک اسرار
ہے اسے تم نہیں جانتے ہو ہر چند کہ علم کی وجہ سے سحر میرا رد ہوجائے گا مگر اسی تیغہ سے
اس علم کو قلم کروں گا اور تاثیر اسکی مٹا دونگا یہ کہکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ فوراً نقارہ زری
نواز فن میں آیا اور لشکر مواج آتش ریز جادو کا حصار الماس کے باہر آکر خیمہ ہوا
بارگاہ برپا ہوئی جسوقت یہ خبر شاہزادہ نور الدہر کو پہونچی نہایت پریشان ہوئے اور
کہ کیا سبب ہے جو میرا فرزند اسوقت تک واپس نہیں آیا اور یہ ملعون داخل قلعہ ہو گیا
اور طبل جنگ بجوایا ہے معلوم ہوتا ہے کہ بیابان شمشاد کی جنگ میں یہ ملعون کامیاب ہوا
یہ خیالات اسقدر وسیع ہوئے کہ نور الدہر جادو نے صنوبر جادو کو واسطے دریافت
حال کے روانہ کیا اور خود بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اسطرف بھی کوس حربی نواز فن
میں آیا یہاں تو تیاریاں جنگ کی ہو رہی ہیں اور اُسطرف سے شاہزادہ ربیع البخت
مع شمشاد جادو و لاہور تیز نگام طے مراحل وقطع منازل کرتے ہوئے چلے آتے ہیں
کوئی نصف راہ باقی ہوگی کہ صنوبر جادو پہونچے اور خبر طبل جنگ کی بیان کی
شمشاد جادو نے عرض کی کہ اے شہریار عالیمقدار بڑا غضب ہوا کہ اُسنے پہونچتے ہی
آغاز جنگ کردیا اگر وقت ملتا تو کوئی تدبیر کیجاتی اب اگر یوں مقابلہ کیجیے گا تو وہ
سحر سے کام لے گا اور اگر علم لے کر لڑنے جائیے گا تو اُسی تیغہ سے وہ علم کو قلم کرکے
مٹا دیگا شاہزادہ ربیع البخت بھی یہ سنکر پریشان ہوئے مگر تکیہ بر پروردگار عالم

کرکے فرمایا کہ میں جنگ سے منہ نہ موڑونگا فتح و شکست پروردگار کے اختیار میں ہے مگر
لیکن لاچار رنجیدہ غلام نے عرض کی کہ اے شہریار اگر تیغہ و علم لازم و ملزوم ہیں کہ بغیر تیغہ کے علم
بیکار ہے تو یہ غلام آپکا تیغہ ابھی لاتا ہے یہ عرض کرکے جانب صحرا روانہ ہوگیا اور شاہزادہ
رفیع البخت مع صنوبر جادو و شمشاد جادو جانب گنبد بیضا روانہ ہوئے وہان
طبل بجتے بجتے رات تمام ہوئی فوج انجم شکست کھاکر جانب مغرب روانہ ہوئی اور
شاہ خاور نے نشان فتح بلند کیا دونو طرف کے لشکر غول کے غول غٹ کے غٹ تیغے کے
تیغے دستے کے دستے میدان جنگ میں آکر پرے جمانے لگے دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے تمام
فوجوں سے میدان مملو ہوگیا اسطرف مواج آتش ریز جادو مرکب سحر پر سوار تیغہ موج فنا قبضہ
میں لیے لشکر کا سپہ سالار بنکر کھڑا ہوا صدف گہر ریز جادو بادشاہ لشکر کی پشت پر اسی ہزار
ساحران غدار بلاے بے آفت کے پرکالے چھچھولیان چھوڑ کا نادھو نپڑا لئے ڈرے فلکے ترو بجاتے
ہوئے یا سامری یا جمشید کا شور مچاتے ہوئے قشقے کھینچے ہوئے جانوران سحر پر سوار اسطرف
شاہزادہ نور الدہر مع فوج فراوان و لشکر بے پایان میدان جنگ میں صف آرا ہیں کہ ایک مرتبہ
جانب صحرا سے پھر گرد و غبار بلند ہوا اور شاہزادہ رفیع البخت مع صنوبر جادو و شمشاد جادو
پیدا ہوئے شاہزادہ نور الدہر اپنے فرزند کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے سرداروں کو براے استقبال
روانہ کیا بلکہ جوش محبت میں خود بھی چند قدم آگے بڑھ گئے اور فرزند کو گلے سے لگایا ادھر
مواج آتش ریز جادو نے جو دیکھا کہ رفیع البخت مع علم باطل السحر آپہونچے ہیں وقت اس
علم کے مٹانے کا یہی ہے اپنے مرکب سحر کو بڑھایا اور میدان میں پہونچکر نعرہ کیا اور مبارز طلب ہوا
شاہزادہ رفیع البخت نے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ شمشاد جادو قدمونسے لپٹ گیا اور عرض کی کہ اے
شہریار پہلے ہم غلاموں کو رخصت لینے دیجیے پھر حضور کو اختیار ہے یہ سنکر رفیع البخت نے فرمایا کہ اے
شمشاد جادو لڑائی مجھ سے ہے اور قاتل بھی اسکا میں ہی ہوں یا سر میدان اسکو مارونگا یا اپنی جان
دونگا بھائی تو یہیں بیٹھ ادھر مواج آتش ریز جادو آگے بڑھا اور پکارا کہ اگر تم نہیں آتے ہو تو
میں خود آتا ہوں یہ کہکر لشکر رفیع البخت کیطرف چلا تھا کہ جانب صحرا سے آواز سم مرکب کا میں
مواج آتش ریز جادو کے آتے ٹھہر گیا اور دیکھنے لگا کہ یہ کون آتا ہے کہ ناگاہ ایک سوار سامنے
مواج آتش ریز جادو کے آیا اور نعرہ زن ہوا کہ با قول و قرار ساقی منم شکر صحرائی سے گذارم کہ از
دست من زندہ و سلامت بدر روی مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ او جنگلی کیون قضا تیری گریبان گیر
ہے جو مجھ سے لڑنے کو آیا ہے جا پلٹ جا ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائیگا صحرائی نے جواب دیا کہ
اب میں بغیر تیرا سر لیے ہوے نہیں جانیوالا ہوں مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ المامور معذور
مجکو تیرے خدا نے اسیواسطے پیدا کیا ہے کہ الکوان پرستونکو سر دم دنیا سے مٹاؤں خبردار تیری مغز
اکھوان الکوان پرستان ہے میں ہر روز ایک الکوان پرست کو قتل کرتا ہوں آج کوئی نہ ملا تھا مگر
شکر ہے خدا کا کہ تجھسا ظالم میرے پنجہ میں آیا اب ایک اب چھوڑتا ہوں بس زیادہ گفتگو نہ کر اور لاف
بہادری کی مواج آتش ریز جادو نے کہا قتل تیرا جملہ واجبات سے ہے کہ تو بندگان

خاص جلاد ندکا دشمن اور قاتل ہے یہ کہکر تیغہ مارا عسکر صحرائی نے وار اسکا سپر پر روکا کہ تلوار سپر کو
کاٹ گئی اور خود پر پڑی خود کاٹتے ہی غبار اڑا کہ مواج آتش ریز جادو چھینک مارکر بیہوش ہوا
بس اسے دیکھ تو یہ بیہوش ہوکر گرا ادھر عسکر صحرائی نے نعرہ کیا کہ شہ لاہور نیز نگام اور جلدی سے تیغہ
مواج آتش ریز جادو سے لیکر اپنے قبضہ میں کرلیا اور ہاتھ بلند کیا کہ سر اسکا کاٹ لوں کہ طبقہ
زمین کا شق ہوا اور وہی زنگی پیدا ہوا اور مواج آتش ریز جادو کو لے کر زیر زمین پوشیدہ
ہوگیا صدف گہر ریز جادو نے جو دیکھا کہ اس عیار مکار نے میرے شیر کو بیہوش کرکے تیغہ
پر قبضہ کیا اگر یہ تیغہ رفیع البخت کے ہاتھ آگیا تو پھر جان بچنا دشوار ہوگی لشکر کو حکم دیا کہ مار لو اس
دغاباز کو جانے نہ پائے یہ حکم پاتے ہی اسی ہزار ساحر گھوڑے تیغ تیغ ناریختہ بلکہ لاہور نیز نگام کیطرف
چلے ادھر شاہزادہ رفیع البخت نے بھی لشکر کو اشارہ کیا اور خود بھی گھوڑا دوڑا کے چلے غازی باطل اسپر
دوڑ پڑے تھا شمشاد جادو نے کہا اے شہریار پہلے اپنے رفیق سے تیغہ لیکر قبضہ میں کیجیے اور پھر دم
لیجیے گا آج ہی اس قلعہ کو فتح کر لیجیے یہ سنکر رفیع البخت لاہور نیز نگام کیطرف چلے ادھر سے
لاہور نیز نگام چلا لیکن لشکر ساحران آپڑا اور جنگ ہونے لگی صدا سے گیر و دار بلند ہوئی ادھر
صنوبر جادو وا اور شمشاد جادو نے بھی سحر کیے لاہور نیز نگام نے تغمہ ہاے آتشبازی مارنا شروع
کیے کہ دھواں پھیلا اور اس تاریکی میں قریب شاہزادہ رفیع البخت کے پہونچکر تیغہ نذر دیا
رفیع البخت نے تلوار قبضہ میں کرکے لشکر ساحران پر حملہ کیا اور لاہور نیز نگام نے گرز زمین تھام
لیا ادھر ساحروں نے قیامت برپا کردی کسی نے آگ برسادی کسی نے دریا سے سحر رواں کیا
اسطرف سے شمشاد جادو وا اور صنوبر جادو برابر سحر روکر رہے تھے اور ساحران قلعہ ہفت جوش کو
قتل کر رہے تھے لیکن شاہزادہ رفیع البخت نے تلوار قبضہ میں آتے ہی ستھراو کر دیا کشتوں سے
پشتے اور لاشوں کے انبار لگا دیے ساحروں کے مرنے سے شور گیر و دار بلند تھا سر خاک اڑا رہے تھے
آتشباری و برف باری و سنگ باری ہو رہی تھی آوازیں مہیب آرہی تھیں کہ کشتی مرا نام من فلان
بود و فلان بود جہل تک ہر تو علم کا پڑ رہا تھا ساحر سحر بھول گئے تھے جوانان اسلام برابر قتل کر رہے
تھے دیکھا صدف گہر ریز جادو نے کہ آثار شکست ہیں فوراً طبل بازگشت بجوا دیا اور ہیبا اسپیہ پھر اندر
حصار الماس کے چلی گئی قریب دس ہزار ساحروں کے مارے گئے اور ستر ہزار ساحر بھاگ کر قلعہ
ہفت جوش میں پوشیدہ ہوگئے ادھر شاہزادہ رفیع البخت با فتح و فیروزی میدان سے پھر کر داخل
بارگاہ نور آگین ہوئے لاہور نیز نگام کو خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگی کل
میں اس قلعہ کو لے لونگا وہاں مواج آتش ریز جادو کو جو زنگی اٹھا لے گیا تھا اندر قلعہ کے
لے جا کر ہوشیار کیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا ہوگا کہ صدف گہر ریز جادو بھی مع لشکر شکست خوردہ
اندر قلعہ کے پہونچی اور سارا ماجرا بیان کیا مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ اب سوا تباہی کے
اور کچھ نہیں ہے اس قلعہ کا بچنا محال ہے ابھی ذکر تھا کہ خبر طبل جنگ بجنے کی پہونچی مواج آتش ریز جادو
نے ملکہ صدف گہر ریز جادو سے کہا کہ میں شبیہ اپنی اور تمہاری بنا کر اسی مقام پر چھوڑتا ہوں اور
تم گنبد زبرجد نگار کیطرف چلو کہ سوا وہاں کے کوئی مقام امن کا نہیں ہے یہ سنکر صدف گہر ریز جادو

پوشیدہ طور پر جانب گنبدِ زبرجد نگار روانہ ہوئی اور سواح آتش ریز جادو نے بزورِ سحر دو پتلیاں
تیار کیں کہ ایک اپنی صورت کی تھی اور دوسری صارفہ کھر ریز کی ہم شبیہ تھی ان دونوں کو
اسی مقام پر چھوڑ کر یہ بھی پوشیدہ طور سے جانب گنبدِ زبرجد نگار گریزاں ہوا کہ اسکا حال تو وقت
پر بیان ہوگا لیکن اول کچھ حال شاہزادہ رفیع البخت کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ طبل جنگ بجوا کر
خوابگاہ میں تشریف لے گئے تھے جس وقت طبل بجتے بجتے رات بسر ہوئی اور آثارِ سحر چرخ پر
نمودار ہوئے جوانانِ لشکر میں کمربندیاں شروع ہوئیں شاہزادہ رفیع البخت فریضہ سحری کو ادا
کر کے مرکب اقرہ جن پیکر پر سوار ہوئے علم باطل السحر دوش پر رکھا تیغہ موج فنا کمر میں لگایا اور متوجہ
میدان کارزار ہوئے شمشاد جادو و چہار جادو و صنوبر جادو و اورلا ہو تیز گام ہمراہ رکابِ سعادت انتساب
ہوئے باقی لشکر کو یہیں چھوڑا اور لشکر کو شاہزادہ نور الدہر کے سپرد کیا اور عرض کی کہ جس وقت میں قلعہ
کو فتح کر لونگا تو حضور سے اطلاع کرونگا آپ مع لشکر تشریف لے آئیے گا نور الدہر نے گلے لگا کر رخصت
کیا غرضکہ شاہزادہ رفیع البخت مرکب کو اڑاتے ہوئے قریب حصار الماس کے پہونچے اور الماس جادو نے
دیکھا کہ دشمن قریب آگیا ہے یہ بھی اسباب سحر تن پر آراستہ کر کے آمادہ نبرد ہوا جس وقت رفیع البخت قریب
دیوار پہونچے پر تو علم کا دیوار پر پڑا جھنجھنانے کی صدا بلند ہوئی اور دیوار ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گری حصار برطرف
ہوگیا الماس جادو نے آواز دی کہ او سرکش غضب کیا تو نے کہ حصار سحر کو توڑا مگر کہاں جائے گا بچ کر
میرے ہاتھ سے تم الماس جادو یہ کہکر اسنے دو بال اپنے سر کے توڑے اور کچھ اسم سحر دم کر کے رفیع البخت
کیطرف پھینکے کہ وہ زمین پر گرتے ہی دو مار سیاہ بنکر شاہزادہ پر حملہ آور ہوئے رفیع البخت نے پر تو علم کا
ڈالا کہ وہ پھر ہیئت اصلی پر آگئے الماس جادو نے ترنج سحر مارا وہ بھی برکت علم سے رد ہوا تب تو اس ملعون
نے زمین پر غلطک ماری اور فیل مست بنکر جھپٹا کہ روند ڈالوں اور پامال کر دوں جیسے ہی سامنے آیا اور
رفیع البخت نے پر تو علم کا ڈالا وہ ہیئت مٹ گئی اور ہیئت اصلی پر آگیا دیکھا کہ زمین پر گھٹنیوں چل رہا ہے
رفیع البخت نے آواز دی کہ او ملعون یہ اپنی شکل کیا بنا رکھی ہے کیا حالت ہے یہ سنکر الماس جادو نے جو
خیال کیا تو سحر کو بیکار پایا بس بھاگنے کا قصد کیا شاہزادہ رفیع البخت نے ہاتھ تیغہ موج قضا کا
مارا کہ الماس جادو کے دو ٹکڑے ہوئے پیوا سکے مرتے ہی صدائیں گیرودار کی پیدا ہوئیں اور پریوں نے
شور کیا کہ کشتی مرا نام من الماس جادو بود حیف مردیم وجاناداریم و بہ مطلب خود نرسیدیم جس وقت علامات
سحر برطرف ہوئے تو دیکھا کہ میدان صاف ہے اور قلعہ سامنے عجیب ہیئت قلعہ کی ہے کہ سات دریا موجیں مار
رہے ہیں سب کا دھارا ایک مقام پر ملا ہوا ہے اس ہیئت سے درمیان قلعہ ہیئت جوش و فیض ہے بجائے
پونکہ ہر سات دریا حائل ہیں شاہزادہ متردد ہوا کہ نہ کشتی نظر آتی ہے نہ جہاز کیونکر قلعہ تک پہونچوں
شمشاد جادو نے عرض کی کہ اے شہسوار [illegible] سحر دریا [illegible] ہیں پر تو سے علم کے مٹ جائینگے آپ
پریشان نہ ہوں یہ سنکر رفیع البخت قریب دریا آئے اور پر تو علم کا ڈالا یہ معلوم ہوا کہ دریا میں طوفان آیا
پانی اچھلنے لگا اور تھوڑی ہی دیر میں سارا پانی دھواں ہو کر نظروں سے غائب ہوگیا اور ایک گھڑیال
زمین [illegible] ہوئے دکھائی دیا رفیع البخت اسکی طرف چلے ابھی وہ وہیں تھے لشکر ظلم کے پرتو سے بچنا
ہوا قریب شاہزادہ کے آگیا اور قصد نکل جانے کا کیا لیکن رفیع البخت برکت سے علم کی

محفوظ رہے جب اس گھڑیال نے دیکھا کہ قابو میرا نہیں چلتا تو بھاگنے کا قصد کیا شہنشاہ جادو نے
عرض کی کہ اے شہریار یہ ملعون جانے نہ پائے یہی طوفان جادو ہے دریائے سحر اسی کے قائم کیے ہوئے
ہے اگر یہ بھاگ کر نکل گیا تو غضب ہو جائے گا پھر وہی دریا آکر ملعون کو گھیر لینگے اور اب علم کا عکس
بھی کام نہ دے گا یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت نے اسکا تعاقب کیا اور مرکب کو دوڑا کر قریب اُس
گھڑیال کے پہونچے اور تیغ موج فضا کا وار کیا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے بس مرنا تھا اُسکا کہ ایک
قیامت کبریٰ برپا ہوئی آندھی چلی خاک اُڑی بیرون کے شور سے گوش گردون دون کر ہو گئے
جب فرصت بعد آتشباری و برف باری کے روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک ساحر سیہ فام کی پڑی
ہوئی ہے اور آواز آرہی ہے کہ کشتی مرا نام من طوفان جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود
نرسیدیم اب جو دیکھا تو قلعہ سامنے ہے شاہزادہ دروازہ قلعہ کیجانب متوجہ ہوا وہاں اہل قلعہ کو معلوم ہوا
کہ محافظ قلعہ کے مارے گئے ساحران قلعہ ہفت جوش نے صلاح کی کہ اب کیا کرنا چاہیے ہمارے فرمانروا
کہ جسپر فرصت یہ سرکش داخل قلعہ ہو سب ملک ٹوٹ پڑو اگر ایک ایک مٹھی خاک کی ڈالو گے تو تب بھی مر جائے گا
اکیلا کیا کرے گا مثل مشہور ہے کہ سو رہان چنا بھاڑ نہیں پھوڑتا ادھر شاہزادہ رفیع البخت نے دروازہ قلعہ پر
پہونچکر گرز مارا کہ دروازہ ہلگیا اور تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اہل قلعہ گھبرا گئے مگر دروازہ نہ ٹوٹا رفیع البخت نے
جھلا کر دو مہرا گرز دونوں ہاتھ سے لگایا کہ اگر کوہ بھی ہوتا تو اس ضرب کی تاب نہ لا سکتا لیکن ایسی دروازہ پر کچھ بھی
کوئی اثر نہ ہوا یہ معرکہ دیکھکر شہنشاہ جادو نے آواز دی کہ اے شہریار یہ سب کارخانہ سحر کا ہے یہاں زور بازو کا
کام نہیں ہے پرتو علم کا ڈالیے تو راستہ ملے گا ورنہ بہت پریشان ہونا پڑیگا اور راستہ نہ پائیے گا یہ سنکر رفیع البخت
نے علم کو جلوہ گری دی کہ پرتو اسکا مثل برق جہندہ کے تڑپ کر دروازہ قلعہ پر گرا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی
اور پھاٹک خود بخود کھل گیا رفیع البخت داخل قلعہ ہفت جوش ہوئے دیکھا کہ ہزارہا ساحر کوے
ترنج نارنج ہاتھوں میں لیے ہوئے آمادہ پیکار ہیں رفیع البخت نعرہ کرکے چلے اور فوج ساحران پر گرے
ساحرون نے وار کرنا شروع کیے ہر طرف سے کوئے ترنج نارنج تیر پسول پسول چل رہے تھے اور
رفیع البخت تن تنہا بالنفس نفیس اُس لشکر ساحران سے لڑ رہے تھے صدائیں گیر و دار کی بلند تھیں
بارش خون ہو رہی تھی ساحرون کے مرنے سے آندھیان چل رہی تھیں خاک اُڑ رہی تھی آتشباری و
سنگ باری ہو رہی تھی آوازیں عجیب آرہی تھیں کہ کشتی مرا نام من فلان بود ایسی ہنگامے میں
شہنشاہ جادو اور صنوبر جادو بھی آکر شریک جنگ ہوئے ایک طرف شاہزادہ رفیع البخت نے
کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگا دیے تھے اور برابر بڑھتے چلے جاتے تھے علم سے برقیں چمک
چمک کر ساحرون پر گر رہی تھیں ایک جانب شہنشاہ جادو نے تہلکہ ڈال دیا تھا ایک طرف صنوبر جادو
نے کشت حیات جادوگران کو پامال کر دیا تھا عجب طرح کا ہنگامہ برپا تھا وہاں لاہور نیرنگام نے
جاکر شاہزادہ نور الدہر کو خبر کی کہ اندر قلعے کے آپ کے فرزند دلبند سے جنگ ہو رہی ہے نور الدہر سواران
لشکر کو لیکر بارادہ مدد شاہزادہ رفیع البخت روانہ ہوئے وہاں لشکر ساحران پسپا ہونے لگا آخر کار
سب نے آواز امان بلند کی شاہزادہ رفیع البخت نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان انھوں نے قبول کیا
شاہزادہ نے ہاتھ روکا شہنشاہ جادو نے فتح کی مبارکباد دی رؤسائے شہر حاضر ہوئے نذریں دیں

میں روانہ کیا جسوقت یہ دونوں بادشاہ خدمت زبرجد جادو میں پہونچے زبرجد جادو نے
انکی نہایت درجہ تسلی و تشفی کی اور کہا کہ اگر چاہا خداوندا کوان تاجدار نے تو تمھارے دشمن
گرفتار ہو کر تم تک پہونچیں گے یہ تو یہاں باطمینان تمام بیٹھے ہیں لیکن وہاں ایک طرف سے
سکندر رستم خو مع لشکر فراوان قطع راہ کرتا چلا آتا ہے اور دوسری جانب سے شاہزادہ
رفیع البخت سر راہ پہونچکر دونوں کا سامنا ہوا سکندر رستم خو نے کہا اے
نقاب دار سبز پوش کہاں کا ارادہ ہے رفیع البخت نے جواب دیا کہ میرا فرزند بھاگ کر اسطرف
آیا ہے اُسی کی تلاش میں ہوں آپ کا کیا قصد ہے سکندر رستم خو نے کہا کہ میں بھی اپنے دشمن
کے تعاقب میں چلا ہوں رفیع البخت نے کہا کہ مجھے تو راستہ میں سوا آپ کے کوئی نہیں ملا
سکندر رستم خو نے کہا کہ میں نے بھی اسطرف آتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا الحاصل دونوں
شاہزادہ تیسرے راستہ کیطرف متوجہ ہوئے اور طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے ایک صحرا
پر بہار میں پہونچے دیکھا کہ وسط صحرا میں ایک بنگلہ بنا ہوا ہے اور اندر اُس بنگلہ کے کچھ لوگ ہیں
اور دربان براے محافظت بیرون بنگلہ بیٹھے ہوئے ہیں جسوقت رفیع البخت اور سکندر رستم خو
قریب اُس بنگلہ کے پہونچے تو دیکھا کہ دو کرسیاں جواہر نگار اندر بنگلہ کے بچھی ہوئی ہیں اور ان
کرسیوں پر دو نازنینیں بیٹھی ہوئی ہیں سکندر رستم خو نے غلطان گہر رشک جادو کو پہچانا اور
مروارید گہر دندان کو بھی پہچانا اسلیے کہ یہ دیکھ چکے تھے لیکن رفیع البخت نے فقط
مروارید گہر دندان کو تو پہچانا اور غلطان گہر رشک جادو کو نہیں پہچانا اس لیے کہ
انھوں نے غلطان گہر رشک جادو کو دیکھا نہ تھا لیکن جسوقت اپنے معشوق
سے آنکھ چار ہوئی دل بیقرار ہو گیا آگے بڑھنے کا قصد کیا دربانوں نے روکا اور کہا کہ قریب بنگلہ
کے جانے کی اجازت نہیں ہے اسلیے کہ ملکہ مقید ہے یہ سنکر سکندر رستم خو کو غیظ آگیا فرمایا کس کی
تاب و طاقت ہے کہ ان شاہزادیوں کو اسیر کر سکے دربانوں نے عرض کی کہ ہم نے حاکم کا
حکم سنادیا اب ماننا نہ ماننا آپ کا کام ہے چونکہ شام ہو چکی تھی لشکر اتر پڑا تھا جا بجا جمعداران اعظم
وغیرہ لشکر کے انتظام میں مصروف تھے ادھر شاہزادہ نور الدہر لشکر رفیع البخت
کے اہتمام میں مصروف تھے اور اس مقام پر سکندر رستم خو مع چند سرداران لشکر و
شاہزادہ رفیع البخت مع پیران سرمست موجود تھے اسوجہ سے کسی کا لحاظ نہ تھا کوئی بزرگ
ہمراہ نہ تھا بے تکلف دونوں شاہزادوں نے آگے بڑھنے کا قصد کیا کہ دربانوں نے اٹھکر روکا
سکندر رستم خو نے ایک کو تھپڑ مارا اور دوسرے کو رفیع البخت نے یہ دونوں گر کر تڑپنے لگے
سکندر رستم خو مع رفیع البخت اُس بنگلہ میں داخل ہوئے اور اپنے اپنے معشوق کا
ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ساتھ اپنے لے چلیں کہ غلطان گہر رشک جادو نے سکندر رستم خو سے
کہا اے شہریار مجھے چلنے میں کوئی عذر نہیں اسلیے کہ کنیز ہوں آپکی مگر اتنا تو خیال کیجیے کہ ساتھ
آپکے آپکے بزرگ ہیں وہاں میرا چلنا مناسب نہیں ہے بڑی شرم کی بات ہے
اس سے بہتر و مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے جسوقت

مرحلہ زبرجد جادو سے فرصت ہوئے اسوقت آپ کو اختیار ہے جہان چاہیے نکا
مجھے لے چلیے گا یہ سنکر سکندر رستم خو برابر کرسی پر بیٹھ گئے ادھر مروارید گہر دندان
نے رفیع البخت سے یہی بہانہ کیا کہ یہی متردد ہو کر خاموش ہو رہے اور پاس
مروارید گہر دندان کے بیٹھ گئے غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ اسمقام
پر یون بیٹھنا اچھا نہین ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی آیندہ روندہ اسطرح دیکھ کر زبرجد جادو
سے اطلاع کر دے تو بڑا غضب ہو جائے گا چل کر تخلیہ گاہ مین بیٹھیے یہ کہکر ہاتھ
سکندر کا پکڑ لیا اور ایک حجرے کی طرف چلے ادھر مروارید گہر دندان نے
ہاتھ رفیع البخت کا پکڑا اور ایک حجرے کے قریب آ کے دروازہ کھولکر
کہا تشریف لے چلیے جیسے ہی رفیع البخت نے اندر حجرے کے قدم رکھا
مروارید گہر دندان نے دروازہ بند کر کے نعرہ کیا کہ اسی منھ پر دعوی صاحبقرانی
تھا منم فریب جادو دختر مکار صحرا النشین یہ کہکر دروازہ حجرہ مین قفل لگا دیا
ادھر سکندر رستم خو کی یہی حالت ہوئی کہ غلطان گہر رشک جادو نے انکو
حجرہ مین بند کیا اور نعرہ کیا کہ منم طرار جادو دختر مکار صحرا النشین جادو اب
زندگی بھر رہائی اس زندان سے دشوار ہے وہان پیران سرمست اور
مظفر پیرزادہ اپنے آقا کے منتظر اس بنگلہ بینائی مین بیٹھے تھے انتظار
کرتے کرتے پہر بھر گذر گیا خیال یہ ہوا کہ چھوٹے ہوئے معشوقون سے ملے
ہین کیونکر مفارقت گوارا ہو لیکن جب زیادہ دیر گذری تو جو دو ایک انیسین
جلیسین شہزادیون کی یہان باقی تھین اُنسے کہا کہ جاکر ہمارے آقاؤن سے
اطلاع کرو کہ ہم یہین حاضر رہین یا لشکر مین جائین انھون نے کہا کہ اگر تمھین تکلیف
ہے تو جاؤ ہم کو بھی خوابگاہ مین پہونچا دین آرام سے سو جاؤ اب بغیر صبح کے تمھارے
آقا ملنے والے نہین ہین نہ یہ مناسب ہے کہ انکو تنہا اس مقام پر چھوڑ کر چلے
جاؤ مظفر پیرزادہ و پیران سرمست نے بھی خیال کیا کہ واقع مین معشوق
ایسی چیز ہوتے ہین کہ دین و دنیا کو فراموش کرا دیتے ہین بلاریب یہی خیال
کسکو ہوتا ہے یہ تصور کر کے راضی ہو گئے کہ رات آرام سے گذارو صبح کو دیکھا
جائیگا یہ دونون بھی ایک ایک نازنین کے ساتھ ہو لیے اُن عورتون نے
انکو بھی ایک ایک حجرے مین بند کیا وہان سلیمان اعظم اور نور الدہر
جسوقت بارگاہ مین پہونچے اور انتظام لشکر سے فرصت ہوئی وقت خاصہ
کا آیا تو سیارہ کوچک اور لاہور تیزگام بتلاش سکندر رستم خو و
رفیع البخت روانہ ہوئے تلاش کرتے ہوئے اسی بنگلہ بینائی کے پاس
پہونچے چند عورتین یہان کھڑی تھین انھون نے خود پکار کر کہا کہ جنکی تمھین
تلاش ہے وہ ہمارا مہمان ہے یہ دونون عیار بھی اندر بنگلہ کے آئے اور کہا

کہ جا کر ہمارے حاضر ہونے کی اطلاع کرو اُن نازنینون نے کہا کہ اطلاع کی کیا ضرورت
ہے چلو ہم تم کو تمھارے مالک کے پاس پہونچا دین جو کچھ کہنا ہو کہہ لینا یہ
سنکر دونون عیار اُن عورتون کے ساتھ چلے اُن دونون کو بھی اُن عورتون نے
حجرون مین بند کیا وہان سلیمان اعظم و نور الدہر دونون شاہزادون کے
انتظار مین بیٹھے بیٹھے پریشان ہو گئے بار بار کہتے تھے کہ عیار بھی پلٹ کر نہ
آئے اور چند رفقا کو بھیجا یہ بھی جا کر اُسی دام مکر و فریب مین پھنسے اور واپس
نہ آئے اب تو یہ دونون صاحب نہایت پریشان ہوئے آخرکار یہ خود بتلاش
سکندر رو رفیع البخت روانہ ہوئے جسوقت اُس بنگلۂ مینائی مین پہونچے تو اُن
عورتون نے کہا کہ جا کر دونون سے کہو کہ دادا تمھارے تمھاری تلاش مین آئے
ہین اُنھون نے عرض کی کہ ہم آپ ہی کے انتظار مین کھڑی تھین دونون شاہزادون
نے کہا ہے کہ جو ہماری جستجو مین آئے اُسکو ہم تک پہونچا دو بالفعل ہم نہین آسکتے
ہین لہذا اگر آپ کا جی چاہے تو تشریف لے چلیے فرمایا نہین معلوم وہ وہان
کس شغل مین ہون جانا ہمارا بے سود نہ ہوا اُنھون نے عرض کی کہ اگر آپکا جانا
بے محل ہوتا تو وہ کیون ارشاد کرتے کہ جو آئے اُسے ہمارے پاس پہونچا دینا
غرضکہ ایسی مکر و فریب کی باتین کین کہ یہ بھی اُنکے دام تقریر مین اُلجھ گئے اور ساتھ
اُن عورتون کے جا کر اسیر پنجۂ تقدیر ہو گئے غرضکہ تمام رات یہی سلسلہ رہا
صبح کو میدان صاف تھا نہ بنگلۂ مینائی نظر آتا تھا نہ وہ عورتین دکھائی دیتی تھین
افسران فوج نہایت پریشان تھے ہرکارے واسطے خبر کے ہر طرف گئے ہوئے
تھے لیکن وہان شاہزادہ سکندر رستم خو و شاہزادہ رفیع البخت جو اندر حجرے
کے داخل ہوئے تو اپنے کو ایک مقام تاریک و تنگ مین پایا اور اسیر طوق زنجیر
دیکھا نہایت پریشان تھے کہ یہ کیا ہوا تمام رات انکو اسی زندان تاریک مین
گذری نہ کوئی مونس تھا نہ کوئی رفیق بار بار صداے زنجیر کان مین آتی تھی جس سے
یہ ثابت ہوتا تھا کہ اس مقام پر اور قیدی بھی ہین جب صبح ہوئی اور روزنون
سے روشنی اُس زندان مین آئی تو ایک نے دوسرے کو پہچانا کسی مقام پر
رفیع البخت بازوون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق پہنے
ہوئے بیٹھے تھے کسی مقام پر سکندر رستم خو اسی حال پر ملال سے خاک پر
بیٹھے ہوئے تھے ایک طرف مظہر پڑا ہوا ایک جانب ہیران سرمست
ایک طرف لاہور شیر نگاہ ایک جانب سیارۂ کوچک اُنھین کے قریب
قریب سلیمان اعظم و سلیمان کوچک و شاہزادہ نور الدہر بھی موجود تھے
ہر چند کہ یہ سب کے سب علیحدہ علیحدہ گئے تھے لیکن گرفتار ہو کر ایک ہی مقام پر
پہونچے سکندر رستم خو نے اُن لوگون سے دریافت کیا کہ آپ کس صورت سے

یہان پہونچے ہر ایک نے اپنی سرگذشت بیان کی یہان کی تو یہ حالت ہو کہ جانے متحد ہو گئے سردار تھے سب قید ہو گئے لشکر بے سردار بیابان میں گرفتار ہیں یہ پریشان ہیں اور مکار صحرا نشین جادو بعد گرفتاری سکندر رستم خورو رفیق اپنے خدمت مین زبرجد جادو کی آیا اور سارا ماجرا بیان کیا زبرجد جادو یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور فرط مسرت سے اپنے ہمنشینون اور ہم جلیسون سے کہا کہ آج وہ دن ہو جہانتک خوشی ہو سکے سامان مسرت بہم پہونچانا چاہیے کیونکہ جن باتکے مراد ہاتھ آئی سب حاضرین محفل نے یہ رائے زبرجد جادو کی پسند کی اور بہ اتفاق رائے یہ کہا کہ اسوقت بادۂ گلرنگ کا دور چلنا چاہیے ساقی مہوش نے فوراً شراب ارغوانی پیش کی جب چند جام شراب کے حاضرین محفل نے پیہم نوش کیے تو بے ساختہ یہ شعر ہر ایک کے ورد زبان ہوا ؎

دور چلے دور چلے ساقیا	اور چلے اور چلے ساقیا

غرض جب یہ جلسہ شراب برخاست ہوا تو زبرجد جادو نے پرچۂ احکام پیرزادہ کا پتہ نکال کر پڑھا لکھا تھا کہ جسوقت دونون سرکش گرفتار ہو جائین تو انکو اندر تین یوم کے قتل کر ڈالنا اس لیے کہ مرنا انکا بعد اس مدت گذرنے کے بسا دشوار ہے یہ دیکھکر زبرجد جادو نے مواج آتش نیر جادو اور سیماب جادو کو بلایا اور کہا کہ گرفتاری دشمنون کی مبارک ہو دونون سرکشون کو ہمین نے گرفتار کر لیا اب تم کو چاہیے کہ میدان خونی کی تیاری کرو آج سے تیسرے روز انکو قتل کرنا یقین ہے کہ اسی روز ہمین بھی چلہ تمام کرکے حجرے کے باہر آؤنگا یہ سنکر دونون بادشاہ نہایت خوش ہوگئے اور انھون نے تیاری میدان خونی کی شروع کر دی چارچی نے چارج دیا کہ جسکو تماشا قتل خدا پرستان کا دیکھنا ہو وہ صحرائے لالہ زار مین آئے کہ وہ مقام قتل کے لیے مناسب بھی ہے جسوقت یہ خبر مشہور ہوئی ہر طرف سے لوگ چلے جو دور کے آنے والے تھے انھون نے اسی وقت سے تیاری چلنے کی کر دی اور سیماب جادو نے بیابان لالہ زار کی درستی کی دو چبوترے ریگ کے تیار کرا کے دو بارگاہین نصب کرائین اور ایک بہت بڑی بارگاہ صدر مین نصب کرائی ایک طرف فوج سیماب جادو کی اتری دوسری جانب لشکر مواج آتش نیر جادو کا اترا جسوقت یہ تیاریان ہو رہی تھین یہ خبر الحق الرق ملکہ مرواریا گوہر دندان اور غلطان گوہر رشک جادو کو پہونچی کہ دو شاہزادے تعاقب مین بادشاہان قلعہ ہفت جوش و قلعۂ سیماب کے اسطرف آئے تھے وہ گرفتار ہو گئے اور انکے قتل کی تیاری ہو رہی ہے بس یہ سنتے ہی رنگ

اُنکے رونون کے چہرون سے کے متغیر ہوگئے قوت دست و پا کی خود بخود سلب ہوگئی انتہا کی پریشان ہوئین مرجانہ سرخپوش جادو سا تحفہ تھی مگر بہ سبب قیدی کے تھے آپ ہی گرفتار تھے دوسرون کی رہائی کیا فکر کرسکتے تھے لیکن یہ عزم بالجزم کر لیا کہ اگر خدا نخواستہ اُسکے دشمنون کا بال بھی بیکا ہو تو اپنی جان بھی دیدین بقول شاعرے

خودکشی پر ہین عشق مین تیار
جان بار سکینگے بھی نہ ہار سکینگے

اور نفیر بھی ملکہ کا اس بیابان سے متصل تھا جہان میدان جنگ کی تیاریان ہو رہی تھین مرجانہ سرخپوش جادو نے غلطان گہر رشک جادو سے کہا کہ اب تجھے سیطرح اس مقام سے رہا کرا دیجیے پھر مین تدبیر رہائی کرونگی غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ اگر تو اپنی رہائی چاہتی ہو تو ہمارے دشمنون مین شامل ہو جا بہت جلد رہائی ہو جاےگی اور اس بہانہ سے علیحدگی اختیار کرنا اچھا نہین ہو سچ ہو کہ بُرے وقت کا کوئی ساتھی نہین یہ کہکر رونے لگی اور اسقدر زار زار روئی کہ بیہوش ہوگئی اور حالت غشی اسپر ایسی طاری ہوئی کہ اسکو اپنے بدن کا ہوش نرہا مرجانہ سرخپوش نے جب اسکا یہ حال دیکھا تو کیوڑہ و گلاب اُسکے منھ پر چھڑکا اور حالت بیقراری و یاس مین اپنے پروردگار عالم سے دعا مانگی کہ اے میرے رب اے میرے خالق اکبر اے مسبب الاسباب اے حاجت روا سے خلائق جو ایک میری ہمجلیس و ہمدم تھی اسکا تو یہ حال ہوا اب مین کیا کرونگی اور کون میرا انیس و غمگسار ہوگا بقول شخصے

نہ ہوشیم نہ رقیبے نہ ہمدمے دارم
بجز غم کہ سرانجام با چہ خواہد شد

اسنے مین غلطان گہر رشک جادو نے اپنے دل کو مضبوط کیا اور یہ سمجھی کہ صبر و تحمل انسان کے واسطے لازم و ملزوم ہے اُسی پہ عمل کیا اور بیساختہ دل مین خیال کیا کہ اسکو ہوش مین لانا چاہیے بس بنا سید علیہی فوراً اُسکے دل مین خیال آیا اور اُسیوقت اپنے آنچل سے آنسو پونچھ کر کہا کہ حاشا ایسا خیال نکرو کہ مین تمھین اسوقت مین چھوڑکر علیحدہ ہونا چاہتی ہون بلکہ اصل یہی ہو کہ اگر خدا نے چاہا تو بہت جلدی رہائی ہو جاےگی اُن عزیزون کی جانین بھی بچ جائینگی اور پردہ مفارقت بھی درمیان سے دور ہو جائیگا مین نے سُنا ہو کہ اس شہر سے قریب ایک غار ہو کہ وہان ایک مرد درویش رہتے ہین اُنسے اور زبرجد جادو سے مخالفت چلی آتی ہو وہ مرد درویش تنہا ہین اور زبرجد جادو بہت بڑا ساحر ہو اور فوج بیشمار رکھتا ہو مگر درویش کا کچھ کر نہین سکتا اور مذہب بھی درویش کا اسلام ہو مین اُنکو اس امر پر آمادہ کرونگی کہ وہ ان شاہزادون کی رہائی مین فکر بلیغ کرین یہ سُنکر غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ تو ضرور جا اور اُن مرد بزرگ کو اس امر پر رضامند کر مین تجھے یہان سے رہائی دلواےدیتی ہون چونکہ اس مقام کا محافظ حریص جادو تھا اور نہایت مطمع تھا ملکہ نے حریص جادو کو طلب کیا اور فرمایا کہ اے حریص جادو تو یہ خوب جانتا ہو

کہ ہم کون ہین اور کس خطا پر گرفتار بلا ہین اُسنے عرض کی کہ اے ملکۂ عالم آپ شہزادی ہین اور یہ بھی گردش زمانہ ہو
کہ آپ اس حال پر ملال مین اسیر ہو رہی ہین تقدیر ہین ملکہ نے فرمایا کہ یہ دن بھی گذر ہی جاوینگے اور ایک وقت
ایسا پھر آنے والا ہو کہ ہمکو سیاہ و سپید کا اختیار ہوگا اُسوقت ہمین ہر قسم کی سزا و جزا کا اختیار رہیگا
جسنے ہمارے ساتھ نیکی کی ہوگی اُسے خلعت سے سرفراز کرینگے مرتبہ بڑھاوینگی اور جسنے ایذا رسانی
کی ہوگی اُس سے انتقام لینگی اگر تو اپنے حق مین بہتری چاہتا ہو تو میری ایک حاجت ہو اُسے پورا
کر دے وہ یہ کہ وزیرزادی میری ایک روز کے واسطے یہان سے جانا چاہتی ہو اُسے نکال دے
اور جسوقت یہ پلٹ کر آئے تو پھر اُسے مجھ تک پہونچا دینا یہ فرما کر کچھ تھوڑا سا زر و جواہر حریص جادو
کو دیا حریص جادو نے دل مین خیال کیا کہ اگر خلاف حکم ملکہ کرتا ہو تو یہ رقم مفت جاتی ہو آئی
ہوئی دولت کو چھوڑنا سراسر حماقت مین داخل ہو اسوقت تو اس دولت کو قبضہ مین کرنا چاہیے
آئندہ جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا ملکہ خود بھی جانے کو نہین کہتی ہو مرجانہ جادو ایک ملازم ملکہ کی ہو یہ تو ولی
اپنے مالک کو چھوڑ کر کہان جائیگی دوسرے یہ کہ اگر جائیگی تو کیا بنائیگی عرض کی کہ اے ملکۂ عالم آپکو اختیار
ہو شوق سے اپنی وزیرزادی کو جہان چاہیے بھیجدیجیے مگر ہماری بھی حرمت کا خیال رہے ایسا نہو
کہ پلٹ کر آنے مین عرصہ کرین یا یہ راز فاش ہو تو ہمارے اور آپکے دونون کے واسطے خرابی
ہو ملکہ نے فرمایا اے حریص جادو اطمینان رکھو یہ آج جائیگی اور آج ہی پلٹ آئیگی یہ سنکر حریص جادو
نے مرجانہ سرخ پوش کو اپنے ہمراہ لیا اور اُس پوشیدہ راستے کی طرف آیا جس سے ہر کس و ناکس آگاہ
نتھا اور مرجانہ سرخ پوش کو اس زندان کے باہر پہونچا کر آپ پھر اپنی جگہ پر چلا گیا جو لوگ اسکے
تحت تھے اُنھون نے پوچھا کہ ملکہ نے کس واسطے بلایا تھا اُسنے کچھ بہانہ کر کے ٹال دیا اُدھر مرجانہ
سرخ پوش جادو جو نکلکر چلی تو اُسی غار پر پہونچی جہان کہ درویش الہام غار نشین رہتے تھے
مرجانہ سرخ پوش نے غار مین آنیکا قصد کیا تھا کہ اندر سے غار کے آواز پیدا ہوئی خبردار کون
ہو اندر آنے کا قصد نکرنا نہین جانتی کہ یہ مقام پاکیزہ و طاہر ہو اور تو ساحرہ ہو وہین سے مطلب اپنا
بیان کر یہ سنکر مرجانہ سرخ پوش جادو ڈری اور رو کر کہنے لگی کہ مین شاہ صاحب کی قدمبوسی
چاہتی ہون اور ایک حاجت لیکر آئی ہون مگر اسکو تخلیہ مین بیان کرونگی ظاہر بظاہر نہین کہہ سکتی
اسلیے کہ دوست دشمن ہر مقام پر ہوتے ہین اور مجھے اسقدر کراہت بیکار فرماتے ہین اسلیے کہ مین
مطیع اسلام بھی ہو چکی ہون اور مجبوری سحر سے توبہ نہین کی ہو اگر فضل خدا ہوا تو بہت جلد سحر سے
توبہ کر کے کلمہ پڑھونگی اور دائرۂ اسلام مین آؤنگی یہ سنکر جواب ملا اچھا چلی آ اُسوقت مرجانہ
سرخ پوش جادو اندر غار کے آئی پہلے اُسکو دور تک تاریکی ملی بعد اُسکے کچھ روشنی سی معلوم ہوئی
دیکھا اُسنے کہ بہت سے لوگ عجیب الخلقت جمع ہین اور اسپر حملہ کرنیکا قصد کرتے ہین اور نفرت کی
نظر سے دیکھتے ہین مگر بیچ مین ایک مرد مقدس باریش دراز سن رسیدہ صورت نورانی پیشانی پر نشان
سجدہ کی درخشانی یہ معلوم ہوتا ہو کہ ماہ شب چاردہ مین ستارہ جڑا ہوا ہو وہ مرد بزرگ اُن
لوگون کو منع کر رہا ہو اور کہتا ہو کہ یہ مہمان ہو اور صاحب حاجت اسکو آزار دینا ظلم مین داخل ہو
جسوقت مرجانہ سرخ پوش جادو سامنے ان مرد پیر کے پہونچی بکمال ادب جھک کر سلام کیا ہاتھ باندھکر

اکھڑی ہوئی مرد پیر نے کہا کہ تو بیان کریگی یا مین آپ کہون مرجانہ سبز پوش نے کہا کہ جب آپ واقف
حال ہین اور روشن ضمیر ہین تو بیان کرنا تحصیل حاصل ہے مرد درویش نے کہا کہ جن شاہزادون کی
سفارش کرنے آئی ہے انھین کے واسطے مین نے خاص کر اس مقام پر رہنا اختیار کیا ہے
مجھے اپنے علم فقیری سے دریافت ہوا تھا کہ اس مقام پر فلان زمانہ مین دو شاہزادے اولاد
صاحبقران سے آکر اسیر بلا ہونگے اور انکے قتل کا سامان کیا جائیگا ہرچند کہ وہ صاحب اقبال ہونگے انھین
کون قتل کر سکتا ہے مگر جو انکی مدد کریگا وہ اجر بیحساب پائیگا کہ وہ راہ خدا مین جہاد کرینگے اور کفار انکے
ہاتھ سے قتل ہونگے دین اسلام کی ترقی ہوگی مین اسی دن کے واسطے یہان آکر مقیم ہوا ہون تو جا
اطمینان رکھ مجھے تجھسے زیادہ انکا خیال ہے مگر اپنی شاہزادی سے بعد دعا کے کہدینا کہ جو کچھ دیکھنا
اُسپر صبر کرنا کہ خداوند عالم مین سب طرح کی قدرت ہے وہ چاہے تو مردے کو زندہ کرے حیات و ممات
اُسیکے اختیار مین ہے کیا تاب و طاقت کسی کی ہے کہ انکو قتل کر سکے اور بس اب چلی جا کہ تیرے زیادہ
ٹھہرنے مین خرابی ہے یہ سنتے ہی مرجانہ سبز پوش جادو نے شاہ صاحب کو سلام رخصت کیا
اور جانب زندان روانہ ہوئی تھوڑے ہی عرصہ مین اپنے کام سے فرصت کرکے اُسی چور دروازے
سے ہوتی ہوئی خدمت ملکہ مین حاضر ہوئی اور سب کیفیت بیان کرکے عرض کی کہ آپ مطمئن رہین
مجھسے درویش نے وعدہ کیا ہے کہ مین اسیران رنج و محنت کو رہا کرونگا مگر تم پریشان نہونا اسلیے کہ تمھاری
پریشانی سے انجام مین ان شاہزادون کو پریشانی حاصل ہوگی ملکہ شکر پروردگار کرکے خاموش رہی
اب کچھ حال ان زندانیون کا سنئے جو دست جفاے زمانہ سے اسیر بلا ہوئے ہین جسوقت خبر قتل اپنی
شاہزادہ رفیع البخت اور سکندر رستم خو کو معلوم ہوئی شکر خدا بجا لائے اور کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے ہمارے
جاہ و حشم کا اسی مقام پر خاتمہ ہونے والا تھا شاہزادہ سکندر رستم خو نے رفیع البخت کی طرف دیکھکر کہا کہ
ای برادر نامدار زہے قسمت ہمارے اور آپکے چہرہ آہنی پر مقابلہ ہوا تھا و شمشیر کی ضرب گرز مین
شکست ہوا تھا جسکے بعد اس مقام پر ہم آپ یکجا ہوئے تو اسطرح کہ اجل کا انتظار ہے عرصہ حیات
تنگ ہے افسوس کہ دل کی حسرت دل ہی مین رہی جاتی ہے ہمارے اور آپکے فیصلہ نہونے پایا
لہذا اس سے بڑھکر وقت فرصت و اطمینان اب نہ ہاتھ آئیگا بہتر یہ ہے کہ ہمارے اور آپکے اسی
زندان مین آزمایش زور و طاقت ہو جائے اور کچھ نہیں تو یہی حسرت نکل جائیگی رفیع البخت نے کہا ای
مرد عزیز اول تو یہان دیکھنے والا کون ہے دوسرے یہ تمام باتین ناموری کے واسطے ہوتی ہین
جبکہ زندگی کی کچھ امید نہین تو آزمایش زور و طاقت سب بیکار ہے اگر اتنی قوت ہوتی کہ اس زندان
کو توڑ کر نکل سکتے اور اہل دشمن پر فتحیابی حاصل کر لیتے تو پھر آپکا لڑنا بھی اچھا معلوم ہوتا یہ وہ
وقت ہے اگر کوئی تدبیر کارگر ہو تو دشمن کے پنجہ سے چھوٹنے کی فکر کرو نہ کہ آپس مین لڑو سکندر
رستم خو نے کہا کہ دیکھنے والے اور داد دینے والے یہان بھی موجود ہین میرے ساتھ نقابدار
سبز پوش کہ مرد بزرگ و جہاندیدہ ہین اور آپکے ساتھ نقابدار سبز پوش کہ یہ بھی مرد مسن معلوم ہوتے ہین
ہمیشہ یاد رہے کہ زمانہ دیکھے ہوئے ہین اور مرنا تو ایک دن ضرور ہی ہے کیا اس سے قبل یہ معلوم تھا
کہ کیسے زندہ رہنا ہوگا اگر آپ اس حال سے بیخبر ہون تو ہون مین تو ہر وقت اجل کو نزدیک

جانتا ہوں اور اگر مجھسے مقابلہ نہیں کرتے ہو تو آیندہ دعوی ہمسری نہ کرنا کہ ہین صاحبقران زمانہ ہوں سکندر
رستم خو نے یہ کہکر ایسی انگڑائی لی کہ قید کو توڑ کر پھینکدیا رفیع البخت نے کہا کہ او نقابدار جاہل تو مجھے
روز دیکھتا ہی یہ کہکر انھون نے بھی مانند شیر ببر کے انگڑائی لی اور اسیطرح قید کو توڑ کر پھینکدیا پھر سکندر
رستم خو نے کہا کہ برابری کرنے پر غش ہوا اور مقابلہ سے بچتے ہو یہ کہکر ہتکڑی کھینچ ماری رفیع البخت
نے خالی دیکر طوق کھینچ مارا سکندر خالی دیکر لپٹ پڑا رفیع البخت بھی دست و گریبان ہوئے کشتی
ہونے لگی نور الدہر ہان ہان کرنے لگے اور دونون کو سمجھانے لگے ادھر سلیمان اعظم نے سکندر
کو منع کیا مگر کون سنتا ہی لیکن سلیمان کو چپک نے کہا کہ لڑنے دیجیے سپاہیونکا باز یہی ہی اس
نے یہی کی موت سے یہ آپس کی لڑائی بہتر ہی جب مرنا ہر طرح ہی تو ہاتھ پانون ہلا کیون نہ مرین کہ
ملک الموت کو بھی روح قبض کرتے معلوم ہو سکے نور الدہر بھی الگ ہو گئے اور سلیمان اعظم بھی
چپک کی طرف دیکھکر خاموش ہو رہے کہ دونون کوئی موم کا بنا ہوا نہیں ہی خیر لڑتے ہین تو لڑنے دو
یہ لوگ داد مردی و مردانگی دینے لگے اور رفیع البخت و سکندر رستم خو مصروف تلاش ہو گئے
خوب کشتی ہوئی کہ زمین زندان کی تھرانے لگی کشتی ہونے لگی کشتی ہوتے ہوتے سکندر رستم خو نے
ٹکر ماری رفیع البخت نے بھی ٹکر سکندر کی کھا کر ایک ٹکر ماری مگر مثل مشہور ہی کہ ہاتھی کی ٹکر ہاتھی کھا
سکتا ہی دوسرے کی کیا مجال ہی اگر سنگ بھی ہوتا تو ان ٹکرون ٹکرے سے ہو جاتا لیکن یہ دونون شیر بیشہ
شجاعت ٹکر پر ٹکر کھا رہے تھے اور تیور و شیر بل بھی نہ تھا اسقدر ہنگامہ ہوا کہ زندان کے محافظ جلدی سے
دروازہ کھول کر اندر زندان کے آئے دیکھا دو قیدی آپسمین لڑ رہے ہین انھون منع کیا جب نہ مانا
تو انمین سے دو آدمی آگے بڑھے اور چاہا کہ دونون سپاہیون کو علیحدہ کر دین سکندر رستم خو اور رفیع البخت
نے دونون کی ٹانگین چیر کر پھینکدین یہ دیکھتے ہی ساتھ والے اُنکے بھاگے اور جا کر مکار صحرا النشین جادو
سے خبر کی کہ دو قیدی لڑ رہے ہین ہر چند انکو منع کیا نہ مانا آخر ہمارے ساتھ کے دو نگہبانو نکو مار ڈالا
یہ سنکر مکار صحرا النشین جادو نے کہا اگر لڑتے ہین تو لڑنے دو تمہارا کیا نقصان ہی مجھکو بادشاہ نے
طلب کیا ہی مین خدمت زبرجد جادو مین جاتا ہون اسلیے کہ اب آج ہی کی رات اور باقی ہی کل تو
یہ سب قتل ہی ہو جائینگے تم یہ پرچہ کاغذ لیے جاؤ اسپر اسم سحر مرقوم ہی اسے دروازۂ زندان پر
آویزان کر دینا اسکی وجہ سے وہ قیدی زندان سے نہ نکل سکینگے یہ سنکر وہ نگہبان پرچہ اسم سحر
لیے ہوئے آئے اور اسکو دروازۂ زندان پر آویزان کر دیا یہان یہ دونون نہنگ بحر جرأت و بہادری
اسیطرح سے لڑ رہے تھے ذرا بھی ایک دوسرے سے کم نہ پڑتا تھا اگر یہ دس قدم دوڑا لیجاتے تھے
تو وہ بھی دس قدم دوڑا لیجاتے تھے دیکھنے والے داد مردی و مردانگی دے رہے تھے وہان مکار
صحرا النشین جادو جو خدمت مین زبرجد جادو کی پہونچا زبرجد جادو نے کہا کہ کل صبح کو قیدی
قتل کیے جائینگے دو کام تمھارے سپرد کیے جاتے ہین ایک یہ کہ قیدیون کو بحفاظت تمام میدان
خونی مین لا کر جلادون کے سپرد کر دینا دوسرا کام یہ ہی کہ جسوقت قیدی یہان قتل کیے جاوین
تم اپنے ساحرون کو لیجا کر دیوزن کے لشکرون کو تباہ کر دینا یہ سنکر مکار صحرا النشین جادو
نے عرض کی کہ اے بادشاہ لیکن تو یہ ہی کہ صبح تک وہ قیدی خود ہی زندہ نہ بچینگے جنکو کہکر مین حاضر ہوا

ہان حسب الارشاد لاشین انکی لاکر میدان مین پھینکدونگا بادشاہ نے کہا کہ اسکا کیا سبب ہی
مکار صحرا نشین جادو نے عرض کی کہ ان قیدیون مین دو سردار افسردہ گردیون کے ہین آپس مین
کچھ نزاع باہم ہوگئی دونون سرکشون نے قیدین توڑ ڈالین اور آپس مین لڑ رہے ہین نگہبانون
نے منع کیا تو اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ دو دربان بھی انکے ہاتھ سے مارے گئے یہ عجب طرح کے قیدی
ہین کہ نہ دیکھے اور نہ سنے ایسے وقت مین انسان ساری بہادری و جوانمردی بھول جاتا ہی
مگر انکا یہ قول ہی کہ مجبوری کی موت مرنا اچھا نہین جبتک قابو چلے ہاتھ پانون ہلا کر مرنا بہتر ہی مین نے
اسلئے سحر دروازہ زندان پر آویزان کرا دیا ہی جسکی وجہ سے وہ نکل نہین سکتے مگر آپس کے لڑنے
سے باز رکھنا یہ میرا کام نتھا یہ سنکر زبرجد جادو متعجب ہوا اور سیماب جادو و مواج آتش
ریز جادو کی طرف دیکھا ان دونون نے علحدہ علحدہ جرات سکندر رستم خو اور رفیع البخت
کی سامنے بادشاہ کے بیان کی زبرجد جادو نہایت مشتاق ہوا اور کہا ہم بھی چلکر دیکھینگے
کہ وہ کس طرح لڑ رہے ہین یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا ساتھ اور ارکین دولت مع سیماب جادو و
مواج آتش ریز جادو اٹھ کھڑے ہوئے سواری زبرجد جادو کی جانب زندان روانہ ہوئی
وہان اسیطرح وہ دونون شیر نر ہم پنجہ تھے ہرچند کہ آمد زبرجد جادو کی ہیبت سے زمین تھرا رہی
تھی مگر ان دونون جوانون کو خبر بھی نہوئی کہ کون آتا ہی جسوقت زبرجد جادو سامنے دروازہ زندان
کے پہونچا دیکھا کہ دو نوجوان اسطرح گتھے ہوئے ہین کہ یہ معلوم ہوتا ہی دو شیر ببر یا دو کرگدن مست
باہم لڑ رہے ہین ایک کا لباس سرخ آتش مزاجی کی دلیل اور دوسرے کی پوشاک سبز بشاشت کا رنگ
دکھا رہی ہی مگر اسوقت دونون گرمی جنگ کی حالت مین پرکالہ آتش سے ہو رہے ایک دوسرے پر
حملہ آور ہین ہرچند کہ دونون کے چہرون پر نقابین پڑی ہوئی ہین مگر یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک وقت
مین ماہتاب و آفتاب ابر تنگ مین جلوہ گر ہین پر نور رخ پرنور کا نقابون سے چھن چھنکر باہر نکل رہا ہی زبرجد
جادو دیر تک تماشائے جنگ دیکھا کیا آخر اسنے آواز دی کہ ای اجل رسیدہ یہ تم دونون کیون آپس مین
لڑ رہے ہو مجھسے تو بیان کرو مگر ان دلاورون نے اعتنا بھی نہ کی کہ کون ہی اور کیا کہتا ہی اسوقت
سیماب جادو اور مواج آتش ریز جادو نے بڑھکر آواز دی کہ ای نیچ ادبو شہنشاہ
سلامت کیا ارشاد کرتے ہین جواب بھی نہین دیتے ہو یہ کلمات سخت سنکر نقابدار زرپوش
اور نقابدار سبز پوش دونون نے قید توڑ ڈالی اور ہتھکڑی بیڑی پکڑ پکڑ کر دروازہ زندان پر
آکھڑے ہوئے اور ارشاد کیا کہ او بھگوڑو تمہین شرم نہین آتی کہ یہانتک تمکو بھگاتے ہوئے
ہم آگئے یہان گردش زمانہ نے اسیر پنجہ تقدیر کرا دیا تو اب تم سخت کلامی کرتے ہو خبردار اپنے
مقام پر رہنا یہ تو آپس کی لڑائی ہی بیکاری کا مشغلہ ہی اسمین تمہین کوئی دخل نہین ہی بہتر یہ ہی کہ چلے جاؤ
ورنہ بہت پچھتاؤ گے یہ سنکر نامردون کو نہایت غصہ آیا اور کچھ اسم سحر پڑھنے لگے زبرجد جادو
نے سیماب جادو اور مواج آتش ریز جادو کو منع کیا اور کہا انکی جرأت پر آفرین کرنا چاہیے
کہ یہ قضا سے بھی نہین ڈرتے اور پھر نقابدارون سے مخاطب ہوکر کہا کہ مین حاکم ہون اس مقام کا اور میرے
فرمان سے آپ لوگ اسیر بلا ہوئے ہین بہتر یہ ہی کہ مجھے اس لڑائی کا سبب بیان کیا جاے تاکہ

کہ مین اسکا فیصلہ حق حق کر دون جس وقت زبرجد جادو نے یون شرمی کلام کیا تو نقابدار
سبزپوش نے کہا کہ ای زبرجد جادو یہ دونون لڑکے ایک باغ کے پھول ہین اسلیے کہ خوشبو ذاتی ہین
ایک ہی ہی سوا اولاد حمزہ صاحبقران سے دوسرے کی یہ طاقت نہین ہی کہ اسطرح کا مقابلہ
ہو سکے ان دونون مین جسم آہنی پر مقابلہ ہوا تھا وہان فیصلہ نہو سکا کہ ضرب گرز سے جسم
ٹوٹتا اور یہ دونون دریا مین گر کر بہے ایک قلعہ سیماب مین جاکر نکلا اور دوسرا قلعہ ہفت جوش
مین دونون دلاورون نے قلعون کو سر کیا اور حاکمان قلعہ تیرے پاس آکر پناہ گزین ہوئے
یہان آکر یہ دونون بھی اسیر بلا ہوکر ایک ہی زندان مین اسیر ہوئے تو ایک نے دوسرے کو
پہچانا اور کہا کہ ہمارے تمھارے فیصلہ زور و طاقت نہونے پایا تھا لہذا اب نہین معلوم کہ اجل
رفقہ دے یا نہ دے اسلیے کہ حکم قتل تک آچکا لہذا اسی زندان مین فیصلہ ہوجائے تاکہ دل کی
حسرت دل مین نہ رہجائے یہ سنکر زبرجد جادو نے کہا کہ اگر یہی حسرت ہی کہ فیصلہ زور و طاقت
ہوجائے تو مین اتنی مہلت دیتا ہون کہ یہ دونون سر میدان مقابلہ کرکے آزمایش زور و طاقت
کرلین جو غالب آئے دوسرے کو قتل کرے اور مین بھی اتنا اقرار کرتا ہون کہ جو غالب ہوگا اُسکے
قتل سے باز رہونگا اور اپنے لشکر کا سردار کرونگا کہ ایسے بہادرون کا قتل کرنا سراسر نافہمی
ہی اب ان دونون کو منع کردو کہ آپس مین نہ لڑین باقی ماندہ رات آرام سے گذارین اور صبح کو سر میدان
مردان عالم کے سامنے لڑین تاکہ دیکھنے والے داد مردی اور مردانگی دینے جائین یہ سنکر نقابدار
سبزپوش نے کہا کہ ای زبرجد جادو یہ شیر اب کسی کے روکے سے رُکنے والے نہین ہین جبتک
باہمی فیصلہ نہ ہوجائیگا اسوقت تک علیحدہ نہونگے اور یہ جنگ ابھی ختم ہوسکتی ہی کم سے کم سات روز
مین فیصلہ ہو تو ہو یہ سنکر زبرجد جادو کے ہوش اڑ گئے کہا خیر صبح کو دیکھا جائیگا یہ کہکر زبرجد جادو
پلٹ کر بارگاہ مین آیا اور سیماب جادو و مولج آتش ریز جادو جانب میدان خونی روانہ ہوئے
کہ تیاری میدان کرین یہان یہ دونون شیر اُسیطرح برابر لڑا کیے چھٹا کشتی کا بندھا ہوا اور نقابدار
سبزپوش اور نقابدار زردپوش داد مردی و مردانگی دیتے رہے کہ یکایک تیرگی شب زندان کم ہونے لگی
اور سفیدہ صبح نے ہر ہر گوشہ مین اپنا عمل بٹھانا شروع کیا سونے والے انگڑائیان لے لیکر
خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور شب زندہ دارون نے بستر خواب کا رُخ کیا فرقت نصیبون
نے سجدہ شکر ادا کرکے یہ شعر ورد زبان کیا ~ ایسی ایسا تھا کہ سحر کی اذان سنی
اک سجدہ شکر کا ترے بیمار نے کیا :: اور جو لوگ وصل معشوق سے شاد تھے وہ مبتلائے غم فراق ہوکر
کسی نے اپنے معشوق کو جاتے ہوئے دیکھکر یہ شعر ورد زبان کیا ~ کلیجہ کوئی تھام کر رہگیا ہی اٹھا کر جانے
والے ادہر دیکھ لینا :: وہان زبرجد جادو خواب سے بیدار ہوا اور نشست پر سوار ہوکر عازم میدان
خونی ہوا تمام ارکین دولت و امیران سلطنت ہمراہ ہوئے سواری اسکی نہایت عظم و شان کے ساتھ
روانہ ہوئی وہان سیماب جادو نے میدان مین آنے سے پہلے خیمے تیار کرائے اور اُنپر چالیس
جلادان مریخ خصال کو معین کیا اور پاس استادہ ہوئے ادہر مولج آتش ریز جادو نے گرد میدان
کے فوجون کا حصار قائم کیا تین طرف لشکر کے صف بندی ہوئی تھی کہ کوئی مددگار قیدیان نقا

تھے اسکے اور ایک جانب وہ باغ تھا کہ جسمیں ملکہ غلطان گہر رشک جادو اور مرواریدہ گہر دندان مقید
تھیں یہ دونون سامان قتل اپنے اپنے معشوق کا دیکھ رہی تھیں اور آمادہ مرگ و مہیاے قضا بھی
ہو گئی تھیں جام زہر تیار کرا لئے گئے تھے ہر چند مرجانہ سرخپوش جادو سمجھاتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھے
درویش الہام غار نشین نے وعدہ کیا ہے کہ مین ان شاہزادون کو ضرور بچاؤنگا تم اطمینان رکھو جو کچھ نظر
آئے اسپر صبر کرنا بیتاب ہونا اسوقت ظاہر لبظاہر لڑنا مصلحت کے خلاف ہے پوشیدہ انتظام سب
کیا ہے اگر تم اپنے کو ہلاک کرو گی تو وہ شاہزادے بعد تمھارے خود کشی کر لینگے یہ تمام نصیحتین مرجانہ
سرخپوش کی بے سود ہو جاتی تھین اور دل ان یاس نصیبون کا کسی طرح قبول نہ کرتا تھا ادھر
زہر جد جادو بھی جاہ و حشم کے ساتھ آکر پہونچا اور مکار جادو دونون شاہزادون کو لیے ہوئے
آیا اور رقابدار سیہ پوش اور نقابدار سبز پوش بھی اسکے ہمراہ تھے زہر جد جادو سکندر
و رفیع الجنت کی طرف مخاطب ہوا کہ اب یہان لطف مقابلہ ہے کہ ایک عالم تمھاری جنگ کا
تماشا دیکھیگا اور داد مردی و مردانگی بھی اچھی طرح ملیگی سکندر رستم خو نے فرمایا کہ
او ملعون ہماری جنگ آپس کی جنگ ہے اسکا فیصلہ تا زندگی نہوگا ہان اگر اسپر بھی تقدیر یہی ہو جاتی
تو بیشک تجھے لطف مقابلہ تھا مگر خیر ایسے مقابلے بھی تو کسی نے نہ دیکھے ہونگے یہ فرما کر دونون شاہزادے
مصروف تلاش ہوئے جھگڑا کا کشتی کا بندھا داؤ پیچ ہونے لگے مکار جادو نے زہر جد
جادو سے کہا کہ اے بادشاہ یہ کل سے اسی طرح لڑ رہے ہین اور علیحدہ نہین ہوسکے ہین اور
اسوقت تک یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی لڑائی شروع ہوئی ہے نہ تھکن محسوس ہوتی ہے نہ زور
گھٹتا معلوم ہوتا ہے ادھر ملکہ غلطان گہر رشک جادو اور مرواریدہ گہر دندان تماشا جنگ دیکھ رہی
تھین کہ یکایک ایک برق سی چمکی آنکھین سب کی جھپک گئیں پھر جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ سکندر
رستم خو اور رفیع الجنت دونون کے سر کٹے ہوئے پڑے ہین اور لاشین زمین پر پھڑک
رہی ہین یہ دیکھکر تمام دیکھنے والے متحیر تھے کہ یہ کیا ہوا زہر جد جادو کو شبہ ہوا کہ شاید انکو
سیماب جادو یا امواج آتش ریز جادو نے قتل کیا اور ان دونون کو زہر جد جادو کا خیال
ہوا ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا ادھر ملکہ غلطان گہر رشک جادو و مرواریدہ گہر دندان
نے قصد خود کشی کیا دونون کے ہاتھ مرجانہ سرخپوش نے پکڑ لیے اور کہا کہ میں نے کیا سمجھایا تھا یہ
فعل شاہ صاحب کا ہے یہ لاشین نقلی ہین اصلی نہین ہین بہت جلد وہ شاہزادے آکر بحضور درویش
اس جنگ کو ختم کرینگے لیکن انکو تسکین نہوتی تھی اور دل مایوس کسیطرح قبول نہ کرتا تھا ادھر زہر جد
جادو با وصفیکہ دشمن تھا رونے لگا کہ افسوس ایسے بہادر اسطرح مارے جائین اگر یہ مطیع
ہو کر رہتے تو مین انکو سالار لشکر بناتا امواج آتش ریز جادو و سیماب جادو سے کہا کہ یہ کام
تمھارا تھا انھون نے کہا قسم ہے خداوند طاق کی ہم آگاہ بھی نہین ہین یہ خیال ہوا تھا کہ آپ نے اپنے
دشمنون سے قصاص لیا ہے جسوقت یہ بھید بھی ظاہر ہوا کہ کسی سے یہ کیا یہ فعل تھا تو اسنے پرچہ احکام
پیر زال طلب کیا مرشد لات کی پرچہ احکام نہ ملا بند صندوقچہ کے اندر سے غائب ہو گیا اسوقت اسے کون
دولت نے شوخی کی کہ حضور کیون پریشان ہوتے ہین یہ کام سوا خداوند کے دوسرے کا تھا جو

آپ لوگون کے ہاتھ سے قضا انکی ہمین تھی اسوجہ سے خداوند سلطان نے ملک الموت کو بھیجکر روح
انکی قبض کرائی اب مطمئن ہو کر بیٹھئے اور جشن خوشی منعقد کیجیے و دشمنون کے مرنے کی خوشی
کرنا چاہیے یارنج یہ سنکر زبرجد جادو نے حکم دیا کہ لاشین انکی کسی مقام پر دفن کر دو اور جشن خوشی کا
منعقد کرو حسب الحکم بادشاہ لاشون کو لیجا کر ملازمین نے کسی مقام پر دفن کر دیا اور سامان جشن ہونے لگا
تمام شہر آئینہ بند ہوا اور چراغان کی تیاری ہوئی طائفے حاضر ہوئے بارگاہین آراستہ ہوئین
وہان باغ مین دونون شہزادیون نے صف ماتم بچھائی اور رنڈ ساپے مین بین کر مصروف گریہ و
زاری ہوئین انکو تو اس حال پر ملال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب کچھ حال ان کشتگان ظاہری و
زندہ باطنی کا بیان کیا جاتا ہے کہ اثنار جنگ مین جسوقت آنکھ جھپکی تو انپر غشی طاری ہوگئی تھی
جسوقت ہوش آیا تو اپنے کو بزم درویشان مین پایا دیکھا کہ بہت سے فقیر مودب بیٹھے ہوئے ہین جن
مین ایک درویش مسن باریش سفید صدر مین بیٹھے ہین دونون شاہزادون نے درویش کو سلام
کیا اور کہا کہ ہم خواب دیکھ رہے ہین یا عالم بیداری ہے درویش نے فرمایا کہ اے فرزندان حمزہ
مین نے دشمنون کے پنجہ سے تمکو چھڑا لیا اور تحفجات طلسمی بھی منگا لیے ہین آپ غفلت کے عالم مین تھے
ہین جاو اور سبکا خاتمہ کرو اور باغ و فیروزی پھر واپس آنا تو مجھسے ملتے جانا یہ فرما کر تیغہ قتل سیما جادو
سکندر رستم خو کو دیا اور نیزہ قتل صولج جادو کا فتیح الفت کو عنایت کیا وہی تیغے ہین جو ان شاہزادون
کے پاس موجود تھا اور بعد اسیری انکے قبضہ سے نکلگئے تھے بعد اسکے فقیر نے قمقمہ لگا کر فتیح الفت کو
دیا اور کہا کہ سینہ پر زبرجد جادو کے کھینچ مارنا تو اسکے تمام جسم مین آگ لگ جائیگی اور وہ
مجسم شعلہ بنکر اپنے لشکر کو پھونک دیگا بعد اسکے ایک شیشہ پر از آب شاہزادہ سکندر رستم خو کو دیا
کہ جسوقت وہ شعلہ اپنے لشکر کا خاتمہ کر کے تمہاری طرف رخ کرے تو یہ شیشہ کھینچ مارنا کہ شعلہ افسردہ
ہو جائیگا اور بس اب جاو دیر نکرو یہ کہکر چند فقیرونکو ساتھ کیا کہ وہ راستہ بتانے کی غرض سے ان دونون
شاہزادون کو غار سے باہر پہونچا گئے چلتے وقت فقیر نے یہ بھی کہدیا تھا کہ پہلے جاکر اپنے کشتگان محبت
کی خبر لینا کہ ایسا نہو صدمہ ہجر کی تاب نہ لاسکین اور دونون شاہزادیان ہلاک ہو جائین غرضکہ یہ دونون شاہزادے
باغ ملکہ مروارید گوہر دندان و ملطان گہر شاہ جادو کی جانب روانہ ہوگئے کیونکہ پتا ان فقیرون نے
دیدیا تھا جسوقت راستہ طے کرکے قریب باغ پہونچے تو دیکھا کہ دروازہ باغ پر کچھ محافظ و نگہبان بیٹھے
ہین لیکن حسب اتفاق مرجانہ سرخپوش کسی ضرورت سے بیرون باغ آئی ہوئی تھی دیکھا اُسنے کہ
دونون شاہزادے چلے آتے ہین قریب تھا کہ خوشی سے شادی مرگ ہو جاے جلدی سے خدمت مین
حاضر ہوگئے اور کہا کہ اگر اب بھی آپکا جمال جہان آرا نظر آتا تو ہماری شاہزادیان ہلاک ہو جاتین
یہ سنکر شاہزادون نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی مرجانہ سرخپوش نے عرض کی کہ مجھے یہ حال
پیشتر سے معلوم تھا مین خدمت درویش الہامی غار نشین مین ہو آئی تھی یہ کہکر ان شاہزادون کو اپنے
ساتھ لیے ہوئے داخل باغ ہوئی چونکہ حسب غار کی فاش تھی وہ کفار کے نزدیک نکل چکا تھا نیز دشمن
شاہزادون کے انکے گمان مین ہلاک ہوچکے تھے اس بنا پر پہرہ وغیرہ برخاست کر دیا گیا تھا اور شاہزادون
کی جانب سے اطمینان ہو چکا تھا کسی نے روک ٹوک نہین کی وہان دونون شاہزادیان پریشان و نوحہ خوان

پہنچے ہوئے تھے یہیں کہ یکایک سامنے سے رفیع البخت اور سکندر رستم خو کو جیسے ہی نظر مروارید گہر دندان
کی رفیع البخت پر پڑی اور غلطان گہر رشک جادو نے سکندر رستم خو کو دیکھا دونوں کو سکتے کا عالم
ہو گیا اگر زندگی خدا کی طرف سے باقی نہوتی تو قریب تھا کہ بسبب صدمہ کے روح جسم سے مفارقت کر جاتے
ادھر سکندر رستم خو کو خیال رفیع البخت کو سکندر کا لحاظ روکے رہا تھا ہر چند کہ عاشق اور معشوق یکجا
ہوئے مگر دونوں کے حوصلے دل ہی میں رہ گئے ایک دوسرے سے کلام بھی نکر سکا یہ رنگ دیکھکر مرجانہ
سرخپوش جادو نے غلطان گہر رشک جادو سے اشارہ کیا کہ یہ اپنی جگہ سے اٹھی مرجانہ نے غلطان
گہر رشک جادو کو دوسرے درجہ میں لاکر بٹھایا بعد اسکے شاہزادہ سکندر رستم خو کو بھی ساتھ لیکر خدمت میں ملکہ
کی حاضر ہوئے رفیع البخت کو مروارید گہر دندان کے پاس چھوڑا اور سکندر کو ملکہ غلطان گہر رشک جادو کے پاس
بٹھا کر آپ کسی بہانہ سے علیحدہ چلی گئی کہ عاشق و معشوق دونوں کے حوصلے نکال لیں جسوقت تنہائی
ہوئی تقاضے اٹھ لیکن باہم نظارہ بازی کا لطف اٹھا اپنی اپنی سرگذشت ان فرقت نصیبوں نے
بیان کی اور گلے لپٹ لپٹ کے روئے بعد اسکے کھانا ساتھ بیٹھکر کھایا اور مرجانہ سرخپوش کے
ذریعے سے لاہور تیز گام اور سیارہ کو حکمت کو بلا لیا بعض راوی بیان کرتے ہیں کہ یہ دونوں عیار
بھی اپنے سرداروں کے ساتھ مقید تھے اور اسلام نثار رنگین نے اسی طریقہ سے انکو بھی چھڑا لیا
تھا اور ملقا برابر سیہ پوش و زمرد پوش کو بھی بلا لیا تھا یہ چاروں آدمی ان شاہزادوں کے ہمراہ
باغ میں آئے الحاصل جب صبح ہوئی تو سکندر رستم خو ملکہ گہر رشک جادو سے رخصت ہوئے اور
رفیع البخت مروارید گہر دندان سے اور اپنے اپنے عیاروں کو ساتھ لیکر جانب بارگاہ
زہرجد جادو روانہ ہوئے یہاں جشن ہو رہا تھا بارگاہ مملو تھی طائفے مجرا کر رہے تھے ارکین دولت کا
مجمع تھا زہرجد جادو مسند پر بیٹھا تھا اور سیماب جادو و مواج جادو داہنے اور بائیں جانب بیٹھے
ہوئے تھے کہ ایک مرتبہ دروازہ بارگاہ پر شور و غوغا ہوا کہ ارے یہ سرکش کہاں سے آگئے کیا یہ مرکر
بھوت ہو گئے جو اب بھی پیچھا نہیں چھوڑتے ہیں زہرجد جادو وغیرہ دیکھنے لگے کہ یہ کیا ہنگامہ ہے طائفے
خاموش ہو گئے رنگ محفل بدل گیا کہ ایک مرتبہ دونوں شیر بیشہ شجاعت یعنی رفیع البخت اور
سکندر رستم خو نعرے کیے اور نگہبانوں کو مار کر اندر بارگاہ کے داخل ہوئے جسوقت نظر
زہرجد جادو کی ان پر پڑی پکارا کہ مار لو انکو جانے نہ پائیں یہ سنتے ہی تمام ساحر دوڑ پڑے اور
ہر طرف سے گولہ نارنج نارنج پڑنے لگا شور دار و گیر برپا ہوا لیکن کسی حربہ نے ان دلاوروں پر
بسبب برکت تعویذات کے اثر نہ کیا اور شیرانہ حملے کرتے ہوئے ساحروں کو قتل و قمع کرتے ہوئے
ملکہ مواج آتش ریز جادو نے رفیع البخت کی طرف دیکھکر آواز دی کہ او سرکش تو کیونکر
زندہ ہوا اور یہاں آکر جشن عیش کو تو نے برہم کیا کب چھوڑتا ہوں تجکو یہ کہکر تیغ کھینچا اور رفیع البخت
پر وار کیا خیال اسکو یہ تھا کہ زہرجد جادو نے میرا تیغہ قبل اس سے چھین لیا ہے یہ نہ معلوم تھا کہ قضا سر پر
آگئی ہے تیغہ پھر قاتل کے قبضہ میں آگیا ہے بس جیسے ہی اسنے تیغہ مارا رفیع البخت نے اسکا تیغہ سپر کی
کی پشت پر روکا اور جھپٹ کر تیغہ موج فنا کا وار کیا مواج آتش ریز جادو نے اف کی کہ ہزارہا
سپریں پیدا ہو گئیں لیکن تیغہ جو پڑا تھا سپروں کو قلم کر کے سر پر پڑا اور دونوں ٹانگوں سے نیچے

نکل گیا مواج آتش ریز کے دو ٹکڑے ہو گئے بس اسکے مرتے ہی قیامت کبریٰ برپا ہوئی شور گرد و غبار
بلند ہوا شعلے لپکنے لگے بجلیاں چمکنے لگیں بیرون سے شور کیا کہ کشتی مرا نام مواج آتش ریز
جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم ادھر سیماب جادو قریب سکندر رستم خو
کے پہونچ گیا تھا مواج کو قتل ہوتے دیکھا یہ بھی ٹھٹھک گیا کہ معلوم ہوتا ہے انہیں کچھ اسرار ہے مگر قریب پہونچ گیا
تھا بھاگ نہ سکا سکندر رستم نے نعرہ کیا کہ لا تضرب التی کر اجل تیرے سر پر آگئی ہے سیماب جادو نے نیزہ
سو سینہ پر سکندر کے مارا سکندر نے ترچھے ہو کر نیزہ خالی دیا سیماب جادو جھونک میں سامنے آیا سکندر
نے باطمینان تمام تیغہ بیاض گردن پر مارا کہ سر اسکا کٹ کے دو سو قدم پر جا پڑا آتش عفونت کی زہر چشید جادو
نے دیکھا کہ بادشاہ ملعون سیماب بھی مارا گیا بس اسنے کئی سحر ایسے کیے کہ جنکا رد ممکن نہ تھا لیکن ان سے بھی
کچھ اثر نہوا اب اسنے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ رفیع البخت نے قمقمہ کھینچ مارا قمقمہ سینے پر زہر چشید جادو
کے پڑا زہر چشید جادو ہمہ تن شعلہ ہو کر بارگاہ میں چرخ مارنے لگا تمام بارگاہ میں آگ لگ گئی پھر
ایک طائر پیدا ہوا اور اسنے آواز دی کہ ای قاتلان کفار نکل جاؤ بارگاہ سے ورنہ جلکر خاک ہو جاؤ گے
ساحر حیران ہو گئے کہ یہ کون ہے لیکن رفیع البخت اور سکندر رستم خو سمجھ گئے کہ یہ کوئی فرستادہ دوست
ہوگا جو نیک و بد کی خبر دیتا ہے فورا بارگاہ سے باہر نکل آئے ساحروں نے چار طرف ہجوم کیا گولے پہونچنے
لگے لیکن جو سحر آتا تھا نثار ہو کر پڑتا تھا اور یہ شیر بیشہ شجاعت اون روباہ صفتوں کو قتل کر رہے
تھے ساحروں کے مرنے سے زمین تھرا رہی تھی آسمان لرز رہا تھا زلزلے آ رہے تھے آتش باری دو بدو
باری ہو رہی تھی پر شور کر رہے تھے کہ کشتی مرا نام من فلان بود و فلان بود ادھر بارگاہ زہر چشید جادو
ہمہ تن شعلہ ہو جل گئی جسقدر ساحر اندر بارگاہ کے تھے ایک بھی باہر نکل نہ سکا سب جل کر خاک ہو گئے
اب ایک شعلہ مانند برق تابان کے بارگاہ سوختہ سے باہر آیا اور لشکر پر گرا سب کو قتل کرنا اور جلانا
شروع کیا ساحروں میں فریاد کی صدا بلند ہوئی لیکن یہ شعلہ چمک چمک کر گرتا تھا اور ایک ایک کو
پھونک رہا تھا مفر نہ ملتا تھا اسی اثنا میں مکار جادو مع اپنی دونوں دختروں کے ایک شیشہ سحر
ہاتھ میں لیے ہوئے آیا اور وہ شیشہ اسنے شعلہ پر مارا کہ شعلہ ٹھہر گیا اور ایک جگہ قائم ہوا مکار جادو نے
کہا ای بادشاہ یہ کیا غضب ہے کہ تو اپنے ہی لشکر کو پھونکے دیتا ہے اور دشمنوں کا کام نہیں تمام کرتا یہ کہکر
اپنے پیشانی میں نشتر دیکر خون چلو میں لیا اور شعلہ پر مارا فورا شعلہ نے منہ پھیر کر رفیع البخت کی طرف دیکھا مگر پہلے
ہی سکندر نے شعلہ کو رفیع البخت پر آتے ہوئے دیکھا تھا اور شیشہ جو انکو فقیر نے دیا تھا اور کہدیا تھا کہ
اگر شعلہ تمہاری طرف چلے تو اس شیشہ کو فورا ہی اس شعلہ کی جانب بقول اللہ تعالی کی قوت سے
پوری قوت سے کھینچ مارنا کل بلا دفع ہو جائیگی رفیع البخت نے وہی کیا شیشہ ٹوٹ کر ایک صدا بلند ہوئی اور شیشہ سے
ایک موج آب نکلا اور شعلہ کو افسردہ کر دیا یہ دیکھکر مکار جادو پکارا کہ او سرکش تو ساحر بھی معلوم ہوتا
ہے بھلا اس سحر کو میرے تو روک لے یہ کہکر اسنے خاک نکالی اور کچھ اسم پڑھکر سکندر کی طرف پھینکی کہ وہ
خاک بگولہ بنکر سکندر کی طرف چلی اور آکر چاروں طرف سے سکندر کو گھیر لیا کہ شاہزادہ کا دم اس سے گھٹنے
لگا سکندر نے تیغہ چمکایا فورا گرد بر طرف ہوئی اب شاہزادہ تیغ بکف قریب مکار جادو کے پہونچ گیا
اور رفیع البخت پاس آگئے ادھر تو رفیع البخت نے تیغہ مارا ادھر سے سکندر نے وار کیا مکار جادو

کے چار ٹکڑے ہوگئے اور دونوں تیغے آپس میں الجھکر ٹوٹ گئے مرنے سے سکار جادو کے شور گیرو دار برپا
ہوا اسکی دونوں بیٹیاں فریب جادو وغیرہ خاک اڑانے لگیں اور بال نچکر سحر کئے ادھر تیغہ ٹوٹنے
سے یہ دونوں شاہزادے قتل ساحران سے مجبور ہوگئے اور پھر کفار کا ہجوم ہوا وہاں ملکہ غلطان
گہر رشک جادو کو معلوم ہوا کہ حاکمان قلعجات قتل ہوگئے بس یہ بھی مرجانہ سحر خیوش کو ہمراہ لیے ہوئے
آکر شریک جنگ ہوئی فریب جادو نے ہرچند سحر کیے کچھ نہوا غلطان گہر رشک جادو نے ایک موتی سحر کا
مارا کہ فریب جادو کے سینے پر پڑا توڑ کر پار گذر گیا اور یہ گر کر جہنم واصل ہوئی بہن کو اسکی مرجانہ
سحر خیوش جادو نے مارا یہ رنگ دیکھکر کفار میں شور الامان بلند ہوا ادھر سے ایمان لانے کی شرط
پیش کی گئی اُن سبنے قبول کیا غلطان گہر رشک جادو اور سکندر رستم غو و رفیع انجمت وغیرہ نے
جنگ سے ہاتھ کھینچا اور امان دیدی وہانسے سب کے سب داخل گنبد زبرجد نگار ہوئے اور سبب
اُن ساحروں کے مارے جانے کے جو راستہ مسدود تھا وہ ظاہر ہوگیا عیاروں نے جاکر دونوں
لشکروں میں اطلاع کی سرداران لشکر نے اپنے آقا کی خدمت سے شکر لشرق تمام گنبد زبرجد نگار
فتح کیا اور ملکہ مہر وادیہ اپر دند ان بھی گنبد میں گئیں دیکھا کہ گنبد نہایت عمدہ بنا ہوا ہے زبرجد کا
اور زبرجد کے بیل بوٹے دیواروں پر بنے ہوئے ہیں یہ مقام تخت گاہ زبرجد جادو تھا بہت
کچھ مال و خزانہ اس مقام پر موجود تھا نقابدار سپیدپوش اور نقابدار سبزپوش کلاں نے اس مال
و اسباب کو ہر ایک پر تقسیم کر لیا اور جشن فتح منعقد کیا امیران شہر حاضر ہوئے نذریں گذرانیں لاشیں
کفار کی پھنکوا دی گئیں اور مسلمان ایک بھی قتل نہوا تھا یہ انہیں نوجوان اقبال مندوں کو میسر آئی کہ
کسی کو نصیب نہوئی تھی تمام بتخانے کھدوا ڈالے مسجدوں کی بنا ڈال دی گئی سکہ نام بادشاہ
اسلام پر جاری ہوا اب یہ دونوں شاہزادے حسب وعدہ خدمت میں درویش الہام غارنشین
کی روانہ ہوئے جسوقت خبر درویش کو ہوئی براے استقبال آیا اور ان شاہزادوں کو لیکر اپنے
مسکن میں آیا اور کہا کہ میں چند نصیحتیں کرتا ہوں اُنکے خلاف نکرنا ایک تو یہ کہ تم دونوں ایک ہی باغ کے
پھول ہو ایک ہی آسمان کے ستارے ایک ہی دریا کے گوہر ہو خبردار آپسمیں اول کی طرح جنگ
نکرنا اور ایک دوسرے کا شریک حال رہے اگر تم نے اپنی زور و طاقت منظور ہو تو یہ بیکار ہے اسلیے
کہ تم میں سے ایک دوسرے پر کوئی غالب نہیں آسکتا ہے دوسرے یہ کہ اب تمھارا نہ طاق پر
پہونچنا بے سود ہوگا اسلیے کہ جس وقت تک تم وہاں پہونچو گے نہ طاق ظاہر کا خاتمہ ہو جائیگا
رہا نہ طاق باطن اسکا فاتح صاحبقران رابع ہے جو بعد بدیع الملک کے صاحبقران وقت ہے تیسرے
یہ کہ تم دونوں صاحب ان شاہزادیوں سے عقد کرو اور انکو اسی مقام پر چھوڑ کر آگے جانا
مرجانہ سحر خیوش انکی نگرانی کریگی اور جبتک میں زندہ ہوں اسوقت تک کوئی اس مقام میں نہیں
سکتا ہے ان دونوں کے بطن سے دو لڑکے پیدا ہونگے کہ وہ تمکو طلسم نہ فلک میں جاکر ملینگے
اور صاحب عزم و شان ہونگے چوتھے یہ کہ بعد فتح نہ طاق باطن جب تمھارا آنا ہو تو میری خبر بھی
لے لینا اور اب جاکر سامان عقد کرو میں آج شب کو اگر تم دونوں کا نکاح خود ہی پڑھ دونگا یہ فرماکر
رخصت کیا یہاں یہ شاہزادے دل میں سوچتے تھے کہ بزرگ ہمارے ہمراہ ہیں کیونکر ہو سکتا ہے کہ

کرا ملے ہوئے ہم اپنی شادی کا آپ سامان کرین نہ یہ ممکن ہے کہ کہلوا بھیجین ہان اگر انھین کے
دل مین آجائے تو ممکن ہے سکندر کو نقاب دار سیہ پوش اور سلیمان کو چابک کا لحاظ تھا
رفیع البخت کو دادا نور الدہر کا خیال تھا الحاصل یہ اسی خیال مین تھے کہ وہان نقابدار سیہ پوش
اور زمرد پوش ملے دونون کی شادی کا سامان کیا اور ایک بارگاہ مین دو مسندین بچھوا کر
سب سامان درست کر رکھا جسوقت یہ دونون نونہالان باغ صاحبقرانی پہونچے اور یہ سامان
دیکھا نہایت متحیر ہوئے سکندر رستم خو سے صاحبقران اعظم اور صاحبقران کوچک نے فرمایا
کہ اے فرزند عورتون کا جنگ مین ساتھ رکھنا مناسب نہین معلوم ہوتا لہذا بہتر و مناسب وقت
یہی ہے کہ تمھارے عقد کر دیے جائین دو چار روز استراحت کرو بعد اسکے نہ قاف کی طرف چلو یہ
سنکر شاہزادہ نے شرم سے گردن نیچی کرلی اور عرض کی کہ جو حضور کی راے ہوا ادہر نور الدہر نے
رفیع البخت کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا یہ بھی خاموش ہو رہے ادہر مرجانہ سحر خوش جادو نے صدف
خوش آب اور صدف گہر ریز کو اطلاع کی ان دونون بہنون نے اپنی اپنی دختر کو عروس بنایا جلوے وہی
آراستہ کیے باہر بارہ گاہ سجی گئی اور سامان جشن ملوکانہ ہونے لگا قرب و جوار کے ناچنے والے طلب
کیے گئے جسوقت شام ہوئی تو تمام شہر مین چراغان ہوا ہر برج نگار کے گرد بارہ بارہ باندھکر روشنی کی گئی
عکس سے روشنی کے جو اپر گنبد کا چمک رہا تھا کہ آنکھ نہ ٹھہرتی تھی تمام بازار اور سڑکین آراستہ تھین
فرش مخمل و دیبا سے زمین چھپی ہوئی تھی درختون مین آلات روشنی لگے ہوئے تھے یہ ایسا جشن اس
مقام پر ہوا ہے کہ کبھی نہ ہوا تھا نئی نئی مسجدین بنیاد اسلام کی گواہی دے رہی تھین اور اس سرزمین پر
آج پہلے پہل حکم خدا کے موافق شریعت اسلام کی پابندی کے ساتھ دو عقد ایک وقت مین ہو رہے تھین
عجب سماں ہو رہا تھا جب کوئی پہر بھر رات آئی تو جانب صحرا سے کچھ روشنی سی پیدا ہوئی دیکھا کہ فقیر
غول کے غول چلے آتے ہین اور آگے آگے ایک مرد پیر با ریش دراز عصا ہاتھ مین تسبیح بڑے بڑے
دانون کی گلے مین پڑی ہوئی ماتھے پر سجدے کا نشان مثل ستارے کے چمکتا ہوا یہ دیکھکر رفیع البخت
اور سکندر رستم خو برائے پیشوائی روانہ ہوئے اور نہایت عزت کے ساتھ درویش الہام شعار کو لا کر
مسند عزت پر بٹھایا اور سامان دعوت مہیا کیا ہرچند کہ درویش تارک اللذات تھے مگر دعوت بھی جائز نہ تھا اسوجہ
سے کھانا کھایا اور بعد فراغت کہا کہ اب دیر مناسب نہین ہے اسیوقت نور الدہر نے رفیع البخت کو دولھا
بنایا اور سلیمان اعظم نے سکندر کو نوشاہ بنا کر مسند پر بٹھایا شاہ صاحب محل مین گئے اور اجازت عقد
پوچھکر باہر آئے غرض اول عقد رفیع البخت کا مروارید گہر دندان کے ساتھ پڑھایا اور بعد اسکے نکاح
سکندر کا ہمراہ غلطان گہر شکست کے پڑھا ہر سو مبارکباد کی صدا بلند ہوئی درویش تو اسی فکر کو
ادا کرکے رخصت ہوئے اور اپنے مسکن کی جانب چلے گئے اور یہان طبلے پر تھاپ پڑی صحبت راگ رنگ
کی قائم ہوئی عجب شادی تھی کہ جسمین دونون شاہ ایک ہی مقام پر بیٹھے ہوئے تھے لیکن راز داری تھی
کہ نقابین چہرون پر پڑی ہوئی تھین ناچ دیکھ رہے تھے اور ایک نازنین یہ غزل گا رہی تھی غزل

نام یہ نام تو ہے عاشق شیدائی کا
شوق رہتا ہے انھین اپنی خود آرائی کا

دھیان آتا ہے مگر اب تری رسوائی کا
ڈر ہے پامال سے بھی قید کو مقتول ہوا

اس سے مطلب ہے نہ ہے کوئی تماشائی کا
پھر سا جا کے ملے زلف کے سودائی کا

پھر بہار آئی کھلے ہیں غنچہ پھر ملوسے
سلسلہ دل سے گیا صبر و شکیبائی کا
رنگ ہر گل کا شناسا ہوش اڑے بلبل کے
ای صنم دل تو ہو قائل تری دانائی کا
حال بیمار نہ پوچھا اپنو لبو پر دم ہے
عین ممکن ہوا تمہیں ای گل تری رعنائی کا
اپنے اعمال ہیں یا آپ ہیں نفرت لیس مر

شوق پھر اون کو ہے بادیہ پیمائی کا
دل جگر تاب و توان ہجر میں سب کھو بیٹھے
ذکر گلشن میں ہوا جب تری رعنائی کا
حق تو یہ ہے کہ ذرا آنکھ وحدت تو پڑھو
ای مسیحا ہے یارا نہیں گویائی کا
ہر گلی کوچہ میں ہر نام ہے خالق کی قسم
کوئی ہمدم نہ ہوا قبر کی تنہائی کا

دل کو حسن صدا اداؤں کو آفت میں پھنسے
کوئی مونس نہ رہا اب شب تنہائی کا
کس طرح عشق ہوا کچھ نہ مجھے ثابت ہوا
ای بتو کچھ نہیں دعوی ہے جو یکتائی کا
حسن یوسف کی تو شہرت ہی زلیخا کے لیے
جیسے عاشق ہے پیدا اک بت ہرجائی کا

الغرض حاصل جلسہ عیش ہوتا رہا اور دونون نوشاہ اپنی اپنی عروسون کو لیکر داخل خلوت ہوے اور وصل سے کامیاب ہوئے اسی طرح جب تک یہان قیام رہا دن کو انتظام ملک میں بسر ہوتی تھی رات جلسہ عیش و عشرت میں بسر ہوتی تھی ہردم جلسہ عیش و انبساط میں دن عید رات شب برات تھی انھیں ایام میں دونون شاہزادیان حاملہ ہوئین بطن سے انکے دو لڑکے نہایت زبردست پیدا ہوئے ہین کہ جنکا ذکر طلسم ہفت فلک میں آئیگا غرض کہ اب خیال نبرد طاق کا پیدا ہوا اور ہر ایک نے دل وابستہ کو کسی محبوب سے چھڑایا جسوقت جشن سے فراغت حاصل ہوئی نوشاہزادہ سکندر رستم نے رفیع الجنت سے کہلا بھیجا کہ اگر مناسب ہو تو میرے آپکے فیصلہ ہو جاے یہ نامہ لیکر منظر ہر پیرا خدمت میں شاہزادہ رفیع الجنت کی آیا اور پیام اپنے آقاے نامدار کا بیان کیا اور نامہ پیش کیا رفیع الجنت نے نامہ پڑھا اور جواب میں تحریر کر دیا کہ ای برادر مین مقابلے ہمارے تمہارے ہو چکے لیکن نتیجہ حاصل نہوا انھیں معلوم کیا مصلحت پروردگار ہے اب مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبرد طاق پر چلکر سامنے صاحبقران بدیع الملک کے جوانون کے نمایش زور و طاقت ہو جائے کہ وہان دیکھنے والے اور داد دینے والے لوگ جمع ہین یہان مقابلہ مین کوئی لطف نہین ہے اور جو منظور ہو تو مجھے یہان بھی عذر نہین ہے جسوقت یہ جواب سکندر رستم کو ملا نقابدار سیاہ پوش سے صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیے نقابدار نے کہا ای فرزند زیادتی کرنا اہل اسلام کا شیوہ نہین ہے اگر نقابدار زمرد پوش عذر کرتا ہے تو قبول کرو سکندر بجا و نقابدار سیاہ پوش خاموش ہو رہا مگر دل میں کہتا تھا کہ اگر مجکو یہ معلوم ہوتا تو مین ہرگز اسے رہا نہ لیتا ادھر نقابدار سبز پوش کلان یعنے شاہزادہ نور الدہر نے ایک نامہ شوق خدمت مین نقابدار سیہ پوش کی روانہ کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای نقابدار بزرگ ہرچند کہ مین بھی مرد پیر ہون مگر آپ مجھسے زیادہ بزرگ معلوم ہوتے ہین امیدوار ہون کہ نقابدار شتر پوش کو ارادہ جنگ سے باز رکھیے اسلیے کہ وقت نازک ہے دشمنون کا ہجوم دوستون کی مفارقت بچھڑے ہوؤن سے ملنے کا اشتیاق دل کی دل مین رہی جاتی ہے جسقدر طول ہوتا جاتا ہے روح جسم مین گھبراتی ہے کہ ایسا نہو بدیع الملک نہ پہونچین اور راستے ہی سے روانہ ملک عدم ہو جائین اب ہم لوگون کی زندگی مثل چراغ بے روغن کے ہے ادھر مین نقابدار سبز پوش کو روکتا ہون اور ادھر آپ نقابدار شتر پوش کو روکیے کہ ایک راستے سے بھی چلنا مناسب نہین معلوم ہوتا آپ نقابدار سرخ پوش کو لیکر دوسرے راستے سے چلیے اور مین نقابدار سبز پوش کو لیکر اور راستے سے جاؤن نبرد طاق پر ہمکو وہان جا بہنگام السلام علیکم ہو نقابدار سیاہ پوش کو یہ نامہ دیا اور نقابدار سیہ پوش مضمون نامہ سے آگاہ ہوے جواب تحریر کیا کہ آپ اطمینان رکھیں میں نے سرخ پوش کو سمجھا دیا ہے

ہی یقین ہی کہ اب وہ آمادۂ پیکار ہوگا اور میرا بھی یہی ارادہ تھا کہ مین اور راستے سے جاؤن اور
آپ اور راستے سے جاسیئے اسی غرض سے عیارون کو براے دریافت حال براہ روانہ کیا تھا انھون نے
بیان کیا کہ نہ طاق کی ایک ہی راہ ہی یہان سے تا بہ بیابان برہوت دوسری راہ نہین ہی ہان بیابان برہوت
سے دو راستے مل سکتے ہین اور ہم آپ علیحدہ علیحدہ ہوکر جا سکتے ہین اسوقت سے علیحدگی دشوار ہی اتنی سی راہ
نگرانی و ہوشیاری اور خبرداری سے طے کیجیے وہان پہونچکر دیکھا جائیگا جسوقت یہ جواب نامہ کا نقابدار سبزپوش
کلان کو پہونچا انھون نے اسیوقت طیاری سفر کا حکم دیدیا فوراً طیاری ہونے لگی اٹالہ بارگاہ نور آگین کا ہوا
اور ایک سردار اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے یہ خبر شاہزادہ سکندر رستم نو کو ہوئی انھون نے بھی فوراً تیاری
سفر کردی اور اپنا سامان بھی روانہ کردیا اور منظہر بیزاد کو حکم دیا کہ جس مقام پر خیمہ رفیع البخت کا برپا ہو
اسی کے مقابل مین اپنا سرا خیمہ بھی استادہ کرنا منظہر بیزاد بھی بعجلت تمام روانہ ہوا بعد دونون سردارون
کی روانگی کے اول شاہزادہ رفیع البخت اپنے رفیقان خاص کو بھی لیے ہوئے جانب بیابان برہوت روانہ
ہوئے اور شاہزادہ سکندر رستم نو نے بھی چند رفقا کو ہمراہ لیکر راہ سفر اختیار کی ہرچند نقابدار سبزپوش
نے روکا اور منع کیا مگر یہ کسکی سنتا تھا آخرکار مجبور و ناچار نقابدار سبزپوش بھی ساتھ ہوگئے ہرچند چاہا کہ دونون
علیحدہ علیحدہ چلین مگر ممکن نہوا سکندر رستم نو گھوڑے کو دوڑا کر قریب رفیع البخت کے پہونچگیا اور کہا
آپ سے یہ امید نہ تھی کہ اسطرح کی بیمروتی اختیار کیجیے گا جب راستہ ایک تھا تو ساتھ چلنے مین کیا قباحت
تھی رفیع البخت اس کلمہ پر شرمندہ ہوگئے اور نقابدار سبزپوش کلان یعنے شاہزادۂ نورالدہر کی
طرف دیکھا نورالدہر نے گردن نیچی کرلی اور دل مین کہا کہ یہ خواص تو ان لوگون کے ہمیشہ سے ہین تاہم
نے جو جفائین والد ماجد مرکی مین انھین کا دل تھا کہ برداشت کیا گیا یا اسکے بعد ایرج کی سختیان
جو ہمنے اٹھائی ہین بدیع الملک پسر رستم ثانی کی زیادتیان اور باوجود صاحبقران کے جانشین و
صاحبقران وقت ہونے کی سب تکلیفین برداشت کین یہ ظالم بھی انھین ظالمون کے لباس مین ہی
اور وہی مزاج رکھتا ہی یقین ہی کہ انھین کی ذریات سے ہوگا جنکے ظلم ہمیشہ ہم لوگون نے برداشت
کیے ہین رفیع البخت سے اتنا اشارہ بیان کیا کہ ای فرزند یہ تو موروثی بات ہی سبزپوشون نے ہمیشہ
سر خنوش کی نازبرداری کی ہی جب ایسے ہی تنگ ہوئے ہین تو لڑے ہین اور لڑائیون مین بھی
طرح دیا کیے ہین یہ کوئی نئی بات نہین ہی رفیع البخت نے سکندر کی طرف دیکھکر کہا کہ ای برادر
مجکو نہ طاق کی طرف جانے کی جلدی تھی اور تمام عزیز میرے اس مقام سخت پر گئے ہوئے ہین نہین معلوم
کہ اُنپر کیا گذرتی ہی مجھے آپکا ارادہ معلوم تھا کہ آپ کو بھی مثل میرے اُسطرف جانے کی جلدی ہی ورنہ اپنا
ارادہ آپ پر ظاہر کرکے جاتا سکندر نے کہا کہ خیر گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط غرضکہ اب یہ دونون
نقابدار ساتھ ساتھ طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے جاتے ہین انکو تو راہ مین چھوڑیے لیکن
حال تہمتن گرد کا سنیے جو کہ اٹالہ بارگاہ نور آگین کا لیکر چلا تھا جسوقت ایک صحرا سرسبز مین پہونچکر شام
ہوئی تہمتن گرد نے اترکر خیمہ برپا کیا اور انتظار مین اپنے شہریار عالی وقار کے بیٹھا تھا کہ [illegible] ساتھ
ہی گرد اُڑی اور منظہر بیزاد بھی مع بارگاہ یاقوت نگار کے آکر پہونچا اور مقابل مین بارگاہ نور آگین
کے بارگاہ یاقوت نگار برپا کی اور یہ دونون سردار بھی اپنی بڑی آن بان سے ساتھ ساتھ رہے اور

اور دونون اپنے اپنے سردارون کے انتظار مین بغرض پیشوائی آگے روانہ ہوے وہان سکندر
رستم خو اور رفیع البخت بھی باتین کرتے ہوئے چلے آتے تھے کہ راستے مین ایک مقام پر چند آہو نظر
آئے کہ وہ سب مصروف چرائی تھے اور برابر کھڑے ہوگئے تھے پہلے ان آہوؤن پر نظر نقابدار سیاہ پوش
کی پڑی انھون نے کمان دوش سے لی اور ترکش سے تیر کھینچا اور تیر کو چلہ کمان مین پیوستہ
کرکے ایسا تیر مارا کہ تین آہو صید ہوکر پھڑکنے لگے اور پانچ آہو بھاگے بھاگتے وقت نظر سبکی اُن
آہوؤن پر پڑی بھاگتے ہی نقابدار سبز اور صاحبقران کوچک نے ایک ایک تیر مارا کیا کہ دو آہو اور گرے اور
تین آہو بھاگ کر چلے ان آہوؤن کے پیچھے سکندر اور رفیع البخت نے گھوڑے ڈالے اور دونون نے
ایک ہی آہو کو تاکا رفیع البخت کا تیر آہو کو طول مین توڑ کر نکل گیا اور سکندر کا تیر ایک پیچھے پر پڑا
کر دوش سے پیچھے کو توڑ کر نکل گیا آہو گرا گرتے ہی دونون شاہزادے قریب آئے دیکھا کہ آہو پر
دونون شہسوارون کی تیراندازی کا ثبوت دے رہا ہے ایک زخم پیشانی پر ہے اور دوسرا زخم پیچھے
سکندر نے رفیع البخت سے کہا کہ یہ تو کچھ نہوا اب اسے تو چھوڑیے اور جو دونون آہو بھاگ گئے ہین
انکو صید کرنا چاہیے یہ مشورہ کرکے پھر دونون نے گھوڑے اٹھائے اور تعاقب مین اُن آہوؤن کے
روانہ ہوئے تھوڑی دور تک تو آہو برابر برابر بھاگتے گئے رہے بعد کچھ دیر کے دونون علیحدہ علیحدہ روانہ
ہوگئے یہان سے یہ دونون نقابدار علیحدہ ہوگئے ہین ایک آہو کے پیچھے شاہزادہ رفیع البخت
نے گھوڑا ڈالا اور دوسرے آہو کے تعاقب مین شاہزادہ سکندر رستم خو روانہ ہوے انکو ذرا
مین چھوڑیے اب کچھ حال ہمراہیان نقابداران مذکور کا سنیے کہ ان لوگون نے اپنا اپنا صید کو ذبح
کرکے ساتھ لیا اور آگے روانہ ہوئے اسکے قبل دونون عیار یعنی لاہور تیز گام و سیارہ کوچک چل چکے تھے
راہ مین انکو ایک آہو تیر خوردہ نظر آیا لاہور تیز گام نے کہا کہ ایک آہو صید کیا ہوا پڑا ہے عجب نہین کہ یہ آہو میرے
مالک و آقا یعنی نقابدار زمرد پوش کے صید کیا ہو سیارہ کوچک نے کہا کہ یہ کام میرے آقا نقابدار یاقوت پوش کا ہے انھو
نے اکثر آہوؤن کو چلتے مین صید کیا ہے لاہور تیز گام نے کہا کہ اے مرد جاہل تو کوئی دلیل بھی رکھتا ہے سیارہ کوچک نے کہا
یہی دلیل کیا کم ہے کہ اس سے بڑھکر تیرانداز عالم مین نہین ہے اسکے سامنے دوسرے کی مجال نہین ہے کہ
نشانہ لگا سکے لاہور تیز گام نے کہا کہ یہ اوصاف تو میرے آقا نقابدار سبز پوش مین ہین نہین تو
بیان کرتا ہے سیارہ کوچک نے کہا کہ میرے تمھارے مقابلہ ہو جائے جو زبردست ہو اُسیکے آقا کا
یہ صید ہے لاہور نے کہا کہ یہ تو کوئی دلیل نہین ہے مگر مجھے اسمین بھی عذر نہین ہے یہ سنتے ہی سیارہ
کوچک نے خنجر کھینچ لیا اور لاہور تیز گام پر برس پڑا لاہور نے بھی تیغ عیاری کمر سے کھینچا
اور لڑنا شروع کیا خوب خنجر مارتا ہے وہ جست کرکے خالی دیتا ہے اور جب وہ تیغ مارتا ہے یہ جست کرکے
خالی دیتا ہے یہانتک کہ لڑتے لڑتے یہ دونون کسیقدر زخمی بھی ہوگئے مگر ہنوز جنگ سے باز نہین ہین
کہ یکایک گرد اُڑی اور نقابدار سیاہ پوش و نقابدار سبز پوش آکر پہنچے دیکھا کہ دونون عیار مصروف
جنگ ہین اور ایک آہو تیر خوردہ پڑا ہوا ہے یہ دیکھکر نقابدار سبز پوش نے سیاہ پوش کی طرف
دیکھا اور سیاہ پوش نے للکارا کہ تم دونون کیون لڑتے ہو جسکا تیر لگا پڑا ہے یہ آہو صید اُسکا ہے
یہ سنکر دونون عیار علیحدہ ہوئے اور کہا کہ ہم دونون مین سے اسکو کسی نے صید نہین کیا ہے

بلکہ اسے تیر خوردہ دیکھکر یہ خیال ہوا کہ ہمارے آقا کا یہ صید ہے یہ سنکر نقابدار سیاہ پوش نہایت
کوچک بر خفا ہوا سکے اور نقابدار سبز پوش لاہور تیز گام پر نہایت برہم ہوئے اور کہا کہ حرف
امتحان پر اسقدر ضد کرتے ہو کہ ہمارے ہی آقا کا صید ہے ممکن ہے کہ تم دونون کے آقاؤن کے علاوہ
کسی اور کا صید ہو یہ کہتے ہوئے قریب آئے دیکھا تو دو زخم اس آہو کے جسم پر ہین نقابدار
سبز پوش نے کہا کہ تم دونون جاؤ اور اپنے اپنے آقا کو تلاش کرو اس صید کو ہم اپنے ہمراہ لیکر جاتے
ہین ہر وقت ملاقات معلوم ہو جائیگا کہ یہ صید کسکا ہے اور بظاہر تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ صید دونکا
ہے کہ دونون زخم اسکے دو تیرون کے نشانہ ہونے کا پتا بتلا رہے ہین یہ فرما کر آہو کو ساتھ لیا ادھر
آگے روانہ ہوئے اودھر دونون عیار نشان سم مرکب دیکھتے ہوئے اپنے اپنے آقا کے تجسس
مین روانہ ہوئے اب کچھ حال شاہزادہ سکندر رستم فر کا بیان ہوتا ہے کہ اسنے جس آہو کے
پیچھے گھوڑا ڈالا تھا وہ بھاگتے بھاگتے قریب ایک دریا کے پہونچا کہ دریا کے اطراف کاک کا جنگل
تھا اور پایاب دریا کا بہت ہی کم تھا آہو قریب ساحل پہونچا کہ سکندر رستم فر نے تیر مارا کہ آہو کا ایک
پٹھہ زخمی ہوا یکایک ایک شیر صحرائی آیا اسنے آہو کو شکار کیا جسوقت سکندر رستم فر قریب پہونچے
دیکھا کہ میرے شکار کو اس صحرائی نے شکار کیا ہے یہ دیکھتے ہی اس ضیغم شکار کو نہایت غصہ آیا اور گھوڑے
سے اتر کر شیر کو للکارا شیر نے سکندر پر حملہ کیا سکندر نے کلائیان شیر کی پکڑ کر زور کیا کہ دونون
کلائیان ٹوٹین شیر نے منہ مارا کہ ہاتھ چبا اون سکندر نے سر شیر پہ گھونسا مارا کہ مغز اسکا باہر نکل آیا
اور شیر تڑپ کر ہلاک ہو گیا لیکن شیر نے مرتے وقت ایک ڈکار لی ساتھ ہی تمام صحرا سے ہزار ہا شیر
پیدا ہوئے اور ڈکارتے ہوئے سکندر رستم کی طرف دوڑے اور ہر چہار طرف سے سکندر رستم فر
کو گھیر لیا اور حملہ آور ہوئے اور ایک شیر شیر زخمی کو اٹھا کر لیگیا ادھر سکندر رستم فر نے تیغہ کمر سے
کھینچا اور شیرون سے لڑنا شروع کیا جسپر تیغہ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے اب یہ کیفیت ہے کہ جو شیر مرتا
ہے ایک شیر لاش اسکی اٹھا لیجاتا ہے اور بعوض اس کے ایک شیر سالم اس صحرا سے آکر گروہ
شیران مین شامل ہو جاتا ہے تمام دن شاہزادہ سکندر نے اُن شیرون کو قتل کیے گیا اب یہ حالت
ہو گئی ہے کہ چٹکیون سے خون ٹپک رہا ہے قبضہ تلوار کا گمہ بیٹھا ہے ہجوم شیرون کا اسی طرح بڑھ گیا ایک دن
ختم ہوا اور شام ہوئی آفتاب تابان کو غنچہ مغرب مین امن پذیر ہوا اور دور ماہ شب افروز ہوا چاندنی ہر طرف
پھیلی طائر اپنے آشیانون مین بیٹھے قافلون نے مقام کیا شاہزادہ سکندر رستم فر نے
دعا کی کہ پروردگار اس آفت سے نجات دے اگر مین ان شیرون کے ہاتھ سے مارا گیا اور انکا
شکار ہوا تو دفن کفن سے بھی محروم رہونگا بجائے قبر گوشت میرے جسم کا انکے شکمون مین دفن ہوگا
پروردگار مجھے اس بلائے ناگہانی و آفت آسمانی سے نجات دے ہنوز یہ سخن در دہان تھا کہ دریا
جوش مین آیا پانی متلاطم ہوا اور ایک نہنگ دریا سے باہر آیا اور ایک آدم شیر کو نگل گیا باقی شیر اس
نہنگ کو دیکھکر بھاگے سکندر رستم فر نے یہ مصرعہ پڑھا ؎ رسیدہ بود بلائی ولی بخیر گذشت
ہنوز یہ کلمہ تمام تھا کہ نہنگ سکندر کی طرف چلا اور دم کشتی کا قصد کیا یہ دیکھکر شاہزادہ رستم فر نے شکوہ
لیکے سکندر نے یہ شعر ورد زبان فرمایا ؎ دل گیا تھا کہ بلائے شب فرقت آئی ایک آفت جو گئی دوسری آفت آئی

ابھی شیرون سے نجات ملی تھی کہ ایک طعمہ دہان نہنگ ہوا چاہتے ہین معلوم ہوا کہ قہر ہماری شکم نہنگ مین بھیجا گی
خیر جو مرضی معبود ہے تب تک ہاتھ پاؤن قابو مین ہین اُسوقت تک ہمت نہ ہارنا چاہیے یہ خیال کرکے تیغ
کمر سے کھینچا اور خود بھی نہنگ کی طرف چلے جیسے ہی قریب نہنگ پہونچے نہنگ نے دم کشی کی شاہزادہ
مع مرکب شکم مین پہونچا نہنگ جست کرکے دریا مین داخل ہو گیا شاہزادہ جسوقت شکم نہنگ مین
داخل ہوا ہی تو اُسنے کلمہ طیب پڑھا اور کہا کہ خداوندا تجکو شاہد کرتا ہون کہ مین مذہب اسلام پر قائم
ہون لیکن جسوقت شکم نہنگ مین پہونچکر آنکھ کھلی تو اپنیکو ایک حجرۂ تاریک مین پایا آمد و شد نفس کی قوی
تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی دریچہ سے ہوا چلی آتی ہی کچھ دیر تک تو یہ معلوم ہوا کہ وہ حجرہ بھاگا جاتا ہی
کچھ دیر کے وہ حجرہ ایک مقام پر قائم ہوا اور دفعۃً ایک تزلزل سا پیدا ہوا اور ایک دروازہ اس حجرہ مین پیدا
ہوا اور روشنی پیدا ہوئی سکندر رستم خو نے اس دروازے کی جانب دیکھا ایک نازنین ماہ جبین در پر کھڑی
مرصع پوش زیبا سے جواہر مین غوطہ مارے نظر آئی اور بعد کرشمہ و ناز کہنے لگی کہ کیون صاحب یہ کیا
حرکت تھی کہ تمنے ہمارے پالو شیر بہت سے مار ڈالے سکندر رستم خو نے کہا کہ وہ مجھپر حملہ آور
ہوئے تھے مین نے انکو قتل کیا نازنین نے کہا تم جھوٹ بھی بولتے ہو کبھی پالو شیر کسی پر حملہ کرتے ہین سکندر
رستم خو نے کہا موذی کا کام ایذا دینا ہی نازنین نے کہا کہ خیر اب جو ہوا سو ہوا تم میری سرحد مین آئے
میرے مہمان ہو تمہاری ضیافت مجھپر واجب ہی سے اب کوٹھری سے باہر آؤ شاہزادہ اُس حجرہ سے باہر
آیا نازنین نے ہاتھ پکڑ لیا اور ٹہلتی ہوئی چلی اور قریب ایک قصر کے پہونچی دیکھا شاہزادہ نے کہ
قصر مین چند عورتین نہایت حسین پندرہ پندرہ برس کے سن زیور زر و جواہر سے آراستہ لباس
پر تکلف سے پیراستہ مصروف اہتمام آرائش ہین اور گرد قصر کے شیرون کا ہجوم ہی نازنین شاہزادہ
کو لیے ہوئے داخل قصر ہوئی اور مسند پر تکلف پر بٹھایا کنیزون نے سامان دعوت حاضر کیا
کشتیان مے کی چنی گئین گائین آکر بیٹھین جسوقت سامان دعوت سب درست ہو گیا تو نازنین نے
[illegible] جام لبریز کرکے سامنے سکندر رستم خو کے پیش کیا فرمایا کہ مین
نہ پیونگا نازنین نے کہا کہ سبب شاہزادہ نے فرمایا کہ مجھے یہان سب کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا
ہی اور تم بھی کوئی ساحرہ ہو اور مین تو مذہب اسلام رکھتا ہون ہم لوگ ساحرون سے اجتناب
رکھتے ہین یہ سنکر نازنین نے کہا کہ مین دختر ہون صدیق شاہ کی جو شہر [illegible] کا بادشاہ ہی مذہب
اُسکا اسلام ہی مین بھی مسلمان ہون نام میرا ناز آفرین ہی آپ کوئی تکلف نہی نکرین
جام [illegible] انجام نوش فرمایئے یہ سنکر شاہزادہ نے جام پی لیا جیسے ہی جام پی چکے اُس نازنین
نے کہا کہ او [illegible] تو اپنے کو بڑا پاک سمجھتا ہی اور میرا ایک تخفیف جانتا ہی آگاہ ہو کہ مین ابلیس [illegible]
ہون نام میرا کلکال جادو ہی چونکہ تجکو مجھے اچھا [illegible] تھا اس وجہ سے بیشتر مسلمان بنکر تجھے جام
پلایا ورنہ تو نہ پیتا اور تو [illegible] میری ہیئت اصلی نہ دیکھی ہو تو دیکھلے یہ کہکر [illegible] تو عجیب ہیئت
ہو گیا سیاہ رنگ قد دراز بال جھنڈ اسے کھلے ہوئے دو [illegible] دانت نکلے ہوئے [illegible] وہ
شاہزادہ [illegible] جھولی کھارو [illegible] کی لگی [illegible] شاہزادے نے [illegible] سے کھینچا اور نعرہ کیا کہ او [illegible] نے
مجھے فریب دیکر شراب پلائی کب چھوڑتا ہون تجکو یہ فرمایا کر حملہ کیا اور [illegible] تلوار جھکی اُدھر اُس دیونی

ایک چیخ ماری کہ جانب صحرا سے ایک اژدر خونخوار پیدا ہوا اور قلابہ آتش چھوڑتا ہوا اسکندر
رستم خو کی طرف چلا دیوں کی تو نظر سے غائب ہو گئی اور اژدر سامنے آگیا سکندر رستم خو نے چاہا
تلوار ماروں اژدر نے دم کشی کی شاہزادہ مع مرکب اسکے شکم میں جا پڑا لیکن جو حالت
شکم نہنگ میں ہوئی تھی وہی حالت ہوئی یہ معلوم ہوا کہ میں ایک حجرہ میں بند ہوں اور وہ حجرہ
بھاگا جاتا ہے یکایک ایک مقام پر پہونچکر وہ حجرہ قائم ہوا اور ساتھ ہی تڑاقے کی آواز پیدا ہوئی حجرہ
دھوان ہو کر نیست و نابود ہو گیا اور ایک صحرا وسیع نظر آیا صبح کا وقت تھا شاہزادہ پر ایک
رات گذری اور کھانا نصیب نہوا اب بھوک کے مارے برا حال ہے شاہزادے نے جنگلی درختوں
کے پھل توڑ کر کھائے اور تلاش آب میں چلے جاتے جاتے قریب ایک چشمے کے پہونچے
اور قصد پانی پینے کا کیا فوراً آواز پیدا ہوئی کہ او نادان کیا کرتا ہے اسکے پانی میں سم قاتل کا
اثر رکھتا ہے شاہزادہ نے پلٹ کر دیکھا اور کوئی نظر نہ آیا اب قصد کیا کہ پلٹ جاؤں اور کوئی
چشمہ یا چاہ تلاش کروں ساتھ ہی دوسری آواز پیدا ہوئی کہ حقیقت میں تو بڑا بیوقوف ہے کہ ذرا
سے فقرے میں آجاتا ہے ارے زہر کا بھی کہیں چشمہ ہوتا ہے کیوں پیاس کی ایذا سہتا ہے یہ تیرا دشمن
تجھے پانی پینے سے باز رکھنے کی کوشش میں ہے یہ سنکر سکندر نے پھر پانی پینے کا قصد کیا تھا کہ
آواز قہقہہ کی آئی اور کسی نے کہا کہ سوا اس چشمے کے دنیا میں کوئی اور چشمہ نہیں ہے جو مقام مشکل
ہو وہاں سے احتراز کرنا چاہیے اگر تجھکو میری دشمنی کی نسبت یقین آگیا اور تجھکو اس بنا پر دشمن
سمجھ لیا کہ میں پیاسا مارنا چاہتا ہوں تو جو تجھے یہ زہر پلانے کی ترغیب دے رہا ہے اسکو کیوں نہ دوست
سمجھ لیا اگر یہ چشمہ آب ہی ہے اور تو اسکا پانی نہ پیے گا تو اس سے زیادہ مضر نہیں ہے کہ جبتک
دوسرے چشمہ تک پہونچے پیاس کی ایذا اٹھائے گا اور اگر قول پہلا صحیح ہے اور یہ سم قاتل ہے تو تیری
جان عزیز مفت تلف و برباد ہوگی کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا اب تجھے اختیار ہے جو تیرا
جی چاہے وہ کر میں اب منع نکرونگا شاہزادہ حیران ہے کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں کہ یکایک دو شخص
نظر آئے زبانیں انکی نکلی ہوئی تھیں دونوں نے آکر اس چشمہ سے پانی پیا ایک سیدھا صحرا کی طرف
روانہ ہو گیا اور دوسرا اسیوقت پھڑک کر مر گیا یہ دیکھکر شاہزادہ کو اور بھی تعجب ہوا اور دل سے
کہا کہ دونوں کا قول بمقابل ایک دوسرے کے صحیح بھی ثابت ہو رہا ہے اور غلط بھی ہے عجیب بات
ہے کہ ایک ہی چشمہ کا پانی اور ایک کے لیے زہر ہو گیا اور دوسرے کے حق میں آب حیات
ساتھ ہی خیال آیا کہ اے سکندر تو بھی ہمنام سکندر ہے اور یہ چشمہ بھی عجائب ہونے کے اعتبار سے مثل
چشمۂ حیوان کے ہے مرنا جینا وقت پر منحصر ہے اگر حیات تیری باقی ہے تو کچھ نہ ہوگا اور اگر مدت عمر
پوری ہو چکی ہے تو سب ہیچ ہے لہذا تعب تشنگی اٹھانا بالکل ہیچ ہے یہ خیال کر کے قریب چشمے کے
گئے دیکھا کہ چشمے میں ایک لکیر پڑی ہوئی ہے کہ ایک جانب کا پانی سفید اور ایک طرف کا سبز
معلوم ہوتا ہے سکندر نے کہا معلوم ہوا کہ ادھر کا پانی سبز رنگ کا ہے خالی یہ زہر ہوگا اور
سفید رنگ کا پانی آب حیات ہوگا اب تو بلا تکلف سفید پانی سے تشنگی بجھا یہ خیال کر کے
مدد پانی اٹھانے کا کیا تھا کہ دو طائر آئے ایک نے آب سبز پیا اور دوسرے نے آب سفید

فوراً وہ طائر جیسنے آب سپید پیا تھا تڑپ کر ہلاک ہو گیا اور جیسنے آب سبز پیا تھا چہکارتا ہوا چلا گیا
پانو سکندر نے پانی پینے کے واسطے اٹھایا تھا ہاتھ سے پھینک دیا اور نہایت پریشان ہوا
کہ کیا کروں اور کیا نکروں اب نہ پیاس کا تعب اٹھانے کی طاقت ہی اور نہ پانی پینے کی جرأت
ہوتی ہی آخر کار یہ خیال ہوا کہ مرنا ہر طرح برحق ہو اب آنکھ بند کر کے چلو میں پانی لیکر
پی لیے اگر حیات باقی ہی کچھ نہوگا اور اگر قضا آچکی ہی تو کام تمام ہو جائیگا بس چلو میں پانی
لیکر پی لیا پانی پیتے ہی آنکھوں میں اندھیرا آیا اور شاہزادہ بیہوش ہو کر گرا جسوقت
ہوش آیا اپنے کو ایک باغ پر بہار میں پایا دیکھا کہ میوے گوناگون لگے ہوئے ہیں درخت جھوم رہے
ہیں طائر زمزمہ سنجیاں کر رہے ہیں وسط باغ میں ایک نہر جاری ہی شاہزادہ قریب نہر کے آیا دیکھا
کہ ایک بجرا بہتا ہوا چلا آتا ہی جسپر دو نازنین سوار ہیں اور ایک عورت چوری ہاتھ میں لیے ہوئے
مگس رانی کر رہی ہی دونوں نازنین حسن و جمال میں ایک دوسرے کی نظیر ہیں دونوں کا
لباس ایک درجہ کی حیثیت کا ہی اور رنگ کپڑوں کا بھی ایک ہی ہی زرد جوڑے وہ دونوں
پہنے ہوئے ہیں زیور طلائی جواہر نگار میں لدی ہوئی آپس میں گلہائے زبان کرتی ہوئی چلی
آتی ہیں ایک دوسری کو مبارکباد دیکر کہتی ہی کہ آج کی شب تمہارے واسطے تو شب عید سے
کم نہیں ہی لیکن ہم ایسی پاس نصیب ہیں کہ ہمارا یار جانی اب تک نہ ملا یہ کہتے ہی اشک حسرت انکی
آنکھوں سے ٹپک پڑے دوسری نازنین نے آنسو اسکے پونچھ کر کہا کہ مت گھبراؤ صبر کرو ہیچ مشکل
نیست کہ آسان نشود جو اگر زندگی باقی ہی تو تمہارا دلنواز بھی تمسے ملجائیگا اور تم نے مجھے مبارکباد دیکر
رنجیدہ کیا اسلیے کہ ہمیں خوب معلوم ہی کہ میرا اور تمہارا عقد ایک ہی شب میں ہوگا یہ اسکا قبل سے آنا اچھا نا
ہی نہیں معلوم کہ آئندہ روز ہمارے لیے روز وصلت ہی یا روز فراق تقدیر کے لکھے ہوئے کو
کون ہٹا سکتا ہی اسنے میں نظر ان دونوں کی سکندر پر پڑی سکندر حیران تھا کہ یہ آپس میں کیا
باتیں کر رہی ہیں کہ یکایک ایک نازنین نے اس عورت سے اشارہ کیا جو پشت پر بیٹھی ہوئی
مگس رانی کر رہی تھی کہ اس جوان کو لیکر قصر میں آنا میں جاتی ہوں سکندر اس اشارہ کو
سمجھا اور خیال کیا کہ شاید یہ نہر سے باہر آ کر مجھے اپنے ساتھ لیجائیگی لیکن یہ اشارہ ہوتے
ہی بجرے نے چکر کھایا اور اسی مقام پر غرق ہو گیا دونوں نازنین ڈوب گئیں اور جس عورت
کو حکم دیا تھا کہ تو اس جوان کو قصر میں لیچل وہ بھی غرق ہو گئی شاہزادہ متحیر تھا کہ یہ کیا معاملہ
ہی کہ یکایک ایک مچھلی نمودار ہوئی اور نمودار ہوتی ہی حملہ کر کے سکندر کو نگل گئی
شاہزادہ بیہوش ہو گیا جسوقت آنکھ کھلی اپنے کو ایک مسند جواہر نگار پر متمکن دیکھا اور چند کنیزیں
پری جمال دست بستہ سامنے حاضر ہیں سب سامان دعوت و ضیافت مہیا تھا شاہزادہ نے
پوچھا کہ میں جنکا مہمان ہوں وہ کہاں ہیں ان عورتوں نے کہا کہ وہ اپنے باپ کی خدمت میں
ہیں جس وقت بادشاہ طلب کریگا تو آپ کو جانا پڑیگا اور وہ ایک شرط پیش کریگا اگر شرط اسکی آپ
پوری کر دینگے تو ایک دختر کا عقد آپ کے ساتھ ہو جائیگا اور قبل اسکے اب یہ ممکن نہیں ہی کہ دیدار
ملکہ کا آپکو نصیب ہو سکندر نے پوچھا کہ نام بادشاہ کا کیا ہی ان عورتوں نے بیان کیا کہ بادشاہ کو عادا

مغربیا کہتے ہیں سکندر نے نام شہزادیوں کے پوچھے انھوں نے بیان کیا کہ ایک کا نام ملکہ یمن ہے دو
دوسری کا نام ملکہ سیمبر ہے شاہزادہ خاموش ہو رہا چونکہ طعام لذیذ تھا اور شاہزادہ تشنہ و گرسنہ
بھی تھا جسوقت ان کنیزون نے دسترخوان سامنے چنا اور دست بستہ عرض کی کہ حضور نوش کرین
شاہزادہ نے بے تکلف کھانا کھایا پانی پیا نیند غالب ہوئی جا کر ایک مسہری پر لیٹ رہا لیٹتے
ہی بسبب صعوبت سفر کے آنکھ لگ گئی جسوقت خواب سے بیدار ہوا تو نہ وہ باغ تھا نہ وہ مسہری
تھی نہ وہ قصر محلے ایک صحرائے لق و دق میں اپنے کو پایا شاہزادہ نہایت پریشان تھا کہ خداوند
میں کس بلا میں پھنسا ہوا ہون کہ نکل نہیں سکتا نہ عقل کام دیتی ہے تکیہ بر خلاق عالم کر کے
ایک جانب چل نکلا کچھ دور راہ طے کی تھی کہ دیکھا سامنے سے چند سوار چلے آتے ہیں جسوقت قریب
شاہزادہ کے پہونچے عرض کی کہ چلیے بادشاہ نے یاد کیا ہے سکندر رستم خو نے کہا کون بادشاہ
سوارون نے عرض کیا کہ عادل بادشاہ مغربی جسکی دختر ملکہ ماہ سیمبر آپ پر عاشق ہے اور اسے
آپ دیکھ بھی چکے ہین شاہزادہ نے فرمایا کہ میں باغ میں سویا تھا جسوقت آنکھ کھلی تو اپنے کو اس
صحرا میں پایا یہ کیا معاملہ ہے انھون نے عرض کی کہ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے آپ جسکے مہمان تھے
اس سے دریافت کیجیے گا تو یہ بھید آپ پر ظاہر ہو جائیگا شاہزادہ نے فرمایا کہ اور میرا مرکب بھی اسی
باغ میں چھوٹ گیا یہ سنتے ہی سوارون نے مرکب سامنے حاضر کر کے عرض کی یہی مرکب ہے سکندر نے پہچانا
اور فرمایا کہ ہان یہی میرا مرکب ہے اور پشت مرکب پر سوار ہو کر ان سوارون کے ہمراہ چلا جاتے جاتے
ایک ایوان نظر آیا کہ جسکا شمسہ فلک پر چمک مار رہا تھا حاجب و دربان در دولت پر موجود تھے شاہزادہ
ان سوارون کے ہمراہ اندر ایوان کے داخل ہوا دیکھا کہ ایک بادشاہ جلیل القدر تخت جواہرنگار پر
متمکن ہے امرا و وزرا اپنے اپنے مرتبہ کے موافق بیٹھے ہوئے ہین شاہزادہ نے بادشاہ کو
سلام کیا بادشاہ نے جواب سلام دیکر بیٹھنے کو اشارہ کیا شہزادہ ایک صندلی جواہرنگار پر بیٹھ گیا بادشاہ
نے حال اس طرف آنے کا پوچھا سکندر رستم خو نے سب سرگذشت اپنی بیان کی اور
فرمایا کہ میرا قصد نہ جانے کا تھا کہ اس تقریب سے آپ کے ملک میں پہونچا بادشاہ نے
کہا کہ یہ میری خوش نصیبی ہے آپ کا اسطرف آنا ہوا بعد مدت دعوت و ضیافت جب ختم ہو چکی
چاہیے تھا آپ یہ بتلائیے کہ جو شرط میری ہے آپ نے سنی ہے سکندر رستم خو نے فرمایا
کہ شوق سے بیان کیجیے بادشاہ نے کہا شرط میری یہ ہے کہ جو شخص [illegible] اور
اپنا گلا کاٹ کر جان دے سکتا ہو وہ میری دختر کا شوہر بھی ہو سکتا ہے یہ سنتے ہی سکندر
نہایت پریشان ہوا کہ یہ دنیا سے نرالی شرط بیان کرتا ہے جب خود ہی مر گئے تو عقد کیون
کریگا چونکہ اقرار کر چکے تھے کہ میں شرط کو بجا لاؤنگا آپ اپنا گلا کاٹنے پر آمادہ ہو گئے
لیکن بادشاہ نے فرمایا کہ جس وقت سے میں نے آپ کو صید کیا اسوقت سے عجیب عجیب تماشے
دکھلائے کہ جو کبھی نہ دیکھے تھے اسکا کیا سبب ہے اور یہ کیا اسرار ہے اس پر بادشاہ نے
کہا کہ پہلے آپ کو شیر ملے ہونگے سکندر رستم خو نے فرمایا ہان اسکے بعد جو کچھ سکندر
رستم خو پر گذری تھی سب کہہ سنائی شاہزادے نے فرمایا کہ ہان ایسا ہی ہے

انتہا سے شجاعت جب یہ ختم ہوا تو بادشاہ نے کہا کہ یہ سب اسرار آپ پر شرط بجا لانے کے
بعد روشن ہو جائینگے آپ شرط پوری کیجیے شاہزادہ فوراً آمادہ ہو گیا اور خنجر کمر سے کھینچ کر
گلے پر رکھ لیا اور چاہتا تھا کہ اپنے کو ہلاک کرے کہ دروازۂ ایوان پر سے آواز السلام علیک
پیدا ہوئی شاہزادے نے ہاتھ روک کر جواب سلام دیا اور پلٹ کر دیکھا ایک مرد پیر
بالباس سفید نمودار ہوئے کہ جریب انکے ہاتھ میں تھی اور پلکیں اسقدر بڑھی ہوئی تھین
کہ آنکھیں نظر نہ آتی تھیں کمر میں خم دست و پا میں رعشہ اور زبان پر یہ الفاظ کہ ارے نادان
نہ ہر جا مرکب توان تاختن ؛ کہ جا ہا سپر باید انداختن ۔ آرے یہ بھی کوئی شرط
ہے کہ اپنی جان دیدو جب خود ہی نہ رہے تو کیا رہگیا شاہزادے نے فرمایا کہ ہم بات کے
دھنی ہیں جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں مرنے سے نہیں ڈرتے ہیں جب ایک دن مرنا ضرور
ہے تو جیسے آج ویسے کل آپ مرد پیر و جہاندیدہ ہو کر زندگی کو اسقدر عزیز رکھتے ہیں پھر وہ
پیر قریب آ گئے اور ارشاد کیا کہ یہ شرط کسکی ہے کہا بادشاہ کی پوچھا بادشاہ کہاں ہے فرمایا
یہ گیا ہے لیکن پلٹ کر دیکھا تو نہ بادشاہ ہے نہ ایوان ہے میں ایک فقیر کے جھونپڑے میں
بیٹھا ہوں شاہزادہ نہایت پریشان تھا کہ خداوندا یہ میں کس بلا سے ناگہانی میں پھنس
گیا ہوں شاہ صاحب نے فرمایا کہ بچہ پریشان نہو یہ نیرنگ زمانے کے ہیں تم نے ابھی دیکھا ہی
کیا ہے بیٹھ آرام کر دم لے حواس درست کر پھر میں حقیقت حال تیرے روبرو بیان کرونگا
شاہزادے نے کہا کہ اب مجھے صبر نہیں ہوتا مجھے تین روز اسی طرح گذرے ہیں یا تو بیان
کیجیے یا مجھے جانے دیجیے میں کسی اور سے پوچھ لونگا یہ فرما کر جھونپڑے کی باہر قدم رکھا دیکھا
کہ میں ایک جہاز پر سوار ہوں اور دریاے زخار میں چلا جاتا ہوں [illegible] سے
کہ یہ جہاز کہاں جائیگا انھوں نے کہا کہ ملک عدم کو شاہزادے نے فرمایا کہ جیتے جی
بھی ملک عدم میں جاتا ہے انھوں نے کہا کہ جیتا کون ہے نہ ہم زندہ ہیں نہ آپ اور بالفرض اگر
زندہ بھی ہیں تو وہاں پہنچتے پہنچتے مرجاینگے یہ جواب سنکر شاہزادہ کو غصہ آیا اور جہازران
کو ایک طمانچہ مارا کہ وہ چرخ کھا کر گرا اور اسکے گرتے ہی طوفان پیدا ہوا اور جہاز
چکر کھانے لگا دیکھا [illegible] اب میں بھی غرق ہوا چاہتا ہوں کوئی دم میں
جہاز ڈوبنے کو ہے [illegible] شاہزادہ اپنی جان سے تو ہاتھ دھو ہی بیٹھا تھا خیال کیا کہ جب ڈوبنا
ہی ہے تو [illegible] سے کیا فائدہ قبل جہاز ڈوبنے کے اپنے کو دریا میں گرا دیا گرتے ہی
غوطہ کھایا اور پاؤں زمین سے آشنا ہوئے تو دیکھا ایک صحرا نظر آیا اور دیکھا کہ ہزارہا آہو مصروف
چرا ہیں اور ہر ایک کی پشت پر ایک ایک جھول جواہر نگار پڑی ہوئی ہے سینگوٹیاں سونے
کی چڑھی ہوئی ہیں اور ان میں ہیرے لگے ہوئے ہیں سینگ میں ایک ایک تصویر لٹک رہی ہے
شاہزادہ یہ رنگ دیکھکر قصد کیا کہ ان آہوؤں میں سے کس کو گرفتار کرنا چاہیے اس ارادہ سے
آہستہ آہستہ نظر بچائے ہوئے ان آہوؤں کی طرف بڑھے جیسے ہی قریب ہوئے دوڑ کر ایک
آہو کا سینگ پکڑ لیا آہو نے زور کرکے چھڑانا چاہا مگر سینگ نہ چھوٹا آخر آہو بھاگا اور شاہزادہ [illegible]

اور آہو اطلیان کے ساتھ چارون طرف سے گھیرے ہوئے تھے اور وہ آہو سکندر کو کھینچے لیے
چلا جاتا تھا شاہزادہ متحیر تھا کہ کس طرح کا آہو ہے جو مجھ ایسے زبردست کو اسطرح کھینچے لیے چلا جاتا ہے
اور مجھسے کچھ نہین ہوسکتا ہے سکندر اسوقت وہ قوت تیری کیا ہوئی جس سے دیو ہفتین گرزن کو
زیر کیا تھا اور نیرنگ قاف کو فتح کیا تھا کیا اقبال برابر گشتہ ہوا کہ ایک آہو تجھے کھینچے لیے چلا
جاتا ہے اور تجھسے کچھ نہین ہوسکتا اب سکندر نے شرمندہ ہو کر شاخ اُس آہو کی چھوڑ دی تب
آہو نے پلٹ کر سکندر کو پشت پر اُٹھا لیا اور لیکر بھاگا بھاگتے بھاگتے قریب ایک باغ کے
پہونچا جست کرکے اندر باغ کے داخل ہوا اور سامنے ایک چبوترے کے پہونچا دیکھا سکندر نے
کہ چبوترے پر ایک زن جمیلہ کوئی چودہ برس کا سن سادی وضع کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہے اور
سامنے اُسکے ایک چیل بیٹھی ہوئی ہے اور وہ نازنین اُس چیل کو دیکھ رہی ہے اور ایک جام آگے
نازک بدن کے رکھا ہوا ہے نظر نازنین کی جو اُسنے آہو پر پڑی اور دیکھا کہ ایک جوان حسین کو
اُس آہو نے لا کر پشت سے اُتارا نازنین جمال جہان آرا نے سکندر کو دیکھکر فریفتہ ہوگئی پوچھا آپ
کون ہین اور کیونکر اس طرف تشریف لائے سکندر نے کہا کہ بیان کرتے کرتے تو زبان خشک ہوگئی
اور ہمیشہ لا حاصل ہوا اگر تم اسکا وعدہ کرو کہ میری سرگذشت کو دل سے سُنکر ان اسرار کو جو مجھے
پیش آئے مین سمجھا دو تو کیا مضائقہ ہے نازنین ہنسی اور کہا کہ سرگذشت تمھاری اور سمجھاؤن مین
جب اپنی سرگذشت کو تم دیکھکر نہ سمجھے تو مین سُنکر کہان سمجھ سکتی ہون شاہزادہ یہ سُنکر خاموش
ہو رہا نازنین نے کہا کہ آپ بیان کیون نہین کرتے جو میری سمجھ مین آئیگا اور جہان تک ممکن
ہوگی بیان کرونگی شاہزادہ نے فرمایا کہ مین ایک آہو کے پیچھے چلا تھا اُسکو صید کیا میرے
صید کو شیر نے شکار کیا مین نے اس شیر کو مارا بعد اُسکے ہزار ہا شیرون نے آکر مجھے گھیر لیا
مین نے شام تک سیکڑون شیر مار ڈالے اور تعجب کی بات یہ ہے کہ جو شیر مرتا تھا اُسکو ایک زندہ
شیر اُٹھا لیجاتا تھا اور تعداد شیرون کی مرنے سے کم نہوتی تھی اُسکے بعد ایک نہنگ دریا
سے نکلا اُسنے مجھے نگل لیا مین ایک زندان مین پہونچا وہان سے ایک نازنین آکر لیگئی اُسنے
مسلمان بنکر شراب پلائی بعد اُسکے اظہار کفر کیا مجھے غصہ آیا ساتھ ہی ایک اژدہا پیدا ہوا اور
وہ مجھے نگل گیا بعد اُسکے مین ایک صحرا مین پہونچا وہان تشنگی غالب ہوئی تلاش آب مین چلا
ایک چشمہ پر پہونچا قصد پانی پینے کا کیا صدا پیدا ہوئی کہ پانی نہ پینا ساتھ ہی دوسری
آواز آئی کہ پانی کیون نہین پیتا یہ دشمن تیرا ہے تجھے پیاسا رکھنا چاہتا ہے خلاصہ یکہ کتون کا
آنا اور پانی پیکر ایک کا مرنا اور دوسرے کا نہ مرنا پھر پرندون کا آنا اور ایک کا مرنا دوسرے کا
اُڑ جانا پھر ملک عادل شاہ مغربی مین پہونچنا وہان سے فقیر کے یہان وہان سے جہاز پر
دریا سے صحرا مین صحرا سے اس باغ تک آنا سب حال بیان کیا نازنین مسکراتی جاتی تھی
اور سنتی جاتی تھی شاہزادہ جسوقت گفتگو ختم کر چکا تو ملکہ نے نام پوچھا شاہزادہ نے
فرمایا کہ ایسا نہو نام پوچھکر تم بھی مثل اور لوگون کے غائب ہو جاؤ اور پھر مین کسی دوسرے
مقام پر پہونچ جاؤن اُس کلمہ سے شاہزادہ کے سراسیمگی کی بو پیدا ہوئی نازنین مسکرائی اور پھر

ہمسایتھا یہ جواب دیا کہ ایسا نہوگا آپ نام بیان کیجیے سکندر رستم خو نے اپنا سلسلہ نسب
صاحبقران اول سے بیان کیا اور تمام بزرگون کے نام بتائے اُسنے کہا واقعی بین بزرگ
آپکے ایسے ہی نامی و نامور گذرے ہین مگر آپ نے بھی کچھ نام پیدا کیا شاہزادے نے
طلسم نیرنگ قاف کا فتح کرنا اور دیوان سہ کش کا قتل کرنا اور پہلوان صف شکن کو مطیع
کرنا سب بیان کیا یہ سنکر اُس نازک اندام نے کہا بھلا کیونکر ایسے شخص کی پہلوانی کا یقین
آئے جسکو ایک آہو اٹھالائے اور اُسکا کچھ بس نہ چلے آیا یہ سچ ہی یا جھوٹ یہ سنکر سکندر رستم خو
نے شرمندہ ہوکر گردن نیچی کرلی نازنین ہنسی اور کہا کہ آپ پریشان نہون بیشک آپ ایسے ہی
ہین جیسا کہ آپ نے بیان کیا مگر میرا آہو آپ سے بھی زبردست تھا کہ آپکو اٹھا لایا اور
آپکا کچھ بس نہ چلا کیون صاحب ابھی تو پر ارادہ فتح نہ طاق کا کیا ہی اور ہمارے عزیزون
کے قتل پر کمر باندھی ہی یہ کہکر رونے لگی شاہزادے نے فرمایا کہ تمھارے رونے کا کیا
سبب ہی اُسنے جواب دیا کہ ای شخص اصل یہ ہی کہ تیری دوستی بھی جان کی دشمنی ہی اور تیری
دشمنی بھی اپنے ہی جی کا ضرر ہی اصل یہ ہی کہ مین نواسی ہون ملکہ پیر زالہ کا [illegible] کی جو بانی
طلسم نہ طاق اور دادی تاجدار بادشاہ نہ طاق کی ہی مین اِس رشتہ سے بادشاہ طلسم کی بہن
ہون میری مان اور بادشاہ طلسم کا باپ دونون بھائی بہن مرگئے اب مین اپنی نانی کی زندگی کا سہارا
ہون چونکہ مین میرا کم ہی اور بادشاہ طلسم کی ہم مرتبہ ہون اسوجہ سے میری نانی [illegible] اپنے سے مجھکو جدا
رکھنا پسند نہین کیا کہ یہ زمانہ طلسم کی بربادی کا ہی ایسا نہو کہ مین بھی [illegible] طلسم کے [illegible] قتل
ہوجاؤن تو نانی امان جیتے جی مرجائینگی اور تم ہم لوگون کے دشمن ہو لازم تو یہ [illegible]
قتل کرتی مگر میرا ہاتھ بشیر نہین اٹھتا اسلیے کہ اپنے [illegible] صورت [illegible] پیدا ہوئے
ہین اور تمھاری دوستی مین اپنے خاندان کی [illegible] لہذا [illegible]
تمھارے سے باہر بھیجدیتی ہون اور اسکا صلہ صرف اسیقدر چاہتی ہون کہ تم میرے عزیزون
کے خون سے اپنے ہاتھ نہ بھرنا جس طرح مین تمھاری جان بخشی کرتی ہون اسیطرح تم میری
بھی جان بخشی کرو ہرچند کہ تمسے دوری بھی گوارا نہین ہی لیکن اسوقت سوا اسکے کوئی چارہ
نہین ہی یہ سنکر شاہزادے نے فرمایا کہ مین تو تمھین چھوڑکر ہرگز یہان سے نہ جاؤنگا نازنین
نے کہا کہ اگر تم یہان رہوگے تو نانی امان طلسم سے واپس آئینگی جب تمھارے حال
سے باخبر ہونگی تو کچھ خیال نکرینگی اور تمکو قتل کرڈالینگی یہ سنکر سکندر رستم خو نے
کہا کہ تمسے جدا ہوکر رہنے سے مرجانا بہتر ہی اگر یہان مرونگا تو قبر تمھارے نزدیک بنیگی
روح بھی اس شمع رخ کا پروانہ رہیگی وہ قیس جنگل مین جو پھرتا تھا وہ دیوانہ تھا جو عاشق
لیلی ہی کے دروازے پر مرجاتا تھا ای جان جہان اب نام فرقت نہ لو یہ فرماکر آنکھون مین
آنسو بھر لائے اور دل ایسا بے قابو ہوگیا کہ از خود فراموش ہوگئے نازنین نے کہا کہ چند روز
صبر کرو دیکھنا چاہیے کہ انجام جنگ نہ طاق کیا ہوتا ہی سنتی ہون کہ سب دربند طلسم شکستہ
ہوگئے اب فتاح طلسم سے اور بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہی نانی امان واسطے مدد

بادشاہ کے کئی ہوئی ہین جسوقت معاملہ یکسو ہو جائیگا اسوقت دیکھا جائیگا تم جہان ہو گے
ہین ان واحد مین تمکو بلاؤن گی سکندر رستم خو نے کہا سہ مجھے مین ترے در پہ تو کچھ کرکے اٹھونگا
یا وصل ہی ہو جائیگا یا مر کے اٹھینگے ۞ یہ سنکر نازنین پریشان ہوئی اور کہا کہ تمنے جو ایک کمسن
عورت کو اکیلا پا لیا تو اسقدر زبردستیون پر کمر باندھ لی دیکھو اپنے زور و طاقت پر گھمنڈ نکرو
تمنے دیکھا کہ میرا آپ تمھین کسطرح لیکر کے اٹھا لایا اور تم کچھ نہ کرسکے اسیطرح
اب بھی تمھاری زبردستی سے کچھ نہوگا اگر نام میرا جمیلہ حور جمال ہے تو تمھین بے بس
کرکے اپنی سحر حد سے باہر پہونچا دونگی مجھے کوئی آوارہ نہ سمجھنا اگرچہ میرا دل بھی تمپر
شیدا ہو چکا ہی مگر مین خواہش نفس کے ہاتھ سے اپنی عصمت کی پردہ دری نہونے دونگی
یہ دیکھکر سکندر رستم خو نے کہا کہ اچھا مجھے وہ اسرار تو بیان کردو جو یہان تک پہونچنے
مین پیش آئے ہین ملکہ نے کہا کہ اچھا یہ ہوسکتا ہے اے شخص یہ مقام مسکن ہے ملکہ پیرزالہ
کاہنہ کا نام اس بیابان کا سرگردان ہے جو عجائبات تونے دیکھے انکا سلسلہ تیری زندگی
مین تمام نہوتا اگر میرے آمو تجھے نہ لے آتے اور مین بھی تیری دوست نہ ہو جاتی یہ تمام
مقام سحر بند ہے اور پیرزالہ کاہنہ کا کیا مجال ہے کسی کی کہ اسے مٹا سکے یہ میری ہی قدرت
ہے کہ مین تجھے اس سحر سے نکال سکتی ہون تیری زندگی تھی کہ نانی امان اس مقام پر موجود
نہین ہین ورنہ تجھے قتل کر ڈالتی جسقدر عورتین اور مرد تجھے ملے یہ سب پیرزالہ کے اور یہ مرقع
نیرنجات کا تیرے پیش نظر تھا شاہزادے نے فرمایا کہ یہ چیل تمھارے سامنے کیسی رکھی
ہے ملکہ نے کہا اس سے تمھین کیا کام یہ کہنا تھا کہ دفعتًا وہ چیل جلکر خاک سیاہ ہوئی اور زمانہ تیرہ و
تار ہوگیا صدا ہای گیر و دار کی بلند ہوئین آتشباری و برف باری ہونے لگی بعد بہت عرصہ کے
تاریکی برطرف ہوئی دیکھا سکندر رستم خو نے کہ ملکہ بیٹھی ہوئی کانپ رہی ہے اور ہاے نانی
امان کہکے رو رہی ہے سکندر رستم خو سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کاہنہ ہاتھ سے
بدیع الملک کے ماری گئی ملکہ نے ایکمرتبہ جام کی طرف ہاتھ بڑھایا فورًا سکندر کو
خیال آیا کہین یہ جام زہر نہو دوڑکر ٹھوکر مار دی کہ جام لنڈھکر فورًا زمین سے بھکنے لگی
ملکہ نے کہا کہ او ظالم یہ کیا غضب کیا ارے ایک خنجر مار دے میرا بھی کام تمام ہو کہ
مجھے بعد نانی امان کے زندہ رہنا منظور نہین ہے شاہزادے نے کہا اے ملکہ اب گریہ وزاری
بیکار ہے کوئی مرے کے ساتھ مرتا نہین ہے بقول شاعر سہ طبیعت کو ہوگا قلق چند روز
ٹہلتے ٹہلتے سنبھل جائیگی ۞ اب صبر کرو کسیکے بزرگ ہمیشہ زندہ نہین رہتے یہ فرماکر اپنے بزرگونکا
حال بیان کرکے بہت کچھ سمجھایا اور آنسو پاک کیے کئی روز ملکہ کی حالت خراب رہی آخرکار
شاہزادے سے کہا کہ اب مین آپکے ہمراہ ہون جہان چاہیے لیچلیے شاہزادے نے فرمایا کہ میرا
ساتھ دینا ہے تو اسلام اختیار کرو اور چند الفاظ ثبوت احدیت مین بیان کیے کہ ملکہ کے دل سے
زنگ کفر دور ہوا اور کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئی اب شاہزادے نے ملکہ کو ساتھ لیا اور آگے
چلے پہلے عیار سے ملاقات ہوئی اسکے بعد اسکے اہل لشکر ملے شاہزادہ نے تمام واقعات بیان کیے اور جانب حلاق روانہ ہوئے

اب یہاں سے کچھ کیفیت شاہزادہ رفیع البخت یعنی نقابدار زمرد پوش کی عرض کی جاتی ہے

کہ جب شاہزادے نے ایک آہو کے تعاقب میں گھوڑا ڈالا ہرن میدان وسیع پاکر ہوا ہوا
ایک مقام پر دو راستے تھے ہرن ایک جانب اور رفیع البخت دوسری طرف نکل گئے
دیر تک شاہزادے نے اپنے صید کو تلاش کیا مگر کہیں پتہ نہ ملا راہ طے کر کے پھر اسی
دوراہے پر آ کے پہونچے دیکھا دوسرے راستہ کی طرف سے چند آدمی آتے ہیں
شاہزادے نے انکے قریب جا کر دریافت کیا کہ تم لوگوں نے اس طرف ایک ہرن کو
جاتے ہوئے تو نہیں دیکھا ہے ان لوگوں نے جواب دیا کہ ابھی ہمنے ایک آدمی کو دیکھا تھا
کہ اُسنے ایک تیر خوردہ ہرن کو گرفتار کیا تھا معلوم نہیں اپنے ہمراہ لے گیا یا وہیں ذبح کیا
شاہزادے نے کہا وہ ہمارا ہی صید ہے جس شخص نے اسکو گرفتار کیا تھا وہ کتنی دور پر ہوگا
راہگیروں نے کہا اب ہم نہیں جان سکتے مگر جس وقت ہمنے دیکھا تھا تو یہاں سے ایک کوس
کے فاصلے پر وہ آدمی ہرن کو گھیرے ہوئے تھا رفیع البخت نے یہ سنکر گھوڑا اُٹھا دیا
لمحہ بھر میں ایک کوس راہ طے کر کے شاہزادے نے دیکھا سامنے ایک کوہ فلک شکوہ معلوم ہوتا ہے
اور آگے بڑھ کے شاہزادے کی نگاہ پڑی دیکھا ایک آدمی درہ کوہ میں بیٹھا ہوا ہرن کو
ذبح کر رہا ہے رفیع البخت نے باواز بلند کہا اے شخص ٹھہر جا خبردار ابھی اس ہرن کو ذبح نکرنا
یہ ہمارا صید ہے اُس شخص نے سر اُٹھا کے رفیع البخت کی طرف دیکھا اتنے عرصہ
میں شاہزادہ بھی قریب اس شخص کے پہونچ گیا کہا یہ ہرن ہمکو دے ہم نے اسپر نشانہ
لگایا تھا یہ بھاگا ہمنے تعاقب کیا دن بھر اسکی تلاش میں خستہ و خراب رہے ابھی چند
راہگیروں سے پتہ ملا اُس شخص نے جواب دیا کہ ہرن ہرگز تمھارا نہیں ہے ہم نے
خود اسکو اسیر کیا ہے بڑی محنت سے ہمارے ہاتھ آیا ہے ہم تمکو ہرگز یہ ہرن نہ دینگے
ابھی ذبح کر کے اسکا گوشت لے جائینگے اپنے سردار کو نذر دینگے وہ خوش ہوگا
اسکے کباب بنا کر نوش کرے گا رفیع البخت کو یہ بات بہت ناگوار ہوئی فرمایا ہم
ہرن تجھ سے لے لینگے اگر تو کچھ عذر بیان میں لائے گا تو اپنی خطا کی سزا پائیگا یہ سنکر اُس شخص نے
جواب دیا کہ تم پردیسی ہو میرے حال سے اچھی طرح آگاہی نہیں رکھتے ہو مناسب یہ ہے کہ اس
معاملے میں زیادہ گفتگو نہ کرو خاموش یہاں سے چلے جاؤ ورنہ مفت میں نقصان
اُٹھاؤ گے اور اگر ہمارے سردار کو خبر ہو گئی تو جان سے مارے جاؤ گے رفیع البخت
نے یہ کلام سنکر تلوار میان سے نکالی اُس شخص نے بھی ہرن کو اُسی جگہ باندھ دیا
اور تلوار کھینچکر مقابل ہوا اور رفیع البخت کے سر پر وار کیا شاہزادے نے
وار خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اُس شخص نے چاہا کہ دوسرے ہاتھ سے اپنا ہاتھ
چھڑائے رفیع البخت نے ایک طمانچہ مارا کہ چکر کھا کر زمین پر گرا اور دم نکل گیا

شاہزادہ نے چاہا اپنے ہرن کو ذبح کرے کہ سامنے سے دو آدمی اور آئے انھون نے
رفیع البخت کی طرف دیکھکر کہا اس جوان کو کس نے جان سے مارا ہی ابھی ہم کوہ پر سے
آواز سنتے رہے تھے وہ شخص آپس مین جھگڑتے تھے رفیع البخت نے جواب دیا اسنے
ہمارا شکار کیا ہوا ہرن ذبح کرنا چاہا تھا جب ہمنے اسکو منع کیا تو اسنے ہمارا کہنا قبول نہ کیا
اور ہرن ہمارا ہمکو واپس نہین دیتا تھا بدزبانی کرتا تھا ہمنے اسکو بہت سمجھایا آخر اسنے
لڑنا چاہا ہمارے ہاتھ سے مارا گیا یہ سنتا تھا کہ ان دونون آدمیون نے رفیع البخت کیطرف
بہت غصہ سے دیکھکر کہا اسکی تو جان نہین معلوم تمنے کیونکر لی مگر ہملوگ تمکو زندہ نہین
چھوڑینگے یہ سنکر شاہزادے کو بھی طیش آیا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالکر فرمایا کیا مجال تمھاری جو
اسکا بدلہ ہمسے لے سکو وہ دونون شخص جنگ پر آمادہ ہوے تلوارین کھینچکر رفیع البخت
پر آپڑے شاہزادے نے دونون کو مار کر ڈالدیا ان لوگون نے آواز بلند جو باتین
کی تھین انکی آواز سے اور لوگ کوہ کے نیچے آئے اور رفیع البخت کی طرف
مخاطب ہوکر کہنے لگے ای شخص تجکو اپنے زور بازو پر بڑا ناز ہے وہ تین آدمیون کو قتل کرکے
کیا رستمی کا دعوی کرنے لگا ہی بس اب بہتر یہی ہی کہ ہمارے ہمراہ چل ہم تجکو اپنے سردار
کے سامنے لے چلینگے وہ جو سزا تیرے حق مین مناسب سمجھیگا وہ تجکو دیگا یہ سنکر
رفیع البخت نے جواب دیا ہمکو کوئی ضرورت نہین جو تمھارے سردار کے پاس جائین
نہ تمھاری اتنی مجال ہی کہ ہمکو لے جا سکو یہ لوگ بہت سے تھے ان مین سے ایک نے کہا کہ ہم
جاکر ابھی اپنے سردار کو اطلاع دیتے ہین تم لوگ اسکو روکے رہنا جانے نہ دینا
اسنے غضب کیا ہمارے لشکر کے تین آدمی مار ڈالے اور لوگ تو رفیع البخت سے
گفتگو کرتے رہے مگر ایک آدمی چلا گیا یہان گفتگو بڑھتے بڑھتے جنگ کی نوبت پہونچی
دس بارہ آدمی جو پہاڑ پر سے نیچے اتر کے آئے تھے وہ بھی رفیع البخت کے ہاتھ
سے مارے گئے ابھی شاہزادہ دم بھی نہ لینے پایا تھا کہ قریب دو سو آدمیون کے پہاڑ
سے نیچے آئے اور آتے ہی رفیع البخت پر ٹوٹ پڑے شاہزادے نے پھر تلوار سنبھالی
اور آدمیون کو قتل کرنا شروع کیا جب قریب سو کے قتل ہوے تو بقیہ لوگ بھاگ
کے پہاڑ پر پہونچے اور وہان سے بہت سے لوگ مدد کے واسطے ہمراہ لائے دن تمام
ہوچکا تھا رفیع البخت دن بھر کے خستہ تھے اب جو ان لوگون نے آکر دیکھا آپس مین
کہا یہ جوان اس طرح گرفتار نہو گا جبتک کوئی معقول بندوبست نہ کیا جائیگا مناسب یہ ہی کہ
جبتک ہملوگ اس جوان سے یہان مقابلہ کرین کچھ لوگ جاکر سردار لشکر کو اطلاع دین کہ
یا تو وہ خود آکر اس جوان سے مقابلہ کرین یا جو مناسب جانین وہ انتظام کرین چنانچہ
دو تین آدمی پہاڑ پر گئے اور بقیہ لوگ یہان رفیع البخت سے مقابلہ کرتے رہے
کچھ دیر کے بعد رفیع البخت نے دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام اژدہے پر سوار سامنے
سے آیا اور آتے ہی للکار کر آواز دی او خدا پرست کیا کرتا ہی تونے بڑا غضب کیا ہمارے

یہاں کے ملازمین کو اسطرح پر قتل کر ڈالا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا رفیع البخت نے
طیش میں آکر جواب دیا او مردود کیا واہیات بکتا ہے اگر تجکو مقابلہ کرنا ہے تو سامنے آکر مقابلہ کر
اُس ساحر نے اژدر کو جلدی جلدی بڑھایا رفیع البخت کے سامنے آکر کھڑا ہوا چاہا سحر کرے
کہ ایک برق چمک کر گری اور سر اُس ساحر کا زمین پر کٹکر گر پڑا رفیع البخت کو کمال
تعجب ہوا اسکا مرنا تھا کہ تاریکی چھائی سنگ باری برف باری ہوئی تھوڑی دیر کے
بعد آواز آئی کشتی مرا نام من اژدر سوار جادو بود اسکے مرنے کی جو صدا بلند ہوئی
رفیع البخت نے دیکھا قریب ایک ہزار کے ساحر کوہ پر سے اُترکے آئے اور سب نے
چاہا سحر کریں مگر پھر وہی برق چمک کے گری اور سب کے سر کٹ کر خاک پر گرے رفیع البخت
کو کمال تعجب ہوا کہ یہ لوگ سحر کرنے آتے ہیں اور برق گرتی ہے انکے سر کٹ کر زمین پر گر پڑتے
ہیں ایک ہزار ساحر کا مارا جانا ایک واقعہ عظیم تھا اب تو ایک تہلکہ مچ گیا تمام کوہ کو
حرکت ہو گئی پہلے تو ان لوگوں کے مرنے کی تاریکی چھائی رہی سنگ باری برف باری ہوئی
رہی دیر کے بعد انکے مرنے کی آوازیں آئیں جب یہ آفت ختم ہو چکی تو رفیع البخت نے
دیکھا پہاڑ پر سے عجیب آوازیں آ رہی ہیں ہوا گرم چل رہی ہے بجلیاں دور سے چمکتی نظر آتی
ہیں شاہزادہ تو اسطرف متوجہ تھا کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا اور رفیع البخت کو
اٹھا کر لے گیا شاہزادہ اس ہیجان کی وجہ سے بیہوش ہو گیا تھوڑی دیر میں آنکھ جو
کھلی اپنے کو ایک مکان خوشنما میں پایا وہاں سامان و سامان نہایت دلچسپ نظر آیا
رفیع البخت کو کمال حیرت ہوئی خیال کیا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں یا سچا واقعہ ہے
ابھی یہ خیال ختم ہونے پایا تھا کہ رفیع البخت نے دیکھا سامنے سے ایک نازنین
مہ جبین لباس مکلف پہنے جواہرات گرانبہا سے آراستہ مع چند خواصوں کے
سامنے سے چلی آتی ہے رفیع البخت اُس نازنین کی صورت دیکھکر محو ہوگئے بے ساختہ
زبان سے نکل گیا شعر آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام * بسیار خوبان دیدہ ام لیکن
تو چیزے دیگری * وہ نازنین نے قریب ناز سے منہ پھیرکر رفیع البخت سے کہا کیوں صاحب
آپ یہاں کیونکر تشریف لائے کیا ارادہ ہے پرائے مکان میں بلا اجازت چلے آنا اور
اس بے تکلفی سے بیٹھا رہنا آپ ہی کا کام ہے رفیع البخت نے جواب دیا کہ جذب دل
کی کشش نے یہاں تک پہنچایا اور خوش قسمتی نے جمال جہاں آرا دکھایا اب اگر
تمکو ہمارا یہاں بیٹھنا ناگوار ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں سوا اسکے کہ جہاں سے لائے ہو
وہاں چلے جائیں یا بلا اجازت یہاں آنے کی خطا معاف کرائیں نازنین یہ جواب سنکر
مسکرا گئی کہا اب تشریف لیجانے کی اجازت نہیں ہے آپ ہمارے مہمان ہیں مگر ہم تو یہ
پوچھتے ہیں کہ آپ یہاں تک کیونکر تشریف لائے اور آپ کو کون لیکر آیا اس مکان کا پتہ
آپ نے کیونکر پایا رفیع البخت نے جواب دیا کہ میں ایک مرتبہ سب کیفیت
بتا چکا کہ جذب دل کھینچکر یہاں تک لایا اور مقدر نے اس طرف کا راستہ بتایا

سب کیفیت آپ سے عرض کی جائیگی کوئی بات پوشیدہ نہ رہے گی ابھی آپ یہاں تشریف لائے ہیں ان بُجھ
آپ سے آ ہو کے پیچھے پلا کئے اُٹھائی اسوقت اتنے آدمیوں سے مقابلہ کیا اسلیے آپ باغ میں
تشریف لیچلیں اور وہاں تھوڑی دیر استراحت فرمائیں طبیعت بحال ہوجائیگی کسل راہ دفع
ہوگا قلب کو فرحت حاصل ہوگی رفیع البخت نے اس بات کو خوشی سے منظور کیا نازنین نے
عرض کی پھر تشریف لیچلیے شاہزادہ اُٹھ کھڑا ہوا نازنین کے ہمراہ باغ میں آیا طبیعت خوش ہوگئی
وسط باغ میں ایک چبوترہ سنگ سفید کا بنا تھا اسپر فرش بچھا تھا نازنین نے شاہزادے کو
مسند پر بٹھایا خود مودب ہوکر سامنے بیٹھی باغ کی ہوا سے فرحت افزا اور خوشبوے جانفزا نے
تھوڑی ہی دیر میں سب شکایتیں برطرف کردیں اور طبیعت شاہزادے کی بحال ہوئی نازنین
نے عرض کی اب آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں شاہزادے نے کہا اس جگہ کا نام کیا ہے اور جو لوگ
میرے ہاتھ سے مارے گئے یہ کون تھے نازنین نے عرض کی اے شہریار کوہ خاقانی اس مقام کا
نام ہے جو لوگ آپ کے ہاتھ سے مارے گئے وہ سب خاقان تاجدار جادو میرے والد کے
ملازم تھے اس پہاڑ کے حوالی وجوانب میں کوئی آنے نہیں پاتا ہے اگرچہ براے نام یہ ایک
پہاڑ ہے مگر وسعت میں ایک ملک کی حیثیت رکھتا ہے والد ماجد یہاں کے فرمانروا ہیں جب تک
آپ نے نجومی ساحر لوگوں کو قتل کیا اسوقت تک انکو خبر نہیں تھی جب ایک سوار راہزن سوار آیا
اور وہ قتل ہوا اسوقت ساحروں نے انکو خبر دی انھوں نے حکم دیا کہ تھوڑے سے
ساحر اور بھی لیجائیں اس شخص کو گرفتار کرکے لے آئیں جب ساحر آئے اور وہ بھی قتل ہوگئے
تو پھر انکو اطلاع ہوئی انھوں نے ایک ساحر جلیل کو بھیجنا چاہا میں نے اس امر کو مناسب نہ جانا
آپکو اسطرف [illegible] آئی میں نے پہلے ہی مرتبہ اس بات کی خبر پائی تھی کہ کوئی شخص اپنے صید کی
تلاش میں اسطرف آیا اور اس نے نیں آدمیوں کو قتل کرڈالا جب [illegible] عظیم برپا ہوا تو میں
نظر [illegible] پوشیدہ ہوکر تماشا دیکھنے گئی آپکی ہمت وجرأت دیکھکر مجکو کمال تعجب ہوا کہ تنہا نے
سینکڑوں کو ایک دم میں مارکر ڈالدیا اب ساحر کی آمد سمجھیے نہ دیکھی گئی میں نے سحر کرکے انکا
سر کاٹ ڈالا اگر آپکو اسی دن سے بچانے آئی تو ابتک آفت عظیم برپا ہوتی اسوقت کہ والد ماجد
کو لوگوں سے یہ خبر پہونچائی تھی کہ جو شخص اپنے صید کی تلاش میں آیا وہ خدا پرست ہے اور
آجکل خدا پرستوں کے ہاتھ سے ساحروں کی جانیں بہت تلف ہوا کرتی ہیں یہ خبر تمام
ساحروں میں پہونچی ہوئی ہے کہ مسلمان ساحروں کو زندہ نہ چھوڑینگے اسوجہ سے تمام ساحر
مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں جسوقت والد ماجد کو یہ خبر پہونچی انھوں نے کہا اگر کسی کے
بنائے کچھ نہیں بنے گا تو ہم خود چلینگے اور اس خدا پرست کو گرفتار کرلائینگے جب میں آپ کو
اسطرف لیکر چلی آئی تو میں نے وہاں کی خبر منگائی ابھی میرے بھیجے ہوے لوگ واپس نہیں
آئے ہیں دیکھوں اب وہاں کیا انتظام ہورہا ہے والد ماجد سحر میں اپنا مثل وعدیل نہیں رکھتے اگر
اسوقت [illegible] میں کد کرینگے تو ممکن نہیں کہ بزور سحر انکو اس راز سے آگاہی نہ ہو جائے اور
اگر وہ آگاہ ہوجائینگے تو غضب ہوگا مجھمیں اتنی طاقت نہیں جو انکا مقابلہ کرسکوں

رفیع البخت نے نازنین کو جو اس امر مین متشر پایا فرمایا تم نہ گھبراؤ خاطر جمع رکھو خدا مالک ہی اگر اس
راز کا افشا بھی ہو جائیگا تو کوئی کچھ نہین کرسکتا مین سب سے مقابلہ کرونگا نازنین نے عرض کی
آپکا ارشاد بجا ہی مگر مجکو اپنا خیال ہی آپکا تو کوئی کچھ نہین بنا سکتا مگر میرے واسطے نہین معلوم
کیسی کیسی مصیبتین پیدا ہونگی رفیع البخت نے فرمایا تمکو بھی کوئی مصیبت نہ پہونچا سکے گا ہر
حالت مین خدا پر نظر رکھو ہر آفت مین وہی بچانے والا ہی یہان یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ
چند کنیزون نے آکر عرض کی ملکۂ عالم جن لوگون کو آپ نے برائے خبر روانہ کیا تھا وہ
در دولت پر حاضر ہین اُنکے باب مین کیا ارشاد ہوتا ہی ملکہ نے جواب دیا اُنسے جاکر
سب کیفیت وہان کی دریافت کرکے آؤ اور مجھسے بیان کرو کنیزین سلام کرکے پیچھے
ہٹین تھوڑی دیر کے بعد پھر حاضر ہوئین ہاتھ باندھکر عرض کی ملکۂ عالم وہ لوگ کہتے ہین
کہ جب بادشاہ سلامت نے اُس شخص کے اسیر کرنے کو چند ساحران جلیل روانہ کیے
اور اُن لوگون نے اُسکا پتہ نہ پایا تو بادشاہ سے جاکر سب کیفیت بیان کی بادشاہ نے
کہا ایسے شخص کا زندہ باقی رہنا خلاف مصلحت ہی جسطرح ممکن ہو ساحر اُسکو تلاش کرین
بخوف جان یہین کہین پوشیدہ ہوگیا ہی جو کوئی اُسکا پتہ لگا ئیگا انعام مین زر و جواہر پائیگا
ساحر لوگ اُسکی تلاش مین نکلے ہین بادشاہ سلامت کہہ رہے ہین کہ جو لوگ خدا پرست
ہین ساحرون سے اُنکو کمال دشمنی ہوتی ہی بہت سے بزرگان دین سامری اُسکے ہاتھون
سے قتل ہو سے ہیں واجب ہی کہ اُنکے خون کا بدلا لیں اور علاوہ اسکے جس حکومت
اور جس طلسم مین یہ لوگ پہونچتے ہین تباہ و غارت کرکے اپنے قبضہ مین لاتے ہین
میری مملکت مین خدا پرستون کی رسائی اچھی نہین جب بڑے بڑے شاہان طلسم اُنسے
لڑکر عہدہ برآ نہوسکے تو مین کیونکر اُنکو جواب دے سکونگا آج تو ایک ہی مسلمان میری
سرحد مین آیا اور اُسنے اسقدر تہلکہ ڈالدیا کل اُسکے ساتھی اور بہان آئینگے اسی طرح
رفتہ رفتہ مجتمع ہوکر سلطنت پر حملہ کرینگے اُس وقت میرے بنائے کچھ بن نہ پڑے گا
اس سے بہتر یہ ہی کہ جسطرح ممکن ہو اس ایک خدا پرست کو تلاش کرکے زندہ نہ چھوڑین
کنیزین ملکہ سے یہ باتین کہتی رہین اور رفیع البخت بہوشت چپ چاپ سنتے رہے ملکہ نے
جو شاہزادہ کے چہرے سے آثار غضب نمایان دیکھے گھبرا گئی ہاتھ باندھکے عرض کی ای
شہریار آپ غصہ نکرین یہانتک کوئی آ نہین سکتا نہ آپکی خبر وہان تک کوئی لیجانے والا
ہی مین ہر حالت مین برائے جان نثاری موجود ہون اگر دشمنون پر کوئی وقت سخت
آئیگا تو مین اپنی جان عزیز نکرونگی رفیع البخت نے کہا ملکہ مجکو خود تمھارے باپ کے
پاس جانا ہی اور اُنسے کہنا ہی کہ مین موجود ہون جو کچھ میرے واسطے تدبیر کی ہو اُسکو
اُٹھا نرکھو دیکھون وہ میرا کیا بناتے ہین اور ساحران جلیل جو تمھارے یہان مشہور
ہین اُنسے کیا ہوسکتا ہی مین اسی وقت جاؤنگا اور تمھارے والد سے ملونگا ملکہ
یہ کلمات سنکر کانپنے لگی ہاتھ باندھکر پھر عرض کی اگر حضور کا یہی ارادہ ہی تو ابھی

توقف فرمائیں کیونکہ انتظام کرکے پھر آپ شوق سے تشریف لیجائیں رفیع البخت نے
فرمایا ہم عورتوں کی امداد نہیں چاہتے ملکہ نے عرض کی ای شہریار آپ کے اور ہمراہی
کہاں ہیں اگر انکا پتہ معلوم ہو تو کنیز انکو خبر کردے اگر وہ لوگ یہاں آجاوینگے اور آپکے
ہمراہ بادشاہ کے پاس جاوینگے تو بادشاہ ضرور آپکی شان و شوکت عزت و حرمت
کا خیال کرینگے اور جو کچھ ابتک انھوں نے احکامات جاری کیے ہیں انکو موقوف کر دینگے
اور آپ سے عذر کرینگے تنہا جانا میرے نزدیک مناسب نہیں یوں آپکو اختیار ہے مجھے یہ
بھی اچھی طرح امید ہے کہ آپ سے اگر وہ سو لاکھ بھی مقابلہ کرینگے تو شکست پاینگے
مگر ایسی حالت میں مقابلے کی نوبت نہ آئیگی یوں ہی گفتگو سے بات بن جائیگی بادشاہ
آپ سے ملکر بہت خوش ہونگے کیا عجب ہے وہ بھی اسلام قبول کریں غرض اسطرح
کی باتیں ملکہ نے رفیع البخت سے کیں کہ شاہزادے کا غصہ فرو ہوا ملکہ نے پتہ
ہمراہیان رفیع البخت کا دریافت کیا اور عرض کی اب میں کچھ لوگوں کو آپکے لشکر کی
طرف روانہ کرتی ہوں بہت جلد وہ لوگ آپکی قدمبوسی حاصل کرینگے جب تک آپ
یہاں تشریف رکھیں تھوڑی دیر بھی گفتگو رہی پھر ملکہ رفیع البخت کو باغ سے اپنے
بارہ دری میں آئی وہاں تھوڑے عرصہ تک باتیں رہیں رفیع البخت نے فرمایا
صبح کو کچھ لوگ ہمارے لشکر کی تلاش میں ضرور جائیں اور ان لوگوں کو بہت جلد ہمارے
پاس لے آئیں کیونکہ ہمیں اب زیادہ ٹھہرنا گوارا نہیں جب تک وہ لوگ نہ ملینگے ہم کیسے
نہ ٹھہرینگے ایسا ہو کہ پھر وہ لوگ ہمکو نہ پائیں اور ہماری تلاش میں کسی اور جانب
چلے جائیں ملکہ نے عرض کی صبح کو ضرور چار دن طرف آدمی روانہ کیے جاوینگے اور
کیا عجب ہے کل ہی سب کا پتہ بھی ملجائے اور میں کل والد نامدار کے یہاں جاؤنگی خود
جملہ امور دریافت کرونگی آدمیوں سے کہنے کا کیا اعتبار ہے وہاں کی باتیں انکی سمجھ
میں نہ آئی ہونگی میں کل خود جاکر اچھی طرح دریافت کرونگی تھوڑی دیر یہ باتیں رہیں
جب رات زیادہ آگئی شاہزادے نے آرام فرمایا صبح کو ملکہ نے خواصوں کو بلاکر حکم دیا
کہ ہمارے ملازمین خاص کو بلاؤ اور انسے کہو پوشیدہ ہو کر یہاں سے جائیں اور شاہزادہ
رفیع البخت کے لشکر کا پتہ لگائیں خواصیں اسی وقت ڈیوڑھی پر آئیں اور ملکہ کے
ملازمین خاص کو طلب کیا ملکہ کے حکم سے سب کو آگاہی دی ملازموں نے کہا ملکہ عالم
سے عرض کیجئے کہ جب سے یہ واقعہ گذرا ہے اسوقت سے حکم شاہی ہے کہ کوئی سرحد کے
باہر نہ جانے پائے جو کوئی سرحد کے باہر جانے کا ارادہ کرتا ہے بادشاہ اسکو اپنے روبرو
طلب فرماتے ہیں اور اس سے جانے کا سبب دریافت کیا جاتا ہے اگر کوئی سرکاری
کام ہوتا ہے تو اجازت دیجاتی ہے ورنہ روک دیا جاتا ہے سب ساحروں کو تلاش ہے کہ
فوج کے قاتل کا پتہ لگائیں جب تک پتہ نہ ملیگا کوئی ساحر اور غیر ساحر سرحد کے باہر
نہیں جانے پائیگا خواصیں پلٹ کے ملکہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تمام حال عرض کیا

ملکہ نے کہا توقف کرو مین خود اسکا بندوبست کرتی ہون ابھی بادشاہ کے حضور مین جاتی
ہون سب کی راہ کھلی جاتی ہی اتنے عرصہ مین رفیع البخت نے فریضہ سحری سے
فراغت پائی ملکہ سے دریافت کیا کہ کیا ارادہ ہی ملکہ نے عرض کی اب مین بادشاہ سلامت
کے پاس جاتی ہون اور وہان سے خلاصہ خبر لاتی ہون اسکے بعد جو راے مناسب ہوگی وہ
کیا جائے گا ابھی سننے مین آیا ہی کہ حکم بادشاہ سے راستہ بند کیا گیا ہی جب تک مین جاؤنگی
انشاءاللہ درست ہوگا رفیع البخت نے فرمایا زیادہ عرصہ نہ لگانا بہت جلد واپس آنا
اگر تمکو دیر ہوگی ہماری طبیعت یہان گھبرائیگی ایسا نہو کہ زیادہ ہم گھبرا جائین اور ہم
یہان نہ ٹھہر سکین ملکہ نے یہ سنکر عرض کی ایسا کام نہ کیجیے گا ورا گر مرضی والا یہی ہی
تو مجھے نہ جانا بھی قبول ہی مین صرف دریافت حال کی غرض سے جاتی تھی رفیع البخت
نے فرمایا نہین تمہارا جانا ضرور ہی مگر مین یہ کہتا ہون کہ زیادہ دیر نہ لگانا جلد واپس
آنا ملکہ رفیع البخت سے رخصت ہوکر جانب خاقان تاجدار جادو روانہ ہوئین
کہ ذکر انکا وقت پر آئیگا

اب کچھ کیفیت خاقان کی عرض کیجاتی ہی

جب لوگون نے جاکر اسکو خبر دی کہ جس شخص نے اتنے غیر ساحرون کو ہلاک کیا تھا
اُس نے ساحرون کو بھی قتل کر ڈالا انسان نہین آفت ناگہانی ہی تو خاقان تاجدار
نے ایک ساحر نامی کو مع اور چند ساحرون کے براے گرفتاری رفیع البخت روانہ
کیا ان لوگون نے آکر رفیع البخت کو نہ پایا اپنے یہان کے ساحرون کی لاشین اُٹھا کر
لیگئے اور بادشاہ سے عرض کی جو شخص آیا تھا معلوم ہوتا ہی ساحر زبردست بھی تھا
اُسی نے سحر کرکے ان ساحرون کو قتل کیا اور خود بھی سحر کرکے نکل گیا بادشاہ نے
جواب دیا میرے خیال مین وہ شخص ابھی یہین موجود ہی کہین گیا نہین ہی اگر سرحد کے
باہر جاتا تو میرے بازو کا پتلا مجھے خبر دیتا تم لوگ جاکر تلاش کرو ضرور یہین کہین
پوشیدہ ہوگا ساحر پھر وہان سے واپس آئے اور بہت کچھ تلاش کرکے پلٹ آئے
خاقان نے کہا رات زیادہ آئی ہی اسوقت زحمت اٹھانا بیکار ہی اب صبح کو اُسکی
تلاش کرینگے اسوقت یہ بندوبست کر دیا جائے کہ سرحد کے باہر کوئی آدمی جانے نہ پائے
یہ کہکے اپنے بازو سے ایک پتلا کھولکر اپنے سامنے رکھا کہا اے تصویر نیرنگ جو شخص
آیا ہی یہ کون ہی اُس پتلے نے کہا یہ شخص مسلمان ہی رفیع البخت اسکا نام ہی بڑا بہادر
ہی ساحران جلیل اسکی ہیبت سے کانپتے ہین اگر اسکو یہان رہنے دوگے تو آفت
بپا کرے گا اس سے بہتر یہ ہی کہ اسے قتل کر ڈالنا خاقان نے کہا مجھکو اسکا پتہ کیونکر
معلوم ہوگا پتلے نے جواب دیا کل صبح کو سب سے پہلے جو تیرے پاس آئے گا وہی
اُسکا پتہ بتائے گا اُسی نے اسکو پوشیدہ کیا ہی رفیع البخت خود ساحر نہین مگر اسوقت

ساحرون کے قتل مین خود یہان کے سحر کی شرکت تھی خاقان نے کہا تعجب کی بات ہے میرے
یہان تو کوئی ایسا نظر نہین آتا جو اپنے ساتھیون کے مقابلے مین دوسرے کا شریک ہوتا
پتلے نے جواب دیا یہ راز پوشیدہ نہین رہیگا ظاہر ہو جائیگا مگر خبردار رفیع البخت کی شرکت
نکرنا نہین تو بہت پچتائیگا وہ تجکو بھی زیر کریگا اور سب مال و خزانہ اپنے قبضے مین کرکے
چلا جائیگا خاقان نے جواب دیا مین ہرگز اسکی شرکت نکرونگا جسکی ذات سے بزرگان
دین ساحری قتل ہوے ہین ایسے شخص کی شرکت کرکے اپنے حق مین جہنم مول لونگا یہ کہکے
اپنے پتلے کو بازو پر باندھ لیا اور محل کے اندر آیا اسکی بی بی ملکہ خورشید جمال نے سب
کیفیت دریافت کی خاقان نے سب حال بیان کیا ملکہ نے کہا تو ابھی وہ شخص یہان
موجود ہی خاقان نے کہا اب اسکی کیفیت کل معلوم ہو جائیگی بازو پر جو پتلا بندھا ہی اسنے
خبر دی ہی کہ جو شخص کل اول وقت تیرے پاس آئیگا وہی رفیع البخت کا شریک ہی
اور ایسے شخص کا زندہ رہنا مناسب وقت نہین ہی پتلا خبر دیتا ہی کہ اگر وہ رہیگا تو تیرا مال
و خزانہ لیکر چلا جائیگا اور تیرے ملک کو برباد کر دیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ کل جسطرح بن پڑے
اسکو گرفتار کرکے قتل کر ڈالون وہ دیر تک یہی باتین رہین جب رات زیادہ آئی خاقان سو گیا
مگر اس انتشار کے سبب اسکی رات عجیب حالت رہی بار بار اسکی آنکھ کھل جاتی تھی
ہر مرتبہ اسے یہی خیال ہوتا تھا کہ دیکھون کل سب سے پہلے میرے پاس کون آتا ہی اسی
کرب و بیچینی مین اسکو تمام رات بسر ہوئی صبح سے پہلے خاقان تاجدار جاگ اٹھ گیا
ابھی سپیدی سحر اچھی طرح آسمان پر پھیلنے بھی نپائی تھی کہ ملکہ نسیم مہر عارض نے آکر
سلام کیا خاقان نے اپنا سر پیٹ لیا کہا ای ملکہ نسیم تم اسوقت یہان کیونکر آئین
اور تمہارے آنے کا کیا سبب ہی ملکہ نے ہاتھ باندھکر کہا مین آپکے سلام کو حاضر
ہوئی اور کل مین نے کسی شخص کے آنے کی خبر سنی تھی اور یہ بھی سنا تھا کہ اسنے فوج کے
کچھ لوگون کو قتل کر ڈالا کئی ساحر نامی قتل کیے اسکی کیفیت بھی مجکو دریافت کرنا تھی خاقان
نے کہا تم نے غضب کیا اب ایک بات مین تم سے پوچھتا ہون مگر مجکو صحیح صحیح بتا دینا
اتنا سنتا تھا کہ ملکہ کے چہرے سے رنگ اڑ گیا سمجھی کہ کہا جو کچھ آپ دریافت کرینگے
مین خلاف نکہونگی سب صحیح بتا دونگی خاقان نے پوچھا تم اس شخص کے حال سے
اچھی طرح پر واقف ہو اور تم ہی نے کل اسکو مدد بھی دی تھی ورنہ وہ غیر ساحر تھا
ساحرون کو ہرگز ہلاک نکر سکتا اور آسانی سے گرفتار ہو جاتا اب ملکہ کی عجیب حالت
ہوئی خاقان نے کہا دیکھو یہ راز ابھی افشا نہین ہوا ہی اور نہ لوگ اسکی تلاش کرتے پھرتے
ہین اگر تم نے کہین اسکو پوشیدہ کیا ہو تو صاف صاف بیان کردو ورنہ بڑی قباحت
ہی مین تمام ملک مین بدنام ہو جاؤنگا ساحر مجکو حقارت کی نگاہ سے دیکھینگے ملکہ نے
جب دیر تک بجز خموشی کچھ جواب نہ دیا تو خاقان نے غصے سے کہا کہ اگر تو میرا کہنا
خیال مین نہین لائیگی اور مجھے صاف صاف کیفیت نہین بتائیگی تو مین پھر جبر سے

کام لونگا تجکو ابھی جان سے مار ڈالونگا ارے تونے بڑا غضب کیا میرے دشمن کو مدد دی
اگر مین اسکے مقابلے مین جاتا تو اسی طرح تو میرے قتل کی بھی درپے ہوتی یہان وہ بچہ کا
صرف بہانہ تھا اصل مین تو ہی نے اسکو بلایا ہوگا ورنہ تیری وجہ سے وہ آیا ہوگا اب تو ہی نے
اسکو کہین پوشیدہ بھی کیا ہے تو بھلا تیرے چھپانے سے وہ کہین چھپ سکتا ہے مین ابھی
اسکا پتہ لگا لونگا تیرے مکان پر جاؤنگا آج تک کسی اولاد نے اپنے باپ کے دشمن کو مدد نہ دی
ہوگی تونے یہ غضب ڈھایا اب سزا تیری یہ ہے کہ پہلے اسکو قتل کرون پھر تیری بھی جان سلامت نہ چھوڑون
اور اگر تو اسوقت اسکا پتہ بتا دے اور گرفتار کرا دے تو تیری جان بخشی کی جائیگی مگر وہ
زندہ نہ بچیگا اسی طرح بہت سی باتین غصہ مین خاقان نے ملکہ نسیم سے کہین مگر
ملکہ نسیم خاموش سر جھکائے بیٹھی رہی جب غصہ ہوا تو خاقان نے تازیانہ منگایا
اب ملکہ خورشید جمال والدہ ملکہ نسیم کو اس حال کی خبر ہوئی کہ خاقان نے
ملکہ نسیم کے واسطے تازیانہ منگایا ہے یہ بیتاب ہوکر خاقان کے پاس آئی کہا اے
شہنشاہ آپ کا قلب کیا پتھر کا ہوگیا ہے دنیا مین کسی نے بھی اولاد کے واسطے ایسی سختی
کی ہے آخر اسکی خطا کیا ہے بادشاہ نے ملکہ کو قریب اپنے بلایا سب کیفیت بیان کی
کہا اگر والدین نے اولاد کے واسطے اپنے ستم روا نہین رکھے تو اولاد نے بھی مان باپ
کے دشمنون کو اسطرح پناہ نہین دی ہے ملکہ خورشید جمال نے کہا آخر آپسے کس نے
کہا کہ ملکہ نسیم نے اپنے یہان اس جوان کو پوشیدہ کیا ہے خاقان نے جواب دیا کہ
کل مین نے بانوی پیرسہ پتیلا کو بلکے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جو شخص کل آیا
پہلے مجھ سے ملنے کو آنے لگا تھا وہ خدا پرست اسی کے گھر مین پوشیدہ ہوگا ملکہ خورشید جمال
نے کہا ممکن ہے کہ پتیلے نے ایک حکم مین کم توجہی کی ہوا اور یہ بات خلاف ہو خاقان
نے کہا پتیلہ کبھی کوئی بات جھوٹ نہین کہتا آج تک اسکے سب حکم سچ ہوئے ہین القصہ
خاقان نے پھر پتیلہ بانو سے کہلوایا اور اسکی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ ملکہ نسیم کے
مکان مین رفیع البخت موجود ہے پتیلے نے سر ہلایا کہا ملکہ نسیم ابھی رفیع البخت سے
باتین کرکے آئی ہین اور وعدہ کیا ہے کہ مین جان جاتی ہون جو کچھ کیفیت ہوگی آپکو
اطلاع دونگی اب تو خاقان کو اور زیادہ غصہ آیا چاہا ایک تازیانہ لگائے کہ ملکہ
خورشید جمال گلے سے لپٹ گئی کہا اے شہنشاہ پہلے آپ مجھکو قتل کرین پھر نسیم کو
جسطرح کی تکلیف دینا چاہے اسکی تکلیف ہرگز نہین دیکھی جائیگی خاقان نے
جواب دیا کہ کیا تمکو بھی بیٹی کی طرفداری منظور ہے اب جو خورشید جمال نے خیال کیا
کہ اگر مین زیادہ گفتگو کرتی ہون تو ایسا نہو کہ بادشاہ کو مجھپر بھی غصہ آئے اور مجھکو بھی
نسیم کے ہمراہ مبتلا ہے بلا کردے تو پھر نسیم کا کوئی بچانے والا بھی نہین ہے یہ سوچ کے
ملکہ خورشید جمال نے کہا اے شہنشاہ آپ تھوڑی دیر توقف فرمائین مین ابھی اسکا انتظام
کرتی ہون اور رفیع البخت کو اسیر کرکے منگائے دیتی ہون جو کام ہو وہ دلاسے و تشفی سے

خوب ہوتا ہی اگر آپ اسوقت جبر کرینگے اور سب لوگ بھی اس کیفیت سے ماہر ہونگے
ملکہ نسیم کی تنہا بدنامی نہین آپ بھی تمام ملک مین رسوا ہوجائینگے اس سے مناسب یہ ہی
کہ آپ تھوڑی دیر کے واسطے باہر تشریف لے جائین مین دلاسا دیکر ملکہ نسیم سے کل
کیفیت دریافت کر لونگی اور اسکو سب نشیب و فراز سمجھا دونگی یہ خود ربیع البخت کو
گرفتار کرا دیگی اور اسکے قتل مین مدد دیگی آپ نے تو غضب کیا ایسی پروردہ نازو
نعم کے ساتھ اس جور و جفا سے پیش آئے وہ بھی گھبرا گئی آپ کے آئے ہوئے اسکے حواس
جاتے رہے ملکہ خورشید جمال نے جو یہ تقریر کی خاقان بھی کچھ سمجھا ٹال کر چلا گیا اب
ملکہ خورشید جمال ملکہ نسیم کو اپنے ہمراہ لیکر علیحدہ آئین پہلے رومال سے آنسو
پونچھے پھر بہت کچھ دلاسا دیا اسکے بعد کہا کیون بیٹی کیا تمکو اپنے مہربان باپ کی محبت
ذرا بھی نہین ہی جو تمنے اسکے دشمن کو اپنے گھر مین چھپایا جو بات سچ ہو مجھسے بیان کردو
ملکہ نسیم نے سر جھکا لیا شرم کی وجہ سے کچھ جواب نہ دیا پھر بہت دیر تک ملکہ
خورشید جمال نے سمجھایا آخر مجبور ہو کر ملکہ نسیم نے کل کیفیت بیان کر دی
اب تو خورشید جمال کے پاؤن کے نیچے سے زمین نکل گئی سرد ہوگئی کہا ای بیٹی تمنے
بڑا غضب کیا اسقدر باتین ہوئین مگر ابھی تک اسکی محبت سے ہاتھ نہین اٹھاتی ہو
اور اب تو راہ راست پر آؤ دیوانی ہو جاؤ ابھی بڑی منتین کرکے مین نے شہنشاہ
سے چند ساعت کی مہلت طلب کی تھی کہ مین ملکہ نسیم کو سمجھا کر کل کیفیت آپ سے
بیان کردونگی اور اسکو بھی گرفتار کرا کے منگا دونگی اب کوئی دم مین وہ آتے ہونگے
مجھسے جو دریافت فرمائینگے تو مین انکو کیا جواب دونگی ارے وہ ابھی تمکو اسیر کرکے
لیجائینگے اور اسکی جان تو کسی طرح نہ بچیگی مگر مجھے یہ خوف ہی کہ شہنشاہ کا غصہ بہت
بڑا ہی جب انکو غصہ آتا ہی تو انکی محبت سرد ہو جاتی ہی بہت مرتبہ ایسے اتفاقات
ہوئے ہین کہ انھون نے اپنے عزیزون کو سولی دلا کر مروا ڈالا ہی مین دیکھتی
ہون تو اس بات کا انجام مجھے بہت برا معلوم ہوتا ہی ملکہ نسیم نے جواب دیا
کہ اب جو مقدر مین لکھا تھا وہ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہی وہ ہوگا آپ میرے
ساتھ اسوقت یہ سلوک کرین کہ مجھکو میرے مکان واپس جانے دین وہان سے
پھر شہنشاہ کو اختیار ہی کہ مجھے اور شاہزادہ ربیع البخت کو گرفتار کرکے منگالین
ملکہ خورشید جمال نے کہا اب جانا تمھارا غیر ممکن ہی یہان سے آگے تو شہنشاہ
جانے نہ پاؤگی شہنشاہ اگر آئینگے تو مین انکو کیا جواب دونگی وہ جسوقت تمکو یہان نہ پائینگے
آفت برپا کرینگے مجھے بھی تمھارا دوست خیال کرکے نہین معلوم کیا سزا دینگے ملکہ نسیم
نے کہا آپ اس بات کو یون بنا لیجیے گا کہ جب مین نے اسپر ضد کی تو آپ نے میرا کہنا قبول
نہ کیا اور میں ضد کرکے اپنے مکان کی طرف چلی گئی ملکہ خورشید جمال نے بہت کچھ کہا مگر
نسیم نے قبول نہ کیا جب اسکو یقین ہوگیا کہ اب نسیم کا قابو مین آنا دشوار ہی اور غصہ بہت

یہ سحر کرکے جایا چاہتی ہے اسکا سحر مجھ سے نہ رکیگا یہ سوچ کے اسنے ایک خواص
کی طرف اشارہ کیا کہ شہنشاہ کو جلد بلا لے میں اس سے کچھ باتیں کہونگی نسیم نے
خورشید جمال کا اشارہ دیکھ لیا سمجھ گئی اب خاقان تاجدار چاہتا ہے آئیگا اور
وہ اسیوقت مجھکو اسیر کر لیگا یہ سوچ کے ملکہ نسیم نے سحر کرکے پاؤں زمین پر
مارا غرق ہوئی کہ خورشید جمال نے کچھ سحر کرکے روکنا چاہا مگر بہ نسبت اپنی ماں
خورشید جمال سے نسیم سحر میں زیادہ مشتاق تھی اسکے روکنے سے نہ رکی اور
غرق زمین ہوگئی اسی اثنا میں خاقان بھی محل میں آگیا اور نسیم کو نہیں پایا
خورشید جمال سے کہا نسیم کہاں ہے اسنے جواب دیا ای شہنشاہ میں نے اسکے
تیور برے پائے تو فوراً آپکو اطلاع دی آپ نے تشریف لانے میں عرصہ کیا وہ
سحر میں مجھ سے زیادہ ہوشیار ہے میں نے بہت روکا مگر وہ نہ ٹھہری سحر کرکے
غرق زمین ہوئی اب یقین ہے اپنے باغ میں پہونچی ہوگی ای شہنشاہ مناسب
ہے کہ ایسے میں آپ بھی تشریف لیجائیے اور دونوں کو گرفتار کر لائیے ورنہ عرصہ
کرنے میں یقین ہے کہ دونوں کسی طرف نکل جائینگے پھر قیامت تک ہاتھ نہ آئینگے نسیم
اپنے ہی تخت پر اسکو بھی بٹھائیگی اور جسطرف جی چاہے گا لیجائیگی خاقان نے کہا
میں ابھی جاتا ہوں اور دونوں کو ابھی اسیر کرکے یہاں لاتا ہوں خورشید جمال
نے کہا ای شہنشاہ ابھی تک یہ راز سب سے پوشیدہ ہے آپ بھی اسطرح سے کام
انجام دیں کہ کسی پر یہ بات ظاہر نہ ہو رفیع البخت کو لاکر قتل کیجئے نسیم کو اسکی
خطا کی ایسی سزا دیجیے کہ ہمیشہ کو اسطرح کی باتوں سے باز آئے خاقان نے
کہا دیکھو میں کیا کرتا ہوں یہ کہکے صحن مکان میں آیا سحر کرکے ملکہ نسیم کے مکان
کی طرف روانہ ہوا کہ ذکر اسکا کیا جائیگا

اب کیفیت ملکہ نسیم کی لکھی جاتی ہے

کہ یہ جو اپنی ماں ملکہ خورشید جمال کے سامنے سے سحر کرکے آئی تو فوراً اپنے
مکان میں پہونچی یہاں رفیع البخت کو کمال انتظار تھا جیسے ہی ملکہ کو آتے ہوئے
دیکھا اور نگاہ ملکہ کے چہرے پر پڑی فوراً رفیع البخت سمجھ گئے کہ اسوقت ضرور ملکہ
کو کچھ انتشار ہے فوراً اٹھ کھڑے ہوئے قریب آکے دریافت کیا کیوں ملکہ خیریت
تو ہے اسوقت تمہارے چہرے سے گھبراہٹ معلوم ہوتی ہے نسیم نے سب
حالت بیان کی رفیع البخت نے کہا پھر تمکو اسقدر انتشار کی ضرورت نہیں ہے خدا
مالک ہے ملکہ نے کہا مجھکو خیال ہے کہ والد ماجد یہاں نہ پہونچ جائیں تو قیامت برپا ہو
رفیع البخت نے کہا تم اس امر سے خاطر جمع رکھو ہر حالت میں اللہ مدد کریگا
جو بلا آئیگی اسکو رد کریگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا ملکہ نسیم گھبرائی رفیع البخت نے

قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا لشیم نے عرض کی ابھی مین آپکو ایک انگشتری دیتی ہون جبتک
آپکے ہاتھ مین انگشتری رہیگی سحر کوئی آپکو ہلاک نکر سکیگا وہ انگشتری ایک عامل
زبردست کی بنائی ہوئی ہی تحفۃً یہان رکھی ہی کبھی اُس سے کام نہین لیا جاتا ہی یہ کہکے
فوراً ایک خواص کیطرف اشارہ کیا ایک صندوقچہ منگا کر انگوٹھی اُس مین سے
بعد تقبیل نکال کے رفیع البخت کے ہاتھ مین پہنا دی شاہزادے نے لاکھ انکار کیا
مگر ملکہ لشیم نے نہ مانا ابھی انگشتری رفیع البخت اچھی طرح دیکھ بھی نہ چکے تھے کہ
دیکھا اوپر سے ایک تخت اُترا اُس تخت پر ایک ساحر حسین تاج مرصع کا کج سر پر
دھرے ہوے ہاتھ مین شمشیر سحر لیے ہوے بڑے جاہ و حشمت سے بیٹھا ہوا ہی
تخت بیٹھتے ہی زمین پر آ اترا ساحر کی نگاہ رفیع البخت پر پڑی کہا اے شخص کل تو نے
کیا غضب کیا میرے لشکر کے لوگون کو بلاخطا قتل کیا جب مین نے ساحرون کو بھیجا
تو انکو بھی تو نے جان سے مار ڈالا تجھے ذرا بھی میرا خوف نہ آیا اور مجھ سے نہ گھبرایا
اُن لوگون نے کیا خطا کی تھی رفیع البخت نے بھی قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالکر کہا کہ اے
نابکار پہلے میرے قریب آ اور اپنی فوج والون کی خطا کو سن لے اگر مین نے
زیادتی کی ہو تو مین ضرور تقصیروار ہون اور اگر تیری فوج والون نے زیادتی
کی ہو تو ہرگز میری خطا نہین اور یہ جو تو نے کہا کہ مین تجھ سے نہ ڈرا اور انکو قتل
کیا تو مجھکو سواے ذات خدا اور کسی کا ڈر نہین ہی خاقان نے جو یہ تقریر شجاعت کی سنی
دلمین خیال کیا کہ یہ جوان ضرور جری و بہادر ہی انداز تقریر سے یہ بھی معلوم ہوتا
ہی کہ مرد عالیجاہ ہی اور ضرور رفیع البخت کی تقریر نے خاقان کے دل پر اثر کیا
اُدھر پتلے نے جو بازو پر بندھا ہوا تھا سر ہلانا شروع کیا خاقان نے پتلے
کی طرف مخاطب ہوکر کہا مین اس خداپرست کا شریک نہین ہوا ہون صرف اسکی
کچھ باتین سنونگا اور ابھی اسکو گرفتار کیے لیتا ہون پتلے نے سر ہلایا یہ اشارہ کیا
کہ تقریر نہ سنو نہین دل پر تاثیر کرے گی مجبور ہوکر اسکی اطاعت قبول کروگے
اور کچھ بنائے نہ بن پڑے گی خاقان نے کچھ خیال نہ کیا اور رفیع البخت کیطرف
مخاطب ہوکر کہا اگر وہ خطا نہین تھی تو یہ کتنی بڑی خطا ہی کہ میرے مکان مین اسطرح
آسکے پوشیدہ ہوا اگر یہی امر تھا کہ میرے لشکریون کی خطا تھی تو میرے پاس آنا چاہیے
تھا جب تم میرے پاس آتے اور انکی شکایت مجھ سے کرتے تو مین ضرور انکو سزا دیتا
اور اگر تم نے خود انکو قتل کر ڈالا تھا تو میرے پاس آکے سب واقعہ بیان کرتے
یہان آنے کی کیا ضرورت تھی رفیع البخت نے فرمایا یہان آنا بھی خطا نہین اسلیے
کہ ملکہ لشیم نے دین سامری پرستی پر لعنت کرکے اطاعت اسلام قبول کی ہی اور
اسوجہ سے ہمین انکی حمایت واجب ہی اگر ہم یہان نہ آتے تو تم لوگ ضرور انکو آزار پہونچاتے
اور ایک روز صاحب ایمان کی جان جاتی یہ سنکر خاقان کو اور زیادہ غصہ آیا مگر رفیع البخت کی

تقریر نے یہانتک اسکے دل پر اثر کیا تھا کہ خاقان قریب آیا اور کہا ای جوان نقابدار تعجب کی
بات ہی کہ تو اتنا شجاع اور صاحب ہمت ہوکر یہ نہین سمجھا کہ دین سامری پرستی کی مذمت
اگر ہمارے سامنے کی جائیگی تو اسکا اثر کیا ہوگا رفیع البخت نے جواب دیا کہ ہمکو اطاعت
دین اسلام منظور ہی اور دین سامری پرستی کی مذمت کرنے سے ہمکو کوئی خوف و باک
نہین ہی ہم کوئی بات پوشیدہ نہین کرتے نہ کسی سے ہمین ایسا خوف ہی کہ وہ ہمارے
حق مین بہتری یا بدتری کر سکتا ہی ہر حالت مین ہم خدا کو اپنا معین و کفیل جانتے ہین اور
ای خاقان تم بھی مجکو ایک مرد سنجیدہ معلوم ہوتے ہو مناسب یہ ہی کہ تم بھی اس دین
باطل کو ترک کر کے راہ راست پر آؤ اور خدا کو وحدہ لاشریک جانو جب خاقان
نے یہ جملہ سنا تو اسکو تاب نرہی غصہ مین آکر اسنے کہا ای جوان جہانتک مین تیری باتون کو
ٹالتا ہون تجھے اور جسارت ہوتی جاتی ہی اب مین تجکو گرفتار کر کے اسیوقت لیجاؤنگا
یہ کہکے خاقان نے چاہا کہ ہاتھ رفیع البخت کا پکڑ لے شاہزادے نے اپنی کلائی بچا کے
خاقان کا ہاتھ اپنے قبضہ مین کیا چاہا جھٹکا دین خاقان نے سحر کرنا چاہا مگر بدل خوف
سے اسکی عجیب حالت ہوگئی دست و پا مین رعشہ پڑ گیا کہا ای جوان نقابدار پہلے میری
کچھ باتین سن لے پھر تجکو اختیار ہی رفیع البخت نے صبر کیا اور ارشاد فرمایا جو کہنا ہو بیان کر
خاقان نے کہا مین تم سے کسی طرح کا قصاص نہین لینا چاہتا مگر ایک یہ تمنا ہی کہ اب آپ اس
جگہ سے تشریف لیجائین اور اس راز کو کسی پر افشا نکرین لشکر کو میرے حوالے کردین اسمین بہتر
یہ بات ہی کہ گذشتہ خون بھی نہوگا اور آپ سے مجکو کوئی شکایت بھی نرہیگی رفیع البخت نے
فرمایا اب ہمکو صرف ایک شرط پر تمہاری جان بخشی کرنا منظور ہی وہ یہ کہ دین سامری پرستی پر
لعنت کرو اور خدا کو واحد و یکتا سمجھو اطاعت اسلام قبول کرو خاقان نے کہا ای جوان نقابدار
اگر مین ایسا کرونگا تو تمام ساحرون مین بدنام ہو جاؤنگا اور ساحر مجکو زندہ نچھوڑینگے
رفیع البخت نے ارشاد کیا بڑے افسوس کی بات ہی کہ تم بخوف جان اپنے خدا کو بھولے
جاتے ہو جب تم ایمان لاؤگے تو خدا ہر حالت مین تمہارا کفیل ہوگا ساحرون کی کیا مجال
جو تمہین آزار پہنچائین اسوقت تمہارا سحر و نیرنگ کہان ہی اور وہ تمہارے معبود بھی خداوند
کدھر ہین ایسا کوئی آکر تمہاری مدد نہین کرتا اس طریقے سے رفیع البخت نے جو باتین کہین
کہ خاقان کو کچھ بن نہ پڑا کہا ای شہریار آپ توقف فرمائین اور آج بھر کی مہلت مجکو دین
کل مین پھر خدمت والا مین حاضر ہونگا اور آپکو ان جملہ امور کا جواب دونگا رفیع البخت نے
کہا یہ بات مجکو منظور ہی تم جاؤ اور کل جملہ باتین سمجھ کے میرے پاس آؤ خاقان اسیوقت وہان سے
اپنے مکان کی طرف چلا یہان ملکہ خورشید جمال منتظر تھی آتے ہی اسنے دریافت کیا کہ ای شہنشاہ
آپنے کیا انتظام کیا خاقان نے جواب دیا کہ وہان پہونچ کے عجیب حالت میرے قلب
کی ہوگئی وہ جوان نقابدار بڑے رعب وداب کا [illegible] آدمی ہی مین نے بہت چاہا کہ اسکے
مقابلے مین کچھ سحر کرون مگر اسکا رعب وجلال مانع رہا میرے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا

عجیب کیفیت ہوگئی یہانتک کہ اُس جوان نقابدار نے دین سامری پرستی کو بہت بُرا بھلا
کہا اور مجکو ناگوار بھی ضرور ہوا مگر مین اُسکا کچھ نکرسکا چاہا کہ ہاتھ اُسکا پکڑکر گرفتار کرلون مگر
اُس جوان نے اپنی کلائی بچاکر میرے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا اگر مین عذر نکرتا تو یقین ہی ہاتھ میرا
توڑ ڈالتا اب اُس جوان نقابدار نے مجھے اطاعت اسلام قبول کرنے کی ہدایت کی ہی اگر
انکار کرتا ہون تو جان بچنا دشوار ہی اور اگر دین سامری پرستی کو ترک کرتا ہون تو تمام
ساحر میرے دشمن ہوئے جاتے ہین ایسی حالت مین مین کیا کرون خورشید جمال نے کہا
آپ پر کوئی جبر نہین کرسکتا اگر آپ دین سامری پرستی کو ترک نکرین تو وہ جوان نقابدار
آپکا کیا بنالیگا خاقان نے جواب دیا جان بچانا دشوار ہوگا وہ لڑ بھڑکر یہان سب کو
تہ تیغ کریگا ابھی اُسکا لشکر بھی آتا ہوگا اسوقت اور دقت پیش آئیگی اسکے علاوہ نسیم
نے دین سامری پرستی کو ترک کردیا ہی اور وہ ضرور اُس جوان نقابدار کا ساتھ دیگی
ایسی حالت مین میری یہ رائے ہی کہ اُس جوان کے خلاف کوئی بات نکرون جان بھی بچتی
ہی اور عزت بھی بچتی ہی خورشید جمال نے کہا اگر آپ نے ایسا کیا تو تمام ساحر آپکے دشمن
ہوجائینگے خاقان نے کہا اب مجکو ساحرون سے خوف نہین رہا اسوجہ سے کہ جب
مین ایک غیر ساحر کا کچھ نہ بنا سکا تو ساحر میرا کیا بنا سکینگے خورشید جمال نے کہا پھر آپکو
اختیار ہی جو مزاج مین آئے بخوف آپ کرین خاقان نے کہا مین ایک روز کی مہلت
اُس جوان سے لیکر آیا ہون کل جاکر اُسکو جواب دونگا اگر تاخیر ہوگی تو کیا عجب ہی جو وہ خود
یہان آجائے اور اُسکا یہان آنا اچھا نہین ہی مفت مین کشت و خون ہوگا اور ضرور اہل اسلام
فتح پائینگے اسوجہ سے کہ بڑے بڑے شاہان طلسم نے جیسا ہا اُنسے مقابلہ کرکے فتح پائین
مگر سب کے ارادے فسخ ہوگئے اور آخر مین یا ایمان لائے یا جان سے مارے گئے تو میری
کیا حقیقت ہی اور میرے پاس اسقدر لشکر و سپاہ کہان جو مسلمانون سے جنگ آغاز
کرون اور میرا اب اعتقاد بھی دین سامری پرستی کی طرف سے بالکل جاتا رہا اگر کچھ بھی
اس دین مین راستی ہوتی تو بڑے بڑے سامری پرست اور بڑے بڑے ساحران نامی و
گرامی غیر ساحرون کے ہاتھ سے بصد ذلت و خواری قتل نہوتے اور اہل اسلام تمام
عالم مین اسقدر شجاع و بہادر مشہور نہوتے دیر تک خاقان یہی باتین کرتا رہا دوسرے
دن اُسنے حکم دیا کہ تمام شہر آراستہ کیا جائے اور دربار عام کی اطلاع ہر خاص و عام کو
دیجائے اُسیوقت اُسکے حکم کے مطابق تمام شہر کی آراستگی شروع ہوئی اور دربار عام کی
اطلاع ہر خاص و عام کو دی گئی خاقان بہ حکم دیگر ملکہ نسیم کے مکان پر آیا اور رفیع البخت
کو بصد ادب سلام کیا پھر ہاتھ باندھکر عرض کی ای شہریار آپ میری خطائین معاف فرمائین
اور غریبخانہ کو تشریف لیچلین تخت شاہی کو اپنے قدم سے زینت دین غلام نے دربار
عام کی اطلاع کرائی ہی حضور کا شریک دربار ہونا ضرور ہی مین چاہتا ہون میرے ملک
مین کوئی سامری پرست نرہے سب مسلمان ہوجائین رفیع البخت نے فرمایا

ہین ضرور شریک ہونگا ورنہ جتنی الوس سب کو آمادہ کرونگا خاقان اپنے ہمراہ بڑے جاہ و حشم سے رفیع البخت کو تختگاہ مین لایا دربار عام منعقد ہوا تمام اہل شہر جمع ہوے اسوقت خاقان نے باواز بلند سب سے مخاطب ہو کر کہا کہ مین نے دین اسلام قبول کیا جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ بھی اس دین برحق کو قبول کرے سب نے بصدق دل اسلام قبول کیا ایک ہفتہ تک جشن عظیم رہا خاقان نے اپنے ملازمین کو تلاش لشکر رفیع البخت مین روانہ کیا دوسرے روز ان لوگون نے آکر خبر دی کہ لشکر شاہزادہ رفیع البخت بھی آپہونچا ہے سب کو یہان کے حال سے اطلاع ہو چکی ہے کل تمام سرداران لشکر یہان داخل ہونگے دوسرے روز سب سرداران لشکر رفیع البخت کے پاس پہونچے شاہزادے نے دوسرے روز مع لشکر ظفر پیکر جانب وادی پر ہوشش کوچ کیا جسکا ذکر وقت پر آئے گا

اب یہان سے چند کلمہ داستان بادشاہ لشکر اسلام کے معرض تحریر مین آتے ہین

اٹھا شیشہ و جام ساقی شتاب
بھڑکتی ہے دل کی لگی اور بھی
ہر اک کو خوشی کے عوض غم ہے آج
لہو جوش زن ہو کے مژگان سے ہے
خموشی مری آہ و زاری میں ہے
جو بیٹھا ہون غافل فراموش ہون
لبون پر مرے شکوۂ بخت ہے
ترستا ہون دم بھر بھی آرام کو
جنون مین محبت کے سامان ہین
کہین شکوۂ بخت ناکام ہے
پڑی وہ خرابی خرابات مین
دل زار خشک ایسا میخانہ ہے
کہین آہ و زاری ہے شیون کہین
نہین کل کی امید باقی مجھے
محبت پہ اسکی بھروسا نکر
سناؤن نئے رنگ کی داستان

کہو آگ میری نظر مین شراب
وہ اگلی سی صحبت وہ مستی کہان
طربخانہ مین شور ماتم ہے آج
دل غمزدہ شاد ہے درد سے
مزہ مرگ کا دلفگاری مین ہے
پریشانیان دیکھکر آنکھ سے
جگر کو غم صدمۂ سخت ہے
شب و روز سرگشتہ وحشت مین ہون
بغلگیر دامن گریبان ہین
کبھی آفت کبھی نوحۂ جان گزا
کہ سب لٹ گئی بات کی باتین
کسی کو صبوحی کی پروا نہین
کہین ہے گریبان تو دامن کہین
زمانہ ہے رنگ دل بیقرار
وفا دوستی کی تمنا نکر

جو بیٹھا ہون بے یار اک دور بھی
وہ رندی کہان مے پرستی کہان
خلش خار غم کو رگ جان سے ہے
چلے جاتے ہین لب وہم سرد سے
لب جام اگر ہون تو خاموش ہون
ٹپک پڑتے ہین اشک ہر آنکھ سے
نہین ہے جو تسکین دل زار کو
بگولا ہون صحرا کے غربت مین ہون
کہین گریۂ اشک گلفام ہے
دریغا کبھی تھا وہ احسن ترا
نہ تر مے سے شیشہ نہ پیمانہ ہے
پڑا ہے کہین جام مینا کہین
جو دیتا ہو دے آج ساقی مجھے
رہا ہے دم بھر مین پہلو ہزار
نکلتی ہے دل سے جو میرا بیان

نظارگیان نیرنگ طلسمات وسیارگان منازل وحشت عجائبات میدان قرطاس کو سنا ہین افسونگری و نیرنگ سے غیرت بخش طلسمات بنالے ہین اور لوح خامہ تحریر سے طلسم بیان کو اسطرح فتح فرماتے ہین کہ یہ داستان اس مقام پہ

چھوٹی تھی کہ بادشاہ لشکر اسلام یعنی واراسپ بن جمشید بیابان ہذ طاق سے جانب
قلعہ ہفت رنگ سوار روانہ ہوئے اور کم کم جادو بھی ابر سحر مین پوشیدہ ہوکر بارادہ مدد
بادشاہ اسلام جانب قلعہ ہفت رنگ روانہ ہوئی تھی

اول حال بادشاہ اسلام کا بیان کیا جاتا ہی

کہ طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے جاتے ہین جاتے جاتے اُس بیابان مین پہونچے
جسکے بعد مرحلہ قلعہ ہفت رنگ کا ورفشن تھا چونکہ وقت شام کا قریب تھا آفتاب غروب
ہوا چاہتا تھا اس وجہ سے لشکر اُسی صحرا مین اُتر پڑا خیمہ و بارگاہین استادہ ہوگئین اسپکین
راوٹیان سراپردے دور تک برپا ہوگئے جگہ جگہ بازارون کے کھل گئے طلایہ دار طلایہ
پھرنے لگے کسی سمت سوارون کی پیٹھ پڑ گئی کسی مقام پر پیادون کے بستر لگ گئے تمام لشکر
مین کہا گہمی ہونے لگی کنورہ کھٹک رہا ہی دیگا نین آراستہ ہین خیمون مین ستار ڈھولک
بجتی ہی کوئی جوان کسی معشوقہ کی تاک مین اُسکے خیمہ کی طرف چکر لگا رہا ہی وہ بھی مسکراتی ہی
ادائے دلبری دکھاتی ہی کوئی کسی سے اشارہ کرتا تھا کسی کو قربت حاصل تھی نزدیک سے
باتین کرتا تھا حوصلہ دل کا نکلتا تھا کوئی نامراد کسی کو دیکھکر آہ سرد بھرتا تھا ہر سمت گرم بازاری
تھی دیکھے سے جی لگتا تھا بیچ لشکر مین بارگاہ فلک فرسا استادہ ہوئی قبہ جسکا سقف گردون سے
باتین کرتا تھا تیون جواہر دوز نقشین پردہ ہائے زنبوری چک دیکہا مین ماہ عالم افروز سے تھے
سائبان زربفتی سامنے اُس بارگاہ کے کھچا ہوا ہی کہ ہرکارون نے یہ خبر ملک صفرا بن
اصفر زرین پوش زرین کمر کو پہونچائی چونکہ بادشاہ قلعہ ہفت رنگ کا تھا اور یہان
حکومت کرتا تھا اُسکی خدمت مین جاکر عرض کیا کہ لشکر اہل اسلام کا بہت قریب آگیا ہی اور
بادشاہ لشکر اسلام ارادہ ہذ طاق پر جانے کا رکھتے ہین آج کی شب تمام لشکر اسلام فلان
صحرا مین جو حجاذی قلعہ ہفت رنگ واقع ہی مقیم ہی ہرکارے تو یہ خبر بادشاہ سے حضور
مین عرض کرکے اور انعام سے مستفید ہوکر واپس آئے اور یہان بادشاہ نے پلٹ کے
ہفت اندام جادو کی طرف دیکھا اور کہا کہ کیا ارادہ ہی ہفت اندام جادو نے عرض کیا
جان نثار اسی دن کے واسطے ہوتے ہین ہم لوگ اُٹھینگے اور مرینگے آپ کچھ اندیشہ نہ فرمائیے آپکا
اقبال شامل حال ہی تو ہم اُنسے مقابلہ کرکے بھگا دینگے اور اپنی جانین لڑا دینگے حضور کچھ
تردد نہ فرمائین اور انتشار سے خاطر فیض مآثر کو متفکر نکرین خدا پرست کیا جان رکھتے ہین
ایکدم مین ہم اُنکو نیست و نابود کردینگے اسطرح کے کلمات خوشامدانہ جان نثاران و ہوا خواہان
بادشاہ قلعہ ہفت رنگ کرتے رہے مگر صفرا بن اصفر زرین پوش نے کہا یہ سب
درست ہی تم لوگون کی خیرخواہی و نمک حلالی مقتضی اسی کی ہی لیکن مجکو صحیح طور پر معلوم ہوا ہی
کہ وہ شوخ و بد و گیسو بریدہ جسکو عیّار کہتے ہین اُس نے طلسم کشا کے ذریعے مقید کردیا تھا
کوئی تدبیر ایسا نکلی سوار ہو کے جاکر طلسم کو توڑا اور اس ناشدنی کم کم جادو کو رہا کیا اب وہ بھی

بادشاہ اسلام کے ہمراہ ہے اور ہر طرح کی مدد انکو دیتی ہے ان سب علامتوں سے آثار بربادی طلسم
کے نظر آتے ہیں یہ کہکر پرچہ بیضہ زرالہ کا ہندسہ کا نکالا آستین دیکھا لکھا تھا علامت بربادی طلسم یہ ہی
کہ دختر بادشاہ قلعہ ہفت رنگ کی شریک اسلام ہوا وہ جسوقت قید سے رہا ہو کر آئے تو اپنے
باپ کے قلعہ کو آپ برباد کرے مگر چند ساعتیں اہل اسلام پر ایسی سخت آنے والی ہیں کہ اگر اندر آن
ساعتوں کے جنگ آغاز ہو جائے اور سلسلہ لڑائی کا شروع ہو جائے تو یقین ہے اہل اسلام کو
شکست فاش ہو اور بادشاہ قلعہ ہفت رنگ فتحیاب ہو پس یہ احکام دیکھکر صفرا کے بن
اصفر زرین پوش زرین کمر نے ہفت اندام جادو اپنے سپہ سالار سے کہا کہ ان ساعتوں
کا خیال کر کے لشکر شاہی کو قلعہ سے باہر نکالو اور سلسلہ جنگ کا آغاز کرو چنانچہ حسب الحکم
بادشاہ کے ہفت اندام جادو نے اپنے علم سحر سے ان ساعات نحس کا خیال کر کے لشکر کو
قلعہ سے باہر نکالا خیمہ اور سراپردے برپا ہوئے اور بارگاہ شاہی وسط لشکر میں استادہ ہوئی
یہ سب انتظامات کر کے سپہ سالار نے بادشاہ قلعہ ہفت رنگ کے حضور میں عرض کیا کہ
حسب الحکم عالی لشکر بیرون قلعہ فروکش ہے اور خیمہ و خرگاہ و بارگاہ شاہی وغیرہ سب سامان
اپنے اپنے مقام پر آراستہ و پیراستہ ہو چکے بادشاہ نے سواری تیار ہونے کا حکم دیا
چنانچہ نہایت تزک و احتشام سے جلوس شاہی برآمد ہوا اشتر سوار و ماہی مراتب و خاص بردار
نشان بردار اور تمام افسران فوج رسالدار و کمیدان و دیگر اراکین دولت و مشیران مملکت
گھوڑوں اور ہاتھیوں پر سوار نہایت کر و فر سے ڈنکا بجاتا ہوا نقارخانہ شتری و فیلی اور
خاص رسالہ و پلٹن ہمراہ رکاب کمال عظم و شان سے سواری بادشاہ کی قلعہ ہفت رنگ
سے برآمد ہو کر داخل لشکر ہوئی ہر چند کہ لشکر بادشاہ اسلام کا کسی قدر فاصلہ پر تھا مگر ہرکارے
برابر خبریں پہونچا رہے تھے اور ڈاک بیٹھی ہوئی تھی دمبدم کی خبر بادشاہ اسلام کے
حضور میں آکر عرض کرتے تھے جسوقت یہ خبر سمع مبارک بادشاہ جمجاہ میں زبانی ہرکاروں کے
گوش زد ہوئی کہ بادشاہ قلعہ ہفت رنگ نے لشکر اپنا قلعہ سے باہر نکالا ہے اور قصد
مقابلہ رکھتا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں ہے خدا سے بزرگ است ٭ دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است
کاتب قدرت نے روز ازل جو کچھ ہماری پیشانی پر تحریر کر دیا ہے وہ ضرور پیش آئی ہے فتح و نصرت
اسی کے قبضہ اقتدار میں ہے ٭ از خدا دان خلاف دشمن و دوست ٭ کہ دل ہر دو در تصرف اوست
مجھکو کوئی اندیشہ نہیں میرا بھروسہ اسی کی ذات پر ہے ٭ سر بحکم نوشتہ حبیب ٭ ہر چہ آید بر سر من با نصیب
یہ فرما کر بادشاہ اسلام نے بھی حکم دیا کہ ہمارا لشکر بھی اس مقام سے چلکر مقابلہ لشکر بادشاہ قلعہ
ہفت رنگ فروکش ہو چنانچہ حسب الحکم بادشاہ جمجاہ اسیوقت لشکر اسلام بھی نقل و حرکت
کر کے مقابل میں لشکر صفرا کے بن اصفر زرین پوش کے خیمہ زن ہوا خیمے و بارگاہیں
وغیرہ سب اسی مقام پر آکر قائم ہو گئیں بادشاہ جمجاہ داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے
آپ نے حکم دیا کہ ایک نامہ بنام ملکہ صفرا بنت اصفر زرین پوش زرین کمر تحریر کیا جاوے
چنانچہ حسب الحکم عالی میر منشی نے نامہ تیار کر کے حضور میں پیش کیا بادشاہ جمجاہ نے ملاحظہ فرما کر

با آواز بلند ارشاد فرمایا کہ کون بہادر اس خدمت نامہ واری کو بجا لائے گا لندھور ثانی
یہ سنکے اپنے دنگل سے اٹھا اور حضور مین آکر عرض کیا کہ غلام اس خدمت نامہ واری کو
بجا لا کر سعادت دارین حاصل کرے گا آپ نے نامہ لندھور ثانی کے حوالے کیا اور
فرمایا خدا حافظ و ناصر ہے لندھور ثانی آداب و تسلیمات عرض کر کے مرکب پر سوار ہوا اور
لشکر صفراسے بن اصفر مین پہونچا ورگہ سالار سے اطلاع کرائی کہ نامہ وار بادشاہ
اسلام کا نامہ لیکر آیا ہے ورگہ سالار نے جا کر اپنے بادشاہ کے حضور مین عرض کیا کہ ایک
نامہ وار بادشاہ لشکر اسلام کا نامہ لیکر آیا ہے اجازت باریابی چاہتا ہے بادشاہ قلعہ
ہفت رنگ نے حکم دیا کہ بلا لاؤ اور چند کس واسطے استقبال کے بھیجے کہ وہ نامہ دار کو
باعزاز و اکرام اپنے ہمراہ لائے اور بادشاہ کے حضور مین پیش کیا دنگل عنایت ہوا یہ جسپر
بیٹھے اور نامہ نکالکر پیش کیا شرائط آداب نامہ کے ادا کر کے نامہ انھون نے بادشاہ کے
ہاتھ مین دیا بادشاہ نے میر منشی کو طلب کر کے نامہ دیا کہ پڑھو اسمین کیا لکھا ہے میر منشی
نے نامہ پڑھا لکھا تھا کہ اے ملک صفراسے بن اصفر زرین پوش زرین کمر بادشاہ
قلعہ ہفت رنگ مجھے تم سے کوئی وجہ خصوصیت کی نہین ہے ورنہ مین تم سے جنگ کرنا
پسند کرتا ہون میرا قصد نہ طاق پر جانے کا ہے اگر تم مجھکو راہ دیدو تو مین چلا جاؤن اور
اگر راستہ نہ دوگے تو مجھے مجبوراً جنگ کرنا پڑے گی صرف لحاظ و پاس اس امر کا ہے کہ تمھاری
دختر ملکہ گم گم جادو میری شریک ہے مین نہین چاہتا کہ اسکے باپ کو قتل کرون دوست
سے عزیز کے ساتھ دشمنی کا برتاؤ کرنا بہت نازیبا ہے ہر چند کہ وہ مشرف بہ دین اسلام
ہو چکی ہے اور تم ہنوز حالت کفر مین ہو لیکن بپاس خاطر اسکے مین تم سے کچھ تعرض نکرونگا اور نہ طاق
پر چلا جاؤنگا اور اگر یہ منظور خاطر ہو تو جواب اس نامہ کا قلم چوب اور قرطاس نقارہ
سے دینا صفراسے بن اصفر زرین کمر نے مضمون نامہ کا ہفت اندام جادو
سے بیان کیا اور کہا کہ تمھاری کیا راے ہے اس سیہ دل نے عرض کی کہ جواب اسکا
سواے جنگ کے کیا ہو سکتا ہے کہ مالک سے اپنے دشمنی کرے اور اسکے دشمن سے دوستی
کا برتاؤ کرے ہمین اسکی کیا ضرورت ہے چنانچہ بادشاہ قلعہ ہفت رنگ نے پشت نامہ پر
جواب جنگ تحریر کر دیا اور نامہ دار کو رخصت کیا وہ وہان سے روانہ ہو کر بادشاہ اسلام
کی خدمت مین حاضر ہوا اور کل کیفیت بادشاہ قلعہ ہفت رنگ کی اپنے بادشاہ
کے حضور مین عرض کی

وہان کا حال سنئے

کہ بعد رخصت کرنے نامہ دار کے ہفت اندام جادو نے اپنے لشکر مین حکم دیا کہ
بجے طبل جنگ چنانچہ نقارہ قرمزی پر چوب پڑی اور صدا سے نقارہ گردون دون مین
گونجی ہرکارے جو باہر جاسوسی میں تھے وہ خبر لیکر خدمت مین بادشاہ اسلام کی
حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ صفراسے بن اصفر زرین کمر نے طبل جنگ بجوایا ہے اسکا

ارادہ ہی کہ کل کے روز میدان کارزار میں نکلکر ملازمان حضور سے مقابلہ کرے باقی خیرو عافیت ہی ہر کارے تو انعام پاکر رخصت ہوے یہاں بادشاہ اسلام نے بھی اپنے لشکر میں حکم نواخت طبل رزمی دیا صدائے کوس حربی سے گوش گردون کر ہوے اور نقارہ کی آواز آتی عجیب تھی کہ نصر من اللہ فتح قریب * غرضکہ نقار خانہ سلیمانی میں طبل سکندری پر چوب پڑی دنیا دہل گئی صبح کا بالا ہے چرخ کلیجہ کانپا طاس فلک میں جھنّاٹا پیدا ہوا گنبد عالم میں صدا گونج گئی دلاوران اور بہادران آگاہ اور ہوشیار ہوے دربار بادشاہی برخاست ہوا ہر سردار اپنے اپنے مقام پر آکر درستی اسباب رزم کرنے لگا تلوارین نیاموں سے نکلین خنجرون کے نیام جو کچھ دل میں رکھتے تھے وہ اگلنے لگے رشتہ جان اور رشتہ تیغ کے رشتہ محبت ٹوٹنے کا زمانہ آیا سلسلہ دشمنی مستحکم ہوا شمشیر بران نے گلے ملکر گردن کاٹنا چاہی زبان نیزہ نے سوکھی سنائی حلقہ زرہ کے طوق کا گھیرا جل کھتے تھے نخل تمنا سے مردان میں تلوارون کے پھل تھے دونون جانب کے لشکرون میں غلغلہ عظیم برپا تھا تیغون کی جھنکار اور خنجر کی دھار سے پانی کی لہر اور شور سحر کا رنگ نظر آتا دل خوف سے سینہ میں پانی پانی ہوا جاتا تا قلزم رزم جدال و قتال میں طوفان عظیم اٹھا تھا کفار کا جہاز خشکی میں ڈوبتا تھا کہا نتک عرض کرون رات بھر وہی شورش اور ہنگامہ برپا رہا ادھر لشکر کفار میں سحر جگائے جانے لگے بخور روشن ہوے باجا پوجا ہونے لگا بنگالی ساحر ڈیرو بجانے لگے بھینٹ چڑھانے لگے منترون کی صدا بلند ہوئی بیرون کے آنے سے سناٹے آنے جاپ کرنے والے جھوم جانے کسی مقام پر خوک و تیہو جھٹکا ہوتے تھے سان کی سی جو راسہ کی اور ویرانے کی اور جہان گدھا لوٹے وہان کی خاک جمع ہوتی تھی وحشت دائرہ اور خنجری بجتی تھی ڈھولا جھومتا تھا اگیاری ہوتی تھی جوت کا دیا جلتا تھا ان ہنگامہ پردازان نے زمین سر پر اٹھائی تھی رو سے سحر کیا کیا تھا بقول شاعر کہ

لگا کوئی جادو کی کرنے پڑھت \
کہ ہون جیسے دیکھین عقل سے ہزار \
لگائی کسی نے کسی تن میں آگ \
کہین کا نور دیں سے آئے تیر \
غرض ہر طرف سحر و نیرنگ تھا

کوئی پڑھ کے میدان میں کرتا گزشت \
سیاہی تھی عالم میں چھائی ہوئی \
کہین شور برپا رہے سحر جاگ \
کہین سحر کا بحر تھا موج زن \
یہی وقت جانبازی و جنگ تھا

ہوا ہیچ کھائی تھی یون بار بار \
بلا کالی ہر سمت آئی ہوئی \
کہین ابر گہر برستے تھے تیر \
کوئی کھیلتا تھا دھمدو کا ڈہیت \
خلاصہ یہ کہ تمام رات باہم جنگ کا سما

بجتا رہا اور دونون لشکرون میں تیاری و درستی ہوا کی جبکہ رات کم رہ گئی اور زمانہ نے رنگ بدلا یعنی ساحرہ شب کی صورت روغن سپید ضیا سے بہرنے لگا کہ تبدیل فرمائی اور رنگ ابیض سحر نے نئی صورت پیدا کی یعنی ستارہ سحری چمکا اور آفتاب عالمتاب نے میدان فلک پر اپنا جلوہ دکھایا کہ چمکا صبح کا تیغہ دم ستارہ ہوا پاس ہاتھی شب نے آتارا پکار ے سب کہ جاگو رات کم ہے آٹھو دامان گل شبنم سے نم ہے ہنگام سحر دونون طرف کے لشکر انبوہ کے انبوہ شیپے کے شیپے دستے کے دستے قشون کے قشون میدان کارزار میں آئے صفین جدال و قتال کی آراستہ ہوئین میمنہ میسرہ

قلب وجناح ساقہ وکمینگاہ اگلا ہراول اور پچھلا چنداول جو دہ صفین جدال وقتال کی لشکر اسلام مین آراستہ ہوئین نقیب نکلے نقابت کرنا شروع کی کڑکیت کڑکا کہنے لگے اور اشعار مذمت دنیا اور بے ثباتی عالم کے بیان کیے اشعار

بدلتا ہے سدا یان رنگ جی کا
کوئی محظوظ ہوتا ہے جو یکدم
نہیں دنیا ہے خالی گھر کسی کا
زبان مرگ اسکے ہو کہ اوسکے
نہیں رہتا کبھی قابو کسی کا
تو پہ سون ہے برابر کاوش غم
سوا اسکے نہ دولت اور نہ ادراک
عزیز و اقربا سب سے جدائی
وہی دو گز کفن اور گوشہ خاک
فقط کنج لحد سے آشنائی

ان اشعار عبرت آثار کے سننے سے بہادرون کی رگون مین خون نے جوش مارا اشتیاق نبرد مین جنگ مین بیچین ہونے لگے ادھر لشکر کفار نے بھی اپنی فوج کی سات صفین قائم کین ہر صف کا رنگ جداگانہ تھا ہر طرف پھریرے نشانون کے کسی طرف زرد کسی طرف سرخ کسی طرف سبز کسی جانب سفید کسی سمت سیاہ کسی جانب ارغوانی کھلے ہوئے لہراتے تھے اور ان پر تشریف لانے دو سو خداوندون کی تحریر تھی اور جس صف کا جو رنگ اسکے جوانون کی وردی بھی اسی رنگ کی تھی تمام سوار وپیدل اسی رنگ کی وردیان پہنے ہوئے تھے اور پھریرے نشان مرکبون کے زین پوش ہاتھیون کی جھولین شترون کے غاشیے وغیرہ سب اسی مناسبت سے اسی رنگ کے تھے اور قلب لشکر مین سیاہ زرہ پوش اور زرین کمر تھے اور بادشاہ بھی زرہ پوش وزرین کمر تھا غرضکہ جب نقیب نقابت کرکے ہٹے تو ملک صفرا بن اصفر زرین پوش نے ایک صف کی طرف پلٹ کر دیکھا کہ وہ صف سیاہ پوشون کی تھی اور افسر اسی صف کا سودا بن اسود جادو تھا بس اشارہ پاتے ہی اسنے اپنے فیل سحر کو بڑھایا اور میدان جنگ مین آیا اسنے آتے ہی ہیبت دی کہ یا شیدائی گروہ خدا پرستان وفرقہ زبردستان جسکو تم مین سے اپنی تقدیر اپنے پاؤن سے جانا منظور ہو وہ آئے اور مجھ سے مقابلہ کرے بس یہ سننا تھا کہ لشکر اسلام سے رستم خان بن تیغ تاب نے باگ گھوڑے کی لی اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر مجرا کیا اجازت میدان چاہی آپ نے فرمایا کہ یہ ساحر ہے ساحر کے مقابلہ مین غیر ساحر کا جانا کیونکر ہو سکتا ہے عرض کیا کہ پھر ساحر یہان کون ہے غرضکہ مجبوری بادشاہ نے اجازت دی رستم خان نے سلام کرکے مرکب کو اپنے بڑھایا اور سامنے سودا بن اسود کے آئے سودا بن اسود نے بغور سر تا قدم تفتیش کرکے خیال کیا کہ یہ جوان بھی ساحر معلوم ہوتا ہے جو اس ہمت سے آیا ہے اسنے باواز بلند کہا اے شخص اگر کچھ دعویٰ سحر وساحری ہے تو اپنا وار کر کیونکہ پھر میرے وار سے تیرا بچنا محال ہے اور میرے سحر کے سامنے تیرا سحر بھی چل سکیگا حسرت تیرے دل ہی مین رہجائیگی رستم خان نے کہا اے مردود مین ساحر نہیں ہون ساحر کش ہون ساحری کو حرام جانتا ہون تو نہیں جانتا کہ مین اہل اسلام مین سے ہون پیش دستی میرا طریقہ نہیں اگر خدا نے زندگی تیری ہے تجھکو بچائیگا تو مین بھی اپنا وار کرونگا سودا نے کہا معلوم ہوتا ہے قضا ہی تمھاری

تیغ ایسی ہو اور ایسے بازو | کیا شور بپا تھا اللہ اللہ | تھا گوش فلک میں پنبۂ ماہ

لشکر اسلام میں تو یہ تیاری تھی اور لشکر کفار میں سحر جگانے جاتے تھے ہوم خانے روشن
بخور سلگ رہے ہر ایک ساحر سحر کی نیرنگیان دکھاتا اپنے اپنے سحر کو زور دیتا تھا ڈھیر و بجتے جھانجھ
خنجر بان بجاتے بیرون کو بھینٹ دیکر بلاتے تھے ہر ساحر سحر خوانی میں مصروف تھا جنتر منتر
جگانے میں ہمہ تن مشغول تھا ہر طرف تیاری افسونگری تھی سپاہ دشمن میں کمال خوشی و خرمی
تھی لیکن آج کی شب عیاران لشکر اسلام نے یہ صلاح کی ہے کہ کفار سے خون اہل اسلام کا بدلہ لینا
چاہیے چنانچہ حضرت قیران ثالث و برق ثانی و چالاک ثانی و سرہنگ ثانی و سنجر ثانی
وسعید ثانی و تلبیا ثانی و گلبیا ثانی یہ تمام عیار جانب لشکر کفار روانہ ہوئے اور بھیس
بدل بدل کر داخل لشکر ہوئے اور علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی فکر عیاری میں مصروف ہوئے

لیکن اول حال حضرت برق ثانی کا گذارش کیا جاتا ہے

کہ یہ قریب ہوم خانہ سمو و اسے بن اسود کے پہونچا دیکھا اسنے کہ سامان سحر جگانے کا
جمع کیا جاتا ہے بخور کو گل لوبان رائی سرسوں کالا دانہ وغیرہ یہ اشیا لا لا کر رکھے جانے لگے
ہیں پس اسنے یہ خیال کیا کہ ضرور ہے کہ لوٹ کر یہیں آئیگا یہ ملعون سحر جگانے ہوم خانہ
ہی میں آئیگا پس یہ جب یہان آئیگا تو دیکھا جائیگا اسنے یہ خیال کرکے ایک ساحر کی صورت
بنکر یہ بھی قریب آتش ہوم خانہ کے بیٹھ گیا اور جوگا وغیرہ دیگر اشیاء سحر اپنے سامنے رکھیں
اور ساحرون کی طرح کچھ پڑھ پڑھ کر وہ ہر طرف بانٹنا شروع کیے وہان سمو واسے بن اسود کو جب وقت
اپنے حوائج ضروری سے فراغ حاصل ہوا تو یہ اپنے ہوم خانہ کی طرف چلا دیکھا اسنے
کہ ایک ساحر بیٹھا ہوا نہایت جوش و خروش میں سحر جگا رہا ہے پس اسنے یہ خیال کرکے
کہ یہ سحر جگا رہا ہے مگر بخور نہیں کرتا ہے ایسا نہو جادو اسکا پلٹ جائے اور کچھ خرابی واقع
ہو پس اسنے آواز دی کہ او جاہل تونے علم سحر کس سے سیکھا ہے کہ سحر جگا رہا ہے اور بخور
نہیں کرتا ہے اسنے کچھ جواب نہیں دیا اور اسی طرح سحر خوانی میں مشغول رہا سمو واسے
بن اسود جادو سمجھا شاید یہ ایسے عمل میں مشغول ہے کہ جسمین ہاتھ پاؤن کو حرکت دینا خلاف
عمل ہے پس یہ خود قریب آیا اور کچھ سامان بخور آگے رکھا تھا اپنے ہاتھ سے اٹھا کر
منقل آتشین پر ڈالا یہ جو بقچہ دھوئین کا اٹھتا ہے اور وہ دود بیہوشی دماغ میں اسکی سرایت
کرتا ہے یہ فوراً چھینک مار کر بیہوش ہوا برق ثانی نے جسقدر سامان بخور اسکے سامنے رکھا
ہوا تھا سب لیکر منقل آتشین پر ڈالدیا اسقدر لپٹا بلند ہوا اور دھوان گھٹا کہ کچھ نظر
نہ آتا تھا اسی حالت میں برق ثانی نے اٹھکر کمند عیاری اسکے حلق میں کھونس دیا
اور رنگ و روغن عیاری نکالکر اسپر اسکی صورت بنا اور اسکو اپنی صورت پر بنا کر
بالا سے لیکر کو آواز دی کہ وہ قریب آئے پس نشتارہ برق نقلی کا اسکے سپرد کیا کہ اسکو
قید میں رکھو یہ عیار ہے لشکر اسلام کا یہ سکار یہیں گرفتاری میں آیا تھا میں نے اسکو گرفتار کیا ہے

اسکو لیجا کر گرفتار کروا اور خوب حفاظت اسکی کرنا چنانچہ اسی کے ملازم اسے لے گئے اور قید شدید
مین مبتلا کیا اور برق ثانی صورت سعود اسکے بن اسعود کی بنا ہوا اسی کے مقام پر
ہوم خانہ مین بیٹھکر بظاہر مصروف سحر خوانی ہوا اور بباطن وقت کا منتظر تھا ادھر کلبا وثانی
صورت ایک جوگی کی بنا ہوا اکتارہ بجاتا ہوا اور بھجن گاتا ہوا قریب خوابگاہ بہیتا کے
بن ابیض سفیدہ پوش کے پہونچا اور دروازہ خیمہ پر بیٹھکر بھجن گانا شروع کیے
اُس وقت بہیتا کے بن ابیض جاگا و سحر جگائے ہوئے ہوم خانہ سے نکلا اپنے
خیمہ کی طرف جاتا تھا کہ اسنے دیکھا ایک جوگی در خیمہ پر کھڑا ہوا اس مزہ سے بھجن گا رہا ہے کہ مہر
سحر کو سا کٹھ دل لگا ہے پس یہ قریب جوگی کے آیا اور پوچھا کہ جوگی کہاں سے آتا ہوا اسنے
جواب دیا کہ مین رہنے والا الاؤ جمشیدی کا ہون جسوقت طلسم ہوشربا برباد ہوا اور
جہاں جہاں تھے تمام مقامات مشترک تباہ و برباد سب کیسے ساتھ سے کچھ ساحر
مارے گئے ہر ستا ایک مین بچا اور پھرتا پھرتا اس طرف آ نکلا پوچھا مین آپکا کیا ہوگا
انہون نے کہا کوئی پوچھنے والا نہ تھا کہ مین پیارا ہو بہیتا کے بن ابیض اسکو ہمراہ
لیکر اپنے خیمہ مین لے گیا اور حالات گذشتہ پوچھنا شروع کیا کلبا وثانی
نے جو کچھ کیفیتین اپنے باپ کلبا وا ول کی زبانی سنی تھین سب بیان کین کہ اسے
ایسے ساحران خدا پرستون کے ہاتھ سے مارے گئے غرض کل تھا اسکے
حالات گذشتہ اسنے اس خوبی سے بیان کیے کہ جو اسکی تقریر سنکے محو ہو گیا بہیتا کے
بن ابیض کہنے لگا کہ مجھے تعجب ہے آپ ان ظالمون کے ہاتھ سے کیونکر بچے اور
یہان تک پہونچے کلبا وثانی نے کہا میرے پاس کچھ خاک الاؤ جمشیدی کی تھی
اسکے سبب سے مین بچا رہا اسنے اس خاک کے اوصاف سنکر منتین کرنا شروع
کین کہ گرو جی ذرا سی چٹکی اس خاک کی مجھے بھی عنایت کیجیے کہ یہان بھی خدا پرستون نے
آکر ہنگامہ برپا کیا ہے لہذا اس خاک کی برکت سے مین بچا رہونگا پس جوگی نے
یہ سنکر ایک پڑیا نکالی کہا بس اب اسیقدر میرے پاس باقی ہے یہ خاک نہین دیتا ہون
بلکہ زندگی بخشتا ہون یہ ایسی چیز ہے کہ اسکے خواص مین کچھ بیان نہین کرسکتا ہون
اگر کوئی چیز تو مانگتا تو مین دریغ نہ کرتا کیونکہ یہی خاک میری بقاے حیات کا ذریعہ
ہے مگر خیر اب تو اسقدر منتین کرتا ہے اس سے مجبور ہون بہیتا کے بن ابیض نے
جلدی سے وہ خاک ہاتھ مین لی اور پڑیا کو کھولا جوگی نے کہا اس خاک کو سونگھ لو
اور کچھ تھوڑی سی کھا بھی لو جیسے ہی بہیتا کے بن ابیض نے اس خاک کو
سونگھا پس چھینک مار کر بیہوش ہوا جوگی نے اسکے حلق مین بھی گیند عیاری ٹھونسا
اور آپ رنگ و روغن عیاری لگا کر اسکی صورت بنا اور اپنی شکل کا اسکو بنا کر
ایک مشک میں چھپا کے پڑا دیا اور آپ جا کر خیمہ مین اسکی مسہری پر لیٹ رہا اور
وقت کا منتظر رہا ادھر سنیے تکاتانی مرجان بن احمر جادو کے لشکر مین

خدمت مین پیش کرونگا کہ وہ نہایت شوقین و قدردان سننے مین آیا تھا مگر افسوس ہی وہ
خدا پرستون کے ہاتھ سے ہلاک ہوا اور تمام ملک و مال اسکا برباد و تباہ ہوگیا معلوم ہوا
یہ آپ ہی کی قسمت کے تھے جو بمقتضائے آب و خور یہان تک پہونچا آپ بھی تو قدرشناس
معلوم ہوتے ہین لہذا یہ غلام و کنیز حاضر ہین ع گر قبول افتد زہے عز و شرف ** اور یہ کہکر نقاب مین
دونون کے چہرون سے الٹ دین پس نظر اسکی جو پڑتی ہی یہ معلوم ہوا کہ آفتاب و مہتاب دونون
ایک برج سے طلوع ہوے ہین یہ دیکھکر نہایت خوش ہوا غلام کو دیکھتا ہی تو کنیز کو بھول جاتا ہی
اور کنیز کو دیکھتا ہی تو ایسا محو ہوتا ہی کہ غلام کو بھول جاتا ہی غرضکہ دونون کو دیکھکر یہ نہایت ہی مسرور
ہوا اور پوچھا انکی کیا قیمت ہی اسنے عرض کیا کہ مالک کی قدردانی ہی پس اسنے پچاس ہزار روپیہ کا حکم دیا
کہ انکو لاکر دو ملازمون نے فوراً پچاس توڑے قیمت کے لاکر اسیوقت بردہ فروش کے حوالے
کیے بعد ان دونون غلام و کنیز کو دیکھکر ایسا بیتاب ہوا تھا کہ اسیوقت اسنے حکم تخلیہ دیا ملازمین
تو دہنے بائین ہٹ گئے لیکن بردہ فروش نے عرض کی غلام سے کس بات کا پردہ ہی اگر حکم
ہو تو تنہا بیٹھ کر یہین پڑ رہون آپ اپنا کام کیجیے اسقدر روپیہ بھی ہمراہ ہی شب کا وقت ہی
اگر روپیہ لیکر جاؤنگا تو چورون اور قزاقون کا خوف ہی صبح کو باربرداری کا انتظام کرکے
لیجاؤنگا خضر ابن اخضر نے کہا کیا مضائقہ ہی چونکہ کل سامان عیش و نشاط شراب و
کباب سب موجود تھا بردہ فروش نے عرض کی کہ یہ دونون ساقی گری مین بھی کامل ہین
کیونکہ غلام اس فن کو خوب جانتا تھا لہذا مین نے دل دے کے انکو سب فنون مین کامل کردیا ہی
کہا بہتر ہی آج انھین کے ہاتھ سے شراب پینگے پس یہ سننا تھا کہ پہلے غلام اٹھا اور اسنے
جملہ سامان میخواری کو نہایت سلیقہ شعاری سے درست کیا سب کشتیان قرینے سے لگائین
اور کنیز نے جام و صراحی ہاتھ مین لیکر پیمانہ لبریز کیا گاتی ناچتی اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی جام
لیکر خضر ابن اخضر کے پاس آئی ہر ادا اسکی دل کو پامال کیے ڈالتی تھی کلائی کی
لچک قتل کرنے کو تیار تھی خضر ابن اخضر نے جام اسکے ہاتھ سے لیکر ہونٹون
سے لگایا اور یہ شعر پڑھا ع روح کس زندگی نیا سی گئی میخانہ سے ** جو اڑی جاتی ہی
ساقی ترے پیمانہ سے ** دیگر ع گر بار کر پلاے تو پھر کیون نہ پیجیے ** زاہد نہین مین
شیخ نہین کچھ ولی نہین ** یہ شعر پڑھکر اسنے جام ہوا رہوائی کنیز کے دست نازنین سے
لیکر بے اندیشہ انجام غٹاغٹ کرکے پی لیا اور بریز کی صدا بلند کی اسنے دوسرا جام بھر کے پیش
کیا اب یہ کنیز مہرتمثال متواتر جام بھر بھر کے دیے جاتی ہی اور یہ پیے چلا جاتا ہی یکایک
شراب نے گرمی کی اور یہ گھبرا کر اٹھا اٹھنا تھا کہ ہوا لگی بیہوشی نے پہلا پنجہ مارا کہ یہ دھم سے
گرا بس اسکا گرنا تھا کہ مہتر برق ثانی نے گیند عیاری نکالکر اسکے حلق مین ٹھونسا اور
اسکو فرش مین لپیٹ دیا آپ اسکی صورت بنکر مسہری پر لیٹ رہا اور اپنے دونون
شاگردون کو جو غلام و کنیز بنے ہوے تھے نگہبانی کا حکم دیا اور منتظر وقت کا رہا

اب حال مہتر چپ ثانی کا گوش زد سامعین کیا جاتا ہی

کہ یہ عیار طرار جو اسنے ہمراہیون سے علیحدہ ہوا تو بصورت ایک چڑیمار کی بنکر چھپکلی
بغل مین دبائے لاسا کمپا ہاتھ مین لیے لنگڑاتا ہوا لشکر مین زرنگار جادو کے پہونچا
اتفاقات کار و انقلابات روزگار زرنگار جادو خدمت بادشاہ سے پلٹا ہوا اپنے خیمہ
کی طرف چلا آتا تھا دیکھا اسنے کہ ایک چڑیمار عجیب عجیب رنگ کے جانور لیے ہوے
چلا آتا ہی اسنے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ اس چڑیمار کو بلاؤ جسوقت چڑیمار قریب آیا
پوچھا اسنے کون کون جانور تیرے پاس ہین اسنے بتانا شروع کیے کہ باز طلائی اور
طاؤس نقرئی اور زاغ سرخ وغیرہ بہت اقسام کے جانور میرے پاس موجود ہین کہ جنکی
رنگینی اور خوشنمائی کو دیکھنے سے تعلق ہی دور دور دراز ملکون سے یہ جانور آئے ہین اور لائق پسند
امیرون و بادشاہون کے ہین زرنگار جادو نے قیمتین جانورون کی پوچھین اسنے بتانا
شروع کین کہ یہ اتنے کا ہی اور اسکے یہ دام ہین زرنگار جادو نے قیمتین جانورون کی دلوادین
اور جانور جادو سے خرید کر کے لیے چلتے وقت چڑیمار نے عرض کی اے سردار آپ نے
یہ جانور لیے تو کیا لیے اور ایک جانور میرے پاس ہی اسکو دیکھیگا تو ان سب کو بھول جائیگا
اسواسطے کہ سب نے نام سنا ہوگا صورت اسکی نہ دیکھی ہوگی پوچھا زرنگار جادو نے
اس جانور کا کیا نام ہی اسنے کہا عنقا اسکے زرین بال اسنے کہا بیشک نام تو سنا ہی
مگر آج تک دیکھنے کا اتفاق نہین ہوا کیونکہ اسکا نام ہی عنقا ہی اسوجہ سے کہ عنقا تو اسی چیز کو
کہتے ہین کہ جسکا شکل و نظیر موجود ہو چڑیمار نے عرض کیا کہ حضور ملاحظہ فرمائین خداوند کی خدائی مین
کیا چیز نہین ہی اور یہ کہکر ایک جانور نکال کے ہاتھ مین زرنگار جادو کے دیا کہ جسکو لیکے
پیرا اسکا قد و قامت تھا اور بال و پر اسکے تمام زرین تھے نہایت خوبصورت اور رنگین
خوشنما و نایاب زرنگار جادو اسکو دیکھکر پھڑک گیا مگر وہ جانور زرنگار جادو کے ہاتھ مین
جاتے ہی اینٹھ گیا مطلق حس و حرکت اسمین نہ ہی زرنگار جادو نے کہا یہ کیا ہوا یہ جانور تو
ہاتھ مین آتے ہی مر گیا چڑیمار نے کہا حضور اسکی یہی صفت ہی یہ مر جاتا ہی اور پھر زندہ
ہو جاتا ہی اسی نظر سے تو اسکا نام عنقا ہی لیکن اسکے زندہ کرنے کی ایک ترکیب ہی
وہ سواے حضور کے اور کسی کو مین نہین بتاؤنگا یہ جو سب ایسے غیر کے چیلیان
کھڑے ہین انھین ہٹوا دیجیے تو مین آپکو ترکیب اسکے زندہ کرنے کی بتاؤن بس
زرنگار جادو نے یہ کلام چڑیمار کا سنکے سب ملازمون کو حکم دیا کہ علیحدہ ہو جاؤ چنانچہ
وہ سب علیحدہ ہو گئے اور وہان سے ہٹکر دور چلے گئے چڑیمار نے میدان خالی پاکر
اس جانور کو اپنے ہاتھ مین لیا اور کہا منقار اسکی کھولکر اسطرح سانس اسکے پیٹ مین بھریے
اور اوپر کو کھینچ لیجیے سات مرتبہ اسطرح عمل کرنے سے یہ زندہ ہو جاتا ہی زرنگار جادو نے کہا
لاؤ مین ہی کیون نہ تمھارے سامنے اسطرح عمل کرکے زندہ کرون چڑیمار نے دیدیا
زرنگار جادو نے سانس بھرکر اب جو اوپر سانس کھینچی تو حقہ بردار وہ بیہوشی جو سحر ثانی
نے اسمین بھردی تھی سب اسکے دماغ مین پہونچ گئی یہ چھینک مارکر بیہوش ہوکر گرا

پس جلدی سے جڑیار نے گیند عیاری اسکے بھی حلق مین ٹھونسا اور پوشاک اسکی اُتار کر
آپ پہنی صورت اُسی کی شکل کے موافق تبدیل کی اور اسکے ایک لنگوٹی باندھکر جڑیار کی
شکل بنا دیا ملازمون کو آواز دی جب وہ قریب آئے تو کہا جانور تو زندہ ہو کر اُڑگیا یہ مارے
صدمہ کے بیہوش ہو کر گرپڑا ہی کیونکہ شاید اب قیمت اُس جانور کی مجکو نہ ملے لہذا اسے خیمہ
مین لیچلو جب اسے ہوش آجائیگا تو اسے قیمت اُس جانور کی بھی دیدونگا کہ یہ مرد غریب
ہی ملازم جڑیار کو اُٹھا کر خیمہ مین لے گئے اور ایک کونے مین ڈالدیا اور سنجر ثانی
زنگار جادو بنا ہوا منتظر وقت کا اسکے خیمہ مین بیٹھا ہی دیکھیے آیندہ کیا ظہور مین آئے

اب حال مہتر سعید ثانی کا سنیے

کہ یہ جو عیارون سے علیحدہ ہو کر بفکر عیاری چلے تو ایک کبابی کی صورت پر انھون نے
اپنے تئین بنایا اور لشکر ارغوان جادو مین داخل ہوے اور خیمہ ارغوان جادو
کے قریب پہونچکر انھون نے آواز لگائی کہ کباب بھی گرما گرم مصالح دار اسوقت
ارغوان جادو مصروف مے نوشی تھا اسنے ملازمین سے کہا اس کباب والے کو
بلالاو اور کباب اس سے لے آو خواصون نے آکر کبابی کو بلایا اور آٹھ آٹھ سے کے
کباب لیکر سامنے ارغوان جادو کے رکھدیے ایسی خوشبو اُن کبابون کی آرہی
تھی کہ جسکے دماغ مین اُسکی خوشبو پہونچی بے اختیار اُسکا کھانے کو جی چاہتا تھا غرضکہ جتنے خادم
و خدمتگار و دربان و محافظ وغیرہ تھے سب نے کباب اسکے خریدے اور کھانا شروع
کیے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ چھینکین مار مار کر سب بیہوش ہوے اور کبابی
بخوف و خطر داخل بارگاہ ہوا جاکر دیکھا تو ارغوان جادو بھی بیہوش ہو کر اُٹھا چت
پڑا ہوا ہی پس اسنے بجلدی تمام پوشاک اسکی اُتار کر آپ پہنی اور رنگ روغن عیاری
لگا کر آپ اسکی صورت بنا اور اُسکو کبابی کی صورت بنا کر ستون بارگاہ سے باندھدیا
اور ملازمون کو ہوشیار کر کے کہا یہ عیار تھا اسنے کباب کھلا کر تمسب کو بیہوش کیا
مارنے کی فکر مین تھا کہ پیرون نے میرے مجکو ہوشیار کیا لہذا مین نے اسکو پکڑ کے ستون
بارگاہ سے باندھدیا ہی اب بہت ہوشیاری سے اسکی محافظت کرو صبح کو دیکھا جائیگا
یہ ملازمون کو حکم دیکر خود خیمہ مین گیا اسکو بھی انتظار مین وقت کے چھوڑا جاتا ہی

اور حال مہتر قران ثالث اور مہتر چالاک ثانی کا گزارش کیا جاتا ہی

کہ یہ جو عیارون سے علیحدہ ہو کر بفکر عیاری چلے تو کچھ دور تو ساتھ رہے لیکن بعد ازان
انھون نے کہا بھئی اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ یہ کہکر علیحدہ ہو گئے ایک نے خیمہ سپہ سالار
کی راہ لی اور دوسرا بادشاہ کی بارگاہ کیجانب روانہ ہوا

چنانچہ اول حال مہتر چالاک ثانی کا گزارش کیا جاتا ہی

کہ یہ خیمہ ہفت اندام جادو کی طرف چلا ہو آتے آتے دروازۂ خیمہ پر پہونچا دیکھا تو نہ کوئی نگہبان ہی نہ محافظ ہی سوچا یہ کیا معرکہ ہی کہ سالار لشکر کا خیمہ اور کوئی حاجب و دربان تک نہیں ہی یہ بات خالی از علت نہیں یہ سوچکر یہ اندر خیمہ کے داخل ہوا وہان بھی سناٹا پایا اب اور بھی متردد ہوا کہ کیا کرنا چاہیے اسکو خیال ہوا شاید یہ پلنگ کے نیچے چھپ کر سویا ہو پلنگ کو اسنے اپنی جگہ سے ہٹا یا دیکھا تو دہنہ نقب کا نمودار ہوا بسم اللہ کہکر یہ دہنہ نقب مین داخل ہوا نقب تیرہ و تاریک تھی اسنے فتیلہ عیاری روشن کیا اور یہ چلا اب یہ چلا جاتا ہی مگر کہین دہنہ نقب کا ختم نہین ہوتا اب اسنے خیال کیا ایسا نہو صبح ہو جاسے اور منزل مقصود تک نہ پہونچ سکون تو کچھ کام ہی نہوا پھر یہ سوچا کہ مردود کبھی تو پھر آویگا لہذا پلٹ کر اسی خیمہ مین بیٹھنا چاہیے اور انتظار کرنا چاہیے یہ خیال کرکے پلٹا اور دہنہ نقب پر کمند لگا کر بیٹھا جسوقت رات قریب ختم پہونچی اور آثار سحر نمودار ہونے لگے اسوقت دیکھا تو دہنہ نقب سے ایک سر باہر آیا بس اسنے بقوت تمام کمند کو ایک جھٹکا مارا کہ ہفت اندام جادو کمند مین الجھکر باہر آکر گرا بس اسنے ترنج عیاری کھینچکر اسکے منھ پر مارا کہ ترنج شق ہوا اور اسمین سے ایک لقمہ بیہوشی اڑا یہ چاہتا تھا کہ کچھ سحر کرے مگر ممکن نہوا یہ چھینک مارکر بیہوش ہوا بس مہتر چالاک ثانی نے زنبیل عیاری اسکے حلق مین ٹھونسا اور باندھکر مشکین پلنگ کے نیچے ڈالدیا اور آپ اسکی صورت بنکر پلنگ پر لیٹ رہا اور وقت کا منتظر رہا اسکو بھی انتظار وقت مین چھوڑا جاتا ہے

اب حال مہتر قران ثالث کا معرض تحریر مین آتا ہی

کہ یہ قریب بارگاہ بادشاہ کے پہونچا ہیئت اپنی ایک مردہے کی بنائی چپکن پہنے ہوے جسمین سنہری دستہ لگا ہوا گولدار پگڑی منقش کا گیند اسمین لگا ہوا سونے کا عصا ہاتھ مین لیے دربارگاہ پر پہونچا اور سیدھا درانہ بارگاہ مین داخل ہونے لگا دربانون نے پوچھا مردہے جی آج آپ خلاف وقت کیسے آئے اسنے کہا مجکو سپہ سالار نے بھیجا ہی ایک امر خاص کے عرض کرنے کے لیے بحضور بادشاہ اور تاکید اکید کردی ہی کہ سوا بادشاہ کے اور کسی پر یہ راز ظاہر نہوے لہذا مین سوا بادشاہ سلامت کے اور کسی سے نہین کہہ سکتا یہ سنکر وہ لوگ خاموش ہو رہے اسلیے کہ مزاج سے ہفت اندام جادو کے آگاہ تھے کہ نہایت بدمزاج ہی ایسا نہو ہم روکین اور اسکے خلاف مزاج گذرے اس وجہ سے ان لوگون نے زیادہ تعرض نہین کیا قران ثالث بخیطر داخل بارگاہ ہوا اور قریب خوابگاہ بادشاہ کے پہونچا دیکھا بادشاہ بیدار ہو بیٹھے ہین آتے ہی اسنے کہا ہٹ جاؤ ایک راز مخفی عرض کرنا ہی اور بادشاہ کو اشارہ کیا کہ دور ہو وہ لوگ ہٹ گئے بادشاہ کو جگا کر بادشاہ مردہے سے بیدار ہوکر پوچھا اسوقت تو کیسے آیا ہی اور بغور سے مردہے کی جانب

دیکھا کہ یہ شخص معلوم ہوتا ہے اور بادشاہ کے طرز استفسار سے مرد ہا بھی تاڑ گیا کہ بادشاہ کو
کچھ شک گذرا تو اُسنے عرض کیا میں غلام نازہ ہوں اور کچھ پیام حضور کے سپہ سالار کا لیکر
حاضر ہوا ہوں بادشاہ نے کہا بیان کر اُسنے کہا حقیقت انداز مجادو نے عرض کیا ہے حضور
فلان صحرا میں تشریف لائیں آج کی رات آپکا بارگاہ میں رہنا مناسب وقت نہیں ہے
کچھ ستارے بد معلوم ہوتے ہیں اور میں نے سنا ہے کہ عیاران لشکر اسلام تلاش میں
ہملوگوں کی چھٹے ہیں ایسا نہو کوئی بات خلاف در پیش آئے لہذا صلاح یہ ہے کہ آپ تنہا پوشیدہ طور پر
تشریف لے آئیے آپکے آنے کی خبر عام میں مشتہر نہونے پائے بادشاہ نے کہا بھلا میرے
جانے کی خبر کہاں تک پوشیدہ رہ سکتی ہے مرد ہا نے عرض کیا میں تو آپکو پوشیدہ کرکے لیجاؤنگا
کسی کو کانون کان بھی خبر نہوگی اور یہ لیجیے یہ رقعہ سحر انھوں نے دیا ہے آپ اسکو پڑھکر بارگاہ
کے باہر نکل آئیے اسکی وجہ سے کوئی آپکو دیکھ نہ سکیگا آپ سب کو دیکھینگے مگر کوئی آپکو
نہ دیکھ سکیگا یہ کہکر ایک رقعہ جو لپٹا ہوا اسکی بغل میں موجود تھا نکالکر بادشاہ کو دیا بادشاہ نے
جیسے ہی اُس رقعہ کو کھولکر اوڑھا خوشبو عطر حس کی اسکے مشام میں پہونچی بادشاہ نے کہا
کیا عمدہ عطر اس رقعہ میں ملا ہوا ہے اور کیا خنکی دماغ میں پہونچی کہ روح کو تازگی حاصل
ہوگئی مرد ہا نے کہا اگر اسکو دو چار مرتبہ سونگھیے گا تو دل و دماغ سب خنک ہو جاینگے اور
نہایت فرحت حاصل ہوگی بادشاہ نے دو تین بار ناک پر رقعہ سے ملاکر دیر کی سانس کھینچی
فوراً بیہوشی نے اپنا کام کیا اور ملک اصفر زرین پوش بیہوش ہوکر گرا اور اُٹھکر قران ثالث
نے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر ملکے اپنی شکل ملک اصفر زرین پوش کی بنائی اور بادشاہ کا
پشتارہ باندھکر گوشۂ بارگاہ میں چھپا دیا ایک خادم کو آواز دی اور بلاکر کہا اب صبح تک
کوئی بارگاہ کے اندر نہ آنے پائے اور اگر ہم نہ ملیں تو ہماری جستجو و تلاش نکرے ہم سحر جگانے
کے واسطے اپنے بوم خانہ کی طرف جاتے ہیں اسنے عرض کیا کیا مجال ہے کسیکی جو خلاف حکم
بادشاہ کرسکے شعر خلاف رائے سلطان رائے جستن ❊ بخون خویش باید دست شستن
چنانچہ خادم تو چلا گیا اور حضرت قران ثالث نے پشتارہ پشت سے باندھا اور نقب کنی
کرتا ہوا یہانسے چلا یہانتک کہ دہنہ نقب کا لشکر کے باہر لیجاکر توڑا اب وہ وقت تھا
کہ صبح ہوگئی تھی خیال کیا ایسا نہو ساحر ہوشیار ہو جائیں کیونکہ روشنی سحر نمودار ہو چلی ہے
بس اسنے یہ تصور کرکے نفیر عیاری کو دم دیا صدا اس نفیر کی کان میں مہتر چالاک ثانی
اور برق ثانی وغیرہ کے پہونچی بس یہ سب بھی مثل قران ثالث کے خیموں میں تخلیہ
کرکے نقب کنی میں مصروف ہو رہے تھے جسوقت قران ثالث نے نفیر عیاری کو دم دیا
تو دہنہ نقب کو توڑ چکے تھے اور ہر ایک اپنے اسیر کا پشتارہ لیے ہوئے صحرا میں مجتمع
تھے ان سب نے بھی نفیر عیاری کو دم دیا کہ ہم بھی اپنے کام کو ختم کرچکے اور ہوشیار
ہیں بس دوبارہ اسنے نفیر پھونکی کہ میں تو لشکر اسلام کی طرف چلتا ہوں تم سب بھی
اپنے اپنے اسیر کو قتل کرکے لشکر اسلام کی طرف آنا یہ اشارات ان عیاروں نے

[illegible]
اسوقت یہ قتل وقمع کا ہنگامہ برپا کیا جاوے تاکہ کوئی اپنا ہمراہی گرفتار نہو الغرض
مہتر قران ثالث تو پشتارہ بادشاہ کا لیے ہوئے بادشاہ اسلام کی خدمت مین
روانہ ہوئے اور اسواسطے اسکو قتل نہین کیا کہ مبادا بادشاہ اسلام کے خلاف گذرے
کیونکہ یہ خسر ہی بادشاہ کا اگر وہ فرماوین تونے بغیر ہماری اطلاع کے کیون قتل کرڈالا تو اسوقت
مین کیا جواب دونگا سواے ندامت کے کچھ حاصل نہوگا اسلیے مناسب حال یہی ہے کہ زندہ ہی
لیے ہوئے جاؤن ادہر آن ساتون عیارون نے ساتون ساحرون کو قتل کیا لیکن چالاک ثانی
ہر چند خنجر مارتا ہی مگر ہفت اندام جادو کے جسم پر کوئی حربہ اثر نہین کرتا ہی پس اسنے
مجبور ہوکر ایک پتھر بہت بڑا اٹھاکر اسکے سینہ پر رکھا بلکہ تین چار پتھرون سے اسکو دبا کر یہ بھی
جانب لشکر اسلام روانہ ہوا لیکن ان چھیون ساحرون کے قتل ہونے سے ایک قیامت برپا
ہوئی دیکھا چہ آندہیان چہ رنگ کی صحرا سے اٹھین اور شور گیر ودار بلند ہوا سنگباری
برف باری ہونے لگی تمام صحرا تیرہ وتاریک ہوگیا ہر سمت غل مچانے پھرتے تھے
برق چمکتی تھی رعد گرج رہا تھا زمین وزمان مین ایک تہلکہ پڑا ہوا تھا اور چہ گنبد قلعۂ
ہفت رنگ کے منہدم ہوگئے تھے اسقدر اندہیارا ہوگیا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ
نہ سوجھتا تھا پیرون کی ہیبتناک صدا سے دل ہلا جاتا تھا ہر جانب سے آواز پیدا تھی
کہ کشتی میرا نام فلان جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم بمطلب خود نرسیدیم کوئی
پیر کہتا تھا کشتی مرا نام من بیضا بن ابیض جادو بود اسی طرح ہر ساحر کا پیر نام لیکر
چلاتا تھا کہ نام من سوداے بن اسود ومرجان بن احمر وخضرا بن
اخضر سبز پوش جادو وصفرا بن اصفر جادو وزنگار جادو بود افسوس
مردیم وجان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم کا ہنگامہ دیکھکر اہل لشکر کفار پریشان ہوے
جب ہنگامہ کم ہوا اور کسی قدر تاریکی کم ہوئی روشنی ہونے لگی تو ہر ایک اپنا اپنے سردار
کے خیمہ مین داخل ہوا دیکھا تو وہان بھیرون ناچ رہا ہی کوئی سردار اپنے خیمہ مین نہین ہی
جبکہ ان لوگون نے خیمون کو اپنے اپنے سردارون سے خالی پایا تو روتے پیٹتے غل وشور
مچاتے جانب بارگاہ بادشاہ روانہ ہوے اور بہت روتے پیٹتے چلاتے مگر صداے
برنخاست کسی نے جواب تک نہ دیا یہان خود سناٹا تھا جواب کون دیتا ملازمون نے
کہا ہمکو شب سے یہ حکم بادشاہ کا ہوا تھا کہ کوئی ہمارے پاس آنے نہ پاوے ان لوگون
نے کہا دیکھو خبر تو لو کہ بادشاہ سلامت بھی ہین یا نہین معلوم ہوتا ہی کہ عیاران لشکر اسلام
آکر سب کو اسیر کر لے گئے اندر جاکر جو دیکھا تو کسی کو نہ پایا وہان سب ملکہ حسینہ سپہسالار
کی جانب چلے دیکھا تو اسکے ملازم بھی روتے پیٹتے چلے آتے ہین یہان تو ہنگامہ برپا تھا

اب حال ہفت اندام جادو کا سنیے

لاتے سے بزور سحر روح اپنی سات پیکرون مین تقسیم کی ہی اور اُن سب کو رویین تن
آہنی بدن بنا دیا ہی چنانچہ چھ پیکر اسکے قلعہ ہفت رنگ کے حجرۂ سحر مین بند رہتے ہین
اس راز سے کوئی آگاہ نہین ہی اور ایک پیکر اسکا آزاد رہا کرتا تھا جسکو مہتر چالاک ثانی نے
اسیر کیا تھا اور قتل نکر سکا صحرا مین پتھرون کے نیچے دبا کر روانہ ہوا تھا جسوقت اسکی
پسلیان پتھرون سے دبین اور اسکو اذیت پہونچی چونکہ ایک ہی روح سات پیکرون
مین تقسیم ہی اسوجہ سے اُن اذیتون کا اثر اُن چھئون پیکرون پر بھی پہونچا جو کہ قلعۂ
ہفت رنگ مین تھے اور ان چھئون پیکرون مین ایک پیکر اسکا اصلی ہی اور
پانچ پیکر ویسے ہی ہین جیسا کہ ایک پیکر اسکا اسیر ہو چکا ہی اور اسی باعث سے اسکا
نام ہفت اندام جادو ہی بس ہفت اندام اصلی نے اپنے دوسرے ہم شبیہ کو
روانہ کیا کہ جاکر دیکھے تیسرے ہم شبیہ پر کیا صدمہ گذرا کہ روح میرے جسم مین گھبرا رہی ہی
بس یہ سنکر وہ پیکر چلا یہان سب ملازم و ہوا خواہ اسکے رو پیٹ رہے تھے شور
گریہ و بکا بلند تھا کہ اُس نقب کی راہ سے ہفت اندام جادو باہر آیا اور آنے کے
ساتھ ہی اسنے آواز دی یہان کیا رو پیٹ رہے ہو دشمن اپنا کام کرکے صاف نکل گئے
اب جس جس کو قصاص اپنے اپنے مالک کے خون کا لینا ہو وہ میرے ہمراہ چلے بس یہ
کہکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا آگے آگے تو یہ ہی اور عقب مین اسکے تمام لشکر کفار یہ تو
اسطرف سے یلغار کیے ہوے چلے آتے ہین اور یہان بادشاہ اسلام خیمہ
سے برآمد ہو چکے ہین تخت بادشاہ کا جانب رزمگاہ روانہ ہونے کو ہی سردار
جمع ہو رہے ہین فوجین جوق جوق گروہ گروہ میدان جنگ مین جا رہی ہین کہ
مہتر قران ثالث پیتارہ بدوش سامنے بادشاہ کے پہونچے پیتارہ سامنے
بادشاہ کے رکھ دیا اور عرض کی کہ بادشاہ قلعہ ہفت رنگ حاضر ہی بعد اسکے
مہتر چالاک ثانی و برق ثانی و سنجر ثانی و سعید ثانی و نخیرہ یہ سب کے سب
آکر پہونچے ساتھ ہی ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لشکر کفار یلغار کیے ہوے آتا ہی اس طرف
سے بھی جوانان لشکر اسلام تلوارین کھینچکر چلے ساحر آکر لشکر پر گرے گولے ترنج ناریل نارنج
چلے سوئیون کے گچھے پیکانون کے ترسول تیشول وغیرہ چلنے لگے صداے بگیر و بکش بلند
ہوئی اتنے مین ہفت اندام جادو و سپہ سالار لشکر کفار سامنے بادشاہ اسلام کے
پہونچا اور اسنے آتے ہی آواز دی بہتر یہ ہی کہ ہمارے بادشاہ کو ہمارے حوالے کیجیے ہنوز
بادشاہ اسلام کوئی جواب نہ دینے پائے تھے دیکھا جانب آسمان سے لکہ ہاے ابر ارغوانی
رنگ نمودار ہوے اُسکے عکس سے تمام صحرا ارغوان زار ہوگیا گویا فلک پر شفق پھول گئی
روے زمین لالہ گون ہوا چنانچہ آتے آتے وہ ابر شق ہوا اور اسمین سے تخت ملکہ ہم جادو
کا نمودار ہوا کس ہیئت سے کہ چارون کونون پر چار گلدستے لگے ہوے چھوٹا سا
نگینہ تخت پر کھنچا ہوا نہایت مغرق جھالر موتیون کی لٹکی ہوئی گرد اسکے ... گنگا جمنی

جواہر نگار استادہ جن پر بھی ہوئین فرش نہایت عمدہ بچھا ہوا کرسیان جواہر نگار قرینہ سے
بچھی ہوئین ایک کرسی عمدہ پر ملکہ ارغوانی جوڑا پہنے جوڑا کج باندھے تاج مکلل بجواہر سر پر
زیور مرصع سے آراستہ و پیراستہ کمال تمکنت سے بیٹھی ہوئی پشت پر چالیس ہزار جادوگرنیان
زعفرانی جوڑے پہنے جھولیان زربفت کی انکے لگی ہوئی ایک سن ایک قطع ایک لباس ایک
زیور ہر ایک کے ہاتھ مین ایک ایک ترنج اور دوسرے ہاتھ مین کارد گل افشانی کرتی
سحر کی نیرنگیان دکھاتی وارد ہوئین یہ معلوم ہوا کہ پریون کا اکھاڑا اتر آیا یا زلیخا کی مصاحبین
ترنج و کارد لیے ہوے اس یوسف مصر حسن و جمال کے ہمراہ ہمدم وارد ہوئین غرضکہ ملکہ کم کم جادو
نے آکر یہ معرکہ دیکھا کہ ساحرون کا گرد ہجوم ہے اور ہفت پیکر جادو سامنے بادشاہ اسلام کے
کھڑا ہوا کچھ کہہ رہا ہے اور تختہ مالک اختر زمرین پوش کا سامنے رکھا ہوا ہے بس اسنے نعرہ
کیا کہ او ہفت پیکر دور ہو میرے سامنے سے اور چلا جا اپنے مقام پر ورنہ ہاتھ سے میرے
مارا جائیگا اسنے جواب دیا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ یا تو مجکو چچا کہتی تھی یا اسطرح کے کلمات
سخت و سست زبان پر لاتی ہے اور اپنے باپ کو رہا کرنے کے بدلے اسکے دشمن کی طرفدار
ہے تجکو شرم نہین آتی اور چار آنکھین کرکے اسطرح سے بے ادبانہ و خلاف تہذیب گفتگو
کرتی ہے اور مجھ سے سخت کلامی کرتی ہے تو نہین جانتی مین کون ہون یہ اور بات ہے کہ
قرابت کے لحاظ و پاس سے تیرے باپ کو خداوند طاق نے بادشاہ قلعہ ہفت رنگ
کیا ورنہ سارا قلعہ ساختہ و پرداختہ میرا ہے شرط کہ اس حرکت پر زبان تیری گدی سے
کھینچ لون بس سنتا تھا کہ ملکہ کو تاب نہ رہی آواز دی او مردود باپ نے میرے جو بہت
منہ چڑھایا اور یہانتک تجکو اختیار دے دیا کہ کل انتظام قلعہ ہفت رنگ کا
تیرے قبضہ اقتدار مین سونپا اسپر تو ایسا اترا گیا کہ اپنے کو بھول گیا کم ظرف تھا نہ
ذرا مین بھول گیا بقول شاعر ہوا مین بھرکے یہ کم ظرف بھی کیا کیا ابھرتے ہین اے ایاز
قدر خود بشناس بادشاہ کی عنایت پر ایسا مغرور ہوا کہ اسطرح کے کلمات بیہودہ مجکو
کہنے لگا چھوٹا منہ بڑی بات تجکو بھی یہ دن لکھے کہ ایسی گستاخیان کرنے لگا
مجھے نہین جانتا مین کون ہون مین ملکہ کم کم جادو دختر خداوند کوچک شہ طاق
سواے میرے کون ایسا طلسم شہ طاق مین ہے جسکو کیوان تاجدار نے دختر
کیا ہوا اور علم سحر آپ تعلیم کیا ہو تیرے حق مین بہتر یہی ہے کہ میرے سامنے سے
ہٹ جا اور اپنے باپ کے بارہ مین جیسا ہم مناسب جانینگے کرینگے ہم سے زیادہ تو کیا
خیال کر سکتا ہے تو ہٹ جا سامنے سے چلا جا مین تیرا پاس کرتی ہون ورنہ فوراً نیست و نابود کر دیتی
جب اتنی تقریر کی اسقدر طول ہوا تو بادشاہ اسلام نے فرمایا جھگڑا کرنا بیکار ہے ای ہفت پیکر
جادو یہ ممکن ہے کہ تم اپنے بادشاہ کو لیجا سکو نہ میرا یہ ارادہ ہے کہ اسے قتل کرون اگر بنا کے
جنگ بھی ہے تو تم قلعہ کو واپس جاؤ اسطرح بادشاہ کو لیجانا اچھا نہین خلاف شان اور
باعث اسکی توہین کا ہے مین تمھارے جانے کے بعد بادشاہ کو عزت و توقیر کے ساتھ بھیج دونگا

یہ سنکر ہفت پیکر جادو نے کہا بادشاہ جو کہتے ہین اُسکے خلاف کرتے ہین ایسا نہو
رائے پلٹ جائے اور بادشاہ ہمارا قتل کرڈالا جائے فرمایا دغابازی و فریب دہی کو
بہت بُرا جانتے ہین اگر ہمکو قتل ہی کرنا ہوتا تو ابتک کب کا قتل کر چکے ہوتے اور اگر تجھے
کچھ دعوے ہو تو لے اب بادشاہ کو تیرے سامنے قتل کرتے ہین تو اُسکو بچالے ہفت اندام جادو
نے دیکھا بادشاہ اسلام کو غصہ آگیا ایسا نہو اس جھنجھلاہٹ مین میرے بادشاہ کو قتل ہی
کرڈالین تو مین کیا کرسکتا ہون کیونکہ کہم جادو والیسی ساحرہ انکی ملک کو آگئی ہے اور اسطرح
تو شاید چھوڑ بھی دین کہ زبان دے چکے ہین اور وعدہ کر چکے ہین کیا عجب ہے کہ قتل نہ کرین
پس اسنے عذر و معذرت کرنا شروع کی اور یہ مع لشکر قلعہ ہفت ارنگ کو واپس گیا

مہمان کا حال سنیے

کہ بادشاہ مع ملکہ کہم جادو و نیشتارہ و ملک اخضر زرین پوش کے بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے اہل لشکر
اپنے پڑاؤ پر آئے سرداران و افسران لشکر اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوے تھوڑے عرصہ مین دربار آراستہ
ہوا بادشاہ آکر تخت پر جلوہ افروز ہوے ملکہ کہم جادو کرسی جواہر نگار پر رونق افروز ہوئین
اور حکم دیا کہ نیشتارہ و ملک اخضر زرین پوش کا لیجاؤ اور آنکو ہوشیار کرکے بہت عزت
کے ساتھ اندر بارگاہ کے لاؤ چنانچہ قیران ثالث و مہتر چالاک ثانی بیرون بارگاہ
آئے اور نیشتارہ و ملک اخضر زرین پوش کو سنبھالے ہوے بارگاہ سلیمانی مین لائے
اور مہمان لاکر فتیلہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا تاکہ اسکو سحر یاد نہ آئے فراموش ہو جائے
الغرض جسوقت ملک اخضر زرین پوش کو ہوش آیا اور آنکھ اسکی کھلی اپنے کو ایک
بارگاہ آسمان جاہ مین دیکھا اور نظر جو بادشاہ اسلام پر پڑی متحیر ہوے کہ مین یہان کیونکر
پہونچا سرداران لشکر براے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوے اُسنے آنکھین اپنی بند کرلین
کہ شاید مین خواب پریشان دیکھ رہا ہون بادشاہ اسلام نے فرمایا اے ملک اخضر زرین پوش
یہ خواب نہین ہے عین بیداری ہے چشم خود را وا کن و حال خویش را تماشا کن میرا عیار تمکو قید
کرلایا تھا یہ فرماکر نیشتارہ ہفت ملک کو اشارہ کیا وہ آئے اور پیشوائی کرکے ملک
اخضر زرین پوش کو لے گئے اور پاس اپنے بٹھایا اب بادشاہ اسلام نے کل کیفیت
اُنکے گرفتار ہوکر آنے کی اور بوقت ہفت پیکر جادو کا پہونچنا اور ملکہ کہم جادو
کا آنا یہ سب باتین بیان کین اور فرمایا بسبب پاس و لحاظ ملکہ کے مین اب بھی آپکو
طرح دیتا ہون اگر آپ مجکو راستہ طاق پر جانے کا دے دیجئے تو مین آپکے
ملک و مال سے کچھ تعرض نکرونگا ورنہ جیسا مین کہہ چکا ہون وہی ہوگا اور قلعہ ہفت ارنگ
کو پامال کرتا ہوا طاق پر جاؤنگا ملک اخضر زرین پوش نے بادشاہ اسلام کا
یہ کلام سنکے جانب فلک دیکھا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر جواب دیا کہ
بالفعل آپ جنگ کو موقوف رکھین بعد مین سوچ سمجھکے مین اسکی نسبت آپ سے
کہلا بھیجونگا بادشاہ اسلام نے فرمایا بہتر کیا مضائقہ ہے یہ بات سوچ سمجھکر کرنا بہتر ہوتا ہے

یہ فرما کر سرداروں کو ہمراہ کیا اور نہایت شان و شوکت و تزک و احتشام کے ساتھ
ملکہ اخضر زرین پوش کو جانب قلعہ ہفت رنگ روانہ کیا ملکہ اخضر زرین پوش
نے اپنے لشکر میں پہونچکر اور سب سرداروں کو رخصت کر دیا صرف لندھور ثانی کو
اپنے ساتھ لیے ہوئے داخل قلعہ ہفت رنگ ہوا اہل قلعہ کو اپنے بادشاہ کے
آنے کی از حد خوشی ہوئی طبل شادمانی بجایا لیکن جسوقت طبل شادمانی کی صدا ملکہ
اخضر زرین پوش کے گوش زد ہوئی منع کیا اور حکم دیا خبردار طبل شادمانی نہ بجے
اگر کوئی مجھکو رہا کر کے لاتا تو بیشک خوشی کی بات تھی جبکہ دشمن نے خود رحم کھا کر رہا کر دیا
تو میرے نزدیک یہ رہائی اس قید سے بدتر ہے قید ہستی سے اگر مجھکو رہائی ہوتی تو اس سے
بہتر تھا کہ دشمن سے صفائی ہوتی ۞ یہ کہکر داخل ایوان شاہی ہوا اسفنت بیگ جادو نے
آکر مجرا کیا اخضر زرین پوش نے اسکی طرف سے منہ پھیر لیا اور بکمال تنفر فرمایا میرے
سامنے سے چلا جا ہر چند اسنے منت و سماجت کی کہ میرا اسمیں کیا قصور تھا حضور مجھسے
ناحق ناراض ہوتے ہیں بادشاہ نے سخن اسکا پذیرا نہ کیا اور فرمایا تجھسے بڑھکر کون نمک حرام
ہوگا جسنے ذلت و رسوائی اپنے ولی نعمت کی گوارا کی اور ہمدردی اسکو ہا نکر سکا اب تو جان
اور قلعہ ہفت رنگ جانے میں ایسی سلطنت کو گدائی سے بدتر جانتا ہوں جسکی بنا
ذلت پر ہو نفرت ہے ایسی حکومت پر اسلیے کہ مجھے نہ بادشاہ اسلام سے لڑنا منظور رہا نہ
خداوند نہ طاق سے مکرائی کر سکتا ہوں کیونکہ ایک تاج بخش ہے اور ایک جان بخش
لہذا میں نے حکومت اس قلعہ کی چھوڑی اور جنگل کا رہنا اختیار کیا ایسی حکمرانی سے صحرا نوردی
بہتر ہے یہ کہکر تاج اتارا لباس شاہی کو جسم سے علحدہ کیا تنخری پوشاک زیب تن کی تسبیح
ہاتھ میں لی اور مع لندھور ثانی قلعہ کے باہر نکلا ہر چند ارکین دولت و مشیران سلطنت
نے سمجھایا اور بہت کچھ منت اور سماجت کیا گئی مگر ملکہ اخضر نے مطلق سماعت نہ کی ع
میں نہ سمجھوں تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے ۞ الغرض بادشاہ لندھور ثانی کو لیے ہوئے جانب
صحرا روانہ ہوا چونکہ بادشاہ اسلام کا حکم تھا جس مقام سے جس سردار کو بادشاہ قلعہ
ہفت رنگ رخصت کریں اس مقام سے وہ واپس آئے اس بنا پر لندھور ثانی
ہمراہ رہے واپس نہیں آئے جسوقت یہ صحرا میں پہونچا تو اسنے لندھور ثانی سے کہا
اب آپ بھی جائیے اور جو حالت آپنے اپنی آنکھ سے دیکھی ہے وہ بادشاہ اسلام سے
بیان کر دیجیے گا میں نے اسی واسطے اسوقت تک آپکو اپنے ساتھ رکھا اور اپنے
ارادہ سے زبانی اطلاع نہیں دی بلکہ آنکھ سے دکھا دیا اور اب بشرط زندگی
بعد فتح نہ طاق کسی مقام پر آپکو بلجاؤنگا یہ کہکر تو ایک جانب روانہ ہوا اور
لندھور ثانی بادشاہ اسلام کی خدمت میں آئے اور کل حالات جو آنکھوں سے
دیکھے تھے کل بادشاہ اسلام سے مو بمو بیان کیے بادشاہ دنجاہ کو یہ کیفیت سنکے
نہایت رنج و افسوس ہوا اور فرمایا خیر دیکھا جائیگا اگر حیات مستعار باقی ہے تو بعد ان جھگڑون

سے ہم خود ڈھونڈھ لینگے اور اپنے ہمراہ خانہ کعبہ کو لے جاینگے

اب حال قلعہ ہفت رنگ کا سنیئے

کہ جسوقت بادشاہ قلعہ فقیر سے ہوکر نکل گیا تو ہفت پیکر جادو جسکو ہفت اژدہام جادو بھی کہتے ہین اسنے اپنے طور پر قلعہ کا انتظام کیا اور ساتون گنبدون کو از سر نو آراستہ کیا چھ گنبدون کے رنگ مختلف تھے اور ایک گنبد جو سب سے بڑا وسط قلعہ مین خاص بادشاہ کے رہنے کا تھا وہ ہر وقت رنگ بدلا کرتا تھا کبھی زرد ہوگیا کبھی سرخ کبھی سبز کبھی سفید کبھی سیاہ ہوگیا اور ہر رنگ سے ایک روشنی پیدا ہوتی تھی جہانتک عکس اسکا پڑتا تھا وہان تک مختلف تاثیرات اس سے ظہور مین آتی تھین جسکا حال بر وقت بیان ہوگا بعد اس انتظام کے اسنے حکم دیا کہ ہان نیچے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر لیکر ہرکارے لشکر اسلام کے سامنے بادشاہ ذوی الاحتشام کے آئے اور بیان کیا کہ دشمن نے بجا طبل جنگ اسکا قلعہ ہفت رنگ مین معروض بیان ہین اسلئے شاہ جمجاہ نے بھی اپنے لشکر مین حکم نواختن طبل جنگ دیا اودھر بھی نقارہ حربی گرجنے لگا ہرچند لشکر اسلام خستہ و شکستہ تھا لیکن سنبھل کر کے دلاور آلات جنگی درست کرنے لگے ساحرون مین سحر خوانی ہونے لگی صرف باد خزان شمشیر گلشن جوانی ہونے لگی ایک طرف تیر و تیغ و خنجر کی دھار ایک سمت کلوا کچھیرون تار سنگھ کی پکار شجاعون کے سر مین سودا شجاعت عروس مرگ کے دیوانہ الفت لیکن ان دیوانون کو نام ننگ و رکار نامردی سے عار آمادہ کار زار بیپروا سے مال نہ خواہش زندگی آبرو کے طلبگار تلوارون کی جھنکاران سوداؤن کے حق مین دیوانہ کے لیے ہو وحشت کا جوش ناسور ہونے کی جستجو اگر دشت پیمائی کا ارادہ کرتے تو دامن صحرا کے کارزار مین پھرنے عوض جامہ دری دامن حیات دشمن کی دھجیان اڑاتے سر پر تیر کو نوک خار بیدار سے جلا دت سمجھکر پا کے دل سے آبلے پھوڑتے لباس نامردی پارہ پارہ فرماتے شاید تہوری کے عشق مین جان گنواتے شوق راحت کبھی نشو و نشس رہتی تیر سے لبیان دیوانگان صحرا نیزہ سر کھولے تلوار برہنہ پر چون خلافت دنیا عام آثار عریانی پسند تیر وحشت مین آکر بھاگنے پر آمادہ خلش آنکی علاج دل درد مند سپر بن رنگ خون سودائیان سیاہ گرزون کو سر پہ بیابان حرب و ضرب رکھنے کی چاہ لب سوفار جلا کر پکارنا چاہتے گوشہ کمان سے خدنگ نگاکر رو بقرار لاتے گلنہ بن دل کی الجھن کا نشہ و نتین زرہ مین حلقہ زنجیر دیوانگان تھین ہر سمت شور پشس برپا ہوگا ہر نظم

آفت ہی طبیعت جوانی	ہر چند خرابیان تھین اظہار	مشہور ہے کہ وحشت جوانی
مرنے کی ادا پسند خاطر	جینے سے تھا اسے انکار	پرکچھ نہین سوجھتا تھا زنہار
پروانہ حرب شمع رخسار	تیغون کی پسند آگئی چال	دیوانہ زرہ تھا دل زار
		دل ہوگیا اشتغل ہمیشہ پامال

بھبا یا زخموں کا شکرانا ہو دم عشق میں حرب سے کدوانا ہو جب جوش سودا سے شب خاطر رہے کم ہوا اور بحری قوم سے بے غافل جو تھا کہ ابیات

صبح کو پر اثر مہر و اختر کھلا	صبح آیا جانب مشرق نظر	وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود
تھی نظر بندی کیا جب سحر	بادہ گلرنگ کا ساغر کھلا	اک نگار آتشین رخ سر کھلا
رکھ دیا ہی ایک جام زر کھلا		لا کے ساقی نے صبوحی کے لیے

صبحدم سرداران لشکر ظفر پیکر در دولت شہنشاہ پر صولت پر حاضر ہوئے ایک طرف ملکہ گم گم جادو فوج ساحران کو جانب جنگاہ بھیجکر آستان ظل اللہ پر آئین بادشاہ لباس رزمی سے آراستہ ہوکر برآمد ہوئے ہر ایک نے مجرا کیا ابیات

تاج زرین جو تابان سے سوا	خسرو آفاق کے مسند پر کھلا	ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے
ایک ترتیب طغرل و سنجر کھلا	دبدبہ کا نیا چرخ جگر کٹ گیا	بادشہ کا رایت لشکر کھلا
جیسے دارا کا لکل آیا ہی نام	اسکے سر شگون کا جب وفتر کھلا	ایسے شاہ گردون اساس کو

پھر ایک جرأت شناس قلب لشکر مین رکھکر روانہ ہوا فوج ظفر موج سلطانی سویرے ہی سے گروہ گروہ اور انبوہ انبوہ جانب وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوچکی تھی شاہ کے پہلے سے دریاے لشکر موج مارنے لگا اسلحہ کی آواز تا بہ گنبد سما پہونچی نقارون سے آواز نصر من اللہ آئی جب عرصہ کارزار مین شجاعان روزگار پہونچے ترتیب مین صفون کی مصروف ہوے سامنے قلعہ کے آکر صفین آراستہ کرکے کھڑے ہوئے ایک طرف ملکہ گم گم جادو اپنے تخت سحر پر سوار پشت پر چالیس ہزار جادوگرنیان زیور جواہر سے آراستہ مثل و باز و بط و قرقرے وغیرہ پر سوار ہاتھ مین آرسی گلے مین پڑین گانٹھیان باندھے ہوئے حلقہ ہاے زلف گرہ گیر انکے مثل حلقہ ہاے کمند دل عشاق کے پھانسنے پر آمادہ مانگ کی تحریر کو فرق لیل و نہار کہیے یا سواد جسن کا جادہ مجمع دیکھکر پرستان کا سمان نظر آتا تھا انکی شعلہ افشانی سے چرخ فلک تھرآتا تھا الغرض جب صفوف کارزار آراستہ ہوچکین اور نقیب بول کر ہٹ گئے سامنے قلعہ کے ساحرون مین تاریخ طرح ہنگامے لگے شور بوق و کوس بلند ہوا یکا یک ایک تڑاقہ کی صدا بلند ہوئی اور ایک گنبد قلعہ ہفت رنگ شق ہوا جسکا رنگ سرخ تھا اور اسمین سے ہزار ہا لعل پیدا ہوے اور بولتے ہوے اور ناچتے گاتے ہوے لشکر اسلام کی طرف چلے گنبد کیا شق ہوا یہ معلوم ہوا کہ لعلون کے گنجے کی کھٹ کی کھل گئی اور پہلو سے قلعہ پر سے تخت ہفت انداز جادو کا نمایان ہوا اس شان سے کہ تاج شاہی بر سر چار قبہ شاہنشاہی در بر ماہ لیے فروار پانچ کے گلے مین پڑے ہوئے جھولی زربفتی سحر کی لگی ہوئی رنگ لباس کا سرخ وہ جو غول کے غول لعلون کے گنبد سے نکلے تھے وہ سب آکر بر ہفت پیکر جادو کے سایہ افگن ہوئے اور تخت اسکا میدان مین آکر قائم ہوا اسنے آتے ہی ملکہ گم گم جادو سے آنکھ ملائی اور لعلون کی طرف دیکھکر اشارہ کیا اتنا بس یہ سننا تھا کہ وہ لعل گنبد کے جوڑ جوڑ کر لشکر ملکہ گم گم جادو پر ادھر باقی لشکر اسلام پر آکر گرے اور انھون نے زر فیلنا شروع کیا جسکا کان مین

آواز پہونچی وہ زمین پر گر کے مثل مرغ نیم بسمل کے پھڑکنے لگا اور ایک طائر کی صورت بنکر اڑا
اور حاضر حاضر کہتا ہوا سیدھا قلعہ ہفت رنگ کی جانب اڑا ہوا چلا گیا اور بالائے قلعہ
دیکھا کہ ایک ساحر بہت بڑا قفس ہاتھ میں لیے کھڑا ہے اُسنے اُن طائروں کو قفس میں بند کرنا
شروع کیا جوانان لشکر اسلام کی یہ حالت ہے کہ تیر چلہ کمان میں پیوستہ کیے ہیں اور لعینوں پر
تیراندازی کر رہے ہیں مگر تیر قریب اُن جانوروں کے پہونچکر جل جاتے ہیں اب تو ہر ایک
شخص نہایت مضطر و پریشان ہوکر کانوں میں انگلیاں دے رہا ہے گویا ہاتھ کانوں پر رکھ رہا ہے
اور ان طائروں سے پناہ مانگ رہا ہے اور اپنے امکان بھر کوشش کرتا ہے مگر اُن جانوروں
کے کان پر جوں بھی نہیں رینگتی اور نہ پھیلنے سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی لیکن جو غول
لعینوں کا ملکہ کم کم جادو کے لشکر پر جاکر گرا تھا یہاں عجب رنگ پیدا ہوا جو طائر سامنے
جس ساحرہ کے پہونچا اُسنے فوراً کچھ اسم سحر پڑھا اور وہ ترنج جو ہاتھ میں تھا اسکو فوراً چھری سے
قلم کیا ادھر تو ترنج کٹا ادھر گردن جانور کی قلم ہوئی بس یہ پھڑکتا ہوا گرا اور گرتے گرتے جلکر
خاک سیاہ ہوگیا اور اگر ترنج کے قطع ہونے سے بیشتر زنبیل کی آواز گوش زد ہوگئی
تو ساحرہ کی بھی وہی حالت ہوئی جو کیفیت جوانان لشکر اسلام کی ہوئی تھی یعنی طائر بنکر
گری اور جانب قلعہ حاضر حاضر کہتی ہوئی اڑکر چلی لیکن ملکہ کم کم جادو کی یہ حالت ہوگئی جس
غول پر ان طائروں کے یہ جا پڑی اور اسنے اُف کی سو سو اور پچاس پچاس طائر
جلکر خاک سیاہ ہوگئے قریب سحر بھر کے یہ جنگ طائران رہی جسمیں ایک ہزار جادوگرنیاں
لشکر ملکہ کم کم جادو کی مسحور و مسخر ہوکے طائر بنکر اڑ گئیں اور اسیر بلا ہوئیں اور چار ہزار
جوان لشکر بادشاہ اسلام کے مقید ہوئے اور قریب تین ہزار لعل کے بھی جلکر خاک
ہوئے بس ہفت پیکر جادو نے آواز دی او چھوکری اندی اسی سحر پر تجھکو ناز تھا
دیکھا تو نے میں نے کتنوں کو تھوڑی دیر میں تیرے سامنے اسیر بلا کیا اور تو کچھ نکر سکی
یہ کہکر طبل بازگشت بجوا دیا اور آواز دی ای طائران طلسمی بس چلے آؤ اب کل دیکھا جائیگا
یہ سنتے ہی وہ طائر غول کے غول پھڑپھڑا مار کر پلٹے اور اسی گنبد سرخ کی جانب روانہ
ہوئے اور تخت ہفت اندام جادو کا بھی میدان جنگ سے پھر کر دروازہ کیطرف
سے داخل قلعہ ہفت رنگ ہوا بس ادھر تو دروازہ قلعہ کا بند ہوا ادھر شگافہ
ہوا اور گنبد شق ہوگیا وہ لعل سب کے سب اُس گنبد میں داخل ہوئے گنبد پھر برابر
ہوگیا اور وہ ساحر جو قفس ہاتھ میں لیے ہوئے فصیل قلعہ پر کھڑا تھا وہ بھی اندر قلعہ
کے چلا گیا بادشاہ اسلام نہایت سراسیمہ و پریشان میدان سے پلٹ کر بارگاہ سلیمانی
میں داخل ہوئے اور ملکہ کم کم جادو بھی چین بر جبین جنگاہ سے واپس ہوکر اپنے خیمہ میں
داخل ہوئیں لیکن بکمال متردد و متفکر تھیں وہاں ہفت پیکر جادو نے قلعہ میں پہونچکر پھر
طبل جنگ بجوا دیا اور اسیروں کو جانب گنبد صد چاک روانہ کر دیا اور کہلا بھیجا
زلفین شانہ کش جادو محافظ گنبد سے کہ ان قیدیوں کو نہایت حفاظت سے رکھنا

بعد فتح جنگ ان سب اسیرون کو خدمت مین خداوندی کی پیش کرینگے اور صلہ اس محنت
و جانفشانی کا اپنے لینگے ہمچشمون مین سرخروئی و نیکنامی حاصل کرینگے یہ کہکر خود
ہمشفقت پیکر سحر جگانے مین مصروف ہوا یہان لشکر مین جوانان لشکر اسلام کے اسیر
ہو جانے سے اور بالکل گم ہو جانے کے لشکر مین بھی جادوگرنیون کے مقید ہونے سے
ایک تلاطم برپا تھا ہر شخص رنج و فکر مین بیٹھا ہوا تھا دن و مغموم تھا کہ معلوم نہین اسیران ستم پر
کیا حالت ظلم و تعدی کی گذری اور دشمنون کے ہاتھ سے ان مقیدون کو کیا کیا گزند
پہونچا لشکر کے لوگ نہایت تاسف کرتے تھے ایک کہرام برپا تھا غلغلہ شیون وشین سے
یہ گنبد دوار گونج گیا دود آہ نے چرخ تک سربلندی کرکے دوبارہ ثوابت و سیارہ کو جلایا
تھا اشک شبنم سے فلک روتا تھا لشکر اسلام پر اوس پڑ گئی تھی جنگل مین غنچہ لب بسورتے
تھے صحرا مین باد صبا خاک اڑاتی تھی برگہاے خزان رسیدہ زمین پر گر کے بچھونا ہوئے
تھے بپا ہوا صف ماتم بچھاتی تھی بازار تمام لشکر کی رونق سے بیزار فلک پر قمر کا رنگ سفید
سراسر رنج کا رخ سے اثار جیحون کے پردے اٹھے ہوے گریبان چاک وہ بھی نظر
آتے تھے قناتین رنج و الم پر قناعت کرکے ضعیف حالون کی صورت کمر جھکاتین
ہواے غم کے جھوکون سے ٹیڑھی ہوئی جاتین پردے زمین پر فرط رنج سے سر ٹکراتے
لٹتا ہین دل بستہ اندوہ و ملال پیچ ہر ایک رنج مین ڈوب کر زمین مین گڑی جاتی
چوب گڑی صدمہ کی اٹھاتی مرگیان لشکر مثل زن سوگوار بال بال کے پریشان کیے تھین
ندامت سے جھکی ہوئین علم مثل مصیبت زدگان سر کھولے نخل ماتم کا نشان بنا لے
تھے کمانین چلانے پر آمادہ خدنگ ہر ایک ڈنگ خانہ ترکش سے تنگ غم مین مبتلا سوار
و پیادہ ہر سمت تلاطم ہر ایک اپنی خودی سے گم تلاطم کبھی طوفان جوش چشم تر تھا

کبھی اٹھا ہوا وہ جگر تھا
کسی کو فکر یہ کیونکر جئین گے
کہین نالون کے غل سے خانہ آباد

کہین آنکھون کو حیرانی ہی ہے یا
کہا تک اشک تر دامن پئین گے
کوئی ممنون احسان مقدر

کہین وحشت کہ داب آتی بلا ہی
کسی لب پر ہجوم آہ و فریاد
کہین یکجا خندہ حسرت فلک پر

غرضکہ شاہ بچاہ بھی متردد بیٹھے ہوئے تھے کہ ہرکارون نے طبل جنگ بجنے کی خبر بصد ادب
خدمت مبارک مین عرض کی بادشاہ نے یہ خبر وحشت اثر سنکر فرمایا یہ کافران بھیجا
ایسے ہی وقت مین آمادہ کارزار ہوتے ہین جب ہم فکر و تردد سے ناچار ہوتے ہین
خیر خداوند زمین و زمان ہمارا نگہبان ہے یہ فرماکر جوش شجاعت مین آکر حکم دیا ہمارے لشکر
مین بھی بفضل خداے قدیر طبل رزمی پر دوال دیجاے بجبر دامدار حکم شہنشاہ عالم پناہ
طبل سکندری پر چوب پڑی صداے طبل سے لشکر مین اور زیادہ بدحواسی ہوئی کیونکہ
ایک ہزار جوانان لشکر اسلام تین ہزار جادوگرنیون کی گرفتاری سے اہل لشکر مجبور و
ناچار تھے لیکن شجاعان روزگار سنبھلے تیغ و سپر کے سایہ مین سے جلادت شعار رسم شہوری کا
کہنے لگے تیاری آلات حرب کرنے لگے تیغ بران بار غم سے اس رات کو ختم ندامت سے

سے قلعہ کے تخت ہفت پیکر جادو کا پیدا ہوا اور تمام طوطیان خوش آواز آکر تخت پر اسکے
سایہ افگن ہوئین اور تخت اسکا جانب میدان روانہ ہوا جسوقت یہ میدان مین آکر پہونچا
اسنے آواز دی کیون ای کم کم جادو دیکھا تونے کل کیا ہوا اور اب آج بھی کیا ہوتا ہے یہ کہکر
اسنے انھین طوطیون کی طرف اشارہ کیا اور وہ سب کی سب غول کے غول لشکر اسلام
کی طرف چلین اور آنے کے ساتھ ہی ہر طوطی نے وہ دانہ سحر جو اسکے منہ مین دبا ہوا تھا منقار سے
چھوڑا جسپر دانہ سحر گرا وہ بیہوش ہوا دانہ چٹکا اس سے دھوان نکلا کہ وہ بیہوش ہوا طوطی نے
پنجہ مین دبا لیا اور جانب قلعہ روانہ ہوئی ہر چند اہل اسلام تیر اندازی کرتے تھے اور ایک چادر
کی چادر تیرون کی ان طوطیون پر آتی تھی مگر طوطیان بڑھ کے پر مار دیتی تھین ساری چادر تیرون کی
جلکر خاک ہو جاتی تھی جوانان اسلام نہایت پریشان تھے لیکن ملکہ کم کم جادو نے جسوقت
دیکھا غول طوطیون کا میرے لشکر پر آتا ہے بس اسنے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور نکال نکال کے
پتلیان سحر کی پھینکنا شروع کر دین انکے ہاتھ مین چھوٹے چھوٹے جال اور بازوون پر انکے
پر تھے اور آواز دی لینا یہ شکار تمھارا موجود ہے دیکھا تو وہ پتلیان تڑپ تڑپ کر اڑین اور
طوطیون کی طرف چلین اور جال مار مار کر طوطیون کو پکڑنا شروع کیا لیکن جو طوطی جال مین پھنستی تھی
دانہ سحر کھینچ مارتی تھی دانہ چٹک کر دھوان پیدا ہوتا تھا پتلی بیہوش ہو جاتی تھی اور طوطی
جال کاٹ کر نکل جاتی تھی یہ رنگ دیکھکر ملکہ کم کم جادو نہایت پریشان ہوئی دل مین کہتی
تھی مین نے تو لعلون کا انتظام کیا تھا مین یہ کیا جانتی تھی کہ طوطیون سے سامنا ہوگا ورنہ دیسا
بند و بست کرتی اور لشکر کم کم جادو کی یہ حالت تھی کہ یہ اسی طرح سے چھریان اور تیغ اپنے
ہاتھون مین لیے ہوئے برابر انھون کو قلم کر رہی تھین انکے سحر سے اکثر طوطیان ذبح ہوئین
لیکن جب طوطی نے دانہ سحر کھینچ مارا وہ دانہ چٹک پڑا وہ ساحرہ بیہوش ہوگئی بس طوطی نے پنجہ
مین دبایا اور جانب قلعہ راہی ہوئی بالاے قلعہ وہی ساحر قفس کلان لیے ہوئے کھڑا
تھا جو طوطی قریب اسکے پہونچی اسیر کو سامنے ڈال دیا اور آپ پھر پلٹ کر شریک جنگ
ہوئی اور وہ قفس بردار ہر ایک بیہوش کو بزور سحر طائر بناتا تھا اور قفس مین بھرتا جاتا تھا
ملکہ کم کم جادو نے جب اپنے ساحرون کا یہ حال دیکھا تو انکو تاب ضبط باقی نرہی
نہایت غیظ و غضب کی حالت طاری ہوئی اور غصہ مین آکر زمین پر غلطک ماری اور
صورت اپنی ایک باز کی پیدا کی اور غول مین طوطیون کے گھس گئی اور مقراض منقار
سے گردنین طوطیون کی قلم کر کے پھینکنا شروع کین ہفت پیکر جادو نے دیکھا
تین چار ہزار آدمی آج بھی گرفتار ہو چکے ہین اب رنگ لڑائی کا بے ڈھب نظر آتا ہے
ملکہ کم کم جادو طائران طلسمی کا خاتمہ کیے دیتی ہے بس مصلحت اسی مین ہے کہ طبل بازگشت
بجوا دیا جائے یہ سوچکر اسنے فورًا طبل بازگشت بجانے کا حکم دیا اور طوطیون کو آواز دیکر
بس پلٹ آؤ اب کل دیکھا جائیگا یہ صدا سنتے ہی طوطیان فی الفور زقندین بھرتی ہوئی جانب قلعہ
[illegible] روانہ ہوئین ملکہ کم کم جادو غصہ مین بھری ہوئی ان طوطیون کے

عقب میں چلی تھی کہ بادشاہ اسلام نے منع کیا اور فرمایا بھاگتے کا پیچھا نہیں کرتے ہیں کل دیکھا
جائیگا چنانچہ ملکہ گم کرم جادو بادشاہ اسلام کے حکم کے بموجب پلٹکر اپنے لشکر میں آئی
اسطرف ہفت پیکر جادو میدان جنگ سے واپس ہو کے قلعہ ہفت رنگ میں
داخل ہوا اور قفس پر وار جادو کو مع قیدیان قفس جانب گنبد صد چاک روانہ کیا
ادھر طوطیان گنبد سبز پر آکر سایہ افگن ہوئیں سایہ پڑتے ہی تڑاقہ ہوا اور گنبد شق ہوا
طوطیوں کے غول کے غول اس گنبد میں داخل ہونا شروع ہوئے جب سب طوطیان آچکیں گنبد
پھر برابر ہو گیا اس جانب بادشاہ اسلام بھی مع سرداران عالی مقام کے پلٹکر میدان
مصاف سے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنکر بیٹھے سردار
بھی حاضر خدمت ہوئے ملازموں اور رفیقوں کی اسیری کے صدمہ سے طبیعت نہایت
پریشان تھی مضطر و سراسیمہ بیٹھے ہوئے تھے بارگاہ میں ہر ایک محزون و مغموم بیٹھا ہوا تھا
ادھر ملکہ گم کرم جادو بسبب شرمندگی کے بارگاہ میں نہیں آئی کہ بادشاہ اپنے دل میں
کیا کہتے ہونگے اتنے بڑے بادشاہ کی بیٹی اور اسکی تعلیم یافتہ اور اپنے ایک ادنے سپہ سالار
کے سحر کو رد نہیں کر سکتی بڑے افسوس کی بات ہے اس سوچ میں بہ تنہا اپنے خیمے میں
بیٹھی ہوئی محو انگشت حیرت در دہان ہمہ درون ہمہ بیرون + سکتے کے عالم میں ندامت کے
باعث سے سر در گریبان تھی یکایک صدائے طبل جنگ اسکے کان میں پہونچی ادھر جوڑی
ہرکاروں کی گرد میں آلودہ پسینہ میں غرق بارگاہ پر حاضر ہوئی اور زمین ادب کو عبودیت
سے بوسہ دیکر دعا و ثنا بادشاہی اسطرح بجا لائی قطعہ

حکم تو روان آفرینش	در گاہ سپہر احتشام است	ای جسم تو جان آفرینش
پاکیزہ زبان لغت نیست	نعمت خوان آفرینش	مطلب تو مکان آفرینش
بیشیر گمان آفرینش		بر سینۂ دشمنت نشستہ

شہنشاہ کی عمر دراز ہو دشمن ہمیشہ بے برگ و بے ساز رہو آج
پھر لشکر کفار میں طبل جنگ بجا ہے اسکا ارادہ ہے کہ ہنگام سحر قلعہ سے نکلکر دشمنان حضور سے
مقابلہ کرے باقی خیر و عافیت ہے ہرکارے تو انعام پاکر رخصت ہوئے شاہ جمجاہ
نے ارشاد فرمایا ہمارے لشکر میں بھی نقارۂ ربانی کوس حربی نوازش میں آئے چنانچہ
عیاروں نے تعمیل حکم میں فوراً دیر نہ کی نقار خانہ سلیمانی میں طبل سکندری پر چوب پڑی
دنیا دہل گئی مریخ کا بالا سے چرخ کلیجہ کانپ گیا طاس فلک پر چھناٹا پیدا ہوا گنبد عالم میں
صدا گونج گئی دلاور و بہادر آگاہ و ہوشیار ہوئے دربار شاہی برخاست ہوا
ہر سردار اپنے اپنے مقام پر آکر درستی اسباب رزم کرنے لگا تلواریں نیاموں سے نکلیں
خنجروں کے نیام جو کچھ دل میں رکھتے تھے وہ اگلنے لگے رشتۂ جان اور رشتۂ تیغ سے
رشتۂ محبت ٹوٹنے لگا سلسلۂ دشمنی مستحکم ہونے کا زمانہ آیا شمشیر براں نے گلے ملکر گردن
کاٹنا چاہی زبان تیر نے سوکھی سنانی اٹھائی نیزے خنجر طوق گلوگیر اجل سے تھے نخل تمنا سے مردان میں
تلواروں کے پھل سے تھے دونوں جانب کے لشکروں میں غلغلہ عظیم برپا تھا نیزوں کی جھنکار

اور خنجر کی دھار سے پانی کی لہر اور شور بحر کا رنگ نظر آتا دل سینہ میں خوف سے پانی پانی ہوا جاتا
تلاطم رفتار جدال و قتال میں طوفان عظیم اٹھا تھا کفار کا جہاز خشکی میں ڈوبتا تھا کہاں تک
عرض کروں رات بھر یہی شورش و ہنگامہ برپا رہا تلواریں سان پر چڑھیں دلاوران پر چڑھے
سوار توسن پر چڑھے اجل سر دشمن پر چڑھی شجاعت نچلوں کے سن پر چڑھی تیر زہر آبدار
ہوئے نیزے بھر بیکار تیر و تیار ہوئے گھوڑوں کا ساز و یراق درست ہوتا سر ہاودر چاق و
چست ہوتا شور کرتا و بوق سے گوش روزگار میں پنبہ ابر دیا تھا دشت عالم گونج رہا تھا
یا ذرہ ذرہ بلسان شیر غراتا تھا اسی ہنگامہ میں آخر شب کی رحلت کا زمانہ آیا شہسوار
آسمانی بقصد جہان ستانی فروغ اختر و ماہ اسلحہ شعاع سے مسلح و مکمل بمیدان فلک برآیا کہ نظم

چو خورشید تابندہ بنمود چہر
جہان کرد از چہر خود دیگر زمہر
زمین آمد از بانگ اسپان بجوش
سپہر از جنگ آمد از لشکر خروش

وقت سحر دونوں طرف سے لشکر وارد میدان قتال ہوئے
افسران فوج بعد فراغت طاعت باری سلح جنگ سے آراستہ ہو کر در دولت شاہی پر آئے
سرداران ذوالفقار و رفیقان جان نثار با میدادا سے آداب حاضر آستانہ شاہی تھے
کہ یکایک نور افزاے چشم ایمان مومنان و مسلمانان حضرت قدر قدرت فخر الملوک والسلاطین
خدیو کیہان شہنشاہ دارا سے ہیں جمشید والا شان برآمد ہوئے صداے بسم اللہ کا
شور از فرش تا لب عرش پہونچا سرداروں کا مجرا و سلام ہوا سواری ظل اللہ
کی طرف جنگاہ کے نہایت عظم و شان سے روانہ ہوئی سرداران ذوالفقار و رفیقان جان نثار
و خیرخواہ ہمراہ تھے اسی شوکت و شہامت سے چلکر وارد دشت کارزار ہوئے اسطرف
سے آمد لشکر حریف گمراہ ہوئی گیتی گرد و غبار سے سیاہ ہوئی دل دہر بہ چشم زمانہ
پر آشوب تھی خیریت گریزان آفت پر رعب نظم

برآمد خروشیدن گاو دم
ز شبہ بجمع چندان سپاہ است پیل
کہ چون ابر بست از سپہ گرد سم
ز نعش سنان راخود اندازہ نیست
خور از گرد بر آسمان تازہ نیست
کہ چون زمین شد بکردار نیل
ہمی از تبیرہ شدہ گوش کر
اگر شمری نیست اندازہ و مہر

حاصل مرام بعد درود موکب نبرد آزما ترتیب صفوف
کارزار ہو مقابلہ ہر دو سو ہوئی نقیب نقابت کر کے کنارے ہوئے جوانان لشکر اسلام
آمادہ مرگ و مہیاے قضا سر سے کفن باندھے ہوئے کھڑے تھے صورت اجل
چار آئینوں میں نظر آتی تھی چشم حلقہ زرہ شکل موت دکھاتی تھی گرزوں سے صداے فنا فنا
پیدا تھی نیزوں سے شکل لا ہویدا تھی عالم ہراس اور ہجوم یاس میں کل لشکر یان سیاہ بختی بیکہ
جادو کے منتظر تھے کہ دیکھیے وہ ظالم آج کیا زہر اگلتا ہے کس کس پر خنجر ظلم و ستم چلاتا ہے
ایک طرف ملکہ کیمیا جادو اپنی چالیس ہزار جادوگرنیوں کو لیے ہوئے غصہ میں بھری
ہوئی چہرہ سرخ تمتما یا ہوا آثار غیظ و غضب رخ انور سے ظاہر مثل زلف پریشان کشیدہ خاطر
و رنجیدہ دل کھڑی ہوئی تھی یکایک قلعہ ہفت رنگ کا گنبد سیاہ شق ہوا اور ہزارہا
جانوران سیاہ رنگ مثل زاغ و زغن کے پیدا ہوئے اور شور و غل کرتے ہوئے پرے سے پر

ملاکر لشکر اسلام کی سپاہ پر بانداز حملہ چلے اور اسی طرح ہر پہلو سے قلعہ ہفت
ہفت انداز میں جادو کا پیدا ہوا ور سامنے آتے ہی اشارہ کیا ان زاغوں کو یہاں اپنا
بس یہ کہنا تھا کہ اس غول کے دو حصہ ہوئے کچھ لشکر اسلام پر آ کر گرے اور کچھ لشکر
ملکہ کمر کم جادو کی طرف گئے حالت ان زاغوں کی یہ تھی کہ جس شخص پر سایہ انکا پڑ گیا وہ
آہ کا نعرہ کرکے زمین پر گرا اور تڑپا اور صورت اسکی بھی مثل ان زاغوں کے ہوگئی اور
حاضر حاضر کہتا ہوا قلعہ کی طرف چلا ہر چند اہل لشکر تیر اندازی کرتے تھے نیزہ و تفنگ سے
کام لیتے تھے سنگ فلاخن سے زاغوں کو دفع کرنا چاہتے تھے مگر کوئی حربہ کارگر ہوتا تھا
اور کوئی گھار کسی طرح کم ہوتی تھی مگر چونکہ ان زاغوں کے سایہ میں یہ تاثیر تھی کہ آدمی سے جانور
بنجاتا تھا اسوجہ سے بعض عاقلوں نے سپریں بلند کرلی تھیں کہ سایہ زاغ کا ہمپر نہ پڑے مگر بایں ہمہ
جسپر سایہ پڑ گیا وہ طائر سیاہ بنگیا اور سیدھا ہوکر قلعہ کا رخ کیا ادھر جو زاغ کہ ملکہ کمر کم جادو
کی طرف روانہ ہوگئے تھے وہ بھی برابر ٹوٹے لگا رہے تھے اور سایہ اپنا لشکر ملکہ کمر کم جادو
پر ڈال رہے تھے انکی تاثیر سے صدہا جادوگرنیاں جانوروں کی صورت بنگئیں اور حاضر حاضر
کہتی ہوئی یہ بھی جانب قلعہ روان ہوئیں سایۂ زاغ مثل سایۂ بوم تھا انسان مسخ ہوکر
جانور کی ہیئت پیدا کرتا تھا یہ حالت دیکھ کر ملکہ کمر کم جادو نے جو کچھ بیکانوں کے مارنا
شروع کیے تو ہزاروں زاغوں کو جلا کر خاک کر دیا شام تک کوئی سو ا ہزار جادوگرنیاں
ملکہ کمر کم جادو کے لشکر کی جانور بنکر اڑ گئیں اور قفس سحر میں بند ہوکر جانب قلعہ روانہ
ہوگئیں اور قریب دو ہزار کے جوانان لشکر اسلام جانور بنکر مقید ہوگئے وہی ساحر
جو اس کام پر معین تھا وہ قفس کلاں میں ان سب تازہ گرفتاروں کو اسیر کر کے گنبد
صدہا رنگ کی طرف لے گیا وہاں زلفین شانہ کش نے حسب الحکم ہفت پیکر جادو
ان اسیروں کو گنبد میں قید کیا چونکہ دن تمام ہو چکا تھا ہفت پیکر بھی طبل بازگشت
بجا کر قلعہ ہفت رنگ کی طرف روانہ ہوا اور لشکر اسلام و لشکر ملکہ کمر کم جادو بھی
طبل بازگشت کی صدا سنکے اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے مگر یہ سب کمال پریشان خاطر و
کبیدہ دل ہیں کہ دیکھیے اس ظالم ہفت پیکر جادو سے کیونکر عہدہ برائی ہو سکتی ہے
اور کس طرح اسکے شر سے پناہ ملتی ہے کیونکہ تین دن کی لڑائی میں کوئی ہزار
آدمی لشکر اسلام و لشکر ملکہ کمر کم جادو کے گرفتار بلا ہوکر اسیر پنجۂ ظالم و ستم
ہو چکے ہیں اب سبھوں کے دلوں پر خوف و ہراس طاری ہے اور کل اہل لشکر
و افسران فوج سراسیمہ و پریشان خاطر ہیں بادشاہ اسلام جو میدان جنگ سے
مراجعت کرکے بارگاہ سلیمانی میں آئے تو یہ بھی از حد پریشان و متردد کے عالم میں
سر بگریبان ہیں کہ دیکھیے انجام اس لڑائی کا کیا ہوتا ہے اور کیونکر یہ فتنہ فرو ہوتا ہے حالت موجودہ پر
نظر کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قضا ہی ہم سب کو کھینچ کر یہاں لائی ہے کمر کم جادو و ایسی جزو
زبردست اور اپنے ایک ادنے سپہ سالار پر غالب نہیں آ سکتی ہے کہ نہیں یہ سب اسباب تباہی

و بربادی سے کے نظر آتے ہیں اور آثار شکست معلوم ہوتے ہیں ہم خیال کرتے ہیں رفتہ رفتہ
اسی طرح کل لشکر تباہ و برباد و پراگندہ ہو گا اور اہل لشکر گرفتار بلا ہو کر قتل ہو جاینگے ادھر
ملکہ کم کم حیا و آب خجالت میں غرق ہیں دن ہو چکے ہیں نہ کنگھی نہ چوٹی ہے نہ زلفوں میں
شانہ کیا ہے خاک صحرا کی ان بالوں پہ پڑی ہوئی ہے چہرہ اوداس عالم یاس پوشاک میلی سی پہنے
ہوئے بقول شاعر ۔ اگری کا ہے گمان شک ہے ملاگیری کا ۔ رنگ لایا ہے دوپٹہ ترا میلا ہوکر
لب پیا رنج سے کوئی بات اسکو اچھی نہیں معلوم ہوتی ہے نہ زیب کا نہ زینت کا خیال ہے اسدرجہ
رنج و ملال ہے بوجہ شرم کے پسینے پسینے ہوئی جاتی ہے عرق انفعال میں ڈوبی ہوئی ہے بقول اسکے شعر

نادم ہوا ہوں کچھ کے کسی نونہال سے	بیٹھا ہے لوٹ کے گل عرق انفعال کچھ

اسکا بس نہیں کہ ندامت کے سبب سے شرمندگی کے عالم میں خودکشی کرلے مگر یہ نہایت
سنجیدہ و فہمیدہ ہے اس باعث اس قصد سے باز رہتی ہے کیونکہ یہ امر فہم و فراست سے بعید
ہے کہ جان دیدے بلکہ جو مشکل پیش آئے اسکے دفعیہ کی تدبیر کرے مشکلے نیست کہ آسان
نشود مرد باید کہ ہراسان نشود پس ایسے ایسے خیالات کرکے یہ ضبط کرتی ہے اور آہ سرد
بھر کے خاموش سکوت کے عالم میں تدبیریں سوچتی ہے مگر کچھ بن نہیں پڑتا گھبرا کر طرف آسمان کے
دست دعا بلند کرتی ہے اور کہتی ہے بارالٰہا جو کچھ تیری مشیت ہے اور کلک قدرت سے جو کچھ
خط پیشانی پر تحریر ہے وہ ضرور پیش آتی ہے اور بہتر و مناسب بھی وہی ہے مگر اسوقت میں تازہ
وارد اسلام میں داخل ہوئی ہوں اور بادشاہ قلعہ کی دختر ہوں اور اپنے ملازم کے مقابلہ
میں جو کافر بھی ہے شکستیں کھا رہی ہوں اور ذلتیں اٹھا رہی ہوں تو میری مدد کر میں اس توہین
سے بچوں اور ان کفار بدکردار پر فتحیاب ہوں تاکہ یہ مقام کفار کی نجاست سے پاک اور تیرے
پہچاننے والوں سے آباد ہو یہ کہکر اپنے ہودج خانہ میں داخل ہوئی اور آج پھر اسنے ایک سحر تازہ
تیار کرنا شروع کیا اس سحر کا حال بھی بروقت مقابلہ کھلے گا ۔ الحاصل ہفت پیکر نے اپنے
مقام پر پہونچکر پھر طبل جنگ بجانے کا حکم دیا ہرکاروں نے یہ خبر بادشاہ اسلام کی خدمت میں
پہونچائی آپنے بھی بفضل ربانی و تائید سبحانی طبل جنگ کی نوازش کا حکم فرمایا چنانچہ
حسب الحکم شاہ جہاں سوک عیار نے جاکر نقارخانہ سلیمانی میں طبل حرب بجایا
وار و نقارخانہ نے جو نذر دی وہ خواجہ خضران بن عمر ثانی کے لیے جمع کرادی تو غلغلہ
کلام حبیب صدا سے گوش زہرہ تک بلند ہوئی دلاوران معرکۂ شجاعت و شہسواران خیرہ اسد آرائی کے
بادشاہ نے دربار برخاست فرمایا سرداران ذوالفقار اور رفیقان جان نثار اپنی اپنی جگہ پر آئے
سلح خانہ کھلوائے مشعل و مشعل نقیبوں کی صدا بلند ہوئی آئینہ تیغ پر صیقل دی چند ہوئی چندلمحے
فقرات جنگی مدائح خاطر شجاعان کے لیے گویا قلعی تھی ہمت و جرأت کی صورت نظر آنے لگی آئینہ
خانہ گردوں میں عروس جلادت جلوہ دکھلانے لگی عشق شاہد دلاوری میں ہرایک سیماب وار
بیقرار جان دینے پر تیار صبح کا ہر ایک کو انتظار کہیں زنگ ظلمت شب آئینہ سحر سے دور ہو
پیدا صبح کا نور ہو تو آئینہ شمشیر میں جلوۂ عروس ظفر نظر آئے کیا دروغ نامرد کی قلعی کھلجائے جوہر آئینہ

آئینہ شجاعت کھلیں حشم شاہ ہمت کے اشارے سے دیکھیں کون جراءت تیغ کے روبرو تُند بنتا ہی اور کون ہنس ہنسکر بگڑا ہوا نقشہ درست فرماتا ہی کسکے آئینہ تیغ میں صفائی ہی درج اسکندر کس پر آفریں خواں آئی ہی کون فولاد دل ہی آئینہ شمشیر سے بتاس ہو کر کون مقابل ہی کل مقدمہ نام و ننگ ہی کسکے رخ پر صفائی ہی کسکے چہرہ پر گرد ہزیمت کا زنگ ہی غرض آئینہ تیغ و خنجر کو جلا ملنے لگی نامردوں کو جو عارسی ہوئی تو غیرت نفس میں منہ در منہ کرنے لگے تیغ سے مثل شاہد طناز و کرشمہ سنج آئینہ خانہ عالم میں تلنے لگے تیر سر اُگلنے لگے چہرہ عمود نے نامردوں کا منہ بڑھا یا بر رو جائے غیرت و جائے حیا بنایا سپروں میں آئینہ تیغ و خنجر سامنے رکھکر بالیان اپنی سنوارنے لگیں پھول اسپنے دیکھنے بھالنے لگیں جو تلوار بصفا سپر پر بہادر نے رکھ دی آئینہ خیال کو حیرت ہوئی کہ قبضہ میں ملک زنگ تھا اب وہ طلب ہوا طرفہ ماجرا و مقام عجب ہوا ایسا دے حلقہ حلقہ محو صورت جنگ سواروں کو حیرت دامنگیر آئینہ خیال رہے صاف زنگ کہانتک گزارش ہو چار پہر رات یہی نقشہ رہا جب مرقع دہر سے ورق شب اُلٹا صورت دوسری نظر آئی تیغ سحر صیقل ہو کر بصفا ہوئی خنجر آفتاب سے

روا لی دکھائی کہ نظم	کہ ہنگام مطلع صاف پایا　　سحر کا آئینہ شفاف پایا
سفیدی چھا گئی روے زمین پر	مؤذن نے کہا اللہ اکبر　　شہنشاہ عالی بارگاہ طاعت

رب قدیر میں مصروف تھے سپاہ اسلام و اہل دل کے بادل امنڈے اور انبوہ حشم بیرق بیرق قدم بقدم سنج بسنج طائفہ طائفہ گروہ گروہ جانب میدان جنگ روان ہوئی سرداران افواج کورنش ادا کرکے دردولت باشوکت سلطان با کرم پر آئے سہاک نے نشست اقدس شاہ جہاہ پر پہونچکر ہنگام دعا آمین کہی بادشاہ عالم پناہ نے سجادہ لپیٹا اور صندوق اسلحہ طلب کر کے تبرکات انبیا علیہم السلام زیب جسم فرمایا اور باہر برآمد ہوکر پشت مرکب کو خانہ منور اور رافق شاہ خاور بنایا جلوخانہ میں عیش محل کے تشریف لائے سرداران آداب عرض کر کے الگ کھڑے ہوگئے یکایک پردہ محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھنچا جلوس سواری کا نکلنے لگا کنول نہاسے بلوریں کنول برداریوں سے کنول برداروں نے لیے طلائی نقرئی پنچشاخے چھنکنے لگے عود و عنبر کے لوٹے کنیزان محل سے طفلان چوبدار لیکر آگے بڑھے نواب ناظر خواجہ سرا اہتمام کنان نکلے کہاریاں پری وش ہوادار کا نڈے پر لیے ظاہر ہوئیں کہار جو تخت لیے استادہ تھے اس سرے سے نظر پڑی حضور عالم ہوادار پر سے اتر آئے اور صدا بسم اللہ بلند ہوئی تمام سردار مجرا گاہ پر جا کھڑے ہوئے سرو پکارا نظم

قبلہ حشم و دل مہا و رشاہ	شہ سوار طریقہ الطاف　　شہ مظہر ذو الجلال و الاکرام
نوبہار حدیقہ اسلام	شاہ جہاہ عالم پناہ نگاہ روبرو بادشاہ کے بنظر الطاف

اوھر دیکھا سرداروں نے مجرا کیا آنکھوں سے سلام لیکر اشارہ سوار ہونے کا فرمایا پھر تو تمام افسران فوج و اہلکاران لشکر کا مجرا ہوا اور تخت ظل اللہ کو قلب میں رکھکر آگے بڑھے ڈنکا ہوا نقیب منقبت خوانی کرنے لگے ایک طرف سے ہاتھیوں کی قطار جلو میں آگے بڑھی آنا تھی سپاہ آگے بڑھی یا کوہسار ہمراہ رکاب چلے دو دہ فیلی بلند بعوان تھا کہ ہوا ایک پر

جنگ ہونے لگی وہ بربار تا تھا اور یہ مقراض کا کام منقار سے لیتا تھا اب برابر کی جنگ ہونے لگی
اور اہل لشکر مسحور ہونے سے محفوظ ہوئے ان جانوران دراز منقار نے دم بھر میں ہزاروں کو
کاٹ کاٹ کر زمین پر گرا دیا تھوڑے عرصہ میں جانوران زرد رنگ آدھے رہ گئے ان
طائران دراز منقار نے اپنی منقار سے آب تیغ کی روانی دکھا دی زور رق ہستی دشمن بہا دی
کہیں پر کہیں منقار چلتی تھی صدا سے فشا فاش پر طائران وچقا چاق منقار جانوران بلند
تھی اس معرکہ میں ان طائرون کی تیغ منقار کے جوہر کھلے غالب و مغلوب کی حقیقت
کے دفتر کھلے کتاب زندگانی تمام ہوئی خامہ اجل نے بعض کے چہرہ پر صاد کیا بعض کو نقطہ
بنایا قرطاس حیات میں جو حرف ٹوٹا پھوٹا اور لکھا ہوا پایا اجزا پریشان اعضا سے نظر آئے
مجموعہ ہوش و خرد ابتر تھا اوراق حیات مثل ورق گل باد خزانی اجل سے برباد
ترک سے ترک صفحہ ہستی ترتیب سے آزاد کلک شمشیر قضا نے مضمون زندگی باطل
و مہمل سمجھکر مثل حرف غلط کاٹ دیا شیرازہ بند قضا نے رشتۂ جان توڑ کر دفتر ہستی کا
جز جز بانٹ دیا عدو کی زندگی پہ حرف آیا نوشتۂ تقدیر میں مرنا تھا بد نیو جہ اس طور پر
کتاب حیات کو غلط پایا کہاں تک گزارش کیا جائے دم بھر میں طائران دراز منقار
نے میدان صاف کر دیا یہ رنگ دیکھکر ہمشتا ازاہم جادو گھبرایا سر دست اور تدبیر
ذہن میں نہ آئی جھٹ طبل بازگشت پر چوب دلا دی اور میدان سے جانب قلعہ
واپس گیا آج بہت کم لوگ اسیر ہوئے لیکن جو گرفتار ہو گئے تھے انکو جانب گنبد
مہد جالک سار روانہ کیا اور خود قلعہ میں داخل ہوا یا تبادہ طائر اسی گنبد زریں میں
چلے گئے گنبد برابر ہو گیا ادھر ملکہ کم کم جادو نے اپنے طائران دراز منقار کو اسی
قفس میں بند کر کے اسی جوگی کے سپرد کیا اور لیکر ایک سمت کو روانہ ہوا پادشاہ اسلام میدان جنگ
سے پلٹ کر بارگاہ سلیمانی میں آئے لشکر اور پر گئے سردار و افسر اپنے خیمون اور
جھولداریون کی طرف روانہ ہوئے اور ملکہ کم کم جادو راستہ سے کٹ کر اپنے خیمہ
کی طرف چلی تھی کہ بادشاہ نے آنکھ ملکی اشارہ سے فرمایا اے ملکہ یہ وقت غنیمت سمجھو اور یہ شعر

غنیمت شمر صحبت دوستان
کہ گل پنج روز است در بوستان
غنیمت جان اس مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پہ کھڑی ہے
آج یہ شکل ہے کل دیکھیے کیا ہو رہتا ہو
یہ کبھی اک رنگ زمانہ ہے بدل جائیگا

ملکہ کم کم جادو بھی شربت دیدار بادشاہ کی پیاسی اور مشتاق لقا سے فرصت اسکے
شتشنا دو وہی لا کلام کتنی اشارہ پاتے ہی ہمراہ بادشاہ اسلام کے داخل بارگاہ سلیمانی
ہوئی بادشاہ اسلام نے تھوڑی دیر کے بعد دربار برخاست کیا اور ملکہ کو ساتھ لیے
خلوت گاہ میں آئے اور ارشاد فرمایا اے ملکہ عرصہ زندگی بہت تنگ ہے کوئی اعتبار نہیں
میدان جنگ سے زندہ پھرنا گویا عمر دوبارہ ہونا ہے جو نفس چند باقی ہیں وہ غنیمت
ہیں میرا یہ جی چاہتا ہے ہم تم سارات ایک جگہ بسر کیا کریں ملکہ نے دست بستہ عرض کی اے
شہریار عالیجاہ میں کنیز ہون آپکی مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے میری خود تمنا ہے کہ حضور کے قدمون

سے جدا ہوں مگر اپنے ان غلاموں کی سرکشی کو ملاحظہ فرمایا انھوں نے کیا سر اٹھایا ہے
اور کیسا تنگ و عاجز کر رکھا ہے خواب و خور حرام کر دیا ہے بلکہ زندگی تلخ ہو گئی ہے اگر میں
آپکی خدمت میں حاضر رہونگی تو مقابلہ کا انتظام نکر سکونگی میں چار روز کی مہلت اور
چاہتی ہوں اسکے بعد ہر وقت حاضر خدمت رہا کرونگی چار گنبد کا حال تو معلوم ہو چکا
انکا انتظام میں نے کر لیا ہے تین گنبد اور باقی ہیں تین روز میں انکا حال بھی معلوم ہو جائیگا
چوتھے مقابلہ میں انشاء اللہ اس قلعہ کو فتح کرونگی یہ کہکر رخصت ہوئی اور اپنے خیمہ میں آکر
تیاری سحر میں مصروف ہوئی بادشاہ دسلام بعد جانے ملکہ کے پلنگ پر کیا سے گئے گویا بستر غم پر
گر پڑے اور ہر طرح کے صدمات و آلام نے آکر گھیر لیا انواع و اقسام کے خیالات پیش نظر
ہونے لگے کبھی اپنے ملازمان مقید کا خیال آتا تھا کہ معلوم نہیں ان بیچاروں پر کیا کیا ظلم و بدعت
ہوئی ہنوز قید ہیں یا قتل کر ڈالے گئے اگر قید ہیں تو کس مقام پر قید ہیں وہاں تک رسائی دشوار
ہے کبھی ملازمان موجودہ کی حفاظت کا خیال پیش نظر ہوتا کبھی ملکہ گم جادو کی مفارقت کا
تصور دل کو بیقرار کرتا تھا کہتے تھے کیوں ای فلک تفرقہ پرداز تو نے عجب طرح کا حجاب
مفارقت حائل کر رکھا ہے باوصفیکہ ایک جا ہیں مگر پھر جدا ہیں یہ گردون غدار نہایت

ستم شعار اور جفا کار ہے عجب | یہ وہ دل کو لگا بیٹھا تا نہیں | کسی کا اسے وصل بھاتا نہیں

کبھی اضطراب دل سے یہ شعر زبان پر لاتا تھا شعر وہ کبھی ہوتے ہیں کامیاب ابی جنکی
اپنے مطلب تو وہ ہیں چرخ کہن سے نکلے ٭ ہر وقت یہ گردون دون انقلاب سپہر بو قلموں نیا رنگ
لاتا ہے اور چرخ کج رفتار نئی روش سے چکر کھاتا ہے ستم تازہ اور ظلم بے اندازہ بروئے کار
لاتا ہے جن باتوں کا سان گمان بھی نہیں انکا ظہور ہوتا ہے ایسے مشکلات پیش آتے
ہیں کہ انسان مجبور ہوتا ہے تصویر خیالی ملکہ گم جادو کی روبرو ہے دل سے باتیں کرتے
ہیں وصل کی آرزو ہے کیوں ای فلک بے مہر وہ بھی دن ہوگا کہ وصل معشوق سے شادکام ہونگے سامان
عیش و آرام ہونگے راحت سے ایک جا بیٹھینگے دولت وصال سے مالا مال ہونگے دور سب رنج و
ملال ہونگے اگر یہی صدمۂ مہاجرت رہا تو زندگی دشوار ہوگی سب حسرت و ارمان دل کے دل ہی میں
رہینگے زیست بیکار ہوگی کونسے دن زانوے دلدار بالین سر ہوگا کونسی شب راحت طلب و لے مضطر
ہوگا تمنا ہے وصل محبوب میں دل کو عجب کاوش ہے جان زار کو ہر دم یہی خواہش ہے اگر چندے اور زمانہ
مفارقت رہا تو جینا محال ہوگا صدمۂ مہاجرت کمال ہوگا افسوس سے شمع کی مانند ہم اس بزم میں
چشم نم آئے تھے دامن تر چلے ٭ غرضکہ یاد محبوب میں شاہ جمشید کا یہ حال تھا نظم

تصویر خیال پیش دیدہ	اشک آنکھوں میں رنگ رخ پریدہ	ہر وقت نئے نئے تصور
ہر وقت نئے نئے تفکر	بستر پہ پڑا تھا نحیف و زار	حسرت سے نگاہ سوے دیوار
کوئی کے ملتفت منہ نا	منہ ڈھانک کے چپکے چپکے رونا	خالی سے اکثر خیالات میں

گردش میں دل رہے تھے کبھی صدائے طبل جنگ کو شش جوش ہوتی ہیں جو بھی اسکی آواز
یاد دلاکر اور بھی بیقرار کر دیا کہ دیکھیے صبح کیا ہوتا ہے زمانہ غدار کیا رنگ دکھاتا ہے [illegible]

الحاصل محبوبہ شیرین بدن یعنی ملکہ گوہر بخش اس ساماں سے سحر کی نیرنگیاں دکھاتی ہوئی اپنی شان و شوکت ظاہر کرتی ہوئی مقابل فلک کے صف باندھے کھڑی ہیں پشت پر جادوگرنیوں کا لشکر بھی سحر آزمائیاں کر رہا ہے باجے طرح طرح کے بجتے دل میں سوز و گداز پیدا کرتے ہوا میں آتشیں تیغیں ابر برستے جنگل میں پھول کھلتے اس کیفیت و بہار سے سب لوگ متحیر بایستادہ و قسمت سحر شگفتہ داری

نظم

دارو میدان قتال ہے گرم
ترکش لگا کے دیکھو ہے تیر و بہار
گلگون پہ ہے ترک ہزاروں ہی سوار

ترکش سا کہیں ہے جو اثر بازگشت
ہے پشت پر جو لیا تو نکلا جگر کے پار
دامن کو باندھ باندھ ہوے مستعد جو مرد

قمری ہر ایک کہتی ہے لوں نعرہ بار بار
ایسا شور کہ طعن کریں ہم پہ بلبلیں
الٹے قدم کو گاڑ کے یاران طرحدار

خلاصہ مرام بڑے تزک و احتشام سے لشکر ساحران معرکہ آرا ہوا لشکر افواج ساحرہ ملکہ پرے باندھے ہوے با انتظار آمد حریف یعنی ہفت اندام کھڑا ہے مثل صف مژگان سنائے ہیں کھڑے ہوئے تھے کہ سامنے سے تخت ہفت اندام جادو دکھائی پیدا ہوا اسکے آتے ہی اب جو دیکھا تو گنبد نیلگوں شق ہوا اسمیں سے ہزارہا طائر نیلگوں مثل غول کنجشک کے نکلنا شروع ہوئے اور حکم ہفت اندام جادو سے دو حصہ ہوکر دونوں لشکروں کی جانب غول باندھ کر چلے لشکر اسلام سے تیر و تفنگ مارنا شروع کیا لیکن یہ طائر جو گنبد سے جو نکلے تو گرے جسکے سر پر بیٹھ گئے وہ تصویر کا ہوکر رہ گیا تھوڑے عرصہ میں ہزارہا آدمی تصویر بنگئے انمیں حس و حرکت نہ تھی فلک نے یہ نئی سنگدلی دکھائی ہر ایک لشکری کی شکل تصویر آذری بنائی ہر طرف ایک شور و واویلا بلند تھا جو باقی تھا وہ بھی بادل دردمند تھا ملکہ گوہر جادو نے یہ حقیقت اسکی زبردستی کی دیکھکر پھر وہ سنگت وہی دیکھی جوگی پنجرہ ہاتھ میں لیے ہوئے پیدا ہوا ملکہ نے کھڑکی کھولکر طائران دراز منقار کو رہا کیا انھوں نے طائران نیلگوں کے پر قلم کرکے زمین پر گرانا شروع کیا بس یہ دیکھنا تھا کہ ہفت اندام جادو نے پلٹ کے گنبد سفید کی جانب دیکھا اور کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی اب جو دیکھا تو گنبد سفید بھی شق ہوا اور طائران سفید رنگ مثل بگلوں اور بطوں و قلیس وغیرہ کے گنبد سے نکلکر چلے طائران نیلگوں نے تو طائران دراز منقار سے سامنا کیا اور طائران سفید رنگ نے جوانان لشکر اسلام کو منقار میں دبایا اور قلعہ ہفت رنگ کی جانب لیجانے لگے یہ حال دیکھکر لشکر اسلام پر بیم و ہراس طاری ہونے لگا مگر از بسکہ مدت سے ایسی قیدیں جھیلتے چلے آتے ہیں بے خوف جمے ثابت قدم رہے لیکن ملکہ گوہر جادو نے جب دیکھا کہ اب سے دوسرے سحر کا دم ابلیس اسنے بھی ابتلا و غضب کچھ اسم پڑھا دفعتہ ایک آندھی چلی تمام میدان تیرہ و تار ہوگیا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا ظلمت اسکی شب دیجور سے کم نہ تھی اور ہوا کی وہ شدت تھی کہ درخت اکھڑے جاتے تھے جھونکے اسکے صرصر عاد کی یاد دلاتے تھے بس اس تاریکی اور تموج ہوا میں تمام جانور تباہ ہوگئے نہ جانوران نیلگوں کا پتہ معلوم ہوتا تھا نہ طائران سفید نظر آتے تھے نہ طائران دراز منقار کا کہیں نشان تھا تھوڑی دیر میں شدت ہوا کی کم ہونے لگی تیرگی برطرف ہوئی روشنی ہونا شروع ہوئی اب جو دیکھا تو میدان صاف تھا کسی طائر کا نام نہ تھا یہ حال دیکھکر طائر رنگ ہفت اندام جادو پریدہ ہوا گھبرا کے بگڑ گیا

از بسکہ دن بھی آخر ہو چکا تھا اور وقت قریب شام تھا اسنے گھبرا کر طبل بازگشت بجوا دیا لشکر اسلام بھی دن بھر کا خستہ و پریشان تھا اور ساقیوں کے گرفتار ہو جانے سے ہر شخص کبیدہ خاطر تھا طبل بازگشت کی صدا سنتے فرودگاہ کی جانب روانہ ہوئے بادشاہ اسلام نے بھی جانب بارگاہ مراجعت فرمائی اور ملکہ گوہر کم جادو کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا اے ملکہ ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت آج تمنے بڑا کام کیا سبحان اللہ کیا کہنا خوب جواب ترکی بترکی دیا آج میدان تمہارے ہی ہاتھ رہا تمام لشکر جانوران نیلگون کی سنگدلی سے بیدل ہو رہا تھا سراسیمہ و پریشان تھے مگر خوب تمنے اسکا دفعیہ کیا پھر جب لقیط نے دوسرا رنگ بدلا طائران سفید کو مسلط کیا مگر تمہاری آندھی نے وہ ہوا باندھی کہ اسکے ہوش اڑ گئے کچھ نہ بن پڑا طبل بازگشت بجوا دیا اور اپنا سا منہ لیکر میدان سے واپس گیا یہ فرماتے ہوئے شاہ عجم اپنی بارگاہ میں رونق افروز ہوئے اور ملکہ گوہر کم جادو نے اپنے خیمہ کا رخ کیا لیکن آج ہفت اندام جادو قلعہ میں نہیں داخل ہوا بلکہ دروازہ قلعہ پر اسنے بیٹھکر کچھ اسم سحر پڑھنا شروع کیا دیکھا جانب آسمان سے طائران سفید و طائران نیلگون آنا شروع ہوئے لیکن تعداد میں نصف سے بھی کم رہ گئے تھے جسوقت یہ سب طائر داخل گنبد ہو چکے اور گنبد برابر ہو گئے اسوقت یہ قلعہ میں داخل ہوا لیکن ایسا پریشان تھا کہ آج اسنے طبل جنگ نہیں بجوایا ادھر ملکہ گوہر کم جادو کو بھی معلوم ہوا کہ وقت گذر گیا اور طبل جنگ نہیں بجا بس یہ بھی اپنے خوابگاہ میں آئی مسہری پر جا کر آرام کیا مگر نیند کس کو آتی ہے بادشاہ کی مفارقت اسکے دل کو بیقرار کیے ہوئے ہے رات اسکو گریہ و زاری اختر شماری میں گذرتی ہے تصویر خیالی بادشاہ کی پیش نظر رہتی ہے دل سے باتیں کیا کرتی ہے کہ دیکھیے طالع خفتہ کس دن بیدار ہوتے ہیں اپنے مطلوب سے کب ہمکنار ہوتے ہیں دل مضطر سینہ میں بیتاب ہے صورت سے پریشانی کا اظہار دل میں یاد گیسوے یار ہے پیرہن بھی میلا کچیلا ہے رخ روشن سحاب مصیبت میں پوشیدہ ہے ہائے کہاں یہ پروردۂ ناز و نعمت کہاں یہ رنج و مصیبت دل میں معشوق کا صدمۂ فرقت مہر خموشی بر دہان فرحت و عشرت گریزان دلبستگی عیان یہ صورت نمایاں ابیات

گل چون خشک ہو نرگس بوستان ۔ آنکھوں میں رونق نہ تن میں توان
خزان دیدہ ہو جس طرح برگ گل ۔ بدن خشک و زرد اسطرح تھی وہ گل
بدن لاغری سے ہوا دھان پان ۔ نہ کنگھی نہ چوٹی نہ مسی نہ پان
سو وہ سبزے گئے بڑھ کے بدرنگ لال ۔ وہ ناخن جو تھے اسکے رشک ہلال
عیان جسم سے آشفتگی سو بسو ۔ وہ زلف پریشان تھی ژولیدہ مو

غرضکہ یاد دلدار میں اسکا یہ حال ہے رات اسنے جون تون تڑپ تڑپ کر بسر کی شب فرقت کی سحر کی صبح کو جب دشت مثل رخ یار ہوئی پوشیدہ مشتاقوں سے ایکبار شوخ سرخ صبح نکلا جیسے و امن [illegible] صدا دینے لگے مرغان گلشن ملکہ گوہر کم جادو کی تو اضطراب سے دل بیقرار تھے یہ کیفیت تو مہر بادشاہ اسلام کی بھی

یہی حالت تھی اور کیونکر نہ ہوتی شعر دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ٭ از سوے کینہ کینہ وا ز سوے مہر مہر
انھوں نے بھی شب فراق تڑپ تڑپ کر گزاری جسکا اثر بستر خواب سے ظاہر تھا بقول شاعر شعر
شب فرقت کے تڑپنے کا پتہ دیتا ہے ٭ صبح کو وقت وہ بیٹھا ہوا بستر اپنا ٭ لیکن چونکہ ان مہ لقیان شب فرقت
کے پیچھے وہ دن یوم الراحت تھا یعنی بسبب نہ بجنے طبل جنگ فی الجملہ اطمینان ہو گیا تھا لہذا بادشاہ اسلام
نے پیام بھیجا ملکہ مہر چہر کو کہ آج کا روز ہم تم ایک جگہ بیٹھکر گذاریں نہیں معلوم کل کیا ہو اسلیے کہ حیات مستعار
کا کچھ اعتبار نہیں گھڑی بھر میں گھڑیال بجاتا ہے اور یہ چرخ شعبدہ باز نئی نئی بازی پردے کا دکھلاتا ہے غرض کہ
جس وقت یہ پیام بادشاہ کا ملکہ مہر چہر جادو کو پہونچا اسنے عرض کر بھیجا کہ شہریارا والا تبار مجکو بھی حسرت
قدم بوسی ہے دل سینہ میں بیقرار ہے دیدہ دیدار طلب مشتاق جمال یار ہے یہ کہکر آپ بھی فوراً سوار ہو کر
جانب بارگاہ آسمان جاہ روانہ ہوئی قریب بارگاہ فلک بارگاہ پہونچی تھی کہ دیکھا بادشاہ اسلام
حالت اضطراب میں دروازہ بارگاہ پر ٹہل رہے ہیں کہ ایک مرتبہ گرد ابر سے بجلی کڑکی اور کڑک کر
ابر جو گرجی تو ایک پنجہ پیدا ہوا اور بادشاہ کو لیکر ہوے ہوا پر روانہ ہوا فلک تفرقہ انداز نے پھر
عاشق و معشوق کو ایک جا ہونے دیا بقول شاعر شعر یہ دو دل کو ایک جا ٹھہراتا نہیں ٭ کسی کا
اسے وصل بھاتا نہیں ٭ جلے مری سی مہر سے لگی پھر وہ دونوں شیدا ہے کہ بگڑنا کام ہے بلکہ زندگی کے
لالے پڑے ملکہ مہر چہر جادو نے بیتاب ہو کر غلغلہ ماری اور صورت ایک طاؤس زرین بال
کی بنکر تعاقب میں اس پنجہ کے روانہ ہوئی ادھر عیاران لشکر اسلام بھی خبر پاکر تلاش میں اسکے
بادشاہ کی ہر چہار جانب روانہ ہوے رفیقان بادشاہ نے جب خبر وحشت اثر سنی نہایت
پریشان ہوے اور سرداران لشکر کا تو عجب حال تھا تمام فوج میں تلاطم برپا تھا بارگاہ میں
سناٹا پڑا ہوا تھا کل اہل لشکر نالاں و گریاں بغیر اپنے مالک کے ہراساں تھے ہر طرف ایک
کہرام مچا ہوا تھا انگشت حیرت بدندان تھے یہاں کی تو یہ حالت ہے

اب احوال اس پنجہ کا بیان کیا جاتا ہے

کہ یہ جو بادشاہ اسلام کو لیکر روانہ ہوا تھا یہ ایک ساحرہ ہے نام اسکا سنبل جادو وہ کریہ
برعکس نہند نام زنگی کافور ہے اور یہ بہن ہے زلتین شاہ نو گش جادو کی یہ مکان سے اپنے
چلی تھی اور گنبد صد چاک کی جانب جا رہی تھی راستہ میں نظر بادشاہ اسلام پر پڑی
جمال جہان آرا بادشاہ عجم کا دیکھکر والہ و شیدا ہوئی اور پنجہ بنکر لیچلی چونکہ مکان اسکا
یہاں سے دور تھا اور ایک نئے مرد کو لیکر بہن کے پاس جانا حمیت نسوانی کے خلاف
تھا اس باعث سے ایک وادی کوہ میں اتری بادشاہ متوجہ ہوا کہ بیہوش ہوگئے تھے
اسنے سر زانو پر رکھ لیا اور دامن کی ہوا دینے لگی کچھ دیر کے بعد بادشاہ کو ہوش آیا اور
نظر صورت پر سنبل جادو کی پڑی دیکھا ایک بلا ہے عورت نہیں ہے رنگ چہرہ کا سیاہی
شب دیجور کو مات کرتا ہے زرد زرد آنکھیں بڑے بڑے دو دانت باہر نکلے ہوے پیشانی
تنگ بال چندیا کے گرے ہوے نہایت کریہ منظر کالی صورت چیچک کے داغ تل چہرہ سیاہ پر یا انگشت نما

شکل بھونڈی سی ہی گنا ٹرہی بھدیسل نقشا — تارہ ڈیدار ہی یا جعدک سفر کا سودا
تنگ پیشانی ہی اور بھیڑ کا جیسے دیدا — ناک جیٹی ہی اُسے کا نگڑے مین جا ہوا

رنگ رو پھیکا ہی چہرے پہ ذرا نور نہین
داغ چیچک کے ہین یہ خانۂ زنبور نہین

ہی دہانہ جو دریدہ تو زبان سخت دراز — کچھ ہنا و سٹا ہی نہ انداز نہ عشوہ ہی نہ ناز
چھوٹی گردن ہی گلا بونگا بہت بد آواز — طبع اقدس ہوبہ کیون گندہ بغل سے ناساز

نا تراشیدہ ہی وہ گندہ تودہ ہاتھ ہین چوب
پنجۂ انگشت تا جیسے پریشان جاروب

سینہ بد قطع سپاٹ اور بہت نا زیبا — گول محرم نہین اور ہینہ ہی ڈھیلا اُسکا
فاختہ آلو کی دم سے کہین کہان ہی چیٹا — کرتی پٹر وسے ہی لٹکی ہوئی ڈھلم ڈھلا

پیٹ ہی پیٹھ کے مانند سپاٹ اور کرخت
ناف ابھری ہوئی گھونگی سے زیادہ ہی سخت

کولے ٹیڑھے سے سپاٹ اور بہت ناہموار — اور پستی کا سرینون کی کرون کیا اظہار
ذکر کرنے سے ہی اک چیز کے اب نفرت و عار — بن ہین اژدر کے ہو جس شکل سے بانبی کا غار

زن ہر یاوان کے لیے راہ زن اچھا ہی نہان
جان کے لالے ہین اوہ مال کا مفقود نشان

ران پر گوشت نہین اور نہ اشتر جھیلی — ساق پر بال ہین اور سخت ہی جیسے لکڑی
پنجۂ کرکدم کی طرح بیچ ہی کرڑی ہی ایڑی — انگلیان پاؤن کی بد وضع ہین ٹیڑھی ٹیڑھی

پا ہین چکر ہی تو ماہت فلک اختر شمار
نام ہرجائی کے بیزار ہزار

خاک صورت پہ ادا کا بھی نہین نام کو نام — ہی سراپا وہ کرخت کی طرح بد انجام
رنڈی پن سے ہی نہ خود کام کو کچھ کام — نام ہرجائی کا آوارہ ہی اب طشت از بام

صورت نحس سے بدبخت کی بیزاری ہی
ختم ہرجائی پہ مکاری و عیاری ہی

اس زن ساحرہ کے سراپا کو دیکھکر بادشاہ نے پوچھا تو کون بلا ہی سنبل جادو نے کہا ای شخص تو بڑا بدزبان معلوم ہوتا ہی تو بھی انسان ہی مین بھی انسان ہون اگرچہ تو بادشاہ ہی لیکن اپنے دل کی مین بھی بادشاہ ہون کچھ تیری لونڈی باندی نہین ہون نہ تیری محکوم ہون ہان اس دل نے مجھے تمھارا محکوم بنادیا ہی نام میرا سنبل جادو ہی اپنی بہن کو دیکھنے جاتی تھی راستہ مین تیرا جمال جہان آرا دیکھکر شیدا ہوئی اور تجھے اٹھا لائی اب بہتر ہی وصل میرا منظور کر کہ نیکی کا عوض دنیا مین نیکی ہی یہ سنکر بادشاہ اسلام اٹھ بیٹھے اور کہا دور ہو میرے سامنے سے او لکانہ کیا مجھکو مارے گی ہی سنبل جادو نے کہا بوسے شاہی کو اب

داغ سینے نکالے اسوقت تیرا کوئی بچانیوالا نہین ہی اگر دل میرا تیرے اختیار مین ہی تو تو میرے
اختیار مین ہی اگر میری تمنائے دل پوری نکرے گا تو مین بھی تجھے خاک سیاہ کردونگی مثل مشہور ہی
دوسرے پر مرتے ہین راہ چلتے پر نہین مرتے ہین اگر تو مجھے خوش کرے گا تو مین بھی تجھے بہت خوش کرونگی ع
ای وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی + مین وہ ساحرۂ زبردست ہون کہ اگر چاہون رات کو
دن کردون اور دن کو رات کردون میری مدد سے بہت سے ممالک تیرے قبضہ مین آسکتے ہین
اگر خلاف میری مرضی کے کرے گا تو تجھے اسطرح مارونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے
حال پر گریہ و زاری کرینگے بادشاہ اسلام غصہ مین کانپ رہے تھے اور دل مین کہتے تھے
کہان وہ محبوب جانی کہان یہ بلاے آسمانی ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
بس بادشاہ نے غصہ مین آکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور سنبل جادو کی طرف بڑھے جیسے ہی
اسنے ارادہ بادشاہ کا فاسد دیکھا اور آثار غیظ و غضب چہرہ سے ظاہر پائے گئے بس اسنے
چند دانہ ماش کے پڑھکر مارے کہ قوت ہاتھ پاؤن کی سلب ہوگئی اور بادشاہ بے قابو
ہوگئے سنبل جادو نے کہا دیکھا تو نے اپنی سرکشی کا نتیجہ اب بھی کچھ نہین گیا ہی وہ کچھ پھر
سمجھائے دیتی ہون مجھ سے کراہت نکر ورنہ تیرے کباب لگاکر کھا جاؤنگی بادشاہ نے فرمایا
کیا جھک مارتی ہی او غیبانی ہمکو اپنے خدا پر بھروسا ہی وہی ہر وقت ہمارا حافظ و نگہبان ہی سنبل
جادو پھر گویا ہوئی کہ ای گل گلزار خوبی و انجم فلک محبوبی میرا کہنا مان لے کیون اپنی جان کے پیچھے
پڑا ہی مجھ ایسا معشوق طلسم حدار با وفا و جان نثار تجھکو نہ ملے گا اپنی جوانی پر رحم کر اور میرے
ساتھ عیش و راحت مین زندگانی بسر کر ورنہ بہت پچھتائے گا سوا اسکے رنج و افسوس کچھ ہاتھ
نہ آئے گا ہر چند یہ سمجھاتی ہی کبھی منت و سماجت کرتی ہی کبھی ڈراتی ہی دھمکاتی ہی کبھی محبت جتاتی
ہی مگر بادشاہ کا وہی حال ہی فرط غیظ و غضب مین مثل بید لرزان ہین اور اسیطرح ابروون
مین بل پڑے ہوے فرماتے ہین او مردار کیون بے فائدہ بک بک سے دماغ پریشان کر رہی ہی
جا دور ہو میرے سامنے سے بس یہ سننا تھا کہ اسنے جھلا کر جھولی پر سحر کی ہاتھ ڈالا اور دو پتلیان
فولادی نکالکر زمین پر پھینکین اور کچھ اسم سحر دم کیا وہ پتلیان تڑپ کے حاضر کھڑی ہوئی سامنے
آئین سنبل جادو نے کہا سامان میخواری لاکر جمع کرو یہ سنکر وہ دونون کی دونون روانہ
ہوگئین اور تھوڑے عرصہ مین جملہ سامان میکشی مہیا کردیا اب سنبل جادو چھڑی ہاتھ مین
لیکر اٹھی اور بادشاہ اسلام کی جانب بڑھی اور پتلیون نے آگ روشن کرکے سیخین وغیرہ
لگاکر رکھین یہ حالت دیکھکر بادشاہ دست بدعا ہوئے کہ ای کس بیکسان وای داد رس غریبان
مدد کر میری اور اس بلاے جان ستان سے مجکو نجات دے اس وقت بد مین سوا اسکے
تیرے کون دادرسی کرسکتا ہی ہر وقت مین تو ہی اپنے بندون کا یاور و مددگار رہا ہے

تجھے فضل کرتے نہین لگتی بار	نہو تجھ سے مایوس امیدوار	الٰہی دعا ہو مری مستجاب
چھڑا دے مجھے اس بلا سے شتاب	زمانہ مین مخلوق ہین تیرے سب	غرض ہر طرح تو ہی ہی مسبب کا رب
عجب ذات تیری ہی ای بے نیاز	کہین ہی نیاز اور کسی جا ہی ناز	تری قدرت اک بحر زخار ہی

کہیں اُسکا معلوم اسرار ہی
مگر اتنا ظاہر ہوا ہی نشان
کہ اک موج کن سے بنے دو جہان

اسی موج سے عرش ہی اوج پر
حباب فلک اس سے ہی جلوہ گر
عجب کیا جو ہو بحر رحمت کا جوش

اُسی بحر سے ہیں یہی چون چرخ پوش

اسطرح رجوع قلب سے درگاہ رب العزت میں جو استغاثہ کرنا شروع کیا ہنوز سخن وردِ زبان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ملکہ کم کم جادو جو ہبلاش بادشاہ روانہ ہوئی تھی وہ آ پہونچی دیکھا اُسنے ایک ساحرہ نے سینہ غاصم کر پہ ننداز زنست فرجام بادشاہ اسلام کے درپئے قتل ہی بس اسنے وہین سے نعرہ کیا ہاں او مردار مین آ پہونچی سنو ملکہ کم کم جادو نہیں یہ حال دیکھتے ہی سنبل جادو تھپکے ہٹی اور کہنے لگی واہ شاہزادی صاحب واہ کیا کہنا آپکا حال مجھے یہ نہ معلوم تھا کہ گھر کے چراغ سے آگ لگ رہی ہی بڑے افسوس کی جا ہی اپنے گھر کو آپ خود مٹا رہی ہین یہ سنکر ملکہ کم کم جادو کی آتش غیظ و غضب زیادہ تر مشتعل ہوئی اور زمین پر قلابک مار کر ہیئت اصلی پیدا کی اور کوڑا پکڑ کے سنبل جادو کی طرف چلی کہا او حرامزادی ہمنے اطاعت دین اسلام اختیار کی ہین اب نام اسلام کی دوست ہون اور کفار کے خون کی پیاسی ہون جا بے اپنا ہو جا بے بیگانہ دوستون سے اسقدر ربط کہین برنج دل سے دشمن کا گلہ جاتا رہا سنبل جادو نے کہا مجکو بھی تمھارا اسیوقت تک پاس تھا جب تک تم دین اکوان پرستی پر قائم تھین اب قتل تمھارا جملہ واجبات سے ہی بس یہ کہکر اُن دونون پتلیون سے اشارہ کیا لینا یہ سنتے ہی وہ دونون پتلیان ملکہ کم کم جادو کی طرف چلین کم کم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر پیشانی میں نشتر دیا اور خون چلو میں لیکر چھینٹا خون کا مارا وہ پتلیان ادھر ادھر چلنے لگین اور ہمتن شعلہ ہوکر سنبل جادو کی طرف چلین سنبل جادو نے ہرچند رد سحر پڑھنا شروع کیا اور جھولی اسباب سحر کی اٹھاکر کھینچ ماری اور کوئی دقیقہ اپنے بچانے کے بیچ فروگذاشت نہین کیا لیکن وہ سحر رد نہو سکا اور وہ دونون شعلے جو ہمتن شعلہ جوالہ ہو رہے تھے آکر سنبل جادو سے ہم آغوش ہو گئے اور طرفۃ العین میں اسکو جلاکر خاک کر دیا مرتے ہی سنبل جادو نے ایک قیامت کبری برپا ہوئی صدائین گیر و دار کی بلند ہوئین آندھی سیاہ چلنے لگی خاک اُڑنے لگی سنگباری برفباری ہوا کی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کشتی ہر آنا مم من سنبل جادو ولو حقیقت مرد ہم وجان داد ہم و مطلب خود نرسیدیم جسوقت علامات سحر برطرف ہوئے روشنی ہوئی تو خاک سے سنبل جادو کی ایک طائر پیدا ہوا منقار میں اُسکی ایک دانہ مروارید بابہا تھا وہ طائر اڑکر چلنے کو تھا کہ ملکہ کم کم جادو کو شبہہ پیدا ہوا یہ کہان جاتا ہی فوراً چند دانہ ماش کے پڑھکر اُس طائر کی طرف پھینکے اور آواز دی ادھر آ بس یہ کہنا تھا کہ وہ طائر پلٹ کر شانہ پر ملکہ کم کم جادو کے بیٹھ گیا اور دانہ مروارید گود مین ڈالدیا پوچھا ملکہ کم کم جادو نے اے طائر طلسمی حال اپنا بیان کر تو کون ہی اور کہان جاتا ہی اور یہ دانہ مروارید کیسا ہی اسوقت اُس طائر نے بیان کیا ہم یا ملکہ عالم مین طائر روح ہون طائران قلعہ ہشت رنگ کا جسنے مجکو صید کیا اُسنے

قلعہ ہفت رنگ کو فتح کر لیا اور یہ دانہ مروارید کو جو ہر طرح سے فتح ہوا اور آپ اسکی کشتی حیات ہفت اندام
جادو کو غرق بحر فنا کر چکے جسوقت ہفت اندام جادو والیٔ قلعہ ہفت رنگ مارا گیا ہوا اور باپ نے
آپکے فقیری اختیار کی تو وسنے انتظام قلعہ ہفت رنگ کا اپنے سر لو بطور خود کیا اور تمام قلعہ کو طلسم بند
کرنیکے لوح اسکی اس دانہ مروارید کو قرار دیا اور یہ دانہ میری منقار میں دیکر مجھے بشکل جادو سکے
جسم میں محفوظ کیا کہ یہ دانہ مروارید کسی کے ہاتھ آئے گا نہ کوئی قلعہ ہفت رنگ کا فتح پاسکیگا
جبتک یہ دانہ مروارید میرے پوٹ میں تھا اسوقت تک سا میں و موست تھا ہفت اندام جادو کا
اور خود مختار تھا اب یہ دانہ مروارید آپکے قبضہ میں ہے اب میں آپ کا تابع فرمان ہوں جو حکم ہوگا
بجالاؤنگا اور تمام طائران قلعہ ہفت رنگ کو مطیع کرونگا یہ سنکر ملکہ گوہر جادو نہایت خوش ہوئی
غنچہ خاطر اسکا مثل گل شگفتہ ہوگیا سجدہ شکر بارگاہ ایزدی بجا لائی اور دانہ مروارید کو لیکر اپنے
جوڑہ میں رکھا اور بادشاہ اسلام سے عرض کیا ای شہریار فتح مبارک بادشاہ بھی یہ مژدہ
جانفزا سنکر بہت خوش ہوئے تعریف و توصیف ملکہ گلعذار و شکر پروردگار زبان پر لائے اسی
ملکہ گوہر جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی دیکھا چار پتلیاں تخت جواہر نگار لیے ہوئے
حاضر ہوئیں ملکہ نے بادشاہ ذیجاہ سے عرض کیا آپ تشریف رکھیے بادشاہ اسلام نے فرمایا
یہ سواری ہم لوگ پسند نہیں کرتے تھے ملکہ گوہر جادو نے عرض کی بادشاہوں کی سواری کو تخت
ہی ہے فرمایا اگر تخت سحر نہو یہ سنکر ملکہ مسکرا دیو لی [illegible] کہ یہاں مرکب کہاں سے آئینے
جو دیکھا سامنے سے چند عیار مثل برق تاباں آتے [illegible] ثالث اور منجم ثالث و سعد ثالث و منجم ثالث
فران ثالث و برق ثالث و سمرقند ثالث وغیرہ [illegible] آکے یہ بھی براے تلاش بادشاہ
لشکر سے چلے تھے یہاں آکر جو بادشاہ کو صحیح و سالم پایا تو نہایت خوش ہوئے اور قدمبوسی
حاصل کی یہ دیکھکر ملکہ گوہر جادو نے عرض کی حضور اب اس تخت پر سوار ہولیں یہ تخت
سحر کا نہیں ہے یہ چاروں پتلیاں سحر کی نہیں اور یہ چاروں گلدستے جو چاروں کونوں پر
ہیں یہ سحر کے ہیں فرمایا اسکا مضائقہ نہیں ہے ملکہ گوہر جادو نے چاروں پتلیوں سے اشارہ
کیا انھوں نے چاروں گلدستے ہاتھوں میں اٹھالیے اور تخت کو زمین پر رکھ دیا بادشاہ اسلام
تخت پر سوار ہوئے اور چاروں نے تخت کو اٹھا لیا اور ملکہ گوہر جادو نے کچھ اسم سحر
پڑھکر دستک دی کہ ایک طاؤس پیدا ہوا ملکہ طاؤس سحر پر سوار ہوئیں چاروں پتلیاں
ملکہ کی چاروں طرف گلدستے ہاتھوں میں لیے ہوئے اور سر پر ملکہ گوہر جادو کے وہی
طائر سایہ فگن ہوا اب یہ سب کے سب اس شان و شوکت سے ساتھ جانب قلعہ ہفت رنگ
روانہ ہوئے ہیں

لیکن اب کچھ حال قلعہ ہفت رنگ کا بیان ہوتا ہے

کہ ایک روز آرام لینے کے بعد ہفت اندام جادو نے حکم دیا کہ [illegible] طبل جنگ
اسیوقت نقارہ [illegible] پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرج گرج کر [illegible] میں تزلزل پیدا ہوا

ہرکارے لشکر اسلام کے جو امر جاسوسی پر معین تھے یہ خبر وحشت اثر لیکر لشکر اسلام میں آئے
اور افسران فوج سے بیان کیا کہ آج اس ظالم اظلم نے بشکست اندام جادو سے بعد ان خالی
پاکر طبل جنگ بجوایا ہے اسکا ارادہ ہے کہ کل میدان میں نکلکر خدانخواستہ لشکر اسلام کا خاتمہ
کردیگا یہ مضمون مصیبت مشحون سنکر سرداران لشکر نہایت سراسیمہ و پریشان ہوئے اور
آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ فوج بے سردار کی ہو رہی ہے اور اس ملعون نے یہ وقت تاک کے
طبل رزم بجوایا ہے ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے چنانچہ کل افسران فوج و سرداران لشکر
نے انجمن مشورت قائم کی اور تشخیص رائے اور روشن کیا کسی نے بیان کیا ایسی حالت میں
کہ سردار ہمارا موجود نہیں فوج بے سردار کی کیونکر لڑسکتی ہے طبل جنگ نہ بجوایا جائے کسی نے
اپنی یہ رائے ظاہر کی کہ طبل رزم بجوانا ضرور ہے ورنہ حریف خیال کریگا کہ ہمارے خوف سے
انھون نے طبل جنگ نہیں بجوایا ہے اور یہ سمجھکے اور زیادہ شدت کریگا لہذا ہم لوگ نکلکر
میدان میں مقابلہ کرینگے لڑینگے مرینگے جانین اپنے مالک کے نام پر نثار کرینگے کسی نے اپنا یہ مشورہ
دیا کہ نامہ بھیجکر لڑائی ملتوی کرائی جائے کیونکہ مالک ہمارا موجود نہیں ہے جنگ و سردار و
معلوم نہیں کیا افتاد پڑے اور کس کل اونٹ بیٹھے اسوقت یہی کہا جائیگا کہ تمنے یہ تدبیر
کیون نہ کی جبکہ جانتے تھے فوج بے سردار کیونکر مقابلہ کرسکتی ہے سرپرست ہمارا موجود
نہیں ہے تو کس کے بل پر ہم جنگ کی رائے ظاہر کرین غرضکہ جتنے منہ اتنی باتین مختلف طور پر
سب نے اپنی اپنی رائے ظاہر کی آخر کار بعد رد و قدح بسیار یہ رائے قرار پائی اور سب
سردارون کا اسپر اتفاق ہوا کہ طبل رزم نہ بجوانا چاہیے اور صبح کے وقت تھوڑا سا
لشکر لیکر میدان جنگ میں چلنا چاہیے اور بشکست اندام جادو سے مہلت مانگنا چاہیے
بسبب عدم موجودگی ہمارے سردار کے بالفعل جنگ ملتوی کیجائے اگر وہ ملعون مانلے
تو بہتر ورنہ لڑینگے اور نام پر اپنے آقا کے جانین نثار کردینگے چنانچہ اس رائے کو سب نے
منظور کیا لیکن سب فوج رات بھر درستی آلات جنگ میں مصروف رہی بہادرون نے
خنجر ہاے آبدار کو تیز کیا سان دیکر سنگ چٹایا تلوارون کی باڑھ کو دردریا بنایا کھانڈون کے
دو پہ و انگل پیچھے چڑھوا دیے باڑھ ہاتھ سے لیتے لگی شمشیر ہر ایک آئینہ عروس مرگ بنگئی
لوہا ایسا صاف ہوا کہ ہر ایک عازم دشت مصاف ہوا نیزے سرکشی کا دعوی کررہے تھے
گرز دشمن کا سر مثل مار کچلنے کا ارادہ رکھتے تھے زمانہ کو یہ خوف وبیم کا عالم تھا کہ دیدہ مر
تنگ بدلتا تھا قلب برش تیغ سے دہلتا تھا ہر لشکری مونگ بیجا آہن تھا موذی کے لیے
مار آستین دشمن تھا الغرض رات بھر یہ فوج ظفر موج درستی آلات حرب کرتی رہی پچھلے سے غازیون
نے غسل کرکے کفن سر سے باندھا ہتھیار بدن پر سجکر سر بسجدہ عبادت خالق اکبر میں جھکایا
اور دعا کی کہ سر دینے کا زمانہ قریب آیا ناچار اسے ختم شمشیر میں ہم سے کٹ جائین ای رب جہان دیتے ہیں
جی مرا امین بہشت خاک گریبان میں رکھتے تھے کہ اس خاک تو کچھ ہوجو لاش چیل کوے نہ کھائین بعد مرگ
تو آسمان ہے ہم کو زمین جھینکر اپنے قبضہ میں لائین کہ بہت خدمت کی کیا امید رکھین آسمان

ہم را جنت چھوڑ کر جادو دوزخ بھی نہ اختیار کرینگے جو تجھ سے ہوسکے قصور و کوتاہی نکر پروردگار
ہمارا معین و مددگار ہی اگر وہ ان کیا تا بکار ہیں وہ بھی ایک خرس بادیہ ضلالت ہی ہزار ہزار آفرین
نفرین و لعنت ہی بس یہ سننا تھا کہ ہفت اندام جادو نے طیش میں آکر لشکر طاؤسان
کیطرف اشارہ کیا کہ لینا انکو یہ سب تمھارے شکار ہیں بس یہ کہنا تھا کہ وہ تمام طاؤس غول باندھکر
چلے اور لشکر اسلام پر کنارے چونچ جوڑ کر گرنا شروع کیا اسطرف جوانان لشکر اسلام و سرداران
عالیمقام نے شانوں سے کمانیں لیں اور ترکش سے تیر کھینچے اور چلہ کمان میں پیوستہ کرکے
تیراندازی کرنا شروع کیا لیکن بیکار گئے سبب یہ کہ تیروں نے خطا کی ہر چند ان ناوک اندازوں
کا نشانہ کبھی خطا نہ جاتا تھا لیکن یہ طاؤس طاؤسان سحر تھے جو مرغ تیر قریب طاؤس کے پہونچا
وہ جلکر خاک ہوگیا اور طاؤسوں نے آکر بارش سیاہ لشکر پر برسانا شروع کردی ان
افعیوں نے جسکو کاٹا وہ بیہوش ہوکر گرا طاؤسوں نے پنجہ میں دابا اور جانب قلعہ
ہفت رنگ روانہ ہوئے وہاں وہی صبا و جادو پنجرہ ہاتھ میں لیے ہوئے فصیل
قلعہ پر استادہ تھا انسے لوگوں کو پکڑ پکڑ کر اس قفس میں بند کرنا شروع کیا پھر کے ہر جسمیں
جسقدر لوگ سماتے تھے تعداد انکی قریب تیس چالیس ہزار کے تھی مع قیصر عاد و چالوس عاد
و سالوس عاد وغیرہ کے سب گرفتار بلا ہوگئے اور میدان صاف ہوگیا اب ہفت اندام
جادو نے پلٹ کر قلعہ ہفت رنگ کی جانب دیکھا اور آواز دی ای طائران قلعہ ہفت رنگ
میں نے قسم کھائی تھی خداوندا کو ان کی کہ آج کے روز جنگ کا خاتمہ کردونگا مگر افسوس کہ تمنا اسلام
معلوم نہیں کہاں چلے گئے اور کس گوشہ میں پوشیدہ ہوگئے اور وہ چھوکری بھی نظر نہیں
آئی جسکا مجھے خوف تھا خیر انکا تو جب پتہ لگیگا اسوقت دیکھا جائیگا لیکن اپنی قسم
کے موافق میں چاہتا ہوں جو لشکر یہاں موجود ہے اسکا تو خاتمہ کردوں اور سب کا شکار کر کے
اسے تجھ بلا کر دوں بس اسکا یہ کہنا تھا کہ برابر جیسے بڑے بڑے تھے ہوئے اور چھوٹوں گنبد شق ہوئے اور
ہر ایک گنبد سے طائر نکلنا شروع ہوئے گنبد سرخ سے لعل اور گنبد سبز سے طوطیان
پیچ کش گنبد سیاہ سے غراب گنبد زرد سے طائران زرد رنگ گنبد سفید سے طائران
سفید رنگ گنبد نیلگون سے طائران نیلگون مثل نیل گنٹھ کے اور گنبد طاؤسی سے تو
پہلے ہی طاؤس نکلے تھے جنھوں نے لشکر عاد کو تباہ و برباد کیا تھا اب یہ ساتوں قسم کے
طائر سات غول باندھکر ٹوٹ پڑے لشکر اسلام کے جملے پر غول کے نیچے ایک ہفت اندام
جادو موجود تھا یہ ایک ساحر ہیبت جو نظر آرہا تھا اسکا حال سابق میں گزارش ہو چکا ہے
اور وجہ تسمیہ ہفت اندام بھی لکھی جاچکی ہے کہ ایک پیکر تو اصلی ہے اور چھ پیکر اپنے زور سحر
تیار کیے ہیں اور روح کو اپنی بزور سحر چھوں پیکروں میں تقسیم کیا ہے یہی باعث ہے کہ اگر
ایک پیکر پر اسکے کچھ صدمہ پہونچتا ہے تو اور پیکر بھی سب متاذی ہو جاتے ہیں اور اثر تکلیف
کا سب پیکروں میں محسوس ہوتا ہے بطور ہمزاد کے یہ پیکر اسنے قائم کیے ہیں اور اصلی پیکر سب کا
سپہسالار [illegible] اصلی پیکر تھا جو جاتا رہے گا تو سب پیکروں کا وجود زائل ہو جائیگا

یہی وجہ ہی کہ ایک ہیولے لسانت شکلون پر تشکل ہوتا ہی اور ہر جگہ دکھائی دیتا ہی الغرض جب یہ خبر
وحشت اثر اہل اسلام کو پہونچی کہ سفت اندام جادو براسے تباہی و بربادی لشکر آتا ہی
بموجب شعر کمر باندھی ہی گلچینون نے غارت پر گلستان کے ٭ اجارہ بلبلون کے خون کا
صیاد کرتے ہین ٭ بس یہ لوگ نہایت پریشان ہوے بہت سے بزدلے یہ کہتے ہوے جانب صحرا روانہ
ہوے کبھی آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ میان اگر جیتے رہے تو اور کہین نوکری
کرکے کما کھا لینگے اور کسکے سامنے لڑین مفت مین لعل سی جان دین جبکہ بادشاہ بھی ہمارا
موجود نہین ہی تو جانبازی کسکو دکھائین ارے کبھی ہم تو جسوقت میدان لشکر مین جائینگے اپنے
گھوڑے پر سوار ہوکر جنگل کی جھاڑیون مین جاکے چھپ رہینگے اگر ہماری طرف کی فتح ہوئی لشکر کا دباؤ
دشمن پر پڑا اور حریف بھاگا فوراً آکے لشکر مین شریک ہو جائینگے اور اگر خدا نخواستہ ہماری طرف
شکست ہوئی تو ادھر ہی ادھر جنگل جنگل ہوکر چلے جائینگے بھیا ابھی ہمنے دنیا مین دیکھا کیا ہی جورو بھی
ابھی جوان ہی اگر مارے گئے تو وہ رانڈ ہو جائیگی اپنی جوانی کیونکر بسر کرے گی کوئی اتنا بھی تو نہین
کہ پنشن کر دے عیال کی پرورش کرے اور جب مالک ہی موجود نہین ہی تو بیکار اپنی جان دینا ہی
فوج بے سردار کہین لڑ سکتی ہی ہم کہین اپنی جان دو بھر نہین ہی ہم مقابلہ کرکے آفت اپنے
سر لین اور جو بہادر و دلیر تھے جوش شجاعت سے تھرتھراتے تھے ایک دوسرے سے کہتا تھا
ہان بھائیو جب لڑائی ہوگی اور شعلہ جنگ و حرب مشتعل ہوگا دیکھین کون کون اپنے باپ دادا
کے نام کو زندہ کرتا ہی اور پہلے دشمن سے مقابلہ کرتا ہی کسی نے کہا بھئی دیکھ لینا کیا کیا بڑھ بڑھ کے
تلوارین ماری ہونگی حشر برپا کر دیا ہوگا بھئی ہم تو آقا کی عدم موجودگی مین جانین اپنی لڑا دینگے
اور اسکے نام پر سر اپنا نثار کر دینگے مگر قدم معرکۂ جدال و قتال سے نہ ہٹائینگے آخر ایک دن مرنا ہی
پھر نیکنام ہوکر دنیا سے کیون نہ جائین شرفا کو چاہیے اور زیبا ہی قدم [illegible] آگے [illegible] اور
سرون سے کفن باندھکر آمادۂ مرگ و جدال [illegible] ہوے ایک دوسرے سے کہتا تھا بھائیو
یہ دنیا چند روزہ ہی اگر ہزار برس جیے تو ایکدن مرنا ہی ہر طرح انجام موت [illegible]
ان کفار سے [illegible] منھ نہ موڑنا چاہیے اور نام پر اپنے آقا کے جانین نثار کرنا چاہیے [illegible]
ہی ابد الآباد تک کے واسطے یہ افسانہ باقی رہ جائیگا فلان بادشاہ [illegible]
قدم پیچھے نہ ہٹایا شعر رستم رہا زمین پہ نہ سہراب رہ گیا ٭ مردون کا آسمان تلے نام رہ گیا ٭ ہر
بہادر ایک دوسرے کی ہمت بڑھاتا تھا اسطرح کے کلمات زبان پر لاتا تھا [illegible] رستم کا
شادو آج ہی وہ معرکہ [illegible] تلوار کا [illegible]
زنان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

زندگی میں لشکر بادشاہ اسلام پر آنچ آئی اور خدانخواستہ کوئی چشم زخم پہونچا تو بڑی بدنامی ہوگی اور ملکہ کو منھ دکھانے کے قابل نہ رہینگے جب وہ فرمائینگی کہ ہماری عدم موجودگی میں تو تم لوگون کو زیادہ تر خیال ہونا چاہیے تھا لشکر اسلام کی مدد کرنی تھی آپ نے اس بلا کو دور کرتیں تم نے اپنی جانیں عزیز کیں اور ہماری رفاقت و نمکخواری کا کچھ پاس و لحاظ نہ کیا چنانچہ آپس میں یہ مشورہ کر کے جانبازی پر آمادہ ہوگئیں اور کمرِ ہمت کو چست باندھکر چند قدم لشکر اسلام سے آگے بڑھکر انھون نے پرے جمائے ان عورتون کا لشکر بھی قابل دید تھا تیس چالیس ہزار عورتیں پری جمال زہرہ تمثال پندرہ پندرہ سولہ سولہ برس کا سن جوانی کی راتیں مرادون کے دن جوڑے ارغوانی پہنے مالے مروارید کے گلون میں پڑے زیور جواہر نگار سے آراستہ و پیراستہ جوڑے زرچھے باندھے کاتیان دوپٹون کی باندھے پائچون میں گرہ لگائے ناگ سا ہر ایک نکالے اپنے سایہ سے بھڑکتیں اچھل کود جست و خیز کرتیں کوئی باز سحر کوئی طاؤس سحر کوئی بط کوئی ہنس وغیرہ مختلف جانوران سحر پر سوار عجب آن بان سے جلوہ دیا ان زرلفتی روش پر آئیں اسباب سحر بھرا ہوا چلی آتی

بیان کہ اسبابت

دہ چھپر چھپا یہ جسم اسطرح کی گرما گرم
بہار ہیر کھدلی کیطرح جاے سمٹ
ہزار کوس وہ نہ ہو میں کھسک جائے

کہ جنگلی شوخیون سے دل کو ہو سرور بیٹھ
سنادین ٹھوکرون سے نہر پل آن کی
کبھی جو انکے وہ پاؤن کی سننے آہٹ

کبھی جو انگلیون کی فندق تو انگلی پکڑے وہ
ادا و ناز سے وہ دم و شام ولیون الٹ
حسن ہر ایک تھا کار و لوٹ بار انجیبولی و

جنس نایاب متاع خوبی اکڑتیں اور بل کرتیں کہ سینہ پر دو تھا بار سرکشی اپنی اکڑا اور مڑو تڑیں سے کچھ وہ رفتار دل کو عاشق کے پاؤن سے ملتی تھیں غمزہ و ادا دامن ناز کو سنبھالے تھے عشوہ و کرشمہ ہر ایک سے نرالے تھے کسی کا حسن رخسار صبیح کوئی سبزہ رنگ ملیح چنچل بھوین شوخ و شنگ غارتگر جان نام و ننگ تھین سرو کو وقت خرام جھکیون میں اکڑا تھا تھیں گل کو رنگ دلبری سکھاتی تھیں نظم

تھیں حسین ایسی وہ گل خندان
آگے اُنکے پری کو خجالت تھی
چال مستانہ کوئی چلتی تھی
وہ بنا جوبن اور شان نئی
ناک میں کیل کوئی پہنے تھی
طائر دل کو جال تھے جھالے
بجلیان پہنے کوئی ماہ جبین
تنگے جھوا سے حسن کم سن کا
نورتن تھے کسی کے بازو پہ
ملیدا چھیدون کا کسی کی حسن جھنجھر
تھی دھوال دھار ایک کی مستی
قتل کرتا تھا گوٹ کا جوبن

اپنے ہر لے کے جھومتان جہان
شوخ دیدہ کوئی کوئی چنچل
کوئی پازیون سے دل کو ملتی تھی
گیدہ زیور لباس سب ملبوس
تھہ کسیکی تھی ایک سولی کی
نیلے ٹورے کسیکے زینت گوش
جست کی بالیان کسیکی تھین
طوق منت کا پہنے کوئی پری
پہنے ہیکل کوئی پری پیکر
رخ پہ چھوڑے ہوئے کوئی تھے
قہر ڈھاتی تھی پان کی سرخی
چست محرم تھا غضب ستم کا ابھار

تھیں ہر ایک خوبصورت تھی
چال میں انکی سیکڑون چھل بل
ترچھے جوڑون کی آن بان نئی
خوب آراستہ مثال عروس
سب کو بالا تنے تھے بالے
انتیان لوٹیں رہزن دل و ہوش
کسی گلرو کی ناک میں تھکا
تھی کسی گلبدن کے پاؤن میں بتری
اونچی چوٹی کسی کو دل سے پسند
کوئی جوڑا واسے باندھے ہوے
انگرکھا تھا کسی کے زیب بدن
تنگ آتی دکھائی تھی بہار

پسند تھے دل کسی کے نہ جدی پر | نثار قاپایہ صد سے تھے گل تر

الغرض وہ جادوگرنیان نہایت آن بان سے طاؤس وہنس و بوتیمار پر سوار سج کے ہوے میدان میں آئیں ہر ایک کے دل میں شوق جنگ سحر آزمائی کی امنگ رنگین رخ غیرت گلشن بدن پر چڑھے تھے سے زیادہ حسن کی بہار انتہا کا جوبن منھ چھوٹے سے سب کے گلنار سینہ و سر گھنگھریالے بال شانوں پر لٹکے آسمان حسن میں شتاب کے لٹکے ہوے مژگان ہر ایک صفشکن آبدار تصفیہ سے بار سے جگر کے پار تصفیہ ابروان خمدار وہ کمان جس میں تیر مژگان جڑے ہوے کی نسبت کم نہیں ابروؤں سے بار آنکھیں باد و کیا ہوگئیں جو چار آنکھیں ہوں سحاب سحر ہر ایک سر پر سایہ انداز معشوقان سراپا ناز نازک ناریخ تیغ اچھا اتی ہر طرف دیکھتی بھالتی چلی آتی تھیں نظم

ہر ایک ساحرہ رشک سرو چمن
صفین اپنی یکسو جمائی ہوئی
تو ران کے طاؤس آتش فشان
کہ تھا ڈر سے ترک فلک گوشہ گیر

ہزاروں تھیں یاد جادو کے فن
کسی کی بھری مانگ صندل سے تھی
سروں پر سیہ ابر کے سائبان

چلیں اپنا جوبن دکھاتی ہوئی
کسی کی سیہ آنکھ کاجل سے تھی
برستے ہوے ساتھ آتش کے تیر

باین جاہ و جلال یہ لشکر پر جدال سمت ہفت پیکر بد خصال چلا جب وقت ہفت اندام جادو وہ فوج طائران کو لیے ہوے قریب پہونچا اور دیکھا یہ عورتین پرے جماے ہوے بقصد مقابلہ کھڑی ہیں آواز دی او چھوکریو کیون شامت دامنگیر ہوئی ہے جاؤ چلی جاؤ میرے سامنے سے ورنہ ایکدم میں سب کو غارت کر دونگا انھوں نے بھی سخنان سخت کہے کہا او نکہرام کیا لاف و گزاف بکتا ہے ہمکو بے سروار دیکھکر دباتا ہے تو بھولا کس بھروسے پر کہہ رہے ہم تجکو کھا جائینگے اپنے مالک کی عدم موجودگی میں اپنی جانین فدا کرینگے جو ہم سحر آفرینی دکھاجائینگے ہفت اندام جادو یہ کلمات درشت سنکے بہت غیظ و غضب میں آیا اور چونکہ قتل مسلمانان کی قسم کھاے ہوے تھا سنے ایک غول کو حکم دیا قریب چالیس ہزار طاؤسون کے آنکر اس لشکر پر گرے مگران عورتون نے بھی کار مردانہ کیا گولے اور تیغ و نارنج مارنا شروع کیا اور نہایت شوخی و چالاکی سے طاؤسان سحر کو مارنا شروع کیا جس طاؤس پر گولا سحر کا پڑا وہ فوراً مثل طاؤس آتشبازی کے چرخ مارنے لگا مگر بسیاہ تو ان طاؤسون کی منقارون سے گرے انھوں نے ان جادوگرنیون کو کاٹنا شروع کیا جسکو مار سیاہ نے کاٹ لیا وہ بیہوش ہوئی طاؤس نے پنجہ میں دبا لیا اور جانب قلعہ ہفت رنگ لیچلا یہ فوج تو طاؤسان طلسمی میں الجھکر رہ گئی ادھر چھہ غول طائران سحر کے لشکر اسلام پر آکر گرے انھوں نے ستھراؤ کرنا اس لشکر کا شروع کر دیا یعنی ایک سمت لعاون کا غول آکر گرا اور انھوں نے زقیلنا شروع کیا جسکے کان میں آواز پہونچی وہ زمین پر گرکے مثل مرغ نیم بسمل کے پھڑکنے لگا اور پھڑکتے پھڑکتے اسنے صورت ایک طائر کی پیدا کی اور پرواز کرتا ہوا جانب قلعہ ہفت رنگ کی جانب اڑتا ہوا چلا گیا اور فصیل پر جو ساحر قفس طلسمی لیے ہوے کھڑا تھا اسنے ان طائرون کو قفس میں بند کرنا شروع کیا ہر چند جوانان لشکر اسلام جانبازی کرتے ہیں تیر و تفنگ سے کام لیتے ہیں مگر کوئی حربہ ان لعاون پر کارگر نہیں ہوتا ادھر زفیل کی آواز کان میں پہونچی آدمی قلب ماہیت ہوگئی آدمی تڑپنے لگا اور تڑپتے تڑپتے طائر کی صورت بنکر قلعہ ہفت رنگ کا رخ کیا اور وہان جاکر اسیر بلا ہو گیا لشکر میں ایک تہلکہ

پڑا ہوا ہے کسی کو کسی کی خبر نہیں کہ آسیب کیا گذری ہے ہر طرف ہنگامۂ عظیم برپا ہے اسدرجہ شور و فریاد و بکا ہے کہ شور محشر بھی اسکے سامنے گرد تھا ہے کوئی سر پیٹتا ہے کوئی سر پہ خاک اڑاتا ہے کوئی پیرہن پھاڑ رہا ہے کوئی ہائے برادر کہکر روتا ہے کوئی غم احباب میں جان کھوتا ہے ہر جگہ یہی نقشہ ہے نظم

یہی غل تھا کہ ہم ہوئے تباہ برباد	ہر اک نے سر کو دے پٹکا زمین پر	ہر اک خیمے سے اٹھا شور فریاد
ہر اک نے شکل گل سینہ کیا چاک	ہوا غل ہر طرف اڑنے لگی خاک	یقین تھا دم نکلجائے زمین پر
ہوئے جنون گردون کے ستم سے	گذرگاہ میں ہوئیں ... نی برابر	مشکل شوق آبلے لوگ غم سے
		اداسی چھا گئی ہر بام و در پر

فی الجملہ کل فوج میں کھلبلی پڑی ہوئی ہے لعل آفت برپا کر رہے ہیں آدمی جانور بنکر اڑے جاتے ہیں ایک طرف طوطیان پنجہ کش کا غول گرا ہوا ہے اور دانہ سحر جو انکی منقارون میں دبا ہوا ہے اسکو ہر ایک لشکری پر چھوڑتے ہیں جس پر دانہ گرتا ہے وہ بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑتا ہے پھر وہ دانہ چٹکتا ہے اس سے ایک دھوان پیدا ہوتا ہے اور وہ دھوان دماغ میں پہونچا آدھر وہ شخص بالکل بیحس و حرکت ہوگیا اور فی الفور طوطی نے پنجہ میں دبایا اور جانب قلعہ روانہ ہوئی ہر چند افسران فوج و سرداران لشکر تیر اندازی کرتے ہیں اور ایک چادر کی چادر تیرون کی ان طوطیون پر آتی ہے مگر جو طوطی پر جھٹکے پر مار دیتی ہے ساری چادر تیرون کی جلکر خاک ہو جاتی ہے جوانان اسلام نہایت پریشان ہیں کیا تدبیر کریں جو ان طوطیون سے جان بچے مگر کوئی تدبیر ذہن میں نہیں آتی اسد رجہ گھبرا رہے تھے اور یہ حال ہے کہ ہوش اڑے ہوے ہیں ادھر لشکر ملکہ کو کم جادو کا دوسون میں الجھا ہوا ہے ورنہ وہ کچھ مدافعت کرتا مگر انکو خود اپنی جانون کے لالے پڑے ہوے ہیں وہ انکی کیا مدد کرسکتے ہیں دل تو سمان شہریار آنکا ناطقہ بند کیے ہوے ہیں یاران سپاہ سے جان نہیں بچتی بالاے قلعہ وہی ساحرہ سپاہ چادر قفس کلان لیے ہوے کھڑا ہے جو طوطی قریب اسکے پہونچی اسیر کو سامنے ڈالدیا اور آپ پھر پلٹ کر شہریک ہنگ ہوگئی اور وہ قفس بردار ہر ایک بیہوش کو بزور سحر طائر بناتا ہے اور قفس میں بھرتا جاتا ہے اور جانب گنبد صد چاک روانہ کردیتا ہے ایک طرف تو لعل آفت دھما رہے تھے ایک جانب طوطیون کا غول قیامت مچا رہا تھا ایک عجب ہنگامہ شور و بکا بلند تھا اس مصیبت سے کل لشکر اسلام دردمند تھا ایک سمت طائران سیاہ رنگ مثل زاغ و زغن سے لشکر پر گرے ہوے تھے انکی یہ حالت تھی جس شخص پر سایہ آنکا پڑ گیا وہ آہ کا نعرہ کرکے زمین پر گرا اور تڑپا اور صورت اسکی بھی مثل ان زاغون کے ہوگئی اور سا منڈلاتا ہوا قلعہ ہفت رنگ کی طرف چلا ہر چند اہل لشکر تیر اندازی و سنگ فلاخن وغیرہ سے مدافعت کرتے تھے مگر آنپر کوئی حربہ اثر کرتا تھا یہ کیفیت دیکھکر تمام لشکر دست پاچہ تھا اور جانبین الٰہ اکبر حملہ کرتے تھے مگر کچھ بس نہ چلتا تھا غیظ و غضب کی حالت طاری تھی چہرے غصہ سے سرخ ہو رہے تھے مگر کیا کرتی ان طائران طلسمی سے عافیت تنگ تھی ہر طرف ہنگامہ ... آفت برپا کر رہے تھے اور وہی ساحرہ جو برائے اسیری ان تازہ گرفتارون ... قفس کلان میں بند کرکے گنبد صد چاک کی طرف روانہ کرتا تھا

وہان زلفین شانہ کش اُن اسیرون کو زندانخانۂ طلسمی مین مقید کرتی جاتی ہی آج اس ساحر نفس بریدہ
اور زلفین شانہ کش داروغہ محابس کو دم لینے کی مہلت نہین ملتی ہی کیونکہ روزمرہ تو
ایک غول طائرون کا لشکر اسلام پر گرتا تھا اُنھین سے جسقدر لوگ مسحور ہو کر گرفتار بلا ہوتے تھے
اُنھین کو مقید کیا جاتا اور یہی کیفیت ملکہ کہکم جادو کے لشکر کی جادوگرنیون کی تھی اور آج تو قیامت
برپا ہی ایکدم سے ساتون غول طائران سحر کے گرے ہوے تمام لشکر اسلام و ساحرہ ہاے لشکر
ملکہ کہکم جادو کو تاخت و تاراج کر رہے ہین اور عرصہ زیست سب پر تنگ کر رکھا ہی اور سب
گرفتار ہو ہو کر براہ گنبد صد چاک مین روانہ ہو رہے ہین جہان زندان طلسمی ہی اس باعث
سے صبا دہ جادو و زلفین شانہ کش کو فرصت دم زدن نہین ہی نہایت سرگرمی سے
اپنے کام مین مصروف ہین اب تین طرف سے تو تین قسم کے طائر یعنی لعل و طوطیان نیزہ کش
و زاغ و زغن لشکر اسلام پر گرے ہوے ہین اور جادوگرنیون پر طاؤسان سحر آفت برپا کر رہے
ہین ایک طرف سے طائران زرد رنگ مثل بیا و گنجشک کے غول باندھکر پھیلتے ہوے
لشکر پر آکر گرے اور پر مارنا شروع کیے جسکے پر مارا وہ زمین پر گرا اور تڑپ کر بصورت طائر
متشکل ہوا اور حاضر حاضر کہتا ہوا جانب قلعہ چلا اُدھر اُنھین ساحرون نے ان سب کو پکڑ پکڑ کے
قفس کلان مین بند کرنا شروع کیا ہر چند شجاعان لشکر اسلام تیر و تفنگ نیزہ و شمشیر سے کام
لیتے تھے مگر کوئی حربہ ان طائرون پر کارگر نہوتا تھا تمام لشکر مین قیامت کبری برپا تھی ہر ایک
لشکری خستہ و دل شکستہ تھا اپنے ساتھیون کا یہ حال دیکھکر طائر پر مار کر بصورت جانور بنا دیتا
ہی اور وہ مسحور ہو کر خود حاضر حاضر کہتا ہوا جا کر گرفتار بلا ہو جاتا ہی کچھ بس نہین چلتا نہ وہ جانور
مارے مرتے ہین نہ کاٹے کٹتے ہین ان وجوہات سے ایک خوف و ہراس کل لشکر پر طاری ہی
مگر ہمت نہین ہارتے پاے استقلال گاڑے ہوے ہین اور حتی الامکان تدبیر کرتے ہین مگر کچھ سودمند
نہین ہوتی گردش فلکی نے بشکل آسیا ان دانایان شجاعت کو دانہ کی طرح پیسا ہی سردار گریبان چاک
عجب آفت مین گھرے ہوے اگر چندے یہی کیفیت رہی تو یہ باغ دستبرد خزان ہوا چاہتا ہی
ہر شخص مضطر و پریشان نظر آتا ہی مگر کیا کرین کوئی حریف سامنے آکر ہمرنگ ہو کر مقابلہ کرے تو
مارین مرین ہتھیار کا اور سحر کا کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہی اپنی بوٹیان آپ کاٹتے ہین اور رنج و غصہ
کھاتے ہین مجبور و ناچار رضینا بالقضا کہکر صف بستہ کھڑے ہین جب زیادہ مضطر ہوتے ہین
تو گریہ و زاری بدرگاہ باری تعالی سے نیاز کرنا شروع کرتے ہین کہ اے رب دو جہان ہم کو ان بلاے ناگہان
سے نجات دے مگر اسوقت مین ستارہ اہل اسلام کا نحوست پر تھا اور دن ٹیڑھے آگئے تھے
اسوجہ سے یہ سب سختیان جھیلتے تھے ان طائران طلسمی نے ایسی ہوا باندھی تھی کہ کل لشکر کے
رخ ڈھیلے کر دیے تھے اور آسیمہ ہو کر یہ کہتی فوج بے سردار کوئی مالک نہ سرپرست نہین عجب مصیبت
اس لشکر پر پڑی تھی خدا دشمن کو بھی یہ روز بد نہ دکھائے الغرض پانچ طرف سے تو لعل و طوطیان
نیزہ کش و ہما و لوا ان سیاہ رنگ و زرد رنگ و طاؤسی رنگ ساختہ سحر ہفت پیکر پیدا ہو کر مثل ٹڈی دل کے
گرے ہوے مثل ریگ بیابان لشکر اسلام و لشکر ملکہ کو تاراج کیے ہوے ہین اور اس کثرت سے ہین کہ

آسمان نہین دکھائی دیتا یہ معلوم ہوتا ہی کہ ابر چھایا ہوا ہی اور برابر آواز طائرون کی ہو رہی ہی اب جو دیکھا تو چھٹی سمت سے طائران نیل گنٹھ ہزارہا پیدا ہوے اور گنتیدے جونچ جوڑ کر لشکر اسلام پر گرنے لگے جسکے سر پر بیٹھ گئے وہ پتھر کا ہو گیا تھوڑے عرصہ مین ہزارہا آدمی تصویر سنگی سے بنگئے حس و حرکت انمین بالکل باقی نرہی اب عجب تلاطم ہی چھٹے دن کی میدان داری مین ان طائرون نے ہزارہا آدمیون کو اسیر بلا کیا وہ قید سحر مین گرفتار ہین اور آج تو ساتون گنبد ایکبارگی شق ہوے اور سات قسم کے جانورون نے ایک ہی دفعہ دھاوا کر کے لشکر کا ستھراو کر دیا ساتوین سمت سے تو سفید جانورون نے گر کر اور بھی آفت برپا کی جسپر گرے اسکو پتھر مین دبایا اور سیدھا قلعہ کا رخ کیا اب سات قسم کی آفتون مین یہ دونون لشکر یعنی لشکر شہنشاہ اسلام و لشکر ساحرہ ہاے ملکہ گم کم جادو گرفتار ہوے ہین کسی غول نے زنبیل کی صدا سے ہزارہا کو اڑا کر طائر بنا دیا کسی طائر کے غول نے پر مار کر بیہوش کیا کسی غول نے اپنی منقارون سے دانہ سحر چھوڑ کر نیم بسمل کر دیا کسی جماعت طائران نے اپنا سایہ ڈالکر ہزارہا کو مثل اپنے بنا دیا کسی غول سے باران سیاہ نے پیدا ہو کر ہزارہا کو کاٹا اور بیجان کیا کسی غول نے سرون پر بیٹھکر پتھر کا بنانا شروع کیا کوئی غول پنجون مین داب کر ہزارہا ورن کو لے اڑا اور ان سب کو لیجا کر قلعہ ہفت رنگ مین اسیر کیا اور زندانخانہ گنبد صد چاک مین محبوس کر دیا الغرض اس سات طرح کی مار نے لشکر مین کھلبلی ڈالدی نظم سخت مشکل ہی سخت ہی بیداد ◊ ایک مین خون گرفتہ سو جلاد ◊ صبر کس کس بلا پہ کر گذرون ◊ چارہ اس بن نہین کہ مر گذرون ◊ اب ٹھہرتا نہین ہی پاے ثبات ◊ ایک مین اور ہزار تصدیعات ◊ بالجملہ اس تہلکہ سے ہر طرف ایک قیامت کبری برپا تھی اور لشکر مین ایک تلاطم عظیم بپا ہوا تھا اہل اسلام دعا کر رہے تھے کہ بارالہا ہر چند مرنا برحق ہی لیکن اس ذلت کی موت سے بچا بعد مرنے کے کوئی دفن و کفن کا کرنے والا بھی نظر نہین آتا نہ مالک ہمارا موجود ہی کہ اس جان فشانی کی داد دے سپہ سالار اور سردارون نے جو فوج مین یہ خوف و ہراس دیکھا پکار کر آواز دی جن صاحبون کو جان کا خوف ہو وہ نکلجائین اپنی جان بچائین ہم چند کس جان نثاران لشکر ظفر اثر اس ظالم ہفت اندام کے باپ سے لڑینگے اگر موت آئی ہی طعمہ دہان اجل ہونگے اگر حیات باقی ہی تو کوئی ہمارا کچھ نہین کر سکتا مگر ای جان بازو اسوقت شکستہ خاطر و ایک جانب مصاحبان والا قدر و پہلو نشینان شہریار نے جو سپہ سالارون کو گرفتار بلا ہوتے دیکھا گریبان پھاڑ ڈالا کہا یارو لطف زندگی تھا یاران قدیم آنکھون کے سامنے اٹھ گئے صحبت کے بیٹھنے والے نرہے تنہا جیے تو کیا لطف اب لڑکر مر جان اپنی دینگے بے یاران ہمدم زندگی بیکار ہی خود بخود دل محجوب و نشتر بسار ہی نظم

ای جوش نالہ کاوش ہر دم کہان تلک	یون موت سے شکایت پیہم کہان تلک
جل جل کے میرے دل کی طرح خاک ہو گیا	ای آہ سینہ سوزی ہمدم کہان تلک
سینہ کے سارے آبلے ناسور ہو گئے	ای دست بیش وصل کا ماتم کہان تلک
اس زندگی سے اپنا دم آیا ہی ناک مین	آخر تحمل قلق و غم کہان تلک

اے شہ سینہ کو ہیون سے ہاتھ کہتک سے گئے	سٹنگے اپنی جان کو یون ہم کہان تلک

یہ اشعار عبرت آمیز پڑھکر بہت روئے گئے موت قریب آگئی الغرض ان لوگون کے اضطراب نے اور بھی کہرام مچا دیا سب ملکر کہنے لگے یارو اسوقت اپنے رب بے نیاز سے دعا کرو کیا عجب ہے غیب سے مدد ہو یہ بلا رد ہو یہ کہکے سب نے تو بیان آنا کر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہای پروردگار ہمارا مالک سرپرست کبھی موجود نہین نہ کوئی معین ہے نہ مددگار ہے تو ہی ہمارا محافظ و مالک ہے تو ہی اس وقت مشکل مین ہمارا یاور و مددگار ہے سوا تیرے کس سے فریاد کرین غرضکہ اسطرح سب سردار ملکر بخشوع و خضوع دعا کرنے لگے ابیات

خدایا در رہت بودیم خاکے
تن گل را بآب جان سرشتے
ہمان خاکیم ما مشت ہوسناک
تو قدر عزت مہمان نگہدار
جگر را آب و دل را خوان نہاند
ز عشق ایمان و جانم تازہ گردان
در افتند چون بدریا کرم جوش
قلم بر نام جرم عفو و رکش
فزون از دوزخ است آن شہر سالہا
بجان بخشی صلاے عام دادی
کنون این جان مہمان خانہ تست
چو مہمانان بہر سو گریست
بامید کرم سوے کرم کان

چو جان زالائش ہر جسم پاکے
ملائک را عنایت کرد تعلیم
کہ دست عزت برو ہشت از خاک
دران ساعت کہ کار آید بآخر
وے از زندگی افزون نماند
چو افتد کار با روز قیامت
گنہ یکبارہ کن برما فراموش
کہ باہم گمشدہ لذت نماند
کہ جرم ما بروے ما بیاری
چو کردی از کرم موجود ما را
چہ مہمان خوانش پروانہ تست
فضولی گرچہ مہمان راکشت خوار
عجب نبود فضولی ہاے مہمان

دران خاک از سعادت تخم کشتے
کہ مشت خاک را کردند تعظیم
اگرچہ خویش را کردیم خود خوار
نفسہا را شمار آید بآخر
بپایانم بلند آوازہ گردان
برانداز از میان نام ندامت
ز رحمت خواہی اندلہاے ماخوش
بہشت آلشت کین خجالت نماند
در ہستی بروے ما کشادی
نشانیدی بخوان جود ما را
باین در از دو عالم رو کرد است
کریمے عزت مہمان نگہدار

الحاصل لشکر ظفر اثر مین شور گریہ و زاری عالم بیقراری ہر فرد و کلان در و مندہ ملک الموت کا سامنا ہفت اندام جادو و نفہر غضب آتا ہو عرصہ جنگ تھرا تا ہی ہنوز سخن در دہان تھا کہ یکایک تیر دعائے مظلومان ہدف مراد پر پہونچا اور جانب صحرا سے تتق گرد خفیف کا بلند ہوا سب اسی جانب دیکھنے لگے قریب آکر وامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا تو سواری بادشاہ اسلام کی مع ملکہ گم کم جادو کے نمودار ہوئی بادشاہ اسلام نے جو یہ حال پر ملال اپنے لشکر کا دیکھا بیتاب ہو گئے اور گم کم جادو نے طاؤس سحر پڑھا یا اور ہفت اندام جادو کو آواز دی کہ او بیحیا یہ کیا حرکت بیہودہ تھی تو نے فوج بیکس کی بربادی پہ کمر باندھی اسی منہ پر دعوی سحر و ساحری ہے ہفت اندام جادو نے کہا او جھوکری مین قسم کھا چکا تھا کہ آج لشکر اسلام کو تباہ کرونگا اسوقت فوج بے سردار تھی اب تو موجود ہے اور بادشاہ اسلام بھی آگئے ہین اب جو کرنا ہو وہ کر لے ہمین سست گو ملکہ گم کم جادو نے کہا مین بھی قسم کھاتی ہون اپنے خداے برحق کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے آج تجھے مار کر یکسو کیے ہوے میدان جنگ سے نہ پھرونگی آج یا تو نہین یا مین نہین یکبارگی سامنے ہفت اندام جادو کے

آئی اور آواز دی لاصرب بہادری کی ہفت اندام جادو نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک شیشہ
نکال کے کچھ اسم سحر پڑھا اور ڈاٹ اسکی کھولی دیکھا ایک شعلہ چمک کر اُس شیشہ سے نکلا اور
ملکہ کم کم جادو کی طرف چلا کم کم جادو نے چھینٹا آب دمیدہ سحر کا مار شعلہ فرو ہوا اور دانہ مروارید
جوڑے سے نکالا اب جو کھینچکر مارتی ہی تو سینہ ہفت اندام جادو کے پڑا توڑ کر پار گذر گیا اور
ہفت اندام جادو وہمہ تن شعلہ بنکر پھر ملکہ کم کم جادو کی طرف چلا وہ طائر جو انکے سر پر
سایہ افگن تھا جب سے مروارید ملکہ کے ہاتھ آیا تھا یہ اُڑ کر گیا اور دانہ منقار مین دبا کر سامنے ملکہ کے
آیا ادھر ملکہ نے نوک زبان مین نشتر دیکر خون چلو مین لیا اور ایک چھینٹا جو اُس شعلہ پر مارتی ہی وہ
شعلہ ٹھہر آیا اور ٹھہر کر فرو ہو گیا اس شعلہ کے فرو ہوتے ہی ایک غول طائران سبز رنگ کا زمین پر گر کر
بیجان ہو گیا اب ملکہ کم کم جادو پیکر دوم کی طرف متوجہ ہوئی اور معًا اسکو خیال پیدا ہوا جتنے
عرصہ مین اسکے ساتون پیکرون کو جلاؤنگی فوج طائران طلسمی ہزارہا آدمیون کو ہلاک کر ڈالے گی
اُس طائر سے اشارہ کیا تو طائران طلسمی کی خبر لے اور مین ہفت اندام جادو سے مقابلہ
کرتی ہون چنانچہ وہ طائر اُڑ کر غول مین طائران سرخ کے آیا اور پرون کو اپنے حرکت دی دیکھا
کہ ہزارہا شرارے آتش کے پرون سے نکلے اور لالون پر گرنا شروع ہوے اور لعل مانند طائران آتشبازی
کے جلکر خاک ہونے لگے ادھر ملکہ قریب پیکر دوم کے پہونچین اور دانہ مروارید کھینچ مارا وہ
ہفت اندام جادو پر پڑا پیکر دوم بھی ہمہ تن جلکر خاک ہوا ادھر طائر نے لعلون کا خاتمہ کیا
اور دانہ مروارید اٹھا کر ملکہ کی خدمت مین حاضر کیا اب ملکہ تیسرے پیکر کی طرف متوجہ ہوئین
جہان غزالون کا مجمع تھا طائر نے غزالون پر شرر باری کرنا شروع کی اور ملکہ سامنے پیکر سوم کے
پہونچین اُسنے بھی تیغ سحر ملکہ پر مارا ملکہ نے تیغ کو رد کر کے دانہ مروارید کھینچکر مارا یہ پیکر بھی جلکر خاک
ہوا ادھر طائر کی شرر باری سے غزال جلکر خاک ہوے جانور نے پھر موتی لا کر ملکہ کو دیا ملکہ
پیکر چہارم کی طرف متوجہ ہوئی اور طائر شرربار طائران زرد رنگ کی طرف چلا اس پیکر نے
بھی کئی حربے سحر کے کیے مگر ملکہ نے رد کر کے دانہ مروارید مارا بس یہ جلکر خاک ہوا اور طائر شرربار
کی شعلہ افشانی سے غول جانوران زرد رنگ کا زمین پر گر کر ہلاک ہوا اسی طرح پیکر پنجم کو بھی جلا کر
خاک کیا اور نوبت پیکر ششم کی آئی اس پیکر سے نوبت سخت مقابلہ کی آئی کئی حربے سحر کے چلے
از انجملہ ہفت پیکر نے ایک ناریل جھولی سے نکالکر ملکہ کم کم پر مارا ناریل قریب ملکہ کے پہونچکر
شق ہوا اور ہزارہا شعلہ نکلکر جانب ملکہ چلا ملکہ نے بھی ایک گلدستہ نکالکر جانب آسمان اُچھالا
فورًا ابر گھر آیا اور پانی برسنے لگا وہ شعلے بجھ گئے اور پانی کا زمین پر پڑنا تھا کہ درخت سنبل و ریحان
و گل ارغوان کے پیدا ہونے لگے دم بھر مین وہ تختہ گلزار تھا میدان باغ پر بہار تھا منتہا ہر گل
انجمن گلشن مین گلگون پوش تھا لالہ جام بکف ہمشکل رند مینوش تھا سنبل کو عشق بہار مین
پریشانی نرگس شہلا کو یاد چشم فتان مین حیرانی کلیان چمنستان مین کھلتی جاتی تھین نسیم گلرخان

عالم کا رنگ دکھاتی تھین گلم	تھے سرخ جو ہر طرف شقائق	گل پیرہنوان پہ سکتے وہ فائق
آراستہ بوستان تھی سوسن	طرار تھی وہ زبان تھی سوسن	آشفتہ مشک آگین

ملتا ہی نہین دماغ نرگس
بلبل نہ تھی جھومن سے خالی
ہر نخل چمن تھا خوان نعمت
اس تازہ چمن مین اک چمن تھا
سانچے مین ڈھلا ہوا تھا اندام
وہ لالۂ باغ بیمثالی
بنیاد مکان بختیاری

تھا چین جبین ناز کی سے توام
صیاد سے تھی فراغ بالی
جان بخش ہوئی ہوا جو آئی
خوبان جہان کی انجمن تھا
جلوہ مہ مصر کا عیان تھا
وہ چشم و چراغ بیمثالی
اس باغ مین یون تھی زیب مجلس

ہو جاتی تھین بار رنگ سے خم
اثمار کی اسقدر تھی کثرت
ہر پھول سے جان تازہ پائی
استادہ تھے اس چمن مین گلفام
کیا حسن فروش کاروان تھا
شمشاد و ریاض کامگاری
تھا جس سے فروغ چشم نرگس

ہفت پیکر اس بہار روح پرور او حسن محبوب فتنہ پرور دیکھکر دیوانہ ہوا عقل و ادراک سے بیگانہ ہوا اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا بحالت مجنونانہ سمت چمنستان چلا ہوا اسے سحر جو اسکے دماغ مین لگی فوراً بیہوش و مدہوش ہونے لگا چونکہ ساحر زبردست ہی اور چند الواح جمشیدی اسکے پاس ہین اس باعث سے جیسے ہی یہ چمنستان سحر کی طرف چلا تھا اور بیہوش ہونے لگا تھا ویسے ہی زمین سے ایک پتلی بلور کی نکلی ہوا جو اسنے دنیا کی کھائی زن مہر طلعت بنگئی اور ہفت پیکر کو تسلیم کرکے عرض پیرا ہوئی ای شہریار آپ کہان جاتے ہین یہ گلشن پر از نیرنگ ہی سراسر فسونسازی کا ڈھنگ ہی یہ کہکر اسنے ایک ڈبیا کمر سے نکالکر اور غازۂ سحر اسمین سے لیکر ہفت پیکر کے منھ پر مل دیا اس گلگونہ کے رخسار پر ملنے سے اس تیرہ رو پر سے سیاہی بیخبری کی دفع ہوئی اسنے چاہا کہ مین بھی کوئی کرشمہ اپنی افسونگری کا دکھاؤن ملکہ گم گم جادو نے معاً کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی ایک لکۂ ابر سرخ پیدا ہوا اور اسقدر جلد تمام اس گلشن سحر پر چھا گیا اور اسمین سے آگ برسنے لگی گلشن کے نہال جنار بنگئے خزان کا بھی دل جلا تختہ ہاے گل و لالہ مین آتش گل اسقدر بھڑکی کہ آخر کو آگ لگ گئی وہ تمام باغ آتش بار ہوا تن تنہا بہار برنگ جسم بیمار زرد و نزار ہوا بلبل شیدا کی قسمت مین آگ لگی معشوقۂ گل مثل خار عشاق جلی کہ بیت داوری

تاثیر آہ بلبل شوریدہ سر ÷ آگ نالون سے لگی سارا گلستان جل گیا ÷

ہر چند ہفت پیکر جادو نے بہت کچھ پاؤن مارے اور کوئی دقیقہ رد سحر کا باقی نہ رکھا مگر ایک نہ چلی اس آتش سوزان سے نخل حیات اسکا کسی طرح نہ بچ سکا مثل سمندر آتشبازی کے ہمہ تن جلکر خاک ہوگیا ادھر طائر نے شررافشانی کرکے تمام طائرون کا خاتمہ کر دیا اب ملکہ گم گم جادو ہیکل ہفتم کی طرف چلی اور طائر شرربار طاؤسان زرین بال کی طرف متوجہ ہوا دیکھا اس ہیکل ہفتم نے کہ اب سفر نہین سامان مرگ مہیا ہو چکا ہی اسنے فرار پر قرار دیا اور طاؤس بھی بخوف طائر شرربار بھاگ کر قلعۂ ہفت رنگ کی طرف چلے اور ملکہ گم گم جادو تعاقب مین اسکے روانہ ہوئین ملکہ کے تنہا جانے پر بادشاہ اسلام کو خبر ہوا یہ بھی تمام لشکر لیکر قلعۂ ہفت رنگ کی طرف چلتے ہین

اب سنو حال قلعۂ ہفت رنگ کا اور وہان کے جنگ و جدال کی

کیفیت اور ملکہ گم گم کی جانبازی بادشاہ اسلام کا پہونچنا مع فوج ولشکر کے اور ملکہ کا سحر تازہ تیار کرنا مع دیگر حالات متعلقہ

داستان ہذا مخمس

قدرت خدا جو دیتا تو ہم کمال کرتے ۔ کافر کا جی جلا کے بہت پائمال کرتے
دیوار در سے جا کر ناحق سوال کرتے ۔ نالے کا بتکدے میں ہم کیا خیال کرتے
سنتا تھا کون کس سے اظہار حال کرتے

جو جی سے ہار کے انکا کیون ہو خیال کرتے ۔ سوتا امیر جن کر عقد حلال کرتے
دعوی مہر اسیر پھر اسکے سال کرتے ۔ آتی ہی عید قربان خنجر کو لال کرتے
دینے کے بدلے فربہ عاشق حلال کرتے

بوسہ نکا ہم نہ اسدم ہرگز سوال کرتے ۔ بے شبہہ ضبط کرتے بیٹھا کمال کرتے
پردے کے پاس رہتے دل سے خیال کرتے ۔ ہنسکر کلام ہمسے یوسف جمال کرتے
کانون کو آشنا کے فرخندہ فال کرتے

کیا کہیے کیا ہی جوبن رخسار یار کا ہے ۔ گاڑا ہے ہیں ہی شہرہ وسے نگار کا ہے
مانند گل گریبان ٹکڑے ہزار کا ہے ۔ حسن شباب انکا موسم بہار کا ہے
بوٹا سا قد دکھاتے سب کو نہال کرتے

موزون کرینگے مصرع سو دل خراش شاعر ۔ اس راز کا کرینگے پردہ نہ فاش شاعر
مضمون ڈھونڈی ہیں بیدم جا سے کاش شاعر ۔ حیران کار ہوتے معنی تلاش شاعر
صورت جو تم دکھا کر محو جمال کرتے

ہر وقت کا ستم ہی ہر وقت کی جفا ہے ۔ آتی ہی سانس رک رک سینے میں دل خفا ہے
ایک ایک آشنا سے ہر دم یہ التجا ہے ۔ آزردہ دل سے جان ہے دل جان سے خفا ہے
تم درمیان میں پڑکر رفع ملال کرتے

دندان قریب لب ہیں موتی ہیں یا عدن ہیں ۔ باریکیاں ہیں لاکھون عبارت کے سخن میں
کیا شعر جو سخن کرتا کوئی اس انجمن میں ۔ منظور ہوتی ہمکو صحبت جو اس دہن میں
اندیشے کو نہ سوجھیں وہ احتمال کرتے

آنکھوں سے ساتھ اسکے ہر ایک پیا وہ چلتا ۔ جو دیکھتا وہ اسکے تلوون سے آنکھیں ملتا
انسان کا ذکر کیا ہے وحشی کا دل بہلتا ۔ سودا زدہ جو تیرے خالون کا جا نکلتا
قربان مشک نافے آہوے غزال کرتے

خورشید گر نہ ہوتا ہر گال اس حسین کا ۔ عنبر فشان وہ گیسو رکھتے نہ پیچ کو بین کا
روشن ہوا اسی سے سارا طبق زمین کا ۔ رخ یار کا نہ ہوتا گر چاند چودھوین کا

اتنا ہے ابروؤن سے دونون ہلال کرنے

سرمہ لگا کے جادو دکھلاتی ہین وہ آنکھین
راتون کو نیند آکر اکثر اڑاتی ہین وہ آنکھین
آفت ہین یہ غضب ہین لو شرماتی ہین وہ آنکھین
سودا زدہ سے اپنے پھر جاتی ہین وہ آنکھین

مجنون سے بھی ہین وحشت شہری غزال کرنے

پنہان ہے گیسوؤن مین گالون کا اُنکے جوبن
دیکھے نگاہ بد سے تا کیسے مرند کوئی دشمن
دنیا مین سب سے پنہان رہتے ہین پاکدامن
ہوتا ہے یہ نقاب لو سب سے ہمکو روشن

ناقص ہین یہ شکار اپنا کمال کرنے

آئے اگر غزال ملک تتار سے چینی
ہوتے شکار تیری آنکھون سے کے دو نینی
کامل سے چھوٹے کیونکر حسن نشانہ بینی
ہمیا یہ ہے دونالی بندوق سے دو بینی

چہرون کا کام ہے روسے قاتل کا خال کرنے

آئے جو تم چمن مین بلبل کو داغ ہوتا
شب بو کا شب کو روشن ہر سو چراغ ہوتا
وحشت سے باغبان کو بالکل فراغ ہوتا
فصل بہار آتی سرسبز باغ ہوتا

ظاہر شگوفے اپنے نہان کرنے

تکتا ہے تمکو ہمدم آئینہ سامنے سے
سرکا لین کسطرح ہم آئینہ سامنے سے
اٹھتا ہے شب کو بھی کم آئینہ سامنے سے
ہٹتا نہین ہے اک دم آئینہ سامنے سے

اپنی طرف ہو تم بھی اب تو خیال کرنے

دشوار ہے لبون تک شکوہ کی بات آئی
میری زبان نہین ہے آگاہ کن ترانی
پانی کو ہم سمجھتے صہبائے ارغوانی
کافی تھی بہر مستی ساقی کی مہربانی

دیتا جو درد بھی تو شکر زلال کرنے

ہے اختلاج مجھسے اب ہون مین سخت عاری
ہر وقت یہ تڑپنا یہ جوش بیقراری
کیا کیجیے کہ جس سے کم ہو یہ آہ و زاری
فرقت کی شب مین سنتا باتین جو دل تمہاری

یادش بخیر ذکر روز وصال کرنے

کب وہ تڑپ ہے ہمکو بیکار چاہیے تھی
پہلے سے فکر قبر بیمار چاہیے تھی
تکلیف آنے جانے سو بار چاہیے تھی
تربت پہ اپنی مشق رفتار چاہیے تھی

ہم پائمال ہوتے تم پائمال کرنے

ہین بر زبان ذکی کو الفت کے حرف آتش
گرمی سخن کی پیدا کرتی ہے برف آتش
کس رنج و غم سے مین نے کی عمر صرف آتش
ہمسے زیادہ پیدا کرتا وہ ظرف آتش

مٹی جو میری صرف ظرف کلال کرنے

راویان سخن گستر و حاکیان معنی پرور اس داستان شوکت نشان کو اسطرح تحریر کرتے ہین سابق مین بیان ہو چکا ہے کہ جب ہفت پیکر جادو نے فرار اختیار کیا تو ملکہ گلرخ جادو نے اسکا تعاقب کیا بادشاہ اسلام نے ملکہ کو تنہا جاتے دیکھکر تمام لشکر کو ہمراہ لیکے خود بھی

لیکن اول حال ہفت اندام جادو کا بیان کیا جاتا ہی

کہ جسوقت یہ شکست خوردہ قریب قلعہ ہفت رنگ کے پہونچا دیکھا اُسنے تمام قلعہ
تباہ و برباد ہو گیا ہی چھ گنبد اُسکے ٹوٹ گئے ہین صرف ایک گنبد طاؤسی رنگ باقی ہی پس یہ
فوراً مع طاؤسان زرین بال کے داخل گنبد طاؤسی رنگ ہوا اور دراستہ گنبد کا مسدود کر دیا
اور ایک پوشیدہ راستہ سے جو کہ گنبد کے اندر سے واقع تھا اور نظر مردم سے پنہان تھا
اُس چور دروازہ کے راستہ ہوم خانہ جمشیدی کی جانب روانہ ہوا یہان ملکہ کم کم جادو جو
آکر پہونچین دیکھا اُنھون نے چھون مرحلے شکست ہین صرف گنبد طاؤسی باقی ہے پس یہ حال
دیکھتے ہی ملکہ نے خیمہ اپنا سامنے گنبد طاؤسی کے برپا کیا اُتنے عرصہ مین دیکھا کہ بادشاہ اسلام بھی
مع فوج و لشکر کے آپہونچے ہین بادشاہ نے فرمایا اے ملکہ کیا ارادہ ہی تمھارا ملکہ کم کم جادو
نے عرض کی اے شہریار ذی وقار قصد تو میرا یہ تھا کہ مین آج ہی اس جنگ کا خاتمہ کر دون مگر
معلوم ہوا قضا اس ہفت اندام ملعون کی ابھی نہین ہی ہر چند اس گنبد کا شکست کر دینا
کچھ بڑی بات نہین ہی مگر انجام پر خیال کرنا چاہیے معلوم نہین کس کس مصیبت کا سامنا ہو
کیونکہ ہفت اندام جادو گر ساحر زبردست ہی واللہ اعلم کیا کیا آفت برپا کرے لہذا
اپنی حفاظت بھی مقدم ہی اور چونکہ یہ لڑائی آخری ہی اسمین بڑی بڑی سختیان پیش آئینگی
پس آج شب بھر مین مین انتظام اپنی حفاظت کا کر لون تو کل صبح کو حضور تماشا میری جنگ کا
ملاحظہ فرمائینگے بادشاہ اسلام نے فرمایا اے ملکہ تمنے چھ حصے لڑائی فتح کر لی ہی خدا تمکو آخری جنگ
مین بھی مظفر و منصور کرے ملکہ کم کم جادو نے عرض کی اے شہریار ابھی چھ حصے لڑائی باقی ہی
صرف ایک حصہ ختم ہوئی ہی کیونکہ جو پیکر قتل ہوئے ہین وہ نقلی تھے اور یہ پیکر اصلی ہی
جبکہ یہی باقی ہی تو وہ ایسے چھ پیکر کیا بہت سے پیکر بنا سکتا ہی غرضکہ دونون عاشق و
معشوق یہ باتین کرتے ہوئے ایک خیمہ مین آکے بیٹھے کچھ دیر باتین راز و نیاز کی ہوتی
رہین بعد اسکے ملکہ نے عرض کی اے شہریار اب رخصت ہوتی ہون مجکو آج ہی شب بھر مین
بہت کچھ کرنا ہی بموجب مصرعہ شب کوتاہ و قصہ بسیار ست ؛ بادشاہ نے فرمایا خدا حافظ و ناصر
اور یہ شعر ورد زبان کیا ؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ؛ روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد
الحاصل ادھر بادشاہ اسلام اپنے خوابگاہ مین تشریف لائے ادھر ملکہ کم کم جادو اپنے
ہوم خانہ مین بہ رونق افروز ہوئین اور اسباب سحر تیار کرنے مین مصروف ہوئین جسکا حال
آگے ظاہر ہوگا

اب اول حال ہفت اندام جادو کا عرض کیا جاتا ہی

یہ جو ہوم خانہ جمشیدی مین پہونچا تو اسنے بھی بیٹھکر کچھ اسم پڑھنا شروع کیا اور تا صبح

مصروف سحر خوانی رہا جب ساحرہ شب نے اپنی مشعل آتشین بجھا کر سر لپیٹ لیا اور بازار افسون خوان
ہوم خانہ زنگاری گرم ہوا یعنی رات تمام ہوئی اور نیر اعظم بطور جادو چشم تخت زرجدی پر
جلوس کیا اُسوقت ہفت اژدہام جادو نے اپنے اسم سحر کو تمام کیا دیکھا دیوار ہوم خانہ
کی شق ہوئی اور ایک دیو مہیب اسکے سامنے آیا اور کہا کیا حکم ہوتا ہے اُسنے اشارہ بیٹھ جانیکا
کیا دیو بیٹھ گیا اُسنے چند دانہ ماش کے پڑھکر اُسپر مارے دیو نے اپنا منھ کھول دیا ہفت اژدہام
جادو اُسکے منھ مین کود پڑا اب بجائے ہفت اژدہام جادو وہ دیو اُس ہوم خانہ سے
باہر آیا اور جانب گنبد طاؤسی روانہ ہوا ادھر ملکہ گوہر جادو نے بھی تمام رات سحر خوانی
کی ترتیب صبح اپنے اسم سحر کو تمام کیا اور دستک دی دیکھا تو ایک تارہ سا چمک کر گرا اور زمین پر
تلملک مارکے ہیئت انسانی پیدا کی اور ایک جوان حسین اور طرحدار بنکر یہ سامنے آیا
ملکہ نے اُس سے پوچھا بتا ہفت اژدہام جادو کہان ہے اور کیا کر رہا ہے اُسنے بیان کیا
ہوم خانہ جمشیدی سے اپنے ہمزاد کے شکم مین پوشیدہ ہو کر گنبد طاؤسی کی طرف روانہ
ہوا ہے کہا کیا ارادہ ہے اُسکا کہا وہ ہمزاد صورت دیو مین ہے یقین ہے تمام لشکر بادشاہ اسلام
کو کھا لے گا اور کوئی حربہ اُس دیو پر اثر نکرے گا جبتک ہفت اژدہام جادو قتل نہو اور
ہفت اژدہام جادو کا قتل ہونا بدون قتل دیو ممکن نہین یہ کیفیت سنکے ملکہ نہایت متردد
ہوئین اور کچھ دیر تک سر زانوے تفکر پر دھر کے سوچا کین بعد تھوڑی دیر کے اُس جوان
کی طرف مخاطب ہو کر کہا تو اُس دیو سے لڑ سکتا ہے اُسنے کہا مین اُسکے پاس جا سکتا ہون
مگر نتیجہ کچھ نہوگا ملکہ نے کہا خیر دیکھا جاوے گا یہ فرما کر دانہ مروارید نکالکر اُس جوان کو دیا اور
کہا جسوقت مین تجھے طلب کرون اُسوقت آنا اور دہن دیو مین کود پڑنا تو بھی اُسی مقام پر
پہونچ جائیگا جہان ہفت اژدہام ہے جسوقت تیرے نزدیک ہفت اژدہام جادو پہونچے فوراً
اُس دانہ مروارید کو اُسکے سر پر مارنا اگر دانہ پڑ گیا تو تیر بہدف کا کام کریگا اور اگر وار تیرا
خالی گیا تو پھر وہ بچکر نکل جائیگا اور کوئی آفت تازہ لائیگا وہ جوان دانہ مروارید ہاتھ
مین لیکر نظرون سے غائب ہو گیا یہان ملکہ گوہر جادو نے شب بیداری آب و سیدہ سحر لیا
اور خدمت مین بادشاہ اسلام کی روانہ ہوئی اسوقت تھا کہ ستارے غروب ہوتے
جاتے تھے شمعین جھلملا رہی تھین قندیل ماہ پر سفیدی آگئی تھی آثار صبح نمودار تھے بادشاہ اسلام
فریضہ سحری سے فراغت حاصل کر کے ورد وظائف مین مشغول تھے گوش بر آواز ملکہ کی معلوم ہوئی
چنانچہ بادشاہ سلامت وظیفہ پڑھتے ہوئے مسجد کریاس سے باہر آئے دیکھا ملکہ ایک شیشہ
ہاتھ مین لیے چلی آتی ہے اور سر پر ایک طائر زرین بال سایہ فگن ہے بادشاہ اسلام نے وظیفہ کو
ختم کیا اور فرمایا اے ملکہ کیا ارادہ ہے وہ بولی کہ بلبل جنگ مجھے عنایت ہو اسوقت کونسی نئی
پرچہ بھیجی اور آواز نقارہ کی گرج سنکر جو آواز نقارہ آئی ہے سہرا خیل صورت قیامت دکھاید
تو گوئی ایک آن بلبل اسکندری [illegible] کہ آواز نقارہ کی [illegible] نقارہ سے [illegible] زبان
کو تزلزل ہوا اہل لشکر کو خیال [illegible] ہوا [illegible] سامان جنگ مین مصروف

ہوئے فوراً تمام لشکر میں گرہ بندی ہونے لگی ملکہ گمم جادو ایک لکہ ابر سحر میں پوشیدہ ہوکر
رہگذر پر قائم ہوئی اور اہل لشکر [illegible] ہفت رنگ کی طرف چلنے کا حکم ملا جوق جوق لشکر اسلام
جانب قلعہ روانہ ہونے لگا جو لوگ سایہ ابر سے ہوکر گذرتے تھے تمام لباس انکا بارش باران
سے تر ہو جاتا تھا یہانتک کہ جب سب لشکر گذر گیا تو ملکہ ابر سحر سے باہر آئی اور بادشاہ اسلام
سے عرض کی اب حضور کے لشکر کو کسی سحر سے گزند نہیں پہونچ سکتا اب آپ اس قلعہ کا محاصرہ
کیجیے اور میں گنبد طاؤسی شکست کرنے جاتی ہوں چنانچہ ملکہ یہ فرما کر جانب گنبد روانہ ہوئی
ادھر بادشاہ اسلام نے کل فوج کو اشارہ کیا اہل لشکر نے حسب الحکم شتابانہ جا کر تمام
قلعہ کو گھیر لیا بیچ میں گنبد طاؤسی اسطرح نظر آتا تھا جیسے دریا میں حباب ہوتا ہے ادھر
ملکہ گمم جادو تخت سحر اڑائے ہوئے بالائے گنبد طاؤسی پہونچیں اور طائر شہپر فشان
کی طرف دیکھا اسنے دانہ پیش کیا کہ یہ محافظ ہے اسکا ملکہ نے کچھ اسم سحر دم کرکے اور نوک زبان
میں نشتر دیکر خون اسکا دانہ پر ملا اور اٹھا کر گنبد طاؤسی پر مارا دانہ پڑتے ہی گنبد نے چرخ مارا
اور شق ہو گیا ایک آواز طرفہ کی پیدا ہوئی اور طاؤسان زرین بال چیختے ہوئے گنبد سے
باہر آئے اور لشکر اسلام پر گرنے لگے جوانان اسلام نے کمندیں مار مار کر ان طاؤسوں کو پکڑنا
شروع کیا اور ٹانگیں چیر چیر کر پھینکنے لگے ہر چند دونوں ٹکڑے انکے پھر زندہ ہوکر لشکر پر گرتے
تھے مگر اہل لشکر کو کوئی گزند نہ پہونچا سکتے تھے ملکہ گمم جادو نے پورا پورا انتظام حفاظت کا
کر دیا تھا ادھر طائر شہپر فشان نے پروں کو حرکت دی فوراً طاؤسوں پر برقیں گرنا شروع ہوئیں
ہر ایک طاؤس مانند طاؤس آتشبازی کے چلنے لگا تھوڑے ہی عرصہ میں تمام طاؤس جلکر
خاک ہو گئے اب دیکھا تو پایا ایک دیو مہیب اس گنبد سے باہر آیا اور ملکہ کی طرف چلا ملکہ
پیشتر سے اسکے حال سے آگاہ ہو چکی تھی اسنے فوراً ایک [illegible] زمین پر مارا اور آواز دی
لینا اے رعنا سے جادو بس یہ کہنا تھا کہ دیکھا ایک ستارہ ٹوٹ کر بالائے آسمان سے زمین پر
گرا اور غلغلہ مارکر اسنے صورت انسانی پیدا کی اور دست بستہ سامنے ملکہ کے حاضر ہوکر
عرض کی کیا حکم ہوتا ہے ملکہ نے کہا لینا اس دیو کو وہ جوان یہ سنتے ہی جھپٹ کر اس دیو کے
سامنے آیا دیو ایک قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا ملکہ تم عقلمند ہوکر ایسی نادانی کرتی ہو دیو کے
مقابلہ میں آدم زاد کو بھیجتی ہو شاید تمنے میری دعوت کے لیے اس لقمہ چرب کو پیش کیا ہے یہ
سنکر ملکہ نے ارشاد کیا او ملعون تو نے سنا نہیں ہے کہ ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد
اگرچہ انسان ضعیف البنیان ہے مگر اسکی تدبیر و حکمت کے آگے کسی کا زور نہیں چلتا
یہ ایک مشہور بات ہے کہ یہ بلائے جان ہیں پتلے خاک کے پیدا کرتے ہیں ۱۰ پری کو بند
شیشہ میں یہ آدمزاد کر لیتے ہیں ۱۰ الغرض وہ جوان جھپٹ کر سامنے دیو کے آیا دیو نے
منہ کھول دیا اور آواز دی کہ میرے دہن میں کود پڑ ملکہ نے میری دعوت کے لیے تجکو بھیجا ہے
میں پیٹ بھرتا تھا کہ اس جوان نے کہا لے میں آیا بیشک آج تیری ایسی دعوت ہوگی کہ پھر
تجکو طعام لذیذ کھانا نصیب نہوگا یہ دعوت تیرے لیے دعوت آخر ہے اب تجکو غذائی

حاجت ہی ہوگی یہ کہتا ہوا وہ جوان حسین جسم سے دہن مین [illegible]ے کو د پڑا لیکن قضاے کار روا اتفاقات
روزگار پانون اسکا سر پر ہفت اندام جادو کے پڑا اور ہفت اندام جادو رعناے جادو
کے پہونچنے سے باخبر ہوگیا تھا قبل اسکے کہ رعناے جادو کوئی حملہ کرے ہفت اندام جادو
نے نعرہ شکم دیو کو چاک کیا اور باہر شکم کے نکل آیا اور ایک ترنج سحر مارا رعناے جادو اور دیو
دونون جلکر خاک ہوگئے بادشاہ اسلام مع سرداران عالیمقام کے کھڑے ہوے یہ تماشا
دیکھ رہے تھے اور ملکہ کی ہمت وجرأت پر تحسین وآفرین کر رہے تھے وہان طائر شرر فشان
جھپٹ کر دانہ مروارید اٹھانے چلا ہفت اندام جادو نے دیکھا کہ مراد ضائع ہوا چاہتا ہے
بس اسنے ایک طائر سحر نکالکر پھینکا وہ بھی کندے سے جوڑکر دانہ مروارید کی طرف چلا دونون
طائر قریب دانہ کے پہونچے اور ان دونون مین پر چلنے لگے کبھی یہ قصد کرتا تھا کہ دانہ اٹھاؤن
تو وہ اسکو پر مارکر ہٹا دیتا تھا کبھی وہ قصد کرتا تھا مین دانہ اٹھاؤن تو یہ اسکو پر مارکر ہٹا دیتا تھا
کوئی غالب ومغلوب نہ ہوتا تھا دونون مین برابر پرون کی چوٹین چل رہی تھین ادھر تو وہ
دونون طائر آپس مین گتھے ہوے تھے ادھر ملکہ گم کم جادو نے ہفت اندام جادو کو ٹوکا
کہ او نمک حرام تو نے اپنی سرکشی کا نتیجہ دیکھا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاسکیگا قضا تیری
دامنگیر اور اجل گریبان گیر ہے ہفت اندام جادو نے کہا ای ملکہ یہ میرا ہی کام تھا کہ اسنے
دنون تک تمھارا مقابلہ کیا ورنہ دوسرا ساحر کیا دم واعیہ رکھتا تھا کہ تم سے مقابلہ کرے مگر خیر
یہ سحر میرا آخری ہی ہے اسکی بھی کیفیت دیکھ لو یہ کہکر اسنے ایک ناریل جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر
پڑھکر زمین پر مارا دیکھا کہ ایک تڑاقہ ہوا اور زمین شق ہوئی اور ایک پتلی چھوٹا سا گلدستہ ہاتھ
مین لیے ہوے پیدا ہوئی اور آتے ہی اسنے گلدستہ کو زمین مین نصب کردیا دوسرے ہاتھ مین اسکے
پنکھیا تھی اس سے گلدستہ کو ہوا دینا شروع کی یہ معلوم ہوا نسیم بہار چلی اور پنکھڑیان گلدستہ
کی گرنے لگین اور ہر پنکھڑی نے ہیئت انسانی پیدا کی اور تیغ بکف ملکہ گم کم جادو کیطرف
چلی آن واحد مین ہزارہا زنان تیغ زن پیدا ہوگئین اور ملکہ پر حملہ آور ہوئین یہ رنگ دیکھتے ہی ملکہ
نے اپنے تخت پر سے گلدستہ زعفرانی وار نجوانی اٹھایا اور کچھ اسم سحر دم کرکے زمین پر دے مارا وہ گلدستہ
ٹوٹ کر پنکھڑیان اسکی بکھرین اور کشت زعفرانی تیار ہوئی جسقدر جادوگرنیان بارادۂ قتل ملکہ
تیغ بکف چلی تھین اس زعفران زار کی طرف متوجہ ہوئین اور ہنستے ہنستے بیہوش ہو ہو کر گرنے
لگین اور ہفت اندام جادو بھی اس کشت زعفران کو دیکھکر مست وبیخود ہوا اب ملکہ
قریب اس پتلی کے آئین جسنے گلدستہ نصب کیا تھا اور پنکھیا سے ہوا دے رہی تھی ملکہ نے
آتے ہی ایک ترنج سحر اسپر مارا وہ پتلی ہمہ تن شعلہ بنی اور شعلہ بنکر گلدستہ پر گری اور گلدستہ کو
لپیٹ کر اب ان عورتون پر آکر گری جو عالم مستی وبیہوشی مین جھوم رہی تھین گرتے ہی سب کو
جلاکر خاک کردیا ادھر طائر شرر فشان نے اپنے پرون کی شرر افشانی سے ہفت اندام جادو
کے طائر سحر کو جلاکر خاک کردیا اور دانہ مروارید لیکر خدمت مین ملکہ کی آیا ملکہ نے
دانہ ہاتھ مین لیکر ہفت اندام جادو کو آواز دی کہ اے اب ہوشیار ہو جا کہ جام عمر تیرا

سامنے نہر مین فوارے سے لگے ہوئے قطرات آب نایاب جابجا سے ٹپک رہے ہین صاف
ظاہر ہے کہ بارش مروارید ہو رہی ہے کبک دری کی خوش رفتاری عندلیبان خوشنوا کی
بیقراری عجب کیفیت پر جوش گل ہے جانورون مین غل ہے غنچون کی چٹک پھولون کی مہک نظم

وہ آبشار کہ تسنیم پانی پانی ہو
وہ نکہت اسکی کہ جان بخش ہر جوان و پیر

وہ سبزہ زار کہ ہو گرد سبزۂ کشمیر
روش روش ہے صبا کا چمن مین پیہ و رہ

وہ نزہت اسکی کہ ہے نور دیدۂ یعقوب
کہ پھول پھولے سمائے نہین کیتیر

کرون مین غنچون کی کس منہ سے تا کجا نکہ بیان
کہ تھے وہ رشتہ بر برگ و شاخ گل سے بصیر

ثمر ہے تاک مین غلمان کے دانت رضوان کا
عسل کی رال ٹپکتی تھی مثل قطرۂ شیر

صبا نے عطر لگایا تھا اس گل مین
چمن کی خاک مین خاک شفا تھی یا اکسیر

صدائے آب روان مین جلترنگ تھی صاف
دہان گل مین صبا بنگئی تھی صوت نفیر

ترانہ کرتے تھے مرغ چمن جو آپس مین
تو دام رنجہ مین صبا و ہو گیا تھا اسیر

دبائے بیٹھا تھا آغوش مین کوئی گل کو
سرور وصل مین بلبل تھی گل سے شکر پذیر

وہ چہچہے تھے کہ سکتہ تھا مرغ سدرہ کو
وہ زمزمے تھے کہ تھا محو طائر تصویر

بالائے شاخ پہ کرتا تھا اک غزل خوانی
اور ایک طائر قدسی کی شکل گرم صفیر

بعد سیر صحرا و گلزار جب بادشاہ ذیجاہ نے یہ کیفیت سبزہ زار دیکھی عندلیب خوشنوا کو پہلوے
گل مین چہچہے کرتے دیکھا اپنی گلعذار سیمتن غنچہ دہن ملکہ کمر کمر جادو کا تصور بندھ گیا
اسکے وصل کی تمنا مین خود بخود طبیعت بھر آئی یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری فرمائے اشعار

یون مٹے عشق مین دل خاک مین ملجائے شباب
ہائے وہ دل کہ نکلتا ہے کبھی ہائے شباب

یہ بھی اک رات کا مہمان ہو مرا یار کے ساتھ
جلد رخصت نہ کیے ہو کہان نہ گبھرائے شباب

پڑ گئی جب نظر پیر طریقت جوان کر دیگی
عاشق پیر کو نیند نہین پروا اسے شباب

کیا خوشی ہمکو ہوئی دیکھ کے روے شب وصل
پھر جوان ہو گئے بر آئی تمنائے شباب

رنگ لایا کہ یہ پیرانہ سری کیا حاصل
کم تمنا ہون سے ہوا ہے کوئی سودائے شباب

ابھی آیا ابھی غائب تھا چھلاوے کی طرح
ہو گیا دیکھتے مین دنگ تماشائے شباب

وہ یوسف مین زلیخا ہی ہوئی ایک جوان
محو والا کھون کے شب عہد مین کر آئے شباب

مبتلا دل کو کہین عہد جوانی نہ کرے
روز کہتا ہون کہ آفت نہ کوئی لائے شباب

نہ ہا سر مین کوئی سودا سے پیدا و پیری
ہائے یہ پاس کیا ہو گئے سب انجمن آرائے شباب

حق جو کچھ رہ گئے ہین پیر مغان کے باقی
تیسیے وہ بھی ادا اک جو ملجائے شباب

ہین کبھی ہون عہد جوانی کے مجلس مین تباہ
نکلے پیر اکیلا نہین جو پائے شباب

پیر ہو جاتا ہے جنت مین جوان شگفتہ
ہم تو اس شوخ کے کوچے مین گنوا آئے شباب

صدقے سوجی سے ہین آہ یہ جوانی کی جلال
فرش رہ دیدہ و دل سر پہ مرے آئے شباب

اس بیقراری سے یہ اشعار حسرت آثار پڑھے کہ جو مصاحب پشت پر کھڑا ہوا تھا اس نے
عرض کیا اے شہریار حضور کے کلام مین کیا سوز و گداز ہے ایک ایک فقرہ تیر دلدوز جگر پر سوز کو

بر ماتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی براے خدا ضبط فرمائیے اسقدر نہ گھبرائیے ہر شام ہجر کے واسطے سحر ہی ہر شیخ بلا کے واسطے سیر مقرر ہی اسی اثنا مین ملکہ کم کم جادو جو اہتمام دعوت بادشاہ مین مصروف تھین انتظام کنان اسطرف آنکلین دیکھا شہنشاہ جمجاہ سیر باغ مین مصروف ہین تماشاے گل و ریاحین فرما رہے ہین ملکہ نے عرض کیا حضور اب تشریف لیچلین دار الامارۃ شاہی کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے زیب و زینت بخشین غرضکہ ملکہ کم کم جادو نے نہایت کروفر سے لاکر داخل دار الامارۃ شاہی کیا تخت جواہر نگار آراستہ تھا عرض کی بسم اللہ تخت پر قدم رنجہ فرمائیے بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ کم کم جادو ہمکو پروردگار نے براے تاج بخشی خلق فرمایا ہی یہ تخت سلطنت تمکو مبارک ہو تم ہی اسکی مستحق ہو یہ فرما کر ملکہ کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوے ملکہ نے صحبت عیش و نشاط آراستہ کی نازنینان مہ جبین و رقاصان پری طلعت حور پیکر خوبصورت آکر حاضر ہوئین ناچ شروع ہوا ایک مہ جبین طناز نے بصد عشوہ و ناز یہ غزل آغاز کی غزل

آئینہ بنکر رہون ہر وقت پیش روے دوست
وہ مجھے دیکھا کرے دیکھا کرون مین روے دوست

سیر جنت خوب رضوان جب مجھے دکھلا چکا
بے تامل منھ سے نکلا ہاے لطف کوے دوست

بدر کو دیکھا تو سمجھا عارض تابان یار
جب ہلال آیا نظر جانا کہ ہی ابروے دوست

آہ دل سے کھینچتا ہون دیکھکر ہر سرو کو
کیا کہون یاد آتا ہی قد دلجوے دوست

دل سے بہتر روشنی یاقوت و گوہر مین نہین
نور تن کیا یہ نگین ہین قابل بازوے دوست

ماہ بدلے میری عادت کا بدلنا ہی محال
چاہنا کوئی ہو مگر مین دیکھتا ہون روے دوست

عشق وہ شی ہی کہ تصویر مین بھی کرتا ہی اثر
جاے دل سینے مین ہی در بخت کے سوے دوست

کچھ نہ کچھ ہر شخص کو اس سے تعلق ہی ضرور
کوئی مجبور روے جانان کوئی کوے دوست

حسرت دیدار مین کیا کیا نہ تڑپی عندلیب
تا قفس لائی صبا جب دم چمن سے بوے دوست

ہو نہ معشوق بھی عاشق کہین اے عندلیب
سونگھ لے پھر دامن گل دے رہا ہی بوے دوست

قسمت اپنی اپنی اسمین کیا کسی کا اختیار
ہم ہین نا ہم پہلوے ہجران دل ہی ہم پہلوے دوست

دل فریبی ہو چکی اب کیا غرض الطاف سے
ہی زمین تکیہ بجاے تکیہ پہلوے دوست

ہر طرف تیر نگاہ ناز کرتی ہے شکار
صید کیا صیاد افگن ہو گئے آہوے دوست

کاٹ لین ہم آپ سر اپنا تو تہمت کیا ضرور
ہی پئے بیداد شمشیر الفت تیغ کش بازوے دوست

خاکسارون کو نشیب و آرزو درکار ہی
عرش سے بہتر سمجھتا ہون زمین کوے دوست

چاہیے قاتل زبان چاک تن اتنا لحاظ
ہی وہ پہلو ہی کہ جو ہوتا تھا ہم پہلوے دوست

سچ تو یہ ہی مرگ عاشق کے تصدق جائیے
چشم مصروف نظارہ مرتے مرتے تو سوے دوست

فتنہ ہاے چشم سحر آلود کی ہین شہرتین
کسطرف کس جا نہین افسانہ جادوے دوست

ہان خدارا ای اجل اتنا توقف چاہیے
چلتے چلتے اک نظر دیکھ لین ہم روے دوست

اس رنگ مین اس نازنین زہرہ تمثال نے اس غزل کو گایا کہ بادشاہ بھی اور تمام حاضرین محفل سب دنگ ہو گئے ہر ایک عالم حیرت طاری تھا سیل سرشک چشم تر سے

جاری تھا ہر جانب سے تحسین و آفرین کا آوازہ بلند تھا بیچین دل درد مند تھا غرضکہ بار چھ رنگ گانیکے
یہ طائفہ بدلا گیا دوسری دلآرام نازک اندام پری چہرہ گلفام محفل میں حاضر ہوئی اور مجرا کر کے
اسنے بھی اسی طرح میں اس غزل کو گانا شروع کیا غزل

تار تار پیرہن میں بس رہی ہے بوے دوست ۔ مثل تصویر نہالی میں ہوں پا پہلوے دوست
چہرہ رنگین کوئی دیوان رنگین ہے کوئی ۔ حسن مطلع ہے جبین مطلع ہے صاف ابروے دوست
ہجر کی شب ہوگئی روز قیامت سے دراز ۔ دوش سے نیچے ابھی اترے نہیں گیسوے دوست
دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا ۔ آئنہ کو سینہ صافی نے دکھایا روے دوست
واہ رے صانع کی قسمت جسنے یہ رتبہ دیا ۔ پنجۂ شل سے کھلایا عقدہ ہاے موے دوست
دو ہونگے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار ۔ چار تلواروں میں شل ہو جائیگا بازوے دوست
فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہیں اب ۔ خشت زیر سر نہیں تکیہ تھا بازوے دوست
یاد کر کے اپنی بربادی کو رو دیتے ہیں ہم ۔ جب اڑائی ہے ہوا سے تند خاک کوے دوست
اس بلاے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے ۔ دل سوا شیشہ سے نازک دل سے نازک خوے دوست

اس پری پیکر شعلہ رخسار نے اس غزل کو اس انداز دلفریب سے بتا بتا کے گایا کہ ہر ایک شخص بے اختیار
محو و ششدر ہو گیا محو نظارۂ جمال مطربۂ زہرہ جبین تھا کوئی عاشق چوٹ کھائے ہوئے مضمون اشعار
عاشقانہ کی تاثیر سے عالم سکوت میں نقش دیوار تھا بلکہ تمام صحبت پر اثر حیرت کا رنگ جما ہوا تھا
ہر شخص کا یہ حال تھا کہ تھل تھل آنسو جاری دل پر کیفیت بیقراری طاری چشمہ شناس ہو گیا الحاصل
دو پہر رات گئے تک اسی طرح تبدیل بدل طائفوں کی رہی ہر ایک مہ جبین نے اپنا اپنا کمال ظاہر کر کے
اہل محفل کو لبھایا ملکہ کم کم جادو نے حکم دیا اب جلسہ برخاست کیا جائے رات زیادہ آئی ہے
خاصہ کا وقت ٹل جانے سے طبیعت کی بے لطفی کا خیال ہے یہ کہکے حکم دیا خاصہ لاؤ حسب الحکم
کارپردازان سلیقہ شعار نے لا کر خاصہ چن دیا ملکہ نے بادشاہ تیجا سے حضور میں دست بستہ
عرض کیا حضور خاصہ تناول فرمائیں اس کنیز کی آبرو بڑھائیں چنانچہ بادشاہ عالی بارگاہ نے مع تمام
سرداران ذی وقار و مصاحبان جان نثار خاصہ لذیذ نوش جان فرمایا دسترخوان کی آراستگی کا کیا
مذکور کیا جائے دسترخوان کیا تھا گویا تمام دنیا کے طعامہاے لذیذ و نفیس سے تختہ بوقلموں کھلا
ہوا تھا بعد تناول طعام صحبت بادہ نوشی منعقد ہوئی ساقیان سیمین ساق و مطربان شہرۂ آفاق
جام و صراحی لیکر حاضر ہوئے کل اہل محفل کو محظوظ کیا تا دیر پیمانہ مے گلفام گردش میں رہا تھوڑی
دیر کے بعد یہ صحبت بھی برخاست ہوئی اور ہر ایک شخص نے اپنے اپنے مقام قیام پر جا کر
آرام فرمایا لیکن دوسرا راوی اسطرح بیان کرتا ہے کہ بادشاہ اسلام نے ملکہ کم کم جادو
کی دعوت کو اس شرط پر مبنی کیا کہ جسوقت میرے ملازمین زندان مصیبت سے رہا ہو کر
مجھ سے ملینگے اسوقت میں تمھاری دعوت بسر و چشم قبول و منظور کرونگا ملکہ نے عرض
کیا آپ پریشان نہوں میں ایک روز میں جا کر سب کو رہا کرا لاؤنگی فرمایا پھر عجلت کیوں کرتی ہو پس
اسنے اسوقت قلم دوات طلب کیا اور ایک پروانہ بنام ملکہ [illegible] جادو تحریر کیا

مضمون نامہ یہ تھا اوے زلفین سیہ گلو نمک حرام تونے رفاقت ہماری ترک کی اور اطاعت
ہمارے ملازم کی اختیار کی متابعت گردون سفلہ پروری کی لیکن یہ یاد رکھ ہمیشہ نمک حراموں کا انجام
دنیا و عقبی دونوں میں خراب ہوتا ہے ع نتیجہ کار بد کا کار بد ہے ٭ ہفت اندام جادو جسکے بھروسے
پر تونے ہم سے روگردانی کی اور ہماری مخالفت کر کے اطاعت اُس کو رنگ کی اختیار کی آج لاش
اُسکی اسی قلعہ ہفت رنگ میں کہ جسمین وہ حکومت کرتا تھا خاک مذلت پر پڑی ہے اور گوشت
اُسکا طعمہ زاغ و زغن ہو رہا ہے لہذا یہی انجام اپنا بھی سمجھ لے تیری قوت ہفت اندام جادو سے
بڑھکر نہیں ہے تو ایک روز کی صید اندازی کی بھی طاقت نہیں رکھتی ہے میں ایک روز میں گنبد صد چاک کا
محاصرہ کر کے قیدیوں کو چھڑا لونگی اور پھر میرے ہاتھ سے تیرا بچنا اور جانبر ہونا محال ہے اور سخت
دشواری تجکو درپیش ہوگی ہر چند خطا تیری قابل عفو نہیں ہے لیکن اگر تو ملازمان بادشاہ کو
بعزت و تکریم لیکر حاضر ہو اور عفو جرائم کی امیدواری ظاہر کر تو ما بدولت و اقبال از راہ
ملازم پروری تیری خطا سے درگذر کر کے عفو تقصیر کرینگے آیندہ جو تیری قسمت میں ہے اُسے
میں نہیں جانتی تو جان اور تیرا کام ٭ خوب سمجھ لے نتیجہ تیری اس برگشتگی کا اچھا نہوگا اور
بہت ذلت و خواری کے ساتھ میرے ہاتھ سے قتل ہوکر اپنے اعمال کی سزا پائیگی یہ
نامہ ملفوف کر کے ایک کنیز کو دیا وہ لیکر جانب صد چاک روانہ ہوئی اب ملکہ کم جادو
تو انتظار جواب میں بیٹھی ہے

لیکن حال اُس کنیز کا سنئیے

کہ جسوقت وہ نامہ لیے زیر گنبد صد چاک پہونچی آواز دی او سردار زلفین شانہ کش
آگاہ ہو پیغام تیری قضا کا آ پہونچا یعنی نامہ دار ملکہ کم جادو جسوقت یہ آواز گوشزد
گنبد میں ٹکرائی اور کانوں میں زلفین شانہ کش کے پہونچی بہ فرط خوف سے تھرا گئی
اور گنبد کے باہر آئی اُس کنیز کا استقبال کر کے اندر گنبد کے لیگئی اور نامہ ملکہ کا سر پر
رکھا اور اُسکی تعظیم و تکریم بجا لائی اور نامہ کو پڑھکر مضمون نامہ سے آگاہ ہوئی سوچی اگر
ملازمہ تھا یہ تھا ملکہ کیا تو ملکہ کے ہاتھ سے بچنا بہت دشوار ہے لیکن ایسی حالت میں
بغیر ترے کیے چارہ کار نہیں ہے پس ہمت کی جواب نامہ لکھا اور عرض کے ساتھ بہت اکرام کے
ملکہ آفاق کیا تو یہ حضور سے قدر دانی فرمائی ہے یہ اُسکا صلہ ہے جو اسوقت تک آپکے
قیدیوں کو بحفاظت رکھا اگر میرے ساتھ ہمیں وہ سلوک کیا ہوتا تو اُنکی حفاظت نگہبانی ہرگز ہوسکتی
اور یہ لوگ کبکے قتل ہوگئے ہوتے انصاف چاہیے اگر میں ہفت اندام جادو سے مقابلہ
کرتی اور اُس سے مخالفت کرلیتی تو انجام کیا ہوتا اور یہ قیدی کبھی قتل ہو جاتے
مدعا میرے ہر کس ان تا خلق وہ کہ جاہا سیہ یاد اتفاق ہے میں اسی وقت کی منتظر تھی
کہ یہ نمک حرام ہفت اندام جادو واصل جہنم ہولے تو میں ان قیدیوں کو لیکر حاضر خدمت
فیضدرجت ہوں ہزار ہزار شکر ہے حق بحقدار رسید وہ نمک حرام قتل ہوکر واصل جہنم ہوا

اور عمل و دخل حضور کا قلعہ پر ہوگیا اب مین اُن لوگون کو لیکر حاضر خدمت ہوتی ہون یہ عرضی ملفوف
کرکے سپرد کی وہ عرضی لیکر خوشی خوشی روانہ ہوئی اور ملکہ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرضی
بلقیس کی ملکہ مضمون عرضی پڑھکر مطمئن ہوئی اور منتظر ہوکر بیٹھی بادشاہ اسلام کی خدمت مین
عرض کیا الحمد للہ ایک مرحلہ باقی تھا وہ بھی آپکے اقبال سے خود بخود بلا کسی جنگ و جدال
کے فتح ہوا جاتا ہی اور ملازم آپکے رہا ہوئے جاتے ہین یقین ہی کل خدمت مین حاضر ہوکر
شرف قدمبوسی حاصل کرینگے

لیکن اب حال زلفین شانہ کش کا بیان کیا جاتا ہی

کہ یہ ملکہ کو دھوکا دیکر اور منتظر بناکر باطمینان تمام سب قیدیون کو ساتھ لیکر بخدمت
کیوان تاجدار روانہ ہوئی کہ اب اسکی ہمسری کرنے والا سوائے برادر خداوند کے کوئی
نہین ہی اور گنبد صد چاک پر چند تصویرین سحر کی بطور نگہبانون کے نصب کردی ہین
اسنے جاتے جاتے تیسرے روز ایک صحرا مین پہونچکر قیام کیا کہ کچھ دیر آسائش کرلون توپھر
آگے کا قصد کرون کیونکہ تین روز برابر اسکو رہروی مین گذرے ہین بہت تھک گئی ہی
اور اب طلسم بھی قریب رہ گیا ہی اگر ملکہ میرے تعاقب مین آئیگی بھی توجبتک ملکہ
مجھ تک پہونچینگی مین طلسم مین پہونچ جاؤنگی یہ اس خیال سے صحرا مین خیمہ زن ہوئی اور
ایک خیمہ سحر مین قیدیون کو اُتارا اور آب جو کا دیکر سامان اکل و شرب کی درستی مین مصروف
ہوئی قضائے کار و اتفاقات روزگار اس مقام پر ملک اخضر زرد پوش جادو باپ
ملکہ کم کم جادو کا جو فقیر ہوکر بادشاہ اسلام سے جدا ہوا تھا اور صحرا نوردی کیا کرتا
تھا پھرتا پھرتا اسطرف آنکلا دیکھا اسنے زلفین شانہ کش جادو ہا کاٹ زندان
قلعہ ہفت رنگ سنہینہ گنبد صد چاک بیٹھی ہوئی ہی اور ہزار ہا الشان جنکی وضع
خدا پرستون کی ہی ایک خیمہ سحر مین جو بطور زندان خانہ کے ہی مقید ہین شور فریاد و زاری
بلند ہی اور نگہبان و محافظ اُنکے جراحات دل پر نمک پاشی کر رہے ہین اور کہہ رہے ہین
اب تمھارا جام عمر لبریز ہوکر چھلکا چاہتا ہی اور گوشت و پوست تمھارا قلعہ و ہان ساحران
نذر طاق ہوگا ہم لوگ تم سب کو لیکر کل تک خدمت مین برادر خداوند کی پہونچ
جاینگے وہان سے تمھارا رہا کر لیجانا بہت دشوار بلکہ ناممکن و محال ہی ملکہ کم کم جادو کا
یہ کام نہین ہی نہ کوئی دوسرا شخص اتنی تاب و طاقت رکھتا ہی کہ تمکو چھڑالائے اور تمھارے
آقا سے تمکو ملائے اسی حسرت و یاس مین تمھارا خاتمہ ہوجائیگا اور رہائی نصیب نہوگی
کسکا حوصلہ اور کسکی مجال ہی کہ برادر خداوند سے مقابلہ کرکے سرسبز ہوسکے ہفت اندام جادو
بالکل بیوقوف و نادان تھا جسنے اپنے غرور مین اور اپنے طائران سحر کے گھمنڈ پر ملکہ
کم کم جادو سے مقابلہ کرکے اپنی جان شیرین تلف و برباد کی سنتے ہی مرتے مارا گیا
اور گوشت و پوست تک لقمہ زاغ و زغن ہوگیا جسوقت یہ آواز ملک اخضر زرد پوش جادو

نے سُنی نہایت پریشان ہوا اور خیال کرنے لگا کیا تدبیر کیجائے جو ان بیچاروں کی رہائی
ہو جائے اور یہ لوگ اپنے آقا سے جا کر ملیں اسوجہ سے کہ جو لوگ سُنتے تو مطیع اسلام ہوئے چاہتا تھا
فقط اسکو شرم ناموس دامنگیر تھی جسنے اطاعت بادشاہ سے اسکو باز رکھا تھا ورنہ اُسکے خلاف
تھا کہ بادشاہ اسلام نے ملکہ سے تعشق کر لیا تھا اس باعث سے اسنے علیحدگی اختیار کر لی تھی اور
فقیر ہو کر صحرا بصحرا پھرا کرتا تھا اور دشت نوردی میں اپنی اوقات گذارتا تھا بس ملک اخضر
زرد پوش جادو ان حالات سے مطلع ہونے کے بعد ہی وہاں سے علیحدہ ہوا اور ایک
درخت کے نیچے آ کر اسنے مشعل سحر روشن کر کے اُس حصار سحر میں آگ لگا دی شعلہ ہائے
آتش نے بلند ہو کر سر بفلک کھینچا اور دم بھر میں وہ حصار مانند شعلہ جوالہ کے نکر اونچا ہوا
تمام قیدی جو اُس حصار سحر میں مقید تھے وہ رہا ہو گئے ملازمین زلفین شانہ کش نے
ہر چند رد سحر کیا مگر کچھ سود مند نہوا اور اُس شعلے نے دامن دراز کر کے اُن تمام ساحروں کو
لپیٹ لیا اور اب زلفین شانہ کش جادو کی طرف متوجہ ہوا اسنے جو یہ حالت دیکھی کہ شعلہ سحر
میری جانب چلا آتا ہے اور حصار سحر جلکر خاک ہو گیا تمام قیدی رہا ہو گئے بس اسنے چند
دانہ ماش کے پڑھکر اُس شعلہ پر مارے وہ دانے چٹک چٹک کر اسی کے جسم پر پڑے اور تمام
بدن میں آبلے ڈال دیے اسوقت یہ پریشان ہوا کہ یا الٰہی کس ساحر زبردست کا سحر ہے جسنے
یہ آفت برپا کر دی بس اسنے جلدی سے پیشانی پر نشتر دے کے اور کچھ اسم سحر پڑھکر خون چلو
میں لیا اور اُس شعلہ پر چھینٹا مارا دیکھا تو وہ ٹھہر ٹھہر کر قائم ہو گیا اسنے اُس شعلہ سے پوچھا
تو کون ہے اور کسکا سحر ہے یہ تو اس امر کے دریافت کرنے میں مصروف ہوئی اُدھر ملک
اخضر زرد پوش جادو نے دل میں خیال کیا یہ راز فاش ہوا چاہتا ہے بس فوراً اسنے
بائیں چھنگلیا تراش ڈالی اور خون ہاتھ میں لیکر کچھ اسم سحر پڑھکر ایک ہی چھینٹا شعلہ پر مارا
اور آواز دی دیکھتا کیا ہے لینا جانے نہ پائے اس مردار نمک حرام کو بس اتنا کہنا تھا کہ وہ شعلہ جھپٹ کر
سر پر زلفین شانہ کش جادو کے گرا ہر چند اسنے رد سحر کیا گولا ترنج نارنج سوئیوں کے
لچھے پیکانوں کے گچھے کارد سحر وغیرہ جتنے کہ اسباب سحر جو کچھ اسکی جھولی میں تھا سب اسنے
شعلہ کی طرف پھینکا مگر یہ سحر بادشاہ کا تھا اسکے روکے سے کب رک سکتا تھا جھپٹ کر گرا اور
اسکے خرمن ہستی کو جلا کر خاک کر دیا بس اسکا مرنا تھا کہ شور گیر و دار بلند ہوا آندھی چلنا شروع
ہوئی اور خاک اُڑنے لگی برف باری سنگباری و برنگ ہوا کی بگولے خاک اُڑاتے
تھے اور یہ غل و شور مچاتے تھے ایک ہنگامہ عظیم برپا تھا اور تمام صحرا میں تہلکہ پڑا ہوا تھا
الغرض چند ساعت میں جب یہ بلیات دفع ہوئے اور لاش اسکی جلکر خاک ہو گئی اور
شعلہ فرو ہوا آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من زلفین شانہ کش جادو لوح مہر دم
جان وا دیکھ مطلب خود رسید یعنی وہ لوگ جنھوں نے بادشاہ کی کوشش و تدبیر سے رہائی
پائی تھی وہ سب اپنا معین و مددگار اور مدد لی سمجھکر قریب آئے چاروں طرف سے آکر
گھیر لیا کوئی قدموں پر گرتا تھا کوئی بلا گردان ہوتا تھا اور کہتا تھا آپ نے آکر ہماری جانیں بچائیں

اور اس موذی کے جنگل سے ہمکو چھڑایا ورنہ ہماری رہائی کی کوئی شکل نہ تھی تمام عمر قید میں پڑے رہتے یا ہلاک کر ڈالے جاتے حضور نے ہماری جان بخشی فرمائی اور آپ کے تصدق میں ہمکو رہائی میسر ہوئی ہرچند ملک اخضر زرد پوش جادو نے کوشش کی کہ میں علیحدگی اختیار کرلیتا اور حال مخفی رہتا ان لوگوں پر آشکار نہو مگر ان لوگوں نے نہ چھوڑا اور عرض کیا اگر آپ ہم لوگوں کو اس صحرا میں چھوڑ دینگے تو ممکن ہے کوئی دوسرا دشمن آکر ہمکو آزار پہونچائے اور یہ کوشش آپکی بے سود ہو جائے جہان آپ نے اسقدر تکلیف اٹھائی ہے اور ہم لوگوں کو پنجۂ قضا سے بچایا ہے وہاں اتنا اور احسان کیجیے ہمارے آقا و مالک تک ہمکو پہونچا دیجیے یہ کلام ان لوگوں کا سنکے بادشاہ کو تردد پیدا ہوا اور سوچنے لگے کیا تدبیر کیجائے یہ لوگ پیچھا نہیں چھوڑتے اور یہ فکر بادشاہ کو اس باعث سے تھی کہ انکو سامنا کرنا بادشاہ اسلام اور ملکہ گمگم جادو اپنی دختر کا منظور نہ تھا شرم و حجاب انکو مانع ہوتا تھا ہرچند ان لوگوں میں سے اکثر کلاژین بادشاہ اسلام ایسے بھی تھے جو ملک اخضر زرد پوش کو پہچانتے نہ تھے کیونکہ اگر انھوں نے دیکھا بھی تھا تو اس شان و شوکت سے کہ چار قبہ شہنشاہی در بر تاج شہریاری بر سر مالے مروارید کے گلے میں پڑے ہوے کنٹھے زمرد و یاقوت کے زیب گلو جواہرات سے جسم پیراستہ ولایتی کمر میں پیش قبض جواہر نگار دستہ کی ہاتھ میں لیے ہوے نہایت کروفر سے انکو دیکھا تھا یا یہاں یہ لباس فقیری پا برہنہ شنجرفی پوشاک پہنے ہوے صحرا نوردی سے پاؤں میں چھالے پڑے ہوے چہرہ اداس بحسرت و یاس گردش فلکی سے نمونۂ عبرت و حیرت بنا ہوا دیکھا تو یہ کیونکر پہچان سکتے تھے کہ یہ بادشاہ صاحب تخت و تاج ہے یا ایک گداے صحرا نورد تنگدست و محتاج ہے انکا خیال بھی اسطرف نہ گیا واقعی مقام عبرت و افسوس ہے کہ گردش زمانۂ ناہنجار اور دور چرخ جفا شعار سے ایسا بادشاہ جلیل القدر عظیم الشان تخت سلطنت و دولت و حشمت کو ترک کرکے فقیری اختیار کرے اور سامان شاہانہ چھوڑ کر صحرا بصحرا دشت نوردی کرکے گدائی کی صعوبتیں گوارا کرے یہ بھی ایک گردش روزگار ہے

پا برہنہ خاک پر مجھکو پھرائے دشت میں — خار کے سر پر رکھے دامان گل کا سائبان
ہنس کے سوئی چبھاتا ہے سدا یہ بے تمیز — پوست کھینچے ہے ہما کا دے سگے مشت استخوان
میل سے کھینچے دیدۂ بینا میں یہ تاریک عقل — تیر کرے کحل الجواہر خسک سے چشم سروران
ایک ساں رہتا نہیں اس سفلہ دوں کا مزاج — اک وتیرہ پر نہیں گاہے چنین گاہے چنان

اسوجہ سے ان لوگوں کا اصرار صرف اسی قدر تھا جیسا ایک معین و مددگار سے ساتھ ہوتا ہے لیکن وہ چند کنیزیں جو ملکہ گمگم جادو کے ہمراہ ان قیدیوں کے گرفتار ہونے میں ہو چکی تھیں وہ اپنے بادشاہ کو اچھی طرح پہچانتی تھیں انھوں نے آکر چاروں طرف سے گھیر لیا اور دامن پکڑ لیا اور قدمبوس ہو کر ہاتھ باندھکر یوں عرض کرنے لگیں حضور یہ راز ہمپر اسوقت تک نہ کھلا اگر آپ نے یہ بانا فقیری کا کیوں پسند کیا اور اپنی دختر بلند اختر سے کیوں علیحدگی اختیار کی باوصفیکہ ابھی تک آپکو انکے ملازموں کا اسقدر رحم پاس و لحاظ ہے کہ دشمن کے پنجۂ ستم سے نجات دی

یہ بات اشفاق بزرگانہ پر دلالت کرتی ہے کوئی پہلو سے مخاصمانہ اس سے پیدا نہیں ہو سکتا انہوں کا
یہ کلام سنکر بادشاہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور آنکھوں سے آنسو جاری
ہوئے اور فرمایا مین نے اپنے طور پر جہان تک خیال کیا اور خوب غور و فکر سے کام لیا
تو مذہب اسلام کو برحق پایا اور اسے اختیار کیا اور یہی جوش ایمان ان لوگون کے ساتھ
ہمدردی کا باعث ہوا اور علحدگی اختیار کرنے کا سبب وہی حرکت اُس شوخ دیدہ گیسو بریدہ
کی ہے کہ ہماری زندگی مین اسنے خود اختیاری سے کام لیا اور علانیہ بادشاہ اسلام کی شریک
ہوئی ہان اسوقت مضائقہ نہ تھا کہ ہم شادی اسکی کر دیتے اور جائز طریقہ سے کارروائی
ہوتی یہ سنکر اور سب تو خاموش ہو رہین لیکن ایک لڑکی کوئی چودہ پندرہ برس کی
جو ملکہ کم کم جادو کے ساتھ کھیلی ہوئی تھی سامنے بادشاہ کے آئی اور دست ادب بستہ
عرض کرنے لگی حضور خطا معاف جس ہمدردی اسلام کے باعث آپ نے ہمکو اس قید بلا سے
نجات دی اسیطرح کی شرکت اور معاونت ملکہ نے بادشاہ اسلام کے ساتھ کی پس اگر
وہ امر معیوب ہے تو یہ کیونکر مستحسن ہو سکتا ہے اور عشق کی نسبت جو آپ ارشاد فرماتے ہین
کہ بادشاہ اسلام اسپر عاشق ہوئے تو پرائے دل پر ملکہ کا کیا اختیار تھا یا یہ کہیے کہ ملکہ کیون
بادشاہ اسلام پر عاشق ہوئین تو حضور اپنے دل پر بھی کسی کو اختیار نہین جوہر شرافت
عورت کے واسطے یہ ہے کہ وہ اپنے دامن عصمت کو داغ آوارگی سے آلودہ نکرے صرف
عشق ہو جانا کسیکی عصمت کو نہین مٹا سکتا حضور خیال فرمائین کتنے زمانہ سے
ملکہ عالم بادشاہ اسلام کے ساتھ ہین اور ہر قسم کا اختیار جانبین کو ہر وقت حاصل
ہے کسی کو کسی بات کی مجبوری نہین نہ کوئی امر مانع ہے مگر باوصف اس آزادی کے اس
وقت تک کبھی ملکہ اور بادشاہ اسلام کسی تنہا مقام پر یا خلوت مین ایک ساعت
کے لیے بھی ایک جا نہین ہوئے خوشا نصیب اسکے جسکو خداوند کریم ایسی دختر نیک اختر
صاحب عصمت اور اسکے واسطے ایسا شوہر پاک طینت صاف باطن عنایت کرے اب
حضور کو لائق و لازم یہ ہے کہ آپ خود قلعہ ہفت رنگ مین تشریف فرما ہو کر ملکہ کا عقد
بادشاہ اسلام کے ساتھ کر دین اس نو عمر لڑکی کی تقریر سے بادشاہ ایسا متاثر ہوا کہ تمام
خیالات فاسد اسکے دل سے مٹ گئے اور ارشاد فرمایا خیر تم سب چلو میرا تمھارے ساتھ
جانا بہتر نہین ہے مین بعد کو آؤنگا تمکو چاہیے کہ میرے آنے کی اطلاع بادشاہ اسلام کو کر دینا
ملکہ اخضر زرد پوش نے یہ کلمات ایسے سچے دل سے کہے تھے کہ انکو یقین آگیا الغرض
تین چار کنیزین بہ بہانۂ خدمت بادشاہ کے پاس رہین باقی عورتین کل ملازمین بادشاہ اسلام
کو ہمراہ لیکر براہ گنبد صد چاک جانب قلعہ ہفت رنگ روانہ ہوئین انکو تو راہ مین
چھوڑا جاتا ہے

اب کچھ حال ملکہ کم کم جادو کا بیان ہوتا ہے

کہ یہ انتظام بھی زلفین شانہ کش کے بیٹھی ہیں انکو یقین ہے کہ وہ قیدیون کیساتھ بیکجا حاضر خدمت
بادولت ہوگی مگر جب وہ وقت معینہ تک نہ آئی تو ملکہ کو شک پیدا ہوا ہرکارون کو خبر
لانیکے لیے روانہ فرمایا حسب الحکم ملکہ ہرکارے گئے اور بعد دریافت حال آکر عرض رسا
ہوئے کہ بڑے تعجب کی بات ہے یا الٰہا ہم تابعدارون کو دریافت کرنے سے یہ حال معلوم ہوتا ہے کہ
زلفین شانہ کش جادو قیدیون کو لیکر جانب طلسم شہ طاق فرار ہوئی ہے لیکن گنبد
صد چاک کے انتظامات اور طریقہ محافظت وغیرہ دیکھکر یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ وہین موجود
ہے بس یہ سنکر فوراً ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور تنہا طاؤس پر بیٹھکر جانب گنبد صد چاک روانہ
ہوئی بعد ازان اسکے تمام کنیزین بھی اسکی چیل کھڑی ہوئین اور بادشاہ اسلام بھی مع لشکر و سپاہ
کے سمت گنبد صد چاک روانہ ہوئے اول ملکہ کم جادو گنبد صد چاک پر پہونچین
دیکھا تو محافظ و نگہبان وغیرہ زلفین شانہ کش کے بیٹھے ہوئے ہین پہرہ چوکی کا بندوبست
بدستور ہے پس اسنے فوراً دوربین سحر نکالی اور آنکھون پر لگائی خاصیت اس دوربین کی
یہ ہے کہ اشیاء اصلی اور اشیاء ساختہ سحر کا فرق معلوم ہوجاتا ہے اور فوراً تمیز ہو جاتی ہے
کہ یہ چیز سحر سے تیار کی گئی ہے اصلی نہین ہے اسیر اُسی دوربین کے ذریعہ سے واضح ہوگیا کہ یہ
سب سامان ظاہری فریب و دہوکے کیلیے ہے واقعی طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ یقیناً زلفین
شانہ کش قیدیون کو لیکر فرار ہوگئی ہے پس اسنے پلٹ کر کنیزون کی طرف دیکھا چہرہ
اسکا فرط غیظ و غضب سے سرخ تھا اور تمام اندام مین مارے غصہ کے رعشہ پڑا ہوا تھا اپنی
کنیزون سے دیکھکر کہا یہ مردار زلفین شانہ کش ضرور خدمت مین کیوان تاجدار
کی جائیگی اسلیے کہ وہ خوب جانتی ہے میرا روکنے والا سوا اسکے دوسرا نہین ہے
دیگر ساحران شہ طاق کی اتنی مجال نہین ہے جو میرے مقابلہ مین آسکین اور مجکو میرے ارادے
سے باز رکھ سکین لہذا تم بادشاہ اسلام کی خدمت مین عرض کر دینا کہ اب حضور اسی مقام پر
قیام فرمائین مین تعاقب مین زلفین شانہ کش کے جاتی ہون اگر راستے مین کسی
مقام پر مین اسکو پاگئی تو آپ کے ملازمین کو رہا کرکے بہت جلد حاضر خدمت بابرکت
ہونگی ہون اور اگر وہ میرے پہونچنے سے پیشتر داخل طلسم ہوگئی تو مین قسم کھاتی ہون
اُسی خدائے بزرگ کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے اندر طلسم شہ طاق کے گھسکر
اگر اس حرامزادی زلفین شانہ کش کو نہ مارا تو اپنا نام کم جادو نہ رکھا حالانکہ میرا ابھی
زندہ پھرنا غیر ممکن ہے کیونکہ یہ حرکت میری ایسی نہوگی جسے کیوان تاجدار برداشت کرسکے
نہ مین اتنی قدرت رکھتی ہون کہ اُس سے مقابلہ کرکے سربر ہون لہذا جو کوئی قصور مجھ سے
سرزد ہوا ہو اسکو عفو فرمائیے اور بعد میرے فاتحہ خیر سے مجکو یاد فرمائیے گا اور میرے
اسلام کے شاہد رہیے گا یہ فرماکر ملکہ نے فی الفور اُسی غیظ و غضب کی حالت مین اُسی
طاؤس پر سوار ہوکر آگے روانہ ہوئی اور کنیزون نے یہ پیغام ملکہ کم جادو کا بادشاہ اسلام
کی خدمت مین پہونچایا بادشاہ پیغام ملکہ کا سنکے نہایت متردد ہوئے اور فرمایا کہ

افسوس کی جا ہے کہ ہمارے ملازمین کی رہائی کے واسطے ملکہ اپنی جان پر کھیل جاوے اور ہم اسکی
مدد میں کمی کریں بڑے افسوس کی بات ہے اسلئے میں تعاقب میں ملکہ کے جاتا ہوں اور
اسکے ساتھ شریک جنگ ہوتا ہوں تم میں سے جسکو میرے ساتھ چلنا منظور ہو وہ آسکے
میرا ساتھ دے ورنہ اختیار ہے یہ فرما کر تخت سے اترے اور مرکب پر بیٹھ کے اور آلات
حرب و ضرب کو تن پر آراستہ کر کے گھوڑے کو مہمیز کیا تمام رفقائے جان نثار نے بھی
گھوڑے ڈال دیئے اور بادشاہ اسلام کے عقب میں چلے اب آگے آگے تو ملکہ گم کم جادو
چلی جاتی ہے اور عقب میں بادشاہ اسلام چلے آتے ہیں اور پیچھے پیچھے تمام رفقائے جان نثار
ہمراہ ہیں کسی قدر راہ طے کی تھی کہ دیکھا ملکہ نے کچھ لوگ سامنے سے چلے آتے ہیں ملکہ نے
طاؤس سحر کو زمین کی طرف مائل کیا کہ شاید ان لوگوں سے کچھ پتہ ملے اور کچھ حال
زلفین شانہ کش کا معلوم ہو غرض جب قریب پہونچی تو دیکھا یہ وہی لوگ تو ہیں
جنکی رہائی کے لیے ہم چلے ہیں بس ان لوگوں سے پوچھا تم لوگ کیونکر یہانتک پہونچے
اور زلفین شانہ کش کی قید سے کیونکر رہائی پائی اور وہ مردار کہاں گئی جو کچھ
حالات گذرے ہوں جلد بیان کرو ان لوگوں نے تمام کیفیت جو گذری تھی مفصل
بیان کی کہ آپکے والد بزرگوار تشریف لائے تھے فقیر بنے ہوئے جبکہ زلفین شانہ کش
ہم اسیروں کو گنبد صد چاک سے لیے ہوئے کیوان تاجدار کے پاس جانب طلسم
لیے جاتی تھی انھوں نے ہماری فریاد و گریہ و زاری سنکر ہماری مدد کی زلفین شانہ کش کو
مارا اور ہم لوگوں کو قید سے رہا فرمایا ملکہ اپنے باپ کا نام سنکے رونے لگی اور دریافت
کیا پھر وہ کس طرف تشریف لے گئے چند کنیزوں نے عرض کیا فلان صحرا میں مقیم ہیں
اور چند ساتھ والیاں ہماری انکی خدمت میں حاضر ہیں ملکہ آپکی طرف سے جو گرد ملال
انکے دل پر آگئی تھی اسکو دفع کر دیا ہے یقین کامل ہے کہ اگر آپ انکی پیشوائی کے لیے چلینگی
تو وہ آپکے ہمراہ چلے آوینگے ہنوز یہ گفتگو تمام ہوئی تھی کہ بادشاہ اسلام بھی اس
مقام پر آ پہونچے اور یہ بھی ان حالات سے ماہر ہوئے فرمایا میں خود انکو لینے چلونگا
غرضکہ ملکہ گم کم جادو اور بادشاہ اسلام بلا اشتباہ ملک اخضر زرد پوش روانہ
ہوئے جسوقت قریب پہونچے اور ملک اخضر زرد پوش نے دیکھا ظل اللہ تشریف
لارہے ہیں یہ برائے تعظیم اٹھ کھڑے ہوئے اور چند قدم بڑھکر انکا استقبال کیا اور وہیں لاکر
بٹھایا ملکہ گم کم جادو نے باپ کو سلام کیا ملک اخضر زرد پوش نے سر اسکا
سینہ سے لگایا اور دونوں پدر و دختر ملکر اسقدر روئے کہ دیکھنے والوں کے
دل پگھلے جاتے تھے جو سنتا تھا چشم پر آب ہو جاتا تھا کچھ دیر تک بوجہ جوش خون
یہ حالت طاری رہی بعد ازاں ملک اخضر زرد پوش بادشاہ جمجاہ کے قریب
آئے اور نہایت شرمندگی کے ساتھ کہنے لگے مجھ سے جو کچھ بے عنوانی جوش غیرت
میں ہوئی ہے اسکو آپ معاف فرمائیے حق یہ ہے کہ دین آپکا برحق ہے اور دین اسلام سے بہتر کوئی

وہاں نہیں ہے یہ آپکے نفس سے بہتر کسی کا نفس ہے آپکے اوصاف و والی وصفائی کے بیان کرنے
میں زبان قاصر ہے غرضکہ تھوڑی دیر تک اسی قسم کا تذکرہ رہا اتنے گفتگو میں بادشاہ اسلام
نے قلعہ ہفت رنگ میں چلنے کی ترغیب دلائی ملک اخضر زرد پوش نے عرض کی
مجھے کوئی عذر نہیں ہے جیسی آپکی مرضی مبارک ہو وہی بہتر ہے غرضکہ بادشاہ اسلام اور
ملکہ گم کم جادو و ملک اخضر زرد پوش اور کل سردار و رفقا اور اہل لشکر
سب قلعہ ہفت رنگ میں آئے جس وقت قریب تخت گاہ کے آکر پہونچے تو بادشاہ
اسلام نے ہاتھ پکڑ کے کہا کہ ملک اخضر زرد پوش کو تخت سلطنت پر بٹھائیے اخضر زرد پوش
نے عرض کیا کہ اب یہ تاج و تخت مال و دولت سب آپکا ہے مجھے اس تاج و تخت کی
کچھ خواہش نہیں ہے یہ آپ ہی کو سزاوار ہے آپ شوق سے حکمرانی کیجیے بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ ہم تاج بخش ہیں تاج ستان نہیں ہیں آپکا تخت و تاج آپکو مبارک ہو ملک
اخضر زرد پوش نے کہا میں آپکے سامنے کسی طرح تخت پر بیٹھنے کا حقدار نہیں ہوں
غرضکہ بعد گفتگوے بسیار بادشاہ اسلام نے ہاتھ ملک اخضر زرد پوش کا پکڑ لیا
اور تخت پر جلوہ افروز ہوے ایک جانب بادشاہ اسلام ایک جانب ملک اخضر زرد پوش
ایک طرف ملکہ گم کم جادو اس ہیئت سے یہ تینوں شخص تخت پر بیٹھے نوبتیں خوشی کی
بجنے لگیں نوبتیں سلامی کی سر ہوئیں ادھر اسنے نذریں گذرانیں طائفے حاضر ہوے
مبارکباد گانے لگے ہر طرف ہنگامہ خوشی کا برپا ہوا ملک اخضر زرد پوش نے
اہلکاران سلطنت کو حکم دیا اس خوشی کی تہنیت میں سات روز کا جشن منعقد کیا جاے
چنانچہ کاربرداران دولت نے حسب الحکم بادشاہ جشن کا انتظام کرنا شروع کر دیا
ہر طرح کے سامان مہیا ہوگئے اور اسیوقت سے مکانوں کی صفائی و درستی ہونے لگی
فرش فروش شیشہ آلات سے مکانات سج دیے گئے ہر قسم کا سامان عیش و عشرت
مہیا ہوگیا روشنی کا انتظام اور سڑکوں پر چھڑکاؤ جھنڈی کا اہتمام ہوا طائفے ارباب نشاط
کے طلب ہوے روز معینہ سے جلسہ رقص و سرود کے منعقد ہونا شروع ہوے
پیمانے کھنچنے لگے ساقیان سیمین ساق اور مطربان شہرہ آفاق حاضر ہوکر محفل میں
کشتیاں شراب ارغوانی کی لائے اور اہل بزم کے سامنے جامہاے بلوریں گلفام
سے مملو کرکے پیش کیے اور شغل مے نوشی شروع ہوا آواز نوشا نوش و ہوشا
ہوش بلند ہوئی مطربان خوش گلو اشعار عاشقانہ کمال خوش الحانی سے گانے لگے

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما	مطرب بگو کہ کار جہاں شد بکام ما

اسی طرح کی غزلیں اشعار رنگین گا کر حاضرین بزم کو محظوظ کرنے لگے ایک طرف نازنینان
زہرہ جبین و مہوشان مہر تمکین زرق برق لباس سے آراستہ و پیراستہ محفل ہو کر حاضر ہوئیں
سازندوں نے ساز ملائے رقص و سرود ہونے لگا ایک نازنین نے بصد ناز و ادا
و کرشمہ و ساز یہ غزل گانی شروع کی غزل

تقسیم نام ترا اسکے مانگنے نہ اگر | جہان مین کوئی سنتا نہ پھر صدا انکی
جنون نے خواب مین دیکھا ہی تجکو حال نہ پوچھ | بتائین صاف اگر بخشش ہوے خطا انکی
عجب نہین جو نکرنے دے ابرو وصل کی بات | مجھے سکون ہوا اور آئینہ حیا انکی
سبھون مین قمر کی ایک ایک دو دو باتین ہین | زمانے بھر کے حسینون مین ہی ادا انکی
علاج کرتا ہو خود عشق جن مریضون کا | کسے جنون ہی یہ جو کرے دوا انکی
کلیم کب وہ نہین ہمکلام ہین مجھ سے | سنی ہی حضرت موسیٰ نے کبھی صدا انکی

سب اہل بزم یہ غزل سنکر نہایت محظوظ ہوے خلاصہ یہ کہ چند روز تک جلسہ عیش ونشاط برپا رہا روز آخر عقد ملکہ گلم جادو کا بساعت سعید بادشاہ اسلام کے ساتھ کر دیا گیا اور بادشاہ جمجاہ وصل سے ملکہ کے شادکام ہوے انکے بطن سے ایک شہزادہ پیدا ہوگا ذکر اسکا دفتر انقلاب مین آئیگا الغرض دو چار روز کے بعد بادشاہ اسلام کوچ کرکے جانب شطاق روانہ ہوے اور ملکہ گلم جادو و ملک اخضر زرینہ پوش نے سحر سے توبہ کی اور انتظام قلعہ ہفت رنگ مین مصروف ہوے

اب کچھ یہان سے چند کلمہ داستان حیرت نشان دریاے لشیان کے بیان ہوتے ہین

راویان شیرین زبان وحاکیان رنگین بیان اس داستان کو یون آغاز کرتے ہین کہ جس وقت عازم شعبدہ باز مسلمان ہوا اور عقد خضران بن عمر وثانی کا ہمراہ ملکہ ماہ سیمبر کے ہوچکا تو ملکہ ناموس مین داخل کر دی گئی بطن سے اسکے ایک لڑکا پیدا ہوتا ہی جسکا ذکر دفتر انقلاب مین آتا ہی الحاصل عازم شعبدہ باز نے خضران سے وعدہ کیا تھا کہ مین کل آپ کو پتہ حکیم فیلقوس کا بتاؤنگا حسب وعدہ دوسرے روز خضران نے عازم شعبدہ باز سے پوچھا اسنے بیان کیا اے خواجہ مقام تو حکیم کے رہنے کا مین آپکو بتاے دیتا ہون لیکن وہان تک رسائی آپکی محال ہی اسلیے کہ ممکن نہین کہ حکیم صاحب آپکے آنے سے مطلع نہو جائین اور ساتھ لے چلنے مین بھی یہی خیال ہی قبل اسکے کہ ہم آپ وہان پہونچین حکیم صاحب کو معلوم ہو جائیگا مگرچہ مین آپ کو ہمراہ نہ لیچلونگا تو آپ میری جانب سے بدگمان ہونگے لہذا مین موجود ہون سے

سنیے کہ حکیم نے تہ شمشیر طلب | هرچه آید بر سر من یا نصیب | پتہ حکیم صاحب کا یہ ہی کہ

مکان اپنے رہنے کا انھون نے ایسے مقام پر بنایا ہی کہ جہان تک پہونچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہی اور وہ راستہ درہ تاریک سے ہی اور اس راستے کو بجز میرے اور کوئی نہین جانتا لیکن یہ بتائیے آپکو مین کس طور سے لیچلون کہ حکیم صاحب کو شبہہ نہو خضران نے کہا مین آپ کے ساتھ خدمتگار بنکر چلونگا عازم شعبدہ باز نے کہا یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ آپ ایسے ذی مرتبت شخص کو مین اپنا خدمتگار بناکر لیچلون خضران نے کہا

اس امر کا آپ خیال نہ کیجیے ضرورت کے وقت ہم سب کچھ بنجاتے ہیں یہیں کسی بات میں ننگ و
عار نہیں ہی جب ضرورت بنجاتے ہیں ہم حجاب نہیں کرتے تو مرد بنکر ساتھ چلنے میں کیا
عیب ہی آپ اس امر کا خیال نہ کیجیے اسلیے کہ آپ بزرگ بھی ہیں اگر میں آپکا خدمتگار بنکر
چلوں تو میرے واسطے فخر و سعادتمندی کی بات ہی یہ سنکر عازم شعبدہ باز مجبور ہوا اور کہا
بسم اللہ جسطرح جی چاہے تشریف لیچلیے میں اپنے ساتھ لے چلنے کو موجود ہوں انھوں نے اسیوقت
لباس اپنا دور کرکے خدمتگاروں کی ایسی وضع بنائی اور عازم شعبدہ باز بھی جس لباس
و وضع سے پاس حکیم فیلقوس کے جایا کرتا تھا اسی طرح کا لباس اسنے بھی پہنا اور
یہی تبدیلی وضع اپنی بنائی اور دونوں اسی صورت سے خدمت میں شاہزادہ بدیع الملک
کی آئے سلام کیا یہاں ورود بار ہیچ تھا صرف خضران اور عازم شعبدہ باز کا انتظار تھا
کہ ایک مرتبہ یہ دونوں اس ہیئت سے پہونچکر صاحبقران کو سلام کیا بدیع الملک
حیرت سے دیکھنے لگے کہ یہاں دونوں نے کیسی وضع بنائی ہی خضران تو لباس
خدمتگاروں کا پہنے ہوے ہی اور عازم شعبدہ باز اُسی لباس میں ہی جو کہ ان پرستوں
کا ہی یہ دونوں آکر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے صاحبقران نے متعجب ہوکر ان دونوں سے
تبدیلی وضع کا سبب دریافت کیا خضران نے کہا یا صاحبقران یہ وضع مسافران
رہ عدم کی ہی اس لباس کو آپ کفن تصور کیجیے اسلیے کہ نہیں معلوم بعد اس لباس
کے دوسرا لباس دنیا میں بدلنا بھی نصیب ہوتا ہی یا نہیں صاحبقران نے فرمایا اس
سخن کو میں نہیں سمجھا صاف بیان کرو خضران نے عرض کی اب میں ہمراہ عازم
شعبدہ باز کے خدمت میں حکیم فیلقوس کی جاتا ہوں نہیں معلوم وہاں سے
زندہ پھروں یا ہاتھ سے اُس حکیم کے مارا جاؤں ہمیشہ عازم شعبدہ باز اسی
لباس سے جایا کرتے تھے اسی سبب سے آج بھی انھوں نے یہی لباس زیب جسم
کیا ہی کہ حکیم کو شک کسی طرح کا نہ گذرے اور میں انکا خدمتگار بنکر چلا ہوں اب
وہاں پہونچنے کے بعد دیکھیے کیا ہوتا ہی لہذا جو کچھ قصور میرا ہوا ہو اُسے عفو فرمائیے آج میں
حق نمک سے ادا ہوتا ہوں یا تو میں نے حکیم کو مار کر دریاے لشیان کو مٹا دیا
اور یا خود ہی مارا گیا یہ سنکر صاحبقران نے فرمایا خواجہ میں بھی تمھارے ساتھ چلونگا
یا یہ کرو کہ تم یہیں رہو میں ساتھ عازم شعبدہ باز کے جاتا ہوں اور اُس حکیم سے مقابلہ
کرکے یا اُسے مار ڈالونگا یا اپنی جان دونگا خضران نے عرض کی یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ
آقا تو مبتلاے بلا ہونے کو جائے اور غلام اپنی جان بچائے انشاء اللہ اگر اقبال
آپ کا یاور ہی تو میں ہی کامیاب ہونگا حضور کی دعا میرے واسطے کافی ہی بس اب
ہر صورت سے مجھکو اجازت دیجیے اب مجھسے حالت آپ کی دیکھی نہیں جاتی جسے
دیکھیے وہ مبہوت بنا بیٹھا ہوا در بہکی بہکی باتیں کرتا ہی گذشتہ حالات جس سے
پوچھو وہ کچھ کا کچھ بیان کرتا ہی صاحبقران نے خضران کو گلے لگایا اور بہت روئے

آخر کار خضران اور عازم شعبدہ باز رخصت ہو کر روانہ ہوئے اب یہ دونوں
چلے جاتے ہیں کئی صحرا طے کیے یکایک ایک کوہ سیاہ نظر آیا ہیبت اُس کی
دیکھکر شیر کا زہرہ آب ہوتا تھا عازم شعبدہ باز خضران کو لیے ہوئے قریب
ایک درہ کے آیا اور کہا اب بغیر مشعل کے آگے چلنا ممکن نہیں ہے یہ سنکر اُسیوقت
خضران نے زنبیل میں ہاتھ ڈالا اور ایک مشعل نکالکر روشن کی اور آگے
آگے روانہ ہوئے درہ نہایت تاریک اور بہت تنگ تھا ایک گھنٹہ میں
درہ طے ہوا اور یہ دونوں درہ سے باہر آئے دیکھا ایک مکان رفیع بنا ہوا ہے
اور دروازہ اُسکا کھلا ہوا ہے خضران نے مشعل کو گل کرکے باہر چھوڑا عازم شعبدہ باز آگے
ہوا اور خضران اُسکے پیچھے پیچھے داخل مکان ہوا دیکھا مکان نہایت عمدہ بنایا ہوا ہے مگر نقش و نگار
سے مبترا ہے اور وضع مکان کی مقبرہ سے مشابہ معلوم ہوتی ہے ایک طرف چوکی تخت کا لگا ہوا ہے
اُسپر دو چار شاگرد بیٹھے ہیں اور ایک طرف ایک مسہری لگی ہوئی ہے اُسپر حکیم صاحب بیٹھے ہوئے
کتاب دیکھ رہے ہیں عازم شعبدہ باز نے سامنے پہونچکر سلام کیا حکیم صاحب نے جواب
سلام دیکر فرمایا تم نے بڑی دیر کی یہ تمہارے ساتھ کون ہے عازم شعبدہ باز نے کہا ہمراہ خدمتگار
ہے یہ سنکر حکیم صاحب مسکرانے لگے اور کہا تم مجھے بھی دھوکا دیتے ہو میں ابھی یہی دیکھ رہا تھا
کہ عازم شعبدہ باز خواجہ خضران کو ہمراہ لیکر ابھی تک نہیں آیا اسکا کیا سبب ہے مجھے
پیشتر سے معلوم تھا تمہاری شعبدہ بازی اُنکے سامنے کام نہ آئیگی اور یہ تم پر غالب آئینگے
اور تم مسلمان ہوجاؤگے اور انکو خدمتگار بناکر میرے قتل کے واسطے لاؤگے یہ سنکر
عازم شعبدہ باز تھرانے لگا اور عرض کیا بیشک بہت بجا اور درست ہے
خضران نے بھی ہاتھ منہ پر پھیر کر اپنی اصلی ہیئت بنائی اور حکیم فیلقوس ثانی
کو سلام کیا حکیم فیلقوس نے بطریق اہل اسلام جواب سلام دیا اور کرسی منگواکر
خواجہ خضران کے لیے بچھوادی خضران کرسی پر بیٹھے اور ایک کرسی پر عازم شعبدہ باز
بیٹھ گیا حکیم فیلقوس ثانی نے کتاب بند کی اور خضران کی مزاج پرسی کی مصافحہ کیا
خضران دل میں کہتے ہیں کہیں یہ حکیم مسلمان بنکر فریب تو نہ دیگا حکیم صاحب نے کہا
خواجہ بہت دیر کی اب وقت کم رہ گیا ہے جو کچھ دریافت کرنا ہو وہ دریافت کرلو
اور بدیع الملک کو میری طرف سے سلام کہدینا اور بہت سمجھانا یہ مقام
نہایت سخت ہے آپ پلٹ جائیے ہر چند آپ نے صدہا طلسم فتح کیے ہیں لیکن یہ
طلسم ایسا نہیں ہے خضران نے کہا اول تو مجھے یہ بتائیے آپ مسلمان ہوکر کفار کے
شریک ہوئے اور انکو مدد دی اسکا کیا سبب ہے میں تو قبل اسکے یہی سمجھتا تھا کہ مذہب آپکا
بت پرستی ہوگا لیکن جو برتاؤ آپ نے مجھ سے کیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ دین اسلام
رکھتے ہیں حکیم فیلقوس نے جواب دیا خواجہ میں نے جسقدر مدد ان لوگوں کو دی ہے وہ
ظاہری مطلب سے دی ہے اور ایسی مدد نہیں دی کہ وہ اہل اسلام کو زیادہ آزار پہنچا سکتے

میں نے صرف دریائے لشیان بنایا تھا اسکی وجہ سے ایک تھوڑی سی تبدیلی ہر شخص کے مزاج
میں پیدا ہو گئی ہوگی اور عازم تشبیہ و باز و طرفان راست یا نزاں لیے رنگ کی شعبدہ بازی
آپ کے سامنے چل سکتی اور یہ سب جھگڑے میں نے صرف اس واسطے کیے تھے کہ اس
مقام پر سوا میرے کوئی خدا پرست نہیں ہوا اور مجھے یہ معلوم تھا کہ ایک زمانے میں ہمراہ
شاہزادہ بدیع الملک کے آپ بھی اس طرف تشریف لائیے گا اور یہی زمانہ
میری موت کا ہوگا میں اگر میں دریائے لشیان بناکر آپ لوگوں کو پریشانی میں
نہ ڈالتا تو میرے قتل کی فکر نہ پیدا ہوتی اور نہ کوئی صاحب یہاں تک تشریف لاتے آپ جس کام
کو آئے تھے آسے انجام دیتے یا میری جستجو کرتے میری مٹی خراب ہوتی یہ سب کفار نہیں
معلوم لاش کی کیا بے حرمتی کرتے اور کس طرح دفن کرتے الحمد للہ انتظام میرا کام آیا
اور آپ یہاں تک تشریف لائے اب بہت کم ساعتیں میری زندگی کی باقی
ہیں لہذا امیدوار ہوں جس وقت میں دنیا سے رحلت کر جاؤں تو مجھے اسی مقام پر
دفن کر دیجیے گا اور شاہزادہ بدیع الملک سے عرض کر دیجیے گا کہ ایک مرتبہ فاتحہ خیر
سے یاد فرمائیے گا تاکہ میرے واسطے باعث برکت آخرت ہو خضران نے کہا
سامان تجہیز و تکفین کے لیے کچھ روپیہ کی ضرورت ہوگی میں فرد مفلس تھوڑا بہت
اسکا بھی بند و بست آپ نے کیا ہے یا نہیں حکیم صاحب مسکرائے اور ایک خادم
کی طرف دیکھ کر کہا وہ سامان جو میں نے اپنی موت کا علیحدہ کر رکھا ہے آسے لے آؤ
یہ سنکر خادم گیا اور دو گگرے اشرفیوں سے بھرے ہوئے لاکر سامنے رکھ دیے
حکیم فیلقوس ثانی نے خضران سے کہا لیجیے یہ حاضر ہے اسمیں ایک گگرا تو
مستحقوں کو دے دیجیے گا اور ایک گگرے میں سامان دفن و کفن کیجیے گا خواجہ
نے کہا ہاں دفن و کفن کا سامان تو ہر طرح ہو جائے گا لیکن مستحق اگر میرے
نزدیک کوئی ملے گا تو آسے دونگا ورنہ کسی کو نہ دونگا حکیم صاحب پھر مسکرائے
اور کہا میں نے تو آپ کے تحویل کر دیا جو مناسب جانیے گا وہ کیجیے گا اور شاہزادہ
بدیع الملک کو ضرور بتلا دیجیے گا کہ وہ پلٹ جائیں اور آگے جانے کا قصد نہ کریں
خواجہ خضران نے کہا وہ نہ پلٹینگے اسلیے کہ آتشہ اندام جادو بادشاہ طلسم آتشہ
بھاگ کر اس طلسم میں پوشیدہ ہوا ہے اور نہ آسنے بہت سے عزیزان
صاحبقران کو آزار پہونچائے ہیں جسکی تلافی وہ ضرور کرینگے کہتے ہیں کہ
آتشہ اندام جادو کو مار کر خانہ کعبہ آنا اگر بادشاہ طاق آتشہ اندام
جادو کو بدیع الملک کے حوالہ کر دے گا تو تو صاحبقران پلٹ جائینگے
ورنہ جب تک ایک بھی عزیزان صاحبقران سے دنیا میں زندہ رہے گا
تو نہ طاق پر حملہ کرے گا ہاں اگر یہ لوح طلسمی کا آپ کو معلوم ہو تو بتا دیجیے مگر
ایسا یہ نہ بتا دیجیے گا جیسا قبل اسکے مشہور ہوا تھا کہ لوح طلسم نہ طاق

کو دریاے لشبان کی ہیئت خود بخود بدل گئی پاٹ بھی گھٹ گیا موجوں کی روانی
میں بھی فرق ہے طغیانی بھی کم ہے جس طرح پہلے ہر جگہ پر گرداب نظر آتے تھے اب
معمولی طور پر جیسے خاص خاص جگہ دریاؤں میں ہوتے ہیں اسی طرح اس دریا
میں بھی گرداب ہیں یہ سنکر صاحبقران بہت خوش ہوے اور فرمایا معلوم ہوتا
ہے خضران اپنے ارادے پر کامیاب ہوا اور حکیم فیلقوس کو مارا یہ فرماکر
باشتیاق سیر دریا اٹھ کھڑے ہوے ساتھ صاحبقران کے اسد غازی
آصف انجم طلعت شہنشاہ گوہر کلاہ جمہوریت جمہور دلپرور
حلقہ بجمہور عین الزمان نور الزمان سکندر فرخ لقا اسفندیار
گیلانی امیر الزمان وغیرہ تمام سردار جانب دریاے لشبان
روانہ ہوے جس وقت قریب پہونچے تو اور ہی رنگ دیکھا دریا وہ دریا
نہیں معلوم ہوتا تھا پاٹ خفیف سے بھی کم رہ گیا تھا دیر تک صاحبقران
دریا کی سیر کیا کیے جو اختلال حواس میں تھا وہ بھی جاتا رہا اسد غازی
نے بھی قول صاحبقران کی تائید کی اور کہا میں بھی اپنے ہوش حواس بجا پاتا
ہوں بیشک خضران فتحیاب ہوا اب یہ سب سردار نہایت خوش وخرم اپنے
اپنے خیمہ کی طرف متوجہ ہوے یہاں ملازمین پر سے پورا اثر برطرف نہوا تھا
اس باعث سے اسد غازی نے ہزار ہزار آدمیوں کو براے ہوا خوری
روانہ کرنا شروع کیا یہ خبر سنکر سب سرداروں نے اپنے اپنے ملازمین کو
اسی طرح براے ہواخوری بھیجا تمام رات ادھر تو طبل جنگ بجا کیا اور ادھر سیر دریا
ہوا کی صبح تک جسقدر آدمی باری باری جاسکے وہ صحیح الدماغ ہو گئے اور جو باقی
رہ گئے انکو حفاظت باربرداری کے لیے چھوڑا باقی لشکر کو لیکر سرداران عالی ہمت
عازم میدان کارزار ہوے ادھر اسد غازی نے اپنے اسی ہزار قزاقوں کو
ساتھ لیا اور سامنے قلعہ شہر پہونچکے آتے ہی اہل قلعہ نے توپوں کو بھر کر چڑھایا
گولنداز مہتابیں روشن کرکے توپوں پر آ بیٹھے ادھر دوربین لگا کر دیکھنا
شروع کیا شہر پر ہیخوش فیل بند دروازہ پر آکر بیٹھا اور دوربین لگا کر
یہ بھی دیکھنے لگا اسد غازی نے بدیع الملک سے اجازت حاصل
کی اور اسی ہزار قزاقوں کو لیکر قلعہ پر دھاوا کیا ادھر اہل قلعہ نے
جس وقت دیکھا کہ یہ لوگ زد پر آگئے ہیں توپوں کو بتی دکھائی توپخانہ
رعدآواز نوازش میں آیا تمام میدان دھواں دھار ہوگیا زمین کو
زلزلہ آگیا آگ برسنے لگی چونکہ اسد غازی گولوں کی زد پر تھے
سب کو یقین ہوا کہ یہاں اسد مع اسد غازی لشکر فنا ہوے جس وقت
دھواں کم ہوا دیکھا کہ اسد غازی نے فوج کو دم دیا اور پھر دھاوا کیا

اہل قلعہ نے پھر گولے مارے اسد غازی نے پھولوں کو دم دیا گویا یہ اشارہ تھا کہ گھوڑوں کو
بٹھا دو اور گولوں کو خالی دو وا آدھر تو باڑھ گولوں کے چلی ادھر قزاقوں نے
مرکبوں کو اشارہ کیا انھوں نے شکم اپنے زمین سے ملا دیے باڑھ گولوں کی
خالی گئی گھوڑے قزاقوں کے وہ کام کر رہے تھے جنکا پتہ فوج انگلستان کے
مرکبوں سے چلتا ہے یہ بھی وار خالی گیا جس وقت دھواں کم ہوا اور اہل قلعہ نے دوربین
لگا کر دیکھا تو پھر یہ قزاق گھوڑے دبائے چلے آتے ہیں پھر باڑھ ماری ابکی مرتبہ
یہ گھوڑے کروٹ کیکبل لیٹ گئے اور گولے مانند تیر شہاب کے اوپر سے سنسناتے
ہوے نکل چلے گئے اسد غازی تو اس طرح حملوں کو رد کرتے ہوے
چلے جاتے ہیں ادہر قلعہ پر سے گولوں کی مار ہو رہی ہے وہاں زندان میں دیوانہ
اژدر شیر چشم نے قید کو توڑا اور چار پانچ دیوانے جو اسکے ہمراہ قید تھے
اُن سب نے بھی قید توڑی اور دربانوں کو مار کر باہر نکلے ایک بلوا ہوا کہ دیوانہ
چھوٹ گیا دیوانے نے جھپٹ کر چوب بارگاہ اسد غازی کی کھینچ لی اور
پکڑ کر چوب حملہ کیا خدا پرستوں کو قتل کرتا ہوا لشکر صاحبقران زماں پر گرا
اور کہا اگرچہ باجے والے اُدھر گئے ہیں تو میں ادھر لشکر کا خاتمہ کر دوں اور
بارگاہیں وغیرہ چھین لیجاؤں اب خوف اسکے دل سے نکل گیا ہے اور
یہ سمجھ گیا ہے کہ بوق ڈرنے کی چیز نہیں ہے یہ شور و غوغا جو صاحبقران زمان
کے گوش زد ہوا پوچھا کیا معاملہ ہے یہ ہنگامہ کیسا ہے لوگوں نے بیان کیا
دیوانہ اژدر شیر چشم چھوٹ گیا لوگوں کو قتل کر رہا ہے بس انھوں نے
باگ گھوڑے کی پھیری اُدھر دیوانے کو خیال پیدا ہوا کہ اگر تو نے یہاں بارگاہ
چھین لی اور وہاں اُن لوگوں نے قلعہ پر قبضہ کر لیا تو وہی اچھے رہے اس سے
بہتر یہ ہے کہ چلکر انہی باجے والوں سے لڑنا چاہیے اور قلعہ کو بچانا چاہیے یہ خیال
کرکے پلٹا اور اصطبل اسد غازی میں جا کر مرکب پسند کرکے اسپ سوار
ہوا اور راہ قلعہ کی لی ساتھ ہی شاہزادہ بدیع الملک نے بھی اسکے
تعاقب میں مرکب کو جولان کیا ساتھ صاحبقران زمان کے تمام
سرداران نامی و گرامی مثل آصف انجم طلعت شہنشاہ گوہر کلاہ
اسفندیار کیلا لی سکندر شیرخ لقا وغیرہ چلے اب آگے آگے
تو اسد غازی گولوں کو رد کرتے چلے جاتے ہیں اور عقب میں
اسد دلاور کے دیوانہ اژدر شیر چشم چلا آتا ہے وہ دیوانے
کے تعاقب میں صاحبقران زمان یعنی شاہزادہ بدیع الملک
مرکب تیز رفتار کو دوڑائے چلے آتے ہیں اور نعرے کر رہے ہیں کہ
او ملعون کہاں جاتا ہے میں آ پہونچا دیکھا دیوانے نے کہ یہ تعاقب

نہ نزدیک پہونچگے پہلے اطمینان سے سمجھ لینا چاہیے یہ خیال کرکے باگ گھوڑے کی
پھیری اور بدیع الملک سے سامنا کرکے آواز دی کہ ایک مرتبہ
تو میرے ہاتھ سے پست ہو چکا ہے اور پھر سامنے آتا ہے تجھے شرم نہیں
آتی یہ کہکر بدیع الملک پر وہی چوب اسنے ماری جو یہ بارگاہ میں
سے کھینچ لایا تھا بدیع الملک نے چوب اسکی پکڑ لی دست صاحبقران
میں آتے ہی چوب بھی تھرانے لگی اور مانند بید لرزنے لگی بدیع الملک
نے جھٹکا مارا تو لوا اژدر وشتم خشم اوندھے منھ بال مرکب پر آ رہا
بدیع الملک نے دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے نعرہ اللہ اکبر
جگر سے کھینچکر جو زور کیا تو سر سے بلند کیا پھرا ہیابان دیو اژدر نے تین چار حملے
کیے مگر جو آگے بڑھا وہ بھی اسیر ہوا کسی کو آصف اعظم طلعت نے
کسی کو شہنشاہ گوہر کلاہ نے کسی کو سکندر شمشیر فرخ لقا نے اسیطرح
جو چار پانچ دیو اسکے اور تھے انکو ان شاہزادوں نے ہاتھوں پر بلند کر لیا
اب یہ دیو اسنے تڑپ تڑپ کر انگار برسا رہے تھے اور چاہتے ہیں کسی طرح پنجے سے
انکے چھوٹ جائیں مگر پنجہ ملک الموت سے کہاں چھوٹ سکتے ہیں لیکن جسوقت
نعرہ صاحبقران زمان کی آواز کان میں اسد غازی کے پہونچی ہر
اور انھوں نے پلٹ کر دیکھا تو دیوانے کو ہاتھ پر بدیع الملک کے بلند
پایا اور تڑپتے دیکھا آواز دی سبحان اللہ بدیع الملک نے کہا اب
جسوقت تک آپ قلعہ کو فتح کرکے نہ پہونچیگے اسوقت تک یہ اسی طرح ہاتھ پر
بلند رہیگا یہ سنکر اسد غازی نے اپنی جو گھوڑوں کو مہمیز کیا تو بر لب
خندق پہونچکر دم لیا اور گھوڑوں کے ٹاپ کا ساکر بیلون کو خندقوں
میں ڈالدیا گھوڑے پھرتے ہوئے زیر دیوار قلعہ پہونچے تب اہل قلعہ نے
دیکھا کہ یہ لوگ آ ہی پہونچے تو انھوں نے پانی کا منھ الا آتش کا پولا بارود
کی ہانڈی تیل کا کڑھاؤ فصیل پر سے پھینکا مگر ان آزمودہ کاروں نے
خالی دیا اور اس حربہ اشتر سے بچکر قلعہ کے پھاٹک پر گرز مارا پھاٹک
شکستہ ہوا اور اشتر اکر گرا بس اسد غازی اپنی پلٹنوں سمیت داخل
قلعہ ہوئے اور تلوار برسانا شروع کی آدھے اہل قلعہ بھی آمادہ حرب ہوکر
لڑنے لگے بجلیاں تلواروں کی ڈھالوں کے سیاہ بادل میں کوند کوند کر گر رہی
تھیں اور خرمن حیات کو اجل رسیدہ دل کے جلا رہی تھیں سنگا سردار
مر رہا تھا قزاق لوٹیں پھونک پھونک کر اور بھی ان لوگوں کو گھبرائے دیتے
تھے شور سے جوش لشکر کو للکار رہا تھا کہ اسے آسی بھی تم لاکھوں ہو
اور یہ گنتی کے سے ہیں مار لو انکو جانے نہ پائیں اسد غازی کی چاروں طرف سے

لشکر کا ہجوم ہوا تیر برسنے لگے قزاق جالون کو اڑاتے ہوئے بوتین بھونکتے ہوئے
تخت بادشاہ کی طرف چلے اور اسد غازی بھی اُس دریا سے امواج کو چیرتا ہوا
چلا جاتا تھا عین گرمی جنگ میں الماس شیرزن سے اور اسد غازی سے
سامنا ہوا اسد نے للکارا او ملعون یہ تبر درخت کاٹنے کا معلوم ہوتا ہے اُسنے
جواب دیا یہ نخل حیات قطع کرتا ہے اسد غازی نے فرمایا پھر تامل کیا ہے میں بھی تو
دیکھوں کسکے نخل حیات کو قطع کرتا ہے یہ سنکر الماس شیرزن نے اسد دلاور پر
وار کیا اسد نے تبر الماس کے ہاتھ سے چھین کر مارا الماس شیرزن
کے دو ٹکڑے ہوئے فرمایا بیشک تو سچا تھا یہ نخل حیات کو قطع کرتا ہے مگر یہ تجھے
نہ معلوم ہوگا کہ کسکے نخل حیات کو قطع کرتا ہے یہ کہکر شیر سرخپوش کی طرف
چلے ادھر غضنفر بن اسد سے اور منحوس خوک پیشانی سے سامنا
ہوا اسنے تلوار ماری غضنفر نے وار اسکا خالی دیکر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا
مارا تو کر کفر کو ختم کر دیا منحوس کی نحوست اسی کی جان پر پڑی اسد ثانی
نے آواز دی بھائی صاحب سبحان اللہ کیا کہنا ادھر معروف بن اسد
سے اور سرجنگ نیزہ باز سے سامنا ہوا سرجنگ نیزہ باز نے نیزہ
مارا معروف نے ترچھے ہوکر نیزہ خالی دیا جیسے ہی سرجنگ نیزہ باز
جھونکا میں گیا معروف نے بیاض گردن پر تیغہ مارا سر تن سے جدا ہوا
لاش اسکی پھڑکنے لگی اسد ثانی سے اور فیلاد شتر لب سے سامنا
ہوا فیلاد نے سیل آہنی کا وار کیا اسد ثانی نے وہ سیل اسکے ہاتھ سے چھینکر
وہی سیل اسکے سر پر مارا یہ بھی واصل جہنم ہوا اسد غازی الٹے پھرتے
قریب بادشاہ کے شیر سرخپوش کے پہونچ گئے شیر نے تلوار ماری اسد غازی
نے بند دست پکڑ کر جھٹکا مارا شیر سرخپوش اوندھے منہ کے بل مرکب پر
آرہا اسد غازی نے دوسرا ہاتھ دراز کرکے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اٹھا لیا
اور بجائے سپر ہاتھ پر لے لیا بادشاہ کے گرفتار ہوتے ہی ہر طرف سے
شور امان بلند ہوا اسد غازی نے قزاقوں کو جنگ سے روکا اور
شیر سرخپوش کو یونہی ہاتھ پر بلند کیے ہوئے قلعہ سے باہر آئے یہاں
صاحبقران زمان یعنی شاہزادہ بدیع الملک دلاور اژدر شکن خنجر کو
ہاتھ پر باندھے ہوئے انتظار اسد غازی میں کھڑے تھے کہ اسد غازی
با فتح و فیروزی پہونچے اور صاحبقران کو فتح جنگ کی مبارکباد دی اور
صاحبقران نے اسد غازی کو مبارکباد دی اور اپنے قیدیوں
کو عیاروں کے سپرد کرکے داخل خیمہ ہوئے لباس رزم اتارے پوشاک بزم
جسم پر آراستہ کی صاحبقران بارگاہ گوہر بار میں تشریف فرما ہوئے [illegible]

آ آ کر ان نگلون اور کرسیون پر جلوہ افگن ہوئے جسوقت تمام دربار مملو ہوگیا
تو صاحبقران عالی شان نے نبدیون کو طلب کیا دارو غہ زندان شہریر
سرخ پوش اور دیوانہ اژدر و شیر خشم کو لیے ہوئے حاضر دربار ہوا
صاحبقران نے بادشاہ کو اسکی عزت کے موافق اور دیوانے کو اسکی لیاقت
کے موافق بیٹھنے کو جگہ دی اسی اثنا مین دروازۂ بارگاہ سے خواجہ خضران
بن عمرو ثانی اور عازم شعبدہ باز نمودار ہوئے صاحبقران کو سلام کیا اور
اپنے اپنے مقام معین پر بیٹھ گئے صاحبقران نے پوچھا کیا کیفیت پیش آئی
بیان کرو خضران نے اپنا پہونچنا اور حکیم صاحب کا پہچان لینا اسکے بعد اظہار
اسلام کرکے وصیت کرنا اور انتقال کرجانا اور بعد دفن واپس ہونا سب باتین
بیان کین اسکے بعد پیغام حکیم صاحب کے بعد سلام بیان کیے انھون نے
یہ بھی کہا تھا کہ یہ مقام سخت ہے اگر مناسب ہو تو اب آگے جانے کا قصد نہ فرمایئے
بلکہ پلٹ جایئے ورنہ بہت زحمتین اٹھایئے گا صاحبقران نے فرمایا خیر یہ انکی دوستی
اور ہمدردی ایمانی کا مقتضا تھا جو مجھے روکا مگر مین جس ارادے سے آیا ہون
بغیر اُس کام کو ختم کیے ہوئے ہرگز یہان سے واپس نہ جاؤنگا لیکن جسوقت
یہ تمام باتین شہریر سرخ پوش نے سنین کہ حکیم فیلقوس مسلمان تھا
اور اُس نے اس دارفانی سے انتقال کیا تو سکتے جی چھوٹ گئے کہ اب ان
لوگون سے یہان کون لڑ سکتا ہے آگے جاکر جو کچھ سختی پیش آئی یہان تو خاتمہ ہوگیا
صاحبقران نے شہریر سرخ پوش کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا اے
شہریر سرخ پوش سنا تو نے جس شخص پر تجکو بھروسا تھا اُسنے بھی انتقال کیا
اور وہ بھی مذہب اسلام رکھتا تھا لہذا بہتر و لازم یہ ہے کہ تو بھی مذہب
برحق کو اختیار کر اور اکوان پرستی کو ترک کر وہ ایک ساحر غدار و کافر مکار
ہے اُس نے فریب دے کر بندگان خدا کو بہکا رکھا ہے ایک زمانے مین مثل
اکوان کے آئینہ اندام جادو کو بھی دعوی خداوندی تھا اور بہت
سے کافر اسکو بھی سجدہ کرتے تھے اور خدا جانتے تھے لیکن جس وقت
ساز و سامان اسکے سب مٹ گئے تو اسکو سوا اسکے فرار کرنے کے کچھ بھی
بن نہ پڑا آخر وہان سے بھاگ کر اس مقام پر آیا اور اکوان تاجدار سے
پناہ مانگی اور ابتک اسکے یہان موجود ہے لیکن ہان تم بھی اسکی کیفیت سے واقف
ہوگئے اب دیکھ لینا ایک روز یہی حالت اکوان بے ایمان کی ہوگی کہ یا تو میرے
ہاتھ سے وہ مارا جائیگا اور یا کہین بھاگ جائیگا اگر اجل اسکی میرے ہی
ہاتھ سے ہے تو انشاء اللہ اس ملعون کو ضرور قتل کرونگا اور سارا اسکا
غرور خداوندی مٹا دونگا جو لوگ اسکو خداوند جانتے ہین وہ بھی اسکی حالت پر

افسوس کرینگے اور دست تاسف ملینگے اور اگر قضا اسکی ابھی نہین ہی تو کہین
بھاگ جائے گا پھر کیف ایسی ایسی ہزارہا خداوندیان صاحبقران اول کے
زمانے سے لیکر اسوقت تک بنکر مٹ گئین اور آیندہ بھی مٹینگی انجام مین
سوا مذہب اسلام کے کوئی مذہب باقی نرہےگا پس ای شیر سرخ پوش
تجکو چاہیے کہ دیدۂ عقل سے اپنے خداوند کو پہچان جو تیرا معبود حقیقی ہی اور
بہکانے پر ان کافرون کے نجا اور افعال گذشتہ سے اپنے توبہ کرکر ذات اسکی
راحم و غفار ہی وہ عصیان تیرے بخش دیگا اور اگر تو حق کو چھپالیگا
اور لکیر کا فقیر بنا رہیگا تو بہت خراب ہوگا دنیا مین سزائے موت نہایت
ذلت کے ساتھ ہوگی اور انجام مین ابد الآباد تک نار دوزخ مین
جلتا رہیگا ان باتون سے شیر سرخ پوش ٹھہرا گیا اور عرض کرنے
لگا یا صاحبقران مذہب اسلام تو مین ابھی اختیار کرتا ہون بیشک یہ مذہب
برحق ہی مگر مجھے زندگی اپنی منظور نہین فرمایا آخر اسکا کیا سبب تب
شیر سرخ پوش نے عرض کی کہ حاکم ہوکر محکوم بننے سے مرجانا بہتر ہی
آج تک مین اسی سرزمین کا بادشاہ تھا اور اسوقت سے مثل دیگران
مین بھی سمجھا جاؤنگا جو لوگ زمانہ حکومت مین مجھ سے کینہ رکھتے تھے
وہ اسوقت اس کینۂ دیرینہ کو نکالینگے یہ سنکر صاحبقران با اقبال نے
فرمایا ای شیر سرخ پوش تو رنجیدہ نہو ہمارا یہ دستور نہین ہی کہ ہم کسی کے
ملک و مال پر نظر کرین ہم تحصیل دنیا کے لیے نہین لڑتے شیوہ ہمارا تاج بخشی
ہی تیرا ملک تجکو مبارک ہو بلکہ اور کچھ اضافہ کی خواہش ہو تو وہ بھی ممکن
ہی یہ فرماکر خود اسکی قید دفع کرکے کلمۂ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیا اور حمام بھیجکر غسل کراکے
خلعت سے سرفراز فرمایا اور نہایت عزت و حرمت کے ساتھ اسکو رخصت
کیا اسکے بعد بوانہ اژدر شیر چشم کو فہمائش کی وہ بھی بصدق دل مسلمان
ہوا اور شیر سرخ پوش کی خدمت مین آکر اخلاق صاحبقرانی کی تعریف
کرکے سرنگون ہوا شیر سرخ پوش نے دربار عام کیا اور کہا جسکو میرا ساتھ
دینا ہو وہ دین اسلام قبول کرے ورنہ وہ میرے ملک سے نکل جائے
مین اسکا ہرگز شریک نہین ہون یہ سنکر سب نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوے
جبوقت شاہ اسنے انتظام سلطنت سے فرصت پائی اور سب کو اپنے موافق کرلیا
تو خدمت فیضدرجت مین صاحبقران زمان یعنی شاہزادہ بدیع الملک
کی حاضر ہوا اور استقبال کرکے ساتھ اپنے قلعہ مین لے گیا اور دست بستہ
عرض کی ایسا گھر کے ہوتے باہر رہنا کسی طرح مناسب نہین ہی آپ صاحبقران
زمان نے عرض اسکی قبول فرمائی تاکہ دل شکنی اسکی نہو اور قلعہ [illegible]

دو بتخانوں کو منہدم ہونے کا حکم دے کر مسجدون کی بنا ڈالی سکہ نام پر بادشاہ
لشکر اسلام یعنی دارائے بن جمشید کے جاری ہوا تین روز تک سرخ پوش
نے صاحبقران کی دعوت و ضیافت مین صرف کیے چوتھے روز صاحبقران
عالی شان نے فرمایا ای سرخ پوش مین برائے قتل آئینہ ادام جادو
آیا ہون یہان رہنے کو نہین آیا ہون اگر تمکو لوح طلسم کا کچھ حال معلوم ہو
تو بیان کرو ورنہ مین دوسری تدبیر کرون اسنے عرض کی اگر حال لوح کا معلوم
ہوگا تو عازم شعبدہ باز کو معلوم ہوگا مجھے اسکا علم نہین ہے اس وقت
عازم شعبدہ باز موجود نہ تھا لیکن خضران بن عمرو موجود تھا اسنے عرض کی
یا صاحبقران جب مین حکیم فیلقوس ثانی تک پہونچا ہون اور مجھے
معلوم ہوا کہ زمانہ انکی زندگی کا قریب ختم ہے تو مین نے پتہ لوح طلسمی کا بھی اُنسے
پوچھا تھا انھون نے فرمایا تھا لوح طلسمی کا انتظام حکیم ارجاس ایرانی
نے کیا ہے اسنے ایک دریا کے منجدھار مین گنبد حباب کے اندر نہان کیا ہے کوئی
شخص پتہ اس دریا کا نہین پا سکتا اگر دریا کا پتہ بھی لگا لیا تو گنبد حباب تک نہین
پہونچتا اور بفرض محال اگر گنبد تک پہونچ بھی گیا تو گنبد سے بارش تیرون کی
ہے ان تیرون سے بچنا دشوار ہے اور پتہ حکیم ارجاس ایرانی کا سوائے
عازم شعبدہ باز کے اور کوئی نہین جانتا اگر عازم شعبدہ باز مجھے
اپنے ہمراہ لے چلے تو مین جان نثاری کو موجود ہون صاحبقران نے اسیوقت
عازم شعبدہ باز کو بلوا بھیجا حسب الحکم صاحبقران عالی شان عازم
شعبدہ باز حاضر حضور ہوا اور عرض کی مجھے کسلیے یاد فرمایا ہے عازم شعبدہ باز
سے صاحبقران نے فرمایا اگر تمکو پتہ حکیم ارجاس ایرانی کا معلوم
ہو تو خضران کو اپنے ہمراہ لیکر جاؤ عازم شعبدہ باز نے عرض کی
غلام موجود ہے بسر و چشم اس خدمت کو بجا لائے گا غرضکہ اسی وقت
عازم شعبدہ باز اور خواجہ خضران بن عمرو نے کوچ کی تیاری کی
اور صاحبقران سے رخصت ہو کر جانب صحرا روانہ ہوئے اس راستے مین
خضران کو ایسے ایسے سخت صحرا ملے جو کبھی نہ دیکھے تھے وہ بلندی و پستی
کہ ایک فرسخ کا طے کرنا سو فرسخ سے کم نہ تھا خدا خدا کرکے قریب شام
ایک مقام پر پہونچکر ٹھہرے کہ دیکھا ایک شخص جھاڑیون مین ہوتا ہوا
چلا جاتا ہے خضران نے اسے آواز دی کہ بھائی جانے والے ذرا ٹھہر جا
کیونکہ ہم لوگ راستہ بھول گئے ہین اور اس صحرا مین پھر رہے
ہین کہ گم کردہ راہ ہین اسنے کہا تم ہمارے پاس آکے ہمکو راہ
بتا دو اس آدمی نے جو تمکو آدمی کی آواز سنی بھاگا کہ یہان

کیونکر آگیا لیکن بھاگ گئے ہین پانون اسکا اٹھا اور پھر گرا خضران نے دوڑ کر کمند ماری اور
پکڑ لیا جب یہ بے بس ہوا تو فریاد کرنے لگا ایک شخص اُسی وضع کا اور پیدا ہوا
اور قریب آکر کہنے لگا کیون ہمارے ساتھی کو تمنے پکڑا ہی خضران نے کہا مکان
حکیم ارجاسپ ایرانی کا کہان ہی اُسنے بتانے سے انکار کیا خضران نے کہا اگر
نہ بتاوگے تو ہم تمکو قتل کرینگے جب زیادہ ڈرایا دھمکایا تو اُن لوگون نے کہا ہم
سب حکیم صاحب کے ملازم ہین چلیے ہم آپکو لیے چلتے ہین لیکن کوئی فائدہ
نہوگا خضران نے کہا فائدہ ہو یا نہو تم مکان ہمین بتا دو یہ دونون راضی ہوے
اور خضران و عازم شعبدہ باز کو ساتھ لیکر جھاڑیون مین گھسے دیر کے بعد
اُس جنگل سے نکلے اور ایک صحراے پر فضا مین پہونچے دیکھا خضران نے کہ
صحرا رشک گلزار ارم ہے میوے گوناگون لگے ہوے ہین درخت بار گل سے
خمیدہ ہوے جاتے ہین جانوران برنگ کیسے خوش نوا ہین کہ آواز سے انکی دل کو
فرحت ہوتی ہی وسط صحرا مین ایک مکان عالیشان بنا ہوا ہی تمام مکان سنگ مرمر کا
معلوم ہوتا ہی وہ دونون خضران اور شعبدہ باز کو لیے ہوے مکان مین داخل
ہوے دیکھا خضران نے کہ مکان نہایت پر تکلف بنا ہوا ہی لیکن تمام بیشتر
سادہ سادہ بیچ مین تخت بچھا ہوا ہی اسپر ایک تصویر بنی ہوئی ہی گرد کچھ
اور لوگ اُسی وضع کے بیٹھے ہین جس وضع کے لوگ خضران کو یہان لائے
تھے خضران نے قریب پہونچکر حکیم صاحب کو سلام کیا مگر جواب نہ آیا اُن لوگون
نے عرض کیا حکیم صاحب کو انتقال کیے ہوے سو برس کا زمانہ ہوا یہ تصویر
حکیم صاحب کی ہی ہم لوگون کو ایک نسخہ تعلیم فرما دیا تھا اور تجاویزی ہمارے سپرد
کی تھی ہم اُسی نسخہ کے ذریعہ سے آج تک اس تصویر کو قائم کیے
ہوے ہین ورنہ در اصل حکیم صاحب کا پیکر بے روح ہو چکا ہی یہ سنکر خضران
نہایت پریشان ہوا اور عازم شعبدہ باز سے کہا اب کہو کیا کرتے ہو اب
لوح کا کسطرح پتہ لگائین عازم شعبدہ باز نے کہا مین بھی اسی فکر مین
ہون لیکن میری عقل تو کام نہین دیتی اس مقام پر کیا کرنا چاہیے میرے تو
ہاتھ پانون پھول گئے ہاتھون کے طوطے اُڑ گئے ساری محنت جو اتنی مسافت سخت
طے کرنے کی تھی رائگان ہو گئی خضران نے کہا اے عازم شعبدہ باز گھبراؤ نہین
اگر مردہ سے نہ پوچھا تو کچھ کام نہ کیا زندہ سے تو ہر شخص بات کر سکتا ہی
عازم شعبدہ باز نے کہا آپ جانشین خواجہ عمرو عیار ہین ہمارے تو وہم مین
بھی نہین آتا کہ مردہ کیا بات کریگا خضران نے اُن لوگون سے کہا بتاؤ
مال حکیم صاحب کا کہان رکھا ہی انھون نے کہا ہمین نہین معلوم اسلیے کہ
ہم ملازم تھے جو کام ہمارے سپرد تھا اُسی سے تعلق رکھتے تھے ہمین نہین معلوم

حکیم صاحب کا مال کہان ہی اور خزانہ کس جگہ رکھا ہی خضران نے کوڑا پکڑا اور پیٹنا
شروع کیا سب کو خوب مارا یہ لوگ مثل مرغ بسمل کے پھڑک رہے تھے جب
کسی طرح ان لوگون نے نہ بتایا اور کہا چاہے آپ مار ڈالیے مگر ہم کیا بتائین ہمین
معلوم ہی نہین حکیم صاحب فقیرانہ مزاج رکھتے تھے انکے پاس سوا انخون کے
اور کیا تھا خضران نے دیکھا یہ لوگ کسی طرح نہین بتاتے معلوم ہوتا ہی
یہ سچے ہین مین نے اسقدر مارا تھا اگر کیسے ہی چور ہوتے تو قبول دیتے
اب خضران نے ایک کنٹری عطر کی نکالی اور ایک کپڑا عطر مین تر کرکے
تمام تصویر کو خوشبو کیا اور جس قدر عطر باقی بچا اسکو تمام مکان مین چھڑک
دیا عازم شعبدہ باز کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی کہ یہ کیا معاملہ ہی خضران نے
دن تمام کرکے شام کو وضو کیا نماز پڑھی اور دعا سے مغفرت حکیم ارجاس
ایرانی کے حق مین کی قریب صبح آنکھ لگ گئی دیکھا ایک شخص لباس عجمی
پہنے ہوے چلے آتے ہین قریب آکر سلام علیکم کی آواز دی خضران نے
جواب سلام دے کر نام پوچھا انھون نے بیان کیا نام میرا حکیم ارجاس ایرانی
ہی مجھے اپنے علم کے ذریعہ سے معلوم ہوگیا تھا کہ ایک زمانے مین تم یہان
آؤگے اور مین اس زمانے مین زندہ نہونگا اور مرحلہ لوح کا میرے
بتانے پر موقوف ہی اس لحاظ سے مین نے اپنے مرنے پر خود
ظلم کیا اسوقت تک مین نے اپنے تئین دواؤن کے زور سے بٹھا
رکھا اگر مین قبر مین ہوتا تو تم فاتحہ پڑھکر پلٹ جاتے میرا تو کام نکل جاتا
مگر تمھارا کام ناتمام رہ جاتا اے خواجہ ثالث جس مسند پر میری تصویر
رکھی ہی اسکے دہنے گوشے کو ہٹانا ایک پرچہ کاغذ کا ملے گا وہی دریا کے
قطرات کے عبور کرنے کو کافی ہی اور مقام لوح تک پہونچا دے سکتا
ہی اور وہ سامنے مشرق کی طرف جو ایک کھڑکی سی معلوم ہوتی ہی
اسے کھولنا دریا نظر آئے گا لیکن اس پرچہ سے وہی شخص کام
لے سکتا ہی جو فتاح طلسم ہو تحقیقین کچھ نظر نہ آئے گا یہ خواب دیکھکر
خواجہ خضران کی آنکھ کھل گئی جلدی سے قریب مسند آکے گوشہ مسند
ہٹاکر پرچہ اٹھایا گوشہ مسند کا ہاتھ مین آگیا لیکن پرچہ پر کوئی
اثر نہ پہونچنے پایا تھا خضران نے پرچہ اٹھا کر جیب مین رکھا اور
عازم شعبدہ باز سے کہا دیکھا تم نے ہم کہین خالی پھرنے والے
تھے عازم شعبدہ باز نے کہا آپ کے کمالات تو اظہر من الشمس
ہین کیا مجال تھی کسی کی جو پتہ ایسی پوشیدہ چیز کا لگا سکتا غرضکہ
وہ پرچہ لیے ہوے مع عازم شعبدہ باز مکان سے نکلے اور دالا

قلعہ ہزبریہ کی اختیار کی پھر اُنھیں جنگلوں کو طی کرنا پڑا انکی ہر شبہ سہولت
کے واسطے جا بجا جھنڈیاں نصب کرتے گئے کہ جب صاحبقران زمان
یعنی شاہزادہ بدیع الملک کو ساتھ لائیں تو دقت نہو غرضکہ بعد قطع
راہ قلعہ ہزبریہ میں داخل ہوئے اور صاحبقران سے تمام واقعات
گذشتہ بیان کیے اور پرچہ صاحبقران کے سپرد کیا صاحبقران با اقبال
نے دوسرے روز عزم سفر کیا اور تن تنہا خضران بن عمرو کی رہبری پر
بجانب مکان حکیم ارجاس ایرانی روانہ ہوئے اسی کے راستے میں
قبر حکیم فیلقوس کی تھی خضران اول صاحبقران کو وہاں لایا اور کہا
یہ قبر حکیم فیلقوس کی ہے صاحبقران نے قبر حکیم فیلقوس پر فاتحہ پڑھا
اور وہاں سے کوچ کرکے صحراؤں کو طی کرتے ہوئے اسی مکان میں پہونچے
جہاں سے خضران پرچہ لایا تھا جس وقت نظر صاحبقران عالیشان کی تصویر
حکیم ارجاس ایرانی پر پڑی دیکھا عجیب مرد متبرک ہے خضران سے کہا
اب انھیں دفن کردو انھوں نے ہمارے واسطے بڑی تکلیف گوارا کی کہ بعد
مرنے کے بھی گوشہ عافیت قبر سے محروم رہے سوا اسکے اور کوئی وجہ نہ تھی
کہ ہمارے مردے کو اس طرح رکھتے اور دفن سے منع کرتے خضران نے
عرض کی بیشک یا صاحبقران یہی سبب تھا جو انھوں نے اتنی بڑی زحمت بعد
مرنے کے گوارا کی پھر خضران نے کہا اب یہاں سامان دفن و کفن کہاں سے
مہیا ہو یہ سنکر صاحبقران نے بہت افسوس کیا کہ کاش میں اپنے ساتھ
لشکر سے کچھ اور لوگ بھی ہمراہ لیتا آتا خضران نے کہا پھر اب پلٹ چلیے
صاحبقران نے کہا ہاں سوا اسکے اور کیا ہوسکتا ہے خضران نے کہا ہونے کو سب
کچھ ہوسکتا ہے مگر روپیہ کا خرچ ہے صاحبقران نے فرمایا یہاں تو روپیہ بھی نہیں ہے خضران
نے کہا روپیہ نہیں ہے تو کیا ہوا رئیسوں کی زبان میں روپیہ ہے آپ اسمیں
مضایقہ نہ کیجیے دینے کا وعدہ کیجیے میں ابھی کسی نہ کسی سے قرض دام لیکر
سب انتظام کردونگا آپکے لیے دشواری نہیں ہے البتہ ہم ایسے
غریب ہیں جنھیں کوئی ایک حبہ بھی قرض نہ دیگا صاحبقران نے
فرمایا خیر اچھا اگر اسکا انتظام یہیں کردو تو واللہ بجائے ایک
روپیہ کے دس بیس روپیہ دونگا خضران نے اسی وقت سب
سامان دفن و کفن زنبیل سے نکال کر مہیا کردیا اور ایک گھنٹہ کے
عرصہ میں حکیم ارجاس ایرانی کی لاش کو غسل و کفن دیکر
اُسی قصر میں دفن کردیا صاحبقران عالیشان نے فاتحہ پڑھا اور
خضران کی اس کارگزاری سے بہت خوش ہوئے اب خضران نے

گرد بر دیوار باغ ہزارہا طائر مثل بط و سرخاب و طاؤس و قمری وغیرہ کے جمع ہیں نظر جو ان طائروں کی
بدیع الملک پر پڑی بیساختہ پھر پھر کرکے اُڑے اور شور کرتے ہوئے اندر باغ کے چلے گئے
بزبان انسانی کہہ رہے تھے کہ فتاح طلسم آگیا یہ وقت غفلت کا نہیں ہے ادھر تو وہ طیور
داخل باغ ہوئے اور ساتھ ہی ہوا سے تند چلی اور ایک دیو جھاڑ منہ بہار کو شدہ صحرا
سے نمودار ہوا ایک قرنا اسکے ہاتھ میں تھا بدیع الملک کو دیکھتے ہی اسکی طرف چلا اور قرنا کو
منہ سے لگایا بدیع الملک نے اسکو اپنی طرف آتے دیکھا پرچہ پر نظر ڈالی لکھا ہوا تھا کہ فلان
اسم پڑھکر پیکان تیر پر دم کرو اور اتنی جلد کمان میں پیوستہ کرکے سر کرو کہ دیو قرنا کو
نہ پھونکنے پائے یہ دیو ساحر ہے اگر یہ قرنا کو پھونک دیگا تو در اصل تمکو پھونک دیگا فوراً تمام جسم
میں آبلے پڑجائینگے ہوا اس قرنا کی شعلۂ آتش سے کم نہیں یہ دیکھتے ہی بدیع الملک نے
جلدی سے اسم کو تمام کیا کہ اسم نہایت مختصر تھا اور پیکان پر دم کرکے تیر کو چلہ کمان میں
نہایت پھرتی سے پیوستہ کرکے مارا ادھر تو کمان کڑکی ادھر دیو نے قرنا پھونکی اور ہوا قرنا کی
بدیع الملک کی طرف چلی اور تیر دھارا ہوا اسکا کاٹتا ہوا دیو کی طرف چلا یہ معلوم ہوتا تھا کہ شمشیر
آبدار سپر دھارے کو کاٹتا ہوا پرون کو تولے ہوئے چلا جاتا ہے تیر کے پرون سے سنسنا
اور فنا کی آواز پیدا تھی ہنوز ہوا اس قرنا بدیع الملک تک نہ پہونچنے پائی تھی کہ تیر
پہونچ گیا اور دیو کے سینہ پر پڑا کر توڑ کر پار گذر گیا دیو کے مرتے ہی اثر سحر باطل ہوا
سرد ہوکر بدیع الملک تک پہونچی کہ یہ اسکے گذرنے کو گذار رہے ادھر دیو کے سینہ
سے خون کی جگہ ایک شعلہ نکلا اور طائران باغ پر گرا کہ یہ سب طائران آتشبازی کی طرح
جلکر خاک ہوگئے گرد پڑی تیرگی اندھی چلی خاک اڑا کی ایک طوفان برپا رہا بعد کچھ دیر کے
آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من دیو قرناس جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم
اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ دیوار باغ پر سے کچھ پریان جھانک رہی ہیں اور اشارے سے
بلا رہی ہیں بدیع الملک دروازۂ باغ سے اندر باغ کے آئے پریون نے اشارہ کیا کہ
سلیمان وقت آگیا سب نے آکر گھیر لیا جو سرداران پریون کی تھی وہ بھی حاضر ہوئی اور عرض
کیا کہ تشریف لائیے فرمایا کہ تم کون ہو اور یہاں اس حال خراب سے کیونکر پڑی ہو میں دیکھتا ہوں
کہ پوشاکیں تم سب کی میلی ہیں بال پریشان ہیں ان سب نے عرض کی کہ ہماری شاہزادی
ملکہ ظلمان پری ہے جو سامنے آپ کے کھڑی ہیں مکان انکا وادی ششم ہے ہم یہ پردہ
دنیا کی سیر کو نکلی تھیں سر اسی اثنا میں یہ دیو موذی کاٹا سارے طلسم کا اسیر کرکے آیا اور اس
باغ میں لاکر قید کیا روز کچھ میوہ وغیرہ لاکر کھلا دیتا تھا یہاں پوشاک کہاں [illegible]
اور سامان آرائش وغیرہ کجا یہ کہیے کہ آج آپکی بدولت اس ظالم کے پھندے سے چھوٹے اور یہ
نجات پائی اب جبتک ہم لوگ زندہ ہیں آپ کی کنیزی میں حاضر ہیں بدیع الملک نے پرچہ
دیکھا لکھا تھا کہ یہ سچ کہتی ہیں بیشک اخضر دیو نے لاکر قید کیا تھا ظلمان پری بدیع الملک
کو لیے ہوئے اندر قصر کے آئی اور ایک چوکا سنگ مرمر کا لگا ہوا تھا اسپر پریون نے اپنے ہاتھ

جھاڑ کر صاف کیا اور بدیع الملک کو اس چوکے پر بٹھایا بس یہی تکلف بیان کا تھا اور خوش بو
نصیب تھا ارغوان پری جو کہ وزیرزادی غلمان پری کی تھی نہایت شوخ اور چنچل معلوم
ہوتی ہین اسکا کم تھا اسنے کہا بلکہ وہ آدم زاد جو دیو نے پکڑ کر قفس مین بند کیا ہی اسسے وہ اکثر
ذکر تا تھا کیا مزے سے گاتا ہی چلیے اسکو لا کر مہمان کے آنے کی خوشی کرین غلمان پری
ہان سچ ہی تونے خوب یاد دلایا یہ سنکر بدیع الملک کے کان کھڑے ہوئے غلمان
پری کہا چلیے وہ کیا سامنے قفس اٹکا ہوا ہی یہ سچ کہتی ہی وہ اس مزے سے گاتا ہی کہ ہنستونکو
رُلاتا ہی روتون کو ہنسیاتا ہی بدیع الملک اُٹھکر اُن پریون کے ساتھ ہوئے اور اُس درخت
کے پاس آئے جہان قفس لٹک رہا تھا دیکھا کہ ارغوان پری بال پکڑ پکڑ کھینچتی اور کہتی ہی کہ گاؤ
اور وہ چیختا ہی بدیع الملک نے قریب سے جو دیکھا تو خضران ہی پر پریونکو ڈانٹا کہ ارے تم بڑی
ظالم ہو یہ کیا کرتی ہو کہ ایک قیدی کو اس طرح آزار پہونچاتی ہو خضران نے جو آواز بدیع الملک
کی سنی پلٹ کر دیکھا پکارا یا صاحبقران ان بلاؤن سے میرا پیچھا چھڑائیے صاحبقران مسکرانے
لگے اور ارغوان پری سے کہا کہ ارے یہ میرا بھائی ہی اسے آزار نہ دو قفس سے نکالو ارغوان
پری جھجک کر الگ ہوئی غلمان پری نے کہا کہ اگر حضور کو اسکے حال پر رحم آیا ہی تو چھوڑ دینگے
مگر یہ بھائی آپکا کہان سے آیا آپ کی یہ شان وشوکت اسکی یہ حالت آپ گورے چٹے یہ سانولے رنگ کا
آدمی کوئی بھی مناسبت ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارا انکا کئی پشت سے ساتھ چلا آتا ہی انکے دادا
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری شاہزادہ ولایت اول تھے اور میرے جد امجد کا اسم مبارک زلزلہ قاف
ثانی سلیمان جناب امیر حمزہ صاحبقران تھا ان دونون مین باہم ایسی محبت تھی کہ بھائیون مین
بھی نہین ہوتی ہی ایک دوسرے کے نام کا عاشق تھا اسی طرح انکے باپ حمزہ ثانی کی رفاقت مین رہے
اور یہ میرا رفیق ہی اتنی مدت کا ساتھ ہی کہ خون ملگیا اور انکے دادا اور جد امجد تو دودھ شریک بھائی بھی
تھے یہ سنکر غلمان پری نے جلدی سے تیلی قفس کی کھینچکر خضران کو باہر نکالا خضران قفس سے
نکلتے ہی ارغوان پری کی طرف دوڑا کہ اسنے میرے بال نوچے ہین اسکے پر نوچونگا یہ بھاگ کر
غلمان پری کے پیچھے چھپی غلمان پری نے کہا جیسا تو نے کیا اُسکی سزا پائیگی کیون تو نے
اُنکے بال نوچے پر تو یہ بتلا کرتی ہوئی صاحبقران کے پیچھے آکر چھپی بدیع الملک نے خضران
سے کہا کہ ہمارے سر کی قسم بس جانے دو انھے نہین معلوم تھا کہ تم کون ہو اور یہ بیان کرو کہ تم کسطرح
مبتلا ہوئے کہ مین تمھین حکیم ارجاس کے مقبرہ پر چھوڑ آیا تھا خضران نے عرض کی کہ مین پکار پکار
کر دعا مانگ رہا تھا دعا میری خداوند عالم نے قبول کی کہ آپ صحیح وسالم دریا عبور کر کے اس
مقام تک پہونچے مگر یہ دیو حرامزادہ اسطرف سے جا رہا تھا اسنے جو آواز میری سنی مجھے اٹھا لایا اور یہان
اس قفس مین بند کر کے لٹکا دیا جبتک دیو یہان رہتا تھا وہ مجھے مجبور کیا کرتا تھا جب دیو کہین چلا جاتا
تو یہ پریان گھیر لیتی تھین اور خصوصاً یہ پری جو آپکے پیچھے چھپی کھڑی ہی بڑی شریر ہی یہ لکڑیان چبھویا
کرتی تھی مین اس سے بدلا ضرور لونگا ارغوان پری نے کہا کہ جناب سلیمان کی قسم یہ جھوٹ کہتے
ہین مین نے کبھی لکڑی نہین چبھوئی صاحبقران نے دیکھا کہ کچھ طبیعت خضران کی اسکی جانب مائل ہی کہا بھی

اچھا بدلا اسکے لینا تم بھی لکڑی پھونک لینا مگر یہ کونسا وقت ہی ہم تو فکر لوح مین آئے ہین تم بدلا لینے کی فکر
مین ہو غلمان پری سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تمھین کچھ نشان لوح کا معلوم ہی اسنے عرض کی کہ اور
مین کچھ نہین جانتی ہون مگر اتنا معلوم ہی کہ وہ جو گوشہ قصر مین ایک پتھر رکھا ہی اگر اُس پتھر کو ہٹا کر دیو
غائب ہو جایا کرتا تھا اور پہرون دکھائی بھی نہ دیتا تھا صاحبقران قریب اُس پتھر کے آئے اور
خضران سے کہا کہ عجب نہین ہی جو یہی راستہ لوح تک پہونچنے کا ہو خضران نے کہا پرچہ
کیون نہین دیکھتے صاحبقران نے پرچہ کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اُس پتھر کے نیچے سے زینہ
لگا ہوا ہی اندر زینے کے اُتر جاؤ یہ دیکھکر صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ تم اسی مقام پر
ٹھہرو مین جاتا ہون خضران نے کہا کہ مین آپکو اکیلا نہ جانے دونگا کیونکہ مجھے ایسے راستے
سے خوف آتا ہی اگر خدانخواستہ کہین دھوکا کھا گئے تو مشکل پڑ جائیگی مین بھی ساتھ چلونگا فرمایا کہ
تمھین لیجانے مین مجھے خوف معلوم ہوتا ہی کہ مین تو بسبب برکت اشیاء الٰہی کے بچ جاؤنگا تمھاری حفاظت
کیونکر ہوگی خضران نے کہا وہی خدا میرا بھی محافظ ہی صاحبقران مجبور ہوکے فرمایا بہتر اور پتھر کو بزور
صاحبقرانی ہٹایا دیکھا ایک زینہ بنا ہوا ہی غلمان پری نے کہا خدا حافظ ہی ہمین نہ بھول جائیگا
فرمایا کہ تم بھی اب اپنے مکان کو جاؤ جسوقت ہم نہ طاق کو فتح کر لینگے تو قصد خانہ کعبہ کا کرینگے
اُسیوقت تم بھی آکر ہمسے مل لینا اسنے عرض کی کہ بہت خوب صاحبقران تو اسطرف خندق مین اُتر گئے
اور غلمان پری نے تعویذ کھولکر منہ کی بھاپ دی دیکھا کہ ہوا سے تند چلی اور بہت سے دیو آکر
موجود ہوئے غلمان پری نے کہا کہ حرامزادو تمھین کیسا کیسا بلایا جب وہ ظالم جسکی قید مین
ہم تھے کہین جاتا تو تم نہ آتے تھے جب وہ مارا گیا تو اب تم بھی آئے ہو اُنھون نے عرض کی کہ
ملکہ ہم کیا کرین اکثر آئے لیکن راستہ نہ پایا سر ٹکرا کر پلٹ گئے ارغوان پری نے کہا کہ
ملکہ اُسوقت تک یہ زمین طلسم بند تھی راستہ دیو فرناس کے مرنے سے کھلا ہی یہ دیو سچ کہتے ہین
غلمان پری خاموش ہو رہی لیکن اُسکو یہ خیال آیا کہ ایک مرتبہ صاحبقران کے شرف
دیدار سے اور مستفید ہولون تو بہتر ہی اور اپنے دیوون کو پہنچوا دون کہ اگر کبھی ضرورت دریافت
کرانا ہو تو دشواری نہ پیش آئے یہ سوچکر یہ اُسی مقام پر منتظر کھڑی رہی وہان صاحبقران باقبال
بمع خضران نیچے زینے کے اُترے پھر ایک میدان دیکھا اور وسط میدان مین ایک باغ دلکشا
نظر آیا صاحبقران باغ کی جانب متوجہ ہوئے جاتے جاتے اندر باغ کے داخل ہوکے دیکھا کہ باغ
نہایت آراستہ ہی مگر انسان کا نام و نشان بھی نہین ہی وسط باغ مین ایک بارہ دری سنگ مرمر کی
بنی ہوئی تھی اور سامان آرایش موجود تھے صاحبقران اندر بارہ دری کے آئے دیکھا کہ ایک
چبوترہ سنگ موسے کی ہی اُسپر ایک صندوقچہ رکھا ہوا ہی کلید اُسکی اُسی صندوقچہ پر رکھی ہوئی ہی
لیکن کسیکا پتا نہین ادھر خضران نے ہانڈی اُتاری کپڑول سے لیا اور کہا کہ بھیا حمزہ یہ چیزین سب یہان
خراب ہو رہی ہین میرے پاس حفاظت سے رہینگی جب تمھین ضرورت ہوگی تو تمھارے ہی کام آئینگی
مین تو آدمی کا چراغ بھی نہین جلا سکتا میرے کس مصرف کی ہین صاحبقران نے فرمایا کہ ابھی نہین معلوم کسکا باغ
ہی اگر صاحب باغ آکر دیکھیگا یا طلب کریگا تو کیا جواب دینگے خضران نے کہا کہ جب کوئی مانگیگا تو اسیوقت مین دیدونگا کیا

ہین چوبے یا بے ایمان ہون صاحبقران خاموش ہو رہے خضران نے جسقدر شیشہ آلات تھا سب اُتار کر نذر زنبیل کیا اور جو کچھ فرش فروش تھا مہر فرش وغیرہ تھے سب اپنے قبضہ مین کیے صاحبقران نے کنجی سے اُس صندوقچہ کو کھولا دیکھا کہ ایک تختی مربع اندر اُسکے رکھی ہوئی ہے مانند الماس سنہرے کے چمکتی ہی ہے صاحبقران نے اُس تختی کو اُٹھا لیا دوسرا بھی اُسی تختی مین جڑا ہوا تھا خضران نے کہا کہ یہ لوح معلوم ہوتی ہے صاحبقران نے اُسے اُلٹ پلٹ کر دیکھا لکھا تھا کہ لوح طلسم نہ طاق ہے وہ دیکھکر صاحبقران بہت خوش ہوئے اُسے گلے مین ڈال لیا پرچہ کو نکالکر دیکھا پرچہ سادہ تھا کوئی خبر نہ دی معلوم ہوا کہ پرچہ لوح کی رہبری کے واسطے تھا اور اب لوح رہبر ہے صاحبقران نے پرچہ کو وہین چاک کر کے پھینک دیا اور خضران کو ساتھ لیکر اُسی زینے کے ذریعے سے اوپر اُسکے دیکھا کہ سب پریان موجود ہین مگر کچھ دیو بھی تخت لیے ہوئے بیٹھے ہین صاحبقران نے غلمان پری سے کہا کہ کیون تم کیون نہ گئین غلمان پری نے عرض کی کہ کئی سبب تھے ایک تو آپکی مفارقت گوارا نہین ہے دوسرے میرے ملازمین سے کوئی آپکا پہچاننے والا بھی نہین تھا مجھے خیر و عافیت دریافت کرنے مین وقت ہوتی اب یہ لوگ مین نے میرے حضور کو پہچان لیا ہے اب آپ جہان ہونگے یہ آکر خبر دریافت کر جایا کرینگے یہ کہکر اسقدر روئی کہ صاحبقران کا بھی دل بس گیا فرمایا کہ اے خواہر مجھے حالت غلمان پری کی دیکھی نہین جاتی اس چاند کو اس ابر غلاف سے کیونکر نکالون یہ میلے کپڑے پہن کر اپنے ملک مین جائیگی تو لوگ کیا کہینگے خضران نے کہا کہ یہ تغیر کیا کیا جاے یہان بھی اگر کوئی توشہ خانہ پوشیدہ اُسنے تیار رکھا ہو تو کنجی عنایت کیجیے مین اچھے لباس نکالکر تغییر کر دون یا یہ کیجیے کہ ساحرین مین دو نگار چلے اور پوشاکین انکی اُتروا کر اپنے ہاتھ سے دھو کے اور رنگ کے پہنا دیجیے تو عشق مین انسان سب کچھ کرتا ہے یہ کوئی شرمانے کی بات نہین ہے صاحبقران نے فرمایا کہ دیکھو تمہاری معشوقہ بھی میلے کپڑے پہنے ہے لوگ کیا کہینگے جواب دیا کہ جب مالک کی معشوقہ ایسے حال سے ہے تو نوکر کو کیا پروا ہے اور سچ پوچھیے تو بندہ کے نزدیک انکی یہی پوشاکین اچھی ہین جس لباس کی عادت ہو جاتی ہے وہی اچھا معلوم ہونے لگتا ہے بلکہ اب اُجلی پوشاک اپنے بدن پر بے معلوم ہو گی لالہ و گل شاہد ہے

رنگ لایا ہے دوپٹہ ترا میلا ہو کر		اُتری کا ہے گمان شک ہے ملاگیری کا	

بندہ کو اسکی ضرورت نہین ہے کہ دمڑی کا صابن بھی خرچ کرے اور بے میان خوش ہین اور سفر مین سمجھ بوجھ کر پیسا خرچ کرنا چاہیے یہ اپنے گھر جائینگی کپڑے بدل لینگی انھین کیا تھا جی ہان روپیہ دلوائیے تو ہم اچھی پوشاکین لا دین صاحبقران نے فرمایا کہ یہان روپیہ کہان سے آئیگا کہا پوشاکین پھر کہان سے آئینگی فرمایا پوشاکین تو تو زنبیل سے نکال لیگا کہا روپیہ آپ جیب سے نکال لیجیے بدیع الملک نے کہا کہ میری جیب مین تو روپیہ نہین ہے خضران نے کہا رئیسون کی زبان مین روپیہ ہے ارے بھئی یہ تو ہم ایسے قلاچون کو کوئی قرض بھی نہین دیتا ہے کہ دینگے تو لینگے کس جا کر اد سے صاحبقران نے فرمایا کہ ہان اقرار مین کرتا ہون کہ روپیہ دونگا اگر تمھین اعتبار ہو تو انتظام کر دو خضران نے زنبیل سے قلم دوات کاغذ نکالکر سامنے صاحبقران کے رکھدیا اور کہا فہرست بنا دیجیے کہ کس قیمت کی پوشاک کس پری کے لیے نکالی جاے اور اُسکے نیچے اپنے ذمہ واجب الادا لکھکر مہر سپرد کیجیے صاحبقران نے

کہ کبھی گھر گھوڑا نجانا میں ہوں مال تو دکھاؤ جب تو قیمت تجویز کی جاوے خفقران نے ایک جوڑا
زنانہ نہایت عمدہ جو کسی شاہزادی کا تھا لوٹ میں انکو ملگیا تھا زنبیل سے نکالکر پیش کیا صاحبقرا
نے اُسے پسند کرکے غلمان پری کے لیے تجویز کیا خفقران نے قیمت اُسکی پانچہزار روپیہ بتاسکے دراصل
کوئی سات آٹھ سو روپیہ تیاری کا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ اُسقدر لکھا جو بیشی نہ کیجیے خفقران نے
کہا کہ اسی کے ساتھ کا ایک جوڑا آپ لا دیجے بندہ بیس ہزار روپیہ کا خریدار ہے میں ایک نوکر ہو کر
اتنا دل رکھتا ہوں آپ صاحبقران ہو کر پانچہزار روپے کو بہت سمجھتے ہیں اور وہ بھی قرض
ارے میاں ایک تو ایسے مقام پر دیسے کی چیز سو روپے کو بھی سستی سمجھی جاتی ہے دوسرے
یہ کہ قرض صاحبقران نے فرمایا تو جانتا ہے کہ یہ یہاں کہاں سے روپیہ لائینگے کہا اچھا پھر نہ لیجیے یہ کہکر
جوڑا اٹھا کر داخل زنبیل کر لیا اور کہا کہ ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ انکو یوں ہی جانے دو یہ کوئی
محتاج ہیں گھر جا کر بدل ڈالینگی صاحبقران نے دیکھا کہ یہ ظالم لوٹ پر کمر باندھے ہوئے ہے جانتا
ہے کہ یہاں جوڑا کہاں سے ممکن ہوگا جو دام سے وہ دو کہا اچھا بھئی لاؤ میں یہی قیمت لکھے لیتا ہوں
جب صاحبقران نے یہ قیمت لکھ لی تو خفقران نے جوڑا زنبیل سے نکالکر رکھا اور کہا دوسرا
اس سے بھی عمدہ ہے چاہیے وہ لیجیے یہ کہکر اور ایک جوڑا نہایت نفیس مرصع کار دراصل چار
پانچہزار روپیہ کی تیاری کا نکالکر اُسکی قیمت پچیس ہزار کہی صاحبقران نے سکوت کیا اور
جوڑے کو دیکھنے لگے کہا ہاں بھئی آپ کیا کرو گے بہت مہنگا ہے آپ وہی جوڑا لے لو اسمیں آپکا
زیادہ نقصان ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تو اس جوڑے کو نہ دکھاتا تو خیر غنیمت تھا اس
مقام پر وہی جوڑا نایاب چیز تھی اب تو اس جوڑے کے ہوتے اُسکے لینے کی ضرورت نہیں ہے کہا
بجا ہے یہ بھی ہوتا ہے کہ چیز لیکر پھیر دی جاوے یا تو دونوں جوڑے لیجیے اور یا اُسے بھی رہنے
دیجیے اب یہ دونوں ساتھ بکینگے یہ کہکر پھر سمیٹنے لگے صاحبقران نے فرمایا کہ بے ضرورت
چیز کیا کرینگے کہا ملکہ غلمان پری کے ساتھ اُنکی ہمراہیان اور بھی تو ہیں وہ کیا اسی حال سے
جائینگی یہ بھاری جوڑا ملکہ پہنینگی اور دوسرا جوڑا جو اس سے ہلکا ہے یہ انکی مصاحبوں کے لائق
ہے صاحبقران خاموش ہو رہے آپ نے ارغوان پری سے اشارہ کیا کہ یہ تو آگے آتا ہے
اُسنے کہا پہلے ملکہ تو لے لیں جیسے ہی صاحبقران نے وہ جوڑے غلمان پری کی طرف بڑھائے
اور غلمان پری نے سلام کرکے بھاری جوڑا اٹھایا آپ نے بڑھکر دوسرا جوڑا ارغوان پری کی طرف
بڑھا دیا کہ صاحبقران نے تمکو دیا ہے جلدی اٹھو سلام کرو اسنے جلدی سے سلام کیا غلمان پری مسکرا
گئی اور صاحبقران نے فرمایا کہ اسکی قیمت میں نہ دونگا یہ اسی لیے تو نے رنگ پھیلایا تھا تو کیا محتاج ہے اپنی
معشوقہ کو اپنی گرہ سے پہنا ارغوان پری یا تو جوڑا اٹھانے کو بڑھی تھی یا جھجک کر پیچھے ہٹی اور شرمندہ
ہو کر دینے لگی صاحبقران سے کہا حضور ہی مجھکو دینگے تو لونگی ورنہ میں خود اسکی قیمت دیدوں
اسیکا مال راس نہ آئیگا نہیں معلوم یہ مجھے پہننا بھی نصیب ہو یا نہو صاحبقران نے فرمایا
کہ اچھا تم لے لو مگر پہنکر نہ جانا بلکہ قاف میں جاکر پہننا یہاں سے اسیکا دیا ہوا لباس پہنکر جانا ورنہ
اسی طرح جانا ذرا یہ اپنی خباثت میں ذلت بھی تو اٹھاوے اسپر یہ تعجب ہو رہی خفقران نے

کہا کہ ہم چھینٹکے کے پیادے کی جورو ہو تمھین اچھے میلے کی شرم ہے بیکار ہے دیکھو مین کیسا کھٹا پڑا نا پہنے
رہتا ہون تمھین بھی یہی چاہیے اگر ایسی پوشاکین پہنوگی تو لوگ بد چلن کہینگے یہ انھین شاہزادیون کے
واسطے زیبا ہے چاہیے لاکھ روپے کی پوشاک پہنین لیکن صاحبقران کا فرمانا بہت درست ہے پہنا
پہنکر جاؤگی تو فورا گرد راہ سے پوشاک میلی ہو جائیگی وہان جاکر نہا دھو کے اسے پہن لینا اور
عزیزون کو اپنے دکھانا کہ صاحبقران کا عطیہ ہے اور پھر جھاڑ پونچھکر باندھ رکھنا عید بقرعید کو نکالکر
پہن لیا کرنا ایسی چیزین روزمرہ نہین پہنی جاتی ہین صاحبقران نے فرمایا کہ تو نے حد کردی غرضکہ
سب پریون کو حسب لیاقت پوشاکین تقسیم کر دی گئین سب کی دس لیا گئی اور بیش بہا گئی قیمت
خضران نے لی اور صاحبقران کے نام جوڑ دی اور فہرست دستخط کرا کے داخل زنبیل کی پریون
نے لباس بدلے ارغوان پری اسی لباس سے نہایت رنجیدہ چلنے لگی صاحبقران نے مجبور
ہوکر اسے بھی اجازت دی اسنے بھی سلام کرکے لباس بدلا اور تخت پریون کے قاف شمشم کی
جانب روانہ ہوئے یہان صاحبقران نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ فلان اسم پڑھو دریا نظر آئیگا اور ایک
کشتی پیدا ہوگی تم اس کشتی پر بیٹھکر روانہ ہو جانا لیکن تنہا جانا کشتی تمکو حباب جادو تک
پہونچادیگی صاحبقران نے خضران کو اسی مقام پر چھوڑ آپ جانے پر آمادہ ہوئے اسم ورد زبان کیا یہ برکت
اسم دیکھا کہ سامنے دریا موجین مار رہا ہے اور وہی کشتی بہتی چلی آتی ہے جسپر سوار ہوکر یہانتک پہونچے
تھے صاحبقران کنارے پر آئے کشتی اسی طرح پاس سے ہوکر نکلی بدیع الملک جست کرکے
کشتی پر پہنچے اور خضران سے کہا کہ بھئی خدا حافظ خضران حسرت سے اپنے مالک کو دیکھتا رہا
کشتی چشم زدن مین نظرون سے غائب ہوگئی کوسون نکل گئی اب دیکھا تو شور دریا کا زیادہ ہوتا جاتا ہے
موجون کی یہ حالت ہے کہ کشتی پر سائبان بنی ہوئی ہین چادرین پانی کی ادھر سے اوڑ کر ادھر
گرتی ہین اور ادھر سے اڑکر ادھر آتی ہین حباب آنکھین نکال نکال کر گھور رہے ہین چونکہ
تلاطم ساعیان ہے لیکن کشتی مانند کشتی مراد کے اس طوفان کو جھیلتی چلی جاتی ہے جاتے جاتے
سامنے سے ایک گنبد حبابی نمودار ہوا کہ گرد اسکے فوج حبابون کی سر اٹھائے ہوئے دیکھ رہی
تھی جیسے ہی کشتی قریب اس گنبد کے پہونچکر رکی گنبد مین سے بارش باران تیر ہونے لگی ہزارہا
تیر بدیع الملک کی طرف چلے انھون نے عکس لوح کا ڈالا دیکھا کہ وہ سب تیر چنگاریان بنکر پانی مین
گرے اور بجھ گئے دریا کے شور مین صدائے گیرودار پیدا ہوئی اور خیال کرنے سے یہ صدا محسوس ہوتی تھی کہ ارے
ہوشیار ہو جاؤ فتاح طلسم آپہونچا ادھر فوج حباب نے آکر کشتی کو گھیر لیا اور گھیرا اسنے کے ارادے سے
ہر حباب کشتی کی طرف چلا کہ کسیطرح کشتی کو ڈبو دین اور پیچھے سے اپنے دھلکے توڑین ادھر گنبد سے دوسری بار
تیرونکی چلی پھر بدیع الملک نے لوح جھکائی جسقدر تیر تھے وہ حبابون کے پھوٹنے کا باعث ہوئے کہ تمام حباب پھوٹ
پھوٹ کر غائب ہو گئے راستہ گنبد کا بالکل صاف ہو گیا بدیع الملک کشتی کو بڑھا کر قریب گنبد آئے اور
اسطرح لوح کو جھکایا کہ اسکا پورا عکس اس گنبد حبابی پر پڑا حیات اسکی حباب آسا ختم ہوئی تڑاقے کی
صدا پیدا ہوئی اور گنبد شق ہوکر پانی مین گرا ایک دھوان سا پیدا ہوا کہ آنکھون پر پردہ پڑگیا
اب جو وہ سیاہی برطرف ہوئی تو دیکھا کہ دریا ہے نہ کشتی ہے سامنے ایک قلعہ معلوم ہوتا ہے

بدیع الملک قلعہ کی طرف چلے یکایک قلعہ مین شور پیدا ہوا کہ فاتح طلسم آگیا حباب جادو
مالک قلعہ نے کہا کہ اب زندگی ہماری حباب ہے ایسا ہے ہمنے اپنے امکان بھر دربند کو ہر طرح مستحکم
کیا تھا مگر ہم اسے کیا کرین کہ لوح اُسکے ہاتھ آگئی ہر چند کہ سوا مارے جانے کے اور کچھ فائدہ
نہین ہے مگر لڑینگے اور جان دینگے اسلیے کہ بادشاہ کا نمک کھایا ہے آج حق نمک سے ادا ہو جانا چاہیے
یہ کہکر اسنے پھاٹک قلعہ کا کھلوا دیا اور لشکر ساحران کو ساتھ لیکر بدیع الملک کی طرف چلا
اور کہا کہ مار لو اس سرکش کو جانے نہ پائے یہ سنتے ہی چہار طرف سے ساحرون نے ہجوم کیا
اور گولے ترنج نارنج کے پڑنے لگے بدیع الملک نے بھی تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع
کیا لوح کو چمکاتے جاتے تھے کہ جسقدر حربہ ہاے سحر انکی طرف آتے تھے وہ بیکار ہو جاتے
تھے ہر چہار جانب سے بوچھار ہو رہی تھی مگر بدیع الملک برابر وار انکے رد کرتے ہوے
اور قتل کرتے چلے جاتے تھے ساحرون کے مرنے سے صداے گیر و دار بلند تھی آندھی چل رہی تھی
خاک اڑ رہی تھی آتشباری و برق باری ہو رہی تھی ایک قیامت کا نمونہ پیش نظر تھا اسی عالم مین
نظر انکی لوح پر پڑی دیکھا کہ بخط نورانی لکھا ہے اے فتاح طلسم اگر ان ساحرون کو عمر بھر قتل کریگا
تو فائدہ نہو گا انبوہ انکا بڑھتا ہی جائیگا بہتر یہ ہے کہ حباب جادو کو قتل کر کہ کام ان سبکا تمام ہو جاے
اور جنگ کا جلد خاتمہ ہو غور سے دیکھ یہ جو ایک ساحر پستہ قامت سفید رنگ جھولی زربفت کی لٹکا
لٹکا رہا ہے یہی حباب جادو ہے غور سے دیکھ کہ ایک سیاہ مسہ اسکے رخسار پر ہے اسی مسے مین جان
اسکی ہے اور سارے علم سحر کا ذخیرہ ہے فلان اسم پڑھکر پیکان تیر پر دم کرو اور اس طرح مارو
کہ اسی مسے مین در آئے اور اگر تیر نشانہ سے علیحدہ گیا تو یہ سمجھ لو کہ پھر تم نشانہ تیر قضا ہوگئے تمھارا
تیر پلٹ کر تمھین کو صید کریگا اگرچہ لوح تمھارے پاس ہے لیکن کچھ کام نہ آئیگی کہ یہ کمال ہے سحر
حباب جادو کا بدیع الملک نے جلدی سے اسم کو پڑھکر پیکان تیر پر دم کیا اور مسے کو تاک کے
جو تیر مارا تو پیکان بیچ مسے مین در آیا یہ معلوم ہوا کہ بارود مین چنگاری گری ایک شعلہ مسے سے نکلا
نکلا اور اسی پر گرا جلکر خاک ہوا یہ رنگ دیکھکر کہ افسر مارا گیا فوج حباب جادو کی بھاگ کھڑی ہوئی
جو ساحر کہ مرے تھے لاشین انکی پڑی ہوئی تھین شور گیر و دار بلند تھا آتشباری و سنگباری ہو رہی تھی
ہر شور کر رہے تھے کہ کشتی مرا نام ہمن فلان بود فلان بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم
آخر مین حباب جادو کے مرنے کی صدا پیدا ہوئی اب جو وہ تاریکی بر طرف ہوئی اور روشنی سی
پیدا ہوئی تو دیکھا کہ نہ قلعہ ہے نہ فوج ہے چند ساحرون کی لاشین پڑی ہوئی ہین اور ایک مکان
بنا ہوا ہے جو حباب جادو کے رہنے کا تھا اس مکانمین سو سوا سو آدمی کے رہنے کی گنجایش تھی
بدیع الملک کبھی پیدل چلنے کے اور پیدل لڑنے کے عادی تو تھے نہین تھک گئے اور اس خیال سے
کہ مظفران آلیں تو آگے چلین ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھکر دامن کی ہوا دینے لگے جسوقت
وہ ہنگامہ فرو ہوا تو دیکھا کہ پشت مکان کی جانب سے ایک شخص بڑا سا عمامہ سر پر رکھے ہوے
اور ایک جبہ بکر پہنے ہوے بڑی ڈاڑھی اسکی شکم تک یہ معلوم ہوتا تھا کہ خضاب کا رنگ اکھڑ جاتا ہے گویا
رنگی ہوئی جوانی فریب دینے کے واسطے اسنے بنا رکھی ہے داڑھی جلدی جلدی چلا آتا ہے جیسے ہی نزدیک آیا اسکو

بدیع الملک پر پڑی دوڑ کر دونون پاؤن پکڑ لیے اور آنکھون سے لگا کر سامنے ہاتھ باندھ کر
کھڑا ہوا بدیع الملک نے پاین پاین کرکے پاؤن آگے کھینچ لیے اور فرمایا کہ تم مرد بزرگ ہو کر
مجھے کیون کانٹون مین گھسیٹتے ہو تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو اسنے عرض کی غلام ہون حضور کا
مجھکو میری ملکہ نے بھیجا ہی نام انکا محبوب دل افروز ہی ایک مدت سے حضور کی تصویر دیکھکر
عاشق ہو گئی ہین لیکن نکلنے نہ پاتی تھین کہ اپنے کو آپ تک پہونچاتین راستہ سحر حباب جادو سے
مسدود تھا الحمد للہ کہ حضور نے اسکو مارکر راستہ صاف کر دیا مین ملکہ کا کوکا ہون مین نے اسکو بڑے
ناز و نعمت سے پرورش کیا ہی ملکہ میری گودیون کی کھلائی ہوئی ہی اسوقت تک اسنے جو
کہا مین نے وہی کیا مگر دل اسکا نہین میلا ہونے دیا جس چیز پر مچلین اور ضد کی وہی لا کر دی
اب چشم بد دور جوان ہوئین مثل مشہور ہی کہ جوانی دیوانی جب سے تصویر آپ کی دیکھی ہی دھن
ہو رہا ہی کہ اس صاحب تصویر کو مجھسے ملا دو خواہ اسسے بلا لاؤ یا مین اسکی خدمت مین چلون حضور
یہ جوش جوانی مین دل کی لگی بری ہوتی ہی ہزارون نے جانین دیدی ہین سیکڑون نے زہر کھا کر
خودکشی کر لی ہی مجھے اپنی نازپرورده کی طرف سے بھی کھٹکا ہی ایسا نہو وہ بھی عاجز آکر جان پر
کھیل جائے تو مین بھی جیتے جی مر جاؤنگا برائے خدا رحم فرمائیے یہ مین نہین کہ سکتا کہ حضور
تشریف لیچلین لیکن ہان اتنی اجازت دیجیے کہ مین ملکہ کو یہین لے آؤن بدیع الملک نے
فرمایا کہ مین خود چلونگا یہان ملکہ کے لانے کا کونسا موقع ہی نہ تو یہان مکان ہی نہ کوئی جائے عمدہ
ہی مجھے ذرا اپنے بھائی کا انتظار ہی وہ بھی آ لے تو چلو اسنے پوچھا کہ انکا اسم مبارک
کیا ہی فرمایا کہ خضران بن عمرو ثانی یہ سنکر اسنے عرض کی کہ بہت مناسب ہی حضور گرمی سے
پریشان ہو رہے ہین یہ کہکر ایک پنکھیا اسنے پھولون کی نکالی اور جھلنے لگا کیسی پنکھیا خوشنما
اور نازک بنی ہوئی تھی کہ سبحان اللہ اور تمام پنکھیا مین عطر خس کا ملا ہوا تھا جو صاحبقران کو گرمی
نہایت فرحت ہوئی ایک آدھ کلی ہوا سے چٹکی اسنے کہا لیجیے حضور پھول سے کھلے غنچۂ آرزو شگفتہ
ہوا چاہتا ہی صاحبقران اسکی جگت بازی پر مسکرا رہے ہین اور ہوا سے پنکھیا کی حالت ہی کہ آنکھین بند
ہوئی جاتی ہین تین چار جھپکے اسنے لیے ہونگے کہ صاحبقران بیہوش ہو گئے بس اسنے نعرہ کیا کہ
باسق او طلسم کشا منم ثروت حرامی تونے بڑا غضب کیا تھا کہ لوح طلسم حاصل کر لی تھی حباب جادو
کو مارکر اسکا خاتمہ کر دیا راستہ طلسم نہ طاق کے دربند اول کا پیدا کر لیا تھا یہ کہکر اسنے چادر عیاری کمر
سے کھولی اور باندھکر صاحبقران کی لشتاره کمر پر لگایا اور جادہ جا چل نکلا آتے آتے قریب ایک قریہ
کے پہونچا ایک مقام پر لشتاره رکھدیا اور کھولکر چادر لباس و اسلحہ و تبرکات وغیرہ اتار لیے اور لوح اپنے
گلے مین لی اور ایک غرقی بدیع الملک کو باندھکر پھر چادر مین باندھا اور چادر کو رسی مین باندھکر
کھینچتا ہوا چلا اور ایک مکان مین داخل ہوا وہان ایک عورت چوکی پر بیٹھی تھی بال اسکے سر کے کھلے ہوئے
تھے ثروت حرامی نے لشتاره لیجا کر سامنے اسکے رکھدیا اور لوح پیش کی کہ یہ لوح حاضر ہی یہ دیکھکر وہ عورت نہایت
خوش ہوئی یہ عورت بھی ساحرہ ہی نام اسکا محبوب دلفروز جادو ہی تھوڑا زمانہ گذرا ہی کہ اسکے ساتھ حباب جادو
نے شادی کی تھی اور اسے لاکر اسی قصبہ مین رکھا تھا یہان اسکا ثروت حرامی کو مقرر کیا تھا جب زمانہ بربادی

طلسم کا قریب آیا اور حباب جادو کو اپنے علم ساحری سے دریافت ہوا کہ اب دن زندگی کے ختم ہونے والے
ہیں تو اسنے گل حیات اپنا تیار کرکے محبوب دلفروز جادو کو دیا تھا اور کہا تھا کہ جسوقت یہ
پھول مرجھا جاوے تو تم یقین کر لینا کہ حباب جادو مارا گیا اور سب علامتیں آمد بدیع الملک کی
بیان کر دی تھیں چنانچہ جسوقت حباب جادو ہاتھ سے شاہزادہ بدیع الملک کے
مارا گیا تھا تو وہ پھول مرجھا کر گر پڑا تھا محبوب دلفروز کو معلوم ہو گیا تھا کہ حباب جادو مارا گیا
اسکے بہت حالت اپنی خراب کی تھی اور ثروت حرامی سے کہا تھا کہ تو حباب جادو کے
قاتل کو گرفتار کرکے میری خدمت میں حاضر کریگا تو میں تیرے ساتھ نکاح کر لونگی ثروت حرامی
اس لالچ میں گیا اور جاکر بمکر شاہزادہ بدیع الملک کو گرفتار کر لایا اور سامنے محبوب دلفروز
کے پیش کرکے کہا کہ یہ مجرم موجود ہے اور اب وعدہ وفائی ہونا چاہیے محبوب دلفروز بہت خوش
ہوئی کہا کہ اسے اسیر غل و زنجیر کرکے ہوشیار کر ثروت حرامی نے زنجیریں بھاری بھاری لاکر
دونوں پاؤں میں بدیع الملک کے خوب کسکر باندھیں بعد اسکے دونوں ہاتھ اسکے باندھے
اور ایک سرا زنجیر کا گردن پر سے لاکر اس طرح جکڑ دیا کہ پھر بازوں سے ملگیا اور بدیع الملک
دوہرے تہہ کر رہ گئے اب اس ملعون نے فتیلہ رفع بیہوشی سونگھا کر ہوشیار کیا آنکھ جو بدیع الملک
کی کھلی تو عجب حالت خراب میں اپنے کو پایا کہ بالکل برہنہ ہیں ایک غرقی بندھی ہے اور
زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں سامنے ایک عورت تخت پر بیٹھی ہے اور جو شخص راستے میں
ملا تھا وہ چھری تانے ہوئے سر پر کھڑا ہے بدیع الملک نے ثروت حرامی کی طرف
دیکھکر کہا کہ کیوں ای شخص میں نے تیرے ساتھ کیا بدی کی تھی جو تو نے میری یہ حالت بنائی
ثروت حرامی نے کہا او سرکش تو مجھے نہیں جانتا کہ میں کون ہوں میں ملازم ہوں حباب جادو
تو نے حباب جادو کو قتل کیا تجھے رحم نہ آیا ملکہ کو ہماری رانڈ بنایا مجھسے ملکہ نے اقرار کیا تھا کہ اگر
میرے شوہر کے قاتل کو گرفتار کر لائیگا تو میں تیرے ساتھ نکاح کرونگی میں تجھے اور کیونکر گرفتار کرتا
زور و طاقت میں تجھسے مقابلہ نہیں کر سکتا تھا سو ساحری جانتا نہیں تھا علاوہ اسکے تو صاحب لوح
تھا سحر تجھپر اثر بھی نہ کرتا بدیع الملک نے کہا او ملعون تو واقع میں اسم بامسمیٰ ہے پھر جو ارادہ ہو
اسمیں کیوں کمی کرتا ہے ثروت حرامی نے کہا کہ ان باتوں سے کچھ نہ ہوگا میں تمکو بغیر قتل کیے
ہوئے نہ چھوڑونگا یہ کہکر اپنے خنجر نکالکر ملکہ محبوب دلفروز کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ اب اسے قتل
کرکے مجھسے نکاح کرو محبوب دلفروز جادو نے کہا کہ لاؤ خنجر اور اپنے مقام سے اٹھکر بارادۂ قتل
بدیع الملک چلی بدیع الملک اپنی حالت دیکھتے ہیں اور خدا کو دیکھتے ہیں کہ یا رب العالمین
کیا کسی وقت میں کوئی کلمۂ غرور میری زبان سے نکل گیا ہے جسکی یہ سزا مجھے ملی ہے اگر یہی ہے
تو بہتر ہے جو تیری مرضی وہی مناسب ہے گنہ ہوں کی سزا یہیں ہو جاوے تو بہتر ہے تاکہ بعد مرگ کوئی
جھگڑا نہ باقی رہجاوے ادھر محبوب دلفروز خنجر کھینچکر سر پر آئی اور چاہا کہ کام بدیع الملک کا
تمام کرون لیکن ہاتھ اسکا تھرا گیا اور خنجر ہاتھ سے اسکے چھوٹ پڑا جو خواصیں اسکی کھڑی تھیں وہ افسوس کرتی
تھیں کہ ایسا جوان بیگناہ قتل ہوتا ہے کاش ملکہ اسی سے نکاح کر لیں اس موئے حرامی سے نکاح کر

موجود ہین اور اس جوان حسین کو قتل کرتی ہین سچ ہی بڑون کی آنچ کیا بُری ہوتی ہی اگر اسنے
حباب جادو کو نہ مارا ہوتا تو یہ کیون قتل کیا جاتا ہر چند اسنے جرأت کی مگر ممکن ہوا آخر اسنے
خنجر سامنے ثروت حرامی کے پھینکدیا اور کہا کہ تو ہی اس کام کو کریگا مجھسے یہ قتل نہ کیا جائیگا ثروت
حرامی نے کہا کہ نہ مین قتل کرون نہ تم اور کام ہو جاتے ہین اسے دریا مین ڈبوئے دیتا ہون
یہ کہکر پھر انکو بیہوش کیا اور گٹھری باندھکر جانب دریا روانہ ہوا قریب دریا کے پہونچکر اسنے پشتارہ کو
پل پر سے پھینکدیا کہ بدیع الملک ایک مرتبہ غوطہ کھا کے دوبارہ بہا بھی نہ معلوم ہوا یہ خوش و خرم ہو کر
بدیع الملک کو دریا مین ڈبو کر اپنے گھر واپس آیا اور محبوب دلفروز جادو کو مژدہ مرگ صاحبقران
سنایا محبوب دلفروز نے اپنے وعدہ کے موافق اس ملعون سے نکاح کیا اور کہا کہ اب لوح بادشاہ
طلسم کے پاس بھجوا دو اسنے کہا کہ یہ چیز جو گھر کی ہی اسکا بھیجنا مناسب نہین ہی ایسے مین دو چار روز بعد
خود لیکر جاؤنگا تاکہ بادشاہ میری عزت کرے ابھی اپنی تمنائے دلی تو پوری کر لون یہ کہکر اسنے زرہ و خود
و چار آئینہ و بکتر و جلم و گرز و شمشیر و سپر وغیرہ تمام لباس و آلات حرب صاحبقران کے شاہراہ مین رکھوا
اور ایک تختی لکھکر لگا دی کہ مین وہ شخص ہون جسنے اتنے بڑے شخص کو مارا ہی اور ایسے پہلوان کو قابو
مین کیا جسنے ہزارہا پہلوانان نامی و گرامی کو زیر کیا صدہا ساحرون کو مار کر چراغ نام سامری و جمشید
گل کر دیا خداوندیان شادی کھین اس طلسم مین اگر لوح پر قابو کیا اور حباب جادو سے ساحر کو مارا
لیکن میرا پہلوان بکمر ایسا تھا جسنے اس سرہنگ کو زیر کیا اور میری کمند فریب نے مشکین اسکی باندھین
کون مکار ایسا ہوگا جیسا کہ مین ہون اندازہ میرے زیر کردہ کا اسکے اسلحہ سے ہو سکتا ہی اتنے
بڑے پہلوان عالم مین کوئی ہی ایسا کہ اسلحہ اسکا پہنکر چند قدم چل سکے یقین ہی کہ خود سر پر رکھے
تو منکا ڈھل جائے آخر مین اپنا نام لکھدیا لوگ اس قصبہ کے ان اسلحہ کو دیکھتے تھے اور افسوس کرتے
تھے کہ ہائے اس ملعون نے کس شخص کو مارا ہی جو صاحبقران وقت کہلاتا تھا اور بارادہ فنا ہی
نطاق آیا تھا ان لوگون کو تو افسوس کی حالت مین چھوڑا جاتا ہی اور ثروت حرامی کو ساتھ محبوب
دلفروز جادو کے عیش و عشرت مین رکھا جاتا ہی اور

یہان سے چند کلمے داستان خواجہ خضران بن عمرو ثانی کے بیان کیے جاتے ہین

راویان شیرین بیان و حاکیان صداقت لسان اس داستان حیرت عنوان کو اس طرح بیان کرتے
ہین کہ جسوقت سے شاہزادہ بدیع الملک کشتی پر بیٹھکر روانہ ہوئے تھے اسوقت سے یہ کھڑا
دعائین مانگ رہا تھا اور دریا کو دیکھ رہا تھا تھوڑے عرصہ کے بعد دریا دھوان ہوکر نظرون سے
پنہان ہو گیا صاحبقران شکر پروردگار بجا لایا اور ہنستا ہوا اسطرف چلا جدھر کو دریا بہہ رہا تھا اور
کشتی چلی تھی تھوڑی دور اور آیا ہوگا کہ صحرا مین خاک اڑتی ہوئی چیلین منڈلاتی ہوئی دکھائی دین
صدائے گیر و دار گوش گزار ہوئی خضران سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہی ساحرون سے جنگ ہو رہی ہی
جلد جلد قدم بڑھا کے جا کر دیکھا جنگ ہو رہی مگر ایک تو بسبب ساحرون کے دمنے کے طوفان برپا تھا اور
راستہ تاریک ہو رہا تھا دوسرے مقام بھی کسیقدر دور تھا جسسے روشنی ہوئی اور تاریکی ہر طرف

ہو سکے تو خضران اس مقام پر پہونچا جہاں کہ لاشین ساحرون کی پڑی ہوئی تھین خضران ان لاشونکو
دیکھکر بہت خوش ہوا کہ معلوم ہوتا ہے آپکا میرا فتح یاب ہوا لیکن ادھر دیکھتا ہے ادھر دیکھتا ہے تو کہین
بدیع الملک نظر نہین آتا یا اسنے کہین سمجھ سے پکارنا شروع کیا کہ بھائی ہماری جان کی قسم چھپو نہین
کہ میرا دم گھبراتا ہے اپنی آواز سنا دو ان ساحرون کی کمر مین اشرفیان روپے لگے ہوئے ہین مگر یہ
روپیہ اور اشرفیان مجھے داغ سے کم نہین ہین کہ دل بغیر تمھارے پریشان ہے بھی غنیمت تمھارا
حق ہے اور مین تمھارا نوکر ہون اجازت دو تو لون ورنہ مین مال حرام لینا پسند نہین کرتا ہر چند
یہ پکارتا ہے ایک ایک درخت کو دیکھتا ہے کہ کہین تنہ درخت مین چھپے ہین مگر آواز بدیع الملک
کی سنائی نہین دیتی اب خضران اس درخت کے نیچے آکر پہونچا جہان کہ پنکھیا پڑی ہوئی تھی نظر
جو خضران کی اس پنکھیا پر پڑی جسے شروت حرامی جلدی مین چھوڑ گیا تھا خضران اس پنکھیا
کو دیکھکر متوحش ہوا جلدی سے ایک گلاب کا پھول جیب سے نکالکر ہاتھ مین لیا اور پنکھیا
اٹھا کر قریب دماغ کے لایا جیسے ہی ہوا اسکی پنکھیا تک پہونچی دو چار چھینکے آئے اور بیہوشی کی
بو پیدا ہوئی خضران نے جلدی سے پنکھیا ہاتھ سے پھینکدی اور پھول سونگھنے لگا اگر خضران
پہلے سے گل رفع بیہوشی کا انتظام نہ کر لیتا تو یقین ہے کہ خود بھی بیہوش ہو جاتا جب حواس خضران
کے درست ہوئے تو اسنے کہا کہ افسوس معلوم ہوتا ہے کوئی ظالم آگیا اور وہ پکڑ لیگیا ایسی
فکر پیدا ہوئی کہ اسنے مال و اسباب پر بھی کچھ توجہ نہ کی لاشون کو اسیطرح پڑا رہنے دیا اور
تو درا دو رہنے لگا کہ صحرا کو چارطرف دیکھنا شروع کیا کہ یہاں سے کوئی شہر قصبہ قریہ دیہ کچھ قریب
ہے جو لیگیا ہوگا اسکا کوئی مسکن بھی ہوگا دیکھا کہ دور سے کچھ مکانات معلوم ہوتے ہین خضران
اسی جانب روانہ ہوا جاتے جاتے قصبہ مین داخل ہوا اور ہر گلی کوچے کی سیر کرتا ہوا چلا مگر
سوچتا ہے کہ کیونکر پتا لگاؤن کس سے پوچھون اور کیا کہکے پوچھون اسی فکر مین یہ چلا جاتا ہے جن
مکانون کی دیوارین ذرا چھوٹی تھین انھین جھانک جھانک کر دیکھ لیتا ہے بڑے مکانون مین انکو
کمند مارکر اترتا ہے وہان کے لوگون سے ملکر دریافت کرتا ہے مگر پتا نہین پاتا دو روز اسکو اسی طرح
گذر گئے تیسرے دن یہ اس مقام پر پہونچا جہان کہ اسلحہ بدیع الملک کا رکھا ہوا تھا اور تختی
لگی ہوئی تھی خضران نے قریب پہونچکر اسلحہ کو دیکھا تو اسے شک ہوا کہ یہ اسلحہ سوا بدیع الملک
کے دوسرے کا نہین ہو سکتا جس وقت تختی پر نظر پڑی اور عبارت اسکی پڑھی تو اسے یقین ہو گیا اب
خضران نے کسی گوشہ مین جاکر ہیئت اپنی تبدیل کی اور صورت ایک ولایتی کی بناکر اہل قصبہ سے
مکان شروت حرامی کا پوچھنا شروع کیا لوگون نے کہا آپ کہان سے آئے ہین اور نام آپکا کیا ہے
جواب دیا کہ بھئی حرامی کا دوست حرامی حلال کا دوست حلالی وہ شخص ابرالزنا کا رہنے والا ہے نام میرا
ملاشور حرامی ہے مین نے سنا ہے کہ شروت حرامی نے بڑے بڑے کام کیے ہین مجھے اس سے [illegible]
شوق پیدا ہوا اور پتا پوچھتا ہوا یہانتک آیا ان لوگون نے کہا کہ شروت حرامی وہ سامنے [illegible] کی
رہتا ہے اسنے جناب جادو کی بی بی سے نکاح کیا ہے شرطا اسکی پوری کر دی پوچھا شرط کیا [illegible]
ایک مرد [illegible] بیان کیا کہ جب طلسم کشا لوح حاصل کرکے [illegible] صاحب پر پہونچا اور اسنے چاہا [illegible]

تو اسکی بی بی کو کمال صدمہ ہوا اُسنے شرط انکی بیان کی کہ جو شخص قاتل کو میرے شوہر کے مارے وہ میرا شوہر ہو
بن سکتا ہی بہروت حرامی نمک حرام ملازم تھا حباب جادو کا اور اس عورت کا نگران حال رہتا تھا اسنے جاکر
قریب پایا اور طلسم کشا کو اسیر کرکے محبوب دلفروز کے سپرد کیا اُسنے بہروت حرامی سے کے ساتھ عقد کرلیا
خضران نے دل مین شکر کیا کہ کچھ پتا تو چلا اب یہ مکان پر بہروت حرامی کے آئے اور کنجی کھٹکھٹائی اندر
سے آواز آئی کہ کون جواب دیا مین ہون بلاشور حرامی بہروت حرامی کی ملاقات کو آیا ہون
یہ سنکر وہ عورت بہت گھبرائی کہ ایک حرامی سے تو قصبہ بھر عاجز تھا یہ دوسرا حرامی اور آگیا اب
خدا لیون کا کاہے کو ٹھکانا لگیگا دوڑی ہوئی پاس بہروت حرامی کے آئی اور بیان کیا کہ میان
کوئی آپ کے پاس آیا ہے کہا نام پوچھے اُسنے بیان کیا کہ وہ نام اپنا بلاشور حرامی بتاتے ہین بھلا
آپکے ماں باپ نے پوچھنے کے واسطے یہ نام رکھا یا یہ کون سے حرامی تشریف لائے ہین بہروت
حرامی نے کہا کہ یہ زمانہ حرامیون کا ہے سیدھے لوگ جوتیان کھاتے پھرتے ہین اور ذلیل رہتے
ہین یہ کہکر اُٹھا اور آکر اسنے گرہ کھولا دیکھا کہ ایک مرد دراز قد بارلیش مخضب کھڑا ہے پوچھا کہ آپ
کہاں سے آئے جواب دیا کہ شہر دار الزنا سے تمھارا نام سنکر آیا ہون مین نے سنا ہے کہ تمنے بڑے
بڑے کام کیے ہین بہروت حرامی ہنسا اور بلاشور حرامی کو بلاکر بٹھایا اور کہا کہ تمنے کیا کیا کام
کیے ہین بلاشور حرامی نے کہا بھائی مین نے وہ کام کیے ہین کہ شیطان کو اُسکے عہدے سے معطل کردیا
ہزارہا نیک عورتون کو بد کردیا بد عورتو نکو انکا حامی بنا دیا ہے کہ تمام شہر کی عورتین حرامی ہوگئین اور
حرامی پیدا ہونا شروع ہوگئے اب نام اُس شہر کا دار الزنا ہوگیا اور انتظام وہانکا یہ مقرر ہوا کہ بادشاہ
کو زوال اراکین دولت سب ایک ہی طرح کے ہوگئے اب حکم عام یہ ہے کہ جس طرح مرد پر کئی عورتین
جائز ہوتی ہین اُسی طرح وہان عورتون پر کم سے کم دس مرد واجب کردیے گئے ہین جو خلاف کرتی ہے
وہ گدھے پر چڑھا کر شہر سے نکال دی جاتی ہے اب مجھے فرصت ہوگئی ہے اس مقام کو چھوڑا دوسری
طرف کا رخ کیا اور کہین چلکر یہانتک جماسے یہانتک پہونچا تھا کہ تمھاری تعریف سنی اشتیاق ملاقات
پیدا ہوا اور مین یہانتک آیا اب تم کچھ اپنے حالات بیان کرو بہروت حرامی نے کہا کہ ہم بھی بڑھے
ہوکے نکلے ہین سنے اور سب کام تو ایسے کیے کہ تمھارے کام سے آگے اُنکی کوئی حقیقت ہی نہین
ہے سیکڑون کو لڑوا دیا آپس مین دوستی ہوئی تو دشمنی پیدا کرادی محبت ہوئی تو عداوت کا تخم بودیا
اسکا مال اُسکو دلوادیا اُسکا مال اُسے دلوادیا کہین چوری کرادی کہین ڈاکہ ڈلوادیا خود الگ
رہا اور دوسرون کو آفت مین پھنسا دیا مگر فی الحال ایک کام ایسا کیا ہے جسکی وجہ سے مجھے بہت
بڑی امید ہے بادشاہ طلسم سے یقین ہے کہ وزارت ملجاے تو تعجب نہین ہے وہ یہ کہ بدیع الملک
کو گرفتار کرلایا اور دریا مین کشتی باندھکر ڈبو دیا لوح چھینکر اپنے قبضہ مین کی حباب جادو کی چوری
کے [illegible] قصبہ مجھے نظر آتا ہے اب اور بھی رعب بندھگیا یہ سنکر خضران دل مین کہتا ہے
صدا [illegible] ہی معلوم ہوتا ہے کہا اتنے کام تمنے کیے ہر کام کی نشانی بھی تمھارے پاس ہے یا
[illegible] افسوس کی بات ہے کہ بدیع الملک کو مارا اور کوئی نشانی پاس نہ رکھی بہروت
راستہ [illegible] سے بڑھکر کیا نشانی ہوگی کہ تمام اسلحہ اُسکا اپنے قبضہ مین کیا شاہزادہ مین کھوادیا

تو سچ چھین لی بلاشور حرامی نے کہا کہ ابھی تم سے مجھے معلوم ہوتے ہو کہ اسکو قتل نہ کرسکے دریا مین
ڈلوا دیے میان ان نشانیون کو مین نہین کہتا ہون یہ تو بال ہین جسکو مارا اسکا اسباب اپنے
قبضہ کیا یہ بتاؤ سب کتنے خداپرستون کو قتل کیا اُنکے خون سے کس کس چیز کو آلودہ کیا بہروت حرامی
نے کہا خون کیا کرتا کہا پہچان رہے کہ فلان کا خون ایسا تھا اور فلان کا خون ایسا تھا میان
ہمارے پاس سبکے خون مین تر کی ہوئی دھجیان اسطرح رکھی ہین جیسے کوئی عطر کی پھریریان
رکھتا ہو تو تم بھی دیکھو یہ کہکر جیب مین ہاتھ ڈالا اور خون آلودہ دھجیان نکال نکال کر پھینکنا شروع
کین قریب ڈیڑھ سو دھجیون کے پھینک دین اور کہا کہ مین نے اتنے خداپرستون کو مارا ہی
اب دیکھو کہ کون کیسا تھا اور کون کیسا تھا جسکے جیسے اعمال تھے ابتک خون اسکا ویسا ہی
بہت سے ایسے تھے کہ ہر وقت عبادت کیا کرتے تھے اب بہروت حرامی نے ہر ایک
دھجی کو سونگھنا شروع کیا اور کہتا جاتا ہی کہ اس دھجی مین خوشبو آتی ہی یہ کسی نیک بندے کا
خون ہی ضرور یہ شخص جنتی تھا بلاشور حرامی نے کہا کہ اچھا تو ہم جنتی ہین کہ ایسے جنتی کو مارا غرضکہ
دھجیان سونگھتے سونگھتے آنکھین بہروت حرامی کی سرخ ہو گئین مستی و سرور پیدا ہوا اور کہا کہ اسکے خون نے تو
عجیب اثر دکھایا ہے مین سراسر بھاری ہو گیا یہ سنکر خضران نے کہا او ملعون خبردار ہوشیار ہو جا کہ ہم خضر خان
مین عجوبائی غلام شاہزادہ بدیع الملک کے گزار ارم کرانا دوست مین زندہ و سلامت بیدار و
یہ سنتے ہی بہروت حرامی گھبرایا اور بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ خضران نے دوڑ کر خنجر مارا
اور سر کاٹ لیا اور آنکھین او بیہوش ہوکر دم سے گرا خضران نے لباس اسکا اتار کر آپ پہنا اور سر
برہنہ کرکے زنبیل مین ڈالا اور خود اسکی صورت بنکر تمام اسباب کرکے لشکر مکان
مین داخل ہوا الی بی نے کہا کیون صاحب دوست تمھارے کہان گئے کہا کیا کہون عجب حرامی
تھا کہ پیشاب کے بہانے گیا تھا پھر پلٹکر نہ آیا الی بی نے کہا کیسے دوست تھے کہ فقرے سے
چلے گئے جواب دیا کہ وہ مجھسے بڑھا ہوا تھا وہ اس شہر مین رہتا ہی جہان حرامیون کے سوا حلال کا
نام بھی نہین ہی اور ہم لوگون مین ملنا چاہتا ہی وہ خاموش ہو رہی ایک مرتبہ اِدھر اُدھر
دیکھکر کہنے لگی کہ کیون صاحب اسوقت بہت تھکے ہیے اپنا مال و اسباب چھپایا کہ کسقدر زر و جواہر
تمھارے پاس ہی اگر ہم دیکھتے تو خوش ہوتے اور حفاظت سے رکھتے تم عورت ہو ایسا نہو
کہ اسباب تلف ہو جاے اسنے کہا کہ بہتر فقط تم جاکر کوٹھری مین دیکھ چکے اسوقت کیا تمھاری
عقل خبط ہو گئی ہی وہ سامنے تمھارا صندوقچہ رکھا ہی کہ اسمین سب صندوقون کی کنجیان ہین کہا
ہان سچ کہتی ہو اس حرامی نے کچھ اسطرح کی باتین کین کہ مجھے گھبرا دیا اور پریشان کر دیا تھی
عقل جاتی رہی یہ کہکر اوٹھے اور صندوقچہ کھولکر کنجیان نکالین اور کوٹھری کا قفل کھولکر اندر داخل
ہوئے اور صندوق اور صندوقچہ وغیرہ جو اندر رکھے تھے اُٹھا اُٹھا کر داخل زنبیل کر لیے اور خود
کوٹھری کے باہر آکر قفل لگا دیا اسی اثنا مین شام ہو گئی تھی دسترخوان بچھا کھانا وغیرہ رکھا بہکر صرف کیا
اور پلنگ پر جاکر لیٹے اپنی طرف کروٹ لیکر خراٹے لینا شروع کیے جب وہ کنیز نے دیکھا لینے لگی کہ شاید سو گئی اور سو جا
ایسے بیٹھ ہوئے سے تھوڑا اچھا آخرکار وہ بھی سو گئی اور جو دو ماما اصیلین تھین وہ بھی اپنے اپنے بستر پر جا کر

سوتے ہین خضر ان بظاہر تو سو رہا تھا اور دراصل جاگ رہا تھا اپنی گھات مین تھا جسوقت دیکھا اسنے
کہ اب کوئی جاگتا نہین ہی اسنے تھوڑی سی بیہوشی نکالکر دماغ مین اس عورت کے پھونکدی کہ بیہوش
ہوئی اسکے کپڑے لتے سب اتار کر برہنہ کرکے زنبیل مین ڈال لیے اب خیال آیا کہ شاید یہ سب عورتین بھی
چھریان تانے کھڑی تھین کہ ملکہ انکا ہاتھ پڑے تو ہم بھی چھریان بھونک کر بیٹھا اس اپنے دلکی نکالین
خضر ان نے ان سب کو بیہوش کرکے برہنہ کیا اور کلفت جھو نے مال اسباب سب لے لیا انتہا یہ کہ
شمع اک تک نہ چھوڑی سب چیزین نذر زنبیل کین اور ان عورتون کو اسی طرح برہنہ چھوڑ کر آپ
مکان سے باہر نکلے اس مقام پر آئے جہان کہ اسلحہ بدیع الملک کا رکھا ہوا تھا اور وہ تختی
لٹک رہی تھی سب اسلحہ اٹھا کر داخل زنبیل کیا اور تختی کو نوچ کر پھینک دیا اب جانب دریا
روانہ ہوئے صبح کے قریب کنارہ دریا کے پہونچکر ہاتھ درگاہ الٰہی مین بلند کیے کہ پروردگار تو
خوب جانتا ہی کہ مثل والد ماجد اور دادا صاحب مین بھی پانی سے بہت ڈرتا ہون مگر محبت مین بدیع الملک
کی مجھے کچھ نہین سوجھتا اگر بدیع الملک زندہ ہین تو جس مقام پر آقا میرا ہو مین بھی وہین پہونچ
جاؤن اور کشتی میری ساحل مراد پر پہونچ جاے اور اگر آقا میرا زندہ نہین ہی تو مین اسی دریا مین
غرق ہو جاؤن اسلیے کہ بعد ایسے شخص کے مجھے زندہ رہنا منظور نہین ہی اب ایسا آقا مین کہان سے
پاؤنگا یہ کہکر آنکھون مین آنسو بھر لایا اور ایک کشتی زنبیل سے نکالکر دریا مین ڈالی اور خود اس کشتی
پر بیٹھکر روانہ ہوا کشتی دھارے پر بہتی ہوئی چلی اب یہ تو ادھر بہتے ہوے چلے جاتے ہین دیکھیے کہان نکلتے ہین یہان

دو کلمہ داستان مصیبت نشان صاحبقران ثانی یعنی بدیع الملک نوجوان کے گزارش کیے جاتے ہین

نہ ہو دست حرامی نے انکو کٹھڑی باندھکر دریا مین پھینکدیا تھا لیکن گھبراہٹ مین یہ خیال اسے
نہ رہا کہ لنگر باندھکر غرق کرتا یون کہیے کہ قضا بدیع الملک کی نہ تھی کہ پردے غفلت اسکی
آنکھون پر پڑ گئے جسوقت کٹھڑی غرق ہوئی ہی تو پانیکے جوش وخروش کی وجہ سے بہتہ دور ابھری اور پھر غرق
ہوئی تو اس سے زیادہ دور جا کر ابھری تیسرے غوطہ مین ایسے مقام پر ابھری کہ جہان کم
پانی تھا اور دھار انتہا اور اب یہ کٹھڑی بہتی ہوئی کنارے پر آئی یہان ایک آہنگر اور ایک ماہیگیر
بیٹھے ہوے مشغول شکار ماہی مین مصروف تھے ڈونگین پڑی ہوئی تھین ڈوریان پھیلی ہوئی تھین ان
دونون مین نہایت دوستی تھی آہنگر بیٹھا ہوا کچھ کام بھی کرتا جاتا تھا اور شکار بھی کھیلتا جاتا تھا کہ دیکھا اس آہنگر
نے ایک کٹھڑی بہتی چلی آتی ہی اسنے ماہیگیر کو آواز دی کہ جلدی آنا دیکھو تو نہین معلوم کون شخص تباہ ہوا
جسکا مال و اسباب بہہ گیا ایک کٹھڑی ادھر ہی بہتی چلی آتی ہی آج تو بھی فاقہ کرتے تھے خدا نے دولت بھیج
کر مال نظر آیا خیر کچھ دن تو راحت سے بسر ہوگی یہ سنکر ماہیگیر بھی دوڑا اور دونون پانی مین اترے
اور کٹھڑی کو اٹھانے کا قصد کیا مگر یہ لنگر تھا ان سے کیا اٹھ سکتا بمشکل تمام کھینچتے ہوے کنارے پر
لائے اور زور کرکے کٹھڑی کو خشکی کی طرف ڈھکیلا دونون کے دونون عرق عرق ہو گئے دم لینے لگے دونون
نہایت خوش ہین کہ کٹھری وزنی ہی مال بہت معلوم ہوتا ہی نہایت خوش ہین اب ان دونون نے کٹھڑی کو کھولا
ہے تو کر دیکھا تو ایک آفتاب نکل آیا گویا کہ ابر تھا کہ پھٹ گیا یہ دونون انھین چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوے [illegible]

کہنے لگے کہ نہین معلوم یہ کیا آسیب ہے دور سے دیکھا کیے آخر ان دونون کی نظر اُن زنجیرون پر پڑی
نہین بدیع الملک بندھے ہوئے تھے کہا یہ کوئی مجرم ہے ایسا معلوم ہوتا ہے آسیب نہین ہے پھر دونون
کے دونون قریب آ کے دیکھا کہ اسطرح زنجیرون مین جکڑا ہوا کہ دق ہو کر سوکھ گیا ہے سر پانون سے ملا ہوا ہے
آپس مین کہنے لگے کہ نہ معلوم اسنے کونسا جرم کیا تھا جسکی یہ سزا اسکو دی گئی جوان زبردست معلوم ہوتا ہے
اور صورت حسین بھی معلوم ہوتا ہے نہ معلوم کسی شخص کی جورو بیٹی کو بھگا لایا تھا اسکے عوض مین اسکی یہ
حالت بنائی گئی ہے یا کوئی اور جرم کیا ہے پھر ان لوگون نے رحم کھایا کہ قتل نہین کیا دریا ہی مین ڈبو دیا
ہوتا اتنا تو یہ مر گیا ہوگا خیر اس وقت آخر یہین تو اس غریب کو اس قید شدید سے رہا کر دینا چاہیے
کہ طائر روح اسکا قفس تن مین پھڑک رہا ہوگا آہنگر نے سوہن لیکر زنجیرون کو کاٹا اور پاؤن اُٹھا کر
کھولے بدیع الملک خاک پر گر پڑے ابھی تک بیہوش پڑے ہین ہوش نہین ہے مگر شمار نفس کا
ہے جس سے یہ پایا جاتا ہے کہ ابھی روح نے مفارقت نہین کی ہے آہنگر اور ماہی گیر نے اُٹھانا چاہا انکو
نہوا آخر کار انکو پلٹ دیا جسقدر پانی منھ کے ذریعہ سے انکے پیٹ مین گیا تھا سب نکل گیا مگر خاک
تمام جسم اور منھ مین بھر گئی ماہی گیر نے پانی سے منھ انکا دھلایا اب جو ذرا ہوا لگی تو تھوڑا ان
کو ہوش آیا آنکھ کھولی آہنگر نے کہا کہ ارے بھائی یہ زندہ ہے اگر کوئی مچھلی ہو تو لا کر اسے کھلا دینا
نہین معلوم کب کا بھوکا ہے ماہی گیر نے جو دو چار مچھلیان پکڑی تھین اور وہ ایک مقام پر بندھی
ہوئی تھین انکو لا کر کچھ گھانس پھوس جنگل سے سمیٹ کر آگ روشن کی اور مچھلیون کو آگ مین بھون
بھان کر کچھ نمک لگا کر انکو صاف کرکے کانٹے وغیرہ دور کیے اور بدیع الملک کو کھلایا کہ ذرا
سانس انکی ٹھہری اور ہوا اسیقدر درست ہوئے انہون نے اٹھنے کا قصد کیا مگر ممکن نہوا ایکدفعہ
ایک سرد دل پر درد سے کھینچی اور فلک کی طرف دیکھا کہ اے فلک دوار کیا دور ہے کہ گھڑی بھر مین کیا سے کیا
کیا کہان وہ بادشاہ صاحبقرانی وہ زرہ وہ خود وہ کمر وہ چلتہ وہ گرز سام بن نریمان کہان یہ کہ اسوقت ہم
مین اُٹھنے کی بھی طاقت نہین اگر اسلحہ پاس بھی ہو تو کس کام کا ہے ماہی گیر سے اشارہ کیا کہ مجھے اُٹھا کر
بٹھا دو مجھ مین اُٹھنے کی طاقت نہین ہے بسبب ناطاقتی کے اتنا کلام بمشکل انکی زبان سے نکلا آہنگر اور
ماہی گیر نے بمشکل انکو اُٹھا کر بٹھایا انہون نے شکر خدا ادا کیا اور کہا کہ اے رب بے نیاز اگر مجھسے کوئی گناہ
سرزد ہوا ہو تو اُسے عفو کر مین نے سزا اچھی طرح پائی اور اگر یہ سزا کافی نہو اور جو کچھ میرے حق مین بہتر جان وہ کر
بہتر ہے کہ جو کچھ ہونا ہے ہو جائے عذاب آخرت سے عذاب دنیا ہر طرح بہتر ہے مگر مین نے تو کبھی اپنے زور و طاقت
و جاہ و حشمت پر غرور نہین کیا تو خوب واقف ہے کہ ہمیشہ حتی الامکان ہر شخص سے ملا ہون کافرون کے اہل اسلام کو
ایذا نہین پہونچائی اور رواج دین اسلام مین ساعی رہا ماہی گیر وغیرہ نے پوچھا کہ آپکا نام کیا ہے اور کس ملک کے
آپ رہنے والے ہین یہ سنکر انکی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے کہ اسوقت اپنے حال پر ملال مین کیا بتاؤن کہ کون ہون

ایک غرقی بندھی ہے یاں برہنہ ہون فرمایا ۔ ذی بلبل چمن شکل نودمیدہ ہون + مین ہو ...
بہار مین شاخ بریدہ ہون + مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول ...
ہے راہ وہ کہ مجھے نہ بچکے چلو کہ مین + جو کچھ کہ ہون سو ہون مگر فتنہ رسیدہ ہون
بچھڑا ہوا کاروان سے مسافر ... ان دونون نے کہا کہ ... کسی پر ظلم نہین کرتا ہے اور شخص سے تیری ایسی زیادہ حالت بنائی تو اسکی جورو کو بھگا کر لایا تھا

اسکی خراب کیا تھا کسکی لو سے اڑا رہو پہنچا یا ہوگا جو تیری یہ حالت بنائی گئی فرمایا کہ کبھی جو ہم سمجھو وہی رست
ہوا اب ذرا اور انہین قوت آچلی ہے مگر اس حال خراب سے کہ غرق بندھی ہوئی ہے کہان جاتے نہ کوئی جاننے والا
نہ کوئی پہچاننے والا نہ دوست نہ آشنا نہ یار نہ مددگار سے دل میں کہتے ہین اے بدیع الملک اسوقت کہان
ہے وہ جاہ و حشم کدھر ہین شہنشاہ گردن کلاہ کہان ہین آصف اکبر طلعت کہان ہین وہ بادشاہان جہان کہ پہلوانان
دوران جنھون نے تیرا حلقہ اطاعت کان مین ڈالا تھا کسطرف ہین وہ ملک جنمین تیرے نام کا شہرہ تھا اور ہیبت
تیری ہر ایک کے دل پر چھائی ہوئی تھی افسوس اس زمانہ بیوفا کی ناآشنائی کو کیا سے کیا ہوگیا اسوقت جس
حال خراب سے تم ہو خدا دشمن کو بھی یہ حالت نہ دکھاوے مگر ہزار ہزار شکر ہے اس پروردگار عالم کا جسکے قبضہ
قدرت مین میری جان ہے کہ مجکو ورثہ ملا اپنے بزرگون کا اگر پروردگار عالم نے جاہ و حشمت مال و دولت مرحمت
فرمایا تو مصیبت بھی ویسی ہی دی مین نے سنا ہے کہ جد نامدار یعنی صاحبقران اول پر بھی بڑی بڑی مصیبتین
پڑی تھین حکیم اشراق کی جفائین سنکر دشمن بھی افسوس کرتے ہین کہ صاحبقران با اقبال اور ایک
حلوائی کے داماد بنین اسکی دوکان پر بیٹھکر مٹھائی بیچین لڑکون کو گود مین لیے ہوئے بہلاتے پھرین
بعد انکے دادا صاحب یعنی شاہزادہ انجم گوہر انھون نے بھی کیا کیا مصیبتین اٹھائین انکی حالت اور
نوبت قریب ہی قریب ہے وہ بھی اسی طرح دریا مین بہائے گئے اور ملک ختن مین فقیر بنے ہوئے ایک
تکیہ پر مہینون بیٹھے رہے آخر مین خداوند کریم نے اُس سے زیادہ جاہ و حشم عنایت فرمایا کہ تخت صاحبقرانی
پایا یقین ہے وہ معبود حقیقی ورب حقیقی بندہ نوازی فرماے اور مجھے بھی اس ذلت و خواری سے نجات دے
کیونکہ مشہور ہے ع یک ساعت یک لحظہ یکدم ٭ دگرگون میشود احوال عالم ٭٭ وہ چاہے تو دم بھر مین
ذرہ کو مہر تابان بنا دے اور قیصر کو خاک مین ملا دے اس طرح کے خیالات انکے دماغ مین چکر مارتے
ہین اور اسی حال خراب سے پڑے خاک پر سنگ ہو رہے ہین کہ ایک مرتبہ ماہی گیر کو انکے حال پر رحم آیا یہ قریب
بدیع الملک کے آیا اور کہا اے شخص اگر تو حال اپنا مفصل نہین بتاتا ہے تو نہ سہی ہر چند کہ ہمنے تجھے اس
زمین سے نکالا تھا کہ مال وزر گٹھری مین ہوگا مگر گٹھری بھی جرم کی تھی اور کچھ نہ تھا اب ہم صاف صاف کہے دیتے
ہین کہ ہم مین تیری مہمانی کی طاقت نہین ہے تھوڑی ہی دیر کی تواضع مین ایک وقت کا فاقہ موجود ہوا
کہ نصف مچھلیان تجھ کو کھلا دین اب جو مچھلیان بچینگی وہ ہمارے عیال کا آذوقہ ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ
سامنے قصبہ معلوم ہوتا ہے وہان چلا جا اور جو تجھ سے ہوسکے وہ کر ہم اتنا کر سکتے ہین کہ جیسے کپڑے آپ پہنے
ہوئے ہین ایسا ہی ایک جوڑا اسقدر بھی نہ دینگے یہ کہکر ایک کرتا اپنا اور ایک پاجامہ ایک ٹوپی یہ
سب چیزین گاڑھے کی حاضر کین اور کہا کہ اسے پہن لے بدیع الملک نے سر جھکا لیا اور وہ کپڑے
ماہی گیر سے لیکر پہنے کہ خیر اسوقت مین یہی غنیمت ہے تن تو ڈھک گیا پاجامہ گھٹنون تک کرتے کی
لمبان پیٹ تک یہی ٹوپی تنگ ہوگئی باوجودیکہ ماہی گیر کے جسم مین یہ کرتا ڈھیلا تھا مگر بدیع الملک
کے جسم مین چپک کر رہ گیا ٹوپی سر پر پہنی اور اٹھکر پا برہنہ اس حال خراب سے قصبہ کی سمت روانہ
ہوئے جاتے جاتے قریب ایک کنوئین کے پہونچے دیکھا کہ عورتون کا ہجوم ہے جیسا ہجوم ڈول کنوئین
مین گرا رہے ہین اور پنہاریان پانی بھر رہی ہین جوکہ جوان ہین آپس مین ہنس رہی ہین چہلین
کر رہی ہین بدیع الملک کو دیر سے پیاس معلوم ہو رہی تھی چونکہ کئی فاقون سے مچھلیان

تھا اسے گرمی کی تشنگی غالب ہوئی بدیع الملک اس امید پر قریب کنوئین کے کھڑے
ہو رہے کہ اگر کوئی مرد پانی بھرنے آئیگا تو اس سے پانی لیکر پئین قریب ایک درخت تھا اسکے سایہ
مین بیٹھ گئے اب ان عورتون کی نظر جو انپر پڑی بعضی رحم دل تو کہنے لگین کہ بیچارہ نہین معلوم کس
پریشانی مین ہی اور کہان کا رہنے والا ہی چہرہ سے اسکے آثار امیری کے معلوم ہوتے ہین لیکن جو شریر
تھین وہ پھبتیان کہتی تھین اور ہنستی تھین لباس انکا اور بھی ہیئت کو بگاڑے ہوئے تھا یہ معلوم ہوتا تھا
کہ ایک لعل بیچراغ کہ چیتھڑے مین لپیٹ دیا ہی بدیع الملک کس غربت کے ساتھ بیٹھے ہوئے سن
رہے تھے دل مین کہتے تھے کہ کیا تقدیر برگشتگی پر ہی کہ اب ہمپر پھبتیان ہوتی ہین واقع مین کہ اس
سن بھی اسی قابل ہی ہاے جوانی بھی کیا چیز ہوتی ہی کہ سب عیب انسان کے چھپا دیتی ہی کیسی ہی صورت
ہو لباس درست ہو حرکات ناشایستہ ہون مگر پیار چاہنے والے اسی کو چشم رغبت سے دیکھتے ہین اور
بُرا ہوا اس بڑھاپے کا جسنے پھبتیون کے قابل بنا دیا ای بدیع الملک اب تو وہ نہین ہی جسپر دلفگار
جیسی پری شیفتہ و فریفتہ ہون یقین ہی کہ چاہنے والے بھی دیکھین تو محبت انکے دلون سے کم ہو جاے
ہمکو یہان کسی سے تعلق پیدا نہین کرنا ہی نہ اس غرض سے آے ہین نہ یہ خواہش ہی کہ کوئی دوسری
نظر سے دیکھے مگر اندازہ ہو گیا کہ اب ہر طرح کی امیدین دل سے اٹھا دینا چاہیے ؎

گیا جوانی کے ساتھ سب کچھ وہ گرمی عشق اب کہان ہی | کبھی جو آگ کی تھی یہ اسی بجھی ہوئی آگ کا دھوان ہی

یہ اسی حالت حیرت و افسوس مین بیٹھے ہوئے تھے کہ دیکھا سامنے سے ایک عورت چادر مین چھپے ہوئے قدم
اپنے چھپائے ہوئے لوٹا ڈوری اسکے ہاتھ مین چلی آتی ہی دیکھا اسنے کہ کنوئین پر ہجوم زیادہ ہی ایک
ادھر کم ہوئے تو جاکر پانی بھرون ایک مقام پر کھڑی ہو رہی اسکی غربت دیکھکر بدیع الملک کو رحم
آیا کہا ای نیکبخت تیرا جی چاہے لوٹا ڈوری مجکو دیدے مین پانی بھر دون یہ کہکر قریب اسکے گئے
اسنے منھ سے تو کچھ نہ کہا ہاتھ انکی طرف بڑھا دیا بدیع الملک نے احتیاط کے ساتھ لوٹا ڈوری
اسکے ہاتھ سے لیا کہ بدن سے بدن کو مس بھی نہ ہونے دیا اور کنوئین کی جگت پر جاکر پانی بھر کر لا دیا
عورتین غیر مرد کو دیکھکر ذرا دب گئی تھین وہ عورت لوٹا ڈوری اسکے ہاتھ سے لیکر اپنے مکان
کی طرف روانہ ہو گئی بدیع الملک نے ایک آہ کھینچی کہ افسوس جب تقدیر بری پر ہوتی ہی تو
عقل بھی خراب ہو جاتی ہی کاش پہلے خود پانی پی لیا ہوتا اس عورت کو کیا معلوم کہ ہم پیاسے
ہونگے خدا کرے پھر اس امید پر کھڑے ہو رہے کہ کوئی مرد آئیگا تو پانی پی لینگے ان عورتون
سے مانگنا ٹھیک نہین خدا جانے یہ اپنے دل مین کیا سمجھین وہان وہ عورت اپنے گھر مین گئی
اور باپ کے سامنے لوٹا رکھدیا یہ دختر تھی مہتر شعیب ثانی کی جو کہ افسر اس قصبہ کے تھے
اور مرد خدا پرست ہین اور تارک الدنیا ہین عبادت خدا مین زندگی اپنی بسر کیا کرتے
ہین اور گھر ہی مین بیٹھے رہتے ہین باہر کا کام یہی لڑکی کیا کرتی ہی بسبب اسکے کہ یہ افسر
قصبہ کی دختر ہی ہر شخص ادب کرتا ہی جسوقت اسنے پانی سامنے باپ کے رکھا تو اسنے
حیرت سے دختر کی صورت دیکھی اور کہا کہ آج کنوئین پر ہجوم نتھا جو سویرے جلد تم پانی بھر لائین
اسنے کہا کہ ہجوم تو بہت تھا مگر آج نیا اتفاق ہوا کہ ایک مرد مسکین قریب کنوئین کے

کھڑا تھا اُسنے مجھسے کہا کہ لاؤ میں پانی بھر دوں میں چلے دُور اور لوٹا دیدیا اُسنے جلدی سے
پانی بھر کے لا دیا یہ سُنکر مہتر شعیب ثانی نے کہا کہ جاکر اس مردِ غریب کو بلا لاؤ یہ
سُنکر وہ دختر نیک اختر آئی اور بدیع الملک سے کہا کہ آپکو ہمارے والد ماجد نے
بلایا ہے اگر کوئی ہرج آپکا نہو تو تشریف لے چلیے یہ سُنکر بدیع الملک ہمراہ ہوکر اور
دروازہ پر آکر ٹھہرے دختر نے اپنے باپ کو اطلاع کی کہ وہ شخص آیا ہے دروازہ پر کھڑا
ہے کہا اندر مکان کے بلا لے دختر نے بلا لیا بدیع الملک اندر جاتے ہوئے جھجکتے تھے
کہ مہتر شعیب ثانی نے آواز دی آئیے نکلیے اندر چلے آؤ یہ سُنکر اس گھر میں فردکی
ہی بدیع الملک اندر مکان کے داخل ہوگئے دیکھا کہ ایک بزرگ مرگ چھالا بچھائے ہوئے
بیٹھے ہیں ایک کتاب سامنے اُنکے کھلی ہوئی ہے بدیع الملک نے انکو سلام کیا مہتر شعیب
ثانی نے جواب سلام دیکر کہا کہ کبھی نہ طلاق فتح ہوا ہے کہکر ہنسکر اسکے بدیع الملک کے قلب
ایک تیر سا لگا صدمہ کرکے جواب دیا کہ نہ طلاق کیا چیز ہے شاید آپکو کسی دوسرے شخص کا شبہ
ہوا شعیب ثانی نے کہا کہ اے بدیع الملک کیون چھپاتے ہو اپنے کو تم یا ارادہ فتاق طلسم
نہ طلاق آئے تھے لوح سکے حاصل کی در بند آپ کو توڑا حباب جادو کو مارا اور ہاتھ سے
ثروت ہراتی کے گرفتار ہوکے اس حال خراب کو پہونچے یہ تمام واقعی حالات جو مہتر شعیب
ثانی نے بیان کیے اور بدیع الملک نے دیکھا کہ راز میرا اظہر ظاہر ہی ہے ہچکیان مار مار کر رونے لگے
مہتر شعیب بھی آنکھوں میں آنسو بھر لائے دل میں کہتے تھے کہ جو حالت انکی ہو وہ بجا اور درست ہے
اسلیے کہ جو شخص صاحبقران دوران ہو شاہان ہفت کشور اُسکے باج گذار ہوں وہ اس حال
خراب سے آئے تو اُسکے قلب کی کیا کیفیت ہوگی بدیع الملک کی رقت کم نہوتی تھی کیونکہ ابتک
اسکے کبھی ایسی مصیبت نہ پڑی تھی مگر صلہ اس محنت و رنج کا بہت جلد حاصل ہونے والا ہے
کہ جو در بند فتح ہونے کے قابل تھا اور جس مقام پر لوح کچھ کام نہ دیتی اسکی افتتاح کا سامان بھی مہیا ہوا
چاہتا ہے مہتر شعیب نے جب انکو نہایت پریشان دیکھا تو اُٹھکر اپنے دامن سے آنسو بدیع الملک
کے پونچھے اور کہا اے شہریار آپ صاحبقران ہوکر اتنی سی تکلیف میں گھبرا اُٹھے اور بیقرار ہوگئے صاحبقران
نے تو بڑی بڑی مصیبتوں میں صبر کیا ہے بس اب زیادہ پریشان نہو انشاء اللہ بہت جلد تکلیف تمہاری
رفع ہوا چاہتی ہے میں ابھی یہی دیکھ رہا تھا کہ کیا سبب ہوا ابھی تک بدیع الملک نہیں آئے حالانکہ
یہی تاریخ انکے آنے کی ہے الحمد للہ کہ آپ تشریف لائے اُسکے بیٹھے اور مزادم پہنچا یہ کہکر اپنی دختر سے
پانی طلب کیا اور منہ ہاتھ انکا دھلوایا اور کہا کہ اے بدیع الملک لوح وغیرہ تو تمہیں بھیجا ملیگی خدا حافظ
میں عمرو کو سلامت رکھے جو سات طبقہ زمین کے تمہارے واسطے چھان ڈالتا ہے اُسکے سامنے کیا
کوہ قریب کیا چل سکتا ہے مگر تمہیں نہیں معلوم کہ بیابان ہولناک کا مرحلہ نہایت سخت و صعب ہے نہ وہاں لوح کام
دے سکتی ہے نہ بہادری کام آسکتی ہے نہ قوت سے مطلب حاصل ہو سکتا ہے اسلیے کہ ساکنان بیابان ہولناک اسطرح
کے لوگ ہیں کہ نہ وہ ساحر ہیں نہ پہلوان لیکن قدرتی اُنمیں یہ خاصیت ہے کہ اگر شیر کی صورت وہان کے
لوگوں کی دیکھ لے تو پھر نہ رہ سکا آپ وہان جائیگے تو کیا کرینگے صاحبقران اول بھی ہوتے تو کیا کرسکتے

چشمہ کی چہیتے اثر ان لوگون کی صورتون کا سبز ہوئے اور یہ اُس مرحلہ کو مٹا دے الحاصل بدیع الملک
نے صبح کو غسل کیا بی بی نے ایک ٹوکری اسکے ہاتھ میں اور کچھ پیسے دیے کہ سودا لاؤ کہ پکا کر کچھ کھلاؤن
اور آپ بھی کھائیں یہ سنکر انھون نے گردن نیچی کرلی کہ یک نشد دو شد بی بی نے کہا کہ اگر تمکو کچھ ملال
ہوا اور غیرت تمھاری گوارا کرے تو مین آپ جاؤن لیکن دستور یہان کا نہین ہے جب تک لڑکی بن بیاہی
رہتی ہے اُسوقت تک اُسکا باہر نکلنا معیوب نہین سمجھا جاتا اسلیے کہ وہ لاوارث کہلاتی ہے اور جب
شادی ہوگئی تو اُسکا وارث پیدا ہوا لیکن مجھے تمھاری اطاعت ہر طرح فرض ہے یہ سنکر بدیع الملک
نے چپکے سے ٹوکرا ہاتھ مین لے لی اور گھر سے نکلکر بازار مین گئے سودا لاکر گھر مین دیا بی بی نے کھانا
پکایا اور بدیع الملک اور ملکہ شقیقہ بیگم خاتون نے بیٹھ کھایا دوسرے روز صبح کو بی بی نے پھر ٹوکرا اور
پیسے دیے اُسوقت بدیع الملک دل مین کہنے لگے کہ یہ روز کا اچھا دھندا نکالا عقد کیا گویا
اُسنے نوکر رکھا خیر اُس روز تو چپکا ہو کر پھر سودا لادیا مگر یہ دل مین کہنے لگے کہ اگر یہ شگون روز اول چاہیے
جب تیسرا دن ہوا پھر اُسنے کہا کہ سودا لادو تب تو بدیع الملک کو غصہ آیا اور کہا کہ کیا تمنے نوکر پایا
کہ صبح ہوئی اور ٹوکرا سامنے آئی مجھسے ہر روز یہ نہو سکیگا تم اپنے باپ سے کہو یا تو کسی کو ملازم کرین
یا اور کوئی تدبیر کرین اُسنے اپنے باپ سے جا کر کہا کہ آج سودا میان نہین لاتے ہین اور بہت ناراض
ہین باپ نے اُنکو بلا بھیجا اور چار باتین اُلٹی سیدھی کہین اور بعدہ یہ کہا کہ جب تک لڑکی کا نکاح نہین ہوتا ہے اُسوقت
وہ بازار مین نکلکر کام کرلاتی ہے جب اُسکا نکاح ہوگیا پھر وہ باہر نہین نکلتی ہے یہ اس شہر کا رواج ہے آپ کو
سودا لانے مین کیا عذر ہے بدیع الملک نے کہا کہ ہمارا طریقہ نہین ہے کہ ہر روز آٹا دال نمک مرچ خرید کیا کرین
آپ کوئی نوکر رکھیے اور اب اس بارہ مین زیادہ مجھے نہ فرمائیے انھون نے پھر یہی کہا کہ اسمین کوئی ہرج
کی بات نہین ہے بدیع الملک کو غصہ آیا وہانسے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے مکان پر آئے پھر غصہ مین آیا
اور کہا کہ نہ عقد کرتا نہ یہ مشکل مجکو ہوتی بہتر یہ ہے کہ بی بی کو قتل کرون پھر سوچا کہ بیگناہ کا مارنا بڑا گناہ ہے پھر
آسمان کی جانب سر اُٹھایا اور دعا مانگی کہ یا اللہ ایک مصیبت سے تو نے مجکو چھڑایا دوسری اور گلے پڑی مثل مشہور
ہے کہ گئے تھے نماز کو روزہ گلے پڑا آگ غصہ کی تاب نہ لا سکے بی بی پر بہت خفا ہوئے اور کہا کہ تجھے شرم نہین آتی
ہے کہ مجھسے ہر روز کہتی ہے جب صبح ہوتی کہا ٹوکرا لو اور سودا جا کر بازار سے خرید لاؤ مین کوئی روانا ہون یا تیرے
خاندان کا خدمتگار ہون یا تیرے باپ دادا کے وقت کا نوکر یہ غلام ہون کہ صبح ہوئی اور ٹوکرا میرے ہاتھ مین تھما
دیدی کیا تیرے یہان کا یہی رسم ہے کہ جس شریف خاندانی آدمی کے ساتھ عقد کرتے ہین اُس سے سودا بھی ضرور خرید
کرواتے ہین اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تیرے باپ دادا تو ہمیشہ سے غریب اور محتاج چلے آتے ہین یا حد سے زیادہ خسیس ہوتے آئے
ہین یا تیرا [illegible] خدا میرے حال پر رحم کر اور اپنے باپ سے جا کر عرض کر کہ تیرے واسطے آٹھ آنہ ماہواری کی ایک ما
نوکر رکھ دین تنخواہ [illegible] کسی کو سودا خریدنے کے لیے نوکر رکھین میرے خاندان کا یہ شیوہ ہرگز ہرگز نہین ہے کہ ہم لوگ بازار
[illegible] صبح کو ٹوکرا ہاتھ مین [illegible] لیکر سودا خریدنے جایا کرین اگر تو نے اسکا کوئی انتظام اپنے باپ سے کہکر نہ کرایا اور پھر مجھسے سودا خرید
کرایا تو پھر ساتھ مین تجھے [illegible] کوئی نوکر گا مین نے تیرے ساتھ عقد کیا اور رہنے کی شرط کی تھی نہ کہ سودا خریدنے کی تیرے باپ نے تیرا
عقد کیا کیا گویا [illegible] تیرا غلام بنایا کہ مین تیرے واسطے ہر روز صبح کو ٹوکرا لیجا کر سودا بازار سے خرید لایا کرون اسکے علاوہ بدیع الملک
[illegible] اور بھی سخت سست بی بی کو کہا مگر شقیقہ نے سوا اسکے خاموشی کے کوئی جواب نہ دیا اور زار زار روئی [illegible] پھر اپنے باپ کے پاس

گئی اور حال و ماجرا بدیع الملک کا اپنے باپ مہتر شعیب سے کہکر سُنایا اور کہا کہ اب بدیع الملک نے سودا خریدنے
کو بازار سے اٹھا دیا ہے اور پھر خیال کرتی ہون کہ اگر نہ کہدون تو پھر سودا کون خرید کریگا اور کیونکر کھانا پکیگا بس ای میرے ابا جان مہربان
اُسکی کوئی صورت نکالیے تاکہ جانبری کی صورت ہو ورنہ کیا عجب ہی کہ کسی روز غصہ مین آکر بدیع الملک میری جان کا خاتمہ
کردین اور مین بیگناہ اُنکے ہاتھ سے ماری جاؤن مجکو اپنی جان جانے کا اسقدر رنج نہین ہوگا جتنا میرے بیگناہ خون کا
بار بدیع الملک کی گردن پر تا قیامت رہنے کا اسکا زیادہ تر مجھے خیال ہی اور بہت ہی خوشامد سے عرض پرداز ہون کہ آپ میری حق مین اسکی
کی صورت خیال کرین تا دہی ہوگی کہ کوئی ملازم واسطے سودا خریدنے کے ملازم کر دیجیے جسوقت مہتر شعیب نے یہ کلام اپنی دختر سے سُنے
فرمایا کہ اچھا تم گھبراؤ نہین مین بدیع الملک کو بلاتا ہون اور سمجھاتا ہون تم جاؤ یہ کہکر مہتر شعیب نے لڑکی کو رخصت کیا اور بدیع الملک کو
بلایا اور کہا کہ ای صاحبقران زمان مین نے آپ سے قبل ہی یہ کہا تھا کہ اگر آپکو رہنا منظور ہو تو میری دختر سے عقد کیجیے مگر اب آپ
چندروز توقف کیجیے مین اس سودا خریدنے کا کوئی انتظام کردونگا یا کوئی راہ نکالدونگا یہ سنکر بدیع الملک خاموش ہو رہے اور رخصت
ہوکر بیٹھے اپنے لیکن بوجہ لحاظ اسکے اس بزرگ مہتر شعیب سے کچھ نہ کہہ سکے مگر دل مین خیال کیا کہ ابھی یہ مصیبت ڈلیا دو چار روز صبر
کرنا مجکو ناگوار ہوگا شاید پھر اس عذاب سے چھوٹ جاؤن جب دو چار روز پھر اسیطرح گذرے بدیع الملک نے بی بی سے کہا
کہ یہ معلوم تمھارے باپ کبتک زندہ رہین جیتے تو تمھارے ساتھ عقد کیا کہ قیدخانہ مول لیا اُسنے کہا کہ تم اپنی رہائی کی وجہ
میرے باپ کا مرنا چاہتے ہو کیا تمسے شرط پہلے نہین بیان کردی گئی تھی اگر تمھین رہنا منظور تھا تو کیون کیا الحاصل یہ تو یہان اس
حالت مین ہین کہ روز ڈلیا ہاتھ مین لیکر سودا لاتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ خداوندا جلد مجھے نجات دے اور مین اس
ناکردنی کام سے چھوٹون یا اللہ اچھا تونے مجکو اس جال مین پھنسایا کہ جو کام میرے کسی بزرگ نے نہین کیا وہ مجھے کرنا پڑتا ہے

لیکن اب یہان سے چند کلمہ داستان خواجہ خضران بن عمر ثانی کے بیان ہوتے ہین

کہ جو کشتی پر بیٹھکر تلاش بدیع الملک روانہ ہوے تھے کشتی زور مین بہتی چلی جاتی تھی موجون کے زور شور مین یہ حال
تھی کہ کشتی تنکے کی طرح معلوم ہوتی تھی ہر طرف ایسا عالم آب نظر آتا تھا خضران نے بسبب خوف کے آنکھین تو بند کرلین مگر
خیال بدیع الملک کا جرأت دلاتا تھا کہ ایسا نہو پھر کی نظر نہ پڑے اور مین آگے نکل جاؤن بدیع الملک پیچھے چھوٹ
جائین جب آنکھ کھولتا ہے وہ ہیبت طاری ہوتی ہی کہ پھر آنکھین بند کرلیتا ہی اسی حالت سے یہ کشتی بہتے بہتے کسی مقام پر
پہونچی جہان کہ ماہی گیر اور آہنگر ڈورین پھیلائے بیٹھے تھے کشتی ڈوری مین اٹکی اور ڈورین کیلون مین پھنسین کشتی کے
زور مین ڈور کھینچی ماہی گیر نے آہنگر سے کہا کہ عجب طرح کی بات ہی کہ اُس روز وہ کٹھڑی بہتی آئی آج کشتی ڈورین مین پھنسی ہی یہ باتین
خضران کے گوش زد ہوئین خضران نے کہا کہ کھینچو ڈورین کھینچو ہم اسی مقام پر اُترینگے ماہی گیر نے ڈورون کو کھینچا
کشتی بہتی ہوئی کنارے پر آ لگی خضران نے کشتی کو تو کھونٹے سے باندھ دیا اور اُتر کر باہر آکے پوچھا یہ تم کٹھڑی کا
ذکر کیا کرتے تھے ماہی گیر نے بیان کیا کہ چندروز ہوئے ایک شخص کٹھڑی مین بند تھا وہ کٹھڑی بہتا ہوا نظر آیا ہمکو ہم نے اُسکو مال
سمجھکر باہر نکالا وہان لینے کے دینے پڑے کہ وہ شخص بھوکا بھی تھا اور ننگا بھی تھا اُسے مچھلیان بھون کر کھلائین
کپڑے پہنائے بیچارہ زنجیرون مین بندھا ہوا تھا قید اُسکی کاٹی ہین تو امید نہ تھی کہ یہ زندہ ہوگا مگر شکر ہی خدا کا
کہ وہ زندہ نکلا اور حالت اُسکی درست ہوگئی خضران نے پوچھا اب وہ کہان ہی آہنگر نے کہا کہ اب تو وہ شہر کے
مین ہی مہتر شعیب نے اپنی بیٹی سے اُسکی شادی کردی ہی روز سودا لینے آیا کرتا ہی خضران نے کہا کہ سنا ہی
وہ بڑا چور ہم سے بھی کچھ روپیہ قرض لیا تھا اسوقت تک اُسنے نہین دیا آہنگر نے کہا کہ جاؤ ہمارے ساتھ اس شہر کے
رہیں مین وہان جاکر تمکو دکھا دیں تمھارا روپیہ دلوا دینگا یہی وقت ہی اُسکے بازار آنے کا یہ سنکر خضران وہان

مین قول ہارتا ہون بدیع الملک نے کہا جو کچھ منظور ہو خضران نے کہا بی بی کو اپنی بیان سے
ہٹا دو سمیعہ خاتون مہتر شعیب کے مکان مین چلی گئین اب خضران اور بدیع الملک تنہا ہوئے
خضران نے بیت الخلا کو کھود ڈالا بدیع الملک نے کہا کہ ارے یہ کیا کرتا ہے خضران نے کہا دخل نہ دو
تماشا دیکھتے جاؤ یہ خاموش ہو رہے جسوقت خضران نے بڑا سا گڑھا کھود کر تیار کر لیا تو زنبیل مین ہاتھ
ڈالکر بہروت حرامی کو نکالا اور ستون سے باندھ دیا دیکھا بدیع الملک نے کہ جو اسنے میری حالت
بنائی تھی وہی اسکی حالت ہے بعد اسکے خضران نے اسکی بی بی کو نکالکر دوسرے ستون سے باندھا
ان دونون کے ترقیان بندھی ہوئی تھین نظر بہروت حرامی کی جو بدیع الملک پر پڑی اور اپنی
حالت اسنے دیکھی دل مین کہا کہ بلاشور حرامی نے دھوکا دیا اب بغیر فریب کے جان بچتی نہین معلوم
ہوتی جلدی سے بدیع الملک کو سلام کیا بدیع الملک کو اسکی جفا یاد آئی منہ پھیر لیا خضران
نے کہا کہ آپ دونون کے بارے مین دخل نہ دیجیگا بدیع الملک نے کہا مجھے کیا مطلب ہے
خضران نے خنجر نکالا بہروت حرامی نے بدیع الملک کی طرف دیکھکر کہا کہ مذہب اسلام بھی کیا عمدہ ہے
آپ کس مصیبت مین پھنسے تھے کہ رہائی ممکن نہ تھی لیکن آپکے خدا نے آپکو رہا کر دیا جی چاہتا ہے کہ
مین بھی یہی مذہب اختیار کرلون خضران نے دیکھا کہ پیشانی اسکی سیاہ ہو اور باتین فریب آمیز ہین
کہا او ملعون مین تیرے فریب مین آنیوالا نہین ہون تونے بلاشور حرامی سے سب کیفیت اپنی
بیان کی تھی کہ مین کیسے مسلمانون کو مسلمان بنکر فریب دیا اور پھر انکو مارا اب کیا مین تجھے زندہ
بھی چھوڑتا ہون اسنے کہا بھلا آپ وہان کہان تھے جو باتین سن رہے تھے خضران نے کہا ملعون
مین بلاشور حرامی بنکر تیرے گھر پر گیا تھا اسلیے حرامی کے ساتھ حرامی بنکر کام نکلتا ہے اگر مین تیرا
ہمشرب بنکر تجھے نہ ملتا تو کیا تو اپنا بھید بیان کرتا یہ سنکر بہروت تو گھبرا گیا اور بدیع الملک لیکن
کہنے لگے ہین کہ یہ بھی ایسی ہی شریر ہے کہ اپنے منہ سے ماں اور باپ کو گالیان دیرہا ہے لیکن بہروت نے دیکھا کہ یہ زندہ
نہ چھوڑیگا فریاد کرنے لگا اور دہائی دینے لگا کہ یا صاحبقران مجھے بچائیے مین مسلمان ہوتا ہون اور توبہ کرتا ہون
بدیع الملک کو ہرچند کہ اسکی جفائین خوب یاد ہین مگر رحم آگیا کہا خضران اسے چھوڑدو اسنے کہا کہ آپ
زبان ہارچکے ہین اب دخل نہ دیجیے بدیع الملک نے کہا یہ مسلمان ہونے کو کہتا ہے کون گنہگار ہے جو
جواب دیا کہ بندہ سوا ثواب کے گناہ کا کرنا جانتا ہی نہین اس حرامزادہ کا پیشہ مکر و فریب کا ہے [illegible] اسکا
سیاہ ہے یہ کبھی راہ راست پر نہ آئیگا اگر چھوڑ دیا تو پھر دغا کریگا یہ وہی ہے اسکا کوئی مذہب نہین ہے جب مین بلاشور حرامی
بنکر اسکی ملاقات کو گیا تھا تو اسنے اپنا ہمشرب سمجھکر سب حقیقت بیان کی تھی کہ مین کئی مرتبہ بنکر مسلمان ہوا
دغا دیکھتا ہون تو مذہب بدل ڈالتا ہون یہ کہکر ایک چھری اسکی آنکھ مین بھونک دی کہ ڈھیلا نکل پڑا
بدیع الملک نے کہا کہ بھئی مجھسے نہین دیکھا جاتا کہا آپ تشریف لیجائیے بدیع الملک تو اٹھکر دوسرے مکان مین
چلے گئے خضران نے اسکا داہنا ہاتھ کاٹ ڈالا اور کہا کہ ملعون اسی ہاتھ سے میرے آقا پر چھری مارتا تھا
اب اسکی یہ حالت ہے کہ فریاد کرتا ہے اور منتین کرتا ہے مگر خضران کسکی سنتا ہے ایک ایک ہاتھ کاٹکر
علیحدہ کیا اور آخر مین وہ ہن ہے لیکن تب اسکو چاک کر ڈالا کہ ملعون تو نے دنیا مین
منہ کے لوگون کو مارا اور آزار بہت پہنچائے ہین بعد اسکے اس عورت کو بھی قتل کیا اور

لاسمیں اسی کے پچھے میں ڈال کر ٹوپ دیتا اور حضرت آغا کا بنا دیا اب بدیع الملک کی خدمت میں
اور کہا کہ قتل دشمن مبارک مہتر شعیب نے ہر جا کی صدا دی حسب اتفاق اسوقت ملا طاہر عجمی
بھی آ گئے ہوئے تھے اور مہتر شعیب سے کہ رہے تھے کہ تمنے تو داماد فخر خاندان پایا لیکن ہمیں اسوقت تک
کوئی لائق لڑکا نہ ملا کہ تمھاری بھتیجی کے فرض سے ادا ہو جاتے مہتر شعیب نے کہا کہ ٹھیرو جا کر انتظام کر دینگے اسکے
واسطے بھی ملتوی بہتر لیا ہی ملا طاہر عجمی نے کہا کون جواب دیا کہ بھائی انکا خضران ہی عمرو ملا طاہر یہ سنکر
نہایت خوش ہوئے اور اپنے گھر کو روانہ ہوئے یہاں خضران جو شروت حرامی کو مار کر آئے تو مہتر
شعیب نے کہا کہ خواجہ آج تمھارا بھی عقد کیا جائیگا خضران نے کہا میری جان روٹی والیاں کہیں ہیں انھیں
بندہ عاجز ہی چھوڑے گا او کس کسکو روٹی دوں مجھے معاف رکھیے علاوہ اسکے بندہ انکی طرح پہلوان تو ہے ہی نہیں
ایک چالو یوں ہی دبلا پتلا آدمی ہوں اور بھی کمزور ہو جاؤنگا یہ لڑکیں کوزیبا ہو یہاں مولی اپنے تئیں آپ بھاری ہیں
مہتر شعیب نے کہا خواجہ تمنے تو اپنے آقا کا ساتھ دیا اور لڑکا تمھارے آقا کا بنے رفیق رہے یہ ہو سکتا ہی انہیں
انکار نکرو ساتھ دیا ہی تو پورا ساتھ دو اور بار اُس دفتر کا تمھارے سر نہیں پڑیگا بدیع الملک نے بھی سمجھایا بمشکل
راضی ہوئے شام کو مہتر شعیب خضران کو دولھا بنا کر گھر پر ملا طاہر کے گئے بدیع الملک بھی ساتھ تھے
خضران کا عقد شمیمہ بانو کے ساتھ ہوا عروس کو گھر پر لائے مہتر شعیب نے ایک مکان انکے رہنے کو
بھی دیا یہ بھی وصل سے ملکہ شمیمہ بانو کے کامیاب ہوئے اسکے بطن سے بھی ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے کہ ساتھ
قلندر شیر شکار کے رفاقت میں رہتا ہے اور بڑے بڑے کام کرتا ہے اب مہتر شعیب ثانی نے کچھ وصیتیں
کیں تمام اہل قصبہ کو جمع کر کے کہا کہ بعد میرے میری جگہ بدیع الملک کو سمجھنا اور انکی اطاعت کرنا اور عصا و حشمہ و رقعہ بدیع الملک
کے سپرد کیا اور کہا کہ صبح کو ہمیں فلاں تکیہ پر لیجا کر دفن کر دینا یہ کہکر گلے سے لگایا اور رخصت کیا کہ اب اپنے مکان میں جاؤ
صبح کو ہمیں نہ رونا پاؤ گے بدیع الملک اور خضران تو اپنے اپنے مکان میں چلے گئے مہتر شعیب چادر اوڑھ کر لیٹ رہے
صبح کو بدیع الملک و خضران اور سعیدہ خاتون و شمیمہ بانو بھی آکر دیکھا تو مہتر شعیب کو مردہ پایا دونوں عورتیں تو رونے لگیں اور
پیٹنے میں مصروف ہوئیں اور خضران نے جا کر تمام قصبہ میں اطلاع کی کہ مہتر شعیب نے انتقال کیا ہے سب اہل قصبہ جمع ہو
اتنی دیر میں بدیع الملک نے مہتر شعیب کو غسل دیا اور کفن پہنایا الاشہ صندوق میں رکھا اور سب کاندھا دیتے ہوئے
چلے اور تکیہ پر لا کر قبر کھدوائی بدیع الملک نے اپنے ہاتھ سے انکو تربت میں اتارا ملا طاہر عجمی نے تلقین پڑھی جسوقت انکے سوم
وغیرہ سے فرصت ہو چکی تو بدیع الملک نے اہل قصبہ کو جمع کیا اور کہا کہ اب ہم تو جاتے ہیں ہماری جگہ ملا طاہر کو سمجھنا اور انکی اطاعت
کرنا سب نے عرض کی کہ ایسا ہی ہوگا بدیع الملک نے اپنی بی بی کو بھی انکی نگرانی میں دیا اب انکے پاس مال و اسباب
بھی کچھ ہو گیا جسقدر ضرورت ہوتی ہی خضران سے لیتی ہیں اب یہ آہنگ روانگی کیسے مکان پر خود تشریف
لیگئے اور فرمایا کہ تم ہم سے یہ نیکی پیش آئے تھے اور ہمارے ساتھ تمنے احسان کیا تھا بالفعل
اُسکا صلہ پورے طور سے تو ہم نہیں کر سکتے انشاء اللہ تعالی بعد فتح فرطاق دیکھا جائیگا لیکن
جو کچھ ہم دیں اُسے قبول کرو یہ کہکر سو سو اشرفیاں ان دونوں کو دیں دونوں اسنے ہی میں مالا مال ہو
اور ہزاروں دعائیں دینے لگے بدیع الملک نے گھر میں آکر بی بی سے کہا کہ اب ہم جاتے ہیں انشاءاللہ
بعد فتح مرحلہ اول کے پھر واپس آئینگے تم پریشان نہ ہونا خط وغیرہ بھیجنے کا موقع نہیں ہے یہ کہکر رخصت
ہوئے اور باہر آئے خضران نے اسلحہ وغیرہ انکے نکالے صاحبقران نے باندھے صاحبقرانی تن پر آراستہ کیے

اور خضران کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب شام ایک مقام پر پہونچے شب وہان بسر کی صبح
کو پھر چلے اسیطرح تیسرے روز سواد لشکر معلوم ہوئی اور صحرا کو پہچانا کہ اس مقام پر کبھی آچکے تھے
جب اور آگے چلے تو قلعہ شہر بریہ دکھائی دیا ادھر کچھ لوگ عیارون سے جو واسطے بالا دی کے نکلے
تھے انھون نے صاحبقران اور خواجہ خضران کو پہچانا دوڑے ہوئے لشکر مین گئے اور آمد
صاحبقران کی اطلاع دی یہان شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم طلعت اسد غازی وغیرہ نہایت
پریشان تھے کہ دیکھئے یہ دوری کب دور ہوتی ہے اور کب صاحبقران تشریف لاتے ہین کہ عیارون
نے آمد صاحبقران کی اطلاع دی یہ سنکر سردار اٹھ کھڑے ہوئے اور برائے استقبال
صاحبقران عالیشان روانہ ہوئے صاحبقران نے ایک ایک کو گلے لگایا اسد غازی
کو سلام کیا اسد نے صاحبقران کو سینے سے لگایا اور لاکر بارگاہ گوہر باری مین بٹھایا ہرچند کہ
بدیع الملک کے پاس کئی بارگاہین ہین مگر یہ بارگاہ انکے والد نامدار کی یادگار ہے اسوجہ سے
یہ اسی بارگاہ مین دربار کرتے ہین اب اسد غازی نے حالات دریافت کئے صاحبقران نے تمام
مصیبتین اپنی بیان کین اور فرمایا کہ خیر شکر ہے خداوند کریم کا جو لوح دستیاب ہوگئی یہ کہکر لوح
دکھائی اسد غازی نے فرمایا اصل یہ ہے کہ جو جفائین تمنے اوٹھائی ہین یہ صاحبقران اول پر
بھی نہ پڑی تھین مگر انشاء اللہ اب وہ مصیبتین مبدل بہ آسایش ہوا چاہتی ہین صاحبقران نے مہر
سر جوش سے فرمایا کہ کوئی شخص جاننے والا طلسم نہ طاق کی راہ کا ہے اسنے عرض کی کہ عازم شعبدہ
باز واقف ہے مگر اے شہریار یہ لوح جو حضور نے حاصل کی ہے یہ طلسم نہ طاق کی ہے اور اول طلسم
آئینہ انداز جادو کا ملیگا سابق مین بیان ہوچکا ہے کہ جب آئینہ انداز جادو بھاگکر اس طلسم
مین آیا ہے اور اسکے از سر نو سحر تعلیم کیا گیا ہے تو یہ بھی حکم ملا تھا کہ تو اپنا طلسم آپ تیار کر چنانچہ اسنے
طلسم بھی تیار کیا ہے یہ لوح وہان کام نہین دے سکتی ہے تاوقتیکہ لوح طلسم سیفی کی دستیاب نہو توڑنا
طلسم سیفی کا ممکن نہین اور جبتک طلسم سیفی نہ ٹوٹیگا اسوقت تک راستہ نہ طاق کا ملنا دشوار ہے یہ سنکر
صاحبقران نہایت پریشان ہوئے کہ اتنی محنت کی اور جفائین اوٹھائین مگر کچھ حاصل نہوا خیر جو کچھ
مقدر کا لکھا ہوگا اسے پورا کرینگے مہر سر جوش سے کہا کہ راستہ طلسم سیفی کا معلوم ہے عازم
شعبدہ باز نے عرض کی کہ جی ہان مین جانتا ہون اور حضور کو اپنے ہمراہ لیچلونگا لیکن لوح کا حال
مجھے نہین معلوم صاحبقران نے فرمایا کہ بہتر ہے تم ہمکو راستہ بتا دو وہان پہونچکر دیکھا جائیگا یہ سنکر
عازم شعبدہ باز آمادہ ہوا صاحبقران نے تیاری کا حکم دیا سب سردار مرکبون پر بیٹھکر ہمراہ رکاب
سعادت انتساب ہوئے اور صاحبقران جانب دربند اول طلسم سیفی روانہ ہوئے جاتے جاتے
ایک سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ صحرا نہایت سرسبز و شاداب ہے وسط صحرا مین ایک کوہ بلند ہے بالائے کوہ
ایک پتلی پری کی صورت شمشیر ہاتھ مین لئے ہوئے کھڑی ہے دونون کانون مین اسکے جواہر کے گوشوارہ
دو سیفین لٹک رہی ہین صورت اس پتلی کی ایسی دلکش ہے کہ جی چاہتا ہے دیکھا کیجئے عازم شعبدہ باز
نے صاحبقران عالیشان سے فرمایا کہ بس اب آگے نہ بڑھئے اسلئے کہ سرحد طلسم ہے صاحبقران
اتر پڑے کل سردارون نے خیمے نصب کرائے لشکر اترا بدیع الملک دیر تک اس پتلی کی طرف

دیکھا کئے بعد کچھ دیر کے خضران سے فرمایا بھائی میری تو عقل ایسی زائل ہوئی ہے کہ میں کسی کام کا نہیں رہا اگر
تمہارے ذہن میں کوئی تدبیر دریافت حال کی ہو تو بیان کرو یہ سنکر خضران نے عرض کی کہ سہل سی تو
بات ہے زندانخانہ سے کسی واجب القتل کو طلب کرکے اس کوہ کی طرف بھیجیے حال اسکا معلوم ہو جائیگا
دہا خضران نے منظور فرمایا اُسیوقت داروغۂ زندان کو بلایا اور اُس سے فرمایا کہ اگر کوئی قیدی
واجب القتل ہو تو اُسے لاؤ داروغۂ زندان نے ایک قیدی کو حاضر کیا خضران نے اُس سے کہا
کہ اگر تو رہائی اپنی چاہتا ہے تو یہاں سے جاکر اُس پتلی کو چھو آ وہ جو پہاڑ پہ نظر آتی ہے یہ اجل رسیدہ بہت
خوش ہوا اور اُسنے کہا کہ ایک دفعہ نہیں بلکہ میں دو تین دفعہ چھو آؤنگا خضران نے کہا کہ نہیں تم ایک
ہی مرتبہ چھو آؤ اُسکی ہتکڑیاں بیڑیاں کاٹ دی گئیں اور یہ بیچارہ خوشی خوشی جانب کوہ روانہ ہوا جیسے
ہی سرحد میں اُسنے قدم رکھا اُس پتلی نے شہنا منہ سے لگالی فوراً ایک آواز پیدا ہوئی کہ او گمکردہ
راہ کدھر آتا ہے جا پلٹ جا اور اسطرف نہ آ کہ یہ مقام کسی کے آنیکا نہیں ہے اُسنے کچھ سماعت نہ کی
اور آگے بڑھا پتلی پھر پکاری کہ جا پلٹ جا اپنے پاؤں سے گور کی جانب نجا ورنہ پچھتائیگا اُسنے
پھر سماعت نہ کی تیسری مرتبہ پھر پتلی نے آواز دی کہ دیکھ اگر نہ پلٹ جائیگا تو مارا جائیگا اب غریب کیا
کرے پیچھے پلٹتا ہے تو بھی مارا جاتا ہے اور آگے بڑھتا ہے تو پتلی ڈراتی ہے یہ ذرا جھجکا تھا کہ کیا کروں کیا
نکروں کہ ایک مرتبہ خضران نے آواز دی ارے کیوں رکتا ہے یہ تجھے ڈراتی ہے تو آگے کو بڑھ اور
جاکر اُسکو چھولے یہ سنکر وہ غریب پھر بڑھا لیس اب جو اُسنے قدم آگے رکھا تو دیکھا کہ وہ دونوں سینیں
جو بناگوش میں اُس پتلی کی مانند گوشواروں کے آویزاں تھیں تڑپیں اور تڑپ کر بلند ہوئیں اور جھپٹ
جھپٹ کر جو گرتی ہیں تو اسکے صد ہا ٹکڑے کر دیے یہ حال دیکھکر خضران تو تھرا گیا اور بدیع الملک
کو نہایت غصہ آیا اور فرمایا کہ میں ابھی جاتا ہوں اور اسے کوہ پر سے اکھیڑ کر پھینکے دیتا ہوں عازم
شعبدہ باز [illegible] اور بولا کہ برائے خدا ایسا غضب نہ کیجیے گا پہلے انتظام لوح کا کر لیجیے
پھر تشریف لیجائیگا ہرچند کہ لوح طلسم تہ طاقہ کی آپکے پاس ہے اور یہ لوح آپکو بچائیگی لیکن
قریب کوہ پہونچتے پہونچتے ان تلواروں کے اتنے لدے پڑینگے کہ بہت چوٹ آئیگی اور کوئی فائدہ
نہوگا بدیع الملک نے کہا کہ جب مقام لوح کا نہیں معلوم تو اُسکے حاصل کرنے کی کیا فکر ہو
خضران نے کہا کہ آج شب کو اسی جگہ قیام فرمائیے اور بارگی برپا کیجیے رات عبادت میں بسر
کرکے اپنے پروردگار سے رجوع کیجیے وہ کوئی راہ بتاویگا یا کسی ہادی کو بھیجیگا جو آپکی رہنمائی
کریگا صدا خضران نے رائے خضران کی پسند کی اور بارگی برپا کرکے داخل ہوئے اور
عبادت خدا میں مصروف ہو گئے تمام رات عبادت کرتے رہے قریب صبح آنکھ لگی دیکھا کہ سامنے
سے ایک مرد بزرگ چلے آتے ہیں آتے ہی اُنھوں نے بدیع الملک کو سلام کیا بدیع الملک
نے نام پوچھا اُنھوں نے کہا کہ میں وہی حکیم فیلقوس ثانی ہوں جس پر آپ فاتحہ پڑھ چکے ہیں
واقع میں آپ نے بڑی بڑی جفائیں یہاں آکر اُٹھائیں مگر نہ گھبرائیے کہ اب زمانہ راحت کا بہت
قریب ہے آپکو لوح طلسم سیمی کی تلاش ہے فرمایا کہ آپ تو جانتے ہی ہیں بتائیے نشان اُس مقام کا
بیان فرمائیے حکیم فیلقوس ثانی نے کہا کہ اے شہریار جسوقت آپ انشاءاللہ اُدھر جاوینگے

اپنا مرجانا ہی ٹہرتا ہی تو یہ امانت حکیم سالوس لوح بھی اس طلسم کی بنا کی تھی اور لوح کو نہایت پوشیدہ طور سے رکھا ہی کہ وہم بھی اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا ایک ساحر ہی کہ نام اسکا انجم جادو ہی وہی محافظ لوح مقرر ہوا ہی اُسنے بیابان صنوبر کے قریب ایک مکان پوشیدہ بنایا ہی کہ وہ مکان بھی اُسی مقام پر مگر بسبب سحر ہونے کے نظرون سے پنہان ہی کیا تاب و طاقت ہی کسی کی کہ اُس مکان کا پتہ بھی پاسکے اُسی مکان مین انجم جادو رہتا ہی اور عجبران دیو کش ایک پہلوان زبردست ہی کہ وہ انجم جادو کے ساتھ رہتا ہی یہ سحر نہین جانتا ہی نہ اُسے طلسم سے کوئی تعلق ہی مگر عجبران اور انجم جادو باہم سلسلہ عاشقی و معشوقی رکھتے ہین کبھی کبھی یہ دونون اُس مکان سے نکلکر قصبہ پر اسے سیر آیا کرتے ہین اور اکیلے دوکیلے کسی عورت کو دیکھ پاتے ہین تو اسکو پکڑ لیجاتے ہین پہلے اپنا کام نکال لیتے ہین بعد ایک آدھ روز کے اُسکو مار کر پھینک دیتے ہین سیکڑون حسین اور نوجوان عورتون کا خون کیا ہی پھر اُنکے مقید ہین اُسی مکان سے ادہر اُدہر آکرتے ہین اور پہرہ دیا کرتے ہین پہونچنا اُن دونون کے مکان تک نہایت دشوار ہی یہ کام خضران ابن عمرو کا ہی اگر وہ چاہین تو انجم جادو کو گرفتار کر سکتے ہین آپکا کام نہین ہی یہ خواب دیکھکر جو بدیع الملک کی آنکھ کھلی تو وقت صبح کا تھا جلدی سے اُٹھکر نماز پڑھی وظیفہ کو ختم کیا بارگی سے باہر آئے دیکھا خضران ابن عمرو کے چہرہ نہایت بشاش ہی یہ بھی خوش ہوا کہ معلوم ہوتا ہی کوئی راہ پیدا ہوئی صاحبقران بارگاہ مین تشریف لائے سردار آآکر جمع ہونے لگے جسوقت دربار معمور ہوا تو بدیع الملک نے خواب اپنا سب کے سامنے بیان کیا اور آخر مین خواجہ تالش کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ جانے کا حکم آپ سے کے نام ہی بشرطیکہ مثل عمرو دل سے آپ پانون نہ پھیلا دیجیے اسلئے کہ مین مثل صاحبقران اول نہین ہون کہ ایسی باتون کی زیادہ برداشت کرسکون اگر کوئی عذر ہو تو مین آپکے جانے کو موجود ہون ہرچند کہ میرے جانے کی مخالفت ہی لیکن مجھے کوئی اندیشہ نہین ہی کہ مین مدد پروردگار پر بھروسا کرکے بارادۂ فتح نہ طاق آیا ہون نہ کہ کسی دوسرے کے سہارے پر یہ سنکر خضران نے کہا کہ مجھے آپ کا شکوہ نہین ہی میرا تو ایک عالم دشمن ہی جو صاحب آتے ہین وہ میرا ہی نام لیا جاتے ہین آخر اتنے عیار آپکے لشکر مین ہین جن مین سے ہر ایک کو دعوے عیاری ہی مگر ایسے وقت پر کوئی بھی نہین دکھائی دیتا ہی اے بدیع الملک ہرچند کہ مین نام سے سا حر سے کانپتا ہون اور اس آخر زمانہ مین تو ایسی ہمت میری پست ہو رہی ہی کہ مین پہلے ہی خانہ کعبہ روانہ ہو گیا تھا مگر تمہاری محبت نے پھر مصیبت مین کھینچا ہی تو منع کرتا تھا کہ نہ الٰہی برا مقام ہی اُسطرف نہ جاؤ مگر آپ کسی کی سنتے ہین پھر اتنو سا کہہ دیا جو آفت آئیگی اُسے ہم قصہ لینگے شعر

سمری تجھ زنشتہ میر حبیب	ہرچہ آید برسر من یا نصیب	اے بدیع الملک اگر تجھ مال

و دولت کی پروا ہوئی تو تمھاری نوکری نہ کرتا پیشہ راہزنی اختیار کرتا ہم ہین اتنک نہ معلوم کتنے خزانے جمع کرلئے ہوتے تم مجھے دادا جان کا طعنہ شکست دیتے ہو بڑون کی بڑی بات اُنکی قسمت اور تھی زمانہ اور تھا حمزہ صاحبقران سا قدردان مالک اُنھون نے پایا تھا ہزار طرح کا فقرہ کہکے روپیہ لیجاتے تھے اور سبب ظاہر ہوتا تھا صاحبقران ہنسکر خاموش ہورہتے تھے بدیع الملک نے کہا کہ میں ابھی تک نتیجہ کلام نہین سمجھا خضران نے کہا کہ مین اپنی قسمت کو کہتا ہون ہر بار اور

اگر تشریف لاوے تو آپ سے بھی اسی طرح لیجاسکے اور آپ کچھ نہ کرسکتے مگر ہمارے نام پر ہاتھ یہان آکر الحاح
اپنے مقام سے اٹھے اور رہا عمبران سے رخصت ہو کر جانب بیابان صنوبر روانہ ہوئے جاتے
جاتے قریب قصبہ کے پہونچے دیکھا کہ ایک عورت تھال ہاتھ مین لئے ہوئے پوچھا کس غرض سے
چلی آتی ہی خضران نے اُسے ٹوکا اور کہا کہ اس تھال مین سے ایک پھول ہمین دیتی جا اُسنے کہا
یہ پھول اچھوتے ہین جسکے نام کے ہین اُسی کو چڑھانے کے جاتی ہے مین تمکو کیونکر دیدون خضران نے کہا
کہ اچھا ایک پھول ہمسے لیتی جاؤ دیکھو اس خوشبو کا پھول تمہارے پاس کوئی بھی نہوگا یہ لائق اسی کے
ہی کہ کسی اچھے مقام پر چڑھایا جاوے یہ کہکر ایک گلاب کا پھول نکال کر اُس عورت کو دکھایا اُسنے کہا
کہ جو کچھ اپنے کو نصیب ہوتا ہی چڑھانا چاہیئے کسی سے لینے کی ضرورت نہین ہی خضران نے پھول اُسکے
منھ پر کھینچ مارا منھ پر پڑتے ہی پنکھڑیان اُسکی جدا ہوگئین اور خوشبو دماغ مین اُس عورت کے گئی چھینک
مار کر بیہوش ہوگئی خضران نے اُسکو تو ایک گوشہ مین ڈالدیا اور آپ اُسی کی صورت بنکر تھال ہاتھ مین
لئے ہوئے قصبہ کی جانب چلی قضائے کار و اتفاقات روزگار اُس طرف سے عمبران و پولکش اور
انجم جادو دونون چلے آتے تھے عمبران کی نظر جو اس عورت پر پڑی انجم جادو سے کہا کہ آج اسے
پکڑ لو انجم جادو نے کہا کہ یہ عورت بہت حسین معلوم ہوتی ہی ایسا نہو کہ تو اس سے ایسا ملتفت ہو جو مجھ
میری جانب توجہ نہ کرے عمبران نے کہا کہ مین تم زندہ ہون تو ایسی بہت سی ملا کرینگی پس ایک
شب کے واسطے اسے مجھکو دیدو پھر تم سیر بناڈالنا یہ سنکر انجم جادو نہایت خوش ہوا اور نیچے گر کر اور
خضران کو اُٹھا لے کے چلا گیا ہرچند خضران چیختا ہی غل مچاتا ہی مگر کون سنتا ہی لیجا کر مکان مین
چھوڑ دیا اور اپنی اصلی ہیئت ظاہر کی یہ بیان ہوچکا ہی کہ عمبران و پولکش ایک پہلوان زبردست ہی اور
سیر بن جاتا ہی جس وقت انجم جادو اس عورت نقلی کو اُٹھا کر لیگیا ہی تو عمبران کو بھی لیتا گیا تھا آنکھ جو
خضران کی کھلی تو اپنے کو ایک مکان مین پایا دیکھا کہ ایک گبر بہت بڑے قد و قامت کا بیٹھا ہی اور ایک اور
شخص ساحر وضع دبلا سا دکھڑا ہوا ہی انجم جادو نے عمبران سے کہا کہ دیکھ تو مین کیسی کیسی دلداری تیری
کرتا ہون کہ رقیب کو تیرے پہلو مین بٹھاتا ہون اور خود اپنے ہاتھ سے تیر کے کھاتا ہون خیر کیا یاد کریگا
اتنے مین کچھ عورتون کے بولنے کی آواز کان مین آئی خضران سمجھا کہ اسنے اسیطرح عورتون کو لا لاکر
جمع کیا ہی پوچھا کہ یہ کون عورتین بول رہی ہین انجم جادو نے کہا جس طرح تجھے لایا ہون اسی طرح انکو
بھی لایا تھا اب انہین مار کر انکے سیر بنا لیے ہین وہ اس مکان کی حفاظت کرتے ہین اور گرد پھرا
کرتے ہین پوچھا مجھے کیا کریگا کہا تجھے بھی مار کر سیر بنا ڈالونگا یہ سنکر حواس باختہ ہوئے اور جواہر وہین
نہایت ڈھیٹ عمبران و پولکش نے ہاتھ گلے مین ڈالنے کا قصد کیا تھا کہ آپ جھجھک کر پیچھے ہٹے اور
کہا یہ کونسا طریقہ ہی کہ نہ کبھی کی جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام اگر کسی سے رسم پیدا کیجئے پہلے تو ارتباط
بڑھانے کے بعد وصل کی خواہش کرتے ہین جانور تک کچھ روز ساتھ رہ کر میل میل کر لیتے ہین
اُسوقت حضرت ناہست ہین صاحب آپ ہمارے ہو یہ کیا بات ہی مہمان کی کچھ خاطر مدارات دعوت ضیافت
کرنا چاہیئے عمبران نے کشتی مے کی سامنے بڑھادی اور کہا کہ معلوم ہوتا ہی تم شراب کی بہت
عادی ہو لو پیو اور پلاؤ خضران نے جام لبریز کرکے عمبران کو دیا اسنے لیا دوسرا

انجم جادو کو دیا یہ بھی بے اندیشہ انجام پی گیا دو تین جام سادہ سے پلا کر اب اُنھون نے نمک سرکاری
کی آمیزش شروع کردی لیکن بہت خفیف کہ محسوس نہو اور اب مقدار ہر مرتبہ بڑھاتے جاتے ہین یہانتک
کہ ساڑھے دس مثقال بیہوشی ان دونون کو پلادی کہ یہ دونون نشہ مین چور ہو گئے خضران نے
پھر جام بھرا اور انجم جادو کو دیا اسنے انکار کیا کہ بہت پی چکا ہون ایسا نہو کہ نشہ لگ جاے خضران
نے یہ شعر پڑھا شعر

ساقیا یان لگ رہا ہے چل چلاؤ	جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

انجم جادو نے کہا کہ یہ چل چلاؤ کیسا جواب دیا کہ شمع سحر کے ساتھ چراغ زیست بھی گل ہوجائیگا
خضران نے کہا کسکا چراغ زیست جواب دیا کہ ہمارا تمھارا اسنے کہا کہ میرا چراغ زیست کون گل
کر سکتا ہے کیا ہوا ہے مرگ یہ سنکر غضران غصہ مین آیا اور کہا او دریدہ دہن سکے پھاڑ ڈالونگا ورنہ
انجم جادو سے کہدونگا کہ وہ تجھے مار کر پھر نیا ڈالیگا جواب دیا کہ کیا حقیقت ہے اُس حرامزادے
کی اور تو کیا جان رکھتا ہے یہ سنکر غضران اٹھا کہ ہاتھ پکڑکر اسے کھینچ لون اور سزا اس سخت کلامی
کی اس ناہنجار بدبخت بد انجام کو دون اٹھنا تھا کہ بیہوشی نے اسکے منھ پر اس زور سے طمانچہ مارا
کہ چرخ کھا کر گر پڑا انجم جادو اسکے سنبھالنے کو چلا تھا کہ اسکی بھی وہی حالت ہوئی دونون سر تلے
ٹانگیں اوپر دھم سے گر کے گرے خضران نے انجم جادو کی زبان پر قفل سوزن کردئے ہاتھ اسکے گردن
سے باندھ دیئے کہ مبادا ہوشیار ہوجاے تو سحر نہ کرسکے اور غضران کو کمند دام بلا سے باندھکر
ہوشیار کیا اسنے آنکھ کھولکر پھر بند کر لی جانا کہ خواب دیکھ رہا ہون خضران نے آواز دی کہ او ملعون کس
غفلت مین ہے ہوشیار ہوکہ اجل تیری آگئی منھ خواجہ خضران بن ملک زبانی ہے یہ آواز سنکر غضران
کو غصہ آیا چاہا کہ کمند کو زور کرکے توڑ ڈالون بھلا یہ کمند کب ٹوٹنے والی تھی اب خضران نے کوڑا
سنبھالا اور کہا کہ ادھر دو دن لوح کی تلاش مین آیا ہون بس تو بتا کہ لوح کہان ہے غضران نے
انکار کیا تب تو خضران اور بھی غصہ ہوا اور اتنے کوڑے مارے کہ کپڑے اسکے پھٹ پھٹ کے اُڑ گئے
اور کھال جسم کی پھٹ پھٹ کر خون جاری ہوا اور مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا اور پکارا کہ بتائے
دیتا ہون اب ایذا نہ دیجئے خضران نے کہا کہ اگر بتائے گا یا دھوکا دیگا تو مار ہی ڈالونگا غضران نے
دیکھا کہ اب بغیر بتائے ہوئے کوئی چارہ نہین ہے کہدیا کہ وہ سامنے جو ایک گلدستہ طاق پر رکھا ہوا ہے
اوسی مین ہے جاکر نکال لیجئے مگر میری جان اب تو چھوڑ دیجئے خضران نے کہا کہ اگر تو دھوکا نہ دیگا تو بیشک
تجھے رہا کردونگا مگر ابھی نہین یہ کہکر قریب اُس گلدستہ کے آئے اور پنکھڑیاں اُسکی علحدہ کر ڈالین ایک
پتہ کچھ گدراز معلوم ہوا غور کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ دونون طرف کاغذ چپکا ہوا ہے اور بیچ مین سختی ہے خضران
نے کاغذ چھڑا کر لوح کو نکالا دیکھا کہ واقع مین ایک سختی زبرجد کی سی معلوم ہوتی ہے اُسپر کچھ الفاظ کندہ
ہین خضران نے لوح کو تو گلے مین ڈال لیا اور غضران سے کہا کہ اب اس مکان سے چلنے کی راہ
بتا اُسنے عرض کیا کہ یہ کام میرا نہین ہے بلکہ انجم جادو کا ہے بغیر اسکے لیجائے ہوے نہ کوئی مکان
کے باہر جا سکتا ہے اور نہ مکان کے اندر آسکتا ہے یہ سنکر خضران نے پھر غضران کو بیہوش کیا اور
زنبیل مین ڈال لیا اور خود غضران دیوکش کی صورت بنکر بیٹھے اور لخلخہ سونگھا انجم جادو کو ہوشیار
کیا اسنے [illegible] لیکر دیکھا پوچھا وہ عورت کہان گئی جواب دیا کہ یہین بیٹھے بیٹھے غائب ہوگئی یا تو وہ کوئی

بلا تھی یا ساحرہ تھی مجھے خوف پیدا ہو گیا ایسا نہو کہ کوئی فساد پیدا کرے اسکا تلاش کرنا ضرور ہے انجم جادو نے
پہلے تو مکان کے ایک ایک گوشہ کو دیکھا بعد اسکے خضران نقلی کو لئے ہوئے مکان سے باہر آیا اور ادھر ادھر
تلاش کرنے لگا خضران نے آواز دی کہ او ملعون کسے ڈھونڈھتا ہے منم مہر تابان مشرق عیاری وماہ درخشان
منزل خنجر گزاری پسر دعیاران یعنی خواجہ خضران کے گزارم کہ از دست من زندہ وسلامت بدر روی
وہ عورت نہین تھی بلکہ مین ہی تھا لوح لینے آیا تھا وہ ملگجی مکان سے نکلنا بغیر تیری مدد کے ممکن نہ تھا
اسوجہ سے یہ ہیئت اختیار کی تجھے زندہ پکڑکر خدمت صاحبقران مین لیجاؤنگا ورنہ تجھے پہلے ہی قتل کرڈالونگا
بس یہ سنتے ہی انجم جادو نہایت پریشان ہوا اور پکارا کہ او سرکش تیری ہی وجہ سے مین نے اتنا بڑا
اہتمام کیا تھا کہ اس صحرا مین آکر یہ مکان بنایا تھا مگر تو یہان بھی پہونچ ہی گیا کب چھوڑتا ہون تجھکو
یہ کہکر اپنے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور گولہ فولادی جھولی سے نکالکر اور کچھ اسم پڑھکر دم کرکے خضران پر کھینچ مارا
خضران نے عکس لوح کا ڈالا کہ سحر رد ہوا اور گولہ سامنے گر پڑا آئینہ دیکھکر انجم جادو نے صورت ایک
شیر کی پیدا کی اور کھیک کر خضران پر چلا جیسے ہی قریب آیا خضران نے عکس لوح کا ڈالا دیکھا کہ وہ
ہیئت شگفی مین جال الیاسی مارا کہ انجم جادو پھنس کر پھڑکنے لگا خضران نے کھینچ کر داخل زنبیل
کیا اور جانب لشکر بدیع الملک روانہ ہوا جاتے جاتے راہ مین سوچا کہ ابھی خضران پر عرب
یون حملہ بھی نہ ہوگا اب کوئی فریب کرنا چاہئے یہ سوچکر صورت اپنی اپنے دادا کی بنائی اور نہایت
خراب حال کے ساتھ جانب لشکر بدیع الملک روانہ ہوئے بدیع الملک انتظار خضران مین ٹہل
رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گذاری یعنی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
چلے آتے ہین کس حال سے کہ پھٹے ہوئے کپڑے پہنے ہین ہاتھ مین پیپ اور لہو بھرا ہے بدیع الملک
کی نظر جو عمرو پر پڑی سلام کیا اور پوچھا کہ حضور کہان جواب دیا کہ بابا کیا کہون کس حال خراب سے
ہون افسوس ہے بدیع الملک یہ دنیا بہت برا مقام ہے اسکی محبت انجام کو خراب کرتی ہے مین نے
تمہارے دادا کے ساتھ کیسے کیسے کافرون کو مارا کتنے کتنے بڑے کام کئے مگر کچھ کام نہ آیا جس قدر دولت
جمع کی تھی وہ لینے والے لیگئے اب جس جسکا مال ناجائز طور پر لیا تھا اُسنے دامن پکڑا ہے اب کہان سے
لاکے دون خدا مجھے اس ناشدنی خضران سے جو زنبیل بغل مین دبائے پڑا پھرتا ہے اور لیکا خدا
کے نام پر نہین دیتا ہے پیپ اور لہو مجھے کھانے کو ملتا ہے بابا اگر ہوسکے تو اپنے دادا کی روح کا پاس
کرکے کہ یہ ایک خادم ہی تمہارے دادا کا اگر کچھ ہمارا حق ہو تو اسے ادا کرو اور مجھے اس عذاب سے نجات
دو یہ سنکر بدیع الملک نے نہایت افسوس کیا اور کہا کہ کچھ حال دادا صاحب کا تو بیان کیجئے جواب
دیا کہ میرا حال تو سنو اور میری گلو خلاصی تو کرادو پھر حمزہ صاحبقران کا حال پوچھنا یہ کہکر نظرون سے
غائب ہوگئے اور پھر ظاہر ہوئے بدیع الملک نے کہا کہ کیا اب بھی گلیم آپ پاس ہے کہا بابا گلیم تو عمرو
ثانی کے پاس تھی بعد اسکے خضران پاس آئی میرے پاس جو گلیم ہے تو زنبیل اگر یہ چیزین میرے اختیار
کی ہوتین تو مین اس بلا مین کیون پھنستا جس جس کا روپیہ میرے ذمہ باقی تھا اُسکو دیدیتا بدیع الملک اسے
نے خواجہ کے حال زار پر بہت افسوس کیا اور فرمایا کہ اگر مین روپیہ آپ کا دیدون تو آپ کو اس بلا
سے نجات ملجائیگی جواب دیا کہ بیشک مین تمہارے سامنے ابھی اپنے قرضدارون کو دیدونگا مجھے یہ جواب

طرف سے وہ لوگ گھیرے کھڑے ہین ایک آئین بڑا ظالم ہی اسی کی شکل دیکھکر ابھی مین پوشیدہ
ہوگیا تھا جب وہ ڈھونڈھ کر چلا گیا تو پھر مین تمھارے سامنے آیا بدیع الملک نے اسی
وقت خزانچی کو بلوایا اور خواجہ سے کہا کہ آپ فہرست قرضہ کی تیار کیجئے خواجہ نے کہا کہ فہرست
قرضہ کی مدت سے تیار رکھی ہی یہی انتظار تھا کہ تم بارادۂ فتاحی نہ طاق اس طرف آؤ تو تم سے
اپنا حال زار بیان کرون کہ مین اسی صحرا مین مقید ہون جب تک ادا نہ کرلون یہان سے
نکلنا میرا ممکن نہین ہی یہ کہکر فہرست پیش کی دیکھا کہ دو کروڑ روپیہ کا قرضہ ہی اور ہزارہا نام
قرضدارون کے لکھے ہوئے ہین بدیع الملک نے دو کروڑ روپیہ منگوا کر پیش کیا یہ دیکھکر
پیرمرد نے بہت سی دعائین دین اور کہا کہ لو بھائیو اپنا قرضہ لو اور میری جان چھوڑو یہ کہکر جو
ہاتھ کا اشارہ کرتے ہین سب روپیہ نظرون سے غائب ہوگیا اسی تمیص دبیص مین اسد
غازی شہنشاہ گوہر کلاہ وغیرہ بھی آگئے تھے اسد غازی تو اس تماشے کو نظر غور
سے دیکھ رہے تھے اور شہنشاہ گوہر کلاہ وغیرہ باتون باتون مین عمرو نقلی کی محو تھے اور عبرت کر رہے
تھے بدیع الملک نے کہا کہ قرضدار روپیہ لے گئے عمرو نے کہا ہان بابا خدا انکو سلامت
باکرامت رکھے کہ تمھاری وجہ سے نجات ہوئی لو خدا حافظ و ناصر اب فرشتے یہان ٹھہرنے
نہین دیتے بدیع الملک نے کہا کہ کچھ حال دادا صاحب کا آپ نے نہ بیان کیا کہا بابا مین
جہنم مین تھا وہ جنت مین ہونگے مجھے انکی کیا خبر یہ کہکر نظرون سے غائب ہوگئے بدیع الملک
افسوس کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ واقع مین یہ دنیا بھی عجیب مقام ہی یہ چندروزہ زندگی
انسان کو اسی فریب مین رکھتی ہی کہ کچھ عاقبت کا خیال نہین ہوتا افسوس صد افسوس کہ کیسا
شخص اور اسکی طمع نے اسے کس حال خراب کو پہونچایا اتنے مین لوگون نے عرض کی کہ
حضرت حضران مع لوح تشریف لاتے ہین بدیع الملک یہ سنکر ایسے خوش ہوئے کہ چند
سردارون کو براے استقبال روانہ کیا سردار گئے اور خواجہ حضران کو عزت و حرمت کے
ساتھ لائے جسوقت نظر بدیع الملک کی حضران پر پڑی فرمایا کہو بھئی شہریار بخیر عرض
کی کہ غلام آپ کے ہمیشہ شہر رہتے ہین لایا ہین اسکو جماد و خرافزادے کو یہ کہتے ہوئے
آکر کرسی پر بیٹھ گئے صاحبقران نے فرمایا کہ بھئی تمھارے دادا ابھی آئے تھے
بیچارے بہت خراب حالت مین تھے قرضدارون نے انکو نہایت پریشان کر رکھا تھا تم سے
اتنا نہو سکا کہ مال و اسباب انکا اپنے قبضہ مین کیا تھا تو قرضہ انکا ادا کرتے جواب دیا کہ آپ ہی نے
قرضہ دیدیا ہوتا میرے حال سے تو آپ خوب واقف ہین کہ میرے پاس کیا ہی فرمایا کہ بھئی جو کچھ
ہم سے ہوسکا وہ ہمنے دیدیا اسکے بعد پھر وہ نظرون سے غائب ہوگئے اور نظر نہ آئے حضران
نے کھڑے ہوکر تسلیم کی اور کہا ہم نہ کہتے تھے کہ جسکا جو جی چاہے آپ سے لیجائے مگر ہمارے
نام پر ہاتھ نہین اٹھتا آپ نے انھین کیون دیا آنحضرت نے آپکے ساتھ کیا کیا تھا جو کچھ دوستی
ورفاقت کی ہوگی حمزہ صاحبقران اول کے ساتھ کی ہوگی صلہ خدمت کا دیتے تو دیتے وہ
دیتے آپ کے دن تھے آپ اپنے ملازمون کا پیٹ تو بھر نہین سکتے اور ورثا اکا حق ادا کرنے کو

انہوں نے یہیں فرمایا کہ بھی کیونکر ہو سکتا تھا کہ میں عذر کرتا میں انکو اپنا بزرگ جانتا ہوں میرے بزرگوں کے
وہ رفیق خاص تھے اور تمہارا تو وہ پیٹ سے پالا ہے میں انکو ایک مرتبہ دو کروڑ روپیہ دیدے وہ چلے
گئے اور تمکو تو نہیں معلوم کسقدر مل چکا ہے اور پھر ہاتھ تمہارا پھیلا ہوا ہے گھبراؤ نہ انشاء اللہ بہت
کچھ تمہیں ملیگا اس لوٹ کے صلہ میں جسقدر مال و اسباب مرحلہ جات طلسم سیفی کا ہے وہ میں
نے تمکو بخش دیا خدا جانے اول گھڑی گھڑی کسی شغل میں آپکے جواب دیا کہ اب تو اُنکے منہ کو لہو لگ گیا
ہے روز آئینگے تو سنتے ہی یہ باتیں تمکو اسد غازی سے ضبط نہو سکا فرمایا ای بدیع الملک
میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا خاندان کا خاندان ایک ہی رنگ کا ہے تم لوگ مٹی کے ہو جسطرح
تمہارا باپ سادہ مزاج تھے ویسے ہی تم بھی ہو جیسے وہ مرگئے کہیں کسی کی روح بھی قرضہ
ادا کرانے کو آیا کرتی ہے اس میاں یہ بھی حضرت تھے جو تم سے روپیہ لے گئے اور اب بیٹھے
باتیں بناتے ہیں بیٹا تمکو کہ لوٹ مارنے کی عادت کرا گئی یہ سنکر بدیع الملک نے بجا
کہکر گردن نیچی کرلی بعد چندے فرمایا کہ میرے سر کی قسم سچ بتا کہ تو ہی تھا خضران قدموں پر گرا اور عرض
کی کہ بیشک میں ہی تھا فرمایا پھر انجم جادو کو نکالو خضران نے انجم جادو کو زنبیل سے نکالا اور مہران
دیوکش کو نکالا انجم جادو کی زبان پر ایک سوزن تھا اسے ستون بارگاہ سے باندھ دیا اور پوچھا
کہ کیا ارادہ رکھتا ہے اسنے گردن ہلائی خضران نے کہا کہ یا صاحبقران یہ ملعون نہ مانیگا
آپ دیکھتے ہیں کہ پیشانی اسکی سیاہ ہے بدیع الملک نے کہا کہ قلم دوات اور کاغذ اسکے سامنے
رکھو تاکہ یہ حال اپنا تحریر کرے خضران نے قلم دوات کاغذ اسکے سامنے رکھا انجم جادو نے قلم
اٹھاکر تحریر کیا کہ میں نے شریک ہو گئے اسکے شریک ہوئے افسوس کہ میں دو کا کھایا گیا اور نہ کیا طاقت
تھی صاحبقران کی کہ لوح طلسمی پر قبضہ کر سکتا خیر اب تو جو ہونا تھا وہ ہوا جو تم سے ہو سکے وہ کرو مجھے
کچھ ہونے کا اندیشہ نہیں ہے یہ مضمون دیکھکر صاحبقران نے حکم قتل دیا جلاد حاضر ہوا اور اسنے لیجا کر
انجم جادو کو قتل کیا اور مرتو یہ ملعون قتل ہوا اور طلسم سکا ٹوٹا وہ مکان جو صحرا میں پوشیدہ تھا ظاہر
ہوا آگے وہان کا حال بعد کو لکھا جائیگا بیان بعد قتل انجم جادو خضران مہران دیوکش کی طرف
متوجہ ہوا اور کہا کہ تو کیا کہتا ہے اسنے کہا کہ اگر مجھے کسی نے بقوت مردانگی زیر کیا ہوتا تو میں اطاعت
کرتا تم ایک عیار ہو فریب و حیلہ کر کے پکڑ لائے ہو میں تمہاری کیا اطاعت کرونگا یہ سنکر خضران نے
کہا کہ صاحبقران باقبال تشریف رکھتے ہیں انکی اطاعت کر مہران نے کہا میں خود صاحبقران
ہوں اگر صاحبقران کو مجھسے مقابلہ پڑتا تو معلوم ہوتا کہ کون زبردست ہے وہ زبردست ہیں
یا میں زبردست ہوں یہ کلمہ اسد غازی کو ناگوار گذرا فرمایا کہ تیری کیا یہ حقیقت ہوئی کہ تو
صاحبقران باقبال کو نظر حقارت سے دیکھتا ہے اور مقابلہ کا دعوے رکھتا ہے یہ کہکر دُرہ کی
طرف پھینکا بس یہ حرکت اسکو ناگوار گذری مہران نے قید توڑی اور جھپٹا اسد غازی
بھی مہران سے لپٹ پڑے کشتی ہونے لگی ہر چند اسد غازی چاہتے ہیں کہ مہران کو اٹھا
لوں مگر یہ کب اپنی جگہ سے ٹلتا ہے یہی حال اسکا ہے کشتی ہونے لگی زمین پارہ پارہ ہو گئی زمین میں
… گھٹنوں تک دھنس گئے کرسیاں و دنگل ٹوٹ گئے پھر کمال کشتی رہی اب مہران نے … تمام …

دونوں ہاتھ اسد غازی کے پکڑ کر اور سر سینے سے ملا کر جو زور کیا تو ریل کر صاحبقران
کی طرف لے چلا دیکھا اسد غازی نے کہ بغیر چار قدم پیچھے ہٹے لنگر نہ تھا کم ہوگا اور تین چار قدم
ہٹنے میں صاحبقران پر گر دونگا کیونکہ فاصلہ کم ہے بس پونہچیں اپنے جانب اَڑ بیٹھے
ہوکر اب جو یہ جھٹکا مارتے ہیں تو غضبان دیوکش اپنے زور میں اوندھے منھ آ رہا منھ پھرا ہیکا
پاے صاحبقران پر پڑا ہنوز یہ سنبھلنے نہ پایا تھا کہ اسد غازی نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے
جو زور کیا تو اٹھا لیا اور فرمایا کہ اب کہو کیا کہتا ہے اسنے کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم یہ انکساری
اور خوشامدانہ الفاظ سنکر اسد غازی نے اسکو چھوڑ دیا اور غضبان دیوکش از سر صدق
مسلمان ہوا صاحبقران نے اسکو حمام کرایا کلمۂ طیب تلقین فرمایا خلعت سے سرفراز
کیا اور اسکے مرتبہ کے موافق بارگاہ میں جگہ عنایت کی خضران نے لوح حاضر کی صاحبقران
نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اور اہل دربار سے کہا کہ کل ہم یہاں سے فاتح طلسم جاوینگے یہ کہکر دربار
برخاست کیا اور داخل خوابگاہ ہوئے سردار بھی رخصت ہو کر اپنے اپنے مقام پر آئے جب
دوسرا دن ہوا تو بدیع الملک سب سے رخصت ہوئے اور غضبان دیوکش اور
خواجہ خضران کو اپنے ساتھ لیکر جانب در بند اول روانہ ہوئے جاتے جاتے سامنے
کوہ کے پہونچے دیکھا کہ اُسی طرح بالاے کوہ ایک پتلی کھڑی ہے شہنا اُسکے ہاتھ میں ہے جو یہاں
سے سرحد طلسم تھی وہاں سے غضبان دیوکش اور خواجہ خضران کو رخصت کیا اور
آپ لوح کو ملاحظہ فرمانے لگے لکھا تھا کہ اے فاتح طلسم و سیاح عجائبات تجھے لازم ہے
کہ تیں کوہ کی طرف خیال کر کہ ایک حوض پرانا آپ نظر آتا ہے تو اُس حوض کی جانب روانہ ہو اور
اتنی جلد جا کہ پتلی تین آوازیں دیوے کہ ہرگز نہ گرنے پاوے جسوقت تو قریب حوض پہونچیگا
اور ہر تین چمک کر بلند ہونگی تو تجھے چاہیے کہ حوض میں کود کر پوشیدہ ہو جانا ہر تین سے تجھے
نہ پاوینگی اور حوض پر گرینگی پانی حوض کا تاثیر رد سحر رکھتا ہے ہر تین پانی میں گرتے ہی سرد ہو جاوینگی پھر جو کچھ
پیش آئے تو ہدایت لوح کے موافق عمل میں لانا یہ دیکھکر صاحبقران باقبال بسم اللہ کہکر آگے
بڑھے جیسے ہی سرحد طلسم میں قدم رکھا پتلی نے آواز دی کہ او اجل رسیدہ کہاں آتا ہے پلٹ جا کیوں
اپنے پاؤں سے گور میں آتا ہے بدیع الملک نے جو یہ آواز سنی جلدی جلدی اُس حوض کی جانب
روانہ ہوئے نصف راستہ طے ہوا تھا کہ پتلی نے دوسری آواز دی کہ تو نہیں مانتا اسی طرف بڑھتا آتا
ہے جا پلٹ جا ورنہ مارا جاویگا بدیع الملک اور جلدی جلدی چلے اسکے بعد تیسری آواز پتلی نے
پھر دی کہ نہ مانیگا اور نہ پلٹیگا معلوم ہوا کہ قضا تیری آگئی پیمانہ عمر لبریز ہو گیا وعدہ سر آ پہونچا ادھر
تو اسنے یہ کلام ختم کیا ساتھ ہی سر ہلایا دونوں سیفیں جو کان میں بجاے گوشوارہ لٹک رہی تھیں
علیحدہ علیحدہ ہوئیں اور چمک کر بلند ہوئیں ادھر تو سیفیں چمک کر بلند ہوئیں ادھر بدیع الملک
قریب حوض کے پہونچ چکے تھے جست کر کے حوض میں کود پڑے اور غوطہ لگایا ہر تین چمک کر گریں
گرتے ہی سرد ہو گئیں اب بدیع الملک نے سر پانی سے باہر نکالا دیکھا کہ دو ٹکڑے تلوار کے
زنگ آلودہ پڑے ہیں اب یہ حوض سے نکلکر کوہ کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ پتلی سر ہلا رہی ہے اب وہ

تلوارین کہان کہ برق بنکر چلین آخر اسنے سر پیٹنا شروع کیا اور کہا کہ جا پھر جا اور حضرت خضران اور
نغیران دیو کش نے جو دیکھا کہ مرحلہ شکست ہوا سیفین بیکار ہوگئین اب کوئی اندیشہ نہین ہی پس
یہ بھی آگے بڑھے اور پکار کر آواز دی کہ ای شہریار اسی طرح ہوشیاری سے کام کرنا چاہیے بدیع الملک
نے کہا دیکھو تو پتلی سر پیٹ رہی ہی خضران نے کہا مین کیا دیکھون آپ لوح کو دیکھیے ایسا نہو کہ اسکے
سر پیٹنے مین بھی کوئی آفت ہو بدیع الملک نے جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ای بدیع الملک
اگر ایک سو گیارہ مرتبہ یہ سر اپنا پیٹ لیگی تو تم بھی اسی طرح سر پیٹنے لگوگے اور دیوانے ہو جاوگے بہتر
یہ ہی کہ جلد اپنے کو اس تک پہونچاو اور فلان اسم جو کنارہ لوح پر کندہ ہی پڑھکر عکس لوح کا اسپر ڈالو
کہ دروازہ ظاہر ہو اور تم پار طلسم کا ملے یہ دیکھکر بہت پریشان ہوئے خواجہ خضران سے کہا
کہ بھئی لوح تو یہ کہتی ہی کہ اگر یہ اسی طرح ایک سو گیارہ مرتبہ سر پر ہاتھ مارے گی تو تمھاری بھی یہی حالت
ہو جائیگی تو ابھی یہ کوئی پینتالیس مرتبہ سر پیٹ چکی یا کچھ زیادہ لیکن ہمنے بڑی غلطی کی کہ پہلے سے لوح کو
نہ دیکھا خواجہ خضران نے کہا اب کیون دیر کرتے ہو بدیع الملک جلدی جلدی جانب کوہ روانہ
ہوئے ہر چند پتلی چیخ رہی ہی اور سر اپنا پیٹ رہی ہی مگر یہ کسکی سنتے ہین قریب پتلی کے پہونچ گئے
اور جلدی سے اس اسم کو پڑھکر انہون نے لوح پر دم کیا اور عکس لوح کا پتلی پر ڈالا اگر تین بار پتلی
اور اپنے سر پر ہاتھ مار لیتی تو پھر کچھ نہو سکتا اب جو عکس لوح کا پتلی پر پڑتا ہی تو یہ معلوم ہوا ہی کہ
شعلہ وقت ناچتا کر گرا پتلی مانند شعلۂ آتشبازی کے جلکر خاک ہوئی اور زمین پر گر ہی دیکھا کہ ایک
صورت سنگ سیاہ کی ہی بدیع الملک نے گرز سے اس بت کو توڑا اور لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا
تھا کہ ای فتاح طلسم سامنے نگاہ کر اب تجھے دروازہ نظر آئیگا تو بخوف دروازے مین داخل ہو اور
نہنگ جادو سے مقابلہ کر کہ وہی اس در بند کا مالک ہی جب تک وہ نمارا جائیگا آگے راستہ نملیگا
جس طرح بغیر پتلی کے ملے ہوئے دروازہ طلسم ملنا دشوار تھا یہ دیکھکر بدیع الملک نے نظر
اٹھائی تو معلوم ہوا کہ پتلی دروازے ہی پر نصب تھی اور دروازہ نظرون سے پنہان تھا دیکھا
بدیع الملک نے کہ دروازہ بند ہی اور پھاٹک آہنی ہی جھپٹ کر گرز مارا کہ دروازہ شکستہ
ہوگیا بدیع الملک اندر دروازے کے داخل ہوئے دیکھا کہ سامنے ایک میدان ہی اور ہزار ہا
جانوران دریائی خاک پر لوٹ رہے ہین اور ایک نہنگ سیاہ ان جانورون کے درمیان مین بیٹھا
ہی جیسے ہی نظر اس نہنگ کی بدیع الملک پر پڑی پکارا کہ فتاح طلسم آ پہونچا ہوشیار ہو جاو
یہ کہکر بدیع الملک کی طرف چلا ساتھ اسکے اور جانور بھی جھپٹے بدیع الملک نے جلدی سے
لوح کو اٹھا کر ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم تجھے لازم ہی کہ اس نہنگ سیاہ کی پیشانی پر نظر
کر تجھے ایک خال سرخ دکھائی دیگا اور اسی خال سرخ کی برابر ایک ستارہ سا چمک رہا ہی تجھے چاہیے
کہ یہ لوح اس خال سرخ پر کھینچ مار کہ نہنگ جادو سیلاب فنا مین غرق ہو جاے یہ دیکھکر فوراً ہی
بدیع الملک نے لوح اٹھا کر کھینچ ماری جیسے ہی لوح پیشانی پر جا کر پڑی ایک شعلہ نکلا اور
نہنگ جادو پر گرا کہ جلا کر خاک کر دیا اور جسقدر جانوران دریائی ساتھ نہنگ جادو کے
تھے وہ بھی جلکر خاک ہوئے اب دیکھا تو خواجہ خضران اور نغیران دیو کش چلے آتے ہین

خضران نے بہت تعریف کی اور کہا ای شہریار اسی طرح ہوشیاری سے کام کرنا چاہیئے یہ معاملہ
طلسم کا ہی ذرا سی غفلت مین کام خراب ہوتا ہی آیندہ بھی اسکا خیال رہے بدیع الملک نے
کہا ای خضران اب شام ہوچکی ہی دن نہایت قلیل رہگیا ہی اب موقع و وقت در بند پر جانے کا
نہین ہی کوئی ایسی تدبیر کرو کہ رات آرام سے بسر ہو صبح کو پھر مرحلہ پر جاینگے خواجہ خضران
نے کہا کہ یہان آرام کہان آرام گھر مین ہوتا ہی اگر آرام کی خواہش تھی تو گھر سے نہ نکلے ہوتے
بدیع الملک نے کہا بس زیادہ باتین نہ بناؤ مین تمہاری حرکتین خوب جانتا ہون بس
مین نے تمکو مرحلون کے لوٹ معاف کی اس سے زیادہ ایک حبہ نہ دونگا خواجہ خضران
نے کہا کہ اس مرحلہ مین مجھکو کیا ملگیا بدیع الملک نے کہا کہ اسکا مین ذمہ دار نہین ہون
اگر حوصلے لوٹ ہوتا تو کیا مین اپنے پاس سے دون جو کوئی خیمہ وغیرہ نصب کر دوگے اور اسباب
راحت میرے لیے مہیا کر دوگے اسکا معاوضہ مین تمکو ضرور دونگا یہ سنکر خواجہ خضران
نے ایک چھوٹا سا خیمہ برپا کردیا اور سب اسباب راحت بدیع الملک کے واسطے مہیا کردیا اور
خود بہ تلاش مال روانہ ہوئے کہ جس مقام پر کوئی رہیگا وہان روپیہ پیسہ بھی کچھ ہوگا یہ
سوچتے ہوئے چلے دیکھا کہ لاش شنگ جادو کی اور ساتھ اسکے چند ساحر مردہ پڑے ہین
خواجہ خضران یہ واقعہ دیکھکر دل مین بہت خوش ہوئے اور ایک ایک کی کمر ٹٹولنا شروع کی
اور جو کچھ ملا وہ نذر زنبیل کیا اور پھر اسکے یہان سے آگے روانہ ہوئے فتیلہ عیاری ہاتھ مین
روشن ہی دیکھتے چلے جاتے ہین جاتے جاتے دور سے ایک حجرہ دکھائی دیا کہ اُس مین قفل پڑا ہوا
تھا خواجہ خضران نے فوراً ہی اُسکے قفل کو توڑا دیکھا کہ اندر حجرہ کے بہت سے صندوق رکھے
ہوئے ہین اور اُنمین قفل پڑے ہین خضران نے جال الیاسی مارکر جسقدر مال و اسباب تھا سب
نذر زنبیل کیا اور وہان سے خدمت بدیع الملک مین آئے پوچھا صاحبقران نے کہ کہان
گئے تھے خضران نے بیان کیا کہ روپیون کی فکر مین گئے تھے تم سے تو کوئی ٹکا ملتا نہین ہی
فرمایا کہ پھر کیا لائے خضران نے کہا جو کچھ قسمت کا تھا ملگیا فرمایا کہ ہم بھی دیکھین خضران نے
زنبیل سے سب اسباب نکالا اور سامنے صاحبقران کے قفل صندوقون کے توڑے کسی مین
پوشاکین نفیس نکلین کسی مین روپیہ کسی مین اشرفی کسی مین جواہر کسی مین ظروف وغیرہ صاحبقران
نے فرمایا کہ یہ ظروف تحفہ ہونگے انکو تو پھینک خضران نے کہا سنتے کے نہین ہین کہ ہم ایک
دو دن بڑی مشقت سے دستیاب ہوئے ہین مین انکو بیچ لونگا یہ کہکر یہ سب چیزین نذر زنبیل کرین
اور صاحبقران کو کھانا کھلایا آپ پہرہ دیا کیا صاحبقران نے آرام فرمایا جسوقت سمندون پرادای
چھپائی اور رنگ زمانہ دگرگون ہوا محفل انجم مین برہمی پیدا ہوئی چہرۂ ماہ کتان سفر سے زرد ہوا اور
مہر عالمتاب کی شعاعین آسمان پر پہونچنے لگین وقت نماز سحر کا قریب آیا خضران نے فوراً ہی
بدیع الملک کو خواب سے بیدار کیا صاحبقران نے نماز سے فراغت کی اور لوح کو ملاحظہ
فرماکر ایک جانب روانہ ہوئے مگر ان اور خضران اسی مقام پر ٹھہرے صاحبقران چلے جاتے
ہین جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا ایک چھوٹی سی پہاڑی ہی اور دو طرف ایک چشمہ ہی کہ پانی اُسکا

مدعین مار رہا ہو طاہران آبی کا ہجوم ہی اور قریب دامنہ کوہ کے ایک لڑکا گھوڑا پھیر رہا ہو اور ایک چابک سوار
جو کہ نہایت چابک دست معلوم ہوتا ہی علیحدہ کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی وہ کہہ رہا ہی کہ ہاں ایکی
دوسری باگ پر موڑ لڑکا گھوڑے کو اسطرح پھیر رہا ہی کہ یہ معلوم ہوتا ہی نشست کے عوض
میں گل لگی ہوئی ہے بدیع الملک محو ہوگئے انکو سوار ہونا اپنا کا یاد آگیا ایک آہ
کھینچی کہ نہیں معلوم وہ پارہ جگر کہاں ہی خدا اسکو خیر و عافیت سے رکھے
وہ لڑکا گھوڑے کو خوب پھیر چکا تو بدیع الملک نے تعریف کی اسنے جھک کر سلام کیا اور کہا کہ واقع
میں آج آپ سے اس شہسواری کی داد ملی ہی معلوم ہوتا ہی کہ آپ بھی کچھ شہسواری کے فن میں دخل رکھتے
ہیں فرمایا کہ نہیں میں کیا چیز ہوں وہ چابک سوار جو کھڑا ہوا تھا اسنے کہا کہ صاحبزادے تم نے کچھ پہچانا بھی
یہ کون ہیں یہ صاحبقران با اقبال ہیں نام انکا بدیع الملک ہی تم آپ سے ایسی باتیں کرتے
ہو ادب کے ساتھ کلام کرو ایسا نہو کہ مزاج انکا برہم ہو جائے اسکے بعد بدیع الملک کی طرف
دیکھکر کہا کہ حضور گستاخی اس لڑکے کی معاف فرمائیے یہ پہچانتا نہ تھا صاحبقران نے فرمایا کہ نہیں
یہ بچہ ہی مجھے اسکے کہنے کا کیا ملال ہوگا میں ناداں نہیں ہوں کہ بچے کے کہنے پر ناراض ہوں چابک سوار
نے ہنسکر کہا کہ اسکا گھوڑا تو نیا ہوا ہی اور درست کیا ہوا ہی لیکن یہ گھوڑا جو میرے پاس ہی یہ اپنے
کسی کو سواری نہیں دیتا ہی میں بھی مارے خوف کے کبھی سوار نہیں ہوتا ہوں ایک مرتبہ اس گھوڑے پر
سوار ہوا تھا تو اسنے مار ڈالا تھا لیکن میں کوئی بات باقی نہ رکھی تھی یہ جو چشمہ سامنے نظر آتا ہی اس میں لیکر
کود پڑا تھا مشکل چشمہ سے نکلا اگر اس مرکب پر آپ سوار ہوکر اسے درست کر دیں اور قاعدہ اسکی سواری
کا تعلیم فرمائیں تو میں عمر بھر شکر گزار رہونگا فرمایا کہ کیا مضائقہ ہی چابک سوار نے جلدی سے مرکب
حاضر کیا بدیع الملک پشت مرکب پر آئے اور باگ ہاتھ میں لی گھوڑے نے ایک منہ مارا کہ تسمہ
لگام کا ٹوٹ گیا اور اب گھوڑا بدیع الملک کو لیکر بھاگا عیاں مرکب کھلی ہوئی تھی یہ مرکب
اسطرح کا بنایا گیا تھا کہ سوار کو لیکے بھاگے باگ بھی اسی وجہ سے کمزور چڑھا لی گئی تھی بدیع الملک
اس فریب سے آگاہ نہ تھے مرکب انکو لیکر بھاگا لگام ٹوٹ کر گر گئی تھی عیاں لی ہوئی تھی
پشت پر سنبھلنا دشوار تھا ہر چند گھٹنے مارتے ہیں مگر بھاگا چلا جاتا ہی جبکہ جاتے کنارے چشمہ
کے پہونچا اور وسعت کی چشمہ کو پھاند کر اس پار گیا اور گرتے ہی پتھر پر گر پڑے بدیع الملک کسل کر
گھوڑے مرکب اٹھکر بھاگا بدیع الملک کے بہت چوٹ آئی دیکھا کہ پہلو سے ایک نازنین
افسوس افسوس کہتی چلی آتی ہی بدیع الملک اسکو دیکھکر شرمندہ ہوئے اور پلٹ کر
دیکھنے لگے کہ کہیں چابک سوار نے تو نہیں دیکھا ہر چند ادھر ادھر دیکھا مگر چابک سوار کہیں
نظر نہ آیا دل میں کہا شکر ہی کہ خوب ہوا وہ سامنے نہ تھا ورنہ بہت بڑی شرمندگی ہوتی لیکن
نازنین آتے ہی گرد جھاڑنے لگی اور کہنے لگی کہ کہاں چوٹ آئی بدیع الملک نے کہا کہ چوٹ
نہیں آئی اسے اس عورت نے انکو پانوں تک لگایا اور گرد جھاڑنے لگی گرد جھاڑتے جھاڑتے
ہاتھ گلے تک پہونچا لیا اور اس صفائی سے ڈور لوح کا کاٹ کر لوح نکال لے گئی کہ بدیع الملک
کو خبر بھی نہوئی اسے استیم کہا کہ دیکھئے تو کوئی شی تو نہیں گری بدیع الملک نے اسے جو خیال کیا تو لوح

کو نہایت پریشان ہوئے اور فرمایا کہ لوح میری کہین گر گئی نازنین نے کہا کہ لوح گر گئی تو جانے دو
چلو ہم تمکو عجائب خانہ ساحری کی سیر کرائین بدیع الملک نے کہا کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ مین
عجائب خانہ ساحری کی مالک ہون قاعدہ میرا یہ ہی کہ جو شخص اسطرف آنکلتا ہی مین اُسکو اس
مقام کی سیر کراتی ہون اگر کافر ہوتا ہی تو کچھ چڑھاتا ہی مسلمان ہوتا ہی تو وہ کچھ میری نذر کرتا ہی اور اگر
مفلس قلاش ہوتا ہی تو مین اُسکے ساتھ خود سلوک کرتی ہون آپ کی خدمت بھی ہر طرح کرنے کو
موجود ہون بدیع الملک مجبور ہوئے اور اُسکے ساتھ چلے نازنین انکو اپنے ساتھ لئے ہوئے
چلی جاتی تھی قریب ایک عمارت کے پہونچی دیکھا بدیع الملک نے کہ ایک عمارت عالیشان
ہی دروازہ بہت بڑا لگا ہوا ہی سامنے دروازے کے ایک چھوٹا سا چمن ہی دروازے پر دربان
بیٹھے ہوئے ہین ملکہ نے دربانون سے کہا کہ اس شہریار عالیوقار کو سیر کے واسطے لائی ہون
دربانون نے کہا کہ اے ملکہ سمجھ لیجئے ایسا نہو کوئی فتنہ برپا ہو تو ہم اور آپ دونون پر الزام آئیگا
بہتر یہ ہی کہ مالک سے اپنے پوچھ لین نازنین نے جواب دیا کہ اسکے ہم ذمہ دار ہین یہ کہکر بدیع الملک
کو لئے ہوئے داخل عجائب خانہ ساحری ہوئی دیکھا بدیع الملک نے کہ تمام در و دیوار مین بڑے
بڑے آئینہ نصب ہین اور ہر آئینہ مین ایک ایک نازنین جلوہ گر ہی کسی کے ہاتھ مین گلاب کا
پھول ہی کسی کے ہاتھ مین گل لالہ ہی کوئی سیمین عذار چنبیلی کے پھولون کا گجرہ پہنے ہوئے مسکرا رہی ہی
کوئی برق دندان چمکا کر خرمن جان پر بجلی گرا رہی ہی کوئی گل طرہ کو طرہ دستار بنائے ہوئے ہی
کوئی شوخ چشم آنکھون مین سرمہ لگائے ہوئے تیغ نگاہ کی صیقل دکھا رہی ہی غرضکہ ہر آئینہ مین
نیا جلوہ نظر آتا ہی ایک پرستان کا سمان ہی اور ایک جانب ایک تصویر سنگ سیاہ کی نصب ہی پشت
پر چند آدمی مورچھل پر ہما کے لئے ہوئے کھڑے ہین اور سامنے اس تصویر کے تصویر گوسالہ
بنی ہوئی ہی بدیع الملک نے کبھی ایک وقت مین اس قدر نازنینین کاہیکو دیکھی تھین محو
دیدار ہو رہے تھے یہ جتنی دیر مصروف سیر رہے اتنے عرصہ مین اس نازنین نے جو کہ انکو
اس مقام پر لائی ہی اور نام اسکا شمع افروز جادو ہی آئینہ اندام جادو کو اطلاع دی کہ مین نے
عجائب خانہ ساحری مین بدیع الملک کو پھنسا دیا ہی اور لوح بھیجتی ہون اسے اپنے قبضہ مین
کیجئے اور بدیع الملک کی نسبت جو حکم ہو وہ کیا جاوے جسوقت یہ پیام مع لوح آئینہ اندام
جادو کو پہونچا یہ بہت خوش ہوا اور اسنے جواب کہلا بھیجا کہ شمع افروز جادو واقع مین تو نے
بڑا کام کیا تمام طلسم کی جان بخشی کی لیکن تو جانتی ہی کہ اس مقام پر جمشید نوریہ نشین جو کہ بیٹھے
ہین اُنسے یہ اقرار ہو چکا ہی کہ کسی اسیر طلسم کو بغیر مدت معین کے قتل نہ کرنا لہذا قتل کرنا اس شخص
کا درست نہین ہی ورنہ جمشید نوریہ نشین تمام طلسم کو غارت کر دیگا پس کوئی ایسا انتظام کرو
کہ یہ خود ہی طالب اجل ہو اسوقت جمشید نوریہ نشین کوئی تعرض نہ کر سکیگا جسوقت کہ
مین نے طلسم کی بنا ڈالی ہی تو درویش سے بھی معاہدہ ہو گیا تھا جمشید نوریہ نشین درویش
اس مقام پر بجائے قطب ہی یہ پیام ایک ساحرہ پوشیدہ طور پر آکر شمع افروز جادو سے کہہ گئی
شمع افروز جادو نے بدیع الملک کی طرف دیکھکر کہا کہ کہئے یہ مقام کیسا ہی بدیع الملک نے

پشیمان ہو گئی بدیع الملک ہائی کا نعرہ کرکے بیہوش ہو گئے جس وقت ہوش آیا کہا ای شمع افروز
جادو تجھے اپنے دین و مذہب کا واسطہ کہ ایک مرتبہ پھر صورت اس یار جانی اور محبوب جاودانی
کی دکھا دے شمع افروز جادو نے کہا کہ اب ممکن نہیں اگر تم زیادہ مشتاق ہو تو خود اسکے
پاس چلے جاؤ بدیع الملک نے کہا کہ اگر تم سے ممکن ہو تو میں پہونچا دو میں نہایت ممنون
ہونگا شمع افروز جادو نے کہا کہ راستہ میں بتائے دیتی ہوں جانا نہ جانا تمھارا کام ہے وہ راہ
یہ ہے کہ ایک عرضی بنام آئینہ اندام جادو تحریر کرو مضمون اسکا یہ ہو کہ اب تک جو کچھ میں نے
تمھارے ساتھ کیا بہت برا کیا اب میں پشیمان و نادم ہوتا ہوں اسکے صلہ میں صرف اتنا چاہتا ہوں
کہ مجھکو باکرہ مہر طلعت سے ملادو یہ سنکر بدیع الملک اسیوقت راضی ہو گئے اور کہا ای شمع افروز
تم کالی دنیا پر لعنت ہے یہاں رہتے میں ہزار طرح کے کھٹکے ہیں اگر عرضی ہماری آئینہ اندام
جادو نے منظور کرلی تو کیا اور نہ ملکہ سے ملنے کا ہو گا اسنے جواب دیا کہ اگر جادو قتل کا حکم کیا جائیگا
اور تمھیں اس میں کودنا پڑیگا یہ سنکر بدیع الملک بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مجھے بسرو چشم
منظور ہے دل کے جانے سے جسم کا جلنا ہر طرح بہتر ہے لاؤ قلم دوات میں ابھی عرضی لکھکر مہر
اپنی ثبت کر دوں یہ سنکر شمع افروز جادو نے قلم دوات کاغذ پیش کیا بدیع الملک نے
کس شد و مد کے ساتھ عرضی لکھی ہے کہ ای خداوند طلسم آئینہ میں امیدوار ہوں کہ آپ قصور میرا
معاف فرمائیے کہ میں نے اپنے ارادہ سے توبہ کی اور اب بصدق دل کہتا ہوں کہ مجھے مرنا اپنا
جینے سے زیادہ عزیز ہے لہذا ازراہ مہربانی میرے قصور معاف کیجئے اور مجھے ملکہ مہر طلعت سے
ملا دیجئے جسوقت عرضی تحریر کر چکے تو دستخط اپنے ثبت فرما دیئے شمع افروز جادو نے کہا کہ اب
آپ اسی مقام پر ٹھہرئیے میں جاتی ہوں اور عرضی آپکی آئینہ اندام جادو کو دیکے زبانی بھی
بہت کچھ کہدونگی بدیع الملک شمع افروز سے نہایت خوش ہوئے فرمایا کہ دیکھو دیر کرنا
گناہ ہے مجھے ایک ایک نفس آرہ سے کم نہیں ہے اور ایک ایک ساعت ایک ایک برس معلوم ہوتی ہے
شمع افروز جادو نے کہا کہ آپ اطمینان رکھیں میں ابھی جاتی ہوں اور بہت جلد آتی ہوں یہ
کہکر وہ عرضی اپنے لی اور خدمت میں آئینہ اندام جادو کی روانہ ہوئی وہاں دربار معمور تھا
سب ارکین دولت حاضر تھے آئینہ اندام جادو تخت پر بیٹھا ہوا تھا فکر میں ہو رہا تھا کہ بدیع
الملک اس مقام پر اگر پہنچے تو خوب ہے مگر دیکھا چاہئے کہ درویش کی ذات سے کوئی فساد
نہ برپا ہو کہ یکایک شمع افروز جادو عرضی بدیع الملک کی لئے ہوئے نمودار ہوئی اور عرضی
پیش کیکے اسنے عرض کی کہ اب حضور جانیں اور حضور کا کام جانے جو میرا حق تھا میں اسے ادا کر چکی آئینہ
اندام جادو نے عرضی کو پڑھا تمام ارکین دولت نے سنا سب نہایت خوش ہوئے اور آئینہ
اندام جادو نہایت ہنسا لیکن دو ساحر کہ نام ایکا شرنگ جادو اور دوسری کا زرنگ جادو
ہے یہ دونوں وزیر ہیں آئینہ اندام جادو کے انکو نہایت افسوس ہوا کہ صاحبقران
زمان ہو کر ایسا بیہودہ ہوا کہ ایک ساحر مکار کو اسنے عرضی تحریر کی ہے اور خود اپنے قتل کا محضر
بناکر اسپر مہر ثبت کی ہے افسوس یہ شمع افروز جادو نے کیا اندھیر کیا یہ دونوں بہانے سے

عجایب خانہ سامری کی جانب روانہ ہوئے یہاں آئینہ اندام جادو نے لوح تو گیرنگ جادو
کے سپرد کی جو کہ مالک ہے دربند عجایب کا اور شمع افروز جادو کا باپ ہے اور کہا کہ اس لوح کو لیجا کر کوہ
قاف کے کسی دریا میں پھینک دو کہ نہ یہ لوح باقی رہیگی نہ طلسم پر زوال آئیگا اور خود وہ محضر مہر
شدہ پاس حمید پوریہ نشین درویش کے روانہ کیا اور ایک رقعہ اور لکھکر شامل کر دیا مضمون
اس رقعہ کا یہ تھا کہ اے حمید پوریہ نشین درویش میں نے اسوقت تک معاہدہ کی پابندی کی اور آئندہ
بھی پابند رہونگا کہ بغیر چالیس یوم گذرے کسی قیدی طلسم کو نہ قتل کیا ہے اور نہ قتل کرونگا لیکن اتنا چاہتا
ہوں کہ ایک امر کی اجازت دیجئے کہ اگر کوئی شخص خود ہی خواہش قتل ہونے کی کرے تو آپ دخل بیجا
نہیں ساحر کے ہاتھ محضر اور یہ رقعہ بھیجا اُسے سمجھا دیا تھا کہ جسوقت رقعہ دکھا لینا اور درویش منظور کرلے
اُسوقت محضر دکھانا تاکہ درویش قول ہار جائے اور دخل اندازی نہ کرے ساحر یہ نامہ لیکر خدمت
میں حمید پوریہ نشین کی آیا جھک کر سلام کیا شاہ صاحب نے کہا کہ اسوقت کہاں آنا ہوا
اُسنے وہ رقعہ پیش کیا حمید پوریہ نشین نے رقعہ پڑھا دل میں سمجھ گئے کہ فلاں شخص کے لئے
اُسنے یہ جال پھیلایا ہے نامہ بر سے کہا کہ وہ کون ایسا شخص ہے کہ جو خود مرنے پر راضی ہوا ہے جان
ایسی چیز ہے کہ دینا کوئی بخوشی گوارا نہیں کرتا ہے حتےٰ کہ زمانے بھر کی تکلیفیں ہوں میں کبھی
آچکا ہو قریب المرگ ہو جب بھی کوئی جان دینا پسند نہیں کرتا ہے جبتک میں اُس شخص سے کچھ باتیں
نہ کر لونگا جو مرنے پر آمادہ ہوا ہے اُسوقت تک محضر پر دستخط نہ کرونگا یہ سنکر ساحر نامہ بر نے
محضر نکالکر دکھایا اور کہا کہ دیکھئے اُسنے اپنے قلم سے یہ تحریر کیا اور اپنے ہاتھ سے اپنی مہر ثبت
کی ہے کیا یہ سند کافی نہیں ہے جسوقت درویش نے تحریر بدیع الملک کی دیکھی نہایت رنجیدہ
ہوئے اور کہلا بھیجا کہ اے آئینہ اندام جادو جبتک میں خود اُس طالب اجل سے سبب بیزاری
زندگی کا دریافت نہ کر لونگا اُسوقت تک اسکی اجازت نہ دونگا کہ تو اندر میعاد معینہ کے اسکو
قتل کرے ساحر یہ جواب درویش کا آئینہ اندام جادو کو پہونچایا اسنے کہا کہ جا کر درویش سے میرا
سلام کہنا اور یہ کہہ دینا کہ آپ کی خاطر سے میں آٹھ روز کی مدت دیتا ہوں بعد اسکے ضرور قتل
کر ڈالونگا اور آپ اس محضر پر دستخط کر دیجئے حمید پوریہ نشین نے کہا کہ آٹھ روز کی مدت کافی
نہیں ہے میں ہرگز دستخط نہ کرونگا اور اس سے کہدینا کہ اگر اندر چالیس روز کے تو قیدی کو قتل کریگا
تو ایک دم میں تمام طلسم کو پھونک دونگا لہذا خبردار ہو جا کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو خلاف
معاہدہ نہ کرنا تو فقیر کو دھوکا دیتا ہے فقیر ایسا نہیں ہے کہ تیرے فریب میں آجائے جسوقت یہ جواب
آئینہ اندام جادو کو پہونچا تو اسنے گیرنگ جادو سے کہا کہ تم تو لوح کو لیکر روانہ ہوا اور میں بعد
آٹھ روز کے بدیع الملک کو ضرور کھاؤنگا میں تل کے کھا جاؤنگا گیرنگ جادو نے کہا کہ کیا ہم
اس لذت سے محروم رہینگے آئینہ اندام جادو نے کہا کہ اگر تم بھی اس دعوت میں شرکت کرنا
چاہتے ہو تو چار روز کے اندر لوح کو کوہ قاف کے کسی دریا سے تہ دار میں پھینک کر چلے آنا اور
قبل از وقت پہونچ جانا یہ سنکر گیرنگ جادو تو لوح کو لیکر تخت سحر پر بیٹھ کر جانب قاف روانہ ہوا
اور آئینہ اندام جادو نے ارکین دولت سے کہا کہ اگر بدیع الملک زندہ رہا تو بغیر قتل کئے

نہ چھوڑیگا اور اگر بدیع الملک قتل ہوا تو درویش سے بگڑتی ہی ہر طرح نتیجہ برا نظر آتا ہی تو پھر دشمن
کے قتل سے باز رہنا بیکار ہی اب مین بدیع الملک کو ضرور قتل کرونگا اگر درویش طلسم کو شاد
تو مشاد سے مجھے کچھ پرواہ نہین ہی یہ سوچکر آمادہ قتل بدیع الملک ہوا اور انتظار اُس روز کا
کرنے لگا جو اُسنے قتل بدیع الملک کے واسطے معین کیا تھا اب اسے تو انتظار مین رکھا جاتا
ہی اور بدیع الملک اشتیاق مرگ اور شوق دیدار مہر طلعت مین پھڑک رہے ہین ادہر عجائب
عجائب خانہ سامری مین بیٹھے ہوئے ہین ان کو بھی اسی حال بیقراری مین رہنے دیجیے لیکن یہان تھوڑے

چند کلمہ داستان ملکہ غلمان پری و ارغوان پری کے بیان کئے جاتے ہین
کہ جنکو بدیع الملک نے دیو قرناس کی قید سے چھڑا کر رہا کیا تھا اور یہ اپنے ملک کو

روانہ ہوئی ہین

راوی بیان کرتا ہی کہ جسوقت ملکہ غلمان پری و ارغوان پری بدیع الملک سے رخصت
ہوکر روانہ ہوئین تو اپنے شہر مین آئین عزیزون سے ملین سب نہایت خوش ہوئے اور پوچھا
کہ اتنے دنون تک پردۂ دنیا مین تم کہان رہین انھون نے اپنا تمام ماجرا اول سے آخر تک بیان
کیا کہ ہمین ایک دیو نے گرفتار بلا کیا تھا لیکن خدا بھلا کرے صاحبقران ثالث شاہزادہ بدیع الملک
نوجوان کا کہ اُنھون نے دیو کو مار کر ہمین رہا کیا باپ نے غلمان پری سے کہا کہ اگر صاحبقران
زمان تیرے حال پر مہربان ہین تو اُنکو سواے مدد طلب کر کہ یہان دیوان ابلیس پرست نے
تمام قاف سے اولاد جناب سلیمان کو مٹا دیا ہی چندکس باقی رہگئے ہین اُنپر بھی دیوون کے پورش
ہین یہ ملک بھی ہاتھ سے سرکشون کے ایک نہ ایک دن برباد ہو جائیگا غلمان پری نے کہا
مجھسے صاحبقران نے وعدہ فرمایا ہی کہ بعد فتح طلسم نہ طاق کے مین تم سے ملونگا مین قبل از
وقت جانا مناسب نہین سمجھتی شمشاد پریزاد نے کہا کہ جب ہم سب مٹ جائینگے تو وہ کس سے
ملینگے یہ تو وہی مثل ہوئی کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود

شعر

نہین کیا جو تربت پہ میلے رہے
کہ مرقد مین ہمتو اکیلے رہے
امتحان دوستی یہی ہی کہ بیٹے

وقت کا شریک ہو تو جانو تو صاحبقران سے عرض حال کرو اور کہو کہ تمہارے دادا نے بیٹے کے
بیٹے نے سرکشان قاف کو مار کر زلزلہ قاف ثانی سلیمان کا خطاب حاصل کیا اب تم اُنکے قائم مقام
ہو تو اسیطرح دردمندون کی سنبھال کرو یہ سنکر غلمان پری آمادہ ہوئی اور تخت اپنا تیار کرکے
اپنی وزیرزادی ارغوان پری کو ساتھ لیا اور جانب نہ طاق روانہ ہوئی تخت اسکا اڑتا ہوا چلا
آتا ہی ابھی یہ سرحد قاف سے باہر نہین نکلی ہی کہ دیکھا اسنے کہ ایک تخت اور پردۂ دنیا کی طرف سے
اڑتا ہوا چلا آتا ہی ارغوان پری نے کہا یہ کون آتا ہی غلمان پری نے اپنا تخت روکا اور کہا کہ اس
آنیوالے سے خیریت صاحبقران کی دریافت کرنا چاہیے یکایک وہ تخت قریب سے گذرنے
لگا نظر جو غلمان پری کی صاحب تخت پر پڑی دیکھا کہ ایک ساحر بیٹھا ہی اُدھر کیطرف جا رہا

نظر جو غلمان پری پر پڑی عاشق ہو گیا کہا اے جان جہان کہاں جاتی ہو غلمان پری کو یہ سنکر
نہایت غصہ آیا قصد کیا کہ دیو سے کہے اس کو کھا لے مگر ارغوان پری نے کہا کہ تامل کرو غصہ کا
موقع نہیں ہی شاید اس سے کچھ پتہ صاحبقران کا ملے دیو کو کھلوا دینا تو ہر وقت ممکن ہی پکار کر
آواز دی کہ تم کون ہو اور آئے کہاں سے ہو اور کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہو گبر ہنگ جادو
نے کہا کہ میں آئینہ اندام جادو کا فرزند ہوں بدیع الملک عجائب خانہ ساحری میں آکر سب کی
لوح چھین لے گیا بادشاہ کی یہ رائے ہوئی کہ لوح دریا سے تاخت میں پھینکدی جائے
تاکہ خوف بدیع الملک کی طرف سے دور ہو جائے لوح دریا میں ڈالنے کو تیرے گا میں لوح لیکر
دریا میں پھینکنے کی غرض سے آیا ہوں یہاں آکر اس جمال دلفریب کا دیوانہ ہوا اب میں عجیب
مشکل میں ہوں کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن اگر تمہارے ساتھ ہو جاتا ہوں تو اس خدمت
سے محروم رہا جاتا ہوں جس میں بدیع الملک سے کیا بچا کہا سکیگا جانیگا اور اگر دریا کو جاتا
ہوں تو تم سے جدائی ہوئی جاتی ہی یہ سب کیفیت سنکر غلمان پری کے ہوش اڑ گئے اور
ارغوان پری نے کہا اگر دیو کو کھلوا دیتیں تو یہ حالات کیونکر معلوم ہوتے غلمان پری
نے کہا کہ تو بڑی ہوشیار ہی یہ اسی ہوشیاری کی تھوڑی سی نصیحت کا اثر ہی جو یہ حالات معلوم
ہو گئے تھے ارغوان پری نے گبر ہنگ جادو سے کہا کہ ایک تصویر اپنی دیدے جاؤ کہ ہم تکی
سکے دیکھتے رہیں ہم تمہاری تصویر لینگے بالفعل قصد ہمارا یہ ہے کہ دنیا کی طرف جانے کا ہم
بھی اپنے کام سے فرصت کر کے آنا وہیں چاہو تمہارے ملاقات ہو جائیگی یہ سنکر گبر ہنگ
جادو خوش ہوا اور دل میں سمجھا کہ پری شیفتہ ہوئی کہا کہ میں تصویر کھینچ تو سکتا ہوں
ابھی اپنی تصویر کھینچتا ہوں مگر آپکی تصویر بھی لونگا اسپر غلمان نے کہا
کہ یہ تو کیا کرتی ہو ارغوان پری نے کہا چپکی رہو دخل نہ دو فرنگ سمجھ اسنے غلمان پری
خاموش ہو رہی مگر دل میں کٹی جاتی ہی کہ ایک شخص غیر کا تصویر کھینچ رہا ہے تصویر
گبر ہنگ جادو ملکہ کی تصویر کھینچ چکا تو آئینہ سامنے رکھکر اپنی تصویر کھینچکر ارغوان پری
کو دی اور غلمان پری کی اپنے پاس رکھی اور پتہ عجائب خانہ ساحری کا بتا کر روانہ ہوا
کہ ہم بھی پلٹ کر اسی مقام پر آئینگے تم بھی وہیں چلو جب یہ کچھ دور نکل گیا تو ارغوان
پری نے ایک دیو سے کہا کہ قریب اسکے جا اور کہنا کہ ایک پیام ملکہ کا سنتا جا جب کان
اسکے پاس جائے تو سر اسکا منہ میں لیکر کھا نا لیے اسکے لوح گلے سے اتار کر قبضہ میں کرنا
اور پھر جسم کو بھی گولی بنا کر کھا جانا یہ سنتے ہی دیو خوشی خوشی جھپٹا اور پکار کر کہا کہ ایک بات
سنتے جاؤ گبر ہنگ جادو ٹھہر گیا دیو نے قریب جا کر کہا کہ ذرا کان قریب لاؤ گبر ہنگ جادو
سمجھا کہ کوئی پوشیدگی کی بات ہی خوشی خوشی کان دیو کی طرف بڑھا دیا دیو نے دہن اپنا
کھولکر سارا سر منہ میں لے لیا اور گردن پر سے کھینچ لیا اور لوح اتار لی اور جسم اسکا
پکڑنے لگا جلدی سے مروڑ تروڑ گولی بنا کر نگل گیا پکڑتے بھی نہ پایا لاش اسکی پیٹ کے
اندر تڑپ تڑپ کر سرد ہو گئی پیر اسکے کھڑا و ڈیلے بن نکر منہ پر دیو کے اڑنے لگے دیو نے ایک ایک

ہمارا آدمی کو بھی پکڑ کر نگل لیا پھر غل مچاتے ہوئے بھاگے دیو پلٹ کر خدمت میں ملکہ ارغوان پری کی آیا اور
کہا کہ آج ایک مدت کے بعد یہ ذائقہ زبان کو حاصل ہوا ہے غلمان پری نے کہا کہ اب بتا اس تصویر
کیا کرینگی ارغوان پری نے جواب دیا کہ آخر زندان بدیع الملک تک رسائی کس ذریعہ سے
ہوگی غلمان پری نے کہا کہ تو بڑی چالاک اور نہایت دور اندیش ہے پوری عیار بھی ہو گئی جواب
دیا کہ عقل بشر اور ہے کہ جیسے کو تیسا اگر تمھاری سی ہوتی تو ساتھ ایسے کا ہونے والا ہے کہ ناگاہ میں ارژنگی
الغرض لوح کو قبضہ میں کر کے دیو سے کہا کہ ہمیں اسی مقام کی طرف لیچل جہاں سے ہم کو
عالم خضران نے چھڑایا تھا یہ سنکر دیو تخت اڑاتے ہوئے چلا اور اس مقام پر پہونچا جہاں کہ
پہلے مقید تھیں اس مقام کو ویران پایا اب یہ اس قصبہ میں پہونچا جہاں بدیع الملک نے
عقد کیا تھا دختر شکیب کے ساتھ دیو نے ہیئت اپنی بدلی اور انسان بنکر یہاں کے رہنے
والوں سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ عقد کرنے کے بعد تشریف لیگئے یہ ذکر سنکر غلمان پری کو
رشک ہوا کہ ہمیں لوٹا دیا اور خود یہاں پہونچکر عقد کر لیا اب یہ یہاں سے چلے لشکر میں آکر دریافت
کیا معلوم ہوا کہ فلاں جاسوس ہمارے طلسم کشائی تشریف لیگئے ہیں اب دیو تخت کو اڑاتے ہوئے
اس مقام پر پہونچا جہاں بجلی تھی اس مقام کو بھی ویران پایا چند قدم آگے بڑھے تھے دیکھا
کہ خواجہ خضران اور ایک شخص اور قوی الجثہ دو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں غلمان پری نے تخت
اپنا اتارا اور ملاقات خواجہ خضران کی جو بڑی غلمان پری کو سلام کیا خیر و عافیت دریافت
کی سبب آنے کا پوچھا غلمان پری نے کہا کہ بندگی کہ کیونکر آئی ہوں پہلے اپنے آقا کی
خیریت بیان کرو جواب دیا کہ فضل خدا سے لوح دستیاب ہو گئی پہلا حلقہ توڑا اب دوسرے
حلقہ پر پہونچے ہوئے ہیں مگر اس وقت سے کوئی خیریت معلوم ہوئی کہ کس حال میں ہیں آیا
کس کس حلقہ کو توڑا یہ سنکر ارغوان پری نے کہا کہ جیسے ملازم ایسے ہی پروردگار دن دو کیا ایک
شیلا سے ملا سو تم یہاں اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہو اور وہاں بدیع الملک کے کیا
خونخوارگی کی تیاری ہو رہی ہے خضران نے کہا کہ کیوں فال بد زبان سے نکالتی ہو ارغوان
پری نے کہا کہ دیکھو اسے پہچانتے ہو یہ کہکر لوح سامنے پھینک دی خضران نے کہا یہ تو وہ
تختی ہے جو میں نے آتشم جادو کو مار کر حاصل کی تھی اور بدیع الملک کو لا کر دی تھی کہا کچھ
اور بھی معلوم ہوا ارغوان پری نے سارا قصہ بیان کیا کہ اس طرح ہم آ نکلے تھے رستہ
میں گیرنگ جادو وزیر آئینہ اندازم جادو کا ملا وہ ملکہ پر عاشق ہوا اس سے معلوم ہوا
کہ بدیع الملک تماشا خانہ ساحری میں پھنس گئے ہیں اور لوح چھین لی گئی آج کل میں
دن اُنکے کباب لگا کر کھائے جاینگے اور گیرنگ جادو یہ لوح لئے ہوئے دریائے قاف
میں پھینکنے جاتا تھا جب یہ حال معلوم ہو گیا تو لوح دیو سے چھنوا لی اور گیرنگ جادو کو دیو نے
کھا لیا اب یہ لوح کسی طرح اپنے آقا تک پہونچاؤ ورنہ بدیع الملک قتل ہو جاینگے اب
صرف تین دن اور باقی ہیں خضران بہت پریشان ہوا اور کہا کہ وہاں جاؤں تو کیونکر جاؤں یہ
سنکر ارغوان پری نے تصویر گیرنگ جادو کی سامنے پھینکدی اور کہا کہ اسکی صورت بنکر

چلو یہ گبر رنگ جادو کی تصویر ہی مین نے یہی انجام سوچ کر نشانی کے بہانے تصویر اس حرامزادے سے
کھینچوالی تھی کہ شاید اسکی صورت بنکر چلنے کی ٹھہرے تو پھر کیا ہوگا یہ سنکر خضران پھڑک گیا اور کہا کہ کیا کہوں
ملکہ کا لحاظ ہے ورنہ تو نے تو وہ کام کیا ہے کہ جی چاہتا ہے تجھے گلے سے لگا لوں یہ سنکر ارغوان پری جھینپ
گئی اور خواجہ خضران نے تصویر سامنے رکھکر رنگ و روغن عیاری چہرہ پہ ملکر صورت اپنی گبر رنگ
جادو کی بنائی اور عجبران دیوکش سے کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو مین جاتا ہون یہ کہکر تخت پر بیٹھے
اور ارغوان پری سے کہا کہ اب لیچلو ارغوان پری نے دیو کو اشارہ کیا دیو تخت لیکر روانہ
ہوا اور آتے ہی آئینہ اندام جادو کو سلام کیا آئینہ اندام جادو انتظار ہی مین بیٹھا تھا کہ نظر
اسکی گبر رنگ جادو پر پڑی کہا لوح پھینک آئے اسنے کہا مدت ہوئی اور ایسے دریا مین پھینکی
ہے کہ اب کوئی کیا پا سکتا ہے آئینہ اندام جادو نے کہا کہ یہ پریان تو کہان سے لے آیا جواب
دیا کہ یہ نشانی ہے میرے قاف جانے کی اگر انکو ساتھ نہ لاتا تو آپ کو شک گذرتا کہ نہین معلوم یہ
قاف تک گیا بھی یا نہین یہین کہین لوح کو پھینک آیا ہوگا آئینہ اندام جادو نے کہا کہ دو دو پریان
تو کیا کریگا اس مین سے ایک مجھے دیدے اور طبیعت آئینہ اندام جادو کی غلمان پری پر
مائل ہوئی گبر رنگ جادو نے کہا کہ پری تو اپنے قابو کی ہین جو چاہئے لے لیجئے پہلے اس
کام سے تو فرصت کیجئے کہ جسکا کھٹکا لگا ہوا ہے آئینہ اندام جادو نے کہا کہ جاکر تم انتظام کرو
کل صبح کو ہم آئینگے یہ سنکر گبر رنگ نقلی دونوں پریوں کو مع دیو اپنے ہمراہ لئے ہوئے
عجائب خانہ سامری مین آیا دربانون نے سلام کیا گبر رنگ نے جواب سلام دیا اور کہا کہ تم لوگ دور چلے جاؤ
مجھے ایک خاص انتظام کرنا ہے یہ سنکر وہ لوگ تو چلے گئے اور گبر رنگ نقلی اندر عجائب خانہ
کے داخل ہوا دیکھا کہ بدیع الملک خاک پر بیٹھے ہوئے ہائے کے نعرے مار رہے ہین
اور کہہ رہے ہین کہ اے مہر طلعت تیرا فراق اب مجھسے نہین اٹھ سکتا اور بادشاہ اس قدر غفلت کر رہا ہے
کہ کئی دن ہو چکے ہین کیا ایک تلوار مار دینا بھی ایسا امر دشوار ہے جو اس قدر دیر ہو رہی ہے مگر سچ یہ ہے
کہ اپنا کام اپنے سے خوب ہوتا ہے کاش مین ملک الموت ہوتا اور طریقہ قبض ارواح کا جانتا ہوتا تو اپنی
روح قبض کر لیتا یا کوئی خنجر یا تلوار یا زہر پاتا اور کوئی شے دستیاب ہوتی تو خودکشی کر لیتا یہ کہکر سر ٹپکنا
شروع کیا یہ حالت صاحبقران کی دیکھکر خواجہ خضران سے ضبط نہو سکا رونے لگا صورت
اپنی اصلی بنائی اور قریب آکر سلام کیا بدیع الملک نے کہا کیا مژدہ قتل لایا ہے خضران نے کہا
کہ غلام کو نہ پہچانئے اور ہوش مین آئیے مین ہون خضران بن عمرو نامی فرمایا کون خضران عرض
کی آپ کا عیار یہ سنتے ہی کہا او مکار مین تجھے خوب جانتا ہون تو کتنے ہزار بندگان سامری کو
مار رہا ہے کیا مجھے بھی بہکانے آیا ہے جا چلا جا ورنہ آئینہ اندام جادو سے کہلا بھیجونگا یہ سنکر خضران
پچھتایا اور انگشت بدندان ہوا کہ یہ ایسے مبہوت ہوئے کہ کافر ہو گئے غلمان پری سے کہا
تم جاکر سمجھاؤ غلمان پری نے بڑھکر سلام کیا کہا تو کون ہے کیا صورت بدل کر پھر میرے سامنے
آیا ہے غلمان پری نے عرض کی کہ مین کنیز ہون حضور کی غلمان پری میرا نام ہے حضور کو
دیو قہر ناس کی قید سے چھڑایا تھا بدیع الملک نے کہا پھر کیون آئی ہے اس نے عرض کی کہ یا

حماجفران ہوش مین آسیئے آپ ہادی دین ہوکر گمراہ ہوگئے یہ آپ کو کیا ہوا ہی جواب دیا کہ پہلے مین
بہکا ہوا تھا اب راہ راست پر ہون مجھے معلوم ہو گیا کہ دین سامری نہایت عمدہ مذہب ہی
اور دنیا بالکل ہیچ ہی جاے سکون نہین ہی اس سے مجھے اپنی موت کا انتظار ہی اسپر تو علی جا
غلمان پری بھی سمجھا کر تھکی اور کوئی مطلب نہ نکلا خمفران نے اشارہ سے اسکو علیحدہ
بلا لیا اور کہا کہ اب مین فکر کرتا ہون آپ تماشا دیکھیے یہ کہکر زنبیل سے ایک جام پرانا آپ نکالا
اور لوح کو پانی مین دھوکر وہی پانی لیکر صورت اپنی بدلے ہوے خدمت بدیع الملک مین
حاضر ہوا اور کہا کہ ملکہ مہر طلعت نے یہ اپنی پی ہوئی شراب بھیجی ہی اور کہا ہی کہ اگر اسے پی لوگے
تو ہم سے ملجاوگے یہ سُنکر آپ بہت خوش ہوے اور فرمایا کہ آخر اُسی کو ہمارا خیال ہوا سے
وہ ستم فراق ہی کیا کہ جو ایک ہی طرف ہو شعر میری جان مزہ تو جب ہی کہ تجھے بھی کل نہ آئے ؎ یہ کہکر اُس
جام کو بے اندیشہ انجام پی گئے پیتے ہی بیہوشی سی طاری ہوئی اور سیاہی قلب کی دھوان بنکر
اڑ گئی تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا خمفران سے کہا بھائی تم یہان تک کیونکر آئے خمفران
نے کہا ملکہ غلمان پری بھی تشریف لائی ہین غلمان پری نے پھر سلام کیا ارغوان
پری بھی بلا گردان ہوئی اور سب کیفیت لوح وغیرہ کے حاصل کرنے کی بیان کی خمفران
نے لوح بھی دی اور کہا کہ اے بدیع الملک تمھاری عقل پر پتھر پڑے ہین یہ تمھین کیا ہو گیا
ہی ارے جب لوح پاس ہو تو پہلے لوح دیکھے کوئی امر کیون کرو اب اسے پوشیدہ طور پر اپنے
پاس رہنے دو کہ یہ کام آئیگی اور خود اسیطرح پڑے رہو مین گہر بنگ جادو بنکر جاتا ہون
اور آئینہ اندام جادو کو لاتا ہون کڑھاو گرم کیا جائیگا جسوقت لوگ تمکو پکڑ کر کڑھاو کے
قریب لیجائین تو تم آتشین کو اٹھاکر کڑھاو مین ڈالدینا اور تیشہ کھینچکر آئینہ اندام جادو پر
جا پڑنا یہ کہکر پڑھا کر مع خمفران پری و غلمان پری پاس آئینہ اندام جادو کے آیا اسنے
پھر صورت اپنی گہر بنگ جادو کی بنالی تھی غرض آئینہ اندام جادو سے کہا کہ بس اب چلیے
اور قتل مین طلسم کشا کے دیر نہ کیجیے آئینہ اندام جادو نے کہا کہ سامان لیجاؤ اور تیاری
قتل کرو مین بھی آتا ہون یہ سُنکر اُسی وقت گہر بنگ نقلی نے تمام سامان قتل مثل کڑھاو
تیل لکڑی وغیرہ کے فراہم کیا اور بادشاہ کے واسطے تخت بچھوایا اور رئیسون کے لیے
دنگل و کرسیان وغیرہ بچھوادین سب سامان عیش و نشاط حکم کے ساتھ فراہم ہو گیا بڑی
تیاری قتل بدیع الملک کی ہو رہی ہی تمام ساحران معزز مدعو کیے گئے ہین کہ آکر
کباب بدیع الملک کے کھائین جسوقت یہ سب سامان درست ہو چکا تو آئینہ
اندام جادو مع رؤسا و امراے طلسم آیا اور سب کے سب کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے
حکم کیا کہ لاؤ بدیع الملک کو لوگ گئے دیکھا کہ بدیع الملک کی وہی حالت ہی کہ
ہاے واویلا مچا رہے ہین اور کہ رہے ہین کہ آئینہ اندام جادو کی کدورت نہ گئی اور یہ کہ
مجھکو میرے محبوب سے نہ ملایا کہ یہ دونون ساحر پہنچے اور بدیع الملک سے کہا
کہ چلو بادشاہ نے بلایا ہی یہ سُنکر خوشی خوشی بدیع الملک مع خمفران زبان اُٹھکر چلے

ہوئے اور وہ دونوں ساحر بازو پکڑ کر بدیع الملک کو لیچلے بدیع الملک کی یہ حالت ہے کہ گرتے
لڑکھڑاتے ہوئے چلے جاتے ہیں فاقے کرتے کرتے چلنے کی قوت نہیں رہی ہے جو کوئی کھانا
کھلانے کا قصد کرتا تھا تو کہتے تھے کہ ہم آسی کے ہاتھ سے کھانا کھاینگے پھر ہیں خون جگر کھایا
کرتے ہیں الحاصل دونوں ساحر بدیع الملک کو لئے ہوئے سامنے آئینہ اندام جادو کے
پہونچے اور کہا کہ اے آئینہ اندام جادو جو یہ ستمطلب کی حالت ہے اگر ایسی ہی تیری بھی حالت
ہوتی تو معلوم ہوتا خیر خدا میں سب طرح کی قدرت ہے کبھی ہمکے دن پڑے کبھی کی باتیں یہ صبر
ہمارا خالی تھوڑی جائیگا تو بھی اسی طرح پھڑکیگا اس رمز کو خضران سمجھ گیا اور مسکرایا کہ کیا
کھلی کھلی کہہ رہے ہو بیشک تھوڑی دیر میں یہ پھڑکتا ہوگا سبب تھا بیہوش تھے اب یہ بھی ہے
آئینہ اندام جادو دل میں سمجھ رہا ہے کہ بدیع الملک عشق قمر طلعت میں جو اثر ہجر کی
کو وقت بیان کر رہے ہیں خواجہ خضران برابر آئینہ اندام جادو کے بیٹھا ہوا ہے اور دو کو
پریان ایک جانب تخت پر جلوہ گر ہیں پشت پر دیو کھڑے ہیں اور تمام ساحر منتظر بیٹھے ہیں کہ
بدیع الملک کڑھاؤ میں گر کر بھنیں تو گوشت انکا کھائیں لیکن جسوقت وہ دونوں ساحر
بدیع الملک کو لئے ہوئے قریب کڑھاؤ کے پہونچے دیکھا کہ تیل کھول رہا ہے ان دونوں ساحروں
نے چاہا کہ اٹھا کر کڑھاؤ میں ڈالدیں کہ بدیع الملک نے لنگر اپنا قائم کیا اور انھیں دونوں کی
کمرین پکڑ کر کڑھاؤ میں جھونک دیا دونوں گرتے ہی تل گئے چراہند پھیلی ہر شور کرنے لگے آئینہ
اندام جادو نے کہا اے بدیع الملک یہ کیا بدیع الملک نے قبضہ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا اور
آواز دی کہ او ملعون خبردار رہو ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری قریب آگئی سکے گزارم گراز دست من
زندہ و سلامت بدر روی یہ کہکر تلوار کھینچ کر جھپٹے اور آئینہ اندام جادو حیران ہے کہ یہ کیا ماجرا
ہے ساحر دوڑ پڑے ہر طرف سے گولہ ترنج نارنج پڑنے لگا بدیع الملک نے لوگوں کو
قتل کرنا شروع کیا دیکھا آئینہ اندام جادو نے کہ سحر اثر تاثیر نہیں کرتا بس یہ تو اسی ہنگامہ
میں بھاگ کھڑا ہوا اور جو ساحر کہ اسکے ساتھ بھاگ کر نکل گئے وہ نکل گئے باقی کو صاحبقران
نے قتل کیا خواجہ خضران نے لوٹنا شروع کیا اور دیوون سے اشارہ کیا کہ پیٹ اپنا خوب
بھرو دیوون نے ہزاروں دعائیں دیں اور لاشیں آدمزادوں کی اٹھا اٹھا کر کھانے
لگے بڑی دیر تک یہ ہنگامہ برپا رہا جسوقت لاشیں ساحروں کی پھڑک پھڑک کر سرد
ہوئیں اور یہ شور مچا کر چلے گئے کہ کشتی شد نام من فلان بود و فلان بود حیف مردیم و جان
دادیم و مطلب خود نہ رسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاشیں ساحروں کی پڑی ہوئی
ہیں اور سامنے سے دو ساحر ایک ساحرہ کو گرفتار کئے ہوئے لئے چلے آتے ہیں خواجہ
خضران نے پوچھا کہ تم کون ہو انھوں نے بتایا کہ ہم وزیر ہیں آئینہ اندام جادو کے نام
ایک نے شرنگ جادو دوسرے نے رزنگ جادو بتایا اور کہا کہ یہ ساحرہ وہی ہے جسنے
بدیع الملک صاحبقران زمان کو اس بلا میں لا کر پھنسایا تھا جسوقت ہمیں یقین ہوا کہ
اب بدیع الملک صاحبقران قتل ہو جائینگے تو ہم پوشیدہ طور پر خدمت جمشید یزدان پرست

لو یہ لیتیان بن گئے اور اُنسے تمام ماجرا بیان کیا انھون نے اطمینان دلایا تھا کہ بدیع الملک
قتل نہین ہوسکتے فقط اُنکی ابھی نہین ہے بلکہ آئینہ اندام جادو کا پیمانہ عمر لبریز ہو چلا ہو
ہم پلٹ کر وہان سے آتے تھے کہ راستے مین رہائی صاحبقران کی خبر ملی اور حال آئینہ
اندام جادو کے بھاگنے کا سُنا ایسا ہم نے خیال کیا کہ خالی ہاتھ کیا چلین کچھ تحفہ براے
نذر فراہم کرنا چاہیئے یہ سوچکر اس لگانہ کو گرفتار کیا کہ اسی بلا نے حضور کو اس بلا مین
پھنسایا تھا یہ سُنکر صاحبقران ان دونون سے نہایت خوش ہوئے اور خلعت سے سرفراز
فرمایا بعد اسکے خواجہ خضران سے فرمایا کہ یہ لگانہ تمھارے سپرد ہی خواجہ خضران نے
شمع افروز جادو کو ستون سے باندھ کر کوڑا ہاتھ مین لیا اور کہا کہ مذہب اسلام کے
اختیار کرنے مین کیا عذر ہی شمع افروز جادو نے کہا کہ اگر ہزار جانین ہون تو نام سامری
و جمشید کے نثار ہین یہ سُنکر خواجہ خضران نے تلوار کھینچی اور قتل کرنے کا قصد کیا شمع افروز جادو
نے آفت کی کہ تمام فضا جلکر دور ہو لی اور اب یہ خواجہ خضران کی جانب چلی تھی کہ بدیع
الملک صاحبقران نے عکس لوح کا ڈالا اور دیو کی طرف اشارہ کیا کہ کھالے اسے
بس یہ سنتے ہی دیو جھپٹ کر قریب آیا اور شمع افروز جادو کو اٹھا کر کھا گیا جیسے ہی لقمہ پیٹ
مین پہونچا درد پیدا ہوا پھر شمع افروز کے شور کرنے لگی اور زاغ و زغن کی صورت بن دیو
کو نوچ اور ٹھونگین مارنے لگے دیو زمین پر تڑپ رہا تھا جسوقت روح نکلی شمع افروز جادو
کی اسکے قالب کو بیجان کر کے نکلی تو دیو کے شکم کا درد دور ہوا اور وہ اس اسکے نکلنے سے ہوئے
تو یہ توبہ پکارتا تھا کہ اب کبھی کسی جادوگر کو زندہ نہ نگلون گا جب تک دیو درد سے تڑپا اور چیخا کیا اُسوقت
تک صاحبقران اور خضران اور سپاہیان ہنسا کین الحاصل صاحبقران نے دیوون کو حکم دیا کہ جسقدر
لاشین جادوگرون کی ہین انکو کھا لو یہ حکم پاتے ہی دیو دعائین دیتے ہوئے لاشون کے کھانے
مین مصروف ہوئے اور کہتے تھے کہ مدت کے بعد آج شکم سیر ہوکر انسان کا گوشت کھانے مین آیا ہی
ادھر صاحبقران مع خضران عجائب خانہ کی سیر مین مصروف ہوئے دیکھا کہ تمام مکان آئینون سے
آراستہ ہی لیکن وہ صورتین جو آئینون مین جلوہ گر ہوتی تھین وہ مرنے سے شمع افروز جادو کے
غائب ہوگئین خضران نے آئینے اتارنا شروع کئے اور صاحبقران نے اُس تصویر سامری کو
گرز مار کر شکستہ کیا خضران نے تمام مال و اسباب اس مقام کا لوٹ کر داخل زنبیل کیا چونکہ
اس مرحلے کے لوٹنے سے میدان صاف ہوگیا اور راستہ نظر آیا تو عمران دیوکش بھی آکر
پہونچا صاحبقران نے عمران سے فرمایا کہ تم اب ہمارے لشکر مین اطلاع کرو اور سب کو
لیکر ادھر ہی یہان سے آگے جاتے ہین عمران دیوکش یہ پیام صاحبقران عالیشان کا لیکے
جانب لشکر روانہ ہوا اور یہان خضران نے صاحبقران سے فرمایا کہ آگے ایک مرحلہ اور باقی
رہ گیا ہی لیکن یہ مرحلہ سخت ہی اب وہ ساحر ہین جنمین کا ایک ایک ساحر سامری وقت و جمشید زمانہ ہی مین
سُن چکا ہون کہ آگے قلعہ آئینہ ملیگا ترنگ جادو اور زرنگ جادو وغیرہ نے کہا ایک ساحر ہی کہ
وہ رفیق خاص ہو آئینہ اندام جادو کا نام اُسکا آتش اندام جادو ہی یہ حصار اُسنے اپنے سحر سے تیار کیا ہی

تو تنہا اس حصار کا لینا دشوار ہی لیکن چونکہ آپ فاتح طلسم ہین خدا یہ مشکل بھی آسان کریگا الغرض چونکہ شام
ہو چکی تھی صاحبقران نے رات اسی مقام پر بسر کی صبح کو یہان سے کوچ کرکے آگے روانہ ہوئے
طے مراحل و قطع منازل کرتے جاتے ہین کہ جاتے جاتے اُسی مقام پر پہونچے جہان چابک سوار بتاتا تھا دیکھا
کہ دور پر ایک چھوٹا سا قلعہ معلوم ہوتا ہی دریافت کیا کہ یہان کون رہتا ہی تیز رنگ جادو اور زر رنگ جادو
نے کہا کہ یہان سہراب یکہ فرلی رہتا ہی یقین ہی کہ آپکے وقت حضور کو وہ ملا ہوگا ایک لڑکا اُسکا ہی اور
ایک وہ خود ہی چابک سواری کے فن سے دونون خوب ماہر ہین اور ایک کام اور اُنکے سپرد تھا کہ اگر اتفاقاً
طلسم کشا اس جانب نکل آئے تو یہ اُسے راہ طلسم پر لگادین ایک مرکب سہراب یکہ فرلی نے تیار کیا ہی تیزی
اُسکا یہ ہی کہ کیسا ہی شہسوار اُس مرکب پر سوار ہو مگر وہ سوار کو پھینک کر بھاگ جاتا ہی اُس گھوڑے کو یہی
سکھایا گیا ہی عجب نہین ہی کہ حضور کو بھی یہ مشکل پیش آئی ہو بدیع الملک نے کہا بیشک صحیح ہی گھوڑا
مجھکو کنارے چشمہ کے پھینک کر چلا گیا تھا جسکے بعد شمع افروز جادو بہکا کر عجائب خانہ سامری مین لیگئی
تھی اسیطرح باتین کرتے ہوئے سامنے قلعہ کے پہونچے خبر سہراب یکہ فرلی کو ہوئی فوراً
آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ کئے اور اپنے بیٹے کو کہ نام اُسکا فولاد یکہ فرلی تھا ساتھ لیکر قلعہ
سے باہر آیا اور صاحبقران کو سلام کیا اور عرض کی کہ ہر چند یہ امر شان سپاہگری سے
خلاف تھا جو کسی بہادر کو دغا سے مبتلاے بلا کیا جاسے مگر المامور معذور ہم لوگ ہین اسی کام پر بادشاہ
طلسم کی جانب سے معین تھا جی تو میرا بھی چاہتا تھا کہ آپسے مقابلہ ہو مگر مجبوری یہ تھی کہ کام
دوسرا میرے سپرد تھا اب مین چاہتا ہون کہ میرے اور آپکے آزمایش ہو جاسے یہ تو مجھے
معلوم ہی کہ آپ فاتح طلسم ضرور ہین مگر بغیر آزمایش کسی کی اطاعت کرلینا سپاہگری کے دھرم کے
خلاف ہی صاحبقران نے فرمایا کہ مین بھی اسے پسند نہین کرتا ہون الغرض سہراب یکہ فرلی نے
کہا کہ مین طبل جنگ بجواتا ہون مجھسے اور آپسے کل مقابلہ ہو جاسے فرمایا کیا مضائقہ ہی سہراب
یکہ فرلی نے جاکر طبل بجوایا یہان صاحبقران پریشان تھے کہ ہمارے پاس کوئی سامان نہین ہی
خضران نے کہا آپ پریشان نہون مین ابھی سب انتظام کئے دیتا ہون یہ کہکر اپنے زنبیل پر ہاتھ
ڈالا اور دو چار نقارچی نکالے جو نہین معلوم کس ملک سے گرفتار کرکے مقید کر رکھے تھے اُنکو حکم دیا
کہ نقارہ بجاؤ تو کل تمہین رہا کردیا جائیگا بعد اسکے خضران نے ایک خیمہ نکالکر برپا کیا پھر نقارچیون نے تمام رات
طبل بجایا کیا اور صبح کو سہراب یکہ فرلی مع فولاد یکہ فرلی قلعہ سے باہر آیا اور پکارا کہ یا صاحبقران
تشریف لائیے امیر ثالث مرکب پر سوار ہوکر سامنے سہراب یکہ فرلی کے آئے سہراب بہت بڑا
پہلوان ہی کہ گردن مست پر سوار ہوتا ہی چو دست گرزان سنگ باندھتا ہی ساڑھے سات سو من
کی ضرب ہی کبھی اسکی ایک ضرب دیو سے بھی نہین رُکی ہی بس اُسنے خبردار خبردار کہکر اور پیچھے بہت
گھما کر چرخ دے کر سر صاحبقران پر وار کیا صاحبقران نے وار اُسکا گرز پر روکا تڑاقے کی
صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تمتق گرز ملتہب ہوا اُسنے نعرہ کیا کہ نعم و لیست کرو ہم صاحبقران
نے گرز سے نکلکر آواز دی کہ گرا ز دی و گرا پست کر دی جرات اپنی ہیز امین موجود ہون

تو هم سیل دوری ضرب با توش کمین | همه شادی از دل فراموش کن | یہ کہکر اپنے گرز کا وار کیا آدھر سہراب

سہراب کا مارا گیا بس یہ تلوار کھینچکر چلا کہ مین بھی مرکب صاحبقران کو پے کر ڈالون کہ امیر ثالث مرکب سے کود پڑے اور فرمایا کہ جانور پر کیون غصہ کرتا ہی آ اور مجھسے سامنا کر یہ سنتے ہی سہراب تلوار پھینک کر صاحبقران سے لپٹ پڑا امیر بھی دست وگریبان ہوئے کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی قریب شام صاحبقران نے لنگ سہراب کا توڑا اور سر پر پھرا کر زمین پر دے مارا اور چھاتی پر چڑھکر آواز دی کہ کیا کہتا ہی عرض کی کہ امان مانگتا ہون فرمایا امان بشرط ایمان کہا قبول ہی صاحبقران نے اسکو چھوڑ دیا سہراب تکیفر لی دست بوس ہوا اور فولاد بکیفر لی کو صاحبقران نے اپنا فرزند کیا کہ صورت اسکی کسی قدر رفیع البخت سے مشابہ تھی یہ لڑکا بڑے بڑے کام کرتا ہی اسکا ذکر بھی طلسم اسرار باطنی وغیرہ مین آئیگا غرضکہ بعد اسکے سہراب تکیفر لی امیر کو قلعہ مین لایا اور جو کچھ مال خزانہ اسکی امانت مین تھا وہ پیش کیا صاحبقران نے رات اسی قلعہ مین بسر کی اور صبح کو کوچ کرکے جانب قلعہ آئینہ روانہ ہوئے پریون کو حفاظت خضران مین چھوڑا لیکن خضران امیر کو پہونچانے کی غرض سے ساتھ ہو لیا جسوقت سامنے قلعہ آئینہ کے پہونچے دیکھا کہ تمام قلعہ آئینہ کا معلوم ہوتا ہی پھاٹک بہت بڑا نصب ہی اور گرد قلعہ کے ایک حصار شیشہ کا قائم ہی تمام قلعہ مثل آفتاب روشن ہی بدیع الملک نے خضران کی طرف دیکھکر فرمایا کہ کیون بھائی آپ کیا راے ہی حال اس قلعہ کا کیونکر معلوم ہو خضران نے کہا کہ مین تدبیر اسکی کرتا ہون یہ کہکر اپنے زنبیل سے ایک آدمی کو نکالا کہ یہ اجل رسیدہ سمندریہ کا باشندہ تھا مدت سے زنبیل مین قید تھا اسکو قلعہ دکھا کر کہا کہ اگر تو جا کر پھاٹک قلعہ کا چھو کے چلا آ تو ہم تجھے رہا کردین اسنے کہا کہ اپنی اجازت دیجیے کہ مین پھاٹک چھو کر اسیطرف سے چلا جاؤن اگر پلٹ کر آؤنگا تو پھر آپ گرفتار کرلینگے خضران نے کہا کہ اب مجھے تیرا گرفتار کرنا منظور نہین ہی تو پھاٹک چھو کر اسی طرف سے جہان تیرا جی چاہے چلا جانا میرے پاس آنے کی ضرورت نہین ہی یہ بیچارہ خوش خوش امید رہائی مین قلعہ کی جانب روانہ ہوا اور جسوقت اس مقام پر پہونچا کہ جہان پر تو آئینونکا پڑ رہا تھا اور عکس اس شخص کا آئینہ مین پڑا دیکھا کہ آئینہ مین غبار سرخ نمودار ہوا اور وہ غبار شعلہ بنکر آئینہ کے باہر آیا اور اس شخص کو چھپا لیا گویا چادر شعلہ اسکا کفن بنگئی دیر تک سرخی صحرا مین پھیلی رہی بعد تھوڑی دیر کے وہ سرخی سمٹکر آئینہ کی طرف متوجہ ہوئی اور رفتہ رفتہ آئینہ مین داخل ہوکر غائب ہوگئی اور اس شخص کا پتہ بھی نہ معلوم ہوا کہ کیا ہوگیا خضران نے کہا کہ تماشا دیکھا آپ نے اب لوح کو ملاحظہ فرمایئے اور فتاحی ورنہ آخر کو تشریف لیجائے مگر نہایت ہوشیاری کے ساتھ بدیع الملک نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ای فاتح طلسم یہ مرحلہ نہایت سخت ہی اگر اسے ختم کردیا تو آئینہ اندام جادو کو مار لیا لہذا تجکو چاہیے کہ فلان اسم یاد کرلے اور اسے پڑھتا ہوا پھاٹک کی سیدھ باندھکر روانہ ہو شعلے تجھے ہر طرف گھیر لینگے اور راہ بہکائینگے لیکن تجھپر جادو نہو سکینگے بشرطیکہ تو اسم پڑھنے سے غافل نہو اور اگر اسم پڑھنا موقوف کریگا تو اسیوقت جلکر خاک ہوجائیگا یا راہ بہک کر پھاٹک سے ادھر ادھر جا نکلیگا تو آئینہ کی ٹکر کھائیگا اور جلکر خاک ہوجائیگا جسوقت تو پھاٹک پر پہونچیگا تو پھر لوح کو دیکھنا اور جو کچھ لکھا ہوا اسپر عمل کرنا یہ دیکھکر انھون نے اسم کو یاد کیا اور خضران سے کہا کہ بھائی خدا حافظ ہی

خضران نے کہا اے شہریار دعا کر میرا کام ہو سکنا نہ سکنا خدا کے اختیار میں ہے یہ کہکر خضران کی آنکھوں
میں آنسو بھر لایا اور بدیع الملک کے واسطے دعا کرنے لگا بدیع الملک جانب قلعہ روانہ ہوئے
جسوقت اُس سرحد میں پہونچے کہ جس مقام پر عکس آئینوں کا زمین پر پڑ رہا تھا تو تمام آئینے سُرخ
ہو گئے اور وہ سُرخی دھوان نبکر آئینوں سے باہر نکلنے لگی اور آکر بدیع الملک کو گھیر لیا
بدیع الملک اسم پڑھتے جاتے ہیں پڑھنا ترک نہیں کرتے اور دروازے کی سیدھ باندھے ہوئے
برابر چلے جاتے ہیں اب وہ سُرخی ہر چہار طرف سے اس طرح گھیرے ہوئے ہے کہ راستہ نہیں
معلوم ہوتا اور ہر چہار طرف سے صدائیں آ رہی ہیں کہ ارے کدھر جاتا ہے یہ سیدھ دروازے
کی نہیں ہے ذرا اُدھی جانب دب جا تو سامنے دروازے کے پہونچیگا ورنہ بھٹک جائیگا بدیع الملک
ان آوازوں پر کچھ اعتبار نہیں کرتے اور دروازہ کی سیدھ باندھے ہوئے چلے جاتے ہیں کہ یکایک
اُس آتش افروختہ میں ایک نشان یہ کہتا ہوا نظر آیا کہ ادھر جا اے فتاح طلسم آ میری سیدھ پر
چلا آ میں تجھے دروازہ تک پہونچا دون یہ کہکر آگے بڑھا بدیع الملک نے بھی اسی کی جادہ پر
قدم رکھنے کا قصد کیا تھا کہ ایک اور آواز پیدا ہوئی اے طلسم کشا کیا کرتا ہے کہ اس غول بیابانی کے
بہکانے پر آگیا ہے اور راہ راست کو چھوڑ کر دوسری طرف جاتا ہے بس یہ سنتے ہی بدیع الملک
چونکے اور پھر اُسی راستے کو اختیار کیا جسپر چلے آتے تھے حال اس آواز کا آگے بڑھکر ظاہر ہوگا
کہ یہ کون شخص تھا جسنے بدیع الملک کو ایسے وقت میں آگاہ کیا کہ پرندہ پر نہ مار سکتا تھا
الغرض بدیع الملک اُن تمام جھگڑون کو طے کرتے ہوئے اور ہر ایک بہکانے والے سے
بچتے ہوئے قریب دروازۂ قلعہ کے پہونچے اور لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم تجھے
چاہیے کہ نظر اُٹھا بالاے دروازہ ایک ستارہ سُرخ دمک دمک کر رہا ہے فلان اسم پیکان تیر پر
دم کرکے تیر ارکہ سے ناوک کے اس ستارہ میں در آئے تاکہ یہ حصار ٹوٹے اور اگر ناوک سے
خطا کی تو اتنا خیال رہے کہ کچھ بنائے نہ بنیگی اور تو بہ تن مشتعل ہو کر رہجائیگا لوح تجھے بچا نہ سکیگی
یہ دیکھکر بدیع الملک نے تیر ترکش سے کھینچا اور چلہ کمان میں پیوستہ کرکے اسم کو تمام کرکے
پیکان پر دم کیا اور تیر کو رہا کیا تیر قضا کی صدا دیتا ہوا چلا اور قضا نے تیر کو نشانہ پر پہونچا دیا بس تیر کا
اُس ستارہ پر در آنا تھا کہ ایک تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شور گیر و دار برپا ہوا اور ظلمت سے تمام
زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آتشباری و برف باری ہوا کی تب کچھ دیر کے علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی
پیدا ہوئی تو نہ حصار آئینہ معلوم ہوتا تھا نہ پھاٹک تھا لاش ایک ساحر کی پڑی ہوئی تھی پیشرو سر
کٹ رہے تھے کہ یار احوران کشتی نامی ہمین آتش انداز جادو و بوجیف مرد کیم دبا ندراویم وہ مطلب
خود نبید کیم بدیع الملک لاش کو اس ملعون کی ٹھکرا کر آگے بڑھے اور اُسطرف خضران نے
دیکھا کہ تمام حصار برطرف ہو گیا معلوم ہوا کہ آقا میرا فتحیاب ہوا جاکر غلامان پری کو اطلاع کی غلمان
پری نے کہا کہ میں بھی چلتی ہوں اور دور سے تماشا جنگ دیکھونگی یہ کہکر خضران کے
ساتھ ہولی اور خدنگ چار و زرنگ سہراب بیقرار مع فولاد بیقرار یہ سب کے سب
چلے اُدھر بدیع الملک حصار آئینہ کو توڑ کر اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک اور قلعہ معلوم ہوتا ہے

ادھر آئینہ اندام جادو کو خبر پہونچی کہ رفیق خاص تیر ا مارا گیا اور طلسم آئینہ شکست ہوا بس اسنے نعرہ آہ کا
مارا اور ساحرون سے کہا کہ قضا کا وقت کسیکے ٹالے ٹل نہین سکتا اب یہ آخری مقابلہ ہی وہ تن
تنہا ہی اگر سب ملکر لپٹ جاؤ گے تو کچھ نہ کر سکیگا ہر چند کہ سحر کو لوح نے بیکار کردیا ہی مگر اصلی قوت
تو باقی ہی یہ کہکر تمام لشکر کو ساتھ لیکر قلعے کے باہر آیا اور فوج کو آواز دی کہ مار لو اس سرکش کو
بس یہ کہنا تھا کہ دیکھا تمام ساحرون نے زمین پر غلطانک ماری اور صورتین اپنی شیر و پلنگ و
کرگدن و فیل وغیرہ کی بناکر بدیع الملک پر جھپٹے ادھر بدیع الملک نے تیغہ پر ہاتھ ڈالا
لوح کو جھکایا جو قریب آیا اسکی صورت مٹی اور ہیئت اصلی ظاہر ہوئی تیغہ مارا دو پرکالے ہوئے
ہر طرف سے خرس و گرگ و فیل وغیرہ حملہ آور تھے اور بدیع الملک تلوارین مارتے ہوئے قتل
کرتے ہوئے چلے جاتے تھے ساحرون کی یہ حالت تھی کہ قتل ہو رہے تھے اور مالک کو اپنے
پشت پر لئے ہوئے تھے شور گیر و دار بلند تھا بدیع الملک کی تلوار سے خون ٹپک رہا تھا اور
ساحرون کے مرنے سے زلزلے آرہے تھے طوفان عظیم برپا تھا آتش باری و برف باری ہو رہی
تھی بجلیان چمک چمک کر بدیع الملک پر گر رہی تھین لیکن بدیع الملک پر بسبب برکت
لوح کے کوئی ضرر اثر نہ کرتی تھی اور برابر لڑتے بھڑتے چلے جاتے تھے یہانتک کہ قریب لشکر
اندام جادو کے پہونچے دیکھا اسنے کہ اب سامنا قضا کا ہی بس فوراً زمین پر غلطانک ماری
اور صورت اپنی عقاب کی پیدا کی اور اڑکر روانہ ہوا بدیع الملک نے جلدی سے لوح کو
دیکھا لکھا ہوا تھا کہ آج اگر یہ بچکر نکل گیا تو پھر ہاتھ نہ آئیگا اور بہت پریشان کریگا لہذا بہتر
و مناسب یہ ہی کہ جس مقام پر سایہ اسکا ہو وہان جھپٹ کر نیزہ گاڑ دو اور فلان اسم پڑھکر گرد
نیزے کے حصار کردو تاکہ یہ آگے نہ جاسکے بعد اسکے دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی بدیع الملک نے جانب
زمین دیکھا جس مقام پر کہ سایہ عقاب کا نظر آیا جھپٹ کر نیزہ گاڑ دیا اور گرد نیزے کے حصار
کردیا اب ہر چند آئینہ اندام جادو سحر کو زور دیتا ہی کہ نکل جاؤن ہر طرف دیوار آہن معلوم
ہوتی ہی سر ٹکراتا ہی اور رہجاتا ہی ادھر بدیع الملک نے پھر لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا
کہ فلان اسم پڑھکر تیر مارو کہ پوٹے پر اسکے پڑے بس یہ دیکھتے ہی بدیع الملک نے
جلدی سے اسم کو پڑھکر پیکان تیر پر دم کیا اور تیر کو چلہ کمان مین پیوستہ کرکے مارا کہ پوٹے
پر عقاب کے پڑا اور توڑ کر پار گذر گیا اور یہ پھڑک کر گرا گرنا تھا اسکا کہ ایک قیامت برپا ہوئی
شور گیر و دار بلند ہوا برقین چمک چمک کر بدیع الملک پر گرین مگر بسبب برکت لوح کے
ٹھنڈی ہوگئین بڑی دیر تک ایک شور برپا رہا بدیع الملک نے اسی حالت مین سر
اسکا قلم کیا جب لاش اسکی پھڑک کر سرد ہوگئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من آئینہ
اندام جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم بعد اسکے روشنی ہوئی دیکھا
بدیع الملک نے کہ لاشین صدہا ساحرون کی زمین پر پڑی ہوئی ہین اور بہت سے ساحر
بصورت خرس و گرگ صحرا کی طرف بھاگے چلے جاتے ہین مگر ایک گرگ ہر لاش کے پاس جاتا ہی
اور لاشون کو پنجے مارتا ہی بدیع الملک تلوار پکڑ کر اسکی طرف جھپٹے کہ تو نہ بھاگا یہان کیا کر رہا ہی

گرگ نے جو بدیع الملک کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا کود کر علیحدہ ہوا اور پکارا کہ میں وہ نہیں ہوں جسے
تم مار لو اور میں کچھ نہ کر سکوں میں الگ رہتا یہ سنتے ہی بدیع الملک کو غیظ آگیا اور پکارے کہ او ملعون
کیا تو آئینہ اندام جادو سے بڑھکر ہو اسنے کہا آئینہ اندام ایسے میں نے بہت سے گور میں سلا دیے
ہیں تم کیا چیز ہو میرے نام سے بڑے بڑے ڈرتے ہیں بدیع الملک تلوار پکڑ کر چلے کہ مار ہی ڈالونگا
تو زبان لڑاے جاتا ہی جیسے ہی اس گرگ نے دیکھا کہ بدیع الملک قریب آ گئے ہیں جست کر کے
علیحدہ ہوا اور پکارا کہ کیوں تمہاری اجل دامنگیر ہی جاؤ چلے جاؤ ایسا نہو کہ ہاتھ سے میرے مارے جاؤ
یہ سنکر بدیع الملک کو اور غیظ آیا اور پھر تلوار کھینچے ہوئے جھپٹے گرگ پھر جست کر کے الگ ہوا اور پکارا
کہ ہم طرح دیتے ہیں تو اور شیر ہوتا ہی نہ مانیگا یہ سنکر پھر بدیع الملک دوڑے اور یہ بھاگا آخر کار
اسنے کہا کہ لوح تمہارے پاس ہی بھی تو بیکار ہی میرے سحر کو نہیں رد کر سکتی ہی اگر یقین نہو تو دیکھ لو اسیم
نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ بیشک یہ سچ کہتا ہی اسکی ہیئت کو لوح نہیں مٹا سکتی ہی یہ بھائی تمہارا خفران
ہی پریشان نہو بدیع الملک نے لاحول پڑھا اور کہا کہ کیوں میاں یہ کیا حرکت تھی خفران نے
جواب دیا کہ آپ اپنے کام میں مصروف تھے ہم اپنے کام میں مصروف ہیں یہ لوگ ایسے مفلس تھے کہ جبکی
کمر ٹٹولی سوا پیسا روپیہ کے اشرفی تک نہ نکلی بدیع الملک مسکرا دیے کہ اسنے حد کر دی غرضکہ خفران
نے ان سب کو خوب لوٹا اور وہاں سے اندر قلعہ کے آئے یہاں بھی جسقدر مال و اسباب تھا خوب لوٹا اب
غلمان پری و ارغوان پری و سہراب پیلتن ولی وغیرہ سب آ گئے صاحبقران نے ایک فیل منگوا کر
لاش آئینہ اندام جادو کی پاے فیل میں بندھوا دی کہ اسکو اچھی طرح تشہیر کرانا چاہئے اور سر اسکا گردن
فیل میں گھنٹے کی جگہ لٹکوا دیا اور اسی فیل پر علم اپنا بلند کر کے اپنے لشکر کی طرف چلے تھے کہ جانب صحرا سے
شق گرد و غبار بلند ہوا صاحبقران ٹھہرے کہ دیکھئے کون آیا ہی کہ یکایک دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور سرداران
لشکر بدیع الملک مع فوج کثیر نمودار ہوئے اور آ کر قدمبوسی صاحبقران کی حاصل کی بدیع الملک نے
لاش آئینہ اندام جادو کی تمام لشکر میں تشہیر کرائی اور خود نماز شکر ادا کی اور فرمایا کہ شکر ہی پروردگار
عالم کا کہ اسنے مجھے فتحیاب کیا اور میں نے یہ مدد پروردگار وصیت کو حمزہ ثانی کی پورا کیا آئینہ اندام
جادو کے مرنے کی بہت بڑی خوشی ہوئی صاحبقران نے حکم جشن دیا تیاری جشن ہونے لگی
بارگاہیں سجی گئیں دوکانیں لشکر کی آراستہ ہوئیں سامان چراغان کیا گیا اسد غازی نے ایک
قصیدہ تعریف بدیع الملک میں تہنیت کر کے پڑھا سب سرداروں نے داد سخن دی
اور بدیع الملک نے کہا حضور نے مجھکو وہ عزت بخشی ہی کہ شکریہ اسکا میں نہیں ادا کر سکتا ہوں
بزرگ ہو کر آپ نے ایک خرد کو اپنے ایسے الفاظ سے یاد فرمایا اور سرفرازی بخشی غرضکہ سامان جشن
فراہم ہونے کے بعد شام سے سرداران لشکر مثل اسد غازی اسد ثانی معروف بن اسد
غضنفر بن اسد و شہنشاہ گوہر نگار و شمعون اشکر طلعت شاہزادگان امیر الزمان عین
الزمان نور الزمان اسفندیار گیلانی فراز عباد و مغربی جمہور جہان سوز شیر زن علقمہ
بن جمہور جمہور بن جمہور دیو پرور وغیرہ تمام سردار آ آ کر بارگاہ گوہر بار میں جمع ہوئے صحبت
عیش و نشاط گرم ہوئی جام شراب ارغوانی گردش میں آیا دور جاری کرنے لگے آئینہ اندام جادو کے

مرنے کی بہت بڑی خوشی ہی اسواسطے کہ اسکے ہاتھ سے بڑے بڑے آزار پہونچے تھے تین روز تک برابر جشن رہا
روز آخر صاحبقران نے حضرات کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ معلوم ہوتا ہی تمھین اس ملعون کے
مرنے کی مثل ہمارے خوشی نہین ہی حضرات اس رمز کو سمجھا کہا کہ مین خوشی مین آپ کی طرح بیخود
نہین ہوجاتا ہون بلکہ خوشی ہو یا رنج دونون میرے دل ہی مین قید رہتے ہین آئینہ اندام جادو
مارا گیا تو کیا مین ناچنے لگون آپ صاحب سطوت وجاہ وذی مقدرت ہین ایک نہین ستر جشن کیجیے
مین غریب کہانسے لاؤن اپنی اوقات کے موافق مین نے بھی انعام تقسیم کیا ہی دیکھیے جسقدر
عیار ہین سبکو خلعت دیا ہی صاحبقران نے خیال جو فرمایا تو ہر عیار کے ایک ایک طرہ چیتھڑونکا
لٹک رہا ہی اور تنی چپک دے رہی ہی صاحبقران نے فرمایا کہ تمھارا بہت کچھ صرف ہو گیا
ہوگا خیر خزانہ سے دلوا دیا جائیگا یہ سنکر صاحبقران میان نرم آ بیٹھے اور جوڑے ہفت مونڈی
نے کے نکالے اور قفلیان اسکی درست کرکے بجانا شروع کیا اب تو یہ حالت ہوئی کہ جسقدر
ملوالیقین ملکہ ہین یہ و دیگر مقامات کی آئی ہوئی تھین گانا عمرو ثالث کا سنکر محو ہو گئین اور وجد کے
عالم مین جھومنے لگین ایک ایک سے کہتی تھی کہ اس ریت کا گانا کبھی آجتک نہین سنا غرضکہ جو

حضرات نے یہ غزل گانا شروع کی غزل
کہ آپ پڑھنے لگے ہین اب اپنے نام سے ہم
اداس بیٹھے ہوئے ہین کچھ آج شام سے ہم
جنون مین جاتے ہین شاہانہ احتشام سے ہم
گلے پہ رکھتے ہین خود لیکے اب نیام سے ہم
چلے ہین کوچہ قاتل مین انتظام سے ہم
کہان پہ چشم کرین بیٹھ رہین کس مقام سے ہم
کہ اجتناب بہت رکھتے ہین حرام سے ہم
فراغ ہی نہین پاتے ہین اہتمام سے ہم
چراغ گل کئے دیتے ہین آج شام سے ہم
بلا تو لین ابھی انکو عدو کے نام سے ہم

بتنگ آئے ہین اسد رحم دل کے کام سے ہم
نالہ دیکھیں شب انتظار کا کیا ہو
نقیب نالۂ زنجیر فوج طفلان ساتھ
ہین اک نزاکت قاتل معاف گستاخی
کنند گلے مین ہی خنجر کمر مین ہاتھ مین تیر
مزاج انکا ہی نازک طویل قصہ ہجر
سنینگے لیکے نہ دست رقیب سے کبھی ہم
یقین نہین ترے وعدہ کا پھر بھی ہی یہ حال
شب وصال مین کیا کام جلنے والون کا
یال سوچکے پھر چپ ہین آرزو ورنہ
یہ غزل خواجہ اس لطف سے گائے کہ اہل بزم

کو محو کردیا کسی کی آنکھون سے آنسو جاری تھے کوئی محو ہورہا تھا صبح تک عجیب رنگ رہا کہ خواجہ
نے جہان چاہا وہان رولادیا جب وقت نماز صبح کا آیا تو صحبت برخاست ہوئی صاحبقران نے
خواجہ کو بہت کچھ عنایت فرمایا کہ مالا مال کردیا اب سب صاحبون نے نماز صبح سے فراغت حاصل کی
اور ایک روز آرام لیکر کسل کو دفع کیا اور دوسرے روز صبح کو اسد غازی سے کہا کہ یہ قصیدہ آپکا
جو تہنیت قتل آئینہ اندام جادو مین آپ نے نظم فرمایا ہی انشاء اللہ سامنے امیر ثانی کے پڑھا جائیگا
کہ انہین کے حکم سے مین نے اسکو قتل کیا انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہی تو ہم آپ سب ساتھ
خانہ کعبہ چلینگے اور اب میرا قصد ہی کہ نہ طاق کے مرحلہ اول پر حاوی ہون بالفعل آپ سب صاحب
اسی مقام پر قیام کرین اگر حیات مستعار باقی ہی تو مین بعد فتح طلسم نہ طاق کے حاضر حضور ہونگا

پھر نانا کر ایک ایک سے رخصت ہوئے اور لوح کو ملاحظہ فرمایا کہ اب جس طرف جانے کا حکم لوح سے ظاہر ہو
اُسطرف روانہ ہوں دیکھا تو لوح میں تحریر تھا کہ ای فتاح طلسم و سیاح ان عجائبات تمکو لازم ہی کہ یہان سے
داہنی جانب کو روانہ ہو بعد دو پہر کے گذر بیابان سلطانیہ میں ہوگا یہ مقام مرحلہ اول کا ایک پہلو ہی
اور مسکن ہی سلطان سجادہ نشین کا اُس مقام پر سلطان بجاے قطب ہی تمکو لازم ہی کہ جسوقت بیابان
سلطانیہ مین پہونچو تو پھر لوح کو دیکھو اسواسطے کہ پہونچنا سلطان سجادہ نشین تک دشوار ہی اس
مقام پر رہبری لوح کی ضروری چیز ہی مگر لوح اُس بیابان مین پہونچتے ہی خبر نہ دیگی تمکو چاہیئے کہ اُسوقت
مہرہ کو لوح پر رگڑو تاکہ حروف روشن ہون اسواسطے کہ لوح اور مہرہ دونون چیزین لازم و ملزوم ہین
جبتک مہرہ نہوگا لوح بیکار رہیگی کوئی خبر نہ دیگی اور نہ سحر کو ساحرون کے باطل کرسکیگی یہ دیکھکر بدیع
الملک کی ہمت پست ہوگئی رنگ فق ہوگیا خضران نے جو چہرہ پر نظر ڈالی تو رنگ رو متغیر دیکھا
سبب پوچھا فرمایا کہ خواجہ محنت ہماری تمھاری بیکار ہوگئی اسواسطے کہ لوح مہرہ کی خبر دیتی ہی اور یہ ظاہر کرتی
ہی کہ بغیر مہرہ کے کام نہ چلیگا جہان سے سرحد طلسم شروع ہو جائیگی وہان سے لوح بغیر مہرہ کے خبر نہ دے
سکیگی لہذا اب کیا کیا جاے مہرہ کا پتا کیونکر ملے کہ کہان ہی اور کسکے قبضہ مین ہی خضران نے کہا لوح کو
ملاحظہ کیجئے اگر اسنے نام مہرہ کا بتایا ہی تو یقین ہی کہ مقام بھی ظاہر کریگی بدیع الملک نے لوح کو ملاحظہ
فرمایا تو لوح نے کچھ خبر نہ دی اب خضران حرمان جنی کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ ای حرمان تجھی
ہمنے تمکو کس قید سے نجات دی کہ جس سے رہا ہونا ممکن نہ تھا اور آیندہ بھی تم سے وعدہ کیا کہ حکومت
تمھاری تمھارے سپرد کیجائیگی مگر تمنے اسوقت تک کوئی ایسا راز نہ بیان کیا جس سے یہ معلوم ہوتا کہ تم
رازدان طلسم ہو بڑے افسوس کی بات ہی کہ جن باتون سے تم آگاہ ہو انکی بھی کوئی خبر اسوقت تک تمنے
نہ بیان کی یہ سنکر حرمان جنی نے کہا خواجہ آپ سچ فرماتے ہین کہ ہمین راز طلسمی معلوم ہین مگر انکو ہم
بیان نہین کرسکتے تاوقتیکہ کوئی مستفسر نہو آپ نے جس بات کو ہمسے پوچھا وہ ہمنے بیان کردی اور جس
بات کو نہ پوچھا اُسے کیونکر بیان کرسکتے آپکو جو کچھ پوچھنا ہو پوچھئے ہمین بیان کرنے مین کوئی عذر
و انکار نہین ہی جبکہ آپ ہمارے محرم ٹھہرے تو ہم کس طرح آپ سے راز پوشی کرسکتے ہین اور
خضران نے کہا جسقدر باتین آپکو معلوم ہون انہین بالتفصیل جن امور کا ظاہر ہونا ضروری ہی
انھین بیان کیجئے بعد اسکے پھر دیکھا جائیگا یہ سنکر حرمان جنی نے کہا کہ خواجہ حقیقت اس طلسم کی
یہ ہی کہ جب قوم اجنہ مین بدنظمی پھیلی اور انھون نے اپنی حد سے نکلکر انسانون کو آزار پہونچانا شروع
کئے تو حکیم اشراق روشن ضمیر کے بھائی اشرق روشن ضمیر نے بنیاد اس طلسم کی ڈالی اور ہماری قوم کو
تباہ و برباد کرکے ہمین مقید کیا تو معلوم ہوا کہ یہ طلسم بنایا گیا ہی ہر ایک کے حاکم جدا جدا ہین اور سبکا پھر
ایک حاکم اور ایک وزیر اُسکا معین کرکے یہ دونون مرحلے بالاے ہوا معلق قائم کئے کہ وہان تک
کوئی نہ پہونچ سکے نہ طلسم کو توڑ سکے اور سات مرحلے بالاے زمین قائم کئے اور چونکہ طلسم کے واسطے
لوح طلسم ہونا ضروری چیز تھی اس بنا پر لوح بنائی مگر پھر ایک مہرہ بھی بنا کر اسے بیکار کردیا کہ جب
تک مہرہ نہو لوح بیکار ہی یا لوح نہو تو مہرہ بیکار ہی اسی وجہ سے ان دونون کے محافظ علیحدہ علیحدہ
معین کئے اور انتظام ممالک کی یہ صورت رکھی کہ ہوا کو مسخر کرکے اکوان تاجدار بادشاہ طلسم کا

تابع کر دیا جہان جو کیفیت گذری ہو اسکی خبر بادشاہ کو پہونچا دے بادشاہ اسکے موافق ویسا ہی انتظام کرے بعد چند روز کے اکوان تاجدار نے دعوی خداوندی کیا اور مغرور ہو گیا کہ ایسا کون شخص ہوگا جو سکا تابع ہوا ہو جو شخص اپنے گھر مین بدی کیوان و اکوان کی کرتا تھا تو اُسے خبر ہو جاتی تھی یہ اُن لوگون کو بلا کر آگاہ کرتا تھا کہ تم لوگون نے برائی اپنے خداوند کی بیان کی تھی ہر شخص کہ خداوند زبان تمھاری چلا دین تم خداوند کی بدی کرتے ہو یہ دیکھکر لوگون کا غیبت مین بھی بُرا کہنا موقوف ہو گیا اور بہت سے جاہلون نے پرستش اکوان کی شروع کر دی یہان تک کہ اب ایک عالم اُسکو خداوند جانتا ہے یہانتک کہ وہ دونون اُستاد و شاگرد یعنی حکیم اشراق روشنضمیر و حکیم اشرق روشنضمیر مر گئے تو ہوا کا عمل باطل ہو گیا اب ہوا خبر نہین دیتی لیکن مرحلے اسیطرح قایم ہین کیونکہ ہر مرحلے کا حاکم ایک ساحر زبردست ہے جو سامری وقت و جمشید ہے اور اکوان و کیوان تو بلاے بے درمان ہین انکے وہ سخت مرحلے ہین کہ گویا پورا طلسم ہے طاق انھین دونون مرحلون کا سمجھنا چاہیے اور کیوان تاجدار کی ایک دختر ہے کہ نام اُسکا ملکہ روشن گوہر ہے جسکے حُسن کا شہرہ تمام عالم مین ہو گیا تاب ہے کسی کی کہ اُسکے حسن نظارہ سوز کو دیکھ سکے ایک مرتبہ اُسکا جلوہ صاحبقران کو پس پردہ شعلے سے دکھایا گیا تھا جبکہ صاحبقران عجائب خانہ سامری مین کھنچے تھے اور شمع افروز جادو نے شمع روشن کی تھی اُسوقت سے جو حالت صاحبقران کی ہوئی تھی اُسکو آپنے کا دل جانتا ہوگا اتنا تو آپ نے بھی بیان کیا تھا کہ کھانا پینا سب چھوٹ گیا تھا بلکہ عجب نہین ہے کہ اب بھی دل پر صاحبقران کے اُسکے حُسن کا اثر باقی ہو یہ سُنکر صاحبقران کو اُسکا حسن جانسوز یاد آ گیا اور بیساختہ اُف کر بیٹھے حریان جنی نے کہا کہ اس طلسم مین ایک عورت ہے جس کو پیرزالہ کاہنہ کہتے ہین اُسنے اپنے علم کے ذریعے سے دریافت کر کے کیوان تاجدار سے بیان کیا تھا کہ شادی اس دختر کی فاتح طلسم کے ساتھ ہوگی یہ سُنکر کیوان تاجدار پیرزالہ کاہنہ سے نہایت ناراض ہوا تھا اور اُسنے ملکہ روشن گوہر کو بیابان طوطی حصار مین قید کر دیا تھا ساتھ اُسکے ملکہ حسین برق جادو بھی اسی بیابان مین رہا کرتی ہے یہ دختر ہے طوفان جادو کی جو کہ مالک دربند اول ہے اسکی نسبت بیان کیا تھا کہ عقد اسکا عیار طلسم کشا کے ساتھ ہوگا ساتھ ملکہ حسین برق جادو کے اُسکی دایہ بھی ہے کہ نام اُسکا خنفل بلاکش جادو ہے ملکہ علم سحر و ساحری مین طاق و مشاق شہرۂ آفاق ہے اور دایہ کے تو کاٹے کا منتر ہی نہین ہے خسرو ان اس امر کو سُنکے نہایت خوش ہوئے اور دل مین کہا کہ دیکھیے اُس یار جانی سے کب ملاقات میسر آتی ہے اور بدیع الملک پر ازخود رفتگی کی کیفیت طاری ہو گئی کیونکہ ایک مدت مین خیال اُس تصویر کا دل سے کم ہوا تھا کہ خسرو ان نے بہت کچھ سمجھایا تھا اور کہہ دیا تھا کہ ایسے ایسے سحر کی تصویرین بہت سی پیش نگاہ ہونگی آپ کس کس کے فراق مین جان کھویا کیجیے گا لیکن حریان جنی کے کہنے سے وہ زخم کہنہ پھر تازہ ہو گیا آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر سکوت کے عالم مین چلے گئے خسرو نے کہا اس سوچ سے کچھ فائدہ نہوگا بہتر یہ ہے کہ پہلے مہرہ حاصل کیجیے تاکہ لوح ہاتھ آئے اسکے بعد مرحلون کو توڑتے ہوئے چلیے خدا منزل مقصود تک پہونچا ہی دیگا مین دیکھتا ہون کہ یہ خاندانی اثر ہے یہی حالتین آپکے باپ دادا کی بھی سُنی گئی ہین کہ جہان کسی حسین عورت کو دیکھا بس لوٹ گئے اور بیتاب ہو گئے اور یہ شعر پڑھا ؎ عجب کچھ حالت دل ہے جہان دیکھی کسی صورت دل نادان یہ چاہتا ہے کہ بس ہم تو وہی لیجیے

صاحبقران نے فرمایا کہ تیرا اساول تحت مین کہان سے لادون الغرض حریان جنی نے کہا کہ ایک شرط اس
طلسم کی اور ہی وہ یہ کہ چالیس روز تک مجرم طلسم قتل نہین کیا جاتا ہی اور اندر چالیس یوم کے اوسکا رہا ہونا
بھی ضروری سمجھ لیا گیا ہی اوسکا یہ اہتمام کیا گیا ہی کہ ایک غار تیار کیا گیا ہی اوس غار مین ہزارہا زہریلے جانور
مثل مار و کژدم وغیرہ کے ڈالدیے گئے ہین تاکہ مجرم طلسم کو اوس مین قید کرین اور وہ موذی جانور اوسکا خاتمہ ایک
ہی روز مین کردین نہ وہ زندہ بچیگا نہ آیندہ قتل ساحران و فتح طلسم کا ارادہ کریگا خدا اوس مقام سے محفوظ رکھے
کہ جائے سخت اور دشوار گذار ہی اور حال مہرہ کا سوا سلطان سجادہ نشین کے اور کوئی نہین جانتا ہی ہر چند
کہ سلطان سجادہ نشین مرد عبادت گذار و درویش پاک باطن ہین وہ بتانے مین تامل نہ کرینگے لیکن اون تک
رسائی دشوار ہی کیونکہ بیابان سلطانیہ کا یہ اہتمام کیا گیا ہی کہ ایک ساحرہ معین ہی نام اوسکا خونخوار
اژدر چشم جادو ہی جسوقت کوئی شخص بھولا بھٹکا اس طرف آنکلتا ہی تو وہ صنوبان جادو کو اطلاع دیتا ہی
صنوبان جادو اوسکو گرفتار کرکے غار مین ڈلوادیتا ہی ہنوز انسان بیابان سلطانیہ تک پہونچنے نہین
پاتا کہ گرفتار بلا ہوجاتا ہی یہ سُنکر صاحبقران تو کانپنے لگا کہ خدا بچائے مین جن چیزون کا خوف کرتا ہون اونھین کا
سامنا ہوتا ہی دیکھیے بدیع الملک کی رفاقت مین خانہ کعبہ تک زندہ پہونچنا نصیب بھی ہوتا ہی یا نہین
حریان جنی نے کہا کہ خواجہ دو راہین بیابان سلطانیہ کی دو ہین ایک عام راستہ ہی جس طرف خونخوار اژدر
چشم حفاظت کرتا ہی اور ایک راستہ پوشیدہ ہی جس سے رازداران طلسم واقف ہین اور کوئی نہین جانتا
اگر کمر ہمت کو چست باندھین تو مین آپ کو اوسی راستہ سے لیچلون اگر خداوند کریم نے خونخوار کے شر سے محفوظ رکھا
تو مین جاکر سلطان سجادہ نشین کو آپ کی تشریف آوری سے آگاہ کرونگا کیا عجب ہی کہ نام آپ کے بزرگون کا سُنکر
اور اونکی شان و شوکت پر نظر کرکے سلطان آپ سے اچھی طرح پیش آئیں اور حال مہرہ کا آپ سے پوشیدہ نہ رکھے
شاہزادہ بدیع الملک نے فرمایا کہ اے حریان جنی فتح کرنا طلسم نہ طاق کا جملہ واجبات سے ہی مین
ہر طرح چلنے کو موجود ہون اور موت کو نہین ڈرتا اسلیے کہ اگر قضا ہماری آگئی ہی تو بچ نہین سکتے اور اگر دنیا
باقی ہی تو کوئی قتل نہین کرسکتا ہی بقول کبیر دوہا جاکو راکھے سائیان مار نہ ساکے کوے + بال نہ بیکا
کرسکے جو جگ بیری ہوے یہ سُنکر حریان جنی اوٹھ کھڑا ہوا صاحبقران مرکب باد رفتار پر سوار ہوکے
خضران نے گوشہ زین کو جلدی سے تھاما اور سب سے مل جلکر جانب بیابان سلطانیہ روانہ ہوئے ادھر
سرداران لشکر اسلام نے جو یہ تمام مصیبتین سنین نہایت پریشان ہوئے ہر ایک ساتھ چلنے پر آمادہ تھا
لیکن صاحبقران کے ادب و لحاظ سے مجبور ہوگئے کہ صاحبقران نے کسی کے ساتھ چلنے کو منظور نہ
فرمایا یہ لوگ حسرت سے دیکھکر رہ گئے اور صاحبقران باقبال کے واسطے مصروف دعا ہوئے لیکن حال
ان کو تو اس حالت تفکر مین چھوڑا جاتا ہی اور اول حال صاحبقران کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ طے مراحل و
قطع منازل کرتے چلے جاتے ہین راستے مین عجیب عجیب ویران اور سنسان مقام ملے ہین منہدم عمارتین
جا بجا اس طرح تھین جیسے ظاہر ہوتا تھا کہ کبھی اس مقام پر بستی تھی جواب خرابہ کی حالت مین ہی بس
حریان جنی ان بستیون کے ویران ہونے کا حال بیان کرتا جاتا ہی کہ اس مقام پر ایک زمانہ مین ہماری قوم
رہتی تھی جسکو ساحران طلسم نہ طاق نے تباہ و برباد کردیا ہی اسپر حسرت اوٹھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ دولت
مین اس زوال دنیا نے کسی کے ساتھ وفا کی ہی نہ کریگی حشم و جاہ دنیا پر بھروسا کرنا اور دل لگانا اسی

باغ کی سیر سے وابستہ کرنا بالکل ہیچ ہو اسلئے کہ گلون مین اس چمن کی بو ہے وفا نہین ہی جہان تک ہو سکے دامن
کو تعلق سے بچاے اور مثل سبزہ کے بیگانہ وار رہے الحاصل تیسرے روز ایک صحراے دلکش فضا مین پہونچے دیکھا کہ عجب طرح
کا جنگل ہی کہ اسکو جنگل نہ کہنا چاہیے گل خودرو اس خوبصورتی کے ساتھ کھلے ہوئے ہین کہ معلوم ہوتا ہی چمن آراستہ
دہرنے اس باغ کی باغبانی اپنے ذمہ لی ہی صحرائی درخت اس طرح اُگے ہین جیسے جگہ ناپ ناپ کر بوے گئے
ہین اور سبزہ کا فرش مخمل کاشانی کے خواب کو پامال کرتا ہی اُسپر گلہاے مختلف اللون عجیب لطف دے رہے ہین۔
پھولدار اطلس کا فرش دور تک بچھا ہوا نظر آتا ہی درختون پر عجیب طرح کے طائر بیٹھے ہوئے خوش الحانی کر رہے ہین
کہ آوازین اُنکی دلون کو گداز کیے دیتی ہین صاحبقران تعریف باغبان قضا و قدر کی کرتے ہوئے چلے جاتے ہین
کہ ایک مقام پر پہونچکر حریان جنی نے عرض کی کہ اب حضور اسی جگہ ٹھہرین مین جاتا ہون اور سلطان سجادہ نشین
سے آپکے آنے کی اطلاع کرتا ہون فرمایا بہتر حریان جنی تو اُس طرف روانہ ہوا اور یہان صاحبقران با اقبال
ایک درخت سایہ دار کے نیچے زین پوش بچھا کر بیٹھ گئے اور جعفران نے گانا شروع کیا وہ صحراے پر بہار اور جعفران
کا گانا جسقدر چرند و پرند تھے سب نے آکر چہار جانب سے گھیر لیا اور محو ہو گئے اور گانا بدل خوش ہو کر سُننے لگے
لیکن اول کچھ حال صنوبان جادو کا بیان کیا جاتا ہی۔ کہ جسوقت سے اسکو خبر آئینہ اندام جادو کے مرنے کی ملی ہی
اندام مین اسکے رعشہ پڑ گیا ہی کیونکہ پہلے آئینہ اندام اس درجہ کا ساحر نہ تھا جیسا کہ اب یہ ساحر زبردست ہو گیا تھا کہ اسکو تعلیم
سحر کی گئی تھی اور بڑے بڑے سامان فنا کر دیے گئے تھے دل مین کہتا تھا کہ یہ خدا پرست بلاے بے درمان ہین کہ علم
سحر سے واقف نہین اور ساحرون پر حاوی ہو جاتے ہین حسن اتفاق آج کچھ دل ملکہ حسین برق جادو کا گھبرایا اور
اپنے حنظل بلاکش جادو سے کہا کہ دائی امان میرا جی چاہتا ہی خدمت مین والد ماجد کی جا کر عرض کرون کہ بہت
دنون سے زیارت و قدمبوسی اُنکی نصیب نہین ہوئی ہی حنظل نے کہا کہ ملکہ سے اجازت لو ملکہ نے ملکہ روشن گہر سے
عرض کی کہ اگر ایک روز کی اجازت ہو تو مین والد ماجد کو سلام کر کے جلد حاضر ہون ملکہ نے کہا کہ جاؤ مگر جلد آنا کیونکہ تم خوب
جانتی ہو جسقدر وابستگی میرے دلکو تم سے ہی یون ہونے کو اور بھی بہت سی انیسین جلیسین ہین مگر میرا دل تمہین سے بہلتا ہی
اور اب تو اور بھی جی گھبرایا کرتا ہی کہ والد ماجد نے ہمکو اس بیابان مین رہنے کا حکم دیا ہی بظاہر ہم آزاد ہین لیکن دراصل
مقید ہین دیکھیے اس قید سے کب رہائی ہوتی ہی حسین برق جادو نے کہا کہ گھبرائیے نہین بڑے خداوند سے کہونگی
یقین ہی کہ وہ اپنے بھائی کو سمجھا بجھا دینگے آپکو ہر مقام پر پھرنے چلنے کی اجازت ہو جائیگی یہ سُنکر ملکہ تو رنجیدگی کی حالت
مین خاموش ہو رہی اور حسین برق جادو سلام کر کے رخصت ہوئی دایہ حنظل بلاکش جادو نے تخت سحر تیار
کیا اور حسین برق جادو کو تخت پر بٹھا کر محلات کی جانب روانہ ہوئی یہان صنوبان جادو متردد و متفکر بیٹھا ہوا
تھا کہ حنظل بلاکش جادو مع حسین برق جادو کے آکر پہونچی اور باپ کو سلام کیا دایہ نے بھی سلام کیا صنوبان جادو
نے دختر کا سر سینے سے لگایا اور مزاج پرسی کی خیر و عافیت ملکہ روشن گہر کی دریافت کی حسین برق جادو نے کہا کہ جبسے
اُنکو بیابان طوطلی حصار مین رہنے کا حکم ملا ہی تو ملکہ کبیدہ خاطر رہا کرتی ہین اور افسردگی مزاج اُنکی زیادہ ہوتی جاتی ہی اب آپ
اُنکی سفارش بڑے خداوند سے کیجیے اگر وہ تاجدار ہے کہ بیڑیان اُنکے پاؤن کی کٹوا دیجیے کہ ملکہ گھٹی جاتی ہین نہ کہین
آسکتی ہین نہ جا سکتی ہین صنوبان جادو نے کہا ای فرزند یہ زمانہ نازک ہی طلسم کشا داخل طلسم ہو چکا ہی طلسم
آئینہ اندام برباد ہو چکا آئینہ اندام جادو مارا گیا اس زمانہ کو گذر جانے دو اگر چالیس روز خیر و عافیت سے گذر گئے
تو خوف طلسم کشا کا جاتا رہیگا یہ سُنکر حسین برق جادو خاموش ہو رہی اور صنوبان جادو نے حنظل بلاکش جادو سے

کہا کہ والی امان ذرا دیکھو تو کہ طلسم کشا اسوقت کہان ہی اور کس حالت مین ہی یہ سنکر حنظل بلاکش جادو نے اُسیوقت فتیلہ سحر روشن کیا اور روشنی مین اُس فتیلہ کی ادہر اودہر نظر ڈالی اس فتیلہ کی روشنی مین پورے طلسم نہ طاق کی حالت نظر آتی ہی اور اگر زیادہ غور کیا جائے تو بیرون طلسم نہ طاق کا حال بخوبی روشن ہو جاتا ہی جب یہ دیکھ چکی تو صنوبان جادو سے کہا کہ طلسم کشا اپنے عیار کو لئے ہوئے بیابان خوشنما مین بیٹھا ہی عیار اُسکا گا رہا ہی چرند و پرند محو ہو رہے ہین اور حیران جنی سلطان سجادہ نشین سے اطلاع کرنے کو جاتا ہی مگر ہنوز راہ مین ہی اور سلطان تک پہونچا نہین ہی بس یہ سنتے ہی صنوبان جادو گھبرا گیا اور اسنے کہا کہ والی امان یہ کام تمھارے سوا کسی دوسرے کا نہین ہی لہذا اٹھو جاؤ اور اُسکو گرفتار کرکے جہنم خداوندی مین پھینک دو کہ ملک الموت ان لوگون کی گھات مین ہو گی ہو یہ سنکر حنظل جادو نے چلنے کا قصد کیا تھا کہ حسین برق جادو نے کہا مین بھی چلون گی حنظل جادو نے اسکو بھی تخت پر بٹھا لیا اور تخت کو اڑا کر جانب بیابان خوشنما روانہ ہوئی جاتے جاتے قریب بیابان خوشنما کے پہونچی تھی کہ دیکھا اسنے حیران جنی چلا جاتا ہی بس اسنے آواز دی کہ او اجل رسیدہ کہان جاتا ہی مین آ پہونچی سنہ حنظل بلاکش جادو یہ سنکر حیران جنی گھبرا گیا ادہر اُدہر دیکھنے لگا کہ یہ بلا کہان سے آ گئی اور حنظل بلاکش جادو نے ایک بال اپنے سر کا توڑ کر پیچ مارا اور آواز دی کہ رسن سحر ہوکر مشکین اسکی باندھ لاوہ سوے سر پیچیدہ ہوکر رسن بنگیا اور بازوؤن سے حیران جنی کے آکر لپٹ گیا اور کشان کشان سامنے حنظل بلاکش جادو کے لے آیا حنظل بلاکش جادو نے کچھ اسکم پر پڑھکر دانہ ماش حیران جنی پر کھینچ مارا دانہ سر پر پڑتے ہی اسنے غلغلہ ماری اور نشکل قمری ہوکر پائہ تخت پر آ بیٹھا کیا حقیقت تھی حیران جنی کی کہ اس بلا کے سحر سے اپنے کو بچا سکتا اب یہ تخت اڑا کر آگے روانہ ہوئی جسوقت بیابان خوشنما مین پہونچی تو دیکھا اسنے کہ ایک درخت کے نیچے دو انسان مثل زہرہ و ماہتاب کے جلوہ گر ہین ایک شخص بانسری بجا بجا کر گا رہا ہی اور گرد اُسکے ہجوم جانوران صحرائی کا ہی درندے اور گزندے محویت کے عالم مین سر دھن رہے ہین شیر اور چیتے اور اژدہے وغیرہ ایک ہی مقام پر گروہ ہین مجھکو ایسے لگتے ہین ایک دوسرے سے متعرض نہین ہوتا اور بالائے درخت طائرون کا ہجوم ہی ہر شاخ کی یہ حالت ہی کہ سوا طائرون کے برگ و گل تک نظر نہین آتے ڈالیان اسقدر جھکی ہوئی ہین کہ قریب ہی ٹوٹ جائین اور ہیبت سے طائر ہوا مین محو ہو رہے ہین یہ دیکھکر حسین برق جادو نے کہا کہ والی امان آپ کیون تکلیف کیجئے مین جاتی ہون اور ابھی ان کو گرفتار کئے لاتی ہون یہ کہکر تخت سے اُتر کر بلند ہوئی اور کڑک کر گری یہ معلوم ہوا کہ ساتون آسمان آ پارہ پارہ ہو کر پڑے خواجہ خضران تو اُچھل پڑے کہ یہ کیا آفت آئی اور بدیع الملک کی آنکھ جو کھلی تو دیکھا کہ ایک ساحرہ نہایت حسین سامنے کھڑی ہوئی ہی اور سج اور دھج مین اُسکا مصداق اس شعر کے ہی

بر سر سبزہ یا کہ سولہ کا سن — جوانی کی راتین مرادون کے دن

چہرہ سے اسکے بھولا پن مگر آنکھون سے شرارت نمودار غیظ و غضب کے آثار ظاہر ہین چھوٹی زلفین کی لگی ہوئی ہی کانون مین تیدے پہنے ہوئے ہی خواجہ خضران نے جو صورت اسکی دیکھی بدیہا یکایک اُٹھا اور یہ شعر پڑھا ؎

اک ادا مستانہ سر سے پاؤن تک چھائی ہوئی	اُف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی

حسین برق جادو کچھ شرمائی ہوئی کہنے لگی کہ او ظالم تیری بانسری نے روح کو بیچین کردیا تھا سماں
بندھا ہوا تھا عجب وجد میں ڈھنگ ہو رہے تھے بقول کبیشر کبت جمنا جل بھرنے کا گر ہر دھر کے
کھڑی ہری کر کے وہ چلی باٹ ہیر کے + کہا جہ سن آوے سکھ بانسری بجاوے وہ گھر ٹے
گگن گاوے شدہ نہ رہی سر پیر کی بات کہتے ہی لوٹ پوٹ ایک ٹھور نہ بیچے گا یا لسن نہ برج بانکی بانسری
مگر میں تجھے کب چھوڑتی ہوں کہ تو قاتل ہے ساحران طلسم کا یہ کہکر اسنے ایک رشتہ خام سے اسکو باندھ لیا
خضران ہنسا کہ یہ مکڑی کا جالا مجھے روک لیگا ہاں تمھارا رشتہ محبت اس طلسم سے بیشک کم نہیں ہے
جسنے میرے دل کو رشتہ زلف سے وابستہ کردیا ہے حسین برق جادو نے کہا کہ یہ رشتہ خام مکڑی
کا جالا نہیں ہے بلکہ تیرے رشتہ حیات سے زیادہ مضبوط ہے اگر تجھ میں کچھ قوت ہو تو اسے توڑ ڈال اب جو
خضران زور کرتا ہے تو رشتہ پیوستہ ہوا جاتا ہے مگر ٹوٹتا نہیں یہ دیکھکر اسکے ہوش اڑ گئے اسیوقت بدیع
الملک کی طرف متوجہ ہوئی لیکن باتوں میں زیادہ دیر ہونے کی وجہ سے حنظل بلاکش جادو
خود ہی قریب آگئی اور اسنے آتے ہی مہرہ ساحری کو اٹھا کر پھونک دیا جسقدر چرند و پرند تھے وہ سب
تو حسین برق جادو ہی کی آمد سے فرار ہو گئے تھے اور وہ جمعیت برہم ہو گئی تھی اسنے جو مہرہ
پھونکا تو بدیع الملک لوح بھی نہ دیکھ سکے اور چرخ مار کر بیہوش ہو گئے اسنے لوح گلے سے اتار لی
اور ڈاکر تخت پر ڈالا اور تخت اڑا کر روانہ ہوئی اور بعض راوی بیان کرتے ہیں کہ اسی مقام پر ایک
حجرہ سحر بنا کر اس میں ان سبکو قید کیا اور آپ تخت اڑا کر صفو باران جادو کی خدمت میں روانہ ہوئی
اور حسین برق جادو کو ان لوگوں کی حفاظت کے واسطے چھوڑا ملکہ حسین برق جادو نے
کہا کہ آخر تو پیمانہ عمر تمھارا لبریز ہو چکا ہے اور کل تم تینوں آدمی جہنم خداوندی میں پھینک دیے
جاؤگے لہذا اتنا وقت فکر میں کیوں گزارو کہ فکر کرنے سے کچھ حاصل نہوگا نہ کوئی تمکو رہا کر سکتا ہے اور
نہ تم بچ سکتے ہو پس جو تم گا رہے تھے وہی پھر گاؤ اور اتنا وقت اسی مشغلہ میں گذارو یہ نفس چند پریشانی
میں نہ گذریں ہر چند کہ ہمکو تمھارے ہلاک ہونے کا نہایت صدمہ ہوگا مگر مجبور ہیں کہ تم قاتل اور دشمن
ہو ساحران طلسم کے یہ سنکر خضران نے کہا کہ اے ملکہ حسین برق جادو تمہیں انصاف کرو کہ
جس شخص کو اپنے مرگ کی اطلاع ہو گئی ہو اور سامان موت اسکے پیش نظر ہوں اسکے دل کی کیا حالت
ہوگی اور یہ کام گانا بجانا خوشنودی کا ہے افسردگی میں نہیں ہو سکتا ہے اسکے علاوہ جب ہم مرتے ہیں
تو ہمکو کسی کی خوشی سے کیا کام اور رنج سے کیا مطلب تم خوش ہوگی تو قتل کروگی اور ناخوش ہوگی
تو قتل کروگی ملکہ حسین برق جادو نے کہا کہ علاوہ اس امر کے کہ قتل ہونا تو تمھارا اجل واجبات
سے ہے اگر کوئی اور تمنا رکھتے ہو تو وہ بیان کرو ہم تمھاری خوشی کریں تم ہماری خوشی کرو خضران
نے صاحبقران کی طرف دیکھا صاحبقران نے کہا اے خضران آخر تو مرتے ہیں ایک نظر اس
آفت جان کو دیکھ لیتے تو روح کو چین آجاتا خضران ایما بدیع الملک کا سمجھ گیا اور ملکہ حسین
برق جادو سے کہا کہ اے ملکہ ایک صورت سے ہم تمھاری خوشی کر سکتے ہیں وہ یہ کہ اگر تم ملکہ
روشن گہر کو اس صحبت میں شریک کرو تو ہمیں بھی گانا سنانے میں کوئی عذر و انکار نہوگا ملکہ حسین
برق جادو نے کہا کہ تم ملکہ روشن گہر کو کیا جانو کہ وہ کون ہیں اور کہاں رہتی ہیں اور یہ نام کیونکر

کیونکہ معلوم ہوا حضرت ان سے کہا کہ ہم کسکو نہیں جانتے ہیں ہمارے آقا جب عجائب خانہ ساحری میں پہنچ
گئے ہیں تو شمع افروز جادو نے شمع سحر روشن کرکے پردہ شعلہ سے تصویر ملکہ روشن گہر کی دکھائی
تھی کہ دیکھتے ہی اُس جمال جہان آرا کے بیخود ہوگئے تھے اور تصویر ملکہ روشن گہر سے یہ آواز پیدا
ہوئی تھی کہ اگر ہم سے ملنا چاہتے ہو اپنی زندگی سے ہاتھ اُٹھاؤ اور مرنے پر آمادہ ہو جاؤ تو ہم سے
مل سکتے ہو ہر چند کہ یہ فریب جان لینے کا تھا مگر بدیع الملک مرنے پر راضی ہو گئے تھے یہی وجہ ہے کہ
اسوقت یقین مرگ ہونیکے سبب سے خیال ملکہ روشن گہر کا آگیا کہ اگر دیدار آخر ہو جاتا تو حسرت
دل نکل جاتی بقول شاعر شعر

آرزو یہ ہے کہ نکلے دم تمھارے سامنے
تم ہمارے سامنے ہو ہم تمھارے سامنے

یہ سنکر ملکہ حسین برق جادو کو رحم آگیا اور اسنے کہا کہ اچھا میں رقعہ ملکہ کو لکھتی ہوں اور اسیوقت اسنے
بطور عرضی کے ایک رقعہ لکھکر ملکہ روشن گہر کی خدمت میں روانہ کیا مضمون نامہ کا یہ تھا کہ ای ملکہ
آفاق آج ایک عرض ہے مصرع

گر قبول افتد زہے عز و شرف

وہ یہ کہ فتاح طلسم اور اسکے عیار مکار
کو میری دایہ نے گرفتار کیا یہ مژدہ آپ کو مبارک ہو کل وہ دونوں قتل ہو جاینگے لیکن وہ عیار ایسا خوش جمال
و خوش مقال ہے کہ اُسنے میرے دل کو مسخر کر لیا ہے جسوقت میں نے اسکو گرفتار کیا ہے تو وہ گا رہا تھا
اب ہر چند میں اُس سے کہتی ہوں مگر وہ نہیں گاتا اور کہتا ہے کہ تم ہماری دشمن ہو ہمیں تمھاری خوشی
سے کیا کام ہے مشکل اُسنے یہ شرط پیش کی ہے کہ اگر ملکہ اس صحبت میں شریک ہوں تو ہم گانا اپنا سنا دیں
مجھے اُسکے گانیکا ایسا اشتیاق ہے کہ حضور سے استدعا کرتی ہوں کہ تشریف لائیے اور کنیز کو سرفراز کیجیے
آپ کے لحاظ سے دایہ بھی کچھ نہ کہہ سکیگی اور وہ عیار یہ بھی بیان کرتا ہے کہ فتاح طلسم نے عجائب خانہ ساحری
میں پس شعلہ آپ کی تصویر جلوہ گر دیکھی تھی اسدن سے طلسم کشا عاشق جمال ہو گیا ہے میرے نزدیک
یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنے چاہنے والے کو دیکھ لیجیے کہ کیسا شخص ہے آخر تو کل وہ جہنم میں پھینک دیا
جائیگا ایک نظر سے خوش گذرے جسوقت یہ عرضی خدمت میں ملکہ روشن گہر کے پہنچی یہ مضمون پڑھکر
کچھ سوچی آخر جواب لکھ بھیجا کہ مجھے خاطر تمھاری ہر طرح منظور ہے میں قریب شام آؤنگی ہر چند ایسی باتیں
مجھے ناپسند ہیں مگر تمنے کبھی کسی بات کو مجھسے اس طرح نہ کہا تھا اسوجہ سے یہ خیال ہے کہ تمھیں ملال نہ
گذرے کہ تم بچپن سے میرے ساتھ رہی ہو اور ہر حال میں شریک رہی ہو میں تمھارے کہنے کو کیونکر رد
کر سکتی ہوں اور اگر دایہ کچھ مخل ہونا چاہیگی تو اسکو بھی سمجھا بجھا دونگی مجال کیا ہے کہ خنجر ظل
پلاس جادو میرے حکم کو ٹال سکے جسوقت یہ جواب نامہ کا ملا ملکہ حسین برق جادو نہایت خوش
ہوئی اور سامان ضیافت میں مصروف ہوئی مکان سحر تیار کرکے اسکو خوب آراستہ کیا وہاں خنجر ظل
پلاس جادو خدمت میں ہنو پان جادو کی پہونچی سلام کیا اور کہا کہ حضور کے اقبال سے
اور مدد خداوند اکوان تاجدار سے میں نے اُن اجل رسیدوں کو گرفتار کیا ہے اب جو حکم ہو بجا لاؤں
ہنو پان جادو نے کہا کہ بہتر ہے لازم ہے کہ اس میں رائے خداوند کی شریک کر لینا ضروری بات ہے یہ
کہکر اسنے ایک عرضی لکھکر تیار کی اور ایک ساحر کے ہاتھ اسیوقت خدمت خداوند کیوان
تاجدار میں روانہ کی جسوقت عرضی ہنو پان جادو کی خداوند کیوان تاجدار کو پہونچی اور
مضمون عرضی سے خداوند کیوان تاجدار آگاہ ہوا اسنے بھی فوراً جواب عرضی کا لکھ بھیجا

کیہ انتظام بھی حنظل بلاکش کے سپرد کر دو ہی ان لوگون کو غار جہنم مین جا کر ڈال آئے اور لوح کا بھی بندوبست
کرے بعد اسکے تمام ناظمان دربند کو اسنے پروانے لکھ بھیجے کہ گرفتاری طلسم کشا کی خوشی کیجیے جسوقت
یہ خبر ناظمان دربند کو ہوئی یہ سب نہایت خوش ہوئے کہ کانٹا نکل گیا اور فلش دور ہوگئی یہان
حنظل بلاکش جادو جو خوبان کے پاس سے پلٹ کر اُس مقام پر آئی جہان ان لوگونکو
قید کر گئی تھی تو دیکھا کہ ملکہ حسین برق جادو بہت ہوشیار بیٹھی ہے اور قیدی زندان مین موجود ہین حسین برق
جادو نے بصورت حنظل بلاکش جادو کی دیکھی کہا دائی اماں لیجیے اپنے قیدیون کو مین نے انکو بہت
ہوشیاری کے ساتھ رکھا حنظل بلاکش نے کہا کہ مین تمکو ایسا نہ سمجھتی تو اتنی بڑی جوکھم تمھارے
سپرد کیون کر جاتی تمنے خوب ان سب کی حفاظت کی مین نے اسی دن کے واسطے تمکو علم سحر و ساحری
مین برق بنا رکھا ہے کہ اگر کوئی وقت سخت آکر پڑے تو تم سینہ سپر ہو میرے نہ آل ہے نہ اولاد جو کچھ ہو تمھین ہو
اسی سے اپنی جان و مال کا تمھین کو مالک سمجھتی ہون اور تمکو وہ چیز تک بتا دی ہے جو ہرگز بتانے کی
نہین ہے میرا رد سحر سوا تمھارے کون کر سکتا ہے اگر تمکو اپنی رفیق و جان نہ سمجھتی تو کیون بتاتی آج
تم اطمینان رکھو کہ آیندہ کسیکا خوف نہین ہے اگر ڈر تھا تو انھین موذیون کا تھا انکو مین جا کر غار مین
پھینکے آتی ہون رستے اور اسکے بعد گا اُن کو اگر تم کہو مین نہ غارت کر دون تو مجکو حنظل بلاکش
نہ کہنا یہ سنتے ہی حسین برق جادو گھبرا گئی اور دل مین کہتی ہے کہ یہ ظالم درحقیقت انکو جیتا نہ رکھیگی
ایک رات بھی زندہ نہ چھوڑے گی اسی تردد مین تھی کہ بالاے آسمان سے ایک تخت جواہر نگار
اُترتا ہوا نظر آیا کہ اُس تخت پر شامیانہ کھنچا ہوا تھا اور ایک شاہزادی تاج سر پر رکھے ہوئے زر و
زیور سے آراستہ بیٹھی ہوئی تھی اور ایک وزیرزادی دست بستہ سامنے بیٹھی ہوئی تھی تیلیان ہاتھ
ہلا رہی تھین یہ رنگ دیکھکر حنظل جادو حیران تھی کہ یہ خداوندزادی یہان تک کیونکر آگئین لیکن
حسین برق جادو براے تعظیم اُٹھ کھڑی ہوئی اُسکی شان سواری دہ سمان سے باہر ہے طوطیان شیرین
مقال اُسکے سر پر سایہ افگن تھین اور جانوران صحرائی مثل طاؤس و کبک و قمری و بلبل وغیرہ ہر چہار
جانب سے ملکہ روشن کو گھیرے ہوئے تھے اور ہر ایک عاشق مزاج اپنا معشوق تصور کر رہا تھا
چونکہ ملکہ نقاب چہرہ زیبا پر ڈالے ہوئے تھی اسوجہ سے نور جمال چھنکر نکلتا ہے بلبلین چہرہ زیبا کو گل
سمجھتی ہین اور کبک اُس روے منور کو ماہ شب چاردہ سمجھے ہوئے ہین قمریان قد راست کو
شمشاد جانتی ہین غرضکہ ہر ایک شمع حسن و جمال کا پروانہ ہو رہا ہے جسوقت نقاب چہرہ سے سرک
جاتی ہے تو برق حسن چمک کر ہر طرف گرتی ہے اور کشت حیات کو جلا کر خاک کر دیتی ہے اسیوجہ
احتیاطاً ملکہ تین تین نقابین چہرے پر ڈالے ہوئے رہتی ہے اور طائران نغمہ سرا اپنے پرونکا سایہ
کیے رہتے ہین اور حصار سحر ساز وزیرزادی ملکہ کی ہر دم نگہبانی کر رہی ہے کہ کوئی طاہر سنسنے ادیانہ
چہرہ کے قریب نہ آ جاے الحاصل حنظل سحر ساز براے تعظیم اُٹھی اور ملکہ کو نہایت عزت کے ساتھ
لا کر صدر مین بٹھایا ایک مختصر سی صحبت آراستہ کی ملکہ حسین برق جادو نے پہلے ہی سے مکان کو ملکہ
کے لائق کر رکھا تھا ہر طرف مجمر عود و عنبر و اگر کے روشن تھے فرش نہایت پرتکلف بچھا ہوا تھا
گلدستہ نہایت قرینے سے لگے ہوئے تھے شیشہ آلات عجب حسن دکھا رہا تھا جو شگوفے گل

رہا عین کی آرہی تھین غرض کہ تمام مکان رشک نگار خانہ چین ہو رہا تھا ملکہ روشن گہر بھی اس
سامان کو دیکھکر بہت خوش ہوئی کہ میری مصاحب نہایت سلیقہ شعار ہے حنظل بلاکش نے
عرض کی کہ اسوقت حضور کی تشریف آوری سمجھ مین حیرت مین ہون ہر چند کہ آپ تمام
طلسم کی مالک ہین جہان چاہین تشریف لیجائین مگر اسوقت یہان کا تشریف لانا تعجب سے
خالی نہین ہے کہ یہ زمانہ نہایت خوفناک ہے خاص آج ہی کل کے خطرے سے خداوند نے
آپ کو بیابان طوطی حصار مین رہنے کا حکم دیا تھا ملکہ روشن گہر نے اصل امر کو چھپایا
کہ ایسا نہو یہ حسین برق جادو پر کچھ خفا ہو اور یہ حیلہ پیش کیا کہ تم جانتی ہو مین اسطرح
ایک مقام پر جم کر بیٹھنے کی کبھی عادی نہ تھی ہر جگہ ہو پر زالہ کا نہ تھا کہ جسکی بدولت مین مقید
ہو گئی ہون کہ اب صرف ایک ہی مقام پر رہ سکتی ہون یا بعض بعض مقامات پر جانیکی
اجازت ہے وہ بھی تنہا نہین چنانچہ اس مقام کی بھی اجازت تھی لیکن سبب یہ ہوا کہ
آج میرا جی بہت گھبرایا اور مین بیرا سے ... اس مقام پر تمکو اور حسین برق جادو
کو بیٹھے دیکھا اسی طرف چلی آئی کہ تھوڑی دیر یہان مین غم غلط ہوگا علاوہ اسکے مین نے
یہ بھی سنا ہے کہ تمنے ایسے ہی شخصون کو گرفتار کیا ہے جنسے بربادی طلسم کا خوف تھا
اور وہ میرے باپ کے دشمن ہین یہ بھی خیال ہوا کہ انکو پہچان لون تاکہ آیندہ انکے فریب
سے محفوظ رہون یہ سنکر حنظل بلاکش نے عرض کی جی ہان آپکے اقبال سے مین نے ان موذیون
کو گرفتار تو کر لیا ہے اور بہت جلد انکو غار جہنم مین پہونچا دیتی ہون بعد اسکے ہمیشہ کے واسطے
طلسم مین امن قائم ہو جائیگا اور یہ خلش مٹجائیگی اب میرے نزدیک مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضور
یہان صحبت عیش آراستہ کرین اور مصروف نشاط ہون کہ آج سے بہتر کوئی دن نہوگا اور مین جاکر
ان اجل رسیدون کو داخل دوزخ کئے دیتی ہون یہ سنکر ملکہ نے فرمایا کہ ہم کیا کہتے ہین تم کیا
جواب دیتی ہو پہلے ہم انکو دیکھ لیوین بعد اسکے اختیار ہے حنظل بلاکش نے کہا کہ حضور بڑے
بڑے دور کا کہنا ماننے ہین مین تمہین منع کرتی ہون ابھی انکا کوئی دیکھا ہے اور یہ وہ موذی بڑے
جعلساز نہایت فریبی اور دغاباز ہین آنکھون سے اچھی صورتین دکھا دکھا کر ہزارون کو فریب
دیے ہین سیکڑون کو دغا دی ہے آپ حضور مالک و مختار ہین اگر خدانخواستہ کوئی اونچ نیچ
پڑ گیا تو ہماری بھی ناک چوٹی کی خبر نہوگی کہ آپ خداوند زادی ہین ملکہ آپ تو بچہ کہکر چھوٹ
جائینگی اور آفت مین ہم بڈھی ہی وابستہ رہینگے پوچھیا تو کیسی شخص جو لیکن کہنے مین آگئی ملکہ
روشن گہر نے فرمایا کہ سچ ہے بڑھاپے مین عقل خراب ہو جاتی ہے دماغ مین فتور آجاتا ہے
اگر تو بڑھی نہوتی اور دوسرا شخص تیرے مقام پر ہوتا اور اس طرح کی بدگمانی اسکے ساتھ
کرتا تو زبان گدی سے کھنچوا لیتی مگر کیا کرون کہ تیری خدمتون کا خیال کرتی ہون اور بات
یہ ہے کہ تونے بڑے دشمن کو گرفتار کیا ہے خیر اتنا ہی تیرے واسطے بہت ہے کہ تو نہ کیوا
نہین ہے جو مجھے نصیحت کرے ملازم کا اتنا ہی منصب ہے کہ جو اس سے حکم کیا جائے بجا لاوے اور
بجا لاسکے یہ سنکر حنظل بلاکش مجبور ہوئی اور عرض کی کہ اما حضور سے زیادہ بہت تعجب

ہوتا جاتا ہی اور آخر اُسکا ٹھہر جاتا ہی یہی سبب اسکے آہ کھینچنے کا تھا وہان حنظل بلاکش نے جا کر جہان
جنی اور خضر ان کو سمجھایا کہ اس بے ادب نے تو ملکہ کو نہ سلام نہ کیا لیکن تم الیسا نہ کرنا خود مؤدب ہو کر
ملکہ کو سلام کرنا ملکہ تمھارے حال پر شفقت کریگی اور تمھارا عذاب دور کردیگی یہ سمجھا بجھا کر ان دونون کو بھی سامنے
ملکہ کے لائی خضر ان نے نہایت ادب سے ملکہ روشن لقا کو سلام کیا اور جہان جنی بھی آداب بجا لایا
ان دونون کے سلام کرنے کا خاص سبب بدیع الملک کی نظر توجہ جانب ملکہ تھی ملکہ نے انکو
بھی بیٹھنے کی اجازت دی یہ بھی سلام کرکے بیٹھ گئے اور ملکہ نے حنظل بلاکش کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا
کہ تم تو کہتی تھین ان کو دیکھکر انسان مجذوب ہو جاتا ہی یہ صورتین مجذوب کرنے کی ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ بن مانس آکر انسان بنا
بیٹھ گئے ہین حنظل نے کہا کہ یہ قطعہ مین نے اس شخص کی نسبت کہا تھا جو چہرہ پر اپنے نقاب ڈالے ہوئے ہی اسکی وہ
حالت ہی کہ ع پردہ رخ سے دور کرے وہ نقاب کا + جلوہ ہر ایک ذرہ مین ہو آفتاب کا + یہ کہکر حنظل بلاکش
خاموش ہو رہی ملکہ نے خیال کیا کہ پھر یہ کہیگی اب مین لیجاؤن اب اسے کسیطرح ٹالنا چاہیے اسنے کہا کہ ای حنظل
مین نے سنا ہی کہ یہ سوکھا آدمی جو ہی یہ خوب گاتا ہی حنظل نے کہا حضور گانے والے بڑے بڑے آپ کے محل مین
موجود ہین انھین کیا سرخاب کا پر لگا ہی اب اسے جہنم مین لیجاؤ ملکہ نے کہا کہ تمھین ان جھگڑون سے کیا مطلب
ہمارا جی چاہتا ہی کہ ہم گانا اسکا سنین کیون حسین بہرتی جاؤ تمھاری اجازت ہی اسنے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ یہ گھر
حضور کا نقش خانہ ہی جب تک مزاج مبارک مین آئے یہان تشریف رکھیے ع رواق منظر چشم من آشیانۂ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست + خوش نصیب میرے کہ حضور نے کلبۂ احزان کو اپنے قدوم میمنت لزوم کی بدولت
سے عیش خانہ بنایا لیکن ان قیدیون کا اختیار دائی اماں کو ہی یا حضور کو کہ آپ خداوند طلسم کی پارہ جگر ہین مین انکی رہ مین
کچھ عرض نہین کر سکتی حنظل بلاکش نے یہ باتین ایسی کہین ملکہ کا شبہ گئی کہ اب اگر زیادہ عذر و انکار کرونگی
تو ضرور یہ ناراض ہو جائیگی اور اگر اسوقت یہ کچھ نہین کر سکتی لیکن مالک اور تابعدار مین بہت بڑا فرق ہوتا ہی
اگر دوسرے وقت یہ اسکی کسر لیگی تو مجھے زندگی اپنی دشوار ہو جائیگی کیا مشکل مین جان ہی کہ یہ لڑکیان لڑکیان جمع ہین
اور یہ عیار طرار ایک ہی مکار ہی اگر کوئی فریب کر گیا تو غضب ہو جائیگا اور ساری بدنامی ہمارے سر آئیگی
اور اگر انکا کہنا نہین کرتی تو مشکل ہی غرض + یہی حالت ہی کہ ع ہم صیاد فکر باغبان ہی + دو شاخ مین ہمارا
آشیان ہی + ملکہ کا حکم مرگ مفاجات ہی مجبوراً اسنے تمام سامان عیش و نشاط مہیا کیا کشتیان حریری لا کر رکھین
پلیٹین کبابون کی خوان کھانے کے سب بندوبست کرکے گرد تینون قیدیون کے ایک حصار کھینچا کہ نہ یہ
اس حصار کے باہر آسکین اور نہ کوئی انکے قریب جاسکے نہ خضر ان کوئی چیز زنبیل سے نکال سکے یہ سب
بندوبست کرکے اسنے عرض کی ملکہ روشن گہر سے کہ مین تو رخصت ہوتی ہون کہ میرا تن اس قابل نہین ہی
جو رات بھر جاگ سکون علاوہ اسکے محفل صحبت بھی ہوگی اب آپ تمام رات اطمینان سے گانا سنیے صبح
مین آؤنگی اور ان اجل رسیدون کو لیجا کر جہنم مین ڈال آؤنگی بعد اسکے خضر ان کی طرف دیکھکر کہا
کہ یہ تمام فسادات تیری ہی ذات سے ہین خیر ایک رات اور دنیا کی ہوا کھا لے کہ ملکہ کے حکم سے
مجبور ہی ہم ہین تو اسیوقت تجھے جہنم کے سپرد کرتی مگر کیا کہون کہ ملکہ کے ارشاد سے مجبور ہون
یہ کہکر اسنے ملکہ کو سلام کیا ملکہ نے بھی فرمایا کہ بیشک تم نہایت ضعیف و ناتوان ہو رات بھر جاگنا
تمھارے حق مین ضرور مضر ہوگا لہذا بہتر و مناسب یہی معلوم ہوتا ہی کہ جاکر رات آرام سے بسر کرو صبح کو

اپنی امانت بھی لیجانا یہ سنکر حنظل بلاکش جادو تو اسطرف روانہ ہوئی اور یہان رنگ دگرگون ہوا
گویا کانٹا نکل گیا خضران دل مین کہتا تھا کہ یہ لگانہ بڑی سنگدل معلوم ہوتی ہے خیر یہ جاتی کہان ہے اگر زندگی
باقی ہے تو اسطرح اسکو مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر گریہ کرینگے مگر ابھی تو مجبوری ہے کہ ہم خود
اسیر بلا ہو رہے ہین اگر چھوٹینگے تو اسکو جہنم واصل کرینگے ۵ بچا جو ہجر سے وہ وصل یار دیکھیگا + جو اس
خزانے سے بچیگا بہار دیکھیگا + ادھر ملکہ حسین برق جادو ساتھ حنظل بلاکش کے روانہ ہوئی تھی کہ اسے
بستر مرگ پر سُلا آؤن تو اطمینان ہو ایسا نہو کہ یہ کہین چھپ چھپا کر رنگ صحبت دیکھے تو اچھا نہوگا اس خیال
سے حسین برق جادو اسکی خوابگاہ تک ساتھ آئی اور کہا کہ آج آپنے وہ کام کیا ہے کہ تمام طلسم پر آپکا احسان ہے گویا
سبکی جانبخشی آپنے کی ہے میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے ہاتھ سے آپ کو سبکی سلامتی کے جام پلاؤن حنظل نے کہا کہ ہمین کیا فکر
ہوگی حسین برق نے کہا کہ جہانتک پی جائین پیجیے غرضکہ اس بہانے سے اسقدر شراب پلادی کہ یہ تو بیہوش ہوکر
بستر مرگ پر گری اور حسین برق وہان سے ملکہ اس بزم نشاط و صحبت انبساط مین آئی خضران نے ہزارون
دعائین ملکہ روشن گہر کو دین ملکہ نے فرمایا کہ اب کچھ گاؤ جس لیے اتنا جھگڑا کیا ہے یہ سنکر خضران نے کچھ اشعار
عبرت آمیز شروع کیے اشعار بطور غزل

سب دوست ہین اپنے مطلب کے
نرگس سے حیا کیا ہے تم کو ++
جو باغ تھا گل پھولون سے بھرا
خاک اوڑتی ہے اسجا کوئی نہین
یاد آتے ہین اسکندر و جم
جنکی جو ملک کچھ بھی تو نہ تھا
بیٹھے ہین کہان اہل مسند
یا وہ جلسہ یا کوئی نہین
رہتے تھے جہان ہر دم جلسے
دو روز کا تھا سارا جھگڑا
کل جنکو اندھیرے سے تھا حذر
جز داغ دل انکا کوئی نہین
یا مرنے والے لاکھون بیٹھے
گو شعر کا فن ہے نازک تر

آرام سے کٹتے ساتھی کیسا کیسا
دنیا مین کسی کا کوئی نہین
اس آنکھ سے پردا کرتے ہو
اٹکھیلیون سے چلتی تھی صبا
آئینہ و ساغر پر باہم
اب ہو تماشا کوئی نہین
ہستی ہے حباب بحر فنا
آغاز وہ کچھ انجام یہ ہے
جو اونچے مکانون والے تھے
اب دیکھو تو اسجا کوئی نہین
تخت اسکا نہ اب ہے تاج اسکا
رہتا تھا چراغان پیش نظر
قتال جہان معشوق جو تھے
یار و رونے والا کوئی نہین
اس کام مین کیون کی عمر بسر

جب وقت پڑا تھا کوئی نہین
گلگشت مین دامن منہ پہ نہ تو
جس آنکھ مین پردا کوئی نہین
اب سنبل و گل کا ذکر تو کیا
حسرت مین ہین دل آنکھین ہین نم
ہر ایک نمایش کو دیکھا ++
اس دم کا بھروسا کوئی نہین
یا بزم طرب یا کنج لحد
سب خاک کے نیچے جا سکتے
جب بند ہوئین آنکھین تو کھلا
اسکندر و دارا کوئی نہین
اک شمع جلا دے تربت پر
سونے مین پڑے مرقد اٹھکے
ای آرزو اسکا فخر نہ کر
جب کا کہ تجھسے کوئی نہین

یہ غزل اس درد سے خضران گایا کہ تصویر موت کی سبکے پیش نظر ہو گئی بے اختیار آنکھون سے ہر ایک کی آنسو جاری
ہوگئے بے ثباتی دنیاے فانی پیش نگاہ ہو گئی ملکہ روشن گہر کو خیال آیا کہ افسوس کل یہ سب تصویرین خاک
مین ملجائینگی کیا برا طریقہ طلسم کا ہے کہ جو اسیر طلسم ہوا اسے ایسے زندان بلا مین گرفتار کیا جاے کہ وہ ہلاک ہوجائے
کاش یہ ظالم جلد غارت ہون کہ بندگان خدا اس بلا سے نجات پائین عصا سحر خضر کی تو ہچکیان بندھی ہوئی
تھین ملکہ روشن گہر نے کہا کہ ای شخص کس غضب کی تاثیر تیرے گانے مین ہے سبکو سب بہت رلایا تو نے اگر تو ای

ہاتھ سے ہی تو ہر طرح مارے جائینگے یہاں سے نہ چھوٹینگے کوئی نہیں چھڑا سکتا اور اگر موت آئی نہیں ہے تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا
ہے اور اصل یہ ہے کہ ایسے ظالموں کا مرنا اچھا ہے یہ جب تک زندہ رہینگے ایسے ایسے ہزار ہا تھوں ناحق ہلاک ہونگے
یہی نیک راہ بدی پیش راہ ای حصار سحر بند تجھے ان جھگڑوں سے کیا اگر تجھ سے ہو سکے تو کوئی تدبیر پیدا کر اسکے
حسین برق جادو کی طرف دیکھا کہا کہ تمہاری کیا صلاح ہے اسنے دست بستہ عرض کیا کہ آپ بجا ارشاد فرماتی ہیں یہ دنیا
کے تو یہی کارخانے ہیں ایک مرتا ہے ایک پیدا ہوتا ہے ہم کس کس کو رویا کرینگے ایک نہ ایک دن خداوند کو بھی مرینگے خود بھی
اور یہ روز بد سبھی کو دیکھنا ہے میں تو ہر طرح آپ کی شریک ہوں جب حضور اس معاملے میں جان کو جان نہیں سمجھتیں تو
ہم نمکخواروں کی کیا حقیقت ہے جب حصار سحر بند نے یہ معاملہ دیکھا کہ ایسی ہوا چل رہی ہے تو اسنے بھی اظہار حال
کیا اور کہا کہ اے ملکہ عالم اصل تو یہ ہے کہ میں آپ کے خوف سے نہ عرض کر سکتی تھی ورنہ حقیقت حال یہ ہے کہ اس
طلسم کا مٹانا بہتر ہے کہ یہاں بڑی بڑی خرابیاں ہوا کرتی ہیں علی الخصوص عاشق مزاجوں پر کہ ایک دوسرے سے
ملنے نہیں پاتا جو بسبب محبت کسی کا ہوتا ہے اس سے پہلے دلی تعلق اسکا ترک کرایا جاتا ہے یہ بات ایسی ہے جسکے واسطے
انسان جان کو جان نہیں سمجھتا نتیجہ جو مجھ سے ہو سکتا ہے وہ میں کیے دیتی ہوں آگے مقدر ہے یہ کہکر اسنے ایک آئینہ
جھولی سے نکالکر پیش کیا اور کہا یہ حاضر ہے حسین برق جادو نے پوچھا کہ اس آئینہ کا مطلب نہیں سمجھ میں آیا کہ اس برق
صاف میں کیا تحریر ہے حصار سحر بند نے جواب دیا کہ گویا تاثیر اسکی یہ ہے کہ اگر عکس اسکا غار جہنم پر ڈالا جاوے تو جسقدر
مار و کژدم و اژدر وغیرہ اس غار میں ہیں وہ اسکے اثر سے تہ زمین پہونچ جائینگے اور وہاں پہونچکر جل جائینگے یہ لوگ
ان موذیوں سے بچ جائینگے یہ کہکر رونے لگی سب حیران تھے کہ رونے کا سبب اسکے کیا ہے ملکہ بروشن گہر نے کہا
کہ تو روتی کس وجہ سے ہے اسنے دست بستہ عرض کی کہ اے ملکہ آفاق سبب رونے کا نہ پوچھیے یہ وہی بات ہے جسے
میں پہلے کہہ چکی ہوں کہ ہم عجب دوراہے میں پھنسے ہوئے ہیں یہی لوح بھی میرے باپ کے طلسم کی ہے جسوقت طلسم کشا
اس در بند پر پہونچکر عکس اس آئینہ کا ڈالے گا تو سحر کا سحر باطل ہو جائیگا اور ساحر خود بخود جلکر خاک ہو جائیگا ایسا
کسی کی خصوصیت نہیں ہے اگر میرا باپ بھی اس آئینہ کو دیکھ لیگا تو بچ نہیں سکتا ہاے کون سی ایسی گھڑی ہوگی
جو باپ کو دوسرے کی نسبت میں قتل کرا دے مگر یہ دل کیا بری چیز ہے کہ انسان کو اندھا کر دیتا ہے ملکہ نے حسین برق
جادو سے کہا کہ اگر اتنا انتظام کر دو کہ حنظل بلاکش کو مار لو تو دقت جاتی رہے پھر یہیں سے یہ لوگ چھوٹ
جائینگے حسین برق جادو نے کہا کہ ابھی اسکا موقع نہیں ہے بالفعل میں نے غار کا انتظام کر ہی دیا ہے اور جو کچھ
انتظام کرنا ہو وہ کر دو میں موقع پاکر ایسے مار ڈالوں گی کہ یہ راز افشا نہونے پاسکے حصار سحر بند نے
کہا کہ میں ایک رقعہ سلطان سجادہ نشین کے نام لکھے دیتی ہوں اب تم یہ رقعہ اور آئینہ اپنے پاس رکھو
جب وقت موقع پانا اس عیار کو دیدینا کہ یہ نہایت ہوشیار ہے یہ رقعہ کسی نہ کسی طرح سلطان سجادہ نشین کو
پہونچا دیگا یہ کہکر رقعہ اس مضمون کا تحریر کیا کہ اے طالب دیدار میں آج ایک کام تمہارے سپرد کیا جاتا ہے
اگر اسکو انجام دو گے تو ہم تم سے بہت خوش ہونگے اور یقین ہے کہ یہ پردہ جدائی بھی درمیان سے
اٹھ جائیگا وہ کام یہ ہے کہ فاتح طلسم آ پہونچا گرفتار بلا ہوا اور اب غار میں پھینکا جاتا ہے جسوقت
یہ اسیر بلا ہو تو جس طرح ہو سکے اسکی حفاظت کرنا اور بچا لینا کہ اسکا نتیجہ نیک ہوگا انشاء اللہ
تعالے بعد فتح نہ طاق ہم بھی مذہب اسلام اختیار کرینگے اور عقد ہمارا تمہارے ساتھ ہو جائیگا
اور ہم یہ کانوں سن چکے ہیں کہ عمر طلسم کی آخر ہو چکی ہے اور قضا اکوان و کیوان کی آ گئی ہے یہ

رقعہ شوقیہ تمام کر کے حسین برق کو دیدیا اور خضران سے کہا کہ تمنے میری باتین غور سے سن لین
خضران نے کہا ہین سب سمجھ گیا لیکن جب یہ رقعہ اور آئینہ مجھ تک پہونچے تو کام چلے کہ ابھی
تو نہین تم تک آسکتا ہون اور نہ تم مجھ تک آسکتی ہو اور شاہزادہ بدیع الملک نے
فرمایا کہ ای حصار سحر بند قسم ہی پروردگار عالم کی کہ اگر باپ تیرا مذہب اسلام اختیار کریگا تو
مین اسے ہرگز قتل نہ کرونگا لیکن اگر اسنے سرکشی کی تو یہ خیال رہے کہ مین مطلق تمھارا خیال
نہ کرونگا اور ضرور قتل کرونگا ہنوز سخن ناتمام تھا کہ حنظل بلاکش آپہونچی اگرچہ خیریت گذری کہ باتین ان
لوگون کی اسنے نہین سنین آنکھین ملتی ہوئی پہونچی اور کہا کہ صاحبزادیو اب تو خوشی تمھاری
ہوگئی اسکے آنے سے یہان رنگ محفل دگرگون ہوگیا اور عالم سکوت ہوگیا عاشق و معشوق
باہم ایک دوسرے کو بنگاہ حسرت دیکھ رہے تھے اور دل سے یہ شعر پڑھتے تھے شعر

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد	روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد	ملکہ بنگاہ حسرت سے بدیع الملک

کو دیکھتی ہوئی بے پروائی جتاتی ہوئی اسنے تخت سحر کو اڑا کر جانب طوطی حصار روانہ ہوئی اور یہان
حنظل بلاکش نے حصار اپنا توڑا اور قصد کیا کہ انکو لیجا کر غار مین چھپاے دو دن کہ حسب اتفاق اسکو
رفع احتیاج کے واسطے جانا پڑا بس یہ موقع حسین برق کو غنیمت ہاتھ آگیا جلدی سے آئینہ اور رقعہ
خضران کو دیدیا اور کہا کہ اب تمھارا کام ہے اگر ہوشیاری سے کام لوگے تو بچ جاوگے خضران نے کہا کہ ہمتو
غار مین پڑے ہونگے رقعہ سلطان تک کون لیکر پہونچیگا حسین برق نے کہا جو لوگ سلطان کیطرف سے
متعین ہین وہ تمھارے دیکھنے کو آئینگے انھین کے ہاتھ یہ رقعہ بھجوا دینا اور عقرب و مار وغیرہ اس آئینہ کی
تاثیر سے فنا ہو جاینگے اتنے مین حنظل بلاکش پھر آگئی اور ان تینون آدمیون کو تخت پر بٹھا کر غار کی طرف لیچلی
خضران نے اشارہ سے کہا کہ خدا حافظ حسین برق جادو نے اشارہ مین جواب دیا کہ تم گھبرانا نہین مین اس
حرامزادی کو مار کر اور بدیع کو حاصل کرکے آؤنگی اور دل مین یہی دعا کرتی ہوئی چلی کہ ای خدای آسمانی
اگر تو برحق ہی تو ان لوگون کو شر دشمنان سے محفوظ رکھنا ادھر ملکہ روشن گہر بھی روتی ہوئی اور دعائین مانگتی
ہوئی طوطی حصار کی جانب روانہ ہوگئی تھی کہ ای خدا مسلمانون کے اگر تو اس آفت سے ان لوگون کو بچا لیگا
تو مین بھی تجھپر ایمان لاؤنگی الحاصل حنظل بلاکش تخت سحر اڑاتی ہوئی غار پر پہونچی اور تخت بیٹھا ہونا شروع ہوا
تا ہم خضران کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہو یہ بدیع الملک کو پہلے پھینک دے تو مار و کژدم وغیرہ
انکو ہلاک کر ڈالینگے آئینہ میرے پاس ہی بس جیسے تخت بیٹھا ہوا خضران نے سینہ پر حنظل بلاکش کے ٹھوکر دیا
اسنے کہا کہ یہ کیا حرکت ہی خضران نے کہا کہ مرتے تو ہین پھر تجھسے دوستی کرکے کیا کرین اگر کچھ نہین کرسکتے
تو تجھے ذلیل ہی کرینگے یہ کہکر پھر ٹھوک دیا بس اسنے غصہ مین آکر بازو خضران کا پکڑ کر پہلے اسی کو غار مین
پھینک دیا خضران جیسے ہی غار مین چلا اور نظر اسکی عقارب وغیرہ پر پڑی بس جلدی سے اسنے عکس آئینہ کا
ڈالا عکس پڑتے ہی تمام عقارب زمین مین دراسے گرا اور زمین صاف ہوگئی پہلے خضران زمین پر پہونچا اور اسنے سجدہ
شکر کیا بعد اسکے حنظل نے بدیع اور حیران جنی کو بھی غار مین پھینکدیا اور آپ وہان سے پلٹ کر اپنے
مکان مین آئی اور حسین برق جادو سے کہا کہ لو بیٹیا مبارک ہو تمھارے باپ کے دشمن لقمۂ نہنگ
اژدرہ ہوگئے یہ سنکر ملکہ حسین برق کا دل ہلگیا لیکن بظاہر بہت خوش ہوئی اور جام و صراحی ہاتھ مین

لیکر قریب حنظل کے آئی اور ہین جام خوشی سے بھر کر آپ سے ایک مالکہ روشن گہر کی سلامتی کا اور ایک
حصار زمہرمند کی سلامتی کا اور ایک اپنے باپ کی سلامتی کا اور بعد اسکے حنظل کو بھر بھر کر دینا
شروع کیا اور کہا کہ یہ میری سلامتی کا جام اور خداوندان عالم کی سلامتی کا جام آپ پئیے کہ بڑی کل بل گئی یہ سنکر
حنظل نے بھی بے اندیشہ انجام جام چڑھانا شروع کیے اب حسین برق نے بیہوشی آمیز کر کر کے جام دینا
شروع کیے تھوڑے ہی عرصہ مین بیہوشی نے تاثیر کی اور حنظل بلا کش چھینک مار کر بیہوش ہو گئی بس
حسین برق نے اپنی مصاحبون کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم نے دیکھا کہ یہ کیا معرکہ ہے حسین برق نے کہا کہ ایک
غار کھود و اور اس نحبہ کو زندہ اس مین دفن کر دو کیونکہ طلسم کشا کی خیر خواہ ہون اور یہ دشمن طلسم کشا ہی ان لوگون نے عرض
کی کہ اب طلسم کشا کی خبر کیسی کام انکی تمام ہو گیا وہ غار مین پہنچ چکے ہین بلکہ یہ کہا کہ اتفاقاً انکی خبر نہین ہو اور تم اسمین
قیل و قال نکرو جو ہم کہتے ہین اسکے موافق عمل مین لاؤ وہ جو ملازمین حنظل کے تھے انھون نے روکنے کا
قصد کیا حسین برق نے آتش کی کہ منھ سے اسکے شعلہ نکلا اور اُن سب کو جلا کر خاک کر دیا اب ملکہ کی خواصون
نے جلدی جلدی ایک بڑا سا غار کھود کر تیار کیا اور حنظل کے پاس سے لوح لیکر قبضہ مین کی اور حنظل کو
اُسی طرح زندہ تو دیا پھر اسکی قبر پر آکر بیٹھ رہے چونکہ اتنا اختیار نتھا کہ حنظل کو کھود کر نکال سکتے
مجبوری سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی لیکن ملکہ حسین برق جادو لوح لیکر اپنی مصاحبون سمیت جانب
کوہ بیعفار روانہ ہو گئی کہ اسکا حال پھر عرض کیا جائیگا لیکن اول حال افتادگان غار کا بیان ہوتا ہے کہ یہ
تینون شخص یعنی بدیع الملک خضران حربان حبشی جو غار مین پہنچے تو ایک نے دوسرے کو صحیح و سالم دیکھا
نہایت خوش ہوئے اور شکر پروردگار بجا لائے لیکن غار اسقدر گہرا تھا کہ نکلنے کا قصد کیا تو کوئی صورت رہائی
ذہن مین نہ آئی بدیع الملک نے خضران سے کہا کہ بڑا اچھا ہو تو بتاؤ کہ تمنے اُس ساحرہ پر تھوکا کیون بھلا
یہان اس بے کسی مین کوئی بھی دشمن کو غصہ دلاتا ہی اور وہ ہمکو ہلاک کر ڈالتی تو کیا ہوتا خضران نے کہا اگر
شہر یار آپ ان باتون کو نہین سمجھ سکتے ہین چونکہ آئینہ میرے پاس تھا جسکی وجہ سے بلا ہین اس غار کی دفع
ہو گئین اگر مین یہ حرکت نکرتا اور اسکو غصہ نہ دلاتا تو وہ مجھے پہلے چھینکتی اور میرے علاوہ پہلے جو گرتا وہ ہلاک
ہو جاتا اسوجہ سے مین نے اُسکو غصہ دلایا یہ سنکر بدیع الملک نے خضران کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا
کہ آفرین صد آفرین اور حربان حبشی نے بھی بہت تعریف کی خضران نے کہا کہ اے بدیع الملک ہر چند کہ
یہ اقبال تمھارا ہی مگر اتنا البتہ جانتا ہون کہ اگر دادا صاحب جرأت کر بیٹھے تھے تو وہ اپنی زندگی سے
مطلق ہین سمجھے اُن کو یہ امر یقیناً معلوم ہو چکا تھا کہ جبتک میں تین مرتبہ موت نہ پاؤنگا اسوقت تک
اجل میری نہ آئیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اسی واسطے یہ بات نہین ہی مین جو اپنی جان پر کھیل جاتا ہون تو
فقط آپکی محبت مین یہ سنکر بدیع الملک نے فرمایا کہ اسمین شک نہین ہے لیکن سلطان کی
جانب سے جو لوگ کہ غار کی نگرانی کے واسطے معین ہین معمول انکا یہ ہی کہ جب کوئی شخص غار
مین پھینکا جاتا ہی تو وہ لوگ آکر اطلاع کر دیتے ہین کہ فلان شخص پھینکا گیا ہی اور اسکی یہ حالت ہوئی
چنانچہ اس مرتبہ بھی وہ لوگ آئے اور غار مین جھانکنے لگے دیکھا کہ تین آدمی غار مین بیٹھے ہوئے
باتین کر رہے ہین نہ انکو کسی نے اذیت پہونچائی ہی نہ کوئی موذی مثل اژدر وغیرہ کے نظر آتا ہی
یہ دیکھکر یہ لوگ نہایت متعجب ہوئے کہ آج یہ نئی بات کیسی ہی اسکے قبل جو غار مین پھینکا گیا فوراً

عرصے میں اسکا پتہ بھی نہ لگا لیکن یہ لوگ زندہ ہیں اتنے میں نظر خضران کی ان لوگوں پر پڑی یہ سمجھ گیا
کہ یہ لوگ سلطان کے ہیں کیونکہ اسکو پتہ جمشین برق نے بتا دیا تھا پس خضران نے آواز دی کہ یہ رقعہ
سلطان کے نام ہے تم لوگ اسے پہونچا دو یہ کہکر رقعہ ایک ڈھیلے میں لپیٹ کر اچھال دیا یہ لوگ وہ رقعہ
لیے ہوئے خدمت سلطان جنی میں آئے اور رقعہ دیکر بیان کیا کہ آج عجیب واقعہ پیش آیا ہے وہ یہ
کہ تین آدمی غار میں پھینکے گئے تھے مگر وہ تینوں شخص زندہ ہیں اور یہ رقعہ انہوں نے دیکر آپکا نام بتایا
تھا کہ انکو دیدینا ہم نہیں سمجھ سکتے کہ انہیں کیا اژدہا اژدر وغیرہ کیا ہو گئے اور یہ رقعہ آپ کو کیسا دیا
سلطان جنی نے جو رقعہ پڑھا اور نام اپنی معشوقہ کا تحریر پایا نہایت خوش ہوا اور باچھیں تابناگوش
آگئیں پس فوراً یہ تخت رواں پر سوار ہو کر جانب غار روانہ ہوا جس وقت قریب غار پہونچا اور جھک کر
دیکھا تو حربان جنی کو پہچان لیا سلام کیا اور ان سب کو غار سے باہر نکالکر تخت پر سوار کر کے اپنے بنگلے
میں لایا نہایت عزت و توقیر کے ساتھ بٹھایا اور حربان جنی سے کہا کہ خدا نے آپکی عمر دوبارہ کی ورنہ ہمکو
یہ امید نہ تھی کہ زیارت ہمکو جان کی نصیب ہوگی حربان جنی نے کہا یہ سب کچھ اس شہریار عالی وقار کی
بدولت ہے جو کہ فتاح اس طلسم کے ہیں انہیں کی بدولت ہمنے بھی رہائی پائی اور تمھارے بھی مقاصد
دلی پورے ہونگے انکی دست بوسی کرو کہ یہ خدا رسیدہ ہیں سلطان نے اٹھکر ہاتھ بدیع الملک کے چومے اور
سامان دعوت مہیا کیا اثناء دعوت میں خضران نے سلطان جنی سے کہا کہ بڑی خاطر اور تواضع یہ ہے کہ مہرہ ملنے کی
فکر کیجیے یہ سنکر سلطان جنی نے کہا کہ خواجہ کل میں آپ کو پاس سلطان سجادہ نشین کے لیچلونگا کہ وہ
قطب ہیں اس مقام کے اور حال سے مہرہ کے بخوبی واقف ہیں یقین ہے کہ وہ پوشیدہ نہ کرینگے کہ مرد خداپرست ہیں ایک
روز میں آپ لوگوں کا کسل برطرف ہو لے تو میں آپ کو لیچلوں غرضکہ جب دعوت و ضیافت ہو چکی تو سلطان
جنی نے خضران و بدیع الملک و حربان جنی کو اپنے ہمراہ لیا اور جانب سجادہ سلطان سجادہ نشین روانہ ہوئے
انکو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اول کچھ حال مرگ حنظل بلاکش کا بیان ہوتا ہے کہ جس وقت روح نجس اسکی جسم سے
نکلی اور خبر مرگ اسکی مشتہر ہوئی یہاں تک کہ اکوان تاجدار و کیوان تاجدار کو بھی معلوم ہو گیا کہ حنظل کو
جمشین برق جادو نے مارا تو کیوان تاجدار نے ایک نامہ بنام صفوبان جادو روانہ کیا مضمون نامہ تھا
کہ تمھاری دختر نے قیامت کی کہ حنظل کو مارا اب اس درجہ کی ساحرہ تمھارے شہر میں نہیں ہے اس دختر بد اختر
کا بند و بست کرو کہ اس سے خطرہ ہے صفوبان جادو نے جو مضمون نامہ کا دیکھا غم و غصہ سے تھرتھر کانپنے لگا
اور کہا اسنے کیا حرکت کی جواب لکھ بھیجا کہ یا خداوند میں اس گیسو بریدہ کو گرفتار کر کے بہت جلد خدمت میں
روانہ کرتا ہوں لیکن سبب اسکا یہ ہوا کہ خداوندزادی تشریف لائی ہیں اور صحبت رقص و سرود
رہا کی رات بھر جشن رہا اسی میں یہ سامان قتل ہوا مگر جو ہوا وہ ہوا ہر چند کہ جمشین کہیں
بھاگ گئی ہے لیکن جہاں ہوگی میں اسکو گرفتار بلا کر کے حاضر حضور کرونگا اور طلسم کشا کی طرف
تو اطمینان ہے کہ وہ غار میں پھینکا جا چکا تھا جب حنظل بلاکش قتل ہوئی ہے اسکو بھی اژدر روئی
کھا لیا ہوگا جس وقت یہ جواب لکھکر روانہ کر چکا تو مظفر کر دیا اور بہرام حرم پوش دونوں
عیار گرد و غبار میں آلودہ حاضر ہو گئے اور بعد دعا و ثنا بجا لانے کے عرض کی کہ ہم قیدیوں
کے واسطے بہشت ہو گیا عقرب و مار وغیرہ فنا ہو گئے اور سلطان جنی آکر اسیروں کو رہا

کر لیگیا بڑی دھوم سے دعوت کی بعد اسکے دونوں قیدیوں کو ساتھ لیے ہوئے پہرہ کی تلاش میں پھرنا سلطانہ
پہنچا وہ شخص اسکے پاس جاتا ہی ہنوز راستے میں ہوگا بس یہ سنتے ہی اسکے ہوش اڑ گئے اور
حضور یان جادو دیکھو انکیا کہ یہ کیا ماجرا ہوا جو یہ خار سے زندہ نکل آئے آخر کو وم وغیرہ کیا ہوئے تو غرض
اسنے ناصر جادو سے کہا تم جلد جاؤ اور سلطان کو سلطان تک پہونچنے نہ دینا راستے ہی میں قتل کر ڈالنا
ہم نے حکم کو چھپنے کی ضرورت نہیں ہے اسلیے کہ آئین شاہی کے برتنے میں عرصہ ہوگا اور قتل میں ان
لوگوں کے عرصہ کرنا اچھا نہیں ہے یہ سنتے ہی ناصر جادو فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور دربارگاہ سے نکلکر ایک
نامہ اپنے بھائی منصور جادو کے نام لکھکر روانہ کیا کہ ہم اسکے گرفتاری بدیع الملک جانب سلطان
سجادہ نشین جاتے ہیں تم بھی یہ قصہ دیکھتے ہی جلد دوڑنا پہونچو یہ فقرہ بھیجکر جانب شہر سلطانیہ روانہ ہو گیا اور یہاں چار پیادے
آدمی پیدل چلے جاتے تھے ہنوز راستے ہی میں تھے کہ جانب آسمان سے ایک ابر نمودار ہوا اور ہوا تیز چلنے لگی یہ لوگ [illegible]
کے سایہ میں ٹھہر گئے کہ یکایک وہ ابر کڑکا اور [illegible] معلوم ہوا کہ ایک سر پوش [illegible]
یہ لوگ منتظر ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ ناصر جادو نے نعرہ مار کر سلطان حق نگر کو اور باغبیچہ کو باندھ لیا اور بادشاہ کا ہاتھ پکڑ لیا
نہ کیا ایک چھوڑتا ہوں تجکو اسنے تیغ کھینچی اور پہلے بدیع الملک کی طرف چلا خضر ان بلبلا گیا اور دعا کرنے لگا
کہ خداوندا مجھے یہ دیکھا جائیگا کہ میرا آقا میرے سامنے ہلاک ہو ہنوز یہ سخن ورد زبان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہنچا اور
ایک صاعقہ اس زور سے چمکا کہ آنکھیں بند ہو گئیں جب کھلیں اور آواز پیدا ہوئی کہ پاش اور تراخ او کیا کرتا ہے میں آ پہنچی
دیکھتی ہی دیکھا تو ایک پنجہ سنہری آکر ناصر جادو کی گردن سے لپٹ گیا اور گلا اسکا گھوٹنے لگا اور چار
پنجوں نے چاروں ہاتھ پاؤں پکڑ لیے اور ایک پنجہ نے زبان منہ سے باہر کھینچ لی پھر ایک آواز پیدا
ہوئی کہ اسکا ہر عضو جدا کرکے پھینکا سب نے دیکھا کہ پنجوں نے ہاتھ پاؤں گردن اسکے دھڑ سے کھینچ کر پھینک دیے
بس اسکے مرنے کے بعد ایک گرد و غبار بلند ہوئی آندھی چلی خاک اڑی آتش باری و برف باری دیر تک ہوا کی
آخر کو آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی نام من ناصر جادو بود حیف مردیم و ناکام ماندیم و بمطلب خود نرسیدیم
جب بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ناصر جادو ٹکڑے کی ہوئی پڑی ہے اور حسین برق
جادو سامنے کھڑی ہے حسین برق نے صاحبقران کو سلام کیا اور لوح حاضر خدمت کی اور
عرض کی کہ مبارک ہو دشمن کو میں نے مارا اور لوح لیکر یہاں حاضر ہوئی شکر ہے خدا کا کہ وقت پر
پہونچی صاحبقران حسین برق سے بہت خوش ہوئے اور خضر ان سے کہا کہ بڑا کام کیا اسنے یہ باتیں
ہو رہی تھیں کہ جانب آسمان سے ایک برق چمک کر گری کہ حسین برق جادو گھبرا گئی اور چاہتی تھی
کہ چاہا کہ پاؤں مار کر غرق زمین ہو جاؤں زمین پر جب بجلی کی پڑ چکی تھی زمین سخت ہو گئی اور
برق نے دست و پا حسین برق کے بیکار کر دیے اور یہ نعرہ ہوا کہ منم منصور جادو کے گزاریم کہ از
دست من زندہ و سلامت بدر روی اے گیسو بریدہ غضب کیا تو نے کہ میرے بھائی کو مارا
کب چھوڑتا ہوں تجکو حسین برق ایسی تھی کہ منصور جادو اسطرح اسکو پکڑ لیتا مگر یہ سحر اسنے غفلت
کی حالت میں کیا جس سے حسین برق جادو مجبور ہو گئی منصور جادو نے زبان اسکی کھینچکر
نکلہ سوزن کیا اور گیسو ملکہ حسین برق جادو کے ہاتھ میں لپیٹ کر لے اڑا اور جانب کوہ روانہ
ہوا یہاں بدیع الملک نے سینکڑوں تیر مارے مگر جو قریب منصور جادو کے پہونچا

جلکر خاک ہوگیا اب جو پلٹ کر دیکھتے ہیں تو خضران بھی نہیں ہے صاحبقران نہایت پریشان ہوئے
کہ شاید خضران کو بھی کوئی ساحر لیگیا ہے بدیع الملک کو نہایت افسوس ہوا وہاں منصور
جادو حسین برق جادو کو لیے ہوئے بالائے کوہ آیا اور تلوار کھینچکر حسین برق کی طرف
چلا اور آواز دی کہ افسوس تو نے مجھے بے بھائی کا کر دیا اور فتاح طلسم کی شریک ہوئی
تیرا مارڈالنا جملہ واجبات سے ہے یہ کہکر اسنے ہاتھ بلند کیا تھا اور وار کرنے کا قصد کیا تھا کہ
ایک آواز پیدا ہوئی کہ او بیوقوف کیا کرتا ہے ابھی کچھ ساعتیں اسکی زندگی کی باقی ہیں جلدی نہ کر
ورنہ یہ رہا ہو جائیگی یہ سنکر منصور جادو نے پلٹکر دیکھا کہ یہ کون ہے جو مجھے بیوقوف بناتا ہے دیکھا کہ ایک
شخص کریہ منظر پیادہ بڑے بڑے دانت بال پریشان چہرہ نہایت ہولناک ایک شیشہ ہاتھوں میں لیے چلا آتا
ہے منصور جادو متعجب ہوا کہ اول تو یہ وہ مقام ہے کہ یہاں کوئی آتا نہیں ہے کہ یہ مقام گوشہ صحرا
میں واقع ہے نہ اس طرف سے کسی شہر کا راستہ ہے کہ یہ مقام خود آنے کے قابل نہیں تعجب
سے پوچھا کہ آپ کون ہیں پیادہ نے آواز دی کہ میں ملک الموت قدرت فرستادہ خداوند سامری ہوں
منصور جادو نے کہا کہ یہ آپ کے ہاتھ میں کیا شئی ہے جواب دیا کہ اس شیشہ میں روحیں بند کرکے لیجاتا
اور عدم آباد میں چھوڑ دیتا ہوں ابھی تیرے بھائی کی روح قبض کیے ہوئے آتا ہوں وہ بھی اسی شیشہ میں بند
ہے اور اب اس عورت کی روح قبض کرنے آیا ہوں دیکھا منصور جادو نے کہ بہت سی تتلیاں اس شیشہ میں بند
ہیں یہ ڈر کے مارے کانپنے لگا اور کہنے لگا کہ بعد حسین برق کے کسکی روح قبض کیجیے گا کیونکہ ابھی بہت دن باقی
ہیں جواب دیا کہ اسکے بعد تیری روح قبض کرونگا یہ سنکر منصور جادو اور ڈرا اور گڑگڑا کر کہنے لگا کہ میری خطا
کیا ہے اور سبب میری موت اور قبض روح کا کیا ہوگا جواب دیا کہ خشویان جادو اپنی دختر کی خبر مرگ سنکر تجکو قتل کریگی لہذا یہ
سبب تیرے قبض روح کا ہوگا یہ سنکر اسپر اور بھی خوف طاری ہوا کہا اچھا بہتر یہ ہے کہ آپ ہی اسکی روح نکال لیجیے
میں علیحدہ رہوں اور الزام بادشاہ سے بھی بچوں اسنے کہا خیر دیکھا جائیگا منصور جادو نے کہا کہ ایک عرض اگر
اور پذیرا ہو تو گویا آپ نے مجھے مول لے لیا وہ یہ ہے کہ میرے بھائی کی روح کو اس شیشہ سے نکال دیجیے میں کسی اور
قالب میں داخل کر لونگا انھوں نے کہا کہ تو بڑا ہوشیار معلوم ہوتا ہے لیکن ایسے کام بغیر رشوت کے نہیں ہوتے
ہیں منصور جادو نے کہا کہ اب فرشتگان قدرت بھی رشوت لینے لگے جواب دیا کہ سبھی رشوت لیتے ہیں بشرطیکہ
حیثیت کے موافق ہو مثل مشہور ہے کہ جبھی حرام تھا حلال ہے ان لوگوں کا ذکر ہے جو بڑے پاک صاف بنتے ہیں یہ سنکر منصور
جادو نے کہا کہ خداوند کو اگر اس معاملہ کی خبر ہوگی تو آپ پر عتاب تو نازل ہوگا جواب دیا کہ اب تو کیوں راز کو فاش
کرتا ہے تجھے اپنے کام سے کام ہے خداوند کے نام پر بھی کچھ دیدینا جو کچھ ہو ایک پیادہ بھی بکار ہے غرضکہ منصور جادو کے
پاس جو کچھ زر و جواہر وغیرہ تھا سب اسنے ملک الموت قدرت کے سپرد کیا اور بہت کچھ عذر کیا کہ ہرچند یہ آپکے لائق نہیں
ہے مگر قبول فرمائیے کہ میری حیثیت اسیقدر ہے اور اب روح کو میرے بھائی کی رہا کر دیجیے انھوں نے سب مال اسباب
لیکر قبضہ میں کیا اور ایک تتلی شیشہ سے نکالکر چھوڑ دی اور کہا کہ جا اسے قالب اصلی میں سما کر سامنے آ تتلی لو
اڑتی ہوئی چلی گئی اور اب یہ منتظر کھڑا ہے کہ روح قالب میں سما کر آتی ہوگی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ملک الموت قدرت نے
کہا دیکھو وہ بھائی تمھارا آگیا منصور جادو ادھر ادھر دیکھتا ہے اسکو نظر نہیں آتا کہا اے ملک الموت مجھے تو نہیں دکھائی
دیتا کہا اسکی مرتبہ میں نے اسکو جسم نورانی میں داخل کیا ہے اسوجہ سے نظر نہیں آتا اب میں ایک اسکو

نہین دیکھ سکتا اور وہ سب کو دیکھ سکتا ہے اگر تم اُسے دیکھنا چاہتے ہو تو سرمہ جمشیدی آنکھون مین
لگاؤ یہ کہکر ایک سرمہ دانی خوشنما نکالکر منصور جادو کو دی اور کہا کہ جب تک سرمہ آنکھون مین
رہیگا اُسوقت تک تمکو تمہارا بھائی نظر آئیگا اور جب اثر سرمہ کا باطل ہوجائیگا تو پھر وہی حالت
ہو گئی ہو جائیگی منصور جادو نے کہا کہ جب سرمہ ختم ہوجائیگا تو اور سرمہ کہان سے آئیگا
ملک الموت قدرت نے کہا کہ اب سرمہ ملنا ممکن نہین ہے ملنا کسی کے پاس بغیر قدرت قبض
روح کے نہین جاسکتا ہون اسوقت بھی اگر اس عورت کی روح نہ قبض کرنا ہوتی تو مین کیون
آتا اگر تم یہ چاہتے ہو کہ ہمیشہ اثر اس سرمہ کا باقی رہے تو آنکھون مین نہ لگاؤ بلکہ سونگھ جاؤ جب یہ سرمہ
دماغ مین پہونچیگا تو دیدۂ دل روشن ہوجائیگی اسنے کہا کہ یہ ترکیب آپنے خوب بتائی اور سرمہ دانی کھولکر
لاکر جادو نے سانس کھینچی تو سرمہ ختم ہوگیا اور قلابازی کھاکر آیا پاس ملک الموت قریب حسین برق کے
آئے اور جلدی نکلو زبان سے اسکی کھینچ لیا اور کہا کہ کیا کہتی ہے منہ ملک الموت قدرت یہ دیکھتے ہی
حسین برق تھر تھر کانپنے لگی اور سمجھی کہ اجل آگئی تمام اندام مین رعشہ پڑگیا ملک الموت نے ڈانٹ کر پھر
کہا کہ جو کچھ کہنا ہو کسی کو پیام دینا ہو وصیت کرنا ہو جلد بیان کر کہ وقت کم ہے حسین برق نے کہا کہ آپ پیغام
کہدیجیگا جواب دیا کہ ہان بیٹی کہہ خدا نگہبان تمہیں کہا کہ باپ سے تو دشمنی پیدا ہوگئی ہے اب جن لوگون سے دوستی ہوئی تھی ان
سے کام ہے خواجہ خضران بن عمرو ثانی سے اتنا کہہ دیجیگا کہ افسوس دل کی تمنا نکلی دل کی دل ہی
مین رہی بات نہونے پائی + حیف ہے تجھسے ملاقات نہونے پائی + تمہارے واسطے اپنے دین و مذہب
سے ہاتھ اٹھایا ماں باپ کو چھوڑا اگر تقدیر کی گردش نے تجھے بھی ایسا چھڑایا کہ اب سوا قیامت کے ملاقات
ہونا غیر ممکن ہے افسوس ہے کہ وہ صحبت رقص و سرود آخر کا تھی سو چلے کھینچے تھے کہ ہم بستر جانان ہونگے + یہ نہ سمجھے
تھے کہ تیرون کے نشانہ ہونگے + دوبارہ وہ صحبت نہ نصیب ہوئی سو جہان سے حسرت دیدار یار لیکے
چلے + چمن سے داغ فراق بہار لیکے چلے + غیر تقدیر سے کیا زور ہے مگر شرط محبت یہ ہے کہ مجھکو فاتحہ خیر سے
فراموش نکرنا یہ کہتے کہتے اسکی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے خضران کا دل بھر آیا اور ضبط نہو سکا جلدی سے قلا
کرکے اپنی ہیئت اصلی پر آگئے اور کہا اے جان جہان مین تمہارے دشمنونکا ملک الموت ہون تم خوف زدہ نہو یہ سنتا تھا
کہ حسین برق جادو مارے شرم کے غرق عرق ہوگئی گردن جھکالی اور کہنے لگی کہ او کمبخت تو نے بڑا دھوکا دیا اور راز
دلی میرا دریافت کرلیا اے مین کمبخت مرکیون نگئی اور یہ کلمات میری زبان سے اسکے سامنے کیون نکل گئے بقول شاعر
لازم ہے کہ سوز محبت عیان نہو + جل بجھیے اسطرح کہ مطلق دھوان نہو + مگر خود کردہ را علاج نیست خضران
نے کہا کہ اے جان جہان مین تو پہلے ہی سمجھ رہا تھا دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا تیرے چھپانے سے رنگ محبت کہین چھپ سکتا تھا
بقول شاعر ع ہمو دیدار سے تیرے ہم کن انکھون سے بیٹھے + اب بھلا پردہ کے سے تیرے کیا ہوتا ہے الغرض حسین برق
وبسبب شرم کے کوہ بیضا کی طرف چلی گئی اور خضران نے خنجر کھینچکر منصور جادو کو ذبح کیا کہ یہ سرمہ سونگھ
کر بیہوش ہوا تھا بس اسکے مرتے ہی آندھی چلی خاک اڑی تمام کوہ لرزنے لگا شرارے آتش کے چمک چمک کے
ہر طرف گرتے تھے اور آوازین آتی تھین کہ کشتی مرا نام من منصور جادو بود حیف مرد کم دو جادو و طلسم مکر ما سبب خود
نرسیدیم خضران اسکو مار کر خدمت مین بدیع الملک کی آیا صاحبقران نہایت پریشان تھے کہ معلوم نہین
حسین برق اور خضران پر کیا گذری جسوقت خضران نے سامنے پہونچکر سلام کیا تو تردد صاحبقران کا کم ہوا

فرمایا خواجہ خیریت بیان کرو حسین برق کا حال کہو خضران نے کہا کہ آپکے اقبال سے غلام نے
ملک الموت قدرت سنگر منصور جادو کو مارا اور حسین برق کو رہا کر دیا وہ کوہ بیضا کی طرف گئی سلطان جنی
نے صاحبقران سے کہا کہ جلد چلیے اور سلطان سجادہ نشین سے ملاقات کرکے انتظام مہرہ کا
کیجیے ورنہ پھر کوئی ساحر آکر سد راہ ہوگا کہ خبر آپکی تمام طلسم میں مشتہر ہو چکی ہے بدیع الملک نے
فرمایا کہ چلو اب یہ چارون آدمی روانہ ہوئے اور جلدی سے راہ کو قطع کرکے اس مقام پر پہونچے
جہان سلطان اپنے سجادہ طاعت پر بیٹھے تھے سلطان صورت بدیع الملک کی دیکھکر براے
تعظیم اٹھ کھڑے ہوئے اور نہایت عزت و توقیر کے ساتھ بٹھالیا اور حال دریافت کیا کہ کس سبب سے
اس طرف تشریف لانا ہوا بدیع الملک نے کہا کہ مین طلسم کشا ہون لوح تو دستیاب ہو گئی ہے مگر
بغیر مہرہ کے بیکار ہے اگر مہرہ آپ پاس ہو تو مجھے عنایت کیجیے مین کمال ممنون و مشکور ہونگا یہ سنکر انھون
نے کہا کہ بخدا مہرہ میرے پاس نہین ہے محافظ مہرہ کا اشفاق جنی ہے اُسکے نام رقعہ لکھے بھیجتا ہون
یقین ہے کہ وہ رقعہ دیکھتے ہی مہرہ بھیجدیگا یہ کہکر سلطان سجادہ نشین نے ایک رقعہ لکھکر خضران
کو دیا اور کہا کہ یہ رقعہ اشفاق جنی کو لیجا کر دو وہ مہرہ تمکو دیدیگا یہ سنکر خضران نے رقعہ لیا اور پتا
اشفاق جنی کا دریافت کرکے پاس اشفاق جنی کے پہونچے سلام کرکے رقعہ دیا اشفاق جنی
نے رقعہ پڑھا لکھا تھا کہ اے اشفاق جنی تمھین معلوم ہو کہ عمر طلسم کی تمام ہوئی اور فتاح طلسم آپہونچا
میرے مکان مین مقیم ہے لوح اُسکے پاس ہے مگر بغیر مہرہ کے بیکار ہے تم جنیان پرست سے ہو لہذا تمکو لازم
ہے کہ مہرہ بدست حامل رقعہ ہذا میرے پاس روانہ کرو کہ تمھارے حق مین بہتر ہوگا اور اگر خلاف اسکے کروگے تو ہاتھ
سے طلسم کشا کے بہت پریشان ہوگے یہ مضمون پڑھکر اشفاق جنی نہایت پریشان ہوا اور اُسنے خضران سے
کہا کہ تم چلو مین آونگا سلطان سجادہ نشین سے کہدینا کہ یہ چیز اس قابل نہین ہے کہ کسی کے ہاتھ بھیجدی جاے
بنفسہ خود آونگا تو لیتا آونگا خضران یہ سنکر مکان کے باہر آیا مگر چشم و ابرو دیکھکر خضران کو شک گزرا کہ ایسا
نہو یہ کوئی فتنہ برپا کرے بصورت ایک جن کی بنکر دور جاکر کھڑے ہو رہے یہان اشفاق جنی نے ایک رقعہ
ضوبان جادو کے نام تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ اے مالک در بند اول آپ کس خواب خرگوش مین بیٹھے ہین
یہان قیامت ہوا چاہتی ہے فتاح طلسم کو لیکر سلطان سجادہ نشین آئے ہین اور مجکو رقعہ لکھا بھیجا ہے
کہ مہرہ بھیجدو مین نے اسوقت بہانہ کرکے ٹالدیا ہے آپکو اطلاع دیجاتی ہے کہ سلطان سجادہ نشین کے پاس بدیع الملک
خضران عیار حبشی سلطان جنی سب موجود ہین وہ اس امید مین بیٹھے ہونگے کہ اشفاق مہرہ لیکر آتا ہوگا
لہذا آپ اس رقعہ کے دیکھتے ہی کسی ساحر زبردست کو بھیجیے کہ وہ آکر سب کو قتل کر ڈالے اور عجلت نہ کیجیے گا تو مہرہ
ہاتھ سے جاتا رہیگا اور تمام طلسم برباد ہو جائیگا یہ رقعہ ایک خادم کو دیا کہ جلد سے ضوبان جادو کے پاس پہونچا دو
خادم رقعہ لیکر ضوبان جادو کی طرف روانہ ہوا یہان خضران تو منتظر کھڑے ہی تھے اور تاک ہی مین بیٹھے تھے
کہ دیکھیے یہ جواب رقعہ کا کیا لکھتا ہے کہ اتنے مین خادم کو نکلتے ہوے دیکھا اور جس طرف سلطان سجادہ نشین تھے اُسکے خلاف
راستے پر چلتے دیکھکر پیا اور بجلی کیطرح پکار کر کہا کہ ارے کہان جاتا ہے ایک بات رقعہ مین لکھنے کو رہگئی ہے پلٹ آ تو وہ بات بھی
لکھدین یہ سنتے ہی وہ حبشی پلٹا اور رقعہ خضران کے ہاتھ مین دیدیا خضران نے رقعہ کو دیکھنا شروع کیا
خادم یہ سمجھا کہ یہ کوئی نائب ملازم معلوم ہوتا ہے وہ ... اسنے کہا کہ تم رقعہ کیون دیکھتے ہو

خضران نے ہنستے ہنستے ہاتھ جھٹکا چار حباب بیہوشی اسکے منہ پر گر کے پھٹے اور دھوان اسکا دماغ مین
اُسکے گیا کہ بیہوش ہو کر گر گیا خضران اُس مضمون سے رقعہ کے آگاہ ہو کے دل مین کہا کہ ہم تو اسکے چشم و
ابرو ہی سے حال اصلی سکاری کا سمجھ گئے تھے بس جلدی سے آپ اُس خادم کی صورت بنے اور اُسکو
تو داخل زنبیل کر لیا اور دوسرا ایسا ہی سادہ کاغذ لپیٹ کر سامنے اشفاق حبشی کے آئے اور کہا کہ یہ کون سا کاغذ
آپنے مجھے دیا ہے دیکھیے تو سہی اشفاق حبشی نے وہ کاغذ لیکر کھولا کاغذ کھلتے ہی غبار بیہوشی اوڑا اور تمام
دماغ مین اشفاق حبشی کے پہونچا یہ چھینک مار کر بیہوش ہوا خضران نے اشفاق کو زنبیل مین ڈال لیا
اور رجال الباسی مار کر جتنا مال و اسباب اشفاق حبشی کا تھا مع صندوق ثیار کے المایان وغیرہ
سب نذر زنبیل کر لین اور وہان سے بارے شاطری مارتے ہوئے خدمت سلطان سجادہ نشین
مین آئے سلطان نے کہا کہ مہرہ لائے خضران نے سارا واقعہ گذشتہ بیان کیا کہ اشفاق حبشی نے یہ
فریب کیا تھا یہ کہکر رقعہ نکالکر پیش کیا جس وقت سلطان سجادہ نشین مضمون سے آگاہ ہوئے پوچھا
کہ خواجہ یہ رقعہ کسکے ہاتھ سے تمھارے ہاتھ آیا بیشک یہ اشفاق حبشی کا خط ہی ہے مین اسے پہچانتا ہون
اور دستخط بھی اُسی کے نیچے ہوئے ہین خضران نے کہا کہ مین اشفاق کو بھی پکڑ لایا ہون کہا نکالو اُسکو
کہان ہے خضران نے زنبیل سے اشفاق حبشی کو نکالا اور ستون سے باندھکر ہوشیار کیا اسنے آنکھ کھولکر
جو دیکھا تو اپنے کو عجب حال پر ملال مین پایا آنکھین بند کر لین خضران نے کہا کہ آنکھ کھول یہ خواب نہین ہے
بلکہ عین بیداری ہے آگاہ ہو کہ منم خواجہ خضران بن عمرو عیار لی مین تیرے اُس خادم کو بھی پکڑ لایا ہون تو نے
جسکے ہاتھ رقعہ خضوبان جادو کو بھیجا تھا یہ کہکر رقعہ بھی اُسکو دکھایا سلطان سجادہ نشین نے کہا کیون
اشفاق حبشی یہ کیا حرکت تھی اب تو یہ نہایت خفیف ہوا اور سر جھکا لیا اور کہا کہ بیشک مجھسے بہت
بڑی خطا ہوئی مین امیدوار معافی کا ہون اور اب مہرہ حاضر کیے دیتا ہون کہا لاؤ اسنے کہا کہ یہان
میرے پاس کہان ہے اگر مجھے چھوڑ دیجیے تو جا کر لے آؤن میرے مکان مین موجود ہے خضران نے کہا تم اُس
جگہ کا پتا دو جسمین مہرہ رکھا ہے مین اپنے عمل کے زور سے منگا لونگا تمھارے جانے کی ضرورت نہین ہے یہ سنکر
اشفاق حبشی نے کہا کہ اگر آپ اپنے کمالات ایسے بیان کرتے ہین تو مین بھی نہایت مشتاق ہون یہ سنتے
ہی خضران زیر بغل ہاتھ لیگئے اور کہا کہ لاؤ کٹورہ اسکے پانی پینے کا یہ کہتے کہتے کٹورہ ہاتھ مین آگیا
خضران نے سامنے رکھدیا اسنے غور سے دیکھا تھا کہ بیشک یہ وہی کٹورہ ہے ساتھ ہی خیال مین آیا
کہ دنیا مین ایک وضع کی سیکڑون چیزین ہوتی ہین ممکن ہے کہ یہ اور کٹورہ ہو اُسی وضع کا بنا ہوا ہو خضران
نے کہا کہ اگر آپکو شک ہے تو لیجیے لوٹا بھی لیجیے یہ کہکر لوٹا بھی نکالکر سامنے رکھدیا اسپر نام بھی اشفاق کا
لکھا ہوا تھا اشفاق نے لوٹے کو پہچانا اور اٹھا کر تمام پتا پڑھنے لگا خضران نے کہا کہ اب یہ چیزین آپکو
مل نہین سکتین جو چیزین منگا رہا ہون وہ سب لونگا اشفاق نے کہا مین نے سب چیزین آپکی پہچانین بیشک
آپ سچ فرماتے ہین خضران نے بیس پچیس چیزین اسی طرح نکالکر سامنے اشفاق حبشی کے رکھدین اور کہا کہ اب تو
قائل ہوئے اسنے کہا بیشک مین آپکے کمال کا قائل ہو گیا یہ تماشا دیکھ دیکھکر درویش سلطان سجادہ نشین مسکراتے
تھے اشفاق حبشی نے خضران سے کہا کہ اب بتاتا ہون اُس صندوقچہ کا پتا کہ وہ حجرہ جو مشرق کی طرف بنا ہے
اُس طاق پر صندوقچہ رکھا ہوا ہے اُسمین مہرہ ہے اگر آپ اُس صندوقچہ کو منگا لین تو بیشک مین قائل ہو جاؤن

نے پھر زنبیل مین ہاتھ ڈالا اور صندوقچہ نکالکر رکھدیا یہ دیکھکر اشفاق حبشی کے ہوش اڑگئے اور کہا کہ خواجہ بیشک آپ
کامل ہین مگر یہ کمال ہمارے ذہن مین نہین آیا کیا تاب ہے کسی کی جو اس صندوقچہ کو اٹھا سکے مجھے یہ بتا دیجیے
کہ آپ اسے اٹھا کیونکر لاے خضران نے کہا مجھمین قوت ہے مین پھر اٹھائے لیتا ہون اتنا سا صندوقچہ
اٹھانا کوئی بڑے کمال کی بات ہے یہ کہکر اب جو قصد کیا تو صندوقچہ اٹھ نہ سکا اشفاق ہنسا اور کہا کہ ہم
کوئی اسے اٹھا نہین سکتا اسکے صاحب بیٹھے ہین اٹھا لین مین خط غلامی لکھتا ہون اور جان جان
ہوتا ہون یہ سنکر حیران حبشی اپنی جگہ سے اٹھے اور زور کیا کچھ نہوا اسکے سلطان سجادہ نشین
نے زور کیا جب بھی صندوقچہ نہ اٹھا سلطان حبشی نے زور کیا کچھ نہوا اب بدیع الملک بیل رکے
اٹھے اشفاق حبشی نے کہا ای شہریار لوح گلے سے اتار ڈالیے اور پھر زور کیجیے کہ اٹھا لیجیے تو مین
جانون اگر لوح گلے مین پہنے رہیگا تو ہرگز نہ اٹھ آویگا یہ سنکر بدیع الملک نے لوح گلے سے اتار ڈالی اور
دو ہاتھ جیسے کہ رستم سام بن نریمان اٹھا لیا کرتے تھے صندوقچہ اٹھایا مگر اٹھ نہ سکا بدیع الملک نے پھر ایسا زور
کیا کہ پسینے مین غرق ہوگئے اشفاق حبشی نے کہا ای شہریار عالی وقار یہ صفت مہرہ کی ہے کہ بغیر لوح کے
نکالے وہ اٹھ سکیگا یہ جس طاق پر رکھا تھا وہین رکھا تھا مین بھی اسے اٹھا نہین سکتا تھا ان
امین تھا اسکا اب لوح گلے مین ڈالکر اسے اٹھائیے پھر بدیع الملک نے جس وقت لوح پہنکر
زور کیا پھول کی طرح صندوقچہ اٹھ آیا اشفاق نے کہا کہ کنجی اسکی اور مقام پر رکھی ہے خضران نے کہا
اسکا پتہ بھی بتا دو اسنے کہا کہ پہلے یہ بتائیے کہ آپ اسے لاے کیونکر پھر مین بتا دونگا خضران نے کہا
مین نے جال الیاسی مارکر اٹھا لیا تھا یہ صفت اس جال کی ہے کہ اگر کوہ بھی اندر اس جال کے آجاے تو پھول
معلوم ہونے لگیگا اشفاق حبشی نے کہا کہ واقع مین آپکو جیسا سنا تھا اس سے بڑھکر پایا اب کنجی کا پتہ لیجیے
مکان مین ہے سو سامان نگار سنگی رکھے ہین اگر مجھکو دھوکا دینا ہوتا تو مین کہدیتا کہ فلان الماری مین کنجی ہے ہر ایک مین
صندوق بھی موجود ہے مگر اصلی کنجی ایک پرانی الماری مین ہے ایک پتلا ہے اس پتلے کے پیٹ مین
کنجی ہے خضران نے وہ الماری بھی زنبیل سے نکالی اور الماری کھولکے پتلے کو نکالا اتنا سا سیسے اور
شہاب کا بنا رکھا تھا خضران نے پیٹ اس پتلے کا چاک کیا اور کنجی نکالکر بدیع الملک کو دی
بدیع الملک نے صندوقچہ کو کھولا دیکھا کہ ایک بالشت بھر کا مہرہ اندر اسکے رکھا ہے اشفاق
حبشی نے کہا کہ اس مہرہ کو سوا صاحب لوح کے کوئی اٹھا نہین سکتا مہرہ پر بھی سب نے زور کیا مگر
مہرہ کسی سے نہ اٹھ سکا آخرکار بدیع الملک نے مہرہ جیب مین رکھا لوح کو گلے مین ڈالا اور حکم دیا کہ اب
اسے ستون سے کھول دو کہ اسنے سچ سچ بتا دیا اشفاق کو بحکم صاحبقران رہا کیا اسنے قدمبوسی حاصل کی سب نے
مبارکباد دی اب سلطان حبشی بدیع الملک کو لیے ہوے اپنے مکان پر آیا اور سامان عشرت ضیافت مہیا کیا
بارگاہ داؤدی نکالکر برپا کی اور بدیع الملک سے عرض کی کہ مین اس تحفہ طلسمی کا امین تھا یہ تحفہ
حاضر ہے صفت اسکی یہ ہے کہ کیسا ہی ساحر زبردست یہان آئے مگر سحر بھول جائیگا بدیع الملک
بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ایسی چیز کی اس مقام کے واسطے ضرورت بھی تھی کہ ہم لوگون کی
محافظت بغیر اسکے محال ہے اب تم سب یہان اطمینان سے بیٹھو اور مین فتاحی طلسم کے ارادہ سے جاتا ہون
یہ سنکر خضران نے وہ جریب بھی زنبیل سے نکالکر بدیع الملک کو دی جو مہتر شعیب نے عنایت کی تھی اور

رقعہ بھی حاضر کیا شاہزادہ نے یہ سب چیزیں لے کر قبضہ میں کیں مہرہ جیب میں رکھا
لوح گلے میں ڈالی اور پھر ایک سے رخصت ہو کر چلے تھوڑی دور جا کر مہرہ کو لوح پر
گھسا حروف روشن ہوئے بدیع الملک نے عبارت کو پڑھ کر مطلب حاصل کیا
اور ایک سمت روانہ ہوئے انکو راہ میں چھوڑا جاتا ہے بعد جانے بدیع الملک کے
خواجہ خضران بن عمر وثانی اور سلطان جنی میں باتیں ہوئیں خواجہ نے سلطان
سے کہا کہ میرا جی گھبرا رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ حسین برق جادو پر کوئی آفت آنے والی
ہے میں بھی جاتا ہوں میں نے اسکو بہت ستایا تھا وہ مجھ سے ناراض ہو کر چلی گئی ہے
نہیں معلوم کہاں ہوگی یہ سنکر سلطان جنی نے کہا خواجہ یقین ہے کہ ملکہ حسین برق
بھی طوطی حصار میں ہوگی جہاں کہ ملکہ روشن گہر اور حصار سحر بند ہیں لیکن اگر
اسطرف جانے کا قصد ہے تو ایک پیام میرا بھی اس یار جانی و محبوب جانی ملکہ حصار
سحر بند کو دیجیے گا یہ کہکر اسنے ایک رقعہ شوقیہ لکھ کر خواجہ خضران کو دیا خضران
بھی رقعہ لے کر جانب طوطی حصار روانہ ہوئے چونکہ خواجہ پتہ سے واقف نہ تھے
لہذا برائے راہبری حریان جنی و اشفاق جنی کو ساتھ لے لیا تھا انکو بھی طوطی حصار کی
جانب روانہ رکھا جاتا ہے اور کچھ حال مہتر سنقر کیدو پا اور بہرام چرم پوش عیاران
صفویان جادو کا بیان ہوتا ہے کہ یہ برائے خبر شہر شاطرانہ آئے ہوئے تھے جستجو
انہیں معلوم ہوا کہ مہرہ بھی بدیع الملک کے ہاتھ آگیا اور لوح تو پہلے ہی سے قبضہ
میں تھی تو یہ صفویان جادو کی خدمت میں روانہ ہوئے اور جا کر تمام ماجرا بیان کیا
کہ آپ کس خواب خرگوش میں ہیں وہاں فتاح طلسم نے مہرہ بھی حاصل کر لیا اپنی رینہ
کی خیریت نہیں معلوم ہوتی پہلے ناصر و منصور کو آپکی دختر نیک اختر نے جا کر مارا بعد
اسکے سلطان سجادہ نشین کی سعی سے اشفاق جنی تک پہونچی اور مہرہ
دستیاب ہوا اب فتاح طلسم مرحلہ پر آتا ہے ہم نے اطلاعاً عرض کر دیا آئندہ حضور کو
اختیار ہے یہ سنکر صفویان جادو کے اندام میں رعشہ پڑ گیا اور اسنے کہا کہ اچھا تم تو اس
مقام کی خبر رکھو اور ہوشیار رہو میں عرضی خداوند کو لکھتا ہوں یہ کہکر اسنے ایک
عرضی اس مضمون کی لکھکر تیار کی کہ یا خداوند غضب ہو گیا لوح اور مہرہ دونوں چیزیں
طلسم کشا کو مل گئیں اور اب وہ مرحلہ کیطرف آتا ہے ہمارا تو وقت آخر قریب ہے اور
جلد حق نمک سے ادا ہوا چاہتے ہیں اب حضور سے جو انتظام ہو سکے وہ کیجیے اگرچہ
اسمیں دشمن کو میری دختر بد اختر نے بہت مدد دی تھی ساحران زبردست اسکے
ہاتھ سے مارے گئے لیکن اس سے زیادہ افسوس کے قابل یہ امر ہے کہ خداوند زادے
بھی طلسم کشا کے شریک ہو گئے ہیں بلکہ اسیر عاشق ہیں بلکہ انکھیں کی وجہ سے
اس چھوکری کا مزاج بھی بدلا اور اشتعال ہوا ورنہ اتنی مجال نہ تھی کہ یہ اتنی
بڑی جرأت کر سکتی اور حضور کی بھتیجی ملکہ حصار سحر بند نے بھی بہت مدد دی ہے

انھیں کی وجہ سے طلسم کشا غدار کی بلاؤن سے محفوظ رہا ہے ورنہ کب کا ہلاک ہوگیا ہوتا وہی
مثل ہے کہ گھر کے چراغون سے آگ لگا چاہتی ہے شعلے بھڑک بھڑک کے اُٹھے دل
کے داغ سے آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے لہٰذا یہ سب سامان ایسے ہین
کہ مرحلہ بچتا نہین نظر آتا اگر یہین مرحلہ کو چھوڑ کر اُس گیسو بریدہ کی گرفتاری کو جاتا ہون
تو نہین معلوم بعد میرے یہان کیا حالت پیدا ہو اور اگر یہین رہتا ہون تو بھی کیا
کرونگا کہ مفتاح طلسم کے پاس مہرہ اور لوح دونون چیزین موجود ہین غرضکہ اب وہی
حالت ہے کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن ناسوا اسکے اگر خود جاؤنگا تو وہ دختر بداختر
مجھ سے بھی مقابلہ کرنے کو موجود ہوجائے گی پھر باپ کا بیٹے سے مقابلہ کرنا یہ بھی ایک
ناپسندیدہ امر ہے کہ اگر اُسکو مارا تو اپنے پیٹ مین آپ چھری بھونکی اگر اُسکے ہاتھ سے
قتل ہوئے تو بھی دشمنون کی نجات کا سامان ہوگا بہتر کیفیت میرا اسی مقام پر موجود
رہنا مناسب معلوم ہوتا ہے آیندہ جو حکم دیا جائے یہ عرضی لکھکر روانہ کی جسوقت یہ نوشتہ
پاس اکوان تاجدار کے پہونچا اور اُسنے پڑھا کیوان تاجدار نے عرض کی کہ یا خداوند
خیال میری راے مین تو زندہ رہنا ان بلاؤن کا کسیطرح اچھا نہین ہے اب عجلت
سے اپنی آپ ہاتھ اُٹھائین اور حصار سحر بند سے مین دست بردار ہوتا ہون کسی
ساحر زبردست کو بھیجکر دونون کو قتل کرا ڈالیے یہ سنکر اکوان تاجدار نے افوان
بن خلخال جادو کیطرف دیکھا کہ یہ ساحر زبردست بزرگ طلسم کہلاتا ہے اور نہایت
ساحر معزز ہے اُس سے کہا تمھین حکم دیا جاتا ہے کہ جلد جاکر دونون چھوکریون کو مع
مکان باغ تمام صحرا طوطی حصار کو پھونک دو تاکہ دونو ننگ خاندان زندہ نہ رہین کہ
نہ بزرگون کے نام مین دھبا لگے گا اور پھر واپس آنے پر تم کو قتل طلسم کشا کے
واسطے بھیجا جائیگا کہ وہ سرکش مرحلہ اول کیجانب چل چکا ہے یہ حکم پاکر افوان
بن خلخال جادو اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنا سامان سحر لیکر جانب بیابان طوطی حصار
روانہ ہوا اور جاتے جاتے قریب طوطی حصار کے پہونچا ایک مقام پر ٹھہر گیا
اور جھولی سے ایک پڑیہ زنگاری رنگ کی نکالی جسمین غبار زنگاری بھرا ہوا تھا
افوان بن خلخال جادو نے اُس غبار کو منتشر کرنا شروع کیا وہ غبار ایک ابر زنگاری
ہوکر پھیلنے لگا جسوقت یہ حالت ملکہ حصار سحر بند نے دیکھی نہایت پریشان
ہوئی اور ملکہ روشن گہر سے کہا کہ عتاب خداوندی نازل ہوگیا اب آثار
امان کے نہین پائے جاتے وہ انیسین جلیسین جو کہ واقف راز تھین کہنے لگین
کہ آپنے طلسم کشا کی جان بخشی کی تھی وہ اس حال مین آپکی خبر نہ لے گا
سُنا تو یہ ہے کہ وہ بڑا ہی خدا ترس ہے ہم مجبورون کے واسطے جان کو جان نہین
سمجھتے ہین نہ کہ آپ تو اُنکی محسن اور محبوبۂ دلفروز ہین یہ ہو نہین سکتا کہ وہ اس وقت
مین نہ آئین حصار سحر بند نے جواب دیا کہ اول تو وہ خود نہین معلوم کس بلا مین

پھنسے ہوئے تھے علاوہ اسکے اگر مہرہ حاصل ہوگیا ہوگا تو وہ دربند پر گئے ہوئے اس طرف
کیونکر آسکتے تھے اور انھیں یہ کیا معلوم کہ ہم لوگ کس بلا میں مبتلا ہیں اور دربند کی
طرف سے آتے ہیں امتناع صہ ہوگا کہ یہاں خاک تک ہم لوگوں کی منتشر ہو جاوے گی
آئینگے تو کیا پائینگے بقول شاعر ع تا آمدن میرسی من بخدا میرسم * یہاں تو یہ ہلچل مچی
ہوئی تھی اور اقوان بن خلخال جادو نے دوسری ڈبیہ کھولی اور اسمیں سے چار پتلے
نکالے کہ ہاتھوں میں ہر ایک کے ایک ایک مشعل فروزاں تھی ان پتلوں نے قد اپنے کسی
قدر دراز کیے اور کہنے لگے کہ کیا حکم ہوتا ہے اقوان بن خلخال جادو نے کہا کہ جاکر
طوطی حصار کو پھونک دو پتلوں نے جاتے ہی چاروں حدیں روک لیں اور آگ
لگانا شروع کر دی شعلے چھوٹے اور طوطی حصار جلنے لگا بعد اسکے اقوان نے
تیسری ڈبیہ کھولی اور اسمیں سے بھی چار پتلیاں نکالیں انکے ہاتھوں میں ایک جال تھا
اقوان نے کہا کہ جاکر اس جال کو طوطی حصار پر کھینچ دو یہ سنکر وہ پتلیاں بلند ہوئیں
اور فضائے آسمان میں وہ جال تان دیا کہ اگر کوئی طائر باغ تک اڑ کے نکل جانے کا
قصد کرے تو راستہ نہ پاسکے جسوقت شعلے بھڑکے اور طوطی حصار جلنے لگا تو عجیب
حالت ہوئی کہ طائر اڑ کر ادھر سے ادھر جاتے تھے اور ادھر سے ادھر آتے تھے اور
شور کرتے تھے مگر آگ چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی نکلنے کا راستہ نہ ملتا تھا جو
طائر بلند ہوتا تھا وہ جال میں الجھ کر گرتا تھا اور جلکر خاک ہو جاتا تھا شعلے فنا
فنا کی صدا بلند کر رہے تھے جھونکے ہوا کے آتے تھے دامن میں شعلوں کے ہوا دیتے تھے ہر طرف
آگ پھیلاتے پھرتے تھے شہر میں ماتم روشن گہر کے صدا سے فریاد بلند تھی اور شعلے
دامن دراز کرتے جاتے تھے ہر جھونکے میں ہوا کے سو سو قدم آگ آگے بڑھ آتی تھی
طائر کباب ہو رہے تھے درخت جل رہے تھے ہر درخت شمع تن شعلہ معلوم ہوتا تھا
تمام صحرا میں آگ لگی ہوئی تھی عورتیں بلکہ حصار سحر بند سے کہتی تھیں کہ اے ملکہ آفاق
آپ خداوند زادیوں کو لیکے یہاں سے کسیطرح نکل جائیے روشن گہر کہتی تھی کہ تم
لوگوں نے میرا ساتھ دیا ہے میں تمہارا ساتھ دونگی مرگ انبوہ جشنے دارد یہ کیونکر ہو سکتا ہے
کہ تم سب کو اس آگ میں جلنے دوں اور اپنی رہائی کی تدبیر کروں حصار سحر بند نے کہا
کہ اگر راہ نکلنے کی ہوتی تو جیسے ایک کا نکلنا ویسے سب کا نکلنا وہ عورتیں بھی کہتی
تھیں کہ نہیں آپ کوشش تو کیجیے ہاتھ پاؤں ہلانا ضرور چاہیے پھر مقدر ہے بیٹھے بیٹھے
جل جانے سے تو لڑکر مرنا اچھا ہے عجب دل کی مضبوط اور وفادار یہ عورتیں تھیں کہ چاہتی
تھیں کسیطرح مالک ہماری بچ جائے ہم پر جو گذرنی ہو وہ گذر جائے آخرکار اسی
حیص بیص میں شعلے قریب آگئے اور آتشی حصار گرد قصر کے قائم ہو گیا بس یہ دیکھتے
ہی حصار سحر بند نے گلے پر اپنے ہاتھ ڈالا اور بالا موتیوں کا اتار کر اسے گردش دی
کہ ایک دیوار سفید قائم ہو گئی اور اس دیوار نے شعلوں کو آتے دیر کے واسطے

روک لیا کہ حصار سحر بند نے روشن گہر کو لیا اور کنیزون سے کہا کہ جسے جلنا ہو وہ سحر کر کے
بلند ہوا اور ساتھ میرے چلے یا تو مین اس جال کو توڑ کر نکل گئی اور ساتھ میرے جو جو
ہو گا وہ نکل جائے گا اور یا بالائے ہوا بھڑک پھڑک کر اور جال مین پھنس کر تمام تمام
ہو جائے گا یہ کہتے ہی حصار سحر بند نے پھوا استم سحر پڑھا اور کڑک کر بلند ہوئی یہ معلوم
ہوا کہ ایک بجلی چمک کر چلی ہے کہ نہ طبق آسمان کو توڑ کر نکل جائے گی لیکن جسوقت
یہ جال تک پہونچی دونون کے سر جال سے باہر ہوئے لیکن جسم نہ نکل سکے کہ خانے
جال کے چھوٹے تھے اور نہ جال ٹوٹ سکا دونون لٹک کر رہ گئین ساتھ ملکہ کے جو جو نہین
بلند ہوئی تھین وہ بیچاریان ٹکڑا کر گرین اور جلکر خاک ہو گئین اب یہ کیفیت ہے کہ دونون
جال مین پھنسی ہوئی ہین اور شعلے بھڑک بھڑک کر بلند ہو رہے ہین تمام طوطی حصار
آتش حصار ہو رہا ہے اور اب شعلے زبانین دراز کر رہے ہین کہ ان دونون کو بھی جلا کر خاک
کر دین حصار سحر بند بیچاری کیسے کیسے سحر کر رہی ہے اور چاہتی ہے کہ جال کو چیر کر نکل جاؤن مگر
کیا ممکن تھا کہ جال کو یہ توڑ سکتی آخرکار بحالت اضطراب مین فلک کیطرف دیکھا
کہ اے خدا اے آسمانی اگر تو کچھ قدرت رکھتا ہے تو اسوقت اضطرار مین ہماری فریادرسی
کر اور ہمین اس بلا سے نجات دے کہ اب سوا تیری ذات کے کسی کا سہارا نہین ہے
بس یہ کہنا تھا کہ فلک پر ایک ابر نمودار ہوا اور نعرہ ہوا کہ منم ملکہ حسین برق جادو
یہ کہکر اور تڑپ کر جو گرتی ہے دونون شاہزادیون کی کمر مین ہاتھ ڈالکر چاہا کہ لیکے
نکلون کی پھندے سے جال کے توڑ سے آخرکار شور بھی اُلجھ کر رہ گئی اب راوی شیرین
کلام بیان کرتا ہے کہ ملکہ ایوان نہ طاقی مین اکوان تاجدار کی جو زمانہ سابق مین
مطیع اسلام ہو چکی ہے جسکا ذکر اس حقیر سراپا تقصیر شیخ تصدق حسین نے جلد سوم
آفتاب شجاعت مین تحریر کیا تھا کہ یہ سمندر یہ نکین بھی آکر لڑی ہے اور شہریار
بدیع الملک کی ہے چونکہ بہت دنون سے اپنی بھتیجی یعنی ملکہ روشن گہر کو
نہ دیکھا تھا تو دل اسکا بیتاب تھا کہ اسکو مثل فرزندان کے ایوان نہ طاقی نے پرورش
کیا تھا چنانچہ اسکے اشتیاق دید مین یہ وہان سے چلی تھی کہ پوشیدہ طور پر اپنی بھتیجی
کو دیکھ آؤن جسوقت متصل طوطی حصار پہونچی تو یہان تعجب کیا صفا برپا تھی
کہ شعلے بھڑک رہے ہین طوطی حصار جل رہا ہے اور بالائے ہوا ایک جال کھنچا ہوا
ہے اسمین حصار سحر بند بھی برق روشن گہر مثل مرغ بسمل کے پھڑک رہی ہین
بس یہ دیکھ کر ایوان نہ طاقی کو تاب ضبط باقی نہ رہی اور وہین سے کڑک کر گرے
اور ایک ہاتھ مین تو اسنے روشن گہر کو لیا دوسرے ہاتھ مین حصار سحر بند
اور حسین برق کو لیا اور چاہا کہ کڑک کر نکل جاؤن جال اُلجھا بس اسنے افسون کی
کہ تمام جال جل کر خاک ہو گیا اور ایوان نہ طاقی ان تینون شاہزادیون کو
لیکر چلے تھے کہ سامنے سے نگار روا اتفاقات روزگار اسطرف سے حریان نقش بند

بیٹا اقوان بن خلخال کا آنا تھا اسنے جو دیکھا کہ ایوان نہ طاقی نے تینون اسیرونکو
رہا کر دیا اور سحر کو بھی سر باب کے مٹا دیا ہے اسیوقت اسنے ایک اور جال مارا
ایوان نہ طاقی اسکے جال سے بیخبر تھے جال پڑتے ہی الجھ گئے سحر کرنیکا قصد کیا
سحر یاد نہ آیا کہ اس جال کی تاثیر یہی ہے جو اسمین پھنستا ہے وہ سحر بھول جاتا ہے بس
حریان نقش بند نے نعرہ کیا آواز جو اسکی اقوان بن خلخال نے سنی کہا اے فرزند
مرحبا صد مرحبا کیا وقت پر تو پہونچا ہے کہ بات رکھ لی ورنہ ملکہ ایوان اسیرون کو
لیے ہی گئی ہوتی ادھر تمام طوطی خصار جلکر خاک ہوگیا بلکہ یون کہیے کہ دشمنون کے
واسطے طوطیائے چشم بن گیا اور دوستون کے دل جلے جو مقام لائق سیر و رشک
گلستان ارم تھا وہ جہنم نظر آنے لگا چشم زدن مین کیا سے کیا ہوگیا اب اقوان بن خلخال
و حریان نقش بند اسیرون کو لیے ہوئے ایک کوہ پر آئے اور اقوان نے
اسیرون کے قتل کا ارادہ کیا حریان نقش بند نے کہا کہ آپ یہ کیا غضب کرتے
ہین یہ کن کو قتل کرتے ہین اگرچہ خداوندا اسوقت طیش مین ہین لیکن جسوقت
محبت پدری جوش کریگی اور خیال اپنی دختر حور جمال کا آئیگا تو کیا خون ناحق
خالی جائیگا ضرور اسکے عوض مین آپ قتل کیے جائینگے اقوان نے کہا اے فرزند
تو ابھی ناتجربہ کار ہے ان لوگون کا زندہ رکھنا بالکل عقل کے خلاف ہے مجھے خداوند حکم
قطعی دے چکے ہین ایسا نہ ہو کہ انکے زندہ رکھنے مین کوئی فساد برپا ہو اور بنا ہوا
کام بگڑ جائے حریان نقش بند نے کہا میری کسیطرح رائے نہین ہوتی کہ آپ
انکو قتل کیجیے اگر آپ کو حکم قتل بھی ملا ہوگا تو صرف شاہزادیون کے واسطے اور یہان
دو قیدی بڑے ہوئے ہین ایک ملکہ نہ طاقی بہن خداوند کی اور دوسری دختر بادشاہ
در بند اول کی اگر ان لوگون کو زندہ لے گئے تو جیسے دو کا لیجانا ویسے چار کا اور اگر
انکو بھی قتل کیا تو کیا معلوم انکا قتل مصلحت خداوند کے موافق ہو یا مخالف
اس سے ہر طرح یہی بہتر معلوم ہوتا ہے کہ انکو خدمت مین خداوند کی لیے چلیے
وہ چاہین قتل کرین چاہین بخشین یہ سنکر اقوان بن خلخال کی بھی رائے بدل گئی
اور اسنے بھی کہا کہ اے فرزند تو سچ کہتا ہے بلکہ ایوان نہ طاقی کی نسبت مین کچھ نہین
کہہ سکتا یہ خواہر خداوند ساحرہ زبردست ہین اور نہین معلوم کہ یہ گرفتار ہی کیونکر
ہوگئین خیر اب تو اپنے مکان کیطرف جا اور مین ان قیدیون کو لیکر خدمت
مین خداوند کی جاتا ہون یہ سنکر حریان نقش بند تو اپنے مکان کیجانب روانہ
ہوا اور اقوان بن خلخال جادو نے ان تینون کی زبانپر تکلہ سوزن کیا اور
روشن گہر کو یونہی رہنے دیا کہ یہ سحر نہین جانتی ہے بعد اسکے ایک تخت سحر تیار کیا
اور چارون کونون پر تخت کے چارون اسیرونکو بٹھا کر رسن سحر سے باندھ دیا اور
خود بیچ مین بیٹھا اور تخت کو بالائے ہوا اڑاتا ہوا لے چلا کہ کوئی [illegible]

اکاور بادشاہ کرکے تخت اُڑاتا ہوا چلا تھوڑی دور گیا ہوگا کہ دیکھا اسنے جانب آسمان سے
ایک ابر نور چلا آتا ہے اسنے اپنے تخت کو بھی بلند کیا کہ دیکھوں یہ نور کیسا ہے جب قریب پہونچا
تو دیکھا کہ ایک تخت ہوا پر اڑتا ہوا چلا آتا ہے بالاے تخت ایک شامیانہ زرتاری کھنچا ہوا
ہے جسمیں جھالر موتیوں کی لگی ہوئی ہے ایک ایک موتی بیضہ کنجشک کے برابر ہے تخت پر
ایک مرد بزرگ دراز ریش و دراز قامت بیٹھے ہوئے ہیں ڈاڑھی میں انکی بال بال موتی
پروے ہوئے ہیں جواہر بیش بہا نصب ہیں اور ایک تاج مرصع مکلل بجواہر سر پر
رکھا ہوا ہے کہ ایسا تاج کبھی نظر سے نہ گذرا تھا شاہان عالم بھی اس تاج کے محتاج
ہیں اور دو شخص جوان دونوں پہلوؤں میں اس مرد پیر کے بیٹھے ہیں اور دو گلدستے
سامنے رکھے ہوئے ہیں پشت پر دو نازنینیں حور جمال پری تمثال کھڑی ہوئی ہیں مورچھل
انکے ہاتھوں میں ہیں جب ہنستی ہیں تو بتیس بتیس بجلیاں چمک جاتی ہیں دہن سے
خوشبوے مشک و عنبر و عبیر کی آرہی ہے کہ دماغ جہان کو معطر کیے دیتی ہے پان کی سرخی
گلوے نازک سے نمایاں ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صراحی بلور سے مے گلگوں اتر رہی ہے
اقوان نے یہ سامان دیکھے نہایت حیران ہوا کہ یہ کون بزرگ ہیں جنکی شان و شوکت
خداوند عالم سے بھی زیادہ ہے اسنے ملنا چاہیے یہ خیال کرکے تخت کو بلند کیا اور سامنے
تخت پیر مرد کے جاکر سلام کیا اس پیر مرد نے منھ اپنا اسکی طرف سے پھیر لیا اقوان
نے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ مجھسے کیا خطا ہوئی جو آپ نفرت ظاہر کرتے ہیں
اور میری جانب سے روگردانی کرتے ہیں ابھی تک تو میں آپ سے واقف بھی نہیں
ہونے پایا ہوں کہ آپ کون بزرگ ہیں یہ سنکر جو شخص مرد پیر کی بائیں جانب بیٹھا
تھا اُسنے جواب دیا کہ او بے ادب خداوند کو سجدہ کرنے کے بدلے سلام کرتا ہے ارے نادان
یہ خداوند سجدہ ہزار الملک باختر خداوند زمرد شاہ المعروف بہ لقا ہے لقا یہی ہیں اور
میں انکا بیٹا شاہ ہوں اور دوسری جانب فرعون شاہ بیٹھے ہیں یہ سنکر
اقوان جادو لرز گیا اور گڑ گڑا کر کہنے لگا کہ غلام نے نہیں پہچانا خطا اس عاصی کی
معاف فرمائیے میں نے تو سنا تھا کہ خداوند نے دنیا کا رہنا ترک کردیا ہے اور اب
عالم بالا کی سیر کیا کرتے ہیں یہی وجہ دھوکا کھانے کی ہوئی ورنہ ضرور پہچان لیتا اب
میں سجدہ کرتا ہوں اور قدم چومونگا میرے نصیب جاگ گئے کہ خداوند باختر کی
زیارت حاصل ہوئی یہ کہکر قدموں کیطرف جھکا تھا کہ لقا سے لیے لقا نے منع کیا
اور کہا کہ بس علیحدہ رہنا قریب آنے کا قصد نہ کرنا کہ ہم نے اہل دنیا سے کنارہ
کر لیا ہے اور اب ہم لوگوں کے سایہ سے بھاگتے ہیں جو مقصد تمھارا ہو وہ
وہیں سے بیان کرو اگر عرض تمھاری لائق پذیرائی ہوگی تو خیر ورنہ جواب صاف
دیا جائیگا اول یہ بتاؤ کہ تم آئے کہاں سے ہو اسنے عرض کیا کہ جب حضور ہی کے
خداوند کہلاتے ہیں تو آپ پہ سب حال روشن و ظاہر ہوگا عرض کرنیکی کیا

حاجت ہی یہ سُنکر خداوند کو بہت غصہ آیا اور کہنے لگا کہ اے لقا بدذات تیرے کام معلوم ہوتے
ہیں اور تو امتحان لیتا ہی کہ یہ خداوند اصلی ہیں یا نقلی ہیں سن مجھ سے کہ تو جب یہاں
طوطی حصار سے آتا ہی اور بیان کروں اسنے کہا کہ اب میں خود عرض کیے دیتا ہوں
آپ غصہ نہ فرمائیں بیشک آپ خداوند ہیں لگا۔ اب اس مشکل کو حل کیجیے کہ
میں نے حکم خداوند طلسم سے چار عورتوں کو گرفتار کیا ہی ایک خداوند کی دختر روشن گہر
ہی اور دوسری نائب خداوند کی بیٹی حصار سحر بند ہی تیسری خوبان جادو کی دختر
حسین بیرق جادو ہی اور چوتھی مالک طلسم یعنے ایوان نطاقی ہی یہ سب خدا
پرستوں کی شریک ہوئی تھیں اسوجہ سے میں نے ان سب کو گرفتار کر لیا ہی
اور خدمت میں خداوند طلسم کی لیے جاتا ہوں لیکن یہاں ہزار طرح کے خوف ہیں کہ
وقت نازک آ گیا ہی طلسم کی تمام ہو چکی ہی اور زمانہ بربادی طلسم کا ہی ایسا نہ ہو
کہ کوئی آفت پڑے اور یہ لوگ رہا ہو جائیں تو پھر قیامت برپا کرینگی یہ سُنکر لقا نے
کہا کہ میں ان عورتوں کا دیکھنا پسند نہیں کرتا جاؤ جلا اُنھیں لے جاؤ یہ سُنکر
زرجہد شاہ نے کہا کہ یا خداوند اسنے بڑا کام کیا ہی حال یہ اسکے رحم کھائیے
واقعا اگر یہ اسیر ہونگے اور اگر ان نابکاروں کے پاس جائے گا تو ضرور یہ قیدی
رہا ہو جائینگے اور طلسم کو برباد کرینگے اور اگر یہ طلسم باقی رہے گا تو ساکنان طلسم خدا
پرستوں کا اقبال کرینگے اور ان بدعتوں کا عوض ان لوگوں سے لینگے جو ان بندگان
خاطی کے ہاتھ سے آپ پر ہو چکی ہیں بہتر یہ ہی کہ ان اسیروں کو اپنے ساتھ لیتے
چلیے اور تم میں چھکو اوجھپے یا لقا سے طلسم کی تقدیر کر دیجیے کہ یہ لوگ بچ
جائیں کہ اب نام خداوند ان گذشتہ کا اگر ان نابکاروں سے زندہ ہی اور یہ ابھی تک
نام خداوندی کو روشن کیے ہوئے ہیں یہ سُنکر لقا نے کہا کہ اچھا یہ تمھاری خاطر ہی
ورنہ مجھے کیا کام تھا میں نے ہمیشہ ان بندگان خاطی کی ایسی ایسی رعایت کی کہ
اپنی خداوندی تک شیدا ہی دوسروں کا ایسا وہ کہ ہی یہ کہکر ہاتھ بڑھایا اقوان جادو
نے ایک ایک قیدی کو دینا شروع کیا اور لقا نے ایک ایک کو لے کر غائب کرنا
شروع کیا جو زیر بغل گیا وہ غائب ہو گیا اقوان بھی حیران ہی کہ آج تو خداوند لقا
عجب قدرت نمائی کر رہے ہیں کہ ادھر قیدی کو لیا اور فرشتگان غیب اسکو اٹھا
لیگئے جب سب قیدیوں کو فرشتوں کے حوالے کر چکے تو فرعون شاہ نے لقا سے
کہا کہ یا خداوند اب اسے کوئی تحفہ بھی عنایت ہو کہ اسنے بہت بڑا کام کیا ہی علاوہ
اسکے یہ بات اسوقت کسکو نصیب ہوئی ہی کہ جسنے خداوند کی زیارت کی ہو
لہذا اسکے ایسی چیز عنایت ہو جس سے عزت اسکی بڑھے اور توقیر زیادہ ہو جسکو
یہ اپنے خداوند کے سامنے جائے تو وہ بھی خوش ہو کہ خداوند لقا نے ہمارے
بندے کو عزت بخشی یہ سُنکر کہا اچھا اگر تمھاری بھی خوشی ہی تو ہم اسکو وہ خلعت

رسیدہ رہے ہیں کہ خداوند طلسم کی بھی ایسی آبرو نہیں ہے یہ کہکر ایک تاج نکالا کہ تمام جواہرات
بیش بہا اسمین نصب تھے کہا اقوان سے کہ لے اسکو اقوان نے جو تاج کو دیکھا
منھ مین پانی بھر آیا ہوش اڑ گئے کہ دنیا مین ایسے ایسے جواہر بھی ہوتے ہین ہم تو
سمجھتے تھے کہ جو دولت ہمارے خداوند کے پاس ہے کہین نہین ہے مگر نہین معلوم ہوا کہ
خداوند لقا جو بڑے خداوند کہلاتے ہین تو اسی سبب سے کہ ایسے زر و جواہر کسی کے
پاس نہین ہین بس اسنے قصد کیا تھا کہ بڑھ کر لے لون کہ لقا نے اسکو منع کیا اور کہا
کہ ایسا نہ ہو تو تاب انوار خداوندی کی نہ لا سکے اور جلکر خاک ہو جائے یہ کہکر ایک
چھڑی سے یاقوت کی وہ تاج اٹھا کر اقوان کیطرف پھینک دیا اور کہا کہ لے یہ تاج
اب تو زندگی بھر کسی کا محتاج نہ ہوگا اگر اس تاج کو پہنکر دعوی خداوندی کریگا
تو بھی زیبا ہوگا اور اگر اپنے خداوند کو نذر دیدے گا تو وہ بھی تیری عزت زیادہ
کریگا بیشک تو تو بزرگ طلسم کہلاتا ہے اسکے بعد سے جان بخش طلسم کہلائیگا
کیونکہ تاثیر اس تاج کی یہ ہے کہ اگر خداوند طلسم اس تاج کو زیب سر کرکے تخت پر
بیٹھیگا تو شان خداوندی زیادہ ہوگی اور دشمن ہمیشہ سرنگون ہونگے یہ سنکر
اقوان جادو تاج کو دیکھ رہا ہے اور دل مین کہتا ہے کہ خداوند کو دون یا خود ہی خداوند
بنجاؤن جس موتی کو دیکھتا ہے لوٹا جاتا ہے اور جس ہیرے سے یا یاقوت کو دیکھتا ہے
ہیزان تصور مین تولتا ہے تو ایسا جواہر تاج اکوان مین بھی نہین پاتا ہے کہ ایک مرتبہ
ان موتیون مین سے ایک سنسناہٹ پیدا ہوئی اسنے گھبرا کر عرض کی کہ یا خداوند
یہ کیسے زندہ موتی ہین کہ بولتے ہین زربرجد شاہ نے کہا کہ تو صفت ان موتیون کی نہین
جانتا یہ آپسمین باتین کرتے ہین زبان انکی سوا جاننے والون کے کوئی سمجھ نہین سکتا
ہے یہ آپسمین کہتے ہین کہ اتنے دنون ہم خداوندی خدمت مین رہے اور اب جدا ہوتے
ہین دیکھیے کون کونسی مصیبت پیش آتی ہے کہ یکایک وہ موتی چٹکنے لگے اور انمین سے
دھوان پیدا ہونے لگا جیسے پٹاخا چھٹتا ہے اور دھوان دماغ مین اقوان جادو کے پہونچا
کہ یہ چھینک مارکر بیہوش ہوا ساتھ ہی لقا سے نقلی نے نعرہ کیا کہ باش او فرمنافق
خبردار و ہوشیار باش کہ منم خواجہ خضران بن عمرو ثانی یہ کہتے ہی جست کی اور پاؤ مہرے
پاؤن مین بندھے ہوئے تھے اقوان کو بالا سے ہوا گرفتار کیا کمند سے مشکین اسکی
باندھکر زبان پر تکلہ سوزن کیا اور زنبیل مین مقید کیا اور آپ اصلی ہیئت پیدا کی
زبرجد جادو نقلی و فرعون شاہ نقلی بھی اصلی صورت پر آئے اور سب سامان
تخت و تکلیرہ و غیرہ خواجہ نے نذر زنبیل کر لیا اور سلطانیہ کیجانب روانہ ہوئے
حریان حقی و اشفاق حقی دونون خواجہ کے ساتھ روانہ سلطانیہ ہوئے
جس وقت خواجہ سلطانیہ سے چلے تھے اور قریب طوطی حصار پہونچے تھے
تو یہان آتش عنا د جہرگئی دیکھی تھی یہ دونون جن خواجہ کے ہمراہ تھے دیکھا

خواجہ نے کہ ساکنان طوطی حصار کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے نہایت پریشان تھے لیکن جسوقت
حصار سحر بند روشن گہر کو لے کر اڑ... رجال میں پہنچی بعد اسکے حسین قبا اور ملکہ
ایوان نہ طاقی بھی آکر گرفتار بلا ہوئیں اور اقوان انھیں لیے ہوئے کوہ پر آیا تو
خواجہ کی عیاری بن پڑی کہ خود لقا بنے اور اشتیاق جنی کو فرعون شاہ بنایا اور
حرمان جنی کو زبرجد شاہ بناکر تخت پر بٹھائے یہ تخت انہیں حرکات سے ہے اسوجہ سے
بغیر اعانت کسی شخص کی اڑتا ہے اس صورت سے خواجہ نے اسیروں کو چھڑالیا
الحاصل جب خواجہ خضران قریب سلطانیہ پہونچے سلطان نے خواجہ
کا استقبال کیا اور لاکر بارگاہ داودی میں بٹھایا اور حال طوطی حصار کا پوچھا
خضران نے بیان کیا کہ جسوقت میں طوطی حصار پہونچا ہوں تو میں نے
طوطی حصار کو آتش حصار پایا ہر طرف شعلے بھڑک رہے تھے طائران باغ کباب
ہورہے تھے ساکنان طوطی حصار بیتابانہ ہر طرف دوڑتے تھے مگر شعلوں سے
مفر نہ تھا آخر کار سب کے سب جل کر خاک ہوگئے دریافت کرنے سے معلوم ہوا
کہ کوئی ساحر اقوان بن غلغال جادو بزرگ طلسم کہلاتا ہے اسی ملعون نے
آکر سب کو پھونک دیا بس یہ سننا تھا کہ سلطان نے ہائے کا نعرہ مارا اور بیہوش
ہوگیا اسے یقین ہوا کہ میری معشوقہ حصار سحر بند بھی جل گئی خواجہ اپنے دل میں
نہایت پشیمان ہوئے کہ ناحق میں نے اس سے یہ حال بیان کیا جلدی سے
اٹھ کر کیوڑہ گلاب وغیرہ چھڑکا لخلخہ وغیرہ سنگھا کر ہوشیار کیا سلطان نے
پھر ہائے کا نعرہ مارا اور اپنے کو ہلاک کرنے کا قصد کیا تھا کہ خواجہ نے ہاتھ پکڑ لیا
اور کہا کہ اے سلطان میں تجھے اسقدر خارج از عقل نہ سمجھتا تھا تم یہ نہ سمجھے کہ اگر
حصار سحر بند جل جاتی تو روشن گہر کب زندہ بچتی اور روشن گہر جلتی تو کیا
خضران آنکھوں سے دیکھتا پھرتا میں بھی نہ جل جاتا تم دیکھو تو نہیں حصار سحر بند وغیرہ
سب زندہ موجود ہیں اور اقوان جادو کو بھی گرفتار کرلایا ہوں یہ کہکر تمام حال
اپنی عیاری کرنے کا بیان کیا سلطان نے ہاتھ خواجہ کے چوم لیے اور نہایت
تعریف کی اب خواجہ نے پہلے ملکہ روشن گہر کو زنبیل سے نکالا بعد ازان
حصار سحر بند کو نکالا سلطان کو اگرچہ تاب نہ تھی ہونا تو قریب تھا کہ
حصار سحر بند سے لپٹ جائے بعد ازان ملکہ ایوان نہ طاقی و ملکہ حسین پری کو
نکالا ان سب نے خواجہ کی نہایت تعریف کی اور شکریہ ادا کرکے بوسہ چھوڑ دیا
بعد ازان اقوان بن غلغال جادو کو زنبیل سے نکالکر ستون بارگاہ سے باندھکر
ہوشیار کیا اور خنجر اسکی زبان سے کھینچ کر کہا کہ شان حضرت رب العزت میں کیا
کہتا ہے اسنے جواب دیا کہ او دزد مکار میں تیرے فریب میں آگیا جو گرفتار ہوا
خیر دیکھا جائیگا خضران نے کہا دیکھا کیا جائیگا یا موت قبول کر یا دین اسلام

ہین جھیل جائینگے لہذا تم کو چاہیے کہ جس وقت وہ طلا اسکے قصد سے چاہین تو تم لوح کو
فلان اسم پڑھکر اژدر سرخ رنگ پر کھینچ مارو اسطرح کہ انہین خبر نہ ہونے پائے بس یہی
صورت اُس آتش سے بچنے کی ہے ورنہ مشکل پڑ جائیگی لوح خبر دینا موقوف کردیگی
تمام صحرا دھوان دھار ہو جائیگا یہ دیکھکر بدیع الملک آگے روانہ ہوئے ادھر
اژدر دکھائی دینے لگے کہ اژدر پیدا ہون اور یہین لوح کھینچ مارون جس وقت وہ قیام
تمام ہوئے تو دیکھا کہ یکایک دو اژدہے پیدا ہوئے اور شعلہ ہائے آتشین چھوڑتے
ہوئے چلے بدیع الملک نے لوح کو ملاحظہ کیا اور اسم مرقومہ کو ورد زبان کرکے
دوڑے کہ لوح سبز پر اژدر سرخ کے کھینچ مارون کہ وہان دونون اژدر آپس مین ٹکرا گئے
اور شعلہ نکلے کہ تمام صحرا مین محیط ہوگئے تمام صحرا دھوان دھار ہو گیا روز روشن شب
تار ہو گیا بدیع الملک ہرچند ہر گھڑی لوح پر نگاہ کرتے ہین اور دیکھتے ہین مگر لوح کوئی
خبر بیان نہین کرتی اور اب شعلون کی یہ کیفیت ہے کہ زبانین نکالے ہوئے بدیع الملک
پر حملہ آور ہوتے ہین مگر بسبب لوح کے کوئی شعلہ اثر نہین کر سکتا ہے اب بدیع الملک
اسی حالت مین صحرا نوردی کرنے لگے اور چاہا کہ اس حصار آتش کے باہر نکل کر کوئی
تدبیر کرون شاید اس سرحد سے نکلکر لوح خبر دے مگر بدیع الملک جس طرف جاتے
ہین شعلے پیچھا نہین چھوڑتے حتی کہ تین روز تک بدیع الملک برابر چکر کھاتے
رہے اور تشنہ لب پیاسے بھوکے گھیرے رہے آخرکار بسبب تشنگی و گرسنگی کے بیہوش
ہوکر گر پڑے وہان صحرایان جادو کو معلوم ہوا کہ فتنہ طلسم مرحلے پر آگیا اسنے کہا کچھ
پروا نہین ہے یہ وہ طلسم نہین ہے کہ لوح مل گئی تو طلسم ٹوٹ گیا ہرچند کہ لوح صحیح خبر دیگی
مگر عمل درآمد مشکل ہے یہ کہکر موسیقار جادو سے کہا کہ تو جا طلسم کشا مرحلے پر
بیہوش پڑا ہوگا اسے اٹھا لا تا تیری بلا کی قدرت انسان سے باہر ہے کہ اسم کو بھی
تمام کرے اور قتل اژدرون کے ٹکڑے اسنے کے لوح کھینچ مارے ضرور ہے کہ اژدر ٹکرا کر
حصار آتش بار کر دینگے یہ سنکر موسیقار جادو روانہ ہوا یہان بہرام جرم پوش
دوڑا ہوا آیا اور تمام حال اقوان بن شغال اور رحمبان سحر بند کے مارے جانے کا
بیان کیا کہ ایسے ساحران زبردست جو بزرگ طلسم کہلاتے تھے دنیا سے اٹھ گئے
گویا برکت طلسم کی جاتی رہی یہ سنکر صحرایان جادو نے سر پیٹ لیا اور کہا کہ
کس نے انکو مارا کہ وہ ساحری وقت و جمشید زمانہ تھے بہرام نے عرض کی کہ
سلطان سجادہ نشین نے آکر دونون کو جلا دیا ورنہ انھون نے پہلے ہی سحر
مین خاتمہ کر دیا ہوتا ایک مرتبہ عیار طلسم کشا نے اقوان جادو کو گرفتار کیا
تو بابا شہریار نقش سلیمانی نے آکر رہا کرلیا تھا مگر سلطان نے آئینہ دکھا کر
دونون کو پھونک دیا یہ سنکر صحرایان جادو نے جھنجھلا دیا اور کہنے لگا کہ طلسم
کی ٹوٹ گئی اور ایک نامہ مین یہ تمام واقعہ تحریر کرکے اقوان تاجدار کے دست بین

روانہ کیا اور آپ منتظر بیٹھا کہ طلسم کشا کو موسیقار جادو لے کر آئے اور فوراً قتل
کر ڈالوں اگر آئین طلسم کے خلاف ہوگا تو کچھ اندیشہ نہیں ہے یہاں موسیقار جادو
جو صحرائے آتش بار میں آ کر پہونچا تو دیکھا اسنے کہ تمام صحرا جل رہا ہے شعلے ہر طرف
سے طلسم کشا کو گھیرے ہوئے ہیں مگر کوئی شعلہ نزدیک نہیں پہونچ سکتا کہ لوح محافظ ہے
موسیقار جادو کو چلتے وقت خوبان جادو نے ایک انگشتر دے دی تھی اور کہدیا
تھا کہ اسکی وجہ سے تجھ پر کبھی آتش سحر اثر نہ کریگی اور جب طلسم کشا کو تو اٹھا لائے گا
تو آتش سحر فرو ہو جائے گی ورنہ تمام صحرا جلا کرے گا اور آگ فرو نہ ہوگی غرضکہ موسیقار جادو
نے آتے ہی لوح گلے سے بدیع الملک کے اتار لی اور بدیع الملک کو اٹھا کر
اپنے تخت سحر پر ڈال لیا اور ان شعلوں سے نکلکر خوبان جادو کیطرف روانہ ہوا تھوڑی دور
آیا ہوگا کہ دیکھا اسنے سامنے سے ایک اور شخص چلا آتا ہے موسیقار جادو سمجھا کہ
شاید بادشاہ نے کسی اور کو ہمارے مدد روانہ کیا ہو مگر جب غور سے دیکھا اور وہ
شخص قریب آیا تو معلوم ہوگیا کہ سلطان سجادہ نشین ہیں بس اسنے کہا کہ آپ
ادھر کہاں تشریف لائے سلطان نے جواب دیا کہ رہائی طلسم کشا کیواسطے
موسیقار جادو نے کہا کہ اے سلطان یہ امر اچھا نہیں ہے آپ کو ہمارے
امور میں کیا دخل ہے یہ بات خلاف ہے کہ آپ ہم سے مجرم طلسم کو طلب کرتے ہیں
سلطان نے کہا او کافر جب بادشاہ کیطرف سے عہد شکنی ہو چکی تو ہم کیونکر عہد
کی پابندی کر سکتے ہیں جو اسے کرنا تھا وہ کر چکا اب جو ہم سے ہو سکیگا وہ ہم کرینگے
طلسم کشا کا بچنا فضل پروردگار سے ہوا ورنہ اسنے تو ایسی جگہ قید کیا تھا جو غار اژدرہا
مار و کژدم سے بھرا ہوا تھا نہ معلوم تھا رحم خدا نے رسی کر کے آئینہ سحر سے تجھ تو اس بلا سے
طلسم کشا کی رہائی ہوئی بس بہتر یہ ہے کہ تو بدیع الملک کو چھوڑ دے اور یہاں سے
چلا جا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائے گا یہ سنکر موسیقار جادو نے چپکے چپکے
سحر پڑھنا شروع کیا کہ سلطان کو ضرر پہونچا کے گرفتار کروں سلطان سجادہ نشین
اسکے مکر کو سمجھ گئے اور آئینہ سحر نکالکر عکس ڈالا یہ معلوم ہوا کہ موسیقار جادو پر
بجلی گری اور یہ ملعون جلنے لگا آن واحد میں خاک سیاہ ہو کر رہ گیا بڑی دیر تک
آتشباری و برف باری رہی خاک اڑائی بہر شور رہا پھر آخر نکار آواز پیدا ہوئی
کہ کشتی مرا نام من موسیقار جادو بود بعد یک ساعت مرتبہ و جا نام ہم و بہ مطلب خود
نہ رسیدم جسوقت علامات سحر برطرف ہوگئے اور روشنی ہوئی تو سلطان سجادہ نشین
نے بدیع الملک کو اپنے مرگ چھالے پر بٹھایا اور لوح کو ڈھونڈھنے لگا کہ
موسیقار نے گلے سے بدیع الملک کے اتار لی تھی سلطان بدیع الملک
کو لیے ہوئے حد طلسم پر آئے اور جو پانی کہ انکے ساتھ تھا اسے چھڑک کر صاحبقران
کو ہوشیار کیا ہاتھ منہ دھولایا جسوقت بدیع الملک کی آنکھ کھلی تو

سلطان سجادہ نشین کو سر بالین پایا اُٹھ بیٹھے سلطان نے کہا یا امیر آپ نے
بہت تساہل کیا کہ اژدر نگلا اُسکے اسوجہ سے یہ آفت آئی ورنہ یہ اژدر خود ہی جل کر خاک
ہوجاتے باوصفیکہ لوح خبر دے رہی تھی کہ تاخیر نہ کرنا مگر آپ نے دیر کی جسکا نتیجہ یہ
ہوا کہ اگر میں نہ پہونچ جاتا تو آپ گرفتار بلا ہوچکے تھے موسیقار جادو آپ کو
اسیر کرکے لے ہی چلا تھا کہ میں پہونچ گیا اور اُسکو مار کر آپ کو رہا کیا بدیع الملک
نے کہا کہ واقع میں آپ نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا اور اصل یہ ہے کہ جان بخشی کی
جسوقت اژدر آپس میں ٹکرا کے گئے تھے تو اسقدر دھوان گھٹا تھا کہ نفس تنگی
کرنے لگا تھا مگر حیات وممات تو پروردگار عالم کے قبضہ قدرت میں ہے کوئی کیا
کر سکتا تھا لیکن ظاہری سبب جان بچنے کا آپ ہی ہوئے ہیں میں نے بہت سے
طلسم فتح کیے مگر ایسا سخت کوئی طلسم نہیں دیکھا خیر اب یا تو یہ طلسم ہی آخر ہے اور
یا ہمیں تمام میں دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے کہ سختیوں پر سختیاں پڑ رہی ہیں یہ سنکر
سلطان سجادہ نشین نے بہت تسلی دی اور کہا کہ گھبرانے کی بات نہیں ہے
دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است ، فتاح اس طلسم کے آپ ہی ہیں اور
یہ طلسم بہت جلد آپ کے ہاتھ سے برباد ہوگا خدا پر توکل کیجیے ہمت کو نہ ہارئیے
اب جو لوح پر نظر کی تو لوح بالکل سیاہ تھی کوئی خبر نہ دیتی تھی سلطان سجادہ نشین
نے ایک شیشہ نکالا اور اُسکے پانی سے لوح کو دھو کر گلے میں بدیع الملک کے
ڈالدیا اور کہا کہ اب پھر لوح اپنی حالت اصلی پر آگئی ہے ہر معاملہ کی پھر خبر دے گی آپ
پریشان نہ ہوں یہ کہکر کچھ میوہ وغیرہ بدیع الملک کو کھلایا اور وہی پڑھا ہوا پانی
اُنکو پلایا کہ ہاتھ پاؤں کی سنسنی موقوف ہوئی بعد اسکے سلطان نے کہا کہ اب
میرا زیادہ ٹھہرنا اچھا نہیں ہے میں تو رخصت ہوتا ہوں آپ رات کسی مقام امن میں بسر
کیجیے اور صبح کو جسطرف لوح حکم دے اُسطرف چلے جائیے گا یہ کہکر سلطان تو روانہ
ہوگئے اور بدیع الملک وہان سے ٹہلتے ہوئے چلے یہانتک کہ قریب ایک کوہ
کے پہونچے شام ہوگئی تھی تمام رات دامن کوہ میں قیام کیا رات عبادت خدا میں گذری
جب وقت نماز صبح کا آیا تو فریضہ سحری کو ادا کرکے لوح کو ملاحظہ کیا جس سمت
کی ہدایت لوح میں دیکھی اُسطرف روانہ ہوئے وہان موسیقار جادو کے
مرنے کی خبر ضمویان جادو کو پہونچی تھی کہ فتاح طلسم کو سلطان سجادہ نشین نے
رہا کردیا اور لوح جو سیاہ ہوگئی تھی اُسے بھی روشن کردیا موسیقار جادو کو مارا
یہ سنکر ضمویان جادو نہایت متردد ہوا اور بجائے خود فکر کرنے لگا اسے تو
حالت تردد میں چھوڑا جاتا ہے اور حال صاحبقران عالیشان کا گذارش ہوتا ہے کہ
یہ جو نماز صبح سے فراغ حاصل کرکے چلے تو ایک صحرا میں پہونچے جو لوح کو دیکھا
لکھا تھا کہ اب یہان سے شمال کی جانب چلنا چاہیے جسوقت چالیس قدم طے ہوچکے

تو دو شیر پیدا ہونگے جنمیں ایک صندلی رنگ کا ہوگا اور دوسرا زرد رنگ کا ہوگا اور
وہ حملہ کرینگے تم پر آپہنچیں تم جست کرکے زرد رنگ کے شیر پر سوار ہو جانا اور یہ
اسم جو حاشیہ لوح پر کندہ ہے پیکان تیر پر دم کرکے اسطرح مارنا کہ پیشانی پر دوسرے
شیر کی پڑے اسوقت پیشانی سے اسکی بجائے خون ایک شعلہ نکلیگا اور دونوں
شیروں کو جلا کر خاک کر دیگا یہ کام نہایت تیزی اور چالاکی کا ہے کہ ادھر تو تیر کمان
سے رہا ہو ادھر تم پشت خالی کرنا اور اگر خلاف اسکے کیا کہ صندلی شیر پر دھوکے
سے سوار ہو گئے اور زرد شیر کو تیر مار دیا تو الٹی تاثیر پیدا ہوگی کہ بالعوض شیروں کے
تم جلکر خاک ہو جاؤ گے لوح کچھ کام نہ کریگی یہ دیکھ کر بدیع الملک جانب
شمال روانہ ہوئے چالیس قدم راہ طے کی ہوگی کہ دیکھا سامنے سے دو شیر چلے آتے
ہیں آتے ہی شیروں نے صاحبقران پر حملہ کیا بدیع الملک جست کرکے زرد
شیر کی پشت پر سوار ہو گئے اور حاشیہ لوح والا اسم پڑھ کر شیر صندلی کی پیشانی پر
تیر مارا کہ پیشانی کو توڑ کر پار گذر گیا صاحبقران جست کرکے پشت شیر سے علیحدہ
ہوئے شیر یکہ تن شعلہ بنکر دوسرے شیر پر گرا کہ دونوں جلکر خاک ہو گئے اور آواز
پیدا ہوئی کہ افسوس مردیم وجاندادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم بڑی دیر تک تاریکی
چھائی رہی جب روشنی ہوئی تو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شیران جادو بود اب دیکھا
تو ایک ساحر سیاہ فام جھلسا ہوا پڑا ہے اور سامنے قلعہ معلوم ہوتا ہے یہ معرکہ دو پہر
خضران بن عمرو دیکھ رہا تھا جسوقت شیران بھی مارا گیا تو یہ شکر خدا بجا لاکر واپس
پھرا اور خدمت میں سلطان جنی کی آکر بیان کیا کہ فضل خدا سے صاحبقران
نے مرحلۂ اول کو شکستہ کیا اور شیران جادو و موسپقار جادو کو مارا اب قلعہ
سامنے نمودار ہے اور مقابلہ خوبان جادو سے ہے لہذا برائے مدد چلنا چاہیے یہ
سنتے ہی سلطان جنی حربان جنی اشفاق جنی بلکہ ایوان نہ طاقی بلکہ
روشن گہر بلکہ حصار سحر بند بلکہ حسین برق جادو سب اٹھ کھڑے ہوئے
اور بارگاہ داؤدی وغیرہ اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوئے اور جاکر بدیع الملک
کو مبارکباد دی بارگاہ برپا کی بدیع الملک داخل بارگاہ ہوئے روشن گہر کو
دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور حصار سحر بند بلکہ ایوان نہ طاقی حسین برق وغیرہ
کو ایک جا پایا خضران نے بیابان طوطی حصار کا سارا واقعہ بیان کیا اور کہا
کہ یہ غلام تیرا ساحر غدار بزرگ طلسم یعنے افوان جادو کو پکڑ لایا تھا لیکن
حربان نقش بند اسکا فرزند آکر اسسے رہا کر لے چلا تھا اور مجھے بھی گرفتار
کر لیا تھا مگر خدا بھلا کرے سلطان سجادہ نشین کا کہ وہ تشریف لائے
اور ان دونوں ساحروں کو مار کر مجھے پھندے سے انکے چھڑایا اور یہ شاہزادیاں
بھی قید بلا سے چھوٹیں صاحبقران نے فرمایا کہ بیابان اژدر میں مجھکو بھی سلطان

ہو صورت نے آکر بچایا ورنہ لوح وغیرہ سب چھین گئی تھی الغرض یہاں تو یہ کیفیت ہے اور وہان صفوبان جادو نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ سب قلعہ سے نکلیں اور بیرون قلعہ خیمہ برپا کریں یہ حکم پاکر افسران فوج نے کر بندی کا حکم دیا اور رسالان جنگ بیکر قلعہ کے باہر آئے خیمہ برپا کیا تر سول پر سول نصب کیے وقلے اور تھ ہو بجنے لگے عجب طرح کا ہنگامہ صحرا میں برپا ہوا جسوقت شام ہوئی تو صفوبان جادو نے حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اسیوقت نقارہ زرمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر بدیع الملک کو پہونچی فرمایا کچھ اندیشہ نہیں ہر کسد و کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا اور دونوں جانب طیاری جنگ ہونے لگی ادھر سیاحتران غدار بلاسے بار آفستہ روز نگار آگیا زبان روشن کیے ہوئے سحر چمکا رہے تھے آوازیں یا سامری یا جمشید کی بلند تھیں بجھو رہے کو محل اور یہاں سب کے تمام صحرا دھواں دھار ہو رہا تھا صفوبان جادو نے مظفر گرد یا اور بہرام چرم پوش کو بلاکر حکم دیا کہ تم دونوں جاؤ اور جسطرح ممکن ہو لوح طلسم کشا سے بیکر چلے آؤ یا حسین برق کو گرفتار کر لاؤ کہ اسکے سبب سے یہ تمام فسادات برپا ہوئے ہیں ورنہ ابتک فتاح طلسم کا پتہ بھی نہ ہوتا اور جو اسطرف آتا وہ مارا جاتا یہ سنکر بہرام چرم پوش اور مظفر گرد یا دونوں روانہ ہوئے جسوقت حد لشکر سے نکل گئے تو بہرام چرم پوش نے صورت اپنی ایک طوائف کی بنائی اور نام اپنا نہ طاق پا سے قرار دے کر مظفر گرد یا کو بھی ایک کمسن عورت بنا کر اسے اپنی دختر قرار دے کر جانب بارگاہ بدیع الملک روانہ ہوا جسوقت دروازہ بارگاہ پر پہونچا تو اسنے خادمان والا سے عرض کرائی اسوقت بارگاہ میں صحبت عیش و نشاط آراستہ تھی جام شراب ناب کو گردش تھی ساقیان سیمیں ساق جام زرنگار و صراحی مرصع کار ہاتھوں میں لیے ہوئے تھے آوازیں ہوشیار ہوش اور نوش نوش کی بلند تھیں کہ چوبدار نے آکر عرض کی حضور ایک طوائف یہاں کی جو شہرہ آفاق اور علم موسیقی میں مشتاق ہے حاضر ہے امیدوار باریابی ہے اور کچھ عرض کرنا بھی چاہتی ہے یہ سنکر صاحبقران نے فرمایا کہ بلاؤ جسوقت یہ دونوں عیار مکار صورتیں تبدیل کیے ہوئے اندر بارگاہ کے حاضر ہوئے تاثیر بارگاہ نورانی سے رنگ و روغن عیاری دھواں ہو کر اڑ گیا اور ہیئت اصلی ظاہر ہو گئی ان دونوں نے آکر مجرا کیا اور مٹک چمک کر کہنے لگے کہ اب طلسم تو برباد ہو جائے گا کہ فتاح طلسم آگیا ہے لہذا ہم دامن پناہ کا لینے آئے ہیں یہ دیکھ کر سب کے سب بے اختیار ہنسنے لگے یہ دونوں عیار حیران تھے کہ یہ معاملہ کیا ہے حضرت کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اسنے ایک آئینہ جیب سے نکالکر دیا اور کہا کہ تم دونوں اپنی صورت تو دیکھو بہرام چرم پوش اور مظفر گرد یا نے

جو صورتیں اپنی دیکھیں نہایت حیران ہوئے کہنے لگے کہ قربان جاؤں عجب طرح کا یہ آئینہ ہے
کہ اسمیں عورتیں مرد معلوم ہوتی ہیں مگر دل میں ڈرا کہ اب ساری قلعی کھل گئی اب اس
مقام پر ٹھہرنا خطرہ سے خالی نہیں ہے بس وہی آئینہ خضران کے منھ پر کھینچ مارا اور بھاگے
خضران نے منھ اپنا ہٹا لیا آئینہ ستون بارگاہ پر پڑکر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا خضران
ان دونوں کے پیچھے جھپٹا جسوقت یہ دونوں بارگاہ سے باہر نکل آئے تو انھوں نے
تیغے کھینچے اور خضران نے بھی تیغ عیاری کھینچا اور لڑنے لگا بڑی دیر تک ان
دونوں عیاروں سے تیغ بازی رہی ایک مقام پر ایکجانب خضران سے
بہرام نے آکر تیغ مارا اور دوسری طرف سے مظفر نے تیغ مارا خضران بیٹھ گیا وار مظفر کا
بہرام پر پڑا اور وار بہرام کا مظفر پر پڑا دونوں زخمی ہو کر گرے خضران نے ان
دونوں کے سر کاٹ لیے اور لاشیں پھکوا دیں اور سر دونوں کے لا کر صاحبقران
کے قدموں پر ڈالدیے امیر ثالث اپنے عیار سے نہایت خوش ہوئے اور خلعت
سے سرفراز فرمایا صاحبقران نے سلطان جنی کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا
میں اس رمز کو نہ سمجھا کہ یہ عیار اسطرح ہیئت اصلی پر اندر بارگاہ کے چلے آئے
اور باتیں مکر و فریب کی کرنے لگے سلطان جنی نے بیان کیا کہ یا صاحبقران یہ
بارگاہ حضرت داؤد علیہ السلام کے وقت سے ہم جنیوں کے قبضہ میں ہے تاثیر اس
بارگاہ آسمان جاہ کی یہ ہے کہ اگر ساحر اس بارگاہ میں آئے گا تو سحر بھول جائے گا
اور جب تک بارگاہ سے باہر نہ جائے گا سحر یاد نہ آئے گا اور عیار اسکے اندر آئے گا
تو رنگ و روغن عیاری اڑ جائے گا اور ہیئت اصلی پر آجائے گا یہ کرامت اُن
اسماء الٰہی کی ہے جو اس بارگاہ میں منقش ہیں یہ سنکر صاحبقران بہت خوش ہوئے
کہ یہ بارگاہ بارگاہ سلیمانی سے بھی بہتر ہے کہ پردہ عیاری بھی یہاں فاش ہو جاتا ہے
الغرض تمام شب طیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو ضحوہ بان جادو مع لشکر کفار
میدان جنگ میں آیا عجب تزک و احتشام کے ساتھ سواری اسکی آئی بیچ میں تخت
اسکا تھا اور چار طرف ساحران غدار بلاے بار آفت روزگار آتش کے پر لگائے
جھولیاں جھولیاں کاندھے پر ڈالے ڈھلے ڈبرو بجاتے ہوئے ترسول پر سول
چمکاتے ہاتھوں پر شیشے کھینچے ہوئے ٹیکے سیندور کے دیے ہوئے سانپوں کے
ہار گلوں میں پہنے ہوئے جانوران آتشین پر سوار صورتیں مہیب اس کیفیت سے
میدان میں آکر صف آرا ہوئے اسطرف سے صاحبقران عالیشان مرکب پر سوار
ہو کر چلے ساتھ ساتھ ملکہ ایوان خطائی حصار سحر بند حسین برق جادو
سلطان جنی حریان جنی اشفاق جنی خضران بن گوہر چند کس قرینے سے
آکر کھڑے ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب مہیب دوسرے کر رہے
تھے کہ لشکر ضحوہ بان جادو سے نقمہ سحر ساز جادو اپنا شیر آتشین سر صار

سامنے تخت ضوبان جادو کے آیا اجازت جنگ مانگی ضوبان جادو نے کہا کہ جا
خداوند اکوان تاجدار تیرا حافظ و مددگار ہے یہ سنکر نقمہ سحر ساز سلام کرکے میدان
مین آیا اور آواز دی کہ او طلسم کشا بہتر یہ ہے کہ لوح طلسمی میرے سپرد کر اور تو میان سے
چلا جا ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائیگا یہ چند عورتین جو تیری شہ پر ہو گئی ہین انکی
کیا حقیقت ہے ایک سحر کی مہمان ہین یہ سنکر ملکہ ایوان نہ طاقی کو غصہ آیا کہ اس
حرامزادے کی بھی اتنی حقیقت ہوئی کہ یہ ہم پر طعن کرتا ہے بس اپنا طاؤس سحر بڑھا کر
سامنے بدیع الملک کے آئی اور عرض کی کہ یا صاحبقران ہر چند کہ آپ صاحب
لوح ہین یہ ساحر آپ کا کچھ نہین کر سکتے ہین مگر اسوقت اسنے ہم لوگون پر طعن کی ہے
اسکا لطف یہ ہے کہ ہمین اسکو سزا دین صاحبقران نے فرمایا کہ کیا یہ ساحر زبردست
ہے ایوان نہ طاقی نے کہا کہ بیشک چند ساحر مرحلہ ضوبانیہ کے نہایت زبردست
ہین انھین مین سے یہ بھی ہے سحر اسکا یہ ہے کہ سحر نوش ہے ہر سحر کو یہ نگل جاتا ہے اسی سبب سے
اسکو نقمہ سحر ساز کہتے ہین یہ ساحر اسم با مسمے ہے فرمایا کہ اگر اسپر گرز و شمشیر وغیرہ
لگائے جائین ملکہ ایوان نہ طاقی نے کہا کہ یہ ہر چیز کو نگل جاتا ہے اب حضور میرے
مقابلہ کا تماشا دیکھین یہ کہکر اپنا طاؤس سحر اڑا کر سامنے نقمہ سحر ساز جادو کے آئی
نقمہ سحر ساز نے گولہ فولادی جھولی سے نکالکر اور کچھ اسم سحر پڑھکر ملکہ ایوان نہ طاقی
پر مارا ملکہ ایوان نہ طاقی نے گولے کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور کچھ اسم سحر دم کرکے
وہی گولہ نقمہ سحر ساز پر کھینچ مارا نقمہ سحر ساز نے منھ کھولدیا اور گولے کو نگل گیا
گولہ حلق سے اترتے ہی لپٹا تمام جسم نقمہ سحر ساز کا ٹکڑے ٹکڑے اڑ گیا مرنے سے
اسکے شور گیرودار بلند ہوا آندھی چلی خاک اڑی آواز آئی کہ مارا جوان کشتی نام من
نقمہ سحر ساز جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم تھوڑی دیر تک
تاریکی چھائی رہی جب روشنی ہوئی تو حصار سحر بند اور حسین برق وغیرہ نے
ملکہ ایوان نہ طاقی کی نہایت تعریف کی کہ اسکو ملکہ عالم کیا کہنا ہے آپ کا اور
حالت پر نقمہ سحر ساز کی اہل سلام بہت ہنسے لیکن بھائی اسکا طلقمہ سحر ساز
نہایت غمگین ہوا اسنے جھلے سے دو پنجے سحر کے اٹھا کر زمین پر مارے کہ وہ تڑپ کر
چلے اور دونون پنجون نے پاؤن ملکہ ایوان نہ طاقی کے مضبوط پکڑ لیے اور پابند ہو گئے
ملکہ ایوان نہ طاقی غافل تھی اسوجہ سے پابند ہو گئی بس اسنے اسی حالت مین کچھ
اسم سحر پڑھ کر پورہ چھنگلیہ کی کاٹ ڈالی ادھر تو پورہ قلم ہوئی ادھر طلقمہ سحر ساز
کی گردن قلم ہو گئی یہ ملعون بھی طعمہ دہان اجل ہو گیا اب ملکہ ایوان نہ طاقی نے
نہایت خون چھلکو ہاتھ مین جمع کرنا شروع کیے اور جو ساحر مقابلہ کو نکلا اسپر وہی خون
مارا کہ وہ جلکر خاک سیاہ ہو گیا اسیطرح ملکہ ایوان نہ طاقی نے سترہ ساحرون کو مارا
اسوقت ہنگامہ بند ہو گیا اور کسی ساحر کو جنگ کرنے کی جرأت نہ ہوئی ضوبان جادو نے جو یہ

حالت دیکھی تو غیظ و غضب میں آکر خود میدان میں آئی اور کچھ اسم سحر پڑھ کر ایک دو ہتڑ زمین پر
مار کر جوڑا اپنا کھول دیا اسمیں سے ایک شعلہ جوالہ پیدا ہوا اور اسنے بلند ہو کر اسقدر دامن
دراز کیا کہ تمام لشکر اسلام پر محیط ہو گیا اور مثل سرپوش کے ہو گیا اب یہ حالت ہوئی
کہ حرارت سے اُس شعلہ کی جسم ہر ایک کا تپنے لگا یہ معلوم ہوتا تھا کہ سب کو
بخار چڑھا ہوا ہے اور نفس کی حرارت قلب و جگر کو جلائے دیتی تھی قریب تھا کہ مرغ
روح ہر نفس تن کو قفس سمجھ کے پرواز کر جائے اسوقت بدیع الملک نے لوح کو
چمکانا شروع کیا اور اُس آتشی سرپوش پر عکس ڈالنا شروع کیا جس مقام پر پرتو
لوح کا پڑا گویا پردہ ہٹ گیا اور روزن پیدا ہوا تھوڑی دیر میں تمام حصار برطرف
ہو گیا یہ دیکھ کر صفویان جادو نے اپنے ساحروں کو آواز دی کہ مار لو اس سرکش کو
بس یہ سنتے ہی تمام ساحر گولے ترنج نارنج ترسول پنج سول ہاتھ میں پکڑ کر آپہنچے ادھر سے
ملکہ ایوان نہ طاقی حصار سحر بند جسمیں برق جادو کڑک کڑک کر ساحروں پر
گرنے لگیں اور قتل کرنے لگیں ایک شور قیامت برپا ہوا شاہزادہ بدیع الملک
لوح سے میں ڈالے ہوئے تیغہ آبدار کھینچے ہوئے لڑتے چلے جاتے تھے اور ساحروں کو
قتل کرتے جاتے تھے اُدھر کئی ہزار ساحروں کا یہ رنگ تھا آگ برس رہی تھی پتھر
گر رہے تھے زمین کو زلزلہ تھا شور قیامت برپا تھا ساحروں کے مرنے سے تمام
جہان تیرہ و تار تھا جادوگر مشعلیں سحر کی روشن کیے ہوئے تھے اور بدیع الملک
لوح کی روشنی میں لڑ رہے تھے عین گرمی جنگ میں صفویان جادو نے کچھ اسم
سحر پڑھ کر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا ایک برق
چمک کر بدیع الملک پر گری یہ مصروف جنگ تھے لوح کو نہ دیکھ سکے ہر چند
کہ بسبب برکت لوح کے خود بچ گئے مگر گردن مرکب قلم ہوئی بدیع الملک
نے زین خالی کیا گھوڑا مرکب آتشبازی کے مانند چرخ کھا کر زمین پر گرا صفویان جادو
نے جو دیکھا کہ بدیع الملک اس حربے سے بھی بچ گئے تب اسنے قلابازی کھائی اور
صورت اپنی ایک فیل آتشیں کی پیدا کی اور چنگھاڑ ماری کہ تمام صحرا ہل گیا اور
بدیع الملک کی طرف چلا حضرا ان نے آواز دی کہ یا صاحبقران لوح کو دیکھیے
کہ صفویان جادو آتا ہے بدیع الملک نے جلدی سے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا
کہ اگر صفویان جادو فیل آتشیں بنکر تم پر حملہ آور ہو تو اتنا خیال رکھنا کہ تیر و شمشیر
گرز وغیرہ کام نہ دینگے کیونکہ یہ طلسم بنا ہے جان اسکی تمام جسم کے ایک ہی
مقام پر ہے غور سے دیکھو گے تو تمہیں اسکی سونڈ پر ایک نشان معلوم ہوگا
بس تمہیں چاہیے کہ فوراً اسم [illegible] پڑھ کر پیکان تیر پر دم کر کے اور اسی نشان
پر تیر مارو اگر تیر پڑ گیا تو صفویان جادو مارا جائیگا اور اگر تیر [illegible]
تو پلٹ کر تیر تمھارے ہی سینہ پر پڑے گا اور توڑ کر سینہ کو نکل جائیگا پس خبردار

صاحبقران نے تیر ترکش سے کھینچا شانے سے کمان لی اور اسم پڑھکر کمان تیر پر دم
کر کے چلۂ کمان مین پیوستہ کر کے نشانہ باندھنے لگے دیکھا کہ فیل آتشبار اسطرح
جھومتا اور شرارے چھوڑتا چلا آتا ہے کہ نشانہ باندھنا دشوار ہے لیکن اس سے بڑھکر
کون قادر انداز ہوگا جلدی سے لوح چمکائی اور عکس لوح کا ضوبان پر ڈالا
کہ پرتو سے اسکے یہ ٹھٹکا ٹھٹکتے ہی اسکے بدیع الملک نے تیر کو رہا کیا تیر جو کمان
سے نکلتا ہے تو اسی نشان سرخ پہ پڑا اور توڑکر پار نکل گیا بس یہ فیل آتشبازی
کیطرح چرخ مار کر گرا اور تڑپنے لگا شور گیرودار برپا ہوا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آندھی
چلی خاک اڑی آتشباری و برف باری دیر تک ہوا کی بہت شور مچا کئے آخرکار
آواز پیدا ہوئی کہ افسوس مردیم و جاندادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم کشتی مرا نام
من ضوبان جادو بود اسکے مرتے ہی ساحرون کے جی چھوٹ گئے بہت سے
تو بھاگ کر مرحلۂ دوم کی جانب خدمت مین سفال جادو کی روانہ ہوئے اور
بہت سے بھاگ کر اور جانب چلے گئے جو باقی رہ گئے تھے انھون نے
امان مانگی بدیع الملک نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان سب نے قبول کیا
بدیع الملک نے تلوار کو پوچھکر نیام مین رکھ لیا مرحلہ شکستہ ہوا جو لوگ کہ اس مین
متعلقات طلسمی تھے وہ حاضر ہوئے اور جو تحائف اس دربار کے متعلق تھے وہ
صاحبقران کی خدمت مین پیش کئے امیر نے ان چیزون کو اسیطرح چھوڑ رکھوا دیا
اور فرمایا کہ جب طلسم فتح ہوے گا اسوقت پیش کرنا بعد اسکے لاشین ساحرون کی
تو اٹھوا کر پھنکوا دین اور لاش ضوبان جادو کی بخیال باکہ حسب آئین برق جادو
کے بعزت اٹھوا کر دفن کرادی بلکہ یہ خلق صاحبقرانی دیکھکر نہایت خوش ہوئی
اب بارگاہ داودی اندر قلعہ کے برپا ہوئی امرا و روساے شہر حاضر ہوئے نذرین دین
صاحبقران نے فرمایا کہ ابھی ہمارا یہ دستور سابق کے موافق رہے جسوقت
کل مرحلے شکست ہوجائینگے اسوقت ساحر ہمسے توبہ کرین یہ فرما کر رات اسی
مقام پر آرام سے بسر کی اور صبح کو بعد نماز صبح سے فراغ حاصل ہونے کے لوح کو
ملاحظہ فرمایا اسمین تحریر تھا کہ یہاں سے جانب یسار روانہ ہو جس مقام پر عجائبات
نظر آئین وہان پہونچکر پھر لوح کو دیکھنا بدیع الملک نے لوح کو گلے مین ڈالا
اور ہمراہ یاس سے رخصت ہو کر جانب مرحلۂ دوم روانہ ہوئے ادھر بھاگے ہوئے
لوگ جو خدمت مین سفال جادو کی پہونچے اور سارا ماجرا بیان کیا سفال جادو
نہایت رنجیدہ ہوا اور ضوبان جادو کے مرنے کا اسنے بہت صدمہ کیا اور
یہ شعر ورد زبان ہوا ~~ موت سے کسکو رستگاری ہے + آج وہ کل ہماری باری ہے
جب ضوبان جادو جیسا ساحر عہدہ برآ نہ ہو سکا تو ہم کیا کرسکتے ہین لیکن
حتے الامکان مضبوطی مرحلہ کی کوشش کرنا چاہیے اسنے اپنے ساحرون کو بلاکر

حکم دیا کہ انتظام مرحلہ سے غفلت نہ کرنا چاہیئے اگرچہ طلسم کشا کو لوح و مہرہ دونوں چیزیں
مل گئی ہیں تاہم اتنا خیال کر لو کہ وہ تنہا ہے اور تم بہت سے ہو اگر مٹھی مٹھی خاک
ڈالو گے تو وہ دب جائے گا اسطرح اپنے ملازمین کے دل بڑھائے اور سب
ساحر انتظام مرحلہ میں مصروف ہوئے وہاں صاحبقران عالیشان راہ کو طے کر کے
ایک صحرائے پر بہار میں پہونچے دیکھا کہ صحرا نہایت با فضا ہے درخت سر سبز و شاداب
ہیں میوے گوناگون لگے ہوئے ہیں ہوائے سرد چل رہی ہے کوڑیالے نے زمین پر
فرش سفید بچھا رکھا ہے اس فرش پر کچھ لوگ محفل آراستہ کیے ہوئے ہیں قرینہ سے
بیٹھے ہیں اور ایک مرغ بزبان فصیح کچھ بیان کر رہا ہے جسکے سننے میں لوگ محو ہیں اور
ہمہ تن گوش بنے بیٹھے ہیں صاحبقران عالیشان قریب اُس مجمع کے آئے اور بغور
سننے لگے کہ یہ مرغ مثل انسانوں کے کیا بیان کر رہا ہے جو لوگ اس رغبت کے ساتھ
سُن رہے ہیں تھوڑی دیر میں ان پر بھی محویت طاری ہونے لگی اُسی حالت میں اتفاقیہ
نظر انکی لوح پر جا پڑی لکھا تھا کہ اے غافل کیا کرتا ہے اگر اسیطرح کچھ تقریر مرغ کی سنے
جائیگا تو پتھر کے ہو جائیگا دیکھ تو کہ تیری کیا حالت ہے بس تجھے چاہیئے کہ جلدی
سے فلاں اسم پڑھ کر پیکان تیر پر دم کر اور اسطرح تیر مار کہ جسوقت منقار مرغ
کی کھلے تو تیر حلق پر پڑے اگر نشانہ پورا پڑا اور تیر حلق میں جا کر ترازو ہوا تو مرغ مارا
ہیں سوستے کے بند تھا اور اگر نشانہ نے خطا کی تو بڑی خرابی ہوگی یہ دیکھکر
بدیع الملک نے جو پاؤں پر اپنے نظر کی تو دیکھا کہ گھٹنوں تک پتھر کا ہو گیا ہوں
بس جلدی سے انھوں نے اسم کو تمام کیا اور پیکان تیر پر دم کر کے چلہ کمان میں
پیوستہ کر کے اور نشانہ باندھ کر جو رہا کیا اور کمان کڑکی مرغ نے پر کھولکر فریاد کی
اور اڑنے کا قصد کیا تیر منقار میں زبان بن گیا اور حلق کو توڑ کر پار گذر گیا مرغ بھڑک کر
ایک شعلہ ہو کر جل گیا جو لوگ محفل آراستہ کیے ہوئے تھے وہ اٹھ کھڑے ہوئے
اور تیغ ناریج پکڑ پکڑ کر چلے کہ او ظالم غضب کیا تو نے جو مرغ فصیح البیان کو مارا
کہاں جائیگا ہمارے ہاتھوں سے اگر تجھے اُس مرغ کے عوض ذبح نہ کیا تو کچھ
کام نہ کیا یہ کہکر وہ تمام محفل کی محفل اٹھ پڑی اور ہر طرف سے بدیع الملک پر گرنے
تیغ ناریج پڑنے لگے بدیع الملک نے بھی تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا
شور گیرو دار بلند ہوا ادھر سفال جادو کو خبر پہونچی کہ مرغ فصیح البیان سے بعذر
شطرنج جادو مارا گیا مرحلہ ٹوٹ گیا یہ سنکر سفال جادو نہایت پریشان ہوا
اور لشکر کو لے کر برائے مقابلہ فتاح طلسم روانہ ہوا وہاں اکوان جادو کو خبر پہونچی
کہ ضوبان جادو مارا گیا اور اب نوبت سفال جادو کی ہے اور ملکہ ایوان بطاقی
و حصار سحر بند و حسین برق جادو نے تمام ساحران مرحلہ اول کو قتل کیا
صرف ضوبان جادو طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا گیا یہ سنکر اکوان تاجدار نے

خیال کیا کہ اگر یہ چھوکریاں شریک رہیں گی تو ہزارہا ساحران نامی انکے ہاتھوں سے مارے
جائینگے اور نوبت یہ پہونچے گی کہ ہم پر بھی حملہ ہوگا بس اسیوقت سلیم خوش طبع جادو
کیطرف دیکھا کہ یہ ساحر نہایت زبردست مقرب خداوند کہلاتا ہے اور ہر وقت حجاب
قدرت کے نزدیک حاضر رہتا ہے لیوان تاجدار نے چار موتی اپنی جھولی سے
نکالے اور سلیم خوش طبع جادو کو دیکر کہا کہ انمیں ہر موتی پر ایک ایک
نام لکھا ہوا ہے ایک پر ایوان نہ طاقی میری بہن کا نام تحریر ہے اور دوسرے موتی پر
میری دختر روشن گہر کا نام لکھا ہے تیسرے موتی پر حصار سحر بند لیوان تاجدار
کا نام لکھا ہے چوتھے موتی پر حسین برق جادو کا نام مرقوم ہے تم ان چاروں موتیوں کو
لیکر سفال جادو کے پاس جاؤ جسوقت طلسم کشا سے جنگ کی نوبت آئے
اور ایوان نہ طاقی وغیرہ اگر شریک جنگ ہوں تو تم جسکے نام کا موتی ہو اُسے
توڑ دینا اور اُسکا نام لیکر زمین پر مارنا موتی شعلہ بنکر گریگا اور جلا کر خاک
کر دیگا جسوقت یہ سب مددگار طلسم کشا کے مارے جائینگے تو اکیلا طلسم کشا
کچھ نہ کر سکیگا اور بھاگ کر چلا جائیگا یا مارا جائیگا یہ تو نہ ہوگا کہ ایک جگہ طلسم
کشا اسیر ہوا دوسرے مقام پر رہا ہوگیا یہ سنکر سلیم خوش طبع جادو چاروں موتی
لیکر روانہ ہوا اور ہنوز سفال جادو راہ میں تھا کہ سلیم پہونچا اور تمام کیفیت
موتیوں کے لانے کی بیان کی اور سفال جادو کو بہت کچھ تسلی دی کہ تم نہ
گھبراؤ میں ایک دم میں طلسم کشا کو مٹائے دیتا ہوں یہ کہکر میدان جنگ کیطرف
متوجہ ہوا وہاں بدیع الملک نے سیکڑوں ساحروں کو مارا تھا اور لڑتے ہوئے
تخلہ سفال جادو کیطرف چلے آتے تھے کہ دفعتہً ملکہ ایوان نہ طاقی حصار سحر بند
حسین برق جادو آپہونچیں اور کمک کیطرف کرنے لگیں اور ساحروں کو قتل
کرنے لگیں ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا یہ رنگ دیکھکر سفال جادو بھی مع فوج
آپہونچا خوب ہی تلوار کی لڑائی ہونے لگی ہر طرف سے گولے تفنگ تارنج بدیع الملک
پر پڑنے لگے مگر یہ سب بسبب برکت لوح کے کوئی ضرر پیدا نہیں کارگر نہ ہوتا تھا
ایوان نہ طاقی و حصار سحر بند و حسین برق جادو قیامتیں برپا کررہی تھیں
جب ساحر یورش کرکے آتے تھے یہ شاہزادیاں اُس مجمع کو منتشر کردیتی تھیں
ساحروں کے مرنے سے تاریکی چھائی ہوئی ہے ہر شور کررہے ہیں کہ کشتی مرا نام
من فلاں بود اسی ہنگامہ میں سلیم خوش طبع جادو قریب ملکہ ایوان نہ طاقی
کے پہونچ گیا اور اسنے آواز دی کہ اے ملکہ ہوشیار ہوجاؤ کہ وقت مرگ تمہارا
آگیا اور پیمانہ عمر لبریز ہوا کہ غضب خداوند تم پر نازل ہوا ہے یہ کہکر اسنے موتی
ایوان نہ طاقی کے نام کا نکالکر زمین پر مارا موتی زمین پر پڑتے ہی ٹوٹا اور
اُسمیں سے شعلہ نکلکر ایوان نہ طاقی پر گرا ہر چند ایوان نہ طاقی نے رد

پھر گیا مگر کچھ نہ ہوا آخر اسنے دستک دی کہ ایک پتلی ظرف بر از آب سے پیدا ہوئی
ایوان نہ طاقی مچھلی بنکر پانی میں چھپی لیکن یہ شعلہ قضا نہ رک سکا کہ یہ خاص
ایوان تاجدار خداوند طلسم کا تھا شعلے نے ظرف آب مع پتلی و ایوان نہ طاقی
جلا کر خاک کر دیا اسکے مرنے سے قیامت برپا ہوئی سنگ باری و آتش باری
ہونے لگی زمین کو زلزلہ سا پیدا ہوا بڑی دیر تک شور قیامت زا برپا رہا آخر کار آواز
پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من ایوان نہ طاقی بود حیف مردیم و جاندادیم و بہ مطلب
خود نہ رسیدیم یہ حال خواجہ خضران بن عمرو دیکھ رہے تھے انکے دل میں فوراً خیال پیدا ہوا
کہ اب یہ ملعون حصار سحر بند اور روشن گہر اور حسین برق کو بھی نہ چھوڑے گا
جب ایوان نہ طاقی سی ساحرہ اسکے ہاتھ سے قتل ہوئی تو یہ لڑکیاں کیا
کر سکینگی بدیع الملک تو بہ سبب برکت لوح کے بچ جائینگے مگر ان سب کی
جانیں مفت میں جائینگی یہ تصور کر کے جال الیاسی زنبیل سے نکالا اور حصار سحر بند
کیطرف چلے کہ یہی سب سے آگے بڑھی ہوئی لڑ رہی تھی اور سلیم خوش طبع جادو
بھی قریب اسکے پہونچ گیا تھا اور اسنے ڈبیہ سے دوسرا موتی نکالکر حصار سحر بند
کو بھی ٹوکا اور کہا کہ وقت مرگ تمہارا آ پہونچا ہے لو اسے یہ کہکر موتی اسنے زمین پر
مارا ادھر تو موتی اسنے زمین پر مارا ادھر خضران نے جال الیاسی حصار سحر بند پر
مارا اور کھینچکر اسکو زنبیل میں ڈال لیا ادھر موتی چٹکا اور شعلہ نکلکر قریب خضران
کے آکر ٹھہرا یا اور فرو ہو گیا خضران تو گلیم اوڑھ کر نظروں سے غائب ہو گئے
سلیم خوش طبع سمجھا کہ حصار سحر بند بھی جل گئی اب یہ بتلاش حسین برق جادو
و ملکہ روشن گہر روانہ ہوا لیکن خواجہ پہلے ہی قریب روشن گہر کے پہونچ گئے
اور جال الیاسی مار کر اسکو بھی نذر زنبیل کر لیا اور بعد اسکے حسین برق جادو کو بھی
زنبیل میں ڈال لیا اور خود بصورت روشن گہر کی بنکر کھڑے ہو رہے اتنے میں
سلیم خوش طبع جادو قریب پہونچا اور اسنے آواز دی کہ اے روشن گہر افسوس ہے
کہ تو خداوند زادی ہو کر اسکے دشمنوں کی شریک ہوئی اب سزا اسکی یہ ہے کہ تجھے
چاشنی مرگ چکھائی جائے ملکہ روشن گہر نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا کہ اے
سلیم خوش طبع بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو اپنی خداوندزادی کو قتل کرنا چاہتا ہے
اگر تیرے نزدیک میں مجرم خداوند ہوں تو مجھکو گرفتار کر کے سامنے خداوند کے لے چل
شاید خداوند کو رحم آجائے اور وہ خطا میری معاف کر دے سلیم خوش طبع نے کہا
یہ مجھکو خداوند نے قطعی حکم دے چکے ہیں کہ جہاں تم کو پاؤں دم بھر کی مہلت نہ دوں یہ کہکر
اسنے موتی ڈبیہ سے نکال کر زمین پر مارا موتی ٹوٹا اور شعلہ نکلکر خضران کے قریب
پہونچا مگر ٹھہر کر گل ہو گیا یہ دیکھ کر سلیم خوش طبع جادو تو نہایت متحیر ہوا کہ یہ کیا
معرکہ ہوا جو سحر خداوند کا خالی گیا اور ملکہ نے آواز دی کہ او سلیم دیکھا تو نے قدرت

خداوندی کو ہین کیسی خداوندی کی چھینتی بیٹھی ہون کہ اسکا غضب مجھے اپنا ہو بچانے
شرم کرتا ہی اور ٹھہرا تا ہی تونے میرا کہنا نہ مانا اور مجھ پر حربہ کیا سے لے اب میرے موتی کا تماشا
دیکھو یہ کہکر اسنے بھی ایک موتی سینے پر سلیم خوش طبع کے کھینچ مارا کہ موتی ٹوٹا اور اسمین
دھوان پیدا ہوا اور مانع بین سلیم کے پہونچا ساتھ ہی بلکہ نے نعرہ کیا کہ باش او وسواق
منم خواجہ خضران بن عمرو ثانی سے گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی یہ کہکر
اسنے تیغ مارا کہ سر اسکا بیا حق گردن سے جدا ہوا لاشہ سلیم خوش طبع جادو کا پھڑکنے
لگا پھر اسکے شور گیر و دار بلند کرنے لگے خاک اڑی زمین کو زلزلہ سا ہوا بہت سی
برقین چمک چمک کر خضران کیجانب چلین اور بجھ کل ہو ہو گئین آخر کار آتشباری برفباری
باکثرت ہونے لگی دیر تک قیامت بپا رہی جسوقت لاش اسکی پھڑک کر سرد ہوئی تو آواز
پیدا ہوئی کہ فتنی مرا نام من سلیم خوش طبع جادو بود حیف مردیم وجا ندادیم و بہ مطلب
خود نہ رسیدیم اسکے مرنے سے سفال جادو دل شکستہ ہو گیا اور فوج کو لیکر بدیع الملک
پر ٹوٹ پڑا بدیع الملک اب جو خیال کرتے ہین حصار سحر بند اور حسین برق بھی
معلوم نہین ہوتین پلٹ کر جو خیال کیا تو تخت ملکہ روشن گہر کا بھی خالی ہی
ایوان نہ طاقی اسکے سامنے قتل ہو گئی تھی بدیع الملک کو خیال گذرا کہ
شاید یہ شاہزادیان بھی قتل ہو گئین کہ اتنے مین خضران قریب پہونچا اور کہا کہ
غلام نے قاتل ایوان نہ طاقی کو مارا اب آپ سفال جادو کو بھی قتل کیجیے کہ
یہ معرکہ بھی شکستہ ہو صاحبقران نے فرمایا کہ شاہزادیان کہان ہین خضران نے
کہا مجھے نہین معلوم صاحبقران مجھے اسوجہ سے پوچھا تا ہی کہ مجھے صدمہ نہ ہو ورنہ
وہ سب ساحر کے ہاتھ سے قتل ہو گئے ہونگے بس انھون نے ہاے روشن گہر
کا نعرہ مارا قریب تھا کہ گریبان کو چاک کرین اور دیوانے ہو جائین کہ خضران نے
کہا او عرب یہ وقت جنگ ہی یا میدان عاشقی ہی دیکھو دشمن سے سامنا کر اگر تم زندہ ہو
تو روشن گہر ایسی ہزار ملجائینگی اور اگر اپنے کو قتل کراوگے تو روشن گہر کیسی
صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے بغیر اسکے زندگی تلخ ہی خضران نے کہا تینون شاہزادیان
میرے پاس زنبیل مین موجود ہین آپ مرحلہ فتح کیجیے تو مین سبکو نکالون صاحبقران
نے کہا کہ جب قاتل کو قتل کر ڈالا تو اب کیا اندیشہ ہی جب تک تو انھین زنبیل سے
نہ نکالیگا میرا دل بے قابو رہیگا خضران نے مجبور ہو کر پہلے تو وہ ڈبیہ کھولی جسمین
قفل حصار سحر بند و حسین برق و روشن گہر کا سامان موجود تھا اور ہر ایک
موتی کو زمین پر مارا کہ چٹاک چٹاک کر موتی رہ گئے اور شعلے نکل نکل کر ٹھہرا گئے اور
پھر فرو ہو گئے بعد اسکے حصار سحر بند و حسین برق کو رہا کر دیا یہ پھر نعرے
کر کے لشکر سفال جادو پر گرین اور لڑنے لگین اور روشن گہر کو خواجہ
نے تخت پر سوار کیا سفال جادو نے ان شاہزادیون کو موجود دیکھا اور بھی

ہراسان ہوا ادھر انھوں نے جو چمک چمک کر گرنا شروع کیا تو تھوڑے سے عرصہ میں لشکر
سفال جادو کو پراگندہ کر دیا لیکن سفال جادو طلسم بند ہونے کی وجہ سے بچ گیا
اور قتل نہ ہو سکا بدیع الملک قریب سفال جادو کے پہونچے اُدھر سفال جادو
نے صورت اپنی اژدر کی پیدا کی اور غلابہ آتشین چھوڑتا ہوا بدیع الملک کیطرف
چلا بدیع الملک نے لوح کو اُٹھا کر ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم تجھے لازم ہے
کہ فلان اسم جو کنارۂ لوح پر تحریر ہے اکیس مرتبہ پڑھ کر پھونک اور عکس لوح کا ڈال کہ یہ
اپنی ہئیت اصلی پر آجائے گا اسوقت فلان اسم پڑھ کر ہاتھ تیغ آبدار کا مارنا کہ اژدر
کے دو ٹکڑے ہو کے نکلے یہ دیکھ کر بدیع الملک نے اسم پڑھ کر اژدر کیطرف پھونکا
اور عکس لوح کا ڈالا آپ جو نظر کرتے ہیں تو سفال جادو گھٹنیوں چلا آتا ہے بس انھوں نے
دوسرا اسم پڑھ کر پر اسکی ہاتھ مارا کہ اژدر کے دو ٹکڑے ہو گئے اسکے مرتے ہی آندھی
سیاہ چلی خاک اڑی شور گیرودار برپا ہوا بڑی دیر تک ایک تلاطم رہا بعد شور کرنے
لگے کہ کشتی مرا نام من سفال جادو بود حیف مردیم وجا نداریم وبہ مطلب خود نرسیدیم
بعد اسکے روشنی پیدا ہوئی اور پھر اسکے یہ صدا دے کر مثل دھوئیں کے منتشر ہو گئی
لیکن لشکر سفال جادو کا یورش کر کے پھر آپڑا اور ہر طرف سے ترسول پر ترسول
گوپھن ترنج نارنج بدیع الملک پر پڑنے لگے بدیع الملک نے قتل کرنا
شروع کیا کوئی حربہ بسبب برکت لوح کے انپر کارگر نہ ہوتا تھا لیکن ہر طرف سے
بوچھار ہو رہی تھی یہ دیکھ کر حصار سحر بند وحسین برق جادو نے صاحبقران کی
حفاظت کرنا شروع کی اور ان ساحروں کو اسقدر قتل کیا کہ یہ بھاگ کھڑے ہوئے
اور بہتوں نے امان مانگی اور دائرۂ اسلام میں آئے جو لوگ بھاگے کچھ تو شہر نگ جادو
کیطرف روانہ ہوئے کچھ طلسم سے نکل گئے کہ اب یہاں رہنا بہتر نہیں ہے اس لیے
کہ یہ مقام پر آشوب ہو رہا ہے فتاح طلسم کسی کو زندہ نہ چھوڑے گا یہاں بدیع الملک
نے لاشیں ساحروں کی اٹھوا کر پھکوا دیں کہ آب وہوا نہ خراب ہو اور جو لوگ
اسلام لائے انکو امان دیکر داخل لشکر کیا نقارۂ فتح بجا بارگاہ دادو دہی برپا ہوئی
صاحبقران مع رفقا کے جلد داخل بارگاہ ہوئے پوشاک رزم اتاری لباس
بزم پہنا جام شراب ناب گردش میں آیا حصار سحر بند نے خواجہ سے سبب
اپنے گرفتار کرنے کے زنبیل میں ڈال لینے کا پوچھا خواجہ ان نے واقعہ قتل ایوان نہ طاقی
کا بیان کیا اور کہا کہ اگر میں تم کو مع حسین برق و ملکہ روشن گہر زنبیل میں نہ ڈال
لیتا تو مثل ایوان نہ طاقی کے ایک نہ بچتا یہ کہکر کیفیت مونیوں کی اور
سلیم خوش طبع کو قتل کرنے کی بیان کی صاحبقران تو پہلے ہی آگاہ ہو چکے
تھے جو لوگ ناواقف تھے وہ اسوقت واقف حال ہوئے صاحبقران نے
خواجہ کو بہت کچھ انعام عطا فرمایا اور ان شاہزادیوں نے بھی زر و جواہر حسب

لیا قست دیا اور خواجہ کی بہت تعریف کی لیکن حسین برق جادو نے بہ سبب حجاب
کے کچھ نہ دیا تھا خواجہ نے کہا کہ لینے دینے میں شرم و حجاب کی ضرورت نہیں ہے
حقدار کو اُسکا حق دینے میں شرم کی کیا ضرورت ہے حسین برق نے ایک بالا مینو نگا
دور سے خواجہ کیطرف پھینک دیا خواجہ نے بالا اُٹھا کر اپنے گلے میں پہن لیا
اس حرکت پر سب ہنسنے لگے خواجہ نے تیوری چڑھا کر کہا کہ آپ لوگ ہنستے کیا
ہیں اپنے معشوق کی دی ہوئی چیز سبھی کو عزیز ہوتی ہے حسین برق جھینپ کر اٹھ کھڑی ہوئی
الحاصل رات تو اس مقام پر بسر کی اور نماز صبح پڑھ کر بدیع الملک نے لوح کو
ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ یہاں سے داہنی جانب روانہ ہو اور جو کچھ تماشا پیش آئے اُسکو
دیکھ کر کام کرنا بدیع الملک نے سب کو رخصت کیا اور فرمایا کہ اب کوئی میرے
ساتھ آنے کا قصد نہ کرے اس مرحلہ کو میں تنہا فتح کرونگا آپ لوگ میری نصرت
کے بدلے ماتم ملکہ ایوان نہ طاقی کا برپا کریں حصار سحر بند و روشن کرنے
عرض کی کہ ہم میں خون ملکہ کا ملا ہوا ہے مگر ہمیں اسوقت ساتھ آپ کا دینا
سوگ نشین ہونے سے زیادہ پسند ہے بعد فتح طلسم کے ہم ماتم ایوان نہ طاقی
کا کرینگے ابھی اور دیکھیے کس کس پر زوال آتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ نہیں جتنا
میں کہتا ہوں اُسکے خلاف نہ کرو یہ سب مجبور ہو کر سوگ نشین ہوتے ہیں اور
صاحبقران بہ ہدایت لوح کے موافق روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک بیابان
میں پہنچے دیکھا کہ سامنے سے ایک جنازہ چلا آتا ہے پیچھے جنازہ کے بہت
سے لوگ روتے پیٹتے اور خاک اُڑاتے چلے آتے ہیں اور ایک پیر مرد کی
حالت نہایت خراب ہے زار و قطار روتا پچھاڑیں کھاتا چلا آتا ہے جنازہ پر سہرا بندھا
ہوا ہے اور ایک شامیانہ زرتار کھنچا ہوا ہے بقول شاعر ۔ شامیانہ نیا زری کا
ہے + پیچھے تابوت اُس پری کا ہے + عقب جنازہ بہت سی نازنینیں روتی اور
گریہ و زاری کرتی چلی آتی ہیں بال کھولے ہوئے ہیں یہ رنگ دیکھ کر بدیع الملک
قریب آئے کہ دیکھیں یہ کس نامراد کی میت ہے یہ خیال کر کے جو قریب آئے تو دیکھا
کہ عجب طرح کے اشعار عبرت آثار اُس جنازہ پر تحریر ہیں ۔ یہاں سے حسرت
دیدار یار لیکے چلے + چمن سے داغ فراق بہار لیکے چلے + دوسری جانب
یہ شعر مرقوم تھا ۔ یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا + اگر اور جیتے رہتے
یہی انتظار ہوتا + اُن اشعار کو دیکھ کر بدیع الملک کے دل پر چوٹ سی لگی اور
آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہ نہیں معلوم یہ کس محبوب کی عاشق تھی اور کس
معشوق پر دلدادہ تھی افسوس کہ اسنے باغ جوانی کی بہار نہ دیکھی اور نہال عمر
اسکا خزاں ہو گیا اُس پیر مرد کی نظر جو بدیع الملک پر پڑی کہنے لگا کہ افسوس
ہے آپ تشریف لائے ہیں جب بیمار محبت دنیا سے منہ پھیر چکا یہ دختر کم نصیب

جسکا نام ملکہ نسیم بہار تھا خواب دیکھکر آپ پر شیدا ہوئی اور شب مفارقت سے جلنے
لگی ہر چند علاج کیا مگر اُسکی وہی حالت ہوئی کہ ؎ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی ہر چند
سمجھایا بجھایا کہ یہ خواب کی باتین ہین انکا خیال دل سے دور کرنا چاہیے مگر کوئی نصیحت
اُسکو پذیرا نہ ہوئی جب تک اس دنیاے فانی مین رہی عشق کا دم بھرا کی آخرکار کل
شب کو اُسکی حالت تغیر ہوئی سانس اکھڑ گئی مگر آنکھین شوق دیدار مین باز رہین تمام
جسم کا دم نکل گیا تھا مگر آنکھو مین جان دیر تک باقی رہی بار بار یہ شعر زبان حال سے
پڑھتی تھی ؎ آنکھو مین رک رہا ہے نکلنے سے نکلنے دم + اچھا سلوک حسرت دیدار نے
کیا + اسی حال پر ملال مین قریب صبح رنگ رو متغیر ہوا اور مثل شمع سحری کے آنکھین
جھلملا کر بند ہوگئین مرتے وقت اُسنے وصیت کی تھی کہ میری جانب سے اُس بیوفا
سے کہدینا کہ ؎ میری تربت پر اگر دو پھول رکھنا ہو گناہ + آ نکلنا یان کبھی تیوری
چڑھانے کے لیے + لہذا یہ کشتۂ تیغ دیدار و شہید ابرو تمہارا اگر لائق اسکے ہو تو اُسکے
دفن و کفن ہی مین شریک ہو جائے کہ اسکا مردہ ارمان ہی نکل جائے روح خوش ہو
یہ باتین اُس پیر مرد کی سُنکر بدیع الملک کا دل گداز ہو گیا اور گردن جھکائے
ہوئے جنازے کے ساتھ چلے یہانتک کہ جنازہ اُس تکیہ پر پہونچا جہان دفن کرنا
منظور تھا اب اس بڈھے نے ایک پرچہ کاغذ کا بدیع الملک کو دیا اُسے
انھون نے لیکر پڑھا تو یہ شعر مرقوم تھا کہ ؎ تمھین لحد مین اُتارو تمھین پڑھو
تلقین + کبھی تو صحبت راز و نیاز ہو جائے + انھون نے کہا کہ مذہب اسکا کیا
تھا اور تم کیا مذہب رکھتے ہو پیر مرد نے عرض کی کہ اگر مسلمان نہ ہوتی تو مسلمان
سے دفن کرانے کی خواہش کیون ہوتی یہ سُنکر بدیع الملک نے کہا الحمدللہ
کہ اب کوئی جگہ اہل اسلام سے خالی نہین ہم بھی بسر و چشم اس خدمت کے لیے
موجود ہون یہ فرماکر قریب لاش کے آئے اور چاہا کہ لاش کو آغوش مین لیکر
قبر مین اُتارین کہ ایک طائر نے درخت پر سے آواز دی کیا کرتا ہے لوح کو دیکھ یہ سنکر
بدیع الملک چونک پڑے اور لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اگر کوئی لاش نظر آئے اور
ورثا اُسکے قبر مین اُتارنے کی خواہش ظاہر کرین تو ہرگز اُنکے کہنے پر عمل نہ کرنا کہ یہ
سراسر فریب ہے فریب جادو کا اگر اس لاش کو قبر مین اُتارا تو خود بھی مردہ صد سالہ
ہو جاؤگے پھر لوح وغیرہ کام نہ آئے گی تم کو چاہیے کہ فلان اسم پڑھکر ہاتھ تلوار کا اس
پیر مرد پر مارو کہ یہی فریب جادو ہے جسوقت یہ مارا جائے تو داہنا ٹکڑا اُسکی لاش کا
بائین ہاتھ مین اُٹھا لینا اور پھر یہان جنازہ تم پر حملہ کرینگے اُنسے لڑتے رہنا بعد
اُسکے جو کچھ پیش آئے پھر لوح کو دیکھنا غفلت نہ کرنا اگر بائدی تا قیامت ملنا ہی
یہ دیکھتے ہی یا تو لاش اُٹھانے کو جھکے تھے یا پیچھے ہٹکر انھون نے تلوار کھینچی
اور پیر مرد سامنے سے بھاگا بدیع الملک نے جھپٹ کر ایسا ہاتھ مارا کہ یا تو تلوار

سر پر چمکی تھی یا زمین پر نظر آئی اسکے مرتے ہی شور گیر و دار برپا ہوا آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار
ہوگیا چیلین منڈلانے لگین بیر شور کرنے لگے کہ کشتی مرا نام من فریب جادو بود
حیف مردیم وجا ندادیم وبہ مطلب خود نرسیدیم یہ دیکھتے ہی لوگ بدیع الملک پر
پڑے انھون نے بھی تلوار کھینچی جنگ ہونے لگی اُدھر شیر تنگ جادو کو خبر ہوئی
کہ فریب جادو مارا گیا مرحلہ شکست ہوا بس یہ سنتے ہی شیر تنگ جادو پچاس زنبق
اور بارہ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر آ پڑا اور یہ سب کے سب بصورت شیر تھے
سوا شیر تنگ جادو کے کہ فقط ایک یہ اصلی صورت پر تھا لیکن ایک اژدر آتش فشان
پر سوار تھا اور فوج کو ترغیب دلا رہا تھا کہ مار لو اس سرکش کو یہ جانے نہ پائے فوج
اسکی بیکر شیر مین بدیع الملک پر حملہ آور ہوئی اُسوقت انھون نے لوح کو دیکھا
لکھا تھا کہ وہ شیر جو کاسنی رنگ کا ہے وہی اصل ہے تمھین چاہیے کہ فلان اسم پڑھکر
فریب جادو کی لاش کا ٹکڑا اسپر کھینچ مارو کہ یہ ہمہ تن شعلہ ہوکر تم پر چلے گا بعد
اُسکے تم فلان اسم پڑھکر گرد اپنے حصار کھینچ لینا جسوقت قریب تمھارے آئے تم عکس
لوح کا ڈالنا وہی شعلہ پلٹ کر شیر تنگ جادو پر گرے گا اور شیر تنگ مارا جائے گا
کہ اُسکا سحر آخر ہے یہ خود اُسکے روکے کبھی نہ رُکے گا یہ دیکھکر بدیع الملک نے اُس
اسم کو پڑھکر ٹکڑا لاش فریب جادو کا کاسنی شیر پر کھینچ مارا یہ معلوم ہوا کہ بارود مین
چنگاری گری شیر ہمہ تن شعلہ ہوکر بدیع الملک پر چلا انھون نے جلدی سے اسم
کو تمام کرکے گرد اپنے حصار کھینچ لیا جیسے ہی شعلہ جھپٹ کر قریب آیا لوح چمکائی شعلہ
پلٹا اور شیر تنگ جادو کیطرف چلا شیر تنگ جادو نے جو دیکھا کہ سحر میرا خالی
گیا اور اب یہ میری طرف آتا ہے اسنے گولے ترنج نارنج و تیر مارنا شروع کیے سب
جرسے جلکر خاک ہوگئے آخر شیر تنگ جادو نے ساری جھولی سحر کی اُس شعلہ پر
کھینچ ماری جھولی بھی جلکر خاک ہوگئی اور شعلہ نہ رُکا جھپٹ کر جو گرتا ہے برق خرمن
سوز ہوگیا شیر تنگ جادو کو جلا کر خاک کر دیا اور پلٹ کر اسی کی فوج پر گرا ساحر بھاگے
سینکڑون کو پھونک کر یہ شعلہ بھی افسردہ ہوگیا اور ساحر بھاگ بھاگ کر دربند
پنجم کیطرف روانہ ہوئے جنھون نے راہ فرار ایسی اختیار کی کہ طلسم کے باہر نکل کر
دم لیا تھوڑی دیر مین میدان صاف ہوگیا بعد فتح مرحلہ سوم کے بدیع الملک
پلٹ کر اپنے لشکر مین آئے خسران نے پہلے مرحلہ فتح ہونے کی خبر پہونچا دی تھی
ان شاہزادیون نے استقبال صاحبقران کا کیا اور مبارکباد دے کر اس خوشی
مین سوگ ایوان نہ طاق کا بڑھایا اور صف ماتم اُٹھا دی اور بارگاہ کو لا کر
مرحلہ سوم پر برپا کیا صاحبقران نے رات بھر آرام تمام بسر کی اور صبح کو جانب
مرحلہ پنجم روانہ ہوئے چوتھا مرحلہ سلسلہ مین مرحلہ ہفتم کے ہے اور متعلق ہے اس
وجہ سے یہ مرحلہ چھوڑ دیا گیا مالک اسکا کیوان تاجدار ہے جسوقت بدیع الملک

نے لوح کو دیا خط کیا لکھا تھا کہ مرحلہ پنجم وہی مرحلہ ہے جسمیں لوح بیکار ہے صرف مدد لوح
سے شرارہ شعلہ افگن مارا جا سکتا ہے باقی یا تشنہ گان بیابان ہولناک وہ بلا سے
بے درمان ہیں کہ جنکی صورت دیکھکر زہرہ آب ہوتا ہے نہ وہ ساحر ہیں نہ پہلوان ان
لوح کیا کرے گی اور زور آزمائی سے کیا ہوگا اور بغیر یہ مرحلہ ٹوٹے ہوئے مرحلجات
دیگر تک پہونچنا نا ممکن ہے یہ خبر دیکھکر بدیع الملک کو سناٹا سا آگیا اور نہایت
پریشان ہوئے تھے کہ ہروی ترک کی بیگا یک ایک طائر نے آواز دی کہ کسی
بزرگ نے کوئی شے تم کو دی تھی اگر یاد ہو تو اس سے کام لو کہ وقت اسکا یہی ہے
یہ سنکر صاحبقران گویا چونک پڑے اور وہ رقعہ انکو یاد آیا جو حضرت شعیب ثانی
نے دیا تھا بس صاحبقران ثالث نے جلدی سے تعویذ بازو کھولا اسمیں رقعہ
بھی رکھ لیا تھا اس رقعہ کو نکالکر پڑھا لکھا تھا کہ جسوقت تم کو مرحلہ بیابان
ہولناک کا پیش آئے تو چشمہ آنکھوں میں لگا لینا اور جیب سامنے پھینک دینا
یہ اژدر بنکر بیابان ہولناک کی بلاؤنکو نگل لیگا اور چشمہ کی وجہ سے صورتوں کی
ہیبت تمھارے دلپر نہ ہوگی یہ پڑھکر صاحبقران بہت خوش ہوئے اور
حسب ہدایت ایک جانب روانہ ہوئے جاتے جاتے کئی صحرا طے کرنا پڑے
اور سختی راہ بہت اٹھائی آخرکار ایک درہ کوہ نظر آیا حسب الحکم لوح اس درہ
میں داخل ہوئے درہ نہایت تاریک تھا مگر جیب کے دونوں مثل مشعلوں کے
چمک رہے تھے ادھر لوح مثل آفتاب کے منور تھی جسکی روشنی میں صاحبقران
نے اس درہ کو طے کیا اور باہر آئے اب یہ صورت ہے کہ چشمہ آنکھوں پر چڑھا ہوا ہے لوح
گلے میں پڑی ہے جیب ہاتھ میں دیکھا کہ ایک صحرا ہے لق ودق ہے کہ نہ کہیں چشمہ
دکھائی دیتا ہے نہ چاہ درخت سوکھے ہوئے کھڑے ہیں یہ نہیں معلوم ہوتا کہ
کون درخت کس چیز کا ہے گھاس تمازت آفتاب سے جھلس گئی ہے ہوا ایسی گرم
چل رہی ہے خار وخس کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں ہوا جھکڑوں خاک آنکھوں میں جھونک
رہی ہے سناٹا ہوا کا دل کے پار ہوا جاتا ہے نہ کوئی طائر نظر آتا ہے نہ چوپایہ جسطرف
دیکھو ایک ہو کا عالم ہے جھونکے سے ہوا کے فنا فنا کی صدا آرہی تھی بدیع الملک
ہدایت لوح کے موافق چلے جاتے تھے مگر دل بیٹھا جاتا تھا ادھر شرارہ
شعلہ افگن جادو کو معلوم ہوا کہ فاتح طلسم آپہونچا بس اسنے جا کر نفیر سحر کو دم دیا
جسقدر ساکنان صحرا تھے آکر جمع ہو گئے اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے شرارہ شعلہ افگن
نے انسے کہا کہ وقت جانبازی آگیا چلو اور طلسم کشا کو کھا لو یہ سنکر وہ تمام
مردان ہولناک مع زن ومرد جانب صحرا روانہ ہوئے شرارہ شعلہ افگن جادو
اسکے ساتھ ساتھ تھا یہ ایسا ساحر زبردست تھا کہ اسنے ان لوگوں کو
تابع کیا ہے ورنہ کیا تاب ہے کسی کی جو صورتیں ان لوگوں کی دیکھ سکے انکو اس تاجدار نے

نے دی فرمایا کہ میں اُس طائر کا از حد ممنون احسان ہوں کہ اُسنے کئی مقام پر مجھکو ہوشیار
کیا نہیں معلوم یہ کون دوست ہے غرضکہ صاحبقران نے فتح مرحلہ پنجم کی خوشی میں جلسہ
تہنیت مقرر کیا تمام رات صحبت رقص و سرود آراستہ رہی جام شراب ناب کو گردش
رہی جسوقت صحبت سیاہ رنگان برہم ہوئی اور سپیدہ سحری نمودار ہوا طائر آشیانہ نے بشکل
نغل کر شاخ و درخت پہ پہنچے اور بزبان بے زبانی حمد و ثنائے سبحانی بجالانے لگے
بدیع الملک نے جلسہ کو برخاست کیا اور فریضہ سحری کو ادا کرکے سب سے
رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوئے اور لوح کو ملاحظہ کرکے ایک جانب چل نکلے
ہوئے جاتے تھے ایک میدان وسیع میں پہونچے دیکھا کہ وسط میدان میں ایک
میل حجرے پر نصب ہے بدیع الملک نے بموجب ہدایت لوح اُس میل کو کوے
زمین سے گر زور کیا اور اکھیڑ کر پھینک دیا میل کے نکلتے ہی دہنہ نقب کا نمودار ہوا اور
بدیع الملک نقب میں گھوڑا ڈالکے اور آگے روانہ ہوئے دیکھا کہ سامنے
ایک قلعہ سنگ سرخ ایک کشیدہ ہے گنبد اُسکے بہت بڑے بڑے ہیں دروازہ قلعہ کا
وا ہے نگہبان بیٹھے ہیں جسوقت بدیع الملک کی دیکھکر نگہبانوں نے شور کیا
کہ لو وہ سرکش یہاں بھی آگیا یارو اسکو جانے نہ پائے یہ سنتے ہی قلعہ سے
ایک ساحر جسکے چار ہاتھ تھے شیر آتشیں پر سوار نمودار ہوا پشت پر اسکی فوج
تھی بدیع الملک نے اُسکو اپنی طرف آتے دیکھکر لوح کو دیکھا اُس میں
لکھا تھا کہ فلاں اسم ایک سو چار مرتبہ پڑھکر تلوار پر دم کرو جسوقت چوپان
چہار دست تم پر حملہ کرے تو ایسا ہاتھ مارنا کہ ایک ہی وار میں اسکے چاروں
ہاتھ کٹکے سے قلم ہوکر گر پڑیں اگر ایک ہاتھ بھی باقی رہ گیا تو پھر یہ کسی اسم
اور کسی حربہ سے نہ مارا جائیگا یہ دیکھکر بدیع الملک نے اُس اسم کو ورد
زبان کیا اور چوپان چہار دست چار تیغ لیکر حملہ آور ہوا ادہر سے چوپان کے
لشکر آپڑا بدیع الملک نے تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا غرض میں گرمی جنگ
میں چوپان سے سامنا ہوا بس اسنے ایک ہی مرتبہ چاروں تلواریں چاروں
ہاتھوں سے بدیع الملک پر ماریں یہ اسم کو تمام کرکے اپنی شمشیر پر دم کرچکے
تھے اب جو تیغ لگی کا ہاتھ مارا چاروں ہاتھ چوپان چہار دست کے قلم ہوگئے
پنجے قبضوں میں تلواروں کے لٹکے رہ گئے اور ہاتھوں سے اسکے خون جاری
ہوا بس اسنے فریاد کی اور ساحری کی آواز دی اور سامنے سے بدیع الملک
کے بھاگ کر ایک سنگ کو ایک گنبد میں گرا دیا بدیع الملک نے لوح کو دیکھا
لکھا تھا کہ جسوقت ہاتھ چوپان کے قلم ہوں اور وہ اپنے گنبد میں گرا دے
تو تم کو چاہیئے کہ تم بھی اسکے گنبد میں اپنے تئیں گرا دو بعد اُسکے جو معرکہ پیش آئے
لوح کو دیکھکر تمام کرنا بدیع الملک یہ دیکھکر اُس گنبد کیطرف چلے لوگ

سدراہ ہوئے بدیع الملک تو کوہ کو قتل کرتے ہوئے قریب لنگوں کے جا پہونچے
اور بسم اللہ کہکر کود پڑے وہاں چوپان چہاردست جادو پہلے کودا تھا یہ قریب
ایک قصر کے پہونچا اور اسنے آواز دی کہ اے دیو ہمہ رنگ اب وقت تیرا آگیا
نکل غار سے اور اس سرکش کو نگل لے بس یہ سنتے ہی دیو چنگھاڑا اور شمشیر و
پکڑے ہوئے غار سے باہر آیا اتنے میں بدیع الملک بھی آکر پہونچ گئے دیکھا
کہ دیو سامنے سے چلا آتا ہے بس انھون نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جس وقت
دیو تم پر حملہ کرے تو وار اسکا خالی دو اور فلان اسم پڑھ کر دوال کمر پر ہاتھ مارو کہ
دیو کے دو ٹکڑے ہوں بس فوراً پیکان تیر کو خون دیو میں آلودہ کر لو کہ دیو کے
مرتے ہی چوپان پھر جا سکے گا تم اسکو نہ پاؤ گے چاہیے کہ فوراً تیر خون آلودہ کا
نشانہ چوپان کو بنانا کہ قضا اسکی خون دیو اور تیر سے وابستہ ہے یہ دیکھتے ہی
بدیع الملک قریب دیو کے آئے دیو ہمہ رنگ نے آواز دی کہ اے مردم
سیاہ سر سفید و نادان تو نے بڑا غضب کیا کہ چوپان چہاردست کے ہاتھ
قلم کیے کب چھوڑتا ہوں تجکو یہ کہکر اسنے وار شمشیر کا کیا بدیع الملک
نے وار اسکا خالی دیا دیو ضرب کے لنگر میں سامنے جھکا بس انھون نے اسم
پڑھ کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا کمر دیو پر مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے بس ادھر تو
دیو ہمہ رنگ مارا گیا اور ادھر چوپان چہاردست بھاگا بدیع الملک
نے جلدی سے تیر ترکش سے کھینچکر خون دیو میں تر کیا اور چلہ کمان میں پیوستہ
کرکے چوپان پر مارا کہ پشت پر پڑا اور سینے کو اسکے توڑ کر نکل گیا چوپان گر کر
تڑپنے لگا شور گیر و دار برپا ہوا مرحلہ شکستہ ہوتے ہی سلطان حقی کو راستہ
معلوم ہوا یہ خیمہ و خرگاہ لشکر آگے چلے جہان لشکر چوپان چہاردست کا
بدیع الملک پر آپڑا تلوار چلنے لگی اتنے میں لشکر بدیع الملک کا بھی آگیا
بالکل حصار سحر ٹوٹا اور حسین برق بھی شریک جنگ ہوئیں لشکر چوپان کے
افسر کے مرنے سے بیدل تو ہو ہی چکا تھا پاؤن اکھڑ گئے اور یہ سب
سپاہ بھاگ گئے کٹتے ہوئے جو بچ گئے ہوئے تھے وہ مطیع اسلام ہوئے
تھوڑی ہی دیر میں میدان صاف ہو گیا اور مرحلہ پنجم بھی شکستہ ہوا سلطان حقی
نے بارگاہ داؤدی برپا کی صاحبقران قریب لاش چوپان چہاردست
کے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک مرتبہ تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور سر
چوپان کا خود بخود چٹکا اسمیں سے ایک طائر پیدا ہوا اور اسنے افسوس
صد افسوس کی آواز دی اور پرواز کرکے مرگ چوپان کی خبر دینے کو
جانب قرطاس فیل سر روانہ ہوا بدیع الملک نے لاش چوپان کی
ہر بلہ پر پھنکوادی اور سر اسکا ایک درخت میں بلکہ اسی کے قصر میں عبرت

اہل طلسم کے واسطے آویزاں کرا دیا کہ اتنا بڑا ساحر کس فوبست سے مارا گیا کہ
لاش تک اسکی کوئی نہ اٹھا سکا اور خداوند طلسم نے اسکی کوئی خبر نہ لی بعد
اسکے پھر بدیع الملک نے شب بھر قیام کیا جب صبح ہوئی تو انھوں نے
چند نامے تحریر کرکے اپنے لشکر کیطرف روانہ کیے ہر سردار کے نام ایک ایک
پروانہ تھا مضمون سب کا ایک تھا کہ ہم نے بفضل خدا یہ چھ حملے توڑے
اب ساتویں مرحلے پر جاتے ہیں آپ لوگوں کو چاہیے کہ بے تخفیف یا کسی مہمان
تشریف لائیے اور شریک جنگ ہو جیے ساتواں حفاظت شنیا ہے ہو گیا ہے
ایک بارگاہ ایسی ملی ہے کہ جسمیں ساحر سحر بھول جاتا ہے اور عیار کا فریب کھل جاتا ہے
نامہ بران ناموں کو لیکر لشکر کیجانب روانہ ہوئے اہل لشکر یعنی شاہزادہ
آصف انجم طلعت شہنشاہ گوہر کلاہ اسد غازی علیم الزمان امیر الزمان
نور الزمان فرامرز غازی مغرلی جمہور جہانسوز تیغ زن شاہزادہ طلوس بہادر
وغیرہ نہایت پریشان تھے کہ اسوقت تک کوئی خیر خبر نہ معلوم ہوئی کہ
صاحبقران عالیشان کس حالت میں ہیں کہ یہ تمام نامہ دار پہونچے اور ان
سب کو نامے دیے ہر ایک نامہ پڑھتے ہی چل کھڑا ہوا اس میں تھا کہ آخر میں
یہ مضمون بھی تحریر تھا کہ جسوقت تک آپ نہ آئینگے اسوقت تک مرحلہ
پر نہ جائینگے تیسرے روز گروہ در گروہ آنا شروع ہوئیں اور یکے بعد دیگرے
سب سردار خدمت صاحبقران عالیمقدار میں پہونچ گئے خواجہ خضر نے ان
سے سب کیفیتیں گذشتہ بیان کیں اور حال بارگاہ داؤدی کا سنایا اور تازہ
دوستوں سے ملوایا اب یہ سب کے سب آکر بارگاہ داؤدی میں جلوہ گر
ہوئے تمام صحرا خیمہ و خرگاہ سے بھر گیا بارگاہ داؤدی سرداروں سے روشن
ہوئی تمام رات جلسہ رہا صبح صاحبقران عالیمقدار نے پھر لوح کو ملاحظہ
فرمایا لکھا تھا کہ جہانتک ہو شب مغرب روانہ ہو جسوقت قریب کوہ صندلی
کے پہونچنا تو پھر لوح کو دیکھ لینا جو کچھ ہدایت ہو اسپر عمل کرنا خبردار غفلت
نہ کرنا یہ دیکھ کر صاحبقران نے اسلحہ تن پر آراستہ کیا اور [illegible]
ہو کر جانب مغرب روانہ ہوئے جاتے جاتے دوسرے ایک کوہ نظر آیا
بدیع الملک اسکو دیکھتے جسوقت ہزاروں سرداری قریب کوہ
صندلی کے پہونچے دیکھا کہ عجیب پہاڑ ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بنا ہوا
ہوا ہے کوہ نہایت مصفا ہے اور ایک عجیب سماں ہے کہ آبشار بہ رہے جاری ہیں
یہ معلوم ہوتا ہے کہ سر کوہ پر موتی کا سہرا بندھا ہے جانوران آبی کا ہجوم ہو رہا ہے
ہیں اور نغمان کر رہے ہیں کسی طرف غول مرغابی کا تیرتا پھرتا ہے کہیں
بط و قرقرے وغیرہ جمع ہیں غرضکہ بعد دیکھ طائران آبی غول کے غول

پہنچے یہ بھی چادر اسکے بھی ہیں جو بھی نو دیکھے تھے کنارہ آپ جا کے قریب ایک ضعیفہ
جسکے بال سفید چہرہ نورانی ماتھے پر گٹھا عبادت خدا کی نشانی ہمارہ کھجا ائے ہوئے
بیٹھی ہے اور عبادت الٰہی میں مصروف ہے صاحبقران قریب اس ضعیفہ کے تشریف
لائے اور سلام کیا اور پوچھا کہ آپ کب سے اس مقام پر تشریف رکھتی ہیں پیرزال
نے کہا کہ میری عمر اسی مقام پر تمام ہو گئی شباب سے کر اب تک یہیں جلہ پنشند
آئی بیٹھے بیٹھے عبادت خدا میں زندگی بسر کر دی ہے ایک نظر بدیع الملک کی
دوسری طرف جا پڑی دیکھا کہ قریب جادو کے چند پتھر پر ان میوے کی
رکھی ہیں کسی میں پستے کسی میں بادام کسی میں اور فواکہ رکھے ہیں یہ سامان دیکھ کر
بدیع الملک اور متحیر ہوئے کہ اس جنگل میں یہ سامان کہاں سے میسر ہوا بستی
یہاں سے بہت دور ہے جس مقام پر انسان کا گذر محال ہو وہاں ایسی چیزیں کیونکر
فراہم ہو گئیں پوچھا ضعیفہ سے کہ آپ کے کچھ ملازم بھی ہیں جو کھانے وغیرہ کا
اس جنگل میں بندوبست کر دیتے ہیں پیرزال نے کہا کہ آپ کو یہ سامان دیکھ کر
تعجب ہوتا ہے کیا آپ رازق العباد کی قدرت کے قائل نہیں ہیں کہ وہ کیڑے کو
پتھر کے اندر رزق پہونچاتا ہے بقول شاعر ۵ آسیا کہتی ہے ہر صبح باواز بلند +
رزق سے بھرتا ہے رزاق دہن پتھر کے + دیگر ۵ بے تاس ہر گوشہ تار عنکبوت +
رزق را روزی رساں پر میدہد + مجھے آپ کی دانائی سے تعجب ہے کہ آپ
ایسی بات فرماتے ہیں خداوند عالم ہر ذی روح کے رزق کا ضامن ہو چکا ہے
جنگل میں ہو چاہے شہر میں بستی بسائے یا ویرانہ اختیار کرے جتنا مقدر کا لکھا
ہے وہ ہر جگہ پہونچے گا یہ سنکر بدیع الملک دل میں منفعل ہوئے اور عرض
کی کہ آپ بجا ارشاد کرتی ہیں وہ ایسا ہی قادر و توانا ہے کہ ہر چیز ہر مقام پر
پیدا کر سکتا ہے اگر چاہے تو آگ سے پانی اور پانی سے آگ پیدا کر دے اب
مجھے اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے کہا ہاں میں تم سے اب تک نہ
چھپاؤں گی فرزند میں ہوں صفیہ مادر آصف بن برخیا اسی مقام پر بیٹھی عبادت
خدا کیا کرتی ہوں یہ کہکر ایک تشتری میوے کی سامنے بدیع الملک کے
بڑھا دی اور کہا کہ یہ دعوت قبول ہو آپ مہمان ہیں اے صاحبقران انکار کیجیے گا
ورنہ مجھے ملال ہو گا یہ سنکر بدیع الملک نے ہاتھ بڑھایا اور تشتری لینے کا
قصد کیا تھا کہ پہلو سے آواز آئی ارے ناداں کیا کرتا ہے ارے ایسی غفلت کہ
ہر جگہ دھوکا کھاتا ہے یہ لکانہ خبیثہ جادونی ہے قرطاس چل عمر کی اسکے قریب
ہیں ہرگز نہ آنا ورنہ بہت پریشان ہو گا اور رنگ اٹھائے گا اب بھی سنبھل اور لوح
سنبھال کو مس کیا کی تو پیائی سے لوح کو سیاہ و بیکار کر دیا یہ سنتے ہی بدیع الملک
سنبھل گئے جلدی ہاتھ کھینچا اور لوح پر نظر ڈال دیکھا تو لوح پر ایک ابر سیاہ چھایا ہوا ہے

جسکی وجہ سے ہر وقت محسوس نہیں ہوتے بس انھون نے جلدی سے لوح کو مس کیا
اب جو دیکھا تو حروف روشن و مشہور ہوئے لکھا تھا کہ جسوقت تم قریب صحیفہ
کے پہنچنا تو اُسکے ظاہر پر نہ جانا کہ باطن اسکا ویسا ہی خراب ہے جیسا ظاہر اچھا ہے
فلان اسم پڑھ کر تلوار مارنا کہ اسکا خاتمہ ہو ہر چند وہ فریاد کرے مگر تم سماعت نہ
کرنا یہ دربند اسی کی ذات پر قائم ہے ساحرہ بلا سے بیدرمان ہے بس جلدی سے
انھون نے وہ اسم پڑھنا شروع کیا خبیثہ جادو نے جو دیکھا کہ یہ کچھ پڑھ رہا ہے معلوم
ہوتا ہے کہ بھید کھل گیا بس اسنے جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھ کر ایک لٹ بالون کی
توڑ کر کھینچ ماری کہ زمین پر گرتے ہی اُسنے صورت اژدہے کی پیدا کی اور دم کشی
کرنے لگا ہنوز انکی حلیہ صورت بدل گئی انھون نے پھر لوح پر نظر ڈالی اب یہ حکم ملا کہ
فلان اسم پڑھ کر عکس لوح کا ڈالو بس انھون نے جلدی سے اسم کو پڑھ کر عکس ڈالا
عکس پڑتے ہی اژدہا تن شعلہ بنکر خبیثہ جادو پر گرا کہ اسکو جلا کر خاک کر دیا اسی
شعلہ مین سے ایک طائر پیدا ہوا اور اُسنے آواز دی کہ کشتی مرا نام من خبیثہ جادو
بود حیف مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم یہ آواز دے کر وہ طائر ایک
سمت روانہ ہوا یہان دیر تک آندھی چلی خاک اڑا کی آتشباری و برف باری ہوا
کی تاریکی چھائی رہی جسوقت علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی تو نہ وہ
کوہ تھا نہ طائر نہ آبشار ہین ایک سنسان بیابان تھا سب سامان خبیثہ جادو
کے مرتے ہی مٹ گئے اب صاحبقران عالیشان نے دیکھا کہ لاش ایک نہایت
تیرہ روکی پڑی ہے جسکا سن ہزار برس سے کم نہ ہوگا کہ یکایک ہاتھیون کے
چنگھاڑنے کی آواز پیدا ہوئی دیکھا بدیع الملک نے کہ صحرا سے ہزار ہا فیل
مست جھومتے ہوئے چلے آتے ہین تمام صحرا تیرہ و تار ہو گیا گویا کالی گھٹا تھی
کہ تمام بن مین چھائی ہوئی تھی بدیع الملک نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ
جسوقت فوج فیلان تم پر حملہ آور ہو تو تم کو چاہیے کہ فلان اسم پڑھتے رہو اور
جو فیل تمہارے قریب آئے اُسپر تلوار مارو وہ ایک کا دو ہو کر چلا جائے گا
اور دوسرا مقابلہ کو آئے گا اُسکی بھی وہی حالت ہوگی اسیطرح جب دسوان
فیل سامنے آئے تو اُسکے ماتھے پر ٹیکا سیندور کا دیا ہوگا تمھین چاہیے کہ
اُسپر تلوار نہ مارنا بلکہ اسی اسم کو تین بار پڑھ کر اور سنان نیزہ پر دم کرکے نشان
سینہ پر وار کرنا اور تماشا قدرت پروردگار عالم کا دیکھنا کہ کیا ظہور مین آتا
ہے اور اگر تم نے اُس فیل کو نہ نگاہ رکھا اور اُسپر تلوار ماردی تو وہ تم کو چیر کر
پھینک دے گا اور تلوار اثر نہ کرے گی یہ دیکھ کر بدیع الملک نے اسم کو
ورد زبان کیا اور ہاتھیون کی طرف بڑھے ہاتھیون مین سے ایک ہاتھی آگے
بڑھا اور بدیع الملک پر حملہ آور ہوا انھون نے تلوار ماری کہ اسکے دو ٹکڑے ہو

ہوئے دونوں ٹکڑے زمین پر تڑپے اور ہر ٹکڑا ایک فیل بنکر جانب صحرا روانہ ہوا اور
غول میں شامل ہو گیا کہ جب دورہ ختم ہوئے گا تو پھر بدیع الملک پر حملہ کرینگے
یہانتک کہ نو ہاتھی اسی صورت سے ایک ایک کے دو دو ہو کر غول میں مل گئے
اور دسواں ہاتھی جھوم کر سامنے آیا بس بدیع الملک نے مستک پر نیزہ مارا
کہ انی نیزہ کی نشان سینہ سے ہو کر زمین پر آئی ہاتھی چیخ مار کر پیچھے ہٹا ہٹتے ہی
نیزہ مستک سے نکل گیا اور زخم سے بجائے خون ایک شعلہ نکلا اور فیلان ہمراہی
پر گرا سب کے سب مثل فیل آتشباری کے جلنے لگے شور قیامت برپا ہوا تمام
ہاتھی جلکر خاک ہو گئے اور آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من قرطاس فیل سر جادو
بودم حیف مردیم و جاں دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم جسوقت علامات سحر
برطرف ہوئے اور روشنی پیدا ہوئی تو قلعہ نمودار ہوا بدیع الملک نے آگے
جانے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا دروازہ قلعہ کا کھلا اور کچھ لوگ وہاں سے ہاتھ
باندھے ہوئے حاضر خدمت ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم لوگ اپنے
ملک سے یہاں طلسم میں جو چیزیں ہمارے پاس ہیں اگر حکم ہو تو ہم حاضر کریں فرمایا
ابھی رہنے دو بعد فتح طلسم دیکھا جائے گا اتنے میں لشکر انکا نمودار ہوا شاہزادہ
بدیع الزمان نور الزمان امیر الزمان اصغر [illegible] سلطنت شہنشاہ
گوہر نگار وغیرہ سب حاضر ہوئے بارگاہ داوری برپا ہوئی صاحبقران کو
فتح و بیمار کی مبارکباد دی صاحبقران نے متعجب ہو کر پوچھا کہ آپ صاحبوں کو
افتتاح و بیمار کی خبر کس طرح ہو گئی بیان کیا کہ ایک آواز پیدا ہوئی جسنے ہمیں
فتح و بیمار کی خبر دی مگر صاحب آواز کی صورت نہیں دیکھی صاحبقران نے فرمایا
کہ مجھے بھی اس آواز دینے والے نے مقام پر ہوشیار و باخبر کیا نہیں معلوم یہ کونسا
دوست ہے جو اسوقت میں ہر وقت نگران حال رہتا ہے اور نیک راہ بتلا کے
مطلع کرتا ہے خدا اسکو جزائے خیر عنایت کرے پھر باکر داخل بارگاہ داوری ہوئے
سرداران آ کے بیٹھے صاحبقران نے تھوڑی دیر دربار کیا بعد اسکے
خوابگاہ میں تشریف لے گئے آرام فرمایا نماز صبح کے وقت خادم نے جگا دیا
صاحبقران نے فریضہ سحری کو ادا کیا اور سرداروں کو ساتھ لے کر داخل قلعہ
قرطاس ہوئے یہاں وہی لوگ باقی رہ گئے تھے جنہوں نے اطاعت اسلام
منظور کی باقی ساحر بھاگ کر طلسم سے نکل گئے تھے انکا ذکر طلسم اسرار
باطنی کے مقدمہ میں آئے گا الحاصل بدیع الملک نے تحائف طلسمی کا معائنہ
کر کے قلعہ کے باہر آئے سردار و لشکر رخصت کیا اور خود لوح کو ملاحظہ کر کے
حسب ہدایت لوح ایک جانب روانہ ہوئے چار [illegible] کے قریب
ایک باغ بہشت آئین کے پہونچے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ یہ مسکن ہے

نزانہ جادو کا جو کہ دختر ہے عشقال سے گرد باد جادو مالک در بند ہشتم کی تحصین لازم ہے کہ
بخوف اندر باغ کے چلے جاؤ جس وقت وسط باغ میں پہونچو گے تو ایک بنگلہ تم کو
دکھائی دے گا تم اُس بنگلے کے قریب جا کر ٹھہرنا چند نازنینیں اُس بنگلے سے نکلکر
تمھارے لینے کو آئینگی تم بیخوف اُنکے ہمراہ بنگلے میں چلے جانا وہاں ایک نازنین
ماہ جبین جوان سب کی افسر ہے تخت جواہر نگار پر بیٹھی ہوگی وہ تمھیں پاس اپنے
بٹھائے گی اور عشق اپنا جتائے گی تم اُسکے پاس بیٹھ کر باتیں کرنا اور محبت ظاہر
کرنا وہ جلسۂ خوشی منعقد کرے گی اور جام شراب بھر کر پیش کرے گی تم جام اُسکے
ہاتھ سے لے لینا مگر خبردار ہونٹوں سے قریب بھی نہ لانا ورنہ شراب کا زہر کریگی
جام ہاتھ میں لیتے ہی اُسی نازنین پر کھینچ مارنا کہ انجام اسکا تمھاری فتح اور اُسکی
شکست ہوگی پیمانۂ عمر اسکا چھلک جائے گا بعد اُسکے وہ نازنین ہمہ تن شعلہ
بنکر اول تو اپنی طرح تمکو جلائے گی پھر تم پر قصد کرے گی جس تخت پر وہ بیٹھی ہے
اُسی کے نیچے وہ نقب کا ہوری راستہ در بند کا ہے تم تخت کو الٹا کر دہنے میں کود
پڑنا پھر وہ تم تک نہ آسکے گی اور جلکر خاک ہو جائے گی یہ دیکھ کر بدیع الملک
داخل باغ ہوئے اور سیر کرتے ہوئے چلے دیکھا کہ عجب باغ پر بہار ہے کہ درخت
سرسبز و شاداب لگے ہوئے ہیں نہریں جاری ہیں فوارے چھوٹ رہے ہیں
طائر درختوں پر چہک رہے ہیں ہوا سرد چل رہی ہے گلوں کے انبار ہیں نسیم
بہار چھوڑ لی میں نکہت گل کو لیے ہوئے گوشہ گوشہ سے باغ کو بساتی پھرتی ہے تمام
باغ رشک گلشن شداد ہو رہا ہے بدیع الملک اُس باغ کی سیر کرتے ہوئے
چلے جاتے ہیں کہ سامنے سے ایک بنگلہ مینا کار نظر آیا ساتھ ہی غول نازنینوں کا
اُسی بنگلہ سے باہر آیا اور ایک دوسرے سے کہتی ہوئی چلی کہ دیکھو تو وہ صاحب
کہاں ہیں جلد اُنکو ملکہ کا پیام دو کہ تپ فراق کا یہی علاج ہے صاحب یہ بھی نیا
عشق ہے کہ خواب دیکھا اور عاشق ہوگئے تیر اسکا دل سے نجھوٹی اور منتظر بیٹھی ہیں
کہاں بدیع الملک کہاں طلسم شطاق بھلا یہاں وہ کیوں آنے لگے تھے ایک
آدھ کی نظر جو انپر پڑی کہا دیکھو کوئی نظر آتا ہے وہ سامنے سے ایک مرد چلا آتا
ہے اُسنے کہا کوئی ہوگا یہ کیونکر معلوم کر لیا کہ یہ بدیع الملک ہی ہیں اُسنے جواب دیا
کہ چلکر نام پوچھو اور یہ جھگڑا کرتی ہوئی قریب بدیع الملک کے آئیں اور کہنے لگیں
کہ کیوں صاحب آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے چونکہ بدیع الملک لوح کے
ذریعہ سے انکا مکر و فریب جان چکے تھے انھوں نے مسکرا کر فرمایا کہ ہاں نام تو
میرا بھی بدیع الملک ہی ہے مگر ایک نام کے بہت سے ہوتے ہیں یہ کیونکر
معلوم ہو کہ جس بدیع الملک کی تم کو تلاش ہے میں وہی ہوں یہ سنکر اُن
لوگوں نے بیان کیا کہ اگر آپ شاہزادہ نور الدہر کے فرزند اور بدیع الزمان

گر وشکار شکن کے دلبند ہین تو آپ ہی کی تلاش ہے فرمایا کہ ہان میرے باپ اور دادا کا نام تو یہی ہے بس وہ نازنین ہاتھون ہاتھ انکو لیے ہوئے بنگلہ مین داخل ہوئین دیکھا کہ ایک پری جمال لیلی خصال باحال پریشان چشم انتظار وا کیے ہوئے مسند عزت پر تکیہ لگائے بیٹھی ہے اور اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہے کبھی کہتی ہے جو سمجھی جاتی تھین دیدار یار کے قابل + وہ آنکھین ہوگئین اب انتظار کے قابل + جمال تو نے دکھا کر بگاڑ دی عادت + یہ آنکھین اب نہ رہین انتظار کے قابل + کبھی یہ شعر ورد زبان کرتی ہے رات بھر نہ آئی نیند مجھے اضطراب مین + اتنا وہ کہہ گئے تھے کہ آؤن گا خواب مین + آنکھون سے آنسو جاری ہین دل مین درد چہرہ زرد رنگ رفتہ آنکھین حسرت دیدار مین گردش کر رہی ہین مگر ناتوانی کے سبب سے گردش نگاہ بھی بار ہوتی ہے بقول شاعر کے ناتوان یہ تھا کہ آنکھین پھر گئین بیمار کی + قصہ اشارہ کا کیا تھا وہ بھی کس مشکل کے ساتھ + یہ حالت اسکی دیکھ کر اگرچہ بدیع الملک اسکے فریب سے آگاہ تھے مگر متاثر ہوگئے ملکہ کی نظر جو جمال عدیم المثال صاحبقران پر پڑی بے اختیار اٹھ کھڑی ہوئی اور یہ شعر پڑھا کہ رواق منظر چشم من آشیانہ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست + یہ کہکر آگے بڑھی اور ہاتھ پکڑکر بدیع الملک کو مسند پر بٹھایا اور کلمات شکایت زبان پر جاری کیے بدیع الملک سر جھکائے ہوئے سنا کیے جب یہ سب بیان کر چکی تو بدیع الملک نے کہا کہ جس وقت سے مین نے تمھاری صورت دیکھی ہے میری حالت تم سے زیادہ خطرناک ہوگئی ہے یہ فرما کر یہ شعر پڑھا کہ آنکھین نہ جھپکنے دیگی تری دلربا مجھے + ان انکھیون سے جھانک رہی ہے قضا مجھے + در پردہ یہ بھی ظاہر کر دیا کہ دوستی کے پردہ مین دشمنی کیا چاہتی ہے مگر ہوشیار ہون بے خبر نہین ہون لیکن اس رمز کو وہ کیا سمجھتی تھی ترا شہ جادو نے نہ جانا کہ یہ فریب مین آگئے اور دھوکا کھا گئے وہان اسنے صحبت عیش و نشاط آراستہ کی نگاہون حاضر ہوئین کشتیان مے کی لاکر سامنے رکھی گئین ملکہ نے اپنے ہاتھ سے ایک جام بھر کر پیش کیا شاہزادہ بدیع الملک نے جام اسکے ہاتھ سے لیتے ہی اسی پر پھینک مارا شراب شعلہ آتش بنکر گری اور شرابہ جادو کو جلا دیا ہر چند اسنے سحر کیے کہ آگ افسردہ ہو جائے مگر ممکن نہ ہوا آخر یہ خود ہمہ تن شعلہ ہوکر اپنی سیاہ پر گری ادھر بدیع الملک نے تختہ اسکا الٹ دیا دہشت تصوب نمودار ہوا بدیع الملک تو قفس مین کود پڑے اور یہان وہ آتش قضا ایسی بھڑکی کہ سب کو جلا کر خاک کیا باغ کو خزان کر دیا طائران باغ جلکر کباب ہوگئے اور درخت ہمہ تن مانند نخل چنار کے جلکر خاک ہوئے ساری عمارت باغ کی سٹ گئی تھوڑی دیر مین وہ مقام بہشت آئین خرابہ معلوم ہونے لگا جس وقت سب کا خاتمہ ہو چکا تو بیرون سے

شور کیا کہ مارا جوان کشتی مرا نام من تراشہ جادو بود حیف مردیم و جاندار یم و مطلب خود
نرسیدیم ادھر بدیع الملک جو لقب بیں کو دیکھا تو دیکھا کہ ایک ریگستان ہے
دور تک سوا ریگ کے کچھ نظر نہیں آتا ہے درخت و گیاہ چرند و پرند و وحش و طیر کسی
ذی روح کا نشان قدم تک زمین پر نہیں معلوم ہوتا بدیع الملک آگے بڑھے
تھے کہ ایک مرتبہ ہوا سے تند چلی اور ہر چہار جانب سے بگولے اُٹھے تمام صحرا
میں سوا گرد و غبار کے کچھ نہ معلوم ہوتا تھا انھوں نے لوح دیکھنے کا قصد کیا تھا
کہ ایک مرتبہ چاروں طرف سے غبار آکر مل گیا اور آنکھوں میں اسقدر خاک بھر گئی
کہ کچھ نظر نہ آتا تھا ہر چند غور کیا لوح کے حروف تک نظر نہ آسکے اب تو
بدیع الملک نہایت پریشان ہوئے اور اُس غبار میں سے آواز پیدا تھی کہ
پکڑو اسکو یہ شاہزادی تراشہ جادو کا قاتل ہے بدیع الملک یہ آوازیں سُن رہے
تھے اور لوح اور مہرہ کو مضبوط پکڑے ہوئے تھے کہ ایسا نہ ہو ہاتھوں میں سے کوئی چیز
نکل جائے تو پھر مشکل پڑے لوگ ہاتھ بڑھا بڑھا کر لوح لینے کا قصد کرتے
تھے مگر قابو نہ پاتے تھے اسی حالت میں بدیع الملک کو خیال آیا کہ اسوقت
اگر عینک لگالوں گے تو آنکھیں گرد و غبار سے محفوظ رہینگی یہ تصور کرکے عینک
نکال کر آنکھوں پر لگالی برکت سے اُس عینک کی حروف لوح کے محسوس ہونے
لگے لکھا تھا کہ وہی طرف خیال کرو ایک ساحر کھڑا سحر کر رہا ہے وہی عنقا سے گرد باد جادو
ہے اُس سے کہنا کہ اگر تجھے لوح کی خواہش ہے تو لے وہ آگے بڑھے گا جسوقت
سامنے آجائے لوح کھینچ مار کہ باعث موت اُسکا یہی ہے بس یہ دیکھتے ہی
جو بدیع الملک نے پلٹ کر دیکھا تو عنقا سے گرد باد جادو کو پایا کہا تو کیوں
اسقدر خاک اُڑا رہا ہے اگر لوح کی خواہش ہے تو لے یہ کہکر لوح گلے سے اتاری
عنقا سے گرد باد جادو سمجھا کہ یہ میرے سحر سے پریشان ہوکر لوح دیئے دیتا ہے
بس یہ سامنے آیا اور ہاتھ بڑھایا بدیع الملک نے لوح اسکے سینے پر کھینچ
ماری لوح سینہ کو توڑ کر پار گذر گئی اور عنقا سے گرد باد ہمہ تن شعلہ بنکر افسردہ
ہوگیا شور گیر و دار کے بعد آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی نام من عنقا سے گرد باد جادو
بود حیف مردیم و جاندار یم و مطلب خود نرسیدیم جسوقت غلاماں سحر برطرف
ہوئے اور روشنی ہوئی تو دیکھا اصحاب جعفر ان سے کہ جو لوگ لوح پر ہاتھ ڈال رہے
تھے وہ دیکھا گئے ہیں انھوں نے تلوار کھینچی اور لڑنا شروع کیا جسے عکس لوح کا
ڈرا لا وہ سحر بھولا انھوں نے تلوار ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اسیا اُنکا لشکر
بھی آگیا خوب جنگ ہونے لگی ہر طرف گولہ تیغ نارنج چل رہا تھا ساحروں
کے مرنے سے آتشباری و برف باری ہو رہی تھی زمین [illegible] تھا آخر کار
فوج ساحر سردار کہا تک لڑتی جمشید سے ساحر عنقا [illegible] کے قتل ہو گئے

باقی ماندہ جو بھاگ سکے وہ بھاگ گئے جو رہ گئے انھون نے اطاعت اسلام قبول کی
بدیع الملک نے ایران زمی لوگ مال طلسمی لیکر حاضر ہوئے بدیع الملک نے
سب مال حفاظت سے رکھوا دیا اور فرمایا کہ انشاء اللہ بعد قتل اکوان تاجدار و کیوان تاجدار
دیکھا جائیگا اب اس مقام پر بارگاہ داؤدی برپا ہوئی اور صاحبقران عالیشان اگر
بارگاہ داؤدی مین مقیم ہوئے سب سردار حاضر خدمت ہوئے اور مبارکباد دیکر
عرض کی کہ حضور بہت زحمت اٹھا چکے ہین سات مرحلے آپ نے کس شد و مد سے
فتح کیے لہذا اب دو چار روز آرام کرنا مناسب ہے اسد غازی نے بھی اصرار کیا
صاحبقران نے بخاطر اسد غازی منظور کیا اب یہان تو صحبت عیش برپا ہوتی
ہے اور کچھ حال بادشاہ طلسم یعنے اکوان تاجدار کا بیان ہوتا ہے راوی کہتا ہے کہ
جسوقت شکست مرحلہ آخر کی خبر کیوان تاجدار کو پہونچی تو یہ بہت رویا اور
غدار جادو کو بلاکر کہا کہ اے محافظ حصار طلسمی یہ وقت نہایت ہوشیاری کا ہے
ہر چند کہ تیرا سحر وہ سحر ہے جو لوح سے باطل نہ ہوگا اس لیے کہ تو سرحد طلسمی کے
باہر حصار باندھکر بیٹھا ہے اور بیرون طلسم کا رہنے والا ہے لوح انھین لوگون کے
سحر کو مٹا سکتی ہے جو خاص طلسم کے باشندے ہین آج کے دن کے واسطے تجھکو
چاہ بابل سے بلاکر یہ کام تیرے سپرد کیا گیا تھا مگر یہ زمانہ خوفناک ہے اور تمام مرحلے
ٹوٹ چکے ہین ارکان طلسم اُسکے شریک ہین مبادا میری دختر بداختر یا صنوبان جادو
کی بیٹی آکر اس حصار کو توڑنے کا قصد کرے تجھکو ہوشیار رہنا چاہیے غدار جادو
نے عرض کی کہ حضور اطمینان رکھین کیا تاب ہے کسی کی کہ میرے حصار سحر کے اندر
آسکے جو ساحرہ راستہ پیدا کرنا چاہتی ہے وہ اس مقام پر موجود نہین ہے اور جسکا مجھے
خوف ہے اُسکے لیے بھی مین نے انتظام کر لیا ہے حضور اطمینان رکھین مین اب
اپنے مرحلہ پر جاتا ہون یہ کہکر غدار جادو حصار طلسمی کیطرف روانہ ہوا یہان
کیوان تاجدار جانب مرحلہ ہشتم خدمت مین اپنے بھائی اکوان تاجدار کی
روانہ ہوا حال اکوان تاجدار کا عرض کیا جاتا ہے کہ جسروز سے اسنے طلسم کی بنا
ڈالی تھی اُس دن سے آجتک سوا اسکی زوجہ کے دوسرے نے صورت
اکوان تاجدار کی نہین دیکھی ہے اسنے بزور سحر ایک گنبد بنا رکھا ہے اُس گنبد
مین ایک تصویر سحر بنا کر قائم کی ہے صورت پر اس بت کی نقاب پڑی رہتی
ہے اس گنبد مین سوا کیوان تاجدار کے دوسرے کی مجال نہین ہے کہ قدم
رکھ سکے جب کبھی کیوان کو کچھ عرض کرنا ہوتا ہے اور انتظام طلسمی کی نسبت
کوئی بات دریافت کرنا ہوتی ہے تو کیوان تاجدار آکر اسی تصویر سے
بیان کرتا ہے اور تصویر اسکو جواب دیتی ہے اور خود اکوان تاجدار نے
اپنے رہنے کے واسطے ایک قلعہ تیار کیا ہے کہ وہ قلعہ نظرون سے پنہان ہے

اُسکا حال اسوقت تک کیوان تاجدار کو بھی نہین معلوم ہی اکوان اُس قلعہ مین
رہتا ہی اور دو برس کا زمانہ ہوا کہ اکوان نے ایک شاہزادی سے نکاح کیا ہی
نام اسکا ملکہ حیات خوش جمال ہی اُسکے عشق مین یہ ایسا بدہوش ہوا ہی
کہ اسکو دین و دنیا فراموش ہین شب و روز یہ شغل ہی کہ صحبت رقص و سرود
آراستہ ہی نازنینین جمع ہین جام شراب ناب کو گردش ہی طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہی
ملکہ حیات خوش جمال سی نازنین بہادر بین ہی اسی زمانہ مین ایک لڑکا
حیات خوش جمال کے بطن سے پیدا ہوا ہی کہ نام اُسکا خونخوار تاجدار
اور مریخ تاجدار رکھا گیا ہی اب سن اُسکا گیارہ مہینے کا ہی جب سے یہ طفل
پیدا ہوا ہی اسوقت سے اکوان تاجدار کو اور بھی دین و دنیا فراموش ہوگئے
ہین اور انتظام طلسم کیطرف سے اسقدر غافل ہو رہا ہی کہ جب کوئی عرضی کیوان
کے پاس گذرتی ہی تو یہ دیکھ لیتا ہی ورنہ اسے خبر بھی نہین ہی کہ طلسم کی کیا حالت ہی
چنانچہ اسوقت تک اسکو یہ خبر نہین کہ آٹھون مرحلے ٹوٹ گئے صرف
کیوان کا مرحلہ باقی ہی اسے اپنے طلسم کی مضبوطی پر ایسا بھروسا ہی کہ اسنے
سمجھ لیا ہی کسی نہ کسی مقام پر طلسم کشا مارلیا گیا ہوگا خصوصاً بیابان ہولناک مین
لیکن جسوقت کیوان تاجدار قریب گنبد مینائی کے پہونچا اور عرضی کیہ یا
خداوند مین حاضر ہون آواز آئی کہ آؤ اور تڑاقا ہوا دریچے گنبد کے کھل گئے
کیوان تاجدار اندر گنبد کے داخل ہوا اور اُس بت کو سجدہ کیا جو یہان رکھا
رہتا ہی اور ہاتھ باندھکر عرض کی کہ عرضے دارم اس بت سے آواز پیدا ہوئی
کہ اے کیوان تاجدار مین دراصل اکوان نہین ہون تمھارے بھائی اور خداوند
نے مجھے اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا کہ جو کچھ تم آکر دریافت کرو اُسکا جواب دون
لیکن آج یہ حکم ہوا ہی کہ تم پر راز خداوندی ظاہر کردیا جائے اور تم کو معلوم ہوجائے
کہ مین اکوان تاجدار نہین ہون اور آج تمھین خداوند نے خاص اپنے پاس
طلب کیا ہی کیوان تاجدار حیران تھا کہ مین کسطرح جاؤنگا کہ یکایک دوسرا
تڑاقا ہوا اور ایک اور دریچہ پیدا ہوئی اور ایک طاؤس زرین بال آکر اُس دریچے
مین بیٹھا اور بزبان انسانی گویا ہوا کہ اے برادر خداوند آئیے اور میری پشت پر
سوار ہوجیے کہ مین آپکو خدمت خداوند مین پہونچادون یہ سُنکر کیوان تاجدار
قریب اُس طاؤس کے آیا اور پشت پر اسکی بیٹھ کر روانہ ہوا طاؤس کیوان
کو پشت پر لیے ہوئے مقامات و عجائبات طلسمی کی سیر کراتا ہوا روانہ ہوا
اور رفتہ رفتہ اُس مکان مین جا پہونچا کہ جہان کیوان کا بھائی اکوان تاجدار
مصروف عیش و راحت تھا طاؤس نے دروازہ مکان پر اُسکو اتار دیا دیکھا
اسنے کہ بہت سے حاجب و دربان جمع ہین اور اُسکے پہونچتے ہی چند

ساحر ایک چھوٹا سا تخت لیے ہوئے بیرون مکان آئے اور کیوان تاجدار کو
سوار کر کے محل میں داخل ہوئے دیکھا کیوان تاجدار نے کہ مکان ہے یا قدرت
ہے خدا کی صحن میں چمن لگا ہوا ہے نہریں جاری ہیں فوارے چھوٹ رہے ہیں روش
پٹری سب درست جانوران مختلف اللون شاخہائے درخت پر بیٹھے ہوئے
نغمہ سرائی کر رہے ہیں آواز سے ان جانوروں کی مثل آواز موسیقار کے راگ
رنگ پیدا ہوتا ہے کہ سننے والا جھومنے لگتا ہے اور مست ہو جاتا ہے گل عجب
عجب طرح کے شگفتہ ہیں کہ جز سوا اس مقام کے گلشن عالم میں کسی جگہ نہیں ہیں
فلک چشم کواکب سے مصروف گل بینی ہے کیوان تصویر حیرت بنا ہوا اور یہ تماشے
دیکھتا ہوا اندر بارہ دری کے پہونچا دیکھا کہ نازنینوں کا ہجوم ہے گانے میں بیٹھی ہوئی
گا رہی ہیں اور ایک پری جمال مسند جواہر نگار پر پاس اکوان تاجدار کے ایک
طفل شیر خوار کو گود میں لیے ہوئے بیٹھی ہے آج کیوان تاجدار نے اپنے بھائی
اور بھاوج اور بھتیجے کو دیکھا قبل اسکے کبھی نہ دیکھا تھا سلام کیا اور یہ شعر
پڑھا ۔ قافلہ باد بہاری کا روان ہو جائے گا + آخرش یہ باغ پامال خزاں
ہو جائے گا + یہ کہکر رونے لگا اکوان نے کہا کچھ بیان تو کرو کہ کیا کیفیت ہے
اور یہ شعر تم آئیں تم نے اس بزم عیش و نشاط و محفل انبساط میں کیا سمجھ کر پڑھا
کیوان نے عرض کی کہ آپ کی عیش پسندی نے ہم کو مبتلائے غم کیا افسوس کہ
تمام طلسم برباد ہو گیا ساتوں مرحلے شکستہ ہو گئے بلکہ قطب از جا نمی جنبد
آپ کو اب تک کوئی فکر نہ ہوئی وہ وہ ساحر مارے گئے ہیں کہ جنمیں کا ایک ایک
تمام مشکل طلسم کشائی بربادی کے واسطے کافی تھا ۔ پاؤں تھراتے تھے جنکے
سامنے جاتے ہوئے + کاسہ سر انکے ٹھوکر میں کھاتے ہوئے + محبوبان جادو
سا ساحر سفال جادو سا فسون ساز شیر نگب جادو سا نیرنج ساز شرارہ
شعلہ افگن جوپان چہار دست قرطاس فیل سر عنقا سے یادیہ گرد تمام
بالیکان درہ بند ہلاک ہوئے اور افوان بن خلخال حربان نقش بند جو کہ
بزرگ کہلاتے تھے مارے گئے افسوس صد افسوس کہ اب وہ جانباز بھی
نہ رہے جو سر فروشی کرینگے اور دشمن کو روکیں گے اب نوبت اس جان نثار
کی ہے اگر غدار جادو بھی مارا گیا اور حصار طلسمی ٹوٹا تو پھر ہماری باری ہے ہر چند
کہ دیوار حصار نہایت مستحکم و بلند ہے اور آنا کسی کا مجھ تک بظاہر ناممکن ہے
لیکن فتاح طلسم کے پاس کوئی سامان تو ہوگا جو اسنے اسطرف آنے کا
قصد کیا ہے کسکو یقین تھا کہ لوح اسے ملے گی اور لوح ملنے کے بعد کوہ مہرہ
کا جھگڑا باقی تھا جب یہ دونوں چیزیں مل گئیں تو اور سامان بھی اسنے فراہم
کیے ہونگے کیونکہ آپ کی دختر بلکہ روشن گہر اور میری لڑکی حصار سحر بند

اور وحشت خیز شہر جس قدر ہیں برق سب طلسم کشا کی شہرپناہ تک ہیں یہ پوچھو کہ یہان
تمام رازون سے آگاہ ہیں اگر انھون نے تمام سو باقی جادو کا بتادیا اور اسے
بلوا لیا کہ وہ بھی طلسم کشا کی شہرپناہ پر تو ٹوٹنا حصار طلسمی کا بالکل آسان ہے
ہر چند کہ تو بھی ہمارا رہا جادو کے ہاتھ سے زندہ نہیں بچ سکتے مگر ہمیں اس سے
کیا بقول شخصے کہ ہمیں کیا جو پر تربت پہ میلے رہے + یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے
رہے + طلسم کشا کے واسطے راہ کھل جائے گی بہرکیف سامان تباہی کے نظر
آتے ہیں اسی باعث سے میں آج حاضر ہوا کہ اس دار فانی میں زندگانی بے اعتبار
کا کیا بھروسا ہے کیسے کیسے دوست آنکھون کے سامنے سے اٹھ گئے اور فتاح
طلسم برابر آگے بڑھتا چلا آتا ہے کیا معلوم کہ انجام کیا ہو لہذا جی چاہا کہ آپ کو دیکھ
لون یہ کہکر رونے لگا اور اکوان تاجدار کیطرف بڑھا اکوان نے بھائی کا سر
سینے سے لگالیا اور اسنے بھی اپنے دوستون اور جان نثارون کو یاد کرکے
اشک بہائے بعد اسکے اپنے لڑکے کو گود میں لے کر پیار کیا اور کہا کہ
افسوس یہ گل بھی باغبون کے ہاتھ سے پامال خزان ہو جائے گا بعد اسکے
ملکہ کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے زینت آغوش محبت وزیب کنار الفت
آجتک تمھارے باغ جمال کی خوب گل چینی کی اور نخل تمنا کا پھل پایا لیکن
افسوس کہ گردش گردون دون مخالف ہو گئی اور زمانہ کج رفتار کی چال پامال
کرنے پر آمادہ ہوئی فلک کینہ پرور نے سامان بربادی مہیا کر دیے ہے
دو دل کو اک جا بیٹھا تا نہیں + کسی کا اسے عیش بھاتا نہیں + میں خوب جانتا ہون
کہ اب یہ طلسم برباد ہو جائے گا اور کوئی اس سرکش کے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا
ہر چند کہ میرے تمام رفیق مار ڈالے گئے لیکن اب بھی لاکھون جانین میرے
دم سے وابستہ ہیں پھر بھی مجھے امید نہیں کہ فتح نصیب ہو اگر ایک عالم میرے
ساتھ ہو گا تو قتل ہو جائے گا اور میں بھی مارا جاؤنگا افسوس کہ میری عیش پسندی
اور غفلت شعاری نے یہ انجام کیا کہ میں ایسا اسیر پنجہ تقدیر ہوا جس سے رہائی
ناممکن ہے لہذا تم سے اتنی وصیت کرتا ہون کہ اگر بعد میرے کسی کے پہلو
میں بیٹھنا تو کبھی کبھی اس کشتہ محبت کو بھی یاد کر لینا کہ یہ سب آفتین ہم پر
تمھاری محبت میں آئی ہیں نہ تمھارا حسن دلکش ہم کو فدائی بناکر بیخود و بدہوش
کرکے طلسم سے غافل کر دیتا نہ طلسم کشا کو یہ نصیب ہوتا کہ وہ یہان تک آتا
اور ہم حلون کو شکستہ کرتا خود کردہ را علاجے نیست ملکہ نے کہا کہ سامری و جمشید
وہ وقت نہ لائین کہ آپ دنیا میں نہ ہون اور میں اسیر ہو کر دوسرون کے
قبضہ میں جاؤن اکوان نے کہا کہ یہ ہونا ضرور ہے مجھکو اپنے علم خداوندی
سے دریافت ہو چکا ہے کہ اجل میری تم سے پہلے ہے بس یہ کہکر ملکہ

ایک آہ کا نعرہ مارا اور کہا کہ کیا مین تمھاری قبر پہ بیٹھونگی اور تم زیر خاک سوتے
ہو گئے اکوان نے کہا یہ بھی نہ ہوگا اسلیے کہ ہم مرنے کے بعد ایسے بے مونس
غمخوار ہو جائینگے کہ کوئی دفن و کفن کرنے والا بھی نہ ہوگا ایک مشت خاک ہوگی
اُسے بھی ہوا برباد کر دیگی اور روح ہماری جو بتلاش جسم آئیگی تو یہ کہیگی کہ
صبا نے اُسکے کوچہ سے اُڑا کر خدا جانے ہماری خاک کیا کی یہ کہکر رونے لگا
ملکہ حیات خوش جمال نے کہا کہ اگر تم کو اپنا مرنا یقین ہے تو مجھکو کیون زندہ
رکھتے ہو تمھین نے اس باغ کی بہار لوٹی ہے تمھین اسے پامال خزان بھی کر
جاؤ کیون مین اسوقت تک رہون کہ دشمنون کے پالے پڑون سحر بھی تو نہین
جانتی کہ اُنکے ہاتھ سے جان اپنی بچاؤنگی یا یہ کرو کہ مجھکو لیکر کسی دوسرے
مقام پر نکل چلو اور وہین زندگی بسر کرو اکوان نے کہا ہے ملکہ جتنے خداوند بنکر
زندگی بسر کی ہو وہ ایک مجاور زادہ کے رونے کے ہاتھ سے تباہ ہو گئے اور
تمام عالم مین اپنے کو رسوا کرے ای بلکہ مرنا میرا آسان نہین ہے نہ معلوم کتنون کو
مار کر مرونگا مین وہ نہین ہون جسکا قتل آسان ہو میرا مردہ بھی تو ان خدا پرستون پر
بھاری ہے اگر لوح اسکے ہاتھ نہ آجاتی اور پیمانہ میری عمر کا لبریز نہ ہو چکا ہوتا تو کیا
تاب و طاقت تھی بدیع الملک کی کہ وہ ادھر آکر پھر زندہ پلٹ کے
جا سکتا ہر چند کہ طلسم کے دربند ٹوٹ گئے لیکن ابھی حوالی طلسم مین وہ وہ مقامات
سخت و دشوار گذار باقی ہین اور ایسے ایسے ساحر موجود ہین کہ جنکا مثل و نظیر
نہین ہے فتاح طلسم کو نہین معلوم دریاے نسیان کا راستہ کسنے بتا دیا اور یہ مرحلہ
کیونکر شکستہ ہوا جو وہ اتنی جلد اندر طلسم کے داخل ہو گیا ورنہ اگر کسی دوسرے راستہ
سے آتا تو کیا تاب و طاقت تھی کہ اتنی جلد داخل طلسم ہو جاتا راستے مین وہ وہ
مرحلے پیش آتے کہ برسون ایک ایک مقام پر لڑائی ہوتی ایک ایک ساحر
اُن کا ایسا تھا کہ موت اُسکی بغیر لوح کے ناممکن تھی اور لوح بغیر اُن لوگون کے
مرے ہوئے ملنا دشوار تھی بہر صورت کیا طاقت تھی طلسم کشا کی کہ یہانتک
پہونچ سکتا مگر نہین معلوم کسنے اسکو دریاے نسیان پر پہونچا دیا ملکہ نے کہا کہ
اُن مقامات کے ساحرون کو بلا کر لڑواؤ شاید کوئی غالب آجائے اور
طلسم کشا مارا جائے اکوان تاجدار نے کہا کہ اب طلسم کشا کا مارا جانا تو معلوم
ہے لیکن لشکر اسکا ضرور تباہ ہو جائیگا الغرض کیوان تاجدار کو تو اس نے
رخصت کیا اور کہا کہ تم اپنے مرحلہ کا انتظام کرو اور مین اپنے مرحلے کا انتظام
کرتا ہون کیوان تاجدار رخصت ہو کر اپنے مرحلے کیطرف روانہ ہوا اور
اکوان تاجدار نے چند نامے لکھکر حوالی طلسم نہ طاق مین روانہ کیے ایک
نامہ بنام ہفت اندام جادو جانب قلعہ ہفت رنگ اور ایک نامہ

جانب قلعہ سیماب ایک نامہ جانب باغ گل افشان بنام سوسن سبزہ زبان جو کہ
اس باغ کی محافظ ہے ایک نامہ بنام سرکوب جادو مالک قلعہ ہفت جوش
ایک خط بنام حاکم سرکوب ایک نامہ بنام ملکہ زوالخیام جادو حاکم
صحرا سے خزان بہار ایک نامہ بنام مجبور رفتار نشین جادو روانہ کیا مضمون
سب کا ایک تھا کہ اے خیر خواہان دولت خداوندی تم کو لازم ہے کہ دیکھتے ہی ان
پروانون کے حاضر خدمت ہو کہ طلسم کشا نے ساتون مرحلے توڑ دیے جن سے
تم لوگ وابستہ تھے اب تمہاری ذات ذات خداوند سے وابستہ کی جاے گی
اگر طلسم کشا اُن راستون سے آتا جو کہ مشہور تھے اور جن پر تمہاری محافظت مین
کی گئی تھی تو یقین ہے کہ وہین وہ ہلاک ہو جاتا کیونکہ قضا تم پریون کی بغیر لوح کے نہ تھی
اور لوح کا ملنا بغیر تمہارے مرے ممکن نہ تھا افسوس کہ طلسم کشا دوسرے راستے
سے جسکا گمان بھی نہ تھا داخل طلسم ہوا اور ساتون مرحلے اُسنے شکستہ کیے جو
لوگ تمہارے محافظ تھے وہ مارے گئے اب اپنے اپنے قتل کے لیے
چیزین تیار کرو اور اُس اطمینان کو چھوڑ دو جو تمھین حاصل تھا یہ نامے ساحر
لے کر ان مقامات مذکورۂ بالا کیجانب روانہ ہوے انکا ذکر بروقت آئے گا
اب اکوان تاجدار اپنے مرحلے کے انتظام مین مصروف ہوتا ہے اور کیوان
اپنے مرحلے پر گیا ہوا ہے ان لوگو نکو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور کچھ حال بناے
طلسم کا عرض کیا جاتا ہے کہ جسوقت یہ طلسم مرتب ہوا ہے تو ہر مرحلے کے
متعلق ایک مرحلہ کے حوالی طلسم مین ایک ایک چوکی اسکی قائم کی گئی تھی اور
ناظم اُسکا ایسا ساحر مقرر کیا گیا تھا جسکی موت بغیر لوح طلسمی یا مرحلۂ خاص
کی تباہی کے ناممکن تھی چونکہ اب ناظمان در بندان نہ طاق مارے جا چکے
اسوجہ سے وہ قید اُٹھ گئی اب قضا آئی مثل اُن ساحرون کی موت کے
ہو گئی جو بیرون طلسم مین ہوتے ہین یہ نہین ہے کہ وہ بغیر لوح قتل نہ ہو سکین چنانچہ
قلعہ ہفت رنگ مرحلۂ ضوبان جادو سے وابستہ تھا اور قتل ضوبان جادو
کے بعد قتل ہفت اندام بھی آسان ہو گیا اور قلعہ سیماب مرحلہ سفالین
سے وابستہ تھا باغ گل افشان جو کہ مسکن ملکہ گل افشان جادو کا تھا
اور اب حاکم وہان کی سوسن سبزہ زبان ہے مرحلہ سبز رنگ سے متعلق تھا
اور قبل اسکے مرحلہ کیوان سے متعلق تھا جبکہ ناظم اسکی ملکہ گل افشان جادو
خود تھی جب سے گل افشان جادو کو کیوان تاجدار نے طلسم نیر افشان
مین قید کیا تھا تو مالک اس باغ کا سوسن سبزہ زبان کو مقرر کر دیا تھا
اسیطرح قلعہ ہفت جوش بیابان ہولناک سے متعلق تھا غرضکہ یہ
ساتون چوکیان ساتون مرحلون سے وابستہ تھین الغرض اکوان تاجدار

ایسی غفلت مین تھا کہ اسکو کہین کی کچھ خبر نہین کہ کون کون ملازم زندہ ہی اور کون
کون مارا گیا اب نامہ دارونکو تو مقامات مذکورہ کیطرف روانہ چھوڑا جاتا ہی

اور یہان سے چند کلمہ داستان جلالت عنوان صاحبقران عالیشان
یعنی بدیع الملک نوجوان کے بیان ہوتے ہین

شکستہ نگاران طلسم خاموشی و پردہ کشایان نہانخانہ رازپوشی اس داستان سحر بیان کو یون
آغاز کرتے ہین کہ شاہزادہ بدیع الملک مع سرداران عالیشان و پہلوانان
دوران بارگاہ داودی مین رونق افروز ہین اور مشورہ دیوار طلسمی کے پار
جانے کا ہو رہا ہی حسین برق جادو اور ملکہ حصار سحر بند نے عرض کیا ہی کہ
اس دیوار کا شکستہ کرنا غیر ممکن ہی اور لوح بھی اس حصار کے توڑنے مین عاجز
ہی کوئی خبر بیان نہین کر سکتی قاعدہ طلسم کا یہ ہی کہ لوح ساحران طلسم کے نام پر
بنائی جاتی ہی جو ساحر غیر طلسم کے ہون انکے طلسم کو یہ لوح مٹا نہین سکتی ہرچند
کہ سحر کو روک سکتی ہی اور حفاظت طلسم کشا کے لیے کافی ہو سکتی ہے مگر و بند
کا توڑنا غیر ممکن ہی آپ کو یاد ہوگا کہ لوح نہ طاق کی آپ پا چکے تھے مگر طلسم
آئینہ اندام مین اُسنے کچھ کام نہ دیا جب اُسی طلسم کی لوح دستیاب ہوئی اسوقت
طلسم ٹوٹا اسیطرح یہ حصار طلسمی غدار جادو کے سحر کا ہی اور غدار جادو ساحران
طلسم سے نہین ہی کیوان تاجدار نے اسکو چاہ بابل سے بلا کر احاطہ طلسمی
کا مالک کر کے حصار بند بنوایا ہی کہ اگر طلسم کشا اس مقام پر آئے تو عاجز ہو کر
پلٹ جائے اور نہ اسکا رد سحر مجھے معلوم ہی سنا گیا ہی کہ ملکہ سوماق جادو
بہن میری ایسی ہی کہ وہ راستہ پیدا کر سکتی ہی یہی ذکر تھا کہ سامنے سے ابر
پیدا ہوا صدا رعد کے گرجنے کی آئی اور بجلیان چمکتی ہوئی دکھائی دین ملکہ اُس
ابر کو دیکھ کر حصار سحر بند پہچان گئی اور صاحبقران سے عرض کی کہ لیجیے
مبارک ہو اقبال حضور کا یاور ہی سوماق جادو آتی ہی یہ کہکر حصار سحر بند
اور حسین برق دونون برائے استقبال بارگاہ سے باہر آئین اتنے مین
ابر شق ہوا اور تخت ملکہ سوماق جادو کا نمودار ہوا سوماق جادو
حصار سحر بند سے سن مین بڑی ہی اور اسکی پھوپھی کی بیٹی ہی حصار سحر بند
نے سلام کیا اور نہایت عزت و توقیر کے ساتھ اسکو ہمراہ لیے ہوئے
خدمت صاحبقران زمان مین حاضر ہوئی سوماق نے صاحبقران کو سلام
کیا آپ نے دنگل اسکے بیٹھنے کو عنایت فرمایا سوماق سلام کر کے بیٹھ گئی اور
ادھر اُدھر دیکھنے لگی حصار سحر بند نے کہا کہ باجی آپ کسکو دیکھ رہی ہین یہ سنکر
سوماق جادو نے کہا کہ مین اپنی خالہ کو دیکھتی ہون وہ مجھ سے سمجھ گئی تھین

کہ مین روشن گہر کے دیکھنے کو جاتی ہون اور آج کے تیسرے روز پلٹ آونگی مین نے
تین روز تک انکا انتظار کیا آخرکار مین بہت پریشان ہوئی اور سو گئی مین نے
خواب مین انکو بحالت خراب دیکھا سبب پوچھا تو انھون نے بیان کیا کہ اسوقت مین
دنیا مین نہین ہون یہ خواب دیکھ کر مین اور زیادہ مشوش ہوئی اور انکی تلاش مین روانہ
ہوئی آپ لوگ پہلے خیریت ملکہ ایوان شہ طاقی کی بیان کیجیے تاکہ تردد رفع ہو یہ
سنکر ملکہ روشن گہر اور حصار سحر بند اور حسین برق جادو وغیرہ یہ سب کی
سب رونے لگین اور مفصل حال ملکہ ایوان شہ طاقی کے انتقال کا بیان کیا
بس یہ سنکر سو باق جادو بہت روئی اور لباس اپنا پارہ پارہ کر ڈالا حصار سحر بند
وغیرہ اسکو سمجھاتی ہوئی ایک علیحدہ خیمہ مین لائین صاحبقران نے سو باق کی
خاطر سے ایک دو روز کے واسطے کوچ و عزم بالجزم اپنا فسخ کر دیا تیسرے روز تیاری
کی سو باق نے پوچھا کہ اب صاحبقران کا کیا ارادہ ہے حصار سحر بند نے بیان
کیا کہ حصار طلسمی پر جاتے ہین سو باق نے کہا کہ حصار طلسمی کیونکر ٹوٹے گا لوح
اس جگہ کام نہین دیسکتی ہے حصار سحر بند نے کہا کہ یہ سب باتین انسے عرض
کر دی گئین مگر وہ فرماتے ہین کہ مین ضرور جاؤنگا یا اس حصار کو توڑونگا یا اسی
دیوار سے اپنا سر پھوڑونگا سو باق جادو نے کہا کہ مین خود چلکر صاحبقران
کو سمجھاتی ہون یہ کہکر خدمت مین صاحبقران کی آئی اور عرض کی عجب ہے کہ
حضور نے بغیر انتظام کیے ہوئے حصار طلسمی پر جانے کا قصد مصمم کر لیا ہے لوح
اس حصار کو نہین توڑ سکتی صاحبقران نے فرمایا کہ اے سو باق جادو مین بغیر
طلسم کو توڑے اب نہ پھرونگا سو باق جادو نے کہا کہ اسکا امر بہت امکان
مین ہے اور اس سے زیادہ ممکن نہین وہ یہ کہ مین راستہ پیدا کر دونگی اور آپکو
اندر حصار کے پہونچا دونگی پھر آپ کو اختیار ہے صاحبقران نے فرمایا اے
سو باق جادو ابھی داغ ملکہ ایوان شہ طاقی کا دل سے مٹا نہین ہے ایسا نہ ہو
کہ تم کو بھی چشم زخم پہونچے تو دوسرے صدمہ کا سامنا ہو سو باق نے عرض
کی کہ آپ کچھ اندیشہ نفرمائین جان نثار اسی دن کے واسطے ہوتے ہین مجھکو
خود ہی اپنی خالہ کی بغیر زندگی وبال معلوم ہوتی ہے مین بھی چاہتی ہون کہ کسیطرح اپنی
خالہ کے پاس پہونچ جاؤن اور بغیر میری کوشش کے آپ حصار طلسمی کے
اس پار بھی نہین جا سکتے ہین غرضکہ صاحبقران مجبور ہوگئے اور اسلحہ جنگ
تن پر آراستہ کر کے سب عزیزون و دوستون کو رخصت کیا اور سو باق جادو کو
اپنے ہمراہ لیکر جانب حصار طلسمی روانہ ہوئے عقب مین انکے تمام سرداران
نامی وگرامی بھی مع بارگاہ داؤدی روانہ ہوئے ادل صاحبقران زبان مرکب
پر سوار لوح گلے مین ڈالے ہوئے جریب ہاتھ مین چشمہ آنکھون پر لگائے ہوئے

تیغہ خارا شگاف لگر ہیں سوباق جادو تخت پر سوار ساتھ ساتھ راہ کو طے کرکے قریب
حصار طلسمی کے پہونچے دیکھا صاحبقران نے کہ ایک دیوار دخانی ہے کہ سر بفلک
کشیدہ ہے اگر کوئی طائر بھی اڑ کر اس پار جانے کا قصد کرتا ہے تو دیوار سے ٹکرا کر جل
جاتا ہے اور چار پائے تو قریب اس دیوار کے نہیں آتے نہ کوئی دروازہ اس دیوار
میں ہے اور نہ کسی مقام پر یہ ختم ہوئی ہے اسکا ایک سرا دوسرے سرے سے مل گیا ہے
گویا گرداگرد طلسم کے ایک دائرہ کھنچا ہوا ہے سوباق جادو نے صاحبقران
سے عرض کی کہ اب حضور لوح کو ملاحظہ فرمائیں دیکھیے تو کیا خبر ملتی ہے صاحبقران
نے احتیاطاً لوح پر چہرہ کو رکھا اور ملاحظہ کیا یہ حروف روشن ہوئے کہ اول قریب
مرحلہ کیوان اپنے کو پہونچاؤ دیوار کا ذکر بھی نہ تھا نہ یہ خبر تھی کہ کیونکر مرحلہ تک
جانا چاہیے صاحبقران نے عکس لوح کا دیوار پر ڈالا قہقہہ کی آواز پیدا ہوئی
اور کوئی اثر نہ ظاہر ہوا سوباق جادو نے عرض کی کہ یہ مقام نہایت سخت و
دشوار گذار ہے اب آپ میری کوششوں کا تماشا دیکھیے کہ کسطرح راستہ پیدا
کرتی ہوں یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھا اور آفتاب سے آنکھ ملا کر آواز دی کہ ای حامل
تحفہ سامری جلد آ اور میرا موتی مجکو دے بس یہ کہنا تھا کہ کڑاکا ہوا اور ایک
پری پیدا ہوئی اور سامنے آکر اسنے ایک ڈبیا یاقوت سرخ کی سوباق جادو
کو دی سوباق جادو نے صاحبقران کیطرف دیکھ کر عرض کی کہ ادھر دیوار
شق ہو بس فوراً آپ اپنے کو دیوار کے اس پار پہونچا دیجیے گا ورنہ ہمارا
خاتمہ ہو جائے گا اور پھر آپ اندر احاطہ طلسمی کے تاحیات نہ پہونچ سکینگے
کہ سوا میرے اور کوئی ساحر اتنا بھی نہیں کرسکتا ہے اور دیوار کے اس پار بہت
بڑی فوج مقیم ہے یقین ہے کہ لڑائی بھی خوب ہوگی اگر غدار جادو کو آپ نے
مار لیا تو پھر یہ سارا حصار غائب ہو جائیگا لے ہوشیار ہو جائیے میں دیوار کو
توڑتی ہوں یہ کہکر سوباق جادو نے ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر اسم سحر پڑھنا
شروع کیا ادھر صاحبقران آمادہ ہو کر کھڑے ہوئے کہ دیوار شق ہو اور میں
داخل حصار ہو جاؤں کہ سوباق جادو نے اسم کو تمام کیا اور یا سامری کہکر
موتی دیوار پر کھینچ مارا موتی پڑتے ہی ایک تڑاقا ہوا اور دیوار میں شگاف
پیدا ہوا سوباق جادو چمک کر اندر حصار کے داخل ہوئی ساتھ ہی
بہار ایچ الملک بھی جست کر کے اندر حصار کے پہونچے وہاں غدار جادو
اژدہا بنا ہوا پہرہ دیتا پھر رہا تھا اور حصار کی حفاظت کر رہا تھا اتفاقات روزگار
سے اسوقت دیوار شق ہوئی کہ غدار جادو اس مقام پر آ گیا تھا بس جیسے ہی
دیوار شق ہوئی اور اول سوباق جادو داخل ہوئی غدار جادو اسکو نگل گیا
[illegible] دونوں بازوں باہر رہ گئے سارا جسم اسکا دہن میں سما گیا غدار جادو

نے سوباق جادو کو چبالیا بدیع الملک نے دیکھا کہ اژدر سوباق کو چبائے
ڈالتا ہی بس انھون نے جھپٹ کر تیغہ خارا شگاف کمر پر اسکی مارا غدار جادو و سحر بھی
نہ کر سکا منھ دیکھو لگر رہ گیا کہ یہ سوباق جادو کو چبا رہا تھا تیغہ پڑتے ہی اسکے
دو ٹکڑے ہوئے لاش پھڑکنے لگی آندھی چلی خاک اڑی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا
صدائے گیر دار بلند ہوئی آتشباری و برف باری دیر تک ہوا کی آخرکار آواز پیدا
ہوئی کہ کشتی مرا نام من غدار جادو بود ساتھ ہی دوسری آواز آئی کہ کشتی مرا نام من
سوباق جادو بود حیف مردیم وجہا ندادیم و بمطلب خود نرسیدیم بدیع الملک
نے غدار جادو کو تو مار لیا مگر سوباق کا کام تمام ہو چکا تھا اسکے مرنے کی آواز
سنکر نہایت پریشان ہوئے بلکہ رو دیئے اب جو طلایات سحر برطرف ہوئے اور
روشنی پیدا ہوئی تو دیکھا کہ حصار دخانی نیست و نابود ہو گیا ہی ایک طرف لاش
سوباق کی چبائی ہوئی پڑی ہی ایک جانب لاش غدار جادو کی دو ٹکڑے کی ہوئی
پڑی ہی لیکن فوج غدار جادو کی جو قریب تیس ہزار کے تھی بدیع الملک پر ٹوٹ
پڑی اور ہر طرف سے گولے ترنج نارنج پڑنے لگے کچھ ساحرون نے لاش غدار جادو
کی اٹھالی اور خدمت مین کیوان تاجدار کی روانہ ہوئے حصار برطرف ہوتے ہی
حصار سحر بند حسین برق وغیرہ بھی آپڑے ہین اور لشکر غدار جادو پر گرے ہین اور
قتل کرنا شروع کیا سلطان جنی اور رہبان جنی بھی بارگاہ سے کر آنکے بڑھی
اور تمام سردار مع کمپو پر سوار ہو ہوکر روانہ ہوئے یہان حصار سحر بند اور
حسین برق جادو نے اسقدر ساحر قتل کیے کہ آخرکار سب کے سب
بھاگ کھڑے ہوئے سپاہیون لاشین چھوٹ گئین بدیع الملک نے لاشین
ان ساحرون کی دور پھنکوا دین اور بارگاہ دافروزی برپا ہوئی سب سردار
آکر بارگاہ مین جمع ہوئے لاش ملکہ سوباق جادو کی نہایت تزک و
حشام سے اٹھوا کر دفن کرائی تین روز ماتم ملکہ سوباق کا برپا رہا جب تیسرے روز جب
رات گذر کر صبح ہوئی تو صاحبقران زمان نے طلسم پر جانے کا عزم فرمایا سب
سردار گرد و پیش جمع تھے صاحبقران نے جانب آسمان نظر فرمائی تو دیکھا کہ ایک
ابر محیط ہی اور بالاے ابر کچھ نشانات عمارتون کے ظاہر ہوتے ہین لیکن عمارتین
نہایت بلند ہین بس بدیع الملک نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم و سیاح
ان عجائبات اگر تو قریب ابر کے پہونچے اور تجھ پر بارش باران تیر ہو تو یہ اسم پڑھتا
ہوا آگے بڑھنا کوئی تیر تجھ پر نہ پڑے گا اور اگر پڑے گا تو اثر نہ کرے گا یہ دیکھ کر
بدیع الملک پھر پریشان ہوئے کہ لوح وہان تک پہونچنے کی ترکیب نہین
بتاتی وہ بات ظاہر کرتی ہی جو بلندی پر پہونچنے کے بعد پیش آئے گی کہ یکایک
ملو اس رقعہ کا خیال آیا جو حضرت شعیب نے دیا تھا بس بدیع الملک نے

رقعہ کو انکا لکر ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اگر طلسم معلق پر جانا چاہو تو فلان اسم کو پڑھ کر چھڑی
پر دم کرو چھڑی بصورت عقاب ہو جاویگی تم سوار ہو لینا اور کہنا کہ مجھے دربند کیوا کیہ
پر پہونچا دے عقاب تم کو پہونچا دیگا یہ دیکھ کر بدیع الملک نہایت خوش ہوئے
اور حضرت شعیب کے نام فاتحہ خیر پڑھ کر ثواب انکی روح کو بخشا کہ ان بزرگ کی
بدولت یہ مشکلین آسان ہوئین بس جلدی سے انھون نے اسم کو پڑھ کر چھڑی پر
دم کیا کہ چھڑی مانند عقاب تیز پر کے ہو گئی بدیع الملک جلدی سے پشت عقاب پر
بیٹھے اور سرداران لشکر سے کہا کہ آپ لوگ اسی مقام پر رہین مین جاتا ہون اور اگر
کیوان تاجدار کے ہاتھ سے زندہ بچا تو آکر ملونگا ورنہ جو مقدر مین ہوگا وہ ہوگا
خدا حافظ یہ کہکر عقاب سے اشارہ کیا عقاب اڑکر چلا خسرو ان سے ضبط نہو سکا
جھپٹ کے یہ بھی بدیع الملک کے پیچھے عقاب پر آ بیٹھا گلیم پہلے سے اوڑھ
لی تھی کہ ظاہر بظاہر چلنے مین شاید بدیع الملک مانع ہون اور تنہا جانے مین
نہین معلوم کیا کیا مصیبتین درپیش ہون مبادا کسی مقام پر یہ لوح کے دیکھنے مین غلطی
کرین یہ تصور کر کے یہ بھی ساتھ ہو لیا الحاصل عقاب اڑکر چلا عزیز و احباب حسرت
سے دیکھا کیے جہانتک سامنا رہا نگاہین لڑی رہین جب عقاب زیادہ بلند ہوا
اور بدیع الملک نظرون سے پوشیدہ ہو گئے تو یہ سب مصروف دعا ہوئے
کہ ای کس بیکسان و ای دادرس غریبان اس مرحلہ کا فتح ہونا تیری مدد پر موقوف ہی
ورنہ ایک انسان ضعیف البنیان کی کیا حقیقت ہی جو بلا سے ہوا جاکر مقابلہ
کرسکے تو ہی صاحبقران زمان کا حافظ جان ہی ان سب کو تو مصروف دعا رکھا
جاتا ہی اور حال فتاح طلسم نہ طاق کا گذارش کیا جاتا ہی کہ یہ عقاب پر سوار چلے جاتے
تھین عقاب بلند ہوتے ہوتے قریب اس ابر کے پہونچا جو سایہ فگن تھا بس
پہونچا پاس اس ابر سے برقین چمکین اور رعد کے گرجنے کی صدا بلند ہوئی اور ابر محیط
ہو کر ڈرانے لگا یہ شیر بیشہ شجاعت کب ڈرنے والا تھا انھون نے اور عقاب کو
تیز کیا اور ابر کیطرف چلے اس وقت ابر سے ہزارہا برقین چمک چمک کر صاحبقران
عالیشان پر گرنے لگین صاحبقران نے لوح کو چمکایا عکس لوح سے برقین
افسردہ ہونے لگین اور جو برق عقاب پر گری اسکو عقاب نگل گیا وہان اہل
لشکر برقون کے گرنے کا تماشا دیکھ رہے تھے گرج اور چمک انکو محسوس
ہو رہی تھی یہ سب مصروف دعا تھے کہ جنگ ہو رہی ہی خدا صاحبقران کو مظفر و
منصور کرے بدیع الملک عقاب کو اڑاتے ہوئے لوح کو چمکاتے ہوئے
برقونکو مٹاتے ہوئے قریب ابر کے جا پہونچے اور عکس لوح کا ڈالا تڑاقے کی
صدا پیدا ہوئی اور ابر شق ہوا بس ابر شق ہوتے ہی عقاب چمک کر ابر مین
داخل ہوا اب ہر طرف سے بدیع الملک پر تیر پڑنے لگے اور ساحرون کے

شور و غل کی صدا کانمین آئی کہ مارلو اسکو جانے نہ پائے غضب کیا سننے کہ یہانتک
آپہونچا بدیع الملک ہر چند ادہر ادہر دیکھتے تھے مگر کوئی نظر نہ آتا تھا اور تیر
برابر دونون پہلوؤن کے جانب سے مثل باران برس رہے تھے اور سامنے
سے بھی بیشمار تیرون کا برس رہا تھا لیکن کوئی تیر بہ سبب برکت لوح کے اسکے جسم
پر اثر نہ کرتا تھا تیر ادہر سے اڑ ادہر نکل جاتے تھے سامنے کے تیر پلٹ جاتے
تھے جسوقت ان تیرون نے بھی کام نہ کیا تو ساحران ابر نشین نہایت پریشان
ہوئے اور حربہ ہائے سحر پکڑ پکڑ کر سامنے آگئے اور شور کرنے لگے کہ یہ تنہا ہے
تم اتنے ہو مار لو اسکو اگر سب ملکر لپٹ جاؤ گے تو یہ اکیلا کیا کرے گا یہ کہہ
کہکر چارونطرف سے چلے بدیع الملک نے ان ساحرون کو اپنی طرف
آتے دیکھکر تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا اب اگر یہ دہنی جانب کے ساحرونکو
قتل کرتے ہین تو بائین جانب کے ساحر از خود قتل ہوتے ہین اور اگر بائین جانب
کے ساحرون سے مصروف جنگ ہوتے ہین تو دہنی جانب کے ساحر خود بخود
قتل ہوتے جاتے ہین بدیع الملک حیران ہین کہ انکو کون قتل کرتا ہے ادہر
ان ساحرون نے جو دیکھا کہ جن لوگونکو طلسم کشا قتل کرتا ہے انکی تو لاشین گرتی
ہین انکے سوا اور بھی صدہا ساحر غائب ہوئے جاتے ہین مگر انکا نہ تو قاتل نظر آتا ہے نہ مقتول
دکھائی دیتے ہین بلکہ زندہ غائب ہوتے چلے جاتے ہین ان لوگون نے
محاصرہ بدیع الملک کا چھوڑا اور بھاگ کر خدمت ابر باران جادو مین
روانہ ہوئے اور سارا ماجرا بیان کیا کہ ہم زیادہ اس سے پریشان ہین کہ
ہمارے بہت سے ہمراہی غائب ہوگئے یہ کونسا سحر ہے یہ سنکر ابر باران جادو
اپنی جگہ سے اٹھا اور بدیع الملک کیطرف چلا دیکھا سننے کہ بدیع الملک
میرے مسکن کیطرف آتے ہین بس دفعۃً پر چڑھ گیا اور نگاہ بچا کر اسنے ایک
ناند سحر کی پھینکی کہ وہ چرخ کھاتی ہوئی اور سنسناتی ہوئی بدیع الملک
کیطرف چلی یہ اسکا سحر آخر تھا اور اسکا بغیر مدد لوح کے ناممکن تھا حضرات
نے آواز دی کہ اے غافل آفت آپہونچی جلدی لوحکو دیکھو یہ سنتے ہی بدیع الملک
نے لوح کو دیکھا اسمین لکھا تھا کہ جسوقت یہ ناند تیرے قریب پہونچے
تو تجھے چاہیے کہ فلان اسم پڑھکر عکس لوح کا ڈال یہ ناند قائم ہوجائیگی
اسوقت تم لوح کو اس ناند مین ڈال دینا ابر باران جادو لوح لینے کی
غرض سے قریب ناند آئیگا جسوقت ناند مین ہاتھ ڈال کر لوح نکالنے
کا قصد کرے تو تم کو چاہیے کہ فلان اسم پڑھکر اسکی کمر پر ہاتھ مارو کہ نصف
دھڑ اسکا نیچے گرے اور نصف ناند کے اندر رہجائے اگر دونون حصے
زمین پر گرے تو ایک کے دو ہوکر مقابلہ کرینگے اور پھر موت اسکا دشوار ہے

اور اگر ایک حصہ ناند میں جائیگا تو ہمہ تن شعلہ بنکر اپنے لشکر پر گریگا اور ابر
وغیرہ کو جلا کر خاک کر دیگا تم عقاب پر سے نہ اُترنا کہ اب یہان کی زمین نیست
ونابود ہوا چاہتی ہے بس یہ دیکھتے ہی بدیع الملک نے اسم پڑھ کر ناند کیطرف
پھونکا اور عکس لوح کا ڈالا کہ ناند قائم ہوئی بس انھون نے جلدی سے قریب
پہونچکر لوح ناند میں ڈالدی یہ دیکھتے ہی ابر باران جادو جھپٹا اور قریب ناند
کے آیا اور اندر ناند کے ہاتھ ڈالکر لوح نکال لینے کا قصد کیا تھا کہ بدیع الملک
نے اسم پڑھکر تیغ کھینچکر ایسی ماری کہ ایک ٹکڑا لاش کا اچھلکر ناند کے اندر گرا
اور دوسرا ٹکڑا زمین کیطرف چلا اسکے مرتے ہی صدا ہائے گیر ودار کی بلند ہوئین
ناند میں سے ایک شعلہ نکلا اور چمک کر ابر پہ گرا دامن ابر میں آگ لگ گئی ادھر
تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور ناند کے ہزار ٹکڑے ہو گئے دھوان اسقدر پھیلا کہ
زمانہ تیرہ و تار ہو گیا جسقدر ہمراہیان ابر باران جادو تھے ایک حصہ لاش
کا لیکر قلعہ کیو پیشہ کیجانب روانہ ہوئے اور ایک حصے نے ہمہ تن شعلہ
ہوکر تمام ابر کو پھونک دیا خضران منہ پھیلا کر رہ گیا کہ افسوس کیا بری
صورت ان ساحرون کی تھی کہ مال و اسباب سب جل گیا بڑے یہ لوگ
بخیل تھے کہ اپنے ساتھ اپنے مال کو بھی تباہ کر گئے جسوقت سیاہی
برطرف ہوئی اور آواز آچکی کہ کشتہ شد مرا نام من ابر باران جادو بود تو دیکھا
بدیع الملک نے کہ چند ساحر ٹکڑا اسکی لاش کا لیے ہوئے چلے جاتے ہین
خضران نے آواز دی کہ کچھ لوح کی خبر بھی ہے بدیع الملک ٹھہر گئے کہ واقع
میں لوح کا خیال ہی نہ رہا کہ ایک مرتبہ طائر چہکارا اور بزبان انسانی گویا ہوا
کہ تکتے ہین دیکھو تم غافل تھے تو ہم ہوشیار تھے بس یہ سنتے ہی انھون نے
نظر کی تو لوح کو تکیے میں پایا بس جلدی سے ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ جسطرف یہ ساحر
لاش لیے جاتے ہین اسیطرف تو بھی جا مرحلہ کیو پیشہ پہ پہونچ جائیگا
بدیع الملک نے عقاب کو اشارہ کیا عقاب تعاقب میں ساحرون کے
روانہ ہوا اُدھر وہ ساحر لاش ابر باران جادو کی لیے ہوئے خدمت میں
کیوان تاجدار کی پہونچے اور سارا ماجرا بیان کیا کیوان گھبرا گیا بدحواس
ہو گیا عقل اسکی گم ہوئی کہ فتاح طلسم یہان تک کیونکر پہونچا اور اسنے بڑے
مرحلے کو کیونکر توڑا مرنا ابر باران جادو کا ممکن نہ تھا ہرچند کہ لوح اُسکے
پاس تھی مگر کیا طاقت ہے انسان کی کہ اُن شرائط کے ساتھ وار کر سکے جو
لوح میں مسطور ہین یہ سب علامتین بربادی طلسم کی ہین افسوس کہ خیال اور
کچھ تھا ہوا اور کچھ جسکی نوا سے یہ مرحلہ قائم تھا وہ مارا جا چکا اب ہم باقی ہین تو
ہم کیا کرینگے بس اسنے ایک آہ سرد کھینچی اور کمر ہمت کو مرنے پہ چست باندھی

ایک پرچہ بطور عرضی کے تحریر کرکے اُس لاش سمیت خدمت مین کیوان تاجدار کی
روانہ کیا مضمون یہ تھا کہ فتاح طلسم آسمانپر بھی آپہونچا اور یہان پہونچکر اُس نے
ابر باران جادو ایسے ساحر کو مارڈالا اب کوئی روک باقی نہین ہی یقین ہی کہ تھوڑی
دیر مین اسیطرح لاش ہماری بھی خدمت عالی مین پہونچیگی لوگ یہ عرضی لیکر اُس
لاش سمیت خدمت مین کیوان تاجدار کی روانہ ہوئے اور یہان کیوان تاجدار
نے دروازۂ قلعۂ معلق کا کھولکر لشکر کو باہر نکالا ساٹھ ہزار ساحران غدار بلاے بد
آفت روزگار کالے کالے رنگ کسی کے ہاتھ مین درفلی کسی کے ہاتھ مین
چنگ جھانجھن بجاتے ہوئے بیرون کو جگاتے ہوئے اژدرو نہنگ و پلنگ و فرس
وغیرہ پر سوار جھولیان سحر کی لگی ہوئی ترسول پر ترسول ہاتھو مین یہ قلعہ سے نکل
نکل کر میدان مین آکر جمع ہوئے اور تین تین غول باندھکر کھڑے ہوئے اور کیوان تاجدار
ایک تخت جواہر نگار پر سوار تاج رکھے ہوئے چتر پھرتا ہوا تخت اسکا چار فیلان
آتشین پر کسا ہوا جھولی زربفت کی لگی ہوئی جوڑا بندھا ہوا ایک بہت بھاری
ڈوپٹہ اوڑھے ہوئے ادھر تو یہ قلعہ سے باہر آیا اودھر بدیع الملک آکر پہونچے
اور نعرہ مارا کہ باش ای گروہ کفار خبردار و ہوشیار ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد
کہ منم صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران یعنی بدیع الملک
نوجوان سے گذارم کہ از دست من زنار و سلامت بدر رومی یہ کہکر تلوار کھینچی اور
فوج ساحران پر گرے ادھر کیوان تاجدار نے آواز دی کہ مار لو اس سرکش کو ارے
تم اتنے ہو کہ اگر ایک ایک مٹھی خاک بھی ڈالدوگے تو یہ تب جائیگا یہ سنتے ہی
ساحر جہان سے سحر پکڑ پکڑ کر چلے اور ہر طرف سے تیغ ناریج پڑنے لگے بدیع الملک
نے لوح چھانا شروع کی اور قتل کرتے ہوئے کیوان تاجدار کیطرف چلے اودھر
کیوان تاجدار نے پڑھا اسم سحر پڑھکر جوڑا اپنا کھولدیا اور بالون کو پریشان کیا
ہزارہا سانپ پیدا ہوئے اور بدیع الملک کیطرف چلے بدیع الملک نے
لوح کو دیکھا اسمین لکھا تھا کہ اگر فلان اسم پڑھکر ایک سانپ کو ہاتھ سے
پکڑلوگے اور ان کا فرو پیر پھینک ماروگے تو تمام سانپ پلٹ جائینگے بلکہ اسی کے
لشکر کا خاتمہ کردینگے یہ دیکھتے ہی بدیع الملک نے جلدی سے اسم کو ختم کیا
اور جیسے ہی سانپ سامنے آیا بدیع الملک نے اُسکو پکڑ لیا اور فوج
کیوان تاجدار پر کھینچ مارا ساتھ ہی تمام لشکر ماران پلٹ پڑا اور سانپون
نے ساحرو نکو ڈسنا شروع کیا جسکا ڈسا وہ زمین پر گرا اور ایسا سویا کہ پھر نہ
اُٹھا کیوان تاجدار نے دیکھا کہ سحر پلٹ پڑا بس اسنے زمین پر غلطک ماری
اور صورت اپنی ایک شعلۂ جوالہ کی پیدا کی اور جسقدر سانپ تھے اُن کو
پھونک دیا بعد اسکے بدیع الملک کیطرف چلا حضرت نے آواز دی کہ ای

سدھی یار عیار کا روپ تو دیکھے کہ بادشاہ طلسم آتا ہے بدیع الملک نے لوح کو ملاحظہ
کیا لکھا تھا کہ فلاں اسم پڑھ کر اسکی طرف دم کرو جیسے ہی یہ جھکے لوح اسکے سینہ پر
کھینچ مارو اگر لوح پڑ گئی تو یہ شعلہ اور بھڑک کے اپنے ہی لشکر پر گرنے لگا اور سب کو
فنا کرکے خود بھی فنا ہو جائے گا اور اگر وار تمہارا اسنے خالی دیا تو جسوقت یہ
لوح اٹھانے کا قصد کرے فوراً مہرہ اسکے کھینچ مارنا بس یہ دیکھ کر شہزادے نے جلدی
سے اسم کو پڑھ کر شعلہ کی طرف پھونکا فوراً شعلہ تھرایا اور ہیئت اصلی کیوان
کی ظاہر ہوئی بس بدیع الملک نے لوح کھینچ ماری اسنے تڑپ کے ہو کر لوح کو
خالی دیا اور لوح کی طرف جھپٹا ساتھ ہی بدیع الملک بھی دوڑے جیسے ہی
کیوان تاجدار نے لوح اٹھائی کہ ساتھ ہی بدیع الملک نے مہرہ کیوان تاجدار
پر کھینچ مارا مہرہ سینہ پر پڑتے ہی لوح ہاتھ سے چھوٹ پڑی اور مہرہ سینے کو
توڑ کر پار گیا کیوان تاجدار قلابازی کھا کر گرا اور تڑپنے لگا یہ معلوم ہوا کہ
گولہ لگا ادھر تو یہ تڑپ رہا تھا ادھر شور گیرودار بلند تھا صدائیں مہیب آرہی
تھیں بجلیاں چمک کر بدیع الملک پر گر رہی تھیں بدیع الملک نے
لوح اور مہرہ اٹھا لیا تھا انھیں دونوں چیزوں کی برکت سے برقیں خود ہی
جلکر خاک ہو جاتی تھیں اور بدیع الملک پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا ورنہ ممکن
نہ تھا کہ بدیع الملک ان سحر کی بجلیوں سے بچ سکتے بڑی دیر تک ایک
قیامت کبرے برپا رہی شور گیرودار بلند رہا آتشباری و سنگباری ہوئی کی
جسقدر عمارتیں تھیں وہ گر چلیں ہو کر اڑ گئیں طبقہ زمین کا پھٹ کر بالا سے
زمین گرا اور عقاب زمین کی جانب اترنے لگا جسوقت تاریکی برطرف ہونے
لگی اور لاش کیوان تاجدار کی پھڑک کر سرد ہوئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام
بین کیوان جادو بود حیف مردیم وبھا ندادیم مرید مطلب خود نہ رسیدیم چند ساحر
لاش کیوان تاجدار کی لے کر خدمت میں اکوان تاجدار کی روانہ ہوئے
باقی حاضر خدمت صاحبقران ہو کر مطیع اسلام ہوئے بدیع الملک عقاب
پر سوار بالا سے زمین آئے جھرجھری لے کر اصلی ہیئت پیدا کی اسوقت گرمی جنگ
کی وجہ سے تشنگی صاحبقران پر غالب تھی اور بھوک بھی تھی کہ دیکھا ایک جانب
سے ایک سنگتراش کرے میں چھوٹے رنگترے پچھ نارنگیاں چھو کو لیے ہوئے
چلا آتا ہے قریب صاحبقران کے آ کر صدا سے مبارکباد دی اور وہ ٹوکری
پیش کی صاحبقران نے فرمایا قیمت اسکی بیان کر اور حال اپنا کہہ کہ تو
کون ہے اسنے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ غلام اسی طلسم کا رہنے والا ہے خبر آمد آپ کی
سنکر حاضر ہوا ہوں اور یہ نذر لایا ہوں اسے قبول فرمائیے قیمت اسکی یہ ہے
کہ میرا گھر لوٹ سے محفوظ رہے آپ فتح طلسم میں صرف مرحلہ آخر باقی رہ گیا ہے

اُسسے بھی آپ فتح کر چکے ہین مینے سنا ہی کہ اہل اسلام جس مقام کو فتح کرتے ہین اُسے لوٹ
بھی لیتے ہین اور لوگون کو قتل بھی کرتے ہین تو مین چاہتا ہون کہ مین اپنے اہل و
عیال سمیت محفوظ رہون بدیع الملک نے فرمایا کہ یہہ بات غلط مشہور ہی
ہم لوگ کسی پر ظلم نہین کرتے ہین تم اطمینان رکھو یہہ فرما کر نارنگی پر ہاتھ ڈالا تھا
کہ اسوقت پانی نہین ہی تو اسی سے کچھ تشنگی کو سکون ہوگا کہ فوراً نیرنگی زمانہ کا
خیال آیا اجل ہر مقام پر کونے سے لگی کھڑی رہتی ہی رنگ طرح طرح کے طلسم
مین پیش آتے ہین ایسا نہ ہو کوئی آفت پیش آئے لوح کو دیکھ لینا چاہیے بس یہہ
تصور کرکے ہاتھ کھینچ لیا اور لوح پر نظر ڈالی لکھا تھا کہ بر وقت فتح ہونے زرینہ
کے جو شخص پہلے مبارکباد دیگا وہ بھائی تمھارا خضران بن عمرو ثانی ہوگا
اُس سے اندیشہ نہ کرنا جو کچھ تحفہ پیش کرے اُسے قبول کرنا بس یہہ دیکھتے ہی
صاحبقران اُس منکر سے لپٹ گئے اور فرمایا کہ بھئی سبحان اللہ یہہ تم یہان
کیونکر آ پہونچے اُسنے جواب دیا کہ یہہ غلام اسوقت سے ساتھ ہی جب آپ
طلسم پر گئے تھے مین بھی گلیم اوڑھ کر آپ کے پیچھے عقاب پر سوار ہولیا تھا
اور مین ہی نے کئی مقام پر آپ کو ہوشیار کیا تھا کہ لوح کو دیکھیے اور قتل
ساحران مین بھی شریک تھا سیکڑون کو مین نے زنبیل مین مقید کیا ہی جال
بار بار کر پکڑ لیا ہی صاحبقران نے فرمایا مرحبا جزاک اللہ مگر مین اسوقت
تمھین کیا دون تم نے تو ایسی چیز دی کہ بھوک پیاس دونون چیزین برطرف
ہوگئین خضران نے عرض کی کہ آپ جو چاہین دے سکتے ہین مگر عادت کہان
فرمایا کہ بھئی یہان میرے پاس کیا ہی عرض کی کہ آپ کی زبان مین سب کچھ ہی
صرف اقرار کیجیے بدیع الملک نے ایک لاکھ روپیہ دینے کا اقرار کیا مگر
اس شرط پر کہ یہہ دکھانا ہوگا کہ تم نے لوٹ مین کسقدر مال پایا خضران نے
تاج کیوان کا اور اسباب دربند و نکالکر صاحبقران کو دکھایا صاحبقران
نے کہا کہ خواجہ وہ طائر کون تھا جو لوح مجکو دے گیا تھا جب مین نے
ابر باران جادو کی ناند مین لوح ڈالدی ہی تو پھر مجھے لوح کا خیال نہ رہا تھا
اُسوقت اُسی طائر نے لوح میرے گلے مین ڈالدی تھی اور دربندون پر
بھی اُسنے مجھے ہوشیار کیا تھا خواجہ نے کہا اُسکا حال مجکو بھی نہین
معلوم کہ وہ کون تھا الغرض یہی باتین تھین کہ تمام سرداران لشکر اسلام آکر
پہونچے اور صاحبقران کو مبارکباد دی سلطان جنی نے بارگاہ چڑھوادی
لا کر یہہ پاکی امیر ثالث بارگاہ مین تشریف لائے نذرین گذرنے لگین
الحاصل رات صاحبقران نے بآرام تمام گذاری اور وہان سامنے لاشین
کیوان تاجدار کی لیے ہوئے خدمت مین اکوان تاجدار کی حاضر ہوئے

اکوان ملکہ حیات خوش جمال کے حسن کی دید مین محو تھا کہ ساحر روتے پیٹتے ہوئے
لاش کیوان تاجدار کی لیے ہوئے پہونچے اور سامنے لاش رکھدی اکوان تاجدار
نے جو لاش اپنے بھائی کی دیکھی سر پیٹنے لگا چونکہ اسنے کیوان کو مثل فرزندون کے
پالا تھا بھائی سے اپنے نہایت محبت رکھتا تھا بھاوج بھی اسکی بہت روئی دیر تک
ماتم کیوان تاجدار کا برپا رہا آخرکار اسنے لاش اٹھوا کر دفن کی ملکہ حیات خوش جمال
کیطرف دیکھکر اکوان تاجدار نے کہا کہ او صاحب اب ہمارا پیمانۂ عمر بھی لبریز ہے
کیوان کا مارا جانا ہماری موت کی نشانی ہے جب فتاح طلسم اُس بلندی تک
پہونچ گیا اور دربند کیوان نیمہ کو اسنے توڑا تو یہان تک آنا کیا دشوار ہے حیات
خوش جمال نے کہا کہ کچھ تو تدبیر اپنی حفاظت جان کی اختیار کیجیے اکوان نے
کہا اے ملکہ مین نامے روانہ کر چکا ہون یقین ہے کہ خیر خواہان دولت بہت جلد حاضر
خدمت ہونگے اب مین بھی طلسم کشا سے سر دست مقابلہ کرونگا طلسم مین رہ کر لڑنا
شان جرأت کے خلاف ہے علاوہ اسکے دربند کا ٹوٹنا اعانت لوح پر منحصر ہے لوح
اُسکو دستیاب ہو چکی ہے یہ باتین کرکے اسنے ایک نامہ تحریر کرکے ایک ساحر
کو سپرد کیا کہا کہ فتاح طلسم کو دینا اور جواب اسکا لینا آنا ساحر نامہ لیکر جانب
بدیع الملک روانہ ہوا یہان صاحبقران زمان مرحلہ پر جانے کی تیاری
کر رہے تھے تمام عزیز و احباب کا مجمع تھا امیر ایک ایک سے رخصت ہو رہے
تھے کہ یکایک ایک برق چمکی کہ آنکھین سب کی جھپک گئین اب جو آنکھ کھلی تو
دیکھا کہ ایک ساحر نامہ لیے کھڑا ہے صاحبقران نے فرمایا تو کون ہے اُسنے عرض کی
کہ مین نامہ دار خداوندا اکوان ہون خداوند نے یہ خط آپ کو بھیجا ہے اور جواب
اسکا مانگا ہے امیر نامدار نے نامہ اُسکے ہاتھ سے لیکر پڑھا لکھا تھا کہ اے
صاحبقران عصر و فتاح طلسم نہ طاق اسمین شک نہین کہ قلعہ بغیر ٹوٹے اور
قیدی بغیر چھوٹے نہین رہتا یہ مثل مشہور ہے ہر چند کہ بنانے والے بڑے بڑے
استحکام کرتے ہین مگر جب قضا ہی کا زمانہ آتا ہے تو موت زمین شق کرکے پیدا
ہوتی ہے اور آسمان سے تیر شہاب بنکر نازل ہوتی ہے میرا وہ طلسم تھا کہ کیا تاب
طاقت تھی کسی کی جو ادھر کا رخ بھی کر سکتا مرحلہ طلسمی تو درکنار اگر حوالی طلسم
مین بارادۂ جنگ کوئی آتا تو لقمۂ دہان اجل ہو جاتا مگر آپ اس مقام تک
پہونچے اور آٹھ مرحلے توڑ ڈالے اب صرف ایک مرحلہ باقی ہے بظاہر گو اسکا
توڑنا بھی آسان ہے لیکن دراصل بہت دشوار ہے یہ ضرور ہے کہ عمر طلسم کی آخر ہو چکی
ہے مگر ہزار ہا جانین وابستہ ہین جتنے ساحر باہر جا چکے ابھی اُسسے زیادہ زندہ
ہین مین چاہتا ہون کہ اس دربند کو مین خود شکستہ کردون اور سر میدان
تم سے مقابلہ کرون الغرض ما نہ تماشاے جنگ دیکھیے کہ مرتے مرتے اکوان نے

لغنو تکو مارا ہین تیرے ساتھ دوستی کی بات کہتا ہون کہ تو پلٹ جا اور اپنے لشکر کی حفاظت کر
ورنہ یہان مین ایک مارا جاؤنگا اور وہان تیرے سارے لشکر کا خاتمہ ہو جاسیگا اور
اگر امون خلائق منظور ہو تو تجھے لازم ہی کہ اس دربتار کے شکستہ کرنے سے باز رہ اور پلٹ
جا جو تیرا مقصد تھا وہ حاصل ہو چکا کہ تو نے آئینہ اندام جادو کو مارا اور آٹھوں حلے
میرے طلسم کے بھی توڑے مین قسم کھاتا ہون اپنی خداوندی کی کہ اگر تو پلٹ جانے کا
قصد کرے تو مین چند تحفہ طلسمی اور مال خزانہ اور ردون اور خون بھی اپنے عزیزون
اور دوستون کا تجھکو بحل کر دونگا تیرا اثر باپ ہوت اور اگر مجھسے لڑنے کا قصد
ہو تو مین لشکر لے کر آؤن لیکن لڑائی کا انجام اچھا نہ ہوگا یہ تو مسلم کہ اجل میری
تیرے ہاتھ سے ہی مگر ہزارون کی قضا میرے ہاتھ سے ہی مرتے مرتے ہزارونکو
مارونگا لہذا اس تحریر کے لکھنے کو بہت بجان کر اور اپنے دوستون سے مشورہ
کر کے جواب سے اطلاع دو بدیع الملک نے جواب نامہ تحریر کیا کہ اے
الکوان تاجدار رای بادشاہ طلسم نہ طاق خیال کر کہ وہ تیری شان و شوکت وہ
جاہ و جلال اسوقت کہان ہی جو ابھی چند روز پیشتر تھا دیکھ یہ نتیجہ تیرے کبر کا ہی
اب بھی تو اپنے خالق حقیقی کو پہچان اور دعوی خداوندی سے باز آ مین قسم
کھاتا ہون اپنے خدا کی کہ جسنے تمام عالم کو پیدا کیا ہی اور جسکی ذات کو بقا ہی
فنا نہین ہی کہ اگر تو مذہب اسلام اختیار کرے گا تو جسقدر تیرے ممالک
ہین سب تجھی کو دے دونگا بلکہ اور جسقدر ملکون کی حکومت کا شوق تجھے
ہوگا وہ بھی تجھے دونگا ورنہ یاد رکھ کہ بغیر تجھے مارے باز نہ آؤنگا اگر تو ساتون
طبقہ مین زمین کے جا کر چھپے گا تو جسطرح آئینہ اندام جادو کو تیرے طلسم مین
آکر مارا ہی اسیطرح تجھکو وہان پہونچکر مارونگا لہذا بہتر و لازم یہ ہی کہ اپنے افعال
زشت سے توبہ کر اور باز آ اور درگاہ خدا مین عاجزی کر کہ وہ عاجز نواز ہی اور
جواب اس نامہ کا خوب سمجھ کر لکھنا یہ نامہ لکھکر اسی ساحر کو دیا جو نامہ لیکر
آیا تھا اور بدیع الملک انتظار جواب مین ٹھہر گئے بعد چند ساعتون کے
پھر وہی نامہ دار آیا اور جواب اسنے پیش کیا بدیع الملک نے پڑھا لکھا تھا
کہ اے بدیع الملک یہ مین بھی جانتا ہون کہ خالق ارض و سما اور ہی اور مین حق
پر نہین ہون لیکن بڑے شرم کی بات ہی کہ جو شخص اپنے کو خالق کہوا چکا ہو
وہ مخلوق مین اپنے کو داخل کرے اس ذلت سے موت بہتر ہی بس اب
زیادہ رد و قدح کی ضرورت نہین ہی کل مین لشکر لیکر مقابلہ کو آؤنگا جا اور اپنے
لشکر کی حفاظت کر ورنہ گھوڑے تمام فوج کو ایک دم مین پھونک دونگا یہ
جواب پڑھکر بدیع الملک نے خضران کیطرف دیکھا خضران نے عرض
کی کہ یا حضرت جعفران لوح کو دیکھئے جو لوح حکم دے وہ کرنا چاہیے بدیع الملک نے

اوج کو یہ ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم اگر اکوان پلٹ کر جانے کو کہے اور میدان
لڑنے کا ارادہ ظاہر کرے تو کہنا اسکا قبول کر لینا کہ حفاظت لشکر کی ضروری چیز
ہے اگر مرحلے پر جا کر لڑوگے تو وہ لشکر میں آکر سب کو پھونک دیگا بدیع الملک
نے عزم اپنا فسخ کیا اور سب سرداروں سے فرمایا کہ کل کوئی صاحب بارگاہ
داودی کے باہر نکلنے کا قصد نہ کریں اور حسین برق جادو و ملکہ حصار سحر بند
سے بھی یہی فرمایا کہ تم دونوں بھی بارگاہ داودی سے نکلنا ان دونوں نے عرض کی
کہ اے شہریار کہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ آقا کو دشمن قوی کے مقابلہ میں تنہا چھوڑ دیں
بلکہ روشن گہر کو روکیے کہ وہ سحر سے نابلد ہیں اور ہم سے تو جو کچھ ہو سکے گا
وہ کر بیٹھینگے لڑینگے اور مرینگے یہاں کارخانہ سحر و ساحری کا ہے بدیع الملک
خاموش ہو رہے اور ان سب نے انتظار صبح میں شب گذاری یہانتک
آفتاب عالمتاب نے میدان مشرق میں علم ضیا بار بلند کیا اور فوج انجم گریزاں
ہوئی چراغ جھلملا جھلملا کر گل ہوئے صاحبقران فریضہ سحری کو ادا کر کے
باشتیاق اکوان تاجدار میدان میں آکر نگران ہوئے تمام سردار چپ و راس
حاضر تھے کہ ایکمرتبہ جانب آسمان سے لکہ ہائے ابر مختلف الالوان نمودار
ہوئے برقیں چمکتی ہوئی رعد کے گرجنے کی صدا میں بلند آتے آتے ابر شق ہوا
اور فوج ساحران نمودار ہوئی سردار لشکر شنقا سے شعلہ تن تھا یہ چالیس ہزار
ساحروں سے بارگاہ اکوان تاجدار کو لیے ہوئے آکر میدان میں پہونچا اور
لشکر اپنے اتارا بارگاہ برپا کی بعد اسکے دیکھا کہ خود اکوان تاجدار نہایت
جاہ و تجمل کے ساتھ اسی ہزار ساحروں سے آکر پہونچا ساتھ اسکے ایک ایک
ساحر سامری وقت و جمشید زمانہ تھا اسکے تخت کے دونوں طرف دو نہریں
پانی سے مملو مچھلیاں سبز و سرخ اسمیں پیرتی ہوئی اور خوش فعلیاں کرتی ہوئی
نقاب اسکے چہرہ پر پڑی ہوئی تاج سر پر ایک لشکر یا خداوند اکوان تاجدار کا
شور کرتے ہوئے پھریرے علموں کے ہوا سے اڑتے ہوئے قرنے ڈبرو
بجتے ہوئے نخر فلک نہایت عظم و شان سے آکر پہونچا اور لشکر اسکا کمر میں
ٹھہرنے لگا بدیع الملک اور رفیقان بدیع الملک اسکے تجمل و سواری کو
دیکھ کر دل میں کہتے تھے کہ یہ بہت بڑا ساحر معلوم ہوتا ہے دیکھیے بروقت
مقابلہ کیا آفتیں برپا کرتا ہے مگر نہیں معلوم اسنے چہرہ پر نقاب کیوں ڈالی
ہے صاحبقران نے ملکہ حصار سحر بند سے فرمایا کہ تمہارے چچا نے روپوشی
کیوں اختیار کی ہے حصار سحر بند نے عرض کی کہ صورت انکی دیکھیے گا فرمایا
ہاں جی تو چاہتا ہے یہ سنتے ہی ملکہ حصار سحر بند نے زمین پر غلطک ماری
اور صورت اپنی ایک شعلہ جوالہ کی بنا کر اڑی اکوان تاجدار قریب

بارگاہ آچکا تھا کہ حصار سحر بند نے عکس آئینہ کا منہ پر اکوان تاجدار کے ڈالا عکس پڑتے ہی
نقاب میں آگ لگ گئی اکوان تاجدار گھبرایا کہ یہ کیا آفت آئی بس اسنے نقاب کو
تو نوچ کے پھینکدیا اور صورت اصلی اسکی ظاہر ہوئی دیکھا صاحبقران نے کہ ایک
ساحر مثل اور ساحرون کے ہے کوئی نئی بات نہین ہے ادھر اکوان تاجدار نے حصار سحر بند
کو دیکھکر آواز دی کہ او گیسو بریدہ اب تیری گستاخیاں اس حد کو پہونچ گئین کہ تو
ہماری پردہ دری کرنے لگی دیکھ تو اسکی کیسی سزا دیتا ہون جن لوگون کے کہنے سے
تونے یہ بے ادبی کی ہے انھین کے سامنے دیکھیو تیری کیا حالت کرتا ہون یہ کہکر
اسنے آواز دی کہ یہ شوخ دیدہ جانے نہ پائے یہ لفظ اسکے منھ سے نکلتے ہی دو
جوگی بالائے آسمان سے پیدا ہوئے اور حصار سحر بند کیطرف چلے حصار سحر بند
نے سحر بہت سے کیے اور بچنا چاہا مگر کچھ نہ ہوا جوگی قریب آگئے اور ہاتھ بڑھا کر
حصار سحر بند کو شعلے کے اندر سے کھینچ لیا اور مشکیں باندھکر کشان کشان
اکوان تاجدار کیطرف لے چلے اکوان تاجدار نے لشکر اسلام کیطرف دیکھکر
آواز دی کہ ایہا الناس تم نے مجھکو دیکھ لیا مگر اسنے اپنی جان مفت برباد کی یہ
حال ملکہ حصار سحر بند کا دیکھکر بدیع الملک کو انتہا کا ملال گذرا خضران سے
ارشاد کیا کہ اگر اسکو کسی صورت سے رہا کر لاؤ تو ایک لاکھ روپیہ انعام میں دونگا
خضران نے کہا کہ اب کیا حصار سحر بند کے ساتھ ہماری بھی جان لیجیے گا مجھے
ایسی طمع نہ دلائیے زندہ رہیں گے تو بھیک مانگ کر بسر کر لینا آپ یونہی طمع
دلا دلا کر لوگون کی جان لیتے ہیں پلٹ کر جو دیکھا تو سلطان جنی کو غش آگیا ہے
قریب ہے کہ بسبب صدمہ و غم کے ہلاک ہوجائیں خضران کو حال پر سلطان
کے رحم آیا اور اسیوقت تجسس رہائی ملکہ حصار سحر بند میں ایک طرف روانہ
ہوگئے اور کچھ دور جاکر نظرون سے غائب ہوگئے ادھر جوگی حصار سحر بند
کو لیے ہوئے قریب اکوان تاجدار کے پہونچے اور کہا کہ یہ حاضر ہے اکوان تاجدار
اسکی طرف بڑھا تھا کہ ٹانگیں چیر کر پھینکدون کہ یکایک جانب آسمان سے
ایک ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اکوان ابر کو دیکھکر ٹھٹھر گیا کہ یکایک وہ ابر قریب
آکر شق ہوا اور قمیز جادو پیدا ہوا اکوان تاجدار کو مجرا کیا اور ہاتھ باندھکر
عرض کی کہ میں نے کبھی آپ کو بے نقاب نہ سنا تھا نہ دیکھا تھا یہ آپکی
حالت کیا ہے اکوان تاجدار نے کہا کہ یہ تو جو کچھ ہے وہ ہے تو جس واسطے آیا ہے
اُسے بیان کر یہ سنکر قمیز جادو نے ایک نامہ پیش کیا اکوان تاجدار نے
نامہ قمیز کے ہاتھ سے لے کر کھولا یہ نامہ شہر گیسو کشا اور مصور ناحق پرست
کیجانب سے بنام اکوان تاجدار تحریر تھا مصور ناحق پرست الوالہی
کا مضمون تھا بعد القاب کے تحریر تھا کہ ایک مدت سے خبر ملتی آپکی

دریافت نہین ہوئی فی زماننا ہین نے اقواہاً سنا ہی کہ آپ کے طلسم پر فتاح طلسم نے
چڑھائی کی ہی اور کچھ مرحلے بھی شکستہ ہوگئے ہین اگر یہ خبر صحیح ہی تو ہماری بہو ملکہ
روشن گہر کو وہان سے روانہ کردیجیے کہ ہم چاہ بابل پر مقیم ہین اس ہنگامہ مین
ناموس کا رکھنا مصلحت کے خلاف معلوم ہوتا ہی ہم اپنی بہو کو یہان انتظام سے
بٹھا کر آپ کی مدد کو آئین اور طلسم کشا سے مقابلہ کرین جو کچھ حال ہو مفصل تحریر
کیجیے کہ خاطر جمع ہو جسوقت اکوان تاجدار نے نامہ پڑھا آنکھون مین اسکی
آنسو بھر آئے لیکن رونا ضبط کرکے جواب نامہ تحریر کردیا کہ یہان طلسم کا خاتمہ
ہوگیا بھائی تک مارا جاچکا اب ہم سے مقابلہ ہی یقین ہی کہ جب تک تم یہان
پہونچو پہونچو ہمارا بھی خاتمہ ہوجائیگا اور بسبب شرم کے روشن گہر کا
حال متعلق تحریر نہین کیا جسوقت جواب نامہ قمیز کے ہاتھ مین آیا اسنے
بلکہ حصار سحر بند کو جو اسیر دیکھا عرض کی کہ یہ کونسی شاہزادی ہی اور کس خطا
پر اسیر بلا کی گئی ہی اکوان تاجدار نے کہا کہ یہ بھتیجی میری ہی یہ دشمنون کی معین و
شریک ہوئی اور اپالیان طلسم کو اسنے مارا اتنے کہ مجھ پر حملہ کیا ابھی ابھی اسنے
نقاب میری جلا کر مجھکو بے پردہ کیا مین نے اسکو گرفتار کیا ہی مگر یہ قتل
ہونے پائی تھی کہ تم آگئے یہ سنکر قمیز جادو نے کہا کہ کیون اسکے خون
سے ہاتھ بھرییے اگر ارشاد ہو تو مین اسے بھی آپکے سمدھی کے پاس
لیتا جاؤن وہ سارا جوش وخروش اسکا کھو دینگے اکوان تاجدار نے کہا
کہ تمھین لیے جاؤ بہتر ہی یہ کہکر سہرا اپنا اتار لیا اور قمیز جادو نے چند دانے ماش
کے پڑھکر مارے کہ حصار سحر بند قمری کی صورت بن گئی بس قمیز جادو نے
اسکو قفس مین بند کیا اور اکوان سے اجازت جانے کی مانگی اکوان تاجدار
نے کہا اے قمیز جادو میری شکایت نہ کرنا اسلیے کہ تمھاری خاطر و مدارات کچھ نہ ہوسکی
مگر تم دیکھ رہے ہو کہ ہم کس حال مین گرفتار ہین قمیز جادو کی آنکھون مین آنسو
بھر آئے اور اسنے عرض کی کہ یا خداوندا ایک بندہ ناچیز سے یہ معذرت اچھی
نہین بھلا میری مجال ہی کہ مین آپکی شکایت زبان پر لاسکونگا یہ کہکر قفس قمری
ہاتھ مین لیا اور ابر سحر مین پوشیدہ ہوکر جانب چاہ بابل روانہ ہوا ادھر
اکوان تاجدار داخل بارگاہ ہوا اور رنج و غصہ کی حالت مین حکم طبل جنگ
بجنے کا دیا اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر
شاہزادہ بدیع الملک کو ہوئی فرمایا کہدو کہ ہمارے یہان بھی کوس
حربی بجے یہان بھی نقارہ گرگرانے لگے اور دونو طرف تیاری جنگ ہونے
لگی ان سب کو تو انتظار صبح مین چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے چند کلمہ داستان
قمیز جادو کے بیان ہوتے ہین کہ یہ ابر سحر اڑتا ہوا برابر چلا جاتا ہی کہ کسیطرح

پہونچکر مصور ناحق پرست کو حال الوان تاجدار سے مطلع کرون کہ انھین نہایت
تردد ہے اور ہے بھی مقام تشویش ایسا نہ ہو کہ دیر ہو جائے اس خیال سے ابر سحر کو بہت
تیز اڑاتا ہوا لیے چلا جاتا ہے کہ گذر اسکا ایک کوہ کی طرف سے ہوا دیکھا کہ ایک
نازنین مہ جبین تر در گوش مرصع پوش دریا سے جواہر مین غوطہ مارے سینہ ابھارے
بصد کرشمہ و ناز چلی جاتی ہے بقول کیشسر دو ہاتان پچن گھو سے نکسین الیلی سی نار
شنگھار + کیس بھرے موتی سے سیس نو سے جیسے چاند کے گرد چمکتے ہین تارے
ہادی بولا اس نقشہ کے بل جاؤن تمہارے + تر جو منسے پھو کے لکھو ماتو چھوٹو فوارے
بارے + سہ دانت نشنے ہین دہن سے پر تمھارے نکلے + ممل تھا اک برج
مین تیس ستارے نکلے + اب جو اچانک نظر قمیز جادو کی اس آفت ہوش ربا
پڑی ہزار جان سے عاشق ہو گیا جلدی سے جھول پر ہاتھ ڈالا اور پنجہ سحر نکالکر پھینکا
پنجہ کھٹک کر گرا اور اس نازنین کو سامنے قمیز جادو کے اٹھا لایا اور لاکر سامنے
ڈالدیا قمیز سحر پرست کہتا تھا کہ فی الواقع اس ملک مین کیسی کیسی حسین عورتین
پیدا ہوتی ہین حصار سحر بند تو بھتیجی خداوندی ہے کیا مجال ہے میری جو اسکی طرف
نگاہ بد سے دیکھ سکون مگر ہان اس عورت کو اپنی خدمت مین لاؤنگا چونکہ متوجہ
ہوا سے وہ نازنین بیہوش ہو گئی تھی قمیز جادو نے اسکو ہوشیار کیا آنکھ جو
اسکی کھلی اور اپنے کو دوسری جگہ سامنے ایک غیر مرد کے پایا مارے خوف
کے تھر تھر کانپنے لگی قمیز سحر پرست نے کہا کہ جانمن خوف نہ کرو مین بھی
انسان ہون حیوان نہین ہون نازنین نے کہا کہ تم ہوا زاد معلوم ہوتے ہو کہ
ابر کے اندر اڑے ہوئے چلے جاتے ہو خدا کے واسطے مجھے چھوڑ دو قمیز جادو
نے کہا مین ہوا زاد نہین بلکہ آدمزاد ہون مگر ساحر ہون اور ساحر بھی ایسا ویسا
نہین ہون نام میرا قمیز جادو ہے اسنے کہا کہ تم کہانسے آتے تھے اور کہان جاتے
ہو قمیز جادو نے کہا کہ مین نامہ دار ہون مصور ناحق پرست کا اور خداوند
الوان کی خدمت سے پلٹا ہوا چاہ بابل کیطرف جا رہا ہون نازنین نے کہا کہ یہ
قمری کیسی پنجرے مین بند ہے اسنے کہا کہ یہ بھتیجی ہے خداوند الوان تاجدار کی
اسے مین اسکے سمدھی کے پاس لیے جاتا ہون اب تو اپنا حال بیان کر کہ کہان
سے آتی تھی اور کسطرف جانیکا قصد تھا کسکی بیٹی ہے اس نازنین نے کہا
کہ مین دختر ہون حلیم دانا کے فرنگ کی اپنے مکان سے اپنی خالہ کے گھر
جاتی تھی یہ کہکر رونے لگی قمیز نے بلائین لیکر کہا کہ جانمن روتی کیون ہو مین
تمھین نہایت آرام سے رکھونگا کسیطرح کی تکلیف نہ ہوگی اس نازنین
نے کہا کہ میرے رونے کا اور ہی سبب ہے اسے تم نہین جانتے اگر مجھے
اسیطرح لیے ہوئے چلے جاؤ گے تو مین مرجاؤنگی تمھارے مکان تک

میرا زندہ پہونچنا غیر ممکن ہے اسلیے کہ میرے باپ نے ایک لعل شبچراغ مجھکو پہنا دیا ہے
جسوقت مین کھانا کھاتی ہون تو اُسی کی روشنی مین کھاتی ہون خصوصیت اُس لعل کی
یہ ہے کہ ابتک مجھے کوئی مرض نہین ہوا اب اگر تمھارے ساتھ جاؤنگی تو وہ لعل
کھانے نہ پاؤنگی ایکدن مین پھڑک کر مرجاؤنگی قمیر نے کہا کہ وہ لعل کہان ہے اُسنے
جواب دیا کہ وہ لعل تھا تو میرے ہی پاس مگر جسوقت کڑا لٹکا ہوا ہے اور مجھ پر پنجہ گرا
اور اُٹھا کر لے چلا تو دہشت سے ہاتھ پاؤن میرے کانپنے لگے وہ ڈبیا میرے
ہاتھ سے چھوٹ کر درۂ کوہ مین گر گئی جسمین وہ لعل تھا اگر تھوڑی دیر کے واسطے
تم درۂ کوہ مین جاکر ٹھہرو تو مین اُس لعل کو ڈھونڈھ لون اگر تم کو میری لعل سی
جان پیاری نہ ہو تو سسکا کر مارنے سے کیا فائدہ مجھے یونہی قتل کر ڈالو یہ
سنکر قمیر جادو نے کہا کہ قطع ہون وہ ہاتھ جو تم پر اٹھین چلو مین ابھی چلتا ہون
یہ کہکر اُسنے ابر سے کو درۂ کوہ مین اُتارا اور نازنین سے کہا کہ جاؤ ڈبیا ڈھونڈھ لا
نازنین ڈبیہ ڈھونڈھتی ہوئی چلی اور قمیر جادو کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو یہ
بھاگ جائے یا کوئی تلاش مین اسکی آجائے اسنے فوراً کچھ اسم سحر پڑھکر ہاتھ
کو گردش دی کہ ایک حصار گرد کوہ کے قائم ہوگیا لیکن نازنین تھوڑی ہی دیر مین
ایک ڈبیا طلائی ہاتھ مین لیے ہوئے پیدا ہوئی قمیر جادو نے کہا کہ تم تو ڈبیا
اسطرح سے آئین جیسے کہین رکھ آئی تھین نازنین نے کہا کہ جس مقام سے مجھکو
پنجہ لے گیا تھا مین نے اُسی جگہہ ڈھونڈھا ڈبیا پڑی ہوئی تھی بھلے کو کوئی راہگیر
اسطرف سے نہین آیا ورنہ وہ اُٹھا لے جاتا اور مین بے موت مرجاتی قمیر جادو
نے کہا کہ تمھارے باپ بڑے کامل ہین ذرا مین بھی دیکھون کہ اُنھون نے کیسا
لعل بنایا ہے نازنین نے ڈبیا دیدی اور کہا کہ دیکھو قمیر جادو نے ڈبیا ہاتھ سے
نازنین کے لے لی اور کھولنے کا قصد کیا نہ کھلی اسکو حیرت دامنگیر ہوئی کہ یہ
عورت دل مین ہنسے گی کہ یہ کیسا مرد ہے جس سے ذرا سی ڈبیا نہین کھل سکتی
مین عورت ہوکر تو کھول لیتی ہون ادھر نہ دیکھا کہ نازنین کچھ مسکرائی بھی بس اسنے
زور کرکے جو ڈبیا کو کھولا ڈبیہ کے کھلتے ہی ہاتھ کے جھٹکے سے جسقدر بیہوشی
تھی اُچھل کر قمیر کے منھ پر آئی سانس کے ساتھ دماغ مین چڑھ گئی یہ فوراً اُٹھ
اور چھینک مارکر بیہوش ہوا بس اسکے گرتے ہی خواجہ خضران نے نعرہ کیا
کہ باش او فرمساق منم خواجہ خضران بن عمرو ثانی کے گذارم کہ از دستمن زندہ
و سلامت بدر روی یہ کہتے ہی تیغ آبداری کا ایسا ہاتھ مارا کہ سر اسکا بیاض گردن
سے الگ ہوگیا لاش پھڑکنے لگی وہ حصار جو گرد کوہ کھنچا ہوا تھا دھوان ہوکر
نظرون سے پوشیدہ ہوگیا ابر سحر جلکر خاک ہوگیا پنجے کی تیلیان نکل گئین
اُڑی زمین پر لوٹنے لگی صدائین گیر و دار کی بلند ہوئین تمام کوہ مین ایک

زلزلہ سا آیا ہوا تھا پھر اسکے شور کرتے تھے کہ گفتی مرا نام من قمیز جادو بود حیف مردیم وجا ندادیم و بہر مطلب خود نرسیدیم اسوقت لاش اسکی پھڑک کر سرد ہوئی پھر شور کرکے چلے گئے علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش اسکی پڑی ہوئی ہے اور ملکہ حصار سحر بند کھڑی ہوئی ہے مگر نہایت متحیر ہے کہ اسکو کسنے مارا کہ یکایک خواجہ نے قلا کرکے صورت اپنی بدلی اور ہیئت اصلی پر ظاہر ہوکر حصار سحر بند سے کہا کہ اے ملکہ لشکر کیطرف چلو تمھارے واسطے صاحبقران بہت پریشان ہیں اور سلطان جنی کے توجان پر بنی ہوئی ہے نام سلطان جنی کا سنکر حصار سحر بند حجیب گئی گردن نیچی کرلی مگر خواجہ کی نہایت تعریف کی اور کہا اسمین شک نہین کہ خدا نے جامۂ عیاری آپ ہی کے جسم کے واسطے قطع کیا ہے اس حالت مین اتنی جلد عیاری کرکے بچانا یہ کام آپ ہی کا تھا کیوں نہو آپ کس کے بیٹے اور کسکے پوتے ہین کہ جسکا لقب مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار بیک طرار ریش تراشندۂ کافران و سر برندۂ جادو گران ہے خواجہ نے کہا کہ مین کس قابل ہون یہ سب بدو پرورد گار ہے یا اقبال صاحبقران ہے مگر افسوس کہ ہمارا بسواز بانی تعریف کرنے کے محنت کا صلہ نہین دیتا کہ اپنا بھی جی خوش ہو یہ اپنے مقدر کی بات ہے یہ سنکر ملکہ حصار سحر بند نے مالا موتیوں کا گلے سے اتار کر پیش کیا اور کہا کہ ہرچند یہ آپ کے قابل نہین ہے مگر اسے قبول کیجیے کہ اسوقت مین میری حالت فقیرون کی سی ہو رہی ہے خواجہ نے اسکے ہمت کی نہایت تعریف کی اور مالا لے کر داخل زنبیل کیا اور کہا کہ بس اب چلیے الحاصل خواجہ ملکہ حصار سحر بند کو اپنے ہمراہ لے کر جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے

اور یہان سے چند کلمے داستان لشکر صاحبقران عالیشان کے بیان ہوتے ہین

راوی بیان کرتا ہے کہ رات بھر دونون لشکر و نمین تیاری جنگ رہی ساحر اپنے اپنے سحر جگایا کیے ہر طرف بخور گوگل لوبان رائی سرسون کالے دانے گندھک وغیرہ کا ہو رہا تھا اگیاریان روشن تھین ترسول پہ ترسول گڑے ہوئے تھے قلعے اور ڈیرو بجرہے تھے نعرے یا سامری یا جمشید کے بلند تھے ادھر لشکر صاحبقران کے عبادت گذار مصروف اطاعت الٰہی تھے مرنے پر کمر ہمت کو چست باندھ لیا تھا کہ کل قضا کا سامنا ہے ہر ایک جاہ و جلال اگوان تاجدار سے خوب آگاہ تھا کہ یہ ساحر بہت زبردست ہے اسکے سحر سے منھ پلٹنا محال ہے مگر شرط رفاقت یہ ہے کہ ہمت کو نہ ہارنا چاہیے اور رفاقت

صاحبقران سے ہاتھ نہ اٹھانا چاہیے کہ اسوقت ایک بلا آئی ہوئی ہے جہانتک
ہوسکے اپنے سر وہ بلا اوڑھو لیں اور مالک کو اپنے بچا لیں ابھی ہنگامہ میں
دور شب آخر ہوا نور سحر ظاہر ہوا رنگ عالم بدلا ستارے غروب ہوئے ماہتاب
بے نور ہوا اور مشرق کیطرف سے آمد شاہ خاور کی دھوم ہوئی ان سب نے فریضہ
سحری کو ادا کرکے سجدۂ شکر کیا اور خدمت صاحبقران عالیشان میں حاضر ہوئے
مجرا کیا صاحبقران نے بھی وظیفہ پڑھ کر اسلحہ لگایا اور مرکب پر بیٹھ کر جانب میدان
کارزار روانہ ہوئے ابتو تیغے کے تیغے دستے کے دستے انبوہ کے انبوہ فوجوں
کے فوجوں غول کے غول غٹ کے غٹ میدان کیطرف جانے لگے تھوڑی ہی
دیر میں تمام میدان فوجوں سے مملو ہو گیا ہر چند صاحبقران ایک ایک کو منع
کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے پاس تو لوح ہے میری حفاظت کا انتظام
تو ہو چکا ہے آپ لوگ میرے ساتھ کیوں اپنی جان شیریں کو تلف و برباد کرتے
ہیں یہ وہ تکبیر ہے کہ ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا کہ سلطنت اسکی برباد ہو گئی عزیز
اقربا ملازم جانثار سب مارے گئے لیکن رفقا یہی عرض کرتے تھے کہ ہم
اپنے ہوتے آپ پر آنچ نہ آنے دینگے بدیع الملک مجبور ہو کر خاموش
ہو رہے ادھر اکوان تاجدار ایک لاکھ ساحران غدار کی جمعیت سے میدان
کارزار میں آکے موجود ہوا اسکے ساحر بھی پرے جما کر کھڑے ہوئے عجب طرح کی
ہیبت طاری تھی کہ تمام ساحر کریہ منظر درندگان سحر پر سوار کوئی اژدر کوئی پلنگ
کوئی چیتے پر سوار گلو میں بجائے زنار ایک ایک مار سیاہ لپٹا ہوا جھولیاں
کھاروے کی لگی ہوئی قشقے کھنچے ہوئے تلک دیے ہوئے ڈنکے اور ڈمرو
بجاتے ہوئے نرسیے پاکھاوندا اکوان تاجدار کے بلند تر سول پہ سول
چمک رہے تھے اور تخت اکوان تاجدار کا بالا سے ہوا قائم تھا دو نہریں
متعلق اسکے ساتھ تھیں کہ یکایک جانب آسمان سے ایک ٹکڑا ابر سیاہ
نمودار ہوا اور ہوا سے تند اُس ٹکڑا ابر کو لیے ہوئے قریب لائی اکوان تاجدار
کے آئی آتے ہی وہ ابر شق ہوا اور ایک ساحرۂ سیاہ فام ایک تین برس
کا لڑکا گود میں لیے ہوئے ہنس پر سوار نمودار ہوئی اکوان تاجدار نے
جو صورت اسکی دیکھی جھک کے سلام کیا اور عرض کی کہ نانی اماں آپ نے
کیوں زحمت فرمائی پیرزالہ کالی نے کہا اے فرزند کیونکر ہو سکتا کہ تجھے مبتلاے
بلا سنتی اور میں برائے مدد نہ آتی اسوقت میں اپنے حجرہ سحر میں بیٹھی ہوئی
علم نجوم کے ذریعہ سے حالات دریافت کر رہی تھی یکایک نظر میری تیرے
خانہ حیات و ممات پر پڑی ستارہ بہت نحس دیکھا بس تاب ضبط نہ رہی طائر
سحر سے پوچھا کہ خبر میرے فرزند کی بیان کر اسنے مفصل حالات بیان کیے

مجھے خیال پیدا ہوا کہ بعد تیرے میری زندگی کا کیا لطف ہے بس میں نے حجرہ سے نکل کر
اسطرف کی راہ لی اب تو تماشا میری جنگ کا دیکھ کہ کیسے ذی حیات چاشنی مرگ چکھتے
ہیں یقین تو ہے کہ لشکر طلسم کشا میں ایک کو باقی نہ چھوڑونگی ہر چند کہ ستارے تیرہ
بتا رہے ہیں مگر میرے ذہن میں نہیں آتا کہ جب میں ایسی ساحرہ کامل ہوں کہ
رد میرے سحر کا کسی سے ممکن ہی نہیں تو کون ایسا ہے جو مجھے مارے گا یہ کہکر اسنے
ہنس کو اپنے زمین پر اتارا اور ایک صندل کی چوکی پر بیٹھی اور نہیب دی کہ او
طلسم کشا ہوشیار ہو جا کہ میں سحر کرتی ہوں دیکھوں کہ تیری لوح میرا کیا کرتی ہے یہ کہکر
اسنے اس لڑکے کی ٹانگیں پکڑ کر چیر ڈالیں لڑکے نے ایسی چیخ ماری کہ تمام صحرا ہل گیا
زمین کو زلزلہ ہوا جیسے کانوں میں صدا پہونچی وہ بیہوش ہو کر گرا سوار گھوڑوں سے نیچے آگرے
اور ٹوٹنے لگے بیدلوں کی صفیں بچھ گئیں سوا بدیع الملک کے کوئی نہ تھا جو
بیہوش نہ ہوتا یہ بسبب برکت لوح طلسمی کے محفوظ تھے ادھر وہ ساحرہ یعنی
پیرزالہ کاہنہ ایک پاؤں سے چوکی پر کھڑی ہو گئی بدیع الملک نے جو یہ حالت
اپنے لشکر کی دیکھی نہایت پریشان ہوئے کہ سب عزیز و احباب بلکہ تمام
ملازمین بیہوش پڑے ہیں جہانتک نظر کام کرتی ہے کوئی ہوش میں نہیں ہے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ مردے پڑے ہوئے ہیں بس انھوں نے لوح دیکھنے کا قصد کیا تھا
کہ وہیں فوج اکوان تاجدار بحکم پیرزالہ کاہنہ آپڑی اور ان بیہوشوں کو قتل کرنا
شروع کیا بدیع الملک یہ ہنگامہ دیکھ کر گھبرا گئے اور تلوار کھینچکر دوڑ کے
ساحروں کو قتل کرنا شروع کیا مگر ساحر چہار طرف پھیل گئے کچھ لشکر اسد کیطرف
چلے کچھ فوج شہنشاہ گوہر کلاہ کیطرف کچھ لشکر آصف انجم طلعت کیجانب
کچھ ساحر سپاہ سکندر فرخ لقا پر گرے غرضکہ کہانتک بیان کیا جائے کہ ساحر
ہر چہار جانب پھیلے ہوئے تھے اور اہل لشکر کو قتل کر رہے تھے بدیع الملک
کبھی لشکر اسد کیطرف جاتے تھے اور ہاتھ سے کفار کے ان سبکو بچاتے تھے
اور کبھی فوج اسفندیار گیلانی کیجانب متوجہ ہوتے تھے اور ساحروں کو مار کے
ہٹاتے تھے کبھی خیمہ امیر الزمان کیطرف جا کر ساحروں کو چاشنی مرگ چکھاتے
تھے کبھی عین الزمان کبھی نور الزمان کو بچاتے تھے ایک تن تنہا کس کس
کی مدد کریں اور کس کس کو بچائیں ہر طرف ہجوم لشکر ساحران ہے لاشیں پھڑک
رہی ہیں اہل اسلام بیہوشی کی حالت میں کس بے بسی سے قتل ہو رہے ہیں
اسوقت ایک ہما اڑتا ہوا آیا اور شانے پر بدیع الملک کے بیٹھ کر پکارا
کہ افسوس میں نے تم کو وہ چیز دی تھی جسکا مثل و نظیر نہ تھا مگر تم اسے
بالکل بھول گئے اور ایسے غافل ہو گئے کہ اس سے کچھ کام نہ لیا بدیع الملک
حیران تھے کہ وہ کیا چیز ہے اور اسنے مجھے کب دی تھی ہما نے کہا تو ہی عجب

جسنے اہالیان بیابان ہولناک کو کھا لیا تھا وہی اسم پڑھکر جریب کو پھینک دو اور
تماشا قدرت خدا کا دیکھو یہ سنتے ہی بدیع الملک نے جلدی سے اسم پڑھکر
جریب کو ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا کہ لے ان ساحرون کو جریب اژدر بنکر
چلی اور دمکشی کر کے ساحرونکو نگلنے لگی ادھر ہما اُڑکر چلا یکایک نظر پیرزال کاہنہ
کی ہما پر پڑی اور اسنے باتین بھی سنی تھین ادھر دیکھا کہ اژدر ساحرونکو نگلنے لگا
کہ یہ کیا آفت آئی بس اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر خون آمیز لڑکے کا چلو بہین لیا
جسنکی ٹانگین چیری تھین اور ہما پر مارا چھینٹا خون کا پڑتے ہی ہما کے پرونمین آگ
لگ گئی ہما جھلسنے لگا اور پکارا کہ اے بدیع الملک مین نے جان اپنی تم پر سے
نثار کی مین ہون حضرت شعیب ثانی اسوقت تک تو مین نے طائر بنکر بہت مقامونپر
ہوشیار کیا اور بچایا مگر اب خدا حافظ و ناصر ہے کہ ہم راہی ملک بقا ہوتے ہین
لیکن وقت آخر دو وصیتین کیے جاتے ہین انھین نہ بھول جانا ایک تو یہ کہ میری
حضرت کو یاد دل سے نہ کرنا دوسری یہ کہ خاک میری خانہ کعبہ بھجوا دینا یہ کہا اور ہما
ہمہ تن شعلہ بنکر جل گیا بدیع الملک کو حضرت شعیب کے مرنے کا نہایت
صدمہ ہوا ادھر پیرزال کاہنہ اژدر کیطرف چلی عجب مصیبت بدیع الملک پر
تھی ایک وقت مین کیا کیا کرتے ہما کے جلنے کا افسوس کرتے یا اپنے
ہمراہیون کے کشتون پر روتے یا ان نالونکو ساحرون کے ہاتھ سے بچاتے یا
اژدر کی خبر لیتے یہ تو خاک حضرت شعیب ثانی کے اٹھانے کو چلے اور پیرزال
کاہنہ قریب اژدر کے پہونچ گئی اژدر پیرزال کاہنہ پر جھپٹا تھا کہ اسنے اسی بچہ
کے خون کا چھینٹا اژدر پر بھی مارا کہ ہیئت اسکی بدلکر وہی جریب کی شکل ہوگئی
بس اسنے جریب پر بھی ایک چھینٹا خون کا مارا کہ وہ جلکر خاک ہوگئی سبب
اسکے جل جانے کا یہ تھا کہ یہ بنائی ہوئی حضرت شعیب ثانی کی تھی انکے
مرنے سے موکل کمزور ہوگئے اور عبادت نہ کرسکے ادھر ان تاجدارونکے
ساحرونکو للکارا ساحر شعلہ لشکر پر گرانے لگے دریا سحر بہانے لگے بدیع الملک
دیکھ رہے ہین کہ سردارون کے سر کٹ رہے ہین اور کچھ نہین کرسکتے ہین تنہا
کس کس کو بچائین کس کس کی خبر لین اب انکھون سے چشم حسرت سے جانب
فلک دیکھا اور دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کرکے عرض
کرنے لگے کہ اے کس بیکسان و اے یاور غریبان اسوقت مشکل مین سوا تیرے
کوئی میرا مددگار نہین ہے تو اپنی چشم قدرت سے دیکھ رہا ہے کہ تیرے بیچارونکے
کیسے سر کٹ رہے ہین اگر یہ سب مارے گئے تو مین اکیلا انہین دفن بھی تو
نہین کر سکتا واسطہ اپنے حبیب کا کہ میری مدد کر اور مجھے ان کافرون پر
ظفریاب کر کہ اب مجھسے یہ صدمہ سہا نہین اٹھ سکتی ہنوز یہ سخن درزبان تھا کہ

پھر دعا بہدف مراد پر بیٹھا اور سامنے سے ایک تخت اڑتا ہوا بالا سے ہوا نمودار ہوا کہ
اُس تخت پر مکیش زرتاری کھنچا ہوا تھا بالائے تخت ایک عورت سیاہ فام بڑے
بڑے دو دانت ہونٹ کے باہر نکلے ہوئے منہ پر جھریاں پڑی ہوئی آنکھوں میں
چیپڑ بھرا ہوا کوئی سات سو برس کی بوڑھیا یہ ہیئت کذائی بیٹھی بہت سی بھبھوتی اور بچا
سی تراوتی چوٹے کی سی لاؤنی عجب رنگت تھی کہ شب دیجور کو مات کرتی تھی
جس وقت تخت اسکا میدان جنگ میں پہونچا اسنے آواز دی کہ او پیرزالہ کاہنہ
کیوں علامہ ہم نے تجھے اس مرتبہ کو اسی واسطے پہونچایا تھا کہ تو ان بندگان
سامری و جمشید کو اسطرح قتل و مجمع کرے روحیں انکی فریاد کناں ہم تک پہونچیں یہ
سنتے ہی پیرزالہ کاہنہ تھرانے لگی ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اے لونا چماری آپ کے
بندہ خاص الخاص اکوان تاجدار پر ان لوگوں نے چڑھائی کی طلسم اسکا برباد
کر دیا اسوجہ سے میں نے انکو سزا دی یہ ایک ہیرا انکا اسکا نام خداوندی کو روشن
کیے ہوئے تھا ورنہ تمام خداوندیاں تو یہ خدا پرست برباد ہی کر چکے تھے
لونا چماری نے کہا کہ اگر ایسا تھا تو ہم سے اطلاع کی ہوتی جیسا ہم مناسب
جانتے ویسا انتظام کرتے یا حکم دیتے کیں جلد پلٹ آ اور اب ان لوگوں کے قتل سے
باز رہ کہ روحیں انکی جا جا کر مجکو باغ بہشت میں ستاتی ہیں اور میں فاتح طلسم کو
بھی پیچھے دیتی ہوں یہ کہکر اسنے بدیع الملک کو آواز دی کہ او طلسم کشا باز آ
اپنی سرکشی سے کہ نتیجہ اسکا خراب ہے نوک تلوار کو کہ پھل اسکا تیر کے حق
میں زہر ہے بدیع الملک تجھے تخت دست کیا چاہتے تھے کہ لونا چماری نے
آنکھ بچا کر سفید مہرہ پھونکا کفار کے جسم میں تھرتھری پڑ گئی اور ایک دوسرے
سے کہتا تھا کہ یہ کوئی آواز تھی بات کرنے میں تو انکی ایسی آواز نہیں ہے اور
اسی آواز میں بدیع الملک کو یہ سنا دیا کہ مع لوح میرے پاس چلے آؤ تو میں
اس لکاتہ کے قتل کا سامان کروں کہ اسنے آفت برپا کر رکھی ہے یہ کہکر تخت کو
بچا لیا بدیع الملک سمجھ گئے کہ یہ حضرت خضر ہیں بس لوح اور تیغہ لیے ہوئے قریب
اُس تخت کے آئے اور با آواز بلند کہا کہ تو جو فیصلہ کرے گی مجھے منظور ہے یہ
کہکر اُس تخت پر پاس لونا چماری کے جا بیٹھے لونا چماری نے یہ دیکھ کر
آواز دی کہ آؤ لوح طلسمی لو اور طلسم کشا کو اپنے لوا کے پاس لے جا کر اسکی
صفائی کرا دو پیرزالہ کاہنہ نے لاش کو اُس لڑکے کی پھینک دیا اور تخت
کیطرف بڑھی لیکن راہ میں اسکو خیال آیا کہ بھلا لونا چماری یہاں اور بہشت کہاں
اور یہاں آنا اسکا کیسا آجتک کیسے ساتھ ہو گئے کبھی بڑی بڑی
خداوندیاں مٹ گئیں مگر کوئی خداوند خداوندان گذشتہ میں سے کسی کی مدد
کو نہیں آیا یہ معاملہ کیا ہے ایسا نہ ہو کہ اسمیں بھی کوئی فریب ہو یہ خیال کر کے

اسنے جھولی پر سحر کی ہاتھ ڈالا اور ایک پتلی بالشت بھر کی نکالی اور اس سے پوچھا
کہ کیون باجی یہ دراصل لونا چماری ہین یا کوئی عیار ہے پتلی نے جواب دیا کہ تمھاری
عقل بڑھاپے مین ضائع ہوگئی ہے اور دماغ مین خلل آگیا ہے لونا چماری کیسی یہ وہی
عیار مکار خضران بن عمرو ہے تم کو فریب دینے آیا ہے اسکی باتون پر نہ آنا ورنہ پچھتاؤ گی
یہ سنتے ہی اسنے پتلی کو پھر جھولی مین ڈال لیا اور خضران کیطرف یہ کہتی ہوئی جھپٹی
کہ او دزد مکار مجھکو بڑے فریب یاد ہین تو مجھے بھی دھوکا دینے چلا تھا اب بچ کر
کہان جائے گا یہ کہتی ہوئی اندر منڈھی کے گھس پڑی اور کمر مین خضران کے ہاتھ
ڈالدیا کہ اٹھا لیجاؤن اور اسکے کباب لگا کر کھاؤن خضران نے ہنسکر فرمایا کہ
بھئی خوب پہچانا واہ مگر کوئی سحر بھی یاد ہے جو مجھے اٹھانے کا حوصلہ کرکے آئی ہو اب
مین تمھارے اٹھائے نہ اٹھ سکونگا پیرزالہ کاہنہ اب جو خیال کرتی ہے تو ایک
حرف بھی سحر کا یاد نہین سحر بالکل فراموش ہوگیا معمول اس منڈھی کا یہی ہے کہ ساحر
اسکے اندر آکر سحر بھول جاتا ہے جسطرح بارگاہ داؤدی بدیع الملک کے ہاتھ
لگی ہے اسیطرح یہ منڈھی بھی حضرت داؤد ہی کی بنائی ہوئی ہے اور خواجہ عمرو
اول کو ملی تھی تاثیر اسکی بھی یہی ہے کہ ساحر اندر اسکے آکر سحر بھول جاتا ہے پیرزالہ کاہنہ
نے ہاتھ اپنا خواجہ خضران کی کمر سے نکال لیا اور اُلٹے پاؤن پلٹی تھی کہ خضران
نے کمند پھینکی اسکو بھاگنے نہ پائے یہ کہنا تھا کہ ایک پھندا گلے مین پیرزالہ کاہنہ
کے پڑ گیا اور لٹانے لگی اکوان تاجدار نے جو یہ حالت پیرزالہ کاہنہ کی دیکھی لشکر
بدیع الملک پر جا پڑا اور اہل اسلام کو قتل کرنے لگا خواجہ خضران نے
بدیع الملک سے کہا کہ وہان لشکر کا خاتمہ ہوا جاتا ہے جلد اس لعکاتہ کو
قتل کرو موج اور تیغہ سے ہوشیار رہو مین اسکو منڈھی کے باہر نکالتا ہون یہ
سنتے ہی بدیع الملک منڈھی سے باہر آئے تلوار کھینچکر سر پر کھڑے ہوئے
خواجہ خضران نے پیرزالہ کاہنہ کو پھندے سے نکالکر باہر منڈھی کے پھینکا
اسنے چاہا کہ اسم سحر پڑھکر دکھاؤن بدیع الملک نے عکس لوح کا ڈالا سحر
باطل ہوا لیکن ہاتھ تیغہ خارا شگاف کا مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے مرنا تھا
پیرزالہ کاہنہ کا کہ ایک شور قیامت انگیز برپا ہوا زمین متزلزل ہوئی بجلیان
چمک چمک کر ادھر ادھر گرنے لگین آندھیان چلین خاک اڑی شور گیر ودار
برپا ہوا بڑی دیر تک تاریکی چھائی رہی آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من
پیرزالہ کاہنہ جادو بود ہیہات مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم
اسکے مرتے ہی تمام لشکر صاحبقران ہوش مین آیا بلکہ حصار سحر سے بند
جسمین برق جادو یہ دونون تھی ہوشیار ہوئین اور چمک چمک کر لشکر
اکوان تاجدار پر گرنے لگین اکثر جوانان لشکر اسلام ہوش مین آتے ہی

نم منم سے نعرے کر کے لشکر حریف پر جا پڑے تلوار برسانے لگے ہر طرف کالی کالی
گھٹا چھائی ہوئی بجلی کوندا برق شمشیر کا لپک رہا تھا بارش سرون کی ہو رہی تھی
زمین پر دریا سے خون رواں تھا سم مرکبون سے گھٹنون تک غرق خون سے تھے تمام
میدان مین ایک سیلاب خون کا جاری تھا نہنگ قضا دوڑتا پھرتا تھا کبھی
اسے نگل گیا کبھی اسکو کشتی حیات طوفانی تھی موج فنا سے عمر مانند حباب کے ناپایدار
تھی دم کا بھروسا نہ تھا جینا کم بیش کہنا ہر کبت اٹھے دل بادل کی سی فوجین
آون لاگین مورن کی سی کوک + گرجت نقارے گھٹا گھیری کاری کاری
دہان سے بان کرن لاگین چمکن لاگین بجلی سی میانن مین شمشیرین تو نہین تو نہین
سی کرے لاگین چھوون + اور پیلی پیر بھولی لوہو سی سر میرن سے کے دھان کے کھیت
کے کرت کٹ سے کے بیچے جات ہین جھڑی لاگی گولی اور تیرن کی ۵ ابر سیاہ
دھالو نکا اٹھا تھا چار سو + کوندا تھا برق تیغ کا ہر وقت روبرو + ایسے زور
شور سے تلوار چل رہی تھی کہ اللہ اکبر لیکن اکوان تاجدار ایک شعلہ جوالہ
بنا ہوا لشکر کو جلا رہا تھا ہر ایک سے خرمن حیات کو پھونک رہا تھا
جب بدیع الملک مع تیغہ و لوح قریب اسکے پہونچتے تھے اور چاہتے تھے
کہ عکس لوح کا ڈالکر اسکو مارون یہ سحر کرکے بلند ہو جاتا تھا اور وہ جو دو نہرین
معلق اسکے ہمراہ تھین ان نہرون مین پوشیدہ ہو کر دم لیتا تھا اور سیاہ در
پھلیون کی لشکر بدیع الملک پر گراتا تھا کہ ہر پھلی شرارہ بن گرتی تھی
اور لوگون کو جلاتی تھی غرض جب تھوڑی دیر دم لے لیتا تھا تو پھر حملہ کرتا تھا بدیع الملک
قابو نہ پاتے تھے کہ اسکو قتل کرتے یہ معرکہ دیکھکر حسین برق جادو اور
ملکہ حصار سحر بند نے یہ مشورت کی کہ اسکو دم نہ لینے دو اور یہ دونون کی
دونون بلند ہوئین اور آفتاب بنکر عکس اپنا ان نہر و نہر پر ڈالا کہ تمام پانی کھولنے
لگا اکوان تاجدار تڑپ کر پانی کے باہر آیا دیکھا کہ دو آفتاب سحر عکس اپنا
ڈالکر پانی کو کھولا رہے ہین بس اسنے دو ترنج اٹھا کر مارے کہ وہ پھٹے
اور انمین سے دھوان نکلا اور وہ دخان سحر ابر بنکر نہر و نہر پر سایہ افگن
ہو گیا کہ تیزی آفتابون کی پانی پر اثر نہ کرے یہ دیکھکر حسین برق اور
حصار سحر بند نے کہا کہ اب خاتمہ کا سحر کرو یہ بھی کیا یاد کرے گا کہ یہ
چھوکریان بھی کس بلا کی تھین یہ مشورہ کر کے دونون تڑک کر ٹکڑے کر اس
ابر پر گرین کہ ابر دو ٹکڑے ہو گیا مگر دھوان اس ابر کا ان دونون کے
مشام مین پہونچا بیہوش ہو کر گرین مگر انھون نے گرتے گرتے کروٹ
ایسی بدلی کہ نہر سے دور گرین اکوان تاجدار اب نہر سے نکلکر ان
دونون کیطرف چلا کہ انکو قتل کر دون اتنے مین خواجہ خضران پہونچ گئے اور

جال الیاسی مار کر جسمین برق اور حصار تھے جنکو دو دون کو نذر زنبیل کر لیا اور
خود بھی گلیم اوڑھ کر نظروں سے پوشیدہ ہو گئے اکوان تاجدار پھر لشکر پر
آپڑا اور لوگوں کو قتل کرنے لگا خواجہ عفران نے بدیع الملک کو ایک
مقام پر پوشیدہ کر دیا کہ اس طرف لڑتا ہوا اکوان تاجدار چلا آتا تھا جیسے ہی
وہ قریب پہونچا بدیع الملک نے ظاہر ہو کر عکس لوح کا ڈالا کہ اکوان تاجدار
ہیئت اصلی پر آ گیا بدیع الملک نے دوڑ کر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ اکوان
کے دو ٹکڑے ہو گئے بس اسکا مرنا تھا کہ ایک شور قیامت بپا ہوا صدائیں
گیر و دار کی بلند ہوئیں زمانہ تیرہ و تار ہو گیا جسقدر کہ طلسمی عمارتیں تھیں سب
مٹ گئیں صرف ایک قلعہ باقی رہ گیا جسمین اکوان تاجدار کے اہل و عیال
رہتے تھے لشکر بھی اسکا بھاگنے لگا بدیع الملک اس قلعہ کیطرف بڑھے
حاکم قلعہ مظفر جادو تھا اسنے دروازہ قلعہ کا وا کیا اور اپنے لشکر سمیت قلعہ
کے باہر آیا لشکر اکوان کے ہزیمت یافتہ سپاہی آ کر مظفر جادو کے شریک
ہوئے بدیع الملک نے سامنے پہونچتے ہی آواز دی کہ او ساحر خداوند
تیرا مارا گیا اور طلسم شد طاق برباد ہوا اب یہ قلعہ باقی ہے اگر تو دین اسلام کو
قبول کرے اور مال و اسباب اکوان تاجدار کا مع اہل و عیال میرے سپرد کر تو
میں تجھ سے تعرض نہ کرونگا ورنہ تو بھی مثل اور ساحروں کے میرے ہاتھ سے
مارا جائیگا یہ سنکر مظفر جادو نے کہا کہ یا صاحبقران جب تک میرے
دم میں دم ہے میں اپنے آقا کے ناموس کی حفاظت کرونگا اور کسی کو اس قلعہ میں
داخل نہ ہونے دونگا بعد میرے جو کچھ ہوگا وہ ہوگا یہ سنکر صاحبقران سامنے
اسکے پہونچے مظفر جادو نے تیغ کھینچ کر مارا صاحبقران نے عکس لوح کا ڈالا
کہ تیغ ہاتھ سے مظفر جادو کے چھوٹ کر گر پڑا اور بدیع الملک کیطرف
نہ گیا بدیع الملک قریب پہونچے کہ مظفر جادو نے تیغ کھینچ کر مارا بدیع الملک
نے وار اسکا بیکار شمشیر سپر روک کر جو ہاتھ تیغہ خارا شگاف کا مارا اسنے
آہنی کہ سپرین پیدا ہوئیں مگر عکس لوح کا پڑتے ہی وہ سپرین جلکر خاک
ہو گئیں تیغہ سر پر مظفر جادو کے پڑا کہ اسکے دو ٹکڑے ہو گئے مرتے ہی
اسکے اہل لشکر کے جی چھوٹ گئے کچھ تو بھاگ گئے باقی سب نے آواز
امان بلند کی فرمایا امان ہے بشرط ایمان جسنے قبول کیا اسے چھوڑ دیا جسنے انکار
کیا وہ مارا گیا بدیع الملک مع سرداران نامی و گرامی داخل قلعہ ہوئے
اور حیات خوش جمال کو مع دیگر عورتوں کے اسیر کر کے لائے مگر جسوقت
سے نظر اصف انجم طلعت کی ملکہ حیات خوش جمال پر پڑی تھی
اسیوقت سے انکی یہ حالت تھی کہ دل بے چین تھا راستے ہی میں خواجہ عفران

کو بلا کر کہا کہ اگر یہ عورت تجھسے ملے گی تو مین آپ کو بہت کچھ دونگا خضر ان نے کہا ہر
سے خدا کہ تمھارے باپ سے کہدون آصف انجم طلعت ڈرے کہ ایسا نہ ہو
صاحبقران کا عتاب آئے خواجہ کی منت کی کہ اُن سے ذکر نہ کیجیے گا مگر یہ سن رکھیے
کہ اگر یہ عورت ہمین نہ ملی تو ہم بھی جان اپنی دیدینگے کہ بغیر اسکے اب لطف
زندگی نہین ہے خضر ان نے کہا جلدی کا کام خراب ہوتا ہے یہ کونسا وقت اظہار
عشق کا ہے صدہا عزیز تمھارے قتل ہوئے ہین صاحبقران کی آنکھون سے
باران برس رہا ہے ہر طرف کہرام مچا ہے ہنوز لاشین تک شہیدون کی نہین اٹھائی
گئی ہین نہ یہ معلوم ہوا ہے کہ کون کون مارا گیا اور کون کون زندہ ہے ذرا صبر کرو وہ
عورت بھی خداوند طلاق سے شخص کی زوجہ ہے ابھی وارث اسکا مارا گیا ہے
جب تم اسکا خلط ہو سکیگا اور یہان بھی کشتون کے دفن و کفن سے فراغت
ہولے گی اسوقت مین وعدہ کرتا ہون کہ یہ عورت سوا تمھارے دوسرے
کے قبضہ مین نہین جاسکتی ہے آصف انجم طلعت نے کہا کہ بہتر اور چند
اشرفیان بھی خواجہ کو دین تاکہ یہ خیال رکھین اور بھول نہ جائین شاہزادہ
آصف انجم طلعت بیخود ہو رہے ہین نہ دین کی فکر ہے نہ دنیا کی تصویر ملکہ
حیات خوش جمال کی ہر وقت پیش نگاہ تھی صاحبقران لاشے شہدا
کی اٹھوا رہے تھے اول عزیزون کے لاشے اٹھوا کر دفن کرائے اور بہت
روئے بعد اُسکے گنج شہیدان بنایا یعنی ایک بہت بڑا گڑھا کھدوا کے سبکو اُسی
گڑھے مین دفن کرادیا شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ تین لاکھ اہل اسلام کام آئے
اور چار لاکھ کافر مارے گئے سات لاکھ کا رن پڑا جسوقت دفن سے ان شہدا
کے فرصت ہوگئی تو بدیع الملک کبھی قبر فرامرز عاد مغربی پر روتے تھے
کبھی مرقد جمہور جہانسوز تبرزن پر اشک حسرت بہاتے تھے اسیطرح
ہر سردار کے مرقد پر نوحہ و فغان کرتے تھے بعد اسکے کفار کی لاشین ایک
مقام پر جمع کرکے جلادی گئین اور لاش اکوان تاجدار کی سامنے
بدیع الملک کے لاکر رکھدی فرمایا اس لاش کو کیون رہنے دیا خضر ان
نے عرض کی کہ یہ وہ شخص ہے جو اس مقام پر خداوند کہلاتا تھا اور کیسا صاحب
عز و وقار تھا اسکی لاش کا نشان بنانا ضرور چاہیے کہ یہ بادشاہ تھا فرمایا
بہتر ہے اب خواجہ خضر ان اس مقام پر آئے جہان کہ ملکہ حیات خوش جمال
اسیر تھی حالت اسکی یہ تھی کہ اشک حسرت دیدہ پر آب سے جاری
تھے بھول سے عارض پر زردی آگئی تھی برس دن سے گئے تھے [illegible] سے
لگاتار ہوئے اپنے شوہر کو یاد کرکے رو رہی تھی خواجہ نے فرمایا کہ
اے ملکہ اس رونے سے کیا فائدہ ہوگا جو مر گیا وہ زندہ نہین ہوسکتا اب

اس صدمہ و غم کو دور کرو اور اس حیات چند روزہ کو بدمزگی سے نہ بسر کرو شوہر تمہارا نصیب
تمہارے کہ اب بھی تمہارے واسطے تاج و تخت موجود ہے یعنی شاہزادہ آصف انجم طلعت
شاہزادہ رستم ثانی کے فرزند دلبند تم پر عاشق ہوئے ہیں تمہارے باغ جمال کی
گلچینی کا حوصلہ رکھتے ہیں اسکا پھل دونوں کے واسطے اچھا ہے بہتر یہ ہے کہ تم بھی
شاہزادہ کو قبول کرو تا کہ اسی جشن میں عقد تمہارا آصف انجم طلعت کے
ساتھ پڑھ دیا جائے ملکہ حیات خوش جمال نے ضبط کیا اور نہایت
متانت کے ساتھ خضران کو جواب دیا کہ خواجہ میں بھی سمجھتی ہوں کہ اس عمر
کا رنڈاپا کیونکر ہوگا کوئی وارث ہونا ضرور چاہیے مجھے ہر طرح منظور ہے لیکن
ایک شرط کے ساتھ وہ یہ ہے کہ صاحبقران لاش میرے شوہر مردہ کی سپرد
کریں تا کہ میں اسے حسب دلخواہ دفن کروں اور ایک مرتبہ جی کھول کر اسکو رولوں
بعد اسکے میں ہر طرح موجود ہوں مجھے کوئی عذر نہ ہوگا خضران نے کہا کہ یہ
کوئی بڑی بات نہیں صاحبقران عرض پذیر کرینگے یہ کہکر خدمت صاحبقران
زمان میں حاضر ہوا اور دست بستہ عرض کی کہ آپ کے فرزند برادر ملکہ
حیات خوش جمال زوجہ الکوان پر عاشق ہوئے ہیں اور ملکہ نے یہ شرط
عقد کے بارے میں پیش کی ہے کہ اگر لاش میرے شوہر کی مجھکو دیدیجائے
اور میں اسے دفن کر دوں تو مجھے عقد بھی کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے
صاحبقران نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے لاش اسکے شوہر کی اسکے سپرد کر دیجائے
وہ جسطرح چاہے دفن کرے یہ سنکر خواجہ خضران نے لاش لے جا کر ملکہ کے
سپرد کی اور تشبیہین برق اور حصار سحر بند کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا اور
تمام کیفیت الکوان تاجدار کے مارے جانے کی بیان کی وہاں ملکہ حیات خوش جمال
نے حکم کیا کہ زیر دیوار قلعہ لکڑیاں جمع کیجائیں اور انپر روغن ڈالدیا جائے اور
لاش الکوان تاجدار کی لکڑیوں پر رکھنے کا حکم دیا اسیوقت سب سامان
درست ہو گیا اسپ ملکہ نے لڑکے کو گود میں لے لیا اور چند خواصیں جو کہ
نمک حلال اور رازدار تھیں انکو ساتھ لیکر بالائے قلعہ آئی خبر صاحبقران
کو ہوئی کہ ملکہ حیات خوش جمال اپنے شوہر کی لاش جلوانے کو قلعہ میں
گئی ہے صاحبقران زمان مع سرداران عالیشان تماشا اس لاش کے جلنے کا
دیکھنے کو آئے کہ کیونکر لاش الکوان تاجدار کی جلائی جاتی ہے ساتھ
صاحبقران کے شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم طلعت یہ سب
شاہزادہ بھی تھے دیکھا کہ زیر دیوار قلعہ لکڑیوں کا انبار ہے اور لاش الکوان تاجدار
کی لکڑیوں پر رکھی ہوئی ہے اور ملکہ اُس برس دن کے بچے کو گود میں لیے ہوئے
اُس حالت سے فصیل قلعہ پر کھڑی ہوئی ہے کہ بال بکھرے ہوئے کپڑے مل گئے

چہرہ اداس آنکھوں سے سیل اشک جاری اس حالت میں بھی ہزار ہزار جوبن سے تھے
مثل مشہور ہے کہ چاند پر خاک نہیں پڑتی میلے کپڑے اسکے حسن ذاتی کو کب مٹا
سکتے تھے بقول شاعر کے ۵ اگر ٹی کاہ گمان شک ہے بلا گیری کا + رنگ لایا ہے
دوپٹہ تیرا میلا ہو کر + ادھر زبان حال سے لاش اکوان تاجدار کی یہ کہہ رہی
تھی کہ ۵ صبحدم لاش پہ میری ہوا خلقت کا ہجوم + دیکھنے آپ بھی وہ ترک
ستمگار لگا + جب جنازہ میرا اُٹھا تو یہ بولا کوئی + ہاتھ کو اسکے ذرا تو بھی تو اے یار
لگا + ہنسکے وہ شوخ یہ بولا کہ اگر یہ مردہ + جی اٹھا پھر مرے پیچھے وہی آزار لگا +
یہاں تک کہ ہیزم میں آگ دی گئی اور شعلے بھڑک کر بلند ہوئے آصف انجم طلعت
جلتا سب دیکھے کہ گرمی آگ کی اُس جسم نازنین تک پہنچتی ہو گی بھلا یہ پھول سا
جسم اسکا کیونکر متحمل ہوگا خواجہ سے کہا کہ بس اب ملکہ کو لے آئیے ایسا
نہ ہو کہ اس شعلہ کی لپیٹ ملکہ کو بھی پہنچے اُدھر ملکہ حیات خوش جمال نے
آواز دی کہ کہاں ہیں ہمارے حسن کی بہار دیکھنے والے آئیں اور اس بہار
کو خزاں ہوتے ہوئے بھی دیکھیں بقول شاعر کے ۵ ہر عروجے را زوال ہے ہر
بہارے را خزان + لوگ سمجھے کہ جوش غم والم میں یہ اسطرح کے کلمات
زبان سے نکالتی ہے واقع میں جسکا تخت اُلٹ جائے اُسکے دل سے
پوچھو اب ملکہ حیات خوش جمال شاہزادہ آصف انجم طلعت
کیطرف مخاطب ہوئی اور کہا کہ اے شہریار ذی شان اے پارۂ جگر ستم زمان
شاید آپ کو اسوقت تک سابقہ نیک عورت سے نہیں پڑا سب عورتیں بد ہی
نہیں ہوتی ہیں مثل مشہور ہے کہ ۵ نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد + خدا
پنج انگشت یکسان نہ کرد + جو کلمات تشنیعہ آپ نے میری نسبت زبان سے
جاری کیے تھے اور وہ میں نے خواجہ خضر ان کی زبانی سنے میرے لیے
ہر کلمہ برچھی سے کم نہ تھا مگر میں نے مصلحت جانکر سب کچھ سنا اور اسکو
ضبط کیا بلکہ وعدہ کر لیا لیکن اصل یہ ہے کہ بعد ایسے شوہر کے جسکو خداوند
نہ طاق کہلاتا ہو جسکو ایک عالم مانتا ہو اور وہ بھی باوجود اس جاہ و
جلال کے میرا ایسا عاشق و شیدا بنا رہا کہ سوا میرے دوسری عورت
کیطرف کبھی چشم رغبت سے اسنے نہ دیکھا کیسی کیسی پریاں اسکی نگاہ
لطف کی امیدوار رہتی تھیں مگر وہ میرے ہی حسن دلکش و جانسوز کا پروانہ
بنا رہا اور کسی شعلہ رو پر رغبت نہ کی بعد ایسے شوہر کے زندگی پر خاک ہے
اگر چند روز کے واسطے دنیا کے لطف کو نہ چھوڑا اور نام وفا کو رسوا
کیا تو کیا معشوق وفادار کم دیکھے ہونگے اگر سنا ہے وفا بھی نہیں
ہوتے ہیں اگر اُسنے ہمارے ساتھ دنیا کو ترک کیا تو ہم بھی اُسکے ساتھ

ملک عدم تک جا پہنچے اور یہ چھپانہ چھوٹے تنکے گیا اُس عمر چند روزہ کے واسطے اسکی روح کو صدمہ دین ای آصف انجم طلعت و ای صاحبقران عالیشان ہر چند کہ مین زوجہ اُس شخص کی ہون جو خداوند کہلاتا تھا مگر مین خوب جانتی ہون کہ خدا سے برحق اور ہی ہے بیدا ایک ساحر زبردست اور بادشاہ جلیل القدر تھا اور قضا اسکی آپ ہی کے ہاتھ سے تھی ورنہ کیا تاب تھی کسی کی جو اسکے ادنے ملازمونکا بھی مقابلہ کرسکتا چہ جائے آنکہ اُسکا قتل کرنا یہ وہی شہنشاہ ہے کہ ع

پاؤن پھیلاتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے ۔۔ کاسہ سر اُنکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوئے

محل جس سر پہ چتر خداوندی گردش کرتا تھا آج وہی شامیانہ کا محتاج ہے اشعار

اوسے تھے ایوان سے جنکے بڑے ۔۔ آج وہ تنگ گور مین ہین پڑے
تاج پین جنکے ٹنکتے تھے گوہر ۔۔ ٹھوکرین کھاتے ہین وہ کاسہ سر
ہے نہ قصر اور کوہ کن کا پتا ۔۔ نہ کسی جا ہے نل دمن کا پتا
بوئے الفت تمام پھیلی ہے ۔۔ باقی اب قیس ہے نہ لیلی ہے
عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے ۔۔ نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے
گردش چرخ سے ہلاک ہوئے ۔۔ استخوان تک بھی اُنکے خاک ہوئے
اب نہ رستم نہ سام باقی ہے ۔۔ اک فقط نام نام باقی ہے
جس جگہ گل تھا بلبلون کا ہجوم ۔۔ آج اُس جا ہے آشیانۂ بوم
ہم صفیر طائران خوش الحان ۔۔ پڑھتے ہین گل مین علیہا فان

دنیا کا ہمیشہ سے یہی رنگ ہے کہ آج ایک کا عروج ہے کل دوسرے کا دور ہے ہر چند کہ میرا نام حیات بخش چھال ہے مگر مین دو فتیلہ آگ لگانے دیتی ہون یہ کہکر اپنے لڑکے کو پیار کیا اور کہا کہ ای فرزند خداوند طاق تو خداوند زادہ ہوکر حیف ہے کہ پرورش تیری غلامون کی طرح ہوا ور جوان ہونے کے بعد تو ایک ادنے مجاور زادہ بلکہ بردے کا مطیع ہو لہذا مین اُسی مسافر راہ عدم کے حوالے تجکو بھی کیے دیتی ہون کہ بان باپ سے زیادہ شفقت کوئی نہین کرسکتا ہے یہ کہکر پھر آصف انجم طلعت کیطرف دیکھا اور کہا کہ لو خدا حافظ یہ کہکر جسم سے اُسی آگ بین کو دپڑی شعلون نے بڑھکر اسکو آغوش مین کھینچا اور ساتھ اپنے شوہر کی لاش کے یہ بھی جلنے لگی ساتھ اسکے جسقدر خواصین اور کنیزین اسکی تمام حلال تھین سب اُس آگ مین جا پڑین اور جلگئین یہ دیکھ کر جسقدر حاضرین تھے دنگ ہوگئے صاحبقران زبان تصویر حیرت بنے ہوئے تھے کہ ایک مرتبہ آصف انجم طلعت بھی بیتاب ہوکر فصیل قلعہ پر چڑھ گئے

اور اپنے عزیزون کیطرف دیکھ کر آواز دی کہ لو خدا حافظ ہم بھی اُس مسافر راہ عدم کو ڈھونڈھنے
جاتے ہین اب کوئی ہماری تلاش مین سرگردان و پریشان نہ ہو یہ کہکر یہ بھی اُسی مقام
پر جہان کہ ملکہ حیات خوش جمال کودی تھی کود پڑے لوگ حیات خوش جمال
کی باتون پر ایسے محو تھے کہ کسی کو یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ کب وہان پہنچ گئے گرتے وقت
سب منع کیا کئے اور ہر ایک نے کیسا کیسا روکا مگر یہ کسکی سنتے تھے ساتھ
ملکہ حیات خوش جمال کے یہ بھی جلکر خاک ہوگئے صاحبقران نے گریبان
پھاڑ ڈالا اور فرماتے تھے کہ افسوس اس مقام پر آکر کس کس کو رونا بدا تھا
کاش مجھی کو موت آجاتی کہ مین یہ حالت اپنے جگر کے ٹکڑون کی نہ دیکھتا ہاے
افسوس کس کس کو رووُن اور سب کی آخر مین یہ آصف انجم طلعت کا داغ
اور بھی روح کو جلائے دیتا ہے قلب مین آگ لگی ہوئی ہے اس نادان نے اس
کافرہ کے ساتھ مفت اپنی جان دی اور اسطرح کہ نہ اب اسکی قبر بن سکتی ہے
نہ خاک کافران سے علحدہ کی جاسکتی ہے یہ فرماکر اسقدر روئے کہ بیہوش
ہوگئے لوگ صاحبقران کو بارگاہ مین لائے بڑی دیر کے بعد امیر ثالث
کو ہوش آیا سردارون نے باتون مین لگایا کہ خیالات انکے درست ہون بعد
اسکے فہرست مال طلسمی کی پیش کی گئی صاحبقران نے فرمایا کہ یہ فرد شاہزادہ
شہنشاہ کوہر کلاہ کو دو کہ وہ اس مال طلسمی کی جانچ کرلین مجھے اس طلسم
کی جیسی خوشی ہونا چاہیے تھی بجاے اسکے وہ غم ہے کہ بیان نہین ہوسکتا
اسلیے کہ جسقدر دشمن مارے گئے اسیقدر دوست کام آئے ہین کس کس
کے خیال کو دل سے بھلاؤن اور کس کس کی یاد کو فراموش کرون کہ یکایک سامنے
سے ایک مرد درویش یزدان پرست نمودار ہوئے اور سلام علیکم کی آواز دیکر
صاحبقران کو فتح طلسم کی مبارکباد دی بعد اُسکے اشکبار ہوکر صاحبقران کو
پرسا دیا اور کہا کہ واقعی دنیا ایک سرا ہے جو آیا ہے وہ کل ضرور راہی ملک بقا
ہوگا اسکا اعتبار کسی کو نہ کرنا چاہیے کیا آپ ان لوگون کے واسطے روتے
ہین ایک روز یہی ہر شخص کے واسطے ہونا ہے لیکن فرق اتنا ہے کہ کوئی کسی بہانے
جاتا ہے کوئی کسی بہانے جائے گا بقول درد سہ شیخ کعبہ ہوکے پہنچا ہم
کنشت دل مین ہو + درد منزل ایک تھی ٹک راہ ہی کا پھیر تھا + ربیع الملک
نے کہا کہ یہ تو مین بھی سمجھتا ہون لیکن بشریت بھی کوئی چیز ہے ہر چند ضبط کرتا
ہون مگر آنسو نہین رکتے انار سے دل روتا ہے ہر نفس گویا ایک دم سرد ہے
مگر کوئی حالت ہو شکر ہے اُس معبود حقیقی کا جسکی مصلحت یہی تھی اب میرا قصد
ہے کہ سلطان جنی کو یہانکا بادشاہ کرون اور حریفان جنی کو اسکا وزیر کردون
انھون نے ابتدا سے ساتھ دیا ہے اور ہر حال مین شریک رہے ہین اور یہی

لوگ وارث بھی اس شہر میں سے کچھ ہیں کہ سابق میں مسکن و ماوا ان لوگوں کا یہی مقام
تھا جفا سے اکوان نے ان سب کو تباہ کر دیا تھا درویش نے کہا کہ جو آپ کی تجویز
ہے وہی مناسب ہے مگر ان کشتگان راہ خدا کی رسم فاتحہ خوانی سے تو فراغ حاصل
کر لیجیے بعد اُسکے سلطان جنی کو حاکم کر کے خانہ کعبہ کو چلے جائیے گا فرمایا خیر
دیکھا جائیگا درویش نے دبی زبان سے کہا کہ عقد بھی ہونا ضروری امر ہے اسے
فراموش نہ کیجیے گا بدیع الملک نے کہا کہ اس جوش صدمہ و الم میں عقد کا کونسا
موقع ہے درویش نے کہا کہ یہ ضروری امر ہے کہ سلسلہ نسل بنی آدم اسی سے جاری
ہے خواجہ خضران نے کہا کہ ابھی آپ کے ساتھ بہت سے کھیڑے ہیں میں
اب رخصت ہوتا ہوں اسلیے کہ آپ کی خوشی کے واسطے اور حکم والد ماجد
سے میں نے ایک مرتبہ عزم اپنا موقوف رکھا اور راہ سے پلٹ آیا آخر
کہاں تک اب کچھ زاد آخرت بھی جمع کرنا چاہیے کہ وہاں دولت دنیا کام نہ آئیگی
بقول شاعر ؎ دام پیدا کیجیے ہو چکی مفلس ہوئے ابتو بیٹھے مسجد میں بنکر
پارسا دو چار دن + بس اب بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ سب امور کو ترک
کر کے خانہ کعبہ کو چلے چلیں کیونکہ عمر آخر ہو چکی ہے زندگی کا کوئی بھروسا نہیں
ہے بدیع الملک نے فرمایا کہ انشاء اللہ اور حکم دیا کہ سب خیمے اپنے اسی
مقام پر برپا کریں کہ اُن کشتگان راہ خدا پر روتے بھی رہیں چنانچہ حسب الحکم
صاحبقران عالیشان کے خیمے برپا ہونے لگے تھوڑے عرصہ میں تمام
خیمہ و خرگاہ بارگاہ و چھپر استادہ ہو گئے اول صاحبقران عالیشان نے دو
رکعت نماز ادا کی اور دعا کی کہ خداوندا جسطرح تو نے فتحیابی مطابق
عنایت کی اسیطرح مجھے خانہ کعبہ پہونچا دے تاکہ میں زیارت سے اس
مقام متبرک کی مشرف ہو کر تیری یاد و عبادت میں مصروف رہوں یہ فرما کر
بہت سے روئے اتنے میں شام ہو گئی فریضہ مغرب میں کو ادا کیا سب
سردار اپنے اپنے خیمہ میں داخل ہوئے بدیع الملک بھی مع ملکہ روشن گہر
و خواجہ خضران و حسین برق جادو ایک خیمہ میں آکر بیٹھے حوض میں گانے
بجانے کے ذکر کشتگان کرتے تھے اور روتے تھے یہاں تک کہ زلف
لیلائے شب کمر تک پہونچی جوانان اسلام خیموں میں جا کے سو گئے
تھے اطمینان کے ساتھ سوتے تھے کہ یکایک لشکر عین الزمان نور الزمان
میں منتر اکوان تاجدار کا نعرہ ہوا اور چالیس ہزار پتلہ بلا سے سحری طلسمی سے
اکوان تاجدار آکر گرا اور لوگوں کو قتل کرنے لگا ہر طرف سے شور و غل کی صدا
کانوں میں عین الزمان اور نور الزمان کے پہونچی یہ بھی اپنے اپنے
خیموں سے نکل آئے اور لڑنا شروع کیا صبح تک جنگ رہی آخر کار فریب

دشمن کا پتہ نہیں ملتا کیسے کیسے دوست اور کیسے کیسے عزیز آنکھوں کے سامنے
دنیا سے اُٹھ گئے اور پھر بھی مفر نہیں ہے مجھے اس لوح کے ذریعے سے آگاہی ہو
کہ یہ کیا معرکہ گذرا کسنے ان لوگوں کو قتل کیا یہ دعا کرکے کچھ اسماء الٰہی ورد زبان کیے
اور لوح کو ملاحظہ کیا فوراً حروف روشن ہوئے اور یہ عبارت نظر آئی کہ اے
بدیع الملک واقع میں جیسی جفائیں کہ تم نے اس طلسم کے فتح کرنے میں اُٹھائی
ہیں نہ حمزہ اول پر پڑیں نہ امیر ثانی پر گذریں اور ان لوگوں کی قضا آ چکی تھی جو
اس مقام پر قتل ہو گئے اور ابھی بہت سے اجل رسیدہ تمھارے لشکر
میں موجود ہیں کہ ان کی خاک بھی اسی مقام کی ہے لیکن تم کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ جسکو
تم نے قتل کیا وہ اکوان تاجدار نہ تھا بلکہ اُسکی شبیہ تھی اور اسی کے نام پر یہ
طلسم بنا تھا تم نے لوح پا کر تمام دربند و نگہ توڑا اکوان طلسمی کو مارا اور اکوان
اصلی ابھی زندہ ہے اور اصل یہ ہے کہ قضا اُسکی تمھارے ہاتھ سے نہیں ہے اُسکا
قاتل وہ شخص ہے جو بعد تمھارے صاحبقران رابع ہوگا اور یہ اکوان جو شخصوں
مار رہا ہے یہ بھی اکوان اصلی کی ایک شبیہ ہے بعد اسکے قتل ہونے کے تم کو
اطمینان حاصل ہوگا اور تم سمجھ جانا کہ صاحبقرانی تمھاری تمام ہوئی
اب اور شخص کا دور ہوگا اور تم کو خبر نہیں کہ طلسم نہ طاق کا نقشہ تھا بہت سے
مرحلے اسکے جو لوح طلسمی کے علاوہ تھے وہ اور لوگوں کا حصہ تھے جنھوں نے
اُن مقامات کو صاف کیا اور یہ سب کے سب اسیر طلسم قلعہ آئے
ہیں لیکن راہ میں ہیں دیکھیے کسوقت پہونچتے ہیں تم کو چاہیے کہ قتل اکوان
کی کوشش کرو ہرچند کہ وہ ایسے مقام پر ہے جہاں کسی کا گذر ممکن نہیں ہے
کہ وہ مقام ساختہ اور شخص کا ہے اور نظروں سے پوشیدہ ہے لیکن تم صاحب
اقبال اور اس اکوان کے بھی قاتل ہو کیا عجب ہے کہ کسی صورت سے پتا
اُسکا مل جائے بس اس سے زیادہ پتہ لوح سے نہیں مل سکتا یہ دیکھ کر
صاحبقران کو نہایت تردد ہوا خضران نے بھی بہت کوشش کی عیاروں
دور دور دیکھا مگر کہیں اُسکا پتہ نہ لگا آخر عیار بھی پریشان ہو کر پلٹ آئے
آج شب کو بھی وہی معرکہ گذرا کہ جب آدھی رات گذری تو لشکر امیر الزمان
و نورج و خورشید میں ہنگامہ برپا ہوا اور اکوان تاجدار مع پنجاہ لاکھ
طلسمی جنکی تعداد چالیس ہزار تھی آکر لشکر پہ گرا اور قتل و قمع کرنے لگا بیدون
ہاشمی شمشیر بھی اپنے خیمے سے باہر آگئے اور تلوار پکڑ کر لشکر حریف پر
گرے اور صبح تک جنگ رہی بدیع الملک خبر پاکر دوڑے جسوقت تک
پہونچیں یہ پہنچیں تینوں سرداروں کا مع فوج و رفقا خاتمہ ہوگیا زمین پر لاشیں
پڑی تھیں دیکھیں اور اکوان تاجدار کو مع فوج چلدیا بدیع الملک نے

گریبان چاک کیا اور حال اپنا پریشان کیا ہر چند تلاش کی مگر کوئی لاش عیار کی
نہ ملی آخر اسی حال پر ملال میں لاشوں کو دفن کیا اور فرمایا کہ آج میں خود لشکر کا
طلایہ پھرونگا جسوقت شام ہوئی تو فریضۂ نماز میں کو ادا کر کے خضران کو
ساتھ لیا اور گرد لشکر کے طلایہ پھرنے لگے لوح گلے میں پڑی ہوئی رکھی
تھی تیغ ششگانہ کمر میں لگا ہوا تھا یا تمہارے صاحبقرانی تن پر آراستہ کیے
ہوئے تھے کہ ایک مرتبہ نعرۂ اکوان تاجدار کی آواز گوش زد ہوئی صاحبقران
نے پلٹ کر دیکھا تو لشکر سلطان جنی میں ہنگامہ پایا جلدی سے تلوار کھینچکر
جھپٹے وہاں اتنے عرصہ میں اکوان تاجدار نے سلطان جنی کو قتل کیا
حصار سحر بند تڑپ کر خیمہ سے نکلی اور اپنے آئینہ کا عکس ڈالکر بہت سے
پتلے ہائے طلسمی آتش جلا دیے لیکن اکوان تاجدار نے شعلہ بنکر آئینہ پر
عکس ڈالا کہ آئینہ ٹوٹ گیا اور اسی آئینہ میں سے ایک شعلہ نکلکر حصار سحر بند
پر گرا کہ اسکو جلا کر خاک کر دیا شور گیر و دار بلند ہوا پریزادوں نے شور کیا کہ کشتی
ہوا نام من حصار سحر بند جادو بود جست مرد ہم وجادوا دیم وبہ مطلب خود رسیدیم
یہ آواز جو صاحبقران کے گوش زد ہوئی بیتاب ہو کر تیغ چمکاتے ہوئے
قریب خیمہ سلطان جنی کے آئے اکوان تاجدار تو پتلہ ہائے طلسمی کو لیکر
چلدیا اور بدیع الملک نے دیکھا کہ لاش حصار سحر بند اور سلطان جنی
کی پڑی ہوئی ہے اور تمام رفقا و ملازم سلطان جنی کے قتل کیے ہوئے پڑے
ہیں بدیع الملک کو مثل اپنے دیگر عزیزوں کے ان دونوں کا بھی صدمہ
ہوا لاشیں اٹھوا کر دفن کیں جوانی پر ان دونوں کی افسوس کرتے تھے اور
کہتے تھے کہ کیا بد نصیب یہ دونوں تھے جنکو وصل میسر نہ ہوا اور نامراد دنیا سے
اٹھ گئے یہ فرماتے ہوئے اور روتے ہوئے داخل خیمہ ہو گئے اور خضران
کو حکم دیا کہ ملکہ روشن گہر اور حسینہ برق جسقدر عزیز و احباب ہمارے
ہیں سب کو بارگاہ داودی میں لیجا کر رکھو ایسا نہ ہو کہ ان سب کا حال
بھی وہی ہو جو اور لوگوں کا ہو چکا ہے خواجہ خضران نے جا کر روشن گہر اور
حسینہ برق کو بارگاہ داودی میں مقیم کیا اور تمام عزیزان صاحبقران کو
پیام صاحبقران کا پہونچایا ہر ایک جا کر بارگاہ داودی میں مقیم ہوا لیکن
اسد غازی پاس صاحبقران زبان کے آئے اور کہا کہ میں زندگی سے
سیر ہوں یہاں اگر کسی کے واقع نہیں دیکھے ہاں اگر آپ بھی بارگاہ داودی
میں قیام کیجیے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے صاحبقران نے فرمایا کہ میرے پاس لوح
ہے میں بارگاہ میں نہ رہونگا اسد نے کہا کہ میں بغیر آپ کے بارگاہ داودی
میں نہ جاؤنگا غرضکہ اسد غازی خیمہ میں بدیع الملک کے آکر

اُس کا فرخاسر کا نہ ملے گا اُسوقت تک مین یہانسے نہ جاؤنگا چاہیے بار یع الملک اسی جگہ آکر مجکو قتل کر ڈالیں اور بعد تین روز کے یہ جال اور کمند بھی اُتار لونگا یہ استغفاثہ کرتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے اتنا دن اور ساری رات اسی حالت مین بسر ہوئی نہ کچھ کھایا نہ پیا بلکہ یہ عہد کر لیا تھا کہ اب نہ کھاؤنگا نہ پیونگا جب تک کہ گوہر مدعا ہاتھ نہ آئیگا اسی حالت مین قریب صبح دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ دعا تیری درگاہ ایزدی مین مستجاب ہو تو اس کوہ کے پہلو کیطرف جانا اور دیکھنا ایک انبار آتش کا تجکو نظر آئیگا اُسکے اندر ایک شخص بند ہے کہ نام اسکا حوران بیابانی ہے اس سے کہنا کہ اگر ہم تجکو اس بلا سے نجات دیں تو تو ہم کو پاس درویش قیطان گوشہ نشین کے پہونچا دیگا کہ جو رہا اُسکے پاس ہے جب وہ اقرار کرے تو یہ اسم پڑھکر اُس آتش پر دم کرنا وہ آتش سرد ہو جائیگی اور حصار ٹوٹ جائیگا اور حوران ہو نکل آئیگا حوران اُسی درویش کا قیدی ہے اور اُسی کا ملازم ہے اسوجہ سے اُسکے ذریعہ سے آستانہ درویش تک رسائی ممکن ہے اسکے سوا کوئی راستہ نہین بتا سکتا ہے نہ وہانتک جا سکتا ہے نہ اُس مقام سے واقف ہے وہ مقام سب کی نگاہون سے پوشیدہ ہے اور انکو ان نہ طاقی بھی اُسی درویش کے مکانمین ایک گوشہ مین جا کر پوشیدہ ہوا ہے اسی سبب سے خیال انکو ان کا نہین معلوم ہوتا یہ فرما کر وہ مرد بزرگ نظرون سے پوشیدہ ہوگئے خضران نے سجدہ شکر ادا کیا اور کوہ کے پہلو پر آئے اور مرد بزرگ کی ہدایت کے موافق اُس مقام تک پہونچے جہان آگ روشن تھی اور حوران بیابانی اُسی آگ کے اندر مقید تھا خضران نے سلام کیا اور کہا ای شخص اگر مین تجھے رہا کر دون تو تو بھی مجھ میرے کام آئیگا اُسنے جواب دیا کہ جو کام میرے کرنے کا ہوگا اُسمین دریغ نہ کرونگا خضران نے کہا کہ مجکو پاس درویش قیطان گوشہ نشین کے پہونچا دینا پڑیگا حوران کچھ دیر تامل کرتا رہا آخر اقرار کرنا پڑا کہ سوا اسکے رہائی کی کوئی صورت نہ تھی جسوقت اقرار ہو گیا تو خضران نے وہی اسم متبرک مرد بزرگ کا تعلیم کیا ہوا پڑھا اور اُس آتش پر دم کیا فوراً آگ فرو ہو گئی اور حوران بیابانی باہر آیا خضران نے کہا کہ بس اب دیر نہ کرو اور جلد مجکو پاس درویش قیطان گوشہ نشین کے پہونچاؤ حوران نے کہا کہ مین بھوکا اور پیاسا ہون ابھی مجھ مین طاقت چلنے کی نہین ہے خواجہ نے زنبیل سے خرما اور روٹی نکال کر اُسکو کھلائی اور پانی پلا کر سیر و سیراب کیا اب حوران کے ہوش و حواس درست ہوگئے کہا کہ اب چلیے خواجہ خضران نے اپنی صورت ایک درویش کامل کی بنائی اور نام اپنا درویش ہلاکو تجویز کرکے پشت پر حوران کے سوار ہوگئے

خوران جو ابھر کوہ کے طرف قیطان کو خشم نشین سے کر روانہ ہوا انکو تو راہ میں چھوڑیے
اور اب حال اکوان نہ طاقی کا سنیے کہ آج کی شب کو اس ملعون اسد کے لشکر
پر چھاپہ مارا اسنے تمام رفقا بارگیان بر پا کیے ہوے علیحدہ علیحدہ بیٹھے تھے اور
اسد غازی مع ضرغام شیر دل ہمراہ بدیع الملک کے بیٹھے ہوئے تھے
اور جاگ رہے تھے یہان اکوان نے قتل و قمع شروع کر دیا پتلہ ہاے طلسمی
تلواریں لیے ہوئے لشکر کے قتل میں مصروف تھے جیسے تلوار ماری دو پارہ ہوا
تلواریں انکی نہ سپر سے رکتی تھیں نہ جوشن و بکتر کو باتی تھیں اپنے کسی کا حربہ کارگر
نہ ہوتا تھا اور خود اکوان تاجدار سرداران لشکر کو قتل کر رہا تھا کسی پر شعلہ
گرایا کسی کو گولہ کھینچ مارا کسی پر ترنج کسی پر نارنج اسیطرح ہر سردار کے مقابلہ کو جاتا
تھا اور اُسے قتل کرتا تھا کہ اسی اثناء میں شاہزادہ بدیع الملک اور
اسد غازی آپہونچے جہان پتلہ ہاے طلسمی لشکر کو قتل کر رہے تھے اور
اسد غازی اکوان تاجدار کیطرف متوجہ ہوئے اول حال بدیع الملک
کا سنیے کہ انھون نے عکس لوح کا ٹکڑا لینا شروع کیا جس پتلے پر عکس لوح پڑا وہ
جلکر خاک ہوا اب تو یہ پتلے بھی بھاگنے لگے اور بدیع الملک ان پتلونکو
جلاتے ہوئے چلے اُدھر اسد غازی نے دیکھا کہ اکوان تاجدار بیرے
غزندو ناکو قتل کر چکا اور اب اور سردارون کو تلاش کر رہا ہے بس یہ پشت پر
اکوان کی اسطرح پہونچے کہ اُسنے آتے ہوئے انکو نہ دیکھا بس قریب
پہونچتے ہی کمند ماری کہ ساتون حلقے گلے میں اکوان تاجدار کے پڑے جلدی
سے جھٹکا مارا کہ اکوان تاجدار کمند میں الجھ کر زمین پر گرا اسد نے آواز دی کہ
اے بدیع الملک جلد آؤ کہ میں نے اکوان تاجدار کو گرفتار کیا ہے ایک
ہاتھ مار کر کام اسکا تمام کرو کہ تم صاحب لوح ہو اور میں مجبور ہون کہ قضا
اسکی میرے ہاتھ سے نہیں ہے بدیع الملک یہ سنتے ہی دوڑے کہ کام
اکوان کا تمام کرون لیکن جبتک پہونچیں پہونچیں یہان اکوان نے
افسون کی کہ تمام حلقہ کمند کے جل گئے اور اکوان دھوان بنکر نکل گیا جاتے
وقت یہ اسنے آواز دی کہ معلوم ہوا قضا تم لوگون کی میرے ہاتھ سے نہ تھی
جو بچ گئے میں نے بھی لشکر کا کشتہ کر دیا اور اب ایسی جگہ جا کر پوشیدہ
ہوتا ہون کہ اگر تمہارے فرشتے بھی ڈھونڈھینگے تو مجھکو نہ پا سکینگے یہ کہکر اپنے
مسکن کیطرف روانہ ہوا یہان صبح کو جو دیکھا اور لاشونکو گنا تو ابراہیم بن
مالک لندھور و ... بن لندھور جمہور بن جمہور مقبول بن مقبل وفادار
عادل بن عادی ہرمز بن ... بن هرزبان و علقمہ بن جمہور فرزیل بن
قراہرز میں بیٹے اسد غازی کے یعنی معروف غازی غضنفر غازی

قلیچ بیگ شکار سب مقتول پڑے تھے اور برادر اسپ بردار بہشتی خواجہ سرا بھی
قتل ہو چکا تھا صاحبقران نے ان سب کو دفن کیا اور با چشم گریان
و دل بریان داغ بر دل مع اسد غازی و شہنشاہ کو ہمراہ لیکر جانب بارگاہ
داوری روانہ ہوئے راستہ میں لوگوں سے ذکر وفاداری و جان نثاری
میں ختم ہوا یہاں تک کہ داخل بارگاہ ہوئے بار بار آہ سرد دل پر درد سے
کھینچکر ارشاد کرتے تھے کہ واقع میں سوا ذات باری تعالے کے بقا کسی کو
نہیں ہے نہ کوئی رہا ہے نہ رہیگا بقول شاعر کے رہے گی چمن میں نہ رنگت نہ گل
میں بو باقی + یہ سب نہیں رہنے کے کچھ بھی پر رہیگا تو باقی + یہ سفر ایک روز ہر شخص
کو طے کرنا ہوگا فرق اتنا ہی ہے کہ کوئی آگے روانہ ہوا کوئی گرد پس کارواں پیچھے
پیچھے رہ گیا لیکن گرتے پڑتے سبھی پہونچیں گے کافر ہو یا مسلمان مرتد ہو یا
صاحب ایمان انجام سب کا موت ہے بقول درد کے شیخ کعبہ ہو کے پہونچا
ہم کنشت دل میں ہو + درد منزل ایک تھی ٹک راہ ہی کا پھیر تھا + اے یاران
رفتگان اس میں ماندہ کا کچھ خیال نہ کیا پھر دیکھا جائیگا انشاء اللہ ہم بھی
بہت جلد آکر تم سے ملحق ہوتے ہیں موت سے کسکو رستگاری ہے + آج
وہ کل ہماری باری ہے + اب ان سب کو تو حالت سوگ نشینی انتظار
خضران بن عمرو ثانی میں چھوڑا جاتا ہے اور اول کچھ حال گمشدہ ساحران ریش
تراشندہ کافران خواجہ خضران بن عمرو ثانی کا بیان ہوتا ہے کہ یہ چور حوران بیابانی
کو رہا کرنے کے بعد چلے تو چلتے چلتے ایک صحرا میں پہونچے دیکھا کہ وسط
صحرا میں ایک بہت بھاری پتھر پڑا ہوا ہے حوران بیابانی نے خواجہ کو اتار دیا
اور کہا کہ بس منزل میری تمام ہوئی اب اگر آپ سے یہ پتھر ہٹ سکے
تو اسے ہٹائیے ایک دہنہ نقب کا نمودار ہوگا آپ اس دہنہ میں داخل
ہوجیے گا بس یہی راستہ مکان درویش کا ہے جسوقت راہ طے ہو جائے گی
تو آپ مکان درویش قیطان گوشہ نشین میں پہونچ جائیے گا خواجہ
نے دیکھا کہ پتھر اتنا بھاری ہے جو دیو سے بھی نہ اٹھ سکیگا بھلا میری کیا
حقیقت ہے جو اسے اٹھا سکونگا کھڑے ہوکر سوچنے لگے سوچتے سوچتے
ایک ترکیب ذہن میں آئی بیساختہ بول اٹھے کہ وہ مارا پتھر ہٹا دیا حوران
نے کہا کیا خوب یہ کیا آپ نے کھڑے کھڑے خواب دیکھ لیا پتھر تو اسیطرح
اپنے مقام پر موجود ہے خضران نے کہا کہ دیکھو ابھی ہٹا جاتا ہے یہ کہکر قریب
اس پتھر کے آئے اور کمند اصفہانی یا صفا زنبیل سے نکال کر ایک سرا
کمند کا اس پتھر میں باندھا اور دوسرا جا کر ایک درخت میں باندھا [illegible]
اور معجزہ طلب کیا کہ اے کمند کھینچ لے اس پتھر کو بس یہ کہنا تھا کہ کمند [illegible]

پتھر کھینچ آیا خواجہ خضران نے نہایت تعریف کی اور کہا کہ گویہ تحفہ آپ کے پاس تھا اور
اسی کی مدد سے آپ نے اس پتھر کو کھینچا مگر ایسا سوجھنا یہ بھی آپ ہی کا واسطے
ہے بھلا دوسرا کیا سوچ سکتا ہے ان تحفہ جات کے لائق بھی آپ ہی ہیں خواجہ
نے کہا کہ اب چلو یہ سنکر خضران خوب درویش سے کھڑا کیا ہاتھ باندھ کر کہا کہ
مجھے تو معاف رکھیے جس وقت استاد مجکو دیکھیں گے تو آپ کی نہیں معلوم کس
بلا میں مبتلا کرینگے کہ رہائی دشوار ہو گی خضران سے کہا کہ اچھا تم اسی جگہ
ٹھہرو کہیں جانے کا قصد نہ کرنا میں خطا تمہاری عفو کرا کر تمہیں خدمت درویش
میں طلب کرونگا یہ کہکر آپ دہنہ نقب میں داخل ہوئے دیکھا کہ دہنہ نقب
نہایت تاریک ہے ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا بھلا راہ کیونکر طے ہو گی اسی وقت
فتیلہ مہیا ہی روشن کیا اور اس راہ کو بہت جلد طے کر کے اس مقام پر پہونچے
کہ جہاں درویش قیطان گوشہ نشین بیٹھے ہوئے تھے دیکھا کہ ایک مرد
بزرگ با ریش دراز و سفید بہ شکل نورانی بیٹھے ہوئے کچھ پڑھ رہے ہیں اور
بخور لوبان عنبر اگر وغیرہ کا ہو رہا ہے تمام مکان خوشبو سے بسا ہوا ہے اور کچھ عطر
ہار پھول وغیرہ بھی رکھے ہوئے ہیں سبھی چیزیں از قسم خوشبو یا سب موجود ہیں
نظر جو درویش قیطان کی خواجہ خضران پر پڑی نہایت حیران ہوئے اور
بغور انکی طرف دیکھا چونکہ خضران بھی اسی لباس میں تھے اور درویش ہالا کو
پہنے ہوئے تھے بڑھ کر کہا یا دائم درویش نے جواب دیا کہ موجود اللہ اب
دونوں فقیروں میں بولی ٹھولی کی گفتگو ہونے لگی جو فقرا میں رائج ہے لیکن درویش
قیطان حیران تھا کہ یہ کیونکر مجھ تک پہونچا کیا یہ مجھ سے بھی زیادہ صاحب
کمال ہے جو اسنے راہ مخفی کو پیدا کیا اور یہاں تک پہونچ گیا اور خضران پریشان
تھے کہ درویش تک رسائی ہو گئی لیکن اکوان کے طلب کی ابھی تک نظر
نہیں آیا کیا یہ میری محنت و مشقت یوں ہی رائگان جائے گی اور میں بدیع الملک
کے ہاتھ سے قتل ہی ہو جاؤنگا اور ادھر اکوان ملعون ایک گوشہ میں بیٹھا
ہوا متحیر تھا اور دل میں کہہ رہا تھا کہ میں نے تو اس مقام کو نہایت محفوظ سمجھ کر
دامن پناہ کا لیا تھا کہ اس مقام تک کوئی نہ پہونچ سکے گا مگر یہ درویش انسے
بھی بڑھے ہوئے اور پہونچے ہوئے معلوم ہوتے ہیں جو اس مقام تک
پہونچ گئے اب انسے ملاقات پیدا کر کے طلسم کشائی کی شکایت انسے کرنا
چاہیے اگر یہ پشتی پر ہو گئے تو پھر فتاح طلسم میرا کچھ نہ کر سکے گا یہ سوچکر اپنے
مقام سے چالاکو یا اپنے پاؤں سے اپنی قبر کی طرف چلا اور سامنے دونوں
درویشوں کے آکر نہایت ادب کے ساتھ سلام کیا درویش قیطان نے
اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے خضران تو اسکو دیکھ کر بہت

تعویش ہو رہے کہ خیر بیٹھ تو لگا اب شنا یا کچھ کار برآری ہو یہ تو دل میں یہ خیال کر رہے ہیں
کہ اسکو کس ترکیب سے گرفتار کروں اور اکوان نے درویش قبطان سے عرض
کی کہ میں بادشاہ نہ طاق ہون نہ طاق سے یہان آیا ہون درویش قبطان نے کہا کہ مجھے
یہانتک پتہ کیونکر ملا اکوان نے کہا کہ میرے سرپرست حکیم قیلقوس ثانی تھے
جنکی وجہ سے میں تہا و ند نہ طاق بنگیا تھا بڑا اور مضبوط طلسم میرے قبضہ اقتدار
مین تھا کہ جسکے نام سے ساحران عالم تھراتے تھے حکیم قیلقوس نے ہوا کو
ایسا مسخر کر دیا تھا کہ مین ہر مقام کے حال سے مطلع ہوتا تھا جس جگہ جو واقعہ
گذرتا تھا اسکی خبر مجھ تک پہونچ جاتی تھی تمام نہ طاق مین میری حکمرانی تھی رفیقان
جان نثار اور مشیران خوش کردار وزیران آزمودہ کار میری خدمت مین حاضر رہتے
تھے افواج بیشمار میرے قبضہ مین تھین اور مین نہایت اطمینان کے ساتھ طلسم
نہ طاق مین بسر کرتا تھا کہ اس عرصہ مین ایک شخص جسکا نام بدیع الملک
تھا فوج بیشمار و سرداران نامدار کو اپنے ساتھ لیے ہوئے آیا عیار اسکا
نہایت مکار تھا پہلے تو خوب لڑا بیان ہو نہین چونکہ طلسم کی بنا مین نے
اپنی شبیہ پر بانیان طلسم سے قائم کرائی تھی اس بنا پر مین نے اپنی شبیہ کو قتل
کرا دیا اور اپنی جان بچاکر گوشہ پناہ لیا اور اس مقام کا پتہ مجھکو انھین حکیم
قیلقوس ثانی سے ملا تھا کہ وہ مقام ایسا ہے جہان کوئی پہونچ نہین سکتا جب
وقت مصیبت مجھ پر پڑا اور مین تنہا رہ گیا تو اس مقام پر آکر پوشیدہ ہوا ہرچند
کہ مجھسے اور بدیع الملک سے بڑے بڑے مقابلے ہوئے اور وہ صاحب
فوج تھا مگر میرا کچھ نہ کر سکا اور میری نانی صاحبہ ملکہ سرزالہ کاہنہ نے تو لشکر
آدھا کر دیا تھا مگر برا ہو اس عیار مکار کا کہ اُسنے آکر نانی صاحبہ کو قتل کیا اور
میرے لشکر کے صدہا ساحر و نامدار اسوقت مین نہایت پریشان ہوا مین نے
مصلحت وقت سمجھکر اپنے ہم شبیہ کو قتل کرا دیا اور آپ چالیس ہزار شیلہ ہائے
طلسمی تیار کرکے شبخون مارنا شروع کئے یہانتک کہ اکثر رفیقان وفرزندان
طلسم کشا کو قتل کیا اب معدودے چند باقی رہ گئے ہین دو ہی تین حملون مین
انکو بھی قتل کرائے ڈالتا ہون لیکن آبرو میری آپ کے ہاتھ ہے کہ مین نے
آپ کے یہان آکر دامن پناہ کا لیا ہے یہ سنکر قبطان گوشہ نشین تو متحیر
ہوئے اور خواجہ خضران نے آواز دی کہ او ملعون پہچان کہ مین وہی تیرا
ہلاک کنندہ ہون اور عمرو سے جان ہون جسنے تیری نانی کلاتہ کو مارا تھا یہ کہتے
کہتے حلقے کمند آصفیا سے باصفا کے کھول لیے اور ادھر تو اپنے کلام کو ختم
کیا ادھر کمند ماری کہ ساتون حلقے گلے مین اکوان نا ہنجار کے پڑے کے جھٹکا
مارا کہ اوندھے منھ گرا اکوان نے چاہا کہ تڑپ کر نکل جاؤن ہرچند اُٹھ اُٹھ

کرتا ہے شعلے اسکے دہن سے نکلتے ہیں بلکہ کمند پر کوئی اثر نہیں ہوتا اگر دوسری کمند
مثل کمند الیاس غازی کے ہوتی تو کمند جل جاتی اور اکوان پھر نکل جاتا اور
جون جون یہ تڑپتا ہے کمند اور جسم میں پیوست ہوتی جاتی ہے اب خضران اپنی
ہیئت اصلی پر آئے اور منہ پر ہاتھ پھیرتے ہی اور صورت ہو گئی اکوان نے
صورت خواجہ کی دیکھی اندام میں رعشہ پڑ گیا ادھر درویش قیطان گوشہ نشین
متحیر تھے کہ یہ کیا معرکہ ہے پہلے کچھ ہیئت تھی اب کچھ صورت ہو گئی لیکن اکوان
نے جانب فلک چشم حسرت سے دیکھکر یہ شعر پڑھا ع فریاد زدست
فلک سفلہ مزاج + شہزادہ بخواری و گدا زادہ بناز + افسوس کہ وہ اکوان تاجدار
جو خداوند طاق کہلاتا ہوا اور جسکے قبضہ اقتدار میں ہزاروں ساحر ہوں وہ
آج ایک عیار مکار کے ہاتھ سے بندھا ہوا کھڑا ہے نہ سحر کام دیتا ہے نہ کوئی نام
و مددگار نظر آتا ہے یہ کہکر رونے لگا درویش قیطان گوشہ نشین کا دل بھر آیا
خواجہ کو دیکھکر آواز دی کہ جائے عبرت و تاسف ہے کہ اتنا بڑا شخص ایسا
بے بس ہو گیا ہے خیر اول تو آپ اپنے یہاں تک پہونچنے کا حال بیان کیجیے
کہ کس نے آپکو اس مقام کا پتہ دیا اور یہاں تک پہونچایا بعد اسکے یہ کہ
اکوان کو چھوڑ دیجیے کہ اسکو حکیم فیلقوس ثانی نے عزت دی تھی اور اس مقام کا
پتہ بھی انھوں نے بتایا تھا جو مجھ تک پہونچا اور اسنے دامن پناہ کا لیا اور
میں نے چند سبق حکیم سے پڑھے تھے مجھے شرم آتی ہے کہ جسکو وہ عزت دیں
وہ میرے گھر سے ذلیل ہو کر اسیر ہو جائے خواجہ نے کہا کہ اول تو میرے
آنے کی کیفیت سنیے کہ میں کیونکر اس مقام تک پہونچا مجھے خواب میں
ایک درویش نے بشارت دی اور پتا آپکا بتایا میں نے جا کر قید
آتش سے آپکے شاگرد حوران بیابانی کو ببرکت اسماء الٰہی رہا کیا
اور اسی کے ساتھ اس مقام تک پہونچا جہاں تک دہنہ نقب پر پتھر رکھا ہوا
تھا اور وہ پتھر نہایت وزنی تھا مگر بمدد پروردگار سے میں نے اس پتھر کو ہٹایا
اور اس مقام تک آیا اور یہ راہ نقب کی درہ کوہ میں واقع ہوئی تھی اور
نہایت تاریک تھی مگر قسمت رسا تھی کہ اس مقام تک میں پہونچ گیا
اور آپ سے ملاقات ہوئی اور ہیئت اسلیے بدل لی تھی کہ یہ ملعون مجھے
دیکھکر بھاگ نہ جائے یہ سنکر قیطان گوشہ نشین نے حوران کو بلایا اور
کہا کہ بیشک میں نے اسکو مقید کیا تھا بارہ برس سے وہ حصار آتش
میں تھا اور ایک روٹی میں نے اسکو دیکر کہدیا تھا کہ جس روز یہ روٹی
ختم ہوگی اسی روز رہا کرنے والا تیرا آئے گا حوران سے اس بات کو
دریافت کیجیے چنانچہ جسوقت حوران بیابانی سامنے آیا تو اس سے

دریافت کیا حوران نے کہا کہ بیشک بارہ سال مجکو قید آتش مین گذرے کل وہ روئی
تمام ہوئی اور اسی کی صبح کو آپ تشریف لائے اور مجکو اس قید سے رہا کیا خواجہ
نے شاہ صاحب سے سعی کرکے قصور حوران کا عفو کرا دیا جب قیطان گوشہ نشین
نے خطا حوران کی معاف کی تو خضران سے کہا کہ اب میری خاطر سے آپ
اسکی خطا بھی عفو کر دیجیے اور اسکو رہا کر دیجیے خضران نے کہا مین تعجب کرتا
ہون کہ آپ ایسے کافر کی سعی کرتے ہین جسکے سر پر ہزارہا مسلمانونکا خون ہے اور
اب بھی وہ قتل مسلمانان سے باز نہین ہے باوصفیکہ آپ خود بھی مسلمان ہین یہ
وہی اکوان تاجدار ہے جسنے لاکھون بندگان خدا کا خون کیا ہی اور کرورہا کا ایمان
برگشتہ کرکے اُنسے اپنی پرستش کرائی ایسا خدا کو بھول گیا کہ آپ خدا بن بیٹھا
شاہ صاحب نے کہا کہ عیسی بدین خود موسی بدین خود جیسا کچھ اسنے کیا ہی اسکی
سزا روز حشر مین پاویگا جب یہ اپنی بدی سے باز نہ آئے تو آپ نیکی سے
کیون باز رہیے خضران نے کہا کہ اسکے ساتھ نیکی کرنے مین اپنے ساتھ
بدی ہوتی ہی وہ یہ کہ اگر مین اسکو خدمت بدیع الملک مین نہ پہونچاؤنگا
تو وہ عرب مجکو قتل کر ڈالیگا کہ قسم کھا چکا ہی پس اگر آپ اسکا قتل ہونا نہین
پسند کرتے تو میری گردن کاٹ کر بدیع الملک کے پاس بھیجیے دوسرا
یہ امر ہی کہ یہ گنہگار میرا نہین ہی ورنہ مین آپ کا حکم بجا لاتا بلکہ یہ گنہگار ہے
بدیع الملک کا بخشنا نہ بخشنا اُنکا فعل ہی ۵ اگر بخشند رسد رحمت نہ بخشند
تشنہ کامست کیا + سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے + ہان یہ ممکن ہی کہ مین
سفارش اسکی بدیع الملک سے کرونگا اور اگر یہ اسلام اختیار کرلیگا
تو کچھ سفارش کی ضرورت نہین ہی بدیع الملک اسے خود ہی چھوڑ دینگے اور
اسکا ملک بھی اسی کو دیدینگے بلکہ اگر اور ممالک کی خواہش بھی رکھتا ہوگا
تو اور ملک بھی صاحبقران عنایت کرینگے درویش قیطان گوشہ نشین
نے اکوان کیطرف دیکھکر کہا کہ ای اکوان بات بھی رہتی ہی اور جان بھی بچتی
ہی یہ صورت صلح اچھی ہی تو دین اسلام کو قبول کر اور اس کینہ دیرینہ کو اپنے
دل سے نکال ڈال یہ سنکر اکوان تاجدار آنکھون مین آنسو بھر لایا اور کہنے
لگا کہ کیا خوب انصاف آپنے کیا ہی بھلا خیال تو فرمائیے کہ جو خود خداوند کہلاتا
ہو وہ ایک خدا پرست کا مطیع بنے ہان اگر بدیع الملک کو دعوی
خداوندی ہوتا تو یہ ممکن تھا کہ وہ بڑے خداوند کہلاتے مین چھوٹا خداوند بنجاتا
وہ تو اپنے کو خدا نادیدہ کا بندہ ظاہر کرتے ہین پھر مین کیونکر انکی اطاعت
کرون اسکے علاوہ تمام طلسم برباد ہوا عزیز دوست رفیقان جان نثار و وفا شعار
کام آچکے حیات خوش اقبال ایسی معشوقہ اور ایک فرزند جوانمی سے

[illegible] بین چلنے [illegible] اور [illegible] اختیار کی
تو اب بین کسب اطاعت اختیار کر سکتا ہون یہ سنکر درویش قیطان گوشہ نشین
تھا موقوف ہو رہے خضران نے درویش قیطان سے کہا کہ مین چاہتا ہون اب
صاحبقران زبان کو بھی لا کر آپ سے ملاؤن فرمایا کہ بالفعل مین چلہ مین ہون
اور قریب ہی کہ چلہ میرا تمام ہو مین خود کسی مقام پر اسے مل لونگا لیکن تمہین
لازم ہی اسکے پیدا کرنے واسطے کی کہ جہانتک ہو سکے اکوان کی رہائی کی
کوشش کرتا اور اسکو بھی سمجھانا شاید یہ خدا پرست ہو جاوے خضران نے
کہا جیسا آپ ارشاد فرماتے ہین ایسا ہی ہوگا مین کوئی دقیقہ اسکی رہائی مین ہرگز
فروگذاشت نکرونگا یہ کہکر اکوان کو داخل زنبیل کیا اور شاہ صاحب سے
رخصت ہو کے چلے شاہ صاحب شعوران بیابانی خواجہ کے پہونچانے کو
تا بدہانہ نقب آئے اور اسی پتھر کو جال الیاسی سے کھینچکر دہانہ نقب پر
رکھکر اپنے سمت لشکر اسلام روانہ ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور
پہلے سنئے ذرا کلمہ داستان صاحبقران و لشکر صاحبقران عالیشان سے بیان
کیے جاتے ہین کہ یہ بانتظار خواجہ خضران بیٹھے ہین تیسرا روز ہی صاحبقران
بار بار اسد غازی سے ارشاد فرما رہے ہین کہ آپ نے اس ذرہ مکار کی
ضمانت کی ہی آج تیسرا روز ہی اور اسکا پتہ بھی نہین اسد غازی ارشاد
فرما رہے ہین کہ یا صاحبقران ایسا نہین ہی کہ خضران نہ آئے یہ تو خیال
فرمائیے کہ وہ کتنے بڑے کار اہم کے انجام دینے کو گیا ہوا ہی کہ دوسرے کا
حوصلہ بھی نہ پڑتا خضران آج شام تک ضرور واپس آ جائیگا اور اگر نہ آئے
تو مین اسکے عوض موجود ہون کہ یکایک جانب آسمان سے ایک ابر بلوری نمودار
ہوا اور آتے آتے وہ ابر شق ہوا اور اسمین سے ایک ساحر نمودار ہوا
کہ یہ [illegible] سوا [illegible] تھا جسم اسکا مانند شیشہ کے روشن تھا اسنے
پیدا ہوتے ہی [illegible] کو زمین پر آتا رہا یہ وہی بلور برق افگن جادو ہی جو
سپہ سالار ملکہ [illegible] جادو تھا اور اسنے پیام ملکہ افسونہ سحر ساز
[illegible] قلعہ پنہان سے کنارہ کشی کی تھی اسوقت یہ نہ طاق مین آکر پہونچا
اور حال یہ بادی طلسم سے آگاہ ہوا معلوم ہوا کہ اکوان تاجدار اپنے ہم نشینیم
کو قتل کرا کے پوشیدہ ہو گیا اور لشکر طلسم کشا پر شبخون مارا کرتا ہی یہ سنکر
بلور برق افگن جادو بتلاش اکوان تاجدار چلا کہ اگر خداوند سے
ملاقات ہو جائے تو شکست کرنا چاہیے یہ خیال کرکے جانب صحرا روانہ
ہوا اور ایک مقام [illegible] تیار کیا اور سحر جگانے مین مصروف
ہوا [illegible] اتفاقات روزگار کہ [illegible] زبان جادو بھی باغ

گل افشان سے جو بھاگی تھی تو اس صحرا میں آکر پہونچی اور بلور برق افگن کو پہچانا
اسنے طاؤس سحر کو زمین پر اُتارا اور بلور برق افگن جادو سے حال بیابان
خزان بہار کا پوچھا بلور نے تمام ماجرا بیان کیا کہ میرے سامنے تک بلکہ
ذوالخیام جادو زندہ تھیں لیکن لقا بدار یاقوت پوش مع مسلکہ
افسونہ سحر ساز جادو قلعہ پنہان تک پہونچ گیا تھا سوسن سبزہ زبان
نے کہا کہ کیا افسونہ بھی خدا پرستوں کی شریک ہوگئی بلور برق افگن جادو نے
کہا کہ اگر شریک نہ ہوتیں تو اپنے ماموں کے ملازموں کو قتل نہ کرتیں اور
دشمنوں کو مدد نہ پہونچاتیں بعد اسکے سوسن سبزہ زبان نے اپنا واقعہ بیان
کیا کہ بلکہ گل افشان جادو بھی اپنے ماموں سے برگشتہ ہوگئیں اور مجھ پر سحر
کرکے سحر میرا پلٹ دیا ہے تو جانتا ہے کہ سحر میرا کس قیامت کا تھا کہ جس سے جو
کہدیا وہ اُسنے مان لیا اور اب وہ حالت ہے کہ جو جس سے کہوں وہ اُسکے
خلاف کرے گا جب تک یوں بات کر رہی ہوں وہاں تک غنیمت ہے
اگر اسم سحر سے کام لوں اور کوئی بات تم سے کروں تو تم بھی اُسکا الٹا جواب
دوگے میں یہاں اس امید پر بھاگ کر آئی تھی کہ خداوند سے سحر اپنا درست
کراؤنگی اور جنگ میں شریک ہونگی بلور برق افگن نے کہا کہ خداوند
تو پوشیدہ ہوگئے ہیں اور ہم شبیہ کو اپنے قتل کرا دیا میں بھی اسی فکر میں
یہاں آکر بیٹھا ہوں کہ آج شب کو جو خداوند لشکر اسلام پر شبخون ماریں
تو انکی شکست کریں سوسن سبزہ زبان نے کہا کہ ارے تمہاری صاحب
ہی میں بھی اتنا دن یہیں گذارتی ہوں شب کو دیکھا جائے گا یہ کہکر یہ بھی
اُسی صحرا میں اتر پڑی مگر سحر تیار کرنے سے مجبور تھی کہ بلکہ گل افشان جادو نے
اسکو کسی کام ہی کا نہ رکھا تھا قضائے کار و اتفاقات روزگار مہتر ضرغام شیر دل
واسطے بالادوی کے نکلا تھا اس صحرا میں گذر اسکا ہوا دیکھا کہ ایک جادوگر
اور ایک ساحرہ زبردست بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی ہے ضرغام سمجھ گیا کہ یہ تلاش
میں اکوان تاجدار کی آئے ہونگے اور ضرور ہی انکی ذات سے کوئی نہ
کوئی فتنہ برپا ہوگا حال انکا دریافت کرنا چاہیے یہ خیال کرکے رنگ و
روغن عیاری چہرہ پر ملکر صورت اپنی ایک ساحرہ کی بنائی اور سامنے
بلور برق افگن جادو کے پہونچا اور بطریق ساحران اسکو سلام کیا
بلور برق افگن جادو نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو
جواب دیا نام میرا مصیب سر شکست جادو ہے میں فرستادہ خداوند
اکوان تاجدار ہوں اور اسواسطے آیا ہوا ہوں کہ جو لوگ تلاش خداوند
اکوان تاجدار میں آئیں اُنکو خدمت میں خداوند کی پہونچا دوں

اسلیے کہ اب خداوندہ ایسے مقام پر ہین کہ بغیر راہبر کے کسی کا گذر ان تک ہو نہین
سکتا یہ سنکر بلور برق افگن جادو اور سوسن سبز زبان دونون نہایت
خوش ہوئے اور کہا کہ ہمین جلد خدمت خداوندہین سے لے چلیے اسلیے کہ ہم لوگ
اپنے اپنے مرحلہ پر سے لقا پرارون کی تباہ کیے ہوئے یہانتک پہونچے
اور یہان بھی تباہی کا سامنا معلوم ہوتا ہی کہ طلسم برباد ہو گیا جدھر دیکھو سوا
دشمنون کے دوست نظر نہین آتا مجبوراً اس صحرا مین آکر قیام کیا اور منتظر
تھے کہ جسوقت خداوند شبخون مارینگے تو انکی شرکت کرکے ان خداپرستونکو برباد
کرینگے ہزار ہزار شکر ہی کہ خداوند نے ہماری خبر لی اور آپکو بھیجدیا اب ہمین یک
پل یہان ٹھہرنا شاق ہی جسوقت خدمت خداوندہین مین پہونچین گے تو اسے عرض
کرینگے کہ آپکی بھانجیان لقا پرارون کی شریک ہو گئین اور چھوکریان
راستون کی انھون نے مٹادین یہ سنکر ضرغام شیردل جو صہبائے محبت
بنا ہوا تھا دل مین کہنے لگا کہ اب انکا چھوڑنا کسیطرح درست نہین ہی یہ
خیال کرکے ایک سیب نکالکر ان دونونکو دیا اور کہا کہ یہ سیب خاص
باغ بہشت کا ہی اگر کھاوگی تو خدمت خداوندہین پہونچ جاوگی کہ
اسکی تاثیر یہی ہی پھر تمھین اہل دنیا نہ دیکھ سکینگے اور تم انکو دیکھو گی اور راستے
بہشت کے نگاہونکو معلوم ہونے لگین گے یہ سنکر وہ سیب ان دونون نے
لے لیے اور ایک سیب بلور برق افگن جادو نے کھا لیا اور دوسرا
سوسن سبز زبان نے سیب کھاتے ہی آسیب اجل انکے سر پر سوار
ہوا کہ یہ دونون برہنہ ہوکر ناچنے لگے ہوا لگتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا
چھینک مارکر دھم سے گرے بس انکا گرنا تھا کہ ضرغام شیردل نے نعرہ
کیا اور دونونکو ایک ہی پشتارہ مین باندھکر بخدمت شاہزادہ بدیع الملک
روانہ ہوئے یہان بدیع الملک انتظار حضرات مین بیٹھے ہوئے تھے
کہ ضرغام شیردل پشتارہ بدوش آکر پہونچا صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کسکو
گرفتار کر لایا ضرغام نے پشتارہ کھولکر سوسن سبز زبان اور بلور برق افگن جادو
کو نکالکر پیش کیا اور حالات انکے بیان کیے کہ یہ دونون ملازم ہین ایوان
ملعون کی چھوکریان انکی لقا پرارون نے آکر تباہ کین اور یہ دونون بھاگ کر
ایوان کی تلاش مین آئے تھے اور شبخون مین شرکت کرنے کا قصد
رکھتے تھے حضور کے اقبال سے مین پہونچ گیا جو ان دونونکو گرفتار کرکے
حاضر خدمت کیا یہ سنکر صاحبقران عالیشان نے فرمایا کہ ان دونون کو
ستونون بارگاہ سے باندھکر ہوشیار کرو ضرغام نے دونونکو ستونون سے باندھکر
ہوشیار کیا جسوقت آنکھ ان دونون کی کھلی اپنے کو ایک بارگاہ فلک جاہ

ہین ستونون سے بندھا ہوا پایا کر پھر آنکھین بند کر لین اور کہنے لگے کہ یا خداوندا ہم سے کیا
خطا ہوئی جو یہ حالت ہماری بنائی گئی ہر ضرغام شمشیر دل نے کہا کہ تم دونون بارگاہ
صاحبقران مین ہو خداوند تمھارا وزردمکار تھا کہ طلسم برباد کرا کے اور اپنے رفقا
اور اعزا کو قتل کرا کے آپ پوشیدہ ہوا ہوا اور مہیب سر مست مین ہون
جسنے تم کو عیاری کر کے گرفتار کیا آگاہ ہو جاؤ کہ نام میرا ضرغام شمشیر دل ہے یہ سنکر
دونون تھر تھر کانپنے لگے اور دل مین سمجھتے تھے کہ واقع مین عیاران لشکر اسلام
بلا سے بد ہین استنے مین جوڑی سرکارون کی گرد مین آلودہ اور پسینے مین غرق
حاضر خدمت ہوئی اور بعد صفت وثنا کے عرض کی کہ خواجہ سلامت مہتر خضران
بھی آتے ہین صاحبقران کو یہ سنکر نہایت خوشی ہوئی فرمایا کہ سردار واسطے
استقبال کے جائین چنانچہ تمام سردار جسقدر یہان موجود تھے خضران کے
استقبال کو روانہ ہوے اور باعزاز تمام لا کر داخل بارگاہ کیا خضران نے سلام
کر کے نگاہ نیچی کر لی صاحبقران نے فرمایا کہ کہو خواجہ کیا خبر ہے اکوان کو گرفتار
کیا یا نہین خضران نے منھ بنا کر اور ناک بھون چڑھا کر کہا کہ بھلا اکوان کا
پتہ کب مل سکتا ہے مین نے آپ کے حکم کے موافق تین روز اس ملعون کی
تلاش کی مگر پتہ نہ پایا آخر واپس آیا اس خیال سے کہ اسد غازی نے میری
ضمانت کی ہے آپ کے انکے بے لطفی نہ ہو ورنہ مین اسیطرف سے خانہ کعبہ
چلا جاتا اور اب زندگی مین صورت نہ دکھاتا بدیع الملک نے ایک آہ
سرد دل پر درد سے کھینچی اور فرمایا کہ بعد تمھارے جانے کے یہان یہ سانحہ
گذرا کہ اکوان ملعون نے شبخون مار کر اسد غازی کے تینون فرزندون کو
بھی قتل کر ڈالا اور باقی ماندہ سردار و مومنین سے چند کس رہ گئے ہین اور کل
شہید ہو گئے اسد غازی کے بارہ ہزار فوج مومنین سے ایک نہ بچا سب
مارے گئے افسوس کہ یہ داغ اٹھانے کے واسطے ہم زندہ رہ گئے اب تم
بھی اپنی مصیبتین بیان کرو کہ ہم سے چھوٹ کر تم پر کیا گذری خضران نے اپنی
پریشانی صحرا مین ٹھوکرین کھاتا پہاڑون سے سر ٹکراتا بیان کیا اور کہا کہ اے
بدیع الملک تم ہی خیال کرو کہ ایسے پر آشوب زمانے مین اُس کافر
جادو گر کا کیونکر پتہ مل سکتا ہے حالانکہ تم صاحب لوح ہو اور فتاح طلسم ہو جب بھی اکوان
سامنے آکر نکل گیا پس مین اگر اسکو پا بھی جاتا تو کیا کر سکتا تھا سوا اسکے کہ
اپنی جان دیتا لیکن مجبوری یہ ہے کہ قضا تو میری تمھارے ہاتھ سے ہے اکوان
سے مجھے کیونکر ملتا ہر چند مین نے تلاش کی اور کوئی دقیقہ اسکی گرفتاری کا مین نے
فروگذاشت نہین کیا مگر اُس ملعون کا پتہ نہ پایا اب مجھے قتل کرو یہ سنکر
بدیع الملک نے کوئی جواب خضران کو نہین دیا مگر ساقی سے اشارہ کیا

کہ اُسنے دو جام بھر کر پیش کیے بدیع الملک نے اپنے ہاتھ سے دونون مین سودہ
الماس ملایا اور ایک جام خضران کیطرف بڑھا دیا دوسرا جام اپنے ہاتھ
مین لیکر فرمایا کہ خواجہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ طلسم فتح کر لیا اور دشمن کو
گرفتار نہ کر سکے خیر جو مرضی معبود لیکن اس زندگی سے مرجانا بہتر ہے کہ تمام
عزیز و احباب قتل ہو گئے اب مجھ مین طاقت کسی کا داغ دیکھنے کی نہین ہے
نہ مین اپنے قول سے پھر سکتا ہون مین نے کہدیا تھا کہ اگر اندر تین یوم کے
اکوان کا پتہ نہ لگایا تو تم کو قتل کرونگا لہذا مین اپنے قول کا پابند ہون اور ہرگز
تمھارے قتل سے باز نہ آؤنگا اور بعد تمھارے زندگی ہیچ ہے کوئی لطف
زندگی نہین لہذا ایک جام تم پی لو اور ایک مین پی لون کہ جھگڑا پاک ہو
اب جو ہونا ہوگا وہ ہمارے بعد ہوگا سامنے تو نہ ہوگا نہ ہم ہونگے نہ
کسی کا داغ دیکھین گے خضران کا دل ان باتون سے بھر آیا اور ضبط کرکے
کہنے لگا کہ اے بدیع الملک میرا جام پینا تو بجا ہے کہ مین گنہگار تمھارا ہون
لیکن تمھارا جام زہر پینا بالکل پست ہمتی کی دلیل ہے بدیع الملک نے
فرمایا کہ میری ہمت تو بیشک پست ہو چکی ہے جب آصف انجم طلعت
دنیا مین نہ رہین تو ہم زندہ رہکر کیا کرینگے یہ فرما کر چاہتے تھے کہ جام ہونٹون
سے لگا کر پی جائین کہ خضران نے ایک ہاتھ مارا اور جام گر کر ٹوٹ گیا
شراب زہر آلودہ بہ گئی اور قدمون سے لپٹ کر کہنے لگا کہ یا صاحبقران
کبھی بھی یہ غلام آپکا خالی پڑا ہے جو ارادہ کیا وہ آپ کے اقبال سے پورا ہوا
مین نے بڑی محنت اور جانفشانی سے اس ملعون کو گرفتار کیا اور زنبیل مین
ڈالکر لایا ہون کہ راستے مین اسکا کوئی مددگار نہ لیجائے اور مجھ سے اسکو
چھین نہ لے یہ سنکر صاحبقران عالیشان نے فرمایا کہ خواجہ جلد اُس ملعون
کو زنبیل سے نکالو کہ جی گھبراتا ہے خواجہ نے اکوان کو زنبیل سے نکالا
اور ایک ستون سے اسکو باندھ دیا چونکہ خاصہ بارگاہ داؤدی کا یہ ہے
کہ ساحر اندر اس بارگاہ کے آکر سحر بھول جاتا ہے لہذا اکوان تاجدار
اور بلور برق افگن اور سموسن سب کے زبان پہ سب سحر بھولے ہوئے
تھے اب خواجہ نے تمام سرگذشت اصلی اپنی سامنے صاحبقران زمان
کے بیان کی درہ کوہ مین بیٹھ کر استغاثہ کرنا دعا کا قبول ہونا مرد بزرگ کا
آکر پتہ حوران بیابانی کا بتانا بعد اُسکے اپنا روانہ ہو کر حوران کو رہا کرنا اور
ساتھ حوران کے درویش قبطان گوشہ نشین تک پہونچنا اور وہان
اکوان کو بعد گفتگو گرفتار کرنا سب بیان کیا صاحبقران نے خضران
کی اس عیاری پر آفرین کی اور خضران سے حال گرفتاری بلور برق افگن و

سوسن سبزہ زبان بیان کیا اور حضرت ضرغام شیر دل کی نہایت تعریف کی کہ
اس ستم میں انھوں نے یہ بہت بڑا کام کیا کہ دو پیشتارون کو تنہا لائے اب
صاحبقران زمان بلور برق افگن کیطرف مخاطب ہوئے اور ارشاد
کیا کہ تو اپنا حال بیان کر بلور برق افگن نے تمام ماجرا بربادی بیابان
خزان بہار کا ہاتھ سے نقابداران قاف کے بیان کیا اور یہ بھی خبر دی
کہ جتنا بھی خداوندی اُن نقابداروں کی شد یک ہے یہ سنکر اکوان تاجدار
نے ایک آہ کھینچی اور فلک کیطرف دیکھا کہ سب اپنے دشمن ہو گئے
لیکن صاحبقران با اقبال نے اسد غازی کیطرف دیکھکر فرمایا کہ یہ
نقابداران قاف کون لوگ ہیں اسد دلاور نے فرمایا کہ تمھارے ہی
کنبے والے ہونگے اور یہ شان و شوکت خدا نے کسکو عطا کی ہے لیکن
حضرت ان نے عرض کی کہ سب دعوی دار صاحبقرانی کے ہیں اب آپ تو
شاید کہ جانے کا عزم رکھتے ہیں پھر بعد آپ کے بھی کوئی صاحبقران ہونا
چاہیے بعد اُسکے صاحبقران سوسن سبزہ زبان سے مخاطب ہوئے اور
فرمایا کہ تو اپنی سرگذشت بیان کر اُسنے بھی حال نقابدار یاقوت پوش کے
آنے کا بیان کیا اور کہا کہ میں لشکر کو اُسکے تباہ ہی کر چکی تھی مگر کمبخت بھی خداوند
کی ملکہ گل افشان جادو نے آکر قیامت کر دی سحر میرا پلٹ دیا جس سحر
سے لوگ میرے مطیع ہوا کرتے تھے وہی سحر ایسا پلٹ گیا کہ دوست دشمنی
پر آمادہ ہو گئے فرمانبردار نافرمانی کرنے لگے آخر میں نے باغ کو چھوڑ دیا اور
راہ نہ طاق اختیار کی صاحبقران نے اسد کیطرف دیکھکر ارشاد کیا کہ
ان نقابدار یاقوت پوش سے تو میں اتنا واقف ہوں کہ جس وقت
قوم عاد نے مجھپر لشکر کشی کی ہے اور میں بیابان نہ طاق میں نابینا ہو رہا تھا تو
انھوں نے آکر مدد کی تھی اور مجکو مع لشکر ہاتھ سے اُن ظالموں کے بچایا
تھا اسد غازی نے کہا کہ مجھ سے بھی ایسے ملاقات ہوئی تھی ایک مقام پر
میں ایک ساحر کے دام میں پھنسا تھا تو یہ نقابدار میری رہائی کیواسطے
آئے تھے لیکن خود بھی اسیر بلا ہو گئے تھے تو نقابدار ابلق سوار نے
آکر ہم دونوں کو رہا کیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ نقابدار ابلق سوار کون
شخص ہے اسد غازی نے کہا کہ کیا کہوں اے بدیع الملک گرز اُس نقابدار
کا گرز سام بن نریمان سے کم نہیں ہے اور شان و شوکت رعب و داب
بھی بیان نہیں ہو سکتا مجھ ایسا چرب زبان اور اُسکی بات کا معقول جواب
نہ دے سکا عجب نہیں ہو کہ بعد آپ کے وہی صاحبقران وقت ہو کہ
میری نگاہ میں سوا اُسکے اس رتبہ کے لائق دوسرا سردار نہیں معلوم ہوتا

صاحبقران نے فرمایا کہ نقابدار یاقوت پوش بھی لائق صاحبقرانی ہیں
ہیں نے اسکے زور و جرأت کا تماشا آنکھوں سے دیکھا ہے کہ بہرام عاد نے
پہلوان کو اسطرح اٹھا لیا تھا جسکو مردان عالم دیکھکر وجد کرتے تھے اور طوفان عاد کو
مع گردن اٹھا کر فیل آہنی پر مارا تھا کہ پیکر اسکی چور ہو گئی تھی اسد غازی
نے فرمایا کہ نقابدار یاقوت پوش کو بھی پسینہ آ گئے تھے جب گرز پر نقابدار ابلق سوار
نے زور کیا تھا یہ سنکر صاحبقران کو حیرت ہوئی فرمایا کہ خدا جسکو چاہے عزت
دے کسی کو اپنی نشان و شکست پر غرور نہ کرنا چاہیے یہ فرما کر اکوان کیطرف
مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اے اکوان نابکار آج وہ خداوندی کہاں ہے اور وہ
رفقا و جان نثار کیا ہوئے جنکے زور پر تجھکو ناز تھا دیکھا تو نے قدرت
پروردگار عالم کو کہ اسنے مجھ سے ناتوان کو تجھ پر غالب کیا کہ تیرے علم و یقین
ہیں ہیرا مار ڈالتا مجھ اور چیونٹی سے زیادہ آسان تھا اکوان نے یہ کلمات
سنکر گردن جھکالی صاحبقران نے فرمایا کہ لیجاؤ اسکو اور سمجھاؤ شاید یہ راہ
راست پر آجائے خضران نے بدیع الملک سے کہا کہ درویش قیطان نے
اسکی سفارش بھی کی تھی کہ اگر یہ اسلام قبول کرے تو اسے رہا کر دینا صاحبقران
نے فرمایا کہ یا یمان خود اگر اسوقت یہ دعوت اسلام قبول کرے تو میں اسکے
ملک اسکو واپس دیتا ہوں اور اپنے عزیزوں کے خون سے بھی دستبردار
ہوتا ہوں اور اور ملک و مال جسقدر یہ طلب کرے دینے کو موجود ہوں
مگر مجھکو یقین نہیں کہ یہ دین اسلام کو قبول کرے گا خضران نے اکوان کو
داخل زنبیل کر لیا اور کہا کہ اسکو سب ہمارے ملکوں کی گرائی چاہئے اور
صاحبقران عالیشان بلور برق افگن و سوسن سبز زبان کیطرف
مخاطب ہوئے اور ارشاد کیا کہ دیکھا تم نے اپنے خداوند کو کہ کیا انجام ہوا
اور کس ذلت و خواری سے ساتھ مثل تمہارے اسیر ہوا کوئی سحر بھی کام
آیا بلور برق افگن نے تو گردن جھکالی اور کہا کہ واقع ہیں یہ اگر خداوند ہوتا
تو بندوں کے ہاتھ سے اسطرح ذلیل نہ ہوتا لیکن سوسن سبز زبان سوچی
کہ اسپ بغیر فریب سے یہاں چپکی انتظار نہیں آتی بظاہر مسلمان ہو کر اگر بن
پڑے تو خداوند کو بھی رہا کر اور لیکر یہاں سے نکل چلو دیکھا جائے گا
یہ سوچکر اسنے بھی مثل بلور کے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوئی بلور برق افگن
از صدق مسلمان ہوا صاحبقران نے دونو نکو خلعت عنایت فرمایا اور
واسطے تعلیم دین کے عازم شہیدہ بانو کو مقرر کیا کہ یہ اچھی طرح اصول
مذہب سے واقف ہو چکا تھا جبکہ رات ہوئی اور عازم شہیدہ بانو
الہ کو دونوں کو اصول مذہب اسلام سمجھا کر سویا بلور برق افگن بھی سو رہا

لیکن سوسن سبز زبان جاگتی اور اس فکر میں تھی کہ کسطرح پتا اکوان تاجدار
کا ملے تو اسکو بھی رہا کرکے جلدوں اکوان کا پتہ ملنا تو محال تھا کہ وہ زنبیل
میں قید تھا لیکن سوسن سبز زبان نے عازم شعبدہ باز کو بزور سحر اسیر
کیا اور بلور برق افگن کو جگا کر کہا کہ میں نے اس نمک حرام کو تو گرفتار کر لیا
ہے اور اس سے بہتر نکلجانے کا وقت نہ ملے گا کہ پردۂ شب ہے شب تار نکل
میں اگر تم کو بھی کچھ پاس نمک اکوان تاجدار کا ہو تو نکل چلو اور فکر رہائی خداوند
میں مصروف ہو ورنہ میں تو جاتی ہوں یہ کہکر اسنے پر پرواز پیدا کیے اور
عازم شعبدہ باز کو پنجہ میں دبا کر لے اڑی بلور برق افگن چاروں طرف دیکھنے لگا
کہ یہ لیجاتی عازم کو لیے جاتی ہے صبح کو صاحبقران پوچھیں گے تو کیا جواب
دے گا اگرچہ یہ سحر و ساحری میں مجھ سے زبردست ہے لیکن بلکہ گل افشان جادو
نے سحر اسکا بیکار کر دیا ہے جو کہ ثابت کا سحر تھا اسکی تاثیر پلٹ گئی ہے اور
سحر اسکے ہیں جنکا جواب میں دے سکتا ہوں یہ خیال کرکے اسنے بھی پر پرواز
پیدا کیے اور تعاقب میں سوسن سبز زبان کے روانہ ہوا انکو تو راہ میں
چھوڑا جاتا ہے اور اب اول حال صاحبقران عالیشان کا بیان کیا جاتا ہے
کہ جب صبح ہوئی صاحبقران بارگاہ داودی میں تشریف لائے ارکان دولت
حاضر ہوئے خواجہ خضران بھی کرسی پر بیٹھے تھے تمام عیار نشستہائے
زرین پر بیٹھے تھے کہ ایک مخبر بلارنان عازم شعبدہ باز سر پیٹتے
ہوئے آئے اور رو رو کر عرض کرنے لگے کہ یا صاحبقران جن دونوں قیدیوں کو
آپ نے عازم شعبدہ باز کے سپرد کیا تھا انکا پتہ ہے نہ عازم کا معلوم
ہوتا ہے کہ وہ بہ مکر گئے مسلمان ہوئے تھے عازم کو قید کرکے لے گئے یا قتل کرکے
کہیں پھینک گئے یہ سنکر صاحبقران نہایت پریشان ہوئے فرمایا ہے کوئی
ایسا کہ جائے اور خبر عازم کی لائے یہ سنکر خواجہ خضران نے کہا کہ میں
جاتا ہوں اور اسیوقت بازمانے عیاری سے درست ہو کر پانے شاطری
مارتے ہوئے روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک مقام پر ٹھہر کر سوچے کہ
کسطرف جاؤں ایک راہ اختیار کی اور چلے اب انھیں راہ میں چھوڑیے
اور حال سوسن سبز زبان کا سنئے کہ اسنے جا کر پشتارہ عازم شعبدہ باز
کا دامن کوہ میں اتارا اور قصد کیا کہ عازم کو قتل کروں کہ فوراً بلور برق افگن جادو
پہونچا اور پکارا کہ او سوسن مکارہ یہ کیا کرتی ہے منم بلور برق افگن
سوسن سبز زبان نے کہا بڑا تعجب ہے کہ تو نے بھی اپنے خداوند کو چھوڑا
اور دشمنوں کا شریک ہوا بلور برق افگن نے کہا میں ایسے خداوند پر
ہزار ہزار لعنت کرتا ہوں جو بندوں کے ہاتھوں کی جوتیاں کھائے اور ذلیل ہو

معلوم ہوا کہ الوان ایک ساحر زبردست ہے خداوند نہیں ہے خدا وہی ہے جسکو
مسلمان مانتے ہین سوسن سبز زبان نے کہا کہ کس ارادہ سے آیا ہے
بلور برق افگن نے کہا کہ تجھکو گرفتار کرکے خدمت صاحبقران عالیشان مین
لے جاؤنگا سوسن سبز زبان نے کہا کہ تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہم سے
مقابلہ کا ارادہ رکھتا ہے یہ کہکر اسنے کچھ اسم سحر پڑھ کر ایک ترنج سحر بلور برق افگن جادو
پر مارا بلور برق افگن نے جھولی پر ہاتھ ڈالکر ایک آئینہ نکالا اور ترنج کو آئینہ
پر روکا ترنج پڑتے ہی ادھر تو آئینہ ٹوٹا اُدھر ترنج جلکر خاک ہوا دونون کے
سحر بیکار ہوگئے اب بلور برق افگن جادو نے کچھ اسم سحر دم کرکے اُف
کی کہ ایک شعلہ دہن سے اسکے نکلا اور چمک کر مانند برق کے سوسن پر گرا
سوسن سبز زبان بھی بلا کی ساحرہ ہے اسنے بھی کچھ اسم سحر پڑھکر پیشانی مین
نشتر دیا اور خون پیشانی چاہو مین سے کر اُس شعلہ پر مارا کہ شعلہ ٹھنڈا ہوکر گل ہوگیا
اب ان دونو نمین سحر چل رہے ہین جو سحر سوسن کرتی ہے وہ بلور رد کر دیتا ہے
جو سحر بلور کرتا ہے وہ سوسن رد کر دیتی ہے اسی رد و بدل مین اتنی دیر گذری کہ
خواجہ خضران ڈھونڈھتے ہوئے صورت ایک بنجارے کی بنے ہوئے
آپہونچے دیکھا کہ ایک پشتارہ رکھا ہوا ہے اور دو ساحر آپسمین لڑرہے ہین
بلا کے سحر ہو رہے ہین کوئی آگ برساتا ہے کوئی دریا بہاتا ہے یکایک اُن
دونون نے زمین پر طمانچہ ماری اور باز و بکری بنکر لڑنے لگے بچنے
چلنے لگا خواجہ نے کمند آصفیا سے با صفا نکالی اور زمین پر بچھا دی کہ اگر غرق
ہونا چاہین تو اسمین پھنس جائین اور جال الیاسی لے کر کھڑے ہوئے یکایک
باز و بکری دونون لڑتے ہوئے نیچے آئے خواجہ نے جال مارا کہ باز تو جال
مین پھنس گیا اور بکری تڑپ کر زمین پر آئی اور قصد کیا کہ غرق زمین ہو جاوے
کہ حلقہ کمند آصفیا کا گلے مین اُلجھا خواجہ نے جال اور کمند کو کھینچکر دونون کو
داخل زنبیل کیا اور خود قریب پشتارہ کے آئے پشتارہ کو کھولا دیکھا تو
عازم شعبدہ باز ہے خواجہ نے عازم کو ہوشیار کیا عازم حیران تھا کہ مین
تو بستر پر تھا یہان کیونکر پہونچا خواجہ خضران نے کہا کہ مین نے دو ساحرونکو
گرفتار کیا ہے وہ دونون آپسمین لڑ رہے تھے اب یہ نہین معلوم کہ آپکو گرفتار
کسنے کیا تھا اب خدمت صاحبقران مین چلیے کہ امیر بہت پریشان ہین
اب ولیان ان دونون کا سامنے صاحبقران کے سمجھا جائے گا یہ کہکر
عازم شعبدہ باز کو اپنے ہمراہ لیا اور خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے
بدیع الملک نے عازم کو دیکھکر شکر خدا کیا کہ امید جاتی رہی تھی اور خضران
سے پوچھا کہ کیونکر انکا پتہ لگا اور وہ دونون یعنی سوسن و بلور کیا ہوگئے

خضران نے سارا ماجرا سامنے صاحبقران کے بیان کیا کہ دونو نا بور زنبیل سے
نکالکر سامنے صاحبقران کے پیش کیا اور پوچھا کہ تم دونون آدمیون کیون بنے تھے
یہ دونون بہ سبب برکت بارگاہ داوری کے اپنی ہیئت اصلی پر آ گئے سب نے
دونو نکو پہچانا کہ انمین ایک سوسن ہے اور دوسرا بلور ہے بلور برق افگن جادو
نے بیان کیا کہ شب کو سوسن عازم شعبدہ بازی کو گئی اور مجھسے بولا
کہا کہ تو بھی نکل چل مین نے کہا کہ مین محسن کش اور نمک حرام نہین ہون کہ
صاحبقران سے دغا کرون اسی بات پر سے اور سوسن کے منتر پڑھکر [illegible]
یہانتک کہ لڑائی ہوئی اور اثنای جنگ مین خواجہ پہونچ گئے دونو نکو گرفتار
کر لائے یہ سنکر صاحبقران نے سوسن سے زبان سے کہا کہ یہ سچ کہتے
ہین یا جھوٹ سوسن نے عرض کی کہ بیشک بہت صحیح ہے یہ خطا مجھ سے
ضرور ہوئی لیکن اب مین قسم کھاتی ہون کہ مین نے ہزار ہزار مرتبہ دین الوان
[illegible] پر لعنت کی چاہیے آپ کو اعتبار ہو یا نہ ہو بیشک دین آپ کا برحق ہے
کہ کوئی فکر نہین چلتی اور گرفتاری کا سامنا ہو جاتا ہے لیکن مرتبہ یہ بھی از سر
صدق مسلمان ہوئی اب صاحبقران نے حکم دیا کہ الوان کو نکالو خواجہ
نے الوان کو نکالکر [illegible] ستون سے باندھا اور پوچھا کہ تو کہان تھا الوان
نے کہا کہ مین ایک صحرا مین کنارے دریا کے بیٹھا تھا کہ یکایک نظر میری
ایک بنگلہ پر پڑی اور وہان محفل عیش آراستہ دیکھی مین اس صحبت مین پہونچا
اور ایک پری جمال کو دیکھکر شیدا ہو گیا اُس نے پوچھا تم کون ہو مین نے کہا کہ
آپ کا شیدا ہون چاہتا ہون کہ مین بھی اس صحبت مین شریک ہون یہ سنکر وہ
نازنین ہنسی اور مسکرا کر کہا کہ یہ سب ہمارے عاشق زار ہین دل و جان سے
میرے حسن و جمال پر نثار ہین تو بھی اگر ہم سے محبت رکھتا ہے اور شریک صحبت ہوا
چاہتا ہے تو یہان مراقبہ آنکھ مونچی دھوپ کی صحبت ہو رہی ہے تو بھی آ اور اسمین
شریک ہو چونکہ مین دلدادہ حسن دلفریب اُس شاہد رعنا کا تو ہو ہی چکا تھا
مین نے خوشی خوشی منظور کیا اور اُس صحبت مین شریک ہوا مگر ایسا اتفاق
ہوا کہ جتنی دیر صحبت مذاق منعقد رہی چور مین ہی رہا اور چپت مارنے والے کو
پکڑ نہ سکا چار و [illegible] سے مجھ پر دھولین پڑنے لگین اسقدر دھپین کھائین کہ
تمام جسد پلپلی ہو گئی واہ استاد اچھے مقام پر آپ نے مجھے بھیجا تھا کہ جہان
پہونچکر میرا یہ حال ہوا شاہزادہ بدیع الملک یہ حال سنکے بہت مسکرائے
اور کہا کہ خوب سزا دی اس حرامزادے کو اسوقت شاہزادہ بدیع الملک
نے فرمایا کہ قسم برب کعبہ اگر تو دین اسلام قبول کرے اور صدق دل
سے مشرف بدولت ایمان ہو تو مین تجھکو یہانکی حکومت دون اور

۵۵ جو نوش بر خاست ہوئی حجلہ عروسی آراستہ

زندگانی دنیا بخوشی بسر ... مثل حباب ہے ہر رات بیگانہ وصال میں آرام فرمایا
بڑے شاہ زادہ اولوالعزم اس دنیا سے اس طرح چلے گئے آخر فضل خدا سے ملکہ
میں مل گیا کہ اب کسی کا پتہ بھی نہیں ہے نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا نور سے
کے نشان کہیں ... الحاصل خضران نے تمام حجت کی نظر سے پھر غسل کیا
سمجھایا اور بہت کلمات وحدانیت پروردگار میں بیان کیے لیکن کچھ سود مند
نہ ہوئے آخر الامر نخچیر شاہ کا لگ خضران نے ایک ہاتھ ایسا مارا کہ سر اسکا جسم
نجس سے الگ ہو کر دور گرا اسکے مرتے ہی شور گیر و دار بلند ہوا آندھی سیاہ اٹھی
برف باری سنگ باری ہونے لگی برقیں چمک چمک کر گرنے لگیں شعلے
ہر سمت آتش فشانی کرنے لگے بہرو شیاطین اسکے حال زار پر گریہ کرتے
تھے بگولے خاک اڑاتے تھے اور جو اشیا و مکانات و قصر اسکے ساختہ تھے
وہ سب تو پہلے ہی منہدم ہو کر نیست و نابود ہو گئے تھے وہ بھی تھی اک
پہیلی سی ممنوعہ + صبح کو راز مہ و اختر کھلا + اسی ہنگامہ میں آواز آئی کہ کشتی مرا نام
من اکوان تا جادو بود افسوس کہ مردیم و جا ندادیم و بمطلب خود نہ
رسیدیم غرضکہ تھوڑے عرصہ تک شور و شر بپا رہا جب کہ سب بلیات
برطرف ہوئے تاریکی دور ہوئی روشنی ہونے لگی شاہزادہ بدیع الملک نے
شکر خدا بجا لائے اور دو رکعت نماز شکرانہ کی پڑھ کر شکریہ پروردگار عالم
ادا فرمایا اور جبین نیاز بدرگاہ کریم کارساز جھکا کر عرض کیا کہ اے خالق ارض و سما
ہزار ہزار شکر و احسان ہے تیرا کہ آج مجھکو اس مخمصہ سے نجات ملی ہے بعد الحمد
کہنے لگے کہ محنت میری + ٹھکی ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری + اور پھر اسکے
آپ نے خوشطاق کو شہنشین سے کہا کہ اب یہاں کی حکومت کس کو
دیجاوے انہوں نے کہا کہ سوا آپ کے ملکہ کے دوسرا لائق حکومت و مستحق
سلطنت نہیں ہے انھیں کو یہاں کی حکومت دینا چاہیے وہی زیبندہ سریر
سلطنت و اورنگ جہانبانی ہیں ملکہ نے یہ کلام سنکر کہا کہ میں ہرگز ایسی
بادشاہت نہیں چاہتی اور کوئی حق مجھکو حاصل نہیں ہے اور نہ میں یہاں کی
فرمانروائی پسند کرتی ہوں آپکی خدمت میں حاضر رہنا اور حضور کی کنیزی
اختیار کرنا اپنا فخر سمجھتی ہوں اور سلطنت ہفت اقلیم سے بہتر جانتی ہوں
آپکی جدائی ایک لحظہ بھر شاق ہے میں بخدا آپکی کنیزی اختیار کرنے
کے مقابلہ میں یہاں کی بادشاہت بار تار کیا ... سمجھتی ہوں شاہزادہ نے
یہ کلمات سنکر فرمایا کہ میری ہمراہی کسی عنوان ممکن نہیں ہے معلوم نہیں میں
یہاں سے کہاں جاؤں اور کن کن مشکلات و مصائب میں مبتلا ہوں اور
کیسی کیسی سختیاں جھیلنا پڑیں لہذا تمہارا ساتھ رہنا نہیں کسیطرح مناسب

جب زلف لیلاے شب تا بکمر پہونچی مئے و نوش بر خاست ہوئی حجلۂ عروسی آراستہ
تھا شاہزادہ و خضران شب باش ہوئے خلوتخانہ وصال مین آرام فرمایا
طالب و مطلوب دولت وصل سے شادکام ہوئے فضل خدا سے ملکہ
حاملہ ہوئین جبکہ شاہ خاور نے کاشانہ مشرق سے برآمد ہوکر اپنے نور سے
عالم کو معمور کیا شاہزادہ نے بھی حجلۂ عروسی سے رونق افروز حمام ہوکر غسل کیا
دیوانخانہ مین تشریف لائے رفیق و مصاحب دربار مین حاضر ہوئے ہر ایک
کا مجرا و سلام ہوا خواجہ خضران بھی غسل کرکے صحبت مین آکر بیٹھے درویش
گوشہ نشین بھی تشریف لائے اور کہا یہ عقد آپ کو مبارک ہو ہرچند کہ موقع
جشن عیش و طرب و خوشی خرمی کا نہین ہے بسبب آلام و صدمات مفارقت عزیزان
و رفیقان کے مگر مقام شکر ہے کہ ملکہ عنایت خدا سے حاملہ ہوئین اور اُنکے بطن
سے ایک شاہزادہ پیدا ہوگا کہ نہایت تہمتن و صف شکن صاحب اقبال
ہوگا اور اُس سے بھی بہت سے کار نمایان ظہور مین آئینگے اور خضران کے
یہان فرزند پیدا ہوگا کہ وہ اُس شاہزادہ کا رفیق ہوگا جیسی کچھ کہ خضران
نے آپکے ساتھ رفاقت کی ہے ویسا ہی وہ بھی رفیق و جان نثار شہزادہ
کا ہوگا اور نام شاہزادہ کا مین نے وحید الملک اور خضران کے لڑکے
کا صفوان بن خضران تجویز کیا ہے اندر محل کے ملکہ سے کہلا بھیجا جائے کہ
جب خداوند وہ دن دکھلائے تو نام ان دونون مولود مسعود کے یہی رکھے جائین
غرضکہ وقت مقررہ تک دربار آراستہ رہا بعد برخاست شاہزادہ محل مین
تشریف لے گیا خاصہ تناول فرما کے آرام کیا سہ پہر کو پھر صحبت رفیقون اور
ندیمون کی منعقد ہوئی شاہزادہ بھی محل سے برآمد ہو کر صحبت مین رونق افروز
ہوا تھوڑی دیر بیٹھکے سیر و تفریح کے لیے سوار ہوا سیر سبزہ زار و کیفیت آبشار
دیکھکر مراجعت فرمائی محل مین داخل ہوا رفیق و مصاحب اپنے اپنے
مقام قیام پر آکر آرام پذیر ہوئے اسیطرح شاہزادہ چند روز داد عشرت و
کامگاری دیتا رہا اب شاہزادہ بدیع الملک نے چندے یہان قیام
فرما کر اُن احباب و اعزا کے مقبرے طیار کرائے کہ جنھون نے اُنکی رفاقت
مین جام شہادت پیکر اپنی جانین نثار کی تھین اُنکے مزارون پر قرآن خوان
مقرر کیے جاروب کشی و روشنی وغیرہ کا انتظام کر دیا اور فرمایا کہ یہ یادگار
اس مقام پر رہے کہ فلان وقت مین بدیع الملک یہان آیا تھا اور
اسقدر احباب و رفقا عزیزون کو یہان چھوڑکر سب کی مفارقت کا داغ
اپنے دل پر لے گیا اور جنھون کو یہان آباد کیا اور ایک عرضی اس مضمون
کی بادشاہ اسلام کی خدمت مین لکھی کہ جن احباب جان نثار و رفقا سے

پھر اپنے سونے ہوئے یون سونے والے کو جگا کر شہزادے قسم ہے ہین وہ پھر اسی مکان پر
پہنچے لند چھاوہ متن لند صحو روا ابراہیم بن مالک عدلان شاہ و فضلان شاہ
حضور مین جو عرض اسیطرح سے اٹھارہ سو رفیق و مہربان میرے دولتخواہان سو گئے ہین
اور مین تنہا آپ کے ساتھ جاؤن کسیطرح مین گوارا نہین کر سکتا بلکہ چاہتا
ہون کہ ابھی چمن مین جسکو صرصر اجل نے پامال کردیا ہے جہان کہ نسیم فنا چل رہی
ہے مین بھی یہین کی سیر کرتا رہون اور کچھ ایسا ہو کہ مین بھی جلد تر انمین شریک
ہو جاؤن شاہزادہ بدیع الملک نے یہ کلام عبرت انضمام سنکے فرمایا کہ
اگر یہی بات ہے تو مین بھی ایسی ہی پوشاک پہنکر یہین کی سکونت اختیار کرتا
ہون اور آپکی معیت مین انکے مزار پاک کی مجاورت مین بھی مشغول
ہون بقول شخصے کے خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو + یہ دیکھ کر
اسد عازمی نے فرمایا کہ حضور یہ مصلحت وقت نہین ہے آپ اپنی منزل
کھوٹی نہ کرین اور جو قصد آپ نے خانہ کعبہ جانے کا کیا ہے اُسکو فسخ نکرین
بسم اللہ آپ سوار ہون اور میری طرف سے یہی عرض کر دیجیے گا کہ مین قافلہ
سے چھوٹ کر یہین رہ گیا سے بچھڑا ہون کاروان سے مسافر ہدیدہ ہون +
شاہزادہ بدیع الملک نے چاہا کہ مین کچھ اور کہون کہ خضران بن عمرو نے
عرض کی کہ مجھکو آپ سے تنہائی مین عرض کرنا ہے شہزادہ نے فرمایا کہ کچھ
بتاؤ تو سہی کیا کہنا ہے میرا دم الجھتا ہے عرض کیا کہ انھین کے متعلق کچھ باتین آپ
سے عرض کرتا ہون شاہزادہ ہمراہ ہوا علحدہ آکے خضران نے عرض کیا
کہ آپکو شاید خیال نہین ہے مین نے بانی دادا صاحب کی یون سنا ہے کہ
آپ کے والد ماجد شاہزادہ نور الدہر کو جب اتفاق ہوا آشام
بحکم [illegible] شاہ باختری واسطے بربادی وقتل کے گیا تو لشکر سے کرسب
نوجوان بیچ کے گئے اور چاہا کہ انھون نے اتفاق ہوا آشام کو جواب
دیا اور فنون سپہ گری مثل تیر اندازی ونیزہ بازی وغیرہ آپ کے والد کو
تعلیم [illegible] اگر یہ رہ جاتے اور شاہزادہ وبدیع الملک پیدا ہوتے
تو یہ انکو فنون سپہ گری تعلیم کرینگے دوسرے کیا عجب ہے کہ چاہ ناران مین
[illegible] ملکہ کا [illegible] یا [illegible] تاجدار تھا پرورش کرے
آئے تو یہ [illegible] خاص [illegible] ملکہ کی اعانت کرینگے جب
خضران نے یہ کہا تو شاہزادہ نے بھی خیال کیا کہ واقعی یہ کہتے ہین
[illegible] مصلحت تو معلوم ہوتا ہے اور یہ خیال کرکے اندر محل کے تشریف
لے گئے ملکہ سے کہا کہ یہ بزرگ [illegible] یہان ٹھہر [illegible] شہزادہ
رفقا کی گوشہ نشینی اختیار کرکے رہنا پسند کرتے ہین لہذا ان منظور ہونے کا

اس مقام کے معمول رکھنا اُسکے خلاف حکم کوئی بات یہان کی ہونے نہ
پاوے اور جب تمھارے یہان لڑکا پیدا ہو تو اُسکو دہین ڈال دینا اور جب بڑا ہو
اور جدا ہونے کا قصد کرے کہ وہ پروان چڑھے تو تعلیم و تربیت کے لیے انھین کے
سپرد کر دیا ہو گا ملکہ سے اُسکا رخصت ہونا اور ملکہ کا بحسرت و یاس شہزادہ سے یہ
کہنا سر اڑا کے خاک یہ مشت غبار لیتا جا مجھے رکاب مین اور سوار لیتا جا
عجب حسرت خیز واقعہ تھا کہ تمام عورات محل شہزادہ کو گھیرے ہوئے کھڑی تھین
اور آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے کلمات حسرت و یاس زبان پر جاری ملکہ کی
بیقراری گریہ و زاری جو کوئی دیکھتا کیسا ہی سنگدل ہوتا اُسکی آنکھ سے بھی
آنسو نکل پڑتے ملکہ شاہزادہ کا دامن پکڑے ہوئے کھڑی تھی اور کہہ رہی
تھی کہ آپ مجھے کس پر چھوڑے جاتے ہین مین کیونکر آپ کی مفارقت مین
اپنی زندگی بسر کرونگی اور کسطرح ہوکر رہونگی شہزادہ نے کہا کہ ملکہ خدا تمھارا حافظ
و نگہبان ہے اُسی کے فضل حمایت مین تم کو سپرد کرتا ہون وہی تمھارا حافظ حقیقی
ہے تم کسیطرح گھبرانا نہین اور نظر بخدا رکھنا اگر اُسکو منظور ہے تو پھر ملاقات ہوگی
شہزادی کا بچشم اشکبار عرض کرنا کہ دیکھیے جمال با کمال کی کب زیارت ہوتی
ہے شاہزادہ کا یہ فرمانا کہ دیکھیے اختیار خدا ہے الغرض شاہزادہ خدا حافظ و ناصر
کہکے محل سے برآمد ہوا اور جسقدر ملازم کہ اس مقام پر چھوڑ دیے تھے اُنکو بلا کر
فہمائش کی کہ شاہزادہ اسد ہمارے بزرگ ہین اُنکی اطاعت و فرمانبرداری
سے کبھی غافل نہ ہونا اور جا و بیجا جو کچھ یہ فرمائین اُسی پر عمل کرنا ہرگز اسمین پہلو
تہی نہ کرنا اور خلاف اُنکی راے کے جو کوئی کرے گا اور مجھکو معلوم ہوگا تو مین
اُسے قتل کرونگا ان سب نے عرض کیا کہ جیسا حضور نے ارشاد فرمایا ہے اُسی کے
مطابق تعمیل حکم ہوگی اور خلاف شاہزادہ اسد کے ہماری کیا مجال ہے جو ایک
قدم رکھین حضور کے فرمانے سے بڑھکر اُنکی اطاعت اور فرمانبرداری مین
سرگرم رہینگے الحاصل یہ فہمائش کر کے شاہزادہ بدیع الملک سوار ہوئے
اور اسد نغاری اُن مقابر کی جاروب کشی مین مصروف ہوئے اب
شہزادہ اسد کو تو اس مقام پر چھوڑا جاتا ہے اور احوال شاہزادہ
بدیع الملک کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ رہروی کرتے ہوئے چلے جاتے
ہین فوج و سپاہ ہمراہ ہے رفیق و مصاحب گرد حلقہ کیے ہوئے گھوڑون پر سوار
ہمراہ رکاب ہین اور منزل طے کرتے ہوئے جا رہے ہین وہ صحراے لق و
دق وہ تمازت آفتاب وہ کوہستان و ریگستان کا سفر ادھر ملکہ کا خیال
شاہزادہ اسد کی مفارقت کا رنج و ملال یہ سب امور پیش نظر مگر با این ہمہ

وہ [illegible] ہین چلتے چلتے قریب ایک صحرا کے سبزہ زار اور دشت پر بہار کے پہونچکر اتنا کہ شام ہوئی شاہزادہ نے اس صحرا کو پسند کر کے حکم دیا کہ آج کی شب یہان مقام کیا جائے سب نے عرض کیا حضور بہت مناسب ہے یہ صحرا بھی نہایت پر فضا ہے چشمہ آب بھی قریب ہے اہل لشکر کو بہت آرام ملیگا غرضکہ اُسی صحرا مین مقام کیا خیمے ڈیرے استادہ ہو گئے اہل لشکر کے بستر لگ گئے ہر ایک لشکری اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہوا نصف شب تک بڑی چہل پہل رہی جب زمانہ شب کا برطرف ہوا اور نماز صبح کے واسطے شاہزادہ بدیع الملک بیدار ہوئے شاہزادہ گوہر کلاہ اور خضران ساتھ ساتھ تھے واسطے ادا کرنے فریضہ سحری کے مسجد کے پاس گئے قریب پہونچے تھے کہ پہلو سے ایک مار سیاہ پیدا ہوا اور شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ کی کمر سے لپٹ گیا اور لے اُڑا لاکھ لاکھ کوشش کی بدیع الملک نے اور خضران نے بہت کچھ ہاتھ پاؤن مارے مگر اس مار کو پکڑنہ پایا اور نہ معلوم ہوا کہ وہ کدھر لے گیا جب کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو لشکر سے اسرار اختر شناس منجم کو بلوایا اور اُس سے سفر کا حال اور اس سانحہ عجیب کا ماجرا دریافت کیا اُسنے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کوئی ساحرہ شاہزادہ کو اُٹھا کر لے گئی ہے اگر خواجہ قصد کرین تو کیا عجب ہے کہ پتہ شاہزادہ کا ملجائے خضران سے بدیع الملک نے کہا کہ تمھی تم جاکے شاہزادہ کا پتہ لگاؤ خضران نے عرض کیا کہ مجھے کوئی عذر و انکار ہو ہی نہین سکتا مین جاتا ہون اور پتہ لگاتا ہون آپ اسی مقام پر قیام فرمایئن شاہزادہ بدیع الملک نے فرمایا کہ بہتر ہے مین تم جلد جاؤ اور اس واقعہ کی سراغرسانی کرو یہ فرماکر حکم دیا کہ آج کے روز اسی جگہ مقام ہوگا کل لشکر مین خبر کردی گئی ہر ایک شخص کو معلوم ہوگیا مگر تمام اہل لشکر از حد پریشان ہین کہ شاہزادہ گوہر کلاہ کو کون اُڑا لے گیا ہر ایک دست بدعا ہے اور شاہزادہ کی تفتیش کے لیے درگاہ جناب باری مین التجا کر رہا ہے الغرض خضران مین عمرو نے کمر بست عیاری اُٹھائی اور پاتابہ سقرلاتی و جیلہ ہائے ناشق سے تنگ چست ہو کر گوپین عیاری و باز سرسے و غیرہ لگاکر بہانہ ایک سمت کو روانہ ہوئے کہ حال انکا بروقت بیان ہوگا اول یہ عرض کیا جاتا ہے کہ جب خبر تباہی و بربادی بت طاق کی قران فیلسوار کو پہونچی تو اسنے باراوہ فوج کشی اپنے جہلان جنگی سے یورش کرنے کا قصد کیا اسکی معشوقہ نے جو یہ کیفیت دیکھی کہ یہ فوج کشی پر آمادہ ہے اسنے کہا کہ آپ اسقدر کیون زحمت اُٹھاتے ہین طلسم کشا کو جو کہ سر شہنشاہ اس قبا ہی و بربادی کا ہے اور جسکی وجہ سے یہ سب خرابی واقع ہوئی اُسی کو کیون نہ گرفتار کر لاؤن اور تیرے نزدیک

... کو بیچ کشی کرکے جاتا کسیطرح مناسب وقت نہین ہوا ابھی مین کسی
اور اُسے لاتی طرفۃ العین مین تو مین اُسکے گرفتار کیے لاتی ہون بس اسنے یہ
کہکر فوراً ایک اسم سحر پڑھا اور غلطک بار کے شکل ایک بار سیاہ کی اپنے
پیدا کی اور سمت لشکر صاحبقران روانہ ہوئی اُسوقت یہ لشکر مین پہونچی کہ
جب شہزادہ بدیع الملک مع شہنشاہ گوہر کلاہ و خضران بن عمرو واسطے
ادائے نماز صبح کے مسجد کے پاس کیطرف جاتے تھے اسنے قصد کیا کہ شاہزادہ
بدیع الملک کو لے جاؤن مگر بہ سبب اشیاء متبرک کے جو اُنکے پاس
تھین اسوجہ سے اسکا قابو نہ چل سکا اسنے خیال کیا کہ اب خالی کیا پھرون
پس یہ فوراً شہنشاہ گوہر کلاہ کی گردن و کمر مین پیچیدہ ہوکر ایک سمت کو
لیکر چلی ہرچند شہزادہ بدیع الملک نے اور خضران بن عمرو نے
کوشش کی مگر کچھ کارگر نہ ہوئی اور بار سیاہ صاف شہزادہ کو لیے چلا گیا
شہزادہ بدیع الملک جلدی سے نماز سحر ادا کرکے اپنے مقام پر واپس
آئے اور نہایت متردد و پریشان بیٹھے تھے کہ خضران نے عرض کی حضور
اسرار اختر شناس منجم کو طلب کرنا چاہیے چنانچہ منجم اختر شناس کو بلواکے
اُس سے حال سفر اور شہنشاہ گوہر کلاہ کے دفعتہً غائب ہو جانے کا
حال دریافت کیا اختر شناس نے اپنے علم نجوم و رمل کے زور سے
بتلانا شروع کیا کہ شاہزادہ کو ایک ساحرہ نے لیگئی ہے گرفتار کیا ہے ہونا وقت پر منحصر
ہے مگر خضران بن عمرو اگر شہزادہ کی تلاش مین جائینگے تو یقین ہے کہ شاہزادہ کا پتہ
ملجائے اور بہت جلد وہ آپ سے آکر ملین اور بہت شان و شوکت سے
تشریف لائین چنانچہ شہزادہ بدیع الملک نے خضران سے مخاطب
ہوکر فرمایا کہ خواجہ تم شاہزادہ کی تلاش مین جاؤ اور جہانتک ممکن ہو کوئی
دقیقہ سعی و کوشش مین باقی نہ رکھنا خضران نے دل مین خیال کیا کہ یہ
وقت کوئی عذر و معذرت در پیش کرنے کا نہین ہے کیونکہ یہ شاہزادہ کے
مزاج سے خوب واقف ہین اور سابق مین ایسا ہو چکا ہے کہ ذرا سے عذر و حیلہ
پیش کرنے مین مزاج شاہزادہ کا برہم ہو گیا اور نہایت بیمروتی و ناراضی ظاہر
کی اس خیال سے اُنھون نے کوئی عذر و حیلہ نہ کیا اور عرض کیا کہ مجھے آپکے
حکم مین کیا عذر و انکار ہو سکتا ہے مین تو دل سے ایک ادنیٰ بندۂ درگاہ و مترصد فرمان ہون مین ابھی
بسر و چشم فوراً روانہ ہوتا ہون اور آپ کے اقبال سے شاہزادہ کا پتہ
لگا کے حاضر خدمت ہوتا ہون حتی المقدور اپنے کوئی دقیقہ کوشش و
تلاش مین فروگذاشت نہ کرونگا اور خدا نے چاہا تو بامراد واپس آؤنگا آپ
میری واپسی تک اسی مقام پر قیام فرمائین چنانچہ شہزادہ کے اسی صحرا مین مقام کیا

لشکر کو حکم دے دیا کہ یہیں فروکش رہے اور قہران بن تمر شتلورہ زر لفتی دیا تا یہ
سفر لائی حیلہ ہائے ناحق سے تنگ و چست ہو کر یہاں سے ایک سمت
کو روانہ ہوئے انکو تو رہروی میں چھوڑا جاتا ہے اور حال سیف جادو ساحرہ کا
عرض کیا جاتا ہے کہ یہ شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو لیے ہوئے قریب اپنے
مقام کے پہونچی اور غائطک مارکے اپنے شکل انسانی پیدا کی نہایت حسین
و جمیل برس پندرہ ایک کا سن و سال تیر مژگان و ابرو ہلال پوشاک مغرق
پہنے زیور و جواہر سے آراستہ و پیراستہ کنگھی چوٹی کیے ہوئے بنی سنوری اپنے
تئیں بزور سحر پری جمال بناکر سامنے آئی اور شاہزادہ سے اپنا تعشق ظاہر کیا
اور حد سے زیادہ الفت و محبت کا اظہار کرکے بکمال اختلاط و گرمجوشی ان سے
طالب وصل ہوئی اور دل خواہش کرکے کہنے لگی کہ تمہارا حسن و جمال دیکھ کر
میں تم پر فریفتہ ہوئی ہوں دل مشتاق سینہ میں طپاں ہے کلیجہ فرط شوق میں ہاتھوں
اچھل رہا ہے جب خیال آتا ہے دل مضطر بیچین ہو جاتا ہے میں نہیں چاہتی ہوں
کہ قران فیل سوار کے ہاتھ سے تجھ سا محبوب قمر طلعت کیوان منزلت قتل
کیا جائے اور تمہارے حسن و جمال کے آگے اُسکی کیا حقیقت ہے میں تم کو
اُس پر ترجیح دیتی ہوں اور ہزار جان سے تم پر شیفتہ و دلدادہ ہوں۔ میرا نام
سیف جادو ہے اور مجھکو یہ طاقت ہے کہ میں جس ملک کو چاہوں تمہارے
قبضہ و اختیار میں کردوں بس اگر تم میرا کام دل سے مجھے دو اور اپنے وصل
سے مجھکو شاد کام کرو تو میں تم کو کمال مرتبہ اعلےٰ پر پہونچادونگی اور نہایت صاحب
اقتدار کرکے کسی ملک کا تم کو فرمانروا کردونگی شاہزادہ نے فرمایا کہ او مکارہ
تو نہایت بدوضع معلوم ہوتی ہے کہ تو اپنے معشوق کی خاطر سے مجھکو اُٹھا لائی ہے
اور اب میرا حسن و جمال دیکھ کر مجھ سے مرتکب فعل شنیع ہوا چاہتی ہے تیرا کیا
اعتبار ہے اگر مجھ سے بہتر کسی کو پائے گی تو اُسکو دیکھ کر پھسل جائیگی تو خوب
سمجھ لے کہ ہم لوگ خدا پرست اس فعل کو بہت قبیح جانتے ہیں اور ساحرہ عورتوں
سے ہم لوگوں کو نفرت کلی ہے اگر بالفرض اُنکا حسن و جمال اصلی غایت دلکش اور
زاہد فریب بھی ہو تو ہم لوگ آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتے تو کیا ہم کو اپنے دام مکر و
فریب میں پھنسانا چاہتی ہے چل دور ہو میرے سامنے سے جب اس ساحرہ
نے دیکھا کہ شاہزادہ کسیطرح رضامند نہیں ہوتا تو اسنے مجبور ہو کر یہ تدبیر
کی کہ شاہزادہ کو بارگاہ قران میں لے کر آئی یہاں دربار قران فیلسوار
کا آراستہ ہے تمام سردار اسکے دنگلوں اور کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ
بکمال کبر و غرور تخت پر بیٹھا ہوا حکمرانی کررہا ہے کہ اس ساحرہ نے لاکر
شاہزادہ کو پیش کیا اُسنے اسیوقت ہنگرونکو بلوا کر شہزادہ کو مسلسل و مقید

کردیا ہاتھونمین ہتکڑیاں پیرون مین بیڑیان گلے مین طوق انگلیونمین چاردار
لٹو وغیرہ تمام جسم مین قبہ آہن پہنا کر مسلسل و مطوق کردیا چونکہ بسبب جادو
اس یوسف جمال کی صورت زیبا پر عاشق و شیدا ہو چکی ہے اسوجہ سے یہ ایذا
گوارا نہوا اسنے دیکھی اس سے اُٹھائی نگئی یہ تو وہانسے برخصت ہوکر اپنے
مکانپر چلی گئی اور یہان قران نے دیکھ کر کہا کہ تم نے اور تمھارے باپ نے
تمام ملک کو تباہ و برباد کیا اور لکھوکھا بندگان خداوندکا خون ناحق اپنی گردن
پرلیا اب اُسکے عوض مین تم کو مین قتل کرنا چاہتا ہون یہ کہکے جلاد کو طلب کیا
رستم فیلسوار اسکا سپہ سالار جو پہلو مین بیٹھا ہوا تھا اسنے بادشاہ سے دیکھ کر
کہا کہ ایسے جوان کا یون قتل کرڈالنا اچھا نہین ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے
کہ اسکا کوئی وہان ہمسر نہ تھا جو اُسکو اسطرح مجبور کرکے بہ حالت بیکسی
قتل کرادیا لہذا مین چاہتا ہون کہ اس سے مقابلہ کرکے اور زیر کرکے اسے
قتل کرون بادشاہ نے کہا ایسا نہین ہو سکتا اور جلاد سے کہا کہ تلوار اُدھر
چلاو اسنے تیغہ اُٹھایا ساتھ ہی رستم فیلسوار نے جھپٹ کر اُٹھا اور ایک طمانچہ
جلاد کو مارا کہ وہ چھٹک کر گرا اور واصل جہنم ہوا بس یہ معرکہ دیکھ کر قران فیلسوار
نے اور سرداروں و پہلوانوں کو حکم دیا کہ مار لو اس نمک حرام رستم کو اسنے
غضب کیا کہ جلاد کو مار ڈالا اور ہمارے حکم مین رخنہ ڈالدیا اور ایک خدا پرست
کو جسکے باپ نے لکھوکھا بندگان خداوندکا خون ناحق کیا ہے اور تمام ملک خراب
و برباد کردیا ہے اُسکو رہا کرنا چاہتا ہے تم لوگ یہ حال دیکھتے ہو اور مار نہین لیتے
ہو اس حرامزادہ کور نمک کو جسنے اپنے ولی نعمت کی حکم مین رخنہ پردازی کی
بس بادشاہ کی زبان سے یہ سننا تھا کہ سب لوگ ٹوٹ پڑے اور لگی تلوار
چلنے شہزادہ شہنشاہ کو پہر جلاد نے جو یہ معرکہ دیکھا یا یزدان پاک کہا اب جو
ہتکڑی کو بیڑی مین ڈالکر زور کیا تو قید آہن کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا
اور آپ بھی کسی کی تلوار چھینکر لڑنے لگے یہ معرکہ دیکھ کر قران فیلسوار شہزادہ
کیطرف جھپٹا یہ کہتا ہوا کہ اس نمک حرام نے تجکو چھوڑا دیا مگر کہ کدارم کہ از دست
من زندہ و سلامت بدر رود یہ کہکے اور قریب سے تیغہ مارا شاہزادہ نے تیغہ کا وار
خالی دیا اور اسکا بند دست پکڑکے جھٹکا مارا کہ یہ چھٹکا بس شہزادہ نے کمر پیچکا
بند پکڑکے اسکو اُٹھا لیا اب اسنے دیکھا کہ شہزادہ کے ہاتھ سے بچنا
ممکن نہین اور کسیطرح جان نہین بچ سکتی بس یہ گھبرا کے کہنے لگا کہ امان شہزادہ
نے فرمایا بشرط ایمان اسنے قبول کیا شاہزادہ نے چھوڑ دیا اسنے فوج کو منع
کیا کہ خبردار اب شہزادہ پر ہاتھ نہ اُٹھانا مین نے اطاعت انکی اختیار کی
یہ کہکے شہزادہ کو لاکر مقام صدر پر بٹھایا اور سرداروں کو اُٹھوا کر بارگاہ کو پاک و

صاف کرا دیا اور از سر صدق کلمہ طیبہ پڑھ کر مع فوج و لشکر کے مسلمان ہوا اور حقیقت
سے شاہزادے کی خوب واقف ہو کر کل لشکر کو اور فیلوں کو اپنے ہمراہ لیکر
اسیوقت اسنے کوچ کیا اور ہمراہ رکاب سعادت انتساب شاہزادہ عالیجاہ
کے بڑے کروفر سے روانہ ہوا ایک منزل اسنے طے کی تھی کہ دیکھا سامنے سے
سیف جادو پیدا ہوئی آثار غیظ و غضب اسکے چہرہ سے نمایاں تھے اسنے
پہنچکر کہا کہ ہمارے قبضہ سے اب باہر ہوئے جاتے ہو بھلا اب میں تمھیں کب
چھوڑتی ہوں یہ کہکر اسنے ایک ناریل کھینچکر فلک کیجانب مارا اور وہ ہوا سے
آسمان پر پہنچا اور آسمین سے ایک ابر پیدا ہوا اور وہ آکر تمام فوج پر چھا گیا
اور کل فیلو نپر چھا گیا اور آسمان سے بارش ہونے لگی اسکی یہ تاثیر تھی کہ
جسپر ایک بوند پڑی وہ پتھر کا ہو گیا اب جو دیکھا تمام فوج اور سردار و قران قیماسوا
مع شاہزادہ عالیجاہ کے سب پتھر کے ہو گئے سیف جادو علیحدہ افسوس
کنان ایک درہ پہاڑ پر آکر بیٹھی یہ کھڑی ہوئی دیکھ رہی تھی اور افسوس کر رہی
تھی کہ سامنے سے ایک بڑھیا کچھ انڈے وغیرہ لیے ہوئے ایک لاٹھی بانس
کی اسکے ہاتھ میں سوسی کا پاجامہ پہنے جسمیں سیکڑوں پیوند لگے ہوئے ٹوٹا
جوتا پاؤں میں جسکے تلے گھسے ہوئے جاسوسی کرتی ہوئی سامنے سے پیدا
ہوئی اُسی درہ پہاڑ کیطرف سے یہ چلی آتی ہے ہائے افسوس کرتی ہوئی سیف
نے پوچھا کہ تو کون ہے بڑھیا نے دیکھ کر کہا کہ بلاؤں میں سے سنا تھا یہاں
لشکر اُترے گا میں انڈے لیکر واسطے فروخت کے یہاں آئی تھی یہاں آکر
دیکھا تو اور ہی کیفیت نظر آئی کہ سب اپنی ہیئت سے گذر گئے ہیں اور یہ
کہکر پھوٹ پھوٹ رونے لگی اور بیان کرنا شروع کیا کہ ہائے میں کیوں اپنے گھر
سے چلکر خراب ہوئی اور مفت میں تکلیف منزل کی مجکو اُٹھانا پڑی میں
بخشش کیا جانتی تھی ورنہ اسقدر زحمت کیوں برداشت کرتی خداوند غارت
کرے اسکو جسنے اس لشکر کو پتھر کا بنا دیا کہ میرا نقصان بھی ہوا اور منزل کی
تکلیف بھی ہوئی یہ کہتی جاتی ہے اور پھوٹ پھوٹ کر رو رہی ہے چنانچہ یہ زار نالی
بڑھیا کی سنکر سیف جادو نے کہا اے بڑھیا تو اپنے جی سے کیے لیے
خواہ مخواہ کسی کو کوستی ہے اور اسقدر پھکوں پھکوں روتی ہے جو کچھ تیرا نقصان
ہوا ہو مجھ سے لیلے لا انڈے لا بڑھیا نے انڈا اسکے ہاتھ میں دیا اسنے
اُٹھاکے پتھر پہ کھینچ مارا انڈا ٹوٹا اسمیں جو دیکھا تو بجائے مادہ کے ایک بچہ
نکلا اور مثل تیر کے اُڑ کے اسطرف کو چلا اسنے کہا ارے یہ کیا اتنا کہنا
تھا کہ ایک چھینٹا اسکو آئی اور یہ بیہوش ہو کر گری اُسوقت سب اسکے
اسکے مارے جانے کے اور کوئی صورت نہ تھی کہ یہ لوگ جو پتھر کے ہو گئے تھے

[illegible] خضران بن عمرو اور [illegible]
صفائی سے ایک ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہو گئے اسکے مرتے ہی
صدا سے گیر و دار بلند ہوئی آندھی سیاہ چلنے لگی شور و غل مچاتے تھے بگولے
خاک اڑاتے تھے برقیں کوند کوند کر گرتی تھیں شعلے چہار طرف آتش افشانی
کرتے تھے برف باری سنگ باری کل بلیات کا تھوڑی دیر تک زور شور رہا
چند ساعت کے بعد یہ بلائیں برطرف ہوئیں ہر سے اسکے صدا دی کہ کشتی مرا
نام من سیمنف جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و یہ مطلب خوب سمجھے ہم
اب جو دیکھا تو لشکر کے لوگ پھر اپنی ہیئت اصلی پر آ گئے شہنشاہ گوہر نگاہ
نے بہت تعریف کی اور قران فیلسوار نے خضران کی بہت مدح و
ثنا کی اور بہت کچھ بادشاہ نے انکو دیا اور کہا کہ آپ نے بڑا کار نمایاں کیا کہ ہم
سب کی جانیں بچائیں جو آپ اس مقام پر پہونچکر عیاری کرتے تو ہم لوگ
اپنی ہیئت اصلی پر آتے کیونکہ تصدق و خیرہ شاہزادہ پر سے اتروایا اور لشکر
میں خوشی کے شادیانے بجنے لگے اسی روز وہیں مقام کیا شب بھر آرام کیا
پھر رات رہے سے لشکر میں کمر بندی ہونا شروع ہوئی ہنگام سحر شہنشاہ
گوہر نگاہ و قران فیلسوار مع کل فوج و لشکر کے روانہ منزل مقصود ہوئے
خضران بن عمرو پہلے سے یہ خبر دینے شاہزادہ بدیع الملک کو چلے کہ
شاہزادہ عالم بخیر و خوبی تشریف لاتے ہیں اور قران فیلسوار مع اپنے
سپہ سالار اور سرداران لشکر کے اور کل فوج و سپاہ کے مطیع ہو کر ہمراہ رکاب
شاہزادہ عالیوقار کے ہیں اور ہمیں نے اس ساحرہ کو جو شہزادہ کو لیگئی تھی
آپ کے اقبال سے واصل جہنم کیا اس ساحرہ نے وہاں بڑا ہنگامہ برپا
کیا تھا اور شہزادہ کے دشمنوں کو مع قران فیلسوار اور کل اسکی فوج و سپاہ
کے پتھر کا بنا دیا تھا غرضکہ خضران نے کل واقعہ جو گذرا تھا شہزادہ
بدیع الملک کے سامنے بیان کیا اور مبارکباد دی شہزادہ بلند اقبال
نے یہ مژدہ جانفزا سنکے سجدہ شکر ادا فرمایا اور چند رفیقوں کو حکم دیا کہ استقبال
کر کے شاہزادہ کو لاؤ غرضکہ چند رفیق و مصاحب گئے اور شاہزادہ کو باعزاز و
اکرام لا کر داخل بارگاہ کیا بدیع الملک کو شاہزادہ کے آنے کی نہایت
خوشی ہوئی اور کل لشکر میں جو شاہزادہ کے یکایک غائب ہو جانے
سے افسردگی چھائی ہوئی تھی وہ مبدل بفرحت و انبساط ہوئی ہر شخص شادان
و فرحان ہو کر خوش و خرم ہوا اسقدر دن اور رات عیش و عشرت میں گذرے
دوسرے روز صبح کو شاہزادہ بدیع الملک با اقبال مع کل فوج و لشکر
کے پھر بیابان گرد باد کیطرف نہضت فرما ہوئے اور یہ قصد کیا کہ وہاں سے

خانۂ کعبہ جاؤنگا اور بادشاہ اسلام کا انتظار کرونگا بس یہ تہیہ فرماکے کوچ کیا اور
طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چٹیل میدانوں اور گرم و خشک ریگستانوں
کی صعوبتیں اُٹھاتے ہوئے ایک صحراے ہولناک میں پہونچے جسکو بمشکل
تمام و بہزار دشواری طے کیا اس صحراے ہولناک میں تمام لشکر کو بسبب بے آب و
گیاہ ہونے کے بڑی تکلیف برداشت کرنا پڑی کہیں شکاریوں اور بھلوں
پر جو بھی ہوے لشکر کے ہمراہ تھے قناعت کی گئی اور کہیں چشمۂ آب نظر نہ
آیا اس جنگل کی گرم ہوائیں صرصر وباد کا دم بھرتی تھیں اور ریگزاروں کو کمال اذیت
دیتی تھیں الغرض خدا خدا کرکے اس صحرا کی مسافت کو طے کیا اور شب کو ایک
دامن کوہ میں لشکر کا قیام ہوا صبح کو پھر منزل مقصود کا رستہ لیا اسیطرح چلتے
چلتے جبکہ قریب بیابان گرد باد کے پہونچے تو دیکھا کہ وہ صحرا تمام گرد باد ہوا اور
اسقدر پُرآشوب و پُرغبار ہو رہا ہے کہ راہ نہیں معلوم ہوتی اور جو گرد صحرا اڑتی ہے
اور اُس گرد باد سے اپنا ہم جنس سمجھ کر ملتی ہے وہ شعلۂ آتشبار ہوکر جل جاتی ہے
ہر ذرہ اُس ریگ بیابان کا اخگر کا کام کرتا ہے بشر کی کیا مجال ہے جو اُس گرد باد
پُرآشوب میں قدم رکھ سکے یا اُس گرد و غبار میں جانے کی جرأت کرے بڑے
بڑے بہادروں و پہلوانوں کا اُس تیرہ و تار غبار کو دیکھکر زہرہ آب ہوتا ہے
اور قدم رکھنا اُسمیں تو نہایت دشوار و محال ہے الغرض اس حال کو دیکھکر چند
عیاروں و سرداروں نے آکر بیان کیا کہ دور سے ہم نے یہ کیفیت دیکھی ہے ہمیں معلوم
نہیں کسطرح کا بیابان ہے اور میان کی کیا کیفیت ہے یہ حال شہزادۂ عالی مرتبت نے
زبانی عیاروں و سرداروں کی سنکر لشکر کو تو اسی مقام پر فروکش ہونے کا حکم
دیا اور رہبر اسے افضر شناس کو طلب کرکے اُنسے یہ سب ماجرا بیان کیا منجم
مذکور نے بقاعدۂ علم نجوم و رمل کچھ کیفیت بیان کی خضران بن عمرو بھی اسی
مشورہ میں شریک تھے ہر شخص اپنی اپنی راے ظاہر کرتا تھا آخر الامر یہ مصلحت
قرار پائی کہ پہلے دو چار قیدی بلا میعاد والے بلکہ حبس دوام بعبور دریاے
شور کی جنکو سزا دی گئی ہے اُنکو اس بیابان کیجانب بھیجا جاوے اور اُنسے یہ کہا
جاوے کہ تم اس بیابان کیجانب جاؤ اور وہاں کی خبر لاکر حال وہاں کا بیان کرو
تو تم رہا کردیے جاؤ گے اور انعام بھی تم کو عنایت ہوگا چونکہ قید کی سختیاں
جھیلتے جھیلتے وہ اپنی جان سے عاجز تھے انھوں نے غنیمت جان کے جانا
منظور کیا چنانچہ پانچ قیدیوں کو اجازت دی گئی کہ تم ہتھیار لگاکر بیابان گرد باد
میں جاؤ اور وہاں کی خبر لاکر حضور میں عرض کرو تمھاری رہائی بھی ہو جائیگی
اور انعام بھی ملیگا بس یہ پانچوں قیدی خوشی خوشی مسلح و مکمل ہوکر بیابان
گرد باد کیجانب روانہ ہوئے جب قریب حد بیابان کے پہونچے تو اُس کے بائیں سے

جب بادمرادون کے یہ رہروی کرتے ہوئے بہت دور نکل گئے اور ایک
مقام پر ٹھہرے کے انھون نے دیکھا تو دور سے ایک قصر عالیشان نظر آتا ہے اور اُس
قصر سے علیحدہ ایک دوسرا مکان اور ہے کہ اُسمین کچھ لوگ آتے جاتے ہوئے
معلوم ہوتے ہین انھون نے وہین سے اپنی شکل ایک درویش قلندر کی بنالی اور
پھوا و پچھے ہوکر جس سے جاتے ہوئے معلوم ہون یہ آکر اُس مکان کے قریب
پہونچے وہ لوگ انکو دیکھکر نہایت خائف و پریشان ہوگئے اور گھبرا کر
شاہ صاحب کو دیکھنے لگے آپ ایسا لباس عمدہ و پر تکلف زیب تن کیے
ہوئے ہین کہ جسپر نگاہ نہین ٹھہرتی جواہر اُسپر تمام نصب کیا ہوا ہے اور کلاہ
چار ترک جسکے ہر گوشہ مین جواہرات بے بہا نصب ہے زیب سر کیے ہوئے
بڑے بڑے بال دوش پر پڑے ہوئے ہیرا کی لاٹھی ہاتھ مین اس دھج سے آپ
تشریف لائے ایسا خوش جمال اور خوش وضع درویش ان لوگون کی نظر سے
کبھی کاہے کو گذرا تھا بس صورت دیکھتے ہی سب کے سب متعجب و متحیر
ہوکر رہ گئے کچھ لوگون نے شاہ صاحب کو دیکھکر سلام کیا اور کچھ لوگون نے
یہ تجویز کیا کہ یہ سونے کی چڑیا ہاتھ آئی ہے اسکو لوٹ لو بس اُسمین سے دو
تین آدمی جھپٹ کر چاہی پڑے کہ لپٹ کر انکا لباس چھین لین اور شاہ جی کو
پکڑ لین کہ شاہ صاحب نے یہ حالت دیکھکر اپنے دونون ہاتھ جھٹکا [illegible]
کہ جاؤ حرامزادون جناب بیہوشی آپ کی [illegible] ہون یعنی دبے ہوئے تھے
وہ اُن لوگون کے پانون پر پڑے اور لوٹنے یہ لوگ معاً بیہوش ہوکر
گر پڑے بس یہ حال دیکھکر یہ لوگ نہایت خائف ہوئے اور شاہ صاحب
کی قدمون مین دست بستہ حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضور آپ انکو زندہ کردین
لوگ اپنی بے ادبی کی سزا پا گئے آپ نے فرمایا کہ ان حرامزادون نے
بڑی گستاخی کی تھی اس حرکت کی انکو سزا دی گئی انکا مر جانا ہی بہتر ہے جب
ان لوگون نے بہت منت و عاجزی کی قدمون پر شاہ صاحب کے
گر پڑے اور گریہ وزاری کرنا شروع کی تو آپ نے فرمایا کہ خیر تم لوگون کی
منت سماجت پر مجھکو رحم آگیا لو یہ پھول لے جاؤ انکو سنگھا دو یہ زندہ
ہو جائینگے یہ کہکے شاہ صاحب نے ایک پھول نکال کر دیا ان لوگون نے
لے جاکر سنگھایا پھول سونگھتے ہی وہ لوگ اُٹھ بیٹھے اب تو یہ لوگ
شاہ صاحب کے قدم بوس ہوکر بلا گردان ہوئے اور بکمال معتقد ہوگئے
اب اُن لوگون نے بکمال ادب پوچھنا شروع کیا کہ حضور جو صحرا سے
پر آشوب مین تشریف لائے کہ جہان آجتک کوئی نہین آیا تھا آپ
یہان تک کیونکر منزلین طے کر کے آئے اور کیونکر کھانے پینے کا بندوبست

یہ عمارت کیسی ہی اور اس بیابان گرد باد میں یہ [illegible]
عرض کیا کہ جناب شاہ صاحب خضر یا حضرت کش ایک بزرگ تھے انکا یہان
مزار بنا ہی اور ہم لوگ بطور مجاور کے واسطے حفاظت و نگہبانی قبر کے مقرر کیے
گئے ہین یہ وجہ ہی ہمارے یہان رہنے کی اور ان درویش حقیقت کیش کی ایک
دختر ہی کہ نام اسکا بلکہ ماہ قلندری ہی نہایت حسین و جمیل کہ حسن و خوبی مین وہ
اپنا نظیر نہین رکھتی ہی وہ سال بھر کے بعد عرس کرنے کے لیے اس مقام پر تشریف
لاتی ہین اور بچھا اور لوگون کے بھی مزار یہان بنے ہوئے ہین کہ جنکا مفصل حال
ہم لوگونکو معلوم نہین ہی بس اب زمانہ عرس کا قریب آگیا ہی طیاری سامان عرس
کی ہوا چاہتی ہی شاہ صاحب نے یہ کیفیت سنکے ان لوگون سے پوچھا کہ بھئی
اس عرس مین ہم بھی شریک ہو سکتے ہین ان لوگون نے عرض کیا کہ آجتک
کوئی شخص غیر یہان شریک نہین ہوا لیکن آپ ہین چونکہ ایسے کمالات ہین
اور آپ عین اور معدن ہین تمام اشیاء عالم کے کیا عجب ہی کہ آپ بسبب اپنے
کمالات کے شریک ہو سکین یہ عرس تین روز تک رہتا ہی اور تیسرا دن
جو آخری ہی وہ لائق دید ہی کیا مضائقہ ہی آپ عرس کے دن تک اس مقام پر
قیام فرمائین اور زمانہ عرس کا اب بہت قریب ہی اور کیفیت عرس کی قابل دید اور
آپ ایسے صاحب کمال کے ملاحظہ کرنے کے لائق ہی چنانچہ قصر کے
ایک درجہ مین شاہ صاحب کے قیام کی تجویز ہوئی اور شاہ صاحب نے
اس درجہ مین قیام فرمایا اس مین سب سامان آسائش مہیا ہوگیا وہ
لوگ شاہ صاحب کے کمالات دیکھکر نہایت متعجب ہوتے تھے
کیا دیکھتے ہین کہ اس درجہ مین فرش بچھا ہوا ہی ایک پلنگڑی جواہر نگار لگی ہوئی
اسپر بچھونا نہایت صاف و پاکیزہ بچھا ہوا تکیہ رکھے ہوئے ہین اور اسپر
شاہ صاحب آرام کر رہے ہین اور چار نازنینان پری پیکر مثل کنیزون کے
انکے پانوون دبا رہی ہین کبھی کوئی نازنین حسین و جمیل پوشاک و لباس سے آراستہ
و پیراستہ پلنگڑی کے قریب بیٹھی ہوئی ستار بجا رہی ہی کبھی ناچ رنگ ہو رہا ہی
محبت رقص و سرود کی آراستہ ہی کبھی دیکھا دسترخوان وسیع بچھا ہوا ہی اسپر
طرح طرح کے کھانے لذیذ و نفیس چنے ہوئے ہین دنیا کی نعمت
دسترخوان پر موجود ہی چند متنگار صراحیان شربت کی لیے حاضر ہین کبھی
[illegible] کی آراستہ ہی کشتیان شراب کی رکھی ہوئی ہین اسمین کنٹر و شیشہ
[illegible] سے بھرے ہوئے ہین جیسے منہ اٹھے ہین [illegible] اور
[illegible] نہایت مغرق و جڑاؤ ہوئے ہین سونے چاندی و طلائی رکھے ہوئے
[illegible] و گزک انواع و اقسام کے موجود ہین کسی روز اس درجہ مین دیکھا کہ